گلستان باختر

(جلد سوم)

ان دفاتر کا سلسلہ دفتر [illegible] کی جلد پنجم کے بعد سے شروع ہوتا ہے جسکا تسلسل ناظرین کو جلد اول و جلد دوم گلستان باختر سے معلوم ہوا ہوگا۔ اس جلد میں اسطرح سے آغاز کیا جاتا ہے کہ مردود بارگاہ خداوند یکتا ساریق بن بقا جو لقا کے چھوٹے بھائی کا بیٹا ہے دست صاحبقران ابن صاحبقران سلطان پژدہ کیوان شکوہ صاحبقران رابع سے عاجز مجبور ہو کر طلسم زلزلہ میں جاکر پوشیدہ ہوا ہے اور نقاش تصویر کش چند سرداران اہل اسلام کو قید کر کے خدمت میں شہنشاہ ایک حشمت خداوند کے لے گیا ہے اور صاحبقران تعاقب میں اسکے مع فوج ظفر موج کوچ در کوچ کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور دربند طلسم زلزلہ پر بڑی بڑی معرکہ آرائیاں پڑتی ہیں اور فرزند ارجمند صاحبقران ثالث صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران رستم صولت دارا حشمت اژدر در شہزادہ تیمور شیر پرور کے کارہائے نمایاں اور جرأت بے پایان اور بہ طلب سلیمان صاحبقران ان کا قاف جانا اور بڑے بڑے سرکشان قاف کو حلقہ غلامی پہنا کر زلازل قاف ثانی سلیمان خطاب پانا اور پھر وہاں سے آکر صاحبقران رابع سے لوازمہ صاحبقرانی طلب کرنا اور بڑی بڑی لڑائیوں میں سر آور رہنا اور دلسوز بن جالسوز بن عنبر قران نظر کردہ شاہ مردان کا لشکر اسلام میں داخل ہو کر بے نظیر عیاریاں کرنا اور آخر میں شہزادہ تیمور شیر پرور کا عیار بننا۔ اور کل گلزار عیاری موجد فن مکاری سر بریدہ گردن کشان و قتل کنندہ ساحران شاہ عیاران خواجہ خضران نامدار فرزند عمرو ثانی کا درویش آفتاب صورت بنکر مع حشم و خدم کے آنا اور لشکر کفار سے معرکہ آرائیاں پڑنا ملکہ [illegible] سحر ساز جادو کا چیلا بنکر ہمراہ رہنا اور صاحبقران زمان کا خواجہ خضران کے حال سے ناواقف ہونا اور دلسوز بن جالسوز کا خواجہ خضران پر بڑی بڑی عیاریاں کرنا اور خواجہ سے کہنا کہ تم زنبیل مجھکو دیکر خانہ کعبہ چلے جاؤ عجیب پر حیرت داستان ہے اور جو عجیب عیاریاں اس میں لکھی گئی ہیں وہ آجتک کسی کتاب میں نظر سے نہ گذری ہونگی پھر صاحبقران کیوان شکوہ کا طلسم زلزلہ کو فتح کر کے اثاثہ صاحبقرانی تیمور شیر پرور کو دینا اور دونوں کا خانہ کعبہ چلے جانا غرضکہ ہر طرح سے یہ مصنف مرحوم کی آخری یادگار ہے امید ہے کہ حضرات ناظرین اس سے محظوظ ہو کر ان مرحوم کو دعائے خیر سے یاد فرمائینگے اور بقیہ کتابیں ان کی تصنیف کردہ جو ابھی طبع نہیں ہوئی ہیں وہ بھی خدا نے چاہا تو عنقریب چھپ کر شائع ہونگی

جس کو

ماہر فن بلبل شاخسار سخن شیخ تصدق حسین مرحوم نے حسب الحکم مالک مطبع ہذا نہایت محنت و جانکاہی سے نہایت دلچسپ و دلکش پیرایہ میں لکھا ہے

باہتمام منوہر لال بھارگو بی۔ اے سپرنٹنڈنٹ

بار اول سنہ ۱۹۱۰ء

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپا

(اس کتاب کا حق ...)

فہرست مضامین گلستان باختر جلد سوم

گلستان باختر

(جلد سوم)

ان دفاتر کا سلسلہ دفتر آفتاب شجاعت کی جلد پنجم کے بعد سے شروع ہوتا ہی جسکا تسلسل ناظرین کو جلد اوّل و جلد دوم
گلستان باختر سے معلوم ہوا ہوگا۔ اس جلد مین اسطرح سے آغاز کیا جاتا ہی کہ مردود بارگاہ خدا تریجیا سایق بن بقا جو
لقا کے چھوٹے بھائی کا بیٹا ہی دست صاحبقران ابن صاحبقران سلطان پژوہ کیوان شکوہ صاحبقران رابع
سے عاجز و مجبور ہو کر طلسم زلزلہ مین جا کر پوشیدہ ہوا ہی اور نقاش صورت کش چند سرداران اہل اسلام کو قید کر کے
خدمت مین شمشاع ابن ہشمش خداوند کے لیے گیا ہی اور صاحبقران تعاقب مین اُسکے مع فوج ظفر موج کوچ در کوچ کرتے
ہوے چلے جاتے ہین اور در بند طلسم زلزلہ پر بڑی بڑی معرکہ آرائیان پڑتی ہین اور فرزند ارجمند صاحبقران ثالث
صاحبقران بن صاحبقران رستم صولت دارا حشمت اژدر فر شہزادہ تیمور شیر پرور کے کارہاے
نمایان اور جرأت بے پایان اور پھر بطلب سلیمان صاحبقران اُن کا قاف جانا اور بڑے بڑے سرکشان قاف کو
حلقۂ غلامی پہنا کر زلازل قاف ثانی سلیمان خطاب پانا اور پھر وہان سے آکر صاحبقران رابع سے لوازمۂ صاحبقرانی
طلب کرنا اور بڑی بڑی لڑائیون مین سر برآور رہنا اور دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران نظر کردہ شاہ مردان کا
لشکر اسلام مین داخل ہو کر بے نظیر عیاریان کرنا اور آخر مین شہزادہ تیمور شیر پرور کا عیار بننا۔ اور گل گلزار عیاری موجد
فن مکاری سر برندۂ گردن کشان و قتل کنندۂ ساحران شاہ عیاران خواجہ خضران نامدار فرزند عمرو ثانی کا درویش
آفتاب صورت بنکر مع حشم و خدم کے آنا اور لشکر کفار سے معرکہ آرائیان پڑنا ملکہ وبدیہ سحر ساز جادو کا چیلا بنکر ہمراہ
رہنا اور صاحبقران زمان کا خواجہ خضران کے حال سے ناواقف ہونا اور دلسوز بن جانسوز کا خواجہ خضران کے
بڑی بڑی عیاریان کرنا اور خواجہ سے کہنا کہ تم زنبیل وغیرہ مجکو دیکر خانۂ کعبہ چلے جاؤ عجب پُر حیرت داستان ہے اور جو جو
عیاریان اس مین لکھی گئی ہین وہ آجتک کسی کتاب مین نظر سے نہ گذری ہونگی پھر صاحبقران کیوان شکوہ کا طلسم
زلزلہ کو فتح کر کے اثاثۂ صاحبقرانی تیمور شیر پرور کو بخشنا اور دونون کا خانۂ کعبہ چلے جانا غرضکہ ہر طرح سے یہ مصنف
مرحوم کی آخری یادگار ہی امید ہی کہ حضرات ناظرین اس سے محفوظ ہو کر اُن مرحوم کو دعاے خیر سے یاد فرماینگے اور
بقیہ کتابین اُن کی تصنیف کردہ جو ابھی طبع نہین ہوئی ہین وہ بھی خدا نے چاہا تو عنقریب چھپ کر شائع ہونگی

جس کو

ماہر فن بلبل شاخسار سخن شیخ تصدق حسین مرحوم نے حسب الحکم مالک مطبع ہذا نہایت محنت و جانکاہی سے
نہایت دلچسپ و دلکش پیرایہ مین لکھا ہے

باہتمام منوہر لال بھارگو۔ بی۔ اے سپرنٹنڈنٹ

بار اوّل سنہ ۱۹۱۷ء

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا خالق ارض و سما و نعت محمد مصطفیٰ الشفیع روز جزا و منقبت علی مرتضیٰ زوج بتول عذرا مع الائمۃ الہدا الصلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین ۔ اما بعد بخدمت ناظرین با تمکین اول کونین شفیع ثقلین تصدق حسنین عرض رسا ہی کہ حسب قدر دانی عالیجناب معلی القاب ولی نعمت مخزن جود و مروت راے بہادر منشی پراگ نراین صاحب ادام اللہ اقبالہم و اجلالہم یہ تیسری جلد بھی گلستان باختر کی شروع ہوکر اتمام کو پہونچی اگرچہ امید نہ تھی چونکہ اب ہمارا آخری زمانہ ہی نہ وہ ولولہ شباب باقی ہی نہ جوش طبیعت اسوقت کی عنقا گوئی مصداق اس مصرع کے ہی ع پیری کے ولولے ہین خزان کی بہار ہی ۔ مگر شایقون سے امید ہی کہ وہ میرے اس آخری جام کو بھی غنیمت سمجھکر نظر عنایت سے محروم نہ رکھین گے کیونکہ ع نہ اب وہ دل رہا ہی باقی نہ وہ طبیعت رہی ہی گیا شباب کے ہمراہ ولولہ دل کا ۔ لہذا اگر کوئی خطا ہو تو ناظرین دامن عفو سے چھپائین کہ وہ دماغ کی بیداری ولولہ شباب کے ساتھ رخصت ہوگئی مگر یہ بھی بغیر عرض کیے نہین رہ سکتا کہ انشاء اللہ تعالے ناظرین اولی الابصار اس میرے آخری جام سے سرشار ہوکر بیحد لطف حاصل کرینگے اور اس آئینہ مین وہ وہ جلوے نظر آئین گے جو کبھی پہلے نظر سے نہ گذرے ہون گے مین نے اپنے مقدور بھر امکان تک اس مین وہ شراب بھری ہی جو رنگ ڈھنگ مین ہر طرح سے کھری ہی اگر زندگی نے کچھ دنون اور وفا کی اور آقاے نامدار دام اقبالہ نے پرورش فرمائی تو کیا عجب ہی کہ اس کے بعد کے دفاتر کے لکھنے کی بھی نوبت آسکے کیونکہ اب آخری وقت مین جو کچھ ہو جائے وہ تھوڑا ہی بقول حضرت تسلیم

جوانی سے زیادہ وقت پیری جوش ہوتا ہی
بھڑکتا ہی چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہی

امید کہ ناظرین میرے اس آخری ہدیہ مختصر کو شرف قبولیت سے عزت بخشین گے ۔ والسلام ۔

آغاز داستان

روکشان شاہد معانی و صورت نگاران محبوب خوش بیانی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ ساریق بن لقا رانده درگاه خدا بھاگ کر طرف طلسم زلزلہ کے روانہ ہوا ہے اور نقاش صورت کش چند سرداران اسلام کو مقید کر کے خدمت مین شہنشاہ بن مشمش کے روانہ ہوا ہے اور صاحبقران عالیشان تعاقب مین ساریق ملعون کے مع فوج ظفر موج کوچ و مقام کرتے ہوے چلے جاتے ہین دیکھا چاہیے کہ راستے مین کیا کیا مراحل پیش آتے ہین۔

پہلے کچھ حال ضلالت مآل رانده خدا ساریق بن لقا کا بیان ہوتا ہے ساقی نامہ

پلا ساقیا ساغر مشکفام	کہ پیش نظر ہے جوانی کی شام	یہ ہے تازہ قصہ ہین پیر کہن	دکھاؤن خزان مین بہار چمن
کرون جب بیان صنعت سامری	کہین لوگ قصہ کو جادوگری	اگر لب پہ آ جائین حالات جنگ	تو پیدا ہو مردہ دلون مین امنگ
جو کہنے لگون قصۂ اہل دل	تو الفاظ مین ہو اثر جانگسل	بپا فتنہ ہو اسے ہمہ داستان	کہ یاد آئے دم بھر دستان

ناظرین نیرنگ عجائبات روزگار و تماشہ بینان طلسمات زمانہ پر کردار پر ظاہر و ہویدا ہو کہ گلستان باختر جلد دوم اس مقام پر تمام ہوئی ہے کہ ساریق بن لقا جو خزانہ سلطان شاہ ورد گوش کا لوٹ کر بھاگا ہے طے مراحل و قطع منازل کرتا ہوا جاتا ہے اور ہژبر پرخون آشام خالو ساریق کا دس ہزار سوار سے خزانہ قبضہ مین کیے ہوے آگے آگے جا رہا ہے یہان تک کہ مضافات شہر سرمستان مین پہونچا اور آیندہ و رونده سے دریافت کیا کہ نام اس شہر کا کیا ہے فرمانروا یہان کا کون ہے لوگون نے بیان کیا کہ اس کو شہر سرمستان کہتے ہین حاکم یہان کا محکم سرمست ہے نو بیٹے اُس کے نہایت جری و بہادر ہین کہ ایک ایک رستم و اسفندیار و سہراب زمانہ ہے بادشاہ بھی نہایت دلاور و بہادر و مرد میدان ہے پانچ لاکھ سوار پر حاکم ہے اور علاوہ اس کے پہلوان نامی و گرامی افسر فوج ہین کام ان سب کا یہی ہے کہ ادھر سے جو قافلہ وغیرہ گذرتا ہے اور یہ سن پاتے ہین تو چڑھ جاتے ہین اور لوٹ لیتے ہین یہ جو ہژبر پرخون آشام نے سنا کہا ان لوگون کو کبھی بہادرون سے سابقہ نہین پڑا ہے کیا مجال طاقت ہے اُن کی جو یہ مال و خزانہ چھین لین یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین اُدھر گویندون نے طوفان شیر سر سردار محکم سرمست سے جا کر بیان کیا کہ ہژبر پرخون آشام دس ہزار سوارون کی حفاظت مین بہت بڑا خزانہ لیے آتا ہے طوفان نے جو یہ سنا طمع زر دامنگیر حال ہوئی اسیوقت بیس ہزار سوار ہمراہ لے کر شہر سے باہر نکلا صحرا مین آکر طوفان شیر سر نے یہ دیکھا کہ ایک لشکر مع ایک خزانہ گرانبار چلا آتا ہے آگے آگے سب کے ہژبر پرخون آشام نہایت دبدبہ سے روان ہے ادھر ہژبر پرخون آشام جسوقت صحرا مین پہونچا دیکھا اس نے کہ طوفان شیر سر دھاوا مارے اسکی طرف چلا آ رہا ہے آتے ہی طوفان شیر سر نے نعرہ کیا کہ باش اے خیرہ سر خبردار آگے قدم نہ بڑھانا بس اسی مین خیر ہے کہ صاف صاف بیان کر دو کہ تم لوگ کون ہو اور یہ خزانہ کس کا ہے اور کہان جاتا ہے اور بہتری ہے کہ جان کا صدقہ مال سمجھکر اس خزانہ کو چھوڑ دو اور اپنی جانین لیکر چلے جاؤ ورنہ تم مین کا ہر ایک ہمارے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ کہتا ہوا آگے بڑھکر سد راہ ہوا ہژبر پرخون آشام کو یہ سنکر غصہ آیا اور کہا کہ او دزد مکار تجھے حال میرا معلوم ہو جائیگا کہ تو راہزنی کیا کرتا ہے اور تیرا بادشاہ بھی ڈاکو ہے آئین تیرے ملک کا یہی نیا ہے کہ جسکے پاس مال دیکھا اسے لوٹ لیا مگر مجھسے تو ایک حبہ نہ ملیگا مال لینے کے عوض نقد جان دینی پڑیگی تو نہین جانتا کہ مین کون ہون اور یہ خزانہ کس کا ہے مین ہژبر پرخون آشام خالو خداوند ساریق ہون اور یہ خزانہ خداوند باختر کا ہے اگر تو اسکی طرف نظر بد سے دیکھیگا تو اندھا ہو جائیگا یہ سنکے طوفان شیر سر نے کہا کہ خداوند سوا شہنشاہ بن مشمش کے اور کوئی نہین یہ کوئی بندہ برگشتہ خداوند کا معلوم ہوتا ہے یہ کہکر وار کیا ہژبر نے بھی وار کیا طوفان نے

وار ہژبر کا آسیب سپر رد کر کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا ہژبر خون آشام نے بھی سپر بلند کی لیکن تیغہ لنگردار تھا
سپر کو مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے کیا اور سر میں جا بیٹھا چار انگل کا زخم سر میں آیا ہژبر خون آشام نے دستانہ
مارا تلوار تو جھٹکا کر سر سے باہر نکلی لیکن چادر خون کی جو سر سے باہر آئی بیہوشی طاری ہو گئی طوفان نے چاہا کہ سر
کاٹ لوں لوگ ہژبر کے درمیان میں آ گئے تلوار چلنے لگی ہژبر کو تو بچا لیا لیکن فوج طوفان نے جو تلوار برسانا شروع
کی تو ہژبر کے دس ہزار سوار جو افسر کے زخمی ہونے سے بددل ہو چکے تھے خزانہ کو چھوڑ کر جانیں بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے
یہاں طوفان شیر سر نے جو خزانے کو دیکھا نہایت خوش ہوا اور تمام مال و جواہر قبضہ میں کر کے چلا ہمیشہ سے دستور
یہ تھا کہ جو سردار محکم سرمست کے حضور مال لوٹ کا لاتا تھا وہ چہارم اُس کو دے کر باقی خزانہ شاہی میں داخل کر دیتا
تھا جب طوفان نے اسقدر مال و اسباب دیکھا نیت اسکی بد ہوئی اور قصد کیا کہ یونہیں زیر کوہ ہو کر نکل جاؤں اور وہ جو
قلعہ صحرا میں نہایت مستحکم بنا ہوا ہے وہاں قیام اختیار کروں فوج ملازم کروں چند دن میں میں خود بادشاہ بن جاؤں یہ کیا
ضرورت ہے کہ اس مال میں سے حصہ بٹاؤں محنت ہم کریں اور کھائیں غیر یہ سوچ کے طوفان جانب کوہ روانہ ہوا
قضائے کار و اتفاقات روزگار کہ اُس طرف سے دو بیٹے محکم سرمست کے شکار کھیل کے پلٹے ہوئے چلے آتے
تھے اُن کو معلوم ہوا کہ طوفان نے آج بہت بڑا خزانہ لوٹا ہے اور اُسکی نیت فاسد ہوئی ہے قلعہ جدید کی طرف جا رہا ہے
سنتے ہی نوفل سرمست اور نافل سرمست یہ دونوں بھائی دوسرے رستے سے ہو لئے اور طوفان شیر سر
کو ٹوکا کہ کہاں جاتا ہے دیکھا طوفان نے کہ اب یہ راز قبل از وقت فاش ہو گیا لہذا اسکا ہضم ہونا مشکل ہے کہا کہ میں نے
سنا تھا کہ حضور شکار کو آئے ہیں میں آپ ہی کی تلاش میں جاتا تھا نوفل سرمست اور نافل سرمست نے خزانہ کو
اپنے قبضہ میں کیا اور وہاں سے شہر سرمستان میں آئے اور تمام خزانہ محکم سرمست بادشاہ شہر کے سامنے
پیش کیا محکم سرمست نے حسب قاعدہ چہارم مال طوفان کو دلوا دیا باقی اپنے خزانہ میں داخل کر دیا طوفان خوش
ہو گیا اسکو یہ امید نہ تھی کہ بادشاہ اپنے عہد پر قائم رہے گا لیکن نافل و نوفل کو کمال افسوس ہوا کہ بادشاہ نے اتنا
مال اسے دیدیا جب طوفان چلا گیا تو ان دونوں نے بادشاہ سے شکایت کی کہ آپ نے اتنا مال و خزانہ اسکو دیدیا
اسکی کیا ضرورت تھی تھوڑا سا دیدیتے محکم نے کہا کہ اگر ہم بھی بد عہدی کریں تو ہم میں اور ان میں فرق کیا رہ گیا علاوہ
اسکے پھر حکومت قائم نہ رہے ملازمین برگشتہ ہو جائیں خبردار تم بھی اپنے زمانہ میں خلاف عہد نکرنا ورنہ خطا پاؤ گے جو اطاعت
کرتے ہیں یہ سر اُٹھائیں گے آپ حاکم بنجائیں گے تمکو محکوم بنائیں گے یہ سنکے نوفل سرمست اور نافل سرمست
خاموش ہو رہے لیکن ان کا کلام سنکے یہ خیال اُن کے دلوں میں باقی رہا اب حال ہژبر خون آشام کا بیان کیا جاتا ہے
کہ یہ حالت زخمداری میں بھاگا ہوا ساریق بن نقا کے پاس آیا ساریق صورت ہژبر کی دیکھ کر گھبرا گیا پکارا کہ
اے خالق قدرت یہ کیا حالت ہے ہژبر خون آشام نے بیان کیا کہ یہاں سے قریب ایک شہر ہے کہ نام اسکا شہر
سرمستان ہے عجب طرح کے جاہل لوگ وہاں بستے ہیں فوج شاہی لوٹ مار کیا کرتی ہے چہارم حصہ حق فوج ہے اور باقی
خزانہ شاہی میں داخل ہوا کرتا ہے وہی لوگ آئے اور خزانہ لوٹ لے گئے سخنگان تو ہنسا اور کہنے لگا مال حرام بود بجائے
حرام رفت ساریق نے کہا کہ تو ہنستا ہے یہاں یہ فکر پیدا ہوئی کہ فوج اس صحرا میں بھوکوں مر جائیگی کوئی کہانتک ہمارا ساتھ
دیگا آخر کو سب ہمیں چھوڑ کر چلے جائیں گے یہ سنکے سخنگان نے کہا کہ میں جاتا ہوں خزانہ ملنے کی تو امید نہیں لیکن اس
خزانے کی عوض اگر اُن کا ملک ہی نہ برباد کرا دیا تو نام اپنا سخنگان نہ رکھا یہ کہکر خنجر اپنا طلب کیا اور خچر پر بیٹھ کے
جانب ملک سرمستان روانہ ہوا بادشاہ شہر بھی رفقا کو ساتھ لیے ہوئے برائے سیر نکلا تھا نظر بادشاہ کی سخنگان
پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص عجیب الخلقت بڑا سا طوق پہنے ہوئے بال سر کے بندر کے ایسے لباس زریں جسم میں ایک
خچر پر سوار چلا آتا ہے سخنگان نے بادشاہ کو دیکھتے ہی کچھ ایسے انداز سے سلام کیا کہ بے اختیار بادشاہ کو ہنسی آگئی

پوچھا تم کون ہو سنخگان نے کہا کہ اگر نام میرا سنکے معنی نہ پوچھیے تو میں نام بیان کروں بادشاہ نے کہا اگر سمجھ میں
نہ آئیگا تو پوچھوں گا سنخگان نے نام اپنا اس طرح بیان کیا کہ سنخگان بن سنخگان بن بختیارک بن بختک
بن الفتن بن سنگ سپید بادشاہ نے کہا کہ سنگ سپید کے کیا معنی سنخگان نے کہا کہ نام کے لیے معنوں کی
کیا ضرورت ہے ماں باپ نے جو نام رکھدیا وہ رکھدیا سب اس کی باتوں پر ہنسے شکل بھی مضحک حرکات اُس سے زیادہ مضحک
پوچھا کہ تم ادھر کس غرض سے آئے سنخگان نے کہا کہ میں وزیر اور شیطان درگاہ ہوں خداوند ساریق بن بقا
بادشاہ ملک باختر کا سپہ سالار خداوند کہ خزانہ و مال لیے جاتا تھا آپکے کسی سردار نے خزانہ چھین لیا ہے اُس نے
آکر خداوند سے فریاد کی خداوند نے مجھے بھیجا ہے کہ ہماری جانب سے کہو کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا وہ کم نہیں ہے کہ
تم نے دست ہوس اور دراز کیا ایسا نہو کہ میں ناراض ہوکر تقدیر پھیر دوں امیر سے فقیر بنا دوں یہ سنکے محکم
سرمست نے کہا کہ جاکر اپنے خداوند سے کہو کہ یہ پوسہ یہ پیغام اچھا نہیں ہے اور خداوند سے مواجہہ میں گفتگو ہو جائے
سنخگان کا تو مطلب یہی تھا کہ پناہ لے پھر تو خداپرست آئے اسے بھی تباہ کردینگے اسنے کہا کہ خداوند کے استقبال
میں کی نگاہ میں جاتا ہوں اور ابھی خداوند کو لاتا ہوں یہ کہکر سنخگان ساریق بن بقا کے پاس آیا اور کہا کہ چلیے ان
سرکشوں کو بھی ہاتھ سے خداپرستوں کے تاخت و تاراج کرائیے پھر طلسم زلزلہ کا راستہ لیجیے گا ساریق لیکر
سنخگان سمیت جانب شہر سرمستان روانہ ہوا وہاں محکم سرمست کو نہایت اشتیاق تھا کہ دیکھیں وہ خداوند
کیسا ہے جس کا وزیر ایسا ہے جسوقت محکم سرمست کو یہ معلوم ہوا کہ ساریق بن بقا آتا ہے یہ مع فوج برائے استقبال
آیا اور ساریق کو نہایت اعزاز و اکرام سے شہر میں لایا سامان ضیافت مہیا کیا جب دعوت و ضیافت سے فراغ
حاصل ہوا تو ساریق نے کہا کہ اے بندگان من میں نے تم کو اسقدر مال دیا کہ جسکے قابل تم نہ تھے اب تم نے اور دست
ہوس کو دراز کیا اور خداوند کی بغیر اجازت مال خداوندی کو قبضہ میں لائے بہتر یہ ہے کہ مال خداوندی بلا نزاع
خداوند کے سپرد کرو اور عذر کرو تاکہ مورد عتاب خداوندی نہو یہ سنکے محکم سرمست نے ہنس کے جواب دیا کہ اگر
خداوند نے مال کو اپنے بندوں ہی کے واسطے تو خلق فرمایا ہے لہذا مال خداوند بندوں کا مال ہے خداوند کے گھر کا ہی کچھ
کمی ہے یہ بھی ایک کرم خداوندی تھا کہ گھر بیٹھے خداوند نے اتنا مال بھیجدیا سنخگان نے چپکے سے کہا کہ اب مال تو ملنا
نہیں ہے ان سے یہ کہو کہ اگر خداوند کی اطاعت کرو دشمنان خداوند کو سزا پہونچا دو تو اس مال کی کیا حقیقت ہے خداوند
اور بہت کچھ عنایت فرمائیں گے ساریق نے یہی کہا محکم سرمست نے کہا کہ دشمن آپ کا کون ہے یہ سنکے
ساریق نے نام صاحبقران رابع کا بتایا اور کہا کہ میرے تعاقب میں وہ اژدرمان آتا ہوگا وہی چار روز میں
یقین ہے کہ وہ یہاں آجائیگا محکم سرمست نے کہا کہ جب آئیگا تو دیکھا جائیگا میرے افسران فوج بہت
جلد خداپرستوں کا استیصال کردینگے آپ پریشان نہوں اور اطمینان سے بیٹھیں اور اگر زیادہ فوج اسکے ساتھ
ہوئی تو یہاں سے قریب ملک حسن آگین ہے وہاں کا بادشاہ حسین سبز قبا ہے وہ بہت بڑی فوج رکھتا ہے
اور لشکر میں اُس کے ایسے ایسے پہلوانان نامی وگرامی ہیں کہ عالم میں کہاں ہونگے مجھسے اور حسین سبز قبا
سے نہایت تپاک ہے اگر میں اُس سے کمک طلب کروں گا تو وہ دریغ نہ کریگا شہر آگین کا نام سنکے سنخگان
نے پوچھا کیا لوگ وہاں کے بہت حسین ہیں محکم سرمست نے کہا کہ ملک جی کیا کہوں ایسا حسن ہے کہ ویسا دوسرا
نہوگا نہ کہیں کے خوبصورت نہ وہاں کے بدصورت سنخگان نے کہا کہ خداپرستوں کے خوب جوڑ لگیں گے واہ
کیا تقدیر ہے ان لوگوں کی کہ جہاں جاتے ہیں عیش کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں سنخگان کی اس پیشینگوئی پر کسی نے
اعتنا نہ کی بلکہ ہنسی میں ساریق نے کہا کہ او احمق وہاں کے لوگوں کو خداوند نے خاص اپنی خدمت کے لیے پیدا
کیا ہے اس وجہ سے وہ حسین ہیں محکم سرمست نے کہا کہ آخر خداوند نے اپنی صورت مصور سے بہتر کیوں نہ بنائی

سارق نے کہا کہ بندون کی اطاعت کا امتحان مقصود تھا اگر اپنی صورت خداوند سب سے اچھی بنالیتے توسب خداوندہی کے خواہشمند ہوجاتے مخلوق کسطرح بڑھتی علاوہ اس کے بندون کو شکایت ہوتی اب جو بدصورت ہین اُن کو خداوند کی شکل دیکھکے صبر آتا ہوگا یہ سنکے اہل دربار ہنسے اور کہنے لگے ع ۔ ورنہ بے جنین شہریارے چنان ، حکیم سرمست نے کہا کہ ایک دختر ملک حسین سبز قبا کی ہر کہ نام اُسکا حسینہ گلگون پوش ہی ہمیشہ لباس سبز پہنتی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ چاند شفق مین ہی ایک تو طبقہ وہ حسن خیز ہی علاوہ اسکے ملکہ حسینہ گلگون پوش اُسکی مین فرد ہی لوگ جمال کی تاب نہین لاسکتے دیکھتے ہی بیہوش ہوجاتے ہین یہ سنکے سارق ہنسا اور اُس کو اشتیاق پیدا ہوا کہا کہ اسکو خاص اپنے لیے خداوند نے خلق فرمایا ہی یہان سے چلکر نور قدرت اسکے پیٹ مین آنا رہونگا بختگان نے کہا کہ ایسا خیال بھی دل مین نہ لائیے گا وہ کسی سردار اسلام کی نذر ہوجائیگی اور اگر اُسکا نام لوگے تو خدا پرستون کے ہاتھ کے طمانچے کھاؤگے یہان تو یہ باتین ہورہی ہین لوگ شہر سرستان کے سنتے ہین اور سارق کو سخن اپنا رکھا ہی اسکی باتون سے حکیم سرمست دل بہلایا کرتا ہی ان سب کو تو اپنی خرافات ہین سنتے دیکھیے اور دیکھیے کہ کیا ہوتا ہے ۔

اب دو کلمہ داستان شوکت نشان زلزلہ گیتی ولرزہ گردون گردان سرکوب رستم دستان حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ صاحبقران رابع کے بیان کیے جاتے ہین مخمس

شامت جو آئی اُنکا بیان جان کر غلط	دیوانہ ہو کسی کا کوئی سر بسر غلط	کہتے تھے وہ بشر کو ہو دل نے بشر غلط
	مین نے کہا کہ دعوے الفت مگر غلط	
	کہنے لگے کہ ہان غلط اور کسقدر غلط	
اور پھر ڈرا ئین بولکے بے اعتبار جھوٹ	تصدیق کیجیے تو بس انجام کار جھوٹ	ہیں تیری ایک بات کی تہ مین ہزار جھوٹ
	تاثیر آہ و زاری شبہائے تار جھوٹ	
	آوازۂ قبول دعائے سحر غلط	
یا جھوٹ بولنے کی خدا نے یہ دی ہی	یا کچھ عیان ہوا اثر گرمی غذا	یا لب پہ کوئی قطرہ می جمکے رہ گیا
	سوز جگر سے ہو نہ چہ شعلہ افزا	
	شور فغان سے جنبش دیوار و در غلط	
ہان سر بسر دماغ مین جوش جنون دل	ہان شکوہ و شکایت صبر و سکون دروغ	ہان سچ نہین حکایت حال زبون دروغ
	ہان سینے سے نمائش داغ درون دروغ	
	ہان آنکھ سے تراوش خون جگر غلط	
ظاہر سوائے مہر و وفا کچھ نہ سنتے کیجیے	تسلیم و عاجزی کے سوا کچھ نہ کیجیے	ہان بے کسی ہین جرم و خطا کچھ نہ کیجیے
	آجائے کوئی دم مین تو کیا کچھ نہ کیجیے	
	عشق مجاز چشم حقیقت نگر غلط	
چلتے ہوئے بہانے ہین سب فریب ہان	ایمان و دین وملت ومذہب فریب ہین	آنکھیں نہ تھے زمانہ مین جواب فریب ہین
	بوس و کنار کے لیے یہ سب فریب ہین	
	اظہار پاکبازی ذوق نظر غلط	
شاعر ملا رہے ہین زمین اور آسمان	کیا جھوٹ بولنے کو ملی ہی انھین زبان	یہ لن ترانیان ہین یہ بہتان الامان
	لو صاحب آفتاب کہان اور ہم کہان	

	احمق نہین نہ سمجھین ہم اسکو اگر غلط	
یہ بات کیا کہ دل تو نہو اور ہو حزین	ثابت کرین ہزار وہ ثابت نہو کہین	معدوم تو وہ شی ہے جسے لاکھ نکتہ چین
	سینہ مین اپنے جلتے ہو تم کہ دل نہین ہمکو سمجھتے ہو کہ ہے ان کی کمر غلط	
ایسے مبالغے سے غرض التفات ہے	ہم جانتے ہین ہیچ ہے سب تشبہات ہے	کیا ہو یقین جو کوئی کہے دن کو رات ہے
	کہنا ادا کو تیغ خوشامد کی بات ہے سینے کو اپنے اُس کی سمجھنا سپر غلط	
او دینے والے ہوتے ہین ایسے ہی تو تھی	انکو دیا یہ وہم کہ تجھے جان نذر کی	اک آہ سرد بھر کے کیا طور بیخودی
	سمجھی ہین کیا دھری تھی کہ جسکے سے ہو شیفتہ جان عزیز پیش کش نامہ بر غلط	

راوی بیان کرتا ہے کہ سلطان حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ تعاقب مین ساریق بن لقا کے کوچ اور مقام کرتے ہوئے برابر چلے آتے ہین ہرکارے قبل سے روانہ ہو گئے ہین یہ بھی سراغ لگاتے پتہ لگاتے چلے آتے ہین یہانتک ہرکارے شہر سمرستان تک پہونچے اور حال سے ساریق بن لقا کے آگاہ ہوئے تو انھون نے بازگشت کی اور خدمت مین صاحبقران عالیشان کے آکر بیان کیا کہ وہ راندہ درگاہ خدا یعنی ساریق بن لقا بھاگ کر شہر سمرستان مین پناہ گزین ہوا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ کیا حاکم شہر سمرستان اُسی کے پرستاروں مین سے ہے ہرکاروں نے عرض کی کہ وہ شغشاع بن مشمش کوئی کافر ہے اپنا خدا خدا جانتا ہے ساریق کا تو خزانہ اُس نے چھین لیا تھا اور بہت پریشان کیا تھا لیکن شغشگان کی چرب زبانی سے اُسے پناہ دی ہے صاحبقران نے فرمایا کہ پلٹن بہمہ ہمارا اُسی جانب روانہ ہو جرنیل بن عادی پیش خیمہ لے کر جانب شہر سمرستان روانہ ہوئے عقب مین ان کے اور سرداران نامی گرامی بھی یکے بعد دیگرے جانب شہر سمرستان روانہ ہوئے لیکن جسوقت جرنیل عاد قریب شہر سمرستان کے پہونچے ہین اور یہ خبر محکم سمرست کو ہوئی کہ پیش خیمہ خدا پرستون کا آگیا اُسنے شغشگان سے پوچھا کہ بارگاہ خدا پرستون کی کیسی ہے شغشگان نے کہا کہ ایسی بارگاہ ہے کہ تعریف اُسکی بیان سے باہر ہے سننے تو کانہے کو کبھی ایسی بارگاہ دیکھی بھی ہوگی یہ سنکے محکم سمرست کو رشک ہوا کہ اگر ایسی بارگاہ مین ہم بیٹھین تو کیا اچھا ہو نافل و نوفل سے کہا کہ کسی سردار کو بھیجکر بارگاہ چھینوالو یہ دونون تو طوفان شیر سمرست کہنے لگے کہ اسکے انھون نے طوفان سے کہا کہ جاکر بارگاہ خدا پرستون کی چھین لاؤ طوفان ابھی تک چھین کے خوش ہو چکا تھا سوچا کہ اگر بارگاہ چھین کے لاؤنگا اور مال و اسباب پاؤنگا بس اسیوقت چالیس ہزار سوار ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوا وہان جرنیل عادی نے صحرا مین قیام کیا تھا صاحبقران عالیشان کے منتظر تھے ایک جا بلند تجویز کرکے بارگاہ کے استادہ ہونے کا حکم دیا تھا ملازمین استادگی بارگاہ مین مصروف تھے کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے گرد اڑی اور آمد لشکر کے آثار معلوم ہوئے جرنیل نے ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا ہرکارے گئے اور آن واحد مین آکر عرض کی کہ طوفان شیر سمر ارادہ فاسد سے آتا ہے بس جرنیل عادی نے بارگاہ کو پیشتر لپیٹ لیا اور آپ سامنے پرے جما کے کھڑے ہوئے اتنے مین گرد شق ہوئی اور نشانہائے سیاہ پیدا ہوئے پھریرون پر علامتین سکہ تعریف شغشاع بن مشمش کی نظر پڑتی آگے آگے ایک گبرنا ہنجار گردن ابلق پر سوار شیر صورت پیدا ہوا پشت پر چالیس ہزار جوان شمشیر بکف منودار ہوئے جرنیل عادی نے للکارا کہ بانی او فساق تو کون ہے اور کس ارادہ سے آتا ہے طوفان شیر سمر نے جواب دیا کہ مین فرستادہ حاکم شہر سمرستان ہون اور اس بارگاہ کے لینے کو آیا ہون

بہتر یہی ہی کہ بارگاہ میرے سپرد کردے ورنہ بزور شمشیر مین لے لونگا یہ سنکر جنرل عادی نے کہا کہ تیرا بادشاہ اور
حاکم کیا ہی معلوم ہوتا ہی کہ کوئی ٹٹو ہی بادشاہ ہوگی یہ خصلت نہین ہوا کرتی جو ہم وہ ہین کہ رستم و اسفندیار کو بھی خطر مین
نہ لائین تیری کیا حقیقت ہی جو تو بارگاہ چھینیگا بس اسی مین بہتری ہی کہ جدہر سے آیا ہی اسکی طرف لوٹ جا اپنی
جان سلامت لیجا ورنہ نقد جان کھو کے جائیگا - بس یہ سنتے ہی طوفان شیر سر کو طیش آیا اور
اُس نے ایک وار تلوار کا جنرل عادی پر کیا جنرل عادی نے جو اُس کا وار سپر پر روک کر
ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو طوفان شیر سر کے چار ٹکڑے ہوے یہ دیکھکر لشکر طوفان نے حملہ کیا اسطرف
سے ہمراہیان جنرل عادی آپڑے تلوار پر تلوار چلنے لگی کشتون کے پشتے لگ گئے نہر خون جاری ہوئی میدان جنگ
تمام خون سے رنگین ہوگیا لاشین پر لاشین گرنے لگین دیر تک تلوار چلی آخر طوفان شیر سر کی فوج کا منہ پھر گیا سب
رو بفرار لائے اور جانب شہر سرمستان فرار ہوگئے اہل اسلام نے آدھ کوس تک اُن کا تعاقب کیا آخر واپس آکے اور
بارگاہ مین ایستادہ ہونے کا حکم دیا بارگاہین استادہ وغیرہ برپا ہوتے ہی آمد لشکر اسلام شروع ہوگئی سب قریب ہی قریب
چلے آتے تھے تھوڑے سے وقت مین آکر جمع ہوگئے تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا دوسرے روز سواری بادشاہ اسلام و صاحبقران
عالیمقام کی بھی آگئی امیر داخل بارگاہ ہوئے سردار آکے جمع ہوے اُس روز تو آرام فرمایا دوسرے روز ایک نامہ بنام محکم
سرمست بادشاہ شہر سرمستان تحریر فرمایا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے حاکم شہر سرمستان یہ تو نے کونسا طریقہ اختیار کیا ہی کہ
دوسرون کے مال و خزانہ پر قبضہ ناجائز کرتا ہی ان حرکات رکیک کو ترک کر کہ یہ بادشاہون کے شایان شان نہین ہوتا ہی اور
میرا دزد تیرے شہر مین بھاگ کے آیا ہی اُسے گرفتار کر کے میرے حوالے کر یا آمادہ جنگ ہو یہ نامہ تحریر فرما کر
غلطان در در گوش بادشاہ شہر غلطانیہ سے ارشاد فرمایا کہ ایک نامہ تم بھی تحریر کرو اور اپنی طرف سے بھی لکھو
غلطان در در گوش نے حسب الارشاد صاحبقران عالیشان نامہ تحریر فرمایا مضمون نامہ یہ تھا کہ تو جو میرا
خزانہ وغیرہ لوٹ کے لے بھاگا اور مین نے سُنا ہی کہ اب اُس خزانہ کو تو نے اپنے قبضہ مین کیا ہی تو اگر میرا خزانہ میرے سپرد
کردے تو مین تیرا ممنون ہونگا اور اگر اسکے خلاف کریگا تو سمجھ لے کہ بوٹی کے بدلے بکرا دینا پڑے گا تیرا
خزانہ بھی میرے خزانہ کے ساتھ لٹ جائیگا یہ دونون نامے صاحبقران عالیشان نے رکھے اور حسب دستور
خلعت و سپر و شمشیر واسطے نامہ دار کے رکھکر حکم فرمایا کہ ہی کوئی ایسا جو اس نامہ کا جواب باصواب شہر سرمستان
سے لائے بس یہ سنتے ہی برطوث رعد آواز اپنے دنگل سے کودپڑا اور جام پیکر خلعت زیب جسم کیا تلوار کمر سے لگا
نامہ سر سے باندھا اور دوسرا نامہ کمر مین رکھا اور عرض کی کہ یہ غلام جاتا ہی اور جواب باصواب لیکر ابھی آتا ہی یہ کہکر سلام
رخصت کیا اور خیمہ سے باہر نکلا اپنے لشکر مین آیا دس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب شہر سرمستان روانہ ہوا -
اب کچھ حال محکم سرمست حاکم شہر سرمستان کا سنیئے کہ جب لاش طوفان کی ہمراہیان طوفان لیے ہوے سامنے محکم سرمست
کے پہونچے اور سارا ماجرا بیان کیا نافل سرمست اور نوفل سرمست تو نہایت خوش ہوے اُسی وقت جا کر مکان
طوفان کا محاصرہ کیا اور سب مال و اسباب اُس کا قرق کر کے لے آئے داخل خزانہ شاہی کر دیا لیکن محکم سرمست
کو طوفان کے مرنے کا نہایت صدمہ ہوا اور اس نے کہا کہ خیر دیکھا جاوے گا کہدو کہ لشکر ہمارا تیار ہو اسیوقت
فوج سرمستان مین کمر بندی ہونے لگی دوسرے روز تمام افسران فوج حاضر ہوے اور عرض کی کہ فوج تیار ہی کیا
حکم ہوتا ہی محکم سرمست نے کہا کہ شہر سے باہر بارگاہ برپا کرو اور پہلے بارگاہ مسلمانون کی چھین لو بعد اُس کے جو آئے
اُسے گھیر کے مار لو مسلمانون کو جمع نہونے دو ورنہ مقابلہ دشوار ہو جائیگا ہنوز یہی باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارون
نے آکر عرض کی کہ نامہ دار آتا ہی سنجکان نے گھبرا کے محکم سرمست سے کہا کہ جلدی کسی کو واسطے استقبال کے بھیجیے
ورنہ غضب ہو جائیگا صاحبقران سے ابھی آپ آگاہ نہین ہین وہ بہت بڑے شخص ہین محکم سرمست کا تو اور ہی کچھ

جب دماغ ان سب کے بادۂ ناب سے گرم ہوئے تو تخام سرمست نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارۂ ورزی پر
چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی پہنچی حضرت صاحبقران عالیشان کو پہونچی کہ فوج کفار مین کوس حربی بجا ہے فرمایا کچھ پروا نہین
کہدو ہاے یہان بھی بفضل ایزدی وبتائید ربانی بجے طبل جنگی اُسیوقت یہان بھی نقارۂ عنتری نوازش مین آیا اور تیاریان
جنگ کی ہونے لگین تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون طرف کی فوجین میدان مین آکر صف آرا
ہوئین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ وکمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنداول صفین جما کر کھڑے ہوئے اُس طرف تخام سرمست
تخت پر سوار آگے آگے تخت کے تخام سرمست مرکب بادرفتار پر سوار اسلحہ جنگ سے آراستہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ دیو
بصورت انسان کھڑا ہوا ہو برابر اس کے ساریق کا تخت تھا سرداران ساریق نہنگ خون آشام پلنگ خون
آشام ببر خون آشام ہیر خون آشام وغیرہ ساریق کو گھیرے ہوئے کھڑے تھے ان سب کی نظر جو لشکر اسلام
پہ پڑی زہرے آب ہوگئے مستی اتر گئی کہ اتنا بڑا لشکر اور ایسے ایسے جوان ان سے کون مقابلہ کرسکتا ہے ادہر خداپرستون
نے سرمستون کو تاک لیا سرداران اسلام نے سرداران کفار کو پسند کیا کہ اگر فلان نکلیگا تو اُس کے مقابلہ کو ہم
جائینگے الحاصل دونون طرف سے تبردار نکلے اور جھاڑیان جھنڈیان کاٹ کے میدان کو صاف کیا تبرداران
نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا میدان کو مثل آئینہ کے صاف و
شفاف کردیا اسپ نقیبان بلند آواز سرو دستانہ چھیڑتے ہوئے ہر صف کے قریب آئے اور اشعار عبرت آمیز
پڑھ پڑھکر جوانان لشکر کو جوش دلایا جسوقت نقیب ہٹے تو لشکر کفار سے مند ویل اژدر نفس میدان مین آیا اور
بے سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ باش گروہ خداپرستان و فرقہ مسلمانان
جس کو تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو بس یہ سنتے ہی جانب دست چپ کے علم جلوہ گری پر
آئے اور شاہزادہ محتشم بن ہاشم نے گھوڑا باگ کا لیا سامنے تخت بادشاہی کے آکر اجازت میدان کی چاہی فرمایا
جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہے شاہزادہ محتشم سلام رخصت کرکے عازم میدان کارزار ہوئے اور سامنے مند ویل
اژدردم کے پہونچے مند ویل قد وقامت محتشم بن ہاشم کا دیکھکر بہت ہنسا اور پکارا کہ اے شخص تو کیا سمجھکر
میرے مقابلہ کو آیا ہے تلوار کے لگنے سے دب کے مر جائیگا میری ضرب کی تاب نہ لائیگا شاہزادہ محتشم نے فرمایا
کہ اس بیہودہ درائی سے کیا حاصل حربہ اپنا اُٹھا ابھی کھوٹے کھرے کا حال معلوم ہو جائیگا یہ سنکے مند ویل اژدردم
نے نیزہ اُٹھایا اور سینہ شاہزادہ محتشم پہ وار کیا محتشم نے وار اُس کا خالی دیکر اپنا نیزہ سنبھالا نیزہ بازی ہونے
لگی کوئی بیس طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ شاہزادہ محتشم نے نیزہ ہاتھ سے مند ویل اژدردم کے نکال لیا مند ویل
ارے کرکے رہگیا نیزہ تو نیزہ بھر بلند ہوکے زمین پر گرا اور مند ویل نیزہ برابر آب خجالت مین غرق ہوگیا ادھر اہل
اسلام نے احسنت و مرحبا کی صدائین بلند کین کفار نے گردنین جھکا لین مند ویل اژدردم نے تیغہ کرتے کھینچا اور
سر پر محتشم کے وار کیا محتشم نے وار اُس کا آسیب سپر رد کرکے اپنا وار کیا مند ویل نے بھی سپر بلند کی لیکن ہاتھ
پاتو سر پر چمکی تھی یا مانند برق جہندہ کے زمین مین ڈوب گئی تھی مند ویل مع مرکب چار ٹکڑے ہوا ستمگاران نے
دہلوا قبچی سپہدار فی البارز نیش میدان مین آیا آتے ہی محتشم بن ہاشم پر برس پڑا محتشم نے کئی وار اُس کے
رد کرکے جو تلوار ماری اس کے بھی دو ٹکڑے ہوئے شام تک سترہ سردار جان سے مارے گئے شام کو طبل
بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے تخام سرمست نہایت تعجب مین تھا کہ یہ خداپرست بلا سے بد آفت روزگار
ہین دیکھنے مین تو معمولی قد وقامت ہین لیکن رگ رگ مین زور بھرا ہوا ہے اسطرف بادشاہ اسلام محتشم پر سے
زر نثار کرتے ہوئے میدان سے پھرے اس طرف تخام سرمست نے پھر طبل جنگ بجوا دیا ادہر بھی کوس حربی نوازش
مین آیا تمام رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی رہی صبح کو پھر دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے

بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جس وقت نقیب نہیب دے کر ہٹ گئے تو لشکر کفار سے عماد فیل زور میدان میں
آیا اور مبارز طلب ہوا لشکر اسلام سے شاہزادہ شہنشاہ صف شکن نکلے بعد گفتگو کے بسیار نوبت نیزہ بازی کی
آئی شہنشاہ صف شکن نے نیزہ عماد فیل زور کے ہاتھ سے نکال دیا عماد نے تلوار ماری شہنشاہ صف شکن
نے کلائی پکڑی اور جھٹکا مارا کہ عماد فیل زور اوندھے منہ پالان مرکب پر آرہا شہنشاہ صف شکن نے دوسرا
ہاتھ بڑھا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا قاش زین سے اٹھا لیا اور فرمایا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم میں
عماد فیل زور نے کہا ہزار جانیں ہوں تو نام پر خداوند ششش اور اس کے فرزند شعشاع بن ششش کے نثار ہیں
پس یہ سنکے شہنشاہ صف شکن نے اس کو بالائے ہوا اُچھال دیا اور گرتے وقت ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ وہ
شعشاع پرست چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا پس یہ دیکھ کر معاد فیل زور بھائی عماد فیل زور کا دوڑ پڑا اور
آتے ہی پکارا کہ غضب کیا تو نے کہ بازو میرا توڑ دیا کب چھوڑتا ہوں میں کہ تو زندہ بچ کر میرے ہاتھ سے جا سکے یہ کہکر
تلوار ماری شہنشاہ صف شکن نے اس کا وار بھی رد کر کے ایسا ہاتھ مارا کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے
شام تک شہنشاہ صف شکن نے اٹھارہ سردار جان سے مارے اور چار سرداروں کو زخمی کیا شام کو پھر
طبل بازگشت بجا اور دونوں لشکر میدان سے پھر گئے تیسری میدان داری میں ضیغم سرمست اپنے باپ سے اجازت
لے کر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا اس طرف سے شاہزادہ تیمور شیر پرور نکلا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی
ہوئی تیمور نے نیزہ ضیغم کے ہاتھ سے ہوائی کیا ضیغم سرمست نے تلوار ماری تیمور نے وار اس کا رد کر کے
کلائی پکڑ لی زور ہونے لگے ضیغم سرمست بھی بڑا بہادر تھا آخر دونوں کے مرکب لنگروں کی تاب نہ لا سکے بیٹھ گئے
دونوں نے زین خالی کئے اور مصروف کشتی ہوئے دم بدم گریبان زرہ کی پارہ پارہ ہو کر جسم سے گر گئیں شام تک
کشتی رہی مطلب نہ حاصل ہوا جب شام ہوئی تو ضیغم سرمست نے کہا کہ اے جوان رات واسطے آرام و
آسائش کے ہے اور دن کاروبار دنیا کے لئے تو بھی جا کے آرام کر اور میں بھی آرام کروں صبح کو میرے تیرے پھر
مقابلہ ہوگا تیمور نے کہا کہ میں بغیر فیصلہ کئے میدان سے نہیں پلٹتا ضیغم سرمست نے کہا کہ تجھکو کیا تو نے ہم کو
سمجھا ہے تین تین روز تک میں نے بھی مقابلہ کیا ہے اگر تیرا یہ عزم ہے تو میں نے بھی دل میں ٹھان لی ہے کہ جب تک فیصلہ نہ کر لوں گا
میدان سے نہ پھروں گا دونوں جانب سے روشنی آگئی دنگل کرسیاں بچھ گئیں تمام رات کشتی رہی لیکن مطلب نہ
حاصل ہوا صبح کو پھر اسی طرح دونوں لڑتے رہے خلاصہ یہ کہ تین شبانہ روز کشتی رہی آخر تیسرے روز قریب شام تیمور
نے لنگر توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا باندھ کے مشکیں اپنے عیار کے حوالے کیا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان
سے پھر گیا محکم سرمست اپنے فرزند کے اسیر ہو جانے سے دل شکستہ ہو گیا اور اس کو یقین ہو گیا کہ اب یہ لوگ
کسی طرح عہدہ برآ نہ ہوں گے اُدھر سنگستان نے ساریق سے کہا کہ اب بھاگنے کے واسطے تیار رہو یہاں کا تو
خاتمہ ہے محکم نے رنج میں پھر طبل جنگ بجوا دیا خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی یہاں بھی کوس جدلی نوازش میں آیا تمام رات
تیاری جنگ میں گذری صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جس وقت
نقیب نہیب دے کر ہٹ گئے تو نوفل سرمست نے باپ سے اجازت مانگی محکم سرمست نے کہا کہ جب ضیغم اسیر
ہو گیا تو تم کیا کرو گے یہ تو مجھے یقین ہو گیا کہ اب ان خدا پرستوں پر فتحیاب ہونا دشوار بلکہ ناممکن ہے لہذا مجھی کو آج فیصلہ
کر لینے دو اگر میں نے ایک مسلمان کو بھی گرفتار کر لیا تو امیر سے صلح کر لوں گا ان کا قیدی اُن کے حوالے کر دوں گا اور اپنا
قیدی اُن سے لے لوں گا اور اگر خود بھی اسیر ہو گیا تو مجبوری ہے یہ کہکر اس نے خود پہنا ہتھیار لگا لیا اور میدان میں آکر
پکارا کہ یا امیر میرے مقابلہ کو وہ شخص نکلے جو قائم مقام آپ کا ہو یا آپ خود نکلیں کیونکہ میرے اس جنگ کا خاتمہ ہو
فرمایا جو تمہاری خوشی ہو مجھے ہر طرح منظور ہے یہ سنکے محکم سرمست نے کہا کہ جی تو میرا یہی چاہتا ہے کہ آپ ہی سے

مقابلہ کروں فرمایا کہ میں موجود ہوں مضائقہ نہیں دونوں سرداروں نے عرض کی کہ یا امیر ہمیں واسطے مقابلہ کے جانے دیجئے
لیکن صاحبقران نے نہ مانا اور فرمایا کہ وہ مجھ سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے میں تمہیں کسطرح اجازت دوں یہ فرما کر صاحبقران
نے اشارہ کیا صاحبقران نے گلادانہ اچھال کر میدان کو فرق کیا علم اژدہا پیکر جلوہ گر ہوا صاحبقران مرکب کو
چمکا کر سامنے تخت بادشاہ کے آئے بادشاہ اسلام نے تخت رکھوا دیا صاحبقران سے گلے ملکر رخصت جنگ
عنایت فرمائی امیر اژدہا پیکر دیکھ کر جو سوار ہو کر سامنے محکم سرمست کے تشریف لائے اور فرمایا اے محکم فرزند
تیرا تجھ سے [illegible] مقابلے جو فیصلہ ہوگا وہی اس سے بھی ہو جائے گا لا جرم اپنا اور
[illegible] محکم سرمست نے نیزہ سنبھالا اور سینہ صاحبقران با اقبال پر وار کیا امیر نے وار اس کا اپنے نیزہ سے
پھیر دیا اور [illegible] اسطرح نیزہ ہاتھ سے محکم کے نکال لیا کہ تمام سرداران لشکر اسلام حیرت میں آگئے ہر کوئی
[illegible] کسی کی سمجھ میں نہ آیا سوا شاہزادہ [illegible] کہ [illegible] تو سمجھ گیا اور اس نے تعریف کی ادھر محکم
سرمست [illegible] میں تھا کہ یہ کسطرح نیزہ میرے ہاتھ سے نکل گیا کہ سمجھ میں بھی نہ آیا اس نے تلوار کھینچ کے سر پر
صاحبقران کے وار کیا امیر نے دو وار بچا کر کلائی پکڑ لی اور جھٹکا مارا کہ محکم اوندھے منہ مرکب پر آرہا لیکن
سنبھالا اور ہاتھ کھینچا لیکن [illegible] کی تاب نہ لا سکے ہاتھ بیٹھ گئے کشتی ہونے لگی دونوں طرف سے افسران لشکر قریب
آگئے تھے کشتی کو دیکھنے لگے تمام دن کشتی رہی قریب شام صاحبقران نے لنگر محکم سرمست کا توڑا اور سر سے
بلند کر کے زمین پر مارا باندھ کے لشکر عیار کے حوالے کر دیا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھرے ادھر ساریق
واپس ہوا لیکن محکم سرمست نے صاحبقران سے عرض کیا کہ یا امیر جس طرح ساریق نے شہر [illegible] کا
[illegible] اسی طرح میرے شہر میں بھی لوٹ نہ مچا دے لہذا میرے حق میں جو کچھ منظور ہو ابھی وقت ہو جائے
تو بہتر ہے یا میں خود واپس ہو کر اپنے ملک کی حفاظت کروں یا حضور ملک کو اپنے قبضہ میں کر کے اس کی حفاظت
فرمائیں [illegible] صاحبقران نے [illegible] محکم سرمست اور [illegible] سرمست کو طلب کیا جس وقت
یہ دونوں حاضر ہوئے امیر نے ان کو ایک ایک دنگل عنایت فرمایا اور ارشاد کیا کہ اب تمہارا کیا ارادہ ہے
محکم سرمست نے عرض کی کہ تا زندہ ہیں بندہ ہیں اب امیر [illegible] سرمست کی طرف مخاطب ہوئے اور ارشاد
فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو اس نے عرض کی کہ جب بھائی نے اطاعت اختیار کر لی تو مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے صاحبقران نے
آہنگر [illegible] کو بلا کر ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹوا دیں اور دونوں کو خلعت عنایت فرمائے محکم سرمست نے عرض کی کہ اگر
اجازت ہو تو میں جا کر سامان دعوت [illegible] کروں اور حضور مجھے سرفراز فرمائیں اور وہاں میں ساریق کو بھی گرفتار
کر کے حاضر حضور کروں گا فرمایا کیا مضائقہ ہے جاؤ محکم سرمست صاحبقران سے رخصت ہو کر [illegible] سرمست
اپنے شہر میں آیا ساریق نے پوچھا کہ کیونکر تمہاری رہائی ہوئی محکم سرمست نے کہا کہ میں نے دین اسلام اختیار
کیا ساریق نے [illegible] سے اشارہ کیا کہ اب یہاں ٹھہرنے میں مصلحت نہیں [illegible] نے کہا کہ جا بھی تو نہیں سکتے
[illegible] محکم سرمست نے سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا اور صاحبقران کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ اب
حضور تشریف لائیں امیر باتوقیر ہمراہ اپنے تمام سرداران اسلام کو لے کر تشریف لائے محکم سرمست دروازہ
شہر پناہ تک [illegible] واسطے استقبال کے آیا صاحبقران داخل شہر سرمستان ہوئے سلامی ہوئی راستے میں جو بت
نظر آئے [illegible] امیر نے اپنے سامنے ان کو منہدم کرایا بجائے [illegible] مساجد بنواتے ہوئے داخل ایوان شاہی
ہوئے ساریق ملعون نے نہ استقبال کیا نہ تعظیم کو اٹھا امیر باتوقیر نے ساریق کی طرف دیکھ کے ارشاد فرمایا کہ
اب کیا ارادہ ہے محکم سرمست کو ساریق کے حال پر رحم آیا صاحبقران سے عرض کی کہ حضور اس کے حال
پر توجہ فرمائیں اگر یہ دین اسلام اختیار کرے تو کچھ ملک و مال اس کے ممالک میں سے حضور اس کو عنایت فرمائیں

ہین اور مسلمان سرمستون کو برا بھلا کہہ رہے تھے اس شور و غل کی خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچی فرمایا
یہ کیا آفت ہے محکم سرمست نے عرض کی کہ مجھے خبر نہین مگر غنیمت یہ تھا کہ صبح قریب تھی صبح تک تو برابر تلوار چلا کی
ہزارون مارے گئے جب روشنی ہوئی تو صاحبقران نے ایسا نعرہ کیا کہ دونون لشکر دہل گئے جدا ہوئے
پوچھا صاحبقران نے کہ تم کیسے لڑائی لڑے اہل اسلام نے کہا کہ ہم پر سرمستون نے حملہ کیا اور سرمستون نے
اہل اسلام پر الزام لگایا اُسوقت صاحبقران حیران تھے کہ یہ اُن کا نام لیتے ہین اور وہ ان کا نام لیتے ہین
اب دونون مین سچا کسے سمجھین خضران نے عرض کی یا صاحبقران ساریق کو دریافت فرمائیے کہ کہان ہے
دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ساریق نہین ہے خضران نے عرض کی کہ یہ دونون بے خطا ہین قصور ساریق
کا ہے یہ اسی ملعون نے دونون لشکرون پر شبخون مارا آپ تو نکل گیا یہان ایک دوسرے کے شبہہ مین لڑ گئے اب
لاشون کو تلاش کیا تو اکثر لاشین ساریق پرستون کی ملین ایک شخص زندہ تھا لیکن زخمی ہونے کی وجہ سے
بھاگ نہ سکا اُس کو سامنے صاحبقران کے لائے امیر نے فرمایا کہ اگر راست راست بیان کر دے گا تو تجھے
زندہ چھوڑ دین گے قتل نہ کرین گے اُس نے صاف صاف بیان کر دیا کہ یا امیر بیشک یہ فعل ساریق کا تھا اُسنے
سوختگان کی صلاح سے شبخون مارا اور جانب شہر حسن آگین بھاگ گیا مین زخمی ہو گیا اس لئے بھاگ نہ سکا
اب چاہے قتل کیجیے چاہے بخشیے صاحبقران نے فرمایا کہ مین وعدہ کر چکا ہون کہ اگر تو سچ بیان کرے گا تو تجھے چھوڑ دون گا لہذا
اب تجھے اختیار ہے جہان چاہے چلا جا اُس نے عرض کی کہ اگر جانے کے قابل ہوتا تو رہ کیون جاتا فرمایا کہ اسے شفاخانہ مین لیجاؤ
جس وقت یہ اچھا ہو لے اُسوقت اسے زاد سفر دے کے رخصت کر دینا اس عنایت پر صاحبقران کی وہ شخص شیدا ہو گیا
عرض کی کہ یا صاحبقران مین نے لعنت کی ساریق پر اب زندگی اپنی انھین قدمون کے نیچے بسر کرون گا مجھے دین اسلام
تعلیم فرمائیے امیر نے کلمہ پڑھایا وہ شخص از سر صدق مسلمان ہوا لوگ اُسے شفاخانہ مین لے گئے علاج اُس کا ہونے لگا۔
یہان صاحبقران باقبال نے محکم سرمست سے ارشاد فرمایا کہ مین تعاقب مین ساریق کے جاؤنگا محکم سرمست
نے عرض کی کہ حضور اپنے مقام پر فروکش ہین کہ ساریق جا نہین سکتا ایک راستے پر آپ کی فوج پڑی ہے دوسرے
راستے پہ شہر حسن آگین ہے وہان کے لوگ نہ کہین جاتے ہین نہ کسی کو اپنے ملک مین آنے دیتے ہین ساریق مجبور
ہو کر پلٹے گا اور نہ مانے گا تو مبتلائے بلا ہو گا صاحبقران نے فرمایا کہ یہان سے کے روز کا راستہ ہے محکم سرمست نے
عرض کی کہ بہت قریب ہے دو روز مین انسان پہونچ جاتا ہے آپ چھ روز انتظار فرمائیے اگر ساریق پلٹ کے نہ آئے تو
حضور کو اختیار ہے امیر با توقیر نے کہنے سے محکم سرمست کے ملک سرمستان مین قیام کیا مگر ہرکارے واسطے خبر کے روانہ
کر دیئے تھے یہ تو انتظار کرتے ہین لیکن حال رانندہ درگاہ خدا ساریق بن لقا کا سنئے کہ جسوقت یہ شبخون مار کے
بھاگا تو اس نے کسی مقام پہ قیام نہ کیا کہ ایسا نہو میرے تعاقب مین اہل اسلام آتے ہون دوسرے روز صبح کو ایک
صحرا مین پہونچا دور سے ایک تحریر طلائی معلوم ہوئی چونکہ یہ علامت اسے دریافت ہو چکی تھی اسی جانب روانہ ہوا
پہر دن چڑھے قریب پہونچا تو دیکھا اس نے کہ ایک دیوار طلائی کھنچی ہوئی ہے اور ایک دروازہ طلائی جس مین جواہر
بیش بہا نصب ہین مثل آغوش تمنا کے کھلا ہوا ہے اور بالائے دروازہ ایک برآمدہ ہے اس پر ایک شخص اسطرلاب
ہاتھ مین لئے بیٹھا ہے اور جانب فلک دیکھ رہا ہے جیسے ہی گھوڑون کی ٹاپون کی آواز اُس کے گوش زد ہوئی صحرا کی طرف
دیکھکر آواز دی کہ اے اجل رسیدہ کہان آتے ہو پلٹ جاؤ ورنہ لقمہ دہان گور ہوگے ساریق نے ڈر کے گھوڑے
کو روکا کہ یہ کیا آفت ہے اسطرلاب جادو نے آواز دی کہ تم لوگ کون ہو اور ادھر کیون آتے ہو ساریق نے
سمّ خداوندی کا نعرہ کیا اسطرلاب جادو ہنسا اور کہا کہ تو کس کا خداوند ہے سوختگان نے کہا یہ خداوند لقا
باختر ہین اور طلسم زلزلہ کی طرف جانا چاہتے ہین اسطرلاب جادو نے کہا ان سے کہو کوئی اور راستہ اختیار کرین

اس طرف سے کسی کے آنے جانے کا حکم نہیں ہے یہ سرحد حکیم اشراق الحکمت کی ہے حکیم صاحب کا حکم نہیں ہے
کہ کوئی اس طرف سے آئے ساریق کو غصہ آیا کہا کہ اب تو خداوند جو قصد کر چکے وہ کر چکے ہم اسی طرف سے
جائیں گے یہ کہکر ایک سوار سے اشارہ کیا کہ ڈال دے گھوڑا سوار اشارہ پاتے ہی مرکب کو جپکا کر دروازے کی طرف
چلا سامنے دروازے کے ایک نشان بنا ہوا تھا جیسے ہی وہ سوار اس حد میں پہونچا اسطرلاب جادو نے
جانب فلک دیکھا اور آواز دی کہ لینا اس کو فوراً ایک طائر فیل کے برابر پیدا ہوا اور منقار میں اپنی اس سوار کو
دبا کر بلند ہو گیا اور کچھ دیر کے بعد طائر تو نگاہوں سے پوشیدہ ہو گیا لیکن چند استخوان تازہ گرے جس سے یہ
معلوم ہوا کہ طائر نے اس سوار کا گوشت کھا لیا اور ہڈیاں پھینک دیں شنگکان تو لرز گیا اور ساریق کے بھی اوسان
جاتے رہے اودھر اسطرلاب جادو نے کہا کہ دیکھا تم نے یہ تو ایک ہی سوار تھا اگر کروڑہا آدمی ایسا مرتبہ آنے کا
قصد کریں تو بھی یہی انجام ہو شنگکان نے کہا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو میں کچھ بیان کروں اسطرلاب جادو نے
کہا بیان کرو شنگکان نے قریب آ کر نہایت لجاجت کے ساتھ کہا کہ آپ حکیم صاحب سے اجازت لیکر ہمیں اس طرف
سے نکل جانے کی اجازت دیجیے اس لئے کہ تعاقب میں ہمارے دشمن آتے ہیں اگر ہم پلٹیں گے تو مارے جائیں گے
اور آگے بڑھتے ہیں تو اجل کا سامنا ہے ؎ نہ غم صیاد و فکر باغبان ہے ۔ دو تنکے میں ہمارا آشیان ہے نہ ہمیں نہ ان کے شہر
سے کام ہے نہ قیام کی ضرورت ہے ہم تو جانب طلسم زلزلہ جانا چاہتے ہیں اسطرلاب جادو نے کہا کہ اچھا اپنے خداوند
سے کہو کہ قیام کرے میں بادشاہ کو لکھتا ہوں یہ کہکر اسطرلاب جادو نے اسی وقت ایک عرضی اسم ابر سبز قبا
کو تحریر کی کہ اے جہان پناہ کوئی شخص ساریق نام ملک باختر کا فرمان روا اسلامیوں کے ہاتھ سے شکست کھا کے
اس طرف آیا ہے اور نکل جانے کی اجازت چاہتا ہے اگر حکم ہو تو اسے راستہ دیدیا جائے چونکہ وہ ایک وقت میں خداوندی
کرتا تھا اور اب اس پر وقت سخت پڑا ہے لائق رحم ہے جس وقت یہ عرضی شہنشاہ سبز قبا جس کا دوسرا نام اسم ابر
سبز قبا ہے کو پہونچی تو اس نے اس عرضی کو خدمت میں حکیم اشراق الحکمت کے روانہ کر دیا حکیم جس وقت
مضمون عرضی سے مطلع ہوا اس نے اسی وقت ایک ردی کا پھول بنا کے اڑا دیا اور خاموش ہو کے بیٹھ رہا اور
بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ میں نے ابر اس کے لینے کے واسطے بھیجا ہے لیکن آپ ایک روز سے زیادہ اسے اپنے ملک میں
نہ ٹھہرائیے گا یہاں اسطرلاب جادو جواب کا منتظر تھا کہ ایک مرتبہ لکۂ ابر نمودار ہوا اور قریب آ کر اس میں سے
آواز پیدا ہوئی کہ مجھے حکیم صاحب نے ساریق بن لقا کے لینے کو بھیجا ہے اسطرلاب جادو نے شنگکان
سے کہا کہ لو مراد تمہاری بر آئی اپنے خداوند سے کہو کہ اس ابر پہ بیٹھ کر نکل جائیں ابر زمین پر مثل فرش کے بچھ گیا
ساریق اپنے ہمراہیوں سمیت اس ابر پہ بیٹھا ابر گرج کر بلند ہوا اور دیوار کو پھاند کر جانب شہر حسن آگیں روانہ
ہوا تھوڑے ہی عرصہ میں راہ کو طے کر کے شہر میں پہونچا ساریق مع فوج ابر سے اترا چونکہ حسین سبز قبا کو
پہلے سے خبر ہو چکی تھی اس لئے لوگوں کو ساریق کے لینے کے واسطے بھیجا لوگ آئے اور ساریق کو استقبال
کر کے دربار میں حسین سبز قبا کے لے گئے حسین سبز قبا کو صورت ساریق و شنگکان کی دیکھ کر ہنسی
آگئی لیکن ساریق و ہمراہیان ساریق اہل دربار کو دیکھکر حیرت ہو گئے کہ دنیا میں ایسے ایسے حسین بھی ہیں حسین سبز قبا
نے حالات دریافت کئے ساریق تو اپنے غرور میں خاموش بیٹھا رہا مگر شنگکان نے تمام کیفیت مفصل بیان کی
یہ خبر ملکہ حسینہ گلگون پوش دختر بادشاہ کو ہوئی کہ کچھ لوگ دوسرے ملک کے ہمارے ملک میں آئے
ہیں اس کو اشتیاق پیدا ہوا اسی وقت پشت مرکب پہ بیٹھی اور نقاب چہرہ پہ ڈال کے جانب دربار شاہی روانہ
ہوئی ترک سوارنیاں اور حسین میہمانان انتظام کرتی ہوئی ساتھ ساتھ تھیں جیسے ہی داخل دربار ہوئی اور
نقاب چہرہ سے الٹی یہ معلوم ہوا کہ لکۂ ابر چہرۂ آفتاب سے ہٹ گیا دربار منور ہو گیا اہل دربار نے ادب سے

سلام کیا تعظیم کو آگے بڑھے سارلیق کی رال ٹپک پڑی سنجنگاں سے کہا کہ ہین اس کے پیٹ مین نور قدرت ضرور آثار ون کا اور اسی کے فرزند کو اپنا قائم مقام بنا جاؤن گا بچھلے اس کے کہ لیے چھکے سے ایک چپت رسید کی اور کہا کہ کیون شامت مین آئی ہین ایسی بات زبان پر کبھی نہ لانا ورنہ اتنی جوتیان کھاؤ گے کہ یاد کرو گے ارے یہ نازنین لائق پرستش ہے یا لائق وصل کیا کہون موقع نہین ہے ورنہ اسوقت اس زور سے دھول مارتا کہ آئندہ کے لئے آپ کو تنبیہ ہو جاتی سارلیق نے دیکھا کہ اگر کچھ کہتا ہون تو راز فاش ہوتا ہے چپکا ہو رہا لیکن یہ حرکت سنجنگاں کی ملکہ نے دیکھ لی بے اختیار ہنس پڑی اپنے باپ سے کہا کہ ان جانورون کو الگ ایک پنجرہ میں بند کیجئے ورنہ یہ آپس مین لڑینگے حسین سبز قبا نے دختر کو پاس بٹھا لیا پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے فرزند ایسا نہ کہو اسلئے کہ یہ بھی اپنے ملک کا بادشاہ ہے اسوقت یہ گردش زمانہ سے تباہ ہو کر اس طرف چلا آیا ہے ورنہ اس تک تو رسائی دشوار تھی یہ وہ شخص ہے کہ تمام گلستان باختر اسے سجدہ کرتا تھا اور اپنا خدا وند جانتا تھا ملکہ نے سنجنگاں کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ کچھ حالات اپنے بیان کرو سنجنگاں نے عرض کی کہ اے ملکہ عالم یہ شخص خداوند باختر اور مین اس کا شیطان درگاہ ہون چونکہ یہ خدا اسے حقیقی کو بھولا اور اپنے کو خداوند کہلوانا شروع کیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانون نے اس کے ملک پر چڑھائی کی تمام سامان خداوندی کو ایک دم مین مٹا دیا خداوندی بٹون بھائیون کو لے بھاگے اپنے تصرف مین لاسکے خداوند کو سوا بھاگنے کے کوئی چارہ نہ ممکن ہوا یہانتک کہ اس مقام پر پہونچے اب طلسم زلزلہ مین جا کر پناہ لینے کا قصد ہے ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ تم اپنے خداوند کی بڑی قدر کرتے ہو نہایت عزت سے پیش آتے ہو سنجنگاں نے کہا کہ ملکہ نے میرا جواب گنا تا دیکھ لیا ہے عرض کی اے ملکہ عالم یہ ایسا خداوند ہے کہ اسی پرستش ملکہ نے کہا کیا اس خداوند کی یہان پرستش ہوتی ہے سنجنگاں نے گردن جھکا لی ملکہ نے اپنی ساتھیون سے کہا کہ تم بھی خداوند کی پرستش کرو انھون نے کہا کہ طریقہ پرستش تعلیم فرمایئے ملکہ نے ہاتھ چوکنا کر اشارہ سے بتایا سیکڑون جوتیان سر پر سارلیق کے پڑنے لگیں سارلیق رونے لگا حسین سبز قبا کو رحم آیا ملازمان ملکہ کو منع فرمایا وہ لوگ ہٹ گئے اور سارلیق سے کہا کہ یہ خطا تمہارے شیطان کی ہے ملکہ تو اسیوقت ہنستی ہوئی چلی گئی لیکن سارلیق اس قدر بد دل ہوا کہ اس نے حسین سبز قبا سے کہا کہ مجھکو اب طلسم زلزلہ کی جانب پہونچا دیجئے حسین سبز قبا اپنے بزرگون سے سن چکا تھا کہ ایک زمانہ مین اس وضع اور اس قطعہ کا ایک شخص اس ملک مین آئیگا وہ نہایت سبز قدم اور منحوس ہوگا کہ نحوست سے ملک پر تباہی آئیگی جس وقت وہ تمام باتین حسین سبز قبا نے سارلیق مین دیکھین اسی وقت سارلیق کو رخصت کر دیا لوگ دوسرے دروازے تک پہونچا گئے اور سارلیق کو اس کے ہمراہیون سمیت شہر سے باہر نکال دیا یہ تو بھاگ کر طرف طلسم زلزلہ کے جاتا ہے اس برگشتہ قسمت کو تو یہین رہ ان دو دن سے دیکھے اوا

چند کلمے داستان شوکت بیان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے سماعت فرمایئے غزل با ناز کلام

طبیعت ہی مری مجھ پر محبت کی بلا لائی
مری رہتے ہوئے دل کی تمنا کو مٹا لائی
وہ کہنا دیکھکر مقتل میں مجھکو میرے قاتل کا
دکھین یا جان کی شوخی راہ پر کچھ لگا لائی
زمانے بھر مین جسے چاہون تری خلوت نشینی کے
انکھین شدت ستم لایا یہ میری قضا لائی

جو آئی بھی تو کیا آئی جو لائی بھی تو کیا لائی
ذرا سینہ تو دیکھ اپنا جوانی تیری کیا لائی
یہان تم آپ سے آئے ہو یا تمکو قضا لائی
یہ چوری تو نہین تیری نظر کی سینہ زوری ہے
عجب پردے سے باہر نکلکے تیری حیا لائی
عجب انداز سے ہین تری چتون کے اے ظالم

تو پھر جانفزا امید وصل دل ربا لائی
کہ یہ ڈھونڈنے رکھکر سیکڑون کے دل اڑا لائی
وہ ہنسے گفتگو کرنے لگے ہین سب حیا بانہ
لڑی جس کی نظر سے بس اسی کا دل اڑا لائی
تمنا اپنی اپنی لائی ہے دونون کو مقتل مین
کسی کا دل اڑا لائی کسی کا دل چرا لائی

تری تیغ ستم اُف تک نہ کی ہم نے وہ بسمل ہون
ہماری ہی جوانی ہم کو پیغام قضا لائی
بھلا کیا کام تھا حورون سے کسکے مرنیوالونکو
فلک تک جاکے آہ رسا تو کیا بتا لائی
وہ کہتے ہین کہ لایا کون تمکو میری محفل مین
مرے دل مین کچھ ایسا ولولہ کالی گھٹا لائی
بہتے ہین خواستگار و نین تو اب گھبرا کے کہتے ہین
خدا جانے یہ کس سفاک کی شوخی اڑا لائی

یہی تھی وہ ادا جو اُن کے لب تک مرحبا لائی
مری چشم تصور نے کیا کیا کام کیا کہنا
کہین تو غلطان کسا کچھ اور ہی حسرت لگا لائی
یہان موت نے نہ تھا کوئی کہ کچھ دھوکے رہجاتا
کہون اسکے سوا اب اور کیا میری قضا لائی
تم اپنے آپ آتے میرے گھر یہ غیر ممکن تھا
برا ہو اچھی صورت کا کہ مجھ پر یہ بلا لائی

شباب آتے ہی ہم تو مرستان ہم چینون پر
عدو کی گو وستے اُس ماہ پیکر کو اٹھا لائی
مزا جب تھا کہ گھر کرتی کسی بیدم کے دل مین
نظر میری تھی جو تاب جمال دلربا لائی
کسی صورت نہ قائم رہ سکا انکار مینوشی
مرے دل کی کشش لائی مری آہ رسا لائی
غضب کا چلبلا پن تھا پر یہ میری طبیعت مین

راوی بیان کرتا ہے کہ جب **صاحبقران** کو چند روز شہر سرمستان مین گذر گئے تو ہرکارے واپس آئے اور آکر سارا ماجرا بیان کیا کہ اس صورت سے ساریق مین لقا داخل شہر حسن آگین ہوا کہ ایک لکہ ابر آیا اُسی پر ساریق اپنے ہمراہیون سمیت بیٹھ کر جانب شہر حسن آگین روانہ ہوا صاحبقران نے محکم سرمست سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم نہ روکتے تو مین جاکر راستے ہی سے اس کو گرفتار کرلیتا خیر اب بھاگ کر کہان جائے گا شہر حسن آگین مین گھس گئے نہ اسے گرفتار کیا تو کچھ کام نہ کیا لیکن طیکہ وہ اور آگے نہ بھاگ نکلا یہ سنکے رنگ چہرہ محکم کا متغیر ہوگیا اور عرض کی کہ یا صاحبقران مین نہ جانتا تھا کہ بادشاہ شہر اپنے آئین کے خلاف کرے گا اور ساریق کو اپنے ملک مین بلالے گا مجھے تو یہ یقین تھا کہ ساریق یا تو سرحد پر مارڈالا جائے گا یا واپس آئے گا وہان کے لوگ کسی شہر کے لوگون سے میل کرنا پسند ہی نہین کرتے خدا جانے کیا اتفاق ہوئی لیکن اب میری التماس کو قبول فرمایئے کہ اُس خرس بادیہ ضلالت کے تعاقب سے باز آیئے شہر حسن آگین بہشت بدمقام ہے وہان کے لوگ کسی سے ملنا پسند نہین کرتے راستے مسدود کر رکھے ہین خدا جانے کیا باعث ہوئی کہ ساریق کو بلا لیا اُس نے ضرور بیان کیا ہوگا کہ مین پناہ لینے آیا ہون اور میرے عقب مین میرے دشمن آتے ہین اب آپ کو وہ لوگ ہرگز نہ آنے دین گے فرمایا کہ مین بزور شمشیر جاؤن گا محکم سرمست نے عرض کی کہ تلوار کا زور وہان نہین چلتا مین صرف سرحد کے حال سے واقف ہون لیکن میرے شہر مین ایک مرد بزرگ رہتے ہین کہ وہ اپنا مذہب کسی پر ظاہر نہین کرتے وہ وہان کے حالات سے کماحقہ آگاہ ہین انھین مین بلواتا ہون حضور اُن سے حالات دریافت فرمائین وہ مقام لائق جانے کے نہین ہے فرمایا مین جاؤن گا تو ضرور ہی لیکن اچھا ہے کچھ حالات پیشتر سے معلوم ہوجائین محکم سرمست نے اُسیوقت ایک نامہ **خضران اخترشناس** کو تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ آپ سے کچھ باتین دریافت کرنا ہین جسطرح ممکن ہو کچھ دیر کے لئے تشریف لے آیئے جب یہ نامہ **خضران اخترشناس** کو پہونچا اور خضران اخترشناس مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اُسی وقت نامہ دار کے ہمراہ حاضر ہوا محکم سرمست نے نہایت عزت کے ساتھ بٹھایا اور حال صاحبقران کے تشریف لانے کا بیان کیا اور کہا کہ تم سے کچھ حالات شہر حسن آگین کے دریافت کرنے تھے اسغرض سے بلایا تھا **خضران اخترشناس** نے اپنے مقام سے اٹھ کے **صاحبقران** کے ہاتھ چومے اور عرض کی کہ مین مسلمان ہون ان لوگون کے خوف سے مین نے گوشہ نشینی اختیار کی تھی اور اپنے مذہب کو چھپاتا تھا علم اخترشناسی کے ذریعہ سے آگاہی تھی کہ حضور کسی وقت تشریف لائینگے اور یہان کے بعد شہر حسن آگین کو جائینگے اور مجھ سے حالات دریافت فرمائین گے یا صاحبقران شہر حسن آگین دنیا پر ایک بہشت ہے وہان کے باشندے نہایت حسین ان وہ ہین اور اس ملک کی آب و ہوا پسند کرکے حکیم اسرار الحکمت نے دنیا سے حسین چھانٹ کرکے اُن حسینون سے آباد کیا ہے پانچسو برس سے یہ ملک آباد ہے اور اب شباب پر ہے پانسو برس پیشتر جو بادشاہ تھا حکیم اسرار الحکمت نے تو انتقال کیا اب قائم مقام اُن کا حکیم اشراق الحکمت ہے جو شاگرد و جانشین اسرار الحکمت کا ہے اور فرمانروا

وہاں کا حکیم ہوا اور ظاہری بادشاہ جنسیان بھی مشہور تھا ہی چندروز اسنے سے اشراق الحکمت کے خیالات میں تغیر پیدا ہوا اور اس نے
توحید سے انکار کیا دنیا کو قدیم تصور کیا اور دہریت اختیار کی چونکہ اُس کے نزدیک کوئی مختار سزا و جزا تو ہی نہیں جسکا
اُسے خوف ہوتا وہ اپنے کو پیغمبر بیان کرتا ہے اور فرضی خدا ٹھہرا لیا ہے تمام ملک اُسی کو مانتا ہے چونکہ حکیم زبردست ہے تمام
ملک کو نظام اپنے قبضہ میں کئے ہوئے ہے دوسرے ملک اور دوسرے مذہب کے لوگوں کا وہاں تک گذر نہیں
کہ لوگ واقفیت حاصل کریں اسکے سبب حکیم پر اعتقاد لاتے ہوئے ہیں فرمایا کہ آخر اُس ملک میں نہ پہونچنے کا کیا سبب
ہے عرض کی کہ گرد شہر کے اُس نے شہر پناہ قائم کی ہے دو دروازے اُس کے ہیں ایک تو معدوم ہے جب اہل شہر کسیکو
شہر بدر کرنا چاہتے ہیں تو اُسی دروازے سے نکال دیتے ہیں اور وہ دروازہ بیرون شہر سے نہیں معلوم ہوتا ہے اور
دوسرا دروازہ باہر سے نظر آتا ہے اندر سے نہیں معلوم ہوتا ہے اس دروازے کا محافظ اسطرلاب جادو ہے اور
طائر جادو اُس کا محکوم ہے جب کوئی اندر جانے کا قصد کرتا ہے تو اسطرلاب جادو منع کرتا ہے اگر کہنا اُس کا کسی نے
مان لیا فہو المراد اور اگر نہ مانا تو طائر آتا ہے اور اُٹھا لیجاتا ہے گوشت کھا لیتا ہے ہڈیاں پھینک دیتا ہے بعد اس شہر پناہ
کے ایک درخت عظیم ہے اُس کا یہ خواص ہے کہ جب کوئی اُس کے قریب پہونچتا ہے تو تمام پھل اُس درخت کے زمین پر
گرتے ہیں اور چٹک جاتے ہیں اُن میں سے انسان پیدا ہوتے ہیں اگر کروڑہا آدمی کا لشکر ہو تو اُتنے ہی آدمی پیدا
ہو جاتے ہیں اور آمادہ نبرد ہوتے ہیں تیر و شمشیر کوئی حربہ اُن پر کارگر نہیں ہوتا دم بھر میں وہ تمام لشکر حریف کو
تہ تیغ کرتے ہیں اور وہ سواران ہیں کر خود بھی فنا ہو جاتے ہیں اور درخت میں اور پھل پیدا ہو جاتے ہیں بعد اس درخت
کے ایک دیوانخانہ ملتا ہے وہ حکیم اسرار الحکمت کا ساختہ ہے اُس میں ہزار تصویریں مجری شیروں کی بنی ہوئی
ہیں جو کوئی اُس دیوانخانے تک پہونچتا ہے تو وہ سب شیر شیر اصلی بنکر حملہ کرتے ہیں اور فوجوں کو پھاڑ کر کھا لیتے ہیں
اور پھر تصویریں بنکر اپنے اپنے مقام پر لگے ہوتے ہیں ان مرحلوں پر نہ ساحر کا سحر کام دیتا ہے نہ پہلوان کی زورآوری
سے مطلب حاصل ہوتا ہے نہ حربہ کام کرتے ہیں میری رائے میں اُس طرف کا قصد کرنا اچھا نہیں ہے آئندہ
آپ کو اختیار ہے صاحبقران عالیشان نے ارشاد فرمایا کہ اے عمران اخترشناس بسبب کعبہ میں ضرور جاؤنگا
اگر خدا نے مجھکو صاحبقران بنایا ہے تو وہ مدد کرے گا اور اگر میری زندگانی اور حکمرانی کا خاتمہ شہر حسن آگین پر موقوف ہے
تو یہ مرضی خدا کی مجھے عذر کچھ نہیں ہے سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے یہ فرما کر حکم دیا کہ ابھی پیشخیمہ ہمارا جانب
شہر حسن آگین روانہ ہو اُسی وقت حسب الارشاد عادی اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا بار کرا کے جانب شہر حسن آگین روانہ
ہو گئے بعد اس کے صاحبقران عالیشان اپنے سرداران نامی و گرامی جانب شہر حسن آگین تشریف لے گئے حکیم مست
نے پہلے تو بہت منع کیا لیکن امیر نے نہ مانا تو یہ خود بھی صاحبقران کے ہمراہ رکاب ہوا بعد طے مراحل و قطع منازل آٹھ
روز میں حد شہر پر پہونچ گئے مہتر عادی نے خیمہ برپا کیا صاحبقران داخل بارگاہ ہوئے رات آرام سے بسر کی
جب صبح ہوئی تو دربار فرمایا سب لوگ جمع ہوئے صاحبقران تمام سرداروں کو ہمراہ لیکر اسی دروازہ طلائی کے
سامنے تشریف لائے دیکھا کہ بر آمدہ پر ایک شخص ساحر وضع اسطرلاب ہاتھ میں لئے ہوئے بیٹھا ہے جیسے ہی اُس نے
صاحبقران کو آتے دیکھا آواز دی کہ یہ دروازہ گذرگاہ عام نہیں ہے جس کو اپنی جان شیرین تلف و برباد کرنی ہو وہ
اس طرف کا رخ کرے ورنہ پلٹ جائے اُس وقت مست دیوانہ رفیق شاہزادہ رفیع النجت غصہ میں آیا پکارا کہ
او ناجنس تو ہم لوگوں کو معمولی آدمیوں کی طرح سمجھا ہے جو ایسی سخت کلامی کرتا ہے نہیں جانتا کہ یہ سب شاہزادے اور
شہریار زادے ہیں اور سب کے سرتاج صاحبقران عالیشان بھی اس گروہ میں تشریف فرما ہیں خبردار اس طرح
کی بدزبانی نہ کرنا اسطرلاب جادو ہنسا اور کہا کہ مجھے کسی شاہ و شہریار سے کیا کام میرا شاہ وہ ہے جس کا میں ملازم
اور تابع فرمان ہوں باقی امیر و فقیر میرے آگے سب برابر ہیں یہ سن کے دیوانے کو اور غصہ آیا اور کہا مردود تیری

شامیون آئی ہین اور تلوار کھینچ کر چلا چاہتے سرداران صاحبقران ہان ہان کیا کیے مگر اُس نے ایک نہ مانی آسطرف
اسطرلاب جادو نے جو دیکھا کہ یہ چلا ہی آتا ہے بس اس نے جانب فلک دیکھا ساتھ ہی ایک طائر سیاہ رنگ پیدا
ہوا اور سرمست دیوانہ کو منقار مین دبا کر بلند ہو گیا اور بعد تھوڑی دیر کے طائر تو نظرون سے غائب ہو گیا مگر چند
استخوان گر پڑے صاحبقران نے سرمست دیوانہ کے واسطے بہت افسوس کیا اُس وقت خواجہ خضران بن عمرو
ثانی نے عرض کی کہ یا امیر اگر اجازت ہو تو مین اسطرلاب جادو سے کچھ کلام کرون فرمایا تمہین اختیار ہے اس وقت
خواجہ نے چند قدم آگے بڑھ کر اسطرلاب جادو سے کہا کہ مین تم سے کچھ باتین کرنا چاہتا ہون اسطرلاب جادو نے کہا
اس کا مضائقہ نہین آؤ چلے آؤ خواجہ نے کہا کہ اگر تم پھر طائر کو اشارہ کر دو تو مین کیا کرون گا اسطرلاب جادو
نے کہا کہ یہ سرکشون کے واسطے ہے جو خلاف حکم پیش قدمی کرتے ہین تم تو میری اجازت سے آنا چاہتے ہو خواجہ
آگے بڑھے لیکن ڈر کے مارے جانب آسمان دیکھتے جاتے تھے کہ اگر طائر آتا ہو تو گلیم اوڑھ لون لیکن طائر نظر نہ آیا
اُس وقت خواجہ زینے پر ہو کے برآمدے پر پہونچے اور اسطرلاب جادو سے کہا کہ تم جس کے ملازم ہو اُس کو
لکھ بھیجو کہ صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین اور ارشاد فرماتے ہین کہ ہمارا گنہگار ساریق بن تقا بھاگ کے تمہارے
ملک مین آیا ہے یا تو اُس کو گرفتار کر کے ہمارے حوالے کر دو ہمین تمہارے ملک و مال سے کوئی تعلق نہین ہے ہم واپس
چلے جائین گے یا اگر وہ تمہارے ملک سے ہو کر کسی دوسرے مقام پر چلا گیا ہو تو ہمین بھی راستہ دیدو کہ ہم بھی چلے جائین
اسطرلاب جادو نے کہا اس کا مضائقہ نہین ہے تم جا کے صاحبقران سے کہو کہ آپ انتظار کیجیے مین لکھتا ہون جیسا کچھ حکم
ہو گا اُس سے مین اطلاع دون گا اور بغیر اجازت حکیم اشراق الحکمت کیا ممکن ہے کہ کوئی اس طرف سے جا سکے تم نے
دیکھا کہ اُس دیوانے کا کیا انجام ہوا یہی نتیجہ ہر شخص کے لیے رکھا ہوا ہے اگر فوجین ایک وقت مین آنے کا قصد کرین
تو جتنے آدمی ہون گے اُتنے ہی طائر پیدا ہون گے اور سب کو اسیطرح اُٹھا کر کھا لین گے خواجہ خضران
وہان سے پلٹ کے خدمت صاحبقران مین حاضر ہوے اور جو کچھ گفتگو ہوئی تھی بیان کر دی صاحبقران
واپس آ کے پھر انتظار مین بیٹھے ہین لیکن حال اسطرلاب جادو کا سنیے کہ اس نے پھر ایک نامہ حکیم
اشراق الحکمت کو براہ راست تحریر کیا اور مضمون یہ تھا کہ تعاقب مین ساریق کے صاحبقران عالم تشریف لائے
ہین اور اپنے گنہگار کو مانگتے ہین مین نے یہ عذر کیا کہ ساریق جانب طلسم زلزلہ گیا وہ فرماتے ہین ہمکو بھی راستہ دیدو
تو ہم بھی چلے جائین ہمین تمہارے ملک و مال سے کوئی تعلق نہین ہے جس وقت یہ نامہ حکیم اشراق الحکمت کو پہونچا
اور حکیم نامہ کے مضمون سے آگاہ ہوا تو اس نے جواب مین تحریر کیا کہ صاحبقران سے کہو کہ ساریق تو یہان موجود
نہین ہے اور اگر ہوتا بھی تو ہم نہ دیتے اُس لیے کہ اُس نے آ کر پناہ لی تھی اور اب تو وہ یہان موجود ہی نہین ہے اور ہم
آپکو راستہ نہین دے سکتے اس لیے کہ فوج آپ کے ساتھ بہت ہے اگر آپ چند آدمیون سے جانا چاہین تو
جس طرح ہم نے ساریق کو بھیجا ہے اسی طرح آپ کو بھی بھیجدین یعنی وہی ایک لکہ ابر آئیگا اس دروازہ شہر
سے لیجائے گا دوسرے دروازے پر اُتار دے گا اور جتنے آدمی اُس پر بیٹھ سکین گے وہی جا سکتے ہین جب یہ
جواب اسطرلاب جادو کو پہونچا تو اُس نے ایک طائر کے گلے مین وہ نامہ باندھ دیا اور بارگاہ امیر کی
جانب روانہ کیا یہان صاحبقران عالیشان بارگاہ سلیمانی مین فروکش تھے طائر کی کیا مجال تھی کہ اندر بارگاہ
سکتا جیسے ہی طائر داخل بارگاہ ہونے لگا تاثیر سحر برطرف ہو گئی اور طائر ماش کا آٹا ہو کے گر پڑا پہرے کے
لوگ بھاگے ایک چوبدار وہان کھڑا ہوا تھا اُس نے جو دیکھا کہ ایک جانور ماش کے آٹے کا بنا ہوا گر پڑا اور گلے
مین اُس کے کوئی کاغذ بندھا ہوا ہے اس نے اُس آٹے کو کاغذ سمیت اُٹھا لیا اور خدمت صاحبقران عالیشان
مین حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا کہ اسطرح ایک طائر آیا جیسے ہی داخل بارگاہ ہونے لگا اس کی یہ کیفیت ہو گئی

صاحبقران عالیشان نے اُس رقعہ کو کھول کے پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے اُس وقت معلوم ہوا کہ
یہ طائر فرستادہ اسطرلاب جادو تھا صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ جاکے اسطرلاب جادو سے کہدو کہ ہم نے
جو ارادہ کر لیا ہے وہ کر لیا ہم اسی طرف سے جاوینگے اور مجھے اصلاح بھی جانا منظور نہیں ہے کہ ابر پر بیٹھ کے
جاؤں اگر حکیم مجھے سیدھی طرح راستہ نہ دے گا تو تلوار کے زور سے جاؤں گا تین روز میں اور منتظر ہوں بعد
تین روز کے تمام لشکر میرا اسی طرف سے گذرے گا اگر ایک متنفس بھی نہ باقی رہے گا جب بھی میں اپنے ارادہ سے
باز نہ آؤں گا خضران نے جاکے یہ پیام صاحبقران کا اسطرلاب جادو سے بیان کیا اسطرلاب جادو
نے کہا کہ اب میرا کچھ کہنا سود مند نہ ہوگا حکیم صاحب کا قاعدہ یہ ہے کہ جب وہ کسی بات کا جواب دیدیتے ہیں تو پھر
التفات نہیں کرتے مگر میں بخاطر امیر اور بخیال اس کے کہ لاکھوں جانیں تلف و برباد ہونگی پھر لکھتا ہوں یہ کہکر پھر ایک نامہ
حکیم اشراق الحکمت کو لکھا کہ اگر آپ راستہ نہ دینگے تو صاحبقران اپنی دھن کے ہیں وہ واپس
نہ جائینگے اور لاکھوں جانیں مفت برباد ہونگی اس سے کیا حاصل اگر مناسب ہو تو راستہ دیدیجئے وہ
لوگ آن بان کے ہیں جتنا کہتے ہیں اُس کے خلاف ہرگز نہ کرینگے یہ سنکے حکیم اشراق الحکمت نے جواب
تحریر کیا کہ اے اسطرلاب جادو ان لوگوں کو اپنی فوج و سپاہ پر بڑا گھمنڈ ہے ان کو راستہ دیدینا تو کوئی بات
نہ تھی مگر ان کو خیال ہوگا کہ حکیم دب گیا اور مجھے ان کا غرور مٹانا منظور ہے میں ہرگز راستہ نہ دونگا بلکہ اُن سے کہدو
کہ تین روز کے اندر اس صحرا کو بھی خالی کردیں ورنہ اچھا نہ ہوگا جب یہ جواب اسطرلاب جادو کے پاس پہونچا تو
اس نے خواجہ کو وہ پرچہ دیا اور کہا کہ دیکھئے یہ خیالات حکیم اشراق الحکمت کے ہیں اب میں مجبور ہوں
خواجہ وہ جواب لئے ہوئے خدمت میں صاحبقران عالیشان کے حاضر ہوئے اور عرض کی یا صاحبقران
حکیم نہایت بدخلق معلوم ہوتا ہے اُس نے یہ جواب لکھا ہے یہ کہکے پرچہ دیا صاحبقران نے پرچہ کو پڑھکر فرمایا خیر کچھ پروا
نہیں مجھے یہ دیکھنا ہے کہ تین روز بعد یہ حکیم کیا کرتا ہے جب تین روز گذرے تو حکیم اشراق نے اسطرلاب جادو
پاس کہلا بھیجا کہ وہ لوگ گئے یا ابھی ہیں اسطرلاب جادو نے کہا کہ سب آمادہ مرگ و مہیائے قضا بیٹھے ہیں اور منتظر
اس کے ہیں کہ ہم صحرا نہ خالی کرینگے تو آپ کیا کیجیےگا یہ سنکے حکیم اشراق الحکمت لکہ ابر پر بیٹھا اور جانب لشکر
صاحبقران عالیشان روانہ ہوا یہاں صاحبقران دروازہ بارگاہ سلیمانی پر ٹہل رہے تھے منتظر تھے کہ دیکھئے آج
کیا ظہور میں آتا ہے کہ یکایک جانب شہر حسن آگین سے لکہ ابر سیاہ نمودار ہوا اور آتے آتے وہ ابر زمین پر گر کے
بصورت خیمہ سیاہ قائم ہوگیا اور حکیم اشراق الحکمت چار رفیقوں سمیت اس خیمہ میں داخل ہوا اُس وقت صاحبقران
نے خضران سے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور حکیم اشراق الحکمت سے کہو اگر کچھ مضائقہ نہو تو یہیں آجیئے ہمارے کیمپ
کچھ دیر بیٹھئے پھر خضران نے اپنے کو منطقہ زرلفتی اور پاتابہ سقرلاط گوہر عیاری قبیلہ سے نقش سے آراستہ کیا
اور جانب خیمہ حکیم اشراق الحکمت روانہ ہوا جیسے ہی حکیم اشراق الحکمت نے خضران کو آتے دیکھا مسکرایا
خواجہ نے سلام کیا اور کہا کہ صاحبقران ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر کچھ مضائقہ نہو تو یہیں تشریف لائیے ہمارے
آپ کے مواجہ میں باتیں ہوجائیں حکیم اشراق الحکمت نے خواجہ کو بیٹھنے کی بھی اجازت نہ دی اور نہایت
بداخلاقی کے ساتھ جواب دیا کہ مجھے کوئی ضرورت صاحبقران سے ملنے کی نہیں ہے اگر ان کو غرض ہو تو وہ خود
تشریف لائیں ان کو اپنے جاہ و حشم پر گھمنڈ ہے آن واحد میں معلوم بھی نہوگا کہ لشکر کہاں گیا اور شان و شوکت کیا
ہوئی خضران کو یہ باتیں نہایت ناگوار گذریں اور کہا کہ اے حکیم اشراق الحکمت تجھ سا بڑھ کے بدخلق اور
ناقدرشناس میں نے نہیں دیکھا یہ وہ صاحبقران ہیں جن کی قدم بوسی کی حسرت ایک عالم کو ہے وہ تجھے یاد
کرتے ہیں اور تو نہیں جاتا انھوں نے اور ان کے غلاموں نے بڑے بڑے سرکشوں کو نیچا دکھا دیا ہے تیری کیا

حقیقت ہی اور وہ تیرے پاس کیا تشریف لائیں گے حکیم کا چہرہ ان کلمات کو سنکر سُرخ ہوگیا کہا او ناعیار اگر اسوقت
تو ایلچی کی حیثیت سے نہوتا تو زبان تیری گدی سے کھینچ لیتا جا چلا جا اور کہدے اُس عرب سے کہ تو طبل جنگ بجوا تو تجھے
حال معلوم ہوجائے تحضران نے کہا کہ مجھے یہ خوف ہی کہ صاحبقران مجھسے ناراض ہوں ورنہ ساری سرکشی تیری
ابھی مٹا دیتا اور تجھے باندھ کے خدمت صاحبقران میں لے چلتا یہ کہکر وہاں سے روانہ ہوئے اور خدمت امیر
میں آکر ساری روداد بیان کی صاحبقران نے اُسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزمی پر چوب لگی تمام لشکر
آگاہ ہوا مگر اہل لشکر حیران تھے کہ ہم کس کے مقابلے میں تیاری جنگ کریں کوئی مد مقابل نظر ہی نہیں آتا خیمہ میں
چار کس جمع ہیں اگر امیر ایک سپاہی کو حکم دیں تو وہ چاروں کے سر کاٹ لائے اتنے کے لیے طبل جنگ بجنا اور
تیاری لشکر سے کیا حاصل صاحبقران بھی حیران تھے کہ اس نے کس برتے پر طبل جنگ بجوایا ہی الغرض تمام
رات بسر ہوئی صبح کو صاحبقران عالیشان مع لشکر فراوان میدان میں آکر صف آرا ہوئے دیکھا کہ حکیم
اشراق ایک تخت پر سوار میدان میں موجود ہی صرف چار خادم تخت کی چاروں جانب کھڑے ہیں اس وقت امیر
نے حکیم اشراق کو دیکھا کہ ایک مرد میانہ قد کشادہ ابرو گندہ لب بال کچھ سفید کچھ سیاہ رنگ سانولا پیشانی پر
سیاہی کفر صاحبقران نے فرمایا کہ اے حکیم اشراق الحکمت مذہب تمہارا کیا ہی حکیم نے کہا کہ میرا مذہب خود پرستی
ہی اگر میں عقل سے کام نہ لیتا تو اس مرتبہ پر فائز نہوتا کہ جسے چاہوں بادشاہ بنا دوں جسے چاہوں فقیر کر دوں جسے چاہوں
مار ڈالوں جسے چاہوں زندہ کر دوں یہ سنکے صاحبقران نے لاحول پڑھا اور فرمایا کہ تو شیطان مجسم ہی کفر کا پتلہ ہی او
نادان عقل تجھے کس نے دی جس عقل کی بدولت تو نے علوم حاصل کیے حکیم اشراق نے کہا کہ یہ سب قدرتی امر ہی فطرت
نے مجھ میں ایسے سامان جمع کر دیے فرمایا پھر تو محض کس بات کا کرتا ہی یہ فعل فطرت کا ہوا نہ کہ تیرا اسکو بتا کہ فطرت تجھے
ناقص العقل اندھا لنگڑا لولا پیدا کر دیتی اور تو جسے فطرت کہتا ہی وہ تابع امر الٰہی ہی کوئی چیز بغیر خالق مخلوق نہیں ہو سکتی
جن علوم کے ذریعہ سے تو بڑے بڑے کام کرتا ہی اگر ان علوم سے کام نہ لیا جاتا بیکار تھے اسیطرح فطرت بھی بیکار تھی اگر
قدرت سے کام لینے والا نہوتا یا علوم کیونکر پیدا ہوتے اگر حکماے متقدمین اپنی عمر عزیز ان کے ایجاد و اختراع میں صرف
نہ کرتے تو وسواس شیطانی میں مبتلا ہی خلاق عالم و عالمیان کو بھولا ہوا ہی یہ تیرا غرور تجھ کو بہت جلد مٹا دیگا یہ سنکر
حکیم ہنسا اور کہا کہ میں تن تنہا تمہارے سامنے موجود ہوں اور تم اتنا بڑا لشکر لیے ہوے کھڑے ہو حکم دو کسی کو
کہ آئے میرے مقابلے کو ابھی تمکو معلوم ہوجائے یہ سنکے صاحبقران نے اپنے لشکر کی طرف دیکھا بس اُسی وقت
محتاج زرہ پوش رفیق شاہزادہ رفیع البخت اپنی صف سے نکلا اور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر
جانب میدان روانہ ہوا چاہتے ہی حکیم اشراق نے اس کو اپنی طرف آتے دیکھا بس جانب چتر دیکھکر دستک دی
اُسیوقت گرد اڑی اور ایک نقابدار مخملی پوش پیدا ہوا آتے ہی پکارا کہ او سرکش کدھر آتا ہی نقابدار نے سامنے
آتے ہی نقاب چہرہ سے الٹ دی اور پکارا کہ ارے تو اس شخص کو قتل کیا چاہتا ہی جس کے ایسی ایسی کنیزیں موجود ہیں
پہلے مجھے قتل کر پھر اُسے قتل کرنا ہم کس کے ہو کے رہیں گے بس نقابدار جو محتاج زرہ پوش کی نظر پڑی تو ایک پری
حسن تھی کہ خرمن دل کو جلا گئی ہوش اُڑا لے گئی تمام میدان نور حسن سے معمور ہوگیا محتاج زرہ پوش نے کہا
کہ بیشک مجھسے قصور ہوا جو حکم اس کی تلافی کے لیے ہو اسے بجا لاؤں نازنین پکاری کہ اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ ڈال
یہ سنتے ہی محتاج زرہ پوش نے تلوار کمر سے کھینچکر گردن پر رکھ کے جو کھینچی سر دھڑ سے اُڑ کے سامنے نقابدار کے
جا پڑا بس اس کا مرنا تھا کہ لشکر محتاج کے لوگ یکے بعد دیگرے جانے لگے اور گلے کاٹ کاٹ کے جانیں دینا شروع
کی اب تو صاحبقران عالیشان نہایت پریشان ہوئے کہ یہ تو سلسلہ بندھ گیا دیکھیے کیا ہوتا ہی آج تو تمام لشکر
نہ ہوجائیگا ادھر جو سامنے نازنین کے ہوتا تلوار کمر سے کھینچ اپنی گردن اپنی تیغ سے دس ہزار جوان کام آئے

عیاروں نے سب نے وہم زدوں میں اپنے کو آپ ہلاک کر ڈالا جب یہ سب مر گئے اسوقت برآمد ہوا اشراق نے نقاب اٹھا کر
آواز دی کہ بس آج اسی قدر ان لوگوں کے غیرت دلانے کو کافی ہے بعد اس کے اگر پھر بھی یہ انجام کو نہ سوچے تو دیکھا
جائے گا نقاب اس نے تو پھر نقاب درست کیے اور جانب صحرا روانہ ہوا اور صاحبقران نے کہا کہ رسیدہ بود بلائے ولے
بخیر گذشت اور حکیم اشراق نے صاحبقران کی طرف دیکھ کر آواز دی کہ یا امیر اب ان کشتوں کو دفن کر کے
رو بیٹھیے اور تین روز تک ماتم اور انجام پر غور کر لیجیے اگر تیسرے روز شام تک بھی لشکر آپ کا یہاں سے نہ گیا تو اور پھر
کہ جس طرح دم بھر میں دس ہزار آدمی کا خاتمہ ہو گیا اسی طرح ایک دن میں تمام لشکر ختم ہو جائے گا آگے اختیار ہے صاحبقران
نے بسبب صدمے کے کوئی جواب نہ دیا حکیم تو اپنا تخت اڑائے ہوئے جانب شہر حسن آگین روانہ ہو گیا اور یہاں
صاحبقران ان کشتگان حسرت کے لاشوں پر تشریف لائے گریہ فرمایا اور لاشوں کو اٹھوا کر دفن کرایا جب
تیسرا دن ہوا تو حکیم اشراق نے ایک شخص کو بھیجا کہ دیکھ آ صاحبقران ہیں یا گئے وہ شخص آیا اور واپس جا کے
عرض کیا کہ ایک شخص بھی تو لشکر صاحبقران سے کم نہیں ہے نہ ارادہ کسی کا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے جائے گا بس
یہ سنتے ہی حکیم اشراق کو نہایت غصہ آیا اور کہا ان کو قضا ہی ان کی کھینچ کے یہاں لائی ہے قریب اس کے چند
ساحر بیٹھے تھے کہ وہ رفیق خاص اور مصاحب ہیں حکیم اشراق کے بس تاریک تیرہ رو ایک ساحر کی
طرف مخاطب ہو کے کہا کہ جاؤ اور لشکر امیر کو ایک دم میں گھونٹ کے مار ڈال آج ہی تمام لشکر کا خاتمہ کر کے چلا آ تاریک تیرہ رو
نے کہا بہت خوب اور اسی وقت اس نے پر پرواز پیدا کیے اور جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوا اور ایک
مقام پر اتر کر اس نے ایک ناریل جھولی سے نکالا اس پر تھوڑے سیندور کے لگائے اور کچھ اسم سحر دم کر کے ناریل
زمین پر مارا کہ تڑاقے کی صدا ہوئی تمام صحرا گونج اٹھا اکثر گھوڑے اگاڑیاں پچھاڑیاں توڑا توڑ کے بھاگے اہل لشکر
پریشان ہو کے دیکھا کہ ناریل میں سے دھواں پیدا ہو کے بلند ہوا اور لشکر صاحبقران پر گرا کہ
مثل سر پوش کے ہو گیا اور لوگوں کا دم گھٹنے لگا لوگوں نے فریاد کی کہ یا صاحبقران ہماری خبر لیجیے ہم گھٹ کے مرے
جاتے ہیں صاحبقران نے جو دیکھا کہ تمام لشکر پر دھواں چھایا ہوا ہے نفس تنگی کر رہا ہے صاحبقران نے جلدی سے
اسم اعظم پانی پر دم کر کے چھڑکا بارے اتو اس دھوئیں میں در پیدا ہو گیا صاحبقران اسی در میں سے چلے
صاحبقران کبھی امیر کے ساتھ ساتھ چلا اور کہا یا امیر اسم اعظم پڑھتے جائیے یہ سحر سخت معلوم ہوتا ہے صاحبقران اسم اعظم
پڑھتے چلے جاتے ہیں دھواں سامنے سے ہٹتا جاتا ہے یہاں تک کہ جب لشکر کی حد کو طے کر کے صاحبقران باہر آئے تو
دیکھا ایک تیرہ رو سیہ فام کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے بس امیر نے نعرہ کیا کہ او ملعون خبردار ہوشیار کہ میں آ پہونچا تاریک تیرہ رو
نے جو دیکھا کہ صاحبقران اسی طرف چلے آتے ہیں بس اس نے ایک ترنج سحر صاحبقران پر کھینچ مارا امیر نے
اسم اعظم پڑھ کے اس ترنج پر دم کیا ترنج پلٹا اور ساحر نے پر تاریک تیرہ رو کے پڑا کہ سحر اس کا جل گیا یہ ایسا
ساحر زبردست تھا کہ اس نے اس آگ کو فرو کیا صاحبقران عالیشان تیغ پکڑ کر اس کی طرف چلے تاریک تیرہ رو
نے جھولی سحر کی اٹھا کر صاحبقران پر کھینچ ماری صاحبقران نے کچھ اسم اعظم پڑھ کر وار اس کا خالی دیا تاریک کا
ایک پہر تو جلن بچا تھا اٹھ لے سے بہ سند ورثوا پیدل سامنے سے صاحبقران کے بھاگا اور صاحبقران عالیشان بھی
تعاقب میں تاریک کے چلے تاریک بھاگتے بھاگتے قریب ایک گڑھے کے پہونچا صاحبقران بھی نزدیک آ چکے تھے بس اس نے
لگا کے اپنے کو اس گڑھے میں گرا دیا بس تھوڑی صاحبقران بھی کود پڑے دیکھا کہ ایک راستہ مثل نقب کے لگا ہوا ہے
تاریک بھاگا جاتا ہے صاحبقران نے نعرہ کیا کہ او ملعون کہاں جاتا ہے میں آ پہونچا تاریک بھاگتے بھاگتے ایک میدان
میں پہونچا صاحبقران بھی میدان میں پہونچے دیکھا کہ وسط صحرا میں ایک بہت بڑا مندر بنا ہوا ہے اور چند جوگی ہاتھ
باندھے ہوئے یا سامری یا جمشید کے نعرے کر رہے ہیں تاریک تیرہ رو بھاگ کے اس مندر میں گھسا اور

پکارا کہ دہائی ہے خداوند سامری کی کہ مجھے اس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤ یہ سُنکے وہ تمام جوگی لڑنے کو دوڑے
لیکن صاحبقران تعاقب تاریک پیکر و کا ترک نہیں کرکے چلے ہی جاتے تھے یہانتک کہ تاریک تصویر سامری
کے پیچھے چھپا صاحبقران نے دوڑکے تلوار ماری کہ بیعت تاریک کے دو ٹکڑے ہوگئے اسمین مرنا تھا تاریک کا شور ہوا
کہ ایک قیامت برپا ہوئی آوازین گیر و دار کی آنے لگین آتش باری پتھر باری دیر تک ہوتی رہی جب لاش
تاریک کی پھڑک کے سرد ہوگئی تو آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من تاریک جادو بود مقیم در دیم وجان از دیم
و مطلب خود نرسیدیم روشنی جو ہوئی تو جوگیون نے صاحبقران عالیشان کو ہر چہار جانب سے گھیر لیا اور شور
کرنے لگے کہ ارے مارو اس ظالم کو غضب کیا اس نے کہ تصویر سامری کو مٹا یا اندر مندر کے آکر بندہ سامری کو
مارا ہر طرف سے یہ جوگی تاریخ تیغ اور سہ رہے تھے صاحبقران رد کرتے جاتے تھے اور جوگیون کو قتل کر رہے تھے سہار
یہ غوغا بلند ہوا کہ حاکم مندر سامری ہاروت جادو کو خبر ہوئی کہ اسطرح ایک شخص کہ یہاں کے مندر مین چھپا ہوا تھا
مین اس کے ایک شخص آیا اسکو مندر مین قتل کیا خداوند کی تصویر کو بھی مٹا دیا وہ بڑا سرکش ہے اور فتنہ انگیز معلوم ہوتا
ہے نہ اس پر سحر اثر کرتا ہے نہ اس کا وار کسی سے رد ہو سکتا ہے جا ور مندر قتل ہو رہے ہیں یہ سنکے ہاروت جادو نے
ایک گنبد طلائی دیا اور کہا کہ جا کر اس کے سینے پر مار وہ یہ گنبد پڑتے ہی وہ اثر ہو فوراً بیہوش ہو جائیگا کسی چیز
سے وہ سحر کو رد کرتا ہے اسے بھول جائیگا بس گرفتار کر لانا یہ سنکے ایک ساحر اس گنبد کو لیکر جلد مندر کے روانہ
ہوا جس وقت قریب پہونچا دیکھا کہ جوگی بھاگے جاتے ہیں مگر جو سحر کرتا ہے سحر اس کا رد ہو جاتا ہے اور ایک شخص نو وارد
شمشیر بکف تلوار سے خون ٹپکتا ہوا جوگیون کو قتل کرتا چلا آتا ہے بس یہ ساحر سامنے آیا پیچھے ہی فوراً صاحبقران
کی دوسری جانب مڑی اس نے گنبد کھینچ مارا گنبد جو سینے پر پہنچا ہے تو صاحبقران کی آنکھون مین اندھیرا سا
چھا گیا اور تیورا گئے تلوار رک گئی اسم اعظم فراموش ہو گیا اتنی مہلت پاتے ہی تو اسے چاروں طرف سے گھیر لیا
اور صاحبقران کو پکڑ لیا جلدی سے آہنگرون کو بلا کے ہاتھون مین ہتکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق
ڈالکے سامنے ہاروت جادو کے لاتے ہاروت جادو نے کہا کیون اے شخص تو نے ہماری پرستش گاہ کو
خراب کیا تصویر خداوندی سے بے ادبی کی اس کی سزا تجھے کیا دیجائے امیر با توقیر نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا
مجرم بھاگ کے آیا تھا وہ اس تصویر کے پیچھے چھپا ہو تمہاری پرستش گاہ اور اس تصویر سے ہیچ نسبت نہ تھی تمنے ہمارے
مجرم کو کیون نہ نکال دیا ہاروت جادو نے کہا کہ جو دامن پناہ کا لیتا ہے اسے کون نکال دیتا ہے قتل کرو اس سرکش کو
کہ اپنی خطا پر پشیمان نہین ہوتا ہے لوگون نے قتل کرنے کا قصد کیا تھا کہ وزیر ہاروت کا وہ آگیا نام اس کا سہیل
زرین قلم ہے اس نے عرض کی کہ اے بادشاہ اس کا قتل ابھی مناسب نہین ہے ایسا نہو کوئی تیرے دست دعویدار
خون کا پیدا ہو لہذا اسے قید رکھئے ہاروت جادو نے کہا کہ اس کا قتل کر ڈالنا ہی مناسب ہے ایسا نہو کہ کوئی
فتنہ برپا ہو سہیل زرین قلم نے عرض کی کہ اب یہ مجبور ہے قید ہی آہن بھی ہے اور اسیر بھی یہ کہاں بھاگ سکتا ہے
ہاروت جادو نے سہیل زرین قلم کے کہنے سے صاحبقران عالیشان کو ایک زندان کی طرف بھیجا دیا اب ذرا تھوڑی دیر
کے دیکھا کہ ایک عورت نہایت حسین سن ۱۵ برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن
چہرہ پر اداسی چھائی ہوئی بال پریشان چہرہ گرد و غبار مین اٹا ہوا چلی آتی ہے جوگیون نے جو اسے آتے دیکھا پکارا
کہ تجھے کس کی تلاش ہے عورت نے کہا کہ میرا شوہر اسطرف آیا تھا مین ہرچند اسے منع کرتی رہی مگر اس نے میرا کہنا
نہ مانا اگر تمکو معلوم ہو تو مجھے پتہ اس کا بتا دو جوگیون نے کہا کہ وہ بادشاہ کی قید مین ہے اور آج کے تیسرے روز
قتل ہو جائیگا عورت نے کہا کہ مجھے بادشاہ کے در دولت پر لے چلو مین فریاد کرونگی شاید بادشاہ کو میرے
حال پر رحم آجائے جوگیون نے دور سے ایوان شاہی دکھا دیا عورت مکان شاہی کی طرف متوجہ ہوئی جب

دیو دولت پر پہونچی لوگون نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ وہ جو شخص آپ کی قید مین ہی اُس کی عورت اپنے شوہر کی
ملاقات مین آئی ہی بادشاہ نے کہا بلالو عورت سامنے ہاروت جادو کے پہونچی ہاروت جادو کی نظر جو صورت زیبا
پر پڑی منہ مین پانی بھر آیا سہیل زرین قلم سے کہا کہ کیا اچھا ہوا گر یہ عورت ہمین ملجائے سہیل زرین قلم نے عرض کی
کہ آپ دیکھتے ہین کہ یہ عشق مین اپنے شوہر کے دیوانی ہو رہی ہی ابھی اس کا منظور کرنا غیر ممکن ہی ہان جس وقت وہ قتل
ہو جائیگا اور یہ اُس کی جانب سے مایوس ہوگی اُس وقت شاید منظور کرے وہ بھی بہت دن بعد بالفعل مناسب
ہی کہ اس کی خاطر کیجیے کہ یہ رنجیدہ نہو بادشاہ نے کہا کہ اے نازنین شوہر تیرا قید ہی اگر تو اُسے دیکھنا چاہتی ہی تو جا کے
دیکھ آ مگر چونکہ وہ مجرم ہی اور تو بیگناہ ہی اُس کا تیرا ساتھ نہین ہو سکتا جبتک اُسکی حیات کا وقت باقی ہی تو جا کے
دیکھ آیا کر تیسرے روز وہ قتل ہو جائیگا اور تو اگر رہنا چاہے تو تیرے لیے سب سامان عیش و راحت مہیا ہو سکتے
ہین یہ سنکے عورت نے کہا کہ خاک ہوا ان سامانون پر جو غیر شوہر کے حاصل ہون تیرا جی چاہے تو اُسی زندان کے برابر
میرے قیام کو بھی کوئی مکان دیدے مگر مین تنہا رہون کی کوئی مرد یا عورت میرے پاس موجود نرہے کہ دل میرا
غم سے بھرا ہوا ہی بادشاہ کو خاطر اس کی منظور تھی ایک ملازم سے حکم دیا کہ اس عورت کو لے جا کر اس کے شوہر کے [illegible]
اور وہین کوئی مکان اس کے رہنے کے لیے خالی کر دو یہ سنکے ایک ساحر ساتھ ہوا اور اُس زن حسینہ کو لیے ہوے
دروازہ زندان پر آیا دیکھا کہ صاحبقران با اطمینان سر بزانو بیٹھے ہوے ہین عورت نے پکار کے کہا کہ کیون صاحب
ہم نہ تمھین منع کرتے تھے کہ بھاگنے کا پیچھا کرنا اچھا نہین ہوتا تمنے ہمارا کہنا نہ مانا آخر کار اس عذاب مین مبتلا ہوے
تمھاری جان جائیگی اور ہماری آبرو کا بچنا دشوار ہوگا صاحبقران پہلے تو یہ سمجھے کہ یہ عورت مجھپر عاشق ہوئی ہی
فرمایا کہ مجھے تو کسی نے بھی منع نہین کیا تھا عورت نے کہا خود انجام کو سوچے ہوتے اب یہ بتاؤ کہ تم تو قتل ہو جاؤ گے
وہ جو تین برس کا لڑکا ہی اُس کی پرورش کیونکر ہوگی اور میرا رنڈاپا کسطرح تیر ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ کوئی
دوسرے پر تہمت رکھتا ہی اور [illegible] جھوٹ کہی ہی سوا اسوقت کے مین تیری صورت سے
بھی آگاہ نہین اور زندانیون نے کہا کہ کیا یہ آپ کی گھر والی نہین ہی فرمایا استغفر اللہ مین اس سے واقف بھی
نہین میری عورتون کو کون دیکھ سکتا ہی وہ یہان کہان انھون نے ہنس کے کہا کہ آپ بسبب غیرت کے انکار کرتے
ہین اور اس کا دل تھوڑا کرتے ہین وہ تو آپ کی محبت مین یہان تک آئی ہی اور آپ سراسر انکار کرتے ہین بھلا اس سن و
سال کی عورت کسی مرد پہ تہمت رکھنے کی تہمت وہی عورت رکھتی ہی جو خود اس قابل نہو کہ اُس کی جانب کوئی رغبت کرے
اور وہ خود کسی پر راغب ہو یہ نازنین لائق پیار کرنے کے ہی اس پر ہزارون جان دینے کو موجود ہو جائین گے بھلا آپ
کیا غرض پڑی ہی جو آپ پر تہمت رکھے گی ضرور یہ آپ کی بی بی ہی صاحبقران غیرت کے مارے گڑے جاتے ہین
عورت رو رہی ہی اور کہہ رہی ہی کہ اگر تم قتل ہو گئے تو ہم بھی تم پہ ستی ہون گے صاحبقران متحیر ہین کہ یہ کون ہی
خلاصہ یہ کہ عورت نے قریب زندان کے ایک مکان پسند کیا اور اُسے خالی کرا کے اندر مکان کے چلی گئی ادھر تو بادشاہ
عاشق ہو گیا ہی ادھر داروغہ زندان کو یہ فکر ہی کہ کسی طرح صاحبقران قتل ہو جائین تو اس عورت کو مین اپنے
سے راضی کرون بار بار دروازہ پر آتا ہی اور پوچھتا ہی کہ اے نازک اندام تجھے کسی طرح کی تکلیف تو نہین ہی نازنین
نے کہا کہ اور تو سب راحت ہی لیکن تکلیف یہی ہی کہ تو بار بار آتا ہی مجھے تنہائی پسند ہی مین کسی کی آواز سننا اور اپنی آواز
سنانا بھی نہین چاہتی لوگ کہتے ہین کہ یہ عورت بڑی پاکدامن ہی کہ اس طرح اپنے شوہر پہ دم دیتی ہی اور کس استقلال
کے ساتھ بسر کر رہی ہی وہان بادشاہ کی یہ حالت ہی کہ اُس کو چین نہین پڑتا سہیل زرین قلم سے کہا کہ اگر یہ عورت
مجھسے راضی نہوئی تو زندگی میری بے لطف ہو جائیگی سہیل زرین قلم نے کہا کہ راضی ہونا اُس کا ممکن ہی لیکن
دفعتاً اس کام کا ہونا ناممکن ہی ذرا اُس کی دلجوئی کرتے رہیے تو بس وقت اُس کے شوہر کا غم اُس کے دل سے بیزار ہوگا

تو شاید آپ کی طرف متوجہ ہو بادشاہ خود اُسی مکان پر آیا جہاں وہ عورت تھی عورت نے دروازے کی کنجی چرا لی اور کہا کہ میں
اپنے شوہر کے دشمن جانی کی شکل نہ دیکھوں گی اُسوقت سہیل زرین قلم سے بادشاہ نے کہا کہ اگر بخاطر اس کے میں اسکے
شوہر کو چھوڑے دیتا ہوں تو یہ اُسی کا ساتھ دے گی میرا ساتھ نہ دے گی اور اگر قتل کرتا ہوں تو اور بھی برخلاف ہو گی
سہیل زرین قلم نے کہا کہ سوا قتل کے کوئی چارہ نہیں ہے لیکن قتل سے بہتر یہ ہے کہ ایک مکان ہیزم کا تیار کرائیے اور یہ
ظاہر کیجیے کہ ایک شب و روز قیدی کو مکان ہیزم میں تنہا ہو گا اور بعد اس کے رہا کر دیا جاویگا لیکن یہ اُسکے میں آگ
لگوا دیجیے کہ وہ جل کے خاک ہو جائے اُسوقت آپ الزام سے بری رہیں گے عورت آپ سے راضی رہے گی کینہ
اُس کے دل میں نہ پیدا ہوگا یہ راے ہاروت جادو نے پسند کی اور صحرا میں مکان ہیزم کی تیاری کا حکم دیا چونکہ
داروغہ زندان کو بادشاہ سے رقابت پیدا ہو گئی تھی اُسنے آکر تمام ماجرا عورت سے بیان کر دیا کہ بادشاہ نے یہ تدبیر کی ہے
کہ اس شخص کو بہ بہانہ قید مکان ہیزم میں رکھکر جلا دیا جائے اور دن کو پہر دن رہے آگ دی جاوے گی اور فلان جگہ
میں مکان ہیزم تیار ہو رہا ہے عورت نے کہا کہ اگر ایسی حرکت بادشاہ نے کی تو میں قسم کھاتی ہوں خداوند سامری
کی کہ میں بادشاہ کا ساتھ نہ دونگی اور تیرا ساتھ دونگی یہ سنکر داروغہ زندان خوش ہوا ایک ایک دم کی خبر پہونچاتا
تھا اور عورت دونوں وقت کھانا لیکر زندان خانہ میں آتی تھی اور صاحبقران کو کھانا کھلاتی تھی امیر حیران ہو کے
پوچھتے تھے کہ تم کون ہو جو اس وقت آخر میں میرے ساتھ یہ احسان کر رہی ہو اگر مجھے خدا نے رہائی دی تو تیرا اس کا
عوض تمہارے ساتھ ایسا کرونگا کہ یاد کروگی عورت نے کہا کہ وقت کو سب بھول جاتے ہیں فرمایا میں احسان فراموش
نہیں ہوں عورت نے کہا کہ کیا سلوک کروگے تحریر کر دو صاحبقران نے فرمایا کہ ایک لاکھ روپیہ کا زیور بنوا دونگا عورت
نے پرچہ کاغذ کا لکھوا کر اپنے پاس رکھ لیا جب رات ہوئی تو دروازہ مکان کا بند کر کے اندر سے مکان کے نقب لگانا
شروع کی اور سرا نقب کا اسی مکان ہیزم میں لے جا کر تمام کیا اور وہاں سے پلٹ آئی اور یہ سرا بھی نقب کا لکڑیاں
رکھکر مٹی ڈال دی اور بند کر دیا صبح کو لوگ آئے اور صاحبقران کو زندان سے نکال کر اس مکان ہیزم میں لے گئے
ادھر عورت بیتابانہ مکان سے نکلی اور جانب مکان ہیزم چلی اسوقت عالم عالم جمع تھا صاحبقران کو مکان ہیزم
میں لے جا کے دروازہ بند کر دیا تھا قریب تھا کہ آگ دیدیجائے کہ دیکھا وہی زن جمیلہ سیاست سے گاڑی ہوئی چلی آتی
ہے دونوں ہاتھوں میں ناریل ہیں آنکھوں میں کاجل دیا ہوا سولہ سنگار کیے ہوے چلی آتی ہے بادشاہ اسکی اداؤں پر
بس گیا پکارا او آفت جان کہاں جاتی ہے عورت نے کہا جہاں میرا شوہر گیا زندگی بھر ساتھ دیا تو مرتے پر بھی ساتھ
چھوڑوں گی یہ کہتی ہوئی چلی بادشاہ نے اشارہ دیا کہ آگ لگا دو شاید یہ شعلوں سے ڈر کے رہ جاوے دروازہ تو
بند ہی ہو چکا ہے اب یہ اندر مکان کے کسطرح سے جاوے گی جو جلے گی لوگون نے آگ لگا دی چاروں طرف سے آگ
دیدی گئی ایک سمت باقی تھا قریب تھا کہ اس طرف سے بھی آگ لگا دی جائے کہ یہ عورت [illegible] کے پاس جا پہونچی اور بادشاہ
کی طرف دیکھکر پکاری کہ دیکھ باعصمت اور وفادار عورتیں ایسی ہوتی ہیں اور اسطرح اپنے شوہر کے ساتھ جلا کرتی ہیں یہ
کہتے ہی اندر مکان کے کود پڑی بادشاہ ہاتھ ملتا رہ گیا اب شعلے بلند ہونے لگے ادھر صاحبقران نے آگ کی طرف
دیکھا کلمہ شہادت زبان پر جاری کر کے عرض کرنے لگے کہ شکر ہے تیرا کہ تو نے گناہوں کی سزا زندگی ہی میں دیدی اب
تو مجھے آتش دوزخ سے محفوظ رکھنا اور یہ سوا ان اندیشہ رہا تھا لیکن آگ اندر تک پہونچنے نہ پائی تھی کہ ایکمرتبہ
وہی عورت کودی اور کہا کہ لو صاحب تمہارے ساتھ ہم بھی جلنے کو موجود ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ ارے تو کیون
میرے ساتھ جان دیتی ہے آخر تو کون ہے اسوقت خضران نے کہا کہ یا ملیک الملک تم کو میری حفاظت میں دے گئے تھے
یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم جل جاؤ اور میں زندہ رہوں تو پہر ملیک الملک کو کیا منہ دکھاؤنگی صاحبقران نے فرمایا کہ اے
خضران کاش کہ دی مرجانگی میں بخوشی کہتا ہوں کہ تو مجھ کو چھوڑ دے اور نکل جا خضران نے کہا کہ تم بھی ادا [illegible]

اودھر لوں صاحبقران نے آمر دیکھ کر فرمایا کہ مجھے آخری وقت چادر اڑھاتا ہے یہ کبھی نہ ہوگا اُسوقت خضران نے کہا کہ مرحبا صد
مرحبا بیشک یہ تمہارا استقلال صاحبقرانی رکھتے ہو مگر تم میں قوت نہیں ہے فرمایا اے عزیز اسوقت قوت کیا کام آسکتی ہے خضران
نے کہا کہ زمین پر لات مارو اگر صاحبقران گیتی ستان ہو تو زمین راہ دیگی امیر نے یہ سنکے زمین پر ایک لات ماری
طبقہ پھٹا اور نقب نمودار ہوئی خضران نے کہا کہ بس اب موقع دیر کا نہیں ہے نکل چلو امیر نقب میں کود پڑے اور خضران
بھی کود پڑا یہ تو چلتے ہوئے یہاں بادشاہ نے کہا کہ ارے جلد اس آگ کو فرو کرو ہر چند لوگوں نے کوشش کی مگر ممکن
نہوا کہ شعلے بلند ہو چکے تھے سب لکڑیاں جل کے خاک ہو گئیں ہوا اسقدر گرم ہو گئی کہ صحرا میں ٹھہرا نہ جاتا تھا بادشاہ کو
اُس صورت کے جلنے کا اسقدر صدمہ ہوا کہ اس نے سیہ پوشی اختیار کی اور ایک مکان تنہا میں رہنا پسند کیا صرف چند
دربان دروازہ پر بنظر حفاظت بیٹھے تھے اور بادشاہ تن تنہا مکان میں اشعار عاشقانہ پڑھتا تھا اور روتا تھا اور کہتا تھا
کہ یا خداوندا یا تو مجھے بھی بلا لیجیے یا اُس پری کو مجھے عنایت کیجیے اودھر داراو غمزدان کی یہ حالت تھی کہ نوبت
بجان تھا بادشاہ کو ہزاروں گالیاں دیتا تھا لیکن حال صاحبقران عالیشان اور خواجہ خضران کا سنئے کہ یہ جو نقب
کے راستے سے چلے تو پہلے اسی مکان میں پہونچے جہاں سے خضران نے نقب لگائی تھی یہاں کچھ لوگوں کے بولنے
کی آواز گوش زد ہوئی خضران نے امیر سے عرض کی کہ اب اس مقام پر نکلنا مناسب نہیں ہے ورنہ گرفتار ہو جائینگے
اور اوزار تو اس کے پاس موجود ہی تھے کھر کھر مٹی گرانا شروع کی اور دوسری طرف روانہ ہوا جہاں طبقہ توڑنے کا
قصد کیا لوگوں کی آواز سنائی دی خضران نے پھر ارادہ بدل دیا یہ تو اسطرح زمین میں صاحبقران کو لئے ہوئے جا رہا ہے

اب دو کلمہ داستان عقیل روشن ضمیر خوش تدبیر کے بیان کئے جاتے ہیں

چہرہ پرداز کشان خمخانہ وحدت و سرمستان بادۂ کثرت قلم رنگین رقم کو اس طرح محفل میں گردش دیتے ہیں کہ عقیل روشن ضمیر
ایک درویش باصفت ہیں اور اپنے مقام پر رہتے ہیں ان کا حجرہ صحرا میں بنا ہوا ہے کچھ بالکے حاضر رہتے ہیں یہ بیٹھے
ہوئے کتاب دیکھ رہے تھے اور مسکرا رہے تھے بالکوں نے پوچھا کہ کیا اس کتاب میں کچھ ہنسی دل لگی کی باتیں لکھی ہوئی
ہیں جو آپ پڑھ پڑھ کے ہنس رہے ہیں عقیل روشن ضمیر نے کہا کہ ابھی ظاہر ہو جائیگا کہ ایکا یک سامنے سے طبقہ زمین کا
شق ہوا اور ایک نازنین گردن میں ڈالی ہوئی اور ایک جوان رعنا نمودار ہوا عقیل روشن ضمیر اپنے مقام سے اٹھے اور السلام علیکم
کی آواز دی صاحبقران نے علیک السلام کا جواب دیا درویش نے کہا کہ یہ آپ اپنی گھر والی کو ساتھ ساتھ لئے پھرتے ہیں
یہ تو اہل اسلام میں جائز نہیں مگر نہیں میرا خیال غلط ہے معلوم ہوتا ہے آپ بھگا کے لائے ہیں صورت تو اچھی ہے لیکن
اس کا کیا اعتبار جس طرح آپ کے ساتھ بھاگ آئی ہے اسیطرح ممکن ہے کہ آپ کو چھوڑ کے کسی دوسرے کی ہو رہے صاحبقران
بسبب غیرت کے کٹے جاتے ہیں اور خضران سے فرماتے ہیں کہ تم نے مجھکو ذلیل کر رکھا ہے میاں اب تو صورت تم اپنی بدلو
خضران نے کہا کیا معلوم یہ دوست ہیں یا دشمن ابھی ظاہر کرنا اچھا نہیں اتنے میں درویش ہنستے ہوئے قریب آگئے اور
فرمایا کہ خواجہ تمہارا اصل کا سے کو ہوسکے اب ہیئت اصلی پر آؤ صورت اپنی دکھاؤ صاحبقران کو ذلیل نہ کراؤ ہم تو پہلے
سے تمہارے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے یہ کہکر صاحبقران با اقبال سے مصافحہ کیا اور امیر کو لئے ہوئے اپنے حجرے
میں آئے عزت سے بٹھایا اور کہا کہ میں مرد خدا پرست ہوں آپ ہی کے انتظار میں اس مقام پر قیام اختیار کیا تھا
اور اسوقت بھی انتظار میں بیٹھا ہوا کتاب دیکھ رہا تھا الحمدللہ کہ آپ کی زیارت نصیب ہوئی جس قدر بالکے فقیر کے
جمع تھے انہوں نے بھی ملازمت صاحبقران عالیشان کی اختیار کی اب خضران نے آئینہ نکال کر سامنے رکھا اور اپنی
موجودہ حالت کی تصویر کھینچ لی کہ شاید پھر کبھی یہ بھیس اختیار کرنا پڑے اور اب اپنی ہیئت اصلی پر آئے درویش نے
نہایت تعریف کی صاحبقران نے قیام فرمایا لیکن خضران نے عرض کی کہ یا امیر اسم اعظم فراموش ہے اور تاوقتیکہ ہاروت
جادو مارا نہ جائیگا اُسوقت تک آپ کو اسم اعظم یاد نہیں آسکتا لہذا اجازت ہو تو میں جا کر ہاروت جادو کو

پھر لاؤں فرمایا جاؤ مگر خوب ہوشیاری کے ساتھ ایسا نہو کہ تم خود بھی گرفتار ہوجاؤ تو پھر تمہارا رہاکرنیوالا ابھی کوئی نہیں ہے میں ہوں بھی تو بیکار اس لیے کہ اسم اعظم یاد نہیں سوا اس کے کہ اگر تم گرفتار رہوگے تو میں بھی اگر اپنی جان دیدوں تب بھی نہیں رہا نہیں کرسکتا خضران نے کہا حضور اطمینان رکھیں عقیل روشن ضمیر نے کہا خواجہ ہاروت جادو معمولی ساحر نہیں ہے اس کا فریب میں آنا بہت دشوار ہے خضران نے کہا کہ اگر اسکو فریب نہ دیا تو عیاری کرنا بیکار ہے اے مرد خدا رسیدہ اگر میں نے ہاروت جادو کو باندھ کے حاضر نہ کیا تو آج سے نام عیاری کا نہ لونگا عقیل روشن ضمیر نے کہا کہ خواجہ تم ایسے ہی ہو جاؤ خدا تمہارا نگہبان ہے خضران تو جانب صحرا روانہ ہوا اور یہاں درویش نے صاحبقران کے واسطے سامان دعوت مہیا کیا لیکن اول حال ہاروت جادو کا بیان کیا جاتا ہے کہ بستر پر تڑپ رہا ہے اور یہ شعر پڑھ رہا ہے ؎ دل کو ہے پاس تیرے آنے سے + آئیں جاتے ہیں اب زمانے سے زندگی اس نے تلخ کر دی ہے + زہر بہتر ہے پیچ کھانے سے + کہ ایک مرتبہ دروازے کی جانب سے ایک بلا سیاہ آتی ہوئی نظر آئی ہاروت جادو نے غور سے دیکھا تو ایک شخص مہیب صورت سر پر ایک سینگ مثل کرگدن کے اور آنکھیں مانند مشعل کے روشن اور دانت بڑے بڑے پھاڑا ایسا منہ جس سے شعلے نکلتے ہوئے پارہ دری کی طرف چلا آتا ہے اب تو ہاروت جادو ڈر کے مارے اٹھ بیٹھا اور پکارا کہ تو کون ہے جواب دیا کہ میں فرشتہ عذاب فرستادہ خداوند سامری یہ کہتا ہوا قریب ہاروت جادو کے آیا ہاروت جادو نے کہا کہ تم کس واسطے آئے ہو کہا کہ مجھکو خداوند سامری نے تمہاری قبض روح کے واسطے بھیجا ہے حکم ہوا ہے کہ اس کو زندہ جہنم میں ڈال دو ہاروت جادو نے کہا کہ میرا کیا قصور ہے اور تھر تھر کانپنے لگا فرشتہ عذاب نے کہا کہ خداوند اس بات پر تم سے ناراض ہیں کہ تم نے پرائی عورت کو نگاہ بد دیکھا اور اس کو جلا جانے دیا تم کیسے بادشاہ تھے کہ باوجود عاشق ہونے کے اس کی جان بچائی ایسی صورتیں سہنے اسلئے نہیں پیدا کی ہیں کہ وہ اسکے لیے اسطرح خاک میں ملجائیں بلکہ اس نعمت سے ہر شخص کو لذت اٹھانا چاہیے ہاروت جادو نے کہا کہ اے فرشتہ عذاب میری جانب سے عرض کرو کہ مجھے خود اس کے جلنے مرنے کا اسقدر ملال ہے کہ زندگی تلخ و دشوار ہے اگر مرنے کے بعد وصال اس نازنین کا میسر ہو تو میں مرنے کو حیات ابدی سمجھتا ہوں فرشتہ عذاب نے کہا کہ عورت جس مرد کے ساتھ مرتی ہے اسی کی ہوجاتی ہے دوسرے کو نہیں ملسکتی ہاں اس میں ایک صورت ہوسکتی ہے کہ جس قدر فرشتے ہیں سب کو رشوت دیجائے اور وہ خداوند سے یہ بیان کریں کہ اس عورت نے پوری شرطیں ستی کی ادا نہیں کی ہیں اس کی سزا یہ ہے کہ پھر وہ دنیا پر واپس کی جائے اور جس شخص سے کراہیت کرتی ہے اس کو دیدیجائے یہ سنکے ہاروت جادو قدموں پر گر پڑا کہ اگر ایسا ہو تو جسقدر روپیہ کہیے میں آپ کی خدمت میں حاضر کردوں فرشتہ عذاب نے کہا کہ جسقدر رکھتا ہے امکان میں ہو سنگوا تو ہاروت جادو نے کہا کہ آپ یہیں ٹھیریے میں ابھی زر و جواہر لاتا ہوں یہ کہکر اپنے مکان سے نکلا اور جسقدر زر و جواہر اس کے امکان میں تھا لاکے سامنے فرشتہ عذاب کے رکھدیا فرشتہ عذاب نے سامنے سے ہاروت جادو کے سب مال اٹھا لیا اٹھا یہ کہہ کہہ کے زیر بغل رکھنا شروع کیا کہ لو تم بھی لو اور فلان کو بھی دینا اور سب مل کے اس ستی کے واپس ہونیکی کوشش کرو ہاروت جادو دیکھ رہا ہے کہ مال و اسباب زیر بغل گیا اور غائب بعد اس کے فرشتہ عذاب نے پرچہ کا غذ دیا اور کہا کہ اس پر ایک اسم لکھا ہوا ہے اس کو سر شام ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھنا اور فلان تکیہ پر جاکے پڑھنا ایک قبر سے وہ ستی تمکو آواز دے گی تم قبر کھود کے اس کو نکال لانا اور اب میں جاتا ہوں یہ کہکر وہیں سے کھڑے کھڑے فرشتہ عذاب غائب ہوگیا ہاروت جادو نے تڑپ تڑپ کے وہ رات بسر کی اور دن بھی بمشکل گذارا کہ کسی طرح شام ہو تو جاکے اسم پڑھوں اور اپنی معشوقہ کو لاکے اس سے ہمکنار ہوں وہاں خواجہ نے جاکے نقب لگائی اور ایک قبر میں پوشیدہ ہوکے بیٹھ رہے صورت اپنی پھر اسی تصویر کے موافق بنائی جس صورت پر ستی ہونے گئے تھے یہاں

ہاروت جادو تن تنہا شام کو تکیہ پر پہونچا اور اسم کو پڑھنا شروع کیا اسم یہ تھا کہ میں ہاروت شیطان کا بیان
سنی عدم سے واپس آئی دوہائی خواجہ کے نام کی ہاروت جادو حیران تھا کہ یہ کس طرح کا اسم ہے کہ علوی سفلی الفاظ
ملے ہوئے ہیں مگر اس خوف سے کہ اعتقاد میں فرق ہوگا تو تاثیر میں بھی فرق ہوگا اسم خوانی میں بتوجہ کامل مصروف
ہوا جاتا جاتا کہ پڑھ رہا تھا جیسے ہی اسم تمام ہوا ایک قبر سے آواز پیدا ہوئی کہ جیسی گئی ویسی آئی بس یہ سنتے ہی ہاروت
جادو جلدی سے قریب اس قبر کے آیا پھاوڑا والا گیا تھا قبر کو کھودا دیکھا کہ وہی عورت بیٹھی ہوئی ہے ہاروت جادو
نے جلدی سے سنی کو باہر نکالا اور کہا کہ تم ہم سے بھاگی کیوں ہمنے پھر تمکو بلوا لیا سنی نے کہا کہ میں تمہیں ایسا عالی مرتبت
نہ جانتی تھی کہ تم اپنے عروس کی خاطر خداوند کو بھی اسقدر مطلوب ہو ورنہ انکار نہ کرتی مجھے خداوند کا یہ حکم ہوا کہ جا اور
ہمارے بندۂ خاص کو خوش کر ہاروت جادو خوشی خوشی لئے ہوئے ایوان شاہی میں آیا سہیل زریں قلم سے بیان کیا
اور سنی کو دکھایا تمام اراکین دولت نے مبارکباد دی شہر بھر کے جوگی اور پانڈے آکے جمع ہوئے بڑی دھوم سے
بادشاہ کا عقد سنی کے ساتھ پڑھا گیا بہت کچھ خیرات ہوئی جب رات ہوئی تو بادشاہ خلوت کدے میں گیا نازنین نے
کہا کہ کچھ سامان شراب و کباب بھی مہیا ہے ہاروت جادو نے کہا کہ سب کچھ ہے سنی نے کہا کہ پہلے پیل کا واسطہ ہے مجھے
شرم آئے گی لہذا پہلے دو چار جام چلیں پھر دیکھا جائے گا ہاروت جادو نے اپنے ہاتھ سے کشتی شراب کی لاکر
سامنے سنی کے رکھدی سنی نے ایک جام بھر کے ہاروت جادو کو دیا ہاروت جادو نے جام پیا تین چار
جام از بسکہ تابڑ توڑ پلائے اس کے بعد گانا شروع کیا ہاروت جادو نشہ شراب میں اٹھکر ناچنے لگا لیکن ہوا
لگتے ہی بیہوشی نے طمانچہ مارا ہاروت کا سر نیچے ٹانگیں اوپر دھم سے گرا خواجہ نے نعرہ کیا اور رہا درعیاری کرکے
کھول کر پشتارہ باندھ کے دوش پہ لگایا اور کمند مار کے دیوار پھاندی اور راہ صحرا اختیار کی یہاں اراکین دولت
رخصت ہو چکے تھے خادم و خدمتگار بھی غافل تھے کہ آج بادشاہ تکیہ میں سر نکال رہا ہے خواجہ پشتارہ لئے ہوئے
روانہ ہوگئے وہاں صاحبقران ذیشان پیر درویش عقیل روشن ضمیر نماز صبح سے فراغت کرکے باتیں کر رہے تھے
صاحبقران فرما رہے تھے کہ حضران کل سے گیا ہوا ہے اور اسوقت تک واپس نہیں آیا مجھے تردد ہے کہ نہیں
معلوم اس پر کیا گذری جواب تک واپس نہیں آیا عقیل روشن ضمیر کہہ رہے تھے کہ آپ تردد نہ فرمائیں خواجہ بانیل مرام
واپس آئیں گے اتنے میں خواجہ پشتارہ بدوش نمودار ہوئے اور ہاروت جادو کو سامنے صاحبقران کے ڈالدیا
امیر نے فرمایا باندھ دو ستون سے اور ہوشیار کرو حضران نے ستون سے باندھ دیا اور ہوشیار کیا ہاروت
جادو نے آنکھ کھول کے دیکھا اور پھر آنکھ بند کرلی خواجہ نے کہا کہ او ملعون یہ خواب نہیں ہے بیداری ہے ہوشیار
ہو اور دیکھ قدرت معبود بے نیاز کو کہ کل صاحبقران تیری قید میں تھے اور آج تو ان کی قید میں ہے ہاروت
جادو نے آنکھ کھولی حیران تھا کہ نازنین مجھسے اسطرح کی باتیں کر رہی ہے خواجہ نے قلم دوات سامنے رکھکر
ایک ہاتھ کھول دیا زبان پہ تکلہ دیا تھا کہ سحر نہ کرسکے ہاروت جادو نے کہا کہ پہلے مجھے اس راز سے باخبر کردو
کہ میں کیونکر گرفتار ہوا خواجہ حضران نے کہا کہ سن میں سنی نہیں ہوں بلکہ عیار ہوں صاحبقران کا عورت بنکے آیا
اور مکان میں سے نقب لگا کے باہر چلا گیا اور نقب کے راستے سے اپنے آقا کو رہا کرکے لیگیا بعد اس کے
قبرستان میں آکے تجھے دھوکا دیا پھر عورت بنکے قبر سے باہر آیا اور تجھے شراب بیہوشی آمیز پلاکے پکڑ لایا اب
بلا اطاعت اسلام کے بارے میں کیا کہتا ہے درویش نے کہا کہ خواجہ تکلہ اس کی زبان سے کھینچ لو یہ بیان کچھ نہیں
کرسکتا جو کچھ اس کے دل میں ہو زبان سے بیان کرے خواجہ نے تکلہ زبان سے کھینچ لیا ہاروت جادو نے
کہا کہ میں نے بدل اطاعت اسلام اختیار کی خواجہ نے شبہ سے پر نظر کی قریب ہے پاک دیکھا جلدی سے رہا کرد
ہاروت جادو نے خواجہ کے ہاتھ اور صاحبقران کے قدم چومے اور کہا کہ اگر آپ مجھپر راز ظاہر نہ کرتے تو میں

آپکے مشق میں بہتری ہوجاتا آپ بلا کی چیز ہیں کیا مجال ہے کسی ساحر کی کہ آپ سے پیش پاسکے اور جو کچھ قصور مجھسے ہوا ہے اُسکو عفو فرمایئے اور عقیل رہ شناس ضمیر نے کہا کہ یا امیر اب آپ ہاروت جادو کے ہمراہ تشریف لیجائیے انشاء اللہ میں بھی بروقت حاضر ہوں گا مجھے معلوم ہے کہ آپ کو بڑا سخت مرحلہ درپیش ہے حکیم اشراق الحکمت بلے سے درمیان ہے اور اسپر اُس نے خود پرستی اختیار کی ہے کافر ہو گیا ہے صاحبقران عالیشان ہمراہ ہاروت جادو کے مسند ساحری میں آئے ہاروت جادو نے اپنا مطیع اسلام ہونا ظاہر کیا تمام ساحر مطیع اسلام ہوے صاحبقران نے ہاروت جادو کو پیش کر کے اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوے ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے دیکھیے کب ان کا بیان آتا ہے اب حال لشکر اسلام سنیئے

چند کلمہ داستان نقاش صورت کش سے کیے بیان کیے جاتے ہیں کہ یہ سردار ان اسلام کو اسیر قفس کر کے جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا تھا پہونچنا نقاش صورت کش کا شہر انجم حصار میں مہمان ہونا کوکب انجم حصاری کا اطلاع پہونچانا قہور نقب زن کا قیدیوں کو بعد اس کے رہا کرنا مصیبت باران بہار سے سب کو اور مقیم ہونا سب کا قلعہ سنگین حصار میں

مخمس بر آغاز داستان

دعا ہے ہمدم رکھے ہر جگہ خدا اُن کی
بلا کشوں کا سنے درد و دکھ بلا اُن کی
نیاز مندے کی سنتی التجا اُن کی
خموش ہوں تو خموشی بھی وصدا اُن کی
مثال برق سحاب میں بلا اُن کی
عجب ہے شرم خدا رکھے اور عجب ہے حیا
اگر ہو روبرو تو جان شرم پیالہ عشاق
صدا ہے نغمہ ہے کہ شکر تو نالہ عشاق
اسے بھی قید کریں اُس کو بھی ستم جانیں
بہت اُڑاتی ہے اٹکھیلیاں صبا اُن کی
ہر ایک بات میں ہے ایسا نہیں ہے جسکا جواب
بنا کے بھیس بدلکر وہ کسکے دل میں رہے
ہمارے دل سے نکل کر وہ کسکے دلمیں رہے
بہت ذلیل ہوں کیا پاس آبرو میرا
غرض ہے کیا انھیں میری سنے بلا اُن کی
کبھی وہ نرگس بیمار رنگ لائیگی
ہزاروں وصل کی لذت سے ہو گئے برباد
ہزاروں حسن کی شہرت سے ہو گئے برباد
جو اتفاق ہوا اتفاق سے مارا
نہ ابتدا ہے کچھ اچھی نہ انتہا اُن کی
ضرور ہو گی مرے بخت میں ہے جو تکلیف

ادا سے مطلب دل ہے ہر ایک ادا اُن کی
سوال وصل پہ چپکی نظر تھی کیا اُن کی
نرالی سارے زمانے سے ہے ادا اُن کی
ہوا غرور زیادہ بڑھی جفا اُن کی
نگاہ شرم میں ہے چلبلی ادا اُن کی
محل ہے وصل کی شب کتنی بے ادب ہے حیا
ستم ہے غمزہ بلا ناز ہے غضب ہے حیا
تو کیوں ضرور رہو ہم تو نالہ عشاق
مجھے ہے فکر کہیں سن نہ لے خدا اُن کی
اسے بھی بھا نہیں اور اسکو بھی ہم ستم جانیں
جو دیکھو عورت تو جیسی قد حسن کا جواب
نہ اُس کا مثل جہاں میں کہیں نہ اسکا جواب
ہمارے پاس سے نکل کر وہ کسکے دلمیں رہے
نہیں تلاش ہے در پیش جا بجا اُن کی
نہ اُس کا خون کریں جو پیئے لہو میرا
نقاب سے حسن رخ یار رنگ لائیگی
کبھی وہ شوخی رفتار رنگ لائیگی
ہزاروں صدمہ فرقت سے ہو گئے برباد
نہ دعی ہوئی ہے زمانے میں کیا ہوا اُن کی
اگر نفاق پہ آئے نفاق سے مارا
نہ آؤ پھر عیادت نہ تم کرو تکلیف
دل فگار کے زخموں میں کیوں ہو تکلیف

وفا سے بڑھکے سمجھتے ہیں ہم جفا اُن کی
ہماری آنکھ میں پھرتی ہے وہ حیا اُن کی
ایسا ور ہوں کی تشدید میں حسن جھلک کیا اُنکی
نہ نقاب بھی چھپتی نہیں ضیا اُن کی
دکھا رہی ہے نہیں شوخیاں حیا اُن کی
فراق یار کا سبب ہے بڑا سبب ہے حیا
اور اُس پہ ڈھاتی ہے آفت ہر ایک ادا اُن کی
سمجھتے ہو دل داغی کو لالہ عشاق
بتوں کی چال سے بھی اس کو ہم نہ کم جانیں
چلے یہ چال قیامت کی بھی تو ہم جانیں
مثال کس کی نہیں ہے نہیں ہے کس کا جواب
وفا وفا ہے ہماری جفا جفا اُن کی
ہمارے دل کو مسل کر وہ کسکے دل میں رہے
ہر ایک ہوں سے ہے اب ذکر چار سو میرا
اُسی کی باتیں خوشی سے جو ہو عدو میرا
ادا سے زینت دلدار رنگ لائیگی
کرے گی خون مرا آکے ان حیا اُن کی
ہزاروں عشق و محبت سے ہو گئے برباد
کبھی انتظار سے گاہ اشتیاق سے مارا
ادا سے لوٹ لیا دل فراق سے مارا
عزیزواں سے کہو مجھکو اور دو تکلیف
کبھی ہے سینہ مجروح میں عزا اُن کی

پہ طرفہ یہین دیا اور طرفہ جواب دیا +
پیامبر نے یہ آ کر مجھے جواب دیا +
وہ کمسنی مین ستم ڈھاتے ہین جوانون پر
برائی مین نہیں سننے کا برملا اُن کی +
یہ کیسا قول تھا کیسی تھی یہ قسم اے دل
جو گھر بچھڑاتے ہین وہ داغ شہر دیتے ہین
وہ تکتے ہین سیر سے مسیحا جو زہر دیتے ہین
جہان وہ پاؤن دھرین اپنا میری تربت پر
ادا ادا سے ادا ہوا وا اداؔ اُن کی
بکر چراغون سے کیا لطف ہی یہ داغ فراق
بیقرار بہت ہو ذرا سنبھل اے دل
سُن ایک بات پر ایسا نہ تو مچل اے دل
کہے جنون ہی کیون یکسار ہار گیا قاصد
حقیقت اپنی بیان کر رہا ہی یا اُن کی +
زیادہ ہوگا نہ جم کی جناب آصف سے

عوض سکون کے کچھ اور اضطراب دیا
پیام سن کے کہا آگئی قضا اُن کی
اگرچہ آج یہان بن گئی ہی جانون پر
ابھی سے دیتے ہین ہر بات مین دم ایک
وہ ابتدا ہی مین کرنے لگے ستم اے دل
انھین کے عشق مین جان اہل دہر دیتے ہین
انھین کو لاؤ مجھے راس ہی دوا اُن کی
چلین جہان یہ عیان اس جگہ قیامت ہو
فراق یار سے دل ہو گیا ایاغ فراق
کہین ہی زخم محبت کہین ہی داغ فراق
ہزار شیشے مین میرے نہ تو اچھل اے دل
ستم مین تیرے اٹھاؤن گا یا جفا اُن کی
سیدھی ہی ہوش ٹھکانے نہیں ترا قاصد
کلیم خوش ہین صنم بھی جناب آصف سے
ملے گا آج تو ہم بھی جناب آصف سے

پیام دے کے مری جان کو عذاب دیا
نہ رحم غیرون پہ ہی اور نہ ہی گانون پر
خدا کے سامنے رکھون گا ہاتھ کانون پر
ابھی سے دیتے ہین شہرت کے بگھیلا ایک
پھر آگے آگے قیامت ہی انتہا اُن کی
دکھا کے آنکھ وہی جام قہر دیتے ہین
یہ آرزو ہی کہ کچھ اور ان کی شہرت ہو
نیا ہو ناز ہر اک نازنین نزاکت ہو
اور اس ایاغ مین جلنے لگا چراغ فراق
نشانیان ہین مرے دل مین جابجا انکی
نکال جان مری یا کہ تو نکل اے دل
خدا کے واسطے جلدی کہین بتا قاصد
حواس تیرے کہان ہین سنبھل ذرا قاصد
ہین شاد اہل کرم بھی جناب آصف سے
عجیب رنگ سے ہین پوچھتے ہو کیا اُن کی

بیان شنو اسے ہمدم راستان + کہ بارہا ہم بر سر داستان + جلد دوم مین بیان ہو چکا ہی کہ نقاش صورت کش فرستادہ شعشاع بن مشلش شہر تلطانیہ پر آیا تھا اور چند سرداران نامی و گرامی کو اسیر کرکے لے گیا تھا کہ خداوند صورتین ان بندگان سرکش کی دیکھنا چاہتے ہین چنانچہ یہ سب اسیرون کو لیتے ہوئے اول شہر انجم حصار مین پہونچا کہ یہی راستہ طلسم زلزلہ کا ہی یہ خبر کوکب انجم حصاری کو ہوئی کہ خداوند نے اپنے دشمنون مین سے کچھ لوگون گرفتار کرا بلوایا ہی کوکب انجم حصاری کو بھی ان لوگون کے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا بس اس لیے اسی وقت نقاش صورت کش کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم بھی اُن اسیرون کو دیکھنا چاہتے ہین جن کو آپ گرفتار کرکے لائے ہین جو شخص پیام لیکر گیا تھا اسی نے پیام بیان کیا لیکن دیکھا تو ایک قفس مین اکیس طائر مختلف اللون بند ہین نقاش صورت کش سے پوچھا کہ یہ جانور کیسے ہین نقاش صورت کش نے بیان کیا کہ وہ قیدی یہی ہین مین ان کو جانور بنا کے لے چلا ہون کہ مبادا کوئی ان کو دیکھے تو پہچان نہ سکے اس لیے کہ مددگار اور طرفدار ان کے بہت ہین اور بادشاہ سے کہدینا کہ کل مین آپ کو دکھاؤنگا اور ان قیدیون کو لے کر حاضر ہونگا اُس پیامبر نے آ کر بادشاہ سے تمام سرگذشت بیان کی کہ نقاش صورت کش سب کو جانور بنا کے لا ہی اُن قیدیون کا دیکھنا ایسا ہی جیسے جنگلی جانور دیکھ لیے یہ سنکے بادشاہ کو کمال رنج ہوا کیونکہ اس نے سنا تھا کہ وہ لوگ نہایت ذی عزت اور صاحب حرمت ہین اُن لوگون کو ایسی ذلت سے قید رکھنا اچھا نہیں ہی مبادا کوئی وقت بد آیا تو وہ بھی ہم سے اسی طرح پیش آئین گے اور اگر اس وقت ہم اُن کی عزت کرین گے تو کسی وقت وہ بھی ہماری عزت کرین گے بس اس نے ایک نامہ اور لکھا مضمون یہ تھا کہ اے نقاش صورت کش مانا کہ یہ لوگ دشمن ہین مگر ذی عزت ہین اُن کو اس ذلت و خواری سے رکھنا اچھا نہیں آدمی کو آدمی سمجھنا چاہیئے تم کو چاہیے کہ انھین صورت اصلی پر لا کے کسی زندان مین قید کرو اس مین تمھاری بھی نیک نامی اور عزت ہی کہ دیکھنے والون کو یہ معلوم ہوگا کہ کن لوگون کو انھون نے اسیر کیا ہی اور چونکہ تم ہمارے مہمان ہو ہم کھانا تمھارے واسطے مع قیدیون کے بھیجتے ہین یہ نامہ لکھکر ایک شخص کو دیا اور خوان کھانے کے اُس کے ساتھ

کرکے نقاش صورت کش کے پاس روانہ کیا جس وقت یہ نامہ نقاش صورت کش کے پاس پہونچا اور یہ مضمون
نامہ سے آگاہ ہوا تو اُس نے ایک مکان کو زندان قرار دیکر سب کو اُس مکان میں چھوڑ کر کچھ اسم پڑھا کہ سب کے سب صورت
اصلی پر آگئے بعد اس کے دروازے پر نگہبان مقرر کر دیئے گئے اور خوان کھانے کے زندان میں بھجوائے جو شخص نامہ لے کر آیا
تھا یہ خود خوان لے کر اندر زندان کے آیا اور کھانا قیدیوں کے سامنے پیش کیا اُس وقت بھوک کے مارے چہرے ان
لوگوں کے متغیر ہو رہے تھے لیکن ایک کو دوسرے کا لحاظ مانع تھا سب یہ چاہتے تھے کہ سکندر رستم خو جو قائم مقام
صاحبقران زمان ہیں سبقت کریں تو ہم بھی کھائیں لیکن سکندر نے کہا جاؤ لے جاؤ ہم کافر کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھاتے
یہ سب نجس ہے اُس وقت جو شخص کہ کھانا لایا تھا کہنے لگا کہ چہروں پر تو ہوائیاں اڑ رہی ہیں مگر خیالات ایسے ہیں بھلا ان
کے ہاتھ کا کھانا کہاں ممکن ہو گا جب کھاؤ گے یہی کھانا کھانا ہو گا سکندر نے کہا کہ ہم اُس رازق مطلق کے بندے ہیں اور
وہ ہم کو ہر حال میں پاک اور حلال کھانا کھلوا سکتا ہے ؎ بے کس ہرگز نماند عنکبوت + رزق را روزی رساں پر میدہد
اُس شخص نے ان لوگوں کے استقلال پر آفرین کی اور کہا کہ میں تمہاری آن بان اور استقلال ایمان کا قائل ہو گیا یہ کہکر
چلا گیا اور سارا ماجرا بادشاہ کے سامنے بیان کیا کہ حقیقت میں وہ لوگ بڑے مستقل مزاج ہیں اور آپ کے خدا نے ان کو
صورت سیرت سبھی کچھ دیا ہے جس وقت حضور دیکھیں گے تو صداقت ہو جائے گی اسوقت قہور نقب زن کو کہ ملکہ پاس بیٹھا
ہلال ابرو دختر کو کہ شاہ کا بھید دیتا تھا اس نے تمام کیفیت جا کے سامنے ملکہ کے بیان کی کہ اس طرح چند مسلمان
قید ہو کے آئے ہیں نقاش صورت کش اُن کو لایا ہے بادشاہ نے قیدیوں کے واسطے کھانا بھیجا تھا مگر انھوں نے نہیں
کھایا اس نے تذکرہ بیان کیا کہ ایک نئی خبر تھی لیکن ملکہ تو اُن لوگوں سے واقف تھی ناظرین کو یاد ہو گا کہ اپنے نقابداروں
کو لئے ہوئے ملک ساریشیہ میں گئی تھی اور اُس کے نقابداروں نے سرداران ساریق کو بھی اسیر کیا تھا اور اہل اسلام
کو بھی گرفتار کیا تھا خواجہ نے نقابدار آئینہ پوش بنکر مثل عمرو کے ایک نقابدار کو پکڑ لیا تھا اور ایک کو مار ڈالا تھا۔
بعد اس کے صاحبقران بہ ملاقات تشریف لائے تھے صحبت رقص و سرود گرم رہی تھی اتحاد پیدا ہو گیا تھا اور
اسطرف آپ کا امیر سے وعدہ بھی ہوا تھا اُسی وقت سے خدا پرستوں کی محبت اور سب سے زیادہ امیر کا عشق ہو گیا
تھا یہ واقعات جو زبانی اپنے کو کا کی سنے یہ خیال پیدا ہوا کہ جس وقت ملاقات صاحبقران سے ہو گی تو امیر ضرور شکایت
کریں گے کہ تمہاری موجودگی میں ہمارے عزیزوں اور رفیقوں کو تکلیف ہوئی پس اس نے قہور نقب زن سے
کہا کہ بھائی یہ وہ لوگ ہیں جن کی عظمت و شان میں دیکھ چکی ہوں ان کو اس ذلت و خواری کے ساتھ رکھنا اچھا
نہیں ہے تم کسی طرح اُن قیدیوں تک جاؤ اور میری طرف سے کھانا سب کے واسطے لے جاؤ جس وقت تم میرا پیغام دو گے
تو پھر کوئی انکار نہ کرے گا قہور نے کہا کہ وہ لوگ آپ کو کیا جانیں ملکہ نے کہا تجھے سب جانتے ہیں تھوڑا عرصہ
ہوا کہ میں ملک ساریشیہ میں بطور سیر کے نکل گئی تھی تو وہاں اُن لوگوں سے اور میرے نقابداروں سے مقابلہ
ہوا تھا چند سردار میری قید میں تھے لیکن اُن کے عیار نے بھی ایک نقابدار کو میرے مار ڈالا اور ایک نقابدار
کو گرفتار کر لیا تھا آخر میں نے اُن کے سرداروں کو چھوڑ دیا اور انھوں نے میرے نقابدار کو رہا کر دیا یہ وجہ اتحاد
کی ہوئی قہور نے کہا کہ اگر آپ کو پاس اُن لوگوں کا ہے تو میں پوشیدہ طور پر جاتا ہوں ظاہر ہو جانا بادشاہ کے خلاف
ہو گا یہ کہکر قہور نقب زن جانب زندان روانہ ہوا اور صحرا میں پہونچکر اس نے نقب لگانا شروع کی وہاں قیدیوں کی
یہ حالت تھی کہ بھوک کے سبب سے چہرے متغیر ہو گئے تھے اکثر سردار شاہزادہ سکندر رستم خو سے کہتے تھے
کہ حالت قید میں حرام و حلال کی پابندی کہاں ہو سکتی ہے جو آپ نے یہ سختی کی ہے مثل مشہور ہے کہ بھوک سے روزہ دار بھی حلال
ہے یہ فرمایئے کہ زندگی کیونکر ہو گی سکندر نے کہا کہ میں نے کسی کو منع تو کیا نہ تھا اپنے اپنے نفس کا ہر شخص کو اختیار ہے ہم نے
کھا لیا ہوتا میں تو اُس پروردگار پر بھروسہ رکھتا ہوں جو پتھر کے اندر کیڑے کو غذا پہونچاتا ہے اور شکم مادر میں بچے کو غذا دیتا ہے

کیا اس وقت وہ یہیں مسلمان کے ہاتھ سے نہیں پہونچا سکتا جو ہم کافر کے ہاتھ سے کر کھانا کھائیں یہی باتیں ہو رہی تھیں لارہ قمھور نقب زن بر ابر نقب دیتا چلا آتا تھا کہ ایک مرتبہ برابر طلحہ بن لندھور کے طبقہ زمین کا شق ہوا اور ایک شخص گرد و غبار میں اٹا ہوا نقب سے باہر آیا طلحہ نے کہا کہ تو کون ہے اُس نے جواب دیا کہ دوست کا فرستادہ ہوں اور خیریت مزاج دریافت کرنے آیا ہوں سکندر نے کہا دوست کون قمھور نقب زن نے کہا کہ ملکہ ناہید بلال اسپر داور اقبال ہمارا اختر لوش نے تم سب کو دعا کہی ہے اور مزاج پوچھا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ ہم نے سنا ہے کہ تم لوگوں میں سے کسی نے کھانا نہیں کھایا ہے اور کافروں کے ہاتھ سے کھانا کھانے میں تم کو انکار ہے لہٰذا میری دعوت قبول کرو اسوقت میں بلا نہیں سکتی اگر وہ وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا اس وقت جو کچھ نان و نمک میں بھیجتی ہوں اسے قبول کرو سکندر رستم خو نے کہا کہ ملکہ سے بندگی کہنا اور کہنا کہ صاحبقران بھی قریب آ گئے ہیں کہ تشریف لائیں اور ہمیں آپ سے کسیطرح کا عذر و انکار نہیں ہو سکتا جیسے صاحبقران ویسے آپ قمھور یہ سمجھا کہ یہ باتیں خوشامد کے پہلو لیئے ہوئے ہیں یہ سنکر اسی وقت چلا گیا اور اسی نقب کے راستے سے اس نے پلٹین میوے کی اور صراحیاں پانی کی پہونچانا شروع کیں سکندر نے طلحہ بن لندھور اور ملوک بن مالک اور وحید الملک اور قمھور بن جمہور اور ہرمز بن فرامرز اور گردین بہرام اور مرزنگ بن مرزبان خراسانی اور دیگر سرداران نامی و گرامی سے کہا کہ دیکھا کہنے والے نے سچ کہا ہے ع جہ تلخ است ولیکن بر شیرین دارد ۔ اسی وقت دو رکعت نماز شکر ادا کی اور سب سے کہا کہ اب کھانا کھاؤ سب نے کھانا کھایا اور کہا واقعی میں امتحان کے وقت ہر شخص کا حال کھلتا ہے اگر یہ اس مرتبہ کا نہوتا تو صاحبقران اوسط نہ سمجھیں ہوتا خدا جس کو جیسا دیکھتا ہے اُس کو ویسے مرتبے پر پہونچاتا ہے غرضکہ سب نے کھانا کھایا اور شکر خدا بجا لائے اور سب نے ملکہ کا شکریہ ادا کیا جب تھوڑی سی رات باقی رہی تو قمھور نقب زن نے عرض کی کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں ورنہ راز افشا ہونے کا خوف ہے سب نے ملکہ کی خدمت میں تسلیم کہلا بھیجی قمھور نقب زن نے اسی طرح منہ نقب کا بند کیا اور نقب سے نکل کر صبح ہونے سے پہلے خدمت میں ملکہ کی پہونچا ملکہ چلتے وقت اس نے سکندر سے یہ بھی عرض کیا کہ اگر منظور آپ جانتے تو چلے چلئیے میں قید بھی کاٹ دوں سکندر نے ارشاد کیا کہ ابھی وقت رہائی نہیں ہے جب انشاء اللہ رہائی کا وقت آئیگا تو ہم چلے چلیں گے اور خود قیدوں کو توڑ ڈالیں گے یہ قید کوئی چیز نہیں ہے ہم وقت کے منتظر ہیں قمھور جس وقت خدمت میں ملکہ کے پہونچا ہے تو دیکھا کہ ملکہ ٹہل رہی ہے اسے خیال تھا کہ ابھی ملکہ آرام میں ہونگی لیکن جس وقت ملکہ کو ٹہلتے دیکھا تو سلام کیا اور کہا کہ میں آپ نے آرام نہیں فرمایا ملکہ نے فرمایا کہ تم پہلے یہ بیان کرو کہ اُن لوگوں نے کھانا بھی کھایا یا نہیں قمھور نے ساری روداد بیان کی کہ نہیں معلوم کیا بات تھی اسے اقبال آپ کا کہنا چاہیئے کہ میرا ایک ایک لفظ بے عذر کیا کھانا کھا لیا اور آپ کو نہایت ادب سے تسلیم کہلا بھیجی ہے ملکہ اس فکر میں بھی تھی کہ کسیطرح ان کی رہائی کا سامان ہو یہ راز قمھو پر ظاہر کروں یا نہ کروں کہ قمھو نے خود نقب کے ساتھ بیان کیا کہ میں نے بڑے بڑے بہادروں میں سے کہا تھا کہ چلیے اسی نقب کے ذریعہ سے نکل چلیئے مگر اُن لوگوں نے اسے ننگ و عار سمجھا اور گوارا نہیں کیا اسوقت ملکہ مسکرا دی اور کہا کہ تو نے دشمنوں کے رہا کرنے کا قصد کیا تھا قمھور نے کہا کہ میں دشمن دوست سے کیا مطلب ہے میں تو آپ کی خوشی سے کام ہے ملکہ نے قمھور کو لپٹ گئی کا مالا اتار کے دیدیا اور آفرین کی قمھور وہاں سے اپنے مکان پر آیا اور مالا موتیوں کا اتار کے اپنی ماں فہیم جادو کو دیا فہیم جادو نے کہا کہ یہ مالا تو شاہزادی سے گلے کا معلوم ہوتا ہے قمھو نے کہا کہ ہاں مجھے انعام میں عطا کیا ہے فہیم جادو نے پوچھا کہ کس کام کے صلہ میں یہ مالا ملکہ نے عطا کیا قمھور نے سارا ماجرا بیان کیا اُس وقت فہیم جادو انگشت بدنداں ہوئی اور قمھور سے کہا کہ وہ تو ابھی بچہ ہے نادان شاہزادی ہے فراز دنیا کو نہیں سمجھتی تو نے ایسی حرکت کیوں کی ابھی بادشاہ سنیگا تو کیا کہیگا قمھور نے کہا کہ ہاں ملکہ کی خوشی سے کام ہے ہم سب کے ملازم و نمکخوار ہیں اس کی اطاعت کو واجب جانتے ہیں

فہیم جادو خاموش ہو رہی اور قمر نقاب زن نے ہاتھ دھو کے پوشاک بدل کے دربار شاہی کی طرف روانہ
ہوا یہاں صبح ہوتے ہی بادشاہ آکر دربار میں بیٹھا اور قیدیوں کو طلب کیا یہی قمر نقاب زن حسب الحکم بادشاہ نقاش
صورت کش کے پاس گیا اور پیام بادشاہ کا بیان کیا نقاش صورت کش نے چوبی ارابے طلب کیے اور تمام قیدیوں کو
اسطرح کہ ایک ایک قیدی کو ایک ارابے پر بٹھا دیا اور سب کو لے کر جانب بارگاہ کوکب انجم حصاری روانہ ہوا
تمام خلق برائے تماشہ جمع ہوئی دورویہ لوگ کھڑے تھے اور بیچ سے ارابے گذر رہے تھے کہ ایک مرتبہ طلحہ بن لندھور
نے زانو بدلا ایک پہیہ ارابے کا زمین میں دھنس گیا ان کو دیکھکر ملوک بن مالک نے لنگر مار دیا کہ دونوں پہیے
زمین میں دھنس گئے چار چار بیل لگے ہوئے تھے کس کس طرح زور کر رہے تھے لیکن ارابے اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھتے تھے
جو ارابے پیچھے تھے اُن کو آگے کا راستہ لینے کا قصد کیا یہ دیکھکر تمام سرداروں نے لنگر مار دیے کہ کئی آرابوں کے
پہیے ٹوٹ گئے اور بیکار ہو گئے سکندر رستم خو صاحبقران اوسط کا ارابہ سب کے آگے تھا یہ دور نکل آیا تھا کہ
یکایک سکندر کو چھینک آئی ایسا جھکولا پہونچا کہ ارابہ اُس کا دھنس گیا پلٹ کے دیکھا تو ارابے دور پڑے ہوئے
ہیں تماشائی حیران تھے کہ یہ کس طرح کے لوگ ہیں دیکھنے میں تو دست و بازو انسانی قوت کی حد میں ہیں لیکن
قوت دیووں سے بڑھی ہوئی ہے حسن و جمال میں ایک ایک یوسف ثانی ہے تماشائی وجد کر رہے تھے جب کسی طرح ارابے آگے
نہ بڑھ سکے اور لوگ ہاتھ پیر ہاتھ دھر کے بیٹھ رہے تو ان لوگوں نے آرابوں پر سے اُتر کے اپنے اپنے ارابوں کو بیلوں
سمیت اُٹھا اُٹھا کے صاف جگہ رکھ دیا اور بیلوں کو ہنکایا تو بیل چلے یہانتک کہ در دولت پر پہونچے سب سردار
آرابوں سے اُتر کر داخل ایوان شاہی ہوئے دیکھا کہ کوکب انجم حصاری تخت پر بیٹھا ہے لباس میں اُس کے
بڑے بڑے ستارے نصب ہیں اور ارکین دولت ادب کے ساتھ اپنے اپنے منصب کے موافق بیٹھے ہوئے
ہیں اُسوقت شاہزادہ سکندر رستم خو نے آواز دی کہ سلام میرا اُس شخص پر ہے جو خدائے یگانہ کو اپنا خالق مطلق
جانتا ہو اور اُس کے نبی محمد مصطفیٰ کو پہچانتا ہو کسی نے جواب نہ دیا غیب سے جواب سلام آیا بادشاہ نے سب کے
واسطے پہلے سے دنگل بچھوا رکھے تھے یہ سب سردار آکر دنگلوں پر بیٹھے اور نقاش صورت کش قریب بادشاہ کے بیٹھا
اور سب سرداروں کا نام بیان کیا کوکب شاہ نے سکندر کی طرف مخاطب ہو کے کہا کہ آپ اپنی حسن و جوانی پر
رحم کیجیے دیکھیے تو آپ کے چہرے کی کیا حالت ہو رہی ہے آپ نے میری دعوت کو قبول نہ کیا اس وقت آپ اپنے
اختیار میں نہیں ہیں جو انکار کرتے ہیں سکندر نے ہنس کر جواب دیا کہ اپنے اختیار میں نہ ہوتا تو انکار کیوں کرتا ہر شخص
کو اپنے نفس پر اختیار ہے اور اب بھی ہم میں اتنی قوت ہے کہ پوچھ لو اپنے ملازمین سے کہ جہاں لنگر مار دیا ارابے زمین میں
دھنس گئے جب خود ارابوں کو زمین سے نکالا تو نکلے ورنہ ممکن نہ تھا کہ نکلتے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ یہ سب باتیں سنکے تو
اور زیادہ افسوس ہوتا ہے کہ ایک وقت میں کروٹ بھی نہ بدلی جائے گی سکندر نے کہا کہ ہم لوگوں میں زور خداداد ہے کبھی
طاقت کم نہ ہوگی علاوہ اس کے ہمارا خدا ایسا ہے کہ ہر حال میں کھانے کو دیتا ہے اور جسطرح مانگو اسیطرح دیتا ہے واللہ ہم کو اب
بھی ہم سیراب ہیں اور گرسنہ نہیں ہیں بعد کچھ دیر کے صحبت برخاست ہوئی اور نقاش صورت کش نے کہا کہ اب میں بھی
رخصت ہوتا ہوں خداوند کو میرا انتظار ہوگا نقاش کو کوکب انجم حصاری نے رخصت کیا نقاش صورت کش
ورخصت ہو کر قیدیوں کو لیے ہوئے جانب دہانہ طلسم روانہ ہوا لیکن قمر نقاب زن خدمت میں ملکہ ناہید دلارا ابرو
کے آیا اور ساری کیفیت بیان کی اس وقت فہیم جادو بھی موجود تھی اسکو شک ہوا دیکھا اس نے کہ چہرہ ملکہ کا
متغیر ہو گیا ہے اور اس کے قبل کے واقعات قمر کی زبانی سن چکی تھی پس اس نے ملکہ کے چہرہ کی بلائیں لیں اور عرض
کی کہ واری آخر تمہارے دل کا کیا حال ہے کچھ بیان تو کرو میں دیکھتی ہوں کہ یہ قیدی تمکو نہایت عزیز ہیں ملکہ نے کہا کہ دائی اماں
بیا سے پردہ کرنا بھی حماقت ہے اصل یہ ہے کہ میں جب ملکہ سار تقیہ میں گئی تھی تو میں نے ان لوگوں کو نہایت عظمت سے

شان کے ساتھ دیکھا تھا آج گردش زمانہ سے اس حال پرملال مین دیکھ رہی ہون مجھے عبرت ہوتی ہے اور یہ خیال بھی ہے کہ یہ
لوگ جس ملک پر گئے اُسے تاخت و تاراج کر دیا سیکڑون خداوندیان بگاڑ دین ہزارون طلسم توڑ ڈالے اب یہان بھی
یہ آئے ابتدا ان لوگون کی کچھ ایسی ہی ہوتی ہے لیکن انجام مین فتح کا سہرا انھین کے سر رہتا ہے مثل مشہور ہے کہ جنگ دو سردار
ہین کیا معلوم ان کی فتح ہو یا ہماری عقب مین اُن کے فوج دریا موج آتی ہوگی اور سردار و پیش روان ان سب کے
صاحبقران عالیشان ہین اگرچہ سن ابھی کم ہے لیکن خدا نے وہ جاہ و جلال حسن و جمال دولت و جاہ فوج و سپاہ عنایت
کی ہے کہ مثل و نظیر نہین ہے بہت قریب زمانہ ہے کہ صحرائے انجم حصار مین فوجون کے سوا کچھ نظر نہ آئے گا اگر وہ لوگ فتحیاب
ہوئے تو جس طرح اسوقت ہم اُن کے ساتھ پیش آئین گے اُسی طرح وہ ہمارے ساتھ بھی پیش آئین گے فہیم جادو
ایک جاندیدہ اور ہوشیار ہے سمجھ گئی کہ یہ کسی سے تعلق خاطر رکھتی ہے ورنہ ایسی کون سوچتا ہے اگر یا وتا ہون کوئی خیال
ہو تو کسی سے لڑین کا نہ ہو کو چاہیے ہے ابھی سے صلح قائم کر لین جواب دیا کہ اسے ملکہ ان قیدیون کی رہائی کیونکر ہو سکتی ہے جتنا
عزیزان کے آئین آئین یہ طلسم مین پہونچکر پھنس جائین گے پھر طلسم زلزلہ ایسا مقام ہے جہان سے کوئی قیدی رہا ہو سکے
اگر تمھاری یہ مرضی ہو کہ یہ رہا ہو جائین تو یہ صرف امکان کی بات ہے کہ مین راستے مین جا کر نقاش صورت کش سے مقابلہ کرون
اگرچہ وہ ساحر زبردست ہے اُس پر غلبہ حاصل ہونا مشکل ہے صاحب خاص ہے خداوند طلسم زلزلہ کا مگر ہان اگر کوئی فریب چل گیا یا
غفلت مین پھنس گیا تو مغلوب ہو سکتا ہے اگر تم کہو تو مین جاؤن اور قیدیون کو رہا کرا لاؤن ملکہ نے کہا اُن کی رہائی تو
بیشک مجھے منظور ہے لیکن ظاہر نہین علاوہ اس کے جہان اُن کی رہائی منظور ہے وہان تمھاری سلامتی بھی چاہتی ہون
یہ منظور نہین کہ تم اپنی جان دو اسوقت فہیم نقش زن نے کہا کہ اسے مادر مہربان آپ کیون تکلیف فرماتی ہین
مین جاتا ہون اور اگر عیاری بن پڑی ہے تو ابھی سب کو رہا کرکے لاتا ہون اور اگر مین بھی پھنس گیا تو اسوقت آپ کو اختیار
ہے یہ کہکر فہیم نقش زن جانب صحرا روانہ ہوا اور جلدی جلدی قریب کے راستون سے گذر کر دہنہ طلسم کے قریب
پہونچا اور صورت اپنی جوگی کی بنا کر ٹیک کو ٹھیک کر کے روشن کیا اور آسن مار کے بیٹھ گیا نعرے یا سامری یا جمشید
کے مارنا شروع کئے تھوڑی دیر گذرنے کے بعد دیکھا کہ آگے آگے نقاش صورت کش پیچھے پیچھے تمام سردار آرایون پر
بیٹھے ہوئے نمودار ہوئے نقاش صورت کش نے جو اس جوگی کو دیکھا قریب آیا جوگی برابر بڑبڑا رہا تھا اور گیاری پر
بھبوت ڈالتا جاتا تھا نقاش صورت کش غور سے جوگی کو دیکھا کیا اور ہر چند اس نے فکر کی لیکن اس کی سمجھ مین نہ آیا کہ جوگی
کونسا اسم پڑھ رہا ہے آخر اس نے پوچھا کہ یہ کونسا اسم آپ پڑھ رہے ہین جوگی نے ہنس کے کہا کہ بچہ ابھی کچھ دنون علم سحر
سیکھ تو شاید تو سمجھ سکے نقاش صورت کش سمجھا کہ یہ کوئی بہت بڑا ساحر ہے اس کا علم مجھ سے زیادہ ہے بیٹھ گیا اس کے بخور کو
سونگھنے لگا اور اپنے جسم کو دھونی دینے لگا ادھر جوگی نے اور رائی سرسون کالا دانہ وغیرہ آگ پر ڈالا ایسا
دھوان اُٹھتا ہی تو نقاش صورت کش لہرا کے وہین رہ گیا بس فہیم نے خنجر کھینچکر نعرہ کیا اور چاہا کہ ذبح کر ڈالون پھر
ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ ملازم بہت بڑے شخص کا ہے یہ راز کھل جائے گا کس نے اسے مارا پس نقاش کا منہ کھول کر بیہوشی
اس نے گیند عیاری کا حلق مین ٹھونسا اور بعد اُس کے زبان کھینچکر تکلہ سوزن کیا پھر ہاتھ جانب پشت باندھ دیے اور
ایک گڑھا کھود کے اس مین نقاش کو زندہ دفن کر دیا کہ گھٹ گھٹ کے خود ہی مر جائے گا بعد اس کے آرایون کے
قریب آیا اور سوہن مثال کے سکندر رنگی قید کاٹنے کا قصد کیا سکندر رستم خو نے کہا کہ تو کون ہے فہیم نقش زن نے
عرض کی کہ یہ وہی غلام ہے جس نے زندانخانے مین حضور کی خدمت کی تھی بابا سے ملکہ آپ کی رہائی کی فکر کی اب دیر
مناسب نہین ہے یہ سنکے شاہزادہ سکندر نے کہا کہ اچھا تو ہٹ جا اور ہاتھ ہتکڑیون کی بیڑیون مین ڈال کر جو زور کیا
تو قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ کر کے پھینک دیا پھر تو سب سردارون نے قید مین توڑین فہیم نقش زن نے
عرض کی کہ وہ سامنے بیابان بہار ہے آپ سب صاحب اسی طرف تشریف لیجائیے اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے

سب سردار تو جانب بیابان بہار روانہ ہوئے اور تمہور نے آکر کیفیت رہائی سرداران اسلام بیان کی ملکہ نے
بہت بھاری خلعت عنایت کیا اور مصروف شغل سرود وستار ہوئی لیکن حال سرداران اسلام کا سنیے کہ یہ سب کے سب
پاپیادہ چلے جاتے ہین دور سے ایک باڑی تربوزون کی نظر آئی بس پیاسے سب ہو گئے ہی تھے اور پیاس بھی لگی تھی
جا ہی تو پڑے اور تربوز توڑ توڑ کر کھانا شروع کیے وہ جو نگہبان بیٹھا تھا اس نے ہرچند منع کیا مگر یہ لوگ کسی کی سنتے
ہین آخر وہ اٹھا ہوا صحرا کی طرف چلا گیا مالک اس صحرا کا دیوانہ بلغار تھا جب اس کو خبر ہوئی کہ کچھ لوگ آئے اور انھون نے
بہت سے بچون کو مار ڈالا ہے یہ چوبدست پکڑ کے چلا اور آتے ہی اس نے ایسی چیخ ماری کہ تمام صحرا گونج اٹھا اور پکارا کہ
تم لوگون نے ہمارے بچون کو مار ڈالا ہم نے بہت دنون مین پرورش کیا تھا اب ان کے بدلے تمہاری جان لیتا ہون
یہ کہکر چوبدست کو سر پر پھیرا کے سر طلحہ پر وار کیا کہ یہی آگے بڑھے ہوئے کھڑے تھے طلحہ کے پاس نہ سپر نہ گرز کچھ نہ تھا
پر وار روکتے دونون ہاتھ بلند کر دیے لیکن چوبدست جو پڑی ہے دونون ہاتھ شانے پاس سے جاتے رہے اور طلحہ بیہوش
ہو کے گر پڑے اسوقت ملوک بن مالک دوڑ کے قریب آ گئے چوبدست سے لپٹ کر چاہا چھین لون ممکن نہ ہوا آخر کشتی ہونے لگی
ایک مقام پر پانون ملوک کا موشخانہ مین جا رہا اوپر سے دیوانہ ریل کر کے چلا پانون ملوک کا ٹوٹ گیا سکندر نے
آواز دی کہ او دیوانے بس علیحدہ ہو جا کہ زخمی سے لڑنا خلاف سپہ گری ہے دیوانے نے پھر چوبدست پکڑی اور
ملوک کو چھوڑ کر سکندر کی طرف چلا اور سردارون نے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ سکندر نے روکا اور خود سامنے آگئے
دیوانے نے چوبدست ماری سکندر نے ایک قدم آگے بڑھا کر دستہ چوب پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ چوب چھین لون
مگر دیوانہ بھی زبردست تھا اس نے چوب ہاتھ سے نہ چھوڑی اور لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی تمام دن کشتی رہی جب
شام قریب پہونچی تو دیوانے نے شانے پر سکندر کے چکنہ لگائی سکندر نے گلے پر گچا دیا اس نے پھر اسکے دوسری
جگہ منہ مارا سکندر نے تھپڑ دون پر دھر لیا آخر کو زنجیر کا بند لگا کے جو زور کیا سر سے بلند کر کے پٹکنے کا قصد کیا
اس دیوانے نے امان مانگی فرمایا بشرط ایمان دیوانے نے کہا بشرط صحت خواب سکندر نے کہا یہ کیسا دیوانے نے کہا کہ
مجھے غور سے صورت اپنی دیکھنے دیجیے تو بتاؤن سکندر نے چھوڑ دیا دیوانے نے چہرہ سکندر کو غور سے دیکھا اور قدم چومے اور ہاتھ
باندھ کے عرض کی کہ بیشک خواب میرا سچا تھا اور دین آپکا برحق ہے جو آپکے مذہب مین آئے وہ کیا کیجے فرمایا کلمہ طیبہ پڑھو دیوانہ کلمہ طیبہ پڑھکر
صدق دل سے مسلمان ہوا اور عرض کی کہ مین نے یہی خواب دیکھا تھا کہ ایک سرو بزرگ مجھسے ارشاد فرماتے ہین کہ تو اہل جنت سے ہے اور دین اسلام
اختیار کریگا مین نے پوچھا کسطرح انھون نے کہا اس صورت کا ایک شخص خاندان صاحبقران سے آئیگا اور تو اسکے ہاتھ سے زیر ہو کر دین اسکا
اختیار کریگا انھون نے جو علامتین بتائی تھین وہ سب آپ مین پائی جاتی ہین یہ کہکر شاہزادہ سکندر سے عرض کی کہ ہم تو
ہمیشہ جنگل مین رہتے ہین نہ ہم کو دھوپ کی فکر ہے نہ اوس کی آپ کے واسطے کونسی جگہ تجویز کرون کہ آپ کو راحت ملے
سکندر نے کہا کہ ہم راحت و تکلیف سب کے عادی ہین لیکن یہ بتاؤ کہ یہان سے قریب کوئی قلعہ کوئی ملک بھی ہے کہ اسے
فتح کرین اور وہین بود و باش اختیار کرین دیوانے نے عرض کی کہ ایک قلعہ تو اسی صحرا مین ہے مگر ویران رہتا ہے مجھے شوق
نہین کہ مین اسے آباد کرتا میرے ساتھ کے چالیس ہزار دیوانے سب آزاد منش ہین کوئی مکان بنانا یا مکان مین رہنا
پسند نہین کرتا سب کے سب صحرا صحرا پہاڑ پہاڑ مارے مارے پھرتے ہین سکندر نے کہا کہ چلو اس قلعہ کو ہم دیکھین بلغار
دیوانہ سرداران اسلام کو ساتھ لیتے ہوئے قلعہ سنگین حصار مین آیا دیکھا سکندر نے کہ قلعہ نہایت شاندار و مستحکم
بنا ہوا ہے گو عمارت پرانی معلوم ہوتی ہے لیکن اس وقت تک کہین سے شکست نہین سکندر نے نہایت پسند کیا اور
اسی وقت تمام دیوانون کو بلا کے ان سے کہا کہ اس قلعہ کو صاف کرو دیوانون نے دم بھر مین سارا قلعہ جھاڑ کے مثل
آئینہ کے کر دیا فرش زین وغیرہ تو خراب ہو گیا تھا لیکن اور بہت سا سامان راحت موجود تھا دیوانے نے کہا کہ مین آپکے
واسطے گھوڑے اور رسد وغیرہ لاتا ہون یہ کہکر اس نے دس ہزار دیوانے اپنے ساتھ لیے اور جانب صحرا روانہ ہوا

اس نے یہ فکر سوچی تھی کہ زمینداروں پر دباؤ ڈال کے اُن سے یہ سب چیزیں وصول کروں گا جب رپورٹ اسکی
بادشاہ تک پہونچیگی اُسوقت سمجھا جائے گا اس وقت تو کام نکل جائے گا دیوانہ اس فکر میں چلا جاتا تھا اور اُس طرف سے
کچھ لوگ خراج شہر اختریہ کا لئے ہوئے شہر انجم حصار کی طرف جا رہے تھے کوئی پانچ ہزار سوار ہمراہ تھے اور افسران کا
سپہ سالار اختر شاہ کہ نام اُس کا گستہم گرد تھا چند مرکب بھی نہایت نفیس ہمراہ تھے جو اختر شاہ نے اپنے شہنشاہ
کی نذر کو بھیجے تھے بس جیسے ہی بلغار دیوانہ کو یہ خبر ملی کہ خزانہ جا رہا ہے بس یہ دس ہزار دیوانوں سے چڑھ دوڑا اور
نعرہ کر کے لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا گستہم گرد کی فوج بھی لڑی گستہم کی نظر جو دیوانہ بلغار پر پڑی پکارا او دیوانے
کیا حرکت ہے ارے تو تو کبھی مال و خزانہ پر نظر بھی نہ کرتا تھا تو کیا کرے گا دیوانے نے کہا کہ اُسوقت تک میں اسے کنکر
پتھر جانتا تھا مجھے نہ معلوم تھا کہ یہ کس مصرف کی چیزیں ہیں اور اس سے کیا کام نکلتا ہے اب تو مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ بڑے کام
کی چیزیں ہیں گستہم گرد نے کہا کہ کیوں شامتیں آئی ہیں یہ حق بادشاہ کا ہے اگر لے لے گا تو سزا پائے گا فوج شاہی اگر تیرا
کام تمام کر دے گی عاقبت تنگ ہو جائے گی تجھے اس بیشہ میں رہنا دشوار ہو جائے گا یہ سنکے دیوانہ ہنسا اور کہا کہ کچھ بھی
کچھ دم ہو تو سامنا کر ورنہ خزانہ رکھ دے مجھے نصیحت نہ کر جو شخص کسی فعل کا ارادہ کرتا ہے وہ اُس کے نیک و بد کو پہلے سوچ لیتا
ہے تجھے اگر کچھ دعوے ہے تو تلوار میان سے کھینچ گستہم گرد نے کہا کہ میں تجھے سڑی جان کر رعایت کرتا تھا تو یہ سمجھتا ہے کہ میں نے دبا پایا لے
روک تو اسے یہ کہکر تلوار ماری دیوانہ بلغار نے وار اُس کا چوب پر روکا تلوار بالشت بھر چوب میں در آئی دیوانے نے ہاتھ کو
کس دیا تلوار ٹوٹ گئی گستہم گرد نے قبضہ منہ پہ دیوانے کے کھینچ مارا دیوانے نے خالی دیا اور چوب بدست اُٹھا کر پکارا ؎ تو ضربے
زدی ضرب ما نوش کن * ہمہ شادی از دل فراموش کن * یہ کہکر چوب بدست گران سنگ کا وار کیا گستہم گرد نے سپر بلند کی لیکن
یہ چوب بدست بلا گستہم گرد نے روکنے کی چیز تھی جو رک جاتے چوب بدست پڑتے ہی تڑاقے کی آواز بلند ہوئی ہاتھ گستہم گرد
کے تھراتے چوب بدست مع سپر سر پر آئی کہ سر گردن میں اور گردن سینے میں سینہ شکم میں اور شکم پشت مرکب میں مرکب زمین
میں ایک چبوترہ بنکے رہ گیا جسوقت میں گرد برطرف ہوا تو سوا ایک ڈھیر کے کچھ نظر نہ آیا ہمراہیان گستہم گرد مال و خزانہ چھوڑ کر
بھاگ کھڑے ہوتے اور فریاد کناں جانب شہر انجم حصار روانہ ہوئے بادشاہ قلعہ انجم حصار کی فصیل پر ٹہل رہا تھا کہ کچھ لوگ
روتے پیٹتے نمودار ہوئے کوکب انجم حصاری نے کہا دریافت تو کرو کہ یہ لوگ کیوں روتے ہیں اور سبب ان کے رونے
کا کیا ہے ہرکارے گئے اور بعد دریافت حال عرض کی کہ اختر شاہ نے خراج بھیجا تھا سپہ سالار اُس کا حسب دستور خزانہ لئے
چلا آتا تھا اور چند مرکب بھی نہایت عمدہ ہمراہ تھے راستے میں دیوانہ بلغار نے آکر مقابلہ کیا گستہم گرد مارا گیا خزانہ دیوانے
نے چھین لیا یہ سنکے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ یہ دیوانہ تو بہت زمانے سے بیابان بہار میں رہتا ہے لیکن یہ حرکت اس نے
کبھی نہ کی تھی آج یہ اُس کے ذہن میں کیا آگئی جو اس نے ایسی حرکت کی ارے ہے کوئی اسی وقت سمعان دیو ہیبت نے
عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ تم اپنی فوج کو لیکر جاؤ پہلے تو اُس سڑی کو سمجھانا اگر بآسانی روپیہ دیدے
فہو المراد اور اگر آمادہ فساد ہو تو مار کر بیابان بہار بلکہ میری سرحد سے باہر نکال دینا اور لڑے تو سر کاٹ لانا سمعان دیو ہیبت
نے عرض کی کہ ابھی اور اُسی وقت یہ کہکر اپنے لشکر میں آیا اور تیاری کر کے چالیس ہزار سواران نامی سے جانب بیابان بہار روانہ
ہوا لیکن اول حال دیوانہ بلغار کا سنیے کہ یہ خوشی خوشی مال و خزانہ و مرکب لئے ہوئے قلعہ سنگین حصار میں آیا شاہزادہ
سکندر رستم خو نے فرمایا کہ ارے یہ سامان کہاں سے آیا دیوانہ نے سرگذشت بیان کی سکندر نے کہا کہ یہ فعل
تو برا ہے مگر مقتضائے وقت یہی ہے اس وقت میں چارہ ہی کیا ہے یہ فرما کر ایک مرکب مشکی اپنے لئے پسند کیا باقی مرکب اور سردار
پر تقسیم فرمائے خزانہ کو قلعہ میں محفوظ کیا سامان قلعہ کا درست کیے دیوانوں کو قلعہ داری و گولہ اندازی سکھانا شروع کی
تیسرا روز ہوا اور صبح کا وقت تھا شاہزادہ سکندر فصیل قلعہ پر ٹہل رہے ہیں سیر صحرا میں مصروف ہیں کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے
اتنی گرد بلند ہوا اور آمد لشکر کے آثار نمودار ہوئے سکندر نے ہرکاروں کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا

کچھ دیر کے ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ سمعان دیو ہیبت چالیس ہزار سوار سے دیوانہ کی فکر میں آتا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں آنے دو اس وقت دیوانہ موجود نہ تھا شاہزادہ سکندر رستم خو نے فصیل قلعہ سے اتر کر قلعہ سے باہر نکلنے کا قصد کیا تمام سرداران اسلام جلدی جلدی مسلح ہو کر ساتھ ہوئے سکندر نے بیرون قلعہ آکر آتشین پیپ بائیں سرداروں کی صف باندھی چند دیو بھی قلعہ سے نکل کر صفیں باندھ کے کھڑے ہو گئے کہ ایک مرتبہ دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گردے سمعان دیو ہیبت چالیس ہزار سواران جرار سے نمودار ہوا اور سامنے قلعہ کے آکر اس نے صف باندھی اور پکارا کہ کہاں گیا وہ دیوانہ جو خزانہ شاہی لوٹ کے لایا ہے اور تم کون لوگ ہو جو قلعہ پر قبضہ کر کے بیٹھے ہو قلعہ میں لشکر چھوٹے نے جواب دیا کہ دیوانہ تو موجود نہیں لیکن ہم کو بھی اس وقت اسی کی جگہ سمجھو تمہیں آخر دیوانے سے کیا کام ہے سمعان نے کہا کہ وہ شاہی خزانہ لوٹ لایا ہے میں اس کی سرکوبی کو آیا ہوں خیر اس سے تو بعد کو سمجھا جائے گا پہلے تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور اس قلعہ میں تم نے کس کے حکم سے قیام کیا ہے ملوک بن مالک نے کہا کہ ہم خود حاکم ہیں اپنی تلوار کے حکم سے قلعہ پر قبضہ کیا ہے یہ سنکے سمعان دیو ہیبت ہنسا اور کہا کہ خیر دیوانے سے تو پھر سمجھا جائے گا اول تم لوگوں سے اس قلعہ کا خالی کرانا واجب ہوا یہ کہکر مرکب کو جھپکا کر میدان میں آیا اور پکارا کہ تم میں سے ایک ایک آئے یا سب ملکے آئیں میں موجود ہوں یہ سنکے ملوک نے کہا کہ ہم میں کا ایک ایک تیرے بادشاہ کی سلطنت الٹ دینے کو کافی ہے تو کیا چیز ہے جو تنہا مقابلہ کرنے کا عزم رکھتا ہے جیسے ہمیں آتے ہیں یہ کہکر سکندر کی طرف دیکھا سکندر رستم خو نے اجازت دی ملوک بن مالک مرکب کو جھپکا کر سامنے سمعان کے آئے سمعان نے نیزہ سنبھالا اور سینہ ملوک پر وار کیا ملوک نے وار اس کا اپنے نیزے پر لیا سنکے بند باندھا سمعان نے اس بند کو کھول کے اپنا بند باندھا دیر تک نمبر دو بدل رہی آخر سنبھل کر ملوک نے نیزہ ہاتھ سے سمعان کے نکال دیا تھو دنیا لگا ہوں میں سمعان کے تیرہ و تار ہو گئی دوڑ کے آرا اپنے پر سے اپنا ساطور لیا اور پکارا کہ غضب کیا تو نے کہ میرے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا اب چھوڑتا ہوں یہ کہکر ساطور مارا ملوک نے سپر بلند کی دستہ ساطور سپر پر اثر واقع ہوا سکندر نے تعریف کی کہ کس خوبصورتی سے وار رد کیا ہے وہ ضرب ہے کہ رد ہی نہیں ہوتا ہے ملوک نے سلام کیا اور اپنا وار کیا سمعان نے سپر بلند کی تلوار نے سپر کو قلم کیا خود بران سمعان نے سر کھینچا تلوار سر مرکب پر گری گردن مرکب سمعان کی قلم ہوئی مرکب نے چیخ مارا سمعان مرکب سے کود کے علیحدہ ہوا اور تلوار پکڑ کے ملوک کی طرف چلا کہ اس کے مرکب کو بھی بے گردن ملوک نیزہ باز نے جو ارادہ سمعان کا فاسد دیکھا مرکب سے کود پڑے سمعان لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی شام تک کشتی رہی شام کو سمعان نے کہا کہ واقع میں تو زبردست ہے اور بہادر ہے مگر اے جوان رات واسطے آرام کے ہوتی ہے اور دن کاروبار دنیا کے لئے اگر آرام پسند ہے تو جا کر آرام کر میں بھی آرام لوں صبح کو میرے تیرے پھر مقابلہ ہو جائے گا یہ سنکے ملوک نے کہا کہ ہم بغیر مقابلہ ختم ہوئے میدان سے نہیں پلٹتے ہیں یہ سنکے سمعان کو غصہ آیا اور کہا کہ کیا مجھے تو موم کا سمجھتا ہے لا اور روشنی اسیوقت دونوں جانب سے روشنی گئی کشتی ہوا کی تمام رات کشتی رہی دن کو بھی علیحدہ نہ ہوئے کوئی پہر بھر دن چڑھا ہو گا کہ صحرا سے زنجیر کی آواز کان میں آئی دیکھا کہ دیوانہ چلا آتا ہے یہاں جو دیوانے نے یہ معرکہ دیکھا پوچھا کہ کیا ہے اس کے ہمراہیوں نے بیان کیا کہ سمعان دیو ہیبت سے مقابلہ ہو رہا ہے دیوانہ بھی پاس سے آکر دیکھنے لگا تیسرے روز ملوک بن مالک نے لنگر سمعان کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا کود کے چھاتی پر سوار ہوا اور مشکیں باندھ کے یہاں سے ہمراہیان سمعان ادبیتے خدمت میں بادشاہ کے آئے اور کیفیت سمعان کے زیر ہونے کی بیان کی یہ سنکے کوکب حصاری کو نہایت تعجب ہوا اور اس نے کہا کہ چھیڑنا ان لوگوں کا مناسب نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ ایک نامہ خداوند کے نام لکھ کے روانہ کیا جائے اسیوقت دبیر کو حکم دیا کہ نامہ تحریر کرے دبیر نے نامہ لکھ کے تیار کیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند آپ کا مصاحب لقا خر کشش چند سرداران اسلام کو گرفتار کر کے لایا تھا نہیں معلوم راستے میں کیا اتفاق پیش آئی کہ وہ لوگ چھوٹ گئے

اب انھون نے قیامت برپا کر رکھی ہے لہذا آپ سے اطلاع کرنا ضرور ہوا کہ اپنے اسیرون کو بلوا لیجیے ورنہ یہ میرے شہرین آفت برپا کرین گے نامہ دار تو نامہ لے کر جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا اور یہان کوکب انجم حصاری نے دس پہلوانان نامی و گرامی کو جمع کر کے دو لاکھ سواران کے ہمراہ کیے اور کہا کہ جا کے قلعہ کا محاصرہ کرو اور ان قیدیون کو گرفتار کر لاؤ ورنہ یہ فتنہ و فساد برپا کرین گے دس سردار جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوے ان کو تو راستے مین چھوڑا جاتا ہے لیکن یہان

چند کلمے داستان دیو چہار سر کے بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ

پلا ساقیا جام مے تیز و تند — طبیعت ہے مدت سے کچھ اپنی کند — وہ مے دے کہ دونی ہو جس سے ترنگ
یہان دکھلاؤن پھر تجھ کو دیوون کی جنگ — وہ مے دے کہ جس سے روانی بڑھے — بڑھاپے مین زور جوانی بڑھے
توانائی مین نہین گرچہ طاقت ہے اب — مگر دل کو ہے شوق بنت العنب — مری روح ہے وہ مری جان ہے
مجھے اس سے ملنے کا ارمان ہے — خدارا تو اب بھر کے ساغر پلا — کہ مہمان کچھ دن کا ہون ساقیا

راوی بیان کرتا ہے کہ ایک مدت سے دیو چہار سر اس قلعہ مین رہتا تھا تھوڑے زمانہ سے ایک پری کے عشق مین اسی پری کے سبب قلعہ کا ترک کیا تھا اور فراق مین اختر پری کے صحرا سے پرستان مین مارا مارا پھرا کرتا تھا اور اختر پری قید مین فیروز دیو کے تھی کہ وہ دیو چہار سر سے بھی زبردست تھا دیو چہار سر اس پر قابو نہ پاتا تھا ایک روز دیو فیروز صحرا مین سو رہا تھا کہ ادھر سے دیو چہار سر آ نکلا اس نے دیکھا کہ دیو فیروز سو رہا ہے بس یہ سوچا کہ اس سے بہتر موقع نہ ہاتھ آئے گا دیو چہار سر نے وار شمشاد سر پر دیو فیروز کے مارا چونکہ دیو چہار سر اس سے خائف تھا ڈر مین ضرب دیو کی شاخ پر پڑی شاخ ٹوٹ گئی اور دیو فیروز تڑپ کے اٹھ بیٹھا دیکھا کہ ایک دیو دار پکڑے کھڑا ہے دیو فیروز نے ڈانٹا کہ تو کون ہے دیو چہار سر بھاگا اور دیو فیروز تعاقب مین دوڑا اگرچہ شاخ سے خون بہ رہا تھا لیکن دیو فیروز تعاقب نہ چھوڑتا تھا یہانتک کہ دیو چہار سر بھاگتے بھاگتے قلعہ سنگین حصار مین آیا یہان اس وقت سکندر رستم خو فصیل قلعہ پر بیٹھے تھے اور تمام سردار گرد و پیش جمع تھے سمعان کو طلب کیا تھا سمعان بھی حاضر تھا کہ ایک مرتبہ دیو چہار سر گھبرایا ہوا آ کے قلعہ مین گھس آیا یہان آدم زادون کو دیکھ کر پکارا کہ ارے میری جان بچاؤ ساتھ ہی دیو فیروز بھی پیدا ہوا سکندر نے ڈانٹا کہ خبردار آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا کہ دیو چہار سر ہمارے دامن مین چھپا ہے دیو فیروز نے کہا کہ آپ سے گرفتار کر کے ہمارے سپرد کر دو ورنہ دیو چہار سر کے ساتھ تمھاری جان بھی جائے گی تم سب کو لقمہ کر جاؤن گا سکندر نے کہا کیا جھک مارتا ہے بس دیو فیروز نے ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ سکندر کو اٹھا کے لقمہ کر جاؤن سکندر نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا دیو نے چاہا دوسری شاخ پر اٹھا لون سکندر نے شاخ پکڑ کے لنگر مارا کہ دیو کا سر زمین سے لگ گیا سکندر نے دونون پاؤن شانون مین دیو کے اڑا کے شاخ کو بل دے کے جو جھٹکا مارا ادھر سے سر کھینچ کے پھینک دیا لاش دیو فیروز کی پھڑکنے لگی یہ زور سکندر کا دیکھ کر سمعان نے تو ہاتھ چوم لیے اور عرض کی کہ تیرے غلامون کی غلامی مین بھی فخر ہو اور دیو چہار سر کے ہوش اڑ گئے کہ جب ان آدم زادون نے اس دیو کو مار لیا تو میری کیا حقیقت ہے سکندر رستم خو نے دیو چہار سر سے پوچھا کہ تو کون ہے دیو چہار سر نے عرض کی کہ مین اس قلعہ مین رہتا تھا اختر پری کے عشق مین سکونت مین نے یہان کی ترک کر کے پرستان مین رہنا پسند کیا تھا مگر اس دیو کے باعث اس پری پر قابو نہ پاتا تھا اور میرے دل مین اس دیو کی طرف سے کینہ تھا مین نے سوتے مین اس پر حملہ کیا یہ جاگ اٹھا مین بھاگا یہان آیا یہ بھی میرے ساتھ آیا آخر آپ کے ہاتھ سے مارا گیا مین آپ کا بندہ بے دام ہون کہ آپ نے جان بھی بچائی اور معشوق کے ملنے کی بھی امید ہوئی فرمایا تیرا مذہب کیا ہے دیو چہار سر نے کہا کہ ابلیس پرست ہون فرمایا خدا پرستی اختیار کر ابلیس پر لعنت کر دیو چہار سر از سر صدق مسلمان ہوا اور عرض کی کہ اب مین اپنی معشوقہ کو

لینے کو جاتا ہون یہ کہکر دیو چہار سر جانب پرستان روانہ ہوا وہان اختر پری ایک گنبد کہنہ مین برسون سے قید تھی
دیو فیروز کے اختیار مین تھی کوئی قابو نہ پاتی تھی دیو اگرچہ قابل اس کے نہ تھا کہ کسی عورت سے دل بہلائے لیکن پڑین
مین پڑ کے جدائی پری کی برباد کر رکھی تھی پری خود بھی دیو چہار سر پر مائل تھی کیونکہ یک دیو چہار سر پہونچا اور پری سے قرو تعلق
دیو فیروز بیان کیا پری نہایت خوش ہوئی اور کہا کہ اول مین ان آدم زادون کی مشتاق ہون جنھون نے اس دیو کو مارا
دیو چہار سر پری کو اپنے کاندھے پر بٹھائے ہوئے قلعہ سنگین حصار مین آیا اور صحبت مین شاہزادہ سکندر کے پری کو
بٹھا دیا سکندر رستم خو نے کہا کہ اے دیو چہار سر اسے لیجا اور قلعہ کے کسی مکان مین اچھی طرح رکھ لیکن ہمارے کسی معاملہ مین
دخل نہ دینا بالفعل ہم سے جنگ درپیش ہے اور جنگ مین فتح بھی ہوتی ہے شکست بھی تم ہماری اعانت کا قصد نہ کرنا دیو چہار سر
نے عرض کی کہ کیا مجال ہے جو بغیر اجازت مین دخل دون یہ کہکر دیو اپنی پری کو لیئے ہوئے ایک مکان مین آیا اور مصروف
عیش و عشرت ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو کو دعائین دیتا تھا یہان شاہزادہ سکندر رستم خو کا جی جو گھبرایا دیوانہ ملغار سے فرمایا
کہ ہم شکار کو جائین گے یہان کس صحرا کی طرف شکار کثرت سے ملتا ہے دیوانے نے عرض کی کہ یہان ہر طرف شکار
بکثرت ہے مگر میری توگذر صحرائی جانورون پر ہے شاہزادہ سکندر سے ظلم بن لتہ خو نے عرض کی کہ حضور تو تنہا لیئے
لیے جاتے ہین ہمین کس پر چھوڑے جاتے ہین فرمایا کہ تم ہمیشہ صاحبقران کے قائم مقام رہتے ہو یہان میرے قائم مقام
تم ہو مین بہت جلد شکار سے واپس آؤن گا یہ فرما کر جانب صحرا روانہ ہوئے صرف دیوانہ ملغار کو برائے راہبری ہمراہ
لے لیا تھا تمام دن شکار کیا بہت سے آہو صید کرکے سرداران اسلام کے واسطے بھیجے ایک آہو کو ذبح کرکے صحرا مین
کباب لگائے خود بھی نوش کیا دیوانے کو بھی اپنے ساتھ کھلایا قریب شام ملتے راستہ بھول کے کدھر کے کدھر نکل گئے
ایک مقام پر پہونچ کے گانے کی آواز کان مین آئی ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا کچھ معلوم نہ ہوا سکندر حیران تھے کہ
یہ آواز کس طرف سے آ رہی ہے دیوانہ ملغار نے عرض کی کہ اے شہریار شب تاریک ہے صحرا مین ہاتھ کو ہاتھ سوجھتا نہین خدا جانے
کیا اسرار ہے یہ آواز کہان سے چلی آتی ہے ذرا کسی درخت کے سایہ مین توقف فرمائیے جب وقت ماہتاب بلند ہوگا تو
دیکھا جائے گا اتنے مین دیکھا کہ ایک جانب سے کچھ روشنی نظر آئی سکندر نے اس طرف دیکھنا شروع کیا تھوڑے
عرصہ مین ایک عورت لالٹین لیے ہوئے دکھائی دی جب قریب آئی تو دیکھا کہ کہاری وضع ہے پوچھا بی مہری تم کہان سے
آئی ہو کہاری نے عرض کی کہ ہماری شاہزادی آپ کو بلا رہی ہین سکندر نے کہا کہان ہین کہاری نے کہا کہ وہ کیا
سامنے باغ ہے اسی کے بر آمدے پر صحبت رقص و سرود برپا ہے جس وقت آپ شکار مین مصروف تھے اسی وقت ملکہ
نے حضور کو دیکھا تھا سکندر نے کہا چلو آگے آگے کہاری لالٹین لیے ہوئے چلی اور پیچھے پیچھے شاہزادہ سکندر اور ان کے
پیچھے دیوانہ جاتے جاتے دور پہونچ کے دروازہ باغ کا نظر آیا دیکھا سکندر نے کہ دروازہ باغ پر اور ایک خواص
موجود ہے سکندر کو دیکھتے ہی سلام کیا اور کہا کہ خوب ملکہ کو راستہ دکھلایا پریشان کیا ہے جلدی چلیے ملکہ نے خاصہ
نہین نوش فرمایا ہے سکندر رستم خو حیران کہ یہ کونسی ملکہ ہے اور عشق اس حد تک کیونکر طول کھینچ گیا خلاصہ یہ کہ وہ خواص
ساتھ ہوئی سکندر ہمراہ اس خواص کے چلے جاتے ہین ہر روش پٹری نہایت درست ہے لیکن رات کی سیاہی ہر
حسن و قبح پہ پردہ ڈالے ہوئے ہے یہانتک کہ شاہزادہ قصر یاقوت نگار مین پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین ماہ جبین آفت
ہوش مسند سے لگی ہوئی بیٹھی ہے سامنے گانے والیان حاضر ہین طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہے گانا ہو رہا ہے مہ جبین گرد و پیش [illegible]
رہین خواصین سامنے ادب سے ہاتھ باندھے ہوئے کھڑی ہین جیسے ہی نظر ملکہ کی سکندر کے چہرۂ زیبا پر پڑی اپنے
مقام سے اٹھ کر تا لب فرش برائے استقبال آئی اور شاہزادہ سکندر کا ہاتھ پکڑ کے مسند تک لائی صدر مین
جگہ دی ایک خواص نے عرض کی کہ اے ملکہ آفاق اب خاصہ تناول فرمائیے اس کے بعد رقص و سرود ہو
تو بہتر ہے کہ حضور نے ادی سویرے کا کھانا کھایا نہ کی ہین اور آج شاہزادے کے انتظار مین اب تک بھی کچھ ملکہ نے فرمایا

کہا اچھا دسترخوان بچھاؤ اُسیوقت دسترخوان بچھ گیا ملکہ نے کہا آئیے تشریف لائیے جو کچھ نان و نمک حاضر ہو اُسے قبول فرمائیے سکندر حیران ہو کر یہ ماجرا کیا ہے نہ کبھی کی جان پہچان اور یہ بے تکلفی یہ ایسے محو ہوئے کہ یہ بھی نہیں پوچھتے کہ تم مسلمان ہو یا کافر ساتھ ملکہ کے بیٹھ ہی تو گئے دیوانے سے ملکہ نے کہا کہ آؤ تم بھی آؤ دیوانہ بھی برابر شاہزادے کے آکے بیٹھا لیکن ادب کے ساتھ پیچھے دبا ہوا ملکہ نے کہا بسم اللہ شاہزادے نے بے تکلف کھانا کھایا اور شکر خدا بجا لایا جب کھانے سے فراغت ہوئی تو وہی صحبت رقص و سرود پھر آراستہ ہوئی گانیوں حاضر ہوئیں اور گانے بجانے میں مصروف ہوئیں

ایک پری جمال نے یہ غزل شروع کی

غزل

خوشی سے ہم بہا آتے ہیں جو صلے ایسے بھی ہوتے ہیں
فلک لبریز سے زیادہ کر دیا ایسے بھی ہوتے ہیں
شب فرقت مکرر دست تیغے پر نہ ساغر جام
رہا فانوس دلبر دلوں لیا ایسے بھی ہوتے ہیں
ستائی کی بہت فرقت میں ہم کو خانہ ویرانی
سہاں دیں یار اہل دل کے حوصلے ایسے بھی ہوتے ہیں
ہنگامہ کیا جو دست نازک سے قاتل کو دی زحمت
نہ پہنچے دونوں ناخوش فیصلے ایسے بھی ہوتے ہیں

بڑی ہو جاے مشکل سلسلے ایسے بھی ہوتے ہیں
نکالے سے نہ نکلیں ولولے ایسے بھی ہوتے ہیں
کلیجہ ملکے رہتے ہیں کہ نکلی آہ کیوں منہ سے
کہ بیکاری میں اکثر مشغلے ایسے بھی ہوتے ہیں
گوارا کی اسیری آپ ہیں کہ مجرم الفت
لگا دی آگ خود ہی دل جلے ایسے بھی ہوتے ہیں
ورم سے دونوں آنکھوں سے گریہ طاہر ہوش گریں
گلا خود کاٹ ڈالا منچلے ایسے بھی ہوتے ہیں
تلاش راہبر راہ عدم میں آرزو کیوں ہے

سناویں باہمی رنجش گلے ایسے بھی ہوتے ہیں
اُٹھے پہنچے پر مرے دل اُس ستمگر کا دھڑک اٹھا
محبت آشنا نہ ہوسکے ایسے بھی ہوتے ہیں
چلا ہوں سب اجازت جلوہ گاہ یار کی جانب
رسائی کے جہاں میں سلسلے ایسے بھی ہوتے ہیں
حقیقت دل کی کیا ہے ہم کو تو جان تک قربان
جو بگڑا اور ابھریں آبلے ایسے بھی ہوتے ہیں
ملا وہ مجھکو محشر میں نہ اُس نے غیر کو پایا
روانہ قافلے کے قافلے ایسے بھی ہوتے ہیں

غرضکہ تمام رات یہی صحبت رہی ادھر تو رنگ فلک بدلا اور صحبت انجم میں ابتری پیدا ہوئی اُدھر ملکہ نے شاہزادے کی طرف دیکھ کر کہا خدا حافظ اور ایک دم میں کہ ساری محفل مع باغ نظر دل سے غائب ہوگئی اب جو سکندر نے دیکھا تو ایک صحرا ہے لق و دق کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے سکندر حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے دیوانہ بلغار ایک مرتبہ رونے لگا سکندر نے کہا کہ کیوں روتا ہے دیوانے نے عرض کی کہ ای شہریار غضب ہوگیا ہم ایسی بلا میں پھنس گئے کہ اب تا بہ زیست رہائی حاصل نہوگی معلوم ہوتا ہے کہ ہم قلعہ سنگین حصار سے شمال کی جانب اٹھارہ کوس نکل آئے لوگوں سے سنا تھا کہ قلعہ سنگین حصار کے شمالی حصہ میں کچھ عجائبات نظر آتے ہیں اور اگر کوئی بھولا بسرا آ نکلتا ہے تو اُسی صحرا میں ٹکرا ٹکرا کے مر جاتا ہے پھر اُسے رہائی نصیب نہیں ہوتی ہے خدا جانے یہاں کیا اسرار ہے بعد اس کے جو اُس نے غور سے دیکھا تو قلعہ سنگین حصار کا ایک منارہ دور سے نظر آیا جس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ ہم قلعہ کی شمالی جانب آگئے ہیں دیوانہ تو رونے پیٹنے لگا لیکن شاہزادہ سکندر ہنس پڑے اور فرمایا کہ اے دیوانہ بلغار اپنے کو آپ ہلاک کرنے سے کیا فائدہ ہے جبتک تقدیر گردش میں ہے اُس وقت تک ہم یہاں پھنسے ہوئے ہیں اور جس روز تقدیر گردش سے نکلی اسی دن ہم یہاں سے نکل گئے اور اگر خدا نے قسمت میں یہیں کا آب و دانہ تحریر کر دیا ہے تو یہ مرضی اُس کی کیا چارہ ہے بہر نوع بیتابی سے کچھ حاصل نہیں دعا کرو کہ خدا جلد نجات دے اور اے بلغار جب قلعہ کا منارہ سامنے معلوم ہوتا ہے تو اُسی طرف کیوں نہیں چلتے ہو دیوانے نے کہا کہ چلیے شاہزادہ ہمراہ دیوانہ بلغار کے قلعہ کی سیدھ باندھ کے چل نکلا دن بھر کی رہروی میں بہت سے آگے بڑھ گئے لیکن شام ہوتے ہی اب جو خیال کرتے ہیں تو جس مقام سے چلے تھے وہیں موجود ہیں سکندر نے لاحول پڑھا شام ہوتے ہی تاریکی تمام عالم میں چھا ہوگئی آوازیں درندوں کی آنے لگیں دوسرا ہوتا تو زہرہ اُس کا آب ہو جاتا تھوڑی دیر کے بعد پھر اُسی طرح گانے کی آواز کان میں آئی شاہزادے کو خیال تھا کہ آج پھر وہی کہاری یا کوئی اور بلانے کو آئے گا لیکن انتظار میں بہت عرصہ کھینچا اور کوئی بلانے کو نہ آیا آخر شاہزادے نے دیوانے سے کہا کہ چلو بھی جی گھبراتا ہے بھلا خیر کچھ دل تو بہلے گا دیوانے نے کہا چلیے شاہزادہ دیوانے کو ساتھ لیکر جانب باغ روانہ ہوا جاتے جاتے دروازہ باغ پر پہونچے تو آج دروازہ بند پایا اور سامنے دروازے کے ایک دیو کو بیٹھے دیکھا دیو نے جو سکندر کو آتے

دیکھا آواز دی کہ تو کون ہے جو محل شاہی کی طرف آتا ہے پلٹ جا ورنہ تیرے حق میں اچھا نہ ہوگا سکندر نے فرمایا کیا جھک مارتا
ہے محل شاہی کیسا کل ہم اس باغ میں آکر پریشان ہو چکے ہیں آج پھر جائینگے دیو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تجھکو تیری قضا
پھر کر اس طرف لائی ہے بس خیریت اسی میں ہے کہ پلٹ جا ورنہ یہ سمجھے رہنا کہ آج میں بھوکا بھی ہوں کہ صبح سے سوا چند آدمیوں
کے نہ کوئی نہیں ملا تو ملا نہ کوئی شکار نظر آیا کہ شکم سیر ہوتا سکندر نے کہا ہاں دور رہو ورنہ سزا دونگا دیو ہنسا اور منہ
اپنا کھول کے کہنے لگا کہ آ کود پڑ کہ یوں ہی نگل جاؤں اور اگر سختی کرے گا تو چبا چبا کے ہڈیاں سرمہ کرکے کھا جاؤنگا سکندر
نے ایک پتھر اٹھاکر دیو کے حلق میں ڈالدیا دیو نے منہ مارا تو دانت پتھر پر پڑا اور ٹوٹ گیا بس اس نے پتھر کو توڑ کر تھوک دیا
لیکن غصہ میں سکندر کی طرف بڑھا کہ کھا ہی لونگا سکندر نے شاخ سر دیو کی پکڑ لی اور جھٹکا مارا دیو نے چاہا
کہ شاخ پر اسکو اٹھا لوں اسی کشاکش میں شاخ دیو کی ٹوٹی دیو چیخ مار کے اندر باغ کے گھس گیا سکندر بھی تعاقب میں
چلے دیو نے ایک چیخ ماری کہ ہزارہا دیو پیدا ہوئے ہر طرف سے سکندر پر حملہ کیا سکندر نے تلوار کھینچی اگرچہ شاہزادہ
تنہا ہے صرف دیوانہ بلغار ساتھ ہے تو اسکو بھی پشت پر لے لیا ہے کہ شاید یہ جنگ دیوان کی تاب نہ لاسکے اور آپ تن تنہا
دیوؤں کا مقابلہ کر رہے ہیں لاشیں پر لاشیں گر رہی ہیں مگر پہلے ہی آتے ہیں اور شور کرتے ہیں کہ مار لو اس سرکش کو
بچ جانے نہ پاوے شاہزادہ نیر تک قاف کے مرحلوں کو سر کئے ہوئے ہے کس کی مجال ہے جو تاب مقابلہ لاسکے صبح تک
ہزارہا دیوؤں کو قتل کیا ایکبارگی صبح ہوتے ہی دیو مانند پرچھائیوں کے نظر آنے لگے اور روشنی ہوتے ہی وہ
پرچھائیاں بھی غائب ہوگئیں زمین کو جو دیکھا تو کیسا سبزہ لہلہا رہا ہے دیو کیسا ایک مچھر کی لاش بھی نہیں ہے سکندر نے
دیوانے سے کہا کہ تم بھی شاہد ہو کہ رات تو میں نے ہزارہا دیوؤں کو قتل کیا تھا اس وقت کچھ بھی نہیں ہے کیا معاملہ ہے دیوانے
کے تو رونگٹے کھڑے ہوگئے اس نے کہا اے شہریار خدا ہی اس صحرا سے زندہ نکالیگا تو رہائی ہوگی ورنہ پھنسے تو
بہت ہی برے ہیں فرمایا کچھ پروا نہیں اگر زندگی ہے تو ہزارہا کو فریب جانو اور اگر خاک یہیں کی ہے تو مجبوری ہے یہ
فرماکر اس سرزمین سے علیحدہ ہوئے جاتے جاتے ایک چشمہ آب پر پہونچے منہ ہاتھ دھویا نماز صبح قضا ہوگئی تھی ادا کی
کچھ جنگلی میوہ کھایا کہ بھوک کے مارے برا حال تھا شکر خدا بجا لائے کچھ دیر ایک درخت کے نیچے قیام کیا دیوانہ نے
عرض کی کہ حضور سو رہیں تو بہتر ہے کہ دو راتیں جاگتے گذر چکی ہیں آج شب کو دیکھیے کیا معاملہ پیش آئے شاہزادہ نے
زین پوش بچھاکے آرام فرمایا گھوڑے چرنے لگے اور دیوانہ بلغار تنہا درخت پر تکیہ کرکے اس ارادہ سے بیٹھا کہ
جبتک شاہزادہ آرام کرتے ہیں جاگتا رہوں لیکن اس کی بھی آنکھ لگ گئی اور شاہزادہ بھی سو گیا لیکن کچھ دیر کے
جو آنکھ کھلی تو مرکبوں کو نہ پایا سکندر نے کہا کہ غضب ہوا مرکبوں کا گم ہونا ہمارے حق میں اور کچھ برا ہوا خیر
ع ہرچہ آید بر سر ما از نصیب + یہ فرماکر اٹھے ظہرین کو ادا کرکے دیوانہ سے کہا کہ کچھ خشک لکڑیاں جمع کر دو دیوانہ نے
لکڑیاں جمع کیں سکندر نے چند طائر پیدا کیے دیوانہ نے طائروں کو ذبح کرکے کباب لگائے شاہزادہ کو
کھلائے آپ بھی کھائے چشمہ آب سے پانی پیا سکندر نے کہا کہ اے بلغار دیوانہ آج جو ایک طرف کو چلو تو علامت راہ
قائم کرتے چلو تاکہ معلوم ہو کہ ہم نے کتنی راہ طے کی اور ہم کہاں تک پہونچے دیوانہ نے عرض کی کہ بہت خوب یہ
اسیوقت دیوانہ کلک کے جنگل کی طرف گیا اور بہت سے نیزے کلک کے توڑ لایا کہا تشریف لے چلیے سکندر رستم خو نے قدم
سنگین جانب سید باندھ کے راستہ لیا دیوانہ جابجا کلک کے نیزے قائم کرتا ہوا چلا کہ اب تو منزل مقصود تک پہونچنے
میں آسانی ہوگی دن بھر رہ سپری کی اور شام کو جو دیکھا تو اسی مقام پر موجود ہیں جہاں سے چلے تھے سکندر نے کہا
کہ اے بلغار اپنے قائم کئے ہوئے نشانات کو تو دیکھو دیوانہ نے ایک درخت بلند پر چڑھ کے جو خیال کیا تو جس جگہ
سے نشان شروع ہوئے ہیں ایک دائرہ کے ساتھ اسی مقام پر ختم ہوگئے ہیں گویا ایک دورا کرکے پلٹ آئے
ہیں سکندر حیران تھے کہ یہ کونسا راستہ کا پھیر ہے بقول شاعر ہر چند کہ دائرہ ہی میں گھومتا ہوں صبح شام آئی کہاں گردش پر بلا

اس حرکت پر مجھے کیا کیا مصیبت اٹھانا پڑی ہے شاہزادہ سکندر رستم حشم نے ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ تو بھی جو اس
مکارہ کو سزاے مقتول نہ دی تم کسی طرح میرا اور فتانہ جادو کا سامنا کرا دو طناز جادو نے ہنس کے کہا کہ وہ
ساحرہ ہے آپ اس کا کیا کر لینگے سکندر نے کہا کہ اگر خدا ہمارا مددگار ہے تو اگر اس کو مار کر میدان سرگردان کو صاف
نہ کیا تو نام اپنا سکندر رستم حشم نہ پایا ملکہ نے کہا یقین ہے وہ خود آئے گی اور شاہزادے کے لیے سامان ضیافت مہیا کیا
اس وقت شاہزادے کو اپنا دیوانہ یاد آیا فرمایا اے ملکہ ایک رفیق میرا اسی صحرا میں رہ گیا ہے خدا جانے وہ کس حال میں
ہوگا ملکہ نے کہا میں اسے بھی بلواتی ہوں یہ کہکر شرارہ جادو سے کہا کہ جا کر دیوانے کو بھی لے آؤ شرارہ جادو
یہاں سے پہر بہ کے اڑی وہاں فتانہ جادو کو خبر پہونچی کہ ایک قیدی کو آپ کے طناز جادو اٹھوا لے گئیں
فتانہ جادو بیتاب ہو کے آئی کہ دیکھوں کس قیدی کو اس نے اٹھوا لیا ہے یہاں آکر سکندر کو پایا تو اسے [illegible]
طیش آیا کہا تو اس چھوکری نے میرے ساتھ بھی یہ چھنال کنگھی پٹے نکالے ہیں دیکھنا اسے کیسی سزا دیتی ہوں یہ اسی
طیش میں تھی کہ شرارہ جادوگری اور دیوانہ کو بھی لے کر چلی لیکن فتانہ جادو نے بھی پر پرواز پیدا کئے اور ساتھ
ساتھ اڑتی ہوئی چلی ادھر تو شرارہ جادو نے سامنے ملکہ اور شاہزادے کے دیوانہ کو لا کے چھوڑا ادھر فتانہ جادو
آ پہونچی اور پکاری کہ کیوں او شوخ دیدہ یہ کیا حرکت تھی تجھے جو ہی پر سونا پا لیا تھا تو سہی ہم تجھے اور اسے دونوں
کو نہ قتل کروں ارے ان خداپرستوں سے دوستی کرنا اپنے سے دشمنی پیدا کرنا چاہتی تھی کہ یہ سر ٹکرا کے مر جائے اور
راستہ نہ پائے میں نے انہیں خداپرستوں کے لیے یہ دام تذویر بچھایا ہے بہتوں کو مار ڈالا اور بہت سے باقی
ہیں سکندر نے تاڑ لیا کہ یہ دام پر لانے والی یہی ہے اور اس وقت نگاہ سے ہیں کام خراب ہوگا فرمایا اے ملکہ تم نے
ایک روز اپنا جمال جہان آرا دکھایا پھر اس وقت تک ترسایا کیا اور ہم صحرا میں مارے مارے پھرے مگر تمہارا پتہ
نہ پایا یہ تو بتاؤ کہ تم اس قدر خداپرستوں سے کیوں دشمنی رکھتی ہو خداپرستوں نے تمہارے ساتھ کونسا بد سلوکی کیا
فتانہ جادو نے ہنس کے کہا کہ میں قتل خداپرستان میں ہر مرحلہ بیابان کاج و باج میں شریک ہوں کہ [illegible] میں نے
دشمنی کی وہ کب میرے دوست ہوں گے علاوہ اس کے ساحروں اور خداپرستوں سے ہمیشہ کی عداوت چلی آتی ہے
سکندر نے جواب دیا کہ ایک مچھلی سارے جل کو گندہ کرتی ہے نہ سب خداپرست بد باطن ہیں نہ سب ساحر بد نفس ہیں
دیکھو ایک ملکہ ہیں کہ اگر تم کہو تو تمہاری طرف سے سارے خداپرستوں کو قتل کریں تمہاری محبت کا دم بھریں ان باتوں
نے سکندر کی فتانہ کو لبھا لیا دام میں پھنسا لیا ایک تو وہ یوں ہی عاشق ہو چکی تھی ان باتوں پر اور بھی شیفتہ ہو گئی کہنے
لگی کہ اگر تم میرے عاشق ہوتے تو اس شوخ دیدہ کے ساتھ کیوں چلے آتے سکندر نے فرمایا کہ اسی سے پوچھو میں چلا آیا
یا یہ اٹھا لائی فتانہ نے کہا کہ خیر گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط اب میں تمہیں لے چلوں گی اپنی بغل میں سلاؤں گی اور
اس گیسو بریدہ کو دکھا دکھا کے جلاؤں گی سکندر نے کہا کہ یہ اسی قابل ہے فتانہ جادو نے ملکہ طناز جادو کی طرف ایک
بال اپنے سر کا توڑ کے پھینکا اور کچھ اسم سحر پڑھا کہ وہ بال رسن بنکے شرارہ جادو اور طناز جادو دونوں کے بازوؤں
میں لپٹ گیا اور دونوں کو باندھ لیا ہر چند دونوں نے اف اف کی دہن سے شعلے نکلے مگر کچھ نہ ہوا رسن تحرک نہ کھلی نہ
جدا ہوئی طناز جادو پشیمان تھی کہ یہ عجب طرح کا مردوا ہے ابھی تو مجھ سے محبت جتا رہا تھا ابھی اس لکاتہ کی محبت کا دم بھرنے
لگا سچ ہے سب مطلب کے یار ہوتے ہیں خیر اب تو جو ہوا سو ہوا خود کردہ را علاج نیست یہ تو اس افسوس میں تھی اور
دیوانہ پکار پکار کے کہہ رہا تھا کہ اے شہریار یہ تو بتاؤ وہ آپ کے خاندان کا نہ تھا جو آپ نے کیا سکندر نے جواب دیا کہ اے
رفیق من ع + زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ بساز + ملکہ نے میرے ساتھ کیا برائی کی جو میں ان سے روگردانی
کروں یہ ان کی محبت تھی کہ انہوں نے صحرا کو سحر بند کر کے راستہ جانے کا مسدود کر دیا تھا میں عاشق ہے کیا کام سوا وادی عشق کی [illegible]
کوئی ہم سے پوچھے + حضر کیا جانیں غریب اگلے زمانے والے + دیوانہ چپ ہو گیا مگر نہایت نفرت کی نظروں سے سکندر کو

دیکھنے لگا فقتانہ نے سحر کیا کہ ایک ابر پیدا ہوا فقتانہ نے ان سب کو اُسی ابر پر بٹھایا اور لے کر جانب بیابان سرگردان روانہ ہوئی جس وقت اپنے قصر میں پہونچی تو دیوانہ کو زندان خانے میں بھجوا دیا اور شرارہ جادو اور طلنار جادو کو ستون قصر سے باندھ کر کشتیاں شراب و کباب کی لا کے رکھدیں سکندر کے واسطے اسباب آسایش مہیا کرکے گانیون کو گانے کا حکم دیا ایک پری جمال نے یہ غزل شروع کی غزل

جو تماشاگاہ میں وہ ترک جنگجو آئے
یقین ہے خون تمنا کی سیر کو آئے
کلیم طور پہ جانا تمہیں مبارک ہو
تو مدتوں مرے دماغ وفا کی بو آئے
کوئی تو آکے خبر لے بلا نصیبوں کی
نہ اگر کسی میں تو اُن کی بو آئے
نہ چشم شوق کا چھوٹے علاقہ محشر میں
یہ آج اشک ڈبونے کو آبرو آئے
کسی کی تیغ میں اتنا کہاں ہے دم باقی
نسیم کعبہ میں بھی آئے باوضو آئے
نظر کی چوٹ پھر اس پر نگاہ یار کی چوٹ
شفق پہ کس سے یہ اٹھانے تو لکھنؤ آئے

جو ہم پہ تیغ لگانے کو یار تو آئے
پڑھے یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آئے
کسی کے کوچہ میں پہونچے بھی ہم تو کیا پہونچے
مگر سمجھ کے ذرا اُن سے گفتگو آئے
وہی ہے نامہ جو پہونچے تمہارے کوچے تک
اجل ہی پوچھنے آئے اگر نہ تو آئے
یہ شوق ہے کہ جو بیٹھے وہ تیر پہلو میں
ہو میرے ہاتھ میں دامن ترا جو تو آئے
غم فراق نے چھوڑا نہ دل میں قطرۂ خون
گلے میں دم کی طرح کھنچ کے تا گلو آئے
شریک اشک بنا دل بھی ہوں جو پھوٹ کے رو
یہ آئینہ نہیں اندھا جو روبرو آئے

دلہن کی دامن زخم جگر سے بو آئے
لگا کے ہاتھوں میں مہندی جو یار تو آئے
گئے کھلتے دل کی طرح بیچ آرزو آئے
بھریں اگر گل تصویر میں وہ رنگ مرا
وہی ہے آہ جو عرش بریں کو چھو آئے
گلوں کو سونگھتا پھرتا ہوں جو رستہ بلبل
تمام تن کا وہیں دوڑ کر لہو آئے
کسی کے ذکر کے آتے ہی ڈبڈبائی آنکھ
کہاں سے تیروں کی دعوت کو اب لہو آئے
یہ کوئے یار ہے دعوٰ زندگی سے ہاتھ اٹھا
زباں عطر سے خون جگر کی بو آئے
نہ کانپوں کبھی ہم سے چھوٹتا لے جاؤ

دیر تک یہ مشغلہ رہا آخر صحبت برخاست ہوئی ایسے میں جلیسیں مصاحبیں سب چل گئیں اور فقتانہ جادو لپٹ گئیں سکندر کے ہاتھ ڈال کر انگڑائی لی سکندر نے بھی آغوش میں لیا دیوانہ طلنار نے نفرت کی نظر سے سکندر کو دیکھا کہ ایسا جوان رعنا اور ایسے خاندان عالی سے ہو کر اس ساحرہ کریہہ منظر سے ملتفت ہے یہاں شاہزادے نے فقتانہ کو آغوش میں لے کر دبایا پہلے تو وہ ناز معشوقانہ کرنے لگی جب سکندر نے زور سے دبایا اور پسلیاں کڑکنے لگیں تو چلائی کہ اسے ظالم کیا کرتا ہے سکندر نے اور زور سے دبا دیا تمام پسلیاں ٹوٹ گئیں اور دو سرے رستے سے دم نکل گیا سکندر نے لاش کو پھینک دیا مرتے ہی فقتانہ جادو کے ایک قیامت کبریٰ برپا ہوئی آندھی چلی خاک اڑی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آوازیں بگیرو بزن کی آنے لگیں آتش باری و برف باری دیر تک رہی تمام باغ و صحرا ان بن کر نظروں سے غائب ہو گیا آخر پریوں نے شور کیا کہ کشتی مرا نام میں فقتانہ جادو بود حیف مردیم و حالت داد یم در طلسم خود نہ رسیدیم اسی جو روشنی ہوئی ہے تو دیکھا کہ نہ باغ ہے نہ قصر چار سو گنبد سے گرے ہوئے ہیں اُن پر پیلا پیلا زرد رنگ کا ریت بہت پڑا ہوا ہے شرارہ جادو و طلنار جادو بار کی باندھی کھڑی ہیں جس قدر حجرے و غیرہ تھے سب غائب ہو گئے تھے طلسم نہ رہے تھے سب کا غلغلہ پڑا ہوا میں ادھر سے اُدھر اُڑنے لگے تمام قیدی رہا ہو گئے لیکن متحیر تھے کہ ہم کس طرح اس ظالم کی قید سے چھوٹے ادھر طلنار جادو نے قید سے چھوٹتے ہی سکندر کی آفرین کی اور اپنی خطا بخشوائی کہ میں اس حال کو پہلے نہ سمجھی تھی اسی بنا پر آپ کو برا بھلا کہتی تھی اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ عشق اس واسطے تھا مگر خدا اسکے لئے کہیں مجھے بھی ایسا ہی عشق تو نہیں ہے سکندر نے کہا جو خدا پرستوں سے عناد رکھے گا اُس کا یہی انجام ہوگا طلنار جادو نے کہا کہ میں تو پہلے سے بندہ بے درم ہو چکی ہوں اتنے میں دیوانہ نے بھی آکے سلام کیا اور یہ عرض کی کہ اس کے شہر یار یہ تو آپ نے وہ کام کیا ہے جو سوا عیاروں کے کسی سردار نے نہ کیا ہوگا سکندر نے کہا کہ سپاری کے کتنے سر بیٹھے ہیں اسے دیوانہ طلنار اگر میں ایسا نہ کرتا تو زندگی میں رہائی نہ ہوتی اور ساتھ میرے بہت سے غریب رہا ہوئے اب فقتانہ کے مال و خزانہ کی تلاش کی تو ایک بہت بڑا دفینہ پایا شاہزادہ سکندر نے وہ دفینہ اسی جگہ محفوظ

شامت نے گھیرا تمھین اس قلعہ مین پناہ لیا اب قبضہ کرنے کے بدلے تم قتل کیے جاؤ گے غضب کیا تم نے کہ خزانہ شاہی لوٹ لیا
بادشاہی قلعہ پہ قبضہ کر لیا بہتر یہ ہے کہ خزانہ میرے حوالے کر دو اور تم جہان چاہو چلے جاؤ مین متعرض نہون گا ورنہ مال
کے ساتھ جان بھی جائے گی اور کچھ بھی ہاتھ نہ آئے گی یہ کلام سرہنگ دیو قامت کا طلحہ بن لندھور کو نہایت ناگوار
گذرا فیل اپنا بڑھا دیا اور آواز دی کہ کیا بکتا مارتا ہے آج تو اس قلعہ پر قبضہ کیا ہے کل پایۂ تخت انجم حصار پہ قبضہ ہوگا
یہ کہتے ہوئے سامنے سرہنگ کے پہونچے سرہنگ دیو قامت نے برچھا اٹھایا اور سینہ طلحہ بن لندھور پر وار کیا طلحہ
نے نیزے کو نیزے پر لگا لیا تھا طعنیان چلنے لگین پچیس طعنون کے بعد طلحہ نے نیزہ ہاتھ سے سرہنگ کے ہوا کیا سرہنگ
کی نگاہون مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈال کے آواز دی کہ خیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی
گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی سب کو حلال مشکلات جہان کہتے ہین یہ کہکر سر پر تلوار ماری طلحہ نے وار
اس کا بامید سپر رد کر کے جو ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا سرہنگ کے دو ٹکڑے ہوئے یہ دیکھکر محراب کج گردن نے مرکب
بڑھایا سامنے طلحہ کے آیا بعد گفتگو کے بسیار نوبت شمشیر زنی کی آئی محراب بھی ہاتھ سے طلحہ کے مارا گیا وہین طلحہ
نے چار سردارون کو مارا اور دو کو زخمی کیا بس یہ دیکھکر تہمتن فیل زور مرکب کو چمکا کر سامنے طلحہ کے آیا اور کہا کہ
تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے کہ اتنے سردار تیرے ہاتھ سے مارے گئے اور زخمی ہوئے لا ضرب بہادری کی دیکھون تو تیری
تلوار مین کیسی کاٹ ہے طلحہ نے کہا کہ اتنی لڑائیان تیرے سامنے ہوئین تو نے نہین دیکھا کہ ہم پیشدستی نہین کرتے ہین پہلے
تو اپنا وار کر جب خدا تیری ضربات بچا لیگا اسوقت دیکھا جائے گا بس یہ سنکے تہمتن فیل زور نے کہا کہ تجھے اپنے دست
و تیغ پر بڑا گھمنڈ ہے دیکھ ابھی تیرا غرور مٹائے دیتا ہون یہ کہکر تلوار ماری طلحہ نے وار اس کا رد کر کے اپنا وار کیا ادھر
تہمتن فیل زور نے سپر بلند کی تلوار نے طلحہ کی سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹا سر پہ پہنچی طلحہ نے جھٹکا مارا تلوار سر پر چھیلتی
ہوئی صاف نکل آئی خط بھی نہ پڑا تہمتن نے دوسرا وار کیا طلحہ نے چاہا کہ کلائی پکڑ لون جو اس پر تا تیر نہین کرتا تو
بغیر کشتی کے زیر نہ ہوگا لیکن قضا کے کار پانون گھوڑے کا موشخانہ مین جا رہا مرکب نے سکندری کھائی تلوار طلحہ کے
سر پر آئی خود سر سے گرا طلحہ نے پہلے سے دستانہ مار دیا کہ تلوار سر پر نہ پڑی تلوار تو اچٹ گئی لیکن طلحہ جلدی گھوڑے
کو سنبھال کر آپ سنبھلین اتنے عرصہ مین تہمتن نے دوسرا وار کیا کہ سر طلحہ کا زخمی ہوگیا یہ دیکھکر سلوک بن
مالک سا دو بڑے ان کو انھون نے تہمتن کے کئی وار رد کئے آخر یہ بھی زخمی ہوئے اب تو تانتا بندھ گیا جو سردار
آیا وہ زخمی ہوا شام تک مین تہمتن نے سب سرداران اسلام کو زخمی کیا اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا
اور یہ کہتا گیا کہ اگر کل تم سب کو نہ مارا تو نام اپنا تہمتن فیل زور نہ پایا یہان تمام سرداران زخمی کو قلعہ کی طرف
روانہ کر کے لشکر اسلام کے باقی لوگ بھی پچھلی رات کو قلعہ مین چلے گئے جب صبح ہوئی اور تہمتن فیل زور کو معلوم ہوا کہ لوگ
دشمنون کو لے کر قلعہ بند ہوئے ہین اس نے کہا کچھ پروا نہین بجواؤ طبل جنگ مین قلعہ پر دھاوا کرون گا چنانچہ نقارہ
رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل قلعہ کو ہوئی انھون نے بھی مضطرب ہوکے کوس شرپی بجوایا تہمتن
فیل زور اپنی فوج کو لے کر سامنے قلعہ کے آیا زد سے ہٹ کے کھڑا ہوا پانچسو سوار منتخب کرکے اپنے ہمراہ لیے اور قلعہ
پر دھاوا کیا ادھر اہل قلعہ نے دوربینین لگا کر دیکھنا شروع کیا جب دیکھا کہ یہ زد پر آگئے ہین توپین مارنا شروع کین
تمام میدان دھوان دھار ہوگیا جب گولہ اندازون نے اپنے نزدیک زمین کا ایک ایک ذرہ اڑا دیا تو ہاتھ روکا دھوان
ہوا سے منتشر ہوکر جب میدان صاف ہوا تو دیکھا کہ تہمتن فیل زور لب خندق کھڑا ہوا نعرے کر رہا ہے بس اہل قلعہ نے
مضطرب ہوکے دعا کی ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف مراد پر پہونچا اور جانب صحرا سے یکایک گرد غضب بلند ہوا اور
آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گردے شاہزادہ سکندر رستم خو نمودار ہوا دیکھا سکندر نے کہ قلعہ پر یورش
ہو رہی ہے اور گبر ناہنجار لب خندق کھڑا ہوا نعرے کر رہا ہے ادھر اہل قلعہ نے جو سکندر کو آتے دیکھا نقارہ شادمانی بجایا توپ

سلامتی کی داعی دروازہ قلعہ کا کھول کر لوگ استقبال کو نکلے سکندر نے آتے ہی آواز دی کہ او ملعون تو کون ہے
تہمتن فیل زور نے کہا کہ فرستادہ بادشاہ انجم حصار ہوں تیرے ساتھ والوں کو میں نے زخمی کیا خداوند شقشاع
نے مجھے بھی بھیجا یا اب تجھکو ابھی قتل کر کے سب کا قصہ پاک کرونگا سکندر نے جواب دیا کہ او بے حیا تجھکو شرم
نہیں آتی کہ زخمیوں پر تو نے یورش کیا ہی کب چھوڑتا ہوں تجھکو ادھر اہل قلعہ نے آواز دی کہ اے شہریار یہ ملعون رو میں تن
ہو خیال رکھیے گا ادھر تہمتن فیل زور نے لپٹ کر تلوار ماری شاہزادے نے جھپکی دی کہ تلوار بیٹھا پڑی اس کلائی
پر ہاتھ ڈال دیا تہمتن فیل زور نے ہر چند ہاتھ چھڑانا چاہا ممکن نہوا یہ معلوم ہوا کہ پنجہ ملک الموت میں ہاتھ آگیا آخر اس نے
بھی گریبان میں ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگے مرکب لنگروں کی تاب نہ لاسکے بیٹھ گئے دونوں نے زین خالی کئے اور
مصروف تلاش ہوئے اہل قلعہ بھی باہر نکل آئے سرداروں نے زخموں میں پٹیاں باندھیں اور مرکبوں پر سوار ہو ہو کر
آگئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے دو پہر کامل کشتی رہی آخر سکندر نے لنگر تہمتن فیل زور کا توڑا اور سر سے بلند کر کے
زمین پر مارا اور کود کے چھاتی پر سوار ہوئے اور پوچھا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم میں تہمتن نے کہا کہ ہزار جان میں
ہوں تو نام پر خداوند شقشاع کے نثار ہیں بس سکندر نے دہشت سے سر جھٹک کر سینہ پر مارا اور پلٹے کا قصہ کیا تھا کہ لشکر
کفار آپڑا اس طرف سے سرداران زخمی دیوانوں کے لشکر سمیت آپہنچے تلوار چلنے لگی کفار شور کر رہے تھے کہ مارلو اسکو
جانے نہ پائے غضب کیا اس نے کہ سردار کو ہمارے مارا ادھر اہل اسلام جانبازیاں دکھا رہے تھے کوندا برق شمشیر کا لپکا
رہا تھا بارش خون سے زمین گلنار ہو رہی تھی سر بانند اولوں کے برس رہے تھے سینہ جنگل کا لالہ گون ہو رہا تھا گولی
سنسنا دوڑتے پھرتے تھے سواروں کے لاشوں کو کچل رہے تھے کہیں تلوار پڑی تھی کہیں سپر کہیں تیر کہیں انگشتانہ کہیں کمان
کہیں نیزہ کہیں گرز کہیں عجب حالت تھی کفار زیادہ تھے اور اہل اسلام کم لیکن ان شیر دلوں نے ایسی تلوار کی کہ آخر
قدم اٹھ گئے اور کافروں نے راہ فرار پر قرار لیا سکندر نے کوس تک زمین تا ستار کے بھگا دیا اور واپس ہوئے
لاشوں کو شمار کیا تو دس ہزار مسلمان کام آئے تھے اور تیس ہزار کافر مارے گئے تھے مسلمانوں کی لاشیں دفن کرا دیں
اور کفار کی لاشیں دریا میں ڈلوا دیں بعد اس کے قلعہ میں تشریف لائے ہر ایک کی عیادت فرمائی سب نے شکر ادا
کیا کہ اگر اس وقت نازک میں آپ تشریف نہ لے آتے تو ہماری دشوار تھی شاہزادے سے دیوانوں نے پوچھا کہ اے شہریار
ہمارا افسر کہاں ہے سکندر نے ارشاد کیا کہ صحرا میں ایک خزانہ دستیاب ہوا ہے اس کو خزانے کی نگہبانی کے واسطے میں
چھوڑ آیا ہوں یہ سنکے اور سرداروں نے عرض کی کہ وہ تن تنہا کہاں تک حفاظت کرے گا ایسا نہو کہ یہ خبر مشہور ہو جائے
اور لوگ بادشاہ کے آکر قبضہ کر لیں سکندر نے فرمایا کہ میں خزانے کو یہیں منگوا لیتا ہوں یہ فرما کر بیس ہزار دیوانوں
سے مملوک جہان لک کو روانہ کیا کہ ان کا زخم سر بھی کسی قدر مندمل ہو چکا تھا مملوک بیس ہزار دیوانوں سے جانب بیابان
سرگردان روانہ ہوئے ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے لیکن

دو کلمہ داستان اس فوج مفرور کے بیان کئے جاتے ہیں جسکو صاحبقران اعظم نے شکست دے کر بھگا یا ہے

اے میرے ساقی پلا جام مے
کہاں تک میں حیران پریشان رہوں
کہ کرتا ہے مجھکو رہ جنگ سے
دکھا دے تو بنت العنب کی جھلک
کہاں تک میں یوں مارا مارا پھروں
رہونگا نہیں اب بلا کیف و کم

یہ لوگ جو بھاگے ہوئے چلے تو اتفاقیہ سرحد بیابان سرگردان میں جا پہنچے دو ایک سردار بھی باقی رہ گئے تھے انھوں نے
کہا افسوس صد افسوس ہم بیابان سرگردان میں پھنس گئے بے حواسی میں خیال نہ رہا اس طرف نکل آئے اہل لشکر نے
کہا کہ اب تو آگئے اور پھنس گئے اسی صحرا کی سیر کرنا چاہیے دیکھیں یہاں کیا بات ہے کہ جو آتا ہے پلٹ کے نہیں جاتا ہے لوگ

آگے روانہ ہوئے ایک مقام پر ایک مرد دہقانی ملا اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے بیان کیا کہ میں یہیں کا باشندہ ہوں
ملکہ فتانہ جادو نے جب اس بیابان کو سحر بند کیا تھا تو آمد و رفت موقوف ہو گئی تھی میں نے جا کے ملکہ سے کہا کہ
میرے بال بچے تو بھوکوں مر جائیں گے میرا یہی کام تھا کہ صبح سے مزدوری کو جاتا تھا شام کو جو کچھ میسر ہوتا تھا وہ لاتا تھا اور
اپنے اہل و عیال میں بسر کرتا تھا ملکہ نے مجھکو ایک شیشہ دیا تھا کہ جب میں اسے آنکھ پر لگا کے دیکھتا تھا تو راستے کا پھیر
سمجھ میں آ جاتا تھا روز چلا بھی جاتا تھا اور چلا بھی آتا تھا ایک روز شیشہ کہیں گر گیا میں بہت رویا پیٹا مگر راستہ نہ ملا آج
تیسرا دن ہے کہ صبح یہ معلوم ہوا کہ صحرا میں آگ لگ گئی ہے شور و غل پیدا ہوا جب وہ حالت برطرف ہوئی تو کچھ لوگ دکھائی
دیئے ان سے میں نے پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا تھا انھوں نے بیان کیا کہ ایک شخص اس بیابان میں آیا تھا پہلے وہ قید رہا
آخر اس نے ملکہ فتانہ جادو کو مارا طلسم یہاں کا ٹوٹ گیا راستہ صاف ہو گیا یہ شور و غل اسی ساحرہ کے مرنے کا تھا
میں بھی اپنے گھر گیا بال بچوں سے ملا سب تین دن کے فاقے سے تھے یہ سنکے اہل لشکر نے ترس کھا کے کچھ اس دہقانی کو
دیا لیکن دل میں نہایت خوش ہوئے کہ اب راستہ تو مل جائے گا اب اور آگے چلے چند قدم بڑھے ہوں گے کہ اور ایک شخص
دکھائی دیا ان لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے جواب دیا کہ ہم ملازم ہیں شاہزادہ سکندر رستم خو کے یہ
لوگ نام سے تو شاہزادہ سکندر رستم خو کے آگاہ ہی ہو چکے تھے پوچھا کہ تم یہاں کس غرض سے آئے ہو اس سادہ مزاج
نے کہا کہ شاہزادہ اس بیابان میں پھنس گیا تھا لیکن اس بااقبال نے کانٹوں سے اس راستے کو بھی پاک کیا فتانہ
جادو کو مارا صاحبان اقبال کے واسطے غیب سے سامان مہیا ہو جاتے ہیں فوج کے اخراجات کے واسطے کوئی انتظام
نہ تھا اس سرزمین سے خزانہ ہاتھ آیا شاہزادہ تو یہاں سے قلعہ کی جانب تشریف لے گیا ہے اور برائے حفاظت خزانہ دیوانہ
بلغار کو چھوڑ گیا ہے میں بھی اس ساحرہ مکارہ کی قید میں تھا میں نے غلامی شاہزادے سکندر کی اختیار کر لی کہ اس سے
بہتر ولی نعمت کہاں ملے گا یہ سنکے سہراب تبرزن آگے بڑھا اور اس مرد سادہ مزاج سے کہا کہ میں دیوانہ بلغار کا دوست
ہوں مجھے اس کے پاس لے چلو وہ سہراب تبرزن کو اپنے ساتھ لیتے ہوئے دیوانہ بلغار کی طرف روانہ ہوا عقب
میں فوج بھی چلی آتی تھی یہ لوگ جو شکست کھا کے بھاگے تھے سامان رسد وغیرہ بھی چھوٹ گیا تھا روپیہ وغیرہ بھی باقی نہ رہا
تھا ادھر دیوانے نے جو ان لوگوں کو آتے دیکھا اپنے دل میں یہ سمجھا کہ شاہزادہ سکندر رستم خو نے فوج واسطے حفاظت خزانہ
کے بھیجی ہوگی جس وقت وہ ملازم سہراب تبرزن کو ساتھ لیے ہوئے سامنے دیوانہ بلغار کے پہنچا اور دیوانے
نے اس مفسدہ پرداز کو دیکھا خوب پہچانتا تھا کہ یہ کوکب انجم حصار کا ملازم دس ہزار سواروں کا افسر ہے لپک کے اپنے
مقام سے اٹھا اور پکار کر اسے سہراب کیا ارادہ ہے وہیں سے بیان کر قریب آنے کا قصد نہ کرنا سہراب مکار نے
کہا کہ اے دیوانہ بلغار تو کس خواب خرگوش میں ہے جو تک ہم قلعہ سنگین حصار کو فتح کیے ہوئے چلے آتے ہیں جس کے
واسطے تو خزانہ کی حفاظت کر رہا ہے اس کو ہم نے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا سر اس کا نذر بادشاہ کے واسطے بھیجدیا تمام
رفیق بھی مار ڈالے گئے اب تیری تلاش ہو رہی ہے کہ تو بھی مجرم بادشاہ ہے شاہی خراج تو ہی لوٹ کے لے گیا ہے میں از راہ
دوستی تجھے سمجھاتا ہوں کہ تو جس خزانے کی حفاظت کر رہا ہے اب اسے لے چل کے بادشاہ انجم حصار کی نذر کر میں
سفارش کر کے تیری خطا عفو کرا دوں گا بلکہ فوج میں رسالہ داری وغیرہ کا عہدہ دلا دوں گا یہ سنکے دیوانہ بلغار کی آنکھوں میں
دنیا اندھیر ہو گئی ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ بھلا اس کی بھی یہ حقیقت ہے کہ یہ مقابلہ کر کے صاحبقران ایسے پر غالب آسکے یہ جھوٹا
ہے مجھے فقرہ دیتا ہے اور اگر خدانخواستہ یہ سچ بھی ہو تو خاک ہے اس زندگی پر جب ایسا آقائے نامدار نہیں دیوانے نے آواز
دی کہ او سہراب تیری بھی یہ حقیقت ہے کہ تو اس شیر بیشہ شجاعت کے مقابلہ میں سر سبزی اٹھا سکے پہلے اس کے غلاموں
سے تو مقابلہ کر لے میری زندگی میں تو کیا مجال ہے کسی کی کہ اس خزانہ کی طرف رخ بھی کر سکے ہاں جس وقت میں نہ ہوں اس وقت
نہیں کہہ سکتا کہ کیا ہوگا [illegible] سہراب تبرزن نے دیکھا کہ فقرہ تو نہ چل سکا اب بغیر لڑائی کے امر دولت کا

پاتا آنا دشوار ہے ایک شرمندگی تو حاصل ہو چکی کہ شکست کھا کر بھاگے ہیں اگر خزانہ بھی لوٹ کے لیجائیں گے تو کیا خیر پھر بات بنجائیگی
ہمارے ساتھ فوج ہے یہ تنہا کیا کرے گا بس اس نے دوڑ کر تبر مارا دیوانے نے تبر کو چوبدست پر روک لیا جو ہاتھ چوبدست
کا مارا سہراب نے سپر بلند کی لیکن یہ گیارہ سو من کی ضرب ہر شخص کہاں روک سکتا ہے چوب سپر سے ٹکرائی تڑاقہ ہوا کہ پہاڑ گونج
اٹھا پرند اڑے کہ صحرا میں یہ کیا آفت آئی چرند بھاگے کہ کوئی نیا درندہ آگیا اُدھر ہاتھ سہراب کے تھرا گئے سپر سے چوبدست
خود پر آئی خود کاسہ سر میں در آیا سر سینہ میں سینہ شکم میں شکم پشت مرکب میں مرکب زمین میں غرق ہو گیا زمین پر ایک گوشت
کا چبوترہ بن کے رہ گیا ہڈیاں سرمہ ہو گئیں اتنے عرصہ میں فوج بھی قریب آگئی تھی اور سردار جو لشکر کے ساتھ تھے انھوں نے
کہا کہ مارلو اس دیوانے کو غضب کیا اس نے کہ ہمارے ساتھ والے کو جان سے مارا قصاص خون کا اس سے لینا ضرور ہے بس
یہ سنتے ہی تمام فوج تلواریں پکڑ پکڑ کے آپڑی ادھر دیوانے نے مرنے پر کمر ہمت کو چست باندھا اور چوبدست سنبھالی جس پر ہاتھ
مارا پڑا سا ہو کے رہ گیا لوگ شور کر رہے ہیں کہ مارلو اس کو جانے نہ پائے دیوانے نے پشت کی حفاظت کے لیے تو ایک درخت
کی آڑ پکڑ لی ہے اور قدم جمائے کھڑا ہے جو آگے بڑھا ایسا ہاتھ مارا کہ عدم کو پہونچا لوگ بہت سے گر گئے ہیں مگر قابو نہیں
پاتے ہیں دیوانے نے دو پہر تلوار کی اب ہاتھ بھی شل ہو گئے ہیں اور پائے ثبات میں لغزش پیدا ہو گئی ہے کفار اپنی کثرت
کے باعث خوف نہیں کھاتے ہیں ہر طرف سے کمندیں بھی پڑ رہی ہیں دو چار زخم بھی آگئے ہیں مگر دیوانہ برابر نعرے کر رہا ہے
اور لڑ رہا ہے اب قریب ہے کہ گرفتار ہو جائے کہ دفعتاً جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا فوج کفار سمجھی کہ ہمارے ساتھ کے
چھوٹے ہوئے لوگ ہوں گے لیکن جب وقت دامن گرد شگافتہ ہوا تو دل گردے ملوک بن مالک اژدر چشم بیس ہزار
دیوانوں سے پیدا ہوئے یہاں آکر یہ معرکہ دیکھا کہ دیوانے پر یورش ہے اور دیوانہ بہت زخمی ہو کر گرفتار ہوا چاہتا ہے بس
انھوں نے نعرہ کیا کہ باش اے کافران بھاگیو میں آپہونچا ارے ایک شخص پر یہ یورش ہے یہ کہکے جو یہ پہلو کی طرف سے گرے
ہیں تو ہلچل ڈالدی اُدھر بیس ہزار دیوانے آکر گرے اور انھوں نے قتل کرنا شروع کیا اُن کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہو گئی
کہ مالک ہمارا گھرا ہوا ہے ملوک بن مالک نے آواز دی کہ اے بابا دلیل نہ گھبرا کہ میں آپہونچا عمود دنفود سر ایک پہلوان
تھا اس نے جو یہ دیکھا کہ کمک آگئی بس اس نے اپنے بھائی عماد گردن کش سے کہا کہ تو اس جوان کو روک اور میں دیوانے
کے قتل کو جاتا ہوں عماد گردن کش ملوک بن مالک کی طرف چلا اور عمود دنفود سر دیوانے کی طرف بڑھا اول عماد سے اور ملوک
سے سامنا ہوا عماد نے گرز مارا ملوک نے کلہ گرز کو شمشیر سے قلم کر کے ہاتھ تلوار کا کمر پہ مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے ادھر عمود
دنفود سر نے دیوانے پر تلوار ماری کہ شانہ نشانہ ہوا دیوانے نے اسی حالت میں چوبدست ماری کہ اس کا بھی سر مثل گولہ ٹوٹا
جہنم واصل ہوا مرتے ہی ان دونوں سرداروں کے فوج کے قدم اٹھ گئے اور ان سب نے فرار پر قرار لیا ملوک بن
مالک کوس تک لڑتے اور بھگاتے چلے آئے دیوانہ گرمی جنگ میں لڑ رہا تھا ٹھہرتے ہی حالت دگرگون ہوئی غشی سی
طاری ہو گئی ادھر لوگ اس کی چارہ سازی میں مصروف ہوئے اُدھر ملوک جو فوج کفار کو بھگا کے پلٹے تو انھوں نے
خیمہ برپا کیا کہ شام ہو گئی تھی اور کثرت زخم سے دیوانہ اس قابل بھی نہ تھا کہ اسے لے چلتے رات بسر کی صبح کو تمام خزانہ چھکڑوں
پر بار کرا کے دیوانے کو غش میں ڈالا اور جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوئے ان کو تو راہ میں چھوڑتا ہے اور اب یہ سلسلہ بیان کیا

دو کلمے داستان فتنہ جادو بن فتانہ جادو کے بیان کئے جاتے ہیں

خدا رکھے ہے رونق تم سے میری بزم ماتم کی
سنی جس نے کہانی ایک دن میری شب غم کی
مزاج یار کرتی ہے برہم وقت آرائش
ستایا کرتی ہے تا صبح تنہائی شب غم کی

وہی غم غم ہے دنیا میں خوشی ہو کر جسے غم کی
نہیں شام ایسی کوئی ہو نہ جسکی صبح عالم میں
مگر اب سامنے شوخی بڑھ گئی اُس نالہ غم کی
اثر کرنا تھا اسکے دل میں سے آہ رسا مجھکو

تڑپنے میں بہہ گئیں جتنے اسے ظالم کی بیداتیں
یہ کیوں ناچیز ہے یارب سحر میری شب ماتم کی
مرے پہلو کو خالی پاکے تم سمجھ میں کیا گیا
مجھے کیا ہیں گئی زنجیر اگر تو عرش اعظم کی

مقدر اے صنم سیدھا نہ ہوگا تجھ سے عاشق کا	نہ جائے گی کجی ہرگز ترے ابروے پرخم کی	اچٹنا نیند کا میرا اٹھنا دل کا گھبرانا
وہ تنہائی کی آفت اور وہ تاریکی شب غم کی	لپٹ جائے گا خود آکر گلے سے وہ مہ تابان	بسی دن اے صنم اپنی اگر تقدیر کچھ چمکی

راوی بیان کرتا ہے کہ حسب دستور ساحران فتانہ جادو نے اپنی دختر فتنہ جادو کو کمسنی واسطے تحصیل علم سحر کے چاہ بابل
مین بھیجا تھا اس نے بیس برس مین علم سحر حاصل کیا اور اب یہ چاہ بابل سے نکل کر اپنی مان کے اشتیاق دیدار مین چلی تھی
جس وقت بیابان سرگردان مین پہونچی تو یہان سناٹا پایا لوگون سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک خدا پرست نے اُس کو
مارا اور اب وہ قلعہ سنگین حصار مین ہے بس یہ سنکے آنکھون مین اس کی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا بولی اگر نہ مارا اپنی مان کے قاتل کو تو کچھ
کام نہ کیا یہ خیال کرکے یہ وہان سے جانب قلعہ سنگین حصار روانہ ہوئی جس وقت سامنے قلعہ سنگین حصار کے پہونچی تو اس نے
خیمہ برپا کیا اور ایک نامہ تحریر کیا مضمون اُس کا یہ تھا کہ اے اہل قلعہ چونکہ مین رحمدل ہون اور نہین چاہتی کہ کشت و خون
ہو اور بیگناہ ہون کے خون سے اپنے ہاتھ بھرون لہذا تمکو لائق و لازم ہے کہ قاتل کو میری مان کے باندھ کر میرے پاس بھیجدو
ورنہ یہ یاد رکھنا کہ ایک دم مین قلعہ کو تاخت و تاراج کر دون گی یہ نامہ فتنہ جادو نے ایک ساحر کو دیا وہ نامہ لئے
ہوئے قلعہ مین آیا دروازہ تو قلعہ کا کھلا ہی ہوا تھا ساحر اندر قلعہ کے آیا یہان شاہزادہ سکندر رستم خو دنگل شوکت پر
متمکن تھے سرداران دست راست و دست چپ ترتیب سے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مرتبہ یہ ساحر پہونچا سکندر نے
پوچھا کہ تو کون ہے اس نے بیان کیا کہ مین ایلچی ہون ملکہ فتنہ جادو کا نامہ لایا ہون سکندر نے نامہ طلب کیا اس نے
بسبب ناواقفیت کے نامہ سکندر کے ہاتھ مین دیدیا سکندر رستم خو نے نامہ کو پڑھا مضمون نامہ کو دیکھکر بہت ہنسے لوگون
نے سبب ہنسنے کا دریافت کیا سکندر نے فرمایا کہ جس لکاتہ کو مین نے مارا ہے اُس کی دختر قصاص خون مادر لینے کو آئی ہے اور
تم لوگون سے مجھکو طلب کرتی ہے یہ شخص آیا ہے مجھے اس کے سپرد کر دو یہ سنکے جوانان اسلام برہم ہوئے اور کہا کہ اس لکاتہ کو
قضا اُس کو گھیر کے لائی ہے اے شہریار ہماری زندگی مین کیا مجال ہے اُس کی کہ آپ کی طرف نظر بد سے دیکھ بھی سکے سکندر نے
کہا کہ پھر جو چاہو جواب تحریر کر دو سرداران اسلام نے پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کر دیا ساحر نامہ کا جواب لے کر فتنہ
جادو کے پاس آیا اور ساری روداد بیان کی بس فتنہ جادو نے برہم ہوکے اُسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ چالیس
ہزار ساحر اس کے ساتھ تھے جس وقت نقارہ زرین پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل اسلام کو ہوئی اُنھون نے
بھی کوس حربی بجوایا اور قلعہ کے باہر آکے خیمہ برپا کیا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین
آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال جس وقت نقیب نہیب دے کر ہٹ گئے تو فتنہ جادو میدان مین
آئی اور اپنے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پریزاد گلدستہ لئے ہوئے پیدا ہوئی اور وہ گلدستہ لاکر فتنہ جادو
کو دیا فتنہ جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر وہ گلدستہ اُسی پریزاد پہ کھینچ مارا کہ جسم مین پریزاد کے آگ لگ گئی اور ہمہ تن
شعلہ ہوکے لشکر اسلام کی طرف چلی سب سے آگے بر تیہ صاحبقرانی شاہزادہ سکندر رستم خو کھڑے ہوئے تھے اس شعلہ
نے آکر گرد سکندر کے چرخ مارنا شروع کیا اگر سات چکر تمام ہوجاتے تو شعلہ جسم سے سکندر کے لپٹ جاتا اور جلا کے
خاک کر دیتا مگر اسی وقت کڑاکا ہوا اور ایک پنجہ گرا کہ سکندر کو لے کر بلند ہوگیا اور آواز پیدا ہوئی کہ منم ملکہ طناز جادو
شعلہ بھی پنجہ کے ساتھ بلند ہوکر چلا تھا کہ ایک مرتبہ ایک پریزاد خالی شیشہ لئے ہوئے پیدا ہوئی اور منہ شیشہ کا سامنے شعلے
کے کر دیا شعلہ اندر شیشہ کے اتر گیا پریزاد شیشہ لے کے روانہ ہوگئی اور آواز پیدا ہوئی کہ اب اگر تجھے دعوے ہے تو باغ
آتش بہار پر آکر مقابلہ کر لیکن طناز جادو جو سکندر کو لے کر چلی تو اپنے باغ مین آئی شاہزادہ متوجہ ہوا سے بیہوش
ہوگیا تھا اس نے اپنے زانو پر شاہزادہ کا سر لیا اور لخلخہ زلف عنبر کا سنگھا کر ہوشیار کیا جس وقت شاہزادے کو ہوش آیا فرمایا
اے ملکہ تم مجھے تو لے آئین مگر وہان میرے عزیزون اور رفیقون کی خبر نہ لی اگر ایک شخص بھی مارا گیا تو مین صاحبقران کو
منہ دکھانے کے قابل نہ رہون گا طناز جادو نے کہا کہ اگر قضا ہی اُن کی آگئی ہے تو اس کا علاج کسی کے پاس بھی نہین ہے

اور اگر قضا نہیں ہی تو خدا اُن کی حفاظت کرنے والا ہی مین نے اُنکے کا ئنات کا سحر لیا اپنے قبضے مین کر لیا لیکن یہ ساحرہ
نہایت سخت ہی اِس کا مارا جانا ممکن نہیں ہی ورنہ مین ٹکڑے نہ آتی تمہارے سامنے خود مقابلہ کرتی وجہ یہ ہی کہ اس نے
بارہ برس کے ریاض مین ایک سحر ایسا تیار کیا ہی کہ رد اُس کا کوئی نہیں جانتا ہی اور اپنے کو اس نے طلسم بند کر کے
بیضہ حیات اپنا بنایا ہی اور طاؤس جادو کو اُس بیضہ کا نگہبان کیا ہی جبتک وہ بیضہ سحر ہاتھ نہ آئے مارا جانا فتنہ جادو
کا ممکن نہیں ہی اور طاؤس جادو کوہ ابیض پر رہتا ہی ہر وقت اُس بیضہ کی حفاظت مین مصروف رہتا ہی اگرچہ میری
بہن ہی لیکن مجھسے عداوت دلی رکھتی ہی میرے چچا کے بیٹے سے میری شادی قرار پائی تھی یہ اُس پر عاشق ہوئی اور اُس کو
لے گئی بعد اُس کے اور ایک شخص کی محبت مین اُسے بھی مار ڈالا جیسی اس کی مان تھی ویسی ہی یہ بھی ہی لہذا مین آپکو
کوہ ابیض کی طرف لیجاتی ہون اگر طاؤس جادو کو مار کر کسی تدبیر سے بیضہ ہاتھ آیا تو تو عافیت ہی ورنہ ممکن نہیں فرمایا
جلد چلو طناز جادو نے شاہزادہ کو مرکب دیا اور طاؤس سحر پر سوار ہو کے ساتھ ہوئی اور شرارہ جادو سے کہا کہ اگر
شاید فتنہ جادو یہان آجائے تو اُس پر یہ نظاہر ہونے پائے کہ مین باغ مین نہیں ہون شرارہ جادو نے کہا حضور
اطمینان رکھین مین آپ کی تصویر لاکے لگا دون گی طناز جادو تو شاہزادہ سکندر کو لے کر جانب کوہ ابیض روانہ ہوئی
اور یہان شرارہ جادو نے باغ کا انتظام کیا جو بر وقت ظاہر ہوگا لیکن حال فتنہ جادو کا سنیے کہ اس کو طناز جادو کی
اس حرکت پر نہایت غصہ آیا اور طبل جنگ بجوا کر میدان سے پھر گئی اور پکار کر کہدیا کہ تم سب رفیق ہو اُس شخص کے جو
میری مان کا قاتل ہی دشمن کے مددگار کو بھی دشمن سمجھنا چاہیے لیکن پہلے اُس باغ کو تاراج کر آؤن جہان میرا دشمن ہی
پھر آکے تم سے سمجھون گی یہ کہکر اس نے دس ہزار جادوگر اپنے ساتھ لئے اور تیس ہزار جادوگرون کو اُسی مقام پر چھوڑا
کہ مین کل ہی باغ کو مٹا کے آجاؤنگی تم اطمینان رکھو لیکن اہل قلعہ مین سے خبردار کوئی بھاگ کے نہ جانے پائے اور
دوسری روایت یہ ہی کہ فتنہ جادو نے ایک ناریل زمین پر مارا اور وہ پھٹا اور اُس مین سے دھوان پیدا ہوا
جو گرد قلعہ کے مثل حصار کے قائم ہو گیا تا کہ اہل قلعہ مین سے کوئی جانے نہ پائے یہان کا تو اس نے یہ انتظام کیا اور
آپ دس ہزار ساحرون سے جانب باغ آتش بہار روانہ ہو گئی وہان شرارہ جادو کو کھٹکا لگا ہی ہوا تھا یہ دروازہ
باغ پر تھری بیٹھی تھی جیسے ہی اس نے دیکھا کہ ابر ہفت رنگ اٹھتا ہی یہ سمجھ گئی کہ فتنہ جادو آتی ہی بس یہ اڑ کر جا
سحر اچلی گئی اور ایک درخت پر پتون کی آڑ مین بیٹھ کر دیکھنے لگی کہ یہ کیا کرتی ہی فتنہ جادو نے آتے ہی ابر کو اشارہ کیا
کہ تمام ابر نے باغ کو گھیر لیا اور ابر سے بارش شعلہ ہائے آتش اور سنگہائے سخت کی ہونے لگی تمام باغ مین آگ لگ گئی دھڑ
دھڑ جلنے لگا عندلیبان مین بیتابی کی حالت مین چاہتے تھے کہ اُڑ کر باغ سے باہر نکل جائین لیکن طائر اُڑکے جلا اور
اُس پر شعلہ چمک کے گرا کہ طائر طائر آتشبازی ہو گیا فتنہ جادو علیحدہ کھڑی ہوئی کچھ اسم سحر پڑھتی جاتی تھی اور
دانے ماش رائی سرسون کالے دانے وغیرہ کے پھینکتی جاتی تھی جس سے رعد کی گرج برق کی چمک بڑھتی جاتی تھی
اور شرارہ جادو سب تماشے دیکھ رہی تھی یہانتک کہ پہر بھر کے عرصہ مین تمام باغ جل کے خاک ہو گیا جب فتنہ
جادو کو اطمینان ہو گیا تو اس نے وہان ایک جھنڈا اپنے نام کا نصب کیا اور بیٹھ کر ابر سحر پر جانب قلعہ سنگین حصار
روانہ ہوئی کہ یہان کا تو خاتمہ ہو گیا یقین ہی کہ طناز اور سکندر یہ سب جل کے خاک ہو گئے ہون گے اب چلکر ان سب کو قتل کرون

دوسری داستان ملکہ طناز جادو اور سکندر رستم خو کے بیان جا بین

مرے ساقیا فصد الو کہ صحرہ ہی جگر برباقی ہر کوئل کی کوکو	مجھے ایسے بادہ کش کی کچھ خبر ہی دیے جاسے سبو کے ساتھ	قضا تنگ کو رجھاتی ہر اک سبو کہ دور چرخ گردان سے ہون مضطر

یہ مرکب پر سوار چلے جاتے ہین اور طناز جادو طاؤس سحر پر سوار ہی ہوا پر ملکہ کا طاؤس اڑتا چلا جاتا ہی اور شاہزادہ

کا مرکب زین پر ہی جاتے جاتے شام ہوگئی ایک صحرا میں سے کہ طلناز جادو نے طاؤس سحر اپنا زمین پر اتارا اور خیمہ
سحر آراستہ کیا اور شاہزادہ سے عرض کی کہ اس خیمہ میں رات بسر کیجیے فرمایا اے ملکہ میں اس خیمہ میں نہ رہونگا مجھے تو صحرا
میں رہنے دو ملکہ نے ہر چند اصرار کیا مگر شاہزادے نے نہ مانا آخر طلناز جادو مجبور ہو کے خاموش ہو رہی شاہزادہ
نے زمین پر زین پوش بچھایا قریب ایک چشمہ آب تھا اس سے وضو کر کے نماز پڑھی کچھ پھل درختوں کے نوش کر کے آرام
فرمایا جب صبح ہوئی تو پھر کوہ ابیض کی راہ لی دوسرے روز قریب شام کوہ ابیض نظر آیا ملکہ نے کہا کہ کسی طرح اس کوہ
تک پہونچ کے کسی گھاٹی میں رات بسر کیجیے تو پھر صبح کو کوئی تدبیر کی جائیگی شاہزادہ نے مرکب کو جولان کیا شام ہوتے
ہوتے قریب پہونچ گئے بیابان نہایت ہولناک تھا لیکن کوہ بہت پر فضا تھا رات اس پہاڑ کی گھاٹی میں گذاری عاشق
و معشوق میں بہت دیر راز و نیاز رہے جب صبح ہوئی تو طلناز جادو نے کہا کہ اے شہریار اب آپ کوہ پر تشریف لیجائیے
بالائے کوہ ایک گنبد سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اس گنبد پر طاؤس جادو طاؤس بنا بیٹھا ہوگا جس وقت آپ اس گنبد
کی طرف جانے کا قصد کرینگے تو طاؤس آواز دیگا کہ ادھر نہ آنا آپ کو چاہیے کہ جس وقت طاؤس پہلی آواز دے
تو آپ ایک قدم پیچھے ہٹ کر چلہ کمان میں تیر پیوستہ کر لیجیے گا اور جب طاؤس دوسری آواز دے تو نصف قدم پیچھے
ہٹ کر چار پانچ قدم جلدی جلدی آگے بڑھ جائیے گا اور جب طاؤس تیسری بار منقار کھولیگا تو دہن سے اس کے
ایک شعلہ نکل کر آپ کی طرف چلیگا آپ کو چاہیے کہ جس وقت دہن طاؤس سے شعلہ باہر آئے تو آپ تیر سر کیجیے لیکن
جلد کہ منقار طاؤس کی بند ہونے پائے اور شعلہ آپ تک نہ پہونچے کہ تیر اس کی منقار میں در آئے تب تو مفر ہو ورنہ وہ
شعلہ آپ کو جلا دیگا اور پھر کوئی چارہ ممکن نہیں ہے اور اگر قبل اس کے کہ شعلہ دہن سے خارج ہو آپ تیر مارینگے تو تیر جل کے
خاک ہو جائیگا اور پھر طاؤس ہاتھ نہ آئیگا شاہزادہ نے فرمایا کہ انشاءاللہ اگر خدا نے چاہا تو میں نے مارا اس طاؤس کو اور
اگر قضا ہے تو چارہ نہیں خدا کی طلناز جادو تو پھر بھی بہت گڑگڑائی اور بلند ہوگئی کہ شاید کام بگڑے اور تیر خطا کرے تو جو کچھ بنے
ہو سکے وہ میں کروں اور شاہزادہ پاپیادہ تیر کمان لئے ہوئے بالائے کوہ تشریف لائے دیکھا کہ کوہ سنگ مرمر کا ہے اور نہایت
سڈول ہے قلہ کوہ پر ایک گنبد سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور بالائے گنبد طاؤس بیٹھا ہے پہلے تو شاہزادہ نے کوہ کی سیر کی جب تک
شاہزادہ مصروف سیر رہا طاؤس دیکھتا رہا جب شاہزادے نے گنبد کا رخ کیا تو طاؤس پکارا کہ بس آگے بڑھنے کا حکم نہیں
ہے اگر جان کی خیر چاہتا ہے تو اس طرف بڑھنے کا قصد نہ کرنا ورنہ خطا پائیگا مارا جائیگا شاہزادے نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر
تیر کو چلہ کمان میں پیوستہ کیا اور پھر آگے بڑھے طاؤس نے دوسری آواز دی کہ تو سنتا نہیں کیا بہرہ ہے پلٹ جا ورنہ مارا جائیگا
پھر بھی شاہزادے نے ساعت نہ کی نصف قدم پیچھے ہٹا کر کئی قدم آگے دوڑ گئے اب طاؤس نے پھر آواز دی کہ او سرکش مرنے
پر تیار ہو جا کہ تو سر حد قضا میں آگیا یہ کہتے ہی دہن سے طاؤس کے شعلہ خارج ہوا اور مانند تیر شہاب شاہزادہ کی طرف چلا
ادھر تو شعلہ کا سناٹا پیدا ہوا ادھر کمان کڑکی ہنوز شعلہ شاہزادہ تک نہ پہونچا تھا اور منقار طاؤس کی کھلی تھی بند ہونے پائی تھی
کہ پیکان تیر دہن طاؤس میں زبان میں گیا بس طاؤس نے مانند طاؤس آتشبازی کے چرخ مارا اور جل کے خاک ہو گیا مرتے ہی
اس کے قیامت برپا ہوئی تمام کوہ لرز گیا آتش باری و برف باری ہوئی آخر آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام ہے طاؤس جادو ہے
ہیہات مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحر سیہ فام کی پڑی ہے دہن سے
گردن تک ایک زخم ہے ملکہ طلناز جادو زمین پر اتری اور شاہزادے کی نہایت تعریف کی کہ نہ آپ ایسا قادر انداز ہوتا
نہ یہ ساحر مارا جاتا سوا اس طریقہ کے اس کی موت ہی نہ تھی اب سینہ اس کا چاک کیجیے اس میں سے ایک ڈبیا نکلے گی
اس میں ایک کنجی ہوگی سوا اس کنجی کے قفل گنبد کا کھلنا ناممکن ہے شاہزادے نے سینہ طاؤس جادو کا چاک کیا اور صندوقچی
نکال کر اس میں سے کنجی نکالی اور قریب گنبد کے تشریف لائے اور قفل کو دیکھ کر فرمایا کہ اگر کنجی نہ ہوتی تو میں اس قفل کو کنڈے
سمیت کھینچ لیتا اس کی کیا حقیقت ہے ملکہ طلناز جادو نے کہا اے شہریار غیر ممکن ہے آپ آزمائش کر لیجیے یہ سکندر نے قفل یہ

اگر قلعہ کی فصیل پر بیٹھ کر بولنا شروع کیا تمام اہل اسلام اُن کی طرف محو ہو گئے پس اب جو یہ پھرا اتار کے اُڑے تو لشکر اسلام پہ
سایہ ڈالتے ہوئے سامنے فتنہ جادو کے آگئے جن لوگوں پر سایہ ان جانوروں کا پڑا وہ تو پتھر کے ہو گئے اور جن پر سایہ
نہ پڑا صرف آواز سنی تھی وہ بیخودی میں جھوم رہے تھے لالون نے پھیرتا وا لگایا اور جانب لشکر اسلام آگئے اسیطرح سات پھیرے
کئے تمام لشکر اسلام پتھر کا ہو کے رہ گیا اب اس نے پنجرہ کھول کر سامنے کیا سب جانور اندر پنجرے کے جاتے ہی نظروں سے
پوشیدہ ہو گئے اب یہ پلٹ کے اپنے خیمہ میں آئی اور اس نے جشن خوشی منعقد کیا ساحران اولوالعزم جو اس کے پہلو نشین
تھے وہ آ کے بیٹھے پنجرہ دروازہ بارگاہ میں لٹکا دیا گیا! درصحبت راگ رنگ کی قائم ہوئی میدان میں تمام لشکر شاہزادہ سکندر
رستم خو کا پتھر کی تصویریں بنا ہوا کھڑا تھا اور یہاں بارگاہ میں جلسہ ہو رہا تھا تین دن اسی حالت میں گذرے چوتھے روز
مصاحبوں نے عرض کی کہ اب یہاں سے تشریف لے چلئے یہاں قیام کرنے سے کیا فائدہ ہے فتنہ جادو نے کہا کہ سات روز تک
اگر کوئی ساحر زبردست آجائے تو ان پر سے میرا سحر اتار سکتا ہے اور بعد سات دن گذر جانے کے پھر یہ اسی طرح رہیں گے کوئی ان کی
اعانت نہ کر سکے گا اب چوتھا روز ہے اور پنجرہ اُس کے ہاتھ میں ہے اپنے خیمہ کے آگے ٹہل رہی ہے کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے تتق گرد بلند
ہوا اور آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور شاہزادہ سکندر رستم خو نہایت شان و شوکت کے ساتھ نمودار ہوئے دیکھ کر
سکندر کو فتنہ جادو متعجب ہوئی کہ یہ کہاں سے آگیا اسے تو میں باغ آتش بہار میں پھونک آئی تھی کیا روح اس کی مجسم
ہو کر آئی اُدھر شاہزادہ سکندر رستم خو نے دیکھا کہ تمام لشکر میرا صف آرا ہے اور لشکر حریف کے لوگ اطمینان سے اپنے
قیامگاہ پر جمع ہیں حیرت میں آگے قریب لشکر آ کر آواز دی کہ کالو کے کیوں صفیں باندھے کھڑے ہو کوئی جواب نہ پایا سکندر نے
پھر آواز دی پھر کوئی جواب نہ پایا اب تو سکندر قریب آگئے دیکھا تو کسی کی آنکھ کو بھی حرکت نہیں ہے ایک آدمی کا بازو پکڑ اور ہلایا
ہلا تو کسی کو خبر نہ ہوئی گھوڑوں پر خیال کیا تو وہ بھی سب کے سب تصویر سے کھڑے ہیں سکندر نے ایک آہ کا نعرہ مارا اور
کہا کہ اے یاران وطن افسوس کہ تم نے اسقدر جلدی کی اور ہمیں بھی ساتھ اپنے نہ لیا خیر نہ گھبراؤ ذرا سے میں ہمارا انتظار کرنا
ہم بھی بہت جلد آتے ہیں صرف تمہارے دشمنوں سے قصاص لینا ہے اس میں جسقدر دیر ہو یہ فرما کر آنسو پونچھتے ہوئے لشکر
فتنہ جادو کی طرف متوجہ ہوئے اور پکارے کہ کہاں ہے وہ لکاتہ جس نے میرے لشکر کی یہ حالت کی ہے فتنہ جادو نے کہا
کہ او سرکش یہ تو بتا کہ باغ آتش بہار کو تو میں نے پھونک دیا تو پھر کیونکر زندہ ہو کے آگیا سکندر نے فرمایا کہ میں تیری جان کا ملک الموت
بن کے آیا ہوں جس طرح تیری ماں لکاتہ کو مارا اگر اسی طرح تجھ کو بھی نہ مارا تو کچھ کام نہ کیا اسلئے یہ سنکے فتنہ غصہ میں سکندر کی طرف
بڑھی اور ترنج سحر جھولی سے نکال کر شاہزادے پر کھینچ مارا شاہزادے نے ترنج کو اسی بیضہ پر روکا بیضہ ٹوٹا اور بیضہ سے ایک
باز سپید پیدا ہوا اور فتنہ جادو کی طرف چلا فتنہ جادو باز سپید کو دیکھ کر گھبرائی جلدی سے کنڑ کی پنجرے کی کھولی لالون کا غول نکلا
باز نے لالون کا شکار کرنا شروع کیا اب اسے یقین ہو گیا کہ معلوم ہوتا ہے طلنار جادو اور یہ دونوں باغ میں نہ تھے اور بیضہ
قتل میرا اس کے ہاتھ آگیا جو یہ اس طرح منہ پر چڑھا آیا ورنہ یہ تو قدرت سے آگاہ نہیں ایک ترنج اس کے قتل کو کافی تھا اب اس باز
سے جان بچانی دشوار ہو گئی جو حملہ یہ شاہزادے پر کرتی تھی باز اُسے رد کر دیتا تھا اس الجھاوے کو دیکھ کر ملکہ طلنار جادو
نے آواز دی کہ اے شہریار حکم دیجئے باز کو کہ کھا لے اس بچہ کو بغیر اس کے باز حملہ نہ کرے گا اسی کے وار رد کئے جائےگا
بس سنتے ہی شاہزادے نے باز کو آواز دی کہ لے باز قتل سے اس کے نہ باز آ کہ یہ دشمن جان ہماری ہے بس یہ سنتے ہی
باز کندے سے چھوٹ کر چلا فتنہ نے طلنار کی جو آواز سنی گھبرا گئی کہ یہ اسی کے کرشمے ہیں نہ یہ شریک ہو جاتی نہ یہ انجام ہوتا بس
اس نے پیر واڑ چھوڑ لگائے اور بھاگی باز نے پیچھا کیا اُدھر طلنار جادو نے اپنے ابر طاؤسی رنگ کو اشارہ کیا کہ یہ ابر گرگر اگر
لشکر پر گرا اور مثل سرپوش کے ہو گیا باز نے جاتے ہی پر مارا کہ جسم میں فتنہ جادو کے آگ لگ گئی بس یہ تڑپ کے اپنے
لشکر پر گری جس کا جسم اس کے جسم سے مس ہو گیا اُن کے جسم میں بھی آگ لگ گئی اور جلنے لگے فتنہ جادو تڑپتی پھرتی تھی
اور باز پیچھا نہیں چھوڑتا تھا دوا ایک جگہ ولی بن باز کا قد بڑھ گیا اب ایک مقام پر باز نے فتنہ جادو کو پنجے میں دبایا اور زمین پر

آیا منہ نکال کے لٹکا گیا اور ہمہ تن شعلہ بن کے لشکر فتنہ جادو پر گرا کے سب کو جلا کے خاک کر دیا مرتے ہی ان تمام ساحرون کے اور فتنہ جادو کے تمام اہل اسلام ہوش مین آئے شاہزادہ سکندر کو دیکھ کے دوڑے شاہزادے نے فرمایا کہ تم کس حال مین تھے انھون نے عرض کی کہ ہمین ایک غنودگی سی آگئی تھی شاہزادہ سکندر نہایت خوش ہوے کہ الحمد للہ ابھی سب زندہ ہین ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا گویا وہ روز بروز عید تھا لاشین ساحرون کی اٹھوا کے پھکوا دین اور جلسا ہوا سر فتنہ جادو کا دروازہ قلعہ مین آویزان کیا گیا اتنے مین گرد اڑی اور ملوک بن مالک مع دیوانہ بلغار کر کے پہونچے انھون نے اپنی سرگذشت بیان کی شاہزادہ سکندر نے خزانہ کو قلعہ مین محفوظ کیا اور مصروف جشن ہوے۔

دو کلمہ داستان ظفر نشان لشکر صاحبقران زمان و حکیم اشراق الحکمت روشن ضمیر کے معرض تحریر مین آتے ہین

غزل

کلیجہ منہ کو مرا فورا اے عدو آئے
خراب بھی تجھے لانے سے کھینچ کے تو آئے
شروع عشق مین آئی ہر گز تو آئے مگر
حلال کرنے کو بلبل کے تا گلو آئے
یہ دھیان بحث مین اے کج مزاج تجھ کو رہے
گرہ مین باندھ کے ہم اپنی آبرو آئے
جگر کے خون سے بھی سینچا زمین دل ہے مگر
بھرین ہم اشکون سے خالی اگر سبو آئے
چمن مین شوق سے وہ سونگھتے تو ہین لیکن
انھین کبھی نہ دل آزاری عدو آئے
ہر میہمان کی تعظیم ورد کو لازم +
نقاب ڈال کے منہ پر وہ ماہرو آئے
فصاحت اس کو مین سمجھاؤن جو سمجھے شعر
کہ باز آمدم بر سر داستان ۔

مری طرح جو شکنجہ مین غم کے تو آئے
عدو کی بزم سے ہم آج سرخرو آئے
ہجوم غم نے لیے دل مین آرزو آئے
کسی کے دل مین مرے سامنے خدا نکرے
بل ابروؤن پہ نہ ہنگام گفتگو آئے
کہین حلال کرین چھپ کے وہ مجھے لیکن
کبھی نہ مجھ مین پھل اے نخل آرزو آئے
جو بحر عالم مین غواص ہو تو اے جاہل
چڑھا ئین تیوری جو غنچہ کے منہ پہ لب آئے
خوشی خوشی مین ادھر فرش رہ کرون آنکھین
ہمارے دل مین یہ لٹکے جب آرزو آئے
ثنا سے حضرت پیر مغان کرے جو رند
سخنورون کی جو محفل مین عیب جو آئے

تجھے یہ چاہیے خود ہی یہ آبرو آئے
ذلیل ہو نے گئے تھے یہ آبرو آئے
خزان مین تیغ سے گر چمن مین سوکھی شاخ
خیال آبرو افزائی عدو آئے
ہر قول گوہر غلطان میان بحر بیان
انھین کے کوچہ مین ہر کرہ اے تجھ یہ گئے
وہ بادہ خوار ہین ساقی کہ لن ترانی تری
ضرور ہاتھ سے تیرے تو آپ و آئے
اگر ہزار طریقون سے میرے منانے کو بھی
قدم قدم مرے گھر جس طرف سے تو آئے
جو خواستگار رعایا دست ہو دلفگار کو لن
شراب پیچے نہ اس کے دہن سے بو آئے
بیا بشنو اے ہمدم یہ داستان ۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حکیم اشراق روشن ضمیر نے جس وقت تاریک تیرہ رو کو لشکر اسلام کے غارت کرنے کے لیے بھیجا تھا تو بیضہ حیات تاریک تیرہ رو اپنے سامنے رکھ لیا تھا جس وقت تاریک تیرہ رو ہاتھ سے صاحبقران برایم کے مارا گیا تو بیضہ حیات تاریک چٹکا اور اس مین سے ایک مرغ سپید پیدا ہوا اور ہیہات کی آواز دے کر جل کے خاک ہو گیا بس حکیم اشراق روشن ضمیر سمجھ گیا کہ تاریک تیرہ رو مارا گیا اس کو نہایت افسوس ہوا اور اس نے اسی غم و غصہ کی حالت مین اپنے مصاحبین سے کہا کہ پہلے تو مین نے یہ قصد کیا تھا کہ اکھون جانین میرے ہاتھ سے تلف و برباد ہون اسی سبب سے مین نے تاریک تیرہ رو کو روانہ کیا تھا کہ جس وقت اسکی ہیبتون سے اہل اسلام تنگ آئین گے تو خوف سے بھاگ جائین گے لیکن انھون نے تاریک کو بھی مارا اب میری نگاہ مین زمانہ تاریک ہے کہ میرا ایسا رفیق قدیم مارا گیا اب ایک مسلمان کو بھی صفحہ ہستی پر زندہ نہ چھوڑون گا یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھا اور اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ سواری جاری تیار کرو آج ہم شہر کے دروازہ سے نکل کر جائین گے اور بمقابل لشکر اسلام خیمہ بپا کرین گے ملازمین پیش خیمہ لے کر چلے بعد کو حکیم ایک بوچے پر سوار ہو کے روانہ ہوا لیکن یہان کی

حالت سنیے کہ صاحبقران تو لقاتب مین تاریک تیرہ رو کے گئے ہوتے تھے اور یہان اہل اسلام دھوین مین گھٹے ہوے
بیٹھے نفس تنگی کر رہا تھا دم گھٹے جاتے تھے تاب فریاد بھی نہ تھی قریب تھا کہ اسی طرح گھٹ گھٹ کے ہلاک ہو جائین دل سے دعا کرتے
تھے منہ سے دعا بھی نہ کر سکتے تھے کہ منہ کھلا اور دھوان منہ مین بھر گیا اگر دعا تو وہی ہے جو دل سے ہو یکایک ایک ہوا سے تند چلی کہ
وہ تمام دھوان منتشر ہو گیا مطلع صاف ہو گیا جو لوگ گھٹ رہے تھے اور نوبت بجان تھے وہ اپنے ہوش مین آئے شکر خدا بجا لائے
عاقلون نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے وہ ساحر ہاتھ سے صاحبقران ذیشان کے مارا گیا اب لوگ تلاش صاحبقران مین روانہ ہوئے
تمام دن تلاش کی صاحبقران کو نہ پایا جب دوسرا دن ہوا پھر ہرکارے تلاش مین چلے یکایک دروازہ حصار طلائی کا وا ہوا
اور کچھ لوگون نے آکر پہلے خیمہ برپا کیا اور پیراستہ کیے اور کچھ لوگ آئے اور بطور نگہبانون کے گرد خیمے کے قائم ہوئے اتنے
مین سواری حکیم اشراق روشن ضمیر کی آئی حکیم اتر کر بوچہ سے داخل خیمہ ہوا اور اس نے ایک نامہ بادشاہ لشکر اسلام کے
نام تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اب تک تو مین نے طرح دی اور چاہا کہ آپ لشکر کو اپنے لیکے پلٹ جائیے مگر آپ نے نہ مانا چاہا
کہ میرا رفیق قدیم بھی مارا گیا اب مین یہ کہتا ہون کہ یا تو اسی وقت کوچ کر کے میرے سامنے سے چلے جائیے اور یا طبل جنگ بجوائیے
اگر مین نے ایک ہی روز مین تیغ خود اور گردن کرکے سب کو نہ مارا تو نام اپنا حکیم اشراق نہ پایا آپ نے اس قتال بازو
لقا بدار شجر فی پیش کو دیکھا ہے یا نہین کہ اس نے دم بھر مین کیا حال کر دیا اگر مین چاہتا تو اسی روز تمام لشکر کا خاتمہ کر دیتا
مگر مین نے طرح دی کہ شاید اب بھی آپ چلے جائین مگر مجھکو معلوم ہوا کہ آپ لوگون کو آپکی قضا کھینچ کے اس وادی مین لائی
ہے یہ نامہ ایک شخص کو دیا کہ جا کر بادشاہ اسلام سے اسی وقت اس کا جواب با صواب لے کر آ ایک شخص نامہ حکیم اشراق
روشن ضمیر کا لے کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا یہان ہرکارون نے قبل سے بادشاہ اسلام کو خبر دیدی تھی کہ آج حکیم
اشراق حصار طلائی سے باہر آیا ہے خیمہ اس نے برپا کیا ہے اور نامہ دار حکیم اشراق کا آتا ہے سنکے بادشاہ نہایت پریشان
ہوے کہ صاحبقران موجود نہین ہین جواب نامہ کیا دیا جائے اتنے مین چوبدار نے آکر عرض کی کہ نامہ دار حکیم اشراق
روشن ضمیر کا حاضر ہے اور امیدوار باریابی ہے فرمایا بلالو نامہ دار اندر بارگاہ کے آیا شان بارگاہ دیکھ کر ہوش اڑ گئے کہ
عجب بارگاہی عجب کر و فر ہے تو گویا کہ ایک عرش کرسی ہزار ۔ دیکھا کہ بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہین سرداران جنگی
اپنے اپنے درجون کی کرسیون پر بیٹھے اکثر ہین عیار رخشت طلائی پر کھڑے ہین عیار عجب تھا کہ نامہ دار بد حواس ہو گیا ہے
نہین ایسا دربار کاہے کو دیکھا تھا اس کے ہوش اڑ گئے مجرائی نے مجرا کرایا نامہ دار کو بادشاہ نے قریب بلایا نامہ دار نے نامہ
پیش کیا ظل اللہ نے دبیر کو نامہ دیا اس نے بآواز بلند پڑھا تمام اہل دربار مضمون نامہ سے آگاہ ہوے بادشاہ اسلام نے
سر زانو فکر پر رکھا اور فرمایا کہ عدم موجودگی صاحبقران مین مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکیم اشراق روشن ضمیر
سے مہلت طلب کی جائے یہ سنکے شاہزادہ تیمور شیر پیکر نے عرض کی اگر حضور اس حکیم سے مہلت طلب کرینگے
تو مین خودکشی کرونگا اگر صاحبقران موجود نہین ہین تو جان نثاران صاحبقران تو ہین حضور جواب جنگ تحریر فرماوین
کسی سردار نے طنز سے کہا کہ طبل بجوا دینا تو آسان ہے لیکن لقا بدار سے مقابلہ کرنا بہت دشوار ہے اس لئے کہ لقا بدار
بلا سے بدہے اگر لڑنے والا ہو تو آدمی اس سے لڑے یہ کونسا مقابلہ ہے کہ صورت دیکھی اور اپنا گلا آپ کاٹ ڈالا یہ سنکے تیمور کو
غصہ آیا بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ تیور اس کے بگڑ گئے ہین
اگر اسنے طبل جنگ بجوا دیا تو غضب ہو جائیگا اس لئے کہ اگر لقا بدار کے ہاتھ سے یہ مارا جائیگا تو صاحبقران کو کمال
صدمہ ہوگا مجھپر الزام آئیگا کہ آپنے تیمور کو ہاتھ سے کھو دیا بادشاہ نے تیمور سے ارشاد فرمایا کہ یہ سچ ہے کہ اسوقت
صاحبقران نہین ہین تو قائم مقام صاحبقران موجود ہے اگر وہ بھی ہوتے تو جواب جنگ ہی تحریر کرتے مین تمہاری رائے کے
موافق جواب لکھے دیتا ہون لیکن یہ اجازت نہین دیتا کہ طبل تمہارے نام پر بجے جس وقت کوئی تمہارا ہم نبرد ہو
تب اگر لڑنا اسوقت بہت منع نہ کرونگا اور یون ہرگز نہین جانے نہ دونگا یہ فرما کر پشت نامہ پہ جواب جنگ تحریر

فرمایا اور نامہ نامہ دار کو دیدیا نامہ دار نے جاکر جواب نامہ حکیم اشراق روشن ضمیر کو دیا حکیم نامہ کو پڑھکر نہایت غیظ و غضب
مین آیا اور اُس نے حکم دیا بجے طبل جنگ وہ جو چند آدمی اس کے ساتھ حصار سے باہر آئے تھے اور سامان مختصر ہر قسم کا لائے
تھے انھون نے نقارہ نوازی بھی شروع کی یہ خبر بادشاہ اسلام کو ہوئی بادشاہ اسلام نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی
بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگ یہان بھی نقارے گرگرانے لگے تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ نقارہ رزم بجا ہے اہل لشکر
پریشان ہوئے کہ دیکھئے کل کیا ہوتا ہے صاحبقران بھی موجود نہین ہین کہ اسم اعظم پڑھکر بلائے سحر کو دور کرین گے اور اگر سحر
نہو تو کوئی اور بلا ہوگی کیونکہ ساحر تو امیر کے ہاتھ سے مارا جاچکا ہے اب یہ حکیم کوئی اور ہی انتظام کرے گا غرضکہ عجب طرح کا
انتشار تمام لشکر مین تھا لوگ آپس مین بغلگیر ہو رہے تھے اور ایک دوسرے سے وصیت کر رہا تھا لوگون نے غسل کر کر کے
کفن پہن لیے تھے کہ کل کشتہ تیغ ادا ہونا ہے وہ قتال ہوش ربا نقابدار خنجر فروش سب کی جان لے گا خدا جانے یہ کونسی
بلا ہے اس بلا کو تو خدا ہی دفع کرے تو ہوسکتی ہے ورنہ غیر ممکن ہے یہان تو یہ حالت ہے اور شاہزادہ تیمور یہ تہیہ کیے
ہوئے ہین کہ مین مقابلہ کرونگا بادشاہ اسلام نے تمام رات مناجات مین بسر کی خلاصہ یہ کہ گریبان سحر چاک ہوا عالم تیرگی
سے پاک ہوا بزم انجم برخاست ہوئی طائر آشیانون سے نکل کر فکر آب و دانہ مین روانہ ہوئے چرند پرند آگاہون کی جا
بجا اہل اسلام نے فریضہ سحری کو ادا کیا حکیم اشراق میدان مین آکر کھڑا ہوا اور اہل اسلام کو مصروف عبادت رب انام دیکھکر
بہت ہنسا اور کہا کہ ہمین دیکھنا ہے کہ آج تمھارا خدا تمھاری جان کیونکر بچاتا ہے سرداران اسلام کو نہایت غصہ آیا ایک آدمی
نے بڑھکر آواز دی کہ او مردود مرتد تو تو کافر ہے نور ایمان تیرے قلب تک پہونچا ہی نہین ہے تو خدا کو کیا سمجھا ہے تو ابتک
تو ہمین تیرے مقابلہ مین ہراس تھا لیکن اس وقت تو ایسا کلمہ کفر بولا ہے کہ یقین ہے خدا کے خلاف ہوا ہوگا اب تجھ پر کوئی
نہ کوئی آفت ارضی و سماوی آیا ہی چاہتی ہے اور خدا کے بندے تیرے شر سے ضرور محفوظ رہین گے غرضکہ بعد فراغ طاعت
معبود تمام اہل اسلام دستہ دستہ گروہ گروہ قشون قشون میدان مین آکر پرے جما کے کھڑے ہوئے تخت بادشاہ اسلام
کا قلب لشکر مین قائم ہوا چونکہ تیور تیمور کے بدلے تھے بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے تیمور صاحبقران تمکو روح و جان
سمجھتے ہین اور اس وقت قائم مقام صاحبقران تمھین ہو خبردار جس وقت تک ہم اجازت نہ دین اُس وقت تک میدان
مین جانے کا قصد نہ کرنا ہان اگر حریف تمکو ٹوکے اُسوقت تمھین اختیار ہے تیمور مجبور ہوگیا غرضکہ تمام سردار اپنے اپنے
مرتبے کے موافق کھڑے ہوئے اور تیمور کو امیر نے اپنے تخت سے علیحدگی نہ اختیار کرنے دی جس وقت نقیب نقابت
کر کے ہٹ گئے تو بہادرون نے یہ ارادہ کیا کہ حکیم اشراق پر ٹوٹ پڑین اور خاتمہ کر دین مگر آداب بادشاہی سے رکے
رہے اُدھر حکیم اشراق کچھ دیر تو منتظر رہا کہ لشکر اسلام سے کوئی نکلے تو مین بھی نقابدار کو طلب کرون جب ادھر سے کوئی نہ
نکلا تو حکیم اشراق نے آواز دی کہ تم لوگ صورت دیکھنے کو آئے ہو یا لڑنے کیون نہین میدان مین نکلتے یا اگر خوف زدہ
ہو تو اب بھی یہان سے نکل جاؤ یہ سنکے سرداران اسلام نے جواب دیا کہ او مردود ہم اہل اسلام سبقت کو برا جانتے ہین
پہلے تو کسی کو بھیج جب وہ میدان مین آکر مبارز طلب کرے گا اُس وقت یہان سے بھی کوئی غازی مقابلے کے لئے پہونچ
جائے گا یہ سنکے حکیم ہنسا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے تم لوگ سب ساتھ مرنا چاہتے ہو تو ہم مبارز بھیجتے ہین یہ کہکر اس نے
جانب صحرا دیکھکر دستک دی بس دستک دیتے ہی بگولہ گرد کا پیدا ہوا جب قریب پہونچا تو دیکھا کہ وہی نقابدار خنجر فروش
گھوڑا مارے چلا آتا ہے صورت اس نقابدار کی دیکھکر لوگون کے رنگ اُڑ گئے کہ یہ وہی بلا ہے خدا اس سے محفوظ رکھے
نقابدار میدان مین آکر قائم ہوا حکیم اشراق نے کہا کہ اے قتال ہوش ربا یہ لوگ نہایت سرکشی پر ہین آج
ہی ان سب کو مٹا دے کہ انھون نے مجھے نہایت پریشان کر رکھا ہے اور بھائی تیرا تار بھی انھین کے ہاتھ سے مارا گیا ہے
قصاص خون لینا برادر کا ان لوگون سے ضرور ہے بس یہ سنتے ہی نقابدار نے نقاب اُٹھنے کا ارادہ کیا تھا کہ دفعتاً
صحرا سے ایک گرد بلند ہوا نقابدار اور تمام اہل لشکر صحرا کی طرف متوجہ ہوئے کہ دیکھین اب کون آتا ہے ہم ہمارے واسطے [illegible]

حال سے روانہ ہوئے اتنے میں دامن گرد شگفتہ ہوا اور دل گرد سے صاحبقران عالیشان اس شان و شوکت
سے نمودار ہوئے کہ آگے آگے امیر مرکب پر سوار پشت پر چالیس ہزار ساحران غدار طرہ جادو بادشاہ ساحران
تخت پر بیٹھا ہوا یہ دیکھ کر تمام سرداران اسلام برائے استقبال روانہ ہوئے اور امیر با توقیر کو لے کر لشکر میں آئے نقارہ
شادمانی پر چوب پڑی سلامی ہونے لگی ہاروت نے بادشاہ اسلام سے ملازمت حاصل کی تاج اپنے سر سے اتار لیا
بادشاہ اسلام نے پھر تاج عنایت فرمایا لیکن اس نے عرض کی کہ میں حضور کے سامنے ہرگز تاج نہ پہنوں گا ان باتوں میں
بہت وقت گذرا حکیم اشراق نہایت نازک دماغ ہے اس کو نہایت گران گذرا اور یہ بھی خلاف تھا کہ لشکر صاحبقران
کی خوشی کر رہا تھا اس وقت لشکر اسلام سے مخاطب ہو کر حکیم اشراق نے اتنا تو کہا کہ خیر امیر کے آنے سے تمہیں ایک روز
کی اور مہلت دی جاتی ہے کہ اپنے نیک و بد کو سمجھ لو یا رات کو میں صحرا خالی کر دو یا آمادہ مرگ ہو یہ کہہ کر نقارہ بار سے کہا کہ نقیر
ایک روز کی مہلت کا بجائیں اور دو نقارہ بار تو حکیم کو سلام کر کے جانب صحرا روانہ ہو گیا اور حکیم اشراق رقعہ لکھ کر میں داخل
ہوا لیکن جس وقت نقارہ بار جانب صحرا چلا ہے تو طیفور باد پیما گرد نے تعاقب کیا کہ اگر پاؤں تو اس نقارہ بار کا راستہ ہی میں
خاتمہ کر دوں لیکن کچھ دور جا کر نقارہ بار تو نظروں سے غائب ہو گیا طیفور باد پیما گرد اس امید میں دور تک چلا آیا کہ نشان
[illegible] تو پالے جا پہنچے مگر جب نشان قدم بھی نہ ملے تو مجبور ہو کے پلٹا ادھر عیاران سپہر [illegible] شاہ ہور شیر دل نے
[illegible] کو ساتھ لیا اور چند عیاران اسلام مثل قران ثالث و برق ثالث وغیرہ کے ہمراہ لئے اور
[illegible] میں چلے کہ کسی طرح قابو پائیں تو حکیم کو مار ڈالیں یہ تو اس فکر میں جاتے ہیں اور وہاں شام ہوتے ہی
[illegible] اشراق الحکمت نے پھر طبل جنگ بجوایا اور خیمہ میں جا کر بالیقین تمام سو رہا یہاں عیاران اسلام میں سے چند عیاروں
نے تو نقب لگانا شروع کی اور چند عیار صورتیں تبدیل کر کے عیاری کی فکر میں چلے جس وقت قریب خیمہ کے پہنچے تو دیکھا کہ
جو لوگ گرد خیمہ کے ہیں وہ بھی پڑے سو رہے ہیں ایسا ہی اور خوش ہوئے کہ کام بن جائے گا یہاں تک کہ گرد خیمہ کے عیار پہنچ گئے
قنات کو خنجر سے چاک کرنے کا قصد کیا قنات نہ چاک ہو سکی یہ معلوم ہوا کہ لوہے کی چادر ہے کہ خنجر در نہیں آتا ایسا ان لوگوں
نے سوہن سے ریتنے کا قصد کیا سوہن چٹک گیا آخر دروازے کی جانب آئے چاہا تھا کہ اندر قدم رکھیں دیکھا کہ ایک
اژدہا منہ کھولے بیٹھا ہے شاہ ہور نہایت منچلا ہے اس نے ایک حقہ آتشبازی اندر خیمہ کے کھینچ مارا کہ حکیم کو جلا دوں
اژدہا اس حقہ کو نگل گیا صبح تک یہ عیار یہی کوشش کرتے رہے جب قابو نہ چلا تو انہوں نے یہ صلاح کی کہ اب جو تو بہ طرح مرتا ہے
اگر حکیم پر قابو نہ پایا نہ سہی اس کے ملازموں کو ختم کر دیں کچھ تکلیف تو اسے بھی پہنچے یہ خیال کر کے جو لوگ گرد خیمہ کے
سو رہے تھے ان کو ذبح کرنے کا قصد کیا مگر یہ معلوم ہوا کہ سب آہنی پتلے ہیں کسی پر خنجروں نے اثر نہ کیا اب لوگ بیدار
بھی ہونے لگے اور حکیم بھی خواب مرگ سے بیدار ہوا یہ تمام عیار وہاں سے راہی ہوئے راستے میں شمشاد نقب زن
اور قران ثالث سے ملاقات ہوئی پوچھا کہ تم نے کیا کیا قران ثالث نے بیان کیا کہ ہم جس مقام پر طبقہ نقب کا توڑنا
چاہتے تھے زمین آہنی ملتی تھی تمام رات نقب کنی کی مگر مطلب نہ حاصل ہوا اب آج تو وقت باقی نہیں ہے اگر آج کا دن خیریت
سے گذر گیا تو پیپا ان بارود کی رکھ کر پورا طبقہ اڑا دیں گے شاہ ہور شیر دل نے کہا کچھ نہ ہوگا اس لئے کہ یہ حکیم نہایت
ہوشیار ہے عمر بھی اس کی دراز معلوم ہوتی ہے ہم نے اس کے مار ڈالنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا لیکن قابو نہ پایا
خیر اب جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا اگر اس کی قضا آ گئی تو ہمارے تمہارے ہاتھ سے نہیں یہ کہتے ہوئے عیار تو پلٹ آئے
اور دونوں طرف کی فوجیں میدان آکر صف آرا ہو گئیں اس طرف حکیم اشراق الحکمت تخت پر سوار ہو کر اپنے خیمہ سے نکلا
پچاس آدمی اس کے ساتھ وہ بھی آلات حرب و ضرب سے آراستہ تھے مثل تماشائیوں کے کھڑے تھے اس طرف سے
لشکر صاحبقران میدان میں پہنچ کر صف آرا ہوا بادشاہ اسلام نے منچلے سرداروں کو اپنے قریب رکھا تھا اور زبانی بھی
فرما دیا تھا کہ کوئی صاحب بغیر میری اجازت کے میدان میں جانے کا قصد نہ فرمائیں صاحبقران سے بھی فرما دیا تھا کہ

اس پر عمل کرو تھوڑے ہی عرصہ مین قریب دس ہزار ساحرون کے کام آگئے یکایک ہاروت جادو ایک مقام پر زمین
سے نکلا اور اس نے ایک ناریل جھولی سے نکال کر زمین پر مارا کہ تڑاقہ ہوا ناریل پھٹا اور ایک دیوار درمیان لشکر اور
نقابدار کے حائل ہوئی بس نقابدار نے تو پلٹ کے حکیم اشراق کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ حصار جادو ہے حکیم نے کہا کہ
کیون نہین اس حصار کو توڑ دیجیے یہان ہاروت جادو نے جلدی سے مہلت پاتے ہی اپنی لشکر پر ایک لکہ ابر کو قائم
کیا اُس مین سے بارش شروع ہوئی جس پر ایک قطرہ بھی گرا وہ بیہوش ہوگیا ہاروت نے کہا یا صاحبقران حضور نے
ملاحظہ کیا بس میری حد یہین تک تھی کہ مین نے ان لوگون کو بیہوش کرکے جانین ان کی بچا لین مگر جو اثر ان کے دل و
دماغ پر ہو چکا ہے اسے مین نہین مٹا سکتا فرمایا صد آفرین مگر اپنی جان کی حفاظت بھی مقدم ہے ہاروت جادو نے عرض کی
کہ خدا حفاظت کرے گا ہم تو کچھ بھی نہین کر سکتے ہین صاحبقران عالیشان نے دعا دی ہاروت جادو ہنوز لشکر کو بیہوش
کرکے قائم نہونے پایا تھا کہ تڑاقہ ہوا اور دیوار دھوان بنکر نظرون سے غائب ہوگئی اور نقابدار پکارا کہ برہمن نگر
برہمن نگر لیکن ہاروت کی نظر پڑتے ہی چہرہ منحوس نقابدار پر پڑی بیخودی چھا گئی اور جھومنے لگا قتال ہوش مین آ پکاری
کہ جنکو ہم قتل کراتے تھے اُن کو تو نے بیہوش کرکے بچایا ابھی منہ پر عشق کا دعوے ہاروت نے کہا کہ مین نے بہت برا کیا
اب جو حکم ہو اسے بجا لاؤن قتال نے کہا کہ اب ان کو اپنے ہاتھ سے قتل کر پھر مجھ سے بات کرنا ہاروت جادو نے بھی سحر
پکڑ کر چلا اور اس ساحر نے اپنے لشکر کو قتل کرنا شروع کیا وہ سب بیہوش پڑے تھے ہاروت جادو نے جس پر ہاتھ مارا اسکے
دو ٹکڑے ہوگئے یہ دیکھکر صاحبقران سے ضبط نہو سکا چاہتے تھے کہ مرکب کو دوڑا دون کہ خضران نے عرض کی کہ
ہرگز ایسا قصد نہ کیجیے گا اگر یہ نقابدار آپ کی طرف پلٹ پڑا تو جس طرح ہاروت جادو اپنے لشکر کو قتل کر رہا ہے اسی طرح
آپ بھی اپنے لشکر کو قتل کرنے لگین گے فرمایا اے خضران یہ بھی تو نہین دیکھا جاتا کہ بے گناہ قتل ہو رہے ہین خضران
نے کہا کہ دیکھیے اس کا انتظام مین کرتا ہون یہ کہکر خضران پاسے شاطری مارتا ہوا چلا اور قریب ہاروت کے پہونچ کر
حباب بیہوشی سینے پر ہاروت جادو کے کھینچ مارا کہ حباب ٹوٹا اور بقہ بیہوشی اُڑا ہاروت جادو بھی چھینک مار کر اسی مقام
پر گرا لشکر قتل سے بچ گیا حکیم نے آواز دی کہ یہ عیار جانے پائے نقابدار برہمن نگر برہمن نگر پکارنے لگا خواجہ وہین سے
گلیم اوڑھ کے نظرون سے غائب ہوگئے اب حکیم اشراق الحکمت نے آواز دی کہ اے قتال آج روز قتل ہے سمجھ یہ دشمن
ہین دوست ان مین کون ہے جسے چاہے قتل کر سب تیرے شکار ہین لشکر اسلام مین سے ایک بھی باقی نہ رہے گا یہ سنکے شہزادے
نے بیچین ہوکے بادشاہ کی طرف دیکھا کہ اگر اجازت ہو تو ہم بھی اپنا حوصلہ نکالین بادشاہ نے منع کیا اُدھر قتال ہوش مین آ لشکر
اسلام کی طرف برہمن نگر برہمن نگر کہتی ہوئی چلی یہ رنگ دیکھکر خضران نے سپید مہرہ منہ سے لگا کر آواز دی کہ اے اہل اسلام
نامحرم کا دیکھنا شرع مین حرام ہے سب اس کی طرف سے منہ پھیرے رہو آنکھین اپنی بند کرلو ہرگز نظر اس کے چہرہ پر نہ کرنا
یہ سنتے ہی بہتون نے منہ پھیر لیے بہتون نے آنکھین بند کرلین حکیم بہت ہنسا اور کہا کہ واقع مین تو بھی بڑا ذہین ہے اے
خضران اگر ساتھ صاحبقران کا چھوڑ کر میرے پاس چلا آ تو مین تیرا بڑا مرتبہ کرون گا اور تجھے علم حکمت اچھی طرح تعلیم
کر دون گا کہ پھر تیرا جواب دینے والا عالم مین نہ نکلے گا اس وقت سوا اس بات کے بچت کا دوسرا پہلو نہ تھا خضران
نے جواب دیا کہ کیا جھک مارتا ہے مین تجھ جیسے روز پڑھایا کرتا ہون تو مجھے کیا سبق دے گا لیکن اب بادشاہ
اسلام اور امیر عالیمقام دست بدعا ہین کہ اے حافظ حقیقی یہ وقت سخت ہے اب سوا تیرے کوئی سہارا نہین ہے نقابدار
برہمن نگر برہمن نگر کہتا ہوا قریب چلا آتا ہے اور یہ لوگ آنکھین ڈر کے مارے نہین کھولتے ہین کہ ایکا ایک جانب صحرا
سے ایک مرگ چھالا اڑتا ہوا نظر آیا اور کچھ باجے کی آواز کان مین آئی نقابدار ایک مقام پر ٹھہر گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے دیکھا
کہ مرگ چھالے پر ایک درویش بیٹھے ہوئے ہین داہنی اور بائین جانب درویش کے دو شخص بیٹھے ہاتھون مین لیے
بیٹھے ہین اور لا الہ الا اللہ کہتے چلے آتے ہین اور بیچ مین جو مرد مسن ہین اُن کے چہرہ سے نور پیدا ہے تسبیح ہاتھ مین ہے

پڑھتے چلے آتے تھے یا انہوں نے آتے ہی نقابدار کو ڈانٹا کہ او بیحیا نامحرموں میں منہہ کھولے کھڑی ہی اس آواز میں خدا جانے کیا تاثیر تھی کہ
قتال ہوش ربا نے جلدی سے منہ نقاب درست کر لیئے پس حکیم اشراق الحکمت کی نظر جو عقیل روشن ضمیر پر پڑی پکارا
کہ او بدبخت تو کس ارادہ سے آیا ہی درویش نے کہا صاحبقران کی قدمبوسی کو امیر تو تمام سرداروں کو لے کر استقبال
کے واسطے بڑھے لیکن اشراق الحکمت جل گیا کہ اس کا آنا برا ہوا صاحبقران بڑی عزت کے ساتھ لائے اور بادشاہ سے
ملاقات کرا کے درویش کے زہد و اتقا کی تعریف کی وہاں اشراق الحکمت نے دستک دی کہ ایک طائر منقار میں گل سرخ
رنگ دبائے ہوئے آیا اور قتال ہوش ربا کو وہ پھول سنگھا کے اڑا ہوا چلا گیا قتال کو پھول سونگھتے ہی ایک پھریری سی
آئی حکیم اشراق الحکمت نے کہا کہ کیوں مزاج کیسا ہی قتال ہوش ربا نے کہا کہ اچھی ہوں کیا حکم ہی حکیم اشراق الحکمت نے
کہا کہ بس آج کے بعد تم کو زندگی بھر راحت ہی آج روز قتل خدا پرستاں ہی جب تک ایک متنفس بھی باقی رہے ایسا میدان سے
منہ موڑنا اور سوا ہمارے کسی کے کہنے پر عمل نہ کرنا قتال نے کہا کیا مجال اور پھر یہ نقاب الٹ کے لشکر اسلام
کی طرف چلی یہاں درویش بادشاہ اسلام سے ملنے کے بعد رخصت ہوئے اور میدان کی طرف متوجہ ہوئے حکیم
اشراق الحکمت نے کہا کہ او فقیر اب تو تو نقابدار کو روک دے درویش نے کہا کہ میں نے جب نصیحت کی تھی اور اب
بھی نصیحت سے باز نہ رہوں گا ماننا نہ ماننا میرے اختیار کی بات نہیں ہی یہ کہہ کر قتال سے کہا کہ ابھی تجھکو سمجھا دیا تھا تو
پلٹ گئی تھی اب پھر حکیم کے بہکانے پر آگئی ارے یہ شیطان ہی تجھے گنہگار خدا کرتا ہی ایسے درویش کے کلام نے کچھ تاثیر
نہ کی قتال بگڑ کے بولی کہ محرم کیسا اور نامحرم کیسا زندگی کے چار دن عیش سے نہ گذاریں اپنے دل کو ماریں یہ سن کے
درویش نے کہا کہ تو شوہر دار ہو کر غیر مردوں سے بیحجابی کرتی ہی کہیں کیا تیرا شوہر آ گیا تجھسے پوچھ لیگا ہنوز یہ سخن ناتمام تھا
کہ جانب صحرا سے نشان اور جلوس نمودار ہوا اب تو سب دیکھنے لگے کہ یہ کیا ماجرا ہی دیکھا کہ ایک برات بجی ہوئی چلی
آتی ہی ہوادار پر ایک نوشاہ سوار ہی آگے آگے باجہ بجتا ہوا حکیم اشراق الحکمت بھی حیران تھا کہ یہ برات کیسی ہی بلکہ تمام
لشکر عالم تحیر میں تھا کہ نقابدار بھی ایک مقام پہ ٹھہر کر تماشہ برات کا دیکھنے لگا برات آتے آتے بیچ میدان میں پہونچی نوشاہ
ہوادار پہ سوار تھا بس بیچ میدان میں پہونچتے ہی برات رک گئی نوشاہ نے سہرا الٹ دیا دیکھا سب نے کہ ایک جوان
حسین ہی نوشاہ حکیم اشراق کی طرف دیکھ کے پکارا کہ تجھسا بے حیا بھی عالم میں نہ ہوگا کہ ایک دختر کو تمام عالم کے واسطے تو نے
مباح کر دیا ہی اگر تجھے یہی منظور تھا تو میرے ساتھ شادی کا وعدہ کیوں کیا تھا ہم تو برات لے کے آئے یہاں دلہن میدان میں
کھڑی آنکھیں لڑا رہی ہی ہر ایک کو لبھا رہی ہی فقط یہ میرے ساتھ منسوب ہوئی تھی اس کی غیرت تجھے اسقدر ہی اور تیری
بیٹی ہو کر تجھے غیرت نہیں آتی حکیم اشراق الحکمت کو ان باتوں پر نہایت غصہ آیا کہ یہ اس کو میری دختر بتاتا ہی اور آپ
داماد بنتا ہی پکارا کہ اے قتال عالم پہلے اسی اجل رسیدہ کو قتل کر ڈال یہ سنکے اس نازنین نے نوشاہ سے آنکھ ملائی اور
برمن نگر بمن نگر کی آواز دی نوشاہ قریب آیا اور گلے میں ہاتھ ڈال دیا کہ خوب دیکھا اور ابھی ابھی دیکھینگے اب یہ تو نوشاہ کی
طرف دیکھ رہی ہی اور نوشاہ اس کی طرف دیکھ رہا ہی حکیم پکار رہا ہی کہ اے قتال اس کے فریب میں نہ آنا یہ دشمن ہی تیری
آزادی میں خلل آئے گا پاؤں میں کانٹا پڑ جائے گا نوشاہ نے کہا ایہا الناس دیکھو اس حکیم کی وہی مثل ہی کہ

کیوں نہ برسیں فلک سے انگارے ۔ بیٹی دے کے داماد کو مارے ٭

تمام لشکر صاحبقران حیرت میں ہی کہ
یہ تو عجب تماشہ ہی قتال کہہ رہی ہی کہ ہمیں چاہتے ہو تو تلوار کے گھاٹ اترو نوشاہ کہہ رہا ہی کہ ہم بیوقوف نہیں وہ اور ہی
ہوتے ہونگے جو گلے کاٹ کے جان دیتے ہونگے ہم تیرے عاشق نہیں تیرے جمال کے عاشق ہیں ابھی کوئی تجھسی اچھی
ملے اسی کے ہو رہینگے دنیا ہی اور اپنے مطلب کی دو دن کی زندگی کے سارے لطف ہیں معشوق لطف زندگی کے لیئے
ہوتا ہی جان لینے کے لیئے نہیں ہوتا ہی ہم جان دیدیں تو تم کو گلے سے کون لگائے اور پیار کون کرے لطف وصل کون
اٹھائے اب یہ پری جانے دو یہ حکیم تمہاری راحت نہیں چاہتا عاشقوں کو تمہارے یہ قتل کروا کے دنیا ہی پھر وہی ہوگا کہ

حصہ اسی باعث سے قلی باشندوں کو منع کرتے تھے | اکیلا پھر رہے ہو تو سنبھالے کا یہ دل خوگر | یہ کہکر قتال بے ہوش پا کر گھوڑے سے

اپنے ہوش میں لے لیا اور گلے سے لگا کر بوسے لینا شروع کئے اب تو قتال ہوش میں آیا بھی نوشاد سے لپٹنے لگی میدان کو خلوت کدہ
بنا دیا نوشاد نے آواز دی کہ ۔ لپٹے ہیں بے خودی میں وہ ہم سے بزم میں آنکھیں ہیں وہ بند کر لیتے نگوار
اب تو درویش عقیل روشن ضمیر نے کہا کہ کیوں اشراق الحکمت اگر تم دختر کو رخصت کر دیتے تو تمام عالم کے سامنے
ذلت کیوں حاصل ہوتی بازاری عورتوں کا یہی انجام نہیں ہوتا ہے جو تیری بیٹی کا ہوا یہ کہتے ہی حکیم اشراق کو غصہ
ہو گیا اور کہا کہ یہ سب فسادات تیرے ہی پھیلائے ہوئے ہیں بس ایک شیشہ اس کے تخت پر رکھا ہوا تھا آتشی رنگ اس میں
مثل خون کے بھرا ہوا تھا یہ شیشہ حکیم اشراق کی کائنات تھا بس حکیم اشراق الحکمت نے وہ شیشہ اٹھا کر اس نوشاد و قتال
پر کھینچ مارا شیشہ عروس کے سینہ پر پڑتے ہی ٹوٹا اور ایک شعلہ نکلکر گرا کہ دونوں کو جلا دیا نہ عروس رہی نہ نوشاد لیکن اثر یہ
وہ شعلہ جاں ہاتھیوں پر گرا کہ سب برائی جل کے خاک ہو گئے اب یہ شعلہ لپک کر درویش کی طرف چلا درویش نے اپنا شیشہ
اٹھا کے اس شعلہ پر کھینچ مارا کہ شعلہ افسردہ ہو کے رہ گیا یہ دیکھ کے حکیم اشراق الحکمت نے آواز دی کہ خیر آج تو مجھے تیرے
آنے کی خبر نہ تھی اب کل دیکھا جائے گا یہ کہکر اپنے خیمہ میں چلا گیا یہاں خواجہ قتال نے آکر ہاروت جادو کو ہوشیار کیا
ہاروت ہوش میں آیا تو اس کی وہ حالت نہ تھی اپنے ہوش میں تھا اس نے پھر اسم پڑھکر اپنے لشکر کو ہوشیار کیا
چالیس ہزار ساحروں میں تیس ہزار باقی رہ گئے تھے دس ہزار آپس میں لڑتے ہوئے قتل ہو گئے تھے ساحران
نے ان لاشوں کو بھی اٹھوا کر گورستان کی جانب روانہ کیا اور پلٹ کے بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے تمام سردار
جمع ہوئے بادشاہ اسلام نے درویش عقیل روشن ضمیر کی نہایت عزت کی اور فرمایا کہ آپ ہی کی وجہ سے تمام اہل اسلام
کی جان بچی ورنہ ایک متنفس بھی باقی نہ رہتا درویش نے عرض کی کہ دنیا عالم اسباب ہے یہ ضرور ہوتا ہے کہ جو منظور خدا ہو
ہر وہی ہوتا ہے لیکن یہ بھی ضرور ہے کہ اس کے اسباب بھی جمع ہو جاتے ہیں خدا نے یہ شیشہ ہی میری ہی قسمت میں لکھا تھا
کہ یا صاحبقران کل کا روز نہایت سخت ہے آپ نہیں واقف ہیں مگر میں واقف ہوں کل یہ حکیم اپنے عمل کی پوری کوشش
سے کام لے گا تمام عمر اس نے ستارہ زہرہ پر ریاضت کیا ہے جس وقت حکیم اشراق میدان میں آکر جانب آسمان دیکھ
اور ستارہ زہرہ کو طلب کرے گا تو زہرہ میدان میں آئے گی لباس کی خوشبو سے تمام لشکر آپ کا بیہوش ہو جائے گا اور
وہ ایک ہیکل میرے گلے میں پہنا دے گی اس وقت میں بھی اپنے ہوش میں نہ رہوں گا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا اس کی
طرف بڑھوں گا اس وقت میرا ہوش میں آنا غیر ممکن ہے جو کچھ یہ حکیم حکم دے گا وہی کرنا پڑے گا یا صاحبقران اتنی
التماس میری قبول ہو کہ بعد میرے میری لاش کو اسی گورستان میں دفن کریں کوئی علامت ایسی بنا دیجئے کہ جس
سے یہ ثابت رہے کہ یہ فلاں شخص کی قبر ہے تاکہ اگر اہل اسلام کا گذر اس طرف سے ہو تو وہ مجھ کو بھی فاتحہ رسا سمجھکر قبر کو میرا
فاتحہ خیر سے فراموش نہ کریں یہ سنکے صاحبقران عالیشان نے ارشاد فرمایا کہ میری صاحبقرانی میں کوئی بزرگ خدا رسیدہ
مثل آپ کے نہیں ملے ہیں لہذا میں ہرگز آپ کو ہلاکت میں نہ پڑنے دوں گا اگر خدا کو ہمارا بچانا منظور ہے تو ہو جائے گا کوئی اور
صورت پیدا کرے گا وہ قادر مطلق ہے حضور اسی وقت اپنی عبادت گاہ کی جانب روانہ ہو جائیں درویش نے کہا کہ اے
آقا ایک دن مرنا ضرور ہے جتنی حیات جس شخص کی ہے وہ اس سے زیادہ نہیں جی سکتا اگر میں اس معرکہ میں نہ مروں گا تو بستر
خواب پر مروں گا اس مرنے میں سعادت ابدی ہے کہ فی سبیل اللہ راہ خدا ہو گا مرتبہ شہادت آئے گا بستر پر مرنے سے کیا حاصل
کہ نہ تو ثواب شہادت حاصل ہو گا اور نہ اہل اسلام کو کوئی فائدہ پہنچے گا یا صاحبقران اگر کل میدان میں آپ نہ
تشریف لے جائیں اور کسی گوشہ میں چھپکر تماشہ دیکھا کریں اور جس وقت مجھے عالم بیخودی میں دیکھیں اور یہ شیشہ آپ کا
میرے پاس باقی رہے آپ مجھ پر چھڑک دیں تو میں ہوش میں آجاؤں گا اس وقت شاید میں بھی کچھ کر سکوں صاحبقران
نے ارشاد فرمایا کہ بہتر ہے ضرور آپ کے واسطے یہ انتظام کروں گا وہاں حکیم نے پھر نقارہ بجوا دیا تھا اور یہاں لشکر اسلام

میں بھی کوس جنگ بج رہا تھا لشکر میں عجب طرح کا انتشار اور ہلچل مچی ہوئی تھی کہ دیکھیں صبح کو کیا ہوتا ہے آج حکیم اشراق
کو بہت بڑی شکست ہوئی ہے خدا ہی انجام بخیر کرے اور درویش نے حسرت آمیز کلام کیے ہیں بعض بزدلے مل گئے
کہ جان ہے تو جہان ہے اگر مر گئے تو کچھ بھی نہیں زندگی عجیب شے ہے اُدھر مرد درویش نے رات بھر عبادت خدا میں گذاری
صبح کو اپنا مرگ چھالا اٹھا لیتے ہوئے میدان میں پہنچے اُس طرف سے حکیم اشراق الحکمت میدان میں آیا صاحبقران
نے خضران سے ارشاد کیا کہ کسی کو ہماری صورت بنا کے قائم مقام ہمارا کرو خضران نے ایک شخص اجنبی کو جو کہ
گھوڑا گھاس والا تھا نسل سے نکال کر صاحبقران بنایا اور اسے سمجھا دیا تھا کہ تم چپکے گھوڑے پر سوار کھڑے رہنا آج تمہیں ہم ایسا
تماشہ دکھائیں گے کہ کبھی نہ دیکھا ہوگا اور اگر منہ سے بول اٹھو گے تو طلسم ٹوٹ جائے گا جو کچھ پیش نظر ہوگا وہ غائب
ہو جائے گا یہ سنکے وہ خوش ہوا خضران نے صاحبقران کو معہ [illegible] ایک جھاڑی میں چھپا کے بیٹھا دیا تھا اور صاحبقران
نقلی کو ساتھ لیتے ہوئے میدان میں آئے زیر علم اتر کر پہلے کھڑا کر دیا اور کہا کہ یہاں سے قدم آگے نہ بڑھانا اور وہاں سے
چلکے لشکر میں آگئے لشکر سے غائب ہو گئے اور جس مقام پر صاحبقران اصلی تھے خضران بھی وہیں
ہو کر بیٹھ رہے اور میدان کی طرف دیکھنے لگے کہ دیکھیے کیا ظہور میں آتا ہے نکلا ہی تھا حکیم اشراق نے عقیل رو شمشیر کی طرف دیکھ کے
آواز دی کہ او پیر کہن سال کہو آج کیا ارادہ ہے تمہیں معلوم ہے کہ ایسا نہ جانتا تھا کہ تو مجھ سے مقابلہ میں آئے گا ورنہ پہلے
ہی تیرا تدارک کر لیا جاتا خیر اب سہی عقیل رو شمشیر نے کہا کہ میں ہمیشہ سے جانتا تھا کہ ایک وقت میں تیری سرکوبی
کرنا پڑے گی اسی وجہ سے میں نے اس مقام پر مدت سے قیام اختیار کیا تھا جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کریں یہ سنکے
حکیم اشراق الحکمت نے جانب آسمان دیکھا اور آواز دی کہ اے رقاصہ فلک اپنی شان دلربائی دکھا کہ اس وقت
اہل زمین بہت مشتاق ہیں یہ کہنا تھا کہ ایک کڑاکا ہوا کہ گویا آسمان پھٹ پڑا اور ایک برق سی چمک کے فلک
سے زمین پر آئی کہ آنکھیں سب کی جھپک گئیں اب جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ ایک نازنین پری روشن جبین سایہ چوڑا پہنے
ہوئے عطر میں ڈوبی ہوئی تیوریاں چڑھائے ہوئے ایک ہاتھ میں چنگ پاؤں میں گھنگرو بندھے ہوئے چنگ سے آواز
نغمہ مستانہ پیدا اور گھونگرو کی صدا نہایت دلچسپ نکلتی ہے جہاں میں ہلچل پڑ گئی حکیم اشراق الحکمت بولی کہ زیادہ مشتاق
میرا کون ہے حکیم نے کہا کہ یہ مرد درویش جو سامنے کھڑے ہیں نازنین نے کہا کہ کیا بڈھے والا کس کو ملتا ہے اگر یہ میرے
مشتاق ہیں تو میں بھی ان کی مشتاق ہوں یہ کہتی ہوئی اور چنگ نوازی کرتی ہوئی درویش کی طرف چلی بس
جلوۂ جمال نازنین دیکھتے ہی ہر شخص کی یہ حالت ہوئی کہ مست و بیخود ہو گیا تمام لشکر اسلام تصویر بنا ہوا کھڑا
تھا اور درویش بھی ایک نگاہ کرتے ہی از خود رفتہ ہو گئے نازنین قریب آئی اور اپنے گلے کی ہیکل اتار کے درویش
کو پہنا دی اور کہا کہ یہ نشانی ہماری ہے ہم تو جاتے ہیں زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہیں اب حکیم کو جو کچھ کہنا ہو
حکیم صاحب سے کہنا اور یہ کہیں آئے ہمارا [illegible] یہ کہہ کہ ایک برق سی چمکی اور نظروں سے پوشیدہ ہو گئی
اور درویش نعرہ ہو حق کا لگا کر [illegible] حکیم اشراق کی طرف بڑھے حکیم اشراق الحکمت نے کہا کہ کہیے ان حضرت
مزاج کیسا ہے درویش نے کہا کہ برائے خدا [illegible] ایک مرتبہ اس آفت ہوش سے پھر ملا تو دیکھا دیجے وہ
میرا ہی حوالہ دے گئی ہے اور تیرے اختیار میں ہے حکیم اشراق الحکمت نے ہنس کے کہا کہ آؤ میں [illegible] دکھا دوں
اور تمام لشکر اسلام بھی جانب آسمان دیکھ رہا ہے یہ ایک مست و مدہوش ہے حکیم اشراق نے ایک چھری نکالی اور [illegible]
مصاحبوں سے کہا کہ مجھے ڈر تھا تو اسی بڈھے کا تھا اب اس کا خاتمہ پہلے کر لوں پھر ایک آواز میں تمام لشکر اسلام اپنے
گلے آپ کاٹ ڈالے گا درویش کھنچتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور حکیم اشراق [illegible] کہ ایک مرتبہ
بگولہ گرد کا پیدا ہوا اور صاحبقران مع خضران دوڑتے ہوئے قریب درویش کے آئے اور [illegible] لیکر جلدی
اُس کی کھولی اور چھینٹا پانی کا منہ پر درویش کے مارا کہ ان کو پھریری سی آئی اور جادو کی [illegible] صاحبقران نے [illegible] پانی [illegible]

حلق میں بھی ٹپکا دیا اب درویش کو ہوش آیا الحمدللہ کا کلمہ زبان پر جاری کیا درویش کے ہوش میں آتے ہی حکیم کا
رنگ زرد ہو گیا کہ یہ کیا ہوا یہ صاحبقران اور خضر ان کہاں سے آ گئے بس درویش نے کہا یا صاحبقران اب آپ
اپنے لشکر میں تشریف لے جائیں اور تماشہ دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے لیکن وصیتیں میری یاد رہیں فراموش نہ کر جائیے گا
یہ کہکر درویش نے ایک شیشی اور جیب سے نکالی اور صاحبقران کو دی کہ اس کا پانی بہت سے پانی میں ملا کر تمام اہل
لشکر پر چھڑکیا دیجئے گا اسوقت لشکر ہوش میں آئیگا یہ کہکر درویش نے زمین کی طرف دیکھکر آواز دی
کہ اے لعین تیری پشت پر کھڑے ہو کر بندگان خدا کو اذیت دیں اور تو دیکھا کرے بس یہ کہنا تھا کہ زلزلہ سا پیدا
ہوا اور طبقہ زمین کا شق ہو کر جس قدر بلا زمین حکیم اشراق کے تھے سب زمین میں سما گئے اور کمر تک حکیم اشراق
بھی زمین میں دھنس گیا بس حکیم نے دو ہتڑ مارا اور پکارا کہ لاؤ اس بچہ کو جسے میں نے تین برس کے سن سے ریاض میں
پرورش کیا ہے بس یہ کہنا تھا کہ ایک پریزاد پیدا ہوئی اور ایک تین برس کا بچہ گود میں حکیم اشراق الحکمت کے
لا کے ڈالدیا بس حکیم نے بوٹی اس بچہ کی کاٹ کے پھینکدی یہ دیکھتے ہی درویش نے بھی اپنے جسم سے بوٹی کاٹ کے
پھینکدی ساتھ ہی لاحول پڑھا کہ یہ میں نے کیا کیا ادھر حکیم اشراق نے پھر دوسری بوٹی اس بچہ کے جسم سے
کاٹ ڈالی جبتک حکیم بوٹی کاٹتا تھا اسوقت تک تو درویش حکیم کو منع کرتے تھے کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہے معصوم
بے گناہ کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے لیکن جب حکیم بوٹی کاٹ کے سامنے پھینک دیتا تھا اسوقت یہ بھی اپنی بوٹی کاٹکا
پھینک دیتے تھے اور بالکل بیحواس ہوتے جاتے تھے یہ حالت درویش کی دیکھکر صاحبقران عالیشان نہایت
پریشان ہوئے کہ یہ تو برے ڈھنگ گئی اب درویش کی جان بچتی نظر نہیں آتی حکیم نے تمام جسم کی بوٹیاں اس بچہ
کی کاٹ کے پھینکدیں ادھر درویش نے اپنے جسم کی بوٹیاں کاٹ کے پھینک دیں آخر میں حکیم نے زبان اس
بچہ کی منہ سے باہر کھینچ لی اور جلدی سے کاٹ کے سامنے درویش کے پھینک دی بس درویش نے بھی جلدی سے
زبان اپنی دہن سے باہر نکالی اور کچھ اسم پڑھ کر اپنی زبان سامنے حکیم اشراق کے کاٹ کے پھینک دی اور
اف کی صدا بلند کی بس فوراً زبان حکیم اشراق کی بھی مانند شمع کے جلنے لگی ہرچند حکیم نے اف اف کی مگر کچھ نہ ہوا وہ
شعلہ فرو نہ ہوا زبان جلتے جلتے تمام جسم میں حکیم اشراق کے آگ لگ گئی ادھر تو درویش بیہوش ہو کر جان بحق تسلیم
ہوگئے ادھر حکیم اشراق بھی تن جل کے خاک ہو گیا صاحبقران عالیشان عقیل روشن ضمیر کے لئے بہت روئے کہ
یہ ایک ہی درویش باکمال ان کو ملے تھے ادھر تو اسطرلاب جادو روتا پیٹتا ہوا آیا اور لاش سوختہ حکیم اشراق الحکمت
کی اٹھا لے گیا ادھر صاحبقران عالیشان نے درویش کا دیا ہوا پانی ایک حوض کے پانی میں ملوا دیا اور وہ پانی لشکر پر چھڑکنا
شروع کیا پہلے سرداروں پر چھڑکا کہ وہ سب ہوش میں آ گئے بعد اس کے تمام لشکریوں پر چھڑکا سب ہوش میں آ گئے
اب امیر تا فقیر قریب لاش درویش کے آئے اور میت درویش کی اٹھا کر گورستان میں لے گئے تمام سرداران اسلام
کاندھا دیتے ہوئے درویش کو لائے اور ایک جائے بلند پر قبر کھود کر درویش کو دفن کیا اور مقبرہ تعمیر ہونے کا حکم دیکر
لشکر میں تشریف لائے اور سیہ پوشی اختیار کی جس وقت تک مقبرہ درویش کا تیار نہ ہو لیا اس وقت تک لباس سیاہ امیر
نے جسم سے نہ اتارا جب مقبرہ تعمیر ہو گیا تو صاحبقران نے ایک پتھر بہت بڑا کندہ کرایا عبارت یہ تھی کہ یہ مقبرہ فدیہ
راہ خدا درویش عقیل روشن ضمیر کا ہے اس مرد باخدا نے اسی کرور مسلمانان عالم کی جان بچائی اور اپنی جان کو فدا کیا
لہذا جو مرد مسلم اس طرف سے گذرے اس مقدس کی روح پاک پر فاتحہ ضرور پڑھ دے کہ اس نے وہ کام کیا ہے جو
اس کے زمانے میں ہوا اس کے دوسرے سے نہ ہوتا اور یہ محسن ہے تمام مسلمانوں کا بعد اس کے وہ پتھر نصب کرا کے
مجلس فاتحہ خوانی مقرر کی تمام سرداران اسلام اور کل اہل لشکر نے درویش کی قبر پر فاتحہ پڑھا اور سوگ اتارا اور بعد اس
[illegible] سب نے نہا دھو کر لباس تبدیل کئے اور صاحبقران آکر بارگاہ میں جلوہ افروز ہوئے

طہمورث شیر پرور سے نہایت خوش تھے کہ اس نے میری عدم موجودگی میں پوری قائم مقامی کی بادشاہ اسلام نے
فرمایا کہ یا امیر اب تو یقین ہے کہ راستہ کھل گیا ہوگا اور حصار ٹوٹ گیا ہوگا عمر عیار نے عرض کی کہ حضور سرحد اسی طرح
قائم ہے اس لیے کہ ابھی مالک سرحد زندہ ہے صاحبقران نے خضران سے ارشاد کیا کہ جاکر اسطرلاب جادو سے کہدو کہ
جس کا تجھے بھروسہ تھا وہ تو جہنم واصل ہوا اب بہتر ہے کہ ہمیں راستہ جانے کا دیدے ورنہ جو انجام حکیم کا ہوا ہے اس سے
بدتر تیری حالت ہوگی خضران اسی وقت جانب حصار طلائی روانہ ہوئے اسطرلاب جادو نے جو خضران کو آتے
دیکھا کہا کہ خواجہ تم دو مرتبہ آچکے ہو اس کا لحاظ ہے کہ میں تمہارے ساتھ رعایت کرتا ہوں اور کہے دیتا ہوں کہ اب
قصد مجھ تک آنے کا نہ کرنا جو کچھ تمہارے دل میں ہو وہیں سے بیان کر دو میں ابھی جواب دیدوں گا اس لیے کہ اب مجھے کسی سے
پوچھنا اور دریافت کرنا نہیں ہے جو حاکم ہمارا تھا وہ اٹھ گیا اس کے مرنے سے ہماری آنکھوں میں دنیا اندھیری ہے خضران نے کہا
کہ اے اسطرلاب جادو واقعی میں ملاقات ایسی چیز ہے کہ جس سے ایک کو دوسرے کا خیال پیدا ہو جاتا ہے آج میں بھی تیرے ساتھ
حق دوستی ادا کرنے اور تجھکو سمجھانے آیا ہوں کہ تو حکیم اشراق سے زیادہ نہیں ہے دیکھا تو نے کہ اس کا کیا انجام ہوا حق عجب چیز ہے
خدا اپنے بندوں کا شریک ہوتا ہے اور ناحق پرستوں پر اپنا عذاب نازل کرتا ہے اب تجھکو چاہیے کہ صاحبقران کو راستہ دیدے تیرا
کیا نقصان ہے اب تو تجھے حکیم اشراق الحکمت کا بھی خوف نہیں ہے اور اگر اس کے خلاف کرے گا تو بہت پچھتائے گا اور
مثل حکیم اشراق الحکمت کے مارا جائے گا یہ سنکے اسطرلاب جادو ہنسا اور کہا کہ خواجہ حکیم نے عمر بھر میں ایک ہی تو
نادانی کی جس کا یہ خمیازہ کھینچا کہ جان سے مارا گیا اگر حکیم اپنے مقام پر ہشیار رہتا تو تمام اہل اسلام اسی مقام پر شکار طائر اجل
ہو جاتے حکیم اشراق کی صورت دیکھنے کی حسرت باقی رہ جاتی اور کوئی لشکری بھی حکیم اشراق کی شکل نہ دیکھ سکتا جاکر
صاحبقران سے کہدو کہ یہی بہتر آپ کے حق میں ہے کہ آپ واپس جائیے ورنہ آپ کے حق میں اچھا نہ ہوگا اس لیے کہ حکیم
اشراق کے مرنے سے سرحد کو کوئی نقصان نہیں پہونچا ہے حکیم کی تو شامت تھی کہ اس نے خود آکر اپنی جان دی ہم حکیم
کے محتاج مدد نہیں ہیں یہ سنکے خضران کو نہایت غصہ آیا اور کہا اے اسطرلاب جادو واقعی میں تیری پیشانی پر وہ
سیاہی کفر ہے کہ کبھی دفع نہیں ہو سکتی میں نے جو تجھکو سمجھایا اپنا منہ تھکایا بہت برا کیا خیر اتنا کہے جاتا ہوں کہ بہت ہشیار رہنا اگر ہمیں نے
اس سرحد کو نہ مٹایا تو نام اپنا خضران نہ پایا یہ فرماکر خواجہ خضران پلٹے خدمت میں صاحبقران عالیشان کے
حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا امیر اسطرلاب جادو کسی طرح نہیں مانتا مثل حکیم اشراق کے وہ بھی اپنے کو خدا جانے
کیا سمجھتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ تم کوس رحلت بجوادو صبح کو ہم کوچ کرکے شہر کی طرف چلیں گے یا تو اس مرحلہ کو پامال
کرکے نکلیں گے یا سب اسی مقام پر ختم ہو گئے یہ فرماکر دربار برخاست کیا داخل خوابگاہ ہوئے ادھر اسطرلاب جادو کو خبر
پہونچی کہ امیر نے کوس رحلت بجوادیا ہے صبح کو کل لشکر اسلام اس طرف آئے گا اسطرلاب جادو نے کہا کچھ پروا نہیں غرضکہ
شب کو اسطرلاب جادو نے حسب معمول اسی بالاخانہ پر صحبت عیش و طرب برپا کی اور عقاب جادو بھائی اسطرلاب جادو کا کہ
شہر کا محبت ہوا ہی عقاب ہمراہ روکو سرحد سے اٹھائے جاتا ہے اور گوشت کھائے ہڈیاں پھینک دیتا ہے آج اسطرلاب جادو
نے تمام کیفیت عقاب جادو سے بیان کی کہ خضران سے اس طرح کی گفتگو ہوئی ہے عقاب جادو نے کہا کہ کہیے دو اگر تمام
لشکر صاحبقران کا آئے گا تو مارا جائے گا دو گھنٹے صحبت رہی جام شراب گردش میں رہا ناچ ہوا کیا قریب صبح صحبت برخاست
ہوئی عقاب مردار خوار پرواز کرکے بلند ہوگیا اور جو آشیانہ اس نے بالائے ہوا بنایا ہے اس پر بیٹھ رہا جب صبح ہوئی
تو صاحبقران عالیشان سوار ہوئے تمام عزیز و اقارب ہمراہ رکاب ہوئے اور صاحبقران سامنے حصار طلائی
کے تشریف لائے اور اسطرلاب جادو کی طرف دیکھکے آواز دی کہ اے شخص تو بالکل عقل سے خارج معلوم ہوتا ہے
اب تجھے کس کا دباؤ ہے جس کے خوف سے تو سرحد کی محافظت کر رہا ہے اگر تو راستہ دیدے گا تو امن میں رہے گا ورنہ میں
اس میدان کو صاف کرکے تیری سرحد کو مٹا کے نکل جاؤں گا اس وقت سوا پشیمانی کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا یہ سنکے

اسطرلاب جادو نے کہا کہ اپنے رستے آئیے اور پھر پلٹ گئے کچھ صید اجل ہوئے مجھے زیادہ باتون کا دماغ نہین ہے
بس یہ سنتے ہی عظیم درازقامت رفیق قدیم صاحبقران غصہ سے سرخ ہوگیا اور پکار کر کہا او دریدہ دہن تو ہی اس
قابل ہے کہ تجھ سے کوئی رئیس یا فرمان روا بات کرے دیکھ تجھے کیسی سزائے معقول دیتا ہون یہ کہا اُس نے گھوڑا دوڑا دیا
کہ ہون جلدی سے پہونچ کے اس کو تو مار ڈالون پھر چاہے میرا کچھ ہی حال کیون نہ ہو جائے ہر چند صاحبقران ہان ہان
کرتے رہے لیکن اس نے ایک نہ سنی اور گھوڑے کو دوڑائے ہوئے چلا کہ کسی طرح سر آمدے تک پہونچ جاؤن جیسے ہی
نصف راہ طے کی طائر مثل بلائے آسمانی کے گرا اور اس مرد شیر دل کو اُٹھا کر بلند ہوگیا اور دم بھر میں نظر سے پنہان ہوگیا
صاحبقران نے اپنے رفیق کے لئے افسوس کیا خضران نے کہا کہ یا امیر اب مجھے اجازت ہو صاحبقران نے فرمایا
کہ خواجہ مین آپ جاؤنگا تمھین نہ جانے دونگا خضران نے کہا کہ یہ کبھی نہ ہوگا دیر تک یہی حجت رہی آخر صاحبقران
نے فرمایا کہ اچھا دیکھو مین ایک ترکیب کرتا ہون اگر خدا کو منظور ہے تو ابھی اس طائر کو مارے لیتا ہون بلاؤ طبیل بن مقبول بن
مقبل کو اور گرشاسپ تیرانداز کو اسیوقت یہ دونون قدر انداز حاضر ہوئے صاحبقران نے فرمایا کہ مین ایک قیدی
کو جانب حصار بھیجتا ہون جسوقت یہ طائر اُس کے اُٹھانے کو نیچا ہو تم تیرون پر رکھ لینا خضران نے کہا کہ سوچی تو خوب
مگر اس سے کوئی نتیجہ نکلتے نہین معلوم ہوتا خیر یہ حیلہ پورا کر لیجئے یہ دونون صاحب قدر انداز تیر ناوک کمان مین پیوستہ کر کے
کھڑے ہوئے اور صاحبقران نے ایک واجب القتل قیدی کو حکم دیا کہ اگر تو اس حصار کو چھو آئے گا تو ہم تجھے چھوڑ دینگے
یہ سنتے ہی وہ قیدی خوشی خوشی جانب حصار طلائی روانہ ہوا جیسے ہی اُس حد مین پہونچا طائر مثل بلائے سیاہ کے گرا اور اُٹھا کر
قیدی کو لے چلا بس طبیل بن مقبول نے تیر مارا ساتھ ہی گرشاسپ تیرانداز نے تیر مارا ایک تیر دم مین پڑا تھا ایک پیٹ مین پڑا
اور دوسرا تیر پہونچے پر لیکن دونون تیر تیر شہاب ہوگئے عقاب صحیح وسالم نکل گیا خضران نے کہا یا امیر یہ تماشا تھا اب ہمارا
صبح ہو اب کل تماشہ دیکھیے گا ہم اس مرحلہ کو فتح کر لین گے صاحبقران نے فرمایا کہ اے خضران تم کس طرح فتح کرو گے
خضران نے کہا دیکھ لیجیے گا آج سفر ملتوی رکھیے اور کل توقف نہ فرمایئے گا صاحبقران پلٹ آئے خواجہ نے اپنے نام پر
طبل بجوا دیا اور صاحبقران سے عرض کی کہ ہم جاتے ہین اپنے انتظام مین مصروف ہوتے ہین صبح کو آپ میدان مین آکر
تماشہ دیکھیے گا کہ کیا ہوتا ہے صاحبقران خاموش ہو رہے وہان اسطرلاب جادو حیران تھا کہ یہ عیار کیا کرے گا یہان عیاری
کا کونسا موقع ہے جب صبح ہوئی تو خواجہ نے ایک گناہگار کو جو مصر کا رہنے والا تھا زنبیل سے نکالا اور کہا کہ تم کو اپنی صورت
پر بنائے دیتا ہون جہان ہم کہین وہان تم جانا اور جس کو بتائین سلام کرنا اور منہ سے نہ بولنا وہ غریب خوش ہوا خواجہ نے رنگ
روغن عیاری لگا کر اس کی صورت اپنی سی بنائی اور فتیلہ رفع بیہوشی اُس کے دماغ پر چڑھا کے تمام لباس کو اُس کے
عطر بیہوشی سے آلودہ کیا اور آپ ایک خادم کی صورت بن کے اُس کے ساتھ ہو لیے اور اُس کو لے کر سرحد کی جانب
روانہ ہوئے یہان صاحبقران عالیشان تمام فوج کو لے کر میدان مین آ چکے تھے صف آراستہ کیے کھڑے تھے خضران
کا انتظار تھا اسطرلاب جادو اپنے برآمدے پر کھڑا ہنس رہا تھا کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے خواجہ خضران نمودار ہوئے
سب کو سلام کرتے ہوئے طرف سرحد کے چلے خادم ایک مقام پر ٹھہر گیا لیکن بالکل قریب سرحد کے صاحبقران حیران تھے
کہ یہ یونہین چلا جاتا ہے وہان جا کے کیا کرے گا کہ ایک مرتبہ اُس حد مین قدم رکھتے ہی وہی عقاب پیدا ہوا اور اُس عیار کو
یعنی خضران نقلی کو اُٹھا کر لے چلا بس یہ دیکھتے ہی عزیزان خضران نے گریبان پھاڑے اور صاحبقران رونے لگے
کہ یہ کیا حالت خضران نے کی کہ مجھ کو صاحبقران ثالث سے شرمندہ کیا تمام لشکر اسلام مین ایک عجیب طرح کا تہلکہ مچا ہوا تھا
ہر طرف سے ہائے خضران کی صدا آرہی تھی آخر تھین اسطرلاب جادو برآمدے پر کھڑا ہنس رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ یہ حکیم
اشراقی کا مارا ڈالنا ہے تو یہ مقام طلسم نیشاپور ہے یہان جو آئے گا اُس کا یہی انجام ہوگا خضران اصلی خادم بنے ہوئے کھڑے
تھے اور اہل اسلام کے رونے پر ہنس رہے تھے اور اس بات کا اندازہ کر رہے تھے کہ میرا صدمہ کس کس کے دل پر کس قدر ہوا

وہاں عقاب نے وہ ایک پوٹیاں اُس خوب کی نوچ کے کھا لیں بس بیہوشی نے اپنا کام کیا اور عقاب بیہوش ہو کر لپک کر تا ہوا انہیں کی طرف چلا آن واحد میں دھم سے گرا بس صاحبقران اصلی نے دوڑ کر وہ ال الیاسی مارا اور عقاب کو پکڑ لیا اور نعرہ کیا کہ منم خواجہ صاحبقران دیکھو اور اسطرلاب جادو یوں پکڑ لیتے ہیں صاحبقران یا تو وہ تھے یا یہ نہیں رہے اور فرمایا کہ خواجہ جلد اسے مار ڈالو خواجہ نے تھوڑا حضرت داؤد کا زنبیل سے نکالا یہ سامان دیکھ کر اسطرلاب جادو نے سر پر واز پیدا کئے اور چاہا کہ خواجہ سے چھین لوں امیر نے اس کو آتے دیکھ کر تیر کو چلہ کمان میں پیوستہ کیا تھم کر دبا دیا قریب گرد قریب تھا اس نے عرض کی کہ اسم اعظم پڑھ لیجیے صاحبقران نے جلدی سے اسم اعظم پڑھ کر پیکان تیر پر دم کیا ادھر سے تو اسطرلاب جادو نا شد تیر کے چلا ادھر صاحبقران نے تیر کو چلہ کمان سے رہا کیا کہ سینہ اسطرلاب جادو کے سینہ توڑ کر پار گذر گیا اسطرلاب جادو تڑپ کے زمین پر گرا ادھر خواجہ نے ہتھوڑے سے عقاب کا کام تمام کیا ان دونوں کے مرتے ہی قیامت کبریٰ برپا ہوئی صدائیں گیر و دار کی آنے لگیں آتش باری و برف باری دیر تک ہوئی وہ حصار طلائی مانند برق کے چمک کر نظروں سے پنہاں ہو گیا بعد کچھ دیر کے وہ شور و غوغا موقوف ہوا اور آواز پیدا ہوئی کہ قتل ہوا نام من عقاب مرد اثر جادو بود و اسطرلاب جادو بود و حیف مردیم و جان داد یم و بلاتے خود شما پیچیم اب اچھے طلا ماتھ تحریر زار ہو رہے اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ ایک صحرا ہے لق و دق ہے نہ وہ حصار ہے نہ دروازہ لاشیں دو ساحروں کی پڑی ہوئی ہیں امیر نے ان دونوں کی لاشوں کو پائے فیل میں بندھوا کر کھنچوایا کہ دیکھنے والے عبرت کریں اور اس مرحلہ کے ٹوٹنے کی اس قدر خوشی ہوئی کہ صحبت جشن منعقد فرمائی اور لاشیں ان دونوں کی مرغلیہ میں ڈلوا دیں کہ جس طرح انہوں نے بندگان خدا کا گوشت کھایا تھا اسی طرح ان کا بھی گوشت عقاب و زاغ و زغن ملائیں ایک ہی روز میں گدوں اور چیلوں نے گوشت کھا کر ہڈیاں صاف کر دیں امیر با توقیر نے تمام سرداران اسلام سے خواجہ کو انعام دلوایا اور آپ بہت بھاری خلعت عنایت کیا بادشاہ کی جانب سے ایک لاکھ روپیہ انعام عنایت ہوا بعد اس کے صحبت جشن آراستہ ہوئی خواجہ ارباب نشاط کے داروغہ ہوئے اس رقم سے بھی جیا رہ کا نفع حاصل ہوا آخری صحبت میں خود بھی خواجہ عمرو داؤدی یہ غزل گانے لگا

غزل

نیاز مند ہوں پھر کیا حضور میں نے کیا
زبان سے یہ نہ کہوں گا قصور میں نے کیا

ہوں شوق کو بس تھا اتنا تصور بھی
اگر خیال دل ناصبور میں نے کیا

جما تھا قلب میں یوں داغ بدگمانی غیر
کہ اس کا پاس نزاکت ضرور میں نے کیا

بھلا کے دل سے نہ انداز دلبری کے تو
میں جانتا ہوں کہ دریا عبور میں نے کیا

رہا نہ بزم میں کبھی باز عرض حال سے میں
ذرا سی بات ہر کہند و قصور میں نے کیا

پکاری رحمت حق اس کو دور میں نے کیا
جو بے نیاز یہ اپنے غرور میں نے کیا

فغاں بھی جلوہ فروز جمال دوست رہا
پکارنے کا ارادہ ضرور میں نے کیا

میں چھپ سکے کبھی نہ انہیں حجاب دیکھ سکا
چھپا چھپا کے مہینوں میں دور میں نے کیا

کسی کے وعدہ فردا کا انتظار کا حشر
نہ اعتبار دل ناصبور میں نے کیا

چلے ہیں رنجش باہم کے فیصلے کو مگر
ہی جب آنکھ اشارہ ضرور میں نے کیا

گناہ کرتے ہیں جتنا قصور میں نے کیا
اگرچہ جان گیست میں جا کے بات رہے

فلک کو رشک ہو وہ کوہ طور میں نے کیا
مجھے بھی اپنے تحمل پہ ناز عشق میں تھا

نگاہ جیب کی وہ قصور میں نے کیا
فغاں نے انتہا ہی پکارتی ہو بھی

بلند شام سے شور نشور میں نے کیا
جو روکا ضبط نے کچھ دیر ایک قطرہ اشک

پر ایک بھی نہیں کہتا قصور میں نے کیا
کہیں یہ نہ رنجش باہم آرزو جیب کے

جب وقت جشن سے فراغت پائی تو صاحبقران عالیشان نے ارشاد فرمایا کہ اب یہاں سے چار آگے روانہ ہو حکیم سرمست نے عرض کی کہ یا صاحبقران حضرت اخترشناس کو ساتھ بھیجے جو شخص ہمراہ لشکر ہو کر جائے گا وہ حضرت کے خلاف رائے نہ کرے کہ یہ مرحلہ اول سے زیادہ سخت ہے صاحبقران نے فرمایا کہ بہتر ہے اور جبرئیل جادو کو بلا کے ارشاد کیا کہ یہ مقام نازک ہے تم مرد سپاہی ہو جہالت سے کام نہ لینا جتنا کہ حضرت اخترشناس ہدایت کریں اسی پر عمل کرنا جبرئیل جادو نے عرض کی کہ میں تابع فرمان ہوں جس مقام پر

یہ کہہ کر مینا ئی جگہ بارگاہ بیربا کر دون گا یہ عرض کر کے انھون نے بارگاہ بارگرائی اور اپنے چالیس ہزار عادلون سے
مع خضران اختر شناس آگے روانہ ہوئے بعد اس کے اور سرداران بھی بعد دیگرے روانہ ہونے لگے لیکن ہاروت
جادو نے کہا کہ یا امیر یا توقیر جس جلسے پر آپ چلے ہین یہ نہایت سخت ہے یہان اسم اعظم آپ کا کام نہ دیگا اسلئے
کہ یہ مقام سحر بند اور طلسم بند ہے کچھ یہان کے راز میرا ماموں جانتا ہے لیکن مین مطیع اسلام ہو گیا ہون اور وہ کافر ہے مجھے
امید نہیں کہ وہ راز سے حضور کو آگاہ کرے گا فرمایا کہ ہم بھی سوا خدا کے کسی کی مدد کا خواہان اور محتاج نہین ہون یہ
فرما کر سوار ہوئے اور جانب مرحلہ روانہ ہوئے ہاروت جادو ہمراہ تھا ایک منزل طے کی ہو گی کہ سامنے سے ساندنی
سوار نمودار ہوا جس وقت قریب پہونچا تو نامہ ہاروت جادو کو دیا ہاروت جادو نے نامہ کو پڑھا مگر چہرہ سے اس کے
آثار پریشانی کے پیدا ہوئے صاحبقران نے پوچھا کہ کیون اے ہاروت جادو خیریت تو ہے ہاروت جادو نے عرض
کی کہ یہ نامہ میرے ماموں ابرق جادو کا ہے عجب طرح کی پریشانی اس نامہ سے ظاہر ہوتی ہے وہ لکھتا ہے کہ اے فرزند تم
پر وقت سخت ہوا اور زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے ایک بلا ہمارے ملک مین نازل ہوئی ہے کہ وہ دس بارہ ساحرون کو روز
نگل جاتی ہے نہ سحر کام دیتا ہے نہ زور چلتا ہے اگر تم سے ہو سکے تو کسی طرح اپنی امانت مجھ سے لے جاؤ میری زندگی کا تو خاتمہ معلوم
ہوتا ہے صاحبقران نے فرمایا امانت کیسی ہاروت جادو نے عرض کی کہ میری شادی میرے ماموں کی دختر سے قرار پا چکی ہے
یہ اشارہ اسی طرف ہے کہ اپنی عروس کو لے جاؤ کہ یہان نہ رکھ لو ایسا نہ ہو کہ میرے ساتھ اس پر بھی کوئی آفت آئے تو
بچ گیا وہی سہی یا صاحبقران ماموں میرا اگلے ساحرون مین سے ہے ایک ساحر کی مجال نہین ہے کہ اس سے مقابلہ
کرسکے مگر نہین معلوم یہ کونسی بلا آئی ہے جس نے اتنے بڑے ساحر کو پریشان کر دیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے ہاروت
جادو مین چلون گا اور اس بلا کو دفع کرون گا ہاروت جادو نے عرض کی کہ یا امیر ہمدردی برادران ایمانی کی تو واجب
ہے یا کافر کی آپ کو کیا ضرورت ہے کہ وہان جائیے یہان آپ کو خود ہی ایک مہم در پیش ہے امیر نے ارشاد فرمایا کہ اے ہاروت
جادو ہمین خدا نے اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ دنیا سے ظالمون کو دفع کرین اور امن قائم کر کے راہ حق کی ہدایت
کرین ہاروت جادو وجد کرنے لگا اور کہنے لگا کہ واقع مین آپ خاص بندے خدا کے ہین لیکن پہلے چل کر اپنے لشکر کو
قائم کر دیجئے اور سب کو منع کر دیجئے کہ جب تک ہم واپس نہ آئین اس وقت تک کوئی آگے بڑھنے کا قصد نہ کرے صاحبقران
نے فرمایا کہ بادشاہ اسلام انتظام کے واسطے موجود ہین لیکن طہمورث شیر پیکر نے عرض کی کہ یا امیر مین بھی آپ کے ساتھ چلونگا
صاحبقران نے فرمایا کہ تم میرے قائم مقام ہو بہتر ہے کہ تم لشکر مین رہو اور مجھکو جانے دو طہمورث نے کہا کہ مین اگر لشکر مین
رہون گا تو مرحلہ پر جاؤن گا صاحبقران نے دیکھا کہ یہ مچلا ہوا ہے الحقیقت اگر اس کو مین ساتھ نہ لے جاؤن گا تو یہ مرحلہ پر
جا کر مبتلائے بلا ہو جائے گا خلاصہ یہ کہ صاحبقران اور خواجہ خضران اور طہمورث اور شاہپور اور ہاروت جادو ہمراہ
اسی نامہ دار کے جانب شہر ابرقیہ روانہ ہوئے جس وقت قریب شہر پہونچے اور خبر ابرق جادو کو ہوئی کہ بھانجا آیا
آتا ہے لیکن دو شہریار اور بھی اس کے ساتھ ہین یہ سنکے ابرق جادو مع بہن ستارہ پیشانی واسطے استقبال کے
روانہ ہوا راستہ مین ملاقات ہوئی صاحبقران سے جو آنکھ چار ہوئی رعب امیر سے ابرق جادو بے اختیار تسلیم کو جھکا امیر
نے مرکب سے اترنے کا قصد کیا تھا کہ ہاروت جادو نے رکاب پکڑ لی اور عرض کی کہ آپ کا مرتبہ یہ نہین ہے کہ آپ ہر کس و ناکس
کی تعظیم کیجئے امیر نے فرمایا کہ اے برادر مین ایک مرد فقیر ہون اپنے سے ہر شخص کو بہتر جانتا ہون ابرق جادو نے اپنے بھانجے
سے کہا کہ ان دونون شہریارون سے مجھے آگاہ کرو ہاروت جادو نے کہا کہ ان مین ایک تو صاحبقران با اقبال ہین اور
دوسرے شاہزادہ طہمورث شیر پیکر عزیز و جانشین صاحبقران ہین جس وقت نامہ آپ کا پہونچا ہے اور یہ دونون شہریار
مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے تو فرمایا کہ ہم چل کر اس بلا کو دفع کرین گے مین نے ہرچند عرض کی کہ آپ کو کیا ضرورت ہے فرمایا ہم
ہر درد مند کے ہمدرد ہین ابرق جادو نے کہا کہ نام تو صاحبقران کا ایسا ہے کہ ہر گوش ہوش تک پہونچا ہوا ہے لیکن یہ تو بتاؤ

کہ تم ساحر ساحری پرست ہو مسلمان ہو کہ رہبر راہ اسلام تمہارے ان کے ارتباط کیونکر ہے اسوقت بارو ت جادو نے کہا کہ
مین مطیع اسلام ہو گیا ہون مین نے ساحری پرستی کو دل سے ترک کر دیا اور سبب اُس کا یہ ہوا کہ تاریک شیر ایرو ایک
ساحر تھا کہ اُس نے تنہا صاحبقران کو پریشان کیا امیر یا تو قیر اُس کے تعاقب مین تشریف لائے تاریک بھاگ کر مندر
سامری مین چھپا امیر نے اُس کو مندر مین قفس کے مارا مین نے صاحبقران کو اسیر کر کے جلوا دیا مگر ان کے خدا نے ان کو محفوظ رکھا
اور نتیجہ یہ ہوا کہ عیار امیر کا مجھکو گرفتار کر کے سامنے صاحبقران کے لے گیا قصور تو مین نے ایسا کیا تھا کہ عوض مین اُس کے
صاحبقران جو کچھ میری حالت کرتے وہ بجا تھی مگر صاحبقران نے لطف خسروانہ سے کام لیا مجھے چھوڑ دیا مین نے ان کی
اطاعت اختیار کر لی اُسوقت ابریق جادو نے کہا کہ خیر تو نے جو کچھ کیا اچھا کیا لیکن مین یہ کہے دیتا ہون کہ اگر صاحبقران
اسواسطے تشریف لائے ہون کہ مین اُس کے شہر سے بلا کو دفع کر کے اسے بھی مسلمان کرون تو یہ مین پہلے سے کہے دیتا ہون کہ
مین ہرگز اطاعت اسلام اختیار نہ کرون گا صاحبقران نے فرمایا کہ ہدایت کرنا ہمارا کام ہے ماننا نہ ماننا تمہارے اختیار مین ہے ہم
کسی پہ جبر نہین کرتے ہین سوا اُس کے جو دشمن جان ہوتا ہے اور ہمارے قتل کا ارادہ رکھتا ہے اُسے ہم بھی یا مطیع کرتے ہین یا
قتل کر ڈالتے ہین جس وقت تک تو ہمارا دشمن نہین ہے اُسوقت تک ہم تیرے دوست ہین بلکہ حالت دشمنی مین بھی اپنے آئین
کے موافق دوستی ہی کرین گے کہ پہلے تجھے سمجھائین گے جب نہ مانیگا تو قتل پر ہاتھ اٹھائین گے یہ سنکے ابریق جادو سب کو
ساتھ لئے ہوئے ایوان شاہی مین آیا راستہ مین خبر پہونچی کہ دیو قہقہہ فیل سر جادو آج بھی پندرہ ساحرون کو پکڑ لے گیا
امیر نے ابریق جادو سے ارشاد فرمایا کہ تم کیسے ساحر ہو کہ ایک دیو پر تمہارا سحر کارگر نہین ہوتا اس نے عرض کی کہ یا
صاحبقران وہ دیو بھی ہے اور ساحر بھی ہے اس کے علاوہ روئین تن ہے کہ حربہ اُس پر کارگر نہین ہوتا ہے جس وقت وہ آتا ہے
اور چیخ مارتا ہے تو جتنے آدمی اُس کے سامنے ہوتے ہین سب بیہوش ہو جاتے ہین دس پندرہ کو وہ پکڑ لیجاتا ہے اور کھجور کے
کھا جاتا ہے میرے شہر سے قریب ایک پہاڑ ہے کہ اُس کو کوہ غارا کہتے ہین اُسی کوہ کو اُس نے اپنا مسکن قرار دیا ہے اگر چند روز
یہ دیو رہ گیا تو اس ملک پر کیا موقوف ہے اور شہر بھی جس قدر یہان سے قریب ہین یقین ہے کہ سب جنگل ہو جائینگے اور
باشندگان شہر یا تو نکل جائین گے یا لقمہ دہان دیو ہونگے وہ دیو زبردست اسقدر ہے کہ اُس نے گرز اپنا شہر کے ناکے پر ڈالدیا
ہے اور قول اُس کا یہ ہے کہ جو اس گرز کو اُٹھا لے وہ مجھسے مقابلہ کرے فرمایا کہ مجھے وہان لے چلو ابریق جادو نے ملکہ یمن
ستارہ پیشانی اپنے فرزند سے کہا کہ تم ملک و مال سے خبردار رہنا مین امیر کے ساتھ جاتا ہون جب صاحبقران بلاوجہ
میرے مددگار بنتے ہین تو مجھپر ان کی رفاقت واجب ہے اگر ان پر آنچ آئی تو مین بھی دیو سے لڑکر اپنی جان دونگا اور اگر خدا
نے فتیاب کیا تو پھر تجھسے آکے ملونگا یہ کہکر فرزند کو گلے سے لگایا تاج اُس کے سر پر پہنایا سلطنت اپنے ارکان دولت سے
نذرین دلوا کر آپ امیر کے ساتھ ہوا اور کچھ فوج بھی ہمراہ لینے کا قصد کیا امیر نے کہا کہ اگر تم فوج لے کے چلو تو مجھے نہ لیجاؤ
مین تنہا جاؤنگا صرف ایک شخص کو برائے راہبری میرے ہمراہ کر دو ابریق جادو نے عرض کی کہ مین ضرور ساتھ چلونگا
اگر آپ کی خوشی نہین ہے تو فوج کو اپنے ہمراہ نہ لونگا یہ کہکر ابریق جادو ساتھ ہوا اور بار و ت جادو بھی ہمراہ رکاب ہوا
صاحبقران اور طہمور شیر پرور تو آگے آگے دونون عیار گوشہ زین تھامے ہوئے اور پشت پر بارو ت جادو
اور ابریق جادو شہر کے ناکے پر پہونچے تو دیکھا امیر نے کہ ایک بہت بڑا گرز رکھا ہوا ہے امیر قریب گرز کے آئے تو
لہ گرز پر کچھ تحریر دیکھا غور کر کے جو پڑھا سام کا نام تحریر تھا اب تو صاحبقران متحیر ہوئے کہ یہ گرز سام بن نریمان تو
صاحبقران کے قبضہ مین رہا اس دیو کے قبضہ مین کیونکر آگیا اُسوقت خضران نے عرض کی کہ یا صاحبقران اسوقت
مجھ واقعہ بیابان کاج و باج کا یاد آگیا ہے اُس کو سماعت فرمائیے جب حمزہ ثانی بدیع الملک کو صاحبقران کرکے جانب
مکہ معظمہ روانہ ہوئے تو ہمراہ بارگاہ سلیمانی کے چند اور تبرکات بھی اپنے ہمراہ لیتے گئے تھے انھین مین سے یہ گرز سام
بن نریمان بھی ہے جب امیر نے بیابان کاج و باج مین قیام فرمایا اور ساحران بیابان کاج و باج نے بارگاہ مین آگ لگا دی

تو صاحبقران بزور اسم اعظم کے اُس آتش مشتعلہ سے نکلے باقی بہزاد و سردار بھی نکل گئے ایرج اور نورالدہر کو تو پہنچ
لے گئے تھے اور کرب دلاور بارگاہ کو لے کر نکلے تھے اُس حالت اضطراب میں بارگاہ کو لے کر نکلنا کرب ہی کا
کام تھا کہ ہر شخص کو اپنی اپنی جان کی پڑی تھی اُس انتشار کی حالت میں کرب بارگاہ کو تو لے کے نکل گئے مگر گرز
چھوٹ گیا تھا اُسے یہ دیو اُٹھا لایا ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو یہ معاملہ قرین قیاس ہے اسوقت ابرق جادو
نے بھی تصدیق کی اور صاحبقران سے عرض کی کہ یا امیر ساحران بیابان گنج و باج وہ بلا کے ساحر تھے کہ عالم کے ساحر انکا
نام سنکے کانپتے تھے انھیں میں سے یہ دیو قہقہہ فیل سحر جادو بھی ہے ملاحظہ فرمایئے کہ ہمارا سحر اس پر کارگر نہیں ہوتا باوجودیکہ
میں بھی ایسا ویسا ساحر نہیں ہوں ایک عالم مجھے بھی جانتا ہے اور تین لاکھ ساحروں پر میں حکومت کرتا ہوں اور بڑے بڑے
ساحر میرے نام سے تھراتے ہیں مگر اس ساحر کا میں کچھ نہیں کرسکتا صاحبقران نے فرمایا کہ قبل اس ملعون کا حملہ واجبا
سے ہے کہ یہ شہر یکسا خون خدا پرستان رہ چکا ہے یہ فرماکر گرز پر زور کیا آسانی اُٹھا لیا اور فرمایا کہ بزرگوں سے یہ بھی سنا ہے کہ یہ
گرز اُسی سے اُٹھے گا جو صاحبقران ہوگا دوسرا اس گرز کو نہیں اُٹھا سکتا یہ سنکے طہمورث نے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں
بھی اس گرز پر زور کروں صاحبقران نے فرمایا کہ اے طہمورث اسوقت تک تم سب کی نگاہوں پر چڑھے ہوئے ہو اور یہ کمال
تقدیر کا ہے اس میں کدوکاوش ورنہ خفت حاصل ہوگی یہ گرز بغیر صاحبقران کے ہرگز نہ اُٹھے گا طہمورث نے کہا یا امیر یہ تو ظاہر ہے کہ
میں صاحبقران نہیں ہوں پھر اگر یہ گرز مجھ سے نہ اُٹھا تو میری کیا توہین ہے امیر نے گرز ہاتھ سے رکھدیا اور فرمایا کہ تم جانو
اسوقت طہمورث نے مونٹھ گرز کی پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کے جو زور کیا گرز کو اُٹھا لیا ابرق جادو نے اور ہاروت
جادو نے تو تعریف کی لیکن صاحبقران کسی قدر ملول ہوئے یہ دیکھ کر طہمورث نے عرض کی کہ یا امیر اسوقت میں
چہرہ پر آپ کے کبیدگی کے آثار پاتا ہوں اس کا کیا سبب امیر نے فرمایا کہ اے طہمورث مجھے اس کا ملال نہیں ہے کہ تم نے گرز
اُٹھا لیا اور تم میرے ہمسر ہوگئے بلکہ یہ رنج ہے کہ زمانہ میری صاحبقرانی کا بہت کم رہ گیا ہے ورنہ یہ گرز تم سے نہ اُٹھ سکتا
اور یہ میں کہے دیتا ہوں کہ بعد میرے تمھیں صاحبقران ہوگے دوسرا نہوگا اسوقت یاد تو بخیر مجھے سکندر رومی تم خوب
یاد آ گئے کہ اُنھوں نے چھ بیس من کا گرز تک اُٹھایا ہے اور یہ اٹھارہ سو من کی ضرب ہے لیکن ان سے بھی یہ گرز اس صفائی
سے نہ اُٹھے گا جس طرح تم نے اُٹھا لیا ہے اگر خدا بخیر و خوبی سکندر سے ملائے گا تو ہم تجربہ کرا کے دکھا دیں گے طہمورث نے
عرض کی کہ مجھے ہوس صاحبقرانی نہیں ہے میں آپ کی اطاعت کو صاحبقرانی سے بہتر جانتا ہوں فرمایا کہ یہ تمھاری سعادتمندی
ہے مگر جو فعل تقدیری ہے وہ ہونا ضروری ہے علاوہ اس کے میں خوش ہوں اس بات پر کہ بعد میرے تم صاحبقران ہوؤ گے
سنو طہمورث نے عرض کی کہ اگر آپ ایسا ارشاد کرتے ہیں تو دیو قہقہہ سے مقابلہ بھی میں کروں گا فرمایا اے طہمورث اس ارادہ
سے باز رہو اس لئے کہ دیو کی حالت تم سن چکے ہو کہ وہ ساحر بھی ہے اور تم صاحب اسم اعظم نہیں ہو تمہارا دیو سے مقابلہ کرنا اپنا
پاؤں سے دہان گور میں جانا ہے طہمورث نے کہا کہ اگر خدا کو آپ کے بعد مجھے صاحبقران بنانا ہے تو وہ میری حفاظت کرے گا اور
مجھے دیو کے ہاتھ سے بچائے گا امیر اس جواب پر خاموش ہو رہے اب طہمورث نے بائیں ہاتھ میں گرز سنبھالا اور دستے ہاتھ
میں نیزہ لیا اور جانب کوہ چلا صاحبقران بھی ساتھ چلے مگر کسی قدر فاصلہ سے جس وقت طہمورث قریب درہ کوہ کے پہونچا
تو دیکھا کہ دیو سو رہا ہے بس طہمورث نے آواز دی کہ او اجل رسیدہ ہوشیار ہو کہ اجل تیرے سر پر آ گئی دیو اُٹھا دیکھا کہ
ایک نوجوان وہی گرز جو میں نے شہر کے ناکے پر رکھا تھا تانے ہوئے کھڑا ہے چونکہ دیو کو یہ بات اپنے علم سحر کے ذریعہ سے
معلوم تھی کہ جو اس گرز کو اُٹھائے گا وہی میرا قاتل ہے اور اسی غرض سے اس نے گرز کو شہر کے ناکے پر رکھدیا تھا کہ جو گرز تانا
ہوئے آئے گا مجھے معلوم ہو جائے گا اُس سے میں مقابلہ نکروں گا اور جان بچا کے نکل جاؤں گا بس اس نے اُٹھ کے درہ
سے نکلنا چاہا طہمورث نے کہا کہ بس آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا دیو قہقہہ نے سونڈ اپنی بلند کی اور دہن کھول کے چیخ مارنے کا
قصد کیا اس غرض سے کہ یہ آواز میری سنکے بیہوش ہوگا تو میں نگل جاؤں گا ہنوز آواز اس کے دہن سے باہر نہ آئی تھی کہ

خدا کرے تہ خنجر مرا گلو آئے
بنا تھا برق سر طور ابھر کے تار نگاہ
ذرا یہ سر جو ہلا دے ابھی سبو آئے
نہ ہو یہ کہنے کو ہم بے کہے کرے واعظ
کہاں یہ آج بزرگ فرشتہ خو آئے

ذرا دکھائیں ادھر بھی تو کھینچکر تصویر
کلیم خوش ہیں کہ وہ میرے روبرو آئے
لگا گئی ہمارے لب جو قطار مینا کی
حرم کو جاتے ہوئے منہ بتوں کا چھو آئے

کلیم کہتے ہیں وہ میرے روبرو آئے
ادب سے بول نہیں سکتا ہوں اُن کے آگے
لگا کے سرو نے ہم کنار جو آئے
ریاض آئے تو لوگوں نے سیکڑوں کہا

جب راگ رنگ موقوف ہوا تو صاحبقران اور طیمور شہپر پرور نے قلعہ پیلا ہاروت جادو وصل عروس سے کامیاب ہوا صبح کو صاحبقران نے سامان کوچ کیا ابرق جادو نے ہاروت جادو اور بہمن ستارہ پیشانی کو اپنا قائم مقام کیا اور آپ ہمراہ رکاب سعادت انتساب صاحبقران ہو کر جانب مرحلہ صاحبیہ روانہ ہوا وہاں لشکر صاحبقران باوقار کا اترا ہوا تھا اور سامنے وہ درخت تھا جس کے پھلوں سے مرکب پیدا ہوتے ہیں اور لوگوں کو لے جاتے ہیں درخت نہایت بزرگ تھا کئی کوس تک شاخیں اُس کی پھیلی ہوئی تھیں سرداران اسلام بادشاہ سے عرض کرتے تھے کہ اگر حضور اجازت عطا فرمائیں تو ہم جائیں اس درخت کے عجائبات دیکھ آئیں بادشاہ کا حکم قطعی تھا کہ خبردار جنتک صاحبقران تشریف نہ لے آئیں اُسوقت تک کوئی جانے کا قصد نہ کرے جو صاحب خدمت تھے وہ سمجھ گئے کہ مخالفت ہے لیکن سر سنگ دیوانہ رفیق شاہزادہ سکندر رستم خو اس حکم کے معنی یہ سمجھا کہ جبتک صاحبقران تشریف لے آئیں اُسوقت ضرورت دریافت کرنے کی نہیں ہے جیسے ہی گرد اڑی اور ہرکاروں نے خبر آمد صاحبقران بیابان کی لوگ پیشوائی کو روانہ ہوئے اور صاحبقران کو لیکر میدان سے پھرے اور سر سنگ دیوانہ نے امیر کو آتے دیکھا بس یہ مع لشکر اُس درخت کی طرف چلا لوگوں نے منع کیا کہ کہاں جاتے ہو یہ کس کی سنتا تھا جیسے ہی زیر سایہ درخت پہونچا درخت کو حرکت ہوئی اور پھل زمین پر گر گرکے چٹکے ہر پھل سے ایک مرکب پیدا ہوا اور شیہہ کرکے ایک ایک مرکب ہر سوار کی طرف چلا دیکھا سواروں نے کہ مرکب ساز و یراق سے آراستہ نہایت عمدہ ہیں ہر سوار نے اپنے اپنے گھوڑے کو چھوڑا اور اُن مرکبوں پر سوار ہوئے بس پشت پر جاتے ہی مرکبوں نے صحرا کا رخ کیا ہر چند سواران کو پھیرتے ہیں لیکن یہ جو صحرا کی طرف چلے تو چلتے چلتے نگاہوں سے غائب ہو گئے اور درخت میں پھر اسی طرح پھل پیدا ہو کر لٹکنے لگے صاحبقران اور دیگر سرداران اسلام اس واقعہ کو دیکھکر نہایت حیرت میں آ گئے امیر نے ابرق جادو سے فرمایا کہ میں کچھ لوگوں کو سر سنگ دیوانہ کی تلاش میں روانہ کرتا ہوں ابرق جادو نے عرض کی کہ اب سر سنگ سے تو ہاتھ اٹھا لیجئے وہ سب تاراں صاحبیہ میں پہونچ گئے ہونگے جو باقی ہیں ان کو بچائیے کہ یہ بھی جاکر مبتلائے بلا نہو جائیں صاحبقران نے بادشاہ اسلام کو ابرق جادو سے آگاہ کیا ابرق جادو نے صاحبقران کی قدمبوسی حاصل کی سب آکر بارگاہ میں بیٹھے امیر نے سر سنگ دیوانہ کے لئے افسوس کیا بعد اس کے ابرق جادو نے صاحبقران والاشان سے عرض کی کہ جسقدر حالات مجھے یہاں کے معلوم ہیں انھیں میں حضور کے سامنے بیان کرتا ہوں آپ سماعت فرمائیں یا امیر بظاہر یہ ایک مرحلہ ہے اور بباطن دو ہیں جس طرح ایک درخت آپ کے پیش نظر ہے اسی طرح ایک درخت اور اس کے بعد بھی ہے جہاں حاکم صاحب جادو ہے اور وہاں کا فرمانروا صاحب جادو ہے اور یہ ایک ایک درخت ہے اور زیر درخت مسکن صاحب جادو اور صاحب جادو ہے اسی وجہ سے اس مرحلہ کو صاحبیہ اور اس کو صاحبیہ کہتے ہیں یہ دونوں ساحر بلا کے ہیں اگر حکیم اشراق خود ہی آکر مقابلہ کرتا تو آپ کا حکیم اشراق تک پہونچنا آسان نہ تھا یہ انہیں کی قضا تھی جو گھیر کے آئی اب میں اتنا کر سکتا ہوں کہ سحر کے تیلے تیار کرکے پھینکوں فوراً درخت کے پھلوں سے مرکب پیدا ہونگے اور تیلوں کو لیکر جانب صحرا روانہ ہونگے جس وقت گھوڑے نظروں سے غائب ہو لینگے تو اور پھل درخت میں پیدا ہونگے جتنے عرصہ میں اور پھل پیدا ہوں اگر کوئی شخص جائے اور اس درخت کو اکھاڑ کر پھینک دے اور فوراً اُس نشیب میں کو دپڑے جہاں سے درخت اکھڑے گا تو ہو سکتا ہے کہ منزل مقصود تک پہونچے اور بغیر اس کے ناممکن ہے اور یہ کام بھی صاحبقران کے دوسرے کا نہیں ہے اسلئے

اندر دو سہ ساعت یہ درخت اکھڑ سکے گا نہ مرحلہ پر پہونچ کر کچھ کر سکے گا اور اگر درخت اکھڑنے کے بعد کو دنے پاؤں دیر کی
تو ایسا شعلہ پیدا ہوگا کہ جلا کر خاک سیاہ کر دے گا آپ کا اسم اعظم کچھ کام نہ دے گا صاحبقران نے فرمایا کہ میں ہمزہ جادو کا
ابریق جادو نے یہ بھی عرض کی کہ دوسرا راستہ طلسم زلزلہ کا اور بھی ہے اگر مناسب جانیئے تو اس طرف سے چلیے حالانکہ
اس راستے سے سوا میرے اور کوئی آگاہ نہیں اور میں براے راہبری موجود ہوں لیکن صاحبقران عالیشان نے گوارا
نہ فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے ابریق جادو خدا نے مجھکو دنیا پر بلاؤں کے دفع کرنے اور راستوں کو کانٹوں سے صاف
کرنے کے واسطے معین فرمایا ہے جب اس صحرا کو ان کانٹوں سے صاف کرلوں گا تو آگے بڑھوں گا ابریق جادو نے کہا کہ
آپ کو اختیار ہے جو کچھ مجھ سے ہو سکتا ہے اس میں مجھے عذر نہیں میں بسر و چشم موجود ہوں جب دوسرا دن ہوا تو صاحبقران
نے رخ میدان کا کیا تمام سرداران لشکر ساتھ ہوے بادشاہ اسلام بھی دور تک ہمراہ آئے آخر رخصت دیکر صاحبقران
نے سب کو تو رخصت کیا مگر صاحبقران نے کلیم اور تہ لی لیں ابریق جادو نے اپنے سحر کے پتلے زمین پر چھوڑے اور ساتھ کے
دانے پڑھ کر ان پتلوں پر مارے پتلے پرا باندھ کر درخت کی طرف چلے صاحبقران کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ ایک مرتبہ درخت
کو حرکت ہوئی یہ معلوم ہوا کہ ہوا سے تند چلی درخت سے پھل گرے اور ان سے مرکب پیدا ہوے پتلوں نے مرکبوں پر
سواری لی مرکب پتلوں کو لے کر صحرا کی طرف بھاگے ہیں صاحبقران دوڑکر زیر درخت آئے اور درخت کو کولے میں دابکر
یا حیدر کرار کہکے جو زور کیا اتنے بڑے درخت کو بآسانی اکھاڑ کے پھینک دیا جہاں سے درخت اکھڑا تھا وہاں خندق سی ہو گئی
امیر با توقیر پاؤں ہوکے کو دیٹے ایک آواز پیدا ہوئی کہ اسم اعظم پڑھتے جاؤ امیر اسم اعظم پڑھنے لگے مگر حیران تھے کہ یہ آواز
کس نے دی جس وقت پاؤں امیر کے زمین سے آشنا ہوے اور آنکھ کھلی تو دیکھا صاحبقران نے کہ ایک میدان وسیع ہے کہ
نہ درخت ہے نہ گیاہ نہ بوے انسان آتی ہے نہ حیوان ہوا کے سنانے سے ہول پیدا ہوتا ہے عجب مقام وحشتناک ہے چند قدم
امیر چلے ہوں گے کہ ایک نالی سی معلوم ہوئی دیکھا امیر نے کہ نالی کے اس پار ایک مرکب ساز و یراق مرصع کار سے
آراستہ کھڑا ہے امیر نے جانب گردوں ہاتھ اٹھائے اور شکر پروردگار بجالائے کہ میں پیادہ پا تھا اور اس صحرا سے
لق و دق کا طے کرنا کس طرح یہ بیابان طے ہو سکتا اب اسی مرکب پر سوار ہو کر آسانی کے ساتھ اس وادی کو طے کرونگا
جس وقت امیر با توقیر اس نالی کو پھاند کر قریب اس مرکب کے پہونچے تو دیکھا کہ مرکب اسی طرح خاموش کھڑا ہے صاحبقران
نے خیال کیا کہ نہایت شائستہ ہے کہ سوار کے قریب آنے سے اسی طرح خاموش کھڑا ہے بس جلد ہی امیر نے پیٹھ پر ہاتھ پھیرا
مرکب گل کھلکے رہ گیا ہاتھ میں سیاہی سی کچھ لگ گئی جس قدر جواہر ساز میں زیب دیتا تھا وہ چمکا اور اس میں سے دھواں سا پیدا
ہوا اور مرکب مثل کافور ہوا میں اڑ گیا صاحبقران حیران ہوے کہ یہ کیا معاملہ ہے آواز قہقہہ کی آئی اور کسی نے یہ کہا
کہ ماندی تا قیامت ماندی اگر نالی نہ پھاندتا تو ممکن تھا کہ جہاں سے آیا تھا پھر پلٹ کے جا سکتا تھا مگر اب کیا جا سکتا ہے سنکر
امیر پریشان ہوے اور چاہا کہ نالی پھاند کے پھر اسی طرف چلا جاؤں اب جو قریب آکر خیال کرتے ہیں تو ایک دریاے زخار ہے
کہ بھرا ہے نہنگ اچھل رہے ہیں ایک ایک مچھلی ایک ایک جہاز کے برابر معلوم ہوتی ہے جس وقت ماہی ابھرتی ہے اور اچھلتی ہے تو
دریا میں تلاطم پیدا ہو جاتا ہے صاحبقران ناچار ہو کر پلٹے اور دوسری راہ اختیار کی تمام دن چلے مگر منزل کم طے ہوئی پہونچے
وہی صحرا تھا وہی دریا تھا شام کو ایک مقام پہ تھک کے بیٹھ گئے تیمم سے نماز ادا کی کہ اب اتنی قوت باقی نہ تھی کہ دریا تک
جا سکتے علاوہ اس کے یہ بھی خیال تھا کہ نہیں معلوم یہ پانی کیسا ہے اور وضو کر سکوں یا نکر سکوں الحاصل بعد نماز سے فراغ
حاصل ہونے کے اسی خاک کو فرش سمجھکر امیر سو رہے آج فاقہ بھی ہوا جب صبح ہوئی تو دیکھا صاحبقران نے کہ وہ دریا
بھی نہیں ہے اب امیر اور حیران ہوے یکایک ایک جانب ایک درخت خشک سا نہایت بلند نظر آیا امیر نے اس درخت کو نشان
قرار دے کر کوچ اختیار کیا اور چلے دن بھر کی رہروی میں اس درخت کے قریب پہونچے دیکھا کہ وہاں چند استخوان
بوسیدہ پڑے ہیں اور ان استخوانوں سے یہ آواز عبرت طراز آرہی ہے یہ باتیں ہم نے بھی کبھو جام جم سے دیکھا تھا

جو کچھ کہ نہیں ہے روبرو دیکھا تھا اوس حال کو کیا بیان کروں ہیں آمردہ اکثر خواب میں ساحر وہ جو کچھ دیکھا تھا اگر امیر نے انجام سوچ کر
آہ یہ فرمایا اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر ارشاد کیا کہ اے مسافران راہ عدم ہم کو بھی اب اپنے سے قریب سمجھو تم تو مرنے کے بعد
سامان دنیا ترک ہونے کی شکایت کرتے ہو ہم سے تو زندگی ہی میں دوست احباب سب چھوٹ گئے افسوس یہ اتنا ہے کہ نہ دیکھ
کر سکتے ہیں کسی کو اتنا دیکھتے ہیں جو مرنے کے بعد تجہیز و تکفین کرے گا ہیہات دنیا کا یہی رنگ ہے اسکے ظلم سے کسی نے نجات نہ پائی
پائی ہے یہ باتیں کرتے تھے دیکھے سامنے جاتے ہوئے کاسہ سر ان کے ٹھوکریں کھاتے ہوئے اسی حالت میں دیکھا کہ وقت نماز کا آ گیا
رہ گیا ہے صاحبقران نے تیمم سے نماز ادا کی اور انھیں مردوں سے باتیں کرنے لگے تمام رات اسی مشغلہ میں گذر گئی
امیر کو تیسرا دن اور پانچواں فاقہ ہوا قوت بہت زائل ہو گئی یہ سمجھ لیا کہ پھرنے چلنے سے تو کوئی فائدہ نہیں ہے اب آگے بڑھ کے خدا
جانے کس منزل پر شام ہو کیسی جگہ مقام ہو یہاں ان ساکنان ملک عدم سے کچھ باتیں تو ہو جاتی ہیں یہ خیال فرما کر ادھر ادھر دیکھنے لگے
یکایک ایک درخت خرد پر نگاہ **صاحبقران** کی پہونچی دیکھا امیر نے کہ ایک مرغ الٹی رنگت کا درخت پر بیٹھا ہے دونوں پاؤں میں
اس کے زنجیر بندھی ہوئی ہے اور سرا زنجیر کا زمین تک لٹک رہا ہے **صاحبقران** نے خیال کیا کہ اس مرغ کو پکڑ کے ذبح کرنا چاہئے کہ
کباب لگانے کا سامان نہیں ہے یونہی کچا گوشت کھا لیں گے سہارا تو ہو جائے گا یہ خیال فرما کر امیر آہستہ آہستہ قریب اس زنجیر کے
آئے اور زنجیر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کے جو زور کیا مرغ اڑا **صاحبقران** لٹک گئے قصد کیا کہ زنجیر چھوڑ دوں اب جو زمین کی طرف
خیال کرتے ہیں تو بہت دور ہے سوچے اتنی بلندی سے گرنے میں استخوان تک پارہ پارہ ہو جائیں گے بس **صاحبقران** نے خدا پر توکل
کیا کہ اب یہ مرغ جہاں لے جائے وہیں اتر پڑیں گے اور زیادہ یہ حیرت تھی کہ میں **صاحبقران** ہوں دیووں کو میں نے پست کیا ہے
یہ ایک مرغ ایسا ہے جس سے میرا کوئی قابو نہیں چلتا لیکن مرغ پہلے تو بلند ہو گیا اب اس کے زمین کی طرف متوجہ ہوا بعد تین گھنٹے کے
زمین پر اترا تو دیکھا **صاحبقران** نے کہ زمین سنگ مرمر کی ایک چٹان ہے اور یہ صحرا کسی قدر سبز و خرم ہے امیر نے فرمایا اے مرغ
مجھے کچھ پتا بتا کہ تو مرغ نہیں ہے اگر کہہ سکتا ہو تو اپنا حال زار بیان کر شاید مجھ سے تیری داد رسی ہو سکے کہ میں صاحبقران ہوں
اور زبان بندوں کی پہنچتا ہوں یہ سنکے اس مرغ نے منقار سے زمین پر یہ تحریر کیا کہ میں بول نہیں سکتا منقار پر میری سوزن سحر
لگی ہوئی ہے اگر آپ اسم اعظم پڑھکر سوزن سحر میری منقار سے کھینچ لیں تو میں گویا بھی ہوں اور حالت اصلی پر بھی آ سکتا ہوں اسوقت
آپ سے اپنی سرگذشت بیان کروں گا یہ عبارت لکھکر مرغ ہٹ گیا **صاحبقران** نے غور کر کے اس کو پڑھا اسم اعظم ورد زبان
فرمایا اور مرغ پر دم کر کے منقار پر ہاتھ پھیرا تو سوئی ہاتھ میں چبھی امیر نے سوئی کھینچ لی دیکھا کہ مرغ زمین پر تڑپا اور ہیئت انسانی
پر آیا **صاحبقران** کے ہاتھ چوم کے سلام کیا اور عرض کی کہ میرا نام **ریحان نجم شناس** ہے میں منجم ہوں مجھے اپنے علم کے ذریعہ
سے معلوم تھا کہ ایک وقت شب و روز میں ایسا آتا ہے کہ اگر انسان احاطہ سحر سے نکلنا چاہے تو ممکن ہے یہی سبب تھا کہ میں اس بیابان
میں پہونچا جہاں آپ حیران و سرگردان تھے اور میں آپ کو وہاں سے نکال لایا جو لوگ ناواقف تھے وہ نکل نہ سکے مجھ کو یہ ممکن
تھا کہ میں قید خانہ طلسم سے نکل جاتا مگر اس سے مطلب حاصل نہ ہوتا اس لئے کہ میرا آدمی بنانے والا کوئی اور سوا آپ کے نہ تھا
اور آپ سے شرف قدمبوسی حاصل ہونے کی یہی جگہ تھی اور کہیں جاتا تو اسی طرح مرغ بنا ہوا پھرا کرتا اب حالت اس مقام کی یہ ہے
کہ حاکم یہاں کا **صاحب جادو** ہے نہایت ساحر زبردست ہے اس نے اس مقام کو سحر سے بند کیا ہے ایک روز گذر صاحب جادو
کا شہر اجلالیہ کی طرف ہوا **اجلال روشن طالع** وہاں کا بادشاہ تھا اور میں اس کا وزیر تھا اور ایک دختر **اجلال روشن طالع**
کی ہے کہ نام اس کا ملکہ محبوب **سلطان** ہے نہایت حسین ہے **صاحب جادو** کی نظر اس شاہزادی پر پڑی عاشق ہو گیا جب خود
اسکے مرحلہ پر آیا تو ایک نامہ **اجلال** کو لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے **اجلال روشن طالع** نصیب تیرے جاگے اقبال
تیرا یاور ہوا کہ تیری دختر بلند اختر با دولت و اقبال کی منظور نظر ہوئی بہتر یہ ہے کہ ملکہ کو سوار کر کے ہمارے پاس بھیجدو ورنہ
نامہ اس مضمون کا میرے بادشاہ کو پہونچا تو اسے نہایت غصہ آیا چونکہ مرد بہادر و صف شکن تھا اس لئے جواب سخت لکھنے کا ارادہ
کیا میں نے منع کیا اور کہا کہ وہ ساحر ہیں آپ ان کا کچھ کر نہیں سکتے جہاں تک ہو سکے ٹالا کیجئے ٹالنا مناسب ہے بادشاہ نے کہا

اس بات کو منظور کیا اور میری صلاح ہے یہ جواب شاہ کو تحریر کیا گیا کہ ہمین اور تو کوئی عذر نہ تھا مگر اتنا عذر ضرور ہے کہ ہمارا مذہب
اور ہے تمہارا مذہب اور ہے جس طرح حسینہ بیغرقیا کے خاندان مین شادی کا دستور ہے اسی طرح ہمارے یہان بھی دوسرے
گھر مین بیٹی کو نہین بیاہتے ہین ہمین معاف کیجیے یہ جواب جو صاحب جادو کو پہونچا نہایت برہم ہوا اور غصہ مین آیا دو ساحر
اس کے مصاحب ہین کہ نام ایک کا نظام جادو اور دوسرے کا انتظام جادو ہے اور ایک عیار ہے کہ اس کو چھچل
کہتے ہین صاحب جادو نے انتظام جادو کے ساتھ چھچل عیار کو کیا اور حکم دیا کہ جا کر پیام دو اگر مانے فہو المراد اور
نہ مانے تو سزا بے معقول دینا انتظام جادو مجھ سے واقف تھا کہ جب تک یہ گرفتار نہ ہوگا کوئی زور نہ چل سکے گا اس نے
چھچل عیار کو بھیجکر مجھے گرفتار کرا لیا اور گرفتار کرکے اس نے مجھے تو مرغ بنا کے چھوڑ دیا بعد اس کے بادشاہ کو مع فوج ایک باغ
مین بلا کر پتھر کا بنا دیا ایک شخص معین ہے کہ وہ تیسرے دن جا کر سب کو ہیئت اصلی پر لاتا ہے اور کچھ کھلا پلا کے چلا آتا ہے اگر حضور
وہان تشریف لے چلین اور اسم اعظم پڑھکے دم کرین تو یقین ہے کہ وہ سب ہیئت اصلی پر آ جائین صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے
لے چلو اسی وقت امیر با توقیر ریحان اخترشناس کے ساتھ اس باغ مین تشریف لے گئے جہان اجلال روشن طالع
اپنی فوج سمیت پتھر کا بنا ہوا تھا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر ان سب پر دم کیا ہر ایک مین حس و حرکت پیدا ہوئی
ریحان اخترشناس نے بادشاہ کو صاحبقران سے آگاہ کیا بادشاہ نے ہاتھ چومے اور عرض کی کہ مجھکو ایک بزرگ نے خواب
مین آگاہ کیا تھا کہ تجھکو صاحبقران وقت عنقریب سے رہائی دینگے اور انھین بزرگ کی ہدایت سے مین نے دین اسلام
قبول کیا تھا مگر یا امیر یہ نہین معلوم کہ میری دختر کی عزت ان ساحرون کے ہاتھ سے بچی یا نہین فرمایا کہ اگر نیت تمہاری دختر
کی پاک ہے تو حفاظت کرنے والا اس کی ضرور حفاظت کریگا اجلال روشن طالع نے عرض کی کہ اب یہان سے پھرے
ملک مین تشریف لے چلیے اس کے بعد اختیار ہے جہان چاہیے تشریف لے جائیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ اے اجلال روشن
طالع مین ان مردودون کو شکست کرنے کو آیا ہون کہ ساحرون کے ہاتھ سے اہل دنیا کو سخت تکلیفین پہونچی ہین ہنوز یہ
باتین ہو رہی تھین کہ وہ شخص جس کی نگہبانی مین یہ لوگ تھے آ گیا ان سب کو حالت اصلی پر دیکھکر پکارا کہ تم کیونکر ہوشیار
ہوئے صاحبقران نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام چلا آتا ہے فرمایا او مردود آگاہ ہو کہ ہمین نے ان کو ہوشیار کیا اس نے کہا
کس کے حکم سے فرمایا حکم خدا سے ساحر کو غصہ آیا پکارا کہ تیرا قتل کرنا واجبات سے ہے کہ دشمن خاندان معلوم ہوتا ہے یہ
کہتے کہتے ناریل سحر کا کھینچ مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ناریل سے شعلہ نکل کر امیر کی طرف چلا تھا مگر قریب
پہونچتے ہی ببرکت اسم اعظم گل ہو گیا اسوقت ساحر نے زمین پر فلاک ماری اور صورت شیر درندہ بن کر امیر پر حملہ کیا
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر پھونکا اور آواز دی کہ دیکھ اپنی طرف کہ کس حال مین ہے ساحر نے دیکھا کہ ٹانگین جل رہی
ہین سحر کرکے بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ صاحبقران نے ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ اس کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے
ہی ساحر کے شور و غوغا ہوا فضا سے کا ز اسوقت بالا روی کرتا ہوا چھچل عیار بھی اس طرف آ نکلا تھا اس نے جو یہ
معرکہ دیکھا الٹے پاؤن جانب ایوان صاحب جادو روانہ ہوا کہ حاکم مرحلہ کو مرنے سے نگہبان کے اور چھوٹنے سے
قیدیون کے آگاہ کرون یہ اس طرف بھاگ کے جاتا ہے اور صاحبقران عالیشان ہمراہ اجلال شاہ کے طرف شہر
اجلالیہ کے چلتے ہین لیکن اب

دو کلمہ داستان مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران خواجہ خضران کے بیان ہوتے ہین۔

غزل — گل فلک سے جفا کی بھی کیون نہ ہو آئے
اگر وہ بیٹھے سے لڑانے کنارے جو آئے

لحد پہ آئے تو کیا ہم وہ عدو آئے
وہ خون نکلنے کی دیکھینگے سیر تیغ کیوقت

نہ کیون نزاع کی غیرون مین گفتگو آئے
تمام جسم کا شہ رگ ہی مین لہو آئے

اشتیاق پیدا ہوا اور ہمین یہ بھی دیکھنا ہر کہ تیرا طاقت ہماری ہمارے بعد بھی کرتے ہو یا نہین چنانچہ درویش انتقال کر گئے
جس جگہ درویش کی جھوپڑی تھی اُسی جگہ اُن کے ایک نائب نے بہت بڑا مقبرہ بنوا کر درویش کو وہان دفن کیا اور ایک
تصویر آہنی دیو کے قد برابر اور دیو کی صورت کی سرہانے قبر کے نصب کرا دی کہ جس کو جو ہدیہ درویش کی نذر کرنا ہو
وہ دہن دیو مین ڈال دے اے درویش باکمال آپ چل کر مہمانی میری قبول فرمایئے خواجہ ہمراہ اُس شخص کے اس کے
مکان پر گئے اُس مرد پیر نے خواجہ کی بہت آؤ بھگت کی خواجہ نے وہان قیام کیا روز شہر کی سیر کو جایا کرتے تھے لوگون سے
یہ بھی دریافت ہوا کہ درویش امیر شاہی کا نائب عرس مین آیا کرتا ہر اور خبر ظہور درویش سنایا کرتا ہر کہ اب اتنا زمانہ باقی
ہر اور اب اتنا زمانہ باقی ہر اب خواجہ کو یہ فکر ہوئی کہ کسی صورت سے اس مکار کو تلاش کرنا چاہئے کہ وہ کہان ہر لوگون
سے پوچھا انھون نے بیان کیا کہ وہ برسوین روز اسی دیو کے دہن سے باہر آتا ہر اور پھر صحرا کو چلا جاتا ہر خواجہ نے پوچھا
کہ کس طرف جاتا ہر لوگون نے رخ بتا دیا بس خواجہ نے اپنے میزبان سے رخصت مانگی میزبان نے عرض کی کہ درویش کی
جانب سے حکم ہر کہ اگر کوئی درویش باکمال ہمارے مزار پر آنکلے تو پیار کرو اور تمام درویشون کو جمع کر کے دعوت دو آپ کی
تشریف آوری کی خبر نائب درویش امیر شاہی کو دی گئی ہر اور وہان سے حکم ابھی نہین آیا ہر دو ایک روز اور
قیام کیجئے اُس کے بعد آپ کو اختیار ہر خواجہ خاموش ہو رہے دوسرے روز اُس مرد پیر نے عرض کی کہ اب حکم آ گیا ہر کل آپ کی
دعوت مزار درویش پر ہر جب دوسرا دن ہوا تو تمام شہر کے فقیر آ کر درویش امیر شاہی کے مزار پر جمع ہوے خواجہ بھی گئے
لوگون نے مصافحہ کیا نام پوچھا فرمایا مجھے گلاب شاہ کہتے ہین پہلے تمام فقیرون نے درویش کے نام پر فاتحہ پڑھا بعد اس کے
سامان دعوت مہیا ہوا خواجہ گلاب شاہ نے پوچھا کہ نائب درویش کہان ہر تصویر دیو مین سے آواز پیدا ہوئی کہ مین موجود
ہون خواجہ نے کہا کہ چھپا کیا بیٹھا ہر سامنے آ یا طاقت میہمان نداشت خانہ میہمان گذاشت + آواز آئی ہم ہر فقیر سے اسلاح
ملتے ہین بس خواجہ اُٹھ کھڑے ہوے اور کہا کہ تو سمجھ جو تجھے اس کی سزا ہے معقول ہر پہلے تو نے ہماری کچھ عزت نہ کی سے ہم تو
جاتے ہین مگر دیکھ تو کیا ہوتا ہر یہ کہکر آپ تو گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے بعد کچھ دیر کے جتنی پر تکلف چیزین وہان تھین وہ سب
غائب ہو گئین یہانتک کہ فقیرون کی ٹوپی کلاہین بھی کسی نے سر سے اُتار لین اب تو درویش بھاگے اور پکار پکار کے کہنے لگے کہ
برا ہو اس نائب درویش امیر ارکا کہ اس نے ہمارے مرشد کو بگاڑ دیا اب دیکھئے کیا ہوتا ہر غرضکہ وہ صحبت درہم و برہم ہو گئی
خواجہ جو لوٹ مار کے چلے تو جس رخ کا پتہ سنا تھا کہ نائب درویش فلان مقام کی طرف جاتا ہر اُسی طرف کی راہ لی کہ چل کر کچھ
رنگ جمانا چاہیے انھین لوگون کو صاحب جادو سے لڑوانا چاہیے یہ تو اس تلاش مین جاتے ہین لیکن حال اسرار شاہی
کا بیان کیا جاتا ہر کہ یہ شخص نہایت مکار ہر اس نے ایک باغ تیار کیا ہر شہر سے کئی کوس کے فاصلہ پر اور گرد اُس باغ کے بہت
بڑی بڑی جھاڑیان جھنڈیان لگی ہین کہ صحرا معلوم ہوتا ہر کوئی شخص اُدھر آنے کا قصد نہین کرتا ہر اس نے چند مصاحب اپنے
رکھے ہین انھین سے صحبت رہتی ہر ایک سرنگ باغ سے لے کر مزار درویش تک اس ترکیب کی لگائی ہر کہ جو کچھ دہن دیو مین
ڈالا جاتا ہر وہ لنڈھک کے باغ تک چلا آتا ہر اور جو اٹک کے رہ جاتا ہر اُسے کوئی جا کے نکال لاتا ہر اور جب کوئی عرضی آتی ہر تو
جب اس کے جی مین آتی ہر جا کر جواب دے آتا ہر اور برسوین روز جب عرس ہوتا ہر تو آپ جا کر سیڑھی لگا کر دہن دیو سے نکلتا
ہر اور عرس کر کے صحرا کی طرف چلا جاتا ہر وہان سے اپنے باغ مین چلا آتا ہر خواجہ جو تلاش مین اس کی چلے تو بیابان بہت صاف
و شفاف دیکھا صرف ایک ہی مقام پر کچھ جھاڑیان جھنڈیان نظر آئین خواجہ قریب اُن جھاڑیون کے آئے دیکھا کہ سلسلہ جھاڑیون
کا بہت دور تک چلا گیا ہر ایک جوڑا طاؤس کا جو اسرار شاہی کا پالو تھا آج دیوار پھاند کر ان جھاڑیون مین آ گیا خواجہ
نے جو طاؤس دیکھے اور طاؤسون کی نظر خواجہ پر پڑی طاؤس اڑے تو اڑ نہ سکے دیکھا خواجہ نے کہ پر طاؤسون کے
کٹے ہوے ہین اب خواجہ کو شبہ ہوا کہ یہ تو پالو معلوم ہوتے ہین اور پالو ہین تو کس کے ہین یہان سے قریب کوئی قریہ قصبہ
تو معلوم نہین ہوتا ہو نہ ہو پالنے والا بھی ان کا انھین جھاڑیون مین ہوگا بس یہ تصور کر کے خواجہ پیچھے ان طاؤسون کے

چلے یہانتک کہ جھاڑیون کو طے کرکے جو نکلے تو دیکھا کہ ایک دیوار ہے طاؤس تو دیوار پھاند کر اندر باغ کے چلے گئے اور خواجہ
دروازہ تلاش کرتے ہوئے آگے بڑھے تقدیر کا را اسرار شاہی اپنے طاؤسون کی تلاش مین آیا تھا اور دروازہ پر کھڑا ادھر
اُدھر دیکھ رہا تھا یہ تو اسقدر انجان تھا کہ یہان آنے جانے والا کون ہے یکایک دیکھا کہ ایک درویش چلا آتا ہے آنکھ چار ہونے سے
مجبور ہو کر صاحب سلامت کرنا پڑی پکار کر کہا یا اللہ دوسرے درویش نے جواب دیا کہ مدد اللہ درویش اسرار شاہی نے کہا
بابا یہان کیونکر آنکلے حضرت ان نے کہا ہم تیری طرح گوشہ نشین تو ہین نہین اس کی قدرت کے تماشے دیکھتے پھرتے ہین آج یہان تو
کل وہان ادھر کی بھی پھیری ہو گئی اب کل خدا جانے کہان ہون گے درویش کو مجبوراً کہنا پڑا کہ اب آگئے ہو تو فقیر کی دعوت
قبول کرو انھون نے کہا کہ مین تیری دعوت کیا قبول کرون تو دنیا دار ہے فقیر نے کہا کہ تم نے مجھ مین کونسی دنیا داری دیکھی
خواجہ نے کہا باغون مین رہنا عیش وعشرت کرنا یہ بادشاہون اور دنیا دارون کے شیوے ہین یا فقیرون کے خدا کے فقیر کے
ٹکڑ ولان مین بھی بڑے مزے دیتے ہین اگر یقین نہو تو کھا کے دیکھو نعمتون کو بھول جاؤ گے یہ کہکر چند ٹکڑے جھولی سے نکال کر
پیش کیے اسرار شاہی نے ایک ٹکڑا کھایا ایسا مزا پایا کہ کسی نعمت مین یہ مزا نہ پایا تھا نہایت تعریف کی اور درویش کے ہاتھ
چومے قدمون پہ گرا کہ ایک بار ورکی میری معافی قبول کیجئے خواجہ نے بدقت اس کی التماس منظور کی اور اندر باغ کے تشریف
لیگئے تمام باغ کی سیر کی ایک گوشہ کو دیکھا انتہا کا ہو کہ سمجھ مین نہ آئی ایک مقام پہ حوض نظر آیا خواجہ نے نہانے کی خواہش ظاہر
کی اسرار شاہی نے کہا اس حوض مین نہ نہائیے اس لیئے کہ پانی اس کا نہایت خراب ہے خواجہ سمجھ گئے کہ کچھ اسرار اس مین ضرور
ہے خاموش ہو رہے اسرار شاہی نے دعوت مین بہت عمدہ عمدہ نعمتین پیش کین خواجہ نے جس چیز کو کھایا اس مین کچھ نہ کچھ عیب
بتایا جب رات ہوئی اور سب سو رہے تو خواجہ اپنے مقام سے اٹھے اسرار شاہی سو رہا تھا کچھ عیاری کا تدبیرہ پڑھایا اور ساڑھے
تین مثقال بیہوشی دماغ مین پھونک دی جب اسرار شاہی بالکل بیہوش ہو گیا تو خواجہ نے اسے اٹھا کے زنبیل مین ڈال لیا
اور آپ اس کی صورت بن کر فرش خواب پہ لیٹ رہے آب دو چیزین بھی غائب کر دین جب صبح ہوئی تو ملازمون سے کہا کہ وہ
جو شخص نوآیا تھا اسے تلاش کرو معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی چور تھا لوگ تمام مین ڈھونڈھنے لگے کہین پتہ نہ پایا فرمایا کہ دیکھو کچھ
زر و جواہر مارا تھا وہ تو ہر پاس نہین ہے ان لوگون نے آکر صندوق کھول کھول کے دکھائے خواجہ نے تمام مال کا جائزہ لیکر
سب پہ مین قفل چڑھا کے کنجیان اپنے پاس رکھ لین اس کے بعد حوض مین اترے اور نقب کے راستے اسی دیو کی تصویر مین جاکر
آواز دی کہ آج کے تیسرے روز امیر شاہی درویش پیران بدل کے خروج کرین گے جو جو مشتاق زیارت ہو وہ آئے یہ
آواز جو مقبرے مین گونجی اور مجاور خبردار ہوئے تمام شہر مین غوغا ہو گیا کہ درویش ظہور کیا چاہتے ہین اور آج کے تیسرے
دن خروج کرین گے لوگ آآ کے مقبرے کے گرد جمع ہونے لگے جو عمائد شہر تھے انھون نے آکر دیو مین عرضیان لکھ لکھ کے
ڈالین کہ جو خدمت ہم سے متعلق کی جائے اسے ہم بسر وچشم بجا لائین آپ نے جواب تحریر کیا کہ اب جو ہم خروج کرین گے
تو دین اپنا پھیلائین گے کافرون کو سزا دین گے فوج بھی تیار ہو اور ہمارے واسطے ایک تخت نہایت عمدہ بنایا جائے اس مین
زر و جواہر لگایا جائے ہم جو نکلین گے تو اسی تخت پہ جلوہ افروز ہو کر خروج کرین گے یہ جواب عرضیون کے جو روسا شہر کو پہونچے
اسیوقت نجار بلوائے گئے اور جیسا نقشہ عرضی کے ساتھ لکھا ہوا آیا تھا اسی طرح کا تخت بنوایا زر و جواہر اس مین نصب کرایا گرد مقبرہ
کے خیمہ ڈیرے راوٹیان قلندریان پہچوبے آراستہ ہو گئے ایک رات پیشتر سے لوگون نے آکے قیام کیا کوئی خیمہ مین مقیم ہوا
کوئی سڑک ہی پہ پڑ رہا جو جس حیثیت کا آدمی تھا اور جس کو جہان جگہ مل گئی وہ وہین پڑ رہا جو مقرب زیادہ تھے وہ اندر مقبرہ
کے عبادت کیا کیے اور تمام رات جاگتے رہے کہ پہلا جلوہ ہمین دیکھین تمام رات عجب گہما گہمی رہی سارا شہر امنڈا پڑا ہوا تھا
میلا لگا ہوا تھا جا بجا ناچ ہو رہے تھے تنبو لئے تخت لگے ہوئے پان بیچ رہی تھین کسی جگہ بھنگ پینے والے جمع تھے نشہ
مین گانٹھ کی چھین رہی تھی کہین شہنائی بج رہی تھین لوگ ہر قسم کے مشغلہ مین اپنے دل کو بہلا رہے تھے وہ اتنی رات اشتیاق
درویش مین بسر ہو گئی تھی خدا خدا کرکے رات تمام ہوئی صبح ہوتے ہی تمام مخلوق کی نگاہین مقبرے سے لگی ہوئی تھین کہ اب

درویش امیر شناہی ظہور فرماتے ہیں لوگوں کی یہ حالت تھی کہ جو اندر مقبرہ کے تھے وہ باہر نکلتے تھے اور جو باہر تھے
وہ اندر جانے کی کوشش میں مصروف تھے قیامت کی کشمکش تھی کھوے سے کھوا اچھل رہا تھا مشتاق دیدار شور مچا رہے تھے
کہ میاں تشریف لائیے اب نہ ترسائیے لوگ دور ہی سے پھول نچھاور کر رہے تھے کچھ لوگ طبق ہاتھوں میں لئے کھڑے تھے
کہ میاں صاحب برآمد ہوں تو پھول گنگا جمنی لٹائیں وہ جو تخت تیار کیا گیا تھا اندر مقبرہ کے رکھا ہوا ہے یہاں تو یہ حالت ہوا دھر
وہاں خواجہ اسرار شاہی بنے ہوئے باغ کی سیر میں مصروف ہیں ایک مرتبہ گلگشت کرتے کرتے ملازمین سے فرمایا کہ لو
ہماری طلب ہوئی ہم تو اب جاتے ہیں اور جیسے درویش یہاں آتے ہیں ویسے وہ لوگ بدحواس ہوگئے کہنے لگے کہ آپ کے
باعث سے عیش کرتے تھے نہیں معلوم اُن درویش کا ہمارے ساتھ کیا برتاؤ ہو جواب دیا کہ وہ نہایت ترش مزاج اور
سخت طبیعت کے ہیں خبردار اُن کے خلاف ورزی کوئی بات نہ کرنا ورنہ سزا پاؤگے نکال دئے جاؤگے سب گھبرا گئے اور آپ
گلیم اوڑھ کے غائب ہوگئے اب تو اُن لوگوں کے اعتقاد قوی ہوگئے کہ بیشک یہ صاحب کشف و کرامات ہیں آپ نے گوشہ باغ
میں جا کر لوگوں کی نگاہ بچا کے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگایا اور صورت اپنی تبدیل کرکے آواز سلام علیکم کی بلند کی
اب جو اُن لوگوں نے دیکھا تو ایک پیر مرد چلے آتے ہیں کہ ریش اُن کی ناف سے نیچی ہے اور بڑا سا جبہ پہنے ہوئے ہیں ہاتھ
میں ہزارا ہے دوسرے ہاتھ میں سونٹا آواز دی کہ تم لوگوں نے بہت مال جمع کئے اور خوب مزے کئے لاؤ صندوق کہاں
ہیں یہ لوگ گھبرا گئے کہ ان کو تو سب معلوم ہے جس قدر صندوق مال و اسباب کے تھے سب پیش کئے آپ نے جس صندوق
میں ہاتھ لگایا وہ خالی ہوگیا یہاں تک کہ سب صندوق خالی کر دئے پھر سونٹا سیدھا کیا اور اُن لوگوں سے کہا کہ یہ تو سب
وہ مال تھا جو ہمارا جانشین اسرار شاہی ہمارے واسطے جمع کر گیا تھا تم لوگوں نے کیا جمع کیا وہ بھی لاؤ جو چھپا رکھے ہو لاؤ جو
اُس کو آئندہ اس سے دونا ملے گا اور جو کمی کرے گا اُس کے پاس سے موجودہ مال بھی ضائع ہو جائے گا فقیر پر سب
روشن ہے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے اب تو مارے ڈر کے جس کے پاس جو کچھ تھا اُس نے لا کے رکھ دیا آپ نے سب
اُٹھا کے نذر زنبیل کر دیا اور ان لوگوں سے کہا کہ تم اسی مقام پر قیام کرو ہم جاتے ہیں اور اپنے مریدوں کو راہ بتا کے تباہ
میں سب کے سب برگشتہ ہوگئے ہیں یاد خدا کو بھولے ہوئے ہیں یہ کہکر اُسی حوض کے راستے سے روانہ ہوئے آج اسقدر
اشرفی و جواہر لوگوں نے دہن دیو میں ڈالا ہے کہ راستہ مسدود ہوگیا ہے نقب گویا کہ بند ہے آپ روپیہ اشرفی جواہر سب
پرکھتے ہوئے نذر زنبیل کرتے چلے جاتے ہیں پھر بھی ہیں وہ راستہ صاف ہوا اور خواجہ اُس دیو کے جسم خالی میں پہونچے
ایک بانس کی سیڑھی لگی بنی ہوئی وہاں موجود تھی آپ نے اُس سیڑھی کو لگایا اور اوپر چڑھ گئے اور سپید مہرہ زنبیل سے
نکال کر دہن سے لگایا اور اس زور سے بجایا کہ لوگ دہل گئے بہت سے بیہوش ہوکر گر پڑے لیکن مجاوروں نے کہا
مودب ہو جاؤ میاں تشریف لاتے ہیں لوگ مودب کیا ہوتے بدحواس ہوگئے تھے ایک مرتبہ آپ نے سر اپنا دہن دیو
سے باہر نکالا لوگ دوڑے اور زر و جواہر نثار کرنے لگے دیکھا آپ نے کہ یہ تو نقصان ہوا جاتا ہے جو کچھ لٹایا جاتا ہے وہ
لوگ تبرک کہکے تبرک کیسے ڈالتے ہیں بس جلدی سے آپ باہر نکل آئے لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا جو لوگ کہ پہلے سے
تھے اور امیر شناہی کو دیکھے ہوئے تھے انھوں نے تو یہ کہا کہ میاں نے بدن بدلا ہے پہلے اور صورت تھی اب اور قطع ہے
اور جن لوگوں نے دیکھا نہ تھا وہ سمجھے کہ ایسی ہی صورت ہوگی جس وقت آپ مقبرہ سے باہر آئے اور لوگوں کی بھیڑ
پڑی جو جہاں تھا اُس نے اپنی حسب حیثیت لٹانا شروع کیا کسی نے اشرفی کسی نے جواہر کسی نے روپیہ کسی نے پیسے کی
کوڑیاں کسی نے پھول کسی نے بتاشے اور تالی بجائے آپ نے پھر سپید مہرہ منہ سے لگایا اور اُسے بجا کر آواز دی اجلال
جو جس کی توفیق ہو وہ نذر دے میں تنہا نہیں ہوں میرے ساتھ بہت سے موکل ہیں جن سے ابھی [illegible] نے عرض کی
میں روپیہ کی بہت ضرورت پڑے گی اشرفی سب سے اپنی اپنی حسب حیثیت پیش کرنا شروع کیا تھا ہوتا ہے اور صاحبقران
اُٹھا کر جیب میں رکھ لیا اور منہ سے ہر مرتبہ ایک نیا نام لیکے کہتے تھے کہ یہ فلاں کا حق ہے یہ فلاں کی ساحروں کو ماروں گا الٹیاں کھو

دو کلمہ داستان اسپان جادو کے سنیے

ہوے ساقی مجھے اک جام مے دے
کرون گا مین طلسمات جہان طے
یہی میدان ہے ساقی اور یہی گو
مین سچ کہتا ہون قرآن درمیان ہے

مین صدقے ساغر جمشید و کے کے
بہت سنہ زوریان اپنی نہ دکھلا
پلا دے جام مے جو کچھ بھی ہو ہو
ہون اک مدت سے دختر رز کا شیدا

الیت کلک اپنا زور پر ہے
کہان کا جام ساقی خم کے خم لا
خیال انجام کا اب کس کو یان ہے
کہان مجھ ایسا بادہ کش ہے پیدا

راوی بیان کرتا ہے کہ جب تک صاحبقران نے درخت کی بیخکنی نہین کی تھی اُس وقت تک یہ حالت تھی کہ گھوڑے جو درختون سے پیدا ہوتے تھے اور لوگون کو سوار کر کے لیجاتے تھے تو سامنے اسپان جادو کے پہونچتے تھے اسپان جادو کو صاحب جادو نے صرف ایک اسم سحر کا عامل بنا دیا ہے اس کے سوا وہ اور کچھ نہین جانتا ہے جس وقت گھوڑے لوگون کو لاتے تھے تو یہ اسم سحر پڑھکر انسانون کو زندان مین بھجوا دیتا تھا اور گھوڑون پر اسم سحر دم کرتا تھا کہ وہ دھوان ہو کر اُسی درخت مین شکل پھلون کی پیدا کر کے آویزان ہو جاتے تھے لیکن آج یہ واقعہ گذرا کہ ابرق جادو نے مرکبون پر سحر کے پتلے سوار کر دیے تھے جس وقت وہ سحر اسپان جادو مین پہونچے تو حالت اصلی پر آ گئے دیکھا اسپان جادو نے کہ کچھ چیتھڑے ہر مرکب کی پشت پر رکھے ہوے ہین اسپان جادو حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہے کیا سوار بھاگ گئے اور دامن اُن کے اُلجھکے رہ گئے ہین اس نے اُن چیتھڑون کو اُتار اُتار کے جمع کیا اور خدمت مین صاحب جادو کے روانہ کیا اور گھوڑون پر اسم سحر دم کیا کہ وہ دھوان بنکر اُڑے اور درخت کی طرف چلے یہان صاحبقران عالیشان درخت کو اُکھیڑ کر خندق مین پھاند چکے تھے جس وقت یہ دھوان اُس مقام پہ پہونچا جہان درخت تھا اور دہن نقب کی ہوا لگی دھوان ہمہ تن شعلہ بنکر وہان سے پلٹا اسپان جادو کو دھیان بھی یا نہ تھا دھوان شعلہ جوالا بنا ہوا آ کر اسپان جادو اور اُس کے لشکر پر گرا کہ اسی کو جلا کر خاک کر دیا جو دو ایک ملازم اسپان جادو کے اس جگہ موجود نہ تھے وہ تو بچ گئے باقی سب مارے گئے یہ لوگ خبر مرگ اسپان جادو لے کر خدمت مین صاحب جادو کے روانہ ہوئے

اب دو کلمہ داستان چنچل عیار کے بیان کیے جاتے ہین

ساقی وہ جام دے کہ نہ آؤن خود مین مین
جو منھ مین آئے کہدون تجھے دل لگی مین مین
اب تو مدام جنگل و صحرا مین زیر پا
عیار جیسا پاؤن گا کب زندگی مین مین

سرشار ہو دماغ رہون بیخودی مین مین
نازک ہے میرا شیشۂ دل چھیڑنا نہ تو
وہ دن گئے کہ رہتا تھا تیری گلی مین مین
جلوہ فگن تو آئینۂ دل مین ہے مرے

لکھون وہ داستان کہ طبیعت پھڑک اُٹھے
رونے لگون گا ورنہ ابھی تو ہنسی مین مین
طرار و شوخ و چنچل و بیباک ساقیا
نظارہ تیرا کرتا ہون اس آرسی مین مین

راوی کہتا ہے کہ جس وقت نگہبان زندان مارا گیا اور صاحبقران نے اجلال روشن طالع کو آدمی بنایا اجلال روشن طالع صاحبقران کو اپنے ہمراہ لے کر اپنے شہر مین آیا رعایا نہایت شاد ہوئی اجلال نے صاحبقران کی دعوت کی وہان چنچل عیار نے تمام کیفیت استظلام جادو سے بیان کی کہ اس طرح ایک شخص آیا تھا پہلے اُسے مرغ اُٹھا کے لایا پھر اُس نے مرغ کو انسان بنایا بعد اُس کے اجلال کو قید سے رہا کیا نگہبان کو مارا یہ سنکے استظلام جادو نے کہا کہ ریحان روشن ضمیر کا قید سے چھوٹنا بہت برا ہوا اب مشکل پڑے گی مگر فوج ساحران کو اپنے ساتھ لے کر بارہ ہزار ساحرون سے شہر اجلالیہ کی جانب روانہ ہوا ہرکارون نے اجلال روشن طالع کو خبر دی کہ استظلام جادو بارہ ہزار ساحرون سے آتا ہے اجلال روشن طالع پریشان ہوا کہ یہ وہی ملعون ہے جس نے ایک بار سب کو پتھر کا بنا دیا تھا لیکن ریحان روشن ضمیر نے عرض کی کہ آپ نہ گھبرائیے اُس وقت مین اسیر ہو چکا تھا ورنہ اس کی نوبت نہ آتی اب تماشہ دیکھ لیجیے گا کہ کیا ہوتا ہے اور صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اے اجلال روشن طالع اب شومی طالع گئی مین تمھارے سامنے سر میدان اس ساحر کو مارون گا اطمینان رکھو

اجلال نے بھی اپنی فوج کو قلعہ سے باہر نکالا خیمہ برپا کیا صاحبقران اور اجلال روشن طالع اور ریحان اختر شناس
پیچھے سب آکر بیٹھے سراپچہ ہوا کی طرف سے اُٹھا دیے گئے یکایک جانب صحرا سے فوج ساحران پیدا ہوئی آگے آگے
استظلام جادو گرگدن سحر پر سوار پشت پر بارہ ہزار ساحران غدار بلاے بد آفت کے پرکالے جھولیان سحر کی کاندھوں
ڈالے ڈھول اور ڈپرو بجاتے ہوئے نمودار ہوئے اور آکر سامنے لشکر اجلال روشن طالع کے خیمہ برپا کیا اور حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی جب اجلال روشن طالع کو ہوئی اُس نے بھی کوس حربی
بجوا دیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو ادھر سے اجلال
روشن طالع مع ریحان اختر شناس و صاحبقران نیک اساس میدان مین پہونچکر صف آرا ہوا اور اُس طرف
سے استظلام جادو گرگدن سحر پر سوار مع بارہ ہزار ساحران غدار میدان مین آکر صف بستہ کھڑا ہوا اور پکارا کہ اے
اجلال تم یہ خیال نہ لانا کہ میری کمک پر ایک شخص آگیا ہے تو میرے ہاتھ سے بچ سکے گا نہیں سکتا ایک مرتبہ جو حالت
تیری بنا چکا ہون وہ تجھے یاد ہو گی اب کی قتل ہی کر ڈالون گا زندہ کبھی نہ چھوڑون گا یہ سُنکے اجلال روشن طالع نے
کہا کہ او ملعون اپنی نہیں تا وہ وقت گیا ادھر ریحان اختر شناس نے صاحبقران سے عرض کی کہ حضور کے آگے تو اسکا
قتل کر ڈالنا اس سے بھی کم ہے جیسے ایک بھیڑ کو مار ڈالا لیکن میری لڑائی کا تماشہ دیکھیے کہ یہ ساحر ہے اور مین ستارہ شناس
ہون دیکھیے تماشہ کہ ہوتا کیا ہے یہ کہکر اس نے ساعتون کا شمار کر کے ایک مٹھی خاک زمین سے اٹھائی اور جانب آسمان
دیکھتا رہا جب اس کے علم کے موافق ساعت مناسب آئی تو اس نے خاک جانب آسمان اُڑا دی اور کچھ اسم پڑھے لیکن ستارہ
کے پھینکتا رہا وہان استظلام جادو مرکب سحر کو بڑھا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے اجلال میں تیری فوج پر بلاے آسمانی
بھیجتا ہون سنبھل یہ کہکر اس نے ایک ناریل زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور اس مین سے ہزارہا بچے پیدا ہوئے ہوا لگتے
ہی اُن مین بالیدگی پیدا ہوئی قریب چار سو طائرون کے پیدا ہو کر لشکر اجلال روشن طالع کی طرف چلے اجلال حیران تھا کہ یہ
طائر کس لیے آتے ہین اور دیکھیے کیا قیامت برپا کرینگے صاحبقران نے پوچھنے کا قصد کیا تھا کہ ریحان اختر شناس نے عرض
کی کہ حضور تماشہ دیکھے جائین کہ کیا ہوتا ہے صاحبقران چپ ہو گئے ریحان اختر شناس نے جانب فلک دیکھا اور پکارا کہ
اے عقاب اسقدر دیر کیون دیکھا کہ ایک عقاب تیر پیدا ہوا اور شعلہ زن ہو کے اُن طائرون پر گرا اور طائرون کو نگلنا
شروع کیا یہانتک کہ تمام طائرون کو نگل گیا اور پھر اُڑ کر بلند ہو گیا یہ دیکھ صاحبقران نے تعریف کی لیکن استظلام جادو
پکارا کہ مین تیرے علم و کمال سے آگاہ تھا اسی وجہ سے مین نے تجھکو اسیر کر لیا تھا اب تجھسے دوبدو آپڑی ہے پھر جو کچھ ہوگا سو ہوگا
بچنے کا سے اس سحر کو تو روک یہ کہکر اس نے ایک تیغ سحر جھولی سے نکالا اور اپنے جسم مین سات جگہ نشتر لگائے اُدھر ریحان
اختر شناس نے ساعتون کو شمار کیا تو سات نشترون مین ایک نشتر ساعت مناسب مین لگایا گیا تھا اس نے پہلے سے کہدیا کہ الہی
ابکی کچھ نہ کچھ تاثیر اس کا سحر بھی دکھا جائیگا لیکن وہ اثر ملاحظہ ہو ادھر استظلام جادو نے پھر اسم سحر پڑھ کر خون سے تیغ کو
آلودہ کر کے ریحان اختر شناس پر کھینچ مارا تیغ ایک شعلہ جوالا بنکر ریحان کی طرف چلا ادھر عقاب مثل برق کے قریب اُس
شعلے کے آیا اور منقار کھول دی شعلہ دہن مین عقاب کے اُتر گیا عقاب مثل آتشبازی کی طرح چرخ مارنے لگا اور پھر
شعلہ بنکے پلٹا استظلام جادو نے ہر چند بچنا چاہا مگر وہ شعلہ سر پر استظلام جادو کے گرا کہ جلا کے خاک کر دیا بعد اس کے
لشکر پر استظلام جادو کے گرا کہ اس کا لشکر بھی جل کے خاک ہو گیا مرنے سے ان ساحرون کے قیامت کبرے برپا ہوئی اندھیاریان
گھیر دار کی آنے لگین آندھی چلی خاک اُڑی آتش باری و برف باری و پرتگالہ سے آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام ملک استظلام
جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوئے تو دیکھا کہ
لاشین ساحرون کی تھاسی ہوئی پڑی ہین صاحبقران نے ریحان اختر شناس کی نہایت تعریف کی با فتح و فیروزی پلٹ کے داخل
بارگاہ ہوئے اُس وقت صاحبقران نے اجلال روشن طالع سے ارشاد فرمایا کہ مین طلسم زلزلہ پر جانے والا ہون اور یہ مرحلہ

راستے میں پڑگیا اس کی وجہ سے مجھے دیر ہوری ہی سردار اور عزیز میرے قید ہوکر جانب طلسم روانہ ہوئے ہیں اب میں چاہتا ہوں کہ اس مرحلے سے جلد فرصت کرکے آگے بڑھوں صاحبقران کی ارشاد سے اجلال نے جشن عشرت کو معطل کیا اور کوچ کرکے طرف دربند صاحبیہ کے روانہ ہوا ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے دیکھیے کب پہونچتے ہیں اور یہاں

چند کلمہ داستان شکست نشان صاحب جادو کے بیان کیے جاتے ہیں

ہاتھ میں کب مرے ساقی نے پیالہ دیکھا
کب مری آہ سے عالم تہ و بالا دیکھا
قریۂ اہل صفا کام نہ آئی کچھ بھی
کوئی میخانہ میں خالی نہ پیالا دیکھا

تفتہ دل وہ ہوں کہ جب دیکھا تو چھالا دیکھا
حسن میں ناز میں شوخی میں نرالا دیکھا
شمع تربت کا لحد میں نہ اجالا دیکھا
اُس نے جب میان سے شمشیر کو کھینچا اپنی

لب کہ آتے ہوئے کب آپ نے نالا دیکھا
ہم حسینوں سے ترے رخ کو دوبالا دیکھا
میں وہ میکش ہوں کہ آنکھوں میں بھر آئے آنسو
پھر سلامت نہ کوئی فوج و رسالا دیکھا

واضح رہے ناظرین با تمکین پر کہ اس مقام پر دو ملک آباد ہیں ایک کا حاکم صاحب جادو اور دوسرے کا فرمانروا مصاحب جادو ہے اور یہ دونوں آپس میں بھائی ہیں اور ایک دوسرے کا ہمدرد ہے صاحب جادو بیرونی سرحد روکے ہوئے ہے کہ غیر ملک کا آدمی اس ملک میں نہ آنے پاوے اور مصاحب جادو اندرونی سرحد کا حاکم ہے کہ اندر کا آدمی باہر نہ جانے پاوے جس طرح کے انتظامات سرحد بیرونی کے بیان ہوئے یہی انتظامات اندرونی سرحد کے بھی ہیں صاحب جادو کو پہلے خبر وحشت انگیز یہ پہونچی کہ اسپان جادو مارا گیا اور صاحبقران درفش کو اکھیڑ کر داخل طلسم ہوئے اور مرغ کے ذریعے سے باغ اجلال شاہ میں پہونچ کر منصب کو رہا کیا انتظام جادو مارا گیا اب امیر اس طرف تشریف لاتے ہیں اور دوسری خبر یہ پہونچی کہ آپ کے ملک سے قریب جو ایک چھوٹی شہر ہے درویش امیر شامی نے آباد کیا ہے چونکہ بسبب ارفاقت اُن کی یہ کیفیت تھی کہ بھیک مانگنے پھرتی تھی اور اُن کو ریاضت سے فرصت کم ملتی تھی تو امیر شامی نے تمام شہر کو اٹھا کے جھولی میں رکھ لیا اور اپنی منڈیا کے قریب آباد کیا کہ مجھے بھیک مانگنے کو دور نہ جانا پڑے یہ سنکے صاحب جادو بہت ہنسا اور کہا کہ پھر کیا ہوا لوگوں نے بیان کیا کہ پھر وہ درویش مر گئے اور دفن کر دیے گئے بعد چند روز جس کے انھوں نے بیران بابل سے پھر ظہور کیا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ ابھی سے ہم تم لوگوں کے ساتھ نہیں رہیں گے اور دین اپنا پھیلائیں گے صاحب جادو نے کہا کہ دین اُن کا کیا ہے لوگوں نے بیان کیا کہ دین اُن کا کچھ سمجھ میں نہیں آتا وہ یہ کہتے ہیں کہ جس نے سب کو پیدا کیا وہ خدا برحق ہے اب انھوں نے پہلے آپ ہی کے ملک کا رخ کیا ہے اور کوچ بکوچ منزل بمنزل اسی طرف چلے آتے ہیں یہ سنکے صاحب جادو نے نظام جادو سے کہا کہ جاکر اس درویش کو اسی سرحد پر روک دو اور آگے نہ بڑھنے دو نظام جادو چند ساحر اپنے ساتھ لے کر جانب قلعہ سرحدی روانہ ہوا اور یہاں صاحب جادو نے ایک نامہ مصاحب جادو کو تحریر کیا کہ اے برادر بجان برابر ہم دیکھتے ہیں کہ اب انقلاب آیا چاہتا ہے حکیم اشراق مارے گئے صاحبقران میرے مرحلہ میں بھی داخل ہو گئے انتظام جادو مارا گیا اب سنا ہے کہ وہ لشکر لیے میرے ملک پر چلے آتے ہیں اور بعد میرے تمہاری باری ہے لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت ایک مرحلہ ٹوٹ گیا تو گویا قوت آدھی رہ گئی لہذا ہم تم مل کے صاحبقران عالیشان سے مقابلہ کریں اس لیے کہ مثل مشہور ہے کہ

دو دل یک شود بشکند کوہ را پراگندگی آرد انبوہ را

یہ نامہ ایک ساحر کو دیا کہ وہ نامہ لے کر جانب دربند مصاحبیہ روانہ ہوا جب نامہ مصاحب جادو کو پہونچا اور وہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو اس نے جواب میں تحریر کیا کہ بہت جلد میں حاضر ہوتا ہوں اور لشکر کو تیار کرکے سمندون جادو اور توسن جادو کو چالیس ہزار ساحر وابستہ اپنے ساتھ لے کر جانب دربند صاحبیہ روانہ ہوا جس وقت صاحب جادو کو خبر آمد مصاحب جادو معلوم ہوئی لوگوں کو براے استقبال روانہ کیا اور خود بھی تا لب فرش براے استقبال آیا اور لاکر اپنے پاس بٹھایا جب خیر و عافیت دریافت ہو چکی سب بیان ہو گئے اس وقت مصاحب جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ

جادو اُن کا شریک ہوگیا ہے اور اسی کی مدد سے امیر یہاں تک پہونچے ورنہ ممکن نہ تھا خیر جب وقت مقابلہ آئیگا تو دیکھا جائے گا راز سے ان دو بندون کے سوا حکیم اشراق یا ابریق جادو کے اور کوئی آگاہ نہ تھا یہ انتظار مین بیٹھے ہین

لیکن اب دو کلمہ داستان نظام جادو اور درویش امیر شاہی کے سنیئے

ایک دن وہ تھا کہ ہم تھے مے کشی ور میخانہ تھا
تھا ہر راہ عشق کا رہرو ہوں مین اک دہر مین
دیر سے کچھ کام تھا مجکو نہ کعبہ سے غرض
کل ملے تھے راہ مین اس وضع سے مجکو متیر

ہر طریقہ سے بے ریا ہر فعل سے بے باک نہ تھا
کوہکن مزدور تھا مجنون سڑی دیوانہ تھا
تھا مرید پیر مُغ مذہب مرا رندانہ تھا
شیشہ تھا اک ہاتھ مین اک ہاتھ مین پیمانہ تھا

چہرہ صوفی نشان بادۂ وحدت دلدادگان شاہد کثرت یون نغمہ سرا ہوتے ہین کہ ہنوز درویش داخل شہر صبا جیسہ نہین ہوا پائے تھے راستے ہی مین تھے کہ ان کو ہرکارون کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ نظام جادو صاحب جادو کی طرف سے برائے انتظام سرحد آتا ہے شاہ صاحب نے حکم دیا لشکر ہمارا ٹھہر جائے اسی وقت تمام فوج اتر پڑی اور خیمہ ڈیرے علم درویش کے ساتھ ہی کھڑے ہوگئے اس سے پیشتر جب آپ نقابدار الفی پوش بن کے فرامرز ثانی کو فنون سپہگری تعلیم کرنے آتے تھے اسی وقت آپ نے اس تخت کو تو اٹھا کے زنبیل مین ڈال لیا تھا جو اپنے واسطے ساکنان جھولی شہر سے بنوایا تھا اب کی مرتبہ جو ظاہر ہوئے تو اسی تخت کی حیثیت کو خیال مین رکھکر منڈھی سے معجزہ طلب کیا منڈھی اسی شکل سے قائم ہوئی اب آپ نے چند عیارون کو زنبیل سے نکال کر پشت پر اپنے قائم کیا ان کے ہاتھون مین عہدے تھے جن کا بیان اپنے وقت پر آئے گا اب خواجہ منڈھی مین رونق افروز ہین منڈھی اپنی وسط لشکر مین قائم کرائی ہے اندر بیٹھے ہوئے ہین کہ ایک مرتبہ نظام جادو پہونچا فوج کو اپنی اس نے وہین ٹھہرا دیا اور آپ تن تنہا لشکر درویش مین سے ہوتا ہوا اور پتہ خیمہ درویش کا پوچھتا ہوا سامنے تخت درویش کے پہونچا دیکھا کہ ایک تخت پر چھوٹا سا سائبان کھنچا ہوا ہے درویش بیٹھے ہوئے ہین نظام جادو نے سامنے پہونچکر آواز دی کہ اے مرد فقیر تم کو وہی گوشہ نشینی پہلے کی ملک گیری کے ارادہ سے باز رہو ورنہ انجام برا ہوگا یہ فوج جسے ساتھ لیکے چلے ہو معلوم بھی ہوگی کہ کیا ہوئی نہ تمہارا پتہ لگے گا کہ کدھر گئے درویش نے جواب دیا کہ او بے تہذیب اپنے کو دیکھ کے گفتگو کر سے ازخیال پری دوی گذر + آدمی را بچشم حال نگر + ہم کو دیکھ اور اپنی طرف نظر کر تو اس وقت ایک ایلچی کی حیثیت مین ہے جو کچھ تیرے مالک نے پیام بھیجا ہو وہ کہہ دے اور جواب لیکے چلا جا نظام جادو نے کہا کہ میرے مالک نے اس لئے بھیجا ہے کہ کسی غیر کو سرحد مین داخل ہونے دو بیرون سرحد روکو درویش نے کہا پہلے تو کہان تھا اب تو ہم سرحد مین داخل ہوچکے نظام جادو نے کہا مین تم کو ہٹا دون گا درویش نے کہا کہ کیا مجال ہے تیری جو تو ہم کو ہٹا سکے سب بہتر اسی مین ہے کہ پلٹ جا اور اپنے مالک سے کہدے کہ کفر کو ترک کر فقیر کا پیالہ پی اور راہ نیک حاصل کر اگر اس کے خلاف کرے گا تو ایک دم مین سب کا بنا دون گا نظام جادو ہنسا اور کہنے لگا کہ او فقیر تو کیون سڑی ہوا ہے فقیری اور شے ہے ساحری اور چیز ہے اس ارادہ سے باز آ اور پلٹ جا ورنہ مجھے حکم مل چکا ہے ابھی ساری قلعی کھولدون گا یہ تخت معلوم بھی نہ ہوگا کہ کہان گیا شاہ صاحب نے کہا کہ تو نہ مانے گا تیری کیا حقیقت ہے اور تیرا صاحب جادو کیا جان رکھتا ہے کہ فقیر کو اس کی جگہ سے ہٹا دے ارے تو نے نہین سنا ہے کہ قطب از جا نمی جنبد بس نظام جادو غصہ مین چلا اور اندر منڈھی کے گھس کر چاہا سحر کرون آپ بھی چپکے بیٹھے رہے جب نظام جادو اندر منڈھی کے آگیا تو آپ نے اٹھکے ایک تھپڑ مارا نظام جادو کو سحر تو یاد نہ تھا درویش کھنا دون گا اٹھکر مشکین باندھ لین فرمایا لیجاؤ اس شخص کو لوگون نے اس کو منڈھی سے باہر نکالا اب جو اسے خیال سحر کا آیا ہے تو سحر یاد پایا اُف کر کے تمام بند جل گئے اس نے خیال کیا کہ جان بچی لاکھون پائے اس بڑھے سے بجز ناجیا نہین جس وقت یہ پلٹا آپ نے آواز دی کہ یہی حال سب کا کر دون گا جا ہٹا تو تجھے ابھی مار ڈالتا مگر اس لئے چھوڑ دیا ہے کہ تو جا کر صاحب جادو کو

امیر کے عظمت و شوکت سے آگاہ کرے اور خود بھی پشیمان ہوکر براہ راست براے نظام جادوگر کے اپنے لشکر میں آیا
اور پھر پاؤن رکھ کے بھاگا درویش کے مریدون نے آکر قدم لئے نہایت خوش ہوئے کہ کیا کام کیا ہے ابھی تو ہر شہر اور
بھی الگ ہوکے ظاہر ہوئے ہیں اتنے میں ہرکارون نے آکر خبر دی کہ کوئی شخص ہے کہ اوسے لوگ صاحبقران کہتے ہیں شہر
اجلالیہ سے اس نے بھی خروج کیا ہے اور شہر صاحبیہ کی طرف وہ بھی چلا آتا ہے یہ سنکے خواجہ کو اطمینان ہوا کہ امیر کی خیر و عافیت
تو دریافت ہوئی پس اسی وقت امیر کے چھیڑنے کے لئے ایک نامہ تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے صاحبقران اس وقت
تم کو خدا نے صاحبقران بنایا ہے اور مجھکو درویش باکمال خلق کیا ہے لہذا تمکو چاہیے کہ ہمارا جھوٹا پیالہ پیو اور آکر مرید ہو یہ نامہ
فرامرز ثانی کے ہاتھ میں دیکر حکم دیا کہ جاؤ اور اس نامہ کا جواب صاحبقران زمانہ سے لیکے آؤ یہ سنکے فرامرز ثانی
جانب شہر اجلالیہ روانہ ہوا پہلی منزل پہ پہونچ کے فرامرز نے قیام کیا پانچ ہزار سوار اس کے ہمراہ تھے کہ اسکو خبر ملی
کہ صاحبقران شہر اجلالیہ سے چل چکے ہیں آج قیام امیر کا آیا کوہ پہ ہوا ہے اور کل صحراے صاحبیہ میں منزل ہوگی فرامرز
ثانی نے دل سے کہا کہ اب چلکے کل ہی امیر سے مل لینگے یہ تصور کرکے شام آسائش بسر کی صبح کو کوچ کرکے
اس طرف سے یہ جانب صحراے صاحبیہ روانہ ہوا اور اس طرف سے صاحبقران با وقار تو چلے ہی آتے تھے کچھ دن رہے
برابر سے صحراے صاحبیہ میں پہونچے دونون لشکر اترے امیر کے ہرکارون نے صاحبقران کو فرامرز کے آنے کی
خبر دی فرامرز کے ہرکارون نے فرامرز کو امیر کی تشریف آوری سے آگاہ کیا دونون لشکر جابجا مناسب تجویز کرکے
کسی قدر فاصلہ سے اترپڑے بازار لشکرون کے کھل گئے سپاہیون نے کمرین کھولین خیمے ڈیرے استادہ ہوگئے راوٹیان
چھولداریان خرگاہین استادہ ہوگئین جب شام ہوئی تو فرامرز نے آسودہ ہونے کے بعد نامہ درویش امیر شاہی کا لیکے اچھا
اور بیٹھ کر پشت مرکب پر جانب بارگاہ اجلال روشن طالع روانہ ہوا ہرکارون نے اجلال شاہ کو خبر دی کہ جس
شخص کا لشکر صحرا میں اترا تھا وہ تن تنہا اس طرف آتا ہے اجلال شاہ نے صاحبقران کی طرف دیکھا امیر نے فرمایا آنیدو
اور دنگل اس کے واسطے پہلے سے بچھوا دیا جس وقت فرامرز ثانی دروازہ بارگاہ پہ پہونچا اور اپنی اطلاع کرانا چاہی
دربانون نے کہا کہ آپ کے واسطے پہلے سے اجازت آچکی ہے آپ تشریف لائیے فرامرز ثانی نہایت خوش ہوا کہ مجھے
دروازہ بارگاہ پر ٹھہرنا بھی نہیں پڑا جلدی سے داخل بارگاہ ہوا نگاہ صاحبقران پہ پڑی بطریق خداپرستان سلام کیا تمام
آداب درویش نے جاتے وقت تعلیم کردیے تھے صاحبقران نے جواب سلام دیکر دنگل کی طرف بیٹھنے کو اشارہ کیا اور
اس جوان کو نہایت پسند کیا فرامرز سلام کرکے دنگل پہ بیٹھ گیا صاحبقران نے ساقی کو اشارہ کیا اس نے جام
شراب الصالحین پیش کیا اسوقت فرامرز نے عرض کی کہ میرے مرشد نے جب مجھے پیالہ پلایا ہے تو یہ بھی فرما دیا تھا کہ جام شراب
سے ہمیشہ اجتناب رکھنا لہذا مین معاف کیا جاؤن صاحبقران نے مسکراکے فرمایا کہ یہ شراب نہیں ہے شراب ہم بھی نہیں پیتے
ہیں اس وقت اس نے سلام کرکے جام پی لیا فرمایا صاحبقران نے کہ شراب تو نہ تھی اس نے عرض کی کہ نہیں بعد اس کے
امیر نے فرمایا کہ تمہارا کس ارادہ سے اس طرف آنا ہوا اور نام کیا ہے کس ملک کے رہنے والے ہو فرامرز نے اپنا
نام بتایا اور کہا کہ میں اولاد رستم سے ہون پہلے تو مسکن میرا شہر عنبر سواد تھا لیکن اب جھولی شہر سے آیا ہون اور
نامہ درویش امیر شاہی اپنے مرشد کا لایا ہون فرمایا صاحبقران نے کہ جھولی شہر کیسا فرامرز نے مختصر حالت سامنے
صاحبقران کے بھی بیان کی کہ ہمارے مرشد کو شہر عنبر سواد میں بھیک مانگنے جانے میں تکلیف ہوتی تھی اسی سبب سے
انھون نے سارے شہر کو جھولی میں رکھ لیا اور آکر اپنی مسند کے گرد بسا دیا اسوقت سے یہ جھولی شہر مشہور ہوگیا اب
دوبارہ درویش نے خروج کیا ہے اور یہ نامہ حضور کو دیا ہے اسے پڑھکر جواب اس کا تحریر فرما دیجئے صاحبقران نے نامہ کو
لیکر پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوکے جواب تحریر فرمایا کہ اے درویش باکمال اگر پیالہ پینے کے معنی اطاعت اختیار کرنے
کے اور پیروی کرنے کے ہین تو مین پیرو اس رسول مقبول کا ہون جس کے بعد کوئی رسول نہوگا سلسلہ رسالت ختم ہوگیا

اور وہ اشرف آدم ہے اُس کا مرید کسی کا مرید ہوگا اور اگر پیالہ درحقیقت شربت جھوٹا کر کے پلانا مقصود ہی تو یہ ایک مکروہ
فعل ہے مجھے کیا ضرورت ہے کہ مین پیون اور پیون تو مسلمانون مین کسی کو ایک دوسرے کے جھوٹے مین تکلف نہ چاہیے
اگر یہ جواب تمہارے خلاف ہوا ہو تو مین بنا نہین ہون جس طرح تمہا ہی چاہیے سمجھ لو یہ جواب تحریر کر کے صاحبقران نے
اپنے زانو کے نیچے رکھ لیا اس لیے کہ صاحبقران کا جی نہ چاہتا تھا کہ فرامرز ابھی چلا جائے ایک کمان صاحبقران کو
طلسم ابلق کے ایک مرحلہ سے دستیاب ہوئی تھی اُس کے قبضہ پر نام ارجن پہلوان کا تحریر تھا اور یہ لکھا تھا کہ یہ کمان
یا اولاد صاحبقران سے کھنچیگی یا اولاد رستم سے اور کسی پہلوان سے کھنچنا اس کا محال ہے اور کمان نہایت خوبصورت
بنی ہوئی تھی دیکھنے مین نازک لیکن نہایت کس دار صاحبقران نے فرامرز سے ارشاد فرمایا کہ تمہین فنون سپہ گری
کس نے تعلیم کیے فرامرز نے عرض کی کہ ایک نقابدار الفی پوش صحرا سے آتا تھا اور فنون سپہ گری بتا جاتا تھا مین اتنا
تمہین اپنے استاد کا جانتا ہون اس سے زیادہ مجھے معلوم نہین یہ سنکے امیر کو اور تعجب ہوا ارشاد فرمایا کہ تم نے کبھی
گرز یا کمان پر کبھی زور کیا ہے اس نے عرض کی کہ اکثر کمانین مین نے توڑ کے پھینکدی ہین اسوقت امیر نے وہی کمان
ارجن سامنے فرامرز کے پھینکدی اور ارشاد فرمایا کہ اس کمان پر تو زور کرو فرامرز نے جو زور کیا تو دونون گوشے
کمان کے ملا دیے گو چہرہ سرخ ہو گیا صاحبقران بہت خوش ہوے اور وہ کمان فرامرز کو دیدی کہ اب تمہین اس کمان
کو اپنے پاس رکھو فرامرز نے سلام کر کے وہ کمان لے لی اور دل مین خوش ہوا کہ اپنے مرشد کو دکھاؤنگا صاحبقران
جب اس کے زور کا بھی اندازہ فرما چکے تو جواب نامہ دیکے خلعت عنایت فرمایا فرامرز رخصت ہو کر خدمت درویش
روانہ ہوا ہنوز درویش دربند صاحبیہ تک نہ پہونچے تھے کہ فرامرز پہونچ گیا اور جواب نامہ درویش کو دیا
درویش جواب نامہ پڑھکر کہنے لگے کہ یہ کمان تیرے پاس کیسی ہے فرامرز نے واقعہ کمان کا بیان کیا درویش نے پشت
پر ہاتھ رکھا اور شاباشی دی اور کہا کہ خیر اب تم لشکر کو لیکر دربند صاحبیہ پر آنا اور ہم آگے چلتے ہین وہین صاحبقران
سے بھی فیصلہ ہو جائیگا یہ کہکر اب درویش نے اپنے تخت کو اڑایا اور جانب دربند صاحبیہ روانہ ہوے مریدون کے
خوشی کے نعرے بلند کیے کہ درویش تو نہایت باکمال ہین یہ کمال تو آج ہی ظاہر ہوا کہ تخت اڑا چلا جاتا ہے بعد روانہ
ہونے تخت درویش کے فرامرز ثانی نے بھی کوچ کیا اب تخت درویش کا کوسون بھر کے فاصلے سے صاحبیہ چلا جاتا ہے

حال صاحب جادو اور صاحب جادو اور پہونچنا نظام جادو کا بیان ہوتا ہے-

دُور سے کیا پوچھتے ہو دل کے وجہ بیتابی کی بات
ظرف تھا کتنا رندون کا جو تو میکدے مین بیچ گیا
ایکدن تجھ مین گے تجھسے ہم بھی چرخ کینہ جو
کس طرح سے صبح وصلت ہوئیگی وہ لوٹے شب

پاس آؤ تو کہین ہم تم سے گھبرانے کی بات
وعدہ کی گنتی تو نے واعظ ماری تھکانیکی بات
زندگی باقی ہے گر تو کیا ہے گھبرانیکی بات
رات کی تھی تو نے ظالم جان ہی جانیکی بات

راوی بیان کرتا ہے کہ صاحب جادو اور صاحب جادو نے قلعہ سے نکل بارگاہ برپا کرائی ہے گرد لشکر کا ہجوم ہے دونون بھائی
ایک ہی بارگاہ مین بیٹھے ہوے باتین کر رہے ہین کہ ایک مرتبہ نظام جادو پہونچا صاحب جادو نے کہا کہ تو نے کیا کیا فقیر کو شکست
دی یا مار ڈالا اور سر کہان ہے کس سانحہ پر بھی النظام جادو نام فقیر کا سنتے ہی تھرا گیا اور یہ عرض کی کہ فقیر بلا سے بدی تجھ پر یہ
ساتھ گذرا اور ساری روئداد اپنی بیان کی جتنا جادو نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے وہ بڑا سخت جادوگر ہے جیت کا اور تجھسے
نہ ہو سکا خیر جس وقت فقیر یہان آئیگا تو دیکھا جائیگا دوسری خبر یہ پہونچی کہ صاحبقران بھی مع لشکر گران تشریف
لاتے ہین قریب آ چکے ہین دو روز ختم کا وقت ہے صاحب جادو اور صاحب جادو ایک ہی بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ایک
جانب آسمان سے ایک تخت ہوا پر نگاہ بالا سے زمین اترا تخت پر ایک چھوٹا سا شامیانہ کھچا ہوا تھا اور ایک مرد درویش

وضع بیٹھے ہوئے سجدگردان کر رہے تھے درویش نے کہا کہ سلام میرا اُس شخص پر ہو جو اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانے اور کفرو
دین کی حقیقت کو جانے صاحب جادو نے کہا کہ او فقیر بھیک مانگنا بھول گیا اب تجھے حکومت کی ہوس نے گھیرا سمجھ ہو کہ
اپنی حد میں رہ آگے نہ چل ورنہ زک اٹھائے گا شاہ صاحب نے غصہ میں آکر ارشاد فرمایا کہ میں تجھے راہ راست دکھانے
آیا ہوں گمراہی سے بچانے آیا ہوں اپنا جھوٹا پیالہ پلاؤں گا مرید بناؤں گا صاحب جادو نے سمندون جادو کی طرف دیکھا
اور کہا کہ تو ہی دے اس بڈھے کو برف میں پیسنے سمندون جادو نے کچھ روئی کے پھل توم توم کے اڑانا شروع کیا اور
اُن میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں رکھکر کچھ اسم سحر پڑھنا شروع کیا کہ آن واحد میں ایک ابر محیط ہو گیا اور برف سے بارش برسنا
شروع ہوئی دم بھر میں تمام صحرا سادون جیسے برف کی پٹ گیا درویش کی منڈھی بھی پوشیدہ ہو گئی صاحب جادو نے سمندون
جادو سے کہا کہ ایسا اپنا سحر ہٹا کر دیکھو تو کہ فقیر کس حال کو پہونچا سمندون جادو نے دم سے سحر کیا کہ ہوا چلی ابر منتشر ہو گیا
اور برف پانی ہو کے بہہ گئی دیکھا تو فقیر اسی طرح اپنے تخت پر بیٹھے کچھ پڑھ رہے ہیں تکیہ تک تر نہوا تھا اب تو یہ ساحر گھبرا کے
ہوش باختہ ہوے کہ یہ اسے کونسا اکھیر یا ذرک کوئی سحر اس پر تاثیر نہیں کرتا بس سمندون جادو کو غصہ آیا کہ اس نے مجھ کو
شرمندہ کیا زمین پر تڑپا اور کڑک کر مثل برق کے گرا کہ مع تکیہ اس کو پھونک دوں جیسے ہی منڈھی پر گرا خواجہ نے
ہاتھ سے اشارہ کیا کہ لینا اس کو سمندون جادو بیچ کے درمیں لٹکنے لگا سر پٹکنے لگا یہ دیکھکر سمان جادو دوڑا کہ شیخ جی کو
اپنے چھپڑالون جیسے ہی اس نے ہاتھ بڑھایا اس کا ہاتھ بھی پھنس گیا اب ہر چند یہ تڑپ رہا ہے جھٹکتا ہے اور ہاتھ کھینچتا ہے مگر ہاتھ نہیں
چھوٹتا بلکہ آگے ہی کو کھنچا چلا جاتا ہے اب تو سمان نے فریاد کی کہ مجھے بچائیے صاحب جادو نے کہا کہ واقعی ہو آپ درویش
کامل ہیں اب ان دونوں گنہگاروں کو چھوڑ دیجیے اپنی گستاخی کی سزا پا گئے درویش نے داڑھی پر ہاتھ پھیر کے
کہا کہ اگر تم میں کچھ دم ہو تو آکر چھڑا لو صاحب جادو ڈرا کہ ایسا نہو میری بھی یہی حالت ہو درویش سے کہا کہ قربانی
جنگ دیکھا جائیگا ابھی تو جانے دیجیے طبل جنگ بجوائیے اور یہ یاد رکھو کہ اگر گنہگاری دوگے تو ان گنہگاروں کو چھوڑوں گا
ورنہ تمہارے ساتھ ان کی گردنیں مروڑوں گا صاحب جادو نے دیکھا کہ فقیر لالچی ہے کچھ دیکر کام نکالنا چاہیے آئی
بلا کو ٹالنا چاہیے اسی وقت دو کرور اشرفیاں منگا کر رکھدیں کہ لیجیے یہ گنہگاری بھی حاضر ہے آپ نے اُن دونوں ساحروں
کو چھوڑ دیا اور مال مارکر سب تو ڑے اشرفیوں کے داخل زنبیل کر لیے اتنے میں صحرا کی جانب سے گرد اڑی اور فرامرز
ثانی کئی لاکھ آدمیوں کی جمعیت سے پہونچا درویش منڈھی کو اڑا کر پلٹے اور جلسے مناسب بہ منڈھی کو برپا کیا اور
سبز طلب کیا کہ منڈھی مثل ایک بارگاہ کے وسیع ہو گئی آپ جاکر تخت پر جلوہ افروز ہوے فرامرز کو برابر بٹھایا
لشکر کے دنگل پر جگہ دی اتنے میں جانب صحرا سے دوسری گرد بلند ہوئی ہرکارے دونوں جانب کے برائے دریافت
حال روانہ ہوے اتنے میں دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے صاحبقران عالیشان سعد جلال کشور کشا مع لاکھ
اسوار و پیدل کی جمعیت سے نمودار ہوے سامنے لشکر صاحب جادو و صاحب جادو کے خیمہ برپا کیا اور ایک نامہ بنام
صاحب جادو تحریر فرما کر ارشاد کیا کہ کون اس نامہ کو لیجا کے جواب لاتا ہے گا ریحان خط شناس نے عرض کی کہ یہ کام اس
غلام کا ہے میں نامہ لیکے جاؤں گا اور جواب باصواب لیکے آؤں گا یہ کہکر نامہ سر سے باندھا اور جانب بارگاہ صاحب
جادو روانہ ہوا صاحبقران نے ہرکاروں کی ڈاک بٹھادی کہ دمبدم کی خبر دیتے رہنا اگر ریحان خط شناس کے ساتھ کوئی
بے عنوانی ہوئی تو وہیں جاکر صاحب جادو کو نہ مارا تو نام اپنا صاحبقران رابع نہ رکھا ریحان خط شناس نامہ لیکر صرف
چند سواروں سے جانب لشکر حریف روانہ ہوے یہ خبر صاحب جادو کو پہونچی کہ وزیر اجلال کشور کشا عالم آیا ہے نامہ صاحبقران
لاتا ہے صاحب جادو نے سمندون جادو و نظام جادو کو برائے استقبال روانہ کیا یہ دونوں آئے اور پیشوائی کر کے
ریحان خط شناس کو لے گئے ریحان خط شناس نے نامہ دیا چونکہ صاحبقران کے آداب نامہ ادا کرنا ہر شخص کا کام نہیں ہے لہذا اب
نامہ اجلال کی جانب سے تحریر کیا گیا تھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے صاحب جادو دیکھنا تم نے کہ تمہارے باندھے ہوئے

طلسم صاحبقران نے کس آسانی سے توڑ دیے جو تم سب کا افسر تھا یعنی حکیم اشراق اُس کو بھی مارا اب وہ وقت
ہے کہ تم کو اپنی جان بچانا دشوار ہو گئی ہر چند کہ تم نے میرے ساتھ برائی کی ہے مگر نیکی نیک راہ بدی پیش راہ سمجھکر میں تمکو سمجھاتا
ہون کہ اب بھی صاحبقران سے صلح کر لو راستہ دیدو ورنہ جو انجام حکیم کا ہوا ہے وہ وقت تمھارے واسطے بھی قریب آگیا ہے
اس تھوڑے لکھے کو بہت جانو اور سمجھ بوجھ کر جواب تحریر کرو صاحب جادو اور مصاحب جادو نے باہم مشورہ کر کے یہ
جواب تحریر کیا کہ اے اجلال روشن طالع ہم نمک حرام نہیں ہیں گو حکیم صاحب مر چکے لیکن ہمیں پاس نمک اُن کا لازم ہے
جبتک ہمارے دم میں دم باقی ہے کسی کو اس راستے سے نہ جانے دینگے گو حکیم صاحب نہیں مگر بادشاہ ہمارا حسین سیمبر قبا
تو موجود ہے ہمیں سرحد کی حفاظت لازم ہے ہم جواب جنگ تحریر کر کے طبل جنگ بجواتے ہیں اور میدان میں آتے ہیں
صاحبقران سے جو ہو سکے اُٹھا نہ رکھیں ہم صاحبقران کو نہیں مانتے ہیں اگر ڈر ہے تو اس فقیر کا ہے جو آیا ہوا ہے کہ اس پر
سحر ہمارا تاثیر نہیں کرتا ہے یہ جواب تحریر کر کے ریحان اختر شناس کو دیا ریحان اختر شناس نامہ لے کر جانب صاحبقران روانہ
ہوا اور یہ جواب لا کر اقدس میں صاحبقران کے دیا امیر نہایت خوش ہوئے ادھر صاحب جادو نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ
رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر لشکر اجلال روشن طالع میں ہوئی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا خبر لشکر درویش
امیر شامی میں ہوئی انھوں نے بھی نقارہ رزمی بجوایا تمام رات تینوں لشکروں میں تیاری جنگ ہوتی رہی ساحر سحر جگایا
کیے تمام صحرا میں بخور کا دھواں پھیلا ہوا تھا اگیاری پان روشن تھیں نعرے یا سامری و یا جمشید کے بلند تھے ادھر جوانان اسلام
کمربندیاں کر رہے تھے ادھر درویش کے لشکر میں یا حق کی پکار تھی جب رات گذر کر صبح ہوئی تو تینوں لشکروں کے لوگ اپنے
اپنے طریقے کے موافق عبادت رب پاک ذات میں مصروف ہوئے بعد ادائے رسم عبادت اس طرف لشکر اجلال روشن
طالع کا میدان میں پہونچکر صف آرا ہوا اُس طرف سے فوج صاحب جادو اور مصاحب جادو کی میدان میں آئی ایک جانب
سے لشکر درویش بھی میدان میں آکر صف آرا ہوا صاحب جادو نے درویش کی صورت جو دیکھی دل میں ڈرا کہ ایسا نہو یہ
بھی حریف کا شریک ہو جائے تو پھر کچھ نہ بن پڑیگی پکار کر آواز دی کہ آپ نے کس کے مقابلہ کا عزم کیا ہے درویش نے جواب دیا
کہ جو ہم سے لڑیگا اُس سے ہم لڑینگے ورنہ ہمیں کوئی دخل نہیں ہے صاحب جادو نے کہا کہ ہمیں صاحبقران سے مقابلہ
منظور ہے آپ تماشہ دیکھیے فرمایا کہ بہتر اگر تم ہم سے نہ لڑوگے تو ہم ہرگز دخل نہ دینگے جب یہ معاہدہ ہو چکا تو سمندون جادو
نے صاحب جادو سے اجازت لی اور میدان میں آکر پکارا کہ کون خدا پرست ایسا ہے کہ اس بندہ سامری کے مقابلے میں آکے
زخم جنگ دکھائے یہ سنتے ہی صاحبقران عالی وقار نے مرکب کی باگ لی اور سامنے سمندون جادو کے پہونچکر آواز دی کہ
کیا کہتا ہے لا حرب اپنا سمندون جادو نے ایک ناریل جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر اُس پر دم کر کے امیر با توقیر پر کھینچ مارا امیر نے
اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ناریل سے جو شعلے نکلکر صاحبقران کی طرف چلے تھے قریب آتے ہی فرو ہو گئے اُس وقت سمندون
جادو نے صورت اپنی اژدر کی بنائی اور صاحبقران کی طرف چلا کہ نگل جاوے امیر نے اسم اعظم پڑھکر اژدر کی طرف دم
کیا سمندون جادو ہیئت اصلی پر آگیا دیکھا کہ گھٹنوں کے بل چلا آتا ہے فرمایا خبر لے اپنی کس حال میں ہے سمندون جادو نے بھاگنا
چاہا امیر نے تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی سمندون جادو کے قیامت کبریٰ برپا ہوئی صاحب جادو نے آواز
دی کہ مارلو اس کو جانے نپائے ارے یہ تو بلائے بد معلوم ہوتا ہے بس یہ سنتے ہی سب ساحر گولے ترنج نارنج پکڑ پکڑ کے
صاحبقران کی طرف چلے ادھر سے اجلال روشن طالع نے اپنی فوج کو اشارہ کیا یہ لوگ بھی تلواریں کھینچ کھینچ کے جا پڑے جنگ
ہونے لگی ساحروں کے گولے ترنج نارنج چل رہے تھے اور جوانان اسلام تلواریں برسا رہے تھے ہر طرف صدائے بگیر و بزن
بلند تھی ساحروں کے مرنے سے قیامت برپا تھی عین گرمی جنگ میں صاحب جادو کڑک کر صاحبقران پر گرا کہ جلا کر خاک
کر دوں امیر اسم اعظم پڑھتے جاتے تھے برکت اسم اعظم سے اسم سحر باطل ہوا صاحب جادو سامنے امیر کے زمین پر گرا
صاحبقران نے دوڑ کر تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہو گئے مرتے ہی صاحب جادو کے قیامت برپا ہوئی آندھی چلی خاک اُڑی

آتش باری و برف باری دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام ہے صاحب جادو ہو وحیف مردم وجاندار ہم
و بطلسب خود نشیب سیلیم مرتبہ ہی صاحب جادو کے راستہ کا طلسم ٹوٹا سامنے لشکر صاحبقران عالی وقار نظر آنے لگا
ازدہا پیر لیق جادو بھیجتے جوانان اسلام کو مژدہ دیا کہ معلوم ہوتا ہے امیر یا تو قید سے مالک مرحلہ کو مارا جو راستہ نکل گیا لوگ
بیابان سے دور سے آکر دیکھا تو جنگ ہو رہی ہے بس سرداران اسلام نعرے کر کر کے گرے ساحروں کو چاروں طرف
سے گھیر لیا مصاحب جادو نے چلا کر ایک گولہ فولادی درویش کی منڈی پر کھینچ مارا کہ اسی کی وجہ سے شکست کھائی
معلوم ہوتا ہے کہ یہی چیک چیک کوئی آنچہ پر مدار ہے کہ سحر ہمارا تاثیر نہیں کرتا ہے اسی سے سمجھ لینا چاہیئے گولہ جو آکر منڈی پر گرا
درویش نے آواز دی کہ کیوں تو نے بد عہدی کی ایسا ہم کبھی تیرے ساتھ رعایت نہ کریں گے مار لو اس کو بس یہ کہنا تھا
کہ تمام فوج درویش کی بھی آپڑی ساحروں کو گھیر لیا مصاحب جادو منڈی میں گھس پڑا کہ فقیر کو مار ڈالوں منڈی
میں جاتے ہی راستہ بھول سحر یاد نہ رہا تب درویش نے اپنے ملازموں سے اشارہ کیا کہ باندھ لو اس کو سب لپٹ گئے
اور مصاحب جادو کو پکڑ کے باندھ لیا زبان پر تکلہ چڑھا دیا درویش نے فرامرز ثانی کو آواز دی کہ صاحبقران نے
صاحب جادو کو مارا تم اسے قتل کرو دیکھوں تو کیسا جوہر نما لگاتے ہو یہ سنکر مصاحب جادو کو پھینکا فرامرز نے
زمین پر گرتے ہی پہلے تلوار ماری کہ مصاحب جادو کے بھی دو ٹکڑے ہوئے اس کے مرتے ہی اور آفت بپا ہوئی ساحروں
کے چھکے چھوٹ گئے آواز امان بلند ہوئی فوج اسلام نے چار جانب سے گھیر لیا تھا بھاگنے کی راہ بھی نہ ملتی تھی جب ساحروں نے
نے دیکھا کہ کسی طرح جان نہیں بچتی ہے تو ناچار فریاد و زاری کرنے لگے نام صاحبقران کی دہائی پکاری اسوقت اہل اسلام نے
جواب دیا کہ امان بشرط ایمان ہے سب نے کہا ہمیں بدل منظور ہے اہل اسلام نے ہاتھ روکا لیکن خیال جو کیا تو درویش نہیں ہیں
وہاں خواجہ منڈی اڑ کے پہلے ہی قلعہ میں داخل ہو گئے اور جس قدر مال مصاحب جادو کا تھا سب لوٹ کے داخل قلعہ
کر لیا اور پھر منڈی اڑ کر لشکر میں چلے آئے صاحبقران کی طرف دیکھ کے کہا کہ اب ہمارے آپ کے کسی اور مقام پر ملاقات
بالفعل ہمیں فرصت ٹھہرنے کی نہیں ہے یہ کہکر اپنی فوج کو لے کر جانب قلعہ مصاحبیہ روانہ ہوئے یہاں فوج اسلام
جو داخل قلعہ ہوئی اور چاہا کہ حق اپنا لیں قلعہ میں کچھ نہ پایا دست بستہ خدمت امیر یا تو قید میں آئے اور بیان کیا کہ یہ
ساحر نہایت مفلوک تھا ایک پیسہ قلعہ میں نہ تھا امیر کو تعجب ہوا ساحروں کو بلا کر ان سے دریافت کیا سب نے
عرض کی کہ ہمارے مالک کے یہاں بہت بڑی دولت تھی نہیں معلوم کیا ہوگئی امیر نے سب ساحروں کو ابرلیق جادو کی
ماتحتی میں دیا اور آپ کوچ کر کے جانب دربند مصاحبیہ روانہ ہوئے وہاں خواجہ پہلے ہی پہونچ گئے اور اس کا مال بھی
لوٹ کھسوٹ کر ڈالا اور ایک دامنہ کوہ میں جا کر اپنا لشکر اتارا جب صاحبقران عالیشان پہونچے تو معلوم ہوا کہ درویش یہاں
آکے تھے اپنی جانب سے قلعہ کا حاکم معین کر گئے ہیں لوگوں نے اس شخص کو ہٹانا چاہا صاحبقران نے منع کیا اور فرمایا کہ
درویش بھی حق پرست ہے اور یہ قلعہ اسی کا حق بھی ہے اس لئے کہ اس نے مصاحب جادو کو مارا ہے لوگ خاموش ہو رہے بلکہ
امیر نے اس مقام سے ہٹ کر قیام فرمایا بارگاہ برپا کرائی تمام سردار آکر جمع ہوئے طہمورث شیر پور اپنے ڈنکے پر جلوہ افروز
تھے سب سرداران اپنے مرتبے کے موافق بیٹھے تھے کہ ایکبارگی امیر کو اپنے ان ملازموں کا خیال آیا جو اس
دربند میں جا کے بیٹھے تھے پوچھا صاحبقران کہاں ہیں لوگوں نے عرض کی کہ ان کا تو کئی روز سے پتہ نہیں کہ کہاں گئے
فرمایا کہ ہرکاروں کو بلاؤ کہ ہمارے سرداروں کو تلاش کریں جو اس دربند میں آکر اسیر ہوئے تھے اب وہ کہاں
غائب ہو گئے ارشاد صاحبقران کے موافق لوگ چار جانب روانہ ہوئے لیکن یہاں کا حال سنیئے کہ جس روز سے
طہمورث شیر پور نے دیو شیر فیل سر کو مارا اور گرز سام بن نریمان کو اٹھایا صاحبقران طہمورث سے کشیدہ خاطر ہیں
کہ ایسا ہم نہیں اور اس میں فرق کیا رہ گیا جو ہم نے کیا وہ اس نے کیا طہمورث نے بھی خیال کیا کہ اب وہ توجہ صاحبقران
عالیشان کی میری جانب باقی نہیں ہے اس نے گرز سام بن نریمان سامنے صاحبقران عالیشان کے پیش کیا اور

عرض کی کہ یہ امانت حاضر ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے طہمورث اب یہ گرز ہمیں باندھا کر و اور ہم آج سے پندرہ سوبرس
کی ضرب باندھیں گے جو تمہاری ضرب ہے یہ طعن آمیز معنی خیز کلمہ طہمورث کو نہایت ناگوار ہوا ایک تو یہ بے التفاتی صاحبقران
سے یونہیں بددل ہو رہا تھا بس یہ کلمہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ یا امیر معلوم ہوا کہ آپ اپنے سامنے کسی کا فروغ
نہیں چاہتے یہ آپ کے خوش ہونے کی بات تھی بارش کرنے کی کہ ہم سینہ سپر ہوئے آپ کو تکلیف مقابلہ نہ اٹھانے دی
یا گرز زور کرکے جو اٹھا لیا اس کی شکایت خدا سے کیجیے کہ اس نے مجھے اتنی قوت کیوں دی آجتک اسی سبب میں بزرگی
کے میں آپ کا لحاظ کرتا تھا مگر اب مجھے نہ ہوگا اس لیے کہ اگر آپ سن میں بڑے ہیں تو میں رشتہ میں بڑا ہوں آپ ابھی نوجوان
کے پوتے ہیں اور میں بیٹا ہوں اگرچہ چھوٹا ہوں اگر آپ میں دست راستیوں کا لگاؤ نہ ہوتا تو یہ مادہ رشک کا نہ پیدا ہوتا
میں ایسے نا قدروں کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتا نہ مجھے ہوس صاحبقرانی ہے نہ مجھکو ضرورت جانفشانی ہے صاحبقران
کا چہرہ ان باتوں پر غصہ سے سرخ ہوگیا کہ اس نے مجھکو نہال کا طعنہ دیا فرمایا اے طہمورث بس اپنی طرف دیکھو کہ تم میں
ہیاں کے حرکات پائے جاتے ہیں اگر تم نے انسان کا دودھ پیا ہوتا تو اسقدر مغضوب الغضب ہوتے طہمورث نے کہا کہ میں نے
اس کا دودھ پیا ہے جس کے نام سے دنیا میں جرأت پیدا ہوتی ہے کون آپ کی بارگاہ میں ہے کہ مجھسے آنکھ ملائے یہ کہکر تمام سرداروں پر
آنکھ ڈالتا ہوا نکلا چلا گیا سرداران دست راست نہایت برہم ہوئے تھے کہ یہ منہ در منہ ہمکو برا کہہ گیا لیکن جب طہمورث
نے آنکھ ڈالی تو ایک کی جرأت بھی نہوئی کہ طہمورث کو ٹوک سکے یا آنکھ برابر آنکھ ڈالے طہمورث نے باہر آکے بہروت رعدآواز
سے کہا کہ ہم تو اسی مشرق کی طرف چلتے ہیں تم لشکر کو لیکر آؤ یہ کہکر اسیوقت پشت مرکب پر بیٹھ کے نکلا ہوا چلا گیا تھا ہوا
شیر بیرور کو بعد میں معلوم ہوا کہ میرے آقا سے اور صاحبقران سے بگڑ گئی ہے اور آقا میرا اکیلا مشرق کی طرف گیا ہے
بس یہ بھی نشان سم مرکب دیکھتا ہوا جانب صحرا روانہ ہوگیا بعد اس کے بہروت رعدآواز بھی کل لشکر کو لیکر جانب مشرق
روانہ ہوا یہاں سرداران دست چپ کو طہمورث کے جانے کا نہایت ملال ہوا مگر لحاظ صاحبقران سے کچھ کہہ نہ سکے

اب دوکلمہ داستان سیلان جادو خواہر صاحب جادو کے بیان کیے جاتے ہیں

وقت ہے اپنا چراغ اوروں کا اب گل ہوچکا
جبکہ میخانہ میں دور ساغر مل ہوچکا
اٹھ منیر بادہ کش خالی ہے اب ساقی کی بزم
نغمہ سنجی عنادل خستہ دل گل ہوچکا
دل لگانا دختِ رز سے کاہل ہو گیا اٹھا
رند پیکر اٹھ گئے وہ شور قلقل ہوچکا
واوری تقدیر پہونچا میں حریص بادہ کب
اب ہو [illegible] ہوچکی حضرت توکل ہوچکا
یہ بالکہ زندان ہے اور مسکن اس کا ہے [illegible]

مشرق ہے جو لوگ ان ساحروں پر اسیر ہوئے تھے وہ سب اسے مشرق کی طرف روانہ کر دیے جاتے تھے یہ سردار جن کو پسند
کرتی تھی انہیں قید رکھتی تھی اور کبھی کبھی اپنا مطلب دل ان سے بر لاتی تھی اور جن کو پسند نہ کرتی تھی انھیں بھون
بھون کے کھا لیتی تھی دیونی معلوم ہوتی تھی ابھی تک اس کو خبر نہ تھی کہ دونوں بھائی میرے مارے گئے اور سحر طلسم شکست
ہوگئے یہ دن رات مصروف عیش و نشاط تھی قضا رے کا طہمورث شیر بیرور کو راستے میں ایک آہو دکھائی دیا طہمورث نے
اس آہو کے تعاقب میں گھوڑا اڑالا آہو بھاگتا بھاگتا دیوار باغ پھاند کر اندر باغ کے داخل ہوا یہ ہرن سیلان
جادو کا پالو تھا ادھر تو آہو نے جست کی ادھر طہمورث نے اپنے گھوڑے کو رانوں میں مسلا مرکب مانند برق کے جست کر کے باغ
میں پہونچا طہمورث نے تیر مارا کہ آہو کی دم پر پڑا اور تھوڑی دور جاکے گرا طہمورث نے مرکب سے اتر کر اس آہو کو ذبح کر ڈالا
سیلان جادو قصر باغ سے یہ تماشہ دیکھ رہی تھی کہ ایک آہو کے پیچھے ایک جوان آیا اس نے آہو کو ذبح کر ڈالا بس یہ غصہ میں
آئی کہ اسے میں صید کروں گی لیکن نظر جو اس کی جمال شاہزادہ طہمورث پر پڑی بے خود ہوگئی پکاری کیوں صاحب یہ زیادتی
ہے کہ بے اجازت گھر میں گھس آنا اور دل دکھانا تجھے ہمارے پالو ہرن کو صید کیا اب اس کا عوض تم سے کیا لیا جائے طہمورث نے دیکھا کہ ایک
دیونی کھڑی باتیں بنا رہی ہے فرمایا جا دور ہو میرے سامنے سے تیری صورت مجھے بری معلوم ہوتی ہے ہم نے خوب کیا جو آہو کو صید

کیا جہان تک ہماری تلوار کی پہنچ پہونچ گئی ہے وہان تک ہمارا قبضہ ہے یہ ترش روئی طیہور کی دیکھ کر سیلان جادو ہنسی اور
کہا کہ شاید ابھی تو مجھ سے آگاہ نہین ہے جب آگاہ ہو جائے گا تو مجھ سے بڑھ کر کوئی حسین تجھے نہ معلوم ہوگا فرمایا تو کون ہے یہان
کی اس نے کہا کہ مین مالکہ زندان ہون اور اب تو میرے باغ مین آگیا تو بس میرا قیدی ہے یہان سے نکل کے نہ جا سکے گا
طیہور نے کہا کہ جب چاہون گا چلا جاؤن گا تو کیٹی کیا ہے سیلان جادو نے کچھ اسم سحر پڑھ کر چند دانے اس کے مارے اور کہا
کہ دیکھ تو اپنی حالت کو اب تو اپنے اختیار مین ہے یا ہمارے طیہور نے دیکھا کہ دست و پا بے قابو ہو رہے ہین سمجھ گئے کہ یہ ساحرہ
معلوم ہوتی ہے برے پھنسے مگر خدا صاحبقران کے احسان سے بچائے کوئی ان کا خیر خواہ مجھے آکے نہ چھڑائے سیلان جادو
قریب آئی اور کہنے لگی کہ اے جوان حسن اگر تو کام دل میرا بر لائے گا تو مرتبہ عالی پائے گا ورنہ سسک سسک کے مر جائے گا اور
گھر جانے کا راستہ نہ پائے گا طیہور نے یہ سنتے ہی منہ پر سیلان جادو کے تھوک دیا اور فرمایا کہ او کتیا اس سے تو مجھے مرنا
قبول ہے ایسی بدبختی سے خدا بچائے سیلان جادو کو نہایت ناگوار ہوا مگر مجبور ہو کر پلٹ آئی کہ طیہور پہ بدل مائل ہو گئی تھی
راستہ باغ کا نظر بند کر دیا اور طیہور پر سے سحر اپنا اتار لیا طیہور ہر چند باغ مین پھرتا ہے مگر راستہ نہین پاتا ان کو تو اس
سرگردانی مین رہنے دیجیے لیکن حال طیہور کے عیار جہتر شاہور دل کا سنیے کہ یہ اپنے آقا کی تلاش مین نشان سم مرکب
دیکھتا ہوا چلا آتا ہے آتے آتے زیر دیوار باغ پہونچ کر نشان قدم معدوم ہو گئے شاہور سمجھ گیا کہ آقا میرا اس باغ مین ہے اس سمت
چار طرف پھرنا شروع کیا کہ دروازہ پاؤن تو اندر جاؤن یا کسی نگہبان سے دریافت کرون وہان سیلان جادو دیوارونکو
سحر سے بلند کر چکی تھی اب اتنی دیوارین نہ تھین جنہین شاہور پھاند سکتا اسی گشت مین رات ہو گئی بس شاہور نے سوچتا اپنی
ایک سا گوتے کی بنائی اور زیر دیوار باغ بیٹھ کر گانا شروع کیا وہان سیلان جادو نے حسب معمول بالاخانہ پر آکے قیام کیا
گانیتین حاضر ہوئین شغل سرود و ستار ہونے لگا یکا یک شاہور کے گانے کی آواز سیلان جادو کے گوش زد ہوئی اس نے
کہا کہ ارے دیکھو تو یہ کون گا رہا ہے سوسن اس کی کنیز تھی اس نے آکر دیوار پر سے جھانکا دیکھا کہ ایک خوبصورت سا
لڑکا بیٹھا ہوا گا رہا ہے پلٹ آئی اور سیلان جادو سے بیان کیا سیلان جادو نے کہا جا کے اسے لے آ کنیز باہر باغ کے آئی
اور سامنے شاہور کے پہونچی کہا تم کو ہماری ملکہ یاد فرماتی ہین شاہور نے کہا کہ مین تو خود ملکہ کا نام سنکے آیا تھا لیکن رسائی
کا کوئی ذریعہ نہ پایا اس سے یہان بیٹھ کر شور مچانے لگا کہ شاید آواز میری ملکہ کے کان تک پہونچ جائے اور اسی ذریعہ
سے رسائی ہو جائے سوسن نے کہا کہ تمہارے گانے نے بیچین کر دیا چلو جلدی چلو شاہور اس کنیز کے ساتھ اندر باغ کے
آیا دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہے بالاے قصر روشنی ہو رہی ہے کنیز شاہور کو لیتے ہوے بالاے قصر پہونچی اور سیلان جادو
کے سامنے شاہور کو پیش کیا سیلان جادو نے کہا کہ تیرا نام کیا ہے رہنے والا کس ملک کا ہے شاہور نے کہا مجھکو سرکسیٹ
خان کہتے ہین طعن توڑ خان میرے باپ کا نام ہے ملک باختر کا رہنے والا ہون سبب سے خداوند سارتیق کی بربادی ہوئی
اور مسلمانون کا عمل ہوا ہم لوگون کی قدر جاتی رہی آخر وطن کو چھوڑ کر جنگل جنگل پھرتے ہین جو قدر دان ملجائے گا اسی کے ہو رہینگے
سیلان جادو نے کہا کہ تو تو خوب گاتا ہے مین زندگی بھر اپنے پاس سے تجھکو جدا نکرون گی سرکسیٹ خان نے کہا کہ اے ملکہ
ابھی آپ نے گانا میرا کہان سنا ہے یہ تو رونا تھا اپنے حال پر کہ جنگل مین بیٹھا تھا نہ کوئی سننے والا تھا نہ پرکھنے والا تھا
اب سنیے گا ملکہ نے کہا اچھا گاؤ ہم تمکو خوش کر دینگے شاہور نے گانا شروع کیا جو گانے مین بیان کا ہے کیفیت و حیرت
سے منہ دیکھنے لگین شاہور ایسا گایا کہ سیلان جادو کو بیخود کر دیا آخر مین یہ غزل شروع کی غزل

رہی رحمت تری یا رب گھٹا کچھ اور کہتی ہے
چمک بجلی کی بادل کی صدا کچھ اور کہتی ہے
قیامت ہے پپیہون کا تڑپنا کری کہان کہنا
عجب یہ فصل ہے جس کی ادا کچھ اور کہتی ہے

خوشا قدرت شانتری ٹھنڈی ہوا کچھ اور کہتی ہے
نرالا آجکل برسات کا موسم ہے دنیا مین
یہ شور و شر رات دن کی بیلا کچھ اور کہتی ہے
تقاضہ اور ہی کچھ اندنون مین ہے طبیعت کا

دکھائی ہر دیتے انداز کا جوبن چھتری ینکی
ہر اک کو وہ بیابان کی فضا کچھ اور کہتی ہے
بیابان اس کی صنعت کیا بیان ہو قسم کیا ہو تماشا اسکی
مگر پابندی رسم حیا کچھ اور کہتی ہے

مضامین ہو چکے بارش کے موزون خوب اے طالب	رہو خاموش گو فکر رسا کچھ اور کہتی ہے	خواجہ امیر نے سے یہ غزل گاکے کہ

سیلان جادو کو محو و بے خود کر دیا تازہ معشوق کا خیال آیا یا تو شگفتہ ہوئی تھی یا پژمردہ سی ہو گئی یہ بھی تو عیار ہر قیافہ شناس
میں کامل دستگاہ رکھتا ہے سیلان جادو کی چشم و ابرو دیکھ کر کہنے لگا کہ ایسے ملکہ آفاق اسوقت کیا خیال آیا کہ دفعتاً خوشی
دشمنوں کی غم سے مبدل ہو گئی سیلان جادو نے کہا کہ تو بڑا جوہر شناس معلوم ہوتا ہے کہ میرے دل کی بات پہچان لی گذری
ہوئی سب جان لی بیان کرنے سے کیا فائدہ شاہور نے کہا کہ ہم بھی رئیسوں کے کھلونے ہیں ہمیشہ قدر دانوں میں گذری
ہے کچھ تو ارشاد فرمائیے دل کی بات زبان پر لائیے اب میں بھی غمگساروں میں داخل ہوں مجھ سے پردہ کرنا بیجا ہے چھپانا
کس بات کا ہے جس کو کسی کی محبت نہیں وہ آدمی کیا ہے پتھر ہے سیلان جادو سے ایسی باتیں بنائیں کھلکھلا کر کہنے لگی کہ مجھے
کسی مرد نے انکار نہیں کیا لوگ میرے تعلق کو اپنا فخر جانتے ہیں ہمیشہ خواہشمند رہے لیکن ایک ظالم کل میرے باغ میں آیا میں
پالو ہرن کو مارا میں اسی کو سزا دینے اٹھی تھی مگر نظر جو اس کی صورت پر پڑی غصہ فرو ہو گیا تازیانہ ہاتھ سے چھوٹ پڑا میں نے
غصہ کرنے کے بدلے منتیں کیں مگر اس نے ایک نہ مانی شاہور نے کہا کہ میں بھی تو اس کی صورت دیکھوں کیا آپ سے وہ کچھ
اچھا ہے آخر اس رکاوٹ کا سبب کیا ہے ملکہ نے کہا کہ تمہیں دکھا دوں مگر شرط یہ ہے کہ اس کا غصہ فرو کر دینا مجھ سے رضامند کر دینا
شاہور نے کہا کہ آپ نہ گھبرائیے مجھے اس کی صورت تو دکھلائیے انہیں کاموں میں بسر ہوئی ہے ایسی باتیں بناؤں کہ وہ
خود آپ کے خواہشمند ہوں اور آپ اسی طرح شیفتہ ہوں گے اُن سے بدلا لیجیے اس طرح کی باتیں بناتا ہوا ساتھ چلا ملکہ شاہور
کو لئے ہوئے باغ میں آئی دیکھا کہ طیمور ایک درخت کے نیچے سکوت میں بیٹھا ہے سیلان جادو نے کہا کہ دیکھو وہ جوان یہی
ہے اب شاہور نے پہچانا دل میں کہا کہ خوب پھنسے سیلان جادو سے کہا کہ اب آپ ذرا علیحدہ ہو جائیے بلکہ سامان عیش منگا کے
خلوت خانہ آراستہ کیجیے میں ابھی ان کو دو فقروں میں راضی کر کے لاتا ہوں ان کی ساری ہٹ مٹاتا ہوں سیلان جادو خوشی
خوشی بالاخانہ پر آئی اور سامان عیش و راحت میں مصروف ہوئی یہاں شاہور گویا بنا ہوا قریب طیمور کے آیا سلام
کیا طیمور نے صورت دیکھی اور کہا کہ تو کون ہے اور کس لئے آیا ہے شاہور نے کہا کہ گویا ہوں دو باتیں پوچھنے آیا ہوں
فرمایا تو کیا پوچھے گا شاہور نے کہا جو میرے جی میں ہو گی فرمایا بیان کر شاہور نے کہا کہ آپ کو ملکہ کے وصل سے کیوں انکار
ہے جو پریشانی بہتر ہے یا وصل یار جانی بہتر ہے فرمایا او رشتہ خو وہ مجھ قابل وصل ہے یا لائق فصل ہے اگر مجھ سے ایسی ہی باتیں کرنا
ہے تو جا دور ہو شاہور نے کہا اسقدر نہ بگڑیئے آخر تمہارا حرج کیا ہے اگر یہ نہ کرو گے تو زندگی بھر اسی قید میں مرو گے فرمایا موت
ہزار درجے بہتر ہے ایسی مردار کے وصل سے وصال بہتر ہے آپ باتیں نہ بنا خیر خواہی نہ جتا جا بھی کہ وہ رکانہ مبارک ہو میرا
جس دن تاؤ پالا مار ہی ڈالوں گا اس وقت شاہور نے کہا کہ ذرا آنکھ ملائیے کہئے مجھ سے خادم کو خیال میں لائیے
میں ہوں شاہور طیمور نے کہا کہ ارے کم بخت کیونکر آگئے شاہور نے کہا جس طرح آگئے اسے کچھ نہ پوچھو اب موقع اسی کا ہے کہ
وصل پر رضامند ہو جاؤ تو بات وصل نہ ہونے پاسکے گی کہہ یہ لگا نا جہنم میں پہنچ جائے گی فرمایا کہ جھوٹ مجھ سے نہ بولا جائے گا
شاہور نے کہا کہ آپ کچھ نہ بولیے گا خاموش بیٹھے رہیے گا یہ سنکے طیمور اپنے مقام سے اٹھے شاہور شاہزادے کو
اپنے ہمراہ لیے ہوئے بالاخانہ پر آیا سیلان جادو نے جو دیکھا کہ شاہزادہ اس کے ساتھ ہے نہایت خوش ہوئی گلے میں موتیوں کا
مالا سینہ سے اتار کر شاہور کو بطور انعام کے دیا شاہور نے کہا کہ یہ تو ہر طرح ہمارا ہے سیلان جادو نے کہا کیسا جواب دیا
کہ جب ہم آپ کے ہو سکے تو ہمیشہ آپ کی ہمارے ہیں اب شاہور شراب کی شیشیوں کے قریب آیا اور سیلان جادو سے کہا کہ اگر
اجازت ہو تو ساقی گری میں کروں غلام کو اس کام میں بھی کمال حاصل ہے خدا و نعمان کی بزم میں وہ ساقی گری کی ہے
کہ اہل محفل کو بے خود بنا دیا ہے لٹا دیا ہے سیلان نے کہا میں نے تجھکو اپنے شرابخانہ کا داروغہ کیا تو ہی ساقی گری کر شاہور
نے جام لبریز کیا اور دوسرا جام خالی رکھا مگر سیلان جادو کی نظر میں بھر لیا تھا پہلے طیمور کے آگے آیا خالی جام منہ سے لگا گیا
پلا دیا اور دوسرا جام سیلان جادو کو دیا سیلان جادو پی گئی شراب منہ سے لگتے ہی لالا کے سوا کچھ یاد نہ تھا کئی بوتلیں چڑھ گئیں

اب شاہور نے گانا اور ناچنا شروع کیا سیلان جادو بھی اٹھ کر ناچنے لگی ہوا لگتے ہی بیہوش ہوتی نے لاچہ مارا چھینک آئی ہم
ہنچے اور آنکھین اوپر زمین پر گری شاہور نے نعرہ کیا کہ او لکاتہ منم شاہور شیر پرور اور خنجر مارا لیکن یہ کاتہ آہنی بدن تھا بدن
تن تھی تلوار اچٹ گئی طیمور نے بھی اٹھ کے کئی ہاتھ مارے لیکن اثر نہوا اس شاہور نے جلدی سے کسو تہ جیاری سے
کئی تھیلیاں بارود کی نکال کر تمام جسم پر سیلان جادو کے بارود چھیلا کر چقمق آتشبازی مارا کہ سیلان جادو جلکر کولا ہو گئی اسی
مرتے ہی اس کے ایک قیامت برپا ہوئی یہ معلوم ہوا کہ طبقہ زمین کا ہل گیا تمام درخت باغ کے مثل درخت آتشبازی کے
جلنے لگے صدائین دار و گیر کی بلند ہوئین آتش باری و سنگ باری دیر تک رہی آخر آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام
سیلان جادو بود چیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ وہ باغ ہے نہ قصر ہے
ایک کھنڈل سا ہے جو لوگ اس کی قید مین تھے وہ سب رہا ہوئے انھین قیدیون مین رفقاے صاحبقران بھی تھے
یہ سب بخدمت شاہزادہ طیمور مین حاضر ہوئے سلام کیا طیمور نے کہا اے شاہور ان کے شانون پر مہرین
لگا دے تاکہ صاحبقران کو معلوم ہو کہ ہمارے رفیقون کو طیمور نے آزاد کیا یہ لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے
شاہور نے حسب ارشاد اسیوقت ان کے بازوؤن پر مہرین لگا دین اور رخصت کر دیا لشکر مین گرد اڑی اور
بہوت رعد آواز مع لشکر پہونچا طیمور نے اسی مقام پر بارگاہ برپا کرائی اور قیام کیا صبح کو کوچ کر کے آگے روانہ
ہوئے اب ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے لیکن

دو کلمہ داستان صاحبقران عالیشان کے بیان ہوتے ہین

فدا حضور پہ کس دن یہ جان نثار نہ تھا — کب آنکھین تر نہ تھین کب قلب داغدار نہ تھا
بروز حشر ہمارا حساب کیا ہوتا — گناہ اتنے تھے جن کا کچھ شمار نہ تھا
گمان بادہ کشی مجھ پہ کل تھا کیون واعظ — خدا سے ڈر مجھے کیا خوف کردگار نہ تھا
یہ آج کیا ہے چڑھاتا ہے جو سبو پہ سبو — منیر تو کبھی اتنا تو بادہ خوار نہ تھا

کہ بعد روانہ ہونے طیمور شیر پرور کے صاحبقران نے ہرکارون سے دریافت کیا کہ اب آگے اس کے کونسا مقام ہے
ہرکارون نے عرض کی کہ حکیم اسرار الحکمت کا دیوان خانہ ہے یہ مقام نہایت سخت دشوار ہے کہ جس قدر شیر حجری اس
عمارت مین ہین جو اس طرف سے گذرتا ہے اسے پھاڑ کھاتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ مین کل ضرور جاؤنگا یا مین نے ان
شیرون کو مار کر راستہ صاف کیا یا آپ لقمہ دہان اجل ہوا جب صبح ہوئی تو ہرکارون نے آکر عرض کی کہ جو سردار دو جلد
پر پھانسے تھے وہ صحرا سے مشرق سے آتے ہین جس وقت وہ خدمت مین صاحبقران عالیشان کے پہونچے تو سارا
ماجرا بیان کیا اور مہر اپنے بازوؤن کی دکھائی امیر کو نہایت ناگوار گذرا اسی وقت اپنی بارگاہ سے نکال دیا کہ اب تم
طیمور ہی کے لشکر مین جاؤ یہ لوگ نہایت پریشان جانب صحرا روانہ ہوئے اور صاحبقران کوچ کر کے دیوانخانہ
حکیم اسرار الحکمت کی طرف چلے راستے مین ابرق جادو نے عرض کی کہ یا امیر اس محل پر اسم اعظم حضور کا کام نہ دیگا
فرمایا جو کچھ ہو مین ضرور جاؤنگا مجھے اب اپنی زندگی دشوار ہے ابرق جادو نے دیکھا کہ امیر کو غصہ ہے نہ مانینگے
خاموش ہو رہا جب صاحبقران ذیشان مع فوج و نشان سامنے دیوانخانہ کے پہونچے تو لشکر کو اترنے کا حکم دیا
خیمے ڈیرے برپا ہو گئے دوسرے روز صاحبقران ذیشان تن تنہا مرکب پر سوار ہو کر چلے اسوقت ابرق جادو
قدمون پر گر پڑا کہ حضور ابھی جانے کا قصد نہ فرمائین پہلے اس غلام کو اجازت دین اگر یہ کام مجھ سے نہ ہوئے تو پھر آپ کو
اختیار ہے صاحبقران نے دعا کر کے قبول فرمایا اسوقت ابرق جادو نے رخ اس عمارت کا کیا جس وقت قریب پہونچا تو تمام
شیر حجری حرکت مین آئے اور ابرق جادو کی طرف جھپٹے ابرق جادو نے جلدی سے کچھ اسم پڑھ کر دستک دی کہ جانب

صحرا سے بہت سے خرس پیدا ہوئے اور آ کر شیروں سے گلہ بگلہ لڑنے لگے یہانتک لڑے کہ گتھ گئے رہ گئے اب ابرق جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران آپ تماشہ ان جانوروں کی لڑائی کا دیکھیئے مین جاتا ہوں اور ایک تختی لاتا ہوں جب تک وہ تختی نہ آئیگی کام نہ چلیگا یہ کہکر جانب صحرا روانہ ہوگیا جس مقام پر کہ مقبرہ حکیم اسرار الحکمت کا بنا ہوا تھا وہان پہونچا اور زیر مقبرہ کے کھود کر وہ تختی ساختہ حکیم اسرار الحکمت نکال کر لایا یہان اُسی طرح شیر اور خرس سرگرم جنگ تھے آخر سست ہوکے اور لپٹ کے رہ گئے تھے کچھ دیر ساکت ہوتے تھے اور پھر لڑنے لگتے تھے ابرق جادو نے آتے ہی عکس اُس تختی کا ڈالا یہ معلوم ہوا کہ ایک برق چمکا گرمی شیر اور خرس جلکر خاک ہوگئے صاحبقران سے عرض کی کہ اب تشریف لیجیے امیر اُس دیوانخانہ مین آئے دیکھا کہ تمام حکما کی تصویرین اُس مین نصب ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ بزم حکیمان آراستہ ہے اور ہر شبیہ پر نام صاحب شبیہ کا تحریر ہے امیر نے اس مقام کی سیر کی اور یہی مرکز اپنا قرار دیا جب سردار جمع ہوئے تو اجلال تیغ طالع نے دست بستہ عرض کی کہ ایک التماس میری بھی قبول ہو فرمایا بیان کرو اجلال نے تصویر ملکہ کی دے کر عرض کی کہ اس دختر کو کنیزی مین قبول فرمائیے صاحبقران نے گردن جھکالی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ تمھاری استدعا قبول ہے غرضکہ مختصر سا سامان کر کے شب کو عقد صاحبقران عالی وقار کا ملکہ محبوب سیمتن کے ساتھ کر دیا گیا بعد عقد صاحبقران لشکر خوا جبر تے صورت اپنی تبدیل کی اور لشکر مین پہونچے جس قدر زر و جواہر تھا اور ہوا سب لوٹ کر داخل زنبیل کیا اور اپنے لشکر کی راہ لی جس قدر خادم و خدمتگار تھے محروم رہ گئے رات کو امیر وصل سے محبوب سیمتن کے کامیاب ہوئے بطن سے اس کے ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے کہ نہایت جری و بہادر ہوتا ہے ذکر اُس کا آئندہ دفتر مین آئیگا بسبب عقد صاحبقران عالی وقار کے چند دنون رسم نامرو پیام ملتوی ہے یہان تو امیر مصروف عیش و نشاط ہین لیکن ابیا

دو کلمہ داستان حیرت بیان حسین سبز قبا کے بیان ہوتے ہین

غزل برآغاز داستان

اُٹھائین سختیان جب سے بتون کے دام مین آئے
وہ وحشت دنیا آلہی جو کبھی تو کام مین آئے
کہان تک ساتھ دے پھر وہ لباس اتقا زاہد
جو بجلی کی طرح چشم خیال خام مین آئے
وہ پڑا ان سے رکھا ہے کہ پھر سکین تو کیا
سمجھنا زہر اسے تلخی اگر بادام مین آئے
ملا تا قبر پھر منزل مین لطف آغوش مادر کا
کہ خم سے خم سبو مین اور سبو سے جام مین آئے
یہ داغ اک پھیلے ہم اور ساتھ اپنے دم آخر
ابھی آنگے دیکھنا ہے کون کون الزام مین آئے
غروب ہو ہوتے گھبراؤ اگر تیرہ بختی سے
ہنر ایسے جو آئے بھی تو کس کام مین آئے
گواہ حال ابتر آرزو ہر من کی بے ربطی
شکایت کیا ہو درد و غم دل ناکام مین آئے
کلیجہ ہو جو پتھر کا تو ایسے کام مین آئے
فغان مین درد اثر آہ دل ناکام مین آئے
جو مستقل ہے پرسون مہینون کام مین آئے
کیا یہ جوش پیدا ہے ساقی مین سے خم نے
خوشی اُس وقت لازم ہے کہ جب یہ کام مین آئے
لئے دیدار خوبان ہے زیارت کعبہ دل کی
عدم تک ملا سہ ہستی سے بڑے آرام مین آئے
اُٹھائین سختیان ہجر بتان کی وہ کہ دل ٹوٹا
کہ تم افسوس آئے بھی تو کس ہنگام مین آئے
بچا ہے ٹھوکرون سے کیا کوئی مست آرام سے
کہان سے روشنی میرے چراغ شام مین آئے
بری اچھی کوئی تاثیر تو پیدا کرین نالے
کچھ ایسے حرف قسمت سے ہمارے نام مین آئے
بنی ہر جس لئے جوشے نہ کیون اس کام مین آئے
نکلے جو وہ حسرت کیون دل ناکام مین آئے
دکوئی تو دے کو ہاتھ سے کام مین آئے
نظر پھر کر برا لگے دیکھنے کے کیا کرون حسرت
ہوئے شیشے شکستہ بال سبو جام مین آئے
مریض چشم جانبر کیا ہو جب تک الفت کے
جنون کے سلسلے سے بھی ہین لوگ اسلام مین آئے
لگا دے منہ سے ساقی دیر ہوگی اس کے ملنے مین
نہ کیونکر چور ہو شیشہ جب ایسے کام مین آئے
خفا ہین تو تم نے ظلم سہ کر سکھائی ہین
جو دل بیتاب ہو کر پیش پا ہر گام مین آئے
جفا سہکر وفا کا نام اگر روشن کیا تو کیا
کسی تکلیف مین ہو یا خلل آرام مین آئے
سنو یا سنو اسے ہمدم داستان

کہ باز آہم پر سے داستان، راوی بیان کرتا ہے کہ جب حکیم اشراق الحکمت مارا گیا ہے تو ملازمین لاش اس حکیم کی اُٹھا کر لے گئے تھے روتے اور پیٹتے حسین سبز قبا بادشاہ شہر حسن آگین کی خدمت مین پہونچے اور لاش

سامنے بادشاہ کے رکھدی حسین سبز قبا لاش کو حکیم اشراق الحکمت کی دیکھکر بہت رویا تمام شہر سیاہ پوش ہوا اور لاش حکیم کی اٹھائی گئی تمام شہر واسطے تماشے کے آیا کوئی ایسا نہ تھا جو سیہ پوش نہو بادشاہ خود جنازے کے ہمراہ تھا اور خیر خواہان دولت بھی ساتھ تھے لوگ کہتے تھے کہ وہ کونسا شخص تھا جس نے ایسے شخص کو مارا جس سے ساحر ڈرتے تھے ابھی سے رعب صاحبقران شہر حسن آگین پر چھا گیا لوگوں کے دلوں میں ہیبت پیدا ہو گئی ہے جا کے حکیم اشراق الحکمت کو مقبرہ حکیم اسرار الحکمت میں دفن کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ عرس حکیم اسرار الحکمت کا قریب تھا جس روز حکیم اشراق کا بیٹا تھا اُسی روز حکیم اسرار الحکمت کا عرس تھا تمام شہر جمع ہوا اس عرس میں خوشی کے بدلے ہر ایک پر غم طاری تھا جو شخص پیر کہ اس مقبرہ کا مجاور تھا ایک کتاب اتنا اُس کے پاس رہتی تھی سال بھر بعد عرس میں وہ کتاب نکالی جاتی تھی اور اُس میں سال بھر کا حال تحریر ہوتا تھا اُسی پر سب کاربند ہوتے تھے اور جو کچھ لکھا ہوتا تھا وہ ظہور میں آتا تھا مثلاً جس سال کے بارے میں قحط لکھا ہوتا تھا اُس سال قحط ضرور پڑتا تھا لوگ اناج خرید خرید کرکے رکھ چھوڑتے تھے دوسرے ملکوں سے منگا لیتے تھے اور اپنے ملک کا غلہ کہیں نہ جانے دیتے تھے جس سال وبا ہونے والی ہوتی تھی اُس کی خبر بھی اُس کتاب سے ملجاتی تھی لوگ قبل سے جنگلوں میں رہنے کا بندوبست کر لیتے تھے اور جس شخص کو اپنی عمر یا کسی اور بات کی نسبت دریافت کرنا ہوتا تھا وہ اُسی کتاب سے فال دیکھ لیتا تھا تو معلوم ہو جاتا تھا چنانچہ اس عرس میں جو وہ کتاب نکالی گئی تو اُس میں تحریر تھا کہ اس سال سکہ بدل جائیگا اور مکان محفوظ مثل شاہراہ کے ہو جائیگا بادشاہ نے اس عبارت کے معنی اُسی پیرمرد سے دریافت کئے اُس نے بیان کیا کہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حصار ٹوٹ جائیں گے اور دوسرے ملک کے لوگ اس شہر میں آنے جانے لگیں گے اور آپ کو کسی دشمن کے مقابلے میں شکست اُٹھانا پڑے گی جس سے بجائے آپ کے سکہ اُس کے نام کا جاری ہوگا اس کے بعد تحریر تھا کہ دختر بادشاہ کا شوہر وہ شخص ہوگا جس کا مرکب ابلقی اسلحہ الماس نگار ہوگا حسن و جمال میں عدیم المثال ہوگا اور تلوار کے زور سے اس ملک میں داخل ہوگا یہ تمام باتیں سنکر بادشاہ کمال مسرور ہوا مگر رنجیدہ بھی ہوا کہ ملک آئین میں فرق آجائیگا حکومت کو زوال ہوگا تحفظ جاتا رہیگا جب عرس برخاست ہوا تو بادشاہ پلٹ کے اپنے ایوان میں آیا بعد چند روز کے خبر پہونچی کہ مرحلے سب ٹوٹ گئے صاحب جادو اور صاحب جادو مارے گئے اُس وقت بھی بادشاہ کو اطمینان تھا کہ ابھی وہ مرحلہ باقی ہے جس کا ٹوٹنا عقل میں نہیں آتا یعنی دیوانخانہ حکیم اسرار الحکمت کے شیر جو ہری کہ نہ وہ قہر کے بنے ہوئے ہیں نہ قہر سے مٹ سکتے ہیں آخر میں یہ بھی خبر پہونچی کہ وہ مرحلہ بھی شکستہ ہو گیا اب بادشاہ پریشان ہوا اس نے ایک عیار کو روانہ کیا کہ جاکے خبر لا کہ افسران لشکر حریف میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جس کا مرکب ابلقی اور اسلحہ الماس نگار ہوا اور حسن و جمال میں سب سے بہتر ہو اگر ایسا جوان ہے تو اُس سے جنگ و جدال بیکار ہے بلکہ جس صورت سے وہ راضی ہو صلح مناسب ہے کہ کتاب حکیم اشراق الحکمت خبر دے رہی ہے کہ ایسا شخص ملکہ کا شوہر ہوگا عیار یہ حکم پاکر برائے دریافت حال روانہ ہوتا ہے اور بادشاہ انتظار میں اپنے عیار کے بیٹھا ہے لیکن

دو کلمہ داستان لشکر اسلام و ملکہ سمان کج ابرو و خواجہ خضران کے بیان ہوتے ہیں

منہ جان حزین پر عذاب آئے گا
قیامت آئے گی جس دن شباب آئیگا
کسے خبر تھی کہ وصلت میں بھی مجھے او شوخ
ہمارے گھر بھی کبھی آفتاب آئے گا

کسی پہ جب دل خانہ خراب آئے گا
زمین و آسمان آئینگے زلزلے میں تمام
سوال بوسہ لب پر عتاب آئے گا
راویانیکہ در سخن فرواند

ابھی سے فتنہ محشر ہیں جھکتے ہیں وہ
جو بات پر دل پر اضطراب آئے گا
یقین ہے جاگیگی قسمت کبھی منیر اپنی
شرح این داستان چنان کردند

راوی بیان کرتا ہے کہ بعد فتح مرحلہ حکیم اسرار الحکمت صاحبقران نے جشن خوشی کیا ہے کہ اب اس مقام پر کوئی طلسم باقی نہیں

ہو گئی ہر سبب دقتین طے ہو گئی ہین علاوہ اس کے نئی نئی شادی ملکہ محبوب سیمتن سی معشوقہ کے ساتھ ہوئی ہر امیر
بیشتر وقت نشاط مین مصروف تھا انہین دنون عید برات شب برات ہو رہی ہر کہ ایک نامہ حاکم شہر بردوان کا اجلال روشن طالع کو
پہونچا شتر سوار نے آکر نامہ دیا خیریت بیان کی اجلال نے نامہ کو کھول کر پڑھا لکھا تھا کہ اے برادر مہربان بھانجی تمہاری
اور دختر میری اپنی بہن اور بہنوئی کے دیکھنے کی نہایت مشتاق ہر سنا ہر کہ تم نے عقد اپنی دختر کا کسی نامی شخص کے ساتھ کر دیا
ہر اگر تم اس دختر کا آنا خلاف مصلحت سمجھو تو مجھے اطلاع دو کہ مین اس کو نہ آنے دون اور اگر مناسب جانو تو لکھو کہ مین
اسے بھیجدون ہر چند کہ تمہارے خدا پرست ہو جانے سے میرا جی تو نہین چاہتا تھا کہ تم سے ملون یا اپنی دختر کو ملنے دون
لیکن مجبور ہون کہ رشتہ میرا تمہارا انتہا کا نازک ہر جو کسی طرح قطع نہین ہو سکتا اجلال روشن طالع اس نامہ کو لیے
ہوئے اپنی دختر ملکہ محبوبہ سیمتن کے پاس آیا اور مضمون نامہ کا سنایا محبوبہ سیمتن اپنی پھوپی زاد بہن کے آنے
کی خبر سنکے نہایت خوش ہوئی اسی وقت صاحبقران کو بلا بھیجا اور وہ نامہ امیر کو دکھایا اور اجازت مانگی امیر نے فرمایا کہ
وہ بہن تمہاری ہر تو بلا بھیجو کیا قباحت ہر اجلال روشن طالع نے جواب مین لکھ بھیجا کہ اے برادر یہ بات دریافت کرنے کی
کیا تھی جیسی محبوبہ سیمتن ویسی سہال تاج ابرو مجھے دونون برابر ہین اور تبدیل مذہب کی شکایت جو تم نے لکھی یہ
بالکل بیجا ہر اس لیے کہ اپنی اپنی گور اپنی اپنی منزل ہر نہ تم میری قبر مین میرے بچانے کو آؤگے نہ مین تمہاری قبر مین تمہاری
امداد کر سکتا ہون اپنی عاقبت آپ ہی بھگتنا پڑے گی لہذا مین نے جس دین و مذہب کو اچھا جانا اسے اختیار کیا میرے
تبدیل مذہب سے تمہارا کسی طرح کا ضرر نہین پہونچ سکتا ہر یہ جواب نامہ کا لے کر نامہ بر روانہ ہوا اجلال روشن طالع نے
عرض کی کہ یا امیر مین تو اپنے کو غلام سمجھتا ہون لیکن بردوان شاہ میرا بہنوئی ہر اور خدا پرست بھی نہین ہر جو آپ کے
رتبہ سے آگاہ ہوتا اور میرے اس کے رشتہ نازک ہر کہ وہ اس شخص کا بہنوئی ہر اور ملکہ سہال تاج ابرو میری بھانجی
ہوتی ہر لہذا اس کے ساتھ ایسا برتاؤ ہو کہ سہال کو کوئی شکایت نہو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ مین شاہان ہفت
ملک کو بہر استقبال بھیجون گا اس لیے کہ میری بھی تو سالی ہوتی ہر اجلال نہایت خوش ہوا لیکن نامہ دار جو نامہ لیکر
شہر بردوان مین پہونچا بردوان شاہ کو نامہ دیا بردوان شاہ نے نامہ کو پڑھا اپنی دختر کو نہایت جاہ و احتشام سے
سوار کر کے روانہ کر دیا لیکن چلتے وقت خوب سمجھا دیا کہ ان خدا پرستون کے بہکانے مین نہ آجانا اور اپنا دین قدیم ترک
کر کے مذہب خدا پرستی نہ اختیار کر لینا ملکہ نے عرض کی کہ مین اپنی بہن کو دیکھنے جاتی ہون یا تبدیل مذہب کرنے جاتی ہون
بلکہ سمجھا بجھا کر اپنی بہن کو بھی دین قدیم کی طرف رغبت دلاؤن گی غرضکہ ملکہ سوار ہو کر جانب لشکر صاحبقران روانہ
ہوئی قریب چالیس ہزار کے فوج بھی اس کے ساتھ ہر اور انیس چالیس مصاحبین سب ہمراہ ہین سواری اس کی نہایت
تزک و احتشام کے ساتھ چلی آتی ہر فوج کوس کوس بھر کے فاصلے سے آگے اور پیچھے چلتی ہر اس خیال سے کہ ملکہ پر کسی کی
نظر نہ پڑے اور ملکہ کے سکھپال کے پردے اٹھے ہوئے ہین اور یہ سیر صحرا دیکھتی ہوئی چلی آتی ہر کہ نہایت نازک مزاج
ہر جس وقت یہ قریب لشکر صاحبقران پہونچی تو اس نے مقام کیا اور اپنے آنے کی خبر اجلال روشن طالع اپنے ماموں
پاس کہلا بھیجی کہ کوئی واسطے استقبال کے آئے چند سوار خبر لا کر سنانے کی غرض سے جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے
اور باقی کوس کوس بھر کے فاصلے سے لوگ اترے کہ ملکہ کو تکلیف نہو پہرہ دیتے ہین نہ گھٹے ملکہ اپنے خیمے کے آگے ٹہل رہی
ہر لیکن حال درویش امیر شامی کا سنئے کہ لشکر ان کا بھی تین چار کوس کے فاصلہ پر اترا ہوا ہر خدا جانے یہ کیا کیا
منصوبے بنا رہے ہین کہ نہ تو یہ جھولی شہر مین جاتے ہین نہ لشکر صاحبقران مین آتے ہین منڈھیا اپنی بالا سے کو دبا
کر کے ہوئے بیٹھے ہین ہوش کے وہم بھرا کرتے ہین یہ دیکھکر فرامرز ثانی کا جی گھبرایا اس نے آ کے عرض کی کہ حضور تو ابھی
یہان رونق افروز رہین گے اگر مجھے اجازت ہو تو مین شکار کو جاؤن دو چار آہو صید کر کے حضور کے واسطے بھی بھیجون
فرمایا کیا مضائقہ ہر جاؤ مگر جلد واپس آنا کہ شاید ہمارا جی گھبرائے اور ہم کوچ کرین تو تمہارے سبب سے دیر ہو اس لیے

عرض کی کہ روز صبح کو جاؤنگا اور شام کو واپس آؤنگا یہ کہکر اُس نے کچھ فوج اپنے ساتھ لی اور سامان شکار فراہم
کرکے جانب صحرا روانہ ہوا صحرا میں ایک مقام پر پہونچکے خیمہ برپا کیا اور تن تنہا مرکب پر سوار ہوکے جانب صحرا روانہ
ہوا ایک مقام پر دیکھا کہ چند آہو چر رہے ہیں ایک مرتبہ آہو چاپ پاتے ہی منتشر ہوکر فرار ہوے بس فرامرز نے ایک
آہو کے پیچھے گھوڑا ڈالا آہو نہایت تیز بھاگا اس کے بھاگنے پر فرامرز کو اور غصہ آیا عہد کرلیا کہ اب اسے ٹھکٹکے نہ مارا
تو نام اپنا فرامرز نہ پایا آہو بھاگتے بھاگتے اسی مقام پر پہونچا جہان خیمہ ملکہ سمان پیچ ابرو کا برپا تھا آہو یہان آکے
جھجکا سامنے خیمہ تھا اور پشت پر آفت ناگہانی کی طرح فرامرز چلا آتا تھا آہو چوکڑی بھولا بس ساتھ ہی بگولہ گرد کا اٹھا
اور فرامرز ثانی پیدا ہوا اس نے آتے ہی حلقہ کمند کا آہو کی گردن میں ڈال دیا اور کود کے مرکب سے آہو کو دبوچ
کے ذبح کر ڈالا نظر جو ملکہ محبوب سیتن کی اس جوان رعنا پر پڑی دل مائل ہو گیا یہ کچھ جوانی میں بھری ہوئی تنہا اپنے
خیمہ کے آگے ٹہل رہی تھی آواز دی کہ او صیاد ظالم تو بڑا بیدرد معلوم ہوتا ہے اس خوش چشم سے تو نے آنکھ پھیر لی
اور ذبح کر ڈالا اس نے پلٹ کے دیکھا تو ایک آفت ہوش خیمہ کے آگے کھڑی ہوئی کہہ رہی ہے ملکہ بھی انتہا کی حسین
فرامرز بھی اس پر مائل ہوا کہا کہ اے ملکہ خداوند عالم نے جس چیز کو حلال کیا ہے ہم حلال سمجھتے ہیں اور جسے حرام کیا
ہے اُسے حرام جانتے ہیں انسان خوش چشم کو پیار محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں آہو کو ذبح کرکے کھاتے ہیں اور ہمین نے تو آہو
کو صید کیا تم نے مجھکو صید کیا میں اس آہو کے کباب لگاؤنگا اور تم یقین ہو کہ میرا دل جلاؤ گی ملکہ نے کہا کہ اے شخص
خدا کے غضب سے ڈر تو نے تو خنجر سے آہو کو ذبح کیا میں نے کیا کیا فرامرز نے کہا کہ تمہاری تیغ نگاہ سے مجھے ذبح کر ڈالا
ملکہ نے کہا کہ اب یہان سے جاؤ ایسا نہو کوئی دیکھ لے تو میں بدنام ہونگی لوگ خدا جانے کیا خیال کرین گے فرامرز
نے کہا کہ میں کہان جاؤنگا ملکہ نے مجھے اشارے سے بلایا تو میں یہان آیا ملکہ نے کہا سبحان اللہ کیا اچھی آپکی دوستی ہے
فرامرز نے کہا کہ جب تم دشمنی کروگی تو ہم کیونکر دوستی کرنے لگے ملکہ بولی آخر میں نے کیا دشمنی کی فرامرز نے کہا کہ
اگر تم سے دور رہیں گے تو جل جائیں گے مرجائیں گے تمکو اپنی بدنامی کا اتنا خیال ہے اور ہماری جان کا ذرا بھی پاس نہین
ہے ملکہ نے کہا کہ اگر تمکو تنہا آہو کا لیے جانا ہے تو خیر آؤ میرے خیمہ میں بیٹھو کباب لگاکے کھاؤ جب آسودہ ہو تو گھر چلے
جانا لٹنے کے واسطے کسی کو ناراض کرنے سے کیا حاصل فرامرز نے دیکھا کہ یہ بھی کچھ چاہنے کے باتین کرتی ہے عورت زبان
سے دفعتاً اقرار تو کرنے کی نہیں خیر دیکھا جائے گا یہ وحشی رام ہو ہی جائے گا ہرن کو گھسیٹ کے خیمہ کی طرف لے چلا تھا کہ
ایک رکابدار بھی اس کے ساتھ کا آپہونچا فرامرز نے اُس رکابدار سے کہا کہ کباب لگا رکابدار نے بیٹھ کے ہرن کو
صاف کیا اور کباب لگانے لگا فرامرز ملکہ کے خیمہ میں چلا آیا اور بیٹھ گیا سہیلیوں نے ملکہ سے پوچھا کہ یہ کون مرد وا
ہے ملکہ نے کہا کہ بیچارہ مسافر ہے تھوڑی دیر دم لے لیگا پھر چلا جائیگا سہیلیان بولیں کہ اے ملکہ یہ مناسب نہین
ہے کہ غیر مرد آپکے خیمہ میں بیٹھے اس میں بدنامی ہوگی آپ تو بچ گئے چھوٹ جائین گی آفت گئی جاسوس ہوگی ہاری
ناک چوٹی کی خیر نہیں ہے ملکہ نے کہا کہ مردار یہ کوئی بات ہے کہ جب سے چاہا عیب لگا دیا خیمہ تنہا بھی تو نہیں ہے لاؤ
کشتی شراب کی اسی وقت کشتی شراب کی حاضر کی گئی کباب گرم گرم بھن کے آتے جاتے تھے یہ دونون شراب پیتے
جاتے تھے اور کباب کھاتے جاتے تھے اسی اثنا میں فرامرز نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان جاتی ہو ملکہ نے کہا
کہ میں دختر ہون بردوان شاہ حاکم شہر بردوان کی محبوب سیتن دختر اجلال شاہ میری ماموں زاد بہن ہے اور
میں اس کے دیکھنے کو آئی ہوں تم کون ہو اور کس خاندان سے ہو فرامرز ثانی نے کہا کہ میں اولاد رستم سے ہوں
نام میرا فرامرز ثانی ہے اور ایک مرد درویش کا مرید ہوں اس طرف شکار کھیلنے چلا آیا تھا یہان آکے تمکو دیکھا اے
ملکہ درویش ہمارے عجب باکمال شخص ہیں انھوں نے ایک زمانے میں سارا شہر اپنی جھولی میں اٹھا کے رکھ لیا تھا اور
دوسرے مقام پر جھولی سے نکال کے بسا دیا تھا اب اس شہر کو جھولی شہر کہتے ہیں درویش یہان سے تین کوس کے

واصلات سے ایک کوہ پر رونق افروز ہیں ملکہ نے کہا کہ اب تم جاؤ لوگ میرے استقبال کو آتے ہوں گے اگر تم کو دیکھ لیں گے
تو میں بدنام ہو جاؤں گی اور تمہاری جان جائے گی فرامرز نے کہا کہ اے ملکہ میں چلا تو جاؤں لیکن میرا دل تو مجھے دیدو
ملکہ نے کہا کہ تمہارا دل تمہارے سینے میں ہے یا میرے پاس ہے فرامرز نے کہا جبتک میں نے تمہیں دیکھا نہ تھا اسوقت تو
بیشک میرا دل میرے پاس تھا لیکن اب تمہاری دزدیدہ نگاہیں چرا لے گئیں اب دل تمہارے پاس ہے ملکہ نے کہا پھر
ہمارے تمہارے کسی مقام پر ملاقات ہو جائے گی لشکر خدا پرستاں کچھ دور نہیں ہے مجھے بھی صحرا میں رہنے کا شوق ہے تم
پھر آنا فرامرز نے کہا کہ خدا پرستوں میں جاکر کوئی ان کے دام سے نکلتا ہی نہیں ہے اگر تمکو میرا پاس ہے تو اسی وقت میرے
ساتھ چلی چلو ملکہ نے کہا اس میں رسوائی ہو گی فرامرز نے کہا رسوائی بھی نہوگی کام بھی نکل آئے گا میں مشہور کر دونگا
کہ ملکہ کی طبیعت فقیر کی طرف مائل ہوئی انھوں نے درویش کی مریدی اختیار کی ملکہ نے کہا کہ میری وجہ سے درویش پر
بھی آفت آئے گی فرامرز نے کہا کہ درویش سے کیا مجال ہے کسی کی کر سکے وہ عجب باکمال شخص ہیں تم نے ابھی ان کی
کرامتیں دیکھی نہیں ہیں ملکہ بھی سوچی کہ سچ تو کہتا ہے جب لشکر میں پہونچیگی تو میری نگرانی کامل طور سے ہوگی پھر نکلنا میرا
دشوار ہوگا اب چلے ہی چلنا صلاح ہے بس ملکہ نے کہا کہ اگر چلنا ہے تو جلد نکل چلو ورنہ پھر محال ہوگا فرامرز اٹھ کھڑا ہوا سواری
منگا کر ملکہ کو سوار کیا چند سہیلیاں ساتھ ہو لیں اور بعضی نکل گئیں کہ ہم تو نہ جائیں گے اس میں ہمارے واسطے بدنامی ہے
فرامرز تاہی ملکہ کو لیکے روانہ ہو گیا اور شام کو درویش کی خدمت میں پہونچ گیا اور عرض کی کہ شاہزادی بہروان
آپ کی مرید ہونے کے واسطے آئی ہے درویش حیران ہوئے کہ شاہزادی بہروان کہاں اور میں کہاں پوچھا کہ صاف
صاف بیان کرو وہ مجھے کیا جانے فرامرز نے کہا کہ کون ایسا ہے جو حضور سے واقف نہیں اس کا حسن عقیدت لے آیا ہے
فرمایا تم سے کس طرح ملاقات ہوئی فرامرز نے مفصل کیفیت بیان کی کہ مجھے شکار پر اس طرح سامنا ہوا میں نے آپکی
تعریف کی اس کو اشتیاق پیدا ہوا چلی آئی اور ایسا کہتی ہے کہ میں ہمیشہ درویش کی خدمتگذاری میں بسر کرونگی میں نے
سلطنت اور حکومت سے ہاتھ اٹھایا درویش نے فرمایا کہ لاؤ آئے فرامرز نے محافہ ملکہ کا سامنے طلب کیا ملکہ آئی اور
محافے سے اتری درویش کو مودب ہو کے سلام کیا درویش نے دست شفقت پشت پر رکھا اور پوچھا کہ بچہ تو کیوں
آئی ہے کسی کے جبر سے یا اپنی خوشی سے اگر تجھ کو کوئی جبر سے لایا ہو تو جہاں تو کہے میں حفاظت سے بھجوا دوں ملکہ نے
عرض کی کہ یہ کنیز اپنی خوشی سے آئی میں تنہا تو تھی نہیں کہ کوئی مجھپر جبر کر سکتا فوج لشکر سب کچھ میرے ساتھ تھا میں
خود آئی ہوں درویش سمجھ گئے کہ معلوم ہوتا ہے ان دونوں میں دلی تعلق پیدا ہو گیا فرمایا کہ خیر اگر آ گئی ہو تو رہو اور
فرامرز سے کہا کہ خبردار ابھی ہاتھ بھی اس کو نہ لگانا سوا دیکھ آنے کے ان کو خیال ہوا کہ مبادا صاحبقران یا کسی
عزیز صاحبقران کی منظور نظر ہو تو برا ہوگا یہ لشکر سے لے تو آیا ہے جب وقت صاحبقران کو معلوم ہوگا تو قیامت برپا
ہوگی اور درویش نے پہرہ عیاروں اور سرداروں کا گرد خیمہ ملکہ سمان رخ ابرو کے معین کر دیا اب فرامرز
کسی کسی وقت جاتا ہے اور ملکہ کو دیکھ آتا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھئے وہ کونسا دن ہوتا ہے کہ وصل سے اس کے کامیابی ہوگی
لیکن اب ادھر کا حال سنئے کہ صاحبقران عالیشان جو خیمہ میں ملکہ محبوبہ ستمگن کے تشریف لائے تو دیکھا کہ ملکہ بھی
ہوئی کچھ تصویریں الٹ پلٹ کر رہی ہے صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اے ملکہ کیا دیکھ رہی ہو کہا آپ بھی دیکھئے یہ تصویریں
میرے عزیزوں کی ہیں ایک ایک تصویر دیکھنے لگے ملکہ بتاتی جاتی ہے کہ یہ میری پھوپی کی تصویر ہے یہ بہن کی تصویر ہے یکا
یک تصویر ملکہ سمان رخ ابرو کی بھی سامنے آگئی ملکہ نے کہا کہ یہ اپنی بہن کی تصویر ہے جو میرے دیکھنے کو آنے والی ہے
صاحبقران نے جو اس تصویر کو دیکھا تو چہرے پر شوخی پائی گئی فرمایا کہ اے ملکہ اس کے تیور برے ہیں مجھے یہ
شبہ ہوتا ہے چالاک معلوم ہوتی ہے پشت پر صاحبقران کے طیفور بادپا گرد عیاران کا کھڑا ہوا تھا اس کی نظر بھی پڑی
اس کو بہت پسند آئی کہا یا صاحبقران آپ سچ فرماتے ہیں یہ تو عیارہ معلوم ہوتی ہے ملکہ خفا ہوئی کہ تو میری بہن کو عیارہ

بتاتا ہے جیسا آپ مکار ہے ویسے سب کو سمجھتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ملکہ برا نہ مانو یہ ہمارا بھائی ہے تم سے رشتہ ہونے ہی
کا تھا اگر کہا تو کیا کسی کے کہنے سے کیا ہوتا ہے جب امیر تصویریں دیکھ چکے تو کچھ دیر بیٹھے رہے بعد اس کے باہر تشریف لائے
بس طیفور تو ہون بیگر پڑا فرمایا کیوں کیا کچھ ہو بات کرو طیفور نے عرض کی کہ آپ تو عقد کر چکے اور وصل سے
بھی ملکہ محبوبہ پاکدامن کے کا اسباب ہو چکے سامان بیچ ابرو کو مجھے دیجئے فرمایا کہ اسے اس نے تو دو اگر وہ تم سے رضامند
ہوگی تو ہمیں ضرور تمہارا عقد اس کے ساتھ کر دوں گا طیفور یہ اقرار لے کر روانہ ہوگیا اس کے تو دل کو لگی ہوئی تھی
ہرکاروں کو روانہ کر دیا کہ دیکھو ملکہ کہاں تک آئی ہے یہاں صاحبقران نے فرمایا کہ عشقدر الٰہی کا بھی کہیں پتہ ہے لوگوں
نے عرض کی کہ جب وقت آپ درخت کو اکھاڑ کر خندق میں کود پڑے تھے اسی وقت سے عشقدر الٰہی بھی غائب ہیں ہم
سمجھتے تھے کہ وہ آپ کے ساتھ ہوں گے فرمایا کہ مجھ سے اور عشقدر الٰہی سے پھر ملاقات نہ ہوئی خدا جانے وہ کہاں ہے
صاحبقران تا ملتفت اس کو میرے پاس چھوڑ گئے تھے مجھے یہ تشویش ہے کہ اگر عشقدر الٰہی کا پتہ نہ لگا تو میں کس وقت خانہ
کعبہ جاؤں گا تو ان کو کیا منہ دکھاؤں گا طیفور واپس آگیا تھا اس نے عرض کی کہ یا امیر آپ بھی کیا کرتے تھا اور ہاں بھی ہیں
وہ ایک چوٹا مکار تھا مال و اسباب میرا لے کے بھاگ گیا آپ کے سامنے زنبیل و گلیم و دیوجامہ تمام تبرکات بھیجنے
کا وعدہ کیا تھا اسے یہ خیال ہوا ہوگا کہ اگر یہاں رہوں گا تو امیر سے اطلاع ہو جائے گی جاؤں گا تو یہ چیزیں دینا پڑیں گی
اس سبب سے وہ چپکے سے چلا گیا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر ایسا کیا تو برا کیا اتنے میں ہرکاروں نے آکر طیفور کو خبر
دی کہ ملکہ آ رہی ہے کوس بھر پر اتری ہے لوگ اس کے واسطے اطلاع کے گئے ہیں جیسا یہاں سے لوگ پیشوائی کو جاتے ہیں
تو وہ آئیں گی یہ سنتے طیفور اسی وقت روانہ ہوگیا کہ میں دیکھوں تو صورت ملکہ کی کیسی ہے راستے میں لوگ بھی آتے
ہوں گے اب اسے یہ خیال ہوا کہ شاید صاحبقران مجھے بھی استقبال کو بھیجیں تو چپکے دیکھنے سے ظاہر نہ ہوگا بہتر ہے
یہ سوچ کے پھر پلٹا یہاں سوار آ پہنچے اور اجلال ابن لندھور کے خیمہ دریافت کر کے عرض کی کہ بھابھی آپ کی تشریف
لائی ہیں اجلال نے صاحبقران سے عرض کی کہ ملکہ آگئی ہے فرمایا کہ کس کو کہیں واسطے استقبال کے روانہ
کروں عرض کی کہ حضور جسے مناسب جانیں ابھی زیادہ اکرام کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ وہ مسلمان ابھی تو نہیں ہے فرمایا
فرزند پیر شیر دل فرزند سلطان شاہ دردرگوش کو برائے استقبال بھیجو طیفور نے حکم صاحبقران کا شہزادہ شیر دل کو پہنچایا
شہزادہ شیر دل اسی وقت دس گیارہ سو جوان اپنے ساتھ لے کر برائے استقبال روانہ ہوا اسی وقت ہوچکا تھا ادھر ملکہ
کو ملکہ راہی کبھی ہو چکا تھا اس نے سواروں کو ادھر ادھر دوڑایا کہیں پتہ نہ لگا آخر ان لوگوں سے پوچھا جو ملکہ کے
ساتھ آئے تھے کہ تم نے ملکہ کی حفاظت نہ کی آخر ملکہ کہاں گئی صاحبقران کو کیا جواب دو گے ان لوگوں نے آکر خواجہ سراؤں
سے پوچھا خواجہ سراؤں نے سارا ماجرا بیان کیا کہ ایک شخص نے آکر آہو کو صید کیا ملکہ کے خیمے میں آکے بیٹھا کباب لگانے لگا آپ
بھی کھانے لگے ملکہ کو بھی کھلائے ملکہ اسی کے ساتھ چلی گئیں سنا کہ وہ کسی فقیر کا مرید ہے اس نے خود ہی ملکہ سے بیان کیا تھا
کہ میں درویش امیر شاہی کا مرید ہوں درویش یہاں سے تین کوس پر دامن کوہ میں اترے ہوئے ہیں یہ سنتے ہی شہزادہ
شیر دل وہاں سے پلٹا اور آکر خدمت میں صاحبقران والا شان کے سارا ماجرا عرض کیا اجلال ابن لندھور تو یہ سنتے ہی
شرم کے غرق عرق ہو گیا لیکن صاحبقران کو نہایت غصہ آیا کہ اب فقیروں کے چیلوں کی جسارت اس قدر بڑھی کہ شاہزادیوں کو
بھگا کے لے جاتے ہیں اسی وقت امیر نے جام رکھوا دیا اور فرمایا کون ایسا بہادر ہے کہ جائے اور فقیر کو سزا سے مقتول دیکر
ملکہ کو فقیر سے چھین لائے بس یہ سنتے ہی شہزادہ شیر دل اپنے دنگل سے کود پڑا اور عرض کی کہ غلام ہی اس خدمت
کو بجا لائے گا ورنہ لوگ کہیں گے کہ یہ خالی جلوس تھا کہ استقبال کو گیا اور جب موقع جنگ و جدال کا آیا تو بیٹھ رہا فرمایا
صاحبقران نے کہ بہتر ہے تمہیں جاؤ شہزادہ شیر دل نے جام پیا سپر شمشیر لگائی اور بارگاہ سے نکل کر اپنے لشکر سے
چالیس ہزار سواران صف شکن کو ساتھ لیا اور جانب کوہ روانہ ہوا طیفور کے تو دل کو لگی ہوئی تھی جب سے اس نے

سنا تھا کہ ملکہ کو فقیر کا چیلا لے گیا دل اس کا بیتاب تھا کہ غضب ہوا ایسا نہو عقد اس کا ملکہ کے ساتھ ہو جائے تو پھر کچھ قابو نہ چلے گا ادھر اس نے یہ دیکھا کہ نہر بہ شیر دل پہلا ہی یہ مہم سخت اس سے سر ہوتی معلوم نہیں ہوتی اپنا کام اپنے سے خوب ہوتا ہے امیر سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں بھی جاؤں میں نے سنا ہے کہ وہ فقیر مکاری اور جعلسازی میں یکتا ہے ایسا نہو ملکہ کو کہیں غائب کر دے اور نہر بہ شیر دل سے انکار کر جائے کہ ملکہ یہاں نہیں ہے تو اس کو سوا چلے آنے کے اور کچھ نہ بن پڑے گا فرمایا صاحبقران نے کہ جاؤ تمہیں اختیار ہے بس طیفور بھی وہاں سے روانہ ہوا ایک گھنٹہ کے عرصہ میں نہر بہ شیر دل مع طیفور بادیہ گرد گیا لشکر کو لینے زیر کو اتارا اور طیفور کو ساتھ لے کر جانب بارگاہ درویش امیر شاہی روانہ ہوا وہاں ہرکاروں نے خبر امیر شاہی کو دی کہ ایک سردار اور ایک عیار لشکر اسلام سے آیا ہے فرمایا آنے دو جس وقت طیفور اور نہر بہ شیر دل دونوں پہونچے انھوں نے سلام کیا درویش نے دعا دی اور پوچھا کہ کچھ کس سبب سے آنا ہوا ان دونوں نے کہا کہ تمہارا ایک چیلا امیر کی سالی کو بھگا لایا ہے ہم اس لئے آئے ہیں کہ اس کو اس حرکت کی سزا دیں اور ملکہ کو لے جائیں درویش نے کہا کیا امیر نے کسی بازاری عورت سے عقد کیا ہے کہ بہنیں اس کی بھاگتی پھرتی ہیں اگر ایسا بھی ہے تو مثل مشہور ہے کہ بھاگتے کا پیچھا نہ کرے اسے خود ہی وہاں رہنا منظور نہو گا جبھی تو بھاگ کے چلی آئی نہر بہ شیر دل نے کہا کہ اے فقیر بہتر یہ ہے کہ زبان درازی سے باز آ امیر نے بادشاہ شہر اجلالیہ کی دختر سے عقد کیا ہے اس کی پھوپی زاد بہن اس کے دیکھنے کو آئی تھی راستے سے فرامرز اسے لے آیا ہے بہتر یہ ہے ابھی سوار کر دو ورنہ ملکہ کے ساتھ تمہارا اور فرامرز کا سر بھی خدمت امیر با توقیر میں جائے گا درویش نے کہا کہ بابا خفا نہو غصہ نہ کرو ملکہ کو ابھی بلائے بھیجتا ہوں اور تم خود اس سے پوچھو اگر فرامرز جبر سے لایا ہو گا تو ضرور ہی معلوم ہو جائے گا تم ملکہ کو اپنے ساتھ لے جانا اور اگر ملکہ نے تمہارے ساتھ جانا قبول نہ کیا تو میں ہرگز نہ لے جانے دونگا نہر بہ شیر دل نے کہا کہ ملکہ خوشی سے جائے گی تو اور جبر سے جائے گی تو ہم لے ضرور جائیں گے چھوڑ نہ جائیں گے کہ امیر سے وعدہ کر کے آئے ہیں درویش نے کہا کہ اگر جبر سے لیجانا ہے تو طبل جنگ بجاؤ جس کی تلوار میں زور ہو گا ملکہ اسی کی ہو کے رہیگی یہ سنکے نہر بہ شیر دل پلٹ کے اپنے لشکر میں آیا اور حکم دیا اس نے کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی بجنے لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر درویش کو ہوئی درویش نے فرامرز کو بلا کے کہا کہ کل تمہارے جوہر دیکھنا ہے یہ صاحبقران کا سردار ملکہ کو لینے آیا ہے جس وقت میدان میں تمہارا اور حریف کا سامنا ہو تو ایک اقرار لے لینا وہ یہ کہ ہم اگر زیر ہوں گے تو خدا پرست ہونے کے علاوہ اطاعت صاحبقران کریں گے اور تم زیر ہو گے تو تم کو درویش کا مرید ہونا پڑے گا فرامرز نے کہا کہ جو حکم ہو گا میں بجا لاؤں گا اور خدا نے چاہا تو اس جوان کو باندھ لے آؤں گا فرمایا ہاں مجھے بھی یقین ہے اس نے آکر ملکہ سے کہا کہ تمہارے لینے کو صاحبقران کی طرف سے ایک جوان آیا ہے کل ہمارے اس کے مقابلہ ہو گا ملکہ نے کہا یہ کونسا ظلم ہے تم جا کے کہدو صاحبقران خود آکے دریافت کر لیں کہ ملکہ اپنی خوشی سے یہاں آئی ہے لڑنے بھڑنے سے کیا فائدہ اگر مجھے کوئی بجبر لیجائے گا تو میں اپنی جان دیدوں گی فرامرز نے کہا اے ملکہ اطمینان رکھو میں اولاد رستم سے ہوں سوا اولاد صاحبقران کے دوسرا شخص میری پشت زمین کو نہیں لگا سکتا ہے تم دیکھنا کل باندھ لاؤں گا اس سردار کو یہ کہکے اپنے خیمہ میں جا کر پڑ کے سو رہا لیکن ملکہ تمام رات دعائیں مانگا کی جب صبح ہوئی تو نہر بہ شیر دل اپنے لشکر کو لے کر میدان میں آیا اور صفیں باندھ کر کھڑا ہوا یہاں درویش بھی اپنے تخت کو اڑا کر میدان میں آئے پشت پر تمام فوج بیہے جا کے کھڑی ہوئی اور فرامرز پایہ تخت تھامے ہوئے میدان میں آیا اس طرف نہر بہ شیر دل کو غصہ تھا میدان تیار ہوتے ہی اس نے مرکب کو پاشنہ مارا گھوڑا بے چین ہو کر میدان میں آیا اور نہر بہ شیر دل نے نیزے کے ہاتھ نکالنا شروع کئے دیر تک سلح شوری کرتا رہا جس وقت سراپا میدان کو دکھا کر پسینے میں غرق ہو لیا تو ایک مقام پہ ٹھہر کے اور دم کو آراستہ کر کے پکارا کہ او درویش بھیج کسی کو میرے مقابلہ کے لئے فرامرز

نے درویش کی صورت دیکھی درویش نے کہا بسم اللہ اس نے سلام کیا اور مرکب کی چھل بل دکھاتا ہوا میدان میں
آیا ہزبر نے نیزہ سنبھالا اور سینہ پر فرامرز کے وار کیا فرامرز نے نیزہ اس کا اپنے نیزے پر لیا طعنین چلنے لگیں رد و
بدل ہونے لگی یہ معلوم ہوا کہ ایک ہالہ بندھ گیا ہے ایک مقام پر نیزے سے نیزے کو لپیٹ کے جو جھٹکا مارا صاف نیزہ
ہاتھ سے ہزبر شیر دل کے نکل گیا درویش نے تعریف کی اس نے پلٹ کے سلام کیا اور ہزبر بھی عرق خجالت میں غرق
ہو گیا ہے گھسیٹ کے تیغ آبدار سر پر فرامرز کے وار کیا اس نے آتے تلوار کو خیال میں کر کے جھٹکی دی کہ تلوار ہاتھ
سے چھٹی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اب یکے چلنے لگے مرکب بیٹھ گئے دونوں نے زین خالی کیے کشتی ہونے لگی لشکر دونوں
طرف کے قریب آ گئے درویش نے بھی پاس سے آ کے دیکھا تو فرامرز کو چھایا ہوا پایا یہ تو اتنا کہ کے چلے گئے کہ اے فرامرز
تو آج شام تک میں اسے زیر کر لے گا میں اب جاتا ہوں کہ عبادت میں حرج ہو گا یہ کہکر درویش تو چلے گئے فرامرز کا دل
اور بھی بہادر ہو گیا کہ اب میں ضرور فتحیاب ہوں گا لیکن ہزبر شیر دل کو غصہ آیا اور یہ اور زور شور سے لڑنے لگا ہزبر یہ
چاہتا تھا کہ فرامرز کو اٹھا لوں لیکن فرامرز جہاں لنگر قائم کر دیتا تھا جگہ نہ چھوڑتا تھا خوب کے چلے زور کشش کے ہوتے یہ
یہاں تک کہ کڑیاں زرہ کی ٹوٹ ٹوٹ کے گر گئیں دو پہر تک تو ہزبر شیر دل نے برابر سے فرامرز کو دو اب دیا کہ
اگر وہ دس قدم دوڑا لے گیا تو یہ بھی دس قدم دوڑا لے گیا لیکن بعد دو پہر کے اب یہ نوبت آئی کہ اگر یہ دس قدم
دوڑا لے جاتا تھا تو ہزبر بمشکل آٹھ قدم تک لے جاتا تھا تین پہر گذرنے کے بعد اب تو سانس پھول گئی اور ہزبر
شیر دل بیچ بیچ کے لڑنے لگے قریب شام فرامرز نے لنگر توڑا اور سر سے بلند کر کے آواز دی کہ کیا کہتا ہے اپنے قول پر
قائم ہے یا نہیں ہزبر شیر دل نے کہا کہ اے جوان بیشک میں تجھ سے زیر ہو گیا اب مجھے تیری اطاعت میں عذر نہیں ہے
خدا پرست تو ہم تم دونوں ہیں رہی درویش کی مریدی اس میں بھی مجھے عذر نہ ہو گا فرامرز نے چھوڑ دیا اس نے اپنی
فوج سے کہا جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ ادھر آ گئے اور جسے میرا ساتھ دینا نہ ہو وہ چلا جائے فوج نے کہا کہ ہم ملازم ہیں
آپ کے ہمیں کیا عذر ہو سکتا ہے جہاں آپ وہاں ہم یہ کہکے سب ہزبر شیر دل کے ساتھ لشکر فرامرز میں شامل
ہو گئے فرامرز ہزبر شیر دل کو اپنے ساتھ لیے ہوئے درویش کی خدمت میں آیا درویش نہایت خوش ہوئے اور ہزبر
کو بھی پیالہ پلا کے اپنا مرید کیا یہ رنگ دیکھ کر طیفور باد پیکر عیار صاحبقران نہایت پریشان ہوا اور یہ سوچا کہ
اب خالی واپس جانا تو اچھا نہیں صاحبقران مجھ سے وعدہ کر چکے ہیں کہ میں عقد تیرا اسمان پری سے کر دوں گا ہزبر
شیر دل زیر ہو گیا اب عیاری کرنا چاہیے بغیر اس کے ملکہ کا ہاتھ آنا دشوار ہے یہ بھی درویش کی خدمت میں آیا
سلام کیا درویش نے کہا کہ تم کون ہو اس نے کہا کہ میں شاہ عیاران عیار صاحبقران ہوں درویش نے کہا کہ ہم نے تو
عمر ان کو شاہ عیاران سنا تھا یہ تم کیسے شاہ عیاران بن گئے طیفور نے کہا کہ عمر ان جب تک صاحبقران اکبر کے
ساتھ تھے اس وقت تک شاہ عیاران تھے اب صاحبقران رابع کا زمانہ ہے اب میں شاہ عیاران ہوں اس لیے کہ
صاحبقران کا عیار ہوں درویش نے کہا کہ عمر ان کہاں ہیں طیفور نے کہا کہ اس نے تمام اسباب عیاری چھوڑ دیا اور
خانہ کعبہ چلا گیا وہ جانتا تھا کہ جتنے تبرکات بزرگوں کے ہیں یہ مجھ سے لے گا اور عمر ان کو دنیا سے قطع نظر تھا اسباب اٹھا
خانہ کعبہ جا کر وہیں اگر عمر ان سے اسباب عیاری نہ لیا تو نام اپنا طیفور رکھا کہ اب ان تبرکات اور اسباب عیاری کا
مستحق میں ہوں درویش نے کہا کہ اگر تمھارا یہ دعویٰ ہے کہ میں عیار صاحبقران زمان ہوں [illegible]
کا مستحق ہوں تو یہ خیال عبث ہے شاہ عیاران وہ ہو سکتا ہے جو فن عیاری میں سب عیاروں پر فوقیت رکھتا ہو اگر تم
اور عمر ان سے مقابلہ ہو تو تم عمر ان پر غالب بھی آ سکتے ہو طیفور نے کہا کہ میں جب چاہوں عمر ان کو پکڑ لوں
درویش نے کہا کہ اگر ایسا ہو تو بیشک تم شاہ عیاران ہو لیکن مشکل ہے اس لیے کہ عمر ان [illegible]
عمرو اول کا اور بنیا عمرو ثانی کا ہے فن عیاری میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتا ہے اور مرد جہاں دیدہ ہے [illegible]

صاحبقران نامی کا دیکھا پھر صاحبقران ثالث کے ساتھ رہا اور بڑے بڑے معرکے جھیلے ہیں اب صاحبقران سابق کے پاس
تھا اس زمانہ میں بھی سنا ہے کہ انہوں نے بڑی بڑی عیاریاں کی ہیں طیفور نے کہا کہ میں نے ایسی ایسی عیاریاں کی ہیں کہ صاحبقران
کے چھکے چھڑوا دیے بعد اس گفتگو کے درویش نے کہا کہ عیار صاحبقران سے کہدینا کہ بہتر یہ ہے کہ اگر ہمارا پیالہ پہنچے نہیں تو
جس طرح شہزادہ شیر دل زیر ہوا ہے یہی حالت سب کی ہوگی طیفور نے ہنس کے کہا کہ اے درویش ابھی تو نے دیکھا نہیں ہے
کہ لشکر صاحبقران میں کیسے کیسے سردار ہیں شہزادہ شیر دل کی حقیقت کیا ہے ایک دن آپ کے فرامرز صاحب اسی طرح
بندھے ہوئے چلے جائیں گے جس طرح وہ آج خوشی خوشی شہزادہ شیر دل کو باندھ لائے ہیں فرمایا کہ تو نے ابھی میرے کشف و
کرامات نہیں دیکھے ہیں ورنہ اس طرح کی باتیں نکرتا میں چاہوں تو ایک طفل سے پہلوانان صاحبقران کو زیر کرا دوں غرض کہ
طیفور درویش سے رخصت ہو کر صحرا میں آیا اور اس نے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کے صورت اپنی ایک بڑھیا کی بنائی
بال مثل روئی کے منہ میں کوئی دانت نہیں کوئی نوے برس کا سن معلوم ہوتا تھا لٹھیا ٹیکتا ہوا ملکہ کا خیمہ تلاش کرتا ہوا چلا
یہاں تک کہ جاتے جاتے اس مقام پر پہونچا جہاں ملکہ کا خیمہ تھا چونکہ ملکہ کو صحرائیت زیادہ پسند ہے بنا بر اس کے اس نے
درویش سے اجازت لے کر خیمہ اپنا لشکر سے علیحدہ برپا کیا ہے پہرہ جلیسوں اور کنیزوں کا موجود ہے کوئی مرد اس طرف نہیں
آنے پاتا ہے ملکہ خیمہ میں بیٹھی ہے کچھ اس کا جی گھبرایا دروازہ خیمہ پر آکے ٹہلنے لگی کہ ایک مرتبہ دیکھا اس نے کہ ایک بڑھیا لٹھیا
ٹیکتی ہوئی جلدی جلدی چلی آتی ہے بال اس کے مہندی سے رنگے ہوئے سر ہلتا ہوا کمر جھکی ہوئی جیسے ہی قریب ملکہ کے
پہونچی سلام کیا پھر چٹر چٹر بلائیں لے کے کہنے لگی کہ قربان جاؤں آپ کی صورت میرے مالک سے کس قدر مشابہ ہے ملکہ نے فرمایا
کہ کون تمہاری مالک بڑھیا نے کہا یہاں سے قریب ایک قصبہ ہے وہاں کے رئیس کی بیٹی پاس میں کہانی کہنے میں نوکر ہوں
ان سے آپ کی صورت بہت ملتی ہے یہ سنکے ملکہ نے کہا کہ کیا تم کہانی خوب کہتی ہو بڑھیا نے کہا اسی کی روٹی کھاتی ہوں ملکہ
نے کہا آج ہمیں بھی اپنی کہانی سناؤ اسوقت اکیلے جی بھی گھبرا رہا ہے تم خوب آگئیں بڑھیا نے کہا واری آج نہیں کل سناؤنگی
میں نے بڑی مشکل سے دو روز کی رخصت لی ہے ایک روز میں اپنی بیٹی پاس رہوں گی کہ اسی کے دیکھنے کو اجازت لے کر
جاتی ہوں دوسرے روز آپ کی خدمت میں حاضر رہوں گی ملکہ نے کہا کہ آج تم ہمارے پاس رہو کل اپنی بیٹی پاس چلی
جانا ہم تمہیں خوش کریں گے انعام دیں گے لیکن آج تمہاری کہانی ضرور سنیں گے بڑھیا نے کہا بہتر خوشی آپ کی ملکہ بڑھیا
کو ساتھ لیے ہوئے خوابگاہ میں آئی مسہری پر لیٹ رہی اور بڑھیا سے کہا کہ کہانی کہو شاید مجھے نیند آجائے تو چلی نہ جانا یہیں
سو رہنا بڑھیا نے عرض کی کہ اس وقت مجھے قصہ محمود شاہ عادل کا یاد آیا ہے اسی کو سنیے اے ملکہ آفاق ایک تھا
بادشاہ ہمارا تمہارا خدا بادشاہ نام اس کا محمود تھا نہایت رحم دل اور عدالت پناہ اور سخی تھا اسی وجہ سے لوگ اس کو
محمود شاہ عادل کہتے تھے بعد نوشیروان کے ایسا عدل آج تک کسی نے نہیں کیا ہے شہر آباد تھا رعایا شاد ہر طرف چین کی
تھی بامراد و مسرور رنج و فکر و غم نہ تھا کوئی بجز غم دل الم نہ تھا کوئی ایک روز اس نے سنا کہ وزیر کی دختر نہایت نیک سیرت
اور نہایت خوبصورت ہے اس کو عقد کی خواہش ہوئی وزیر کو بلایا جب وزیر سامنے آیا تو اس سے ارشاد فرمایا کہ میں چاہتا ہوں
تمہاری دختر سے عقد کروں تمہیں منظور ہے وزیر بھی عاقل و دانا تھا سوچا کہ اگر میں اقرار کیے لیتا ہوں اور دختر کو میری
شادی کے نام سے نفرت ہے اس نے انکار کیا تو بادشاہ کے سامنے جھوٹا ہونا پڑے گا یا جبر عقد کر دینا ہوگا ایسا عقد نہ تو
جائز ہوگا جو جبر کیا جائے نہ اس عقد کی خوشی ہوگی بادشاہ سے عرض کی کہ میرا تو افتخار ہے کہ اس کو حضور کی کنیزی میں
دوں آخر ایک روز عقد کرنا ضرور ہی ہے آپ سے بہتر کون ملے گا لیکن اے شہریار مثل مشہور ہے کہ ہاتھیوں سے گنے
کھانا اچھا نہیں ہوتا پیوند سے پیوند ملتا ہے کمخواب میں کمخواب کا پیوند زیب ہوتا ہے گاڑھے میں گاڑھے کا پیوند اچھا معلوم ہوتا ہے مخمل
میں بوریے کا پیوند کبھی زیب نہ دے گا بادشاہ نے فرمایا کہ اے وزیر یہ خیالات خام ہیں اس لئے کہ سب اولاد آدم ہیں
یہ اپنی اپنی قسمت ہے کہ کوئی شاہ ہوا کوئی فقیر کوئی غریب ہوا کوئی امیر کوئی حاکم ہوا کوئی محکوم ہم تم سب برابر ہیں اسوقت

وزیر نے عرض کی کہ میں دختر سے بھی پوچھ لوں تو عرض کروں اس لیے کہ وہ بالغہ ہے اب بغیر اُس کی رضامندی کے
عقد صحیح نہ ہوگا بادشاہ نے فرمایا کہ ہاں اس کا مضائقہ نہیں ہے وزیر وہاں سے اپنے مکان میں آیا دختر کو اپنے سامنے بلایا
جب وہ خورشید جمال پری جمال سامنے آئی تو وزیر نے کہا کہ اے نور نظر اے پارہ جگر اقبال تیرا یاور ہوا ستارہ قسمت تیرا چمکا
کہ بادشاہ نے تیری خواہش ظاہر کی ہے میرا ارادہ ہے کہ عقد تیرا کر دوں ہر چند لڑکیاں اگرچہ خود کچھ اپنی زبان سے نہیں
کہتی ہیں لیکن اس مقدمہ میں شرم نہ چاہیے اس لیے کہ جب بیٹا بیٹی سن تمیز کو پہنچے اور نیک و بد سمجھنے کے قابل ہو گئے
پھر بغیر ان کی رضامندی کے شادی کر دینا جائز نہیں اس کا مجھے جواب دینا چاہیے تاکہ تمام زندگی پھر پچھتانا ہو وزیرزادی
شرم کے اپنے مقام پر چلی آئی اور قلم دوات لے کر یہ تحریر کیا کہ مجھے دنیا کے لذات پسند نہیں ہیں چاہتی ہوں کہ بقیہ روز
زندگی عبادت خدا میں بسر کروں دو روزہ کے عیش و آرام حشمت و جاہ سے کچھ اصل خوشی میری ہرگز نہیں کہ شادی
میری کسی کے ساتھ کی جائے اور جبر کا علاج نہیں اگر میں کسی وقت میں بھی شادی منظور کروں گی تو سوا بادشاہ کے
دوسرے کے ساتھ نہ ہونے دیجیے گا مجھے بادشاہ سے انکار نہیں ہے بلکہ شادی ہی سے انکار ہے یہ جواب لکھ کے بھیجا وزیر اس
کاغذ کو لیے ہوئے خدمت میں محمود شاہ عادل کے آیا اور یہ دختر کے ہاتھ کا لکھا ہوا بادشاہ کو دکھایا بادشاہ اس عاقلہ کے
جواب کو دیکھ کے چپ ہو گیا وزیر سے کہا کہ میں اپنی خواہش نفس پوری کرنے کے لیے ایسی دختر پاکدامن پر جبر کرنا پسند
نہیں کرتا اگر اسے نہیں منظور ہے نہ سہی خدا اسے نیک توفیق عطا کرے اور وہ عصمت دار ہمیشہ عبادت خدا ہی میں اپنی
زندگی بسر کرے یہ کہہ کر خاموش ہو رہا بادشاہ کی رعایا میں سے ایک سوداگر تھا کہ وہ آسودہ ملک التجار تھا بہت سے
جہاز اس کے تھے ہر شہر سے بیوپار تھا بلکہ لاکھ روپیہ کا آدمی تھا اور اس کا ایک فرزند تھا نہایت حسین اور نوجوان
حافظ قرآن وہ شام کو مسجد جامع میں جایا کرتا تھا اور وہاں سے بعد فراغ عبادت وزیر کے محل کی طرف سے آیا کرتا
تھا وہی راستہ اس کے مکان کا تھا اور راستہ بھر تلاوت قرآن کی خوش الحانی کے ساتھ کرتا ایک بار وزیرزادی
اپنے برآمدہ پر کھڑی تھی اس کے کان میں آواز جو پہنچی یہ ایسی محو ہوئی کہ سامنے سے بھی اس کو دیکھا
یہاں سورہ اخلاص کی تلاوت نے خلوص پیدا کر دیا محو ہو گئی سوداگر بچے کی نظر وزیرزادی کی شبیہ پاک پر
تھی دیکھتے ہی سوداگر بچہ محو ہو گیا تلاوت موقوف کی معشوقہ کی زیارت میں محو ہو گیا جب آواز تلاوت موقوف
ہوئی تو وزیرزادی کو خیال آیا کہ میں ایک نامحرم کے سامنے کھڑی ہوں اس نے پیچھے ہٹنے کا قصد کیا سوداگر بچے
نے کہا اے حور جنت جلوہ دکھا کے منہ چھپانا کیا مشتاق کو کرکے تڑپانا ہے ؏ جمال تو نے دکھا کر ہمیں کیا دیوانہ
یہ آنکھیں اب نہ رہیں انتظار کے قابل۔ وزیرزادی کو بھی یہ خیال آیا کہ جب یہ مجھے دیکھ چکا تو چھپنا کیا یہ
ہزار بار اس نے سامنے آ کے کہا کہ اے جوان میں تیرے حسن داؤدی میں ایسی محو ہوئی کہ مجھے تن بدن کا ہوش
نہ رہا اگر میں پہلے سے ہٹ جاتی تو مجھے تو کیوں دیکھتا اس میں سوا میرے تیری خطا نہیں ہے اگر تو مجھے دیکھ
تو پاکبازی اختیار کر کہ نہ میں گنہگار ہوں نہ تو گنہگار ہو تو روز آیا کر مجھے قرآن کا سبق پڑھایا کر اور جب مجھے سبق پڑھا دیا کر
تو اپنے گھر چلا جایا کر لیکن اس طرح کہ میری رسوائی نہ ہونے پائے تجھ پر بھی کوئی آفت نہ آئے اس لیے کہ وزیرزادی
بادشاہ کی منظور نظر ہوں اگر یہ حال کھل جائے گا تو تجھ پر بھی غضب آئے گا اور تو بھی مارا جائے گا سوداگر بچے
کہ اے وزیرزادی مجھے آپ کا ارشاد دل و جان سے منظور ہے کور ہوں وہ آنکھیں جو آپ کو کسی اور نظر سے دیکھیں میں
احکام الٰہی کا پابند ہوں شب اور روز عبادت سے کام ہے ورنہ خدا نے دولت مجھے بھی بہت عطا کی ہے اگر اہل دول
کی طرح عیش پسند ہوتا تو کمی کس بات کی تھی میں قسم کھاتا ہوں اسی کلام الٰہی کی جس کی تلاوت کیا کرتا ہوں
کہ میں آپ کو ہاتھ بھی نہ لگاؤں گا سبق پڑھاؤں گا اور اپنے گھر چلا جاؤں گا وزیرزادی نے کمند لٹکا دی سوداگر بچہ
اسی کمند کے ذریعہ سے کوٹھے پر چڑھ گیا وزیرزادی اپنے کمرے میں آئی اور سامنے شمع کافوری کے کلام مجید لے کر

پہنچ گئی سوداگر بچے نے سبق پڑھا اور اپنے گھر چلا آیا اُس روز سے ورد ہو گیا کہ سوداگر بچہ جب مسجد سے پلٹ کے آتا تھا
تو کوٹھے کے زینے سے کوٹھے پر جاتا تھا کچھ دیر تک بیٹھ رہتی تھی وزیرزادی قرآن پڑھا کرتی تھی اور سوداگر بچہ صورت
دیکھا کرتا تھا جتنا وقت معین ہو گیا تھا اُتنی دیر بیٹھتا تھا اُس کے بعد اپنے گھر چلا آتا تھا دونوں کی محبت روز بروز ترقی
کرتی گئی تھی یہ تو اس رنگ میں تھے اب بادشاہ کا حال سنئے کہ اس کا یہ ورد تھا کہ روز بھیس بدل کر شہر میں نکلتا تھا
حالات شہر کے خفیہ طور پر دریافت کیا کرتا تھا اور اپنی تحقیق کے موافق مقدمات فیصل کرتا تھا لوگ سمجھتے تھے کہ بادشاہ
کو الہام ہوتا ہے کہ کوئی بات اس پر پوشیدہ نہیں رہتی ہے ایک روز بادشاہ پیادہ کی صورت بنا ہوا وزیر کے مکان کی
طرف سے گذر رہا تھا اور سوداگر بچہ اپنے گھر جانے کے لیے کوٹھے سے اتر رہا تھا بادشاہ یہ دیکھ کر چھپ رہا جیسے ہی سوداگر
بچہ کوٹھے سے نیچے اُترا اور اپنے مکان کی طرف چلا بادشاہ نے دوڑ کے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ تو کون ہے یہ رنگ سوداگر بچہ
کا فق ہو گیا اگر سچ سچ بیان کرتا ہے تو وزیرزادی کی رسوائی ہوتی ہے اس نے اُس اضطراب میں معشوق کی بدنامی کو بچایا
کہا کہ میں چور ہوں وزیر کے گھر چوری کرنے گیا تھا موقع نہ پایا جاگ ہو گئی پلٹ آیا بادشاہ جو پیادہ بنا ہوا تھا کہنے لگا
کہ کیا تو نہیں واقف کہ زمانہ کس بادشاہ کا ہے جس نے چوری کی سزا موت معین کی ہے اس نے کہا میں سب کچھ جانتا ہوں
لیکن اپنی خصلت سے مجبور ہوں پیادہ نے کہا کہ کوتوالی چلو صبح کو مقدمہ تمہارا عدالت میں پیش ہوگا اس نے کہا کہ
مجھ کیا عذر ہے میں تو جرم کا اقرار ہی کر رہا ہوں لیکن اتنا چاہتا ہوں کہ تم مجھے اسی رات کے لیے چھوڑ دو صبح کو میں
خود کوتوالی میں حاضر ہو جاؤں گا پیادہ نے کہا چور کا اعتبار کیونکر ہو اس نے کہا کہ میں ضامن دیتا ہوں پیادے نے
کہا کہ چور کی کون ضمانت کرے گا سوداگر بچے نے کہا کہ باپ میرا میری ضمانت کرے گا اس لیے کہ ملک التجار ہے اور میں اُس کا
اکلوتا بیٹا ہوں پیادہ نے کہا چلو اگر وہ ضمانت تمہاری کرے گا تو میں تم کو چھوڑ بھی دوں گا سوداگر بچہ پیادے کو لیے
ہوئے اپنے مکان پر آیا پیادہ نے دربانوں سے کہا کہ سوداگر صاحب سے کہو کہ آپ کا لڑکا گرفتار ہوا ہے باہر آئیے سوداگر
مصروف تھا ملازم نے جا کر جگایا اور پیام سنایا سوداگر گھبرایا ہوا باہر آیا کہ کس علت میں گرفتار ہوا یہ تو عبادت خدا میں مصروف
رہتا تھا آخر جوان تھا کوئی حرکت ہو گئی ہوگی جس وقت آیا اور کوتوالی کے پیادہ کو دیکھا پوچھا کہ تم نے اسے کس علت میں
گرفتار کیا ہے پیادہ نے کہا کہ تمہیں پوچھو سوداگر نے بیٹے سے پوچھا اُس نے بیان کیا کہ میں نے چوری کی تھی سوداگر حیران ہوا
کہ کیا ایسی بات کہتا ہے جو عقل میں نہیں آتی پوچھا کہ تو نے چوری کس واسطے کی کیا تو محتاج کا بیٹا تھا سوداگر بچے نے کہا
کہ سبب نہ پوچھیے جی میں آگئی کہ جب مال سہولت سے ملے تو محنت کون کرے سوداگر نے کہا کہ اگرچہ تو میرا اکلوتا
بیٹا ہے اور سوا تیرے میرا کوئی نہیں لیکن میں چور کا شریک نہیں میں ہرگز تیری ضمانت نہ کروں گا اُس وقت یہ نہایت
مایوس ہوا اور کوتوالی کے پیادہ نے کہا کہ لے اب چلو سوداگر بچہ گردن جھکائے ہوئے اُس کے ساتھ چلا اور سوداگر
گھر میں آیا بی بی نے پوچھا خیر تو ہے بیٹا اس وقت کوتوالی کا پیادہ تمہارے دروازے پر کیوں آیا تھا سوداگر نے سارا
واقعہ بیان کیا وہ رونے لگی کہ اب صبح کو میرا بیٹا مار ڈالا جائے گا اور سوداگر کو بھی انتہا کا رنج ہوا ایک تو گھر کا چراغ گل
ہوتا ہے دوسرے یہ رنج کہ کس بدنامی کے ساتھ دنیا سے جائے گا جو ابد تک نامہ اعمال کی طرح اُس کے نام کے ہمراہ
رہے گی ان دونوں نے یہی مصمم قصد کر لیا کہ ادھر تو توپ کی آواز آئے اُدھر ہم خنجر مار کر جان دیدیں اور سوداگر بچہ جو
پیادے کے ساتھ مایوس چلا تو اس نے ایک گلی میں پہنچ کے کہا کہ اگر تم اجازت دو تو میں ایک دوست کو اپنے اور
پکاروں شاید وہ رات بھر کے لیے میری ضمانت کرے پیادہ نے کہا کہ اے شخص یہ تو بتا جس کی ضمانت ماں باپ نے
نہ کی اُس کا کون ضامن ہوگا کہا سچ ہے لیکن میرے دل کی ہوس تو نکل جائے گی افسوس تو نہ رہ جائے گا کہ اگر فلاں
شخص سے کہتے تو شاید وہ ضمانت کر لیتا پیادہ نے کہا خیر تمہیں اختیار ہے اب پیادے کے ہاتھ میں سوداگر بچے کا ہاتھ
ہے دونوں ایک دروازے کے قریب آئے اور سوداگر بچے نے آواز دی کہ مرزا صاحب اندر سے آواز آئی کون سوداگر بچہ

لے کہا کہ بھائی میں ہون ذرا باہر مکان کے آؤ بڑی ضرورت ہی کہا اچھا لیکن چند منٹ گذر گئے اور وہ شخص بھی گھر سے باہر نہ نکلا
شتوت پیادے نے کہا اے نادان بڑے وقت میں کون کس کا ساتھ دیتا ہی جب تیرا باپ تیرا شریک نہوا تو اور کون شریک
ہوگا اس نے ایک آواز پھر دی کہا اگر نہیں آتے ہو تو خدا حافظ میں زیادہ ٹھہرنے کی فرصت نہیں ہی یہ کہکر پیادہ کے ساتھ
آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ دروازہ مکان کا کھلا اور آواز آئی کہ میں آیا ہوں پیچھا دیکھا پیادے نے کہ ایک شخص مسلح ایک رومال
ہاتھ میں لئے ہوئے گھر سے نکلا اور کہا کہ کیون بھیا خیر تو ہی مجھے معاف کرنا دیر اس وجہ سے ہوئی کہ سوچا نہیں معلوم تمنے اسوقت میں مجھکو
کس ضرورت سے بلایا ہی کسی دشمن سے سامنا ہی یا روپیہ کی ضرورت ہی یا عورت کی خواہش ہی لہذا میں تمھارے سامنے ہتھیار لگا کے
موجود ہوں جسے کہو مار ڈالوں اگر روپیہ کی ضرورت ہو تو یہ دو سو روپیہ میرے پاس موجود ہین اور اگر زیادہ کی ضرورت ہو تو
میں زیور تمھاری بھاوج کا اتار لاؤں واللہ اس کے سوا اور کچھ میرے پاس نہیں ہی اور اگر عورت کی خواہش ہو تو بیٹی میری
موجود ہی چاہے ابھی نکاح کر لو چاہے متعہ پیادہ تو حیرت سے منہ دیکھنے لگا اور سوداگر بچہ نے کہا کہ اے دوست صادق میری
یہی خواہش ہی کہ رات بھر کے لئے میری ضمانت کرو مین نے چوری کا قصد کیا تھا اس پیادہ نے مجھے گرفتار کیا ہی چلنے نہیں دیتا
ہی اور مجھے ایک شخص سے ملنا ضروری ہی میرے باپ نے بھی میری ضمانت نہیں کی یہ سنکے مرزا صاحب نے کہا کہ اے سوداگر بچہ
چوری کیسی تم اور چوری کروگے ہرگز مجھے یقین نہیں خیر اگر تم کہیں چوری کرنے گئے ہو یا کہیں ڈاکہ مارا ہی جو کچھ تم نے کیا ہی میں
ضامن ہوں پیادے نے کہا اچھی طرح سمجھ لو اگر یہ بھاگ گیا اور پلٹ کر نہ آیا تو اس کی عوض میں تم قتل کئے جاؤگے جانتے ہو
کہ محمود شاہ عادل کا زمانہ ہی مرزا صاحب نے کہا کہ ہاں ہم سب کچھ جانتے ہیں پیادے نے ہاتھ چھوڑ دیا اور نام مرزا صاحب
کا پوچھا مرزا صاحب نے نام بتایا اس نے نام اور پتہ لکھ لیا بظاہر سامنے سے چلا گیا لیکن ایک گوشہ میں چھپ رہا کیونکہ اس کو
حقیقت دریافت کرنا منظور تھی کہ اصلیت اس کی کیا ہی یہاں مرزا صاحب نے کہا کہ اب تمھارا جہان جی چاہے چلے جاؤ اور خبردار
خبردار پلٹ کے نہ آنا کہو تو ایک گھوڑا ابھی لا دوں یہ ہتھیار بھی لگا لو اور دو سو روپیہ اپنے پاس رکھو رات ہی کسی دوسرے
ملک میں جاکے روزگار کی کوئی صورت نکال لو یہاں ہم سمجھ لیں گے سوداگر بچہ نے کہا کہ تم کیا سمجھ لوگے جواب دیا کہ رات
ہی کو محمود شاہ کے محل میں پہنچکر اسے مار ڈالوں گا اگر مر جاؤں گا تو اسے بھی مار کے مروں گا ورنہ بن پڑا تو نکل آؤں گا سوداگر بچہ
نے کہا کہ اے برادر ایسا عادل بادشاہ اور رعایا پرور کا ہمکو پیدا ہوگا تم ایک میرے لئے جو اپنے کو بھی ہلاکت میں ڈالو
اور اسے بھی مارو تو کیا فائدہ ہم ایسے ہزار ہوں تو ایسے بادشاہ پر سے نثار ہیں اگر وہ ایسا عدل نکرے تو اس کی سلطنت
میں امن کا ہیکو قائم رہے مرزا صاحب نے کہا کہ اچھا کہو تو اس پیادے ہی کو جاکے مار ڈالوں ابھی تھوڑی ہی دور گیا ہوگا اس کے
مر جانے سے تمھاری جان بچ جائے گی سوداگر بچے نے کہا کہ ہاں یہ صورت اس سے تو بہتر ہی لیکن ایک گنہگار کی جان بچانے
کو بے گناہ کی جان لینا یہ کس خدا نے کہا ہی اب مجھے اجازت دو تو میں اپنے کام کو جاؤں جس واسطے میں نے تمھیں یہ تکلیف
دی صبح ہونے سے کچھ پیشتر ہی آجاؤں گا مرزا صاحب نے کہا کہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ تم نہ آنا لیکن تم نہیں مانتے ہو تو خیر
تمھیں اختیار ہی یہ کہکر مرزا صاحب تو گھر میں چلے آئے اور سوداگر بچہ جلدی جلدی مکان وزیر کی جانب روانہ ہوا محمود شاہ
پیادہ بنا ہوا چھپا کھڑا تھا جب اس نے سوداگر بچہ کو جاتے دیکھا یہ بھی چپکے چپکے ساتھ ہو لیا ملکہ نے کہا کہ اے بڑھیا کیا وہ
باتیں جو سوداگر بچہ سے مرزا نے کی تھیں وہ سب بادشاہ نے سنی تھیں کہا جی ہاں دیکھئے آگے معلوم ہی ہو جائے گا
القصہ یہ مطلب کہ جب سوداگر بچہ وزیر کے مکان کے پیچھے پہونچا تو اس نے کمند ماری اور کوٹھے پر گیا کمند اسی طرح چھوڑ دی
کہ واسطے پلٹ کر آنا ہی تھا محمود شاہ بھی اسی کمند کے ذریعہ سے کوٹھے پر چڑھ گیا سوداگر بچہ نے جاکے آہستہ سے دروازہ
کمرہ کا کھولا دیکھا کہ ملکہ بیہوش سوری ہی تنہا نہ کوئی یار بیدار ہی نہ خواص سوداگر بچہ نے آہستہ آہستہ پکارا بھلا جوانی کی نیند
میں اس پکارنے کی کب خبر ہوتی ہی بس اس نے احتیاط کے ساتھ چھری سے گدگدایا کہ یہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی سوداگر بچے
پر نظر پڑی پوچھا کہ آج یہ خلاف وقت تم دوسری بار کیوں آئے کیا عہد بھول گئے اور نیت تمھاری بد ہوئی اے شخص جو

پاک محبت مین لطف ہی اُس سے بڑھکے نہوگا سوداگر بچے نے کہا کہ اے گوہر برج عصمت وشرافت اسوقت مین تجھسے ملنے
کو آیا ہون کہ اب عمر بھر کے واسطے تجھسے جدائی ہوتی ہی خدا کا شکر ہی کہ اس وقت تلک نیت میری پاک ہی مین صرف یہ چاہتا ہون
کہ جس طرح تم روز مجھسے قرآن پڑھا کرتی تھین اور مین تمھین دیکھا کرتا تھا اُسی طرح آج پھر قرآن پڑھواؤ مین تمھین دیکھون اور
کل سے ہمارا انتظار نہ کرنا اور اے اختر آسمان حسن مین تیرے جلوہ دیدار کو وصل سے بہتر سمجھتا تھا اگر نیت میری بد ہوتی
تو مین جگانے کے بہانے تیرے جسم نازک کو ہاتھ ہی لگا لیتا اسوقت بھی مین نے چھڑی سے گدگدا کے تمھین جگایا اور ہاتھ نہین
لگایا یہ تو وزیرزادی اور کچھ سمجھ رہی تھی یہ کلمات حسرت آیات سنکے گھبرا گئی کہا کہ مفصل بیان کرو کہ کس سبب سے تم کل سے نہ
آؤ گے کیا کچھ ناراض ہوگئے یا تمھاری شادی ہونے والی ہی یا کہین کا سفر درپیش ہی سوداگر بچے نے کہا کہ شادی کا ہونا نہونا
میرے اختیار کی بات تھی مین منظور نکرتا اور اگر کر بھی لیتا تو مجھے یہان آنے مین کون حارج ہوسکتا تھا سفر بھی اپنے اختیار کی
چیز ہی گئے یا نہ گئے مجھے محتاجی نہین ہی مفلسی نہین پریشان کئے ہوے ہی کہ مین باہر جاؤن وہ بات درپیش ہی جس کا علاج ہی
ممکن نہین آج اسی وقت تم سے باتین کر رہے ہین اور کل اہل عدم سے صحبت ہوگی ملکہ نے کہا کہ للہ صاف صاف بیان کرو
اب تو میرا دل بیٹھا جاتا ہی سوداگر کی آنکھون سے آنسو جاری تھے ملکہ نے ابھی تک مفصل نہین سنا تھا لیکن اس کی آنکھون
سے بھی آنسو بہنا شروع ہوگئے تھے اب سوداگر بچے نے بیان کرنا شروع کیا کہ آج جو مین تمکو پڑھانے کے بعد کوٹھے سے نیچے
اُترا تو بادشاہی پہرا دے نے مجکو پکڑ لیا اور پوچھا کہ تو کیون گیا تھا اگر مین اُس سے سچ کہتا تو تمھاری رسوائی تھی مین نے
کہدیا کہ مین چوری کرنے گیا تھا وہ مجھے کوتوال کے یہاں لے چلا تھا بمشکل مین اپنے مکان اُس کو لے گیا اس امید پر کہ باپ پیارا میری
ضمانت کر لیگا تو مین ایک بار تم سے رخصت ہونے کو چلا آؤن گا لیکن وقت بد کا کوئی شریک نہین ہی کہ باپ نے اور میری
ضمانت نہ کی باوصفیکہ سوا میرے اُس کے اور کوئی اولاد نہین ہی پھر مین اپنے ایک دوست کے مکان پر گیا جب اُس نے
میری ضمانت کی تو مین تم سے ملنے کو آیا اب کل صبح کو مین توپ پر باندھ کے اڑا دیا جاؤن گا یہ سنکے وزیرزادی کی عجیب حالت
ہوگئی دیر تک روتے روتے ہچکی بندھ گئی سوداگر بچہ بھی بے شمار رویا آخر دیر کے بعد سوداگر بچے نے کہا کہ یہ تھوڑا سا وقت غنیمت جان کر
اسے تو ہنسی خوشی کے قرآن پڑھکے بسر کرلو وزیرزادی نے کہا کہ اے جوان اتنا زمانہ میرے تیرے محبت کو ہوا کہ تو نے
نہ قرآن سے زیادہ دیکھے یا دکھایا لیکن خدا کا شکر ہی کہ نہ تجھ مین لغزش پیدا ہوئی نہ تیرے استقلال مین فرق آیا آج خلاف
وقت آنے اور جگانے سے مجھے تیری جانب بدگمانی ہوئی تھی لیکن اب مین یہ کہتی ہون کہ میری وجہ سے تو اس بلا مین مبتلا
ہوا اگرچہ مین وزیر کی دختر ہون تو سمجھتا ہوگا کہ اس کی سعی بکار آمد ہوسکتی ہی لیکن مین قسم کھاتی ہون کہ ہرگز بادشاہ مجرم
کو کسی کی سعی سے نہ چھوڑے گا اگرچہ تو مجرم نہین ہی لیکن اس کی ظاہر مین تو مجرم ہی اور اگر یہ راز فاش ہوتا تو بلا وہ سزا کی
کسی کی بھی سزا سے موت سے نجات ملنا دشوار بات تھی کہ ایک وقت مین بادشاہ میرا خواستگار تھا اور مین نے شادی سے
انکار کیا تھا اور یہ عہد کیا تھا کہ یا تو زندگی بھر شادی نکرون گی اور اگر کرون گی تو سوا بادشاہ کے کسی کے ساتھ نکرون گی
جس وقت بادشاہ میری بد عہدی سنے گا تو کیا تجھے چھوڑ دے گا یا مجھ پر عتاب نہ آئے گا خراب تو وہ درد پیدا ہوا ہی جس کی
دوا لقمان کے پاس بھی نہین ہی جان کسی صورت سے بچ نہین سکتی اب مین یہ کہتی ہون کہ تجکو میری محبت سے یہ بلا کہ جان
بھی جاتی ہی لہذا اب مین خوشی کہتی ہون کہ اس وقت مین اگر تیری جان نہین بچا سکتی تو تیری اطاعت کرنے کو موجود
ہون اگر تو نے میری عزت کے واسطے اپنی جان شیرین عزیز نہ کی تو مین بھی تجھ ایسے باوفا پر سے اپنی عزت وعصمت
صدقے نثار کرتی ہون اسوقت تیرے لئے مثل ایک کنیز کے حاضر ہون جو حسرت تیرے دل مین ہو پوری کر لے مجھے ہرگز
انکار نہوگا سوداگر بچے نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کہا اے وزیرزادی جب مرنے کا گمان بھی نہ تھا اُسوقت تو مین
تیری عزت کا درپے نہوا اور نہ بہت روز تک کوشش کرتا اب چند ساعت کی زندگی کے واسطے عصمت مین داغ لگاؤن ایسا کام
کو تیری نظر مین ہلکا بنادون یہ مجھے منظور نہین ہی بس تم اتنا کرنا کہ جب قرآن پڑھنا کچھ ثواب مجھے بھی بخشدینا کہ ہم مستحق ہین

اس کے بعد یہ سُنکے وزیرزادی نے کہا کہ اچھا تو ایک بات میری گوش ہوش سے سنو قاعدہ یہ ہے کہ جب مجرم توپ پہ
باندھا جاتا ہے تو منہ اُس کا توپ کے منہ کی طرف کر دیا جاتا ہے اور تم بادشاہ سے عرض کرنا کہ میری پشت توپ کے منہ کی
طرف کر دی جائے یہ بات ہرگز نہ بھولنا اور دوسری نصیحت میری یہ ہے کہ ہر طرف دیکھتے رہنا جس طرف سے بھی کوئی
لقا دار آتے دکھائی دے تم اُسی کی طرف دیکھتے رہنا ہم آئیں گے اور وقت آخر تمھیں صورت دکھائیں گے اور تمھاری
شکل دیکھیں گے وہ وقت انھیں باتوں میں گذر گیا قرآن پڑھنے کی نوبت بھی نہ آئی سوداگر بچے نے کہا کہ اب صبح ہوا
چاہتی ہے خدا حافظ یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور حسرت سے وزیرزادی کی طرف دیکھکے رخصت ہوا دونوں کی یہ حالت تھی
کہ موت سے پہلے مردنی چھا گئی تھی اور قوت سلب ہو گئی تھی محمود شاہ پیادہ بنا ہوا یہ تمام کرشمے چھپکے دیکھا کیا اور
باتیں سنا کیا جس وقت سوداگر بچہ رخصت ہو کے چلا تو یہ بھی جلدی سے اُسی کمند کے ذریعہ سے اُترکر ایوان شاہی کی
جانب روانہ ہوا سوداگر بچہ کوٹھے سے اُترکر اپنے دوست کے گھر کی طرف چلا وزیرزادی جہانتک سامنا رہا سوداگر بچے
کو دیکھا کی جس وقت سوداگر بچہ نظروں سے پوشیدہ ہو گیا تو یہ پلٹ کے چلی آئی محمود شاہ کو مکان میں پہونچتے پہونچتے
صبح ہو گئی تھی اور دل اس کا بیتاب تھا کہ اس مقدمہ کو جلدی میں طے کرے وہاں پہ آتے ہی لباس بدل کے تاج پہن کے
دربار میں آیا تلوار سامنے رکھکر بیٹھا اور کوتوال شہر کو طلب کیا کوتوال تھراتا ہوا آیا کہ آج کیا بات ہے مجھے بادشاہ نے کیوں
یاد فرمایا ہے کس واسطے بلایا ہے سامنے پہونچ کے سلام کیا بادشاہ نے فرمایا اے کوتوال فلاں محلہ میں جو سوداگر رہتا ہے اُس کے
بیٹے نے وزیر کے گھر میں چوری کرنے کا قصد کیا تھا وہ گرفتار ہوا ایک دوست نے اُس کی ضمانت کی دوست
اُس کا فلاں مقام پر رہتا ہے اُس کے پاس جاؤ اور سوداگر بچہ کو لے آؤ اور اگر سوداگر بچہ بھاگ گیا ہو تو اُس کے دوست
کو گرفتار کر لاؤ کہ اُس نے ضمانت کی تھی کوتوال یہ حکم پاتے ہی روانہ ہوا یہاں سوداگر بچہ جلدی جلدی مکان پر اپنے
دوست کے پہونچا کنجی کھڑکھڑائی مرزا صاحب نے آواز دی کہ کون کہا میں گنہگار ہوں مرزا صاحب مکان سے باہر نکلے
سوداگر بچے کو دیکھا کہا تم کیوں آئے کہیں چلے کیوں نہ گئے سوداگر بچے نے کہا کہ اے بھائی میں احسان فراموش اور
محسن کش نہیں ہوں ہنوز یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ کوتوال پہونچ گئے کہا کہ شب کو وزیر کے مکان میں کون چوری
کرنے گیا تھا مرزا صاحب نے کہا کہ ہم گئے تھے کوتوال نے کہا کہ چلئے کہا چلو سوداگر بچے نے کہا کہ چوری میں نے کی تھی
انھوں نے میری ضمانت کی تھی چور میں ہوں اور ضامن یہ ہیں مرزا صاحب نے بگڑ کے کوتوال سے کہا کہ آپ کی عقل کہاں
گئی ہے یہ کل کا لونڈا ہے یہ کیا چوری کرے گا چوری کرنے والوں کے بڑے دل گردے ہوتے ہیں ہم وزیر کے گھر میں گئے
تھے بہت سا مال پہلے ہی تری کیا اخیر میں پکڑ لیے گئے کوتوال حیران ہے کہ کسے چور سمجھوں کسے ضامن جانوں کہا آپ دونوں
صاحب چلیے بادشاہ چور کو آپ ہی پہچان لے گا مرزا نے کہا بادشاہ کیا پہچانے گا اس غریب بے گناہ کو ضرور جانیے یہ کمسن ہے
میرے ساتھ حق دوستی ادا کرنے کو زبردستی مجرم بنا جاتا ہے کوتوال نے دونوں کو حراست میں لیا اور سامنے بادشاہ
کے لا کر پیش کر دیا اور عرض کی کہ حضور دونوں کہتے ہیں کہ ہم چور ہیں اب کسے ضامن سمجھیں کسے چور بادشاہ نے کہا ہمیں
معلوم ہے کوتوال سے سوداگر بچے کو بتایا کہ اسے پکڑ لو یہ چور ہے اور یہ مرزا ضامن ہیں چور نہیں مرزا نے کہا اے بادشاہ
عادل اگر آج تو نے اسے قتل کیا تو عادل کے بدلے ظالم مشہور ہو جائے گا اس لیے کہ یہ بے گناہ ہے بادشاہ نے کہا کہ
بس حق دوستی ادا کرنے کا وقت گذر گیا اب یہ توپ پر باندھ کے اُڑا دیا جائے گا اسے کوتوال لے جاؤ اس کو اور توپ
کے منہ پر باندھ دو ہم بھی آتے ہیں تماشا اس کی موت کا دیکھیں گے کہ مرتے وقت بھی ایسے مجرم کو کچھ ندامت اپنے فعل
سے ہوتی ہے یا نہیں کوتوال سوداگر بچے کو گرفتار کئے ہوئے میدان میں لایا سامنے توپ کے باندھ دیا اس وقت
مرزا صاحب نے اینٹیں اور پتھر لا لا کے سامنے توپ کے جمع کرنا شروع کئے ایک چبوترہ باندھ دیا اتنے میں سواری
بادشاہ کی آئی مرزا صاحب جلدی سے اُچک کے چبوترے پر کھڑے ہو گئے کہ شاید بادشاہ آتے ہی حکم دیدے کہ توپیں

بھی اسی کے ساتھ اڑ جاؤں لوگوں نے منع کیا کہ تم سامنے نہ کھڑے ہو کہ اس میں کچھ کسی کا اجارہ نہیں کہ اپنی جان
کے مالک بھی نہیں ہیں بادشاہ تو دوسروں کی جان کا مالک ہے محمود شاہ نے یہ سب تماشہ بھی آنکھوں سے دیکھا کہ مرزا
اپنے مرنے پر آمادہ ہے یہ ضرور اپنی جان دیوے گا اب جلاد آگ رنجک فتیلہ روشن کر کے توپ کے منہ پر سے اٹھا دیا
اسی وقت جلادوں نے حکم طلب کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اڑا دے مجرم کو جلادوں نے عرض کی کہ یہ مجرم بھی اپنی جان پر کھیلے
ہوئے ہے بادشاہ نے کہا اسے بھی اڑا دو اسوقت جلادوں نے سوداگر بچے سے کہا کہ جو کہنا ہو کہہ لے جو سننا ہو سن لے کہ
وقت آخر تیرا ہے سوداگر بچے نے کہا کہ کوئی حسرت میرے دل میں نہیں ہے لیکن اتنا چاہتا ہوں کہ میں توپ کی پشت
کی طرف سے باندھا جاؤں جلادوں نے بادشاہ کی خدمت میں عرض کی کہ یہ اپنی حسرت بیان کرتا ہے بادشاہ نے کہا کہ کیا
مضائقہ ہے اس کی پشت توپ کے منہ کی طرف کر دو جلادوں نے آکر سوداگر بچہ کو کھولا اور پشت اس کی توپ کے منہ
کی طرف کر دی کہا اور کچھ حسرت ہے کہا اتنا اور عرض کر دو بادشاہ سے کہ ایک نقابدار سبز پوش میرا دوست ہے شاید وہ
کسی سے خبر پا کر میرے دیکھنے کو آئے تو کچھ دیر اس کے انتظار کا امیدوار ہوں جس وقت وہ نقابدار آ جاوے اسوقت
حضور حکم موت دیں بادشاہ نے اس عرض کو بھی قبول کیا لیکن سوداگر بچے کی پہلی نظر مرزا صاحب پر پڑی دیکھا کہ [illegible]
توپ کے مرزا نے بہت سے کنکر پتھر جمع کر کے چبوترہ بنایا ہے اس چبوترے پر آپ یا نشانہ بنے کھڑے ہیں سوداگر بچہ
نے تڑپ کے کہا کہ عزیز یہ کیا حرکت ہے کیا تمہارے مرنے سے میری جان بچ جاوے گی مرزا نے کہا کہ تمہارا دیدار ہو جانے کی ہوس
ہے کہ فلاں شخص مرگیا وہ مرگیا تو ہم بھی مرگئے زندہ رہ کے کونسا کونا اٹھاویں گے سوداگر بچے نے کہا کہ بچا لی نقارہ [illegible]
جو ان پر بیاہی لڑکی ہے بی بی ہے ان کی کون خبر لے گا مرزا صاحب نے کہا کہ جو شخص با درمیں خبر لیتا ہے آنکھوں میں [illegible]
ہے میں کیا اس سے بڑھ کے خبر لینے والا ہوں اب جہاں تم وہاں ہم تم ابھی بچہ ہو نا تجربہ کار ہو راستہ عدم سے بے خطر
مقام کا در پیش ہے ہم تم کو تنہا نہ لیں گے سوداگر بچے نے دیکھا کہ یہ ماننے والے نہیں ہیں میرا اصرار بیکار ہے [illegible]
صحرا کی طرف نظر کی دیکھا کہ نقابدار سبز پوش ایک مرکب پری پیکر پر سوار چلا آتا ہے اس نے آتے آتے قریب میدان کے
ایک درخت کے نیچے قیام کیا اور ایک ٹکڑا رسی کا اس کے ہاتھ میں تھا جلدی سے ایک سرا اس کا درخت میں باندھا
اور دوسرے سرے میں پھندا لگا کر اپنے گلے میں پہن لیا اور وقت کا منتظر ہو لیا کہ ادھر توپ پلیتی دی جاوے ادھر
میں جھٹکا ماروں اور کام اپنا تمام کروں یہ کیفیت محمود شاہ نے دیکھی اب جلاد صرف حکم سوم کا منتظر ہے لیکن بادشاہ
تیسرا حکم نافذ نہیں کرتا وزیر برابر بادشاہ کے کھڑا تھا بادشاہ نے وزیر کی طرف مخاطب ہو کے کہا کہ اے وزیر جانتے
ہو کہ یہ نقابدار کون ہے وزیر نے عرض کی کہ میں آگاہ نہیں بادشاہ نے کہا یہ وہی دختر نیک اختر آپ کی ہے جس کو ہم نے
عقد سے انکار رکھا اور آج اس سوداگر بچے کی محبت میں جان دینے کو آئی ہے اور گلے میں پھانسی لگا کے کھڑی ہوئی ہے
بس اسی منہ پر تم اسے عصمت دار اور عابدہ بتاتے تھے وزیر تھرانے لگا اور عرض کی کہ کیونکر عرض کروں کہ یہ
میری دختر ہے اور نقابدار بنی ہوئی اس مقام پر کھڑی ہے آج تک تو وہ کسی عزیز کے یہاں بھی سوار ہو کے نہیں گئی
ہمیشہ پیدل ہی یہاں اپنے باغ میں بیشک گھوڑے پر بھی سوار ہو کے پھرتی ہے ہوا دار پر بھی پیدل بھی بادشاہ نے
کہا کہ جاؤ تم اور نقاب کسی حیلہ سے ہٹا کے دیکھ آؤ لیکن اسے اس طرح بے پردہ نہ کرنا کہ اور کوئی دیکھ لے نہ اس پر کوئی
زیادتی کرنا اس کا اختیار تمہیں نہیں ہے بلکہ ہمارا ہے وزیر نے عرض کی کہ بیشک غلام ابھی جاتا ہے اور ابھی آتا ہے یہ کہکر وزیر
مرکب کو اپنے بڑھا کر اس درخت کے نیچے آیا جہاں نقابدار کھڑا تھا قریب پہنچ کے وزیر نے پوچھا کہ اے نقابدار تو کون
ہے جواب ملا کہ بندہ خدا وزیر نے کہا کہ بندہ خدا تو سبھی ہیں تیرے ماں باپ تجھے کیا کہہ کے پکارتے ہیں کہا نور نظر لخت جگر
اور لوگ کیا کہتے ہیں کہا جیسا جو درجہ ہوتا ہے وہ اسی کے موافق پکارتا ہے آخر وزیر نے جھپٹا کے نقاب منہ سے کھینچ
لی دیکھا تو وہی آفتاب حسن ہے وزیر نے کہا کہ یہ کیا حرکت تھی بس تیور اس کے بدل گئے اور کہا کہ بس بابا جان سوتا

بہتر یہی ہے کہ آپ میرے پاس سے چلے جایئے مین کوئی دم کی مہمان ہون ادہر آواز توپ کی ہوئی اُدہر دم نکلا اگر مین
ننگ خاندان نکلی تو قصہ پاک ہوا جاتا ہے ورنہ تا سیاہ میرے چہرے پر ہی مرنے کے بعد آپ کسی گوشے مین تو پوا دیجئے گا کہ راز فاش
نہو چونکہ بادشاہ کی بھی ممانعت تھی وزیر نے کچھ نہ کہا اور چپکا پھرا ہوا بادشاہ کی خدمت مین آیا اور عرض کی کہ جو کچھ جہان پناہ
نے ارشاد کیا بہت بجا و درست ہے مین اس شوخ دیدہ کو ایسا نہ جانتا تھا اور اچھا ہوا کہ حضور نے اس سے عقد نفرمایا تھا اب
مجھے معلوم ہوا کہ یہی سبب تھا جو یہ عقد سے انکار کرتی تھی یہ سنکے بادشاہ نے وزیر سے ارشاد فرمایا کہ تم اس کا ملال دل مین
نہ لانا خوش نصیب اس کے جس کو خدا ایسی پاک دامن دختر عنایت کرے اے وزیر مین اس واقعہ سے خوب آگاہ ہون
دختر تمہاری اس سوداگر بچے پر عاشق ضرور ہے اور سوداگر بچہ بھی اس پر عاشق ہے لیکن دونون مین پاک محبت ہے اسوقت
تک ایک نے دوسرے کو ہاتھ بھی نہین لگایا ہے یہ سوداگر بچہ تمہاری دختر کو روز قرآن پڑھانے جاتا تھا مین پیادہ پا ہو
جاسوسی کر رہا تھا مین نے اس کو کوٹھے سے اترتے دیکھکر گرفتار کر لیا اور پوچھا کہ تو کون ہے اس نے اپنے کو چور بتایا اور
راز محبت کو چھپایا مجھ سے رات بھر کی مہلت مانگی مین نے اجازت ندی اس نے اپنے باپ کی ضمانت چاہی وہ بھی ضامن
نہوا آخر یہ جو مرزا صاحب کھڑے ہین یہ اس کے دوست ہین انھون نے ضمانت کی مین نے چھوڑ دیا مگر مجھے یہ فکر تھی کہ دیکھون
یہ جو مہلت طلب کرتا ہے تو اب کہان جائیگا یہ اسی مکان پر پھر گیا مین ساتھ تھا لیکن چھپا ہوا اس نے تمہاری دختر
کو چھیڑا یا مگر ہاتھ نہین لگایا اور اُسی سے رخصت ہوا جب اُسے اس کے مرنے کا یقین ہو گیا تو اُس نے کہا کہ اگر تو نے
اپنی جان میری عزت پر سے نثار کی تو مین اپنی عصمت تجھپر نثار کرتی ہون جو تیرے دل مین حوصلہ ہو پورا کر لے اس نے
انکار کیا اور چلا آیا اے وزیر شکر خدا کرتا ہون کہ میرے عہد حکومت مین اور میرے ملک مین اس وقت ایسے ایسے پاک
دامن اور نیک خصال مرد و عورت موجود ہین اب تم اپنی دختر کو لیجا کے سامان شادی کا کرو اور سوداگر بچے کو مین لئے
جاتا ہون اور سامان شادی کا کرتا ہون وہ تمہاری دختر اور یہ آج سے میرا بیٹا ہے یہ کہکر بادشاہ قریب آیا اور کہا کہ کھولدو
اس سوداگر بچے کو لوگ حیران تھے کہ یہ کیا ہوا ابھی قتل کا سامان تھا ابھی رہائی کا حکم ہو گیا سوداگر بچے کو توپ کے منہ
سے کھول دیا بادشاہ نے جوش محبت مین سوداگر بچے کو گلے سے چمٹا لیا اور تخت پر اپنے پاس بٹھا لیا اس پر لوگ اور متحیر
تھے اب بادشاہ مرزا کی طرف مخاطب ہوے اور فرمایا کہ کیا تم تو ہمین قتل کرنے پر آمادہ تھے آؤ تلوار مارو مرزا نے عرض
کی کہ کیا مجال غلام کی بیشک اسوقت تک میرا یہی قصد تھا مگر اب تو مین جان نثار اور بندہ بے دام ہون بادشاہ نے فرمایا
کہ دوست مین نے آج دیکھا اے مرزا نہ اس سوداگر بچے سے بہتر نیک مرد دیکھا نہ وزیرزادی سے بہتر نیک عورت نہ تجھ سے
بڑھکر یار وفادار مین نے تمکو اپنی تمام فوج کا سردار کیا مرزا کے لئے اسی وقت خلعت آیا جس وقت یہ خبر سوداگر بچے
کے ماں باپ کو پہونچی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائین یا تو وہ بھی آمادہ مرگ بیٹھے تھے کہ اب کوئی دم مین توپ
کی آواز آیا چاہتی ہے یا یہ خبر پہونچی کہ بادشاہ نے تمہارے فرزند کو اپنا بیٹا کیا اور وزیر کی دختر کے ساتھ شادی ہونے
والی ہے بڑھا در دولت پر حاضر ہوا اور ہزارون دعائین دینے لگا بادشاہ کو بڑی دھوم سے دونون کی شادی
ہوئی اُن کو اپنی نیک نیتی کا یہ پھل ملا کہ زندگی بھر کے واسطے رنج مفارقت جاتا رہا ایک دوسرے کے وصل سے
شاد کام ہوا جس طرح اُن کے دن پھرے اسی طرح کہنے سننے والون کے دن پھرین جب یہ کہانی تمام ہوئی تو ملکہ کی
نیند اُڑ گئی کہا اے ضعیفہ تجھے تو غضب غضب کی کہانیان یاد ہین تجھے جو کچھ تیری مالک دیتی ہے مین اُس سے چوگنا دونگی
تو میرے پاس رہا کر بڑھیا نے کہا واری مجھے عذر کیا ہے مین تو قدردان ڈھونڈھتی ہون اب ملکہ کی یہ حالت ہے کہ کروٹین
بدل رہی ہے مگر نیند نہین آتی بڑھیا نے عرض کی کہ کیا نیند نہین آتی ملکہ نے فرمایا کہ تو نے جو کچھ بیان کیا اس کی تصویر میری
آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے کہ بادشاہ ہو تو ایسا ہو اور مرد ہو تو ایسا ہو عورت نیک خصلت ہو تو ایسی ہو اور یار وفادار
ہو تو ایسا ہو جیسے وہ مرزا تھے بڑھیا نے کہا کہ ابھی آپ نے سنا ہی کیا ہے ایسی ایسی کہانیان سناؤن گی کہ یاد کیجئے گا میری

کہانی کا اثر یہی ہو کہ نیند اُڑ جاتی ہو مین نے اسکی دوا بھی پیدا کی ہو کہ جب نیند اُڑ جائے تو وہ دوا کھا لینے سے فوراً نیند آجاتی
ہو ملکہ نے کہا کہ وہ دوا کیا ہو بڑھیا نے عرض کی کہ وہ کوہستان کی خاک ہو جو شخص اُسکی بھر چاٹ لے خوب نیند بھر کے
سوتا ہے ملکہ نے کہا کہ کوہستان کہان ہو بڑھیا نے عرض کی کہ صبح کو مین بہت سی خاک منگا دونگی تھوڑی سی تو اسوقت
بھی میرے پاس موجود ہو آپ اسے نوش کیجیے اگر نیند نہ آئے تو میرا ذمہ مین نوے برس پیرانہ سالی کے اکثر اس خاک کو
کھایا کرتی ہون خوش ذائقہ بھی ہو قوت دار بھی اور نیند لانے مین تو اکسیر کا حکم رکھتی ہو یہ کہکر ایک پڑیا نکالی اور اُس مین
سے ایک چٹکی ملکہ کو چٹائی اور تھوڑی تھوڑی سب انیسون جلیسون کو دی جس نے چاٹی اُس نے تعریف کی واقعی مین
بہت شیرین اور نہایت عمدہ ہو اور دم بھر مین سب پر غنودگی چھا گئی دراصل یہ دارو سے بیہوشی تھی کہ سب بیہوش
ہوگئے بس طیفور نے جلدی سے چادر عیاری کمر سے کھولی اور پشتارہ ملکہ کا باندھ کر پشت پر لگایا اور قنات اُٹھا کر کے
سے نکلا کہین گھسنے کی چال چلا کہین سانپ کے روش زمین پکڑے ہوئے ہوا نکلا یہ تو جنگل گیا تو جانب لشکر اسلام
روانہ ہوا وہان خواجہ خضران کو یہ خیال آیا کہ عیار صاحبقران کا آیا ہوا تھا ہو اُس کے برے تھے ایسا ہو کہ ملکہ
کو لیجائے اور وہان پہونچتے ہی کسی کے ساتھ عقد ہو جائے تو فراہم اپنی جان ہی دیدے گا بس انھون نے ایک عورت کو
بھیجا کہ جا کے خبر تو لا کہ ملکہ کے یہان کیا ہو رہا ہو وہ عورت اُسوقت پہونچی کہ طیفور نے خاک کوہستان کی تعریف کر کے
سب کو چکھا رہا تھا اس نے آکر سب کیفیت خواجہ سے بیان کی کہ ایک بڑھیا کہانی کہنے والی کہین سے آئی ہو اُس نے اپنی
کہانی کہی کہ ملکہ کی نیند اُڑ گئی اس نے کوہستان کی خاک سب کو چٹائی ہو اور کہا ہو کہ اس سے خوب نیند آتی ہو یہ سنکے خواجہ
فکر مین گئے کہ یہ کوہستان کی خاک کیسی ایسا نہو اس مین کچھ فریب ہو اُٹھ کر اندر آگئے دروازہ منڈھی کا بند گیا اور وہان سے
آپ پہنچے مین ملکہ کے آئے یہان عجب معرکہ دیکھا کہ کوئی ہوش مین نہین ہو ملکہ غائب ہو مسہری خالی پڑی قنات چاک
ہو انھون نے پیتھرے کو دیکھا تو پہچانا کہ طیفور کا پیتر ہو بس انھون نے زانو پر ہاتھ مارا کہ غضب ہوا اگر یہ لشکر مین پہونچ گیا
تو پھر کچھ نہ بنے گا بس اُسی وقت یہ قریب کے راستے سے پاسے شاطری مارتے ہوئے چلا اور یہ کوشش کی کہ مین کسی طرح
منزل اول پر طیفور سے پہلے پہونچ جاؤن راوی بیان کرتا ہو کہ اس وقت خضران اُس چال سے گئے ہین جس رفتار
سے گھر دو خانہ کعبہ سے ڈھائی دن مین آسکتے تھے راستے مین ایک چوکی پڑتی ہو مسافر اُسی جگہ قیام کرتے ہین اور دم
لیتے ہین اس چوکی پر ایک مرد باخدا رہتا ہو کہ نام اُس کا فہیم عابد ہو جو گذرتا ہو اسی طرف سے گذرتا ہو خضران بھی جو
مرد مسافر پہونچے دیکھا کہ فہیم عابد بیٹھا ہوا ہو خضران نے کہا کہ کوئی اور مسافر تو اس طرف سے نہین گیا ہو فہیم عابد نے
کہا کہ بہت دیر سے کوئی راہگیر نہین دکھائی دیا اور نہ رات کو اس طرف سے لوگ آتے جاتے ہین بلکہ جب تک صاحب
جادو اور مصاحب جادو زندہ تھے اُسوقت تک تو ایک بھی آتا جاتا نہ تھا اب تو اکثر لوگ آتے جاتے رہتے ہین بلکہ یہ مین نے
ساحرون ہی کے ڈر سے یہان بود و باش اپنی اختیار کی تھی خضران نے ٹیا ڈوری رکھ کے حقہ مانگا فہیم عابد نے حقہ
لا کے رکھا خضران نے کہا تم آگ نکالو مین چلم جا کے لیتا ہون فہیم عابد چقماق سے آگ نکالنے لگا اور خواجہ خضران
نے چلم چاہی اُٹھا کو مین بہت سی دارو سے بیہوشی ملا دی کہ بیٹھتے ہی اُٹھا چاہتا ہو جا کے حقہ تیار کر کے رکھا گیا خضران نے کہا
کہ رات کا وقت ہو اور ابھی مجھے دور جانا ہو حقہ سلگاؤ کہ دو گھونٹ مین بھی پی لون فہیم عابد نے آگ کو دھونکنے کے دم
لگایا ادھر تو منہ سے دھوان نکلا ادھر فہیم عابد بیہوش ہو کے گرے خواجہ نے آئینہ نکالکر صورت اپنی فہیم عابد کی ایسی
بنائی اور فہیم عابد کو اُٹھا کے حجرے مین ڈال دیا قضائے کار اتفاقات روزگار طیفور پا بہ گرد پشتارہ بدوش پاسے شاطری
مارتا ہوا چلا آتا ہو اور دل مین خوش ہو کہ اب اسے لے کر صاحبقران پاس پہونچا اور عقد پڑھا لیا کہ امیر حمزہ کر چکے ہین
نہایت خوش ہو اسی خوشی مین اس کو پاخانہ معلوم ہوا اب یہ پریشان ہوا کہ کیا کرون اور کیا نکرون ذہن مین یہ آئی
کہ چلو فہیم عابد سے پانی لے لینا چاہیے یہ خیال کر کے چوکی پر آیا دیکھا تو فہیم عابد بیٹھے ہوئے ہین حقہ آگے لگا ہوا ہو عابد

نے کہا کہ حضرت بیٹھے جاؤ طیفور نے کہا کہ تھوڑا پانی دو میں رفع حاجت کو جاؤں گا فہیم عابد لعل نے جلدی سے ایک ٹین کے لوٹے
میں پانی بھر کے دیدیا اب طیفور پشتارہ ساتھ لیے جاتا ہے تو کچھ نازیبا سا معلوم ہوتا ہے کہ معشوق کا پشتارہ اور پاخانہ میں ساتھ
ساتھ آداب عشق کے خلاف سمجھکر پشتارہ زمین پر رکھدیا اور عابد سے کہا کہ اسے دیکھتے رہنا فہیم عابد نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں
تم جاؤ طیفور تو جنگل کو چلا گیا اور یہاں خضران نے جلدی سے پشتارہ کھول کر ملکہ کو پشتارے سے نکال کر زنبیل میں ڈال لیا
اور فہیم عابد کو کوٹھری سے نکال کر پشتارے میں باندھ کے رکھدیا اور آپ اسی طرح حقہ لگا کے بیٹھ رہے طیفور پاخانے سے فرصت
کرکے آیا جلدی سے پشتارہ دوش پر لگایا اور چلتا ہوا خضران نے فہیم عابد کی کلی کوٹھری کرلی جو کچھ اس غریب کے حجرے
میں رکھا تھا اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور جانب لشکر روانہ ہوئے ملکہ کو تو اسی طرح اس کے پلنگ پر لٹا دیا اور آپ اپنے حجرے میں
چلے گئے صبح کو آنکھ ملکہ کی کھلی تو پوچھا کہ بڑھیا کہاں ہے خواصوں نے عرض کی کہ ملکہ کیا کہیں کوہستان کی خاک کا
ایسا اثر تھا کہ ہم میں سے کسی کو بھی ہوش نہ رہا معلوم ہوتا ہے وہ اپنی بیٹی کو دیکھنے کو چلی گئی خیر شام تک آہی جائے گی
ملکہ نے کہا اگر نہ آئے گی تو میں بلوا بھیجوں گی وہ پتہ تو بتا ہی گئی ہے کیا کہوں میں بھی ایسی غافل ہوئی کہ ہوش ہی نہ رہا یہاں
تو یہ رنگ ہیں کسی پر ثبوت بھی نہیں ہوا کہ کیا گذر گئی لیکن اب حال طیفور کا سنئے کہ جس وقت طیفور پشتارہ بدوش
خدمت میں صاحبقران عالیشان کے پہونچا پشتارہ سامنے رکھدیا اور کہا کہ وعدہ کے موافق میرا عقد کر دیجئے فرمایا ہاں
اگر ملکہ رضامند ہوگی تو مجھے کچھ عذر و انکار نہ ہوگا میں تجھ سے وعدہ کر چکا ہوں ملکہ کو ہوشیار کر میں پوچھ لوں طیفور نے پشتارہ
کھولا اب جو نظر پڑی ہے تو ڈیڑھ بالشت کا ڈاڑھا کھچڑی بال ایک مرد بدصورت ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ارے یہی ملکہ ہے
بلاؤ کسی کو اسی کے ساتھ اس کا عقد پڑھ دو طیفور حیران کہ یہ کیا معاملہ ہے میں کس محنت و مشقت کے ساتھ ملکہ کو لایا تھا یہ
کیا ملکہ کوئی بلا ہے ادھر ہوا لگتے ہی فہیم عابد کو جو ہوش آیا تو اپنے کو ایک بارگاہ آسمان جاہ میں پایا کہا کیا اچھا خواب میں
دیکھ رہا ہوں واہ رے تیری قدرت کہاں میں کہاں یہ بارگاہ صاحبقران نے فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے بیان کر فہیم عابد
نے کہا کہ میں چوکی پر رہتا ہوں مسافروں کی خدمت کرتا ہوں فہیم عابد میرا نام ہے آپ کیوں پوچھتے ہیں فرمایا کہ تم کیونکر یہاں
آگئے اس نے عرض کی کہ میں نہیں جانتا کہ یہاں مجھے کون لے آیا طیفور نے کہا کہ تم نے مجھے لوٹا پانی کا دیا تھا فہیم عابد نے
عرض کی کہ میں نے تو لوٹا دیا تھا کچھ نہیں دیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ اسے طیفور اسی منہ پر تو عقد کی چاشنی کا دعوی
کرتا ہے کچھ تو شروں پیر پیادہ زک کٹ گئی اور تجھے خبر نہ ہوئی بلاؤ قاضی کو کہ پڑھ دے عقد اسی کے ساتھ طیفور نے عرض کی کہ یا
صاحبقران جس وقت میں چوکی پر پہونچا ہوں تو مجھے پاخانہ ایسا معلوم ہوا کہ ضبط نہ کرسکا تو میں نے اسی فہیم عابد سے لوٹا مانگا
اور پشتارہ اسی کی نگہبانی میں دیدیا تھا تھوڑی دیر میں پاخانہ پھر کے آیا اسی عرصہ میں نہیں معلوم کیا ہوا صاحبقران نے
طیفور پر بہت لعنت ملامت کی اور اس کے بعد فہیم عابد کو کچھ دے کر رخصت کر دیا یہ بھی حیران تھا کہ میں کس عالم میں
تھا یہ واقعہ کیا گذرا طیفور نے کہا یا امیر درویش کے کمال کی صفت بہت سنی ہے یہ درویش کا کمال تھا جس نے مجھے
دھوکا دیا خیر اب جاتا ہوں کان اینٹھے کہ کہیں نہ چوکوں گا لیکن جس وقت میں ملکہ کو لے کے آؤں اسی وقت عقد میرا
کر دیجئے گا فرمایا کہ جب میں وعدہ کر چکا ہوں تو تجھے عذر ہی کیا ہے تم کہیں ملکہ کو تو لاؤ طیفور دوبارہ جانب لشکر درویش
روانہ ہوا ہرکارے درویش کے لگے ہوئے تھے یہ تمام خبر ہرکاروں نے جاکر درویش سے بیان کی خضران بہت ہنسے
اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طیفور چلا پھر آتا ہے بس یہاں خواجہ خضران نے ایک بڑھیا حبشن کو زنبیل سے نکالا کہ ملکہ زنگبار
کی لونڈی میں اسے پکڑ کے زنبیل میں رکھ لیا تھا عمرو ثانی کے وقت سے جو زنبیل میں تھی خواجہ نے اس کو زنبیل سے
نکالا اور فرمایا کہ تو نے کبھی اپنی صورت بھی دیکھی ہے اس نے عرض کی کہ عہد شباب [illegible] میں نے اپنی شکل دیکھی تھی اس وقت
سے آئینہ ہی نصیب نہ ہوا کہ اپنی شکل دیکھ سکتی خواجہ نے اس کی حالت پہ عبرت کی اور آئینہ نکال کر اس کو دکھایا تو بشرہ
کو اپنی صورت سے متنفر ہوا خواجہ نے اس کے بعد تصویر [illegible] کی اس کو دکھائی اور فرمایا کہ اگر تمہاری صورت

ایسی ہو جائے تو تم کچھ خوش ہو گی جشن اس تصویر کو دیکھکر بیتاب ہو گئی کہنے لگی کہ خدا نے تو ایسی صورت بنائی نہین تم
کیونکر بنا دوگے فرمایا ہم تو بنا دینگے اور اسی وقت رنگ و روغن عیاری لگاکر چوکا دانتون کا درست کر کے جب اسے
بالکل ملکہ کی صورت بنا لیا تو پھر آئینہ دکھایا یہ جشن صورت اپنی دیکھکے نہایت خوش ہوئی خواجہ نے کہا کہ تیری شادی
ایک جوان و حسین کے ساتھ ٹھہرا دینگے تو زبان سے کچھ نہ کہنا قاضی پوچھے تو ہنکارا بھر دینا جشن نہایت خوش ہوئی
اب خواجہ نے ملکہ کے خیمہ مین آکر مزاج پرسی کی خواصون کو ہٹا دیا کہ ہمین کچھ راز کی باتین کرنا ہین جب تخلیہ ہو گیا تو خواجہ
نے عطر کی روئی سنگھا کر ملکہ کو تو بیہوش کر کے زنبیل مین ڈال لیا اور جشن کو زنبیل سے نکال کر پلنگ پر لٹا دیا خواصون
کو بلا لیا اور کہا کہ ملکہ کے سر مین درد تھا مین نے دوا سنگھائی جس سے نیند آگئی ہے اب ہرگز بیدار نہ کرنا تم بھی جاؤ اپنے
اپنے ٹھکانے سو رہو بیدارون نے فرصت پائی ہر ایک اپنے اپنے مقام پر آکے مصروف آرام ہوے خواجہ اگر اپنی
مسند ہی مین بیٹھے رہے یہان طیفور جو آیا تو دیکھا اس نے کہ آج تو بالکل سناٹا ہے بس اس نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کے سرنگ
لگانا شروع کر دی دم بھر مین دہن نقب کا مسہری کے نیچے لیجا کے توڑا اور نکل کے جو دیکھا تو سناٹا پایا بس جلدی سے
پشتارہ جشن کا باندھ کے اسی دہن نقب کے ذریعہ سے نکالا راتا رات آکر لشکر مین پہونچ گیا اپنے خیمہ ہی مین پشتارہ رکھا
خیمہ کو تمام رات مین خوب آراستہ کیا مسہری بچھا دی دل مین نہایت خوش ہے کہ اب وصل حاصل ہوگا جشن کو پشتارے
سے نکال کر مسہری پر لٹا دیا اور خدمت مین صاحبقران عالیشان کے حاضر ہو کر عرض کی کہ یا امیر مین ملکہ کو لے آیا فرمایا
کہان ہے کہا میرے خیمہ مین ہے فرمایا چلو مین چلتا ہون ساتھ ساتھ طیفور کے خیمہ مین تشریف لائے یہان ہوا لگنے سے آنکھ
جو اس جشن کی کھلی تو اپنے کو عجب مقام جنت نشان مین پایا خوشبو پھولون کی چلی آتی ہے مسہری پر ہار لپٹے ہوے ہین
پھولون کی پنکھڑیون کا بچھونا ہے خیمہ مثل خوابگاہ سلاطین کے آراستہ ہے یہ دل مین نہایت خوش ہوئی صاحبقران نے دیکھا
ارشاد فرمایا اے طیفور بلا لا قاضی کو عقد کر لے اور اس عورت سے پوچھا کہ تجھے عقد اپنا اس عیار کے ساتھ منظور ہے
اس نے کس خوشی سے ہنکارا بھر دیا طیفور خوشی خوشی گیا اور قاضی کو بلا لایا صاحبقران نے طیفور کے ساتھ عقد پڑھا دیا
قضاے کار اسی وقت اس جشن کو چھینک آئی تڑاق سے چوکا دانتون کا منہ باہر آپڑا اب تو طیفور پریشان ہوا کہ یہ کیا
ہوا دانت جو اٹھا کر دیکھے تو مصنوعی بنے ہوے دانت تھے اب تو طیفور نے منہ پر ہاتھ پھیرا رنگ و روغن عیاری جا بجا
سے چھوٹ گیا کہین سے تو چہرے کی سیاہی جھلکنے لگی اور کہین روغن کی سپیدی باقی رہ گئی طیفور نے کہا ارے تو
کون ہے یہ تو ابلقی رنگ ہو گیا جشن اٹھ کے پیٹنے کو دوڑی طیفور پیچھے ہٹا اس نے کہا یا صاحبقران آپ گواہ ہین کہ آپکے
سامنے عقد ہوا ہے کس چاہ سے لایا تھا اور اب یہ مجھسے بھاگتا ہے امیر نے کہا کہ تجھکو اسی کے ساتھ رہنا ہوگا ارے یہ تو کیسے
لے آیا طیفور نے کہا کہ یا امیر اس بلا کو نکالیے صاحبقران ہنس رہے ہین طیفور بھاگتا پھرتا ہے اور یہ جشن پیچھے پیچھے دوڑتی
پھرتی ہے آخر طیفور نے شرمندگی کے مارے پلٹ کے ایک ہاتھ مار دیا کہ وہ بیچاری جان بحق تسلیم ہو گئی اب تو صاحبقران
کو طیش آیا فرمایا کہ بس اسی منہ پر خضران سے بانہاے عیاری کا دعوی کرتا ہے جا دور ہو میرے سامنے سے خبردار اب
میرے سامنے نہ آنا طیفور شرمندگی مین خیمے سے نکل گیا اور کہا کہ یا امیر یہ درویش کا کوئی کرشمہ ہے کہ دو مرتبہ مین بڑی
محنت و مشقت سے ملکہ کو لایا اور دونون دفعہ ملکہ غائب ہو گئی اب اگر اس فقیر سے بدلہ نہ لیا تو نام اپنا طیفور بنایا ہوگا
یہ کہکر طیفور تو اسی وقت وہان سے نکلکر روانہ ہوا یہان جو ہرکارے خواجہ کے لگے ہوے تھے انھون نے ساری
کیفیت جاکے خضران سے بیان کی خضران بہت ہنسے اور کہا کہ اگر ایسے ہی ایسے چھوکرے ہین دعوی کا ڈنکا بجائین تو ہی بات۔

چند کلمہ داستان ہردوان شاہ پدر ملکہ سہان رخ ابرو کے بیان کئے جاتے ہین

غزل بر آغاز داستان — آہون سے شب غم کی سحر کی نہین جاتی || اشکونسے قیامت بھی اٹھائی نہین جاتی

کس دل کا ہی کیا حال خبر لی نہین جاتی
لے لیتے ہین جو چیز تو پھیری نہین جاتی
ہمکو بھی ہنسا کر کبھی غیرون کو رلاؤ
سیدھی تو کوئی بات کبھی کی نہین جاتی
رہتا ہی تصور کبھی تصویر تمھاری ؟؟
بیتاب ہی دل تم سے جو دیکھی نہین جاتی
یہ بیخبری قہر ستم ہی یہ تغافل
جو دل مین شکایت تھی وہ اب کی نہین جاتی
کیون ہم سے خفا ہوگئے کیون پھیر لین آنکھین
بیشک یہ کمال اپنی تعلی نہین جاتی

شرمائے چلے جاتے ہو شوخی نہین جاتی
بوسہ جو نہین دیتے تو بوسہ کی طلب پر
اُن کی کبھی زبان پر ہو یہ شوخی نہین جاتی
ہر دم ہی ترا دھیان تری یاد تری دید
تنہا تو شب ہجر بسر کی نہین جاتی
کیون چھیڑتے ہو جب یہ کہا ہنسکے وہ تو
کچھ چاہنے والون کی خبر لی نہین جاتی
صدقے ہی شرارت تری شرمائی ادا پر
آتی ہی طبیعت تو وہ پھیری نہین جاتی

دل دیکے جو مانگا تو کہا پھیر کے بوسے
منہ پھیر کے گالی بھی کوئی دی نہین جاتی
آتے ہین بل ابرو پہ نگہ ہوتی ہی ترچھی
آنکھون مین کھنچی ہی جو تجلی نہین جاتی
اُٹھ جاؤ کہ سینے سے مرے ہاتھ اُٹھا لو
معشوق کی طینت مین ہی شوخی نہین جاتی
دیکھا جو آنکھین شکر خدا کرنے لگے ہم
پھر کہدے مری آنکھ سے شوخی نہین جاتی
کرتے ہین حسینون سے بہت عشق کے دعوے

راوی بیان کرتا ہی کہ یہ خبر اجلال شاہ نے بردوان شاہ کو بھیجی کہ اے برادر تم نے اپنی دختر کو ہمارے پاس بھیجا تھا لیکن اُس دختر نے یہ حرکت کی کہ قبل ہمارے پاس آنے کے وہ درویش امیر شاہی کی جا کے مرید ہوئی پیالہ پیا اور اب درویش ہی کے یہان ہی صاحبقران نے اُس کے لینے کے واسطے ایک سردار کو بھیجا تھا درویش کے ایک چیلے نے اُسے بھی زیر کرکے مطیع کرلیا اور ملکہ کو لاکھ بلاتے ہین وہ نہین آتی لہذا ہم تمھین اطلاع دیتے ہین کہ وہ تمھاری دختر ہی تم جو مناسب جانو وہ اُس کے حق مین کرو اگر ملکہ رضامند نہوئی تو صاحبقران قیامت برپا کر دینگے مگر چونکہ ملکہ خود اُسی درویش کی رضامند ہی اس سے مجبوری ہی جب نامہ اس مضمون کا لیجا کے قاصد نے بردوان شاہ کو دیا پہلے تو بردوان شاہ سمجھا کہ خیریت نامہ ہوگا جب اُس نامہ کو اس شر و فساد سے مملو دیکھا اس کو نہایت غصہ آیا بیٹا اُس کا پہلوان زبردست ہی کہ نام اُس کا طہماس تیغ زن ہی اس نے طہماس سے کہا کہ اگر تمکو غیرت و حمیت ہی تو جا کر فقیر کو سزاے معقول دے اور اپنی بہن کو اُس سے چھین لا کہ اُس نے اطاعت درویش کی اختیار کرلی ہی یہ سنکے طہماس طیش کھاتا ہوا اُٹھا اور ایک لاکھ جوان صف شکن اپنے ہمراہ لیکر جانب کوہ روانہ ہوا وہان درویش بالاے کوہ بیٹھے تھے کہ جانب صحرا سے فق گرد و غبار بلند ہوا درویش نے ہرکارون کو واسطے دریافت حال کے روانہ کیا ہرکارے گئے اور خبر لیکر آئے عرض کی کہ اے مرد با خدا ملکہ سبحان رخ ابرو کا بھائی اپنی بہن کے لینے کو آتا ہی فرمایا کچھ پروا نہین آنے دو تھوڑی ہی دیر مین دامن کوہ شگفتہ ہوا اور دل گرد سے ایک لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے طہماس تیغ زن پیدا ہوا اور اس نے آکر خیمہ برپا کیا اور وہان سے تن تنہا جانب کوہ روانہ ہوا جس وقت سامنے درویش کے پہونچا کہا کہ او فقیر تو نے کیا حرکت کی کہ شاہزادی کو اپنا مرید کیا یہ حیلہ سازی اپنی عوام الناس تک رہنے دے اُس کی سزاے سخت تجھکو دیجاے گی اور بہتر یہ ہی کہ ملکہ کو ہمارے حوالے کر درویش نے کہا کہ بابا فقیر پر کیون غصہ کرتے ہو فقیر کسی کو بلانے نہین جاتا ہی جو کوئی اپنی خوش اعتقادی سے آکر فقیر کا پیالہ پیتا ہی اُس کا پاس فقیر کو بھی ہو جاتا ہی اگر بہن تمہاری جانے پر رضامند ہو بخوشی اُس کو لیجاؤ مین مانع نہین اور اگر وہ بخوشی نہ جائے گی تو جبر ہم اُسے جانے نہ دینگے طہماس نے کہا کہ مین ضرور ملکہ سے پوچھون گا درویش نے فرامرز سے اشارہ کیا کہ تم ساتھ جاؤ فرامرز طہماس کو اپنے ساتھ لیتے ہوے ملکہ کے خیمہ کے دروازے پر آیا طہماس سے کہا کہ آپ پکار لیجیے اپنی بہن کو یہین سے پوچھ لیجیے اگر وہ رضامندی ظاہر کرے آپ لیجائیے طہماس نے آواز دی ملکہ اپنے بھائی کی آواز سنکے کسیقدر رنجیدہ ہوئی جواب مین دیر کی فرامرز نے آواز دی کہ اے ملکہ بھائی تمھارے لینے کو تمھارے آئے ہین درویش نے ارشاد کیا ہی کہ اگر ملکہ راضی ہو تو اُس کو لیجاؤ لہذا اگر تمہین اپنے بھائی کا ساتھ دینا ہی تو چلی جاؤ ورنہ اپنی زبان سے کہدو کہ تمھین کیا منظور ہی جس وقت یہ آواز ملکہ کے کان مین پہونچی دل اس کا مضبوط ہوا کہ فرامرز ساتھ ہی اب یہ مجھپر جبر نہ کرنے پاے گا بس اس نے جواب دیا کہ اے برادر عالی مقدار

میری جانب سے والد ماجد کی خدمت میں تسلیم عرض کیجیو گا اور کہہ دیجیو گا کہ مجھے فقیری اچھی معلوم ہوتی ہے اب دنیا میں نہ جاؤں گی
اگر والد ماجد یا آپ یا اور کوئی عزیز مجھ سے ملنا چاہے تو یہیں آ کے مل لے اور مجھے بابا منتظر رہنا نہیں ہے میں نے دنیا داری کو
ترک کر کے گوشہ نشینی اختیار کی چینگ اپنے اندر خیمہ کے جانے کا قصد کیا فرامرز نے بازو پکڑ لیا اور کہا کہ اگر ملکہ رضامند
ہوئی تو مضائقہ نہ تھا اب ہم آپ کو یہیں نہ رہنے دیں گے اگر آپ کا اپنے دست و بازو پر بھروسہ یا فوج پر گھمنڈ ہو تو
جا کر طبل جنگ بجوا دو جس کو خدا غلبہ دے وہ ملکہ کو لے لے قبضہ میں کرے یہ کلمہ طہماس کے اور بھی خلاف گذرا کہ میری
ہی بہن اور مجھ کو اختیار حاصل نہیں ہے اسی وقت پلٹا اور آتے ہی اس نے طبل جنگ بجوا دیا یہاں فرامرز نے بھی نقارہ رزمی
بجوا دیا دونوں طرف تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ میں گذری صبح کو دونوں فوجیں وعدہ گاہ
مصاف میں ہو کر [illegible] آراستہ ہوئیں درویش بھی تخت پر سوار ہو کر تماشا دیکھنے کو آئے طہماس تیغ زن غصہ میں بھرا ہوا
میدان میں آیا اور پکارا کہ او فقیر بھیج کسی کو میرے مقابلے کے لئے اس وقت شیر دل نے فرامرز سے کہا کہ اگر اجازت
ہو تو میں جا کر اس سے سامنا کروں فرامرز نے کہا کہ تم مقابلہ نہ کرو یہ حق میرا ہے یہ کہہ کر مرکب کو بڑھایا اور سامنے تخت درویش
کے آ کر کہا [illegible] خواہ میدان مصاف ہو اور درویش نے کہا کہ جاؤ جاؤ خدا حقیقی نگہبان ہے فرامرز سلام رخصت کر کے میدان
میں آیا اور طہماس تیغ زن سے سامنا کیا طہماس تیغ زن نے نیزہ مارا فرامرز نے نیزے کو نیزے پر روکا [illegible] اور کلیے
لگے [illegible] میں فرامرز نے نیزہ طہماس کو اپنے نیزے میں لپیٹ کے جھٹکا مارا صاف نیزہ ہاتھ سے طہماس کے نکل گیا
اس [illegible] دنیا دیکھتا ہوں میں طہماس کے نیزہ دو تار ہو گئی تلوار کمر سے کھینچ کے سر پر پڑا فرامرز نے وار رد کرنا
شروع کئے اسی حالت میں فرامرز نے بھی ایک ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے سپر کو کھینچا تلوار گردن مرکب پر پڑی
کہ مرکب طہماس کا مرکب آتشبازی ہو گیا چرخ مارنے لگا طہماس نے زین خالی کیا اور تلوار کھینچ کر جھپٹا کہ اس کے
سر کو [illegible] کر ڈالوں لیکن فرامرز نے ارادہ اس کا فاسد دیکھ کر مرکب سے کود پڑا طہماس نے پھر تلوار اٹھائی فرامرز
نے بڑھ کر دست پر ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لوں طہماس نے تلوار ہاتھ سے پھینک کے گریبان میں
ہاتھ ڈال دیا اور کشتی ہونے لگی دن بھر کی کشتی میں فرامرز نے طہماس تیغ زن کو سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور کہا
کہو کہ تم اطاعت درویش میں [illegible] طہماس نے درویش کو برا بھلا کہا فرامرز نے باندھ کے عیاروں کے حوالے کر دیا اور نقارہ فتح
بجتا ہوا [illegible] طہماس کو اسیر غل و زنجیر کر کے زندان خانے میں بھجوا دیا ملکہ کو خبر ہوئی کہ بھائی میرا اسیر ہوا اس نے
[illegible] کہ اگر طہماس غالب آتا تو مجھے چھین کے لے جاتا اور بہت ظلم کرتا لیکن فوج طہماس کی پلٹ کر جانب شہر بردوان
روانہ ہوئی بردوان شاہ اس انتظار میں بیٹھا تھا کہ فرزند میرا جنگ سر کر کے مع ملکہ آتا ہو گا اتنے میں لشکر کے سپاہی روتے
[illegible] پہونچے بردوان شاہ نے کہا کہ کیا ہوا کیا فرزند میرا مارا گیا انھوں نے کہا کہ فقیر کے دو چیلے ایسے زبردست ہیں کہ ان
[illegible] فرزند آپ کا دن بھر کی کشتی میں زیر ہو گیا ابھی تک قتل تو نہیں ہوا لیکن قید ہے یہ سنکے بردوان شاہ
کو نہایت غصہ آیا اپنے مقام سے اٹھا اور ایک مکان تنہا میں آیا یہاں ایک بڑا آئینہ لگا ہوا تھا پوشش پڑی ہوئی تھی
بردوان شاہ نے پوشش آئینہ کی دور کر کے آئینہ پر نظر کی اور منہ کی بھاپ دے کر پوشش ڈال دی بعد چند ساعت کے گرد کا
[illegible] اور ایک لکہ ابر آگے شق ہوا اس میں سے ایک ساحرہ تخت پر سوار نمودار ہوئی دو مصاحبین اس کے ساتھ تھیں آتے
ہی پکاری کہ اے بردوان شاہ اس وقت مجھے تم نے کیوں یاد کیا ہے بردوان شاہ نے کہا کہ اے ملکہ جادو تمھاری
دوستی و [illegible] کس دن کے کام آئے گی ایک فقیر پیدا ہوا ہے کہ وہ ہر ایک کو مرید اپنا بناتا پھرتا ہے نوبت بہ اینجا رسید کہ پہلے
اس نے صاحبزادی کو ایسا پیالہ پلایا کہ وہ اسی کا دم بھرنے لگی بعد اس کے فرزند میرا اپنی بہن کے لینے کو گیا وہ
[illegible] اس کا قلب فقیر نے پلٹ دیا اور بعد اس کے فرزند سے میرے لڑائی ہوئی وہ بھی اسیر ہو گیا میں چاہتا ہوں
[illegible] فرزند دونوں کو رہا کر دو اور اس فقیر کو ایسی سزا دو کہ آئندہ وہ ایسی حرکات سے باز آئے

پہنکے سماک جادو لرزگئی اور کہا کہ اے بہروان شاہ تو اس فقیر کی حقیقت سے آگاہ نہین ہے کہ یہ کون بلا ہے یہ عمرو ثالث عیار ہے اس نے فقیر بنکر بہتون کو اپنا بنایا اور مصاحب جادو کو مارا اس کا خاندان ہمارے خاندان کا قاتل ہے بڑے بڑے ساحر تھے وہ اسی کے خاندان والون نے مارے ساحر شمشیر سا شخص کہ جو خداوند ساحران تھا اُس نے دریا مین پناہ لی عمرو اول کے ہاتھ سے وہان بھی پناہ نہ ملی عمرو نے دریا مین گھس کے اسے گرفتار کیا اور بیرون دریا لا کے مار ڈالا اور آج تک جو مین نے روپوشی اختیار کی تھی اور تمہارے پاس کا رہنا ترک کر دیا تھا اُس کا سبب یہی تھا کہ مجھے اپنے علم سحر سے معلوم ہو گیا تھا کہ قاتل میرا اس مقام پر آیا چاہتا ہے تم نے وہ فرمایش کی ہے اور ایسے کام کو کہا ہے کہ جس مین جان جوکھم ہے بہروان شاہ نے کہا کہ اے سماک جادو عجب ہے تم جانتی ہو کہ قاتل تمہارا یہی شخص ہے اور ہمیشہ اُس کا دھوکا دیتا ہے بغیر اس کے اُسے پھر غلبہ حاصل نہین ہو سکتا تو اُس سے سر میدان کیون نہ مقابلہ کر دیا ایسے وقت مین کیون نہ حملہ کرو جب وہ غافل ہو سماک جادو نے کہا کہ تم نے وہ بات کہی جو عقل کے موافق ہے لیکن تقدیر عقل کے خلاف ہی ہوا کرتی ہے مگر اب سوا اس کے چارہ کیا ہے مین بھی یہ کہتی ہون کہ جب مرنا اسی طرح ہے تو اپنا حوصلہ کیون نہ نکال لین تم اسی مقام پر ٹھہرو مین ابھی جاتی ہون اور اُسے گرفتار کر کے لاتی ہون اور تمہارے سامنے اُس کے کباب لگا کے کھاتی ہون یہ کہکر ایک پتلی ہاتھی دانت کی جھولی سے نکالی اور چند دانے ماش کے پھینک کر اُس پر مارے پتلی کو یاد کی کہ کیا حکم ہوتا ہے سماک جادو نے کہا کہ اگر اس وقت مین جاؤن اور خضران کی گرفتاری کی فکر کرون تو کامیاب ہون گی پتلی نے کہا ہان اسوقت وہ غافل ہے ایسے عالم مین ہے کہ گرفتار ہو سکے بعد اس کے پوچھا کہ ملکہ کس مقام پر قید ہے اور کیون نہین آئی کہا کہ ملکہ فرامرز پر عاشق ہے اور فرامرز مرید ہے درویش کا بیٹے خضران کے قریب مین بیٹھا ہوا ہے یہ سنکے اس نے عشق جادو اور عاشق جادو سے کہا کہ تم تو ملکہ کو لینے جاؤ اور بادشاہ کے فرزند کو قید سے چھڑاؤ اور مین جاتی ہون خضران کو گرفتار کر کے لاتی ہون یہ سنکے عشق جادو اور عاشق جادو دونون لڑکر اڑین اور جانب لشکر درویش روانہ ہوئین اور سماک جادو نے ادھر صورت اپنی ایک پری کی ایسی بنائی اور اڑکر جانب لشکر درویش بتلاش درویش روانہ ہوئی لیکن اب

دو کلمہ داستان درویش امیر شاہی اور ملک سہان کج ابرو اور طہماس تیغ زن کے بیان ہوتے ہین

ماہرو دلبر ہوا ہے آنکر ہمخانہ آج
خانقاہ شیخ ہے ساقی ترا میخانہ آج
کس کا یہ رتبہ ہے اے ساقی زہے میرا نصیب
مین دیے جاتا ہون حسن جبین کا بیعانہ آج

غیرت بین ہے قمر میرا اپنا کاشانہ آج
وادی ایمن کا جلوہ دیکھتا ہون دیر مین
آپ ہی بھر کر یار نے بخشا دیا پیمانہ آج
لے لیا بوسہ لپٹ کر تیغ ابرو کا شہید

آرہی ہے قلقل مینا سے حق حق کی صدا
کیا وہ بت آیا ہے یان اے راہب بتخانہ آج
شرح پر سمجھایئے کہ گھستا جائیے مجھے مطلب نہین
کام آئی اپنے آخر ہمت مردانہ آج

راوی بیان کرتا ہے کہ ملک سہان کج ابرو نے فرامرز سے کہا کہ مجھے ایسا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے یا تو تم میرے بھائی کو قید سے رہا کرو ورنہ باپ میرا ایک ایسی بلا بھیجے گا کہ ٹالنا دشوار ہو جائے گی فرامرز نے کہا کہ کیا اور کوئی پہلوان زبردست اُسکے یہان ہے ملک نے کہا کہ ایک ساحرہ ہے کہ نام اُس کا سماک جادو ہے اگر وہ آئی تو قیامت برپا کرے گی فرامرز نے کہا کہ ساحرہ ہمارے مرشد کا کیا کر سکتی ہے یہ وہ باکمال ہین کہ مصاحب جادو سے ساحر کو پکڑ لیا اور بلندی پر سے پھینکا مین نے اپنے ہاتھ سے اُس کو چور رنگ ہوا ہی کیا اگرچہ ساحرہ بھی آئے گی تو ہاتھ سے درویش کے سزا پائے گی ہان یہ خیال بیشک ہے کہ جبتک میرا ستارا کلچ نہ ہو جائے گا اُس وقت تک ایسی ہی آفتین آتی رہینگی جب یہ شہزادہ ہو جائے گی کہ ملکہ امانت دوسرے کی ہو گئی اسوقت پرائے ناموس کو چھیڑیگا کوئی قصد نہ کرے گا ملک نے کہا کہ تم پیر و مرشد سے جاکر عرض کرو اگر ایسا امر ہوتا ہے تو ہو جائے دیر مین قباحت ہے فرامرز نے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون یہ کہکر خیمہ سے

لشکر درویش کی جانب روانہ ہوا راستے مین ہمزہ شیر دل سے ملاقات ہوئی ہمزہ شیر دل نے کہا کہ آپ کہان جاتے ہین
فرامرز نے راز اپنا ہمزہ سے بیان کیا ہمزہ شیر دل نے کہا کہ نہایت مناسب ہے اور اگر ایسا نہ کیجیے گا تو ملکہ کے چھن جانے
کا خوف ہے خصوصا لشکر اسلام کے ہاتھ سے کہ وہان ایک ایک رستم وقت و اسفندیار زمانہ ہے نہین معلوم کیا بھید ہے کہ اس وقت
تک کوئی سردار نہین آیا آپ کس کس سے مقابلہ کیجیے گا کس کس کو جواب دیجیے گا میں روز اولاد صاحبقران سے کوئی نہ
مقابلہ آ گیا اس دن سوا زیر ہو کر مطیع ہو جانے کے چارہ نہ ہوگا اور اگر عقد ہو گیا تو اہل اسلام ملکہ کو ناموس غیر سمجھکر ادھر رخ
نہ کرین گے یہ باتین کرتے ہوئے دونون خدمت مین درویش امیر شاہی کے آئے اور مدعائے دلی اظہار کیا درویش سوچے
کہ اس پر کچھ شور ہیگا یا صاحبقران بھی عاشق ہوا ایک مرتبہ تو وہ لے ہی گیا ہوتا اور دوسری مرتبہ جاسوسن کو ملکہ سمجھ کے لے گیا
جب یہ صاحبقران نے ناراض ہو کے نکلوا دیا یہ سب خبرین درویش کو ہرکارون نے پہونچا دی تھین اسی وجہ سے ان کو اور بھی
تامل تھا لیکن ساتھ ہی یہ خیال ہوا کہ ملکہ تو فرامرز پر خود عاشق ہو چکی ہے دوسرے کو قبول نکرے گی اور اگر قبول نکرے گی تو
عقد کیونکر جائز ہوگا صاحبقران بھی اگر عقد کرین گے تو فرامرز ہی کے ساتھ کیونکہ عقد کے بارے مین جبر درست نہین یہ سوچکر
اٹھ کھڑے ہوئے اور فرامرز سے کہا کہ چلو مین ابھی عقد تمہارا ملکہ کے ساتھ کر دون یہ فرما کر فرامرز کے ساتھ ہو لیے فرامرز
خواجہ کو لیے ہوئے ملکہ کے خیمہ مین آیا ملکہ سلام کو اٹھی درویش نے پشت پر ہاتھ رکھا ملکہ بیٹھ گئی گردن جھکا لی درویش نے
کہا کہ عقد تمہارا فرامرز کے ساتھ پڑھ دیا جائے ملکہ نے رضامندی ظاہر کی درویش نے کہا کہ ایسا نہو کہ کوئی اور دعویدار پیدا
ہو جائے اگر تمہاری خوشی ہو تو عقد پڑھا جاوے یعنی جس کے ساتھ تمہین منظور ہو اسی کے ساتھ عقد تمہارا کر دیا جائے ملکہ نے
کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ نہ پوچھیے اگر مین دوسرے کی راضی ہوتی تو ان کے ساتھ کیون چلی آتی اب خواجہ نے صیغہ جاری کرنے
کا قصد کیا تھا کہ بجلی چمکی کہ آنکھین سب کی جھپک گئین یہان عقد کے سامان تھے اور وہان سماک جادو تاک مین تھی کہ خواجہ
کہ منڈھی کے باہر پاؤن تو لے جاؤن جس وقت تک خواجہ منڈھی مین تھے کئی مرتبہ سماک جادو سحر غائب کیے ہوئے
نزدیک منڈھی کے آئی لیکن جب اندر جانے کا قصد کیا تو اسے موکلون نے روکا کیونکہ خواجہ اس کے آنے سے بیخبر تھے اور
بے اجازت کیا مجال ہے کسی کی کہ اندر منڈھی کے قدم رکھ سکے لیکن جب خواجہ منڈھی سے نکلکر چلے ہین تو سماک جادو کئی
مرتبہ قصد کر کے رہ گئی لیکن بسبب خوف کے اس کی جرأت نہوئی کہ خدا جانے کیا اتفاد پیش آئے آخر اس نے یہان پہونچکر
پنجہ سحر پہونچا یہان خواجہ حالت غفلت مین تھے کا یم کچھ نہ اوڑھے تھے پنجہ خواجہ کو اٹھا کے بلند ہوا لوگون نے کہا کہ لو وہ برکت
جاتی ہے فرامرز پکارا کہ کہان آپ تشریف لیے جاتے ہین درویش نے کہا کہ اپنے خدا سے ملنے کو آسمان پر جاتے ہین پریشان
نہو اگر حکم ہوا تو ہم پھر واپس آئین گے یہ کہتے کہتے نظرون سے غائب ہو گئے ساتھ ہی دوسرا پنجہ جا کر زندان خانے مین گرا
اور طہماس تہمتن کو لے کر روانہ ہو گیا اور تیسرا پنجہ فرامرز کو لے گیا اب تو درویش کے لشکر مین غوغا ہوا لوگ شور
کرنے لگے کہ پیر و مرشد ہمین کس پر چھوڑے جاتے ہین ہم کس کے ہو کے رہین گے یہ تو غل مچاتے رہ گئے اور پنجے لیے ہوئے
ان کو بلند ہو گئے وہان بردوان شاہ انتظار مین بیٹھا تھا کہ سماک جادو اور علیق جادو اور عشق جادو پہونچین
عشیق جادو نے تو طہماسپ تہمتن کو سامنے بردوان شاہ کے لے جا کے ڈالدیا بردوان شاہ نے کہ فرزند اسیر
غل و زنجیر ہے اس کو کمال رنج ہوا کہ میرا فرزند اور اس حالت سے اور عشق جادو نے فرامرز کو پیش کیا اور کہا کہ اس
شخص کا نکاح ملکہ کے ساتھ ہونے ہی کو تھا اور اسی سے آپ کا فرزند اسیر بھی ہوا تھا اور سماک جادو نے خضران کو
لیجا کے سامنے بردوان شاہ کے ستون سے باندھ دیا بردوان شاہ نے کہا کہ ملکہ خضران کے حلیے سے تو صورت اسکی نہین
ملتی ہے کیا تم لے خضران کیون کہتی ہو ملکہ نے کہا کہ یہ ہیئت بدلے ہوئے ہے آپ صورت اصلی اس کی دیکھیے گا بردوان
شاہ نے کہا کہ ضرور دیکھون گا بس سماک جادو نے چھینٹا آب دمیدہ سحر کا منہ پر خضران کے مارا تمام رنگ و روغن جاری
اتر گیا صورت اصلی نکل آئی اب دیکھا تو وہی زہرا سی آنکھین چمک رہی ہین گلے کے گال پھولے ہوئے ہین تاکا سی گردن

نکلے ناک پوری ہیئت وہی پائی جو حلیہ عمرو کا مشہور تھا اولاد عمرو اول میں اسقدر عمرو سے مشابہ اب کوئی نہیں جسقدر خضران ہے اور اسی تھپیڑے کے ساتھ خواجہ کو ہوش بھی آگیا جس وقت خواجہ ہوشیار ہوئے تو ملک الموت کو سر پر پایا دل میں خیال کیا کہ برے پھنسے مگر خیر اب تو جو کچھ ہو بادشاہ نے آہنگروں کو بلوا کے قید دور کرائی اور اپنے فرزند کو سینے سے لگایا طلماس تیغ زن تلوار کھینچکر فرامرز کی طرف چلا کہ قتل کر ڈالوں سماک جادو نے منع کیا اور کہا کہ جلدی نکرو اب یہ میرے قابو میں آگئے نکل کے کہاں جاسکتے ہیں چونکہ مددگار ان لوگوں کے زمین و آسمان سے پیدا ہوتے ہیں لہذا پہلے مجھے انتظام کر لینے دو بعد اس کے قتل کرنا باغ کا میں بندوبست کرتی ہوں کہ یہاں کوئی آنے نپائے بیرون باغ کا انتظام تم کرو کہ کوئی غیر ملک کا آدمی نہ آنے پائے بہر دو ان شاہ مع پسر باہر آیا اور فوج کو طلب کر کے گرد باغ کے حصار کر لیا کہ کوئی آنے جانے نپائے وہاں سماک جادو نے یہ انتظام کیا کہ کچھ اسم سحر پڑھکر ایک کیل لوہے کی زمین میں گاڑ دی جس سے تمام زمین آہنی ہوگئی تاکہ نقب کے ذریعہ سے بھی کوئی عیار اندر باغ کے نہ آسکے اور بالائے باغ ابر سحر قائم کیا کہ کوئی پرند تک اڑ کے نہ آسکتا تھا اور گرد باغ کے حصار آتش قائم کر دیا تمام دیواریں باغ کی آتشی معلوم ہوتی تھیں اور عشق جادو اور علیق جادو سے کہا کہ ان دونوں کی حفاظت کرو آج طبیعت میری سست ہے کل صبح کو ان کے کباب لگاؤں گی اور کھاؤں گی کہ انھوں نے بہت دل جلایا ہے خصوصا اس عمرو نالائق نے کہ ہزاروں ساحروں کو مارا ہے اور یہ دوسرا جو چیلا اس کا ہے فربہ بہت ہے اس کا گوشت خوش ذائقہ ہوگا بادشاہ سے کہدینا کہ کسی کبابی کو بھیجدے خضران نے ہر چند واویلا کی مگر سماک جادو نے ایک سماعت نہ کی اور کہا کہ تو بڑا مکار ہے میں تیرے مکر و فریب سے خوب آگاہ ہو چکی ہوں یہ تو انتظار صبح میں بیٹھی تھی اور فرامرز حیران ہے کہ مرشد کی تو صورت ہے اور ہے اور نام بھی سنا سنا جاتا ہے یہ ماجرا کیا ہے لیکن کچھ بھی ہو یہ عیار ہوں یا مکار ہمارے تو پیر و مرشد ہیں کہ انھیں کی بدولت ہم اس مرتبہ کو پہونچے مگر اب

دو کلمہ داستان طیفور بادیہ گرد عیار صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہیں

ساقی ساقی پیارے ساقی — خم میں نہ رکھ تو کچھ بھی باقی
بات یہی ہے مانے اگر تو — سچ تو یہی ہے جانے اگر تو
جم کی یہی تھی اصل چھپیتی — قلب کی جان اور جان کی پیاری
احسان تیرا احسان ہوگا — رندوں کا دل شادان ہوگا

جام پلا بھر بھر کے مے کے — ہو ویں جس سے سب کو اچنبھے
کچھ بھی مزا ہے مے کے نشے ہے — لطف شراب ہے اسکے پینے ہی
لا کے پلا دے گر تو نہ خست — ہوئے گا جو کچھ ہوگی قسمت
اب تو مری آئی ہے باری — دیکھ کسر رہ جائے نہ باقی

راوی بیان کرتا ہے کہ جب طیفور نے خضران کے ہاتھ سے دو مرتبہ زک اٹھائی اور صاحبقران کے روبرو اس کو ذلت حاصل ہوئی تو امیر نے یہ فرما کر نکال دیا کہ اسی منہ پر تو دعویدار ہمارے عیاری ہوتا ہے جب ایک فقیر نے دو مرتبہ تجھے دھوکہ دیدیا تو عیار سے تیرا کہا بس چلیگا اگر تو ہمارے عیاری کا مالک بھی ہوتا تو یقین ہے کہ سب تبرکات عمرو کے چھنوا دیتا ہمارا عیار ہو کے اور ایسا غافل جا نکلجا میری بارگاہ سے اور اب منہ نہ دکھانا جب تک کوئی کارنمایاں نہ کر لینا اور فقیر سے عوض اس کا نہ لے لینا اور اب ہمارے عیاری بھی تجھے یوں نہ ملینگے کہ میں سفارش کر کے خانہ کعبہ سے منگوا بھیجوں بدیع الملک تو میری خاطر سے ضرور بھیجدینگے لیکن تو اس قابل نہیں کہ ان باتوں کا حامل ہو اگر تجھے جانشینی خضران کا دعویٰ ہے اور شاہ عیاران ہونے کی خواہش ہے تو جا اور خانہ کعبہ میں یقین عیاری تبرکات اپنے بزرگوں کے خضران سے حاصل کر صاحبقران کو غصہ میں دیکھکر طیفور کو نہایت کوفت ہوئی کہ میں نے کیسی کوششیں کیں اور پھر ملکہ کے لانے میں کامیابی حاصل نہوئی بس یہ بارگاہ سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوا دور و نزدیک پریشان و سرگردان رہا کبھی تو خیال کیا کہ درویش کو زک دے لوں تو خانہ کعبہ جاؤں کبھی یہ خیال آیا کہ درویش دھوکہ نہ کھائیگا

اس لیئے کہ اسے الہام ہوتا ہے جبتک تبرکات عمرو کے ہاتھ نہ آئینگے لہذا بہتر یہ ہے کہ پہلے چل کر خضران پر عیاری
کرون اگر کامیابی حاصل ہو تو انھین تبرکات کے ذریعہ سے درویش کو دھوکہ دون یہ سوچ کر ایک جانب بارادہ سفر خانہ کعبہ
چل کھڑا ہوا جاتے جاتے اس کو پیاس معلوم ہوئی اور اس نے وہان کسی مقام پر نشان چشمہ و چاہ کا نپایا یہ حیران و سرگردان
پھر ہی رہا تھا کہ دیکھا اس نے کہ ایک مقام پر جھونپڑا پڑی ہوئی تھی اور اس مین سے اللہ ہو کی آواز چلی آتی ہے طیفور قریب
اس منزل کے آیا دیکھا کہ ایک مرد درویش بیٹھے ہوئے تلاوت قرآن کے سورون کی کر رہے ہین طیفور سامنے جا کے
کھڑا ہو رہا کہ یہ مرد باخدا ہین کیا عجب ہے کہ ان کے باعث کچھ مطلب برآری ہو جب درویش تلاوت قرآن سے فارغ ہوئے
تو آنکھ اٹھا کر طیفور کی طرف دیکھا اور مسکرائے طیفور نے کہا کہ آپ کیا مسکرائے درویش نے فرمایا کہ تو جس کی فکر مین
دور جانے کو ہے وہ دور نہین ہے طیفور نے کہا کہ جب یہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ مین کس واسطے جاتا ہون اور کہان جاتا ہون
تو یہ بھی بیان فرما دیجیے کہ مطلب میرا حاصل ہوگا یا ناکام ہی رہونگا درویش نے کہا کہ کعبہ کا سفر اور شعبدہ بازی کا ارادہ
تم کو شایان نہین خدا پر بھروسہ رکھو اور جانب شہر بردوان جاؤ مطلب تمہارا حاصل ہوگا اور یہ شیشی لیتے جاؤ جس
اسیر سحر کو دو قطرے اس عرق کے پلا دوگے وہ قید سحر سے رہا ہو جائیگا اور تم سے ایسی عیاری بن پڑیگی کہ لوگ
تمھین مان جائینگے اور مین تمھین بشارت دیتا ہون کہ بہت جلد تم شاہ عیاران ہونے والے ہو طیفور نے قدم
چومے اور شیشی عرق باطل السحر کی لے کر سوت عیاری مین رکھی اور جانب شہر بردوان روانہ ہو گیا بعد طے مراحل و
قطع منازل اس روز شام کے وقت شہر بردوان مین پہونچا جس روز ساکا جادو خضران کو اسیر کرکے لائی تھی
اور اس نے یہ کہا تھا کہ کل مین اس کے کباب لگا کے کھاؤنگی اور بردوان شاہ سے کہا تھا کہ کوئی کبابی بھیجدو چنانچہ
طیفور حسب اتفاق کچھ سیخین ہاتھ مین لیے ہوئے اور کبابی بنے ہوئے چلے جاتے تھے ایک مقام پر دیکھا انھون نے
کہ ایک کبابی دوکان لگائے بیٹھا ہے اور کباب بھن رہے ہین یہ جا کر دوکان پر کھڑے ہو رہے پوچھا اس نے کہ تم کون ہو
جواب دیا کہ نام میرا روشن کبابی ہے شہر مصالحیہ کا رہنے والا ہون برا ہوا ان خدا پرستون کا کہ انھون نے آکے
مصاحب جادو کو مارا مین تباہ ہو کر یہان آیا یہ سنکے اس کبابی نے کہا کہ اگر تم میرے شاگرد ہو تو مین اپنے بادشاہ کے یہان
تمہارا بھی کچھ معین کرا دونگا روشن کبابی نے کہا کہ کہو تو تمہارے شاگرد کے شاگرد ہو جائین دو پیسے پیدا کرکے پیٹ
پالنا ہے استاد بننا منظور نہین ہے سالم کبابی نے کہا کہ آؤ تم میرے مہمان ہو جب تک تمہارا کوئی سلسلہ نکلے میری دوکان پر
کام کرو فرمایا کہ مجھے کیا عذر ہے یہ کہکر دوکان پر چڑھ گئے آگ دھونکنے لگے اب ان کو یہ فکر ہے کہ اسے بیہوش کرکے
پھینکدون اور اس کی شکل بن کے بادشاہ تک رسائی پیدا کرون قضا کار ہنوز یہ اپنے ارادہ مین کامیاب نہونے
پائے تھے کہ بادشاہی پیادہ آیا اور اس نے سالم کبابی کو فرمان سنایا کہ تمھین بادشاہ نے یاد کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ایک
کبابی اور اپنے ساتھ لیتے آنا کہ کام زیادہ ہے سالم کبابی نے کہا کہ لو میان روشن جلد ہی تمہارا نصیبہ جاگا چلو روشن
نے جلدی سے مصالحہ اور سیخین اور چھریان اٹھا لین اور سالم کبابی کے ساتھ ہوئے سالم کبابی ان کو ساتھ لیئے
ہوئے ہمراہ پیادہ کے خدمت مین بردوان شاہ کے پہونچا سلام کیا بردوان شاہ نے نئے آدمی کو اس کے ساتھ دیکھکر
پوچھا کہ یہ کون ہے سالم کبابی نے کہا کہ یہ میرا شاگرد ہے بادشاہ نے کہا کہ نیا شاگرد ہے یا پرانا سالم کبابی نے عرض کی
کہ حضور بہت پرانا شاگرد ہے اور خوب کباب لگاتا ہے مین نے اس کو مصاحب جادو کے پاس نوکر رکھا دیا تھا چونکہ مصاحب جادو
کو خدا پرستون نے مارا یہ تباہ ہو کر پھر یہان آیا مین نے اس کو اپنی دوکان پر بٹھا دیا تھا کہ حضور کے یہان سے طلب
ہوئی اور یہ حکم پہونچا کہ ایک کبابی کو اور ساتھ لیتا آنا یہ میرا سمجھا ہوا تھا مین اس کو لیتا آیا بادشاہ نے کہا کہ تم آدمی کے گوشت
کے کباب لگا سکتے ہو سالم کبابی حیران ہوا کہ یہ آج نئی فرمائش ہے روشن کبابی نے عرض کی کہ حضور آدمی کا گوشت تو تمام
گوشتون سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے اس کے کباب لگانا دشوار نہین ہین ہم تو بکری کے کباب اور آدمی کے کباب لگاتے ہین چنانچہ

گوشت کڑوے ہوتے ہیں اور پھر کڑواہٹ نہیں رہنے پاتی مصاحب جادو کو بہت شوق تھا وہ آدمی کے گوشت کے
کباب بہت کھاتے تھے سالم کبابی پہلے تو حیران ہوا تھا کہ اس نے کبھی انسان کے گوشت کے کباب لگائے نہ تھے
روشن کبابی نے جو کہا کہ انسان کے کباب لگانا آسان ہیں اس کو تسکین ہوئی کہ یہ جانتا ہوگا ادھر روشن کبابی کو
شک گذرا کہ انسان کے کباب کیسے پروان شاہ نے کہا کہ ہماری مہمان ملکہ سماک جادو نے تمکو باغ میں طلب کیا ہے
وہاں دو آدمیوں کے کباب لگانا منظور ہیں تم جاؤ اور ان کی خوشی کرو مگر کباب نہایت لذیذ ہوں روشن کبابی نے
عرض کی کہ حضور وہ بہت خوش ہوں گی آپ ہمیں بھیجیں اسوقت عشق جادو موجود تھی پروان شاہ نے ان
دونوں کو عشق جادو کے سپرد کردیا عشق جادو ان دونوں کو لے کر اسی حصار آتش کے قریب آئی اور کچھ اسم سحر
پڑھ کر اس نے ترنج سحر مارا کہ وہ آتش بجھی اور دروازہ نمودار ہوا عشق جادو ان دونوں کو لئے اندر اس حصار
کے داخل ہوئی اور سامنے ملکہ سماک جادو کے پہونچی دیکھا طیفور نے کہ واہ واہ یہاں تو اور ہی سامان ہے میاں خضران
ایک ستون سے بندھے ہوئے ہیں اور ایک ستون سے فرامرز ثانی درویش امیر شامی کا بالکا بندھا ہوا ہے ابھی تک
طیفور کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ درویش امیر شامی یہی خضران بنے ہوئے تھے ملکہ نے ان دونوں کبابیوں سے
کہا کہ ان دونوں کے کباب لگاؤ سالم کبابی نے روشن کبابی کی طرف دیکھا روشن کبابی قریب خضران کے آئے
اور گوشت ٹٹولنا شروع کیا اب خضران نے فلک کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے رب بے نیاز مجھے اس موت سے
نجات دے کہ میرے کباب لگائے جائیں سماک جادو نے کہا کہ او مکار تیرے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے اور
مجھے بھی تیرا ہی اندیشہ تھا کہ میں جان اپنی چھپا کے گنبد ہوا میں رہتی تھی لیکن تو نے درویش امیر شامی بن کر سیکڑوں کو
دھوکہ دیا مصاحب جادو کو مارا پروان شاہ کی دختر کہاں اور تیرا لڑکا کہاں اس کے ساتھ ملکہ کا نکاح کئے دیتا تھا سامری
وجمشید نے یہ فتح میرے ہی نامۂ اعمال میں لکھدی تھی ورنہ میں تو تجھ سے ایسی خائف تھی کہ تجھی کو اپنا قاتل جانتی تھی خضران
نے کہا کہ ملکہ مجھکو معلوم ہوا کہ آپ بڑی صاحب اقبال ہیں اگر مجھے چھوڑ دیجئے تو میں زندگی بھر سرتابی نکروں گا آپ کی
اطاعت سے کام رکھوں گا ملکہ نے کہا کہ ایسے فقرے تو کسی اور کو دے تو اپنی بدنصیبی اور میری خوش نصیبی سے میرے
ہاتھ آگیا ورنہ تیرا گرفتار ہونا غیر ممکن تھا ہاں جلد اسے ذبح کرو اور کباب اس کے لگاؤ سالم کبابی چھرا لے کے اٹھا
خضران کا بدن میں خون خشک ہوگیا اور اب انھیں اپنی زندگی سے یاس ہوگئی ادھر روشن کبابی یعنی طیفور بھی گھبرائے
کہ اگر یہ ذبح ہوگئے تو کچھ نہ ہوا بس انھوں نے کہا کہ اے ملکۂ آفاق ایک عرض ہے اسے سن لیجئے پھر حضور کا جو حکم ہوگا اس
بجالانے میں مطلق عذر وانکار نہ ہوگا سماک جادو نے کہا کہ بیان کر روشن کبابی نے عرض کی کہ میں سالم انسان
کے کباب لگاتا ہوں اگر فرمائیے تو ان دونوں کو اسی طرح بھونوں یہ معلوم ہو کہ زندہ موجود ہیں اور جہاں سے چاہیے
تراش کے نوش کیجئے اور آپ کو یہ بھی معلوم ہو کہ ہم کس کے کباب کھا رہے ہیں اور اگر ذبح کر کے گوشت کا قیمہ بنا ڈالا تو
صورت بگڑ جائے گی یہ سنکے سماک جادو نہایت خوش ہوئی اور کہا کہ اگر ایسے کباب تو لگائے گا تو میں بہت کچھ انعام
دوں گی سالم کبابی حیران ہوا کہ یہ تو بڑا کمال معلوم ہوتا ہے بس روشن کبابی نے کوئلے سلگائے جب آگ روشن ہوگئی
تو انھوں نے کہا کہ پہلے کس کے کباب لگاؤں سماک جادو نے کہا اسی موئے دبلے کے کباب پہلے لگاؤ اگر مجھے پسند
ہوں گے تو سالم کباب دوسرے کے بھی لگا دینا نہیں تو اس کا قیمہ بنا کے کباب بھوننا یہ سنکے روشن کبابی
نے کہ مصالحہ نکالا اور سالم کبابی کی طرف دیکھ کے کہا کہ دیکھئے استاد یہ میرا ایجاد کیا ہوا نسخہ ہے کہ میں کوئلوں پر مصالحہ
چھڑک دیتا ہوں اب اس کا اثر تمام جسم میں پھیل جائے گا جہاں سے کاٹئیے گا گوشت میں مصالحہ کا اثر پائیے گا یہ کہکر انھوں نے
مٹھی بھر کے داروے بیہوشی آگ پر چھڑک دی اور پنکھے سے دھونکنا شروع کیا دھواں پھیلتے ہی تڑاق پڑاق چھینکیں
آنا شروع ہوگئیں سماک جادو اور عشق جادو اور سالم کبابی اور خضران اور فرامرز کے سب

بیہوش ہوے چونکہ یہ پہلے سے اپنے دماغ پر فتیلہ رفع بیہوشی چڑھاے ہوئے تھے اس پر کوئی اثر نہوا اب انھون نے
جلدی سے رنگ و روغن عیاری لگاکر صورت اپنی عمرو ثانی کی بنائی اور فتیلہ رفع بیہوشی سنگھاکر خضران کو ہوشیار
کیا خضران کی آنکھ جو کھلی تو عمرو ثانی کو دیکھا جلدی سے سلام کیا اور عرض کی کہ بابا جان عجب وقت نازک مین آپ نے
خبر لی ہے ہمارا تو خاتمہ ہی ہو چکا تھا جواب دیا کہ ہان بیٹا مین نے ایک خواب پریشان دیکھا کہ تم مبتلاے بلا ہو اور کوئی بچانے
والا نہین ہے اسی وقت مین نے بدیع الملک سے اسم اعظم پڑھوا کر پانی شیشے مین رکھ لیا تھا کہ مبادا تم اسیر سحر ہو تو تمھاری
رہائی کرنے مین وقت نہونے پاے لو یہ دو قطرے تم پی لو تاکہ تم پر سے اثر سحر برطرف ہو جائے خضران نے جلدی سے
منہ کھول دیا طیفور نے درویش کی دی ہوئی شیشی کے دو قطرے حلق مین خضران کے ٹپکا دیے اسی وقت بندش
سحر دفع ہوئی خضران نے کہا کہ بابا جان جلد اس لکانہ کو مار ڈالیے ایسا نہو یہ ہوشیار ہو جائے تو آپ بھی گرفتار ہو جائینگے
عمرو ثانی نے کہا کہ ٹھہرو جلدی نکرو یہ ہوشیار قیامت تک نہوگی پہلے اپنے ولی نعمت شاہزادہ بدیع الملک کا پیام
سن لو کہا جلد بیان کیجیے آقا میرا خیریت سے تو ہے عمرو ثانی یعنی طیفور نے کہا کہ ہان خیریت سے ہین انھون نے فرمایا ہے
کہ ہمین سب خبرین پہونچین کہ عیار عادل کیوان شکوہ تجھسے بانہاے عیاری طلب کرتا ہے خبردار بانہاے عیاری اس کو نہ دینا بلکہ
تم اپنے پاس بھی ان تبرکات کو نہ رکھو شاید تم سے تلف ہو جائین بلکہ ہمارے پاس بھیجدو ہم جسے مناسب جانینگے اسی کو
دینگے لہذا بانہاے عیاری میرے سپرد کرو کہ مین لیکر جانب خانہ کعبہ روانہ ہو جاؤن اس کے بعد تم ان جادوگرنیونکو
قتل کرنا کہ موت ان کی تمھارے ہی ہاتھ سے لکھی ہے اور مین نے اب قتل سے توبہ کی ہے چونکہ ایسے مقام پر رہتا ہون جہان
مچھر اور چیونٹی کا مارنا بھی جائز نہین لہذا مین اپنے ہاتھ اس خون نجس سے نہ بھرونگا یہ سنکے خضران نے جلدی سے
دیو جامہ زنبیل گلیم باد ہے جال الیاسی کمند آصفائی باصفا منڈھی داؤد کی بارگاہ دانیال کی زنبیل وغیرہ جسقدر تبرکات
ان کے پاس تھے سب دیدیے اور کہا کہ یہ لیکر آپ چلیے اور مین بھی اب صاحبقران کے پاس سے اجازت لیکر بہت جلد
آؤنگا کہ یہان رہ کر میرا کلیجہ پک گیا ہے عیارون نے مجھے بہت پریشان کر رکھا ہے یہ سنکے طیفور نے کہا خدا حافظ اور
گلیم اوڑھ کے غائب ہو گیا خضران نے خنجر لیکر پہلے تو سماک جادو کو ذبح کیا بعد اس کے عشق جادو اور عتیق
جادو کو بھی قتل کیا بس مرتے ہی ان دونون کے وہ حصار آتش گل ہو گیا ابر کے ٹکڑے روئی ہو کر پھٹے زمین
مین زلزلہ پیدا ہوا اور وہ میخین سحر کی جو سماک جادو نے گاڑی تھین اکھڑ گئین قیامت برپا ہوئی شور گیر و دار بلند ہوا آخر
آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من سماک جادو و عتیق جادو و عشق جادو بود چینا مردیم و جان دادیم و مطلب
خود نرسیدیم اب جو ہوشی ہوئی ہے تو فرامرز کو بھی ہوش آیا دیکھا کہ لاشین تینون جادوگرنیون کی ذبح کی ہوئی پڑی ہین
اور خواجہ خنجر خون آلودہ لیے ہوئے کھڑے ہین فرامرز سمجھا کہ یہ انھین نے کوئی کمال دکھایا خضران نے کہا کہ اے فرامرز
اب ہوشیار ہو جاؤ کہ سامنا تلوار کا ہونے والا ہے دیکھو گرد فوج معلوم ہوتی ہے ادھر بردوان شاہ مرنے سے سماک جادو
کے باخبر ہوا اس نے حکم دیا فوج کو کہ مار لو ان دونون کو خبردار یہ جانے نپائین فوج داخل باغ ہوئی خضران نے
نیچہ عیاری کھینچا اب نہ گلیم ہے کہ اوڑھ کر غائب ہو جائین نہ زنبیل ہے کہ فرامرز کو زنبیل مین ڈال کر جان بچائین ادھر یہ لڑتے ہین
ادھر فرامرز نے تلوار کھینچی اور لڑنا شروع کیا بردوان شاہ فوج کو للکار رہا ہے کہ مار لو ان دونون کو غضب کیا انھون نے
سماک جادو ایسے معین و مددگار کو مار ڈالا یہان کی تو یہ حالت ہے اور طیفور نے مرتبہ ان جادوگرنیون کے جو راستہ
لیا باد ہے پاؤن مین باندھے اور اڑ کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا اور آن واحد مین پہونچ گیا یہان صاحبقران
دروازہ بارگاہ پر ٹہل رہے تھے ہرکارون نے آکر خبر دی تھی کہ تمام لشکر درویش کا جانب شہر بردوان جا رہا ہے سنا ہے کہ
کوئی ساحرہ شہر بردوان سے آئی تھی اور وہ درویش کو اٹھا لے گئی تھی اس نے درویش کو قتل کیا ہے یا قید رکھا ہے تمام
مریدان درویش کے جانون پر کھیلے ہوئے ہین اور حق حق کا شور کرتے ہوئے چلے جاتے ہین اتنے مین طیفور سامنے

صاحبقران کے پہونچا اور سلام کر کے عرض کی کہ حضور جلد سوار ہو کر جانب شہر بردوان روانہ ہون ورنہ بہت سے
مسلمان قتل ہو جائینگے اور خواجہ کو بھی زندہ نہ پائیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کون طیفور نے عرض کی
کہ خضران فرمایا امیر نے خضران یہان کہان وہ تو جانب خانہ کعبہ چلا گیا تھا طیفور نے عرض کی اب تو شہر بردوان
مین ہین خضران دراصل درویش امیر شاہی بنے ہوئے تھے اب حال کھلگیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ تو میرے سامنے
کیون آیا تو نے کونسا کارنمایان کیا جو تجھے صورت دکھائی طیفور نے عرض کی کہ حضور کو وہان پہونچ کر معلوم ہو جائیگا
لیے اب جلد سوار ہو جیے جیسے آپ کو جو کچھ دریافت کرنا ہو وہین دریافت کر لیجیے گا یہان کچھ نہ پوچھیے کہ دیر ہوگی امیر نے
اسی وقت مرکب طلب کیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر جانب شہر بردوان روانہ ہوئے طیفور نے گوشہ زین تھام لیا اور
یہ بھی جست و خیز کرتا ہوا روانہ ہوا بعد جانے صاحبقران کے اقبال روشن طالع کو خبر ہوئی یہ بھی فوراً مع لشکر جانب
شہر بردوان روانہ ہو گیا اور چالیس ہزار سوار خاص امیر کی اردلی کے جو طلسم ابلق سے ساتھ آئے تھے اور ہر وقت
ساتھ رہتے تھے ان کے ابلق گھوڑے اور ابلق پوشاکین تھین یہ بھی جانب شہر بردوان روانہ ہو گئے دو چار کوس کا
تو فاصلہ ہی تھا گھنٹہ بھر مین صاحبقران پہونچگئے دیکھا امیر نے کہ چار جانب سے ہجوم لشکر ہے بیچ مین خضران اور
فرامرز گھرے ہوئے لڑ رہے ہین بس امیر نے میان سے تلوار کھینچی اور نعرہ کوہ شگاف کیا کہ تمام شہر تھرا گیا اور کفار پر گرکر
قتل کرنا شروع کیا ساتھ ہی گرد اڑی ایک جانب سے اقبال روشن طالع اور دوسری جانب سے لشکر درویش پہونچا
یہ دونون فوجین بھی شہر کیا جنگ ہو رہی تھی اور فوج بردوان پر حملہ کیا فوج اس طرف مصروف ہوئی خضران اور
فرامرز پیرے وہ انبوہ ہر طرف آ رہا تھا خضران عقب سے آتشبازی مارتے ہوئے فرامرز کو ساتھ لیے ہوئے ایک جانب
چل کھڑے ہوئے اتنے مین پھر گرد اڑی اور چالیس ہزار ابلق سوار ابلق پوش چھا گئے گرتے ہین تو انھون نے
صفون کو توڑ دیا پرون کو شکستہ کر دیا صاحبقران نا بیتاب مرکب کو چھوڑ کے بردوان شاہ کی طرف چلے بردوان شاہ
چلایا کہ مار لو اس خداپرست کو جانے نپائے غضب کیا اس نے کہ اس مقام پر بھی آفت برپا کی ساحرون کو مارا نام
سامری و جمشید کے مٹانے کی کوشش کر رہا ہے لیکن فوج بردوان کے جی چھوٹے ہوئے ہین قدم نہین جمتے غازیان
اسلام لاشون پر لاشین گرا رہے ہین ہر طرف صدا ہے گیر و بزن بلند ہے کوندا برق شمشیر کا نہایت زور شور سے لپکتا
رہا ہے بارش سرون کی ہو رہی ہے دریائے خون جوش مار رہا ہے آب شمشیر تا گلو پہونچا ہوا ہے کہ امیر یا تو پھر اسی دریائے
خون کو جھیلتے ہوئے قریب تخت بردوان شاہ پہونچ بردوان شاہ نے تلوار ماری صاحبقران نے ایک ہاتھ سے
کلائی پکڑلی اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا ہاتھ پر بلند کر لیا لوگ اپنے بادشاہ کے بچانے کو دوڑے
جب لے تلوار اٹھائی صاحبقران نے بردوان شاہ کو بچا کے سپر سامنے پڑا دیا بردوان شاہ نے آواز امان بلند کی
فرمایا امیر نے کہ امان بشرط ایمان کہا قبول ہے صاحبقران نے زمین پر چھوڑ دیا غازیان اسلام نے قتل کفار سے ہاتھ
روکا امیر یا تو پھر آ کر بارگاہ مین بیٹھے بردوان شاہ حاضر ہوا اقبال روشن طالع اور خضران اور فرامرز سب
ایک جا جمع ہوئے پوچھا صاحبقران نے کہ یہ لڑائی کس سبب سے ہوئی مفصل کیفیت بردوان شاہ نے بیان کی
اس وقت صاحبقران نے فرمایا کہ اے خضران اب بالکل اس کے باپ کے سپرد کرو کہ وہ دین اسلام اختیار کر چکا ہے
خضران نے عرض کی کہ مجھے کیا عذر ہے اب امیر نے پوچھا کہ تم تو خوب درویش بنے تھے لیکن حال کھلگیا اپنی کیفیت
بیان کر خضران نے عرض کی کہ یا امیر مین آگاہ نہ تھا کہ بردوان شاہ کے یہان ساحر بہت ہین ورنہ ایک دم کیلیے
مندر ہی سے باہر نہ نکلتا مین فرامرز کا عقد ملکہ کے ساتھ پڑھنے کو گیا تھا کہ یکبارگی گرا اور مجھکو اٹھا لے گیا ساک جادو نے
میرے کیا پہ لگانے کا حکم دیا خدا معلوم کسطرح والد ماجد کیا پہونچ گئے اور ساک جادو کو مار کے مجھے رہا
کیا بدیع الملک نے آپ کا مزاج پوچھا ہر دین نے خیر و عافیت کہا یہی تھی امیر نے فرمایا کہ علت تعجب ہے عمرو نے

جیسے ملاقات نہین کی خضران نے عرض کی کہ وہ صرف دو کامون کے واسطے تشریف لائے تھے ایک تو میری بائی
منظور تھی اور دوسرے شاہزادہ بدیع الملک کو یہان کی خبرین آپکے عیار کے زبانی دینا معلوم ہوئین انھون نے
بانہائے عیاری منگا بھیجے کہ ہم جیسے مناسب جانین گے آپسے دین گے مین نے تمام بانہائے عیاری بھیجدیئے امیر نے
فرمایا کہ تم نے تو میرے عیار سے وعدہ کیا تھا کہ مین بروقت جانے کے بانہائے عیاری تجھے دونگا اور اس نے
گلیم تو تم سے شرط مین جیت لی تھی اب آنا تھا تمھارے پاس تھی خضران نے کہا کہ میری جان و مال کے مختار ہین
بدیع الملک مین ان سے کس طرح عذر کر سکتا تھا اسوقت طیفور آگے بڑھا اور کہا کہ حق بحقدار رسید دیکھیئے
وہ گلیم یہ ہے اور دیو جامہ یہ ہے اور کمند یہ ہے جال یہ ہے زنبیل یہ ہے بادہرے یہ ہین سپید مہرہ یہ ہے یہ کہکر سب چیزین
سامنے خضران کے پھیلا دین اب تو خضران کے ہوش اڑے طیفور نے کہا کہ گستاخی معاف آپنے دو زکین مجھے
ایسی دی تھین کہ کہین کا نرکھا تھا امیر نے مجھکو بارگاہ سے نکالدیا تھا اگر مین اتنی بڑی عیاری نکرتا اور آپکو دھوکا نہ دیتا
تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہین رہا تھا گستاخی معاف ہو آپسے باپ بن کے بانہائے عیاری لیکے لئے اب یہ بانے
حاضر ہین خضران نے کہا کہ اب یہ بانے تمھین کو مبارک ہون ہم نے آج سے عیاری ترک کی ہمین اس بات کا رشک
نہین ہے کہ تم نے ایسی عیاری کی بلکہ شکر ہے خدا کا کہ بعد ہمارے نام اولاد کو وہین سے روشن کرنے والے
تمھین ہو صاحبقران اس عیاری کا حال سنکے نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اے خضران اگر دیتے ہو تو ایک
جلسہ کیا چاہتے اور اس جلسے مین تم اپنے ہاتھ سے طیفور کو بانے دے کے اسے اپنا قایمقام کرو خضران نے عرض
کی کہ مجھے کیا عذر ہے بردوان شاہ نے عرض کی کہ حضور دعوت اس خادم کی قبول فرماوین اور اسی جلسہ دعوت مین
یہ دستاربندی ہو جائے امیر نے قبول فرمایا بردوان شاہ صاحبقران کو لیکر داخل شہر ہوا پہلے ہی نظر صاحبقران
کی ایک مندر پر پڑی وہین باگ مرکب کی روک لی اور بردوان شاہ کی طرف دیکھکے ارشاد فرمایا کہ ابتک تمھارے
شہر مین بتخانے باقی ہین جلد اسے گرا ڈالو اسی وقت مزدور گئے اور دم بھر مین اس مندر کو کھود کے گرا دیا اور آگے
روانہ ہوئے تھوڑے عرصہ مین بردوان شاہ نے ایسا انتظام کیا کہ جس قدر مندر شہر مین تھے سب منہدم ہوگئے پھر کوئی
مندر اور راستے مین ایسا نہ ملا جو منہدم ہوتا صاحبقران آکر ایوان شاہی مین متمکن ہوئے بردوان شاہ نے جشن
شاہانہ ترتیب دیا اس جشن کی تعریف احاطہ تحریر سے باہر ہے تمام شہر آئین بند ہوا گلی گلی چراغان تھا اور ایوان شاہی
مین تمام شب ناچ رہتا تھا لوگ رات بھر جاگتے تھے دن بھر سوتے تھے ایک رات گذرنے کے بعد صاحبقران کو خیال
آیا کہ اس جلسہ مین تمام اراکین سلطنت اور سرداران اسلام کا شریک ہونا ضرور ہے لہذا دو روز کے لئے جلسہ ملتوی کیا
جائے مین اپنے لشکر کو مع بادشاہ اسلام بلا لون بردوان شاہ نے عرض کی کہ حضور بلا بھیجین صاحبقران نے یہان سے
اجلال ابن حمزہ کو روانہ کیا کہ تم جاؤ اور بادشاہ اسلام سے عرض کرو اجلال حسب الحکم صاحبقران جانب لشکر روانہ
ہوا اور پیام امیر کا بادشاہ اسلام کو سنایا بادشاہ اسلام نے غازیان دیندار کو پہلے روانہ کیا آخر مین خود بھی کوچ کرکے طرف
شہر بردوان کے چلے یہان خضران نے فرامرز سے کہا کہ اے فرامرز اب حال میرا تم پر ظاہر ہو گیا کہ مین عیار صاحبقران
کا ہون تمکو چاہیئے کہ بجانے میرے اب اطاعت صاحبقران کرو اور ان کی فرمانبرداری کو واجب جانو فرامرز نے
عرض کی کہ مین تو آپ ہی کو اپنا ولی نعمت جانتا ہون مجھے آپ ہی نے خاک سے پاک کیا فرمایا کہ تم میرے مطیع ہو اور مین
صاحبقران کا فرمانبردار ہون جب بھی نتیجہ ایک ہی نکلا غرضکہ جب دوسرا دن ہوا تو جانب صحرا سے گرد اڑی اور آمد
سرداران لشکر اسلام کی شروع ہوگئی تمام دن لشکر صاحبقران آیا کیا بردوان شاہ پیشوائی مین دوڑتے دوڑتے
پسینا پسینا ہو گیا اور تمام صحرا ے بردوان بند آدمیون سے مملو ہو گیا دوسرے روز صبح کو بادشاہ اسلام کی آمد کا شور ہوا
یہان سے تمام سردار مع صاحبقران عالیشان براے استقبال روانہ ہوئے اور پیشوائی کرکے لائے بردوان شاہ

باندھ دی زنبیل زیر بغل آویزان کر دی پاؤن مین پاؤدھرے منہ مین سپید مہرہ دبا کر ایک ہاتھ مین جال الیاسی
دوش پر رکھا اصفہانی باصفا دوسرے ہاتھ مین تھوڑا حضرت داؤد کا ان تبرکات سے طیفور کو مزین کرکے کرسی پر
بٹھا دیا اور صاحبقران کی طرف دیکھ کے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو مین بھی انھین نذر دکھاؤن اسلیے کہ انھون نے بہت بڑا کام
کیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ وہ بات اور ہے فن مین بھی ترقی چاہتے ہین لیکن اس سے کسی کی عزت کے درپے تھوڑی
ہو جاتے ہین قران کے بزرگ ہوے ہان اور عیارون سے نذر دلواؤ اسوقت سب سے پہلے قران ثالث نے آگے
نذر دی بعد انکے برق ثالث اور سپید ثالث اور صنیع ثالث اور گاباد ثالث اور کلباد ثالث جعفر
ثانی عیار نے پہلے نذرین دے کے آخر مین اور عیار بھی نذرین گذراننے لگے لوگون نے مبارکباد دی اور پھر سے جشن
شروع ہوا یہ جشن عیارون کی جانب سے تھا انواع و اقسام کے تماشے کل ہو رہے تھے اور بارگاہ شاہی مین
صحبت رقص و سرود برپا تھی جب اس جشن سے بھی فراغ حاصل ہو گیا تو صاحبقران نے خضران سے فرمایا کہ خواجہ
دربند صاحبہ مین ہمارے تمھارے شریک تھی اور دربند صاحبہ کو تمھین نے فتح کیا خضران نے عرض کی کہ اگر
حاکم مرحلہ کو مارنے سے مین فاتح دربند ہو گیا تو تمام ساحرون کو ہمین لوگ قتل کرتے ہین کم ایسے ساحر ہون گے جو آپکے
ہاتھ سے قتل ہوئے ہون اور بہت ایسے ہون گے جن کو ہم نے مارا ہے پھر وہ سب سلطنتین عنایت کیجیے تو ہمین عنایت
ہو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے ساتھ مین جو کام تم سے ہوگا وہ ہمارا ہے لڑتی فوج ہے اور نام بادشاہ کا ہوتا ہے اور
جو کام ہم سے علیحدہ ہو کے کروگے وہ تمھارا سمجھا جائےگا لہذا ان مرحلون پر حاکم مقرر کرنے کا تمکو اختیار دیا جاتا ہے خضران
نے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر یہ رائے حضور کی ہے کہ مین وہان کا حاکم مقرر کرون تو میرے نزدیک فرامرز ثانی کو حاکم
مقرر فرمائیے کہ یہ اولاد رستم مین سے ہے اور پہلوان زبردست ہے فرمایا کہ مین ابھی لکھے دیتا ہون اس گفتگو کے
وقت فرامرز موجود نہ تھا صاحبقران نے شقہ لکھکے خضران کو دیدیا اور فرمایا کہ ہم نے خراج بھی معاف کیا اس کو اپنی
سلطنت مین ہر طرح کا اختیار ہے خضران نے اس شقہ کو لیا اور خیمہ فرامرز مین آئے شقہ فرامرز کے ہاتھ مین دیا جس وقت
فرامرز مضمون سے آگاہ ہوا تو اس کا دل کھٹکا عرض کی کہ مجھے جس قدر عزت و حرمت دی ہے آپ نے دی ہے مین
کسی کو نہین جانتا مگر ایسا نہو کہ اس عنایت صاحبقران سے یہ موقع دیا ہے خضران نے کہا کہ استاد یا وان کا ہے
بھی ہر چند مالک کا ملازم پیرو ہوتا ہے فرامرز نے عرض کی کہ انکے حکم سے کون انکار کر سکتا ہے اور جو انکار کرے وہ نمکحرام ہے مجھے
یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ تالیف قلب آخر مین رنجش دل نہو جائے خضران نے کہا کھل کے بیان کرو فرامرز نے کہا کہ ایسا نہو
کہ صاحبقران ملکہ کا عقد اپنے عیار کے ساتھ کرین خضران نے کہا کہ وہ مالک ہین اب میرا دخل کچھ نہین اسوقت
تک ایک پردہ تھا اگر عقد تمھارے ساتھ ہو جاتا ہو جاتا لیکن اب مین ایسا نہین کر سکتا فرامرز نے عرض کی کہ حضور
سمجھ سکتے ہین کہ یہ عزت کا معاملہ ہے اور سپاہی جان کو عزت پر سے قربان کرتے ہین خضران نے کہا کہ یہ سچ ہے مگر اے
فرامرز کیا تم صاحبقران سے لڑ کے سر بر ہو سکتے ہو فرامرز نے عرض کی کہ کیا مجال ہے میری کہ قصد مقابلہ بھی کرون
گو مین نے مقابلہ نہین کیا لیکن ان کے افسانے سن چکا ہون عالم مین کون ان سے مقابلہ کر سکتا ہے لیکن یہ سمجھ
لیجیے کہ غیرت سپاہی کا تقاضہ اس کی جان پر ہے یہ سنکے خضران کو بھی ایک سکوت سا ہو گیا کہ معاملہ بہت ہی نازک ہے دیکھیے
ہوتا کیا ہے لاکھ لاکھ خضران چاہتا ہے کہ صاحبقران سے سفارش کرون لیکن پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ ان ہر دونون سے
امید رکھنا بیکار ہے ان کے عیار سے ایک عیاری بن پڑی خدا نے بنا دی اس وقت جادو بیار اس کا بیٹھا ہوا ہے اور
یہ بھی ہو چکا ہے کہ صاحبقران اس سے عقد کر دینے کا وعدہ بھی کر چکے ہین لیکن خضران کا دل ملکہ کی طرف سے
مضبوط ہے کہ وہ فرامرز پر مائل ہو چکی ہے یقین تو ہے کہ نہ پھرے گی یہان کی تو یہ حالت ہے ابھی تک خیمہ خضران کا لشکر
صاحبقران سے علیحدہ ہے اور فوج بھی الگ ہے جو لوگ مرید ہین وہ اسی طرح مرید ہین گو کہ ان پر یہ حال ظاہر ہو گیا

ہر کہ دراصل یہ درویش نہیں بلکہ عیار ہیں لیکن ان لوگوں کو یہ خیال ہے کہ ہم تو کمال کے مرید ہیں درویش میں ہو یا
غیر درویش ہیں لیکن اب حال طیفور کا سنیے کہ یہ خدمت صاحبقران میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یہ سب شرف
تو حضور کی بدولت حاصل ہو چکے کہ شاہ عیاران کا خطاب پایا عمرو کا قائم مقام کہلایا لیکن ابھی تک داغ فراق
ملکہ جہان افروز اب تک دل سے دور نہوا قلب کو سرور نہوا فرمایا صاحبقران نے کہ میں لینے جو تم سے کہو بھیجتا
ہوں بس اسی وقت قران ثالث سے فرمایا کہ جا کر بہروان شاہ سے کہو کہ عیار میرا حسن کو میں اپنا بیٹا سمجھتا
ہوں تمہاری دختر پر عاشق ہے لہذا میری خوشی یہ ہے کہ تم عقد اس کا اس کے ساتھ کر دو جس وقت قران ثالث یہ پیام
صاحبقران عالی مقام کا لئے ہوئے بہروان شاہ کی بارگاہ میں پہونچے اور بہروان شاہ سے بیان کیا تو
اس نے کہا کہ اب مجھے ملکہ پر کوئی اختیار نہیں ہے وہ خود عاقلہ بالغہ ہے میں جبر نہیں کر سکتا حضور کو اختیار ہے مجھے
یقین ہے کہ وہ انکار کرے گی اور حضور کو یقین آئے یا نہ آئے لہذا میں اس کو خضران کے لشکر میں بھیجے دیتا ہوں
اگر کسی قدر ملکہ پر اختیار ہے تو انھیں کو کہ وہ ہادی و رہبر اس کے ہو چکے ہیں علاوہ اس کے خضران کے بیان کا
آپ کو یقین ہو گا ورنہ خود حضور ملکہ سے دریافت فرمالیں یہ جواب تو بہروان شاہ نے صاحبقران کو دیا اور
اسی وقت ملکہ کو سوار کر کے خضران کے لشکر میں بھجوا دیا کیونکہ بہروان شاہ کہہ چکا تھا کہ اب یہ مفت میں ناحق کا
ہو گیا ہے میں اپنی جان کیوں عذاب میں ڈالوں ملکہ فرامرز کی عاشق ہے فرامرز اولاد رستم سے ہے اور بہلوان
زبردست ہے پھر بھی عیار کو مارے گا اور وہ سردار علاوہ اس کے ابتدا اسی سے ہوئی ہے اس نے تو اپنی جان
چھڑائی اور وہاں ملکہ جو لشکر خضران میں پہونچی اور خضران کو معلوم ہوا انہوں نے لشکر سے علیحدہ دریا
کنارے خیمہ برپا کر کے ملکہ کو اتروایا اور فرمایا کہ اے ملکہ یقین تمہارے باپ نے بھیجا ہے یا خود سے آئی ہو ملکہ نے
کہا کہ میں مصیبت میں مبتلا ہوں کیا عرض کروں صاحبقران نے اپنے عیار کے ساتھ پیام بھیجا تھا بات صاحبقران
کی میرے باپ کو بھی ناگوار گذری میرے لیے امیر کو جواب صاف دینا تو خلاف ادب سمجھا گیا انہوں نے یہ جواب
دیدیا ہے کہ ملکہ کا اختیار خضران کو ہے مجھے نہیں ہے اور مجھکو سوار کر کے یہاں بھیجدیا ہے اب آپ جو میرے حق میں
بہتر جانیں وہ کریں یہ کہکر رونے لگی خضران نے کہا کہ اے ملکہ رونے سے کچھ فائدہ نہیں آنسو تو تم کا نکئیے
پر وہ تھا صاحبقران نہ جانتے تھے کہ یہ کون شخص ہے اب طالب پر لیلا ہو رہا ہوں میری تابی نہیں کر سکتا ہوں اگر یہ واللہ ہے
کہ یہ فعل صاحبقران کا میرے بھی خلاف منشا ہے لیکن میں ان سے بگڑ کے کیا بنا سکتا ہوں دو مرتبہ عیاران کا تم کو
لے گیا ہوتا اگر میں نے حفاظت نہ کی ہوتی آخر اس نے تبرکات بھی بزرگوں کے عیاری کر کے چھپا لئے اب میں
بوڑھا ہوا عقل اس کی جوان ہے میں نے بھی غنیمت جان کے جان بچائی چند دن میں میں تو جانب خانہ کعبہ چلا جاؤنگا
کچھ روز جو کچھ اسباب عیاری سے کام لیں ان کے بعد کوئی اور آئے گا جس طرح ہم سے انہوں نے یہ اسباب
لیا اسی طرح کوئی ایسا بھی آئے گا جو ان سے لے جائے گا پھر تو اب ہم بالکل بے اختیار ہو گئے اگر ان سے بگڑے
تو مشکل پڑ جائے گی بہت ذلت اٹھانا پڑے گی جو لوگ ابھی تک جھکے ہوئے ہیں وہ سر اٹھانے لگیں گے لیکن تم کیوں
روتی ہو خدا نے اس مقدمہ میں سب کو آزاد کیا ہے اگر تم کو منظور نہیں ہے انکار کر دو ملکہ نے کہا کہ خیر کچھ تو کچھ ہمارے
دل میں ہو کر رہیں گے دیکھئے ہی نتیجہ گا کہ کیا ہوتا ہے خضران وہاں سے فرامرز کے خیمہ میں آئے اور فرامرز سے کہا
کہ جا کے ملکہ سے مل آؤ وہ بلا رہی ہے فرامرز وہاں سے ملکہ کے خیمہ میں آیا ملکہ کو روتے ہوئے پایا اس کا بھی دل
بھر آیا کہا اے ملکہ رونے سے کیا حاصل ہے ملکہ نے کہا کہ اب سوا موت کے چارہ نہیں ہے اس لئے کہ مخالفت صاحبقران
کا انجام برا ہے اور موافقت صاحبقران دشمن ہوئے وہ قادر نہ اب وہ موقع ہے کہ مثل سابق کے تمہارے ساتھ
نکل چلیں نہ کسی بہانے سے ٹال سکتے ہیں دیکھئے کیا ہوتا ہے مرا سوز سینہ اندر دل اگر گویم زبان سوزد وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان

سوزد ، فرامرز نے کہا کہ اے ملکہ ؎

بجلی ہے موت محبت میں غش کا ہے یارب	یہ امر اگر شدنی ہے تو ہو ہمارے بعد

لیکن وہاں کی حالت سنیے کہ صاحبقران نے جس وقت قران ثالث کو بہر دوان شاہ پاس بھیجا تھا تو طیفور
سے کہہ دیا تھا کہ جا تو اپنے خیمہ کو آراستہ کر میں چاہتا ہوں آج ہی تیرا عقد ملکہ سے کرکے تیسرے چوتھے دن یہاں سے کوچ
کر دوں کہ دیر ہو استفسار صاحبقران کو اعتماد و بھروسہ تھا بہر دوان شاہ پر جس وقت مہتر قران ثالث نے جواب
بہر دوان شاہ کا صاحبقران کیوان جاہ سے بیان کیا تو امیر نے فرمایا کہ اسے قران کچھ قباحت نہیں ہے خضران
کیا مجھ سے انکار کرے گا جاؤ ابھی خضران سے کہہ دینا کہ ہمارے عیار سے بہتر کون ہو سکتا ہے جس سے شادی ملکہ کی کی جائے
تم خوب جانتے ہو جو سلسلہ تمہارے خاندان اور ہمارے خاندان کا چلا آتا ہے کہ چولی دامن کا ساتھ ہے اکثر شادیاں ایسی ہوئی
ہیں کہ ایک بہن کی شادی سردار اور دوسری کی عیار سے ہوئی ہے یا دشاہزادیاں کیا شاہزادیاں نہیں ہیں جو عیاروں کو
منسوب ہوئی ہیں ملکہ جادو فرمانروائے شہر عطیا باد یا برق جادو بھانجی د ماہمہ جادو کی کہ دونوں عمرو اول
کو منسوب ہو چکی ہیں اس کے علاوہ اور بھی بہت سی شادیاں ہوئی ہیں لہذا تم کو چاہیے کہ ملکہ کو رضامند کرکے بھیج دو قران
ثالث یہ پیام امیر کا لئے ہوئے خضران کے پاس آئے جس وقت خضران کو خبر آمد مہتر قران معلوم ہوئی تو بہ
پریشان ہوئے کہ خدا خیر کرے دیکھیے کیا پیام آیا ہے اتنے میں قران سامنے خواجہ کے پہونچے خضران نے اپنے پاس
بٹھایا اور پوچھا کہ کیوں آئے ہو مطلب تمہارا کیا ہے قران ثالث نے پیام امیر کا خضران سے بیان کیا خضران یہ سنکے
خاموش ہو رہے سوا اس کے اور کچھ جواب نہ بن پڑا کہ میں حکم کے خلاف تو نہیں کر سکتا ہوں لیکن ملکہ بغیر آپ کے تشریف لائے
نہ جائے گی کوئی عزت تو اس کی ہو قران یہ جواب لے کر خدمت صاحبقران میں آئے اور امیر کو آگاہ کیا صاحبقران
نے فرمایا کہ مجھے بھی اپنے عیار کی خوشی کے لئے کوئی عذر نہیں ہے میں آپ چلوں گا یہ فرما کر صاحبقران سوار ہوئے اور
صرف طیفور ساتھ ہو لیا اور جانب خیمہ ملکہ مہمان کج ابرو روانہ ہوئے وہاں خواجہ نے جلدی سے جاکر ملکہ کو امیر کے
ارادے سے آگاہ کیا اور ملکہ سے فرمایا کہ جو کچھ تمہیں کہنا ہو روبروئے صاحبقران کہہ دینا کو میرا اختیار نہیں لیکن مجھے
بھی گوارا نہیں کہ تم فرامرز سے کنارہ کرو فرامرز خواجہ کو دیکھکر علیحدہ ہٹ گیا تھا خضران نے ملکہ کی طرف دیکھکے
کہا کہ لو وہ وقت استقلال و پامردی آپہونچا اے ملکہ صاحبقران نے میرے پاس کہلا بھیجا ہے کہ ملکہ کو بھیجدو اب عزت
فرامرز کی تمہارے ہاتھ ہے ملکہ نے عرض کی کہ عزت پر سے جان قربان ہے جس کے ہو گئے اسی کے ہو گئے کہیں بار بار زبان
بدلی جاتی ہے اور فرض کرو ہم زبان بدل بھی دی جائے تو دل کیونکر بدل سکتا ہے آپ مطمئن رہیں صرف اتنا کہلا بھیجئے کہ ملکہ
آپ ہی کی فرمایش سے شاید چلی آتی میری خوشی تو اس نے گوارا نہ کی جبر کرنا اچھا نہیں خواجہ تو پہلے ہی یہ جواب مہتر قران
ثالث کو دے چکے تھے بہت خوش ہوئے کہ الحمد للہ جو بات اس کے دل میں تھی وہی میرے دل میں بھی تھی یہ فرماکر
خضران تو پھر چلے آئے اور فرامرز نے کہا کہ ملکہ اور کچھ دیر تم ہمیں دیکھ لو ہم تمہیں دیکھ لیں اس کے بعد خدا جانے
زمانہ کیا دکھائے ادھر خضران آمد صاحبقران عالیشان کی خبر سنکر برائے استقبال روانہ ہوا اور امیر کو پیشوائی
کرکے لئے ہوئے خیمہ ملکہ کے قریب آیا ملکہ اس کمرے میں تھی جدھر در یا تھا اور صدر اس نے پہلے سے صاحبقران
کے واسطے خالی کر دیا تھا امیر آکر رونق افروز ہوئے طیفور بھی ساتھ ہے اس وقت دونوں عاشق و معشوق ایک دوسرے
کو دیکھ رہے تھے جس وقت خبر آمد صاحبقران پہونچی تو فرامرز نے ملکہ سے کہا کہ اب مجھے جانے دو میں امیر کو سلام
کروں شاید صاحبقران کو میرے حال پر کچھ رحم آئے یہ کہکر ملکہ کے پہلو سے اٹھا اور دوسرے دروازے سے
آکر امیر با توقیر کو مجرا کیا دیکھا امیر نے کہ منہ فرامرز کا اترا ہوا ہے ہوائیاں چھوٹ رہی ہیں آنکھیں روئی ہوئی معلوم
ہوتی ہیں صاحبقران سے اس کی صورت غمگین دیکھی نہ گئی گردن جھکا لی لیکن ساتھ ہی خیال آیا کہ اے عادل اگر ملکہ
اسے ملے گی تو جو حالت اس وقت اس کی ہے وہی حالت میرے عیار کی ہوگی پھر اس کا ملال بہتر یا طیفور کا رنج بہتر وہ

بچپن کا ساتھی ہو گیا کیا وفاداریاں اُس نے تمھارے ساتھ کی ہین ہمدردی اُسی کی زیبا ہی اور یہ وہ شخص ہی کہ سوا
مسلمان ہونے کے کوئی خصوصیت اس کو حاصل نہین ہی بس آواز دی امیر نے کہ اے ملکہ ہم تمھارے لینے کو آئے ہین
اور سواری بھی ساتھ مین ہی لے سوار ہوا ور چلو اگر کچھ عذر ہو تو بیان کرو ملکہ کا رنگ اُڑ گیا جواب دیا کہ اس کنیز پہ
اسقدر التفات کہ حضور نے تکلیف فرمائی اس کا شکریہ ادا کرنے کے قابل کہان سے زبان لاؤن اور عذر مجھے کیا
ہو سکتا ہی جب آپ کی کنیز ہون تو آپ مالک ہین جس کے ہاتھ مین ہاتھ دیدین اگر چار بھی ہو تو سر کا تاج ہی صاحبقران
نے فرمایا کہ سُکھپال لیے جاؤ اور ملکہ کو سوار کرو کہاریان پاسے سکھپال کے پکڑے ہوئے ساتھ ساتھ سوار کرنے کو
چاہین خود ملکہ محبوب ستمگر بہن اس کی اور معشوقہ صاحبقران کی اپنی بہن کے سوار کرنے کو اور لینے کو آئی تھی اُدھر
تو سکھپال لاکے لگایا گیا ادھر ملکہ محبوب ستمگر نے آواز دی کہ کیون بہن آتی ہو یا مین ہی آؤن اور تمھین گود مین اُٹھاؤن
ملکہ نے کہا کہ بس بہن تمھارا اتنا تکلیف اُٹھانا بھی بہت ہی کہ اب تم صاحبقران کی بی بی بنی ہو اور مین ایک عیار کے قابل
سمجھی گئی ہون اگر حکومت صاحبقران کی ہوگی تو جان سے ہوگی یا اپنا جیون پہ ہوگی مین اپنے نفس کی آپ مختار ہون
لے اب تم تماشہ دیکھو کہ ہم کہان جاتے ہین خیر اچھا ہوا کہ وقت آخر تم کو دیکھ تو لیا یہ کہتے ہوئے دریا کی طرف بڑھی
یہ دیکھکر محبوب ستمگر نے کہا کہ یا امیر دوڑیے ورنہ پھر ملکہ کو نپایئے گا صاحبقران سمجھے کہ یہ بھاگی ہی تو کہاں سے کہاں
جائے گی اسوقت خیر اچھا نہین ہو خواہ شمشیر وہ ڈھونڈھ کے لیے ہی آئے گا جواب دیا کہ جاتی ہی تو جانے دو بس
پہنچکے ملکہ بیتاب ہو کے سکھپال سے باہر نکل آئی اور ہائے میری بہن کہکے چلائی غضنفران دوڑ پڑے کہ یہ کیا معاملہ ہی
صاحبقران بھی پردہ ہٹا کر اُس طرف آ گئے ساتھ صاحبقران کے طیفور اور فرامرز بھی نکل آئے سمان بیچ
ابرو نے کنارے دریا کے پہونچ کے آواز دی کہ جو ہمارا عاشق صادق ہو وہ آئے ہمین اپنی عصمت و عزت جان سے
زیادہ عزیز ہی یہ کہکر دریا مین پھاند پڑی صاحبقران نے فرمایا کہ بلاؤ ملاحون کو جال نکلواؤ اس کو ڈوبنے نپائے طیفور تو
ملاحون کو تلاش کرنے لگا اور فرامرز نے کہا کہ اے ملکہ عاشق صادق تو امتحان کے وقت معلوم ہوتا ہی لو ہم آتے ہین
ہمارا انتظار کرو اگر تم نے ہماری محبت مین اپنی حسن و جوانی کو خاک مین ملایا تو ہم تمھارا ساتھ دینے کو موجود ہین یہ کہتے
ہی دوڑ کے فرامرز بھی دریا مین کود پڑا ملکہ پہلا غوطہ کھا کے ابھری فرامرز نے جلدی سے بال پکڑ لیے اور چاہا کہ پھر کے
نکال لے چلون لیکن چارون طرف سے موجین آ پڑین اور پانی مین اندھیر پڑی دونون اس طرح پانی مین بیٹھے کہ پھر نہ ابھرے
غضنفران کی آنکھون سے آنسو گر پڑے امیر نے فرمایا کہ اے غضنفران تم کو تو اسقدر رنج ہوا چاہیے ان دونون مین تمھارا
خون شامل تھا غضنفران نے کہا کہ اے عادل کیوان شکوہ مین تمھارے خاندان کی پیروی سے خوب آگاہ ہون
مجھے تمھارے بزرگون کی پیرویان خوب یاد ہین اگر مین کہتا کہ ملکہ کی شادی اپنے عیار کے ساتھ نکرو تو تم بھی سمجھتے
کہ یہ میرے عیار سے جلتا ہی اب آنکھون سے دیکھ لیا جو عاشق صادق تھا اُس نے ملکہ کے ساتھ اپنی جان بھی دیدی
اگر طیفور بھی عشق صادق رکھتا تھا تو کیون نہ ملکہ کے ساتھ ڈوب مرا غیر تھین ملکہ کے حال پر زندگی بھر افسوس تو رہے گا
اے عادل کیوان شکوہ اپنے دل پہ ہاتھ رکھنا چاہیے اگر اپنی معشوقہ کو کوئی ظالم چھین کے دوسرے کے حوالے کردے
تو اُسوقت انسان مرنا بہتر جانے گا مگر اس امر کو خوشی کبھی گوارا نکرے گا ان باتون پر دل صاحبقران کا لرز گیا فرمایا
کہ اے غضنفران اگر یہ دونون زندہ ہاتھ آ گئے تو بخدا مین اب ہرگز طیفور کی خواہش پوری نہونے دونگا بلکہ
ملکہ کا عقد فرامرز ہی کے ساتھ کردونگا غضنفران جلا ہوا تو تھا ہی کہا کہ خدا سے دعا کرو اگر اُس کو تمھاری خاطر
منظور ہوگی تو وہ پھر زندہ کر دے گا ورنہ اب تو وہ دونون لقمۂ دہان نہنگ ہو گئے ہون گے یا مچھلیون نے
گوشت ان کا تقسیم کر لیا ہوگا شاید ہڈیان تہ دریا پر ملجائین تو ملجائین یہ خبر بردوان شاہ کو پہونچی کہ ملکہ ڈوب گئی
اور شادی اپنی عیار صاحبقران کے ساتھ گوارا نہ کی بردوان شاہ نے گریبان چاک کیا لباس سیاہ پہنا تمام شہر

سبز پوش ہوا ادھر صاحبقران نے سبز پوشی اختیار کی امیر کو بھی سخت ملال ہوا فرمانے لگے کہ اگر میں ایسا جانتا تو
طیفور سے ہرگز اقرار نہ کرتا بلکہ اس ارادہ سے باز رکھتا طیفور کو صدمہ بھی ہوا اور ملکہ کی جانب سے نفرت سی
پیدا ہوئی کہ ہم اس پر مرتے تھے اور یہ نفرت تھی کہ یہ دوسرے پر شیدا ہیں روز عجب طرح کا ماتم دریا کنارے
برپا رہا اب امیر نے صاحبقران سے فرمایا کہ جہازوں کا انتظام کرو کہ ہم شہر حسن آگین میں جانے کا قصد رکھتے ہیں
صاحبقران نے کہا کہ بہتر تو یہ ہے کہ اب مجھے خانہ کعبہ جانے کی اجازت دیجیے کہ ملال میرا برطرف ہو صاحبقران نے فرمایا
کہ اے صاحبقران جو میں کہہ چکا وہ کہہ چکا کہ بعد طلسم زلزلہ کے فتح ہونے کے تم کو جانے دوں گا ابھی ہرگز نہیں صاحبقران
نے کہا کہ خیر آپ مالک ہیں بغیر آپ کی اجازت کے میں جا نہیں سکتا لیکن اب اس قسم کے کام اپنے عیاروں سے لیجیے جو
جس کا منصب ہے وہ اس کام کو انجام دے میں تو اب گوشہ نشینوں کی طرح ہوں جو کچھ کہنا ہو وہ طیفور سے کہیے
اسوقت برہ دوان شاہ نے عرض کی کہ یا امیر اسوقت تک خدا نے بات رکھی اور آپ کو ہر حلے پر فتحیاب کیا اب
شہر حسن آگین کے ارادہ سے باز رہیے وہاں جانے سے کچھ حاصل نہیں ہے اول تو اس دریا کو عبور کرنا غیر ممکن ہے
دوسرے یہ کہ اگر آپ شہر حسن آگین میں پہونچ بھی گئے تو بہت پریشان ہوجیے گا یہ تمام ملک عجائبات و نیرنجات سے مملو
ہو چکا ہے میرا الحکمت نے ایسا ایک درہ میں یہاں سے طلسم باندھا ہے ادنی سا امر یہ ہے کہ اگر آپ تمام مرحلوں کو طے کر کے
پہونچ بھی گئے تو وہاں کی عورتیں مرد اسقدر حسین ہیں کہ جس قدر لوگ آپ کے ہمراہ ہیں سب عالم بیخودی میں آجائینگے
جو جس عورت پر عاشق ہوجائے گا وہ اسی کا ہوکے رہ جائے گا اور یہی حالت آپ کی بھی ہوگی وہ عورتیں اس قابل
نہیں ہیں کہ ان کو آپ کہیں لے جاسکیں فرمایا کیا سبب کہا اسے میں نہیں جانتا لیکن اتنا معلوم ہے کہ نہ وہاں کے مرد
کہیں جا سکتے ہیں نہ وہاں کی عورتیں جا سکتی ہیں وہاں کی عورتیں وہیں کے مردوں کے قابل اور مرد وہاں کے وہیں
کی عورتوں کے لائق ہیں اور کہیں نہ مرد جاسکتے ہیں نہ عورتیں اور جن لوگوں کو ان سے دلبستگی ہوگی وہ بھی ساتھ
آپ کا چھوڑ کر وہیں کے ہو رہیں گے فرمایا مجھے کچھ پروا نہیں میں تنہا جاؤں گا برہ دوان شاہ تو خاموش ہو رہا لیکن
بادشاہ اسلام نے عرض کی کہ یا امیر اگر مناسب جانیے تو اس بارہ میں خواجہ زادوں کی صلاح بھی لے لیجیے صاحبقران
نے فرمایا کہ خوشی آپ کی اسوقت بدری اشرفیوں کی اور کشتیاں خلعت کی منگوا کے رکھی گئیں اور خواجہ زادے
طلب ہوئے جس وقت پیام خواجہ زادوں کو پہونچا یہ اسی وقت درباری لباس زیب جسم کر کے حاضر ہوئے
بادشاہ اسلام نے ان کو نہایت عزت و توقیر کے ساتھ بٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ آپ اپنے علم سے دریافت کیجیے کہ
شہر حسن آگین کا سفر صاحبقران کے واسطے کیسا ہے یہ سنکر خواجہ زادوں نے اپنے قاعدے کے موافق سوا گز
زمین لیپ کے کچھ اسمائے متبرکہ زبان پر جاری کیے اور زائچہ کھینچا بارہ برج ساتوں ستارے نظر میں رکھکر احکام
استخراج کیے اور عرض کی کہ لشکر پر فراق صدمہ معلوم ہوتا ہے مناسب تو یہ ہے کہ دوسرے راستے سے طلسم زلزلہ
کی طرف تشریف لے چلیے اور اگر اس کے خلاف کیجیے گا تو زحمت اٹھائیے گا ثمرہ نیک نہ پائیے گا لشکر پر ضرور تباہی
آئے گی بادشاہ نے خواجہ زادوں کو خلعت وغیرہ دے کر رخصت کیا اور صاحبقران سے فرمایا کہ اب دو روز سعد و
تاریخ نیک دیکھکر دوسرے راستے سے طلسم زلزلہ کی طرف تشریف لے چلیے فرمایا صاحبقران نے کہ آپ باتوں سے
خواجہ زادوں کی ڈر گئے قسم بہ ایمان خود کہ میں ضرور شہر حسن آگین میں جاؤں گا خواجہ زادے مجھکو ڈراتے ہیں
اگر شہر حسن آگین میں اپنا عمل نہ بٹھایا تو نام اپنا عادل کیوں مشہور بنایا ایک موٹی سی مثل ہے کہ اگر رنگریز ایسا ہی
ہوتا تو اپنی داڑھی نہ رنگ لیتا غیب کا حال سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا اگر میں اس مقام سے خوف کھا کر چلا جاؤں
تو اس راستے کو خس و خاشاک سے کون پاک کرے گا بادشاہ اسلام نے جو یہ سنا ارشاد فرمایا کہ اگر آپ کو یہی منظور
تھا تو آپ نے زائچہ کیوں دکھلایا آپ کے بزرگ خواجہ زادوں کے کہنے پر چلا کیے ہیں ان کے احکام بہت صحیح ہوتے

رہین فرمایا کہ اگر صبح کبھی ہو تو مین اس ارادہ سے باز نہ رہونگا مین ایسی باتون سے وسوسہ دل مین نہین لاتا جو منظور خدا ہے وہ
ہوگا صاحبقران کے تیور دیکھکر سب خاموش ہوگئے اور طیفور تلاش مین جہازون اور کشتیون کے روانہ ہوا وہان
حسیلین سبز قبا نے پہلے ہی حکم بھیجدیا تھا کہ خبردار لشکر حریف کو جہازون پر بیٹھنے نہ دینا جہازرانون نے جہازون کو پہلے
ہی اس ساحل سے ہٹا دیا تھا طیفور نے بعد دریافت حال عرض کی کہ یا صاحبقران دور دور مین پھرا کہین جہاز کا
پتہ نہ پایا اب جو حکم ہو وہ کیا جائے فرمایا کہ جہاز تیار کئے جائین طیفور اسی وقت روانہ ہوا نجارون کو فراہم کیا اور جنگل
سے مناسب درخت تجویز کرا کے ان کی لکڑیان کٹائین اور جمع کین نجارون نے جہاز بنانا شروع کئے مہینے ڈیڑھ مہینے کے
عرصہ مین چند جہاز اور چند کشتیان بن کے تیار ہوئین اور دریا مین ڈالی گئین صاحبقران کنارے دریا کے تشریف
لائے اپنے سامنے جہاز دریا مین ڈلوائے اور فرمایا کہ کل صبح کو ہم اس پار جائینگے بہروان شاہ نے عرض کی کہ
یا صاحبقران صرف جہازون کی مجبوری نہ تھی کہ حضور کو منع کیا تھا بلکہ یہ دریا بھی دریائے فتنہ و فساد ہے اس سے عبور
کرنا ان جہازون کا دشوار ہے آئندہ حضور کو اختیار ہے فرمایا مین ضرور جاؤنگا بہروان شاہ خاموش ہو رہا جب رات
گذر کر صبح ہوئی تو صاحبقران نے چلنے کا قصد کیا رفیقان جان نثار ہمراہی کے لئے کمربستہ ہوئے ہنوز صاحبقران
بادشاہ اسلام سے رخصت بھی نہونے پائے تھے کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ صبح کو ایک جہاز کا پتہ بھی نہ ملا کہ وہ کشتیان
اور جہاز کیا ہوگئے یہ سنکے امیر پریشان ہوئے اور فرمایا کہ اگر اقبال میرا یاور ہے تو ضرور دریا کے اس پار پہونچونگا مین
اپنے ارادہ سے باز نہ آؤنگا یہ فرما کر امیر نے مرکب طلب کیا طیفور سمجھ گیا کہ اب صاحبقران باز نہ رہینگے بس
یہ قدمون پر گر پڑا اور عرض کی کہ غلام انتظام کرتا ہے حضور ابھی عجلت نفرمائین یہ تو معلوم ہولے کہ یہ جہاز کیا ہوئے اور
کون جہازون کو لے گیا بادشاہ اسلام نے بھی روکا صاحبقران بخاطر بادشاہ اسلام خاموش ہو رہے لیکن طیفور
سے ارشاد کیا کہ ایک مہینے کی مہلت مین تمکو دیتا ہون اگر اندر ایک ماہ کے تم نے کوئی انتظام کیا تو خیر ورنہ مین
گھوڑے کا زیر بند کاٹ کے دریا مین ڈالدونگا یا تو اس پار پہونچ گیا یا غرق ہوکر اپنی بھی جان دی طیفور نے عرض
کی کہ ڈیڑھ مہینے کی مہلت دیجئے اور سردارون نے بھی اصرار کیا صاحبقران نے منظور فرمایا اور اپنے ارادہ کو
ڈیڑھ مہینے کے واسطے ملتوی فرمایا لیکن طیفور نے پھر جلدی جلدی کشتیان تیار کرائین اور دو کشتیان دریا مین ڈلوادین
اور ایک چھولداری کنارے دریا کے برپا کر کے آپ نگران ہوا جب دو پہر رات گذری تو دیکھا طیفور نے کہ دریا متلاطم
ہوا اور ایک نہنگ مہیب نظر آیا نہنگ قریب کشتیون کے آیا اور دم ماری کہ کشتی کا ایک ایک تختہ الگ ہوگیا بعد
اس کے دوسری کشتی کو بھی دم مار کے غرق کر دیا اور تہ مین پانی کی چلا گیا یہ کرشمہ دیکھکر طیفور خاموش ہو رہا اور
صبح کو خدمت صاحبقران مین حاضر ہوکر رات کی سرگذشت بیان کی صاحبقران نے فرمایا کہ اس نہنگ کو گرفتار
کرو طیفور نے عرض کی کہ آج کچھ تیر انداز عنایت ہون وہ نگرانی کرتے رہین مین ایک کشتی اور تیار کرا کے دریا مین
ڈلواتا ہون جس وقت نہنگ نمودار ہو اور کشتی غرق کرنے کے ارادہ سے قریب کشتی کے آئے اسی وقت تیرباران
کیا جائے صاحبقران نے قبیل بن مقبول کو بارہ ہزار ناوک اندازون سے ساحل پر متعین فرمایا اور طیفور نے
ایک کشتی اور بنا کے دریا مین ڈالی اور ناوک انداز کنارے پر جمع ہوئے تیرون کو چلہ کمان مین پیوستہ کر کے
تاک لگائی جب دو پہر رات گذری تو دریا مین تلاطم پیدا ہوا اور نہنگ پانی پر ابھر کر کشتی کی طرف چلا پہلے ناوک
اندازون نے تیر سر کئے جتنے ناوک قریب اس نہنگ کے گئے وہ جل کے خاک ہوگئے نہنگ نے برابر کشتی کے
آکر دم ماری کہ کشتی پاش پاش ہوگئی نہنگ کشتی کو تباہ کر کے پھر تہ پر چلا گیا یہان صبح کو قبیل بن مقبول بن مقبل
وفادار نے آکر تمام کیفیت صاحبقران عالیشان سے بیان کی امیر نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے وہ نہنگ ساحر ہے آج
شب کو مین آپ کشتی پر سوار ہوکے جاؤنگا یا تو مین نے نہنگ کو مارا یا نہنگ نے کشتی کے ساتھ مجھکو بھی غرق کیا

طیفور نے عرض کی کہ یا صاحبقران یہ عہد کے خلاف ہے آپ ڈیڑھ مہینے کی مہلت مجھے دے چکے ہیں اس عرصہ
میں اگر میں راستہ صاف نہ کر دوں تو پھر حضور کو اختیار ہے اور قبل اس کے میں آپ کو جانے نہ دوں گا صاحبقران
خاموش ہو رہے اب طیفور نے نجاروں سے کہا کہ جسطرح ہو سکے آج شام تک ایک ڈونگا تیار کرو نجاروں نے
ایک ڈونگی تیار کی اور کچھ پترے لوہے کے بڑے بڑے آہنی مضبوط کیا طیفور نے ڈونگی دریا میں ڈلوا دی اور آپ اس
ڈونگی میں بیٹھ کر دور میں لگا کر پانی کی طرف دیکھنا شروع کیا یہ خبر صاحبقران با اقبال کو پہونچی کہ آج آپکا عیار
خود ناؤ پر سوار ہو کے برائے گرفتاری نہنگ گیا ہے یہ سنکے امیر با توقیر بیتاب ہوئے اور فرمایا کہ ہمارا خیمہ بھی کنارے
دریا کے برپا ہو ہم بھی رات وہیں بسر کرینگے اگر عیار میرا غرق ہوا تو قسم ہے اپنے پیدا کرنے والے کی کہ دریا میں کود کر
اس نہنگ کو مزا دے کو ماروں گا یہ فرما کر عقرب سلیمانی کو ٹیک کر اٹھ کھڑے ہوئے اور کنارے دریا کے تشریف
لائے فراشوں نے آکر خیمہ استادہ کیا امیر کنارے دریا کے بیٹھ کر جانب دریا دیکھنے لگے صاحبقران کے تشریف
لاتے ہی تمام سرداران لشکر اسلام دریا کنارے آگئے کہ اگر امیر دریا میں کودے تو ہم بھی امیر کا ساتھ دینگے
طیفور تو دریا کی طرف دیکھنے میں محو تھا اس کا دھیان کسی اور جانب نہ تھا کہ یہ صاحبقران کے آنے سے با خبر ہوتا لیکن امیر نے
خود آواز دی کہ اے طیفور یاد رکھ دیکھوں نہ ہو تو کس شیروں کا بیٹا ہو واللہ ہے کہ اگر تجھپر کوئی آفت آئی تو میں بھی آمادہ بیٹھا
ہوں ساتھ ہی دریا میں پھاندوں گا طیفور نے عرض کی کہ حضور کا اقبال شریک حال ہے تو آج نہنگ کو بغیر گرفتار کئے میں کب
چھوڑتا ہوں جب وقت معینہ آیا تو دریا میں تلاطم پیدا ہوا اور نہنگ پانی پر ابھر کے کشتی کی طرف چلا طیفور نے آہستہ آہستہ
جال الیاسی کو کھولنا شروع کیا جیسے ہی نہنگ قریب کشتی کے آیا طیفور نے جال مارا کہ گردن نہنگ کی جال کے حلقہ میں پھنسی
نہنگ نے افسوں کیا کہ شعلہ دہن سے نکلا لیکن یہ جال اس آتش سحر سے کب جلنے والا تھا نہنگ تڑپا کہ جال کو توڑ کے نکل جاؤں
جتنا نہنگ تڑپا حلقے اور پیوست ہوتے چلے گئے طیفور نے جال سے معجزہ طلب کیا جال پڑھنا شروع ہوا طیفور کشتی کو
اپنی کنارے پر لے آیا اور سرا جال کا صاحبقران کے ہاتھ میں دیدیا کہ اب آپ جانیں میں نے گرفتار کر دیا آپ نکال لیجیے
صاحبقران نے کھینچنا شروع کیا آخر نہنگ کو باہر پانی کے کھینچ لائے لشکر میں نہایت خوشی ہوئی صاحبقران نہنگ
کو لئے ہوئے بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے اور پانی پر اسم اعظم دم کر کے چھینٹا پانی کا نہنگ پر مارا نہنگ تڑپ کے
ہیئت اصلی پر آیا تو دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام ہے اس نے سحر کرنے کا قصد کیا بسبب برکت بارگاہ سلیمانی کے اسے سحر یاد نہ آیا
صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ حال اپنا بیان کر اس نے عرض کی کہ نام میرا نہنگ جادو ہے میں ملازم ہوں
موالج دریا پیر جادو کا میرے گرفتار ہو جانے پر آپ مطمئن نہوں آج میں گرفتار ہوا کل دوسرا نہنگ پیدا ہوگا وہ
جہازوں اور کشتیوں کو غرق کرے گا تا وقتیکہ موالج جادو گرفتار نہوگا اس سلسلہ کا قطع ہونا ناممکن ہے اس لئے
کہ وہ ایسے مقام پر رہتا ہے جہاں جانے کا راستہ ہی نہیں نہ موالج جادو کبھی پانی پر ابھرتا ہے کہ وہ گرفتار ہو صاحبقران
کو اس کی بات کا یقین نہ آیا فرمایا اسے قید رکھو اور آج پھر کشتی دریا میں ڈالو طیفور نے نہنگ جادو کو اٹھا کر زنبیل
میں ڈال لیا اور جا شب دریا روانہ ہوا جب شام ہوئی تو پھر طیفور کشتی پر سوار ہو کے چلا کنارے دریا کے صاحبقران
عالیشان مع فوج دریا موج موجود تھے دو پہر رات گئی اسی طرح دریا میں تلاطم پیدا ہوا اور ایک نہنگ پیدا ہوا اور
کشتی کی طرف چلا طیفور تو پہلے سے ہوشیار تھا جیسے ہی نہنگ قریب کشتی کے آیا اور چاہا اس نے کہ دم مار کے کشتی
کو الٹ دوں طیفور نے حلقہ کمند آصفانہ باصفا کا مارا اور کھینچ کے داخل زنبیل کر لیا اور کشتی کو کنارے لاکے کشتی
سے اترا صاحبقران نے بہت تعریف کی اور فرمایا کہ ان دونوں کو اپنے ہی پاس قید رکھو صبح کو دیوان ان کا سمجھا
جائیگا یہ فرما کر خوابگاہ میں تشریف لے گئے اور آرام فرمایا جب صبح ہوئی تو بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے طیفور
سے کہا کہ دونوں کو نکالو تمام سردار جمع تھے بادشاہ اسلام تخت طاؤسی پر جلوہ افروز تھے طیفور نے دونوں کو روبرو

زنبیل سے نکالا اور پہرہ عیاروں کا معین ہوا کہ یہ بھاگ کے نہ نکل جائیں پہلا ساحر تو ہیئت اصلی پر تھا لیکن دوسرا
ابھی تک بشکل نہنگ تھا صاحبقران نے اسم اعظم اس پر بھی دم کیا رنگ و روغن سحر اڑ گیا اور نہنگ انسان
ہو گیا اس نے سحر کرنے کا قصد کیا سحر یاد نہ آیا امیر نے فرمایا کہ یہاں ساحری کام نہ دے گی حال اپنا بیان کر اس وقت
نہنگ جادو اول نے کہا کہ اے برادر خوف نکرو جو سچ سچ ہو بیان کرو پہلے تو ہمیں گرفتار ہو کر آئے ہیں تم تو ہمارے
بعد گرفتار ہوئے ہو اسوقت اس ساحر نے کہا کہ میں ملازم مواج جادو کا ہوں فرمایا تو کس واسطے آیا تھا اس نے
کہا کہ ہم لوگ اسی کام پر معین ہیں کہ اگر کوئی کشتی یا جہاز ادھر سے ادھر جائے تو اسے غرق کر دیں صدہا کشتیاں ہمنے
غرق کر دیں آج نہیں معلوم کیونکر گرفتار ہو گئے ہیں خود اپنی گرفتاری پر حیرت ہے لیکن ہم دو بھائیوں کے گرفتار ہونے
سے انتظام میں خلل نہیں پڑ سکتا ہے چالیس ہزار ساحر اسی کام پر معین ہیں اگر آپ ایک ایک روز گرفتار کریں گے تو بھی
برسوں گذر جائیں گے اسوقت نہنگ جادو نے صاحبقران سے عرض کی کہ اب حضور کو میرے کہنے کا یقین آیا یا نہیں
اب مناسب یہ ہے کہ ہم دونوں میں سے ایک کو رہا کر دیجیے اور جو کچھ مواج جادو سے کہلا بھیجنا ہو کہلا بھیجیے جبتک
مواج جادو راہ راست پر نہ آئے گا اسوقت تک آپ دریا عبور کر کے اس پار سے اس پار نہیں جا سکتے ایک کو
اپنے اطمینان کے واسطے قید رکھیے صاحبقران نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے تم دونوں میں سے جسے کہو رہا کر دوں نہنگ
جادو نے کہا کہ اس کو رہا کر دیجیے مجھے اسیر رہنے دیجیے صاحبقران نے خرچنگ جادو کو رہا کر دیا اور فرمایا کہ جا کر
مواج جادو سے کہدینا کہ یا تو ہمیں اس پار جانے دے تعرض نکر یا برسر مقابلہ آ کیا دریا میں چھپا بیٹھا ہے خرچنگ جادو
سلام رخصت کر کے پیامی بن کے روانہ ہوا جاتے ہی دریا میں کود پڑا اور غائب ہو گیا یہاں صاحبقران تو انتظار میں
بیٹھے یعنی نہنگ جادو طیفور کی قید سخت میں ہے کہ بھاگ نہ جائے لیکن حال خرچنگ جادو کا سنیے کہ یہ جو چلا تو سیدھا
مواج جادو کے سامنے پہونچا اور حال اپنے گرفتار ہو کے صاحبقران کے سامنے جانے کا بیان کیا بعد اس کے
پیام امیر کا سنایا کہ صاحبقران فرماتے ہیں یا تو مجھے جانے دے تعرض نکر یا برسر مقابلہ آ اس کی بات پر مواج جادو
کو شبہ ہوا کہ شاید یہ صاحبقران سے مل گیا ہے ایسا نہو کہ اگر میں امیر سے صلح نکروں تو یہ کوئی فتنہ و فساد برپا کرے
بس مواج جادو نے اسیوقت خرچنگ جادو کو قید کر لیا اور خاموشی اختیار کی کوئی جواب امیر کے پیام کا نہ بھیجا یہاں
صاحبقران نے تین روز خرچنگ جادو کا انتظار کیا جب وہ نہ آیا تو صاحبقران نے نہنگ جادو کو بلایا اور
ارشاد فرمایا کہ خرچنگ جادو تو واپس نہیں آیا نہنگ جادو نے عرض کی کہ یا تو وہ قید کر لیا گیا ہو گا یا مار ڈالا گیا
ہو گا ورنہ ضرور واپس آتا یا صاحبقران وہ مکار آدمی نہیں ہے فرمایا کہ اب کیا انتظام کیا جائے نہنگ جادو نے
عرض کی کہ یا صاحبقران مواج جادو تک رسائی کسی کی ممکن نہیں اب آپ اگر تنہا مجھے جانے بھی دیں
تو میں نجاؤں اس لیے کہ خرچنگ جادو کے واپس نہ آنے سے مجھے شک پیدا ہو گیا ہے کہ ایسا نہو مواج جادو
مجھسے بھی یہ بدی پیش آئے ہاں اتنا میں کر سکتا ہوں کہ اگر آپ مجھکو چھوڑ دیں تو جس شخص کو ارشاد کیجیے میں مواج جادو
تک پہونچا دوں امیر نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو راستے بھر اسکو چھوڑے اور یہ چھوٹ کے بھاگ جانا چاہے تو جانے نہ
اور وہاں پہونچ کے مواج جادو سے جواب پیام لائے یا مواج کو اسیر کر کے لے آئے یہ سنکے خضران نے اپنی
کرسی سے اٹھنے کا قصد کیا کہ طیفور اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یا صاحبقران یہ کام سوا اس غلام کے اور کسی کا
نہیں ہے فرمایا امیر نے کہ جاؤ اور مواج جادو سے پیام کا جواب لے کے آؤ طیفور نے کمر میں نہنگ جادو کے سرا
کمند آصف ثانی سے باصفا کا لپیٹ دیا اور کمند کو ہاتھ میں لیئے ہوئے کنارے دریا کے آیا نہنگ جادو دریا میں کودا ساتھ
ہی طیفور بھی دریا میں پھاند پڑا نہنگ جادو نے صورت نہنگ کی پیدا کی اور تہ آب کی طرف متوجہ ہوا طیفور
بھی اسی کے ساتھ کھنچتا ہوا چلا کسی مقام پر نہنگ نے دم ماری کہ یہ کمان کا عذاب ساتھ لگا ہوا ہے اسے لیجانا اچھا نہیں

لیکن یہ کمند کب ٹوٹنے والی تھی آخر بیچارہ ناچار نہنگ جادو کو لیجانا پڑا طیفور کے ہاتھ مین سرا کمند کا ہے اور دوسرے
ہاتھ سے دوربین لگائے ہوئے سیر پانی کی دیکھتا چلا جاتا ہے عجب عجب طرح کے جانور پانی مین نظر آئے یہانتک کہ جلتے
جلتے کچھ ابر سرخ و سبز و زرد و زرنگاری معلوم ہوئے نہنگ جادو طیفور کو کھینچے ہوئے انھین بادلون کے سایہ سے گذرتا
ہوا ایک مکان مین پہونچا دیکھا طیفور نے کہ اب نہ دریا ہے نہ پانی ہے بلکہ راہ دریا سے آئے ہین اور لباس تک تر نہین
ہوا اندر اوس مکان کے ایک بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے مگر جوگی وضع ہے فقیرانہ تکلفات سے لباس اوس کا مزین ہے اور گرد و
پیش ارکان دولت جمع ہین نہنگ جادو نے جھکے سے کہا کہ مین نے اپنا وعدہ پورا کیا اب یہ رسی میری کمر سے
کھول لیجیے طیفور نے سرا کمند کا کھول لیا نہنگ جادو نے طیفور کو سامنے مولج جادو کے پیش کیا اور کہا کہ
یہ وہ شخص ہے جس نے آپکے دو ملازمون کو پکڑ لیا تھا اب آپکو اختیار ہے یہانتک پہونچا دینا میرا کام تھا ادھر تو یہ
کہکے نہنگ جادو علیحدہ ہوا ادھر طیفور نے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگئے مولج جادو نے نہنگ جادو سے
کہا کہ تو نے اس کو ایسے کیون نہ رکھا نہنگ جادو نے کہا کہ مین نے تو آپکے سامنے پیش ہی کر دیا تھا اسپر کیا میرا
اختیار کی بات نہ تھی فقرہ سے تو مین اپنی جان بچاکے اور اُسے لیکے آیا مولج جادو نے کہا کہ تلاش کرو دیکھو تو
کہان گیا ہے ساحرون نے ہر طرف ڈھونڈھنا شروع کیا یہ گلیم اوڑھے ہوئے وہان کھڑے تھے مگر کسیکو پتہ نہ ملا نہ طیفور نے
زیادہ ٹھہرنے کا موقع پایا اُس مکان سے نکل کر جانب صحرا روانہ ہوا طیفور کو حیرت ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے کہان تو مین دریا مین
بہا جاتا تھا اور کہان اس مکان مین آگئے پہونچا اب نہ وہ عالم آب ہے نہ طوفان ہے وہی زمین و آسمان ہے جو ہر جگہ ہے غرضکہ پھیر
صحرا کرتا ہوا چلا جاتا ہے جاتے جاتے دور سے دو گنبد سپید نظر آئے طیفور اُس طرف روانہ ہوا کہ دیکھنا چاہیے یہ کونسا مقام ہے
اور یہ گنبد یہان کیسے بنے ہوئے ہین غرضکہ جاتے جاتے جس وقت طیفور قریب پہونچا تو دیکھا اس نے کہ ایک چاردیواری
ہے کہ ہر گوشہ پر اوس کے ایک گنبد سپید بنا ہوا ہے اور ایک جانب بہت بڑا پھاٹک لگا ہوا ہے دونون پٹ اوس کے کھلے ہوئے
ہین اور کوئی حاجب ہے نہ دربان طیفور بسم اللہ کہکے داخل باغ ہوا اور سیر کرتا ہوا چلا یہ تو سیر باغ مین مصروف ہوا اور وہان
صدمت جادو دختر مولج جادو اپنے قصر مین بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی ہے گانا سن رہی ہے عورتین جمع ہین عجب طرح کا
ہنگامہ برپا ہے اتنے مین ایک سانولی سی عورت چھریرا بدن رفع حاجت کے واسطے نکلی اور ایک گوشہ باغ کی طرف چلی جیسے
ہی ان کے قریب سے نکلی طیفور نے ہاتھ بڑھایا وہ جھجکی طیفور نے پیٹ سے چھانٹا مار دیا وہ عورت گرکے بیہوش ہوگئی
طیفور نے لباس اوس کا اتار کے آپ پہنا روغن عیاری لگاکر صورت اپنی اُسی عورت کی سی بنائی اور اوس بیچاری
کو ٹانگ پکڑ کے کھینچ کے پھینک دیا اور پیٹ سے کے رکھدیے ایسا ویسا بیٹون کا معلوم ہونے لگا اور آپ اُس کی
صورت بنے ہوئے داخل قصر ہوئے صدمت جادو نے کہا کہ اری کیتکی تو کہان گئی تھی مین نے اکثر دیکھا ہے کہ تو کام
کے وقت غائب ہو جایا کرتی ہے کیتکی کا نام سنکے طیفور سمجھ گئے کہ جس عورت کو مین نے بیہوش کیا ہے اُس کا یہی نام
تھا طیفور نے کہا کہ اے ملکہ [illegible] دختر باغبان ہے دو محلے مین چار آشیان ہے کیا کہون اگر آپکے حکم
پر چلتی ہون تو خداوند سامری ناراض ہوتے ہین اور خداوند کے کہنے پر عمل کرتی ہون تو آپ ناراض ہوتی ہین اب یہ
بتاییے کہ مین کیا کرون اور کیا نہ کرون صدمت جادو نے کہا کہ اللہ یا تو تو بالکل خبطی ہے یا یہ تراق پڑاق ہوگئی اور اسقدر
جھوٹ بولنے لگی کیا خداوند سامری نے تجھسے یہ کہدیا ہے کہ مالک کے کہنے پر عمل نہ کیا کر کیتکی نے کہا کہ چند دن سے خداوند
کی مجھپر مہربانی ہے جس وقت وہ یاد فرماتے ہین تو مجھے جانا واجب ہوجاتا ہے اسوقت بیشک مین حضور کا خیال نہین کرتی ہون
صدمت جادو نے کہا او جھوٹی تو خداوند پر تہمت لگاتی ہے بھلا خداوند کو تجھسے کیا کام در پیش رہتا ہے جو وہ تجھے بلاتے ہین
کیتکی نے کہا کہ طبیعت اُن کی اگر آپ کو یقین نہین آتا تو سہی صدمت جادو کو غصہ آیا کوڑا لیکے اٹھی آپ نے گلیم
اوڑھلی اور غائب ہوگئے اب تو صدمت جادو حیران ہوئی کہ کیتکی کہان چلی گئی تھوڑی دور پر دیکھا کہ کیتکی کھڑی ہنس

مزا جدائی میں نہ پایا ہی ربط الفت نے | جو دل میں آپ کے ہی ہم بتائے دیتے ہیں | گلے کو کاٹتے ہیں ہم آپ اب دیکھئے سیر
کہا ہی منہ سے تو کرکے دکھلائے دیتے ہیں | زبان دی انھیں کیا آج تیغ قاتل نے | کہ جلتے زخم میں سب مسکرائے دیتے ہیں
زندہ صیاد دشت و نا میں تھا آرزو کی نہیں | بجھے چراغ کو پھر ہم جلائے دیتے ہیں

جس وقت صحبت رقص و سرود ختم ہوئی تو ملکہ صدرف جادو نے کہا کہ اب تم ہر وقت ہمارے پاس رہا کرو سوا ان اوقات کے جب کہ تم خدمت خداوندی میں جاتی ہو یہ کہکر اپنے برابر مسہری پر لٹا لیا اور سو گئی لیکن طیفور جاگتا رہا لیٹے لیٹے خیال میں آیا کہ ایسا نہو مواج جادو سحر سے احوال دریافت کرے اور آکر گرفتار کر لیجائے یہ خیال آتے ہی پہلے تو رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی صدرف جادو کی بنائی لباس اُس کے صدرف جادو کو اپنی صورت بنا کے پھر لیٹ رہا۔ قضائے کار وہاں مواج جادو کو جب کسی طرح طیفور کا پتہ نہ ملا تو یہ اپنی پرستش گاہ میں آیا اور ایک تصویر سحری پر چند دانے ماش کے پڑھ کر مارے اور پکارا کہ اے خداوند دم خبیثہ وہ دزد مکار جو یہاں آیا تھا کہاں گیا تصویر گویا ہوئی کہ تیری دختر کے باغ میں وہ پہونچگیا اور اُس کو فریب دیکر ایک عورت بنا ہوا اُسی کے پہلو میں لیٹا ہی بس یہ سنتے ہی اس کے ہوش اُڑے اور اُسی وقت یہ باغ ملکہ صدرف جادو کی جانب روانہ ہوا کہ ایسا نہو یہ فریب دیکر ملکہ کو مار ڈالے جسوقت باغ میں پہونچا تو دیکھا واقع میں ایک مسہری پر ملکہ کے ساتھ دوسری عورت بھی لیٹی ہوئی ہی لیکن جو کچھ تصویر نے خبر دی تھی ایک بات اُس کے خلاف تھی وہ یہ کہ تصویر نے کہا تھا کہ داہنی جانب ملکہ ہی اور بائیں جانب عیار ہی یہاں اُس کے خلاف ہی کہ داہنی جانب عیار اور بائیں جانب ملکہ ہی مواج نے خیال کیا کہ میں بھول گیا ہوں جلدی سے ملکہ نقلی کو ہوشیار کیا اور کہا کہ تمھارے پہلو میں جو لیٹا ہی یہ عیار ہی طیفور کی جو آنکھ کھلی اور مواج کو دیکھا دل میں خدا کا شکر کیا کہ اگر میں پہلے تبدیل نہ کر چکا ہوتا تو ابھی گرفتار ہو جاتا مواج سے کہا کہ میں تو اسے عورت سمجھے ہوئے تھی آپ کی بدولت جان بچ گئی ورنہ یہ مجھے زندہ نہ چھوڑتا مواج نے جلدی سے سر پر مہرہ صدرف جادو کو طیفور سمجھ کے باندھا زبان پر تکلہ سوزن کر دیا اور لئے ہوئے اپنے مقام پر آیا طیفور صدرف جادو بنا ہوا ساتھ ساتھ آیا کہ ابا میں آپ کے پاس سے جدا نہونگی زمانہ بہت نازک ہی یہ موذی عیار یہانتک بھی پہونچگئے سنا ہی کہ ان کے پروردگار زمین و آسمان سے پیدا ہوتے ہیں اب تو رہتے ہوئے جان کا خوف ہی مواج نے کہا اسے اور ڈرا ہی نہیں ابھی اسے قتل کئے ڈالتا ہوں یہ کہکر اس نے خنجر نکالا اور صدرف جادو کی طرف بڑھا صدرف جادو بھی ہوشیار ہو گئی ہی حسرت سے باپ کی طرف دیکھ رہی ہی کہ یا تو یہ مجھے اسقدر چاہتا تھا یا اب ذبح کرنے پر آمادہ ہی مجھ سے کونسا قصور ہوا ہی مگر زبان پر تکلہ سوزن ہی کچھ بول نہیں سکتی ہی طیفور کہہ رہا ہی کہ اسے جلدی ذبح کیجئے ایسا نہو یہ چھوٹ جائے مواج نے کہا کہ میں نے اسے سحر کر لیا ہی اب یہ بچ کے کہاں جا سکتا ہی یہ کہکر صدرف جادو کو ذبح کر ڈالا بس اُس کے ذبح ہوتے ہی قیامت برپا ہوئی آندھی چلی خاک اُڑی صدائے دار و گیر آنے لگی بیرون نے شور کیا کہ کشتی مرا نام من صدرف جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا مواج جادو نے کہ صدرف جادو ذبح کی ہوئی پڑی ہی اس نے سر پیٹ لیا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا میں نے اپنی دختر کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر ڈالا یہ تو سر پیٹنے لگا اور طیفور گلیم اوڑھ کے غائب ہو گیا ہر چند ساحروں نے تلاش کیا مگر کہیں نہ پایا آخر مواج جادو نے صدرف جادو کی ارتھی نہایت دھوم سے اُٹھائی اور لیکے مرگھٹ کی جانب روانہ ہوا آپ گلیم اوڑھے ہوئے سب سیر دیکھا کئے جب دیکھا کہ ارتھی اُٹھائی گئی اور سب بڑے چھوٹے جانب مرگھٹ روانہ ہوئے تو انھوں نے گلیم اُتاری اور صورت اپنی ایک برہمن کی بنا کے یہ بھی جانب مرگھٹ روانہ ہوگئے اور چوپانڈے وہاں جلانے پھونکنے کے واسطے جمع تھے اُن میں مل کے کھڑے ہو رہے ارتھی لا کے رکھی گئی اور گرد اُس کے لکڑیاں لگا کر آگ دی گئی مواج جادو کو سب اُس کے عزیز و رفیق گھیرے کھڑے تھے اور روتے تھے مواج جادو بھی حسرت سے دیکھ رہا تھا دل میں کہہ رہا تھا کہ یہ وہی واقعہ ہوا جو رستم کو پیش آیا تھا

کہ اُس نے بھی اپنے فرزند سہراب کو ذبح کر ڈالا تھا لیکن اب پچتائے سے کیا ہوتا ہے پچتانا یہی ہے کہ دشمن سے قصاص
لینا چاہیے یہ تو ہمہ تن انتقام بنا ہوا کھڑا تھا اور ادھر پانڈون نے زال اور گھی لکڑیون پہ چھڑک کے آگ دیدی یہ بیان
ہو چکا ہے کہ طیفور بھی انھین پانڈون میں شریک ہے ہمراہ زال اور گھی کے کئی سیر بیہوشی چھڑک دی تھی آگ دیتے ہی
جو دھوان پھیلا اور ہوا نے چارجانب دھوین کو منتشر کیا تو جس قدر لوگ کھڑے ہوئے ارتھی کا تماشہ دیکھ رہے تھے سب کے سب
بیہوش ہوئے سوا طیفور کے جس قدر ساحر مع مولج جادو یہان موجود تھے سب بیہوش پڑے تھے چونکہ طیفور نے
پہلے سے یہ انتظام کر لیا تھا کہ فتیلہ رفع بیہوشی دماغ پر چڑھا لیا تھا اس سبب سے یہ محفوظ رہا بس اس نے جلدی سے آگے
مولج جادو کی زبان پر تکل سوزن کیا اور رنگ و روغن عیاری چہرے پر لگا کر صورت اپنی مولج جادو کی بنائی اور
رائی سرسون پہلے دفع بیہوشی بلکہ سب کو سنگھا سنگھا کر ہوشیار کیا اور کہا کہ یہ کیسی ہوا چلی کہ سب کو سلا دیا جب ہر ایک ہوشیار
ہو لیا تو مولج نقلی نے کہا کہ اب یہ مقام پر خطر ہو گیا مین یہان رہنے سے حریف کے مقابلہ پر جانا بہتر سمجھتا ہون آن لوگون
نے کہا کہ آپ ہمارے افسر اور مالک ہین ہمین جو حکم ہو وہ ہم بجا لائین مولج نقلی نے کہا کہ کشتیان لاؤ اور چل کر ساحل پر
اُترو مین پہلے تو صاحبقران سے نامہ و پیام کرونگا اگر انھون نے نصیحت میری سن لی فہو المراد ورنہ جنگ ہو گی ملازمون
نے کشتیان حاضر کین کل فوج ساحران سوار ہوئی ایک کشتی پر مولج جادو اور گرداب جادو بیٹھے اور چلے اب
وہان کا حال سنیے کہ دوسرا دن ہے صاحبقران عالیشان انتظار مین اپنے عیار کے بیٹھے ہین کہ ایک مرتبہ دریا سے
کشتیان نمودار ہوئین اور ساحل پر پہونچے کشتیون سے فوج ساحران اُتری خیمہ بپا کئے ہرکارے ہمائے دریافت
حال روانہ ہوئے اور آکر عرض کی نظم + الٰہی بخت تو بیدار بادا + ترا دولت ہمیشہ یار بادا + گل اقبال تو دائم شگفتہ +
بچشم دشمنانت خار بادا + یہ لشکر ناظم دریا مولج دریانشین جادو کا ہے اور بعزم مقابلہ آیا ہے فرمایا کچھ میرے عیار کی بھی خبر ہے
ہرکارون نے عرض کی کہ عیار کا تو کچھ ذکر بھی نہین سنا وہان مولج نقلی نے خیمہ مین جا کر ایک نامہ بنام صاحبقران
عالیشان تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے سرگروہ خدا پرستان آپ نے اپنے عیار کو ہماری آزار رسانی کے واسطے
بھیجا تھا مگر خداوند سامری و جمشید نے ہمین اُس کی شر سے بچایا ہم نے اُسکو گرفتار کرکے مار ڈالا معلوم ہوتا ہے کہ آپ
انھین عیارون کے زور پر ساحرون سے مقابلہ کرتے ہین سرمیدان مقابلہ کیجیے تو حال معلوم ہو مین اسی واسطے دریا
سے باہر آیا ہون یا تو آپ پلٹ جائیے اور اگر یہ منظور نہو تو پہلے مجھسے مل لیجیے بشرطیکہ آپ کو یہان آنے مین خوف نہو
ورنہ مین خود آؤن یہ نامہ ایک ساحر کو دیکر جانب بارگاہ صاحبقران عالیشان روانہ کیا یہان ہرکارون نے
امیر کو خبر دی کہ نامہ دار آتا ہے فرمایا آنے دو جس وقت نامہ دار آیا نامہ ہاتھ مین صاحبقران کے دیا امیر نے نامہ
پڑھکر گریبان چاک کیا اور ہائے طیفور کا نعرہ مارا کہ بارگاہ تھرا گئی خضران کو بھی طیفور کے شباب پر افسوس ہوا
عیارون مین غوغا ہوا مہتر خندق نقب زن نے عرض کی کہ یا صاحبقران اگر اجازت ہو تو مین اپنے اُستاد کے خون کا
بدلہ مولج جادو سے لون فرمایا صاحبقران نے کہ ابھی صبر کر ولیکن جس وقت نظر امیر کی اس مضمون پر پڑی کہ اگر
آپ کو خوف ہو تو نہ آئیے یا مین خود آؤن اُسی وقت تلوار ٹیک کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور غصہ سے ریش کے بال کھڑے
ہو گئے فرمایا نامہ دار سے کہ جا کر کہدے کہ امیر آتے ہین سرداران حیران تھے کہ یہ عزم امیر نے کس غرض سے کیا ہے تمام سردار
تلوار ٹیک ٹیک کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ساتھ چلنے کو تیار ہو گئے امیر نے منع فرمایا اور تن تنہا جانب خیمہ مولج دریانشین
جادو روانہ ہوئے ادھر تو سرداران اسلام مین کھلبلی تھی کہ امیر غصہ مین تنہا گئے ہین دیکھیے کیا ٹھہرتی ہے مثل عیارون
کے ساحر بھی مکار ہوتے ہین ایسا نہو کوئی پیچ پڑے ادھر ساحرون مین غوغا ہوا کہ صاحبقران زمان کشندہ ساحران
تشریف لاتے ہین مولج دریانشین جادو کو جو خبر ہوئی کہ صاحبقران آتے ہین یہ گرداب جادو کو اپنے ساتھ لئے
ہوئے برائے استقبال آیا اور نہایت عزت کے ساتھ امیر کو اپنے خیمہ مین لایا دنگل پر بٹھایا صاحبقران نے فرمایا کہ تو نے

مجھے کس واسطے بلایا ہے مولج نے کہا کہ اب ارادہ آپ کا کیا ہے فرمایا جو پہلے تھا مولج نے کہا کہ سب کی کشتی حیات طوفانی
ہو گی ایک بھی دریا کے اُس پار نہ جا سکے گا فرمایا مرنا منظور ہے لیکن بے نیل مقصود واپس جانا نا منظور ہے اُسوقت مولج
نقلی نے کہا کہ اچھا آپ اپنے عیار کی سوگواری سے فرصت کر لیجیے اُس کے بعد دیکھا جائے گا اور اب میں خود حاضر ہوں گا
صاحبقران وہاں سے اُٹھ کر اپنے لشکر میں تشریف لائے جو کچھ گذری تھی سب بادشاہ اسلام کے سامنے بیان کی
اور سیہ پوشی اختیار کی تمام عیار سیہ پوش ہوئے تین روز طیفور کا ماتم برپا رہا چوتھے روز بادشاہ اسلام بارگاہ سلیمانی
میں جلوہ افروز تھے صاحبقران عالیشان دنگل نادعنبر پیشکش تھے کہ چوبدار نے عرض کی کہ مولج جادو خیمہ جادوان
سے حاضر ہے فرمایا بلا لو مولج نقلی مع گروہ جادو اور دیگر افسران فوج کے اندر بارگاہ سلیمانی کے آیا امیر نے ان
سبکے بیٹھنے کے لئے کرسیاں بچھوا دیں یہ سب بیٹھ گئے اُسوقت مولج نے کہا کہ آپ کو اپنے عیار کا بہت رنج ہوا عیار تو آپکا
خون شریک نہ تھا صرف ساتھ کا کھیلا ہوا تھا اُس پر آپکو کس قدر رنج ہوا اور آپ کے عیار نے تو میری دختر نیک اختر
ملکہ صدف جادو کو مار کر میرا گھر بے چراغ کیا یا امیر انصاف شرط ہے صاحبقران نے فرمایا میں تجھسے شکایت نہیں کرتا کہ
تو نے اُسے کیوں مارا لیکن تو میرے صدمہ وغم پر بھی اعتراض نہیں کر سکتا جس کا دوست یا عزیز مرتا ہے اُسے رنج ضرور
ہوتا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اگر میں نے طیفور کا اتنا غم کیا تو تو نے کیا اپنی دختر کا غم نہ کیا ہوگا مولج نے کہا کہ یا امیر
دروازوں پر پہرہ قائم کرا دیجیے تاکہ نہ کوئی اندر آ سکے اور نہ باہر جا سکے فرمایا اس کی کیا ضرورت ہے مولج نقلی نے عرض
کی کہ اس کی بہت بڑی ضرورت ہے ابھی نہیں بعد کو عرض کروں گا صاحبقران نے مہمان نوازی کی راہ سے پہرے
قائم کرا دیئے اُسوقت طیفور نے کھڑے ہو کر منہ پر سے اپنے ہاتھ پھیرا اور آواز دی کہ ایہا الناس ہر کہ داند داند وہر کہ نداند
بداند کہ منم سید اسلم شاہ عیاران سحر انور دیعنی طیفور رباد پیکر دا سے ساحران دریا آگاہ ہو کہ میں نے مولج جادو کو گرفتار
کر لیا اور میرے پاس قید ہے تم سب میری مٹھی میں ہو اگر چاہتا تو اُسی وقت قتل کر ڈالتا مگر دعائیں دو حضرت صاحبقران
عالیشان کو جن کے خوف سے میں نے تمہارے خون سے ہاتھ نہیں بھرا کہ ان کا یہ حکم نہیں ہے کہ کسی ساحر کو قتل کرو جبتک
اُسے دعوت اسلام نہ دے لو اور وہ انکار نہ کرے یہ سنکے ساحروں کے ہوش اُڑ گئے اور امیر نے طیفور کو پہچانا قریب تھا
شادی مرگ ہو جائیں تصدق نقیب زن دوڑ کے قدموں سے لپٹا قران ثالث نے ہاتھ چومے صفدران تصویر
حیرت بن گئے کہ اس نے بہت بڑا کام کیا ساحروں نے کہا کہ اے شاہ عیاران اگر آپ نے مولج جادو کو قتل نہیں کیا
تو کیا کیا وہ کہاں ہے طیفور نے زنبیل سے نکال کر سامنے ڈال دیا اور کہا کہ یہ ہے پہچانو اپنے افسر کو سب ساحروں نے پہچانا
امیر نے حکم دیا کہ باندھ دو اس کو ستون بارگاہ سے طیفور نے اس کو ستون بارگاہ سے باندھ کر ہوشیار کیا اور نکلا زبان
سے کھینچ لیا مولج نے آنکھ کھول کر دیکھا حیرت میں آ گیا کہ یا تو میں مرگٹ میں کھڑا ہوا اپنی دختر کی لاش جلوا رہا تھا یا اس مقام
پر ہوں یہ خواب ہے یا بیداری شاید خواب ہی ہو گا بیداری کی یہ باتیں نہیں ہیں یہ سوچ کے اس نے آنکھیں بند کر لیں مگر
طیفور نے کہا کہ ہوشیار رہو یہ خواب نہیں بلکہ عین بیداری ہے اُسوقت مولج نے آنکھیں کھول دیں صاحبقران نے فرمایا کہ
سحر کیوں نہیں کرتا مولج نے کہا کہ سحر مجھکو یاد نہیں ورنہ ایک سحر میں سب کو خاک سیاہ کر دیتا فرمایا امیر نے کہ اے مولج جادو
تو اتنا بڑا ساحر اور عیار میرا ایک حرف سحر سے واقف نہیں مگر دیکھ قدرت رب غفور کو کہ اس نے ایک چیونٹی کو فیل پر غالب
کر کے دکھا دیا یہ نتیجہ حق پرستی کا ہے کہاں ہیں تیرے سامری جمشید اسوقت کمک کو نہیں آتے تجھے دشمنوں کے ہاتھ سے نہیں
بچاتے اور دیکھ ہمارے خدا کی قدرت کو کہ تجھ سا ایسا ساحر ہمارا کچھ نہیں کر سکتا اگر آنکھیں رکھتا ہو اور عقل سے کام لے تو پہچان
مذہب حق کو اور دیکھ اسمائے الٰہی کی برکت کو کہ اس بارگاہ میں تو سحر بھول گیا زندگی بھر کی محنت اس وقت میں کام نہیں آتی
اس کلام نصیحت نظام نے زنگ کفر دل سے مولج جادو کے دھو ڈالا بلکہ تمام ساحر بدل مطیع اسلام ہوئے مولج جادو
نے امیر با توقیر سے عرض کی کہ واقع میں دین آپ کا برحق ہے میں بدل مطیع اسلام ہوتا ہوں لیکن ابھی سحر سے توبہ نہ کروں گا

اس لیے کہ آگے پر لشکر سخت ساحرون سے مقابلہ پڑے گا صاحبقران نے فرمایا کیا مضائقہ ہی ایسا اور ساحرون نے
بھی کیا ہی اُسوقت صاحبقران عالیشان طیفور کی طرف مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ لے مردعیار تو نے مجھے
تین روز پریشان کرکے اپنے حال سے آگاہ کیا تو اس سے کیا حاصل تھا طیفور نے ہنس کے عرض کی کہ یا امیر ایک تو مجھے یہ
دیکھنا تھا کہ آپکو مجھسے کس قدر محبت ہی دوسرے یہ فائدہ ہوا کہ تیجہ پیچھے جی ہو گیا اب اگر عالم غربت مین بھی موت آئے گی
اور کوئی تیجہ کرنے والا نہ بھی ہوگا تو بھی کچھ مضائقہ نہین ہی امیر ہنسے اور فرمایا کہ تو میرا امتحان لیتا تھا طیفور نے کہا کہ امتحان
لے چکا یا امیر بغیر امتحان مانا ٹھیک نہین اب میری وفا داری بڑھ گئی کہ آپکی محبت کا بھی یقین پیدا ہو گیا الحاصل بعد
اس تمام گفتگو کے مواج جادو نے عرض کی کہ اب حضور کو کیا منظور ہی صاحبقران نے فرمایا کہ یہ تو تمہارا بار بار پوچھنا
بیکار ہی مین شہر حسن آگین مین ضرور جاؤن گا مواج جادو نے عرض کی کہ اگر یہ قصد ہی تو کل تشریف لے چلیے گا آج مین کشتیون
اور جہازون کا بندوبست کرلون پھر اختیار ہی امیر نے فرمایا بہتر مواج جادو صاحبقران سے رخصت ہو کر اپنے
لشکر کی جانب روانہ ہوا جس وقت لشکر مین پہونچا تو تمام فوج کو جمع کیا اور کہا ایہا الناس آگاہ ہو کہ مین نے تو اطاعت
دین اسلام اختیار کی جس کو میرا ساتھ دینا ہو وہ اقرار کرے اور جسے منظور نہو وہ میرے لشکر سے علیحدہ ہو جائے
یہ سنکے سب نے ہم آواز ہو کر کہا کہ ہم آپ سے علیحدہ ہو کر کہان جائینگے جو آپ کا دین وہ ہمارا دین جو آپکی راے وہ
ہماری راے اسوقت مواج دریا نشین جادو نے حکم دیا کہ کشتیان اور جہاز فراہم کرو دوسرے روز صبح کو پچاس جہاز اور
سو کشتیان جمع ہو گئین مواج دریا نشین خدمت مین صاحبقران عالیشان کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ جہاز اور کشتیان
تیار ہین صاحبقران عالیشان نے پہلے تو چند سردارون کو مع پیش خیمہ کے روانہ کیا جب وہ سب اُس پار پہونچ گئے
تو یہان سے امیر با توقیر اور بادشاہ لشکر اسلام با جاہ و حشم سوار ہو کر اس پار اترے اتنی دیر مین یہان سردارون
نے بارگاہ استادہ کر رکھی تھی صاحبقران جاتے ہی داخل بارگاہ ہوئے اب پار سے لشکر اترنا شروع ہوا اتنی دیر
مین لشکر اس پار سے اُس پار پہونچا خیمے خرگاہ مین برپا ہوئین تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا بعد دو تین روز کے صاحبقران
نے مواج جادو سے ارشاد کیا کہ حاکم اس صحرا کا کون ہی مواج دریا نشین نے عرض کی کہ یا امیر یہ مقام نہایت خطرناک ہی
اس کو نمونہ بیابان کاج و باج کا تصور فرمایئے جو اس صحرا مین آگیا اُس کا بچکے جانا غیر ممکن ہی ساحر یہان کے بلا کے
بیدرمان آفت جان ہین حاکم صحرا شعلہ افگن جادو ہی اور ایک عیار اُس کا ملازم ہی کہ نام اُس کا عنقاے
زمین کن ہی وہ بھی بلا کا عیار ہی یہان تو فکر چارہ سازی ہو رہی ہی مواج جادو نے عرض کی ہی کہ صحرا مین سے لشکر کو لیکے
گذرنا اچھا نہین ہی اس لئے کہ مثل بیابان کاج و باج کے جس وقت لشکر اندر بیابان کے پہونچیگا تو بیابان مین آگ
لگجائے گی اور سب جل کے مرجائین گے لیکن اب حال شعلہ افگن جادو کا سنیے کہ جسوقت اُسکو خبر پہونچی کہ مواج جادو
نے اطاعت اسلام اختیار کی اور لشکر صاحبقران کا بیابان خار مین آگیا ہی یہ سنکے شعلہ افگن ہنسا اور کہا کہ اگر امیر یہان
آئے ہین تو بہت پریشان ہونگے لیکن مواج کا شریک ہو جانا اچھا نہین ہی اسے عنقاے زمین کن سے کہا اور کسیطرح
قابو پانا تو مواج کو اسیر کر لانا ورنہ صاحبقران سے دوبدو مقابلہ کرنا پڑے گا اور علاوہ مواج کے بھی جسقدر سرداران
اسلام مع صاحبقران عالیمقام ہاتھ آئین اُن سب کو گرفتار کر لانا یہ سنکے عنقاے زمین کن جانب بیابان خار روانہ
ہوا جسوقت داخل لشکر ہوا صورت اپنی ایک فقیر کی بنائی اور لشکر کی سیر کرتا ہوا چلا اُس بیابان مین ایک مقبرہ بنا
ہوا ہی کہ نہایت پرانا ہی عنقاے زمین کن نے اُس مقبرہ کو اپنی جاے قیام معین کیا اور مقبرہ مین جاکے بیٹھ رہا
جب رات ہوئی تو اس نے اُسی مقبرے سے نقب لگائی اور سرا نقب کا بیابان خار مین چھوڑا اور وہان سے پلٹ کر
لشکر مین آیا دیکھا کہ بازار لشکر کے کھلے ہین لوگ سودا خرید رہے ہین یہ فقیر بنا ہوا ایک مانگتا ہوا [illegible]
کی پشت پر جا کے پڑ رہا اور کراہنا شروع کیا حسب الاتفاق اُس طرف سے مظفر غازی چلے آتے تھے انھون نے

یہ دیکھا کہ ایک شخص بیمار پڑا کراہ رہا ہے پوچھا تو کون ہے کہا فقیر ہوں طالب خیمہ میں الجھ کے گر پڑا چوٹ آئی اس سے کراہ رہا
ہوں مظفر فارزی وہاں سے اپنے خیمہ میں آئے اور سو رہے جب دو پہر رات گئی تو عنقا سے زہین کن اپنے مقام سے
اٹھا اور قنات چاک کر کے اس نے دیکھنا شروع کیا دیکھا کہ وہ ایک بار بیدار اور کچھ سوتے ہیں ایک شمع کافوری جلتی ہے
روشن ہے بس اس نے پروانے بیہوشی کے اڑائے پروانے آکر شمع پر گرے اور جلے دھواں ان کا منتشر ہوا جو لوگ
اونگھ رہے تھے وہ بالکل بیہوش ہو گئے عنقا سے زہین کن اندر بارگاہ کے آیا کچھ عیاری میں بیہوشی رکھکر قریب ناک
کے لیے گیا جس وقت مظفر فارزی نے اوپر کی سانس کھینچی عنقا سے زہین کن نے تمام بیہوشی پھونک دی اور چادر عیاری
میں پشتارہ باندھ کر چلا نکلا جس وقت مقبرہ میں پہونچا میں نقب کا وا کیا اور اتر کر دہن نقب سے بیابان جبار کی راہ لی
وہاں کچھ لوگ موجود تھے پشتارہ ان کے سپرد کیا اور آپ آگے مقبرے میں بیٹھ رہا یہاں صبح جو ہوئی بیدار اور ان کو ہوش
آیا تو اپنے آقا کو نہ پایا روتے پیٹتے خدمت میں صاحبقران کے آئے بیان کیا کہ شاہزادہ مظفر فارزی شب کو بستر پر
سے غائب ہو گئے امیر نے حضرت ان کو بھیجا حضرت ان نے آکر دیکھا تو پیرا عیار کا لگا ہوا پایا جا کر صاحبقران سے عرض کی کہ
یہ کام کسی عیار کا ہے مواج دریا نشین نے عرض کی کہ یا امیر یا صاحبقران یہ وہی عیار ہے جس کا میں نے ذکر کیا تھا
صاحبقران نے طیفور سے ارشاد کیا کہ تم کس خواب غفلت میں ہو تلاش کرو اس شخص کو جو مظفر فارزی کو لے گیا طیفور
نے عیاروں پر تاکید کی کہ ہوشیاری سے پہرہ دیا کرو اور دشمن کی فکر کرو کہ کس طرف سے آتا ہے اور سرداروں کو چرا کر کہاں
لیجاتا ہے لیکن جب شام ہوئی تو عنقا سے زہین کن آیا اور آج اس نے شاہزادہ عارف بن معروف کے خیمہ کا رخ کیا
ایک درخت پشت خیمہ کی طرف واقع تھا اس درخت کی آڑ پکڑ کے نقب لگانا شروع کی دو پہر رات گئے سر النقب کا پلنگ
کے نیچے توڑا اور وہاں سے گلہائے بیہوشی پھینکے ان کی خوشبو سے بار بیدار بیہوش ہو گئے اس نے نکلکر پشتارہ عارف
بن معروف کا باندھا اور چل کھڑا ہوا یہاں صبح کو لشکر عارف میں غوغا ہوا صاحبقران کو خبر پہونچی کہ آج عارف
بن معروف کو بھی کوئی لے گیا تیسرے روز صبح کو داراب ثانی کے لشکر میں غل ہوا پوچھتے وہ شاہزادہ بلقیس بن
[illegible] کو بھی کوئی لے گیا امیر نے طیفور پر بہت خفگی کی اور فرمایا کہ یا تو نیل و صاحبقران کے حوالے کر یا اس کا پتہ
لگا کہ شب کو کون آتا ہے اور سرداروں کو لیجاتا ہے طیفور نے خیال کیا کہ دو شخص اس فقیر کا کچھ ساز ہے جب آج طیفور نے شام
سے فقیر کی تاک لگائی [illegible] آیا [illegible] فقیر کو بھی دیکھ لیا [illegible] جو فقیر کو دیکھا تو
نہ پایا بس طیفور نے سمجھ لیا کہ یہ فعل اسی کا ہے طیفور مقبرہ میں بیٹھ رہا [illegible] پہر رات گزری ہوگی کہ دیکھا طیفور نے کہ ایک شخص
[illegible] پشتارہ [illegible] طیفور [illegible] لگا کہ یہاں آ کے کیا کرتا ہے عنقا سے
زہین کن آج شاہزادہ رفیع النجمت کو چرا کے لایا تھا اس نے [illegible] نقب سے تختہ ہٹایا اور جیسے ہی نقب کے
اندر طیفور نے دور کر [illegible] عنقا کو باہر کھینچ لیا اور
[illegible] باندھ لیا پشتارہ کو کھولا اور شاہزادہ رفیع النجمت کو ہوشیار کیا رفیع النجمت کی آنکھ جو کھلی تو اپنے کو خیمہ سے دور پایا
[illegible] طیفور کو دیکھا فرمایا اے طیفور یہ کیا حرکت تھی کیا تو دشمن کا شریک ہو گیا ہے طیفور نے عرض کی کہ اے شہریار میں نے
دشمن سے آپ کو چھڑایا ہے دشمن آپ کا یہ ہے کہکر عنقا سے زہین کن کی طرف اشارہ کیا رفیع النجمت نہایت خوش ہوئے
اور عنقا سے زہین کن کو گرفتار کئے ہوئے خدمت میں صاحبقران والیشان کے لائے امیر نے فرمایا کہ باندھ دو اسے
ستون سے اور پوچھو اس سے حالات طیفور نے عنقا سے زہین کن کو باندھ دیا اور پوچھا کہ تو کون ہے اور کس کا فرستادہ ہے
عنقا سے زہین کن نے کہا کہ اب تو میں گرفتار ہی ہو گیا اصل یہ ہے کہ بعد گرفتاری مواج دریا نشین کی فکر میں آیا تھا مگر قابو نہ پایا
میں عیار ہوں [illegible] افراسیاب جادو مالک بیابان جبار کا اس نے مجھے گرفتاری مواج دریا نشین کو بھیجا تھا اور کہدیا تھا کہ علاوہ
مواج کے بھی جو سرداران اسلام گرفتار ہوں ان کو بھی بھیجنا میں حکم اپنے مالک کا بجالایا صاحبقران اس کی استقلال

سے خوش ہوئے اور فرمایا کہ اب کیا ارادہ ہے عنقا سے زمین کن نے عرض کی کہ اب میں کیا ارادہ کروں فرمایا
صاحبقران نے کہ اگر تجھے رہا کر دیا جائے تو کیا کرے عنقا سے زمین کن نے کہا کہ اگر آپ رہا کر دیں تو آپ کی اطاعت
کروں اور اگر میرا مالک مجھے رہا کرالے تو پھر آپ کی گرفتاری کی کوشش کروں اس لئے کہ اسوقت میرا فرض منصبی یہی ہے اور اگر
آپ نے رہا کیا تو پھر آپ سے دغا کرنا شیوہ شرافت نہیں ہے صاحبقران نے طیفور سے فرمایا کہ کھول دو اسکو طیفور نے
عنقا سے زمین کن کو رہا کر دیا اسوقت عنقا سے زمین کن نے عرض کی کہ یا امیر شعلہ افگن جادو کو اسوقت بہت خوشی ہوگی مگر
مولج دریا نشین کے دل میں چور ہے میں اس سے باخبر نہیں کہ کیا ہے اور کیوں شعلہ افگن کو مولج کی شرکت کا
خوف ہے اب اسے حضور دریافت فرمائیں صاحبقران مولج کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد کیا کہ بیان کر مولج جادو
نے عرض کی کہ یا امیر اصل یہ ہے کہ میں اسوقت تک اسی فکر میں تھا کہ آپ کو مع لشکر اسی بیابان چنار میں پھنسا دوں لگا اور
مجبوری میں مطیع اسلام ہو گیا تھا لیکن اب میں صدق دل سے آپ کا مطیع ہوتا ہوں اس بنا پر کہ خدا آپ کا [illegible]
سامان فیروزی آپ کے لئے اور سامان بربادی ساحران کفار کے واسطے پیدا کرتا ہے اور جس بات کا شعلہ افگن جادو کو
خوف ہے وہ یہ ہے کہ صحرائے چنار طلسم بند ہے اور محافظ صحرا دیو شعر ہے اور مسکن دیو کا گنبد اسود ہے جو گنبد صحرائے چنار کی طرف واقع
ہے پاس دیو شعر کے ایک قفس ہے اس میں ایک طائر ہے جس وقت فوج دشمن اندر بیابان چنار کے داخل ہوتی ہے تو دیو
آتا ہے اور طائر کو رہا کر دیتا ہے ادھر طائر چہچہاتا اور بیابان آگ لگ گئی سب جل کے خاک ہو گئے اگر وہ دیو مطیع ہو یا مارا جائے
اور وہ طائر ہاتھ آئے تو بیابان چنار سے راستہ آگے بڑھنے کا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے مولج اب میں تیرے
ایمان کا کیونکر یقین کروں مولج نے عرض کی کہ اگر اب بھی میں اپنی زبان سے اقرار نہ کرتا تو آپ کو کیونکر معلوم ہوتا علاوہ
اس کے اسی عنقا سے زمین کن سے پوچھ لیجیے کہ میں سچ کہتا ہوں یا جھوٹ عنقا سے زمین کن نے عرض کی کہ یا امیر واقع میں
جو کچھ اس نے بیان کیا صحیح ہے صاحبقران نے مولج جادو سے ارشاد کیا کہ مجھے اس بیابان کی طرف لے چل میں
اس دیو سے مقابلہ کروں گا مولج جادو نے کہا کہ تشریف لے چلیے صاحبقران نے اسیوقت مرکب طلب کیا اور سوار
ہو کر مولج جادو اور عنقا سے زمین کن کو ساتھ لیکر گنبد اسود کی جانب روانہ ہوئے طیفور نے خیال کیا کہ ایسا نہ ہو
یہ دونوں ملکر کوئی فریب کریں یہ بھی گلیم اوڑھ کر ساتھ ہولیا یہ سب تو جانب گنبد اسود چلتے ہیں لیکن حال شعلہ افگن
جادو کا سنیے کہ بعد روانہ کرنے عنقا سے زمین کن کے ایک سردار اور گرفتار ہو کر آیا اس نے سب کو جانب شہر
حسن آگین روانہ کر دیا جس روز اسے معلوم ہوا کہ عنقا سے زمین کن گرفتار ہو کر مطیع اسلام ہو گیا اب اسے تردد
ہوا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے بعد اس کے خبر پہونچی کہ صاحبقران کو لیکر مولج جادو اور عنقا سے زمین کن جانب گنبد
اسود روانہ ہوئے ہیں بس اس نے بیٹھے سامنے اپنے قلعہ کے ایک باغ سحر تیار کیا کہ حال اس کا بر وقت پہونچنے
صاحبقران کے معلوم ہوگا اور آپ قلعہ میں نہایت اطمینان سے بیٹھکر سحر تیار کرنے میں مصروف ہوا ادھر صاحبقران
عالیشان ہمراہ مولج جادو کے راستہ طے کر کے قریب گنبد اسود کے پہونچے پنجرہ طائر کا دروازہ گنبد پر آویزاں تھا
اور دیو موجود نہ تھا مولج جادو نے جلدی سے دوڑ کر پنجرہ اتار لیا اور صاحبقران سے عرض کی کہ چلیے ہنوز
صاحبقران وہاں سے پھرنے نہ پائے تھے کہ صحرا کی جانب سے دیو نمودار ہوا مولج جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران
یہ دیو آہنی بدن ہے اس پر کوئی حربہ اثر نہیں کرتا نہ حربہ کارگر ہوتا ہے نہ حربہ آہن صاحبقران نے فرمایا کہ پروا [illegible]
دیو نے جو آکے دیکھا کہ پنجرہ طائر کا مولج جادو کے ہاتھ میں ہے بس اس نے وہیں سے زفیل دی طائر دیو کی آواز سنکے
چہکارا وہیں سے طائر کے شعلہ پیدا ہوا اور جسم میں مولج جادو کے آگ لگ گئی مولج جادو نے پنجرہ ہاتھ سے
پھینک دیا اور رد سحر پڑھنے لگا لیکن آگ کسی طرح فرو نہوئی صاحبقران نے جو یہ حالت مولج جادو کی دیکھی
اسم اعظم پڑھتے ہوئے قریب آگئے اور دم کیا مولج بیہوش ہو کے گرا تمام بدن میں آبلے پڑ گئے تھے مگر آتش فرو ہوگئی

ورنہ جل کے خاک ہو جاتا اُدھر دیو شہر پر قریب آپہونچا اور پکارا کہ او اجل رسیدہ تو یہان کیون آیا صاحبقران نے ہنکر
للکارا کہ او ملعون مین تیری سرکوبی اور بیابان چہار کے مٹانے کو آیا ہون منم سلیمان حق پژوہ عادل کیوان شکوہ دیو شہر
نے کہا کہ تو آپہونچا ہے میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائے گا منم دیو شہر یہ کہکر اُس نے گرز مارا صاحبقران نے کلہ گرز مین
ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ دیو اوندھے منہ زمین پر آرہا بس امیر نے دونون شاخین دیو کی پکڑلین زور ہونے لگے دیو چاہتا تھا
کہ صاحبقران کو شاخون پر اُٹھالون اور صاحبقران لنگر قائم کئے ہوئے تھے دیر تک زور ہوتے رہے آخر دیو جھکا اور
گردن ڈالدی بس امیر نے دونون پاؤن شاخون مین اڑا کر شاخون کو مین بل دیکر جو جھٹکا مارا تو دھڑ سے سر کھینچکر پہینکدیا
لاش دیو کی پھڑک کے سرد ہو گئی لیکن اب جو نظر کرتے ہین تو پنجرا غائب عنقا سے تپین کن عیار نے عرض کی یا صاحبقران
پنجرا طائر کا نہین معلوم کیا ہوا صاحبقران حیران ہوئے مواج جادو کو ہوشیار کیا مواج جادو بسبب تکلیف کے
بدحواس تھا امیر نے فرمایا کہ اے مواج دیو کو تو مین نے مارا لیکن پنجرا غائب ہو گیا مواج جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران
یہ بات میری بھی سمجھ مین نہین آتی خیر لشکر مین تشریف لے چلیے میری حالت اچھی نہین ہے اگر مین اچھا ہو گیا تو کوئی فکر کرونگا
اور دریافت کرونگا کہ پنجرا کیا ہوا صاحبقران مواج اور عنقا کو لئے ہوئے پلٹے جس وقت داخل بارگاہ ہوئے تو دیکھا کہ
دربار آراستہ ہے بادشاہ اسلام نے پوچھا کہ کیا کیفیت گذری امیر نے سارا واقعہ بیان کیا اُسوقت غضنفران نے عرض کی کہ
یا صاحبقران مرہم پر اسم اعظم دم کر کے اس کے زخمون پر لگا دیجے تو مواج جادو اچھا ہوگا صاحبقران نے جراحون
کو بلایا جو مرہم جراحون نے مواج جادو کے زخمون پر رکھنے کے لئے تجویز کیا صاحبقران نے اُس مرہم پر اسم اعظم دم کر کے
پٹیان چڑھوا دین اُسیوقت سے ٹھنڈک پڑ گئی درد دور ہو گیا مواج دریانشین بالکل اچھا ہو گیا اب امیر نے فرمایا کہ اے مواج جادو
پنجرے کا حال نہ معلوم ہوا کہ کون لے گیا اور اب کس طرح ہاتھ آئے گا کیونکہ مجھے جانا ضرور ہے اور راستہ بیابان چہار ہی کی
طرف سے ہے مواج جادو نے عرض کی کہ یا صاحبقران ہم آپ کے ساتھ جانبازی کے لئے موجود ہین لیکن یہ عرض
کئے دیتے ہین کہ تنہا آپ سے کچھ نہ ہوگا آپ نے دیکھ لیا کہ جس وقت طائر چہکارا اُسی وقت میرے جسم مین آگ لگ گئی
یہی حالت سب کی ہوگی آگے حضور کو اختیار ہے فرمایا کچھ ہو مین ضرور جاؤنگا اور مین یہ نہین چاہتا کہ میرے ساتھ کوئی
اور بھی اپنے کو ہلاکت مین ڈالے سرداران اسلام نے کہا کہ جبتک ہمارے دم مین دم ہے اُسوقت تک آپ کے دامن
دولت کو نہ چھوڑین گے یہ کہکر سب سردار اُٹھ کھڑے ہوئے اور صاحبقران کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہو گئے اور ساحرون
نے بھی عرض کی کہ یا صاحبقران پہلے ہمین اجازت دیجئے کہ ہم جائین آپ پر نثار کرین اُس کے بعد آپ کو اختیار ہے امیر نے
فرمایا کہ مین دیدہ و دانستہ کسی کو جلنے کے واسطے نہ جانے دونگا اگر تم لوگون کو امید فتح ہوتی تو مضائقہ نہ تھا مین صاحب
اسم اعظم ہون میرا ہی جانا مناسب ہے یہ فرما کر سب کو روک دیا اور تن تنہا چلنے کا قصد کیا اُسوقت طیفور نے عرض کی کہ
یا صاحبقران اگر وہ طائر مل جائے تو بیابان سر ہو جائے گا صاحبقران نے فرمایا کہ مواج جادو کی زبانی سنا تو
ایسا ہی ہے بس طیفور نے زنبیل سے پنجرا نکال کے سامنے رکھدیا اور مواج دریانشین سے کہا کہ پہچانو یہ وہی طائر ہے
اور کوئی ہے مواج جادو حیران ہوا کہ یہ اس کے پاس کہان سے آیا کہا بیشک طائر تو وہی ہے مگر تم کو کیونکر ہاتھ لگا اُسوقت
طیفور نے کہا کہ اے مواج جس وقت تم نے پنجرا ہاتھ سے پھینکا ہے تو مجھے خیال ہوا کہ ایسا نہو یہ دیو پنجرا اُٹھا لے
مین نے اسے اُٹھا کے زنبیل مین ڈال لیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ تو تو ساتھ میرے نہین گیا تھا طیفور نے کہا
کہ یا امیر مین پوشیدہ طور پر آپ کے ساتھ تھا اس غرض سے کہ مواج جادو اور عنقا سے تپین کن دونون تازہ
مطیع تھے ایسا نہو یہ دغا کرین امیر نے طیفور کو خلعت سے سرفراز فرمایا اور مواج جادو سے ارشاد کیا کہ اب جس کا
جی چاہے وہ ساتھ چلے بیان سے عنقا سے تپین کن عیار اور مواج دریانشین اور کرواب جادو اور ابرق
جادو صاحبقران کے ساتھ ہوئے اور کل لشکر کو تیاری کا حکم ملا اسیوقت فوج تیار ہو کر ہمراہ ہولی اور راستہ

بیابان چنار کا لیا آگے آگے موج جادو اور ابرق جادو تھے پیچھے کل لشکر تھا جس وقت قریب بیابان چنار
کے پہنچے تو موج جادو نے انگلی میں نشتر دے کر خون نکالا اور اس طائر کو پلایا اور کہا کہ اے طائر جلا دے
اس بیابان کو بس یہ سنتے ہی طائر چہکارا موج دریاشکن نے پنجرا کھول دیا طائر اڑ کر بلند ہوا اور چہکارنے لگا منقار سے
طائر کے شرارے پیدا ہوئے اور چٹک چٹک کر گرنے لگے جس درخت پر شرارہ گرا اُس میں آگ لگ گئی اور مانند
درخت آتشبازی کے جلنے لگا تمام صحرا آتش بہار ہوگیا طائران صحرا نے شور کیا اور جل جل کے گرنے لگے بڑی دیر
تک تمام صحرا جلا کیا اور اسقدر دھواں پھیلا کہ روز روشن شب تاریک ہوگیا جب تمام صحرا جل چکا تو ہوا چلی اور دھواں
منتشر ہوا اب جو دیکھا تو میدان صاف ہے اتنا بڑا جنگل نہ کوئلا نہ راکھ کسی چیز کا پتہ نہیں اب صاحبقران آگے روانہ
ہوئے جب وہ میدان ختم ہوا تو چہار دیواری باغ کی نمودار ہوئی موج دریاشکن نے کہا کہ یہ باغ تو نیا ہے اس سے
پہلے تو یہ باغ نہ تھا یا صاحبقران اب قیام فرمائیے پہلے حال اس باغ کا دریافت ہونا چاہیے پھر آگے چلنے کا قصد کیجیےگا
امیر نے قیام فرمایا اور ہرکاروں کو برائے دریافت حال روانہ کیا دوسرے روز زبانی ہرکاروں کے معلوم ہوا
کہ جہاں تک ہم گئے دیوار حائل ملی خدا جانے کتنے دور تک یہ دیوار ہے سوا دروازہ کے آگے بڑھنے کا راستہ نہیں ہے
صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے جانا ضرور ہے ابرق جادو نے کہا اے موج جادو اگر شعلہ افگن جادو ساحر ہے
تو ہم بھی ساحر ہیں ہم نے بھی بارہ برس تک چاہ بابل میں چلہ کھینچا ہے گھبرانا نہیں کچھ دم کی ہے سوا اس کے کہ اس کا امکان
ہے اور ہمارا امکان نہیں ہے لیکن بروقت مقابلہ معلوم ہوگا یا امیر آپ کوس رحلت بجوائیے کل صبح کو باغ تو ہم نے اس
باغ کو تاراج کر کے راستہ پیدا کر لیا اور یا حق تک سے ادا ہوئے صاحبقران نے ان دونوں ساحروں کے
اصرار سے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا یہاں تو نقارہ رزمی بجتا ہے اور ہر فرد لشکر تیار ہوکر دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے [illegible]

دو کلمہ داستان شوکت نشان حالات صاحبقران شاہزادہ طہمورث [illegible] کے بیان کیے جاتے ہیں

یکتا تو وہ نبی ہے کہ تیرے پاس ہی
کام آتا ہے تیرا نام دو جہان میں نبی
آئین گے روز جزا ہر شفاعت طلبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

شاہ خوباں بھی ہے تو خلق میں بادشاہ امم
صورت آئینہ سکتہ انہیں ہوتا ہے ہم
وصف یوسف اگر حسن کا تیرے عالم
میں بھیل بکمال تو عجب حیرانم
الله الله چه جمال است بدین بوالعجبی

تیری والا حسبی کا ہے جہان میں شہرا
ذات اقدس ہے تری فخر دو عالم شاہا
افضل و اشرف آفاق ہے تو ہی تجھ را
نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی

فیض اقدس سے نہیں خلق میں کوئی ناکام
لب سے پستہ میں مزا چشم سے لذت بادام
بر لب و دہن میں ہر ایک پھر گرم ہیرا جام
نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام
زین شدہ شہرہ آفاق بہ شیرین لطبی

باعث عالم ایجاد ہوا تیرا نور
کلمہ پڑھتے تھے سبھی تیرا ملائک کی حور

حق تعالے کو ہے کیسی تری خاطر منظور
ذات پاک تو درین ملک عرب کردہ ظہور
زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

یک بیک آئے بہشتوں کی بھی کر کے گلگشت
طرفۃ العین میں کی عرش معلی کی بھی گشت
پہنچ انضر کے کبھی طے جو ہو سکا تون ہشت
شب معراج عروجی ز تو افلاک گذشت
بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

تیرے کوچہ کو پہونچے نہین فردوس و ارم
قدسیون سے نہین کمتا ہی ترا رتبہ مین کم
کہ وہ ہے کعبہ جنت قبلۂ اہل عالم
نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگ کوے تو شد بے ادبی

لطف جان بخش تو چشمہ ہے تری آب حیات
نہ پہین جسکو جو دین خضر بھی آب حیات
چاہیے لطف کے پیاسون کو بھی پیا حیات
ما ہمہ تشنہ لبانیم تو ئی آب حیات
لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

مورد لطف خداوند دو عالم پرور
دیکھ لے اک نگہ مہر سے لللہ ادہر
تجھسے بڑھکر نہین اے شافع روز محشر
چشم رحمت بکشا سوئے غریبان بنگر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

بھر اشتال جلال اس کا بھی ہے تو مطلوب
چارہ جوئی کا ہے الحق یہی بہتر اسلوب
تو ہی درد دل است کا معالج ہے خوب
یا طبیب الفقرا انت شفار بقلوب
آمدہ سوے تو قدسی پے درمان طلبی

راویان شیرین زبان و حاکیان رنگین بیان اس داستان ظفر نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جسوقت شاہزادہ طیمور شہر ... مع فوج فراوان اور لشکر گران صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ سے بگڑ کر چلا ہے تو پہلے اس نے سرداران صاحبقران کو قید سے رہا کیا اور سب کے شانون پر مہر آزادی ثبت کر کے بہیجا یا تھا جب سرامیرونے ناراض ہو کر ان سب کو نکال دیا تھا اور تلاش مین شاہزادہ طیمور کے روانہ ہوئے تھے لیکن اول حال طیمور کا سنئیے کہ یہ جو چلے تو ان کو ملک خاور کا شوق پیدا ہوا پہر ہوت رعد آواز سے ارشاد کیا کہ پیش نہیہ ہمارا طرف ملک خاور کے روانہ ہو کہ یہ ہمارے آبائی ملک مین پہلے ان ممالک کا انتظام کرنا چاہیے اور اس کے بعد اگر ظلمات تک قبضہ کیا تو نام اپنا طیمور شیر پیر ورنہ پایا پہر ہوت رعد آواز پیش خیمے کر جانب ملک خاور روانہ ہوا بعد روانہ ہونے پہر ہوت رعد آواز کے طیمور نے خورشید زرین قبا اپنے پرورش کنندہ کو جانب شہر زرینہ روانہ کیا اور فرمایا کہ اب آپ اپنے ملک مین جا کر قیام کیجیے ہم انشاء اللہ جب ظلمات تک عمل بٹھا لین گے اسوقت آکر آپ سے ملین گے خورشید زرین کمر دعا دیتا ہوا طیمور سے رخصت ہو کر جانب شہر زرینہ روانہ ہوتا ہے اور یہان شاہزادہ طیمور صید و شکار مین دل بہلاتا ہوا چندروز کی رہروی مین داخل ملک خاور ہوا پہلے قبرستان مین تشریف لائے شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم اور زمرد بن رستم کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر بہت روئے بعد اس کے قبر لیلی افروز و خورشید خاوری و رابعہ اطلس پوش ان سبہا کی قبرون پر فاتحہ پڑھتے ہوئے دار العمارت شاہی مین تشریف لائے جس وقت یہ خبر مشتہر ہوئی کہ بیٹا ایسے نوجوان کا پوتا قاسم عالیشان کا نہایت جاہ و حشم سے آیا ہے تو لوگ مشتاق دیدار ہو کر حاضر ہوئے نذرین گذرنے لگین طیمور نے حالات شہر دریافت کیے لوگون نے عرض کی جس وقت سے ارژنگ بن زمرد اور چہرنگ بن زمرد اس مقام پر آئے اور اس ملک کو خراب کر کے گئے اسوقت سے یہ ملک ویران ہی ہوتا چلا

گیا بہت لوگ بخوف جان فرار ہوگئے مجبور ہ گئے انھوں نے اپنا کوئی حاکم معین نہیں کیا کہ اگر یہ ملک کسی کے نامزد ہوگا تو جو کا فوج کرے گا وہ پھر اس ملک کی تاراجی کو ضرور آئے گا اب نہ یہاں فوج ہے نہ سپاہ نہ لشکر ہے نہ نشان نہ کچہریاں ہیں ہم لوگ گروہ گروہ ہوگئے ہیں آپس میں بیٹھ کے مقدمات فیصل کر لیا کرتے ہیں طہمورث نے کہا افسوس یہ اس شخص کا ملک ہے جس کے نام سے زمین کانپتی تھی آسمان تھراتا تھا آج وہ کس بے بسی سے زیر زمین سو رہا ہے بعد چند اشک شو نذر روح فاسم کرنے کے ان لوگوں سے کہا کہ اب تم اطمینان رکھو ہم تمھاری حفاظت کے واسطے دو لاکھ آدمیوں کا لشکر اور اپنا ایک رفیق خاص انتظام ملک کے واسطے چھوڑے جاتے ہیں یہ فرما کر شنگ بن طوفان دریا موج کو دو لاکھ سوار و پیدل سے یہاں کے انتظام کے لئے چھوڑا اور قبروں پر فاتحہ خوان اور مجاور معین کیے آراستگی مقابر کا انتظام کرکے یہاں سے کوچ کیا اور جانب قلعہ آفتاب نثار روانہ ہوئے اس ملک کی حالت کچھ اس سے زیادہ خراب پائی مالک ملک ملکوت شاہ لاولد مر چکا تھا اس بنا پر یہاں بھی کوئی حاکم معین نہ تھا بلکہ جمہوری انتظام تھا طہمورث نے یہاں بھی ڈیڑھ لاکھ آدمی چھوڑے اور ایک شخص کو اپنی جانب سے ناظم معین کرکے آپ جانب زرین آباد روانہ ہوا یہاں کی کیفیت بہ قدر ملک طہمورث کے آبائی تھے ان سب پر قبضہ حاصل کیا اور اپنی جانب سے حاکم معین کیے گو کہ لشکر طہمورث کے ساتھ بہت تھا لیکن بعد تقسیم ہونے کے آخر ایک لاکھ آدمی باقی رہ گئے اور بہ ہوشنگ رعد آواز رفیقوں میں رہ گیا کیونکہ داروغہ بارگاہ بھی اور افسر لشکر بھی ہے چونکہ متواتر سفروں سے کسل بڑھ گیا تھا لہٰذا طہمورث نے چند روز زرنجا باد میں قیام کیا اور فرمایا کہ دو ایک روز ٹھہر کر اب پردہ ظلمات کی راہ لوں گا اور نئے نئے ملک پیدا کروں گا اگرچہ سکندر ظلمات سے بے نیل مرام واپس آیا لیکن میں ان شاء اللہ چاشنی آبحیات ضرور چکھونگا ہوشنگ رعد آواز نے عرض کی کہ آپ صاحبقران زمانہ ہیں جو ارادہ کیجیے گا وہ خدا پورا کرے گا یہ تو سیر صحرا میں مصروف ہیں اور کسل برطرف کر رہے ہیں لیکن اول

دوکلمہ داستان خروج ضحاک خود پسند بادشاہ شہر تحالیہ کے بیان ہوتے ہیں غزل

اجل علاج دل بیقرار ہو جائے | جو اچھی طرح لحد میں فشار ہو جائے
کبھی تو دیکھ لو چشم ادا سے عاشق کو | کوئی تو تیر کلیجے کے پار ہو جائے
مٹے ہوئے ہیں ازل سے تری نگاہوں پر | ادھر بھی اک نگہ چشم یار ہو جائے
رکھیں وہ دست حنائی جو میرے سینے پر | ہرے ہوں زخم جگر اک بہار ہو جائے
نہ جانے پیر کے رندوں کو خالقہ میں شیخ | کبھی جو دختر رز سے دوچار ہو جائے
لگوں گے کان پہ بیٹھی ہوں نہ او بلبل | چمن میں نغمہ سرا تو ہزار ہو جائے
یقین ہے پھولے سماؤں نہ اپنے جامے میں | وہ گل گلے کا کسی دن جو ہار ہو جائے
جو دیکھ لوں میں پری تیرے ساتھ دشمن کو | یقین ہے سر پہ مرے جن سوار ہو جائے
لگے ٹھکانے یوں مٹی مری پس مردن | کہ سٹ کے تیری گلی کا غبار ہو جائے
منیر آپ سا پرہیزگار دو دن میں | یہ عجب ہو لیوں بادہ خوار ہو جائے

واضح رائے ناظرین باتمکین ہو کہ ضحاک شاہ ایک بادشاہ ہے کہ نہایت ظالم ہے اور نام لقا سے بے لقا مشہور عاشق ہے تصویر لقا اس کے پاس ہے اُسے دیکھا کرتا ہے اور رو رو کے اپنی حسرت بیان کیا کرتا ہے کہ یا خداوندا اگر میرے زمانے میں آپ ہوتے تو میں عالم جاودانی کے آپ کو ہرگز نہ جانے دیتا اور جس بہار و شہد دوں

آپ پر ظلم کئے ہیں اگر ان کو پاتا تو سزا پہونچاتا اسی ولولہ میں ایک دن اس نے مہتر نسیم باد پا سے عیار طرار
سے کہا کہ اگر تو کسی خدا پرست کو لاوے تو میں تجھے بہت اچھا انعام دونگا اور اس خدا پرست کو قتل کرکے اپنے
دل کی بھڑاس نکالوں گا مجھے یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس قسم کے بندے ہیں جنھوں نے خداوند پر ظلم کئے اور خداوند نے
بھی ان پر اپنا عذاب نازل نہ کیا یہ سنکے نسیم باد پا نے عرض کی کہ اے شہریار جن لوگوں نے کہ بڑے خداوند کو
آزار پہونچائے تھے ان میں سے تو اب کوئی بھی باقی نہیں ہے سب خانہ کعبہ گئے اور زمانہ اتنا ہوا کہ نہیں معلوم اب
وہ زندہ بھی ہیں یا نہیں ہاں اولاد ان کی بعض مقامات پر موجود ہیں اور مثل اپنے بزرگوں کے یہ لوگ بھی سرکش
ہوگئے ہیں بندگان خداوند کو آزار پہونچاتے پھرتے ہیں سنا ہے کہ اب زمانہ صاحبقران چہارم کا ہے اور وہ جانب
طلسم زلزلہ تشریف لے گئے ہیں مگر ہنوز راستے میں ہیں اگر حکم ہو تو انھیں میں سے جس کو پاؤں اُسے لے آؤں
ہرچند کہ اُن لوگوں کے ساتھ عمرو کی اولاد موجود ہے اُن پر قابو پانا سخت دشوار ہے لیکن خیر دیکھا جائے گا ضحاک
شاہ شود لہند نے کہا کہ تو جا اور جس طرح ہوسکے کسی نہ کسی کو گرفتار کرلا یہ سنکے مہتر نسیم باد پا نے چلنے کی تیاری
کی لیکن دو وزیر ہیں ضحاک کے کہ نام ایک کا عقیل سرکشتی اور دوسرے کا ضمیر اختر شناس ہے ضمیر نے عرض
کی کہ اے بادشاہ اسوقت تک بزرگوں سے یہی سنتے آئے ہیں کہ جس نے ان خداپرستوں کو چھیڑا گویا بھڑ کے چھتے کو
چھیڑا پھر جان و مال عزت و آبرو سب کا بچانا دشوار ہو جاتا ہے لہذا مناسب نہیں ہے کہ آپ بیٹھے بٹھائے ایک عذاب اپنی
جان کو لگالیں سنا گیا ہے کہ جب نوشیروان کے بیٹے خداپرستوں کے ہاتھ سے شکست کھاکے بھاگے ہیں اور اگر ملک
باختر میں پناہ گزین ہوئے ہیں تو صاحبقران اول نے یقطا سے کہلا بھیجا تھا کہ اگر تم ہرمز و فرامرز کو میرے سپرد
کردو تو میں چلا جاؤں مجھے تمھارے ملک و مال سے تعرض نہیں ہے خداوند نے نہ مانا اور آمادہ جنگ ہوگئے نتیجہ یہ ہوا
کہ خداوند کو بھی مثل ہرمز و فرامرز کے بھاگنا پڑا اور خداوند نے بھی جہاں جاکے پناہ لی وہ ملک بھی ویران ہوا آپ کو
اپنی سات لاکھ فوج پر چند سرداروں پر گھمنڈ ہے خداوند کے یہاں کیسے کیسے زبردست بندے جمع تھے مگر خداپرستوں
کے ہاتھ سے مارے گئے یا زیر ہوکر مطیع ہوئے آپ ارادہ سے باز رہئے ورنہ پچھتائیے گا یہ سنکے ضحاک شاہ
شود لہند نے کہا کہ اے ضمیر اختر شناس ایمان پرستے جان قربان ہے اگر خداپرست یہاں آئیں گے اور ہم نام خداوند
لے کر اُن سے لڑیں گے تو کیا خداوند ہماری امداد نہ کریں گے اگر ہم نے ایک خداپرست کو بھی مارا تو عاقبت بخیر
ہوگئی انجام درست ہوگیا اور اگر مارے گئے تو خدمت خداوند میں پہونچ گئے وزیر تو خاموش ہو رہا اور مہتر نسیم
باد پا بانا نے عیاری تن پر آراستہ کرکے پاسئے سناطری مارتا ہوا تلاش خداپرستان جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا
شہر سنگین سے راستہ طلسم زلزلہ کا شہر زرنگار باد سے ہوکے پڑتا تھا جس وقت مہتر نسیم باد پا شہر زرنگار باد میں
پہونچا تو دیکھا اس نے کہ ایک لشکر جمع ہے خیمہ سرا پا ہیں بس یہ رنگ دیکھکر اس نے رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت
اپنی ایک پیرمرد کی بنائی سپید داڑھی ناف تک لٹکتی ہوئی ایک بردی کنٹھا گلے میں پڑا ہوا اس ہیئت سے یہ عیار
مکار لشکر کی طرف چلا یہاں شاہزادہ طیمور شیر پرور ایک تالاب کے کنارے کھڑے ہوئے تھے پندرہ سولہ رفیق
ہمراہ تھے مہتر شاہور شیردل بھی موجود تھا طیمور اس تالاب کو دیکھ دیکھکر کہہ رہا تھا کہ نہیں معلوم یہ تالاب کس کا
بنوایا ہوا ہے وہ کونسا ایسا نفیس طبع تھا جس نے اس تکلف کا تالاب بنوایا ہے کہ تمام سیڑھیاں سنگ مرمر کی ہیں اور
کنارے تالاب کے جو عمارت بنی ہوئی ہے اس پر پچہ کاری کی ہوئی ہے کسی وقت میں مالک تالاب کنارے اس کے
بیٹھتا ہوگا اور آج مالک اس کا زیر زمین سورہا ہے تالاب ہمہ تن چشم پر آب ہے اپنے مالک کو نگاہ حسرت سے دیکھتا ہے مگر
نہیں پاتا ہے افسوس دنیا بھی عجب مقام عبرت ہے یہ چندروزہ زندگی کے واسطے انسان کیا کچھ نہیں کرتا ہے لیکن مال دنیا
کچھ کام نہیں آتا ہے بقول شاعر ع ، سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے ، اے شاہور اگر کوئی مرد

مسدود ہوتا تو اُن سے دریافت کرتے کہ یہ تالاب کس کا بنوایا ہوا ہے یہی باتین ہو رہی تھین کہ سامنے سے ایک مرد پیر پریشان
سیاہ پوش و دراز نمودار ہوا طہمورث نے کہا کہ اسے بلا لو یہ مرد فقیر ضرور جانتا ہوگا اس لئے کہ مسن ہے شاہور قریب آیا اور کہا
کہ شاہ جی اس طرف آئیے ہمارے آقا آپ کو بلاتے ہین فقیر نے کہا کہ بابا بادشاہون کو فقیرون سے کیا کام ہے شاہور نے کہا
کہ کچھ تو کام ہے جو تمھین بلایا ہے فقیر نے کہا کہ اچھا بابا تیری خوشی یہ کہتا ہوا قریب آیا اور پکارا کہ یا اللہ شاگردان شاہور نے
ہنس کے کہا کہ مدد اللہ درویش نے ہنس کے کہا کہ تم بھی کسی مرشد کے بالکے ہو چکے ہو طہمورث نے کہا کہ شاہ صاحب
آپ کا نام کیا ہے اور مسکن کہان ہے درویش نے کہا کہ بابا مجھکو مردان شاہ کہتے ہین اور مسکن کو پوچھو سو فقیرون کا کیا کوچ
اور کیا مقام جگہ پائی جس جا ہوئی رہ رہے آج اس صحرا مین کل اُس دشت مین کبھی کسی پہاڑ پر رات گذار دی کبھی کسی گانون
مین کبھی کسی شہر مین فقیر کی تو پھیری رہتی ہے طہمورث نے کہا سن آپ کا کیا ہوگا درویش نے کہا بابا کوئی تین سو برس کا سن ہوگا
دو چولے بدل چکا ہون اور اب یہ چولا بدلنے والا ہون اس لئے کہ یہ چولا پرانا ہوگیا ہے طہمورث نے کہا کہ اس تمام عمر مین اس
صحرا کے کتنے پھیرے ہوئے فقیر نے کہا کہ پچاس پچاس برس بعد ایک ایک پھیرا اس طرف کا ہو چکا ہے یہ چوتھا پھیرا ہے طہمورث
نے کہا کہ پہلے پھیرے مین آپ نے یہان کیا دیکھا تھا درویش نے کہا کہ بابا یہ مقام صحرا نہ تھا بلکہ نہایت آباد تھا اور یہ تالاب
وسط شہر مین واقع تھا اور یہان کے فرمانروا سلیم شاہ نے بنوایا تھا اب سلیم شاہ کی قبر کا بھی پتہ نہین ؎ یک
گردش چرخ نیلوفری ، نہ نادر بجا ماند و نے نادری ، دوسرے پھیرے مین یہان کسی اور فرمانروا کی عملداری تھی اُس کا نام
مجھے یاد نہین تیسرے پھیرے مین مسلمانون کا دور دورا تھا چوتھا پھیرا آپ کے سامنے ہوا یہ سنکے طہمورث نے کہا کہ آج ہمارے
ہی یہان قیام کرو درویش نے کہا کہ حضور اپنے نام نامی و اسم گرامی و خاندان سے آگاہ فرمائین تاکہ آپ کا نام بھی مین اپنے
دل پر نقش کرلون طہمورث نے کہا کہ مجھکو طہمورث شیر پرور بن ایرج بن قاسم بن عظیم شاہ بن امیر حمزہ اول کہتے
ہین میرے بزرگون کی تلوار سے عالم کانپتا تھا درویش نے کہا کہ اس مین کیا شک ہے اور آپ کے تیور بھی ویسے ہی ہین
دل مین کہا کہ یہ اچھا شکار ہاتھ لگا لیکن عیار اس کا نہایت چالاک ہے دیکھیے جو اس کے ہوتے ہماری چل بھی جاسکے یہ سوچ
خاموش ہو رہا طہمورث نے اس کو اپنے خیمہ مین جگہ دی اتنے مین شام ہوگئی داروغہ ارباب نشاط حاضر ہوا اور عرض کی کہ
کچھ شغل منظور ہو تو طائفے حاضر ہون فرمایا کہ نہین آج کچھ طبیعت کسل مند ہے داروغہ ارباب نشاط تو سلام کرکے چلا گیا
طہمورث درویش سے ادھر اُدھر کی باتین کرتا رہا اتنے مین دسترخوان بچھایا گیا شاہور نے درویش کے ہاتھ دھلوائے انواع
واقسام کے طعام لذیذ دسترخوان پر چنے گئے طہمورث نے درویش سے کہا کہ کھانا کھاؤ درویش نے عرض کی کہ بابا مین تو ترک
لذات کرچکا ہون مجھے اس نعمت سے کیا کام ہے طہمورث نے کہا کہ دعوت کے کھانے کا حساب پرسش پروردگار نہین ہوتا
ہے درویش نے طہمورث کے اصرار سے کھانا کھایا جب ہاتھ منھ دھوکے فراغت ہوئی تو اور کچھ ادھر اُدھر کی باتین رہین جب
کوئی پہر رات گئی رفقا سلام کرکے رخصت ہوگئے طہمورث نے درویش سے کہا کہ چاہئے میرے ہی خیمہ مین سو رہیے
اور کہین درویش نے کہا کہ بابا تجھے تو یہ تالاب بہت پسند ہے مین اسی کے کنارے رات بسر کرون گا کچھ کوڑا کرکٹ
بٹور کے آگ روشن کرلون گا طہمورث نے کہا کہ اے شاہور کچھ لکڑیان بھجوا دو اور جو سامان درویش قبول کرے
وہ اس کے لیے فراہم کردو شاہور نے پوچھا کہ کوئی راوٹی استادہ کرادی جائے یا قلندری درویش نے کہا کہ بابا قلندر
کو قلندری سے کیا کام ہے ہمارا خیمہ آسمان اور فرش زمین ہے بس تھوڑی سی لکڑیان بھیجو جو رات بھر جلنے کو کافی ہون
صبح کو یہان سے کوچ ہوگا کل شام خدا جانے کس جنگل مین ہو شاہور نے کچھ لکڑیان بھجوا دین مردان شاہ نے ہوا کا
رخ دیکھکر کنارے تالاب کے آسن جمایا اور لکڑیان سلگا کے تاپنے لگا گرد خیمہ شاہزادہ طہمورث شیر پرور کے چوکی پہرہ
قائم ہوگئے آوازین بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند ہوئین تین پہر رات شاہور اسی مقام پر موجود رہا جب
پہر رات باقی رہی تو شاہور نے پہرے والون سے کہا کہ تم ہوشیار رہنا جنگل کا واسطہ ہے مین بادشاہ کی خبر لینے

جاتا ہون کہ وہان کی کیا حالت ہے پہرہ درست ہے یا نہین پہرہ بردارون نے کہا کہ ہم ہوشیار ہین آپ اطمینان رکھیے
شاہور نے خیمے سے نکلکر دیکھا تو فقیر بدستور یا واللہ حق اللہ کر رہا ہے بس شاہور مطمئن ہو کر جانب بارگاہ حسین کجکلاہ
روانہ ہوا یہان دیکھا تو شاگردان شاہور جمع ہین دور شراب کا چل رہا ہے شاگردون نے جو استاد کو دیکھا بلا کے
بٹھا لیا اور جام شراب الصالحین حاضر کیا شاہور بھی بیٹھ گیا کہ خیر کچھ کسل ہے برطرف ہوگا پہر رات کی ہوشیاری
اور چاہیے یہ بیٹھکر جام پینے لگا اتنے مین وقت نماز صبح کا آگیا اس نے وضو کیا کہ نماز بھی پڑھ لون تو چلکر شاہزادے کو
جگاؤن یہ تو یاد خدا مین مصروف ہوئے لیکن مہتر نسیم یاردیا جو فقیر بنا ہوا تھا شاہور کے جاتے ہی اس نے آگ پر
دارو ے بیہوشی چھڑکنا شروع کی اور ہوا سے دھوان اس کا منتشر ہوا جس قدر پہرے والے تھے ان کے دماغ مین
ایسی خوشبو پہونچی کہ درود پڑھنے لگے ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ نہین معلوم کس پاک روح کا ادھر گذر ہوا ہے جو ایسی
خوشبو چلی آتی ہے انھون نے اور اوپر کو سانس لیکے سونگھنا شروع کیا دم بھر مین سب کے سب بیہوش ہوگئے
اب یہ مکار اپنے مقام سے اٹھا اور قریب مسہری طہمورث کے آیا دیکھا کہ شاہزادہ بیہوش پڑا ہوا ہے بس اس نے جلدی سے
چادر عیاری کمر سے کھولی اور پشتارہ باندھ کے پشت پر لگایا ڈھائی گرہ عیاری کی سینے پر لگا کے خنجر برہنہ کمر مین رکھا
اور یہین تالاب کی طرف سے نکلکر سوچا کہ اگر سیدھا اپنے ملک کی راہ لیتا ہون تو شاہور پوتا عمرو کا ہے مجھے پکڑ کے
مار ڈالے گا اس سے چال کرنا چاہیے بس اگر اس کو مشرق کی طرف جانا تھا تو یہ مغرب کی طرف چل کھڑا ہوا اور کچھ
دور جا کے وہان سے جنوب کی طرف روانہ ہوا کوئی کوس بھر تک ادھر بھی چلا گیا بعد اس کے جانب شمال چل کھڑا
ہوا جب ادھر بھی کوس ڈیڑھ کوس نکل آیا تو ایک دریا چھوٹا سا ملا دریا کو پھاند کے اس طرف آیا اور اب یہان سے
اس نے شہر صفاکیہ کا رخ کیا اور پایہ شاطری مارتا ہوا جلدی جلدی روانہ ہوگیا یہان شاہور نے جو نماز سے فراغت
کی تو جلدی سے خیمہ شاہزادہ طہمورث کے قریب آیا دیکھا کہ جس قدر پہرہ دار ہین سب بیہوش پڑے ہوئے ہین
شاہور نے آواز دی جب بھی یہ لوگ نہ چونکے اب شاہور نے تالاب کی طرف دیکھا تو فقیر کو بھی نہ پایا اتنے سے وحشت
ہوئی جلدی سے خیمہ مین آیا دیکھا تو طہمورث فرش خواب پر نہین ہے بس اس نے سر پیٹ لیا کہ غضب ہوا یہ فقیر نہ تھا
بلکہ عیار تھا خیال جو کیا تو پشتارہ بھی لگا ہوا پایا بس اس نے جلدی جلدی جو لوگ بیہوش تھے ان کو ہوشیار کیا اور کہا کہ
مین تلاش مین اپنے آقا کی جاتا ہون تم جا کے بادشاہ سے عرض کر دینا کہ تاوقتیکہ کوئی خبر شاہزادہ کی نہ ملے آپ اس جگہ
قیام فرمایئے گا یہان سے کہین نہ جایئے گا یہ کہکر اس نے بھی باہتھائے عیاری تن پر آراستہ کیے اور نشان قدم دیکھتا
ہوا روانہ ہوا چلتے چلتے ایک درخت تک تو وہ نشان محسوس ہوئے پھر دیکھا تو آگے کوئی نشان نہین اب تو
شاہور حیران ہوا کہ کدھر جاؤن چارون طرف تلاش کرنا شروع کیا کہ کہین چھپا تو نہین گیا ہے اسی طرح ڈھونڈتے ڈھونڈتے
پھر ایک جگہ سے نشان قدم معلوم ہوئے شاہور نے اس طرف کی راہ لی کچھ دور جا کر پھر نشان معدوم ہوگئے اب
شاہور اور حیران ہوا کہ کدھر جاؤن کیا یہ پھر پھر کے لشکر ہی مین چلا آیا ہے پھر ادھر ادھر دوڑ کے نشان قدم تلاش
کرنے لگا کچھ دور جا کے جانب شمال پھر نشان قدم محسوس ہوئے پھر شاہور چل کھڑا ہوا چلتے چلتے جس وقت کنارے
دریا کے پہونچا تو پھر نشان معدوم ہوگئے اب شاہور نے ہر چند ادھر ادھر دوڑ کے نشان تلاش کیے مگر کہین نشان نہ پایا آخر
مجبور ہو کے ایک درخت کے نیچے بیٹھکر سوچنے لگا کہ اب کیا فکر کرون بیٹھے بیٹھے خیال مین آیا کہ دریا کے اس پار چل کے بھی
دیکھنا چاہیے جب دریا کو پھر کے اس پار آیا تو دیکھا کہ پھر نشان پا معلوم ہوتے ہین اب شاہور بھی نہایت تیزی سے مانند باد
صرصر کے تعاقب مین نسیم یاردیا کے روانہ ہوا ادھر بادشاہ جو خواب سے بیدار ہوا تو لشکر مین غوغا پایا پوچھا کیا ہوا لوگون
نے عرض کی کہ شاہزادہ کو کوئی چرا لے گیا شاہور شیر دل تلاش مین گئے ہوئے ہین اور کہہ گئے ہین کہ آپ یہین قیام پذیر
رہین جب تک مین واپس نہ آؤن یا کوئی خبر شاہزادے کی نہ معلوم ہو حسین کجکلاہ نہایت پریشان ہوا لیکن بر ہوت

رعد آواز کی رائے کے موافق جا کر شہر زرنجاباد میں قیام کیا اور بہ چوٹ رعد آواز نے ہرکاروں کو چار جانب روانہ کیا اور آپ چند ہزار آدمی اپنے ساتھ لے کر اسی تالاب کے کنارے قیام پذیر رہا اب ان لوگوں کو تو انتظار میں چھوڑا جاتا ہے یہاں

چند کلمہ داستان مہتر نسیم بادپا عیار ضحاک کے بیان ہوتے ہیں

غزل برآغاز داستان

کس طرح حسرتوں کو نکالوں میں ایخدا
حسرت بھری نگاہ کوئی دل لگی نہ ہو
پھر کے دیکھنے کی ادا لوٹ لے گئی
شوخی بھی کوٹ کوٹ کے جس میں بھری نہو
ساقی نے آنکھ دل کی طرف سے جو پھیر لی
اے دل ذلیل تیری کہیں خودسری نہو
ہم سخت جان ہیں اس کو بھی پرکھا ہے
گم گشتہ دل پر آج مصیبت پڑی نہ ہو
ہونے دو پہلے جلوے کے دل محتسب کباب
فانوس دل میں شمع تجلی جلی نہ ہو
رہ رہ کے گدگدائی ہے دل میں کوئی خلش
میرے لباس تن میں تری بو بسی نہو
تمنا دا آنسوؤں سے سینچتے ہو تم

اے جذب دل جو تیری طرف سے کمی نہو
وہ چاہتے ہیں خانۂ دل میں کوئی نہ ہو
دل کی تڑپ کے ساتھ جگر کو ہے اضطراب
شہلائی آنکھوں میں نگہ دلبری نہو
آہیں ذلیل ہیں کہ اثر کچھ نہ کر سکیں
اس شیشے میں کہیں مے حسرت بھری نہو
عاشق حضور کا ہوں یہ کیوں پوچھنے لگا
تیغ نگہ جو سان پر اپنی چڑھی نہو
ممکن نہیں کہ سیر ہو مال و متاع سے
اے رند تجھ پہ بادہ کشی کی کمی نہو
کیوں کھو گئی کہ اٹھ نہیں سکتی کسی طرف
یہ دل لگی کسی نگہ شوخ کی نہ ہو
ہم پر یہ ظلم ہے قسم خون [illegible]
شاخ نہال غم ہے کہیں یہ ہری نہ ہو

آتے ہی بن پڑے اشعار تاخیر بھی نہ ہو
ممکن نہیں کہ دل نہ بھر آئے حضور کا
ان دوستوں سے حق میں مرے دشمنی نہو
وہ بھی ہے کوئی دلبر و دلدار و دلفریب
اے آنسوؤ تمہاری کہیں اب ہنسی نہو
ناصح کی ضد سے تو نے جو آفت مچائی ہے
سازش فلک کے ساتھ کہیں آپ کی نہو
رہ رہ کے میری آنکھوں سے آنسو نکلتے ہیں
جب تک کہ آدمی کی طبیعت غنی نہ ہو
سودائے عشق میں نہیں آثار ہے دود آہ
میری نظر کسی کی نظر سے لڑی نہ ہو
کیوں رنج ہے میرے سینے میں کچھ بھی ہے تو قوت
ہو جوش بہار میں بھی اگر میکشی نہو

راوی بیان کرتا ہے کہ مہتر نسیم بادپا نہایت احتیاط کے ساتھ پشتارہ شاہزادہ طیہور کا لئے ہوئے تیسرے روز اپنے شہر میں پہونچا یا ضحاک شاہ اپنے دربار میں بیٹھا ہوا تھا کہ دروازہ بارگاہ سے مہتر نسیم نمودار ہوا اور پشتارہ لا کر سامنے بادشاہ کے رکھ دیا اور کھڑے ہو کر بیان کیا کہ حضور کے اقبال سے اس شخص کو لایا ہوں جو نسل رستم زمان علامہ شاہزادہ جوان ہے لیکن پہلے اسے اسیر غل و زنجیر کر لیجیے اس کے بعد میں ہوشیار کروں اس سے پوچھیے ضحاک شاہ نے خوش ہو کے آہنگروں کو بلایا اور شاہزادہ کو اسیر غل و زنجیر کر کے سامنے اپنے طلب کیا نسیم بادپا نے شاہزادہ کو ہوشیار کیا طیہور کی آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک دربار میں پایا اور اسیر غل و زنجیر دیکھا سمجھا کہ میں خواب عجب دیکھ رہا ہوں مہتر نسیم نے کہا کہ اے جوان یہ خواب نہیں بلکہ عین بیداری ہے آگاہ ہو کہ یہ تو دربار میں ضحاک خودپسند کے ہے اور میں نسیم بادپا عیار ہوں فقیر تجھے گرفتار کر کے لایا ہوں بڑے دعوے تیرے عیار کو بھی تھے لیکن مجھے پہچان نہ سکا غیر اس وقت تیرا برابر آ ہو بیٹھا جو کچھ کہنا ہو بادشاہ سے کہہ لے یہ سن کے طیہور کو افسوس ہوا کہ میں نے بڑا دھوکا کھایا خیر اب تو آپ نے جو کچھ قسمت دکھائے گی وہ ہوگا ضحاک شاہ نے کہا کہ حال اپنا بیان کر کہ تو کون ہے اور تو نے بندگان خدا وند لقا کے ساتھ کیا کیا ظلم کئے کہا کہ میں تو لقا کے زمانے میں نہ تھا لیکن افسانے اس مردود کے سنے ہیں میرے بزرگوں نے لقا کو خوب ٹھیک بنایا تھا میرے جد نامدار شاہزادہ خاور سیاہ مالک قاسم نے خود لقا سے مقابلہ کیا اور اتنے شبخون مارے کہ لقا کو بدحواس کر دیا ملک فرعونیہ تک لقا کی جان نہ چھوڑی آخر گرفتار کر کے لقا کو تیرباران کر دیا اور میں نے اپنے زمانے میں ساریق ملعون برادر لقا کو دیکھا دو سردار جو ساریق کے لشکر میں سربرآوردہ تھے دونوں کو میں زیر کر لایا اور اپنا مطیع کیا یہ سن کر ضحاک خودپسند کو غصہ آیا اور کہا کہ تو قابل اس کے ہے کہ تجھے بھی قتل کیا جائے [illegible]

نسیم گرد یا اس کو لے جا کل مین اسے قتل کرون گا یہ سنکے ضمیر اختر شناس وزیر نے عرض کی کہ اے بادشاہ تجھے
اس شخص کے حسن و جمال پر بھی رحم نہین آتا ارے یہ وہ لوگ ہین جن پر خداوند بھی رعایت کرتے رہے اور کبھی غضب
اپنا نازل نہ کیا انتہا یہ ہے کہ خود دنیا سے چلے گئے لیکن ان لوگون کا قتل گوارا نہ کیا تو دیکھتا ہے کہ ایسے حسین کہین دنیا
مین پیدا ہوتے ہین اور ساتھ حسن کے شجاعت عدالت سخاوت سبھی وصف تو ہین یہ سنکے ضحاک کا دل بھی کانپ
گیا کہا کہ پھر اے وزیر خوش تدبیر کیا کرنا چاہیے اس کا رہا کر دینا بھی اچھا نہین اور اگر قید رکھتا ہون تو کوئی امداد گار اس کا
پیدا ہوگا اور رہا کر لیجائے گا نسیم گرد یا نے کہا کہ اگر یہ قید رہا تو واقع مین رہا ہو جائے گا اس کا عیار عمرو کا پوتا بلا ہے
ہر وہ آتا ہی ہوگا اسوقت ضمیر اختر شناس نے کہا کہ اے ضحاک شاہ آپ کے ملک مین جو دریائے کابل ہے آج کل اُسکی
یہ حالت ہے کہ دن کو تو وہ بہا کرتا ہے اور رات کو بسبب سردی کے جم کے برف ہو جاتا ہے لہذا کل کچھ دن رہے اس
قیدی کو ایک ناؤ پر سوار کر کے دریا مین بہا دیجیے جس وقت یہ بہ کے بیچ دریا مین پہونچ جائے گا اتنے عرصہ مین شام
ہو جائے گی اور دریا جم جائے گا رات بھر کی سردی اس کے ہلاک کر ڈالنے کو کافی ہے یہ رائے ضحاک نے پسند
کی اور طیہور کو داروغہ زندان کے سپرد کیا جب دوسرا دن ہوا تو بادشاہ سوار ہو کر کنارے دریائے کابل
کے آیا اور لوگ طیہور کو بھی لائے اور کشتی پر بٹھا دیا اور بہا دیا کشتی بہتی ہوئی چلی طیہور نے کہا او ملعون نامرد معلوم
ہوا کہ تو انتہا کا بزدل ہے ارے لطف تو یہ تھا کہ دو لاکھ آدمیون کا محاصرہ کرا دیا ہوتا اور قید میری کاٹ دی ہوتی
اسوقت اگر کوئی مجھے گرفتار کر لیتا تو مین اس پر آفرین کرتا اگر افسوس ہے تو یہی ہے کہ جس طرح جی چاہتا تھا اُس طرح موت
نہ آئی لطف یہ تھا کہ چارطرف سیکڑون لاشین ہوتین بیچ مین ہماری لاش بھی ہوتی اور اس صورت سے مرنا کہ برف
مین اینٹھ کے رہ گئے قابل عبرت ہے مگر خیر جو مرضی معبود ہمارے مقدر مین یہی تھا کہ ایسی جگہ مرین کہ نہ گور و کفن نصیب
ہو نہ کوئی عزیز قریب پاس ہو یہ کہتے ہی رہ گئے کشتی بہ کے خدا جانے کہان سے کہان پہونچ گئی دیکھنے والون کو بھی
طیہور کی حسن و جوانی کا نہایت افسوس ہوا بادشاہ تو پلٹ کے ایوان شاہی مین آیا اور اس خوشی مین کہ بہت
بڑے شخص کو مین نے دریابرد کیا جشن خوشی منعقد کیا اور اپنے عیار کو خلعت پر زر دے کر مرغ زرین بنا دیا کہ تو نے
بڑا کام کیا لیکن حال شاہزادہ طیہور شیر پرور کا سنیے کہ یہ کبھی جانب فلک دیکھتا ہے کبھی جانب تحت سوا پانی کے
کچھ نظر نہین آتا کشتی ہوا کے زور مین بہتی ہوئی چلی جاتی ہے اب جون جون آفتاب قریب غروب آتا جاتا ہے سردی بڑھتی
جاتی ہے پانی کی روانی مین فرق آتا جاتا ہے طیہور کی مایوسی بڑھتی جاتی ہے اپنے حال پر خود افسوس کرتا ہے کہ ہم ایسا بدنصیب
بشر بھی کوئی نہوگا زندگی بھر باپ کا ورثہ پایا کس جاہ و تجمل سے زندگی بسر کی لیکن آخر وقت ان کا ورثہ ملا کہ کوئی
دوست دشمن نظر نہین آتا اُن کو اسی عالم بیکسی مین صحرا کی موت آئی ہمین دریا کی اُن کو درندے کھا گئے ہمین نہنگ
اور سوفس کھا لین گے یہ تصور کر کے رونے لگا لیکن صاحبان اقبال کا خدا نگہبان ہوتا ہے بقول شاعر ہندی جو وہا

جا کو راکھے سائیان مار نہ ساکے کوئے | بال نہ بیکا کر سکے جو دو جگ بیری ہوئے

لیکا یک جانب شمال سے ابر اٹھا اور
ہوا بدلی کشتی پانو سامنے بہتی چلی جاتی تھی پانی کنارے کی طرف بہتی چلی آئی واحد ہین وہ ٹکڑا ابر کا ہوا کے ساتھ نکلا
چلا گیا اور کشتی آ کر کنارے سے لگ گئی گویا وہ ٹکڑا کشتی کا بادبان تھا اور ہوا بادمراد تھی طیہور جلدی سے ساحل پر اتر پڑا
اور جانب صحرا روانہ ہوا شام تو ہو ہی چکی تھی بھوک کے مارے طیہور کی حالت بری تھی پانون مین بیڑیان وغیرہ
نہ تھین کشتی پر بٹھاتے وقت دشمنون نے زیور آہن اتار لیا تھا صرف ہتکڑیان چھوڑی تھین طیہور نے ہتکڑیان توڑ کے
پھینک دین اور بنا سپتی کھا کر ایک درخت کے سایہ مین قرار لیا اب وہ وقت آ گیا کہ دریائے آسمان پر فورق ماہتاب
نمودار ہوئی اور کہکشان نے بادبان کھولا کشتی ماہ مشرق سے نمودار ہوئی جانب مغرب چلی اتنے ہی عرصہ مین اسقدر
سردی ہوئی کہ دریا مین موجین اٹھنا موقوف ہو گیا اور آب روان آب سطح معلوم ہونے لگا اور طیہور سے سردی کا

تحمل ہوسکا پس اس دانائے روزگار نے جلدی سے چند پتھر بڑے بڑے لاکر جمع کئے اور ان پر زور کرنا شروع
کیا جب پسینہ آگیا بیٹھ رہا جب پھر سردی معلوم ہونے لگی پھر پتھروں پر زور کرنے لگا کبھی تو پتھر اٹھا کر دور پھینکدیتا
تھا اور پھر دوڑ دوڑ کر اٹھا لاتا تھا اور کبھی ڈنڑ کرنے لگتا تھا کبھی کوئی پتھر اس زور سے پھینکا کہ بیچ دریا میں جا کے گرا
کبھی کسی درخت کو اکھاڑ کے پھینک دیا اسی حالت میں شب بسر کردی جب صبح ہوئی تو آفتاب عالمتاب نے افق
مشرق سے سر نکالا اور اوس دھواں بنکر اڑی پانی پگھل پگھل کے بہا وہ شور ہر طرف ہوئی طیمور نے ایک سمت کی
راہ لی لیکن یہ صحرا بہت بڑا تھا کوسوں شہریار پیادہ پا نکل گیا مگر بوئے انسان نہ پائی بلکہ اکثر مقامات پر جانور بھی نظر
نہ آتے تھے گھاس تک برف سے جل گئی تھی کسی کسی مقام پر کچھ کچھ درخت دکھائی دیجاتے تھے اسی طرح طیمور شیر پر زور
تمام دن سرگردان وحیران رہا نہ کسی بستی تک پہونچا نہ کوئی گاؤں نظر آیا آخر پھر ایک درخت کے نیچے تھک کے بیٹھ گیا
راستے میں جنگلی سیب اور ناشپاتیاں کچھ توڑلی تھیں انھیں کو کھالیا اور تیمم سے فریضۂ ظہر و عصر و مغرب کو ادا کیا شام ہوتے
ہی پھر اسی سردی کا سامنا ہوا یہ رات بھی طیمور نے اسی طرح ڈنڈ پیل پیل کے اور پتھر اچھال اچھال کے کاٹی صبح کو پھر
ایک جانب چل کھڑا ہوا آج کا دن بھی اسی طرح سرگردانی وحیرانی میں گذر گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہاں سے کوسوں تک
بوئے انسان نہیں ہے اور انسان ایسے مقام پر کیونکر رہ سکتا ہے جہاں دن کو گرمی اور رات کو اس قیامت کی سردی ہو
طیمور وہاں پھرتا رہا شام کو پھر کسی مقام پر پرندوں کی طرح بسر کی اسی حالت میں برابر نو روز طیمور کو گذرے
آج نویں دن قریب شام طیمور پھر اسی دریا کے کنارے پہونچا اگرچہ یہ مقام وہ نہ تھا جہاں طیمور دریا سے نکلا تھا
لیکن دریا وہی تھا طیمور حسرت سے دیکھ رہا تھا کہ کدھر جاؤں پھر شام ہوا چاہتی ہے اور کنارے دریا کے اور سردی
ہوگی لیکن جہاں جو گیا تو پاٹ اس مقام پر دریا کا کم ہے اور اس پار دریا کے دور سے سواد شہر سا معلوم ہوتا ہے کچھ نشانات
مکانوں کے پائے جاتے ہیں اور ایک بہت بڑی چار دیواری نہایت بلند کھنچی ہوئی ہے اور دروازہ پر جو گنبد ہے اسکا
عکس چمک رہا ہے طیمور غور سے اس طرف دیکھنے لگا اور دل میں کہنے لگا کہ ادھر بستی معلوم ہوتی ہے لیکن اس پار جائیں
تو کیونکر جائیں نہ تو کوئی کشتی ہے نہ پل ہے نہ دریا اس قدر ہے کہ پیر کے نکل جائیں یہ اسی سوچ میں تھا کہ دیکھا سامنے سے
ایک مور پنکھی نہایت تیزی کے ساتھ بہتی چلی آتی ہے طیمور اس کشتی کو دیکھکر کنارے دریا کے آگیا کہ دیکھا چاہیے
اس کشتی پر کون سوار ہے اور کدھر جاتا ہے لیکن واضح رائے ناظرین ہو کہ یہ کشتی ملکہ منیر روشن تن دختر ضحاک
شاہ کی ہے باغ اس کا یہاں سے قریب ہے یہ کشتی پر سوار ہوکر سیر دریا کو نکلی تھی اس طرف بھی آگئی دیکھا اس نے
کہ ایک مرد نوجوان نہایت حسین کنارے دریا کے مایوسی کے ساتھ کھڑا ہوا کشتی کی جانب دیکھ رہا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
ساحل مغرب پر ماہتاب غروب ہوا چاہتا ہے ملکہ کا دل پسیج گیا ماتحتوں سے کہا کہ کشتی ہماری کنارے پر لے چلو دیکھیں
یہ کون شخص ہے وزیرزادی نے عرض کی کہ اے ملکہ اس صحرا میں سوا مجرمان بادشاہ کے اور کوئی نہیں رہتا ہے اور یہ
یہ وہ وادی ہے جہاں رہنا بشر کا کام نہیں ہے جن لوگوں کو سزائے موت دینا ہوتی ہے اور قتل اُن کا منظور نہیں ہوتا ہے وہ
اس وادی میں چھوڑ دیے جاتے ہیں کوئی ہوگا آپ ادھر نہ جائیے ملکہ نے کہا کہ میں تو ضرور جاؤنگی باپ میرا
ظالم ہے مگر میں رحمدل ہوں مجھ سے نہیں دیکھا جاتا کہ کسی غریب پر ظلم ہو اور تو دیکھتی رہے کہ ایسے حسین مرد کہیں
پیدا ہوتے ہیں یہ اس لائق تھا کہ اس صحرا میں چھوڑ دیا جاتا اس سے تو دل کی ویرانی کے بسانے کا مزا تھا جسطرح
میں نے اور اکثر مجرموں کو رہا کر دیا ہے اسی طرح میں اسے بھی رہا کروں گی ماتحتوں نے عرض کی کہ اے ملکہ دن بھی کم
رہ گیا ہے ایسا نہو کہ پلٹتے وقت ساحل تک نہ پہونچ پائیں اور شام ہوجائے تو پانی جم جائے گا کشتی نکل نہ سکے گی اپنی جان
کے لالے پڑ جائیں گے ملکہ نے فرمایا کچھ ہی کیوں نہو میں اسے نکالونگی ضرور ماتحتیں تابع فرمان تھیں اب کیا
کہہ سکتی تھیں جلدی جلدی کشتی کو کھیتی ہوئی کنارے پر لائیں پاس سے جو ملکہ دیکھتی ہے تو اور بھی بیخود ہو گئی کہا

اے شخص تو کون ہے حال اپنا بیان کر طیمور نے کہا کہ انسان ہون اور کیا بیان کرون مثل مشہور ہے کہ پیری مین جوانی کا بیان
مفلسی مین تونگری کا بیان بیکار ہے اتنا ہو مرد فقیر صحرا نشین ہون ملکہ نے کہا کہ غیر یہ بات تو آپ کے چہرے سے ظاہر ہے کہ آپ کہین
کے رئیس ہین لیکن اب زیادہ باتون مین ہم بھی آپ کی طرح مبتلائے بلا ہون گے شام ہوا چاہتی ہے برف گرا چاہتی ہے اب آپ
کشتی پر بیٹھکر چلیے مکان پر پہونچکے اطمینان سے آپ کا حال دریافت کرین گے طیمور نے کہا اے نازنین خدا تیرا بھلا کرے کہ
مجھ پر رحم آیا تیرے شہر مین تو کوئی رحمدل مجھے نظر نہ آیا یہ فرماکر کشتی پر بیٹھ گئے ملکہ نے آنچل کی آڑ کر لی انکھیون سے دیکھتی
جاتی تھی وزیرزادی سمجھ گئی کہ یہ عاشق ہے خدا خیر کرے ملکہ نے ماہتون سے کہا کہ تمکو انعام دون گی جلد کشتی کو دوسرے
ساحل پر لے چلو اور اگر شام سے پیشتر تم نے کشتی نہ پہونچا دی تو سزا سخت دون گی ماہتون نے کشتی کو کہینا شروع
کیا بازو شل ہوگئے مگر بہت جلد کشتی کنارے پر لگے لگا دی کشتی مدد ساحل مغرب پر پہونچ کے غرق ہونے پائی تھی کہ یہ
کشتی ساحل مراد پر پہونچ گئی ملکہ نے ایک توڑا ماہتون کو انعام مین دیا اور وہان سے سواری لگی تھی ملکہ مرکب پر سوار ہوئی
نقاب چہرہ پر ڈال لی ایک مرکب پر وزیرزادی سوار ہوئی ایک مرکب جو ملکہ کی سواری سے زائد ساتھ رہا کرتا تھا اُس پر
شاہزادہ طیمور سوار ہوے اور اب یہ تینون سوار مرکبون کو اُڑاتے ہوئے چلے دیکھا طیمور نے کہ ایک چار دیواری نہایت
بلند ہے اور دروازہ اُس کا کھلا ہوا ہے ملکہ دروازے سے داخل باغ ہوئی یہان خواصون نے سب سامان درست کر رکھا
تھا ملکہ جیسے ہی آکر مسند پر جلوہ گر ہوئی شاہزادہ کو بٹھالا خواصون نے سامان میخواری مہیا کیا لیکن سبکی سب آپس مین سرگوشیان
کر رہی تھین کہ یہ جوان کون ہے لیکن پاس ادب سے لب نہ ہلا سکتی تھین ادھر ملکہ بار بار شاہزادے کی طرف دیکھتی تھی دل مین
پسی جاتی تھی وزیرزادی نے جام بھر کر شاہزادے کے پیش کیا ملکہ نے جام طیمور کے آگے بڑھا دیا طیمور نے کہا کہ اے
ملکہ شراب اچھی چیز نہین ہے اسے پیکر انسان ہوش مین نہین رہتا بقول شاعر ع ان انکھڑیون مین اگر نشۂ شراب آیا
سلام جھک کے کرونگا جو پھر حجاب آیا ۔ اسوقت تک تو تم مجھ سے شرم کے ساتھ باتین کر رہی ہو مجھے تمھارا لحاظ ہے کہ مین
تمھارا مہمان ہون جس وقت دونون بیخود ہوگئے اُسوقت یہ امتیاز جاتا رہیگا اور ہوش مین آنے کے بعد دونون کو پشیمانی
ہوگی ملکہ نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہین اور نہایت اپنے کردار پر مطمئن ہوئی اُسیوقت کشتیان شراب کی اُٹھوا دین اور کہا کہ
چونکہ سردی زیادہ ہے چائے لاؤ اُسیوقت چائے تیار ہونے لگی وزیرزادی نے کہا کہ اے شہریار یہ تو آپ کا چہرہ پکار رہا ہے
کہ آپ کسی ملک کے فرمانروا ہین لیکن صاف طور پر بغیر آپ کے بیان کئے ہوے معلوم نہین ہوسکتا کہ آپ کون ہین اپنے
نام نامی واسم گرامی سے آگاہ فرمائیے طیمور نے کہا کہ اے وزیرزادی مین گرشاسپ جہان ایرج نوجوان کا چھوٹا
فرزند ہون نام میرا طیمور شیر سر پرور ہے ملکہ نے کہا کہ شیر پرور کا مطلب مین نہین سمجھی طیمور نے اپنی پرورش پانے کی تمام
کیفیت ملکہ کے روبرو بیان کی ملکہ شان خلاق عالم پر تعجب کرنے لگی وزیرزادی نے کہا کہ سنا ہے کہ ایرج نوجوان شاہزادہ
خاور سپاہ لعل خفتان خونریز خاوری ملک قاسم کے فرزند تھے فرمایا ہان اور پردادا میرے عمر شاہ نوجوان
تھے وزیرزادی تو انگشت بدندان ہوئی کہ یہ سب دشمنان خداوند لقا ہین لیکن ملکہ نے کہا کہ اب اپنے یہان آنیکی
کیفیت بیان کیجیے طیمور نے کہا کہ اے ملکہ مین صحرائے زرنجا مین قیام پذیر تھا فوج سے علیحدہ مین نے خیمہ اپنا برپا کرایا
تھا کہ مجکو صحرائیت زیادہ پسند ہے ضحاک شاہ کا عیار گیا اور مجکو گرفتار کر لایا ضحاک عجب بزدل اور نالائق ہے کہ اُس نے
مجکو کشتی پر بٹھا کے دریا مین بہا دیا مگر میرا خدا میری حمایت پر تھا کہ کشتی کنارے پر آلگی ہوا پلٹ گئی مین کشتی سے اُتر کر
صحرا کی طرف روانہ ہوا تو روز سے اس صحرا مین سرگردان تھا آج قسمت کی خوبی سے تمھاری کشتی آنکلی اور تم رحم کھاکے
مجھے لے آئین وزیرزادی نے کہا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا ضحاک شاہ کو برا نکہیے اس لیے کہ وہ ملکہ کے والد ماجد ہین
اور آپ ملکہ کے ممنون احسان ہین طیمور نے کہا کہ جو جیسا ہوگا ویسا کہا جائیگا اُس کی نالائقی اُس کے ساتھ ہے اور
ملکہ کی نیکی ملکہ کے ساتھ ہے خیر اگر زندہ ہون تو دیکھا جائیگا اتنے مین چائے آئی ملکہ نے اسی طرح چائے پیش کی شاہزادے

نے جائے نوش فرمائی جب دور ختم ہوا تو ملکہ نے وزیرزادی سے کہا کہ ہمارے جانے کا وقت آگیا وزیرزادی نے
کہا کہ ملکہ دیر ہو گئی جلد تشریف لے چلیے بادشاہ بغیر آپ کے خاصہ نوش نہیں فرماتے ہیں شاہزادہ نے کہا کہ ملکہ کہاں جاؤ گی
ملکہ نے کہا کہ اے شہریار میں دن بھر باغ میں رہتی ہوں اور رات کو اپنے باپ کے پاس چلی جاتی ہوں کہ وہ بغیر میرے
کھانا نہیں کھاتے فرمایا کہ میں تو نہ جانے دوں گا یہاں جو میرا اکیلے جی گھبرائے گا تو کیا کروں گا ملکہ نے کہا کہ میں وزیرزادی
کو چھوڑے جاتی ہوں آپ اس سے چوسر وغیرہ میں دل بہلائیے گا شاہزادہ نے کہا کہ اسی کو شاید اپنے بدلے بھیج دو تم
میرے پاس بیٹھو ملکہ نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے بس اب دیر نہ کیجیے ایسا نہ ہو والد ہی گھبرا کے چلے آئیں تو غضب ہو جائے گا
ان کا قاعدہ ہے کہ جب مجھکو جانے میں دیر ہوتی ہے تو اکثر چلے آتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا کہ چلو اچھا ہے اگر وہ یہاں آگیا تو آج ہی
فیصلہ ہو جائے گا ملکہ نے کہا کیا خوب ہم تو تمہارے ساتھ یہ سلوک کریں تم ہمارے ہی باپ سے دشمنی کرو فرمایا اے ملکہ
میں دشمنی نہ کروں گا بلکہ یہ کہنا سمجھانے گا کہ بغیر وہاں جائے تم رہ نہیں سکتیں ملکہ نے کہا کہ تمہیں اپنے دین و مذہب
کا واسطہ اس بارے میں اصرار نہ کرو ورنہ تمہاری جان جائے گی میری رسوائی ہو گی فرمایا خیر تمہاری خاطر ہے صرف
تمہاری ہی رسوائی کو ڈرتا ہوں ورنہ میری جان تو سوا میرے خدا کے کوئی لے نہیں سکتا ہے یہ فرما کر مسہری پر لیٹ
رہے نو دن کے تھکے اور جاگے تھے سو گئے ملکہ سوار ہو کے جانب ایوان شاہی روانہ ہوئی جس وقت سامنے ضحاک
شاہ کے پہونچی سلام کیا ضحاک شاہ نے کہا کہ اے نور نظر آج تم نے بہت دیر لگائی میں آدمی کو خیر و عافیت
کے لیے روانہ ہی کرنے والا تھا ملکہ نے کہا کہ کیا عرض کروں میں آج دن کو سوئی نہیں شب کو بھی اچھی طرح نیند نہ آئی
تھی جاگی ہوئی تھی شام کو طبیعت سست ہو جانے سے لیٹ رہی لیٹتے ہی سو گئی اگر وزیرزادی نہ جگاتی تو یقین ہے
کہ اب بھی میں ہوشیار نہ ہوتی بادشاہ نے دسترخوان بچھوایا ملکہ تو شاہزادے کے ساتھ کھانا کھا چکی تھی کچھ تھوڑا سا بادشاہ کا
ساتھ دے کر اس نے ہاتھ کھینچا بادشاہ نے کہا کہ اس وقت تم نے کچھ کھایا بھی نہیں ملکہ نے کہا کہ جی ہاں اشتہا ہی نہیں ہے
بادشاہ نے کہا کہ پھر تم نے کیوں تکلیف کی کہلا بھیجا ہوتا ملکہ نے کہا کہ حضور تو میرا انتظار کریں اور میں حاضر ہو کے بھی عذر
نکروں بلکہ کہلا بھیجوں یہ کیونکر ہو سکتا تھا الغرض ملکہ نے شب کو تو یہیں آرام کیا لیکن آرام کہاں نیند نہ آئی اور تڑپ
تڑپ کے بسر ہوئی صبح کو اٹھتے ہی باغ کی جانب روانہ ہوئی ہنوز شاہزادہ بیدار نہ ہونے پایا تھا کہ یہ پہونچ گئی ادھر شاہزادہ
بیدار ہوا منہ ہاتھ دھویا حمام کیا لباس بدلا دن بھر ملکہ کے ساتھ سیر میں مصروف رہا شام کو ملکہ حسب معمول پھر چلی
طیمور کے خلاف گذرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ میں تو نہ جانے دوں گا ملکہ نے کہا کیا غضب کرتے ہو میرے باپ کو اگر معلوم
ہو گیا تمہاری جان نہ بچے گی وہ سات لاکھ فوج کا مالک ہے فرمایا کہ میں سات کروڑ سے بھی نہیں ڈرتا ہوں ملکہ نے
کہا کہ اچھا میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ آج شب کو میں کسی بہانے سے چلی آؤں گی واں نہ رہوں گی شاہزادے نے
ہاتھ چھوڑ دیا ملکہ روانہ ہو گئی اور جاتے ہی درد سر کا بہانہ کر کے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میں باغ میں چلی جاؤں آج
درد سر بہت ہے یہاں جی گھبراتا ہے بادشاہ نے کہا کہ جاؤ ملکہ اسی وقت سوار ہو کے باغ میں چلی آئی طیمور نہایت خوش
ہوا جب دو تین روز اسی طرح گذرے ایک روز طیمور نے کہا کہ اے ملکہ میرا عیار رہبر میری تلاش میں ضرور چلا ہو گا اگر
کہو تو میں جا کے اسے ڈھونڈھ لاؤں ملکہ نے کہا کہ تم کو شہر بھر جان گیا ہے اگر کسی نے بادشاہ سے اطلاع کر دی تو
غضب ہو جائے گا وہ تمہارے ساتھ میرے لہو کا پیاسا ہو جائے گا فرمایا کہ میں شہر کی طرف نہیں جاؤں گا بلکہ صحرا میں
اسے ڈھونڈھوں گا ملکہ نے مجبوری خاموشی اختیار کی شاہزادہ اسی وقت مرکب پر سوار ہو کے جانب صحرا روانہ ہوا
دور دور نکل گیا لیکن راستے سے نابلد راستہ بھول گیا پلٹتے وقت کہیں سے کہیں نکل گیا شام ہو گئی آخر ایک درخت
کے نیچے ٹھہر کر ادھر ادھر دیکھنے لگا حسب معمول اسوقت بادشاہ کی جانب سے حفاظت باغ کے لیے پیران شغران پانچسو
سواروں سے جا رہا تھا طیمور نے جو دیکھا کہ کچھ سوار جا رہے ہیں اور ملکہ کی زبانی بھی سنا تھا کہ شام کو میرے باغ کی حفاظت

کے لئے فوج شاہی آتی ہے خیال ہوا کہ شاید یہ لوگ اُسی طرف جاتے ہوں بس طیمور بھی اُنھیں لوگوں کے پیچھے پیچھے چل کھڑا
ہوا یہ لوگ باغ کے قریب جا کر چاروں طرف پھیل گئے اور بیژن سو سواروں سے دروازہ باغ پر قیام پذیر ہوا راستہ
رُک گیا اب انھوں نے خیال کیا کہ رسائی باغ تک بغیر لڑے بھڑے دشوار ہے اُدھر ملکہ پریشان پھر رہی تھی کہ وہ ظالم اسوقت
تک نہ آیا خدا جانے اپنے عیار کے ساتھ اپنے ملک کو چلا گیا یا کسی آفت میں مبتلا ہو گیا کیا ہیچ پڑا کہ اسوقت تک واپس نہیں
آیا اتنے میں رات ہو گئی اور پہرہ دینے والی فوج بھی آگئی اب تو ملکہ دیوانہ وار پھرنے لگی کہ خدا کرے وہ چلا ہی گیا ہو اسلئے
کہ اب اگر آئے گا تو مارا جائے گا یہاں ملکہ تو ہولیں کھا رہی تھی اور وہاں طیمور نے صحرا سے نکل کر باغ کا رخ کیا بیژن تیغزن
کی نظر پڑی اس نے للکارا کہ کون باغ کی طرف جاتا ہے جواب دیا کہ باغ کا مالک اور تیرا ملک الموت بیژن نے کہا کیوں
شامتیں آئی ہیں تو کون ہے نام اپنا بتا فرمایا نہیں جانتا اسم طیمور شیر پرور بس یہ سنتے ہی بیژن نے کہا کہ ارے مار لو اسکو
یہ تو وہی ہے جسے بادشاہ نے دریا میں بہا دیا تھا یہ یہاں کہاں سے آگیا لوگ گھوڑے کڑکا کے گرد آ گئے تلواریں کھینچ لیں ادھر
شاہزادہ نے بھی تلوار کھینچی اور حملہ کیا زیر دیوار باغ غوغا ہوا صدائے بگیر و بزن بلند ہوئی ملکہ بام قصر پر چڑھ گئی کہ دیکھوں
تو بیرون باغ یہ شور و غل کیسا ہے اب جو دیکھتی ہے تو طیمور اکیلا سیکڑوں سے لڑ رہا ہے جس پر تلوار ماری اس کے دو ٹکڑے
ہوئے بس یہ بیتاب ہو گئی وزیرزادی سے کہا غضب ہو گیا اب اس کی جان مفت گئی کہاں سے تو ہم بچا کے لائے تھے
اور اس نے یہاں مفت میں اپنی جان دی ملکہ تو گھبرا رہی ہے کہ کیا کروں لیکن وزیرزادی نے کہا کہ اے ملکہ پریشان
ہو جیئے اتنے سپاہی اس شیر دل کا کچھ کر نہیں سکتے ہیں دیکھے جائیے یہ دم بھر میں سب کو شکار کرے گا ملکہ نے کہا کہ ایسا
سورما چنا بھاڑ نہیں پھوڑتا ہے مثل مشہور ہے کہ ایک کی دوا دو یہ کس کس سے لڑے گا اور کسے کسے قتل کرے گا وہاں
بیژن نے جو دیکھا کہ اس نے تلوار کے نیچے سب کو دھر لیا ہے جس پر ہاتھ مارا اس کے دو ٹکڑے ہو گئے بیژن تیغزن
للکارا کہ او سرکش تو بلائے بد معلوم ہوتا ہے میں نے چاہا تھا کہ میں تجھ پر ہاتھ نہ اُٹھاؤں مگر معلوم ہو گیا کہ تو سوا میرے کسی کے
ہاتھ سے مارا نہ جائے گا خیر لاحرب بہادری کی اب تجھے زندہ سے جانے کی کوشش کرنا بیکار ہے بلکہ گرفتار کرنے کا خیال بھی عبث
ہے تو زندہ نہ ہاتھ آئے گا خیر تیرا سر کاٹ کے بادشاہ کو نذر دوں گا کہ اس نے اسی واسطے مجھ کو بلایا تھا یہ کہکر تلوار کھینچ کے سر پر
شاہزادہ طیمور کے لگائی طیمور نے وار اس کا پشت شمشیر پر روک کے جواب تیغ آبدار کا مارا یا تو تلوار سر پر جھکی تھی یا زمین میں
ڈوب کے نکلی بیژن تیغزن مع مرکب چار ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا لاش اس کی پھڑکنے لگی لوگ لاش اٹھا کر بھاگے وزیرزادی
نے آواز دی کہ بس ہو چکا اب یہاں آئیے ملکہ ہولیں کھا رہی ہیں شاہزادہ داخل باغ ہوا ملکہ نے اسیوقت تصدق اُتروایا اور
کہا کہ تم نے برا کیا اب راز فاش ضرور ہو گا فرمایا کہ پھر کیا ہو گا ایک دن مرنا ضرور ہے اگر قضا اسی بہانے آگئی ہے تو یہی سہی یہاں کی
تو یہ حالت ہے اور اب اُدھر کی سنیے کہ لوگ لاش بیژن کی اٹھائے ہوئے شور و غل کرتے ہوئے دروازہ بادشاہ پر آئے
ضحاک شاہ آواز فریاد و بکا سنکے محل سے باہر نکل آیا اور کہا کہ ارے کیا ہوا تم لوگ کیوں شور کر رہے ہو اُن لوگوں
نے عرض کی کہ اے شہریار جس شخص کو آپ نے دریا میں بہا دیا تھا وہ ملکہ کے باغ کی طرف جا رہا تھا نگہبانان باغ نے ٹوکا لڑائی
ہوئی سردار ہمارا بیژن تیغزن اُس کے ہاتھ سے مارا گیا ضحاک خود پسند تعجب میں آیا کہ یہ کیا ماجرا ہے وزیر سے کہا کہ یہ
خدا پرست مر کے بھوت بھی ہو جاتے ہیں جمہور اختر شناس نے کہا کہ خداوند نے بھی اکثر ان لوگوں پر اپنا غضب نازل کیا جہنم
میں پھنکوا کر جلوا دیا مگر یہ لوگ تو مرتے ہی نہیں ہیں ہم نے آپ سے نہ کہا تھا کہ یہ بھڑ کا چھتا ہے ان لوگوں کو نہ چھیڑیئے آپ نے
نہ مانا نسیم گرد پا نے کہا کہ دیکھیے میں جاتا ہوں اور ابھی خبر لاتا ہوں یہ کہکر نسیم گرد پا جانب باغ ملکہ مشیر روشن
تن روانہ ہوا وہاں شاہزادہ مسند پر بیٹھا تھا ملکہ پہلو میں تھی وزیرزادی سامنے دست بستہ حاضر تھی ناچ ہو رہا تھا کہ نسیم
بادپا صورت مالن کی بنا ہوا داخل باغ ہوا ڈالی پھولوں کی ہاتھ میں یہاں دیکھتا ہے تو اہا ہا ملکہ کے پہلو میں طیمور
بیٹھا ہوا ہے اس نے جا کر سامنے ڈالی لگائی ملکہ نے کہا تو کون ہے عرض کی کہ وہ جو آپ کے گھر کی مالن ہے وہ بیمار ہو گئی ہے میں

اُس کی ہو ہوتی میں نے سنا تھا کہ یہاں ناچ ہو رہا ہے جلسہ ہو رہا ہے حسب قاعدہ ڈالی لگانے کو حاضر ہوئی ملکہ نے اُسے انعام دلوا دیا یہ وہاں سے خدمت میں بادشاہ کے آیا اور عرض کی کہ آپ کی صاحبزادی پہلو میں اُس کے بیٹھی ہیں صحبت راگ رنگ کی ہے گستاخی معاف ہو سچ سچ کہنا ہمارا کام تھا ہم نے عرض کر دیا آگے حضور کو اختیار ہے یہ سُنکے رنگ چہرۂ ضحاک کا متغیر ہو گیا کہا کہ جاؤ ان دونوں کو گرفتار کر لاؤ نسیم گرد پا نے عرض کی کہ ملکہ تو جس وقت یہاں آئے اُسے آپ گرفتار کر لیجیے گا اور تیمور کو میں گرفتار کیے لاتا ہوں ضمیر اختر شناس وزیر نے عرض کی کہ اگر تو سچا ہے تو اب ملکہ نہ آئے گی نسیم گرد پا نے کہا کہ اگر نہ آئے گی تو پھر میں گرفتار کر لاؤں گا غرضکہ رات کو نو بجے تک حسب قاعدہ انتظار کیا جب ملکہ نہ آئی تو ضحاک نے نسیم گرد پا عیار سے کہا کہ اب تو جا اور دونوں کو گرفتار کر لا جبتک وہ دونوں اسیر ہو کے نہ آلینگے میں محل میں نہ جاؤں گا بادشاہ نے اہل دربار کو تو رخصت کر دیا آپ تنہا بیٹھا رہا اور نسیم گرد پا جانب باغ ملکہ روانہ ہوا جس وقت قریب باغ پہونچا کمند مار کر دیوار باغ پر پہونچا اور باغ میں اُتر کر ایک درخت کے نیچے کھڑا ہو رہا حسب اتفاق ایک عورت پیشاب کرنے کی غرض سے آئی نسیم دبے پاؤں اُس کے پیچھے پیچھے چلا وہ بیچاری پیشاب کرنے کو بیٹھی تھی اُس نے پشت کی جانب سے ناک مروڑ کے بیہوش کر دیا اور کسی گوشہ میں ڈال کر اوپر سے خشک پتے سمیٹ کے ڈال دیے اور آپ اسی عورت کی شکل بنکر آیا خواصوں میں مل کے کھڑا ہو رہا یہاں صحبت برخاست ہوئی ملکہ اپنی خوابگاہ میں گئی اور تیمور اپنی خوابگاہ میں آیا حسب اتفاق جس خواص کی شکل بنا ہوا نسیم گرد پا کھڑا تھا اُسی کی پکار ہوئی یہ حاضر حاضر کہتا ہوا دوڑا اور ملکہ کو پنکھا جھلنے لگا دو عورتیں چپی کرنے لگیں پس اس نے پنکھے پر عطر بیہوشی ملکے جھلنا شروع کیا دو تین جھونکوں میں یہ سب بیہوش ہو گئے پس اس نے ملکہ کا پشتارا باندھا اور وہاں سے چل کھڑا ہوا ملکہ کو تو لا کر بادشاہ کے سامنے ڈال دیا اور آپ وہاں سے پھر باغ میں آیا ملکہ کی صورت بن کر تیمور کی خوابگاہ میں آیا یہاں جو عورتیں باری پہ تھیں وہ ملکہ کی صورت دیکھ کر ٹل گئیں کہ معشوق کا عاشق پاس آنا دلیل اس کی ہے کہ تخلیہ ہوا چاہیے سب ہٹ گئیں بلکہ اپنے اپنے مقام پر جا کر سو رہیں یہاں نسیم گرد پا نے اطمینان سے تیمور کو بیہوش کیا اور پشتارہ باندھ کے چل نکلا صبح سے پہلے پہونچ گیا اور پشتارہ سامنے ضحاک شاہ کے ڈال دیا ضحاک شاہ نے پھر ان دونوں کو اسیر غل و زنجیر کرا کے ہوشیار کیا اور پہلے اپنی دختر سے مخاطب ہو کے کہا کہ یہ کیا حرکت تھی اُس نے عرض کی کہ یا ابا جان اصل تو یہ ہے کہ میں مسلمان ہو چکی اب میں آپ کے کام کی نہیں ہوں یا تو مجھے اس شخص کے ساتھ کر دیجیے ورنہ دونوں کو قتل کر والیجیے اور اگر اسے آپ نے قتل کیا اور مجھے رہنے دیا تو سمجھیے کہ پھر آپ کا کوئی دشمن نہ ہو گا آگے اختیار ہے ضحاک شاہ دختر کی باتوں پر تھرا گیا کہ ہماری پارۂ جگر اور ہمارے دشمن پر دم دیتی ہے ہمارے سامنے اس طرح کی گفتگو کرتی ہے اس نے کہا کہ مجھے یہی منظور ہے کہ اسی کے ساتھ تجھے بھی قتل کروں ایسی ننگ خاندان کا زندہ رہنا اچھا نہیں اب نسیم گرد پا سے کہا کہ ان دونوں کو لے جا کے قید کرو اور کل صبح کو میں انھیں قتل کروں گا نسیم گرد پا نے ایک پھول سونگھا کر ان دونوں کو پھر بیہوش کیا اور جانب زندان روانہ ہوا لیکن اب

داستان شاہ شیر دل کے بیان میں

اب عشق ہوا ہے مہربان پھر
سینے میں خلش سی ہو رہی ہے پھر
پھر ہے وہی جوش جوانی
پھر ہو وہی جگر کباب ہو گا
پھر چشم ہے خونفشان و خونبار

بیتاب ہے جان ناتوان پھر
پھر پہونچا ہے اب پیام الم کا
پھر بھا گئی اپنی زندگی
پھر جا پھنسینگے ہم کسی حسین کو
پھر چہرہ بنا ہے زعفران زار

پھر دل کو تپش سی ہو رہی ہے
پھر آنے لگا سلام غم کا
پھر دل شراب تاب ہو گا
پھر دیکھینگے جیب و آستین کو
پھر ناوک درد دل شکن ہے

پھر سینہ کا زخم خندہ زن ہے	پھر بھائی ہے دل کو سیر صحرا	پھر جی میں خیال ہے کسی کا
پھر کوچہ یار کی ہوس ہے	پھر گھر مرے واسطے قفس ہے	پھر عشق کا لطف دل کو بھایا
ہنستا یا میں اُبال پھر ہے آیا	پھر تمکو سفر کچھ ہے سوجھی	پھر خبر ہی نہیں ہے جان و جی کی

کہ یہ قالب میں تقسیم کر دیا کے چلا تھا آتے آتے شہر ختا لیہ پہونچا جہاں تک بھی زمین تھی وہاں تک تو پتہ سے کے نشان
بھولے اور جہاں سے کچھ سفر کیں آگئیں وہاں سے نشان پا نہ ملے لیکن اتنا پتہ چل گیا کہ شاہزادہ اسی شہر میں ہو بس
شاہپور شیر دل نے صورت اپنی ایک مرد مسافر کی بنائی اور لوگوں سے نام شہر کا اور مذہب بادشاہ کا دریافت کیا معلوم
ہوا کہ بادشاہ یہاں کا لقا پرست ہے اور نہایت متعصب ہے اُس نے کسی خدا پرست کو بلا کر پہلے تو دریا میں بہا دیا تھا وہاں سے
اُس کی دختر نکال لے گئی اب بادشاہ نے دونوں کو گرفتار کرکے حکم قتل دیا ہے آج ڈھنڈورا پٹا ہے کل صبح کو وہ دونوں
قتل ہوں گے اب یہ سوچا کہ وقت تا رسائی مشکل ہے شہر سے قریب ایک کوہ واقع تھا شاہپور نے کوہ پر جا کے تصویر لقا
نکالی اور رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگا کے صورت اپنی لقا کی بنائی وہی داڑھی وہی چشم و ابرو لیکن قد اس کا چھوٹا
تھا قد نہ بڑھا سکا اسلئے کہ لقا کا قد پندرہ گز کا تھا اور شاہپور کا قد کوئی دس گز کا تھا صورت لقا کی وہی
شخص بن سکتا ہے جو اتنا ہی قد رکھتا ہو یا معجزہ سے قد بڑھا سکتا ہو جیسے عمرو اول نے اکثر یہ عیاری کی ہے کہ معجزہ طلب کرکے
قد اپنا دراز کر لیا تھا الحاصل جب شاہپور صورت لقا کی بنا چکا تو پہاڑ کی گھاٹیوں میں جا بجا دہن اژدر دہن
شیر چہرہ فیل چہرہ کرگدن وغیرہ جا بجا جا سے لگا کر بالائے کوہ آکر آپ بیٹھا اور جو آشنا ورہ اس طرف سے
گذرا اُس کو آواز دی کہ اے بندہ من آگاہ باش کہ منم خداوند زمرد شاہ باختری جن لوگوں نے دیکھا انھوں نے شہر
میں جا کر اور لوگوں کو اطلاع کی کہ ایک شخص اس وضع اور اس قطع کا ہے اور وہ منم خداوند کے نعرے کرتا ہے لوگ مشتاق
ہو کے چلے اُن میں بعض ایسے بھی تھے کہ صورت لقا کی پہچانتے تھے تصویر دیکھی ہوئی تھی اور مقرب بادشاہ بھی تھے انھوں نے
صورت پہچانی اور جا کر بادشاہ سے اطلاع کی کہ نصیب آپ کے جاگے قسمت بیدار ہوئی خداوند نے دوبارہ آپ کے ملک
سے خروج کیا ہے بالائے کوہ تشریف فرما ہیں چل کر خداوند کو لے آئیے بس یہ سنتے ہی ضحاک شاہ مع ارکین دولت
جانب کوہ روانہ ہوا یہاں آکے جو دیکھا تو عجب تماشہ دیکھا کہ پہاڑ کی گھاٹیوں میں سے اژدر نہنگ پلنگ و فیل و
کرگدن وغیرہ جھانک رہے ہیں اور بالائے کوہ خداوند کھڑے ہیں بس یہ دیکھتے ہی ضحاک شاہ سجدہ کو جھکا
اور گڑگڑا گڑگڑا کر کہنے لگا کہ یا خداوند آپ تو عالم بالا کی سیر کو تشریف لے گئے تھے یہاں کب تشریف لائے لقا
نقلی نے کہا کہ تیری خوش اعتقادی کھینچ لے آئی ورنہ میں تو اپنے بندوں سے ایسا تنگ آیا تھا کہ یہاں سے چلا گیا
اس زمانے میں تو نے خداوند کو بہت یاد کیا خداوند کو تیرے حال پر رحم آیا میں اس غرض سے آیا ہوں کہ تیری مراد دل
بر لاؤں اگر تجھے خدا پرستوں سے قصاص لینا ہے تو خروج کر ہم تیرے ساتھ ہیں بس یہ سنتے ہی ضحاک خوش ہو گیا اور
کہنے لگا کہ یا خداوند میں نے ایرج کے فرزند کو تو اسیر کر لیا ہے لیکن ایک بڑی مصیبت ہے کہ دختر میری اُس پر عاشق
ہو گئی ہے اُس کے پیچھے اپنی جان بھی دیئے دیتی ہے آپ کسی طرح دل اُس کا طیہور کی طرف سے پھیر دیجیے لقا نے ہنس کے
کہا کہ میں نے اُس کو شیدا کیا ہے میں اُس کا دل پھیر دوں اے بیوقوف ضحاک اتنا تو نہیں سمجھتا کہ جن بندوں کی خاطر سے
ہم نے دنیا کو ترک کر کے ملک عدم میں رہنا اختیار کیا اُن کو تو مٹانا چاہتا ہے ارے اگر ان کا مٹانا منظور ہوتا تو کیا ہم نہیں
مٹا سکتے تھے ہم نے ان بندوں کو تمام عالم سے بہتر پیدا کیا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ ہمیں بھی نہیں ملتے اور طیہور کو تو نہیں
جانتا کہ اُس کے خون میں نور خداوندی شامل ہے باپ اُس کا نواسہ قدرت شاہ تھا خاص نور چشمہ قدرت ملکہ گیتی افروز
کے بطن سے پیدا ہوا تھا خداوند نے اپنی بیٹیوں کو تو ان بندوں پر فریفتہ ہی کر رکھا ہے تیری دختر کی کیا حقیقت ہے بہتر
یہ ہے کہ اپنی دختر کو اُنھی کے سپرد کر دیکھ ایک صفت اور ہماری خاص بندوں میں یہ ہے کہ کسی نامحرم عورت کو جانکر

اُس سے نکاح نہو لے ہاتھ نہیں لگاتے ہیں تیری دختر بھی ابھی تک جیسی تھی ویسی ہو گی طیمور نے اُسے ہاتھ بھی نہ لگایا
ہوگا میں اسی نصیحت کے واسطے آیا ہون ہان دل طیمور کا تیری طرف پھیر دون گا کہ وہ تیری اطاعت کرے گا اُس کے بعد
تو خروج کرنا یہ ایسا زور آور ہے کہ صاحبقران تک سے مقابلہ کرے گا اور کسی کی تو کیا حقیقت ہے کہ اس سے سامنا
کر سکے اس کے آجانے سے تیری سلطنت کو زور ہو گیا اُسوقت نسیم گرد پا نے عرض کی کہ یا خداوند یہ تو بتایئے
کہ قد آپ کا کیون مختصر ہو گیا یہ سنکے لقا نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی اور کہا کہ او بندۂ کم اعتقاد خداوند جتنا چاہین
قد کو بڑھا لین اور جتنا چاہین گھٹا لین تجھے رموز قدرت مین کیا دخل ہے جو ہمارا جی چاہتا ہے وہ کرتے ہین نسیم گرد پا
خاموش ہو رہا اور ضحاک نے گڑگڑا کے کہا کہ خداوند نے سرافراز کیا ہے تو شہر مین تشریف لے چلیے کہ آپ کے
قدمون کی برکت سے میرا شہر سرسبز و شاداب ہو گا لقا نے کہا کہ چل ہو تیری خوشی ضحاک شاہ نے تخت رواں
طلب کیا جسوقت تخت آیا تو لقا تخت پر سوار ہوا سب مع بادشاہ پیادہ پا تخت کے ہمراہ ہوئے شہر مین دھوم
مچ گئی کہ خداوند نے دوبارہ خروج فرمایا ہے اب ملک ضحاکیہ ہم پایہ ملک باختر ہو گیا بلکہ باختر سے بہتر ہو گیا کہ وہ پہلا خروج
خداوند کا تھا جو ملک باختر سے ہوا تھا اور یہ دوسرا خروج ہے لوگ مشتاق لقا ہو ہو کے چلے جس وقت سواری
شہر مین پہونچی ہے تو دور دور یہ لوگ کھڑے تھے اور سجدے کر رہے تھے دعائین مانگ رہے تھے کوئی کہتا تھا یا خداوند میرا
باپ مر گیا ہے اُس نے اپنا مال نہیں بتایا وہ تونگر تھا اور مین محتاج ہون مجھے اُس کے مال کا نشان بتا دیجیے کوئی کہتا
تھا کہ میرے لڑکے کو زندہ کر دیجیے مین اُسے بہت دوست رکھتا تھا لقا سب کو تسلی دیتا ہوا چلا جاتا تھا اسی صورت
سے ایوان شاہی مین داخل ہوا اب لقا تو آکر تخت پر بیٹھا اور ضحاک شاہ پیچھے کھڑے ہو کر مرحبا جنبانی کرنے لگا
سب باہو دست بستہ ہو گئے پھر لقا نے کہا کہ اُس قیدی کو اپنی دختر سمیت منگاؤ مین اُس کا دل تمہاری طرف سے پھیرا ہوا ہے
تو رجوع کر دون گا ضحاک نے حکم دیا کہ لاؤ قیدیون کو داروغہ زندان چلا ملکہ مہر پرور شمس تن اور شاہزادہ طیمور
کی قید واضر کی ان دونون حسرت زدون نے جانا کہ ہمین قتل کرنے کو بلایا ہے طیمور نے ملکہ سے کہا کہ تم اپنی جان کیون نہ
دیتی ہو میری محبت سے ہاتھ اُٹھاؤ ملکہ نے کہا کہ اے شہریار مین تجھے اپنے ساتھ کشتی پر بٹھا کے لائی تھی نہ مین تجھے
لاتی نہ تو اس عذاب مین مبتلا ہوتا خدا نے تو تجھے بچا دیا تھا اب تو میرے باعث سے گرفتار بلا ہوا واسطے خدا کے مجھے کہ مین
اپنی جان بچاؤن اور تم کو قتل ہو جانے دون یہ بات مروت و محبت سے دور ہے الحاصل جب دونون عاشق و معشوق
دربار بادشاہ مین پہونچے اور نظر طیمور کی لقا پر پڑی لاحول کہہ کے منہ پھیر لیا ضحاک کو تو غصہ آیا لیکن لقا
ہنسنے لگا اور کہا اے بندۂ من تو نے خداوند کو شیطان بنا دیا کہ صورت دیکھ کر تو لاحول پڑھتا ہے ہم تیرا ابھی تجھے
تارہ کر دون طیمور نے کہا کہ او ملعون کیا تاب ہے تیری تو وہی ہے کہ دادا صاحب کے خوف سے ملکون ملکون بھاگتا پھرا
تو خدا بنا ہے پرستار ہووے دیکھ تیرے پرستار ضحاک نے مجھ کو عیار سے منگوا کر قتل کا حکم دیا ہے یہی شان مردی و
مردانگی ہے [illegible] لاکھ کی فوج کا مالک ہو کے ایک نفس سے اس کو ایسا خوف ہوا کہ عیار کے ذریعہ سے اس نے اسیر کرایا
معلوم ہوتا ہے کہ کوئی [illegible] اس کے یہان لائق مقابلہ نہ تھا یہ کلمہ سنکے سرداران کے تیور بدلے ہوئے کہنے لگے کہ اے
بادشاہ اسے [illegible] کر دے ہم سے یہ طعنے نہیں سنے جاتے ضحاک شاہ نے کہا کہ اگر اسے رہا کر دون گا تو پھر یہ گرفتار نہ ہو سکے گا
طیمور نے کہا کہ اگر تجھ کو دسترس [illegible] مقابلہ پھر تو چلے مجھ سے آنکھ ہی ملا کے دیکھ لو ابھی معلوم ہو جائے گا ایک پہلوان نے آنکھ سے
آنکھ ملائی نام اُس کا [illegible] فیل تن تھا نہایت زبردست سردار تھا جیسے ہی آنکھ سے آنکھ ملی تیورا کے گرا اور بیہوش
ہو گیا یہ دیکھ کر ضحاک کے اوسان جاتے رہے کہ واقع مین اگر یہ رہا ہوا تو اس سے کون مقابلہ کر سکے گا جس کی نگاہ
تلوار کا کام کرتی ہے اس [illegible] تلوار کون اُٹھا سکتا ہے لیکن لقا نے کہا کہ اے بندۂ من مین نے تجھ کو وہ زور و طاقت
عطا کی ہے کہ کیا [illegible] ہے کسی کی کیا تاب ہے تم سے مقابلہ کر سکے مگر اب تجھ کو چاہیے کہ بچالون اپنے خداوند کو اور جو کچھ مین کہون

اُسے قبول کر و ہی تیرے حق مین بہتر ہوگا طیمور نے کہا کہ بلعون کیا جھک مارتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ تو مرنے پر بھوت
ہو گیا ہی مین بھوت سے نہین ڈرتا ہون مثل مشہور ہی کہ مار کے آگے بھوت بھاگتا ہی اُسوقت لقا نے قلمدوات
طلب کیا فوراً قرطاس و قلم دوات حاضر ہوئی لقا نے کہا کہ اے ضحاک دیکھ مین ابھی اس کو تیرا مطیع بنائے
دیتا ہون تو تماشہ میری قدرت کا دیکھ یہ کہکر سب کی طرف سے آڑ کر کے لکھا کہ اے شہریار مین لقا نہین ہون بلکہ
آپکا غلام شاہور ہون جو کچھ مین لکھتا ہون اُسے قبول کیجیے کہ مناسب وقت یہی ہی آپ سجدہ سے انکار کیجیے گا
اور قتل خداپرستان کا عہد ضحاک سے لے لیجیے گا اور بظاہر اس کی اطاعت کر لیجیے یہ لکھکر دیدیا اور کہا کہ اے
بندۂ من دیکھ اسے تیرا دادا اور پردادا اور سکڑدادا وہان سب میرے پاس تھے اور جو مین کہتا تھا وہ کرتے
تھے اب تو مجھسے روگردانی نکر اور اس نوشتہ کو دیکھ کہ یہ نوشتۂ قدرت ہی اور اسے نوشتۂ قسمت جان طیمور
نے جو دیکھا بے اختیار ہنسی آگئی کہا کہ بہتر مجھے قبول ہی اہل دربار حیران ہو گئے کہ ایسے دشمن کو خداوند نے ایک
آنچھ مین رام کر لیا یہ سوا خداوند کے دوسرے کا کام نہ تھا ضحاک نے تو قدم لئے کہ واہ خداوند اسی سے
تجھے عاگتی جوت کا خداوند کہتے ہین لقا نے کہا کہ اے طیمور ملکہ کو مین نے تجھے دیا اب تجھکو چاہیے کہ ضحاک
کی اطاعت کر یہ تیرا بزرگ ہی طیمور نے کہا مجھے کوئی عذر نہین ہی سوا اس کے کہ مین تجھے سجدہ نہ کرون گا اور کسی
خداپرست کو قتل نہونے دون گا لقا نے کہا کہ یہ تو میرے خاندان کا دستور ہی ہم نے بھی حمزہ اور اولاد حمزہ پرستے
سجدہ معاف کیا بلاؤ آہنگرون کو کہ قید کاٹ دین بس یہ سنتے ہی طیمور نے قید کو توڑ کے پھینک دیا ملکہ کی قید بھی
دور ہوئی لقا نے کہا کہ جاؤ ملکہ کو لے کے باغ مین چلے جاؤ طیمور تو اُسیوقت ہنستا ہوا باغ کی جانب روانہ ہو گیا ملکہ
حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہی طیمور سے پوچھا کہ آپ یا تو برا بھلا کہتے تھے یا اطاعت کر لی یہ کیا معاملہ ہی فرمایا کہ مددلن گا
جب باغ مین پہونچے تو انیسین جلیسین ملکہ کی یاتو رو رہی تھین کہ اب کچھ دیر مین خبر آتی ہوگی کہ ملکہ قتل ہو گئی یا حیرت
مین آگئین اور خوش ہو کے دوڑین بلاگردان ہوئین کہ ملکہ کیونکر رہا ہوئین شاہزادہ کو دیکھکر اور بھی تعجب ہوا کہ انکی
جان کیونکر بچی شاہزادہ نے ملکہ سے بیان کیا کہ یہ جو لقا بنا ہوا ہی یہ میرا عیار ہی اب تم اطمینان رکھو ملکہ تعجب مین
آگئی اور دل آرا وزیرزادی کو اشتیاق پیدا ہوا کہ یہ کیسا عیار ہی کہ خداوند بن گیا اور کوئی اسے پہچان نہ سکا
اسپہ یہ دونون تو یہان مصروف عیش و عشرت ہین اور وہان لوگون نے روپیہ اشرفیان جواہر حسب حیثیت نذر کرنا
شروع کیا سامنے تخت لقا کے انبار ہو گیا جب لوگ نذرین گذران چکے تو لقا نے ضحاک شاہ سے کہا کہ اب
تم خروج کی تیاری کرو اور ہم جاتے ہین جس وقت تمہارا لشکر تیار ہو جائے گا اُسوقت ہم آجائین گے مین بہشت واسطے
انتظام فرعون شاہ اور زبرجد شاہ کے سپرد کرنا ہی اور یہ جو کچھ نذرانہ ہمارے بندون نے ہمارے سامنے پیش کیا ہی
اس سب کو ہم نے قبول کیا اسے فلان دامن کوہ مین امانت رکھوا دو خبردار اس مین سے ایک حبہ تلف ہونے پائے
کہ یہ حق ان فرشتگان مقرب کا ہی جو ہماری خدمت کیا کرتے ہین ضحاک شاہ نے سب امانت دامن کوہ مین رکھوا دیا
لقا اٹھکر جانب صحرا روانہ ہو گیا جسوقت تنہائی مین پہونچا تو اس نے جا کر بڑا سا گڑھا ایک ... کے نیچے کھودا اور
سب مال و اسباب لاکے اسی گڑھے مین دفن کر دیا اور نشان قائم کر کے آپ جانب باغ ملکہ روانہ ہوا یہان تو
خروج کی تیاری ہونے لگی فوجین تیار ہوئین قواعد لی جانے لگی وردیان نئی نئی بننے لگین اور وہان شاہزادہ
باغ مین ملکہ کے ساتھ عیش مین مصروف تھا ناچ ہو رہا تھا عاشق و معشوق پہلو بہ پہلو بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مرتبہ
شاہور صورت ایک کالا نوت نچے کی بن کے پہونچا زیر دیوار باغ بیٹھکر طنبورہ بجانا شروع کیا آواز جو شاہور کی
کان مین طیمور کے پہونچی بیچین ہو کے ایک کہاری سے کہا کہ دیکھ تو دیوار باغ کے نیچے یہ کون گا رہا ہی اسے بلا لا ملکہ نے
کہا کہ یہ تمہین کیا ہوا ہی یا تو پردے کی تاکید کرتے تھے یا نامحرم کو اندر بلائے لیتے ہو فرمایا تمہین جانتی ہو اس سے پردا

شاہور نے سلام کیا دل آرا نے کہا یہ کیا معاملہ ہے ملکہ نے کہا کہ وقت آئے گا تو کھل جائے گا دوسرے روز
شاہور نے کہا کہ میں ذرا شہر کی سیر کو جاتا ہوں طیمور نے کہا کہ اے شاہور نسیم گردپا نہایت ہوشیار
عیار ہے ایسا نہ ہو کہ اس پر تمہارے آنے کا حال کھل جائے تو بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا شاہور نے کہا اے شہریار
اس نے بڑا دھوکہ دیا ہے جب تک میں اسے زک نہ دے لوں گا مجھے قرار نہ آئے گا فرمایا تمہیں اختیار ہے مگر ذرا ہوشیاری
سے کام لینا عرض کی کہ آپ اطمینان رکھیے یہ کہکر شاہور نے باغ سے نکلکر صورت اپنی بدلی اور شہر کا راستہ لیا چاندنی
چوک اور چوپڑ کا بازار بزازے وغیرہ کی سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ایک کوچہ کی طرف سے گذر ہوا اس طرف سے یہ جاتا تھا
اور اس طرف سے ادھر نسیم گردپا آتا تھا نسیم نے جو ایک نئے آدمی کو دیکھا پوچھا تو کون ہے شاہور نے کہا کہ مسافر
ہوں بس نسیم سمجھ گیا کہ ہو نہو یہ شاہور ہی ہے کہا ارے پکڑ لو اسے یہ عیار ہے چند شاگرد نسیم کے ہمراہ تھے کمند لے لیکے
دوڑے شاہور نے تیغ عیاری کمر سے نکالا اور لڑنا شروع کیا جب کو جست کرکے پیچھے مارا اسے خاک پر گرا دیا جب
زیادہ شور و غل ہوا اور لوگ بہت سے دوڑ پڑے تو شاہور جست کرکے ایک مکان کے کوٹھے پر پہونچ گیا ساتھ
ہی نسیم گردپا نے بھی جست کی اور یہ بھی بالائے بام پہونچا آواز دی کہاں جاتا ہے میں آپہونچا شاہور اس کوٹھے سے
اس کوٹھے پر اس کوٹھے سے اس کوٹھے پر اسی طرح جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہے ساتھ ساتھ نسیم گردپا بھی
چلا آتا ہے ایک مقام پر دیکھا شاہور نے کہ نیچے دیوار ایک گلی ہے لیکن چوڑی بہت ہے اور سوا اچھلنے کے کوئی چارا
بھی نہ تھا کہ نسیم تعاقب میں چلا ہی آتا تھا بس شاہور نے آنکھیں بند کرکے جو جست کی تو کنارے پر گرا نسیم گردپا
نے بھی جست کی مگر ابھی زمین تک نہ پہونچنے پایا تھا کہ شاہور نے پیچھے سے دھکا دیا نسیم سنبھل نہ سکنے کی وجہ سے کنارے
تک نہ پہونچ سکا بیچ ہی میں گر پڑا غوطہ کھایا شاہور ایک گلی سے ہو کے روانہ ہو گیا اور جاتے جاتے ایک حمام کے دروازے
پر پہونچا حمامی سے کہا میں نہاؤں گا حمامی نے کہا کہ آئیے تشریف لائیے شاہور اندر حمام کے گیا اور وہاں دیکھا کہ حمامی
اکیلا ہی ہے کہا کہ کوئی کیسہ کرنے والا بھی ہے حمامی نے کہا کہ ہیں تو بہت تھے لیکن اسوقت کوئی نہیں ہے شاہور نے
کپڑے اتارے اور کہا کہ بیسن لا حمامی بیسن لے کے آیا شاہور نے ناک حمامی کی پکڑ کے مروڑ دی یہ غریب تو بیہوش ہوا
شاہور نے اسے کسی گوشہ میں چھپا کے کچھ کپڑے وغیرہ اس پر ڈالدئے اور آپ حمامی کی شکل بنا کر دروازے پر آکے
بیٹھ رہا کہ مرد ہے تو گورستان ہی میں آئے گا وہاں نسیم گردپا غوطے کھاتے کھاتے مشکل سے دریا سے نکلا اتنے میں
دو ایک شاگرد بھی آگئے نسیم گردپا نے کہا کہ خیر اگر آیا ہے تو بچکر میرے ہاتھ سے کہاں جائے گا یہ کہتا ہوا کیچڑ میں لت پت
حمام کی تلاش میں چلا یہاں سے قریب یہی حمام تھا جہاں پہلے ہی شاہور حمامی بنا بیٹھا تھا نسیم گردپا اسی حمام میں آیا کپڑے
اتارے حمام میں داخل ہوا اور اپنے ایک شاگرد سے کہا کہ جا کے مکان سے کپڑے لے آ ادھر حمامی نے بیسن لا کے
سر میں منہ میں تمام جسم میں ملدیا اور آپ حمام سے نکلکر اسی شاگرد کے پیچھے پیچھے مکان نسیم گردپا کی جانب روانہ ہوا راستے
میں صورت اپنی بدل ڈالی پہلے شاگرد و اصلی نسیم کا مکان پر پہونچا اور پکارا کہ استانی جی استاد کپڑے دیجئے
جورو اس کی نہایت بد مزاج تھی بولی کہ آخر کپڑے کیوں مانگے ہیں رات کو موا کہاں رہا ہم اس لئے ہیں کہ کپڑوں کی نگہبانی
کریں اور وہ اپنا منہ کالا کرنے کو کہیں اور جائے اس نے کہا کہ استاد حمام میں ہیں اور مجھے نہیں معلوم وہ اندر سے
بولی کہ جا دور ہو کپڑے نہیں ملیں گے یہ تو دتکار دیا شاہور کو موقع ملا بڑھ کے عرض کی کہ مجھ سے سنئے وہ ایک کلوار کی
بیٹی پر مرتے ہیں وہیں رات بھر رہے ہوں گے کہا بیٹا تو سچ کہتا ہے اور یہ موا معلوم ہوتا ہے کہتا ہی جو نہیں بتاتا ہے میں
اس کے سب کپڑے دیئے دیتی ہوں تو لے جا اور اس سے کہنا کہ اب خبردار میرے گھر نہ آنا جہاں تیرا جی چاہے
وہاں رہ میں بادشاہ کو عرضی دے کر آدھی تنخواہ لے لوں گی آدھی تنخواہ جانے اور تو جانے چاہے اپنی خالہ کو دے
چاہے آپ صرف کر یہ کہکر پورا صندوق کپڑوں کا لاکے دیدیا پہلا شاگرد تو بگڑ کے پہلے ہی گیا تھا کہ جا کر استاد سے

کیون گا کہ استانی کپڑے نہین دیتی شاہپور کو موقع ملا یہان سے کپڑون کا صندوق لے کر باغ ملکہ کی جانب روانہ
ہوا وہان سیر اور مزہ مین نسیم کے جو بیسن ملا تھا وہ پورا اُتھا تھوڑی دیر مین جو نسیم نے سر ملنا شروع کیا
جتنے بال تھے سب ہاتھون مین الگ ہو گئے پلکین بھوین سب گر گئین چہار ابرو کا صفایا ہو گیا اب تو اس نے کہا کہ بلاؤ
حجامی کو یہ اس نے کیا غضب کیا شاگرد اس کے حجامی کو تلاش کرنے لگے ادھر حجامی کو ہوش آیا یہ جو گوشہ حمام سے باہر آیا
تو شاگردان نسیم گردیا نے پکڑ کے مارنا شروع کیا کہ کیون بے یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے استاد کے سر مین
بیسن کی جگہ نورا لگا دیا حجامی فریاد کرتا تھا اور یہ ظالم سنتے نہ تھے اُسے پیٹے جاتے تھے نسیم گردیا نے کہا کہ اسے
میرے سامنے لاؤ جس وقت حجامی سامنے آیا تو نسیم گردیا نے پوچھا کہ بتا یہ بیسن تو نے کیسا ملا تھا حجامی نے
کانون پر ہاتھ دھرے کہ ہا شاہا مین آگاہ نہین ہون مین نے تو خدا بیسن ملا نہ بیسن ملا وہ کوئی اور ہوگا ایک شخص
نہانے کو آیا تھا اُس نے میری ناک دبا دی مجھے بیہوش کر دیا اُسوقت جو ہوشیار ہوا تو یہ لوگ مجھے مارنے لگے
نسیم گردیا نے کہا کہ ہو نہو یہ شاہپور ہی ہو سوا اُس کے یہ دوسرے کا کام نہین ہے شاگرد دونون سے کہا کہ تم
جاؤ دیکھو شاگرد کپڑے لانے گیا تھا اُس نے آکر کہا کہ استانی جی خفا ہوتی ہین کپڑے نہین دیتین نسیم گردیا نے
ایک شاگرد کے گھر سے کپڑے منگا کر پہنے اور وہان سے گھر مین آیا بیوی نے جو دیکھا کہ چار ابرو کا صفایا ہے
صورت نہ پہچانی لکڑی لے کے دوڑی کہ موئے نکل تو کون ہے جو میرے گھر مین گھس آیا نسیم گردیا نے کہا
کہ ارے مین ہون اس نے آتے ہی دو تین لکڑیان جما دین جب نسیم گردیا نے اپنی آواز بتلائی تو اس نے
کہا کہ بھڑوے یہ کیا شکل بنا کے آیا ہے نکل میرے گھر سے نسیم گردیا نے کہا کہ ارے کیون شور کرتی ہے میری
مصیبت تو سن کہ شاہپور عیار نے پہلے تو مجھے گرم پانی مین گرایا بعد اُس کے حمام مین کے میرے سر مین نورا ملوایا
جس سے بال گر گئے تم نے کپڑے نہ دیئے مین ایک شاگرد کے کپڑے پہن کے آیا ہون بی بی نے کہا کہ ہونہ تو سب
کپڑے بیچ چکی ہون تیرے شاگرد نے کہا کہ وہ کواری جی کے ہان ہے نسیم نے کہا کہ ارے ستیاناس ہو تو نے
کہ وہی میرا شاگرد بن کے آیا اور اپنی استادی ختم کر گیا درزی کو بلوا کے کپڑے اُسی وقت سلوا کر پہنے اور دربار
روانہ ہوا کہ وقت دربار کا تھا لیکن کسی قدر دیر ہو گئی بادشاہ کے سامنے ہو گیا اور جھک کے سلام کیا بادشاہ نے یہ
صورت اُس کی دیکھی کہا کہ یہ کیا ہوا نسیم گردیا نے کہا کہ عیار شاہپور نے میری شکل بنائی بادشاہ نے کہا کہ
بالکل جاؤ میرے گھر سے جس وقت اُس سے بدلا لے لینا تو صورت دکھانا ورنہ شکل نہ دکھانا یہ تو دربار سے
نکالا گیا اور وہان شاہپور صندوق کپڑون کا لئے ہوئے باغ مین پہونچا اُسوقت شاہزادہ اور شاہزادی
دونون کھانا کھانے بیٹھے تھے شاہپور نے صندوق لیجا کے سامنے رکھدیا اور عرض کی کہ حضور کے اقبال سے
ایسی ترکیب دی ہے کہ کچھ دنون تو یاد کرے گا اور سارا واقعہ بیان کیا دونون خوب ہنسے اور کہا کہ تم اچھے
وقت آئے آؤ کھانا کھاؤ تو شاہپور کھانا کھانے بیٹھ گیا جب کھانا کھا پی کے فراغت ہوئی تو خیال آیا کہ اے شاہپور
تو اتنی بڑی ترکیب سے آیا ہے نسیم گردیا ضرور تیری تلاش مین آئے گا اب اس مقام پر زیادہ قیام کرنا
اچھا نہین ہے اتنے مین سرکار سے جو ملکہ کی جانب سے معین تھے انھون نے آ کے خبر دی کہ نسیم عیار
بادشاہ سے قول کر کے چلا ہے کہ یا شاہپور شہردل کا سر لیے جاتا ہون بس یہ سنتے ہی شاہپور نے چپکے
سے کہا کہ یا تو وہ ملعون میرا ہی سر لیجائے گا ورنہ مین اُسی کا سر لاؤن گا یہ کہکر باغ سے نکلکر شہر کی جانب روانہ
ہوا ادھر سے نسیم عیار شاہپور کو ڈھونڈھتا چلا آتا ہے لیکن اول حال شاہپور کا سنئے کہ اس کے خیال مین
آیا کہ لطف یہ ہے کہ یہ تمام زمانے مین ڈھونڈھتا پھرے اور تو بلکہ اسی کے گھر مین قیام کرے اس کے ذہن مین آیا
کہ جب مین کپڑے چرانے گیا تھا تو کواری کی دختر کے ساتھ نسیم کا عشق بیان کر آیا تھا اب کسی کواری کی دختر کو تلاش

کرنا چاہیے جاتے جاتے دیکھا کہ ایک دوکان پر ایک سانولی سی عورت ہاتھ پر پٹیا سیندور کا دیا ہوا مانگ میں سیندور بھرا ہوا پہونچیاں ہاتھوں میں پہنے ہوئے عجب نشیلی ادا سے دیکھ رہی ہے شتا ہور نے کہا اسکو لینا چاہیے یہ تصور کرکے شام ہو چکی تھی رستے کی چال چل کے اس کی دوکان میں جا پہونچا او کوٹھری میں گھس گیا کلوارن دوڑتی دوڑتی کرتی ہوئی دوڑی جیسے ہی کوٹھری میں پہونچی آپ جھپٹ سے لگے کھڑے ہوئے تھے کلوارن کی ناک میں مسلی دی وہ تو بیہوش ہوئی بس جلدی سے پشتارہ اسکا چادر عیاری میں باندھا اور رنگ روغن عیاری لگا کر ہو بہو اپنی نسیم عیار کی بنائی اور پشتارہ دوش پر لگاکے جانب مکان نسیم گرد بار روانہ ہوئے گھر میں آتے ہی پشتارہ کونے میں رکھ دیا بی بی نے کہا کہ تم تو دشمن کا سر لانے گئے تھے کیا سارے پہنے کو باندھ لائے اور اتنی جلدی لے آئے کہ ابھی گئے تھے اور ابھی آگئے شتا ہور نے کہا کہ بی بی اسے نہ کھولنا اس میں ایک سار ازہر میں ابھی دشمن کی فکر میں جاتا ہوں یہ کہکر مکان سے نکل کر چلے ادھر روز کو نسیم کی یہ شبہ ہوا کہ کہیں یہ مجھڑوا اسی کلوارن کے مکان پر جاتا ہوا اس کے یہاں ایک مرد منصور رہتا تھا کہ نام اسکا محمد و تھا اس سے کہا کہ اسے مجھڑوا جاکے دیکھ تو آ کہ یہ مجھڑوا کہاں گیا ہے یہاں تو محمد و لٹھیا پکڑکے چلے دیکھا شتا ہور نے کہ بڈھا میرے پیچھے آتا ہے بڈھے کو دیکھکر عام راستہ چھوڑ کے سناٹے کی طرف چلے اور ایک دیوار کے پاس میں چھپ کے کھڑے ہوئے بڈھا دوڑتا ہوا آیا کہ دیکھوں یہ کہاں گیا ہے کہیں کسی مکان میں نہ گھس جائے تو پھر معلوم بھی نہ ہوگا بیچارہ جلدی جلدی دوڑا کہ اس کو بی بی کا بھی خوف لگا ہوا تھا جیسے ہی دیوار کے پاس پہونچا آپ نے جا پہونچی ایک [illegible] کہ بڈھا بیہوش ہوکے گرا آپ نے اس کے کپڑے اتار کے پشتارہ اور محمد و کو برہنہ کرکے ڈالدیا اور وہاں سے محمد و کی شکل بنکر اندر مکان کے آگئے بی بی نے کہا دیکھ آئے کہا ہاں دیکھ آئے ذرا اس گٹھری کو تو کھولو تمہاری تو وہی مثل ہوئی کہ

یار در خانہ و ما گرد جہاں میگردیم	آب در کوزہ و ما تشنہ لبان میگردیم

وہ کلوارن جس کا تمہیں شبہ تھا اس گٹھری میں ہے اسے سنا تھا کہ اس پر شتا ہور بھی عاشق ہو گیا ہے اسے خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو وہ اسے بھگا لیجائے تو تمہارا شوہر تمہارے خوف کے مارے اسکو گٹھری بنا کے رکھ گیا ہے اور اب دشمن کی تلاش میں گیا ہے یہ سنکر اسکو غصہ آیا گٹھری کے پاس آئی گٹھری کو کھول ڈالا اور کلوارن کو نکالا ہوا لگتے ہی کلوارن کو ہوش آیا حیران تھی کہ یہ میں کہاں نسیم کی بی بی نے کہا کہ حرامزادی مشتعل تو نے ہمارا گھر بگاڑا ہے تو دیکھ ہم تیری کیا گت بناتے ہیں یہ کہکر جوتیاں مارنا شروع کیا خوب پیٹا اور کوٹھری میں بند کر دیا میاں محمد و نے اور کہیں پر نمک مرچیں چھڑکیں جس سے یہ آگ بگولہ ہو گئی لیکن نسیم کا حال سنیے کہ یہ جو تلاش میں شتا ہور کی روانہ ہوا تھا تو پہلے ہی باغ میں پہونچا شتا ہور نے وہاں اپنی صورت پر ایک خواص کو ملک کے بنا کے چھوڑ دیا تھا وہ خواص عیاری پشتاب کی غرض سے جا رہی تھی نسیم راستے میں ملنے کے لئے چھپا کے بیٹھ گیا جیسے ہی وہ اس طرف سے گذری اس نے حلقہ کمند کے کھینچ لئے اور پکڑ کے اسکا سر کاٹا اور سر لئے ہوئے خدمت میں بادشاہ کی خوشی خوشی روانہ ہوا راستے میں [illegible] خون سے آلودہ ہو گئے ایک کنوئیں پر بیٹھ کے ہاتھ دھونے لگا جو سر اٹھایا اور پانی اس سر پر پڑا تو رنگ روغن چھوٹا اسکو شبہ ہوا تو اس نے سارا سر دھو ڈالا اب دیکھا تو ایک حبشن کا سر ہے اس نے سر تو وہیں پھینکا اور [illegible] پچھتاتا ہوا کہ اسے نسیم بڑا دھوکا کھایا اب یہ وہاں سے اور طرف تلاش کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ تمام زمانے میں تلاش کرکے تھک گیا تو گھر کی راہ لی کہ خیر آج نہ ملا تو نہ سہی کل دیکھا جائیگا آخر یہ بھاگ کے میرے ہاتھ سے جائیگا کہاں لیکن گھر میں جو آتا ہے تو وہاں دوا یہاں کے اور ہی رنگ دیکھے کہ بی بی غصہ میں جوتی لیے بیٹھی ہے نسیم نے کہا کہ کیوں تم غصہ میں کیوں بیٹھی ہو بی بی نے کہا کہ جیسے اپنی ماں کو لائے ہو اور کلوارن کو نکال کے سامنے کیا نسیم حیران ہوا کہ یہ کہاں سے آئی پوچھنے لگا کہ میں واقف نہیں کہ اسے کون لایا بی بی نے کہا ہاں مونڈی کاٹے آپ ہی تو تھے باندھ کے یہاں رکھ گیا تھا اب کہتا ہے کہ میں واقف نہیں اسے محمد و کیا دیکھنے ہو ار وہ مردے کو اس نے مجھے جلا جلا کے خاک کر دیا محمد و نے گھبرا کے تمام ماجرا آدھا ہی [illegible] ہوتی سکے کی مار پیٹ ہونے لگی محمد و کا جو ہاتھ پڑتا تھا نسیم کی چندیا پل جاتی تھی دل میں کہتا تھا کہ پڑھے میں تو ستم ہے یہاں ابھی یہی بار ہی تھا

ہو رہی تھی کہ وہاں محمد واصلی کی آنکھ کھلی اپنے کو برہنہ پایا اُٹھ کے بھاگے بڑبڑاتے جاتے تھے کہ اس چھوکرے کے
ہاتھوں میں ذلیل ہوا نہ میں نسیم کی ٹوہ میں آتا نہ میرا یہ حال ہوتا یہ اُسی طرح ننگا ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے رکھے ہوئے گھر میں
چلا آیا یہاں دیکھا تو ایک شخص میری صورت کا اور کھڑا ہوا ہے اُدھر نسیم اور اُس کی بی بی نے دیکھا کہا ارے یہ دونوں محمد و
ہیں یہ کیا ماجرا ہے بس نسیم سمجھ گیا کہ یہ جو ننگا آیا ہے یہ محمد واصلی ہے اور یہ جو پہلے سے کھڑا جوتیاں لگا رہا تھا یہ شاہور ہے بس
نسیم نے تلوار کھینچی اور کہا کہ او حرامزادے غضب کیا تو نے کہ میری بی بی کو بہکایا میرے گھر کے اندر چلا آیا اب
میں تجھے کب چھوڑتا ہوں شاہور نے بھی نعرہ کیا اور کچھ عیاری کر کے چیخ کے آواز دی کہ دیکھ عیاری اس کا نام ہے
تو دھوکا دے کے طیمور کے پکڑ لانے پر اتنا فخر کرتا تھا میں نے تیری کیا کیا گت بگاڑی ہے اب ان دونوں میں تیغ چلنے
لگا بی بی نسیم کی بھاگ کر کوٹھے پر مکان کے تماشہ لڑائی کا دیکھنے لگی ان دونوں میں تیغ چل رہا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو
بجلیاں کوندرہی ہیں نگاہ نہ ٹھہرتی تھی جب اس نے ہاتھ مارا وہ بانسوں اُڑ گیا جب اُس نے ہاتھ مارا یہ اُڑ گیا اسی دوبدلی
میں شاہور نے خیال کیا کہ ایسا نہ ہو کہ دیر ہو جائے اور اور لوگ بھی آجائیں تو پھر نکلنا دشوار ہوگا اب کام اس مردود کا
تمام کرنا چاہیئے یہ سوچ کے شاہور نے جھپٹ کے سر کی تباکے جو کمر پر ہاتھ مارا نسیم کے دو ٹکڑے ہو کے لاش
پھڑکنے لگی پس شاہور نے جلدی سے سر نسیم کا کاٹا اور دیوار مکان کی پھاند کر بھاگا اُدھر کلواری بھی سر پر پاؤں
رکھ کے بھاگی کہ میں نے مفت میں جوتیاں کھائیں یہ وہی مثل ہے کہ گھوڑے لڑیں اور موچی کا زین ٹوٹے
بدتمیز نے کیا کیا تھا یہ تو اپنی دوکان کی طرف روانہ ہوگئی اور یہاں بی بی نسیم کی لاش کے ٹکڑے جمع کر کے
رونے لگی میاں محمد و بھی کپڑے پہن کر رو رہے تھے لیکن شاہور کی شیر دلی دیکھیے کہ رات کا وقت تھا مکان کے
اندر کی لڑائی تھی ابھی یہ خبر مشتہر ہونے پائی تھی بس اس نے مکان سے باہر آکے صورت اپنی نسیم کی بنائی
اور سر نسیم کو اپنی صورت بنا کر ہاتھ میں لیا اور پائے شادی مارتا ہوا جانب بارگاہ ضحاک شاہ خود پسند کے روانہ
ہوا وہاں دربار برخاست ہونے ہی کو تھا کہ نسیم پہونچ گیا اور سر لیجا کر سامنے بادشاہ کے پھینک دیا اور کہا کہ
بہت بڑا کام کیا ہے انعام دلوائیے بادشاہ نہایت خوش ہوا بہت سا زر و جواہر منگا کر اپنے عیار کو دیا نسیم نے
کہا کہ میں رات بھر کا تھکا ہوا ہوں بڑی مشکل سے میں نے اسے مارا ہے دو پہر اس کے پیچھے چلتا رہا اب جو مجھے
اجازت ہو تو جا کر آرام کروں ضحاک شاہ نے کہا کہ جاؤ تو سلام کر کے اور لے دے کے چلتے ہوئے یہاں تھوڑی
دیر میں بی بی نسیم عیار کی روتی پیٹتی بھرے دربار میں پہونچی اور کہنے لگی کہ دہائی ہے بادشاہ کی میں لٹ گئی
کہیں کی نہ رہی شاہور عیار نے مکان میں گھس کے میرے شوہر کو مار ڈالا آپ ہی سے داد چاہتی ہوں یہ کہہ کر
لاش بے سر سامنے بادشاہ کے ڈال دی ضحاک حیران ہوا کہا کہ تیرا شوہر تو ابھی اپنے دشمن کا سر لے کر آیا تھا
پھر اُس کا موجود ہے اور میں نے تیرے شوہر کو بہت کچھ انعام دیا وہ لے کر ابھی گیا ہے یہ تو سب کرشمے دیکھ ہی
چکی تھی اس لئے کہا کہ آپ اسے پانی سے دھلوائیے یہی سر میرے شوہر کا ہے اور وہ جو میرے شوہر کی صورت
بنا ہوا آیا تھا یہی شاہور تھا اُس نے جرم بھی کیا اور لے اُلٹا آپ سے انعام بھی لے گیا ضحاک شاہ نے اس کٹے
ہوئے سر کو جو پانی سے دھلوایا تو واقع میں وہ سر نسیم کا پایا اسے نہایت افسوس ہوا کہا اچھا خیر تو لے جا کر
لاش اس کی دفن کر دیکھا جائے گا یہ تو روتی پیٹتی لاش اپنے شوہر کی لے کے مکان میں آئی سامان کر کے جنازہ
اس کا اٹھایا اور وہاں شاہور مال و زر لیے ہوئے خدمت میں شاہزادہ طیمور شیر جوہر کے پہونچا طیمور نے
کہا خیر باشد شاہور نے کہا کہ خادم آپ کے ہاتھ شیر ہی رہتے ہیں مارا میں نے اُس مکار کو اور اپنی صورت
بنا کر سر اس کا بادشاہ کو نذر دیا اور یہ انعام اس سے لایا ہوں یہ کہہ کر اشرفیاں جواہر دکھایا طیمور نے
آفرین کی اور ملکہ بہت ہنسی لیکن اب

دو کلمہ داستان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان کیے جاتے ہیں مخمس

اُس گلی کے آگے بتخانہ برہمن چھوڑ دے
بالیقین موسیٰ تجلی گاہ ایمن چھوڑ دے
مسکن اپنا فاختہ قمری نشیمن چھوڑ دے
کوئے جانان دیکھ پائے گل تو گلشن چھوڑ دے
نکہت گل بھی صبا کا بلکہ دامن چھوڑ دے

ہاتھ میرا کس طرح قاتل کا دامن چھوڑ دے
کس طرح سر کٹ کے پاس تیغ افگن چھوڑ دے
دوست سے ملنا عبث کیوں شکل دشمن چھوڑ دے
خنجر سفاک کو کیا میری گردن چھوڑ دے
جو کہ ہو آہن ربا کس طرح آہن چھوڑ دے

دلربائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
خوش ادائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
آشنائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
خود نمائی کی جو لہر آئے تجھے اے بحر حسن
صاف گنگا کی پرستش برہمن چھوڑ دے

کچھ نہیں پروائے مال و دولت عالم نہیں
کرتے ہیں قربان نقد جان سے بھی کب ہم نہیں
یادگار اس کا بھی انگشت پری سے کم نہیں
خاتم جم ہو جو اپنے پاس سے لے غم نہیں
پر نشانی کا جو چھلا ہے سو برہمن چھوڑ دے

وحشیان ہوتے ہیں تجھ سے زلف پریشان کے عبث
داغ تو کھاتا ہے عشق روئے جانان کے عبث
پیش چشم اندھیر ہیں گردون گردان کے عبث
ظلم سہتا ہے شب تار یکسر ہجران کے عبث
بس دل ناداں خیال روئے روشن چھوڑ دے

مدتوں سے کشمکش میں ہوں گرا با خوف خدا
اپنے قیدی پر توجہ کی نظر تو کر ذرا
طائر روح اس قفس سے جلد چھٹ جائے مرا
دام سے تن اور تن سے دام ہو جائے رہا
گر کرے بسمل بجا اے صید افگن چھوڑ دے

دفعتاً ہو جائے سب گلشن اسے بیت الحزن
بھول جائے ہم صفیروں کی ابھی سب انجمن
خار ہو جائیں نظر میں کیا سمن کیا نسترن
ہاتھ میں اس گل کے گر دیکھے چھڑی مرغ چمن
ہے یقین اے باغبان شاخ نشیمن چھوڑ دے

پاس جو اس کے صراحی اور ساغر دیکھ لے
اور اترے حلق سے صہبائے احمر دیکھ لے
اک قیامت جان پر ہو موت بھی گر دیکھ لے
گردن ایسی اس بت میکش کی ہر گز دیکھ لے
ہاتھ سے ساقی ابھی شیشے کی گردن چھوڑ دے

ہر کسی کی عقل کو چکر کوئی گردش میں ہے
کوئی مشکل پا تو مشکل سر کوئی گردش میں ہے
شب کو کوشش میں کوئی دن بھر کوئی گردش میں ہے
رشتۂ طول امل سے ہر کوئی گردش میں ہے
پائے آسائش اگر رشتہ کو سوزن چھوڑ دے

کب وہ حور اوروں سے سمجھانوں سے جو ہو
کام تیروں سے نہ نکلے ان کمانوں سے جو ہو
نامور رہ جائیں اس میں بے نشانوں سے جو ہو
پہلوانوں سے نہ ہو ہم ناتوانوں سے جو ہو
عشق کا وہ معرکہ ہے جی کو رستم چھوڑ دے

کیونکر اُس کی نرگسی آنکھوں پہ آجائے نہ پیار — صاف و طاق ہیں یہ نرگس کے غنچوں کی بہار
اونچی ہوتی ہی نہیں نظریں ہیں کوئی ہزار — اُس پری کی شرمگیں آنکھیں ہیں کیونکر ہوں دوچار
دیکھکر مجھکو نہ کیوں پلکوں کی چلمن چھوڑ دے

رنگ دکھلاتے ہیں کیا کیا گنبد دوار نے — کیا ستایا ہے کسی کے عشق کے آزار نے
تنگ کر رکھا ہے مجھکو اس دل بیمار نے — ان دلوں چھوڑا ہے گھر کا جو آنا یار نے
تو بھی اے روح رواں اب خانۂ تن چھوڑ دے

کب ہو پستی و بلندی کا اسے خوف و خطر — قصد رکھتا ہے فلک کا ہے بھی مانند نظر
راستبازی آگئی حصہ میں اس کے سربسر — ہوگیا اُس سرو قامت کی سواری کا اثر
اب الف ہونا بھلا کیا اس کا توسن چھوڑ دے

جو ہنر کی بات ہو کب مانتے ہیں عقلمند — ہے بہت نازک کہیں دل کو نہ پہونچے کچھ گزند
گھٹ کے یوں رہنا نہ اس کا آئینہ کا مجھکو پسند — میرے سینے کے نہ سینا ہو کر جراح بند
کوئی تو دل کی نظربازی کو روزن چھوڑ دے

کیوں اٹھیں کرتا ہے تو اے بے ہنر جراح بند — رہ نہیں سکتے ہیں دم بھر ایسے در جراح بند
رخنہ پڑ جائیگا یہ ہوں گے اگر جراح بند — میرے سینے کے نہ سینا ہو کر جراح بند
کوئی تو دل کی نظربازی کو روزن چھوڑ دے

دوستی کا پہلے مجھ وحشی کے دم بھرنے لگا — دیکھکر انداز وحشت پھر وہ کچھ ڈرنے لگا
منتیں کر کر کے سر کو پاؤں پہ دھرنے لگا — جب میں چاک اپنے گریبان کیطرح کرنے لگا
کہہ کے چلایا مرے صحرا کا دامن چھوڑ دے

کب سلیقہ ظلم کا ہے چرخ مینا کار کو — اک غریب آزاری آئی اس غریب آزار کو
دیکھنا اس انقلاب عالم غدار کو — رحم آئے مجھے غیر کو بس کہ نہ آئے یار کو
دوست مجکو قتل کر ڈالے جو دشمن چھوڑ دے

ہاں سے موزوں کیجئے سرو قد بالا کے وصف — وصف نرگس کے ہیں چشم شوخ و بے پروا کے وصف
ہر جگہ موزوں ہیں گلزار رخ زیبا کے وصف — کیا قلم لکھے ہیں ناسخ اس گل رعنا کے وصف
جو مرا دیوان دیکھے سیر گلشن چھوڑ دے

وہ بیان سنو اے ہمدم داستان دلکہ باز آمدیم بر سر داستان۔ یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ صاحبقران عالیشان مع فوج فراوان متصل باغ کے اُترے ہوئے ہیں ابرق جادو اور صواع دریانشین کی رائے سے کوس رحلت بجوادیا ہے اور ان دونوں ساحروں نے مشورہ کیا ہے کہ کیا کرنا چاہیے دونوں کی یہ رائے ہوئی کہ یہ سحر بہت جلد تیار کیا گیا ہے کیونکہ پہلے یہ باغ اس مقام پر نہ تھا اس کی شہادت فقط اسے زمین کن عیار نے بھی دی کہ جس وقت تک میں مطلع نہوا تھا اُسوقت تک بھی یہ باغ تیار نہوا تھا نہ اس کی بنا پڑی تھی ابرق جادو نے کہا کہ جو سحر اُس نے رات میں تیار کیا ہے اگر ہم اسے ایک رات کے ربع میں نہ مٹا سکیں تو واسے [illegible] نے کہا کہ اے ابرق جادو یہ ساحر نہایت زبردست ہے اس باغ کو مٹا دیا تو زیادہ مشکل نہیں [illegible] مشکل اسوقت پڑے گی جب شعلہ افگن جادو سے سامنا ہوگا ابرق جادو نے کہا کہ آج کی رات تم اس کے مقابلہ کی فکر کرو اور ہم مقابلہ شعلہ افگن کے لیے سحر تیار کرتے ہیں صواع دریانشین نے قبول کیا اور کہا کہ اے ابرق جادو اس [illegible]

اس سے تم اطمینان رکھو رہا شعلہ افگن جادو کا مقابلہ اُس سے بھی مجھے انکار نہیں ہے یہی نا کہ مارا جاؤں گا جب بھی
انجام بخیر ہے کہ حق کی طرف ہوں اور فتحیاب ہونے کی تو مجھے امید نہیں ابرق جادو نے کہا کہ اگر ہم نہیں تو پھر شعلہ
افگن جادو کو بھی زندہ نہ سمجھنا اے مواج دریا نشین ہم نے گھاس نہیں کھودی ہے دھوپ میں بال نہیں سپید کیے
ہیں ہم نے بھی علم سحر پڑھا ہے امتحان کیا ہے غرضکہ بعد اس صلاح و مشورہ کے دونوں ساحر اپنے اپنے حجرہ سحر میں داخل
ہوئے اور سحر تیار کرنے میں مصروف ہوئے ادھر کوس رحلت بجا کیا جب صبح ہوئی تو مواج دریا نشین اپنے حجرہ
سے نکلا اور ابرق جادو اپنے حجرہ سے باہر آیا یہ دونوں ساحر نہنگ واژدر سحر پر سوار ہوئے پشت پران کے
فوجیں جانوران سحر پر سوار جھولیاں سحر کی لگائے ہوئے سامنے دروازہ باغ کے پہونچے ادھر صاحب قران
عالیشان مع سرداران اسلام مرکب پر سوار ہو کے تماشہ دیکھنے کی غرض سے تشریف لائے اور علیحدہ کھڑے
ہوئے لیکن ابرق جادو اور مواج دریا نشین جس وقت قریب دروازہ باغ کے پہونچے تو مواج جادو نے کہا کہ
اے برادر اب ٹھہرو اور تماشہ میرے سحر کا دیکھو یہ کہکر ایک پتلہ کاغذ کا کترکے زمین پر پھینکا اور چند دانے اشرہ کے
پڑھکر اُس پتلے پر مارے پتلا بہیئت انسانی میں آیا اور ہاتھ باندھ کے کہنے لگا کہ کیا حکم ہوتا ہے مواج دریا نشین نے
کہا کہ جا اس باغ کی سیر کر کے آ اور مجھ سے حال بیان کر کہ مالک اس باغ کا کون ہے یہ سنکے پتلہ دروازہ باغ میں داخل
ہوا ادھر تو پتلہ داخل باغ ہوا ادھر طائروں نے شور کیا کہ یہ اپنوں میں بیگانہ کہاں سے آ گیا اسے نکالو ان کی
آواز کے اثر سے تمام درختوں کی ڈالیاں خود بخود زمین تک جھکیں اور کنگر پتلہ تک لپٹ کے بیرون باغ پھینکدیا
ایک ڈالی مثل مار سیاہ کے اس پتلے سے بھی لپٹ گئی اور پتلے کو باہر باغ کے پھینک دیا پتلا مثل مردہ کے زمین پر
گر کے پڑا رہا اسوقت مواج دریا نشین نے پھر چند دانے مائش کے مارے پھر پتلے میں حرکت پیدا ہوئی اس نے
پھر حکم دیا کہ جا باغ میں اور دو چار پھول توڑ کے لا پتلہ پھر اندر باغ کے گیا پھر طائروں نے شور کیا کہ یہ بے غیرت
دوبارہ آیا نکالے جانے پر بھی اس کو شرم نہ آئی اب اسے یہیں ختم کر دو پتلے نے جاتے ہی ایک پھول توڑ ہی تو
لیا پھول ٹوٹتے ہی شاخ درخت سے ایک شرارہ پیدا ہوا اور پتلے پر گرا کہ اس کو جلا کے خاک کر دیا بس مواج
جادو نے سمجھ لیا کہ جو کچھ تاثیر ہے وہ ان طائروں کی آواز میں ہے بس اس نے ایک ناریل جھولی سے نکالا اس پر
کچھ سیاہ و رنگ کے دانے ہوئے تھے مواج نے خون اپنی پیشانی کا نشتر دے کے نکالا اور ناریل کو خون سے رنگین
کر کے کچھ اسم سحر دم کر کے زمین پر مارا کہ ناریل شق ہوا اور اس میں سے دھواں اٹھ کر تمام باغ پر چھا گیا یہ معلوم
ہوتا تھا کہ ایک ابر غلیظ ہے کہ چھایا ہوا ہے طائر اس ابر کو دیکھ کر گھبرائے مانند قفس کے باغ میں بند ہو گئے جدھر اڑ کے
جاتے تھے ابر سے راستہ مسدود پاتے تھے ادھر مواج دریا نشین نے سحر کو زور دیا ابر گرجا اور بارش برف ہونے
لگی طائر درختوں کی آڑ پکڑنے لگے لیکن عجب الٹی تاثیر اس برف میں تھی کہ جو ٹکڑا برف کا جس درخت پر گرا اس میں
آگ لگ گئی اور مانند درخت چنار کے جلنے لگا تمام باغ باغ آتشبازی ہو گیا درخت دھڑ دھڑ جلنے لگے جو
طائر جس درخت کی آڑ میں چھپا ہوا تھا وہ وہیں جل کے خاک ہو گیا تھوڑے عرصہ میں تمام باغ جل گیا اور ایک
میدان نظر آنے لگا اب اس نے دوسرا سحر کیا کہ ہوا ایسی سرد چلی جس سے تمام ابر منتشر ہو گیا اور راکھ جلی ہوئی
درختوں کی اڑ گئی اب میدان بالکل صاف ہو گیا اور قلعہ شعلہ افگن جادو کا نظر آنے لگا ابرق جادو نے
مواج کی نہایت تعریف کی اور صاحبقران نے بھی خلعت عنایت فرمایا اور آگے چلنے کا حکم دیا مواج جادو نے
عرض کی کہ حضور یہ تو ایک معمولی سحر شعلہ افگن جادو کا تھا جس وقت وہ فوج لیکے مقابلہ پر آئے گا اسوقت دیکھنا
ہے کس کی ابرق جادو نے کہا کہ میں تم سے وعدہ کر چکا ہوں کہ مقابلہ کرنا شعلہ افگن جادو سے میرا کام ہے اگر اس نے
سحر پڑھا میں کیا ہے تو ہم نے بھی برسوں جانفشانی کی ہے خیر دیکھا جائے گا اگر ہم نہیں ہیں تو وہ بھی نہیں ہے الحاصل

فوج صاحبقران آگے روانہ ہوئی اور ابرپق جادو مع قراول لشکر بن کر آگے روانہ ہوا سب سے پہلے اس نے
سامنے قلعہ کے نشان نصب کر کے فوج اپنی اتاری یہ خبر شعلہ افگن جادو کو ہوئی کہ باغ تاراج ہو گیا اور لشکر صاحبقران
زیر قلعہ آگیا ہے لہٰذا اس نے حکم دیا کہ ہمارا لشکر بھی قلعہ سے باہر نکلے اسیوقت سات ہزار ساحران غدار بلائے بد آفت
روزگار ریچھ گرگ شیر کرگدن اژدر نہنگ وغیرہ پر سوار قلعہ سے باہر آئے اور خیمے برپا کیے آخریں شعلہ افگن جادو خود
قلعہ سے باہر آیا سر پر اس کے ایک لکہ ابر سرخ رنگ سایہ فگن تھا جس وقت یہ میدان میں پہونچا ہے تو وہی ابر بصورت
خیمہ بن گیا شعلہ افگن جادو داخل خیمہ ہوا اور اس نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور
آواز نقارہ کی گرجی خبر صاحبقران عالیشان کو ہوئی امیر نے بھی فرمایا کہدو ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بتائید
ربانی بجے طبل جنگی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں ساحران لشکر فریقین سحر جگانے میں
مصروف ہوئے میدان میں ہر طرف آگیاریاں روشن تھیں بخور گوگل لوبان رائی سرسوں کالے دانے وغیرہ کا
ہو رہا تھا تمام صحرا دھواں دھار تھا آوازیں یا سامری یا جمشید کی بلند تھیں تمام رات عجب ہنگامہ رہا صبح کو
دونوں لشکر میدان میں آکر صف باندھ کر ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و
جدال جسوقت نقیب نشیب و فراز سمجھا کر ہٹ گئے تو شعلہ افگن جادو نے ایک ساحر سے اشارہ کیا وہ اپنا گرگ سحر
بڑھا کر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا ادھر لشکر ابرپق جادو سے ایک ساحر نکلا اور سامنے اس ساحر کے پہونچا
دونوں میں کئی سحر کی ردو بدل رہی یا یک مرتبہ شعلہ افگن جادو نے اپنے ابر سحر کو اشارہ کیا اس ابر نے آکر ابرپق جادو
کے ملازم پر عکس ڈالا وہ فوراً جل کے خاک ہو گیا بعد اس کے جتنے ساحر مقابلے کو گئے ان سب کا بھی یہی انجام ہوا
اسوقت موکاج دریا نشین نے کہا کہ اے برادر یہ سحر شعلہ افگن کا وہ سحر ہے کہ نام جو اس نے اپنا نام رکھا اس کا
رد ہونا بہت دشوار ہے ابرپق جادو نے کہا کہ مجھے بھی اس سحر کے زور کو آزمانا تھا کہ کہاں تک اور کس قدر ہے اب دیکھو
یا یہ سحر نہیں یا ہم نہیں یہ کہکر ابرپق جادو نے کچھ پھول روئی کے نکالے اور ان کو اپنے خون سے رنگین کر کے کچھ
اسم سحر دم کر کے چند دانے آتش کے پڑھ کر مارے وہ پھول روئی کے اڑ کر بلند ہوئے اور بالائے ابر سرخ رنگ
قائم ہو کر برسنے لگے لیکن جس قدر پانی برسا اس کی یہ حالت ہوئی جیسے توے پر بوند پڑی ایک مرتبہ شعلہ افگن جادو
نے اپنے ابر سحر کو اشارہ کیا کہ یہ ابر بلند ہو کر اس ابر سے مل گیا فوراً دامن ابر میں آگ لگ گئی اور ابرپق جادو
کا ابر سحر جل کر خاک ہو گیا اسوقت ابرپق جادو نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور شعلہ افگن جادو ہنسنے لگا
پس ابرپق جادو نے صاحبقران کی طرف دیکھ کر عرض کی کہ غلام تو حق نمک سے ادا ہوتا ہے امیدوار ہوں کہ لاش
میری دفن کر کے فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجئے گا اور آپ میرے اسلام کے شاہد رہیے گا فرمایا صاحبقران نے
کہ اے ابرپق جادو اگر تمکو یقین مرگ ہے تو اس کے مقابلہ کو نہ جاؤ ابرپق جادو نے عرض کی کہ یہ نہیں ہو سکتا
میں ضرور جاؤں گا اس لئے کہ شعلہ افگن جادو کا مارے جانا بغیر اس صورت کے آسان نہیں ہے یہ کہکر اس نے
خاک اٹھا کر دونوں بازوؤں پر ملی اور کچھ اسم سحر دم کیا کہ پر پرواز پیدا ہوئے پس ابرپق جادو اڑ کر بلند ہوا
اور قریب اس ابر سرخ رنگ کے پہونچکر اس نے کوئی اسم سحر پڑھا اور خنجر سے گلا اپنا کاٹ کر لاش اپنی اوس
ابر پر گرائی جس ابر کی یہ حالت ہوئی کہ سمٹ کر ایک شعلہ جوالہ بنا اور شعلہ افگن جادو کی طرف چلا شعلہ افگن
جادو نے دستک دی کہ ایک پیپڑا دشت سے لپٹا ہوا پیدا ہوا شعلہ افگن جادو نے شیشہ اس کے ہاتھ سے
لیکے آب سحر نکالا اور چھینٹا مارا وہ شعلہ اور بھڑکا اب اس نے گھبرا کر جھولی سحر کی کھینچ ماری تمام آلات سحر پلٹ کر
شعلہ افگن جادو پر گرے یہ ایسا ساحر زبردست تھا کہ اس نے سب پلٹے ہوئے سحر مٹا دیئے لیکن ابر سحر روکے نہ رکا
اور ایک سر پر شعلہ افگن جادو کے گرا شعلہ افگن جادو جلنے لگا اسوقت اس نے اف کی کہ شعلہ اس سے

دہن سے نکلکر مانند تیر شہاب کے لشکر ابرق جادو پر گرا کہ بارہ سو ساحر جل کے خاک ہوگئے اُدھر وہ شعلہ سحر شعلہ افگن جادو کو جلا کر لشکر پہ شعلہ افگن جادو کے گرا ساحر بھاگنے لگے لیکن شعلہ سحر نے ایک کو نہ چھوڑا سب کو جلا کے خاک کر دیا صاحبقران عالیشان قریب لاش ابرق جادو کے تشریف لائے اور بہت روئے لاش کو دفن کرایا مقبرہ بننے کا حکم دیا ایک شب و روز بسبب صدمہ کے خاصہ نہیں تناول فرمایا اور تین روز ماتم برپا رہا اور ایک تعزیت نامہ تحریر کر کے ابرق جادو کے فرزند کو روانہ فرمادیا اور خلعت تعزیت بھیجا بعد اسکے میدان صاف تھا اب کوئی روک ٹوک باقی نہ تھی صاحبقران عالیشان نے کوچ فرمایا اور طرف شہر عشق انگیز کے روانہ ہوئے ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور بیان سے

چند کلمہ داستان ظفرنشان شاہزادہ طیموس شیر دل کے بیان ہوتے ہیں غزل برآغاز داستان

دل جو ٹوٹا تو ایک آنسو سر مژگان نکلا
کس مصیبت سے مرا دم شب ہجران نکلا
دیکھیے چھپ نہ سکا سوز محبت دل میں
جب کبھی میں طرف شہر خموشان نکلا
قتل پر اپنے ستمگر کو ابھارا میں نے
رات اس گھر سے جو نکلا وہ پریشان نکلا

صبح محشر کا ستارا شب ہجران نکلا
دور نے جب ورق الٹا کسی مجموعہ کا
شعلہ فانوس کے پردے سے بھی عریان نکلا
مشہور ان جب تیرے دیوانے کی غلوائی ہیں
بارہا کوچہ قاتل سے غزلخوان نکلا
کی جو اجزائے دل اہل جنون کی تشریح

روح رگ رگ سے کھنچی دل سے ارمان نکلا
پردۂ خاک سے ہر ذرہ پریشان نکلا
نوش عبرت میں غم انگیز صدائیں آئیں
خونچکان ہاتھ میں اک دشنۂ بران نکلا
کل خدا جانے اے بیمار کی حالت کیا تھی
ایک اک ذرے سے ایک ایک بیابان نکلا

سنو بیا شنوا سے خادم راستان + کہ باذ آ مدم بر سر داستان • راوی بیان کرتا ہے کہ جس وقت شاہزادہ طیموس شیر پرور باغ ملکہ منیر روشن تن میں رونق افروز ہیں اور شاہموس بھی حاضر ہے ملکہ بھی بیٹھی ہے چونکہ شاہد رنسیم گرد پا کو مار کے آیا ہے اور بادشاہ کو دھوکے دے کر بہت کچھ انعام بھی حاصل کر لیا ہے تو طیموس نے ہرکاروں کو روانہ کیا ہے کہ مبادا بادشاہ کچھ برہم ہو کر بے عنوانی کرے اور راز کھل جائے کہ یہی عیار نمرد شاہ بن کے بھی گیا تھا ہرکارے برائے دریافت حال روانہ ہوگئے ہیں اور یہاں ضحاک خودپسند کو اپنے عیار کے مرنے کا نہایت رنج ہوا ضمیر اختر شناس سے کہا کہ ذرا تم تو اعمال علم نجوم سے دریافت تو کرو کہ یہ عیار طرار کہاں گیا ہے اور خداوند جو خروج کا حکم دے گئے ہیں تو کب تک واپس آئیں گے ضمیر اختر شناس نے بارہ برج سات ستارے پیش نظر کر کے جو غور کیا تو کہا اے بادشاہ خداوند کیسے کوئی مر کے بھی زندہ ہوا ہے خداوند بن کے بھی یہی عیار مکار آیا تھا اور ہم سب کو بہکا گیا مجھے جب ہی شبہ ہوا تھا کہ خداوند کا قد تو چھپنر ارنج کا تھا یہ قد کیونکر کم ہوگیا اب معلوم ہوگیا کہ وہ خداوند نہ تھے بلکہ یہ عیار تھا بس یہ سنکے ضحاک شاہ نہایت خفیف ہوا اور کہا کہ اس نے بڑا غضب کیا کہ مجھے کس رانی کرائی اور دختر کو میری دشمن کے سپرد کرا دیا پھر اسکے واسطے مجھے چھڑا دیا خیر کہاں جائے گا بچکر ہے یہ باغ ہمت گو بہادر ہے اور زبردست ہے لیکن اکیلا ہی تو ہے کس کس سے مقابلہ کرے گا مثل مشہور ہے کہ ایک کی دو دو دو کی دو چار اسے عنقا سے شیر شکار تو چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لے کر جا اور باغ کو گھیر لے کہ طیموس نکل کے جانے نہ پائے میں اور لشکر تیرے لیے روانہ کروں گا اسیوقت عنقا سے شیر شکار چالیس ہزار سواروں سے جانب باغ روانہ ہوا بعد اس کے ضحاک خودپسند نے حکم دیا کہ ہماری کل فوج تیار ہو ہم بھی واسطے گرفتاری حریف کے جائیں گے یہاں لشکر تیار ہونے لگا اُدھر ہرکاروں نے جاکر سب کیفیت بیان کی کہ وزیر نے علم نجوم کے ذریعے تمام راز بیان کر دیے بادشاہ نے چالیس ہزار سواروں سے عنقا سے شیر شکار کو برائے گرفتاری شاہزادہ روانہ کیا ہے بس

یہ سنتے ہی ملکہ نہایت پریشان ہوئی اور کہا کہ خدا کے واسطے جلدی یہان سے نکل چلو ورنہ آفت آیا چاہتی ہے تم اکیلے کس کس سے مقابلہ کرو گے مثل مشہور ہے کہ سو رنا چینا بہاڑ نہین چھوڑتا ہے اگر فوج آگئی تو پھر نہ جا سکو گے طیمور نے ہنس کے فرمایا اے ملکہ مین وہ شخص ہون کہ تن تنہا دو کروڑ کی فوج کو تہ و بالا کر دیا آج چالیس ہزار کے خوف سے بھاگ جاؤن یہ شیوہ مردانگی کے خلاف ہے ملکہ نے کہا کہ مجھے لے کے نکل چلو ورنہ میری عزت کا بچنا دشوار ہے تم کو نہین معلوم کہ میرے خواہشمند اور بھی ہین لیکن مین نے تم سے اپنی عزت اور جان دونون نثار کین اور کسی طرف رخ نہین کیا جب مین بے وارث ہو جاؤن گی تو عزت میری کیونکر بچے گی فرمایا اے ملکہ نیت درست چاہیے حفاظت کرنے والا تو خدا ہے یون اپنی کوئی حفاظت نہین کر سکتا ہے خدا کو یاد کر واس مین شک نہین کہ مین یکہ و تنہا کس کس کو قتل کرون گا مگر اے ملکہ میرے خاندان مین ایسا ہوا نہین ہے کہ کوئی کسی عورت کو لے کے بھاگا ہو ملکہ نے تو رونا شروع کیا سر کے بال کھول دیے اور طیمور نے مرکب طلب کیا اور اسلحہ جنگ تن پر آراستہ کر کے زین فرس کو جلوہ دیا اور بیٹھ کر پشت مرکب پر باغ سے باہر قدم نکالا اور شاہور نے حقہ اسکے آتش بازی درست کر کے دیوار باغ پر قیام کیا اور جانب شہر صفاکیہ دیکھنے لگا وزیرزادی نے ملکہ سے عرض کی کہ اسکے اس جاہل مزاج نے کیا غضب کیا اگر یہ چاہتا تو صاف نکلا چلا جاتا مگر اس نے جہالت کو کام مین لیا اے ملکہ اب فوج نمودار ہوئی ہے اگر یہ شہر بار نکل گیا ہوتا تو گرد قدم بھی ہاتھ نہ آتی یہان تو طیمور انتظار دشمن مین کھڑا ہے اور وہان بہوت رعدآواز نے خواب دیکھا کہ شاہزادہ طیمور دریائے خون مین غرق ہو رہا ہے بیتاب ہو کر بہوت کی آنکھ کھل گئی گھبرایا ہوا خدمت مین بادشاہ کی آیا اور خواب اپنا بیان کیا حسین کجکلاہ نے کہا کہ اے پہلوان زمان دریافت کرو کہ شاہزادہ کہان گیا ہے کس ملک مین ہے تو چل کر اس کی امداد کرین بہوت رعدآواز نے عرض کی کہ مین نے ہرکارون سے چار دن ہوئے اس شہر کی دریافت کرائی معلوم ہوا کہ تین جانب ملک اہل اسلام کے ہین اور ایک جانب ملک صفاکیہ ہے صفاک خودپسند وہان کا بادشاہ لقا پرست ہے میری رائے مین دوستون کے ملک مین جانا فضول ہے اگر وہان شاہزادہ ہوا بھی تو کیا اندیشہ ہے ہان اگر حریف کے ملک مین ہون گے تو خوف ہر طرح کا ہے میری رائے مین شہر صفاکیہ کی طرف تشریف لے چلیے جس وقت یہ رائے قرار پا چکی تو بہوت رعدآواز مع لشکر کوچ کر کے جانب شہر صفاکیہ روانہ ہوا اب حال طیمور کا سنیے کہ یہ انتظار مین لشکر کے مسلح کھڑا ہوا تھا کہ جانب شہر صفاکیہ سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور پھریرے نشانون کے ہوا مین لہراتے ہوئے نظر آئے جس وقت قریب پہونچکر دامن گرد شگافتہ ہوا تو دل گردے چالیس ہزار علمہائے زرنگار مع نشانہ چالیس ہزار سوار کا نمودار ہوئے آگے آگے عنقائے شیرشکار بپوست شیر کا لباس پہنے ہوئے کرگدن مست پر سوار نمودار ہوا ہیبت اس کی دیکھکر گھوڑے بدمزاج ہوئے تھے اس نے آتے ہی حکم دیا کہ گھیر لو باغ کو ایسا نہو کہ دشمن فرار ہو جائے یہ سنکے شاہزادہ طیمور شیرپرور نے آواز دی کہ اے پہلوان ادھر آ کہ مین تیرے انتظار مین کھڑا ہوں اگر چاہتا تو ابتک تیری سرحد سے بھی نکل جاتا مگر سہ آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من وین منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے یہ آواز سنکے عنقائے شیرشکار کے ہوش اڑ گئے کہ الله رے تیری جرأت کہ باوجود آگاہ ہو جانے کے جگہ نہ چھوڑی اور قدم نہ ہٹایا بس اس نے کہا کہ اے جوان میں نے ایسا بہادر آجتک نہین دیکھا تیرا مثل و نظیر نہین ہے مگر مین حکم بادشاہ سے مجبور ہون یہ کہکے مرکب کو چمکا کے سامنے آیا اور پکارا کہ اے جوان وار کر طیمور نے کہا کہ مین تجھ پر کیا وار کرون پہلے تو اپنا حوصلہ نکال لے اگر خدا تیری ضرب سے بچائے گا تو دیکھا جائے گا یہ سنکے عنقائے شیرشکار نے تلوار ماری طیمور نے وار اس کا سپر پر روکا تھا تلوار دو انگل سپر کو کاٹ گئی طیمور نے تڑپ دی کہ تلوار عنقائے شیرشکار کی

ٹوٹ گئی اُس نے قبضہ ہاتھ سے پھینکدیا طیمور نے کہا کہ دوسری تلوار منگا لو عنقا نے شیر شکار نے دوسری
تلوار کھینچی اور طیمور سے کہا کہ میں ایک ضرب لگا چکا اب تمھاری ضرب کا مشتاق ہوں طیمور نے تلوار ماری
عنقا نے شیر شکار نے سپر بلند کی اور تلوار کو شامن دیا پہلا ضرب طیمور کے سامنے سپر کی کیا حقیقت ہے
مانند قرص پنیر کے ڈھال کے دو ٹکڑے ہوئے اور تلوار زین میں ڈوب کے نکلی کہ سر راکب و مرکب چار ٹکڑے
ہوئے بس مرتے ہی عنقا نے شیر شکار کے ایک شور ہوا کہ مار لو اسے جانے نہ پائے غضب کیا اس نے کہ
ہمیں بے سردار کا کر دیا یہ شور کرتے ہوئے چالیس ہزار سوار دوڑے اور آکے طیمور کو چاروں طرف سے گھیر لیا
طیمور پر بھی تلوار کھینچ کے جا پڑا اور لگا پر سوتوں کو قتل کرنا شروع کیا جس طرف کا رخ کیا صفیں پامال کر دیں موجِ
لشکر کو درہم و برہم کر دیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گلہ گوسفند میں ایک شیر گرسنہ آپڑا ہے جس مقام پر طیمور گھر جاتا تھا
اور مجمع زیادہ ہوتا تھا تو شاہپور حضرت کے آفتاب زنی کی بوچھار کر دیتا تھا بھیڑ چھنٹ جاتی تھی ادھر ملکہ سمن قمر
سے لڑائی کا تماشہ دیکھ رہی تھی مگر ہولی پکار رہی تھی دہلی جاتی تھی لیکن طیمور شیر بپھرا ہوا جسے کسی کو تلوار سے مارا
کسی کو نگاہ سے مارا جس سے آنکھ چار ہو گئی وہ بے حس و حرکت ہو گیا اسی ہنگامہ میں گرد اڑی اور دو لاکھ سوار
کی جمعیت سے ترکیب قوی بازو اور سرخاب قوی ہیکل دونوں سپہ سالار تھا کے پہونچے اور انھوں نے
طیمور کو للکارا طیمور نے جواب دیا کہ اسے نامرد و تم کو شرم نہیں آتی ہے کہ ایک یکہ و تنہا کے مقابلے میں دو لاکھ
کا لشکر لے کے آئے ہو اگر دعوائے جرأت و بہادری ہے تو خود سامنے آؤ دیکھو تو کیا ہوتا ہے یہ سن کے ترکیب
قوی بازو اپنے گینڈے کو چھیڑ کے طیمور کی طرف چلا اس طرف سے طیمور صفوں کو توڑتا پروں کو مسمار
کرتا ہوا سامنے ترکیب قوی بازو کے پہونچ گیا ترکیب قوی بازو نے از رہِ پشت نہنگ کا وار
کیا طیمور نے اس سپر سے قلم کر کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا اس کے بھی دو ٹکڑے ہو گئے اب سرخاب
قوی ہیکل نے فوج کو للکارا کہ اسے نیزوں پر دھر لو یہ شیر ایک سے شکار نہ ہوگا نیزہ بازوں نے نیزے
جھکائے اور طیمور کی طرف رخ کیا اس شیر بیشہ شجاعت نے نیزوں کے نیستان میں گھس کے حملے کرنا شروع کیا
جس پر ہاتھ مارا اس کے دو ٹکڑے ہوئے لیکن ملکہ نے دیکھا کہ اب طیمور کی خیر نہیں معلوم ہوتی ہے ایک اکیلا
کہاں تک لڑے گا بس انھوں نے بال سر کے کھول دیے اور بارگاہ بلک سے دعائیں کرنے لگی کہ اے دونوں جہان
والے داور بیکسان اگر تو قادر مطلق اور خالق ہے تو اسوقت طیمور کو ان ظالموں کے ہاتھ سے بچا اگر یہ شہریار
مارا گیا تو اس ہجوم میں لاش کا بھی پتہ نہ ملے گا اور میں تازہ مسلمان ہوں میرے لیے بھی خرابی ہوگی ابھی یہ سخن
در زبان تھا کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اور جانب صحرا سے یک گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے آتے
آتے دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے بہروت رعد آواز بارہ ہزار سوار جرار سے پیدا ہوا راستے
میں اس کو خبر مل گئی تھی کہ طیمور سے تلوار چل رہی ہے بس یہ بارہ ہزار سوار اپنے ساتھ لے کر گھوڑے سرپٹ
دوڑاتا ہوا آپہونچا دیکھا اس نے کہ آقا میرا لاکھوں میں گھرا ہوا تنہا جنگ کر رہا ہے وہ کھیت پڑا ہے کہ لاکھوں
لاشیں زمین پر پڑی ہیں لیکن طیمور کو مطلق ہراس نہیں ہے بس بہروت رعد آواز نے نعرہ کیا کہ باش اے
کافران بے حیا خبردار و ہوشیار ہو جاؤ کہ میں آپہونچا منم بہروت رعد آواز اس کے نعرے سے تمام صحرا
ہل گیا اور دل سینوں میں تھرا گئے ملکہ یا تو دعا میں مصروف تھی یا اچھل پڑی دل آرا وزیرزادی نے
عرض کی کہ اے ملکہ آفاق شکر خدا بجا لائیے کہ رفیق شاہزادے کا بارہ ہزار سوار سے برائے مدد آپہونچا یقین ہے
کہ عقب میں اور لشکر بھی آتا ہوگا غیر ایک سے دو تو ہوئے ملکہ نے دیکھا کہ واقعی میں بہروت رعد آواز کے
حملوں سے فوج چھنٹا کیسی پراگندہ ہونے لگی یہ تازہ دم آیا ہے برس رہا ہے ایک تو اس کے نعرے نے دل ہلا دیے

دوسرے اس کی ضرب کا لنگر کس سے سنبھل سکتا ہے ادھر بادشاہ کو خبر پہونچی کہ دو سپہ سالار جو آپ نے بھیجے
تھے ان میں سے ایک مارا گیا اور ایک باقی ہے لیکن حریف کے لئے کمک آگئی ضحاک شاہ نے کہا کہ کتنے لوگ
ہون گے مخبر ون نے عرض کی کہ کوئی بارہ ہزار جوان ہون گے لیکن ان میں کا ایک ایک سو سو پہ بھاری ہے ضحاک
شاہ نے کہا کہ اتنا لشکر پیدا کیا کر سکتا ہے میں ساٹھ لاکھ کی فوج کا افسر ہون لاؤ تخت رواں ہمارا یہ حکم پاتے ہی ملازمین
نے تخت رواں حاضر کیا ضحاک خود پسند تخت پر بیٹھ کے جانب باغ روانہ ہوا کوئی اڑھائی لاکھ فوج تو پہلے
ہی جا چکی تھی باقی ماندہ فوج ہمراہ بادشاہ کے جانب حربگاہ روانہ ہوئی ساڑھے چار لاکھ کا ہوش گھوڑون
کی ٹاپون سے زمین تھرا رہی تھی یہ بھی آکر اپنی فوج کا شریک ہوا اور اس نے شور کرنا شروع کیا کہ مار لو اس
سرکش کو جانے نہ پائے غضب کیا اس نے کہ ایک افسر فوج کو میرے مارا اب یہ زندہ بچ کے جانے نہ پائے
طیہور اور بہروت رعد آواز تو کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا رہے ہیں مگر ملک کی یہ حالت ہے
کہ دہلی جاتی ہے رنگ چہرہ کا متغیر ہے منھ پر ہوائیاں چھوٹ رہی ہیں کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد بلند ہوا اور
آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد حسین کجکلاہ اٹھاسی ہزار سوار دلاور پیدا ہوا دیکھا
حسین کجکلاہ نے کہ بہروت رعد آواز اور طیہور شیر پیر ور ساٹھ لاکھ کی فوج میں گھرے ہوئے
ہیں بارہ ہزار سوار بہروت رعد آواز کے ایک جانب لڑ رہے ہیں ہر چند کوشش کر رہے ہیں کہ
ہم کسی طرح اپنے آقا تک پہونچ جائیں مگر ممکن نہیں کجا بارہ ہزار کجا ساٹھ لاکھ جب ریلا ہوتا ہے تو قدم جمانا دشوار
ہو جاتا ہے حسین کجکلاہ بھی اٹھاسی ہزار سے آکر ان بارہ ہزار سوار ون کا شریک ہوا اب ادھر کی ایک لاکھ
سوار کی جمعیت ہو گئی خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اگرچہ یہ لوگ طیہور تک نہ پہونچ سکے لیکن اپنی فوج کو
دیکھکر دل طیہور کا بڑھ گیا عنبر اس نے مرکب کو اڑان میں دابا اور فوجون کو مسمار کرتا ہوا تخت ضحاک شاہ
کی طرف چلا ضحاک کے پہلو میں دو سردار کھڑے تھے کہ نام ایک کا سعید مغربی اور دوسرے کا مسعود
مغربی تھا اس نے ان دونون سے کہا کہ دیکھو اس جوان کو رد کو یہ میری طرف بڑھتا چلا آتا ہے ان دونون
نے باہم مشورہ کر لیا کہ اس سے تنہا مقابلہ کرنا اچھا نہیں جو لاکھون میں اس طرح با جو اس لڑ رہا ہے ہم تنہا مقابلہ
کر کے اس کا کیا بنا لیں گے اسے دو طرف سے گھیر کے برابر وار کرو یہ مشورہ کر کے یہ دونون بزدل اس
شیر بیشہ شجاعت کی طرف چلے ادھر طیہور باگ اٹھائے چلا ہی آتا ہے بیچ ہی میں سامنا ہوا سعید مغربی داہنی
جانب آگیا اور مسعود مغربی بائیں جانب دونون نے برابر سے تلوار ماری بس طیہور نے ایک وار
پشت شمشیر پر اور دوسرا سپر پر روک کے جو ہاتھ کو گردش دی تو ایک ہی وار میں دونون کے سر اڑ کر
گھوڑے لاشون کو لٹکائے لے کے بھاگے ادھر طیہور نے گھوڑے کو کاوہ دے کے پڑا لا میدان طالب اب جو
اس نے مرکب کو اڑان میں مسلا تو پھر صفون کو توڑتا ہوا تخت بادشاہ کے قریب پہونچ گیا ادھر بہروت
رعد آواز قریب علمدار لشکر کے پہونچا نام علمدار لشکر کا خورشید زرین علم تھا بہت بڑا پہلوان تھا
اس نے تلوار ماری بہروت نے ایسی کھینچ کے ماری کہ تلوار پنجہ سمیت قلم ہو کے دور گری بہروت
رعد آواز نے دوسرا ہاتھ مارا کہ علم سرنگون ہوا ادھر طیہور قریب تخت ضحاک کے پہونچ گیا ضحاک
نے تلوار ماری طیہور نے بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر بند کا بند پکڑ کے جو زور کیا اٹھا
سر سے بلند کر لیا طویل بالا بلند نے دوڑ کر تلوار مارنے کا قصد کیا طیہور نے ضحاک کو تلوار کے منھ کے
سامنے کر دیا طویل نے ہاتھ روکا ضحاک نے آواز امان بلند کی فرمایا کہ امان بشرط ایمان ضحاک نے
قبول کیا طیہور نے ضحاک کو چھوڑ دیا ادھر ضحاک نے اپنے لشکر کو منع کیا ادھر طیہور نے اپنی فوج کو دو

جبتک موقوف ہوئی طیمور ضحاک کو ساتھ لئے ہوئے پہلے تو باغ میں آیا ملکہ بسبب شرم کے سامنے نہ آئی ضحاک نے کہا کہ اے طیمور ملکہ تو اب تمہاری ہو ہی چکی لیکن بہتر ہے کہ عقد ہو جاوے طیمور نے کہا کہ ہم لوگ جبتک عقد نہیں ہو لیتا ہے عورت کو اپنے اوپر حرام جانتے ہیں اسوقت تک آپکی دختر جیسی تھی ویسی ہی ہے آپ کسیطرح کا شک اپنے دل میں نہ لائیں خدا نے ہمیں اتنا صبر و ضبط دیا ہے کہ اگر زندگی بھر ساتھ رہے اور عقد نہو تو ہاتھ نہ لگائیں گے پہلے ضحاک کو یقین نہ تھا لیکن اب یقین آگیا کہ بیشک یہ لوگ اسی آن بان کے ہیں میں نے ایسے شخص کے قتل کا ارادہ کیا تھا جو یکتائے زمانہ ہے حسن و جمال میں عدیم المثال ہے زور و جرات میں یگانہ رستم زمانہ ہے خوش نصیب اس دختر کے کہ اس کو ایسا شوہر ملا اور خوش نصیب میرے کہ مجھے ایسا داماد ملا یا تو ضحاک دشمن جانی تھا یا طیمور کے نام کا شیفتہ ہو گیا کہا اے فرزند میں اب جاتا ہوں ملکہ کو بھیجتا ہے وہ آکر دختر کو سوار کر لیجائے گی میں شادی کا سامان کرتا ہوں تم اسی باغ میں قیام کرو طیمور نے کہا کہ آپکو اختیار ہے ضحاک اسیوقت سوار ہو کے مع لشکر شہر میں آیا بتخانوں کے انہدام کا حکم دیا تصویر لٹکا کے گلے میں جو بتوں کا ہار ڈالا تھا کاٹ کے وہ تصویر دروازہ شہر پناہ کے برابر نصب کرا دی کہ ہر آئندہ و روند دیکھے کہ یہ کیسا خوبصورت شخص ہے کہ اس کی کیا گت بنائی گئی اور یہ کچھ نہ کر سکا تاکہ لوگ اس کی جانب سے بد اعتقاد ہو کے دین برحق کی جانب مائل ہوں اور بعد اس کے مسجدوں کی بنا ڈالی اور سامان شادی میں مصروف ہوا ادھر ملکہ کی ماں سوار ہو کے باغ میں آئی اور دختر کو لیجا کے دلہن بنایا طیمور کو طلب کیا طیمور دولھا بن کے گیا ملکہ کے ساتھ عقد ہوا شاہزادہ وصل سے ملکہ مہر روشن کے کامیاب ہوا بطن سے اس کے لڑکا پیدا ہوتا ہے کہ ذکر اس کا بعد کے دفتر میں آئیگا لیکن اب بیان

دو کلمہ داستان شمعون آدمخوار کے بیان سے کہتے ہیں

کھولو ساقی منہ کو سبو کے
چشم کیا آئی ساغر بھر دے
ہوش میں آئی ہے تجھکو
آیا فلک [illegible] بہار کی
آدمخوار دل سے جو اڑائی
منظور ہے تجھکو جو کہانی
[illegible] شراب غم کی خبر لے
جوش میں [illegible] دل سے
بادہ سے [illegible] چشم پیالہ
بادہ [illegible] زہر [illegible]

بیٹھے ہیں کب سے گوشہ ہوکے
غفلت بیجا شاک پڑی کیوں
ایسا کہاں کا نشہ ہے تجھکو
شور فلک ہے بانگ [illegible]
جان پر اپنے اب تو بن آئی
غور سے سن فریاد ستم کش
سینہ کباب غم کی خبر لے
ہائے وبال جان ہے جینا
ہائے ہوئے مستانہ نالہ
بیٹھے تیری اب آن بن ہے

جام شراب اکبر بھر دے
حال ہے سر سے تجھکو کیوں
جب ہوش سے [illegible]
[illegible] شکن سے بانگ [illegible]
شمعون کی ہے شادی کی کہانی
جان [illegible] ستم کش
جان [illegible] پیوند کسل سے
[illegible] دم سے زہرہ بینا
نشہ غم میں [illegible]
دل [illegible]

الغرض [illegible] شہر واس کا بیٹا ہی کئی سال گذرے کہ جب شہر [illegible] ملکہ مہر روشن کا بیاہ ہوا اس سے ضحاک شاہ سے خواہش کی تھی کہ اسے برادر کے ان پر اپنی دختر کو اختر کا [illegible] فرزند [illegible] اسی کے ساتھ کرنا ضحاک نے مصلحت وقت جان کر اقرار کر لیا تھا لیکن دل اس کا نہ چاہتا تھا کہ ایسی نازنین کو ایسا زنگی آدمخوار کے حوالے کر دوں قضائے کار اس زمانہ میں شمعون آدمخوار کو یہ خیال آیا کہ اب وہ دختر جوان ہو گئی ہوگی اور فرزند بھی میرا ہوشیار ہے پھر آج کے کام کو کل پر انتظار رکھنا خلاف عقل ہے اور شادی میں دیر کرنے سے دونوں کی جوانی برباد ہوگی تمناؤں کا خون ہوگا یہ سوچ کے اس نے ایک شوقنامہ

تحریر کیا اور ایک سردار کو وہ نامہ دیا کہ نام اُس کا گرگین گراز دندان تھا اور دس ہزار سوار ساتھ کرکے
طرف شہر ضحاکیہ کے روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ شاہزادہ طیمور شیر پرور وصل عروس سے کامیاب ہو چکا تھا
صرف چوتھ پہر مین دربار کے وقت تو طیمور ضحاک شاہ کے پاس آیا کرتا تھا اس کے علاوہ ایک دم ملکہ کو
اپنے پاس سے جدا نہونے دیتے تھے اور شاہور کا دل بھی دل آرا وزیرزادی سے الجھا ہوا تھا ایک روز
طیمور بیٹھا ہوا تھا کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ نامہ دار شمعون زنگی کا آیا ہے یہ سنتے ضحاک مثل بید کے
کانپنے لگا اور پریشان ہوگیا طیمور نے کہا کہ اسوقت آپ کی کیا حالت ہے ضحاک نے ٹال دیا اور گرگین
گراز دندان کو بلالیا گرگین آیا سلام کیا ضحاک نے ڈنگل بیٹھنے کو دیا گرگین بیٹھ گیا اور نامہ
ہاتھ مین ضحاک شاہ کے دیا ضحاک شاہ نامہ کو دیکھکر طیمور کو دیدیا طیمور نے نامہ پڑھا مضمون نامہ
یہ تھا کہ اسے برادر مین اس جوان کے ہاتھ کتار اپنے فرزند کی بھیجتا ہون تم اپنی دختر کو اس پہلوان کے ہمراہ
کردو کہ اب وہ جوان ہو چکی ہوگی اور اگر حیلہ کروگے تو مجھکو وہین موجود پاؤگے اسوقت ملکہ عزت سے آئیگی
اور اُسوقت تم کو ذلت ہوگی بس یہ مضمون دیکھکر دنیا آنکھون مین تیرہ و تار ہوگئی نامہ کو پھاڑکے پھینکدیا
اور نامہ بر سے کہا کہ جاکر اُس بے حیا سے کہدینا کہ ملکہ کی شادی ہوگئی خبردار اب ملکہ کا نام نہ لینا ورنہ زبان
گُدّی سے کھینچ لونگا نہین جانتا کہ ملکہ ہمارے ناموس مین داخل ہو چکی ہے گرگین نے جو دیکھا کہ نامہ اس
جوان نے پھاڑ ڈالا اور بادشاہ کی شان مین ناشایستہ کلام کہے بس اس نے تلوار کھینچ لی اور کہا کہ تیری
زبان گدی سے کھینچنے کے قابل ہے تو واقف نہین کہ مین کون ہون میرے بادشاہ کی شان مین میرے
سامنے اس طرح کے کلمات کہتا ہے یہ کہتا ہوا تھا اور طیمور پر تلوار ماری طیمور نے جھپٹ کے بجلی دی
تلوار پھٹ پڑی بس کلائی پکڑکے دوسرے ہاتھ سے ایسا تھپڑ مارا کہ کلہ گرگین پھٹ گیا بھیجے پر صدمہ پہونچا
گرگین تڑپ کے مرگیا طیمور نے ٹانگ پکڑکے لاش اس کی باہر پھینکدی اور اس کے ہمراہیون سے کہا
کہ لیجاؤ لاش اس مردود کی اور اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ کیون شامتین آئی ہین اگر اس طرف آئیگا تو سزا
پائیگا ملکہ اب ہمارا ناموس ہو چکی ہے خبردار ان خیالات کو دل مین نہ لانا وہ لوگ تو لاش گرگین کی
لیکر طرف ملک شماییہ کے روانہ ہوئے اور یہان طیمور جو آکے بیٹھا تو ضحاک نے کہا کہ اسے فرزند
مین نے یہ نہین کہا تھا کہ تم اس پہلوان سے لڑو غضب کیا تم نے کہ اُسے مار ڈالا اب ملک پہ آفت آئیگی
اور سب کی جان نہ بچیگی شمعون آدمخوار بلا ہے بیدرمان ہے مین سمجھا تھا کہ تم عاقل ہو کسی بہانہ سے
ٹالوگے تم نے مفت جان عذاب مین ڈالی اور ایک بلا پیچھے لگائی طیمور نے کہا کہ اگر شمعون
بلا ہے تو مین بلاکش ہون آپ اطمینان رکھیے مین کس طرح ایسے سخت الفاظ برداشت کرسکتا ہوا اُس بیہودہ
نے تحریر کئے تھے بہ ہوشیار رہنا آدول نے کہا کہ اسے بادشاہ آپ ابھی تک اس شہریار کے زور و طاقت
سے کما حقہ آگاہ نہین ہین یہ وہ تہمتن وصف شکن ہے جس نے مجھ ایسے پہلوان کو مانند برگ کاہ کے سات
روز کی کشتی مین باندھ لیا اور مین وہ شخص ہون جس نے دیوون کو لپیٹ کیا ہے آپ اسے آنے تو دیجیے
دیکھیے گا کہ ہوتا کیا ہے ضحاک خاموش ہورہا اب ان کو تو انتظار مین شمعون کے ٹھہرا کے چھوڑا جاتا ہے لیکن

چند کلمہ داستان صاحبقران حق پژوہ یعنی عادل کیوان شکوہ کے بیان کئے جاتے ہین

نقاب ڈال کے سوئے چمن جو تو آئے
تو سے داغ مین تچھین گلون کی آواز
نگہ نہ ہون جو تجھی وہ نہ بہر دو آسکے

یہ لطف کم ہے قریب رگ گلو آئے
اثر ہے نالۂ فرقت میں اتنا کا مگر
بسا ہوا ہے جو دل میں اسی کی بو آئے
پڑے ہیں اس لئے خلوت میں ابرو زیر دل
وہ میرے پھول ہو سونگھے وفا کی بو آئے
شب فراق کچھ ایسی دعا میں ہو تاثیر
خدا کرے کہ کبھی ہم سے آرزو آئے
بہار میں سٹے گلرنگ پی کے ہم بیکش
ادھر تم آؤ جدھر سے وفا کی بو آئے

کسی کی بزم اک امید گاہ عالم ہے
یہ چاہتے نہیں بیتاب ہو کے تو آئے
خدا کرے کہ ملیں بعد ذبح مثل حنا
کہ میرے لب پہ نہ مطلب کی گفتگو آئے
یہ کیا کہ چھپ کے رہے دل کو چٹکیاں لیں
بلاؤں موت کو گھبرا کے اور تو آئے
ہمارے خون سے کر ہاتھ سرخ اے قاتل
اٹھے جو صحن چمن سے کنار جو آئے
وہ چپکے بیٹھے ہیں اک جام بھر کے دو تو فضا

کہ چھو کے [illegible] لکے آرزو آئے
اٹھا کے خاک ہماری ہی اگر کوئی سونگھے
جو بہ کے پانوں تک ان کے مرا لہو آئے
جما رہے ہیں مر دن بھی نگہ الفت کا
مزا تو جب ہے پر کا جبہ ہے کہ روبرو آئے
بتوں کا وصل نہ کعبہ میں بھی نصیب ہوا
حنا وہ ہل کہ محبت کی جس سے بو آئے
پھر وہ نہ گو رہے بیان میں شمع ہو توشے مری قبر
یہاں ذرا سی تو کچھ لب پہ گفتگو آئے

سہ بیا بشنو اے ہمدم داستان و کہ باز آمدم بر سر داستان ۔ یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ صاحبقران عالیشان مع فوج فراوان طے منازل و قطع مراحل کرتے ہوئے سرحد ملک حسین سبز قبا میں پہونچے اور یہ خبر حسین سبز قبا کو ہوئی کہ امیر اتو دوسرے کل مراحل طے کئے کل داخل امیر کا اس ملک میں ہے ۔ حسین سبز قبا نے کہا کچھ پروا نہیں وہ مرحلے مثل اس کے تھے جیسے ٹٹی لگا دی جاتی ہے یہ ہٹا کے چلے آنا کوئی ایسا مشکل کام تھا یہاں آ کر امیر بہت پریشان ہوں گے وہ ابھی یہاں کے اسرار سے آگاہ نہیں ہیں آنے دو کل ہم بھی تماشہ آمد مسلمانان کا دیکھیں گے یہ کہکر اس نے حکم دیا کہ ایک خیمہ ہمارے واسطے جائے بلند پر نصب کیا جاوے لازمین یہ حکم پا کے بیرون شہر آئے ایک قلعہ کہنہ منہدم کر دیا گیا تھا وہ ایک ٹیکرا سا ہو گیا تھا لوگوں نے خیمہ سبز اس ٹیکرے پر نصب کیا دوسرے روز صبح کو حسین سبز قبا مع ارکان دولت آ کر خیمہ میں بیٹھا طلوع آفتاب ہوتے ہی جانب صحرا سے تیق گرد و غبار بلند ہوا کہ زمین و آسمان ایک ہو گئے

سہ ز سم ستوران دران پہن دشت ۔ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ۔

زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار تھا یکایک ہوا اسے بار اگرد کو گرد سے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے اسی علم نشان اسی ہزار سوار کا نمودار ہوئے پھر ہروں پر علموں کے تعریف الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی اور ایک پیل گردون اٹالہ بارگاہ کا ساتھ لئے ہوئے نمودار ہوا ہرکاروں نے آکر حسین سبز قبا سے عرض کی کہ یہ ہراول لشکر صاحبقران داروغہ بارگاہ جبل عادی ہے پیشین خیمہ کر آیا ہے اس کی تیسری پشت رفاقت خاندان صاحبقران میں ہے اور کچھ قرابت بھی ہے ادھر جبل عادی نے جائے مناسب تجویز کرکے خیمہ برپا کیا بعد اس کے دوسرے گرد اڑی اور لشکر طلمہ بن لند حور پہونچا آمد اس لشکر کی دیکھکر حسین سبز قبا سمجھا کہ شاید صاحبقران تشریف لے آئے لیکن ہرکاروں کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ لشکر بادشاہ ہندوستان طلمہ بن لند حور کا ہے مالک لشکر طرف طلسم زلزلہ کے اسیر ہو گیا ہے طلمہ کا خیمہ جانب یمین برپا ہوا اس کے بعد پھر گرد اڑی اور لشکر مملوک بن مالک پہونچا اور جانب یمین خیمہ برپا کیا ہرکاروں نے حسین سبز قبا کو خبر دی کہ یہ لشکر سردار میسرہ فوج کا ہے بعد اس کے پھر گرد اڑی اور لشکر صاحبقران اور ساتھ یعنی شاہزادہ سکندر رستم خو نمودار ہوا اور زلازل میں زلزلے آ کر خیمہ برپا کیا اسی طرح تمام دن آمدگی رہی شام ہو گئی حسین سبز قبا نے ہرکاروں سے پوچھا کہ لشکر آ گیا اور صاحبقران ابھی تک نہیں آئے ہرکاروں نے عرض کی کہ ابھی ربع حصہ لشکر آیا ہے اور تین حصہ لشکر باقی ہے یہ سنکے حسین سبز قبا کے ہوش اڑ گئے سوار ہو کے اپنے شہر میں آیا آرام کیا دوسرے دن صبح سے جا کے پھر اسی بارگاہ میں بیٹھا اور

جانب صحرا دیکھا تھا یکایک از پردہ بیابان گرد می برخاست گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان
سیاہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار تھا یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے
مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا نمودار ہوئے رنگ
پھریرون کے سبز تھے حسین سبز قبا نے پوچھا کہ یہ کس کا لشکر ہے لوگون نے بیان کیا کہ یہ شاہزادہ رفیع الہمت
صاحبقران سابق کے فرزند دلبند کا لشکر ہے جس نے طلسم نور آگین کو توڑ کر اپنے باپ کے خون کا بدلہ لیا
لشکر بھی خیمہ زن ہوا اشتمش گرد سپہ سالار نے خیمہ جائے مناسب پر نصب کرایا شان اس بارگاہ کی دیکھ کر
حسین سبز قبا کو تعجب ہوا کہ ایسی ایسی بارگاہیں بھی ہوتی ہیں بعد اس کے پھر گرد اڑی اور لشکر سہراب
بن رستم ثانی کا پہونچا اور بارگاہ یاقوت نگار بمقابل لشکر رفیع الہمت برپا ہوئی بعد اس کے پھر گرد اڑی
اور لشکر شاہزادہ محتشم بن ہاشم کا پہونچا پھر گرد اڑی اور لشکر بلقیس بن قمہور دیو پیر آیا پھر گرد اڑی
اور لشکر داراب ثانی کا پہونچا ہرکارے ایک ایک کا نام بتاتے تھے شام کو آمد لشکر موقوف ہوئی تیسری
صبح کو پھر حسین سبز قبا بارگاہ میں آ کر بیٹھا اور تماشائے آمد لشکر کا دیکھنے لگا خلاصہ یہ کہ سات شبانہ روز تک
برابر لشکر آیا کیا ساتوین روز تمام سرداران لشکر برائے استقبال روانہ ہوئے اور سواری بادشاہ اسلام
کی نہایت جلوس کے ساتھ نمودار ہوئی آگے آگے تخت بادشاہ کے صاحبقران مرکب پر سوار پیچھے پیچھے سوار
تھے اور تمام سردار پیادہ پا گھیرے ہوئے تھے شان و شوکت بادشاہ اسلام دیکھ کر حسین سبز قبا کو حیرت
ہو گیا اس کو اپنی حشم و خدم پر ناز تھا شوکت بادشاہ اسلام دیکھ کر حسین سبز قبا کی آنکھیں کھل گئیں نہ
پلٹ کے اپنی بارگاہ میں آیا ادھر صاحبقران عالیشان داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے جب دوسرا دن ہوا
تو ہوشمند دانا وزیر حسین سبز قبا نے عرض کی کہ حضور کو کچھ خیال ہے کل وہ روز ہے کہ شاہزادی کی
سالگرہ ہے اس روز شب کو تمام شہر کی عورتیں کنارے دریا کے جمع ہوتی ہیں اور ملکہ نوازہ کھیلتی ہے اور
لشکر حریف آ چکا ہے لہذا کیا انتظام کیا جائے اور یہ رسم کیونکر ادا ہو اسوقت حسین سبز قبا نے سکوت
کیا دوسرا وزیر کہ نام اس کا دانشمند تھا اس نے عرض کی کہ حضور ایک نامہ صاحبقران کو اس مضمون
کا تحریر کریں کہ دریا کے کنارے سے آپ لشکر اپنا ایک روز کے واسطے ہٹا لیں کہ ہم رسم سالگرہ موافق
دستور ادا کر لیں بعد اس کے تو ہمارے آپ کے جنگ ہونا ضرور ہے اگر آپ کی ہماری لڑائی ہے تو بات ہی بات
کی ہے کوئی عداوت کسی وقت کی نہیں ہے جس وقت یہ نامہ امیر کو پہونچے گا تو وہ ایسے با مروت ہیں کہ ضرور
لشکر اپنا ہٹا لیں گے ہوشمند وزیر نے بھی اس رائے کو پسند کیا اسیوقت حسین سبز قبا نے نامہ
تحریر کیا اور دانشمند سے کہا کہ تو ہی جا کہ مزاج صاحبقران سے آگاہ ہے اور ان لوگون کے آئین سے
واقف ہے دانشمند نے عرض کی کہ مجھے کیا عذر ہے غرضکہ حسین سبز قبا نے نامہ تحریر کیا اور وزیر کو نامہ
دے کر طرف صاحبقران عالیشان کے روانہ کیا یہاں امیر بالتوقیر بارگاہ میں رونق افروز ہیں تمام
سردار اپنے اپنے منصب کے موافق کرسیوں و دنگلون پر جمع ہیں امیر کا ارادہ یہی ہے کہ نامہ طرف حسین
سبز قبا کے روانہ کریں کہ ایک مرتبہ ہرکارون نے آ کر عرض کی کہ نامہ دار حسین سبز قبا آتا ہے یہ سنکر
صاحبقران عالیشان نے شاہان ہفت ملک کو برائے استقبال روانہ کیا اور ایک کرسی زرنگار دانشمند
وزیر کے واسطے بچھوا دی دانشمند آ کر کرسی پر بیٹھا صاحبقران کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ نامہ
پیش کیا امیر نے نامہ کو پڑھا جواب میں تحریر فرمایا کہ ہمارا یہ شیوہ نہیں ہے کہ ہم دوسرے کی عزت کو عزت
نہ جانیں کیا مجال ہے کسی کی کہ کنارے دریا کے ٹھہر جائے اور اسیوقت طلبچیون کی جانب دیکھ کے ارشاد فرمایا

کہ ناکر ہماری طرف سے کہدو کہ کل لشکر دریا کے کنارے سے کوس بھر کے فاصلے پر مقیم ہو کنارے دریا کے
بغیر حکم ثانی کوئی جانے کا قصد نہ کرے طیفور اسیوقت حکم لے کر روانہ ہوا اور اہل لشکر کو آگاہ کیا کہ خبردار
کوئی اس مقام پر قیام نکرے جو یہاں ٹھہرے گا وہ سزا پاوے گا اسیوقت خیمے اکھڑنے لگے لوگ اپنا اپنا اسباب
اٹھا کر دوسری جانب روانہ ہو گئے امیر نے اتنی دیر وزیر کو جانے نہیں دیا جسوقت طیفور یا دیر گرد سبکو
ہٹا کے واپس آیا اسوقت امیر نے دانشمند کو خلعت دے کر رخصت فرمایا دانشمند وزیر دریا کو دیکھتا ہوا
اپنے بادشاہ کی خدمت میں پہونچا جواب نامہ کا دیا اور زبانی شہادت دی کہ میں دیکھتا چلا آتا ہوں کہ اب
کنارے دریا کے ایک متنفس بھی نہیں ہے جب صاحبقران نے سب کو ہٹوا دیا اسوقت مجھے آنے دیا
اور امیر سے بہتر خلیق شاید کہ زمانے میں کوئی ہوگا مجھے تا خیمے کے استقبال کو شاہان ہفت ملک آئے اور
بیٹھنے کو کرسی زرنگار عنایت فرمائی ایسے شخص کی غلامی شاہی پر فوق رکھتی ہے حسین بہنجر قبا بھی نہایت
خوش ہوا اور کہا کہ اگر وہ ایسے ہوتے تو عالم عالم کو کس طرح مسخر فرماتے اب اس نے محل میں حکم بھیجدیا کہ
شاہزادی حسب دستور شام کو دریا میں جا کر نوازہ کھیلے ہم نے انتظام کر دیا ہے کسی طرح کا خطرہ نہیں ہے
یا تو ملکہ بھی ہوئی تھی کہ دیکھیے اس سال یہ رسم کیونکر ادا ہوتی ہے یا خوش ہو گئی اسیوقت بجروں کی تیاری
کو حکم پہونچا کنارے دریا کے دور تک چراغان کا انتظام کیا گیا شہر میں ڈھنڈورا ہو گیا کہ ملکہ حسب دستور
نوازہ کھیلینگی آج کی رات تمام شہر میں سوا مردوں کے ایک عورت بھی نہیں رہجاتی ہے سب ملکہ کی سلامتی
منانے کو جاتی ہیں اور دریا پر تمام شہر کی عورتیں جمع ہوتی ہیں الحاصل جب شام ہوئی تو تمام شہر کی عورتیں
ہنڈیاں جلا کے ہوئے تھال ہاتھوں پہ لئے ہوئے جانب دریا روانہ ہوئیں جو صاحب استطاعت تھیں
ان کی ناویں اور بجرے تیار تھے بجروں پر سامان رقص و غنا تھا دریا کنارے سے دور دور پیٹھان روشن تھیں
پانی میں آگ لگی ہوئی تھی مچھلیاں تڑپ تڑپ کے پانی پر ابھرتی تھیں اور پھر تہ پہ چلی جاتی تھیں بڑے بڑے
جانور کوسوں بھاگ کے نکل گئے تھے دریا کے کنارے سے پرستان معلوم ہوتا تھا شہر حسن آگیں کی نازنینیں
سب ایک وقت میں ایک جگہ جمع تھیں ان میں کی بعض تھی اچھوں سے اچھی … اور جو حسین تھیں ان کے
نظارہ جمال کی تاب لانا بھی تعجب سے خالی نہیں … سب ایک جگہ جمع ہوتی ہیں بہت سی
عورتیں ایسی ہیں کہ ان میں لوگ رسم و راہ … دوسرے سے ملتی ہیں تمام شہر کو
اس روز کا انتظار رہتا ہے ایک عجیب طرح کا ہنگامہ … ملکہ کی سلامتی کا بیڑا چھوڑتی ہو اور
وہ مانگتی ہے پھر آپس میں ملاقاتیں ہوتی ہیں … ابھی ملکہ کے آنے کا وقت نہیں ہے … شام سے تیار
کھڑا ہے اور … اجازت ہے کہ جس کا جی چاہے وہ آکر تماشہ دیکھے وہاں شہزادی کو وادی اسکی
دلہن بنا رہی ہیں … لیکن یہاں کا حال سنئے کہ طیفور
یا دیر کی وجہ بالا دو … نکلا تھا پھرتے پھرتے اس طرف بھی آنکلا یہ عالم کنارے دریا کے دیکھ کے … کی سی
حالت ہو گئی اور وہاں سے الٹے پاؤں پھرا اب وہ وقت ہے کہ امیر نے … برخاست کردیا
ہے آرامگاہ کی طرف چلے جاتے ہیں کہ طیفور پہونچا صاحبقران نے فرمایا کہو کیا خبر لائے طیفور نے
عرض کی کہ تنہائی میں کہنے کی بات ہے امیر اس کو ساتھ لئے ہوئے اپنے خیمہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ
بیان کر طیفور نے عرض کی کہ ایک قصور ہو گیا ہے پہلے اسے معاف فرمائیے تو پھر بیان کروں گا فرمایا کہ معاف
کیا بیان کر طیفور نے عرض کی کہ یا امیر جیسی تعریف یہاں کے حسن کی سنی تھی اس سے بڑھ کے پایا آج میں
بالا دو کے … گیا تھا راستہ بھول کر دریا کی طرف نکل گیا آپ کو تو اطلاع ہو ہی چکی ہے کہ ملکہ کی سالگرہ

ہے تمام شہر کی عورتیں دریا کنارے جمع ہیں چراغان ہو رہا ہے جیسے مثل عروس شب اول سج کے آراستہ اُن پر
طائفے رقص کر رہے ہیں عورتیں بے حجابی کے ساتھ آپس میں چہلیں کر رہی ہیں صاحبقران جس کے
چہرے پر نگاہ پڑتی تھی بیچین ہو گیا یہ عالم کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا کسی نے دیکھا ہو گا صاحبقران کو بھی
دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا فرمایا کہ اے طیفور اسوقت تو نے شوق پیدا کر دیا مگر مناسب نہیں ہے اس لئے
کہ میں حسین سبز قبا سے وعدہ کر چکا ہوں کہ آج کنارے دریا کے کوئی نہ آئے گا کہ میں خود جاؤں طیفور
نے عرض کی کہ آپ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ کوئی نہ آئے گا یہ وعدہ نہیں کیا ہے کہ میں بھی نہ آؤں گا صاحبقران
نے فرمایا کہ اے طیفور یہ اچھی بات ہے طیفور نے کہا کہ اچھا دور سے تماشہ دیکھئے فرمایا کہ ہاں اس کا
مضائقہ نہیں ہے لیکن اگر کسی نے پہچان لیا تو سخت خفت ہوگی طیفور خاموش ہو رہا لیکن بیچارہ امیر مسہری
پر لیٹے اودھر اودھر دیر تک کروٹیں بدلا کئے مگر نیند نہ آئی فرمایا اے طیفور کوئی ایسی تدبیر نکال کہ مجھے
کوئی پہچان نہ سکے طیفور نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے میں رنگ و روغن عیاری ملکر حضور کو ایسی نازنین بنا دوں
کہ وہ عورتیں خود تم سے لپٹیں اور چمٹیں صاحبقران یہ سنکے پسینے میں غرق ہوگئے فرمایا لاحول ولا قوۃ
عورت بن کے جاؤں طیفور نے کہا پھر اس میں قباحت کیا ہے عورت بن کے عورتوں کے پاس تو جائیے گا
عورت بن کے مرد کے پاس جانا عیب ہے کہ وہ تم پر پیچھے ستائے صاحبقران نے فرمایا کہ اے طیفور یہ
داغ ایک بزرگ کی بدولت لگ چکا ہے جس کا طعنہ آج تک دیا جاتا ہے میں اکثر تواریخ روشن دل میں اپنے
بزرگوں کے حالات دیکھا کرتا ہوں جس طرح اسوقت تو مجھے بہکا رہا ہے اسی طرح تیرے دادا عمرو اول نے
شاہزادہ عمرو بن رستم کو شیشے میں اتارا تھا اور دُلہن بنا کے اُن کی معشوقہ کی صحبت میں لے گیا
تھا اس روز سے وہ بیچارے عمرو بن رستم کی ہوئی کہ آج تک لوگ طعنہ دیتے ہیں اور عمرو بن رستم
نے غیرت میں آکر اسی روز سے سپہگری ترک کر دی طیفور نے کہا کہ اے شہریار یہ واقعہ مفصل بیان
کیجئے صاحبقران نے فرمایا کہ ایک طولانی قصہ ہے رات زیادہ گذر جائے گی طیفور نے کہا کہ مثل مشہور ہے
کہ رات اپنی اسوقت اور کام ہی کیا ہے آپ کو نیند بھی نہیں آتی ہے اور مجھے ان باتوں سے فائدہ حاصل ہوگا
اکثر دادا صاحب کے ذکر سے مجھے فائدہ پہونچا ہے اکثر عیاریاں میں نے انہیں کے تذکروں سے پیدا کی ہیں
اور کام سیکھا ہوں صاحبقران نے مسکرا کے فرمایا کہ اے طیفور جب سلطان صاحبقران [illegible]
گوش گردون کشان وارث قاف ثانی سلیمان یعنی جناب امیر حمزہ صاحبقران میرے جد اعلیٰ نے ملک
باختر پر چڑھائی کی ہے اور نصف ممالک پر قبضہ کر لیا ہے تو ارشاد فرمایا کہ چاہئے ساتھ ناموس بھیجتا ہوں اور
مقابلہ ساحروں اور پہلوانوں سے ہے فتح و شکست کی خبر نہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی لڑائی بگڑے اور ناموس پر
تباہی آئے لہذا ایک قلعہ نہایت مستحکم تیار ہونا چاہئے کہ ناموس کو اس قلعہ میں رکھ دی جائے اور چند سرداران
زبردست برائے حفاظت ناموس مقرر کئے جائیں یہ رائے سب نے پسند کی نقشہ نویسوں نے نقشے
بنا بنا کے پیش کئے صاحبقران نے ایک نقشہ کو ترمیم کر کے پسند فرمایا پھر یہ تجویز ہوئی کہ اس قلعہ کو
کون تیار کرائے چونکہ اس کام میں عمرو بن رستم کو زیادہ دخل تھا وہ عمارت خوب بنواتے ہیں زیادہ مداخلت
رکھتے تھے لہذا سب کی رائے سے یہ کام انہیں کے سپرد کیا گیا عمرو بن رستم ہمارے رشتہ کے دادا
تھے شاہزادہ تھا سیلاہ ملکہ قاسم جو ہمارے حقیقی دادا تھے یہ اُن کے چھوٹے بھائی تھے اور دونوں
بھائیوں میں اس قدر محبت تھی کہ دنیا میں ایسی محبتیں بہت کم ہوتی ہیں الغرض شہریار حمزہ نے ورنگا تاکید
کی کہ قلعہ جلد تیار ہو عمرو بن رستم دن بھر قلعہ کے بنوانے میں مصروف رہتے تھے اور دن بھر کے

باندھے شام کو مثل مزدوروں کے خیمہ میں آکر بیہوش سو رہتے تھے یہاں لشکر لقا سے برابر جنگ
ہو رہی تھی جب لقا کے بہت سے سرداران نامی اسیر ہوگئے بعض مطیع ہوگئے اور بعض مارے
گئے تو لقا نے ایک نامہ فریطاکوک عقرب چشم کو تحریر کرکے برائے مدد بلایا فریطاکوک بہت
زبردست پہلوان تھا جس وقت اُسے نامہ لقا کا پہونچا تو فریطاکوک عقرب چشم نے اپنی دختر کو محافہ
میں سوار کرکے ساتھ لیا کہ عقد اس کا یاقوت شاہ بن زمرد شاہ سے کروں گا چنانچہ فریطاکوک
عقرب چشم اُسی راستے سے آیا جس طرف عمرو بن رستم تعمیر قلعہ میں مصروف تھے پہلے فوج فریطاکوک
کی گذری لقا کو خبر ہوئی لقا نے تمام سرداروں کو واسطے استقبال کے بھیجا لوگ آئے اور فریطاکوک عقرب چشم
کو استقبال کرکے لے گئے فریطاکوک اُن لوگوں کے ساتھ آگے بڑھ گیا سواری ملکہ کی پیچھے رہ گئی
قضائے کار جو بند کھلے ہوئے تھے ملکہ صحرا کی سیر کرتی ہوئی چلی آتی تھی اُسے کیا خبر کہ اس صحرا میں قلعہ تعمیر
ہو رہا ہے اتفاقاً نظر عمرو بن رستم کی دختر فریطاکوک عقرب چشم پر پڑی ایک ہی نگاہ میں دل قابو
سے جاتا رہا جبتک ملکہ کی نظر صحرا میں رستم پر نہیں پڑی تھی اطمینان کے ساتھ صحرا کی سیر کرتی چلی جاتی تھی ایسا
جیسے ہی ایک مقام پر ٹھہر کر کہاروں نے کاندھا بدلا اور ملکہ کی نگاہ بھی عمرو بن رستم پر پڑی اسنے جھپٹ کے
اپنا پردے میں کر لیا اور جالی سے پردے کی دیکھا عمرو بن رستم بھی انتہا کے حسین تھے جہانتک سامنا رہا
ملکہ پردے سے جھانکا کی اس ایک نگاہ نے دونوں کو گھائل کیا اُدھر تو ملکہ غمگین ہوئی ادھر عمرو بن رستم
نے بمشکل دن گذارا شام ہوتے ہی جو خیمہ میں آکے بخار میں پڑے ہیں تو تین روز عجب حال رہا تعمیر قلعہ
وغیرہ موقوف ہوگئی اور علاج ہونے لگا مگر وہی حالت ہوئی کہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی
دن بدن لاغری و ناتوانی افزوں ہوتی جاتی تھی کوئی علاج کارگر نہوتا تھا ادھر ان کی یہ حالت تھی ادھر
فریطاکوک نے آتے ہی اپنے تمام طبل جنگ بجوا دیا اور مقابلہ کرنا شروع کیا اُسی یا پاس ہی سرداران لشکر
صاحبقران کے زخمی گئے امیر دن بھر میدان جنگ میں رہتے تھے شام کو عمرو بن رستم کی خبر لیتے تھے لیکن
ان کی حالت یوماً فیوماً بدتر ہی ہوتی چلی جاتی تھی امیر بہت حیران تھی کہ کیا کریں کیا نہ کریں وہ تو مرض عشق تھا
دوا اُس کی سوا شربت وصال کے اور تھی ہی نہیں صحت کس طرح حاصل ہوتی آخر تھا رے دادا عمرو
نے پوچھا کہا عمرو اگر میں تمہارے پوتے کو اچھا کر دوں تو مجھے کیا دو گے صاحبقران نے فرمایا جو طلب کرو
حتی کہ وہ تم کو ملجائے گا عمرو نے کہا کہ میں ایک ہزار روپیہ روزانہ فیس لوں گا اگر منظور ہو تو علاج شروع کروں
صاحبقران کو عمرو بن رستم کی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے فرمایا مجھے قبول ہے عمرو نے کہا کہ بس ابا
آج سے علاج اور عیادت دونوں باتیں موقوف کرو کل کے تیسرے دن ہماری دوا کے اثر کو آکر دیکھ لینا
لیکن مجھے پوچھ کے صاحبقران نے یہ بھی منظور کیا اُسوقت تمہارے دادا عمرو بن رستم کے خیمہ میں
آئے چہرہ کو نظر غور سے دیکھا اور مسکرائے عمرو بن رستم کے منہ پر سوائے ہچکی کا نام نہ تھا عمرو نے
اُس وقت ایک قصہ عشق کا شروع کیا اور جب قصہ رنگ پر آیا تو خاموش ہو رہے عمرو بن رستم نے کہا
پھر آگے کیا ہوا عمرو نے کہا کچھ ہوگا پرائے ذکر سے کیا فائدہ کچھ اپنی کہو سنو عمرو بن رستم نے
کہا کہ خدا کے واسطے بیان کیجیے اسوقت آپ کی باتوں میں میرا جی سہل گیا عمرو نے تاڑ لیا کہ یہ
کسی پر عاشق ہوگئے ہیں عمرو نے پھر تھوڑا سا بیان کیا اور کہا کہ اب میں جاتا ہوں صاحبقران سے
تھوڑی دیر کی اجازت لیکر آیا تھا وہ وقت گذر گیا عمرو بن رستم نے دامن پکڑ لیا اور کہا کہ میں آپ کو
نہ جانے دوں گا دادا صاحب سے کہلا بھیجتا ہوں عمرو نے کہا کہ میں تھوڑی دیر میں پھر آؤں گا اور

بیان کرونگا یہ فقرہ دے کے چلدیے اور پہونچ گئے عمرو بن رستم کو اُس قصہ کا خیال ہو رہا تو یاد ہیں
ملکہ کے پانو کی مہندی اُسی قدر وحشت ہیں کمی رہی دوسرے روز عمرو پھر گئے عمرو بن رستم نے شکایت
کی کہ آپ خود یہ وعدہ کر گئے تھے عمرو نے بہانہ کر دیا کہ تمہارے دادا نے نہ آنے دیا خیر آج بقیہ قصہ کا
سنو یہ کہکر پھر بیان کرنا شروع کیا اسی طرح دو تین روز میں بالکل بے تکلف ہوگئے اور عمرو بن رستم
کو اپنے سے بے تکلف کر لیا اور پوچھا کہ اے عمرو بن رستم میں سمجھ تو گیا کہ تم کسی پر عاشق ہو اب مجھ سے
چھپانا بیکار ہے یہ یاد رکھو کہ بغیر ہمارے مدد کے آنا مشکل ہے صاف صاف بیان کر دو تمہارے باپ نے
شرم کی جب تمہاری ماں سے عشق ہوا تھا تو علمشاہ بھی اسی طرح تڑپتے تھے پھر ہمیں لے گئے تمنا پالیا تو کام
چلا اور تمہارے دادا تو ہمارے ساتھ کے کھیلے ہوئے ہیں اُن کی گتھا ہے ہیں عمر گذر گئی عمرو بن رستم
پہلے تو شرمائے آخر سمجھ گئے کہ بغیر ان کی کمک کے مطلب حاصل نہو گا عمرو نے ایسا شیشہ میں اُتارا اور
اس طرح کے فقرے دیے کہ عمرو بن رستم نے سارا واقعہ بیان کر دیا اُسوقت عمرو نے بہت تسلی و تشفی
کی اور کہا کہ گھبراتے کیوں ہو میں آج ہی جاتا ہوں اور وہاں کی خبر لاتا ہوں اگر وہ بھی تمہیں دیکھ چکی ہے
تو کچھ مشکل نہیں ہے ورنہ پہلے دقت ہوگی جب سامنا ہو جائیگا تو وہ خود بھی تم پر مائل ہو جائیگی
جو کچھ دقت ہے اُسیوقت تک ہے جب تک تمہیں اُس نے دیکھا نہیں ہے یہ سنکے عمرو بن رستم نے کہا کہ یقین
تو ہے کہ اُس نے بھی مجھے دیکھ ہی لیا ہوگا اس لیے کہ وہ صحرا کی سیر میں محو تھی جب اُس نے میری طرف
دیکھا ہے تو اُسوقت پردہ کیا ہے غرضکہ عمرو خیمہ سے نکلکر جانب لشکر بقا روانہ ہوئے یہ کہکر صاحبقران
خاموش ہو رہے طیفور نے کہا کہ پھر کیا ہوا امیر نے کہا کہ مجھے زیادہ بکنے کی عادت نہیں ہے اب کچھ کسی وقت
بیان کر دونگا طیفور نے منتیں کیں کہ اس عشق کا پورا واقعہ بیان کر دیجیے صاحبقران پھر بیان کرنے لگے
کہ الحاصل عمرو یعنی تمہارے دادا جانب لشکر بقا روانہ ہوئے تمام لشکر میں پھرے کہیں پتہ نہ لگا آخر میں
معلوم ہوا کہ ابھی ملکہ ملک سبا کی میں نہیں ہے بلکہ دریا پار خیمہ ملکہ کا ہے پاس تھوڑی سی فوج حفاظت کے لئے
پڑی ہے جس وقت شمشاد ملکہ کا یا قوت شاہ کے ساتھ ہوئے گا تو ملکہ ایک ہی مرتبہ جائے گی اور بہت سے
بقا میں داخل کر دی جائے گی یہ سنکے عمرو کو وحشت ہوئی کہ اگر کہیں یہ دوسرے کے بس میں چلی گئی
تو برا ہوگا اچھا ہوگا کسی صورت سے ملکہ تک پہونچنا چاہیے یہ سوچ کے تو اپنے کنارے دریا کے آکے دیکھا
کہ دو ڈومنیاں کھڑی ہوئی ہیں اور ایک ناؤ ملاح لیے چلا آتا ہے بس انہوں نے جلدی سے [illegible] و
روغن عیاری چہرہ پر ملکے اپنی صورت بھی ایک ڈومنی کی ایسی بنائی اور ان ڈومنیوں میں جاکے
باتیں کرنے لگے انہوں نے کہا کہ بہن تم کون ہو کہاں رہتی ہو جواب دیا کہ میں خدمت خداوندی میں گایا بجایا
کرتی ہوں اندنوں مجھے ہول دل کی بیماری ہو گئی تھی تو خداوند سے رخصت لیکے چلی آئی تھی آج دل
بہلانے اسی طرف چلی آئی تم کون ہو ان دونوں نے کہا کہ ہم دونوں آپس میں بہنیں ہیں نام ہمارے
سیارہ اور ستارہ ہیں ہم ملکہ ناہید کج ابرو دختر فریطاؤس عقیق بے چشم کے ملازم ہیں یہ وقت
نوکری کا ہے خیمہ ملکہ کا اُس پار ہے خیر اسوقت تو ہم مجبور ہیں پھر کسی وقت آنا تو ہم تمہارا گانا سنیں گے اپنا
گانا تمہیں سنائیں گے انہوں نے کہا کہ اگر تمہارا کچھ حرج نہ ہو تو میں بھی ساتھ چلوں میں گانے بجانے سے کچھ واسطہ
نہیں ہے سنا ہے کہ ملکہ تمہاری نہایت حسین ہے ذرا ہم بھی دیکھ لیتے انہوں نے کہا کہ بہن چلو ہمارا کیا حرج ہے
خواجہ ان دونوں ڈومنیوں کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر اُس پار اُترے محلدار نے اطلاع کی کہ ڈومنیاں
حاضر ہیں ملکہ نے بلا لیا خواجہ بھی اُن ڈومنیوں کے ساتھ اندر پہونچے سلام کرکے بیٹھ گئے دیکھا تو ملکہ کا

رنگ زرد چہرہ متغیر بال پریشان عجب حال سے ہے کہ تن بدن کا ہوش نہیں ہے خواجہ سمجھ گئے کہ یہ بھی
دل دادہ ہے اُن ڈومنیوں نے ساز ملا کے گانا شروع کیا خواجہ نے دیکھا کہ جہاں کوئی بھلا سا عاشقانہ
شعر آگیا ملکہ بے چین ہو گئی بعضے حسرت انگیز اشعار پر ملکہ کی آنکھ سے آنسو ٹپک پڑے آپ چپکے چپکے تماشہ
دیکھا کئے جب یہ ڈومنیاں گا چکیں تو ملکہ نے پوچھا کہ یہ جو لائی ہو اور جو تمہارے ساتھ بیٹھی ہے یہ کون
عورت ہے انھوں نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یہ خداوند کے یہاں گاتی بجاتی ہے ہماری برادری کی ہیں
حضور کی مشتاق جمال تھیں ہم اپنے ساتھ لے آئی ملکہ نے کہا تمہارا کیا نام ہے خواجہ نے کہا جی مجھکو سورستی
کہتے ہیں ملکہ نے کہا کہ ذرا ہم بھی تمہارا گانا سنیں تم تو خداوند کے جلسے کی گانے والی ہو ہمیں کا ہے کو
سنا ؤگی کہا کہ میں جیسی خداوند کی لونڈی ویسی آپکی آپ بھی تو خداوند کی بہونے والی ہیں ملکہ اس
سخن پر بد مزاج سی ہوئی مگر زبان سے کیا کہہ سکتی تھی خواجہ نے انداز کر لیا کہ یہ نام یاقوت شاہ سے نفرت
بھی کرتی ہے خواجہ ڈومنی بنے ہوئے سامنے جا بیٹھے اور ایک عاشقانہ غزل شروع کی پھر خواجہ کا گانا اور
ایسی رند مزاج شاعر کے چلتے چبتے اشعار ہر شعر پر ملکہ کی یہ حالت ہوئی کہ بیخود ہو ہو گئی وہ جو ڈومنیاں
خواجہ کو اپنے ساتھ لے گئی تھیں وہ سکتے میں تھیں ایسا گانا انھوں نے کبھی کا ہے کو سنا تھا ملکہ بہت خوش
ہوئی اور ایک مالا موتیوں کا گلے سے اتار کے سورستی کو دیا اور کہا کہ کل پھر آنا سورستی نے سلام کیا
اور ہمراہ انھیں ڈومنیوں کے سوار ہو کر گھر کی راہ لی راستے میں مالا توڑ کے موتی بانٹ دیے اُن
ڈومنیوں نے لینے سے انکار کیا آپ نے اصلی موتی تو بغل میں رکھ لیے جھوٹے موتی بانٹ دیے اور اُنکو
یہ بھی سمجھا دیا کہ یہ موتی بند کر کے رکھ چھوڑنا بار بار دیکھنے سے آبداری جاتی رہتی ہے یہ تو شاہزادی کے گلے
کے موتی ہیں انھوں نے خوش ہو کے کہا کہ ہمیں تمہاری بدولت آج یہ انعام ملا ورنہ ہمیں تو سو اشرفی
روپیہ کے کوئی شے کبھی انعام میں نہیں ملی یہ تمہارا کمال اور تمہاری قسمت تمہاری بدولت ہمارا بھی
فائدہ ہوا کل پھر آنا ملکہ تم سے بہت خوش ہوئیں القصہ خواجہ وہاں سے رخصت ہو کر عمرو بن رستم کے
پاس آئے اور ساری کیفیت اپنے جانے کی بیان کی عمرو بن رستم یا تو کروٹ مشکل سے بدلتے تھے یا
اٹھکر بیٹھے اور خواجہ سے کہا کہ ہمیں کیا اگر آپ جا کے ملکہ کو دیکھ آئے اگر ہماری آنکھوں سے دیکھتے تو شاید
ہمیں بھی کچھ تسکین ہوتی خواجہ نے کہا کہ پھر کیا مشکل ہے کل تم بھی چلے چلو مگر یوں چلنا ممکن نہیں ہے جس
صورت سے میں گیا ہوں اسی صورت سے چلو عمرو بن رستم نے کہا کہ کس طرح خواجہ نے کہا کہ ڈومنی بنکے چلنا
ہوگا اسوقت عمرو بن رستم کو غیرت آئی اور کہا کہ میں تو نہ جاؤں گا اگر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ عمرو بن رستم
ڈومنی بن کے گئے تھے تو میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہوں گا خواجہ نے ایسا فقرہ دیا کہ عمرو بن رستم
راضی ہو گئے طیفور بیٹھے ہیں بول اٹھا کہ اس فقرے کو بھی تو بیان کیجیے یہ سُنکے عادل کیوان شاہ مسکرائے
اور فرمایا کہ خواجہ نے کہا کہ تم کیا اپنے دادا سے بڑھ گئے ہو میں اُن کو بھی صورت بدل کے پہنچا چکا ہوں عمرو
بن رستم [illegible] میں مبہوت ہو رہے تھے یہ نہ پوچھا کہ دادا صاحب کیا عورت بنکے گئے تھے اگر وہ
بھی [illegible] کے بھیس میں اپنی اصلی صورت مصلحت سے بدل ڈالی ہوگی دوسرے دن عمرو نے عمرو
بن رستم کو شیشے میں اتار کے بالکل راضی کر لیا اور رنگ و روغن عیاری ملکہ صورت اُن کی ڈومنی کی
بنائی اور [illegible] ساز [illegible] خواجہ اسی صورت [illegible] جس صورت سے ایک دن
پہنچے ہوئے تھے اور عمرو بن رستم کو اپنے ساتھ لے گئے [illegible] ملکہ [illegible] جس طرح انھوں نے
عمرو بن رستم کو فقرہ دیا اسی طرح تو مجھے فقرہ دیتا ہے مگر میں تیری باتوں میں آکر اپنی عزت نہیں [illegible]

مرد ہو کر چوڑیاں نہ پہنوں گا طیفور نے کہا کہ اچھا یہ آپ کو اختیار ہی چاہیے پہنیے چاہے نہ پہنیے مگر عمرو بن رستم کا واقعہ تو پورا بیان کر دیجیے کہ وہاں پہونچ کے کیا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ گئے اور ملکہ کو لے آئے طیفور نے کہا کہ اسی طرح مشرح و مبسوط کے ساتھ بیان کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ میں نے ناحق تجھ سے بیان کیا تو نے بکواس نے بھیجا خالی کر دیا خیر سن خواجہ عمرو بن رستم کو اسی ہیئت سے اپنے ساتھ لیے ہوئے پہلے تو انھیں سیارہ اور ستارہ ڈومنیوں کے گھر پہونچے وہ دونوں نہایت اچھی طرح پیش آئیں کہ ان کی وجہ سے نفع ہوا کرتا تھا لا آنکہ ظاہری نفع تھا باطنا ان کو کچھ بھی نہ ملتا تھا مال تو انھیں کے قبضہ میں رہتا تھا ڈومنیوں نے پوچھا کہ آج یہ جوان عورت کون تمہارے ساتھ ہے عمرو نے کہا کہ میری بیٹی ہے آج اس نے ضد کی کہ میں بھی ملکہ کی خدمت میں چلوں گی یہ سنکے وہ دونوں کہنے لگیں کہ یہ تو رفتہ رفتہ سارے کنبہ کو ملکہ کے یہاں داخل کر دے گی اس کا تو اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے مگر مجبور تھیں اگر ساتھ نہ لیجائیں تو یہ خوف تھا کہ اس نے ایک ہی دن میں ملکہ کے دل پر سکہ جما لیا ہے ایسا نہو یہ اور کسی ذریعہ سے پہونچ کے شکایت کر دے تو پھر ملکہ کا عتاب آنے کا ہم ضرور ہی نکال دیے جائیں گے مثل مشہور ہے کہ خود کردہ را علاج نیست خیر اب تو جو کچھ ہونا ہو وہ ہوا وقت تو ان کی حاضری کا تھا ہی ادھر ملکہ نے سویرے سے ناؤ ان کے لینے کو بھیجدی تھی یہاں سے خواجہ مع عمرو بن رستم ان دونوں ڈومنیوں کے ساتھ ناؤ پر سوار ہو کے اُس پار اترے اور وہاں سے خدمت میں ملکہ کی پہونچے سلام کیا ملکہ نے جو آج پھر ایک نئی عورت کو ساتھ دیکھا استفسار کیا کہ یہ کون ہے خواجہ نے ملکہ کی بھی یہی کہا کہ یہ لونڈی کی دختر ہے اور عمرو بن رستم کی طرف دیکھ کے کہا کہ ہائیں تم نے ملکہ کو سلام نہ کیا بھلا یہ سلام کیا کرتے لہو میں دل میں کٹے جاتے تھے کہ میں اس ہیئت سے کیوں آیا مگر اب تو آ چکے خاموش بیٹھے رہے ملکہ نے کہا کہ شرم اس کے مزاج میں بہت ہے خواجہ نے کہا کہ حضور ہم لوگوں کا پیشہ مردوں سے تو شرم کرتے نہیں نہ کہ عورتوں سے اور پھر وہ بھی آپ ایسی مہربانوں سے اسی کو کہا ہے کہ جس نے کی شرم اس کے پھوٹے کرم ملکہ نے کہا کہ خیر کچھ گاؤ اور یہ گانا جانتی ہو تو اسے بھی گواؤ خواجہ نے کہا کہ پھر اسے خوب گانا آتا ہے اور طبلے کی تو اسے ایسی ایسی ٹھکریاں یاد ہیں کہ مجھے بھی یاد نہیں مگر واقعی یہ اچھا ناچتی ہے مگر اس پر تو شرم چپٹ پڑی ہے یہ شرم نہیں بدنصیبی ہے غرضکہ جو کچھ جی چاہا خواجہ نے کہا ان کو چپکے سننے کے سوا کچھ بن نہ پڑی دل میں کہتے تھے کہ میری کیا شامت تھی کہ میں اس صورت سے آیا اب اگر بولتا ہوں تو راز فاش ہوتا ہے بنا بنایا کھیل بگڑا جاتا ہے خیر اب تو جو ہو سو ہو مصرعہ [illegible]
ہرچہ آید بسر من بانصیبا + چپکے ہی بیٹھے رہے دم نہیں مارا خواجہ نے یہ غزل شروع کی غزل

زلف شبگون یہ کہاں شام کا غلغل سے بہتر
روے رنگیں ہے سراپا یاسمن سے بہتر

اُس میں یوسف ہی گرے ایسی گرے سیکڑوں دل
چاہ کنعان بھی نہیں چاہ ذقن سے بہتر

دکھلاتے ہر تن پہ دکھاتے ہیں گل زخم بہار
کوچہ قاتل گلزار ہے چمن سے بہتر

یہ نزاکت ہے نہ یہ بو ہے نہ یہ رنگت ہے
غنچہ گل نہیں اس گل کے دہن سے بہتر

ہے رخ شب گیسو کی بیاض اور سواد
جلبی آئینہ سے مشکین ختن سے بہتر

ہوں میں وحشی مجھے عریانی ہے کرتی ہی اچھا
دامن دشت کی چادر ہے کفن سے بہتر

دُر دندان کے مضامین ہیں ہر جا تحریر
ہے ہر اک بیت امر ہی لال عدن سے بہتر

دزد کا غم ہے نہ رہزن کا وہاں کھٹکا ہے
منزل گور غریبان ہے وطن سے بہتر

اس کے نظارے سے کیا سیر دل بلبل ہو
بزم گل میں بھی جسے دیکھیے لب بستہ ہو
چھٹنے سکتے ہیں وہ دنیا پہ مرے جاتے ہیں
دفن کر دو تن پر داغ ہمارا اے سر یاں
اپنے پہنے ہوئے جاتے ہیں خدا کے آگے
سر جھکائے ہوئے کس ناز سے یہ چلتی ہے
ہر دو جانب نقص ترقی ہے یہ پیمان روز بروز
جام ہاتھوں میں ہیں یا شاخ پہ گل پھولے ہیں
مجھے لینے کو مرے پاس وہ آکر بولا

شاہد گل کی سجاوٹ ہے دلہن سے بہتر
کوئی مجمع نہیں ارباب سخن سے بہتر
ان کے نزدیک کوئی شے نہیں زر سے بہتر
ہم کو یہ چھوٹوں کی چادر ہے کفن سے بہتر
کوئی جامہ نہیں دنیا میں کفن سے بہتر
ہے ستمگر تری تلوار دلہن سے بہتر
ماہ نو بھی تو نہیں داغ کہن سے بہتر
آج ساقی تری محفل ہے چمن سے بہتر
ہر فرشتے میں ترے مرغان چمن سے بہتر

اسی طرح خواجہ ایسی ایسی غزلیں گانے لگے کہ ملکہ کو رلا رلا دیا جب ملکہ کو اپنی طرف بہت متوجہ پایا تو ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ قربان جاؤں مجھے کچھ تنہائی میں عرض کرنا ہے ملکہ نے کہا کہ بیان کرو یہ فرما کر تخلیہ کا حکم دیدیا جس قدر انیسیں جلیسیں مصاحبیں خواصیں وغیرہ تھیں سب کو حکم ہوا کہ باہر جاؤ جب ہم بلائیں تو آنا چوبدار سے بلائے کوئی اندر نہ آئے سنیارہ اور ستارہ بھی نکالدی گئیں دل میں کہتی تھیں کہ ہمارا کیا ان سے آئی کہ اس نے تو ملکہ کو اپنا ہی کر لیا یہاں جسوقت تخلیہ ہوگیا سوائے سورستی اور ان کی بیٹی کے کوئی باقی نہ رہا تو ملکہ سے عرض کی کہ قربان جاؤں ایک زمانے میں مجھے علم نجوم و رمل وغیرہ سے استفادہ شوق ہوا تھا کہ میرے گانا بجانا تک چھوڑ دیا تھا جب مصیبت پڑی تو گھر کا کام تھا اسوجہ سے پھر کرنے لگی ورنہ اصل میں میں نے علم نجوم میں کمال حاصل کیا تھا کل جو میں حاضر حضور ہوئی تو چہرہ کو دیکھ کر شناسا ہوا میں نے اپنے علم سے جو دریافت کیا تو کیا کہوں خلاف ادب ہے اگر جان کی امان پاؤں تو عرض کروں ملکہ کو اشتیاق ہوا کہ دیکھیے یہ کیا بیان کرتی ہے فرمایا کہ جو تمہارے علم میں آیا ہو اسے بیان کرو خواجہ نے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور کوئی کسی کا شیدا ہوتا ہے اور اس کے خیال میں محو ہو کر اپنے تن بدن سے بیخبر ہو جاتا ہے وہ حالت حضور کی ہے اگر میرا بیان سچا ہو تو کہدیجیے مجھے تعویذ بھی لکھنا آتا ہے جیسے نقش و تسخیر وغیرہ کچھ جانتی ہوں ملکہ عورت تو تھی ہی اتنی بھی جوش کی کہی قبول دی فرمایا کہ میں یہ نہیں سمجھتی جو ان ہو گا کسی نہ کسی طرف اس کا میلان خاطر ضرور ہوگا ایسے علم میں بھی بتا سکتی ہوں کچھ تفصیل وار بیان کرو اسوقت سورستی نے عرض کی کہ اگر میں نے مفصل بیان کر دیا تو انعام ملے گا ملکہ نے فرمایا کہ جو مانگے گی وہ دوں گی اب تو خواجہ نے پورے پورے اشارے دینا شروع کیے کہ جنگل تھا ادھر سے سواری آپ کی جاتی تھی اور کسی مقام پر عمارت وغیرہ کی بنیاد پڑی ہے وہاں کسی شخص کو آپ نے دیکھا ہے اسوقت سے طبیعت آپ کی بے چین رہتی ہے اتنا سنتے ہی ملکہ لیٹی ہوئی تھی اٹھ بیٹھی اور کہنے لگی کہ تم نے ایسا سچ بیان کیا جیسے تم دیکھ رہی تھیں سورستی نے کہا کہ ہم لوگوں کے سامنے سب ننگے ہیں جس کا حال چاہیں دریافت کر لیں اب مجھ سے چھپانا بیکار ہے اسے ملکہ آفاق اگر ارشاد ہو تو میں تعویذ بھی دوں اور ایسا تعویذ دوں کہ جیسے تو خیال اس شخص کا دل سے جاتا رہے اور کہیے وہ خود یہاں آجائے ملکہ نے کہا کہ اے سورستی کیا کہوں میں اس شخص کی دختر سے دون جس کے نام سے پہلوانان زمانہ تھراتے ہیں اور یہ سمجھتی کہ ایک مزدوروں کے جمعدار پر میری طبیعت آئی تم سچ کہتی ہو سواری میری چلی آتی تھی اور ایک شخص نوجوان کھڑا ہوا کچھ عمارت بنوا رہا تھا اس نے مجھے دیکھا میری نظر اس پر پڑی اسوقت سے روح بے چین ہے جی چاہتا ہے کہ اڑ کر پہنچ جاؤں اور بیان میرے قتل کا

سامان ہو رہا ہی باپ میرا اس لیئے لایا ہی کہ یاقوت شاہ کے ساتھ میری شادی ہو اور مین اُس
حرامزادے سے نفرت کرتی ہون میری قسمت خدا اُسی بزدوروں کے جبدار سے وابستہ کرے تو
اچھا ہی یہ کہکر رونے لگی اور یہ شعر پڑھا کہ ؎ یہ کہکر مرگئی بلبل قفس مین ۔ نہو بندہ کسی بندہ کے بس مین
اس کی یہ حالت دیکھکر عمرو بن رستم قریب تھا کہ لپٹ جائین لیکن ضبط کیا اُسوقت سورستی نے کہا کہ
اے ملکہ اگر یہان بیٹھی رہو گی تو ضرور ہی کہ شادی تمھاری اُسی غدا و ندزادے کے ساتھ ہوگی جس سے
تمھین نفرت ہی ملکہ نے فرمایا کہ پھر کہان جاؤن میری تو وہ مثل ہی کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن اسوقت
سورستی نے کہا کہ اے ملکہ اگر وہ شخص جس پر تم عاشق ہو کچھ صاحب قوت ہو اور لقا سے مقابلہ کی طاقت
رکھتا ہو تو تم اُس کے پاس چلنے مین تامل تو نہ کرو گی ملکہ نے کہا کہ اے سورستی اگر وہ لقا سے مقابلہ بھی نہ کر سکتا
ہو لیکن یہ مجھے معلوم ہو جائے کہ جو حالت میری اُس کے فراق مین ہی اُسی طرح اُسے بھی میرا خیال ہی
تو مجھے اُس کا ساتھ بدل و جان منظور ہی خواہ اس مین جان جائے یا رہے جب عمرو نے ملکہ کے دل کا
حال اچھی طرح دریافت کر لیا تو کہا کہ اے ملکہ آفاق مبارک ہو کہ جس پر آپ عاشق ہوئی ہین وہ مزدوروں کا
بیٹا نہین ہی بلکہ بیٹا ہی رستم زمان علمشاہ نوجوان کا اور پوتا ہی امیر حمزہ صاحبقران کا جس کی تلوار کا
سکہ عالم مین بیٹھا ہوا ہی تم تو ایک سپاہ ان کی دختر ہو حمزہ کے بیٹون پوتون پر تو لقا کی بیٹیان عاشق
ہو چکین اور نکل گئین اس اس طرح ملکہ کو ابھارا کہ ملکہ آمادہ ہو گئی اب خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ جو تمھاری
حالت اُس نوجوان کے فراق مین ہی اس سے بدتر اُس کی حالت ہی اور نام اس نوجوان کا عمرو بن رستم ہی
مین دراصل عمرو عیار ہون اور اُسی کے واسطے مین نے اپنی یہ صورت بنائی اور اپنے کو تم تک پہونچایا
اور یہ جس کو مین نے اپنی دختر بتایا تھا یہ وہی شاہزادہ ہی تمھارے ملنے کے اشتیاق مین اس نے یہ
لباس اختیار کیا اور میرے ساتھ یہان تک آیا ہی اب تو ملکہ کچھ دھکا ہو گئی عمرو نے اُٹھکر عمرو بن رستم
کے منھ پر ہاتھ پھیرا صورت اصلی ظاہر ہوئی جلدی جلدی تمام زیور اُتار کپڑے زنانے جو اوپر سے
پہنے ہوئے تھے اُتار ڈالے اب تو ملکہ نے پہچانا اور کہا کہ بیشک اسی جوان کو مین نے دیکھا تھا مگر اے شہریار
مجھے تو آپ کے ساتھ چلنے مین کوئی عذر و انکار نہین ہی لیکن آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ جب سے میرا باپ
اس مقام پر آیا اور اس نے آپ کے لشکر سے مقابلہ شروع کیا اتنی سردار زخمی کئے ہین جس وقت
وہ میرے حال سے باخبر ہوگا تو لشکر اسلام سے ایسی تلوار چلے گی کہ زمین پر دریائے خون رواں ہوگا
جو شخص فریطاکوک عقرب چشم سے طاقت مقابلہ رکھتا ہو وہ مجھے لے چلنے کا قصد کرے اسوقت عمرو
بن رستم نے کہا کہ اے ملکہ دربار لقا مین قہرش سے بڑھکر زبردست سردار کوئی نہین جب قہرش کو
صاحبقران نے زیر کر لیا تو فریطاکوک کی کیا حقیقت ہی یہ بھی ایک نہ ایک دن اسیر ہو جائے گا ابھی
تک دادا صاحب یا والد ماجد سے مقابلہ کی نوبت نہین آئی ہی ورنہ فریطاکوک کبھی لشکر اسلام مین ہوتا
تم ہمارے ساتھ چلو اطمینان رکھو کیا مجال ہی کسی کی جو تمھین ہم سے چھین سکے اُسوقت ملکہ نے دروازہ
خیمہ پر آکے سیارہ اور ستارہ دونون ڈومنیون کو رخصت کر دیا اور دوسرا بجرا تیار ہونے کا حکم دیا
اور فرمایا کہ ہم سیر دریا کرین گے بعد روانہ ہونے ڈومنیون کے ملکہ بھی مع عمرو بن رستم اور خواجہ عمرو
بجرے پر سوار ہو گئے اُس پار اُترے خواجہ ملکہ کو لیئے ہوئے اُسی قلعہ نیم تعمیر مین آئے اور وہان سے ملکہ
کو عمرو بن رستم کے ساتھ چھوڑ کے جانب خیمہ ملک قاسم روانہ ہوئے شاہزادہ خاور سپاہ آرام
کر رہے تھے عمرو نے سیارہ سے کہا کہ جگا دے اُس نے عرض کی کہ میری مجال نہین ہی کہ مین جگاؤن

آپ مزاج سے شاہزادہ کے آگاہ ہیں عمرو نے آپ جاکے قاسم کو جگایا اور کہا کہ بیٹھے کیا کر رہے ہیں
بھائی صاحب آپ کے فرنطاکوک کی دختر پر عاشق ہوئے تھے اسے بھگا کے قلعہ میں لائے ہیں قلعہ بانیا
جو کسی سردار کو سواری ساتھ کرکے بھیجو اور بھاوج کو بلوالو ایسا نہ ہو یہ خبر مشہور ہو اور لشکر لقا جاکے
گھیر لے پھر ملکہ کا نکال کے لانا دشوار ہوگا قاسم نے اسی وقت مظفر بن ضیغم خون آشام کو دس ہزار
سوار سے روانہ کیا کہ جاکر قلعہ سے بھابی صاحبہ کو لے آؤ مظفر بن ضیغم خون آشام روانہ ہوا وہاں
وہ دونوں ڈومنیاں جو ملکہ کی خدمت سے واپس ہوئیں تو آپس میں کہتی ہوئی چلیں کہ نہیں معلوم
یہ عورت کٹنی ہے یا ساحرہ ہے کہ دو دن میں ملکہ کو اپنا کر لیا ہم برسوں کے نوکر اور دودھ کی مکھی کی طرح
الگ نکال کے پھینک دیے گئے اور مزا تو یہ ہے کہ اس نے پہلے ہمیں کو فریب دیا کہ ہم اسے ملکہ تک لے گئے
ورنہ ملکہ تک رسائی بھی محال تھی اگر اونچ نیچ پڑی تو ناک چوٹی ہماری پہلے کاٹی جائے گی اس سے بہتر یہ
ہے کہ اپنی بریت کرنی چاہیے آج ملکہ کے والد ماجد سے اطلاع کر دیں یہ سوچتی ہوئی دونوں کی دونوں
خدمت میں فرنطاکوک عقرب چشم کے پہونچیں اور کہا کہ جان کی امان پائیں تو کچھ عرض کریں فرنطاکوک
نے کہا بیان کرو تمھاری جان تم کو بخشی یہ سنکے ان دونوں نے کہا کہ کچھ دنوں سے صاحبزادی کی
طبیعت کا رنگ بدلا ہوا ہے اور ایک نئی عورت وہاں گئی ہے اس سے کچھ پوشیدہ باتیں ہوا کرتی ہیں یہ
ہمیں نہیں معلوم کہ کیا باتیں ہوتی ہیں لہذا ہم نے ازراہ خیرخواہی حضور کو مطلع کر دیا اب اگر کچھ اونچ نیچ
پڑے تو ہمارے سر الزام نہ آئے یہ سنکے فرنطاکوک عقرب چشم نے اسی وقت ایک عورت کو بھیجا کہ
جاکے ملکہ سے کہدو کہ تم دریا کے اس پار خیمہ اپنا برپا کرو کیونکہ اگر ہمارا جی چاہتا ہے کہ تم کو دیکھیں تو دقت
ہوتی ہے تم تک پہونچنے میں عرصہ ہوتا ہے وہ عورت حسب الحکم ناؤ پر سوار ہوکے پیام فرنطاکوک کا
ملکہ سے کہنے کو گئی جب ملکہ کے خیمہ میں پہونچی اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ نہیں ہیں پوچھا کہاں گئیں
خواصوں نے بیان کیا کہ بجرے پر سوار ہوکے سیر دریا کو گئیں ہیں بجرہ تو پلٹ آیا لیکن ملکہ پلٹ کے نہیں
آئیں ماجھیوں کا بیان ہے کہ دو اجنبی آدمی تھے ملکہ انھیں کے ساتھ بجرے سے اتر کر صحرا کی طرف چلی گئیں
بس یہ سنکے اس نے چھاتی پر ہاتھ مارا اور کہا کہ اس چھوکری نے غضب کیا جس کا ایسا باپ ہے اس نے
خاندان کی ناک اس طرح کٹوا دی وہاں سے روتی پیٹتی آئی اور سارا ماجرا بیان کیا کہ صاحبزادی کا
پتہ نہیں کہ کہاں گئیں بس یہ سنکے فرنطاکوک بسبب شرم وحیا کے غرق غرق ہو گیا اپنے عیار کو بلا کے حکم
دیا کہ جا اور خبر لا کہ ملکہ کہاں گئی عیار روانہ ہوا اب صبح کا وقت عیار فرنطاکوک عقرب چشم لشکر اسلام میں
آیا اور گشت لگاکے پلٹا تھا کہ دیکھا اس نے کہ جانب صحرا سے مظفر بن ضیغم خون آشام ایک محافہ اپنی حفاظت
وحراست میں لئے ہوئے لشکر اسلام کی طرف جا رہا ہے اس نے کسی عیار اہل اسلام کی شکل بنکر ہمراہیان مظفر
سے پوچھا کہ یہ کس ملکہ کی سواری ہے انھوں نے سادگی کے ساتھ دوست سمجھکے بیان کر دیا کہ فرنطاکوک عقرب چشم
کی دختر ہے اور شاہزادہ عمرو بن رستم کی معشوقہ ہے بس یہ سنتے ہی عیار وہاں سے سر پر پاؤں رکھکے بھاگا اور
آکر فرنطاکوک عقرب چشم سے بیان کیا کہ عمرو بن رستم ملکہ کو بھگا لے گیا ہے اور خالو قدرت ضیغم خون آشام
کا بیٹا محافہ ملکہ کا اپنی حفاظت میں لئے جاتا ہے ابھی ملکہ لشکر اسلام تک پہونچی نہیں ہے بس یہ سنتے ہی فرنطاکوک
عقرب چشم نے اسلحہ طلب کیا اور ایک رفیق اس کا تنومند وزورآور کہ نام اس کا ضیغم سقرن تھا یہ مسلح
بیٹھا ہوا تھا فرنطاکوک نے اس سے کہا کہ تو جا کر مظفر سے ملکہ کو چھین لا اور میں بھی آتا ہوں فرنطاکوک
عقرب چشم تو جسم پر ہتھیار سجنے لگا اور ضیغم سقرن اسی وقت مرکب پر سوار ہوکے روانہ ہو گیا ادھر

مظفر بن ضیغم خون آشام ملکہ کا محافہ لئے چلے آتے ہیں دس ہزار سوار محافہ کو گھیرے ہوئے ہیں ملکہ بھی
دل میں خوش ہے کہ اب صاحبقران کی بہو کہلاؤں گی اگر وہاں رہتی تو ایک کافر کی بیوہ کافر کی جورو
کہلاتی خدا کا شکر ہے کہ اس نے عفریت خصال سے مجھے بچایا اور جسے میں چاہتی تھی اسے پایا یہ خوشی خوشی محافہ
سے جھانکتی تاکتی ہوئی کہ اب لشکر اسلام کتنی دور ہے چلی آتی تھی کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے گرد اڑی اور ضیغم
تیغزن مانند باد صرصر کے پہونچا اور اس نے نعرہ کیا کہ اے پسر خالو قدرت بڑے شرم کی بات ہے کہ باپ تیرا
خالو قدرت کہلاتا ہے اس رشتہ سے تو یاقوت شاہ کا چچا ہوا اور اسی کی منگیتر کو ایک مجاور زادہ کے لئے
لئے جاتا ہے تو نے نام خاندان کا ڈبو دیا جب عزیزان خدا وند ایسا کریں گے تو دوسروں کو کیونکر خیال
ہونے لگا بس خیر اسی میں ہے کہ محافہ ملکہ کا میرے سپرد کر ورنہ بزور شمشیر میں چھین لوں گا اسوقت مظفر بن ضیغم
خون آشام نے کہا کہ او خدا ناشناس یہ کس ملت و مذہب میں روا ہے کہ بجبر کسی کی شادی کر دی جائے
خدا نے ہر شخص کو آزادی دی ہے عورت ہو یا مرد جس کی راضی ہو اس کے ساتھ عقد کرے ملکہ جس کی منسوبہ
تھی اس کے پاس چلی آئی اور اب یہ شاہزادہ غاو سیاہ لال خفتان خونریز خاوری کی بیاہی ہو چکی ہے
ادہر اگر کوئی دوسری نیت سے دیکھے تو آنکھیں نکال لی جائیں اور تو قرابت لقا کا جو طعنہ دیتا ہے تو میرا اسلام
اختیار کرنا پرستاران لقا کے واسطے نصیحت ہے کہ وہ سب بھی اس مذہب برحق کی طرف راغب ہوں اور
دل میں سمجھیں کہ اگر لقا لائق پرستش ہوتا تو عزیز اس کے اسے کیوں چھوڑ دیتے بہتر یہی ہے کہ تو بھی مذہب اسلام
اختیار کر اور لقا پر لعنت کر کہ عبد ہو کر معبود ہونے کا دعوی کرتا ہے اور دیکھ لینا کہ ایک روز تیرا آقا فریطاکوک
عقرب چشم بھی زیر ہو کر مثل ملک قہرش بن سوکیائی طوفانی کے اطاعت اختیار کرے گا یہ کفر و سر نہ کرنا کہ
فریطاکوک کے ہاتھ سے اسی پچاسی سردار زخمی ہو چکے ہیں ابھی رستم زمان علمشاہ نوجوان یا خود صاحبقران
سے سامنا نہیں ہوا ہے ورنہ فریطاکوک کو میدان سے پلٹ کے جانا نصیب نہ ہوتا یہ سنکے ضیغم تیغزن نہایت
برہم ہوا اور اس نے تلوار کھینچ کر مظفر پر حملہ کیا کہ تو نہ مانے گا بغیر جنگ تجھسے فیصلہ نہ ہوگا مظفر بن ضیغم خون آشام
نے وار اس کا رد کرکے ایسا ہاتھ مارا کہ ضیغم تیغزن زخمی ہو کر چھوٹنے لگا مظفر اگر دوسرا ہاتھ مار دیتا تو کام
ضیغم تیغزن کا تمام ہو جاتا مظفر نے اس حرکت کو شان مردی و مردانگی کے خلاف جانا ہنوز ضیغم تیغزن پلٹنے نہیں
پایا تھا اور مظفر ملکہ کو لے کے لشکر کی طرف نہیں جانے پایا تھا کہ دوسری گرد اڑی اور خود فریطاکوک
عقرب چشم یکہ و تنہا پشت مرکب پر بیٹھا ہوا نمودار ہوا اپنے سردار کو غرق خون دیکھکر اس نے نعرہ کیا کہ او
مظفر کہاں جاتا ہے خبردار کہ میں آ پہونچا فریطاکوک کی آمد دیکھکر ملکہ کے ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے اور اس کو
یقین ہو گیا کہ اب میرا لشکر اسلام میں پہونچنا غیر ممکن ہے اس کے ہاتھ سے مظفر بچ نہیں سکتا یہ تو سہم گئی وہاں
مظفر نے کہا کہ او فریطاکوک عقرب چشم میں مثل لقا کے نہیں ہوں میں سپہگری کو خدا وندی سے بہتر جانتا
ہوں اور کوئی کام دوسروں کے گھمنڈ پر نہیں کرتا ہوں اگر تیرے بازوؤں میں طاقت ہے تو ملکہ کو مجھسے چھین
جا جب تک سانس میرے دم میں دم ہے اسوقت تک تو ملکہ کو ہرگز نہ دوں گا فریطاکوک نے کہا کہ میں کبھی عاجز نہیں
ہوا اور اب مجھے تیرا وہ پاس نہیں ہے جو پہلے تھا اس لئے کہ پہلے میں عزیز خداوند سمجھکر بہت عزت کی نظر سے
تجھے دیکھتا تھا اب تو خدا وندی سے منحرف ہو گیا تو مجھ کو بھی تیری اطاعت واجب نہیں رہی یہ کہکے فریطاکوک
عقرب چشم نے تلوار کھینچ لی ادہر مظفر نے تلوار کھینچ لی مظفر نے کئی وار سپر پر روکے مگر فریطاکوک نے سب وار رد
کرکے ایک ہاتھ ایسا مارا کہ مظفر بن ضیغم خون آشام زخمی ہو گیا فریطاکوک نے محافہ کے قریب آکے
دشمن سے کچھ باتیں کرنا چاہا ملکہ نے [illegible] شرم کے باعث اس کو کوئی جواب نہ دیا اور وہاں شاہزادہ غاو سیاہ کو

خبر ہو گئی کہ رفیق آپ کا فریطاکوک کے ہاتھ سے زخمی ہو گیا اور وہ اپنی دختر کو لئے جاتا ہے یہ سنتے ہی صاحبزادہ
قاسم کو تاب نہ رہی جلدی سے مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوئے یہاں فریطاکوک عقرب چشم بھاگا کو جاتا
لیے کہ چند ہی قدم آگے بڑھا ہو گا کہ گرد اڑی اور نمودار ہوا کہ جیسے آفتاب مشرق دیکھا ہر دو ری
شہسوار لال پوشش نمودار ہوا خبردار او فریطاکوک عقرب چشم کہاں جاتا ہے میں آ پہونچا یہ دختر
تیری اب ہماری عزت ہے فریطاکوک عقرب چشم نے پلٹ کے دیکھا اور کہا کہ اتنی مدت ایران میں ہو میں
ان میں تو نے نکل کے سامنا نہ کیا مجھے تو حسرت صاحبقران اور عالمشاہ نوجوان کے مقابلہ کی ہے اور کوئی
سردار نظر میں نہیں سماتا اگر آج تک نہ تیرا باپ اتنی بہت سے مقابلہ کو نکلا نہ دادا تجھسے میں کیا مقابلہ کروں قاسم
نے کہا کہ تو مجھے کیا سمجھتا ہے فریطاکوک نے کہا کہ بچہ جانتا ہوں قاسم نے کہا کہ میں وہ بچہ ہوں کہ میں نے
سات برس کے سن میں ترک قوسن پاطالی کو بارگاہ ہرمزد فرامرز میں گھس کر مارا طلسم افراسیاب
کو فتح کیا میں تیری حقیقت کیا سمجھتا ہوں الغرض بہادری کی فریطاکوک عقرب چشم نے تلوار ماری
قاسم نے چاہا کہ سپر دست پر ہاتھ ڈالدوں لیکن تا فریطاکوک کا بہت بڑا ہاتھ تھا قاسم کا ہاتھ کلائی تک
نہ پہونچا تھا کہ تیغ سر پر آ گیا اور تا دو ابرو اتر گیا قاسم نے جلدی سے دستانہ مارا تیغ تو چھٹا کر نکل گیا لیکن
قاسم پر غشی طاری ہو گئی کہ زخم گہرا تھا لیکن نعرہ قاسم کے چلنے کے اس خبر کو سنکر رستم زمان عالمشاہ
نوجوان بھی چل کھڑے ہوئے تھے اسوقت پہونچے کہ قاسم زخمی ہو چکے تھے نعرہ کیا عالمشاہ اور رومی شمشیر
فیل زور کہ یہ تخت مرزوق انگشت شورہ خبردار اے فریطاکوک عقرب چشم میں آ پہونچا فریطاکوک
نے کہا کہ بچے کی محبت سے نیم آج تم مقابلہ پر آمادہ کیا اتنی مدت ایران میں کسی دن سامنا نہ کیا عالمشاہ
رومی نے کہا کہ اے فریطاکوک اگر تجھے میرے مقابلہ کی تمنا تھی مجھے پکارا ہوتا یہ خلاف ہے کہ اور لوگوں کو
تجھسے تمنائے مقابلہ تھی میں ان کو نہ جانے دیتا اور کیا یہ میدان نہیں ہے جہاں مقابلہ ہو گیا وہی میدان
جنگ ہے آ اور جو حوصلہ اپنا نکال لے یہ سنکر فریطاکوک عقرب چشم نے تیغ نیام میں کرکے گرز سنبھالا اور
کہا کہ میں نے تیری ضرب گرز کی بھی بہت تعریف سنی ہے لہذا میں بھی مشتاق ہوں یہ کہکر اس نے اپنے
پندرہ سو من کے گرز کو سر پر چرخ دے کر سر عالمشاہ رومی پر وار کیا عالمشاہ نے سپر بلند کی چونکہ عالمشاہ
اسوقت جلدی میں ایک سنے مرکب پر سوار ہو کے دوڑ پڑے تھے ادھر تو گرز کے گرزتے سناٹے کی صدا پیدا
ہوئی ادھر مرکب چراغ پا ہوا اب عالمشاہ گرز کو روکیں یا مرکب کو سنبھالیں سپر تو سر پر تھی گرز سر مرکب پر آیا
کہ مرکب کا سر پاش پاش ہو گیا مرکب نے چرخ مارا عالمشاہ نے زین خالی کیا اور دو گرلات ماری ادھر
فریطاکوک نے مرکب سے کود کر تیغ مارا کہ سر عالمشاہ کا زخمی ہوا اب عالمشاہ نے بھی تلوار ماری کہ
فریطاکوک بھی زخمی ہو گیا اب یہ حالت ہے کہ جب فریطاکوک تلوار مارتا ہے عالمشاہ سپر بھی نہیں بلند کرتے
ہیں اور سینہ پر وار روکتے ہیں یہ دیکھتے ہی فریطاکوک کو بھی غیرت آئی جب عالمشاہ نے وار کیا تو
فریطاکوک نے بھی سپر نہ بلند کی اس نے بھی گہرا زخم کھایا دونوں اسقدر زخمی ہوئے کہ زمین پر گھٹنے ٹیک دیے
اور خنجر کھینچ لئے تلوار زمین پر ٹیک دیں ادھر یہ خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچی کہ عمرو بن رستم فریطاکوک
کی دختر کو لے آئے تھے یہ ساری ہماری عشق کی تھی فریطاکوک کو خبر ہو گئی وہ آ کر ستدرہ ہوا مظفر بن نعیم
نون آشام کو زخمی کیا قاسم گھبرائے ہوئے پہونچے وہ بھی زخمی ہوئے اب عالمشاہ سے تلوار چل رہی ہے
دونوں زخمی ہیں یہ سنتے ہی جلدی سے صاحبقران مرکب پر سوار ہو کر دوڑتے آ کے دیکھا تو واقع
میں دونوں اسقدر زخمی ہیں کہ تھوڑا ہوش باقی نہ عالمشاہ کا وار فریطاکوک روکتا ہے نہ فریطاکوک کا

وار علمشاہ پر دو گئے مین بس یہ دیکھکر صاحبقران بیتاب ہوگئے کہ ادھر تو وہ نظارہ ادھر کبھی رستم لشکر لقا کا
پر جو بار آگیا داغ دے جائیگا صاحبقران نے پہونچتے ہی آواز دی کہ یہ کیا جہالت ہے اور کس طریقہ کی
جنگ ہے بس اب لڑائی ہو توفنا کرو جب اچھے ہو لینا تو لڑ لینا لیکن ان دونون مین اسی طرح جھوم جھوم کر تلوار
چلتی رہی اسی نہ کبھی ایک ساعت کی بس اتنا ہوئے جاتے ہی ایک ہاتھ سے ہاتھ علمشاہ کا اور دوسرے
ہاتھ سے فرلیطا کوک عقرب چشم کا پکڑ لیا اور کہا کہ اے دلاور بس فرلیطا کوک عقرب چشم نے کہا
کہ یا امیر افسوس ہے کہ آپ سے حسرت مقابلہ باقی رہ گئی اور اب اسوقت نتیجہ روشن نہ رستم کو میرے
اس کے فیصلہ ہو جانے تک اب مجھے اپنی زندگی منظور نہیں ہے اس لئے کہ آپ کے فرزند کی یہ والدت میری
غیرت پر حرف آیا مجھے ملکہ کو قتل کر ڈالنے دیجئے امیر نے فرمایا کہ اے فرلیطا کوک عقرب چشم یہ کیا جہالت
ہے خدا نے مرد کو عورت کے لئے اور عورت کو مرد کے لئے خلق کیا ہے یہی ہوتا چلا آیا ہے کہ کسی کی بیٹی کسی کا
ہو گیا تمہیں فضیلت نہیں ہے جو بیٹی کے قتل پر آمادہ ہو میرا فرزند تمہاری دامادی کے لائق نہیں ہے فرلیطا کوک
عقرب چشم نے کہا کہ اگر دو امر نہ ہوتے تو میرا اختیار تھا اسوقت آپ کی وہ عزت ہے کہ صاحبقران یہ سہاران
کہلاتے ہین اور مین ایک پہلوان زبردست کے لقب سے مشہور ہون لیکن یہ دل لگی بہت برا ہوا کہ عمرو
و رستم ملکہ کو ہوشیاری دھوکہ دیکے بھاگے اور علاوہ اس کے ملکہ خداوند زرادشت کے ساتھ منسوب ہو چکی
تھی صاحبقران نے فرمایا کہ بیشک عمرو و رستم نے برا کیا اور یہ عذر کہ ملکہ یاقوت شاہ کی منسوبہ تھی
مضمون بیجا ہے اس لئے کہ جب ملکہ اس کے ساتھ رہنا منظور نہ تھی تو ملکہ کی شادی اس سے کرنا ملکہ پر ظلم کرنا ہے
اگر تم ملکہ کے قتل پر آمادہ ہوتے تو مین اسیوقت ملکہ کو تمہارے ساتھ کر دیتا مگر اب ملکہ کو مین اپنے ساتھ
لیے جاؤنگا جیسی تمہاری دختر ویسی میری دختر تم ہر طرح کا اطمینان رکھو اب عمرو و رستم دونوں بھی
ملکہ کی نہ دیکھنے پائینگے جسوقت تک میرے تمہارے فیصلہ نہ ہو لیگا اور مین مرہم سلیمانی تمہارے
واسطے بھیجتا ہون تم ایکبار ہی زخمون سے اچھے ہو جاؤ گے یہ اشفاق و اخلاق صاحبقران دیکھکر فرلیطا کوک
نے گردن جھکالی اور کہا کہ مجھے آپ کی بات کا یقین ہے لیکن افسوس کہ لقا کی طرف سے ہماری کمک کو
آج تک کوئی نہ آیا یہ کہکر اسی عالت زخمداری مین پلٹ کے اپنے خیمہ کی جانب روانہ ہو گیا ادھر صاحبقران
عالیشان محافہ ملکہ کا اور فرزند زخمی کو ساتھ لیے ہوئے پلٹے ملکہ کو خورشید خاوری کے حوالے کیا اور کہا
کہ یہ امانت عمیر ہے خبردار کسی مرد کا اس کا سامنا نہ ہونے پائے جب تک عقد نہ ہو لے اور مرہم سلیمانی منگوا کر
علمشاہ کے زخمون مین ٹانکے دلوائے لیکن علمشاہ نے کہا کہ پہلے فرلیطا کوک عقرب چشم کے واسطے مرہم
بھیجئے اس کے بعد مین اپنے زخمون کا علاج کرونگا امیر نے عمرو کے ہاتھ مرہم سلیمانی روانہ کیا
یہان علمشاہ اسی انتظار مین بیٹھے ہین کہ فرلیطا کوک کے زخمون مین مرہم لگا لیا جائے اور عمرو پھر کے
آلیں تو مین بھی مرہم لگاؤن وہان فرلیطا کوک عقرب چشم اپنی بارگاہ مین پہونچا اور اس معرکہ کی خبر
مشہور ہوئی تو سرداران لشکر کفار عیادت کو آئے اور لقا خود سوار ہو کے آیا اس لئے کہ فرلیطا کوک
عقرب چشم کو خطرہ پیغمبری بھی دیکھا تھا ہمراہ لقا بھی بہت سے سردار آئے بارگاہ فرلیطا کوک عقرب چشم
کی بھر گئی اسوقت لقا نے کہا کہ تم لوگ یہ کار عورتون کو لے کے خداوند زرادشت کی نظر کو آتے ہو
وہ بھاگ جاتی ہین اور خداوند کو بدنام کرتی ہین اگر دختر تمہاری خراب تھی تو اسے لے کے تم کیون آئے
اب یہ سنکے فرلیطا کوک کو تاب ضبط نہ رہی چونکہ فرلیطا کوک عقرب چشم نہایت غیرتدار اور عقلمند تھا
اس نے زندگی کو رسوائی کے ساتھ ہیچ جانا اٹھنے مین خواجہ پہونچے اور کہا اے فرلیطا کوک عقرب چشم

صاحبقران نے مرہم سلیمانی تمہارے واسطے بھیجا ہے اور شاہزادہ علمشاہ نے زخموں میں پٹیاں نہیں
بندھوائی ہیں جب تک تم یہ مرہم نہ لگاؤ گے اسوقت تک علمشاہ بھی مرہم نہ لگائیں گے زخم اسی طرح
ہوا کھا رہے ہیں یہ سنکے فریطاکوک نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ خواجہ ہمارا سلام آخر علمشاہ کو بھی کہدینا
اور صاحبقران سے بھی تسلیم عرض کرنا اور کہنا کہ اب ہمارے آپکے روز قیامت ملاقات ہوگی لیکن
اتنا خیال رہے کہ یا تو ملکہ کو قتل کروا دیجئے گا اور یا اس صورت سے عقد کر دیجئے گا جس طرح ماں باپ اولاد
کا عقد کرتے ہیں ہم تو اب دنیا سے جاتے ہیں آپ نے اگر اپنی زبان سے اس کو دختر کہا ہو تو اب ہمارے
مقام پر آپ ہیں اور خواجہ آپ میرے کلمے کے شاہد رہئے گا میں نے لا الہ الا اللہ کہا لعنت کی ایسے خداوند پر جسکے
یہاں انصاف نہیں اور بدل دین اسلام قبول کیا بیشک مذہب اسلام برحق ہے یہ کہکر اس نے خنجر مار لیا
عمرو ہائیں ہائیں کرتے رہے لیکن فریطاکوک ایسا تو تھا نہیں کہ عمرو اس کا ہاتھ روک سکتے خنجر سینے
کے پار ہو گیا فریطاکوک ایک تو یوں ہی زخموں میں چور تو تھا ہی یہاں اور اتفاقاً امیر بیٹی کی محبت سے خودکشی کر لی
دم بھر میں پھڑک کے مر گیا لقا کو بھی صدمہ ہوا لیکن یہ اعلان پکارا کہ اسے بندگان من میں اس بندے
کو ابھی اس سے زیادہ شہزور کرکے پیدا کروں گا یہ کہکر لقا نے لاش فریطاکوک عقرب چشم کی ایک
چشمہ میں ڈلوا دی اور دوسری روایت یہ ہے کہ عمرو یہ حال دیکھ کے واپس ہوئے اور آکر سارا حال امیر سے
بیان کیا صاحبقران کو نہایت صدمہ ہوا اور امیر نے خود لاش فریطاکوک عقرب چشم اٹھوا کے دفن
کرا دی اور دو شب و روز کھانا نہیں کھایا بعد اسکے عقد ملکہ کا عمرو بن رستم کے ساتھ کر دیا مگر وہ خوشی
جو صاحبقران کی تھی وہ تو مرتے فریطاکوک عقرب چشم کے مٹ چکی تھی تاہم موافق وصیت فریطاکوک
مثل اپنی دختر کے دختر فریطاکوک عقرب چشم پر شفقت فرماتے تھے اس دن سے یہ پڑا ہی کا داغ عمرو
بن رستم کے نام سے زندگی میں نہ گیا اور عمرو بن رستم نے بھی اس روز سے سپہگری ترک کر دی کہ میں
ہاتھوں میں چوڑیاں پہن لیتا اب ان سے تلوار کیا اٹھاؤں اگر میدان میں کسی سے مقابلہ کو نکلا اور اسنے
طعنہ دیا تو مر جانے کی جگہ ہے طیفور تو کجے مثل عمرو بن رستم کے سمجھ اگرچہ عمرو بن رستم بھی بہت
دادا ہوئے تھے لیکن بہ نسل سے شاہزادہ تھا ور سپاہ کی ہوں ہوا اس ننگ و عار کو کبھی گوارا کرتے
بلکہ وہ بدیع الزمان کو اس بات کا طعنہ دیا کرتے تھے کہ تم دیر سے ہو گو بہر ملکہ کے ساتھ ...
جا بابل گئے تھے لیکن کچھ نہ کہا گیا تھا ... نے ایسا کبھی نہیں کیا اسوقت طیفور نے عرض کیا کہ
یا صاحبقران اگر عورت بنے کہ ہوا آپ کی شان مردانگی و جرات کے خلاف ہو تو میں آپ کو ایک جوگی کی
صورت بنائے دیتا ہوں اور خود آپ کا بالکا بنتا ہوں اس ہیئت سے چل کے تماشہ دیکھیے کچھ سوچ کے
امیر نے فرمایا کہ ہاں اس کا مضائقہ نہیں ہے بس طیفور یا وہ گرو اسیوقت امیر کو ... تہمد بند ہوائی
... صورت ملا بڑی بڑی جٹائیں لگا کے خوب زیور پہنایا اور آپ بھی جوگی بچہ بن کر امیر کے ساتھ ہوا اور صاحبقران
کو لیکے چلا جب ... ہوا پہنچا تو دور سے تمام ساحل کی سیر دکھائی بعد اس کے امیر سے کہا کہ ان عورتوں میں تو
بغیر عورت بنے ہو کے جانا ممکن نہیں اب ان سے علیحدہ کسی مقام پر ٹھہریے امیر نے کہا ایسے مقام پر ٹھہرو
جہاں ملکہ کے آنے کی امید ہو اس لیے کہ ہم نے ملکہ کے حسن کی بہت تعریف سنی اور جب یہاں کی عام عورتیں
ایسی ہیں تو یہ یہاں کے لوگوں میں حسین سمجھے جاتے ہیں وہ کیسے ہوں گے طیفور نے کہا کہ یہاں سے
قریب ایک مزار ہے کسی درویش کا میلہ کی صورت الگ بھی ہے اور یقین ہے کہ ملکہ جانے سے پہلے اس مزار
تک ضرور آئے گی اسی کو آباد کرنا چاہیے صاحبقران نے فرمایا کہ جو تیری رائے طیفور امیر یا تو پھر کر ساتھ ...

ہوتے دور سے سیر دکھاتا ہوا مزار پر درویش مہربان شاہ کے روانہ ہوا امیر میلے کی سیر دیکھتے چلے جاتے ہیں
کہ جو عورت ہے حسن و جمال میں عدیم المثال ہے اور سوا جوانوں کے کوئی سن رسیدہ نہیں معلوم ہوتی نہ کوئی
بدصورت دکھائی دیتی ہے سب کی سب آپس میں چہلیں کر رہی ہیں کوئی کسی مقام پر نہا رہی ہے کوئی تھال ہاتھ
میں لیے ہوئے پھول دریا میں بہا رہی ہے غرضکہ عجب طرح کی کیفیت تھی

نظم

کوئی گل پیرہن نہاتی تھی ۔ پھول کوئی بہانے جاتی تھی
جیسے غرق آسمان میں ہوں تارے ۔ لوٹتے ایسا [illegible] اس طرح مارے
انگلی دیتے جو پری تمثال ۔ راز پنہان ہوا زبان حال

صاحبقران سیر کرتے ہوئے مزار
مہربان شاہ پر پہونچے دیکھا کہ ایک عمارت سنگ مرمر کی کنارے دریا کے واقع ہے زیر گنبد مزار مہربان شاہ
کا ہے اور مزار کے لوح لگی ہوئی ہے لوح پر نام مہربان شاہ کا کندہ ہے صاحبقران نے مزار پر فاتحہ پڑھا طیفور نے
کہا اب آپ بیٹھیے دیکھیے تو میں کیا سامان کرتا ہوں لیکن جو کچھ اس سامان میں صرف ہوگا وہ آپ کو دینا پڑیگا
امیر نے فرمایا میں دونگا بس اسوقت طیفور نے زنبیل سے شیشہ آلات نکالے اور سقف میں آویزاں
کیے دیوار و در میں نصب کیے فرش نہایت پر تکلف بچھایا اور اس فرش پر ایک سیتل پاٹی بچھا دی
اس پر صاحبقران کو بٹھا دیا اور فرشی جھاڑ مردنگ بھی لگا کر قرینے سے روشن کر دیے اس کے بعد بڑے
بڑے گجرے پھولوں کے ہر کنول کی شاخ میں لپیٹ دیے اور ایک گجرا امیر کے گلے میں ڈالدیا ایک آپ
پہن لیا اور عطر کے قرابے کے قرابے لنڈھا دیے اور کئی قرابے توڑ کے دریا میں بہا دیے اور کچھ طبق
نہایت پر تکلف بنا کے چھوڑ دیے اس مقبرہ کو ایسا سجا کہ عروس شب اول کا حجلہ بھی اسقدر آراستہ نہوگا
اور ایسی خوشبو تھی کہ جب ہوا اس طرف سے ہو کے گذری دامن میں اپنے شمیم لے کر گئی تو جہانتک پہونچی
بسا دیا ہوا بھی اسی طرف کی تھی جدھر میلہ تھا اور پانی کا بہاؤ بھی اسی جانب تھا یہ وہ وقت تھا کہ ملکہ اپنے
بجرے پر سوار ہو کے چلی ہے تاج ملکہ کے سامنے ہو رہا ہے وزیرزادی ہمراہ بیٹھی ہوئی ہے باقی خواصیں اور
کنیزیں ہیں ماہجنیں ہیں اور راگ رنگ ہو رہا ہے بجرہ ملکہ کا دھارا کاٹتا ہوا چلا اس سبب سے کہ ملکہ ہر سال مزار
مہربان شاہ پر بھی آتی ہے اور کچھ چڑھاتی ہے مجاور اس مزار کا کوئی نہیں ہے جو کچھ ملکہ چڑھاتی ہے وہ صبح کو
جو پہلے پہونچگیا اس کی قسمت کا ہو گیا اب اس طرف سے تو بجرا ملکہ کا جا رہا ہے اور اس طرف سے طیفور کے
بہائے ہوئے طبق بہتے چلے آتے ہیں ہوا جب آتی ہے مشام جان کو معطر کر دیتی ہے اور جتنا بجرا آگے بڑھتا
جاتا ہے اسی قدر خوشبو بھی زیادہ ہوتی جاتی ہے ملکہ حیران ہے وزیرزادی سے کہا کہ آج یہ کیا ماجرا ہے مزار
درویش کی طرف سے تو ایسی خوشبو آ رہی ہے کہ کبھی نہ آئی تھی اور یہ طبق کس نے بہائے ہیں وزیرزادی
نے ہنس کے کہا کہ کسی چاہنے والے نے بہائے ہونگے آج تو آپ کی سلامتی منانے کا دن ہے یہانتک
کہ اب مزار مہربان شاہ کا نظر آنے لگا دیکھا ملکہ نے کہ ساری عمارت جگمگ جگمگ کر رہی ہے اور بھی تعجب ہوا
وزیرزادی سے کہا کہ ارے دیکھ تو سہی اس مقبرہ کو کس نے آراستہ کیا ہے ماہجیوں نے بجرہ کو اور آگے
بڑھایا ادھر صاحبقران جو گھبرائے ہوئے بیٹھے تھے [illegible] کہ ایک مرتبہ سامنے سے بجرا ملکہ کا نمودار ہوا
طیفور نے کہا کہ آپکی کشش ملکہ کو یہیں کھینچ کے لے آئیگی اور اچھا ہے کہ یہاں تنہائی ہے ملکہ سے باتوں کا
موقع بھی ملے گا اول تو یقین ہے کہ ملکہ خود بھی اس مزار کی زیارت کو آئیگی اور آنیکی علاوہ اس کے جو ہم نے
سامان ایسا کیا ہے کہ [illegible] ہمارا [illegible] ہوگا [illegible] مزار [illegible] ہم نے لٹا دیا ہے اسکی
خوشبو ملکہ کو بے چین کرکے ادھر کھینچ لائیگی غرضکہ اسیوقت بجرا نمودار ہوا اور [illegible] بجرے کی [illegible] طیفور
نے امیر سے کہدیا کہ لیجیے مبارک ہو [illegible] ملکہ کے اور کوئی نہیں ہے اتنے میں بجرا قریب آیا

دیکھا کہ ناچ ہو رہا ہے اور ایک نازنین ماہ جبین آفت ہوش در در گوش مرصع پوش دریائے جواہر مین
غوطہ مارے دلہن بنی ہوئی لباس سرخ زیب جسم مسند زرنگار پر بیٹھی ہوئی ناچ دیکھ رہی ہے چہرہ اسقدر
روشن اور صاف ہے کہ جوت پڑتی ہے نگاہ قائم نہین ہوتی ہے ادھر ملکہ نے وزیرزادی سے کہا کہ آج تو
اس مقبرے مین ایک جوگی بھی نظر آتا ہے مگر ہے تو خوبصورت اس نے اس سن مین خدا جانے کیون یہ
جوگ اختیار کیا ادھر وزیرزادی نے غور کرکے کہا کہ ایک لڑکا بھی تو ہے ملکہ نے کہا کہ مجھے اس مقبرے
مین جانا اور کچھ چڑھانا ضرور ہے یہ غیر مرد وا بیٹھا ہے وزیرزادی نے کہا کہ یہ جوگی ہے جوگیون سے کون پردہ
کرتا ہے آخر انھون نے بجرا ساحل تک پہونچایا ملکہ بجرے سے اتر کر مقبرہ مین داخل ہوئی پہلے تو قبر
مہربان شاہ پر کچھ شیرینی کچھ نقد چڑھایا بعد اس کے پلٹتے وقت جوگی سے کہا کہ آپ یہان کیسے آئے
ہین اور اس مقبرے کو کس نے آراستہ کیا ہے جوگی نے کہا کہ جو کچھ پوچھنا ہو اس لڑکے سے پوچھو مین اسوقت
نہین معلوم کس خیال مین ہون طیفور جو لڑکا بنا ہوا تھا بولا کہ اے شاہزادی کچھ فقیرون کی پھیری ہے اطراف
بھی آنکلے لیکن ملکہ کی یہ حالت ہے کہ ٹکٹکی باندھے ہوئے صاحبقران کی طرف دیکھے جاتی ہے اور صاحبقران
بھی ملکہ کو دیکھ رہے ہین اور وزیرزادی سے اور طیفور سے باتین ہو رہی ہین اسوقت شاہزادی نے
ایک ٹھنڈی سانس بھر کے کہا کہ اے دل افروز ان لوگون سے زیادہ باتین کرنا فضول ہے اس لیے کہ
یہ لوگ پھیرے ہوتے ہین کہ آج یہان کل وہان بقول حسن سہ مسافت کوئی بھی کرتا ہے جیتا مثل ہے جوگی ہوئے
کس کے میت اسوقت صاحبقران بھی متاثر ہوئے اور طیفور سمجھ گیا کہ ملکہ کا میلان بھی معلوم ہوتا ہے
اور انھون نے فرمایا کہ اے ملکہ بھلا فقیرون اور بادشاہون کے دوستی کہین ہو سکتی ہے گمان مین کہان آپ بقول شاعر

سمجھے کیونکر مرے اور اُس پری پیکر کے یارانہ | مزاج اسکا ہے شاہانہ مری صورت فقیرانہ
وہ کوئی کہتا ہے دیوانہ کوئی کہتا ہے سودائی | محبت مین سبھی یکسان ہین جسکی جب بن آئی

اسوقت وزیرزادی نے پیشتر پہلے تو کچھ اشارون کنایون مین
باتین ہوتی رہین جب ملکہ نے نام پوچھا تو طیفور نے کہا کہ اے ملکہ تم کس خیال مین ہو یہ صاحبقران
عالیشان ہین جوگی نہین ہین اور مین ان کا عیار ہون طیفور یاد رکھو میرا نام ہے ایک مدت سے تمھارے
حسن کا شہرہ سنا تھا ظاہر ہونا خلاف مصلحت تھا اسواسطے یہ بھیس اختیار کیا اور تمھارے ہی شوق دیدار
مین اس مقام پر آکے قیام کیا اور یہ ساری آراستگی تمھارے ہی واسطے کی گئی تھی ورنہ یہ سامان فقیرون
پاس کہان یہ شاہ الیاس ہین کہ جسے چاہین شاہ بنا دین چونکہ یہ تاج بخش ہین اس بنا پر تاجداری سے کنارہ ہین
یہ سنکے ملکہ کچھ شرمائی مگر دل مین خوش بھی ہوئی کہ غیر مجھے جو شخص پسند آیا وہ مجھسے بہتر ہے کمتر نہین ہے ملکہ نے
کہا کہ مجھے کیونکر یقین ہو کہ یہ صاحبقران ہین طیفور نے کہا کہ مین صورت اصلی امیر کی دکھلائے دیتا ہون
یہ کہکر منھ صاحبقران کا دھلایا اور اپنا منھ بھی دھویا اور وہ لباس اتار کر جو لباس صاحبقران کا تھا وہ
پہنایا اب جو ملکہ نے حسن و جمال امیر کو دیکھا تو اور بھی شیدا ہو گئی ایک آہ سرد بھر کے یہ شعر پڑھا ہے

جفا شعار سمجھ کر دیا ہے دل مین نے | تمھارا دوست ہون ایسا کہ اپنا دشمن ہون

افسوس کہ دشمن جان ہین پر
دل آیا آپ کو چاہے ملکہ کو تباہ کرنے آئے ہین اور ہم آپ کی محبت کا دم بھرتے ہین ہائے یہ دل بھی
کیا بری چیز ہے اسوقت امیر نے فرمایا کہ اے ملکہ یہ خیال نہ کرو کہ مین تمھارا یا تمھارے باپ کا دشمن ہون یا
خواہش ملک گیری مین اس طرف آیا ہون بلکہ مجھے طلسم زلزلہ پر جانا ہے اور راستہ طلسم کا یہی ہے اگر تمھارے
باپ نے مجھے راستہ دیدیا تو خیر ورنہ ضرور جنگ ہوگی یہ سنکے ملکہ نے کہا کہ یا امیر اصل یہ ہے کہ مجھے آپ کے
حسن و شباب پر افسوس آتا ہے اگر یہ آشتی کام نکلا تو بہتر ہوگا اور اگر لڑائی ٹھہری تو اچھا نہ ہوگا یا امیر یہ وہ مقام

نہیں ہے جسے کوئی فتح کر سکے اور جن مرحلوں کو توڑ کر آپ اس مقام تک آئے ہیں وہ ایک کھیل تھا اصل میں تین
قلعے ہیں جو اس ملک کی حفاظت کے لیے فہیم عالی نے تیار کیے ہیں ایک قلعہ آبی ہے کہ مالک وہاں کا عوج عاک
رعد آواز ہے اور دوسرا قلعہ یاقوت نگار ہے اس کا حاکم محیط آدم خوار ہے اور تیسرا قلعہ زمرد نگار ہے اس کا قلعہ دار
مہران سحر ابیر ہے یہ مقام نہایت سخت ہیں کیا ان مرحلوں کو کوئی طے کر سکتا ہے اور نہ یہ ممکن ہے کہ میں آپ کے ساتھ
چلی چلوں کیونکہ یہاں کی عورت دوسرے مقام پر جا نہیں سکتی ادھر اس شہر سے باہر قدم نکالا اور نظروں سے
غائب ہو گئی پھر پتہ نہیں لگتا کہ زمین نگل گئی یا آسمان لہذا میں سمجھاتی ہوں کہ جہاں تک ہو سکے بگاڑ نہ ڈالیے گا
کہ کچھ نہیں پڑتے کی صاحبقران نے فرمایا اسے ملکہ خیر دیکھا جائے گا لیکن یہ فراق کا زمانہ بہت سختی سے گذرے گا
لہذا کوئی نشانی اپنی ہمیں دو ملکہ نے ایک انگوٹھی اور ایک تصویر اپنی صاحبقران کو دی امیر نے تصویر کو گلے میں
پہن لیا اور انگوٹھی کو ہاتھ میں پہن لی اور اپنی انگوٹھی ملکہ کو پہنائی اور اپنی تصویر ملکہ کو دی بعد اس کے ملکہ نے
کہا کہ اب جو رات کم رہ گئی ہے آپ بھی اپنے لشکر کی راہ لیجئے اور میں بھی جاتی ہوں ایسا نہ ہو میری تلاش میں کوئی
آجائے اور یہ راز فاش ہو جائے صاحبقران نے ایک آہ کھینچ کے یہ شعر پڑھا ۔ شعر ۔ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ۔ غرضکہ ادھر تو ملکہ حسرت سے امیر کی طرف دیکھتی ہوئی اپنے محل کی طرف
ہو کے روانہ ہوئی اور ادھر طیفور نے جلدی جلدی سب اسباب اٹھا کر منزل کیا اور صاحبقران کو چھپے
راستے سے لشکر میں لایا تاکہ کوئی دیکھنے نہ پائے صبح ہونے سے پہلے امیر اپنی بارگاہ میں ہو بیٹھے یہاں صبح ہو گئی
ملکہ سوار ہو کے اپنے دیوان میں آئی اور میلا و عجم و برہم ہو گیا ۔ دوسرے روز دیوان ہوا تو حسین سبز قبا نے
وزیر دانشمند سے حکم کیا کہ جاؤ صاحبقران سے شکریہ ادا کرنا اور ہماری طرف سے کہنا کہ میں نے آپ کو اس
کشتی میں جیسا خلیق پایا ایسا کسی کو نہیں دیکھا لہذا میں چاہتا ہوں کہ یا تو آپ تشریف لائیے یا مجھے اپنے یہاں
آنے کی اجازت دیجئے کہ مجھے چند باتیں آپ سے کہنا ہیں وزیر دانشمند خدمت میں صاحبقران کی روانہ ہوا
یہاں امیر کو خبر پہونچی کہ پھر وزیر حسین سبز قبا کا آیا ہے فرمایا آنے دو اور کرسی اس وزیر کے لیے بچھوائی جب
دانشمند حاضر ہوا اور سب ہو کے سلام کیا امیر نے بیٹھنے کی اجازت دی وہ سلام کر کے بیٹھ گیا اور عرض کی
کہ بادشاہ نے آپ کا شکریہ ادا کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یا تو آپ تشریف لائیے اور اگر آپ کو آنے میں تامل ہو کسی
مصلحت سے تو میں خود حاضر ہوں مجھے چند باتیں آپ سے کرنا ہیں فرمایا اسے دانشمند میری جانب سے کہہ دینا
کہ میں تمہارے ملک پر حملہ آور لڑائی کے طریقہ سے آیا ہوں اور تم مجھ سے دوستانہ برتاؤ کرتے ہو یہ اچھا نہیں کہ اس وقت
تو دوستانہ برتاؤ ہو اور دوسرے وقت ایک دوسرے کے خون کا پیاسا بنے لہذا میرے نزدیک یہ برتاؤ
اچھا نہیں معلوم ہوتا جب تک میرے تمہارے فیصلہ نہ ہو جائے وزیر نے عرض کی کہ یا صاحبقران
بادشاہ نے کہا ہے اچھا باتیں ہوں گی فیصلہ کیونکر ہو سکتا ہے جب یہ پیغام کب تک رہے گا اس میں طول ہو گا
صاحبقران نے فرمایا اگر یہی ہے تو بہتر ملنے کی یہ صورت معلوم ہوتی ہے کہ بیچ میں ایک خیمہ نصب کیا جائے
اس طرف سے ہم جائیں اور اس طرف سے بادشاہ کو اپنے لاؤ اسی خیمہ میں ملاقات ہو اور باتیں ہوں بلکہ
خیمہ میں نصب کرائے دیتا ہوں وزیر نے عرض کی کہ یہ رائے نہایت مناسب ہے چلتے وقت صاحبقران
نے پھر اس کو خلعت سے سرفراز فرمایا وزیر دانشمند صاحبقران کی تعریفیں کرتا ہوا ادھر روانہ ہوا ادھر
امیر نے نصف راستے پر خیمہ نصب ہونے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ایک تخت بچھایا جائے اور ایک دنگل
اسی وقت چند جلیل عادمی سامان ہمراہ لے کر روانہ ہوئے وہاں وزیر دانشمند نے بادشاہ سے تمام
واقعات گذشتہ بیان کیے اور یہ کہا کہ صاحبقران نے درمیان راہ میں خیمہ نصب کرایا ہے اور فرمایا ہے کہ

سکندر رستم خو نے ارشاد کیا کہ تم اس جگہ قیام کرو میں جاؤں گا اور اُس آدمخوار کو سزا سے معقول دونگا
یہ فرما کر شاہزادہ سکندر رستم خو اُٹھ کھڑے ہوئے سکندر کے ساتھ تمام سرداران اسلام اُٹھ کھڑے ہوئے
اور کہا کہ ہم بھی چلیں گے یہاں خالی بیٹھے ہوئے کیا کریں نہ جنگ ہے نہ کوئی اور شغل ہے سکندر نے کہا کہ کیا
مضائقہ ہے یہ تمام سرداران اسلام مرکبوں پر سوار ہوئے سکندر نے دیوانہ بلقا سے فرمایا کہ زبانی
ہرکاروں کی معلوم ہوا ہے کہ شہر شاہپور یہاں سے قریب ہے اگر بادشاہ انجم حصار کی جانب سے تمہارے ملک
پر چڑھائی ہو تو ہمیں اطلاع کرنا ہم فوراً تمہاری مدد کو آئیں گے یہ فرما کر صرف ایک دیوانے کو ہمراہ سے ہمراہی
ساتھ لیا اور شکار کھیلتے ہوئے سیر کرتے ہوئے جانب شہر شاہپور روانہ ہوئے اب حال شہر شاہپور کا سنئے
کہ شمعون آدمخوار انتظار میں جواب نامہ کے بیٹھا تھا کہ دیکھا اس نے کہ لوگ روتے پیٹتے چلے آتے ہیں اور
ایک لاش ساتھ ہے پوچھا کہ کیا ہوا انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص اولاد صاحبقران سے ملک ضحاکیہ میں
آیا ہوا ہے پہلے تو ضحاک خود پسند سے لڑائیاں رہیں آخر ضحاک نے اطاعت اس کی اختیار کی اسی کے
ساتھ ملکہ کی شادی کر دی جس وقت نامہ آپ کا پہونچا ضحاک خود پسند مضمون نامہ سے آگاہ ہوا لیکن بہت
ڈرا اور نامہ طیمور کو دکھایا طیمور نے نامہ کو چاک کر ڈالا اور نامہ دار کو مار ڈالا یہ سنتے ہی شمعون
آدمخوار نہایت برہم ہوا اور اس نے عقاب آدمخوار کو ایک لاکھ فوج کا حاکم کر کے حکم دیا کہ جا کر اس
طفل سرکش کو اسیر کر لا اور شہر ضحاکیہ کو تاراج کر دے عقاب آدمخوار لاکھ جوانان آدمخوار اپنے ساتھ
لیکر جانب شہر ضحاکیہ روانہ ہوا یہاں شاہزادہ طیمور شیر پرور کا دل گھبرایا ضحاک شاہ سے کہا کہ
میں واسطے شکار کے جاتا ہوں اگر کوئی آدمخوار آپ کے یہاں یورش کرے تو مجھے اطلاع دیجئے گا میں
فوراً اس کے سر کو آ کے حاضر ہوں گا ضحاک نے کہا کہ تمہیں اختیار ہے شاہزادہ طیمور شیر پرور سامان
شکار اپنے ساتھ لیکر جانب صحرا روانہ ہوئے جس روز طیمور واسطے شکار کے صحرا کی جانب روانہ ہوئے
اس کے دوسرے ہی دن ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ عقاب آدمخوار سپہ سالار لشکر آدمخواران آج
ایک لاکھ آدمخواروں کی جمعیت سے آتا ہے یہ سنتے ضحاک گھبرا گیا اور کہا کسی کو واسطے اطلاع کے طیمور
شیر پرور پاس روانہ کرو یہ سنکے افسران فوج نے عرض کی کہ یوں تو حضور کو اختیار ہے لیکن اگر ایسا کیجئے گا
تو طیمور اپنے دل میں کہیگا کہ شہر ضحاکیہ کے رہنے والے بڑے بزدل ہیں ہم جان نثار کس دن کے
واسطے ہیں ابھی دو ایک سپاہ اندمایاں ہیں لڑنے دیجئے اگر جنگ سر ہوگی تو اطلاع دیجئے گا اور عجب
نہیں ہے کہ وہ بھی ایک دن میں وہ خود لشکر لیکے آئیں اس لئے کہ آدمخواروں سے لگاتار کا باعث
وہی ہوئے ہیں ان کو معلوم ہے کہ آدمخواروں سے مقابلہ کی نوبت ضرور آئے گی ضحاک خود پسند
خاموش ہو رہا مسندویل جو سپہ سالار تھا اس نے فوج کو شہر کے باہر لا کے خیمہ برپا کیا
تھوڑا سا دن ہوگا کہ مسندویل سامنے اپنے خیمہ کے ٹہل رہا ہے سیر صحرا میں مصروف ہے کہ یکا یک از
پردۂ بیابان گرد سے برخاست کہ گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و باعث گرد دور زمین
سیاہ ہوا سنے بار اگر دکو گرد نے مارا ہوا کو دامن گردش کا فتنہ ہوا دل گرد سے سو علم نشانہ ایک لاکھ
سوار کا نمودار ہوئے پھر پھریرے علموں کے سیاہ دیکھے ہر پھریرے پر بخط سرخ تعریف بتوں کی تحریر تھی اور
آگے آگے سب کے ایک کم سن قامت بوم سیرت دیو صورت کریہ منظر کرگدن سیاہ پر سوار پشت پر
ایک لاکھ آدمخوار ناخون پہنے ہوئے گینڈوں پر سوار نمودار ہوئے آمد اس فوج کی دیکھ کر لشکر
ضحاک خود پسند کے زہرے آب ہو گئے جی چھوٹ گئے عقاب آدمخوار نے مقابلہ میں خیمہ برپا کیا اور

مسندویل چوب گردان پاس کہلا بھیجا کہ اگر خیریت اپنی چاہتا ہو تو جاکر اپنے بادشاہ کو سمجھا کر اس قلعہ
کو ہمارے سپرد کرا دے اور ملک کو مخالفین سے ہموار کرکے ہمارے حوالے کر تو تیرے حق میں بہتر ہو ورنہ ایک دن
میں شہر کو تاراج کر دوں گا جسوقت یہ پیام عقاب آدمخوار کا مسندویل کو پہونچا اس نے جواب میں
کہلا بھیجا کہ کیوں تیری شامت آئی ہے اگر جان اپنی تجھے عزیز ہو تو پلٹ جا ملکہ اب تک غیر ہو چکی تو مرا سے
ناموس کو طلب کرتا ہے کس ملت و مذہب میں جائز ہے جواب ایسا بیہودہ کلمہ زبان پر ہماری نہ کرنا شامت
تیری آئی تھی کہ وہ شیر بیان موجود نہیں ہے جس نے نامدار کو اسکی بدزبانی کے عوض میں بہو سفر آ سے
موت دی تھی ورنہ تیرا بھی یہی انجام ہوتا لیکن اگر تو مقابلہ کریگا تو ضرور اسی شیر بیشہ شجاعت کے
ہاتھ سے زک اٹھائے گا اور جہانتک دو شہر یار سلامت ہیں ہم سب بغیر گفتگو اسکے جان نثاری کو موجود ہیں
یہ جواب سنکر عقاب آدمخوار نہایت برہم ہوا اور اسی برہمی کی حالت میں اس نے طبل جنگ بجوا دیا
یہاں مسندویل چوب گردان نے نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا کوس حربی نوازش میں آیا دونوں لشکروں
میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو عقاب آدمخوار ایک لاکھ
سواروں سے میدان میں آکر صف آرا ہوا اس طرف سے مسندویل چوب گردان اپنی فوج کو لیکر
پہونچا اور صفیں باندھ کے کھڑا ہوا دونوں جانب سے تبردار نکلا اور جھاڑی جھنکاڑی کاٹ کر میدان کو
صاف کیا بیلداروں نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقوں نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھالا میدان کو
مثل آئینہ کے صاف کر دیا جسوقت میدان تیار ہو چکا اور نقیب نقابت کر چکے تو عقاب آدمخوار میدان
میں آیا اور مبارز طلب کیا اس طرف سے قہرمان شیرزن نکلا عقاب آدمخوار سے سامنا کیا عقاب
آدمخوار قہرمان کو دیکھکر ہنسا اور کہا کہ تو مجھسے کیا مقابلہ کرے گا جاکے جنگل کی لکڑیاں کاٹ یہ تیرا
مجھ پر اثر کرے گا یہ کہکر تلوار ماری قہرمان نے وار اسکا سپر پر روک کے تلوار ماری عقاب آدمخوار
نے تیر کو تلوار سے قلم کر کے دوسرا وار کیا کہ یہ بیچارہ مرتبہ شہادت پر فائز ہوا بعد اسکے اقہر شیرزن نکلا
وہ بھی مارا گیا تین پہر کی میدانداری میں تیرہ سردار جان سے مارے گئے اور بارہ زخمی ہوئے اور جو مارے گئے
ان کو آدمخواروں نے اسیوقت سب کے سامنے نوچ نوچ کے کھا لیا آخر مسندویل چوب گردان نے
خود عزم مقابلہ کیا اور مرکب کو جھپکا کر سامنے عقاب آدمخوار کے آیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی
مسندویل نے نیزہ عقاب کے ہاتھ سے ببرکت اسلام ہوائی کیا بس لگا ہوں میں اس کے دنیا
تیرہ و تار ہو گئی تلوار کھینچ لی اور مسندویل چوب گردان پر وار کیا مسندویل نے سپر اٹھا لی لیکن خانہ
لنگر دار تھا سپر قائم ہوئی تیغ سر پر تھی عقاب نے جھکا کر مارا تیغہ دو پردو اتر آیا مسندویل نے دستانہ
مارا تیغہ کو جھٹکا اور سے نکالا اور چاہا دشمن کی سر سے پار آئی عقاب آدمخوار چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ
مار کر کام اس کا بھی تمام کر دوں اور سمجھوں کہ کیا جانوں کہ تمام فوج دوڑ پڑی اس طرف سے آدمخوار
آپڑے جنگ مغلوبہ ہو گئی فوج صفاکیہ نے کسی طرح مسندویل کو بچا لیا اور اپنے سردار زخمی کو لیکر اٹھتے
ہوئے پیچھے ہٹنے لگے اور آدمخوار ان کو پسپا کرتے ہوئے تا لب خندق آئے فوج صفاکیہ بھاگ کر قلعہ
میں پناہ گزین ہوئی عقاب آدمخوار نے اپنی فوج کو منع کیا اور کہا کہ آج کے کھانے کا سامان تو ہو گیا
بہت سی لاشیں ہیں انھیں کھاؤ صبح کو دیکھا جائے گا یہ لوگ میرے ہاتھ سے بھاگ کے کہاں جائینگے
تو سہی جو پھر بچ کے اندر ہی سے قلعہ خالی نظر آیا یہ کہکر اس نے سامنے قلعہ کے خیمہ برپا کیا فوج اتری اور
آدمخواروں نے خوب لاشیں بھون بھون کر کھائیں جب کھانے پینے سے فراغت ہو چکی تو عقاب آدمخوار

نے طبل جنگ بجوا دیا اور خیمہ میں جا کے سو رہا لیکن ضحاک خود پسند نہایت خائف ہوا قریب تھا کہ شہر
چھوڑ کر راہ فرار اختیار کرے لیکن ضمیر اختر شناس نے چند سواروں کو تلاش میں شاہزادہ طیمور شیر پرور
کے روانہ کیا اور آراستگی قلعہ کا حکم دیا لوگ طیمور کی تلاش میں روانہ ہوئے یہاں قلعہ دار نے قلعہ کو
خوب آراستہ کیا توپیں چڑھا دی گئیں مارنے کا متوالا کرک کا پولا بارود کے ہانڈے تیل کا کڑاہ سب
چیزیں درست کر رکھیں جب صبح ہوئی تو عقاب آدمخوار اپنے گرگدن مست پر سوار ہوا اور کوئی پانچ لاکھ فوج
اپنے ہمراہ لے کر قلعہ کی راہ لی ادھر قلعہ دار نے فیل بند دروازے پر سے دوربین لگا کے دیکھنا
شروع کیا جب اندازہ کر لیا کہ یہ لوگ زد پر آ گئے ہیں تو گولہ اندازوں کو حکم دیا توپخانہ رعد آواز نوازش
میں آیا اور قلعہ پر سے توپیں چلنے لگیں یہ معلوم ہوا کہ زمین کو زلزلہ پیدا ہو گیا تمام صحرا دھواں دھار ہو گیا
عقاب آدمخوار کے سب مارے گئے پانچسو لاشیں میدان میں ڈھیر ہو گئیں ایک بھی پلٹ کے نہ جا سکا اور
نہ آگے بڑھ سکا لیکن عقاب آدمخوار کے کوئی گولہ قضا کا نہ لگا اور یہ گولوں کو رد کرتا ہوا برلب خندق جا
پہونچا جب اہل قلعہ نے اپنے علم میں ایک ایک ذرہ بیابان کا اڑا دیا تو ہاتھ روکا اور دیکھنے لگے ہوا نے
تھوڑی دیر میں دھواں منتشر کر دیا اب جو دیکھا تو عقاب آدمخوار برلب خندق کھڑا ہوا نعرے کر رہا ہے
تب انھوں نے مارنے کا متوالا کرک کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ یہ سب حربے بھی کئے لیکن عقاب
آدمخوار نے ان کو بھی رد کیا اور گرز پکڑ کر دروازہ قلعہ کی طرف بڑھا اب تو اہل قلعہ مضطرب ہوئے
ضحاک شاہ نے چور دروازے سے ملکہ کو لے کے نکل جانے کا قصد کیا لیکن فوج آدمخواران نے قلعہ کے
چار جانب محاصرہ کر لیا ملکہ نے بیتاب ہو کے بال سر کے کھول دیے اور عرض کرنے لگی کہ اے کس بیکساں و
اے داور بیچارگاں اس وقت مشکل میں سوا تیرے جان و آبرو کا بچانے والا کوئی نظر نہیں آتا ہے ہنوز
سخن در دہاں تھا کہ تیر دعا کا ہدف مراد پر لگا کہ جانب صحرا سے تیرہ گرد بلند ہوا عقاب آدمخوار بھی ٹھہر گیا کہ
انتظار کر لینا چاہیے جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو دل گرد صاحبقران دوراں یعنی شاہزادہ طیمور
شیر پرور پیدا ہوا اسے آج صبح کو خبر ملی کہ آدمخواروں نے یورش کیا ہے پشت پر چند رفیق ساتھ تھے اور کچھ
شکاری آرا ہوں پر ہمراہ تھا اہل قلعہ نے تو طیمور کو دیکھتے ہی نقارہ شادمانی بجائے اور دروازہ قلعہ کا
کھول دیا اور طیمور نے نعرہ کیا کہ او آدمخوار بدکردار کہاں جاتا ہے ادھر آ کہ ملک الموت تیری جان کا آ پہنچا
عقاب آدمخوار پلٹا اور کہا کہ مجھے بھی تیری ہی زیادہ تلاش تھی طیمور نے آ کر عقاب کا سامنا کیا
عقاب آدمخوار نے نیزہ مارا طیمور نے چند طعنوں میں نیزہ ہاتھ سے عقاب آدمخوار کے ہوائی کیا
جھلا کر تلوار ماری طیمور نے ٹیکی دی کہ تلوار پٹ پڑی دوسرے ہاتھ سے کلائی پکڑ لی اور دوہنا ہاتھ کمر بند
کے بند میں ڈال کر جو زور کیا تو عقاب آدمخوار کو سر سے بلند کر کے زمین پر مارا باندھ کے مشکیں طیمور شیر
پرور کے حوالے کیا اور بیرون قلعہ خیمہ برپا کرا کے داخل خیمہ ہوئے رات آرام سے بسر کی صبح کو عقاب کو
طلب کیا داروغہ زندان نے عقاب کو حاضر کیا طیمور نے فرمایا کہ میں نے تجھے کس طرح زیر کیا تھا عقاب نے کہا
جس طرح صیاد زاغ و زغن کے پر باندھ دیتے ہیں اس طرح آپ نے میری مشکیں باندھیں فرمایا کیا کہتا ہے مذہب
کے بارے میں عقاب نے کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم جب میں زیر ہو گیا تو مجھے اطاعت میں کب انکار ہو سکتا ہے
جو آپ کا مذہب وہ میرا مذہب شاہزادہ نے قید اس کی دور کرا دی اور کلمہ طیبہ تلقین فرمایا عقاب
آدمخوار مثل طوطے کے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا اور طیمور سے اجازت لے کر اپنے لشکر میں آیا اپنے عیاروں سے
کہا کہ میں نے خوف جان سے اطاعت اختیار کر لی ہے اگر تو کسی طرح اس نوجوان کو اسیر کرے تو میں اسے بادشاہ

کی خدمت میں لے چلو ورنہ جس وقت اسے معلوم ہو جائے گا کہ میں بدل مطیع نہیں ہوا ہوں تو یہ زندہ
نہ چھوڑے گا مہتر فریب عیار نے کہا کہ آپ اطمینان رکھیں میں آج ہی شب کو اسے اسیر کر لاؤں گا یہ کہہ کر
اس نے صورت اپنی ایک گھسیارے کی سی بنائی اور گٹھا گھاس کا سر پر رکھکر جانب لشکر طہمور شیر پرور
روانہ ہوا جس سوار نے دام پوچھے اسقدر زیادہ بیان کیے کہ اس نے دام بھی نہ لگائے مہتر فریب
گٹھا گھاس کا لیے ہوے سارے لشکر میں پھرا کیا جب بارگاہ شاہزادہ طہمور شیر پرور کے قریب پہونچا تو
گٹھا سر سے اتار کے ایک مقام پر بیٹھ گیا شام تو ہو ہی چکی تھی بیٹھے کو لڑھکاتا ہوا پشت بارگاہ کی طرف آیا
اور اسی گٹھے کی آڑ میں بیٹھ رہا لوگ اس طرف سے آئے گئے کسی نے کچھ خیال نہ کیا جب زلف لیلائے
شب کمر تک پہونچی اور شاہزادہ نے آرام فرمایا تو یہ مکار نزدیک خیمہ کے آیا پشت خیمہ چاک کر کے پروانے
بیہوشی کے اڑائے وہ شمع پر آ کر جلے دھواں ان کا منتشر ہوا جو باریدار باری پر تھے وہ بیہوش ہوے
بس مہتر فریب اندر بارگاہ کے آیا کنپھہ بیہوشی ہاتھ پر چڑھایا قریب دماغ کے لایا جب طہمور نے اوپر کی سانس
کھینچی اس نے تمام بیہوشی دماغ میں پہونچا دی شاہزادہ بیہوش ہو گیا اسوقت مہتر فریب نے چادر
عیاری کمر سے کھول کر پشتارہ باندھا اور لے نکلا کہیں کتے کی چال کہیں سانپ کی چال چلتا ہوا پہرداروں
کی نگاہوں سے بچتا ہوا صاف نکلا چلا گیا وہاں عقاب آدمخوار نے کوچ کی تیاری چپکے چپکے کر رکھی تھی اور
آپ انتظار میں بیٹھا ہوا تھا پہر رات باقی ہو گی کہ مہتر فریب پشتارہ بدوش پہونچا اور پشتارہ سامنے
عقاب آدمخوار کے ڈالدیا یہ ملعون نہایت خوش ہوا اور اسی عالم بیہوشی میں جلدی جلدی ہتکڑیاں
بیڑیاں ڈالدیں دوہری قید میں جکڑ کے آرابے پر ڈالا اور کوچ کر کے طرف شہر شہابیہ کے روانہ ہوا یہاں
صبح کو جو لوگ بیدار ہوئے تو اپنے آقا کو نہ پایا روتے پیٹتے ہوے خدمت میں ضحاک خود پسند کے
پہونچے اور بیان کیا کہ شاہزادہ شب کو بستر خواب پر سے غائب ہو گیا ضحاک خود پسند نے سر پیٹ لیا
اور کہا کہ غضب ہوا یہ فعل سوا عقاب آدمخوار کے دوسرے کا نہیں ہے دریافت کرواتے میں ہرکاروں
نے آکر خبر دی کہ عقاب آدمخوار کچھ رات رہے سے کوچ کر کے مع لشکر فرار ہو گیا اب تو سب کو یقین ہو گیا
ضحاک نے ضمیر اختر شناس کو طلب کیا اور کہا کہ تم علم نجوم میں کمال رکھتے ہو بتاؤ تو کہ رہائی شاہزادہ
کی کس کے ہاتھ سے ہے ضمیر اختر شناس نے بارہ برج سات ستارے نظر میں رکھکر جو غور کیا تو معلوم ہوا
کہ رہائی طہمور کی ایسے شخص کے ہاتھ سے ہے جو بیان نہیں ہو بادشاہ سے بیان کیا کہ آپ پریشان نہوں شاہزادہ
بہت جلد رہا ہو جائے گا اور آپ سے بہت جلد آکر خیر و عافیت کے ساتھ ملے گا ضحاک خود پسند تو
خاموش ہو رہا لیکن حال شاہ جوہر شیر دل کا سنیے کہ جب اسے طہمور کے غائب ہو جانے کی خبر معلوم
ہوئی تو اس نے خیمہ میں آکر دیکھا بیڑا عیار کا پہچانا نشان قدم دیکھتا ہوا تعاقب میں روانہ ہوا دیکھا کہ
جہاں لشکر عقاب آدمخوار کا اترا ہوا تھا اسی مقام تک پیر کے نشان ہیں اس کے بعد ایک شخص کے
نشان پا نہیں بلکہ کل لشکر کے نشان قدم ہیں یہ سمجھ گیا کہ یہ ملعون بدل مسلمان نہوا تھا جو اس نے دغا کی
عیار سے چرا لیا اور خود بھاگ گیا خیر کہاں جائے گا یہ دل سے باتیں کر کے تعاقب عقاب آدمخوار
میں روانہ ہوا لیکن اول حال عقاب آدمخوار کا سنیے کہ یہ بھاگا بھاگ خدمت میں اپنے بادشاہ
شمعون زنگی کے پہونچا اور قید طہمور شیر پرور کی پیش کی شمعون آدمخوار سمجھا کہ میرا سردار اسے
زیر کر کے لایا ہے کہا ہوشیار کرو جب طہمور شیر پرور کو ہوشیار کیا طہمور نے اپنے کو ایک نئے مقام پر دیکھا
نئے لوگ جمع پائے سمجھا کہ میں خواب پریشان دیکھ رہا ہوں پھر آنکھ بند کر لی شمعون نے کہا کہ اے شخص یہ

یہ خواب نہین ہے بیدار ہی ہو ہوشیار ہوا اور دیکھ کہ تو کس حال مین ہے اور مآل تیرا اس سے بدتر
ہوا چاہتا ہے [illegible] تونے دعواے زور و طاقت کیا تھا اور ہمارے فرزند کی منگیتر کو اپنے
قبضہ مین کیا تھا کہ [illegible] دار نے تجھے کس ذلت و خواری سے اسیر کیا یہ سنکے طیمور چونکا اور دلمین
سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ عقاب آدمخوار نے بدل اسلام قبول نہین کیا تھا اور یہی مجھے اسیر کرکے لایا ہے
فرمایا کہ او نامرد [illegible] نہین آتی تیرا سردار مجھے کیا زیر کرے گا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے عیار کے ذریعہ
سے مجھے گرفتار کرایا ہے [illegible] نے سر میدان اسے زیر کیا تھا اور اس نے دین اسلام قبول کرکے میرے
ہاتھ سے امان پائی تھی بعد اس کے مجھے نہین معلوم کہ کیا ہوا اور مین یہان کسطرح آگیا یہ سنکے شمعون
آدمخوار اپنے سردار کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ تو نے اسے کیونکر اسیر کیا عقاب آدمخوار نے
کہا کہ واقع مین یہ سچ کہتا ہے [illegible] تو کیا ہون عالم مین کوئی اس سے مقابلہ نہین کر سکتا مین وہ پہلوان
ہون کہ دو دو [illegible] روز لڑا کیا ہون اور اس کو سنا ہے کہ نو نو دن تک مقابلے کرتا ہے اور مجھے اسنے
آن واحد مین اسیر کر لیا تھا یہ سنکے شمعون آدمخوار کے ہوش اڑ گئے اور اس نے کہا کہ چارجی سے
کہو چارج دے کر [illegible] کرکے گوشت اس کا تقسیم کرین گے اسے تبرک سمجھنا چاہیے جس کو
گوشت اس خداپرست کا [illegible] منظور ہو وہ آئے اور طیمور کو زندانخانے مین بھجوا دیا عیارچی نے چارج
دیا دوسرے روز [illegible] شمعون آدمخوار مع فوج بیشمار میدان مین آیا اپنے سامنے ایک طشت
منگوایا اور جلاد [illegible] مین خون اور گوشت اس کا جمع کر قصاب بھی آکے جمع ہوئے
اور جلاد سرخ لباس [illegible] کھڑا ہوا ادھر داروغہ زندان نے قید طیمور کی میدان مین پہونچائی
سہر شاہور شیر دل [illegible] پہنچا کہ گرد تماشائی جمع تھے اور طیمور زیر تیغ بیٹھا تھا شاہور نے
افسوس کیا کہ مین [illegible] کہ اپنے آقا کو بچا بھی نہین سکتا خیر دیکھا چاہیے گا اس نے گوپن
ہاتھ مین لی اور تماشائیون [illegible] مین صورت بدل کے کھڑا ہو رہا جسوقت شمعون آدمخوار نے
حکم قتل دیا اور جلاد تیغ [illegible] کے آیا تو طیمور نے فلک کی طرف دیکھا اور جلاد نے تلوار اٹھائی
چاہتا تھا کہ ہاتھ مارے کہ [illegible] مارا سر پر جلاد کے پڑا مغز سر پاش پاش ہو گیا جلاد چکر کھا کے
زمین پر گرا اور مر گیا ایک [illegible] تھا شاہور اس غول سے نکلکر دوسرے غول مین کھڑا ہو رہا
شمعون نے دوسرے جلاد کو حکم دیا [illegible] کھینچکر سر پر آیا چاہتا تھا کہ ہاتھ مارکے کام اس کا
تمام کرون کہ شاہور نے [illegible] کلائی پر جلاد کے پڑا تلوار ہاتھ سے چھوٹ پڑی لیکن اکثی مرتبہ
سر فریب نے دیکھ لیا آواز دی [illegible] ہے مین نے دیکھ لیا یہ کہکر اس نے پنجہ عیاری کھینچا اور شاہور
پر آ پڑا ادھر شاہور نے [illegible] دونون مین حملے ہونے لگے لوگ ادھر متوجہ ہوئے کہ یہ کیا معاملہ
ہوا ادھر شمعون کو یہ انتظار [illegible] لیے تو قتل کا حکم دون ایسا نہو کوئی اور پوشیدہ ہوا اور
پتھر مار کے جلاد کا کام تمام کرے [illegible] و اتفاقات روزگار شاہزادہ سکندر رستم خو شہباز
کی طرف چلے آتے تھے دیکھا کہ [illegible] ہے دریافت کیا کہ یہان کیا آج کوئی میلا ہے یا عرس ہے
معلوم ہوا کہ ایک خداپرست گرفتار [illegible] وہ قتل کیا جائے گا اور گوشت اس کا تبرک سمجھ کر
ریشہ ریشہ تمام آدمخوار چکھیں گے [illegible] وہ نہایت زبردست ہے کوئی اس سے مقابلہ مین سر بر نہو سکا
آخر عیار نے اسے بیہوش کرکے [illegible] یہ سنتے ہی سکندر کو غصہ آیا کہا کہ مدد اس کی واجب ہوا کیا تو
یہ کہ خداپرست ہے دوسرے [illegible] معلوم وہ کون شخص ہے سکندر نے باگ گھوڑے کی لی

ساتھ ہی سکندر کے اور سرداران اسلام بھی دوڑ پڑے اور نعرہ کر کے لشکر شمعون آدمخوار
پر گرے آدمخوار حیران تھے کہ یہ لوگ کہان سے آپڑے انھون نے بھی تلوارین کھینچین اور لڑنے لگے
طیمور نے جو نعرہ سکندر کی آواز سنی قید کو توڑ ڈالا ایک سوار نے دوڑ کر تلوار ماری کہ یہ تو نکلا
جاتا ہے طیمور نے وار اس کا خالی دے کر ہتھکڑی کھینچ ماری کہ سر اس کا مینا چیچ پارہ کر گرا شاہزادہ
طیمور شمشیر پیرو نے اس کا مرکب اپنی زیر ران کیا اور تلوار اس کی چھین کر لڑنے لگے شمعون آدمخوار
نے کہا کہ مار تو اس کو جانے نہ پائے تمام فوج ان سردارون پر یورش کر کے چلی دیکھا طیمور نے کہ فوج
بہت ہے اور سرداران اسلام بغیر فوج کے آئے ہین کہا شتاب قتل کرین نہین تو لڑائی کا سر ہونا بہت دشوار
ہے بس انھون نے جو مرکب کو رانون مین مسلا تو تخت شمعون آدمخوار کی طرف چلے ادھر عقاب
آدمخوار نے دیکھا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے لڑکون کی طرح مجھے باندھ لیا تھا اس سے الجھنے مین سوا ذلت
کے اور کچھ حاصل نہو گا بس اس نے شاہزادہ سکندر کو ٹوکا سکندر رستم خو نے بڑھ کے آواز دی
عقاب آدمخوار نے تلوار ماری سکندر نے وار اس کا پشت شمشیر پر روک کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا
مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے ادھر شہاب شمعو نے شہنشاہ صف شکن پر ارہ پشت نہنگ مارا
شہنشاہ صف شکن نے ارہ کو قلم کیا اور ہاتھ کمر کا مارا کہ شہاب آدمخوار کے دو ٹکڑے ہوئے
اسی طرح سرداران اسلام نے بڑے بڑے موذیون کو مارا ادھر طیمور شمشیر پیرو قریب تخت شمعون
کے پہونچے شمعون نے ساطور مارا طیمور نے مرکب کو دبایا اور زیر بغل پہونچکے ہاتھ پکڑ لیا دوسرے
ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کے جو زور کیا تو شمعون آدمخوار کو سر سے بلند کر کے آواز دی کہ کیا کہتا ہے ار
شناخت پروردگار یکتا ہے شمعون نے کہا مین ایسا بیوقوف نہین ہون کہ [illegible] اور بندون کو
چھوڑ کر آپ کی اطاعت و بندگی اختیار کرون بس طیمور شمشیر پیرو نے اس کو اچھال دیا اور گرتے وقت
چورنگ ہوا کی کیا جتنے یہ بڑے بڑے آدمخوار تھے وہ سب سرداران اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے
غنیم کو راستہ مل گیا وہ بھاگ کھڑے ہوئے جو گھر گئے تھے انھون نے صورت امان بلند کی طیمور نے
فرمایا کہ امان بشرط ایمان سب نے بدل و جان قبول کیا غازیان اسلام نے ہاتھ روکا اور ایوان شاہی
مین آکر تمام سردار طیمور سے بغلگیر ہوئے اور پوچھا کہ آپ یہان کیونکر گرفتار ہو کے آئے طیمور نے
تمام سرگذشت بیان کی جب لوگون نے صاحبقران کی خیریت دریافت کی تو طیمور نے کوئی جواب
نہین دیا اور چہرہ پر کبیدگی سی پیدا ہوئی بعد اس کے رؤسا شہر و حوالی شہر آنے لگے نذرین گذرنے
لگین طیمور نے ایک ایک کا حال پوچھنا شروع کیا ایک شخص نے آکر نذر دکھائی کہ نام اس کا فوہاک
باطن تھا طیمور نے حال اس کا پوچھا اس نے نام تو بیان کیا لیکن جب باپ کا پوچھا تو چپ ہو گیا اور
رونے لگا اسوقت طیمور نے کہا کہ رونے کا کیا سبب ہے فوہاک باطن نے عرض کی کہ کسی وقت
میرا باپ اس مقام کا حاکم تھا آج اسی کا بیٹا مثل رعایا کے آپ کے سامنے کھڑا ہے طیمور نے کہا کہ تیرے
باپ کا ملک کیونکر ضائع ہوا اس نے عرض کی کہ انھین آدمخوارون نے یورش کیا پہلے جنگل اور پہاڑون
مین رہتے تھے اور ہمارے ملک سے لوگون کو پکڑ پکڑ کے لیجاتے تھے اور کھاتے تھے آخر فغفور تاجدار
میرے باپ نے فوج کشی کی لیکن شکست کھائی مین صغیر السن تھا سنا ہے کہ فغفور تاجدار کو بھی گرفتار
کیا اور ملک پر قبضہ کر لیا مجھکو اور میری مان کو چند نمک حلال لیکے نکل گئے تھے مین نے انھین لوگون
کی نگہداشت مین پرورش پائی حضور کی فتحیابی کی خوشی کے واسطے نذر حاضر ہوا کہ ہر شخص کو اپنے وطن کی

محبت ہوتی ہو اتنا امیدوار ہون کہ کچھ میری کفالت کی جائے تاکہ آپ کی رعایا مین مین بھی شامل ہو کر
زندگی عافیت کے ساتھ بسر کرون طیمور نے فرمایا کہ کوئی صورت تصدیق کی ہو کہ تمھارا حق دار سلطنت
ہونا ثابت ہو کافور صاف باطن نے عرض کی کہ مین حق تو اپنا ظاہر بھی نہین کرتا ہون صرف گوشۂ
عافیت چاہتا ہون لیکن وہی لوگ جو میرے مربی ہین وہ تصدیق کرسکتے ہین کہ مین اسی فغفور تاجدار
کا بیٹا ہون جو قبل آدمخوارون کے اس ملک کا بادشاہ اور فرمانروا تھا فرمایا ان لوگون کو بلاؤ کافور
پاک باطن ان لوگون کو لے آیا ان مین ایک وزیر فغفور تھا کہ نہایت سن رسیدہ تھا اس نے عرض
کی کہ حضور کو یہ سلطنت مبارک چونکہ مین رازدار سلطنت تھا اگر کوئی راز سلطنت آپ کے سامنے
بیان کرون تو آپ یقین کرین گے کہ بیشک یہ وزیر تھا اور مین اس بات کی تصدیق کرتا ہون کہ یہ لڑکا
ہمارے بادشاہ سابق کا فرزند ہی فرمایا کوئی راز بیان کر اسوقت اس پیر دانا نے عرض کی کہ ایشہر یہ
متصل اسی شہر کے ایک باغ ہو کہ وہان پانچ درخت شمشاد کے برابر برابر لگے ہوے ہین ان پانچون
درختون کو کٹوا کر اگر زمین کھودی جائے تو پانچ صندوق نکلین گے ایک مین اسلحہ ہی ایک مین آلات
حرب ہین ایک مین جواہر بیش بہا ہی دو مین اشرفیان ہین آپ ان درختون کو جڑ سے کٹوا کر وہ چیزین
اگر یہ چیزین برآمد ہون تو میری بات کا یقین مانیے گا ورنہ سراسر غلط جانیے گا طیمور نے اس پیر مرد
اور کافور صاف باطن کو ساتھ لیا اور چند بیلدار اور تبردار لے کر اس باغ مین تشریف لائے
دیکھا کہ واقع مین پانچ درخت شمشاد کے لگے ہوے ہین اور انھین کٹوا ڈالا اور کھدوایا تو پیر مرد کے
کہنے کے موافق پانچون صندوق برآمد ہوے اور کھلوائے تو جو چیزین بیان کی تھین وہ نکلین طیمور
ان صندوقون کو بار کرا کے ساتھ اپنے لے آئے اور کافور شاہ کا ہاتھ پکڑ کے تخت پر بٹھا دیا اور اپنے
ہاتھ سے تاج پہنا کر پیر مرد سے کہا کہ اسے سلطنت اور تجھے وزارت مبارک ہم تاج بخش ہین تاج گیر
نہین ہین کافور شاہ قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے اور پیر مرد بھی حیرت مین آگیا کہ ایسے لوگ
بھی ہوتے ہین جو ملک کے ملک بخشدیتے ہین غرضکہ طیمور نے دونون صندوق اسلحہ اور آلات
حرب کے تو لے لیے اور کوئی شے نہین لی چونکہ یہ سب لوگ لامذہب تھے ان کو ہدایت کر کے دین
اسلام کی طرف مائل کیا مسجدون کی بنا ڈالی اور اپنی بارگاہ شہر سے علحدہ برپا کرائی اور ضحاک
حق پسند کو نامہ لکھا کہ مین اس مقام پر ہون الحمد للہ کہ مین نے آدمخوارون سے ملک شہابیہ کو
پاک کیا اور کافور شاہ کو حاکم کیا آپ ہمارے رفیق قدیم ہین بہ عجلت رعد آواز کو مع لشکر روانہ
کیجیے نامہ دار تو اس طرف روانہ ہوا اور یہان طیمور نے سکندر رستم خو سے کہا کہ آپ صاحبقران
اوسط ہین جس مقام پر صاحبقران نہون وہان آپ قائم مقام صاحبقران ہین سکندر نے کہا کہ
اے طیمور جس مقام پر تم نہو وہان مین صاحبقران اوسط ہون ورنہ تم صاحبقران اول اور
مین صاحبقران اوسط ہون اس بارگاہ مین اسوقت قائم مقام صاحبقران سوا تمھارے
دوسرا نہین ہو سکتا نہ یہ حق کسی کو حاصل ہی کہ تمھارے سامنے نام صاحبقرانی لے اس وقت
سہراب ثانی نے کہا کہ اے طیمور یہ تو بتاؤ کہ تم لشکر صاحبقران سے کس طرح علحدہ ہوے طیمور
نے کہا کہ اس کا سبب نہ پوچھو اگرچہ صاحبقران اسی نسل سے ہین جس نسل سے مین ہون لیکن کچھ
ننھیالی اثر بھی ہونا ضرور تھا وہی ظاہر ہوا یہ کلمہ درست راستون نے جو سنا تو کان کھڑے کیے کیونکہ نانا
صاحبقران کے شاہزادہ نور الدہر ہوتے ہین سہراب نے طیمور سے کہا کہ اس مین شک نہین

لیکن مفصل بیان کرو طیمور نے کہا کہ بعد فتح شہر خلطا نیہ جب امیر قریب شہر حسن آگین کے پہونچے تو ایک ساحر
پر ہوت جادو نام امیر کا شریک ہوا اُس کے ناسون کے ملک پر ایک بلا آئی ہوئی تھی صاحبقران ابریق
جادو کی مدد کو روانہ ہوئے مین بھی ہمراہ تھا وہان پہونچکے معلوم ہوا کہ ایک دیو ہزار ساحر نہ بر دست ہی
کسی کا سحر اُس پر کارگر نہین ہوتا ہی اور ایک گرز اُس نے رکھوا دیا ہی کہ جو اس گرز کو اُٹھا لے وہ مجھسے مقابل
کرے جب صاحبقران اُس گرز کے پاس پہونچے تو گرز پر نام سام بن شریمان کا دیکھا امیر کو حیرت ہوئی
کہ یہ گرز تو بدیع الملک کے پاس تھا اور صاحبقران اول سے صاحبقران ثانی اور صاحبقران
ثانی سے بدیع الملک تک پہونچا تھا یہ یہان کیونکر آگیا مین نے اس گرز کے اُٹھانے کا قصد کیا صاحبقران
نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہ گرز سوا صاحبقران وقت کے دوسرے سے نہ اُٹھے گا یہ سنکر مین خاموش
ہو رہا امیر نے گرز کو اُٹھا کر رکھدیا بعد اُس کے مین نے امیر سے اجازت لے کر زور کیا تو گرز اُٹھا لیا اور جس
دیو کا وہ گرز تھا اُسے بھی مارا معلوم ہوا کہ یہ گرز وہی ہی جس کا شبہ تھا اور دیو ساحران بیابان کاج و لاج
مین سے تھا اور بر لوت مین یہ گرز اُس کے ہاتھ آگیا تھا اور یہ گرز کو لے آیا تھا اُسوقت سے صاحبقران نے
وہ گرز مجھسے نہین لیا اور کشیدہ خاطر رہے اور فرمایا کہ مجھے معلوم ہوتا ہی کہ زمانہ صاحبقرانی میرا بہت کم ہی اور
بعد میرے سوا تمھارے کوئی صاحبقران نہو گا پھر مین نے صاحبقران کی وہ نگاہ اپنے سے نہ پائی جو اسکے
قبل تھی مجھکو کمال رنج ہوا اور مین امیر سے علحدہ ہو گیا اور بہت سے ملکون کو مین نے آباد کیا اب جو
صاحبقران کی رعایت سے میری رفاقت کرتا ہو وہ نکرے اور جس کو خاص طور سے محبت و الفت ہو وہ
میرے ساتھ رہے یہ سنکے سرداران دست راست تو خاموش بیٹھے رہے لیکن سرداران دست چپ
نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین طلمہ بن لندھور اور وحید الملک اور گرد بن بہرام وغیرہ موقع
ڈھونڈھنے لگے کہ کسی صورت سے ان سے علحدہ ہونا چاہیے اور طیمور نے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ امیر فتح طلسم
زلزلہ کی غرض سے آئے ہین اگر خدا نے مدد کی تو مین پہلے ہی اس طلسم کا خاتمہ کر دون گا یہ کہکر طیمور تو اپنے
رفیق کے انتظار مین ٹھہرا ہی لیکن

دو کلمہ داستان زلزلۂ قاف سلیمان سلطان حق پژوہ یعنی شاہزادہ عادل کیوان شکوہ کے بیان کئے جاتے ہین بعنوان آغاز کلام

ہی عجب افسانۂ بلبل چمن مین کیون نہین
ذکر میرا یار تیری انجمن مین کیون نہین

اسقدر قربت لبون سے ہی تعجب کی جگہ
آب حیوان یار کے چاہ ذقن مین کیون نہین

بارہا اُن کے لب شیرین سے کرین بوسے لئے
پھر حلاوت قند کی میرے دہن مین کیون نہین

عمر تو ساری ہوئی رنگین مزاجی مین بسر
قبر میری دوستو صحن چمن مین کیون نہین

ایک مدت سے یہ ڈوبا ہی اسی کی چاہ مین
دل ہمارا یار کے چاہ ذقن مین کیون نہین

ہمسری کا اس کو دعوی ہی اگر بیجا ہی سب
اُن کی زلفون کی سی بو مشک ختن مین کیون نہین

سامنے جلتے ہین پروانے نہین پروا اُسے
بوے الفت دوستو شمع لگن مین کیون نہین

گو مین دیوانہ ہون پر کیون بھاگتے ہین مجھسے لوگ
بو محبت کی مرے اطوار و چلن مین کیون نہین

جامہ ہستی ہمارا نوحہ ہی آج تک
ایک دو پیوند اس رخت کہن مین کیون نہین

سادگی کیون ہوگئی ہر وضع قاتل ہین شریک
پہونچا کر ہین تو ہین سارے ہی ڈالے کہین
اپنے جیتے جی تو ہین پہنا گیا بعدہ لباس
یار کی آنکھون کی سی شوخی بھی ہو وحشت بھی ہو
دیکھتے ہین جسکو اچھا سب ستاتے ہین اُسے
ہر جوان سے بیوفائی کرتی ہو دنیاے دون

بانکپن کی بات اُسکے بانکپن مین کیون نہین
آسمان کی طرز اس چرخ کہن مین کیون نہین
بو تکلف کی مرے دو گز کفن مین کیون نہین
اسقدر شرم و حیا ایدل ہرن مین کیون نہین
ہم تعجب قدر کامل اہل فن مین کیون نہین
یاس پھر رسم وفا اس پیرزن مین کیون نہین

یہ داستان اس مقام تک تحریر ہوئی تھی کہ وزیر دانشمند بادشاہ شہر حسن آگین کا صاحبقران سے رخصت ہوکے گیا اور حسین سبز قبا سے بیان کیا کہ امیر با توقیر نے بیچ مین خیمہ نصب کرایا ہو اور فرمایا کہ کل ہمارے تمہارے اُسی خیمہ مین باتین ہون گی ہم تنہا آئین گے تم کو اختیار ہو چاہے تنہا آؤ یا کسی اور کو ساتھ لیتے آؤ حسین سبز قبا نے کہا کہ اگر صاحبقران تنہا آئینگے تو مین بھی تنہا جاؤنگا جب دوسرا دن ہوا تو اُس طرف سے صاحبقران زمان چلے سرداران اسلام نے ساتھ چلنے کا قصد کیا امیر نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ مین تنہا جاؤنگا کوئی میرے ساتھ نہ چلے اسوقت اور سردار تو ٹھہر گئے لیکن قبل اسکے کہ امیر اُسے منع کرین طیفور نے عرض کی کہ خادم ضرور ساتھ چلیگا چونکہ یہ عیار ہو اور ایک خدمتی کا ساتھ ہونا ہمراہی مین داخل نہین ہو صاحبقران صرف طیفور کو ساتھ لیکر روانہ ہوے اُس طرف سے حسین سبز قبا تنہا چلا تمام ارکان دولت کو روک دیا صرف وزیر دانشمند کی ہمراہی بادشاہ نے بھی منظور کی اس طرف سے صاحبقران پہونچے اُدھر سے حسین قبا آیا ملاقات ہوئی امیر ہاتھ حسین سبز قبا کا پکڑے ہوے داخل بارگاہ ہوے حسین سبز قبا نے چاہا کہ امیر بھی تخت پر رونق افروز ہون لیکن صاحبقران نے منظور نہ کیا فرمایا کہ مین دنگل نشین ہون تخت نشین نہین ہون یہ فرما کر صاحبقران نے حسین سبز قبا کو تخت پر جگہ دی اور آپ دنگل پر رونق افروز ہوئے عیار پشت پر کھڑے ہوکر رومالی جھلنے لگا وزیر گوشۂ تخت پر مودب ہوکے بیٹھ گیا حسین سبز قبا نے کہا کہ یا صاحبقران مجھے معلوم ہوا کہ آپ بڑے اولوالعزم ہین اور نہایت خلیق ہین بڑے بڑے ملک آپ نے فتح کئے طلسم توڑے خداوندیان مٹا دین لیکن یہ مقام نہایت سخت ہو یہان سے گذرنا آپ کا مخالفت کے ساتھ غیر ممکن ہو جتنا مرحلون کو آپ نے توڑا یہ کوئی چیز نہ تھے حالانکہ آپ کو اُن کے فتح کرنے مین بھی جو دقت پڑی ہوگی اُنھین آپ ہی جانتے ہونگے دوسرا نہین سمجھ سکتا لیکن یہ یاد رہے کہ اب آپ قدم آگے نہین بڑھا سکتے چونکہ آپ نوجوان اور خلیق ہین مجھے آپکے حسن شباب پر رحم آتا ہو مین نہین چاہتا کہ مثل اور لوگون کے آپ کا مقبرہ بھی یہین بنے اور آپ نے میرے ساتھ نہایت عمدہ برتاؤ کیا کہ میری خواہش کے موافق ملک کی سلاطین مین خلل اندازی نہین کی اور لشکر کو اپنے دریا کے قریب سے ہٹا لیا لہذا اس کی عوض مین مین آپ کو راستہ دیے دیتا ہون آپ طلسم زلزلہ کو اسی طرف سے تشریف لیے جائین اتنی خوشی آپ ہی کی تھی لیکن مجھ سے مقابلہ کا قصد نہ فرمائیے ورنہ بہت پشیمان ہوجیےگا اور آپ کچھ کر نہین سکتے اگر آپ کو دعوے زور و جرأت پر ہو تو میرے تین سردار ہین ان مین سے آپ ایک کو بھی زیر نہ کر سکینگے اور اگر اسم اعظم کا بھروسہ ہو تو یہان سحر و ساحری کا مطلق نہین ہو جسے آپ اسم اعظم کے ذریعہ سے مٹا سکین میرے تین قلعہ اور تین قلعہ دار ایسے ہین کہ قلعہ دارون کا مارنا یا گرفتار کرنا اور قلعون کو قبضہ مین لانا امکان نہین ہو یا امیر اب آپ سے مین کچھ رموز اس ملک کے بیان کیے دیتا ہون اس غرض سے کہ آپ اپنے ارادے

سے باز رہین اصل مین یہ ملک حکیم اسرار الحکمت نے آباد کیا تھا اور حسینان عالم کو تلاش کرکے
اُن سے اس سرزمین کو آباد کیا اور انتظام حفاظت ملک کا فہیم عاملی کے سپرد کیا یہ اُن کے شاگرد رشید
تھے اور سجادہ نشین اپنا حکیم اشراق الحکمت کو معین کرکے دنیا سے رحلت کرگئے فہیم عاملی نے
تین قلعے بنوائے ایک قلعہ یاقوت نگار ہے اور حاکم وہان کا محیط آدمخوار ہے دوسرا قلعہ زمرد نگار ہے اُس کا
ناظم پیران گنج ابرو ہے تیسرے قلعہ کو قلعہ آبی کہتے ہین اس قلعہ کا مالک غوغا سے رعد آواز ہے بروقت
مقابلہ اُن لوگون کی حقیقت معلوم ہوتی ہے اگر حکم دیدون تو ابھی غوغا سے رعد آواز آپ کے لشکر کے
واسطے کافی ہے یہ تو انتظام ظاہری ہے اور انتظام باطنی یہ ہے کہ اگر یہان کی کسی عورت کو کوئی شخص بھگا لیجانا
چاہے تو شہر کے ناکے باہر نکلتے ہی وہ عورت غائب ہوجاتی ہے اگر یقین نہو تو امتحان کر لیجیے بعد ان تمام
انتظامات کے فہیم عاملی ہم سب سے ملکر جانب پردۂ قا منار روانہ ہوگئے اور وہان پہونچکر انتقال کیا
چلتے وقت ایک ٹہنی نرگس کے درخت کی دے گئے تھے کہ وہ آجتک ہری ہے باوصفیکہ کبھی اُس پر پانی کا
چھینٹا بھی نہین دیا گیا پھول بھی اُسی طرح کھلا ہوا ہے اور ڈالی بھی سرسبز ہے ہم سب اُسی کی پرستش کرتے ہین
اور حکیم اشراق چونکہ جانشین حکیم اسرار الحکمت کے تھے اُنھون نے گرد حصار مذکور کے دو حصار قائم
کیا تھا جسے توڑکے آپ اس مقام تک پہونچے گو کہ حکیم اشراق الحکمت کا مار ڈالنا بھی امر آسان نہ تھا لیکن
اُنھون نے اپنے غرور مین اپنی جان دی نہ وہ آپ تک آتے نہ مارے جاتے آپ کا جانا حکیم اشراق الحکمت
تک ناممکن تھا خیر ہرچہ گذشت گذشت یہ تمام جھگڑے اسواسطے بیان کیے کہ آپ اپنے حسن و شباب پر رحم
کرکے اس ارادہ سے باز آئین اور مین راستہ دیدون آپ طلسم زلزلہ کو چلے جائین ملکہ دوستانہ طریق سے
جب تک جائین میری دعوت قبول کرین اور اس ملک مین قیام پذیر رہین اگر یہان کے حسینون کا اشتیاق
ہو تو مین چند عورتین عالم شہر سے انتخاب کرکے آپ کی خدمت کے واسطے بھیجدون انھین آپ اپنی کنیزی مین
لائین لیکن اگر کسی عورت کو ساتھ لیجانا چاہیے تو یہ امر ناممکن ہے نہ مین کسی کو بھیج سکتا ہون نہ آپ لیجا سکتے
ہین اور اُس گل نرگس کی سیر بھی مین آپ کو دکھادون جس کی مین پرستش کرتا ہون یہ کہکر بادشاہ خاموش
ہوا اور صاحبقران دل مین سوچے کہ میرا چلے جانا بغیر اس کے کہ یہ ملک اسلام آباد ہو وسبب ہتکی ذلیل
ہے علاوہ اس کے ملکہ کا وصل بھی میسر نہوگا فرمایا کہ آپ چونکہ مرد بزرگ ہین اور مین آپ کے سامنے نوعمر
اور کمسن ہون مجھے تمام باتین آپ کی قبول ہین بشرطیکہ دو باتین آپ میری بھی منظور کرین کہا بیان کیجیے
فرمایا کہ مین نہ ملک گیری کی ہوس رکھتا ہون نہ جاہ و ثروت دنیا کو کچھ خیال مین لاتا ہون میرے نزدیک
یہ سب فانی ہین اور ہیچ ہین نہ مجھے دولت لینے کی خواہش ہے اور صرف قربۃً الی اللہ مذہب برحق پھیلانے مین
سرگرم رہتا ہون لہذا چند کلمے نصیحت کے گوش ہوش سے سنیے وہ یہ ہین کہ پرستش اُس کی چاہیے
جس نے پیدا کیا ہے سوا اُس کے یہ حق دوسرے کا نہین ہے اور اپنی بنائی ہوئی چیز یا کسی دوسرے کی بنائی
ہوئی شے کی پرستش کرنا صنعت پرستی مین داخل ہے اور اس سے کیا حاصل لہذا آپ کو چاہیے کہ
دین اسلام اختیار کیجیے اور وہ نرگس کی ٹہنی کیا چیز ہے جس کی پرستش آپ کیا کرتے ہین ایسے ایسے عجائبات
حکما نے بہت سے بنا ڈالے ہین یہ وہی ٹہنی ہے جسے فہیم عاملی نے بنایا ہے اور دوسری خواہش میری یہ ہے
کہ اپنی دختر کے ساتھ مجھے قبول کیجیے بلکہ چاہیے اس شرط کو نہ منظور کیجیے لیکن شرط اول کا پورا ہونا
ضرور ہے بغیر اس کے مین اپنے ارادہ سے باز نہ رہون گا جو کچھ آپ نے بیان کیا وہ سب صحیح ہے مگر صرف

بیک ساعت بیکدم لحظہ بیکدم | دگرگون میشود احوال عالم

وہ قادر مطلق ایسا ہے کہ دن کو رات

اور رات کو دن کرتا ہو آپ کے تین قلعہ آپ کی نظر مین بہت کچھ ہین لیکن اُس کی نظر مین کچھ نہین ہین جو
آن واحد مین رات کو دن اور دن کو رات کر دیتا ہی جن مرحلون کو مین نے مدد پروردگار سے شکستہ
کیا اُن کے ٹوٹنے کی کسی کو امید تھی اور آپ کو یہ خیال کب ہوگا کہ یہ مرحلے شکستہ ہو جائینگے ورنہ جس
بات کو آپ اسوقت بخوشی منظور کر رہے ہین اگر پہلے ہی منظور کر لیتے تو اس کی نوبت بھی نہ آتی مجھے طلسم
زلزلہ پر جانا تھا چلا جاتا اب تو مین بغیر اسلام کا جھنڈا اس سرزمین پر گاڑے ہوے ہرگز قدم آگے نہ بڑھاؤنگا
یہ سُنکے حسین سبز قبا نے کہا کہ معلوم ہوتا ہو کہ آپ کو فساد منظور ہی خیر مین نے از راہ نیکی سمجھایا مگر
آپ نے نہ مانا یا امیر اب اسی سرزمین پر مزار آپ کا بنے گا ایک غوغاے رعد آواز جو پہلے قلعہ پر ہی
وہی آپ کو مار ڈالے گا یہ کہکر حسین سبز قبا اپنے مقام سے اٹھا صاحبقران بھی یہ فرماتے ہوے
اٹھ کھڑے ہوے کہ آپ طبل جنگ بجوا دیجیے مین نے اگر انشاء اللہ تعالیٰ اس نرگس کے پھول کو تلوون سے نہ ملا
تو نام اپنا صاحبقران نہ پایا یہ فرماکر امیر با توقیر اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوئے اور حسین سبز قبا
اپنے شہر کی طرف چلا گیا راستے مین طیفور نے عرض کی کہ یا صاحبقران واقع مین یہ مقام دشوار گزار
معلوم ہوتا ہی مین نے جہان تک دریافت کیا ہی بیان بادشاہ ملک حسن آگین کا صحیح ہی فرمایا مین بھروسہ ذات
باریتعالے کا رکھتا ہون مجھے کچھ پروا نہین ہی مین اگر ملک گیری کی ہوس مین آیا ہوتا تو انجام کو سوچتا کہ
ایسے ملک پر ہاتھ نہ ڈالون جہان جان جانے کا ضرر متصور ہو جبکہ مین قربۃً الی اللہ آیا ہون تو مجھے کیا پروا ہی
اگر فتح پائی تو غازی ہوے مارے گئے تو شہید یہ فرماتے ہوئے داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے بادشاہ
اسلام نے پوچھا کہ کیا باتین ہوئین صاحبقران نے تمام کیفیت بیان کی بادشاہ خاموش ہو رہے
وہان حسین سبز قبا نے غوغاے رعد آواز کو حکمنامہ بھیجا کہ تم طبل جنگ بجوا کر صاحبقران
سے مقابلہ کرو لیکن سردارون کو قتل نہ کرنا بلکہ اسیر کر لینا اس لیے کہ مین چاہتا ہون یہ لوگ خوف زدہ
ہوکے چلے جائین مارے نہ جائین غوغاے رعد آواز کو جسوقت یہ حکمنامہ بادشاہ کا پہونچا تو اس نے
اسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگی چنانچہ نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے
لشکر اسلام کے خبر وحشت اثر لیکے پھرے اور خدمت مین بادشاہ اسلام و امیر عالیمقام کے آکر عرض
کی کہ لشکر مخالف مین کوس حربی بجا ہی اور فوج قلعہ آبی نے بیرون قلعہ خیمہ برپا کیا ہی امیر با توقیر نے
ارشاد کیا کہ کچھ پروا نہین کند و کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی
کوس حربی نوازش مین آیا اور دونون لشکرون مین تیاریان جنگ کی ہونے لگین بہادر اپنے اپنے
حربون کو صیقل کرنے لگے اسی حالت مین رات گزری صبح نمودار ہوئی اہل اسلام مین شور اذان
بلند ہوا اور نرگس پرستون نے اپنی رسم مذہب کے موافق عبادت سے فراغ حاصل کرکے رخ میدان
کارزار کا کیا اس طرف سے بادشاہ اسلام سوار ہوکے جانب میدان کارزار روانہ ہو صاحبقران
عالیشان ہمراہ تخت بادشاہ تھے جس وقت میدان مین پہونچے تو تخت بادشاہ کا قلب لشکر مین
قائم ہوا اور امیر چالیس قدم صفوف لشکر سے آگے بڑھکر بر تپۂ صاحبقرانی کھڑے ہوے اور سردار
اپنے اپنے منصب کے موافق دس دس بارہ بارہ قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوے پھر پھرا علم اژدہا پیکر کا
کھولا گیا ہوا جو آکر پھریرے مین بھری تو آواز یا صاحبقران یا صاحبقران پیدا ہوئی دیکھا کہ اس طرف
سے غوغاے رعد آواز ایک کرگدن مست پر بیٹھا ہوا نمودار ہوا اس نے بھی میدان مین آکر اپنے
لشکر کے پرے جمائے اور خود بمرتبہ سرداری کھڑا ہوا پوشاکین فوج کی اودی تھین اور ایک ایک پھول

نرگس کا ہر وردی کے سینے پر بنا ہوا تھا اور چہرے پر بھی نشانوں کے اودے تھے اور علم بنگلا گل نرگس
تھے جب دونوں جانب کی صفیں آراستہ ہوچکیں تو غوغائے رعد آواز میدان میں آیا اور پکارا کہ
اے گروہ خدا پرستان جو اپنی زندگی سے عاجز ہو وہ میرے مقابلے کو آئے بس یہ کلمہ سنتے ہی زلزال
بن زلزلہ رفیق شاہزادہ سکندر رستم خو مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا اور مجرے
سے اتر کر اجازت خواہ میدان مصاف ہوا بادشاہ نے جام کلہ عفریت عنایت فرمایا اور کہا کہ جاؤ
حافظ حقیقی نگہبان ہو زلزال بن زلازل بن زلزلہ جام پی کے سلام رخصت کر کے بارہ دگر مرکب پر سوار
ہوا اور سامنے غوغائے رعد آواز کے آیا غوغائے رعد آواز نے کہا کہ تو کیا سمجھ کر میرے مقابلہ
کو آیا ہے نہیں جانتا کہ میں کون ہوں زلزال نے کہا کہ اتنا سنا ہے کہ تو چیختا خوب ہے ایک ہمارا سردار
ہوشنگ بھی ایسا ہی تھا کہ اس کے نعرے سے بھی جانوران صحرائی بھاگتے تھے اور لوگ بیہوش ہو جاتے
تھے میرے اس کے اکثر مقابلہ ہوا ہے میں ان چیخوں کا عادی ہوں اسوقت غوغائے رعد آواز
ہنسا اور کہنے لگا کہ خیر ابھی تجھے میرا حال معلوم نہیں ہے لے اپنا وار کر زلزال نے کہا کہ کیا تو نہیں
واقف آئین اہل اسلام سے کہ ہم لوگ حریف پر سبقت نہیں کرتے ہیں اگر خدا تیری ضرب سے بچا لیگا
تو دیکھا جائے گا یہ سنکے غوغائے رعد آواز نے نیزہ سنبھالا اور گردش دے کر سینہ زلزال پر وار
کیا زلزال نے ترچھے ہو کر نیزہ کو نیزہ پر لگا لیا اور ایسا جھٹکا مارا کہ نیزہ غوغائے رعد آواز کا ٹوٹ گیا
بس لشکر اسلام سے احسنت و مرحبا کی صدا بلند ہوئی غوغائے رعد آواز نے شرمندہ ہو کے ایک
چیخ ماری کہ تمام میدان کانپ گیا گھوڑے بد مزاج ہونے لگے اور زلزال بن زلازل کی یہ حالت
ہوئی کہ ایسے تیورائے اور بیہوش ہو کے مرکب سے گر پڑے غوغائے رعد آواز نے اپنے مرکب
سے کود کر اس کی مشکیں باندھیں اور ملازمین کے سپرد کیا لوگ زلزال کو مسلسل و بطوق کر کے جانب
زندان روانہ ہوئے اور یہاں غوغائے رعد آواز نے پھر مبارز طلب کیا ایکے اس کے مقابلہ کو
تہمتن گرد رفیق شاہزادہ رفیع البخت نکلا بادشاہ سے اجازت لے کر سامنے غوغائے رعد آواز
کے پہونچا اور کہا کہ لا حربہ اپنا غوغائے رعد آواز نے کہا کہ کیا تو میرے حربے سے آگاہ نہیں ہے میرا حربہ
میری آواز ہے جس کا اثر تو دیکھ چکا تہمتن گرد نے کہا کہ پھر کیوں نہیں چیختا یہ سنکے غوغائے رعد آواز نے
چیخ ماری تہمتن گرد نے کانوں میں انگلیاں دے لیں جب یہ چیخ چکا تو دوڑ کر تلوار ماری غوغائے
رعد آواز سپر بھی بلند نہ کرنے پایا تھا کہ تلوار سر پر پہونچ گئی اور خود پہنے تھی خود کو تو تیغ نے کاٹا لیکن
سر پر پہونچ کے تلوار رک گئی تہمتن گرد نے جھٹکا مارا تلوار پھنسی ہوئی تھی ٹوٹ گئی بس تہمتن گرد نے دوسری
تلوار کھینچ لی اور وار کرنے چلا غوغائے رعد آواز نے چیخ ماری یہ چکر کھا کر سامنے آگیا اور ہوش و حواس
جاتے رہے غوغائے رعد آواز نے اسے بھی اسیر کر کے زندانخانے میں بھجوا دیا اور پھر مبارز طلب
کیا اگرچہ جوانان اسلام دیکھ رہے تھے کہ نہ حربہ اسیر تاثیر کرتا ہے نہ اس کی آواز سننے کی تاب رہتی ہے
ایک چیخ میں آدمی بیہوش ہو جاتا ہے اس کے مقابلہ کو جانا دہان گور میں جانا ہے لیکن ایک سلسلہ بندھا
ہوا تھا کہ ایک گرفتار ہوا اور دوسرا پہونچا دوسرا اسیر ہوا تیسرا جا پہونچا غوغائے رعد آواز خود
حیرت میں تھا کہ یہ کس کلیجے کے لوگ ہیں کہ مرنے اور قید ہونے سے ڈرتے ہی نہیں غوغائے رعد آواز
نے شام تک پچیس سردار اسیر کیے اور طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا ادھر امیر با توقیر کمال
حیران نہایت پریشان میدان سے پھر کر بارگاہ سلیمانی میں تشریف لائے اور سکوت کے عالم میں بیٹھے

رہو جب وقت برخاست کا آگیا اٹھ کر تمام سرداران مع صاحبقران نامدار اپنی اپنی خوابگاہ کی جانب
روانہ ہوئے وہاں غوغا سے رعدآواز نے پھر طبل جنگ بجوادیا تھا اس طرف بھی نقارہ رزمی بجایا
تمام رات دونوں لشکروں میں تیاریاں جنگ کی رہیں صبح کو دونوں طرف کی فوجیں وعدہ گاہ مصاف
میں پہونچکر صف آرا ہوئیں ابھی آراستگی صفوف قتال وجدال جسوقت نقیب نقابت کرکے ہٹے ہی تھے
کہ غوغا سے رعدآواز میدان میں آیا اور بعد سلح شوری بسیار نیزہ زمین پر گاڑ کے اور دم کو آراستہ
کرکے پکارا کہ اے لشکر اسلام دیکھا تم نے کہ کل تمھارے حامی کس بے بسی سے اسیر ہوئے لہذا تمکو
چاہیے کہ ساتھ صاحبقران کا چھوڑ دو اور جہان چاہو چلے جاؤ ورنہ یہی انجام تمھارا بھی ہوگا یہ سنکے
سرداران اسلام نے دست بقبضہ ہوکر جواب دیا کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہے تجھ ایسے بہت سے گبر
پیدا ہوئے اور ناپید ہوگئے اور لشکر اسلام پر اس سے زیادہ آفتیں آچکی ہیں اور ٹل چکی ہیں
کسی نہ کسی روز تو بھی مارا جائے گا لیکن ابھی یہ نہیں معلوم ہے کہ قضا تیری کس کے ہاتھ سے آپہنچی جو لوگ
آج تیری قید میں ہیں کل رہا ہو جائیں گے غوغا سے رعدآواز نے ایک قہقہہ مارا اور پکارا کہ ع
این خیال است ومحال است وجنون میں مثل دیگران نہیں ہوں میں اس خداوند بینا کو مانتا ہوں تم نے
جنت دیکھا کبھی نہوگا میرے خداوند نے میری موت معین ہی نہیں کی ہے خیر ان باتوں سے کچھ حاصل
نہیں ہے جس کو مقابلہ کے واسطے آنا ہو وہ آئے یہ سنکے ہرجیلس بن اکوان پسر خواندہ [illegible]
اطاعت سنکے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر گردن جھکائی اور اجازت خواہ
میدان کارزار ہوا تمام اہل اسلام اس لڑکے سے محبت رکھتے ہیں کہ بہت کمسن اور نہایت حسین ہے
اور بیٹا ایسے بڑے شخص کا ہے جو خداوند زطاق کہلاتا تھا اور اس نے دین اسلام بخوشی سے اختیار کیا باپ کا
شریک نہوا جسوقت اس نے اجازت چاہی تو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے ہرجیلس تم قصد نکلنے کا
نکرو اس لیے کہ تمھاری ماں تمھارے فراق میں روتے روتے مرجائے گی کہ اس کا سوا تمھارے کوئی
سہارا نہیں ہے اسوقت ہرجیلس نے عرض کی کہ ظل اللہ آپ کا سایہ عاطفت ہر شخص کے واسطے کافی ہے
حضور کے عہد حکومت میں کوئی لاوارث نہیں ہے اور اب تو میں دائرہ اسلام میں آچکا ہوں آئین اسلام
کا پابند ہوں مجھ سے جہاد ساقط نہیں ہے اور اب اس شخص کا بیٹا کہلاتا ہوں جس کی تلوار عالم میں مشہور
ہے کیونکر ہوسکتا ہے کہ میدان میں نکلکر بے لڑے واپس جاؤں بادشاہ اسلام نے مجبور ہو کر اجازت جنگ
مرحمت فرمائی اور جام عنایت کیا ہرجیلس بن اکوان جام پی کے جانب میدان روانہ ہوا جسوقت
سامنے غوغا سے رعدآواز کے پہونچا تو غوغا سے رعدآواز نے کہا کہ اے نوجوان تو تو ابھی
جنگ وجدال کے قابل نہیں ہے تجھ پر ہاتھ اٹھاتے مجھے شرم آتی ہے ہرجیلس بن اکوان نے کہا کہ اے
شخص شاید تجھے آگاہ نہیں ہے میں بیٹا خداوند زطاق کا ہوں باپ میرا خداوند کہلاتا تھا اور ہمیشہ
بندگی کو بہتر جانتا ہے اور میں اپنے کو عبد خدا شمار کرتا ہوں باپ میرا جسقدر قوت رکھتا تھا عالم جانتا ہے
لیکن چونکہ باطل پر تھا مارا گیا میں حق پر ہوں میرے لیے ہمیشہ فتح ہے کہ مارا گیا تو شہید اور زندہ رہا تو غازی
میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو بھی اس دین مبین کو اختیار کر جس میں دنیا وآخرت دونوں ہیں اسی
آواز پر اپنی نازان نہو جس سے تو سرداروں کو بیہوش کردیا کرتا ہے میرے باپ کے طلسم میں البتہ
ایسے ساحر معلوم کتنے گرفتار تھے لیکن بدولت خدا کے وہ سب کرشمے مٹ گئے اور ایک نعلی اکوان کی
تاجدار نے شخص کو سوا کیا کسی کے کچھ پتا نہ آئی میرے باپ کے روح اپنی نو پیکر و لمن [illegible]

کہ آٹھ بھی مار ڈالے جائیں گے تو بھی میں مر نہیں سکتا اور پیکر ہم کو لیجا کے طلسم باطن میں پوشیدہ کیا
تھا لیکن انھیں صاحبقران ربع نے طلسم اسرار باطنی کو توڑا اور وہان جا کے اکوان تاجدار کو
مارا اور ساتھ اکوان تاجدار کے بادشاہ طلسم باطن بھی مارا گیا جس روز یہ پتہ مل گیا کہ تو طلسم بندی
یا تجھ بنایا ہے اسی روز تیری اجل کا پیام آگیا تو ان خدا پرستون پر فتحیاب نہیں ہو سکتا کہ حق ان کا شریک
ہے یہ سنکے غوغاے رعد آواز نے کہا کہ میں نے تو تجھ پر ترس کھایا تھا کہ تو بچہ ہے تجھے کیا قتل کرون
تو مجھے نصیحت کرنے لگا معلوم ہوا کہ تیری قسمت میں بھی گرفتاری ہے اسے بہر جلیس بن اکوان تو ننگ
خاندان نکلا کہ ایسا خداوند کا بیٹا ہو کر تو نے مجاورزادگان مکہ کی اطاعت اختیار کی اپنی عزت کو خاک
میں ملایا میں ایسا نہیں ہون خیر اب آیا ہے تو حملہ اپنا نکال لے پھر تو تیری قسمت میں بھی گرفتاری لکھی
ہوئی ہے اور اگر بادشاہ مجھے حکم گرفتاری نہ دیتا بلکہ حکم قتل دیتا تو جتنے سردارون کو میں نے اسیر
کیا ہے یہ قتل ہو چکے ہوتے اتنا امید رہائی ہے گو موہوم ہے آئندہ کوئی امید نہوتی بہر جلیس بن اکوان
نے کہا کہ یہ بھی قدرت خدا کی ہے اور دلیل فتح مسلمانون کی ہے کہ تو نے ان کو قتل نہیں کیا معلوم ہوتا ہے
کہ عمرین ان کی دراز ہیں وہ ابھی جئیں گے تیرے ہاتھ سے قتل نہون گے بلکہ تو مارا جائے گا اور وہ
رہائی پائیں گے غوغاے رعد آواز نے برہم ہو کے نیزہ مارا بہر جلیس بن اکوان کو انجم
طلعت نے مثل فرزندون کے تربیت کیا ہے اس نے جلدی سے نیزے کو نیزے پر لیا
رد و بدل ہونے لگے کوئی ستر طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ بہر جلیس نے نیزہ ہاتھ سے غوغاے رعد آواز
کے نکال دیا غوغاے رعد آواز نے خفیف ہو کر ایک چیخ ماری کہ تمام میدان ہل گیا اور بہر جلیس
بن اکوان پر غشی طاری ہوئی غوغاے رعد آواز نے اسیر کر کے زندان خانے کی جانب بھجوا دیا
اس کے اسیر ہوتے ہی شاہزادہ آصف انجم طلعت کو جوش آگیا آواز دی کہ او ملعون سوا
چیخنے کے تجھے کچھ بھی آتا ہے اس لڑکے کے ہاتھ سے نیزہ نہ نکال سکا ابھی منہ پر دودھ ہے سپہگری بازی
پہنچتے ہوئے بغیر اجازت بادشاہ سامنے غوغاے رعد آواز کے پہونچے غوغاے رعد آواز
نے کہا کہ تم تو اس طرح دوڑے آئے جیسے یہ تمہارا ہی لڑکا تھا فرمایا بیشک ہمارا ہی فرزند ہے میں نے
اس کو تربیت کیا اور ہمیں نے پرورش کیا بس لاچار ہے اپنا کہ زمانہ میری آنکھون میں تاریک ہو رہا ہے
یہ سنکے غوغاے رعد آواز نے گرز اٹھایا اور پکارا کہ تم لوگون سے نیزہ بازی کرنا بالکل بیکار ہے
لو اسکے یہ طمانچہ ملک الموت ہے یہ کہکر اس نے ضرب گرز کی لگائی آصف انجم طلعت نے
مردانہ وار اپنے گرز کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا گرز جو گرز پر پڑا ایسا واقعہ ہوا آتش گرد بلند ہوا غوغاے
رعد آواز نے زدم و بست گردم کا نعرہ کیا عیار آصف انجم طلعت کا چلا تھا کہ خبر اپنے آقا
کی لون وہان آصف انجم طلعت اس کی ضرب کو کب ماننے والے تھے تیغ گرد سے نکالکے پکارے
کہ ملعون کرانہ دی و کرا بست کر دی حریف تیرا میں موجود ہون تو ضربے زدی ضرب بانوش کن
جہد شادی از دل فراموش کن یہ کہکر اپنا گرز گران سنگ الماس رنگ ہشت پہلو پیچ کوہ بنیاد رہ سو
سن کی ضرب کو سر پر پیچ دیا اور مرکب سے مرکب کو ملا کے جو وار کیا تو غبار آیا بلند آتش گرد بلند ہوا
طبقہ زمین کا شق ہو گیا تڑاقے کی آواز فلک تک پہونچی شعلہ فلک کو نکلا یا مرکب غوغاے رعد آواز
کی کمر ٹوٹ گئی ملعون نے بھی زدم و بست گردم کا نعرہ کیا اور دیکھنے کے بعد غوغاے رعد آواز
گردش سے باہر آیا تو پیادہ ہو گیا تھا آصف انجم طلعت بھی اسپ سے پیادہ ہو کے پیادہ ہو گئے اور بڑھ کے

جیسے ہی قریب پہونچے اور دست و گریبان ہونے کا قصد کیا غوغاے رعد آواز نے ایسی
چیخ ماری کہ یہ بھی لہرا کر گرے بس غوغاے رعد آواز نے ان کو بھی اسیر کر کے بھیجدیا بعد ان کے
شہنشاہ گوہر کلاہ نکلے انھون نے بھی آتے ہی اس کو گرد برد کر دیا آخر یہ بھی گرفتار ہوے کہ آج
بھی غوغاے رعد آواز نے تیس چالیس سردارون کو اسیر کیا اور شام کو طبل بازگشت بجا کر میدان
سے پھر گیا آج اہل اسلام پہلے دن سے زیادہ مغموم پھرے کہ بہت سے عزیزان صاحبقران اسیر ہو گئے
تھے اور وہان غوغاے رعد آواز نے جا کر سب سردارون کو زندان مین بھیجا اور آپ مصروف
عیش و نشاط ہوا اور طبل جنگ اس نے نہین بجوایا یہان صاحبقران عالیشان نے منادی کر دی
کہ خبردار اب اس سے مقابلہ کا کوئی قصد نکرے مین خود مقابلہ کرونگا طیفور نے دیکھا کہ اگر
صاحبقران نے مقابلہ کیا تو یہ بھی ضرور اسیر ہو جائینگے کسی طرح امیر کو اس سے بچانا چاہیے
بس اس نے صورت تبدیل کی اور قطورہ زربفتی و پاتابہ سقرلاتی و کسوت عیاری سے آراستہ ہو کر
جانب قلعہ آبی روانہ ہوا جب راستہ طے ہو چکا اور طیفور بادیہ گرد قریب قلعہ آبی کے پہونچا دیکھا کہ
لب ساحل قلعہ اور زیر قلعہ فوج اتری ہوئی ہے بس طیفور نے رنگ و روغن عیاری چہرے پر ملکر
صورت اپنی ایک جوگی کی بنائی اور کنارے دریا کے بیٹھ کر اکتارا بجا بجا کے گانا شروع کر دیا جو لوگ
قریب تھے وہ گانے کی آواز سنکر مست آگئے دو چار جو یہان سے واپس گئے انھون نے اور
لوگون کو مطلع کیا کہ ایک جوگی آیا ہے کیا خوب گاتا ہے اور لشکر کے بیفکرے مشتاق ہو کے آئے اور گانا
سننے لگے شدہ شدہ یہ خبر غوغاے رعد آواز کو پہونچی کہ آپ یہان کیا بیٹھے گانا سن رہے ہین
ایک جوگی آیا ہے کہ اگر اس کا گانا سن لیجیے گا تو سب کچھ بھول جائیے گا کیا الاپ رہا ہے غوغاے رعد آواز
نے کہا کہ جا کر اسے ہمارے پاس لے آؤ لوگون نے آکر طیفور سے کہا کہ جوگی صاحب آپ کو مالک
قلعہ بلاتے ہین جوگی نے جواب دیا کہ مین کسی کا نوکر نہین ہون اگر اس زمین پر بیٹھنا تمھین شاق ہے تو مین کسی اور
جنگل کی راہ لونگا یہ کہکر بوریا بدھنا سنبھالا لوگ ہاتھ جوڑنے لگے کہ آپ کہین نجائیے جو لوگ پیام
غوغاے رعد آواز کا لیکر آئے تھے وہ پلٹ گئے اور جا کے غوغاے رعد آواز سے کہا
کہ جوگی صاحب نہین آتے آپ خود تشریف لیے چلیے اور ان سے کہیے تو شاید آئین چونکہ غوغاے رعد آواز
کو کچھ اشتیاق اور کچھ غصہ بھی تھا کہ ہمارے بلانے سے نہ آیا اگر اب آنے سے انکار کرے تو سزا دون یہ
سوچ کے یہ اپنے مقام سے اٹھا اور جوگی کے پاس آکر کہا کہ گروجی تمھارا کیا نام ہے کہا کہ مجھ کو جوگی چونچال
کہتے ہین غوغاے رعد آواز نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ ایک روز کے لیے میری دعوت قبول فرمائیے
جوگی نے کہا کہ بچہ کیون فقیرون سے صحبت بڑھاتا ہے جا تو امیر ہے ہم غریب ہماری صحبت برآور نہین ہوتی ہے
غوغاے رعد آواز نے اصرار کیا بمشکل آپ نے منظور کیا اور ساتھ غوغاے رعد آواز کے
جانب قلعہ روانہ ہوے ایک ایک مقام کو اجنبی بنکے پوچھتے جاتے تھے غوغاے رعد آواز بتاتا
جاتا تھا کہ یہ زندان خانہ ہے وہ سلح خانہ وہ اصطبل ہے اس طرح سمجھاتا بجھاتا اپنی بارگاہ مین لایا اور قریب
اپنے بٹھایا دیکھا طیفور نے بارگاہ خوب آراستہ ہے لوگ جمع ہین ناچ ہو رہا ہے لیکن جن لوگون نے طیفور
کا گانا سن لیا تھا انھین کسی کا گانا بھلا نہ معلوم ہوتا تھا غوغاے رعد آواز کا دل لگا تھا جلدی
سے مجرائی طائفہ کو برخاست کر کے غوغاے رعد آواز نے جوگی چونچال سے کہا کہ یہ گانا تو لہو و لعب
کا تھا اب آپ کوئی بھجن یا کوئی معرفت سنائیے کہ دنیا اور عاقبت دونون بنین جوگی نے اکتارا چھیڑا

نذر نہیں لیکن خیال یہ تھا کہ شاید آپ اپنے ساتھ کھلانے میں پرہیز کریں جوگی چنچال نے کہا کہ بابا
سب بندے خدا کے برابر ہیں یہ اپنی اپنی قسمت ہے کہ کوئی دولتمند ہے اور کوئی کم مایہ غرضکہ غوطہ سے
رعد آواز نے ساتھ جوگی کے حلوا کھایا جوگی نے کئی لقمہ تک سرکاری ملا کے غوطہ سے رعد آواز
کو دیے لیکن اس بلانوش پر کوئی اثر بیہوشی نہوتا تھا نہوا جب کھانے سے فارغ ہو چکے ماحصل جو الو
غوطہ سے رعد آواز رخصت ہوکے اپنی خوابگاہ کی جانب روانہ ہوگیا قاعدہ اس کا یہ تھا کہ قلعہ
میں جاکے سوتا تھا اور لشکر بیرون قلعہ اترا ہوا تھا گشت طلایہ کے سواروں کا پہرہ تھا یہاں جوگی
صاحب نے کنارہ دریا کا چھوڑا باقی غوطہ سے رعد آواز کے سب سمجھے کہ قیدی فلاں
مقام پر ہیں بس انھوں نے لباس شہروی تن پر آراستہ کرکے درختوں کی آڑ آڑ لگا ہوا ان سے
نگہبانوں کی نچتے ہوئے پشت زندان کی طرف پہونچ گئے اور ایک درخت کی آڑ پکڑ کے نقب لگانا شروع
کردی چند قدم کا تو فاصلہ تھا ہی جلدی سے وہیں نقب کا اندر زندان کے توڑا اور زمین سے نکلکر
سرداران اسلام کو سلام کیا اور کہا کہ چلیے سرداران اسلام نے جس وقت طیفور کو پہچانا جلدی
جلدی قیدیں توڑیں اور کہا کہ ہم تنہا بھی تو نہیں ہیں پھر عیب کے کیوں چلیں سب کے سب
نفر کے کرکے زندان کے باہر آئے گھوڑے کھول کھول کے ان پر سواری لی اور جو جو
ہتھیار سرہانے رکھے سو رہے تھے ان کے ہتھیار لے کر قتل شروع کر دیا لشکر میں غوغا بپا ہوا کہ
ارے قیدی رہا ہوگئے خبردار جانے نہ پائیں بھلا یہ شیر کس کے روکے رکتے ہیں تلوار برسانا
شروع کی قریب اسی پچاسی سرداروں کے تھے جن میں ایک ایک رستم وقت و اسفندیار زمانہ
تھا ادھر تو تلوار چل رہی تھی ادھر طیفور نے خیموں پر حقہائے آتشبازی مارنا شروع کئے یہ
خیمہ جلنے لگا اس خیمہ میں آگ لگ گئی کفار ادھر تو قتل ہو رہے تھے ادھر جیتے جی دوزخ کی
آگ میں جل رہے تھے بہت سے دریا کے اندر پھاند پڑے اور ڈوب کے مر گئے جوانان
اسلام لشکر کو پامال کرتے ہوئے صاف نکلے چلے گئے اور طیفور بھی صدہا خیموں خرگاہوں کو
جلا کے نکلا چلا آیا صبح کو سرداران اسلام لشکر اسلام میں داخل ہوگئے جب یہ خبر امیر کو تو خبر
ہوئی کہ طیفور نے جاکر تمام سرداروں کو رہا کر لیا صاحبقران نہایت خوش ہوئے بارگاہ میں اپنی
تشریف لائے سرداروں سے ملاقات ہوئی طیفور کو بہت بھاری خلعت عنایت فرمایا طیفور
نے عرض کی کہ یا صاحبقران کیا عرض کروں غوطہ سے رعد آواز نہیں معلوم کیونکر بلا ہے پورا
سات مثقال بیہوشی اس کو کھلا دی مگر کمبخت پر کوئی اثر نہوا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اس کی قضا نہیں
کہ موت کے پنجہ میں آکے نکل گیا زہر بھی گیا اور کوئی تاثیر نہوئی امیر نے فرمایا کہ خیر دیکھا جائیگا
جب تک قضا اس کی نہیں ہے اسوقت تک تو کچھ نہیں ہوسکتا اور جب وقت اجل کا آجائیگا
تو مہلت بھی نہ لینے دے گا اب وہاں کا حال سنیے کہ جب غوطہ سے رعد آواز خواب سے
بیدار ہوا اور قلعہ سے نکلکر لشکر میں آیا تو عجب تلاطم دیکھا کہ سیکڑوں خیمے جلے پڑے ہیں ہزاروں ہی
لاشیں میدان میں پڑی ہیں کوئی لاش اٹھا رہا ہے اور ہائے بھائی ہائے فرزند کر رہا ہے کوئی کہتا ہے
کہ میرا بیٹا مار ڈالا گیا کوئی ہائے باپ کہکے واویلا کر رہا ہے غوطہ سے رعد آواز نے کہا کہ ارے
کیا ہوا لوگوں نے عرض کی کہ وہ جوگی جو رات کو آیا تھا وہ دراصل صاحبقران کا عیار تھا اس نے
قیدیوں کو رہا کیا قیدی ایسے سرکش تھے کہ قیدیں توڑ توڑ کے نکلے ہمارے ہاں کے ہتھیار چھین [illegible]

گھوڑے لیے اور بہتون کو قتل کیا اٹھی بیاسی آدمی دو لاکھ جوانون سے نزدیک ملکے لاشین گراتے ہوئے صاف نکلے چلے گئے اور اُس عیار مکار نے خیمون مین آگ لگانا شروع کر دی ہم لوگ مصروف جنگ تھے آگ کون بجھاتا اور بہت سامان بھی تلف ہو گیا کیا غضب کے لوگ تھے کہ قتل بھی کیا مال بھی لوٹا اور نکل بھی گئے بس یہ حالت دیکھکر غوغاے رعد آواز کو نہایت غصہ آیا اور اس نے ایک نامہ صاحبقران کو لکھا مضمون نامہ یہ تھا کہ مین نے اس وقت تک حکم بادشاہ سے رعایت کی کہ آپکے سردارون کو گرفتار کیا قتل نہین کیا اور آپکے سردارون نے رہا ہوکے میرے لشکر کے کئی ہزار آدمیون کو جان سے مارا لہذا آئندہ سے جو میرے مقابلے کو نکلے وہ آمادہ مرگ ہوکے نکلے اب مجھسے رعایت کی امید نرکھیے گا جب یہ نامہ صاحبقران کو پہونچا اور امیر مضمون نامہ سے آگاہ ہوے جواب مین تحریر فرمایا کہ اے غوغاے رعد آواز جب لڑائی ٹھہری توپھر رعایت کیسی اگر زندگی ان لوگون کی نہوتی تو تیرے ہاتھ سے مارے جاتے چونکہ حیات ان کی منجانب خدا باقی تھی تیرے ذہن ہی مین نہ آیا کہ تو انھین قتل کرتا اور اب تو قتل کا ارادہ کرکے دیکھلے جنکی زندگی ہے وہ ہرگز قتل نہون گے اور جن کی مدت عمر پوری ہوچکی ہے وہ مارے جائینگے یہ جواب دیکھکے غوغاے رعد آواز نہایت برہم ہوا اور اس نے کہا کہ دیکھنا کل ان خدا پرستون کا کیا حال کرتا ہون اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر صاحبقران عالیشان کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ کی ہونے لگی لیکن لشکر اسلام مین ایک ہراس تھا کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے نہ حریف پر حربہ اثر کرتا ہے نہ اُس کی آواز سنا کوئی متحمل ہوتا ہے دیکھا چاہیے کہ کس کس کی اجل اس ظالم کے ہاتھ سے آتی ہے وہان غوغاے رعد آواز نے دوسرا نامہ حسین سبز قبا بادشاہ شہر حسن آگین کو تحریر کیا مضمون نامہ یہ تھا کہ ہم نے حکم جہان پناہ سے لشکر حریف کے سردارون کو قتل نہین کیا بلکہ قید رکھا اُن لوگون نے ہمارے ساتھ مطلق رعایت نہ کی جسوقت رہا ہوے تو مال لوٹا لوگون کو قتل کیا چھاونی مین آگ لگا دی اور نکل چلے گئے لہذا یا تو ہمین حکم جنگ نہ دیجیے یا پورا اختیار دیجیے کہ ہم چاہین دشمن کو قتل کرین چاہین قید رکھین جب یہ نامہ حسین سبز قبا کو پہونچا اور حسین سبز قبا مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو اس نے جواب مین تحریر کیا کہ اے سپہ سالار تجھے اختیار ہے لیکن جسوقت یہ نامہ آیا ہے تو ملکہ حسین گلگون پوش اپنے باپ کے پاس موجود تھی اس نے یہ بھی سنا کہ صاحبقران نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے اور یہ بھی سنا کہ غوغاے رعد آواز نہایت برہم ہے اب اُس نے قتل پر کمر باندھی ہے یہ نہایت پریشان ہوئی اور اپنے مقام پر آکے وزیر زادی سے بیان کیا اس نے عرض کی کہ ملکہ اگر آپ حکم دین تو مین جاؤن اور صاحبقران کو سمجھا کر اس ارادہ سے باز رکھون ملکہ نے کہا کہ تو ضرور جا میرے سر کی قسم دینا اور صاحبقران سے کہنا کہ آپ قصد مقابلہ نفرمایئے گا وزیر زادی نے نقاب چہرے پر ڈالی اور ایک نوشتہ ملکہ کا لے کر کمر مین رکھا اور پشت مرکب پر بیٹھکر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوگئی یہان امیر با توقیر دربار برخاست کئے ہوے اپنی آرامگاہ کی طرف تشریف لیکے جاتے تھے کہ دیکھا ایک نقابدار سیہ پوش کھڑا ہے نقابدار نے جو صاحبقران کو دیکھا سلام کیا امیر نے فرمایا تو کون ہے نقابدار نے عرض کی کہ مین قاصد ہون لیکن شخص کا جو آپ کو مزار مہربان شاہ پر ملا تھا یہ سنکے صاحبقران نہایت خوش ہوے سمجھے

کہ ملکہ کا پیامی ہوں اپنے ساتھ تخلیہ میں لائے وزیرزادی نے نقاب چہرے سے دور کی اور نامہ ملکہ
کا پیش کیا امیر نے نامہ کو پڑھا اور دوسرے پرچہ پر جواب تحریر کیا کہ اے زینت آغوش تمنا خدا کو
یاد کرو اگر حیات میری باقی ہے تو غوغاے رعد آواز کی کیا حقیقت ہے ملک الموت بھی کچھ نہیں کر سکتے
اور اگر قضا آئی تو کوئی روک نہیں سکتا اور یہ کب ہو سکتا ہے کہ میں نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہو
اور اب مقابلہ نکروں زمانہ کیا کہے گا تم خدا پر شاکر رہو وزیرزادی نے ہر چند سمجھایا مگر امیر نے
نہ مانا اور خلعت دے کر وزیرزادی کو رخصت کیا طیفور نے کہا کہ میں پہونچا دوں وزیرزادی نے
صاحبقران سے عرض کی کہ اسے منع کیجیے یہ وقت پریشانی کا ہے ہنسی کا نہیں ہے امیر نے طیفور
کو منع کیا وزیرزادی مرکب کو اڑاتی ہوئی جانب ایوان ملکہ روانہ ہوئی اور جواب نامہ صاحبقران
کا پیش کیا جب ملکہ مضمون سے آگاہ ہوئی نہایت صدمہ ہوا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے ملکہ تو اس حال پر ملال
میں مبتلا ہے اور وہاں طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے
نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانوں سے نکلکر شاخ درخت پر محو نغمہ سرائی
ہوئے دونوں طرف کے لشکری خواب سے بیدار ہوئے اپنے اپنے مذہب کے موافق رسوم عبادت
کو ادا کر کے آلات حرب و ضرب سے درست ہو کر وعدہ گاہ مصاف میں آئے اور صفیں آراستہ
کر کے کھڑے ہوئے آج غوغاے رعد آواز نہایت برہم میدان میں آیا ہے اور وقت کا منتظر
ہے اس طرف سے سواری بادشاہ کی نہایت عظم و شان سے میدان میں پہونچی صاحبقران
پایۂ تخت پکڑے ہوئے ساتھ ساتھ تھے اور سردار چار طرف سے گھیرے ہوئے تھے میدان میں
پہونچکر تخت بادشاہ کا قلب میں قائم ہوا امیر بہ تہ صاحبقرانی چالیس قدم صف سے آگے بڑھکے
کھڑے ہوئے پھریرا علم اژدہا پیکر کا سر پر کھلا آوازہ صاحبقران علم سے پیدا ہوئی بس یہ دیکھکر
غوغاے رعد آواز نے پودا باگ کالیا اور میدان میں آکر پکارا کہ یا امیر آئیے اور ہنر جنگ
دکھائیے صاحبقران نے فرمایا کہ میں تیری خدمتگاری کو موجود ہوں طیفور نے جلدی سے
کلاہ اچھال کر میدان کو قرق کیا کہ کوئی نہ نکلے صاحبقران مرکب کو بڑھا کر سامنے تخت شاہی
کے آئے مجرا کیا علم اژدہا پیکر کو جلوہ ملا باجے بجنے لگے بادشاہ نے تخت رکھوا دیا اور صاحبقران
سے گلے ملکے امیر کو رخصت کیا امیر بادگرد مرکب پر سوار ہو کے سامنے غوغاے رعد آواز کے
آئے غوغاے رعد آواز نے کہا کہ یا صاحبقران آپ کیا سمجھکر اور کس شئے کے بھروسے پر
مقابلہ کو آئے ہیں فرمایا خدا کے بھروسے پر غوغاے رعد آواز نے کہا کہ دیکھوں آپ کا خدا آپکو
کس طرح بچا لیتا ہے یہ کلمۂ کفر امیر کو ناگوار گذرا فرمایا او ملعون تو کیا جھک مارتا ہے بیہودہ بکتا ہے دوہا
جاکو راکھے سائیاں مار نہ ساکے کوئے + بال نہ بیکا کر سکے جو دو جگ بیری ہوئے + جو تجھ سے ہو سکے
کمی نکر غوغاے رعد آواز نے چیخ ماری امیر نے اسم اعظم کو ورد کیا لیکن کچھ نہیں ہوا اس لیے
کہ یہ سحر نہیں جو رد ہو جاتا امیر آواز اس کی سنکر لہرائے اور اسی حالت میں نعرہ کیا کہ تمام صحرا
ہلگیا پرند درختوں سے اڑے گھوڑے بدمزاج ہوگئے اور کرگدن غوغاے رعد آواز کا
ڈر کے پیچھے ہٹا لیکن اثر پورا پہونچا تھا نعرہ کرتے ہی صاحبقران بیہوش ہو گئے بس غوغاے
رعد آواز تلوار کھینچکر چلا کہ سر امیر کا کاٹ لوں کرگدا کا ہوا اور ایک پیچ گرا اور امیر کو لے گیا
لیکن ایسا

چند کلمہ داستان غریق دریاے محبت ملکہ بردوان و فرامرز ثانی کے بیان ہوتے ہین

ساقیا جلد آب بر آگ
آج تو دن ہی بادہ خواری کا
ہین حسینان شہر کے بھی جماؤ
چال مستانہ چل رہی ہی صبا
کترتا گل سے ہین نہال شجر
کیا عروسان باغ کے ہین نکھار
زلف سنبل مین روغن گل ہی
چمن افروز آتش گل ہی
چٹکتی برق ہی یہی ہر بار
ایسے موسم مین ساقی مہرو
بلبل طبع چہچہانے لگے
ہو تصدق جشن وارد باغ
مست کیف شراب کر دو
ساقیا لا شراب دیر نہ کر
وہ دکھاؤن گل سخن کی بہار

ساعت جشن بادہ خواری آئی
یہی موسم ہی تیری باری کا
قہر کے ٹھاٹھ ہین غضب بناؤ
موج صہبا ہی صاف موج ہوا
شاخ اٹھاتی نہین ہی بار ثمر
کار مشاطہ کر رہی ہی بہار
شانہ کش بال و پر ہی بلبل ہی
نغمہ انگیز شور بلبل ہی
کہ مے لالہ گون پہن میخوار
کس لئے دیر کر رہا ہی تو
فکر رنگینیان دکھانے لگے
بہت اسوقت ہی شگفتہ دماغ
اک ذرا بے حجاب ہونے دو
مست کر دے شتاب بیرنگ
شوخ و رنگین سناؤن وہ اشعار

دیکھو لہرا رہی ہی سوتی جھیل
دیکھ ٹھنڈی سڑک پہ جوبن ہی
چیدہ چیدہ ہین کچھ طبیعت دار
دل جو بہکا ہی سبزہ شاداب
رنگ لائی ہی زور فصل بہار
لب گل پر ہی قہر کی لالی
لب سوسن پہ کیا جمی ہی دھڑی
سنبل آسا چمن مہکتے ہین
کرم ابر رحمت حق ہی
دے کوئی جلد ساغر لبریز
نغمہ سنجو چلو جو جی چاہے
خاتم داستان سرائی ہی
پھر تو جادو بیانیان سننا
پھر اورنگ طبع موزون دیکھ
غنچہ و گل تو وجد مین آئین

آب ہر ہر ہی آبشار لئے تاویل
کیا ہوا سے مشتعل ہین ہر
چار سو نالہ کش ہین عاشق زار
جھومتا ہی ہر ایک مست سحاب
گل تو کیا عکس گل سے سرخ ہین گال
چشم نرگس غضب ہی متوالی
جی مین ہی چھوتی گھڑی پگڑی
نکہت گل سے کیا مہکتے ہین
جلوہ شان قدرت حق ہی
پردہ ہو بادہ نغمہ مین نیز
سناؤ اب نغمون کو جو جی چاہے
ابھی کچھ کچھ طبیعت آئی ہی
نشہ مین لن ترانیان سننا
پھر جمال عروس مضمون دیکھین
عندلیبون کے ہوش اڑ جائین

ناظرین نکتہ بین پر واضح و لائح ہو کہ قبل اس کے اس مولف ہیچمدان نے اس جلد مین یہان تک تحریر کیا ہو کہ حضرت ان پیر عمرو ثالث نے جب فرامرز ثانی کو کہ نسل رستم سے تھا آئین دین اور فنون سپہگری بعد جہد و کوشش سکھائے اور وہ زور و قوت مین مثل رستم پیلتن اور فنون سپہگری مین شہرہ آفاق ہوا اور اکثر کارہائے نمایان اس سے ظہور مین آئے ہمراہ اس کو لیکر جمعیت مردم سپاہ جانب لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ روانہ ہوا اور فرامرز ثانی ملکہ گلگون پیرہن پر عاشق ہوا اور ملکہ بھی اس پر ہزار دل مائل و شیفتہ ہوئی یہانتک کہ اس کے پاس چلی آئی چونکہ طیفور گردیا عیار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ملکہ مذکورہ بالا پر قبل سے فریفتہ تھا اور کئی مرتبہ ملکہ مسطورہ کو بعیاری و مکاری بیہوش کر کے پشتارہ مین باندھ کر لے آیا تھا اور اثناے راہ مین حضرت ان فرزند خواجہ عمرو ثالث نے بعیاری اس سے پشتارہ چھین لیا تھا طیفور گردیا فراق ملکہ مذکورہ مین بہت بیقرار تھا شب و روز اسکو اسی کا تصور رہتا تھا اور نہایت اس کے وصل کا اشتیاق تھا غرض صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اپنے عیار وفادار کے حال سے باخبر ہو کے صدمہ و غم اس کا گوارا نکر کے ایسا روا رکھا کہ عقد طیفور گردیا کا ساتھ ملکہ گلگون پیرہن کے کر دیا جائے تاکہ طیفور راجی مراد کو پہنچے غم اس کے دل سے دور ہو وصل معشوق میسر ہو غنچہ دل شگفتہ ہو جائے چنانچہ اپنے اکثر ملازمون کو حکم دیا کہ ایک محافہ زرین مع مختصر جلوس ہمراہ لیکر جائین اور ملکہ کو محافہ مین سوار کر کے ہمارے لشکر مین لے آئین تاکہ آج ہی عقد طیفور گردیا کا ساتھ ملکہ کے کر دیا جائے ملازمان مذکور حسب الحکم روانہ

ہوئے چونکہ قریب لشکر ایک طرف خیمہ ملکہ مذکورہ اور فرامرز ثانی کا تھا جلد تر ملازمون نے درخیمہ
ملکہ پر پہونچکر کہا اے ملکہ چلو تم کو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے طلب کیا ہی محافہ زرین
بہر سواری ہمارے ساتھ ارسال کیا ہی جلوس بھی بقدر ضرورت بھیجا ہی شکر کرو کہ قسمت نے تمھاری
یاوری کی اور بخت نے مددگاری کی کہ اب عقد تمھارا ساتھ طیفور گردپا عیار نامدار بے مثل روزگار
سے کر دیا جائے گا کیونکہ طیفور تمھاری زنجیر الفت مین اسیر ہی اور تمھارے بحر مواج محبت مین غوطہ زن
ہی شب و روز تمھارے ہی تصور مین اشکبار رہتا ہی اور تم سے ملنے کی از حد آرزو رکھتا ہی یہ روز سعید
کس کو میسر ہوتا ہی بڑی بڑی شاہزادیان نامی و نامور طیفور گردپا کے حالات سے بذریعہ اخبار واقف
ہو کر آرزوے دید اور تمناے وصل رکھتی ہین مگر ان کی تمنا بر نہین آتی ہی خوشا تقدیر تمھاری کہ اب تم
زوجہ طیفور ہوگی اور فخر کروگی فرامرز ثانی ایک پہلوان قوی ہیکل کی محبت سے دست بردار ہو
کیونکہ جو عزت و وقار زوجہ ہونے طیفور گردپا مین ہی وہ دوستی و اتحاد فرامرز مین نہین ہی لہذا
ہمارے کہنے پر عمل کرو اور موافق حکم صاحبقران عالیشان کے فی الفور محافہ مین سوار ہو ملکہ مذکورہ
نے تقریر ان لوگون کی بخوبی سنکے آبدیدہ ہوگئے یہ شعر زبان پر جاری کیا ؎ وہ چھٹے ہم سے جنہیں کو پیار کرین
جبر کیونکر یہ اختیار کرین * بعد اس کے خود بخود کہنے لگی کہ اے ملکہ فرامرز ایسا جوان مرد و قوی ہیکل
نامی و نامور تجھپر فریفتہ ہی اور تو بھی اس پر بدل و جان شیفتہ ہی شیوۂ محبت سے بعید ہی کہ اپنے محبوب کو
چھوڑکر محافہ مین سوار ہو کر لشکر صاحبقران مین جاکر عقد طیفور گردپا مین آوے ایک پیادہ ہی گو کہ
صاحبقران کا عیار ہی پھر بھی لائق میری قدر و منزلت کے نہین ہی تو شاہزادی ہی وہ ادنی عیار مکار ہی ع
چہ نسبت خاک را با عالم پاک * سواے اس کے تو خلق خدا مین رسوا و بدنام ہوگی کہنے والے زن و مرد
کہین گے کہ ملکہ نے فرامرز ثانی پہلوان لاثانی سے محبت و الفت کی اور حکم صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ سے طیفور ایک عیار مکار سے اپنا عقد کیا فرامرز ثانی پر کچھ بھی توجہ نہ کی نہ اپنی
محبت کرنے کا خیال کیا نہ اس کے عاشق ہونے کا دل مین تصور کیا نہایت بیوقوفی اور بے عقلی کی حالانکہ
عورتین ناقص العقل ہوتی ہین لیکن ایسی بھی نادان و نافہم عقل کی دشمن ذلت پسند نہین
ہوتی ہین اپنے امور نیک و بد مین فکر و غور کرکے حتی الامکان نیک تدبیر و نیک کام کرتی ہین کہ لوگ
ان کی عقل و فہم و تدبیر پہ آفرین کرتے ہین اور تعریف ان کی ہر ایک بزم و محفل مین کرتے ہین اور انکی
عصمت و پاکدامنی اور صداقت قول و فعل پر تحسین کرتے ہین بس اے ملکہ اگر تو حکم بادشاہ سے
اپنے عاشق زار فرامرز نامدار سے روگردان ہو کر محافہ مین سوار ہوکر چلی جائے گی اور عقد تیرا ساتھ
طیفور گردپا کے ہو جاوے گا تو یقینی اہل دنیا تجکو بھی برا کہین گے علاوہ اس کے تیرا دل اس بات کو
قبول و منظور نہین کرتا ہی کہ فرامرز ایسے عاشق و جوان خوش رو و قوی ہیکل و پہلوان عدیم المثال
سے ترک محبت و الفت کرے اور روگردان ہو کر رسواے خلق ہو لہذا مناسب وقت یہی ہی کہ اس
دنیاے فانی مین نام کر جا ذلت و رسوائی اپنی گوارا نکر با عزت و حرمت جان شیرین اپنی دیدے
یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ؎ وہ چھٹے جنکو دل سے پیار کرین * جبر کیونکر یہ اختیار کرین یہ کہکر بے اختیار زار زار مثل
ابر نوبہار اشکبار ہوئی آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگی اور آمادہ مرگ ہوئی اس اثناے مین فرامرز
ثانی کہ خیمہ اس کا بھی پاس خیمہ ملکہ کے تھا آیا اور سبب گریہ وزاری و نالہ و بیقراری دریافت کیا ملکہ
نے کہا اسوقت حکم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے چند آدمی ایک محافہ زرین مع

تاج و آج میں فاتحہ کو وہ محتاج + عود اور مشک کا ہو نہ ملتے تھے + نہ کبھی وہ صوبہ میں رنگلتے تھے + گردش چرخ
سے ہلاک ہو گئے + استخوان تک بھی اُن کے خاک ہو گئے + جان دیدین جو اپنی ہم اب وہ
ہم نہ رونا ہمارے سر کی قسم + دل کو ہم معشوقوں میں بہلانا + لیے رہا کبھی چلے آنا + فرامرز
ثانی تقریر ملکہ کی سنکے بے اختیار رونے لگا کثرت غم سے حال غیر ہوا دنیا اس تقریر کے سننے سے
آنکھوں میں تیرہ و تاریک ہوئی غش سا آنے لگا اور ایسی حالت گریہ و زاری میں جا پہنچا کہ ملکہ کو جان
دینے سے منع ہو اور بڑھ کر ہاتھ اس کا پکڑ کے بٹھا کر خیمہ میں لے آئے اور غرق دریا نہ ہونے دے لیکن
جو مقدر میں ہوتا ہے اس کا ظہور ضرور ہوتا ہے انسان مجبور و لاچار ہو جاتا ہے اگرچہ کیسا ہی دولتمند
و زور آور ہو فرامرز ثانی بھی تحریر پیشانی سے ایسا لاچار ہوا کہ آگے نہ بڑھ سکا اور ہاتھ ملکہ کا
پکڑ کر خیمہ میں لا نہ سکا بلکہ ملکہ کو زبان سے بھی مانع جان دینے کا اسوقت نہوا کثرت گریہ و زاری اور
فرط صدمہ و غم سے بات بھی کر نہ سکا اس انتشار میں ملکہ نے اشکبار ہو کر افسوس اپنے نوجوان
مرنے کا اور جان دینے کا کر کے دریا میں اپنے تئیں ڈال دیا جسوقت ملکہ نے اپنے تئیں دریا میں
گرا دیا اور اس نے آپ دریا میں غوطہ کھایا وہ دریا چشم ہوا اس کے جان دینے پر پھوٹ پھوٹ
کے رویا دست امواج نے بلند ہو کر اس کا ماتم کیا اکثر موجوں نے اس کی ناشاد و نامراد جان دینے
پر نظر کر کے سر اپنا ساحل پر بار بار پٹکا دریا میں اس صدمہ سے زیادہ جوش و خروش ہوا اسطرح ملکہ
نے اپنے تئیں دریا میں گرایا تھا اور غوطہ کھایا تھا کہ فرامرز ثانی نے دیکھا دل میں کہا غضب ہوا جو
ملکہ نے کہا تھا وہی کیا افسوس صد ہزار افسوس ملکہ نے میری محبت اور خیال سے رسوائی میں جان اپنی
دیدی میں دیکھتا ہی رہا کچھ بھی کر نہ سکا دو قدم بڑھ کر ہاتھ بھی اس کا پکڑ نہ سکا باوجود کثرت و
قوت و طاقت و زور کے اپنی جگہ سے پاؤں آگے بڑھا نہ سکا گویا زنجیریں پاؤں میں پڑ گئیں یہ باتیں
اپنے دل میں کر رہا تھا کہ ملکہ پانی سے ابھری جمال جہان آرا اس کا نظر آیا فرامرز ثانی نے آگے
بڑھ کر کہا اے ملکہ اگر تم نے اپنی جان دیدی تو میں بھی اب زندہ نہ ہوں گا تمہارے ساتھ ہی جان
دیدوں گا شرط وفا یہ نہیں ہے کہ معشوق یوں جان دیدے اور عاشق زار زندہ رہے تم سے جدا
ہو کر دنیا میں بسر کرے اور بے تمہارے اس دنیا سے دنی پر خاک ہے میں بھی عاشق باوفا ہوں بیوفا نہیں
تمہاری جدائی میں زندگی تلخ گذرے گی اہل دنیا مجھکو بیوفا کہیں گے پس میں بھی آتا ہوں تمہارے
ہمراہ ہی جانب ملک عدم جاتا ہوں تنہا تم کو ہرگز نہ جانے دوں گا ہمراہ تمہارے سوئے ملک بقا
چلوں گا بعد تمہارے زندہ رہ کر کیا حاصل ہوگا بجز رنج و غم خوشی و مسرت خواب میں بھی نظر نہ آئیگی
یہ کہکر فی الفور اپنے تئیں بھی پاس ملکہ کے دریا میں گرا دیا اسوقت جو لوگ وہاں موجود تھے
انھوں نے دیکھا کہ عاشق و معشوق دونوں ہم آغوش ہو کر غوطے کھا کر ایک دو بار ابھر کر دریا
میں غائب ہو گئے وہ مردم یہ حال غم افزا دیکھکر غمگین ہوئے فی الفور دیگر آدمیوں سے یہ خبر بیان
کی جو ملازمین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ موافق ہمراہ اپنے لائے تھے یہ خبر سنکے متحیر ہو کر
اسیوقت وہاں سے روانہ ہو کر روبروئے بادشاہ موجود ہوئے اور تمام حال غرق ہونے ملکہ اور
فرامرز ثانی کا جو سنا تھا بیان کیا بادشاہ نے افسوس کیا بعدہ حکم دیا کہ جال واسطے جائیں غریق
دریا نکالے جائیں شاید زندہ نکل آئیں حکم بادشاہ بموجب ماہی گیروں نے تا دیر برابر جال
ڈالے لیکن وہ غریق دریا جال میں نہ آئے نشان بھی ان کا دریا میں نہ ملا آخر کار مجبور و لاچار ہو کر

کنار دریا سے سب ماہی گیر چلے آئے اور روبروے بادشاہ عرش کی حضور ہم نے بہت کوشش وجستجو کی ان کے نکلنے مین لیکن اُن کا پتہ بھی نہ لگا نہین معلوم کیا واقعہ ہوا اسقدر جلد غرق ہو گئے اور بیٹھ گئے جا سے تیر تہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہ تقریر ماہی گیرون کی سنکے فرامرز ثانی اور ملکہ کے غرق ہو جانے سے غمگین ہوئے اور فرمایا کیا عاشق صادق تھے کہ ایک نے دوسرے کی مفارقت گوارہ نہ کی دونون نے اپنی جان یکے بعد دیگرے دیدی کیا معلوم نہ تھا کہ یہ واقعہ درپیش ہوگا ورنہ محافہ پر سواری ملکہ روانہ نہ کیا جاتا اور ملکہ کو طلب نہ کیا جاتا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب کیا تدبیر ہو سکتی ہی یہ ارشاد کرکے خاموش ہوئے طیفور گردیا نے جو یہ سانحہ جانگزا سنا کہ ملکہ نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا سخت غمگین ہوا آثار ملال و حزن چہرے سے نمایان ہوئے اشک آنکھون سے ظاہر ہوئے آہ سرد دل پر درد سے کہنے لگا اپنی معشوقہ کے غرق دریا ہو جانے سے اسقدر غمگین ہوا کہ اپنی جان بھی کثرت رنج و ملال و اشکباری سے دینے لگا اکثر سرداران لشکر و عیاران سپاہ یون سمجھانے لگے کہ اے خواجہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اب صدمہ و غم نکرو ورنہ باعث ہلاکت ہوگا اسی طور سے بادشاہ ممدوح نے بھی سمجھایا سب کے سمجھانے سے فی الجملہ خواجہ کے صدمہ و بیقراری و اشکباری مین کمی ہوئی الحاصل لشکر صاحبقران موصوف مین تو اکثر مردم کو فرامرز ثانی اور ملکہ کے دریا مین ڈوب کر ہلاک ہونے کا ملال ہی خصوصاً طیفور گردیا اور خضران فرزند عمرو ثالث کو ملکہ اور فرامرز ثانی کے دریا برد ہونے کا رنج و ملال ہی ان کو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال دیگر تحریر کیا جاتا ہی خضران بن عمرو رخصت ہو کر صاحبقران سے ایک طرف چلا گیا واضح ہو کہ خداوند عالم عالمیان جس کو چاہتا ہی اپنی قدرت کاملہ سے بچاتا ہی کوئی اس کو ضرر ہرگز پہونچا نہین سکتا نہ آگ جلا سکتی ہی نہ پانی ڈبو سکتا ہی بمصداق

این نظم
اُسی کے لیے ہی ہمیشہ ثبات ۔ اُسی کے ہی قبضہ مین موت اور حیات
بلا شک وہی ہی علیم و خبیر ۔ عیان اس پہ ہی حال مافی الضمیر
کیا جو ارادہ وہ فوراً ہوا ۔ نہین ایسا قادر کوئی دوسرا
وہ چاہے تو قطرے سے دریا بنے ۔ وہ چاہے تو ذرہ سے آفتاب
وہ چاہے تو قطرے مین دریا بہے ۔ وہ چاہے تو ہو آسمان ہر حباب
کرے حکم تبدیل صورت اگر ۔ تو ہر کچل بنے پھول قطرہ گہر
وہ چاہے تو زندہ کو مردہ بنا لے ۔ وہ چاہے جسے مار کر پھر جلا لے
وہی سب کا معبود و خلاق ہی ۔ وہی جان و تن کا نگہدار ہی
اُسی کے ہی محکوم ہر ایک شی ۔ وہی ہر بشر کا مددگار ہی

لاریب و بیشک وہ معبود مطلق ایسا ہی قادر ہی اور مسبب الاسباب ہی اپنے بندون کے واسطے ایک نہ ایک سبب ایسا پیدا کرتا ہی کہ جو حق مین بندون کے بہتر و مناسب ہوتا ہی چنانچہ جس وقت ملکہ اور فرامرز ثانی نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا دریاے رحمت عنایت الٰہی جوش مین آیا اپنے ان بندون کو غرق دریا ہونے سے یون بچایا اور یہ سبب ان کی جانبری کا پیدا کیا کہ عمان جادو بصورت نہنگ دریا مین چلا آتا تھا اُس کے دل مین محبت ملکہ اور فرامرز کی پیدا ہوئی عمان جادو نے ان دونون زن و مرد کو دریا مین ڈوبتے ہوئے دیکھکر رحم کھا کر بصد الفت اپنے دہن مین لے لیا بعدہ دریا سے نکلکر اپنے مسکن پر آیا دونون کو بارہ دری مین لٹا کر واسطے کسی کام کے چلا گیا یہ عاشق و معشوق تھوڑی دیر تک بیہوش پڑے رہے جب ہوش آیا اپنے تئین ایک بارہ دری کہنہ و ویران مین پایا ملکہ نے آنکھین کھول کر کہا شکر ہی خداوند عالم عالمیان کا

کہ بعد مرگ مجکو موافق میرے رتبہ اور مرتبہ کے یہ قصر میرے رہنے کو عطا کیا ہر چند کہ مین خوش اعمال
نہتی مثل عابدون اور زاہدون کے عبادت خدا نہ کرتی تھی شب و روز امور دنیا مین بسر
کرتی تھی مگر اُس کا فضل شامل حال ہوا اُس نے اپنی رحمت سے یہ قصر واسطے رہنے کے مرحمت
کیا سوا اس فضل و کرم کے یہ احسان کیا کہ جس شخص سے مجکو محبت قلبی تھی اُسی کی صورت ایک
شخص کو میرا مونس تنہائی کیا چہ کہ مردون مین اپنے تئین شمار کرکے آنکھین بند کرلین اسی طرح
فرامرز ثانی نے بھی اپنے تئین مردہ جانکر اور اُس بارہ دری کو بعد مرگ اپنا مسکن تصور
کرکے آنکھین بخوبی وا کرکے چہار سمت دیکھکر پہلو مین اپنے اپنی معشوقہ و محبوبہ کو پاکر خوش ہوکر
باواز فصیح کہا الحمد للہ والمنہ کہ بعد مرگ بھی خداوند عالم نے میری راحت و خوشی کا سامان
اپنی قدرت کاملہ سے مہیا کردیا یہ باغ و بارہ دری واسطے رہنے کے دیا اور حور یہ بصورت
معشوق مونس تنہائی کی کیا اُس کا فضل و کرم و احسان ہی یہ چاہا اُس نے کہ فرامرز میرا بندہ
اپنی معشوقہ کے فراق مین بعد مرگ ملول و غمگین ہو یہ تقریر کرکے یقینی اپنے تئین مردہ جانکر
آنکھین بند کرلین ہنوز دونون عاشق و معشوق مذکورہ نے غش سے ہوشیار ہوکر آنکھین کھولکر
جدا جدا تقریر کرکے پھر آنکھین بند کی تھین کہ ناگاہ عمان جادو بارہ دری مین قریب تر ملکہ و
فرامرز ثانی کے آیا اُس کے صدائے قدم سے گھبراکر دونون نے آنکھین کھولکر جو دیکھا تو
ایک شخص سیہ فام طویل القامت مہیب صورت کو اپنی بالین پر پایا خائف ہوکر خیال کیا کہ
شاید یہی ہمارا قابض ارواح ہی بعد قبض روح نہین معلوم اب کس واسطے ہمارے سرہانے آیا
ہی کیا دوبارہ بھی قبض روح کرے گا ہر چند کہ سوا ایک مرتبہ کے بار دیگر کسی شخص کی قبض روح
کی نہین جاتی ہی لیکن یہ ملک الموت ہم اموات کے سرہانے جو آئے ہین کوئی نہ کوئی وجہ ہی اسکا
آنا بے سبب نہین یہ خیال کرکے بہ تصور جان کندنی و ایذائے قبض روح خوف سے کانپنے لگے
اور ارادہ کیا کہ اُٹھکر بھاگین اس قابض ارواح سے اب جان اپنی بچائین ہنوز فرامرز و ملکہ نے
کثرت خوف سے ارادہ اُٹھکر بھاگنے کا کیا تھا کہ عمان جادو نے بالفت و محبت کہا کیون تم مجھسے
ڈرتے ہو مین تمہارا دشمن نہین ہون بلکہ دوست ہون ملکہ نے جواب دیا ہم تو مردہ ہین یہان
پڑے ہین تم ہمارے پاس کیون آئے ہو کیا کام ہی تمہاری تقریر سے معلوم ہوا کہ تم ہمارے دوست
ہو ہم تو قبل اس کے تم کو اپنا قابض روح جانتے تھے عمان جادو نے ہنسکر جواب دیا کہ تم دونون
زندہ ہو اپنے تئین ہرگز مردہ شمار نہ کرو مین تم کو دریا سے یہان لایا ہون مین بھی انسان ہون اب
تم دونون اُٹھو یہ سنکر فرامرز ثانی اور ملکہ دونون شکر خدا کرکے دوجہان کرکے اُٹھے اور عمان جادو
سے مخاطب ہوکر پوچھا تم اپنا نام بتاؤ اور ہمارے ملنے آنیکا سبب ظاہر کرو اُس نے جواب دیا میرا
نام کیا بتاؤن ایک آفت رسیدہ ہون تمہارے یہان لے آنے کا سبب یہ ہوا کہ مین دریا کی راہ
سے آتا تھا نہنگ کی صورت بنا ہوا کیونکہ ساحر ہون بزور سحر چرندہ و پرندہ و مرغان آبی و جانوران
دریا کی صورت بن سکتا ہون تم دونون کو دریا مین غوطہ کھاتے دیکھکر میرے دل مین رحم آیا اور
ایسی تم دونون کی محبت دل مین پیدا ہوئی کہ فی الفور مین نے تم کو اُٹھالیا غرق دریا ہونے دیا
پھر دریا سے تم کو یہان لاکر لٹا دیا چونکہ گرسنہ تھا باغ مین واسطے اکل و شرب کے گیا تھا بعد اکل و شرب
یہان جو آیا تم کو ہوشیار پایا دل خوش ہوا تم اپنے حالات سے اطلاع دو کہ کیون دریا مین گرے تھے

فرامرز ثانی نے تمام حال اپنا اور ملکہ کا مع تمام ابتدا سے تا انتہا بیان کر کے کہا سبب ہمارے دریا
مین گرنے کا یہ ہوا کہ پہلے انھین ملکہ ہماری معشوقہ نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا اُن کو ڈوبتے دیکھکر
مجھ عاشق نے بھی اپنے تئین دریا مین ڈالدیا خدا تمھارا بھلا کرے کہ تم نے ہم دونون کو ڈوبتے
ہوئے دریا سے نکال کر بیان سے آگے بڑا احسان کیا عمان جادو نے پوچھا کہ کیا وجہ تھی کہ ملکہ نے مرنا
اپنا گوارا کیا اور تمنے بھی اپنے تئین دریا مین ڈالدیا تھا تمام حالات تو تم نے بیان کئے مرنا یہی
نہین ظاہر کیا فرامرز نے کل حال اپنے عاشق ہونے کا ملکہ پر اور طیفور گردیا عیار صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا بھی عشق ملکہ سے ہونا پھر پے درپے عیاریان کرنا آخر بادشاہ ممدوح کا
واسطے سواری ملکہ کے مع فوج ہمراہ اپنے ملازمون کے روانہ کرنا ملکہ کو یہ ثابت ہونا کہ شاہ موصوف
نے مجکو اسواسطے طلب کیا ہے کہ اپنے عیار مذکور کے ساتھ میرا عقد کر دے پس ان ملکہ کو حکم بادشاہ پر
عمل کرنا منظور نہوا دریا مین اپنے تئین گرا دیا مین نے بھی بعد ان کے زندہ رہنا گوارا نکر کے اپنے
تئین دریا مین ڈال دیا تھا عمان جادو نے کہا اب مجکو کیفیت بالکل معلوم ہوئی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا
اب تم دونون یہان رہو چندے و خاطر شب و روز آرزو سے دل بہلایا کرو فرامرز نے جواب دیا
ہم لوگ مسلمان ہین جب تک عقد و نکاح نہین کرتے ہین وصال سے باز رہتے ہین ابھی ممکن نہین
کہ ہم اپنی حسرت دلی بر لاسکین عمان جادو نے کہا کہ خیر اس کی بھی تدبیر کی جائے گی عقد تمھارا ساتھ
ملکہ کے ہو جائیگا ایک مسلمان نکاح پڑھنے والے کو مین لے آؤنگا اور چند اہل اسلام بھی محض واسطے
تمھاری راحت رسانی کے لے آؤنگا خاطر جمع رکھو سیر اس باغ خزان ہو چکی دل اگر گھبرایا کرے
تو کیا کرو اور اسی بارہ دری مین آرام کیا کرو تاکیداً کہتا ہون کہ اس باغ خزان رسیدہ سے نکلکر
باہر نجانا حالانکہ تھوڑے سے میرے ملازم جان نثار و خیر خواہ بکمال ملال در باغ پر موجود ہین مگر تم کبھی
باغ سے باہر جانے کا ارادہ نکرنا مبادا دشمنون سے ضرر پہونچے فرامرز ثانی نے جواب دیا وہ کون
دشمن ہین جو مجکو ضرر پہونچا سکینگے عمان جادو نے کہا کہ اسے یہ حال نہ پوچھو مین بھی اپنے دشمنون سے
ڈرتا ہون چاہتا ہون کہ تم بھی انھین میرے دشمنون سے پوشیدہ رہو تاکہ اُن سے تمکو ضرر نہ
پہونچے فرامرز ثانی نے پوچھا دشمن تمھارے کون ہین نام اُن کے کیا ہین کہان رہتے ہین ظاہر کرو
اور اپنا نام بھی بتاؤ تاکہ کل حال تمھارا ابھی ہم پر منکشف ہو جائے عمان جادو نے کہا پہلے مین کہہ چکا
ہون کہ مین ایک آفت رسیدہ ہون پس میرے نام و نشان کے پوچھنے سے کیا فائدہ اور میرے
دشمنون کے نام دریافت کرنے سے کیا نتیجہ اس حال کو مجھسے دریافت نکرو باعث میرے ملال از
کا ہوگا اگر پوچھتے ہو تو اسیقدر بتلائے دیتا ہون کہ اپنے دشمنون سے غمگین ہون بے دیار ہون مصیبت کشیدہ
ہون ٭ جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون بجا ٭ فرامرز نے کہا تم کو بیان کرنے مین کیا تامل ہے
کیون اپنا مفصل حال مجھسے بیان نہین کرتے کیا مجکو اپنا دشمن جانتے ہو اگر دشمن نہین جانتے
تو پھر کیون اپنے حالات سے آگاہ نہین کرتے شاید کوئی کام مفید مطلب تمھارے ہم سے ہو سکے
اور تمھارے دشمنون کو ہم قتل کر سکین تم کو قید رنج سے چھڑا سکین تم نے پھر احسان کیا ہے عوض
احسان ہم بھی تم سے سلوک کیا چاہیں تمھارے دشمنون کو تہ تیغ کرین عمان جادو نے کہا میرے
دشمنون کو تم کیا قتل کر سکوگے ان کا قتل کرنا بہت دشوار ہے بلکہ تم سے ناممکن ہے ہان تمھارے
اصرار کرنے سے اپنا حال مفصل بیان کرتا ہون ذرا بگوش دل سنو واضح ہو کہ نام میرا عمان جادو

ہر مین بادشاہ شہر عمانیہ ہون پہلے ساحر نہ تھا اب مین نے سحر سیکھا ہے اپنے قلعہ مین رہتا تھا عدل اور
انصاف کرتا تھا رعایا مجھ سے خوش تھی سپاہ بھی میری مجھ سے شاد تھی سرفروشی اور جان نثاری پر
ہر وقت موجود تھی چند دو لاکھ سپاہ تھی افسران سپاہ بھی چیدہ روزگار یکتائے دوران تھے میرے
عدل سے سب ادنیٰ اعلیٰ شہر کے خوش تھے شہر نہایت آباد تھا دربار مین میرے سیکڑون سرداران
سپاہ و رفیق مصاحب وغیرہ اہل دربار حاضر رہتے تھے اکثر سلاطین مجھ سے ڈرتے تھے کبھی مجھ سے
بغاوت نہ کرتے تھے قصد جنگ و جدال بھی نہ کرتے تھے مین اپنی جگہ پر یعنی اپنے قلعہ کا حکمران تھا
بارہا دل مین کہتا تھا کہ تو ایسا بادشاہ ہے کہ اکثر سلاطین تجھ سے خائف رہتے ہین اور کبھی تجھ سے
آمادہ شر و فساد نہین ہوتے ہین کیا تیرا اقبال ہے اور کیا رعب و داب و سطوت و حکومت ہے غرضکہ
اپنے دل مین بیشتر ایسا ہی خیال کیا کرتا تھا اور بہزار راحت و آرام بسر کرتا تھا اور اپنے دین آبائی
یعنی خداوندون کی پرستش کرتا تھا رعایا بھی میری موافق میرے مذہب کے ملت رکھتی تھی ناگاہ
دیو اسلم کہ زبردست ساحر تھا بجمعیت سپاہ میرے قلعہ پر چڑھ آیا مین بھی اُس سے حتی الامکان
میدان مین جنگ آزما ہوا تھوڑے زمانہ تک جنگ و جدال ہوا کی فوج بہت قتل ہوئی آخرکار
دیو اسلم نے سحر کیا مین دفع سحر نہ کر سکا کہ ساحر نہ تھا مسحور بہ سحر ہو کر مجبور و لاچار ہو کر لڑنے سے
عاجز ہوا ہنگام جنگ اہل لشکر میرے دست و پا ہلا نہ سکتے تھے اپنے حریفون کے ہاتھ سے قتل ہو جاتے
تھے اور جب اہل لشکر فرودگاہ سپاہ پر آتے تھے اپنے دست و پا اپنے قابو مین نہ پاتے تھے
اسی طرح مین بھی وقت جنگ میدان مین مسحور بہ سحر ہو کر دست و پا نہ ہلا سکتا تھا اور جب جنگگاہ سے
پھر کر آتا تھا دست و پا اپنے قابو مین پاتا تھا جب سپاہ میری بہت قتل ہو گئی اور تھوڑی فوج باقی
رہ گئی مین تاب مقابلہ نہ لا کر مع چند سواران خیرخواہ و نمک حلال کے ہنگام شب اپنے قلعہ سے
گریزان ہوا اور ساحرون سے سحر سیکھا بعد سیکھنے سحر کے پھر فوج جمع کر کے اپنے قلعہ پر بجمعیت لشکر
آیا کہ دیو اسلم کو قلعہ سے نکالدون یا اُس کو قتل کرون اور اپنے شہر پر بدستور قدیم قابض و
متصرف ہون جب خبر میرے آنے کی دیو اسلم کو معلوم ہوئی تو وہ بھی قلعہ سے بجمعیت سپاہ
واسطے میرے مقابلے کے نکلا میدان مین صف آرا ہوا چند روز تک خوب لڑائی ہوئی اگرچہ دیو اسلم
بھی ایسا ہوا کیونکہ جب وہ سحر کرتا تھا مین رد سحر کرتا تھا آخرکار ایک روز ہنگام جنگ مین نے دیو
اسلم کو سر میدان اسیر کر کے ارادہ اُس کے قتل کرنے کا کیا یکایک ایک پارہ ابر سوئے فلک
نظر آیا پھر اُس سے صدائے برق و رعد ظاہر ہوئی بعدہ وہ ابر شق ہوا ایک تخت اُس ابر سے ظاہر
ہوا غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ساحرہ اُس پر بیٹھی تھی سیاہ رنگ مہیب صورت جھولی
اسباب سحر کی اپنے دوش پر رکھے ہوئے زرد اور بجائے زیور ہائے مختلف رنگ استخوان اور کوڑیان
پہنے ہوئے ہے ہنوز مین اور میرے اہل لشکر اُس کی طرف دیکھ رہے تھے اور قتل کرنے دیو اسلم
سے ہاتھ روکا تھا کہ ناگاہ اُس ساحرہ نے بڑے زور سے یون نعرہ کیا کہ او نادان جادو آگاہ ہو کہ مین
آ پہونچی ارے غضب کیا تو نے کہ میرے آشنا کو اسیر کیا اور ارادہ اُس کے قتل کا کیا حالانکہ
نگذارم کہ از دست من زندہ و سلامت روی یہ نعرہ کر کے مثل برق شعلہ زمین پر آئی اور چیتہ
بنکر دیو اسلم کو اٹھالے گئی بعد تھوڑی دیر کے تخت پر دیو اسلم کو بٹھا کر مع سپاہ بعجلت
میدان جنگ مین آئی مین بھی روبرو اُس کے صف آرائے سپاہ ہوا الغرض صف آرائی ہر دو سپاہ

ساحرہ جو دیو اسلم کو چھین کر اٹھا لے گئی تھی اور معشوقہ دیو اسلم کی تھی اور نام اُس کا ازلال
جادو تھا بقصد قہر و غضب میدان جنگ میں آئی اس طرح سے کہ بالائے تخت سحر و اژدہائے سیاہ
سحر بنے ہوئے تھے آنکھیں زرد چہرہ سیاہ رخ سے آثار غیظ و غضب آشکار نظر قہر و غضب سے
اور میری سپاہ پر ڈالتی ہوئی غرضکہ آتے ہی اُس ساحرہ نے باواز بلند بقہر و غضب پکار کر کہا
اے عمان ناہنجار بدخواہ و بداندیش میرے آشنا دیو اسلم کا تو ہوا ہی اُس کو تو نے قتل ہی کر ڈالا
تھا اگر میں تھوڑی دیر کے بعد آتی پس اب میں تجھکو کب زندہ چھوڑتی ہوں جلد آ مجھ سے مقابلہ کر میں نے
سنا ہے کہ تو نے سحر بھی سیکھا ہے ذرا میدان جنگ میں آ کر تجھ پر سحر کریں بھی تو دیکھوں کہ تو کیسا ساحر ہے
اور کیسے کیسے سحر تو نے یاد کئے ہیں اے فرامرز ثانی یہ تقریر اُس ساحرہ کی سنکے میں لشکر سے
نکلا رو برو اُس کے جا کر پکارا کہ او ساحرہ تجھکو شرم نہیں آتی ہے کہ مرد و لشکر سے میدان جنگ کرنے کو
آئی ہے دیو اسلم یا اور کسی کو واسطے لڑنے کے بھیج اور جو تیرے آشنا دیو اسلم کا دشمن میں
ہوا ہوں اُس نے میرا ملک و مال چھین لیا ہے واسطے لینے اپنے ملک و مال کے جنگ و جدال
کرتا ہوں چاہتا ہوں کہ ملک و مال میرا پھر مجھکو مل جائے لہذا تجھکو لازم ہے کہ دیو اسلم کو ہمراہ اپنے
لے کر میرے قلعہ سے چلی جا بہتر یہی ہے کہ جنگ سے باز آ ہزاروں آدمیوں کا کشت و خون لڑائی
میں ہوگا طرفین کے ہزارہا مردان سپاہ کام آئینگے خونریزی بہت ہوگی جنگ سے صلح بہتر
ہوتی ہے اگر یہ تقریر میری تجھکو منظور نہو تو میدان جنگ سے چلی جا دیو اسلم یا اور کسی کو واسطے
جنگ کے روانہ کر ساحرہ مذکورہ نے گفتگو میری سنکے رنجیدہ ہو اس طرح جواب دیا کہ او عمان
کیا بیہودہ بکتا ہے ہرگز نہیں اور کسی کو میدان جنگ میں نہ بھیجونگی نہ خود میدان جنگ سے بغیر لڑائی
فتح کئے جاؤنگی اچھا اب اس بارہ میں تقریر نہ کر آ اور جنگ ہو تجھ پر کیا اے فرامرز ثانی پہلوان
لاثانی یہ کلام اُس ساحرہ کا سنکے میں نے اُس پر سحر کیا ایک گولہ سحر اُس پر دم کر کے مارا اُس نے قریب
گولے کے آتے ہی کارد سحر سے گولے کے دو ٹکڑے کئے اس طرح رد سحر کر کے اُس نے کارد سحر مجھ پر
لگائی ہر چند سپر سحر سے میں نے اپنے تئیں بچایا مگر وہ کارد میرے شانے کو زخمی کر کے نکل گئی اسی عالم
زخمداری میں پھر میں نے دلیرانہ تیغ سحر خون فشانی اپنا کارد سحر اُس پر پٹکا کر ساحری و جمشید کو
پکار کر اُس پر مارا ہر چند اُس نے رد سحر کرنا چاہا مگر وہ تیغ اُس کے پاؤں اور تخت سحر پر پڑا کہ
ٹوٹا پاؤں اُس کا جو زخمی ہوا تخت سحر بالائے زمین گرا میں آگے بڑھا چاہا کہ کام اُس ساحرہ کا تمام
کروں دیو اسلم یہ حال دیکھتے ہی مع سپاہ حملہ آور ہوا پہلے اپنی معشوقہ ازلال جادو کو اٹھا کر
بارگاہ میں بھجوا دیا پھر مجھ سے لڑنے لگا افسران سپاہ میرے بھی مجھکو تنہا میدان میں دیکھ کر بمقابل فورا
مع تمامی سپاہ حملہ آور ہوئے جب دونوں لشکر مل گئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی کشتوں کے
پشتے لاشوں کے انبار ہونے لگے بہادران جانبین نعرے رعد آسا کرنے لگے برق شمشیر چمک چمک کر
بہادروں کے حریفوں پر گرنے لگی تیر انداز تیر لگانے لگے نیزہ باز نیزوں سے اپنے دشمنوں کو ہلاک
کرنے لگے پہلوانان نامی گرز ہائے گرانبار سے نعرے کر کے اپنے حریفوں پر آ گرتے اور ضرب ہائے
گرز سے اُن کو پیوند خاک کرنے لگے صدا ہائے آہ و نالہ مجروحان بلند ہوئی غبار گھوڑوں کی ٹاپ سے
سے بالائے فلک بلند ہوا غرضکہ عجیب جنگ منظور ہونے لگی میں نے قریب دیو اسلم کے جا کر نعرہ کر کے
تیغ سحر دم کر کے اُس پر لگایا تیغ بیٹھتا دھواں پیدا ہوا وہ انسان دود سحر میں پنہاں ہوا بعد تھوڑی

دیکھے وہ دھوان دور ہوا سب جو سب نے دیکھا تو دیو اسلم سحر سے متحیر ہو گیا ہے مدہوش و بیہوش
ہو گیا ہے میں نے پہلے ہی تمام چاہا تھا کہ سر اُس کا تیغ آبدار سے کاٹ لون ناگاہ یہ خبر ازلال جادو کو
پہونچی وہ بیتابانہ تخت سحر پر سوار ہو کر آئی اور زمین سے ہوئے فلک بلند ہو کے مجھپر ایسا سحر کیا کہ
دست و پا میرے بیکار ہو گئے گو حس و حرکت باقی نہ رہی آرزو دلے دل بر نہ آئی دیو اسلم کو قتل کر نہ سکا
مجبور و لاچار ہو کر زمین گیر ہو گیا اسی حالت میں ازلال جادو نے چند بار میرے لشکر کی طرف سحر
دم کر کے مارے یا تو سب جم کر لڑ رہے تھے یا سب کے پاؤن اکھڑ گئے بے اختیار جنگاہ سے بھاگ کے جو بچے
مردان سپاہ میرے بھاگے مردان سپاہ جو دیو اسلم کے تھے انہون نے حکم ازلال جادو سے تعاقب
اُن کا کر کے اُن کو قتل کرنا شروع کیا ہزارون کو قتل کیا اور جو بھاگ کر دور نکل گئے وہ جانبر ہوئے
جس وقت تمام سپاہ میری میدان جنگ سے دور بحکم ساحرہ مذکورہ بھاگ گئی ازلال جادو نے
بلندی سے اتر کر زمین پر آ کر مجھکو گرفتار کیا پھر مجھکو مع دیو اسلم و تمامی سپاہ کے میدان جنگ سے
قلعہ میں لے گئی اور دیو اسلم کو تخت حکومت پر بٹھا کر قریب تر اُس کے بیٹھ کر مجھکو اپنے سامنے طلب کیا
ملازم اُس کے مجھکو طوق و زنجیر میں گرفتار کیے ہوئے سوزن میری زبان میں دی ہوئی کشان کشان
روبرو دیو اسلم و ازلال جادو کے لے گئے اُس وقت ازلال جادو نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا
کیون عثمان اب تیری تقصیر سے فساد و کینہ ہوگا تجھ میرے اس محبوب و آشنا صادق سے جنگ آزما
ہوگا یہ سنکے میں نے سر جھکا لیا سوائے بے بسی کے اور اپنی حالت اسیری پر نظر کر کے آنکھون میں آنسو بھر لایا
ساحرہ مذکورہ نے رحم کھا کر کہا اے عثمان میں تجھکو قتل کراتی سر تیرا در قلعہ پر آویزان کراتی مگر رحم کھا کر
تجھکو چھوڑ دیتی ہون خبردار اب کبھی ادھر آنے کا ارادہ نہ کرنا یہان سے اتنی دور نکل جا کہ اب
میں تجھکو نہ دیکھون اگر اب کہین تجھکو دیکھ لون گی تو یاد رکھ کہ ضرور قتل کر دون گی یہ کہکر مجھکو رہا کر دیا ہے
سحر کی زنجیر سے دفعتہ کر دیا حالانکہ میں بعد رہائی و سوزن زبان سے دور کرنے کے سحر دفع کر سکتا تھا
الحاصل بعد رہا ہونے کے میں تن تنہا تکلیف و حزین وہان سے چلا بعد طی کرنے راہ دور و دراز کے
جو مردان سپاہ قتل ہونے سے بچ گئے تھے وہ مجھکو ملے میں نے اُن سے بھاگنے کی شکایت کی انہون
نے کہا اے حاکم و آقا ہمارے نہیں معلوم کیا ہوا کہ لڑتے لڑتے پاؤن ہمارے جنگاہ سے اکھڑ گئے اب
آپ فرمائیے کہ آپ کا اس حال میں ادھر آنا کیونکر ہوا میں نے تمام حال اپنا جو گذرا تھا مفصل بیان کیا بعد کو
میں نے سب سے کہا اگر تمہارا دل چاہے تو میری ہمراہی اختیار کرو جہان میں جاؤن میرے ہمراہ
چلو اُن سب میں سے تھوڑے سوار دون خیرخواہ و نمک حلال نے مجھ سے عرض کیا ہمیں آپکی ہمراہی
بدل و جان منظور ہے کیونکہ ہم نے ایک مدت تک آپ کا نمک کھایا ہے ایسے وقت بد میں ہم ترک رفاقت
نکرینگے ہرگز آپ سے جدا نہون گے جہان آپ جائیے گا ہمراہ رکاب رہینگے یہ سنکے دل میرا ان سے
خوش ہوا پھر اُن کو ہمراہ لیکر یہ باشتہ ویرانہ اس طرف آیا دیکھا میں نے کہ باغ و بارہ دری ویرانے میں
ہے ہر چند کہ باغ خزان رسیدہ ہے اور بارہ دری بھی بے مرمت و مسکن بوم و شوم ہے لیکن میں نے
واسطے اپنی سکونت کے اختیار کیا اُن ملازمان چند در چند کو در باغ پر متعین کیا ہے اندر باغ کے آنے
نہیں دیتا ہون دروازہ باغ کا بند رکھتا ہون ملازمون سے بتاکید اکید کہہ دیا ہے کہ اگر کوئی پوچھے
کہ تم کس کے ملازم ہو اور اس باغ میں کون رہتا ہے تو ہرگز نہ بتانا کہ اس باغ میں عثمان جادو رہتا ہے
اور ہم اُس کے ملازم ہیں اے فرامرز ثانی جس روز سے میں اس باغ خزان دیدہ میں آیا ہون اسی

بارہ دری مین ہنگام شب آکر سو رہتا ہون اور صبح کو یہان سے بخوف ازلال جادو چلا جاتا ہون
اُسی دریا مین یعنی جس دریا سے تمکو نکال کر یہان لایا ہون بزور سحر بصورت نہنگ رہتا ہون
ہنگام شب دیکھ بھال کر خائف و ترسان یہان آکر بعد اکل و شرب سے سیر و سیراب ہو کر سو رہتا ہون
یہان اپنی ازلال جادو سے بچاتا ہون دن کو پوشیدہ دریا مین رہتا ہون اس خوف سے کہ مبادا
ازلال جادو مجھے دیکھ نہ لے ورنہ وہ مجکو قتل کریگی کیونکہ کہہ چکی ہے کہ ابکی مرتبہ اگر تجکو کہین دیکھونگی
تو ضرور قتل کرونگی مفصل حال میرا یہی تھا جو کہ مین نے تمھارے اصرار کرنے سے بیان کیا ہے اب
مین تم کو یہان لایا ہون بخوشی و شادمانی یہان قیام پذیر ہو تا وقتیکہ مین قید رنج و تشویش سے رہا
ہون اور ازلال جادو اور اسکے شر و فساد سے بخوف و خطر ہوا تو تم مع اپنی محبوبہ کے بآرام
و نمایش و عشرت یہان بہوش بار و زانتہای دلی بر لاؤ وصل سے دل شاد کرو یہ کہکر آبدیدہ ہوکر
خاموش ہوا فرامرز ثانی نے تمام حال اُس کا سنکے افسوس کرکے کہا کہ تم نے ہمپر احسان کیا ہے ہم
دونون کو دریا سے نکالا ہے پھر اس کا عوض اگر ہم سے ہوسکیگا تو ہم بھی کرینگے اگر خداوند عالم
چاہیگا اور اے عمان جادو ہم مسلمان ہین بغیر عقد کیے ہوے کسی عورت سے ہم بستر ہو نہین سکتے
کیونکہ خلاف شرع ہے اور باعث گناہ کبیرہ ہے عمان جادو نے کہا اب معلوم ہوا کہ تم دونون مسلمان
ہو بغیر عقد و نکاح کیے عورت سے نزدیکی نہین کرتے پھر اس کی بھی تدبیر کی جائیگی دو ایک روز مین
کسی ایسے مسلمان کو جو صیغہ نکاح پڑھ سکتا ہو کسی تدبیر سے یہان لے آؤنگا یا ہم تم دونون کا عقد
و نکاح کرا دونگا یہ کہکر کچھ میوہ تر و خشک لاکر روبرو رکھکر کہا کہ اسے نوش کرو اور باغ مین جو
چشمہ ہے اس سے پانی نکالکر پیو فرامرز نے وہ میوہ ہمراہ ملکہ کے کھایا پانی چشمہ سے پیا عمان جادو
نے بھی علیحدہ آب و طعام سے سیرابی و سیری حاصل کی جب زمانہ شب کا آیا سو رہا جب صبح ہوئی فرامرز
ثانی اور ملکہ کو آب و طعام سے سیر و سیراب کرکے دفعتاً نظر سے غائب ہو گیا فرامرز ثانی سے ملکہ نے
کہا کہ عمان جادو کہان چلا گیا دیکایک نظر سے غائب ہوگیا فرامرز نے جواب دیا اے ملکہ عمان جادو نے کہا تھا کہ دن
مین بخوف ازلال جادو بصورت نہنگ دریا مین رہتا ہون یقین ہے کہ دریا مین جاکر پوشیدہ ہوا
ہوگا پھر ملکہ سے کہا کہ چلو باغ کی سیر کرین بعدہٗ اس بارہ دری کے تمام درجون کی بغور سیر کرینگے دل اپنا
بہلائین ملکہ نے منظور کیا دونون عاشق و معشوق اٹھے بارہ دری سے باغ مین گئے دیکھا کہ باغ
خزان رسیدہ ہے آتش گل سرد ہو گئی ہے جو گل کہ مثل عارض محبوب سرخ و شاداب تھے وہ پژمردہ
ہو گئے ہین غنچے سوکھے ہوے ہین مثل دلہاے نا امیدان کے سنبل لب جو سے آب یا موے
پریشان استادہ تو ہے مگر پژمردہ گرد و غبار سے بال اَٹے ہوئے اگر قمریان آتی بھی ہین اور سرو پر
بیٹھتی بھی ہین تو عوض خوشی و خوش الحانی کے آوازین فریاد و نالہ کی بلند کرتی ہین بعدہٗ اُڑ جاتی ہین
اسی طرح بلبلین شاخ گل پر آکر بیٹھتی ہین اور سرسبز و شاداب نہ پاکر عوض نغمہ سرائی نالہ و نوحہ کرتی
ہین اپنی زبان مین فصل بہار کی تمنا کرتی ہین اور شکایت موسم خزان کرتی ہین اور ہر ایک گل و غنچہ
خوشبو و پژمردہ پر نظر کرکے بے اختیار باہم نالہ کرتی ہین پھر فریاد کرتی ہوئی اُڑ جاتی ہین سواے قمری
و بلبل اور جو طائران خوش الحان ہین وہ بھی باغ پر بہار جان کر اندرون باغ آتے ہین اشجار میوہ دار
و درختان گل مثل نرگس و شبو و گلاب و چنبیلی و بیلا و لالہ عمان و نافرمان وغیرہ پر بیٹھتے ہین اور اشجار
و میوہ و رنگ گل کو سرسبز و شاداب نہ پاکر اپنی زبان مین فریاد کنان اڑ جاتے ہین باغ مین خاک اڑ رہی ہے

نرگس پژمردہ و خوشیدہ بنظر حیرت و حسرت و انقلاب زمانہ ہر طرف نظر کر رہی ہو لالہ باول داغدار
بحالت پژمردگی باغ مین ہو اُس کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہو کہ بربادی و خرابی باغ سے داغ بدل
ہو کر پژمردہ و غمناک ہوگیا ہو نسرین و نسترن بھی خزان دیدہ ہین گل شبو بھی دست خزان سے
سرسبز نہین ہو کثرت غم سے بیدم ہو رہا ہو اسی طرح ہر ایک درخت گل خزان رسیدہ ہو اشجار میوہ دار مثل
انار و سیب و بہی وغیرہ بھی بے برگ و بار ہین ثمر بھی کوئی اُن مین نہین ہو باد خزان سے سوکھے
ہوئے کھڑے ہین گویا فریاد ظلم خزان کر رہے ہین اور فصل بہار کو یاد کر رہے ہین اُن کی جنبش سے
صاف یہ ظاہر ہوتا ہو کہ محتاج آب ہین اپنے صاحب باغ کو راست و چپ دیکھتے ہین وہ نظر نہین آتا ہو
کہ آب رسانی سے اُن کو سرسبز و شاداب کرے اور درختان گل کے تازہ و تر کرنے مین کوشش و
سعی کرے دیوارین باغ کی شق ہین بعض دیوارین یون خمیدہ ہین کہ قریب ہو کر گر پڑین اُن کی خمیدگی
و شق ہونے سے ظاہر ہوتا ہو کہ صاحب باغ کی جدائی کے الم مین جگر اُن کا شق ہوگیا ہو اور بار فرقت
سے مالک باغ کے ایسی صدمہ کش ہوئی ہین کہ خمیدہ ہو گئی ہین دروازہ باغ مثل دل بستہ بندہی
جا بجا سے شکستہ ہو صاحب باغ کے غم سے شکستہ دلی اُس کی بھی ظاہر ہو ملکہ اور فرامرز نے باغ
مین جا کر سیر باغ کی کرکے باہم کہا افسوس یہ باغ خزان رسیدہ ہو نہین معلوم کس اجرت سے کسی نے
اس کو بنایا ہوگا درخت گل چمن در چمن لگائے ہون گے اشجار میوہ دار بٹھلائے ہون گے آج
گردش فلک سے مالک باغ باغ مین نہین ہو خدا معلوم زندہ ہو یا صوب ملک عدم گیا اُس کے
نہونے سے یہ باغ کس قدر ویران و خزان رسیدہ ہوگیا ہو جاے عبرت و مقام افسوس ہو چشمہ کے
لب چشمہ شیرین دونون عاشق و معشوق گئے دیکھا کہ پانی اُس کا اُبل رہا ہو بیقراری اُس سے ہویدا
ہو بہا جاتا ہو کہ اپنے مالک و بناکردہ کو ایک نظر دیکھون تا بیقراری زائل ہو مگر وہ اُسکو دکھائی نہین دیتا
ہو غرض فرامرز ثانی اور ملکہ دونون باغ کو دیکھکر تاسف کنان بارہ دری مین آئے یہ جانتے تھے
کہ سیر باغ سے کچھ دل شگفتہ ہوگا مگر سیر باغ خزان رسیدہ سے دل اور پژمردہ ہوا عوض شگفتگی دل رنج
بربادی باغ ہوا جب دونون عاشق و معشوق مذکور الصدر بارہ دری مین گئے باہم یون تقریر کی
کہ ادا اس بارہ دری کے جابجا درجون کی سیر کرین آج اسی طور سے دن بسر کرین کیونکہ دل گھبراتا ہو
اس ویرانے مین آبادی سے آکر طبیعت بہت پریشان ہو آخر دونون باتفاق اس بارہ دری کے
درجون مین جانے لگے اور تعمیر و قطع پر اُس کی نظر کرنے لگے غور سے جو دیکھا تو معلوم و ظاہر ہوا کہ
صاحب باغ نے اس بارہ دری کو عنوان شائستہ سے خوش قطع زر کثیر صرف کرکے بنوایا ہوگا اور اسکی
گلکاری و نقش و نگار مین بکثرت زر سرخ و سفید معمارون اور نقاشون کو دیا ہوگا کیونکہ نقش و نگار
باقی ہین اور چھت پردے نفیس و رنگین موجود ہین مگر شکستہ ہین ظاہرا اُن کی شکستگی سے ثابت ہوتا
تھا کہ صاحب بارہ دری کے غم مین جگر اُن کا چاک چاک ہوگیا ہو شیشہ آلات جو مثل جھاڑ اور کنول
وغیرہ کے اُن درجون مین نظر آتے ہین وہ بھی گرد و غبار آلودہ و شکستہ اکثر کنولون مین شمعدان
موجود اور کافوری دیکھین کچھ جلی ہوئی آنسوؤن کے بہے ہوئے اُن کے دیکھنے سے صاف روشن ہوا
کہ یہ شیشہ آلات اپنے مالک کے غم مین دل شکستہ ہین اور یہ شمعین اپنے صاحب بزم کی جدائی مین
اشکبار روئی ہین کہ آنسوؤن کے جاری ہوئے ہین فرش پر جو نظر کی معلوم ہوا کہ فرش نفیس و مخملی
بوسیدہ ہو بکثرت غبار اُس پر پڑا ہوا ہو صاف ثابت ہوتا ہو کہ اس فرش نے سوا رفتہ [illegible]

بالکل ویکین کے اس درجہ صدمہ کیا ہو کہ ہمہ تن خاک ہوگیا ہو یا الم جدائی صاحب بارہ دری مین خاک بسر ہوا ہو الحاصل ملکہ اور فرامرز ثانی دونون تا شام سیر باغ و بارہ دری کیا کئے ہنگام شام اپنے مقام استراحت پر آئے ملکہ نے فرامرز سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہو کہ یہ باغ و بارہ دری کسی شاہ و شہریار یا کسی وزیر وامیر نے بنوائی تھی جس زمانہ مین یہ باغ و بارہ دری تیار کی گئی ہوگی اور صاحب باغ مع اپنے متعلقین کے یہان مقیم و ساکن ہوگا کیا زیبا و زینت ہوگی افسوس ہزار افسوس مکان تو اب تک بحالت خرابی موجود ہو لیکن مکین کا حال معلوم نہین کہ اس پر کیا گذری آیا زندہ ہو یا مرگیا اگر زندہ ہو تو کہان ہو اس کا نام و نشان بھی نہین شاید برباد و تباہ ہوگیا ہو یا کسی بلا مین مبتلا ہوگیا ہو ورنہ اپنے اس باغ کی ضرور خبر لیتا ہم کو تقدیر یہان لائی یہ مقام عبرت افزا دکھایا دیکھیے آئندہ کیا پیش آنیوالا ہو بدی قسمت سے انسان مجبور و لاچار ہو جاسے دم زدن نہین فرامرز ثانی نے کہا اے ملکہ واقع مین بقول تمہارے یہ باغ و بارہ دری کسی شاہ و وزیر کی تعمیر کردہ معلوم ہوتی ہو یہ باقی رہگئی اور وہ شاہ و وزیر نہ رہے یہی کارخانہ جہان ہو مکان برسون چنانچہ رہ جاتے ہین اور صاحب مکان فنا ہو جاتے ہین دنیا ایک سراے فانی ہو کسی کو یہان قیام نہین ہر ایک آمادہ فنا و مہیاے سفر ہو بقول ایک شاعر کے کیا خوب اس نے اس مخمس مین بے ثباتی دنیا اور اہل دنیا کی غفلت کی ممانعت مین قلم فرسائی کی ہو۔ مخمس

سراے دنیا ہو خوف کی جا ہر ایک کو خوف دمبدم ہو | رہا سکندر یہان نہ دارا نہ ہو فریدون یہان نہ جم ہو
مسافر انہ کے ہوا اٹھو مقام فردوس ہی ارم ہو | سفر ہو دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہو

نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہو

سرور و عیش و نشاط و عشرت یہ چند انفاس ہین جھگڑے | غرور و تمکین و کبر و نخوت یہ چند انفاس ہین جھگڑے
جوانی و حسن جاہ و دولت یہ چند انفاس ہین جھگڑے | ملال و رنج و غم و مصیبت یہ چند انفاس ہین جھگڑے

اجل ہو استادہ دست بستہ نوید رخصت ہر ایک دم ہو

اسی طور سے شاعر مذکور نے بہت کچھ کہا ہو تمہارے سامنے کہان تک اس کا کلام جو مضمون واقعی جو کچھ اس نے اس مخمس مین نظم کیا ہو سچ ہو دنیا گذرگاہ ہو حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین اس مین کوئی ہوا امیر ہو یا فقیر ہو یا بادشاہ ہو ایک دن سب کو مرنا ضرور ہی اور اس دنیاے فانی سے جانب عدم جانا ضرور ہو کسی کو بقا نہین بجز خداوند عالم و عالمیان کے جب یہ اخبار و کلام خدا ثابت و یقین ہوچکا کہ مرنا ایک روز لابد ہو تو پھر چند روزہ حیات کو امور خیر مین صرف کرنا چاہیے اور خواب غفلت مین نہ رہنا چاہیے نہین معلوم کس وقت اجل آجاے جہان تک ممکن ہو عبادت و ذکر الٰہی مین اپنی زندگی بسر کرے رہنے کے واسطے براے بسر زمانہ حیات کوئی مختصر مکان بنالے قصر رفیع اور باغ بہشت نظیر نہ بنائے جو زر و مال قصر و باغ مین صرف کرنا مقصود ہو وہ راہ خدا مین دے تا عاقبت بخیر ہو اے ملکہ یہ بارہ دری اور باغ تو کیا ہو بڑے بڑے قصر شاہان اولوالعزم اور باغہاے عدیم النظیر بعد رحلت ان شاہون کے منہدم و شکستہ و خراب و برباد ہوگئے جیسے اس بارہ دری مین جانورون نے اپنے آشیانے بنائے ہین اسی طرح شاہی اکثر عمارتون مین جو اب باقی ہین بوم شوم نے آشیانے بنائے ہین زاغ و زغن وغیرہ بھی ان عمارتون پر بیٹھتے ہین اکثر بلکہ سواے بوم کے کبھی ان قصرون مین آشیانے بنا کر رہتے ہین مگر بوم نے جالا لگایا ہو خاک اڑتی ہو

اُن پر ہی شب کو اندھیرا رہتا ہی مقام عبرت ہی کہ جن محلون مین شاہ و شہریار و وزیر رہتے تھے اور
اُن کے اہل و عیال و عزیز و اقارب ساکن تھے اب وہ ویران و خراب ہین کوئی ایسا نہیں کہ
اُن مین ایک چراغ روشن کردے یا جاروب کشی سے اُن قصور کی زینت و انجلا کرے یا
مرمت اُن کی کرے دیکھو افراسیاب کیسا بادشاہ اولو العزم تھا بعد اُس کے مرنے کے اُس کے
مقبرہ کی یہ حالت ہوگئی جیسا کہ ایک شاعر نے نظم کیا ہی ۔ شعر پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت
بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب + اسی طرح مکانات شاہی کا بھی حال ہی خلاصہ یہ کہ دنیا گذر گاہ ہی مکین
و مکان دونون ایک دن فانی ہونے والے ہین خزان و بہار سب کے واسطے فنا ہی اسیطرح انسان
کا مکان ہو یا باغ ہو یا اور کوئی شے ہو اس باغ کی بہار کا اور اس بارہ دری کی آبادی کا زمانہ
گذر گیا اب موسم خزان کا آیا ہی ہمیشہ زمانہ کسی کا یکسان نہین رہتا ہی کبھی بہار کبھی خزان کبھی
راحت گاہ مصیبت کبھی صحت کبھی علالت گاہ خوشی گاہ ملال اہل دنیا اور موجودات دنیا کا یہی
حال ہی ذرا غور کرو دیکھنا ہے کہ اور ہمارے واسطے اس دنیا مین کیا ہوا ایک طور سے زندگی اچھی طرح
بسر نہین ہوئی اگر صدمے اٹھائے تو خوشی بھی ہوئی اب وہ زمانہ آیا ہی کہ دریا سے جا بجا ہو کر اس
شکستہ و ویران بارہ دری مین ہم اور تم بیٹھے ہین مگر یہ خدا کا ہوا اُس نے بہتر جانا وہ کیا اور جو
اب اُس کو منظور ہوگا تمہارے اور ہمارے حق مین کرے گا اگر وہ دن راحت و آرام سے
سونے اور کھانے پینے کے عیش کے دن باقی نہ رہے تو یہ دن بھی باقی نہ رہین گے خداوند عالم
مسبب الاسباب ہی جب وہ کسی پر رحم کرتا ہی اسباب راحت واسطے اُس کے فراہم ہو جاتے
ہین دشمن اُس کے دوست ہو جاتے ہین کفار بہ نیکی پیش آتے ہین جیسا کہ عمان جادوگر بد مذہب
تھا اور ہم سے بدوستی پیش آیا ہی دریا سے نکالکر یہان لایا ہی یہ کارسازی اور قدرت شانی
و حفاظت اپنے بندون کی اُسی معبود حقیقی کی ہی ورنہ ایسے دریاے قہار مین خود گرنا اور پھر زندہ
رہنا مشکل بلکہ ناممکن تھا اگر وہ اس طور سے نہ بچاتا تو ہم تم زندہ نہ رہتے خورش جانوران آبی
ہو جاتے اُس کا فضل شریک حال ہونا چاہیے سب کام بگڑے بن جاتے ہین اور اگر اُس کی مشیت
ہوئی ہی تو بنے ہوئے کام بگڑ جاتے ہین وہ قادر ہی اُس سے امید بہبودی رکھنا چاہیے بقول شاعر شعر
اسے فضل کرتے نہین لگتی بار نہ ہو اُس سے مایوس امیدوار مجکو ذات خدا سے امید قوی ہی کہ
وہ اپنی قدرت کاملہ سے یہان بھی ہمارے واسطے کوئی سبب راحت پیدا کرے گا ملکہ نے کہا تم سچ
کہتے ہو اُسی خداوند عالم مسبب الاسباب ہی ضرور کوئی سبب آرام و راحت کا اپنی قدرت کاملہ سے
ہویدا کرے گا اور اس ویرانہ سے آبادی مین پہونچائے گا ابھی دونون عاشق و معشوق باہم
باتین کر رہے تھے کہ عمان جادو آیا بزور سحر اُس نے روشنی کی میوہ تر و خشک دونون کے
روبرو رکھا بعد کو پوچھا کہ تم گھبرائے تو نہین طبیعت اس ویرانہ مین پریشان تو نہین ہوئی قمر
ثانی نے جواب دیا دل کو ہم نے آج سیر باغ و بارہ دری مین بہلایا کیونکہ اس باغ ویرانہ مین
بغیر تمہارے دل گھبراتا تھا اُس نے کہا تم سچ کہتے ہو جہانتک ممکن ہو اپنے دل کو بہلایا کرو خوش و
خرم رہا کرو مین بخوف انزال جادو تمہارے پاس نہین رہ سکتا مجبور ہون ورنہ تم کو اکیلا یہان
نہ چھوڑ جاتا اب میرا ارادہ ہی کہ نکاح تم دونون کا کر دون کل اگر ممکن ہوا تو کسی نکاح پڑھنے والے کو
یہان لے آؤن گا آج سے مین نے تم دونون کو بجاے اپنے فرزند و دختر کے تصور کیا ہی تم

مجھ سے یہ بڑی پیش دہ تا اگر نیکی کرنا ممکن ہو تو بدی بھی میرے ساتھ نہ کرنا فرامرز ثانی نے جواب دیا اب میں کبھی بجائے
پدر آپ کو سمجھوں گا بدی آپ سے کرنا تو کجا انشاء اللہ تعالی آپ کے دشمنوں کو قتل کرکے تخت حکومت
پر آپ کو بٹھا دوں گا عمان جادو یہ سنکے خوش ہوا بعدہ کہنے لگا اے فرزند اگر تیری کوشش و تدبیر سے
میں اپنے ملک پر قابض و متصرف ہوں گا تو اقرار کرتا ہوں کہ تمھارا دین بھی اختیار کروں گا دین آبائی
ترک کروں گا مگر اے فرزند میرے دشمنوں کو ہلاک کرنا بہت مشکل ہے تم غیر ساحر ہو تن تنہا کیونکر میرے
اعدا کو قتل کرو گے میں ساحر تھا اور سپاہ بھی بہت رکھتا تھا جبکہ ہزیمت دشمنوں کو اپنے مال اسباب کر سکا
خود بھی اسیر ہو گیا یہ مانند حباب تھا پانی تھا کہ ازلال جادو نے رحم کھا کر یہاں بشرط کہ اب اس طرف کبھی
آنے کا قصد نہ کرنا مجھے قید سے رہا کیا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ اے پدر ہمارا خدا وہ ہے کہ قادر ہے
اور یہ تمام اشیاء اسکے ہیں ہم کو اس سے امید قوی ہے کہ وہ ہماری اعانت کرے گا ہم کو تمھارے اعدا پر
فتحیاب کرے گا اگر تنہا ہم سے یہ کام سرانجام نہ پاسکے گا تو اور کوئی ہمارا اس کام میں حکم خدا سے معین
و یاور ہوگا بہر صورت انشاء اللہ تعالی در مقصود وا ہو جائے گا آپ اس مقدمہ میں پست و غم نہ کیجیے اپنے
حصول مطلب میں مایوس و نا امید ہرگز نہ ہوجیے عمان جادو یہ سنکے بہت شادماں ہوا بعد اکل و شرب
ملکہ و فرامرز ثانی خود بھی سیر و سیراب ہو گئے بعد تا دیر پاس بیٹھا رہا پھر بزور سحر نظر سے پنہاں
ہو گیا کہ اب تم دونوں آرام کرو ہم بھی جاتے ہیں نیند آئی ہو بعد جانے عمان جادو کے ملکہ و فرامرز
ثانی بھی آرام پذیر ہوئے ہنگام صبح بعد طلوع آفتاب عمان جادو نے یکایک ظاہر ہو کر بدستور میوہ
تر و خشک وغیرہ سامنے رکھا اور کہا کہ تم دونوں اس میوہ ہائے لذیذ و خوشگوار کو کھاؤ اب میں
جاتا ہوں یہ کہکر بسحر سے بصورت طائر ہو کر اڑ گیا بعد چند ساعت کے وہ اہل اسلام کو لایا بصورت
مبدل خود بھی ان کے ساتھ آیا دروازہ باغ کا کھلا وہ دونوں اہل اسلام و اہل علم اندر باغ کے
آئے جب ملکہ پس پردہ بیٹھی عمان جادو دروازہ باغ کا بند کرکے ہمراہ ان دونوں اہل علم کو
لیکر بارہ دری میں گیا پھر ان سے کہا کہ اس جوان کو میں نے اپنا فرزند کیا ہوا اور جس عورت سے
اس کا عقد مطلوب ہے وہ صاحب عفت و عصمت ہے کہ بجائے میری دختر کے ہے اس پردے کے پیچھے ہے
لہذا آپ صاحبوں کو مناسب ہے کہ موافق اپنے مذہب کے ان کا صیغہ نکاح پڑھیے انھوں نے بعد ایجاب
و قبول مہر معینہ صیغہ نکاح ان کا پڑھ دیا عمان جادو وغیرہ نے کہا اے فرزند مبارک ہو کہ اب
عقد تمھارا تمھاری محبوبہ سے ہو گیا فرامرز ثانی نے شادماں ہو کے عمان جادو اور ان اہل علم کو
جنھوں نے صیغہ نکاح پڑھا تھا سلام کیا ان علما نے بھی کہا خدا مبارک کرے بعد ہو جانے عقد کے
عمان جادو نے نذر و خلعت و نقل ان کو دے کر رخصت کیا بعدہ دوبارہ دروازہ باغ بند
کرکے ملکہ سے کہا اے ملکہ تم کو بھی مبارک ہو اب بعیش و عشرت تم دونوں زندگی اپنی بسر کرو
میں جاتا ہوں ہنگام شب آؤں گا یہ کہکے بزور سحر ایک طائر خوش رنگ بنکر اڑ گیا یہاں فرامرز
ثانی نے خلوت پاکر بصد خوشی و بہ فرحت تمام ملکہ سے مدعائے دل حاصل کیا بعد ایک مدت کے
دیرینہ آرزو مستجاب ہوا از حد خوشی ہوئی عمان جادو کا احسان مند ہوا بعد نزدیک آنے وقت کے
دونوں نے غسل کیا پھر نماز شکر پڑھی اتنی دیر میں عروس لیلائے شب نے چہرہ اپنا دکھایا اور آفتاب
عالمتاب بہ تکیہ مغرب جاکر پنہاں ہوا ہنوز زیادہ شب نہ گذری تھی کہ عمان جادو آیا دونوں زن
و شوہر نے بادب سلام کیا اس نے دعائے طول عمر و ازدیاد دولت و جاہ دے کر کہا اے فرزند

ابھو مراد دلی تمھاری بر آئی فرامرز نے شرما کر سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا عمان جادو نے انواع و اقسام
کے میوے اور طعام ہائے لذیذ جو لایا تھا پیش کیا ہر ایک نے سیر ہو کر کھایا اور جو دیکھی طعام لذیذ
سے سیر ہو کر آب شیرین و سرد سے سیراب ہوئے تھوڑی دیر توقف کر کے بدستور رخصت ہو کر نظر
سے غائب ہو گیا یہ دونوں نوشاہ و نوعروس بھی باہم لپٹ کر سو رہے اسی طور سے چند روز
گذرے ایک دن فرامرز ثانی نے عمان جادو سے کہا کہ ہمارا اب تو دل چاہتا ہے کہ ہم سوئے
صحرا اسواسطے شکار آہو کے جائیں اگر آپ کی اجازت ہو تو سمت صحرا جا کر غزالان دشت کا شکار
کریں اُس نے کہا اے فرزند شکار آہو کے واسطے جاؤ لیکن میرے ملازم جو ہیں لیس سوار دو چار سو
ہیں انکو اپنے ساتھ لے جاؤ مگر خبردار جانب جنوب نہ جانا کیونکہ اسی جانب شہر اشقرزم ہے اب
حاکم وہاں کا وہی ہے دشمن دیو اسلم ہے مبادا تم اُس طرف جاؤ اور وہ تمھیں ایذا پہنچائیں
آگے فرامرز نے کہا اے پدر میں اقرار کرتا ہوں کہ حتی الامکان اُس طرف نہ جاؤنگا عمان جادو
نے اجازت دی فرامرز ثانی ہمراہ عمان جادو کے دروازہ باغ سے باہر آیا عمان نے اپنے لشکر کے
سواروں سے کہا کہ آج تم سب اس جوان کے ہمراہ سوئے دشت جاؤ جب یہ شکار آہو کھیل چکیں
تو انھیں کے ہمراہ یہاں چلے آنا خبردار خلاف میرے حکم کے نہ کرنا سب سواروں نے دست بستہ
عرض کیا اے بادشاہ ہمارے جو حکم ہوا ہے وہی عمل میں لائینگے یہ عرض کر کے سب مستعد
ہوئے فرامرز ثانی بھی ایک مرکب پر سوار ہوا پھر جانب شمال مع ان سواروں کے روانہ ہوا
اس طرف عمان جادو نے دروازہ باغ کا بند کر لیا فرامرز ثانی بعد قطع راہ دور و دراز شادان و
فرحان ایک ایسے سبزہ زار فرحت آثار میں پہونچا کہ اُس صحرا میں غزالان دشت بکثرت تھے اور
ہوا اُس صحرا کی دل کو فرحت دیتی تھی سبزہ شاداب کوسوں تک نظر آتا تھا گویا فرش مخمل سبز
بچھا تھا دل میں بے اختیار یہی آتا تھا کہ اس فرش زمردین پر آرام کیجیے کیونکہ وہ سبزہ صحرا ایسا تھا
کہ بمقتضائے فطرت سوئے اس سبزہ پر اگر بیمار + تندرستی کے ساتھ ہو بیدار اور مردہ اس فرش پر اگر لیٹے
تو ایک دم میں زندہ اٹھ بیٹھے + فرامرز ثانی نے اس صحرائے سبزہ زار و پر بہار کی سیر کر کے خوش ہو کر
کہا کیا اچھا یہ صحرائے سبزہ زار ہے ہوا یہاں کی مرغوب دل ہے ان سواروں نے عرض کیا حضور یہ اقلیم
عجیب صحرا ہے اس صحرا کی سیر بہتر از سیر باغ و گلشن ہے غرض سواران ہمراہی بھی خوش ہو رہے تھے
کہ ناگاہ دور سے ایک غول آہوان شوخ چشم کا نظر آیا اسطرح کہ وہ بصد شوق اس سبزہ شاداب
کو چر رہے تھے فرامرز ثانی نے ان کو دیکھتے ہی مرکب اپنا آگے بڑھایا سب سوار بھی تیر و کمان لیے
ہوئے آہستہ آہستہ عقب فرامرز چلے جب سب قریب ان آہوؤں کے پہونچے وہ آہو ان کو
دیکھ کر خوفناک ہو کر جست کناں بھاگے سواروں نے تاک تاک کر ان پر تیر لگائے کسی کا تیر کارگر
ہوا فرامرز ثانی نے جو ایک آہو کے تیر لگایا وہ تیر اس آہو کے پٹھے پر لگا وہ زخمی ہو کر چھپتا ہوا
جانب جنوب بھاگا فرامرز نے اس آہو کی طرف گھوڑا ڈالا سب سوار بھی ہمراہ دوڑے بہر وحشت وہ آہو جست
کرتا ہوا کوسوں چلا گیا فرامرز ثانی نے بھی اس کے تعاقب سے ہاتھ
نہ اٹھایا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ آہوئے تیر خوردہ سرحد شہر عمانیہ میں جو صحرا تھا اس صحرا میں پہونچا
حسب اتفاق اس وقت دیو سلیم پسر دیو اسلم کہ جو بدن سے ازلال جادو کے تھا ہمراہ اپنے
رفقا کے صحرا میں شکار کھیل رہا تھا جب وہ سامنے اس کے بھاگتا ہوا آیا اس نے بہت خوش ہو کر

اُس کو ایسا تیر لگایا کہ وہ صدمۂ زخم کاری سے بالاے خاک گرا دیو سلیم نے دوڑ کر اُس آہو کو پکڑا
بعدہ ارادہ کیا کہ اس آہو کو یہان سے اپنے باپ کے پاس لیجاؤن اس اثنا مین فرامرز ثاقی
بھی وہان پہونچا دیکھا کہ میرے آہوے تیر خوردہ کو ایک شخص دیو خصال عفریت صورت لیجانے پر
آمادہ ہے یہ دیکھکر غصہ آیا غضبناک ہوکر کہا کہ او دیو سیرت اس میرے آہوے تیر خوردہ کو کہان
لیجاتا ہے یہ آہو میرے حوالے کر دیکھ تیر میرا اس آہو کے پٹھے پر لگا ہے دیو سلیم نے چین بجبین ہو کے
جواب دیا او بیوقوف اس آہو کا مین نے شکار کیا ہے ذرا آنکھین کھول کر دیکھ یہ تیر مین نے اس کے گلو پر
مارا ہے زخمی ہوکر جب یہ آہو گرا ہے تب مین نے اسے پایا ہے مین ہرگز اپنے شکار کئے ہوئے آہو کو
تجھے نہ دون گا فرامرز ثاقی نے جواب دیا کہ او نابکار مین ضرور تجھ سے لے لون گا اُس نے کہا کہ تو کیا
مجھسے میرا شکار لے گا اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو یہان سے چلا جا ورنہ تیرا ابھی شکار کرکے روبرو اپنے
والد کے لیے جاؤن گا وہ گوشت آدم زاد برغبت کھاتے ہین یہ سنکے فرامرز ثاقی کو زیادہ تر غصہ
آیا آخر بعد گفتگوے سخت و درشت نوبت لڑائی کی پہونچی پہلے اُس پسر دیو نے نعرہ کرکے وار
شمشاد و بقوت تمام لگائی فرامرز نے ضرب اُس کی خالی دے کر تلوار اُس پر بڑھکر لگائی اُس نے بھی
خالی دے کر وار کیا فرامرز ثاقی نے دلیرانہ پھر اُس کے وار کو خالی دے کر نعرہ شیرانہ کرکے [illegible]
کو جنبش دیکر بحالت غصہ پیچکر ایسی تلوار اُس نابکار کی کمر پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے مانند خیار تر کے ہوکر بالا
زمین گرا اُس پسر دیو کے زمین پر گرنے سے زمین تھرائی غبار بلند ہوا رفقاے دیو سلیم یہ حال
اُس کا دیکھکر ایسے خائف ہوئے کہ فرامرز ثاقی سے مقابلہ کر نہ سکے لاشہ فرزند دیو اُس کی اٹھا کر
نالان و گریان با حال پریشان سمت قلعہ عاشیر روانہ ہوئے ادھر فرامرز ثاقی اُس آہو کے
زخمی کو ذبح کرکے شکار بند مین اُسے باندھ کر تنہا وہان سے اپنے باغ مسکونہ کی طرف روانہ
ہوئے کیونکہ سواران ہمراہی تعاقب آہو مین پیچھے رہ گئے تھے ہنوز فرامرز ثاقی نے تھوڑی راہ طے
کی تھی کہ سامنے سے ایک جماعت سوداگرون کی نالان و گریان با حال پریشان نظر آئی جب
وہ قریب سب آئے تو فرامرز ثاقی نے مرکب کو روک کے اُن سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو
اس قدر کیون روتے ہو پریشان حال اس درجہ کس وجہ سے ہو بعض بعض تم مین سے زخمی
بھی ہین آخر ماجرا کیا ہے اور نام تمہارا کیا ہے تمام حال اپنا صاف صاف بیان کرو ان تاجرون
مین سے جو زیادہ نالہ و فغان کرتا تھا اُس نے بعد نالہ و آہ عرض کیا کہ مین سوداگر ہون نام میرا
خواجہ اشکبار ہے فرامرز یہ سنکے مسکرایا دل مین کہا کہ واہ کیا اچھا نام ہے پھر پوچھا اُس سے کہ یہ نام
کیا کہ وجہ تسمیہ کیا ہے اُس نے کہا زمانہ طفلی مین کہ شیر خوار تھا مین نے والدین سے سنا ہے کہ بہت روتا تھا
اسی وجہ سے والدین نے نام میرا خواجہ اشکبار رکھا ہے پھر فرامرز نے دوسرے تاجر سے کہ وہ بھی
اُدھر نالہ کنان تھا اسی طرح اُس سے پوچھا اُس نے ظاہر کیا کہ مین تاجر ہون ملک شام کا رہنے والا
ہون نام میرا خواجہ بہار ہے فرامرز ثاقی نے وجہ تسمیہ پوچھی اُس نے بیان کیا میری ولادت
موسم بہار مین ہوئی تھی اس وجہ سے والدین نے اسم میرا خواجہ بہار رکھا ہے اور یہ سب میرے
ہمراہی تاجر ہین صرف چند غلام ہمارے ساتھ ہین وہ بھی زخمی ہین سوا ان کے جو غلام جانباز تھے
وہ سب قتل ہوئے وجہ ہمارے اس قدر نالہ و فریاد کی یہ ہے کہ ہم سب تاجر اپنے اپنے وطن سے
مال و اسباب گران بہا و تحفہ و نایاب ہمراہ لے کر اس طرف واسطے تجارت کے آئے تھے وہ کوہ

سر بلند جو ایک دامن صحرا مین ہی جب ہم سب قریب اُس کے آئے درۂ کوہ سے ہزارہا قزاقون نے
مسلح نکلکر ہمین روکا اور مال ہمارا جو بہت بیش قیمت تھا لوٹنا چاہا ہمارے بھی ہمراہ قریب ہزار
غلامون کے تھے اور ہم سب ہتھیار بند تھے دلیرانہ اُن سے یون ہم سخن ہوئے کہ اگر ہمارے
مال و اسباب کو ہاتھ لگاؤ گے تو اچھا نہوگا ہم بھی کچھ بزدل نہین ہین تلوار چلیگی بہت کشت و
خون ہوگا اس صحرا کی زمین کو تمھارے خون سے رنگین کر دینگے حتی الامکان یہ مال و اسباب
و جواہر بیش قیمت کہ کرورہا روپیہ کا ہی تم کو ہرگز نہ دینگے یہ سنکر اُن قزاقون کے افسر نے ہمراہ
قزاقون کو حکم دیا کہ تمام مال و اسباب مع اونٹ ان کے لوٹ لو اگر آمادہ جنگ ہون تو ان کو
قتل کرو یہ حکم اپنے مالک کا پاکر سب قزاقون نے چارون طرف سے ہمین گھیر لیا پہلے ہم نے عاجزی
و خوشامد کی کہ شاید عاجزی سے مطلب اپنا حاصل ہو مگر خوشامد و عاجزی سے کچھ فائدہ نہوا
بعدہ ہم بھی آمادہ جنگ ہوئے لڑائی ہونے لگی تیر و نیزہ سے قزاق لڑنے لگے قریب دو پہر کے
لڑائی ہوتی رہی آخر نو سو غلام ہمارے قتل ہوئے اور باقی اکثر زخمی ہوئے ہم سب کو جو اسوقت موجود
تھے اسیر کیا جب ہم نے نالہ و فریاد کی تو رحم کھاکر تھوڑا سا ہمارے لیکر قزاقون کے افسر نے ہمارے
نہین چھوڑ دیا اسی وجہ سے ہم سب نالان و گریان ہین چونکہ تم اس طرف تنہا جاتے ہو وہ قزاق
سنگدل تم کو بھی لوٹ لینگے یہ گھوڑا تمھارا اور جو کچھ مال و اسباب تمھارے پاس پوشیدہ
ہوگا وہ بھی بزور ظلم تجھ سے لے لینگے اگر آمادہ جنگ ہوگے تو وہ تم کو بھی قتل کر ڈالینگے
فرامرز ثانی نے تمام تقریر تاجر مذکور سے سنکے نہایت افسوس کرکے اُس سے کہا کہ تم گھبراؤ نہین
گریہ و زاری نکرو میرے ہمراہ چلو اُن قزاقون سے سب مال و اسباب تمھارا تم کو دلوا دونگا
خواجہ سیار نے عرض کیا کہ آپ تنہا ہین وہ قزاق ہزارہا ہین اُن سے کیا مقابلہ کیجئے گا ان پر کیونکر
فتحیاب ہوجئے گا اب مال و متاع ہمارے اُن سے نہ ملینگے پر اور قزاق مال و اسباب لیکر
کبھی نہین واپس دیتے ہین یہ خیال خام آپکا ہی فرامرز ثانی نے کہا اے خواجہ سیار ہمارے
ہمراہ چلنے سے کیون انکار کرتے ہو خدا قادر ہی اگر وہ چاہیگا تو کل مال و اسباب تمھارا مل جائیگا
یہ سنکے خواجہ مذکور خوش ہوکر اپنے ہمراہیون سے مخاطب ہوکر کہنے لگا اے یارو اس جوان بہادر
کے ساتھ چلو شاید ہمارا اور تمھارا اسباب اس جوان کی کوشش سے ملجائے سب سوداگرون نے
کہا بہتر ہم آپکے ہمراہ چلنے کو موجود ہین یہ تقریر کرکے وہ سب مع خواجہ سیار اور فرامرز دلاور
کے ہمراہ ہوئے بعد قطع راہ دراز اسی دامن صحرا مین روبروے کوہ پہونچے دیکھا کہ ہزارہا گھوڑے
قزاقون کے صحرا مین کھڑے ہین قزاق کچھ درۂ کوہ مین کچھ بالاے کوہ ہین جو افسر اُن قزاقون کا
ہی وہ بالاے کوہ کرسی زرین پر دلیرانہ بیٹھا ہوا ہی دلیری و شجاعت اُس کے چہرے سے آشکار
ہی جوان قوی ہیکل و قوی بازو ہی وہ بھی بالاے کوہ سے اسی طرف دیکھ رہا ہی فرامرز ثانی
نے قریب کوہ جاکر آواز بلند کہا اے افسر قزاقان غضب کیا کہ ان تاجرون کو لوٹ لیا اور
ان کے غلامون کو قتل کیا ناحق خون بے گناہون کا کیا اب بہتر و مناسب یہ ہی کہ سب مال و
اسباب جو ان کا لوٹ لیا واپس دو ورنہ خود آکر مجھسے مقابلہ کرو یہ سنکے وہ افسر قزاقان
سنگدل کوہ سے اُترکر صحرا مین آیا فرامرز ثانی سے مخاطب ہوکر کہنے لگا اے جوان کیا تو دیوانہ
ہی جو ان تاجرون کی حمایت کرنے آیا ہی اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو یہ گھوڑا اور جو کچھ مال متاع تیرے

پاس ہو وہ بیان جو دہی رکھے سے اور جس صحرا کی طرف سے آیا ہے اُسی طرف چلا جا زیادہ بیہودہ
باتین نکر ورنہ ابھی حکم دونگا چند قزاق آکر تجھکو قتل کرکے تیرا بھی مال و اسباب لے لینگے
فرامرز ثانی نے برہم ہوکر جواب دیا کیا مجال کسی قزاق نابکار کی جو میرے گھوڑے اور اسباب
موجودہ کو مجھسے لیوے اور مجھے قتل کرسکے مین دیوانہ نہین ہون مرد عاقل و فرزانہ ہون اگر
تو دعوے مردی و شجاعت رکھتا ہے تو تجھے تنہا مقابلہ کرکے میرا گھوڑا اور لباس و سلاح جنگ لیلے
اور اگر بزدل و نامرد ہے تو میرے سامنے سے دور ہو اپنے قزاقون کو بھیج کہ وہ مجھسے چھین لین اُنسر
قزاقان مذکور نے تقریر فرامرز کی سنکے بقہر و غضب جواب دیا اے جوان بدزبان آگاہ ہو کہ مین
وہ شجاع و بہادر ہون کہ صدہا لڑائیان لڑا ہون بڑے بڑے پہلوانون اور دلیرون کو مین نے
قتل و زیر کیا ہے ہزارون بہادر زبر کردہ میرے اسوقت میرے ہمراہ ہین میرے حلقہ بگوش
ہین تیس ہزار جملہ قزاق میرے محکوم ہین اُن مین ایک ایک بہادر و دلیر چیدہ روزگار آزمودہ کار
ہے پس تو مجھ ایسے بہادر کو بزدل کہتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جام عمر تیرا لبریز ہو چکا ہے اجل تیری
گریبان کشان تجھکو یہان لائی ہے نام میرا قمور راہزن مشہور جہان ہے سب خرد و کلان میری
بہادری و شجاعت و راہزنی سے خوب آگاہ ہین جس کا مال و اسباب میرے حکم سے میرے
ہمراہیون نے لوٹا ہے آجتک کبھی کسی کو واپس نہین دیا ہے اور جو اس صحرا مین آیا ہے وہ بغیر لٹے
یا قتل ہوے نہین گیا ہے آج جو تو یہان معین و مددگار ان تاجرون کا بنکر آیا ہے اور مجھسے مقابلہ
کرنے کی آرزو رکھتا ہے یقین ہے کہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا مال و اسباب اور گھوڑا تیرا مع سلاح
جنگ تیرے سے لیے جاینگے مجھسے مقابلہ کرکے تو بیٹھے کا جان اپنی دیدہ و دانستہ گنوائیگا
کیونکہ مین وہ شیر بیشہ شجاعت ہون کہ ہنگام مقابلہ دشمن کو اپنے بغیر ہلاک کیے ہرگز نہین چھوڑتا
ہر چند بسبب راہزنی کے راہزن مشہور عالم ہون مگر اپنے اس کوہ و صحرا کا حاکم و بادشاہ ہون
کوئی بادشاہ بھی مجھسے بوجہ میری شجاعت و ہیبت ہم پہونچانے کے برسر مقابلہ نہین آیا ہے ایک
ڈرتا ہے بھلا تو کیا مجھسے لڑیگا اور کیا مال و اسباب ان تاجرون کا مجھسے واپس لیگا مگر
بعوض و بخواہش مال و اسباب اپنی جان دے گا اسوقت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اب
بھی مین تیری جوانی و خوبی دست و پا و صورت پر ترس کھاکر تجھسے کہتا ہون کہ یہان سے چلا جا
ورنہ ابھی تیرے خون سے زمین رنگین ہو جائے گی فرامرز ثانی نے سنکر جواب دیا کہ اے
قمور راہزن تم نے اتنی دیر تک جو حال اپنی شجاعت و بہادری کا بیان کیا اور اس قدر
کلمات کبر و غرور زبان پر جاری کیے اس سے کیا حاصل اگر تجھکو دعوے شجاعت ہے تو جو ہنر دکھا
جس فن مین تجھکو خوبیا کمال حاصل ہوا اُسی فن مین مجھسے مقابلہ کر ہم بھی تو دیکھین کہ تم کیسے بہادر
ہو لاف زنی مردون کا کام نہین ہے یہ سنکے قمور راہزن نے مرکب پر درستی سے بیٹھکر نیزہ کو
تان کر بزور اپنے مشت مین سنبھالا اور مرکب کو کاوے پر ڈال کر پکارا خبردار اے جوان
اپنے قلب و جگر سے کہ اجل تیری قریب ہے ادھر فرامرز ثانی نے بھی نیزے کو اپنے ہاتھ مین
لیا اور دیکھتا رہا جب سنان نیزہ اس کی نزدیک سینہ آنے لگی فرامرز ثانی نے اپنے نیزے
کی سنان پر اُسکے نیزہ کی سنان کو یون روکا کہ خود ہمراہیان قمور راہزن بے اختیار ہو کر
جلدار کی قدر نیز کرنے لگے شور و غل صدائے تحسین و آفرین کا زبان دشمنان سے بلند ہوا ہے جون

۱۰

نے بھی تعریف کی اور دعائے نصرت کی پھر فرامرز ثانی نے اُس پہ نیزے کا وار کیا اُس نے
بھی بچا و کدر وکا پھر قمبور نے نیزہ سینہ کو تاک کر نہایت چالاکی و قوت سے لگایا فرامرز ثانی
نے بسہولت تمام اُس وار کو بھی اُسی طرح روکا اب تو اکثر قزاق باہم آہستہ آہستہ کہنے لگے
دیکھیے انجام جنگ کیا ہوتا ہے حریف نہایت زبردست معلوم ہوتا ہے ہمارے مالک و آقا سے تیز دستی
کے ساتھ لڑ رہا ہے اپنے وقت میں دل چاہتا ہے کہ سب یکبارگی حملہ کر کے چار طرف سے گھیر کر اسکو
قتل کریں مبادا یہ حریف ہمارے آقا پر غالب آ جائے بعض قزاقوں نے جواب دیا کیا بیہودہ
خیال کرتے ہو ہمارا آقا و مالک کیا کم ہے جو ہم اس کو قتل کریں انھوں نے جواب دیا کہ ہمارے
نزدیک تو ہماری رائے مناسب ہے یہ کہکر قزاقان خونریز آگے بڑھے قمبور نے منع کیا اور کہا کہ یہ بہادری
و شجاعت کے خلاف ہے کہ ایک جوان سے ہزارہا آدمی لڑیں تم سب ٹھہرو مجھی کو لڑنے دو جملہ قزاق
حکم سے اپنے مالک کے صف آرا ہو کر ٹھہر گئے فرامرز ثانی نے دو وار اُس کے روک کر کہا کہ اے بہادر
اب اپنے نیزہ سے ہوشیار رہنا کہ نیزہ تیرے ہاتھ سے نکل جائے گا قمبور یہ سنکر ہنسا اور بیہودہ جواب دیا
اے بہادر میں ہوشیار ہوں اور میرے ہاتھ سے نیزے کا نکلنا ناممکن نہیں یہ سنکر فرامرز ثانی نے نیزہ
کو نکال دے کر خبردار خبردار کہکر گھوڑے کو بڑھا کر لگایا اُس نے بمشکل نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان
پر روکا پھر فرامرز ثانی نے اسی طرح اپنے نیزے کو کس دیا اور زور کیا کہ سنان نیزہ اُس کے ہاتھ
سے نکل کر مثل تیر شہاب یا مانند جگنو کے چمکتی ہوئی دور جا گری قمبور متحیر ہوا اور دریائے انفعال
میں غرق ہو گیا تاجروں نے شور تحسین و آفرین بلند کیا جملہ قزاق یہ تماشا دیکھکر دنگ ہو گئے
ہر ایک حیرت سے تصویر بیکسی ہو گیا قمبور نے بہ آواز بلند پکار کر کہا اے جوان سنان جو میرے
نیزے سے نکل گئی وجہ اُس کی یہ تھی کہ یہ نیزہ کہنہ و بوسیدہ ایک مدت سے بیکار تھا میرے زور بازو میں
کمی نہیں ہے یہ کہکر غصہ میں آکر ڈانڈ نیزہ مذکور کی [illegible] غضب آلود آگے بڑھکر سر فرامرز ثانی پر بقوت
تمام لگائی فرامرز نے ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس طرح روکا کہ ڈانڈا اُس کے نیزے
کی درمیان سے دو ٹکڑے ہو گئی قمبور قزاق نے منفعل ہو کر وہ ڈانڈ شکستہ زمین پر ڈال کر قبضہ
شمشیر آبدار پر ہاتھ ڈالا [illegible] لیکر سپر کو آگے بڑھا کر یوں پکارا کہ اے جوان آگاہ ہو کہ یہ وہ تیغ آبدار
ہے کہ ہزاروں کا قصہ ایک دم میں فیصلہ کر دی ہے خبردار و ہوشیار ہو جا کہ اب اس شمشیر آبدار کی ضرب
سے جانبر نہ ہوگا کیونکہ یہ شمشیر حریف کو راستہ سیدھا ملک عدم کا بتاتی ہے فرامرز ثانی نے ہنسکر جواب دیا
اے بہادر حوصلہ اپنے دل کا نکال لے ضرب شمشیر لگا میں ہوشیار ہوں اللہ ہمارا نگہبان ہر دو جہاں کا
بچانے والا ہے قمبور قزاق نے بقوت تمام سر پر فرامرز کے تلوار لگائی ادھر اس بہادر نے بائیں
ہاتھ پر بعجلت تمام شمشیر و سپر لیکے اُس کی تلوار کی باڑھ سپر پر لی جب تلوار قریب سر آئی فرامرز
ثانی نے آگے بڑھکر بائیں جانب آکر داہنا ہاتھ اپنا کلائی پہ بسرعت تمام ڈال دیا اور کلائی مروڑ کر
تلوار اُس کے ہاتھ سے چھین لی تاجروں نے بہت خوش ہو کر پھر شور تحسین و آفرین بلند کیا وہ چالیس
ہزار قزاق جو صف آرا موجود تھے اور جنگ دیکھ رہے تھے یہ حال بد دیکھکر باہم کہنے لگے
کہ یہ جوان عجب پرقوت و پرفن ہے کہ ہمارے آقا سے بھی قوت و فن سپہگری میں زیادہ ہے انجام جنگ
برا معلوم ہوتا ہے کبھی اس طرح ہمارے آقا کسی بہادر سے ہنگام جنگ منفعل و خجل نہ ہوئے تھے ہم
مجبور ہیں ہم کو حکم نہیں دیتے ہیں ورنہ ابھی اس جوان چالاک دست کو شمشیر و خنجر سے پارہ پارہ

کر ڈالین ہنوز قزاقان مذکور یہ تقریر باہم کر رہے تھے اور قہور کے ہاتھ سے تلوار جو فرامرز نے چھین لی
تھی شرمگین تھا سر جھکائے تھا بعد ایک لمحہ کے غصہ مین آکر مرکب کو کسی قدر بڑھا کر زنجیر کمر فرامرز مین
ہاتھ ڈال کر چاہا کہ پشت فرس سے اُٹھا کر زمین پر اسطرح پٹکے کہ سرمہ سا ہو جائے مگر فرامرز ثانی کو
ذرا بھی جنبش نہوئی جب وہ زور کرکے تھک گیا فرامرز ثانی نے مسکرا کر بعجلت اُس کی زنجیر کمر مین
ہاتھ ڈال کر بسہولت زور کرکے اُس کو موافق قاعدہ سہاوران پشت فرس سے اُٹھا کر چہت و دیگر
آہستہ زمین پر گرا کر جلد گھوڑے سے اُتر کر اُس کے سینہ پر بیٹھا اور بعض راویون نے یون کہا ہے کہ
جب فرامرز نے اُس کو پشت فرس سے اُٹھا کر سر سے بلند کرکے گردش دے کے چاہا کہ بالا سے
خاک پٹکے اُس وقت قہور نے کہا اے بہادر الامان فرامرز نے جواب دیا کہ امان بشرط قبول اسلام
و ایمان اُس نے بصدق دل کہا مجھے بدل و جان منظور و قبول ہے یہ سنکے فرامرز ثانی نے نہایت
خوش ہوکر اُس کو آہستہ زمین پر کھڑا کر دیا تاجرون نے بہت تعریف کی قہور قزاق زیر ہوکر خادمانہ
قدم فرامرز پر گرا اس بہادر نے سر اُس کا اپنے سینہ سے لگایا اور کلمہ طیبہ اُس کو تعلیم و تلقین
کیا اُس نے بصدق دل کلمہ پڑھکر مذہب اسلام اختیار کیا پھر فرامرز ثانی کو درہ کوہ مین بعزت و
حرمت لے گیا جا کے مسند پر بٹھایا بعد نہایت تکلف سے دعوت و ضیافت کی اور اپنے تمامی
ہمراہیان قزاق پیشہ کو کہ جملہ تیس ہزار تھے مسلمان کیا پھر بحکم فرامرز ثانی خواجہ بہادر اور خواجہ
اشکبار وغیرہ تاجرون کا جس قدر مال و اسباب لوٹا تھا وہ اُن کے حوالے کیا وہ سب تاجر اپنا
مال و اسباب پاکر فرامرز ثانی کے حق مین دعائے خیر کرنے لگے اور رخصت ہوکر جہان اُن کو جانا
منظور تھا چلے گئے بعض بعض راویون نے اس مقام پر یہ بھی لکھا ہے کہ تاجران مذکور جملہ مال اسباب
اپنا پاکر قیام پذیر رہے جب قہور قزاق نے چند روز تک بخوبی تمام دعوت ضیافت فرامرز کی تب
صحرا کے سبزہ زار مین کی اور دولت دین بھی پہنچائی فرامرز ثانی پائی اُسوقت بہت شادمان
ہوکر پوچھا اے بہادر تیرا نام کیا ہے اور مسکن تیرا کہان ہے فرامرز نے اپنا نام بتا کر کہا کہ بالفعل مسکن
میرا باغ نعمان جادو ہے اسی باغ سے رخصت ہوتا ہون اور اپنے مسکن کی طرف جاتا ہون مجھکو
یہان زمانہ زیادہ گذرا واسطے شکار آہو کے باغ سے نکلا تھا اتفاق سے آہو کے تعاقب مین سرحد
شہر شامیہ مین پہونچا وہان دیو اسلام کا فرزند شکار کھیل رہا تھا اُس آہو کی بابت اُس سے ایسی تکرار
ہوئی کہ نوبت جنگ کی پہونچی آخر اُس کو قتل کرکے اپنے مسکن کی جستجو مین چلا تھا کہ یہ تاجر راہ مین گریان
و نالان ملے اُن کے حال پر ہمکو رحم آیا کہ ہم اُن کے اسباب و مال کے دلانے کے واسطے اودھر آئے
یہان کئی روز گذرے لہذا اب ہمکو رخصت کرو تم یہین رہو لیکن خبردار اب قزاقی نکرنا دل آزاری
مردمان خوب نہین خلاف شرع ہے اور گناہ بھی ہے اُس نے تمام تقریر سنکے دست بستہ عرض کی کہ جب
پیشہ قزاقی کو آپنے منع کیا تو اب کس واسطے یہان سکونت اختیار کرون مین بھی آپ کے ہمراہ
چلونگا پھر تا بعد آپ اپنے محسن و جان بخش و بہادر کے قدم سے جدا نہونگا فرامرز ثانی نے
خوش ہوکر کہا خیر تمکو اختیار ہے قہور نے اُسی وقت حکم دیا کہ سامان سفر درست کیا جائے جملہ مال
و اسباب جو فراہم کیا ہے وہ اونٹون پر صندوقون مین رکھکر بار کیا جائے کل ہم ساتھ اپنے محسن و
آقا کے یہان سے کوچ کرینگے جملہ قزاق بہ تقریر اُس کی سنکے کاربند ہوئے دوسرے روز ہنگام سحر
جب آفتاب مشرق سے برآمد ہوا فرامرز ثانی مرکب پر سوار ہوا قہور وغیرہ بھی جملہ قزاق مرکبون پر

حضرت ان کو دیکھا کہ ایک درویش باریش دراز و سفید جامہ پارسائی و فقیری دربر دستار فقیری برسر
سامنے سے آتا ہو دیکھتے ہی خوش ہوا دل مین کہنے لگا الحمد للہ جس کا مین منتظر تھا وہ آپہونچا مراد دلی
بر آئی خدا اپنے بندہ کی بیری مستجاب کی حضرت ان نے کہا داتا یا اللہ اُس فقیر نے کہا بابا عشق اللہ آؤ آؤ
کہا اپنی جگہ سے نیم قد برائے تعظیم اٹھا ہر چند کہ حضرت ان نے کہا کہ داتا کیون اس خاکسار کی تعظیم
و تکریم کرتے ہو مگر اُس نے نہ مانا اور جواب دیا بابا مین تجھے اپنے علم سے جانتا ہون کہ تو بڑا شخص وزیر
بادی و نامور کا فرزند ہے گو کہ تو اس لباس مین ہے یہ کہکے پاس اپنے اُسی چبوترے پر بالائے فرش
پوست شیر بٹھا لیا پھر پوچھا کہان سے آنا ہوا کہان جانے کا ارادہ ہے حضرت ان نے جواب دیا کہ داتا
جہان سے سب آتے ہین مین بھی آیا ہون اور جہان سب جانے والے ہین ایک روز مین بھی
جاؤن گا البتہ راستہ پہچاننے والے کا دیکھ رہا ہون چند روز مین ضرور جاؤن گا یہان رہکر کیا کرون گا
یہ مقام رہنے کا نہین ہے یہ تو ایک سرا ہے فقیر کا مکان اصلی دور ہے جلد خدا وہان تک بخیریت پہونچاوے
درمیان راہ مین کوئی خرابی نہو اُس درویش نے تقریر اس کی سمجھکر کہا بابا سچ کہتے ہو تم بھی فقرا کی
بولی ٹھولی سے رمز و کنایہ سے خوب آگاہ ہو حضرت ان نے پوچھا شاہ صاحب آپ کا اسم شریف کیا
ہے اور یہ مزار کس کا ہے آپ کب سے یہان فروکش ہین اس صحرائے بے آب و گیاہ و قبرستان مین
کیونکر بسر اوقات ہوتی ہے اُس درویش سرخ مو نے مسکرا کر جواب دیا بابا یہ کیا کہا معبود رازق العباد
ہے رزاق مطلق ہے روزی رسان ہے انسان کا مرتبہ تو بڑا ہے رزاق مطلق کیڑون کو بھی اپنے رحم و
کرم سے روزی پہونچاتا ہے کیا سنا نہین کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎ آسیا کہتی ہے ہر صبح باواز بلند
رزق سے بھرتا ہے رزاق ہمین پیٹ ترا اسی جگہ معبود حقیقی ہر قسم کی نعمتین عطا فرماتا ہے ہم سب یہان سیر و سیراب
ہوتے ہین جو کوئی کبھی اس طرف سے گذرتا ہے اُس کو بھی ہم اپنا مہمان کرتے ہین جو کچھ ممکن ہوتا ہے اُسکے
آگے اکل و شرب سے رکھ دیتے ہین آج تمہاری بھی فقیر مہمانی کرے گا جو ماحضر ہے کھلائے گا یا جس
شے کی تم کو خواہش ہوگی وہی طعام لذیذ و نفیس کھلائے گا پانی شیرین و سرد پلائے گا فضل خدا
سے سب کچھ اس صحرا مین فقیر کو ممکن ہے ابھی تم کو تعجب ہوگا جب دیکھو گے تو کہو گے کہ یہ فقیر سچ
کہتا ہے اب تم کو معلوم ہو کہ نام میرا مہر جان سرخ مو ہے سب مجکو مہر جان شاہ کہتے ہین اور یہ نام
میرا اس وجہ سے میرے والدین نے رکھا ہے کہ چہرہ میرا اور موئے تن سرخ ہین اور یہ مزار جو سامنے ہے
میرے مرشد و ہادی عبد اللہ شاہ کا ہے اور یہ چالیس فقرا میرے مرید ہین ان مین ہر ایک موحد و
خدا پرست و عبادت گذار ہے ایک مدت دراز و عرصہ مدید سے بحکم اپنے مرشد مرحوم و مذکور کے
یہان بیٹھا ہون اور وہ بھی برسون اسی جگہ بیٹھے رہتے تھے اور جو لباس فقیر پہنے ہوئے ہے یہی پوشاک
وہ بھی پہنتے تھے اور انھون نے یہ خرقہ و جامہ اپنے مرشد سے پایا تھا آگے کا حال معلوم نہین کہ انھون
نے یہ جامہ کس سے حاصل کیا تھا ہمارے مرشد نے ہمکو قریب مرگ یہ جامہ و دستار دیکے مسند نشین
کرکے تاکیدا کہا تھا کہ اس جامہ و دستار کو لے اور یہین اور اسی جگہ بیٹھ خبردار یہان سے کہین
نجانا میرے مرقد کے قریب تر رہنا جب کوئی اس جامہ کا لینے والا اس طرف سے گذرے اُس کو یہ
جامہ حوالے کر دینا یہ جامہ تیرے پاس امانت ہے خاص تیرا نہین ہے مین نے پوچھا تھا کہ اس جامہ
پوستین کا لینے والا کون ہے مرشد نے جواب دیا تھا کہ یہ جامہ پوستین جس کے تن پر ٹھیک اور درست
ہو وہی اس جامہ کا لینے والا ہے بجز اُس کے کسی آدمی کے تن پر یہ جامہ ہرگز نہ آسکے گا اور بڑی

پہچان ایک یہ ہی کہ جس کے تن میں یہ جامہ آ جائے گا وہ بصورت درویش یہاں آئے گا اور یاد رکھ
کہ اُسی روز تو بھی اس دنیا سے رحلت کرے گا ہم سے آ ملے گا تا کہ اس جامہ کا تجھکو اپنے ہاتھ سے
غسل و کفن دے گا اور ہماری قبر کے پاس تجھکو دفن کرے گا یہیں یہ وصیت و نصیحت کرکے مرشد
موصوف نے رحلت کی حسب وصیت اُن کی میں نے اُن کو غسل و کفن دے کر بعد گریہ و
زاری دفن کیا بعدہ وہ پوستین میں نے پہن لیا و دستار اپنے سر پر رکھی فاتحہ خوانی مرشد کی اُسی روز
سے کیا کرتا ہوں مجاور بنا ہوا یہاں بیٹھا ہوں شب کو شمعدان کو چراغ ان کی چار در چڑھاتا ہوں جو کوئی
اس طرف سے گذرتا ہے اُسے مہمان کرکے جامہ عطیہ انتہا مرشد پہناتا ہوں کسی کے ٹھیک اور درست
تن پر نہیں آتا ہے آج تمکو بھی وہی جامہ پہناؤں گا بولے تمہاری دعوت و ضیافت کر لوں یہ کہکے اسی
جامہ پوستین کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور کہا اے جامہ پوستین مرشد اسوقت ایک فقیر صورت
بندہ خدا پرست ہمارا مہمان ہوا ہے طعام چاہیے رنگا رنگ و لذیذ و خوشبودار و آب صاف و سرد و خوشگوار
درکار ہے ابھی دستیاب ہو خضران بن عمرو نے دیکھا کر قابیں اور پلیٹیں سفید سے اور پلاؤ اور متنجن
کی گرما گرم اس جیب سے برابر نکلنے لگیں مرجان سیح مو بار بار اشیائے مطلوب جیب جامہ مذکور
سے نکال نکال کے رکھنے لگا کباب بالائی شیرمال ہر قسم کی نان خستہ و مرغن و چرب لائق غذا سے
شاہان تمام اشیاء و اغذیہ و صراحی آب سرد و دستر خوان نکال کر بالا سے دستر خوان رکھیں پھر
آفتابہ اٹھا کر ہاتھ دھلائے بعدہ کہا بسم اللہ کھانا کھاؤ یہ تو طعام موجود ہے اب جس چیز کی خواہش ہو
وہ بھی فقیر جیب سے نکال کر پیش کرے خضران نے کہا اب ضرورت کچھ نہیں ہے سب کچھ تو موجود
ہے اور اسی دستر خوان پر وہ نعمتیں ہیں کہ سنا ہوں کے کبھی دستر خوان پر ایسی ہی نعمتیں ہنگام خوان
طعام موجود ہوتی ہوں گی ظاہر میں یہ کہا مگر دل میں کہا یہ پوستین عجیب کرامت کی پوستین ہے گویا زنبیل
قبلہ و کعبہ ہمارے والد کی ہے جو اوصاف اس میں تھے وہی اوصاف اس میں پائے جاتے ہیں
یہ دل میں باتیں کرکے اصرار کرنے سے اس درویش سیح مو کے خضران نے طعام کھانا شروع کیا
مرجان سیح مو اور وہ چالیس فقرا بھی شریک طعام ہو گئے جب سب سیراب و سیر بخوبی ہو چکے
تو ہر ایک نے آب گرم سے ہاتھ دھویا درویش مرجان سیح مو نے پھر وہ دستر خوان اور قابیں
وغیرہ جو کچھ اس جیب سے باہر نکالی تھیں پھر اسی جامہ پوستین کی جیب میں داخل کر دیں وہ غائب
ہو گئیں خضران متحیر ہو کر دیکھنے لگا اُس فقیر نے کہا بابا کیا نظر حیرت سے دیکھتا ہے یہ جامہ پوستین
ہمارے مرشد کا عجیب کرامت رکھتا ہے ابھی تو نے کیا دیکھا ہے جو جو کہ اشیاء اس میں ہیں اور جو چیزیں
حسب الطلب نکل سکتی ہیں اور پھر غائب ہو جا سکتی ہیں یہ کہکر وہ جامہ اپنے تن سے اتار کر
پہلے اپنے چالیس مریدوں سے کہا کہ تم سب باری باری سے اس جامہ کو پہنو جس کے تن پر یہ
جامہ درست ہو وہ اس جامے کو ہم سے لے کہ فقیر اب دنیا سے جانے والا ہے ان چالیسوں
مریدوں نے یکے بعد دیگرے وہ جامہ بخواہش تمام پہنا لیکن کسی کے تن پر ٹھیک اور درست نہوا
آخر کار جب سب اس کے پہننے سے عاجز و مجبور ہوئے خضران بن عمرو سے مخاطب ہو کر کہا بابا
اب تو اس جامہ کو پہن خضران نے جو اس کو بسم اللہ زبان پر جاری کرکے پہنا ٹھیک اور درست
ہوا اُن چالیس فقرا کو رشک ہوا سب نے دل میں افسوس کیا مرجان سیح مو نے کہا کہ اے
خضران بن عمرو مبارک ہو کہ یہ جامہ خاص تمہارے واسطے مرشد نے ہمارے ہمکو دیا تھا اور ہمکو کہ

بطور امانت اپنے پاس رکھتے تھے آج امانت تم کو موافق حکم مرشد دیتا ہون اس جامے کو لو اس کو
ہمیشہ اپنے گلے مین رکھنا اس کی جیب سے جو کچھ طلب کرو گے تم کو فی الفور ملے گا تم عیار ابن خواجہ
عمرو ہو تمھارے جامۂ پوستین بہت کام آئے گا اس جامے کی جیب مین اول تو بہت سے بانے
عیاری کے ہین ازانجملہ ایک منڈھی ہے دیکھو ابھی ہم تم کو دکھلاتے ہین یہ کہکر جیب مین ہاتھ ڈالکر
کہا اے جامۂ پوستین مرشد منڈھی درکار ہے فی الفور ہاتھ مین آگئی وہ بصورت ایک چھتری کے
تھی مرجان سرخ مو نے ایک لوح بشکل ایک لکڑی کے نکالکر جیب سے درمیان مین اس منڈھی
کے رکھی اور کچھ اسمائے اعظم لوح سے وردزبان کیے فوراً وہ دراز ہونے لگی یہانتک کہ وہ سب فقرا
اس کے درمیان مین آگئے مرجان سرخ مو نے کہا اے خضران یہ منڈھی جس قدر چاہو دراز
ہوسکتی ہے اور جب چاہو بلند ہوکر جہان کا ارادہ کرو پہونچا دے سکتی ہے اور جہان چاہو تو اتار دیسکتی
ہے بشرطیکہ یہ لوح جو اس کے درمیان مین ہے اس کے اسمائے کو کہ صدہا ہین وردزبان کرو گے جسکا مطلب
کے واسطے جو اسم اس مین نقش ہے جب پڑھو گے وہ مطلب حاصل ہوگا اس مین اگر بیٹھو گے تو
ہر آفت بلا سے محفوظ رہوگے کسی ساحر کا سحر اثر نہ کرے گا جو کوئی واسطے تمھاری گرفتاری کے
اس منڈھی کے اندر آجائے گا وہ فی الفور گرفتار ہو کر لٹکا جائے گا سوا اس کے کوئی درندہ و گزندہ
اس کے اندر آنہین سکتا ہے یہ بھی کرامت کی منڈھی ہے یہ کہکر اس لوح مذکور سے کچھ دیکھکر اسما پڑھے
وہ منڈھی جیسی تھی ویسی ہی ہوگئی شاہ صاحب موصوف نے پھر اس منڈھی کو داخل جیب جامۂ
پوستین کرکے ایک گلیم اسی جیب سے نکالی اور کہا اے خضران دیکھو یہ گلیم بھی کرامت کی ہے
جب اس کو اوڑھ لو گے کوئی تم کو دیکھ نہ سکے گا نہ دریافت کرسکے گا کہ کہان ہے یہ کہکر وہ گلیم بھی پھر
داخل جیب کرکے جامۂ پوستین مذکور خضران بن عمرو کے حوالے کرکے کہا کہ اس کو اب پہن لو
جب خضران دوبارہ اس جامۂ پوستین کو پہن چکا تو مرجان شاہ نے اپنے بازو سے ایک انگا
کہ اس پر بہت سے نقش اور طلسم کندہ تھے کھول کر کہا دیکھو اے خضران یہ انگا ضحاک
بادشاہ نے اپنے عہد حکومت مین ہزارہا عالمون اور عاملون کو جمع کرکے بے حد و انتہا زر سرخ و سفید
خرچ کرکے اور عاملون کو دے کے تیار کرایا تھا خاصیت اس کی یہ ہے کہ جس کے بازو پر بندھا ہو اس پر
جن و انس سے جنگ مین و دیگر مقامات غالب آنہین سکتا ہے بلکہ صاحب انگا سے جو کوئی لڑے گا
وہ زیر ہوگا پس یہ انگا بھی لو اور اپنے بازو پر باندھو کہ تمھارے بہت کام آئے گا ہرگز اس کو اپنے
بازو سے بے ضرورت جدا نکرنا اور اس کی حفاظت و نگہبانی کرنا یہ بہا تحفہ ہے ضحاک شاہ نے اسکو
تیار کراکر اپنے خزانے مین رکھا تھا جب اس نے انتقال کیا تو فریدون وغیرہ بادشاہون کے
قبضہ مین آیا اسی طرح یکے بعد دیگرے قبضہ مین آتا رہا یہانتک کہ ہمارے مرشد کے مرشد کو کسی طور
سے دستیاب ہوا تھا جو اسوقت تم تک پہونچا ہے یہ عجیب بیش بہا تحفہ ہے اس کی جس قدر تعریف
کی جائے کم ہے خضران نے وہ انگا بھی لیکر اپنے قبضہ مین کیا اور اسی وقت اپنے بازو پر باندھ لیا
مرجان شاہ نے بعد دینے انگے کے کہا کہ اے خضران بن عمرو اب مین تم کو اپنا مرید و
جانشین کرتا ہون اور ان چالیسون مریدون کو تمھارے حوالے کرتا ہون ان سے سلوک نیک
کرنا پھر ان مریدون سے کہا خبردار خضران میرے وصی و جانشین ہین اطاعت کرنا جو یہ حکم
کرین اس پر عمل کرنا خلاف ان کی رائے کے کوئی کام نکرنا سب مریدون نے عرض کیا آپ کے حکم کی

تعمیل کرین گے جب مرجان شاہ اپنے مریدون سے اقرار لے چکا اور سب اشیاء کرامت
خضران کو دے چکا اور اپنا وصی و جانشین بھی کر چکا اُٹھ کر نہایا غسل کیا جامہ پاک و خوشبو پہنکر
دو رکعت نماز شکر امانت رسانی و آرزوے دلی استجابت دعا بجا لایا خضران سے مخاطب ہوکر
کہا کہ اے جانشین من آگاہ کہ اب وقت وفات ہمارا آپہونچا ہے کوئی دم کا مہمان ہون جسوقت
مرجاؤن اپنے ہاتھ سے غسل میت دینا پھر کفن دے کر نماز جنازہ ہمراہ ان سب مریدون کے
پڑھکر برابر مرشد کے مزار کے قبر کھودو اور مجھے اپنے ہاتھ سے دفن کر دینا اور حتی الامکان اسی جگہ
رہنا ورنہ تمکو اختیار ہے بہت مریدون مین سے کسی کو اپنا جانشین کر کے بضرورت چلے جانا دیکھو
ضرور میری وصیت پر عمل کرنا یہ کہکے زمین پر دراز ہوا یعنی لیٹ گیا پھر کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا
تھوڑی دیر مین بحکم خدا مر گیا خضران نے حسب وصیت اُس کے اُس کو غسل و کفن دے کر نماز جنازہ
پڑھکر قبر مین اُس جگہ مرشد کے برابر اُسے دفن کیا بعد ایام تعزیت وغیرہ و فاتحہ خوانی اور کھانا
کھلانے فقیرون کے خضران نے ان چالیسون مریدون سے ایک مرید کو زیادہ لائق پاکر اُس کو
اپنا جانشین کر کے کہا تو اس جگہ بیٹھ خبردار یہان سے کہین نہ جانا تا وقتیکہ ہم یہان نہ آئین اور
اسی جگہ مسکن گزین رہنا ان دونون مزارون کی جاروب کشی و مجاور رہنا ہمیشہ عبادت خدا
مین بسر کرنا اور لعب مین گرفتار نہونا یہ تاکید کر کے وہان سے سب اشیاے طلسم مرجان پیر خود و
درویش لیکر ایک جانب روانہ ہوا اس کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے ہنگام ضرورت اس کا حال
لکھا جائیگا لیکن اب

حال ان ملازمون کا جو لاشہ دیو سلیم کا شکار گاہ سے اُٹھا کر نالان و گریان سمت دیو اسلم و قلعہ عمانیہ روانہ ہوے تحریر کیا جاتا ہے

چھپا بیٹھا ہے [illegible] سے یہ مہمان اپنا — رکھے [illegible] تیغ سے پہلو سے تو پیکان اپنا
تیرے قربان نکال آج تو ارمان اپنا — رکھ یا تیغ کے کیون غضب ہے [illegible] اپنا
باغبان تو لیے بیٹھا رہ گلستان اپنا — تجھسے پھولون کو مبارک ہو بیابان اپنا
کہہ لیے جاتا ہے بلبل کو قفس مین صیاد — دیکھتی جاتی ہے حسرت سے گلستان اپنا
حشر مین بھی ہون [illegible] دور جام ہو ساقی — میزبان ہم نہین اور کوئی ہو مہمان اپنا
پھیر دے پھر وہ کے تار رگ گلے پر قاتل — سہل مشکل ہو تری کام ہو آسان اپنا
داغ دل کا ہو چلا سیر کو [illegible] — حشر مین جا [illegible] ہم لے کے گلستان اپنا

جب وہ نابکار و بیدین لاشہ اُس دیو خشمگین کا اُٹھائے نالان و گریان با دل دردناک در قلعہ عمانیہ
پر پہونچے دیو اسلم اُسوقت تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار اُس کے دربار مین بیٹھے و
ایستادہ حاضر تھے ناگاہ شور گریہ و فغان سنکے دیو اسلم نے گھبرا کر کہا دیکھو تو یہ کیسا شور و غل
ہمارے در قلعہ پر ہے ملازمون نے جا کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ لاشہ دیو سلیم کا لوگ لیکر آئے
ہین یہ دیکھکر وہ بھی نالان دربار مین پلٹ آئے دیو اسلم نے پوچھا کہ خیر ہے انھون نے عرض کیا کہ
حضور جو کچھ حال ہے وہ ابھی ظاہر ہو جائیگا ہمارے منھ مین خاک ہم اپنی زبان سے کیا کہین کہ کیا
دیکھکر آئے ہین ہنوز وہ ملازم یہ عرض کر رہے تھے کہ وہ لوگ جو لاشہ دیو سلیم لیکر آ رہے تھے

سر دیدہ بار لاشہ ولیعہد کا نالان و گریان لائے دیو اسلم لاشہ خون آلود اپنے فرزند دلبند کا دیکھکر
بے اختیار نالان ہوکر تخت حکومت پر اشکبار ہوکر بہت حال اپنا غم فرزند مین ابتر کرکے پوچھنے لگا
میرے فرزند کو کس نے قتل کیا ہے وہ کون ایسا قوی و بہادر دشمن تھا کہ جس نے میرے فرزند کو قتل
کر ڈالا کچھ نا بدولت سے بھی کہو ان ملازمون نے عرض کیا کہ اے بادشاہ ہم حسب الحکم ہمراہ
شاہزادے کے صحرائے سبزہ زار مین گئے تھے شاہزادہ بہار ابعد بخوشی صحرا مین شکار آہو و نخچیر
کھیل رہا تھا ناگاہ ایک آہوے تیر خوردہ افتان و خیزان دور سے ہمارے شاہزادے کے
روبرو آیا شاہزادے نے بخوشی و بعجلت تیر لگا کر اُس کو شکار کیا جب وہ زمین پر گرا قریب اُسکے
جا کر ارادہ اُس کے کباب یا خام کھانے کا کیا تھا کہ سامنے سے ایک جوان خوش رو نہی آدمی
مرکب کو اپنے اڑاتا ہوا قریب آیا پھر اُس نے اُس سے للکار کر پوچھا کہ اس آہو کو کس نے شکار
کیا ہے اس کو تو مین نے تیر لگایا تھا یہ شکار ہمارا ہے غیر نے جس نے اُس کو شکار کیا ہے میں بھی اُس کا
شکار کرونگا بتاؤ وہ کون ہے ہم نے کہا ہمارے بادشاہزادے نے یہ ہم ہو کر فرمایا کہ ہم نے اسکو
شکار کیا ہے کیون مطلب تمہارا کیا ہے اُس جوان تند خو نے کہا کہ اس آہو کو ہمارے حوالے کرو کہ یہ
آہو ہمارا شکار ہے ہمارے شاہزادے نے آہو کے بدکو دینے سے انکار وہ جوان بجنگ آمادہ
جنگ ہوا بعد تکرار وتکرار بسیار کے شاہزادہ لڑائی پر مستعد ہوا ہر چند ہم سب نے عرض کیا حضور
تامل کریں اس جوان بد خو سے مقابلہ نکرین ہم جان نثار موجود ہیں ابھی اس کو قتل کرین گے
لیکن شاہزادے نے نہ مانا ہمین روک کر خود اُس سے مقابلہ کیا دیر تک جنگ ہوئی آخر کار اس جوان
نے ایک ضرب شمشیر آبدار ہمارے شاہزادے کو قتل کیا تب ہم سب نے اُس پر حملہ کیا اُس نے ہمکو بھی زخمی
کیا کسی طرح وہ قتل نہو سکا آخر کار وہ جوان اُس آہو کو لیکر ایک طرف صحرا مین چلا گیا ہم لاشہ
شاہزادے کا اٹھا کر یہان لے آئے ہین دیو اسلم نے پوچھا اُس جوان کا نام کیا ہے کہان رہتا ہے
ان ملازمون نے عرض کیا کہ اے بادشاہ ہم اُس کے نام و جائے سکونت سے آگاہ نہیں ہان
اُس کی صورت سے ماہر ہین وہ جوان قوی ہیکل تھا نہایت قوی بازو و خوش رو مرکب پر سوار
تھا مسلح و مکمل تھا دیو اسلم یہ سنکے کہنے لگا کہ اے نامرد و تم سے ایک جوان کو قتل نہ کیا گیا نہ
اُسے گھیر کر روکا گیا نہ بدولت کو خبر کی سب نے عرض کیا حضور وہ جوان بلا سے بلے دریان تھا
ہر چند چاہا کہ اُس کو قتل کرین لیکن وہ قتل نہو سکا نہ گرفتار ہو سکا نہ ہم اُس کو گھیر سکے نہ خبر اُسکے
آنے کی حضور کو پہونچا سکے وہ بہت جلد آہو کو لیکر صحرا سے چلا گیا ہم مجبور ہوگئے دیو اسلم
سنکے پہلے تو بہت رویا بعد کچھ اسلے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک طائر خوش رنگ پیدا ہوا
اُس نے بزبان فصیح پکار کر کہا کہ اے دیو اسوقت تم نے مجکو کیون طلب کیا ہے مطلب تمہارا کیا
ہے بیان کرو دیو اسلم نے ایک رقعہ حسب المطلب جلد اپنے ہاتھ سے لکھکر اُس طائر سحر کو دیا اور کہا
کہ اس رقعہ کو ازلال جادو کو دے آ وہ طائر سحر اُس رقعہ کو اپنی منقار میں لیکر ایک جانب
پرواز کنان چلا گیا بعد تھوڑی دیر کے ایک ٹکڑا ابر سرخ آسمان پر نمودار ہوا جب وہ درمیان
سے شق ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تخت اُس ابر سے باہر آیا اُس تخت سحر پر ازلال جادو بیٹھی
ہوئی تھی سب اہل دربار دیکھ رہے تھے کہ وہ ساحرہ اپنے تخت سحر کو پہنچا کر کے دربار مین لائی پہلے
اُس نے جملہ اہل دربار کو نالان و گریان دیکھکر سبب فریاد و فغان نہایت حیران ہوکر پوچھا کسی

جوش گریہ میں اُس کو کچھ جواب نہ دیا آخر اُس نے دیو اسلم سے دریافت کیا کہ یہ شور و غل اور گریہ و
بکا کیسا ہے سب رو رہے ہیں تم بھی نالاں ہو جلد بیان کرو کہ سبب اس رونے پیٹنے کا کیا ہے اور
تم نے مجھکو طائر سحر کے ذریعہ سے رقعہ لکھکر کیوں بلایا ہے دیو اسلم نے سر پیٹکر کہا کہ تم اچھا غضب
غضب ہوا تمھارا فرزند قتل ہو گیا دیکھو یہ لاشہ اُس کا پڑا ہے ازلال جادو نے جو اپنے فرزند کے
لاشہ پر نظر کی کثرت غم سے اس قدر روئی پیٹی کہ قریب ہلاکت پہونچی غش آ گیا جب اُس کو غش
سے افاقہ ہوا پوچھا کہ میرے پارۂ جگر کو کس نے مار ڈالا وہ کون بے درد تھا جس نے اس پر ہاتھ
اُٹھایا اور وہ کون ایسا شجاع و بہادر تھا کہ جس نے میرے قوی ہیکل پسر کو قتل کیا دیو اسلم نے
کہا اے صاحبہ میں نے اس کے ہمراہیوں سے کہ اس کے ہمراہ شکار پر گئے تھے دریافت کیا تھا
کسی نے اس کے قاتل کا نام اور اُس کا مسکن نہیں بتایا مجبور ہو کر تمکو طلب کیا کہ تم بذریعہ
سحر اس کے قاتل کو دریافت کرو تاکہ اُس سے انتقام لیا جا سکے اور شاید اسی طرح قلب افگار
کو تسکین ہو سکے ازلال جادو نے ایک اپنی شاگرد ساحرہ کو کہ نام اُس کا شہر پری جادو تھا
طلب کیا جب وہ حاضر ہوئی اُس سے کہا اسوقت میرے ہوش و حواس درست نہیں ہیں
تو بذریعہ سحر میرے فرزند کے قاتل کو دریافت کر اُس نے عرض کیا کہ اے استانی اس وقت
میرے بھی حواس باختہ ہیں آپ کے فرزند کا لاشہ پڑا ہوا دیکھ رہی ہوں ہوش و حواس
میرے بھی کثرت غم و الم سے بجا نہیں ہیں ازلال جادو نے اسوقت ضبط گریہ کر کے ماش کا
آٹا نکال کر اُس کو آپ ہی پانی ہی سے گوندھ کر اس میں سے ایک پتلہ بنایا پھر اُس پر تادیر
اسمائے سحر پڑھ پڑھ کر دم کرتی رہی اور خون اپنی پیشانی کا کاٹ کر اُس پر ڈالا اور تھوڑی دیر میں
اُس کے ہنکارتی رہی بعد دیر کے وہ پتلہ بڑا ہو کر سحر کے زور سے گویا ہوا کہ اے ملکہ ازلال جادو
تمھارا کیا مطلب ہے بیان کرو ازلال جادو نے کہا کہ پتلہ سحر سامری میں چاہتی ہوں کہ تمام حال
از ابتدا تا انتہا میرے فرزند کے قاتل کا بیان کر کہ وہ کون ہے کیا اُس کا نام ہے کہاں رہتا ہے کون اسکو
یہاں تک لایا ہے شاید یہ عمان جادو نے میری بلا علم موجودگی میں تجھ سے صورت اپنی بدل کر میرے
پارۂ جگر کو مارا ہے اُس کا حال بھی بیان کر اُس پتلہ سحر نے ایک لحظہ تامل کر کے کہا کہ اے ملکہ ازلال جادو
آگاہ ہو کہ قاتل تمھارے فرزند دلبند کا راہ دور و دراز سے آیا ہے عمان جادو اُسے لایا ہے وہ نسل
رستم پہلوان سے ہے جوان نہایت قوی بازو و قوی ہیکل ہے نامی و نامور ہے پہلے وہ داخل لشکر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ شاہ پردوان کی دختر پر عاشق تھا دختر شاہ مذکور بھی اُس پر دل و جان
مائل تھی وہ بھی داخل لشکر تھا اور گو کہ کچھ علیحدہ لشکر سے خیمہ زن تھی اور عاشق بھی اُس کا اسکے نزدیک
مقیم خیمہ تھا چونکہ عیار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا کہ نام اُس کا طیفور ہے گرویدہ ہے وہ بھی دختر
شاہ پردوان پر مائل تھا ایک روز بادشاہ لشکر سلطان کیوان شکوہ نے اپنے عیار کے عشق سے آگاہ
ہو کر حکم دیا کہ ملکہ یعنی دختر شاہ پردوان کو محافہ میں سوار کر کے ہمارے لشکر میں لے آؤ ہم اپنے عیار
کا عقد آج ہی اُس سے کر دینگے یہ حکم پاکر چند ملازم محافہ لیکر اُس کے لینے کو گئے اُس کا فرستادہ وار
ملکہ نے لشکر میں جانا اور طیفور گرویدہ عیار سے اپنا عقد ہونا گوارا نہ کر کے اُس نے اپنے تئیں دریا
میں ڈالدیا تھا اسی وقت اُس کے عاشق صادق فرامرز ثانی نے بھی ملکہ مذکورہ کو غرق آب دریا
ہوتے دیکھکر اپنا زندہ رہنا گوارا نہ کر کے خود بھی دریا میں کود پڑا اسنو زندہ دونوں عاشق و معشوق

ڈوب رہے تھے کہ عمان جادو بصورت نہنگ وہان پہونچا اور ان دونون کو لے کر اپنے باغ
مین لایا وہان ان کا عقد اس نے کر دیا اور راحت سے رکھا ایک روز فرامرز ثانی واسطے
شکار کے تیر اندازی کو گیا تھا ایک آہو کے اس نے تیر مارا تھا وہ آہو تیر خوردہ بھاگتا ہوا اس جگہ
آیا تھا جس جگہ تمھارا فرزند شکار کھیل رہا تھا اس نے اس آہو کو تیر مار کر شکار کیا تھا کہ اتنی دیر مین
فرامرز بھی جو تعاقب آہو مرکب کو جولان کیے ہوئے آتا تھا اس نے اپنے آہو کو دیکھکر تمھارے
فرزند سے اس آہو کے لینے پر حجت و تکرار کر کے اصرار کیا وہ برہم ہوا یہانتک کہ لڑائی ہوئی اور ہنگام جنگ
اسی بہادر نے تمھارے دلبر کو قتل کیا ہے اب وہ جمعیت دس ہزار مردم ایک صحرا سے جانب
باغ عمان جادو آتا ہے باغ عمان جادو کا یہان سے جانب شمال ہے فلان ویرانہ و صحرا مین واقع
ہے عمان جادو اپنے باغ مین موجود ہے یہ کہکر خاموش ہو کر خود بخود جلکر خاک ہو کر غائب ہو گیا
ملکہ ازلال جادو نے پتلہ سحر سے تمام حال اپنے فرزند کے قاتل کا سنکے از حد برہم ہو کے
ارادہ کیا کہ خود جا کر اسے اسیر یا قتل کرے ناگاہ شیر پیر جادو نے دست بستہ عرض کیا کہ استانی
جی آپ ایسی حالت رنج و غم مین اپنے فرزند کا لاشہ بے دفن و کفن چھوڑ کر کہان جائیے گا مین ابھی
جاتی ہون اور آپ کے فرزند کے قاتل کو عمان جادو کے باغ سے اسیر کر کے لیے آتی ہون ازلال
جادو نے اجازت دی جسوقت ساحرہ مذکورہ تخت سحر پر سوار ہو کے جانے لگی صمصام شیغزن
نامی ایک سردار سپاہ نے دست بستہ دیو اسلم اور ازلال جادو سے عرض کیا کہ حضور اگر حکم ہو
تو مین بھی مع اپنی تابع سپاہ کے ہمراہ شیر پیر جادو کے جاؤن کیونکہ پتلہ سحر ساحری نے بیان کیا ہے کہ
ہمراہ قاتل دیو سلیم کے جمعیت کثیر ہے پس تنہا شیر پیر جادو کا جانا مناسب نہین ہے ازلال جادو
و دیو اسلم نے کچھ سوچ کے حکم دیا کہ اچھا تو بھی ساتھ شیر پیر جادو کے جا اور میرے فرزند کے قاتل کو
اسیر کر کے لے آ پھر شیر پیر جادو سے کہا کہ عمان جادو کو بھی گرفتار کر لانا وہی بانی فساد ہے اگر وہ نابکار
فرامرز نابکار کو دریا سے اپنے باغ مین نہ لاتا تو میرا فرزند کیون مارا جاتا شیر پیر جادو یہ سنکے تخت
سحر پر سوار ہو کر اسباب سحر کی جھولی دوش پر رکھ کے سب کو وہان نالان چھوڑ کر روانہ ہوئی اور
صمصام شیغزن کہ افسر دس ہزار سواران زرہ پوش کا ہے یہ بھی اپنی سپاہ کو اپنے ہمراہ لیکر
مرکب دورکابہ پر سوار ہو کر صحرا نورد ہوا شیر پیر جادو تخت سحر پر روئے ہوا جاتی تھی اور یہ سوار
توسن شعار بالائے زمین جاتا تھا بعد قطع راہ شیر پیر جادو و صمصام شیغزن وغیرہ در باغ عمان
جادو پر پہونچے دیکھا دروازہ بند ہے شیر پیر جادو نے کچھ اندیشہ کر کے اندر باغ کے جانا مناسب نجانا
صمصام شیغزن سے کہا ایک سوار کو حکم دو کہ دروازے پر جا کر عمان جادو کو پکارے صمصام
شیغزن نے سوار کو حکم دیا اس نے جا کر عمان جادو کو آواز دی اور کہا کہ یہان آؤ عمان اسوقت
باغ مین ملکہ یعنی دختر شاہ پردوان کے پاس بیٹھا تھا وہ غمگین و ملول تھی رو رہی تھی کہ چند
روز سے شوہر ہمارا نہین آیا ہے شکار کو گیا تھا نہین معلوم کیا ہوا جو اب تک یہان نہین آیا عمان
جادو سمجھا رہا تھا کہ اے دختر گریہ و زاری کر تیرا شوہر شکار آہو کو گیا ہو گا آتا ہو گا ناگاہ اس نے آواز
مین سنا کہ کوئی دروازے پر پکار رہا ہے سمجھا کہ فرامرز شکار سے آگیا ہے اٹھ کھڑا ہوا اٹھکر دروازہ باغ
کا کھولا دیکھا کہ شیر پیر جادو اور دس ہزار سوار باغ کو گھیرے ہوئے ہین یہ حال دیکھکر سمجھا کہ ازلال
جادو نے ان سب کو میری گرفتاری کے واسطے روانہ کیا ہے شاید کسی سے حال میرا معلوم ہو گیا ہے

عمان جادو تو اپنی جان بچانے کی فکر مین تھا کہ اُس سوار نے ارادہ گرفتار کرنے کا کیا اور چند
سوار بھی ہمراہ صمصام تیغزن برائے گرفتاری عمان جادو آگے بڑھے تھے اُس نے سحر
کیا کہ وہ چند سوار پاگل ہوگئے شعر پیر جادو نے یہ دیکھکر للکار کر کہا کہ او عمان پہلے تو سحر تجکو یاد
نہ تھا اب تو نے سحر بھی یاد کیا ہے ہمارے روبرو سحر کرتا ہے یہ بھی دن تجکو نصیب ہوا او ظالم غضب کیا
تو نے کہ فرامرز کو یہان لاکر اُس کے ہاتھ سے شاہزادہ دیو سلیم کو قتل کرا دیا اب تو بھی اُفکر کہان
جائیگا چل تجکو ازلال جادو نے طلب کیا ہے اگر بخوشی چلیگا تو بہتر ورنہ تجکو اسیر کرکے لیجاؤنگی
یا سر تیرا کاٹکر برائے نذر ملکہ ازلال جادو یہان سے ارسال کرونگی عمان جادو نے
ہرچند عذر کیا کہ مین ان باتون سے آگاہ نہین لیکن شعر پیر جادو نے نہ مانا آخر کار باہم لڑائی سحر
کی ہوئی شعر پیر جادو غالب آئی عمان جادو کو اسیر کرلیا پھر ارادہ کیا کہ اس کو قتل کرے ہنوز
اسیر کیا تھا اور قتل کرنے کا ارادہ تھا کہ ناگہان پردۂ بیابان گردی برخاست گرد سے تیرہ و تار فلک
گستیدہ شعر پیر جادو وغیرہ جملہ مرد و زن جانب غبار دیکھنے لگے دل مین کہنے لگے کہ یہ غبار کیسا
ہے بعضے اشخاص خیال کرنے لگے کہ آندھی آئی ہے اکثر نے عقل سے دریافت کیا کہ یہ آمد فوج کی علامت
ہے ابھی جملہ سواران سپاہ متحیر ہوکر سوے غبار دیکھ رہے تھے کہ ناگاہ دست ہوا سے تند نے
چالاکی و تیزی سے دامن غبار کو پارہ پارہ کیا سب نے دیکھا کہ آگے آگے ایک جوان خوش رو
و قوی بازو شورشعار مرد میدان کارزار مرکب دورکا پر سوار پہلو مین اُس کے ایک جوان
بہادر دوسرا اور وہ بھی مرکب پر سوار پس پشت تیس ہزار سواران نیزہ دار کہ ہر ایک ان مین پہلوان
چیدہ روزگار ہے گھوڑے دوڑاتے ہوے سب چلے آتے ہین شعر پیر جادو آمد لشکر دیکھتے ہی
حیران ہوئی بعد دریافت اُس کو معلوم ہوا کہ یہی جوان خوش رو فرامرز ثانی ہے اسی نے دیو سلیم
کو شکارگاہ مین قتل کیا ہے یہ حال معلوم کرکے ہنوز شعر پیر جادو سوے لشکر نگران تھی کہ فرامرز
ثانی نے قریب تر آکے عمان جادو کو اسیر و دست ادا دیکھکر برہم ہوکر نعرہ کیا کہ اے گروہ اعدا
دین کیون تم نے بے خطا عمان جادو کو اسیر کیا ہے بہتر و مناسب یہی ہے کہ ابھی اس کو رہا کرکے
ہمارے حوالے کرو ورنہ مین تم سب کو تہ تیغ کرونگا صمصام تیغزن نے یہ کلمات شعر پیر جادو آگے
بڑھکر جواب دیا کہ اے جوان ظلم پیشہ و اے قاتل دیو سلیم ارجمند عمان جادو کو رہا کرنا کیسا
ہم تجکو بھی قتل و اسیر کرینگے اسوقت تیرے ہی آنے کا انتظار تھا خوب ہوا کہ تو وقت پر آگیا اجل
تیری یہان تجکو کشان کشان لے آئی فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ او نابکار کیا بکتا ہے تو مجھے کیا
اسیر و قتل کریگا اگر دعوے بہادری رکھتا ہے تو مجھ سے مقابلہ کر صمصام تیغزن نے برہم ہوکر
اپنے مرکب کو کاوے پر ڈالکر فنون جنگ و نیزہ بازی دکھاکر نیزہ سینۂ پر کینہ فرامرز پر لگایا
اس بہادر نے اپنے نیزے کی سنان پر اُس کے نیزے کی سنان کو روکا دیکھنے والون نے دیکھا کہ
دو مار سیاہ زبانین لٹکائے ہوے باہم گتھے ہوے ہین دہن سے لوکے شرارے نکل رہے ہین
یہ دیکھکر جملہ دوست و دشمن تعریف کرنے لگے کہ عجب خوبی سے اس جوان خوشرو نے وار روکا
ہے ابھی سب شور تحسین و آفرین بلند کر رہے تھے اور ملکہ یعنی دختر بردوان شاہ کان جادو
کے گرفتار ہونے اور فوج کے آنے سے اور اپنے شوہر کی آواز سنکر بارہ دری سے باغ
مین آکر ایک بلندی سے لڑائی دیکھ رہی تھی اور واسطے فتح و نصرت اپنے شوہر کے خدا سے دعا

کر رہی تھی کہ ادھر فرامرز نے پکار کر کہا کہ اے بہادر ہوشیار ہو جا کہ ابکی مرتبہ مین وار کرتا ہون
اُس نے جواب دیا کہ مین خبردار ہون فرامرز نے نیزہ اُس کے پہلو پر لگایا اُس نے بھی بعنوان شایستہ
روکا اسی طرح تھوڑی دیر تک باہم ردو بدل ہوئی آخر کار فرامرز نے ایک بند ایسا مارا کہ سنان
نیزہ اُس کے ہاتھ سے نکال دی وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جا کر گری اُس وقت ایک
شور وغل ہوا کہ صمصام ایسے بہادر کے ہاتھ سے سنان نیزہ جنگ مین نکل گئی صمصام تیغ زن
سنان نیزہ کے نکل جانے سے نہایت خجل و شرمندہ ہوا عرق انفعال مین ایسا غرق ہو گیا اُس
ایک لمحہ کے ڈانڈ نیزہ کی غصہ مین آکر سر فرامرز پر لگائی ادھر فرامرز نے اپنے نیزہ پر اس طرح سے
روکی کہ ڈانڈ اُس کے نیزہ کی بیچ مین سے ٹوٹ گئی صمصام نے شرمندہ ہو کر ڈانڈ شکستہ کو
خاک پر ڈال کر تیغ خونخوار اشکاف نیام سے کھینچ کر حملہ کیا اور حریف کو اپنی زد پر پا کر سر پر وار کیا
ادھر فرامرز نے اُس کے تیغ تیز کو بالائے سپر روکا پھر خود اُس پر تلوار لگائی اُس نے بھی بکوشش
تمام ضرب کو سپر پر لیا یونہین تھوڑی دیر تک لڑائی ہوتی رہی فرامرز نے اپنے دل مین خیال کیا کہ سردار
بہادر ہے اس کو قتل کرنا نہ چاہیے زندہ اسیر یا زیر کر کے اپنا مطیع کرنا چاہیے یہ خیال کر کے اثنائے
جنگ مین جب اُس نے تیغ لگائی چالاکی سے بازو پر تیغ کی نظر کر کے مرکب کو اُس کے پہلو مین
لے جا کر کلائی پر اُس کی ہاتھ ڈال کر زور کر کے تیغ زبردستی اُس کے ہاتھ سے چھین لیا صمصام
تیغ زن کو غصہ آیا فی الفور زنجیر کمر فرامرز مین ہاتھ ڈال کر زور کر کے چاہا کہ پشت فرس سے اٹھا کر
زمین پر یون پٹکے کہ پیوند خاک ہو جائے لیکن فرامرز کو ذرا جنبش بھی نہوئی جب وہ زور کر کے
عرق عرق ہو گیا فرامرز نے اُس کی زنجیر کمر مین ہاتھ اپنا ڈال کر ایسا جھٹکا دیا کہ صمصام کا سا لوہا
پیچ زور کر کے پشت فرس سے اُس کو اٹھا کر سر سے بلند کر کے چرخ دیا اور چاہا کہ زمین پر پٹکے اُس وقت
صمصام تیغ زن نے کہا امان چاہتا ہون فرامرز نے جواب دیا کہ امان بشرط قبول اسلام اور
ایمان اُس نے عرض کیا مجھے منظور ہے فرامرز نے خوش ہو کر اُسے آہستہ زمین پر کھڑا کر دیا اُس نے زیر
ہو کر کلمہ طیبہ زبان پر جاری کر کے بصدق دل مسلمان ہو گئے اپنے لشکر کے سوارون کو پکار کر
کہا کہ یارو مین تو اس بہادر سے مردانہ قوت و جرات مین یہ ہو کر مسلمان ہوا تم سب کو اگر میری ہمراہی
بخوشی منظور ہو تو تم بھی دین اسلام اختیار کرو ورنہ تم کو اختیار ہے راوی ناقل ہے کہ یہ تقریر اپنے افسر کی
سنکے جملہ سواران سپاہ نے کہا کہ اے سردار ہمارے جو دین تم نے قبول کیا وہی مذہب
ہم نے بھی اختیار کیا ہم آپ کی ہمراہی سے ہرگز جدا نہونگے یہ سنکے صمصام تیغ زن نے
ارادہ کیا تھا کہ سب کو کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کرے ناگاہ شہر پہ جادو نے یہ رنگ دیکھ کر
غضبناک ہو کر کہا کہ اے صمصام تیغ زن تو بھی دشمن کا شریک ہو گیا ٹھہر دیکھ تو کیسا تیرا حال
کرتی ہون اور تیری سپاہ کا کیا نقشہ کرتی ہون مین شہر پہ جادو ہون اور کوئی ساحرہ نہین ابھی
تم سب اہل اسلام کو سزا دیتی ہون یہ کہکے اپنی جھولی سے ایک شیشہ نکالا اور کچھ روئی
سرکے نکالی ان روئی کے گالون پر پانی اُس شیشہ سے لے کر چھڑکا اور کچھ الفاظ سحر پڑھ کر دم کیے
پھر وہ روئی کے گالے سوئے فلک اچھالے وہ بلند ہو کے باہم مل گئے ابر سیاہ کی صورت
بنکر اور دود تاریک چھا گیا ہو کے برسنے لگے جس کسی پر ایک قطرہ بھی اُس ابر سے گرا وہ پتھر کا ہو گیا
تھوڑی دیر مین جملہ سواران لشکر صمصام تیغ زن و کل سواران گھوڑ و پیادہ ہمراہی پتھر کے

ہو گئے یہانتک کہ ملکہ دختر بردوان شاہ بھی جو باغ مین کھڑی تھی وہ بھی آپ ا پتھر سے تر ہو کر پتھر
کی ہو گئی شہریر جادو نے صرف فرامرز ثانی اور عمان جادو اور قہور راہزن اور صمصام
تیغزن کو پتھر کا نہین کیا بزور سحر ان کو گرفتار کر لیا بعدہ عمان جادو کی زبان مین سوزن دے کر
چارون اشخاص نامبردہ بالا کو اسپ تخت سحر پیدا کر کے قلعہ علائیہ روانہ ہوئی اثنا ے راہ
مین شکل و صورت فرامرز ثانی پر نظر کر کے اور اس کی قوت کا خیال کر کے دل مین کہنے لگی کہ یہ
جوان قابل اس کے ہے کہ اس کو اپنے پہلو مین بٹھا کے اس کے وصل سے لطف زندگی اٹھائیے
اس سے دل لگائیے یہ باتین دل مین کر کے بدل و جان فرامرز ثانی پر شیفتہ و مائل ہوئی پھر
ارادہ کیا تھا کہ اپنے دلدادہ کو قید سحر سے رہا کردون مگر خوف ازلال جادو سے رہا نہ کیا
دل مین کہا کہ خیر اسوقت تو روبرو ے ازلال جادو کے چل آئندہ دیکھا جائیگا یہ خیال کر کے
شہریر جادو شادان و فرحان بعد قطع راہ روبرو ے دیو اسلم و ازلال جادو گئی اور کہا
مین نے ان کو گرفتار کر لیا اور سب کو اپنے سحر سے پتھر کا کر دیا ہے ازلال جادو نے پوچھا صمصام
تیغزن کو کیون اسیر کیا اس نے تمام حال اس کا جو گذرا تھا بیان کیا دیو اسلم و ازلال جادو اشخاص
مرقوم الصدر کی گرفتاری سے فی الجملہ خوش ہوے بعد خوشی ازلال جادو نے حکم کیا کہ ابھی جلاد حاضر
ہو ان چارون کو تہ تیغ کر کے ان کے خون سے زمین کو رنگین کرے حسب الحکم جلاد حاضر ہوا ارادہ قتل
کرنے کا کیا اسوقت شہریر جادو نے دست بستہ عرض کیا اے استانی مجھ سے فی الحال ان کا قتل کرنا کیا
ضرور ہے کیونکہ لاشہ ابھی شاہزادہ دیو سلیم کا پڑا ہوا ہے اس کے اٹھانے کی فکر کی جائے بعد ان کو کیا
تہ تیغ کرا دیجئے گا یہ تو میرے قید سحر مین ہین اب کہان جا سکتے ہین بعد فراغ ایام عزا ان دشمنون کو جملہ
اعلی و ادنا ے شہر کو جمع کر کے ان کے روبرو ان کو جلاد کے حوالے کیجئے گا تاکہ پھر کوئی شخص
ارادہ سرکشی و دشمنی کا نہ کرے ازلال جادو نے کہا کہ اے لڑکی تجھے اختیار ہے ان کو زندان مین
لے جا کر قید کر حفاظت و نگہبانی ان کی اچھی کرنا داروغہ زندان کی نگہبانی ان کے واسطے کافی نہ خیال
کرنا مبادا یہ چارون دشمن قید سے رہا ہو جائین تو پھر ان کا ہاتھ آنا مشکل ہوگا سوا اس کے یہ قید
سے رہا ہو کر شر و فتنہ و فساد برپا کرین گے شہریر جادو نے عرض کیا کہ یہ تابعدار و مطیع آپ کے
حکم پر عمل کرے گی پھر عرض کر کے اسیرون کو جانب زندان لے گئی ایک قید خانہ تیرہ و تار کے
مین بتعمیہ سخت ہر ایک کو اسیر کیا داروغہ زندان سے تاکید کی کہ خبردار ان اسیرون کی خوب حفاظت
کرنا ان کی نگہبانی سے غافل نہ ہونا اس نے کہا کہ اے شہریر جادو مین ہزار آدمیون کی جمعیت سے ان کی
شب و روز حفاظت کرون گا گرد زندان چوکی پہرا رہے گا کیا مجال کسی کی جو در زندان تک آسکے
اور ان کو زندان سے لے جائے یا یہ اسیر کسی تدبیر سے زندان سے نکل جا سکین شہریر جادو
نے کہا ہان خوب حفاظت کرنا اور مین بھی وقتاً فوقتاً آیا کرونگی ان کی نگہداشت رکھون گی یہ کہکے
وہان سے دربار مین آئی یہان عجب ہنگامہ برپا تھا لاشہ دیو سلیم کا اٹھایا جاتا تھا جملہ اہل دربار
خصوصاً دیو اسلم اور ازلال جادو کا عجیب حال تھا جب لاشہ اٹھ گیا اور موافق مذہب ملت خود
ازلال جادو وغیرہ نے دفن کیا بعد دفن سب نالان و گریان واپس آئے اس روز سے دیو اسلم
تنہا بیٹھا غمگین و ملول رہتا تھا ازلال جادو بھی اپنے پسر کے غم مین مبتلا رہتی تھی ان کو حال غم والم
مین چھوڑا جاتا ہے اور اب

حال خواجہ خضران بن خواجہ عمرو ثالث کا رقم کیا جاتا ہی

قتل کر ڈال مجھے دیر تو جلاد نہ کر	میری جان چھوڑ کے مٹی مری برباد نہ کر
بزم عشرت میں مجھے یاد نہ کر یاد نہ کر	روٹھ جائے گا عدو اس کو تو ناشاد نہ کر
ہر سخن کو مٹا دیکھ تو بیداد نہ کر	درد مندان محبت پہ یہ بیداد نہ کر
نہ سہی وہ پہلی وفائیں وہ رفاقت میری	یوں فراموش تو او بانی بیداد نہ کر
کنج تنہائی میں گذرے گی جوانی کی بہار	قفس ہجر میں بند او ستم ایجاد نہ کر
در دوری سے ہوں بیکل بلا سے تیری	تو مٹے وصل اثر اغیار کو ناشاد نہ کر

الغرض جب قبرستان مذکور سے درویش مرجان صبح ہوتے دفن کر کے خضران بن عمرو ثالث پا پیادہ ہمراہ درویش آگے بڑھا تھوڑی راہ طے کر کے دل میں کہا کہ اے خضران عبث صعوبت پیادہ روی اختیار کرتا ہی خداوند عالم نے درویش مرجان صبح ہوتے سے عجیب عجیب اشیائے کرامت نشان دلوائی ہیں ان میں سے ایک منڈھی بھی تھی جس اسی منڈھی میں بآرام تمام بیٹھکر بصورت مبدل یہاں سے چل آفتاب کی حرارت اور تکلیف پیادہ روی اور درندوں اور گزندوں کی ضرر رسانی سے محفوظ رہ علاوہ اس کے اگر اپنی صورت کہیں عیاری کرنا منظور ہو تو یہ خیال کر کے ایک جگہ صحرا میں زیر درخت سایہ دار بیٹھ کر جیب میں ہاتھ ڈال کر کہا اے جیب جامہ درویش مرجان صبح ہو اس وقت مجکو منڈھی درکار ہی کہتا تھا کہ فوراً وہ منڈھی ہاتھ میں آگئی خضران بن عمرو نے اسکو کھول کر موافق ضرورت حکم دیا وہ منڈھی حسب الحکم دراز ہو گئی پھر درمیان میں اس کے ایک چوکی کہ جس پہ فرش نفیس تھا اسی جامہ پوستین کی جیب سے نکال کر رکھی اور سلون اور ریحان اس کی درست کر کے رنگ اور روغن عیاری اسی جامہ پوستین کی جیب سے نکال کر صورت اپنی اس طرح تبدیل کی کہ چہرے پر اپنے ایسا روغن لگایا کہ جو مانند آفتاب کے منور تھا اور داڑھی ایسی لگائی کہ جو تا بناف طول میں تھی اور مثل ماہتاب منور کے تھی پھر پوشاک بھی سفید روغن دار ایسی پہنی کی کہ جس کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوں غرض جب اس شکل و لباس سے مزین ہو چکا درمیان منڈھی مذکور کے چوکی پر بیٹھا اور کہا اے منڈھی درویش مرجان صبح ہو بحکم درویش بلند ہو کر اس طرف مجھے لے چل وہ منڈھی بلند ہو کر اسی طرف مثل ستارۂ سیار کے روانہ ہوئی لیکن راوی معتبر نے اس جگہ یوں لکھا ہی کہ خضران بن عمرو نے چوکی پر بیٹھکر وہ تختی جو درمیان میں منڈھی کے لگی ہوئی تھی اس میں سے وہ اسم جو مخصوص منڈھی کے بلند کرنے اور روان کرنے کا تھا ورد زبان کیا فی الفور منڈھی بلند ہو کر جانب باغ عمان جادو کہ اسی طرف اشارہ کیا تھا مانند غبارہ ہوا سیارہ کے چلی خضران بن عمرو تو اپنی صورت مرقوم ہو سے باغ عمان جادو جاتا ہی اس کو تو راہ میں چھوڑتے اور اب

وہ کلام داستان شہر جادو ستا گروہ ملکہ ازلال جادو کے سے سنئے

میری سی کوئی اجاڑ دکھائے جاؤ	گر کشتہ ناز کو لحد سے بلاتے جاؤ
اک ساغر مجکو ذرا دیکھو تو مرے ایمان	چلتے چلتے کوئی تیر لگاتے جاؤ

اُف بھی جو منھ سے نکالوں تو گنہگار بنوں
شیوۂ عشق رہ و رسم محبت ہے یہی
بیخودی میں کبھی یہ ساقی سے کہے جاتا ہوں
آنکھیں کھلتا ہے وہ تلوؤں سے آکے ملنے دو

دیکھو ہاں شوق سے تم تیر چلاتے جاؤ
رہ بچھے سو بار اگر یار ستاتے جاؤ
ہاں ابھی یار سمجھے اور پلاتے جاؤ
راہ میں اسکی تم آنکھوں کو بچھاتے جاؤ

کہ یہ ساحرہ کمسن اور حسینہ ہے اکثر شب و روز زندان میں در زندان وا کرکے جاتی ہے قیدیان پر ظلم
کو دیکھتی ہے خصوصاً فرامرز ثانی کو دیکھ دیکھکر آہ سرد دل پر درد سے کرتی ہے دل میں کہتی تھی کہ افسوس
یہ جوان جس پر میرا دل آیا ہے اس زندان میں اسیر ہے تاریکی زندان سے گھبراتا ہے کیا کرون کہ اس کو اس
زندان سے رہا کرون ازلال جادو اپنی استانی سے ڈرتی ہون وہ بلاے بے درمان ہے سحر و ساحری
مین کامل ہے اس سے اپنی جان کا بچانا نہایت مشکل ہے یہ باتین دل میں کرکے فرامرز سے آہستہ کہتی ہے کہ
کیون جی اگر ہم کو اس زندان سے کوئی رہا کرے تو اس کے کہنے پر عمل کروگے اس کے پہلو میں بیٹھ کے
اپنے وصل سے اسے شاد کام کروگے فرامرز ثانی اس کی تقریر کو سمجھکر منہ اس کی طرف سے پھیر لیتا ہے
کچھ جواب نہیں دیتا ہے یہ مایوس و مجبور ہوکر زندان سے چلی آتی ہے اپنے مکان میں آکر فرش خواب پر
گرکر تصور فرامرز میں تڑپا کرتی ہے بیشتر آبدیدہ ہوکر کہتی ہے کہ کیا تدبیر کرون کہ آرزوے دل بر آئے
دل بیتاب کو قرار آئے زندگی بلطف و آرام بسر ہو دیکھنے والون کو رشک ہو عدو کو ملال ہو دوستون کو
میرے خوشی ہو ایک روز وقت سحر شہرہ جادو اپنے مکان سے تخت پر سوار ہوکر روبرو
ازلال جادو کے گئی پہلے جھک کر سلام کیا پھر مودبانہ روبرو اس کے بیٹھی ازلال جادو نے
چہرہ اس کا متغیر پاکر پوچھا کہ اے شہرہ جادو مزاج تیرا کیسا ہے چہرہ تیرا اترا ہوا ہے آثار ملال تیرے رخ سے
ہویدا ہین آنکھیں سرخ ہیں اس نے عرض کیا سبب اس کا یہ ہے کہ جب سے حضور نے ان جوانون اسیرون کو
میرے حوالے کیا ہے اور نگہبانی کے باب میں تاکید ہے میں شب و روز گرد زندان خود جاکر حفاظت
کرتی ہون بہت کم سوتی ہون غذا بخوبی ہضم نہیں ہوتی ہے طبیعت اسی وجہ سے بے لطف رہتی ہے
ازلال جادو نے کہا کہ اے شہرہ جادو گرد زندان تو صدہا مردم نگہبانی کرتے ہین داروغہ زندان
بھی حفاظت کرتا ہے تو اسقدر کیون اپنے تئیں حفاظت اسیران میں ہلاک کرتی ہے شب و روز میں دو چار
بار تھوڑی دیر کے واسطے جانب زندان چلی جایا کر اسیرون کو زندان میں پابزنجیر دیکھ چلی آیا کر تھوڑے
ہی دنون ان اسیرون کی نگہبانی و حفاظت اور کرنا چاہیے پھر تو میں ان کو قتل کرونگی ذرا ایام عزا کے
فرزند سے دوری ہوا ور زمانہ غم و الم پسر مقتول ختم ہو تو میں بے کھٹکے ان کو قتل کرا دونگی شہرہ
جادو نے عرض کیا حضور نے بجا فرمایا مجھے کیا عذر ہے لیکن ایک عرض میری ہے اگر حضور منظور کرین تو یہ
خادمہ عرض کرے ازلال جادو نے کہا بیان کر اس نے کہا کہ اے ملکہ آپ عاقل و مہربان ہین ایک
حال یہ بیان کرتی ہون ذرا توجہ سے سنیے کہ جب واسطے دیکھنے اسیرون کے سوے زندان جاتی ہون تو
اسیرون کو زندان میں نالان و گریان پاتی ہون خصوصاً وہ جوان جس نے صمصام الملک نیزہ زن کو زیر کرکے
مسلمان کیا ہے وہ از حد روتا ہے اپنی نوجوانی میں قتل ہونے سے اور کہتا ہے کہ اگر جان میری بچ جائے
اور قتل نہ کیا جاؤن تو ملکہ ازلال جادو کی اطاعت کرون اُن کے دشمنون سے دلیرانہ لڑون جس
ملک پر وہ فوج کشی کرین اور مجکو افسر کرکے روانہ کرین اس ملک کو بزور شمشیر لے لون وہان کے
بادشاہ کو قتل کرون بس میرے نزدیک مناسب ہے کہ اس نوجوان کو میرے حوالے کر دیجیے تاکہ مین

اُس کو آپ کی خدمت میں لیکر آؤں آپ اُس کی خونریزی سے درگذر کیجیے اس کی جان بخشی کا حکم دیجیے وہ حضور کے اس احسان و لطف و عنایت سے مطیع و فرمانبردار ہو کر ایسے ایسے کار ہائے نمایاں کرے گا کہ حضور کو عالم و مالک کئی اقلیموں کا کر دے گا ازلال جادو نے شہرپر جادو سے جو تقریر مذکور سنی تھوڑی دیر تک فکر کر کے کہا کہ او گیسو بریدہ و آوارہ او چھوکری تو مجکو فریب دیتی ہے میری شاگرد ہو کر مجکو سبق مکر دیتی ہے دام فریب میں مجکو لاتی ہے میں جہاندیدہ ہوں صاحب عقل و فہم ہوں سمجھتی ہوں جو تیرا ارادہ ہے اگر کہے تو بیان کر دوں اُس نے متفکر ہو کر کہا حضور بیان فرمائیں کہ میرا کیا قصد آپنے کیا خیال کیا ہے ازلال جادو نے کہا او آوارہ تو اُس جوان پر عاشق ہوئی ہے اور چاہتی ہے کہ مجھے فریب دے کر آستہ رہا کر کے اپنے پہلو میں بٹھائے اُس سے تمنائے دل بر لائے شب و روز اُس کے ساتھ عیش و عشرت کرے میرے فرزند کے قاتل سے ہمکنار ہو مجکو غم ہو تو خوشی و شادمانی حاصل کرے شہرپر جادو نے کانپ کر دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہ تو میرا ارادہ نہیں ہے آپ عبث مجھپر یہ بھی تہمت عشق دہرتی ہیں ازلال جادو نے نہایت برہم ہو کر کہا دور ہو او گیسو بریدہ میرے سامنے سے مجھے جھوٹا جانتی ہے دیکھ تو سہی اس گستاخی و فریب دہی کی کیسی سزا دیتی ہوں کہ تو بھی یاد کرے شہرپر جادو اُس کے قہر و غضب کی تاب نہ لا کر وہاں سے بصد رنج و غم کانپتی ہوئی اٹھکر سیدھی جانب زندان روانہ ہوئی جب قریب زندان پہونچی کچھ سوچ کر پہلے جملہ نگہبانان زندان پر ایسا سحر کیا کہ وہ سب بیہوش ہوگئے پھر اندر زندان کے گئی فرامرز ثانی اور صمصام شیرزن اور عمان جادو اور تہمورر اہزن کو قید سے رہا کیا عمان جادو کی زبان سے سوزن کو دور کر کے کہا کہ کل تک تو میں تمہاری دوست ایسی نہ تھی لیکن اسوقت سے دوست صادق تمہاری ہوں جان و ایمان بھی اپنا تم سے عزیز نہیں رکھتی ہوں خصوصاً اے فرامرز ثانی تمہاری محبت میں اب اپنی جان دینا عالم شباب میں دست ازلال جادو سے قتل ہونا گوارہ کرتی ہوں تم کو اس زندان سے رہا کر کے جہان سے لائی تھی وہاں پہونچائے دیتی ہوں میں نے جو تم کو اسیر کیا ہے یہ خطا میری بحل کرو فرامرز ثانی یہ تقریر اس کی سنکے خوش ہوا دل میں کہنے لگا کیا شان و قدرت خدا ہے جب وہ چاہتا ہے دشمن کو دوست کر دیتا ہے تکلیف کو مبدل براحت کر دیتا ہے قید سے رہا کر دیتا ہے واقع خداوند عالم کا در و توانا ہے اور قابل تعریف ہے بقول شاعر اشعار ثنا کے ہے قابل وہ یکتا خدا نہیں جسکا ثانی کوئی دوسرا

وہ یکتا ہے ذات خدا ہے غفور	کہ جس سے ہے نزدیک سب سے دور	وہ قدوس ہے اور سبوح ہے
خدا ہے ملک مالک روح ہے	وہ ہے باعث رفعت آسمان	اسی نے بنایا ہے سارا جہان
سفید و سیہ روز و شب مہر و ماہ	یہ مصنوع ہیں اور صانع اله	اگر رنگ قدرت کرے آشکار
تو فصل خزان میں ہو پیدا بہار		

یہ حمد و ثنائے خدا فرامرز ثانی نے کیے شہرپر جادو سے کہا کہ ہم نے تمہاری خطا معاف کی پہلے تم ہماری دشمن تھیں اب ہم کو یقین ہوا کہ تم ہماری دوست ہو اپنی جان کے جانے کا اندیشہ نکرو خداوند عالم حافظ حقیقی ہے کیا مجال ازلال جادو کی جو وہ تمکو قتل کر سکے اگر خدا تم کو بچائے گا تو وہ ہرگز تم کو قتل و ہلاک کر نسکے گی میری زندگی میں کیا تاب اُس ساحرہ کی جو تمھیں ضرر پہونچا سکے قوت میں میری دلوا سلیم و غیرہ سے کم نہیں ہوں الا تم نہیں جانتی ہو شہرپر جادو نے یہ کلمات اپنے محبوب سے سنکے فی الجملہ خوش ہو کر جلد سحر سے ایک تخت تیار کیا اور اُس تخت سحر پر بعجلت تمام چاروں اشخاص نامبردہ بالا کو بٹھا کر خود بھی بالائے تخت مذکور سوار ہو کر

بصد عجلت جانب باغ عمان جادو روانہ ہوئی جب در باغ پر پہونچی سب کو تخت سحر سے اتار کر پہول
سے کچھ گالے روئی کے اور ایک شیشہ پر آب نکال کر اُس شیشہ سے اُن روئی کے گالوں پر
تھوڑا پانی چھڑک کر اسمائے سحر ورد زبان کرکے اُن پر پہونکا فوراً وہ روئی کے گالے بلند ہو کر
بصورت ابر سیاہ باہم ملکے برسنے لگے بارش ہونے لگی جس پتھر کی تصویر پر ایک قطرہ بھی اُس ابر سحر
گرا اُس تصویر سے پہلے دھواں نکلا بعدہ وہ بحالت اصلی جاندار ہو گئے یہاں تک کہ جس قدر
سواران قزاق و سواران لشکر صمصام تیغ زن پتھر ہو گئے تھے سب بحالت اصلی ہو گئے
اور ملکہ یعنی دختر شاہ پیرد وان جو اندرون باغ پتھر کی ہو گئی تھی وہ بھی بحالت اصلی ہو گئی جب
سب اپنی حالت اصلی پر آگئے شہر پر جادو نے وہ ابر سحر اپنا موقوف کیا بارش موقوف ہوئی
اپنا ابو دیکھا فرامرز ثانی ہر ایک سے [illegible] اندر باغ کے گیا ملکہ سے بھی بصد خوشی ملا اور تمام حال
جو گذرا تھا بیان کیا وہ بعد اظہار غم خوش ہوئی عمان جادو نے بھی باغ میں جا کر ملکہ کو پیار کیا
اور کہا کہ اے دختر ہم سب تو مبتلائے بلا ہو گئے تھے مگر اب سب نے نجات پائی ہے واقعی تمہارا دین اچھا ہے
خدا تمہارا حالت سختی میں مدد کرتا ہے یہ کہکر فرامرز سے کہا کہ اے فرزند اب تم مجھے اپنے دین اسلام کا
کلمہ پڑھاؤ مسلمان کرو فرامرز ثانی نے خوش ہو کر عمان جادو کو کلمہ طیبہ پڑھایا وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل
مسلمان ہوا شہر پیر جادو بھی اندر باغ سے آئی وہ بھی مطیع دین اسلام ہوئی مسلمان ہونے اور کلمہ
پڑھنے سے باہیں سبب فی الحال اُس نے انکار کیا کہ ابھی مجھکو ازلال جادو سے اطمینان نہیں ہے
وہ دشمن جان ہے اُس سے حتی الامکان میں سحر و ساحری ترک نہ کرونگی الغرض باغ عمان میں گویا
بہار تازہ آئی فرامرز ثانی اور عمان اور ملکہ شہر پیر جادو کا گذر پھر ہوا لشکر بیرون باغ فروکش
ہوا قصور رابہرک و صمصام تیغ زن نے خیام و بارگاہ استادہ کرائی ہر ایک سوار نامدار اپنے
مرکب سے اتر کر خیمے میں آرام طلب ہوا صحرا میں آبادی ہوئی جنگل میں بہار آئی ساعت میں ویرانہ
آباد ہوا چالیس ہزار سواروں کا لشکر خیمہ زن ہوا دور تک خیام و بارگاہیں استادہ نظر
آنے لگیں گھوڑے سواروں کے بمقام مناسب باندھے گئے سامان تیاری طعام لشکر میں ہونے لگا
اکثر سواران لشکر بلائے سحر سے نجات و خلاصی پاکر خوش ہو کر انواع و اقسام کے باجے بجا کر گانے لگے
کوئی سوار دف کوئی ڈہل اور بانسری بجا کر گانے لگا باغ میں بھی فرش نفیس بچھایا گیا بارگاہ برپا کی گئی
مسند زریں بچھائی گئی بالائے مسند فرامرز و ملکہ بیٹھے عمان پادشاہ شہر عمانیہ نے کہا اے فرزند
آج روز خوشی و انبساط کا ہے چاہتا ہوں کہ مسرت ظاہر کروں بزم عیش و عشرت آراستہ کروں
کیونکہ خدا نے تمکو قید سے رہا کیا ہے اپنی قدرت کاملہ سے زندان تاریک سے خلاصی دی ہے فرامرز
نے جواب دیا آپکو اختیار ہے آج کا دن تو خوشی کا بیشک ہے عمان مذکور نے اسی وقت ایک مطرب
خوش آواز کو طلب کیا وہ حسب الطلب حاضر ہو کر روبروئے عمان بادشاہ و فرامرز و ملکہ بعد
[illegible] رقص کرنے کے یہ غزل بخوش آوازی گانے لگی صدا ہائے ہر ساز بلند ہوئی غزل

وہ شوخ جو آج روبرو ہے
بلبل کی طرح جو نالہ کش ہو
دنیا کا نشہ ہے [illegible] ذرا بھی
کیا شیخ تمام پی گیا ہے

سب پوری ہماری آرزو ہے
کس گل کی تجھے آرزو ہے
جبتک کہ ہاتھ میں پاس سبو ہے
خالی جو پڑا ہوا سبو ہے

دنیا سے نہیں ذرا تعلق
دنیا میں وفا میں ہوں یکتا
پہنتا ہوں جو راستوں پہ [illegible]
دشمن نے پہچانی ہوگئی ہے

مطلب کہ تمہاری آرزو ہے
مشہور جفا میں ایک تو ہے
کسکی مرے دل کو آرزو ہے
نصیب جو جفا وہ ماہرو ہے

کیا وصل کی تجھکو آرزو ہے	اعجاز یہ کہنا اُس پری کا

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ بالا سنکے خوش ہو کر اُس مطربہ کی تعریف کرنے لگے خصوصًا عمان بادشاہ کثرت خوشی سے اشعار مرقومہ سنکے باواز بلند تعریف کرنے لگا اور زر و جواہر انعام مین دینے لگا جب مطربہ نے غزل مندرجہ بالا تمام و کمال گا کر ختم کی عمان نے کہا کہ اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤ وہ مطربہ بادو ناز حسب الحکم یہ غزل گانے لگی غزل

ہم پایہ کوہ طور کے [illegible] بہین نہین	وہ آسمان نہین ہے وہان وہ زمین نہین
تسا جفا شعار تو کوئی حسین نہین	دنیا مین اور بھی ہین اکیلے تمہین نہین
تشویش کر لگا [illegible] غربان نصیب ہے	پہ حسرتون کا ڈھیر ہے ظالم زمین نہین
[illegible] کے قابل نہین فلک	وحشت کے واسطے مرے کافی زمین نہین
مجھ سے تخت وزارت [illegible]	چشم اجل بھی ایسی تو باریک بین نہین
بالا ہے بام جلوہ نما ہے وہ [illegible] پر	کتنا ہے کون آج کی شب چودھوین نہین
[illegible] آگئے [illegible] دون کی دیکھنا	اک روز آسمان ہی پھرنا یہان نہین
سمجھا [illegible] دل [illegible]	بزم صنم مین جاکے پھنسنا کہین نہین
چھین چھین کے [illegible] آتا ہے [illegible]	پردہ نشین کا حسن تو پردہ نشین نہین
اجڑا ہوا ہے دل مرا مین کو [illegible] بھول	سہرا کہین مکان نہین اس کا مکین نہین
[illegible] ان کو چھیڑ دیا کیا غضب کیا	سوجھی بیا [illegible] تجھے چھین چھین نہین

یہان تک اشعار مطربہ نے گا کر غزل کو تمام کیا آخر امرا اور ملکہ دختر وان شاہ و عمان شاہ و شہر سحر جادو اشعار غزل سنکے خوش ہوئے مطربہ کو انعام کثیر دیا گیا بعدہ مطربہ دیگر طلب کی گئی وہ بھی مع اپنے سازندون کے بزم عشرت مین آکے رقص و نغمہ کرنے لگی جملہ اہل بزم ناچ گانا اُس کا دیکھنے اور سننے لگے باغ مین تو بزم عشرت آراستہ ہے ہر ایک عیش و عشرت مین ہے مگر یہ فلک دون چرخ نیلگون کب کسی کو راحت و عیش و آرام چین دیکھ سکتا ہے ہمیشہ درپے آزار رہتا ہے بزم عشرت کو آراستہ رہنا اسکو گوارا نہین ہوتا ہے بربادی و ویرانی کی ہمیشہ فکر کرتا ہے یہان بھی یہ محفل عیش آراستہ دون کو نا گوار ہوئی چنانچہ باعث سنئے بزم عشرت کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب شہر سحر جادو سامنے سے ازلال جادو کے اثر کر نفس مین [illegible] سے زندان گئی اور وہان سب اسیرون کو رہا کرکے مع سب کے باغ عمان شاہ لائی اور وہ پرتک ازلال جادو کے روبرو نہ آئی ازلال جادو نے منتظر ہو کر اپنی دوسری شاگرد مساۃ شہر جادو کو طلب کرکے اُس سے کہا کہ او چھوکری ذرا جاکے دیکھ تو کہ شہر سحر جادو کہان ہے بڑی دیر سے میرے روبرو نہین آئی شاید اپنے گھر مین ہوگی یا سمت زندان گئی ہوگی حفاظت اسیران مین مصروف ہوگی اُسے میرے پاس بلالا مین قبل اس کے اُس پر خفا ہوئی تھی شہر جادو حسب الحکم اُسی وقت تلاش شہر سحر جادو مین گئی پہلے مکان پر جاکر دیکھا اُسے نہ پایا وہان سے پھر سمت زندان گئی دیکھا در زندان وا ہے داروغہ زندان مع جملہ نگہبانان زندان کے بیہوش پڑا ہے یہ حال دیکھکر گھبرائی بعجلت تمام روبرو ازلال جادو کے آئی عرض کیا حضور شہر سحر جادو کا کہین پتہ نہین ہے نہ تو وہ شوخ چشم اپنے مکان مین ہے نہ اہل زندان کی حفاظت مین سرگرم ہے در زندان کھلا ہوا ہے داروغہ زندان مع اپنے ماتحتون کے بیہوش پڑا ہوا ہے زندان مین کوئی آدمی

نہین ہی یہ فساد سہ خود دیکھا کہ ابھی آئی ہی ازلال جادو یہ سمجھ گئی کہ وہی گیسو بریدہ محبت سے برہم ہوکر
زندان سے اسیرون کو کسی طرف لیگئی ہی غالبا سوے باغ عمان جادو گئی ہوگی یہ سمجھکر نہایت
برہم ہوکر کلمات سخت و درشت و ناگفتہ بہ شہپر جادو کے بارے مین اپنی زبان پر جاری کرکے بصد عجلت
تخت سحر پر سوار ہوکر اختر جادو کو بھی ہمراہ لیکر سوے باغ عمان شاہ بصد غیظ و غضب روانہ
ہوئی بعد قطع راہ جب قریب باغ مذکور کے پہونچی دیکھا کہ ایک لشکر گرانبہا بیرون باغ پڑا ہی خیام و بارگاہ
دور تک استادہ ہین لشکریون اکثر سوار خوش ہوکر گا رہے ہین اندر باغ کے بھی ایک بارگاہ ایستادہ
ہی پردے بارگاہ کے اٹھے ہوے ہین کچھ زن و مرد بیٹھے ہوے ہین ایک زن نازنین گا رہی ہی
اہل بزم بگوش دل لگا نا اُس کا سن رہے ہین یہ حال دیکھکر سمجھ گئی کہ شہپر جادو اُن اسیرون کو
رہا کرکے یہان لائی ہی اُن اسیرون نے اپنی رہائی کی خوشی مین جشن کیا ہی یہ سمجھکر زیادہ تر آتش غضب
اُس کی شعلہ ور ہوئی چہرہ قہر و غضب سے سرخ ہوگیا اکثر تاب ضبط نہ لا کر اختر جادو سے
کہنے لگی او چھوکری تو یہین ٹھہر مین جاکر ابھی سب کو جلا کر خاک مین ملائے دیتی ہون اور شہپر جادو
گیسو بریدہ کو پکڑ کر لیئے آتی ہون اختر جادو نے دست بستہ عرض کیا اُستانی جی آپ کیون اتنی
زحمت و تکلیف گوارہ کرین مجھی کو حکم دین کہ ابھی جاکر سب کو ایک ادنی سحر مین اسیر کرون شہپر جادو
کو گرفتار کرلون آپ دور سے تماشہ دیکھین کہ کس عنوان سے آپ کے دشمنون کو قید سحر مین مبتلا
کرتی ہون حضور نے جو مجھے سحر سکھایا ہی آخر کس روز کے واسطے سکھایا ہی میری موجودگی مین
آپ کا دشمنون سے لڑنا مجھے منظور نہین ہی آپ کا حق تعلیم و تربیت مجھپر بہت ہی آج کچھ تو یہ حق شاگردی
ادا کرنے دے آپ کو میرے سر کی قسم میری عرض کو قبول کیجیے ازلال جادو اختر جادو
کے اس طرح عرض کرنے سے خوش ہوکر کہنے لگی او چھوکری اگر یہی تیری خوشی ہی تو جا فقط شہپر جادو
کو اسیر کر لا اور سب کو آتش سحر سے جلا دے یا دریاے سحر مین ڈبو دے نام و نشان کسی کا باقی
نرکھ کسی کو زندہ نہ چھوڑ مین یہان سے تیری سحر و ساحری دیکھتی ہون تیری خوشنا مد کرنے سے مجبور ہوکر
اسی جگہ توقف کرتی ہون دیکھون تو آج کس طرح تو سحر کرتی ہی اختر جادو نے عرض کیا حضور یہین
سے ملاحظہ فرمائین میرے سحر کا تماشہ دیکھین یہ عرض کرکے تخت سحر اپنا آگے بڑھا کر باواز بلند پکاری
کہ او شہپر جادو مین نے تجھے دیکھا خوب بیٹھی ہوئی گانا سن رہی ہی ارے غضب کیا تو نے کہ اپنی
اُستانی سے منحرف ہوئی اُن کے دشمنون کی دوست ہوئی خوب تو نے حق اُستادی ادا کیا جو کرنا
تھا وہ کیا تجھکو شرم و حیا نہ آئی محبت مین اسیرون کی یہانتک چلی آئی کچھ خیال رسوائی و بدنامی نکیا
اب ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری آپہونچی مین تیرے حال پر رحم نکرونگی حکم اُستانی جی کا بجا لاؤنگی
شہپر جادو نے گفتگو سے اختر جادو کے بدحواس ہوکر عمان بادشاہ و قمر زمانی سے
کہا کہ لو صاحبو اب مین رخصت ہوتی ہون پیام اجل میرا آپہونچا زندگی میری دشوار ہی ہمراہ
اختر جادو کے ازلال جادو بھی ضرور آئی ہوگی وہ ایک بلاے بے درمان ہی سحر مین اُس سے
مین مقابلہ کر نہین سکتی مین ایک ادنی سی اُسکی تعلیم یافتہ ہون لہذا یقین ہی کہ اُس کے ہاتھ سے قتل ہونگی
اس نوجوانی مین دنیا سے محروم ملک عدم جاؤنگی افسوس کہ جو میری آرزو تھی بر نہ آئی پر ارمان
دنیا سے چلی مگر جاے شکر ہی کہ تو بھی محبت مین ثابت قدم رہی الفت مین جان گنوائی ذرا بھول نجائیگا
کبھی کبھی یاد ضرور کیجیے گا یہ جان نثار آپ پہ قتل ہونے جاتی ہی آپ سب صاحب بھی ہوشیار ہو جائیے

فکر اپنی جان بچانے کی کیجیے آمادہ جنگ ہوجائیے حالانکہ آپ سب صاحب اُس ساحرہ نامی سے تو کیا
مقابلہ کیجیے گا سحر سے آپ لوگ آگاہ نہین ہین فقط مین اس بزم مین ساحرہ ہون اشتر جادو سے تو
مقابلہ کر سکتی ہون مگر اُستانی سے ڈرتی ہون اس پر غالب نہ آؤن گی یہ کہکر جلد تر طاؤس سحر پر سوار ہوکر
باغ سے بلند ہوکر روبرو اشتر جادو کے گئی ادھر فرامرز ثانی وعمان نے بزم عیش کو موقوف
رکھکر باغ سے باہر آکر افسران فوج کو حکم کمربندی کا دیا حسب الحکم جملہ سوار مسلح ہوکر مرکبون پر سوار
ہوئے فرامرز ثانی اور عمان بادشاہ شہر عمانیہ بھی مرکبون پر بیٹھے پھر میدان مین صف آرا ہوکے
ارادہ کیا کہ جب ازلال جادو یہان آئے گی اُسے نشانہ تیر کرین گے بالاے زمین تو مردان
جنگ جو صف آرا ہین ادھر بالاے ہوا شتر پیر جادو نے سامنا اشتر جادو کا کرکے کہا کہ او بدزبان و
بیہودہ گفتار جو کچھ مین نے کیا وہ خوب کیا تجھے اپنے فعل کا اختیار ہے اگر تجکو خیر خواہی مین اپنی اُستانی
کے دعوے سحر و ساحری ہو تو کوتاہی نکر مین بھی تجھ سے سحر مین کچھ کم نہین ہون بلکہ زیادہ ہون
تیری کبھی یہ مجال ہے کہ مجھسے مقابلہ کرے اور مجھے اسیر کرکے لیجائے یہ تقریر شتر پیر جادو کی سن کے
اشتر جادو کو نہایت غصہ آیا فی الفور ایک گولہ فولادی جھولی سے نکال کر اسماے سحر اُس پر دم کرکے
نام سامری لےکر سینہ شتر پیر جادو پر مارا ادھر شتر پیر جادو نے کارد سحر سے اُس گولے کے دو
ٹکڑے کرکے وہی کارد سحر اپنے خون پیشانی سے تر کرکے اشتر جادو کی طرف پھینکی اُس نے ہرچند
سپرہاے سحر سے اُس کارد کو روکنا چاہا لیکن کارد مذکور اُن سپرہاے سحر کو کاٹ کر اشتر جادو کے
سینہ پرکینہ پر اس طرح پڑی کہ پشت سے گذر گئی وہ تڑپتی ہوئی خاک پر گری بعد ایک لمحہ کے ہلاک
ہوگئی اُس کے مرنے سے گونہ تاریکی ہوئی پھر اُس کے سحر کے اُس کے نام سے یون پکارے افسوس
مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم کہ نام من اشتر جادو بود جب وہ تاریکی دفع ہوئی اور
پھر اُس کے سحر کے ایک جانب نالان و گریان چلے گئے ازلال جادو نے تمام حال جنگ دیکھکر
اشتر جادو کے قتل ہوجانے کا از حد افسوس کرکے کہا کہ اس چھوکری کی قضا ہی آئی تھی جب ہی تو
خوشامد اور بہر کی قسم دےکر مجھ سے اجازت لےکر لڑنے کو گئی تھی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب مین اشتر جادو
اور اپنے فرزند کے خون ناحق کا عوض ان باغیون سے لیتی ہون یہ کہکر بزور سحر اژدرہاے مہیب و کلان
بشکل شعلہ ہاے آتشین دہن سے نکالتی ہوئی صحرا کے درختون کو جلاتی ہوئی مثل بلاے بے درمان
کے منہ کھولے ہوے سوے فرامرز ثانی وعمان و شتر پیر جادو وغیرہ باین خیال چلی کہ
سب کو اپنے نفس گرم و شعلہ ہاے آتش سوزان سحر سے جلا دیجیے یا کشش نفس سے جملہ دشمنون کو
نگل جایئے شتر پیر جادو اُس کو آتے ہوے دیکھکر خوف سے بے اختیار بھاگ کر پاس فرامرز ثانی
وغیرہ کے آئی اور کہا دیکھو وہ بلاے بے درمان آتی ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے ظاہر تو یہ بلاے بد اب
کسی کو زندہ نچھوڑے گی فرامرز نے جواب دیا کہ اے شتر پیر جادو جاے خوف و اندیشہ نہین کیونکہ
اگر دشمن قوی ہے تو نگہبان جان ہمارا دشمن سے قوی زیادہ ہے دیکھو ہم اُس سے دعا کرتے ہین اگر
اُس کو منظور ہوگا تو وہ ہمین کسی طور سے اس ساحرہ کی شر سے بچالے گا اور اگر پروردگار عالم ہی کو
منظور نہوگا تو دعا ہماری قبول نہوگی یہ ساحرہ ہمکو مبتلاے بلاے تازہ کرے گی یہ کہکر فرامرز ثانی
وعمان و صمصام تیغ زن و قہور راہزن وغیرہ بہ رجوع قلب سوے فلک ہاتھ اٹھاکر
اس طرح بگریہ و زاری درگاہ جناب باری مین دعا کرنے لگے کہ اے خالق کون و مکان و اے معبود

انس وجان اے قاضی الحاجات واے مجیب الدعوات اے برآرندہ حاجات درماندگان و
اے مددگار عاجزان واسطہ تجکو اپنے بندگان برگزیدہ کا ہمکو اس ساحرہ کے شر سے بچا جلد ہمکو
ساحل مراد پر پہونچا غرق دریائے فنا فی الحال نکر اس آفت عظیم وبلائے جان ستان سے کشت
حیات ہماری پامال نکر تو ہر شے پر قادر ہے ہماری حالت مجبوری تجھپر ظاہر ہے اس وقت بیکسی مین
کوئی ہمارا مونس ومددگار نہین ہے تیرا ہی سہارا ہے تو ہی ہماری مدد کر اگر تیری مصلحت ہے تو اس بلا
کو ہم سے دفع کر ورنہ شاہد شاد دالی دکھا اے حافظ حقیقی جانین ہماری کسی صورت سے بچا
ورطۂ الم سے نجات دے اس بلا سے بدستہ امان دے ذات تیری کارساز ہے تو ہی بیکس
غریب نواز ہے ہر ایک بندے کو تجھی پر ناز ہے تو ہی حاجت رواے اہل عالم ہے تو ہی نا خدائے کشتی
بنی آدم ہے بیکسون کا معین وناصر ہے لاریب تو ہی ایسا توانا و قادر ہے کہ بمصداق قطعہ

سر بچا کشتی نبیا کے طوفان سے ۔ ڈوبتی کو بچا کے طوفان سے ۔ کردیا وصل آدم و حوا

حافظ نوح ہے بلا مین رہا ۔ حشر تک تو ہے راہ مین حافظ ۔ رہا یوسف کا چاہ مین حافظ ۔ آگ مین ہوگیا خلیل بہار
کردیا اس پہ آگ کو گلزار ۔ مصلحت مین ہے تیری دخل کسے ۔ غرق کردے تو دم مین اک جیسے ۔ چلے تیری اگر ہوائے کرم
شاخ پژمردہ سبز ہو اسدم ۔ تیری جس دم ہو بارش افضال ۔ شجر خشک بار سے ہو نہال ۔ غم نہین اس کو جو کہ مونس ہو
زندہ مچھلی مین رکھا یونس کو ۔ اے خدا ہمکو بھی بلطف بخش عطا ۔ ہمکو بھی اس بلا بد سے بچا ۔ اسی اپنے بندے کو اسوقت

ہماری نصرت کے واسطے بھیج تاکہ وہ ہماری مدد کرے تیرے حکم سے ہم کو اس ساحرہ کی شر سے بچائے
یا اس کو آکر قتل کرے جنونرو شمرہ و عنبرہ دعا کر رہے تھے دست دعا بلند تھے جانب فلک دیکھ رہے
تھے انزال جادو بصورت اژدر شعلہ فشان چلی آتی تھی کہ ناگاہ سوے فلک ایک غبارہ پرمنو
یا ایک ستارہ درخشان ان کو دکھائی دیا ہر ایک یہ امر عجیب وغریب مشاہدہ کرکے متحیر ہوکر بغور
اسے دیکھنے لگا سب کی اس طرف نظر رہی کہ انزال جادو بھی جو بصورت اژدر منہ
کھولے شعلہ ہاے آتشین دہن سے نکالتی ہوئی آتی تھی سوے فلک دیکھنے لگی یکایک صاحب
غبارہ مذکور نے بلندی سے شمرہ وعنبرہ کو دست بدعا دیکھا اور دستور کو ان کی طرف آتے
دیکھکر اس غبارہ کو سوے زمین لاکر نعرہ کیا کہ او اژدر بدمعاش کہان آتا ہے ٹھہر ہماری بے اجازت
خاص بندون کو کیون ضرر پہونچایا چاہتا ہے ٹھہر کہ ابھی آتش قہر وغضب سے تجکو جلا کر خاک کردون
کیا تو ہم کو نہین جانتا کہ ہم کون ہین ہمارے خوف سے بچا مطلب ہے انزال جادو کہ بشکل اژدر
وہان آئی تھی اس نعرے کے سنتے ہی تھم گئی سب نے دیکھا کہ ایک منڈھی مین کہ پرمنو مانند ستارہ
کے ہے ایک مرد صاحب ریش دراز لباس سفید جگہ اپنے بشان و شوکت بیٹھا ہے آنکھ اسکے
چہرہ تابان پہ اچھی طرح ٹھہر نہین سکتی ہے نظر خیرہ کرتی ہے وہ بلندی سے اترتا ہوا سوے زمین چلا آتا ہے
اور پکار پکار کہتا ہے منم درویش آفتاب صورت صاحب وہ برو سے زمین آیا اپنے جامہ
پوستین کی جیب مین ہاتھ ڈال کر ایک آئینہ کہ مسمی آئینہ حیرت تھا نکال کر عکس اس کا اس اژدر پر
ڈالا عکس پڑتے ہی آخر دم ہوا انزال جادو بصورت اصلی سب کو نظر آئی گھبرائی ہوئی
مانند بید کے کانپتی ہوئی چہرہ باختہ سہم گئی ہوئی تھا اوندہ آفتاب صورت نے منڈھی سے
نکل کر بضرب شمشیر آبدار اسے قتل کیا بعض راویون نے یون بھی کہا ہے کہ اسے صاحب غبارہ
پرمنو نے بالاے زمین آکر آئینہ حیرت کا عکس اس پر ڈال کر صورت اصلی پہ اس کو لا کر ناگاہ قتل کیے

عکس آئینہ سے کرکے فرامرز وغیرہ سے کہا کیا کھڑے دیکھ رہے ہو اس ساحرہ اپنی دشمن جان
کو قتل کرو کچھ خوف نکرو اب اس کو سحر یاد نہین ہے فرامرز نے حسب الحکم تلوار سے ازلال جادو
کو قتل کیا غرض بہرطور جب ازلال جادو قتل ہوئی اور تڑپ کر مر گئی اُس کے مرنے سے تاریکی
محیط ہوئی آندھی سیاہ آئی کچھ برف باری اور سنگ باری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے مطلع صاف ہوا
اُس کے سحر کے پیرون نے اُس کے نام سے آواز دی کہ مارا گیا کہ نام میرا ازلال جادو تھا
یہ آواز دے کر نالان ایک طرف چلے گئے اسوقت سب نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ از حد سن رسیدہ
کریہہ منظر بہت بدصورت زمین پر دو ٹکڑے پڑی ہے لباس اُس کا یہ ہے کہ لہنگا پہنے ہے کرتہ نیلگون بر مین
ہے بال سفید سر پر برائے نام ہین دو دانت مثل گراز کے دراز دہن سے نکلے ہوے آنکھین
چھوٹی چھوٹی نہایت زرد ہر ایک نے اُس کی صورت بد کو دیکھکر کہا کہ یہ ساحرہ کیا بدصورت تھی
شمشیر جادو نے کہا کہ اصلی صورت اس کی یہی تھی بزور سحر اپنے تئین جوان بنا کر رکھتی تھی خوب ہوا
کہ یہ قتل ہوئی اس کے ضرر و شر سے میری اور سب صاحبون کی جانین بچ گئین درویش آفتاب
صورت نے یہان آکر عجب کار نمایان کیا کہ دیکھنے سے حیرت ہوئی ان کی قدمبوسی سے شرف
حاصل کرنا چاہیے یہ کہکے آگے بڑھی پھر شرف قدمبوسی حاصل کیا اسی طرح فرامرز و عمان بادشاہ
وغیرہ نے شرف دست بوسی و قدمبوسی حاصل کرکے عرض کیا اس باغ مین تشریف لایئے قدم رنجہ
فرمایئے چندے قیام فرمایئے تاکہ ہم آپ کی خدمت سے شرفیاب ہون خداوند آفتاب صورت
نے عرض قبول کرکے اُس منڈھی اور آئینہ کو ایک دم مین غائب کرکے باغ مین جا کر قیام کیا عمان
شاہ وغیرہ نے ازحد تکلف سے دعوت و ضیافت کی خدمت گذاری بہت کی پھر ساحرہ مذکور
کے قتل ہونے کی خوشی مین جشن کا حکم دیا بزم عشرت آراستہ ہوئی سامنے درویش آفتاب
صورت کے ارباب نشاط مع سازندون کے حاضر ہو کر رقص و نغمہ کرنے لگی اور ارباب نشاط
سے ایک مطربہ نے یہ غزل گائی

غزل

آپ کو کیا جو پھرے کوئی بیابانون مین	آپ آرام سے سویا کرین خسخانون مین
مسجد و کعبہ مین پرستش نہ صنم خانون مین	بت پرستون مین نہ ہم ہین نہ مسلمانون مین
ہم سے پوچھے کوئی انداز پریزادون کے	ہم رہا کرتے ہین ہر وقت پریخانون مین
جان ودل لے کے دیا بوسہ رخسار تو کیا	یہ بھی احسان ہے کوئی ترا احسانون مین
بلبلون کو ہے تری بزم کی زینت کا خیال	پھول لا لا کے لگا جاتی ہین گلدانون مین
سب سمجھتا ہون رقیبون کے کنائے دل مین	تجکو ناوان نہ سمجھے کوئی انجانون مین
گھر سے پڑ جاتے ہین ناسور ہمارے دل مین	ایسا کچھ زہر بھرا ہے تری مژگانون مین
کچھ نہین ضبط نہین عشق ہے مجنون کی طرح	کیون ترے کوچے سے جانے لگے ویرانون مین
کافر عشق کو کہتے ہین برا واعظ و شیخ	آ گیا ہے خلل ان دونون کے ایمانون مین
دیکھ تو مجلس رندان مین بجانا واعظ	ورنہ پھر تجھی تو ہو گی تری میخانون مین
اور ہے کون جو آکر مرے دل مین رہتا	اک تصور ہے فقط آپ کا مہمانون مین
وہ بلانوش ہین ساقی کہ اگر منہ سے لگے	ایک قطرہ بھی نہ چھوڑین ترے پیمانون مین
ہم سے کیا نوک کی لین خار مغیلان احسن	ہم قدم دیکھکے رکھتے ہین بیابانون مین

اہل بزم سننے لگے خصوصاً درویش آفتاب صورت اور عمان بادشاہ و فرامرز ثانی وغیرہ
بگوش دل سامع ہوئے مطرب مذکورہ انعام مین زر و جواہر پانے لگی دو پہر رات سے زیادہ بزم
عشرت آراستہ رہی بعد ازان بزم عشرت برخاست ہوئی ہر ایک اپنے اپنے فرش خواب پر جا کر آرام پذیر
ہوا فرامرز ثانی بھی جا کر فرش خواب پر لیٹا ہنوز خواب اُس کو آیا نہ تھا کہ درویش آفتاب
صورت نے سب کو سوتا دیکھکر فرامرز ثانی کے پاس جا کر کہا کہ تو نے مجھکو پہچانا یا نہین اُس نے
کہا مین نے تو آپ کو نہین پہچانا اسوقت مسکرا کر جواب دیا کہ مین خضران بن عمرو ہون اے فرزند
آگاہ ہو کہ جسوقت ملکہ نے اور تو نے اپنے تئین دریا مین ڈال دیا تھا مین تیرے صدمہ جدائی مین
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے رخصت ہو کر بارادہ حج بیت روانہ ہوا اتفاقاً
راہ مین دل مین آیا تھا کہ خانہ کعبہ مین ہمارے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو ثانی موجود ہین جب انکو یہ معلوم
ہوگا کہ تجھے عیار بعیاری جملہ اسباب عیاری لے گیا تو وہ ناراض ہو کر ایسے کلمات فرماوینگے کہ
جن سے مجھکو بہت ندامت حاصل ہوگی لہذا عزم خانہ کعبہ موقوف کرکے کسی کوہ پر جا کر جان اپنی دیدون
چنانچہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہوکے صحرا نورد ہوا تھا کہ ویرانہ مین ایک قبرستان مین گذر ہوا مالک
قبرستان درویش مرجان مسیح مو تھا اُس سے بہت سی اشیاے کرامت آثار مجھکو دستیاب ہوئی
ہین ازانجملہ منڈھی اور آئینہ حیرت ہے جس کو تو نے دیکھا ہے اُس کے اثر عکس سے ساحرہ سحر بھول گئی
اور بصورت اصلی ہو گئی پھر قتل کی گئی خداوند عالم نے میرے حال پر رحم کیا شکر ہے خدا کا کہ مین نے
یہان آکر تمکو اور ملکہ کو زندہ و سلامت پایا اب سمجھا میرے حال سے کسی کو آگاہ نہ کرنا تم سے اپنا
حال کہدیا ہے فرامرز یہ سنکے خوش ہوا خضران بن عمرو نے اُس کو گلے سے لگایا بزرگانہ پیار کیا
پھر پوچھا کہ تم اپنے حال سے آگاہ کرو کہ کیونکر دریا سے نکلکر یہان آئے فرامرز ثانی نے تمام حال
عمان کے لانے کا اور جو کچھ گذرا تھا بیان کیا جب وہ شب بسر ہوئی صبح کو حسب الحکم درویش
آفتاب صورت و فرامرز ثانی لشکر نے مع عمان شاہ اُس جگہ سے سوے قلعہ عمانیہ بارادہ
جنگ کوچ کیا جب لشکر قریب پہونچا دیو اسلم بھی مع اپنی فوج کے قلعہ سے باہر نکلا دیکھنے والون
نے دیکھا کہ وہ اپنے فرزند اور اپنی زوجہ ازلال جادو کے قتل ہونے سے بدرجہ کمال غمگین تھا
اپنی زندگی سے بیزار تھا عمان و فرامرز ثانی کو مع لشکر کثیر دیکھکر اسی حالت غم مین تاب ضبط
نہ لا کر اپنے لشکر مین طبل جنگی بجنے کا حکم دیا جب صداے طبل جنگی سپاہ دیو اسلم مین بلند ہوئی
ہرکارے جو براے خبر متعین تھے انھون نے روبرو پہنچ فرامرز ثانی آکر عرض کیا کہ اے پہلوان
دوران اسوقت دیو اسلم نے اپنی سپاہ مین نقارہ جنگی بجوایا ہے ارادہ اُس بد اندیش کا یہ ہے
کہ صبح کو مع فوج میدان مصاف مین آکر آتش فتنہ بلند کرے باقی خیریت ہے فرامرز ثانی نے
حسب الارشاد درویش آفتاب صورت حکم دیا کہ ہمارے بھی لشکر ظفر اثر مین کوس حربی
بعنایت ایزدی بجایا جاے ہنگام سحر جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا ملازمون نے فی الفور حکم کی
تعمیل کی یعنی نقارہ جنگی بجایا رات بھر دونون لشکر دونون مین خوب تیاری جنگ ہوئی ہنگام صبح ادھر
سے فرامرز ثانی ہمراہ عمان و درویش آفتاب صورت مع تمامی سپاہ جانب جنگاہ روانہ
ہوا اُس طرف سے دیو اسلم بھی ساٹھ ہزار سپاہ کی جمعیت سے میدان رزم مین آیا بعد درستی
میدان جنگ دونون جانب سے صف آرائی سپاہ ہوئی میمنہ میسرہ قلب و کمین گاہ ہر ایک

سپاہ کا جوانان پرجگر سے آراستہ کیا گیا جب صف آرائی بخوبی ہو چکی دیو اسلم وار شمشاد دیگر
میدان جنگ میں آیا اور پکارا اے فرامرز ثانی اے قاتل فرزند من غمگین جلد میرے مقابلے
کو آ مجھ سے مقابلہ کر یا تو مجھے قتل کر یا میں تجھکو ہلاک کروں کیا فائدہ کہ لشکر ہا بیچ سے سرداران
سپاہ جو بہادر نامور ہیں نکلکر جنگ آزما ہوں فرامرز ثانی نے صدا سنکر دیو اسلم کی جانب
درویش آفتاب صورت دیکھا اس نے قریب اپنے بلا کر آہستہ کہا کہ اے فرزند ہم میں نے
درویش مرجان پیچ سے ایک الکہ ایسا بھی پایا ہے کہ وہ جس کے بازو پر بندھا ہو کوئی اسپر
غالب نہو لہذا میں تیرے بازو پر وہی الکہ باندہ دوں تاکہ دیو تجھپر غالب نہ آئے فرامرز نے
عرض کیا کہ اس وقت آپ میرے بازو پر وہ الکہ نہ باندہئے بغیر اسکے باندہنے میرے زور
بازو اور اپنی تعلیم فنون سپہگری کا اثر دیکھیے کہ کیونکر اس دیو سے لڑتا ہوں درویش آفتاب
صورت نقاب پوش نے بہت خوش ہو کر کہا کہ اے فرزند اگر تیری یہی خوشی ہے تو خیر بسم اللہ جا اسکے
مقابلہ دشمن جا خداوند عالم کے حفظ و حراست میں تجھکو دیا اے فرزند حتی الامکان دار ضرب
شمشاد سے اپنے تئیں بچانا ہرگز کارادہ نکرنا فرامرز ثانی بعد حصول اجازت جنگ میدان
کارزار میں آیا سامنے دیو اسلم کے مرکب روک کر ٹھہرا اور طالب ضرب ہوا دیو نے
فرامرز ثانی کو دیکھکر یاد کیا کہ یہی میرے فرزند دیو سلیم اور میری زوجہ ازلال جادو کا
قاتل ہے اسی نے میرے دل کو دردمند کیا ہے یہی باعث بیزاری زندگی ہے پیر یاتیں یاد کرکے آبدیدہ
ہو کر وار شمشاد کہ از حد گران اور طویل تھی اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامکر بالاے سر گردش
دے کر سپر فرامرز ثانی کے لگائی ادھر فرامرز نے وار دار شمشاد کا خالی دیکر مرکب کو بعجلت
آگے بڑھا کر شمشیر آبدار علم کرکے اس طرح اس خیرہ سر کی کمر پر لگائی کہ وہ اجل رسیدہ مانند خیار تر
کے دو ٹکڑے ہو کر زمین پر یوں گرا کہ زمین کانپی غبار بلند ہوا گویا ایک کوہ کی چٹان دو ٹکڑے
ہو کر بالاے زمین گرا لشکر اسلام میں شور تحسین و آفرین بلند ہوا مردان سپاہ دیو اسلم دیکھکر
ہی دنگ ہو گئے ہر ایک کو حیرت ہوئی کہ ایک بنی آدم نے ایسے دیو قوی ہیکل کو ایک ہی وار میں
کس خوبی سے دو ٹکڑے کیا بعد حیران و متعجب ہونے کے افسران فوج دیو اسلم نے مردان سپاہ
سے مخاطب ہو کر کہا یارو اس جوان نے ہمارے بادشاہ کو قتل کیا ہے تم نے ایک مدت تک اپنے
بادشاہ مقتول کا نمک کھایا ہے مقتضائے بہادری و نمک خواری یہ ہے کہ اس جوان کو قتل کرو
زندہ اس کو جانے نہ دو سب نے کہا ہم تابع حکم ہیں افسران سپاہ فوج کو ہمراہ لیکر آگے بڑھے
فرامرز ثانی کو چاروں طرف گھیرنا چاہا ادھر سے بھی حکم درویش آفتاب صورت سے گودرز
راہزن و صمصام تیغزن جملہ سپاہ کو ساتھ لیکر بعجلت تمام گھوڑے دوڑا کر آگے روانہ
ہوئے جب دونوں لشکر مانند دو دریاے مواج و قہار کے باہم مل گئے لڑائی ہونے لگی برق
شمشیر چمکنے لگی بہادران سپاہ رعد آسا نعرے کرنے لگے بارش خون دلاوران مجروح و مقتول
زمین پر ہونے لگی عرصہ جنگ خون بہادران میدان جنگ سے رنگین ہونے لگا فرامرز ثانی
دلیرانہ ایسا لڑا کہ فوج عدو پسپا ہو کر امان طلب ہوئی فرامرز نے تلوار کو نیام میں رکھکر مردان
سپاہ دشمن کو پناہ دی اسوقت جملہ افسران سپاہ دیو اسلم خدمت فرامرز ثانی میں آئے
اور عرض کیا کہ اب حضور کے ہم تابع فرمان ہیں چاہتے ہیں کہ آپ قلعہ میں تشریف لیچلیں فرامرز ثانی

پایا ہے درویش آفتاب صورت مع اپنے افسران سپاہ و عمان بادشاہ وغیرہ کے داخل قلعہ ہوا دیکھا کہ شہر نہایت آباد ہے عمارتیں عمدہ و نفیس ہیں اللامر دمان شہر آتش پرست معلوم ہوتے ہیں غرضکہ فرامرز ثانی شہر کو دیکھتا ہوا دربار میں پہونچا سرداران لشکر دلیر اسلام نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اس تخت حکومت پر اب جلوس فرماویں یہاں کی بادشاہت کریں فرامرز نے تخت نشینی سے انکار کیا اسوقت درویش آفتاب صورت نے عمان کو اپنے ہاتھ سے تخت حکومت پر بٹھا دیا تاج شاہی بالائے سر رکھدیا پھر حکم دیا کہ جملہ امرا و وزرا و سرداران سپاہ عمان بادشاہ سابق شہر عمانیہ کو نذریں دیں بدستور قدیم اس کو اپنا بادشاہ جانیں اس کے تابع حکم رہیں حسب الحکم درویش موصوف جملہ اہل دربار و سرداران تہور شعار نے موافق قاعدہ نذریں دیں درویش مذکور ایک کرسی پر بیٹھے فرامرز ثانی قریب تخت ایک دنگل پر بیٹھا شہور راہزن و صمصام تیغزن وغیرہ جملہ سرداران سپاہ بعد نذریں دینے کے حسب الحکم علے قدر مراتب کرسی و دنگل پر بیٹھے جب سب اہل دربار علے قدر مراتب دربار میں بیٹھ چکے تو عمان بادشاہ نے پہلے ہر ایک اہل دربار کو خلعت و انعام سے سرافراز کیا پھر فرامرز ثانی سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے فرزند تم نے مجھ پر بہت احسان کیا کہ میرے شہر پر پھر مجکو قابض و متصرف کرا دیا میرے دشمنوں کو قتل کیا اس احسان کی عوض کیا سلوک نیک کردں کہ جس سے بار احسان عظیم سے سبکدوش ہوں فرامرز نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہمکو احتیاج زر و مال و ملک کی نہیں ہے اگر عوض ہماری نیکی کا منظور ہو تو دین اسلام اختیار کرا اور اپنے جملہ مردمان شہر کو مسلمان کر آئین خدا پرستی اختیار کر مذہب باطل سے کنارہ کش ہو خدا وند عالم و عالمیان کو اپنا معبود حقیقی جان اسی کو سجدہ کر کہ وہی قابل سجدہ ہے عمان بادشاہ نے کہا کہ اے فرزند میں تو پہلے ہی مسلمان ہو چکا اب از سر نو روبرو اہل دربار مسلمان ہوتا ہوں یہ کہکے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کر کے بصدق دل مسلمان ہوا پھر اسکے حکم سے جملہ اہل دربار بلکہ تمامی مردمان شہر مسلمان ہوئے مساجد کی بنا ہونے لگی آواز اذان آنے لگی لوگ پابند نماز ہوئے عبادت خدا کرنے لگے دیر منہدم کر دیے گئے مردمان شہر اپنے بادشاہ سابق کے از سر نو بادشاہ ہونے سے بہت خوش ہوئے شہر میں رونق و زینت دوچند ہوئی عمان بادشاہ نے حکم جشن فتحیابی و سامان دعوت و ضیافت دیا ملازم کاربند ہوئے بزم عشرت آراستہ ہونے لگی ارباب نشاط آنے لگے دعوت و ضیافت فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت و ملکہ دختر ہر دوان شاہ و جملہ سرداران سپاہ و مردم سپاہ کی بصد تکلف ہونے لگی بزم عشرت میں روبروئے عمان و فرامرز ثانی و درویش موصوف نازنینان خوبرو و خوش گلو رقص و نغمہ کرنے لگیں زر و جواہر انعام میں پانے لگیں از انجملہ ایک مطربہ نازنین و خوبرو نے یہ غزل حسب فرمائش عمان شاہ گانا شروع کی

غزل

اب ان کی یہ ہم سے گفتگو ہے
ہر لحظہ زبان پہ تو ہی تو ہے

کیوں تم کو ہماری آرزو ہے
تصویر نظر کے روبرو ہے

اچھی یہ مرنے کی گفتگو ہے
تیری سی شکل ہو بہو ہے

ہم بزم میں تو نشستیں جو کوئی
آجائے ابھی جو ہو سو ہو تم
خنجر ہی الگ انجام سے کیوں

بیکار یہ جام پہ سبو ہے
ہم مٹتے ہیں موت حیلہ جو ہے
درکار اسے کونسا گلو ہے

اشکوں سے بدل دی گل آہی
ساقی جو نہ شریک محفل
تم چھین سکو گے اسکو کیونکر

پانی نہیں آنکھ میں لہو ہے
پھر بادہ سرخ بھی لہو ہے
موتی کی گرہ میں آبرو ہے

روکے ہے ہاتھ کو شرم وصل
مضطر وہ بہت ہی تند خو ہے

اہل بزم عشرت اشعار عاشقانہ غزل سن کے خوش ہو کر تعریف کرنے لگے مطرب مذکورہ کو انعام ملنے لگا الحاصل ساعت شبانہ روز تک بزم عیش و عشرت آراستہ رہی ارباب نشاط رقص و نغمہ کیا کیے دعوت و ضیافت ایسا تکلف ہوئی بعد کو اختتام جشن ہوا اور درویش آفتاب صورت کی راے سے فرامرز ثانی نے عمان شاہ سے کہا کہ اب جشن ختم ہوا دعوت و ضیافت بھی ہماری ہو چکی ہم کو رخصت کرو کیونکہ یہاں زیادہ قیام کرنا ہمیں منظور نہیں ہے سوے لشکر صاحبقران یہاں سے جانا مطلوب ہے لشکر صاحبقران جانب طلسم تولید گیا ہے وہیں ہمکو بھی جانا ضرور ہے عمان شاہ نے کہا اگر خوشی تمہاری یہی ہے تو خیر ہم بھی ہمراہ چلیں گے یہ کہکے ارکان دولت و اعیان مملکت کو حکم دیا کہ سامان سفر مہیا کیا جاے اور اسباب جنگ فراہم ہو مگر بہت جلد تاخیر نہو کیونکہ ہمکو ہمراہ فرامرز ثانی کے یہاں سے جانا مطلوب ہے اعیان دولت نے حسب الحکم سامان سفر مہیا کیا و درستی اسباب جنگ کی بھی کی جب سامان سفر سب طرح فراہم ہو گیا تو عمان شاہ نے اپنے وزیر اعظم مسمی ریحان خوش تدبیر کو بجاے اپنے تخت حکومت پر بٹھا کر جملہ اعلا و ادنا کو حکم اُس کی اطاعت و فرمانبرداری کا دے کر تاج شاہی اُس کے سر پہ مستعار رکھکر ساٹھ ہزار سواروں کی جمعیت سے ہمراہ رکاب فرامرز ثانی ہوا سپاہ فرامرز کہ جملہ چالیس ہزار تھی سب فوج کی تعداد ایک لاکھ ہوئی درویش آفتاب صورت فرامرز ثانی قمر تیغ قمروش براہمن و صمصام شیرزن وغیرہ سرداران سپاہ و عمان شاہ کی فوج و لشکر ہمراہ لے کر ملکہ کو بھی ساتھ لے کر بقصد کر و فر شہریانہ سے سوے لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ روانہ ہوا حال اس کا انشاء اللہ بمقام مناسب لکھا جاے گا

یہاں سے اب کچھ داستان صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے تحریر کیے جاتے ہیں

عبث دل کو نہ چھوڑ پھر لگڑی ہے روئے جانان کا
نہ لاے سر پہ کچھ آفت خیال اس آفت جان کا

خدایا دور رکھنا مجھ سے سایہ ایسے انسان کا
نہیں ہے پاس مطلق جس کو اپنے عہد و پیمان کا

وہ بہر فاتحہ آئے کیا سامان چراغان کا
چمک اٹھا ستارہ قسمت گور غریبان کا

شب فرقت خدا جانے قیامت ڈھائیگی کیا کیا
سحر سے دل کو دھڑکا ہے بلاے شام ہجران کا

گمان اہل زمین کو ہوگا خورشید قیامت کا
اگر ہم نے کبھی چھاپا ہمارے داغ ہجران کا

تم اپنا آئینہ دیکھو بناؤ زلف پیچان کو
تمہیں کیا غیر ہے جو حال ہے حیران پریشان کا

تجھے ہر رنگ سے پینگے کبھی ہم دختر رز کو
بلا سے زاہدا اس میں ضرر ہو دین و ایمان کا

نگاہ ناز سے کس کی ہوئی ہے پار سینے سے
مزا دیتا ہے رہ رہ کر کھٹکنا نوک پیکان کا

قدر انداز تم کیسے ہو سینہ سامنے آؤ
لگاؤ تاک کر دل پر نشانہ تیر مژگان کا

بلا کر جرم میں اپنی سناؤ پہلوان کو
خدا کا خوف لازم ہے دکھاؤ دل نہ مہمان کا

نہیں ہے درد سے خالی مری ہجر آنوردگی بھی
دکھا دیتا ہے دل کو نوک خار بیابان کا

کہ ان کو جو پنجہ اثنائے جنگ و مقابلہ غوغا سے رعد آواز مین گرکر اُٹھا لے گیا تھا جب وہ پنجہ
زمین سے بلند ہوا اول تو صاحبقران موصوف بیہوش تھے متوج ہوا سے زیادہ بیہوش
و مدہوش ہوگئے کچھ بھی خبر نہین رہی اپنے حال سے مطلق آگاہی نرہی غرضکہ وہ پنجہ صاحبقران
کو لیے ہوئے پردہ قاف مین درمیان قصر فیروزہ نگار مرصع کار کے کہ دیوون نے واسطے
جناب سلیمان کے بنایا تھا اُس کی تعریف خوبی کیا بیان ہو سکتی ہے سلطنت سلیمان صاحبقران
ابن صاحبقران اعظم کے کہ اسی قصر مین تشریف رکھتے تھے جاکر ڈالدیا سلیمان صاحبقران
نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو پہچان کر متحیر ہو کر پوچھا کہ اے دیو افغان انکو
تو کہان پا گیا کیون ان کو اٹھا لایا اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور نے ایکمرتبہ اس تابعدار
و فرمانبردار سے فرمایا تھا کہ ہمارے آبا و اجداد کی نسل و ذریت اگر کسی کو کہین پانا اسکو بتلاے
بلا دیکھنا تو فوراً ایسے ہمارے پاس لے آنا یاد فرمائیے حضور پہچان بھی اپنے آبا و اجداد کی نسل کی
بھی یہ بتائی تھی کہ گیسوان فیلیلی ہون گے خال سبز چہرے پر ہوگا اسی طرح دیگر پہچان بھی بتائی تھی
چونکہ آج حضور نے بضرورت تابعدار کو سوے پردہ دنیا بھیجا تھا اور یہ فدوی اُدھر سے واپس
آتا تھا راہ مین دیکھا کہ دو طرف فوجین بکثرت جمع ہین میدان جنگ مین صف آرا ہین عرصہ مصاف
مین ایک جوان سے یہ مقابل ہوئے اُس نے آواز بلند کرکے ان پر گرز گرانبار لگایا یہ بیہوش
ہوئے اُس نے ارادہ قتل کرنے کا کیا مین نے فوراً پنجہ بڑھا کر ان کو اٹھا لیا وہان سے حضور کے
پاس لے آیا سلیمان صاحبقران پردہ قاف نے تقریر دیو مذکور کی سنکے متبسم ہوکے اسے
انعام دے کر فرمایا کہ اچھا کیا تو نے کہ ان کو ہمارے پاس لے آیا ہم تجھ سے خوش ہوئے دیو افغان
تو انعام لے کر وہان سے اپنے مقام مسکن پر گیا سلیمان صاحبقران نے اعزہ و اقارب سے
جو پریان تھین نیز دیگر پریون کو بلا کر اُن سے کہا کہ ان کو معرکہ جنگ سے دیو افغان اٹھا لایا ہے
یہ بیہوش ہین ان کو بتدابیر جلد ہوشیار کرو مین یہان سے محض اس خیال سے جاتا ہون کہ ہمارے
سامنے اگر یہ غشی سے ہوشیار ہون گے تو شاید ان کو کچھ ندامت ہوگی یہ کہکے وہان سے ہٹ گئے
اُن پریون نے تدبیرین دفع غشی و بیہوشی کی کرنا شروع کین کوئی پری اپنے دست نازک سے
تلوے سہلانے لگی کوئی بر رومال بازو پیر زور سے کس کر باندھنے لگی کوئی پنکھے سے ہوا دینے لگی
کوئی لخلخہ مشمون عطر آمیز سنگھانے لگی کوئی گلہاے خوشبو پردہ قاف کے لاکر گلدستہ بنا کر سنگھانے
لگی کوئی بار بار چہرہ پر ہاتھ رکھکر دعائین پڑھنے لگی کوئی عرق گلاب و کیوڑے کے منھ پر بار بار چھینٹے دینے
لگی کوئی اپنے دستی رومال سے پسینہ چہرے کا پونچھنے لگی کوئی پری انواع و اقسام کے نسخے دافع
بیہوشی کے تیار کرکے قریب مشام صاحبقران سلطان کیوان شکوہ رکھنے لگی کسی پری
نے بند قبا کھولے کسی نے زرہ و بکتر تن سے دور کرنے کی فکر کی کسی نے کسی پری سے کہا جلد آب
سرد لاؤ ان کا منھ دھلاؤ پاؤن بھی ان کے ٹھنڈے پانی سے دھو تاکہ ہوش آئے بیہوشی دفع ہو
کوئی پری گھبرا کر دست نازک سوے فلک اٹھا کر واسطے دفع بیہوشی کے خدا سے دعا کرنے لگی
کوئی فتیلہ کہین سے لاکر انھین جلا کر سنگھانے لگی باین خیال کہ اگر یہ بیہوشی بوجہ آسیب کے ہو
تو آسیب دیو وغیرہ دور ہو جائے گی آنکھین کھولین ہوش آجائے کوئی پری بواسطہ جناب سلیمان
خدا کی درگاہ مین واسطے دفع بیہوشی کے ملتجی ہوئی غرضکہ اُن پریون نے صدہا تدبیرین کین مگر

بیہوشی دفع ہو کسی طرح ہوش آئے اُسوقت بہت سی پریان نادرالحسن وجمال صاحبقران
موصوف کے گرد قریب آ بیٹھین اُن کے گل عارض کی خوشبو اور اُن کے گیسوان معنبر کی مہک
اور پسینہ تن کی دل آرام بوے خوش اور اُن کے لباس معطر کی بو باس ہزارون طرح کے
لخلخون سے بہتر و افضل تھی بیہوش تو کیا ہی اگر مردہ صد سالہ کے بھی مشام مین خوشبو ہاے
مرقوم الصدر کا گذر ہو تو وہ بھی حکم خدا سے دوبارہ زندہ ہو جائے جب پریون نے تدابیر
مذکور کین اور گرد بیٹھین اور سر صاحبقران اپنے زانو پر رکھکر اپنے گیسو کی بو سنگھائی اور چند
قطرے عرق کے اُن کے گل عارض سے رخ صاحبقران پر ٹپکے غشی دور ہونے لگی ہوش
آنے لگا اُس پری نے اسی حالت مین زانو اپنا سر صاحبقران سے بچہ خیال کرکے علیحدہ کیا
اس اثناے مین صاحبقران کو ہوش آیا آنکھین کھولکر قصر فیروزہ نگار اور پریون کو دیکھکر کہا
کہ الحمد للہ والمنہ کہ پروردگار عالم نے اپنی رحمت و بخشش سے بعد مرگ مجکو یہ قصر فیروزہ نگار
عطا فرمایا ہی اور اسقدر حورین مجھے دی ہین یہ اُس کی رحمت ہی اعمال تو میرے لیسے اچھے تھے
کہ جن پر مجکو بھروسہ اپنی بخشش کا ہوتا لیکن اللہ نے میرے حال پر رحم کیا مجکو تما سے رعد
آواز کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہی جنت مین خدا نے داخل کیا اب یہان مدام براحت و آرام
بسر ہوگی وصل حوران جنان نصیب میوہ باغ بہشت کھانے کو حلہ ہاے جنت پہننے کو آب
چشمہ کوثر پینے کو سایہ طوبی راحت رسانی دل کو قصر ارم رہنے کو ملا ہی یقین ہی کہ ہمسایہ مین میرے
سب اہل جنت ہون گے جناب صاحبقران اولی بھی ضرور یہین کسی قصر مین تشریف فرما
ہون گے آرزو ہے دل بر آئے اگر اُن سے ملاقات ہو جائے اُن کی قدمبوسی ضروری ہی وہ بھی
جناب مجکو دیکھکر خوش ہون گے ہماری جناب جدہ مکرمہ ملکہ مہمان پری و قریشیہ سلطان
بھی یہین کسی قصر مین ہون گی ابھی اُن کو میرے یہان آنے کی شاید خبر نہین ہی اگر خبر ہوتی تو وہ
جناب خوش ہوکر خواہ یہان تشریف لاتین یا مجکو اپنے پاس بلاتین امید ہی کہ اُن جناب تک کوئی
ملک یا حور میری خبر ضرور کرے گا جب وہ حالات دریافت کرین گی تمام حالات جو گذرے ہین
بیان کردون گا بعدہ عرض کرون گا کہ دنیا سے کارہ تھا مسافرانہ زندگی بسر کرتا تھا ہمیشہ اسی
سراے آخرت کا خیال رہتا تھا دنیا کے جھگڑون سے چھوٹ گیا جنگ و جدال ہمیشہ کفار سے
درپیش رہتی تھی لشکر کشی بارہا میسر کین پیکر نا پڑتی تھی شب و روز فکر و اندیشہ و تدابیر مین بسر ہوتی
تھی کوئی دم راحت سے زندگی نہ گذرتی تھی باوجود دولت و مال جاہ و حشم کسی طرح فارغ البالی حاصل
نہ تھی مقام شکر ہی کہ اجل آئی دنیا سے دوری ہوئی امور دنیا سے چھوٹ گیا اب کچھ فکر نہین ہی
یہان چین سے سوئین گے حورون سے ہمکنار ہون گے غلمان خادم ہین وہ حکم خدا سے ہماری
خدمت کرین گے یہان تمام اسباب راحت موجود ہین کسی بات کی تکلیف نہین ہی کیونکہ جنت
ہماے راحت ہی مقام تکلیف نہین ہی اسی طرح سے بہت سی باتین کرکے اپنے تئین مردہ جان کے
آنکھین بند کرلین پریون نے جو تمام گفتگو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی سنی بعضی
تو مسکرائین اکثر متردد ہوئین کچھ پریان گھبرا کر خدمت سلیمان صاحبقران مین گئین اور
عرض کیا کہ حضور یہان تشریف رکھتے ہین وہان صاحبقران سلطان کیوان شکوہ غشی
سے ہوشیار ہوکر شاید اپنے تئین مردہ جان کر عجب عجب باتین کرتے ہین وہ باتین اگر آپ

تو بہشت ہے اگر مناسب ہو تو اسی حال مین تشریف لے چلیے اُن سے ہم سخن ہو کر فرمایئے کہ یہ کیا
باتین کرتے ہو تم زندہ ہو صاحبقران قاف یعنی سلیمان صاحبقران نے کہا کہ اچھا تم چلو
ہم بھی آتے ہین ادھر پریون نے صاحبقران عادل کیوان شکوہ سے عرض کیا کہ حضور
آنکھین کھولین فرش سے اُٹھین مسند زرین یا کرسی زرین پر بیٹھین اچھی طرح اپنے ہوش و حواس مین
آئین اپنے تئین مردہ تصور نفرمائین دشمن حضور کے مردہ نہین ہین فضل خدا سے ابھی حضور زندہ
ہین یہ مقام جنت نہین ہے یہ پردۂ قاف ہے ہمکو حورین نجانیے ہم سب پریان ہین اس قصر کو قصر جنان
نہ خیال فرمایئے یہ قصر فیروزہ نگار ہے جسکو دیوون نے برائے جناب سلیمان علیہ السلام
بنایا تھا آپکو پردۂ دنیا سے دیو افغان مقابلہ غوغائے رعد آواز سے اٹھا کر لایا ہے
صاحبقران عادل کیوان شکوہ نے پریون کی گفتگو سنکے اچھی طرح آنکھین کھول کر دیکھا تو
واقع مین اپنے تئین پردۂ قاف مین پایا گرد پریون کو بیٹھے دیکھا متحیر ہو کر فرش سے اٹھکر بیٹھے اتنی دیر
مین سلیمان صاحبقران آئے اُنکو پہچان کر سلام کیا انھون نے جواب سلام دیکر حال مزاج
دریافت کیا جواب دیا شکر ہے خدا کا کہ زندہ ہون اپنے تئین پردۂ قاف مین پاتا ہون قبل اسکے
اپنے لشکر مین تھا غوغائے رعد آواز سے مقابلہ کر رہا تھا سلیمان صاحبقران نے کہا سچ ہے
تمکو دیو افغان پنجہ بنکر اُٹھا لایا ہے اب کچھ اور خیال نکرو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے
کہا کہ الحمد للہ اسی حیلہ سے آپ سے ملاقات ہوئی ہنوز یہ باتین ہو رہی تھین کہ صاحبقران اعظم والا
سلیمان صاحبقران تشریف لائے ہمراہ اُنکے سلیمان کوچک بھی تھے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے اُٹھکر ادب سلام کیا اُن جنابون نے فرمایا اے فرزند بیٹھو ہم نے تمھارے یہان
آنیکی خبر سنی تمھارے دیکھنے کو آئے اسی طرح سلیمان کوچک نے کہا کہ ہم بھی اطلاع تمھارے
آنیکی پاکر اشتیاق دید مین یہان آئے صاحبقران اعظم نے بزرگانہ پیار سے گلے سے لگا کر اپنے
سینے سے لگایا شفقت بزرگانہ بے حد کی مزاج پوچھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے
کہا کہ بفضل خدا آپکی برکت دعا سے اچھا ہون یہ باتین جب ہو چکین صاحبقران اعظم و سلیمان
کوچک و سلیمان صاحبقران نے واسطے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے میوہ تر و
تازۂ قاف و طعام لذیذ طلب کیا خدام نے حکم تعمیل کی پھر سب نے ایکجا میوہ و طعام کھایا بعد
اکل و شرب واسطے خوشی خاطر و شگفتگی مزاج صاحبقران پریون کو حکم دیا کہ سامنے انکے رقص و
نغمہ کرین پریون نے حسب الحکم ناچنا گانا شروع کیا وہ انکی آوازین وہ صورتین بیعدیل وہ [illegible]
اُنکی لاجواب وہ اُنکا ناز و ادا و عشوہ ہنگام رقص و نغمہ پناہ بذات خدا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ پریون کے رقص و نغمہ سے از حد خوش ہوئے بعدہ سلطان صاحبقران کے
کہنے سے جابجا پردۂ قاف کی سیر کی عجائب و غرائب اشیا نظر آئین ایک روز ہنگام سیر اُس قبرستان کی
کی طرف گذر ہوا جس قبرستان مین قبور ملکہ آسمان پری و ملکہ قریشیہ سلطان وغیرہ بزرگون
کی تھین سلیمان صاحبقران نے ہر ایک قبر کے صاحب قبر کا نام بتا کر کہا کہ افسوس یہ بزرگ اس
دنیا سے چلے گئے [illegible] قبر مین عجب خواب مین ہین کہ ہوشیار ہی نہین ہوتے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے آبدیدہ ہو کر ہر ایک اپنے بزرگ کی قبر پر سورہ فاتحہ پڑھا اُسکا ہدیہ ثواب انکی
روح کو [illegible] کہا کہ ہم بھی مسافر [illegible] اس سرا [illegible] ہین [illegible] آپ سے [illegible] اگر [illegible] جائینگے آپ صاحبون کی

جدائی دشوار ہی بغیر بزرگوں کے زندگی خردوں کی بے لطف ہی دل یہی چاہتا ہی کہ آپ صاحبوں
سے جلد تر ملحق ہو جاؤں یہ کہکر اشکبار اٹھکر مزار جناب سلیمان علیہ السلام پر جاکر با ادب بیٹھکر
ہدیۂ ثواب سورۂ فاتحہ اُن جناب کو دیا پھر وہاں سے ہمراہ سلیمان صاحبقران وغیرہ قصر
فیروزہ نگار میں آئے متردد و متفکر بیٹھے سلیمان صاحبقران نے سبب تردد پوچھا اظہار کیا
کہ اسوقت ہمکو اپنے لشکر کا خیال آیا ہی نہیں معلوم بعد ہمارے یہاں آنے کے اہل لشکر پر کیا گذری
غوغاے رعد آواز سے سخت اندیشہ ہی وہ نابکار ہمارے لشکر کے اکثر سرداروں کو ہنگام
جنگ اپنے نعرے سے بیہوش کر کے گرفتار کر کے لیجا چکا ہی کوئی حربہ اُس پر کارگر نہیں ہوتا ہی سمجھ
میں نہیں آتا ہی کہ کیا معاملہ ہی ہم نے بھی اُس سے مقابلہ کیا تھا اُس نے گرز گران مارا تھا ہر چند کہ گرز
بخوبی نہیں پڑا تھا فقط اُس کی جھپٹ اور ہوا لگی تھی اور اُس نے نعرہ کیا تھا گھوڑا ہمارا ہلاک ہوا تھا
ہم بیہوش ہوے تھے اس اثنا میں آپ سے معلوم ہوا کہ دیو افغان پنجہ بنکر ہمیں اُٹھا لایا دیکھیے
انجام اس جنگ کا کیا ہوتا ہی غوغاے رعد آواز قتل ہوتا ہی یا نہیں بظاہر تو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ
قتل نہوسکے گا کیونکہ اُس پر کوئی حربہ کارگر نہیں ہوتا ہی اور اُس کی صدا سے نعرہ کو سُنکے کوئی باحواس
نہیں رہتا ہی خدا معلوم اس میں کیا اسرار ہی کس سے دریافت کریں سلیمان صاحبقران نے
کہا کہ ہم ابھی شمس جنی کو کہ عامل ہی طلب کرتے ہیں اُس سے بابت غوغاے رعد آواز کے
پوچھتے ہیں وہ بزور اپنے علم کے جو کچھ اسرار ہوگا بیان کرے گا یہ کہکے ایک دیو کو واسطے اُس کے
بلانے کے روانہ کیا وہ دیو گیا بعد چند ساعت کے شمس جنی کو اپنے ہمراہ لایا اُس نے آکر
سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو باادب سلام کیا سلیمان
صاحبقران نے اُس کو ذی عزت جان کر بحرمت و عزت نزدیک اپنے بٹھایا اُس نے بعد تھوڑی
دیر کے عرض کیا اسوقت حضور نے مجھکو کیوں طلب فرمایا اس کمترین سے کیا کام لینا منظور ہی سلیمان
صاحبقران نے تمام حال غوغاے رعد آواز کے طریقۂ جنگ کا بیان کر کے پوچھا کہ غوغاے
رعد آواز پر کیا وجہ ہی کہ کوئی حربہ کارگر نہیں ہوتا ہی اور وہ اپنے نعرے سے ہنگام جنگ حریف
کو اپنے بیہوش کر دیتا ہی اس میں کیا اسرار ہی شمس جنی نے بقاعدہ رمل زائچہ کھینچکر تا دیر فکر
کر کے عرض کیا کہ حضور مجھکو اپنے علم و قاعدہ کی رو سے ایسا کچھ ثابت ہوتا ہی کہ غوغاے رعد
آواز طلسم بند ہی زیادہ اس باب میں کہہ نہیں سکتا کہ وہ کیونکر مارا جاوے گا اور کس نے اُس کو
طلسم بند کیا ہی سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اے شمس جنی ہم چاہتے ہیں کہ تمام حال
مفصل طور سے غوغاے رعد آواز کا معلوم ہو اور یہ بھی دریافت ہو کہ وہ نابکار کیونکر قتل
ہوگا ایسی کوئی تدبیر بتاؤ کہ مطلب دلی ہمارا حاصل ہو اُس نے عرض کیا اگر حضور کو مفصل حالات
غوغاے رعد آواز سے آگاہی منظور ہی تو حور جنی جو عامل زبردست و یگانہ روزگار ہیں اور
ہزار برس سے انھوں نے امور دنیا کو ترک کر کے ایک حجرے میں بیٹھنا اور مشغول ہو در عبادت خدا
کرنا اختیار کیا ہی اُن کے پاس جائیے اور اُن سے بابت غوغاے رعد آواز کے سوال کیجیے
وہ جواب شافی و حسب دلخواہ حضور دینگے مگر اُن جناب تک پہنچنا حضور کا دشوار ہی حالانکہ
آپ مالک و حاکم پردۂ قاف کے ہیں اور قوت و شجاعت میں لاجواب ہیں مگر بہت دشوار ہی کہ اُن
جناب تک آپ کی رسائی ہو سلیمان صاحبقران نے پوچھا کہ حور جنی تک کس وجہ سے ہم نہیں

جا سکتے اُس نے کہا کہ ایک دیو مسمیٰ دیو سرکش اثنائے راہ مین ہی بقوت زور بازو اُس نے ملک
اپنے قبضہ و تصرف مین کر لیا ہی تین لاکھ دیو اُس کے تابع فرمان ہین دیو سرکش اُس ملک کی بادشاہت
کرتا ہی غیر کو اپنے ملک مین بلکہ اپنے ملک کی سرحد پر بھی نہین آنے دیتا ہی اُس کے خوف سے کوئی دیو اور
جن اُس طرف سے گذر نہین کرتا ہی کیونکہ وہ از حد قوی ہی اُس سے کوئی لڑ نہین سکتا ہی اُسکی ضرب
کو روک نہین سکتا ہی نہ قوت مین اُس سے کوئی برابری کر سکتا ہی جورجنی جو عامل زبردست ہین
وہ اُسی کے ملک کی سرحد مین ہین سنا ہی کہ پہلے وہ ملک جورجنی کے بزرگون کے قبضہ مین تھا
جورجنی نے دنیا کو ترک کر کے شوق عمل خوانی مین کچھ ملک و مال کے اوپر توجہ نہین کی دیو سرکش
نے وہ ملک بقوت بازو اپنے قبضہ مین ایک مدت دراز سے کر لیا ہی صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے یہ حال قوت دیو سرکش سُنکے کہا کہ ہم اُس دیو نابکار سے مقابلہ کر کے اُس کو
تہ تیغ کرین گے اور راہ کو پاک و صاف کر کے جورجنی تک جائین گے سلیمان صاحبقران
نے جواب دیا آپ اسقدر کیون تکلیف گوارا کرین ہم کو موجود ہین اُس دیو سے سمجھ لین گے
چند لشکر لے کر اُس کے ملک کی طرف روانہ ہون گے اُس سے مقابلہ و مجادلہ کر کے قتل کرین گے
آپ یہان سیر کرین یا آرام و راحت رہین تھوڑی مدت مین یہ مہم سر ہو جاوے گی پھر جورجنی تک
چلیے گا اُن سے ملکر غور نمائے رعد آواز کے قتل ہونے کا سبب دریافت کیجیے گا صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ یہ کام ہمارا ہی ہمین کو بضرورت شدید پاس جورجنی کے جانا
منظور ہی لہذا ہمین کو مناسب ہی کہ ہمین دیو سرکش سے مقابلہ کر کے اُس کو پیوند خاک کرین آپ کو
لازم ہی کہ اس بارے مین اصرار نکرین ہماری قوت و شجاعت ہنگام مقابلہ دیو سرکش ملاحظہ کرین
کہ ہم کیونکر اُس سے لڑتے ہین اگر خدانخواستہ ہم اُس کے ہاتھ سے قتل یا مجروح شدید ہون گے تو
اُس وقت آپ اُس سے جنگ کیجیے گا سلیمان صاحبقران نے اس مقدمہ مین زیادہ تقریر کرنا
مناسب نہ جان کر سکوت اختیار کیا بعدہٗ حکم تیاری لشکر دیا سامان سفر و جنگ ہونے لگا جب
حسب دلخواہ سامان جنگ فراہم و مہیا ہو چکا سلیمان صاحبقران صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ کو ہمراہ لے کر تین لاکھ دیوؤن کی جمعیت سے بصد کر و فر سوے ملک دیو سرکش
روانہ ہوے اثناے راہ مین سیر عجائب و غرائب اشیا کی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
کو دکھلاتے ہوے کوچ و مقام کرتے ہوے ایک روز سرحد ملک دیو سرکش پہونچے صحرا سے
سبزہ زار مین لشکر کے قیام کا حکم دیا خیام و بارگاہین برپا اور ایستادہ ہونے لگین دیوؤن نے جلد
جلد لشکر کے اُترنے کا سامان کیا جب خیام و بارگاہین ایستادہ و برپا ہو چکین تو سلیمان صاحبقران
تخت سے اُتر کر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو ہمراہ لے کر داخل بارگاہ فلک فرسا ہوے
لشکر بھی اُترا یہ خبر دیو سرکش کو پہونچی وہ نابکار اپنے رفقا سے کہنے لگا تمکو معلوم ہی کہ یہ کون اجل رسیدہ
لشکر لے کر ادھر آیا ہی کیا اُس کو ہماری قوت و شجاعت سے خبر نہین ہی اُن رفقا نے دست بستہ عرض کیا
کہ اے بادشاہ ہمنے سنا ہی کہ سلیمان صاحبقران جو بادشاہ و مالک پردہ قاف کے
ہین اور شجاع و بہادر ہین وہی لشکر لے کر بارادہ جنگ ادھر آئے ہین اور یہ بھی سنا ہی کہ بنی آدم سے
ایک شخص جس کو لوگ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہین کسی طرح سے پردہ قاف
مین آیا ہی اُس کی بھی بہادری و شجاعت کا شہرہ ہی اور یہ دونون صاحبقران مذکور عزیزان قریب

ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان ست ہین دیو سرکش نے کہا کہ کوئی آیا ہو مین کسی سے
نہین ڈرتا ہون دیکھنا ہنگام جنگ ہر ایک کو ایک ایسا ضرب مین پیوند خاک کر دون گا لشکر کو تباہ و
برباد کر دون گا صحرا لاشون سے بھر دون گا کسی کو ان کے لشکر سے زندہ نچھوڑون گا اگر تمامی سپاہ کوہستان
پردہ قاف بھی مجھسے لڑین گے تو بھی مجھپر غالب نہون گے یہ تقاضے عرض کیا حضور بجا فرماتے ہین یہان
تو دیو سرکش عالم غیظ و غضب مین سر دربار بالاے تخت حکومت بیٹھا ہوا ایک رہا ہے چہرہ سے
آثار قہر و غضب آشکار ہین لیکن اب حال سلیمان صاحبقران کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب لشکر
غرق کشی ہوا سلیمان صاحبقران نے ایک نامہ اس مضمون کا دیو سرکش کو لکھا کہ اے دیو
سرکش تجکو معلوم ہو کہ ہم اس طرف محض واسطے خیر اور رعیت حال کے آئے ہین لہذا ہمارا
سد راہ ہو کر ہم سے آمادہ شر و فساد نہونا اور دیکھتے ہی اس نامہ کے اطاعت ہماری اختیار کرنا ورنہ
انجام سرکشی تیرے حق مین برا ہوگا جب نامہ اس مضمون کا تیار ہو چکا ایک دیو کو حکم دیا کہ اس
نامہ کو پاس دیو سرکش کے لیے جاوے وہ دیو نامہ لے کر روانہ ہوا دیو سرکش کو خبر ہوئی کہ نامہ لیکر
ایک دیو آتا ہے اس نے حکم دیا کہ اس کو آنے دو قاصد کو نہ روکو جسوقت وہ دیو نامہ لئے ہوئے
روبرو دیو سرکش کے پہونچا اس نے نامہ طلب کیا دیو نے موافق قاعدہ نامہ اس کو دیا اس نے
مضمون نامہ پر نظر کر کے نہایت برہم ہو کے پشت نامہ پر یہ جواب تحریر کرا دیا کہ اے سلیمان
صاحبقران مین تمہاری اطاعت ہرگز نہ کرونگا جو رعیت ہے تمکو ہرگز تم کو جانے ندون گا اگر
میری سرحد مین قدم رکھنے کا ارادہ کرو گے تو پچھتاؤ گے اور تمہارے تمام لشکر کو قتل کر دون گا
کیا تم تجھے آگاہ نہین ہو کہ نام میرا دیو سرکش ہے سرکشان دہر مجھسے پناہ مانگتے ہین یہ عبارت
جب لکھوا چکا دیو نامہ بر کو دے کر رخصت کیا بعدہ جواب کا منتظر ہوا دیو نامہ بر نے جواب نامہ کا سلیمان
صاحبقران کو دیا سلیمان صاحبقران دیکھتے ہی اس کی تحریر کو بدرجہ کمال غضب آیا اسیوقت
اس کی تحریر کا یہ جواب لکھا کہ او دیو سرکش ہوشیار رہو جا اگر روکتا اور ہم سے لڑتا منظور رہو تو
ہمارے مقابلہ پر آ ہم ضرور جو رعیت تک جا ملینگے ہمسے ڈرانے سے ہم پیر شیر جرأت ہرگز نہیں
یہ عبارت اس نے جواب نامہ مین لکھکر بدست دیو دیگر نامہ روانہ کیا اس نے نامہ کو دیکھتے ہی از حد
غضبناک ہو کر پشت نامہ پر لکھا کہ مین مع اپنی سپاہ کے آتا ہون تم سے مقابلہ کرونگا ہنگام جنگ
تمکو قتل کرونگا یہ جواب لکھکر دیو کو نامہ دیکر کہا کہ لیجا دیو نامہ لیکر خدمت سلیمان
صاحبقران مین آیا نامہ دیا سلیمان صاحبقران نے مضمون جواب سے اطلاع پائی ادھر
دیو سرکش تین لاکھ دیوون کی جمعیت سے روانہ ہو کر بمقابلہ سلیمان صاحبقران پہنچا ہو کر
اپنے ملازمون سے گویا ہوا کہ ابھی ہمارے لشکر مین نقارہ جنگی پر چوب لگاؤ صبح کو ہم میدان جنگ
مین جا کر سلیمان صاحبقران وغیرہ کو قتل کرینگے دیوون نے اس کے حکم پر عمل کیا
صداے نقارہ جنگی بلند ہوئی اور دیوون نے خدمت سلیمان صاحبقران مین حاضر ہو کر
زمین ادب کو لب عبودیت سے چوم کر عرض کیا کہ اے سلیمان صاحبقران یہ دیو قاف دیو سرکش
نابکار آمادہ مصاف ہے اسوقت اس نے بمقابلہ حضور نقارہ جنگی اپنے لشکر مین بجوایا ہے
ارادہ اس بد اندیش کا یہ ہے کہ صبح کو میدان کارزار مین آکر آتش فتنہ و فساد بلند کرے باقی خدمت
ہے سلیمان صاحبقران نے یہ خبر سنکے فرمایا کہ بعدہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بعنایت ایزدی

کوس حربی بجایا جائے اگر وہ نابکار آمادہ کارزار ہو تو ہم بھی اُس سے مستعد جنگ ہین ان دیوؤن سے کے
نقارہ نواز دیوؤن سے حکم صاحبقران پردہ قاف صاف صاف بیان کیا انھون نے بسم اللہ کہکر
کوس حربی بجایا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی ہوئی ہر ایک دیو نے اپنے اپنے حربے کو
بخوبی درست کیا جب صبح ہوئی اُس طرف سے دیو سمرکش تین لاکھ دیوان خونخوار و ہیدین کی جمعیت
سے بصد کبر و غرور میدان جنگ مین آیا اس طرف سے سلیمان صاحبقران بہمراہی صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ سوے نبردگاہ ہزار عز و جاہ کئی لاکھ دیوؤن کے ساتھ خرامان خرامان گئے
جب بمقابلہ دیو سمرکش پہونچے اپنے تخت کو روکا دیو سمرکش کو بنظر تند و تیز دیکھا اُس نے بھی سلیمان
صاحبقران کو بنظر قہر دیکھا پھر دونون جانب سے درستی میدان کارزار ہوئی بعدہ طرفین سے صف آرائی
ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ حسب دلخواہ درست کیا گیا سلیمان صاحبقران بعدہ
صاحبقرانی چالیس قدم آگے لشکر کے ہمراہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے بالائے مرکب
پردہ قاف ایستادہ ہوئے اسوقت دیو سمرکش وار شمشاد ہاتھ مین لے کر بصد غرور میدان جنگ
مین آکر بصدائے بلند و مہیب پکارا کہ اے سلیمان صاحبقران کسی اجل رسیدہ کو واسطے میرے
مقابلے کے روانہ کرو یا خود آکر مجھ سے جنگ آزما ہو سلیمان صاحبقران نے ارادہ اُس سے
مقابلہ کرنے کا کیا تھا مرکب کو آگے بڑھایا تھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے انھین روک
کر کہا کہ آپ توقف کرین اس دیو کے مقابلے کے واسطے ہمین جانے دین ہرچند سلیمان صاحبقران
نے کہا کہ آپ نہ جایئے ہمین لڑنے کے واسطے جانے دیجیے صاحبقران نے نمانا آخر کار مجبور ہو کر سلیمان
صاحبقران نے کہا کہ اچھا آپ ہی اس نابکار سے جنگ آزما ہوجیے جوہر شمشیر آبدار دکھایئے ہم مشتاق
دیدہ ہین ہمین اپنی جنگ دکھایئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مرکب پر سوار ہو کر مسلح و مکمل ہو کر
روبرو دیو سمرکش کے گئے اُس نے ان کو دیکھکر قہقہہ مار کر کہا کہ اے آدم نژاد ضعیف البنیاد تو مجھسے لڑنے کو
آیا ہے کیا تجھکو اپنی جان عزیز نہین ہے زندگی سے بیزار ہے جو مجھ ایسے دیو قوی سے لڑنے کو آیا ہے مجھے تیرے
حال پر رحم آتا ہے کہ تجھے کیا مارون تیرے خون سے زمین کو کیا رنگین کرون سوا اس کے کہ تجھسے لڑنا باعث
اپنی بدنامی کا ہے کیونکہ تو ایک نحیف و ناتوان آدمزاد ہے جا کسی دیو قوی بازو کو میرے مقابلے کیواسطے
بھیج تو مجھسے کیا لڑے گا میری ضرب کیا روکے گا ہوا ہے وار شمشاد سے وقت جنگ اُڑ جائے گا
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او دیو مغرور متکبر کیا بیہودہ بکتا ہے
بس اب ایسی تقریر نکرنا ورنہ زبان تیری تیرے دہن سے کھینچ لونگا او نابکار تو مجھکو نظر حقارت سے دیکھتا
ہے میرے حال پر رحم کرتا ہے یعنی آدم کو ضعیف و ناتوان جانتا ہے اپنے قوت بازو پر ناز کرتا ہے دیکھنا وقت
حرب و ضرب کس طرح تجھ سے لڑتا ہون اور کیونکر تجھکو تہ تیغ کرتا ہون کہ تو بھی وقت احتضار پچھتائے
دیکھنے والون کو حیرت ہوجائے او ناسمجھ پروردگار عالم نے مجھکو اپنی قدرت کاملہ سے وہ زور عطا کیا ہے کہ دیو
اور جن بھی مجھ سے لڑ نہین سکتے طاقت مین ہمسری کر نہین سکتے تو مجھسے کیا لڑے گا ایک دم مین میرے
ہاتھ سے مارا جائے گا اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو راہ راست پر آ دین اسلام قبول کر کے میری و سلیمان
صاحبقران کی اطاعت کر جو سرچشمی تک جانے دے اُس نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او آدم زاد تو
ایک لقمہ ہے نرم و لذیذ ہے اسوقت تجھکو ہلاک کر کے کھاؤن گا تیرے کہنے پر عمل نکرون گا تو اپنی قوت
دکھا دے جو حملہ اپنے دل کا نکال لے آخر کو تو میرے ہاتھ سے جانبر نہوگا صاحبقران موصوف نے

جواب دیا کہ او نابکار ہم اہل اسلام ہین یہ ہمارا شعار نہین کہ پہلے حریف پر وار کرین جب ہمارا پروردگار
تیری ضرب سے بچائے گا اسوقت ہم بھی تجھہ پر ضرب لگائینگے دیو نے جواب دیا ثابت ہوا کہ تیری
اجل ہی آگئی ہے مین نے تو بہت چاہا کہ تجھہ ایسے ضعیف و نحیف سے نہ لڑون تجھے ہلاک نکرون لیکن تو
نہین مانتا خیر خبردار ہو جا کہ اب اجل تیری تیرے سر پر آئی ہے یہ کہکر دار شمشاد کو پکڑکر دونون ہاتھون
سے گردش دے کر بالاے سر صاحبقران ممدوح لگائی اس طرف صاحبقران موصوف نے تلوار
علم کرکے اسقدر توقف کیا کہ دار شمشاد قریب آئے اُس کے نزدیک آتے ہی ایسی قوت سے اُس پر
تلوار لگائی کہ وہ دار شمشاد مانند خیار تر دو نیم ہوکر بالاے زمین گری اُس کے گرنے سے زمین مین
ایک غار ہوگیا میدان جنگ تھرایا غبار عظیم بلند ہوا دیو سرکش کو حیرت ہوئی صاحبقران پردۂ قاف
نے بڑھکر بہت تعریف کرکے کہا کہ آپ نے کس خوبی سے دار شمشاد کو تلوار سے دو ٹکڑے کیا ہے واقعہ
عجب کار نمایان کیا ہے ایسے گرانبار و طویل دار شمشاد کو ایک ضرب شمشیر سے دو نیم کرنا آپ ہی کا کام ہے کسی
دیو سے ممکن نہین ہنوز سلیمان صاحبقران تعریف کر رہے تھے کہ دیو سرکش نے اُس دار شمشاد
کو جو اُس کے ہاتھ مین تھا نادم و متحیر ہوکر زمین پر ڈال کر اژدہا پشت نہنگ نہایت گران سنگ کو اٹھا کر
خبردار کہکر بقوت تمام کمر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ پر لگایا صاحبقران موصوف
نے یہ وار خالی دے کر حریف کو اپنی زد پر پاکر ایسی تلوار اُس کی کمر پر لگائی کہ وہ دیو ناپاک دو ٹکڑے
ہوکر بالاے خاک گرا وہ زمین پر کیا گرا گویا دو ٹکڑے ایک کوہ کے زمین پر گرے عرصہ نبرد اُس کے گرنے
سے ہل گیا گاؤ زمین کو صدمہ پہونچا غبار بلند ہوا دیوون نے لشکر سلیمان صاحبقران کے شور
تحسین و آفرین بلند کیا سلیمان صاحبقران نے از حد تعریف شجاعت و بہادری و فن سپہ گری
کرکے کہا کہ آپ نے کیا وار کیا ہے کہ ایک پہاڑ کو ضرب شمشیر سے دو ٹکڑے کیا ہے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے کہا کہ یہ فقط آپ کی حسن نظر ہے ہنوز یہ باتین ہو رہی تھین کہ دیو لشکر دیو سرکش
کے اپنے بادشاہ و آقا کو مقتول دیکھکر تاب تحمل نہ لاکر یکبارگی صاحبقران ممدوح پر حملہ ور ہوے باہم
اس امر مین اتفاق کیا کہ قاتل دیو سرکش کو گھیر کر ضرور قتل کرو زندہ اس کو جانے نہ دو ادھر سے بھی
لشکر سلیمان صاحبقران سے تین لاکھ دیو اُن کے روکنے کو آگے بڑھے جب دو لشکر باہم ملگئے طوفان
عظیم برپا ہوا ایسی لڑائی ہونے لگی چوب چماق دار شمشاد اژدہا پشت نہنگ وغیرہ چلنے لگے جنگ مغلوبہ
ہونے لگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُس جنگ مغلوبہ مین شمشیر آبدار سے ہزارہا دیو
زخمی اور قتل کیے آخرکار دیو سپاہ دیو سرکش کے تاب ثبات قدم و تحمل جنگ نہ لاکر پسپا ہوکر طالب
امان ہوے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُن کو امان دی وہ سب دیو مطیع و فرمانبردار
ہوکر مسلمان ہوے جب لڑائی فتح ہوئی اور دیو سرکش مارا گیا کوئی سد راہ نرہا تو سلیمان صاحبقران
نے وہان سے سوے حور جنی کوچ کیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو ہمراہ لیا بعد قطع راہ
دور و دراز در حجرۂ حور جنی تک پہونچے دیکھا کہ در حجرہ بند ہے حور جنی اندر حجرے کے ذکر خدا کر رہا ہے
سلیمان صاحبقران نے چند دیوون سے کہا کہ حور جنی سے ہمارے یہان آنے کی خبر کر دو اُن سے
کہو کہ دروازہ حجرے کا وا کرین ہم واسطے ملاقات اور ملنے کے لیے آئے ہین تھوڑی دیر ہم سے ہمکلام
ہون بعدہٗ ذکر خدا مین مصروف ہون اُن دیوون نے حکم کی تعمیل کی حور جنی نے دروازہ حجرہ کا
وا کیا اندر حجرے کے بلا لیا اور واسطے تعظیم کے اپنے فرش سے اٹھا اور سلام کیا [illegible]

صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو بٹھا کر بعد مزاج پرسی سبب تشریف آوری دریافت
کیا سلیمان صاحبقران سے قبل ظاہر کرنے اپنے آنے کے سبب کے سراپا سے جورجینی عامل کامل
پیرا اور اُس کے چہرہ مسکونہ پہ نظر کی معلوم ہوا کہ جورجینی ایک مرد بزرگ نہایت سن رسیدہ باریش دراز
و سفید نحیف و لاغر ہی باوجود کبیر سنی کے چہرے پر نور ہی پیشانی پر نشان سجدہ ہی علامت کثرت سجدہ
و عبادت خدا کی ہی سر پر عمامہ ہی بر میں پوشاک پاک و صاف ہی دست حق پرست میں تسبیح ہی آنکھیں
محو نظارہ قدرت پروردگار ہیں سینہ گنجینہ علم و کمال ہی کثرت لاغری سے رگیں شکم و پشت و غیرہ
اعضا کی ظاہر ہیں ہمہ تن پوست استخوان ہی کثرت رکوع سے پشت دوتا ہی بوجہ کبیر سنی کے کوزہ پشت
ہی حجرے کے میں مال دنیا سے بجز فرش حصیر کچھ نہیں ہی وسعت میں وہ حجرہ کم ہی چندان کشادہ وسیع
نہیں ہی کہنہ و بوسیدہ ہی اُس کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ نہایت کہنہ ہی تعمیر اُس کی مدت درازکی ہی
نہیں معلوم کس زمانہ کا بنا ہوا ہی اور کس نے بنایا ہی جا بجا سے شکستہ و بے مرمت ہی گویا بصورت قبر ہی
تنگ و تاریک نہیں ہی روشنی ہی کھانے اور پینے کی قسم سے کوئی شے وہاں نہیں ہی نہ کوئی ظرف
کسی قسم کا ہی پس سلیمان صاحبقران نے جواب دیا کہ اے جورجینی باعث ہمارے یہاں آنے کا ایک
امر ضروری ہی وہ یہ ہی کہ کچھ آپ سے دریافت کرنا ہی منظور ہی جورجینی نے کہا پوچھو جو کچھ پوچھنا ہو اگر ہم کو
معلوم ہوگا تو بتا دینگے سلیمان صاحبقران نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی طرف
اشارہ کرکے کہا کہ یہ ہمارے عزیز قریب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہیں پردۂ دنیا پر آپ ہی
صاحبقران ہیں یہ بضرورت مع اپنے لشکر کے برائے فتح طلسم زلزلہ جاتے تھے اثنائے راہ طلسم مذکور
میں ان کو چار قلعے نظر آئے اُن قلعوں سے گذرنے کا ارادہ کیا قلعہ اول کا جو حاکم ہی [illegible]
ہی سد راہ ہوا کسی طرح راہ دینے پر راضی نہوا آخرکار نوبت بجنگ پہونچی غوغا سے رعدآواز سے
مقابلہ ہوا جو بہادر وہ دلاور ہی اُس سے جاکر ہم نبرد ہوا اُس نے نعرہ کیا بمجرد نعرہ کرنے کے حریف اُس کا
بیہوش ہوگیا اُس نے اُسے اسیر کرلیا اسی طرح بکثرت بہادروں کو ہنگام جنگ و مقابلہ اُس نے اسیر
کیا ان کے عیار وفادار طیفور گرد پلنے بہتیرے سرداران سپاہ اسیر شدہ کو رہا کیا آخرکار خود انہوں
نے اُس نابکار سے مقابلہ کیا اُس نے وار گرز گراں بار کا کیا گھوڑا ان کا ہلاک ہوا یہ بھی اُس کے نعرے
سے قریب بہ غشی ہوگئے تھے دیو افغان ان کو پنجہ میں پکڑ کر اُٹھا لایا ہی پس کیا اسرار ہی کہ غوغا کے رعدآواز
کی صدا سے حریف اُس کا بیہوش ہوجاتا ہی اور وہ نابکار قتل ہو نہیں سکتا ہی کیا تدبیر کی جائے کہ اسیر
یہ فتحیاب ہوں اور دیگر حاکمان قلعہ جات مذکورہ پر فتحمند ہوکر سوئے طلسم [illegible] میں آپ اپنے علم اور
کمال سے مفصل حالات ارشاد کریں تاکہ اُس کی کوئی تدبیر کی جائے بلکہ خود ہی آپ تدبیر فتحیابی بھی
قلعجات مندرجہ بالا ارشاد کرکے ہم کو قید فکر و تردد سے رہا فرمائیں جورجینی عامل زبردست نے تمام حالات
سنکر اپنے علم و کمال کے ذریعہ سے تا دیر فکر کرکے جواب دیا کہ اے صاحبقران پردۂ قاف آپ کو معلوم
ہو زمانہ بعید و دراز گذرا ہی کہ پردۂ دنیا پر ایک شخص عالم دل کامل مسمی فہیم عامل تھا اُس نے واسطے اظہار
علم و کمال و حکمت اپنے کے و نیز بقائے نام اپنے کے بزور اپنے علم و کمال و حکمت و دانائی کے اثنائے
راہ طلسم زلزلہ میں چار قلعے بنائے اور آباد کیے تھے اور ہر ایک قلعہ کا ایک ایک حاکم مقرر کیا تھا اور
ایک ایک شخص ہر قلعہ میں طلسم بند کیا تھا بلکہ ہر ایک قلعہ کا طلسم بند کیا تھا تاکہ کوئی شاہ و شہریار اُن قلعوں کو
بزور شمشیر فتح نہ کرسکے جو کوئی بادشاہ ان قلعوں کو لینا چاہے یا راہ قلعجات سے گذرنا چاہے ہرگز نہ لے سکے

نہ گذر کر سکے اور ہنگام جنگ دست اشخاص طلسم بند سے اسیر و قید ہوا اور کوئی سرکش اُن پر فتحیاب نہو
اگر لاکھون مردم حملہ در ہون تو بھی وہ قلعہ فتح نہ کر سکین خود قتل و قید ہو جائین غرض بعد تیار کرنے
قلعون مذکور کے لوح طلسمی بھی اُن قلعون کی بنائی تھی از حد کوشش و ریاضت و حکمت اُس کے
بنانے مین کی تھی بعد تیار کرنے قلعون اور لوح طلسمی کے اُس کو اپنے علم کے ذریعہ سے یہ بھی واضح ہوا
تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ ایک شخص اولاد و نسل صاحبقران اولی سے برائے فتح طلسم زلزلہ
جائے گا اثنائے راہ مین ان قلعون کو بھی فتح کرے گا لہذا حفاظت لوح طلسمی اُس کو واجب و لازم
ہوئی بعد فکر بسیار پوشیدگی لوح طلسمی کے سوچکر اُس نے بزور عمل خوانی چند پریون اور کچھ جنون کو تسخیر
کرکے اپنا مطیع و فرمانبردار کیا اکثر پریون اور جنون کے پاس بیٹھتا تھا اپنی بزم مین بارہا اُن کو جگہ دیتا
تھا پریون کی اور جنون کی ہم نشینی سے خوش ہوتا تھا لطف زندگی اٹھاتا تھا اُن پریون سے ایک
خضران سبزپوش پری تھی اور دیگر پریان اور بھی تھین چنانچہ خضران سبزپوش پری ابتک
بقید حیات ہے از حد شیفتہ ہو گیا ہے اس پری سے فہیم عامل از حد مانوس تھا غرضکہ عامل مذکور بعد مطیع
کرنے پریون اور جنون کے بفکر پوشیدگی لوح طلسمی سرحد پردۂ قاف مین آیا یہان آکر اُس نے بصد
وتردد و بزور علم و حکمت ایک قلعہ وسیع و محکم مسمیٰ بہ طلسم شمشیر جنبان بنایا در قلعہ پر دو تلوارین لٹکائین
کہ وہ ابتک شب و روز ہر لحظہ و ساعت جنبان رہتی ہین جو کوئی دیو یا جن یا بنی آدم سایہ دیوار طلسم
شمشیر جنبان مین اگر سہواً بھی چلا جاتا ہے یا حد طلسم مذکور مین قدم رکھتا ہے تو وہ دو تلوارین جو در قلعہ پر آویزان
و جنبان ہین فی الفور در قلعہ سے جدا ہو کر مانند دو برقون کے اوپر اُس کے گرتی ہین اور خرمن حیات
کو اُس کے جلا کر خاک کر دیتی ہین اور پھر بدستور در قلعہ مین آویزان ہو کر جنبان ہوتی ہین الدعا بعد تیار کرنے
طلسم مذکور کے حاکم و بادشاہ اُس طلسم کا برق جادو کو کیا اور اُسی کے نام پر طلسم مذکور کو باندھا
قواعد و مرحلات طلسم مانند دیگر طلسمون کے اُسمین بھی قائم کئے اور اندر اُس طلسم کے ایک مقبرہ بھی
بنوایا جب وہ مرض الموت مین مبتلا ہوا زندگی سے نا امید ہوا حاکم و بادشاہ طلسم مذکور کو بلا کر کہا کہ
مین اب جانبر نہونگا دنیا سے سوئے عدم جاؤنگا اس بیماری سے نہ بچونگا لہذا قبل از مرگ
ہم نے تجکو اسواسطے بلایا ہے کہ چند وصیتین تجھ سے کر دین اور پابند اُن وصیتون کا تجکو کر دین تجھے بھی
لازم ہے کہ ہماری وصیتون پہ عمل کرنا خلاف اُن کے عمل نہ کرنا ورنہ پچھتائے گا جان سے جائیگا
اس بادشاہ طلسم شمشیر جنبان نے عرض کیا کہ آپ نے مجھ پر احسان کیا ہے مجھے اس طلسم کا بادشاہ کیا ہے
جو وصیت کیجیے گا اُس پر عمل کرونگا جادۂ اطاعت و فرمانبرداری سے علیحدہ قدم نہ رکھونگا آپ
ارشاد فرمائین وہ نصایح اور مصالح کیا ہین فہیم عامل نے کہا اول وصیت یہ ہے کہ ہمیشہ اس طلسم
سے خبردار و ہوشیار رہنا امور و قواعد طلسمی مین زیادتی و کمی نہ کرنا کبھی اس طلسم کی نگرانی سے غفلت
نکرنا دوم یہ وصیت ہے کہ کبھی کسی بنی آدم کو اپنے پاس نہ آنے دینا نہ اُس کو اپنی محفل مین جگہ دینا مبادا
فتح اس طلسم کا کہ بنی آدم سے ہو گا یہان آئے اور تجکو قتل کرکے اس طلسم کو توڑے اور مرحلات
طلسم درہم و برہم کرے لہذا اپنی حفاظت بنی آدم سے بہت کرنا جان اپنی طلسم کشا سے بچانا بنی آدم سے
کبھی بے خوف و خطر نہونا اگر اس طرف کوئی بنی آدم جائے خبردار اُسے اسیر کرکے بیرون طلسم لیجاکر
تہ تیغ کرنا زندہ نہ چھوڑنا سوم یہ وصیت ہے کہ جب مین مر جاؤن تو لوح طلسمی میرے پہلو مین میری قبر مین
رکھدینا اس حال سے کسی کو آگاہ نہ کرنا اور قبر میری اندر مقبرہ کے جو کہ ہم نے اندر طلسم کے بنوایا ہے کھودا

اور بشرکت خضران پری و دیگر جنون کے غسل و کفن دے کر ہمین دفن کرنا حال لوح طلسمی کا خضران
پری اور دیگر جنون سے بھی جن کو ہم نے اپنا مطیع کیا ہی کہنا اس راز کو اپنے ہی دل مین رکھنا چہارم وصیت
یہ ہی کہ ہر ایک ہفتہ کو اگر خضران پری مع دیگر پریون کے میری قبر پر واسطے فاتحہ خوانی کے آئین تو ان کو
نہ روکنا بلکہ ہمراہ اُن کے تا قبر خود بھی جایا کرنا جب وہ فاتحہ خوانی سے فارغ ہو کر قبر سے میری اُٹھین انھین
کے ہمراہ بیرون طلسم جانا پھر در قلعہ بند کر دینا کلید قفل در طلسم شمشیر جنبان ہمیشہ اپنے پاس رکھنا اور کسیکو
سپرد نہ کرنا اور اس کا بھی خیال رکھنا کہ جو کوئی تیرے ہمراہ اندر طلسم مذکور کے جائیگا اُس پر کوئی آفت
نہ آئیگی ہلاکت سے محفوظ رہیگا کیونکہ ہم نے انتظام و قاعدہ اس طلسم کا اسی عنوان مذکور سے رکھا ہی
تاکہ ثواب سورۂ فاتحہ سے محروم نہین اور خاص ہمراہ تیرے دوستخواہ ہمارے مرقد پر آیا کرین اور
ہماری قبر پر سورۂ فاتحہ پڑھا کرین یہ بھی ایک راز ہی خبردار کسی سے نہ کہنا ورنہ باعث خرابی و بربادی
ہوگا نہ تو زندہ رہیگا نہ طلسم رہیگا یہ کہکر شاہ طلسم مذکور کو رخصت کیا تھا پھر چند روز زندہ رہکر مرگیا
تھا بادشاہ طلسم مذکور نے بشرکت خضران پری اور اُن جنون اہل اسلام کے جن کو فہیم عامل نے
مطیع اپنا کیا تھا غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھوا کر موافق وصیت اندر طلسم شمشیر جنبان کے جو
مقبرہ تھا اُسی مقبرے مین لحد کھدوا کر اُسے دفن کیا تھا اے صاحبقران پردۂ قاف اب تک وہ طلسم
بدستور ہی اور بادشاہ اُس کا بھی موجود ہی اگر اُن قلعجات کا فتح کرنا مقصود ہی جو کہ اثنائے راہ طلسم
زلزلہ مین واقع ہین تو وہ لوح طلسمی جو فہیم عامل نے حسب وصیت اپنی قبر مین رکھوائی ہی اُس کو حاصل
کرنا چاہیے بغیر اُس کے دستیاب ہونے کے وہ قلعجات کہ طلسم بند ہین اور غوغائے رعد آواز دیو
بھی کہ طلسم بند ہین ہرگز فتح اور قتل نہون گے یہ تمام حال ہم نے بیان کر دیا ہی تدبیر حصول لوح طلسمی
مین آپ کوشش کیجیے یہ کہکر خاموش ہوا سلیمان صاحبقران نے اُس کے علم و زہد و قناعت و
عبادت کی ثنا کرکے کہا آپ نے احسان کیا کہ اس راز سے آگاہ کیا اگر آپ نہ بتاتے تو کبھی ان باتون
سے اطلاع نہوتی خداوند عالم آپ کو پردۂ قاف مین ہمیشہ زندہ رکھے کہ ذات والا صفات آپ کی
باعث برکت و افادت ساکنان پردۂ قاف ہی یہ کہکر پوچھا کہ اس حجرے مین آپ کی بسر کیونکر ہوتی ہی
بظاہر تو کچھ سامان و اسباب راحت دنیا یہان موجود نہین ہی اکل و شرب کی کیا صورت ہوتی ہی کوئی
خادم و خدمتگار بھی آپ کا یہان معلوم نہین ہوتا ہی [illegible] نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے سلیمان
صاحبقران مسافر کو اسباب و سامان دنیا کی کیا حاجت ہی سرائے دنیا جائے راحت و آرام
نہین ہی یہ تو اہل عقل کے نزدیک ایک قیدخانہ ہی جو عاقل و دانا ہی وہ اس زندان مین مثل قیدی
کے ہی بعد اختتام مدت حبس جسطرح قیدی قید سے رہا ہو جاتا ہی اُسی طرح انسان بھی بعد ختم زمانہ حیات
مرجاتا ہی چند روز دار دنیا مین رہتا ہی رہنے کی یہ جگہ نہین ہی مکان ہمیشہ رہنے کا آخرت ہی ذرا خیال کرو
کیسے کیسے انبیا و اولیائے خدا و شاہان عالی ہمت صاحب ملک و دولت علما و حکما و اہل فن جو وحید عصر
و یکتائے روزگار تھے دنیا مین آئے لیکن اب کہان ہین ہان زیر زمین پنہان ہین خواب اجل مین ایسے سو رہے ہین کہ
ہوشیار نہین ہوتے ہم بھی اُن رفتگان سے ملحق ہونے والے ہین اس سرائے دنیا سے سوئے عدم
جانے والے ہین متردد و غمگین ہین کہ سفر دور و دراز درپیش ہی زاد راہ کچھ بھی پاس نہین ہی مفلس ہم
تہی دست ہین سوائے بار گناہ کے اعمال خیر ہمارے پاس نہین ہین دیکھیے کیا انجام ہوتا ہی خدا اپنی
رحمت شامل حال کرے اور اکل و شرب کے باب مین جو کہا کیا نہین جانتے کہ خداوند عالم رازق العباد

ہجر بلکہ کل مخلوق کا اپنی ضامن رزق ہی اُس نے وعدہ رزق دینے کا کیا ہی بہر طور سب کو رزق پہونچاتا
وہ ہم گنہگار سر اپا خطا کا ر پیر زمین گیر کو بھی اپنی قدرت کاملہ سے روزی دیتا ہی صبح و شام طعام لذیذ و
خوش ذائقہ بھیجتا ہی پانی سے بھی محروم نہین رکھتا ہی اچھی طرح ہم سیر و سیراب ہوتے ہین یہان سے
نہ کہین جاتے ہین نہ کسی کو بلاتے ہین نہ کوئی یہان آتا ہی صدہا برس کے بعد آج آپ صاحبون کا ادہر
آنا ہوا ہی دروازہ حجرے کا ہم بند رکھتے ہین کبھی اگر ضرورت ہوتی ہی یا دل گھبراتا ہی تو کھولتے رہتے ہین
خادم و خدمتگار کی کیا ضرورت ہی کوئی کام یہان درپیش نہین ہوتا ہی صرف بیٹھے رہتے ہین اچھی طرح
عبادت خدا بھی نہین کر سکتے ہین پروردگار عالم کے بندہ خاطی ہین اُس کی رحمت پر نازان ہین
پیر اسکے سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ
حضرات نے ہم ایسے خاکسار کو اپنی تشریف آوری سے سرافراز کیا ہی ہم فقیر ہین مال دنیا سے کچھ پاس
نہین رکھتے ہین فقیر بندہ نادم و مجل ہین کچھ نذر زر و جواہر دے نہین سکتے ہین نہ حسب دلخواہ سامان
دعوت و ضیافت کر سکتے ہین نہ اس لائق ہین کہ خدمتگزاری سے شرفیاب ہون مگر دل چاہتا ہی کہ
یہان کچھ آپ حضرات تناول فرمائین تاکہ باعث ہمارے فخر و افتخار کا ہو کہ ایک شخص نے رعایا سے
شاہان اولوالعزم کے سامنے ایسا ماحضر رکھا کہ جو اُن کے لائق کھانے کے نہ تھا لیکن شاہان ممدوح نے
از راہ نوازش و الطاف بخاطر اُس مرد غریب و محتاج کے اُسی ماحضر کو تناول کیا اور عذر نہ کیا سلیمان
صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے خورجنی کو رنجیدہ خاطر کرنا گوارا نکر کے
کہا کہ جو آپ کی خوشی ہو وہ ہمکو بدل منظور ہی خورجنی نے شادمان ہو کر آہستہ کچھ پڑھا کسی نے نہ سنا کہ
کیا پڑھا بعد ایک لمحہ کے کہا لاؤ جلد لاؤ دیر نہ کرو سلیمان صاحبقران بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک مشام
مین بوے طعام خوش ایسی آئی کہ دماغ معطر ہو گیا متحیر ہو کر جانب صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ دیکھا اسی اثنا سے مین خورجنی نے اٹھکر گوشہ حجرہ مین جا کر چند خوان پر از طعام رنگا رنگ و لطف
و نادر و نایاب و خوشبو مع چند صراحیان کہ آب سرد کی تھین لا کر روبرو رکھکر دستر خوان نفیس بچھا کر موافق
قاعدہ قابین اور پلیٹین اور تشتریان کہ جو پر از طعام گرما گرم و لطیف تھین اُس پر رکھین بعدہ ابریق
و آفتابہ نقرئی لا کر ہاتھ دھلا کر بعجز و انکسار کہا کہ اس نان خشک موجودہ کو تناول کیجیے اس فقیر و محتاج
کی دعوت قبول فرمایئے سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کہا
کہ آپ کے فرمانے سے ہمین اکل و شرب مین کچھ عذر نہین ہی لیکن آپ بھی ہمارے ساتھ شریک طعام ہون
خورجنی نے عذر و انکار مناسب نہ جان کر کہا خیر ہم بھی شریک طعام ہونگے ارشاد آپ کا بجا لاینگے
حالانکہ یہ غذا مین نہین کھاتا اور یہ وقت بھی میری طعام خوری کا نہین ہی بسم اللہ نوش فرمایئے سلیمان
صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بسم اللہ کہکر وہ طعام لذیذ و خوش ذائقہ
کھانا شروع کیا خورجنی بھی ہمراہ باادب کھانے لگا وہ طعام رنگا رنگ و شیرین و نمکین ایسا خوش ذائقہ
و لذیذ و خوشبو و گرما گرم ظروف جواہرات مثل الماس و یاقوت و زبرجد وغیرہ مین تھا کہ سلیمان
صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے باوجود حکومت و ثروت و دولت
کے اپنی عمر مین کبھی نہ کھایا تھا کیونکہ وہ طعام بفرمائش خورجنی موکلون کا لایا ہوا تھا اور وہ پانی جو
صراحیون مین بھرا ہوا تھا وہ ایسا سرد و شیرین تھا کہ جان شیرین اُس پر نثار تھی اور در اصل عسل سے
بھی شیرین تر تھا گویا آب حیات تھا برف سے زیادہ سرد تھا اور ساغر آب زبرجد و یاقوت بیش بہا

سکے تھے جب تینوں اشخاص اُس طعام و آب سے سیر و سیراب ہو چکے دستر خوان بڑھایا گیا ہر ایک نے
حسب قاعدہ ہاتھ دھویا رومال سے ہاتھ پاک و صاف کیا اس اثنا میں وہ خوان طعام مع ظروف
آب و طعام دفعتاً نظر سے غائب ہو گئے موکل ان کو اٹھا لیگئے بعدہٗ جورجنی عامل زبردست نے کچھ
کچھ آہستہ پڑھا اور کہا کہ اب میوہ ہاے لذیذ و مقوی خشک و تر بہتر سے بہتر جا کر جلد لاؤ حسب الحکم
موکل فرمانبردار جا کر ظروف جواہر نگار بلکہ ظروف جواہر میں نہایت حسن و خوبی سے میوہ ہاے طلب
کردہ رکھکر لیے آئے اور ایک کشتی نقرئی و طلائی میں وہ ظروف پُر میوہ رکھکر کشتی پوش زریں اُس پر ڈالکر
روبروے جورجنی کے آہستہ سے رکھدیے جورجنی نے وہ کشتی پر از میوہ سامنے سلیمان صاحبقران
و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ رکھکر کہا کہ اب کچھ یہ میوہ تر و خشک بھی کھائیے سلیمان
صاحبقران اور صاحبقران نے جورجنی کے اصرار کرنے سے کچھ میوہ تر و خشک بھی کھایا بعدہٗ آب
سرد سے ہاتھ دھو کر کہا کہ بیشک آپ عامل زبردست ہیں موکل آپ کے تابع فرمان ہیں اس ذاری
میں صاحب اختیار ہیں حکومت موکلوں پر رکھتے ہیں آپ بظاہر نادار ہیں لیکن بادشاہت کرتے ہیں
بلکہ شاہوں سے زیادہ آپ حکمران ہیں ہماری خوشی اب یہ ہے کہ آپ اس ملک کی بادشاہت کریں اپنے
جد و آبا کے ملک پر قابض و متصرف ہوں تخت حکمرانی پر جلوس کیجیے قدم اس حجرہ تنگ سے باہر
نکالیے کیونکہ ہم نے دیو سرکش کو جو اس ملک پر قابض و متصرف ہو گیا تھا ہنگام جنگ ... قتل کیا ہے
ملک کو بیدینوں سے پاک و صاف کر دیا اس کفرستان کو اسلام آباد کیا ہے وجہ قتل کرنے دیو سرکش
کی یہ ہوئی کہ ہم کو ان ضرورتوں کی وجہ سے آپ کے پاس آنا منظور ہوا دیو سرکش نے ہمیں روکا آمادہ شر و فساد
ہوا آخر اُس کو ہنگام جنگ قتل کیا جو دیو بیدین تھے اُن کو مسلمان کیا ہے راستہ پاک و صاف ہے
اب کوئی دیو و جن بیدین اس ملک میں نہیں ہے آپ بھی خدا پرست ہیں اب ساکنان شہر بھی خدا پرست
ہوے ہیں اب کسی کی طرف سے خیال شر و فساد کا نہ کیجیے ہمارے کہنے پر عمل کیجیے جورجنی نے جواب دیا
خداوند عالم آپ کو جزاے نیک دے آپ نے اس ملک کو اسلام آباد کیا بیدین سرکشوں و علی الخصوص
دیو سرکش کو قتل کیا مجھے اُس کے قتل ہونے کی خوشی ہوئی کہ بیدین بد آئین و سرکش و مغرور تھا
اب اس ملک کو بھی میری آرزو یہ ہے کہ اپنے قبضہ میں رکھیے یہاں کی بھی حکومت کیجیے مجکو حکمرانی سے
اس ملک کی معذور رکھیے کیونکہ میں پیر ہوں بار حکومت مجھسے نہ اٹھیگا سوا اس کے خداوند
عالم نے واسطے عبادت کے پیدا کیا ہے عبادت سے باز رہوں گا حکومت ملک کی کرنے میں عبادت الٰہی
نہو سکے گی حالانکہ جو عبادت کرنا چاہیے وہ ہو نہیں سکتی ہے مجکو مال و دولت و ملک سے کیا مطلب ہے حجرہ
ہمکو بہتر حکومت ملک سے ہے کہ ایک گوشہ عافیت ہے حیات چند روزہ اسی حجرے میں بسر ہو جائیگی خداوند
عالم آپ صاحبوں کا بھلا کرے کہ اس ملک کو اسلام آباد کیا دیو سرکش بیدین کو تہ تیغ کیا یہ کہکر
خاموش ہوا سلیمان صاحبقران نے بعد تھوڑی دیر کے رخصت چاہی جورجنی نے دعاے ترقی
عمر و دولت و حکومت و اقبال دیکر کہا خیر بسم اللہ سدھارو اللہ آپ صاحبوں کو مع الخیر رکھے تمام
آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رکھے اور بمطالب دینی و دنیوی شرعیہ بر لائے سلیمان
صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بعد رخصت ہونے کے اٹھکر بیرون حجرہ
آکر تخت پر سوار ہوے دیوؤں اور پریزادوں نے تخت اٹھایا ادھر حجرہ خود بخود جورجنی کا
بند ہو گیا پریزاد اور دیو تخت کو بلند کر کے سوے قصر فیروزہ نگار روانہ ہوے لشکر پریزاد اور دیو

بعقب سواری چلا بعد قطع راہ سلیمان صاحبقران و صاحبقران پیدہ دُنیا در قصر فیروزہ نگار
پہونچے دیوون نے تخت اتارا سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
تخت سے اُترکر بصد خوشی داخل قصر مذکور ہوے پریان حاضر خدمت ہوئین خدمت گذاری مین
مصروف ہوئین سلیمان صاحبقران نے سلطان کیوان شکوہ سے کہا مبارک ہو کہ حال
کما حقہ حورجبین سے معلوم ہوگیا اب کسی تدبیر سے لوح طلسمی حاصل کیجیے تاکہ غوغاے رعد آواز
وغیرہ اس لوح کی ہدایت سے قتل ہون صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ
ہمکو یہ لوح طلسمی قدیم عامل کی قبر سے نکالی نجاے گی کیونکہ شہر تا قبر کا کھودنا ممنوع ہے سلیمان صاحبقران
نے کہا کہ اگر اس طور سے آپکو حصول کے بارے مین انکار ہے تو اپنے عیار کو اپنے لشکر سے پریسان
طلب کیجیے وہ عیاری و مکاری لوح طلسمی جا کسی عنوان سے لے آئیگا یہ راے سلطان کیوان
شکوہ نے پسند کرکے کہا کسی دیو کو بطلب خواجہ طیفور کر دیا روانہ کرنا چاہیے سلیمان صاحبقران
نے اسی وقت ایک دیو کو بلاکر شکل و صورت خواجہ کی خوب بتاکر فرمایا کہ ایسی صورت کا جو کوئی شخص
لشکر اہل اسلام مین ہو اُسے جاکر اُٹھا لا اُس نے پوچھا لشکر اہل اسلام کہان ہے فرمایا اُنہون نے راہ طلسم
زلزلہ مین چار قلعے واقع ہوے ہین روبرو سے قلعہ اول لشکر اہل اسلام پڑا ہے اگر حسب اتفاق یہ
صورت و شکل کا آدمی ہم نے تجھسے پہلے بتایا ہے لشکر اسلام مین نہ ملے تو حسین جہانپناہ اسی صورت کا انسان
دیکھنا اُسے یہان لے آنا خبردار خالی ہاتھ نہ آنا ورنہ تجھکو سزاے سخت دیجائیگی دیو مذکور حسب الحکم
روانہ ہوا اس کو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب بیان ہے

دو کلمہ داستان لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور حسین سبز قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ کے بیان کیے جاتے ہین

تمھارے حسن پر یہ جو قیامت ہونے والی ہے ۔ یہی صورت ہے جو کچھ اور صورت ہونیوالی ہے
وہ کہتے ہین کسی سے ہمکو الفت ہونیوالی ہے ۔ ہماری بھی تمھاری سی ہی حالت ہونیوالی ہے
ہمارا ذکر پھر کرنے لگا ہے ان کی صحبت مین ۔ سنا ہے ہم پر اُن کی پھر عنایت ہونیوالی ہے
رہین ٹالیگا وعدے پر کہان تک آجکل کہکر ۔ کہ آخر ایک دن ظالم قیامت ہونیوالی ہے
مری بالین سے اُٹھ بیٹھو کہ وقت نزع ہے میرا ۔ یہان تو عدگراب میری حالت ہونیوالی ہے
بنایا ہے دلہن کمرہ سجاکر آج ساقی نے ۔ یہ کس سیخوار کی یارب ضیافت ہونیوالی ہے
پھر اُن کے دیکھنے ہونے لگی دلبستگی مجھکو ۔ کدورت مٹ مٹاکراب محبت ہونیوالی ہے
ہمارے سامنے کرلاکھ وصف حور اے واعظ ۔ کہین یارون کی ڈانواڈول نیت ہونیوالی ہے
بُرہائی ہے جو تمنے رسم غیرون سے تو اچھا ہے ۔ ہماری بھی کہین صاحب سلامت ہونیوالی ہے
نسیم ایسا اپرسے کہتے ہین پھر کو جاتا ہے ۔ نئے سر سے مگر حضرت کو وحشت ہونیوالی ہے

اب جب بچہ صاحبقران کو اٹھالے گیا حسین سبز قبا کو بہت خوشی ہوئی اور بادشاہ دیپاہ لشکر
اہل اسلام و جملہ سرداران لشکر اہل اسلام کو نہایت صدمہ ہوا سپاہ کفار بصد خوشی حکم حسین
سبز قبا سے مع غوغاے رعد آواز میدان جنگ سے فرودگاہ پر گئے ادھر بادشاہ لشکر اہل اسلام

جنگاہ سے مع لشکر غمگین قیام گاہ سپاہ پر آئے تخت سے اُترکر داخل بارگاہ ہوئے جملہ سرداران
سپاہ و تمامی سواران لشکر بھی اپنے اپنے مرکبون سے اُترکر اپنی اپنی بارگاہ و خیمہ مین جاکر ملول و حزین
بیٹھے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے اُسی حالت حزن و ملال مین اپنے لشکر کے رمالون کو طلب کرکے
اُن سے پوچھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو میدان جنگ سے کون لے گیا اب اُن سے
کب ملاقات ہوگی اُنھون نے زائچہ کرکے اشکال پر نظر کرکے جواب دیا کہ اے ظل اللہ ہمکو بقاعدہ علم
رمل ایسا ثابت ہوتا ہے کہ صاحبقران کو کوئی اُن کا دوست اُٹھا لے گیا ہے قریب ہفتہ عشرہ کے کچھ عجب
نہین کہ وہ یہان تشریف لائین بادشاہ لشکر اسلام نے یہ مژدہ اُس سے سنکر اُن کو خلعت دے کر
رخصت کیا فی الجملہ قلب کو اطمینان ہوا اُدھر حسین سبز قبا نے میدان جنگ سے جاکر اپنے عیار مسمی
سبکسار کو طلب کرکے اُس سے کہا کہ ہمارے محسن و مالک فہیم عاقل نے ایک روز ہمسے تخلیہ مین
کہا تھا کہ ایک روز ایسا آئے گا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مع اپنے لشکر کے اس طرف
سے ہوکے طلسم زلزلہ جائے گا اُس سے خوف کرنا اور اُس کے عیار سے ڈرتے رہنا کیونکہ وہی
دونون تباہ و برباد کنندہ ان طلسمون کے ہون گے حتی الامکان اُن کو قتل کرنا پہلوانان
لشکر سے اُن سے مقابلہ کرانا لشکر کو اُن کے یا تو اپنی سرزمین قلعہ سے ہٹا دینا یا سب کو قتل کرنا غرض
نامبردگان سے غافل و بیخوف نہ رہنا لہذا صاحبقران کو تو پنجہ اُٹھا لے گیا شاید فہیم عاقل نے اُن کو
پنجہ غضب سے اپنے پاس کسی ذریعہ سے طلب کرلیا ہے اُن کو وہ سزا سے مناسب دینگے اُن کی تو
شر و ضرر رسانی سے ہم بیخوف ہوئے اب اُن کا عیار اور اُن کا لشکر یہان ہے اُس کے دفع کرنے کی تدبیر
ہونا چاہیے یہ کہکر ایک نامہ لکھوا کر عیار سبکسار کو دے کر کہا کہ ابھی اس نامہ کو پاس بادشاہ
لشکر اہل اسلام کے لیجا اور جواب اس کا لے آ عیار سبکسار نے نامہ کو لے کر مانند نامہ بَرون کے نامہ دستار
مین رکھکر سپاہیانہ ساتھ عیارون کو ہمراہ لے کر بصورت اصلی قلعہ سے جانب لشکر اہل اسلام روانہ
ہوا عیاران لشکر اہل اسلام نے یہ خبر بادشاہ لشکر سے جاکر بیان کی کہ اسوقت مہتر سبکسار و عیار
بادشاہ حسین سبز قبا کا نامہ اپنے بادشاہ کا لئے ہوئے اس طرف تھوڑے عیارون کے ساتھ آتا ہے
بادشاہ ممدوح نے یہ خبر سنکے حکم دیا کہ خواجہ طیفور گرد پا چند عیارون کے جاکر استقبال اُس کا کرکے
اُسے یہان لے آئین دشمن سے بھی تخلق و مروت پیش آنا چاہیے اسوقت وہ برائے نامہ بری آتا ہے
خواجہ طیفور گرد پا حسب الحکم اسیوقت بہت سے عیارون کو ہمراہ لیکر اُس کے لینے کو روانہ ہوئے
اثنائے راہ مین اُس سے ملے پوچھا اسوقت کیا ارادہ ہے اُس نے کہا کہ اے خواجہ طیفور گرد پا ہمارے
بادشاہ نے یہان ایک نامہ دیا ہے فرمایا ہے کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو دے آؤ مین حسب الحکم نامہ لیکر
آیا ہون خواجہ نے کہا اچھا چلو حکم اپنے بادشاہ کا بجا لاؤ ہم تمھارے لینے کے واسطے یہان آئے تھے
اُس نے کہا کہ تم نے میری عزت افزائی کی کہ تکلیف گوارہ کی یہ باتین باہم کرتے ہوئے دونون داخل
لشکر ہوئے مہتر سبکسار و اجازت حاصل کرکے دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین گیا پہلے بادب
سلام کیا پھر جملہ اہل دربار کی طرف بنظر حیرت دیکھکر دل مین کہا کہ ان اہل اسلام نے کیا اوج حاصل
کیا ہے کیا کیا سرداران سپاہ نامی و نامور یہان کیا دربار بہادرون سے بھرا ہوا ہے مہتر سبکسار و
جانب اہل دربار دیکھ رہا تھا کہ بادشاہ ممدوح نے موافق اُس کی لیاقت کے زمرہ عیاران مین اشارہ
بیٹھنے کا کیا وہ سلام کرکے جو کرسی برابر خواجہ طیفور گرد پا کے بیٹھنے کی رکھی تھی اُس پر بیٹھ گیا پھر موافق

قاعدہ ساقی نے بحکم بادشاہ موصوف لب سے جام پر از بادۂ گلگون دیا اُنہوں نے وہ جام دست ساقی
سے لے کر شراب پی جب دماغ اُس کا حرارت بادۂ ناب سے گرم ہوا اپنے نشہ ہوا پکار اسقم نامہ دار
حسین سبز قبا بادشاہ ہرچہار قلعہ بادشاہ ممدوح نے نامہ اُس سے طلب کیا اُس نے نامہ دیا
بادشاہ لشکر اہل اسلام نے میر منشی کے حوالے کر کے ارشاد کیا کہ اسکو باآواز بلند پڑھو تاکہ سب
اہل دربار سنیں اُس نے لفافہ کو چاک کر کے عبارت نامہ کو باآواز بلند پڑھا مضمون نامہ خلاصہ یہ تھا
کہ اے بادشاہ لشکر اہل اسلام آگاہ ہو کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اس طرف اگر ہم سے
برسر فساد و جنگ ہوئے اور انہوں نے ارادہ ہمارے قتل کرنے کا کیا فہیم عاقل نے اُن پر عتاب
کر کے اپنی برق غضب سے اُن کو جلا دیا آپ بھی اُن کے قہر و غضب سے ڈریے بہتر یہ ہے کہ آٹھ روز
کی مہلت میں ہماری سرزمین قلعہ سے مع اپنے لشکر کے چلے جایئے اگر نہ جایئے گا تو بہت پچھتایئے گا ہم
غوغاے رعد آواز کو روانہ کر کے آپ کے لشکر کو تباہ و برباد و قتل کر ڈالیں گے آپ کو بھی
زندہ نہ رکھیں گے اطلاع دیدی گئی ہے بادشاہ ممدوح نے اُس نامہ کی پشت پر یہ جواب تحریر کرایا کہ
اے حسین سبز قبا حاکم ہرچہار قلعہ نامہ تمہارا بدست سپاک رو عیار ہمارے پاس پہونچا مضمون نامہ
سے آگاہی ہوئی موافق تمہارے کہنے کے ہم جہاں تک ہوسکے گا جلد یہاں سے چلے جائیں گے مگر
آٹھ روز کی مدت میں ہمارا یہاں سے جانا ناممکن ہے ہمکو انتظار صاحبقران کے آنے کا ہے یہ عبارت
لکھوا کر مہتر سپاک رو کو نامہ دے کر خلعت بھی دیا وہ خلعت سے سرافراز ہو کر اپنے بادشاہ کی طرف
ہمراہ اپنے شاگردوں کے روانہ ہوا اثناے راہ میں دیکھا کہ نرگس رفیق ملکہ حسین گلگون قبا
دختر حسین سبز قبا حاکم ہرچہار قلعہ لباس رنگین پہنے ہوئے خراماں خراماں چلی آتی ہے اپنے حسن و
جمال پر مغرور ہے ناز و ادا سے چلتی ہے کبھی ٹھہر جاتی ہے سبزہ کی سیر کرتی ہے کبھی آہستہ آہستہ چلتی ہے مہتر
سپاک رو نے اسکو پہچان کر پوچھا کہ اے نرگس اسوقت کہاں کا ارادہ ہے اُس نے کہا کہ کیا کہوں
اسوقت بارادہ گرفتاری خواجہ طیفور گرد پا نکلی ہوں اُس نے بہت ستایا ہے ہماری ملکہ کی وزیرزادی
کو لے گیا ہے ملکہ عالم بھی اُس سے ناخوش ہیں والد ملکہ عالم کو بھی اُس عیار چالاک و بیرحم سے خوف و
خطر ہے مہتر سپاک رو نے پوچھا یہ تو بتاؤ کیفیت الحال تمہاری ملکہ کیسی ہیں مزاج اُن کا بحال ہے خوش
و خرم صحت سے ہیں یا نہیں نرگس نے مہتر سپاک رو کو علیحدہ لے جا کر تنہائی میں آہستہ کہا کہ اے
سپاک رو آگاہ ہو کہ جس وقت سے یہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو مقابلہ غوغاے
رعد آواز سے اُٹھا لے گیا ہے اُن کا عجب حال ہے گویا دیوانی ہو گئی ہیں اکثر اشعار عاشقانہ پڑھتی
ہیں کبھی اشعار اشتیاق ملاقات کے مضمون اپنی زبان پر جاری کرتی ہیں کبھی خود بخود آبدیدہ ہوتی
ہیں کبھی فرش خواب پر خاموش غمگین و حزین لیٹی رہتی ہیں کسی کو اپنے پاس آنے نہیں دیتی ہیں کبھی
کچھ خیال کر کے ہنستی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ عشق میں صاحبقران موصوف کے اور اُن کی جدائی میں
ملکہ کا یہ حال ہے اگر چندے یہی حال رہا تو ہلاک ہو جائیں گی کیونکہ آب و طعام میں اُن کے کمی ہے اکثر اوقات
کچھ بھی غذا نہیں کھاتی ہیں کبھی سب کے کہنے سے کچھ براے نام کھا لیتی ہیں اے مہتر سپاک رو چونکہ
میں نے یہ حال ملکہ کا تم سے کہا ہے تم خبردار کسی سے نہ کہنا مہتر سپاک رو نے کہا اچھا میں کسی سے نہ کہونگا
اب تم یہاں سے ملکہ کے پاس جاؤ تم بھلا کیا طیفور گرد پا کو پکڑ لاؤ گی تم عیاری کیا جانو اُس نے کہا کہ
واہ تم نے بھی عجب بات کہی طیفور کی تو کیا حقیقت ہے میں اپنے حسن دلفریب کو دکھا کر جس کو کہو اُسے

اپنے دام مکر میں اسیر کرون مہتر سبک رو نے ہنسکر کہا ہمین یقین ہوا کہ تم بڑی عیارہ ہو تو جاؤ
اب آگے تجاوز مکر کی ہمراہ اس کے ہو کر قلعہ میں گیا نرگس تو خدمت ملکہ میں گئی مہتر سبک رو نے
سامنے اپنے بادشاہ کے جاکر جواب نامہ دیا اس نے پڑھکر کہا کہ اب بادشاہ لشکر اہل اسلام کو
صاحبقران نہ ملیں گے اُن کو عبث ان کے آنے کا انتظار ہے خیر ہم آٹھ روز تک اُن سے خبر ہو سکے
بعدہ غوغاے رعد آواز کے ہاتھ سے بادشاہ وغیرہ جملہ اہل اسلام کو قتل کرائیں گے یہ کہکے
خاموش ہوا مہتر سبک رو نے خدمت بادشاہ سے اپنے خیمہ میں آکر اپنے شاگردوں سے کچھ باتیں کرکے
اُن کو کچھ سمجھا کے کہا کہ آؤ میرے ساتھ چلو تیس چالیس شاگرد اس کے ہمراہ ہوے مہتر سبک رو
اُن کو ایک باغ کہنہ و بے مرمت میں کہ قلعہ سے نزدیک تھا لے گیا پھر رنگ و روغن عیاری لگا کر
کسی کو بصورت ملکہ یعنی بشکل دختر حسین سپہر قبا بنایا پوشاک شاہزادیوں کی سی پہنائی کسی عیار کو
بصورت فتانہ بہار آرا یعنی وزیرزادی ملکہ حسین گلگون قبا کی شکل پر بنایا اکثر عیاروں کو ملکہ
کی ہمجولیوں کی صورت پر بنایا بہت سے عیاروں کو بشکل و صورت کنیزوں کے بنایا خود بھی ایک
زن خوبرو کی صورت بن کر چند کنیزوں نقلی کو ہمراہ اپنے لے کر ایک لالٹین روشن کرکے اُنھیں
کنیزوں سے ایک کنیز کو دے کر کہا آگے چل وہ کنیز لالٹین لیے ہوے آگے آگے ہنگام شب چلی
مہتر سبک رو لالٹین کی روشنی میں چند کنیزوں نقلی کے ساتھ جانب لشکر اہل اسلام خراماں خراماں
چلا بعد قطع راہ قریب لشکر کے پہونچا مرزبان لشکر سے پوچھا کہ خیمہ طیفور گردیا کہاں ہے انھوں
نے بتا دیا زن مذکورہ اندر خیمہ کے گئی دیکھا کہ طیفور گردیا بیٹھا ہے کوئی اس کے پاس نہیں ہے تنہائی
میں کچھ فکر کر رہا ہے زن مذکورہ نقلی نے پہلے سلام کیا بعدہ کہا کہ کیا آپ ہی کا نام طیفور گردیا ہے خواجہ نے
کہا کہ ہاں سب مجھی کو طیفور گردیا کہتے ہیں تم کون ہو کہاں سے آئی ہو مجھ سے تمھارا مطلب کیا ہے
اس نے کہا کہ میں فرستادہ ملکہ حسین گلگون قبا ہوں تمکو انھوں نے اسوقت بلایا ہے کچھ کہنا ضرور
ہے کیا تم مجھے نہیں جانتے ہو میرا نام نرگس ہے رفقاے ملکہ ممدوحہ سے ہوں خواجہ طیفور گردیا نے
پوچھا ملکہ کہاں ہیں اس نے بیان کیا قلعہ سے پوشیدہ طور سے باہر آکر قریب قلعہ جو باغ ویران و کہنہ
ہے اُس میں آئی ہیں ہمراہ اپنے اپنی وزیرزادی فتانہ بہار آرا کو بھی مع چند کنیزوں کے لائی ہیں
دیر سے اسی باغ میں تشریف رکھتی ہیں چونکہ طیفور گردیا عاشق فتانہ بہار آرا ہے نام اپنی معشوقہ
کا سنتے ہی بے اختیار اٹھ کر چلنے پر آمادہ ہوا دل میں کہا اے طیفور چلو ملکہ کے پاس نہیں معلوم کیوں
اُس نے بلایا ہے وہاں جاکر سبب بلانے کا ملکہ سے پوچھوں گا علاوہ اس کے اپنی محبوبہ و معشوقہ دلربا
فتانہ بہار آرا کو بھی دیکھوں گا اس سے ہم سخن ہوں گا اظہار اشتیاق وصل یا بیاں سے اشارہ کرونگا
یہ دل میں باتیں کرکے تنہا نرگس نقلی مذکورہ کے ہمراہ جانب باغ چلا کسی اور سردار کو اپنے جانے
سے آگاہ نہ کیا نہ کسی نے پوچھا کہ اے طیفور گردیا کہاں جاتے ہو غرض بغیر کسی سے اپنے جانے کی
بابت میں کہنے کے طیفور گردیا جلد جلد ہمراہ اس زن مذکورہ کے چلا بعد قطع راہ طیفور گردیا باغ
میں پہونچا دیکھا کہ بارہ دری باغ میں فرش نفیس مختصر بچھا ہے مسند پر ملکہ حسین گلگون قبا بصد غرور
بیٹھی ہے قریب اس کے فتانہ بہار آرا بھی بیٹھی ہے چند کنیزیں عصا ہاتھوں میں لیے پس پشت
ملکہ استادہ ہیں روشنی بھی مختصر مانند کنول اور فانوس کے ہے طیفور گردیا دیکھتے ہی اپنی معشوقہ
کو خوشی سے گویا بیخود ہو گیا کنیزوں نے ملکہ سے عرض کیا دیکھیے حضور وہ طیفور گردیا آئے ایمان کا

انتظار کر رہی تھیں نرگس جا کر انھیں سے آئی یہ سنکے ملکہ نے جانب طیفور گرد پا دیکھا اور خواجہ
طیفور گرد پا پڑھ کر اُٹھا سامنے روبروے ملکہ کو ملکہ اصلی جان کر سلام کیا اُس نے اشارہ بیٹھنے کا کیا
پیر روبروے ملکہ بیٹھ گئے بعد ایک لمحہ کے پوچھا کہ اے ملکہ اسوقت اس باغ ویران میں آپ نے
مجھے کیوں طلب کیا ہے اور آپ ایسے باغ میں کہ جو ویران ہے کیوں آکر تشریف فرما ہوئی ہیں ملکہ نے
کچھ جواب نہ دیا لیکن قتالہ بہار آرا نے بناز و ادا و بعشوہ و غمزہ جواب دیا او طیفور ہمیشہ تو
مجھ سے کبھی بات نہ کرتی لیکن بمجبوری کلام کرتی ہوں آگاہ ہو کہ جسوقت صاحبقران کو
شور غلغلے رعد آواز کے مقابلے سے پیچھے اٹھا لے گیا ہے ان کو سخت صدمہ ہوا ہے خواجہ عمر کو یا ترک
ہو تم کو تو تمام حال ان کا اور صاحبقران کی الفت سے بخوبی آگاہی ہے اسوقت شہزادیاں
اپنے والدہ و دیگر اغیار سے پوشیدہ ہو کر یہاں آئی ہیں تم کو اس واسطے بلایا ہے کہ حال صاحبقران
کم شدہ دریافت کریں کہ اُن کو کون لے گیا کب آپ یہاں آئی ہیں کہنے طیفور گرد پا نے سنو کہ جواب
نہ پایا تھا معشوقہ رو پیر و تھی بناز و انداز باتیں کر رہی تھی اُس کی طرف بصد شوق نگراں تھا تو خیال
محبوب تھا کہ یکایک چار طرف سے تین چالیس حلقہ ہاے کمند امر کی گردن میں پڑے ایسی حالت
میں کیا بچ سکتا تھا اسیر حلقہاے کمند ہو گیا مہتر سبک رو نے نعرہ کیا کہ ہم مہتر سبک رو ہیں اوبا
تجکو اپنی عیاری پر بہت ناز تھا دیکھ یوں عیاری کر کے تجھے گرفتار کر لیا ہے کہکے سب اپنے شاگردوں کو
ہمراہ لے کر طیفور گرد پا کو اسیر کیے ہوے باغ سے نکلکر جلد جانب قلعہ بصد خوشی روانہ ہوا کسی عیار
و سردار وغیرہ کو حال گرفتاری طیفور سے آگاہی نہوئی کہ اُس کی رہائی میں کوشش کرتا غرضکہ بعد
قطع راہ مہتر سبک رو سامنے حسین سبز قبا کے گیا بعد سلام عرض کیا کہ چونکہ حضور کو اس عیار
کے شر و فساد سے اندیشہ تھا میں نے عیاری کر کے ابھی اس کو اسیر کیا ہے حسین سبز قبا اپنے عیار
کی عیاری اور طیفور کی گرفتاری سے بہت خوش ہوا اسی وقت خلعت و انعام کثیر اپنے عیار کو دیکر
کہا کہ آج کی شب تو طیفور کو اپنی حفاظت میں رکھ صبح کو اس کو قتل کروں گا دل کو اطمینان ہو جائے گا
خوف بربادی قلعہ ہر چہار انھیں دونوں سے تھا صاحبقران کو تو پیچھے لے گیا اس کو تو اسیر کر لایا تو نے
کار نمایاں کیا مہتر سبک رو نے خلعت و انعام پا کر طیفور کو کشاں کشاں لیے جا کر زندان میں قید کیا
غل و زنجیر و طوق میں خوب جکڑ دیا در زندان بند کر کے خود مع اپنے شاگردوں کے گرد زندان بیٹھکر
حفاظت و نگہبانی میں مصروف ہوا جب صبح ہوئی حسین سبز قبا نے اپنے قلعہ میں یہ منادی کرائی
کہ اسوقت عیار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا جو دشمن قوی تھا قتل کیا جاویگا جس کو
دیکھنا ہو وہ آکر دیکھے تمام ساکنان قلعہ کو اطلاع ہوئی ہر طرف سے خاص و عام گروہ گروہ چلے
لشکر اہل اسلام میں بھی خبرداروں نے خبر دی کہ طیفور گرد پا کسی طور سے گرفتار ہو گیا ہے اسوقت
قتل کیا جاے گا مگر اندر قلعہ کے در قلعہ بند ہے شور غلغلے رعد آواز مع فوج کثیر در قلعہ پر موجود ہے
بادشاہ لشکر اہل اسلام نے یہ خبر سنکے حکم عیاروں اور سرداروں کو دیا کہ طیفور گرد پا کو دست
اعدا سے چھڑا لاؤ وہ قتل نہونے پاے حسب الحکم اس طرف عیار واسطے عیاری کے اور سرداران
لشکر مع سپاہ واسطے جنگ و جدال کے نہایت کمال مسلح ہو کر مرکبوں پر سوار ہو کر سوے قلعہ روانہ
ہوے مہتر سبک رو حسب الحکم اپنے بادشاہ کے طیفور کو زندان سے لے گیا شاہ مذکور نے جلاد
کو طلب کر کے حکم قتل کرنے کا دیا اُس جلاد سنگدل نے بازو طیفور کا پکڑا اور بمقام قتل میں کشاں

گلستان لے گیا حسب دستور چبوترہ رنگ کا بنایا اُس چبوترے پر طیفور رگر دیا کو بٹھا کر گردن پر کوئلہ سے خط کھینچا تیغ آبدار نیام سے نکالکر پکارا اے طیفور رگر دیا اب کوئی دم مین رشتہ حیات تمہارا منقطع ہو جائیگا جو کچھ کھانا پینا ہو کھا پی لو جو کہنا ہو کہہ لو حسرت و آرزو اپنے دل کی نکال لو یہ وقت آخری ہے اسے غنیمت جانو پھر تمہارے سر و گردن مین جدائی ہو جائیگی طیفور رگر دیا نے جواب دیا کہ اے جلاد مجھکو آب و طعام کی خواہش نہین کثرت غم سے سیر ہون اور آب اشک سے سیراب ہون ہان اسوقت آخر مین دل چاہتا ہے کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو دیکھتا اُن سے رخصت ہوتا اُنھین جلاد نے جواب دیا کہ اول تو صاحبقران یہان نہین ہین پنجہ اُن کو اُٹھا لیگیا ہے اور اگر وہ یہان موجود بھی ہوتے تو یہ آرزو تیری بر نہ آتی یہ کہکے جلاد منتظر حکم ثانی کا ہوا طیفور رگر دیا نے اپنے تئین زیر سایہ تیغ جلاد دیکھکر سر اپنا سوے فلک کرکے برجوع قلب خدا وند عالم سے اس طرح مناجات و دعا کرنی شروع کی۔

مناجات

اے خطا پوش اے مجید عطا — اے غفور اے ستار لطف و عطا

روح پاک رسول کا صدقہ — بیکسی بتول کا صدقہ — بد و سیہ ہون گنہگار ہون مین

جرم سے حد سے شرمسار ہون مین — نام آمرزگار ہے تیرا — عفو کرنا شعار ہے تیرا

شرم عصیان سے آب آب ہون مین — غرق دریائے اضطراب ہون مین — ابر رحمت سے دھو دل ابتر

گرد عصیان سے پاک دامن کر — مجھسے تو جو ہوئی زبون کاری — وہ تو لائق تھی میرے اے باری

تو وہ کر جو کہ تیرے شایان ہے — کس لیے تو رحیم و رحمان ہے — مین ہون بیچارہ چارہ ساز ہے تو

مین گدا ہون گدا نواز ہے تو — گو سراپا گنہگار ہون مین — جرم سے حد سے شرمسار ہون لیکن

جبتک قطع ہو نہ تار نفس — تاکہ باقی رہے یہ تار نفس — تیری الفت کا دل مین داغ رہے

روشن اس گھر مین یہ چراغ رہے — مے الفت سے تیری سرشار ہون — بلبل گلشن الست رہون

خلوت دل مین یاد غیر نہو — سوا ترے مجھے مراد غیر نہو — روح قالب سے جب روان ہووے

نام تیرا مری زبان ہووے — قبر کی ہے بہت کڑی منزل — سہل کر دیجیو مری مشکل

مجھکو رسوا نہ حشر مین کیجو — پردہ اے پردہ پوش رکھیو مجھے

اے خدا اے کریم اے خالق ارض و سما اے حافظ دو جہان مین اسوقت قتل ہوا چاہتا ہون اس نوجوانی مین سوے عدم آباد جایا چاہتا ہون بجز تیرے یہان کوئی میرا مونس و یار نہین ہے تو ہی اپنی قدرت کاملہ سے مجھے دست اعدا سے بچا ابھی دنیا سے جانے کو دل میرا نہین چاہتا ہے باغ عالم مین مجھے چند سن و سال بھی ابھی میرا کچھ سن نہین ہے نوجوان ہون منزل ضعیفی تک نہین پہونچا ہون اپنے اہل و عیال و عزیز و اقارب و احباب سے دور ہون علی الخصوص صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور بادشاہ لشکر اسلام و جملہ لشکر اہل اسلام سے جدا ہون اُن کے دیکھنے کا از حد شوق ہے مجھکو مرگ سے ڈرتا ہون موت سے بیزار ہون صورت اجل ابھی نہ دکھا ملک الموت کو ابھی واسطے میری قبض روح کے نہ حکم دے اُس کی صورت ہیبت ناک ابھی نہ دکھا اس بری موت سے مجھے بچا کیونکہ اگر اسوقت قتل ہونگا یہ کفار میرے لاشے کو ... الدین کے درندے مجھ مقتول کا گوشت کھا جاوینگے بعضے چوپائے ٹڈیاں بھی میری چبا کر کھا جائینگے نہ غسل کوئی دیگا نہ کفن نہ گوشہ قبر مجھکو میسر ہوگا پروردگارا تو ہی نے اپنی قدرت کاملہ سے مجھکو بھی پیدا کیا ہے یہ گوشت و پوست و استخوان میرے تیری حکمت و قدرت سے پیدا ہوئے ہین والدین نے بڑی محنت

و شفقت سے پرورش کیا ہے ناز و نعم سے پالا ہے اوب گلشن شباب کی مین نے سیر کی ہے زمانہ طفلی گذرا
ہے چمن عنفوان جوانی مین فی الحال قدم رکھا ہے چاہتا ہون کہ ابھی باغ پر بہار حیات کی سیر کرون اور
گلہائے مراد اس دنیا مین پاؤن نخل آرزو میرا بارور ہو درخت تمنا میرا سرسبز ہو شجر حسرت
پھولے پھلے دوست میرے شادان ہون عدو میرے درد حسد و رشک سے نالان ہون دنیا مین
کار خیر کرون تیری عبادت و بندگی مین شب و روز بسر کرون ورد زبان تیرا ہی نام رہے ہر دم تیرا ہی
خیال رہے تجھی کو یاد کرون تجھی کو سجدہ کرون بغیر تیرے کسی کو اپنا معبود حقیقی نہ جانون تیرے ہی
احکام پر عمل کرون دین اسلام کے فروغ و ترقی مین کوشش کرون کفار کو ہدایت کرون اگر وہ
دین اسلام اختیار کرین تو فہو المراد ورنہ ان کو قتل کرون دنیا مین کارہائے نمایان کرون امور خیر
کے کرنے پر کمر ہمت محکم باندھون غربا و مساکین سے سلوک نیک کرون تشنہ و گرسنہ لوگون کو سیر و
سیراب کیا کرون زنبیل سے زر کثیر نکال نکال کر تیری راہ مین صرف کرون کبھی حج بیت اللہ کرون
گاہ فقرا و غربا کی حاجت براری چاہتا ہون زاد آخرت کچھ تو مہیا کر لون ابھی تو تہی دست ہون اعمال خیر
سے نامہ عمل میرا سادہ ہے کچھ بھی نیکیان میری کرام الکاتبین نے نہین لکھی ہین ایسی صورت مین
سفر ملک عدم کرنا مجھے منظور نہین ہے تو مسبب الاسباب و بے نیاز ہے مجکو تیری قدرت و خالقی پر ناز
ہے اسی وجہ سے ایسی تقریر کر رہا ہون تیرے فضل و کرم پر مجکو بھروسا ہے تیری ہی قدرت کاملہ کا
قائل ہون تو ہی نے اپنی قدرت سے یونس علیہ السلام کو شکم ماہی مین زندہ رکھا پھر ان کو جس شکم
ماہی سے نجات دی تو ہی نے حضرت یوسف کو چاہ تاریک مین ہلاکت سے بچایا پھر ان کو مالک امر
تک پہونچایا جب وہ جناب قید ہوئے تو ہی نے اپنی قدرت سے انکو زندان سے رہا کر کے
عزیز مصر کیا تو ہی نے آتش سوزان جناب ابراہیم خلیل اللہ پر گلزار و سرد کر دی تو ہی نے
پیشتر بندون کو ہر بلا و آفت سے اکثر بچایا ہے مشکلین اپنے بندون کی آسان کر دی ہین جس نے
تجھ سے مدد چاہی ہے اس کی تو نے فی الفور اعانت کی ہے جس نے مشکل سخت و دشوار مین تجھکو پکارا
ہے اس کی تو نے اپنی قدرت سے مشکلکشائی کی ہے مین بھی ایک بندہ عاصی و خاطی نافرمان تیرا ہون
اسوقت بدل تجھ سے طالب امداد ہون رہائی اپنی چاہتا ہون اپنی قدرت سے سامان خلاصی پیدا
کر کوئی سبب ایسے مسبب الاسباب ایسا ہو پیدا کہ جان میری بچ جائے قتل نہون خون میرا اس
رنگ سے چبوترے پر نہ گرے خنجر جلاد میرے حلق نازک سے نہ ملے یہ نابکار جلاد و جفا شعار ہی ہلاک
ہو جائے تیری برق غضب سے یہ ستمگار جل کر خاک ہو جائے نام و نشان اس کا باقی نہ رہے
اس نے میرے دل کو دکھایا ہے زیر تیغ بٹھایا ہے تو دیکھتا ہے کہ تیغ بکف آمادہ قتل کھڑا ہے منتظر حکم ثانی
ہے خلقت کا ہجوم ہے ہزارون کفار میرے قتل ہونے کا تماشہ دیکھنے آئے ہین کیسے سب نابکار خوش
ہو رہے ہین کلمات دل شکن زبانون پر جاری کر رہے ہین مجکو سخت و درشت کہہ رہے ہین یقین
اسی امر کا ان کو ہے کہ مین قتل ضرور ہونگا مجکو اور تیری قدرت کو یہ بیدین بھولے ہوئے ہین یہی
جانتے ہین کہ اب اس کو کوئی بچا نہین سکتا پس اے قادر و توانا قدرت اپنی دکھا دے مجکو
قتل ہونے سے بچالے کفار کو حیرت ہو جائے کلفت شادمانی پر ان کے اوس پڑ جائے خوشی انکی
مبدل بغم ہو جائے نخل آرزو ہمارا ان کے پھل نہ آئے حسین سبز ثمر یا و شاداب ہو ہمارا قلعہ حصار
حسرت و افسوس مین اسیر ہو جائے بہت جبکہ لہو عیار نابکار نے تیری قدرت کا دیکھکر ڈنگ

ہو جائے اس طرح سے میری رہائی ہو جائے ہنوز خواجہ طیفور گر دیا بگریہ وزاری درگاہ جناب
باری میں برجوع قلب دعا کر رہے تھے اور حسین سنبر قبا بادشاہ قلعہ دو حکم دے چکا تھا تیسرا حکم
واسطے قتل کرنے کے نہیں دیا تھا جلاد منتظر حکم تا لنت تھا کفار کا بے حد جماؤ تھا لشکر اہل اسلام ہمراہ
سرداران عالی مقام قریب در قلعہ آ چکا تھا ہر ایک کا یہی ارادہ تھا کہ دلیرانہ در قلعہ کو توڑ کر اندر قلعے
کے گھس جائیں گے خواجہ طیفور گر دیا کو قتل سے بچائیں گے غوغا سے رعد آواز نابکار
سے بھی کچھ اندیشہ نہ کریں گے کہاں تک وہ نابکار چیخے گا کس کس کو اپنے نعرے سے بیہوش کرے گا
آخر ناہنجار چیختے چیختے تھک جائے گا آواز بیٹھ جائے گی ہم میں سے ہزارہا بہادر دلیرانہ در قلعہ کو بضرب
گرزہائے گران توڑ کر داخل قلعہ ہو کر خواجہ کو زیر تیغ سے اٹھا لیں گے جلاد کو بعوض خواجہ کے قتل
کریں گے اگر مردان سپاہ حسین سنبر قبا بادشاہ قلعہ میں روکیں گے تو ان سے دلیرانہ لڑیں گے
سب کو تہ تیغ کر کے دل آرزو قلعہ میں جا کر حاصل کریں گے عیار ان بھی جس قدر تھے وہ سب جان
دینے اور مرنے پر آمادہ تھے سب نے کھینچ لیے تھے کمندیں اشتعالی تھیں ارادہ یہ تھا کہ لڑ بھڑ کر
دیوار قلعہ تک جا کر حلقہائے کمند دیوار قلعہ پر پھینک کر بذریعہ کمند قلعہ کے اندر جس طرح ہو سکے گا
ضرور جائیں گے ہم اپنی زندگی میں خواجہ کو قتل نہ ہونے دیں گے کہ ناگاہ سوئے فلک سے ایک
پنجہ مثل برق جہندہ اس طور سے گرا کہ جلاد کا نشان بھی معلوم ہوا کہ کیا ہو گیا اور خواجہ طیفور
گر دیا کو چبوترہ ریگ سے سلاسل وغیرہ جدا کر کے اٹھا لے گیا پھر سوئے فلک جا کر سب کی نظر
سے غائب ہو گیا اس سے ایک شور عظیم اہل قلعہ سے بلند ہوا کہ مثل صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ کے طیفور گر دیا کو بھی پنجہ اٹھا لے گیا جلاد نہیں معلوم کیا ہوا جب یہ شور عظیم
بلند ہوا اور پنجہ کو گرتے ہوئے دیکھا اور خواجہ کو لیجاتے بھی دیکھا تو جملہ سردار و عیار و سواران سپاہ
قریب در قلعہ سے پلٹ آئے کیونکہ ایسی حالت میں اندر قلعہ کے جانا بے سود تھا جب سب
فرودگاہ سپاہ پر آئے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو اکثر سرداروں اور عیاروں سے معلوم ہوا کہ خواجہ
کو بھی پنجہ اٹھا لے گیا بادشاہ موصوف نے کہا کہ شکر ہے خدا کا کہ طیفور گر دیا قتل ہونے سے تو محفوظ
رہا امید واپسی ہے کہ بعد چندے وہ اور صاحبقران پھر ہم سے آ کر ملیں گے یہاں لشکر اسلام میں
ہر ایک خاص و عام انتظار تشریف آوری صاحبقران میں ہے اور رنجیدہ و متفکر ہے ادھر حسین سنبر قبا
نامہ روانہ کر کے اطلاع دے چکا ہے کہ آٹھ روز میں تم یہاں سے سب چلے جاؤ ورنہ ہم دست
غوغا سے رعد آواز سے تم سب کو قتل کرائیں گے مگر اب حال کفار قلعہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب
پنجہ خواجہ کو اٹھا لے گیا جملہ کفار موجود کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی اکثر کو صدمہ عظیم ہوا کہ طیفور
قتل نہ ہوا تماشہ اس کے قتل کا ہم نے نہ دیکھا غرض با افسوس کناں وہ جملہ کفار جو تماشہ دیکھنے قتل
خواجہ ممدوح کا آئے تھے متحیر و ناخوش و غمگین اپنے اماکن کی طرف گئے حسین سنبر قبا بادشاہ جہاں
قلعہ نے جو یہ خبر سنی پہلے تو متحیر ہوا بعد ازاں کہنے لگا کہ فہیم عالی نے اپنی برق قہر و غضب سے
کام طیفور کا بھی تمام کیا اگر ہم نے صاحبقران و طیفور گر دیا کو تہ تیغ نہ کیا تو ہمارے سرپرست
و محسن دیو بالا کے فہیم عالی نے ان کو سزائے معقول دیدی اپنی برق قہر و غضب سے جلا دیا یا
ان کو اپنے پاس بلا کے قید کیا عوض لشکر کشی و جنگ و جدال کا ان دونوں دشمنوں کو خوب
منگوا یا تھا ... اس طرح کبھی نکالا انہیں دونوں دشمنوں کی خبر ہو فہیم عالی نے دی تھی

یہ ہی بے مثل دنیا میں وہ یکتا ہی زمانے میں
ہمارا رنج اچھا ہی تمھارا رہی تو خوشی اچھی

جو بازو پہ تمھارے ہی وہی ہی نورتن اچھا
گلے میں جو تمھارے ہو وہی ہی چمپا کلی اچھی

اندھیری رات ہو برسات ہو ساون ہو دلبر ہو
گھٹا ہو باغ ہو سب کچھ ہو جب ہو میکشی اچھی

عدو کے سامنے تلووں سے یوں ملتے ہو کیوں اسکو
ہمارے دل کی تم نے قدر کی ہی واہ جی اچھی

صدا یہ مرقد مجنوں سے اب دن رات آتی ہی
حسینوں کا نہ عشق اچھا نہ ان کی عاشقی اچھی

ملاتے ہی نظر لیجاتے ہو پہلو سے دل میرا
یہ تم نے سیکھی ہی اے جان شان دلبری اچھی

تمھیں ہنستے ہو تم نے ہی چرایا ہی اسے بیشک
بس اب دیدو ہمارا دل نہیں یہ دل لگی اچھی

بری باتیں سکھا کر تجکو یہ بد خو بنا یہیں سے
سمجھے تو نہیں پھر دشمنوں کی دوستی اچھی

بہت برہم ہوے جب چھیڑ کر میں نے کہا غلب
پری سے حور اچھی اور تم سے ہی پری اچھی

اہل جلسہ اشعار مندرجہ غزل سن سنکے بہت خوش ہونے لگے اہل فہم دل میں تعریف کرنے لگے نازنین خوش گلو نے اس حسن سے ہر ایک شعر کو گایا کہ حسین سپہر قبا بھی وجد میں آکر جھومنے لگا بے اختیار تعریف کرنے لگا جب غزل مندرجہ مطربہ مذکورہ نے تمام کی شاہ مذکور نے انعام کثیر اسے دے کر رخصت کیا پھر دوسری مطربہ کو طلب کیا وہ بھی مثل مطربہ اول کے رقص و نغمہ کرنے لگی اہل بزم بخوشی و بہجت تماشا اس کا سننے لگے ناچ دیکھنے لگے حسین سپہر قبا تو مع اپنے ارکان دولت و اہل دربار کے بزم عشرت میں بیٹھا ہوا ہی ناچ دیکھ رہا ہی گانا نازنینوں کا سن رہا ہی ساٹھ روز کا اس نے جشن کیا ہی اس کو تو اسی حال میں چھوڑا جاتا ہی اور اب

دو کلمہ داستان اس پنجہ کے جو طیفور گرد یا کو اٹھا کر لے گیا ہی بیان کیے جاتے ہیں

شہر پر ٹوٹے اک ہم فرقت میں کٹی میری
کبھی تمہیں نے خدا اپنی اور تمہیں سے شنی میری

بھلا یہ بھی کوئی ہی زندگی ہیں زندگی میری
بھلا وہ کب آکا لیا تمنا سے دل میری

پلانا جام سے دشمن کو اور پھر سامنے میرے
یہ کیفیت رہی تو ہوگی اکدن آپکی میری

لیا اک دل کا دل اور دوانہ میرے دیکھ لا کیوں
غضب ہی پھر کبھی چوٹی آپکی ہی مدعی میری

ہوا کل دوست ظالم آج دشمن میرا ہیں بیٹھا
نہ دو دن بھی نبھائی واہ تونے دوستی میری

بھلا دشمن سے تم اور بھلی اس کی محبت ہی
بچا ہی میں برا سچ ہی بہت محبت بری میری

ہوا دل ٹھنڈا آپ کا دشمن کی بن آئی
لبوں پر میرے دم آیا ہوئی حالت بری میری

وہ بزم غیر میں پردہ کس شوق سے بیٹھے
قیامت تھی اٹھے بیٹھے جو صورت دیکھ لی میری

سر بالین کوئی بیٹھا ہوا دیتا رہا دامن کی
خدا سو ہوش اس پر ہی یہ اچھی بیخودی میری

جب وہ پنجہ طیفور گرد یا کو اٹھا کر بلند ہوا تو خواجہ طیفور گرد یا موج ہوا سے بیہوش ہو گئے پنجہ مذکور خواجہ کو لیے ہوئے بقطع راہ پردۂ قاف میں روبروے سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ پہونچا جاتے ہی خواجہ کو سامنے ڈالدیا سلیمان صاحبقران نے پوچھا

کہ خواجہ کو کہان سے لایا ہو اُس دیو نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہ نابکار حسب الحکم یہان سے
سوے طلسم زلزلہ گیا تھا اثناے راہ مین جاتے جاتے مجھکو نظر آئے قلعہ اول کے سامنے لشکر اہل اسلام
کو فروکش دیکھا پہلے اُسی لشکر مین مین نے خواجہ کی جستجو کی جب نہ پایا تو متردد ہوا ناگاہ دیکھا مین نے
کہ اندر قلعہ کے ہزارہا آدمیون کا ایک جگہہ مجمع ہی یہ خواجہ طوق و زنجیر مین گرفتار زیر تیغ جلاد بیٹھے
تھے سوے فلک ہاتھ اُٹھاکے کچھ کہہ رہے تھے چہرہ ان کا متغیر ہو اشک آنکھون مین ہین جلاد قتل
کیا ہی چاہتا تھا یہ دیکھتے ہی مین نعرہ ہیبت کر ان کو اُٹھا لایا جو کہ اسوقت بہت تھا جلاد کو کھا گیا اُس کے
کھانے سے عجب لذت زبان پر آئی کیونکہ گوشت نمکین تھا پھر یہ فدوی خواجہ کو لئے ہوے یہان آیا
سلیمان صاحبقران اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اُس دیو کی باتین سنکے بہت
ہنسے پھر اُس سے کہا کہ اب کبھی کسی انسان کو نہ کھانا خصوصاً اہل اسلام کو اُس نے عرض کیا کہ فدوی
اب حکم حضور کی تعمیل کرے گا یہ کہکے چلا گیا چونکہ خواجہ بیہوش تھے سلیمان صاحبقران اور
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے حکم سے پریون نے ایسی تدبیرین کین کہ خواجہ کو ہوش
آیا آنکھین کھولین سامنے صاحبقران اور سلیمان صاحبقران اور چند پریون کو پایا نہایت
خوش ہو کر اُٹھ بیٹھا ادب سے سلام کیا پھر گھبرا کر پوچھا کہ اے صاحبقران ذی وقار یہان مجھے
کون لایا مین تو زیر سایہ تیغ جلاد بیٹھا ہوا تھا یہ کہکے تمام حال اپنے گرفتار ہونے کا اور تحسین بیگ قیا(?)
کے نام کا مفصل بیان کیا صاحبقران نے کہا کہ ہمکو بھی ایک دیو یہان اُٹھا لایا تھا ہم نے
بضرورت دیو کو روانہ کرکے تمکو بھی وہان سے بلوا لیا الحمد للہ کہ دیو ٹھیک وقت پر پہونچا کہ تمکو جلاد نے
زیر تیغ ہی بٹھایا تھا قتل نہین کیا تھا کہ دیو تمہین لے آیا خواجہ نے عرض کیا کہ اس خاکسار سے کیا کام
لینا منظور خاطر عالی ہی کس واسطے آپ نے مجھے بذریعہ دیو طلب کیا ہی ارشاد ہو صاحبقران نے
تمام حال دیو سمر کشتی سے لڑنے کا اور شمس جنی سے غوغاے رعد آواز کے قتل ہونیکا
اور حور بہشتی عامل کے پاس جانے کا اور جو کچھ اُس نے بیان کیا تھا وہ سب کہکے ارشاد کیا کہ اے
خواجہ تم کسی تدبیر سے اندر طلسم شمشیر جنبان کے جاکر پہلوے قبر فہیم عامل سے لوح طلسمی لے آؤ
تاکہ بہدایت لوح طلسمی سے غوغاے رعد آواز وغیرہ اشخاص جو تمہین بتائے ہین ہم انکو یہان سے جاکر
قتل کرین چارون قلعون کو فتح کرین خواجہ نے عرض کیا کہ مجھکو تعمیل حکم مین کچھ عذر نہین ہی مگر طلسم شمشیر
جنبان مین کیونکر جا سکتا ہون راہ سے ناواقف ہون کوئی راہبر نہین ہی اور خضران پری کے
مسکن سے بھی ناآشنا ہون سلیمان صاحبقران نے کہا کہ اے خواجہ ہم ایسی کوئی فکر کرینگے
کہ تمکو خضران پری تک پہونچا دینگے یہ کہکے اکثر پریون کو طلب کرکے اُن سے دریافت کیا کہ
تمکو خضران پری سے آگاہی ہی کہ وہ کہان رہتی ہی پردہ قاف مین کہان اُس کا مکان ہی اُس سے
تمکو رسم و راہ بھی ہی یا نہین اُن پریون مین سے ایک پری نے عرض کیا کہ اے صاحبقران پردہ
قاف مین خضران پری کو جانتی ہون اُس کی جاے سکونت سے بھی آگاہ ہون مجھسے اور اُس سے
رسم و راہ بھی ہی مگر وہ یہان سے بہت دور ہی جوالی پردہ قاف مین رہتی ہی سلیمان صاحبقران نے
اُس پری سے فرمایا کہ تم خواجہ کو اپنے ہمراہ خضران پری کے پاس لیجاؤ ان کو اُس پری تک
پہونچا دو اور جو کچھ خواجہ تم سے کہین اُس پر عمل کرو اُس پری نے منظور کیا ایک روز خواجہ طیفور
گرد پا نے عیاری سوچکر شکل اپنی بعینہ پری کی سی بنائی بقول بعض راویون کے رنگ [illegible] و روغن سے

اور بعض راویوں نے یہاں کہا ہے کہ بمجرد صورت اپنی پری کی بنائی پھر طوطی جب خواجہ موصوف
بشکل پری بنے وہ پری کہ نام اس کا الگن پری تھا خواجہ کو تخت پر بٹھا کر تخت کو بلند کر کے سوے
خضران پری روانہ ہوے اثناے راہ میں خواجہ پردہ قاف کے عجائبات و غرائب اشیا پر
گذرتے ہوے خوبصورت پریاں بنی ہوئی جاتے تھے اور الگن پری سے کہتے جاتے تھے کہ تم مجکو جب
خضران پری کے سامنے لے جانا اور وہ پوچھے تو یہ کہنا وہ کہتی جاتی تھی کہ اسے جو کچھ آپ نے
کہا ہے ایسا ہی کروں گی غرضکہ بعد قطع راہ دور و دراز الگن پری خضران پری کے مکان پر
پہونچی تخت اپنا اتارا دیکھا کہ خضران پری اپنے مکان میں بیٹھی ہوئی ہے چند پریاں بھی اس کے
قریب بیٹھی ہیں کچھ باتیں کر رہی ہیں الگن پری نے قریب اس کے جا کر سلام کیا اس نے بہت
بہت خوش ہو کے پوچھا کہ اے الگن پری بعد مدت ملاقات ہوئی عرصہ لمبا ہے کہو آج ادھر تمھارا آنا ہوا
مزاج تمھارا کیسا ہے باعث تمھارے آنے کا کیا ہے فقط ہم سے ملنے کو آئی ہو یا کوئی کام ہم سے درپیش
ہے اس نے کہا کہ اے خضران پری آپ کو میں نے ایک زمانہ دراز سے نہیں دیکھا تھا اسلیے شوق
آپ سے ملنے کا از حد تھا آج محض آپ سے ملنے کو آئی ہوں کوئی کام سوا اسکے ملاقات نہیں ہے
خضران پری نے خوش ہو کر قریب اپنے بٹھا کر پوچھا کہ یہ پری تمھارے ساتھ جو آئی ہے یہ تمھاری
کوئی عزیزہ ہے یا غیر ہے نام اس کا کیا ہے ہم نے کبھی اس پری کو نہیں دیکھا ہے اس نے کہا کہ یہ پری میرے
عزیزوں سے ہے نام اسکا حسین خوش گلو پری ہے واقع آپ نے کبھی اس کو نہیں دیکھا ہے یہ
ماشاء اللہ خوب ناچتی ہے اور گاتی ہے تو ایسا ہے کہ پردہ قاف میں مثل اس کے کوئی پری نہ گاتی ہوگی
آواز اس کی ایسی اچھی ہے کہ تعریف ہو نہیں سکتی خضران پری نے بہت مشتاق ہو کر کہا کہ اسے
الگن پری اس سے کہو کہ ہمارے سامنے بھی رقص و نغمہ کرے ہم کو شوق گانا سننے کا تم جانتی ہو
ہمیشہ سے ہے کبھی ہم بھی جوان تھے عالم جوانی میں ایسا گاتے تھے کہ جن و دیو تو کیا مرغان ہوا اور
ماہیان دریا بھی ہماری آواز دلکش اور ہمارے گانے کو سنکر پرواز و حرکت سے باز رہتے تھے ہم کو
بھی اپنے گانے کا اور خوش آواز ہونے کا خیال تھا بلکہ غرور تھا اب ہم ضعیف ہو گئے وہ آواز نہیں
رہی مگر کبھی کبھی اب تک کچھ تھوڑا سا خود گاتے ہیں اور گانا سنتے ہیں گو وہ زمانہ شباب نہ رہا مگر شوق
گانا گانے اور گانا سننے کا اب تک ہے لہذا حسین خوش گلو پری کے گانے کی آرزو ہے اور گانا
سننے کے مشتاق ہیں الگن پری نے کہا کہ اے حسین خوش گلو پری ہماری بہن خضران پری
تمھارے گانا سننے کی بہت مشتاق ہیں ان کے سامنے اس وقت کچھ گاؤ اور رقص اپنا انھیں دکھاؤ
ناچنے گانے میں یہاں شہرہ پاؤ حسین خوش گلو پری نے بعد عذر خرابی آواز کے اصرار الگن
پری سے مجبور ہو کر روبرو خضران پری کے ایستادہ ہو کر ایسا رقص کیا کہ دیکھنے والے حیران
ہو گئے خصوصاً خضران پری دنگ ہو گئی بے اختیار بار بار تعریف کرنے لگی حسین خوش گلو
پری نے خضران پری وغیرہ کو متوجہ پا کر یہ غزل حسب فرمائش الگن پری شروع کی غزل

پھول کیا کرتے ہیں غل نکلے گلستانوں میں	بخت لکھا ہیں جو پڑ جائیں ترے کانوں میں
دل سے تیار رہو جان سے تیار رہو	حکم آتا ہے یہ لکھا ہوا فرمانوں میں
تھک گئے اب تری تعریف کے لکھنے والے	رکھدیے سب نے قلم آج قلمدانوں میں
میکشی چھوڑ کے اب اس پہ قناعت کر لی	کیفیت ملتی ہے انگور کے دو دانوں میں

دل میں چبھو جاتی ہیں تو برسوں میں خلش جاتی ہے ۔ خوب ناوکیں تیرے تیروں کی ہیں پیکانوں میں
ہائے افسوس کہ اس دل نے نہ پایا مجھ کو ۔ تیرے مداحوں میں دشمن کے ثنا خوانوں میں
لے گیا لوٹ کے ایمان ہمارا ظالم ۔ کون کہتا ہے وہ ظالم ہے مسلمانوں میں
نہ وفا کا ہے سلیقہ نہ جفا کی ہے تمیز ۔ چشم بد دور ابھی آپ ہیں نادانوں میں
بیٹھ رہ صبر سے تو ایک جگہ اے مجنون ۔ خاک اڑاتا ہے عبث نجد کے میدانوں میں
اپنے مطلب کی تو میں بات سمجھ لیتا ہوں ۔ وہ سمجھتے ہیں تو سمجھیں مجھے دیوانوں میں
بیٹھ کے آغوش میں لینے کے خطاوار ہیں ہم ۔ تیر دو اور لگا دیجئے ان شانوں میں
تیرے بیمار کو سمجھا ہے نہ مطلب نہ تمیز ۔ نہ دوا خانوں میں جانا نہ شفاخانوں میں
خلش نوک مژہ لذت پیکان خدنگ ۔ سب بھرے ہیں مرے دل میں جو ہیں ارمانوں میں
بزم عشاق میں وہ شوخ نہ آئے گا دلیر ۔ حور آ جائے گی کس طرح سے انسانوں میں

حضرت ان پری اور دیگر پریان اشعار غزل مندرجہ بالا سنکے اور ناچنا حسین خوش آواز پری کا دیکھکے وہ تانین سب کی سب تصویر کی ہو گئیں ایسی محو و متحیر ہو گئیں کہ حسین خوش آواز پری ایسا ناچتی گاتی تھی کہ بمصداق نظم

نور کی اسے ہوائی تھی کہ جس کی ۔ لکھتی لوح دل پہ وہ تحریر ۔ تان کیا لی کہ جان کھینچ لی
آفت جان وہ تان اونچی پلٹا ۔ دل پہ نشتر زن ایک ایک فقرہ ۔ نقش جس سان پہ ہوا ہر ایک تسخیر
دل پہ لگتا تھا آ کے تیر پہ تیر ۔ گٹکری ہر اک ستارہ تھی ۔ سر لگاتی تھی جب وہ ماہ سیر
ان سروں کی نشست جو سن پائے ۔ ولولہ سے جہان کے والہ ۔ کھنچ تانوں سے زیادہ ہر کام
نغمہ سنجان باغ دہر سبھی ۔ چہچہا بند ہو گیا ہر رنگ سا جیسا ۔ ایسنے اس گل کا زمزمہ آہنگ
ہو گئے چشم ساز کو چرا ۔ بند ہو گئے تار آنسوؤں کے تار ۔ اہل محفل کو ہو گیا سکتا

حسین خوش گلو پری نے جب ناچ گا کر غزل مندرجہ کو بھی تمام کر چکی تو وقت کیا حضرت ان پری وغیرہ کو جب سکتہ اور بیخودی سے افاقہ ہوا حواس درست ہوئے تو ہر ایک نے تعریف کی پھر حضرت ان پری نے حسین خوش گلو پری سے مخاطب ہو کے کہا کہ واقعی تمہارا مثل و نظیر زیر چرخ ناچنے گانے میں نہیں ہے پوچھو تو بتاؤ کہ تم نے کس استاد سے سیکھا ہے اس سن و سال میں یہ کمال ہے ماشاء اللہ تم کو خدا رکھے جیتے زندہ سلامت رکھے تم نے اسوقت دل میرا بہت خوش کیا ایسا گانا سنا کہ میں نے کبھی نہ سنا تھا ایسا رقص کیا کہ کبھی ایسا ناچ نہ دیکھا تھا حسین خوش گلو پری نے سر جھکا کر کہا کہ میں نے اکثر پریوں سے ناچ گانا سیکھا ہے بہت سی باتیں اپنی طبیعت سے ایجادی ہیں محنت و مشقت حصول علم موسیقی میں بہت کی ہے شام و صبح بلکہ تمامی روز و شب رقص و نغمہ میں برسوں میں نے بسر کئے ہیں مگر اب بھی کچھ بھی نہیں جانتی ہوں محض مبتدی ہوں آپ کا حسن سماعت ہے کہ میرے گانے کو آپ پسند کرتی ہیں از راہ قدر دانی رقص و نغمے کی تعریف کرتی ہیں حضرت ان پری نے جواب دیا کہ واقعی تم لائق تعریف ہو اس سن میں یہ کمال رکھتی ہو گانا سننے والوں کو حیرت ہوتی ہے ناچ دیکھنے والوں کو تعجب ہوتا ہے ہنگام رقص برق کی طرح کوند جاتی ہو سچ تو یہ ہے کہ ناچنے کے وقت ولولے اہل محفل مانند سبزہ پامال حنا پامال کرتی ہو ایک روز ہم تمہارا گانا پھر سنیں گے آج کے تیسرے روز ہمارے مخدوم فہیم عالی کا عرس ہے ان کے مرقد پر ہم جائینگے تم کو بھی اپنے ساتھ لے جائینگے وہاں تمہارا

کانا سنین گے روح ہمارے مخدوم و موصوف کی تمھارے رقص و نغمہ کرنے سے بہت خوش ہوگی
اگر ممکن ہو تو دو چار روز یہان رہو الکن پری بھی رہین جب عرس ہو جائے گا تو چلی جانا حسین
خوش گلو پری نے کہا مجھے کچھ عذر نہین ہے اگر الکن پری یہان رہین گی تو مین بھی رہون گی
الکن پری نے جواب دیا کہ مین اپنی بہن کی خلاف مرضی یہان سے نجاؤن گی خضران پری
بہت خوش ہوئی الحاصل تیسرے روز خضران پری الکن پری و حسین خوش گلو پری
و دیگر پریون کو ہمراہ لیکر تخت پر سوار ہو کر سوے قلعہ یعنی طلسم شمشیر جنبان روانہ ہوئی
جب نزدیک قلعہ مذکور پہونچی تخت سے اُتر کر ایک رقعہ لکھکر ایک دیو کو دیا کہ اس رقعہ کو وہ سامنے
جو چشمہ ہے اُس مین ڈالدے دیو نے حکم کی تعمیل کی ہنوز دیر نہوئی تھی کہ سامنے سے برق جادو حاکم
و بادشاہ طلسم شمشیر جنبان تخت سحر پر سوار تاج شاہی بر سر قبلے فرمانروائی در بر کیے و تنہا ظاہر ہوا
جب قریب آیا خضران پری سے کہا کہ رقعہ تمھارا ہمکو پہونچا تھا معلوم ہوا تھا کہ آج روز عرس فہیم عالی
ہوا اور ہمارے ساتھ داخل قلعہ ہوا اور بعضے راویون نے بیان کیا ہے کہ قبل سے پہنچنے جانے کے خضران
پری نے رقعہ لکھکر دیو کو دیا اور اُس سے کہا کہ چشمہ ہلگون مین اس کو ڈال آ دیو نے حکم کی تعمیل کی
پھر خضران پری ہمراہ سب پریون مذکورہ کے مع حسین خوش گلو پری تخت پر سوار ہو کر سوے
طلسم شمشیر جنبان روانہ ہوئین جب قریب دروازہ طلسم شمشیر جنبان پر پہونچین حاکم و بادشاہ طلسم
شمشیر جنبان کو خبر ہوئی وہ مانند بجلی کے تیز تر بسرعت تمام تخت سحر پر سوار تاج شاہی بر سر پوشاک شاہانہ
در بر کیے و تنہا آیا خضران پری نے پوچھا کہ اے برق جادو مزاج تمھارا کیسا ہے اُس نے کہا کہ تمھاری
دعا سے اچھا ہون رقعہ تمھارا پہونچا تھا دیر سے مین تمھارا منتظر تھا پھر کے ہمراہی پریون پر نظر کرکے کچھ
متردد ہو کے پوچھا کہ آج تمھارے ساتھ یہ کون پری ہے کبھی تم اس کو اپنے ہمراہ نہین لائی تھین آج اسکے
یہان لانے کا کیا سبب ہے خضران پری نے جواب دیا کہ یہ پری ہماری الکن پری کی عزیز ہے چونکہ
آج روز عرس فہیم عالی ہے الکن پری بھی بشرکت عرس یہان آئی ہین اور اس پری کو بھی اپنے ساتھ
لائی ہین کچھ تم تردد نکرو مین یہان کسی غیر کو کبھی نلاؤنگی تمھاری دوست ہون دشمن نہین برق
جادو یہ سنکے مطمئن ہوا تردد دل سے دور ہوا کچھ اندیشہ دل مین نرہا بیخوف ہو کر اپنے تخت سحر سے
اُتر کر جانب دروازہ طلسم شمشیر جنبان دیکھکر انگشت سے اشارہ کیا دیکھنے والون نے دیکھا کہ وہ
تلوارین جو دروازے پر لٹکی ہوئی جنبان تھین دفعتاً ٹھہر گئین حرکت سے باز رہین دروازہ کھل گیا برق
جادو خضران پری وغیرہ کو ہمراہ لیکر اندر اُس قلعے کے گیا پھر سوے در قلعہ دیکھکر اشارہ کیا
وہ تلوارین پھر بدستور ہلنے لگین اور دروازہ قلعہ بند ہو گیا حسین خوش گلو پری نے اندر اُس
قلعے کے جاکے اکثر عجائب و غرائب کی سیر کی اگر اُن کو بتفصیل بیان کیا جاے تو نہایت طول ہوگا خلاصہ
یہ کہ بہت سی عجائب و غرائب اشیا کا تماشا دیکھا اُن کے دیکھنے سے نہایت حیرت ہوئی قلعہ کو دیکھا
تو نہایت وسیع پایا ایک جانب کو ایک مقبرہ نظر آیا نہایت پختہ و خوش قطع دروازہ اُس کا مقفل تھا
برق جادو نے اُس دروازے پر جاکر قفل کو بنظر تند دیکھا فی الفور وہ قفل وا ہوا دروازہ
مقبرے کا کھل گیا خضران پری ہمراہ الکن پری وغیرہ کے اندر اُس مقبرے کے گئی قبر فہیم
عالی کے پاس بیٹھکے بے اختیار اشکبار ہوئی دیگر پریان بھی آبدیدہ ہوئین برق جادو بھی محزون ہوا
حسین خوش گلو پری نے اندر مقبرے کے جاکر چارطرف نظر کرکے معلوم کیا کہ مقبرہ وسیع ہے

عمارت پختہ اور منقش شیشہ آلات جھاڑ کنول وغیرہ اسباب ضروری سے اچھی طرح آراستہ ہے جھاڑون اور کنولون مین شمعین مومی و کافوری چڑھی ہوئی ہین آئینے کلان طلائی کار چہار طرف بقاعدہ مناسب دیوار مقبرہ سے ملحق آویزان ہین وہ آئینے ایسے صاف و شفاف ہین کہ اگر ان کو آئینہ سکندر بھی دیکھتا تو حیران ہوتا علاوہ آئینہ ہاے مذکور کے چند قطعات و آیات بخط نسخ و نستعلیق خوشنویسان نامی کے ہاتھون کے لکھے ہوے انجام مرگ و بے ثباتی عالم و عالمیان کے مضمون کے تختون مین زیر آئینہ نہایت خوبی کے ساتھ دیوارہاے مقبرہ مذکور مین آویزان ہین درمیان مقبرہ قبر پختہ فہیم عالی کی ہے گرد اس کے نقرئی کٹہرہ ہے قبر پر چادر کمخواب سبز کی ہے بالاے چادر مذکور چادر گل پڑی ہے بالین قبر ایک کشتی نقرئی رکھی ہے اگر سوز نقرئی مع مورچھل اس مین رکھا ہے اگر سوز آتش تلخ فہیم عالی مین دود آہ دل سوزان ظاہر کر رہا ہے فرش مقبرہ سنگ مرمر و سنگ موسیٰ کا ہے علاوہ فرش سنگ مرمر و سنگ موسیٰ کے جا بجا قالین اونی نہایت بیش قیمت بچھے ہین غرضکہ مقبرہ مذکور مین جملہ اشیاے ضروری سے زیب و زینت دیکھی خضران پری نے سامان عرس کا حکم دیا پریون نے ضروری سامان مہیا کیا چادر گل تر و تازہ بالاے قبر چڑھائی گئی اگر اگر سوز مین کر رسلگایا گیا طعامہاے لذیذ و خوش ذائقہ کی تیاری براے فاتحہ خوانی صاحب قبر مذکور ہونے لگی پریان مصروف کار ہوئین خضران پری نے بعد فراغ بعض کار مرجوعہ سب پریون کو یک جا بٹھایا برق جادو بھی ایک جانب بیٹھا اسوقت خضران پری نے حسین خوش آواز پری سے کہا کہ حسب وعدہ اس وقت مجھ مزار فہیم عالی کے روبرو معرفت الٰہی مین گاؤ یا کوئی غزل عاشقانہ گاکر روح کو ان مرحوم کی خوش کرو آج انکا عرس ہے یہ دنیا مین عامل کامل تھے افسوس کہ آج زیر خاک سو رہے ہین ہم ان کو روتے ہین زندگی مین یہ عامل زبردست تھے آج یہ عمل خیر کے دوسرون سے محتاج و خواہان ہین حسین خوش گلو پری نے حسب فرمائش خضران پری پہلے تو غزلین وغیرہ معرفت خدا مین خوب گائین اور خوب رقص کیا ہر ایک حالت وجد مین جھومنے لگا کلمہ حق بار بار زبان پر جاری کرنے لگا خصوصًا خضران پری کو تو گویا حال آگیا بیخود ہو گئی برق جادو بھی علیحدہ بیٹھا ہوا ناچ دیکھا کیا گانا سنا کیا بعد تھوڑی دیر کے خضران پری سے رخصت ہو کر کہنے لگا آج تو تم شام تک یہین رہو گی ہنگام شام جاؤ گی اس نے کہا کہ ہان حسب دستور قدیم آج شب کو مین یہان سے جاؤن گی یہ سنکے برق جادو چلا گیا پھر [illegible] پری یہ غزل بخوش گلوئی گانے لگی۔ غزل

فصل بہار آئی ہے دیوانہ مین ہوا — گل کی طرح سے چاک مرا پیرہن ہوا
بستر پہ ہون مگر کوئی پاتا نہین مجھے — اس درجہ تیرے ہجر مین لاغر بدن ہوا
دل آپ کے فراق مین محزون رہا مدام — سینہ ہمارا غیرت بیت الحزن ہوا
مثل حباب آیا نظر آسمان مجھے — دریا جو میرے آنسوؤن کا موجزن ہوا
بیکس نہ ہوگا کوئی بھی مجھ سا جہان مین — بعد فنا نصیب نہ گور و کفن ہوا
مرقد مین حشر تک مری آنکھین کھلی رہین — دیدار کا خیال جو زیر کفن ہوا
رویا جو ہجر مین تو ہوے داغ دل ہرے — بارش کی فصل آئی ہے تازہ چمن ہوا
پالے تھے غم عزیز و اقربا کے اس قدر — غربت مین بھی نہ ہم کو خیال وطن ہوا
نکلی جو دل سے آہ شرربار ہجر مین — جل کر تباہ گنبد چرخ کہن ہوا

بزم میں مرے جو بیٹھ گیا کل وہ شمع رو
دیتے نہیں جواب جو میرے سوال کا
گیسو جو اُس نے ڈال دیے رخ پہ بزم میں
لائق جو دل لیا کسی محل نشین نے چھین

کیا کیا خجل رقیب سیہ انجمن ہوا
غائب تمہارا اشکل کمر کیا دہن ہوا
غل ہو گیا جہان میں کہ سورج گہن ہوا
سمجھا تھے رفیق وہی راہزن ہوا

خضران پری والکن پری و دیگر پریان جو اُس جلسے میں موجود تھیں وہ اشعار غزل مندرجہ بالا سنکے اور رقص دیکھ کے بہت خوش ہو کر بار بار بے اختیار تعریف کرنے لگیں بعد تمام کرنے غزل کے حسین خوش گلو نے کہا میں آپ کا فرمانا بجا لاچکی اب چاہتی ہوں کہ آپ کچھ گائیں خضران پری نے پہلے تو اپنے سن رسیدہ ہونے کا عذر کیا پھر اصرار کرنے سے یہ غزل اُس نے شروع کی غزل

روح کو چین ہجر میں جسم و جان میں نہیں
مجھکو امید ہے مشکل مری آسان ہوگی
اے غم عشق نہ جا باہر سے دل سے باہر
کس سے وہ شاد رہی جو گھر اپنے ہو بیگانہ
مجھ میں پیدا کرو تو بھی غنیمت جانوں
آپ کے لطف و عنایت کا بھروسا کیا ہے
لکھ لیے جاتے ہیں شیدائی کیسے پیار سے
سمجھتا جانوں سے جو منہ پھیر لیا ہے قاتل
میرا نہ کیا جانے کیوں سجدہ کیا ہے اسکو
غیر کے سامنے پر جلتا ہے عشق تو اے داغ

صاحب خانہ کو آرام مجھ سے گھر میں نہیں
جو ترکا دشت ترے دل میں ہے وہ خنجر میں نہیں
ایسی مہمان کی توقیر کسی گھر میں نہیں
یہ وہ گردش ہے کہ جو میرے مقدر میں نہیں
تجھسے امید کسی طرح کی محشر میں نہیں
کہ گھڑی بھر ہیں اگر ہیں تو گھڑی بھر میں نہیں
کونسا نام ہے جو آپ کے دفتر میں نہیں
غرق شرم تو آب دم خنجر میں نہیں
جانتا ہوں کہ خدا اور ہے پتھر میں نہیں
اُس کی تقصیر میں ہے پھیر کے مقدر میں نہیں

ایسی پُر اثر اشعار سن کے لگے اور متوجہ ہو کر جانب خضران پری کو دیکھنے لگے اور وہ مرقد فہیم عالی کی طرف دیکھ دیکھ کے روتی جاتی تھی اور اشعار غزل پڑھتی جاتی تھی سب پریاں اُس کے گانے کی تعریف کرتی تھیں جب خضران پری نے غزل کو تمام کیا حسین خوش گلو پری نے بھی اُس کی ثنا کی پھر ایک پری خضران پری سے کہکے گانے لگی اس اثنا میں حسین خوش گلو پری اٹھی خضران پری نے پوچھا کہ کہاں جاتی ہو اُس نے کہا ٹھہرو رستہ جاتی ہوں ابھی آتی ہوں یہ کہکے باہر مقبرے کے جاکے ایک درخت کی آڑ میں بیٹھ کے بہ احتیاط تمام نقب لگانی شروع کی تھوڑی دیر میں خواجہ طیفور کے ساتھ نقب لگانے [illegible] پہلو سے قبر فہیم عالی تک پہنچی اُس جگہ فتیلہ عیاری روشن کرکے دیکھا کہ گوشہ قبر فہیم عالی میں ایک چھوٹا صندوقچہ مانند قلمدان کے رکھا ہے خواجہ نے اسے اٹھا کر بدل [illegible] کیا پھر بعجلت نقب سے باہر آکر وہیں نقب کو بند کرکے وسواس گرد و غبار و خاک کو دور کرکے خرامان خرامان اندر مقبرے کے جاکر پاس الکن پری کے بیٹھے خضران پری نے خیال کیا کہ حسین خوش گلو واسطے رفع بول و براز کے گئی تھی یہ خیال کرکے خاموش رہی قریب شام سورہ فاتحہ فہیم عالی کی روح کو بخشا پھر ایک نے ہاتھ قبر پر رکھکر سورہ فاتحہ پڑھا پھر روشنی کرکے اغذیہ انواع و اقسام پکی سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھکر ہدیہ ثواب اُس کی روح کو بخشا وہ طعام مستحق لوگوں کو دیا گیا اسنے عرصہ میں برق جادو آیا خضران پری وغیرہ سب پریاں اٹھیں باہر مقبرے کے آئیں برق جادو نے کچھ آہستہ پڑھا دروازہ مقبرے کا بند ہو گیا وہ قفل جو کھلا تھا پھر بدستور حلقہ زنجیر میں جاکر آویزاں ہوا برق جادو

نے ہمراہ خضران پری کے قریب درِ قلعہ آکر کچھ اسمائے سحر آہستہ زبان پر جاری کیے دروازہ قلعہ کا
کھل گیا وہ تلوارین جنبش سے باز رہیں جب خضران پری وغیرہ سب باہر قلعہ کے چلے گئیں اور
برق جادو نے پھر سوئے درِ قلعہ اشارہ کیا وہ خود بخود بدستور سابق بند ہو گیا وہ تلوارین بھی اُسی طرح
چلنے لگیں برق جادو خضران سے رخصت ہو کر نظر سے غائب ہو گیا خضران پری سے الگن
پری بھی خواہان رخصت ہوئی اُس نے اجازت چلنے کی دی الگن پری تخت پر حسین خوش گلو
پری کو بٹھا کر سوئے قصر فیروزہ نگار روانہ ہوئی اُدھر خضران پری مع اپنی ہمراہی پریون کے
گلستان کی طرف تخت پر بیٹھکر گئی الگن پری بعد قطع راہ در قصر فیروزہ نگار پر آکر تخت سے اتری اور
حسین خوش گلو پری بھی ہمراہ اُس کے تخت سے اتری پھر دونوں داخل قصر فیروزہ نگار ہوئیں
دیکھا کہ سلیمان صاحبقران اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بیٹھے ہیں باہم کچھ باتیں
کر رہے ہیں یکایک الگن پری سے اور خواجہ طیفور گردیلنے جو بصورت پری بنے ہوئے تھے
با ادب سلام کیا صاحبقران نے پوچھا کہو خواجہ لوح طلسمی لائے خواجہ نے بصورت اصلی ہو کر
عرض کیا کہ آپ کے اقبال سے اور اعانت خدا سے لوح طلسمی ملے آیا صاحبقران ممدوح نے بہت
خوش ہو کر لوح کو طلب کیا خواجہ نے زنبیل سے نکال کر وہ صندوقچہ کو پاس پیش کیا صاحبقران
نے جب اُس کو کھلوایا اندر اُس کے لوح کو پایا کہ مانند قمر کے پر روشنی تھی اور جو طلسم نقوش اُس پر کندہ
تھے وہ بخوبی پڑھے نہ جاتے تھے بعد غور کرنے بسیار کے گوشۂ لوح مذکور پر یہ عبارت نظر آئی کہ اگر خدا
فضل کرے اور لوح طلسمی طلسم کشا کو دستیاب ہو تو اُس کو چاہیے کہ چشمۂ ماہیان میں اس اسم اعظم
الٰہی کو پڑھ کر غوطہ دے تاکہ لوح کام دے اور جملہ طلسم و نقوش و اسمائے الٰہی اُسے نظر آئیں اور
لوح طلسمی طلسم کشا کو بابت طلسم کشائی و فتح ہر چہار قلعہ کے ہدایت کرے لیکن یہ کام خود کرے صاحبقران
موصوف عبارت لوح پر نظر کر کے سلطان صاحبقران سے گویا ہوئے کہ یہ لوح ہمکو ہدایت کرتی ہے کہ
چشمۂ ماہیان میں لوح طلسمی کو غوطہ دو سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ مگر یہ چشمۂ ماہیان تک جانے
کچھ دشوار امر نہیں ہے یہ کہکے خواجہ طیفور کو دعا دی اس کارنمایان کی بہت تعریف کی صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے بھی از راہ قدردانی ستائش کی خواجہ نے کہا کہ اس تعریف و ثنا سے مجکو کیا فائدہ ہوا رنگ
و روغن و لباس کے مہیا کرنے میں سیر از کثیر صرف ہوا ہے صاحبقران نے وعدہ دینے زر کثیر کا کیا سلیمان
صاحبقران نے خواجہ کو زر و جواہر مرحمت کیا خواجہ نے لے کر نذر زنبیل کیا بعد صاحبقران سے پوچھا
کہ چشمۂ ماہیان یہاں سے کب جائیے گا جواب پایا کہ اسی وقت خواجہ نے کہا کہ سحر جاؤنگا مگر ضرورت راہبری کی ہے
سلیمان صاحبقران نے فرمایا ہم حسب دلخواہ فکر کرینگے جب وہ روز و شب گذر کر سحر نمودار ہوئی
سلیمان صاحبقران نے ایک جن کو طلب کر کے ارشاد کیا کہ ابھی ان کو چشمۂ ماہیان پر پہونچا دے
اُس نے عرض کیا کہ بسر و چشم یہ التماس کر کے ایک تخت پر صاحبقران ممدوح کو بٹھا کر خود بھی پس پشت
اُن کے بیٹھکر تخت کو بلند کر کے سوئے چشمۂ مذکور روانہ ہوا بعد قطع راہ کنارے چشمۂ مذکور کے پہونچا تخت
کنارے چشمے کے اتارا صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ چشمۂ ماہیان نہایت صاف ہے پانی اُس کا آئینہ گوہر
سے بہتر ہے مچھلیان صدہا رنگ کی اُس میں دکھائی دیتی ہیں پانی اُس کا یون رواں ہے جیسے عمر رواں اور
شیرین اس درجہ ہے کہ جیسے جان شیرین یا عسل خالص اور سرد ہے مانند برف کے اور سفید ہے مثل گہر یا شیر
کے طائران رنگارنگ کنارے اُس کے بیٹھے ہیں صدہا خوش الحانی میں سیر دریائے قدرت پروردگار

دیکھ رہے ہیں اپنی زبان میں حمد و ثنائے خالق بحر و بر کر رہے ہیں درختان میوہ دار اکثر کنارے اُس چشمے
کے ہیں مگر پھل اور پھول اُن کے عجیب و غریب نہ کبھی دیکھے نہ سنے ہنوز صاحبقران سیر چشمہ ماہیان
کر رہے تھے کہ اُس جن نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہاں توقف نہ فرمائیں یہ جگہ ٹھہرنے کی نہیں ہر
مقام پر خطر ہے اندیشہ ضرر کا ہے جلد یہاں سے تشریف لے چلیے صاحبقران نے بسبب خوف و خطر اُس
جن سے دریافت نہ کیا کہ لوح طلسمی مذکورہ کے گوشہ پر جو اسم اعظم الٰہی کندہ تھا اُس کو موافق ہدایت
لوح زبان پر جاری کر کے لوح کو چشمہ ماہیان میں ڈال کر دھویا پھر جو اُس پر نظر کی تمام اسم اعظم الٰہی اور
نقوش و طلسم نظر آنے لگے اور نظر اُس پر قائم ہونے لگی اور کسی قدر تیرگی بھی اُس کی دور ہوئی بعد
دھونے لوح کے صاحبقران تخت پر سوار ہوئے وہ جن بھی بعجلت تخت پر پس پشت صاحبقران
بیٹھا پھر تخت کو بلند کر کے وہاں سے سوئے قصر فیروزہ نگار روانہ ہوا بعد طے ہونے راہ کے در قصر
فیروزہ نگار پر تخت کو اُتارا صاحبقران تخت سے اُتر کر داخل قصر مذکور ہوئے سلیمان صاحبقران
نے پوچھا کہ لوح کو چشمہ ماہیان میں دھویا صاحبقران نے کہا کہ ہاں لوح کو چشمہ ماہیان میں غوطہ دیدیا
سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ اب لوح کو دیکھیے کہ وہ کیا حکم دیتی ہے صاحبقران موصوف نے بعد
کہنے بسم اللہ کے لوح کو اٹھا کر بہ نیت فتح طلسم دیکھا اُس میں یہ عبارت نظر آئی اور لوح نے اس طرح
ہدایت کی کہ اگر فضل خدا شامل حال ہوا اور لوح طلسم شمشیر جنبان دستیاب ہو تو پہلے طلسم کشا کو مناسب
ہے کہ در قلعہ یعنے دروازہ پر طلسم شمشیر جنبان کے جائے دیوار قلعہ سے ہٹ کے یہ اسم الٰہی بآئین تعداد و ترکیب باوضو پڑھے پھر
قدرت خدا کا تماشہ دیکھے اور شمشیر نیلگون سے جو ساحر سامنے آئے اُسے قتل کرے صاحبقران نے رہنمائی لوح سے
آگاہ ہو کر اطلاع دی سلیمان صاحبقران نے فرمایا کہ مناسب یہی ہے کہ ہدایت لوح پر عمل کیجیے صاحبقران اسی وقت مرکب پر سوار
ہو کے تنہا سوئے طلسم شمشیر جنبان روانہ ہوئے عقب میں اُن کے خواجہ اور سلیمان صاحبقران بھی
بجمعیت دیو و جن گئے جب صاحبقران روبروئے دروازہ طلسم شمشیر جنبان پہونچے دیکھا کہ در قلعہ پر
دو تلواریں آویزان ہیں جو مثل برق چمک چمک کر جنبان ہیں قلعہ محکم ہے در قلعہ پر کوئی ساحر و غیر ساحر
نہیں ہے سناٹا ہے در قلعہ بند ہے یہ دیکھ کر موافق ہدایت لوح کے وہی اسم اعظم الٰہی موافق تعداد و ترکیب
باوضو پڑھا پڑھتے پڑھتے دیکھا کہ در قلعہ کو حرکت ہوئی بلکہ دیوارہائے قلعہ تھرا گئیں تڑاقا ایسا ہوا اور
ایسی صدائے مہیب آئی کہ وہ صحرا تھرا گیا زمین دہشت سے کانپنے لگی پردہائے گوش گویا کر ہوگئے تاریکی پیدا
ہوئی اُس تاریکی میں شور و غل و فریاد و نالہ پیدا ہوا دھوان بھی در و دیوار سے ظاہر ہوا بعدہ دروازہ
قلعہ کا کھل گیا وہ دونوں تلواریں در قلعہ سے جدا ہو کر قبضہ میں طلسم کشائے موصوف کے آگئیں
صاحبقران نے وہ تلواریں کہ خود بخود در قلعہ سے جدا ہو کر ہاتھ میں آگئی تھیں اپنے قبضے میں کر کے
بعجلت تمام پھر لوح کو دیکھا لوح نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا بہت جلد داخل قلعہ ہو ورنہ گرد و نہ خرابی
واقع ہوگی پھر قلعے میں جانا دشوار ہوگا طلسم کشا نے اپنے تئیں حسب ہدایت لوح فی الفور اسی شور و
تاریکی میں داخل قلعہ کیا ہنوز صاحبقران حسب ہدایت لوح داخل قلعہ ہوئے تھے کہ دفعتاً برق جادو
کو اطلاع ہوئی وہ بصد غیظ و غضب برق آسا کڑکتا ہوا تخت سحر پر سوار ہو کے بجمعیت ساحران آیا دیکھا
اُس نے کہ دروازہ قلعہ کا کھلا ہے دونوں تلواریں قبضہ طلسم کشا میں ہیں لوح طلسمی گلے میں صاحبقران
کے پڑی ہے طلسم کشا داخل قلعہ ہوگیا ہے یہ حال دیکھ کر بصد قہر و غضب پکارا کہ او طلسم کشا و برباد کنندہ
طلسم شمشیر جنبان او قاتل ساحران او دشمن جادوان تو کس طرح لوح طلسمی پا گیا حال لوح سے تو بجز میرے

کسی کو خبر نہ تھی لوح توفہیم عالی بانی طلسم شمشیر جنبان نے واسطے حفاظت کے اپنے مرقد میں پوشیدہ کی تھی اور مقبرہ دو قبر اپنی بخیال حفاظت لوح طلسی اندر قلعہ طلسی کے بنوایا تھا تاکہ کوئی اندر قلعہ کے داخل نہ ہو سکے اور گوشہ قبر سے لوح کو نہ لے سکے باوجود اس درجہ حفاظت لوح طلسی کے مجھکو کس طرح لوح طلسی حاصل ہوگئی مجھ ایسا بیدار مغز و ہوشیار مدام حفاظت لوح طلسی میں شب و روز سرگرم رہتا تھا بجز خضران پری وغیرہ کے اور کسی کو حسب ہدایت فہیم عالی بانی طلسم شمشیر جنبان اس قلعہ میں نہ آنے دیتا تھا اور ان کا بھی نگران رہتا تھا ان سے بھی بالکل اطمینان نہ تھا سخت غضب ہوا لوح طلسی تیرے ہاتھ آگئی یقین ہے کہ خضران پری کے ہمراہ تیرا یہاں آنا ہوا ہاتھ تیرے عیار کا گذر ہوا روز عرس فہیم عالی یہ لوح طلسی مرقد بانی طلسم سے کوئی نہ کوئی لے گیا نہیں معلوم حال لوح سے کس نے آگاہ کر دیا کون ایسا دشمن تھا ہر لوح طلسی تھا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا اب بھی یہ وہ طلسم نہیں ہے کہ باسانی فتح ہو جائے یا درکھ قیامت برپا کرونگا حتی الامکان اس طلسم کو فتح نہونے دونگا مرحلہ طلسم میں سے گذر تیرا دشوار ہوگا یہ لوح طلسی تیرے قبضہ سے نکل جائیگی اسیر ہو جائے گا بعد ہ تجکو قتل کرونگا یہ کہکے خوفناک شکل لوح سے قریب تر آیا ساحران طلسم کو ہوشیار و آگاہ کرکے ذو فنون الحیل ازراہ مناسب سمجھکر چلا گیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد جانے برق جادو حاکم قلعہ مرقد کے لوح کو دیکھا موافق ہدایت لوح آگے جانب مرحلہ اول روانہ ہوا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ اگر یہ مؤلف گلستان باختر جلد سوم مفصل حالات فتح مرحلات طلسم شمشیر جنبان کیفیت جنگ و جدال ساحران و حال اکثر مقامات سخت گذار و تدابیر برق جادو حاکم قلعہ مذکور اس جگہ تحریر کرے تو از حد طول ہوگا اور یہ جلد سوم گلستان باختر مانند ایک جلد طلسم ہوشربا کے ہو جائے گی اور بہ مطالب کہ لکھنا منظور ہیں وہ تحریر سے رہ جائیں گے لہذا طول دینا مناسب سمجھکر مفصل حالات کو ترک کرکے یوں خلاصہ لکھتا ہے کہ طلسم کشا نے حسب ہدایت لوح طلسی آگے مرحلہ اول پر جاکر بعد جنگ و جدال بسیار گلنار جادو مالک مرحلہ اول کو حسب ہدایت لوح طلسی تہ تیغ کیا پھر حسب ہدایت لوح جانب مرحلہ دوم روانہ ہوا راہ میں صعوبت بہت اٹھا کر مرحلہ دوم پر جاکر تو قصد کیا فریب جادو مالک مرحلہ دوم نے دام مکر و فریب میں طلسم کشا کو پھنسانا چاہا اور لوح طلسی چھین لینا چاہا لیکن جا بجا لوح کو جو دیکھا اُس نے ہدایت کی حسب ہدایت لوح گرفتار دام مکر فریب جادو نہوا آخر کار ہنگام جنگ عظیم موافق ہدایت لوح صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُس کو بھی بمشکل قتل کیا بعد فتح کرنے مرحلہ دوم کے قیام پذیر نہو کر حسب ہدایت لوح سمت مرحلہ سوم قدم بڑھایا راہ میں اکثر عجائب و غرائب نظر آئے کہیں دریائے مہیب حائل ہوا کہیں صحرا سے پرخار ملا کہیں باغ میں اشجار دار اثمار و گل عجیب و غریب دیکھے کہ دفعتاً جلتے اور پھولتے تھے اور خشک ہو جاتے تھے کا ہے سبز و شاداب ہو کر بار ور ہوتے تھے کہیں گلشن سیر کنان حسینان شوخ چشم و رنگین لباس کو دیکھا اُن کی صحبت میں گذر ہوا انھوں نے بناز و انداز اپنے اوپر مائل کرکے لوح کے چھین لینے کا قصد کیا لیکن بخیال اسیری لوح کو دیکھکر دشمن جان اُن کو جان کر موافق ہدایت لوح قتل کیا غرضکہ اسی طور سے راہ طے کرکے جملہ آفات و شر دشمنان سے بچا مرحلہ سوم پر پہونچا حاکم مرحلہ سوم کا نہال جادو تھا اُس نے بہت باغ سبز فریب اپنے سحر کا دکھایا لیکن طلسم کشا کو خدا نے اُس کے بھی شر و ضرر ساحری سے بچایا لوح طلسی کام آئی اسنے ہر ایک مقام سخت پر ہدایت کی اُس کی ہدایت سے اور فضل خدا سے بتلا سے بلا نہوا انجام کار دو برس

مقابلہ مع فوج ساحران آیا بعد جنگ بسیار حسب ہدایت لوح اُس نابکار ساحر کو بھی راہی دار البوار
کیا نہال جادو حاکم مرحلہ سوم جنگ مین پھولا نہ سمایا آخر اُس پر خزان آئی لوح طلسمی کے عکس سے
بیہوش ہو گیا خوف سے لہو اُس کا خشک ہو گیا سحر بھول گیا بھاگ بھی نہ سکا اس اثنا میں پھل تیغ کا
کھا کر فی الفور ہوت اُس نے چکھا کشت حیات اُس کی ایک دم مین پامال ہو گئی اُس کے مرنے سے بھی بہت
تاریکی ہوئی آخر کار وہ تاریکی رفع ہوئی پھر اُس کے سحر کے اُس کے نام سے یون پکارے کہ افسوس
قتل کیا مجکو نام میرا نہال جادو تھا مالک مرحلہ سوم طلسم شمشیر جنبان تھا یہ آواز وسکے پھر اُس کے
سحر کے لاشے کو اٹھا کر برق جادو کے پاس نالہ کنان لے گئے شاہ طلسم اُس کے لاشے کو دیکھ کر
نہایت غمگین ہوا تھا حالانکہ لاشہ گلنار جادو و فریبا جادو کا بھی اسی طور سے اُس کے پاس پہونچا
تھا صدمہ ہوا تھا مگر نہال جادو کہ برادر زادہ تھا اس کے قتل ہونے کا از حد صدمہ ہوا اور اسی
صدمے مین اپنی نانی نیرنگ جادو کو بذریعہ نامہ طلب کر کے لاشہ نہال جادو کا اُسے دکھا کر تمام
حال بربادی طلسم اُس سے بیان کر کے کہا کہ اسے نانی دست طلسم کشا سے یہ درپے صدمات
مجکو پہونچے ہین اب صرف مرحلہ چہارم اس طلسم کا کہ مالک مرحلہ چہارم آپ ہین باقی رہا ہے بعد آپ کے
مرحلے کے طلسم کشا میری جانب آئے گا اُس کے پاس لوح طلسمی ہے وہ اُس کو ہدایت کرتی رہتی ہے مین
اس پر غالب نہو سکونگا یقین ہے کہ طلسم کشا مجکو بھی حسب ہدایت لوح طلسمی اُس شمشیر نیلگون سے کہ جو دربار
طلسم شمشیر جنبان پر آویزان و جنبان تھی اور اب طلسم کشا کے قبضے مین ہے قتل کرے گا نام و نشان
اس طلسم کا باقی نہ رکھے گا صرف مقبرہ قہقہم عالی کا باقی رہے گا پس جہان تک آپ سے ہو سکے ایسی تدبیر
کیجئے گا کہ طلسم کشا سے لوح کو چھین لیجئے اور اُس کو اسیر کر لیجئے طلسم کشا اب آپ کے مرحلے کی طرف
آئے گا بہت اُس دشمن سے ہوشیار رہیے گا مین تو قلعہ مین پوشیدہ رہتا ہون خوف طلسم کشا سے باہر نہین
نکلتا ہون دن میرے فی زمانہ نہایت سخت ہین کتاب سامری مین دیکھ چکا ہون خلاف حکم عمل کر نہین
سکتا ہون نجومی اور کاہن بھی منع کرتے ہین کہ چالیس روز تک سامنا طلسم کشا سے نکرنا ورنہ تو قتل
ہو جاؤ گے گا بس اسی سبب کے واسطے آپ کو طلب کیا تھا اُس ساحرہ ضعیفہ رشک ماہ جہان زمرد رنگ و
آفت جہان دست وادی اور نانی افراسیاب مالک طلسم ہوشربا نے کہا کہ او برق جادو
او چھوکرے کیون اس قدر بیتاب و بیقرار ہے اپنی زندگی سے کیون نا امید و مایوس ہے ابھی تو مین زندہ
ہون کیا مجال و طاقت کہ میری حیات مین طلسم کشا تجکو کچھ ضرر پہونچا سکے تو بے خوف و خطر ہنسی خوشی سے رہ
مین مجھ لونگی ذرا طلسم کشا میرے مرحلے پر آئے تو دیکھون کیسا طلسم کشا ہے یہ تقریر غصہ مین کر کے
برق جادو کو تشفی و تسلی دے کے تخت پر سوار ہو کے چلی گئی تھی ادھر صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ حسب ہدایت لوح طلسمی بعد قتل کرنے نہال جادو مرقومہ بالا کے جانب مرحلہ چہارم روانہ
ہوئے تھے بعد قطع راہ سخت و صعب اور دیکھنے اشیائے عجائب و غرائب کے ایک باغ پر بہار کے
قریب پہونچے تھے وہ باغ از حد پر بہار تھا در وازہ اُس کا کھلا دیکھ کر خوشبو گلہائے رنگا رنگ کی سونگھ کر
اور اُس باغ مین ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین کم سن ورنگین لباس مزین بزیور جواہر نگار کو حلقہ
نازنینان مین خرامان اور سیر کنان دیکھ کر بے اختیار اُس کے حسن دلفریب پر مائل ہو کے در باغ پر پہونچے
تھے پھر حسب الطلب بعض بعض نازنینون کے اندر اُس باغ پر بہار کے گئے تھے وہ نازنین بنی
بارہ دری مین جا کر مسند پر بناز و انداز بیٹھی تھی گرد اُس کے بعض نازنینان شوخ و شنگ ابھی بیٹھی تھین

صاحبقران بھی قریب مسند کے جاکر بیٹھے تھے مگر اُس کے عشق مین ہوش وحواس درست نہ تھے
عقل سالم نہ تھی کچھ بھی طلسم کشائی کا خیال نہ تھا دوست و دشمن مین تمیز نہ تھی اُس کی الفت مین
مبہوت تھے ایسے وقت مین صاحبقران نے پوچھا تھا کہ اے دلربا نام تیرا کیا ہی اُس نے تو کثرت
حسن و فرط غرور سے و نیز شرم و حیا سے کچھ جواب نہ دیا تھا نام اپنا نہ بتایا تھا لیکن ایک اُس کی ہمجنس نے
بیان کیا تھا کہ اے صاحبقران آپکو معلوم ہو کہ نام ان کا ملکہ خوشتر و جواہر پوش ہی یہ دختر نیک اختر
ہین سکندر شاہ والی ملک ختن کی ایک روز یہ اپنے باغ مین مصروف سیر تھین کہ ایک جن گرا اور
ان کو یہان اٹھا لایا یہ بیہوش ہوگئی تھین جب ان کو ہوش آیا انھون نے دیکھا کہ ایک جن نوجوان
ان کے پاس بیٹھا ہی یہ اُس کو دیکھکر ڈرین اُس نے کہا کہ مجھسے خائف نہو مین تمہارا عاشق ہون تم کو
اٹھا لایا ہون نام میرا مانوس جن ہی اُس روز سے یہ ملکہ اسی باغ مین رہتی ہین ہم سب ان کی خادمہ
ہین مانوس جن ہنگام شب آتا ہی تھوڑی دیر بیٹھکر چلا جاتا ہی آپ کا ادھر آنا ہوا ملکہ کو دیکھکر آپ کا
عشق مین عجیب حال ہوا ہمنے آپ کو بلا لیا اب آپ آرام سے یہان تشریف رکھیئے جب وہ
جن یہان آئے گا آپ کہین پوشیدہ ہو جایئے گا ورنہ وہ آپ کو دیکھکر غضبناک ہوکر بر سر جنگ
ہوگا تا بآپ کے دشمنون کو ضرر پہونچائے گا صاحبقران نے جواب دیا کہ مین تو ہرگز اُس جن
سے ڈرکر پوشیدہ نہون گا یونہین بیٹھا رہونگا اگر وہ آمادہ شر ہوگا تو اُسے قتل کرونگا وہ
نازنین یہ تقریر سنکے مسکرائی پھر اُس نازنین مسند نشین نے اشارہ کیا کہ اسوقت کچھ رقص و نغمہ کرو
سامان میکشی بھی کرو کشتی شراب ناب کی طلب کرو حسب الحکم اُسیوقت ایک کنیز نوجوان و چالاک
کشتی شراب کی لائی مع شیشہ و ساغر بلورین کے پھر پاس سے نازنین مذکورہ بالا انھین مہ جبینون
مین سے ایک نے رقص و نغمہ کرنا آغاز کیا تھا وہ نازنین اشعار غزل عاشقانہ گا رہی تھی ہنگام
شام چند نازنینون نے طلسم کشا کے روبرو عرض کیا تھا کہ اب ناچ گانا موقوف ہوا وقت شب
کا ہی لباس تن سے اتار کر پوشاک شب خوابی پہنئے ہمنے بھی تن سے دور کئے یہ وقت
آرام کا ہی چلیے مسہری پر آرام کیجیے ملکہ بھی مسہری پر سے آرام کرتی ہین ہم ان کو لیکر مسہری پہ
سلانے کو لاتے ہین یہ کہکے خود تلوار کمر سے کھولنے لگین کوئی زرہ اتارنے کی فکر کرنے لگی تھی ایک
چالاک نازنین نے لوح طلسمی گلے سے اتار لی تھی لوح اتار لیتے ہی اُس نازنین مسند نشین نے مسکرا کر
کچھ اسما سحر آہستہ پڑھکر سو سمت صاحبقران پھونکا تھا زمین نے پکڑ لیا تھا دست و پا سے طلسم کشا
بیحس و حرکت ہو گئے تھے اُس نازنین مسند نشین نے بصورت اصلی ہوکر نعرہ کیا تھا کہ منم نیرنگ
جادو دیکھا طلسم کشا یون دام مکر مین گرفتار کرتے ہین جب یہ نعرہ سنا تھا اسوقت صاحبقران کو
ہوش آیا تھا وہ بیخودی و غفلت جو اُس کے عشق مین تھی وہ دور ہوئی تھی سخت صدمہ ایسی گرفتاری
کا ہوا تھا وہ ساحرہ اور جملہ ساحر بہت خوش ہوئے تھے پھر صاحبقران کو طوق و زنجیر مین گرفتار
کرکے سحر اپنا دور کرکے نیرنگ جادو نے زندان مین بھیجدیا تھا وہ باغ سحر کا تھا جو بعد گرفتاری
طلسم کشا نابود ہوگیا تھا اصلی مکان رہ گیا تھا شب بھر ساحرون نے حکم نیرنگ جادو سے گرد
زندان کے نگہبانی کی تھی ہنگام سحر نیرنگ جادو نے طلسم کشا کو زندان سے طلب کرکے ایک
ساحر سے جو آتشبار جادو سے کہا تھا کہ طلسم کشا کو تخت سحر پر ڈال کر اپنے سحر مین طلسم کشا کو اڑا
کے برق جادو کے پاس لے جا اور یہ لوح طلسمی بھی لیتا جا برق جادو کو دیدینا اور یہ بھی

جانب سے کہدیا کہ اوچھوکرے اسی طلسم کشا سے تجکو خوف جان تھا میں نے اس کو اسیر کر لیا لوح طلسم
اس سے لے لی اب اس اسیر کا تجکو اختیار ہے چاہے قتل کر خواہ قید کر آتشبار جادو جب اس کا
نیرنگ جادو و لوح طلسمی کو لے کر رومال میں لپیٹ کر طلسم کشا کو اپنے سحر میں مبتلا کر کے تخت سحر
پر ڈال کے خود بھی اسی تخت پر سوار ہوئے تخت سحر کو بلند کر کے بصد خوشی سوئے برق جادو
حاکم طلسم نشیر جنبان روانہ ہوا تھا قبل اس کے لکھا گیا ہے کہ عقب صاحبقران سلیمان صاحبقران
مع سپاہ اور خواجہ طیفور کر دیا چلے تھے جو مرحلہ سر ہوتا گیا تھا راستہ کھلتا گیا تھا سلیمان صاحبقران
و عمیرہ بھی آگے روانہ ہوئے تھے مرحلہ سوم پر پہونچکر خواجہ نے شب بسر کی تھی صبح کو تنہا بصورت بدل کر
آگے روانہ ہوئے تھے راہ میں پہنچے ایک درخت کے نیچے بصورت درویش بیٹھے تھے پانی اور حقہ چلم سامنے
رکھا تھا انگیٹھی میں آگ رکھی تھی لکڑی اس میں دبی تھی درویش مذکور سوئے فلک دیکھ دیکھ کر
نعرے مار رہا تھا کبھی سامری کبھی جمشید کو پکار رہا تھا ناگاہ درویش مذکور نے دیکھا تھا کہ ایک ساحر
تخت سحر پر بیٹھا ہوا کسی کو تخت پر ڈالے ہوئے جاتا ہے درویش نے پکار کر کہا تھا کہ اے جانے والے
ٹھہر جا کہاں جاتا ہے ساعت بد ہے کام تیرا بگڑ جائے گا دشمن تیرے راہ میں تجکو مار ڈالیں گے آتشبار
جادو یہ سنکے گھبرایا تھا تخت روک کر درویش کو دیکھا بلندی سے اتر کر سامنے درویش کے آیا تھا اور
درویش سے پوچھا تھا کہ اے درویش نام تیرا کیا ہے تو نے ایسا مجھے ڈرایا کہ میں آگے نہ گیا تیرے
کہنے سے ٹھہر گیا مجھے راہ میں کون مار ڈالے گا درویش نے کہا میرا نام تو نہیں جانتا میں ایک مدت
سے یہاں بیٹھا ہوں ہزاروں ساکنان طلسم اپنے امور مشکل میں مجھسے رجوع کرتے ہیں یہاں تک
شاہ بھی کہ خود برق جادو مالک اس طلسم کا اکثر میرے پاس آتا ہے قبل تیرے آنے کے بھی آیا تھا
بابت طلسم کشا کے اس نے مجھسے سوال کیا تھا میں نے کہدیا تھا کہ طلسم کشا گرفتار ہو جائے گا لوح
طلسم اس سے چھین لی جائیگی ایک ساحر طلسم کشا کو اسیر کر کے تیرے پاس لائے گا لیکن جو میں نے
کہا تھا وہی ہوا تو اسوقت طلسم کشا کو برق جادو پاس لئے جاتا تھا مجھے دریافت ہوا کہ راہ میں
مار ڈالا جائے گا عیار طرار طلسم کشا کا تجکو قتل کرے گا اسوجہ سے کلمہ خیر میری زبان سے نکلا کہ یہ ساعت
تیرے حق میں بہتر نہیں ہے ٹھہر جا بعد ایک ساعت کے جانا قتل سے بچ جائے گا آتشبار جادو نے کہا
کہ اے درویش تو نے بڑا احسان کیا کہ مجھکو میری ساعت بد سے آگاہ کیا جان میری بچائی چونکہ آتشبار
جادو درویش مذکور کی انگیٹھی کے پاس بیٹھا تھا انگیٹھی سے دھواں نکل رہا تھا لکڑی سلگ رہی تھی
وہ دھواں ساحر مذکور کے جو دماغ میں پہونچا تھا سر کو گردش ہوئی تھی درویش احسان شاہ
سے اس نے کہا تھا شاہ جی اسوقت نہیں معلوم کیا سبب ہے کہ سر کو گردش ہے درویش نے جواب دیا تھا
کہ بابا یہ فصل گرمی کی ہے دور سے تو آتا ہے اس وجہ سے تیرا یہ حال ہے ذرا اٹھکر ٹھنڈا پانی موجود ہے منہ
دھو ڈال ساحر مذکور اٹھا تھا ارادہ منہ دھونے کا کیا تھا کہ بے اختیار بیہوش ہو کر گرا تھا درویش مذکور نے
نعرہ کیا تھا کہ منم خواجہ طیفور کہ تو یا او نابکار میرے آقا سے نامدار کو گرفتار کئے ہوئے لئے جاتا تھا
نہ سمجھا کہ از دست من زندہ و سلامت میروی یہ کہکر فی الفور اٹھکر خنجر آبدار سے قتل کرنا چاہا
پہلے آتشبار جادو کی زبان میں سوزن دے کر اس کو ہوشیار کر کے کلمات نصیحت اس کو کہکے ہدایت
دین اسلام کی اس نے کہا مرجاؤں گا لیکن مسلمان نہونگا خواجہ نے برہم ہو کر خنجر سے
دو ٹکڑے کر دیا تھا ساحر مذکور دو نیم ہو کر زمین پر گر گیا تھا اس کے مرنے سے تاریکی ہوئی تھی ہر طرف

لے اُس کے نام سے آواز بلند کہا تھا کہ قتل کیا مجھکو کہ نام میرا آتشبار جادو تھا پھر تاریکی دفع ہوئی
تھی سحر اُس کا صاحبقران پر سے دفع ہوا تھا ہوشیار ہو کر ایک صحرا مین اپنے تئین زنجیر و طوق مین
گرفتار خاک پر پڑا ہوا پایا تھا سامنے ایک ساحر کو دو نیم دیکھا تھا اور ایک درویش کو روبرو اپنے
پایا تھا اُس فقیر نے پہلے کچھ باتین بنا کر پھر اپنے تئین ظاہر کیا تھا کہ اے صاحبقران آپ کو معلوم ہو
کہ یہ فرمانبردار طلسم ربیعہ ہے یہ ساحر مقتول تخت سحر پر ڈالے ہوئے آپ کو بروئے ہوا جاتا تھا مین نے
اس کو روک کر بعیاری قتل کیا ہے دیکھیے یہ لوح طلسمی ہے اسے اپنے گلے مین ڈال لیجیے اور یہ تینون تلوارین ہین
ان کو اپنے قبضہ مین رکھیے مین سوہن ڈالتا ہون زنجیر و طوق کو آپ کے جسم سے دور کرتا ہون صاحبقران
نے فرمایا کہ اے خواجہ کار سے کردی از دست دشمن بار ار ہا کردی اب ضرورت سوہن کی نہین جب
وقت رہائی ہوتا ہے ہمارے نزدیک طوق و سلاسل کی کچھ حقیقت نہین ہوتی ہے یہ فرما کر جوش شجاعت مین زور
کرکے طوق و سلاسل وغیرہ اپنے تن سے مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا تھا پھر لوح طلسمی کو اٹھا کر
اپنے گلے مین ڈالا تھا تینون تلوارین لیئے ایک وہ تلوار جو خاص اپنی تھی اور دو وہ تلوارین کہ جو در طلسم
شمشیر جنبان پر آویزان و جنبان تھین اور بہ ہدایت لوح دستیاب ہوئی تھین کمر سے لگائی تھین خواجہ
نے حال گرفتاری پوچھا تھا صاحبقران نے تمام حال اپنے باغ مین جانے کا اور ایک نازنین پر مائل
ہونے کا اور اپنی گرفتاری کا بیان کیا تھا اتنی دیر مین سلیمان صاحبقران مع لشکر ایوان آخر جگہ آگئے
تھے انہون نے حال دریافت کیا تھا صاحبقران نے اُن سے بھی تمام حال اپنی اسیری کا بیان کیا تھا
لشکر اسی جگہ اترا تھا نیرنگ جادو مالکہ دربند چہارم کو بذریعہ ساحران قتل ہونے آتشبار جادو کی خبر
ہوئی تھی اُس کو رہائی طلسم کشا کا رنج ہوا تھا برق جادو بادشاہ طلسم شمشیر جنبان کو بھی یہ خبر پہونچی تھی
کہ نیرنگ جادو نے بمکر و فریب بصورت نازنین طلسم کشا کو اسیر کیا تھا لوح طلسمی اُس سے
چھین لی تھی وہ تلوارین جو در طلسم شمشیر جنبان پر لٹکتی تھین وہ کمر طلسم کشا سے کھول لی تھین بلکہ جو اُس
شمشیر طلسم کشا کی تھی وہ بھی لے لی تھی اور جواہر اشیا سے نادر مع طلسم کشا ہمراہ آتشبار جادو ساحر کو
روانہ کی تھین اثنائے راہ مین عیار طلسم کشا نے بعیاری و مکاری فقیر بنکر آتشبار جادو کو قتل کرکے
طلسم کشا کو رہا کیا پھر لوح طلسمی اُس کو ملگئی ہے یہ خبر سنکے شاہ مذکور کو نہایت صدمہ ہوا تھا اپنے اہل
دربار سے کہا تھا کہ نانی صاحبہ نے تو کارنمایان کیا تھا مگر بدبختی مقدر سے اپنے کام بن کے بگڑ گیا دیکھیے
اب کیا ہوتا ہے اہل دربار نے اُس سے عرض کیا تھا کہ بادشاہ ذیجاہ مترددہ نہون آپ کی نانی صاحبہ پھر
طلسم کشا کو کسی عنوان دیگر سے اسیر کرلینگی برق جادو کو اہل دربار کی اس تقریر سے کچھ اطمینان ہوا
تھا اس طرف صاحبقران نے کچھ دیر توقف کرکے لوح طلسمی کو ملاحظہ کیا تھا لوح مذکور مین یہ ہدایت کی
تھی کہ اے طلسم کشا اگر بعد اسیری بفضل خدا سے رہائی ہو تو لازم ہے کہ اس جگہ سے سوئے جنوب روانہ
ہو کہ مرحلہ چہارم اسی جانب ہے اب ہوشیار رہنا کسی ساحر و ساحرہ کے دام مکر و فریب مین نہ آنا ورنہ پھر
قبضہ و دست ساحران مین ہوجانے کا اندیشہ ہے صاحبقران حسب ہدایت لوح مذکور جانب جنوب
اسی وقت سب سے رخصت ہوکر یکہ و تنہا روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ مرحلہ چہارم مین پہونچے تھے
نیرنگ جادو مع جمعیت ساحران واسطے مقابلے کے آئی تھی ساحرون کو اُس نے حکم دیا تھا کہ ہر چہار
طرف سے گھیر کر طلسم کشا کو ترسول اور تبول وغیرہ حربون سے زخمی کرکے ہلاک کرو ساحرون نے کہ
تعداد چار ہزار تھے یکبارگی حملہ کیا تھا ترسول اور تبول سے وار کرنے کا ارادہ کیا تھا اسی حالت مین

طلسم کشا نے لوح پر نظر کی تھی لوح نے یہ ہدایت کی تھی کہ اے طلسم کشا اے قاتل ساحران یہ ساحر لوگ
کی جمعیت سے نگھبراؤ وہ تلوار جس کا قبضہ سنہری ہے اور در قلعہ طلسم شمشیر جنبان سے تجکو دستیاب ہوئی
ہے اسی تلوار کو کمر سے کھینچ ان ساحرون کو و نیز شیر ناگ جادو کو قتل کرو اور یہ عکس لوح بار بار ساحرون پر
ڈال تاکہ یہ جنگ فتح ہو صاحبقران ممدوح ہنوز حکم لوح سے آگاہ ہوئے تھے کہ جملہ ساحران نابکار
غل و شور کرتے ہوئے سحر کی سواریون پر سوار شتر مرغ اور پیسولن وغیرہ حربہ جنگ کے ہاتھون میں
لئے جھولیان اسباب سحر کی دوش پر رکھے ہوئے ساحری و جشید کے اسمار زبان پر جاری کرتے ہوئے
قریب تر آ گئے تھے حربے مذکور چہار سمت سے لگنے لگے تھے شیر ناگ جادو تخت سحر پر سوار دور سے
پکار پکار کر ساحرون سے کہہ رہی تھی کہ ہان بہادرو حق نمک ادا کرو جانبازی و سر فروشی کرکے طلسم کشا
کو قتل کرو یا ہجوم کرکے طلسم کشا کی گردن سے لوح طلسمی اتار کر لے آؤ میں خلعت و انعام شیرون کی
شاہ طلسم بھی تم سے خوش ہوکر تم سب کو خلعت و انعام بہت دے گا تم سب چہار ہزار ہو طلسم کشا تنہا ہے
ایک شخص کو گھیر کر قتل کرنا یا اسیر کرنا کچھ مشکل نہیں ہے دیکھو خلاف میرے حکم کے عمل نکرنا طلسم کشا سے
خائف و ترسان ہوکر پسپا ہونا ہمت نہ ہارنا ساحران نابکار شیر ناگ جادو کے حکم سے بڑھ بڑھ کر
وار کرتے تھے صاحبقران حسب ہدایت لوح شمشیر مذکورہ بالا کو جس کا قبضہ سنہری تھا کمر سے کھینچکر نعرہ
کوہ شگاف کرکے ان ساحرون کو دلیرانہ قتل کرنے لگے تھے اور بار بار ان ساحرون پر عکس لوح
طلسمی ڈالتے جاتے تھے داہنے ہاتھ میں وہی تلوار تھی بائین ہاتھ میں لوح طلسمی تھی تلوار سے قتل
کرتے تھے لوح کا عکس ساحرون پر ڈالتے تھے ساحران نابکار شمشیر آبدار سے قتل ہوتے جاتے
تھے جو ساحر خود طلسم کشا سے ارادہ بھاگنے کا کرتے تھے اسمار سحر زبان پر جاری کرنا چاہتے تھے
عکس لوح سے سحر بھی بھول جاتے تھے اجسام میں ان کے عکس لوح سے ایک سوزش و گرمی شدید پیدا
ہوتی تھی جسکی وجہ سے مضطر و مجبور ہوکر آہ و نالہ کرتے تھے صاحبقران ان ساحرون تک پہونچکر ضرب
شمشیر آبدار انھین قتل کرتے تھے چھ ہزار ڈیڑھ ہزار ساحران نابکار لڑائی میں قتل ہوئے زمین
ان کے خون سے رنگین ہوئی تاریکی ان کے مرنے سے پیدا ہوئی جا بجا لاشون کے انبار
کشتون کے ڈھیر میدان کارزار میں ہوئے باقی ماندہ ساحران نابکار ہمت ہار کے پس پا ہونے لگے
تھے صاحبقران دلیرانہ نعرہ کرتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے تھے ہر چند شیر ناگ جادو پکار پکار کر
کہتی تھی کہ اے ساحرو کیا غضب کرتے ہو کیسے نامرد ہو کہ ایک شخص کے خوف سے پیچھے ہٹے آتے ہو
جمکر نہین لڑتے ہو طلسم کشا کو قتل نہین کرتے ہو اگرچہ وہ تم سے قتل نہین ہو سکتا ہے تو لوح طلسمی ہی
اس سے چھین لو لیکن اس جنگ میں کوئی ساحر آواز شیر ناگ جادو نہ سنتا تھا اس کے کہنے پر
کوئی عمل کرتا تھا کیونکہ خوف جان سے پیچھے ہٹتے تھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
قتل کرتے ہوئے آگے بڑھتے جاتے تھے یہان تک کہ قریب تخت سحر شیر ناگ جادو کے پہونچے
وہ ساحرہ گھبرائی تھی خوف جان سے اس نے بھی ارادہ بھاگنے کا کیا تھا اسمار سحر ورد زبان کرنیکو
تھی ارادہ تھا کہ غرق زمین ہوکر دست طلسم کشا سے جان اپنی بچائے اسی اثنا میں صاحبقران
نے لوح طلسمی پر نظر کی تھی لوح میں یہ عبارت نظر آئی تھی کہ اے طلسم کشا جلد تر اپنے تئین شیر ناگ
جادو تک پہونچا اور یہ اسم الہی جو گوشہ لوح پر کندہ ہے اس کو سات مرتبہ پڑھکر اسی تلوار پر دم کرکے
شیر ناگ جادو پر لگا کہ اسی تلوار سے یہ ساحرہ قتل ہوگی اگر اس کے قتل کرنے مین تامل کرے گا اور

یہ ساحرہ اس میدان جنگ سے بھاگ جائیگی تو پھر اس ساحرہ تک تیرا پہونچنا مشکل ہوگا جبتک یہ
ساحرہ قتل نہوگی دربند اس کا فتح نہوگا صاحبقران نے مضمون عبارت لوح طلسمی سے آگاہ ہو کر جنگ
رستانہ کرکے جلد تر اپنے تئین نزدیک اس کے پہونچایا تھا ہنوز ساحرہ مذکور نے سحر نہ پڑھا تھا غرق نہین
ہرچند سحر نہوئی تھی کہ وہی اسم اعظم الہی پڑھکر تلوار پر دم کرکے اُس خیرہ سر کے سر پر نعرہ کرکے لگائی تھی
اُس نے تلوار کے پڑتے ہی آہ کی تھی تلوار اُس کو دو ٹکڑے طول مین کرکے ایکسو جب زمین پر اتر آئی
تھی وہ ساحرہ دو نیم ہو کر خاک پر گری تھی تھوڑی دیر تڑپ کر ہلاک ہوگئی تھی اُسکے مرنے سے جملہ ساحران
نابکار جو باقی ماندہ تھے میدان جنگ سے بے انتہا بھاگ گئے تھے تاریکی عظیم محیط عالم ہوئی تھی ابر
نمودار ہوا تھا بجلی چمکی تھی سیلاب بھی آئی تھی سنگ باری و برف باری ہوئی تھی بعد تھوڑی دیر کے
وہ تاریکی دفع ہوئی تھی اُس سحر کے بیرون نے اُس کے نام سے آواز بلند یون پکارا تھا کہ افسوس
مردیم و جان دادیم و بطلب خود نرسیدیم یعنی مارا مجکو طلسم کشا نے کہ نام میرا شیرنگ جادو تھا
ہوس دل بر نہ آئی دست طلسم کشا سے اجل آئی یہ آواز دیکے بیرا اُس کے سحر کے نالان و گریان ایک
ایک جانب روانہ ہوئے تھے اور ہنگام جنگ و قتل شیرنگ جادو برق جادو اُس کی مدد کو
بخوف جان نہ آیا تھا غرضکہ بعد مرنے شیرنگ جادو کے ایک بونڈلا ایسا جانب صحرا سے آیا کہ اُس بونڈلے
مین لاشہ شیرنگ جادو کا لپٹ کر زمین سے بلند ہوا تھا پھر وہ بونڈلا لاشہ شیرنگ جادو کا جانب
برق جادو بادشاہ طلسم شمشیر جنبان لے گیا تھا شاہ طلسم مذکور متردد و متفکر محزون و غمگین بیٹھا ہوا
تھا کہ یکایک روبرو اُس کے اُس بونڈلے نے لاشہ اُس کا دھڑ سے ڈالدیا تھا برق جادو لاشہ اپنی
نائب کا دیکھکر بہت رویا تھا بعد گریہ و زاری بسیار کے برق جادو نے سر دربار کہا تھا کہ اب ہمارا
مثل نائب کے کوئی معین و مددگار نہ رہا چارون مرشد اپنے چارون دربند ہمارے طلسم کے فتح ہوگئے
اب طلسم کشا ہماری جانب آئیگا سب یہ باعث لوح اُسی شمشیر کے کہ جو اُس کے قبضہ مین ہے اور جسکی
ضرب سے ہماری اجل ہے وہی تلوار ہم پر لگائیگا قتل کریگا ہمین یقین حاصل ہوگیا کہ اب ہم زندہ
نہین رہینگے ضرور قتل ہو جائینگے یہ طلسم تو ٹوٹ جائیگا نام و نشان اس طلسم کا باقی نرہیگا ہان صرف
مقبرہ قیصم عالمی کا کہ اصلی عمارت ہے باقی رہیگا یہ کہکے بہت اشکبار ہوا اہل دربار بھی اُس کے رونے
سے آبدیدہ ہوئے تھے بعد گریہ و زاری بسیار کے برق جادو نے اپنی نائب کا لاشہ موافق اپنی ملت
و مذہب کے شاہانہ جلوس سے اُٹھا کر آگ مین جلا دیا تھا بعد اسکے اپنے دربار مین آکر ساحران
نامی و نامور اور وزرا سے جو ذی عزت ساحر تھے اُن سے مخاطب ہو کر کہا تھا کہ ہر چند کتاب ساحری
سے پایا گیا ہے اور نجومیون اور کاہنون نے اپنے علم کے قاعدہ سے حکم لگایا ہے کہ چالیس دن نہایت
سخت ہین سامنا طلسم کشا کا ان دنون مین کرنا اچھا نہین ہے لیکن مین خلاف کتاب ساحری و احکام
نجومیان طلسم کشا سے حتی الامکان مقابلہ کرونگا تم سب بھی میرے معین رہنا جان نثاری و سرفروشی
کرنا حق نمک ہمارا ادا کرنا ہماری رفاقت و امانت سے دست بردار نہونا اس وقت پرہین ہمارا
ساتھ نہ چھوڑنا سب ساحران ذی عزت نامی و نامور نے دست بستہ قسم ساحری و جمشید کی کھا کر
عرض کیا تھا کہ ہم سب سرفروشی و جانبازی کو حاضر ہین ہم نے برسون نمک شاہ کھایا ہے اس وقت
مین حضور کی رفاقت سے دست بردار نہونگے جانین اپنی دینگے طلسم کشا سے مقابلہ و مجادلہ
کرینگے حتی الامکان اُس کو روکینگے جہان تک ہوسکیگا اُسے اسیر کرینگے حضور تک نہ آنے دینگے

خصوصاً آفات جادو و حبیب جادو و اسرار جادو نے و اژدر جادو و عقرب جادو و
بابلے جادو وغیرہ ساحران نامی نے عرض کیا تھا اے بادشاہ ہمارے اگرچہ رون دشمن طلسم کشا
نے ہدایت لوح طلسمی سے فتح کر لیے ہیں تو کیا اندیشہ ہے حضور اپنی حیات سے ناامید نہ ہوں ابھی ہماری ہو چکی ہیں
خود بنفس نفیس طلسم کشا سے مقابلہ نکریں ہم جانباز و سحر فروش کس دن کے واسطے ہیں پہلے ہماری جانبازی و
سحر فروشی حضور دیکھ لیں ہم واسطے روکنے اور مقابلہ و مجادلہ کرنے طلسم کشا کے یکے بعد دیگرے روانہ فرمائیں
جب ہم سب دست طلسم کشا سے کام آئیں اس وقت میں حضور کو اختیار ہے طلسم کشا سے لڑنے کا برق جادو
نے ساحران نامی کی تقریر مذکور سنکے آفرین ان کی خیر خواہی پر کرکے کہا تھا کہ اچھا ابھی ہم مقابلہ طلسم کشا سے
خود نکریں گے تم میں سے کسی کو اس کے روکنے کے واسطے روانہ کریں گے جو کوئی تم میں سے طلسم کشا کو اسیر
کرے گا ہم اسے مالا مال کر دینگے وہ خلعت و انعام دیں گے کہ کسی بادشاہ نے اپنے سحر زاد کو بھی
نہ دیا ہوگا یہ سنکے جملہ ساحران نامی بامید حصول خلعت و انعام کثیر خوش ہوئے علی الخصوص آفات جادو
نے بطمع حصول مال و دولت دست بستہ عرض کیا کہ یہ نمکخوار قدیم امیدوار ہے کہ پہلے سب سے یہ خیر خواہ
مع جمعیت سپاہ واسطے روکنے اور اسیر کرنے طلسم کشا کے روانہ کیا جائے ابھی وہ مرحلہ چہارم پر ہوگا
اس طرف اس نے قدم نہ بڑھایا ہوگا شاہ طلسم نے اس کی عرض قبول کی تھی اسی وقت اس کو اجازت
جانے کی دی تھی آفات جادو چند ہزار ساحروں کی جمعیت سے سامان جنگ کرکے اژدر آتشیں پر سوار
ہوکے فوج مذکور کو اپنے ہمراہ لے کر جانب طلسم کشا روانہ ہوا تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
بہدایت لوح طلسمی نیرنگ جادو وغیرہ ہزارہا ساحروں کو قتل کرکے باقی ماندہ ساحروں کو بھگا کرکے
مظفر و منصور ہوکے شکر خدا کرکے توقف پذیر ہوئے تھے حیرت سے دیکھ رہے تھے کہ جب تک نیرنگ
جادو زندہ تھی بیان کیا عمارتیں نظر آتی تھیں اب خاک اڑ رہی ہے کف دست میدان ہے جا بجا کچھ ٹیلے دکھائی
دیتے ہیں وہ آبادی وہ مکانات کیا ہوئے دفعتاً نام و نشان ان کا نہ رہا کارخانہ سحر بھی عجب حیرت افزا ہے
یہ تھا سب عمارتیں اور باغ پر بہار وغیرہ سحر سے نیرنگ جادو کے ہویدا تھے اسی ساحر کے سحر کے
زور سے سب تھی مفقود ہیں اب میدان میں لاشے ساحروں کے پڑے ہوئے ہیں اور کچھ بھی نہیں ہے کہ
اتنا میں سلیمان صاحبقران مع لشکر دیوان و طیفور گرد با پر راہ پاکر اس جگہ آ گئے تھے صاحبقران
سے حال دریافت کیا تھا صاحبقران نے تمام حال جنگ و قتل نیرنگ جادو مفصل بیان کیا تھا
سلیمان صاحبقران طیفور گرد با مژدہ فتح سنکے خوش ہوکر اسی جگہ مع لشکر فروکش ہوئے تھے بارگاہیں
اسی جگہ استادہ ہوگئی تھیں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ داخل بارگاہ ہوئے تھے وہ آخر روز اور
شب اسی جگہ بسر کی تھی دیوں نے وہ لاشے ساحروں کے صحرا میں پاکر سلیمان صاحبقران سے پوشیدہ
خوب مزے سے کھائے تھے نہایت خوش ہوئے تھے جب وہ شب گذر کر سحر ہوئی تھی بعد ادائے نماز سحر
صاحبقران ممدوح لوح دیکھکر حسب ہدایت لوح مرکب پر سوار ہوکر لشکر کو چھوڑ کر تنہا آگے روانہ ہوئے
تھے ہنوز تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ سامنے سے پردے ہوا چند ابر سیاہ و سرخ پیدا ہوئے تھے ان
ابر کے ٹکڑوں میں برق کی چمک رعد کی سی آواز تھی یکایک وہ ٹکڑے ابر کے شق ہوئے تھے طلسم کشا نے
بچشم خود دیکھا تھا کہ ساحران نابکار سیہ رو سیہ دل تخت و طاؤس و بط و عقاب و غیرہ آتشیں
وغیرہ سحر کی سواریوں پر سوار چلے آتے ہیں جھولیاں ان کی اسباب سحر سے بھری ہوئی ان کے دوش پر ہیں ہمیانیں
کمر میں باندھے ہیں مرد انیاں کالے کی پہنے ہیں ٹوپیاں زرکین وغیرہ لباس مجنونانہ و کثیف کی بالا سے سر ہیں

ہاتھون پر اُن کے قشقہ سیندور کا ہی جوشنگے ہین لیئے فرزائی نہین پہنے ہین اُن کے بازوٗن پر نشان گنو چندن
ہین ہاتھون مین ترسول اور نیسول وغیرہ حربے لیئے ہین سامری و جمشید کے نام اُن کی زبانون پر جاری
ہین جمعیت اُن کی چھ ہزار ہی اکثر تخت ہاے سحر پر اُن کے خیام و بارگاہ ہی آگے آگے اُن ساحرون کے
ایک ساحر اژدر آتشین پر سوار ہی نہایت بدصورت و ترش رو سیہ چہرہ ہی لباس اُس کا بہ نسبت
سب ساحرون کے اچھا ہی ہنوز صاحبقران اُن ساحرون کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک وہ ساحر جو
اژدر آتشین سحر پر سوار تھا بلندی سے بالاے زمین آیا اُس کے ساتھ تمام ساحران نابکار بھی زمین پر آئے
پھر اُس ساحر اژدر سوار کے حکم سے خیام و بارگاہین صحرا مین استادہ ہوئین لشکر اُس کا فروکش ہوا تھا
بعد تھوڑی دیر کے وہ ساحر اژدر آتشین پر جو سوار تھا اُس نے آگے بڑھکر پکار کر کہا تھا کہ اے طلسم کشا
کیسے اب آگے قدم نہ بڑھانا مین فرستادہ بادشاہ طلسم ہون واسطے تمہارے قتل کرنے کے آیا ہون
تم نے طبل جنگ بجوا کر لڑون گا اگر تم کو اپنی جان عزیز ہی تو لوح طلسمی میرے حوالے کردو یہان سے
زندہ و سلامت چلے جاؤ مین اقرار کرتا ہون کہ تم کو اسیر نکرون گا اگر خلاف میرے کہنے کے عمل کروگے
تو بہ بدی پیش آؤن گا مین کوئی ایسا ویسا ساحر نہین ہون نام میرا آفات جادو ہی ہزارہا آفتین
برپا کرون گا حتی الامکان تم کو اسیر کرون گا شاہ طلسم کے پاس لیجاؤن گا وہ تم کو ضرور قتل کرے گا
صاحبقران موصوف نے جواب دیا تھا کہ او نابکار کیا بیہودہ بکتا ہی ہم شیر بیشہ شجاعت ہین خوف
جان سے ہرگز لوح طلسمی نہ دین گے اگر تجھ کو دعوائے سحر و ساحری ہی تو مقابلہ کرکے مردانہ وار ہم سے
لوح طلسمی لے لے ہمین اسیر کرلے او نابکار بداندیش ظاہر ثابت ہوتا ہی کہ اجل تیری تجھکو یہان تک کشان
کشان لائی ہی جس طرح ہم نے گلنار جادو و نہال جادو و فریب جادو و نیرنگ جادو وغیرہ
ساحرون کو تہ تیغ کیا ہی تجھکو بھی قتل کرینگے وہ شمشیر آبدار ہمارے قبضہ مین ہی کہ جس سے تمام ساحران
طلسم شمشیر جنبان ڈرتے ہین موت اُن کی اُسی تیغ سے ہی دوسری تلوار وہ ہمارے قبضہ و اختیار مین
ہی کہ جس سے تیرا بادشاہ برق جادو قتل ہوگا لوح طلسمی واسطے ہدایت کے ہی تو ہمین کیا اسیر و
قتل کرے گا خود ہی ہمارے ہاتھ سے قتل ہوگا آفات جادو نے یہ تقریر طلسم کشا کی سنکے برہم ہو کے
تاب ضبط نہ لاکر اپنے لشکر مین اُسی وقت طبل جنگ بجوایا تھا صداے نفیر سحر و طبل سحر کی بلند ہوئی تھی
چونکہ اُس جگہ سے لشکر سلیمان صاحبقران کا قریب تھا بلکہ سامنے فروکش تھا ارشاد صاحبقران
موصوف سے طبلچور کر دیا نے بھی سلیمان صاحبقران کے لشکر مین کوس حربی بجوایا تھا اُس روز و
شب دونون لشکرون مین تیاری لڑائی کی ہوئی تھی ساحرون نے اگیاری کی تھی گوگل اور لوبان سلگایا
تھا سحر خوانی مین مصروف ہوئے تھے بھینٹ سور وغیرہ چوپاؤن کے دیے تھے پیر سحر کے موجود ہوئے
تھے جب وہ روز و شب گذر کر سحر نمودار ہوئی تھی اُس طرف سے صاحبقران فتاح طلسم شمشیر جنبان
نماز سحر سے فارغ ہوکر مسلح و مکمل ہوکر مرکب پر سوار ہوکر لوح کو ملاحظہ کرکے سوے میدان جنگ ہمراہ
لشکر کے روانہ ہوئے تھے اُس طرف سے آفات جادو بکر و فر میدان جنگ مین آیا تھا اژدر آتشین
اپنا صف لشکر سے نکال کر اسنے سحر اُس نے زبان پر جاری کرکے ایک ترنج پر دم کرکے سوے صحرا
پھینکا تھا وہ دور جاکر پھٹا تھا دھوان اور شعلے اُس مین سے پیدا ہوئے تھے بعد تھوڑی دیر کے اُس
دھوئین سے ایک سوار شمشیر بکف پیدا ہوکر روبرو آفات جادو کے آیا تھا اور گویا ہوا تھا کہ اے
آفات جادو آج تو نے مجھکو ابتدا مین تمہارے واسطے کیون طلب کیا ہی کیا کار دشوار در پیش ہی کس دشمن قوی

اپنے سے مجھے لڑوانا منظور ہو اُس نے جواب دیا تھا کہ اے سوار ہم ساحری اسوقت مین نے تجھکو
اسواسطے طلب کیا ہو کہ وہ سوار جو کھڑا ہو اُس سے تجھکو لڑواؤن تیرے ہاتھ سے اُسے قتل کراؤن
اُس نے کہا کہ اگر تیرا یہ ارادہ ہو تو میری کمبخت مجھے دے آفات جادو نے کارد نکال کر اپنی
پیشانی کا بذریعہ زخم کارد نکال کر چلو مین لے کر کہا سے اُس نے منھ کھولا تھا آفات جادو نے وہ خون
اُس کے دہن مین ڈالدیا تھا دیکھنے والون نے دیکھا تھا کہ گیا تو وہ سوار ایک بالشت سے کچھ زیادہ
تھا یا دفعتا بڑھکر مانند بنی آدم کے قد کے ہوگیا مرکب بھی اُس کا مانند گھوڑون کے بڑھ گیا جب درازی
اُس کو حاصل ہوئی تھی اُس نے مرکب کو جولان کر کے روبرو طلسم کشا کے آکے مرکب کو روک کر پکار کر
کہا تھا کہ اے جوان تلوار کھینچ لگا مین جب سپر تیری تلوار اپنے سر پر روکون گا طلسم کشا نے لوح کو دیکھکر
ہدایت لوح طلسمی سے جواب دیا تھا کہ او سوار پہلے تو وار کر اُس نے کہا تھا کہ اگر پہلے مین وار کرون گا
تو حوصلہ جنگ تیرا تیرے دل ہی مین رہیگا ایک ضرب مین دو ٹکڑے ہو جائے گا بہتر یہ ہی کہ پہلے تو تیغ
یا تیر یا نیزہ یا خنجر یا گرز کھینچ لگا لے وار کر لے حوصلہ اپنے دل کا نکال لے پھر تو نہ تو ہوگا نہ تیرا مرکب سالم
ہوگا طلسم کشا نے پھر جواب اُس کو یہی دیا تھا کہ پہلے تو ہی ضرب لگا جب تیری ضرب سے ہم جانبر ہونگے
تجھ پر بھی وار کرین گے اُس سوار نے آخر کار خبردار خبردار کہکر تلوار لگائی تھی ادھر صاحبقران نے
حسب ہدایت لوح لوح طلسمی پر اُس کی تلوار روکی تھی عکس لوح کا اُس پر پڑا تھا تلوار اُس کی ٹوٹی تھی
چہرہ اُس کا متغیر ہوا تھا اسی حالت مین حسب ہدایت لوح ایک اسم اعظم الٰہی پڑھکر تلوار اُس کے سر پر
لگائی تھی وہ سوار تلوار کھاتے ہی دھوان ہو گیا تھا نام و نشان اُس کا باقی نہ رہا تھا سحر آفات جادو
کے نہ رہنے سے جو سوار سحر آیا تھا وہ اس طرح نیست و نابود ہوا تھا آفات جادو نے یہ حال دیکھکر کبھی
اپنے سحر سے شیر سحر کا اژدر سحر کبھی پتلی بلورین سحر کے پیدا کئے تھے اور واسطے مقابلہ صاحبقران
کے بھیجے تھے صاحبقران نے موافق ہدایت لوح ہر ایک سحر کو اُس کے دفع کیا تھا آفات جادو
عاجز ہو کر سمجھا تھا کہ طلسم کشا صاحب لوح ہو اس طرح اس سے مقابلہ کرنا بیکار ہے بہتر یہ ہو کہ اور کوئی فکر
و تدبیر کرتا کہ مدعا دل برآوے اور آرزو دلی حاصل ہو یہ سمجھ کر اُس ساحر مکار نے قریب شام
نے و نفیر سحر و نقارہ بازگشت لشکر بجا کر صاحبقران سے مخاطب ہو کر پکار کر کہا کہ اے طلسم کشا واقعی
تجھ سے لڑنا نادانی ہے مین پہلے راہ خطا پر تھا اب سمجھ گیا کہ تجھ سے کوئی ساحر سربر نہوگا لہذا مین اب نہ
مقابلہ کرونگا اپنے گھر جاؤنگا حکم بادشاہ طلسم سے لڑنے آیا تھا اب اپنی جان تجھ سے مقابلہ کرکے
نہ دونگا کیونکہ تو صاحب لوح طلسمی ہے سحر کوئی کارگر نہیں ہوتا ہی ہر ایک سحر میرا باطل ہو جاتا ہے مجھکو
میدان جنگ سے ندامت حاصل ہوئی ہے یہ کہکر اسی وقت اپنے تمام لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر میدان
جنگ سے چلا گیا تھا صاحبقران شادان و فرحان قریب شام اپنے لشکر مین یعنی سلیمان صاحبقران
کے لشکر مین میدان جنگ سے آکر بارگاہ مین آرام پذیر ہوئے تھے لشکر بھی فرو کش ہوا تھا شب اُس
جگہ بہ راحت تمام بسر کر کے ہنگام نماز سحر پڑھکر و نماز سے فارغ ہو کر خدا سے برجوع قلب کر کے مسلح ہو کے
اسپ پر سوار ہو کے لشکر کو اُسی جگہ چھوڑ کے بلکہ سلیمان کو بھی اُسی جگہ چھوڑ کر لوح طلسمی کو
گلے مین ڈال کر آگے روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ دور و دراز قریب دوپہر کے قریب ایک
گلستان سبز و شاداب کے پہونچے تھے درختان سایہ دار دیکھکر وہان ٹھہرے تھے عرق اپنے چہرے
سے رومال سے پاک کیا تھا ہوا سے سرد سے دل کو فرحت حاصل ہوئی تھی یکایک آواز کان کی

ایک طرف سے آئی تھی متردد ہو کر صاحبقران نے اُس طرف نظر کی تھی دیکھا تھا کہ طیفور گرد یا
نیچے ایک درخت کے پڑا ہوا تڑپ رہا ہے دمبدم آہ و فریاد کرتا ہے کبھی کہتا ہے ہائے وہ دیکھو کہ روح
تن سے نکلی جاتی ہے افسوس ہزار افسوس کس جگہ اجل آئی ہے کہ یا رب یہ نہ ہوگا یہ تنہائی ہی تنہائی ہے کوئی
دوست و شفیق پاس نہیں ہے نہیں معلوم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہاں ہیں قبل
میرے آ گئے کے وہ اسی طرف تو آئے تھے میں راہ دیگر سے اُن کی محبت و خیر خواہی میں ادھر آیا تھا
زیادہ تیز رہروی سے جگر میں درد پیدا ہو گیا ہے یقین ہے کہ اس درد شدید سے جانبر نہ ہونگا کیا اچھا ہوتا
اگر اس حالت درد جگر میں وقت آخر صاحبقران یعنی اپنے آقائے ذیشان کو دیکھ لیتا اُن سے رخصت
ہو لیتا عفو خطا و قصور اپنی کرا لیتا اور کچھ وصیتیں اُن سے کرتا گاہ تڑپ کر کہتا ہے اُف اُف روح پرور کی شدت
سے صدمہ سخت ہے کس قیامت کا درد ہے کوئی یہاں معالج بھی نہیں ہے صاحبقران ہمدوش نے طیفور گرد یا کو
مانند مرغ بسمل کے زمین پر لوٹتا ہوا دیکھا اور اس کی تقریر بخوبی سنکے بیتاب و بیقرار ہو کے جلد تر اس کے
سرہانے جا کے مرکب سے اُتر کر پوچھا تھا کہ اے طیفور گرد یا کیا حال ہے کیسا مزاج ہے اُس نے آنکھیں
کھول کر صاحبقران پر نظر کر کے کہا شکر ہے امید و حسرت دلی بر آئی آپ تشریف لائے اس آخری وقت میں
میں نے آپ کو دیکھ لیا یہ کہکے پھر تڑپ کر نالہ کیا بعد تھوڑی دیر کے کہا کہ اے صاحبقران کیا عرض کروں
درد جگر میں رہ رہ کر ایسا شدید اُٹھتا ہے کہ روح کے اوپر صدمہ ہوتا ہے اگر تھوڑی دیر یہ درد اسی شدت
سے رہیگا تو روح تن سے نکل جائیگی صاحبقران نے کہا تھا کہ اے طیفور گرد یا یہاں تمہارے
دفع درد جگر کی کیا تدبیر کی جائے کوئی طبیب و حکیم یہاں نہیں ہے نہ کوئی دوا یہاں ممکن ہو سکتی ہے سخت
مجبوری ہے مگر گھبراؤ نہیں خداوند عالم تم کو اس درد سے شفا دیگا غالباً یہ درد ریاحی ہے طیفور گرد یا
نے عرض کیا تھا اگر یہاں کوئی طبیب و دوا نہیں ہے تو جانبری مشکل ہے بیشک مر جاؤں گا میری خطائیں
معاف کر دیجیے کہ اب وقت آخر ہے صاحبقران نے اُس کی اس تقریر سے آبدیدہ ہو کر فرمایا تھا کہ
اے طیفور ایسی تقریر نہ کرو ہم کو صدمہ ہوتا ہے ہم مجبور ہیں کیا کریں کہ درد تمہارے جگر کا دفع ہو جائے
تمکو صحت ہو دل ہمارا خوش ہو طیفور گرد یا نے عرض کیا تھا کہ میں نے سنا ہے اسمائے الہی اور دعاؤں
میں بڑی برکت و اثر ہے آپ کے پاس جو لوح طلسمی ہے بیشتر اس پر نقوش اور اسمائے الہی اور دعائیں
کندہ ہونگی ذرا اپنے گلے سے اُتار کر مجکو تھوڑی دیر کے واسطے دیدیجیے کہ اُسے میں اپنے گلے میں
ڈال لوں بلکہ لوح کو اپنے جگر پر رکھ لوں عجب نہیں ہے کہ بہ برکت اسمائے الہی و نقوش درد میرے جگر
کا دفع ہو جائے صاحبقران نے اُسی عالم اضطراب و بیتابی میں لوح طلسمی اپنے گلے سے اُتار کر اپنے
ہاتھ میں لے کر ارادہ طیفور گرد یا کے ہاتھ میں دینے کا کیا تھا کہ دفعتاً دل میں خیال کیا کہ اے
صاحبقران جب تم سلیمان شاہ صاحبقران سے رخصت ہو کر ادھر آئے تھے طیفور گرد یا کو لشکر میں
چھوڑ آئے تھے قبل تمہارے یہاں آنے کے طیفور گرد یا کس راہ سے یہاں آ گیا ذرا لوح کو تو دیکھو یہ
خیال کر کے ارادہ لوح کے دیکھنے کا کیا تھا طیفور گرد یا نے ہاتھ اپنا بڑھایا تھا اور عرض کیا تھا کہ اے
صاحبقران جلد لوح کو میرے ہاتھ میں دیدیجیے تاکہ میں اُس کو جلد اپنے جگر پر رکھ لوں پھر درد اُٹھا چاہتا
ہے کمبخت شروع ہو گئی ہے صاحبقران نے جواب دیا تھا کہ تامل کرو لوح طلسمی تم کو دیتا ہوں یہ فرما کر
بہ نیت دریافت حال لوح کو غور سے دیکھا تھا لوح میں یہ عبارت نظر آئی تھی کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ
یہ طیفور گرد یا عیار تمہارا نہیں ہے یہ آفات جادو بصورت طیفور گرد یا سحر کے زور سے بنکر

درد جگر ظاہر کرتا ہے اور تجھکو فریب دے کر لوح طلسمی تجھسے لینا چاہتا ہے ہرگز اس کو لوح نہ دے ورنہ اسیر
ہوجائیگا تیری خوش اقبالی اور عنایت الٰہی تھی کہ ایسے اپنے یار وفادار کو ایسی حالت میں دیکھکر
وقت دینے لوح کے لوح کے دیکھنے کا تو نے خیال کیا خیر ہوئی اب تجھکو لازم ہے کہ اس اسم کو جو کہ پشت لوح پر
ہے تین مرتبہ پڑھکر شمشیر طلائی حقیقتہ پر دم کرکے تلوار مذکور اس پر لگا پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھ صاحبقران
نے حکم لوح سے آگاہ ہوکے وہی اسم اعظم الٰہی تین دفعہ پڑھکر اسی تلوار پر دم کرکے قبضہ شمشیر پر ہاتھ
پہنچایا تھا کہ طیطفور گردیا نے تڑپ کر ارادہ اٹھکر بھاگنے کا کیا تھا ادھر صاحبقران نے بعجلت
تلوار علم کرکے طیطفور گردیا نقلی کی گردن پر لگائی تھی تلوار کے پڑتے ہی سر و تن میں اُس کے جدائی
ہوگئی تھی اور پھر کرشمہ اُس اسم اعظم الٰہی کے آگ اُس کے جسم میں لگ گئی تھی مثل شمع کافوری الشتہ
اُس کا جلتا تھا تھوڑی دیر وہ لاشہ اُس کا جل کر خاک ہوگیا تھا اُس ساحر کے اس طرح مرنے سے تاریکی
ہوگئی تھی ابر آیا تھا سنگ باری ہوئی تھی بعد تھوڑی دیر کے مطلع صاف ہوا تھا پھر ان نے اُس کے
سحر کے اُس کے نام سے یوں پکارا تھا افسوس ہزار افسوس قتل کیا تجھکو کہ نام تیرا آفات جادو تھا
ہنوز ساحر مذکور کے پریوں سے صدا آئی تھی کہ اُن اشجار سایہ دار پر جو پرندے صدہا بیٹھے ہوئے تھے ان
کی آنکھیں بیٹھے تھے وہ در اصل پرندے نہ تھے سب ساحر تھے حکم آفات جادو سے وہ بصورت پرند
بالائے اشجار پوشیدہ ہوکر بیٹھے تھے یکبارگی تاب ضبط نہ لاکر اپنے سردار کی حالت مذکور دیکھکر زمین پر
گر کے بصورت اصلی ہوکر تیر و سول اور بسول وغیرہ حربے لیکر صاحبقران پر مارنے لگے تھے اور ہر
چہار سمت سے گھیر لیا تھا اسی حالت میں صاحبقران نے جلد تر مرکب پر سوار ہوکر اسی تلوار سے
اُن کو قتل کرنا شروع کیا تھا جب کچھ ساحر قتل ہوکے لاشے اُن کے زمین پر تڑپے ساحران صحیح و سالم
اُن ساحران مقتول کی لاشوں کو دیکھکر یہ خیال کرکے کہ ہم بھی اسی طرح قتل ہوجائیں گے بے اختیار اُس جگہ
سے بزور سحر بھاگے تھے کوئی غرق زمین ہوگیا تھا کوئی پرندہ بنکر بھاگا تھا صدہا تخت سحر پر سوار ہوکر
زمین سے بلند ہوکر ایک طرف بھاگے تھے کوئی ساحر باقی نہ رہا تھا صاحبقران فتحیاب ہوئے تھے شکر خدا
کیا تھا اتنی دیر میں لشکر آگیا تھا سلیمان صاحبقران و طیطفور گردیا نے پوچھا تھا کہ یہ لاشے کیسے
پڑے ہیں صاحبقران نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا تھا سلیمان صاحبقران نے فہم و دانائی
صاحبقران کی تعریف کی تھی طیطفور نے بھی عرض کیا تھا کہ آپ نے نہایت عقل سے کام کیا ایسے وقت
میں آپ نے لوح کو دیکھا پھر طیطفور نے کہا خوب ہوا کہ آفات جادو آپ کے ہاتھ سے مارا گیا اُس
نابکار نے میری صورت بنکر لوح کا آپ سے لینا چاہا تھا میرا بدخواہ تھا کہ مبتلائے درد جگر میری بصورت
بنکر ہوا تھا خدا کا شکر ہے کہ میرے درد جگر ہوا اُس کی اس تقریر پر سلیمان صاحبقران و صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ مسکرائے تھے پھر اسی جگہ لشکر اترا تھا بارگاہیں خیام ایستادہ و برپا ہوئے تھے
صاحبقران ممدوح داخل بارگاہ فلک فرسا ہوکر راحت پذیر ہوئے تھے اور وہ ساحران نابکار جو ہنگام جنگ
بھاگے تھے مضطر و پریشان نالان و گریان اُس وقت روبروئے شاہ طلسم پہنچے تھے کہ وہ دربار میں
بیٹھا ہوا تھا جملہ اہل دربار ساحران نامور و نامدار حاضر دربار تھے برق جادو نے ان کو دیکھتے ہی
اپنے دل میں کہا تھا کہ آفات جادو پر ضرور کوئی آفت آئی اس اثنا میں اُن سب نے باادب سلام
کرکے فریاد کی تھی برق جادو بادشاہ طلسم مذکور نے پوچھا تھا کیا ہوا کیوں فریاد کرتے ہو انھوں نے
تمام حال جنگ و قتل آفات جادو جو صاف صاف و صحیح تھا بیان کیا تھا شاہ مذکور کو آفات

جادو کے قتل ہونے کا گونہ رنج ہوا تھا پھر اُن ساحروں سے برہم ہو کر کہا تھا کہ اسے نامردو و دور ہو
میرے سامنے سے اپنے سردار کو قتل کرا کے میدان جنگ سے بھاگ کر روتے ہوئے یہاں آئے ہو
وہ ساحر روبرو سے شاہ مذکور سے چلے گئے تھے پھر بادشاہ طلسم نے اژدر جادو و عقرب جادو
و اسرار جادو و عقاد جادو و مہیب جادو و ہلال جادو و نمر جادو وغیرہ ساحران
نامی و نامور کو یکے بعد دیگرے بہ جمعیت فوج ساحران برائے قتل و اسیری طلسم کشا روانہ کیا تھا پھر ایک
ساحر مثل آفات جادو کے میدان جنگ سے دست طلسم کشا سے کس طرح سے مارا گیا تھا شاہ طلسم
کو پھر ایک نامبردہ ساحر کے قتل ہونے کا صدمہ ہوا تھا آخر کار خود شاہ طلسم نے ارادہ طلسم کشا سے
مقابلہ کرنے کا کر کے فرد دلیری و شجاعت سے پوشیدہ و گریزاں ہونا گوارا نہ کر کے حکم دیا تھا کہ سامان
جنگ مہیا کرو اٹالہ بارگاہ کا سوئے طلسم کشا قبل سے روانہ کرو دو چار جو ساحران نامی تھے انھوں نے
حسب الحکم سامان جنگ کیا تھا برق جادو بعد درستی و مہیا ہونے سامان جنگ کے قلعہ باطن
سے نکل کر فوج کثیر ہمراہ لے کر بصد کروفر و جاہ و شوکت و حشم برائے گرفتاری و جنگ طلسم کشا
کے روانہ ہوا تھا بادشاہ طلسم کا لڑنا اور اس کی تدبیرین روکنے اور اسیر کرنے طلسم کشا کی تھوڑی
تھین اور سحر اس کے قیامت کے تھے طلسم کشا بوجہ پاس ہونے لوح کے اس کے شر و مکر و سحر سے بچا کیا
لوح طلسمی ہدایت کرتی رہی آخر ایک روز برق جادو غضبناک ہو کر میدان جنگ میں آکر طلسم کشا
سے مقابل ہوا تھا بعد جنگ عظیم و بسیار سے کشت و خون کے برق جادو از حد غضبناک ہو کر
برق بنکر طلسم کشا پر گرا تھا اور ارادہ کیا کہ لوح طلسمی اس کے گلے سے اتار لے جائے لیکن عکس لوح
سے گرتے ہی سحر بھول گیا تھا اور بصورت اصلی ہو کر قریب طلسم کشا گرا تھا اسی صورت میں طلسم کشا
نے بعجلت تمام لوح کو دیکھا تھا لوح میں یہ عبارت نظر آئی تھی کہ اے طلسم کشا اگر خدا فضل و کرم اپنا
شامل حال کرے اور شاہ طلسم عاجز و غضبناک ہو کر برق بنکر گرے اور عکس لوح سے تو اس وقت
تمام سحر بھول جائے تجھکو لازم ہے کہ بسرعت تمام یہ اسم اعظم الٰہی جو وسط لوح میں کندہ ہے سات مرتبہ
پڑھکر اس تیغ پر جو نیلگون ہے اور جس کا قبضہ یاقوت سرخ و جواہر نگار رنگارنگ کا ہے اور تو نے در قلعہ
طلسم شمشیر جنبان سے پائی ہے سر برق جادو پر لگا پھر قدرت خدا کا تماشہ دیکھ کہ اسی شمشیر کی ضرب سے شاہ
طلسم کی قضا ہے اور کسی تلوار و دیگر حربوں سے یہ ہرگز قتل نہوگا اور اگر سامنے سے تیرے چلا جائیگا
تو پھر مشکل سے قتل ہوگا ایسا وقت ہاتھ نہ آسکے گا لہذا تاخیر مکر جلد وار کر صاحبقران نے حسب ہدایت لوح
طلسمی وہی شمشیر نیام سے کھینچکر اسی اسم اعظم الٰہی کو سات مرتبہ پڑھکر شمشیر پر دم کر کے بعجلت تمام
مرکب کو بڑھا کر اس کے قریب تر جا کر نعرہ کر کے تلوار اس کے سر پر لگائی ہر چند کہ شاہ طلسم نے ایسے
ہنگام میں سحر کر کے زمین میں غرق ہو کر جان اپنی بچانا چاہا تھا اور بزور سحر پہلے چند سپرین برائے
حفاظت سر و جان بالائے فرق پیدا ہوئی تھین لیکن طلسم کشا نے موصوف سے دوبارہ عکس لوح کا
ڈال کر تلوار لگائی جونہیں تلوار سر پر پڑی شاہ طلسم نے آہ کی تھی اور کہا تھا کہ خیر سر وائے مارا گیا
حوصلہ اپنے دل کا لڑائی میں نکال چکا تھا تلوار جو سر پر پڑی تھی سر کو شگافتہ کر کے گلے میں اور گلے سے سینہ
میں اور سینہ سے کمر تک کرتے گذر کر زمین تک پہونچی تھی اس طرح دو ٹکڑے ہو گئے تھے تھوڑی دیر
لاشہ شاہ طلسم زمین پر تڑپا تھا بعدہ روح اس کی سوئے دوزخ روانہ ہوئی تھی اس کے مرنے سے
از حد تاریکی محیط عالم ہوئی تھی روئے آفتاب عالمتاب پنہاں ہو گیا تھا آندھی شدید نہایت زور سے

سیاہ آئی تھی زمانہ تیرہ و تاریک و پرغبار ہوگیا تھا بڑے بڑے درخت جڑ سے اُکھڑ کر مانند خس و خاشاک
کے کوسون اُڑ گئے تھے ابر سیہ بھی محیط ہوا تھا برق دمبدم چمکتی تھی سنگ باری و برف باری
ہوئی تھی ساحران سپاہ شاہ طلسم کو حیرت عظیم و صدمہ جانکاہ تھا زمین کو حرکت تھی سناٹا غضب کا
تھا دیر تک یہی حالت رہی تھی بعدہ مطلع صاف ہوا تھا چہرۂ آفتاب نظر آیا تھا شاہ طلسم کے سحر
کے بیرون نے شاہ طلسم کے نام سے یون باواز بلند پکارا تھا کہ افسوس ہزار افسوس جو صاحب دل کا تو
جنگ میں نکلا لیکن جان نہ بچی دلیرانہ اور مردانہ قتل ہوئے ہم دنیا سے سوئے عدم گئے قتل کیا ہم کو
طلسم کشا نے کہ نام ہمارا برق جادو تھا ہم بادشاہ طلسم شمشیر جنبان تھے وہی تلوار ہم پر چلی گئی جو
فہیم عاملی نے خاص ہمارے قتل ہونے کے لیے بنائی تھی اور در قلعہ پر لٹکائی تھی ہمارے قتل
ہونے سے یہ طلسم ٹوٹ گیا تباہ برباد ہوگیا نام و نشان بھی نہ رہا یہ آواز پیر سحر کے دے کر نالان اور
گریان ایک جانب چلے گئے تھے پیران جادو جو ساحر نامی قتل ہونے سے باقی رہا تھا اُس نے
اپنے بادشاہ کو قتل ہوتے دیکھکر اور نزار پیر سحر کے بیرون کی سنکے از حد غمگین ہوکر جملہ ساحرون سے
کہا کہ وہ چھ ہزار تھے کہ لعنت زندگی باقی نہ رہا بادشاہ طلسم مارا گیا طلسم ٹوٹ گیا ہماری رائے
یہ ہے کہ ہم سب کے ساتھ ہوکر طلسم کشا سے لڑ بھڑ کر مر جاؤ کہ حق نمک شاہ طلسم ادا ہو جائے سبھون نے
کہا تھا کہ طلسم کشا سے لڑنا بیکار ہے اُس پر فتحیاب ہونا دشوار ہے ہان لڑ بھڑ کر مر جانے کے لیے ہم موجود
ہین یہ سنکے پیران جادو سب کو لے کر بڑھا اور یکبارگی حملہ طلسم کشا پر کیا تھا ترسول او زنبول
وغیرہ چلانے لگنے شروع کئے تھے اودھر بادشاہ سلیمان صاحبقران دیو بڑھے تھے لیکن
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے منع کیا تھا کہ انسان سے دیوون کا لڑنا خلاف انصاف
ہے ہم خود ان ساحرون سے بہ ہدایت لوح لڑون گا یہ کہکر وہی تلوار علم کی تھی جس کا قبضہ سنہری
تھا اور سوا اسکے بادشاہ طلسم کے جملہ ساحرون کے واسطے اور غوغائے رعد آواز قلعہ از قلعہ
اول و پیران پنج ابرو قلعدار قلعہ دوم و چھط رویین تن قلعدار قلعہ سوم کے کہ یہ بھی طلسم بند
تھے قتل کے واسطے فہیم عاملی نے تیار کی تھی اور ساحرون پر عکس لوح کا ڈال ڈال کر تلوار سے
اُن کو قتل کرنا شروع کیا تھا جب بہت سا ساحر قتل ہوگئے تھے پسپا ہوگئے تھے ارادہ بھاگنے کا کیا تھا
اسی حالت میں پیران جادو نے مجبور ہوکر امان طلب کی تھی طلسم کشائے موصوف نے فرمایا
تھا کہ امان بشرط قبول دین اسلام دیجائے گی اُس نے قبول کیا تھا طلسم کشا نے ہاتھ جنگ سے
روکا تھا پیران جادو نے آگے بڑھکر بعد سلام سر اپنا قدم طلسم کشا پر رکھدیا تھا اور عرض کیا تھا
کہ بعد عفو کرنے میری خطا کے کہ آپ سے لڑا تھا اپنے دین میں مجھے لائیے صاحبقران نے خوش
ہوکر کلمہ طیبہ اُس کو پڑھا کر مسلمان کرکے سر اُس کا اپنے سینہ سے لگایا تھا اور کہا تھا کہ ہم نے تیری تقصیر
عفو کی وہ بہت خوش ہوا تھا پھر جملہ باقی ماندہ ساحرون کو اُس نے حسب الحکم طلسم کشا کلمہ پڑھا کر
مسلمان کیا تھا پھر صاحبقران کو اُس کوٹھی میں جس میں خزانہ و مال و اسباب طلسمی نایاب و
نفیس و نادر تھا لے گیا تھا وہ سب زر و جواہر مال و اسباب صاحبقران نے اپنے قبضہ میں کیا
تھا بعدہ پیران جادو کو وہان حاکم کر کے خلعت و انعام اُسے دیا تھا حالانکہ بعد قتل ہونے شاہ طلسم
کے جو عمارتین اور اشیا سحر سے نمود تھین وہ نابود ہوگئی تھین مگر کچھ مکان پختہ و خام اور مقبرہ
فہیم عاملی باقی تھا اس کے سوا کچھ نہ تھا کوسون تک میدان تھا سلیمان صاحبقران اُس

کف دست میدان کو دیکھکر منو دیے بو د سحر کو یکبارگی بے نام و نشان دیکھکر متحیر ہو کر بہ نظر حیرت
و عبرت چہار طرف دیکھ رہے تھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بھی ہمراہ سلیمان
صاحبقران اُس میدان کو دیکھکر اشعار عبرت آمیز اپنی زبان پر جاری کرتے تھے کبھی کہتے
فاعتبروا یا اولو الابصار قبل تھوڑی دیر کے یہان کچھ اور ہی آبادی و رونق و زیب و زینت
تھی اسوقت یہان خاک اُڑ رہی ہے جہان تک نظر پہنچتی ہے میدان ہی میدان نظر آتا ہے غرضکہ بعد بہت
افسوس کرنے اور بنظر عبرت دیکھنے کے اُسی جگہ اُس روز خیام اور بارگاہین ایستادہ و برپا کرکے
صاحبقران موصوف قیام پذیر ہوئے تھے سلیمان صاحبقران و طیفور گردباد و ہزبر
جادو نے مبارکباد فتح طلسم کی دی تھی بلکہ ہزبر جادو نے نذر فتح کی بھی دی چونکہ اسروز
حکم صاحبقران سے وہان جشن فتح طلسم ہوا تھا دوسرے روز صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ ہمراہ سلیمان صاحبقران کے جملہ مال و اسباب لیکر ہزبر جادو سے
رخصت ہو کر خرم و خندان بالشکر دیوان و ہمراہی طیفور گردباد سوئے قصر فیروزہ نگار روانہ
ہوئے تھے اور بعد قطع رہ داخل قصر فیروزہ نگار ہوئے تھے جب صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ طلسم شیر جہان کو فتح کر کے قصر فیروزہ نگار مین آئے صاحبقران اعظم
و سلیمان کوچک کو خبر ہوئی یہ دونون بھی قصر فیروزہ نگار مین آئے صاحبقران واسطے تعظیم
کے اُٹھے ادب سے سلام کیا جب سب بیٹھے صاحبقران اعظم نے تہنیت فتح طلسم شیر جہان
دے کر قوت و ہمت کی تعریف کی اسی طرح سلیمان کوچک نے بھی مبارکباد دی بعد تھوڑی
دیر کے دونون صاحب موصوف الصدر رخصت ہوئے اُس کے دوسرے روز صاحبقران
اعظم نے اپنے فرزند دلبند سلیمان صاحبقران سے تخلیہ مین فرمایا کہ دختر سلیمان کوچک
مسماۃ کیوان مہر پری اب بخوبی جوان ہوئی ہے قابل عقد ہے فی الحال اتفاق سے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا یہان آنا ہوا ہے قوت و شجاعت و ہمت و مردانگی و لیاقت بھی مثل
اپنے آبا و اجداد کے ہے لہذا ہماری رائے یہ ہے عقد سلطان کیوان شکوہ کا جواہر پری
کے ساتھ اگر ہو جائے تو اچھا ہے آپس کا معاملہ ہے سلیمان صاحبقران نے عرض کیا کہ رائے اقدس کو
بہت خوب ہے مین پسند کرتا ہون مگر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو اس امر پر راضی کرنا بھی
ضرور ہے آج کی شب اس بارہ مین ان سے پوچھا جائے گا چنانچہ بہنگام شب تخلیہ مین کہ صرف دو ہی
طیفور گردباد تھا سلیمان صاحبقران نے سلطان کیوان شکوہ سے بزرگانہ مسکرا کر فرمایا
کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ یہان تمھارا آپس مین نزدیک کے عزیزون مین ایسا خوبرو پری سے عقد کر دین
تاکہ نسل سے تمھاری فرزند و دختر دنیا مین ہون ترقی نسل ہو دل کو ہمارے خوشی ہو صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے بلحاظ و شرم جواب نہ دیا شرم سے سر جھکا لیا سلیمان صاحبقران
نے سمجھ لیا کہ سکوت ان کا بمنزلہ اقرار کے ہے یہ سمجھکر خوش ہو کر کہا مبارک ہو کہ ہم تمھارا عقد دختر
سلیمان کوچک جواہر پری سے کرینگے طیفور گردباد نے ادب سے کہا کہ کیا مین عقد سے
محروم رہونگا میرا عقد جواہر پری کی وزیرزادی سے ہو گا کیا میری نسل کی ترقی منظور نہین ہے
خلاف قاعدہ قدیم کے ہے [illegible] سلیمان صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا کہ اے خواجہ مطمئن رہو تمھارا
عقد بھی وزیرزادی بلکہ جواہر پری مسماۃ اسمر [illegible] پری سے کیا جائے گا مگر اس شادی مین [illegible]

تم کو صرف کرنا ہوگا زنبیل سے لاکھوں روپیہ نکالتا ہوں گے شادی دھوم سے ہوگی والدین اسرار
پری کی یہی خواہش ہے کہ دھوم سے شادی ہو لاکھوں کروروں روپیہ کا جانا نہیں سے خرچ ہو خواجہ
طیفور کردیا نے جواب دیا کہ ہماری زنبیل میں دو کوڑیاں بھی نہیں ہیں خاک اڑ رہی ہے نہیں معلوم
کس طرح ہماری بسر اوقات ہوتی ہے زنبیل کا نام ہی نام ہے اس میں کچھ بھی نہیں ہے آپ ملاحظہ کر لیں
میں لاکھوں روپیہ شادی کے واسطے کہاں سے لاؤں خود قرضدار ہوں مہاجن مجھ سے اپنے روپیہ
کا تقاضا کرتے ہیں میں ان سے ہمیشہ وعدہ کرتا ہوں کبھی ان سے پوشیدہ ہوتا ہوں پس آپ ہی
اپنے پاس سے یا جس طرح مناسب ہو عقد میرا کیجیے گا میں محتاج ہوں بلکہ فاقہ کش ہوں چار روپیہ کا
پیادہ ہوں کچھ آمدنی نہیں رکھتا ہوں سلیمان صاحبقران و صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ طیفور کردیا کی تقریر سنکے ہنسے دیر تک خواجہ کو چھیڑا کیے وہ شب اسی گفتگو میں
بخوشی و مسرت بسر ہوئی دوسرے روز سے دونوں طرف شادی کا سامان ہونے لگا قصہ مختصر
کہ نہایت تکلف اور شاہانہ طور سے عقد صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا ساتھ
جواہر پری دختر سلیمان کوچک سے ہوا اور مہر کروڑہا زر سرخ کا مع ملک و مال قرار پایا
اور عقد خواجہ طیفور کردیا کا اسرار پری وزیرزادی ملکہ جواہر پری کے ساتھ ہوا اس کے
مہر میں بڑی حجت و تکرار و گفتگو ہوئی دلہن والوں کی طرف سے کہا گیا کہ سات کروڑ کا مہر مقرر کیا جائے
خواجہ نے منظور نہ کیا پھر چھ کروڑ کے مہر کو کہا خواجہ نے محتاجی اپنی ظاہر کی پھر پانچ کروڑ کے مہر کی
خواہش کی خواجہ نے جواب دیا کہ اس قدر مہر مجھ سے نہ دیا جائیگا یہاں تک لکھا ہے کہ ایک لاکھ روپیہ
تک کے مہر کی نوبت پہونچی خواجہ نے کہا کہ میں نادار ہوں لاکھ روپیہ کہاں سے لاؤں ہاں لاکھ کی
اگر ضرورت ہوگی تو کسی چوڑی بنانے والے سے مانگ کر دیدوں گا اہل محفل اس تقریر پر ہنسے
آخرکار جسقدر کم مہر کو کہا گیا خواجہ انکار ہی کرتے گئے اور یہی ہر دفعہ کہا کہ میں تہی دست ہوں کبھی
دو کوڑیاں بھی میرے پاس نہیں ہیں کہ انھیں کوڑیوں کو مہر میں دوں انجام کار بعد بہت ہنسی
اور دل لگی کے صاحبقران نے زر مہر اپنی طرف سے دینا منظور کیا بلکہ دیدیا عقد خواجہ کا ہو گیا بعد
ہونے دونوں عقدوں کے صاحبقران اپنی زوجہ جواہر پری سے ہنگام شب ہم بستر ہوئے
اور خواجہ طیفور کردیا نے اپنی زوجہ سے نزدیکی کی قدرت پروردگار سے دونوں پریاں حاملہ
ہو گئیں جواہر پری کے بطن سے بعد گذرنے ایام حمل کے جو لڑکا پیدا ہوگا نام اس کا صفدر
صف شکن شہزادہ ہوگا اور جو لڑکا ہم صورت خواجہ طیفور کردیا بطن اسرار پری سے
ہوگا نام اس کا سیاہ پوش بن طیفور سیاہ مار ہوگا کہ ہمشکل خواجہ عمرو کے نامور ہوگا اور صفدر
صف شکن شہزادہ بھی ازحد شجاع و بہادر ہوگا بمقام مناسب ان دونوں کا حال لکھا جائیگا
اور ان سب کا رہائے نمایاں ہوں گے الحاصل بعد گذرنے شب زفاف کے صبح کو صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے سلیمان صاحبقران و صاحبقران اعظم و
سلیمان کوچک سے باادب کہا کہ ہم کو اب رخصت کیجیے لشکر ہمارا بمقابلہ عوج غاے رعدآواز
پڑا ہے یا طیفور کردیا کے معلوم ہوا ہے کہ حسین سیر قبا بادشاہ مالک ہر چہار قلعہ نے ایک نامہ بادشاہ
لشکر اہل اسلام کو بعد ہمارے یہاں آنے کے اس مضمون کا لکھا تھا کہ اسے بادشاہ لشکر اہل اسلام
آپ ہماری سرزمین سے آٹھ روز کی مدت میں چلے جائیے اگر نہ جائیے گا تو ہم عوج غاے رعدآوار

کو روانہ کرکے تمام لشکر کو آپ کے در ہم و برہم کر ادیں گے غوغا سے رعد آواز آپ کے لشکر کے نامور سرداروں کو تہ تیغ کرکے لشکریوں کو مار کر بھگا دے گا آپ کو بھی قتل یا اسیر کرے گا چنانچہ ہم کو یہاں آئے ہوئے آج نواں روز ہی غالباً آج لشکر ہمارا مبتلائے آفت ہوگا بغیر ہمارے وہاں جانے کے بہت کشت و خون ہوگا بلکہ تمام لشکر ہمارا تباہ و برباد و قتل ہو جائے گا کیونکہ غوغا سے رعد آواز طلسم بند ہی اس کے نعرے سنتے ہر ایک بیہوش ہو جاتا ہی اسی حالت میں وہ اسیر یا قتل کرتا ہی سلیمان صاحبقران و صاحبقران اعظم و سلیمان کو چپ سنے ایسی حالت میں رہ و کنا مناسب نجان کر بمجبوری کہا کہ اچھا جاؤ خدا حافظ و نگہبان تمہارا رہے یہ کہکے چند دیووں کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے ان سے کہا کہ ایک تخت نفیس نقرئی یا طلائی مرصع کار لاؤ انھوں نے حکم کی تعمیل کی ادہر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ طیفور گر دیا اپنی اپنی زوجہ سے جا کر رخصت ہوئے ان سے اقرار پھر آنے کا کرکے اسی تخت پہ سوار ہوئے خواجہ عقب پشت صاحبقران بیٹھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ طیفور گردپا نے صاحبقران اعظم و سلیمان صاحبقران و سلیمان کو جہاں کو با ادب سلام کیا سب نے بعد دعائے درازی عمر و ترقی جاہ و مراتب اعظم و سلیمان سلطان کیوان شکوہ سے کہا کہ تمہارے ساتھ چاہیں تم کو تمہارے لشکر تک پہونچا دیں صاحبقران نے جواب دیا کہ آپ حضرات کیوں تکلیف گوارہ کریں فقط آپ صاحبوں کی دعا ہمارے حق میں کافی ہے خداوند عالم حافظ و نگہبان ہی اس نے کہاں کہاں نہیں مجکو اپنی قدرت سے شر دشمنان سے بچایا ہے وہ اب بھی باقی ماندہ دشمنوں کے شر سے بچائے گا اس سے امید قوی ہی یہ تقریر سنکے سبھوں نے کہا کہ اچھا جو تمہاری خوشی یہ کہکر دیووں نے بتاکید اکید کہا کہ خبردار ان کو ان کے لشکر میں بخیر پہونچا کر رہیان سے خیر و عافیت سے پہونچنے کی لیکر یہاں آنا ورنہ تمکو سخت سزا دی جائے گی دیووں نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم سب موافق حکم عمل کرینگے یہ عرض کرکے انھوں نے تخت اپنے دوش پر اٹھاکر رکھا بعدہ زمین سے بلند ہوکر سوئے لشکر اہل اسلام روانہ ہوئے ان کو تو راہ میں بالفعل چھوڑا جاتا ہی لیکن اب

دو کلمہ داستان حسین سبز قبا بادشاہ و مالک مرجہاں رقاصہ و لشکر اسلام کے بیان کیے جاتے ہیں

کب تک تری جدائی کے صدمے سہا کروں
مر جاؤں زہر کھا کے نہ اے جان تو کیا کروں

تلوار مجھ پہ کھینچنے کے واسطے بانکپن
قربان جاؤں جان کو تجھ پر فدا کروں

تیور چڑھے غصے میں ہاتھ میں خنجر کھنچا ہوا
ایسے میں خاص ادا کی کیا التجا کروں

کوچے میں وہ مجھکو شوق سے اس میں لگا ہی پھلا
میں ان کی جان و مال کو بیٹھا دعا کروں

اے دل عدو کی بزم میں ہرگز نجاؤں گا
ظالم میں روز تیرا کہاں تک گلا کروں

آنسو بھی میں نہ بہہ میں - ان کا یہ حکم ہی
مقصود ہی کہ خون جگر میں پیا کروں

دامن کے گھر نہ سے یونہیں اڑیں گے بہار میں
کیا فائدہ جو روز میں بیٹھا سیا کروں

متوالے ساقی میں تری آنکھوں پہ ہوں نثار	پیمانے بھر کے دیکھو جب تک پیا کروں
وہ اور ہوں گے دوست سے جو دشمنی کریں	میں تو عدو کے ساتھ بھی پیار و وفا کروں

کہ حسیلین سپہر قبا بادشاہ ہر چہار قلعہ نے سات روز تک جشن عظیم اس خوشی کا کیا کہ صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ و طیفور گردیا عیار کو کیے بعد دیگرے پیچھے اٹھا لے گئے جن دشمنوں
سے خوف جان و ملک و مال تھا وہ بالائے زمین نہ رہے کسی آفت میں مبتلا ہو گئے بعد ختم ہونے
ایام جشن و تعداد مہلت کے جو بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بذریعہ نامہ دی گئی تھی حسیلین سپہر قبا
نے نویں روز علی الصباح برہم ہو کر عوغاے رعد آواز کو بلا کر اس سے کہا کہ اے عوغاے
رعد آواز یہ اہل اسلام نہایت سرکش ہیں باوجود اس کے کہ ہم نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو
بذریعہ نامہ تاکید سے کہا تھا کہ آٹھ روز کی مہلت دیجاتی ہے آپ آٹھ روز میں ہماری سرزمین قلعہ
سے مع لشکر اپنے کے چلے جائیے ورنہ آپ کے حق میں اچھا نہ ہوگا لیکن آج تک کہ نواں روز ہے وہ ہماری
سرزمین سے نہیں گئے ہیں ہمارے کہنے پر انھوں نے عمل نہیں کیا ہے ازراہ کبر و نخوت سرکشی کی ہے
لہذا ہم تجھکو حکم دیتے ہیں کہ ابھی تو مع اپنی فوج کے میدان جنگ میں جا کر ان اہل اسلام کا خاتمہ
کر دے کسی کو زندہ نہ چھوڑ جو کوئی تیرے سامنے آئے اسے قتل کر طبل یورش بجا کر یکبارگی حملہ کر فرداً
فرداً اہل اسلام سے مقابلہ نہ کر اس نے عرض کیا کہ فدوی ابھی جاتا ہے حکم حضور بجا لاتا ہے یہ کہکے اسیوقت
اپنے قلعہ سے خیمہ میں آکر تیاری فوج کا حکم دیا حسب الحکم جلد جلد چالیس ہزار سوار مسلح ہو کر مرکبوں پر
سوار ہوئے عوغاے رعد آواز بھی مسلح ہو کر اپنے گینڈے پر گرز بکف سوار ہو کر قلعہ سے نکلکر
میدان جنگ میں آکر باآواز بلند کہنے لگا کہ اے بادشاہ لشکر اہل اسلام والے سرداران لشکر اہل
اسلام آگاہ و خبردار ہو کہ تمکو ہمارے بادشاہ ذیجاہ نے آٹھ روز کی مہلت دے کر فرمایا تھا کہ آٹھ
روز میں ہماری سرحد سے چلے جاؤ تم نے اُن کے حکم پر عمل نہ کیا آج نواں روز ہے لہذا ہم حکم بادشاہ
سے طبل یورش بجوا کر برائے جنگ آئے ہیں تم کو قتل کریں گے کسی کو زندہ نہ چھوڑیں گے بس تم سب
ہوشیار ہو جاؤ مسلح و مکمل ہو جاؤ قتل ہونے اور مرنے پر آمادہ ہو جاؤ زندگی سے اب اپنی ہاتھ اٹھاؤ
کیونکہ ساغر عمر تمھارا لبریز ہو گیا ہے اجل تمھاری تمھارے قریب آ گئی ہے تم نے بہت سرکشی پر کمر باندھی
ہے اب یہ سر تمھارے تمھارے اجسام سے جدا ہوں گے زمین سرحد جنگ تمھارے خون سے رنگین ہوگی
میرے نعرے سے تم کو غفلت مرگ آئے گی ضرب گرز میری سرحد ملک عدم تک تم کو پہونچا دیگی
نام و نشان تمھارا باقی نہ رہیگا مال و اسباب تمھارا لوٹ لیا جائے گا نہ علم لشکر رہے گا نہ علمدار رہے گا
نہ تخت حکومت رہیگا نہ تمھارا بادشاہ زندہ رہیگا نہ کوئی سردار سپاہ اب حیات اپنی دنیا میں
کر سکے گا نہ کوئی سوار و پیادہ جانبر ہوگا آج تمھارا لشکر اس سرزمین سے جانب ملک عدم کوچ کریگا
اسباب سفر درست کر لو سپر و سیراب ہو کر مرکبوں پر سوار ہو لو کفن پہن لو ایک دوسرے سے رخصت
ہو لو کہ وقت اجل کے آنے میں شک نہیں ہے آمادہ قضا ہو جاؤ جانا تم کو دو بہر ذرا ہوشیار ہو جاؤ یہ
نہ کہنا کہ ہم کو آگاہ نہ کیا غفلت میں دھوکے سے ہمیں قتل کیا مردانہ وار ہم سے مقابلہ و محاربہ ولہ
عوغاے رعد آواز نے کیا یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل یورش بجوایا جاوے بموجب
حکم اُس نابکار کے اس کے ملازموں نے اسیوقت طبل یورش بجایا صدائے طبل یورش بلند ہوئی
ادھر بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران لشکر کو ارادہ عوغاے رعد آواز سے اطلاع

ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے بھی حکم کرنا کا دیا جملہ سردار و سوار بصد شتابی مسلح ہو کر گھوڑوں پر سوار ہو گئے بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی بفرد وشنکر اپنے تخت پر سوار ہوئے جلد تر بارگاہ سے برآمد ہو کے نقارہ پر چوب پڑی سواری بادشاہ لشکر اسلام آگے بڑھی نقیبوں نے صدائے دور باش و با ادب باش دینا شروع کی تمام لشکر ظفر اثر ہمراہ رکاب بادشاہ موصوف ہوا ابھی سواری بادشاہ جنگگاہ تک نہ پہونچی تھی کہ غوغاے رعد آواز بے ہم ہو کر نکلنا اپنے گینڈے کو آگے بڑھا کر چالیس ہزار سواروں کو اپنے ہمراہ لے کر دلیرانہ حملہ آور ہو کر لشکر اہل اسلام پر گرا اور اپنے نعرے سے اہل اسلام کو مدہوش و غافل کر کے بضرب گرز اہل اسلام کو ہلاک کرنے لگا سواران ہمراہی اس کے بہ تیغ و شمشیر لڑنے لگے اہل اسلام پر وار کرنے لگے اہل اسلام بھی دلیرانہ لڑنے لگے قتل ہونے لگے غوغاے رعد آواز کے ہاتھ سے اہل اسلام زیادہ تر قتل و مجروح ہونے لگے عرصۂ جنگ میں لاش پر لاش گرنے لگی جا بجا لاشوں کے ڈھیر کشتوں کے انبار ہونے لگے زمین میدان جنگ خون دلیران جنگ سے رنگین ہونے لگی بلکہ دریا ہوئے خون زمین پر جاری ہونے لگے کشتہ زمین پر ڈھیر ہونے لگے مجروح زمین پر تڑپنے لگے صداے فریاد و نالہ مجروحان ہر طرف سے بلند ہوئی گھوڑوں کی گشت سے غبار ایسا اڑا کہ روئے آفتاب نظر سے نہاں ہونے لگا ایسی جنگ عظیم میں اہل اسلام دست غوغاے رعد آواز سے عاجز ہو کے ہزاروں زخمی ہوئے آخر اہل اسلام غوغاے رعد آواز سے عاجز ہوئے کیونکہ اس نابکار پر کوئی حربہ کسی کا کارگر نہیں ہوتا تھا وہ جس کو چاہتا تھا بضرب گرز قتل کرتا تھا اسی حالت میں بادشاہ لشکر اہل اسلام نے رنگ جنگ اچھا نہ دیکھ کر دست دعا سوئے فلک بلند کر کے تاج اپنے سر کا اپنے ہاتھوں پر رکھ کر یوں دعا کی کہ

قطعہ

اے قادر ذوالجلال از بہر قبول	اے دافع ہر بلا ز اولاد رسول
از دست عدو شدے تو و بلنگ مدام	ہم اکنون و ناچارم و مغموم و ملول

ابھی بادشاہ لشکر اہل اسلام بہ رجوع قلب و عاکر رہے تھے اشک آنکھوں میں تھے اکثر سرداران سپاہ آمین کہہ رہے تھے جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی غوغاے رعد آواز نعرے کر کے بضرب گرز اہل اسلام کو ہلاک کر رہا تھا کہ یکایک تیر دعاے بادشاہ لشکر اہل اسلام ہدف مراد تک پہونچا اور مسبب الاسباب نے سبب بہبودی اہل اسلام پیدا کیا یعنی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جو پردۂ قاف سے چلے تھے دیوان کا تخت اگلے سے نزدیک لشکر اہل اسلام لائے صاحبقران موصوف نے بلندی سے غوغاے رعد آواز کو اپنے لشکر پر حملہ آور دیکھ کر اور اپنے لشکر کو اس کے ہاتھ سے عاجز پا کر بادشاہ لشکر اسلام کو بھی مصروف دعا دیکھ کر برہم ہو کر وہیں سے اس طرح نعرہ کیا کہ او غوغاے رعد آواز مغرور و سرکش و بداندیش باش باش کہ ما رسیدیم دست خود را نگہدار از ما جنگ آزما شو یہ نعرہ صاحبقران سنتے غوغاے رعد آواز نے لڑائی سے ہاتھ روک کر سر اپنا سوئے فلک بلند کیا دیکھا کہ ایک تخت طلائی مرصع و جواہر کا ہے صاحبقران شادان فرحان بیٹھے ہیں پیچھے اُن کے خواجہ طیفور کرد بیٹھے ہیں دیو تخت اُٹھائے ہوئے اسی طرف لاتے ہیں یہ حال دیکھ کر متحیر ہوا دل میں کہنے لگا کہ ان دونوں کو تو دیو اٹھا لے گئے تھے امیدان کے آنے کی نہ تھی جاتے تھے کہ یہ دونوں دشمن جان و ایمان زندہ سلامت یہاں آتے ہیں یہ خیال کر کے کچھ قصد لڑنے کا کیا کہ اتنے میں صاحبقران موصوف نے بلندی سے فرمایا کہ او غوغاے رعد آواز او نامعقول ہاتھ اپنا جنگ سے نہیں روکتا لڑائی

باز نہین آتا یاد کر آٹھ روز قبل اس کے ہم سے تجھ سے اسی جگہ مقابلہ ہوا تھا عین مقابلہ و جنگ مین
پنجہ ہمکو اٹھا لے گیا تھا فضل خدا سے ہم پھر زندہ و سلامت یہانتک آ گئے ہین شرط انصاف یہ تھا اور
رسم بہادری کا بھی یہی ہے کہ پھر ہم سے مقابلہ کرے کیون ہمارے اہل لشکر سے ہماری موجودگی مین لڑتا
ہے کیسا بہادر ہے نامردون کی سی حرکت کرتا ہے تجھے شرم بھی نہین آتی ہے کہ اپنی حرکت کو چھوڑکر دوسرون
سے جنگ آزما ہوتا ہے عوج عاد سے رعد آواز یہ تقریر صاحبقران کی سنکے بجائے خود کہنے لگا کہ
واقعی صاحبقران سچ کہتے ہین وہ یہان آ گئے ہین ان سے لڑنا مناسب ہے یہ باتین دل مین کرکے اپنے گینڈے
کو روکا بلکہ جنگ سے ہاتھ روکا اہل اسلام نعرہ امیر سلامت از حد شادمان ہوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام
بھی بہت خوش ہوئے کیونکہ صاحبقران نہین آئے گویا مراد دلی بر آئی ابھی انتظار مین کہ اہل اسلام
خوش ہو رہے تھے عوج عاد سے رعد آواز نے جنگ سے ہاتھ روکا تھا لشکری بھی اس کے حکم سے
ہاتھ جنگ سے روکے ہوئے تھے کہ امیر با توقیر بالائے زمین تشریف لائے دیوون نے تخت ٹھہرا دی
صاحبقران زمین پر کہا پھر انھون نے کہا ہم کو اپنے شہر تک پہونچنے کی رسید یا رقعہ دے دیجیے
صاحبقران نے تخت سے اتر کر دیوون کو اپنے مہری رسید اپنے پہونچنے کی لشکر مین لکھدی دیو
وہ رسید و تخت لے کر سوئے قاف روانہ ہوئے ادھر بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران سپاہ
بصد خوشی صاحبقران سے ملے امیر نے بادشاہ لشکر اسلام کو سلام کیا بادشاہ نے جواب سلام
دے کر خیریت مزاج دریافت کی چھوڑ کر دیا سے جملہ عیاران لشکر اہل اسلام آکر ملے ہر ایک خوش
ہوا یہ تمام حال حسیون سیہ قبا نے اپنے قلعہ پر سے دیکھا رفقا سے اپنے کہا دیکھو جو دو دشمن ہمارے
اس لشکر مین تھے جن کو پنجہ لے گیا تھا پھر وہی دونون لوٹ کے یہان آ گئے نہین معلوم کیونکر زندہ یہانتک
آئے کہان تھے ان کو اٹھا کر لے گئے تھے ہم تو سمجھے تھے کہ اب یہ دونون گویا دنیا سے گزر گئے مگر پھر داخل
لشکر ہوئے خیر اجل ان کی ان کو یہان لے آئی ہے عوج عاد سے رعد آواز کے ہاتھ سے صاحبقران
کسی طرح جانبر نہ ہون گے کاش کہ یہ جہان کہین تھے وہان سے یہان نہ آتے تو ان کی جان بچتی یہان آئے
تو اب ضرور قتل ہون گے اجل ان کی یہان لے آئی ہے رفقا نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین کہ یہ
دونون دشمن حضور خود اپنے پاؤن سے مقام مرگ پر آ گئے ہین یہ معاملہ قضا ہے جہان جس کی قضا
ہو وہان پہونچکر اس کی اجل آتی تھی ابھی بادشاہ قلعہ سے رفقا سے ہم سخن تھے کہ عوج عاد سے رعد آواز
نے بڑھکر پکار کر کہا کہ اے صاحبقران جو کچھ آپ نے فرمایا اسے مین نے تسلیم کیا واقعی اثنائے
مقابلہ سے پنجہ آپ کو اٹھا لے گیا تھا ہم کو امید آپ کے آنے کی نہ تھی خیر اب آپ آ گئے ہین مین طبل
بازگشت بجوا کر جاتا ہون شب کو طبل جنگ بجوا کر صبح کو آپ سے مقابلہ کرون گا شرط انصاف یہی ہے
اسوقت آپ بھی دور سے آئے ہین اور دن بھی زیادہ آ گیا ہے اس وجہ سے اسوقت لڑائی موقوف
کی گئی ورنہ اسی وقت آپ سے جنگ آزما ہوتا یہ کہکے طبل بازگشت بجوا کر اپنے قلعہ مین مع اپنے
رفقا کے گیا اہل اسلام جنگا وستہ فروشگاہ سپاہ پر آ گئے صاحبقران نے دیکھا کہ میدان جنگ مین
کئی ہزار اہل اسلام گویا عہد شہادت شاہد پر فائز ہوئے ہین اور کفار بھی ڈیڑھ دو ہزار قتل ہوئے
ہین میدان مصاف مین انبار لاشون کے ہین یہ رنگ عرصہ جنگ دیکھ کر اہل اسلام کے قتل ہو جانیکا
رنج و افسوس کرکے حکم دیا کہ لاشے میدان جنگ سے اہل اسلام کے اٹھائے جائین موافق شریعت
ابراہیمی ان کو غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھکر دفن کیا جائے لازم حسب الحکم کاربند ہوئے

اسی طرح غوغاے رعد آواز نے بھی اپنے لشکر کے مقتول سواروں کو حرب گاہ سے اٹھوا کر
موافق اپنی ملت کے انہیں دفن کیا اس طرف غوغاے رعد آواز اپنے قلعہ داخل ہوکر
آرام پذیر ہوئے اس طرف صاحبقران موصوف اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے بادشاہ لشکر
اہل اسلام اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے اسی طرح ہر ایک سردار لشکر مرکب سے اترکر اپنے اپنے
خیمہ میں گیا سواران سپاہ بھی مرکبوں سے اترکر داخل خیام ہوئے جو مجروح تھے خاص صاحبقران
سے علاج ان کا ہونے لگا چونکہ تشریف آوری صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی خبر
مشہور ہوئی تھی ملکہ حسین گلگون قبا نے بھی سنی تھی کہ آج صاحبقران داخل لشکر ہوئے
ہیں یہ خبر سنکے خوش ہوئی تھی کیونکہ عاشق و مائل صاحبقران کی تھی اسی عالم خوشی میں واسطے اظہار
کرنے اپنی محبت و خوشی کے ایک محبت نامہ پوشیدہ طور سے باین عبارت صاحبقران کو تحریر
کیا بعد آداب و القاب کے لکھا کہ اے صاحبقران جب سے آپ کو یہ نجم اٹھا لے گیا تھا مجھکو نہایت
رنج و ملال تھا ہر وقت آپ کا خیال تھا پیدا ہوا اس محبت کا کہ جس وقت سے آپ کو دیکھا ہے ایک قسم کی
الفت پیدا ہوئی ہے اور آپ کو زہرہ نے اپنا اوپر مائل پایا ہے مثل مشہور ہے کہ دونوں جانب سے چاہ
ہوتی ہے اب جو آپ بخیر داخل لشکر ہوئے ہم کو بہت خوشی حاصل ہوئی مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ
نجم کون تھا اور کس کے پاس لے گیا تھا کہاں آپ اتنے دنوں تک رہے کس کے ہم نشین ہوئے
کس کے پہلو میں بیٹھے کس کی بزم میں رونق افروز رہے کس کو یہاں سے جا کر سرافراز کیا کوئی نئی
محبت کسی سے کی یا نیا کوئی چاہنے والا پیدا ہوا کچھ حال ظاہر نہوا ہمیں تو آپ نے یاد بھی نہیں کیا
اب آپ آئے ہیں دیکھئے کب یہاں قدم رنجہ کرتے ہیں ادھر بھی توجہ اب دیکھئے کس روز ہوتی
ہے زیادہ کیا لکھا جائے اس مضمون کا نامہ جب لکھا گیا ایک اپنے قدیم ملازم و خیرخواہ ہمراز کو دیکر
کہا کہ اس نامہ کو صاحبقران کے پاس لیجا تنہائی میں انھیں کو دینا ہماری طرف سے پیار کہنا و
تشریف آوری کی بھی دینا اگر وہ قبل دیکھنے اور پڑھنے اس نامہ کے تجھ سے دریافت کریں کہ یہ
نامہ کس کا ہے تو کہہ دینا کہ یہ نامہ ملکہ حسین گلگون قبا کا ہے جو دختر ہیں حسین سبز قبا بادشاہ
چار قلعہ کی وہ سمجھ جائیں گے پھر جو جواب وہ نامہ کا دیں اسے لے آنا لیکن یہ راز کسی پر ظاہر نہونے
پائے اس کا بہت خیال رکھنا اس ملازم نے نامہ لے کر عرض کیا حضور نے جو کچھ فرمایا ہے تابعدار
اسی طور سے حکم کی تعمیل کرے گا یہ عرض کرکے وہاں سے سوئے لشکر اسلام آیا کسی اہل لشکر سے
بارگاہ صاحبقران دریافت کرکے بہت ہوشیاری سے در بارگاہ تک آکے ستا بارگاہ میں
پاس اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ صاحبقران تنہا تشریف رکھتے ہیں کسی فکر میں ہیں ملازم مذکور نے
باادب سلام کرکے وہ نامہ دیا صاحبقران نامہ لے کر لفافہ کو چاک کرکے مضمون نامہ سے آگاہ
ہوکر پشت نامہ پر فقط یہ عبارت جواب نامہ میں تحریر کی کہ اے ملکہ ابھی تو ہم داخل لشکر ہوئے ہیں
اسوقت کچھ امور ضروریہ میں فکرمند ہیں جواب حرف بحرف نہیں تحریر کر سکتے ہیں الا جواب
تمہارے نامہ کا دیں گے ہمیں تمہارا خیال ہے یہ عبارت لکھکر اسی ملازم نامہ کو دیا وہ ملازم جانے لگا
صاحبقران نے بطریق انعام اسے زروجواہر دیا وہ خوش ہوکر سلام کرکے جلد بارگاہ سے نکل کر
جانب ملکہ روانہ ہوا بعد قطع راہ خدمت ملکہ میں پہونچا نامہ دے کر تمام حال جو دیکھا تھا بیان کیا ملکہ
جواب نامہ پڑھکر خوش ہوئی گویا کہ مراد کا پیمانہ پر ہوا [illegible] خوشی [illegible]

دو رہوا یہان تو باغ مین اپنے ملکہ حسین گلگون قبا خوش و مسرور بیٹھی ہوئی تھی گرد مجلسین
بیٹھی تھین چلبلین آپس مین ہو رہی تھین وہان قلعہ مین اسی وقت مہتر سیاک رو نے حسین
سبز قبا اپنے بادشاہ کو تنہا بیٹھا ہوا دیکھکر تخلیہ پا کر بعد سلام کرنیکے عرض کیا کہ فدوی اسوقت کچھ
عرض کیا چاہتا ہے شاہ مذکور نے کہا کہ اے مہتر سیاک رو بیان کرو اُس نے عرض کیا کہ اے بادشاہ
جمجاہ ایک روز فدوی نے زبانی نرگس رفیق ملکہ گلگون قبا کی سنا کہ ملکہ صاحبقران
پر مائل ہین اُن کے عشق مین مبتلا ہین جس روز سے بنجہ اُن کو اٹھا لے گیا ہے اُن کو ایسا صدمہ ہے کہ ہنسنا
بولنا چھوڑ دیا ہے بلکہ آب و غذا مین بھی بہت کمی کر دی ہے چہرہ اداس ہے اشک آنکھون مین ہین رنگ چہرہ
فرط الم مفارقت صاحبقران سے زرد ہو گیا ہے کیونکہ جب وہ لشکر مین تھے اُن کو کسی طور سے
دیکھکر دل کو خوش رکھتی تھین جس وقت سے وہ لشکر مین نہین پہنچے اُن کو اٹھا لے گیا اسوقت سے ملول
و حزین ہین اسے بادشاہ عالی جاہ یہ حال حضور سے فدوی نے بیان کر دیا ہے اس بارے مین جو مناسب
ہو وہ حضور کرین یہ عرض کرکے مہتر سیاک رو تو اپنے خیمے مین چلا گیا حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ
نے یہ سنکر اسی وقت اپنی دختر کو طلب کیا ملازمان شاہی در باغ پر آئے اور عرض کیا اسے ملکہ عالم
چلیے آپکے والد نے آپکو یاد کیا ہے ملکہ مذکورہ بعد خوشی بیٹھی تھی اپنے باپ کے طلب کرنے سے
مسرور ہوکر فی الفور محافے مین سوار ہوکر داخل قلعہ ہوئی سامنے اپنے باپ کے جاکر جھک کے سلام
کیا شاہ [illegible] قلعہ نے حسین سبز قبا نے اپنی دختر کے چہرے پر بغور نظر کی مطلق آثار رنج و غم
چہرے پر نہ پاکر کچھ خیال کر کے کہا اسے دختر ہم نے فقط دیکھنے کو تمھین بلایا تھا اب تم قلعہ مین رہا کرو
باغ مین رہا کرو [illegible] اوقات تمھارے دیکھنے کو دل چاہتا ہے ملکہ نے کہا کہ اب یہان موافق آپکی ارشاد
کے قلعہ مین رہونگی باغ مین نہ رہونگی ملکہ تو اب قلعہ مین ہے صاحبقران اپنی بارگاہ فلک فرسا مین
ہین لیکن اب دو کلمہ داستان عوج غازے رعد آواز کے بیان کیے جاتے ہین کہ وہ نابکار سیہ درون جو
میدان کارزار سے طبل بازگشت بجوا کر اپنے قلعہ سرخ مین آیا بعد تھوڑی دیر کے اس نے حکم دیا
کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگی پر چوب لگائی جائے کل ہم سر میدان صاحبقران سے مقابلہ کرینگے
ہنگام [illegible] ملازمون نے حسب الحکم طبل جنگ بجایا جب صدا سے طبل جنگ بلند
ہوئی جو ہرکارہ لشکر اہل اسلام کے برائے خبر رسانی مقرر و معین تھے انھون نے بخوبی خبر سے
آگاہی حاصل کرکے جلد تر جاکر خدمت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین پہونچکر حسب
قاعدہ یاد سب تمام رسمی اوصاف و ثنا و دعا وغیرہ کرکے خبر طبل جنگ بجوانے عوج غازے رعد آواز
کی بیان کر [illegible] کہ بمصداق نظم

وآن [illegible] که چو [illegible] ستاره را
[illegible] عقل اختیار
وانرا که [illegible] گل شگفت
[illegible] و غبار
[illegible] از کس ندید یار
[illegible] قرین فلکی شکار
پیش از طلوع کوکب عدل تو آسمان

آن بحر مکرمت که ز امداد فیض تو
هموارہ گرد مرکز حکمت بود مدار
آنرا که در تربیت تو عزیز کرد
دوران روزگار نیارد نمود خوار
آنکس که یکدم از پی عصیان [illegible]
بر ابلق زمانه بدین جلوه سوار
[illegible]
هرگز [illegible] منتظم نشناختست از یسار

دائم غریق نعمت تو هست روزگار
چون مشتبه بود جهت کعبهٔ نجات
اجرام آسمان نتوانند کرد خوار
اے ملکے که راسے تو [illegible]
تا تیغ صورت [illegible] زحمت کار
[illegible] دست [illegible] رونق [illegible]
خورشید [illegible] لے تو نقدیست کم عیار
در سلک [illegible] بود شبنم [illegible] گهر

در بابِ مُلک بود که و همسر خسیار
تار و زگار خطبهٔ اقبال تو نخواند
کس از درون پردهٔ تقدیر بیت بار
جاه تو ہیچ دولت فردوس بے زوال

زان نقطه بارگار جهان انتظام یافت
ممکن نبود عدمه شعر پرده ور انتشار
دوران دولت تو که نظم جهان درست
محکم تو ہیچ درست افلاک بے شمار

کاندر پناه جاه تو آمد به زینهار
تا از برائے نظم ممالک درین جهان
با داتو نظم مسند ابدالدهر پایدار

اسوقت غوغاسے رعد آوار بانی فساد و بداندیش نے اپنے لشکر مین طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُس عدوے قوی کا یہ ہی کہ صبح کو آگے میدان جنگ مین شعلہ آتش جنگ بلند کرے باقی خیریت ہی صاحبقران موصوف نے خبر نواخت طبل جنگ سنکے توکل بخدا کرکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجایا جاے نقارہ جنگی پر چوب لگائی جاے ذات خدا سے امید قوی ہی کہ وہ ہم کو اوپر غوغاسے رعد آوار کے غالب کرنے گا ان ہرکارون نے نقارخانے مین جاکر حاکم صاحبقران سے نقارچیون کو آگاہ کیا انھون نے حسب قاعدہ قدیم چوب اٹھاکر بسم اللہ تا آخر زبان پر جاری کرکے نقارے پر چوب لگائی صداے نقارہ بلند ہوکر گوش تک سب اہل لشکر کے پہنچی واسطے صداے نقارہ حربی سنکے آگاہ ہوگئے کہ صبح کو پھر غوغاسے رعد آوار سے مقابلہ صاحبقران ہوگا یہ سمجھکر اُسیوقت سے درستی آلات حرب وضرب مین مصروف و مشغول ہوئے بہادران لشکر اپنی تلوارون پر صیقل کرنے لگے تیرانداز تیر وکمان حسب دلخواہ تیار و درست کرکے ترکشون مین بھرنے لگے کمانین جو ناقص ہوگئی تھین ان کو بھی درست کرنے لگے نیزہ دار اپنے نیزون کو دیکھنے بھالنے مین مصروف ہوئے اسی طرح ہر ایک سردار و سوار و پیادہ سامان جنگ و جدال کرنے لگا جانب غوغاسے رعد آوار بھی سامان لڑائی کا ہونے لگا بہادرون نے اگرچہ وقت شب تھا خواب و راحت و آرام سے دست بردار ہوکر درستی آلات حرب وضرب مین بیداری اختیار کی اُس شب کو بھی حسب قاعدہ بادشاہ لشکر اہل اسلام بارگاہ فلک فرسا سے برآمد ہوکر دربار دربار مین تشریف لاکر بالاے تخت حکومت جلوہ فرما ہوئے جملہ سرداران دست یمین و یسار و اہل دربار بعد تعظیم و تکریم بقاعدہ آداب و تسلیم بجالاکے پھر اپنے اپنے دنگل اور کرسی وغیرہ پر علے قدر مراتب بیٹھے اس اثنا مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بھی اپنی بارگاہ فلک جاہ سے برآمد ہوکر دربار مین تشریف لاے طیفور کرد پا بھی ہمراہ رکاب تھا ہر ایک سردار واسطے تعظیم صاحبقران ممدوح کے سروقد اپنے دنگل اور کرسی وغیرہ سے اٹھا یہان تک کہ خود بادشاہ لشکر نے بھی کسی قدر تخت سے اٹھکر تعظیم کی پھر ہر ایک سردار سپاہ دست راستی و چپی نے بادشاہ صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران جواب سلام دے کر اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے خواجہ طیفور کرد پا بھی اپنی جگہ پر بالاے کرسی بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے صاحبقران کی جانب نظر کرکے دست حنائی صاحبقران کے ملاحظہ کرکے متبسم ہوکے مزاحا فرمایا کہ آج تو رنگ خوشی و شادی سر دست آپکے دست حنائی سے ہویدا ہی کیا رنگ دست حنائی ہی کہ پنجہ مرجان بھی اس رنگ شوخ سے شرمگین ہی شوخی حناے دست شاہد ہی کہ فی الحال کوئی خوشی عشرت حاصل ہوئی ہی پوشیدہ طور سے کوئی شادی و عقد کیا گیا ہی مگر چھپانے سے کوئی امر چھپ نہین سکتا ہی بلا وہ دست حنائی کے لباس بھی آپکا گواہی شادی دیتا ہی عطر عروس و سہاگ سے معطر ہی عرق تن سے بھی بو سے ہم آغوشی عروس نو آتی ہی خدا مبارک و ہمایون کرے اگرچہ ہماری شرکت اس شادی مین نہوئی اور ہمین آگاہی

ہوئی صاحبقران نے سر جھکا کر با ادب عرض کیا کہ ارشاد آپ کا بجا ہے خوشی تو ضرور ہوئی ہے اور شادیہ
شادی سے رنج اور اپنا دکھایا ہے ظاہر امر خوشی ہوا ہے لیکن اسوقت بوجوہ مفصل عرض کرنا اس کا مصلحت
نہیں ہے بعد اس کے عرض کیا جائے گا پھر بادشاہ لشکر نے پوچھا کہ اسوقت میں تلواریں آپ کی زیب کمر
ہیں ان میں سے دو تلواریں ایسی ہیں کہ ان کے قبضوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تلواریں بہت ہی الحال
دستیاب ہوئی ہیں اور ایک لوح بھی آپ کے گلے میں ہے یہ سب اشیا کہاں سے اور کیونکر ہاتھ لگیں
صاحبقران نے عرض کیا کہ حال ان تلواروں کا اور اس لوح کا بھی یکسب قلم آپ پر ظاہر ہو جائے گا
بالفعل عرض نہیں کر سکتا بادشاہ لشکر یہ تقریر صاحبقران کی سنکے خاموش ہوئے پھر اہل دربار سے
جو بادشاہ اور شاہزادے معزز و مکرم و ذیجاہ تھے انھوں نے بھی عنوان شائستہ صاحبقران
کو مبارکباد شادی خانہ آبادی کی دی صاحبقران مسکرائے پھر رعب و آداب بادشاہ لشکر اسلام سے
کسی نے کچھ تقریر نہ کی سب اعلیٰ و ادنیٰ خاموش بیٹھے رہے اسی طرح پیشتر اور برابر والے و دیگر
عیاران لشکر نے بھی خواجہ طیفور گرد پا کے دست حنائی پر نثار کرکے کہا مبارکباد ہو سر دست کوئی
شادی ظہور میں آئی خواجہ نے کہا کہ ہاں اس شادی میں محتاج ہو گیا جو کچھ زر و جواہر وغیرہ میری زنبیل
میں تھا وہ سب اسی شادی میں صرف ہو گیا بلکہ لاکھوں روپیہ کا قرضدار ہو گیا ہوں بڑی قسم سے کچھ نہیں ہے
زنبیل میری خالی ہو گئی خاک اڑنے لگی ایک کوڑی بھی زنبیل میں باقی نہیں ہے اس شادی میں میری تباہ برباد
ہو گیا سچ تو یہ ہے کہ یہ شادی باعث حسرت و بربادی ہوئی مجھے اس شادی کی خوشی نہ ہوئی بلکہ رنج ہوا
اب فکر یہ ہے کہ جو روپیہ شادی میں صرف ہو گیا وہ تو ہو گیا قرضداروں کو زر قرضہ کیونکر دوں گا ہاں
اگر آپ لوگ میرے قرضہ کی ادائگی چاہیں گے اور علیٰ قدر مراتب مجھے دیں گے لہذا فی شخص ہزار پائی
کے تو البتہ وہ سات آٹھ لاکھ روپیہ ادا ہو جائے گا یہ تقریر خواجہ کی سنکے وہ لوگ بہت مسکرائے اکثر
ہنسے اور کہا کہ اے خواجہ آپ اپنے قرضداروں کی طرف سے تردد نہ کیجئے انشاء اللہ قرضہ ادا ہو جائے گا
ہم سب کوئی فکر کریں گے خواجہ ان کی تقریر سنکے چیں بجبیں ہو کے کہنے لگے کہ تم سب کی عجب باتیں ہیں
کہتے ہو کہ ادائے قرضہ کی فکر کی جائے گی نہیں معلوم کب کی جائے گی فی الحال تو مہاجن جن سے روپیہ
قرض لے کر شادی میں صرف کیا ہے وہ تقاضائے شدید کرتے ہیں عدالت مجاز میں نالش کرنے کو کہتے ہیں
میرے گرفتار کرنے اور قید کرانے کی تدبیریں کر رہے ہیں جو کچھ فکر و تدبیر تمہیں کرنا ہو ابھی کرو روپیہ
ایک جگہ جمع کر دیں وہ سب روپیہ اس قرض کی ادائی میں دیدوں آبرو و عزت اپنی ان مہاجنوں
سے بچاؤں شاگردوں وغیرہ نے خواجہ کی تقریر کو قبول کر کے کچھ روپیہ سب نے جمع کیا پھر خواجہ
کے حوالے کیا خواجہ نے وہ سب زر کثیر نذر زنبیل کر کے اپنے پاس جمع کر کے کہا کہ اب کسی روز ان
مہاجنوں کو یہ روپیہ جاکر دیدوں گا وہ سب خواجہ کی باتوں پر ہنسے اور سمجھ گئے کہ ہم ہمیشہ ان کی
ایسی ہی باتیں سنا کرتے ہیں الحاصل وہ شب انھیں باتوں میں اور طبل جنگ بجنے میں قریب نصف
کے گذر گئی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار سپاہ دربار سے اٹھکر
اپنی اپنی بارگاہ و خیمہ میں گیا صاحبقران اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے طیفور گرد پا اپنے خیمے میں
جاکر راحت پذیر ہوا جب وہ نصف شب بھی گذر کر سحر ہوئی سفیدۂ سحری آسمان پر نمودار ہوا سیارے
شب دور ہونے لگے موذن اذان دینے لگے ہر طرف سے صدائے اللہ اکبر آنے لگی مرغان خوش الحان
بھی ہم آواز سحر خوانی پر چہچہانے لگے اپنی زبان میں حمد و ثنائے خالق ارض و سما کرنے لگے سیارے

اور ستارے نہان ہونے لگی روشنی صبح دمبدم بڑھنے لگی ماہتاب کے چہرے پر اُداسی ظاہر ہوئی
یعنی نوری پنج اُس کے چہرے سے پیدا ہوئی رنگ فلک بدلنے لگا تاریکی مبدل بہ روشنی ہونے لگی
عابد و زاہد و عبادت گذار پابند نماز پنجگانہ حکم خالق یگانہ سے براے اداے نماز سحر اپنے اپنے بستر
خواب سے جلد جلد اُٹھے طہارت وضو کرکے جانمازوں پر روبقبلہ کھڑے ہوکر بعد اذان و اقامت
تکبیرۃ الاحرام کرکے قرأت سورۂ فاتحہ وغیرہ سورتوں میں برجوع قلب مصروف و مشغول ہوئے
رکوع و سجود بجا لاکرکے پھر ایستادہ ہوکے رکعت دوم بھی بطریق رکعت اول پڑھکر قنوت پڑھنے
سے فارغ ہوکے پھر رکوع و سجود بجا لاکر تشہد پڑھکر سلام پھیر سے معینہ و مقررہ پہر نماز کو ختم و تمام کرکے
اور اوراد و وظائف میں مصروف ہوئے اکثر تسبیحات اربعہ پڑھنے لگے لشکر اہل اسلام میں جملہ اہل اسلام
بہنگام سحر بیدار ہوئے بعد وضو آمادہ اداے نماز ہوئے اسی اثنا میں صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ بھی بیدار ہوکر باوضو اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سرداران
فوج اسلام نے بادب تمام سلام کیا صاحبقران ممدوح نے جواب سلام دیا پھر موذن نے
اذان بخوش الحانی دی بعدہ ایک مرد دیندار نے اقامت کہی صفیں آراستہ ہوئیں نماز بجماعت
ہوئی جملہ اہل لشکر نے نماز سحر بجماعت پڑھی بادشاہ لشکر اسلام نے بھی برجوع قلب فریضہ سحری
ادا کیا پھر خالق کونین سے دست بدعا ہوئے مطالب دینی و دنیوی کے واسطے دعا کی علے الخصوص
واسطے فتح و ظفر کے خداوند عالم و عالمیان سے دعا کی اسی طرح صاحبقران و جملہ اہل اسلام نے
جو اُسوقت وہاں موجود تھے اپنی اپنی اجراے حاجات اخروی و دنیوی کے لئے خدا سے دعا کی بعد
اداے نماز سحر صاحبقران نے حکم دیا کہ سب مسلح ہوں حسب الحکم جملہ اہل اسلام زرہ و جوشن
و چار آئینہ سے مزین ہوکر مسلح ہوئے صاحبقران موصوف بھی بعد اداے وظیفہ مسلح ہوکر منتظر
تشریف آوری بادشاہ لشکر در دولت ہمراہی جملہ سرداران لشکر ٹھیرے یکایک پردہ بارگاہ اٹھا
سب نے دیکھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام عالی مقام تاج شاہی بر سر قباے فرمانروائی در بر بصد
سطوت و صولت و شان و شوکت بالاے تخت بیٹھے ہوئے نمودار ہوئے کہاریان نوجوان و خوبصورت زرنگین
لباس تخت اپنے کاندھوں پر رکھے ہوئے تا در دولت آئیں کہار جو وردیاں نفیس و نوبانات کی پہنے
ہوئے موجود تھے انھوں نے کہاریوں سے تخت زریں مذکور کو لیکر اپنے دوش پر رکھا نقیبوں نے
باواز بلند پکار کر کہا کہ ظل اللہ دین پناہ کی عمر و دولت و اقبال ترقی پذیر ہو دشمن مقہور ہونگے روبرو
بادشاہ نے نظر اُٹھائی صاحبقران وغیرہ جملہ سرداران لشکر نے موافق قاعدہ بادب سلام کیا شاہ
ممدوح نے بایما و اشارہ سلام لے کر اشارہ سوار ہونے کا کیا صاحبقران ذیشان بسم اللہ پڑھکر اسپ
پر سوار ہوئے پھر جملہ سرداران سپاہ اپنے اپنے مرکب پر بسم اللہ کہکر سوار ہوئے بعد ازان جملہ سواران
لشکر گھوڑوں پر سوار ہوئے نقارے پر چوب پڑی نقیبوں نے صداے دورباش بلند کی سواری
بادشاہ بکر و فر ہمراہی تمام لشکر جانب عرصہ کارزار خراسان خراسان روانہ ہوئی اُسوقت سواری
بادشاہ کا سوئے حربگاہ کا بایں کر و فر جانا آفتاب عالمتاب کا جانب مشرق سے کچھ کچھ ظاہر ہونا تاروں
کا نہان ہونا نسیم سحری کا چلنا سبزہ زاران میں سبزہ شاداب کا لہلہانا طائران خوش الحان کا نغمے کرنا بلبلوں کا
چہکنا پپیہے کا بولنا کوئل کا کوکو کرنا گل خودرو کا میدان میں شگفتہ ہونا وہ ان کی بہار وہ اوس کی تراوش
وہ سہانا وقت وہ غول غول گروہ گروہ خیل خیل ذیل ذیل بادب قاعدہ اہل لشکر کا جانا وہ درمیان

حلقہ بردار ان سپاہ کے تخت بادشاہ ممدوح کا ہونا اقبال دیدنی تھا جب اس طرح سواری مثل باد بہاری کے میدان جنگ مین پہونچی حکم بادشاہ سے شوری ہنوز بادشاہ دین پناہ جنگگاہ مین پہونچے تھے کہ سامنے در قلعہ سرخ کھلا سپاہی دیکھا کہ غول غول نعرہ آواز مسلح ومکمل بصد غرور ونخوت گرگدن پر سوار آگے آگے پس پشت اُس کے چالیس ہزار سوار آزمودہ کار ظاہر ہوا بعد قطع راہ میدان جنگ مین مقابلہ لشکر اہل اسلام آکر ٹھہرا اُسوقت حکمت عُز نما سے نعرہ آواز وصاحبقران ذیجاہ سرافراز کے بیلچہ بردار وتبر دار دونون لشکرون سے باہر نکلے اُنھون نے زمین پست وبلند کو ہموار کیا جھاڑی جھنڈی کو عرصہ کارزار سے دور کیا زمین ناہموار کو ہموار کیا بعدہ دونون سمت سپاہ سے سقے مشکین پُر آب اپنے دوش پر رکھے ہوئے میدان جنگ مین آئے اُنھون نے اسقدر آب زمین پر چھڑکا کہ زمین عرصہ مصافہ سرد وتر ہوگئی گرد وغبار دور ہوا پھر بیلچہ بردار اور سقے میدان سے چلے گئے اور دونون لشکرون مین صف آرائی ظہور مین آئی میمنہ میسرہ ساقہ کمین گاہ قلب وجناح ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ ہوا قلب لشکر مین مانند دل بادشاہ لشکر اسلام کا قیام ہوا صاحبقران بعدہ سپہ سالار ہی چالیس قدم آگے صفوف لشکر کے زیر سایہ علم کہ یوسف مصری علمدار لشکر نے کھولا تھا کھڑے ہوئے علم مذکور سے کہ سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران پیدا ہوئی پھر ہر سے سے اُس کے بوئے عنبر ومشک آنے لگی تمام عرصہ نبرد خوشبو سے معطر ہوگیا میدان کارزار بوئے خوش سے بس گیا سوائے علم مذکور اور بھی علمدارون نے اپنے اپنے لشکر کے علمون کو جلوہ دیا جملہ علمہائے لشکر اہل اسلام وا ہوکر سربلند ہوئے پھر ہر سے ہوا سے حرکت مین آنے لگے جنگی باجے ہر ایک گروہ اور ہر ایک غول مین سپاہ کے بجنے لگے جب شور وخروش باجون کا موقوف ہوا دونون لشکرون سے نقیبان خوش آواز دکرکیت نکل کر میدان مین آکر جوانان سپاہ کو لڑنے پر اس طرح آمادہ کرنے لگے کہ بمصداق نظم

دنیا مین نہین تمہارا ہمسر　　تم سب ہو بہادر و دلاور
اب تم سے نہو وہ کام کرنا　　ایسے نامور ہو وہ نام کرنا

دیکھو آج عرصہ کارزار مین حریفون سے سامنا ہے اپنی اور اپنے جد وآبا کی عزت وآبرو کا خیال رکھنا دلیرانہ آگے ہی قدم بڑھانا پیچھے قدم نہ ہٹانا سر میدان عزت وآبرو کھونا بہادرون مین ذلیل ورسوا نہ ہونا برائے امید حیات چند روزہ عرصہ جنگ سے بخوف قتل راہ فرار اختیار نہ کرنا دنیا بے ثبات ہے اہل دنیا یہی جانین اجل سے کسی کو گریز نہین ہے مرنا ایک روز ضرور ہے خواہ حضر ہو یا سفر ہو کہین ہو کوئی قضا سے بچ نہین سکتا دست قضا سے گریز ممکن نہین غور تو کرو تمہارے آبا واجداد جو نامی ونامور شجاع وبہادر تھے وہ آج کہان ہین کچھ بھی اُن کے نام ونشان ہین دنیا سے سوئے عدم چلے گئے زیر خاک نہان ہوگئے اب تم اُن کو اپنی زندگی مین دیکھ بھی نہین سکتے وہ اب تمکو نظر آ نہین سکتے اجل کے مارے ہوئے گوشہ ہائے لحد مین پڑے سوتے ہین ایسے غافل ہین کہ اگر اُن کو پکارین تو وہ جواب نہ دین خواب غفلت سے ہوشیار ہون مثل اُن کے تم کو بھی مرنا ہے دنیا سے سوئے عدم جانا ہے مناسب ہے کہ انسان دنیا مین ایسے ایسے کارہائے نمایان کر جائے کہ بعد مرگ اہل دنیا اُسے ہمیشہ یاد کرین پس تم سب بھی بہادر ودلاور رہو مثل اپنے جد وآبا کے شجاع وبہادر ہو آج وہ بہادری اپنی سب کو میدان کارزار مین دکھانا کہ دیکھنے والون کو حیرت ہو جائے اخبار مین اہل اخبار تمہاری بہادریان درج کرین شہرہ تمہاری دلاوری کا دور دور ہو جائے دنیا مین شجاع وبہادر مشہور ہو جاؤ اپنے دشمنون سے منہ نہ پھیرنا دلیرانہ شیرانہ

لڑنا دیکھو آج روز امتحان جرأت و ہمت ہے یہ زمین میدان جنگ ایک کسوٹی ہے مرد و نامرد کی پہچان
کی لہذا ثابت قدمی اختیار کرنا خیال رہے کہ میدان رزم سے قدم ہٹنے نہ پائے ورنہ آبرو جاتی رہیگی
مردون مین شمار تمہارا نہوگا بزدل و نمک حرام کہلاؤگے اگر اپنے آقا و خداوند نعمت کی رفاقت و
نصرت سے ہاتھ اٹھاؤ آبرو گئے پھر آبرو نہین ملتی پھر دست یاب نہین ہوتی ہے لازم ہے کہ کود لیرانہ
لڑنا جرأت و شجاعت اپنی دکھانا بڑھ بڑھکر حریفون کو تلوار رگانا شیرانہ نعرے کرنا زخمی کرنا خود بھی زخمی
ہوکر بہادرون مین سرخ رو ہونا اگر نصیب دشمنان دست حریفون سے قتل بھی ہوجاؤگے تو شہید
دنیا مین بہادر کہلاؤگے اہل دنیا ہر ایک انجمن و بزم مین تمہاری بہادری بیان کرینگے اور اگر تم منصور
اپنے فتحیاب ہوئے تو علاوہ آبرو و عزت کے اپنے مالک و آقا سے خلعت و انعام کثیر پاؤگے عہدے
تمہارے بڑھینگے اہل دنیا تم کو بہادر کہینگے غرضکہ ثبات قدمی جنگگاہ مین ہمہ تن تمہاری خوبی
ہے اور جنگگاہ سے بھاگنا معیوب ہے کہ ہمارے نزدیک حیات چندروزہ کے واسطے خوف قتل سے
طریق فرار پسند نکرنا آگے تمکو اختیار ہے + بر رسولان بلاغ باشد و بس + یہ کہکے نقیب اور کرکیت وسط
میدان جنگ سے علحدہ ہوئے بلکہ میدان جنگ سے چلے گئے اسوقت کا سناٹا وہ جملہ جوانون کا
خاموش ہوکر گوش دل تقریر نقیبان سنکے جوش شجاعت مین آنا اکثر بہادرون کا نیامون کو توڑکر
پھینک دینا تلوارون کو علم کرکے ارادہ کرنا کہ دلاورانہ صف لشکر عدو پر حملہ کرکے اعدا کو درہم و
برہم کردین بلکہ سب کو تہ تیغ کرین دلیری اپنی دکھائین بڑھ بڑھکر تلوارین لگائین دشمنون کو دونیم
کرکے مرکبون سے گرائین اپنی شجاعت دکھائین جد و آبا کے نام روشن کرین معرکہ جنگ مین سرخ رو
ہون زخمی ہوکر خون مین نہائین معرض امتحان مین آئین ابھی دونون لشکرون سے کوئی بہادر
میدان جنگ مین نہ نکلا تھا ہر ایک دلاور ارادہ صف لشکر سے نکلنے اور لڑنے کا کررہا تھا مرنے کو
جنگگاہ مین زندگی پر ترجیح دے رہا تھا کہ یکایک غوغا سے رعد آواز اپنے کرگدن کو چھیڑکر میدان
مصاف مین آکر باواز بلند پکارا کہ اے صاحبقران آؤ مجھ سے مقابلہ کرو اسی روز تو نے نام جنگ تم کو
پنجہ اٹھا لے گیا تھا میرے دست سے بچکے قتل نہوئے آج ضرور قتل کرونگا ہیں تاخیر نکرو جلد آکر
مجھ سے مصروف جدال ہو تم نے کل وعدہ مجھسے لڑنے کا کیا تھا آج آئے وعدے کو ایفا کرو یہ کہکے
خاموش ہوا ادھر صاحبقران نے مرکب اپنا بڑھایا روبروئے بادشاہ آکر اجازت جنگ طلب کی
بادشاہ نے فرمایا چاہیئے حوالہ خدا کیا امیر باتوقیر نے اجازت جنگ حاصل کرکے رخ اپنا سوئے حریف
کیا اسوقت علموت کو علمدارون نے از سر نو جلوہ دیا لشکر اہل اسلام مین نقارہ شادیانہ بجنے لگے بادشاہ
لشکر و جملہ سرداران نامور براے فتح صاحبقران دل سے دست بدعا ہوئے صاحبقران نے
اثناء راہ مین اسی لوح طلسمی پر جو قبر فہیم عالی سے دستیاب ہوئی تھی یہ عبارت لکھی دیکھی کہ غوغا سے
رعد آواز سے کیونکر لڑنا چاہیئے اور کیونکر اس کو قتل کرنا چاہیئے لوح نے ہدایت کی کہ اے
صاحبقران یہ اسم الہی جو گوشہ لوح پر ہے اس کو سات مرتبہ پڑھکر اوپر اپنے دم کرلو پھر کہتا اس
اسم اعظم الہی کے غوغا سے رعد آواز کے نعرہ و صدا سے تم بیہوش نہوگے اور اسی اسم اعظم
باری کو تین مرتبہ اپنی شمشیر سنہری قبضہ پر پڑھکر پھونک لو ہنگام ضرب عدو دو ٹکڑے ہو جائیگا یہ حکم
لوح سے پاکر تعمیل ہدایت لوح کرکے جلد مرکب کو جولان کرکے روبرو غوغا سے رعد آواز کے
جاکر مرکب کو روکا طیفور کھڑا کردیا عقب صاحبقران کھڑا ہوا غوغا سے رعد آواز نے صاحبقران

سے کہا کہ میرے نزدیک مناسب ہی کہ آج اپنے دل کا حوصلہ نکال لو جو حربہ لگانا منظور رہو مجھ پر لگالو حسرت ضرب لگانے کی دنیا سے نہ لے جاؤ میرے ہاتھ سے جانبری دشوار ہی ضرب سے میری زندہ نہ ہوگے صاحبقران نے جواب دیا اے غوغائے رعد آواز یہ قاعدہ ہم اہل اسلام کا نہین ہی کہ پہلے اپنے دشمن پر ضرب لگائین تو کوئی ضرب لگا اگر خدا نے تیری ضرب گرز یا تلوار سے ہمین بچایا تو ہم بھی تجھپر ضرب شمشیر لگائینگے یہ سنکے اُس نے موافق قاعدہ دستور اپنے کے پہلے نعرہ کیا صاحبقران کو اُسکے نعرہ کرنے سے بہ برکت اُنہی اسم اعظم الٰہی کے کچھ بھی ضرر نہ پہونچا بیہوشی و غفلت نہوئی بعد نعرہ کرنے کے غوغائے رعد آواز نے اپنے گرز کو گردش دیکر سر صاحبقران پر مارا ادھر صاحبقران نے اُس کی ضرب گرز کو اپنے گرز پر روکا اور گرز غوغائے رعد آواز بالا سے گرز صاحبقران جو پڑا وہ عظیم و مہیب صدا پیدا ہوئی کہ پناہ بخدا سننے والون کے گوش گویا کر ہوگئے پردہ گوش پھٹ گئے زمین تھرائی پانون مرکب کے گھٹنون تک زمین مین غرق ہوگئے غبار عظیم بلند ہوا اُس غبار مین صاحبقران پنہان ہوگئے بادشاہ لشکر و جملہ سرداران سپاہ وغیرہ اہل اسلام کو سخت تردد ہوا ادھر غوغائے رعد آواز نے ضرب گرز لگاکر اپنے دل مین یقین جان کر کہ صاحبقران ہلاک ہوگئے ہون گے استخوان اُن کے ریزہ ریزہ ہوگئے ہون گے بلکہ پیوند خاک ہوگئے ہون گے مرکب بھی اُن کا مرگیا ہوگا راکب و مرکب کا نام و نشان بھی نہوگا باواز بلند پکار کر کہا کہ اے بادشاہ لشکر اسلام و اے سرداران سپاہ اسلام و اے طیفور گردپا اندر اس غبار کے دیکھو تو کہ صاحبقران کا کیا حال ہوا ڈھونڈھو کوئی استخوان اُن کا ملتا بھی ہی یا نہین آج مین نے وہ ضرب گرز لگائی ہی کہ قبل اس کے کبھی کسی پر اس زور سے ضرب گرز نہ لگائی تھی یقین ہی کہ وہ مع مرکب نیست و نابود بلکہ پیوند خاک ہوگئے ہون گے ذرا اُن کی آکر خبر لو لاش اُن کی تمکو ہرگز نہ ملے گی کہ تم اُن کو دفن کرو میرے گرز گران نے اُن کو زمین مین ایسا دفن کیا ہی کہ سرمہ سا کرکے اُن کو خاک مین ملا دیا ہی اب تم کو اُن کے دفن کرنے کی بھی ضرورت نہین ہی تم کو اُن کی دلاوری پر بہت ناز تھا اُن کا غرور پست ہوگیا میری ضرب گرز سے وہ خاک کے پیوند ہوگئے غربال سے چھانو گے تو ریزہ ہاے استخوان بھی اُن کے نپاؤگے یہ کلمات غوغائے رعد آواز کے سنکے بادشاہ لشکر و جملہ سرداران لشکر اہل اسلام از حد متردد ہوئے اکثر سواران لشکر آبدیدہ ہوئے سب نے ارادہ کیا کہ آگے بڑھکر حال صاحبقران مشاہدہ کرین لیکن سب کے پہلے طیفور گردپا نے چھاگل پر آب زنبیل سے جلد تر نکال کر پانی اس قدر چھڑکا کہ وہ گرد و غبار دفع ہوا دیکھا کہ صاحبقران زندہ و سلامت ہین گرز ہاتھ مین مانند ستون کے قائم ہین گرد و غبار سے چہرہ و گیسو پر خاک ہی کسی قدر چہرہ متغیر ہی عرق آگیا ہی آنکھیں بند ہین مرکب گھٹنون تک زمین مین دھنس گیا ہی ہر تن پسینے مین تر ہی تھرا رہا ہی قریب ہی کہ گر پڑے یہ حال دیکھکر خواجہ طیفور گردپا کو اس امر کی خوشی حاصل ہوئی کہ صاحبقران مع الخیر ہین فی الفور پانی کے چند چھینٹے چہرے پر دیے اور عرض کیا یا صاحبقران ہوشیار ہو جیے حریف آپ کا ضرب گرز لگا کر کلمات غرور آمیز و نامناسب کہہ رہا ہی صاحبقران نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ جملہ سرداران سپاہ مع بادشاہ لشکر وہان آگئے ہین سب نے مزاج پرسی کی امیر با توقیر نے جواب دیا کہ فضل خدا سے اچھا ہون سب کو خوشی و مسرت حاصل ہوئی اطمینان ہوا پھر سب بدستور صفون مین داخل ہوئے بادشاہ لشکر قلب لشکر مین آگئے ادھر صاحبقران نے اپنے مرکب کو مہمیز کرکے وہان سے

نکالا وہ گویا ایک طبقہ خاک سے کر نکلا اُسوقت غوغاے رعد آواز صاحبقران کو زندہ دیکھکر
نہایت متحیر و متفکر ہوا دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا ابھی غوغاے رعد آواز غرق دریاے
حیرت تھا کہ صاحبقران نے اُس سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ او نابکار ضرب گرز لگا کر اپنے خیال خام مین
کیا سمجھکر لاف و گزاف کرتا تھا کلمات بیہودہ زبان پر جاری کرتا تھا خوش ہوکر بالیدہ ہوا تھا اب ہوشیار
ہو جا کہ اجل تیری تیرے سر پہ آئی ہو تلوار کا وار کرتا ہون وار تیرا روک کر اب تجھپر وار کرتا ہون کہ بمصداق
شعر. تو ضربے زدی ضرب من نوش کن * ہمہ شادی از دل فراموش کن * اب بھی وحدانیت خدا
کا قائل ہو دین اسلام اختیار کر اپنے دین باطل کو ترک کر اُس نے جواب دیا اے صاحبقران مجھکو
نہایت حیرت ہو کہ تم میرے نعرے سے بیہوش نہوئے اور میری ضرب گرز سے ہلاک نہوئے رشتہ حیات
تمھارا اسقدر مضبوط تھا ورنہ میرے نعرے سے ممکن نہین کہ حریف بیہوش نہو جائے اور میری ضرب
گرز سے پیوند خاک نہو جاے خیر جانے عجب ہی کہ تم جانبر ہوئے اب تم بھی ہو جاے ہے مجھپر حربہ لگاؤ مجکو
ہدایت نکرو مین تمھارا دین قبول نکرونگا یہ کہکر بے خوف و خطر کھڑا رہا یہی خیال کہ مجھ پر تو کوئی حربہ
کارگر کبھی نہوگا نہ مجھے کسی طرح کا ضرر پہونچےگا کیونکہ طلسم بند ہون نہ حریف کو میرے لوح طلسم شمشیر جنبان
اور وہ شمشیر بران جو خاص واسطے قتل ساحرون اور اشخاص طلسم بند کے قسیم عاملی نے تیار کی ہو
دستیاب ہوگی نہ مین قتل ہونگا ادھر صاحبقران نے تقریر اُس کی سنکے اُس کے دین اسلام نہ
قبول کرنے سے برہم ہوکر نعرہ کوہ شگاف کرکے وہی شمشیر تیز جس کا قبضہ سنہری تھا حسب ہدایت
لوح میان سے کھینچکر اور وہی اسم اعظم الٰہی جو لوح نے پڑھنے کی ہدایت کی تھی ورد زبان کرکے شمشیر
پر دم کرکے مرکب کو آگے بڑھاکر سر پر غوغاے رعد آواز کے لگائی اُس نے احتیاطاً سپر کو اُٹھاکر
سر کی پناہ کیا لیکن کچھ فائدہ نہوا تلوار سپر کو کاٹ کر اُس کے سر پر آئی سر سے گذر کر صراحی گردن سے بھی گذر کر
سینے مین ذرا دم لیکر شکم و کمر کو کاٹ کر گردن پر آئی پھر اُس کو مثل راکب کے دو ٹکڑے کرکے مانند برق
جہندہ زمین پر آئی راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوکر مانند کوہ بالا سے خاک پر گرے اسپر باتوقیر نے نعرہ تکبیر
بلند کیا اہل اسلام کو معلوم ہوگیا کہ صاحبقران نے غوغاے رعد آواز کو قتل کیا سب کو ازحد
خوشی حاصل ہوئی شور تحسین و آفرین بلند ہوکر قصر فلک اول تک پہونچا سواران سپاہ غوغاے رعد
آواز پہلے تو اپنے حاکم و مالک غوغاے رعد آواز کے قتل ہونے سے متحیر ہوئے پھر برہم ہوکر سب نے
یکبارگی صاحبقران پر حملہ کا ارادہ کیا کہ صاحبقران کو قتل کیجیے ادھر صاحبقران بھی اُن کے ادھر طرف
آنے سے ہوشیار ہوئے اُن سوارون نے گھوڑے دوڑا کر چہار طرف سے صاحبقران کو گھیر لیا نیزہ و شمشیر
و تبر و تیر لگانے لگے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے یہ رنگ جنگ دیکھکر اشارہ کیا فوراً جملہ سرداران سپاہ نامی
مردان لشکر کو ہمراہ لیکر گھوڑے اُٹھا کر اُن سوارون پر حملہ ور ہوئے جب دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے
لگی برق شمشیر میدان جنگ مین چمکنے لگی طرفین کے لشکری کام آنے لگے سر و تن مین جدائی ہونے لگی کشتون
کے پشتے لاشون کے انبار جا بجا ہونے لگے زخمی سوار مرکبون سے گر کر زمین پر مانند مرغ بسمل کے تڑپ
تڑپ کر نالہ و فریاد کرنے لگے صاحبقران موصوف بھی اُس جنگ مغلوبہ مین بضرب شمشیر آبدار ان سواران
نابکار کو قتل کرنے لگے ایسی شمشیر زنی کی کہ سواران سپاہ غوغاے رعد آواز تاب ثبات قدمی
نہ لاکر میدان جنگ سے بے اختیار طرف قلعہ دو دم سبز نگار کے کہ مالک اُس قلعہ کا بیران بخ اژدہر
بھاگے اہل اسلام نے پیچھا اُن کا تعاقب کیا بعدہ تمام خیمہ و خرگاہ غوغاے رعد آواز لوٹ لیا یہ حال

حسین سبز قبا لے کہ بادشاہ ہر چہار قلعہ ہو اپنے قلعے پر سے دیکھکر نہایت متحیر و متعجب ہو کر بجاے خود کہا
کہ یہ کیا واقعہ در پیش آیا غوغاے رعد آواز تو طلسم بند تھا یہ کیونکر قتل ہو گیا ہاے یہ کیا غضب ہوا
کچھ سمجھ مین نہین آتا عقل اس جگہ حیران ہی غوغاے رعد آواز کی موت تو بجز اس شمشیر کے جو در قلعہ
شمشیر علیان پر لٹکتی ہی اور کسی حربے سے تھی نہین وہ طلسم کیا ٹوٹ گیا لوح طلسمی کیا صاحبقران کے
ہاتھ آگئی کیا وہ تلوار بھی صاحبقران کو دستیاب ہو گئی جو غوغاے رعد آواز آج میدان جنگ
مین قتل ہو گیا یہ باتین شاہ مذکور بالاے قلعہ کرسی زر نگار پر بیٹھا ہوا کر رہا تھا کہ صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ بعد قتل کرنے غوغاے رعد آواز کے اور بھگانے اُن سواران نابکار کے یکبارگی
مع تمامی اپنی سپاہ کے داخل قلعہ اول سرخ ہوئے قلعہ مذکور پر اپنا قبضہ کیا فتحیابی سے سجدہ شکر پروردگار
عالم کیا پھر بصد مسرت و جشن قلعہ مین قیام کیا مال و زر جو قلعہ مین تھا وہ ہاتھ آیا لشکر اہل اسلام فرو کش
ہوا سب کو خوشی ہوئی جملہ اہل لشکر شادمان ہوئے صاحبقران موصوف تو داخل قلعہ مذکور ہین
مگر اب حال اُن سواران فراری کا لکھا جاتا ہی کہ جو میدان جنگ سے بھاگے تھے وہ ایسے بد حواس اور
مضطر و پریشان ہو کر بھاگے کہ اپنے قلعہ سرخ مین بھی خوف صاحبقران و اہل اسلام کے نہ گئے افتان
و خیزان با حال پریشان قلعہ دوم سبز نگار پر پہونچے قلعدار سبز نگار اپنے قلعے مین با آرام و راحت کرسی
زر و جواہر نگار پر شاہانہ بیٹھا تھا رفقا اُس کے یمین و یسار اُس کے بیٹھے ہوئے قلعدار دوم قلعہ سبز نگار
سے عرض کر رہے تھے آج صاحبقران نے پھر غوغاے رعد آواز سے مقابلہ کیا ہی یقین ہی کہ آج
غوغاے رعد آواز اُن کو بضرب گرز ہلاک کرے بعد ازان اُن کے لشکر کو پراگندہ و تباہ کرے
اُس سے صاحبقران باوجود شجاع و بہادر ہونے کے کیا لڑکر فتحیاب ہون گے حضور تھوڑی دیر مین یہ خبر
سن لین گے کہ صاحبقران دست غوغاے رعد آواز سے مارے گئے پیران کج ابرو
قلعدار و پہلوان زبردست مسکرا کر جواب اُن کو دے رہا تھا کہ تم سچ کہتے ہو غوغاے رعد آواز
صاحبقران سے قتل و زیر نہو گا اس مین ایک راز ہی بلکہ صاحبقران پر کیا موقوف ہی وہ کسی سے
قتل نہو گا مثل اُس کے ہم بھی ہین کہ ہمارے اوپر تیغ و تیر و نیزہ و شمشیر و گرز وغیرہ کوئی حربہ کسی قسم کا
کارگر ہو ہی نہین سکتا ہی ہم وہ بہادر ہین کہ ہم سے کوئی دنیا مین لڑ ہی نہین سکتا ہی ہان وہی ہم سے مقابلہ
و مجادلہ کرے گا جو اجل رسیدہ ہو گا رفقا خوشامدانہ عرض کر رہے تھے واقعی حضور ایسے ہی شجاع و بہادر
ہین کہ روے زمین پر کوئی ہمسر حضور کا نہین ہی دنیا مین کوئی جری و بہادر حضور سے لڑ نہین سکتا ہی کوئی
صاحب ضرب نیزہ و گرز حضور سے بچکر زندہ رہ نہین سکتا ہی شجاعت و بہادری مین مثل و نظیر حضور کا زیر فلک
بالاے زمین کوئی نہین ہی پیران کج ابرو تقریر اپنے رفقا کی سنکے خوش ہو رہا تھا کہ یکایک کان مین
صداے شور نالہ و فریاد آئی گھبرا کر اپنے رفقا وغیرہ ملازمون سے کہا ذرا دریافت تو کرو یہ شور نالہ و فریاد
کیسا ہی حسب الحکم اکثر خادم و خدمتگار گئے بعد ایک لمحہ کے واپس آکر عرض کرنے لگے اے حضور فیض گنجور
اسوقت پچیس تیس ہزار سواران لشکر غوغاے رعد آواز نہایت مضطر و بدحواس نالان و گریان
با حال پریشان اکثر زخمدار مجروح نیزہ و تیغ آبدار در قلعہ پر آئے ہین اُن سے معلوم ہوا کہ اسوقت
غوغاے رعد آواز دست صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ہنگام مقابلہ و مجادلہ
تو بمیدان جنگ مین مارا گیا لاشہ اُس کا جنگگاہ مین پڑا ہی قلعہ اول سرخ چھوٹ گیا ہی سب فریادی حضور کے
پاس آئے ہین پیران کج ابرو یہ خبر سنتے ہی [illegible] ہو گیا حیرت و تعجب سے [illegible] کا زرد [illegible]

ہوا بحر موج حیرت و افسوس مین غوطہ زن ہوا اس خبر سے سکتہ سا ہوگیا لیکن پھر کچھ خیال
کرکے ان ملازمون پر غصہ کرکے بولا کہ اے بدخوا ہو نمک حرامو کیا بیہودہ بکتے ہو فال بد اپنی زبان
سے نکالتے ہو تمھارے دریافت کرنے اور سننے مین فرق ہوا ہے کوئی اور واقعہ ہے غوغاے رعد
آواز مارا گیا ہوگا اسے دنیا مین کون قتل کرسکتا ہے اس پر کسی کا حربہ کارگر ہی نہین سکتا ہے ہرگز ہرگز
وہ قتل نہوا ہوگا جاؤ دور ہو میرے سامنے سے تم سب نالائق و بیہودہ گو و بدخواہ ہو وہ ملازم خوف قہر و
غضب بہران کج ابرو سے تھراتے ہوئے سامنے سے ہٹ گئے لیکن بہران کج ابرو نے
واسطے دریافت کرنے خبر صحیح کے اپنے دیگر ملازمون سے کہا کہ ان سوارون کو جو در قلعہ پر آگئے ہین
ان سب کو تو یہان نہ لاؤ ہان ان مین سے چند سوارون کو ہمارے روبرو بلا لاؤ ملازم گئے اور ان
سوارون مین سے چند سوارون کو اپنے ہمراہ لے کر سامنے بہران کج ابرو کے لے گئے سواران
مذکور نے قلعدار دوم قلعہ سبزنگار بہران کج ابرو کو باادب تمام سلام کیا اس نے ان سے پوچھا
کہ تم سب یہان کیون نالہ کنان آئے ہو باعث تمھارے نالہ و فغان کا کیا ہے انھون نے دست بستہ
عرض کیا حضور آج ہمارے مالک و آقا غوغاے رعد آواز و صاحبقران سے مقابلہ ہوا تھا
ہنگام جنگ ہمارے آقا نے نعرہ کرکے ایسے زور سے گرز سر صاحبقران پر مارا کہ وہ گرد و غبار
مین نہان ہوگئے ہمارے آقا کو یقین ہوا کہ صاحبقران ضرب گرز گران سے پیوند خاک ہوگئے
یہ یقین کرکے وہ خوش ہوکر کلمات دل شکن اہل اسلام اپنی زبان پر لائے ہنوز تھوڑی دیر نہ گذری
تھی کہ صاحبقران نے اس گرد و غبار سے زندہ ظاہر ہوکر بعد گفتگو کے بسیار ایسی تلوار ہمارے
آقا کے سر پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرے گینڈا نہین نہین بلکہ گرگدن ان کا بھی جس پر وہ
سوار تھے دو ٹکڑے ہوا راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر لوٹنے لگے ہم سب یہ واقعہ جانگزا اور
سانحہ مصیبت افزا دیکھکر تاب ضبط نہ لاکر صاحبقران پر حملہ آور ہوئے چاہا کہ عوض خون آقاے
نامدار غوغاے رعد آواز کا ان سے لین ان کو تہ تیغ کرین ہنوز ہم سب حملہ آور ہوئے تھے
گھوڑے اٹھائے تھے کہ ناگاہ حکم بادشاہ لشکر اسلام سے جملہ سواران لشکر اسلام بھی بڑھے جب
ہم وہ ملگئے تلوار چلنے لگی ہمنے دلیرانہ صدہا اہل اسلام کو قتل کیا ہم مین سے بھی ہزارون قتل ہوئے
جنگ مغلوبہ خوب ہوئی آخرکار وہ سب لاکھون تھے ہم تھوڑے تھے تاب جنگ و پیکار نہ لاکر میدان
جنگ سے بھاگ کر حضور کے پاس فریاد کنان آئے ہین لاشہ ہمارے آقا کا ابھی تک میدان رزم مین
پڑا ہے ہم ان کے لاشے تک بھی نہ جاسکے لاشہ ان کا اٹھا نہ سکے بہران کج ابرو یہ خبر حیرت اثر
سنکے بہت حیران و پریشان خاطر ہوکر دنگ ہوگیا ہمہ تن تصویر حیرت و تصویر گل ہوگیا دیر تک
اس کو سکتہ سا رہا اس کے رفقا بھی جو اس کے پاس بیٹھے تھے ان کے چہرون سے بھی رنگ اڑ گیا
ہر ایک کا چہرہ فق ہوگیا غم سے جسم مین خون خشک ہوگیا صورت تصویر بے حس و حرکت و خاموش
ہوگئے دریاے حسرت و الم مین غوطہ زن ہوئے بہران کج ابرو نے بعد حیرت و صدمہ بسیار
ان سوارون سے کہا کہ تم سب جاکر ہماری فرودگاہ لشکر پر مقیم ہو ہمین حال قتل غوغاے رعد
آواز معلوم ہوا خیر دیکھا جائیگا انتقام خون غوغاے رعد آواز صاحبقران سے لیا جائیگا
وہ سوار بیٹھے قلعہ سے نکلکر بیرون قلعہ آکر فرودگاہ سپاہ پر مقیم ہوئے بہران کج ابرو نے
اسی پر فورا [illegible] ہوکر کہا کہ [illegible] صاحبقران

سے مارا گیا صاحبقران کو وہ اشیا رکنان سے دستیاب ہوئین کہ جس سے غوغاے رعد آواز کی قضا تھی اُن اشیا تک تو صاحبقران کا پہونچنا اور اُن کا ہاتھ آنا کسی طرح ذہن و عقل مین نہین آتا ہی وہان تک تو کسی جن اور دیو کا بھی گذر نہین ہو سکتا ہی لیکن لہذا ہر یہ ثابت ہوتا ہی کہ فی زمانہ غوغاے رعد آواز خداوندگل نرگس سے بد اعتقاد ہو گیا ہو گا اسی وجہ سے خداوندگل نرگس نے برہم ہو کر صاحبقران کو اُس پر مسلط کیا اُنھون نے اُس کو قتل کیا بجز اس احتمال کے اور کوئی بات ذہن مین نہین آتی ہی رفقا نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین یہ احتمال قریب القیاس ہی ورنہ غوغاے رعد آواز قتل نہوتا پیران کج ابرو نے کہا کہ مین خداوندگل نرگس سے کبھی بد اعتقاد نہین ہوا اب تک مجکو اعتقاد ہی مین انھین کی پرستش کرتا ہون مجھ سے خداوندگل نرگس خوش ہون گے مین مقبول خداوندگل نرگس ہون پس اس وجہ سے ہی کوئی مجکو قتل کر نہین سکتا یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجایا جاے وقت سحر ہم میدان کارزار مین صاحبقران سے مقابلہ و مجادلہ کر کے انتقام خون غوغاے رعد آواز اُن سے لین گے سر میدان اُن کو اسطرح قتل کرین گے کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُن کے حال زار پر نالان و گریان ہون گے دیکھنے والون کو بھی حیرت ہوگی ملازمون نے حسب الحکم طبل جنگ بجوایا صداے کوس حربی بلند ہوئی لشکری پیران کج ابرو کے صداے طبل جنگی سنکے آگاہ ہوے کہ کل صبح کو لڑائی ہوگی ہمارے آقا و مالک صاحبقران سے جنگ آزما ہون گے ہم لشکریان صاحبقران سے وقت ضرورت لڑین گے لہذا سامان جنگ و جدال کرنا چاہیے یہ سمجھکر تیاری جنگ مین مصروف ہوے ادھر پیران کج ابرو قلعدار قلعہ دوم سبز نگار نے تو طبل جنگ بجوایا ہی صداے طبل جنگی بلند ہی لیکن اب حال ہرکاران لشکر اہل اسلام کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جو ہرکارے یا مرجاسوس و خبر رسانی بصورت مبدل در قلعہ دوم پر موجود تھے اُنھون نے تمام حال بچشم خود مشاہدہ کر کے طبل جنگ بجتے دیکھکے بعجلت اپنے لشکر کی راہ لی بعد قطع راہ خدمت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین جاکر موافق قاعدہ بعد ادب دست بستہ یون دعا دینا و صاف شجاعت و جو دہمت صاحبقران اپنی زبان پر لا کر خبر نواخت طبل جنگ بیان کی کہ بمقتضاے این

نظم

همیشه عالم غیب است راے انور تو
ز بیم تو بو معطل شود مشام جهان
بهر طرف که رود رایت مظفر تو
اگر نه خصم تو خواهد سلطنت سازد
بود مسخر دوران چرخ و اختر تو

بسرفرازی از آن پایه سر گذشت که نیز
فلک عرق کند از شرم بوسه بر منبر تو
بماند دشمن دجال صورت در گل
زمانه فخر نماید به بخت و افسر تو
بعون عصمت حق دولت جهان بادا

توئی که مالک تاج و خرکند بجوهر تو
همای سایه تواند فگند بر سر تو
همیشه نصرت و تائید پیش رو آید
چو خرز ما عقد گرزه گاو پیکر تو
همیشه تا دل اندر جهان کون و فساد
که چرخ از بن دندان شود مسخر تو

حضور کی عمر دراز ہو سواران لشکر غوغاے رعد آواز میدان جنگ سے بھاگ کر در قلعہ دوم سبز نگار پہونچے تھے نالہ و فریاد اُن کی سنکے قلعدار قلعہ دوم سبز نگار مسمی پیران کج ابرو پہلوان قوی ہیکل نے اُن کو طلب کر کے اُن سے حال پوچھا تھا اُنھون نے تمام حال قتل غوغاے رعد آواز و جنگ مغلوبہ کا بیان کیا تھا قلعدار دوم مذکور نے بعد حیرت و افسوس بسیار آخرکار برہم ہو کر طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اس بد اندیش کا یہ ہی کہ وقت سحر اپنے قلعے سے مع اپنی سپاہ کے میدان رزم مین آکر ملازمان حضور سے ہم نبرد ہو باقی خیریت ہی صاحبقران نے فرمایا کہ وہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بتائید ربانی کوس جنگی بجایا جاے

ہم کو بہران کج ابرو سے کچھ خوف نہین ہی کیونکہ اگر وہ قوی ہی تو نگہبان ہمارا اس سے قوی تر ہی
بمصداق این مصرع * دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست * انشاء اللہ تعالیٰ مثل عوغاے
رعدآواز کے بہران کج ابرو کو بھی قتل کرینگے یہ فرماکر خاموش ہوئے ان ہرکارون نے
نقارہ نوازون سے جاکر حکم صاحبقران بیان کیا انھون نے موافق قاعدہ چوب اٹھاکر بسم اللہ تا آخر
زبان پر جاری کرکے نقارے پر لگائی صداے نقارہ بلند ہوئی پھر تو دیگر نقارچیون نے بھی دیگر نقارے بجائے
صداے نقارہ ہاے رزمی تا گنبد فلک گئی اہل لشکر اٹھے اور صداے نقارہ ہاے رزمی سنکے باخبر ہوئے
کہ صبح کو پھر میدان جنگ مین لڑائی ہوگی تلوار چلیگی یہ خیال کرکے سب صغار وکبار سردار وسوار تیاری جنگ
مین مصروف ہوئے جانبین مین تو نقارہ جنگی بج رہا ہی دونون طرف تیاری جنگ خوب ہو رہی ہی لیکن اب
حال سنیئے سنبر قبا بادشاہ چہار قلعہ کا لکھا جاتا ہی کہ جس وقت سے اس نے بالاے قلعہ سے عوغاے
رعدآواز کو قتل ہوتے دیکھا ہی نہایت متردد ومتفکر وحیران ہی بار بار زانو پر ہاتھ مارتا ہی اور کہتا ہی کہ
ہاے یہ کیا غضب ہوا عوغاے رعدآواز کس طرح قتل ہوگیا یہ تو طلسم بند تھا اس پر تو کوئی حربہ
اثر ہی نکرتا تھا اس کے قتل کرنے کی تلوار فہیم عاقل نے دور جاکر ایسی جگہ رکھی تھی کہ وہان کبھی انسان
کا گذر ہی نہو اور اگر گذر بھی کسی طرح سے ہو تو دستیاب نہوسکے جب تک لوح طلسمی اس کو نملے اور
لوح ہدایت نکرے اور لوح طلسمی ایسی جگہ پوشیدہ کی تھی کہ وہان کسی کو گمان لوح کے ہونے کا کبھی نہو
اور وہان تک کبھی کسی کا گذر نہو سواے چند زن ومرد کے کہ وہ دشمن نہین ہین دوست ہین کیا
صاحبقران مقام لوح طلسمی تک پہونچگئے طلسم شمشیر جہان کو فتح کرلیا وہ دونون تلوارین ہاتھ آگئین
جو عوغاے رعدآواز انھین ایک تلوار سے دونیم ہوگیا یا سوا اس کے اور کوئی وجہ ہوئی قتل
عوغاے رعدآواز کا یہ حال کیونکر دریافت ہو کس سے پوچھون یہ باتین تنہائی مین خود ہی کرتا
تھا اور متاسف ہوتا تھا اپنی جان کے بھی جانے کا اندیشہ تھا اسی حالت مین اس کو خیال
آیا کہ لاشہ عوغاے رعدآواز کا میدان جنگ مین پڑا ہی سوا اس کے لاشے کے اور بھی لاشے
صدہا سواران مقتول کے مقتل مین پڑے ہین مین بادشاہ چہار قلعہ ہون صاحب اقتدار واختیار
ہون میری زندگی مین لاشہ ہاے مذکور کا مقتل سے نہ اٹھنا باعث ننگ وبدنامی ہی لہذا مناسب ہی کہ
اپنے ملازمون کو حکم لاشون کے اٹھانے کا دون فکر وغم وحیرت مین تابکے رہون جو کچھ ہونے والا
ہوگا اس کا ظہور ہوگا یہ خیالات کرکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ لاشہ عوغاے رعدآواز وغیرہ
ہمارے مذہب وملت والون کا جو آج قتل ہوئے ہین جاکر اٹھا لاؤ دیر نہ لگاؤ ملازم اسی وقت گئے
لاشے میدان جنگ سے اٹھالائے پھر موافق ملت بادشاہ چہار قلعہ ان کو دفن کیا صاحبقران
نے بھی اپنے ملازمون کو روانہ کرکے اپنے لشکر کے جو سوار قتل ہوئے تھے ان کو موافق شریعت
ابراہیمی دفن کرایا بعد ازین حکم صاحبقران سے بیرون قلعہ سرخ میدان وسیع مین بارگاہین اور
خیام استادہ وبرپا ہوئے لشکر فرودگاہ سپاہ پر فروکش ہوا ہنگام شام بادشاہ لشکر اہل اسلام و
اکثر سرداران لشکر کی راے سے اس فتحیابی کا جشن ہوا بزم عشرت مین نازنینان خوبرو وخوش گلو
دوبروے بادشاہ لشکر موصوف وصاحبقران ممدوح وجملہ سرداران سپاہ کے رقص ونغمہ
کرنے لگین ایک مطربہ خوش آواز نے یہ غزل گائی ۔ غزل

وہ نور حسن شمع جو پرتو فگن ہوا	پروانہ جمال دل انجمن ہوا	اسباب سانہ مجکو یار کا تابستہ دہن ہوا

اثبات ہی کی فکر مین ہمین کم سخن ہوا
مردم کو تیری چشم سے ہی عین بیخودی
آتے ہی فصل گل مجھے دیوانہ پن ہوا
پھولی نہین سماتی ہی بلبل چمن مین آج
جس کا پسینہ عطر گل یاسمن ہوا
قرب خدا رہیگا قیامت مین سرخرو

زلف رسا کی بو جو سنگھائی نسیم نے
آنکھین ملاکے مست غزال ختن ہوا
کیون چھیون مین یار اڑانے لگا مجھے
رد لق فزاے باغ جو وہ گلبدن ہوا
اس بت کی اک جھلک نظر آئی تو دیکھنا
بس دل سے جو فدا ے امام زمن ہوا
منظور خاص و عام جو اپنا سخن ہوا

وحشت بڑھی کچھ ایسی کہ دیوانہ پن ہوا
صحرا ہی مین ہون قیس ہی وحشت کا جوش ہی
کیا سعب نصیب مین پھر بہ چلین ہوا
مین جان نثار اس بت خوش پیرہن کا ہون
واعظ کہہ پکارکے مین برہمن ہوا
اے مہدوی یہ ہی اثنا عشری کا فیض ہی

اہل بزم خوش ہوکر بجاے خود اس نازنین خوش گلو کی گانے کی تعریف کرنے لگے دو پہر رات تک بزم عشرت آراستہ رہی بعدہٗ بزم مذکور سے بادشاہ و صاحبقران وغیرہ تمامی سرداران سپاہ اُٹھکر اپنی اپنی بارگاہ و خیام مین جاکر داخل ہوئے اکثر قلعے مین رہے جب وہ شب بسر ہوکر سحر ہوئی تمامہ اہل لشکر نے بیدار ہوکر بعد وضو نماز سحر بخضوع و خشوع ادا کی اور واسطے اپنی حاجات کے خدا سے دعا کی بادشاہ لشکر اسلام و امیر عالی مقام نے بھی بعد ادا ے فریضہ سحری برجوع قلب واسطے فتحیابی کے پروردگار عالم سے دعا کی پھر صاحبقران نے حکم تیاری سپاہ و کمر بندی کا دیا ہر ایک سردار و سوار مسلح و مکمل ہونے لگا صاحبقران بھی مسلح ہوئے اتنے وقت مین بادشاہ لشکر اسلام برآمد ہوئے صاحبقران و تمامی سرداران لشکر نے بادب سلام کیا بعد ازین حکم شاہ موصوف سے سب اعلے ادنی مرکبون پر سوار ہوکر گروہ گروہ خیل خیل بادب ہمراہ سواری بادشاہ کے چلے سواری بادشاہ لشکر اسلام اسوقت قابل دید تھی الحاصل جب سواری بادشاہ نبرد گاہ مین پہونچی سب ٹھہر کے انتظار آنے پیران نج ابرو کا کرنے لگے یکایک سامنے سے غبار بلند ہوا جب دامن غبار دست نسیم سحر نے چاک کیا سب نے دیکھا کہ پیران نج ابرو تُرش رو قوی ہیکل نہایت قوی بازو جوان زبردست ہی مسلح و مکمل گینڈے پر سوار ہی نیزہ طویل اسکے ہاتھ مین ہی چہرے سے بانکپن اور شجاعت ظاہر ہی کمر مین تیغہ خارا شگاف ہی زرہ و چار آئنہ و خود و چلتہ وغیرہ لباس و اسباب جنگ سے آراستہ ہی ساتھ اسکے اعواسپے پر ایک گرز گاؤ سر طویل و نہایت گران ہی پس پشت اسکے چالیس پچاس ہزار سوار ان آزمودہ کار ہین اس شان و شوکت و صولت سے دلیرانہ شیرانہ بخندان پیشانی آتا ہی صاحبقران موصوف و دیگر سرداران لشکر اہل اسلام نے پیران نج ابرو پر نظر کرکے کہا کہ یہ جوان و پہلوان کیا اچھا ہی عجب خوشی و مسرت ہو جو یہ دلاور دین اسلام قبول کرکے داخل لشکر اہل اسلام ہو ابھی جملہ صفار و کبار آمد پیران نج ابرو دیکھ رہے تھے کہ وہ جلد راہ طے کرکے میدان جنگ مین آپہونچا گینڈے کو روک کر ٹھہرا غور سے جانب لشکر اہل اسلام دیکھنے لگا دل مین کہنے لگا ان اہل اسلام نے بہت اپنا عروج و فروغ کیا ہی بادشاہ لشکر اہل اسلام کا لشکر کثیر و عظیم ہی سرداران سپاہ بھی کیا چیدہ چیدہ و منتخب ہین بظاہر دلاور و بہادر بھی معلوم ہوتے ہین لیکن یہ سب منکر خدا و نانگل شرکس ہین بعد دیکھنے لشکر اسلام کے حکم دیا کہ میدان جنگ کی درستی کیجائے پھر حکم بیلدار پھاوڑے کاندھون پر رکھے وردیان مرزائیان نئی بانات کی پہنے ہوئے دھوتیان مارکین وغیرہ بارچہ خشن کی باندھے ہوئے پگڑیان سرون پر رکھے ہوئے اپنے لشکر سے نکلے لشکر اہل اسلام سے حکم صاحبقران سے بیلچہ بردار چند در چند وردیان زرق برق پہنے ہوئے

بیلچے سانڈھون پر رکھے ہوئے اپنے لشکر سے نکل کر جانب میدان رزم گئے بیلدارون اور بیلچہ
بردارون نے زمین ناہموار کو ہموار کیا جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر پھاوڑون سے کھود کر میدان
رزم سے دور کیا بلکہ خار و خس کو میدان کارزار مین رہنے نہ دیا صورت آئینہ صاف و پاک و برابر
میدان جنگ کو کر دیا نشیب و فراز مطلق نہ رہا جب اس صورت سے درستی میدان کارزار ہو چکی
بیلدار و بیلچہ بردار جنگاہ سے ہٹ گئے فوراً دونون لشکرون سے سقے مشکین پانی سے بھرے
ہوئے پشت سے نکلے انھون نے میدان جنگ مین آکر چھڑکاؤ کیا مانند ابر باران کے زمین کو
تر کیا گرد و غبار کو دور کیا ایسا سرد و تر کیا کہ میدان رزم سے ہواے سرد آنے لگی نحرور مزاجون
کو وہ ہواے سرد و خنک اچھی معلوم ہونے لگی جب سقے بخوبی چھڑکاؤ کر چکے میدان جنگ
سے اپنے اپنے لشکر مین داخل ہو کر پس پشت لشکر کھڑے اسی اثنا مین حکم پیران نجم اثر و
وحکم صاحبقران سے دونون سمت صف آرائی ہوئی میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ
حسب دلخواہ ہر ایک لشکر کا درست ہوا جوانان پیلتن و صف شکن یمین و یسار لشکر مقرر کئے
گئے افسران سپاہ و سرداران ذیجاہ جو بڑے بہادر نامی و نامور تھے وہ لشکرون کے
یمین و یسار ایستادہ کیے گئے اور قلب لشکر مین مانند دل کے بادشاہ لشکر اسلام اکثر سرداران
نامور کے حلقے مین مانند ماہ انور کے ستارون مین جلوہ گر تھے اسی طرح ساقہ و کمین گاہ قلب و جناح
ہر ایک سپاہ کا جوانان آزمودہ کار و سرداران شہور شعار سے آراستہ کیا گیا صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ چالیس قدم آگے اپنے لشکر کے بعدہ سپہ سالاری کھڑے ہوئے
یوسف مصری نے علم کا پھریرا کھولا زیر سایہ علم صاحبقران بالاے مرکب بفر و شان ایستادہ
ہوئے علم مذکور سے صدا یا صاحبقران یا صاحبقران کی آنے لگی پھر پھریرے سے ایسی خوشبو
تمام میدان رزم مین نکلکر پھیلی کہ سب میدان جنگ معطر ہو گیا وہ خوشبو جو کہ علم مندرجہ بالا
سے نکلتی ہی بہتر از بوے مشک و عنبر تھی دماغ ہر ایک سردار و سوار کا خوشبو سے معطر و معنبر ہو گیا
ہر ایک اہل اسلام ورد و پڑھتا تھا اور عالم وجد مین تھا دماغ ہر ایک کا خوشبو سے بسا ہوا تھا اسی طرح
بکثرت علم لشکر سر بلند ہوئے پھریرے ان کے کھولے علمداران لشکر علمون کو جلوہ دینے لگے سرداران
سپاہ اپنی اپنی فوج و سپاہ کے متصل ایستادہ ہوئے جنگی باجے ہر غول و ہر گروہ لشکر مین بجنے لگے
لشکری ان باجون کی صداے دلپسند کو سنکر گویا مست ہو کر جھومنے لگے اس اثنا مین دونون
لشکرون سے نقیبان خوش آواز اور کڑکیت نکلکر وسط میدان مصاف مین آکر اپنے اپنے لشکر کے
جوانون سے مخاطب ہو کر اس طرح باآواز بلند ان کو آمادہ جنگ و کارزار کرنے لگے بے ثباتی عالم
و عالمیان مین اشعار عبرت آمیز سنانے لگے حال گذشتگان سے ان کو موت یاد دلانے لگے کہ
اے جوانان نامدار و سرداران شہور شعار اے دلیران جنگجو و اے بہادران خونخوار اے شیران
دشت وغا و اے صف شکنان عرصہ ہیجا آگاہ ہو ذرا بگوش ہوش ہماری تقریر سنو کہ تمہارے
مطلب کی ہر جملہ جوانان لشکر ان کی طرف متوجہ ہوئے شور باجون کا موقوف ہوا نقیب اور کڑکیت
للکار کرنے لگے سنو اے جوانو اور غور کرو کہ یہ دنیا عالم اسباب و فانی ہی اور اہل دنیا بھی فانی مین
ایک روز ایسا آنے والا ہی کہ ہم اور تم اس دنیا سے سوئے عدم مثل اپنے آبا و اجداد کے چلے
جائین گے اہل دنیا کی نظر سے نہان ہو جائینگے زیر خاک جا کر مقیم ہونگے کیڑے زمین کے

ہمارے اور تمہارے گوشت و پوست کو کھالینگے بلکہ ہڈیان بھی باقی نرہینگی وہ بھی خاک ہوکر
خاک مین ملجائینگی نام و نشان باقی نرہیگا جس طرح ہمارے اور تمہارے آبا و اجداد دنیا مین نرہے
ہم بھی ایک روز اس عالم مین نرہینگے جس طرح وہ خالی ہاتھ دنیا سے چلے گئے سوا
دو گز کفن کے کچھ اپنے ساتھ نلے گئے مثل اُن کے ہم بھی کچھ اپنے ساتھ دنیا سے سوا اعمال
نیک و بد نلے جاینگے دنیا مین خالی ہاتھ آئے تھے خالی ہاتھ چلے جاینگے اسباب دنیا سے کچھ
بھی ساتھ نلے جاینگے سب اسباب دنیا جس کو بڑی فکر و کوشش سے اپنے راحت و آرام
کے واسطے فراہم کیا ہے یہین چھوڑ جاینگے زر و جواہر باغ مکان اثاث البیت ملک و مال سب
اسی دار فانی مین چھوڑ جاینگے اغیار و دشمن و عزیز و اقارب وہ سب مال و اسباب اپنے
قبضے مین کرینگے روح کو اُس مال و متاع کی جدائی اور اسباب و عزیزان سے مفارقت کا نہایت
رنج و ملال ہوگا غرضکہ ہنگام مرگ کچھ مال و اسباب کام نہ آئیگا مرگ سے نہ بچیگا اگر قلعۂ مضبوط
و مستحکم مین بھی جاکر چھپینگے تو وہان بھی دست اجل پہونچیگا ملک الموت کا وہان بھی گذر ہوگا
قبض روح ہو جاویگی ہم پر اور تم پر کیا موقوف ہے خیال کرو اگلے زمانے والے اب کہان ہین رستم
پہلوان اور سہراب و بہرام و اسفندیار و فرامرز و گستہم و بیژن وغیرہ پہلوانان نامی و
نامور اور شاہون مین سکندر و دارا و کیکاؤس و ضحاک و فریدون و کیخسرو اور
افراسیاب و گشتاسب شاہ والی ایران و توران اسوقت کہان ہین وہ ملک و مال و
خزانہ اُن کا کہان ہے کس کے قبضے مین ہے اُن کے ساتھ کچھ بھی بجز کفن و اعمال نیک و بد گیا ہے
افسوس ہزار افسوس گذشتگان مذکور اجل سے مجبور و لاچار ہوکر سوئے عدم چلے گئے کچھ بھی تو
اُن کے مال و خزانہ و ملک و زور بازو کام نہ آیا کسی نے اُن کو قضا سے نہ بچایا آخر کار وہ سب نامی
و نامدار مرکر زیر زمین پنہان ہوئے گوشۂ قبر مین جاکر سو رہے اب تک وہ سب خاک مین دبے ہوئے
ہین ہزار من مٹی اوپر اُن کے پڑی ہے وہ اپنی زندگی مین ذرا سا بھی غبار اپنے تن پر آنا گوارا نہ
کرتے تھے گرد و غبار کو اپنے اوپر پڑنے نہ دیتے تھے اب وہی سب ہزارون من خاک مین دبے ہین
اکثر اُن مین سے ایسے ہین کہ اُن کی قبرون کا نشان بھی نہین ہے بعض بعض ایسے ہین کہ اُن کی قبرون کا
نشان اب تک باقی ہے مقبرے اُن کے شکستہ و خراب و ویران ہین کوئی اُن کی قبرون پر جاروب کشی
و روشنی کرنے والا فاتحہ پڑھنے والا اُنھین یاد کرکے رونے والا نہین ہے کیا خوب کسی شاعر نے یہ شعر
کہا ہے نہایت عبرت آمیز ہے شعر پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت ۔ بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب
واقعی یہی حال اُن کے مقابر و مقبرون کا ہے مقام عبرت و جائے افسوس ہے خلاصہ تقریر یہ ہے کہ جب وہ
نامور نرہے تو ہم بھی نرہینگے بجز ذات خدا کسی کو بقا نہین ہے سب کو ایک دن فنا ہے جیسا کہ ارشاد باری
ہے کل من علیہا فان ہے دیکھو گذشتگان مذکور اب نہین ہین مگر انھون نے جو کارہائے نمایان دنیا
مین کئے ہین اسوجہ سے وہ گویا اب تک زندہ ہین ذکر اُن کا زبان زد خلائق ہے اہل دنیا اُن کی سخاوت
و شجاعت و عدالت وغیرہ امور نیک کو اپنے دل سے محو نہین کرتے ہین اکثر صحبتون مین بزمون مین
گذشتگان کو بذکر اُن کے افعال کے یاد کرتے ہین حاتم کو بوجہ سخاوت کے رستم و سہراب
و اسفندیار و فرامرز وغیرہ پہلوانون کو بسبب شجاعت کے نوشیروان وغیرہ شاہون کو بوجہ
اُن کی عدالت کے پس آج وہ دن ہے کہ سامنا تم سے تمہارے حریفون کا ہے روز امتحان جرأت

شجاعت تو یہ میدان جنگ گویا ایک معیار ہے ہر ایک سردار و سوار کی شجاعت و بزدلی اسی میدان
میں ظاہر ہو جاتی ہے کچھ تو ہراس نہیں ہے وقت جنگ و جدال قریب ہے صفیں ہر دو سپاہ کی آراستہ
میں تلوار چلنے ہی کو ہے گھوڑے کھولنے کا حال سن لینے پر ہے لہذا تم کو لازم و مناسب ہے کہ تم بھی مانند گذشتگان
نامور کے آج اس جنگ میں ایسے کارہائے نمایاں کرو کہ صفحۂ عالم پر باقی رہے مانند رستم و زال
و سام و سہراب سے پہلوانان نامی و نامور کے تمہاری بھی جنگ و جدال یادگار رہے بلکہ تمہارے
تئیں بھی اہل دنیا مانند رستم پہلوانوں وغیرہ کے یاد کریں تمہاری بھی شجاعت کا ذکر کریں دنیا سے جاؤ
تو عمل نیک کرکے جاؤ نیکی اپنے عمل میں لکھوا کر جاؤ دنیا سے خالی ہاتھ مت جاؤ بلکہ نیکیاں ساتھ اپنے
لیتے جاؤ ان نیکیوں میں سے ایک نیکی یہ بھی ہے کہ حق نمک خواری اپنے بادشاہ کا آج ادا کرو دلیرانہ
دشمنوں سے لڑو بڑھ بڑھ کر تلوار اور نیزہ و گرز و تیر اپنے حریفوں کو لگاؤ نیز سے شہرانگیزی الامکان
لڑائی میں قدم اپنے آگے بڑھاؤ تاکہ اپنے حریفوں کو قتل کرو خدا اعدا سے زمین کو صاف
جنگ کو رنگین کرو زخم سنان و تیر و شمشیر خوش ہو کر تنوں پر کھاؤ قدم ہنگام جنگ پیچھے نہ ہٹاؤ کیونکہ
ایسا بہادر وقت جنگ میں نہ گھٹا کر میدان پھیر کر نامرد و بزدل نہ کہلاؤ کیونکہ اپنی سپاہ کے جوانوں
کی طرف متوجہ ہو کر یوں باواز بلند کہنے لگے کہ اے جوانان جنگ آزما و اے دلیران نامی و نامدار خبردار
ہو کہ یہ دنیا مقام گذرگاہ ہے یہاں ہمیشہ کسی کو قیام نہیں ہے خیال کرو کہ فہیم عالی اسوقت کہاں ہیں
دنیا سے چلے گئے جہاں وہ گئے تم سب کو بھی وہیں جانا ہے دیکھو عنقا سے رعد آواز کیسا زبردست
پہلوان تھا کہ مثل اس کا کوئی روئے زمین پر ہوگا وہ کیونکر اپنی بد اعتقادی سے قتل ہو گیا اگر خداوند
تعالی پر کسی سے بد اعتقاد نہ ہوتا تو قتل نہ ہوتا تم سب بھی خداوند تعالی سے منحرف نہ ہونا باوجود دیکھو عنقا سے
رعد آواز قتل ہو گیا وہ نہ رہا لیکن شہرہ اس کی شجاعت کا دنیا میں رہ گیا اسوقت سامنا اہل اسلام کا
ہے تم کو لازم ہے کہ دلیرانہ اپنے ان دشمنان جان و ایمان سے لڑنا لڑائی میں کوتاہی نہ کرنا دشمنوں سے
نہ ڈرنا پیران سیج ابرو ایسا بہادر تمہارا افسر و سردار تمہارے ہمراہ ہے کہ جس سے کوئی دنیا میں مقابلہ
و مجادلہ کرنے میں غالب نہیں ہو سکتا ایسے بہادر و شجاع کی افسری و ہمراہی میں ثبات قدمی اختیار
کرکے ہنگام جنگ دلیرانہ لڑنا لازم میدان جنگ سے نہ ہٹنا نامرد میدان کارزار سے عورتوں کی طرح
برق شمشیر چمکتی دیکھ کر ڈر کر اور خوفناک ہو کر نہ بھاگنا نامرد و بزدل مشہور نہ ہونا آبرو اپنی سر میدان
پہلوانان بہادروں کے دنیا ذلیل و رسوا ... نہ ہونا اپنے خداوند کو ناراض نہ کرنا ہم نے تم کو سمجھا دیا ہے
آئندہ تم کو اختیار ہے یہ کہہ کر نقیب گویا میدان جنگ سے پھر گئے اسوقت دیکھنے والوں نے
دیکھا کہ صفوف لشکر الحاد ... سنا تھا ہر ایک بگوش دل تقریر نقیبان خوش گوئی سنکے آمادہ جنگ
تھا دنیا کو یہ شہادت یقین کرکے ہر ایک نامور کا ارادہ کیا یا تھا کہ صف لشکر سے نکل کر پہلے میں
اپنے حریفوں سے ایسا مقابلہ و مجادلہ کریں کہ دیکھنے والوں کو حیرت ہو جاوے بے اختیار ... تحسین
آفرین کریں نام ہمارا ... ان روزگار رہیں ... ہنوز صف لشکر سے کوئی بہادر ...
نکل کر نکلا نہ تھا کہ پیران سیج ابرو نے گھوڑے کو اپنے بڑھا کر وسط میدان کارزار میں آ کر گھوڑے
روک سامنے لشکر اہل اسلام نظر تند و تیز سے دیکھ کر باواز بلند مانند فیل کے چنگھاڑ کر کہا کہ اے
صاحبقران سلطان پہلوان شاہ عالم خاص کر تمہیں میرے سامنے آؤ مجھ سے مقابلہ کرو کسی اور کو
میرے مقابلے کے واسطے نہ بھیجو میں تمہیں سے مقابلہ کروں گا کیونکہ تم نے عنقا سے رعد آواز کو نہیں معلوم

کس عنوان و تدبیر سے قتل کیا ہو اُس کے خون کا عوض تجھسے لونگا جبتک تم کو قتل نکرون گا مجھکو
خوشی حاصل نہوگی دل کو میرے قرار نہوگا غم غوغا سے رعدآواز دل سے دور نہوگا قلب کو
سرور حاصل نہوگا آج یہ نیزہ سر تیز تمھارے خون قلب و جگر سے رنگین کرونگا صاحبقران
موصوف نے حریف مذکور کے طلب کرنے سے خود بھی مرکب کو بڑھاکر روبرو سے بادشاہ لشکر اہل اسلام
جاکر طالب اذن جنگ ہوئے ہنوز بادشاہ موصوف نے اجازت جنگ ندی تھی کہ ملوک بن
الملک سہراب بن لندھور ابوسعد سعرائی وغیرہ سرداران نامی و نامور نے عرض کیا کہ
اے صاحبقران عالیجاہ آپ تامل فرمائیے ہم مین سے کسی کو واسطے مجادلہ و مقابلہ کے روانہ
فرمائیے تماشہ ہماری لڑائی کا دیکھیے کہ ہم کس طرح بہران زنگی ابرو سے لڑتے ہین ہم کو آرزو ہی
کہ اس شیر دین سے جنگ آزمائی کرین لیکن ایسا ہے آپ کو اچھا نہین اسوا اسکے کہ واسطے مقابلے
کے جائیے گا صاحبقران نے جواب دیا شاید سنا ہوگا کہ بہران زنگی ابرو نے خاص ہمین کو واسطے
مقابلہ کے طلب کیا ہے وہ اور کسی سردار لشکر سے نہ لڑیگا اور ہم سے بھی یہ نہین ہوسکتا کہ حریف
ہم کو طلب کرے اور ہم اُس سے مقابلہ نکرین لہذا تم سب ہمین کو جانے دو یہ سنکے سرداران مذکور
لاجواب ہو خاموش رہے اسی حالت مین بادشاہ لشکر اہل اسلام نے صاحبقران کو اجازت جنگ
دیکر فرمایا چاہیے آپ کو خدا و رسول کے حوالے کیا انشاء اللہ مدد خداوند عالم سے دشمن پر فتحیاب
ہوجیے گا صاحبقران نے اجازت حاصل کرکے مرکب پر درست بیٹھکر لوح طلسم شمشیر جہان کو
یامین نیت دیکھا کہ بہران زنگی ابرو سے کیونکر لڑون کہ یہ ناگہان طلسم بندہ ہے اسکے قتل کرنیکی
تدبیر کیا ہے لوح طلسمی مذکور سے جو کچھ ہدایت کی صاحبقران نے اُس کو یاد کر لیا اپنے ذہن مین رکھا
پہلے مرکب کو جولان کیا سوئے حریف مذکور رخ کیا اسوقت لشکر کے علمون کو علمدارون نے جلوہ دیا جنگی
باجے بجے غلغل ہرچہار طرف کے شور برپا ہوا کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی صاحبقران روبرو
بہران زنگی ابرو کے جاکر مرکب کو روک کر طالب ضرب ہوئے حریف مذکور نے بالائے صاحبقران
کے سراپا پر نظر کرکے پوچھا کہ تمھین صاحبقران قاتل غوغا سے رعدآواز ہو تمھین نے یہان
آکر شعلۂ نار فتنہ و فساد کو بلند کیا ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ ہان مین ہی ایک بندۂ حقیر خالق
کون و مکان کا ہون سب مجھی کو صاحبقران کہتے ہین مین نے ہی غوغا سے رعدآواز کو
قتل کیا ہے اگر خدا نے چاہا تو اسوقت تجھکو بھی قتل کرونگا لیکن تجھ ایسے جوان کو خاک و خون مین بھرنا
دل کو ناگوار ہے اگر تو دین اسلام کو قبول کرے تو پھر تجھکو قتل نکرون تیرے خون سے زمین کو رنگین
نکرون اُس نے برہم ہوکر جواب دیا تجھکو ہدایت دین اسلام نکرو مین ہرگز سوائے خداوند گل نرگس
کسی کو سجدہ نکرونگا مذہب کے ابہام مین تقریر عبث ہے یہ جائے جنگ ہے نہ مقام ہدایت جو کچھ
تمھارے دل مین ہو لگاؤ جس طرح سے لڑنے کا قصد ہو اُس طرح سے مجھسے لڑو ضرب گرز لگاؤ یا
نیزہ لگاؤ یا تلوار لگاؤ صاحبقران نے جواب دیا ہم اہل اسلام ہین ہمارا یہ قاعدہ نہین کہ لڑنے مین
حریف پر سبقت کرین پہلے حریف کی ضرب کو روک لیتے ہین یا خالی دیتے ہین بعدہ ہم وار کرتے ہین
پس پہلے تو ہی کوئی وار کر جب خدا ہمارا تیری ضرب سے بچائے گا اسوقت ہم بھی وار کرینگے یہ
سنکے بہران زنگی ابرو نے کہا معلوم ہوا کہ اجل تمھاری تمھارے نزدیک آگئی ہے خیر ہوشیار و خبردار
ہو جاؤ یہ کہکر اُس نے نیزے کو سنبھال کر بقوت تمام مشت مین محکم پکڑ کر گینڈے کو بطور مرکب کے

کا وسیلہ پڑا اُدھر صاحبقران نے حسب ہدایت لوح وہ اسم اعظم الٰہی جو گوشہ لوح پر دیکھا تھا
اُسے چند مرتبہ ورد زبان کر کے اپنی شمشیر سنہری قبضہ کو نیام سے کھینچا اُس پر دم کیا اُدھر پیران
کج ابرو نے نیزہ بازی دکھا کر نیزہ لگان اور گردش دیتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا نیزہ قالب
کو تاک کر چالاکی سے نیزہ سینے پر لگایا ادھر امیر با توقیر نے بغیر سپہ گری پھرتی سے مرکب کو بڑھا کر
ایسی تلوار لگائی کہ نیزہ اُس کا درمیان سے مانند خیار تر قلم ہوا دیکھنے والوں نے خصوصاً اہل اسلام
نے شور تحسین و آفرین بلند کیا کفار کو صدمہ ہوا اقبال کہ پیران کج ابرو اپنے نیزہ کے قلم ہونے
سے ایسا شرمگین و خجل ہوا کہ سراپا عرق ندامت و خجالت میں تر ہو گیا بلکہ ایک نیزہ عرق انفعال میں
غرق ہو گیا تھوڑی دیر تک عرق دریاے حیرت و ندامت رہا بعد ازاں نیزہ قلم شدہ کو خاک پر ڈال کر
برہم ہو کر اعوان سے گرز گاؤ سر کو جو نہایت گرانبار تھا رستم پہلوان بھی اُس کو اگر اُٹھاتا تو نہ اُٹھا سکتا
بسہولت اُٹھا کر بصد قہر و غضب نعرہ کیا کہ اے صاحبقران اب اس ضرب گرز گران سے جانبر نہ ہوگے
ہوشیار ہو جاؤ کہ یہ گرز مثل قضا کے تمہارے سر پر آتا ہے وہ بلا ہے کہ ٹالے سے نہیں ٹلتی ہے یہ
وہ گرز ہے کہ گرز سام بن نریمان سے بھی گران تر ہے اگر اس گرز کو سر کوہ پر لگاؤں تو وہ بھی ریزہ
ریزہ ہو جائے انسان کی تو کیا مجال کہ اس گرز گران کو روک سکے اس کی ضرب [illegible] جانبر ہو دیو
اور جن بھی ہوے اس گرز کی ضرب سے جانبر نہیں ہو سکتا ہو گا ضرب گرز قلعہ گردون ہل جاتا ہے گاؤ زمین
دہل جاتی ہے تا دیر تھراتی ہے [illegible] کوئی پہلوان دنیا میں ایسا نہیں کہ اس گرز کو اٹھا کر گردش دے سکے
بلکہ گردش دینا تو کیا اعوان سے بھی کوئی قوی بازو اٹھا نہیں سکتا ہے سوا میرے کسی میں ایسی طاقت
و قوت نہیں کہ اس گرز کو اٹھا کر گردش دے کر سر دشمن پر لگائے یہ تقریر میں نے اسواسطے کی ہے کہ
تم اس گرز کی گرانی سے اور میرے قوت بازو سے بخوبی آگاہ ہو جاؤ تاکہ ہوشیار و خبردار ہو جاؤ
یہ عذر نہ ہو کہ ہم کو اطلاع نہ دی صاحبقران نے اس کی تقریر غرور آمیز سنکے دل میں کہا کہ اس نابکار
نے [illegible] اپنے زور بازو کی ثنا کی ہے اور اپنے گرز کی گرانی ظاہر کی ہے انتہا کا غرور کیا ہے اس کو ایسا ذلیل
کرنا چاہیے کہ یہ نابکار خجل و نادم ہو کر سر جھکا لے اور عرق ندامت سے سراپا تر ہو جائے مردان
ہر دو لشکر کی نظروں سے گر جائے سر میدان ذلیل ہو جائے یہ خیال کر کے خاموش رہے اس اثنا میں
اُس نابکار نے وہی گرز گاؤ سر اٹھا کر کہا ہوشیار و خبردار باش صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا
ہم ہوشیار ہیں ضرب گرز اچھی طرح لگانا جو کہا ہے وہی کرنا خلاف اپنے قول کے عمل نہ کرنا ہمارے سر کو ریزہ
ریزہ کر دینا اس نے برہم ہو کر جواب دیا مردان عالم کبھی جھوٹ و خلاف نہیں کہتے ہیں جو کہتے ہیں
وہی کر دکھاتے ہیں یہ کہکے گرز کو گردش دے کر گرز کو آسمان پر چڑھا کے بآواز بلند اوتاکی نرکس کہکر سر
صاحبقران پر دو دستی ضرب گرز لگائی ادھر امیر با توقیر نے بعجلت تمام اپنے مرکب کو جنبش دے کے
پہلو سے جیب کی طرف بڑھایا وار کو خالی دیا گرز اس زور سے زمین پر گرا کہ اُس کے گرنے سے زمین
تھرائی گرز زمین میں دھنس آیا ایک غار زمین میں ہو گیا گرد و غبار اٹھا پیران کج ابرو نے خوش ہو کر
پکار کر کہا دم و بستہ گردم حریف خود را اسوقت اہل اسلام دیکھا تم نے کہ میں نے کس بہادری
و شجاعت سے سر میدان صاحبقران کو بضرب گرز گران پیوند خاک کیا ہے کہیں صاحبقران کا
نام و نشان بھی نہ رہا زمین میں [illegible] غرق زمین ہو گئے پیوند خاک ہو گئے آخر ضرب گرز
سے جانبر نہ ہو سکے دیکھو جو میں نے کہا تھا وہی کیا صاحبقران کو ہلاک کیا عوض خون [illegible] لیا

رعد آواز سے لیا دل کو میرے خوشی حاصل ہوئی روح کو آرام ملا سارے صاحبقران کی صاحبقرانی
خاک میں ملا دی جن کی شجاعت پر تم کو ناز تھا وہ مثل قارون زمین میں دھنس گئے اب اگر تم کو حوصلہ
جنگ ہو تو آؤ مجھ سے مقابلہ کرو ورنہ میرے قلم کے سامنے سے بھاگ جاؤ اب کبھی ادھر آنے کا خیال
بھی نہ کرنا ہونٹ پیران پیچ ابرو بیہودہ بک رہا تھا گرد وغبار بلند تھا کہ صاحبقران نے چالاکی سے
بڑھ کر کلائی اُس کی مروڑ کر ہاتھ سے اُس کے گرز چھین لیا پھر نعرہ کیا کہ او نابکار پیر تو ور گرا دی
ہو کر الٹا پستہ کر دی ستم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دیکھ بہادر ایسے ہوتے ہیں کہ مجھ ایسے
حریف زبردست سے گرز گران چھین لیتے ہیں او بیہودہ گو مجھ کو اپنی اسی قوت و طاقت پر
ناز تھا سر میدان گرز چھنوا دیا حال تیری قوت کا سب پر ظاہر ہو گیا واقعی تجھ ایسا کوئی قوی پہلوان
دنیا میں نہ ہو گا تو نے عجب کار نمایاں کیا جو کچھ تو نے کہا تھا وہی کیا مردان ہر دو لشکر تیرے ثنا خوان
ہیں تو سب کی نظر میں کھب گیا ہر ایک تو قوت و زور بازو کا قائل ہو گیا خوب تو نے عوض جوہر مردی کے
بدلہ آواز لیا واہ وا کیا کہنا کیا جوانمردی دلاوری و شجاعت تو نے دکھائی ہے بیہودہ لڑائی تیری
اہل دنیا کو یاد رہے گی حسین ہزار تیرا بادشاہ اس کارنمایاں پر تیرے نظر کر کے تجھ کو خلعت اور
انعام دے گا مرتبہ تیرا زیادہ کرے گا او بیہودہ تو نے ہنگام ضرب گرز لگانے کے اپنے خداوند گل نرگس
کو پکارا تھا اُس سے اعانت و مدد چاہی تھی اُس نے بڑی خوب تیری مدد و اعانت کی تیری طرف کچھ بھی
اُس نے نظر توجہ نہ کی یہاں گل دیگر شگفتہ ہوا جو تو نے چاہا تھا وہ نہ ہوا گل آرزو تیرا نہ کھلا شاخ تمنا
تیری ہری نہ ہوئی مطلق پھل نہ پھولی دیکھنے والوں کو حسرت ہو گئی یقین ہے تجھ کو بھی حسرت ہوئی ہو گی کیا
جلد تیری شجر تمنا پر خزان آئی باغ حسرت تیرا شاداب نہ ہوا تیری امید تیرا صرف خزان ہوا گلشن
تمنا تیرا باد سموم خزان سے کیا جلد تر پژمردہ ہو گیا کچھ بھی بہار باقی نہ رہی او خداوند گل نرگس پرست
کیا ستمگر آنکھیں گھر کر ادھر دیکھ ہماری طرف نظر کر ذرا پہچان تو یہی گرز گاؤ سر تیرا ہے ہاں ہاں دست
چھوڑ میں ہی پایا ہے گرز ادھر کسی کا ہی جواب دے کیوں خاموش ہے کیوں گھور رہا ہے آنکھیں تو تیری بڑی بڑی
ہیں کیا مانند گل نرگس تیری آنکھوں میں روشنی نہیں ہے پیران پیچ ابرو نے از حد منفعل و شرمندہ
ہو کر جواب دیا اے صاحبقران میں نے تو اپنی دانست میں تمہارے ہی سر پر گرز مارا تھا نہیں معلوم
تم کس طرح ضرب گرز سے محفوظ رہے اور ہنگام ضرب گرز گرد وغبار بلند ہوا تھا اُس گرد وغبار میں میں نے
تم کو نہیں دیکھا اس وجہ سے میں نے کہا کہ صاحبقران کو میں نے ہلاک کیا اور اسی کثرت غبار میں
تم نے حالت غفلت و ناواقفی میں میرے ہاتھ سے کہ مضبوط گرز کو میں نہ پکڑے تھا تم نے میرے ہاتھ سے
لے لیا مجھ کو تمہارا خیال بھی نہ ہوا میں سمجھا تھا کہ میرے لشکر کا کوئی سردار میرے ہاتھ سے گرز اس خیال سے
لیتا ہے کہ اب ایسا گرز کو دیجئے کیوں اپنے ہاتھ میں رکھئے کہ دشمن کا کام تمام ہو چکا ہے میں نے بھی خیال
کیا کہ سردار لشکر میرا سچ کہتا ہے گرز کو ہاتھ سے چھوڑ دینا چاہیے بس یہی وجہ و خیال ہے میں نے گرز اپنے
ہاتھ سے چھوڑ دیا ورنہ دیدہ و دانستہ کوئی پہلوان اپنے حریف سے گرز چھنوا دیتا ہے افسوس کرتا ہوں
میں کہ غفلت و ناوانی سے یہ خفت و ندامت مجھے حاصل ہوئی ہے اگر آگاہ ہو جاتا کہ تم میرے ہاتھ سے
گرز چھینتے ہو تو کبھی نہ چھوڑتا روح میری میرے تن کو چھوڑ دیتی مگر میں اس گرز کو نہ چھوڑتا اور تم مجھ کو
کاذب خیال کرتے ہو حالانکہ میں اپنے قول میں صادق ہوں واقعی مثل میرے گرز کے کسی کا گرز
ایسا بھاری نہ تھا نہ اب ہے نہ ہو گا اور جس قدر مجھ میں قوت ہے ایسی طاقت نہ تم پہلوان میں بھی نہ ہو گی

لیکن اب دو کلمہ داستان ان سواران فراری کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جو بعد قتل ہونے پیران رنج ابرو کے میدان جنگ میں اہل اسلام سے لڑ کر سوے قلعہ سوم بھاگ
گئے وہ جملہ سواران نابکار فرار و کنان افتان و خیزان در قلعہ سوم پر پہونچے محیطار و ئین تن
قلعدار قلعہ سوم زرنگار بالاے کرسی زرنگار حلقہ رقصا میں خوش و خرم بیٹھا ہوا تھا دور ساغر
مے ناب جو رہا تھا ساقی گلبدن محیطار و ئین تن وغیرہ کو جام بلورین میں شراب ناب بھر بھر کے
دے رہا تھا محیطار و ئین تن وغیرہ سب دین مشغول میخواری تھے بعض اس کے رفقا
بھی جو تھے اس سے باادب عرض کر رہے تھے کہ آج پیران رنج ابرو نے مقابلہ و مجادلہ صاحبقران
سے کیا ہوگا سنا ہے کہ پیران رنج ابرو نے میدان رزم میں دلیرانہ مقابلہ کیا ہو بعد نیزہ بازی کے
دو مرتبہ ضرب گرز بقوت تمام اپنے حریف پر لگائی ہوگی کارنمایان کیا ہو محیطار و ئین تن عالم میخواری
میں اس طرح جواب دے رہا تھا کہ پیران رنج ابرو پہلوان زبردست ہے نہایت قوی بازو ہے بدولت
کا عزیز قریب ہی جنگ آزمودہ ہے ہمیشہ ہی اس پر کوئی فتحیاب ہو محال ہے وہ صاحبقران اور ان کے
تمامی لشکر کو قتل و تباہ و برباد کردے گا کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا ما بدولت سے جنگ کرنے کی اب
ضرورت نہو گی کہ یکایک کان میں صداے فریاد و فغان آئی محیطار و ئین تن نے متردد ہو کر چند
اپنے ملازمان ادنیٰ سے کہا جلد جاکر دریافت تو کرو یہ شور و نالہ و فریاد ہمارے در قلعہ پر کیسا ہے ہماری
حکومت میں کس نے بے خوف و خطر ہو کر کس غریب پر ظلم کیا ہے کیا ہمارا اس ظالم و جفاکار کو خوف
نہیں ہوگیا وہ ستمگار آگاہ نہیں ہے کہ مالک و قلعدار اس سرزمین و اس قلعہ کا محیطار و ئین تن ایسا
فرمانروا عادل و شجاع و بہادر ہے کہ جو اپنا مثل و نظیر روے زمین پر نہیں رکھتا ہے قسم ہے خداوند گل برگلس
کی جس ظالم نے ان بیکسون پر ظلم و ستم کیا ہے ایسی اس کو سزاے سخت دونگا کہ وہ بھی یاد کرے گا
ملازمان مذکور حسب الحکم محیطار و ئین تن اسی وقت دروازۂ قلعہ پر گئے دیکھا کہ ہزار ہا سواران
لشکر پیران رنج ابرو گریان و نالان ہیں اکثر ان میں زخمی ہیں یہ حال دیکھکر ان سے پوچھا کہ سبب
تمہارے نالہ و فریاد و فغان کا کیا ہے بیان کرو ہمارے آقا و مالک نے ہمیں روانہ کرکے تمہارا حال
سننے کے منتظر ہیں انھون نے بعد گریہ و بکا تمام حال قتل پیران رنج ابرو کا بیان کرکے کہا
ہماری جانب سے بعد ادب محیطار و ئین تن سے عرض کرنا کہ اب ہم کو کیا حکم ہے حاضر ہوں یا کہیں
چلے جائیں وہ ملازم یہ حال پر ملال سنکے اندر قلعے کے جاکر روبرو محیطار و ئین تن استادہ ہو کر
دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اے خداوند نعمت ہم حسب الحکم حضور پر انوار دریافت خبر کو گئے تھے جو کچھ
ہم نے وہاں دیکھا ہے اور سنا ہے اسے ہم فدوی کیا عرض کریں ہم فدویوں سے عرض نہیں کیا جاتا کہ خبر ظلم ہی
الم ہے ہم تمکو ایسی نہیں چاہیے کہ خبر مذکور بیان کرکے حضور کو غمگین کریں اس عالم میخواری و عیش و عشرت
میں خبر غم بیان کریں محیطار و ئین تن نے متردد ہو کر پوچھا کہ وہ کونسی خبر [illegible] ہے کہ جس کو تم بیان
نہیں کرتے ہو اور یقین جانتے ہو کہ اس خبر کے سننے سے مجکو رنج ہوگا انھون نے عرض کیا کہ حضور والا ایسی
ہی ایک خبر ہے کہ فدویوں سے بیان نہیں کی جاتی محیطار و ئین تن نے برہم ہو کے کہا کہ تم جلد [illegible]

غمگین ہونے کا خیال نکرو جلد بیان کرو کہ تردد رفع ہو اُن ملازمون نے جو کچھ اُن سوارون سے سُنا
تھا حرف بحرف بیان کیا محیط روئین تن خبر قتل بہران رنج ابرو سنتے ہی بے اختیار اشکبار ہوا
کثرت غم سے بیقرار ہوا وہ شراب اُس کو جام زہر سے بھی بدتر ہو گئی ساغر کو ہاتھ سے پھینکدیا رفقا
نے بھی اُس کے ہمنواری سے ہاتھ اُٹھا کر اشکباری شروع کی وہ بزم عیش بزم غم ہو گئی تھوڑی دیر تک
محیط روئین تن نے گریہ و بکا کر کے اپنے رفقا سے مخاطب ہو کے کہا کہ جائے عجب اور مقام
حیرت ہی کہ صاحبقران نے غوغا سے رعدآواز اور بہران رنج ابرو کو قتل کیا نہیں معلوم
باعث قتل نامبردگان کا کیا ہی شاید خداوند گل نرگس کا عتاب ہی کہ دست اہل اسلام سے اپنے بندونکو
قتل کروا رہے ہیں اہل اسلام سے خوش ہیں اپنی خاص پرستش کرنے والون سے ناراض ہیں حالانکہ
اہل اسلام اُن کو بُرا کہتے ہیں اُن کی خداوندی کے قائل نہیں ہیں رفقا نے عرض کیا کہ حضور ہمکو ایسا
نا بہتا ہوتا ہی کہ اس میں کچھ اسرار ہی جو ہم پر اور آپ پر ابھی آشکار نہیں ہی بھلا کب ہو سکتا ہی کہ خداوند
اپنے بندون کو دست اہل اسلام سے قتل کرائین گے اپنے دشمنون سے نیکی کرینگے دوستون سے
دشمنی کرینگے ہان ایک بات ذہن میں آتی ہی شاید یہی وجہ قتل غوغا سے رعدآواز و بہران
رنج ابرو کی ہوئی ہو کہ ان دونون نے فی زمانہ اُن کی پرستش موقوف کر دی ہو گی یا اُن سے منحرف
ہو گئے ہون گے یا بد اعتقاد ہو گئے ہون گے اور کسی خداوند کی طرف متوجہ ہو گئے ہون گے یا اور
کوئی سبب ہوا ہو گا کہ جس کو ہم بیان کر نہیں سکتے جیسا کہ قبل اس کے ہم نے عرض کیا ہی کہ امر میں کوئی
راز مخفی ہی محیط روئین تن نے جواب دیا کہ غوغا سے رعدآواز و بہران رنج ابرو تو خداوند سے
منحرف نہ تھے ہمکو خوب معلوم ہی ہان ایک اندیشہ ہی اور اُس کا خیال ہی عجب نہیں کہ جو ہمکو خیال اس وقت
ہوا ہی وہی امر ہوا ہو لیکن یہ بھی ذہن میں نہیں آتا کہ اُس کا انتظام صاحبقران نے کیونکر کیا ہوگا
وہان تک رسائی کیونکر ہوئی ہوگی وہان تو انسان کا گذر ممکن نہیں اور بالفرض و محال گذر بھی کسی
تدبیر سے ہوا ہو اور دروازے تک پہونچے بھی ہون تو اندر دروازے کے کیونکر داخل ہوئے
کیونکہ غیر تو درون دروازہ مکان معلومہ میں جا نہیں سکتا اگر جانے کا ارادہ کرے تو شمشیر سے
ایک آن میں قتل ہو جائے تا وقتیکہ ایسی کوئی شے اُس کو دستیاب نہو کہ وہ دروازہ معلومہ مکان
کے اندر جانے کی تدبیر بتلا سکے اور وہ شے کسی غیر کو معلوم نہیں بجز مخصوص اشخاص کے وہ اشخاص
ایسے معتبر و معتمد ہیں اور ایسے امین راز ہیں کہ انھون نے ہرگز افشاے راز نہ کیا ہوگا پس ایسی صورت
میں تقاضاے عقل یہی ہی کہ وہ شے دستیاب نہوئی ہوگی کہ جس کے دستیاب ہونے سے ایک
ایسی شے ملے کہ جس کے باعث سے بربادی و قتل و تباہی قلعہ داران و بندگان خداوند
گل نرگس کی ظہور میں آئے رفقا سے یار کو برس نے عرض کیا کہ حضور یہ تقریر تو ہم نہ سمجھے عجب پیچیدہ و پوشیدہ
تقریر حضور نے کی ہی امیدوار ہین کہ اس تقریر کو مفصل طور سے ارشاد کریں تا کہ ہم بھی سمجھیں
محیط روئین تن نے جواب دیا کہ جو کچھ ہم نے کہا وہ تم نہ جانتے ہین یاد رہے چار اشخاص اس راز
سے آگاہ تھے یہ راز کہنے کا نہیں ہی مبادا دشمنون کو اس راز سے آگاہی ہو جائے انھون نے
عرض کیا کہ یہان تو کوئی اہل اسلام و بدخواہ نہیں ہی یہیں سب نمکخوار جان نثار رفقاے حضور ہین
محیط روئین تن نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو لیکن کیا تم نے سنا نہیں ہی کہ خردمندون نے کہا ہی
دیوار ہم گوش دارد لہذا ہم سے دریافت نکرو ہم اس راز مخفی کو جلی نکرینگے ہرگز بیان

ظاہر کرین گے اپنے ہی دل مین رکھین گے ہنوز مچھیطر رولین تن تقریر کر رہا تھا کہ فرمان حسینان سیمبر قبا
بادشاہ چہار قلعہ حسب الطلب آیا مچھیطر رولین تن اسی وقت بادشاہ مذکور کے پاس گیا دیکھا
کہ بادشاہ کے چہرے پر آثار رنج و ملال و تردد مین تنہا بیٹھا ہوا ہے کوئی پاس نہین ہے سر جھکائے
ہوئے ہے جب اُس نے سر اٹھا کر دیکھا مچھیطر رولین تن نے بادب سلام کیا بادشاہ مذکور نے
اشارہ قریب اپنے بالائی کرسی پر بیٹھنے کا کیا مچھیطر رولین تن قریب تخت حکومت بادشاہ کرسی
زرنگار پر بیٹھ گیا حسینان سیمبر قبا نے کہا کہ اے مچھیطر رولین تن سنا تم نے کہ خوش نما کے
رعد آواز و ہیران پیچ ابرو قلعداران اول و دوم قلعہ دست صاحبقران سے یکے بعد
دیگرے قتل ہوئے سخت حیرت ہوئی دیکھیے اب کیا ہوتا ہے فقط تمھارا اور ہمارا قلعہ باقی ہے صرف
ہم اور تم زندہ ہین بعد تمھارے اور ہمارے اہل اسلام ان دونون قلعون پر قابض و متصرف
ہو جائین گے ہم نے اسوقت تم کو اسواسطے طلب کیا ہے کہ تم سے راے لین اس بارے مین کہ
اب کیا کرنا چاہیے ان اہل اسلام سے کس طرح پیش آنا چاہیے تمھارا کیا ارادہ ہے اور واقعہ کیا
حیرت افزا ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے کہ جو قلعدار صاحبقران سے مقابلہ کرتا ہے وہ مارا جاتا ہے خوش نما کے
رعد آواز و ہیران پیچ ابرو یکے بعد دیگرے دست صاحبقران سے قتل ہو گئے تم اس
راز سے آگاہ ہو کہ یہ دونون بغیر اس تلوار کے کہ جو فہیم عالی نے در قلعہ شمشیر جنبان پر ساتھ اُس
تلوار کے کہ جو خاص واسطے قتل شاہ طلسم برق جادو کے لٹکائی تھی کسی اور تلوار سے کب قتل ہو سکتے
تھے کیا وہی تلوار صاحبقران کو دستیاب ہو گئی ہے ان کے قبضے مین آگئی ہے مستقبلے سے عقل تو یہ
نہین ہے کہ ایسا ہی خیال کیا جائے کیونکہ وہان تک جانا ان کا غیر ممکن ہے پھر کیا سبب ہوا ہے کہ یہ دونون
خوش نما کے رعد آواز و ہیران پیچ ابرو قتل ہو گئے مچھیطر رولین تن نے بادب جواب
دیا کہ اے بادشاہ مین بھی اسی فکر و تردد مین ہون ہر چند اس بارے مین مین نے بہت فکر
کی مگر کچھ بھی سمجھ مین نہین آیا اگر بعد فکر بسیار ذہن نشین ہوا تو یہ ہوا کہ فی الحال کسی سبب سے خداوند
گل نرگس ناراض ہو گئے تھے اس وجہ سے خوش نما کے رعد آواز و ہیران پیچ ابرو کو انھون نے
دست صاحبقران سے قتل کرا ڈالا ہے میرا ارادہ ہے کہ آج کی شب خداوند کی پرستش کر کے کہونگا
کہ اب عتاب نفرمایئے اہل اسلام پر مجکو غالب کیجیے پھر کہونگا کہ عرض میری قبول کی ہے تو پھر مین طبل جنگ
بجوا کر ہنگام صبح صاحبقران سے مقابلہ کر کے ان کو قتل کرونگا انتقام خون خوش نما کے رعد
آواز و ہیران پیچ ابرو سر میدان لونگا پھر لشکر کو ان کے قتل و تباہ و برباد کر کے دونون
قلعون کو از سر نو اپنے اور حضور کے قبضے مین کرونگا حسینان سیمبر قبا نے کہا کہ تم نے کہا سو تمھاری
اسے ہم پسند کرتے ہین خیر اب جاؤ لاشہ ہیران پیچ ابرو کا جو لشکر اہل اسلام سے اُن سوارون کے جو چار
ناکے قتل ہوئے اٹھا لاؤ اور پھر طبل جنگ اپنے نام بجوا کر صبح کو صاحبقران سے لڑو اور ان کو قتل
کر کے رنج و غم ہمارے دل سے دور کرو مچھیطر رولین تن حسب الحکم بادشاہ مذکور اسی وقت رخصت
ہو کر اپنے قلعے مین آیا ملازمون کو حکم دیا کہ لاشہ ہیران پیچ ابرو کا میدان جنگ سے اٹھا لاؤ اور
اس کے لشکر کے سواران مقتول کو بھی [illegible] سے اٹھا لاؤ ملازم [illegible] مچھیطر رولین تن نے
حکم کی تعمیل کرائے مچھیطر رولین تن نے اپنے خداوند کی پرستش کر کے بہت نذر و منذر [illegible] اور
شتاب چاہ کر سر شام اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین کوس حربی بجایا جائے [illegible]

لشکر محیط روئین تن مین جو سوار بزدل و ناتجربہ کار جنگ سے ناآشنا تھے اُن کو سخت تردد تھا کہ
جب باجے نقارہ جنگی بجاتا خوف جان سے دل اُن کے دھڑکنے لگتے تھے چہرہ زرد تھا حواس باختہ تھے
جس جس جگہ چند بزدل جمع ہوتے تھے باہم کہتے تھے کہ بجا یہ غضب ہوا آج طبل جنگی بجایا گیا سامان جنگ
ہو رہا ہے کل صبح کو میدان جنگ مین لڑائی ہوگی ہم کو بھی مسلح ہوکر میدان جنگ مین جانا پڑے گا کیونکہ چہرہ
اپنا بھی سواران مین لکھا ہے ایک مدت سے ملازم ہین برسون سے محیط روئین تن و حسین
سبز قبا کے نوکر ہین جنگاہ مین برق شمشیر چمکے گی کشت و خون بہت ہوگا ہر ایک سوار اپنے حریف کو
تہ تیغ کرے گا اگر جنگ مغلوبہ ہوئی تو اور غضب ہوا دونون لشکر باہم لڑ جائیں گے اضطراب و بدحواسی مین
اُسوقت جو کوئی کسی کے سامنے آجائے گا وہ اُس کو اپنا دشمن جان کر تیغ و تبر و گرز و تیر لگا کر قتل کرے گا
خواہ وہ اُس کا دشمن ہو یا دوست ہو ہم نے آج تک کوئی لڑائی نہیں دیکھی نہ شریک جنگ ہوئے نہ کسی کو
قتل کیا نہ کسی کے ہاتھ سے کوئی زخم کھایا جب سے یہان نوکری ہوئی چہرہ سواران مین لکھا گیا راحت و
آرام سے شب و روز زندگی بسر کی کوئی لڑائی حسین سبز قبا و محیط روئین تن کی کسی دشمن سے
اپنے کبھی نہین لڑے آج یہ آفت تازہ اور بلائے ناگہانی درپیش ہوئی ہے کہ طبل جنگ بجایا گیا ہے لڑائی مین
خوف جان ضرور ہے اگر ہم کسی دشمن کی ضرب سے قتل ہوئے تو آہ اپنی جان سے گئے جوانی ہماری
خاک مین ملگئی اگر میدان جنگ سے بھاگے تو سر میدان ذلت حاصل ہوگی اگر ہم نہ لڑے نہ بھاگے
فقط صف لشکر مین کھڑے ہوئے اور ہمارے سامنے کشت و خون ہوا تو بھی ہم سے خونریزی دیکھی نجائیگی
خون ہمارا اُبلتا ہے بارہا آزمایا ہے کہ جب کسی مرغ یا کبوتر کو کسی نے ہمارے سامنے ذبح کیا ہے اور اُس کے
گلے سے خون نکلا ہے اور وہ زمین پر تڑپا ہے تو دیکھتے ہی اُس مرغ بسمل کو ہمین غش ایسا آیا ہے کہ قریب مرگ
ہوگئے ہین دانت بھچ گئے ہین آنکھین پھرا گئی ہین عزیز و اقارب و احباب ہماری بری حالت پر نظر
کرکے رونے پیٹنے لگے ہین نالہ و فریاد کرنے لگے ہین سامان خرید کفن و تیاری قبر کا کرنے لگے ہین جب
بڑی مشکل اور بڑی دیر مین ہمکو تدبیر کی سے ہوش آیا ہے تو سب عزیز و اقارب و احبا کو خوشی حاصل
ہوئی ہے ہمارے والدین نے خدا اُن کو داخل جنت کرے ہمین بڑے ناز و نعم سے پالا ہے کیونکہ اول تو
الفت پدری و مادری دوسرے وہ صاحب مال و دولت تھے نوکر چاکر اندر باہر رہتے تھے اسپ و فیل
بھی اصطبل خانہ اور فیلخانہ مین تھے مگر کبھی ہم خوف سے سوار نہوتے تھے اگر کبھی والد صاحب یا عزیزان
دیگر ہمکو گھوڑے کی پشت پر بٹھا دیتے تھے باوجود اس کے کہ ہم نوجوان تھے لیکن خوف سے بے اختیار
رونے لگتے تھے بلکہ چیخنے لگتے تھے اس اندیشے سے کہ کہین گھوڑے پر سے گر پڑین چوٹ نہ لگے گرنے مین پاؤن ہمارے
ٹوٹ جائین لوگ دوڑکر ہمکو گھوڑے سے اتار لیتے تھے آنسو ہمارے پونچھتے تھے بالفت و شفقت پیش
آتے تھے علی الخصوص والدین از حد ہمپر الطاف کرتے تھے اُس روز صدقہ ہم پر سے اتارا جاتا
تھا اور فیل کے اوپر سوار ہوتا تو کجا کبھی ہاتھی کے سامنے بھی مارے ڈر کے نہ جاتے تھے ایسے
خائف اور بودے تھے کہ گھر سے باہر بھی نہ نکلتے تھے عورتون مین شب و روز رہا کرتے تھے محل تھا
اور ہم تھے اگر روز عید فطر یا روز عید الضحیٰ والد وغیرہ بزرگون کے کہنے سے عیدگاہ تک جاتے تھے
تو بڑا اہتمام کیا جاتا تھا چند ملازم چپ و راست و چپ اور پیش و پس رہتے تھے درمیان مین اُنکے
ہم اپنے والد کے ساتھ ہاتھ اُن کا پکڑے ہوئے نہایت ڈرتے ہوئے جاتے تھے راہ مین اگر گھوڑا یا
ہاتھی یا اونٹ یا بگھی کہین دکھائی دیتی تو نہایت خائف و ترسان ہوکر چیخ کر اپنے باپ سے لپٹ جاتے تھے

وہ اسباب سے دو ر تسلی و تشفی دے کر پیار کرتے تھے فی الفور ہمیں اپنی آغوش میں اٹھا لیتے تھے سینے و جگر
سے لپٹا لیتے تھے اور پھر اثنا پر راہ سے ہمیں گھر میں لیے آتے تھے عیدگاہ تک نہ لے جاتے تھے ہم جس
بات پر ہٹ کرتے تھے جس چیز کے لینے کی ضد کرتے تھے والدین ہمارے موافق ہماری خوشی کے عمل
کرتے تھے کبھی انھوں نے ہمارے اوپر غصہ نہیں کیا نظر تند و تیز سے کبھی نہیں دیکھا پھول کی چھڑی بھی
کبھی ہمارے تن نازک و ناتوان پر نہیں لگائی جب انھوں نے انتقال کیا وہ مال و دولت والدین ہم نے
اپنی نادانی سے تھوڑی مدت میں صرف کر ڈالا اب اسے تکلیفوں نے صورت نازیبا اپنی دکھائی چونکہ زمانہ حیات
والدین میں عقد ہمارا بڑی دھوم سے ہو چکا تھا بعد رحلت والدین ہم صاحب اولاد ہو گئے تھے اہل و عیال
کی فاقہ کشی دیکھی نہ گئی مجبور و لاچار ہو کر ملازمت اختیار کی [illegible] و حسین سے شہر [illegible] بادشاہ
ہر جہار قلعہ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست نوکری کی دی حسن تقدیر سے چہرہ سواروں میں لکھ گیا
گھوڑا سواری کو مع آلات حرب و ضرب ملا جب سے اب تک ماہ بماہ زر تنخواہ وصول کر کے ہم مع اہل و عیال
عشرت سے بسر کرتے تھے زمانہ حیات تکلیفات سے بسر ہوتا تھا اب یہاں سامان پیدا ہے کہ طبل جنگ
بج چکا ہے تیاری جنگ ہو رہی ہے کل صبح کو فیما بین کا سامنا ہے دیکھو ن سے مقابلہ ہے ہمیں اب تک تلوار کا لگانا
نیزے سے دشمن کو قتل کرنا اچھی طرح گھوڑے پر اٹھنا کچھ بھی معلوم نہیں ہے یہ ہتھیار فقط دکھانے کے واسطے
حاکم سے ہم نے اپنے تن پر آراستہ کئے ہیں والا ہمیں مطلق فنون سپہ گری سے آگاہی نہیں ہے پس ہمارا
جنگ گاہ میں جانا بیکار ہے ہم سے لڑا بھڑا ہرگز نہ جاسکے گا نہ ہم متحمل زخمی ہونے کے ہوں گے مقام غور و انصاف
ہے کہ جب ہم نے اپنے تن نازک پر پھولوں کی چھڑی کبھی نہیں کھائی ہے تو زخم تیغ و تیر و نیزہ و گرز وغیرہ ہم اپنے
اس تن پروردہ ناز و نعمت پر کیونکر کھائیں گے اور کیونکر متحمل ایذا اس زخم کے ہوں گے ایک ہی ضرب دشمن
سے گھوڑے سے گر پڑیں گے مرغ بسمل کی طرح زمین پر تڑپیں گے خاک پر ایڑیاں رگڑیں گے کوئی نابکار ایسی حالت
میں ہماری خبر نہ لے گا گھوڑوں کے سموں کے نیچے آجائیں گے پامال سم اسپاں ہو جائیں گے کسی نامعقول کو
ہمارا خیال بھی نہ ہوگا نہ ملال ہوگا بیوی پیاری پیاری ہماری بیوہ ہو جاوے گی بچے یتیم ہو جائیں گے گور و
کفن بھی نصیب نہ ہوگا لاشہ میدان جنگ میں پڑا رہے گا شب کو درندے گرد آکر گوشت ہمارا
مزے سے بہ رغبت کھا لیں گے ہڈیاں بھی چبا لیں گے ہمارے لاشے کا نام و نشان بھی نہ رکھیں گے
اہل و عیال ہمارے غم و الم میں ہمارے روتے روتے مر جائیں گے کوئی اُن کو تسلی و تشفی بھی نہ دے گا نہ کوئی
اُن کی خبر لے گا ایسی نوکری سے ہم باز آئے کہ جس نوکری میں جان جاوے اہل و عیال تباہ و برباد و مفلس
ہو کر مر جائیں صاف صاف تو یہ ہے کہ ہم نے نوکری واسطے جان دینے اور سر اپنا تیغ دشمن سے کٹانے کے
واسطے نہیں کی ہے فقط اپنی تن پروری و شکم پروری اور اہل و عیال کی بسر اوقات کے واسطے کی ہے جان
عزیز ایسی شے ہم سے ہرگز نہ دیجاوے گی کوئی ہمیں برا کہے یا بھلا کہے اگر کوئی بزدل و نامرد کہے گا تو کہے ہم
اس کے کہنے سے نامرد نہ ہو جائیں گے ہمارے کئی لڑکے لڑکیاں موجود ہیں اور بیوی حاملہ بھی ہے ہم نامرد
کیونکر ہوئے اگر ایسا رہا بزدل ہونا یہ اعتراض بھی کہنے والوں کا بیجا و درست نہیں یہ محض عقلمندی ہے کہ انسان
اپنی جان کی حفاظت کرے اپنے تئیں ضرر سے بچاوے جہاں لڑائی ہوتی ہو وہاں سے ٹل جاوے جان اپنی
ایسے مقام خوفناک پر ٹھہر کر دیدہ و دانستہ باعث اپنے مرگ کا نہ ہو اگر معترض اور بدگو اس قول کو
ہمارے کہ مدلل ہے اور صحیح ہے تسلیم نہ کرے تو نہ کرے جس قدر اس کا دل چاہے برا کہے چاہے بزدل کہے چاہے
نامرد کہے ہم تو کیا ہیں برا کہنے والے بڑے بڑوں کو برا کہتے ہیں لوگ بادشاہوں کو امیروں کو اولیا کو

برا کہتے ہین اُن کے بُرا کہنے سے وہ بُرے ہو نہین جاتے ہین بہت سے اکثر آدمی نیکون کو بُرا کہتے ہین
جب تاریکی شب محیط عالم ہو جائے تو لشکر چھیطار و ہین تن سے نکل کر اپنے گھر کا راستہ لین اپنے اہل و عیال کے
پاس جا کر شب بسر کرین یہان سے خوف و خطر سو ہین صبح کو رزق دینے والا رزق پہونچانے کا یہان کی
نوکری سے دست بردار ہو کے کہین کسی کی نوکری کرلین گے اگر نوکری نہ ملے گی تو بھیک مانگین گے بہر طور
اپنی زندگی بسر کرین گے لیکن یہان اپنی جان نہ دین گے قربان ایسی نوکری کے کہ جس نوکری مین جان جائے
اہل و عیال تباہ و برباد ہو کر مر جائین ہمارے مان باپ نے اس روز کے واسطے پالا نہین تھا کہ میدان
جنگ مین دشمنون کے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے اعضا ہو کر جان جائے یہان کا دنیا و دشمنون
سے لڑنا زخمی ہونا یہ عقلمندی نہین ہے نادان جاہل ہے ایسے ہم جاہل نہین ہین کہ جو اپنے نفع و ضرر کو نہ سمجھین
یہ باتین کر کے خاموش ہو گئے جب ہنگام شب آیا تاریکی محیط عالم ہوئی وہ سب نامرد و بزدل باتفاق ان کے
اپنے بستروں سے اٹھ کر اپنے گھرون کی طرف چلے اکثر جوانان لشکر نے جو ان سے پوچھا کہ اس وقت کدھر کے
ہو کے کہان جاتے ہو خیر تو ہے انھون نے جواب دیا کہ ہان جان کی خیر ہے بضرورت جاتے ہین ابھی آجاتے
ہین یہ کہتے ہوئے سپاہ اپنے گھرون کو چلے گئے اکثر سرداران لشکر امید و بیم مین تھے اکثر کہتے تھے کہ دیکھیے
کل فتح ہوتی ہے یا شکست وہ سواران نابکار رہو لشکر غوغا سے رعد آواز و بیران نامی اہرو کی سپاہ
سے تھے دنیا ہم عہد کیے تھے کہ جب تک چھیطار و ہین تن قتل نہ ہوگا جنگاہ مین رہین گے جس وقت
چھیطار و ہین تن دست صاحبقران سے مانند غوغا سے رعد آواز و بیران نامی اہرو کے
قتل ہوگا اسی وقت میدان جنگ سے گریزان ہون گے ایک دم بھی پھر وہان قیام نہ کرین گے اور جو سوار
شہور شعار تھے وہ تیاری جنگ مین مصروف تھے ارادہ ان کا لڑنے مرنے کا تھا غرضکہ دونون لشکر دو گھڑی
شب سے پھر خوب تیاری لڑائی کی ہوئی جیسا وہ وقت آیا کہ مصداق

قطعہ

صبح ہوا جلوہ گر آسمان

رہا کہ سیاہی شب کا نشان ۔ ہوئی روشنی آسمان پر عیان
لگے ہونے آنکھون سے آرزو مان ۔ موذن اذان [illegible]
ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند ۔ لگی چلنے جب دم نسیم سحر
لگے اٹھنے ہر طرف جانور ۔ [illegible] طاعت سے نیاز
لگے بستروں سے بہر نماز

صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران عالی مقام و تمام مردمان
لشکر بھی برائے طاعت داور خواب غفلت سے ہوشیار ہو کر اپنے اپنے بستروں سے اٹھے بعد وضو آمادہ طاعت
باری تعالی ہوئے صفین آراستہ ہوئین بعد اذان و اقامت تکبیرۃ الاحرام کہی گئی نماز جماعت ہونے
لگی جب اتمام نماز و وظیفہ و دعائے فتح و ظفر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کمربندی کا حکم
دیا جملہ اہل اسلام حسب الحکم صاحبقران نیکنام جلد جلد مسلح و مکمل ہونے لگے تھوڑی دیر مین سب مسلح
ہوئے صاحبقران نے بھی اپنے تن پر آلات حرب و ضرب زرہ پہنکر آراستہ کیے پھر صاحبقران
ذیجاہ اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سرداران سپاہ نے با دب سلام کیا امیر با توقیر نے جواب سلام
دے کر ان سب کو ہمراہ لے کر دربارگاہ بادشاہ عالیجاہ پہ جا کر توقف کیا ناگاہ پردہ بارگاہ کا اٹھا
بادشاہ موصوف بالاے تخت زرین اس طرح نظر آئے کہ تاج برسر قبائے شاہی در بر کیا رعنا نوجوان
نوجوان حسین و خوش رو اپنے دوش پہ تخت زرین اٹھائے ہوئے نقبا نے باواز بلند کہا ظل اللہ [illegible]
سبھون نے سوے دربارگاہ نظر کی پھر نقیبان نے پکار کر کہا اسے ظل اللہ نگاہ روبرو بادشاہ [illegible]
دیکھا کہ صاحبقران و جملہ سرداران سپاہ نے حسب قاعدہ با دب تمام سلام کیا بادشاہ [illegible]
حسب دستور سلام لے کر اشارہ سوار ہونے کا کیا صاحبقران و جملہ سرداران لشکر [illegible]

سوار ہوئے تمام لشکری بھی اپنے گھوڑون پر سوار ہوکے ڈنکے پر چوٹ پڑی حسب دستور سواری بادشاہ
بخدم و حشم و بشان و شوکت و تجمل مع تمام جلوس لشکر ظفر اثر جانب میدان رزم روان ہوئی اس وقت
روانی لشکر اہل اسلام کی قابل دید تھی جب سواری بادشاہ ممدوح مانند باد بہاری کے میدان جنگ
مین آئی ہنوز سواری بادشاہ ممدوح جنگگاہ مین پہونچی ہی تھی کہ اس طرف سے محیط اروین تن ساٹھ ہزار
سوارون کی جمعیت سے کرگدن پر سوار بصد کبر و غرور فوجین کھینچ میدان جنگ مین آیا لشکر کشتہ
صاحبقران پر نظر کرکے حیران ہوا تا دیر بنظر تند و تیز دیکھا کیا پھر دونون طرف سے بیلدار و بہلیہ بردار
موافق قاعدہ واسطے درستی میدان جنگ کے نکلے انھون نے جھاڑی جھنکاڑ کاٹ کر خس و خاشاک
دور کرکے پست و بلند و ناہموار زمین کو جلد جلد ہموار کیا پھر سقون نے آب پاشی سے میدان رزم کو
سرد کیا گرد و غبار کو دفع کیا بعدہ دونون جانب حسب دلخواہ صف آرائی ہوئی میمنہ میسرہ ساقہ و کمینگاہ
ہر ایک لشکر کا جوانان بہادر جگر سے مزین و آراستہ کیا گیا ایسے ہنگام مین لشکر اہل اسلام کی طرف سے نقیبان
خوش تقریر اور محیط روین تن کی سپاہ سے کڑکیت واسطے آمادہ جنگ کرنے جوانان لشکر کے نکلے
وسط میدان جنگ مین ٹھہر کر اول نقیبان مذکور نے جوانان سپاہ اہل اسلام سے مخاطب ہوکر باواز بلند
کہا کہ اے بہادران بے مثال و اے دلاوران ذی کمال آگاہ ہو کہ تمھارے آبا و اجداد بڑے نامی
و نامور تھے اخبار سے ثابت ہوتا ہے کہ سپہگری مین وہ یکتاے روزگار اور شجاعت و ہمت مین وحید دہر تھے
یکہ و تنہا میدان جنگ مین ہزارون اعدا سے باحواس ہوکر ثبات قدمی اختیار کرکے شیرانہ لڑتے تھے
تیغ آبدار سے اپنے دشمنون کو قتل کرتے تھے اُن کی برق شمشیر خرمن جمعیت اعدا کو جلا کر خاک کر دیتی
تھی میمنہ میسرہ فوج دشمن کا حملہ شیرانہ کرکے درہم و برہم کر دیتے تھے اعدا اُن کی ہیبت سے بھاگتے
تھے صف شکن و صفدر مشہور تھے اکیلے ہزارون دشمنون سے لڑکر اُن کو میدان مصاف سے
بھگا دیتے تھے ہجوم اعدا سے گھبراتے نہ تھے شیرانہ نعرے کرتے تھے بڑھ بڑھ کر اپنے حریفون سے لڑتے
تھے اگر دست اعدا سے زخمی ہوتے تھے تو پھر اُن کو غصہ زیادہ آتا تھا حالت زخمداری مین کچھ خیال
اپنے زخمی ہونے کا نہ کرکے یون دشمنون پر حملہ ور ہوتے تھے کہ جیسے شیر گرسنہ گلہ گوسفندان پر حملہ
کرے اگرچہ وہ دنیا مین نہ رہے لیکن شجاعت اُن کی اب تک زبان زد خلائق ہے ایسے ایسے کارہاے نمایان
لڑائیون مین وہ کر گئے ہین کہ اہل دنیا کو اب تک یاد ہین اخبارون مین حال شجاعت اُن کا درج ہے
تم سب بھی انھین کے فرزند ہو انھین کے خون و جگر ہو شجاعت و بہادری مین مانند انھین کے ہو ورنہ
مین شجاعت کبھی آئی ہے لہذا تم کو بھی لازم ہے کہ مثل اپنے جد و آبا کے جنگگاہ مین شجاعت اپنی ظاہر کرو دیکھو
آج سامنا کفار سے ہے لشکر محیط روین تن میدان مین صف آرا ہے ہر ایک سوار لشکر کفار کا تم سے
آمادہ جنگ و کارزار ہے جان دینے اور مرنے پر تیار ہے ہر ایک ان مین تمھارا دشمن جان ہے تم بھی ان کو
تاک رکھو ہنگام جنگ ٹوک ٹوک کر شیرانہ نعرے کرکے ان بے دینون کو تہ تیغ کرنا جمعیت کفار کو پراگندہ
کر دینا ثبات قدمی اختیار کرنا بڑھ بڑھ کر لڑنا قدم پیچھے نہ ہٹانا خوف جان سے ارادہ بھاگنے کا نہ کرنا روبرو
بہادرون کے ذلیل و بے عزت نہ ہونا اپنی اور اپنے بزرگون کی عزت و آبرو کا خیال رکھنا مانند اپنے
بزرگون کے مقابلہ و مجادلہ کرنا اپنے آبا و اجداد کا سر بلند نام روشن کرنا تم سب اہل اسلام ہو
کافرون سے لڑائی ہے حق و باطل کا سامنا ہے ذرا حمیت دین اسلام کا خیال رکھنا عزت و آبرو کا دھیان
رہے کافرون سے مغلوب نہ ہونا فروغ دین اسلام مین نہایت کوشش کرنا لڑائی مین ہمت نہ ہارنا

دنیا اور اہل دنیا دونوں بے ثبات ہیں کوئی دنیا میں ہمیشہ رہا ہو نہ رہے گا آخر ایک روز ضرور مرنا ہے دنیا سے ہوتے عدم جانا ہے مناسب یہی ہے کہ بے خوف و خطر دشمنوں سے لڑو اگر اعدا کو قتل کیا تو مثل آبا و اجداد اپنے کے تم بھی شجاع و بہادر مشہور عالم ہوگے نامی و نامور ہوگے خلعت و انعام پاؤگے حضور تمہارے پر تحسین کرینگے بہادروں میں محسوب ہوگے اور اگر ہنگام جنگ دست دشمنان سے قتل ہو جاؤگے تو بھی تمہارے حق میں بہتر ہوگا غازی یا شہید ہوگے اور دکھلاؤگے آخرت میں اجر ان کا فزون سے فزون پاؤگے اور یہ بھی خیال رکھو کہ اگر اجل تمہاری نہیں آئی ہر گز تو کسی دشمن سے لڑائی میں قتل نہ ہوگے قضا تمہاری خود تمہاری حافظ رہیگی تیغ و تیر و نیزہ و گرز دشمنان سے ہرگز ہلاک نہ ہوگے اور اگر وقت اجل آگیا ہے تو کسی طرح جانبر نہ ہوگے اگر بخوف جان میدان جنگ سے گریزان بھی ہوگے تو بھی اجل تمہاری تمہارے ہمراہ ہوگی بچ کر بھاگ نہ سکوگے کہ قضا زنجیر پا ہو جائیگی کسی دشمن کی ضرب تیغ وغیرہ سے ضرور قتل ہو جاؤگے زندہ نہ ہوگے پس ایسی حالت میں بھاگنا اور ہنگام جنگ دشمنوں سے پسپا ہونا نہایت نادانی ہے کبھی عقلمند و دلاور میدان جنگ سے نہیں سرکتے سرکٹ جاتا ہے مگر پاؤں جگہ سے نہیں ہلاتے تم بھی نادان نہیں ہو عاقل و دانا ہو اسپنے ننگ و ناموس پر نظر کرو بھاگنے پر لڑنے کو ترجیح دو ہمارے اس قول پر غور و عمل کرو کہ ان دشمنان بے دین سے دلیرانہ لڑو ان سے کہ وقت مقابلہ قتل کر دیو یہی جوہر اپنی تیغ شجاعت کے دکھاؤ کہ بمصداق نظم مولف

سپر ہاتھ میں ہو نہ وقت مصاف	علم کیجئے شمشیر الماس رنگ	نہ ہاسون کو توڑو یہ ہنگام جنگ
بچا سے سپر رو کو نیزے پہ وار	سر کو دیجئے میں تم سے بر وقت صف	کرے وار جب دشمن نابکار
پر اک ضرب شمشیر ایسی لگاؤ	دلیرانہ آگے بڑھا کر قدم	علمدار لشکر سے چھینو علم
کہیں سب تمہیں مرحبا مرحبا	کہ اک وار میں دشمن جان ہو وا	کرو اس طرح دشمنوں سے وغا

لشکر کنار کے کہ گرد لشکر ہو جوانوں سے متوجہ ہوکر اس طرح آواز بلند ان سے کہتے تھے کہ اے جوانان شمشیر زن و اے لشکریان تیغدار و یکین تن آگاہ ہو کہ آج سامنا اہل اسلام کا ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ تمہارے دشمن جان و ایمان ہیں ان کو قتل کرنا لازم ہے کیونکہ نہایت سرکش ہیں اپنے دین کا فروغ چاہتے ہیں اور دین دنیا سے مٹانا چاہتے ہیں ہمارے نزدیک ان کا قتل کرنا ضرور ہے یہ لوگ تمہارے خداوندگی پرستش نہیں کرتے ان کو برا کہتے ہیں سوا اس کے آمادہ شر و فساد رہتے ہیں تم بھی ان کو ہنگام جنگ زندہ نہ چھوڑنا ان کی خونریزی میں کوشش کرنا حتے الامکان ان میں سے کسی کا نام و نشان نہ رکھنا اس سرزمین سے ان کو زندہ جانے نہ دینا انھوں نے یہاں آکر بے وجہ صد مہ و رنج دیا ہے خود نما سے رعد آواز و ہیران رنج اثر و کوکہ جو پہلوانان بے مثل و نظیر تھے انھیں قتل کیا ہے آج تم ان کے خون کا ان سے انتقام لینا ہنگام رزم دلیرانہ ان کو قتل کرنا خداوند تم سے خوش ہوں گے تیغدار و یکین تن اور حسین سپر قبا بادشاہ جنگجو ہم اور تم مشکور ہیں وہ بھی تمسے رضامند ہو کر خلعت و انعام دینگے دیکھو دنیا بے ثبات ہے اور اہل دنیا فانی ہیں حیات چند روزہ کے واسطے دنیا میں پیدا ہوئے ہو ایک دن تم کو مرنا ضرور ہے جس طرح کہ آبا و اجداد تمہارے دنیا میں نہ رہے یاد رکھو کہ تم بھی نہ رہوگے اجل کو اپنے سے دور نہ سمجھو کہ بمصداق این شعر

اجل لگا سے ہوتے تاک ہر کسی پر ہو	زمانہ ایک حال پر نہیں رہتا ہے نہ
	ہو جو خوش باش کہ عالم رواروی پر ہے

انسان ہمیشہ زندہ رہ سکتا ہے کہ بس مناسب یہی ہے کہ حیات چند روزہ میں وہ کام دنیا میں انسان کر جائے کہ

که بعد مرنیکے اہل دنیا اُس کو یاد کرین مطلب ہمارا اس تقریر سے یہ ہے کہ آج تم بھی اس میدان جنگ مین ان مسلمانون سے ایسا لڑو کہ لڑائی تمھاری یادگار رہے یہ کہکر گرگیت اور نقیب وسط میدان جنگ سے علحدہ ہوئے اُسوقت دونون لشکرون کے جوان بے ثباتی دنیا اور اہل دنیا پر نظر کرکے گرگیت اور نقبا کی تقریر سنکے ایسے آمادہ جنگ ہوئے کہ مرگ کو بہتر از حیات جاننے لگے چوپاسے تمام ہوئے جوش شجاعت سے بے اختیار اپنے حریفو پر ارادہ حملہ کرنے کا کیا قبضو پر تلوارون کے ہاتھ ڈالے صفون سے نکلنے کا ارادہ کیا کہ یکایک سب کے پہلے محیط ر روئین تن نے جوش شجاعت مین اپنا گردن بڑھاکر وسط میدان جنگ مین آکر اہل اسلام کی طرف دیکھکر باواز بلند کہا کہ اے اہل اسلام تم سب مین وہ کون ہے کہ جس کا نام صاحبقران ہے اور عمرو غالب رعد آواز و بہران تیغ ابرو کا قاتل ہے چاہتا ہون کہ وہی میرے مقابلے کو آئے مجھسے جنگ آزما ہو یہ تقریر اُس ہی سنکے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ پادشاہ لشکر اہل اسلام سے اذن جنگ حاصل کرکے لوح طلسمی کو با ہنایت دیکھنے لگا کہ محیط ر روئین تن سے کیونکر مقابلہ ومجادلہ کیا جائے اور یہ ناہنجار کیونکر قتل ہوگا تدبیر اس کے قتل کرنے کی کیا ہے لوح طلسمی نے جو کچھ ہدایت کی صاحبقران نے اُس کو یاد کرکے مرکب اپنا بڑھایا جب روبرو حریف نامدار کے پہونچے مرکب کو روک کر کہا کہ اے جوان جس کو تو نے طلب کیا تھا وہ مین ہی ہون سب لوگ مجھی کو صاحبقران کہتے ہین مین نے ہی عمرو غالب رعد آواز و بہران تیغ ابرو کو قتل کیا ہے اسوقت تجھکو بھی مین اگر چاہا خداوند عالم نے تو قتل کرونگا میری شمشیر آبدار خونریز کفار ہے صدہا بلکہ ہزارہا کافران قوی بازو کو مین نے قتل کیا ہے شجاعت میری مشہور عالم ہے محیط ر روئین تن نے بصد غرور و تکبر جواب مین یہ اشعار رجز اپنی زبان پر لاکر اپنی شجاعت و بہادری ظاہر کی کہ نظم مولف

نہین میرا ثانی کوئی پُر غضب
سمجھتا ہون شیر ژیان کو غزال
نہین ہے مرا قول کذب و خلاف
لگاؤن اگر ضرب گرز گران
تو سمجھون لگے پشہ نا توان
لڑے مجھسے میدان مین گر کوئی دیو
مرے تن پہ ہرگز نہ ہوگا اثر
نہین کوئی ایسا جو دے زین
سبلا تم کرو کے مجھے قتل کیا

اگر نعرہ زن ہون مین وقت ستیز
بہنگام حرب و جدال و قتال
کسی سے نہین بند مین جنگ مین
عدو کا نہ باقی رہے پھر نشان
ہوئے سرکشان جہان مجھسے پست
گریزان ہوئے ہین میرا غریو
یلی نامور صفدر و صف شکن
جو تجھکو کہے قتل از روئے کین

مین ہون وہ جوان مین یل نامور
تو لے شیر بھی ڈر کے راہ گریز
مری تیغ برآن ہے خارا شگاف
ورآتا ہے نیزہ مرا سنگ مین
مقابل ہو گر مجھسے پیل دمان
کئی بار لشکر کو دی ہے شکست
لگا ہے عدو گر چہ تیغ و تبر
محیط دلاور ہون مین روئین تن
یہان لائی ہے خود تمھاری قضا

مین وہ بہادر ہون کہ دلیران روے زمین مجھسے زیر و پست

ہین میرے نزدیک مثل پشتون کے فیلان مست ہین میری ضرب گرز گران کی پناہ نہین میری نظر مین کچھ بھی یہ تمھاری سپاہ نہین ایک حملے مین سب کو بھگا دونگا تم کو قتل کرکے جو کہتا ہون لوگون کو دکھا دونگا دنیا مین میرا مثل و نظیر نہین ہے مجھکو جنگ مین ضرورت شمشیر نہین ہے علاوہ ضرب گرز گران کے ضرب مشت میری برلے ہلاک عدو کافی ہے نعرہ شیرانہ میرا بسر میدان جنگ برائے پروازی مرغ روح عدو وافی ہے جس کو نظر تند سے دیکھون وہ کثرت خوف سے ہلاک ہوجائے جس کے خرمن تن پر برق شمشیر میری گرے وہ جل کر خاک ہوجائے تم بیلتن شاید میرے خوف سے

گوشۂ قبر مین پنہان ہوا ہی قائل میرے زور و قوت بازو کا ایک جہان ہوا ہی دلیران عالم میرے
حلقہ بگوش ہین میرے مطیع دلیران صاحب عقل و ہوش ہین مین بھی مانند اسفندیار کے روئین تن ہون
مشہور جہان صفدر و صف شکن ہون مین وہ بہادر ہون کہ قدم بڑھا کر کبھی پیچھے نہین ہٹاتا مین وہ
کوہ گران ہون کہ کوئی حریف مجکو پشت کرگدن سے نہین اُٹھاتا وہ مجھ سے آمادہ جنگ ہو جو شخص
اپنی زندگی سے تنگ ہو تلوار میری حریف کو راستہ ملک عدم کا بتاتی ہی ضرب گرز گران میری دشمن کو
خاک مین ملاتی ہی خنجر میرا تشنۂ خون دشمن ہی خوف ضرب سنان نیزہ میرے سے نیلگون چرخ کہن ہی
فنون سپہگری مین طاق ہون شجاعت و دلاوری مین شہرۂ آفاق ہون سوائے حسین سبز قبا
بادشاہ فریجاہ اکثر سلاطین جہان مجھ سے خائف و ترسان ہین سرکشان دنیا میرے قہر و غضب سے
لرزان ہین دم جنگ جنون کو مجھ سے جان بچانا دشوار ہو اگر ان سے میدان مصاف مین کارزار
ہو مرد میدان نبرد ہون قلعہ دار قلعۂ زرد ہون شیر بیشۂ شجاعت ہون نہنگ دریائے شہامت ہون
فرمانروائے اقلیم بہادری ہون شہنشاہ کشور دلاوری ہون جرأت مین منتخب روزگار ہون مرد میدان
کارزار ہون محیط روئین تن ہون تیغ و صفدر و صف شکن ہون میری ضرب گرز سے جانبر
ہونا محال ہی قوت میری رشک طاقت رستم و زال ہی محیط روئین تن تا دیر تقریر کر کے
خاموش ہوا جبتک اُس نے اپنی تعریف کی صاحبقران نے سپر کی آڑ مین دوبارہ بہ این نوشتہ لوح کو دیکھا
کہ محیط روئین تن کو کیونکر قتل کرنا چاہیے لوح طلسمی سے جو کچھ ہدایت کی صاحبقران
نے اُسے یاد رکھا جب محیط روئین تن اپنی قوت و شجاعت کی ثنا کر چکا صاحبقران سلطان
گیوان شکوہ نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او مغرور متکبر بے حد تو نے اپنی شجاعت کی ثنا کی قول
تیرا غلط ہی آگاہ ہو کہ بے مثل و نظیر ذات خدا ہی عبث تجکو اپنی شجاعت پر ناز ہی اور دعوائے یکتائی
ہی تجھ ایسے بہتیرے بہادر خدا نے پیدا کئے ہین مانند اسفندیار کے کہ وہ بھی روئین تن تھا
اب بھی تجھ سے زیادہ قوی دنیا مین موجود ہین خداوند عالم نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہی
اور یاوہ گو تیرے نعرے سے شیر ژیان کیا بھاگے گا تو ایسا قوی نہین ہی کہ شیر ژیان کو غزال کر سکے
اور شمشیر تیری ہنگام ضرب سنگ کو کاٹ ڈالے اور نیزہ تیرا سنگ مین گیا اور آئے گا ضرب گرز
سے او درع کو کیا فیل مست کو ہلاک کرے گا تنہا لشکر کو شکست دینا دشوار ہی ہمین یقین
نہین کہ تو نے دم جنگ لشکرون کو شکست دی ہوگی یہ بھی قول تیرا صحیح نہین معلوم ہوتا کہ میرے
نعرے سے دیو بھاگ گیا ہو یا اب تیرے نعرے سے دیو بھاگ جائے تو کیا ہی اور یہ تیرا نعرہ کیا ہی اور
یہ قول تیرا کہ مین روئین تن ہون مجھ پر کوئی حربہ اثر نہین کرتا یہ بھی غلاف ہی جس طرح کہ اسفندیار
ہلاک کیا گیا ہی تو بھی اُسی طور یا اور عنوان سے قتل ہو سکتا ہی دیکھنا کہ ہم تجکو کیونکر قتل کرتے ہین
ہم تیری تمام تقریر کا کیا جواب دین کہ تقریر کو ہماری طول ہوگا مختصر و خلاصہ جواب تیرے تمام دعوون
یہ ہی کہ تو کاذب ہی اور نالائق ہی کہ تعریف اپنی خود ہی بے انتہا کرتا ہی اپنے روئین تن ہونے پر غرور
کرتا ہی دیکھ یہ نخل غرور بار ور نہو گا بلکہ باعث تیری ندامت و پستی کا ہوگا دنیا سرائے فانی ہی ہمیشہ
یہان نہ کوئی رہا ہی نہ رہے گا اگرچہ تو روئین تن ہی لیکن جس وقت اجل تیری آئے گی تو بھی نہ رہیگا
ایک دم مین قتل ہو جائے گا روئین تن ہونا تیرا تجکو قضا سے نہ بچائے گا او کاذب اگر تو نے
دعوے شجاعت کیا ہی تو دلاوری بھی ظاہر کر شجاعت و قوت اپنی دکھا کوئی وار کر تلوار یا ضرب

گرز لگا یا نیزے سے جنگ آزما ہو ہم بھی تو دیکھیں کہ تجھ میں قوت کس قدر ہے اور ماہر فنون جنگ ہے یا نہیں
ہر دعوی بے دلیل اچھا نہیں ہوتا ہے ایک عاقل راست گو جانتا ہے کہ دعوی با دلیل خوب ہے پس جو جو
تو نے قبل اس کے دعوے کیے ہیں اُن کو بدلائل صحیح ثابت کر ورنہ مردان ہر دو سپاہ تجھ کو یاوہ گو
اور کاذب تصور کریں گے مجیطار رومین تن نے جواب دیا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے صحیح کہا ہے لیکن
مصلحت وقت یہ ہے کہ تم حوصلہ اپنے دل کا نکال لو پہلے وار کر لو شمشیر و نیزہ و گرز لگا لو تمنائے جنگ
لیکر دنیا سے نہ جاؤ دیکھو میں سپر سر پہ کیے ہوں بقوت تمام ضرب شمشیر لگاؤ یا گرز لگاؤ یا نیزے کا
وار کرو یا تیر لگاؤ بعد تمہارے وار کرنے کے میں ایک ہی ضرب میں کام تمہارا تمام کروں گا صاحبقران
نے فرمایا ہم اہل اسلام کا یہ دستور نہیں ہے کہ پہلے اپنے حریف پر کوئی حربہ جنگ کا لگائیں لڑائی کی پیشقدمی
کریں جب تیری ضرب گرز یا نیزے سے خدا ہمارا ہم کو بچا لے گا اس وقت ہم بھی تلوار لگائیں گے مجیطار
رومین تن نے کہا معلوم ہوا کہ اجل تمہاری آگئی خیر اگر تمہاری خواہش یہی ہے تو ہوشیار ہو جاؤ
قلب و جگر و سینے کو اپنے بچاؤ اگر ضرب نیزہ تم سے رک سکے تو روکو صاحبقران نے جواب دیا کہ ہم
شہر دار ہیں اللہ ہمارا حافظ و نگہبان ہے تو ضرب نیزہ لگانے میں کوتاہی نکر خوب دیکھ بھال کر نیزہ لگا البتہ
نیزے سے بھی ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ قلم ہو جائے سر دست ندامت اس مجمع کثیر میں تجکو حاصل ہو
مجیطار رومین تن یہ سنکے بولا کہ نیزہ میرا آج تک کسی نے قلم نہیں کیا تم اس نیزہ خطی کو کیا قلم کرو گے
یہ کہکر نیزے کو اٹھا کر فن نیزہ بازی دکھا کر نیزے کو گردش دے کر خبردار خبردار کہکر سینے پر لگایا ادھر
صاحبقران نے اپنی تلوار کو علم کر کے مرکب کو حسب دلخواہ بڑھا کر ایسی چالاکی سے شمشیر لگائی
کہ نیزہ درمیان سے مانند نے کے قلم ہو گیا نصف نیزہ مع سنان کٹ کر زمین پر گرا مجیطار رومین تن
کو شرمندگی ندامت سے بدن پسینے سے تر ہو گیا گویا ایک نیزہ عرق ندامت میں غرق ہو گیا اہل اسلام نے
شور تحسین و آفرین بلند کیا بعد ایک لحظہ کے مجیطار رومین تن نے برہم ہو کر ذرا نیزے کی گردن کو
پکڑ کر سر صاحبقران پر لگائی ادھر امیر با توقیر نے وار اس کا خالی دے کر مسکرا کر کہا کہ اے مجیطار
رومین تن خداوند عالم نے تیرے نیزے سے ہمارا قلب و جگر بچایا جو تو نے کہا تھا وہ نہوا نیزہ ہی تیرا
تیرے ہاتھ سے قلم ہو گیا اب اور کوئی وار کر بہادری و شجاعت اپنی دکھا اپنے دعووں کا خیال کر قول
کو اپنے یاد کر مجیطار رومین تن یہ کلمات طعن آمیز سنکے از حد غضبناک ہو کے گرز نہایت گران اٹھا کر
دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ کر گردش دے کر اپنے خداوند لگنے نرگس کو پکار کر بقوت تمام ضرب گرز
سر صاحبقران پر لگائی اس طرف امیر با توقیر نے تلوار نیام میں کر کے مرکب کو حسب دلخواہ بڑھا کر گلہ
گرز پر نظر کر کے دو مرالہ تھا اپنا برابر مشت مجیطار رومین تن پہونچا کر نعرہ کر کے بزور قوت بازو زور
کر کے گرز اس کے ہاتھ سے چھین لیا اسوقت اہل اسلام نے فرط خوشی سے بکثرت شور تحسین و آفرین
بلند کیا ہر دو ہاں لشکر کفار کو حیرت ہوئی خصوصاً حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کہ اپنے قلعہ پر
سے یہ جنگ دیکھ رہا تھا نیزہ قلم ہونے اور گرز چھین جانے سے نہایت متحیر و رنجیدہ ہوا ادھر مجیطار رومین
تن یہ سانحہ دیکھ کر بھی ہوش و حواس بیشتر سے بجا نرہے گھبرا گیا سارا نشہ بادہ غرور اتر گیا خجالت سے سر
نیچا کر کے کہا کہ افسوس ہزار افسوس ہمارا ضرب سپہر اس گرز کی سر صاحبقران پر پڑ جاتی تو یہ ندامت
حاصل نہوتی حوصلہ میرے دل کا نکلا افسوس نکر صاحبقران نے تقریر اس کی سنکے کہا کہ اے
مجیطار رومین تن بہ حیثیت کہ کوئی قاتل حربہ اپنے دشمن سے چھین کر پھر اس کو نہیں دیتا جو کہ ہم تجکو

دیتے ہین سے یہ گرز ایکی مرتبہ پھیر بقوت تمام ضرب لگا جو حملہ اپنے دل کا نکال لے ایہین منظور ہے کہ تجکو
اس میدان جنگ مین اچھی طرح ذلیل ہو نادم کرکے قتل کرین یہ فرماکر اس کو گرز دیدیا اس نے گرز لیکر
دوبارہ گرز کو گردش دے کر سر صاحبقران پر مارا ایکی مرتبہ امیر باتوقیر نے وار اس کا خالی دیا
محیط رویین تن گرانی گرز سے جھکا اسی حالت مین بعجلت تمام صاحبقران نے پھر گرز مذکور کو
اس کی کلائی مروڑ کر چھین لیا بعدہٗ خاک پر ڈال کر جلد ہاتھ اپنا زنجیر کر محیط رویین تن مین ڈال کر نعرہ
کرکے جھٹکا دیا کہ رکابین اس کے قدمون سے جدا ہوئین پھر زور کرکے پشت فرس سے اس کو اٹھایا
زور دوم مین برابر سر کے اونچا کیا تیسرے زور مین سر سے بلند کرکے گردش دے کر خاک پر زور سے
پٹکا محیط نے ارادہ اٹھنے کا کیا صاحبقران نے مرکب سے اتر کر اس کے سینہ پر کینہ پر قدم رکھکر
پوچھا کہ حالا در شناخت پروردگار عالم و عالمیان چہ میگوئی اس بے دین و بد انجام نے جواب دیا کہ بجز
خداوند گل نرگس کے اور کسی کو سجدہ نکرون گا یا صاحبقران تمہارے خدا کو اپنا خدا نجانون گا ایسے
وقت مین اپنے خداوند سے منحرف نہونگا اپنے دین آبائی سے بیزار نہونگا یہ کلام اس بد انجام کا سنکے
امیر باتوقیر کو نہایت غصہ آیا فی الفور وہی تلوار جس کا قبضہ سنہری تھا نیام سے کھینچکر وہی اسم اعظم
الٰہی جو لوح طلسمی مین دیکھکر یاد کر لیا تھا سات مرتبہ ورد زبان کرکے تلوار پر دم کرکے اس طرح اوپر
گردن کے ضرب شمشیر لگائی کہ گردن اس کی اس کے تن سے جدا ہوگئی ایسے وقت مین صاحبقران
نے نعرہ تکبیر کیا جملہ اہل اسلام کو معلوم ہوگیا کہ امیر کشورگیر نے محیط رویین تن کو قتل کیا یکبارگی
اہل اسلام نے شور مرحبا و جزاک اللہ و تحسین مرحبا کا کیا سب کو نہایت خوشی حاصل ہوئی مگر سواران
لشکر محیط رویین تن کو رنج ہوا علی الخصوص حسین سبز قبا کو قتل محیط رویین تن کا صدمہ
ہوا تا دیر سر بزانو رہا دریاے حیرت مین غرق رہا بعدہٗ سر زانو سے اٹھا کر اپنے وزیر دانشمند سے کہا
جاے تعجب ہے کہ شمشیر صاحبقران سے محیط رویین تن قتل ہوگیا کیسی تلوار تھی کہ رویین تن پر
بھی کارگر ہوئی وزیر مذکور نے عرض کیا کہ اے بادشاہ مین بھی متحیر ہون کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا غضب
ہوا تینون پہلوان جو طلسم نہ رکھتے وہ یون قتل ہوئے وزیر مذکور اگرچہ مسمی دانشمند تھا اسم بامسمیٰ
تھا لیکن اس راز سے آگاہ نہ تھا کہ ببرکت اسماے الٰہی کے جو لوح طلسمی پر نظر آتے تھے اور لوح مذکور
نے انہین ان اسم اعظم الٰہی کے پڑھنے کی ہدایت کی تھی تلوار عقوبت غاسک رعد آواز و بہران سنج ابرو
و محیط رویین تن پر کارگر ہوئی تھی ورنہ اشخاص مذکور طلسم نہ رکھتے کبھی قتل نہوتے خصوصا محیط
رویین تن تلوار سے قتل نہوتا الحاصل شاہ و وزیر مذکور الصدر تو بالاے قلعہ سبز نگار دریاے حیرت
مین غرق تھے ادھر لاشہ محیط رویین تن کا بعد جدا ہونے سر کے زمین پر تڑپا سواران لشکر
محیط رویین تن نے جو اپنے مالک و افسر محیط رویین تن پر نظر کی ایسا خوف و رعب صاحبقران
و اہل اسلام کا ان پر غالب ہوا کہ بغیر لڑے بے اختیار رزمگاہ سے سوے قلعہ چہارم سبز نگار بھاگے سب
لشکر اہل اسلام نے خیمہ و خرگاہ و بارگاہ وغیرہ تمام اسباب ان کا لوٹ لیا اور تھوڑی دور تک ان کا
تعاقب کیا آخرکار حکم صاحبقران سے ہمراہ رکاب امیر تعاقب سواران مذکور کا ترک کرکے داخل قلعہ
سوم ہوئے قلعہ کو اپنے قبضہ و تصرف مین کیا تمام مال و اسباب قلعہ پر قبضہ کیا ہر ایک دیندار از حد
خوش ہوا خصوصا اس فتحیابی سے بادشاہ صاحبقران موصوف از حد شادمان ہوئے سجدہ شکر
پروردگار کیا اہل لشکر اسلام فرودگاہ سپاہ پر مقیم ہوئے حکم بادشاہ لشکر اسلام و راے صاحبقران

عالی مقام سے سامان جشن فتحیابی ہونے لگا بزم عیش آراستہ ہونے لگی ارباب نشاط حاضر ہوئے بادشاہ اہل اسلام وصاحبقران عالی مقام وجملہ سرداران نیکنام زینت افزاے بزم عشرت ہوئے نازنینان خوش گلو وخوب رو حسب الحکم بادشاہ موصوف وصاحبقران ممدوح مع اپنے سازندون کے حاضر محفل عشرت ہوکر رقص ونغمہ کرنے لگین ہر ایک اعلی و ادنی مرتبہ والا اس جشن سے خوش تھا جملہ اہل بزم بصد خوشی رقص ونغمہ نازنینان خوبرو دیکھنے سننے لگے اُن نازنینان خوب رو مین سے ایک مطربہ خوبصورت و خوش گلو نے یہ غزل شروع کی – غزل

ہر وقت خلش کی گفتگو ہی — کانٹون کیطرح ہماری خو ہی
وہ دل کی تلاش پر ہے پوسے — کس کھوئے ہوئے کی آرزو ہی
حیران بنا کھڑا ہے کوئی — آئینہ تمھارے روبرو ہی
یہ گنبد آسمان بھی رندو — خم خانۂ دہر کا سبو ہی
کیونکر تجھے پاؤ ہین ڈھونڈھتے ہین — اب تو ہمین اپنی جستجو ہی
ہم ہونگے وہین جہان وہ ہوگا — ساقی سے ہماری آبرو ہی
قاتل دیکھے تو مین دکھاؤن — یہ دل ہی یہ خون آرزو ہی
مشتاق صدا ہین کان احسان — ہم سنتے ہین یار خوش گلو ہی
اس قصر کا دیکھ لو تماشہ — ٹھہرو کہ ہجوم آرزو ہی
کیون کھینچے حور کی تمنا — کیا اس سے زیادہ خوبرو ہی
دل کو تو کرے پسند ناوک — خنجر کیلیے مرا گلو ہی
ماننے کی نہین لڑے سر بزم — یہ آنکھ تری وہ جنگجو ہی
کہتے ہین وہ سنکے وصف گیسو — الجھی ہوئی تیری گفتگو ہی
دل کشتۂ غم کا تھا جو نازک — پھولون مین بھی بھینی بھینی بو ہی
کس طرح رگ گلو کٹے گی — اسکا یار اسی کے پاس تو ہی

تمامی اہل بزم اشعار مندرجہ غزل بگوش سننے لگے ماہران فن شعر و سخن جو وہان موجود تھے وہ اکثر اشعار کی بجاے خود تعریف کرنے لگے جوانان اہل بزم مطربہ مذکورہ کی خوش آوازی کے ثنا خوان ہوگئے جب مطربہ مذکورہ نے غزل تمام کی حکم امیر با توقیر سے اُسے انعام کثیر دیا گیا وہ انعام لیکر بزم سے باہر گئی بعدہ حسب الحکم اور ایک مہ جبین نہایت حسین وکم سن مطربہ خوش گلو مع اپنے سازندون کے حاضر ہوکر روبروے اہل بزم رقص ونغمہ کرنے لگی اہل بزم عشرت بخوشی وخرمی ناچ گانا اُس کا دیکھا سُنا کیے جب نصف شب سے زیادہ گذری بزم عشرت برخاست وموقوف ہوئی بادشاہ وصاحبقران وجملہ شاہ وشاہزادگان وتمامی سرداران سپاہ بزم عشرت سے اٹھکر اپنی اپنی بارگاہ و خیمے مین جاکر راحت پذیر ہوئے جب صبح ہوئی بعد ادائے نماز سحر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کچھ فکر وغور کرکے ایک نامہ بعد لکھوانے القاب اور آداب شاہانہ کے اس مضمون کا لکھوایا کہ اے بادشاہ ذی جاہ عالی منزلت والا ہمت عنایت وامداد خداوند عالم و عالمیان سے ہم نے تینون قلعے فتح کیے عوغاے رعد آواز وہیران نجم ابرو وتحیطار وکین تن کو تہ تیغ کیا قلعون پر اپنا قبضہ کیا اب آپ کو کیا منظور ہی سر میدان ہم سے مقابلہ ومجادلہ کیجیے گا یا قلعہ بند ہوجیے گا ہم آپ کو بزرگ اپنا جان کر چاہتے ہین کہ آپ راہ حق اختیار کرین راہ باطل کو چھوڑین طریق ضلالت سے روگردان ہون اب خداوند گل نرگس کی پرستش نکرین باغ پربہار دین اسلام کی سیر کرین کہ دین حق یہی ہی بہتر اس دین سے کوئی دین نہین ہی جاے عجب ہی کہ آپ ایسا عاقل وفہمیدہ ایک شاخ گل نرگس کو سرسبز وشاداب دیکھکر اُس کو خداوند بصدق ویقین جان کر سجدہ کرے اور یہ خیال نکرے کہ شاخ گل نرگس لائق سجدہ نہین ہی اور یہ ڈالی نرگس کے پھول کی خدا نہین ہی مانند دیگر شاخہاے گل کے ہی ہان لائق سجدہ اور خالق برحق اور معبود مطلق یقین جانیے کہ وہ باغبان عالم کون ومکان ہی کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین وآسمان وسہر وماہ درخشان شجر حجر برگ وبار گل وغنچہ وشاخ چرند وپرند انسان وحیوان دیو وجن وپری وحور وغلمان و

ملائکہ وغیرہ کو پیدا کیا ہی اور قابل ثنا ہے لا تعد وہ رب لایزال ہی کہ جس نے اپنی حکمت بالغہ سے ہزارہا گلہاے رنگین و شجر و غنچہ ہاے رنگ برنگ کو گلستان عالم مین ہویدا کیا ہی کہ بمصداق این

نظم

ثنا کے ہی قابل وہ یکتا خدا | نہیں جس کا ثانی کوئی دوسرا
وہ قدوس ہی اور سبوح ہی | خدا ہے ملک مالک روح ہی
سپید و سیہ روز و شب مہر و ماہ | یہ مصنوع ہین اور صانع اله
وہ رزاق ہی ذات رب قدیر | کہ قبل از ولادت کیا خلق شیر
اُسیکے لیے ہی ہمیشہ ثبات | اُسیکے ہی قبضے مین موت و حیات
کیا جو ارادہ وہ فوراً ہوا | نہین ایسا قادر کوئی دوسرا
ستارون سے کی زینت آسمان | بشر سے مزین زمین و جہان
کسی شے کی اُسکو نہین احتیاج | وہ چاہے جسے دے اُسی تخت و تاج
وہ جبار ہی اور قہار ہی | وہ غفار ہی اور ستار ہی
وہ ہی مرتفع اُس کا قصر جلال | کہ ہی نارسا مرغ وہم و خیال
نہین چشم و گوش اُسکے ہے تو عجب | یہ بینا ہی وہ اور سنتا ہی سب
فقط اپنی قدرت سے پیدا کیا | نہان جو کہ تھا وہ ہویدا کیا
پھر کیا تاب بر عکس حکم اله | کرین مہر و مہ قطع اک ذرہ راہ
اگر حکم سے اُسکے پروانہ آکے | یہ کیا تاب پھر شمع اُسکو جلاکے
اگر رنگ قدرت کرے آشکار | تو فصل خزان مین ہو پیدا بہار
سر خار رشک رگ گل بنے | دھوان آہ بلبل کا سنبل بنے
وہ چاہے جزو مین گر جگہ کل کو دے | تو اک غنچہ سی مین گلشن کو لے
وہ چاہے تو گلشن کو گلخن کرے | وہ چاہے تو گلخن کو گلشن کرے
وہ چاہے تو معمول عامل بنے | وہ ناقص کو چاہے تو کامل بنے
وہ یکتا ہی ذات خدا غفور | کہ ہی سب سے نزدیک اور سب سے دور
وہ ہی باعث رفعت آسمان | اُسی نے بنایا ہی سارا جہان
بشر تھا کبھی ایک قطرہ مگر | کیا صورت پاک سے جلوہ گر
وہ ہی باعث فضل و احسان و جود | کیا اُس نے کون و مکان کو نمود
بلا شک وہی ہی علیم و خبیر | عیان اُس پہ ہی حال ما فی الضمیر
کیا اپنی قدرت سے ہر شے بشیر | عیان ظلمت شب سے نور سحر
وہی اُس کو بخشتا مناسب جو تھا | اُسیکے ہین مملوک شاہ و گدا
وہ قادر بھی ہی اور توانا بھی ہی | وہ عالم بھی ہی اور دانا بھی ہی
محب ہی وہی اور محبوب ہی | ہر طالب وہی اور مطلوب ہی
لکھے کل جہان وصف اُسکا اگر | رہے تا ابد مبتدا بے خبر
عیان ہی جو یہ صنعت ذوالجلال | نمونہ تھا اس کا نہ کوئی مثال
زہے حکم خلاق دشت و جبل | کہ چلتا ہی دریا سر اسر کے بل
کھلین گل جو بے حکم پروردگار | تو ہون شاخ پر بار مانند خار
دکھلائے ہم وہ اگر لطف و قہر | تو ہو زہر تریاق تریاق زہر
شگفتہ ہو اس رنگ سے بوستان | کہ ہو غیرت افزائے باغ جنان
کرے گل کو گر جزو سے آشکار | تو اک گل سے پیدا ہون گلشن ہزار
وہ چاہے تو قطرے سے دریا بنے | وہ چاہے تو قطرون مین دریا بہے
وہ چاہے تو ذرہ بنے آفتاب | وہ چاہے تو ہو آسمان پر حباب
وہ چاہے تو زندہ کو مردہ بنائے | وہ چاہے جسے مار کر پھر جلائے

کیونکہ وہ قادر ہی ہر شے پر ہر رنگ گل مین قدرت اُس کی آشکار ہی اور غنچہ و نخل و شاخ و ثمر سے صنعت اُس کی اظہار ہی شاخ گل نرگس بھی اُسی کی مخلوق شے ہی پس معبود کو چھوڑ ایک مخلوق کی پرستش کرنا اُس کو سجدہ کرنا کفر و بے دینی ہی مناسب و لازم ہی کہ ترک پرستش شاخ گل نرگس کیجیے گل نرگس کی طرف بہ نظر خداوندی نہ دیکھیے اس شاخ مین شاخ خداوندی نہ پیدا سمجھیے گمراہ نہ ہو جیے راہ راست پر آئیے اعتقاد اپنا درست کیجیے اپنے معبود حقیقی کو پہچانیے اُسی کو سجدہ کیجیے رستگار ہو جیے بندگان نیک خداوند عالم مین داخل ہو جیے حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہی نہین معلوم کس وقت اجل آ لے تو دنیا سے باسلام و ایمان جائیے سلاطین زمانہ سابق ملک و خزانہ و مال و اسباب سب دنیا مین چھوڑ گئے بجز اعمال و کفن کچھ بھی اپنے ساتھ نہین لے گئے سکندر را ایسا بادشاہ ذی جاہ دنیا سے خالی ہاتھ گیا بمصداق این شعر ؎ فنا کے بعد کچھ سامان نہ ملکی او رمالی تھے سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے + ایمان و اعتقاد و اعمال نیک و بد ہر بشر کے ساتھ جاتے ہین ملک و مال وغیرہ کچھ ساتھ نہین جاتا ہی عاقل کو لازم ہی کہ جو دل جوکہ ساتھ چھوڑنے والا ہی اُس کی طرف توجہ کم کرے اپنے عقائد و دین کی طرف نظر کرے اُن کی درستی مین شب و روز سعی کرے تاکہ انجام بخیر ہو روز حشر داخل جنت ہو

قاعدہ وہ دستور ہو اُنھون نے شہر الکٹ پر شاہ مذکور سے عمل کرا کر گاہ زرین سے نامہ نکال کر حسین سبز قبا
کو دیا اُس نے تاسف کو باعتراف ادب کر کر میر منشی سرکار کے حوالے کیا اُس نے سر نامے کو چاک کر کے نامہ نکال کر
بحکم بادشاہ سے آواز بلند پڑھا حسین سبز قبا نے تمام و کمال عبارت نامہ حرف بحرف سن کر اپنے
وزیر دانشمند سے بمقدمہ جواب نامہ مشورہ کر کے میر منشی کو حکم دیا کہ بعد القاب و آداب مناسب
کے یہ عبارت جواب مین اس نامے کی بالاے پشت نامہ مذکور تحریر کرو کہ یا صاحبقران عالی مقام
نامہ آپ کا ہمین پہونچا مضمون نامہ سے کما حقہ ہم کو آگاہی ہوئی جو آپ نے ہم کو ہدایت دین اسلام
کی کی ہو ہمین مسلمان ہونے مین سوا اس کے اور کوئی عذر نہین ہو کہ حکیم عالی جو عامل زبردست
تھے جنھون نے اپنے علم و حکمت و زور عمل خوانی سے یہ چارون قلعے مع ہین قلعدار کہ جن کو آپ نے
کسی تدبیر سے قتل کیا ہو اور ہم کو اب تک اُن کے قتل ہونے کی حیرت ہو بنا کئے تھے اور ایک شاخ
گل نرگس اس قلعے مینا بالا کے طاق پر رکھ گئے تھے اور یہ کہہ گئے تھے کہ یہی تمھارے خداوند ہین
انھین کو خداوند گل نرگس کی پرستش کیا کرنا اسوقت سے ہم خداوند گل نرگس کو سجدہ کرتے ہین باین خیال
قومی اُن کو خداوند اپنا جانتے ہین کہ حکیم عالی کو یہان سے جانب قاف گئے ہوئے ایک زمانہ بعید
گذرا ہو اور وہ شاخ گل نرگس اب تک اسی طور سے سرسبز ہو ذرا بھی خشک و پژمردہ نہین ہوئی ہو
نہ وہ گل نرگس سوکھا ہو اسی طرح سے اب تک تروتازہ ہو اور شاخ بھی ہری ہو اگر ہم کو اسرار گل و
شاخ مذکور کے سرسبز و تازہ رہنے کا معلوم ہو جاے یا شاخ مذکور مع گل خشک ہو جاے تو بیشک
ہم خداوند گل نرگس کو اپنا خداوند نہ جانین اور آپ کی ہدایت پر عمل کرین اگر آپ اس باب مذکورہ
بالا مین کوشش کر کے اسرار سرسبز رہنے شاخ گل نرگس سے آگاہ کر دین تو ہم بے عذر و انکار مع
اپنے تمامی ساکنان شہر کے مسلمان ہو جائین ہم کو آپ سے لڑنا اور قلعہ بند ہونا منظور نہین ہو فقط
مسلمان ہونے مین یہی عذر ہو کہ کیا وجہ ہو جو یہ سون سے شاخ مذکور اسی طور سے سرسبز و شاداب ہو
اس مین کیا بھید ہو جب جواب نامہ بعبارت مندرجہ میر منشی لکھ چکا لفافے مین درج نامہ مع جواب
رکھکر مہر کر کے سرنامہ حسب قاعدہ درست کر کے شاہ کو دیا بادشاہ مذکور نے وہ نامہ ملوک
بن مالک کو دیا پھر ایک خلعت فاخرہ کہ لائق بادشاہون کے وہ خلعت طلب کر کے
ملوک بن مالک کو دیا نامہ بر خلعت سے مخلع ہو کر رخصت ہو کر ہمراہ اپنی سپاہ کے خدمت
صاحبقران مین آیا نامہ مذکور دے کر تمام حال جو دیکھا سنا تھا بیان کیا [illegible]
صاحبقران نے جواب نامہ کی عبارت پر نظر کر کے کچھ نہ فرمایا [illegible]
اپنی بارگاہ مین گئے طیفور گرد بھی ہمراہ تھا صاحبقران نے اپنے عیار طرار طیفور گرد کو
تخلیہ مین فرمایا کہ اے یار وفادار کوئی ایسی تدبیر کر کہ اسرار سرسبز رہنے شاخ گل نرگس کا [illegible]
تاکہ حسین سبز قبا مسلمان ہو اور تمامی اہل قلعہ بھی اس کے دین اسلام اختیار کرین ترقی
دین اسلام ہو خواجہ طیفور گرد نے عرض کیا کہ آپ لوح طلسمی کو ملاحظہ فرمائین شاید اسرار سے کچھ
حال سرسبز رہنے شاخ گل نرگس کا معلوم ہو امیر نے لوح طلسمی مذکور پر نظر کی اسی کو مثل
سابق روشن نہ پایا طیفور نے عرض کیا کہ مین اس بارے مین کوشش کروں گا چنانچہ اسی روز
سے طیفور گرد نے نہایت ضعیف لوگون سے جا کر دریافت کیا کہ کچھ تم کو سبب ہرا رہنے
شاخ گل نرگس کا معلوم ہو سب نے تو بیان کیا کہ ہم کو آگاہی نہین ہو لیکن ایک مرد پیر نے [illegible]

ہمہ تن پوست و استخوان مسمی حجاج شامی نے کہا کہ میں رہنے والا شام کا ہوں عنفوان شباب میں
اپنے وطن سے یہاں آیا تھا اُسی زمانے میں مجھسے اور فہیم عالی سے رسم و راہ ہو گئی تھی کہ اکثر میں
اُن کے پاس جاتا تھا اور وہ مجھسے بلطف پیش آتا تھا عالم کامل علم و حکمت و کل خوانی میں وحید روزگار
تھا پہلے اُسی نے واسطے اپنے علم و حکمت ظاہر کرنے کے اور نام اپنا باقی رکھنے کے یہ چاروں قلعے
زر لا تعد صرف کر کے بہ صد فکر و کاوش بنواے تھے تین قلعدار اور ایک بادشاہ چوتھے قلعے کا مقرر
کیا تھا اور قلعوں کو آباد کیا تھا پھر وہ یہاں سے آٹھ سات کوس کے فاصلے پر ایک صحرا ہے وہاں گیا تھا
اور ایک باغ مسمی باغ طائران وہاں اُس نے بنایا تھا جب وہ باغ تیار ہوا تھا اُس طرف سے جو کوئی
گذرتا تھا کوئی ایسا سبب ہوتا تھا کہ وہ ہلاک ہو جاتا تھا مجھکو اس حال کے دریافت کرنے کا اشتیاق ہوا
ایک روز میں وہ در تیرا اُس باغ سے ایک بلندی پر جا کر ٹھہرا تھوڑی دیر میں ایک مسافر اُس طرف سے
گذرا جب وہ حد باغ طائران میں آیا دیکھا میں نے کہ فی الفور چند طائران سبز رنگ دیوار باغ پر آکر
بیٹھے اُن میں سے جو طائر سبز تھا اور سب طائروں سے بڑا تھا اُسی طائر نے اُس مسافر اجل رسیدہ
سے آنکھ ملائی با آواز دردناک افسوس کیا اُس طائر کے یہ صدا دیتے ہی وہ مسافر بیچارہ غریب الوطن
آواز دیتے فی الفور گھل کر پانی ہو گیا وہ طائر سبز رنگ باغ میں چلے گئے میں یہ حال عجیب و غریب بچشم خود
دیکھکر حیران و پریشان خاطر افتان و خیزان اپنے مکان میں آیا پھر سنا گیا کہ فہیم عالی جانب پردۂ
قاف گیا ہے اُس زمانے سے اب تک وہ یہاں نہیں آیا نہیں معلوم وہ زندہ ہے یا مر گیا اس قدر حال مجکو
معلوم ہے سوا میرے اُس زمانے کا اور کوئی نہیں ہے کہ جس کو اس قدر بھی حال معلوم ہو خواجہ طیفور
کردیا نے اُس مرد شامی سے تمام حال جو سنا تھا وہ خدمت صاحبقران میں حاضر ہو کر بیان کیا
امیر باتوقیر نے اُس کو اپنے پاس طلب کر کے پوچھا کہ اے حجاج شامی تمہارا کیا مذہب ہے اور تم نے
کیا یہاں آ کے دیکھا تھا ہم سے بیان کرو اُس نے عرض کیا کہ اے امیر باتوقیر یہ فدوی اہل اسلام سے
ہے بعد اس کے جو کچھ حال طیفور کردیا سے بیان کیا تھا وہی حال صاحبقران سے بھی بیان
کر کے کہا کہ افسوس فہیم عالی نہیں معلوم ہم سے جدا ہو کر کہاں گیا اب زندہ ہے یا مر گیا یہ کہکر پوچھا کہ
آپ نے مجکو کیوں طلب فرمایا تھا اور حال فہیم عالی کا کیوں مجھسے پوچھا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ
فہیم عالی تو پردۂ قاف میں جا کر مر گیا پردۂ قاف میں اُس کا بنایا ہوا طلسم ہے ہمنے بعنایت الٰہی و بہدایت
لوح طلسمی فتح کیا یہاں آ کر تین قلعداروں کو بھی بہدایت لوح طلسمی قتل کیا قلعوں کو اپنے قبضے میں
میں کیا ہے حسب معلوم سپہر قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کو ہم نے بہ اپنا دین اسلام کی تھی اُس نے اس شرط پر
دین اسلام اختیار کرنے کا اقرار کیا ہے کہ فہیم عالی جو ایک شاخ گل نرگس طاق پر رکھ گیا ہے وہ سبز
اب تک کیوں ہے اسی وجہ سے خداوند گل نرگس کی ہم پرستش کرتے ہیں اگر شاخ مذکور کے سرسبز رہنے کا
اسرار ہم پر آشکار ہو جائے یا وہ شاخ سوکھ جائے تو ہم بے عذر دین اسلام اختیار کر لیں بس اگر تم کو کچھ
حال سرسبز ہونے شاخ گل نرگس کا معلوم ہو تو بیان کرو اور جو کچھ تم نے کہا وہ تو ہم نے سنا مرد شامی
نے عرض کیا کہ اے امیر باتوقیر یقیناً تو میں عرض کر نہیں سکتا لیکن احتمالاً کہتا ہوں کہ عجب نہیں کہ باعث
باغ طائران باعث سرسبزی شاخ گل نرگس ہو لیکن وہاں تک جانا ناممکن ہے کوئی سرحد باغ میں قدم
رکھکر زندہ رہ نہیں سکتا ہے جیسا کہ قبل اس کے میں نے بیان کیا ہے کہ ایک طائر سبز افسوس کہتا ہے
کہتا تھا وہ شخص جس نے سرحد باغ میں قدم رکھا تھا [illegible]

یہانتک نہین آیا ہو اب راستہ بند ہو کوئی اُدھر نہین جاتا ہو ایک صحرا ہے مہیب اُس باغ کے پاس
ہو گیا ہو وہ راہ نہایت پر خوف و خطر ہو ضروری اُس راہ مین جان کے جانے کا خوف ہو یہ حال
بیان کرکے خاموش ہوا صاحبقران نے اُس کو زر و جواہر بعوض اظہار کرنے بنا ر باغ طائران سبز
فہیم عاملی کے دے کر رخصت کیا وہ مرد پیر شامی دعاے خیر دے کر چلا گیا بعد جانے اُس مرد شامی
کے ہنگام شب صاحبقران نے لوح طلسم شمشیر جنبان کو کہ مائل بہ سیاہی ہو گئی تھی آب طاہر سے
دھو کر صحرا مین ایک خیمہ استادہ کرا کر برجوع قلب خداوند عالم سے اس امر مین دعا کی کہ یہ لوح طلسمی
روشن ہو جائے اور حال سے سر سبز و شاداب رہنے شاخ گل نرگس کی خبر دے چونکہ ذات خدا ارحم الراحمین
ہو دعاے صاحبقران مقبول ہوئی لوح طلسمی روشن ہوئی صبح کو صاحبقران نے جو لوح کو دیکھا تو
روشن پایا سجدہ شکر خدا کیا بعدہ بہ نیت تدبیر خشک ہو جانے اُس شاخ گل نرگس کے جو فہیم عاملی نے
قلعہ سبز نگار مین بالاے طاق رکھی تھی لوح کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے فاتح طلسم شمشیر
جنبان آگاہ ہو کہ باعث ہمیشہ سر سبز رہنے اُس شاخ گل نرگس کا یہ ہو کہ فہیم عاملی نے بزور اپنے عمل کے
چند جنون کو باغ میں طائران سبز بنا کر چھوڑ دیا ہو اور اُسی باغ مین اُن کو مقرر کیا ہو اُن مین سے ایک
طائر سبز کلان ہو جب کوئی شخص حد مین باغ مذکور مین قدم رکھتا ہو وہ طائر مع دیگر طائرون کے بالاے
دیوار باغ آتا ہو اور اُس شخص کو دیکھ کر باآواز بلند کہتا ہو افسوس افسوس افسوس جب وہ یہ کہکر خاموش
ہوتا ہو وہ شخص پانی ہو کر بہ جاتا ہو نام اُس طائر سبز کلان کا غراب جنی ہو وہ اسی کام پر مقرر ہو تا وقتیکہ
وہ طائر کلان ہلاک نہو وہ شاخ گل نرگس خشک نہوگی اور تدبیر اُس کے ہلاک کرنے کی یہ ہو کہ یہان سے
سوے باغ مذکور تنہا جاؤ اور حد باغ مندرجہ بالا مین قدم رکھو وہ جملہ طائران سبز فی الفور دیوار باغ پہ
آئینگے اُسوقت کہو کہ اے غراب جنی آگاہ ہو کہ فہیم عاملی مر گیا اُس کا بنایا ہوا طلسم شمشیر جنبان
بہدایت لوح طلسمی ٹوٹ گیا برق جادو حاکم طلسم شمشیر جنبان قتل ہوا تینون قلعے یعنی قلعہ سرخ
نگار اور قلعہ زر نگار اور قلعہ یاقوت نگار بھی فتح ہو گئے قلعہ داران یعنی غوغا سے رعد آواز و
بہران تیغ ابرو و محیط ر و مکن تن جو طلسم بند تھے وہ بھی بہدایت لوح طلسمی قتل ہو گئے ایک
صرف قلعہ سبز نگار باقی ہو وہ فتح نہین ہوا ہو انشاء اللہ تعالی قریب وہ بھی فتح ہو جائے گا وہ شاخ گل
نرگس جو فہیم عاملی نے بالاے طاق قلعہ سبز نگار مین رکھی ہو وہ بھی خشک ہو جائیگی تیری اجل آئیگی
دیکھ یہ لوح طلسم شمشیر جنبان ہمارے گلے مین ہو یہ کہکر لوح کو دکھانا وہ طائر سبز کلان نہایت غمگین ہو کر
باآواز بلند و دردناک افسوس کہیگا اُسوقت تجھکو لازم ہو کہ یہ اسم اعظم الہی جو گوشہ لوح پر کندہ ہو تین مرتبہ
پڑھکر تیر پر دم کرکے اُس کے حلق کے اندر لگانا اگر اُس کی منقار کھولنے اور افسوس کہنے کی مدت مین
تیر تمہارا اُس کے حلق مین پہونچکر پیوستہ سر سے اُس کے نکل گیا تو مراد دلی تمہاری حاصل ہوگی اور اگر کچھ
دیر تیر لگنے مین کمی کی تو تم بھی مانند دیگر اشخاص کے پانی ہو کر بہ جاؤ گے کچھ بھی لوح طلسمی تمہاری حفاظت
نہ کرے گی لہذا لازم ہو کہ جلدی تیر کے لگانے مین کرنا اور حتی الامکان اُس طرح تاکید کر دیگا کہ تیر خطا
نہ کرے ورنہ باعث تمہاری ہلاکت کا ہوگا اور اب مجھ سے امید ہدایت نہ رکھنا صاحبقران موصوف
ہدایت لوح طلسمی سے آگاہ ہو کر اُس اسم اعظم الہی کو یاد کرکے روبروے بادشاہ لشکر اسلام گئے اور
تمام حال اپنا پہنچکے اُٹھاے جانے کا پردہ قاف مین پہونچنے کا وہاں حور جہنی سے ملنے کا اور لوح کے
حاصل کرنے کا پھر طلسم شمشیر جنبان کے فتح کرنے کا بعدہٗ اپنے عقد کا حال تمام و کمال بیان کرکے عرض

کیا اب ہمکو لوح طلسمی نے جو ہدایت کی اس پر عمل کرنا ضرور ہے تاکہ وہ شاخ گل نرگس خشک ہو جاے کے
سوا اب کبھی مارا جاے یہ مرحلہ بھی سر ہو جاے حسین سبز قبا موافق اپنے اقرار کے مسلمان ہو جاے
لہذا ہم آپ سے اسوقت رخصت ہوتے ہیں جانب باغ طائران سبز جاتے ہیں اگر دو تین روز کی مدت میں
ہم وہاں سے یہاں آجائیں تو ھو المراد ورنہ سمجھ جائیے گا کہ صاحبقران نے راہ عدم اختیار کی دنیاے فانی
سے جانب عالم جاودانی کوچ کیا ہمارے غم و الم میں حال اپنا ابتر نہ فرمائیے گا صبر کیجیے گا یہاں سے مع لشکر
کسی جانب تشریف لے جائیے گا یہاں قیام نہ کیجیے گا گاہ گاہ ثواب سورۂ فاتحہ بخش کر ہماری روح کو شاد کیجیے گا
ہمکو اپنے دل سے نہ بھلائیے گا اگر کوئی دیو یا جن پردۂ قاف سے یہاں آجائے تو اس سے حال ہمارے
انتقال کا کہہ دیجیے گا تاکہ وہ خبر ہماری رحلت کی پردۂ قاف میں جا کر صاحبقران اعظم و سلیمان
[illegible] صاحبقران و سلیمان کو پہنچا دے جواہر پری ہماری زوجہ منکوحہ سے کہہ دے وہاں بھی سب کو حال
انتقال ہمارا معلوم ہو جائے اور پھر ہمارے انتقال کے ہمارے دفن و کفن کی فکر نہ فرمائیے گا حد باغ طائران
سبز میں نہ جائیے گا ورنہ خدا نخواستہ آپ بھی مثل ہمارے ہلاک ہو جائیے گا لاشہ ہمارا زیر دیوار باغ طائران
سبز ہے دستیاب نہوگا ہم پانی ہو کر بہہ جائیں گے استخوان بھی باقی نہ رہیں گے ایسی صورت میں صبر کیجیے گا
ارادہ تنہا یا مع لشکر جانب باغ طائران سبز جانے کا نہ کیجیے گا یہ مرحلہ نہایت سخت ہے خداوند عالم فتحیاب
کرے بادشاہ موصوف نے تقریر صاحبقران سنکے متردد و محزون ہوکے فرمایا کہ اگر یہ ایسا مرحلہ سخت و
صعب ہے کہ جان کے جانے کا خوف ہے تو نہ جائیے حفاظت جان ضرور ہے آپکی ذات سے جملہ امور کا انصرام
و انتظام ہے اور بہت مردان لشکر اعلیٰ ادنیٰ آپ ہی کے دم سے وابستہ ہیں بغیر آپکے یہ جمعیت
برہم ہو جائے گی صاحبقران نے عرض کیا کہ حافظ جان بشر خداوند عالم ہے سفر میں ہو یا حضر میں
ہر جگہ مخلوق کا اپنی نگہبان ہے جب تک اجل نہیں آتی ہے کوئی کسی کو ہلاک کر نہیں سکتا ہے جس وقت
قضا آجاتی ہے اگرچہ قلعہ مستحکم میں بھی کوئی ہو زندہ رہ نہیں سکتا ہے پس اگر ہماری اجل آئی ہے تو یہاں بھی
رہنے سے اور وہاں بھی جانے سے کسی طرح جانبر نہوں گے اور اگر حیات ہماری باقی ہے تو انشاء اللہ تعالی
یہاں سے حد باغ طائران سبز میں جا کر حسب ہدایت لوح طلسمی شغراب جنی کو ہلاک کر کے مع الخیر یہاں
پھر چلے آئیں گے آپ کچھ تردد نہ فرمائیں ہمارے واسطے متردد و محزون نہوں دعا فرمائیں بادشاہ ممدوح
نے فرمایا کہ اگر ارادہ آپکا مصمم جانے کا ہے تو ہم بھی مع لشکر ساتھ چلیں گے تنہا آپکا جانا اچھا نہیں ہمیں
ایسے حال میں [illegible] نہیں ہے امیر با توقیر نے عرض کیا کہ ہم کو لوح طلسمی نے یہی ہدایت کی ہے کہ
[illegible] جانب باغ طائران [illegible] تنہا جاؤ لشکر کو اپنے ہمراہ نہ لو پس خلاف حکم لوح طلسمی ہم کیونکر عمل
کر سکتے ہیں بادشاہ لشکر اہل اسلام [illegible] سرداران نے یہ انجام گفتگو سے صاحبقران عالی مقام سنکے
بمجبوری خاموش رہے صاحبقران موصوف سب سرداران سے بھی رخصت ہوکر مرکب پر سوار
ہوکر لوح طلسمی کو اپنے گلے میں ڈال کر بسم اللہ اور آیۂ نصر من اللہ زبان پر جاری کر کے سوے باغ طائران
سبز چلے خواجہ طیفور گرد یا ہمراہ رکاب ہو گئے ہر چند صاحبقران نے منع کیا کہ ہمارے ساتھ نہ چلو یہ
مقدمہ طلسمی ثابت ہوتا ہے توقف سے تنہا جانے کا حکم دیا ہے لیکن خواجہ نے آبدیدہ ہوکر عرض کیا کہ یہ فدوی
و جان نثار خواہ مخواہ اکیلا ہرگز آپ کو جانے نہ دیگا خود بھی ہمراہ رکاب چلیگا صاحبقران نے
لاچار و مجبور ہوکر فرمایا اچھا ہمارے ساتھ نہ چلو پیچھے پیچھے ہمارے آنا اور جو کچھ ہم پر گزرے یہاں آکر
بادشاہ لشکر اہل اسلام وغیرہ سے کہہ دینا یہ فرما کر صاحبقران روانہ ہوئے خواجہ طیفور گرد یا بھی بعدہ

پیچھے پیچھے اپنے آقا کے روانہ ہوئے بعد قطع راہ دراز صاحبقران نزدیک اُس باغ کے پہونچے
دیکھا کہ صحرائے مہیب ہے اُس کی جانب دیکھنے سے ایک طرح کا خوف پیدا ہوتا ہے سناٹا ایسا ہے کہ دل کو
وحشت ہوتی ہے بلکہ زہرہ آب ہوتا ہے ہر خار دشت ہر قدم پر مانند نشتر کے نظر آتا ہے اول تو میدان ہے
اگر کچھ درخت کلان بھی ہیں تو وہ آپس میں گنجان ہیں جس وقت وہ ہوا سے تندی سے حرکت میں آتے
ہیں اور اُن کے پتے جنبان ہوتے ہیں اور صدا اُن سے پیدا ہوتی ہے وہ ایسی آواز مہیب ہوتی ہے
کہ پناہ بخدا اگر رستم پہلتن بھی سنے تو خوف سے ہلاک ہو جائے سوا اس کے صاحبقران
نے دیکھا کہ صحرا میں ہوا سے تندی سے جابجا گرد و غبار بلند ہو رہا ہے غبار اُٹھ اُٹھ کر سوئے فلک جاتا ہے
گویا وہ صحرا ایسا مہیب و وحشتناک ہے کہ غبار بھی اُس سرزمین دشت سے سوئے فلک گریزاں ہے
کوسوں تک نہ چاہ ہے نہ چشمہ ہے نہ کوئی پرند ہے الا اکثر چارپائے مانند شیر وغیرہ درندوں کے نظر آتے ہیں
صاحبقران موصوف دشت مذکور کو دیکھتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ خواجہ طیفور کردپا نے قریب
آکر عرض کیا کہ اے آقائے نامدار اگر مناسب ہو تو آپ آگے نہ جائیے یہ صحرا نہایت پُرخوف و خطر ہے اور جو
اس کے کہ میں نے اکثر صحرا دیکھے ہیں مگر ایسا مہیب و پُرخطر صحرا کوئی نہیں دیکھا ہے صاحبقران نے
جواب دیا کہ اے خواجہ اگرچہ یہ صحرا بقول تمھارے پُرخوف و خطر ہے لیکن ہمیں جانا ضرور ہے کیونکہ
ہمکو ترقی دین اسلام کی مدنظر ہے اسی وجہ سے اس صحرائے جان ستان میں قدم رکھا ہے تاکہ باغ کی
سرحد تک میں جا کر موافق ہدایت لوح کاربند ہوں یہ مرحلہ سر کریں شاخ گل نرگس خشک ہو جائے
حسین سبز قبا مع اپنے ساکنان شہر کے کلمہ طیبہ پڑھکر دائرہ دین اسلام میں آئے دوسرے
ہمکو اہل جہان بہادر و شجاع جانتے ہیں اگر خوف جان سے اس جگہ سے آگے نہ جائیں تو اہل دنیا
ہمیں کیا کہیں گے ہم خود بھی یہاں سے بے نیل مرام سوئے لشکر جانا خلاف ہمت جانتے ہیں پس
اب تم اسی جگہ قیام پذیر ہو ہم یہاں سے آگے جاتے ہیں وہ سامنے دیوار باغ نظر آتی ہے تم ہمکو دیکھتے
رہنا اگر خدانخواستہ ہم سرحد باغ میں پہونچکر ہلاک ہو جائیں تو ہمارے پاس نہ آنا اس جگہ سے
سوئے لشکر اسلام چلے جانا اور تمام حال جو دیکھنا وہ بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران سپاہ سے
کہدینا ہم نے تم کو تاکیداً فہمائش کی ہے یہ فرما کر مرکب اپنا آگے بڑھایا پھر کمان کیانی دوش سے
لے کر ترکش سے تیر نکال کر دعا اسم اعظم الہٰی جس کو نوشتہ لوح پر دیکھکر یاد کر لیا تھا تین مرتبہ زبان پر
برجوع قلب جاری کر کے تیر کو چلہ کمان میں رکھکر تھوڑی سی راہ طے کر کے سرحد زمین باغ طائران سبز
میں قدم رکھا فی الفور چند طائران سبز رنگ دیوار باغ پر آکر بیٹھے صاحبقران کو
دیکھتے ہی پکار کر کہا کہ اے عرب اجنبی آگاہ ہو کہ منم طلسم کشا
میرے گلے میں ہے لاکھ فہیم عاقل نے پردہ قاف میں جا کر اندرون طلسم شمشیر جہانبان قبر میں اپنی
طلسمی کو پوشیدہ کیا تھا لیکن عنایت خدا سے ہمارے ہاتھ آگئی ہم نے طلسم شمشیر جہانبان فتح کیا
برق جادو بادشاہ طلسم مذکور کو قتل کیا پھر پردہ قاف سے یہاں آکر عوج ثانی سے رعد آواز
وہیران پیچ ابر و بجلیطار و کتن فن کو حسب ہدایت اسی لوح کے قتل کیا ہرچند کہ وہ طلسم بنے
تھے مگر اسی لوح کی ہدایت سے ببرکت اسمائے الٰہی اُن کو بھی قتل کیا اب یہاں ہم آگئے ہیں تجھکو
بھی قتل کریں گے فہیم عاقل دنیا سے جا چکا ہے تجھکو بھی اسی کے پاس روانہ کریں گے بہت دنوں
تو نے زندگی کی اب اجل تیری آگئی ہے ہوشیار ہو جا ہم تجھکو قید زندگی سے آزاد کرنے کو یہاں آگئے

آئے ہیں پہنچکے اُن میں سے جو طائر سبز رنگ سب طائروں سے بڑا تھا اُس نے جانب امیر با توقیر
پر نظر تند و تیز دیکھکر منقار اپنی وا کرکے کہا افسوس افسوس افسوس افسوس ابھی وہ طائر منقار کھولے صدائے
افسوس دے رہا تھا کہ صاحبقران نے بسم اللہ کہکر کمان کو کھینچکر حلق اُس کا تاک کر تیر مارا قدرت
پروردگار عالم سے وہ تیر عین اُس کے حلق میں لگا اور اُس کی پشت سر سے نکل گیا طائر مذکور نشانہ
تیر مذکور ہو کر دیوار باغ سے بالائے زمین گر کر تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے تڑپ تڑپ کر مر گیا وہ طائران
سبز جو دیوار باغ پر بیٹھے تھے وہ زمین پر لوٹ کر بصورت جن ہو کر روبروئے صاحبقران آکر باد با
سلام کرکے یوں ملتمس ہوئے کہ اے امیر عالی مقام آپ نے ہم پر از حد احسان کیا کہ قید سے رہا
کیا ایک زمانہ بعید گذرا کہ فہیم عالی نے اپنے عمل کے زور سے ہم کو اور اس غراب جنی جس کو آپ نے
تیر مار کر ابھی ہلاک کیا ہے اور لاشہ اُس کا یہ پڑا ہے اس باغ میں قید و مقید کیا تھا ہم سب بصورت
طائران سبز رہتے تھے تا کہ شاخ گل نرگس جو فہیم عالی نے بزور عمل تیار کی تھی سرسبز رہے اب
غراب جنی آپ کے ہاتھ سے مارا گیا ہم سب اپنی صورت اصلی پر آگئے وہ شاخ گل نرگس بھی اب
تر و تازہ نہ رہی ہوگی خشک ہوگئی ہوگی خداوند عالم ہماری رہائی کی جزا آپ کو دے دنیا میں
تا زندہ ایم بندہ ایم یہ کہکر پائے صاحبقران پر گرے امیر با توقیر نے اُن کے سر اُٹھا کر اپنے سینہ سے
لگائے اتنی دیر میں طیفور کردیا جو دور سے کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا قریب آیا اپنے آقا کی ثنا کرنے لگا
بعد غور کرکے جو اُس نے دیکھا تو اُس صحرا کی صورت ہی اور ہوگئی وہ وحشت اُس کی باقی نہ رہی
صاحبقران نے اُن جنوں سے فرمایا کہ تم قبل ہمارے حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کے
پاس جاؤ ہم بھی وہاں آتے ہیں اور تمام حال فہیم عالی کے قید کرنے کا اُس شاہ سے بیان کرکے
کہنا کہ عامل مذکور نے ہم کو عمل کے زور سے باغ طائران میں اسواسطے اسیر کیا تھا کہ شاخ گل نرگس
سرسبز رہے کیونکہ وہ عمل جو فہیم عالی نے پڑھکر ہم کو بصورت طائران سبز بنایا تھا وہ خاص ایسا ہی
عمل تھا کہ جس سے شاخ گل نرگس ہری رہے اب غراب جنی تیر صاحبقران سے ہلاک ہوگیا
اور ہم اپنی صورت اصلی پر آگئے وہ شاخ گل نرگس جو بالائے طاق اس قلعے میں عامل مذکور نے
رکھی تھی ہری نہ رہی ہوگی اُن جنوں نے عرض کیا کہ حسب الحکم حضور ہم ابھی جاتے ہیں اور جو کچھ
آپ نے ارشاد فرمایا ہے اُسے بجا لاتے ہیں کیونکہ آپ ہمارے محسن ہیں آپ نے ہمیں قید سے رہا
کیا ہے یہ کہکر وہ چند جن نظر سے غائب ہو کر سوئے قلعہ سبز نگار روانہ ہوئے بعد اُن کے جانے کے
امیر با توقیر نے اُس باغ طائران میں جا کر سیر کی دیکھا کہ تمام باغ خشک ہوگیا ہے گل و غنچہ و شگوفہ و نہال
و نخل سب سوکھ کر کانٹا ہوگئے ہیں پہلے سرسبز و شاداب تھے غراب جنی کے قتل ہوتے ہی
باغ پر خزان آگئی پہلے دروازہ بند تھا غراب جنی کے مارے جانے سے باغ کا دروازہ بھی
کھل گیا صورت صحرا بھی بدل گئی ہے صاحبقران نے اُس باغ طائران کو چہار جانب سے دیکھکر
تھوڑی دیر وہاں ٹھہر کر طیفور کردیا سے فرمایا کہ مقدمہ عمل بھی عجیب و غریب ہے تم نے دور سے
دیکھا ہوگا کہ قبل قتل ہونے غراب جنی یہ باغ کیسا ہرا بھرا تھا دیوار باغ سے جو درخت بلند تھے
وہ کیسے ہرے سبز و شاداب دکھائی دیتے تھے بوٹے کیسے رنگا رنگ کیسی اس باغ سے آتی تھی
جس سے دماغ معطر ہوتا تھا اب یہ باغ ویسا ہی ہے کہ خاک اُڑ رہی ہے کوئی درخت چھوٹا بڑا ہرا نہیں ہے
سب خشک ہوگئے ہیں طیفور نے عرض کیا کہ واقعی پہلے یہ باغ شاداب تھا اب خشک ہوگیا ہے

بہار کا زمانہ گیا اب دور خزاں کا وقت آگیا ہے آپ نے یہ عجب کارنمایاں کیا ہے اپنی جان شیریں کا کچھ خیال نکر کے اس طرف آنے کا ارادہ کیا تھا خداوند عالم نے آپ کی مدد کی جان آپ کی بچائی تیر جو آپ نے طائر سبز کی منقار کے اندر حلق میں لگایا تھا اُس نے خطا نہ کی صد شکر خداوند عالم کہ یہ مرحلہ بھی سر ہوگیا یہ ہمت و حوصلہ و جرأت آپ کی تھی ورنہ کوئی شخص ایسے مقام خوف و خطر میں قدم نہ رکھتا کہ یہاں جان کے جانے کا یقینی خیال تھا بلکہ آپ کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ لوح طلسمی سے بھی ہدایت کی تھی کہ طائر سبز کلاں کو اسم اعظم الٰہی تیر پہ دم کر کے لگانا اگر تیر طائر کے لگا تو خیر ورنہ پانی ہو کر بہ جاؤ الحمد للہ کہ تیر کارگر ہوا یہ مرحلہ سر ہوا جان آپ کی بچی وہ شاخ گل نرگس خشک ہوگئی ہوگی کیونکہ حیات غواب جنّی تک اُس کی تازگی موقوف تھی عمل فہیم عالی ہی تھا محض اسی واسطے کیا تھا کہ جانبک غواب جنّی زندہ رہے اور بعد ہلاکت طائر سبز کے شاخ گل نرگس بھی سر سبز و ہری رہے صاحبقران نے فرمایا کہ اسے ظہور کر دیا جو کچھ تم نے بابت اس باغ و طائر کے کہا ہے کیسا فہیم عالی نے اپنے عمل کے زور سے شاخ گل نرگس اتنی مدت دراز تک ہرا رکھ کر ہزاروں بندگان خدا کو گمراہ کیا باوجود اس کے کہ وہ خود مسلمان تھا نہیں معلوم اُس نے پھر کیوں یہ امر خلاف کیے شاید شیطان نے اُس کو اغوا کر کے گمراہ کیا تھا سوا اس کے اور کوئی وجہ ہو کہ ہم اس سے آگاہ نہیں ہیں یہ فرما کر اُس باغ خزاں رسیدہ سے باہر تشریف لا کر مرکب پہ سوار ہو کر ظہور کر دیا کو ہمراہ لے کر جانب قلعہ سبز نگار روانہ ہوئے اثنائے راہ میں جو لوح کو دیکھا سرا سر اُس کو تاریک و تیرہ پایا سمجھے کہ اب لوح بیکار ہوگئی ہے جن امور کی ہدایت کے واسطے تیار کی گئی ہے وہ سب امور ہو چکے اس وجہ سے لوح بھی تاریک ہوگئی اب یہ ہدایت کسی امر میں نہ کرے گی یہ سمجھ کر بصد خوشی و مسرت مرکب کو جولان کر کے سوئے قلعہ سبز نگار روانہ ہوئے صاحبقران تو مع اپنے عیار کے ہمراہ کے قلعہ سبز نگار جاتے ہیں مگر اب

دو کلمہ داستان اُن جنوں کے مع دیگر حالات بیان کیے جاتے ہیں

محفل میں دیکھ بھال کے پہچانتے نہیں	نا آشنا ہے ہیں تجھے جانتے نہیں
ہم بھی کبھی تھے آپ کے منظور نظر	اب آپ ہم کو پہچانتے نہیں
حاضر ہیں وارنے کو ہمارے دل و جگر	کیوں تیغ ناز شوق سے تم تانتے نہیں
بدلا نہیں تو آپ ہوئے دوسرے تو غور	پھر کیا خطا کہ بات مری مانتے نہیں
سب عہد بھولے دوستی کے وہ دن بھی گزر گئے	اپنے کہے کا قول وہ گردانتے نہیں
دل دے کے ہیں سمجھے آپ کو دشمن بنالیا	ہاں ہاں پچھتائے آپ تجھے جانتے نہیں

جب وہ جن حسب الحکم امیر با توقیر دربار میں جمشید شیر شاہ بادشاہ قلعہ سبز نگار کے پہنچے دیکھا کہ وہ بادشاہ بالائے تخت حکومت بیٹھا ہے جملہ اہل دربار کرسیوں و بیاریوں پر [illegible] وغیرہ پر باادب بیٹھے ہیں دربار نہایت آراستہ ہے ہر طرف بجو زوروں بصورت الشان خوش وضع پابلباس نفیس دربار کے سامنے دربار میں داخل ہوئے تھے کہ بادشاہ مذکور کی سلام کر کے ادا کیا تھا کہ قلعہ سبز نگار [illegible]

ہمارے کیوں آ گئے ہو کیا مطلب ہے کسی کے فرستادہ ہو یا خود اپنی کوئی حاجت لے کر یہاں آئے
ہو صاف صاف بیان کرو ورنہ تم کو سزا دی جائے گی کہ دربار میں ہم ایسے بادشاہ کے
بے طلب و بے اجازت چلے آئے ہو کچھ ہمارا تم نے خوف بھی نہ کیا نہایت دلیری کی انھوں نے
بعد سلام کرنے کے عرض کیا اے بادشاہ آگاہ ہو کہ ہم دراصل جن ہیں فہیم عالی نے ایک عمل
اس طرح کا پڑھا تھا کہ ہم سب کو بصورت طائران سبز اور شخص سحر سے شاخ گل نرگس بنا کر
باغ طائران میں چھوڑ دیا تھا گویا قید کیا تھا اور وہ شاخ گل نرگس آپ کے قلعہ میں بالاے طاق
رکھی ہوئی تھی جس کو آپ اپنا خداوند شاخ گل نرگس جان کر سجدہ کرتے تھے اور اب بھی آپ اسی شاخ
کو اپنا خداوند جانتے ہیں فہیم عالی نے اس عمل کے کرنے سے آپ کو اور ہزارہا بندگان خدا کو گمراہ
کیا تھا نہیں معلوم اس بات میں اس کی کیا مصلحت تھی کہ ایک دین باطل جاری کرکے بندگان خدا کو
گمراہ کرکے مر گیا اب بمقام لشکرگاہ ہے پہلے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جب وہ قاف
میں جا کر لوح طلسمی فہیم عالی کے کسی تدبیر سے حاصل کرکے طلسم شہر پیچان کو فتح کیا بادشاہ
طلسم مذکور کہ نام اس کا برق جادو تھا قتل کیا پھر وہ تالاب سے یہاں آکر بمدد لوح
طلسمی عوغاے رعد آواز و بیران رنج ابر و گھٹا بہار و دین جن کو قتل و ہلاک کیا یہ سب
پہلوانان نامی طلسم بند کئے بغیر ہدایت لوح طلسمی قتل نہ ہو سکتے تھے اب صاحبقران ممدوح نے
وہ باغ جس کو فہیم عالی نے بزور عمل سحر سرسبز و شاداب ہمیشہ بنایا تھا اور ہم سب جنوں کو بصورت
طائران سبز بنا کر باغ مذکور میں قید کیا تھا اسے لوح طلسمی کی ہدایت سے خشک کر دیا غرض اب جنی
کو جس کو کہ پھر افسوں کیا تھا اسے قتل کیا ہے لاشہ اس کا ابھی تک در باغ مذکور پڑا ہے باغ خشک
ہو گیا ہے رنگ دگرگوں ہو گیا ہے ملاحظہ فرمائیے وہ شاخ گل نرگس بھی خشک ہو گئی ہوگی ہم حسب الحکم
صاحبقران واسطے اطلاع حال مذکور کے آپ کے پاس آئے ہیں وہ جناب بھی تشریف لاتے
ہیں غالباً تھوڑی دیر میں اس دربار میں داخل ہوں گے سلطان سحر قباد نے تمام حال ان جنوں
سے سن کر و خوش ہو کر اشارہ کیا کہ دیکھو وہ حسب الحکم کیوں پیش ہیں شاہ مذکور نے
اسی وقت اس شاخ گل نرگس کو جو دیکھا تو اسے خشک پایا از حد خوش ہو کر صاحبقران کے کارہائے
نمایاں پر بہت سی آفرین کرکے حکم دیا کہ دربار ہمارا تمام شہر انواع و اقسام کی زینتوں
سے ایک ساعت میں آراستہ ہو حسب الحکم بادشاہ دربار اور شہر بہت جلد ہر قسم
کی زینتوں سے ایسا مرصع آراستہ ہوا کہ شاید کسی بادشاہ سابق نے اپنے عہد حکومت میں
اپنے دربار کو اس طرح آراستہ کیا ہو گا اور اس طرح اپنے شہر کو کبھی زینتوں سے رونق دی ہوگی
جب دربار و شہر بخوبی تمام آراستہ ہو چکا شاہ مذکور منتظر تشریف لانے صاحبقران موصوف
کا ہوا بلکہ جلد اپنے ارکان دولت و اعیان سلطنت کو حکم دیا کہ جلد تم سب تمامی ہمارے لشکر کے
سوے باغ طائران سبز جاؤ غالباً وہ شہریار راہ میں تم کو ملیں گے ان کا استقبال احترام و تعظیم
تکریم کرکے یہاں ان کو لاؤ انھوں نے ہم سب کو رہنمائی کیا ہے ہم سب کو فہیم عالی نے شاخ گل نرگس
طاق پر رکھ کر گمراہ کیا تھا صاحبقران نے اپنی تدبیر و شجاعت سے اس شاخ کو خشک کر دیا ہے
اسرار ہمارے سینے شاخ مذکور کا تھا وہ ہم پر ظاہر ہو گیا ہے نہایت ہم پر احسان کیا ہے گمراہی سے بچایا ہے
راہ راست کی ہدایت کی ہے ایک مدت دراز سے ہم غرق بحر ضلالت تھے آج ان کی بدولت اپنی

گمراہی سے آگاہی ہوئی ہے فہیم عالی نے ہم سے عجب بدسلوکی کی تھی ایک شاخ گل نرگس کی پرستش کرائی تھی آج روز نہایت خوشی کا ہے ظاہر ہو جانے اسرار شاداب گل نرگس کا جشن کرین گے سامان جشن کے مہیا کیے جاوینگے ارباب نشاط طلب کیے جاوینگے ارکان دولت و اعیان مملکت وغیرہ تقریر بادشاہ سنکے اسیوقت مع جملہ مردان سپاہ کے کہ تخمیناً اسی ہزار کے تھے جانب باغ طائران سبز روانہ ہوئے اثنار راہ مین دیکھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مرکب پر سوار فرحان و شادان تشریف لاتے ہین ہمراہ رکاب خواجہ طیفور گردپا ہین ارکان دولت وغیرہ نے اُن جناب کو دیکھتے ہی بادب سلام کرکے عرض کیا کہ ہم سب کو ہمارے بادشاہ نے واسطے استقبال حضور کے روانہ کیا ہے ہم سب محض برائے استقبال جناب آئے ہین بادشاہ ہمارا منتظر تشریف آوری جناب ہے صاحبقران یہ کلمات اُن سے سنکے خوش ہوئے پھر اُن سب کے ہمراہ جانب قلعہ سبز نگار چلے چونکہ اسوقت جنید بہرکا سے لشکر اہل اسلام اُس جگہ واسطے بالا دوی کے و نیز خبر کے آئے تھے انھون نے تمام حال دیکھکے اور کچھ باتین سنکے شکر خدا کیا بعدہ صاحبقران موصوف کو بادب تمام سلام کرکے اپنے لشکر کی طرف بعد خوشی و خرمی روانہ ہوئے لشکر مین پہونچتے ہی خدمت بادشاہ لشکر اہل اسلام مین جاکر سرِ دربار اسطرح اوصاف حمیدہ و ثنا و دعاے شاہ موصوف بیان و ستاور قدیم بجالاکر خبر فرحت اثر تشریف آوری صاحبقران موصوف عرض کی کہ بمصداق این قطعہ

تو کردہ از صولت آتش امان دہر
دست جرخ و اختر بخت تو نوجوان دہر
آتش حکم تو بہ سایہ چتر آشیان دہر
اعجاز موسوی بنمود دہر کجا سے
اقبال درکف چو تو صاحب جہان دہر
ہرکو چو تیغ با تو زبان آوری کند
تاروز بوسہ بر قدم پاسبان دہر
در عہد چون تو شاہی کہ فضلہ سحاب
گاہ از شتاب سوزن و گہہ ریسمان دہر

ہر عالمہ رایت انور بہ چیر و اشود
آن ہم کہ پیر نوبت شود با جوان دہر
ہر آسیے کہ بر سر چو سلکے کشند راست
چو بے شیب و اربدست سنان دہر
در رزم ہستی تو دو رزم حاسے
قہرست چو آب او بزبان سنان دہر
پوشیدہ زہرہ جامہ زربفت مشتری
و ستاور چرخ رایت دریا و کان دہر
باد احیا کہ کسوت عمر ترا قصہ

اے خسروی کہ حفظ تو ہنگام اہتمام
اقلیم ہر دسادہ ملکش مکان دہر
فرما سے سلطنت آنرا بود بحق
چون ریح تو جگوند قسمت ارجہان دہر
صد شرا زین جہان گذر د تا زمام ملک
گردون ترا عنان قدح ہیرآن دہر
در گرد بارگاہ تو کیوان شب اتیاق
محتاج خرقہ الیست کہ در طیلسان دہر
تا آسمان چو کسوت شب را رفو کند
یکسر طراز مملکت جاودان دہر

اسوقت عنایت خدا و کرم کبریا سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جانب باغ طائران سبز سے فرحان و شادان مع خواجہ طیفور گردپا مرحلہ باغ طائران سبز کو فتح کرکے اس سمت تشریف لاتے تھے از نبار سے حسب الحکم حسینان سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار اعیان مملکت اُس کے استقبال اُن کا کرکے بعزت و حرمت واحترام قلعہ سبز نگار کو لیگئے ہین لہذا مبارک ہو کہ صاحبقران ذیشان بخیر و عافیت تشریف لائے ہین اور حسینان سبز قبا نے اپنے دربار و شہر کو انواع و اقسام کی زینتون سے آراستہ کیا ہے سنا ہے کہ وہ شاخ گل نرگس جو کہ فہیم عالی نے بالاے طاق قلعہ سبز نگار مین رکھی تھی خشک ہو گئی ہے غالباً اب بادشاہ قلعہ سبز نگار موافق اقرار مطیع و فرمانبردار ہو کر دین اسلام اختیار کرے گا بادشاہ لشکر اہل اسلام خبر سنکر جو بالا ہرکارون سے سنکے از حد شادمان ہوئے تمامی سرداران لشکر بھی بہت خوش ہوئے اُن ہرکارون کو انعام کثیر دیا گیا اس خبر فرحت اثر سے تمام اہل لشکر بھی شادمان ہوئے سپاہ اہل اسلام مین تو صاحبقران کے مع الخیر آنے کی سب کو نہایت خوشی ہے ہر ایک شادان ہے نذر و نیاز نوبت رکھنا

اب حال صاحبقران و دربار حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کا لکھا جاتا ہی

جھکائے سر کھڑا ہون وار تیرا کیون نہین ہوتا
اگر ہونا نہین ہی وصل اُس گل کا تو موت آ لے
غضب ہی بھولے پن سے نعش پر میری وہ کہتے ہین
کوئی جا کر بہت پردہ نشین سے پوچھ دے اتنا
نہین ہی مبتلا تیرا تو پھر بتلائیے مجھکو
یہ باعث ہی کہ وہ وعدہ شکن ہرگز نہ آئے گا
او پیلے ہمنفس بانی ہی اُس قاتل کا مقتل ہین
شناور بحر الفت کے لب گور آ لگاتے ہین

ترے قربان قاتل سطح پہ تھا کیون نہین ہوتا
جو کچھ تقدیر کا لکھا ہی پورا کیون نہین ہوتا
کہو اب وصل کا ہے تقاضا کیون نہین ہوتا
جو پردہ ہی تو پھر غیرون سے پردا کیون نہین ہوتا
مرا دل پھر کسی صورت پہ شیدا کیون نہین ہوتا
مجھے یارون کے کہنے کا بھروسا کیون نہین ہوتا
دگرنہ رقص بسمل کا تماشا کیون نہین ہوتا
یہ ساری باتین جھوٹی ہین کنارا کیون نہین ہوتا

ہمارے ان کے یہ اک راز ہی تو پوچھو نہ یارو
وہ اچھا کیون نہین کرتے ہین اچھا کیون نہین ہوتا

اب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہمراہ وزیر دانشمند و امراے نامدار و جملہ اہل دربار کے داخل قلعہ سبز نگار ہوئے دیکھا کہ شہر نہایت آراستہ ہی جا بجا سامان خوشی و سرور ہی ہر ایک دوکان و مکان وغیرہ شہر کا طرح طرح کی زینتون سے مزین کیا گیا ہی صاحبقران شہر کی سیر کرتے ہوئے دربار حسین سبز قبا مین پہونچے دربار کو بھی از حد آراستہ پایا حسین سبز قبا صاحبقران کو دیکھتے ہی کرسی قدر اپنے تخت حکومت سے اٹھا پھر اپنے تخت کے برابر جو دنگل پر زر نہایت نادر و نفیس بچھوایا تھا اُسی دنگل پر بٹھایا خواجہ طیفور گرد پا بھی موافق اپنے عہدے کے دربار مین جاگزین ہوئے جملہ اہل دربار بھی علی قدر مراتب دنگل کرسی میز وغیرہ پہ بیٹھے حسین سبز قبا نے صاحبقران سے مخاطب ہو کر بعد مزاج پرسی کہا کہ آپ نے کارہاے نمایان کیے ہمین آگاہی ہوئی ان جنون سے جو ہمارے دربار مین بیٹھے ہین اور آپ نے ان کو قید سے گویا رہا کیا ہی تمام حال ہم نے سنا ہی آپ کی ہمت و دلاوری و شجاعت کی تعریف ہو نہین سکتی زبان آپ کی ثنا مین قاصر ہی نہایت سلوک نیک آپ نے کیا کہ ہم کو ہدایت دین اسلام کی کرکے دین باطل سے منحرف کیا ہم کو ثابت ہو گیا کہ جو دین و آئین ہمارا ہی وہ باطل ہی آپ کا دین حق ہی شاخ گل نرگس خشک ہو گئی اسرار سبزی شاخ گل نرگس ہم پر ظاہر ہو گیا اب ہم کو دولت دین اسلام سے مالامال کیجئے کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیجیے واقع مین دین اسلام دین حق ہی آج تک ہم سب گمراہ تھے وہم باطل کے کہنے اور گمراہ کرنے سے شاخ گل نرگس کی پرستش کرتے تھے اُسی کو اپنا خدا جانتے تھے اُسی کو سجدہ کرتے تھے اب اُس کے خشک ہو جانے سے یقین کامل ہوا کہ شاخ گل نرگس ایک شاخ ہی لا ابالی خدا وندی نہین ہی صاحبقران موصوف نے تقریر حسین سبز قبا سنکے نہایت خوش ہو کے کلمہ طیبہ تعلیم و تلقین کیا شاہ مذکور کلمہ طیبہ بصدق دل زبان پر جاری کرکے مسلمان ہوا پھر جملہ اپنے دربار اور اہل شہر و اہل و عیال کو مسلمان کیا بعدہ حکم صاحبقران سے مساجد کی بنا جا بجا ہونے لگی دین اسلام کے آئین پر ادنی و اعلی عمل کرنے لگے حسین سبز قبا نے اپنے راہ راست پر آنے کا جشن کیا بزم عشرت بعنوان احسن از حد تکلفات سے اور انواع و اقسام کی آرائشون سے آراستہ کی گئی اس بزم جشن مین حسین سبز قبا

نے بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران لشکر اسلام کو بھی شریک کیا مطلع بادشاہ لشکر اہل اسلام ہوا
سامان دعوت و ضیافت صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام و سرداران لشکر اسلام وغیرہ اہل لشکر کا
نہایت عنوان شائستہ سے کیا گیا بزم عیش و عشرت و جشن مین ساقیان گلپیرہن و گلبدن حسب الحکم
حسین سبز قبا کشتیان شراب ناب کی مع شیشہ ہاے بلورین لیکر حاضر ہوے جملہ اہل بزم عشرت کو
جام پُر از مے صہباے گلگون دینے لگے ہر ایک مزا ناب سے خوش ہو کر پینے لگا ناظرین پر واضح ہو کہ یہان مراد
شراب سے عرق مفرح قلب ہے کہ گلرنگ و خوشبو دار مقوی قلب و دماغ و جگر ہے اور یہی جملہ اہل اسلام
ہر ایک بزم عیش و عشرت مین نوش کرتے ہین نہ یہ شراب مشہور کہ جس کا پینا شرعاً ناجائز ہے پس اگر کہین
اس جلد مین اہل اسلام کی بادہ خواری کا ذکر آجاے تو خاص بادہ خواری کا خیال نہ کیا جاے بلکہ اسی
عرق مقوی قلب و دماغ کا ذہن ناظرین کے نکتہ بین مین خیال رہے الحاصل جب سب اہل بزم عشرت
شراب مذکورہ بالا کے دو دو چار چار جام پی چکے اور دماغ بادۂ ناب مذکور سے گرم ہوا ساقیان
سیمین ساق کشتیان شراب ناب کی اٹھا کر بزم عیش سے لے گئے بعدہ نازنینان ماہرو نہایت خوش گلو
یکے بعد دیگرے مع اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہو کر ناچنے گانے لگین اہل بزم بصد خوشی
ناچ اور گانا اُن کا دیکھنے سننے لگے محلسرا مین جب سے دختر حسین سبز قبا نے خبر تشریف آوری
صاحبقران سنی ہے اور حال فتحیابی مرحلہ باغ طائران سبز سنا ہے نہایت شادمان ہے کلمہ طیبہ بھی اپنے
باپ کے حکم سے اپنی زبان پر جاری کر چکی ہے اسی طرح وزیرزادی اُس کی دختر وزیر دانشمند مسماۃ
فتانہ بہار آرا و جملہ اعلیٰ و ادنیٰ عورتین بھی مسلمان ہو چکی ہین سب کو از حد خوشی ہے خصوصاً ملکہ
حسین گلگون قبا دختر حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبز نگار کو بدرجہ کمال مسرت ہے اپنی وزیرزادی
سے خلوت مین اکثر کہتی ہے کہ ہماری مراد دل بر آئی اس قلعہ مین صاحبقران تشریف لاے لڑائی موقوف
ہوئی ہمارے والد نے مع ہم سب کے دین اسلام اختیار کر لیا جشن اسی خوشی کا ہو رہا ہے سامان دعوت و
ضیافت کیا جاتا ہے شکر ہے خدا کا ہم سب بدولت صاحبقران مسلمان ہوئے مذہب باطل کو ترک کیا اور
مذہب اسلام کہ دین حق ہے اُسے اختیار کیا ہے ہم کو بھی محلسرا مین ظہور خوشی کرنا ضرور ہے تو سامان آراستگی
بزم عشرت کر نازنینان خوبرو کو طلب کر تاکہ ہم بھی زینت آراے بزم عشرت ہو کر ناچ اور گانا نازنینون کا
دیکھین اور سنین وہ عرض کرتی ہے اے ملکہ مبارک ہو کہ اب شادی آپ کی صاحبقران سے ہو گی
والد آپ کے یقین ہے کہ صاحبقران ہی سے آپ کو منسوب کرین گے حوصلہ و اشتیاق وصل نکلنے کا تمنا
دل بر آئے گی ایام فراق گئے زمانہ وصل قریب آیا مین حسب الحکم حضور سامان بزم عیش و عشرت کرتی ہون
آپ بھی محلسرا مین خوشی اسی عنوان سے ظاہر کیجیے مگر اے ملکہ عالم بعد ہونے عقد کے مجکو نہ بھول جائیے گا
گاہ گاہ تو یاد فرمائیے گا ملکہ نے کچھ شرما کر اور کچھ خوش ہو کر جواب دیا او بیوقوف یہ کیا کہتی ہے تم کو نہ
بھولین گے بلکہ اپنے ہی پاس رکھین گے تو گھبراتی کیون ہے خدا وہ دن تو دکھاے ہم نے سنا ہے کہ جب شاہزادہ ملکہ
کے ساتھ صاحبقران کا عقد ہوا ہے اُس شاہزادی کی وزیرزادی کا نکاح اُن کے یار وفادار نامی و
نامدار خواجہ طیفور گردپا عیار سے کیا جاتا ہے شاہزادی اور وزیرزادی دونون ایک ہی جگہ رہتی ہین
فتانہ بہار آرا نے تیوری چڑھا کر سر جھکا کر کچھ شرما کر عرض کیا کہ اے ملکہ اس طرح سے مجکو حضور کا ساتھ
منظور نہین ہے خدا نکرے کہ ساتھ میرا اس طور سے ہو چار روپے کے پیادے نگوڑے عیار مکار سے میرا
عقد ہو حالانکہ وہ عیار بلاے روزگار مجھپر بدل نثار ہے میرا عاشق ہے مگر اے ملکہ مجکو عیار کا ساتھ منظور نہ ہوگا

یہ ذلت گوارا ہوگی آپکی وزیرزادی ہو کر ایک عیار سے منسوب ہون باعث میری ذلت و رسوائی کا ہی ملکہ نے یہ سنکر جواب دیا کہ تمکو اپنے عقد کے بارے مین کیا اختیار ہی جو ہم نے قبل اس کے کہا ہی دیکھ ہی لینا اُس کا ظہور رہو گا اگر خدا نے چاہا ورنہ بغیر اللہ کے چاہے کوئی کار نیک سرانجام نہین ہوتا ہی یہ کہکر ملکہ موصوفہ خوش ہوکر خاموش ہوئی وزیرزادی مذکورہ نے سامان جشن کیا بزم عشرت مجلسرا کی آراستہ کرائی نازنینان خوبرو کو طلب کیا ملکہ مذکورہ وغیرہ اُس کی ہمراز و ہمجلیس عورتین بزم عشرت مین بیٹھین نازنین رقص کرکے گانے لگین اُن مین سے ایک نازنین خوش آواز نے یہ غزل شروع کی

غزل

اے دل تجھے اُس کی آرزو ہی
اُن سے مرے آج دو بدو ہی
خلوت مین ذرا تو سب چلے سُن لے
ہان دور بھی یون تو خوب رو ہی
اظہار وفا یہ سچ کیا ہی
اب اُن کو وفا کی جستجو ہی
انصاف ترے ستم کا و بت
اس عشق مین خاک آبرو ہی

وہ لاکھ مین ایک تند خو ہی
اُس بت کو لگا ہی سال گر یہ
مطلب ہی کیا ترے گفتگو ہی
جب کام کا یہ نہین تمھارے
کیا یہ بھی شکایت عدو ہی
کیا جلوہ مہر و ماہ دیکھون
محشر مین خدا کے روبرو ہی
کیا سجدہ کرین بتون کی صورت

ہنگامۂ حشر روبرو ہے
یارب ترے ہاتھ آبرو ہے
تیرا سا کسان جمال تو یہ
پھر کس لیے دل کی آرزو ہی
دل کو مرے خاک مین ملا کر
آنکھون مین مری پسند تو ہی
شامت ہی مری جو دل لگاؤن
ہر وقت ہمارے روبرو ہے

اے رشک ملو عدو سے جا کر
ملنے کی جو اُس سے آرزو ہی

ملکہ حسینہ گلگون قبا اور فتانہ بہار آرا وغیرہ جسقدر عورتین اُس بزم مین بیٹھی تھین سب اشعار غزل سننے لگین بجائے خود مضمون اشعار سمجھکر تعریف کرنے لگین خصوصاً ملکہ اور وزیرزادی مذکورہ چند شعر اس غزل کے اپنے حسب حال و دل پسند سنکے بہت خوش ہوکر مطربہ کو انعام دینے لگین وہ مطربہ بھی انعام کثیر پاکر بناز و ادا نہایت خوبی سے قاعدہ و اصول سے رقص کرنے لگی ایک ایک شعر غزل کو کئی کئی مرتبہ بتا بتا کے روبرو ملکہ کے گانے لگی یہانتک کہ اشعار تمام غزل کے گاکر غزل اُس نے تمام کی بعدہٗ اُس نے ملکہ کو عاشق طبیعت پاکر غزلین عاشقانہ گانی شروع کین ملکہ وغیرہ سب اشعار غزل عاشقانہ سننے لگے مجلسرا مین تو بزم عشرت آراستہ ہی جیسا کہ حال بزم عشرت تحریر کیا گیا ہی مگر اب کیفیت بزم جشن جو حسینہ سبز قبا نے آراستہ کرائی ہی تحریر کی جاتی ہی کہ درمیان بزم عشرت کے اکثر نازنینان خوش رو نے رقص و نغمہ کیا انعام کثیر پایا اہل محفل کو خوش کیا از انجملہ ایک مطربہ خوبرو و از حد خوش گلو نہایت حسین مہ جبین کم سن نوجوانی کے دن کہ جس کا حسن و جمال مشہور و دور دور تھا ہزارون خاص و عام اُس کے اوپر عاشق تھے وہ جفا جو مغرور حسن عشاق کش کسی اپنے عاشق پر توجہ نکرتی تھی کسی طالب وصل کی آرزو بر نہ لاتی تھی سب کو اپنے فراق مین مبتلائے درد و بیقراری رکھتی تھی بلکہ اپنا جمال جہان آرا بھی اپنے عشاق کو نہ دکھاتی تھی حسب الحکم حسینہ سبز قبا مع اپنے سازندون کے بزم عشرت مین حاضر ہوکر بعد درستی ہونے سازون کے واسطے رقص کرنے کے کھڑی ہوئی جوانان اہل بزم کو دزدیدہ نگاہون سے دیکھنے لگی اکثر جوانان بزم بھی اُس پری چہرہ کو بغور دیکھکر دل دینے پر آمادہ ہوگئے بعضے جوانان عاشق خو اُس کی صورت زیبا دیکھکر گویا از خود رفتہ ہوئے محو جمال ہوکر سکتہ سا اُن کو ہوگیا کچھ اہل بزم چہرہ روشن اُس کا دیکھکر باہم آہستہ کہنے لگے کہ یہ مطربہ کسقدر حسین ہی کیا خوب اس کا جمال ہی آنکھین مانند چشم غزال کے ہین پیشانی مانند ماہ تابندہ کے ہی عارض مثل گل تر

گئے ہین مژگان عجب برچھیان ہین یا تیر دلدوز ہین ابروے خمدار خنجر بران براے قتل عاشقان کھنچے ہوئے ہین دہن مانند غنچہ تنگ ہے بلکہ غنچے سے بھی تنگ تر ہے گویا نقطے سے مفقود ہے گردن صورت صراحی بلورین ہے شانے بازو بھرے بھرے ہین کلائی عجب کلائی ہے کہ بغیران کے دستیاب ہونے کے عشاق کو نکل آئی پنجہ مرجان سے بہتر اس گل کے دست حنائی ہین عشاق کے خون سے شاید اس قاتل نے اپنے ہاتھ رنگین کیے ہین اگر سر دست یہ دست حنائی کسی دلدادہ کے ہاتھ آئین تو عشاق سرفراز ہو جائین روح کو اُن کی راحت ہو دل آرام پاے سینہ وہ گنجینہ حسن ہے کہ جس کو دیکھکر عابد بھی دست ہوس بڑھائے تاب نہ آئے جوش شباب سینے سے نمود ہے یہ دو قمقمہ بلورین ہین یا دو ڈبیان معجون مبہی کی ہین یا یہ دو سرکش ہین کہ اس نازنین کی ایسی باریک ہے کہ بغور دیکھنے سے کچھ ثابت ہوتی ہے پانوں وہ پانوں ہین کہ دل عشاق کے پامال کرنے مین ہمیشہ سرگرم رہتے ہین مانند سبزے کے پامال کیا کرتے ہین چال اس کی قیامت ہے کبک دری اس کی رفتار سے محجوب ہے خوشنما مقدر اس کا جس سے یہ نازنین ہم آغوش ہو اہل بزم تو اُس مہ جبین کو دیکھ رہے تھے اور باہم آہستہ اُس کے حسن و جمال کی تعریف کر رہے تھے اور وہ بھی اہل بزم کو دزدیدہ نظرون سے بناز و ادا دیکھ رہی تھی کہ سازندون نے اُس کے جلد جلد ساز موافق اپنی طبع کے اور خواہش دل کے درست کیے وہ نازنین واسطے رقص کرنے کے کھڑی ہوئی سازندون نے ساز بجاے وہ پری رو ناچنے لگی اہل بزم ناچ اور گانا اُس کا بغور دیکھنے لگے تا دیر وہ مطربہ ایسی ناچی کہ جو انان اہل بزم کے دلون کو اُس نے مانند حنا یا مثل سبزے کے پامال کر دیا ہر ایک خوش ہوا سب نے تعریف اُس کے ناچنے کی بجاے خود کی بعد رقص کرنے کے اُس نازنین نے روبروے بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام وغیرہ یہ غزل بخوش الحانی شروع کی غزل

دودن کی بہار رہی نمو ہے
سرخی نہین نشہ کی یہ زاہد
مین کون ہون کیا ہے میری عزت
امید وفا کی بیوفا سے

بلبل کی صدا یہ چار سو ہے
آنکھون مین چھلک رہا لہو ہے
اغیار کی اب تو آبرو ہے
کیونکر ہو وہ شوخ تند خو ہے

دل مین ہے بسی ہوئی محبت
کرتے ہین لگا ہون مین جو باتین
دل مین مرے او بت پری پوش
آنسو کی طرح گرا نظر سے

اب ورد زبان کی لو ہی ہو ہے
کیا طرز ہے کیا ہی گفتگو ہے
ہم تیر از تیری آرزو ہے
کیا ابر کی خاک آبرو ہے

اہل بزم اشعار غزل مندرجہ سنکے لگے تعریف اشعار اور ثنا اُس مطربہ کی ہر حسن و خوبی سے گانے کی بجا لا کر کرنے لگے جب اُس مطربہ نے غزل تمام کی حسین سبز قبا نے اُس کو انعام کثیر دیا وہ انعام لے کر بزم سے باہر گئی پھر اور ایک نازنین خوب رو مطربہ خوش گلو بزم عیش مین حاضر ہو کر رقص و نغمہ کرنے لگی اہل بزم گانا اُس کا سننے لگے ناچ دیکھنے لگے اسی طرح چار روز تک نازنینان خوب رو رقص و نغمہ کیا کین پانچوین روز بھی بدستور بزم آراستہ تھی نازنینان مہ جبین رقص و نغمہ کر رہی تھین کہ حسین سبز قبا نے صاحبقران سے کہا کہ آپ نے ہم کو دولت دین اسلام عطا کی ہے ہم آپ کے سلوک نیک کا کیا عوض کرین زر و مال کی آپ کو احتیاج نہین کچھ آپ مالک و والی دوسرون کو دیتے ہین الا ایک نور نظر پارہ جگر کو ہم اپنی جان سے بہتر جانتے ہین نذر کرتے ہین امید کہ قبول کیجیے یہ کہکر جانب وزیر دانشمند اشارہ کیا چونکہ حسین سبز قبا نے قبل اس کے اپنے وزیر سے باردوستہ حال عشق صاحبقران اور اپنی دختر کا سنا تھا وزیر مذکور سے تنہائی مین کہہ رکھا تھا کہ جس وقت ہم اشارہ کرین فی الفور ترنج خوشبو سینہ صاحبقران پر مارنا وزیر دانشمند نے حسب الحکم و تاکید اپنے بادشاہ کے بعد اشارہ کرنے کے ترنج خوشبو سینہ صاحبقران پر لگایا جملہ اہل دربار سمجھ گئے کہ ترنج خوشبو سینے پر مارنا ایک رسم و قاعدہ

بادشاہان ہی کہ جس شخص کو اپنی دامادی میں قبول کرتے ہیں سربزم اُس کے سینے پر ترنج خوشبو لگانے کا
حکم دیتے ہیں پس حسین سبز قبا شہ نے شاید صاحبقران کو اپنی دامادی میں قبول کیا ہے اسی وجہ سے
دانشمند وزیر نے سینہ صاحبقران پر ترنج خوشبو اسوقت لگایا ہے یہ سمجھکے سب شادیانے بجنے اسیر
باتوقیر نے بھی خوش ہو کر سر اپنا جھکا لیا دانشمند وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ اے صاحبقران عالیشان
مبارک ہو کہ ہمارے بادشاہ نے آپ کو اپنی دامادی میں قبول کیا ہے صاحبقران نے مسکرا کر خاموشی اختیار
کی کیونکہ اب نہ دیا خاموشی سے صاف ظاہر ہوگیا کہ منظور ہے خواجہ طیفور کر دیا یہ رنگ خوشی و شادی دیکھکر
سینہ تو خوش ہوئے بعدہ جانب وزیر دانشمند دیکھنے لگے ہیں کہ وزیر مذکور کو یہ قاعدہ معلوم ہو چکا تھا کہ
جس شاہزادی سے صاحبقران اپنا عقد کرتے ہیں اُس شاہزادی کی وزیرزادی صاحبقران کے عیار
سے منسوب ہوتی ہے پس بنابرین قاعدہ مقرر دانشمند نے دوسرا ترنج خوشبو سینہ طیفور کر دیا پر لگایا
خواجہ بھی بہت خوش ہوئے دل میں خیال کیا کہ عنایت خداوند عالم سے امید دل میری بھی بر آئی اب
فتانہ بہار آزاد دختر وزیر دانشمند سے ہمارا عقد ہوگا وصل محبوبہ مذکورہ حاصل ہوگا خواجہ یہ خیال
کرکے از حد خوش ہوئے اُس وقت جو نازنین خوبرو رقص و نغمہ کر رہی تھی اُس نے مبارکبادی گانا شروع
کی تمام اہل بزم بصد خوشی سننے لگے نازنین کو بار بار انعام کثیر ملنے لگا حسین سبز قبا نے زنانہ جشن مذکور
میں نجومیوں اور رمالوں کو طلب کرکے اُن سے پوچھا کہ اس ماہ میں کونسی تاریخ اور دن اور وقت واسطے
عقد و نکاح کے سعد و مبارک ہے انہوں نے عرض کیا کہ ہم اپنے قاعدے کے موافق عرض کریں گے کیونکہ
نجومیوں نے ستاروں کی نحوست اور سعادت پر نظر کرکے اور رمالوں نے زائچہ کھینچکر اشکال پر نظر ڈالکر
فکر و غور کرکے متفق الرائے ہو کر عرض کیا کہ اے بادشاہ جمجاہ سکندر حشم جمشید قدم حکم ہمارے علم اور
قاعدے سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ پرسوں کی تاریخ سعد ہے کیونکہ ماہ و مہر ایک برج میں یکجا ہوں گے
قران السعدین ہے اور روز جمعہ ہے دن بھی مبارک و نیک ہے لہذا وقت شب بساعت نیک اگر عقد و نکاح
ہو تو خوب ہے مدام زن و شوہر میں دوستی و الفت و انس و محبت از حد رہے گی اور کبھی نا اتفاقی و دشمنی
باہم نہ ہوگی حسین سبز قبا نے اُن کی تقریر سنکے بہت خوش ہوکے اُن کو خلعت و انعام دے کر رخصت کیا
جب روز جمعہ آیا موافق کہنے نجومیوں اور رمالوں کے سر بزم علما کو طلب کیا گیا عقد و نکاح صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا ساتھ ملکہ حسین گلگون قبا دختر حسین سبز قبا کے پچاس کرور زر سرخ
وغیرہ مہر بعد ایجاب و قبول کے ہوا اور عقد خواجہ طیفور کر دیا کا ساتھ فتانہ بہار آزاد کے ہوا مگر در باب زیادتی
مہر کے خواجہ طیفور کر دیا نے انکار کیا تا دیر مقدمہ مہر میں گفتگو ہوئی خواجہ نے اپنی ناداری ظاہر کی آخر کار
صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ زر نقد ادا مہر ہم تم کو دیں گے تم اُس زر کثیر کو ادا سے مہر میں دینا
خواجہ نے عرض کیا کہ اگر آپ دینے میں سہو فرمائیں تو میں غریب و محتاج کیا کروں گا ادا سے مہر کیونکر کرونگا
لہذا اسیوقت زر مہر مرحمت ہو تا کہ دل کو میرے اطمینان ہو جائے اسیر باتوقیر نے ہنسکر زر کثیر مہر معین
خواجہ کو دلوا دیا خواجہ نے وہ سب زر کثیر لے کر اپنی زنبیل میں رکھکر کہا کہ داداجان اس روپے کو
بہت ہی حفاظت سے رکھئے گا کوئی روپیہ اس میں سے کم نہ ہونے پائے بلکہ کوئی روپیہ گننے بھی نہ پائے ورنہ
میرا نقصان ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ جو زر کثیر میں نے تم کو دیا تھا وہ کیا کیا خواجہ نے عرض کیا
کہ وہ روپیہ تو وہی دیا جائے گا ابھی جلدی کیا ہے اہل بزم گفتگوئے خواجہ پر ہنسے صاحبقران
بھی مسکرائے حسین سبز قبا بھی بے اختیار متبسم ہوا دانشمند وزیر بھی خواجہ کی تقریر سے محظوظ ہوا

مشکر ایا ناظرین پر واضح ہو کہ مؤلف و مصنف گلستان باختر نے بخیال طول تحریر دیگر رسومات شادی
کے سامان کو مثل مانجھا و ساچق و حنا بندی وغیرہ کے ترک کیا ہے فقط حال عقد صاحبقران و خواجہ
طیفور کر دیا فقط اسی طور سے تحریر کیا ہے الحاصل حسب عقد و نکاح شاہانہ طور سے صاحبقران کا ہو چکا اور
نازنینان خوبرو نے سہر بزم مبارکباد گا کے زر کثیر انعام میں پایا جب شب عقد رخصت سے کچھ گذری تو امیر
با توقیر و خواجہ طیفور کر دیا بزم شادی سے حسب الطلب محلسرا میں گئے امیر با توقیر بعد رسوم نسوان
اپنی زوجہ ملکہ حسین گلگون قبا کے پاس گئے اور خواجہ اپنی زوجہ قتالہ بہار آرا کے نزدیک گئے
جب دونوں عاشق و معشوق یکجا ہوئے وصل سے شادکام ہوئے مراد دلی بر آئی صبح کو صاحبقران و
خواجہ داخل حمام ہوئے غسل کیا لباس پاکیزہ زیب تن کیا اس روز رسم چوتھی کی بھی شاہانہ طور سے
ہوئی فقرا و غربا کو اس شادی میں دونوں طرف سے زر کثیر دیا گیا ملازموں کو عالی قدر مراتب انعام اور
جوڑے دیے گئے خلاصہ یہ کہ دونوں جانب اس شادی میں لاانتہا روپیہ بے انتہا روپیہ صرف ہوا اور
نہایت حسن و تکلف اور دھوم سے بطور شاہانہ ہر ایک رسم شادی کی ادا کی گئی چوتھے روز حسین سبز قبا
نے صاحبقران سے کہا کہ اب یہ شہر و تخت و تاج آپ کا ہے جیسا ہم نے اسوقت دیا صاحبقران
نے کہا کہ اس ملک و تاج و تخت کی ہمیں احتیاج نہیں ہے یہ تاج و تخت شاہی آپ کا آپ کو مبارک ہو حسین
سبز قبا نے صاحبقران کی اس سیر چشمی پر بجائے خود تمنا کی اور بزم عشرت و عیش موقوف کی بدستور
اسی طور سے بزم عشرت آراستہ رہی نازنینان خوبرو رقص و نغمہ کیا کیں بعد چند روز کے صاحبقران
نے حسین سبز قبا سے کہا کہ اب آپ ہم کو رخصت فرمائیں ہمیں یہاں سے جانب طلسم زلزلہ جانا ہے اس طلسم
کو بھی اگر خدا نے چاہا تو فتح کریں گے اب تک تو طلسم مذکور تک پہونچ گئے ہوتے اگر ان قلعہ سرخ و زمرد اور
یاقوت رنگ پر جنگ و جدال واقع نہ ہوتی حسین سبز قبا نے کہا معلوم ہو کہ نام اس شہر کا شہر حسن آگیں
ہے یہاں کے زن و مرد نہایت خوبصورت شرمگین و باحیا ہوتے ہیں خصوصاً عورتیں یہاں کی بہت
صاحب عصمت و عفت و باحیا ہوتی ہیں اپنے شہر سے کہیں دور جانا گوارہ نہیں کرتی ہیں میری دختر
نیک اختر بھی یہاں سے سوئے طلسم زلزلہ جانا قبول نہ کرے گی لہذا اپنے عزم کو موقوف رکھیے سوا اس کے
دل کو گوارہ نہیں کہ آپ سے جدائی ہو جیسے کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کو اجازت جانے کی دیں دیدہ و
دانستہ جانب طلسم زلزلہ رخصت جانے کی دیں چند سے یہاں قیام پذیر ہو جیے ہم بھی یہاں سے سامان
سفر کر کے آپ کے ساتھ سوئے طلسم زلزلہ مع اپنی سپاہ کے چلیں گے صاحبقران نے بادشاہ نامور
کہنے سے مجبور ہو کر براے چندے قلعہ سبز نگار میں قیام کیا ہے حال ان کا بمقام مناسب لکھا جائیگا

اب وہ کلمہ داستان دلسوز جانسوز زن صاحبقران نظر کردہ شاہ مردان و درویش آفتاب صورت و قمر ثانی و عراق آئین کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ کے بیان کیے جاتے ہیں

ہوا نشو و نما کبھی وصل گل میں زندانی تجھے نصیب ہے قسمت سے زمزمہ خوانی	وہ خاک جلنے مرا حال درد پنہانی مگر قفس میں تجھے حسرت و پریشانی

لوا سے کبوتر بام حرم چہ میدانی

تپیدن دل مرغان رشتہ بپا را

خوشی عروج پہ کرتا ہے سخت نادانی — ہوا میں بھر کے نہ تو زمزمہ خوانی
نہ دیکھ چشم حقارت سے مرغ بستانی — کہ جانتا نہیں آزادہ حال زندانی

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی
تپیدن دل مرغان رشتہ برپا را

نہ پوچھ حال دل زار مرغ بستانی — نہیں ہے قابل اظہار درد پنہانی
رہوں قفس میں نہ کیوں صرف مرثیہ خوانی — نہ دید گل ہے نہ آب و ہوائے بستانی

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی
تپیدن دل مرغان رشتہ برپا را

میں اس چمن میں ہوں وہ نامراد زندانی — کہ بال بال ہے وابستۂ پریشانی
فضائے باغ کہاں اور کہاں خوش الحانی — ستارہ ہے مجھے سوز آہ پنہانی

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی
تپیدن دل مرغان رشتہ برپا را

جب جانسوز میں مہتر قران نظر کردہ شاہ مردان دنیا سے جانب ملک عدم جانے لگا تھا تو اُس کی زوجہ منکوحہ حاملہ تھی زمانہ وضع حمل میں تھوڑی مدت باقی تھی جانسوز عیار نامدار نے اپنی زندگی سے مایوس ہو کر ایک پرچے پر کچھ اپنے ہاتھ سے لکھکر اپنی زوجہ مذکورہ کو دے کر کہا تھا کہ اس پرچہ قرطاس کو مانند تعویذ کے اپنے بازو پر باندھ لو اگر تمھارے بطن سے لڑکا پیدا ہوا اور وہ جب سمجھدار و ہوشیار ہو تو اُس کو یہ پرچہ قرطاس دیدینا اور اگر دختر پیدا ہو تو اُسے یہ کاغذ نہ دینا میرے اس کہنے کا خیال رکھنا اب مجکو امید حیات نہیں ہے عجب نہیں کہ دو چار روز میں دنیا سے جانب ملک بقا روانہ ہوں بعد میرے تم زیادہ تر میرے غم و الم میں نالہ و فغان نکرنا گذشتگان کو یاد کرکے صبر اختیار کرنا خواہ لشکر صاحبقران میں داخل ہو کر زندگی اپنی بسر کرنا یا جہاں تمھارا دل چاہے وہاں سکونت اختیار کرنا اگر فضل و عنایت خدا سے تمھارے بطن سے فرزند پیدا ہو تو اُس کی پرورش اور تعلیم علم میں حتی الامکان کوشش کرنا جاہل اُسے نہ رہنے دینا معلم کے حوالے کر دینا تاکہ وہ پڑھ لکھکر لیاقت حاصل کرے اور اپنے عقائد مذہبی سے آگاہ و ماہر ہو خبردار اس وصیت پر میری ضرور عمل کرنا زوجہ جانسوز نے باشکباری و فغان جواب دیا تھا کہ خداوند کریم کرے کہ تم دنیا میں رہو اور میں تمھاری وصیت پر عمل کروں تم سے پہلے اگر میں دنیا سے سوے ملک عدم چلی جاؤں تو میرے حق میں اچھا ہے پروردگار عالم تم کو زندہ و سلامت رکھے جانسوز نے کہا تھا کہ بظاہر میرا اچھا ہونا دشوار ہے اجل میری قریب آئی ہے آثار قضا ہویدا ہیں ہمیشہ دنیا میں کون رہا ہے ایک روز سب کو مرنا ضرور ہے جب خاصان خدا دنیا میں نرہے تو پھر کون رہ سکتا ہے بہت ایسا ہوا ہے کہ شوہروں نے انتقال کیا ہے اور ازواج اُن کی زندہ رہی ہیں جو حکم خدا ہوتا ہے وہ ہوتا ہے تم بھی ہمارے غم میں صبر اختیار کرنا پہلے ہم کتنے دنیا سے جاتے ہیں یہ دنیا ایک سرا ہے اس سرا میں اتنی ہی مدت ہمارا قیام منظور خالق خاص و عام تھا اب بظاہر یہاں ٹھہرنے کا نہیں ہے جو اُس کی خوشی بشر کو لازم ہے کہ رضائے خدا پر راضی رہے تم بھی رضاء الٰہی پر راضی رہو اشکبار و بیقرار میرے غم میں ابھی سے نہو کہ زندہ ہوں بعد مرگ رو لینا مگر نہ اسقدر کہ باعث تمھاری ہلاکت کا ہو یہ وصیتیں کرکے دو چار دن

کے بعد چالسوز بن مہتر قران مرگیا تھا زوجہ نے اُس کی بعد اُس کی تجہیز و تکفین کے کثرت غم
سے لشکر اہل اسلام میں رہنا قبول کیا کہ دوری لشکر اسلام اختیار کی تھی بعد دو چار ماہ کے اُس کے بطن
سے لڑکا پیدا ہوا تھا صورت و شکل میں بعینہ اپنے باپ کے تھا زوجہ چالسوز عیار نے نام اُس طفل کا
دلسوز رکھا تھا جب وہ فرزند پرورش مادر سے پانچ چھ سال کا ہوا اُس کی مادر نے موافق وصیت
اپنے شوہر مرحوم کے اُس کو معلم کے سپرد کر دیا تھا معلم نے دلسوز کو بدلسوزی چار پانچ برس کی
مدت میں پڑھا اور لکھوا کر اس قابل کر دیا تھا کہ لکھنے اور خط پڑھنے کی لیاقت اُسے حاصل ہو گئی تھی
ایک روز مادر دلسوز کو وصیت اپنے شوہر چالسوز بن قران کی یاد آئی کہ قبل مرگ اُس نے
ایک رقعہ لکھکر دیا تھا اور کہا تھا کہ اس قرطاس کو اپنے بازو پر بطور تعویذ کے باندھ لو جب لڑکا تمہارے
شکم سے پیدا ہو کر دس گیارہ برس کا ہو اور کچھ پڑھنے اور لکھنے میں اُسے لیاقت حاصل ہو تو یہ رقعہ ہمارا
لکھا ہوا اُسے دکھا دینا اور کہہ دینا کہ اے فرزند جو کچھ تمہارے باپ نے اس پرچہ قرطاس پر لکھا ہے
لازم ہے کہ اُس پر عمل کرو پس بمجرد یاد آنے وصیت مذکور کے زوجہ چالسوز بن مہتر قران نے وہ
تعویذ اپنے بازو سے کھول کر اپنے فرزند کو دے کر کہا اے نور نظر پارۂ جگر دیکھو اس پرچۂ کاغذ کو ہنگام
قرب رحلت تمہارے باپ مرحوم و مغفور نے اپنے ہاتھ سے لکھکر ہمیں دے کر کہا تھا کہ جب ہمارا
فرزند ہوشیار ہو اور سن اُس کا دس گیارہ برس کا ہو تو یہ پرچہ کاغذ اُسے دے کر کہہ دینا کہ جو کچھ اس
کاغذ پر لکھا ہے اُس پر عمل کرے اب چونکہ بفضل خدا سن تمہارا گیارہ سال کا ہوا ہے اور مجھکو بھی اب
تمہارے باپ کی وصیت یاد آئی ہے اس پرچے کو دیکھو اور جو کچھ اس میں لکھا ہے اُس پر عمل کرو دلسوز
نے وہ کاغذ اپنی والدہ سے لیکر آہستہ جو پڑھا تو اُس میں بعد دعاے درازی حیات کے لکھا تھا کہ اے
فرزند دلبند آگاہ ہو کہ ہم بھی عیار تھے اور ہمارے والد بھی نامی و نامور عیار تھے نام اُن کا مشہور
جہان ہے خاص و عام اُن کو مہتر قران کہتے تھے وہ نظر کردہ شاہ مردان تھے بعد نظر کردہ ہونے کے
وہ تا عمر گرفتار نہیں ہوئے لیکن جب اجل اُن کی آئی اُس وقت اسیر پنجہ قضا ہوئے تھے کبھی انھوں نے
عورت بنکر عیاری نہیں کی تھی ہمیشہ اپنی صورت پر عیاری کرتے تھے اور دلیرانہ سامنے دشمن
کے جاتے تھے اور بضرب بغدہ گران کام دشمنوں کا تمام کرتے تھے دنیا و دین و قار تھے شہرۂ شہر کے
فرمانرواے دلبہانہ تھے تمکو بھی لازم ہے کہ پیشہ عیاری کی اختیار کرنا کسی مکاری سے مکر و فریب یاد کرنا نامور ہو سکتے
ہو مہتر قران نظر کردہ شاہ مردان کے اپنے باپ دادا کی طرح فن عیاری میں نام برآوردہ ہونا
ہمارا اور اپنے دادا کا نام دنیا میں روشن کرنا جیسے ہم سون لشکر صاحبقران میں رہکر ہزارہا عیاریاں
کی تحسین خلعت و انعام پایا تھا نامور ہوئے تھے تم بھی مانند ہمارے اور اپنے دادا کے نامور ہونا
عیاری و مکاری میں بے مثل و نظیر ہونا خبردار اے فرزند خلاف اس تحریر کے عمل نہ کرنا فرزند وہی
فرزند ہے جو اپنے باپ دادا کے خصائل و عادات و حرکات اختیار کرے وہ پسر لائق نہیں ہے جو خلاف
اپنے آبا و اجداد کے افعال کرے اگر تم ہمارے خلف الصدق ہو تو ہماری تحریر پر عمل کرو گے زیادہ
والدعا دلسوز نے جو یہ عبارت مرقومہ اُس پرچہ قرطاس میں لکھی ہوئی دیکھی اور اُسی عبارت
کو حرف بحرف پڑھا اپنی مادر سے جو کچھ اُس کاغذ پر لکھا ہوا تھا بیان کیا اُس نے آبدیدہ ہو کے اپنے شوہر
کو یاد کرکے کہا کہ اے فرزند باپ تمہارا قبل تمہاری ولادت کے کچھ زر و جواہر مجھکو دے کر مر گیا تھا سو
آجتک اُسی روپیہ سے میں نے اپنی زندگی بسر کی اور تمہیں بھی پالا پڑھوایا لکھوایا اب ماشاءاللہ تم

قریب عہد جوانی پہونچے ہو حصول زر کی فکر کرو وہ روپیہ ہو چکا ہے جو تمہارے باپ نے مجھے دیا تھا اب تم
اپنے پدر مرحوم کی تحریر پر عمل کرکے زر و مال بقوت بازوئے خود پیدا کرو تاکہ تمہاری اور میری زندگی
آرام بسر ہو میں نے تم کو نہایت محنت و مشقت سے پالا ہے کفار سے اپنے تئین اور تمہیں بچایا ہے آبادی
شہر کو چھوڑ کر ویرانے میں جا بسے امن پاکر سکونت اختیار کی ہے دلسوز نے کہا کہ اے مادر گرامی آپ نے
اب یہ رقعہ مجھے دیا اگر قبل اس کے آپ مجکو یہ تحریر دکھا دیتیں تو اب تک میں نے بہت کچھ زر و مال پیدا
کیا ہوتا خیر اب بھی حصول مال و زر کی فکر کی جاوے گی اور اس تحریر پر اپنے والد مرحوم کے عمل کیا جائیگا
مگر بالفعل کچھ روپیے کی ضرورت ہے سفر میں روپیہ تھوڑا ہو یا بہت ہو ضرور ہونا چاہیے ارادہ میرا یہاں سے
دور تک جانے کا ہے کچھ مال دنیا سے پاس اپنے ضرور ہونا چاہیے کہ وقت ضرورت کام آوے مادر
دلسوز نے پانچ روپیے اُسے دے کر کہا کہ اے فرزند بس مال دنیا سے یہی روپیہ میرے پاس ہیں
ان کو تم لے لو اپنے پاس رکھو حق تعالےٰ رازق العباد ہے کسی نہ کسی طور سے مجھے بھی رزق دے گا محنت
مزدوری سے میری بسر ہو جائے گی دلسوز نے وہ پانچ روپیے اپنی مادر سے لے کر کہا کہ آپ کا مجھے
خیال رہے گا انشاء اللہ کہیں نہ کہیں سے مال و دولت حاصل کروں گا یہاں آکر وہ دولت و مال آپکو
دے جاؤں گا آرام آپ اپنی زندگی بسر کیجیے گا اطمینان رکھیے خدا مسبب الاسباب ہے چندے زمانہ
تکلیف ہے پھر انشاء اللہ زمانہ راحت و آرام آئے گا یہ تکلیف و عسرت دور ہو جانے کی یہ کہکر لباس
اپنے تن پر آراستہ کرکے والدہ سے رخصت ہو کر اُس کو اپنی جدائی میں گریان چھوڑ کر دلیرانہ ایک جانب
روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز ایک صحرا میں پہونچا دیکھا کہ ایک بھیڑیا چلا آتا ہے اور بھیڑیے نے بھی
دلسوز کو دیکھکر نرم و فربہ غذا اپنی جان کر جانب دلسوز رخ کیا اس طرف دلسوز نے دل میں اپنے
خیال کیا کہ اس بھیڑیے سے اپنی جان بچانا چاہیے کوئی فکر و تدبیر کرنا چاہیے کہ جس سے جانبر ہوں شکار
پنجۂ گرگ نہوں ہر چند کہ اس وقت ہاتھ میں کوئی حربہ کسی قسم کا نہیں ہے مگر خدا نے عقل تو دی ہے عقل
سے کوئی فکر ایسی کرنا چاہیے کہ جس سے جان بچے یہ خیال کرکے دیکھا کہ قریب ایک درخت صحرائی نہایت
کلان ہے تنہ اُس درخت کا ایسا ہے کہ اگر دو تین آدمی دست بدست ہو کر اُس درخت کی جڑ کو آغوش
میں لینا چاہیں تو اُس درخت کی جڑ آغوش میں نہ آسکے بس اُس درخت کو دیکھتے ہی جلد قدم بڑھا کر پیچھے
اُس تنہ کے پہونچا اتنی دیر میں وہ گرگ بھی اپنے چنگل سے بار بار زمین پر خط دیتا ہوا قریب آگیا دلسوز
اُس درخت کی جڑ میں چھپا جب وہ گرگ اُس کی طرف آیا یہ گھوم کر دوسری طرف گیا اسی طرح تادیر اُس
گرگ سے اپنی جان بچاتا رہا اور بہ رجوع قلب خدا سے واسطے اپنی جانبری کے دعا کرتا رہا مشہور ہے کہ
جب کوئی بدل رجوع جانب خدا ہو کر دعا کرتا ہے تو دعا اُس کی مستجاب ہوتی ہے دلسوز کی بھی ایسی حالت
میں دعا مستجاب ہوئی زندگی باقی تھی سبب جانبری پیدا ہوا یعنی حسب الاتفاق ایک سوار سامنے سے
ظاہر ہوا اُس سوار نے جو دور سے دیکھا کہ ایک لڑکے کو ایک گرگ نے گھیرا ہے دل میں اُس کے رحم آیا
فی الفور اپنے مرکب کو کوڑا مارا وہ ضرب تازیانہ سے تیز رو ہوا سوار نے جلد قریب اُس درخت کے
آکر نعرہ کیا کہ او گرگ دور ہو کیا غضب کرتا ہے ایک طفل کو شکار کیا چاہتا ہے خبردار اس طفل کو ہلاک نکرنا
میں آپہونچا میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائے گا اور دلسوز سے پکار کر کہا کہ اے طفل نگھبرانا میں آتا ہوں
اس گرگ سے تجھے بچاتا ہوں دلسوز نے صدا اس سوار کی سنکے کچھ سوچکر جانب سوار مذکور نظر
کرکے تین چار روپیے گرد اُس درخت کی جڑ کے ڈال دیے اس اثنا میں وہ سوار نیزہ بدست عنقریب

آگیا اُس کے نعرے سے گرگ مذکور خائف ہوکر جانب صحرا بھاگا اور دلسوز نے اُس سوار سے مخاطب
ہوکر چین بجبین ہوکر کہا کہ اے سوار بیہودہ کردار ارے غضب کیا تو نے کہ گرگ زردار کو نعرہ کرکے
بھگا دیا میرا نقصان کیا سوار مذکور نے متحیر و متعجب ہوکر جواب دیا کہ اے طفل کیا عوض احسان دنیا میں
بدی و شکایت ہی میں نے تو رحم کھا کر گرگ سے تیری جان بچائی عوض احسانمند ہونے کے تجھے
شاکی ہی یہ تو بتا کہ تیرا کیا نقصان ہوا ہمارے نزدیک تیرا فائدہ ہوا کہ جان تیری پنجۂ گرگ خونخوار
سے بچ گئی از سرِ نو گویا تیری زندگی ہوئی دلسوز نے کہا کہ نقصان جو میرا ہوا وہ ظاہر ہی اگر تو بینا ہی تو
دیکھ لے یہ چار روپیہ پڑے ہیں ہر گردش میں ایک روپیہ مجکو یہ گرگ زردار اپنے دہن سے نکال کر
دیتا تھا ابھی چار ہی روپیے چار گردشون میں گرگ نے مجھے دیے تھے کہ تو نے آکر اُسے بھگا دیا
افسوس ہزار افسوس کہ ہنوز دو سو روپیہ بھی تو نے مجھے اس گرگ زردار سے لینے نہ دیے آج وہ
تمام روپیہ اپنے شکم میں بھرے ہوئے چلا گیا سوار نے کہا اے لڑکے اسقدر جھوٹ بولتا ہی ایسی بات
کہتا ہی کہ جس کو عقل قبول نہیں کرتی اے کہیں گرگ بھی روپیہ اگلتا ہی کیا اُسکے پیٹ میں روپیے
بھرے ہوئے ہیں دلسوز نے برہم ہوکر جواب دیا کہ اے جوان نادان یہ گرگ اسی طور کا ہی
دلیل صداقت میرے قول کی ظاہر ہی دیکھ یہ چاروں روپیے پڑے ہیں کیا ممکن نہیں ہی کہ خداوند
عالم اپنی قدرت سے گرگ ایسا پیدا کرے کہ جو دہن سے زر اُگلے اور اُسکے پیٹ میں روپیے بھرے
ہوں ہر روز وہ زر اگلتا ہو ہر روز روپیے شکم میں پیدا ہوتے ہوں سوار مذکور نے تقریر طفل مذکور
کی سنکے روپیے زمین پر پڑے ہوئے دیکھکر دل میں کہا کہ یہ لڑکا تقریر تو ایسی کرتا ہی کہ جس کو عقل
قبول کرتی ہی بیشک خدا میں ایسی ہی قدرت ہی بلکہ اس سے زیادہ تر قدرت رکھتا ہی وہ جو چاہے کرے
یہ باتیں دل میں کرکے اُس لڑکے سے کہا کہ اے طفل جو کچھ ہوا وہ ہوا میں اس حال سے آگاہ نہ تھا اب تو
گرگ کو میں نے بھگا دیا دلسوز نے کہا کہ اے سوار اب بھی اگر تو چاہے تو یہ گرگ پلٹ آئے ہر گردش میں
تیرے سامنے ایک روپیہ منہ سے نکال کر تجھے دے سوار نے پوچھا کہ گرگ کے پلٹ آنیکی کیا تدبیر ہی تو
بیان کر دلسوز نے کہا کہ اپنے مرکب سے اُترکر پیادہ جاکر دیکھو ابھی وہ گرگ سامنے بھاگا ہوا جاتا ہی
آواز بلند اُس سے کہو کہ اے گرگ زردار ادھر آ وہ لڑکا تجھے بلاتا ہی جب چند مرتبہ اس طور سے تم اُس سے
کہو گے اور اپنی ناواقفی ظاہر کروگے اور اُس سے عذر بہت کروگے یقین ہی وہ گرگ پلٹ آئے گا یہ
گرگ اس قسم کا ہی کہ آدم خوار مثل اور گرگ کے نہیں ہی اگرچہ ظاہر درندہ ہی لیکن کسی بشر کا گوشت نہیں کھاتا
ہی لڑکوں سے کھیلتا ہی روپیے دیتا ہی سوار مذکور گفتگوے دلسوز سنکے فی الفور اپنے مرکب سے اُترکر گھوڑے کو
وہیں چھوڑ کر صرف تازیانہ بدست جانب گرگ بآواز بلند یہ کہتا ہوا چلا کہ اے گرگ زردار میں تیرے
حال سے آگاہ نہ تھا اب پلٹ آ خطا میری معاف کر میں نے تجکو بھگا دیا واقعی برا کیا مگر وہ گرگ صحرائی
عذر سوار مذکور کب سنتا تھا اُس کے بلانے سے کب آسکتا تھا بلکہ سوار مذکور کو اپنی سمت آتے دیکھکر متوجہ
ایک جھاڑی کی طرف ہوا اُسوقت سوار مذکور کو حرص حصول زر دامنگیر ہوئی دل میں کہنے لگا کہ اب یہ
گرگ زردار جھاڑی میں جاتا ہی تم بھی مانند اُس لڑکے کے گرد جھاڑی کے ساتھ اس گرگ کے پھرو
پھیرے اور ہر گردش میں اس جھاڑی کے یہ گرگ تم کو ایک روپیہ اپنے دہن سے اُگل کر دے گا اُسوقت
سے شام تک کی گردشوں میں زر کثیر ہاتھ آجائے گا پھر خیال کرنے لگا کہ یہ زحمت کیوں گوارا کرو اس
گرگ کو کسی تدبیر سے اسیر کرکے اپنے گھر لے چلو تھا اب سے قریں درخت کلان نیب کا ہی اُس درخت کے

گرد ساتھ اس گرگ کے اگر روز گردش کیا کروگے تو ہر روز زر کثیر اس گرگ زردار سے ملا کرے گا
اب نوکری رسالے کی چھوڑ کر خانہ نشینی اختیار کر لینا اور اگر یہ گرگ اسیر نہو سکے تو اس کو تلوار وغیرہ
سے مار ڈالو پیٹ مین اس کے جس قدر روپیہ ہو وہ لے لو اور خوشی لیکر گھر اپنے چلے چلو زر کثیر اس تدبیر
سے ہاتھ آئیگا اپنے اہل و عیال کے حوائج مین صرف کرنا یہ خیال محال کر کے جانب گرگ مذکور چلا
گرگ جھاڑی مین چلا گیا سوار مذکور گرد جھاڑی کے پھرنے لگا اور گرگ کی اپنے ساتھ پھرنے کی آرزو
کرنے لگا تاکہ مثل اس طفل کے مجکو بھی یہ گرگ زردار ایک روپیہ ہر گردش مین دے جب چند مرتبہ گرد
اس جھاڑی کے پھرا گویا اس جھاڑی اور گرگ کے صدقے و قربان ہوا اور وہ گرگ جھاڑی سے نکلکر
ساتھ اس کے گردش کنان نہوا تو سوار مذکور کو غصہ آیا پکار کر کہا کہ او گرگ نابکار زردار میرے ساتھ
کیون اس جھاڑی کے گرد نہین پھرتا مجکو کیون نہین مثل اس لڑکے کے زر دیتا مین تو جوان ہون خوب
گردش کرتا ہون چند گردشین کر بھی چکا ہون تو دیکھ بھی چکا ہی کیا وجہ ہی کہ مجکو ہر گردش مین زر نہین
دیتا ہی کیا تو مجسے بوجہ وہان سے بھگا دینے کے ناراض و ناخوش ہی اگر رنجیدہ ہی تو مین تجھسے طالب عفو
تقصیر ہون خطا میری معاف کر اب جھاڑی سے نکل ساتھ میرے اس جھاڑی کے گرد گردش کر ورنہ
تجکو مار ڈالونگا خنجر سے شکم تیرا چاک کر کے تمام روپیہ جو تیرے پیٹ مین بھرا ہوا ہی نکال لونگا جان
تیری مفت جائیگی بہتر یہی ہی کہ میرے کہنے پر عمل کر جھاڑی سے نکلکر ساتھ میرے گردش کر ہر گردش
مین ایک روپیہ مجکو بھی دے گرگ مذکور کب اس سوار کی تقریر سمجھتا تھا اندر جھاڑی کے چھپا رہا اور
مانند کتے کے غصہ مین بھونکا کیا سوار تو حرص حصول زر مین پاس جھاڑی کے کھڑا ہوا تھا گرگ جھاڑی
مین پوشیدہ تھا ادھر دلسوز نے موقع سوار کے گھوڑا لے جانے کا پاکر جلد اس عربی و تیز رو کی پشت پر
سوار ہوکر ایک گھونسا مارا اور دو چار مرتبہ پاؤن سے ٹھکرایا وہ گھوڑا اپنے سوار پشت کی موافق رائے
ایک طرف بسرعت و شتابی چلا چونکہ میدان وسیع تھا دور سے سوار مذکور نے دیکھا کہ وہی لڑکا میرے
عربی گھوڑے پر سوار ہی اور گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے لیے جاتا ہی یہ دیکھتے ہی غضبناک ہوکر چلایا
کہ او لڑکے کیا غضب کرتا ہی گھوڑا میرا کیون لیے جاتا ہی ٹھہر جا کہ مین آتا ہون دلسوز نے جواب دیا کہ او
سوار نادان و بیوقوف آگاہ ہو کہ منم دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران نظر کردہ شاہ مردان
یہ پہلی عیاری تھی جو مین نے کی ہی کیا فریب تجکو دیا ہی اور گھوڑا اتر الیا ہی اب اس گھوڑے سے صبر کر مجکو یہ اسپ
کبھی ندونگا تو مجھے اب پا نہین سکتا اگر آئیگا تو کیا پائیگا گرد سمند بھی تو تجھے نملے گی گھوڑا ملنا تو کجا مین
جانسوز ایسے عیار طرار خنجر گذار کا فرزند ہون جو کچھ لے لیتا ہون پھر نہین دیتا ہون اور یہ پہلے بھی تجھسے
کہا گیا ہی کہ یہ پہلی عیاری مین نے کی ہی بھلا پہلی عیاری مین جو مال و دولت وغیرہ ہاتھ آئے اتنے دیدینا
ایسا ہی کہ جیسے مشہور ہی عوام مین کہ بہنی کے وقت نسیت کا ہونا یہ با آواز بلند کہکر گھوڑے کو جولان کرتا ہوا
ایک سمت روانہ ہوا سوار کچھ اپنا اپنے ہاتھون سے پکڑے ہوئے نالان و گریان پیچھے پیچھے بہت دوڑا
آخر کار تھک گیا طاقت دوڑنے کی نہ رہی عرق مین سراپا تر ہوگیا مجبور و لاچار ہوکر آہستہ آہستہ نشان سم
مرکب دیکھتا ہوا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ او لڑکے اس سن مین تو تیری یہ چالاکی و ہوشیاری و مکر و فریب ہی اگر
جوان ہوکر تو نہین معلوم تو کیا قیامت برپا کریگا مجھ ایسے زیرک کو تو نے فریب دیا اور مین بھی تیرے
فریب مین آگیا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا اگر مین بھی رسالے کا سوار ہون جہان تو جائیگا مین بھی پہنچونگا لیکن
وہان پہونچکر گھوڑا تجھسے ضرور لے کر تجھے قتل کرونگا کہ تو نے مجکو اپنے دام فریب مین پھنسایا ہی

قسم کھاتا ہون اپنے دین و مذہب کی کہ بغیر گھوڑا لیے نہ آؤن گا رسالے مین جاکر رسالہ دار و دیگر جوانان
رسالہ کو کیا منہ دکھاؤن گا بڑی ذلت و رسوائی ہوگی سب رسالے کے سوار مجھے ہنسینگے رسالہ دار صاحب
بہادر مجکو بیوقوف و نالائق جان کر چہرہ میرا فرد سواران رسالہ سے کاٹ دینگے نوکری سے برطرف
ہو جاؤن گا روزگار جاتا رہیگا پھر ایسی نوکری نہ ملے گی اہل و عیال میرے میری نوکری کی برطرفی سے
مبتلاے عسرت ہو کر ہلاک ہو جائینگے مین بھی کثرت فاقہ کشی سے مرجاؤنگا یہ تقریر کرتا ہوا سوار تو پیچھے چلا
آتا ہی حال اس کا آئندہ لکھا جائیگا مگر اب حال دلسوز بن جانسوز کا لکھا جاتا ہی کہ یہ طفل بلا
روزگار گھوڑے کو دوڑاتا ہوا صحرا کو طے کرتا ہوا قریب شام ایک آبادی مین پہونچا دیکھا کہ چند مسافر
اسباب مسافرت سر و پشت پر اپنے رکھے ہوئے یہ کہتے ہوئے باہم چلے آتے ہین کہ شکر کا مقام ہی منزل
تمام ہوئی وہ سرا سامنے ہی آج اس سرا مین قیام کرینگے صبح کو پھر یہان سے روانہ ہونگے دلسوز
نے اُن کی تقریر سنکے کہا کہ اے مسافرو ہم بھی مسافر ہین دور سے آتے ہین چلو تمھارے ساتھ ہم بھی
سرا مین مقیم ہونگے انھون نے جواب دیا کہ اے طفل خوش خو تو نے اس سن و سال مین سفر اختیار
کیا اور سفر بھی تنہا کیا ایسی مصیبت تجھ پر پڑی کہ اس ایام طفلی مین صعوبت سفر اختیار کی ہی دلسوز
نے جواب دیا کہ میرا قصہ طول و طویل ہی سرا مین چلو اگر مزاج میرا درست ہوگا تو بتفصیل بیان کرونگا
اسوقت تو صعوبت راہ دور و دراز سے حواس خمسہ میرے درست نہین ہین وہ مسافر طفل مذکور کو
اپنے ساتھ لیے ہوئے داخل سرا ہوئے بھٹیاریان اور بھٹیارے دوڑے ہر ایک کہنے لگا کہ اے
مسافرو آؤ ہمارے یہان قیام پذیر ہو ہر طرح کی تم کو راحت ملے گی دلسوز نے اُن بھٹیاریون کی طرف
نظر کی دیکھا کہ ایک بھٹیاری خوبصورت نوجوان کنگھی کیے ہوئے پٹیان بنائے ہوئے تیل سر مین
ڈالے ہوئے رنگین دوپٹہ اوڑھے ہوئے انگیا کرتی بھی نفیس و رنگین پہنے ہوئے لہنگا کمخواب سوتی کا
پہنے ہوئے سر سے پانؤن تک طلائی و نقرئی اسباب و زیور مین لدی ہوئی ہی جملہ زیور تخمیناً دو تین ہزار
روپیے کا ہی زیور مذکور پر نظر کرتے ہی دلسوز نے اپنے دل مین کہا کہ اس بھٹیاری نے مسافرون کی
آمدنی سے اسقدر پیدا کیا ہی کہ یہ یہ زیور بنا کر پہنا ہی پس اب لازم ہی اسی بھٹیاری کے یہان اترو اور
شب بھر یہان قیام پذیر ہو کر صبح کو یہان سے کسی طرف روانہ ہونا یہ تجویز کرکے اس بھٹیاری کے ساتھ
ہو لیا اور اُس کے یہان مرکب سے اتر کر قیام پذیر ہوا بھٹیاری نے جلد چارپائی بچھا کر فرش مثل غالیچہ
پلنگ پر بچھا کر کہا کہ اے صاحبزادے اس پلنگ پر راحت پذیر ہو دلسوز بیٹھا بعدہ بھٹیاری مذکور
سے کہا کہ لو یہ روپیہ اسمین دانہ واسطے ہمارے گھوڑے کے لے آؤ اور جو مناسب ہو وہ پکاؤ مگر یہ
خیال رہے کہ گھوڑا ہمارا بھوکا نہ رہنے پائے ورنہ ہمارا نقصان ہوگا بھٹیاری نے ایک روپیہ جھک کر
لے لیا اور یہ وہ نہ سمجھی کہ گھوڑے کے بھوکا رہنے سے کیا نقصان ہوگا بعد ایک روپیہ دینے کے
دلسوز نے پوچھا بی بھٹیاری تمھارا نام کیا ہی اُس نے کہا کہ نام میرا پیاری ہی یہ سنکے دلسوز نے کہا
کہ ہمارا گھوڑا بمقام مناسب باندھ دو اور جلد گھوڑے کا دانہ منگواؤ اور اس کو دیدو مگر مکرر کہتا ہون
کہ گھوڑے کو بھوکا نہ رکھنا ہم بھی گرسنہ ہین ہمارے بھی کھانے کا جلد سامان کرو منزل کے تھکے ہوئے
تمھاری سرا مین آئے ہین اُس نے کہا کہ ہان صاحبزادے جو کچھ تمنے کہا ہی مین وہی کرونگی ابھی
پیاری بھٹیاری یہ کہہ رہی تھی کہ وہ مسافر بھی جو ہمراہ دلسوز کے سرا مین آئے تھے پیاری بھٹیاری کے
یہان آئے اسباب اپنا اتار کر بیٹھے اتنے مین پیاری کا شوہر آیا اُس کو پیاری نے وہ ایک روپیہ

اور جو کچھ مسافرون سے ملا تھا تمام و کمال روپیے پیسے دے کر کہا کہ آرد وغیرہ اشیا خرید لاؤ اور واسطے
گھوڑے کے دانہ بھی لانا وہ گیا بعد تھوڑی دیر کے دانہ وغیرہ جملہ اشیاء مطلوب و آرد و گوشت بازار
سے خرید کر لایا لیکن دانہ کم لایا گھوڑے کی خوراک سے دانہ بہت کم تھا پھر اُس نے جملہ اشیا اپنی زوجہ کو
دے کر چنے بھگو کر توبڑے مین رکھکر وہ دانہ گھوڑے کو دیدیا جب گھوڑا دانہ کھا چکا پانی بھی اُسے
پلا دیا دلسوز بیٹھا ہوا دیکھا کیا ادھر بھٹیاری مذکورہ نے جلد جلد واسطے سب مسافرون کے طعام
تیار کیا پھر ہر ایک کو دیا دلسوز نے کھانا کھایا بعدہ سیر و سیراب ہو کر پانی سے ہاتھ دھو کر ان مسافرون
سے پوچھا کہ تم کہان سے آئے ہو کہان جاؤ گے کس غرض سے تمنے سفر کیا ہے انھون نے تباہی و پریشانی
حالی ظاہر کر کے کہا کہ ہم واسطے نوکری کرنے کے اپنے شہر سے بیزار و دشواری محنت و مزدوری کرتے
ہوئے راہ مین سختی سہتے ہوئے یہان تک آئے ہین ارادہ ہے کہ راجہ اقبال بہادر کی خدمت مین
جا کر درخواست ملازمت گذرانین یہ سنکے دلسوز نے خیال کیا کہ یہ سب مسافر غریب و محتاج ہین ان کے
پاس مال دنیا سے روپیہ اشرفی نہوگا یہ خیال کر کے چارپائی پر راحت پذیر ہوا اور قبل صبح کے بیدار
ہو کر سب کو خواب غفلت مین پا کر وہ چار روپیہ جو اس کے پاس تھے اُسے گھوڑے کی لید مین اٹھا کر
رکھدیے پھر اپنے بستر پر آ کر لیٹ رہا جب صبح ہوئی سب مسافر بیدار ہوئے یہ بھی اپنے بستر سے اٹھا
وضو کر کے دو رکعت نماز صبح بجا لایا اتنی دیر مین پیاری بھٹیاری بھی جاگی دلسوز نے اُس سے کہا کہ اے
پیاری بھٹیاری ذرا گھوڑے کی لید کو دیکھو جو کچھ اُس لید مین ہو وہ لے آؤ بھٹیاری نے جواب دیا
کہ میان مسافر گھوڑے کی لید مین کیا ہوگا سوا لید کے کچھ بھی نہوگا صبح کے وقت عبث میرے ہاتھ
لید مین آلودہ کراتے ہو تمکو اس سے کیا فائدہ ہے دلسوز نے جواب دیا اٹھکر دیکھو تو ممکن نہین کہ
لید مین ہمارے مرکب بے مثل و نظیر کے کچھ نہو یہ وہ گھوڑا نہین ہے کہ جو دانہ کھائے اور لید مین
اُس کی مال دنیا سے نہو بھٹیاری یہ سنکے اٹھی گھوڑے کی لید کو جو دیکھا تو اُس مین سے چار روپیے پائے
متحیر ہو کر وہ روپیے لیے ہوئے دلسوز کے پاس آئی اور کہا کہ صاحبزادے تمھارے گھوڑے کی لید
مین یہ چار روپیے برآمد ہوئے پائے مین انکو لیتے لو دلسوز نے وہ روپیے لے کر برہم ہو کر کہا کہ کیون بی
بھٹیاری مین نے تاکید کہا تھا کہ ہمارے گھوڑے کو دانہ کم نہ دینا مگر تمنے دانہ کم دیا ہمارا نقصان کیا
یہ گھوڑا نایاب زمانہ ہے جسقدر اس کو دانہ زیادہ دیا جاتا ہے اُسیقدر اس کی لید مین زیادہ روپیے صبح کو
نکلتے ہین افسوس ہزار افسوس تمنے غضب کیا ہمارے گھوڑے کو بھوکا رکھا اُس سے بھی چار ہی روپیے
نکلے یہ سنکر حیران ہو کر سر بزانو ہو کر بیٹھی بھٹیاری مذکورہ بالا نے اپنے جی سے خود خیال کیا کہ ایسا گھوڑا کبھی
نہ دیکھا نہ سنا تھا آج دیکھنے مین آیا ہے یہ تو عجب نایاب گھوڑا ہے اکسیر اس کے قدم کی خاک ہے اگر یہ گھوڑا
اس لڑکے سے بمکر و فریب و التجا ہاتھ آجائے تو کیا اچھا ہو دنیا مین مثل میرے کوئی بے محنت و مشقت
روپیہ حاصل نکر سکے کیمیاگری میرے آگے کچھ بھی حقیقت نہ رکھے دو چار مہینے کی مدت مین مالا مال
ہو جاؤن سوداگرون اور مہاجنون کی دولت سے بھی سوا مالدار ہو جاؤن یہ خیال کر کے اٹھی اور
دلسوز کے پاس آ کر دست بستہ کہنے لگی کہ اے صاحبزادے ذرا تنہائی مین چلو مجھے تم سے کچھ کہنا ہے
دلسوز اپنے بستر سے اٹھکر بمقام خلوت گیا اُس بھٹیاری نے ہاتھ جوڑ کر سر اپنا پاے دلسوز پر رکھکر
بعاجزی بسیار کہا کہ اے صاحبزادے اگر یہ گھوڑا فروخت کرو تو مجکو دیدو مین اس کو اپنے پاس
رکھون گی دلسوز نے جواب دیا کہ اول تو یہ گھوڑا بے مثل و نایاب ہے مین اس کو نہ بیچون گا پھر ایسا

گھوڑا مجھے نہ ملے گا میرے دادا کا یہ گھوڑا ہے انھون نے سفر کیا تھا گذر اُن کا ایک جزیرے مین ہوا تھا
وہان یہ گھوڑا اُن کو خوبی مقدر سے ملا تھا زر کثیر انھون نے قیمت دے کر اس کو خرید کیا تھا بعد
مرنے دادا کے یہ گھوڑا ہمارے والد کے پاس رہا بعد اُن کی رحلت کے یہ گھوڑا ہمارے قبضے مین
آیا ہے ہم اس کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہین کبھی اس کو بھوکا نہین رکھتے ہین جب سے
گھوڑا ہاتھ آیا ہے سنا ہے کہ ہمارے دادا اور باپ نے کسی کی نوکری نہین کی نہ کوئی پیشہ اختیار کیا اسی
گھوڑے کو دانہ زیادہ دیا کیے یہ گھوڑا ہے ہر صبح چالیس پچاس روپے لید مین اپنے شکم سے نکال کر دیتا رہا
بعد اُن کے ہم کو بھی اسی طرح اس گھوڑے نے ہر روز چالیس پچاس روپے دیے ہین آج تمھارے دانہ
کم دینے کے سبب سے چالیس پچاس روپے کا نقصان ہوا اور اگر ہم اس گھوڑے کو بالفرض بیچنا بھی
چاہین تو دنیا مین کون اس کو خرید سکتا ہے قیمت کثیر اس کی کوئی دے نہین سکتا ہے تم بیچاری کیا اس کو
کیا مول لے سکو گی اُس نے کہا میان صاحبزادے ہین تو ایک مسافر غریب بھٹیاری ہون مسافرون کی
خدمتگذار ہون زیادہ مال و دولت نہین رکھتی ہون لیکن زیور جو سونے چاندی کا پہنے ہون تخمینا
ڈھائی تین ہزار روپے کا ہے اگر بعوض اس گھوڑے کے اس زیور کو قبول کرو تو حاضر ہے زیادہ میری
اوقات نہین ہے دلسوز نے جواب دیا کہ تمھاری عاجزی کرنے سے اس زیور کو اس اقرار پر خیر ہم قبول
کر لین گے کہ ایک سال تک یہ گھوڑا تمھارے پاس رہے گا بعد گذرنے ایک برس کے پھر ہم آکر اپنے
اس گھوڑے کو پھیر لے لین گے پیاری بھٹیاری نے اپنے دل مین کہا کہ زیور اپنا دے کر لے لے
ایسا ہی سال بھر کے اس گھوڑے کو لے لو بعد ایک سال کے جب یہ لڑکا آئے گا تو ہم سے یہ گھوڑا کب
لے جائے گا اسوقت مصلحت یہی ہے کہ جو کچھ یہ کہتا ہے اسی کو قبول کرو یہ باتین اپنے دل مین کر کے کہا کہ
مین اقرار کرتی ہون کہ بعد ایک سال کے یہ سمند تمکو دیدون گی دلسوز نے کہا کہ دیکھو اس اقرار کے
خلاف عمل نہ کرنا اُس نے کہا کہ کبھی خلاف اقرار نکرون گی یہ کہکے کڑے اور کنگن بالیان بجلیان ہیکل
طوق پازیب چوہے دنتیان زنجیر چھڑے چھاگل انگوٹھیان چھلے بہوٹیان - لچھے پانون کے کڑے
وغیرہ تمام زیور اپنا اتار کر دلسوز کے حوالے کیا طفل مذکور نے وہ جملہ زیور نقرہ طلا اُس سے لیکر اپنے
قبضے مین کیا پھر کچھ طعام لذیذ اُس بھٹیاری نے پیش کش کر کے کہا کہ اس طعام لذیذ و خوشگوار کو کھا کر
اگر ارادہ جانے کا ہو تو جانا ورنہ سرا مین مقیم رہنا ہنوز دلسوز وہ طعام لذیذ کھا رہا تھا کہ شوہر اُس
بھٹیاری کا بیرون سرا سے آیا اُس نے اپنی زوجہ کو بے زیور دیکھکر گھبرا کر پوچھا کہ کیون ری تو نے زیور
اپنا کیا کیا اُس نے چین بجبین ہو کر جواب دیا کہ تجھکو دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہمارا زیور تھا جسے چاہا دیا
وہ کیا ہمین نے اپنی کمائی سے بنوایا تھا کچھ تو نے ہمین نہین بنوا دیا تھا جو زیور کو پوچھتا ہے کیا کیا تو تو شوہر
ہمارا برائے نام ہے جتنے ہزارون مسافرون کی خدمت کر کے شب کو اُن کے پہلو مین سو کے تکلیفت
اُٹھا کے زیور بنایا تھا تو ہی کہہ اس زیور مین کوئی انگوٹھی چھلا تیری کمائی کا بھی بنوایا ہوا تھا جو اسوقت
جیسے اس زیور کو اس طرح پوچھتا ہے شوہر اُس کا جواب معقول پا کر خاموش ہو رہا دلسوز نے جلد وہ طعام
خوش ذائقہ کھا کر دل مین کہا کہ اب اس سرا مین ٹھہرنا اچھا نہین ہے یہان سے جلد روانہ ہونا چاہیے
مبادا وہ سوار کہ جس کا یہ گھوڑا ہے ہمکو تلاش کرتا ہوا مہمان آجائے یا یہ بھٹیاری اپنا زیور کسی کی
راے سے پھیر لیوے تو اچھا نہو گا یہ خیال کر کے بعد کھانا کھانے کے سرا سے نکلا پیادہ ایک سمت
روانہ ہوا ادھر بھٹیاری نے بطمع زر کثیر دس سیر چنے لا کر اُس گھوڑے کو کھلائے اور پانی بھی

کئی مرتبہ اُس کے سامنے لے گئی گھوڑا زیادہ دانہ کھانے سے بیمار ہوگیا دست اُس کو آنے لگے پیاری
بھٹیاری متردد ہوئی پیدین گھوڑے کی گوڑی بھی نہ دیکھکر بلکہ اُس کو قریب ہلاکت پاکر نہایت غمگین
اور افسوس کنان ہوئی اپنے زیور طلا و نقرہ کے اس طرح برباد و تلف ہونے کا صدمہ کرنے لگی سرائین
تو بھٹیاری مذکورہ مبتلاے صدمہ و غم ہی گھوڑا بیمار ہی قریب ہلاکت ہی زمین پر پڑا ہوا ہی برابر دست
اُس کو آرہے ہین کوئی علاج کرنے والا اُس کا نہین ہی پیاری بھٹیاری اپنے زیور کے جانے کے غم مین
مبتلا ہی مگر اب حال جانسوز عیار کے فرزند کے لکھا جاتا ہی کہ دلسوز سرا سے نکلکر جو ایک طرف روانہ ہوا تھا
بعد قطع راہ دور و دراز قریب شام ایک صحراے سبزہ زار اور میدان فرحت افزا مین پہونچا وہان دیکھا
ایک لشکر کثیر کے اُترنے کا سامان ہو رہا ہی پلنگڑا ہین اور خیام برپا اور ایستادہ ہو رہے ہین سرداران
لشکر اور سواران سپاہ کچھ مرکبون پر بیٹھے ہین کچھ گھوڑون سے اُترکر ٹہل رہے ہین اُن مین ایک جوان
نہایت خوش رو قوی بازو ہی اُس کے چہرے سے آثار شجاعت و بہادری ظاہر ہین اور ایک گنبد
جواہر کار طلائی مانند سکھپال یا مثل سنڈھی کے ہی اُس گنبد طلائی جواہر کار مین شیشہ آلات نہایت گران
قیمت بطرز احسن و بعنوان خوب موقع و محل پر آویزان ہی شعاع آفتاب جو اُس پر پڑتی ہی تو وہ گنبد
طلائی جواہر کار مانند آفتاب کے ضو دے رہا ہی نظر اُس گنبد پر اچھی طرح نہین پڑتی ہی جس طرح کوئی
آفتاب کو بخوبی دیکھ نہین سکتا ہی اُسی طرح کوئی اُس گنبد طلائی جواہر کار کو بھی دیکھ نہین سکتا ہی نظر
خیرگی کرتی ہی کیونکہ اول تو وہ گنبد طلائی ہی اُس پر ایسے جواہرات بیش قیمت مانند لعل و یاقوت و عقیق و
زبرجد و پکھراج وغیرہ کے نصب ہین کہ اُن کی چمک سے اُس گنبد طلائی کو بخوبی دیکھنا ممکن نہین ہی سوا
اس کے کہ جو اُس گنبد کے اندر شیشہ آلات لٹکا ہی اُن کی بھی ضو اور چمک از حد ہی درمیان مین اُس
گنبد کے ایک درویش لباس نادر و نفیس و پوشاک شاہانہ پہنے ہوئے موتیون کے مالے گلے مین ڈالے
ہوئے بالاے سر کلاہ درویشی بعوض دستار تاج جواہر نگار رکھے ہوئے بیٹھا ہی اُس گنبد کو چند کہار دوش پر
اپنے اُٹھائے ہوئے ایستادہ ہین درویش موصوف ریش سفید و دراز رکھتا ہی چہرہ اُس کا مانند آفتاب
کے تابان ہی ہاتھ کی اُنگلیون مین اس کے انگوٹھیان جواہرات بیش بہا کی ہین وہ درویش بھی جانب
سبزہ شاداب دیکھ رہا ہی دلسوز بن جانسوز نے اُس لشکر اور اُس جوان رشک رستم پہلتن اور اُس
درویش کو دیکھکر ایک سوار لشکر سے پوچھا یہ لشکر کس کا ہی اور یہ جوان خوش رو قوی بازو کون ہی اس کا
نام کیا ہی اور نام اس درویش کا کہ جو اُس گنبد طلائی مین بیٹھا ہوا ہی کیا ہی اور یہ لشکر کہان سے یہان آیا
ہی اور کہان جائے گا اُس سوار نے کہا کہ یہ لشکر دراصل فرامرز ثانی کا ہی اور بادشاہ اس لشکر کا عمان
شاہ ہی دیکھو وہ عمان شاہ بالاے تخت زرین تاج بر سر قباے فرمانروائی در بر کئے بشوکت شان
بیٹھا ہوا ہی جس کے تخت کو چند کہار عمدہ و نفیس وردیان پہنے ہوئے اُٹھائے ہین اور وہ جوان
خوش رو قوی بازو فرامرز ثانی ہی شجاع و بہادر ایسا ہی کہ یکتاے روزگار ہی دراصل سپہ سالار اور
بادشاہ لشکر یہی جوان ہی اور نام اس درویش گنبد نشین کا درویش آفتاب صورت ہی وجہ تسمیہ
یہ ہی کہ ان کا چہرہ پر ضو ایسا ہی کہ کوئی اچھی طرح ان کی صورت پر نظر نہین کر سکتا ہی اور لشکر کثیر شہر عمانیہ
سے یہان تک آیا ہی اب فروکش ہوگا کل یہان سے جانب لشکر صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ روانہ ہوگا سنا ہی کہ لشکر صاحبقران [illegible] جانب طلسم زلزلہ جاتا ہی ہنوز اثناے راہ مین ہی
پھر اُس سوار نے پوچھا کہ اے لڑکے تیرا نام کیا ہی کہان سے یہان آیا ہی اب کہان جانے کا ارادہ ہی

دلسوز نے جواب دیا کہ نام میرا اطرار ہی دور و دراز سے یہان آیا ہون غریب و مسکین و یتیم اور
فاقہ کش ہون کہین جانے کا ارادہ نہین ہی بلاے عسرت مین مبتلا ہون دام مصیبت مین پھنسا ہون
چاہتا ہون کہ ان درویش گنبد نشین تک جاؤن کچھ اپنا حال تباہ و خراب سے اطلاع دے کر خواستگار
اعانت ہون شاید یہ درویش باکمال میرے حال پر مہربان ہو کر اس عسرت مین میرے دستگیر ہون
ابھی فرزند دلسوز اس سوار سے ہم سخن تھا کہ بحکم درویش گنبد نشین کہارون نے وہ گنبد طلائی
جواہر کار اپنے کاندھون سے اتار کر بالاے زمین رکھا سوار مذکور نے دلسوز پر رحم کھا کر کہا کہ اے
لڑکے اگر تجھکو عرض حال کرنا منظور ہی تو جا یہ وقت خوب ہی کہارون نے گنبد طلائی دوش سے اتار کر
بالاے زمین رکھدیا ہی درویش آفتاب صورت گنبد مین ابھی بیٹھے ہوئے ہین سیر سبزہ زار کر رہے
ہین تھوڑی دیر مین داخل بارگاہ ہون گے بارگاہ ان کی استادہ ہو چکی ہی دلسوز پہونچکے سامنے
درویش موصوف کے گیا با ادب جھک کر سلام کیا درویش ممدوح نے سراپاے طفل مذکور پر نظر
کرکے پوچھا کہ او لڑکے کیا چاہتا ہی مضطر و بدحواس و پریشان کیون ہی نام تیرا کیا ہی دلسوز نے
سر جھکا کر کہا کہ نام میرا اطرار ہی مبتلاے دام عسرت ہون غریب و یتیم ہون تنہا ہون چاہتا ہون کہ
آپکے مریدون مین داخل ہو کر آپ کے ہمراہ رہون شرف قدمبوسی حاصل کیا کرون اور فیض
کرامات جناب سے مین بھی کامیاب ہون اسیوقت آپ سے بیعت کرون دلسوز نے جو نرمی آواز
سے یہ دردناک تقریر کی درویش موصوف کو اس کے حال پر رحم آگیا اس کی عرض کو قبول کر کے کہا
کہ تو ہمارے لشکر مین ہمارے ساتھ رہا کر دلسوز نے ہاتھ اپنا واسطے بیعت کے بڑھایا اور درویش
نے ہاتھ اپنا دست دلسوز پر مارا دلسوز نے وہ انگوٹھی جواہر کی جو سب انگوٹھیون سے بہتر اور
قیمت مین برتر تھی اس طور سے انگشت درویش آفتاب صورت سے اتار لی کہ درویش موصوف
کو مطلق خبر نہوئی جب دلسوز بیعت کر چکا شاہ صاحب نے خوش ہو کر کہا کہ اے مرید مین اب
عسرت تیری دور ہو جائے گی ہم تجکو تربیت و تعلیم دقائق و غوامض علوم فقیری کرین گے ہمارے
برکات فیوض سے محروم نرہے گا جا اس خیمے مین جو ہماری بارگاہ کے قریب ایستادہ ہی یہ کہکر اشارہ
اس خیمے کی طرف کیا دلسوز سلام کر کے اس خیمے کی طرف چند قدم جاکر درویش ممدوح کی نظر بچا کر
لشکر سے نکلکر ایک طرف روانہ ہوا درویش موصوف بعد برپا ہونے بارگاہ و خیام کے اس گنبد طلائی
جواہر کار سے نکلکر ہمراہ فرامرز ثانی کے داخل بارگاہ ہوا عثمان شاہ بھی اپنے تخت زرین سے
اتر کر اپنی بارگاہ مین ہمراہ سرداران سپاہ کے گیا پھر سرداران لشکر اپنے اپنے بارگاہ و خیمے مین داخل
ہوئے جملہ سوار بھی مرکبون سے اتر کر مرکبون کو سائیسون کے حوالے کر کے خیام مین گئے سلاح جنگ
تن سے دور کر کے اپنے اپنے بستر پر آرام پذیر ہوئے درویش آفتاب صورت نے داخل بارگاہ ہو کر
ہنگام شام براے نماز مغرب وضو کرنا چاہا وقت وضو کرنے کے ایک انگشت اپنی انگشتری الماس
سے خالی دیکھکر متحیر ہو کر دریاے فکر مین غوطہ زن ہوئے بعد دیر کے خیال کیا کہ وہی لڑکا جو کہ میرا
مرید ہوا ہی وہی وقت بیعت کرنے کے میری انگلی سے انگوٹھی اتار لے گیا غضب کا چالاک و ہوشیار
و عیار لڑکا ہی کہ مجھ ایسے عیار نامدار کے ہاتھ سے انگوٹھی اس طرح اتار لے گیا کہ مجکو خبر بھی نہوئی یہ
خیال کر کے حکم دیا کہ اس لڑکے کو ہمارے روبرو لاؤ جس نے ہم سے بیعت کی تھی ملازمون نے
ہر چند تلاش اس کی کی لیکن کہین لشکر مین اس کو نہ پایا آخر کار درویش ممدوح سے مجبور ہو کر ان ملازمون

عرض کیا کہ سنتے ہی حسب الحکم تمام لشکر میں اُس طفل کی تلاش کی مگر وہ لڑکا نہ ملا کہیں لشکر سے چلا گیا
درویش موصوف نے یہ سنکے اپنے دل میں کہا کہ اس سن و سال میں تو یہ لڑکا ایسا چالاک و دزد کامل ہے
جوان ہوگا تو قیامت برپا کریگا عیاروں مکاروں کے کان کاٹے گا نہیں معلوم یہ لڑکا کس کا تھا
کہاں سے آیا تھا اور اب کہاں گیا یہ باتیں دل میں کرکے درویش موصوف نے بعد وضو نماز مغرب
پڑھی شب بھر اُسی جگہ فروکش رہا صبح کو حکم عمان شاہ سے صمصام تیغزن دس ہزار سواروں کی
جمعیت سے اثالہ بارگاہ و خیام کا لیکر آگے روانہ ہوا بعد جانے صمصام تیغزن کے درویش آفتاب
صورت شاہ فرامرز ثانی و عمان شاہ وغیرہ مع جملہ مردان سپاہ کے روانہ ہوئے دلسوز جو لشکر
عمان شاہ سے نکلکر آگے روانہ ہوا تھا اثنا راہ میں زمانہ شب کا آگیا تاریکی شب سے اور خستگی مسافت
راہ سے آگے جانا مناسب نہ جان کر نیچے ایک درخت کے وہ تمام زیور طلا و نقرہ جو سرا سے لایا تھا دفن
کرکے اُسی درخت پر جاکر بیٹھا کیونکہ صحرا تھا خوف درندوں اور گزندوں سے بہت تھا جب صبح کاذب
نمایاں ہوئی جلد درخت سے اُتر کر قریب چشمہ جاکر وضو کرکے نماز صبح پڑھ کر جو کچھ اُس کے پاس طعام تھا
اُسے تناول کرکے اُسی چشمے سے سیراب ہوکے زیر درخت آکے وہ زیور زمین سے نکال کر ارادہ
آگے جانے کا کیا تھا کہ دور سے آثار آمد لشکر ظاہر ہوئے گرد و غبار بلند دیکھا جب اُس غبار کو دست
باد تند نے پارہ پارہ کیا دیکھا کہ ایک سردار دس ہزار سواروں کی جمعیت سے اثالہ بارگاہ و خیام کا
لیے آتا ہے دیکھتے ہی اُس لشکر کے دلسوز اُس جگہ سے بصد شتابی آگے روانہ ہوا جاتے جاتے ایک
شہر میں داخل ہوا مردان شہر سے پوچھا کہ نام اس شہر کا کیا ہے بادشاہ یہاں کا کون ہے کیا مذہب رکھتا ہے
انھوں نے کہا کہ اے لڑکے کیا تو تازہ وارد ہے اُس نے جواب دیا کہ ہاں اسیوقت اس شہر میں داخل
ہوا ہوں اسی وجہ سے ناواقف ہوں انھوں نے کہا آگاہ ہو کہ نام اس شہر کا غراقیہ ہے حاکم یہاں کا
غراق آہن کلاہ ہے نہایت شجاع و بہادر ہے فنون سپہ گری پہلوانی سے خوب ماہر ہے مذہب اُس کا
بلکہ تمامی اہل شہر کا لات پرستی ہے لاکھ سپاہ ہمارے بادشاہ کی آزمودہ کار ہے حالانکہ اکثر سرداران
سپاہ ہیں لیکن دو سردار سپہسالار پیران ہیر سوار و اسفندیار زر و ہمن تن ایسے نامی و نامور و
بہادر و شجاع ہیں کہ اپنے وقت کے رستم و اسفندیار ہیں دلسوز نے پوچھا کہ لشکرگاہ تمہارے شاہ کا
کہاں ہے یہاں سے کتنی دور ہے انھوں نے کہا کہ یہاں سے نزدیک ہے وہ سامنے قلعہ سر بفلک کشیدہ ہے
اس قلعے میں کچھ لشکر ہے کچھ بیرون قلعہ خیام و بارگاہ میں فروکش ہے ایک سردار سپاہ مع سپاہ قلعے میں
رہتا ہے اور ایک سردار بیرون قلعہ میں لشکر قیام پذیر رہتا ہے بادشاہ ہمارا مکانات شاہی سے ایک
مکان میں رونق افزا ہے دلسوز تمام حال دریافت کرکے طرف اُسی قلعے کے روانہ ہوا بعد قطع راہ
در قلعہ تک جا پہونچا دیکھا کہ قلعہ نہایت مستحکم ہے بیرون قلعہ دور تک خیام استادہ ہیں درمیان
خیام ایک بارگاہ ہے در بارگاہ پر ایک سردار مشور رفتار بالائے کرسی زرنگار بیٹھا ہے یمین و یسار اسکے
بہت سے سرداران لشکر ماتحت اُس افسر کے چوبی کرسیوں پر بیٹھے ہیں سواران سپاہ بھی اکثر اُس کی خدمت میں
ایستادہ ہیں دلسوز نے آگے بڑھ کر قریب اُس سردار کرسی زرین نشین کے جاکر با دب سلام کیا اُس نے
پوچھا کہ اے لڑکے کہاں سے آیا ہے کیا تیرا مطلب ہے دلسوز نے جواب دیا کہ میں ایک یتیم و مبتلاے دام محنت
ہوں تازہ وارد ہوں اپنے شہر سے خوبی اس شہر کی اور یہاں کے بادشاہ کی سنکے آیا ہوں آپ کا بھی
خیر خواہ اور خدمت چاہتا ہوں کہ آپ متوسل ہوں یہ قلعہ قبضہ دیگران میں نجات اسفندیار کج کلاہ نے پوچھا کہ

لئے لڑکے کیا تو دیوانہ ہی جو ایسی باتیں کرتا ہی بھلا مجھے کون قتل کر سکتا ہی اور یہ قلعہ کون لے سکتا ہی
اگر تو ہمارا خیر خواہ ہی تو کوئی خیر خواہی کر دعویٰ با دلیل اچھا ہوتا ہی دلسوز نے کہا کہ جو میں نے دعویٰ
خیر خواہی کیا ہی خلاف نہیں کیا ہی دلیل دعوے یہ ہی کہ میں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ ایک بادشاہ تین لاکھ
سواروں کی جمعیت سے ادھر آتا ہی اُس کے لشکر کا ایک سردار اتالہ اُس کی بارگاہ و خیام کا لیکر دس ہزار
سواروں کی جمعیت سے آگے آگے اپنے بادشاہ کے ادھر آتا ہی عجب نہیں کہ دو تین ساعت میں
وہ سردار لشکر داخل شہر ہو کر اس قلعے پر قبضہ کرے اور آپ کو ہنگام جنگ قتل کرے بادشاہ کو بھی
تمہارے قتل یا اسیر کرے کیونکہ وہ سردار شجاع و آزمودہ کار ہی اسفندیار کجکلاہ نے یہ خبر سنکے
کہا کہ اے پسر اگر یہ خبر صحیح ہوئی جو تو نے دی ہی تو کیا سزا اس کی دلسوز نے عرض کیا کہ آپ کو سزا
دینے کا اختیار ہی جو چاہیے گا سزائے سخت دیجیے گا اسفندیار کجکلاہ طفل مذکور کو صادق القول
جان کر اسی وقت اپنے لشکر سے چیدہ و منتخبہ دس ہزار سواران جنگی و آزمودہ کار اپنے ہمراہ لے کر
مرکب دو رکاب پر مسلح ہو کر سوار ہوا اور دلسوز ساتھ لے کر جانب لشکر عمان شاہ بعجلت روانہ ہوا بعد
قطع راہ دراز کے صحرا میں پہونچکر دیکھا کہ واقعی ایک سردار تہور شعار پیش خیمہ عمان شاہ کا اتالہ لیکر
دس ہزار سواروں کی جمعیت سے لیے ہوئے آتا ہی یہ دیکھتے ہی دلسوز سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے
لڑکے واقعی تو نے جو خبر دی تھی صحیح دی تھی میں تجھکو انعام کثیر دونگا کیونکہ اگر تو خبر نہ دیتا تو واقعی
غفلت میں یہ لشکر مع لشکر عمان شاہ قلعہ میں داخل ہو جاتا باعث خرابی شہر کا ہوتا بیشک تو ہمارا
اور ہمارے بادشاہ کا خیر خواہ ہی یہ کہکر آگے بڑھکر نعرہ شیر افگن کر کے پکارا کہ او اجل رسیدہ تو کون ہی
تیرا کیا نام ہی ادھر آنے کا جو ارادہ کیا ہی مطلب کیا ہی آیا واسطے ملک گیری کے ہمراہ بادشاہ آتا ہی یا اور
کسی وجہ سے صمصام تیغ زن نے جواب دیا کہ او مغرور نام میرا صمصام تیغ زن ہی ایک سردار
ہوں سرداران سپاہ شاہ عمان ذیوقار سے پیش خیمہ بادشاہ موصوف میرے ہمراہ ہی بادشاہ ہمارا
عقب میں ہمارے مع فوج کثیر و سرداران بے نظیر آتا ہی ارادہ ہی کہ اس طرف سے جانب لشکر
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے جائے سنا ہی کہ لشکر صاحبقران موصوف اثنائے راہ
طلسم زلزلہ میں فروکش ہی اسفندیار کجکلاہ نے جواب دیا کہ خبردار اب آگے قدم نہ بڑھانا اور نہ
تجھکو اور تیرے بادشاہ کو راہ جانے کی نہ ملیگی بہتر یہی ہی کہ اس طرف سے ارادہ جانے کا ترک کرو ورنہ
پچھتاؤ گے میرے ہاتھ سے اور جانے گا صمصام تیغ زن نے برہم ہو کر نعرہ شیرانہ سا کر کے جواب دیا کہ
او نابکار تو مجھے کیا روکے گا اور کیا قتل کرے گا تیری حقیقت کیا ہی میں اپنے بادشاہ کے حکم سے
اسی طرف سے جاؤں گا اگر تو سد راہ ہوگا تو پچھتائے گا میں بھی تجھ سے پا مردی کا نہیں رکھتا ہوں
ہرگز تیرے کہنے پر عمل نہ کروں گا اگر ارادہ جنگ ہوگا تو تجھ سے مقابلہ و مجادلہ کروں گا اپنی تیغ آبدار سے
تجھکو قتل کروں گا اسفندیار کجکلاہ نے تقریر صمصام تیغ زن کی سنکے از حد غضبناک ہو کے مرکب
اپنا آگے بڑھا کر کہا کہ او سرکش اگر دعویٰ بہادری ہی تو مجھ سے مقابلہ کر دیکھیں تو مجھے قتل کرتا ہی یا
میں تجھکو قتل کرتا ہوں صمصام تیغ زن دلیرانہ اُس کے سامنے آیا اسفندیار کجکلاہ نے فن نیزہ بازی
دکھا کر گھوڑے کو اپنے کاوے پر ڈال کر حریف کو اپنے بنظر قہر دیکھکر سینہ تاک کر نیزہ سر نیزہ بقوت تمام
بالائے سینہ صمصام تیغ زن لگایا ادھر اس بہادر نے بھی نیزہ بازی نہایت چالاکی و خوبی سے سنان
نیزہ اُس کی اپنی سنان نیزہ پر روکی دونوں سنانوں کے ملنے اور رگڑنے سے چنگاریاں پیدا ہوئیں اور

دیکھنے والون کو گویا یہ ثابت ہوا کہ دو مار سیاہ یا دو اژدر زبانین اپنی نکالے ہوئے باہم منھ سے منھ
ملائے ہوئے شعلہ فشان ہین اسفندیار کجکلاہ اپنے دل مین کہنے لگا کہ یہ حریف میرا فن نیزہ بازی
سے خوب ماہر ہو وار میرے نیزے کا نہایت خوبی سے اُس نے روکا ہو اگر فن نیزہ بازی سے ماہر بخوبی
نہوتا تو میری ضرب نیزہ روک نہ سکتا ابھی سردار سپاہ مذکور اپنے دل مین تعریف نیزہ بازی حریف
از بہا کر رہا تھا اہل لشکر ہر دو جانب بھی تعریف صمصام تیغزن کی کر رہے تھے کہ صمصام تیغزن
نے بھی نیزے کا وار کیا اُس نے بھی اُسی طرح ضرب نیزہ بالائے سنان نیزہ روکی جوانان منصف مزاج
نے اُنکی بھی بجائے خود ثنا کی اسی طرح بعد چند طعن ہائے نیزہ کے صمصام تیغزن نے ایک بند
نادر باندھ کر سنان نیزہ نیزۂ اسفندیار کجکلاہ سے لگادی وہ مانند تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور
جاکر گری اُسوقت سواران لشکر صمصام تیغزن نے شور تحسین و آفرین کیا لشکریان اسفندیار
کجکلاہ کو حیرت ہوئی بلکہ خود اسفندیار کجکلاہ دریائے حیرت مین غوطہ زن ہوا تا دیر خجالت اور
ندامت سے سر جھکائے رہا گویا ایک نیزہ دریائے خجالت مین غرق ہوگیا سر میدان جنگ ذلیل ہوا
بعد دیر کے سر اٹھا کر پکارا کہ او صمصام تیغزن آگاہ ہو کہ سنان نیزہ میرے نیزے سے بوجہ کم قوتی
کے نہین نکل گئی ہو اہل دنیا جانتے ہین کہ مین نہایت قوی بازو ہون قوت و توانائی مین میرے
کسی طرح کمی نہین ہی ہان خطا چوب نیزہ کی ہو کہ کہنہ و بوسیدہ ہوگئی تھی اس سبب سے سنان نیزہ
نکل گئی بہرحال جو ہونا تھا وہ ہوا یہ کہکر بقہر و غضب ڈانڈ نیزے کی مرکب کو بڑھا کر سر صمصام تیغزن
پر لگائی ادھر اس بہادر نے اُس کے نیزے کی ڈانڈ کو اپنے نیزے کی ڈانڈ پر اس عنوان سے روکی
کہ ڈانڈ اُس کے نیزے کی دو ٹکڑے ہوگئی گویا شکست حاصل ہوئی اسفندیار نے منفعل ہوکر چوب
شکستہ مذکور زمین پر ڈال کر قبضہ شمشیر آبدار پر ہاتھ ڈال کر کہا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی
جہال بازی تیغ بازی راست بازی تیغ آبدار کی لڑائی خوب ہو بہروپون کا جھگڑا یہ ایک دم مین ہیچ پوچ حریفون
کے پرکالے کر دیتی ہو ہان خبردار و ہوشیار ہو جا کہ اب اجل تیری تیرے سر پر آئی ہو یہ تیغ میری گویا
تیغ اجل ہو اسی تیغ تیز سے صدہا پہلوانون اور دلاورون کو مین نے قتل کیا ہو بسبب سے بہادرون کا
اس نے خون بہایا ہو زبان کو اس کی مدت سے خون دلاوران کے چاٹنے سے لذت حاصل ہوئی ہو
اسوقت یہ تیغ خونریز تیرا بھی خون بہائیگی راستہ ملک عدم کا رہنما ہوکر تجھے بتائیگی یہ کہکر تیغ بران
نیام سے نکال کر عالم کی صمصام تیغزن نے مسکرا کر جواب دیا کہ او مغرور و خود پسند کیون اسقدر
زور کرتا ہو اپنے منھ سے اپنی تعریف کرتا ہو حال تیری قوت و سپہگری کا کھل گیا ہو کیا خوب تو نے
نیزہ بازی مین کمال حاصل کیا ہو اسی طرح تیغزنی مین بھی تو ماہر ہوگا اگر تلوار علم کی ہو تو جوہر تیغ شجاعت
مجھی دکھا دیر کیون کرتا ہو ضرب شمشیر لگا خداوند عالم حافظ و نگہبان ہو اگر اُس کی مصلحت ہوگی تو وہ
ہمکو تیری شمشیر سے بچائیگا تو ہمکو ہرگز قتل نکرسکے گا جو اُس کو منظور ہوگا اُس کا ظہور ہوگا اسفندیار کجکلاہ
کہ لات کا پرستار ہو نام خدا سنتے ہی غضبناک ہوکر مرکب کو بڑھا کر حملہ آور ہوا جب اُسکو تلوار کی زد پر دیکھا
تیغ بالائے سر لگائی ادھر صمصام تیغزن نے سپر اٹھائی چاہا کہ سپر سے حفاظت اپنے سر کی کرے
اتفاقاً قائمہ مرکب نے سکندری کھائی ہاتھ اُس کا کج ہوا تیغ آبدار گرانبار سر پر ایسی پڑی کہ تا جبین اتر آئی
صمصام نے اُسی حالت مین مرکب کو سنبھال کر دستانہ مارا تیغ تو سر سے نکل گئی لیکن چادر خون
کی سر سے جو نکلی ہمہ تن خون مین نہا گیا صمصام کو زخمی ہوکر از حد غصہ آیا مشہور ہو کہ جب تک شیر نر زخمی

ہوتا ہے تو اُسے پھر غضب کا غیظ آتا ہے چونکہ صمصام بھی شیر بیشۂ جنگ تھا غالب غصہ و زخمداری میں رومال سے
زخم سر کو باندھکر شمشیر آبدار کھینچکر اُس کے بھی سر پر یہ کہکر لگائی کہ شعر تو ضرب بے زدی ضرب من نوش کن
ہمہ شادی ار دل فراموش کن ۔ اسفندیار کجکلاہ نے گوکہ سپر کو اپنے چہرہ و سر کی پناہ کیا لیکن شمشیر آبدار
صمصام تیغزن اُس کی سپر کو کاٹ کر وہ انگل اُس کے سر میں در آئی ابھی آگے نہ بڑھی تھی کہ اُسنے
بھی د استادانہ مارا تلوار سر سے نکل گئی زخم اوچھا سا آیا خون تھوڑا سا سر کے زخم سے بہا صمصام تیغزن
ضرب شمشیر لگا کر بوجہ زیادہ خون نکلنے کے کثرت ضعف سے آنکھیں بند کرنے لگا اُس کو غش سا آنے لگا
لجام فرس ہاتھ سے چھوٹنے لگی رکابوں سے قدم جدا ہونے لگے گھوڑے سے بالا سے زمین کرنے لگا
اسی حالت میں سواران لشکر صمصام تیغزن تاب ضبط نہ لا سکے ارادہ کیا کہ آگے بڑھکر اپنے سردار کو
لشکر میں لے آئیں چارۂ زخم سر کریں اُدھر اسفندیار کجکلاہ نے مرکب کو اپنے بڑھاکر چاہا کہ شمشیر آبدار
سے سر صمصام تیغزن کا جدا کیجیے سواران سپاہ صمصام تیغزن نے ارادۂ اسفندیار کجکلاہ سے آگاہ ہوکر
اٹالہ بارگاہ و خیام کا چھوڑ کر اس کی حفاظت کا ایسے وقت میں چنداں خیال نکر کے یکبارگی حملہ کیا اور اسفندیار
کے شر سے بعد جنگ اپنے سردار کو بچایا اُدھر سے بھی اس صورت میں جملہ سواران لشکر اسفندیار کجکلاہ
بڑھے جب دونوں لشکر باہم مل گئے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی کشتوں کے پشتے لاشوں کے
انبار جا بجا میدان میں ہونے لگے بہادران ہر دو لشکر نعرے کرکے دلیرانہ لڑنے لگے اسفندیار کجکلاہ نے
عین جنگ مغلوبہ میں فکر و غور کرکے دیکھا کہ اٹالہ بارگاہ و خیام کا جس جگہ ہے وہاں کوئی اُس کا محافظ نہیں
دل میں کہا کہ سواران سپاہ صمصام تیغزن ٹوٹ پڑکر اپنے سردار کو بچانے کو گئے ہیں اور اسوقت
جنگ میں مصروف ہیں تو اٹالہ بارگاہ کا لے لے اسی پر اپنا قبضہ کرلے کچھ تو نام پیدا کر یہاں سے اٹالہ
بارگاہ کا لے کر اپنے بادشاہ کی خدمت میں جا بادشاہ تجکو خلعت و انعام دے گا تجھ سے بہت خوش
ہوگا شہرہ تیری شجاعت کا دور دور ہوگا یہ دل میں خیال کرکے تین چار ہزار سواروں کو اپنے ہمراہ لیکر
جانب پیش خیمہ عمان شاہ جا کر اٹالہ بارگاہ کا اپنے قبضے میں کرکے طبل بازگشت بجوا دیا اہل اسلام نے
لڑائی سے ہاتھ روکا لات پرست بھی جنگ سے دست بردار ہوئے کافروں سے اہل اسلام علحدہ
ہوئے اٹالہ بارگاہ و خیام کا نہ دیکھکر ملول ہوئے پھر اسوقت باہم مشورہ کیا کہ اسفندیار سے اٹالہ بارگاہ
کا چھین لینا چاہیے اس کو یہاں سے نہ لے جانے دیجیے اسفندیار کجکلاہ نے سواران سپاہ صمصام
تیغزن کو آمادۂ جنگ پاکر اُسیوقت وہاں سے اٹالہ لے کر کوچ کیا اکثر سواران سپاہ صمصام تیغزن
نے چاہا کہ حملہ کرکے لڑ بھڑ کر اٹالہ چھین لیں لیکن بعض بعض سواروں نے کہا کہ اٹالہ بارگاہ و خیام کا ہاتھ آنا
دشوار ہے حالت ہمارے سردار صمصام تیغزن کی بھی زخم کاری سے اچھی نہیں ہے مصلحت وقت ہمارے
نزدیک یہی ہے کہ اس واقعہ کی خبر اپنے بادشاہ عمان شاہ کو کریں اٹالہ بارگاہ کا کہاں جانے لگا فرامرز
ثانی سپہ سالار وہ بہادر ہے کہ اس خبر کے سنتے ہی شہر عزاقیہ کو تباہ و برباد کردے گا ملک وال عزاقی
آہن کلاہ کا مع اپنے اٹالہ بارگاہ کے اپنے قبضے میں کرے گا بس ہمارے نزدیک یہ تدبیر راہ ہوا اور لڑنا
اسفندیار کجکلاہ سے اسوقت خوب نہیں ہے چونکہ صمصام تیغزن زخمی ہو چکا تھا جوانان لشکر اُسکے
زخمی ہونے سے گو ٹوٹے دل بھی تھے اسوجہ سے سب نے اُن کی رائے پسند کی پھر بذریعہ چند
سواروں کے اس واقعہ کی خبر فرامرز ثانی و عمان شاہ دو روشن آفتاب صورت کو دی اور
صمصام تیغزن کے علاج میں کوشش کی اسی جگہ قیام بھی کیا اپنے لشکر کے جوانان مقتول کو دفن

دفن کیا جب بذریعہ سواران لشکر قرامرزثانی و عمان شاہ کو یہ معلوم ہوا کہ اسفندیار کجکلاہ سردار
سپاہ عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ اتالیہ کا بعد جنگ و جدال کے صمصام تیغزن سے لےگیا
ہے اور صمصام کو اس نے زخمی کیا ہے نہایت غصہ آیا لشکر کو حکم دیا کہ ابھی جنگ ہو ولیکن بعد اترنے لشکر کے
موافق رائے کورنیش آفتاب بصورت و قرامرزثانی عمان شاہ نے بادشاہ شہر عراقیہ کو بعد
القاب وآداب کے اس مضمون کا نامہ لکھا کہ تمہارے سردار سپاہ یعنی اسفندیار کجکلاہ نے ہمارے
لشکر کے ایک سردار مسمی صمصام تیغزن کو زخمی کرکے اور خود بھی اس کے ہاتھ سے زخمی ہو کر میدان
جنگ مغلوبہ میں قابو پاکر اتالیہ ہماری بارگاہ کا لے لیا ہے لہذا بمجرد پہونچنے ہمارے نامہ کے اس سردار
بدکردار کو سزا دو اور اتالیہ بارگاہ و خیام کا اُسی سردار کے ہاتھ بھیجدو اور اپنا دین باطل سے انحراف
کرکے خالق کون ومکان کو سجدہ کرو بہتری اپنی اور اپنے شہر کی اسی میں سمجھو ورنہ طبل جنگ بجوا کر
مستعد مقابلہ ومجادلہ کرو اور جواب ہمارے نامہ کا فی الفور ارسال کرو جب نامہ بایں مضمون تیار
ہوچکا سرنامے میں لکھکر سرنامے کو مہر شاہی سے مزین کیا بعدہٗ نامہ مذکور قہور قزاق کو دے کر کہا کہ
اس نامے کو پاس عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ کے لے جاؤ اور اس کا جواب اس سے لاؤ
قہور قزاق کو زبس ایک سردار سپاہ ہے حسب الحکم عمان شاہ و قرامرزثانی کے نامے کو جمعیت
ساٹھ ہزار سواران آزمودہ کار کے جانب شہر عراقیہ روانہ ہوا اس کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب
حال اسفندیار کجکلاہ کا لکھا جاتا ہے کہ یہ سردار بعد جنگ بسیار اتالیہ بارگاہ و خیام عمان شاہ کا
لے کر بخوشی و خرمی مع اپنی ہمراہی سپاہ کے داخل شہر ہوا یہ خبر عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر
عراقیہ کو ہوئی اس نے بہت خوش ہو کر اسفندیار کجکلاہ کو طلب کرکے بعد تحسین وآفرین خلعت و
انعام اسے دیا اور کہا اسے بہادر تو نے خوب کیا کہ اہل اسلام کا پیش خیمہ جو ہمارے شہر کی طرف
صمصام تیغزن لاتا تھا چھین لیا کار نمایاں کیا اسفندیار کجکلاہ خلعت و انعام پاکر نہایت خوش ہوا
پھر دربار بادشاہ سے مرخص بخدمت ہو کر اپنے خیمے میں گیا دلسوز کو طلب کرکے اس کی خیرخواہی خبر رسانی
کی تعریف کرکے زر و جواہر اسے دے کر کہا کہ اے لڑکے تو اب ہمارے خیمے کے برابر رہا کر دلسوز
زر و جواہر پاکر خوش ہوا اور ایک خیمے میں برابر خیمہ اسفندیار رہنے لگا ایک روز شہر عراقیہ میں یہ
خبر مشہور ہوئی کہ ایک سردار لشکر عمان شاہ ساٹھ ہزار سواروں کی جمعیت سے نامہ لیے بادشاہ
کا لے کر آتا ہے جب سردار مذکور سرحد عراقیہ پر پہونچا بادشاہ شہر عراقیہ نے حکم دیا کہ جو سردار نامہ
لے کر آیا ہے اسے آنے دو قہور قزاق ہمراہ اکثر ملازمان بادشاہ شہر عراقیہ کے داخل شہر ہوا شہر
کو نہایت آباد دیکھا کوچہ و بازار کو صاف و پاکیزہ پایا کثرت مردم کی بازاروں میں دیکھی رعایائے شہر کو
آسودہ و خاطر شاد دیکھا غرضکہ قہور قزاق سیر شہر عراقیہ کی کرتا ہوا دربار میں بادشاہ شہر عراقیہ
کے پہونچا دیکھا کہ دربار خوب آراستہ ہے ارکان دولت و سرداران سپاہ وغیرہ امرائے دربار بھرا ہوا
ہے عراق آہن کلاہ بسطوت و صولت تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے قبائے شاہی پہنے ہوئے بالائے
تخت بیٹھا ہوا ہے وزرا حاضر ہیں قہور نے بادشاہ و اہل دربار پر نظر کرکے بطریق اہل اسلام سلام کیا
کسی نے جواب سلام کا نہ دیا بلکہ بادشاہ مذکور چیں بجبیں ہوا بمجرد اشارہ بیٹھنے کا کیا قہور قزاق قریب
تخت بادشاہ بالائے کرسی زرین بیٹھ چونکہ بادشاہ مذکور چیں بجبیں ہو چکا تھا ساقی کو بھی نہ طلب کیا
قہور نے نامہ طلب کیا اس نے حسب قاعدہ لشکر اسلام نامہ دیا بادشاہ نے نامے کو مہر شکنی کرکے

جواب کیا اُس نے سر نامہ چاک کرکے نامہ نکال کر آواز عبارت نامہ پڑھی جب عراق آہن کلاہ
تمام و کمال عبارت نامہ سن چکا برہم ہو کر میر منشی سے مخاطب ہو کر کہا پشت نامہ پر لکھدے کہ ہمکو
دین اسلام قبول کرنا اور اطاعت تمہاری بارگاہ کا وہاں منظور نہیں ہے ہان ہمکو تم سے جنگ منظور ہے اگر
ہمارے سردار سپاہ لیکے ہتھیار اطاعت بارگاہ کا چھین لیا تو خوب کیا کیونکہ مسلمان ہو اہل اسلام سے ہمکو
عداوت قدیمی ہے میر منشی نے جو کچھ بادشاہ نے کہا وہ پشت نامہ پر لکھدیا پھر نامہ مذکور کو لفافے
مین رکھکر سر نامہ درست کرکے بادشاہ خود قمرو کے حوالے کیا سردار نامدار جواب نامہ
لے کر بادشاہ سے رخصت ہو کر دربار سے اٹھکر اپنے لشکر مین جاکر بلا توقف مرکب پر سوار ہو کر اپنے
لشکر کی طرف روانہ ہوا ادھر عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین
طبل جنگ بجایا جاوے ہم ان اہل اسلام سے مقابلہ و مجادلہ کرینگے یہ لوگ خدا پرست ہین ان کی
خونریزی ہمین منظور ہے ملازمون نے موافق حکم اپنے بادشاہ کے طبل جنگی بجوایا جب طبل جنگی بلند
ہوئی اور اکثر راویون نے یون بھی بیان کیا ہے کہ جب قمرو دربار سے جواب نامہ لے کر چلا گیا شاہ
عراقیہ نے اپنے سرداران سپاہ مانند اسفندیار کجکلاہ و ہیران پیر سوار وغیرہ کو جمعیت تین لاکھ
سواران آزمودہ کار کے مع سامان جنگ سوئے لشکرگاہ عمان شاہ روانہ کیا قمرو صف شکن
جواب نامہ لے کر اپنے لشکر مین داخل ہوا جو کچھ دیکھا اور سنا تھا بیان کرکے وہ نامہ دیا عمان شاہ
و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت نے نامہ مذکور کا جواب میر منشی سے پڑھوا کر سنا معلوم ہوا کہ
شاہ عراقیہ کو جنگ منظور ہے ہنوز قمرو صف شکن اپنے لشکر مین داخل ہوا تھا کہ سرداران مذکور
تین لاکھ سوارون کی جمعیت سے آکر بارگاہ و خیام صحرائے سبزہ زار مین ایستادہ کرا کر فروکش ہوگئے
اور مقابل لشکر عمان شاہ قیام پذیر ہوئے دلسوز بن جانسوز بن مہتر قران بھی ہمراہ اسفندیار
کجکلاہ تھا شب کو اس نے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بزرگ فرماتے ہین اے دلسوز تو اہل اسلام
سے ہے جائے عجب ہے کہ ہمراہ کافرون کے ہے ان کی خیرخواہی مین سرگرم ہے تجکو لازم ہے کہ اس لشکر کفار
سے نکلکر کچھ تحفے برائے درویش آفتاب صورت لے جا اور عذرخواہ ہو کر اپنا نام اصلی اور اپنے جد
کا نام اُن سے بیان کر کیونکہ دراصل وہ خضران فرزند خواجہ عمرو کے ہین عیار نامدار ہین
وہ تجکو پیشہ عیاری خوب تعلیم کرینگے یہ فرما کر وہ بزرگ تو نظر سے غائب ہوئے دلسوز یہ خواب
دیکھکر بیدار ہوا جو مردان سپاہ اسوقت بیدار تھے اُن سے پوچھا رات کسقدر گذری ہوگی انھون نے
کہا ابھی نصف شب بھی نہین گذری ہے دلسوز یہ سنکے اپنے خیمہ سے نکلا دل مین خیال کرنے لگا
کہ کیا تحفے واسطے درویش آفتاب صورت کے لیے جاؤن کہ جن تحفون سے وہ خوش ہون بعد فکر
بسیار ذہن مین آیا کہ یہان سے پاسے شاطری مارتا ہوا محلسرائے عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ
تک اپنے تئین پہونچا وہان پہونچکر تحائف کے باب مین فکر کرنا یہ خیال کرکے اسیوقت تاریکی شب مین
بسرعت تمام سوئے محلسرا عراق آہن کلاہ روانہ ہوا جب متصل محلسرا مذکور کے پہونچا نگہبانون کو
غافل دیکھکر کمند جو اُس نے بہم پہونچائی تھی کہ اسفندیار کجکلاہ کی چرائی تھی دیوار محلسرا پر مار کر بذریعہ
حلقہائے کمند دیوار محلسرا پر جاکر اندر محلسرا کے کیا دیکھا کہ عراق شاہ اپنے فرش خواب پر غافل پڑا
سوتا ہے تلوار اُس کی اور تاج اُس کا علحدہ قریب اُس کے رکھا ہوا ہے محلسرا مین بھی سب عورتین سوتی
ہین دلسوز نے سب کو غافل خواب مین دیکھکر وہ شمشیر و تاج شاہی جواہر دونو لے کر پھر بذریعہ کمند دیوار

محلسرا سے اتر کر سیدھے لشکر عمان شاہ روانہ ہوا حال اس کے پہونچنے کا آئندہ لکھا جائے گا مگر اب
حال اس سوار کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جس کا مرکب دلسوز نے فریب دے کر لے لیا تھا اور سرا میں کی پیاری
بھٹیاری کے ہاتھ ایک سال کی مدت پر فروخت کیا تھا جب دلسوز اس کے مرکب پر سوار ہو کر مرکب
کو جولان کر کے اس کی نظر سے غائب و نہان ہوا سوار مذکور تلاش میں دور دور گیا چند روز تک
سرگرداں رہا آخر کار تلاش کنان اسی سرا میں آیا جب سرا میں پیاری بھٹیاری تھی دیکھا کہ گھوڑا
سرا میں موجود تو ہے مگر بیمار ہے سوار نے اس بھٹیاری سے کہا کہ یہ گھوڑا میرا ہے تو نے کیونکر پایا تیرے
ہاتھ کس طرح آیا اس نے اشکبار ہو کر کہا میاں کیا کہوں میں لٹ گئی تباہ ہو گئی کبھی ایسے دام فریب میں
نہ پھنسی تھی جیسا کہ اب پھنسی ہوں سوار مذکور نے پوچھا کہ کچھ بیان تو کرو کیونکر لٹ گئیں تباہ ہو گئیں
اس نے کہا کہ میاں ایک روز سر شام چند مسافر اس سرا میں آ گئے ان میں ایک لڑکا بھی تھا وہ لڑکا دس
گیارہ برس کا ہوگا اسی گھوڑے پر سوار تھا میرے یہاں آ کر ٹھہرا مجھکو ایک روپیہ دے کر کہا کہ اس
روپیہ میں ہمارے واسطے کھانا بھی پکاؤ اور گھوڑے کا دانہ بھی لاؤ مگر اسقدر گھوڑے کو دانہ دینا کہ گھوڑا
بھوکا نہ رہے میں نے اپنے شوہر سے دانہ وغیرہ جو کچھ درکار تھا منگوایا گھوڑے کو ہنگام شام دانہ دیا اور اس
لڑکے کو کھانا پکا کر کھلایا صبح کو اس لڑکے نے مجھ سے کہا کہ جاؤ اس گھوڑے کی لید میں دیکھو جو کچھ ہووے لے آؤ
میں گئی گھوڑے کی لید میں جو دیکھا تو چار روپے پائے وہ روپے میں اس لڑکے کے حوالے کر کے اپنے
کاروبار میں مصروف ہوئی اس نے افسوس کر کے کہا کہ بی بھٹیاری تم نے ہمارا نقصان کیا ضرور دانہ اس
گھوڑے کو کم دیا اگر پیٹ بھر کے اس کو دانہ دیتیں تو چالیس پچاس روپیہ اس کی لید میں نکلتے میں نے
پوچھا کہ یہ گھوڑا کہاں سے تمہیں ملا اس نے بیان کیا کہ میں نے اپنے بزرگوں کے ورثہ میں پایا ہے یہ گھوڑا
نایاب ہے مجھے طمع زر ہوئی میں نے کہا کہ یہ گھوڑا ہمارے ہاتھ بیچ ڈالو اس نے بعد تکرار بسیار کے کہا کہ خیر
تمہارے ہاتھ واسطے ایک سال کے فروخت کروں گا قیمت میں اس گھوڑے کی میں نے اپنا تمام اسباب
زیور طلائی و نقرئی جو ڈھائی تین ہزار روپیہ کا تھا اسے دیدیا وہ گھوڑا یہاں چھوڑ کر زیور مذکور لے کر چلا گیا
میں نے اس گھوڑے کو دانہ بہت کھلایا یہ بیمار ہو گیا دیکھو اب اس کو دست آتے ہیں اس سے کھڑا نہیں
ہوا جاتا ہر وقت پڑا رہتا ہے حالت اس کی خراب ہے دیکھوں زندہ رہتا ہے یا نہیں میں نے تو اس لڑکے
کے کہنے کے موافق اس کو زیادہ دانہ اس وجہ سے دیا تھا کہ پچاس چالیس روپے صبح کو اس کی لید سے
نکلیں گے لیکن آج تک اس کی لید میں سے ایک کوڑی بھی نہیں نکلی ہے کیا لڑکے نے مجھے فریب دیا ہے
مجھے لوٹ کر گیا ہے تمام زیور میرا لے گیا ہے اب تم اپنا حال کہو سوار نے تمام حال اپنا ابتدا سے تا انتہا بیان
کر کے کہا کہ مجھے بھی اسی طفل نے فریب دیا ہے سوار مذکور ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ وہ گھوڑا خاک پر تڑپنے لگا
تھوڑی دیر میں تڑپ کر مر گیا سوار اور بھٹیاری کو صدمہ و رنج ہوا گھوڑے کو تو چماروں کے حوالے
کیا لیکن پیاری بھٹیاری خود بھی کثرت غم زیور سے رونے پیٹنے لگی سوار نے کہا کہ اس رونے سے
کیا فائدہ ہوگا بہتر یہ ہے کہ میرے ساتھ اس لڑکے کی جستجو میں کوشش کرو جہاں وہ ملجائے اس سے
روپیہ یا زیور اپنا طلب کرو اور میں تو اس کو تلوار سے قتل کروں گا زندہ نہ چھوڑوں گا پیاری
بھٹیاری کو سوار کی رائے پسند آئی اسی وقت اس سوار کے ساتھ دلسوز کی تلاش میں جا بجا کوچہ کوچہ
محلہ محلہ تلاش کرتی ہوئی کوچ اور مقام کرتی ہوئی لشکر عمان میں آئی سواران لشکر سے پوچھنے لگی
کہ اس لشکر میں کوئی لڑکا اس سن و قد و قامت و اس صورت کا تو نہیں آیا ہے سواروں نے جواب دیا

کہ ہان ایک لڑکا آیا تو تھا جسنے اُس کو درویش آفتاب صورت کی خدمت مین جانے کو کہا تھا وہ
وہ لڑکا اُن کی خدمت مین حاضر ہوا تھا پھر لشکر سے چلا گیا تم درویش موصوف کے روبرو جا کر
اُن سے دریافت کرو شاید اُن کو کچھ حال اُس طفل شوخ و شریر کا معلوم ہو سوار اور بھٹیاری دونون
درویش آفتاب صورت کے سامنے گئے اور جھک کر سلام کیا درویش ممدوح نے پوچھا کہ تم
کہان سے آئے ہو تمھارا کیا مطلب ہے سوار اور بھٹیاری نے رو رو کر جو کچھ اُس لڑکے نے اُن کے ساتھ
فریب کیا تھا سب مفصل بیان کیا پھر پوچھا کہ فرمائیے وہ لڑکا آفت روزگار کہان ہے درویش نے
مسکرا کر جواب دیا کہ اُس لڑکے نے مجھے بھی نہ چھوڑا ہم کو بھی فریب دیا ہے میرے ہاتھ سے ایک انگشتری
الماس کی نہایت بیش قیمت اتار لے گیا ہے اب نہین معلوم وہ کہان ہے مجکو بھی اُس کی تلاش ہے تم
دونون کیون روتے ہو اور اُس کی تلاش مین کیون پھرتے ہو اُس کا ہاتھ آنا دشوار ہے وہ لڑکا بلاے
روزگار ہے اپنے گھر جاؤ اپنے کاروبار مین مصروف ہو دونون نے دست بستہ عرض کیا کہ اے درویش
ذی کمال ہمکو تو اُس لڑکے نے تباہ و برباد کر دیا ہے اب ہم کہان جائین جبتک زندہ ہین اُس کی تلاش
کرین گے جہان وہ ہمین ملجائیگا ضرور اُس کو مار ڈالینگے درویش موصوف نے اُن دونون
کے حال زار پر رحم کرکے سوار کو تو ایک گھوڑا اپنے لشکر سے دلوا دیا اور بھٹیاری کو کچھ
زر سرخ و سفید دلوا دیے دونون درویش موصوف کو دعاے خیر دیکر اپنے اپنے مکان کی طرف
روانہ ہوئے جس روز سوار اور بھٹیاری کو درویش آفتاب صورت نے اسپ و زر دیکر
رخصت کیا تھا اُسی روز وقت شام دلسوز نے داخل لشکر عمان شاہ ہوکر روبرو جاکے درویش
موصوف جاکر با دب سلام کرکے دست بستہ عرض کیا کہ مین نے جو تقصیر خطا کی ہے اُسے معاف فرمائیے
یہ انگوٹھی آپکی موجود ہے مجکو آپکے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہی ہوئی ہے عالم خواب مین
ایک مرد بزرگ نے آپکی تمام کیفیت بیان فرما کر ہدایت کی ہے اور مین واسطے آپکے دو تحفے
بھی لایا ہون یہ کہکے وہ شمشیر و تاج جواہر دونون بطور نذر دیا درویش ممدوح نے نذر کو قبول کرکے
پوچھا کہ تو نے خواب مین کیا دیکھا تھا اور جو کچھ مرد بزرگ نے کہا بیان کیا تھا سب مفصل بیان کر
اور اپنے حال سے آگاہ کر دلسوز نے جو کچھ خواب مین دیکھا تھا اور مرد بزرگ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ
تمام و کمال بیان کرکے عرض کیا کہ دراصل نام میرا دلسوز ہے مین فرزند ہون دلسوز زن قیصر قزلان کا
آپ تو اُن سے آگاہ ہون گے درویش موصوف نے تمام حال اُس کا سنکے بہت خوش ہو کر اُسکو
اپنے سینے سے لگا کر کہا کہ اے دلسوز جو انگوٹھی تو نے ہمارے ہاتھ سے اتار لی تھی وہ ہم نے بخوشی تجکو
دیدی تجکو لازم ہے کہ جو کچھ اسباب و مال و زر تیرے پاس ہے وہ سب جاکر اپنی مادر کو دے آ پھر ہمارے پاس
آ ہم تجکو موافق فرمانے اُس بزرگ کے تعلیم و تربیت کرینگے عیاریان سکھلائینگے اگر خدا چاہیگا
تو باشندہ شہر قزلان کے تو بھی دنیا مین نامی و نامور عیار ہو جائیگا دلسوز تقریر درویش موصوف
سنکے خوش ہوا بعدہ موافق اُن کے ارشاد کے اپنی والدہ کی خدمت مین جاکر جو کچھ اُس کے پاس
مال دنیا سے زر و جواہر تھا اپنی والدہ کو دیکر تمام حال جو کچھ گذرا تھا اُن سے بیان کرکے شب کو
قیام کیا صبح کو اپنی مادر سے رخصت ہو کر بعد طلوع آفتاب پھر خدمت درویش آفتاب صورت مین آکر
با دب سلام کیا درویش نے خوش ہو کر فرمایا کہ اے دلسوز تو ہماری بارگاہ کے برابر خیمہ مین رہا کر
اکثر اوقات ہمارے پاس آیا کر ہم تجکو طریق عیاری و مکاری سے آگاہ کیا کرینگے تربیت والا

تیری کوشش کریں گے مگر یہ کسی سے نہ بیان کرنا کہ یہ حضران بن خواجہ عمر وہیں اسمیں ایک مصلحت ہے
اس نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے میں بسر و چشم بجالاؤں گا خلاف حکم نکروں گا درویش موصوف
اسی روز سے اس کو طریقے عیاری و مکاری کے بتلانے لگے لیکن خلوت میں تاکہ راز افشا نہو دلسوز
بھی ذہین و عاقل تھا بتوجہ تمام طریقے عیاریوں کے حاصل کرنے لگا ہنوز چند روز دلسوز کو شاگردی
خواجہ [illegible] میں گذرے تھے کہ درویش آفتاب صورت نقلی نے ایک روز ہنگام صبح عمان
شاہ و فرامرز ثانی سے کہا کہ عزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر عزاقیہ نے بعد جواب نامہ اپنے سرداران
سپاہ کو مع جمعیت فوج الکھ سواران جرار کے برائے جنگ و جدال تو روانہ کیا ہے اور وہ آکر ہمارے
مقابلے میں فروکش ہوتے ہیں مگر ابھی تک طبل جنگ نہیں بجوایا ہے نہیں معلوم کیا سبب ہے ہم چند
روز سے بیکار اس جگہ مقیم ہیں نہ ہر لات و منات پرست طبل جنگ بجوا کر ہمسے محاربہ و مقابلہ کرتے ہیں
نہ ہم ان کے روبرو سے بغیر مقابلہ و محاربہ و صلح و آشتی جاسکتے ہیں جانا ہمکو جانب طلسم زلزلہ ضروری
ہے اسی ارادے سے یہاں تک آئے ہیں عمان شاہ و فرامرز ثانی نے باادب جواب دیا کہ باعث طبل جنگ
نہ بجوانے کا کوئی ہوگا ابھی تک جو طبل رزمی نہیں بجوایا ہے کوئی اسمیں مصلحت ہوگی ابھی فرامرز ثانی
عمان شاہ و درویش موصوف سے ہم سخن تھے کہ یکایک عزاق آہن کلاہ بہمراہی ارکان دولت
و جمعیت سپاہ و ترتیب اپنی سپاہ کے آیا اسفندیار کجکلاہ و بہران بہر سوار وغیرہ سرداران سپاہ
نے جاکر اس کا استقبال کیا تب شاہ مذکور لشکر میں داخل ہوا بارگاہ فلک فرسا میں جاکر بالائے
تخت زرین بیٹھکر بہران بہر سوار و اسفندیار کجکلاہ سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ تمنے طبل جنگ بجوایا ہے
یا نہیں انھوں نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم سنگخواروں کو حضور کی تشریف آوری کا انتظار تھا و نیز ہمکو
حکم بھی طبل جنگ بجوانے کا نہیں دیا گیا تھا اس سبب سے ابھی تک طبل جنگ نہیں بجوایا ہے شاہ
مذکور نے کہا کہ خیر اگر طبل جنگ تمنے نہیں بجوایا ہے تو اب ملازمان بادولت کو کہ جو نقارہ نواز ہیں حکم
دیا جاوے کہ وہ نقارہ جنگی پر چوب لگائیں سرداران مذکور نے بذریعہ ملازمان نقارہ نوازوں کو حکم
بادشاہ سے آگاہی دی انھوں نے حسب الحکم اپنے بادشاہ کے کوس رزمی پر چوب لگائی صدائے
نقارہ جنگی بلند ہوئی لشکریان عزاق آہن کلاہ آواز نقارۂ رزمی سنکے آگاہ ہوئے کہ ہمارے لشکر
میں طبل جنگی بجایا گیا ہے کل ہنگام سحر ان اہل اسلام سے لڑائی ہوگی میدان جنگ میں تلوار چلے گی کشت و
خون ہوگا پس ہمیں آلات حرب و ضرب کی درستی کرنا چاہیے ادھر تو لشکریان عزاق آہن کلاہ درستی
آلات حرب و ضرب میں مشغول ہوئے ادھر دلسوز کہ واسطے بالا دوی کے آیا تھا صدائے نقارۂ
جنگی سنکے بسرعت تمام سر دربار روبرو سے جہاندار و فرمانروائے لشکر اہل اسلام یعنی عمان شاہ
ذیجاہ کے جاکر حسب دستور بپایہ تخت کو بوسہ دے کر مراسم عبودیت شاہی بجالاکر بصد ادب ثنا و
دعائے بادشاہ موصوف اس طرح زبان پر جاری کرکے خبر نواخت طبل جنگی بیان کرنے لگا کہ نظم

اے خسروی کہ در صف ہیجا ز شوخرد
ہنگامہ پیل جنگی و شیر ژیان نہاد
ازانتقام عدل تو باضعف خویش کبک

در چشم باشہ و دل باز آشیان نہاد
چشم نہنگ صورت قہرت بخواب دید
سر چون عدوست بر سر زانو ازان نہاد

وصلت سر مخالفت دین را بہار داد
زان بادہا کہ در سر گردنکشان نہاد
جاہ تو اسپ بر سر مہر و سپہر تاخت

خود تو داغ بر دل دریا و کان نہاد
طبع جہان اگرچہ پر از شور فتنہ بود
عدل تو بازعادت امن و امان نہاد

جز سرمہ اجل بر چشم گی دہر
در چشم دشمن تو نوک سنان نہاد
تیر تو مصرعے است کہ بیش از زہ کمان

تقدیر بہ مژدۂ ظفر تن در دہان نہاد	تا در قبول عقل نیامد کہ آدمی	دل بر بقاے مملکت جاودان نہاد
جا و بدری کہ نوبت ملک ترا فنا		در وجہ دفع فتنۂ آخر زمان نہاد

اسوقت عزاق آہن کلاہ نے ہمراہی ارکان دولت و اعیان مملکت و جمعیت سپاہ کے آکر داخل
لشکر ہوکر طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اس بداندیش کا یہ ہے کہ کل ہنگام میدان جنگ مین مع تمامی سپاہ
آکر نائرہ آتش فتنہ و جنگ بلند کرے باقی خیریت ہے عمان شاہ نے جانب دلسوز دیکھکر اور تقریر
اس کی بگوش دل سنکے پہلے تو دل مین یہ کہا کہ یہ لڑکا چند روز سے آکر ہمارے لشکر مین داخل ہوا ہے
ہنوز زمانہ زیادہ نہین ہوا ہے مگر کس قدر ہمارا خیرخواہ ہے اور کس درجہ چالاک و ہوشیار خردمند ہے
ابھی سے تو یہ طفل اتنا طرار ہے جوان ہوکر رشک عیاران ہوگا بعدہٗ دلسوز سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ کہدو
نقارہ نوازون سے کہ بعنایت ایزدی اور بامید مدد الٰہی چوب نقارۂ رزمی پر لگائین دلسوز نے فوراً
دربار سے جاکر حکم عمان شاہ کی تعمیل کی نقارہ نوازون سے بعد زبان پر جاری کرنے بسم اللہ الٰہی کے
کے چوب نقارۂ رزمی پر لگانے کو کہا صداے کوس جنگی بلند ہوئی جملہ لشکریان اہل اسلام صداے
نقارۂ جنگی سنکے سمجھ گئے کہ کل وقت سحر عزاق آہن کلاہ مع سپاہ میدان جنگ مین آئے گا
اور اس کے لشکر اردون سے مقابلہ و مجادلہ ہوگا یہ سمجھکر درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوئے
دونون طرف گبر و مسلمان تیاری جنگ و درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف و مشغول ہوئے
جب وہ دن گذر کر شب بھی بسر ہوئی اور وہ وقت آیا کہ شاہ انجم خوف مقابلہ شاہ خاور سے مع سپاہ
کواکب کے پنہان ہوا اور سفیدۂ سحر صادق فلک پر عیان ہوا طیور اپنے آشیانون سے نکل کر اپنی
زبان مین حمد خدا و ذکر الٰہی کرنے لگے اور موذن مسجدون مین اذان دینے لگے لشکریان عزاق آہن کلاہ
گھنٹے اور ناقوس بجانے لگے نسیم سحری چلنے لگی شگفتہ گلشن مین ہر ایک کلی ہونے لگی بلبلین چہچہے کرتی ہوئین
شاخ گل پر نغمہ سرا ہونے لگین بادشاہ ذیشان و عالیجاہ عمان شاہ و فرامرز ثانی و درویش
آفتاب صورت و تمامی اہل لشکر عمان شاہ بیدار ہوکر وضو کرکے فریضہ سحری ادا کرکے آمادہ
تیاری جنگ ہوئے جملہ اہل لشکر مسلح ہوکر آمادۂ جنگ و جدال ہوئے یک بیک عمان شاہ اپنی
بارگاہ سے مثل مہر برآمد ہوا اہل لشکر نے باادب سلام کیا شاہ مذکور نے حسب قاعدہ شاہان سلام
لیکر اشارہ سوئے میدان رزم چلنے کا کیا جملہ سواران سپاہ مرکبون پر سوار ہوئے فرامرز ثانی
پہلوان لاثانی و قمصور صف شکن قزاق بھی مسلح ہوکر گھوڑون پر سوار ہوئے اس اثنا مین
درویش آفتاب صورت بھی اپنی بارگاہ سے برآمد ہوکے اپنی گنبد طلائی و نقرئی مین جس مین
جواہرات و شیشہ آلات اور آئینے حلبی کی آرایش سے ضیا و روشنی عکس آفتاب عالمتاب سے
فزون تر تھی داخل ہوکر بیٹھے فرامرز ثانی و قمصور وغیرہ نے باادب سلام کیا کہارون نے وہ گنبد
طلائی جواہر کار اپنے دوش پر اٹھایا سواری عمان شاہ سوئے جانب جنگگاہ مثل باد بہاری
بڑھی جملہ اعلےٰ و ادنیٰ ہمراہ سواری حسب قاعدہ بصد ادب چلے درویش آفتاب صورت
بھی براے دید جنگ و جدال سوئے میدان رزم و قتال چلے ہنوز عمان شاہ عالیجاہ عرصہ جنگ
مین پہونچا ہی تھا کہ اس جانب سے عزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر غزافیہ بھی تین لاکھ پچاس ہزار
سوارون کی جمعیت سے بصد کر و فر میدان مصاف مین آیا ہنگام تند و تیز جانب لشکر اہل اسلام دیکھکر
دل مین کہنے لگا کہ ان اہل اسلام نے بہت جمعیت بہم پہونچائی ہے تو بھی جوان سب کو قتل نہ کرون

اس طرف بھی عمان شاہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت وغیرہ نے عراق آہن کلاہ
اور اُس کے اہل لشکر پر نظر کی خصوصًا فرامرز ثانی نے عراق آہن کلاہ اور اُس کے سرداران
سپاہ کو دیکھکر اپنے دل میں کہا کہ یہ بادشاہ بھی جری و بہادر معلوم ہوتا ہے اور سرداران لشکر بھی اسکے
شجاع و بہادر و دلاور ثابت ہوتے ہیں کیا خوشی و شادمانی حاصل ہو جو یہ بادشاہ مع اپنی تمامی فوج
و اہل شہر کے مسلمان ہو ہنوز فرامرز ثانی اپنے حریفوں کو دیکھکر تمنا اُن کے مسلمان ہونے کی کر رہا
تھا کہ یکایک دونوں بادشاہوں کے حکم سے جانبین کے لشکروں سے بیلدار اور بیلچہ بردار کھاڑ و سے
اور بیلچے کاندھوں پر رکھے ہوئے نکلے وسط میدان جنگ میں آکر انھوں نے جھاڑی جھنڈی خس و خاشاک
سنگ و کلوخ دور کرکے پست و بلند زمین کو ہموار کیا عرصۂ جنگ کو صورت آئینہ صاف کیا جب اس طرح
میدان رزم صاف اور درست ہو چکا بیلدار و بیلچہ بردار میدان کارزار سے ہٹ گئے سقے مشکین پر آب
دوش پر رکھے ہوئے دونوں طرف سے نکلے انھوں نے پانی چھڑک کر عرصہ کارزار کو سرد کر دیا غبار
دور ہوا گرد بیٹھ گئی ہوا آب پاشی کر کے سقے بھی عرصۂ مصاف سے علحدہ ہوئے دونوں طرف
صفیں آراستہ ہوئے یعنی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ
ہوا قلب ہر لشکر میں بادشاہان لشکر قرار گزین ہوئے گرد اُن کے امرا و وزرا پہلوانان قوی بازو و
جوانان جنگجو مقرر و معین کیے گئے تھے غرض دونوں لشکروں سے نقیب خوش آواز اور کرکیت نکلکر
وسط میدان کارزار میں آئے انھوں نے جوانان لشکر کو اس طرح آمادہ جنگ کیا کہ اُن سے مخاطب
ہو کر با واز بلند کہا کہ اے جوانان رشک رستم پیلتن و اے دلیران صف شکن آگاہ ہو کہ فی الحال رستم
و اسفندیار رویین تن و گیو و بیژن و سام و زال و سہراب و شغاد و گستہم و برزو قوی بازو
و ہوشنگ و دارا و اسپ بہمن و سکندر و دارا و کیقباد و کیکاؤس و سکندر و فریدون و نوشیروان
عادل و کسری و جمشید و ضحاک ماران شاہان جہان و پہلوانان دوران کہاں ہیں ان میں سے
کسی کا بھی کچھ نشان ہے قبریں بھی اُن سب کی ظاہر نہوں گی اس دنیاے فانی سے ناموران نامبردگان
چلے گئے خاک میں مل گئے ہزاروں من مٹی تلے دب گئے زمین کے کیڑوں نے اُن کا گوشت پوست
کھا لیا ہڈیاں بھی اُن کی باقی نہیں مگر دنیا میں انھوں نے جو کارہاے نمایاں کیے اور جو نیکیاں کی ہیں
اُن کے افعال نیک و بد کے سبب سے اب تک اہل دنیا اُن کو یاد کرتے ہیں ذکر اُن کا زبان پر لاتے ہیں
ہرچند اُن کو دنیا سے گئے ہوئے صدہا برس ہوئے ہیں لیکن افعال نیک کرنے سے گویا وہ ابتک
زندہ ہیں اہل جہان ذکر اُن کی شجاعت و بہادری و دلاوری و دلیری و جرأت کا اکثر باہم بیٹھکر
کرتے ہیں تعریف و ثنا و صفت اُن کی زبان پر لاتے ہیں وہ تو دنیا میں نرہے لیکن نام اُن کا رہ گیا
بقول شخصے کہ شعر - رستم رہا زمیں پہ نہ سام رہ گیا ، مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ، اسی طرح
شاہان مسند رتبہ بالا دنیا میں نرہے لیکن اُن کا عدل و انصاف ایسا تھا کہ اب تک مردمان دہر اُن کی
تعریف کرتے ہیں اور جو کہ شاہان سے بد افعال ہیں اُن کے بھی بدی افعال کو لوگ یاد کرکے تواریخ
و اخبار میں اُن کی برائیاں لکھی ہوئی دیکھکر انھیں برا کہتے ہیں ہر بدی اُن کو یاد کرتے ہیں پس لازم
ہے کہ حیات چند روزہ میں انسان دنیا میں ایسے افعال نیک کرے کہ بعد اُس کے اہل دنیا اُس کو
بہ نیکنامی یاد کریں اور ایسے امور بد اس سراے فانی میں نکرے کہ بعد اُس کے مرنے کے لوگ اُس کو
بہ بدی یاد کریں یہ تقریر ہمارے سنانے سے واسطے اس کی ہے کہ آج سامنا اور لڑنا حریفوں سے ہے

دکھو دلیرانہ اپنے دشمنوں سے بڑھ بڑھکر اپنا شجاعت و بہادری اپنی دکھانا اپنے آبا و اجداد کا نام
سر میدان روشن کرنا تیغ و خنجر و شمشیر و تبر و گرز برچھ بڑھکر اپنے اعدا پر لگانا ثابت قدمی اس میدان
رزم میں اختیار کرنا یہ خیال رہے کہ اگر سر بھی کٹ جاوے مگر قدم قتلگاہ سے نہ ہٹے اگر ایسی بہادری
کروگے تو مانند پہلوانان گذشتگان کے تم بھی دنیا میں مشہور ہوگے اہل دنیا تمکو بہ نیکنامی یاد کرینگے
تواریخ و اخبار میں تمہاری شجاعت مورخ و اخبار نویس تحریر کرینگے شہرہ شجاعت تمہارا دور دور
ہوگا حاکم و آقا و بادشاہ بھی تمہارا اس سے خوش ہوگا نمک حلال و خیر خواہ و جان نثار کہلاؤگے اور
اگر میدان جنگ سے ہنگام رزم قدم ہٹاؤگے خوف جان سے بھاگوگے تو اہل جہان تمکو نامرد و بزدل
کہینگے نمک حرام مشہور ہوگے اپنے بادشاہ کو ایسے وقت میں رنجیدہ کروگے اسکی حمایت و مدد
رفاقت سے ہاتھ اٹھاؤگے تو اس فعل بد کا پھل تمہیں یہ ملیگا کہ تمکو بھی اہل دنیا اچھا نہ کہینگے
خواہ زندہ رہوگے یا مرجاؤگے پھر بادشاہ کی ملامت ایسی صورت میں ضرور ہوگی دیکھو اسوقت مقابلہ
اہل اسلام و لامت پر ہمکو ان کا ہر عداوت ذرہ بھی کمی نہ ہوا ابھی سے اپنے اپنے جوہر دکھاؤ تاکہ لوگ آگاہ ہو وارد
اور خود قتل ہو جانے پر راضی ہو جاؤ مگر دلیرانہ بہادروں کی طرح منہ نہ پھیرنا دشمنوں سے ایسا نہو نامرد
میدان نبرد ہوکے نامرد و بزدل مشہور دنیا ہو نا آبرو سے ہاتھ دھو بیٹھنا یہ تمہارے لیے ننگ کی بات ہے عزت و قدر جاتی رہیگی
اگر ثابت قدمی اختیار کروگے دلیرانہ لڑوگے اور تمہاری عمر باقی ہے تو یاد رکھو کہ ہرگز کسی طرح نہ مروگے
ایک دم سے قتل نہوگے اور اگر اجل تمہاری آئی ہے تو بھاگنے سے ہرگز ہرگز بچا نہ ہوگے ضرور کسی طرح اپنا
کسی کے ہاتھ سے قتل ہو جاؤگے تم کو بطور نصیحت کے سمجھا دیا ہے آگے تمکو اختیار ہے ہمارا
کام یہی تھا کہ تمکو سمجھا دیا برے امور سے آگاہ کردیں بقول شخصے کہ شعر ۔ بر رسولان بلاغ باشد و بس
تھا اور کیت نے جو بہادران میدان جنگ کے روبرو اس طرح تقریر کی ہر ایک نے بگوش ہوش
سنا اگرچہ لاکھوں جوانوں کا مجمع تھا مگر سب خاموش تھے جیسا نقشہ تھا اور کیت چپ ہوئے دیکھنے والوں
نے دیکھا کہ ہر ایک نشہ بادہ شجاعت سے مست ہو کر مونچھوں پر تاؤ دیتا قبضہ شمشیر کو مضبوط پکڑ کر اترانے لگا
کہ سبھوں سے پہلے یہاں صف لشکر سے نکل لشکر دشمن پر حملہ آور ہوں اس طرح دلیرانہ لڑیں کہ سب کو
حیرت ہو جائے اور وہ کارہائے نمایاں کریں کہ اہل دنیا کارزار رستم و سہراب و اسفندیار وغیرہ
پہلوانوں کا بھول جائیں با وجود عزم مصمم مذکور کے ہنوز کوئی جوان صف لشکر سے نکلا نہ تھا کہ
اسفندیار بچگلا دیو نے اجازت جنگ اپنے بادشاہ سے حاصل کرکے مرکب دوڑا کر اپنا صف لشکر
سے نکلا اسوقت لشکر عراق آہن کلاہ میں خوشی کی باجے بجے علمداروں نے علموں کو جنبش دیا
عراق آہن کلاہ کے نزدیک جو ارکان دولت کھڑے تھے ان سے شاہ مذکور نے کہا کہ دیکھو
سردار نامور ہمارے لشکر کا صف لشکر سے نکل کر برائے مقابلہ مسلمانان کے گیا ہے گویا ملک الموت
واسطے قبض روح اہل اسلام کے گیا ہے جو کوئی اسکے سامنے آئیگا یہ اسکو ایک ہی ضرب میں
دو کرے گا یہی ایک سردار نامور شعار ہمارا سرکشان اہل اسلام کو کافی ہے چن چن کر دلیران اہل اسلام
کو تہ تیغ کرے گا اعیان دولت نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہیں واقعی اسفندیار بچگلا اپنے
وقت کا اسفندیار روئین تن ہے صرف فرق یہ ہے کہ یہ روئین تن نہیں ہے بادشاہ مذکور بھی اہل دربار
کی گفتگو سنکے خوش ہوا سردار مذکور نے وسط میدان جنگ میں جاکر مرکب کو روک کر جانب لشکر
اہل اسلام بنظر قہر و غضب دیکھکر دل میں خیال کیا کہ پہلے ان اہل اسلام پر فنون سپہگری ظاہر کرنا

چاہیے اپنی قوت و کمال سے ماہر کرنا چاہیے بعدہٗ اپنا نام اور اپنی شجاعت زبان سے ظاہر کرکے مبارز طلب
کرنا چاہیے تاکہ اہل اسلام پر تیرا رعب غالب ہو یہ خیال کرکے نیزہ اٹھا کر مرکب کو کاوے پر ڈال کر نیزہ
ہلانے لگا کمالات نیزہ بازی دکھانے لگا اہل اسلام بنظر غور اس کی طرف دیکھنے لگے خصوصاً قرامز ثانی
اس کی جانب متوجہ ہوا بجاے خود اس کی صورت و قوت و نیزہ بازی کی ثنا کرنے لگا جب اسفندیار
کجکلاہ ہنر نیزہ بازی دکھا چکا سراپا عرق میں تر ہو چکا نیزہ زمین پر گاڑ کر مرکب کو روکا اور اس طرح اپنی
مدح و ثنا کرنے لگا کہ نظم مولف

میں ہوں وہ بہادر میان جہان
کہ کرتا ہوں شیر ژیان کا شکار
اگر مجھسے لشکر ہو گرم ستیز
کروں اس کو چورنگ اک آن میں
دکھانا جو قوت کا منظور ہو
شکستہ کروں اس کا ہر استخوان
دلیرانہ روشن کیا نام کو
جیسے زندگی اپنی دشوار ہو

مشہور ہیں میرے مانند کوئی جوان
لرزجاے میدان جو ہوں نعرہ زن
کروں اس کو دم میں تہ تیغ تیز
اٹھاؤں جو میدان میں گرز گران
اٹھاؤں میں اک ہاتھ سے فیل کو
وہی ہوں میں سردار جنگی سپاہ
کیا میں نے مجروح صمصام کو

شجاعت ہے سینہ پر مری آشکار
میں ہوں غیرت رستم پیلتن
مقابل ہو کر دیو میدان میں
کہے کو وہ بھی الاماں الاماں
لڑے مجھسے کشتی جو کوئی جوان
کہ جو سے کہا جیسے رن کر بارگاہ
وہی مجھسے سرگرم پیکار ہو

اسے اہل اسلام آگاہ ہو کہ میرا ہی نام اسفندیار کجکلاہ ہی تابع حکم
میرے جنگی سپاہ ہی تم سب اپنی جان کو سونپے عدم جانا منظور ہو وہ مجھسے آکر مقابلہ و مجادلہ کرے یا
مثل صمصام تیغ زن میری شمشیر آبدار سے مجروح ہو اور اگر تم میں سے کوئی جوان بوجہ خوف جان
کے زور میرے آکر مقابلہ و مجادلہ نکرے تو میں ہی یکہ و تنہا تمہارے لشکر پر حملہ آور ہوں تم سب کو
تہ تیغ کروں یہ کہکر خاموش ہوکر انتظار اپنے حریف کے آنے کا کرنے لگا لشکر اہل اسلام سے اول
تہمور صف شکن قزاق نے اپنا مرکب نکال کے قرامز ثانی سے اجازت جنگ چاہی قرامز ثانی
نے اس کو اذن جنگ نہ دے کر کہا کہ اے بہادر یہ سردار لشکر نہایت زبردست ہو اس نے صمصام
تیغ زن کو زخمی کیا ہی تم اس بے دین سے لڑنے نجاؤ ہم اس سے جنگ آزما ہوں گے سنانہیں کہ
اس کے اشعار کس درجہ مبالغہ آمیز ہیں تہمور صف شکن قرامز ثانی کے روکنے سے مجبور ہوکر
داخل صف لشکر ہوا قرامز ثانی دلیرانہ صف لشکر سے نکلا عمان شاہ سے کہ اس کو بضرورت
بادشاہ اپنے لشکر کا کیا ہی اجازت لے کر پاس نور و یثربی آفتاب صورت کے جاکر طالب اذن
مصاف ہوا نور ویثربی موصوف نے بسرگوشی کہا کہ اے قرامز ثانی یہ سردار مسمی اسفندیار کجکلاہ
نہایت زبردست و بہادر و شجاع ہی مبادا تم کو کچھ اس بے دین سے ضرر پہونچے لہذا وہ انگشتری نیک
مرجان سرخ موسے میں دستیاب ہوا ہی اور اس کی خاصیت یہ ہی کہ جس کے بازو پر باندھ دیا جاے
وہ کسی سے زیر و مغلوب نہیں ہوتا ہی اور بہ برکت اسماے الٰہی و نقوش کہ مذکور غالباً غالب ہی ہوتا ہی
اسوقت وہی انگشتری جیب جامہ ورویش مرجان سرخ موسے نکال کر تمہارے بازو پر باندھے دیتا
ہوں یہ کہکر جیب جامہ مذکور میں ہاتھ ڈالا قرامز ثانی نے عرض کیا کہ آپ نے مجکو فنون سپہ گری
سکھانے میں تربیت و تعلیم کی ہی ذرا اسوقت میرے قوت بازو اور جنگ میری ملاحظہ فرمائیے کہ
مذکور میرے بازو پر نہ باندھیے انشاء اللہ تعالیٰ بغیر اس انگشتری کے میں اس سردار سپاہ سے مقابلہ
کروں گا اور بمدد الٰہی و نیز برکت دعاے جناب مستطاب سے میں مغلوب نہوں گا بلکہ اس پر غالب ہونگا

ارادہ ہے کہ ہنگام جنگ اس مرد نامور شہسوار کو بشرط قبول دین اسلام قتل نہ کروں گا درویش
آفتاب صورت نے تقریر فرامرز ثانی سے مجبور ہو کر بغیر اکراہ بادشاہ کے اجازت جنگ وحرب دی
فرامرز ثانی لیے سر گرم جنگ … سب باتیں کرکے کسی کو اپنی تقریر نہ سنا کے اجازت جنگ لے کر مرکب کو
سوئے حریف جولان کیا وہ دلیر بھی نہایت دلیرانہ اس کے واسطے جا کر مرکب کو روک کر کہا کہ اے جوان مغرور
ومتکبر اب کیا انتظار ہے کوئی حربہ جنگ اٹھا وار کر بہت تو نے اپنی شجاعت اپنی ہی زبان سے ظاہر کی ہے
ہم بھی تو دیکھیں کہ تجھ میں قوت وشجاعت کس قدر ہے اسفندیار نے سراپائے فرامرز ثانی پر نظر
کرکے جوان قوی بازو وخوش رو دیکھ کر پوچھا کہ اے جوان کیستی وچہ نام داری تیری جوانی پر مجھے
رحم آتا ہے کہ تجھ ایسا جوان قوی بے دریافت نام نشان میرے ہاتھ سے قتل ہو جائے اس بہادر
نے جواب دیا کہ آگاہ ہو کہ نام میرا فرامرز ثانی ہے نسل رستم پہلتن سے ہوں اور سپہ سالار لشکر عمان
شاہ کا ہوں اکثر شجاعان جہان وپہلوانان دوران کو میں نے زور بازو سے سخت زیر کیا ہے اور بہت سے
سرکشوں کو تہ تیغ کیا ہے تو بھی ایسے حال پر غیبت سے کہتا ہے وار کر جو حوصلہ اپنے دل کا نکال اس نے جواب دیا
کہ میری ضرب سے کوئی حریف میرا سالم نہیں رہتا اور جانبر نہیں ہوتا ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ تو ہی پہلے مجھ پر
وار کر فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ ہے کہ پہلے اپنے دشمن پر ضرب نہیں لگاتے ہیں
پہلے وار اس کا روک لیتے ہیں بعد اس کے ضرب نیزہ یا ضرب شمشیر لگاتے ہیں اسفندیار کج کلاہ نے کہا
خیر اگر تیرا یہی دستور ہے تو ثابت ہوا کہ اجل تیری آگئی ہے ہوشیار وخبردار ہو جا یہ کہہ کر نیزہ زمین سے
اکھاڑ کر مرکب کو کاوے پر ڈال کر نیزہ گردش دے کر سینہ بے کینہ فرامرز ثانی کو تاک کر حریف کو نیزے
کی زد پر پا کر وار کیا ادھر فرامرز ثانی نے اس کی سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر اس حسن وخوبی سے
روکا کہ جملہ اہل اسلام خوش ہوگئے بلکہ جملہ اہل لشکر عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ بھی بجائے خود
شکر کرنے لگے عراق شاہ بھی اپنے دل میں تعریف کرنے لگا درویش آفتاب صورت چونکہ بغور
دیکھ رہے تھے ضرب نیزہ روکنے سے اپنے گنبد طلائی مذکور میں بے اختیار خوش ہو کر اچھل پڑے اور
بے اختیار پکار اٹھے کہ اے فرامرز ثانی کیا عنوان شایستہ سے ضرب نیزہ حریف روکی ہے
ماشاء اللہ خدا تجھ کو نظر بد سے بچائے اس وقت دیکھنے والوں نے دیکھا کہ بوقت روکنے ضرب نیزہ مذکور کے
دو سنانوں کے باہم ملنے اور رگڑنے سے چنگاریاں پیدا ہوئیں گویا دو اژدروں کے دہن سے شعلہا
خفیف ظاہر ہوئے اسفندیار کج کلاہ بھی فرامرز کے وار روکنے سے حیران ہوا دل میں کہنے لگا کہ یہ
جوان فن نیزہ بازی میں شاید کامل ہے ورنہ میری ضرب نیزہ اس عنوان سے نہ روک سکتا ابھی حریف
بیدین مذکور الصدر اپنے دل میں احتمال کمال اپنے حریف کا خیال کر رہا تھا کہ فرامرز ثانی نے بھی اپنے
نیزے کو گردش دے کر اس کے پہلو پر نیزہ لگایا اس نے بھی دلیرانہ نیزے پر نیزہ روکا اسی طرح چند طعنہا
نیزہ کی باہم ردوبدل ہوئی آخرکار ایک پینترا دربادھ کر فرامرز ثانی نے سنان نیزہ اس کے ہاتھ سے
نکال دیا لشکر اہل اسلام میں شور تحسین وآفرین ہوا درویش آفتاب صورت کو بدرجہ کمال خوشی
ہوئی نہایت تعریف فرامرز ثانی کی کی عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ کو از حد حیرت ہو کر صدمہ
دلی انتہا ہوا اور اس کے تمامی مردان سپاہ کو ایسا تعجب ہوا کہ سب کو حیرت سے سکتہ سا ہو گیا اسفندیار
کج کلاہ سنان نیزے کی نکلنے سے سخت نادم وخجل ہو کر تھوڑی دیر سر جھکائے رہا بعدہ از حد برہم ہو کر
مرکب کو آگے بڑھا کر نہایت سرعت وچالاکی سے گھوڑے کو اپنے مرکب حریف سے ملا کر زنجیر کمر

فرامرز ثانی مین ہاتھ ڈال کر زور کیا کہ چاہتا تھا کہ حریف کو پشت فرس سے اُٹھا کر سر سے بلند کرکے
اس طرح بالا سے خاک پر پٹکے کہ پیوند خاک ہو جائے استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائین فرامرز ثانی نے
ایسی حالت مین مسکرا کر اُس سے کہا کہ اے اسفندیار کجکلاہ اسوقت میرے ہاتھ مین نیزہ سر تیز ہی اگر
چاہون تو برچھا نیزہ کے سینہ مین ہلاک کر سکتا ہون اسوقت تیرا مار ڈالنا بہت ہی سہل ہی مگر مار ڈالنا تیرا اس طرح
منظور نہین ہی اگر تو آمادہ زور آوری و کشتی ہی تو پھر ہم بھی تجھسے بیدل نہین ہین دیکھ نیزے کو لے ہاتھ
سے رکھے دیتا ہون تجھے ہلاک نہین کرتے ہین تیرے بازو مین جس قدر قوت و زور ہو اُس قدر دکھا اپنی
دانست مین کمی نکر مجھکو پشت فرس سے اُٹھا لے یہ کہکر نیزہ زمین پر گاڑ کر اپنا ہاتھ بھی اُس کی زنجیر کمر مین ڈال دیا
دونون بہادر چالاکی سے خوب زور کرنے لگے یہانتک کہ گھوڑے اُن کے زور آوری سے متحمل نہو کر زبانین
دہن سے نکال کر زمین پر بیٹھنے لگے ایسی حالت مین دستور و دیگر لات پرستون نے قریب اُن کے جا کر کہا
کہ اے جوانان بے نظیر و اے پہلوانان کشتی گیر اگر ارادہ تمہارا کشتی لڑنے کا ہی تو فرس سے اُتر کر بالا سے زمین
کشتی لڑو باہم زور آزما ہو دیکھو یہ گھوڑے بے چارے بے زبان تمہاری زور آوری سے ہلاک ہوئے جاتے ہین
کیون ان بیچارون کا خون ناحق لیتے ہو [illegible] یہ سنکے دونون بہادر فرسون سے اُتر کر دامن عبا و قبا کو گریبان کر
[illegible] بدل کر کشتی [illegible] درستی [illegible] لگے اسوقت عمان شاہ و درویش آفتاب صورت و عراق
آہن کلاہ بادشاہ شہر عراق نے خیال کیا کہ یہ کشتی پہر دو پہر مین ہونی محال ہی دو تین روز مین ان دونون
مین سے کوئی مغلوب ہوگا لہذا اسی طرح [illegible] کھڑا رہنا خوب نہین ہی یہ خیال کرکے دونون بادشاہون نے
حکم دیا کہ اس میدان رزم مین فرش و دنگل و کرسیان وغیرہ جلد تر بچھائی جائین اور خیام و بارگاہین بھی
ایستادہ کی جائین حسب الحکم دونون بادشاہون کے ملازمون نے جلد تر اپنے اپنے بادشاہ کے حکم کی تعمیل
کی اُسوقت دونون بادشاہ اور درویش آفتاب صورت و تمامی اہل اسلام و کفار جملہ سوار اپنے اپنے
مرکب سے اُتر اُتر کر گھوڑون کو سائیسون کے حوالے کرکے مسلح [illegible] فرش پر جا بیٹھے بادشاہان مذکور بارگاہون
بالا سے تخت زرین پر جا بیٹھے پردے بارگاہون کے اُٹھوا دیے درویش آفتاب صورت بھی ایک
کرسی زرین پر قریب تخت عمان شاہ بیٹھے دستور [illegible] پشت کشور [illegible] بھی موافق
اپنے مرتبہ کے ایک کرسی پر [illegible] صمصام [illegible] اگرچہ زخمی تھا مگر وہ بھی اشتیاق دید کشتی مین
ایک کرسی پر [illegible] بیٹھا [illegible] سوا ان [illegible] الغرض بالا سے فرش اکثر
زمین پوشون پر بیٹھے غرضکہ جملہ اہل اسلام و کفار بطریق مذکور بیٹھکر بغور کشتی دیکھنے لگے اسفندیار کجکلاہ
زبردستی کرنا چاہتا تھا فرامرز ثانی [illegible] اُس کو [illegible] باز رکھتا تھا اور جب کوئی داون فرامرز
ثانی کرتا تھا تو اسفندیار کجکلاہ اُس کا توڑ کرتا تھا غرضکہ دونون پہلوان قوی و توانا تھے اور نہایت
ہوشیار و دانا تھے کوئی کسی کے داون پر نہ چڑھتا تھا ہر ایک داون سے بچا جاتا تھا [illegible] مزاج ناظرین کشتی
مین دونون بہادرون کی [illegible] جب وہ روز گذر کر زمانہ غروب آفتاب کا آیا تاریکی
آنا فانا زیادہ ہونے لگی اسفندیار کجکلاہ نے بازو فرامرز ثانی پر ہاتھ مار کر کشتی لڑنے سے اُسے روک
کہا کہ اے بہادر روز [illegible] واسطے [illegible] واسطے راحت و آرام کے ہی لہذا ہم تم کل صبح
پھر زور آزما ہونگے فرامرز ثانی نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے دلاور حالانکہ اب آفتاب پنہان ہو گیا ہی
زمانہ شب آگیا ہی مگر بادشاہون کے نزدیک [illegible] روشنی [illegible] شب کو دن کی مثل کر دینا کچھ دشوار نہین
ہی یہ تاریکی دفع ہوجاتی ہی اور جو بہادر ہوتے ہین وہ بغیر [illegible] نہین ہٹتے ہین یا خود زیر ہوجا

ہیں بغیر معاملہ یکسو ہوئے جنگاہ سے قدم نہیں ہٹاتے ہیں ہان اگر تمھارے اعضا میں درد پیدا ہو گیا ہو
اور کشتی سے باز رہنے کو دل چاہتا ہو تو وہ بات دوسری ہے اسفندیار کج کلاہ نے جواب دیا کہ میری
قوت میں ابھی مطلق فرق نہیں آیا ہے نہ اعضا میرے دردمند ہیں اگر تم بغیر معاملہ یکسو کیے یہاں سے نہ
جاؤگے تو میں بھی اب نہ جاؤں گا ورنہ نزدیک تمھارے اور بقول تمھارے زمرۂ بہادران سے شمار
نہ کیا جاؤں گا یہ کہکر اپنے بادشاہ کی جانب دیکھا وہ سمجھ گیا فوراً اُس نے حکم دیا کہ جھاڑ بیٹھکے اور
کنول اور فانوس اور پنجشاخے اسقدر روشن کیے جائیں کہ یہ شب گویا روز روشن ہو جائے حسب الحکم
ملازموں نے جلد حکم شاہ کی تعمیل کی اس طرف عمان شاہ نے بھی اپنے ملازموں کو حکم روشنی کرنے کا
دیا انھوں نے بھی سامان روشنی کرنے کا فی الفور کیا غرضکہ دونوں شاہوں کے حکم سے دونوں جانب
اسقدر روشنی کی گئی کہ وہ شب تاریک گویا مبدل بہ روز روشن ہو گئی پھر کٹورے شیر خالص کے
اور کاسے دونوں طرف سے آگئے دونوں بہادروں نے بعوض غذا کے نان و گوشت و برنج وغیرہ
وہ شیر کاسوں میں بھر بھر کر نوش کیا جب دونوں دلاور سیر و سیراب خوب ہو چکے کٹورے اور کاسے
دور کر کے پھر بدستور روز گذشتہ باہم لپٹ کر کشتی لڑنے لگے اس روشنی میں جملہ ناظرین اہل اسلام اور
کفار کشتی دیکھنے لگے جب وہ شب بھی بسر ہوئی صبح کو بعد ادائے نماز اور بدستور مرقوم سیر و سیراب
ہونے کے پھر کشتی ہونے لگی داؤں پیچ دونوں طرف سے درپے ہونے لگے ماہران فن کشتی نے
غور سے جو دیکھا تو دونوں بہادروں میں سے کسی میں کمی قوت میں نہ پائی کہاں تک مفصل حال اس
کشتی کا تحریر کیا جائے خلاصہ یہ کہ برابر تین روز اور تین شب کشتی ہوئی دونوں میں کوئی غالب و مغلوب
نہوا بعدہ اسفندیار کج کلاہ نے فرامرز ثانی سے کہا کہ اے بہادر تین روز اور تین شبانہ میں نے کشتی
لڑا اور کوئی نتیجہ حاصل نہوا اب میں زور آخری کرتا ہوں ہوشیار ہو جاؤ فرامرز ثانی نے بشیرین زبانی
کہا کہ اے دلاور ہم خبردار ہیں تم زور کرو اُس نے دونوں ہاتھ اپنے دونوں شانوں پر فرامرز ثانی
کے رکھکر سر اپنا سینہ فرامرز سے ملاکر بقوت تمام زور کرکے ریلنا شروع کیا فرامرز ثانی بیس قدم تک
پسپا ہوا پھر اسفندیار کج کلاہ نے جھٹکا اس طور سے دیا کہ ایک گھٹنا فرامرز ثانی کا زمین سے آشنا ہوا
غرضیکہ زور آخری سے بھی اسفندیار غالب نہوا تھک کر کہنے لگا کہ اے بہادر میں تمام قوت اپنی صرف
کر چکا دم میرا آگیا اب تمکو اختیار ہے فرامرز ثانی نے کہا کہ اب ہم بھی زور کرتے ہیں تم بھی خبردار ہو جاؤ
اُس نے کہا کہ میں ہوشیار ہوں فرامرز ثانی نے مانند اسفندیار کج کلاہ کے جو زور کیا تو سات قدم
تک حریف کو پسپا کرکے زور سے جو جھٹکا دیا تو دونوں پاؤں اُس کے زمین سے آشنا ہوئے اسی
حالت میں اُس کی زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالکر زور کرکے زمین سے گھٹنوں تک اُسے اُٹھایا بعدہ زور دوم
میں سینے تک اور سوم میں سر سے بلند کرکے چرخ دے کر پوچھا کہ حالا در شناختن خالق کون و مکان ہیچ گونہ
اُس نے طالب امان ہو کر کہا مجکو یقین کامل ہو گیا کہ دین اسلام دین حق ہے مجھے مسلمان کرو میں نے ابھی
تین روز و شب میں لات و منات سے بدل اعانت چاہی مگر کسی نے میری مدد نکی یہاں تک کہ تم نے
مجھے اس طور سے زیر کیا معلوم ہو گیا کہ تمھارا دین برحق ہے اور تمھارا خدا حق ہے کہ اُس نے تمکو مجھ ایسے
پہلوان زبردست پر غالب کیا لات و منات کچھ بھی نہیں فقط پتھر کی مورتیں ہیں فرامرز ثانی نے
از حد خوش ہو کر اُسکو کلمہ تعلیم کیا وہ صدق دل سے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا فرامرز ثانی نے آہستہ
آہستہ زمین پر رکھدیا وہ اس طور سے زیر ہو کر قدم فرامرز کی طرف بڑھا فرامرز نے سر اُس کا اپنے سینے سے

لگا یا اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین بلند کیا درویش آفتاب صورت نے کثرت خوشی سے اٹھکر
فرامرز ثانی کو مانند فرزند اپنے کے پیار کیا زر و جواہر اُس کے سر پر سے نثار کیا اور بہت تعریف اُس کی
قوت و شجاعت کی کی عمان شاہ و تہور صف شکن و صمصام شیر افگن وجملہ اہل اسلام از حد شادمان
ہوکے بار بار شور تحسین و آفرین کا بلند کیا عزاق آہن کلاہ بادشاہ شہر عزاقیہ اپنے سردار سپاہ کے زیر
ہونے سے اور مسلمان ہو جانے سے بہت محزون و رنجیدہ ہوا اور تمامی اُس کے ملازم اعلیٰ ادنیٰ بھی غمگین
ہوئے ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ کو یہ حیرت ہوئی کہ اسفندیار کجکلاہ ایسے پہلوان زبردست کو فرامرز ثانی نے
زیر کر کے مسلمان کر لیا ہے دیکھیے آئندہ کیا ہوتا ہے فرامرز ثانی نہایت قوی بازو ہے کفار کو تو صدمہ بیجا ہوا
لیکن جو اسفندیار کجکلاہ نے زیر ہو کر کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کر کے اپنے ماتحت سواران سپاہ
سے مخاطب ہو کر و نیز شاہ عزاقیہ سے بھی متوجہ ہو کر کہا کہ اے بادشاہ دیکھا و شہر عزاقیہ میں نے تو فرامرز
ثانی سے زیر ہو کر دین اسلام اختیار کیا ہے آپ کو بھی لازم ہے کہ اس ہیاو سے ارادہ جنگ نہ کیجیے دین
اسلام کہ دین حق ہے اختیار کیجیے آپ کے حق میں بہتر ہوگا پھر اپنے سواران سپاہ سے مخاطب ہو کر اسی طور
سے کہا کسی نے کچھ جواب نہ دیا عمان شاہ بفتح و فیروزی جنگاہ سے سر فرامرز ثانی پر زر و جواہر نثار کرتا ہوا
بصد خوشی و خرمی جانب فرودگاہ سپاہ روانہ ہوا بعد قطع راہ فرودگاہ لشکر پر پہونچکر ہر ایک مرکب سواری
سے اتر کر سلاح جنگ تن سے دور کر کے داخل بارگاہ و خیمہ و خرگاہ ہوا اس طرف عزاق آہن کلاہ
بھی نہایت رنجیدہ غمگین مع تمامی اپنی سپاہ کے جنگاہ سے جانب لشکرگاہ روانہ ہوا جب فرودگاہ سپاہ میں
پہونچا تخت سے اتر کر بارگاہ میں داخل ہو کر جملہ اہل دربار و سرداران سپاہ کو طلب کیا جب سب حاضر ہو کر
حلے قدر مراتب بیٹھے بادشاہ مذکور نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ آج بادولت کو اسفندیار کے زیر ہو کر مسلمان ہونے کا
نہایت سخت صدمہ ہوا ہے ہنوز ارکان دولت سے کوئی کچھ عرض کرنے نہ پایا تھا کہ بہران پیر سوار نے
اپنے ولنگل سے اٹھکر با دب تمام عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک بارگاہ اگر اسفندیار کجکلاہ فرامرز ثانی سے
کشتی میں زیر ہو گیا تو حضور کچھ رنج نہ کریں بنام اس نمکخوار کے طبل جنگ بجوائیں میں ہنگام مقابلہ فرامرز ثانی
کو اپنے شمشیر آبدار دو نیم کروں گا حضور کے اس رنج کو مبدل بہ سرور و خوشی کروں گا اسفندیار کجکلاہ
میں زور و شدت کشتی لڑکر زور آخری کر کے ایسا ہمت ہار گیا تھا کہ اُس نے فرامرز کی زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالکر
زور کر کے لنگر بھی اُس کا نہ اٹھایا یہ نمکخوار قدیم مانند اُس کے کم ہمت نہیں ہے حضور ملاحظہ کریں گے کہ ہنگام
مقابلہ و جدال فرامرز ثانی کو کس طرح تیغ یا زیر کر کے ہلاک کرتا ہوں کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا کو اُسکے
ہلاک ہونے کا صدمہ ہوا اور مجکو افسوس ذرا بھی نہ ہوگا بلکہ خوشی بے حد ہوگی اُس کو ہلاک کر کے اُس کے
لشکر کو قتل و تباہ کر کے تمام مال و اسباب لوٹ کر حضور کو خوشنود کروں گا عوض زیر کرنے اسفندیار کجکلاہ
کا اس طور سے لوں گا کسی کو ان اہل اسلام سے زندہ نہ چھوڑوں گا مگر اسفندیار کجکلاہ کو قتل نہ کروں گا بلکہ فہمائش
دین آبائی اختیار کرنے کی کروں گا اگر اُس نے میرے کہنے پر عمل کیا تو اُس کو حضور کی خدمت میں لے آؤں گا
ورنہ اُس کو بھی تہ تیغ کروں گا حضور میری شجاعت سے خوب آگاہ ہیں کیا کیا میں نے کارہائے نمایاں کیے
ہیں فرامرز ثانی اور سرداران سپاہ عمان شاہ میرے آگے کیا چیز ہیں ان کا قتل کرنا کچھ دشوار نہیں ہے بعد
قتل کرنے فرامرز کے شمشیر خون آشام علم کر کے جب اہل اسلام پر حملہ کروں گا تو سب مانند گوسفندان
جنگل وحشت زدہ ہو جائیں گے اُسوقت تمامی اہل اسلام کے ان کو ذبح کروں گا زمین پر خون ان کا بہاؤں گا
عزاق آہن کلاہ اُس گفتگو سے بہران پیر سوار سردار سپاہ جرار کے عین صدمہ و ملال میں خوش ہوا

آثار خوشی اُس کے چہرے سے عیاں ہوئے اسی صورت سے ارکان دولت و اعیان مملکت نے بھی عرض کیا
کہ اے بادشاہ ذیجاہ بہران پیرسوار واقعی مرد میدان کارزار ہی ثابت ہوا جو کچھ اس نے عرض کیا ہے بہادر
ایسا ہی کرے گا آج اہل اسلام کو خوشی حاصل ہوئی ہی کل حضور کو مسرت بیحد حاصل ہوگی سر قرامرز تاقی
طشت میں روبروے حضور رکھا ہوگا بلکہ سربائے عمان شاہ و شہور صف شکن و درویش آفتاب
صورت وغیرہ سامنے حضور کے نیزون پر علم ہون گے اسفندیار کجکلاہ سردار سپاہ حضور اسوقت
اہل اسلام میں ہی کل بعد قتل قرامرز تاقی و عمان شاہ وغیرہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوگا مجھے
یقین ہی کہ اسفندیار کجکلاہ نے بصدق دل دین اسلام اختیار نہیں کیا ہی وہ ایک مرد جہاندیدہ کار آزمودہ ہی
بخوف جان اُس نے طوطے کی طرح واسطے اپنی جان بچانے کے زیر ہو کر کلمہ پڑھ لیا ہی دل سے وہ لات و منات
کا اعتقاد رکھتا ہوگا عجب نہیں کہ وہ قابو پاکر آج کی شب سر قرامرز تاقی شمشیر آبدار سے قلم کرکے براے نذر
حضور لائے کیونکہ وہ ہم سردار و ہم عیار رہ چکا ہی ہم نے کئی بار اُس کا امتحان کیا ہی اُس کا فعل خالی
مکاری و عیاری و کذب سے نہیں پایا ہی پس حضور فیض گنجور مطلق صدمہ و ملال نکرین اگر وہ زیر ہوگیا تو
ہوگیا یہی ہوتا ہی کہ دو شخص لڑتے ہیں ایک غالب ہوتا ہی دوسرا مغلوب ہوتا ہی ایک اُس کے مغلوب
ہونے سے حضور کے لشکر میں کیا کمی ہوگئی اول تو بہران پیرسوار دوسرے اکثر سردار لشکر حضور میں موجود
ہیں ہر ایک جان نثار شعار شمشیر زن شیر افگن ہی خصوصا بہران پیرسوار سب سرداروں میں بے مثل و
لاجواب ہی اسوقت ہم کہتے ہیں کہ اسفندیار کجکلاہ سے بہران پیرسوار بدرجہا شجاع و بہادر و قوی
ہی ہماری بھی رائے ہی کہ حضور بنام بہران پیرسوار طبل جنگ بیدرنگ بجوائیں کل اس کی لڑائی کا تماشہ
دیکھیں جسقدر آج حضور کو صدمہ ہوا ہی اُس سے ہزار حصہ زیادہ خوش ہونگے کیونکہ بہران پیرسوار صادق القول
ہی جو اس نے ابھی عرض کیا ہی ضرور ہی کہ وہی کرے گا اس میں فرق نہوگا ہان آفت ارضی و سماوی سے ہمین
آگاہی نہیں ہی کیونکہ پیشتر سنا اور دیکھا کہ بعض امور ایسے بھی ہوتے ہیں جو حیرت انگیز ہوتے ہیں جیسا کہ بعض
عقرب زہر دار ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے ڈنک مارنے سے مار سیاہ کہ جو زہر دار ہی نہایت زہر دار ہوتے ہیں ہلاک
ہو جاتے ہیں چھوٹے جانور بڑے جانوروں پر غالب آجاتے ہیں فتح و شکست کی خبر نہیں
جس کے جو مقدر میں ہوتا ہی اُس کا ظہور ہوتا ہی ظاہر دیکھکر انسان نیک و بد جان سکتا ہی حال باطنی سے
خبر نہیں رکھتا ہی اگر پشہ یا چیونٹی فیل مست کو مار ڈالے تو یہ تقدیری بات ہی لیکن ظاہر ہاتھی یا گینڈا اور چیونٹی
سو رچہ ہی ہی اُس کو اس سے کیا مناسبت ہی اسی طرح لحاظ کرنا چاہیے کہ اسفندیار کچھ قرامرز تاقی سے
تن و توش وغیرہ میں کم نہ تھا بلکہ کچھ قرامرز تاقی سے قوی الجثہ تھا بدی مقدر سے آج اپنے چشمہ سے زیر
ہوگیا ہی غرضکہ اقبالی و بد اقبالی سے کسی کو کوئی واقف و آگاہ نہیں ہی کیونکہ یہ موقوف بخوبی وہ بابی مقدر ہی
سوراق شاہ نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو تمہارے کہنے کو بادولت پسند کرتے ہیں اور بہران پیرسوار کی شجاعت
و بہادری پر نظر کرکے اُس کی التماس کو بھی منظور کرتے ہیں یہ کہکر اُسیوقت اپنے ملازموں سے کہا کہ
کہدو نقارچیوں سے کہ ہمارے لشکر میں بنام بہران پیرسوار طبل جنگ و نقارہ رزمی پر چوب
لگائیں ملازموں نے اپنے بادشاہ کے اس حکم کی تعمیل کی نقارہ نوازوں نے حسب الحکم بادشاہ
چوب نقارہ رزمی پر لگائی صداے نقارہ رزمی بلند ہوئی جملہ اہل لشکر کفار صداے نقارہ جنگی سے
آگاہ ہوگئے کہ کل پھر میدان رزم میں لڑائی ہوگی ابکی مرتبہ نقارہ جنگی بنام بہران پیرسوار بجایا گیا ہی
دیکھیے انجام جنگ کیا ہوتا ہی لیکن ظاہر کوکب اقبال اہل اسلام کا اوج پر ہی اور ہم لوگون کا ستارہ اقبال

پستی اختیار کیے ہوئے ہے دلیل ہماری اس فہم و فراست کی یہ ہے کہ اسفندیار کجکلاہ بظاہر فرامرز ثانی سے قریب میں زیادہ تھا یقین تھا کہ سردار سپاہ ہمارا سپہ سالار اہل اسلام پر فتحیاب ہوگا لیکن بوجہ بداقبالی بادشاہ کے خلاف و برعکس سمجھے تھا سے کے ہوا خیر جو ہوا وہ ہوا اہم سب فرمانبردار ہیں ہمین کیا اختیار ہے جو حکم بادشاہ ہمین اُس پر عمل کرنا ضرور ہے اب جو کچھ ہوگا اُسے دیکھیں گے بالفعل تو حکم شاہ سے تیاری جنگ میں مصروف ہوتے ہیں یہ دل میں خیالات کر کے تیاری جنگ میں مصروف ہو کے اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگے کہتا ہے نقارہ جنگی بجنے سے تیاری جنگ میں مصروف ہوتے ہیں لیکن دلسوز بن جانسوز عیار طرار کہ پاس پردہ بارگاہ عقراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ کے بصورت خدمتگار کھڑا تھا واسطے دریافت کرنے خبر کے آیا تھا تمام تقریر بادشاہ مذکور و پیران پرسوار و ارکان دولت و صدا سے نقارہ جنگی بگوش ہوش سنکے جلد تر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ اُسوقت بارگاہ سلیمان شاہ میں پہونچا کہ دربار آراستہ تھا فرامرز ثانی و اسفندیار کجکلاہ و قہرمان صف شکن و صمصام تیغزن وغیرہ علے قدر مراتب و الگون پر بیٹھے ہوئے تھے شاہ موصوف بالائے تخت زرین بصد خوشی بیٹھا تھا تعریف شجاعت و دلاوری فرامرز ثانی کی کر رہا تھا کہ دلسوز بن جانسوز نے حسب دستور مراسم عبودیت و فدویت بجا لا کر پایہ تخت شاہی کو بوسہ دے کر ثنا و دعا بادشاہ موصوف اس طرح اپنی زبان پر جاری کرکے خبر نواخت طبل جنگی بیان کی کہ۔ نظم

شاہا اساس ملک بتو استوار باد
پیوند عروس ملک ترا در کنار باد
گر در ممالک تو پریشانی آورد
درویش اگر نہ جود تو باشد غبار باد
صیت تو تا بسیط زمین پر سپہر کند
بالش ہمیشہ خستہ تیر خدنگ باد
بازیچہ بہر نکہت داد آشیان او
تا شمہ دانست فلک را مدار باد
گردون ہر حملہ کہ کند ہوا اثر بہ بند
از خرمی ہمیشہ چو دار القرار باد
وقتی کہ جنبش سپہ فتنہ بود
بہر فرق خصم تو ہر شکستہ انشار باد
از دفتر اسامی و القاب ہر کہ گاشت

عمر تو چو دور فلک پایدار باد
ہر گل کہ راجعے بدل آرد نسیم او
در زلفت لعبتان خطا و ختا رباد
نازل ترین منازل قدر تو چرخ شد
با اہل زمانہ بسرعت سوار باد
و آن اژدہا کہ در دم او کم بود جہیم
ہموارہ آگہ سان سپہر شکار باد
در نعل مرکب تو کہ خلخال نصرت ست
در پیش قہر تو چو زمین بردبار باد
تا زہرہ عدو تو زہرہ بیرون جہد
حفظ تو پیش دولت و ملت حصار باد
در مغز فتنہ خنجر چون گندنامت را
اول ورق سپہر دوم روزگار باد

ہر آرزو کہ در دل اندیشہ بگذرد
در چشم دشمن تو نکہت چو خار باد
در عہد تو بنفشہ حزین ست پیش ہے
عالی ترین مراتب خصم تو دار باد
آنکس کہ جز بیاد تو نوشد مے نشاط
پیش زبان تیغ تو در زینہار باد
بر ہر کہ ہوا تو کان قطبہ دولت ست
در گوش آسمان ز شرف گوشوار باد
دار الملک کہ مقر سعادت است
در دست تو ہمچو کہ گنج چو مار باد
جائیکہ جلوہ گاہ عروس ظفر بود
تا نقش صور خاصیت کوکنار باد
تا ہست چرخ بہ سر این چار عنصر ست

عقلا تا توشہ بہ سر این ہفت و چار باد — بعض اہل دربار نے کہا کہ بیش باد

دلسوز بن جانسوز نے بعد ثنا و دعا کے تمام تقریر عقراق آہن کلاہ کی پیدا ہو کر اور اظہار حسد اُس کا اور گفتگو سے پیران پرسوار و لشکر و ارکان دولت حرف بحرف بیان کر کے عرض کیا کہ عقراق آہن کلاہ نے پیران پرسوار کے مشورے اور ارکان دولت کی رائے سے بنام پیران پرسوار طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اُس کا یہ ہے کہ بہنگام سحر میدان جنگ میں مع اپنی تمامی سپاہ کے آکر معرکہ آرائے نبرد ہو باقی تقدیر ہے شاہ موصوف نے تقریر اُس کی بگوش مفصل سماعت کر کے فرمایا کہ بہتر ہو کہ ہمارے لشکر ظفر پیکر میں بھی طبل جنگی و نقارہ درزی

پر چوب لگائی جاے ہمکو ذات خدا سے امید قوی ہے کہ جس طرح آج اُس نے ہمکو فتحیاب و خندان کیا ہے
اسی طرح کل بھی اپنے لطف و کرم سے شاد ان و فرحان کرے گا اور امید دلی ہماری بر لاے گا کہ ہم اہل اسلام
ہین اور کفار کو تمہید ہوگا جیسا کہ ہوا ہے اور تو نے ظاہر کیا ہے دلسوزین جانثمونے حسب الحکم بادشاہ
موصوف نقارہ بجاتے ہین جب کہ نقارہ نوازون سے حکم بادشاہ بیان کیا انھون نے بعد بسم اللہ و آیہ
نصر من اللہ و فتح قریب اپنی زبان پر جاری کر کے چوب اٹھا کر نقارہ پر لگائی صداے نقارہ رزمی بلند ہوئی
اہل لشکر آگاہ ہوکر تیاری جنگ مین مصروف ہوئے اُس طرف بھی لات پرست درستی آلات حرب و
ضرب مین مصروف تھے یعنی عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عراقیہ بعد نقارہ جنگی بجوانے کے اور دربار
برخاست کرنے کے روبرو لات و منات گیا اُن کی پرستش کر کے یون ملتجی ہوا کہ اے
لات و منات کل صبح کو اہل اسلام سے پھر مقابلہ و مجادلہ ہے سردار سپاہ میرا مسمی بہران بہرسوار
فرامرز ثانی سے مقابلہ کرے گا چاہتا ہون کہ سردار سپاہ مذکور فرامرز ثانی پر غالب ہو اُس کو قتل
کرے اور اُس کے لشکر کو تباہ و برباد کرے مجکو فتحیابی اور اہل اسلام کو شکست فاش حاصل ہو بلکہ جملہ
لشکریان عمان شاہ نیست و نابود و قتل ہو جائین تا کہ میرے دل کی خوشی حاصل ہو اور اگر یہ مراد میری
حاصل نہوئی اور مسلمان پھر فتحیاب ہوئے یعنی بہران بہرسوار بھی مثل اسفندیار کجکلاہ کے
فرامرز ثانی سے زیر ہو گیا یا دست نا مردہ سے قتل ہو گیا تو مین تمھاری پرستش سے دست بردار ہوکر
خداے واحد کی پرستش اختیار کرونگا کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جاؤنگا نئے اعتقاد ہو جاؤنگا پس
امیدوار ہون کہ میرے حال پر رحم کر کے میری مدد کیجیے گا تا کہ دلی میری بر لایئے گا اسی طور سے تمام
شب پیش لات و منات بعجز و انکسار واسطے طلب حاجت اپنی کے دست بستہ التجا کیا کیا جب صبح ہوئی
لباس شاہی پہنکر تاج سر پر رکھکر بارگاہ سے برآمد ہوا ارکین دولت نے جو دربار گاہ پر حاضر تھے بادب
سلام کیا شاہ مذکور نے تخت زرین پر سوار ہوکر سب کو حکم سوار ہوکر ہوتے میدان جنگ چلنے کا دیا
حسب الحکم جملہ اعلی ادنی مرکبون پر سوار ہوئے ڈنکے پر چوب پڑی سواری تخت بادشاہ مذکور کو کہارون
نے اٹھایا عراق آہن کلاہ ساڑھے تین لاکھ سوارون وغیرہ کی جمعیت سے مع بہران بہرسوار
جانب جنگگاہ چلا بعد قطع راہ میدان مصاف مین پہونچکر انتظار آنے عمان شاہ کی سپاہ کا کرنے لگا ابھی
تھوڑا زمانہ بھی نہ گذرا تھا کہ عمان شاہ ذیجاہ مع فرامرز ثانی و اسفندیار کجکلاہ و ضمصام شیرزن
مجروح و تہمور صف شکن و درویش آفتاب صورت باجمعیت نو لاکھ سواران جنگی و آزمودہ کار
وارد میدان کارزار ہوا اُس وقت حسب دستور قدیم درستی میدان جنگ کی ہوئی سقے پانی چھڑک کر
میدان جنگ کے گرد و غبار کو دور کر کے میدان سے علیحدہ ہوئے بعد صف آرائی موافق قاعدہ
نقیب اور کرکیت دونون لشکرون سے نکلے انھون نے ہر دو جوانان سپاہ کو بے ثباتی دنیا و اہل دنیا
سے آگاہ کر کے تعریف اُن کے آبا و اجداد کی شجاعت کی کر کے اُن کو آمادہ جنگ کیا اول بہران بہرسوار
صف لشکر سے اجازت جنگ اپنے بادشاہ سے حاصل کر کے بصد نخوت و غرور نکلا وسط میدان جنگ مین
آکر ٹھہر کر جانب لشکر اہل اسلام دیکھکر مقابل ہوکر نیزہ اٹھا کر فن نیزہ بازی دکھا کر پکارا کہ اے اہل اسلام
آگاہ ہو کہ نام میرا بہران بہرسوار ہے شجاعان جہان سے بہتر و افضل ہون جملہ سرکشان جہان مجھسے
ڈرتے ہین ہزار ہا پہلوانون کو مین نے زیر کیا ہے صدہا بہادرون کو ہنگام جنگ قتل کیا ہے بیشتر تنہا لشکرون
کو شکست دی ہے شیران نیستان کو مانند سگ بازاری کے پکڑ کر مار ڈالا ہے اکثر فیلان مست کو ضرب مشت

ہیبت نے ہلاک کیا ہے بارہا مین نے لینے گرز گران سر سے قلعہ کو توڑ کر قلعون مین داخل ہو کر اہل قلعہ کو
قتل کیا ہے سلاطین جہان مانند رستم پیلتن مجھسے کبھی آسیب نہیں ضرب گرز میری سے کوہ کو ریزہ ریزہ کرتی ہے
نیزہ میرا سینہ کوہ مین در آتا ہے تیغ میرا خارا شگاف ہے ہزارون بہادرون کو مین نے ایک ضرب تیغ تیز سے
دو کیا ہے دیو وجن کی ہنگام جنگ کچھ اصل وحقیقت نہین جانتا ہون پیل مست کو برابر پشے کے شمار کرتا ہون
تجکو مثل اسفندیار کجکلاہ خیال کرتا ہین وہ ہون کہ فنون سپہ گری و شجاعت و ہمت مین یکتا و وحید عصر ہون
قوت و طاقت وجوانمردی مین یکتا سے روزگار ہون میرے نعرہ کو دہشتناک سے کوہ و دشت و صحرا تھرا اٹھتے
ہین درندے اور دیو وجن خائف و ترسان ہو کر بھاگ جاتے ہین زیر فلک و بالاے زمین کوئی شجاع و
بہادر ایسا نہین ہے کہ جس سے ڈرتا ہون مجھی سے سب خائف ہین کوئی مجھسے لڑ نہین سکتا اور کوئی مجھپر
غالب ہو نہین سکتا افسوس کرتا ہون کہ اس زمانے مین رستم پیلتن و اسفندیار روئین تن نہین ہین
ورنہ ان سے مقابلہ کرکے ان کو زیر کرکے اپنا مطیع و فرمانبردار و حلقہ بگوش کرتا تم لوگ بھلا مجھسے کیا لڑو گے
میرے ایک حملے کے متحمل نہوگے اس طرف تم سب کو تمھاری اجل لے کر آئی ہے یہان سے زندہ تم سب کا
جانا دشوار و ناممکن ہے مین تم سب کو تہ تیغ کرون گا آج ہی تمھارا خاتمہ کرون گا پہلے فرامرز ثانی کو تہ تیغ کرلون
پھر کسی سمجھون گا اسوقت فرامرز ثانی کہان ہے لشکر مین ہے یا میرے خوف سے کہین چلا گیا ہے اگر لشکر مین ہو تو
لڑنے واسطے میرے مقابلے کے بھیجو اگر وہ خائف ہو کر سامنے میرے نہ آئے تو مین خود آؤن یہ کہکر خاموش ہو کر
انتظار کرنے لگا تقریر بہران بیر سوار کی ختم ہوئی اسفندیار کجکلاہ نے برہم ہو کر صف لشکر سے ارادہ نکلنے کا
کیا بلکہ مرکب اپنا صف لشکر سے نکالا اسوقت فرامرز ثانی نے اسے روک کر کہا کہ اسے بہادر کیا تمنے نہین سنا
کہ بہران بیر سوار واسطے مقابلہ ومجادلہ کے مجھے طلب کرتا ہے اور یہ قاعدہ ہم اہل اسلام کا ہے کہ جسے حریف
میدان جنگ مین جس کو واسطے مقابلے کے طلب کرتا ہے وہی اس سے جاکر مقابلہ کرتا ہے پس تم توقف کرو ہم
جاکر بہران بیر سوار سے مقابلہ کرتے ہین یہ کہکے عمان شاہ سے اجازت جنگ حاصل کرکے درویش
آشنا بصورت کی خدمت مین گیا ان سے بھی طالب اذن جنگ ہوا درویش موصوف نے سرگوشی مین
کہا کہ اسے فرامرز ثانی حالانکہ شجاعت و ہمت و قوت مین تیرے کچھ شک نہین ہے مگر ابھی تین روز اور
تین شب برابر تو کشتی لڑ چکا ہے اعضا تیرے خستہ و دردمند ہو رہے ہین ایسی حالت مین بہران بیر سوار
سے کہ یہ مرد اسفندیار کجکلاہ سے بھی زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے لڑنے کو جاتا ہے میری راے یہ ہے کہ ایسے
وقت مین وہ اسم کہ جس کا ذکر مین نے کیا تھا اپنے بازو پر باندھ کر کجکلاہ کی طرف جاتا کہ حریف تیرا تجھے زیر
نکرسکے اس نے جواب دیا آپ مجھ پر دو نظر ناو رہین اگر خدا نے چاہا تو بغیر اسکے باندھے بازو پر باندھنے کے مثل اسفندیار
کجکلاہ کے بہران بیر سوار کو بھی زیر کرون گا اگر اسکے باندھکر حریف سے مقابلہ کیا تو کیا میری دلیری خلاف
شجاعت ہے یہ اسم تو ایسی جگہ باندھیے کہ جہان ضرورت شدید ہو اگر باندھنے کی ادنی سی بات جب مین
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے لڑون گا اسوقت یہ اسم باندھ لینگا کیونکہ صاحبقران
وہ ہین کہ وہ کسی حریف سے زیر نہین ہوتے ہین بلکہ شجاعون کو قوت داوالی سے زیر کرتے ہین لہذا
یہان اسکے باندھنے کی ضرورت نہین ہے بعوض اسکے باندھنے کے میرے حق مین دعا کیجیے کہ آپ کی برکت دعا سے
خداوند عالم مجھکو اس حریف پر بھی غالب کرے درویش موصوف آخر پر فرامرز ثانی کی سنکے لاجواب ہو کر
خاموش رہے فرامرز ثانی مرکب کو جولان کرکے شادان و خندان ہوگئے حریف مذکور کیا جب اس کے
قریب پہونچا مرکب کو روک کر طالب ضرب ہوا چونکہ یہ جنگ سا طویل ہے اگر تفصیل لکھی جائے تو خیال ناظرین

کے ناخوش ہونے کا ڈر اور ناظرین بھی وہ ناظرین وفاتر جو مختصر پسند ہیں لہذا اس جنگ کو بطرز اختصار و
خلاصہ تحریر کرنا منظور رہی جب فرامرز ثانی پیران بہر سوار سے خواہان ضرب ہوا اُس نے نیزہ مارا اس
بہادر نے ضرب نیزہ روک کر خود بھی نیزے کا وار کیا اس نے بھی وار نیزے کا روکا اسی طرح بعد چند
طعنہائے نیزے کی فرامرز ثانی نے سنان نیزہ ایک بند دربا ندہ کر اُس کے ہاتھ سے نکال لی اہل اسلام
نے شور تحسین و آفرین کیا کفار کو رنج ہوا خصوصاً عراق آہن کلاہ کو بہت صدمہ ہوا پیران بہر سوار
نے مشتعل ہو کر دانڈ نیزے کی اٹھا کر سر فرامرز پر لگائی فرامرز نے اپنے نیزے کے اوپر اسطور سے اسے روکا
کہ چوب نیزہ پیران بہر سوار شکستہ ہو گئی پھر شور تحسین و آفرین ہوا عراق آہن کلاہ کو پھر صدمہ ہوا آخر
پیران بہر سوار نے بعد جنگ تیر و گرز گران کے تیغ آبدار و گرانبار نیام سے کھینچ کر از حد غضبناک ہو کر مرکب کو
بڑھا کر خبردار خبردار کہکر بتمامی قوت سر فرامرز ثانی پر لگایا ادھر اس بہادر نے شمشیر و سپر پا ٹین ہاتھ
میں لیکر یا اُدھر پر اس کے تیغ کے نظر کی جب تیغ اُس کا قریب سر آیا فرامرز نے چالاکی سے بہ عجلت تمام
اُس کی کلائی پر ہاتھ ڈال کر کلائی مروڑ کر تیغ اُس کے ہاتھ سے زبردستی چھین لیا اس نے جھلا کر کمر زنجیر
میں ہاتھ ڈال کر زور کر کے چاہا کہ پشت فرس سے اٹھا کر زمین پر پٹک دیجیے لیکن فرامرز ثانی پشت زین
سے جدا نہو سکا آخر کار اکثر دم کر کے دونوں مرکبوں سے اتر کر دامن عبا و قبا گردان کر باہم لپٹ کر
کشتی لڑنے لگے اُس وقت دونوں بادشاہوں کے حکم سے بارگاہیں اور شامیانے برپا و استادہ کیے گئے فرش
بچھایا گیا تخت و کرسی و میز وغیرہ بچھائی گئی پھر جملہ اعلیٰ ادنیٰ سواریوں سے اتر کر حسب قدر و مراتب بیٹھ کے
کشتی دیکھنے لگے بعد تین روز اور تین شبانوں کے جس طرح فرامرز ثانی نے اسفندیار کج کلاہ کو زیر کیا تھا
اُسی طرح پیران بہر سوار کو بھی زیر کیا اور کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا اہل اسلام نے شور تحسین و آفرین کیا
عراق آہن کلاہ کو سخت صدمہ ہوا فرامرز ثانی نے پیران بہر سوار کو زیر کر کے دائرہ دین اسلام میں
لا کر عراق آہن کلاہ سے مخاطب ہو کر آواز بلند کہا کہ اے بادشاہ شہر عراق میں نے بعنایت الٰہی و بامداد
رب کارساز تمہارے دونوں سردار نامی و نامورون کو سر میدان جنگ زیر کر کے مسلمان کیا اب اور
کسی سردار قوی بازو کو واسطے ہمارے مقابلے کے روانہ کرو یا خود سامنے آکر مقابلہ کرو ابھی ایک پہر روز
صرف آیا ہے تین پہر دن باقی ہے یہ روز جنگ و جدال میں بسر ہونا چاہیے اور اگر جنگ منظور نہو تو صلح کیجیے
دین اسلام اختیار کیجیے اپنے معبود حقیقی کو پہچان کر اسی کو سجدہ کیجیے لات و منات کی پرستش سے ہاتھ
اٹھا لیجیے کہ یہ دین لاطائل و باطل ہے دین اسلام دین حق ہے خیال کرو کہ شجر و حجر گل و ثمر مہر و ماہ زمین و آسمان
انسان و حیوان وغیرہ سب مخلوقات خدا اور نقالی سے ہیں پتھر بھی مخلوق خدا سے ہے سنگتراشوں
نے پتھر کو تراش کر تصویریں بنائی ہیں وہ کچھ قدرت نہیں رکھتی ہیں چاہیے کہ تمہاری عقل و فہم
سے کہ سنگتراشوں کی تصویریں بنائی ہوئی کو تم اپنا خدا و رب جان کر اُن کو سجدہ کرتے ہو واہ کیا اچھا
خداوند ہیں کہ بنائے ہوئے سنگتراشوں کے ہیں جن میں کچھ قدرت نہیں وہ لائق سجدہ و پرستش وہ
خالق کون و مکان ہے کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان و ما فیہا کو پیدا کیا ہے پتھر کی مورتیں
دیکھو جیسے اپنے معبود حقیقی سے واسطے فتحیابی کے دعا کی تھی اُس نے ہماری دعا قبول کی تمہارے اشرار
کے دونوں سرداروں کو بمدد خداوند عالم زیر کیا تم لوگ نے بھی اپنے خداوندوں سے اعانت چاہی ہوگی
انھوں نے کچھ تمہاری مدد نہ کی عراق آہن کلاہ نے جواب دیا کہ اے فرامرز ثانی ہم کہتے ہیں لڑنا منظور
نہیں ہے حالانکہ سرداران سپاہ [illegible] ہم [illegible] خدا ان جہان سے [illegible] لشکر کثیر ہیں تم ہم سمجھ کر

کہ دین اسلام دین حق ہے اور تمہارا خدا برحق ہے لہذا ہمکو تلقین کلمہ شہادت کرو مثل ہمارے سرداران
سپاہ کے ہمکو بھی مسلمان کرو فرامرز ثانی نے بدرجہ باشادمان ہوکر انسے کلمہ طیبہ پڑھایا وہ بصدق دل
کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا کیونکہ شاہ مذکور نے قبل مقابلہ کرنے پیران پیر سوار کے وقت التجا کرنے کے
روبرو لات و منات کے کہا تھا کہ اگر اے خداوند میری مدد نہ پہنچیگا اور پیران پیر سوار زیر ہوجائیگا
تو میں مسلمان ہوجاؤنگا غرضکہ غراق آہن کلاہ جب مسلمان ہوا عمان شاہ و درویش آفتاب
صورت وغیرہ جملہ اہل لشکر اسلام کو اسلام لانے سے شاہ مذکور کے خوشی حاصل ہوئی عمان شاہ
غراق آہن کلاہ سے برادر دینی اپنا جان کر اور ہمرتبہ اپنا سمجھ کر گلے ملا درویش آفتاب صورت
سے غراق آہن کلاہ فقیر کامل و عمدار سپیدہ جان کر ملا پھر جملہ سواران سپاہ کو اپنے مسلمان کرکے
عمان شاہ اور فرامرز ثانی وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر بصد خوشی اپنے لشکر میں سے چلا بعد قطع راہ
داخل شہر ہوا عمان شاہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب صورت وغیرہ نے دیکھا کہ شہر غراقیہ نہایت
وسیع ہے عمارات تختہ سنگین پختہ و صاف بازارین نادر خوش قطع و نفیس ہر کوچہ شہر پاک و پاکیزہ و
آبادی پایا سیر شہر کی کرکے دل خوش ہوا جب راستے ہوئی غراق شاہ اپنے دربار میں عمان شاہ و فرامرز
ثانی وغیرہ چیدہ چیدہ اشخاص کو لے گیا اول عمان شاہ سے کہا کہ اب اس تخت شاہی سلطنت پر آپ
رونق افزا ہوجیے عمان شاہ نے انکار کیا پھر فرامرز ثانی سے کہا کہ آپ اس تخت پر جلوس کریں
فرامرز ثانی نے کہا کہ ہمیں تخت و تاج کی احتیاج نہیں ہے یہ تخت و تاج تمہارا تمکو مبارک ہمیں ترقی
دین اسلام منظور ہے یہی درکار ہے کہ ترقی دین اسلام ہو اور مذہب باطل سے مردمان تارک ہوں معبود
حقیقی کو پہچانیں یہ کہکر غراق آہن کلاہ کو بالاے تخت حکومت بٹھا دیا عمان شاہ برابر اسکے
تخت زرین پر بیٹھا جملہ اہل دربار بھی علیٰ قدر مراتب بیٹھے درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی
دمساز ہم بیٹھے ہیں کفوسہ صف شکن و پیران پیر سوار و اسفندیار کجکلاہ کرسیوں اور دلگو شیر
پیچیدہ شاہ شہر غراقیہ نے حکم دیا کہ سامان دعوت و ضیافت نہایت خوبی و تکلف سے کیا جائے اور بزم
عشرت بھی آراستہ کی جائے کہ آج بیٹے بھائی فرامرز ثانی راہ راست دیکھی پہلے باطل پرست تھے
اب حق پرست ہوگئے ہیں اس کی خوشی کرنا ضرور ہے ملازموں نے حکم کی تعمیل کی علاوہ سامان دعوت و
ضیافت کے بزم عشرت آراستہ ہوئی ارباب نشاط حاضر بزم ہوکر رقص و نغمہ کرنے لگیں اہل بزم بصد خوشی
دیکھنے سننے لگے عین بزم عشرت میں بحکم غراق آہن کلاہ ساقیان گل پیرہن شیشہاے شراب ناب
یعنی عرق مقوی قلب و دماغ و خوشبو بہتر از مشک و از عنبر مع ساغرہاے بلوریں و شیشہ لیے
ہوئے عرق مذکور لیکر حاضر ہوئے بناز و انداز ساغرہاے بلوریں میں وہ شراب ناب اہل بزم کو پلانے
لگے جب ہر ایک شخص دو دو جام صہباے مذکور پی چکا ساقیان خوبرو و کشتیان مئے ناب کی اٹھا کر
بزم عشرت سے چلے گئے اہل بزم بعد مے خواری کے پھر نازنینان خوبرو کی طرف متوجہ ہوئے گانا انکا
سننے لگے اسی طرح چھ روز دعوت و جشن کو گذر گئے غراق آہن کلاہ کے حکم سے انھیں چھ روز
کے درمیان میں جملہ ساکنان شہر غراقیہ مسلمان ہوگئے بتوں کو اپنے گھروں سے دور کیا بتخانے
توڑ کر انکے مساجد کی بنا ڈالی گئی جا بجا آواز اذان آنے لگی تھی مردمان شہر پابند صوم و صلوٰۃ
ہوگئے تھے کہ ساتویں روز بزم جشن میں ایک مطربہ خوش گلو خوب سیرو یہ غزل گا رہی تھی غزل

اک خون شدہ دل میں آرزو ہے	اک ولولہ سا ہے جگر میں	اترا ہے پی لے آکر وضو ہے	حاضر ہے یہ جام سے ہو ہے

مجھے آگاہی ہوچکی ہے عمان شاہ و غراق آہن کلاہ و فرامرز ثانی و صمصام تیغزن و قمور صف شکن نے عرض کیا کہ ہم سب چاہتے ہیں کہ آپ عبارت سے اس نامہ کی ہمیں آگاہ فرمائیں یا مضمون نامہ سے اطلاع دیں درویش ممدوح نے وہ نامہ عمان شاہ کو دے کر کہا کہ دیکھو لو جو کچھ اس میں لکھا ہے عمان شاہ نے وہ نامہ لے کر پڑھوایا بعد القاب و آداب کے یہ عبارت اس نامہ میں لکھی تھی کہ اے درویش صاحب کمال والے شاہ عدیم المثال چند ماہ سے مجکو صدمہ و ملال ہے اور سبب رنج و غم یہ ہے کہ میرے شہر کی حد میں ایک کوہ واقع ہے نام اس کا کوہ صندلین ہے اور اس پر کسی زمانے کا ایک قلعہ بنا ہوا ہے رنگ قلعہ صندلی ہے اسو جہ سے اس کوہ کو بھی خاص و عام کوہ صندلین کہتے ہیں قبل چند ماہ میں اپنے شہر میں بآرام و راحت بخوشی و خرمی و بعدل و داد زندگی اپنی بسر کرتا تھا رعایا مجھسے بہت خوش تھی کوئی بادشاہ بقصد ملک گیری و جنگ و جدال مجھسے آکر مقابل نہوتا تھا بلکہ میرے خوف سے رخ بھی کبھی میرے شہر کی طرف نکرتا تھا کیونکہ میں تین لاکھ سواران آزمودہ کار اور ایک سردار سپاہ لاجواب و یکتائے روزگار رشک رستم پہلوتن شجاع و صف شکن رکھتا تھا نام اس سردار نامور شعار کا صارم تیغزن تھا یکایک ایک دیو مثل بلائے ناگہانی میرے شہر میں آکر بالائے کوہ صندلین قیام پذیر ہوا وہ کہیں سے ایک نقارہ کلان لایا تھا ایک روز اس نے اس نقارے پر چوب لگائی صدائے نقارہ مذکور سے جملہ نقارے میرے لشکر کے اور تمام ڈھول اور تاشے چاک چاک ہوگئے ہر ایک نقارہ دہل کا بلکہ صدائے نقارہ مذکور سے شق ہوگیا ہر ایک پھٹ گیا اس واقعہ حیرت افزا سے جو مجکو آگاہی ہوئی کیا کہوں کیسا غصہ مجکو آیا کہ خدا اس کے اظہار نہیں کی جاسکتی اسی عالم غصہ و غضب میں میں نے حکم کیا کہ جلد سب فوج ہماری مسلح ہو حسب الحکم تین لاکھ سواران آزمودہ کار مسلح ہوئے میں مع سامان جنگ بتمامی لشکر اپنا اپنے ساتھ لے کر زیر کوہ صندلین پہونچا دیکھا کہ وہ دیو سیاہ بیٹھا ہے نقارہ بھی رکھا ہے یہ دیکھکے مجکو بدرجہ کمال غصہ آیا تیر اندازوں کو حکم دیا کہ زیر کوہ یا کسی بلندی پر سے اس دیو کو نشانہ تیر کرو پس لشکر تیر اندازوں نے میرے حکم کی تعمیل کی مگر کوئی تیر اس دیو تک نہ پہونچا آخرکار سردار سپاہ میرا مسمی صارم تیغزن نے مرکب اپنا صف لشکر سے نکال کر باواز بلند کہا کہ او دیو نابکار و نا ہنجار اگر مرد ہے تو کوہ سے اتر کر میرے سامنے آ مردانہ وار مجھسے مقابلہ کر کیا بالائے کوہ بیٹھا ہوا نقارہ بجا رہا ہے دیو نے کو زیر کوہ مجمع کثیر سپاہ دیکھکر اور مجکو بھی بالائے تخت زریں مشاہدہ کر کے دل میں اپنے یہ خیال کر کے کہ اسی بادشاہ کو سزا دینی چاہیے جو اسقدر فوج میرے قتل کرنے کے واسطے لایا ہے اور تیر اندازوں کو حکم دیا ہے کہ مجھے تیر لگائیں اپنی جگہ سے بصد غضب اٹھا اور مجکو بالائے تخت زریں سے لے گیا میں بیہوش ہوگیا جب مجکو ہوش آیا اس دیو نے مجھسے کہا کہ میں نے تیری کیا خطا کی تھی کہ تو مجپر غضبناک ہوکر یہ فوج لایا ہے شرط کہ ابھی تجکو کھا جاؤں میں نے کہا کہ ہاں مجھسے نادانی ہوئی اب ایسی حرکت نہوگی دیو نے مجھے بالائے کوہ سے زیر کوہ پہونچا دیا میں تو جانبر ہوکے مع تمامی فوج اپنی کے اپنے شہر میں چلا آیا اور فکر میں رہا لیکن بعد چند روز کے ایک روز میری دختر نے کہ نام اس کا ملکہ روشن آرا ہے نہاں ہے حمام میں نہاکر بالائے بام جاکر ارادہ اپنے بالوں کے سکھانے کا کیا تھا اور کنیزیں وغیرہ عورتیں بہت سی حاضر خدمت تھیں کہ ناگاہ وہی دیو سیاہ آکر میری دختر مذکورہ کو دیکھکر پیچ بنکر اٹھا لے گیا یہ خبر مجکو جو ہوئی الفت فرزندی و بکثرت غیرت و حیا و شرم سے تاب تحمل نہ لاکر پھر مع اپنی تمامی فوج کے زیر کوہ مذکور پھر گیا بایں ارادہ کہ ابکی بھی مرتبہ دیو سیاہ اٹھا کر لے جائے گا اور کھا لے گا صدمہ و رنج و ذلت سے مجھے نجات و فراغت ہوگی

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اُس دیونے غضبناک ہوکر ایک نعرہ نکال کر بجائی مین اور سب لشکر میرا بیہوش ہوگیا
وہ دیو مجکو اُٹھانے لگا ارادہ میرے کھانے کا کیا کہ یکایک مجھے ہوش آیا دیکھا کہ دختر میری بیٹھی ہی اور وہ
اُس دیو سے کہہ رہی ہی کہ اسے دیو واسے تجھ پر کہ تجھسے دعوئے الفت رکھتا ہی اور میرے سامنے میرے والد
کو کھاتا ہی دیو کہہ رہا ہی کہ ایک مرتبہ مین نے تمھارے باپ کو اس اقرار سے چھوڑ دیا تھا کہ اب کبھی ادھر شہر
ارادہ آنے کا نہ کرنا اس نے خلاف اقرار کیا ہی اس وجہ سے اس کو کھاتا ہون کیونکہ دشمن میری جان کا ہی میری
دختر نے جواب دیا تھا کہ اگر تم ہمکو چاہتے ہو اور ہمسے محبت رکھتے ہو تو ہمارے والد کو چھوڑ دو زیر کوہ پہونچا دو
ورنہ مجکو رنج عظیم ہوگا مین ابھی اس کوہ سے سر ٹکرا کر اپنی جان دیدونگی دیونے یہ تقریر میری
دختر کی سُنکے پھر مجکو زیر کوہ پہونچا دیا اُس روز سے اب تک مین اپنی دختر کی جدائی مین نالان و گریان
ہون باوجودیکہ بادشاہ اپنے شہر کا ہون جملہ سامان عیش و راحت کے موجود ہین مگر فراق دختر کے
غم سے زندگی تلخ ہی چاہتا ہون کہ جلد ہلاک ہوجاؤن یا اپنی دختر مذکورہ کو پاؤن چونکہ اس زمانے مین
سنا گیا اور اخبارات سے معلوم ہوا کہ آپ ایسے درویش صاحب کمال مع ہمراہ بادشاہ شہر عمانیہ کے اسطرف
قدم رنجہ کیا ہی اور آپکی برکت دعا سے فرامرز ثانی نے اسفندیار کج کلاہ دہران ہیر سوار کو
زیر کرکے مسلمان کیا ہی اور عراق آہن کلاہ نے بھی دین اسلام اختیار کیا ہی اپنی تمامی رعایا کو بھی
مسلمان کیا ہی اسوجہ سے بامید حاجت روائی خود یہ نامہ آپکی خدمت عالی مین بدست وزیر اعظم
اپنے کے روانہ کیا ہی امیدوار ہون کہ براے اپنے معبود حقیقی کے میرے حال زار پر رحم کرکے یہان
تشریف لاکر مجھے قید غم سے رہا کیجیے یا تعویذ کے ذریعے سے مجھے میری دختر سے ملا دیجیے اور شہر دیو سے آئندہ
بھی مطمئن کر دیجیے گا تو مین بھی مثل عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عزاقیہ کے دین اسلام اختیار کرونگا
دین آبائی جو بت پرستی ہی اُس سے تارک ہونگا تا زندگی آپکا احسان مند رہونگا زیادہ کیا لکھون جب
نامہ مذکور باین عبارت مندرجہ بالا پڑھا گیا جملہ اہل بزم عشرت نے مانند فرامرز ثانی و عمان شاہ
وغیرہ کے پوچھا کہ اس نامے کے جواب مین آپ کیا ارشاد فرماتے ہین درویش آفتاب صورت نے
ہاتھ اپنا اپنی ریش دراز و سفید پر پھیر کر فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی شاہ ماہر فرمانرواے شہر نقش مین کی
حاجت برآئے گی چونکہ اُس نے بعد التجا نامہ لکھا ہی اور اقرار مسلمان ہونے کا کیا ہی لہذا ہم یہان سے
اُس کے شہر مین جاکر بمدد الہی اُس کی دختر کو اُس سے ملا دینگے یہ کام کچھ ایسا دشوار نہین ہی فقیر
جامع کمالات ہی پس اے عمان شاہ اب جلد تر یہان سے سوئے شہر نقش مین روانہ ہو کار خیر مین تعجیل
کرنا کیا ضرور ہی یہ سنکے وزیر روشن راے ازحد خوش ہوا قریب تھا کہ شادی کیمرگ ہو جائے عمان شاہ
نے موافق ارشاد درویش موصوف حکم سامان سفر اور کوچ کا دیا عراق آہن کلاہ نے فرامرز ثانی
و عمان شاہ سے کہا کہ مین بھی تمھارے ہمراہ چلونگا یہ کہکر حکم دیا کہ آج ہمارے شہر کے جملہ عمائد
ہمارے دربار مین آئین و نیز جملہ اہل دربار بھی حاضر دربار ہون حسب الحکم سب عمائد شہر و اہل دربار دربار
مین حاضر ہوکر حلقہ قدر مراتب بیٹھے شاہ عزاقیہ نے اپنے وزیر اعظم مسمی عاقل کو سب اہل دربار کے سامنے
اپنے تخت حکومت پر بٹھا کر تاج حکومت اُس کے سر پر رکھکر جملہ حاضرین دربار سے مخاطب ہوکر باواز بلند کہا
کہ اے ایہا الناس آگاہ ہو کہ بالفعل ہمکو ہمراہ عمان شاہ جانب شہر نقش مین جانا منظور ہی لہذا براے
چندے ہمنے اپنے وزیر اعظم دستور معظم کو بجاے اپنے حکومت یعنی تخت حکومت پر بٹھا دیا ہی تم سب کو لازم
و مناسب ہی کہ بجاے ہمارے اس وزیر کو جان کر اسکی فرمانبرداری و اطاعت کرنا خلاف اس کے کوئی امر

بلفظ اُن کی یہ حالت ہو کہ دیو سیاہ کے مار ڈالنے کا ارادہ کرکے زیر کوہ جانے کی اجازت حاصل کرتے ہین کیا یہ درویش کامل ہین اور کیا تعلیم اس طفل کو کیا ہو ابھی شاہ ناہر اپنے دل مین یہ باتین کر رہا تھا کہ درویش نے دلسوز کے اصرار سے مجبوری اجازت جانے کی دی اور کہا کہ تو جا ہم بھی بعد تیرے زیر کوہ آئینگے دلسوز یہ سنکے وہان سے سوئے کوہ شہار روانہ ہوا چونکہ اب اس کے پاس کسوت عیاری اور سامان عیاری و اشیائے ضروری عیاری مہیا و موجود ہو گئے ہین جاتے جاتے سحرا مین ایک جھاڑی مین بیٹھکر رنگ و روغن نکال کر آئینہ روبرو رکھکر صورت اپنی ایک نٹنی کی لڑکی کی بنائی اور لہنگا گلابی اطلس کا پہنکر دوپٹہ رنگین ململ کا اوڑھکر کنگھی چوٹی کرکے انگوٹھیان چھلے ہاتھ کی انگلیون مین پہنکر خوب اچھی طرح بن ٹھن کر بالکل صورت و شکل نٹنی کی سی بناکر لباس بھی معقول پہنکر ڈھولک لیکر زیر کوہ بجاکر یہ غزل ذیل کی آواز سے گانے لگا غزل

خبر یہ نامہ بر نے آج لاکر مجکو دی اچھی	ملے گا جلد یار اپنا صورت ہو تری اچھی
بتون کے ہجر مین رونا پڑا جان و دل کھونا	مقدر [illegible] ہو میرے بات کاتب نے لکھی اچھی
دل ناشاد کا میرے لہو تل کے ہاتھ مین	وہ کہتے ہین یہ ہنس ہنسکر کہ کیا مہندی رچی اپنی
جمال یار کو جب چاہتے ہین دیکھ لیتے ہین	ہماری آنکھ مین دی ہو خدا نے روشنی اپنی
گل غلہ ہو بن سے خار وحش بھی اسکے ہمرہ ہین	فضا مین باغ جنت سے مدینہ کی گلی اچھی
یہین گے سیر جنت میں مجکو [illegible]	لکھی ہو نعت اختر مین نے میری شاعری اچھی
[illegible] ظاہری ہین نور کی پانی جبالی ہو	زبان تک وہ سکے لے برق طاعات حق اچھی

نٹنی نقلی ڈھولک تال سم سے بجاکر ناچتی جاتی تھی اور اشعار غزل مندرجہ بالا گاتی جاتی تھی چونکہ آواز دلسوز کی اس درجہ اچھی تھی کہ پرند و چرند صحرا کے مست و مبہوت ہو گئے تھے دیو سیاہ نے بالائے کوہ سے جو صدا اسے دلسوز سنی بے اختیار ہو کہنے لگا کہ اے ملکہ کوئی عورت اس خوبی سے گا رہی ہو کہ دل کو میرے اس کی آواز بہت ہی اچھی معلوم ہوتی ہو مین ابھی جاکر اس کو اٹھالئے لاتا ہون اس کو بھی تمہارے پاس رکھون گا وہ گایا کرے گی مین بھی خوش ہونگا تمہارا بھی دل بہلیگا ملکہ نے کہا تمہین اختیار ہو دیو اسیوقت بالائے کوہ سے نیچے پہنچکر اس نٹنی مذکورہ نے اپنی امان خالہ کو پکارنا شروع کیا دیو اس کو کوہ پر لے گیا جب اس کو ہوش آیا دیو کو دیکھکر وہ نٹنی نقلی کہنے لگی کہ اے دیو یا تو مجکو میری مان خالہ کے پاس پہونچا دے ورنہ مجھے کھالے دیو نے کہا کہ او نٹنی مین تجکو ہرگز نہ کھاؤن گا اطمینان رکھ کہ تجکو جب میرا دل چاہے گا زیر کوہ پہونچا دون گا اسوقت میرے اور ملکہ کے سامنے اُسی طرح سے گا جس طرح تو زیر کوہ گا رہی تھی ہم تجکو انعام دینگے نٹنی نے بہت سی باتین بناکر دیو کے کہنے سے ڈھولک بجاکر یہ غزل شروع کی غزل

اے شیخ کیا برا ہو اسلوب ہو	پڑھتے ہین نماز اگر وضو ہو	مانا کہ عدو کی آبرو ہو	تم تم ہو شرف عدو عدو ہو
اس موسم کے ہاتھون ہی لہو ہین	مرتا ہون کہ تیری آرزو ہو	[illegible]	ان دونون مین کون خوبرو ہو
کھاتے ہین قسم سمجھ کے [illegible]	آئینہ جو ان کے روبرو ہو	[illegible]	[illegible]
ہو وصل و وصال دونون کا لطف	تنخیر ہو تیرا اگر تو ہو	ایسا ہی [illegible]	[illegible]
مقتل سے سر کسا ہیر کے قاتل	بسمل تھا [illegible]	[illegible]	دل [illegible] آرزو ہو
جنش ہون گل یاسمن کی بو یہ	تیرے ہی پسینے کی سی بو ہو	دامن [illegible] قاتل	[illegible]

گردش میں ہے چشم مست حیرت	کیا اس کو بھی تیری جستجو ہے	دشنام تو بات بات پر ہے	یہ آپ کی طرز گفتگو ہے

دیو خوش ہو کر بے اختیار اٹھکر ناچنے لگا اور کہنے لگا کہ او مُنی واہ وا کیا خوب گائی ہے ہاں ہاں یہی شعر پھر گا
کیا مضمون اس کا اچھا ہے مجھے بہت پسند ہے مُنی وہی شعر غزل جو وہ کہتا تھا بار بار گاتی تھی دیو سیاہ
بے تکان اچکتا تھا واہیات طور سے ہاتھ مٹکاتا تھا ادھر سے اُدھر اُدھر سے ادھر آتا تھا کبھی اچکتا تھا
گاہ خوش ہو کر نعرہ کرتا تھا بار بار مُنی کی تعریف کرتا تھا غرضکہ تا دیر مُنی گایا کی اور دیو ناچا کیا جب مُنی نے
غزل کے تمام اشعار گا کر غزل کو تمام کیا دیو نے بھی ناچنا موقوف کیا ملکہ اُس کے ناچنے اور اچھلنے سے
بہت ہنسی دیو نے ملکہ سے کہا کہ دیکھو اے ملکہ کیا اچھی گانے والی تمھارے خوش ہونے کے واسطے
میں لے آیا ہوں تمکو کس قدر چاہتا ہوں تمھاری خوشی مجھکو مد نظر ہے مگر تم میرا کہنا نہیں مانتی ہو میرے وصل
سے انکار کرتی ہو جب سے تمکو یہاں لایا ہوں آجتک تمنے میری آرزو نہیں نکالی مجھے ہاتھ بھی نہیں لگانے
دیا یہ تمھاری جفا اور یہ میری وفا ہے خیر تمکو چاہتا ہوں تمھاری صورت ہی دیکھکر تمھارا گانا ہی سنکر دل کو
اپنے خوش کر لیتا ہوں جبر تمپر نہیں کرتا ہوں تمکو لازم ہے کہ اپنے ایسے عاشق پر کہ جو تمھاری خوشی کا
خواہاں ہے اور طرح طرح کے میوے نفیس و نایاب و شیرین تمھارے واسطے دور دور سے لاکر تمھیں کھلاتا ہے
اُس کے حال پر رحم کرو کبھی کبھی اُس کی بھی خوشی کیا کرو اپنے وصل سے شاد کام کیا کرو ملکہ نے چین بجبین
ہو کر بناز و ادا جواب دیا کہ او بد زبان دور ہو کیا بیہودہ باتیں بکتا ہے امر محال کا خواہاں ہے دیو اور انسان
سے وصل ہو نہیں سکتا دیو ملکہ کی ان باتوں پر گویا مر گیا حسرت سے ملکہ کی طرف دیکھکر رہ گیا بالاے
کوہ تو مُنی گاتی دیو ناچا خوش ہوا ملکہ ہنسی مُنی کو دیو نے میوہ دیا ہے وہ کھا رہی ہے باتیں بنا رہی ہے مگر اب
حال درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی و شاہ ماہر بادشاہ شہر نقش بین کا لکھا جاتا ہے کہ بعد جانے
دلسوز کے جب دیر ہوئی درویش موصوف نے گھبرا کر ماہر شاہ سے کہا لشکر کو حکم دو کہ مسلح ہو ہم سوے
کوہ جاتے ہیں گے تدبیر گرفتاری دیو نابکار کرین گے حسب الحکم شاہ جملہ سوار مسلح ہو کر مرکبون پر سوار ہوئے فوج
عمان شاہ و عراق آہن کلاہ بھی مسلح ہو کر آمادہ چلنے پر ہوئے تمامی سرداران سپاہ بھی مسلح ہوئے
فرامرز ثانی بھی مسلح ہوا درویش آفتاب صورت نے اپنی جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو
سے منڈھی نکالی اُسے حکم دیا کہ بحکم درویش مرجان سرخ مو اے منڈھی سو گز کی طول میں ہو جا وہ منڈھی
ویسی ہی ہو گئی درویش نے اُس منڈھی میں بیٹھکر پھر یہ کہا کہ اے منڈھی مجکو سوے کوہ صندلین لے چل وہ
منڈھی بلند ہوئی جو لوگ ناواقف تھے وہ یہ کرامت درویش کی دیکھکر حیران ہوئے خصوصاً ماہر شاہ اور
اُس کا وزیر دونون حیران ہوئے غرض سواری درویش آفتاب صورت روانہ ہوئی ہمراہ اُسکے نولاکھ سواران
آزمودہ کار مع تینوں بادشاہوں اور تمامی سرداروں کے ہمراہ ہوئے فرامرز ثانی بھی ساتھ چلا جب
اس شان و شوکت سے درویش موصوف سامنے کوہ صندلین کے پہونچے ٹھہر گئے اور سب کو زیر کوہ ٹھہرا کر
سوے کوہ دیکھنے لگے فرامرز ثانی بھی بالاے کوہ مذکور دیکھنے لگا یکا یک وہ دیو سیاہ سامنے آیا فرامرز
ثانی نے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس دیو کو للکار کر زیر کوہ بلا کر کشتی لڑکر زیر کروں یا بضرب گرز
گران یا بضرب شمشیر آبدار قتل کروں درویش آفتاب صورت نے منع کیا لیکن فرامرز ثانی نے نمانا
آخر فرامرز ثانی نے بڑھکر نعرہ کیا کہ او دیو سیاہ اگر مرد ہے تو نیچے کوہ کے آکر مجھسے مقابلہ کر اُس دیو نے نعرہ
اس بہادر کا سنکے زیر کوہ دیکھا نولاکھ سواروں کا مجمع دیکھا اور فرامرز ثانی کو سب کے آگے گرز بدست
دیکھا از حد غضبناک ہو کر کہنے لگا کہ دیکھو اے ملکہ تمھارے والد پھر فوج کثیر لیکر زیر کوہ آئے ہیں ایکی مرتبہ

ہین سب کا خاتمہ کیے دیتا ہون کسی کو زندہ نچھوڑونگا تھے سوار اور آدمی ہین سب کو ہلاک کرونگا
خصوصًا اس جوان قوی ہیکل موٹے تازے کو ابھی کھاؤنگا اس کا گوشت نہایت نمکین ہوگا یہ کہکر وہی
نفیر نکال کر زور سے اُس نے بجائی صدا اُس نفیر کی جو زیر کوہ آئی سواے درویش آفتاب صورت
کے کہ اس نے اپنے کانون مین روئی بکثرت رکھ لی تھی پہلے ہی انتظام نفیر کی آواز گوش مین نہ پہونچنے کا
کر لیا تھا سب لشکر کے سب مرکبون سے دھم دھم بیہوش ہوکر بالاے خاک گرے عمان شاہ و عواق
آہن کلاہ و شاہ ماہر و جملہ سرداران سپاہ و فرامرز ثانی بھی تخت ہاے زرین اور مرکبون سے بروے
زمین گرے بالاے کوہ سواے دلسوز کے کہ اُس نے بھی روئی اپنے کانون مین خوب رکھ لی تھی سب
بیہوش ہوگئے یعنی ملکہ روشن آراے جہان اور دیو بھی بیہوش ہوگیا لیکن بیہوش ہونے وقت
ایک تختی ایک ہاتھ سے جیب سے نکال کر عکس اُس کا اپنے اوپر ڈالا اُس بیہوشی مین ہوشیار ہوگیا دیکھا
تو ملکہ بیہوش پڑی ہی اور دلسوز بھی آنکھین بند کیے ہوئے بصورت نٹنی پڑا ہی اور زیر کوہ سب اعلی ادنی
خاک پر بیہوش پڑے ہوئے ہین یہ رنگ دیکھکر دیو مذکور بالاے کوہ سے زیر کوہ آیا اور فرامرز ثانی کو
بالاے کوہ لے گیا پھر اُس تختی کو نکال کر ملکہ مذکورہ اور نٹنی پر عکس ڈال کر دونون کو ہوشیار کیا بعدہٗ
ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ مین جاتا ہون نمک اور مرچ لے آؤن تو اس آدمزاد کے کباب کھاؤن نٹنی نے
کہا کہ ہمارے واسطے بھی کوئی بکری لیتے آنا ہم بھی اُس کے کباب کرکے کھائینگے کیونکہ ہم کباب
آدمزاد کے نہین کھاتے ہین اور یہ ملکہ بھی نہین کھاتی ہین دیو نے کہا کہ مین تم دونون کے واسطے ایک
بکری بھی لیتا آؤنگا یہ کہکر وہ دیو سیاہ مسمی قران دیو کوہ سے ایک جانب روانہ ہوا پس ان پر ملکہ
روشن آراے جہان نے فرامرز کی جانب بنظر الفت دیکھکر آہ سرد کی نٹنی نقلی سمجھ گئی کہ ملکہ اُس
جوان پر عاشق ہوئی نٹنی مذکور نے پوچھا کہ اے ملکہ سچ کہو اسوقت آپ نے آہ سرد کرنے کا کیا باعث ہوا
ملکہ نے کہا کہ اس جوان رعنا کے حال پر مجھے رحم آیا کہ ابھی تو یہ بیہوش پڑا ہی تھوڑی دیر مین قران دیو
اس کے کباب کھائیگا اس بیچارے کی جان جائیگی اسی وجہ سے مینے آہ کی نٹنی نے عرض کیا کہ اگر یہ
جوان جانبر ہو دیو قران کے ہاتھ سے ہلاک نہو تو کیا انعام دیجیے گا ملکہ نے جواب دیا کہ مین تجھکو بہت
انعام دونگی مالامال کردونگی مگر تو عورت بیچاری ہی اس جوان کو ایسے دیو زبردست سے کیونکر
بچاے گی کیا حکمت و تدبیر کرے گی اُس نے عرض کیا کہ مین تو کوئی ایسی فکر کرونگی کہ جس سے جان اس
جوان کی بچ جائے گی صدمہ اس کے ہلاک ہونے کا آپ کو نہوگا بلکہ بہت خوشی ہوگی ملکہ نے جواب دیا کہ
مجھے تیری بات کا یقین نہین ہی بھلا تو کیونکر اس جوان کو ایسے ظالم کے ہاتھ سے بچا سکتی ہی دیوانی ہی نٹنی
نے عرض کیا کہ مین اس جوان کو دست دیو قران سے ضرور بچاؤنگی بلکہ آپ کو بھی اس دیو کے
ہاتھ سے چھڑا دونگی آپ کو آپ کے والدین سے ملا دونگی دیو کو قتل یا اسیر کرونگی مجھکو دیوانی
نجانیے نٹنی نہ خیال کیجیے مین عیار ہون نام میرا دلسوز ہی نٹنی کی صورت بنکر یہان تک بتدبیر آیا ہون اب
انشاء اللہ تعالی آپ کو دست ظالم دیو سے نجات حاصل ہوگی ذرا دیو نابکار یہان آئے تو مگر یہ راز
دیو سے نہ کہہ دیجیے گا ذرا خیال رکھیے گا مین ایسا تھا اس نابکار کو مار ڈالتا فقط اسوجہ سے نہین قتل کیا
کہ حال اس نقارہ و نفیر و تختی کا اس سے دریافت کرنا منظور تھا جیسے تو دیو قران نہ بیان کرے گا
لیکن آپ اُس سے دریافت کیجیے گا تو وہ کہدے گا ملکہ مذکور نے حال [illegible] سے آگاہ ہوکر [illegible] کی
تقریر سنکے بہت خوش ہوکے پوچھا کہ اے دلسوز [illegible] مگر اس دیو سے دریافت کرون [illegible]

کہا ۔ے دلسوز نے عرض کیا کہ اے ملکہ یہ تو ظاہر ہے کہ دیو قزان آپ سے الفت رکھتا ہے اگر آپ اس واسطے
تھوڑی دیر کے اُس کے پاس بیٹھکر الفت اپنی اُس پر ظاہر کر کے یہ پوچھیے گا کہ یہ نقارہ و نفیر تجھکو
کہاں سے ملی ہے تیرے ہاتھ کیونکر آئی ہے اور تو ہی ان دونوں کو بجا سکتا ہے یا اور بھی کوئی ان کو بجا سکتا
ہے اور جو تاثیر و اثر تیرے بجانے سے نقارہ و نفیر کے ظاہر ہوتے ہیں اگر کوئی اور ان دونوں کو بجائے
تو بھی ایسی ہی تاثیر ظاہر ہوگی یا نہ ملکہ نے کہا کہ اچھا جس طرح سے تم نے بتایا ہے اسی طرح اس سے پوچھوں گی
ابھی ملکہ دلسوز سے ہم سخن تھی کہ قزان دیو نمک مرچ آتش اور ایک بکری لے کر آیا ملکہ نے خوش ہوکر
کہا کہ اچھا اس بکری کے کباب ملکہ اور ہم کھائیں گے تم اس جوان کے کباب کھانا مجکو ایسے مزے کے
کباب تیار کرنا آتے ہیں کہ اگر میرے ہاتھ کے تیار کیے ہوئے کباب کھاؤگے تو بہت خوش ہوگے کبھی
اس لذت و ذائقے کے کباب نہ کھائے ہوں گے دیو نے کہا کہ اچھا تو ہی کباب تیار کر ملکہ نے بکری اور نمک
مرچ آتش اُس سے لیکر علاحدہ جاکر بکری ذبح کر کے گوشت کے چار حصے کر کے ایک حصے کے کباب بغیر
بیہوشی آمیز تیار کیے اور تین حصہ گوشت کے کباب میں بکثرت بیہوشی ملا کر تیار کیے اور پر و ملکہ مذکورہ
اور اس دیو کے سامنے لائی جس حصہ گوشت میں بیہوشی نہیں ملائی تھی اُس گوشت کے کباب ملکہ کے
روبرو رکھے ملکہ نے اس میں سے کچھ کباب کھایا ملکہ نے بھی کچھ کباب کھائے دیو نے کہا کہ آدمی
کو تم نے ہمارے واسطے کباب تیار نہیں کیے ملکہ نے عرض کیا کہ ذرا نمک مرچ پیس لوں تو ابھی تیار کرتی
ہوں دیو نے کہا کہ میں گوشت اس آدمزاد کا کھاتا ہوں جلد نمک مرچ لا ملکہ نے کہا کہ ابھی گوشت اس
آدمزاد کا نمک مرچ میں لپیٹ دو ورنہ اتنی دیر میں سڑ جائے گا بدمزہ و خراب ہو جائے گا کیونکہ
گوشت آدمزاد کا نرم و نازک ہوتا ہے جلد سڑ جاتا ہے پس دیو نے گوشت کے کاٹنے سے ہاتھ روکا ملکہ
تو نمک مرچ پیسنے لگی ادھر ملکہ نے دیو مذکور کے قریب جاکر ہاتھ اپنا اس کے شاخ سر اور بازو پر رکھکر
مسکرا کر پوچھا ذرا یہ تو بتا کہ یہ نقارہ اور یہ نفیر اور یہ کشتی تجکو کہاں سے دستیاب ہوئی ہے تیرے ہی بجانے
سے ان میں یہ تاثیر ہوتی ہے کہ نقارے پھٹ جاتے ہیں اور آدمی بیہوش ہو جاتے ہیں یا دوسروں
کے بجانے سے بھی یہی تاثیر پیدا ہوگی دیو مذکور کہ ملکہ کے اوپر عاشق تھا اور ملکہ اس سے علیحدہ رہتی تھی
کبھی اس کے قریب نہ بیٹھتی تھی آج جو ملکہ اس کے قریب آکر بیٹھی اور دست نازک اپنا اس کی شاخ
سر و بازو پر رکھا دیو بہت خوش ہوا دل میں سمجھا کہ اب ملکہ بھی مجھسے الفت کرنے لگی ہے مدعا دل میرا
بر آنے کا کچھ عجب نہیں کہ آج ہی وصل اس کا میسر ہو یہ سمجھ کر دیو نے کہا کہ اے ملکہ ہر چند کہ یہ راز بتانے کا
نہیں ہے مگر تجھ سے بیان کرتا ہوں کہ جب اگلے وقتوں میں برخیا نے جملہ حکما و اہل علم کو جمع کر کے مع آلات طلسم
بنائے اور لوح بھی اُن کی تیار کیں بعد ازاں ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ طلسم ایک روز شکستہ ہو جائیگا
کیونکہ جس طرح لوح طلسمی طلسم کشا کو دستیاب ہو جائے گی طلسم کشا حسب ہدایت لوح طلسمی ہر ایک طلسم کو
فتح کرے گا نام و نشان طلسم باقی نہ رہے گا پس کوئی ایسی فکر کرنا چاہیے کہ اگر طلسم کشا لوح طلسمی کو
پا جائے تو بھی طلسم کو فتح نہ کر سکے اور ساکنان طلسم یا بادشاہ طلسم اُس کو ایک لمحہ میں اسیر کر کے یا
قتل کر ڈالے یہ خیال کر کے پھر انھوں نے حکما اور اہل علم کو جمع کر کے کہا کہ کچھ اشیا بزور حکمت و علم
ایسی تیار کرو کہ جو تا ایں زمانہ ہوں کسی نے ویسی اشیا نہ بنائی ہوں بلکہ کسی حکیم نے کبھی نہ تیار
کی ہوں اور وہ اشیا ایسی ہوں کہ اگر طلسم کشا کو لوح طلسمی بھی مل جائے اور اس کے گلے میں بھی
لوح طلسمی ہو تب بھی وہ گرفتار ہو جائے اور یہ نقارہ کلان یا نفیر دار اُس کے لشکر کے ساتھ ہوں

وہ بھی سالم شہر میں اور سب مردان لشکر ایک آن میں اسیر ہو جائیں بادشاہ طلسم یا کوئی ساکنان طلسم سے بذریعہ ان اشیا کے
طلسم کشا و مردان لشکر طلسم کشا کو چشم زدن میں نئے نوبت و نقارہ کر کے اسیر کر لے حکما نے متفق الراے ہو کر نہایت محنت و
جانکاہی سے یہ نقارہ جو تمہارے سامنے رکھا ہے اور نام اس کا نقارۂ سنگین ہے تیار کیا خاصیت اسکی یہ ہے کہ جو کوئی اس
نقارے کو بجائے جہانتک اسکی آواز جائیگی جسقدر نقارے اور دہل و تاشے وغیرہ ہونگے وہ سب دفعتہً پھٹ جائینگے
بعد اس نقارہ تیار کرنیکے حکما و علمانے از حد کوشش و محنت سے یہ نفیر تیار کی ہے تاثیر اس کی آواز
کی یہ ہے دیکھی کہ زیر کوہ اب تک چھ لاکھ سوار بیہوش پڑے ہیں تاوقتیکہ یہ تختی ان کے نتھنوں سے
مس نہ کی جائیگی یا عکس اس کا ان پر نہ ڈالا جائیگا اسوقت تک ان کو ہوش نہ آئیگا مگر اس
تیاری میں ایک نقص بھی باقی رہا وہ یہ ہے کہ جو شخص اس نفیر کو بجاتا ہے وہ بھی بیہوش ہو جاتا ہے اگرچہ
تھوڑی ہی دیر کے واسطے بیہوش ہو غرضکہ جب یہ دونوں اشیا رنا در زمانہ حکما تیار کر چکے تو آصف
بن برخیا کو دیں وہ بہت خوش ہوئے حکما کی بہت تعریف کی کہ یہی دو تین اشیا رنادر روزگار ایک
دیو کے ہاتھ انھوں نے پاس اپنے بادشاہ طلسم کے یعنی جب طلسم کو آصف بن برخیا نے حکما کو
جمع کر کے زر و جواہر بے انتہا خرچ کر کے تیار کرایا تھا اس طلسم کا جس کو بادشاہ بنایا تھا اور مقرر کیا تھا
اس کے پاس بھی تین اشیا یعنی نقارہ و نفیر و تختی بھیجی چونکہ میں خدمت آصف بن برخیا میں اکثر
جایا کرتا تھا ان اشیا کے حال سے مجکو آگاہی تھی اتفاق سے وہی دیو مجکو راہ میں ملا تھا میں نے
اس سے پوچھا تھا کہ کہاں جاتا ہے اس نے کہا کہ یہ چند اشیا لیے جاتا ہوں شاہ طلسم کو دینے جاتا ہوں
میں نے ان اشیا کو دیکھکر پہچان کر اس دیو کو مار ڈالا اس سے یہ اشیا لے کر پردۂ قاف سے
یہاں آکر سکونت پذیر ہوا تھا کہ تمکو دیکھا اور تمپر عاشق و شیدا ہو کر تمھیں اُٹھا لایا آج تمکو اپنے
حال پر مہربان پاتا ہوں امید کرتا ہوں کہ اب تمھارے وصل سے شاد کام ہونگا یہ تقریر دیو کی ملکہ اور
انقلی (?) تُتی نے بخوبی سنی بعد گفتگو کرنیکے دیو نے کہا کہ او تُتی ارے ابھی تک تو نے کباب مرغ نہیں پکایا
اس نے عرض کیا کہ حاضر کرتی ہوں فی الفور تُتی نے مذکورہ وہ کباب گوسفند از حد بیہوشی آمیز لیکر
پاس دیو مذکور کے آئی اور کہا کہ پہلے یہ کباب گوسفند کھائیے دیکھیے کیا لذیذ و خوش ذائقہ ہیں ملکہ بھی
کھا چکی ہیں میں بھی کھا چکی ہوں بعد ان کبابوں کے کھانے کے اس آدم زاد کے کباب کھانا کہ نمک
مرچ یہ موجود ہے دیو نے وہ کباب سب یکبارگی اپنے منہ میں رکھ لیے اپنے شکم میں (?) کہ دیو فراوان
کھانے ہی لذت سے خوش ہو کر کہنے لگا کہ اے تُتی کیا خوب کباب تو نے تیار کیے ہیں مگر کھاتے ہی
گرمی معلوم ہوئی سر گھوما جاتا ہے تُتی نے عرض کیا کہ ان کبابوں کی یہی تاثیر ہے ذرا اٹھ کر ٹہل کر دل کو
بہلائیے ہوا کھائیے دیو اُٹھا وہ کیا اٹھا گویا جہان سے اٹھا ایسی سر کو گردش ہوئی کہ بے اختیار ہانا (?)
کوہ کے بالاسے کوہ گرا دلسوز نے نعرہ کیا کہ منم دلسوز ہیں جانسوز ہیں مہتر فراوان او قالب (?) دیو
نابکار یوں عیاری کر کے تجھ ایسے دیو زبر دست کو میں نے بیہوش کیا ملکہ روشن آرا اسے جہان
دلسوز کے اس کار نمایاں پر حیران ہو کے بہت خوش ہوئی تعریف بہت کی دلسوز نے جلد وہ
نفیر و تختی لے کر اپنے قبضے میں کی اور ایک قبا سفوف بیہوشی کا بنا کر اس کے دماغ پر رکھدیا تا کہ
ہوش نہ آئے ابھی دلسوز نے دیو کو بیہوش کر کے ارادہ فرامرز ثانی کے ہوشیار کرنے کا کیا تھا
بلکہ عکس اس تختی کا اس پر ڈالا تھا اس کو ہوش آنے لگا تھا کہ ناگاہ ایک درویش آفتاب صورت
اپنی سندھی (?) میں بیٹھے ہوئے بالاے کوہ آئے دیکھا کہ فرامرز ثانی ہوشیار ہو کر اٹھا اور دیو بیہوش

پڑا ہوا ہے ملکہ مذکورہ ابھی ہے جب تک ملکہ مذکورہ انگشتری پوشیدہ ہے فرامرز ثانی نے اُسے دیکھ لیا دیکھتے ہی
عاشق ہوا اتنی دیر میں درویش موصوف نے دیکھ بھال کر دلسوز کی طرف نظر کی دلسوز نے کہا کہ
آپ نے بیابان تشریف لانے کی زحمت کیوں گوارہ کی میں سب کام کر چکا نقارہ و نفیر کی کیفیت و حقیقت
معلوم کر چکا تختی کی بھی تاثیر دریافت کر چکا دیو قران کو بھی سفوف بیہوشی آمیز کباب کھلا کر بیہوش
کر چکا فرامرز ثانی کو شہر دیو سے بچا چکا یعنی یہ نقارہ ہے نام اس کا سنگین ہے اور یہ نفیر ہے اور یہ تختی وہ ہے
کہ جس کے عکس ڈالنے اور مس کرنے سے ہر ایک بعد سننے صدا سے نفیر کے اور بیہوش ہونے کے ہوشیار
ہوتا ہے اس کے بعد جو کچھ ان اشیا کی بابت دیو سے سنا تھا بیان کیا درویش آفتاب صورت
نے دلسوز کے سراپا پر نظر کر کے اس کے اس کارنمایاں کے کرنے پر تحسین و آفرین کر کے نقارہ و نفیر
کو اس سے لے کے داخل جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو کیا اور تختی کو لے کر اور دیو قران کو
کہ بیہوش تھا منڈھی پر ڈال کر ملکہ روشن آرا کے جہان اور فرامرز ثانی و دلسوز کو منڈھی
میں داخل کر کے جو کچھ مال و اسباب دیو قران کا بالا سے کوہ صندلین تھا اس کو بھی نذر جیب جامہ
درویش مرجان سرخ مو کر کے منڈھی سے کہا کہ اے منڈھی بحکم درویش مرجان سرخ مو ہم
سب کو بیابان سے نیچے اس کوہ کے پہونچا دے منڈھی وہاں سے زیر کوہ سب کو لے کر آئی درویش
موصوف نے فرامرز ثانی اور دلسوز کو منڈھی سے باہر کر کے اس تختی کا عکس ماہر شاہ والی حاکم
شہر نقش بین پر ڈالا اس کو ہوش آیا درویش نے کہا کہ اے شاہ شہر نقش بین دیکھو یہی تمہاری دختر
ہے اس سے ملو اور اس کو محافہ وغیرہ میں بٹھاؤ اور دیکھو یہ دیو وہی ہے کہ جس کے ہاتھ سے تم عاجز
ہو گئے تھے یا نہیں شاہ موصوف اپنی دختر کو دیکھتے ہی از حد شادمان ہو کر اس سے ملا دوڑ کر اس کو
اپنے سینے سے لگایا وہ اپنے پدر سے لپٹ کر رونے لگی بعد گریہ و زاری شاہ موصوف نے اپنی دختر
کی پردہ داری کی اور بہ وقت پیری پر دے میں اسے محافہ کے بٹھایا پھر قدم درویش موصوف کو چوم کر
گویا ہوا کہ اے درویش باکمال واقعی آپ کا مثل و نظیر نہیں ہے آپ نے اپنی کرامت و کمال سے
میری جان و آبرو کے برقرار رکھنے میں جو سعی کی تا زندہ ہوں ممنون ہوں درویش موصوف نے کہا کہ
جو تم نے اقرار کیا تھا اس کا بھی تمہیں کچھ خیال ہے اس نے کہا کہاں یاد ہے آپ مجھ کو ہدایت و تلقین کلمہ
کیجئے درویش ممدوح نے اس کو کلمہ طیبہ تلقین کیا وہ کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوا فرامرز ثانی
اور درویش موصوف اس کے مسلمان ہونے سے شادمان ہوئے پھر درویش موصوف نے عکس
اسی تختی کا ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ پر ڈال کر ہوشیار کیا سب کو ہوش آیا بعد دریافت حال ہر ایک نے
درویش موصوف کی بہت تعریف کی اور شاہ نقش بین سے پانچ ہزار سوار تابع ہو کے عراق
میں گیا وہ بادشاہ شہر خوافیہ نعمان شاہ سے بھی کہلا بھیجا یہ دونوں بادشاہ بھی معالجہ درویش
آفتاب صورت پر شاہ سے باہر آگاہ نہیں ہوئے بہت ثنا و تعریف درویش کے کمال کی کی درویش
نے بعد ہوشیار کرنے تمام بیہوشوں کے دیو کے اسیر کرنے کا سامان کیا فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ
آپ اسیر کو اسیر نکریں بلکہ ہوشیار کریں درویش موصوف نے جواب دیا کہ اے فرامرز ثانی اگر یہ ہوشیار
ہوگا تو بہ دشمنی پیش آئے گا اور چلا جائے گا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ کیا مجال اس دیو کی کہ اب
کسی کو کچھ ضرر پہونچا سکے اور میرے سامنے سے کہیں جا سکے درویش ممدوح نے عکس اس تختی کا تو
اس دیو پر نہ ڈالا تختی مذکورہ کو داخل جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو کر کے جہاں پہونچنی کا

اُس کے دماغ سے دور کر کے فتیلہ دفع بیہوشی اُس کو سنگھایا دیو کو ہوش آیا اپنے تئین زیر کوہ پایا
حیران ہوا فرامرز ثانی نے اُس سے کہا کہ او فران دیو آگاہ ہو کہ نقارہ و نفیر و لوح تخت لیکے
ملکہ روشن آرا کے تہان اپنے والدین سے ملی مجھکو بیہوش کیا تھا اب ہوشیار کیا ہے اگر تو اطاعت
ہماری کریگا تو زر و انعام پاویگا نہیں تو لازم ہے کہ ہمارے ہمراہ رہ گوشت تجھکو واسطے کھانے کے
اسقدر دیا جاویگا کہ تو سیر ہو جاویگا فران دیو نے فرامرز ثانی کو کلمات درشت کہکے ارادہ
جانیکا کیا اُسوقت فرامرز نے سب کے سامنے بعد غضب اُس کو پکڑ کر زمین پر گرا کے سر اُس کا
دھڑ سے کھینچ لیا جملہ اہل لشکر و سرداران سپاہ و بادشاہ یہ قوت و طاقت و شجاعت فرامرز ثانی
کی دیکھکر حیران و شادمان ہوئے خصوصاً درویش آفتاب صورت نے بہت خوش ہو کر اُسکے
زور بازو کی ثنا کی ماہر شاہ نے بھی تعریف کی اور اُس کو ہر طرح لیاقت و شرافت میں اچھا پایا پہر خیال
واسطے اپنی دامادی کے پسند کیا کہ اس سے بہتر میری دختر کو بالائے کوہ جاکر دیکھا ہوگا بہتر و مناسب
یہی ہے کہ اُسی جوان سے اپنی دختر کو منسوب کر دوں ایسا جوان پہر دامادی کو ملیگا یہ خیال کرکے
خاموش رہا پہر وہان سے بعد ہزار خوشی اپنی دختر اور درویش آفتاب صورت پریزاد و فرامرز ثانی
کا آنا ہوا مع اپنی تمامی سپاہ کے اپنے شہر میں آیا ملکہ روشن آرا کے تہان محافہ زرین سے اتر کے
داخل محلسرا ہوئی جملہ عورات محلسرا اُس کے دیکھنے اور آنے سے از حد شادمان ہوئیں خصوصاً مادر ملکہ
مذکورہ اپنی دختر کو دیکھکر بہت خوش ہوئی ملکہ نے اپنی مادر کو بادب سلام کیا اُس نے اُس کو اپنے
سینے سے لگا کر گریہ و بکا کیا دیگر عورات بھی ملکہ موصوفہ سے ملکر روئیں بعد گریہ و بکا کے اور بیٹھنے کے
سامان خوشی و جشن ہوا عالم محلسرا میں ملکہ کے آنے سے گویا عید ہوئی ملکہ پر سے ہزارہا روپیہ اشرفیان
جواہرات تصدق کیا گیا غربا محتاجون کو دیا گیا فقرا وہ تصدق پاکر امیر کبیر ہوگئے بادشاہ شہر نقش میں
نے اپنے دربار میں آکر عمان شاہ اور درویش آفتاب صورت کا شکریہ ادا کر کے کہا کہ اب اس
تخت حکومت پر آپ دونوں شاہون میں سے کوئی صاحب جلوس کریں مجھکو اپنا فرمانبردار جانئیں
عمان شاہ نے اُس کے تخت حکومت پر بیٹھنے اور حکمران ہونے سے عذر و انکار کیا درویش
آفتاب صورت نے کہا کہ میں ایک درویش ہون مجھکو تخت نشینی سے کیا غرض یہ تخت و تاج تمہارا
تمکو مبارک ہو پہر ماہر شاہ کو بالائے تخت حکومت بٹھا دیا پہر خود بھی برابر تخت ماہر شاہ کے
بالائے کرسی بیٹھے عمان شاہ و عراق آہن کلاہ بھی برابر تخت ماہر شاہ کے کرسیون پر بیٹھے
جملہ سرداران سپاہ بھی حسب قدر مراتب دنگلون پر رونق افزا ہوئے خصوصاً فرامرز ثانی
پہلوے تخت ماہر شاہ کے زرین و نگین پر بیٹھا شاہ شہر نقش میں نے پہلے اپنے اہل دربار کو پہر تمامی
ساکنان کو حکم دیا کہ جملہ ادنی اعلی لقا پرستی چھوڑ کر حق پرستی اختیار کریں کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہون
حکم بادشاہ سنکر موصوف جملہ اعلی ادنی مسلمان ہوئے مساجد کی بنا ہونے لگی شہر نقش میں میں
آواز اذان موذن اللہ اکبر بلند ہونے لگی مردمان شہر پابند نماز پنجگانہ ہوئے پہر حکم سے بادشاہ کے
اہل شہر نے خوشی ملکہ کے آنے کی شہر نقش میں اس خوشی میں ایسا آراستہ کیا کہ رشک نگار
خانہ چین و ماچین ہو گیا بادشاہ شہر نے بھی سات روز برابر شب و روز جشن کیا صدہا نازنینان مہرو
و خوش گلو نے حاضر بزم ہوکر مبارکباد ملکہ کے آنے کی دی غزلیں بھی عاشقانہ گائیں اہل بزم
خوش ہوئے اور دعوت و ضیافت بھی درویش آفتاب صورت و عمان شاہ و عراق آہن کلاہ

و فرامرز ثانی و قہور صفت شکن و صمصام تیغ زن و ہیران پرسوار و اسفندیار کجکلاہ و
صارف تیغ زن وغیرہ جملہ سرداران سپاہ نامی و نامور کی جشن و خوبی نہایت تکلف سے ہونے لگی
اور بزم عیش و عشرت میں اکثر اوقات ساقیان سیمین ساق کشتیان شراب ناب کی یعنی عرق مقوی
اعضا و خوشبودار شیشوں میں مع ساغرہاے بلوریں لا کر اہل بزم عشرت کو پلانے لگے اہل بزم بصد
خوشی و مسرت باین طور میخواری کرنے لگے اثناے زمانہ جشن مذکور میں ماہرشاہ فرمانرواے شہر نقش میں
نے عقد اپنی دختر نیک اختر کا شاہانہ سامان و جلوس سے ساتھ فرامرز ثانی کے کر دیا جہیز میں علاوہ مال و
اسباب و زر و جواہر کے شہر نقش میں بھی دیدیا بعد عقد و نکاح طالب و مطلوب یکجا ہوئے فرامرز ثانی
نے وصل ملکہ روشن آراے جہان حاصل کیا مراد دلی بر آئی اسی طرح بعیش و عشرت وصل چند روز
گذرے ایک روز درویش آفتاب صورت و فرامرز ثانی نے ماہرشاہ والی شہر نقش میں سے
کہا کہ اب ہم کو اجازت جانے کی دیجیے یہاں ہمیں زمانہ زیادہ گذرا ہمیں جانا جانب طلسم زلزلہ ضرور ہے اخبار
سے معلوم ہوا ہے کہ لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اسی طرف روان ہے شاہ موصوف نے
بمجبوری کہا چندے یہاں اور قیام کیجیے سامان سفر دور و دراز مہیا ہو جائے تو پھر یہاں سے روانہ
ہو جیے ہم بھی ہمراہ آپ کے چلیں گے فرامرز ثانی و درویش موصوف نے چندے اور قیام کیا جب سامان سفر
حسب دلخواہ مہیا و فراہم ہو چکا درویش آفتاب صورت نے فرامرز ثانی کے بازو پر وہی اکہ جو
درویش مرجان سرخ موسے ہاتھ آیا تھا اور جس کی تاثیر یہ تھی کہ جس کے بازو پر وہ اکہ باندھ دیا جاے
وہ کبھی کسی سے زیر نہو جیب خاص درویش مرجان سرخ موسے نکال کر باندھا اور اس کے چہرے پر
نقاب سبز ڈالی بعدہٗ قہور صفت شکن و صمصام تیغ زن و اسفندیار کجکلاہ و صارف
تیغ زن ان چاروں سرداران نامی و نامور کو بھی نقاب دار سبز بنا کر رفیق فرامرز ثانی ان کو قرار دیا
اور علمدار لشکر جملہ سپاہ [illegible] ہیران پرسوار کو کیا علم سبز و طویل اس کو دیا سواے اس کے اور بھی چند
علمدار سپاہ مقرر کیے ان کو بھی علم دیے علاوہ اس کے کل سامان جنگ و جلوس مہیا و فراہم کر کے
ماہرشاہ سے رخصت چاہی وہ بھی ہمراہ چلنے پر آمادہ ہوا درویش موصوف و فرامرز ثانی نے کہا کہ
آپ ہمراہ ہمارے نہ چلیے تکلیف سفر نہ اٹھائیے واسطے انتظام شہر کے یہیں تشریف رکھیے فرامرز کے کہنے
سے ماہرشاہ نے ہمراہ جانا اپنا موقوف رکھا مگر تین لاکھ سوار اور ایک سردار سپاہ مسمی صارف تیغ زن
کو ہمراہ کیا فرامرز ثانی بہنگام سفر داخل محلسرا ہو کر اپنی زوجہ ملکہ روشن آراے جہان سے رخصت
ہونے گیا ہر چند اس نے کہا کہ ابھی یہاں سے نجاؤ مجھے تنہا نہ چھوڑو یا اپنے ہمراہ مجکو بھی لیتے چلو مگر فرامرز
ثانی نے نمانا کہا کہ اب مجکو ہم واسطے چند مدت کے جاتے ہیں اگر خدا نے چاہا تو جلد وہاں سے آ کر تمکو [illegible]
اس سفر میں تمکو ہمراہ لے جانا مصلحت نہیں ہے اس تقریر پر قرار رخصت ملکہ آبدیدہ ہوئی فرامرز ثانی [illegible] اس کو
سمجھا کر اقرار پھر آنے کا کر کے بمشکل اجازت جانے کی لیکر محلسرا سے باہر آیا پھر اپنے خسر ماہرشاہ سے بھی
رخصت ہوا ماہرشاہ بہنگام رخصت آبدیدہ ہوا بعدہٗ درویش آفتاب صورت سے بھی رخصت ہوا
اس اثنا میں نقارہ کوچ پر چوب لگائی گئی صداے نقارہ بلند ہوئی سب خورد و کلاں آگاہ ہوئے کہ
اب یہاں سے لشکر کا کوچ ہے فورا سب سوار و سردار سپاہ مسلح ہوئے عمان شاہ و عراق آہن کلاہ
بادشاہ شہر [illegible] آمادہ سفر ہوے پوشاک پہنکر تاج شاہی سروں پر رکھکر کمر سے زرین پیٹی
کمر پر [illegible] درویش آفتاب صورت بھی اپنے اسی گنبد طلائی

جواہر نگار ہیں کہ جو بہزار زیب و زینت آراستہ تھا وہی لباس پر صفو زیب تن کر کے بیٹھے کہاروں نے اس گنبد طلائی کو اپنے دوش پر اٹھایا فرامرز ثانی نے نقاب سبز بہ رخ و منصور صف شکن و صمصام تیغ زن و اسفندیار کج کلاہ و عیار رفتار تیغ زن بھی نقابداران سبز و رفقائے فرامرز ثانی بر کمیت سوار ہوئے جملہ سواران سپاہ بھی کہ نو لاکھ تھے بسرعت تمام مرکبوں پر سوار ہوئے غرضکہ یہ لشکر کثیر جب آمادہ سفر ہوا درویش آفتاب صورت اس شان و شوکت و جلوس و نوبت و نقارہ طبل و علم سے جانب کوکب انجم حصار روانہ ہوئے کہ آگے آگے ایک فیل مست و بلند پر نشان پیچھے اُن کے صدہا فیلان مست کہ جن کی جھولیں زریں اور ہودے نقرئی و طلائی تھے فیلبان وردیاں زرق برق پہنے ہوئے قطار در قطار عقب میں اُن کے اشتر کئی ہزار زریں مہار نوبت و نقارہ ہائے کلاں کی آواز شتاں کی صدا علمہائے رنگا رنگ علمداران لشکر لیے ہوئے پھر ہرے اُن کے ہوا سے اُڑتے ہوئے پھر ان پر سوار علمدار خاص سپاہ شور شعار علم سبز کلاں لیے ہوئے مرکب پر اور ابلق پر سوار پھر ہرے پر اس کے حمد خدا و نعت ابراہیم خلیل اللہ بخط جلی تحریر اسی طرح ہر ایک علم پر بھی حمد خدا و نعت ابراہیم خلیل اللہ رقم کی ہوئی ہزار وں جھنڈے اور برچھے بردار یہ بھی قطار در قطار نو لاکھ سواران جنگی و آزمودہ کار مرکبوں پر سوار رہروی میں برابر دو دو سوار شور شعار نیزے ہاتھوں میں لیے ہوئے سنانیں نیزوں کی چمکتی ہوئی ہر ایک گروہ دو غول کے ساتھ ایک ایک سردار و علمدار تھے علم لیے ہوئے پھریرا علم کا کھولے ہوئے پھر ہرے ہوا سے اڑتے ہوئے تھے برابر راہ میں پانی چھڑکتے ہوئے گرد و غبار راہ دور کرتے ہوئے نقیبان خوش آواز چوبدار و عصا بردار پکارتے ہوئے اصلاح آوازیں لگاتے ہوئے کہ شعر

سوار می آید شاہ زر پرور و سوار تک	ہمیشہ ہو ترقی حشمت و اقبال و دولت کی

گاہ صدائے دور باش دیتے ہوئے درویش آفتاب صورت اپنے گنبد طلائی میں بیٹھے ہوئے ماہی مراتب ساتھ ڈنکے پر چوب لگتی ہوئی علمدار و سرداران سپاہ با ادب رواں باد شاہان [illegible] ہمراہ درویش موصوف اپنے جاہ و جلال و شوکت و اقبال و جلوس بے حد و انتہا پر نظر کرتے ہوئے بار بار مسکراتے ہوئے ریش دراز پر ہاتھ پھیرتے ہوئے زیر لب آنکھوں سے کبر و [illegible] گنبد طلائی میں بیٹھے ہوئے رواں ہیں جانب انجم حصار جاتے ہیں حال اس کا بمقام مناسب تحریر کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ

دو گلدستہ داستان سارق بن لقا جرار از راہ تعجیل آہنین [illegible] خدا و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ درویش آفتاب صورت کے بیان کیے جاتے ہیں

پلا ساقیا بادۂ تند و تیز	کہ اب آگیا وقت جنگ و ستیز	تیرے ہاتھ سے کر میں پاؤں شراب
لقا تک میں دشمن کے جاؤں شتاب	نہ دم بھر بھی ٹھہروں کہیں زینہار	روانہ ہوں میں سمت انجم حصار
گیا ہے اسی سمت سارق اب	لقا کا غلط اس کو کہتے ہیں سب	خدائی کا کرتا ہے دعویٰ وہ کب
بغیر اس کے مارے نہ آئے گا صبر	وہیں جاؤں تا وہ جہاں جائے گا	مرے ہاتھ سے کب امان پائے گا

پئے درج حالات کب آگے قلم	مرے ہاتھ میں تیغ ہے یہ قلم

راویان شیرین سخن اس داستان کہن کو بتازگی الفاظ و عبارت یون بیان کرتے ہین کہ جب ساریق
بن لقا خداوند مشرکین و کفار بے حیا بعد جنگ و جدال خوف قتل سے اور صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کے ڈر سے گلستان باختر سے مضطر و حیران باخاطر پریشان مع جمعیت
فوج جانب انجم حصار گریزان ہوا تھا اثنائے راہ مین خوف صاحبقران سے آرام و راحت و پناہ کی
جگہ نپا کر کہین چند سے بھی قیام نکر کے سوئے انجم حصار بدل بیقرار بعد صعوبت راہ بسیار جا کر ایک روز
قریب شام نزدیک انجم حصار کے پہونچا خستگی و مسافت راہ سے عاجز ہو کر وہین قیام کیا یہ خبر کوکب
انجم حصاری کو پہونچی کہ خداوند ساریق بن لقا برائے طلب پناہ بھاگ کر اس طرف آئے ہین
نہایت مضطر و پریشان ہین کچھ فوج بھی ان کے ہمراہ ہے یہ خبر سنکے کوکب انجم حصاری مع اپنے رفقا
و امرا وغیرہ کے واسطے استقبال کے آیا خداوند نابکار بدگوہر سے ملکر بصد عزت و حرمت و تکریم و تعظیم
انجم حصار مین لے گیا بعنوان شائستہ سامان دعوت و ضیافت کیا بعدہ سبب ادھر آنیکا دریافت
کیا ساریق بن لقا نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کر کے کہا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
کے ہاتھ سے ہم صدمہ سخت اٹھاتے ہین آخر یہان تک آئے ہین کوکب انجم حصاری نے متحیر
ہو کے تمام حالات سنکے کہا واقعی عجیب ہے کہ آپنے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور اسکے
مردان سپاہ کو اتنا بیرکر کے تباہ و برباد کیون نکیا وہان سے یہان تک اس حال خراب سے
کیون آئے ہنوز ساریق نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ اس کے وزیر اور نشیبان بارگاہ شحنگان بن بختکان
نے جواب دیا کہ خداوند رحم دل ہین جفا و ظلم و جور صاحبقران و اہل اسلام اٹھاتے ہین بوجہ رحم دلی
کے ان کو تباہ و غارت نہین کرتے ہین ذلت و رسوائی اپنی گوارا کرتے ہین یہی سبب ہے کہ آج تک ان کا
قصہ و فساد و ضرر [illegible] کیا ہو گئے ہین کہ ان لوگون کو برباد و تباہ کرون یہ جاہل ہین میرے رتبہ شناس
نہین ہین جب حالت یہ آگئی ہے مجکو پناہ لینی ہوگی فی الحال یہ آپکے پاس طالب پناہ ہوکر آئے
ہین آپکو مناسب ہے کہ ان کی مدد و اعانت فرمائیے پناہ دیجئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
کے ہاتھ سے اور دیگر اہل اسلام کے شر و فساد سے ان کو بچائیے کوکب انجم حصاری نے گفتگوے
بختکان [illegible] سنکے ساریق بن لقا کو اپنا مہمان کیا دعوت و ضیافت خداوند مردود مذکور کی ہونے لگی
چونکہ کوکب انجم حصاری ایک بادشاہ ہے والی و قریب طلسم زلزلہ مین اور حاکم انجم حصار کا زیر حکومت
و فرمان [illegible] بادشاہ طلسم زلزلہ کا ہے اور ہود سرمست پوتا ساحر [illegible] کا ہے اسوجہ سے
کوکب انجم حصاری نے ایک نامہ بطور عرضداشت کے اس مضمون کا لکھا کہ فی الحال خداوند
ساریق بن لقا گلستان باختر سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے عاجز و شکست کھا کر
مضطر و پریشان خاطر ہو کر بھاگ کر انجم حصار مین آئے ہین بندہ نے ان کو مہمان کیا ہے ساتھ ان کے
ان کا وزیر و نشیبان بارگاہ شحنگان ہے اور کچھ سپاہ ہے اگر ارشاد اور مناسب ہو تو مین ان کو پناہ
دون اور اگر حکم پناہ دینے کا نہو تو ان کو پناہ نہ دے کر انجم حصار سے باہر کر دون امیدوار جواب کا
ہون لیکن جب نامہ بعد القاب و آداب بمضمون مندرجہ بالا لکھ چکا مہر نامہ درست کر کے نامے کو اندر
لفافہ کے رکھکر مقیم جادو کو دیا کہ جو ہود سرمست بادشاہ طلسم زلزلہ کے حکم سے انجم حصار مین
رہتا ہے اور [illegible] اس کے متعلق یہ ہے کہ جب نامہ بھیجنا یا کچھ عرض و دریافت کرنے کی ضرورت
ہوتی ہے تو اسی ساحر کے ہاتھ نامہ روانہ کیا جاتا ہے وہ ساحر جا کر نامہ یا پیغام ہود سرمست کو پہونچا دیتا ہے

اور جواسپہ بھی گاہ گاہ لا دیتا ہے فی الحال یہی بدستور مرقوم نامہ انہی ساحر کو دیا گیا وہ نامہ لیکر گیا بعد چند ساعت کے در قلعہ طلسم زلزلہ پر پہونچا نامہ مذکور کو بذریعہ دیگر ساحران نامی کے خدمت بہو دستبست مین پہونچایا شاہ عالیشان مذکور نے نامہ مذکور پڑھکر کہا کہ کہدو مقیم جادو سے کہ وہ کوکب انجم حصاری سے کہدے کہ بمقام پناہ دینے ساریق بن لقا کے ہم تجھ کو جزاے خیر دینگے بالفعل اُن کو مہمان رکھو کیونکہ وہ خداوند ہین گلستان باختر سے یہان تک آئے ہین تو ساحر نامہ مقیم جادو سے لیکے گئے انھون نے مقیم جادو سے حکم بادشاہ طلسم زلزلہ آکر ظاہر کیا مقیم جادو نے انجم حصار مین آکر تخلیہ مین کوکب انجم حصاری سے حکم بادشاہ طلسم زلزلہ بیان کیا کوکب انجم حصاری نے منتظر جواب نامہ مذکور ہو کر ساریق بن لقا کو مہمان رکھا باقی حال اس کا آئندہ بمقام مناسب لکھا جائے گا مگر

اب حال زلزلہ قاف ثانی سلیمان ہر دم رہا ہے ہجر رنگ شیر بیشہ جنگ شکنندہ کمان رستم دستان صاحب گرز سام بن نریمان صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران یعنی سلطان کیوان شکوہ حق پژوہ کا بیان کیا جاتا ہے

ہین گمان کیا کیا مجھے اُس شوخ پُرفن کی طرف
رک رہا کیون آتے آتے میرے مدفن کی طرف

آگئی فصل بہاری دوڑتے ہین اسکے جنون
پاؤن جنگل کی طرف اور ہاتھ دامن کی طرف

جب نہ پایا بعد میرے کوئی تجھسا باوفا
پہونچی ٹھوکر اسکے دوڑی میرے مدفن کی طرف

گلشن آفاق مین وہ سوختہ تن ہوا ہون مین
آتے آتے رک رہی بجلی نشیمن کی طرف

بزم دنیا مین نہوگا کوئی مجھسا صلح کل
دوستانہ نظرون سے دیکھا ہے دشمن کی طرف

پاس ہے دونون کا مجھ وحشی کو ہر اک عشق مین
آنکھ ہے رہرو کی جانب دل ہے رہزن کی طرف

کشتۂ رخسار تھا وہ گل چڑھاتے بعد مرگ
خاک بھی لیکر نہ آئے میرے مدفن کی طرف

سینۂ پُر داغ آ گیا دیکھ دل دوز نے
راہ پیدا کی نکالی میرے گلشن کی طرف

کوئی دیکھے تجکو تیری آرسی کا دیکھنا
ٹکٹکی سی لگ گئی ہے روئے روشن کی طرف

چودھوین شب بام پر تم سو رہے ہو بے نقاب
چاند کو دیکھے کوئی یا روئے روشن کی طرف

شاعری کا ہے تنزل کس لئے واصف کہان
اہل جوہر کی توجہ کیا ہوا اس فن کی طرف

کہ بعد عقد کرنے کے قلعہ سبز نگار مین شب و روز براحت و آرام چند سے بسر کرکے اور وصل گلبدن حسینان گلگون قبا دختر حسینان سبز قبا فرمانروا ے قلعہ سبز نگار موجود فیلسوز حسن آگین سے شاد و کام ہوکے ایک روز اپنے خسر حسینان سبز قبا سے کہا کہ اب ہمکو رخصت دیجیے اجازت یہان سے جانے کی دیجیے یہان زیادہ توقف خوب نہین ہے ہمین تعاقب مین ساریق بن لقا خداوند مردان گمراہ مین جانا ہے گلستان باختر سے ہم یہان تک اس کے تعاقب مین آئے ہین اخبار سے دریافت ہوا ہے کہ وہ نابکار گلستان باختر سے بھاگکر جانب انجم حصار گیا ہے ہم اُسکے تعاقب مین

اُس نابکار کے جانا ضرور ہی جبتک ہم اُس کو مسلمان یا قتل نہ کرلین گے اور اُس کی خدائی روے زمین
سے نہ مٹا لین گے ہرگز ہمکو راحت و آرام حاصل نہو گا بادشاہ قلعہ سبزنگار معروف شہر حسن آگین
نے بمجبوری اجازت جانے کی دی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اپنی زوجہ مشکوہ ملکہ
حسین گلگون قبا سے کہ نام صحیح اس کا یہی ہی بعد گفتگوے بسیار بمشکل رخصت ہو کر اقرار پھر آنے کا
کرکے محلسرا سے باہر تشریف لا کر حکم کیا کہ پیش خیمہ ہمارا یہان سے سوے انجم حصار روانہ کیا جاے
کل ہم بھی یہان سے یا آج ہی روانہ ہون گے حسب الحکم اسیوقت سہراب بن لندھور اثالہ و
بارگاہ و خیمہ و خرگاہ کا ہمراہ لے کر چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے جانب انجم حصار روانہ ہوا
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بھی اُس کے جانے کے بعد مع اپنے تمامی سرداران سپاہ و
بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ مردان لشکر اسلام کے بصد شوکت و شان بجمعیت سپاہ گران سمت
انجم حصار روانہ ہوئے حسین سبز قبا بادشاہ قلعہ سبزنگار اور اپنی زوجہ ملکہ حسین گلگون قبا
کو وہین چھوڑا اپنے ہمراہ نہ لیا اثناے راہ مین سیر شہر و کوہ و دشت و بیابان کرتے ہوئے رنگ قدرت
و شان خداوند عالم و عالمیان کا مشاہدہ کرتے ہوئے جابجا کوچ و مقام کرتے ہوئے ایک روز ایک صحراے
سبزہ زار فرحت افزا مین پہونچے اُس صحراے سبزہ زار کی بہار دیکھکر فرمایا کہ ایسے صحراے سبزہ زار مین
کہ انجم حصار سے قریب ہی بارگاہ و خیام برپا و استادہ کیے جاوین حسب الحکم نقارۂ سلیمانی پر چوب لگائی
ایسی صداے نقارہ سلیمانی بلند ہوئی مشہور ہی کہ آواز نقارہ سلیمانی چونسٹھ کوس تک جاتی ہی ادھر
جملہ مردان سپاہ صداے نقارہ سلیمانی سنکے سمجھ گئے کہ یہ نقارہ اسوقت بجہت آگاہی قیام بجایا گیا ہی
یہ سمجھکر سب ٹھہر گئے ملازمون نے جلد جلد بارگاہین اور خیام اُسی صحراے سبزہ زار پر بہار مین دور تک
ایستادہ و برپا کیے بادشاہ لشکر اسلام و صاحبقران عالی مقام و جملہ سرداران نیکنام و تمامی سواران
سپاہ تخت اور مرکبون سے اُتر کر داخل بارگاہ و خیام ہوئے سلاح جنگ تنون سے دور کرکے راحت و
آرام پذیر ہوئے اُدھر یعنے انجم حصار مین ساریق بن لقا بعزت پاس کوکب انجم حصاری کے
بیٹھا ہوا تھا تحتگان بھی موجود تھا ساقی خوب رو گلشن شراب ناب کی لایا تھا شیشہ کے ساغر بلورین
مین مے گلگون بھر کے جام مذکور ساریق بن لقا کو دیا تھا اُس کے ہاتھ مین ساغر مے تھا ارادہ میخواری کا
کیا تھا کہ یکایک صداے نقارہ سلیمانی آئی زمین انجم حصار تھرائی ساریق بن لقا آواز نقارہ مذکور
سنکے ایسا ڈرا اور کانپا کہ ہاتھ سے اُس کے جام مے بالاے فرش گرا رنگ چہرہ ساریق بن لقا کا خوف
سے اُڑ گیا گھبرا کر یمین و یسار دیکھنے لگا ارادہ اٹھکر بھاگنے کا کیا مگر دست و پا کے تھرانے اور کانپنے سے
بھاگ نہ سکا کوکب انجم حصاری نے پوچھا کہ اے خداوند اسوقت مزاج کیسا ہی کیا حال ہی یہ لرزہ
تمامی تن مین کیون ہو گیا ہی لرزہ آگئی ہی اور جام شراب ہاتھ سے کیون گر گیا ہی یا خود برہم ہو کر ساغر
شراب فرش پر پھینک دیا ہی کیا شراب ناقص ہی غصہ سے آپ تھراے ہین یا اور کوئی وجہ ہی مفصل
بیان فرمایئے ساریق بن لقا سے تو بسبب خوف صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے گھبرا ہوا
تھا مثل بید کانپ رہا تھا بولا نہ گیا جواب نہ دے سکا مگر تحتگان نے عرض کیا کہ حضور مجھے سبب اس
[illegible] کرنے کا سینے مین خوب آگاہ ہو گیا ہون اسوقت مزاج خداوند درست نہین ہی جو اس
[illegible] یہ شراب جو ساغر بلورین مین تھی [illegible] اچھی تھی بری نہ تھی غصہ بھی اسوقت
[illegible] کانپنا ان کا غصہ سے تو نہ تھا لرزہ آئی ہی صاف صاف یہ ہی کہ نقارہ سلیمانی

جو لشکر صاحبقران مین ہے اُس کی آواز اُنھون نے ابھی ابھی کیا سنی ہے گویا کوس رحلت کی صدا سنی ہے
صاحبقران قریب انجم حصار کیا آگئے گویا واسطے قبض روح خداوند کے ملک الموت آگئے ہین
کوکب انجم حصاری نے کہا کہ اے خداوند کچھ تردد و خوف نکیجے اگر صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ جسکے ہاتھ سے آپ کو صدمہ و رنج پہونچا ہے یہان آگئے ہین تو کیا اندیشہ ہے سامان جنگ
یہان موجود ہے علاوہ سپاہ کثیر کے تین نقابدار طلسمی نمود سہیرستا کی جانب سے میرے اختیار مین
ہین کہ ان کا اگر لاکھون سوار دنیاوی مقابلہ کرین تو بھی ان کو کوئی قتل نہین کر سکتا ہے وہ سب کو اسیر
کر سکتے ہین قبل اس کے چار نقابدار تھے ایک نقابدار آپ کو معلوم ہے کہ کام آگیا ہے مجھے جواب کا انتظار
ہے مین نے آپ کی تشریف لانے کی خبر بادشاہ طلسم زلزلہ کوہ کی تھی نامہ روانہ کیا تھا ابھی تک جواب
نامہ نہین آیا ہے کچھ نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ جواب تک جواب نامہ نہین آیا اب مین پھر نامہ روانہ
کرتا ہون جو حکم ہوگا اُس پر عمل کرونگا یہ کہکر اُسی وقت ایک نامہ بعد القاب و آداب شاہی کے
اس مضمون کا تحریر کیا کہ اے شہنشاہ ساحران جہان ایک نامہ بطریق عرضداشت قبل اس کے
خدمت حضور مین ارسال کر چکا ہون اب دوسرا نامہ ارسال کرتا ہون امیدوار جواب کا ہون
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جن کے خوف سے سارق بن لقا گلستان یاقوت سے
بھاگ کر یہان آئے تھے وہ آج مع فوج کثیر آگئے ہین صدہا سپہ زار مین مقیم ہین ایسی حالت مین
مجھے کیا حکم ہوتا ہے خداوند سارق بن لقا پناہ دہندہ کران کے دشمن جان صاحبقران
مذکور الصدر سے ارادہ جنگ کرون یا نہین نامہ بایں مضمون لکھ چکا لفافے مین رکھکر سر نامہ
درست کرکے پھر مقیم جادو کے ہاتھ نامہ مذکور روانہ کیا ادھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے ایک نامہ کوکب انجم حصاری کے واسطے بعد القاب و آداب شاہی کے اس مضمون کا لکھوایا
کہ اے شاہ انجم حصار خبردار ہو کہ سارق بن لقا نابکار بدترین روزگار دعوی خدائی کرتا ہے مردم کو
گمراہ کرتا ہے فی الحال ہمارے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگتا ہوا تمھارے پاس آیا ہے طالب پناہ ہوا ہے بہتر
مناسب یہ ہے کہ سارق بن لقا کو ہمارے حوالے کر دو یا پناہ اُس کو نہ دو اُس کی مدد و اعانت نہ کرو
آمادہ جنگ و جدال ہم سے نہو دین اسلام اختیار کرو ورنہ طبل جنگ بجوا کر ہم سے مقابلہ کرو جب نامہ
بایں مضمون لکھا گیا لفافے مین رکھکر سر نامہ لکھکر مہر سے مزین کرکے حسب قاعدہ لشکر اہل اسلام مین
سر دربار بالاے چوکی زرین رکھا گیا اور جام شربت بھی ساتھ ہی اُسکے رکھکر امیر با توقیر نے باآواز بلند
فرمایا کہ اے بہادران نامدار و اے سرداران شورشعار تم سب مین کون ایسا جری و دلاور ہے
کہ جو اس جام کے شربت کو پی کر یہ نامہ کوکب انجم حصاری کو پہونچا کر جواب اس کا لیکر آئے
ہنوز صاحبقران نے یہ فرمایا تھا کہ ملوک بن مالک نے اپنے دل سے اُٹھکر عرض کیا کہ مین حکم
کی تعمیل کرونگا یہ کہکر اُس جام کو اُٹھا کر شربت پی کر بیڑہ پان کا کھا کر نامہ کو اپنی کلاہ زرین مین
بالاے سر رکھکر دربار سے باہر آکر اپنی سپاہ سے بیس ہزار جوانان آزمودہ کار و سواران شورشعار
چیدہ کرکے اُن کو اپنے ہمراہ لیکر مرکب پر سوار ہو کر باین شان و شوکت جانب انجم حصار کی طرف
روانہ ہوا اُسی وقت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے حکم سے دربار برخاست
طیفور کر دیا کبھی بصورت مبدل جانب انجم حصار بعجلت روانہ ہوئے قبل پہونچنے ملوک کے
بن مالک کے داخل دربار کوکب انجم حصاری ہوئے دیکھا کہ دربار آراستہ ہے کوکب انجم حصاری

بالائے تخت حکومت بیٹھا ہے ساریق بن لقا بھی بعزت تمام بیٹھا ہوا ہے سخنگان بھی موجود ہے ارکان
دولت حاضر دربار ہیں ابھی خواجہ طیفور داخل بارگاہ دربار کوکب انجم حصاری ہوئے تھے
بصورت خدمتگار کھڑے تھے کہ ناگاہ کوکب انجم حصاری کو مملوک بن مالک کے آنے کی
اور نامہ صاحبقران لانے کی خبر ہوئی فی الفور اُسنے اپنے اہل دربار امرائے نامدار وارکان دولت
ذی وقار کو بجمعیت چالیس ہزار سواروں کے واسطے استقبال نامہ دار ممدوح کے روانہ کیا
انھوں نے جلد تر جاکر مملوک بن مالک کا استقبال کیا پھر اُسکو بعزت وحرمت دربار میں لائے
مملوک بن مالک نے دربار داخل دربار پر نظر کرکے بطریق اہل اسلام سلام کیا کسی نے جواب سلام
نہ دیا الا خواجہ طیفور نے آہستہ کہ کسی نے کفار سے نہ سنا جواب سلام دیا کوکب انجم حصاری
نے مملوک بن مالک کو ذی عزت و لیاقت جانکر قریب اپنے تخت کے کرسی زریں پر اشارہ
بیٹھنے کا کیا نامہ دار موصوف کرسی مذکور پر بیٹھا سخنگان نے کہا کہ ابھی تو آپ کے یہاں قدم مبارک
آئے ہیں نامہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ لیکر آئے ہیں دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اس
دربار میں کون کون آتا ہے آثار اچھے پائے نہیں جاتے ہیں کوکب انجم حصاری نے بنظر تند و تیز
جانب سخنگان دیکھکر کہا کہ اے سخنگان کیا کہتے ہو اُسنے کہا کہ اے بادشاہ جو کچھ میں نے کہا
سچ کہا ہے میں جہاں دیدہ و آزمودہ کار ہوں ایسے امور کا مجھے تجربہ ہوچکا ہے اسی وجہ سے میں نے
کہا ہے کہ آثار اچھے نظر نہیں آتے ہیں ساریق بن لقا نے کہا کہ اس کی باتوں پر کچھ خیال نکرنا چاہیے
یہ شیطان درگاہ ماہ دولت ہے بیشتر ایسی ہی باتیں کرتا ہے کوکب انجم حصاری نے کہ لقاے ساریق
بن لقا سنکے ساقی کو طلب کیا وہ کشتی شراب مع شیشہ و ساغر بلوریں لایا اپنے بادشاہ کے حکم سے شراب
ساغر بلوریں میں روبروے نامہ دار موصوف لے گیا نامہ دار نے میخواری سے عذر کیا کوکب انجم حصاری
نے نامہ طلب کیا مملوک بن مالک نے کہا کہ نامہ حسب دستور شرائط دیا جائیگا شاہ مذکور نے شرائط
کو دریافت کیا مملوک بن مالک نے جواب دیا کہ اول تو واسطے تعظیم نامہ کے اٹھکر چند قدم بڑھکر
نامہ لیجیے بعدہ اس نامے پر کشتیاں زر و جواہر کی نثار کیجیے عزت اس نامے کی یہ کیجیے کہ سر پر رکھیے پھر اسکو
پڑھوا کر مضمون نامہ سے مطلع ہوجیے یہی شرائط ہیں ملک جی بیٹھے ہیں ان سے دریافت کیجیے کہ یہی شرائط
اس نامے کے لینے کے ہیں یا نہیں شاہ مذکور نے رخ اپنا جانب سخنگان کیا اُسنے عرض کیا کہ بیشک
شبہ یہی شرائط صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے نامہ لینے کے ہیں مگر نامہ لینے والوں کو اختیار ہے
خواہ اعزاز نامہ کریں یا نکریں نامہ لیں یا نہ لیں چونکہ کوکب انجم حصاری کو نامہ لینا منظور تھا لہذا
سخنگان کی بیہودہ و شرارت آمیز تقریر پسند نکیے کشتیاں زر و جواہر کی طلب کیں ملازموں نے فی الفور حاضر
کیں پھر شاہ مذکور نے واسطے تعظیم نامہ صاحبقران کی سرو قد اٹھکر دو چار قدم بڑھکر نامہ طلب کیا
نامہ دار نے حسب قاعدہ نامہ دیا پھر اُس نامے پر کشتیاں زر و جواہر کی نثار کی گئیں دربار میں زر و جواہر
جا بجا گرا خدمتگاروں نے ارادہ اُس کے اٹھانے کا کیا ہی تھا کہ خواجہ طیفور کر دیا نے فی الفور زنبیل
سے جال الیاسی نکال کر بعجلت تمام جال اُس زر و جواہر پر مارا تمام زر و جواہر جو نامے پر نثار کیا گیا تھا
اور کچھ پگڑیاں خدمتگاروں کی جو واسطے لینے زر و جواہر کے جھکے تھے اور بہت سی مٹی بھی جہاں زر و جواہر
پڑا تھا سب جال میں آگیا خواجہ نے جلد نذر زنبیل کیا خدمتگاران مذکور ننگے ہوگئے نہایت حیران و
پریشان ہوئے ہاتھ بڑھا کر رہ گئے زر و جواہر سے کچھ بھی نہ پایا بلکہ گرہ سے اپنے اپنے سر کی پگڑیاں کھوئیں

سخت نادم و پشیمان ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہوا ملک جی یعنی سخنگان یہ واقعہ دیکھکر کھڑے ہوگئے خدمتگاروں
سے کہا کہ اے نالائقو کیوں حیران پریشان ہو رہے ہو شکر کرو کہ بلا سر سے ٹل گئی پگڑیوں ہی کے سر سے
چلی گئی خیر گذری تمکو خبر نہیں ہے کہ ہمارے جناب مستطاب معلی القاب صاحب قطورہ ورنگ آفاقگیر
یعنی جناب سرپرندہ ساحران درپیش تراشندہ کافران خواجہ طیفور گردیا تشریف لائے ہیں دربار میں
انھوں نے قدم رنجہ کیا ہے یہ زر و جواہر جو نثار پالکی نامہ کیا گیا تھا انہیں کا حق تھا کہتے بطمع حصول زر
کیوں ہاتھ بڑھایا تھا تمھارے ہاتھ بڑھانے کی سزا دست تمکو یہ ملی کہ پگڑیاں تمھارے سر سے اتر گئیں
نذر زنبیل ہو گئیں یہ کہکر خواجہ سے مخاطب ہوکر پیچ و تاب کہا کہ اگر آپ نے یہاں قدم رنجہ کیا ہی تو میرے
حال پر رحم فرمائیے گا مجکو اپنا فرمانبردار سمجھیے گا اگر حکم ہو تو کچھ زر و جواہر براہ خرچ کے واسطے نذر کروں
خواجہ طیفور گردیا سخنگان کو بنظر تند و تیز دیکھکر جلد تر دربار سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے
بعد قطع راہ خدمت صاحبقران میں جاکر جو کچھ دربار کوکب انجم حصاری میں دیکھا اور سنا تھا
عرض کیا صاحبقران موصوف سنکے خاموش رہے خواجہ تو بعد بیان کرنے حالات دربار کوکب
انجم حصاری کے بارگاہ سے نکلکر اپنے خیمے میں گئے اس طرف کوکب انجم حصاری نے نامہ
صاحبقران ممدوح میرمنشی کو دیا اس نے لفافہ چاک کرکے نامہ نکالکر باواز بلند پڑھا شاہ مذکور
عبارت نامہ مذکور حرف بحرف سنکے متردد ہوا کہ اس نامے کا جواب کیا دیا جاوے ہنوز اسی فکر میں تھا
کہ مقیم جادو طلسم زلزلہ سے آیا اس نے جواب نامہ دیا کوکب انجم حصاری نے عبارت جواب نامہ
پر جو نظر کی یہ لکھا ہوا پایا کہ اے کوکب انجم حصاری اگر خداوند سارق بن لقا طالب پناہ ہوکر آئے
ہیں تو ان کو پناہ دو اور دشمنوں کے شر سے ان کو بچاؤ جو کوئی ان کا دشمن ہو اسے قتل کرو اگر
صاحبقران آئے ہیں اور آمادہ جنگ ہیں تو مقابلہ کرو نقابداروں سے ان کو مع ان کے مردان
سپاہ کے اسیر کراؤ کوکب انجم حصاری نے عبارت جواب نامہ خود پڑھکر اسیوقت ملوک
بن مالک کو خلعت فاخرہ دیکے میرمنشی سے کہا کہ پشت نامہ پر جواب نامہ میں یہ عبارت لکھدے
کہ ہم کو آپکی اطاعت و فرمانبرداری منظور نہیں ہے اور دین اسلام اختیار کرنا منظور نہیں ہے خداوند
سارق بن لقا یہاں آکر طالب پناہ ہوئے ہیں خلاف مروت ہے کہ ہم ان کو پناہ نہ دیں اور آپ کے
حوالے ان کو کر دیں ہاں مقابلہ کرنا منظور ہے میرمنشی نے حسب الحکم یہی عبارت پشت نامہ پر تحریر کر دی
پھر سرنامے کو درست کرکے نامہ سربمہر لفافے میں رکھکر بادشاہ کو دیا اس نے ملوک بن مالک کے
حوالے کیا سردار نامدار و مشہور روزگار موصوف جواب نامہ لیکر دربار سے نکلکر بیرون دربار آیا مرکب
پر سوار ہوکے مع اپنے ہمراہی سواروں کے اپنے لشکر میں آیا مرکب سے اترکر روبروئے صاحبقران
سلیمان کیوان شکوہ جاکر سر دربار جواب نامہ دیا اور تمام حال جو دیکھا تھا بیان کیا اسیوقت
کشورگیر نے وہ نامہ میرمنشی کو دیا اس نے سر دربار باواز بلند پڑھا صاحبقران موصوف نے
عبارت جواب نامہ سنکے برہم ہوکے فرمایا کہ کوکب انجم حصاری نے ہمارے حکم سے سرکشی کی خیر
دیکھا جائے گا ابھی صاحبقران یہ فرما رہے تھے کہ کوکب انجم حصاری نے سر شام حکم دیا کہ ہمارے
لشکر میں طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم ملازموں نے نقارہ جنگی پر چوب لگائی صدائے نقارہ دور تک
بلند ہوئی کفار خبردار ہوئے سامان جنگ و جدال ہونے لگا ہرکارے جو لشکر اہل اسلام کے برائے
دریافت خبر وہاں موجود تھے صدائے نقارہ جنگی سنکے بخوبی خبر دریافت کرکے وہاں سے بتعجیل

اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوکر دربار دُربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین آئے اور بعد ثنا و دعاے بادشاہ اس طرح اپنی زبان پر جاری کرکے خبر نواخت طبل جنگ ظاہر کرنے لگے کہ بمصداق این نظم

ایا شہی کہ ہیبت پناہ بخشش وجود
زبان خنجر تو شرح کارزار دہد
نہفت تخت حسود تو چنانکہ پندارسی
سہیل دا بیشم ہیبت چو ار دہد
دوران زمان کہ یاد آتش خشم خصم ترا
کہ ہفت قلعہ افلاک را حصار دہد
سرت بملک عطا داد کردگار ترا
کہ بوسہ بر لب شمشیر آبدار دہد
عداوت ملل تو انگہ شود کہ خنجر بید
برات دار فنا مہلتش مدار دہد

بکان و دریا چو سرمایہ بسیار دہد
حمایت تو شب تیرہ را اگر خواہد
زمانہ روز و شب بش کوک کو کنار دہد
ترا چو دشمن ناکس فروتنیار و سر
قضا نبیل سنان سرمہ غبار دہد
سنان رمح گز ہو گئی فتح آب خورد
بجاے خویش بود ہر چہ کردگار دہد
اگر بناے اہل منہدم شود یزدان
بروز معرکہ آثار ذوالفقار دہد
تو یادگار زمان زانکہ جاے اندازی

سپہر چو قہر در اندازد از ظہر بیا چو ضرب بیا
ز زخم خنجر خورشید زینہار دہد
سنان زخم تو از چرخ سرکشیدہ چنانکہ
ہلین بود کہ نیابت برو نگار دہد
سیاہ چہ عداوت نمیر آن بود آن روز
بوقت حملہ سر بار سنگال بار دہد
عروس ملک کسی در کنار گیرد تنگ
ز حفظ خویش ترا حصن استوار دہد
ہمیشہ تا کہ درین چرخ بد معاملہ را
کہ کردگار ترا عمر پایدار دہد

اسوقت کوکب انجم حصاری نے اپنے لشکر مین سعین و مددگار ساریق بن لقا ہوکر طبل جنگی بجوایا ہی ارادہ اُس بد اندیش کا یہ ہی کہ ہنگام سحر میدان مصاف مین آکر جنگ آزما ہو باقی خیریت ہے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے خبر نواخت طبل جنگی سیاہ رو سیاہ کوکب انجم حصاری مین سنکے جناب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نظر کی صاحبقران موصوف نے بادشاہ موصوف حکم دیا کہدو کہ ہمارے لشکر ظفر اثر مین بھی بعنایت ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی و نقارہ سلیمانی پر چوب لگائی جاسے اُن ہرکارون نے نقارہ نوازون کو حکم صاحبقران جاکر سنایا انھون نے موافق قاعدہ قدیم خواجہ طیفور کو دیا کو چند اشرفیان نذر دے کر چوب نقارہ جنگی پر لگائی صداے نقارہ رزمی بلند ہوئی مردان سپاہ اسلام آگاہ ہوکر تیاری آلات جنگ مین مصروف ہوئے جب دونون طرف طبل و نقارہ جنگی بجایا گیا یہ خبر ملکہ ہلال ابرو دختر نیک اختر کوکب انجم حصاری کو پہونچی کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ تعاقب مین ساریق بن لقا کے یہان آئے ہین کوکب انجم حصاری نے ساریق بن لقا کو پناہ دے کر اُس کے معین و مددگار ہوکر طبل جنگ بجوایا ہی صاحبقران کے بھی لشکر مین بھی نقارہ جنگی بجایا گیا ہی دونون طرف تیاری و سامان جنگ ہو رہا ہی صبح کو میدان جنگ مین مقابلہ ہوگا کشت و خون بہت ہوگا یہ خبر سنکے ملکہ ہلال ابرو بہت گھبرائی نہایت پریشان خاطر ہوئی کیونکہ یہ صاحبقران موصوف پر مائل ہو چکی تھی اور صاحبقران بھی اس پر عاشق ہو چکے تھے حال عشق و الفت ملکہ و صاحبقران قبل اس کے لکھا گیا ہی غرضکہ ہنگام شب ملکہ مذکور نے اسی حالت اضطراب مین اپنے کوکا سمی خورشید زرین قبا سے کہ ملکہ مذکورہ کا راز دار ہی بلا کر کہا کہ اسوقت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی خدمت مین جاکر تنہائی مین اُن سے کہنا کہ ملکہ ہلال ابرو نے آپ کو بلایا ہی تھوڑی دیر کے واسطے جسطرح ممکن ہو پوشیدہ طور سے تشریف لائیے خورشید زرین قبا نے کہا کہ مجھے خدمت صاحبقران مین جانا اور جو کچھ تمنے کہا ہی اُن سے کہدینا اور اُن کو بلا لانا تو کچھ دشوار نہین ہی مگر انجم حصاری مین اُن کا بلانا اچھا نہین ہی مبادا دشمنونکو آگاہی ہو جائے تو باعث تمھاری بدنامی کا ہوگا اور صاحبقران کے حق مین بھی اچھا نہوگا میری رائے

پہلے کہ بیرون انجم حصار جو تمہارا باغ ہے اسوقت تم اپنے باغ مین جاؤ ہم وہین اُن کو ہمراہ لیکر
آوینگے ملکہ مذکورہ کو رائے اپنے کوکا کی پسند آئی اسی وقت سوار ہو کر چند کنیزین وغیرہ جو ہمراز
تھین فقط انھین کو ہمراہ لیکر سمت اپنے باغ کے گئی بعد جانے ملکہ مذکورہ کے خورشید زرین قبا
پوشیدہ طور سے انجم حصار سے نکلکر جانب لشکر اہل اسلام روانہ ہوا اس طرف لشکر اسلام مین نقارہ جنگی
پر چوب پڑ چکی ہے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار برخاست کیا ہر ایک سردار لشکر دربار سے اٹھکر
اپنے اپنے بارگاہ و خیمہ مین گیا صاحبقران بھی اپنی بارگاہ فلک فرسا مین آئے خواجہ طیفور گردیا
بھی ہمراہ امیر با توقیر آئے ہنوز امیر کشور گیر اپنی بارگاہ مین داخل ہوکر بیٹھے تھے کہ خورشید زرین قبا
نے داخل بارگاہ ہوکر بادب سلام کیا صاحبقران نے جو اسوقت اُسکو پہچان کر اشارہ بیٹھنے کا
کیا خورشید زرین قبا سلام کرکے موافق اپنے رتبے کے بیٹھا امیر با توقیر نے پوچھا کہ اے خورشید
زرین قبا اسوقت تمہارے آنے سے دل خوش ہوا کہو ملکہ کا مزاج کیسا ہے زمانہ دراز ہوا کہ ہم نے
اُن کو نہین دیکھا ہے مشتاق اُنکی دید کے ہین اور بتاؤ کہ اسوقت تم اس تاریکی شب مین
کیون آئے ہو اُس نے عرض کیا کہ جب سے آپ اس سرزمین مین تشریف لائے ہین ملکہ نے
خبر آپکے تشریف لانیکی سنی ہے بہت مشتاق ہین مگر جسوقت سے کہ طبل جنگ جانبین
سے بجایا گیا ہے اسوقت سے بہت مضطر ہین مجکو آپکی خدمت مین بھیجا ہے کہ ساتھ لیجا صاحبقران
ذی وقار کو لے آؤ مین بھی اُن سے بات چیت کرنا منظور رکھتی ہون اور مشتاق دید بھی ہون پس اگر مناسب ہو
تو میرے ہمراہ چلیے صاحبقران گفتگو سے خورشید زرین قبا کے بہت خوش ہوئے چونکہ محبوبہ
نے طلب کیا تھا اور شوق دید بھی بہت تھا فی الفور اٹھکر خواجہ طیفور گردیا کو ہمراہ لیکر ساتھ
خورشید زرین قبا کے چلے بعد قطع راہ خورشید زرین قبا اسی باغ مین صاحبقران کو لے گیا
امیر با توقیر نے داخل باغ ہوکر دیکھا کہ ملکہ بلال ابرو صحن باغ مین بالائے چبوترہ سنگ مرمر مسند زرین پر
بیٹھی ہے سرو رخسار نواز اور حضور جنگ نواز دونون مصاحبین ملکہ موجود ہین کہ ان مین ایک تو
خواجہ طیفور گردیا پر مائل ہے اور دوسری مصاحب ملکہ خواجہ خضر ان پر عمرو ثانی سے عاشق ہے
اور چند کنیزین خدمت کی ہاتھون مین لیے ہوئے کھڑی ہین شمع روشنی کے کنول اور فانوس شمع ہائے
مومی و کافوری روشن ہین باغ پر بہار اور ملکہ بلال ابرو دیگر نازنینان گلرو کے وہان موجود ہونے
سے زیادہ تر رونق و بہار باغ پر ہے صاحبقران سلطان کی دار شکوہ دیکھتے ہی ملکہ موصوفہ
کو انتہا خوشی ہوئی سرو رخسار نواز خواجہ طیفور گردیا کو دیکھتے ہی شاد ہوئی ملکہ مسند زرین
سے اٹھی صاحبقران اُسکے برابر بیٹھا دو دو باتیں کیں اُسی وقت طالب و
مطلوب کا ایک مسند پر بیٹھنا وہ گلہ کا شکوہ و شکایت دوری کرنا کبھی اظہار شوق دیدار صاحبقران
کا عذر عدم فرصتی کرنا گاہ شوق دیدار کا اظہار کرنا کیا تحریر کیا جاسکے کہ خیال طول عبارت کا ہے خلاصہ
یہ کہ بعد شکوہ و شکایت دوری و اظہار شوق دید ملکہ نے صاحبقران سے کہا کہ جسوقت سے میرے
والد نے طبل جنگ بجوایا ہے مجکو بہت تردد و فکر ہے دیکھیے انجام اس جنگ کا کیا ہوتا ہے غالب
نقابداران طلسمی سے مقابلہ ہوگا وہ نقابدار ایسے ہین کہ اُنکو دیکھتے ہی حریف بیخود ہو جاتا ہے
خیال جنگ نہین رہتا ہے اسی حالت مین وہ نقابدار طلسمی اپنے حریف کو اسیر کر لیتے ہین خدا
اُن کے شر سے آپ کو بچائے جہان تک ممکن ہو اُن نقابدارون سے مقابلہ نہ کیجیے گا اُن کے سامنے

آپ کی شجاعت کچھ بھی کام نہ آئے گی افسوس اتنا ہے ہمارے بھائی دو دو شہر کیا خورشید زرین قبا
نے کچھ قدر ان نقابداروں کی بربادی کی نہ کی اگر یہ نقابدار ہلاک ہو گئے ہوتے تو آج مجھ کو کیوں تردد
و انتشار ہوتا صاحبقران نے جواب دیا کہ اے ملکہ اگر وہ نقابدار طلسمی ہیں اور اپنے حریف کو اسیر
کر لیتے ہیں مگر ان سے ڈرنا عبث ہے خداوند عالم و عالمیان حافظ و نگہبان ہے بقول کہ مصرع
دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است - جو ہمارے مقدر میں کاتب تقدیر نے لکھا ہے اُس کا ظہور ہوگا
ہمنے از راہ الفت کہا ہے لیکن بغیر مقابلہ کیا چارہ ہے طرفین سے طبل و نقارہ جنگی بج چکا ہے سامان
جنگ دونوں لشکروں میں ہو رہا ہے ایک پہر شب آ چکی ہے تین پہر شب باقی ہے صبح کو جو ہونا ہوگا اُس کا
ظہور ہوگا تم بیہودہ فکر و پریشان خاطر نہ ہو اللہ مسبب الاسباب ہے وہ اپنی قدرت کاملہ سے کوئی سبب
فتحیابی پیدا کر دے گا یہ نقابدار طلسمی کیا ہیں اگر خدا چاہے تو امر دشوار تر آسان ہو جاوے غرض
اسی طور سے تادیر باتیں باہم ہوئیں گفتگوئے راز و نیاز طالب و مطلوب میں دو ساعت تک رہیں کچھ صحبت
میخواری ہوئی کنیزیں کشتی شراب یعنی وہی عرق مشتری قالب و دماغ لے آئیں صاحبقران نے اپنے
ہاتھ سے ملکہ کو جام مئے مذکور دیا ملکہ نے جام لیکر شراب مذکور پی پھر خود شراب سے ساغر لبریز کر کے
صاحبقران کو جام دیا صاحبقران نے بھی جام مئے [illegible] بعد خوشی یہ کہکر شراب پی کہ شعر

گر یار ہے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجئے	زاہد نہیں میں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں

ایک طرف تو امیر با توقیر ملکہ سے
ہم سخن تھے دوسری طرف اسی طور [illegible] خواجہ طیفور کر رہا سے شکوہ و شکایت کر رہی
تھی باہم باتیں راز و نیاز کی ہو رہی تھیں جب صاحبقران میخواری سے فارغ ہوئے حضور جنگ نواز
نے دست بستہ پوچھا کہ خواجہ عمران بن عمرو ثالث آپ کے ساتھ نہیں آئے کیا سبب ہوا
صاحبقران نے کہا کہ عمران ہمسے ناراض ہو کر جاتے تھے خدا جانے کدھر چلا گیا حضور جنگ نواز کو یہ سنکر
ملال و صدمہ ہوا کیونکہ وہ عمران پر مائل ہوئی تھی اپنے محبوب کو نہ دیکھکر اور خبر اُسکی ہمت
خانہ کعبہ جانے کی سنکے غمگین ہوئی عمران بن عمرو کا تصور کر کے آبدیدہ ہو کے خاموش بیٹھی رہی
امیر با توقیر قریب نصف شب کے ملکہ سے رخصت ہو کے اپنے لشکر کی طرف ہمراہ طیفور [illegible]
روانہ ہوئے اور ملکہ جلال اپنی ہمراہ اپنی مصاحبوں اور کنیزوں کے سوئے انجم حصار گئی اور
خورشید زرین قبا بھی سمت انجم حصار گیا وہ مہار باغ کی باقی رہی صاحبقران بعد قطع راہ
ہمراہ اپنے عیار وفادار کے داخل بارگاہ ہوئے بجز اشخاص مخصوص اور عورتوں مخصوص مذکورہ
کے کوئی اس حال سے ماہر نہ ہوا جب یاوہ نصف شب بھی بسر ہوگئی وہ وقت آیا کہ آفتاب سحر بالائے
فلک ظاہر ہوئے سفیدہ صبح گردوں پر چھا گیا ہوا مرغان سحر اپنے اپنے آشیانے سے نکل نکل کر
نغمہ سرا ہونے لگے اپنی زبان میں حمد خدا کرنے لگے بلبلیں نغمہ سرا ہوئیں موذنوں نے مساجد
میں بانگ اللہ اکبر بلند کی سیاہی شب کافور ہونے لگی فلک سے دور ہونے لگی روشنی سحر سپیدہ
صبح تھی لگی تارے پنہان ہونے لگے ماہتاب کے منہ پر اداسی چھائی انجمن ماہ پر بلا کے بربادی
پر رونق آئی عبادت گذار و طاعت گذار بیراستہ ادائے نماز سحری اپنے اپنے بستروں سے بیدار ہو کے
اُٹھے خصوصاً صاحبقران عالی مقام و بادشاہ لشکر اسلام و جملہ مردان سپاہ اسلام خواب غفلت
سے ہوشیار ہو کے واسطے پڑھنے نماز سحر کے بستروں سے اُٹھے بعد وضو و طہارت نماز با جماعت
پڑھی بعد اتمام نماز سحر و اوراد و وظیفہ ہر ایک دینداروں نے دعائے بہبودی کونین واسطے اپنے اور

سادات و مومنین کرکے یہی درگاہ خدا میں التجا کی کہ خداوندا اگر تیری مصلحت ہو تو ہمیں شتاب
ان کفار پر فتحیاب کر ورنہ جو تیری مصلحت ہم نقابداران طلسمی سے کیا لڑین گے کیونکہ وہ طلسم بند
ہیں تو ہی اپنے فضل و کرم سے ہمیں اُن پر غالب کرے گا تو غالب ہوں گے ورنہ ہم اُن نقابداروں پر
غالب نہوں گے غالبا مغلوب ہوں گے تھوڑی دیر میں یہان سے میدان جنگ میں جائیں گے
امیدوار ہیں کہ تو ہمکو عرصۂ جنگ میں ثابت قدم رکھنا دلیران جہان سے محجوب و شرمسار نہ کرنا
خوف نقابداران سے ہمکو پسپا نہونے دینا عرصۂ جنگ سے ہمیں گریزان نہونے دینا وہ ہمت و
جرأت و شجاعت اپنے لطف و کرم سے ہمیں عطا کرنا کہ اگر سر بھی کٹ جاوے تو بھی قدم اپنا جنگاہ سے
نہ سرکے یہ دعائیں جملہ اہل و دیندار کرکے سجدہ شکر کرکے مصلون سے اُٹھے صاحبقران گیتی ستان
نے حکم کمربندی و آراستگی سلاح جنگ دیا سب نے بعجلت تمام حکم کی تعمیل کی بادشاہ لشکر اہل اسلام
و صاحبقران عالی مقام سوار ہوئے جملہ سرداران سپاہ و سواران لشکر بھی مرکبوں پر سوار
ہوئے سواری بادشاہ ذیجاہ موصوف بحزم و حشم و شان و شوکت سوئے جنگاہ روانہ ہوئی
جملہ سردار و سوار ہمراہ رکاب ہوئے جب سواری مثل بہاری جنگاہ میں پہونچی انتظار
کوکب انجم حصاری کے آنے کا کیا تھوڑی دیر گذری تھی کہ کوکب انجم حصاری بھی مع سپاہ
کثیر اور تین نقابداران طلسمی کے بکر و فر وسط کارزار میں آیا حسب قاعدہ قدیم درستی صفوف
مصاف ہوئی پھر دونوں طرف سے صف آرائی لشکر ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ
ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ جوانان جنگی و قوی بازو سے آراستہ کیا گیا بعد ازیں دونوں لشکروں سے
نقیبان خوش آواز اور کڑکیت نکل کر وسط میدان جنگ میں کھڑے ہوکر جوانان ہر دو سپاہ
سے مخاطب ہوکر اس طرح اُن کو آمادہ جنگ و جدال کرنے لگے کہ باآواز بلند گویا ہوئے اے جوانان
رشک رستم و اسفندیار والے دلاوران بے مثل روزگار آگاہ و خبردار ہو کہ دنیا اور اہل دنیا
دونوں فانی ہیں ثبات کسی کو نہیں ہے جو پیدا ہوا ہے اُس کو ایک روز مرنا بھی ضروری ہے خواہ میں
صحرا میں ہو دریا میں ہو یا بالائے کوہ ہو یا شہر میں ہو یا سفر میں ہو یا قلعہ مستحکم میں ہو یا جنگاہ میں ہو
طفل ہو یا جوان ہو یا ضعیف ہو جبکہ ملک الموت بہنگام مرگ پہنچے گا لاکھ تدبیر دفع مرگ کی
کرے کا کچھ فائدہ نہوگا وقت قضا کا ہرگز نہ ٹلے گا کسی تدبیر سے موت سے جانبر نہوگا خیال کرو کہ رستم
پیلتن صف شکن کیسے قوت و طاقت رکھتا تھا سوا اُس کے صدہا پہلوانان قوی بازو کیسے قوی
اس دنیا میں تھے جب اُن کا جام عمر بادۂ زندگی سے لبریز ہوا اس مے خانہ عالم سے چلے گئے ایک دم
بھی نہ ٹھہر سکے اسی طرح شاہان اولوالعزم صاحب تخت و تاج و سپاہ و خزانہ فراوان مانند سکندر رو
دارا و ضحاک و جمشید و کیقباد و افراسیاب و کیخسرو وغیرہ وغیرہ وقت مقررہ اجل کے اس
دار فانی سے طرف عالم جاودانی کے سب ملک و مال چھوڑ کر خالی ہاتھ چلے گئے بجز کفن یا اعمال
نیک و بد کچھ بھی اپنے ساتھ نہ لے گئے ہر چند اُن کے ملازم بڑے بڑے طبیب و حکیم تھے اور خزانہ وافر
اُن کے قبضے میں تھا مگر نہ علاج حکماء سے وہ زندہ رہ سکے نہ زر خزانہ سے وہ جانبر ہو سکے کسی سے کچھ
تدبیر نہوسکی سب دیکھتے رہے وہ سوئے عالم چلے گئے زیر خاک جاکر مقیم ہوئے جن کو ذرا سے گرد
و غبار کا اپنے لباس و تن پر پڑنا ناگوار تھا وہ ہزاروں من مٹی میں دب گئے زیر زمین کیڑوں نے
اُن کا گوشت و پوست کھا لیا استخوان بھی باقی نہ رہے نشان اُن کی قبور کا بھی نہیں اگر کسی بادشاہ

گذشتہ کا کہین مقبرہ بھی ہو تو عبرت افزا ہو شکستہ و بوسیدہ ہو درون مقبرہ و بالاے مقبرہ پرندون
نے اپنے آشیانے بناے ہین خس و خاشاک و گرد و غبار بکثرت ہو کوئی ایسا دلسوز نہین کہ انکی
قبر پر شمع روشن کرے اگر سلگاے یا در گل چڑھاے جاروب کشی سے خس و خاشاک دور کرے
مقبرے کی مرمت کرے غرضکہ وہ مقبرہ شاہ بزبان حال اہل دنیا سے مخاطب ہوکر کہتا ہے کہ فاعتبروا
یا اولی الابصار دیں عاقلون کو چاہیے کہ اس دنیاے فانی مین حیات چند نفس کی کچھ فکر بقا
بذلت و رسوائی نکرین بلکہ کسی حال مین بھی تدبیر بقاے حیات نکرین راضی برضاے الہی رہین
حفاظت حیات ہر مخلوق خود اُس کی موت کرتی ہے جب تک اس کی زندگی ہے خدا نگہبان ہے جوانان
شور شعار و اے دلیران نامدار تمکو اپنی زندگی کی تدبیر بذلت و رسوائی نکرنا چاہیے کیونکہ اس
تدبیر سے کچھ نفع و فائدہ نہوگا اگر اجل تمھاری آئی ہے تو بہانے کی تدبیر سے بھی نہ بچوگے ضرور
قتل ہوجاؤگے اور اگر تمھاری حیات باقی ہے تو کوئی تمکو قتل کر نہین سکتا ہے نہ انسان نہ دیو نہ جن
نہ ساحر نہ یہ نقابداران طلسمی جو اسوقت تمھارے سامنے موجود ہین کیونکہ قضا تمھاری خود ایک
تعویذ حفاظت واسطے تمھارے ہو ایسی حالت مین مقتضاے عقل و ہمت و شجاعت یہ ہے کہ دلیرانہ
کفار سے بڑھ بڑھ کر لڑو زخم سنان و تیر و شمشیر و خنجر دشمنون پر لگاؤ پیچھے قدم نہ ہٹاؤ یہ میدان کارزار
جاے امتحان بہادران ہے یہ تو تقاضاے دینداری تقریر بیان کی گئی اب تنگ کنارے کے تراکیون کی گفتگو تحریر
کی جاتی ہے کہ وہ نابکار اپنے جوانان سپاہ سے متوجہ ہوکر آواز بلند یون کہنے لگے کہ اے دلیران
میدان وغا و اے بہادران عرصہ یا دیکھو آج سامنا تمھارے اہل اسلام کا ہے یہ وہ لوگ ہین کہ تمکو اور
تمھارے خداوندون کو برا کہتے ہین بدزبان و سرکش انتہا کے ہین براہ دور و دراز سے یہانتک
لڑنے کو آئے ہین تمھاری خونریزی پر آمادہ ہین تمھارے بادشاہ کی بدخواہی چاہتے ہین کہ اس کو
قابو پاکر قتل کرین انجم حصار پر اپنا قبضہ کرین ساکنان انجم حصار کو اپنے دین مین لائین سب کو
کلمہ پڑھا کر مسلمان کرین مساجد کی بنا ڈالین اس شہر کو اسلام آباد کرین خلاصہ یہ کہ اہل اسلام
تمھارے اور تمھارے بادشاہ کے سخت دشمن جان و ایمان ہین ہنگام مقابلہ و جنگ خبردار
ان کے حال پر رحم نکرکے ان کو تہ تیغ کرنا ان کی خونریزی مین کمی نکرنا ان دشمنون کا مار ڈالنا بہتر
و مناسب ہے ان سے وقت کارزار روگردانی نکرنا بڑھ بڑھ کر تلوارین لگانا نعرہ شیرانہ کرنا ان کے
خون سے زمین عرصہ جنگ رنگین کرنا زخمی کو بھی زندہ خاک پر تڑپتا نہ چھوڑنا ایک ایک ہاتھ ایسا تلوار کا
لگا دینا کہ ہلاک ہو جائے دنیا سے جلد سوے عدم جائے حتی الامکان ان سب اہل اسلام سے
ایک بھی زندہ نہ بچنے پاے وقت جنگ مغلوب ہو کوئی مسلمان بھاگ کر جانے نہ پائے سب کو دلیرانہ
و شیرانہ گھیر کر قتل کرنا ان کے خوف سے قدم پیچھے نہ ہٹانا عزت و آبرو اپنی سر میدان جنگ نگنوانا
مطلق ان سے خوف نکرنا کیونکہ اول تو معین تمھارا بادشاہ تمھارا کوکب انجم حصاری ہے اور
یہ تین نقابدار طلسمی ہین کہ جو کسی کے ہاتھ سے قتل ہو نہین سکتے کوئی ان کو تلوار و نیزہ و تیر و خنجر
وغیرہ لگا نہین سکتا ہے ان کو خاک و خون مین ملا نہین سکتا ہے یہی لاکھون کو اسیر کر سکتے ہین سوا
ان کے ہوش ربا جادو مالک و بادشاہ طلسم زلزلہ تمھاری حمایت و اعانت کو موجود ہے لہذا
قوی دل ہوکر ان مسلمانون سے لڑنا خبردار خبردار تم سب ہمارے کہنے پر ضرور عمل کرنا خلاف
ہمارے کہنے کے نکرنا ورنہ تمھارے حق مین برا ہوگا جان بھی جائیگی ایمان بھی جائیگا تقاضا اور

کرکیست اپنی اپنی تقریر کرکے جوانان ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ کرکے میدان مصاف سے جنگ گاہ
اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ صفون پہ سناٹا آگیا ہر ایک نے اپنے دل مین خیال کیا کہ واقعی [illegible]
نشیبان کرکیستا نے سچ کہتے ہین آج نام کرنے کا دن ہی یہ میدان جنگ جائے امتحان ہی شجاعت و جوانمردی
اپنی رکھنا چاہیے قدم میدان جنگ سے نہ ہٹانا چاہیے اگرچہ قتل بھی ہو جائین لیکن معرکہ جنگ
سے قدم نہ سرکائین یہ خیال کرکے ہزارون بہادرون نے تلوارین علم کرکے نیام [illegible]
بہادر دلاورون نے واسطے اظہار شجاعت و ہمت و جرأت اپنے سینے کے سپرون کو پھینک [illegible]
زرہون تن سے دور کین باریک لباس پہنے رہے اور گویا ہوئے کہ آج اس لباس باریک [illegible]
لڑین گے بڑھ کر تلوارین مارین گے سینون پر کھاوے سپر تلوارین روکین گے اکثر نے ارادہ کیا کہ
پہلے ہم صف لشکر سے نکلکر میدان جنگ مین جائین مبارز کو طلب کرین جو مقابلہ اس کو دکھا کر
قتل کرین سر میدان جنگ نام کرین دیکھنے والے تحسین و آفرین کرین ہنوز کوئی دلاوران مذکور
سے صفوف لشکر سے نہ نکلا تھا فقط ارادہ ہی کیا تھا کہ لشکر کوکب اعظم حصاری سے نقابدار
جور القامہ مرکب کو جولان کرکے وسط میدان کارزار مین آیا سب نے دیکھا کہ اس کے پاس تلوار
ہی نہ نیزہ ہی نہ تیر و کمان ہی نہ خنجر ہی کوئی حربہ آلات حرب و ضرب سے نہین ہی ابھی سب اہل اسلام
نقابدار مذکور کو دیکھ رہے تھے کہ اس نے با آواز بلند کہا اے گروہ اہل اسلام تم مین سے جس کو
حوصلہ جنگ ہو وہ مجھسے آکر مقابلہ کرے یہ کہکے خاموش ہوا صاحبقران نے اپنے لشکر کی داہنی طرف
دیکھا فی الفور سہراب بن لندھور اپنے مرکب کو صف لشکر سے نکال کر روبروے صاحبقران
ممدوح آکر طالب اذن جنگ ہوا صاحبقران نے اس کو اجازت جنگ دی وہ دلاور مرکب
جولان کرکے سوے نقابدار مذکور گیا جب روبرو اس کے پہونچا مرکب کو روککر نقابدار
مذکور نے پوچھا اے جوان تیرا کیا نام ہی تو نے مجھ سے کچھ خوف نہ کیا دلیرانہ میرے روبرو آیا شاید اپنی
زندگی و راحت و آرام و آزادی سے بیزار ہی جو تو نے ایسا ارادہ کیا ہی سہراب نے جواب دیا
او نقابدار آگاہ ہو کہ نام میرا سہراب ہی فرزند دلبند لندھور کا ہون تجاعات روزگار سے
ہون تیری تو کیا حقیقت ہی کسی سے ہنگام جنگ نہین ڈرتا ہون زندگی و حیات گو سب کو عزیز ہی
مگر مجکو دین اسلام کی ترقی چاہئے ہین اور کفار کے ہاتھ سے قتل ہو کر مرتبہ شہادت پانے [illegible]
نہین ہی ایسا تو وقت نکر کوئی وار کر اس نے جواب دیا کہ میرے پاس تلوار [illegible]
جس سے تجھپر وار کرون پہلے تو میری صورت پر نظر کر بعدہ جلا دے تجھپر [illegible]
نقاب اپنے چہرے سے اٹھا کر کہنے لگا کہ مصرع اے جوان بنگر برا شاید بیتابی ہوا سہراب
بن لندھور نے جو اس کے رخ زیبا پہ نظر کی وہ ہی اس پر شیفتہ و فریفتہ ہو گیا اظہار عشق
کرنے لگا طالب وصل زن خوبرو ہو کر بیقرار ہونے لگا بیقراری و بیتابی دل بیان کرنے لگا اشعار
عاشقانہ پڑھنے لگا از خود رفتہ ہو گیا کچھ خیال جنگ و جدال نہ رہا دست شوق [illegible]
دونون ہاتھ اس کی طرف بڑھا کر گویا ہوا کہ [illegible] شوق ہم آغوشی [illegible] نقابدار نے [illegible]
اے سہراب ابھی تو آمادہ جنگ تھا میرے قتل کرنے کو آیا تھا سلاح [illegible]
بقصد جدال میرے سامنے آیا تھا ابھی تو نے [illegible] اظہار محبت و الفت کرتا ہی معلوم ہوا کہ تو کاذب [illegible]
اور سزا اسے کاذب [illegible] یہی ہی کہ اس کو اسیر کرون یہ کہکے نقاب چہرے پر ڈال [illegible]

طلب کرکے اُس کو طوق و سلاسل پہنا اسیر کیا سہراب نے بخوشی و خرمی اپنے تئیں اسیر کرا دیا اور بہنگام اسیری یہ کہا کہ خوشا مقدر میرا کہ تجھ ایسا محبوب و تجھ جیسے اپنے اس دست نازک سے اسیر کرے یا اتنا معلوم ہوتا ہو کہ تو مجھکو اپنے ہاتھ سے اسیر کرتا ہو غیب نقاب دار حور القا سہراب بن لند ھور کو قیل و زنجیر میں اسیر کر چکا پکارا کہ اس قیدی کو لے جا کر زندان میں اسیر کرو ملازمان کوکب انجم حصاری فی الفور آئے اور سہراب بن لند ھور کو سوئے زندان لے گئے اہل اسلام کو اسیری سہراب بن لند ھور سے نہایت صدمہ ہوا خصوصاً صاحبقران و بادشاہ اہل اسلام کو رنج و غم زیادہ ہوا اُس طرف کفار خوش ہوئے خصوصاً کوکب انجم حصاری اور سارق بن لقا بہت خوش ہوئے بعد خوش ہونے کے سارق بن لقا نے بختگان سے مسکرا کر کہا دیکھا تو نے کرشمے چھکے کیا اتقدیر معقول کی کہ بغیر شمشیر و نیزہ و تیر لگائے اور بغیر لڑائی ہوئے اہل اسلام خود اپنے تئیں بخوشی اسیر کرا رہے دیکھتے رہنا مثل سہراب کے یہ تمام اہل اسلام اسیر ہو جائیں گے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی قید ہو جائیں گے جب کل اہل اسلام قید ہو جائیں گے اسوقت ہم ایسی تقدیر کریں گے کہ سب قتل ہو جائیں گے لعنی بختگان نے عرض کیا کہ خداوند اتقدیر آپ نے خوب کی ہر گز پلٹا نہ کھائے گی پیشتر ایسا ہو چکا ہو کہ آپ نے تقدیر کرکے تقدیر پلٹا دی ہیں اور خوشی مبدل بغم ہو جاتی ہو فتح مبدل بہ شکست ہو جاتی ہو مگر دل میں کہا کہ یہ نابکار کیا تقدیر کرے گا خود اس کی تقدیر گردش میں ہو گلستان باختر سے یہاں تک بھاگتا ہوا آیا ہو بڑی مقدر سے در بدر کی ٹھوکریں کھلوائی ہیں کو بکو پھرایا ہو کوہ کوہ دشت دشت صحرا صحرا قدم فرسا کیا ہو بشستہ اپنی خداوندی اسند وال کے بگھارتا ہو اس کی تقریر خود دال ہو کہ یہ کاذب ہو کچھ بھی قدرت نہیں رکھتا ہو ناحق اپنے تئیں خداوند کہلاتا ہو بندوں کو گمراہ کرتا ہو ابھی کیا خوش ہو رہا ہے اور بختگان اپنے دل میں تقریر ہندر جہ بالا کر رہا تھا کہ یکا یک نقابدار حور القا نے پھر مبارز طلب کیا اسیر یا تو قیر لے پھر سے کہیں دیکھا فوراً یوسف کرائی سمت لشکر سے نکلکر اذن جنگ اسیر یا تو قیر سے حاصل کرکے جانب نقاب دار مذکور گیا بعد گفتگوئے دریافت نام و نشان و اظہار اسم و شجاعت حریف نقابدار مذکور نقاب اپنے چہرے سے اٹھا کر کہنے لگا کر او یوسف کرائی دیکھو مجکو شناخت کیا تو مجکو یوسف کرائی نے جو اس کی صورت پر نظر کی دیکھتے ہی بدل و جان خریدار اس کا ہو گیا جو اس حسن درست نہیں اُس سے اظہار عشق کرنے لگا نقابدار نے کہا کہ اگر تم ہمارے عاشق کا دعوی کرتے ہو تو آؤ ہم تمکو اسیر کرینگے تمہارا امتحان کریں دیکھیں کہ تم ہمارے عاشق صادق ہو یا نہیں یوسف کرائی نے جواب دیا کہ ہم سچے عاشق ہیں واسطے امتحان دینے کے موجود ہیں نقابدار مذکور نے زنجیر و طوق بیڑیاں ہتکڑیاں ڈالکر کے اُس کو اسیر کرا دیا پھر مردم کو طلب کرکے کہا کہ لے جاؤ اس کو بھی جہاں سہراب بن لند ھور کو اسیر کیا ہو اس کو بھی لیجا کر وہ ملازم فی الفور لے گئے پاس سہراب بن لند ھور کے اس کو بھی قید کیا پھر نقابدار نے مبارز طلب کیا حمزہ کیں بن مالک مصفا لشکر سے نکل کر اسپ بازرفتار کو تیز کرکے دوڑا کر طرف اُس نقابدار کے گیا نقاب دار نے نام دریافت کرکے نقاب اٹھا کر کہا کہ ذرا دیکھو تو سہی تو مجکو بھی پہچانتا ہو جو لڑنے کو مجھ سے آیا ہو حمزہ کیں اس کے رخ پر نظر کرتے ہی بیخود ہو گیا اُس کی عاشقی کا دم بھرنے لگا اظہار محبت

میں اکثر دم کو وحشت و دیوانگی و از خود رفتگی سے صحرانوردی و جامہ دری اچھی معلوم ہوتی ہو
لہذا تم سب میں جس کو میرے گلہائے عارض کی بہار دیکھنی منظور ہو وہ آئے دیدہ لگائے کچھ
ایسا وقت ہاتھ نہ آئے گا یہ کہکے خاموش ہوا اہل اسلام اس نقاب دار دوم سرخ پوش کی گفتگو
سنکے باوجود اسیر ہوجانے بارہ سردار ان لشکر کے خائف و ترسان ہوکر اسیری و قتل سے
خوفناک ہوکر جادۂ جاں نثاری و شجاعت و دلاوری پہ قدم رکھکر دیدہ و دانستہ اسیری
منظور و قبول کرکے آمادہ صفوف لشکر سے نکلے اور مقابلہ کرنے پر ہوئے مگر سب سے پہلے افتخار
جنگجو سردار زبردست و نامور نے جانب میمنہ لشکر سے سمند اپنا نکالا پھر اجازت ان سے
رخصت ہو عرصۂ کارزار اسکے بعد شوق جنگ سوے نقاب دار سرخ پوش روانہ ہوا بعد قطع راہ
و پیروا [illegible] سکے جاکر [illegible] کیا اور روکب کرکے اُس نقاب دار مذکور نے پوچھا کہ اے جوان تنومند و
قوی بازو نام تیرا کیا ہو بہت تیز و تند میری طرف آیا ہو آلات حرب و ضرب سے اپنے تن پر آراستہ
کیے ہو زرہ و بکتر و چار آئینہ سے مردانہ مزین ہو سب آلات حرب و ضرب و سلاح جنگ سے آیا
کس واسطے تو نے اپنے تن پر آراستہ کیے ہیں بہادر مذکور نے جواب دیا کہ او نقاب دار گلرخسار
سرخ پوش آگاہ ہو کہ نام میرا افتخار جنگجو ہی وہ بہادر و دلاور ہوں کہ اقلیم چین میں مجھ سا
کوئی بہادر نہ تھا نہ اب ہو میں نے ہزارہا دلاوروں کو سر میدان جنگ ضرب ہائے گرز نیزہ و شمشیر سے
ہلاک کیا ہو شہروں میں شہرہ میری شجاعت کا ہو کوئی دنیا میں دلاوروں سے ایسا نہیں ہو کہ میری
بہادری سے آگاہ نہو اگر تو بہادر ہو تو ضرور تو نے بھی میری دلاوری سنی ہوگی یا اچھا ہو میری
شجاعت کے حالات دیکھے ہوں گے کہ آج ان آلات حرب و ضرب سے تجھے قتل کروں گا ہر چند کہ تو
سرخ پوش ہو مگر تجھکو بضرب گرز گران ہمہ تن خون سے رنگین کروں گا نام و نشان تیرا دنیا میں
نہ رکھوں گا تیرا نام گلرخسار ہے بہار گلشن عدم کو شمشیر آبدار میری و گلکے کی رنگینی چمن شباب
میں تیرے خزاں آئے گی او گلرخسار تیری بہار گل رخسار اب باقی نہ رہے گی خواہش خارزار فنا سے
تجھکو اذیت ہوگی موسم بہار حیات تیرا آخر ہوا زمانہ خزاں مرگ تیرا قریب آگیا آمادہ سفر عدم ہو جا
کہ اب گل حیات تیرا خزاں دیدہ ہوا جاتا ہو اور یہ زرہ و خود و چار آئینہ و بکتر میں اسواسطے اپنے
تن پر آراستہ کیے ہوں کہ ضرب شمشیر دشمن سے اعضا میرے محفوظ رہیں تلوار کارگر نہو نقاب دار
سرخ پوش نے جواب دیا کہ تو نے بڑا عزم کیا ہو [illegible] ثابت ہوتا ہو کہ تو شجاعان جہان سے
ہو میرے [illegible] سنی کہ [illegible] ارادہ [illegible] قتل کرتا [illegible] صورت [illegible] نثار کرکے
تجھکو [illegible] لوسکے یہ کہکے اس نے اپنے رخ سے نقاب اٹھادی افتخار جنگجو نے اس کے رخ زیبا پر نظر
کرتے ہی عزم جنگ و جدال فسخ کیا اور اسکے چہرۂ زیبا کو دیکھکر نقش و نگار بہنی بھول گیا از خود رفتہ
ہوکر محو جمال رخ نقاب دار ایسا ہوا کہ گویا [illegible] دیوانہ ہوکر جوش وحشت سے
صحرانوردی کا ارادہ کرکے آلات حرب و ضرب اپنے تن سے دور کرکے جیب و گریبان چاک
کرنے لگا لباس کے ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے کرکے [illegible] زبان پر لایا کہ شعر تن کی عریانی
سے بہتر نہیں دنیا میں لباس یہ وہ جامہ ہو کہ جس کا نہیں الٹا ہو سیدھا اسی حالت دیوانگی میں
اظہار عشق کرکے روتا تھا کبھی ہنستا تھا کبھی کچھ خیال کرکے اپنے ہاتھوں سے سر اپنا پیٹتا تھا موئے سر
نوچتا تھا آخرکار مرکب سے اتر کر لباس اپنا زیادہ تر پارہ پارہ کرکے عزم صحرانوردی جوش جنون میں

احتشام غازی۔ ہلال تیغ زن۔ رافع فیل زور دکھنی۔ تہمور فراخ پیشانی۔ فرخ خشمگین۔
کمال تیر انداز۔ حران عراقی۔ خالد زنگباری۔ مبارک خنجر گذار۔ رستم ہمدانی۔ لقرہ زن
شہزادہ منصور رومی۔ تہمور نقاب دار سرخ پوش نے شہزادہ منصور رومی کو نقاب اپنی اٹھا کے
صورت اپنی دکھا کے دیوانہ اُس کو کر کے سلاسل میں گرفتار کر کے سوئے زندان روانہ کیا تھا اور
ارادہ کیا تھا کہ پھر مبارز طلب کرے کہ ناگاہ ایک غبار عظیم جانب جنوب سے ایسا بلند ہوا کہ مردان
ہر دو لشکر اُس غبار عظیم کو دیکھ کر ہی متردد ہوئے نقاب دار سرخ پوش بھی جانب غبار دیکھنے لگا۔
دل میں کہنے لگا کہ یہ غبار عجیب غبار ہے ایسا غبار کبھی آنکھوں نے نہیں دیکھا ہے اگر یہ کہا جائے کہ یہ
آثار آندھی آنے کے ہیں تو بھی ذہن قبول نہیں کرتا کہ ایسا غبار آندھی کا نہیں ہوتا ہے بظاہر یہ معلوم
ہوتا ہے کہ آمد سپاہ کثیر ہے یہ خیال کر کے مبارز طلب کرنے سے باز رہ کر سوئے غبار دیکھنے میں مصروف ہوا
مردان ہر دو سپاہ بھی متوجہ جانب غبار مذکور ہوئے ہر ایک موافق اپنی فہم کے دوسرے سے
کہنے لگا کہ کیا یہ آندھی زور شور سے آتی ہے اس شخص نے جواب دیا کہ کہیں سے کوئی شاہ و شہریار بہ نیت فوج
کشی ادھر آتا ہے ساریق بن لقا بھی سمت غبار دیکھ کر سنگتگان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے
شیطان درگاہ من حالا چہ تقدیر بو کردہ ام میدانی اُس نے جواب دیا واہ واہ خداوند آپ نے تو خود
تقدیر کی ہے اور مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا تقدیر کی ہے مجھے کیا علم لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی یہ تقدیر
ہی کی ہے کہ جس سے آپ کی لقائیت کچھ رنگ خرابی دکھائے گی یا قتل کرائے گی یا یہاں سے بھگا دیگی
ابھی سنگتگان ساریق بن لقا سے ہم سخن تھا وہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بادشاہ
لشکر اہل اسلام و تمامی مردان لشکر اہل اسلام جانب اسی غبار عظیم کے دیکھ رہے تھے ادھر نقاب دار
سرخ پوش مسمی کوکب خونخوار سمت غبار عظیم سے دست بردار ہو کر دیکھ رہا تھا کوکب انجم حصاری
و ساریق بن لقا و سنگتگان وغیرہ بھی سب متحیر ہو کے طرف غبار عظیم مذکور جو سمت جنوب سے
اٹھا تھا نگران تھے کہ ناگاہ دست باد تند و تیز سے دامن غبار چاک ہوا جملہ کفار و اہل اسلام
نے دیکھا کہ آیا جادوی و لشکر گران ہے پھر ہر ایک کافر و مسلمان متفکر ہوا کہ یہ لشکر عظیم کس کا ہے یہ لشکر
کون ہے اور یہ لشکر اس طرف کیوں آتا ہے کوئی معین و مددگار کوکب انجم حصاری کا آیا ہے یا کوئی
ناصر و مددگار صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا آیا ہے غرضکہ سب اسی فکر و تردد میں تھے کہ
سامنے سے ایک فیل کلان جس کی جھول نہایت زرین تھی پیدا ہوا اُس پر نشان شیر تھا بعد اس کے دو
دو ہاتھیوں کی قطار آ گئی سب کی جھولیں زرین اور ہودے نقرئی و طلائی فیل بان نوجوان
پگڑیاں سروں پر رکھے ہوئے وردیاں زرق برق پہنے ہوئے کج بانک ہاتھوں میں لیے ہوئے
آنے لگے سو ہاتھی اسی طور سے گذر گئے بعد اُن کے قطار در قطار اونٹ آنے لگے اونٹوں پر بھی
عمدہ و نفیس ویریزنگ کی عماریاں اُن کی شتربان اُن پر لباس معقول پہنے ہوئے بیٹھے تھے کئی ہزار
اونٹ بھی اسی طرح سے گذر گئے بعد ازان نوبت و نقارے کی صدا آئی شترنا نواز شتروں کو دم دیئے ہوئے
نہایت خوبی سے بجاتے ہوئے نقارچی نقار خانوں پر بیٹھے ہوئے نقاروں کو بجاتے ہوئے گذر گئے
بعد ازان جھنڈی بردار اور پرچے بردار بیشمار پھریریاں و جھنڈیاں رنگ برنگ و زرین ہاتھوں میں
لیے ہوئے گذر گئے پھر دو دو سواران جنگی مسلح و مکمل مرکبوں پر سوار آنے لگے ہر رسالہ و گروہ
ساتھ سردار و علم بردار علم کو جلوہ دیتے ہوئے شان و شکوہ دکھاتے ہوئے گذر گئے وہ رسالہ دار تا کجا

نامدار شعور شعار آہستہ آہستہ خرامان خرامان گذرنے لگے یہان تک کہ نولاکھ سوار اسی طور سے
گذرے بعد ازان دو بادشاہ ذی وقار تختہائے زرین پر سوار کہ کہار تخت اٹھائے ہوئے اور گنبد
طلائی مین جو جواہر کار و از حد خوبی سے آراستہ تھا درویش آفتاب صورت لباس زرین و زرق
برق پہنے ہوئے کہ جس پر اچھی طرح بوجہ چمک اور ضو کے نظر نہین پڑسکتی تھی بیٹھے ہوئے نقیب و چوبدار
عصا بردار آگے آگے باواز بلند پکارتے ہوئے سلطانی تاجپوش ہوئی حشمت و اقبال و دولت ان کی
سواری کے پیچھے شاہ فرود پرور صورت کی پالکی اور لیبار یا ناکی چار نقاب دار سبز پوش مرکبون پر
سوار ایک علمدار خاص بکل سپاہ ذی جاہ علم پاک تنے ہوئے دلیرانہ لیے ہوئے مرکبون پر سوار زیر سایہ
علم سپہ سالار قرامرز ثانی نامدار نقاب دار ہر ایک علم پر حمد خدا اور نعت جناب ابراہیم خلیل اللہ
چنانچہ جلی رقوم پر سب کبھی قریب آکے درمیان دونون لشکرون کے گذرے درویش آفتاب
صورت نے دونون لشکرون پر بغور نظر کرکے میدان جنگ مین دونون لشکرون کو صف آرا
دیکھکے سواری اپنی ٹھہرا کے باواز بلند کہا کہ [illegible] آئے ہو دو جانب کیون کس واسطے لڑتے ہو
باہم جنگ و جدال کیون کرتے ہو [illegible] جنگ و جدال موقوف کرو باہم صلح کرو اگر صلح کرو گے
تو اب ہم یہان آگئے ہین فیصلہ کردین گے یہ تقریر کوکب انجم حصاری اور صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے سنی دونون کو حیرت ہوئی کہ یہ درویش با این علم و شان و شوکت
کون ہے کہان سے آئے ہین یہ کیا فیصلہ کرین گے آیا دونون لشکرون کا فیصلہ کرینگے یعنی
دونون لشکرون کو قتل کرین گے یا فیصلہ باہم سے کہ جفا و حجت و دشمنی باہمی کو دور کرین گے
اسیر با توقیر اور کوکب انجم حصاری تو اسی فکر [illegible] رہے درویش موصوف کے حکم
سے سواری آگے بڑھی سب نے دیکھا کہ جانب شمال جاکر [illegible] مین درویش موصوف
علیحدہ دونون لشکرون کے بارگاہ و خیام بکثرت برپا و ایستادہ کر اسکے فروکش ہوئے لشکر
نولاکھ کا اترا ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ اپنی اپنی سواری سے اتر کر داخل بارگاہ و خیمہ ہوا چونکہ لشکر
درویش آفتاب صورت کے آنے اور دیکھنے مین لڑائی موقوف ہوگئی تھی اور اس عرصے مین
شام بھی ہوگئی تھی نقارہ دار نے پوش طبل بازگشت بجاکر مع کوکب انجم حصاری پسا لوق
مین لکھا وتمامی سپاہ بعد خوشی وخرمی فرودگاہ سپاہ پر گیا اس طرف صاحبقران بھی مع اپنے
تمامی لشکر اور بادشاہ لشکر اہل اسلام و سرداران لشکر کے محزون و ملول سمت لشکرگاہ روانہ
ہوئے جب فرودگاہ سپاہ پر پہونچے بادشاہ لشکر اہل اسلام مغموم تخت زرین سے اتر کر داخل
بارگاہ ہوئے پھر صاحبقران موصوف و جملہ سرداران سپاہ موجودہ بھی اپنے مرکبون سے
اتر اتر کر داخل بارگاہ و خیام ہوئے سلاح جنگ اتون سے [illegible] بعد ایک دو ساعت کے
دربار دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین صاحبقران اور جملہ سرداران سپاہ موجودہ جاکر اپنے
اپنے دنگل پر بیٹھے بادشاہ لشکر اہل اسلام تخت زرین پر رونق افزا تھے اور جس قدر سرداران
سپاہ نقاب دارون کی صورتین دیکھکر فریفتہ و دیوانے ہوکر اسیر و گرفتار ہوگئے تھے ان کے
دنگلون پر غاشیے ڈالدیے گئے تھے اور وہ سرداران اسیر شدہ بعد اسیری دو چار ساعت کے
زندان مین ہوشیار ہوگئے تھے دیوانگی و عشق و الفت کا اثر ان مین کچھ بھی نہ تھا حیرت سے
اپنے حال پر نظر کرتے تھے طوق و زنجیر وغیرہ مین جکڑے ہوئے زندان مین بیٹھے تھے باہم کہتے تھے

کہ نہیں معلوم ہمکو کس نے اسیر کیا ہم کیونکر اسیر ہوگئے یہان ہمکو کون لایا کس نے ہمکو قید کیا
ہم تو اپنے لشکر سے نکلکر نقابدار سے لڑنے گئے تھے پھر نہیں معلوم کیا ہوا اس زندان مین
آکر بعد دو چار ساعت کے ہمکو ہوشیاری اور اپنے حال سے آگاہی ہوئی سرداران گرفتار شدہ
تو زندان مین متحیر ہوکر باہم گفتگو کرتے تھے حیرت آمیز اسیری کرتے ہین زندان مین مبتلائے طوق و سلاسل
ہین اب حال دربار بادشاہ لشکر اسلام بیان کیا جاتا ہے کہ جب دربار آراستہ ہوا بادشاہ لشکر اہل اسلام
نے صاحبقران سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ نہیں معلوم یہ دونون نقابدار کیسے بلاے روزگار ہین کہ انکی
صورت دیکھتے ہی سینتالیس سرداران لشکر اسلام نے بغیر جنگ و جدال دست نقابداران سے
اپنے تئین اسیر کرا دیا اور بخوشی اسیر ہوکے ہمراہ زندان چلے گئے صاحبقران نے باادب تمام
جواب دیا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونون نقابدار طلسمی ہین اسی وجہ سے سرداران اسیر شدہ
صورت انکی دیکھتے ہی از خود رفتہ ہوگئے ورنہ وہ سب شجاع و بہادر ایسے ہین کہ وحید عصر ہین اور
وحید روزگار ہین ایک ایک ان مین ہزارون سوارون سے میدان جنگ مین لڑ سکتا ہے ہزارون کو
شکست دے سکتا ہے بعد ذکر نقابداران و سرداران مذکور کے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے خواجہ طیفور کو بلا بھیجا فرمایا کہ اے خواجہ ذرا لشکر درویش آفتاب صورت مین جاکر دریافت تو کرو
کہ یہ فقیر کون ہے کہان سے آیا ہے ایسے شان و شوکت و جاہ و حشمت سے اس طرف آیا ہے کیا ارادہ رکھتا ہے
خواجہ طیفور اسی وقت رنگ و روغن سے صورت اپنی تبدیل کرکے جانب لشکر درویش مذکور روانہ ہوئے
بعد قطع راہ داخل لشکر ہوکر دربار مین گئے دیکھا کہ درمیان مین بارگاہ فلک فرسا دو بادشاہ ذی وقار
برابر دو تختون زرین پر بیٹھے ہین اور چار پانچ نقابداران سبزپوش عمدہ و نفیس دنگلون پر بصد
صولت و شوکت جلوہ گر ہین اور اکثر سرداران سپاہ بھی دنگلون پر بیٹھے ہین درویش مذکور اسی اپنے
گنبد طلائی مین بہ نخوت رعب و صولت بیٹھے ہین حاضرین دربار بادب تمام حاضر دربار ہین دربار شاہانہ ہی
کوئی ادب و عزت سے درویش موصوف سے بات نہیں کرتا ہے سب بادب خاموش بیٹھے ہین ابھی طیفور
کر دیا داخل دربار مذکور ہوکر یہی صورت مبدل دیکھ رہا تھا کہ یکایک اس درویش نے ایک نقابدار سے
متوجہ ہوکے کہا کہ آج ہم ہنگام شام یہان آئے ہین ورنہ آج ہی ان دونون صاحبان ہر دو لشکر و سپاہ
کا فیصلہ بعنوان احسن کر دیتے خیر آئندہ دیکھا جائے گا اس نقابدار سبزپوش نے عرض کیا کہ آپ کیا
فرماتے ہین جب تک آپ فیصلہ نفرمائینگے یہ دونون شاہ و شہریار باہم جنگ و جدال رکھتے بازنہ آئینگے
کشت و خون مردان سپاہ ہوا کیے گا ہزارہا بندگان خدا کی جانین تلف ہون گی یہ گفتگو نقابدار
مذکور کرکے خاموش ہوا خواجہ طیفور نے دیکھا کہ یہ تقریر نقابدار سے کچھ اپنے مطلب کی بات
نہ نکلے بارگاہ درویش سے باہر نکل کر اہل لشکر سے بصورت فقیر و سائل پوچھا کہ یہ لشکر کس کا ہے کہان سے
آیا ہے صاحب لشکر کون ہے کیا اس کا نام ہے بندہ ایک سائل محتاج ہون دور سے باامید حاجت روائی
آیا ہون سواران لشکر نے جواب دیا کہ اے سائل آگاہ ہو کہ دراصل یہ لشکر درویش آفتاب صورت
کا ہے شہر عزالیہ سے یہان آیا ہے اگر تو حاجتمند ہے تو دو دن کو یہان آیا تجھکو زر و جواہر موافق تیری حاجت
کے ملجائے گا سائل مذکور لشکر سے نکلکر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوکر دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین
بصورت اصلی آیا صاحبقران نے پوچھا کہ کہو خواجہ گئے تھے کیا دریافت کیا خواجہ نے جو کچھ دربار
درویش مین دیکھا سنا تھا سب بیان کرکے عرض کیا کہ اے صاحبقران ذیشان کچھ معلوم ہوا کہ یہ درویش

در اصل کون ہو صاحبقران یہ سنکے خاموش رہے کوکب انجم حصاری جو بعد خوشی و خرمی میدان
جنگ سے گیا تھا بعد قطع راہ اپنے دربار مین جا کر بالاے تخت زرین بیٹھا اہل دربار حاضر دربار ہوئے
علی قدر مراتب کرسیون و نگلون پر بیٹھے ساریق بن بقا بھی مع سنجنگان دربار کوکب انجم
حصاری مین بعزت تمام تخت پر بیٹھا پہلے کوکب انجم حصاری نے ساریق بن بقا سے
مخاطب ہوکر کہا کہ خداوند دیکھا آپ نے نقاب دارون نے آج ہی سینتالیس سرداران سپاہ صاحبقران
کو اسیر کیا ہی چند روز مین ہی نقاب دار خاتمہ لشکر صاحبقران کا کر دینگے بلکہ صاحبقران کو بھی مثل
سرداران اسیر شدہ کے اسیر کرینگے بادشاہ لشکر اہل اسلام با توخوف نقاب داران طلسمی سے
شب تاریک مین پوشیدہ طور سے یہان سے بھاگ جائینگے یا وہ بھی مانند اورون کے اسیر ہونگے
ہمارا ارادہ ہی کہ پہلے جملہ سردارون اور صاحبقران اور بادشاہ لشکر اہل اسلام کو اسیر کرالین اور
اہل لشکر کو اسیر و تباہ کرا دین پھر سب اسیرون کو آپ کے روبرو قتل کرائین آپ کو شادمان فرمان کرین
ساریق بن بقا نے مسکرا کر جواب دیا کہ اس اسیری سرداران سپاہ اہل اسلام کے باعث درحقیقت
ہم اہلِ ہمون نے یہ تقدیر کی ہی کہ نقاب داران طلسمی ان سب اہل اسلام کو اسیر کرلین کوکب انجم حصاری
نے خلاف طبع ساریق بن بقا جواب نہ دیا بعد تھوڑی دیر کے کوکب انجم حصاری نے اہل دربار
سے مخاطب ہوکر کہا کہ آج یہ درویش با کمال نہین معلوم کہان سے یہان آیا ہی بظاہر صاحب کمال
معلوم ہوتا ہی نہایت شوکت و شان و جاہ و حشمت سے آیا ہی ہمکو فقرا سے الفت ہی خصوصاً ان
فقیرون سے جو صاحب کمال ہون جب وقت سے یہ درویش یہان آیا ہی ہمین یہی فکر ہی کہ اس کے حال
سے بخوبی آگاہی ہوجائے کونسی تدبیر کی جائے کہ تمام حال اور نام و نسب اس فقیر کا معلوم ہو جائے
بعض اہل دربار نے باادب عرض کیا کہ ہم نمکخوارون کے نزدیک مناسب وقت یہ ہی کہ کسی شخص کو
واسطے دریافت کرنے حال درویش مشار الیہ کے حضور روانہ فرمائین تاکہ تمام حال درویش سے
حضور کو آگاہی ہو جائے کوکب انجم حصاری نے کہا کہ راے تمہاری ہم پسند کرتے ہین مگر کس
شخص کو ہم یہان سے واسطے دریافت حال کے روانہ کرین کون ایسا ہی کہ یہان سے جا کر درویش
سے ہم سخن ہوکر کل حال دریافت کرکے ہمسے آکر بیان کرے اہل دربار نے عرض کیا جاری راے
یہ ہی کہ سنجنگان کو حضور روانہ فرمائین ساریق بن بقا نے کہا کہ اہل دربار کی راے خوب ہی سنجنگان
جا کر درویش سے ملکر تمام حال دریافت کر آئیگا اس کام کے لائق یہی ہی کوکب انجم حصاری
نے سنجنگان سے مخاطب ہوکر کہا کہ کیون بلک بیگی تم پاس درویش نو وارد کے جاؤگے کہ اس کا حال
اُس کے دریافت کر آؤگے اُس نے عرض کیا کہ مجھے جانے مین تو کچھ عذر نہین ہی لیکن خالی ہاتھ اُس
درویش کے پاس نہ جاؤنگا کیونکہ درویش مذکور صاحب کمال و ذی قدر و ذی اقتدار ہی حضور نے
آج جاہ و حشم اُس کا ملاحظہ کیا ہی کس شان و شوکت سے آیا ہی علاوہ جلوس سواری و دیگر سامان
شاہانہ کے نو لاکھ سواران مسلح اور دو بادشاہان ذی وقار اور پانچ چار نقاب دار پیادا ہمراہ
و فرمانبردار اُس کے جلو مین تھے لہذا ایسے درویش کے پاس تہیدست جانا مجھے ناپسند ہی اگر چند
کشتیان زر و جواہر کی اور کچھ تحفہ و ہدایا میرے ہمراہ فرمائیے تو البتہ مین اُس درویش سے جا کر ملونگا
اور جو یہان سے لے جاؤن بطور نذر پیش کرون تاکہ اُس کی نظر مین سماؤن اور وہ مجھسے مخاطب
ہو کے ہم سخن ہو اور مین اُس سے حالات اُس کے دریافت کرون ساریق بن بقا نے تقریر

سخنگان نے کوکب انجم حصاری سے کہا کہ جو کچھ اس نے کہا سچ کہا ہے یہ فہیم و عاقل ہے اسکی
رائے خوب ہے کوکب انجم حصاری نے اسی وقت چند کشتیان زر سرخ و سفید و جواہرات
لی اور چند تحفہ ہاے نادر و نایاب طلب کرکے سخنگان کو دے کے کہا کہ اب تو تجکو جانے مین
کچھ عذر نہین ہے اس نے عرض کیا کہ اب کچھ عذر نہین ہے پیشکے اُن کشتیون کو اور تحائف
مذکورہ کو اپنے ہمراہ لے کر مع چند خدمتگارون کے اپنی بگھی پر سوار ہوکر سوے لشکر درویش
مذکور روانہ ہوا بعد قطع راہ لشکر مین پہونچا درویش موصوف کو خبر ہوئی اُس کے رتبے کے
موافق چند ادنی سرداران سپاہ کو حکم دیا کہ استقبال اُس کا کرکے اُس کو ہمارے روبرو لاؤ
سرداران مذکور حسب الحکم درویش فی الفور گئے اور استقبال کرکے ملک جی کو سامنے درویش
ممدوح کے عین دربار مین لائے سخنگان نے اہل دربار پر نظر کرکے دل مین اپنے کہا کہ یہ دربار
اس درویش کا تو ایسا ہے کہ جیسا دربار شاہان اُولو العزم کا ہوتا ہے یہ فقیر کاہے کو ہے شاہ ہے بلکہ شہنشاہ
ہے جملہ سامان شاہانہ اس کے دربار مین موجود ہے یہ باتین اپنے دل مین کرکے روبرو درویش
موصوف جا کے باادب سلام کرکے وہ کشتیان اور تحفے نذر دے کر رعب و صولت و شوکت درویش
ممدوح سے ایستادہ رہا بلکہ رعشہ اُس کے دست و پا مین پیدا ہوا درویش موصوف نے نذر مذکور
کو سکر اکر قبول کرکے اشارہ بیٹھنے کا کیا سخنگان دوبارہ باادب سلام کرکے موافق اپنے رتبہ کے
بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے شاہ صاحب نے پوچھا کہ سچ کہہ تو کون ہے کہان سے آیا ہے کیا مطلب تیرا ہے
کیا غرض سے کر کچھ درویش کے پاس آیا ہے جو حاجت ہو بیان کر کہ تیری حاجت بر لائی جاے گی
ہر چند بظاہر مین فقیر ہون لیکن بحکم خدا سے جس کو چاہتا ہون بادشاہ کر دیتا ہون بہت سے
غریب و محتاجون کو مین نے امیر کبیر و بادشاہ کر دیا ہے زبان مین میری خدا نے اثر دیا ہے اسوقت
بھی جس کو چاہون بادشاہ کر دون اور جس بادشاہ کو چاہون فقیر کر دون خدا وند تعالیٰ کی
پرستش اور اُس کی عبادت و ریاضت کرنے سے زبان مین میری اثر پیدا ہو گیا ہے حالانکہ مین
تجھ سے اور تیرے جد و آبا سے اور تیرے مطلب سے آگاہ ہو چکا ہون مگر ان اہل دربار کے روبرو
تیرا ہی بیان منظور خاطر ہے تاکہ میرے اہل دربار بھی سنین اور تو مجکو ایسا مجبور و لاچار درویش
نہ سمجھنا اگر چاہون تو ابھی تجکو نابینا کر دون اور اگر ارادہ کرون تو ابھی تجکو جلا کر خاک کر دون
صرف زبان کو حرکت دینا پڑیگی فی الفور جو چاہون گا وہ ہو جاوے گا تا خیر مطلق نہ ہوگی
سخنگان گفتگو سے درویش موصوف کے زیادہ تر خائف و ترسان ہوکر مانند بید کانپنے لگا
دل مین کہنے لگا کہ اے سخنگان تو یہان کیون آیا اگر اس درویش نے تجھسے ناراض ہوکے
اپنی زبان کو حرکت دی اور بد دعا کی تو غضب ہو جائیگا یا اندھا یا شعلۂ آتش غضب درویش
سے جل کر خاک ہو جائیگا خیر اب تو یہان تو آیا ہے دیکھ کہ کیا ہوتا ہے زندہ یہان سے جاتا ہے یا
نہین آنکھون مین میری روشنی بھی رہتی ہے یا نہین اس فقیر سے ڈرنا چاہیے جان اور آنکھین
اپنی بچانا چاہیے خلاف طبع اس کے کوئی کلمہ اپنی زبان پہ نہ لانا چاہیے جو کچھ اس کی خوشی ہو
وہی کرنا چاہیے ہر چند کہ تیری عادت ہے کہ بیشتر کلمات بیہودہ تیری زبان پر جاری ہوتے ہین
بارہا جھوٹ بھی بولتا ہے بغیر ان باتون کے تجکو چین آرام نہین ملتا ہے مگر یہان اپنی عادت و خصلت کو

ترک کر دے تھوڑی دیر تک اپنی حرکت سے باز رہے اور زبان کو بدکلامی سے نگہ رکھے ابھی
سخنگان اپنے دل میں یہ باتیں کر رہا تھا کہ درویش موصوف نے اُس کے چہرے کو متغیر دیکھکر
دست و پا میں رعشہ خوف سے پاکر کہا کہ خائف نہ ہو حواس اپنے درست کرکے جو کچھ ہم نے پوچھا ہے
اُس کا جواب دے سخنگان نے دست بستہ عرض کیا کہ اس کمترین کو خاص و عام ملک جی بھی
کہتے ہیں نام میرا سخنگان ہے بیٹا سخنگان کا ہوں سخنگان بیٹا تخنگ کا تھا تخنگ فرزند
تختیارک کا تھا خداوند ساریق بن لقا کا وزیر باتدبیر عقل یا شیطان بارگاہ یا مونس و ہمدم
یا رفیق صادق جو کچھ سمجھیے وہ میں ہوں معزز ہوں آبا و اجداد میرے اسی عہدۂ جلیلہ پر فائز تھے
افسوس صد افسوس اسوقت یاد آگیا خواجہ عمرو اول کا اُس جہان میں برا ہو منہ اُس کا
کالا ہو یعنی آخرت میں جہنم میں جائے آتش جہنم میں مدام جلے کبھی وہاں سے نہ نکالا جائے سخت
عذاب اُس پر کیا جائے اُس نے ہمارے ایک بزرگ کا آبا و اجداد سے حلوا اُنکا کر صلصال بن
دال بن دیوین شماسہ جادو کو کھلا دیا وہ حضور صاحبقران اول کا عیار تھا اکثر عیاران
لشکر اسلام سے مجکو اور خداوندوں کو صدمات پہنچے ہیں عمرو نے ڈاڑھی خداوند لقا کی
تراشی تھی ہمارے آبا و اجداد سے بزرگوں کو جوتیاں لگائی تھیں مال و زیور لوٹا تھا تباہ و برباد
کیا تھا بیشتر ذلتیں دی تھیں حال میں حضرت ان عیار نابکار پسر خواجہ عمرو ثالث نے گلستان باختر
بچا ہے خداوند ساریق بن لقا سے چھوڑا یا ہے وہاں سے بھاگ کر خداوند یہاں آئے ہیں میں بھی
انھیں کے ساتھ آیا ہوں حضرت ان نالائق کا میں بھی شاکی ہوں اُس نے بھی مجکو بارہا ذلیل کیا ہے
اسوقت آپ کی خدمت عالی میں واسطے آپ کی قدمبوسی و دریافت حال حضور کے آیا ہوں
چاہتا ہوں کہ آپ اپنے نام نامی اسم گرامی سے آگاہ فرمائیں اپنے حسب و نسب سے اطلاع دیں
کرامات و کمالات تو آپ کے ظاہر و آشکارا ہیں لیکن یہ نہیں معلوم ہے کہ مرشد کا آپ کے نام کیا ہے
آپ کس خاندان فقرا سے ہیں کس مرشد صاحب کمال کے آپ جانشین ہیں وطن آپ کا کہاں ہے
یہاں کس ارادے سے تشریف لائے ہیں یہ جاہ و اقتدار یہ شان و شوکت و حشم کیونکر آپ کو
حاصل ہوئی ہے فقرا کو تو دنیا سے کنارہ کش ہونا چاہیے ہے آپ نے کس غرض سے اپنی اس درجہ
شان و شوکت پیدا کی ہے اس خدم و حشم و فوج کثیر کے حاصل و فراہم کرنے سے کیا مدعا ہے ارشاد
فرمائیے بہت مشتاق ہوں اپنے حالات سے آگاہ فرمائیے درویش آفتاب صورت یہ
سخنگان کی سنکے از حد برہم ہوئے غصے کو ضبط کرکے پوچھا کہ ملک جی یہ تو بتاؤ کہ
کی خصوصاً اولاد خواجہ عمرو کی کچھ پہچان شناخت بھی تمکو ہے یا نہیں اُس نے عرض کیا
اولاد خواجہ عمرو عیار نابکار کی یہ ہے کہ آنکھ میں تل سفید ہوتا ہے
مکار ہے درویش آفتاب صورت نے سخنگان سے آنکھ ملا کر آنکھ اپنی
دے کر تل اپنی آنکھ کا اُسے دکھایا سخنگان سفید تل آنکھ میں دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ حضرت ان
بن عمرو ثالث عیار یگانۂ روزگار ہیں یہ وہی ہے جس نے آپ نقاب دار کو مارا خداوند
ساریق بن لقا کو ایسا عاجز و پریشان کیا ہے کہ وہ بھاگ کر یہاں آئے ہیں مجکو اس کے ہاتھ سے
بہت سے صدمے پہونچے ہیں جوتیاں انھوں نے میرے سر پر لگائی ہیں بیشتر ذلیل و رسوا کیا ہے
عیاریاں کرکے لوٹا ہے تباہ و برباد کیا ہے یہ سمجھنے کے کہ حضرت ان عیار ہے اپنے دل میں کہنے لگا کہ

اے سخنگان غضب کیا تو نے کہ سردار خواجہ عمرو کو اور ان جناب یعنی خضران ابن عمرو کو
نادانستہ تو نے بُرا اور سخت و سست کہا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے کیونکہ خضران سے جان تیری بچنی کیا ہے
یہاں سے دیکھیے تو زندہ روبروے خداوند سارق بن لقا جاتا بھی ہے یا نہیں اگر ابھی تو نے
یہاں کی ذکر اگر خضران بن عمرو تیرا بھی حلق گھونٹ کر خداوند سارق بن لقا اور کوکب حصاری
کو بطریق تحفہ روانہ کرکے کھلا دے تو کچھ عجب نہیں ہے اسلئے تو نے اپنی عادت بد سے یہاں بھی
کنارہ نہ کیا باز نہ آیا بہت بُرا کیا زبان اپنی تو نے نہ روکی کیا ضرور تھا کہ خواجہ عمرو اور خضران کو
تو نے بہ بدی یاد کیا یہ باتیں اپنے دل میں کرکے سخنگان آنکھ میں خضران بن عمرو کو دیکھ کے
خوف سے مرگیا دم نکل گیا لہو خشک ہو گیا رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا سناٹا سا ہو گیا بلکہ سکتہ ہو گیا
بعدہٗ دل میں خیال کرنے لگا کہ اے سخنگان جو کچھ تو نے کہا وہ تو کہا اب کوئی تدبیر ایسی کر کہ جان
اپنی خضران بن عمرو سے بچ جاے تو یہاں سے زندہ و سلامت دربار میں کوکب حصاری
کے جاے یہ خیال کرکے تدبیر سوا اس کے نہ سوچا کہ خواجہ عمرو کی اور خضران بن عمرو کی تعریف
کرے جس قدر ان کو بُرا کہا ہے اس سے زیادہ اُن کی ثنا و صفت کرے شاید اس تدبیر سے جانبری ہو
یہ خیال کرکے دست بستہ کھڑا ہو کے کہنے لگا کہ حضور لامع النور سے یہ فدوی اب آگاہ ہو گیا خوب سے
جو حضور کے رخ زیبا پر نظر کی پہچان گیا کہ آپ ذیجاہ و عالی مرتبہ ہیں مثل و نظیر اپنا دنیا میں نہیں
رکھتے ہیں وحید عصر ہیں یگانۂ روزگار ہیں آپکے کمالات سب پر ظاہر و آشکار ہیں کس کو آپکے
کمالات میں کلام ہے آپ دنیا میں وہ ہیں کہ ثانی اپنا نہیں رکھتے ہیں شہرہ آپکی خوبی و کمالات کا
مشہور دور و نزدیک ہے آپکے جد و آبا بھی اپنے اپنے زمانے میں یکتا و بے مثل و بے نظیر تھے سب
وحید عصر و بے عدیل زمانہ تھے خدا اُن کو داخل جنان کرے اور جو زندہ ہوں خدا اُن کی عمر
میں ترقی کرے میرے آبا و اجداد آپکے بزرگوں سے فیضیاب ہوئے ہیں یہ فدوی بھی حضور
سے فیضیاب ہوا ہے بیشتر خدمتگذاری کی ہے سر اطاعت جھکایا ہے غیظ و غضب حضور بسر و چشم
قبول و منظور کیا ہے آج تک نشانات فرمانبرداری موجود ہیں یہ سر میرا شاہد ہے داغ گواہ ہے
یہ فدوی بھی ایک خدام حضور سے ہے حضور آگاہ ہیں درویش آفتاب صورت نے سخنگان کی
گفتگو سنکے کچھ مسکراکے بعدہٗ برہم ہو کر کہا کہ اس مردود زنگی کا لباس اتار کر پرانی نعلینوں سے
خوب مارو سزاے مقبول دو بعدہٗ ایک لنگوٹی بندھوا کر ہمارے دربار سے دور کرکے گدھی پر
سوار کرکے ہمارے لشکر سے نکال دو ملازموں نے فی الفور اُس کی پگڑی اور اچکن وغیرہ تمامی
لباس اتار کر لنگوٹی بندھوا کر جوتوں سے مارنا شروع کیا سخنگان نالہ و فریاد کرنے لگا ہاتھ جوڑ کر
کہنے لگا خطا میری معاف فرمائی جاے میں اپنی سزا کو پہنچ گیا دماغ جوتیوں سے درد کرنے لگا
جابجا سر سے خون نکلنے لگا بخوبی علاج درد سر ہو گیا سر ہلکا ہو گیا اب زیادہ علاج کی ضرورت نہیں
ہے بدستور سابق فیضیاب ہو چکا عطیہ سرکار دولتمدار سے بہرہ مند ہو چکا دیکھیے سربلندی حاصل
ہو گئی سر اونچا ہو گیا دماغ جوتیوں کی ضرب سے سوج گیا برداشت ضرب نعلین کی اب نہیں ہے
رحم فرمایئے للہ رحم فرمایئے اس غلام بلکہ غلام الغلام کو آزاد کیجیے درویش آفتاب صورت
و جملہ اہل دربار ملک چی یعنی سخنگان کی گفتگو پر بے اختیار مسکراے درویش موصوف نے اپنے
ملازموں سے ایما و اشارہ کیا کہ بس اب نہ مارو یہاں سے اس کو نکال دو انھوں نے حسب الحکم

اُسی حال سے اُس کو دربار سے نکال کر خچر پر سوار کر کے لشکر سے نکال دیا اُس کے جانے
کے وقت درویش موصوف نے اُس سے کہا کہ خبردار ہمارے راز کو افشا نکرنا سوا اسکے و اہرز
تاکید کے کوئی تقریر درویش موصوف و ملک جی کی بخوبی نہ سمجھا کہ درویش موصوف نے کیا کہا
اور ملک جی نے کیا تقریر کی الحاصل ملک جی لنگوٹی باندھے ہوئے سر کو اپنے ہاتھ سے سہلاتے
ہوئے آہ آہ ہائے ہائے کرتے ہوئے اپنے خچر کو دوڑاتے ہوئے جلدی جلدی بھاگتے
ہوئے باخیال کہ مبادا پھر درویش موصوف الصدر نہ گرفتار کر کے سزا سخت دے پہنچا
دربار کوکب انجم حصاری میں پہنچے بادشاہ انجم حصاری کو خبرداروں نے خبر دی کہ
ملک جی بذلت و خواری آئے ہیں کوکب انجم حصاری اس خبر کے سننے سے متردد ہوا بہ نور
فکر و تردد میں بیٹھا ہوا تھا اہل دربار تمام دربار میں حاضر تھے سارق بن لقا بھی بیٹھا ہوا تھا
کہ ملک جی لنگوٹی باندھے ہوئے آہ آہ کرتے ہوئے سر کو سہلاتے ہوئے اشک آنکھوں میں
بھرے ہوئے دربار میں آئے اہل دربار سنگکان کو اس حالت سے دیکھتے ہی بعضے مسکرائے
بعضے متحیر ہو گئے سارق بن لقا نے سر اپنا جھکا لیا حال خراب اُس کا دیکھا نہ گیا کوکب انجم
حصاری نے از حد متحیر ہو کے پوچھا کہ اے سنگکان یہ کیا تمہارا حال ہے کس نے تمہارے کپڑے
اُتار لیے کیا واقعہ گذرا کیوں آہ آہ کرتے ہو کس نے تمہارا یہ حال کیا کیا خبر لائے کیا حالات
درویش دریافت کر آئے بیان کرو ملک جی یعنی سنگکان نے اپنے سر کو جھکا کر کہا کہ دیکھیے یہ حال
میرے سر کا کر دیا آتے ہی ان درویش کے ملازموں نے حکم درویش سے میرے سر پر لگائی ہیں کہ میرے
سر کی یہ صورت ہو گئی ہے خون جابجا سے جاری ہے سر بہت سوج گیا ہے درد بہت ہو رہا ہے کپڑے
تمام درویش کے حکم سے ملازموں نے اُتار لیے اور ننگا لنگوٹی باندھ کر مجھکو اپنے دربار سے نکلوا دیا
ناحق و بیکار میں یہاں سے گیا اگر یہ جانتا کہ درویش مجھ سے اس طرح بدی پیش آئے گا تو ہرگز
نہ جاتا افسوس ہزار افسوس میری بڑی بے عزتی ہوئی حالات درویش کیا عرض کروں
ہوں اسقدر عرض کرتا ہوں کہ یہ درویش ہمارے اور آپ کے دشمنوں سے ہے اس کا یہاں آنا
اچھا نہ ہوا مجھکو یقین ہے کہ اب انجم حصار تباہ و برباد ہو جائے گا عملداری اہل اسلام کی یہاں بھی
ہو جائے گی کوئی بغیر دین اسلام قبول کیے یہاں زندہ نہ رہے گا سب قتل ہو جائیں گے آپ بھی
قتل یا اسیر ہو جائیں گے یہ شہر اسلام آباد ہو جائے گا ہزار افسوس خداوند بھی یہاں راحت و
آرام سے نہ رہیں گے نہیں معلوم ان کا کیا حال ہو گا اس درویش نے یہاں آ کر پہلے مجھکو
کیا ہے آئندہ دیکھیے کیا کرتا ہے ہائے جو یہاں آتا ہے ہمارا اور خداوند عیار سارق بن لقا کا دشمن ہی آتا ہے
یہ کہہ کے اشکبار ہوا کوکب انجم حصاری نے تمام حال سنگکان سے سنکر از حد غصہ
اس درویش سرکش و بدکردار کی قضا آئی ہے اجل اس کی اُس کو یہاں لائی اپنے جاہ و حشم
بہت مغرور ہے یا دہ نخوت سے ایسا انسانیت سے دور ہے کہ ظلم و جفا کاری اختیار کی ہے ناحق
سنگکان کو زد و کوب کرا کر ذلیل و رسوا کیا ہے تو سہی جو اس کو بھی سزا اس سے سخت نہ دوں
اس کو بھی رسوائے خلق کر کے نہ قتل کروں پہلے اسی درویش سے مقابلہ و مجادلہ کر لوں گا بعدہ
صاحبقران سے جنگ آزما ہوں گا یہ تقریر کر کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں نقارۂ جنگی
لگائی جائے صبح کو اس درویش بدکردار بد اطوار سے ... آفتاب ...

اسقدر ہمارے کہنے سے سر پٹوا دیگا کہ اپنا سر پیٹتے پیٹتے ہلاک ہو جائے گا یہ تقریر غصے کے عالم میں
کرکے خاموش ہوا ملازمون نے حسب الحکم چوب نقارۂ جنگی پر لگائی صدائے نقارۂ جنگی بلند
ہوئی اہل لشکر کوکب انجم حصاری صدائے طبل رزمی سنکے آگاہ ہوئے کہ صبح کو لڑائی ہوگی
میدان جنگ میں جانا ہوگا دشمنون سے سامنا ہوگا تلوار چلے گی کشت و خون ہوگا زمین عرصہ جنگ
خون دلیران جنگ جو سے رنگین ہوگی جنگ مغلوبہ میں جابجا کشتون کے ڈھیر لاشون کے انبار
ہونگے برق شمشیر چمکے گی گھٹا ڈھالون کی اٹھیگی بہادر رعد آسا نعرہ زن ہونگے نیزون پر
بارش خون بہادران ہوگی میدان کارزار میں جوئے خون رواں ہوگی لہذا درستی آلات
حرب و ضرب کرنا چاہیے لشکری تو تیاری ہنگامہ میں مصروف ہوئے دلسوز کہ بدرستہ مبدل
بارگاہ کوکب انجم حصاری میں واسطے دریافت کرنے خبر کے گیا تھا تمام تقریر جنگجویان و گفتار
کوکب انجم حصاری کی سنکے بارگاہ کوکب انجم حصاری سے نکل کر صدائے نقارۂ جنگی سنتا ہوا اپنے
لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنے لشکر میں پہونچا سامنے درویش آفتاب صورت کے
جاکر بادب تمام جو کہ سخنگان نے کوکب انجم حصاری سے کہا تھا اور جو کچھ شاہ انجم حصاری نے
عالم غصہ میں بیہودہ بکا تھا وہ سب حرف بحرف بیان کرکے عرض کیا کہ شاہ انجم حصاری نے
نہایت برہم ہو کر اپنے لشکر میں نقارۂ جنگی بجوایا ہے ارادہ اس کا یہ ہے کہ صبح کو مع سپاہ کثیر و
نقابداران ہمراہی میدان جنگ میں آکے خاص آپ سے آمادۂ جنگ ہو باقی خیریت ہے درویش
آفتاب صورت نے تمام حال بزبانی دلسوز بن جانسوز بن مستر قران سنکے از حد غضبناک
ہوکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجایا جاوے یہ حکم دیکے نقارۂ سنگین کو جیب
جامہ درویشی مرجان سرخ مو سے تنہائی میں نکال کر نقارہ نوازون کو دیا کہ آج اس
نقارے پر چوب لگائی جاوے حسب الحکم نقارہ نوازون نے پہلے نقارۂ سنگین پر چوب لگائی
صدا اس نقارۂ کلان کی لشکر کوکب انجم حصاری و لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
میں گئی جسقدر کہ نقارے اور طبل وغیرہ سپاہ کوکب انجم حصاری میں تھے سب پھٹ گئے
گویا سبب آواز نقارۂ سنگین سے جگر نقارون اور طبل وغیرہ کے پھٹ گئے نقارہ نواز یہ
واقعہ عجیب و غریب دیکھکر نہایت حیران ہوئے بعد حیرانی بسیار کے یہ خبر حیرت افزا کوکب انجم
حصاری کو کی وہ بھی اس خبر حیرت فزا سے متعجب ہوا اسی طرح لشکر صاحبقران میں بھی
صدائے نقارۂ سنگین سے سوائے نقارۂ سکندری اور نقارۂ سلیمانی کے تمام نقارے
پھٹ گئے اور نقارۂ سکندری و نقارۂ سلیمانی کی آوازیں بہت کم رہ گئیں درویش
آفتاب صورت کی سپاہ میں بھی جسقدر طبل و نقارے تھے وہ بھی آواز نقارۂ سنگین
سے پھٹ گئے کیونکہ اس نقارے کی صدا کی یہی تاثیر ہے حالانکہ اس نقارے کا قبل اس کے
نکلا گیا ہو غرضکہ جب لشکر کوکب انجم حصاری و سپاہ درویش آفتاب صورت میں نقارۂ جنگی
بجائے گئے اور صدائیں اُن کی بلند ہوئیں ہرکارے لشکر صاحبقران کشورگیر کے خبر نواخت
نقارۂ جنگی ہردو سپاہ مذکورہ کے بعجلت تمام دربار دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام میں جاکر
بعد ادب اس طرح دعا و ثنائے بادشاہ لشکر اہل اسلام اپنی زبان پر لاکر خبر نواخت نقارۂ
جنگی بیان کرنے لگے نظم

خسروا گر کین تو بر آسمان سازد مقام — مشتری بهرام گردد زهره کیوانی کند
ساکنان ربع مسکون را که منشا د تواند — مهر تو در هر مکان چون روح حیوانی کند
هر مبارز روز هیجا تیغ مه توئی تو دیا — پیکر شان ابر نیسان خود و خفتانی کند
تیغ تو ابر بیست خون افشان که موج سیل او — هر زمان در کشور خصم تو طوفانی کند
بر درت خورشید گر جبهت ندو وقت گر نشو — جبهتش را خاک درگاه تو نورانی کند
خصم شیطان سیرت تو گر کند با تو خلاف — آن خلاف الحق از وسواس شیطانی کند
تیر عزمت از کمان فتح چون گردد جدا — سوے بر اعضاے اعادے تو پیکانی کند
تا وجود عقل کامل جهل را نقصان دهد — تا بقاے عدل شامل فتنہ را فانی کند
باش باقی در جهان با این زهد را شاملت — تا ز قلندر لے تو دین را نگہبانی کند

قبل اس کے ملک جہا لعنی سحنگان سکم کوکب انجم حصاری سے دربار درویش آفتاب سوتے ہین چند کشتیان زر و جواہر کی لے کر گیا تھا وہان اُس نے درویش مذکور سے کچھ ایسی گفتگو کی کہ درویش مذکور نے کپڑے اُس کے اتروا کے لنگوٹی بندھوا کر بہت پٹوا کر اپنے دربار سے اُس کو نکلوا دیا اُس نے جا کر کوکب انجم حصاری سے رو رو کر شکایت کی شاہ انجم حصاری نے غضبناک ہو کر درویش مذکور کے لڑنے کے ارادے سے نقارہ جنگی بجوایا ہو درویش سے طور کی سپاہ میں بھی ایک نقارہ ایسا بجایا گیا ہو کہ جس کی آواز سے جملہ نقارے اور ڈھل وغیرہ جو باجے کہ ان سے سنتے ہوئے لشکر انجم حصاری و سپاہ درویش کے پھٹ گئے ہین اور سپاہ ظفر اثر حضور کے بھی نقارے اور ڈھل پھٹ گئے ہین فقط نقارہ سکندری اور نقارہ سلیمانی سالم ہین باقی خیریت ہو بادشاہ لشکر اہل اسلام نے تمام اخبار مذکور ہرکارون کی زبانی سنکے ہوئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دیکھا امیر کشور گیر نے نقارون کے پھٹ جانے سے حیران ہو گئے حکم دیا کہ نقارہ سکندری پر چوب لگائی جاے کل لشکر ہمارا میدان جنگ مین صف آرا ہوگا اگر کوئی دونون لشکرون مین سے خواہان رزم و پیکار ہوگا تو آمادہ ہو جاوینگے ورنہ میدان جنگ مین صف آرا ہو کر دیکھینگے کہ شاہ انجم حصاری درویش آفتاب سے صورت سے کیونکر مقابلہ و مجادلہ کرتا ہی اور درویش مذکور کسطرح کوکب انجم حصاری سے لڑتا ہی یہ فرما کر خاموش ہو گئے ہرکارون نے حسب الحکم نقارہ سکندری و نقارہ سلیمانی بجوایا دونون نقارون سے صدا سے صدا پیدا ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران حیران ہوئے کہ یہ تو دو نقارے تھے کہ جو بے مثل و بے نظیر تھے جنکی آواز چو نمٹر کوس تک سنی جاتی تھی آج ان نقارون کو کیا ہوا ہی کہ ان سے ایسی آواز پیدا ہوتی ہی جیسی پرانے ٹوٹے ہوئے نقارون سے صدا نکلا ہی ہو سبب ان نقارون کی بدی آواز کا اسی نقارہ سپاہ درویش کی صدا ہی جو بجایا گیا تھا جیسا کہ ہرکارون سے معلوم ہوا اور امیر بالتوقیر تو دربار مین بیٹھے ہوئے ہین ذکر نقارہ سپاہ درویش کا کر رہے ہین فرما رہے ہین کہ غضب کا نقارہ ہو درویش اس کو کہان سے لایا ہی مگر اس کے ہاتھ پڑنا یا سب نقارہ آیا ہی مگر اہل اسلام نقارہ جنگی بجنے سے خبردار ہو کر درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوئے ہین اور

اسی طرح سے لشکر درویش وعمان شاہ وکوکب انجم حصاری مین بھی سامان جنگ
ہورہا ہی ہر ایک لشکری ہر سہ لشکر کا اپنے آلات حرب وضرب کی درستی کر رہا ہی مگر اب حال
ولسوز بن جانسوز کا بیان کیا جاتا ہی چونکہ اس عیار نے ایک روز درویش آفتاب صورت
سے یہ سنا تھا کہ خواجہ طیفور گردپا نے بصورت خواجہ عمر دبنگ ہمیشہ تمام ہانے عیاری کے اور زنبیل
بھی لے لی ہی عیاری کی ہی دل مین اس کے آیا کہ تو بھی عیاری کر کے عوض اپنے استاد کا
طیفور گردپا سے لے چنانچہ اسی شب کو کہ جب شب مین ملک جی یعنی سنگان کو ملازمون نے
حکم درویش موصوف سے جوتیان لگا کر تین لنگوٹی بند ہوا کر دربار سے نکال دیا تھا اور تینون
لشکرون مین طبل جنگ بجا تھا نقارے تینون لشکرون کے نقار کوسگین کی صدا سے بجتے تھے
رنگ ورو غن عیاری لگا کر بصورت نامہ دار بن کر ایک رقعہ لے کر اپنے لشکر سے جانب
لشکر اہل اسلام چلا چونکہ خواجہ طیفور گردپا کو پہچان چکا تھا راہ مین آیا دیکھا کہ خواجہ موصوف
بصورت اصلی چلے جاتے ہین اس نے پاس جا کر با دب سلام کیا خواجہ ممدوح نے پوچھا کہ
اے طفل نیک خو تیرا کیا نام کیا مطلب ہی اس نے کہا کہ نام میرا طرار ہی ایک رقعہ لے کر
آیا ہون لیجیے اس کا جواب ابھی دیجیے یہ کہکر رقعہ نکال کر خواجہ طیفور گردپا کو دیا خواجہ
نے پوچھا کہ یہ رقعہ کس کا ہی کہان سے لایا ہی طفل مذکور نے جواب دیا کہ آپ اس رقعہ کو
پڑھیے خود حال معلوم ہوجائیگا خواجہ نے کہا کہ اس تاریکی شب مین یہ رقعہ یہان کیونکر پڑھا جائیگا
ہمراہ میرے میرے لشکر مین چل وہان روشنی مین اس رقعہ کو پڑھ کر جواب اس رقعہ کا دونگا
طرار نے کہا کہ اپنے لشکر مین مجکو کیون لیجاتے اتنی تاخیر جواب رقعہ مین کیون کیجیے اسی جگہ
کیون نہ پڑھ لیجیے یہ کہکر ایک فتیلہ عیاری بیہوشی آمیز اپنے کسوت عیاری سے نکال کر اسکو
روشن کر کے چہرہ خواجہ طیفور گردپا کے برابر لے گیا اور کہا کہ اس فتیلے کی روشنی مین یہ رقعہ
پڑھ لیجیے صاحب فرستادہ رقعہ سے آگاہ ہو کر جو مناسب ہو جواب رقعہ دیجیے چونکہ وہ رقعہ
تہ تھا خواجہ طیفور گردپا اس کو کھولنے لگے اتنی دیر مین دود بیہوشی جو دماغ مین پہونچا
سر کو گردش ہوئی بے اختیار تیورا کر زمین پر گر کے بیہوش ہوئے وہ رقعہ پاس خواجہ کے
پڑا رہا ولسوز نے نعرہ کر کے کلاہ عیاری خواجہ طیفور گردپا کی اتار لی اور وہ خنجر جو خواجہ عمر و
اولی کے وقت سے ورثے مین ان کی اولاد کو ملتا رہا ہی وہ خنجر آبدار کمر سے خواجہ طیفور گردپا
کے نکال لیا بعدہ چند گلہاے دافع غشی جو سفوف بیہوشی سے ہوسورا انہا سے یعنی خواجہ
طیفور کے برابر اسو ستلے ڈالدیے تاکہ خواجہ کو ان گلون کی بو سے ہوش آجاے پھر اس جگہ
سے بصد شتابی اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا جب اپنے لشکر مین پہونچا روبرو سے درویش
نقلی جا کر تخلیے مین وہ کلاہ عیاری خواجہ طیفور گردپا اور وہ خنجر خواجہ عمر و اولی کا پیش
کر کے عرض کیا کہ مین نے خواجہ طیفور گردپا پر عیاری کر کے یہ کلاہ اور خنجر لے لیا ہی اب ان
دونون کو آپ اپنے پاس رکھیے درویش موصوف ولسوز کی اس عیاری کرنے سے بہت
خوش ہوئے گلے سے لگا یا بعدہ ان خنجر وکلاہ کو لے کر داخل جیب جامہ درویش مرجان
سنج ہو گیا اس طرف خواجہ طیفور گردپا کو ہوش آیا خنجر وکلاہ کو نہ پا کر بہت متردد ہو کر اس
رقعہ کو لے کر لشکر مین اپنے جا کر پڑھا اس مین لکھا تھا کہ اے خواجہ طیفور گردپا آپ کو معلوم

کہ نام میرا دلسوز فرزند ہون جانسوز بن مہتر قران کا ہمراہی درویش آفتاب صورت
میں نے اختیار کی ہے واسطے آگاہ کرنے کے ونیز اشیاء بزرگان کو مہتر کا اپنے پاس رکھنے کے لیے
عیاری کر کے میں نے کلاہ و خنجر آپ سے لیا ہے اطلاعاً یہ رقعہ لکھا گیا ہے آپ کچھ تردد و فکر
نفرمایئے گا خنجر و کلاہ مذکور کسی غیر کے پاس نہیں گیا ہے میرے پاس ہے یہ نشانیان و تبرکات
بزرگان اب میرے پاس رہیں گی خواجہ طلیفور کر دیا نے رقعہ کو پڑھکر دل میں کہا کہ چھوکرا
اس سن و سال میں نہایت بیباک عیاری کرنے میں مشتاق ہے تجھ ایسے عیار پر اس نے عیاری
کی مجکو دھوکا دیا میرا ال ہے کیا جوان ہو کر بلا سے دہان ہوگا عیاری کرنے میں نامی و
با ناموس ہوگا خیر اس طفل سے کیا جو یہی پیش آؤن روح جانسوز کو کیا صدمہ پہونچاؤن مہتر
قران کی روح کو کیا ملول کروں ورنہ اس طفل بے ادب کو اس عیاری کرنے کی سزائے سخت
دیتا یہ باتیں اپنے دل میں کر کے زنبیل سے اور ایک کلاہ نکال کر بالائے سر رکھی بعد ازان اپنے
خیمے میں داخل ہو کر راحت پذیر ہوا جب وہ شب گذر کر صبح ہوئی آثار سحر فلک پر عیان ہو گئے
طائران خوش الحان چہچہاتے آشیانوں سے نکل کر ہمہ تن گویان ہوئے بلبلین نغمہ سرا ہوئین جملہ طیور
اپنی زبان میں حمد خدا و ذکر خدا کرنے لگے نسیم سحر چلنے لگی اہل اسلام و شیدا برائے اطاعت خالق
لیل و نہار اپنے بستروں سے بیدار ہو کر اٹھے خصوصاً بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران
عالی مقام و جملہ سرداران و سواران لشکر اسلام و درویش آفتاب صورت و عمان شاہ
و شہزادہ آہن کلاہ و فرامرز ثانی وغیرہ تمامی اہل لشکر عمان شاہ بادشاہ شہر عمان نے
بعد وضو کرنے کے نماز سحر بعد خضوع و خشوع پڑھی پھر اوراد و وظیفہ سے فارغ ہو کر دست دعا
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کر کے بتضرع و زاری خالق باری سے برائے فتحیابی و دیگر حاجات
کی برآری کے لیے دعا کی بعدہ ادھر حکم صاحبقران کشورستان سے جملہ اہل لشکر مسلح و مکمل
ہوئے ادھر حکم عمان شاہ و فرمان درویش آفتاب صورت سے تمام اہل سپاہ مسلح ہوئے اسطرف
بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام مع اپنے تمامی سرداران موجودہ کے اور
تمامی سواران لشکر کے سوار ہو کر مرکبوں کو جولان کر کے سوئے میدان کارزار روانہ ہوئے
بعد قطع راہ میدان جنگ میں پہونچکر انتظار آنے کوکب انجم حصاری و عمان شاہ و درویش
آفتاب صورت کا کرنے لگے ناگاہ ایک غبار بلند ہوا ایک جانب سے عمان شاہ و درویش
موصوف مع اپنی تمامی سپاہ و نقابداروں کے بدبدبہ و کروفر و ہزار شوکت و حشم و خدم پیدا
ہو کے عرصہ کارزار میں آئے ایک سمت سے کوکب انجم حصاری مع نقابداران طلسمی
سارق بن نقاد شنگان و تمامی اپنی سپاہ کے میدان مصاف میں آیا تین سمت سے لشکر
مذکور ٹھہرے پھر تینوں لشکروں سے حکم سے تینوں بادشاہان سے طلب کیے بیلدار و سقہ بردار
برائے درستی میدان کارزار نکل کر درمیان عرصہ جنگ کے آ کر جھاڑی جھنڈی کانٹے کنکر و
خاشاک کو دور کر کے زمین ناہموار کو ہموار و ملائم کرنے لگے جب بخوبی عرصہ جنگ کی درستی
کر چکے اور میدان مصاف سے ہٹ گئے سقوں نے تینوں لشکروں سے نکل کر پانی چھڑکا
گرد و غبار دفع کیا بعد اس کے صف آرائی ہوئی پھر تینوں لشکروں سے حسب دستور قدیم
نقیب اور کڑکیت نکل کر وسط میدان جنگ میں کھڑے ہوکے اپنے اپنے لشکر کے جوانوں سے

مخاطب ہوئے پہلے نقابے ہر دو لشکر اسلام نے پکار کر کہا کہ اے جوانان دیندار و اے
بہادران نامی و نامداران آگاہ ہو کہ یہ دنیا اور اہل دنیا دونون فانی ہین مخلوقات خدا و ند عالم و
عالمیان سے کسی کو بقا نہین ہے سوائے ذات خدا کے کہ فقط اسی کو بقا ہے ہمیشہ سے ہے وہ اور
ہمیشہ رہیگا باقی سب کو ایک روز فنا ہے کوئی باقی نرہیگا ایک روز ایسا آئیگا کہ ہر کوئی دنیا سے
سوئے عدم جائیگا اسمین کوئی ہو خواہ انسان ہو یا حیوان یا شجر یا حجر یا زمین یا آسمان یا
دیو یا جن یا پری وغیرہ ہو سب کو مرنا ضرور ہے ایسی صورت یقین مین عاقل و دانا کو لازم و مناسب
ہے کہ اپنی حیات چند روزہ مین کچھ ایسے کارنمایان دنیا مین کرے کہ بعد مرنے کے اہل دنیا بہ نیکی یاد
کرین ہر ایک بزم و جلسے مین ذکر کرین ثنا و تعریف کے سوا ایک بھی برائی بیان نکرین غور کرو کہ
اسوقت پہلوانان نامی و ناموران مانند رستم پیلتن و سہراب و اسفندیار و رویین تن کے
کہان ہین اور شاہان زمانہ گذشتہ اسوقت کہان موجود ہین افراسیاب و سکندر و فریدون
و نوشیروان ملک عادل و کسریٰ وغیرہ زیر خاک نہان ہین مگر انھون نے جو اپنی زندگی مین
عدل و انصاف کیا ہے اس وجہ سے آج تک اہل دنیا بہ نیکی یاد کرتے ہین تعریف اُن کی
کرتے ہین گو وہ بادشاہان نامی مر گئے ہین مگر نیکیان کر گئے اور اہل دنیا کے ثنا کرنے سے گویا
وہ اب تک زندہ ہین اسی طرح پہلوانان مذکور الصدر و دیگر پہلوانان گذشتگان نے اس دار فانی
مین ایسے ایسے کارہائے نمایان کئے اور ایسی ایسی دلاوری و بہادری سر میدان جنگ انھون نے
کی ہے کہ بعد اُن کے مرنے کے بھی ساکنان جہان اُن کو اکثر یاد کیا کرتے ہین غرضکہ جو لوگ مرد
میدان نبرد ہین وہ بیشتر اُن کو یاد کرتے ہین تم سب بھی دلاور و بہادر مرد میدان جنگ ہو
جگر شجاعت کے نہنگ ہو آبا و اجداد بھی تمھارے شجاع و دلیر تھے شہرۂ آفاق تھے چاہیے کہ آج
شجاعت و جوانمردی اپنی دکھاؤ اپنے جد و آبا کے نام سر میدان جنگ لڑ بھڑ کر روشن کر دو بطور
اپنے حریفون سے لڑ دو نعرے شیر آسا کرو میدان جنگ مین ثابت قدمی اختیار کرو جہانتک ممکن ہو
وقت مقابلہ و جنگ قدم اپنے آگے ہی بڑھاؤ دشمنون کو شمشیر و نیزہ و تبر و تیر و گرز گران و غیرہ
آلات حرب و ضرب سے قتل کرو مانند شجاعان گذشتگان تم بھی کارہائے نمایان سر میدان کرو
تاکہ تمھارے تم کو بھی مانند رستم و اسفندیار وغیرہ کے اہل دنیا بہ نیکی یاد کرین گے زندگی مین بھی
عزت و توقیر حاصل ہوگی اور اس عالم مین محسوب ہوگے دیکھو کہ آج حسن اتفاق سے تین لشکر
تین طرف صف آرا ہین بادشاہان ہر سہ لشکر مستعد جنگ و جدال ہین جرار و سبزہ زار میدان تمام
فوجون کی کثرت سے مملو ہے جہان تک نگاہ کر نظر جاتا ہے سپاہ ہی سپاہ نظر آتی ہے گا و زمین بار ان
لشکرہائے کثیر کا نہین اٹھا سکتی ہے کبھی کم ایسی فوجین میدان کارزار مین جمع ہوئی ہونگی غالبا
آج لڑائی بھی ان تینون لشکر ون مین ایسی ہوگی کہ کبھی چشم فلک نے کبھی نہ دیکھی ہوگی ہنگام جنگ
سنا ہے وہ تلوار چلے گی کہ عیاذاً باللہ یادگار یہ لڑائی ہوگی اخبار نویس اپنے اخبار مین اس جنگ عظیم
کو خوب لکھینگے مورخ بھی درج کرینگے ہر ایک بادشاہ لشکر یہی چاہیگا کہ ہم فتحیاب ہون
پس ایسی جنگ عظیم مین تمکو بھی لازم و مناسب ہے کہ ایسی دلیری و بہادری سے لڑو کہ تا قیامت
تمھاری ہمت و شجاعت و کارزار اہل جہان کو یاد رہے اہل دنیا تمھاری شجاعت کی تعریف کرین
اگر برعکس ہمت و شجاعت کرو گے تو اپنے حق مین برا کرو گے دنیا مین بدنام ہو گے نامرد و بزدل

کھاؤگے ہاتھ سے دشمنوں کے بھاگنے کی حالت میں مارے جاؤگے سب فنا ہوئے ہر دو لشکر
اپنے اپنے لشکر کے جوانوں کو اپنی تقریر سے مستعد آمادۂ جنگ و مصاف کرتے تھے فرزکیت اپنے
جوانان لشکر سے مخاطب ہوکر باواز بلند یوں کہنے لگا کہ اے جوانان رنگ بہزرت و کیوو اے
بہادران شکست دہندہ جمعیت دلیر تمہارے سامنے تمہارے دشمنان آموجود ہوئے کیا حقیقت
ہے بہادران انجم حصاری مشہور جہان ہو شہرہ تمہاری شجاعت کا مشرق سے تا مغرب جنوب
سے تا شمال ہے تمہارے آبا و اجداد بھی بڑے بڑے بہادر تھے مثل رستم و اسفندیار رویین تن
تھے میدان جنگ میں وہ ایسی بہادری و دلیری سے بارہا لڑے تھے کہ آج تک ان کی شجاعت
زبان زد اہل دنیا ہے کیا کیا کارہائے نمایاں انھوں نے کیے ہیں کہ رستم پہلوان سے بھی وہ کام
نمایاں نہو سکتے انھیں کے تم فرزند ہو مثل ان کے شجاع و صف شکن ہو تمہاری دلاوری بہادری
میں کس کو کلام ہے فرد شجاعان جہان میں اول تمہارے ہی نام ہیں تم وہ بہادر ہو کہ تمہارا مثل و
نظیر روئے زمین پر نہیں ہے دیکھو آج تین لشکر میدان جنگ میں صف آرا ہیں مردمان سپاہ
اہل اسلام آمادۂ جنگ ہیں لڑنے پر تیار مستعد کارزار ہیں چاہتے ہیں کہ دلیرانہ لڑ بھڑ کر انجم حصار
پر اپنا قبضہ کریں پس میدان جنگ میں شجاعت اپنی ظاہر کریں تمکو لازم و مناسب ہے کہ اہل اسلام سے
آج اس طرح لڑو کہ شکست فاش کھا کر میدان جنگ سے گریزاں ہوں تمکو فتح حاصل ہو اور مال و
اسباب و خیمہ و خرگاہ و بارگاہ وغیرہ اسباب بیحد تمہارے ہاتھ آئے کہ مال غنیمت سے غنی ہو جاؤ
حق نمک کو کب انجم حصاری اپنے بادشاہ ذیجاہ سے ادا ہو جائے برسوں اپنے شاہ کا نمک
کھایا ہے آج روز تمکو ادا کرنے کا ہے دیکھو میدان جنگ سے پیچھے قدم نہ ہٹنے پائے ہنگام جنگ
حرف شجاعت پر نہ آنے پائے بھاگنا تو کجا خیال بھی بھاگنے کا دل میں نہ آنے ایسی ثبات قدمی
میدان کارزار میں اختیار کرو ہنگام جنگ و مقابلہ اپنے حریفوں سے منہ نہ پھیرنا ہرگز پسپا نہ ہونا
سرجوہر کارزار دکھلاؤ ان جوانان جنگجو کے رو برو آبرو و ذلیل نہونا آئندہ تمکو اختیار ہے
رو گیاست و بادشاہ تمکو آگاہ کر دیا ہے یہ کہکے فرزکیت خاموش ہوکر درمیان لشکر سے علیحدہ ہوکے
[illegible] میدان جنگ سے چلے گئے اسوقت تینوں لشکروں کی صفوں پر دیکھنے والوں
نے جو نظر کی تو یہ نظر آیا ہر ایک سوار و سردار سپاہ لڑنے اور جان دینے پر آمادہ و تیار ہے کیونکہ
افسر جوانوں نے نقیبا کی تقریر پر دل پذیر سے تلوار یں نیاموں سے نکال کر نیاموں کو توڑ ڈالا ہے
بہادران دیندار نے اس خیال سے کہ آج شجاعت اپنی دکھا کر اگر مر جائیں کفن [illegible]
نیزہ اجابت سے ... ہونے لگے باہم خطا و قصور عفو کرانے لگے کفار کی سپاہ [illegible]
کی گفتگو سے ایسا جوش پیدا ہوا ہر ایک جوان نے صف لشکر سے ارادہ نکلنے کا کیا تلواروں نے
قبضوں پر ... نیزہ داروں نے نیزوں کو سنبھالا پہلوانوں نے اعرابوں کی طرف نظر
کر کے گرز ... گراں کو اٹھانے کے واسطے ہاتھ بڑھائے نقاب داران ... مذکور نے بھی
اپنے مرکبوں کو ... نکالنے کا قصد کیا ابھی ہر ایک کا فر و دیندار سوار و سردار
نے صف لشکر سے بارادہ جنگ نکلنا چاہا تھا کوئی صف سے باہر نہ نکلا تھا ... سپاہ سے
پہلے ہشام بن ... حصاری اسلئے کہ بیلا الہٰ العبد زیر دستہ وہ شجاع و بہادر ... تھا
جوش شجاعت سے تاب و تحمل تا خیر جنگ نہ کر کے مرکب اپنا شیر ... لشکر سے نکالا اور بڑھ کر

کوکب انجم حصاری بادشاہ انجم حصار سے جاکر اجازت جنگ چاہی شاہ مذکور نے کہا کہ اے
حشام رستم انجم حصاری سب جانتے ہیں کہ میں تجھکو مانند اپنی جان کے عزیز رکھتا ہوں اور
ذات تیری زینت لشکر ہے تجھی سے میری سپاہ کی رونق ہے تو میرا سپہ سالار فوج ہے تو ہی فی زمانہ
شجاعت میں یکتا ہے ہمتا تیرا اس سرزمین پر بلکہ دیگر شہروں میں کوئی پہلوان نہیں ہے لقب تیرا
رستم انجم حصاری ہے تجھے اجازت جنگ نہ دوں گا مبادا کسی حریف کے ہاتھ سے زخمی ہو علاوہ
اس کے تیرے میدان جنگ میں جانے کی اور حریف سے لڑنے کی فی الحال کیا ضرورت ہے ان
نقاب داران طلسمی سے ایک نقاب دار صف لشکر سے نکل کر میدان کارزار میں جائے گا وہ کل
روز گذشتہ اہل اسلام کو نقاب اٹھا کر صورت اپنی دکھا کر دیوانہ و شیفتہ و فریفتہ اپنے حسن پر
کرکے اسیر کرے گا تجھکو لازم ہے کہ صف لشکر میں جاکر قیام پذیر ہو کر نقاب داران طلسمی کی جنگ
و کارزار دیکھا کر وقت ضرورت شدید تو بھی صف لشکر سے نکل کر حریفوں سے لڑنا اپنی
شجاعت دکھانا اہل اسلام کو تہ تیغ کرنا اسوقت تیرے لڑنے کی ضرورت نہیں ہے ایک نقابدار
طلسمی ان دونوں لشکروں کے جملہ سرداروں اور سواروں کو کافی ہے سب کو اسیر کرے گا
اہل اسلام سے قید خانوں کو بھر دے گا تنہا لڑائی فتح کرے گا کوئی اس پر فتحیاب نہو گا حشام
رستم انجم حصاری نے باادب عرض کیا کہ جو کچھ حضور نے فرمایا درست و بجا ہے مگر اب تو یہ نمکخوار
قدیم صف لشکر سے نکل چکا ہے جوانان ہر دو لشکر مجھکو صف لشکر سے نکلتے دیکھ چکے ہیں شجاعت
و بہادری سے میری خاص و عام واقف ہیں رستم انجم حصاری کے لقب سے مشہور جہان
ہوں اگر ایسی صورت میں بغیر حریفوں سے لڑے صف لشکر میں جاؤں گا تو باعث میری ذلت
و بدنامی کا ہوگا ہر دو اہل لشکر موجودہ بلکہ جملہ اہل جہان فرد اسمار شجاعان دہر سے نام میرا
نکال ڈالیں گے اور فرد اسمار بزدلان و نامردان میں اسم میرا درج کر دیں گے اس اپنی عمر
میں جو نام و آبرو و عزت بوجہ ہمت و شجاعت پیدا کیا ہے وہ مٹ جائے گا جلیل ہو کر ذلیل ہو جاؤں گا
رسوائے خلق ہو کر شمشیر غم سے ہلاک ہو جاؤں گا زندہ نہ رہوں گا لہذا امیدوار ہوں کہ حضور اذن
جنگ دیں تا وسط میدان جنگ میں جا کر درویش آفتاب صورت کو یا اس کے سرداران
سپاہ کو تہ تیغ کروں میں نے نمک سرکار ایک مدت دراز سے کھایا ہے کچھ حق نمکخواری ادا کروں
دو چار ہی سرداران سپاہ درویش مذکور کو قتل کروں بعدہ صف لشکر میں چلا جاؤں گا
بعد میرے لڑنے کے کسی نقاب دار طلسمی کو واسطے اسیری اہل اسلام کے روانہ فرمائیے گا
کوکب انجم حصاری نے اپنے سپہ سالار حشام رستم انجم حصاری کی تقریر سے مجبور ہو کر
کہا کہ خیر تیری خوشی مجھے منظور ہے جا ضرور ایک ہی اپنے حریفوں کو لشکر درویش آفتاب صورت
سے قتل کرکے چلا آ داخل صف لشکر ہو جا حشام مذکور اذن جنگ پاکر خوش ہو کر مرکب دوڑا کر کاوہ
و جولان کرکے وسط میدان مصاف میں آکر گھوڑے کو روک کر سوئے لشکر درویش
آفتاب صورت رخ اپنا کرکے آواز بلند پکارا کہ اے درویش جفاکار ستم شعار بد افعال و
بد کردار مغرور و سرکش و بد اطوار کہاں ہے تو جلد لشکر سے نکل کر میرے سامنے آ اگر مرد ہے تو
جوہر شمشیر و فنون جنگ دکھا یا اپنے لشکر سے کسی کو واسطے میرے مقابلے کے جلد بھیج آج تک
یا تیرے سرداران سپاہ سے لڑنا منظور ہے تو نے یہاں آکر بڑا ستم کیا ہے ملک جی بھیا رسے پر

ظالم کیا ہی لباس اُس نے بے قصور کا اُتروا کر اپنے روبرو اپنے ملازمون سے خوب زد و کوب کرایا
ہی ہمارے بادشاہ عالی جاہ و خداوند سارق بن نقا کے قلوب کو صدمہ پہونچایا ہی لے تو سہی
جو فوجین تم مذکور کرتے تھے انمین شجاع و بہادر ہون سپہ سالار کوکب انجم حصاری ہون نام
میرا احتشام ہی لقب میرا مشہور خاص و عام رستم انجم حصاری ہی زمانہ سابق مین رستم پیلتن
پہلوان صف شکن تھا اس زمانے مین رستم انجم حصاری میرا لقب بوجہ شجاعت مشہور ہوا ہی
جو میری شجاعت و جوانمردی و بہادری و ہمت سے واقف ہی وہ تو واقف ہی اور جو آگاہ
نہین ہی وہ اب ماہر و آگاہ ہوکہ مین وہ بہادر یکتاے زمانہ ہون کہ سرکشان جہان مجھسے پست
و زیر ہین وہ کون بہادر ہی جو میرے نام سے مانند صاحب تپ لرزہ نہین کانپتا ہی اور زیر فلک
وہ کون دلاور ہی جو مجھسے نہین ڈرتا ہی صدہا پہلوانان نامی و نامور زیر کر کے میرے حلقہ بگوش
ہین بارہا عرصۂ جنگ مین ہنگام جنگ مغلوبہ تنہا مین نے لشکر حریف کے میمنہ کو میسرہ پر حملہ آور
ہوکر الٹ دیا ہی کشتون کے پشتے لاشون کے ڈھیر لگا کر زمین عرصۂ جنگ کو خون جوانان سپاہ
سے گلرنگ کر دیا ہی بارہا تنہا لشکرون کو شکست دی ہی اگر کوئی اجل رسیدہ بہادران نامی
سے مجھسے لڑا ہی تو ایک ہی ضرب مین مین نے کام اُس کا تمام کیا ہی کیونکہ شیر بیشۂ جنگ ہون
نہنگ بحر شجاعت کا ہون فیل مست کو پشہ جانتا ہون دیو کی کیا مجال جو مجھسے لڑسکے جن کی
کیا جان جو مجھسے مقابلہ کرسکے اگر نعرہ کرون تو زمین عرصۂ جنگ تھرا اُٹھے بہادران نامی کو ہی
خوف سے غش آجائے اگر ضرب گرز گرانبار سر کوہ پر لگاؤن تو وہ ریزہ ریزہ ہوجاے نیزہ
سر تیز میرا سینۂ کوہ مین در آتا ہی تیغ آبدار میری حریف کو اگرچہ کیسا ہی زبردست ہو چورنگ
کرتی ہی مجکو اپنے قوت بازو پر ناز ہی اگر چاہون تو فیل مست کو بائین ہاتھ سے اُٹھالون اگر
للکارون تو شیر نر کو مانند بازاری کتے کے بھگادون لشکر حریف کی صفون کو چیونٹیون کی
قطار شمار کرتا ہون وقت کارزار جوانان جنگجو کو خاک و خون مین بھرتا ہون پس جسکو
زندگی اپنی دشوار ہو اور حیات اپنی بیزار ہو وہ مجھسے آکر مقابلہ کرے جوہر میری شمشیر
شجاعت کے دیکھے زیادہ تعریف اپنی اپنے منھ سے خوب نہین ہی اسواسطے مین اپنی شجاعت
و قوت کا زیادہ اظہار کرنا مناسب نہین جانتا یہ کہکے خاموش ہوا درویش آفتاب صورت
نے تقریر اس پہلوان زبردست کی سنکے برہم ہوکے واسطے مقابلہ کرنے کے ارادہ لشکر سے
نکلنے کا کیا اسوقت فرامرز ثانی نے باادب کہا کہ آپ کیون تکلیف گوارا فرماتے ہین لڑنے
اس حریف سے کیون جاتے ہین مجکو اجازت دیجیے مین جا کر اس یاوہ گو سے مقابلہ کرون اور
سارا غرور اس کا خاک مین ملادون گو یہ پہلوان نہایت زبردست ہی لیکن میری قوت بازو
کے آگے پست ہی اس کی کیا حقیقت ہی اگر حکم ہو تو اس کو مع راکب و مرکب چورنگ کرون اگر
ارشاد ہو تو زیر کر کے اسیر کرون بھلا میری موجودگی مین آپ اس ادنیٰ سے کیا مقابلہ کیجیے گا
یہ آپ کے مقابلے کے لائق نہین ہی ہرچند کہ بیہودہ گو ہی اولی بکمال خواہش اپنی ظاہر کی سہی
کہ آپ سے جنگ آزما ہو مگر پھر بھی اس نے کہا ہی کہ اپنے لشکر سے کسی کو واسطے میرے
مقابلے کے روانہ کرو غرض درویش آفتاب صورت کا تقریر فرامرز ثانی سے کہ ہوا کہا اچھا
تم ہی اس مغرور سے جا کر مقابلہ و مجادلہ کرو اس کی بابت تمکو زیبا ہی کہ جاتے ہی اس کو قتل کرو

چاہیے اس کو اسیر کرو فرامرز ثانی نے اجازت جنگ درویش موصوف سے لیکر عمان شاہ
سے بھی اجازت جنگ حاصل کرکے مرکب اپنا صف لشکر سے دلیرانہ نکالا یعنی گھوڑے سے جولان
کرکے روبرو ہے خشام رستم انجم حصاری آکر سمند کو روک کر طالب ضرب نیزہ و شمشیر ہوا
اُس نے سراپاے فرامرز ثانی پر نظر کرکے پوچھا کہ اے نقاب دار چہرہ تو تیرا نقاب میں نہان ہے
شناخت تیری ہو نہیں سکتی ہے لیکن نام سے آگاہ کرتا کہ بعد دریافت نام تو میرے ہاتھ سے قتل ہو
فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ اے خشام دریافت نام سے کیا فائدہ اسقدر کافی ہے کہ تیرا حریف
ہون یہ میدان جنگ ہے تقریر کا مقام نہیں ہے یہ جاے جنگ ہے اور کارنامہ بہادران زبان تیغ
تیز سے ظاہر ہو جاویگا خشام نے یہ سنکے کہا کہ خیر کسی وجہ سے اگر تجکو اپنے اظہار نام میں تامل ہے
تو ہتیا جو حوصلہ اپنے دل کا نکال لے نیزہ و شمشیر و تبر و تیر وغیرہ آلات حرب و ضرب سے وار
کرلے میری ضرب سے جانبر نہو گا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام میں حریف سے
جنگ میں سبقت نہیں کرتے ہیں یہ طریقہ ہمارا یہ نہیں ہے کہ پہلے اپنے حریف پر وار کریں جب خداوند کریم
ہمکو تیری ضرب سے بچالیگا اسوقت ہم بھی تکبیر وار کرینگے خشام نے کہا کہ اگر تیری یہی خوشی
ہے تو خبردار و ہوشیار ہوجا یہ کہکے نیزے کو دیکھ بھال کے مشت میں محکم پکڑ کر مرکب کو کاوے پر
ڈال کر نیزہ سر تیز کو گردش دے کر حریف کو نیزے کی زد پر پاکر نیزہ سینہ فرامرز ثانی پر لگایا
اس طرف اس بہادر نے اُس کی سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر روکا خشام کو تعجب ہوا
دیکھنے والون نے بے اختیار کہا کہ کیا اچھے طور سے ضرب نیزہ روکی ہے جب دو سنانین باہم ملین
اُن کے ملنے اور رگڑنے سے چنگاریان پیدا ہوئین گویا دو اژدرون نے شعلے اپنے دہنون سے
نکالے بعد ضرب مذکور روکنے کے فرامرز ثانی نے بھی سینہ پر کینہ اُس کا تاک کر نیزہ لگایا اُسنے
بھی چالاکی سے سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا اسی طرح تا دیر جنگ نیزے سے ہوئی
دیکھنے والون منصف طبع نے دونون بہادرون کی تعریف کی خصوصًا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے نقاب دار سبزپوش یعنی فرامرز ثانی کی بجاے خود بہت ثنا کی اور فرمایا کہ یہ
نقاب دار سبز پوش نیزہ بازی میں کامل ہے آخر کار فرامرز ثانی نے ایک بند نادر نیزے کا باندھ کر
خشام سے کہا ہوشیار ہوجا کہ ابکی مرتبہ سنان نیزے سے نکل جاویگی سر میدان تیری
نیزہ بازی پر حرف آجاویگا تجکو ندامت حاصل ہوگی اُس نے ہنسکر اسکے جواب میں کہا کہ آج تک تو
کسی حریف نے میری سنان نیزہ کو چوب نیزہ سے نہین نکالا ہے بڑے بڑے نامی و نامور نیزہ بازون
سے میں نے مقابلہ کیا ہے بھلا تو کیا میری سنان نیزہ کو چوب نیزے سے نکال دیگا فرامرز ثانی نے
تقریر اُس کی سُنکے اس طرح نیزے کو کَل دیا کہ بے اختیار سنان نیزہ چوب نیزہ خشام سے مثل
تیر پرتابی ہوکے نکل کر دور جا گری اسوقت منصف طبع جوانان لشکریون نے شور تحسین و
آفرین بلند کیا خصوصًا درویش آفتاب صورت و صاحبقران موصوف نے بہت خوش ہو کر
تعریف کی خشام رستم انجم حصاری سنان نیزہ کے نکل جانے سے متحیر ہوکے سرنگون ہوا
گویا بحر غرق دریاے ندامت و خجالت رہا پسینے میں تر ہو گیا گویا ایک نیزہ عرق انفعال میں
غرق ہو گیا بعد ازان سر اُٹھا کے کہنے لگا کہ اے جوان آگاہ ہو کہ میری قوت میں مطلق کمی
نہیں ہے نہایت قوی بازو ہون کچھ میرا قصور نہیں ہے اور فن نیزہ بازی میں میرے نقص و خرابی

کبھی سنین ہی ہان خرابی اس چوب نیزہ کی ہر گز نہ ہوگئی تھی اسی وجہ سے سنان نیزہ ہنگام جنگ
نکل گئی اس سنان نیزہ کے نکل جانے سے اپنے دل میں زیادہ خفا د مان ہوتا اپنے قوت بازو
پر ناز کرنا تجھے کمزور نہ خیال کرنا ابھی ابھی اس سنان نیزہ کے نکال لینے کا عوض تجھے لیتا ہوں
تجھے ہلاک کرتا ہوں ہوشیار ہو جا فرامرز ثانی نے جواب دیا کہ اے جوان ہماری اور تیری قوت
و کمال نیزہ بازی کو جوانان ہر دو لشکر نے دیکھ لیا ہے اگر بقول تیرے تیری قوت میں کمی نہیں ہے
تو اب اپنی قوت ظاہر کر کوئی وار کر ہم ہوشیار و خبردار ہیں حشام نے خشمناک ہو کر وہی چوب نیزہ
دو دستی مرکب کو بڑھا کر سر پر بقوت تمام لگائی ادھر فرامرز ثانی نے اپنے نیزے کی ڈانڈ یا اس کی
نیزے کی ڈانڈ کو اس عنوان سے روکا کہ ڈانڈ اس کے نیزے کی بیچ میں سے ٹوٹ گئی لشکر اہل اسلام
نے خوش ہو کر شور تحسین و آفرین بلند کیا کوکب انجم حصاری کو نہایت صدمہ ہوا حشام نے وہ
چوب شکستہ زمین پر ڈال کر تبر ہاتھ میں لے کر کہا کہ اے جوان خبردار ہو ہوشیار کہ میری ضرب تبر
سے تیرا جانبر ہونا دشوار ہے اکثر بہادروں کو میں نے بضرب تبر قتل و ہلاک کیا ہے ضرب تبر میری
بہر دشمن باعث اجل ہوتی ہے کوئی حریف میرا ضرب مذکور سے جانبر ہو نہیں سکتا نقاب دار
ممدوح نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہم ہوشیار ہیں اس ضرب سے کبھی تیرے خدا ہمیں بچائے گا
حشام رستم انجم حصاری نے حسب قاعدہ بالا سے کر فرامرز ثانی پر تبر مارا ادھر اس بہادر نے
چالاکی و ہوشیاری سے ضرب تبر کو خالی دے کر مرکب کو اپنے بڑھا کر پہلو سے حریف مذکور میں جا کر
بچالاکی تمام زنجیر کمر حریف مذکور میں ہاتھ اپنا ڈال کر چاہا کہ پشت فرس سے اٹھا لیجیے ہر چند اس نے
چاہا کہ ہاتھ اپنا زنجیر کمر فرامرز میں ڈال کر خود بھی زور کر کے پشت سمند سے اپنے حریف کو جدا کر کے
بالائے خاک پٹکے لیکن نقاب دار نے اتنی مہلت اس کو نہ دی کہ وہ تمنائے دل اپنی بر لاسکے زنجیر کمر
میں ہاتھ ڈالے اور بعجلت تمام زور کر کے ایسا جھٹکا دیا کہ قدم اس کے رکابوں سے جدا ہو گئے کچھ بلند ہو کر
اسی حالت میں حشام گھبرا گیا نقاب دار نے زور کر کے اس کو مع مرکب زمین سے اٹھا کر سر سے بلند
کر کے اس طور سے گردش دی کہ بالکل قدم اس کے رکابوں سے جدا ہو گئے مرکب اس کا بالائے
خاک گرا بعد ازاں حشام کو بھی گردش دے کر بالائے زمین زور سے پٹکا چونکہ حشام تنومند
قوی ہیکل جوان تھا زمین پر گرتے ہی ارادہ اس نے اٹھنے کا کیا اس وقت دلسوز میں جالسوز
تیر نقاب دار مذکور رکتا تھا فی الفور کمند مار کر حلقہائے کمند میں اسے اسیر کیا فرامرز نے بھی
وقت اسیری حشام مرکب سے اتر کر اعانت دلسوز کی حشام رستم انجم حصاری کے جو ہونے کے
اسیر ہو گیا درویش آفتاب صورت و جملہ مردان لشکر جہان پناہ نے شور تحسین و آفرین بلند کیا
سپاہ نصرت ان سلطان کیوان شکوہ نے بھی بجائے خود قوت و بہادری نقاب دار مذکور کی ثنا کی
بادشاہ لشکر اہل اسلام و سرداران سپاہ اہل اسلام نے قوت و ہمت نقاب دار
پر نظر کر کے اپنے دل میں کہا کہ یہ نقاب دار بھی بہادران عالم سے ہے کوکب انجم حصاری کو اپنے
سپہ سالار کے اسیر ہو جانے کا ایسا صدمہ و ملال ہوا کہ آبدیدہ ہو کر انتہا حیرت و تعجب کر کے دل میں
کہنے لگا کہ میرا سپہ سالار اور اس نقاب دار کے ہاتھ سے اس قدر جلد اسیر ہو جائے حیرت کی جا ہے
کوئی اس میں اسرار ہے شاید یہ درویش عامل ہے بزور عمل یا تعویذ نقاب دار سبز پوش کو حشام رستم
انجم حصاری پر غالب کیا ہو ورنہ یہ حشام کسی سے اسیر ہوتا یہ خیال سراسر خام کر کے نقاب دار

حور القا سے مخاطب ہو کر کہا کہ جاؤ اس نقاب دار سبز پوش کو جس نے حشام کو اسیر کیا ہے
گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیجدو تاکہ ہم ابھی اس نقاب دار کو قتل کر کے اپنے دل کو خوش کریں
ہنوز کوکب انجم حصاری عالم صدمہ اسیری حشام میں نقاب دار حور القا سے ہم سخن تھا
اور نقابدار حور القا نے لشکر سے ارادہ نکلنے کا کیا تھا کہ فرامرز ثانی نے حشام کو اپنے لشکر میں
اسیر کر کے روانہ کیا درویش آفتاب صورت نے فرامرز ثانی پر زر و جواہر نثار کر کے
کہا کہ اے نقاب دار ماشاء اللہ کس قوت و شجاعت سے تم نے اپنے حریف کو اسیر کیا ہے نقابدار
نے اس کو باادب سلام کیا اس اثنا میں نقاب دار حور القا صف لشکر سے نکل کر جانب وسط
میدان جنگ چلا ادھر درویش نے نقاب دار سبز پوش کو جنگاہ سے اپنے پاس بلا لیا اور کچھ
اس سے آہستہ کہا اس نے عرض کیا کہ جو کچھ آپ نے ارشاد کیا ہے اس پر عمل کیا جائے گا ابھی
اس کا انتظام کیا جائے گا یہ کہکے نقاب دار مذکور نے موافق حکم درویش آفتاب صورت
انتظام کیا اتنی دیر میں نقابدار حور القا نے وسط میدان جنگ میں آکر مرکب کو روک کر
باآواز بلند کہا کہ اے درویش نقابدار سبز پوش کو واسطے میرے مقابلے کے روانہ کر یا اور
کسی سردار سپاہ کو بھیج کہ وہ آکر مجھ سے مقابلہ کرے یا تو خود آکر مجھ سے جنگ آزما ہو درویش
آفتاب صورت نے باآواز بلند جواب دیا کہ اے نقاب دار حور القا نقابدار سبز پوش وغیرہ
کے بھیجنے کی ضرورت نہیں خود ہم آتے ہیں تجھ سے مقابلہ کریں گے یا آج تو ہی نہیں یا ہم ہی نہیں کیا تو
مانند دیگر سرداران سپاہ کے اسیر کرے گا اس درویش نے برسوں اپنے مرشد کی خدمت
کی ہے فیضیاب ہوا ہے آج اپنے کمال و کرامت کو دکھاوے گا اس فقیر کو تو نے طلب کیا اپنے
حق میں اچھا نہ کیا یہ کہکے جس بات کے لیے نقاب دار سبز پوش سے کہا تھا اس کا انتظام بخوبی کر کے جب تر
امور مطلوبہ سے فارغ ہو کے کہاروں سے کہا کہ سواری ہماری سوئے جنگاہ بڑھاؤ کہار وہ گنبد
طلائی و جواہر کار اپنے دوش پر اٹھائے ہوئے سوئے نبرد گاہ چلے جملہ جوانان سر لشکر نے دیکھا
اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بھی ملاحظہ کیا کہ درویش موصوف اپنے لشکر سے
برائے مقابلہ نقاب دار حور القا نکلا ہے ہر ایک کو تعجب ہوا کہ یہ فقیر بھلا کیا مقابلہ و بجا و اپر کرسکے گا
دیدہ و دانستہ اپنے تئیں اسیر کرا دے گا صورت زیبا نقاب دار حور القا کی دیکھ کر مانند دیگر سواران
لشکر صاحبقران کے یہ خود از خود رفتہ ہو کر عاشق فریفتہ نقاب دار حور القا پر ہو کر اسیر ہو جائے گا
اکثر جوانان سپاہ کوکب انجم حصاری درویش موصوف کی سواری اور اس کو عزم جنگ سے
پیکار پر آتے دیکھ کر بہت ہنستے اور باہم کہتے تھے کہ درویش کیا دیوانہ ہے جو نقابدار سے برائے مقابلہ
آتا ہے اول تو اس کو فنون جنگ سے کیا آگاہی ہوگی کیونکہ فقیر ہے سوا عبادت کے اس نے اپنی
زندگی اور کسی فن کے حاصل کرنے میں بسر کی ہوگی دوسرے یہ کہ بالفرض و محال اگر اس کو
فنون جنگ میں بھی دخل ہو تو وہ برسے نقابدار حور القا اس کی کیا حقیقت ہے صورت دیکھتے ہی
نقابدار مذکور کی از خود رفتہ ہو جائے گا دم عاشقی کا بھرنے لگے گا نقابدار حور القا مانند سرداران
سپاہ صاحبقران کے اس کو بھی اسیر کر کے ملازموں کے حوالے کر دے گا وہ زندان میں ڈالکر
مقید کر دیں گے ساری فقیری بھول جائے گا بعض بعض جوانان سپاہ کوکب انجم حصاری
درویش آفتاب صورت کو بقصد جنگ آتے ہوئے دیکھ کر دوسرے سواروں سے کہتے تھے کہ

داخل کیا اور بعد اس کے عکس تختی کا ڈال کر ہر ایک کو ہوش میں لایا مردان ہر سہ لشکر کو جب
ہوش آیا تو عجب سانحہ ہوش ربا دیکھا یعنی آنکھوں کے سامنے نقابداروں کے لاشے پڑے تھے
درویش آفتاب صورت سامنے کھڑے تھے کوکب انجم حصاری کے تو اوسان جاتے رہے
حواس باختہ ہوئے زانو پر ہاتھ مار کر بے ساختہ پکار اٹھا کہ ہائے یہ کیا ستم ہوا کسنے ان نقابداروں کو
مارا ارے یہ تو قتل ہونا جانتے ہی نہ تھے کیونکر اجل آگئی کیا قیامت برپا ہوئی ادھر ہر دو لشکر کے
مردان لشکر حیران تھے کہ یہ کیا تماشہ ہوا کہ آن کی آن میں ان نقابداروں کا خاتمہ ہو گیا ہم لوگوں
نے کچھ دیکھا بھی نہیں خدا جانے اس درویش نے کیا جادو کیا کہ ہم لوگوں کو مطلق ہوش نہ رہا
واقعی یہ درویش صاحب کمال ہے اس سے سر بر ہو کس کی مجال ہے یہ ضرور کوکب انجم حصاری کو
شکست فاش دے گا اسکو بھاگتے راستہ نہ ملے گا جب شاہ انجم حصار کے ہوش و حواس ٹھکانے ہوئے
تو ساریق بن لقا سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے یہ درویش کوئی بڑا جادوگر ہے جس نے میرے نقابداروں کا
جن کا دنیا میں مثل و نظیر نہ تھا اس طرح خاتمہ کر دیا کہ گویا نام و نشان ہی نہ تھا میری عقل کچھ کام نہیں
کرتی کہ یہ کیا طلسمات تھا سنگتان تو یہ ٹروں پہ ہاتھ رکھکر تادھنا تادھنا ناچنے لگا اور ساریق سے بولا
صلواۃ بر محمد و بر آل محمد میں تو کہتا تھا کہ یہ درویش صاحب بڑے حضرت ہیں ابھی انھوں نے ہزاروں
ساحروں کی مقتل میں تیغ چلا دی ہے ان کے آگے بھلا نقابداروں کی کیا حقیقت تھی اور میری تو
چٹیا اب تک ان کی ضرب دست مبارک کا دم بھر رہی ہے جہاں ان کے قدم جاویں وہ شہر
اسلام آباد ہو گیا سمجھئے بس خیریت اسی میں ہے کہ جلد یہاں سے بھاگئے ورنہ کوئی دم میں یہ فوج دریا موج
ہم سب کا قیمہ بنا ڈالے گی میں تو پہلے ہی سمجھا تھا کہ آپ کی تقدیر الٹ جائے گی آپ بھی مثل اپنے
باپ دادا کے بودی ہی تقدیر ہمیشہ کیا کرتے ہیں کبھی کوئی مضبوط تقدیر نہ کی جو ایک جگہ آرام سے
بیٹھنا نصیب ہوتا دربدر پھرنا قسمت میں لکھا ہے وہ بھی جب تک کہ مقدر سیاہ ہے ورنہ ایک نہ ایک روز اسی
درویش کے ہاتھوں اپنی موت ہے ساریق بن لقا خوشگان سے یہ کلمات سنکر گھبرایا اور بولا
چہ تدبیر کنم ملکا جی بولے کہ تدبیر فرار ورنہ جان ما و شما در دست اجل است شاہ انجم حصار ترسیدم
است این را گذاشتہ راہ گریز اختیار کنید ساریق بولا ارے یہ تو بتا کہ یہ درویش کون ہے کہ جسکو
دیکھکر میرے تن بدن میں رعشہ پڑا جاتا ہے دل کانپ اٹھتا ہے خدا جانے یہ کون ہے بطرار ہے بختیارک ان
نے کہا للہ ابھی میرے منہ سے کچھ نہ کہلوائیے خاموشی کے ساتھ تماشا دیکھئے یہ وہ شخص ہے
جسکے نام سے کوہ قاف تھراتا ہے اسکے سامنے سب خداوندان کو بھی موت آتی ہے دنیا میں کون ہے
جو اس سے مقابلہ کر سکے آپ نے تقدیر تو خوب کی کہ اسکے نقابداروں ہی کی اجل آگئی ہم تو سمجھے
تھے کہ کچھ دنوں یہاں آرام کریں گے مگر قسمت ہی خراب ہے ادھر کوکب انجم حصاری نے دیکھا
کہ درویش ہمارے دونوں نقابداروں کو قتل کر کے صاف نکل جانا چاہتا ہے تو اسنے اکثر تیغ
اپنے مردان لشکر کو للکارا کہ کیا کھڑے منہ تک رہے ہو بڑھکر اس درویش کے سر کو تن سے جدا کر کے
اڑا دو اس نے میرے دل میں ناسور کر دیے ہیں خبردار یہ صحیح و سلامت لشکر سے پھر کر
نہ جانے پائے یہ سنکر اہل لشکر تلواریں میان سے کھینچکر جانب درویش آفتاب صورت بڑھے
ادھر سے عمان شاہ نے بھی اہل لشکر کو اشارہ کیا پھر کیا تھا دونوں فوجیں آپس میں غٹ پٹ
ہو گئیں لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی قرامرشاقی نے بڑھکر وہ تلوار برسائی کہ جوانان انجم حصار

کی آنکھوں مین اندھیاری چھائی ایک برق شرربار تھی کہ ادھر آئی ادھر نکل جاتی تھی لوگوں کو نظر نہ آتی تھی میدان مین کشتوں کے پشتے لاشوں کا انبار تھا کوئی دو تو کوئی چار تھا ایک پر ایک گر رہا تھا خون کا دریا موجزن تھا تکبیر وہزن کی صدا سے گنبد گردون ہلا جاتا تھا لشکر پر لشکر بلا جاتا تھا نقاب دار سبز پوش یعنی فرامرز ثانی نے وہ تلوار کے جوہر دکھائے کہ صاحبقران تک عش عش کرنے لگے جو تھا اس کا ہیچ حوان تھا اُن ہزاروں مین یہ ایک جوان تھا جس طرف رخ کرتا تھا پرے کے پرے صاف نظر آتے تھے جو شخص پہ چڑھتے تھے منہ کی کھاتے تھے دلسوز بن جانسوز نے بھی اس جنگ مین عجب کارنمایان کیا کہ ہزاروں کو ڈلا یہ نفتی سے پھونک دیا جس نے ذرا بھی سر اٹھایا اس نے وہین اس کو نیچا دکھایا مرتے ہوئے ایک اور شخص رسید کیا جب وہ مر گیا تو اس کی کمر ٹٹولی جو کچھ نقد وجنس مال دنیا سے پایا وہ اپنی گرہ مین رکھا ہزاروں کے گرے اتار کے خاک مین دبا دیا لاکھوں کو تلوار کے سامنے مین سُلا دیا جب کوکب انجم حصاری نے دیکھا کہ اب وقت تنگ ہی طبل آسایش کے بجنے کا حکم دیا اہل لشکر نے تلواروں کو نیام مین کیا اپنا اپنا رخ جانب خیمہ وخرگاہ پھیرا میدان صاف نظر آیا جب درویش آفتاب صورت نے یہ رنگ دیکھا تو فرامرز ثانی کو بھی آواز دے کر اپنے پاس بلایا اور زر و جواہر نثار کرتا ہوا لشکر مین لایا ہر ایک نے دست درویش پر بوسہ دیا کہ آپ نے کیا کارنمایان کیا مرشد نے ایک مرتبہ ریش سفید پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ اب کل صاحبقران دو نیا ان کے لشکر سے مقابلہ ہوگا ان مین ایک ایک چیدہ روزگار ہی وہ بلا ہی جو ایسا ہی سراپا آتش ہی ذرا خوب سمجھ کر ان لوگوں سے مقابلہ کرنا یہ وہ ہین جن کا دنیا مین مثل ونظیر نہین ہی ان کے نام سے بہادران جہان تھراتے ہین ان کے نعروں سے زمین و آسمان ہل جاتے ہین فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ تا بہ کی تو یہ درکار ہی کل دیکھیے گا مین کس طرح ان سے لڑتا ہوں اور کیا کرتا ہوں اگر خدا نے چاہا تو ایک ایک کو باندھ کے سامنے حاضر کرون گا یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دلسوز بن جانسوز نے حاضر بارگاہ ہو کر مجرا کیا پہلے مجرا عرض کرکے خدمت مین درویش کے وہ نقد وجنس جو کفاروں کے مردوں سے دستیاب ہوا تھا حاضر کیا درویش آفتاب صورت نے گلے لگا کر پیار کیا اور فرمایا کہ ہم تجھ سے بہت خوش ہین تو نے خوب خوب اپنی کارگذاری دکھلائی دلسوز نے کہا یہ سب حضور کا صدقہ ہی ورنہ یہ بندہ کیا ہی اب یہان سب خوش خوش نظر آتے ہین شادیانے خوشی کے بج رہے ہین عیش وعشرت کا ہنگامہ ہی اور لشکر صاحبقران مین ہر ایک کی زبان پر یہ تذکرہ ہی کہ نہین معلوم یہ درویش کون ہی اور دیکھیے کل نتیجہ اس سے کیا ہوتی ہی ان دونوں کو تو اسی حالت مین رکھا جاتا ہی پھر ان کی داستان اپنے موقع پر بیان ہوگی۔

اب وہ کلمہ داستان صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران اژدر شہزادہ ظہور شیر پہ ور کے معرض بیان مین آتے ہین صاحبقران سلیمان کا کوہ قاف مین ان کو بلانا اور سرکشان قاف کا ان کے ہاتھ سے زیر ہو کر حلقہ غلامی کان مین پہننا ساقی نامہ بہت

چھلکا دے آج تو ساقی کہ فصل گل پھر آئی ہے	ہوا سے دختر رز پھر مرے دل مین سمائی ہے
پرستان کی پری ہے وہ نہ رکھ شیشے مین بند اس کو	مرے دل کو ادا سے جانستان کیا اس کی بھائی ہے

کرون مین سیر کوہ قاف پی کر ساغر گلگون — نئی وحشت یہ ان روزون مرے دل پر چھائی ہے
مین اک مست کا سیکش ہون ہے میری جان دختر رز — ہوا مین تو اس کا وصل ظاہر مین جدائی ہے
یہ وہ چسکا لگا ہے ساقی کہ اس سودائے الفت مین — برائی مین بھلائی ہے بھلائی مین برائی ہے
مری خاطر سے اب تو پی بھی لے اک جام او زاہد — ارے کمبخت یہ کالی گھٹا گردون پہ چھائی ہے
بہت دن ہو گئے صحرا نوردی سے ہون گھبرایا — خدا نے ابکوئی صورت بھلائی کی دکھائی ہے

صحرا نوردان بادیہ حیرانی و پریشانی رہروان شاہراہ سخندانی اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ شہزادہ ظہور شیر پیر و رہ چو صاحبقران سے رنجیدہ ہوکر ایک طرف کو نکل گئے تھے بعد طے مراحل و منازل شہر منجا کیہ مین پہونچے اور ایک سبزہ زار مین ہوائے خنک و مقام راحت افزا دیکھکر قیام کیا ہے اٹھارہ انیس شہزادے جو مصاحبین خاص مین داخل ہین ہمراہ ہین ایک آہو شکار کرکے کباب بنائے گئے ہین سب مل کر کھا رہے ہین آپس مین چلین ہو رہی ہین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے متعلق باتین ہو رہی ہین کہ ارادہ ان کا طرف طلسم زلزلہ جانے کا ہے ایسا سنا جاتا ہے کہ آجکل شہر انجم حصار مین کوکب انجم حصاری سے [illegible] ہو رہی ہین اسی سبب سے ان کے بہت سے سردارون کو اسیر کر لیا ہے ایک نقابدار زمرد پوش [illegible] اس مین خدا جانے کیا سحر ہے کہ جو کوئی اس کی صورت دیکھ لیتا ہے شیفتہ و فریفتہ ہوکر خود اپنے تئین گرفتار کرا دیتا ہے اور یہ بھی بیان کرنے والے نے کہا تھا کہ کوئی درویش [illegible] آفتاب سوار اسنے لشکر الٰہی کی ہے دریا و شاہ اور ایک پہلوان سپہ سالار لشکر رکھتا ہے بڑون بڑون کو اس نے نیچا دکھایا ہے قران دیو ایسے زبردست کو مار کر ماہر شاہ والی شہر نقش مین کی دختر کو اس سے ملایا ہے اور اس شہر کو اسلام آباد کیا ہے نو لاکھ کا لشکر اس کے ہمراہ ہے اور ہر ایک ان مین رستم وقت ہے اور عجیب لشکر و سپاہ ہے شہزادہ ظہور شیر پیر و رہ نے یہ سنکر ایک آہ سرد بھری اور کہا افسوس ہم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ناراض ہوکر لشکر سے دور چلے آئے ورنہ ایسے وقت مین ان لوگون کی مدد کرنا چاہیے تھی پھر دیکھا جاوے گا اب ہمارا ارادہ ہے کہ قبل پہونچنے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کے طلسم زلزلہ کو چلکر توڑنا چاہیے تاکہ صاحبقران کو بھی معلوم ہو کہ ہان یہ بھی کوئی شخص ہے ادھر تو یہ باتین ہو رہی ہین وہان سلیمان صاحبقران کوہ قاف ایک روز اپنی بارگاہ مین تشریف رکھتے ہین امرا و روسا بارگاہ جمع ہین کہ کچھ دیو آستان عالی پر حاضر ہوکر باریابی کے اجازت خواہ ہوئے سلیمان صاحبقران نے اجازت دی تو انھون نے روبرو آکر اور مجرا گاہ سے مجرا عرض کرکے یون دعا و ثنا کے بعد عرض کیا کہ فی الحال باشندگان طلسم سکندری نے بہت سر اٹھایا ہے ان شیطانون نے ارادہ کیا ہے کہ ہم اس پر مسلط ہوکر تمام دیوان نومسلم کو قتل و غارت کرین لہذا ہم برائے خبر حاضر خدمت ہوئے ہین کہ حضور اس طرف کسی سردار کو ان کی سرکوبی کو روانہ فرمائین ورنہ آئندہ بہت مشکل پڑ جاوے گی سلیمان صاحبقران نے اہل بارگاہ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ کس سردار کو ادھر روانہ کیا جاوے اور اس معاملہ مین کیا کرنا چاہیے کہ یہ دیوان قاف روز بروز بہت سر اٹھاتے جاتے ہین اور طلسم سکندری کی فتح معلوم نہین کس کے ہاتھ سے ہے لوگون نے عرض کیا کہ حضور منجمون کو جو نجوم مین کامل ہین طلب فرمائین اور اس سے استفسار فرمائین جس کے نام پر اس کی فتح ہو اس کو طلب کیا جاوے تاکہ یہ مشکل آسان ہو صاحبقران سلیمان نے حسب مشورہ ارکان منجمی کو طلب کیا اور سب حال اس سے بیان کرکے فرمایا کہ تم اپنے قاعدہ نجوم سے ذرا یہ تو بتاؤ کہ طلسم سکندری

فاتح کون ہوا اور کس کے ہاتھ سے یہ طلسم ٹوٹیگا اور کس طرح فتح ہوگا اُس نے بعد تحقیق بسیار نہایت
ادب سے عرض کیا کہ میرا نجوم تو یہ بتلاتا ہے کہ اگر شہزادہ ظہور شیر پیدا اس طرف جاویگا تو ضرور
فتحیاب ہوگا کفار اُسی کے ہاتھ سے تہ تیغ ہونگے سوا اس کے ایسا بھی ثابت ہوتا ہے کہ زر و جواہر
اور وہ اشیاے نادر زمانہ وہاں سے اُسے دستیاب ہونگی جس پر ایک عالم کو رشک آویگا
تمام دشمن جو یہاں آس پاس سے زیر ہو کر مطیع اسلام ہونگے اور سرکشان قاف اپنی سرکشی سے باز آوینگے
جو اطاعت اُسکی نکریگا وہ قتل ہوگا حضور اُن کو پردہ دنیا سے بلا کر اُس طرف روانہ فرمائیں انشاء اللہ
جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں حضور آنکھوں سے ملاحظہ فرمالینگے سلیمان صاحبقران یہ خبر وہ سنکر
بہت خوش ہوئے شمس جنی کو خلعت فاخرہ دیا گیا اور اُن دیووں کو جو خبر لائے تھے فرمایا کہ
اب تم جاؤ تو وہ سلام کرکے چلے گئے سلیمان ثانی نے شمس جنی سے بعد خلعت دینے کے یہ بھی پوچھا
کہ اب تم اپنے قاعدہ کو دل سے یہ بھی بتلاؤ کہ شاہزادہ ظہور شیر پیرو رفیق الکمال کہاں ہے کس سرزمین
میں ہے اور کس کام میں مشغول ہے اور ہماری طلبی پر وہ آئیگا بھی یا نہیں اُس کے موافق طالع پھر دل
زائچہ کھینچا اشکال پر نظر کرکے خوش و مسرور ہو کر عرض کیا کہ حضور میرے قاعدہ نجوم سے ایسا ظاہر
ہوتا ہے کہ شاہزادہ موصوف مع کچھ شاہزادگان وغیرہ جانب شمال ایک صحراے سبزہ زار میں
شکار کھیل رہا ہے قبل اس کے ہوا آہو کو شکار کیا تھا اس آہو کے کچھ آدمی کباب تیار کر رہے ہیں اور
صحراے مذکور سرزمین ختا کے میں ہے جہاں کا شاہ وہاں کا حاکم ہے اور شہزادہ ذیکاہ کو اُنہوں نے یہاں
نہایت عزت و احترام سے مہمان کیا ہے اگر حضور طلب فرمائینگے تو وہ پہنچتے تمام بسر و چشم حاضر خدمت
ہوگا ارشاد حضور انجام کو پہنچائیگا سلیمان صاحبقران نے یہ تقریر شمس جنی سے سنکر شادمان ہوکر
اُسیوقت چند دیووں کو طلب کرکے فرمایا کہ ابھی تم مع تخت زرین جانب سرزمین ختا کے روانہ ہو وہاں
ایک صحراے سبزہ زار میں شاہزادہ ظہور شیر پیرو شکار کھیل رہے ہیں ہماری جانب سے اُن کو
بہت بہت دعاے ترقی عمر و دولت کے پہنچا دینا کہنا کہ آپ کو سلیمان صاحبقران نے بضرورت
شدید بلایا ہے اگر وہ شہزادہ ذیکاہ آوے یہاں آنے پر ہو تو بحفاظت تمام تخت پر بٹھاکر ہمارے پاس
لیتے آنا ہوشیار رہنا وہ جو کچھ کہیں آگے بیان کرنا وہ دیو حسب الحکم سلیمان صاحبقران
اُسیوقت ایک تخت زرین جو اُبھرا کر اپنے دوش پر اٹھاکر سمت شہر ختا کے روانہ ہوئے بعد قطع
راہ دور و دراز اُسی صحراے سبزہ زار میں پہونچے دیکھا کہ شاہزادہ ظہور شیر پیرو بہزار خوشی
و فرحت بہمراہی اکثر شاہزادگان وغیرہ شکار آہوان شوخ چشم میں مصروف ہے صحراے سبزہ زار
ایسا ہے کہ … نظر جاسکتا ہے زمین پر فرش سبز کا بچھا ہے یا مخمل سبز کا فرش ہے اُس
سبزہ کے دیکھنے سے آنکھوں میں تازگی و شگفتگی دل کو فرحت حاصل ہوتی ہے وہ دلوں کے واسطے
وہاں کی ہواے صحرا گویا عیسی نفس ہے کوسوں تک سبزہ لہلہا رہا ہے گل خود رو جابجا شگفتہ ہیں
بہار اپنی دکھا رہے ہیں انواع و اقسام کے رنگ برنگی پھول کھلے ہوئے اُن رنگینی و بو سے
خوش ہے قدرت پروردگار عالم آشکار ہے عجیب اُس … کی بہار ہے دیوانگان عشق کے لیے
گویا وہ زمین رشک ارم ہے کہیں گل گریبان چاک کہیں نرگس چشم پر نم ہے وحشت زدگان کوے
الفت کا اگر اس صحرا میں گذر ہو جائے تو جیب و گریبان کے دل و جگر کے ٹکڑے اڑا دیں
نعرہ ہاے عاشقانہ سے زمین سر پر اٹھا دیں شور زنجیر سے حشر برپا ہو قیامت آ کے سچ پوچھو تو

اُس بیچارے کی شامت آئے طائران صحرا الحان خوش چہچہہ کر رہے ہیں اپنے پیدا کرنے والے کا
دم بھر رہے ہیں زبان حال سے پکار پکار کر رہے ہیں کہ اے دنیا والو اس کی قدرت کا کرشمہ
دیکھو کہ اس صحرا کو رشک صد گلزار بنایا ہے اپنی قدرت کا کرشمہ دکھایا ہے یہاں خزاں و بہار یکساں
ہے سبزہ فرش و آسمان سائبان ہے یہ وہ سرزمین ہے جس کی ہوا میں بوے مشک چین ہے دیکھیے
تازہ و انداز سے آہستہ آہستہ چل رہی ہے گویا کہ سبزہ میں مچل رہی ہے سبزہ شاداب لہلہا کر زبان
حال سے سناتا ہے ہر ایک کے دل کو لبھاتا ہے کہ ذرا سنبھل کر قدم رکھنا کہیں کانٹوں میں نہ اُلجھنا
دامن سمیٹے رہو ورنہ دست جنون کے ہاتھوں پرزے پرزے اُڑتے پھرینگے ڈھونڈھنے سے بھی جیب و
داماں نہ ملینگے ایک طرف آہوان صحرائی شوخ چشم گروہ گروہ جا بجا شکارگاہ سے دور دور بغرض
تماشا اس سبزہ شاداب کو چر رہے ہیں دیکھنے والوں کے دل قدموں سے مل رہے ہیں اُن کی مست
آنکھیں دیکھکر چشم محبوب یاد آتی ہے ہر ادا سے ستانہ دل کو برماتی ہے وہ اُن کا کسی کو اپنی طرف آتے
ہوئے دیکھکر چوکڑیاں بھرنا وہ شوخی و طراری سے چھلانگیں مارنا وہ ذرا سی آہٹ پر چونکنا ہوکر
ادھر اُدھر نظر کرنا وہ سبزہ شاداب کو اپنے لب نازک سے مس کرنا اور وہ سبزہ بھی وہ سبزہ کہ

ہوئے اس سبزے پر اگر بیمار	مردہ ہو جس کو دیکھکر زندہ	سبزہ ایسا تھا قلب فرسودہ
روح آئی تھی جسم میں گویا	تھی ہوا اُس کی یا دم عیسیٰ	شہر رستی کے ساتھ ہو پیدا
دیو ونوں سے صحرا سے نور مین	شان اللہ کی دکھاتا تھا	سبزہ ہر سو جو لہلہاتا تھا

شاہزادہ طیمور شیر پیکر کو شکار آہو میں مصروف دیکھا اور بخوبی پہچان کر اور اپنا اطمینان کرکے
ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہو نہو یہی وہ شاہزادہ ہے جس کی طلبی کے لیے سلیمان صاحبقران نے
ہمکو بھیجا ہے یہ کہکر پرندے ہوا سے نیچے اتر کر ہمراہیان شہزادہ مذکورین سے ایک ہمراہی سے یوں
پوچھنے لگے کہ کیوں بھئی یہ کون سرزمین ہے اور یہاں کا کون بادشاہ ہے یہ شاہزادے کون کون ہیں
اور وہ جو سب میں خوبصورت اور شکل و صورت سے کوئی بڑا ذی قدر و صاحب جلال و شان
معلوم ہوتا ہے کون ہے اور اس صحرائے سبزہ زار میں یہ سب صرف برائے شکار ہی آئے ہیں یا اور بھی
کوئی کام درپیش ہے اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو کوئی نو وارد ہے اچھا سن یہ جو سب میں سردار
معلوم ہوتا ہے یہ صاحبقران ابن صاحبقران ابن صاحبقران رستم شکوہ و اژدر در شہزادہ
طیمور شیر پیکر ہے جس کی تیغ شمشیر سے بڑے بڑے دشمن ڈرتے ہیں اسکے نام سے پہلوان جہان
چونک چونک اٹھتے ہیں یہ وہ صاحب رشد و شان ہے کہ جو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
کے مقابلے میں گوے سبقت لے گیا اور اُن بارگاہ نشینان لشکر و صاحبقران کو چھوڑ کے نہیں بڑا
دور آخر میں اُن سے رنجیدہ ہو کر اس طرف چلا آیا اور یہ سب جو اس کے ساتھ ہیں یہ سب رفیق خاص
با اختصاص ہیں ایک ایک ان میں ہزاروں پر بھاری ہے رستم ان کے سامنے ایک ادنی مردم بازاری ہے
یہ سرزمین شہر ختا کی ہے بادشاہ یہاں کا ہمارے شہزادے کا مطیع ہے اُسنے بڑی دھوم سے مہمانی
کی ہے یہاں پر برائے تفریح طبع شکار کو تشریف لایا ہے وہ دیو یہ سنکر بہت خوش ہوئے کہ فضل خدا سے
منزل پہ پہنچے بعد کو روبرو شہزادہ طیمور شیر پیکر جاکر بعد ادائے خادمانہ سلام کیا اور یوں
دعا و ثنا شاہی بجا لائے۔

الٰہی در جہان باشی باقبال	جوان بخت و جوانمرد و لت جوان سال

شہزادہ کی عمر دراز ہو اقبال روز افزوں ترقی پر رہے دوست شاد دشمن برباد ہوں شہزادہ موصوف

نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو اور تمھارا کیا مطلب ہی تو انھوں نے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہزادہ ذیجاہ ہم
پیر دو قاف سے حسب الحکم سلیمان صاحبقران پیر دو قاف جانب خدمت حضور ہوئے ہین سلیمان
صاحبقران نے حضور کو یاد فرمایا ہی یہ تخت زرین و جواہر نگار برائے سواری حضور عالی ارسال کیا ہی بضرورت
شدید آپ کو طلب کیا ہی اگر مناسب طبع عالی ہو تو جانب پیر دو قاف تشریف لیچلکر اپنے قدوم میمنت لزوم سے
سرزمین کوہ قاف کو مشرف فرمائیے ہم شادسون کی امید پر لائے ورنہ جو حکم ہو ہم فرمانبردار عمل
مین لائین کیونکہ سلیمان صاحبقران نے ہمکو یہی حکم دیا ہی کہ اگر شہزادہ صاحب بخوشی تشریف لائین تو لیتے
ہمراہ لانا ورنہ واپس چلے آنا شاہزادہ طیمور شیر پرور نے گفتگو ان دیوؤن کی سنکے اور نام سلیمان
ثانی استماع کر کے شکر ادا کر فرمایا کہ سلیمان صاحبقران پیر دو قاف ہمارے بزرگ و استاد ہین اکثر انھون نے ہمکو
انھون نے ہمکو سکھایا ہی اور ہم نے اُن سے بہت سے فیض پائے ہین ہمارے بزرگ ہین ہم پر بزرگانہ شفیق ہین
اور ہمارا اپنے فرزند کے سمجھتے ہین ہم آپکے ارشاد کے موافق عمل کرینگے تمھارے ہمراہ سوئے پیر دو قاف
چلینگے اور جو کچھ وہ ارشاد فرما دینگے اسکی تعمیل کو اپنا فخر جانینگے کبھی اُنکے حکم سے سرتابی نکرینگے
یہ کہکر اور شاہزادگان نامدار سے ہزار رستم و دست پرواز ہوکر سب مردان لشکر کو جمع کرکے اوزرکی حال طلبی
سلیمان صاحبقران کہکر یون ارشاد فرمایا کہ ہم بضرورت شدید کچھ عرصے کے لیے عازم قاف ہین
تم ہمارے بعد پیر ہود درغدآواز سپہ سالار لشکر کو ہمارے سمجھے رہنا اسکے کسی حکم کی تعمیل مین قصور
نکرنا ہم انشاء اللہ بہت جلد وہان سے لوٹ کر پھر آ ملینگے یہ کہکر پیر ہود درغدآواز کو تمام لشکر کا حاکم و مختار
کیا اور بعد اسکے ضحاک شاہ والی قلعہ ضحاک سے سب حال بیان کرکے اجازت خواہ ہوئے ضحاک شاہ
نہایت ادب و عاجزی سے یون عرض پیرا ہوا کہ مجھے آپکے تشریف رکھنے سے جو خوشی حاصل تھی وہ
احاطہ بیان سے باہر ہی مین آپکی خدمت کو اپنا باعث فخر سمجھتا ہون اور کبھی رخصت نہ کرتا میرا تو قصد
یہ تھا کہ حضور کو تخت سلطنت پر بٹھا کر مثل شادمان خود خدمت عالی مین کمربستہ رہون کہین جانے نہ دون
مگر کوہ قاف کا سفر اللہ اکبر خدا جانے کہ پھر کبھی یہ قدم آنکھون سے لگانے کو ملینگے یا نہین مگر مجبوری
یہ ہی کہ آپ بھی کسی کے بھیجے ہین کہ وہ ہمارے بزرگ و استاد ہین پھر بھلا میری کیا مجال ہی کہ روک سکون
اچھا رخصت ہو جائیے خدا [illegible] کرے کہ پھر جلد ہمکو یہ صورت زیبا دکھلائیے اور آپکو مدارج عالیہ پر پہونچائے
شہزادہ طیمور شیر پرور ضحاک شاہ سے رخصت ہوکر شہزادہ سکندر رستم خو و شاہزادہ شہریار نامی نیوقار
و شاہزادہ رفیع الجبین وغیرہ اٹھارہ اُنیس شہزادگان اولاد اسد لشکر کاہ امیر عرب وغیرہ سے
جو اسوقت ہمراہ رکاب فیض انتساب تھے اور آہوان صحرا کا شکار کھیل رہے تھے مل کر اور شکر ادا کر یون
گویا ہوئے کہ تم سب سے اب ہم رخصت ہوکر سوئے کوہ قاف جاتے ہین سلیمان صاحبقران کوہ قاف
نے ہمکو طلب کیا ہی دیکھیے وہان سے یہان تک کب آنا ہو اور کیا کیا معاملات روبکار ہوتے ہین
اسلیے ہماری آپ لوگون سے یہ خواہش ہی کہ اگر آپ سب صاحب مناسب سمجھین تو برائے چندے
آپ سب صاحب لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مین تشریف لیجائین اُنکے ساتھ لشکر
مین رہین جب ہم یہان آئینگے پھر آپ سب صاحبون کو اپنے پاس بلالینگے آپ سب صاحب سمجھ
چلے گئے کہ ہمکو آپ حضرات کی جدائی شاق ہی ایک منٹ کا جدا ہونا برا معلوم ہوتا ہی مگر کیا کرون مجبوری
و معذوری کیونکہ وہان میرے ساتھ کوئی نہین جا سکتا ہی ورنہ اپنے ہمراہ آپ سب کو بھی کوہ قاف
لیتا چلتا اسوقت مناسب حال یہی ہی کہ چونکہ لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اعظم حصار مین فروکش ہی

طہورث پیر پرور وجملہ شاہزادگان موصوف کے شاہزادہ طہورث شیر پرور نے دیوون سے کہا کہ تخت
اٹھا کر سوئے پردۂ قاف چلو حسب الحکم انھون نے تخت اٹھا کر اپنے کاندھون پر رکھا پھر زمین سے بلند
ہوکر سوئے پردۂ قاف روانہ ہوئے دیکھیے یہ شاہزادۂ عالی جاہ کب تک پردۂ قاف مین پہونچتا ہے اور
وہان جاکر کیا کیا کارہائے نمایان کرتا ہے اور کب وہان سے سوئے قلعہ صفی کیہ آتا ہے

اب دو کلمہ داستان درویش آفتاب صورت وصاحبقران سلطان کیوان شکوہ و کوکب انجم حصاری و سابق بن بعث و حائل بن شمائل بن کامل خان پیدین و مرتد و جنگ جو کے بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ مؤلف

ساقی کچھ دے بہار اساغر پھر
گل مضمون بیان کھلاؤن مین
مسلم اور کافرون کے لشکر ہون

نشہ کا ہو چکا قرار آخر
گرم بازار اب فنا کا ہو
سب تلے سامنے برابر ہون

پھول ہی کر شراب پاؤن مین
جان کی دشمنون کا سودا ہو
راویان عدیم المثال و محرران

حالات جنگ و جدال اس داستان بے عدیل کو یون بیان کرتے ہین کہ جب درویش آفتاب
صورت بعد ہلاک کرنے تینون نقاب داران طلسمی کے و اسیر ہوجانے ہشام رستم انجم حصاری
سپہسالار کوکب انجم حصاری کے اپنی فرودگاہ سپاہ پر پہونچا بعد اداے نماز مغرب کے بصد خوشی
و مسرت اپنی بارگاہ مین مع شاہان ہمراہی و نقابداران سبزپوش وغیرہ معززین کے بیٹھا
اسوقت بادشاہ لشکر عمان شاہ نے کہا کہ آج روز خوشی و مسرت و انبساط ظاہر کرنے کا ہے جلسہ
عشرت آراستہ کرنے کا ہے کیونکہ ہشام رستم انجم حصاری ایسے پہلوان زبردست کو نقابدار
زردپوش بہادر نے سر میدان جنگ دلیرانہ زیر کرکے اسیر کیا ہے اور ہر سہ نقابداران کو آپ نے
اپنے حسن و تدبیر و کمال سے نیست و نابود کیا ہے اُن کے شر و فساد سے اہل اسلام کو بچایا ہے کیا
اپنا ظاہر کیا ہے فتح عظیم حاصل ہوئی ہے نقابداران طلسمی وہ نقابدار بلاسے روزگار تھے کہ ان کا قتل
کرنا اور ہلاک کرنا دشوار بلکہ ناممکن تھا کوئی اُن کو قتل و ہلاک کر ہی نہین سکتا تھا ہمارے سلسلے
انھون نے پینتالیس سرداران نامی و نامور لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو صورت
اپنی دکھا کر دیوانہ و عاشق اپنا کرکے بیخود و خودرفتہ کرکے اسیر کیا تھا آج بھی وہ ہمارے لشکر کے
سردارون کو اسی طور سے اسیر کرتے مگر آپ نے کیا کارنمایان کیا عجب کمال اپنا ظاہر کیا کہ اُن کو بیہوش
کرکے عجب خوبی سے ہلاک کیا بلکہ ہر سہ مردمان سپاہ کو بیہوش کیا آپ جس کو چاہتے قتل کرتے
آج تک ایسا کمال کسی درویش نامدار سیدہ نے نہین دکھایا نہ کبھی دیکھا آپ کے اس اظہار
کمال و کارنمایان کی جسقدر تعریف کی جائے وہ کم ہے درویش آفتاب صورت اپنی تعریف سنکر
شکر اسکے پھر عمان شاہ نے ایار درویش موصوف سے حکم آراستگی بزم عشرت کا دیا نازنینان
خوش گلو کے بھی بلانے کو فرمایا ملازمون نے فی الفور حکم کی تعمیل کی نازنینان مہجبین خوش گلو حاضر
ہوئین ان مین سے ایک نازنین خوبصورت و خوش گلو بزم عشرت مین حاضر ہوکر روبروئے عمان شاہ
و عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر غرالیہ و درویش آفتاب صورت و نقابداران سبزپوش وغیرہ

اہل دربار کے بعد درست ہونے سازون کے بناز و انداز ایستادہ ہوئی سازندون نے ساز
بجائے وہ نازنین بصد خوبی رقص کرنے لگی اہل بزم رقص اُس کا دیکھنے لگے بجائے خود اُس کے
رقص کی ثنا کرنے لگے جب وہ خوب رو ناچ چکی یہ غزل گانے لگی اہل محفل کے دلونکو رجھانے لگی غزل

کیون اڑی عندلیب گلشن سے
آگ جھڑتی ہی میرے دامن سے
استخوان مثل شمع جلتے ہین
پیچ کھایا ہی ہم نے ناگن سے

کیا وہ تنگ آ گئی میرے شیون سے
نرد الفت جو کھیلتا ہون مین
سوز ظاہر ہی سوزش تن سے
تیر مژگان سے سینہ چھلنی ہی

آنسو سوزش سے عشق کی ہین نالان
ہار جاتا ہون یار پرفن سے
دل ہے ہم زلف مین لٹکتا ہی
کم نہین زخم دل کو روزن سے

چاک دل کی کہان دوا اختر
اُس کا بخیہ نہوگا سوزن سے

اہل بزم عشرت بخوشی سننے لگے بجائے خود اُس کی خوش گلوئی و اشعار غزل کی ثنا کرنے لگے اور
درویش موصوف بھی اشعار غزل سنکے خوش ہوئے نازنین غزل مندرجہ تمام و کمال گا کر انعام کثیر
لیکر بزم سے چلی گئی بعد اُس کے جانے کے یکے بعد دیگرے نازنینان خوش گلو مع اپنے سازندون کے
حاضر بزم عشرت ہوکر رقص و نغمہ اپنے سے اہل بزم کو خوش کرتی رہین تمام شب بزم عشرت
آراستہ رہی صبح کو جلسۂ عشرت برخاست ہوا درویش موصوف و شاہان ممدوح وغیرہ جملہ
اہل لشکر نے بعد وضو نماز سحر پڑھی بعد ادائے نماز سحر درویش موصوف کے ایما سے عمان شاہ
نے حسام رستم انجم حصاری کو کہ اسیر تھا روبرو اپنے سر دربار طلب کر کے ہدایت دین اسلام کی
اُس نے عرض کیا کہ واقعی دین اسلام دین اچھا ہی مین کسی سے کبھی زیر نہوا تھا ہنگام مقابلہ نقابدار
سبز پوش مین نے اپنے خداوند سے اعانت چاہی لیکن خداوند نے مدد کی نقابدار سبز پوش کے
خدا نے ایسی مدد نقابدار سبز پوش کی کی کہ اُس نے دلیرانہ مجکو مع مرکب اٹھالیا پھر مرکب سے
جدا کر کے مجکو گردش دے کر زمین پر پٹکا آخر مین اسیر کیا گیا ثابت ہوا کہ دین اہل اسلام کا بہت
اچھا ہی لہذا مجکو مسلمان کیجیے عمان شاہ نے اشارہ کیا افسر نقابداران سبز پوش یعنی فرامرز ثانی
نے اُس کو کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیا وہ بصدق دل مسلمان ہوکر قدم نقابدار موصوف کی طرف
جھکا نقابدار نے سر اُس کا اپنے سینے سے لگا کر خلعت سرفرازی بعد رہائی اُس کو دیا پھر قریب اپنے
دنگل کے اُس کو ایک دنگل پر بٹھایا اُس کے مسلمان ہونے سے عمان شاہ و درویش موصوف
و جملہ نقابداران سبز پوش وغیرہ خوش ہوئے بعد مسلمان ہونے حسام مذکور کے بمشورہ عمان شاہ
درویش موصوف نے ایک نامہ باین مضمون و عبارت میر منشی سے لکھوایا کہ اے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ آپ نے سر میدان جنگ میرے کمالات کو ملاحظہ کیا کہ کس طرح مین نے
نقابداران طلسمی وغیرہ کو بیہوش و بدہوش کر کے نقابداران طلسمی کو ہلاک کیا بعدہ کمال دیگر اپنا
دکھایا کہ ایک دم مین سب کو ہوشیار کر دیا اگر چاہتا مین تو حالت بیہوشی مین اورون کو بھی قتل و
ہلاک کرتا مگر مین نے بجز نقابدارون کے کسی کو قتل نہین کیا سب کو ہوشیار کر دیا آپ کو مناسب ہی
کہ مجھسے آمادہ جنگ نہو جیسے جنگ سے بہتر صلح ہوتی ہی میرے پاس تشریف لائیے طالب صلح ہوجیے
ارادہ جنگ سے باز رہیے بیشتر ایسا ہوا ہی کہ شاہان جہان و سرداران سپاہ گران واسطے ملاقات
فقرا کے گئے ہین اگر آپ بھی میرے پاس بخواہش صلح چلے آئیے گا تو کچھ خلاف شان نہوگا جواب
اس نامے کا روانہ فرمائیے گا جب نامہ میر منشی تحریر کر چکا لفافے مین رکھکر سر نامہ لکھکر مہر سے مزین

کیا درویش موصوف نے وہ نامہ فرامرز ثانی کو دے کر کہا کہ اے بہادر یہ نامہ لیجا کر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کو دے کر جواب نامہ سے آگاہ ہو وہ دلاور مسلح ہو کر مرکب پر سوار ہوکر نامہ
بطریق نامہ بران لے کر ساٹھ ہزار سے زیادہ سواران چیدہ و آزمودہ کار کو ہمراہ اپنے لے کر
بصد شان و شوکت ہوئے دربار دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام روانہ ہوا ہرکارے لشکر اہل اسلام
کے جو برائے خبر رسانی معین تھے وہ بعد دریافت کرنے خبر کے اور دیکھنے روانگی نامہ بر مذکور
کے بعجلت اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے بعد قطع راہ اسوقت دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام
میں پہونچے کہ دربار آراستہ تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اپنے دنگل شوکت پر شاہانہ
بیٹھے ہوئے تھے یمین و یسار دنگلوں پر صدہا سرداران نامی و نامور صف شکن بھی بیٹھے تھے
بادشاہ لشکر اہل اسلام بالائے تخت حکومت رونق فزا تھے پہلے ہرکاروں مذکور نے حسب
قاعدہ پایہ تخت شاہی کا بوسہ بادب لیا اور پھر سر فرمانبرداری جھکا کے شرائط فدویت و خادمیت
بجا لائے بعدہ دست بستہ اس طرح ثنا و دعائے بادشاہ موصوف زبان پر لا کر خبر آمد نقابداران سبز پوش
عرض کرنے لگے کہ بمصداق این مطلع

ایا شہی کہ بریزد چو باد حملہ تو
بروز معرکہ دندان پیل و کام نہنگ

توئی کہ خوشہ پروین برین واقبال
بسوزنا زدہ نقش چو در انیر بانگ
اگرچہ آتش و آب است حجت ما بہ عجب
شود مخالفت آمال و ور شتاب و درنگ
کند سنان تو بازی بجان خصم چنانک
مصیبت است زگرز تو در بلاد فرنگ
تن عدوی تو نارنگ ار ازو دہ باد
سعادتش دشمنت از نقد قاضی گیرنگ

ز مہر نقش جلال تو بستہ اند دو رنگ
چنان بدور تو کار زمانہ منظوم است
کہ آمدست پدید از میان آہن و سنگ
چنان موافقت افتد سلاح را کہ کند
بقتل دل شدگان تیغ با کمان یکرنگ
ہمیشہ تا بہ تجارت ز مرو و شہبان کسب
بسوزنے کہ ز آتش گذر ذس نیر رنگ

شمال نیم تو پرداخت نقشہ بازل
کہ پوست از سر زین بار شدید پشت پلنگ
دران زمان کہ اجل دشمنان چاہ ترا
زہ گوزن زبان در دہان تیر خدنگ
قیامت است زتیغ تو در ممالک روم
بسوی عامل و ساری بیا ورو نارنگ
برات بخشش تو بر وجود عامل مرد

اسوقت درویش آفتاب صورت نے نامہ بدست اس افسر
نقابداران سبز کے جس نے ہشام رستم انجم حصاری کو مرکب سے اٹھا کر زمین پر پٹک کر اسیر کیا تھا
روانہ کیا ہے وہی نقابدار سبز پوش ساٹھ ہزار سے زیادہ سواروں کی جمعیت سے بطور نامہ داری
آتا ہے جوان نہایت زبردست و قوی بازو ہے یہ عرض کرکے ہرکارے تو بارگاہ سے باہر گئے بادشاہ
لشکر اہل اسلام نے جانب امیر با توقیر دیکھا گویا اشارہ کیا کہ آپ آراستگی دربار کا حکم عطا کریں
صاحبقران ذیشان نے حسب ایمائے بادشاہ موصوف ملازموں سے فرمایا کہ بہت جلد یہ دربار نہایت
حسن و خوبی سے آراستہ کرو اور ایک دنگل نفیس روبروئے بادشاہ ذیجاہ دربار میں بچھا دو تاکہ
نامہ دار مہمان آکر اسی دنگل پر بیٹھے نقابدار سبز پوش جو نامہ لیے آتا ہے جوان زبردست اور بظاہر
معقول و ذی عزت و حرمت ہے افسر نقابداران سبز پوش ہے یہ فرما کر شاہان ہفت ملک کو واسطے
اس کی عزت افزائی کے برائے استقبال روانہ کیا اس طرف ملازموں نے بعجلت تمام دربار کو ایسا
آراستہ کیا کہ شاہان گذشتگان سلف سے کسی کا دربار ایسا آراستہ نہ ہوا ہوگا ہنوز دربار آراستہ ہو رہا
تھا کہ ہمراہ شاہان ہفت ملک کے کہ انھوں نے اثنائے راہ میں استقبال اس کا کیا تھا فرامرز ثانی قریب
دربار آیا پھر مرکب سے اتر کر سواران ہمراہی کو میدان و سپاہ میں چھوڑ کر تنہا ساتھ شاہان ہفت ملک
کے داخل دربار ہوا دیکھا کہ دربار نہایت آراستہ ہے انواع و اقسام کی زینتوں سے پیراستہ بصدہا

سرداران سپاہ قوی بازو دنگلون پر دلیرانہ و شیرانہ بیٹھے ہوئے ہین گرد صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ سپاہ وران عالم کا مجمع ہے یمین و یسار تمامی سرداران بادب بیٹھے ہوے ہین صاحبقران
مانند نیر اعظم دنگل شوکت پر رونق افزا ہین بادشاہ لشکر اہل اسلام تخت زرین و جواہر کار پر بصد
رعب و سطوت تشریف فرما ہین ندیم و رفقا و حکما و غیرہ اہل دربار بھی حاضر دربار ہین بقدر مراتب
بیٹھے ہوے ہین نقابدار موصوف دربار کی آراستگی و اہل دربار پر نظر کرکے دنگ ہوگیا بعدہ با تسلیم
بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام کو سلام کیا بادشاہ موصوف نے اشارہ بیٹھنے کا
کیا نقابدار موصوف اُسی دنگل پر جو خاص اُسکے واسطے بچھایا گیا تھا بیٹھا صاحبقران کشورستان
نے باشارہ بادشاہ لشکر اہل اسلام ساقیان خوبسار کو طلب کیا حسب الطلب کشتیان شراب
گلنار یعنی عرق مقوی اعضا و مفرح قلب کی مع شیشہ و ساغرہاے بلورین لیکر دربار مین حاضر
ہوے پھر حسب قاعدہ سلام کرکے بایماے صاحبقران کشورستان عرق مقوی و خوشبوے مذکور
شیشے سے ساغر بلورین مین بھرکر ایک ساقی نے نقابدار سبزپوش نامہ دار مذکور کو دیا اُس نے وہ
عرق مقوی اعضاے رئیسہ پیا پھر ساقی مذکور نے جام پُر از عرق مسطور دیا پھر نقابدار نے جام لیکر
عرق پیا اسی طرح سے تین چار جام اُس عرق کے پیے پھر ساقیان گلفام نے جملہ اہل دربار کو وہی
عرق مع ساغر و جام پیہم بھر بھر کر دیا ہر ایک نے بصد خوشی و رغبت اُس عرق کو نوش کیا جب سب
اہل دربار بھی گلنار مذکور پی چکے ساقیان گلرخسار کشتیان بادہ گلنار کی مع شیشہ و ساغر دربار سے
لیکر گئے بعد تھوڑی دیر کے نقابدار سبزپوش کو نشہ ہوا دماغ بادہ تند سے گرم ہوا پکارا کہ منم
نامہ دار درویش آفتاب صورت صاحبقران عالی مقام نے پاس سے بادشاہ لشکر اہل اسلام
نامہ طلب کیا اُس نے حسب دستور نامہ دیا صاحبقران نے نامہ میر منشی کے حوالے کیا اُسنے
لفافے کو چاک کرکے نامہ نکال کر آواز بلند پڑھا سب نے سنا صاحبقران نے تمام و کمال عبارت
نامہ کو سننے کے بعد فکر و غور فرمایا کہ واقعی درویش آفتاب صورت نے نفیر بجا کر سب کو بیہوش
کرکے نقابداران طلسمی کو ہلاک کیا کار نمایاں کیا اہل اسلام کو اُنکے شر سے بچایا ہم ممنون منت
ہوے مگر نفیر و نقارہ سحرآگین سے ہمین کچھ خوف نہین ہے اور اشیاے مذکور کے پاس ہونے سے ہم
درویش مذکور کو صاحب کمال نہین خیال کرتے ہین اور صلح اچھی ہے مگر ہم درویش آفتاب صورت
کے پاس بغرض صلح جانا ننگ و عار جان کر طبل جنگ بجوائینگے مقابلہ کرینگے درویش مذکور
کو اختیار ہے کہ نفیر مذکور دم دے کر سب کو بیہوش کرے یا نکرے مردانہ و دلیرانہ لڑے یہ فرماکر
میر منشی سے کہا کہ اسی نامے کی پشت پر صرف اسی قدر لکھدے کہ ہمکو مقابلہ و مجادلہ منظور ہے
تمہارے پاس براے صلح آنا گوارا نہین ہے کہ باعث ہماری کسر شان کا ہے حسب الحکم میر منشی
نے یہی عبارت پشت نامہ پر تحریر کی پھر وہ نامہ لفافے مین رکھکر نقابدار موصوف کے حوالے
کیا گیا نقابدار مذکور نے صاحبقران سے مخاطب ہوکر یہ عرض کیا کہ آپ اطمینان رکھین نقارہ
سحرآگین اور نفیر یہ دونون بجائے نہین جائینگے یہ عرض کرکے خاموش ہوا امیر باتوقیر نے
ملازمون سے کشتی خلعت فاخرہ منگوائی انھون نے جلد حاضر کی صاحبقران نے وہ خلعت فاخرہ
نقابدار کو دیا اُس نے لیکر اہل دربار سے ایک شخص کو دیدیا قبول نکیا پھر رخصت ہوکر دربار
سے باہر جاکر مرکب پر سوار ہوکر مع اپنے تمامی سواران جنگی کے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا

قطع راہ اپنے لشکر مین داخل ہوکر روبروے درویش موصوف جاکر جواب نامہ دیا اور تمام حال دربار
اور رفقاے صاحبقران اور تقریر صاحبقران کا اظہار کیا درویش مذکور نے جواب نامہ پر نظر کرکے
کہا کہ صاحبقران نے ہمارے پاس آنے سے انکار کرکے ارادہ لڑنے کا کیا ہی تو یہ فقیر بھی عنایت
خدا سے عاجز نہین ہی یہان بھی سامان جنگ بخوبی موجود ہی انجام جنگ جو ہوگا وہ سب دیکھ لینگے
یہ کہکے حکم دیا کہ نقارہ جنگی پر چوب لگائی جاے مگر نقارہ سنگین نہ بجایا جاے کل صبح کو میدان جنگ
مین صاحبقران سے مجادلہ و مقاتلہ بعنایت الٰہی کیا جائیگا قوت بازوے صاحبقران دیکھی جائیگی
لہذا نہایت اپنے قوت بازو پر ناز ہی دیکھین ہنگام جنگ کشتی کیونکر لڑتے ہین اگر عاجز نہو جاؤن تو یہ فقیر
اپنا نام و نشان فقرا سے کاٹ سے نکال ڈالے یہ کہکے خاموش ہوا ملازمون نے حسب الحکم اسیوقت
نقارہ جنگی پر چوب لگائی صداے نقارہ جنگی بلند ہوئی ہرکارے جو براے خبر رسانی مقرر تھے انھون نے
صداے نقارہ رزمی سنکے فی الفور روبروے بادشاہ لشکر اہل اسلام جاکر شرایط فدویت و پایہ تخت
بوسی بجالاکر ثناے دولت شاہی بجالاکر دست بستہ عرض کیا کہ اے ظل اللہ جہان پناہ نقابدار سبزپوش
یہان سے جواب نامہ لیکر گیا درویش آفتاب صورت نے عبارت جواب نامہ پر نظر کرکے
کہا کہ امیر یہانتک تشریف لانا نہ چاہا ہے جواب سے صلح نہوسکی جنگ پر آمادہ ہوے فقیر بھی کچھ لڑنے
اور مقابلہ کرنے مین ماندہ و عاجز نہین ہی وقت مقابلہ امیر کو مشکل پڑیگی یہ کہکر حکم طبل رزمی کا بجانیکا
دیا نقارہ نوازون نے چوب نقارہ جنگی پر لگائی مگر نقارہ سنگین نہین بجایا کیونکہ درویش آفتاب
صورت نے منع کردیا تھا کہ نقارہ سنگین پر چوب نہ لگائی جاے اسوقت اُس کے لشکر مین طبل و
نقارہ جنگی بج رہے ہین ارادہ درویش کا یہ ہی کہ ہنگام سحر میدان کارزار لیکر آکر حضور سے جنگ آزما ہو
باقی خیریت ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے خبر نواخت نقارہ جنگی ہرکارون سے سنکے
یہ ارشاد کیا کہ درویش آفتاب صورت مرد معقول ہی ہمارے مقابلے مین اُس نے نقارہ سنگین
نہین بجوایا کہا وہ ہمارے لشکر مین بھی بعنایت الٰہی نقارہ جنگی پر چوب لگائین ہرکارون نے ہمراہی
خواجہ طیفور کے جاکر نقارہ نوازون سے حکم امیر توقیر بیان کیا انھون نے حسب قاعدہ قدیم
چند اشرفیان خواجہ طیفور کے پاکو نذر دے کر بسم اللہ کہکر چوب نقارے پر لگائی صداے نقارہ جنگی
بلند ہوئی ہرکارون نے سپاہ کوکب انجم حصاری کے آواز طبل و نقارہ جنگی دونون لشکرون سے
بلند پاکر فی الفور اپنے بادشاہ کوکب انجم حصاری کے دربار مین جاکر حسب دستور مراسم عبودیت
بجا لاکے دست بستہ عرض کیا کہ اے بادشاہ عالی جاہ پہلے درویش آفتاب صورت نے نامہ
بدست نقابدار سبزپوش پاس صاحبقران کے ارسال کیا تھا صاحبقران نے جواب نامہ منظوری
جنگ دیا تھا اب درویش نے اپنے لشکر مین نقارہ جنگی بجوایا ہی صاحبقران نے بھی خبر نواخت
طبل جنگی سنکے اپنے بھی لشکر مین نقارہ رزمی بجنے کا حکم دیا ہی دونون لشکرون مین طبل و نقارہ
رزمی بج رہے ہین ارادہ درویش کا یہ ہی کہ ہنگام صبح خاص صاحبقران سے جنگ آزما ہو اور یہ
بھی ہمین دریافت ہوا ہی کہ حشام رستم انجم حصاری درویش و ہمان شاہ کی ہدایت سے مسلمان
ہوگیا ہی درویش نے اُسے خلعت دیا ہی اب وہ اُس کے دربار مین داخل ہوکر بیٹھا ہی باقی خیریت ہی
کوکب انجم حصاری نے اپنے سپہ سالار مذکور کے مسلمان ہوجانے سے افسوس کرکے ہرکارون
سے کہا کہ کیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجایا جاے ہرچند کہ ابھی شہنشاہ ساحران حاکم طلسم زلزلہ

نے ہمارے نامہ کا جواب نہین ارسال کیا ہی مگر ایسی حالت مین کہ دونون اہل اسلام کے لشکرون مین
نقارۂ جنگی بجوایا گیا ہی ہمکو بھی لازم و مناسب ہی کہ نقارۂ جنگی بجوا کر صبح کو مع جمعیت سپاہ میدان
کارزار مین جا مین اگر درویش یا صاحبقران ہمسے آمادۂ جنگ ہون تو اُن سے مقابلہ و مجادلہ
کرین ورنہ صف آرا ہوکر تماشہ لڑائی کا دیکھین اہل اسلام باہم جنگ و جدال کرکے قتل ہون ہم
خوش ہون ہرکارون نے موافق حکم اپنے بادشاہ کے اُسیوقت جاکر لشکر مین طبل جنگ بجوایا صداے
نقارہ تینون لشکرون مین بلند ہوئی مردان ہر سہ سپاہ و جوانان ہر سہ لشکر صداے نقارہ و دہل
جنگی سنکے درستی آلات حرب و ضرب مین مصروف ہوگئے تلوارون کو صیقل کرنے لگے تیر اندازیرون کو
حسب دلخواہ درست کرکے ترکشون مین بھرنے لگے کمانین جو ناقص ہوگئی تھین اُن کو موافق طبع
درست کرنے لگے مرد میدان جو سردار و سوار تھے وہ باہم کہنے لگے دیکھیے کل کیا ہوتا ہی کسکو فتح
کسکو شکست ہوتی ہی ہمنے تو یہی ارادہ کیے ہین کہ ہنگام جنگ مغلوبہ دلیرانہ لڑین گے حتی الامکان
بڑھ بڑھکر اپنے حریفون کو قتل کرین گے قدم اپنا میدان جنگ سے نہ ہٹائین گے اگرچہ سر بھی تن سے
قلم ہوجاے کیونکہ اول تو ہمکو شوق جنگ ہی دوسرے ہمنے مدت تک اپنے بادشاہ کا نمک کھایا ہی
ادا ے حق نمکخواری بھی ضرور ہی آبا و اجداد ہمارے بہادر و دلیر مشہور جہان تھے ہم بھی تو کچھ سر میدان
جنگ نام کرین ہنر جنگ دکھائین بہادرون مین سرخرو ہون زخم نیزہ و شمشیر کھائین اور جو سوار بزدل
نامرد تھے حال اُنکا یہ تھا کہ جب وقت سے نقارۂ جنگی بجایا گیا تھا صداے نقارہ بزمی بلند ہوئی تھی
دل اُن کے دہل گئے تھے خوف قتل سے مضطر و پریشان خاطر تھے چہرون پر اُداسی چھائی ہوئی تھی
ہواس خمسہ بجا نہ تھے گھبراے ہوے ادھر سے اُدھر چلے تھے دیوانہ وار پھرتے تھے آہستہ باہم کہتے
تھے کہ لشکر سے کسی تدبیر سے نکل چلو یہان نہ ٹھہرو نوکری ہمنے واسطے جان دینے کے نہین کی تھی
اگر لشکر مین رہ گئے تو صبح کو مسلح ہوکر میدان جنگ مین جانا ہوگا حریفون سے لڑنا ہوگا اگر دشمنون کے
ہاتھون سے زخمی یا قتل ہوے تو غضب ہوجائیگا اہل و عیال ہمارے تباہ و برباد ہو جائینگے
یہ کہتے ہوے لشکر سے تاریکی شب مین نکل گئے جو بہادر و دلیر تھے وہ رہ گئے تمام رات اُنھون نے
تیاری آلات حرب و ضرب و شوق جنگ مین بسر کی یہانتک کہ سپیدۂ سحر فلک پر عیان ہوا تاریکی
شب دور ہونے لگی روشنی سحر دمبدم بڑھنے لگی تارے نہان ہونے لگے رخ ماہ پر اُداسی چھائی نسیم سحر
چلنے لگی طائران خوش الحان اپنے آشیانون سے نکلکر بولنے لگے اپنی زبان مین ذکر خدا کرنے لگے
گلشنون مین نسیم سحری سے غنچے گل ہونے لگے پھول کھلنے لگے بلبلین چہکنے اور نغمہ سرا ہونے لگین
موذن مسجدون مین اذان دینے لگے ہر طرف سے صداے اللہ اکبر آنے لگی کسی سمت سے آواز
گھنٹے اور ناقوس کی بلند ہوئی دیندار نمازگذار براے اطاعت پروردگار عالم و عالمیان بیدار ہوکر
اپنے فرش خواب سے اُٹھے بعد وضو واسطے اداے نماز سحر کے روبقبلہ ایستادہ ہوے بعد اذان و
اقامت نیت نماز سحر کرکے تکبیرۃ الاحرام کرکے تلاوت و قرأت سورۂ حمد و دیگر سورون مین مصروف
بخشوع و خضوع ہوے پھر رکوع و سجود بجا لاکر کھڑے ہوکر دوسری رکعت بھی مثل رکعت اول پڑھکر
قنوت بھی سوے فلک ہاتھ اُٹھاکے بر جمع قلب پڑھ کر رکوع مین جاکر ذکر رکوع کرکے دو سجدون سے
فراغت حاصل کرکے باطمینان بیٹھکر تشہد پڑھکر سلام پھیر کر نماز کو تمام کیا بعد ازان اوراد و وظیفہ
سے زبان کو آشنا کیا صاحبقران کشورستان و بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سردار و سواران

اُس لشکر نے بھی بیدار ہو کے بعد وضو نماز سحر پڑھی اسی طرح عمان شاہ و درویش آفتاب صورت
کے بھی لشکر مین ہر ایک دیندار نے فریضہ سحری کو ادا کیا پھر دونون لشکرون کے بادشاہون نے
مردان سپاہ کو حکم کمر بندی و مسلح ہونے کا دیا جملہ دیندار دونون لشکرون کے جلد جلد مسلح ہو کے
اس طرف سے عمان شاہ و عراق آہن کلاہ ہمراہ درویش آفتاب صورت بہین و یسار تخت پیا
جواہر نگار پر سوار و نقابداران سبز پوش جلو مین پس پشت لولاکھ سواران جنگجو مرکبون پر سوار آزمودہ کار
مع طبل و علم و نوبت و نقارہ و نشان شوکت و شان میدان کارزار مین آگئے اُس جانب سے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ حق پژوہ ہمراہ بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ سرداران عالیمقام
و جمعیت سپاہ کثیر بعدہ خدم و حشم عرصہ جنگ مین تشریف لائے انجم حصار سے کوکب انجم حصاری
بھی مع ستاریق بن ثقا و خنگان و تمامی فوج اپنی کے بکروفر جنگاہ پر آیا جب تینون لشکر ہائے
مذکور میدان مصاف مین آگئے وہ صحرائے سبزہ زار کثرت سپاہ بے قیاس سے پامال و مملو ہو گیا
جہان تک کہ نظر جا سکتا تھا تین طرف فوجین ہی فوجین دکھائی دیتی تھین بجز خیمہ و بارگاہ و سواران
جنگی و طبل و علم و نشان ہائے سپاہ کچھ دکھائی نہین دیتا تھا بوجہ کثرت فوجہائے بے شمار سم سمندان
سواران سپاہ سے بکثرت غبار بلند تھا گاو زمین بار کثرت مردان ہر سہ لشکر سے دبی جاتی تھی
زیر فلک اپنے لشکر عظیم میدان مصاف مین مقابل کبھی نہوئے ہونگے الحاصل جب تینون لشکر
مذکور وارد میدان نبرد ہوئے حسب دستور ہر ایک لشکر سے بیلدار و بیلچہ بردار حکم سے ہر ایک
بادشاہ لشکر کے برائے درستی میدان جنگ نکلے اُنھون نے جھاڑی جھنڈی خار و خس
میدان کارزار سے دور کر کے پست و بلند زمین کو جلد جلد ہموار کیا پھر سقون نے ہر سہ سپاہ سے
باہر آ کے میدان جنگ درست کردہ بیلچہ برداران پر بخوبی پانی چھڑک کر گرد و غبار کو دور کیا
جب سقے اور بیلچہ بردار و بیلدار بعد درستی میدان کارزار عقب ہر سہ لشکر چلے گئے ہر ایک لشکر
حسب دلخواہ صف آرا ہوا میمنہ و میسرہ و قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک سپاہ کا جوانان
آزمودہ کار و بہادران نامدار سے آراستہ کیا گیا قلب ہر سہ لشکرہائے مذکور مین بادشاہ ہر سہ
لشکر مانند دل کے جاگزین ہوئے علمہائے لشکر ہر سہ سپاہ علمداران لشکر نے بلند کیے پھر ہر سہ
علمون کے کھلے جنگی باجے ہر ایک لشکر مین بجے جوانان ہر سہ لشکر اُن باجون کی آواز بو قلمون
و دلپذیر سنکے عالم وجد مین جھومنے لگے شوق و اشتیاق کارزار مین قبضہ ہائے شمشیر چومنے لگے
مست و مبہوت ہو کر آمادہ ستیز ہوئے بعد شور باجون کا موقوف ہوا تھا اور کوئی کیفیت بھی
حسب قاعدہ قدیم تینون لشکرون سے نکل کر وسط میدان کارزار مین آ کر کھڑے اول نقیب
خوش آواز نے اپنے جوانان سپاہ سے مخاطب ہو کر با آواز بلند یون کہنا شروع کیا اور
اس طور سے اُن کو آمادہ جنگ کیا کہ اے جوانان عرصہ وغا و اے دلاوران میدان ہیجا ذرا
ہماری طرف متوجہ ہو کر تقریر ہماری کہ مفید تمھارے ہے بگوش دل سنو اور عمل کرو آگاہ خبردار
ہو کہ دنیا ایک سرائے فانی ہے مورد آفات ناگہانی ہے اہل دنیا بھی فانی ہین مسافر انہ مقیم ہین
سفر دور در پیش ہے قیام مدام کی اُمید نہین بلکہ یقین نہین حالات گذشتگان پیش نظر ہین ہر وقت
و ہر ساعت خوف سفر ملک عدم ہے تعداد زمانہ حیات سے بیخبر ہین کہ نہین معلوم کس وقت
اجل آ گئے اور اس مرحلے و ہر سے کوچ ہو جائے تا عمان خدا نے حیات مستعار کا کچھ اعتبار

لکر کے اجل کو اپنے نزدیک جان کے زوال دنیا کی جانب سے منہ پھیر کے یاد الٰہی میں اپنی زندگی
چند روزہ بسر کی ہی جب وہ دنیا سے گئے ہیں تو اپنے نامۂ اعمال میں عبادت اور نیکیان
کراماً کاتبین سے لکھوا کر گئے ہیں اہل جہان آج تک اُن کے نیک اعمال کرنے کو یاد کر کے انکی
ثنا کرتے ہیں اور اہل جنان ان کو جانتے ہیں خلاصہ اس تقریر کا یہ ہوا کہ اعمال نیک واسطے اہل دنیا
کے خوب ہیں اس میں کوئی عمل نیک ہو خواہ عبادت خدا ہو یا محتاجون اور مسکینون اور غریبون
کے ساتھ نیکی کرتا ہو یا پیاسون اور بھوکون کو سیر و سیراب کرتا ہو یا غربا کے عریان تن کو لباس
دیتا ہو یا اہل حاجت کی حاجت خیر عیبہ برلاتا ہو یا اپنے آقا کے سینہ سپر ہوتا ہو دشمنون سے انسے
بچاتا ہو ذرا غور کرو تمھارے بادشاہ نے تم سے کیسا سلوک نیک کیا ہے ایک زمانہ دراز سے
تمھاری تنخواہ معین کی ہے بیشتر خلعت و انعام تمکو دیا ہے زر خزانہ تمھارے واسطے وا کیا ہے راحت و
آرام سے تمھین رکھا ہے خاص اسی روز کے واسطے کہ میدان جنگ میں اپنے بادشاہ کے دشمنون
سے دلیرانہ لڑو دشمنون سے اپنے بادشاہ کو بچاؤ حق نمکخواری ادا کرو تم بھی نیکی اپنے مالک و آقا
سے کرو اسوقت اُس کی رفاقت سے منہ نہ موڑو جان کے خوف سے ارادہ بھاگنے کا نکرو بیوفائی
اور نمک حرامی شعار اپنا نکرو یہ عمل بد ہے اپنے فرد عمل میں کراماً کاتبین سے نہ لکھواؤ دنیا
میں ذلیل و رسوا نہو وہ کام کرو کہ رستگار ہو دنیا میں آقا و مالک و بادشاہ تمھارا تمسے شادمان
دیکھنے والے اور سننے والے بھی تمھاری ثبات قدمی و کارزار کی تعریف و ثنا کرین بہادران
عالم میں محسوب ہو مردان عالم میں شامل ہو دلاورون میں سرخرو ہو مرد میدان نبرد ہو
شجاعت اپنی دکھاؤ دلیرانہ اپنے حریفون اور اپنے بادشاہ کے دشمنون سے بہ تیر و نیزہ و
شمشیر و گرز و خدنگ و خنجر آبدار پیکار کرو اپنے آبا و اجداد کے نام سر میدان جنگ روشن کرو
بڑھ بڑھ کر دشمنون سے سرگرم کارزار ہو نعرے شیر کی مانند کرو برق تیغ سے خرمن حیات
حریفان کو باقی نہ رکھو ثبات قدمی اختیار کرو یہ جاے امتحان ہے مرد و نامرد کی میدان ہی جنگ
ہی میں تمیز کی جاتی ہے اسوقت لاکھون جوانون کا یہان مجمع ہے ان کے سامنے ایسے ایسے کارہاے
نمایان کرو کہ حاسدون کو رشک ہو مانند رستم پیلتن و گیو و بیژن و سہراب و زال و
سام و نریمان و اسفندیار رویین تن وغیرہ کے جنگ و جدال کرو مرنا ایک روز ضروری ہے
کبھی قتل ہونے کا خیال نکرو جان کے خوف سے پسپا کبھی نہو دشمنون کے سامنے سے بھاگنا
یا پسپا ہونا مردون کو ننگ و عار ہے جو بہادر و شجاع ہیں وہ لڑ بھڑ کر نبرد دشمنان و انبوہ
بد اندیشان سے نڈر اکثر و ترسان نہو کر عزت و آبرو کا اپنی اور اپنے آبا و اجدا کی خیال کر کے
قتل ہو جاتے ہیں مگر پیچھے قدم نہین ہٹاتے ہیں زندگی بذلت سے مرجانا بہ دلاوری اچھا
جانتے ہین اگر لاکھون بہادرون کے سامنے سے بھاگ کر ذلیل سر میدان ہو کر زندہ رہے
بھی تو کیا ایسی زندگی پر خاک ہے جب عزت و آبرو نرہی تو لطف حیات نرہا اور اگر بھاگتے وقت
دست دشمنان سے قتل ہو گئے تو جان بھی گئی اور عزت و آبرو بھی گئی پس اسے بہادران
عرصۂ مردانگی تم اپنی عزت و آبرو کا خیال کرنا دلیرانہ اپنے حریفون سے لڑنا ارادہ بھاگنے کا
نکرنا یہ کہکر نقیب ہر دو لشکر اہل اسلام خاموش ہوے کہ کیت جو لشکر کوکب انجم حصاری
سے نکلے تھے وہ اپنے لشکر کے جوانون سے مخاطب ہو کر پکارے کہ اے جوانان ترکیہ ذرا غور کرو

آج روز نہایت خوشی کا ہے اس روز کے دلیران عالم مشتاق رہتے ہیں خوبی تقدیر سے آج تین لشکر
میدان جنگ میں صف آرا ہیں ہمکو مناسب ہے کہ بسر خوشی ان اہل اسلام سے دلیرانہ لڑنا معرکہ جنگ
میں سرخرو ہونا پسپا ہوکر ارادہ بھاگنے کا نکرنا یہ کہکر گیت اور لقا اپنے اپنے لشکر میں داخل ہوئے
اسوقت جوانان ہر سہ لشکر اپنے آمادہ جنگ ہوئے کہ فرط شجاعت و ہمت سے ہر ایک جوان لڑنے
اور قتل ہوجانے پر آمادہ ہوگیا اکثر دلیروں نے صف لشکر سے ارادہ نکلنے کا کیا ہنوز کوئی جوان
لشکر کوکب و انجم حصاری و لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے نہ نکلا تھا کہ لشکر
عمان شاہ سے نقابدار سبز پوش نکلا یعنی فرامرز ثانی کہ وہی اکہ اس کے بازو پر بندھا ہوا ہے جو
خضران بن عمرو کو درویش مرجان سے مع سوسے مع جامہ وغیرہ ہاتھ آیا تھا اور خاصیت و تاثیر اس
اکہ منقش کی یہ ہے کہ جس کے بازو پر بندھا ہو وہ کبھی کسی اپنے حریف سے زیر نہو اور قوت میں کبھی
اس کی کمی نہو غرضکہ جب نقابدار کو عمان شاہ و درویش آفتاب صورت وغیرہ سے رخصت ہو کر
صف لشکر سے نکلکر وسط میدان جنگ میں آیا مرکب کو روک کر سوئے لشکر بادشاہ و لشکر اہل اسلام
رخ اپنا کر کے باواز بلند یوں گویا ہوا کہ اے صاحبقران عالی مقام میں چاہتا ہوں کہ آپ ہی سے
مجادلہ و مقابلہ کروں آپ کے لشکر کے سرداروں سے جنگ آزما نہوں جنگ کو طول ندوں اگر آپ پر
فتحیاب ہوا تو گویا کل آپ کے لشکر پر ظفر یاب ہوا سب کو زیر کیا لہذا آپ بھی صف شکن و تیغزن جملہ
سرداران لشکر سے زیادہ ہیں آپ ہی میرے روبرو بہر مقابلہ و مجادلہ تشریف لائیے کسی سردار سپاہ
کو واسطے میرے مقابلے کے روانہ فرمائیے کہ میں بجز آپ کے کسی سے جنگ آزما نہونگا کیونکہ مجکو
آپ ہی سے اشتیاق جنگ از شہرہ آپ کی شجاعت و قوت و فنون سپہگری کا سنا ہے اسوقت قوت
آپکی دیکھنا منظور خاطر ہے یہ کہکر خاموش ہوا اسوقت علمہائے لشکر جلوہ گر ہوئے صاحبقران نے
اپنے دل میں کہا کہ یہ نقابدار بہادران روزگار سے ہے سچ کہتا ہے کہ جنگ کو طول دینے سے کیا فائدہ
نا مردوانا و معقول ہے یہ باتیں دل میں اپنے کر کے زیر علم اژدہا پیکر سے روبروئے بادشاہ لشکر جاکر
اجازت جنگ حاصل کر کے دلیرانہ مرکب کو سوئے نقابدار مذکور جولان کیا جب قریب نقابدار
سبز پوش پہونچے گھوڑے کو روک کر فرمایا کہ اے نقابدار سبز پوش حسب الطلب تمہارے ہم ہی
واسطے مقابلے کے آئے ہیں مشتاق تمہاری ضرب نیزہ و شمشیر و گرز کے ہیں لہذا وار کرو فنون جنگ
ہم پر آشکار کرو نقابدار مذکور گفتگو سے صاحبقران کے نیزہ اٹھا کے مرکب کو اپنے کاوے پر
ڈال کر نیزے کو گردش دے کے جوہر نیزہ بازی تا دیر دکھا کے عرق میں سراپا تر ہو کے نیزہ بازان
کامل سے تعریف و ثنا اپنی نیزہ بازی کی کر کے پکارا کہ اے صاحبقران ہوشیار ہوجائیے کہ
آپ پر میں وار کرتا ہوں یہ کہکر نیزے کو گردش دے کر بالا کی تمام پہلوے صاحبقران عالی مقام پر ضرب
نیزہ لگائی ادھر صاحبقران نے اپنی سنان نیزہ کو بعنوان شایستہ اپنی سنان نیزہ پر روکا دو
سنانوں کے ملنے سے اور باہم [illegible] چنگاریاں پیدا ہوئیں گویا دو اژدروں نے اپنے دہانوں
سے شعلہائے آتش نکالے [illegible] نقابدار نے نیزہ [illegible] کی اور صاحبقران کے
نیزہ رو کئے [illegible]
کہ دیکھنے والوں کا [illegible] صاحبقران خوش ہوگئے دل میں کہنے لگے کہ یہ ظالم نیزہ بازی [illegible]
تمام میدان کا [illegible] نیزہ بازی [illegible] نقابدار سبزپوش کا

طریقہ نیزہ بازی مثل ہمارے اور ہمارے اہل لشکر کے ہی نہین معلوم کہ یہ جوان کون ہی نقاب اسکے
چہرے پر ہی شناخت ہو نہین سکتی ہی ابھی صاحبقران اپنے دل مین یہ کہہ رہے تھے اور منفعت طبع
ثناے نقابدار مذکور کر رہے تھے درویش آفتاب صورت بھی قریب نقابدار سبزپوش اپنے گنبد
طلائی مین بیٹھے ہوے نقابدار ممدوح کی تعریف کر رہے تھے دل اُس کا بڑھا رہے تھے نقابدار بھی
ہر ایک کے تعریف کرنے سے خوش ہوکر نہایت حسن و خوبی سے لڑ رہا تھا چالاکی و ہوشیاری سے
وار کرتا تھا اور روکتا بھی تھا ہنر نیزہ بازی جو سیکھا تھا اپنے استاد سے اُس کو ظاہر کر رہا تھا دوست
دشمن سب تعریف کر رہے تھے کہ نقابدار سبزپوش نے وار نیزہ صاحبقران کا روک کر خود بھی
وار نیزے کا کیا صاحبقران نے پھر روکا اسی طرح ڈیڑھ دو سو طعن ہاے نیزہ کی باہم رد و بدل ہوئی
دیکھنے والون نے متحیر ہوکر دونون بہادرون کو فن نیزہ بازی مین کامل و اکمل پاکر بے حد تعریف
کی خصوصًا صاحبقران نے خود اپنے دل مین تعریف نیزہ بازی نقابدار مذکور کی بہت کی آخرکار
صاحبقران نے مسکرا کر نقابدار مذکور سے ارشاد کیا کہ اے نقابدار سبزپوش ابکی مرتبہ اپنی سنان
نیزہ سے بہت ہوشیار رہنا سنان نیزہ کو چوب نیزہ سے نکلنے نہ دینا نقابدار نے جواب دیا کہ آپ وار کرین
مین ہوشیار ہون حتی الامکان سنان نیزہ اپنی چوب نیزہ سے نکلنے نہ دونگا صاحبقران نے یہ تقریر
اُس کی سُنکے وہ بند نیزہ جو مخصوص واسطے صاحبقران کے تھا اور اُس سے کوئی سردار آگاہ نہ تھا
وار نیزے کا کرکے باندھا اور ایسا کہ بقوت بازو سے قوی دیا کہ سنان نیزہ چوب نیزہ نقابدار مذکور
سے نکلکر مثل تیر شہاب کے چمکتی ہوئی دور جاکر گری جملہ جوانان ہر سہ لشکر نے بجاے خود صاحبقران
کی تعریف کی نقابدار مذکور سنان نیزہ کے نکل جانے سے شرمندہ و منفعل ہوا کثرت شرمندگی سے
عرق مین تر ہو گیا گویا ایک نیزہ عرق انفعال مین غرق ہوگیا سر جھکا لیا درویش آفتاب صورت کو
و نیز اُس کے مردمان سپاہ کو رنج ہوا بعد ایک لمحے کے نقابدار سبزپوش نے سر اپنا اٹھا کر غضبناک
ہوکر مرکب کو بڑھا کر وہی چوب بے سنان بقوت تمام سر صاحبقران پر لگائی صاحبقران نے
ضرب چوب نیزہ حریف کو اس عنوان سے روکا کہ چوب نیزہ نقابدار درمیان سے ٹوٹ گئی نقابدار
سبزپوش نے وہ چوب شکستہ نیزہ اپنے ہاتھ سے خاک پر ڈال کر عراے پر سے گرز گرانبار اٹھا کر
کہا کہ اے صاحبقران عالی مقام اب ہوشیار ہو جائیے گرز گران سر اٹھائیے میری ضرب گرز کو
روکیے شجاعان جہان سے میری ضرب گرز رک نہین سکتی ہی جس حریف پر مین نے اس گرز گرانبار
کا وار کیا ہی اُس کو تہ خاک جانا نصیب ہوا ہی پیوند خاک کر دیا ہی استخوان تک اُس کے سالم نہین
رہے ہین راکب و مرکب دونون راہی ملک عدم ہوے ہین بہت سے پہلوانون اور سرداران
نامی و نامور کو اسی گرز سے مین نے پیوند خاک کر دیا ہی میری ضرب گرز سے حریف میرا جانبر
ہو نہین سکتا ہی اطلاعًا آپ سے کہا ہی صاحبقران نے مسکرا کر گرز گاؤ سر نہایت گرانبار اٹھا کر
فرمایا کہ اے بہادر تیری بہادری و قوت و ہمت مین کلام نہین ہی اور تیری لیاقت مین کچھ
شک و شبہ نہین ہم خبردار و ہوشیار ہین خداوند عالم تیری ضرب گرز سے بھی ہمین بچانے گا تاخیر نکر
ضرب گرز لگا کہ ہم مشتاق ضرب گرز ہین دیکھین کس قوت سے ضرب گرز تو لگاتا ہی نقابدار نے
دونون ہاتھون سے گرز کو محکم پکڑ کر مرکب کو بڑھا کر گرز کو بالاے سر گردش دے کر بقوت تمام
بالاے سر صاحبقران ضرب گرز لگائی ادھر صاحبقران نے دلیرانہ اُنکے گرز کو اپنے گرز پر روکا۔

ایک تڑاقا عظیم ہوا آواز مہیب و بلند پیدا ہوئی گویا دو فیل مست باہم جنگ آزما ہوئے مگر دونوں کو
بصد غضب ہوئی دیکھنے والوں کے دل سینوں میں تھرا گئے اکثر جوانان کفار تھرا کر مرکبوں سے
گر پڑے زمین کھی کانپی غبار بلند ہوا دونوں دلیران مذکور غبار میں نہان ہوئے نقابدار سبز پوش
نے ضرب گرز لگا کر خوش ہو کر پکار کر کہا کہ زدم و پست کردم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
را اے خواجہ طیفور گرد یا خبر لو صاحبقران کی دیکھو کیا حال ہے خواجہ مذکور نے چھاگل پانی سے
بھری ہوئی لیکر اس غبار میں جاکر دیکھا کہ صاحبقران کی آنکھیں بند ہیں گرز دونوں ہاتھوں میں مثل میل
فولادی بلند کیے ہوئے ہیں پیشانی پر عرق آگیا ہے مرکب قریب سموں تک غرق زمین ہو گیا ہے زندہ
و سالم ہیں یہ دیکھکر خوش ہو کر چھاگل سے پانی لیکر چھینٹا منہ پر صاحبقران کے دیا پھر پانی سے
گرد و غبار کو دور کیا صاحبقران نے آنکھیں کھولیں خواجہ نے مزاج پوچھا امیر بلند قدر نے فرمایا الحمد للہ
اچھا ہوں زندہ و سلامت ہوں کچھ تردد نہ کرو ہاں ضرب گرز گرانبار کے روکنے سے کچھ گرانی
مرفق و بازووں پر ہوئی ہے یہ فرما کر اپنے مرکب کو مہمیز کر کے زمین سے نکالا گھوڑا بقوت تمام گویا ایک جست
لے کر زمین سے نکلا پھر گرد و غبار بلند ہوا بعد دفع ہونے اس غبار کے اور ہٹ جانے خواجہ طیفور کر دیا
کے صاحبقران نے نقابدار سبز پوش سے مخاطب ہو کر فرمایا شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن ۔ یہ ارشاد کر کے اپنے گرز گرانبار کو گرد سر پیچ دے کر مرکب کو آگے
بڑھا کر خبردار و ہوشیار کہکر ضرب گرز بالائے سر نقابدار سبز پوش بقوت تمام لگائی اس طرف نقابدار
نے بچالائی و دلاوری سے اپنے کلہ گرز پر ضرب گرز صاحبقران روکی ہنگام ضرب مذکور بسبب
ضرب گرز گرد نقابدار مذکور زیادہ تڑاقا ہوا اور صدائے مہیب بلند ہوئی گھوڑے بھڑک کے اکثر سواران
لشکر کفار رو خاک پر گرے جوانان جنگی کے دل ہل گئے جگر تھرا گئے میدان جنگ ہل گیا بہت سے بزدلوں کو
جو سپاہ کفار میں تھے غش آگیا غبار زیادہ بلند ہوا یہ حال دیکھکر درویش آفتاب صورت کو
تاب صبر باقی نہ رہی دلسوز سے کہا کہ جلد جاکر دیکھ تو سہی کہ نقابدار سبز پوش کا کیا حال ہے دلسوز بھی
چھاگل پانی سے بھر کر ہمراہ اپنے لے کر اس غبار کے اندر گیا پانی چھڑک کر غبار کو دور کر کے دیکھا کہ
نقابدار کی آنکھیں بند ہیں بدل درد مند ہے گرز گران بار ہاتھوں میں بلند ہے تمام بدن پسینے میں تر ہے گھوڑا
تا کمر زمین میں غرق ہو کر مر گیا ہے کمر اس کی ٹوٹ گئی ہے بوجہ غرق ہو جانے زمین کے بالائے خاک گرا نہیں
ہے نقابدار با وجود اس کے کہ آنکھیں بند کیے ہے اور سراپا عرق میں تر ہے مگر زندہ ہے یہ حال دیکھکر
فی الفور پانی چلو میں لے کر منہ پر نقابدار کے پانی کا چھینٹا دیا ہوش نہ آیا پھر دوبارہ پانی کا چھینٹا دیا
نقابدار نے ہوشیار ہو کے آنکھیں کھولیں دلسوز نے پوچھا کہ کیا حال ہے مزاج کیسا ہے اس نے جواب دیا
کہ الحمد للہ اچھا ہوں مگر ضرب گرز گرانبار صاحبقران سے میری کلائیوں اور پاؤں کو شکست صدمہ
پہونچا دلسوز نے کہا کہ درویش آفتاب صورت منتظر ہیں مرکب سے اتر کر دوسرے مرکب پر
سوار ہو جیسے دیکھیے مرکب آپ کا ہلاک ہو گیا ہے اعدا خوش ہو رہے ہیں احباب کو آپ کے تردد
نہایت ہے یہ سنکے نقابدار سبز پوش نے اپنے مرکب پر نظر کر کے غضبناک نہایت ہو کے مرکب مردہ سے
اتر کے ارادہ پیادہ کرنے مرکب صاحبقران کا کیا ادھر صاحبقران نے اپنے گھوڑے سے جلد
اتر کر اس سے روکا اس نے بہم ہو کے زنجیر کمر صاحبقران میں ہاتھ ڈالدیا صاحبقران نے بھی
دامن عبا و قبا کو گردان کر اس کی زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالکر زور کرنا شروع کیا دونوں جانب سے

خوب زور ہونے لگے کشتی لپٹ کر ہونے لگی داؤن پیچ توڑ جوڑ دونون طرف سے ہونے لگے دستی
زبردستی ہر ایک ہنگام کشتی کرنے کا قصد کرنے لگا کوئی ارادہ اکال کا کرنے لگا کوئی اکھیڑ لگانیکی
فکر مین ہوا غرض ہر ایک دونون بہادرون مذکور سے اپنے اپنے داؤن کی فکر کرنے لگا کشتی بیدرلی
ہونے لگی جملہ جوانان ہر دو سپاہ بنظر رغبت کشتی دیکھنے لگے اسوقت دونون لشکرون کے ہرکارون
و نقیا وغیرہ نے باواز بلند کہا ایہا الناس آگاہ ہو کہ یہ کشتی ان بہادرون کی ایسی ویسی کشتی نہین ہے
کہ دو چار گھڑی مین ہو جاوے ان مین سے ایک غالب و مغلوب جلدی سے ہو جاوے یہ کشتی تماشا
کئی روز و شب ہوگی کہان تک تم سب مرکبون پر سوار رہوگے اور صف آرا رہوگے لہذا بہتر و
مناسب یہ ہے کہ مرکبون اور دیگر سواریون سے اتر کر خیمہ و بارگاہ ایستادہ کرکے تخت و کرسی و فرش
پر بیٹھکر باارام وراحت سیر اس کشتی کی کرو بنظر غور کشتی دیکھو تاکہ لطف کشتی دیکھنے کا با آرام و بخوبی حاصل
ہو بادشاہان ہر دو سپاہ نے تقریر ہرکارون وغیرہ کی سنکے خیال کیا کہ یہ ہرکارہ سچ کہتے ہین
کشتی چند روز تک ہوگی اس طور سے کب تک بالاے تخت بیٹھے ہوے کشتی دیکھین گے یہ خیال کرکے
ہر ایک بادشاہ نے حکم دیا کہ قریب قریب مقام کشتی کے خیام و بارگاہ استادہ و برپا جلد تر ہون جملہ
سردار و سوار مرکبون سے اتر کر علی قدر مراتب کرسیون اور فرش پر بیٹھکر براحت و آرام یہ کشتی
دیکھین کیونکہ یہ دونون جوان نامی و نامور ہین کشتی ان کی قابل دید و یادگار ہے ایسی کشتی کبھی کسی نے
نہ دیکھی ہوگی ایسے جوان و پہلوان زبردست و قوی بازو و قوی ہیکل نامی و نامور و چیدہ عصر چیدہ
روزگار باہم کبھی کشتی نہ لڑے ہونگے ان کی کشتی جو نہ دیکھے گا وہ پچھتاوے گا پھر ایسی کشتی زیر فلک شاید
ہو یا نہو یہ حکم شاہان لشکر کے ملازمون نے جلد جلد سامان کیا بارگاہین اور خیمے قریب جاے کشتی
کے دور تک بکثرت ایستادہ و برپا کرکے تخت زرین اور کرسیان زرین و چوبین اور فرش نفیس
و غیرہ نفیس بمقام و جاے مناسب بچھایا پردے خیمون اور بارگاہون کے اٹھا دیے جب یہ انتظام
ملازمون مذکور نے کیا ہر ایک بادشاہ لشکر مع تمامی سرداران سپاہ اعلی و ادنی کے اپنی اپنی سواری
اور مرکب سے اتر کر سائیسون کو مرکب حوالے کرکے ہر ایک علی قدر مراتب کرسی اور فرش پر بیٹھا
بادشاہان لشکر بالاے تخت زرین بیٹھے درویش آفتاب صورت بھی قریب مقام کشتی تقوے
اپنے اسی گنبد طلائی مین بیٹھے اور بقول راوی دیگر بالاے کرسی زرین بیٹھے اور باواز اوسط تعریف
و ثناے نقابدار بمقام مناسب کشتی کرنے لگے دل اس کا بڑھانے لگے وہ بھی تعریف و ثنا کرنے سے
چمک چمک کر تیزی و چالاکی سے کشتی لڑنے لگا اب سب اعلی و ادنی اہتمام تعریف دونون
بہادرون کی تعریف و ثنا کرنے لگے باآرام تمام سب بیٹھے ہوے کشتی دیکھنے لگے یہان تک کہ
زمانہ شام کا آگیا آفتاب جانب مغرب جاکر نہان ہوا تاریکی محیط عالم ہونے لگی وقت شام
نقابدار سبز پوش نے ہاتھ اپنے شانہ و بازوے صاحبقران پر رکھکر کشتی لڑنے سے روکا کر کہا
کہ اے صاحبقران عالی مقام ملاحظہ فرمائیے کہ آفتاب نہان ہوگیا تاریکی شب نمود ہوئی ہے یہ
ظاہر ہے کہ دن واسطے محنت و مشقت و کار کرنے کے ہے اور شب واسطے راحت و آرام کے ہے
لہذا اگر مناسب ہو تو جاکر اپنی بارگاہ مین راحت پذیر ہوجیے صبح کو پھر مجھسے کشتی لڑیے گا مین نے
صرف آپ کے راحت و آرام کی غرض سے کہا ہے یہ خیال نہ فرمائیے گا کہ نقابدار سبز پوش کشتی
لڑتے لڑتے تھک گیا ہے دم اس کا اکھڑ گیا ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ بہادران عالم بغیر غالب و

مغلوب ہوتے کشتی موقوف نہیں کرتے ہیں اور تاریکی شب کا دفع کرنا نزدیک شاہوں کے
مشکل نہیں ہو ممکن ہو کہ اسقدر روشنی کر دی جاے کہ اس میدان جنگ میں کثرت روشنی
سے تاریکی شب معدوم ہو جاوے اب رہا کلام اکل و شرب کے بارے میں اس بارے میں
بھی یہ ہو سکتا ہو کہ بعوض نان خورش شیر تازہ و خالص پر اکتفا کی جاوے نقابدار سبزپوش نے
جواب دیا کہ بہتر ہو مجھکو رات کو بھی لڑنے میں کچھ عذر و تامل نہیں ہو یہ کہکے واسطے روشنی
کرنیکے کہا درویش آفتاب صورت کے حکم سے اسطرف اُدھر بادشاہ لشکر اہل اسلام
کے فرمان سے ملازموں نے سامان روشنی کرنے کا کیا پہلک کے جھاڑ چند در چند بمقام کشتی
لا کر رکھے پہلے کنولوں میں شمعہاے مومی وکافوری چڑھا دیں پھر روشن کر دیں سوا ان کے
ہزار دو ہزار کنول اور فانوسیں اور لاکھوں مشعلیں اور جہاں جہاں جس جگہ جو مناسب روشنی تھا
روشن کیا کوکب انجم حصاری نے بھی اپنے لشکر میں روشنی کرائی کثرت روشنی سے میدان
جنگ میں سیاہی شب کا اثر بھی نہ رہا جب اس طرح روشنی ہو چکی کٹورے شیر خالص سے بھرے ہوے
چند در چند ملازم مع کاسہ مسی و جام بلوریں لیکر دونوں جانب لشکر سے آئے بہادران کشتی گیر
مذکور نے شیر کا کٹورا کاسوں میں بھر کر ہر ایک کاسہ دہن سے لگا کر شیر مذکور پیا جب کاسہ
خالی ہوا پھر ملازموں نے کاسہ شیر سے بھر دیا پھر دونوں بہادروں نے کاسہ دہن سے لگا کر وہ
شیر نوش کیا اسی طور سے کئی کاسہ شیر کے پیکر ہر ایک سیر و سیراب ہو کر پھر کشتی لڑنے پر آمادہ
ہوا ملازم کٹورے اور کاسے اٹھا کے لیگئے دلاوران موصوف بعد اوسکے نماز عصر میں بدستور
روز گذشتہ کشتی لڑنے لگے جمیع اعلی و ادنی صغار و کبار بنظر غور کشتی دیکھنے لگے ماہران فن کشتی
بمقام تعریف کشتی ثنا کرنے لگے یہان تک کہ وہ شب تمام ہوئی دونوں دلاور برابر کشتی لڑتے
کسی کے زور میں کمی نہوئی کوئی غالب و مغلوب نہوا صبح کو بھی بعد ادائے نماز سحر اور شیر کا و سے
سیر و سیراب ہونے کے پھر کشتی لڑنے لگے کہان تک بتفصیل حال اس کشتی کا تحریر کیا جاے قصہ مختصر
یہ کہ آٹھ روز اور آٹھ راتیں برابر کشتی ہوئی دونوں میں سے کوئی غالب و مغلوب نہوا نہ کسی کے
زور و قوت میں کمی پائی گئی اکثر دیکھنے والے حیران ہوے کہ یہ عجب پہلوانان قوی بازو ہیں کہ آٹھ
روز و شب سے کشتی لڑ رہے ہیں ابھی تک ان میں سے کوئی زیر نہیں ہوا نہ کسی کی قوت میں
کمی ہوئی برابر بدستور روز اول اب تک کشتی لڑ رہے ہیں یہ تو دیو اور جن سے بھی کچھ قوت و
زور میں بڑھ گئے ہیں غرض صاحبقران تو اپنے زمانے کے صاحبقران ہی ہیں پاس نقابدار سبزپوش کی
قوت پر عجب ہو کہ اس کی اب تک قوت میں کمی نہیں ہوئی ہو اسی طرح صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے بھی اپنے دل میں خیال کیا کہ ہمارے حیرت اور مقام تعجب ہو کہ اب تک یہ
نقابدار سبزپوش بطریق روز اول سے کشتی لڑ رہا ہو آٹھ روز اور آٹھ شب ہیں گذر گئے یہ نوان روز ہو
ابھی تک اس کی قوت میں کمی نہیں ہوئی ہو اور انداز اس کی جنگ نیزہ و گرز و کشتی کا بعینہ
ہمارے ہی بیان کا ہو شاید یہ شاہزادہ طیمور شیر پیکر ہو وہ بھی عجب آکر اسی طور سے کشتی
لڑتا تھا مگر حیرت یہ ہو کہ وہ نقابدار سرخ پوش تھا اور یہ نقابدار سبزپوش ہو اگر طیمور شیر پیکر ہوتا
تو اس کی نقاب سرخ ہوتی کبھی نقاب سبز نہوتی دیکھنا چاہیے کہ آخر یہ کون ہو طیمور شیر پیکر ہو
یا کوئی اور ہو کسی طرح مغلوب ہوتا ہی نہیں ہو کسی طرح اس کی قوت میں کمی ہوتی ہی نہیں ہے یہ

انسان ہے یا جن ہے یا کوئی اور ہے یہ خیال کرتے ہی ہنگام کشتی لڑنے کے صاحبقران نے اُس کے
نقاب پر ہاتھ ڈال کر نقاب کو چہرے سے اٹھا کر پہچان کر کہا کہ اے فرامرز ثانی تم مجھ سے کشتی
لڑ رہے ہو تم تو دریا مین ہمراہ ملکہ گر کر غرق دریائے موج ہوگئے تھے کیونکر دریا سے بکنار سلامتی
پہونچے اور یہ تو بتاؤ کہ اسقدر زور و قوت تمنے کہان سے پائی کیا بعد مرنے کے پھر زندہ ہوکر
خدا سے تمنے اسقدر قوت طلب کرکے دنیا مین ہمسے مقابلے کو آئے ہو یہ قوت و زور آخر تمکو کیونکر حاصل
ہوا ہے یہ حیرت ہے اور مقام عجب ہے ہنوز نقابدار سبز پوش یعنی فرامرز ثانی نے صاحبقران کو کچھ
جواب نہ دیا تھا فقط ارادہ جواب دینے کا کیا تھا کہ یکایک از جانب صحرا گردے بر خاست گردید تیرہ تیرہ
سر گرد تا بہ آسمان رسید و درمیان گرد و غبار تیرہ جلوہ برق عیان مردان ہر سہ سپاہ طرف اُس گرد و غبار
عظیم کے دیکھکر مختلف خیالات کرنے لگے اکثر مردان سپاہ کہنے لگے کہ اس طرف سے بڑے زور سے
سیاہ آندھی آتی ہے برق بھی چمکتی ہوئی دمبدم نظر آتی ہے ایسی آندھی کبھی کم آئی ہوگی یہ خیام اور
بارگاہین آندھی مین اڑ جائینگی بعض بعض سوارون نے کہا کہ خیال تمھارا غلط ہے یہ آندھی نہین ہے
ابر سیاہ اس جانب سے آتا ہے بجلی بھی چمکتی ہے اگر یہ ابر سیاہ محیط ہوکر برسنے لگا تو خوب ہی بارش ہوگی
یہ خیام و بارگاہ اس ابر دریا بار سے اس صحرا مین حباب آسا نظر آئینگے ہزارون آدمی طغیانی
آب سے بہہ جائینگے ہوشیار ہو جاؤ ابھی سے فکر ایسی کرو کہ بارش باران سے ضرر نہ پہونچے اکثر
مردم سپاہ نے کہا کہ تم غلط کہتے ہو یہ آثار آمد سپاہ کثیر کے ہین غالبًا کوئی بادشاہ بجمعیت فوج کثیر ادھر
آتا ہے نہین معلوم وہ ہمارا اور ہمارے بادشاہ کا دوست ہے یا دشمن ہے اگر دوست ہے تو فہو المراد
اور اگر دشمن ہے تو یاد رکھو کہ آج اس صحرا مین ایسی لڑائی ہوگی کہ کسی نے کم دیکھی ہوگی کشت و خون
از حد ہوگا لاشون کے انبار کشتون کے ڈھیر اس صحرا مین جابجا ہو جائینگے بلکہ یہ صحرائے سبزہ زار
خون کشتگان و مجروحان سے لالہ زار ہو جائیگا دریائے خون اس صحرائے سبزہ زار مین روان
ہوگا اسوقت تین لشکر ہائے عظیم یہان موجود ہین چوتھا لشکر عظیم یہ آتا ہے سخت تلوار چلیگی جنگ
مغلوبہ غضب کی ہوگی لاکھون مردان لشکر کام آجائینگے ہزارہا مجروح ہونگے زمین پر تڑپ تڑپ کر
نالہ و فریاد کرینگے صدہا بلکہ ہزارہا مردان سپاہ کشاکش مین دب کر مرکبون کے سمون سے مانند
سبزہ صحرا پامال سم اسپان ہو جائینگے استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائینگے مقتضائے عقل یہ ہے
کہ ہوشیار ہو جاؤ جلد جلد اپنے اپنے مرکب پر سوار ہو تلوارین علم کرلو نیزے ہاتھون مین سنبھال لو
گرز گران سر اٹھا لو دیکھو پھر مہلت اتنی نہ ملیگی کہ مرکبون پر سوار ہوکر آلات حرب و ضرب سے اپنے
دشمنون کو قتل کرسکو اکثر نے اُن کو جواب دیا کہ تمکو عقل خاک بھی نہین ہے محض بیوقوف ہو جوانان
لشکر کو ڈراتے ہو آپ بھی ڈرتے ہو دوسرون کو بھی ڈراتے ہو بزدلون کی سی باتین کرتے ہو
قبل از وقوع واقعہ جوانان جنگجو کو قتل و زخمی ہو جانے کی خبر دیتے ہو تم تو درویش خدا رسیدہ بھی
نہین ہو نہ کوئی اولیا ہو نہ منجم نہ رمال نہ کاہن ہو کہ تمھارے قول کا اعتبار کیا جاوے تمھین
ایسے لوگ مردان جنگجو کو بھی میدان جنگ مین ثابت قدم رہنے نہین دیتے ہین جو کوئی آتا ہے
آئے کیا اندیشہ ہے مرنا ایک روز ضرور ہے اگر آندھی آتی ہے تو آئے اور اگر ابر آتا ہے تو وہ بھی آئے
پانی برسے اگر لشکر آتا ہے تو آئے جو کوئی ہمسے لڑیگا ہم اُس کے کشتون سے آمادۂ جنگ ہونگے
حتی الامکان دلیرانہ لڑینگے زندگی ہوگی تو زندہ رہینگے اگر اجل نزدیک آئی ہے تو قتل ہو جائینگے

گھبراہٹ عبث ہے یہ اضطراب و خوف بیکار ہے جو کچھ پیش آئے گا دیکھا جائے گا جانب گرد و غبار پیش
دیکھتے ہوا ادھر متوجہ ہو دیکھو صاحبقران ذیشان اپنے حریف سے کچھ ہم سخن ہوئے تھے پہلے کشتی
ہو رہی تھی اب کشتی موقوف ہے نہیں معلوم کیا سبب ہے ہم اور تم تو دور ہیں اگر قریب ہوتے تو
مفصل حال موقوف ہونے کشتی کا معلوم ہوتا ابھی مردان ہر دو سپاہ یہ تقریر کر رہے تھے اکثر جانب
گرد و غبار مذکور دیکھ رہے تھے کہ صاحبقران و فرامرز ثانی بھی دونوں بار بار سوئے غبار
دیکھنے لگے ناگاہ دامن غبار دست باد تند سے صد چاک ہوا دیکھا کہ دس ہزار فیلان کوہ پیکر و بلند
قامت چلے آتے ہیں آگے سب ہاتھیوں کے جو فیل کلان ہے اُس پر بھی نشان ہے ایک جوان زرہ پوش
مسلح نشان لئے ہوئے بالائے پشت فیل بیٹھا ہے رنگ نشان کے پھریرے کا سیاہ ہے علامت و
نشان فوج کفار کے آنے کا ہے اُس ہاتھی کے خرطوم میں دو تیغے چھنگے دو طرفہ دھار نہایت آبدار
ہے بندھے ہیں پیچھے اُس ہاتھی کے پچاس ہزار فیلان بلند ہیں ہر ایک ہاتھی پر ایک پہلوان زرہ پوش
مسلح بیٹھا ہوا ہے اور مثل فیل اول کے جسپر نشان ہے ہر ایک ہاتھی کی سونڈ میں دو تیغے طویل
دو طرفہ دھار دار بہت آبدار بندھے ہوئے ہیں جسوقت کوئی فیل اپنی سونڈ کو حرکت دیتا ہے وہ
تیغے مانند بجلی کے چمکتے ہیں پچاس ہزار ہاتھی ہیں سو ہزار تیغے ہیں ان سو ہزار تیغوں کی چمک سے پناہ
بذات خدا ایکبارگی سو ہزار بجلیوں کا چمکنا معاذ اللہ تمام صحرائے سبزہ زار روشن ہو جاتا ہے پیچھے
اُن سب ہاتھیوں کے ایک لاکھ سواران جنگی ہیں حاکم سپاہ مذکور ایک فیل مست پر سوار ہے چتر زر
اُس کے سر پر ہے جوان از حد قوی ہیکل دیو پیکر ہے اُس ہاتھی کی بھی سونڈ میں دو تیغے بندھے
ہوئے ہیں متصل پر ہاتھی کی ایک پہلوان دیو پیکر بد صورت تیرہ رو مہیب صورت مسلح بیٹھا
ہے گرز گران اُس کے ہاتھ میں ہے وہ جملہ فیل اور تمام سواران لشکر گھوڑے دوڑاتے ہوئے
فیلبان فیلوں کو بچ بانگ سے ہولتے ہوئے بعد عجلت آتے ہیں یہ حال دیکھکر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ اور فرامرز ثانی متردد ہو کر زمین سے اٹھے ملازموں سے مرکبوں کا
طلب کیا صاحبقران نے اپنے لشکر کے جملہ سرداروں اور سواروں کو حکم دیا کہ جلد مرکبوں پر
سوار ہو نہیں معلوم یہ کون بد اندیش ادھر آتا ہے اسی طرح عمان شاہ و دود کیش افعی صورت
و غوراق آہن کلاہ و کوکب انجم حصاری نے بھی اپنے جملہ مردان سپاہ کو حکم مرکبوں پر
سوار ہونے کا دیا اور خود بھی تخت سے اُٹھکر مرکب پر ہر ایک بادشاہ نے سوار ہونے کا
ارادہ کیا ہنوز صاحبقران اور فرامرز ثانی اور کچھ سرداران سپاہ اور سواران ہر دو لشکر
اہل اسلام مرکبوں پر سوار ہو سکے اور باقی جملہ سردار و سوار فکر سواری اسپ میں تھے
کہ یکایک وہ تمام فیل صحرا میں آ ہی گئے اُن کے آنے سے وہ صحرائے سبزہ زار گویا جنگل بن ہو گیا
گویا تمام صحرا ہاتھیوں سے بھر گیا بعد آنے ہاتھیوں کے صاحب لشکر یعنی حمائل بن شمائل بن
جنبائل کہ پوتا پیرو تالند صور بن سعدان کا ہے ایک لاکھ سواروں کی جمعیت سے حسب الاتفاق
اُس طرف آیا جس جانب لشکر کوکب انجم حصاری کا تھا کوکب انجم حصاری مضطر و پریشان
خاطر ہو کر سارق بن لقا سے کہہ رہا تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے نہیں معلوم یہ لشکر اس گروہ فرستے
کس کا آیا ہے سارق بن لقا جواب میں اُس کے کہہ رہا تھا کہ اسوقت جتنے قدر بر تازہ کی گھبرا کے
گھبراتا ہے تھوڑی دیر تمام حال منکشف ہو جائے گا دیکھا کیا حمائل خان نے قریب آکر سارق بن لقا کو

پہچان کر باادب سلام کرکے کوکب انجم حصاری سے پوچھا کہ یہ دونوں لشکر اس صحرا میں کس کس کے
فروکش ہیں اور یہ لشکر کس کا ہے اُس نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ یہ لشکر تو صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ کا ہے اور وہ لشکر عمان شاہ و عراق آہن کلاہ و درویش آفتاب صورت
کا ہے یہ دونوں لشکر اہل اسلام کے ہیں جب سے یہ دونوں لشکر اس سرزمین پر آئے ہیں کیا کہوں
کیسے کیسے صدمات میرے قلب کو پہونچے ہیں اور جو لشکر میرا ہے اس وقت تھا بارہ سبزپوش تھے اور
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے کچھ باتیں ہوئیں کشتی موقوف ہوئی قبل اس کے آٹھ
روز و شب نامبردہ گان سے برابر کشتی ہوتی تھی تمہارے آنے سے مردان لشکر کچھ مرکبوں پر سوار
ہو چکے ہیں لاکھوں ابھی تک سوار ہونے کی فکر میں ہیں اپنے مرکبوں کو سائیسوں سے طلب کر رہے
ہیں کہ جلد لاؤ دیکھیے سائیس مرکبوں کو لیے ہوئے چلے آتے ہیں شور و ہنگامہ ہو رہا ہے یقین ہے کہ ان
اہل اسلام کا قصد بھی ارادہ ہے کہ آپ سے بھی مقابلہ و مجادلہ کریں حمائل خان نے یہ تقریر
کوکب انجم حصاری کی سنکے از حد برہم ہو کے حکم سب فیلبانوں کو دیا کہ وہ بولی بولیں کہ جسکی
بولی کے بولنے سے ہاتھی سمجھ جاتے ہیں کہ ہمارے فیلبان خرطوم ہلانے کو کہتے ہیں اور سونڈ ہلانے کا حکم
دیتے ہیں فیلبانوں نے حسب الحکم اپنے آقا و مالک کے حکم سے وہی بولی جنگی قواعد کی بولی کہ جو
ہاتھیوں کو سکھائی گئی تھی تمام ہاتھی اس بولی کے سنتے ہی سمجھ گئے کہ جیسے اسوقت سونڈ ہلانے اور
اور پیٹ ہلانے کو ہمارے فیلبان کہتے ہیں فی الفور وہ قواعد دان ہاتھی سونڈیں ہلانے لگے
اسوقت حمائل خان بن شمائل بن عبدائل خان نے سب فیلبانوں کو حکم دیا کہ یکبارگی
سب ہاتھی ان دونوں لشکروں اہل اسلام کی طرف کہ اس صحرا میں پھیلے ہوئے ہیں بڑھاؤ دونوں
لشکروں کے مردان کو ان ہاتھیوں کے پیروں سے قتل و پامال کراؤ اور تم بھی بتیر و نیزہ و شمشیر
اہل اسلام کو قتل کرو جو اہل اسلام تمہارے قریب تمہارے تیر یا نیزہ یا شمشیر کی زد پر آجائے آپسے
دلیرانہ قتل کرو ان کے قتل کرنے سے منہ نہ موڑو کیونکہ ان اہل اسلام نے ہمارے بزرگوں کو قتل
کیا ہے اور بے سامان کیا ہے اور یہاں آکر خداوند ساریق کو گھیرا ہے ارادہ ان کے قتل کرنے کا کیا ہے
کوکب انجم حصاری بادشاہ انجم حصاری کو بھی گھیرا ہے بربادو تباہ کرنے انجم حصار کا قصد کیا ہے
سخت صدمے پہونچائے ہیں یہ لوگ خدا پرست ہیں ہمکو ان سے عداوت قلبی مذہبی ہے ہمکو ان سے
انتقام لینا منظور ہے ہرگز یہ لوگ قابل رحم نہیں ہیں لقا پرستوں کے دشمن جان و ایمان ہیں
فی الحال خداوند ساریق بن لقا کے قتل کرنے پر موجود ہیں فیلبانوں نے حکم سے حمائل خان
بد دین و بدآئین کے بادشاہ لشکر اہل اسلام کی جانب و سیاہ درویش آفتاب صورت کی طرف
کہ صحرا میں مردان سپاہ پھیلے ہوئے تھے ہاتھی بڑھا کے ایسی بولی جنگی بولی کہ وہ سب ہاتھی
دوڑتے ہوئے سوئے مردان ہر دو لشکر اہل اسلام متفرق طور سے بڑھتے خرطوم اپنی ہر ایک
ہاتھی ہلاتا ہوا سنکی و بسیار خرطوم کے ہلاتے ہوئے پیروں سے ضرب حریفانہ طور سے لگاتا ہوا
بڑھا یہ حال دیکھ کر اکثر سرداران سپاہ و صدہا سواران جنگی جو اسوقت مرکبوں پہ سوار ہو چکے
تھے بفرض بچانے صاحبقران کے اور قتل کرنے فیلبانان مذکور کے سمت صاحبقران مرکبوں کو جولاں
کر کے روانہ ہوئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و فرامرز ثانی و درویش آفتاب
صورت و عمان شاہ و عراق آہن کلاہ و نقابداران سبزپوش وغیرہ صدہا مردان لشکر اہل اسلام

جلد جلد مرکبون پر اور تخت زرین وگنبد طلائی پر سوار ہوئے اور لاکھون سواران ہر دو لشکر
اہل اسلام و بادشاہ لشکر اہل اسلام فکر سواری مین مصروف ہوئے سواریان طلب کین شور و غل
ہوا کہ جلد سواریان لاؤ جلد تمام اسے سائیس گھوڑے لاؤ پیلبان جنگی قواعددان ہاتھی ادھر تقید جنگ و
قتل کرنے کے چلے آتے ہین سائیسان چالاک و تیز رو مرکبون کو دوڑا کے چلے بادشاہ تخت زرین
پر سوار ہوئے مردان لشکر بھی مرکبون پر سوار ہونے لگے اسی اثنا مین وہ سب ہاتھی نزدیک تر
آ پہنچے گرد صحرا مین جہان جہان اہل اسلام تھے پھیل گئے مردان لشکر کو ان پیرون دو طرفہ دھاردار
سے کچلنے و بسیار خرطومون ہلاک و قتل کرنے لگے سرداران سپاہ اور سواران جنگی ان ہاتھیون کے
پیرون سے زخمی و قتل ہونے لگے صاحبقران اور فرامرز ثانی و سرداران سپاہ لشکر اہل اسلام
بہمہ چالاکی و ہوشیاری و خبرداری ان ہاتھیون کے پیرون کی ضرب سے بچ کر ان کے پانون
بضرب شمشیر آبدار قلم کرنے لگے اکثر ہاتھی زخمی ہو کر گرنے لگے فیلبان ان کے بھی ہاتھیون کے
پانون قلم ہونے سے سرنگون ہو کر نیزہ و تیغ لینے لگے و دست حریفان سے زخمی و قتل ہونے
لگے اور اہل اسلام کو ہنگام جنگ ہلاک کرنے لگے ادھر تو صاحبقران وغیرہ لڑتے ہین ہزارہا
مردان سپاہ قتل و زخمی ہو رہے ہین ہاتھی سینے ہلا رہے ہین اکثر ہاتھی قتل ہو چکے ہین کچھ ہاتھی
تیر و نیزہ سے زخمی ہین چنگھاڑ رہے ہین غبار عظیم بلند ہے شور و غل اسقدر بلند ہے کہ پناہ بذات خدا
زخمی سواران لشکر کو دل سے کر رہے ہین مانند مرغ بسمل تڑپ رہے ہین صدہا سواران مقتول
زیر پائے فیلان مثل ریت پامال ہو رہے ہین پامال ہو رہے ہین ہاتھی سونڈین ہلا رہے ہین پیٹھ راست
چپ حرکت دیتے ہین چمک ان کی ایسی ہے گویا بجلیان چمک رہی ہین تمام صحرا جہان تک اہل اسلام
ہین یہی حال ہے کہ بجلیان پیرون کی دمبدم ہر طرف چمکتی ہین دلاوران لشکر نعرے کر رہے ہین قدم
جمائے ہین حتی الامکان ہاتھیون کی پشت کی طرف جا کے شمشیر آبدار سے ان کے پانون قلم کرتے
ہین ہاتھی گرتا ہے زمین پر بلبلا کر چنگھاڑتا ہے فیلبان بہ تیغ و نیزہ حملہ آور ہوتا ہے اہل اسلام قابو
پا کر اس کو بھی قتل و زخمی کرتے ہین لیکن جس طرف صحرا مین بادشاہ لشکر اسلام ہین اور وہ مردان
سپاہ و سواران لشکر بھی جو مرکبون پر سوار ہوا و ان مین صدہا سوار نہین ہوئے ہین ہزارون سوار
مرکبون پر سوار ہو چکے ہین بادشاہ بھی تخت پر بیٹھے ہین کہار تخت کو اٹھائے ہین بکثرت فیلان مذکور
فیلبان ادھر ہی گھسے ہین پیادہ جو سوار ہین وہ بہت مضطر و پریشان ہین ہاتھی اس طرف
مردان سپاہ کو زیادہ تر قتل و ہلاک کر رہے ہین آگے بھی بڑھتے جاتے ہین ان مین سے کوئی قتل
زخمی نہین ہوتا ہے اہل اسلام جو مضطر ہین بمجبوری پسپا ہوتے ہین ہزارہا سوار پیرون کی ضرب
سے دو نیم بلکہ چور چور ہو کر خاک پر پڑے ہین مرغ بسمل کی طرح خاک پر تڑپ رہے ہین وہ سبزہ زار
خون سپاہ دیران سے گلنار ہو رہا ہے جو سردار و سوار رستم ہین وہ دلاوری و چالاکی سے قابو پا کر ان
ہاتھیون کے پانون قلم کرنے کی کوشش کرتے ہین مگر پیادہ و سوار تاب ان ہاتھیون کے پیرون کی
ضربات کی نہ لا کر دمبدم پسپا ہوتے جاتے ہین اور جس سمت لشکر سلیمان شاہ ہے اس جانب بھی
فیلان جنگی ہین مگر کم ہین دیوتن آفتاب صورت بھی اپنے گنبد طلائی سے تیر اور حقہ ہائے
آتشبازی ان فیلون پر مار رہے ہین ادھر بھی ایک شلکہ عظیم ہے سیکڑون سواران سپاہ کام
آ چکے ہین بہت زخمی ہین فیلون کے پیرون کی ضرب سے کوئی سوار و پیادہ فوج نہین سکتا خود کوئی

سامنے آجاتا ہے دو ٹکڑے ہو جاتا ہے دمبدم ہر جگہ لاشوں کے ڈھیر کشتوں کے انبار صحرا کے
سبزہ زار میں ہوتے جاتے ہیں فیلوں نے آفت عظیم برپا کی ہے زخمی تا کمر پڑے ہیں چلا رہے ہیں
کوئی لیے بھاگتے ہیں ان کی خبر نہیں لیتا ہے ایسی حالت میں حمائل خان نے بالائے ہودج
فیل کلان سے غور کرکے دیکھا کہ جس طرف بادشاہ لشکر اہل اسلام ہیں اس جانب تو کثرت فیل
ہیں اور فیلبان فیلوں کو بڑھاتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور بادشاہ موصوف کچھ ہٹتے ہوئے
چلے جاتے ہیں اس طرف کشت و خون زیادہ ہوا ہے اور جس طرف صاحبقران اور قرامرز ثانی
ہیں اس سمت مجمع مردان سپاہ زیادہ ہے ہر چند کہ بہت سے قتل و زخمی ہوئے ہیں مگر قدم جمائے
ہوئے لڑ رہے ہیں اکثر فیل بھی زخمی شدہ و یا بریدہ زنجیر بیٹھے ہیں چنگھاڑ رہے ہیں اور جس
رخ عمان شاہ و درویش آفتاب صورت وغیرہ ہیں اس طرف بھی فیل کم ہیں مردان سپاہ
کا بہت مجمع ہے ہر چند خونریزی زیادہ ہوئی ہے مگر مردان سپاہ ڈٹے کھڑے ہوئے ہیں ہر رنگ جنگ
فیلان قوی عدوان و مردان سپاہ دیکھ کر غضبناک ہو کر ایک لاکھ اپنے ہمراہی سواروں کو ساتھ
اپنے لے کر جس جانب امیر پاک توقیر لڑ رہے تھے اسی طرف حملہ آور ہوا ساتھ ساتھ اس کے
سیاہ نصیب ہیں لقا بھی مع شکستگان بسواری تخت زرین ہمچو حمائل خان کے کہنے سے پیلا
کوکب انجم حصاری کہ بھی تاب تحمل نہ لا کر مع تمامی اپنی سپاہ کے بجانب عمان شاہ و درویش
آفتاب صورت حملہ کنان ہوا جب یہ دونوں لشکر دونوں لشکر اہل اسلام سے متصل پہنچے جوانان لشکر
حمائل خان و مردان سپاہ کوکب انجم حصاری تلواریں نیاموں سے کھینچ نیزوں کو
ہاتھوں میں لیے گرز زہر لے گرانبار پہلوانان نابکار اہل اسلام کو قتل کرنے لگے جنگ
مغلوبہ ہونے لگی مومن و گبر مل گئے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی نیزہ دار نیزے لگانے لگے
پہلوانان ہر چہار سپاہ گرز گران سے اپنے حریفوں کو پیوند خاک کرنے لگے اب بہ نسبت قبل
کشت و خون زیادہ ہونے لگا شور بزن و بگیر ہونے لگا کشتوں کے ڈھیر لاشوں کے انبار صحرا کے
سبزہ زار میں جابجا زیادہ ہونے لگے جوئے خون زمین صحرا میں رواں ہونے لگی تلوار چلنے لگی
چاقا چاق خنجر بلند ہوئے کمانیں کڑکنے لگیں تیر چلنے لگے جوانان لشکر نشانہ تیر ہونے لگے ابر سیاہ
دھانوں کا اٹھا برق تیغ ہر طرف چمکنے لگی مینہ خون بہادران کا زخموں اور تلواروں سے زمین پر
پہنچنے لگا سر سرداروں کے مانند اولوں کے تن سے جدا ہو کر زمین پر گرنے لگے جیسے خون میں
حباب آسا تیرنے لگے لاشے سواروں کے مانند ماہیان کلان کے اس جوئے خون دلاوران
میں ثابت ہونے لگے آثار بارش اور سیل خون میدان جنگ میں نظر آنے لگے کیونکہ ایسی جنگ
عظیم عہد صاحبقران سلطان کیوان شکوہ میں کبھی نہ ہوئی تھی نہ ایسا کشت و خون ہوا تھا نہ
چار لشکر ہائے عظیم و کثیر میدان جنگ میں جمع ہوئے تھے نہ چار ایسے لشکروں میں جنگ مغلوبہ
ہوئی تھی نہ کوئی بادشاہ دشت پیما پچاس ہزار ایسے جنگی و قوی اعدوان فیلوں کو ساتھ اپنے لیکر
میدان جنگ میں آیا تھا یہ جنگ زیر فلک ایسی ہوئی کہ چشم پیر فلک نے کم ایسی لڑائی دیکھی ہوگی
بلکہ شاید نہ دیکھی ہوگی کیونکہ اس صحرا کے سبزہ زار میں ہر جگہ ہر گروہ ہر غول میں درمیان کفار
اور اہل اسلام سے یوں لڑائی ہو رہی تھی کہ ایک سردار کا سر تھا اور ایک سوار کی تلوار تھی
کسی جوان کا سینہ کسی جری کا نیزہ کسی کا جگر کسی تیر انداز کا تیر کسی کا پہلو کسی کا خنجر کسی پہلوان کا سر

ہاتھیون کی پٹون کی ضرب سے دو نیم ہو جاتے ہین لاچاری و مجبوری سے ٹھہر نہین سکتے ہین جوانان
لشکر اسلام پسپا ہوتے جاتے ہین اکثر سرداران سپاہ گرد تخت بادشاہ موصوف ہین وہ لڑتے بھی
جاتے ہین اور بادشاہ کو بھی تیر فیلبانان نابکار و فیلان کوہ وقار اور اُن کے پٹون کی ضرب سے
بچاتے بھی ہین ایسی حالت مین بادشاہ موصوف نے پسپا ہوکر اُن ہاتھیون سے جانبر ہونا مشکل
جان کر ہزارون جوانون کو زمین پر کشتہ دیکھکر اُن ہاتھیون کے قتل کرنے پر قادر نہو کر دست دعا
بدرگاہ کبریا اٹھاکر برجوع قلب یون دعا کرنا شروع کیا کہ اے خالق برق و سحاب ولے مسبب الاسباب
اے معین واماندگان واے مددگار عاجزان اے قاضی الحاجات واے رب مخلوقات تو ہمارا ظہیر و
ناصر ہو اسوقت ہم سب اہل اسلام جس حال مین ہین تجپر ظاہر ہے واسطہ تجکو اپنے عزت وجلال کا اور
واسطہ تجکو اپنی ہی قدرت کاملہ کا واسطہ پروردگار تجکو حضرت ابراہیم ملقب بہ خلیل اللہ کا اسوقت
ہم سب اہل اسلام کو ان کافرون کے شر سے بچا کوئی سبب اپنی قدرت کاملہ سے ایسا پیدا کر کہ ہم
سب مسلمان ان کفار پر فتحیاب ہون یہ جنگی قواعد دان ہاتھی قتل و دور ہو جائین ابھی بادشاہ
لشکر اہل اسلام آبدیدہ ہوکر دعا کر رہے تھے اکثر اہل اسلام مکرر آمین آمین کہہ رہے تھے اور خود بھی
جانبری و فتح کے طالب تھے کہ یکایک ایک جانب صحرا سے کچھ غبار بلند ہوا اُس ہنگامہ وخوف
ہلاکت مین کچھ سواران لشکر نے سوے غبار دیکھا جب دست باد تند سے دامن غبار پارہ پارہ
ہوا دیکھا کہ انیس بیس جوانان خوب رو وقوی بازو مسلح مرکبون پر سوار گھوڑون کو دوڑاتے
ہوئے بصد عجلت ادہر آتے ہین چہرون سے اُن کے آثار شجاعت و بہادری آشکار ہین ثابت ہوتا ہے
کہ شاہزادگان ذی وقار ہین ابھی سواران مذکور دیکھ رہے تھے کہ اُن جوانان بہادر شعار و شاہزادگان
نامی ونامور نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو دیکھکر خوب پہچان کر ایسی حالت مجبوری مین مبتلا پاکر
بے اختیار ہر ایک نے نعرہ کر کے اُن فیلان جنگی و قواعد دان کے پس پشت جاکے سب نے
تلوارین نیامون سے کھینچکر فیلون کے پاؤن قلم کرنا شروع کیے جس ہاتھی کے پاؤن پر جس دلاور
نے بقوت بازو شمشیر آبدار کا وار کیا اُس کا پاؤن مثل خیار ترکٹ گیا اُن انیس بہادرون نے پہلی
ہی ضرب مین انیس ہاتھیون کے پاؤن قلم کیے وہ ہاتھی پا بریدہ خاک پر گرے فیلبانون کو بھی
اُن کے تہ تیغ کیا فیلان پابریدہ مذکور چنگھاڑ رہے تھے زمین پر لوٹنے لگے یہ سب بہادر آگے بڑھے اکثر ہاتھیون
کی خرطوم کو بچا لاکی شمشیر آبدار سے قلم کیا اکثر کے پاؤن بطریق فیلان اول قلم کیے فیلبان اُن کے
ہاتھیون سے کود کر مقابل ہوئے ہنگام جنگ یہ اُن کو تہ تیغ کیا یہ حال دیکھکر بادشاہ لشکر اہل اسلام
خوش ہوئے اُن سب شاہزادون کو پہچان کر کہا کہ ان مین کچھ شاہزادے طرفدار و ساتھی
ہین اور کچھ دستاچی ہین اور نسل اسد بن کرب نظر کردہ امیر عرب وغیرہ سے ہین یہ دیکھکر
دل مین کہا کہ ہمارا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا دعا ہماری مستجاب ہوئی خدا وند عالم نے ان
شاہزادون کو ہماری مدد کے واسطے ایسے وقت سخت و مشکل مین بھیجا یہ باتین دل مین کر کے
غور کیا تو معلوم ہوا کہ اتنی دیر مین اُن شاہزادون نے بہت سے ہاتھیون کے پاؤن اور سونڈین
قلم کی ہین فیلبانون کو قتل کیا ہے اب فیلبان جو زندہ ہین وہ اس طرف اپنے ہاتھی نہین بڑھا سکتے ہین
فیلون کو روکے ہوئے ہین مگر وہ رک نہین سکتے ہین جن ہاتھیون کی سونڈین شاہزادگان موصوف
نے قلم کی تھین وہ کثرت درد و زخم کاری سے اس درد سے چنگھاڑ کر بے اختیار ایک سمت کو بھاگے

بھاگے جاتے ہیں ہمراہ اُن کے ساتھ ساتھ اور بھی ہاتھی جو زخمی نہیں ہیں بھاگے ہوئے چلے جاتے ہیں
ہرچند فیلبان اُن ہاتھیوں کو روکتے ہیں مگر وہ نہیں رکتے ہیں یہ حالت اُن فیلوں کی دیکھکر بادشاہ
موصوف نے تیراندازوں کو حکم دیا کہ اب تو یہ فیل آگے نہیں بڑھتے ہیں ان کو تیرباران کرو تاکہ یہ بھی
ہاتھی زخمی ہوکر انھیں ہاتھیوں کی طرف بھاگیں تیراندازوں نے حکم کی تعمیل کی مینہ تیروں کا اُن
ہاتھیوں پر برسا دیا جس ہاتھی کے دو چار تیر لگے وہ زخمی ہوکر منہ پھیر کر چنگھاڑتا ہوا جس طرف اور
ہاتھی بھاگے ہوئے گئے تھے اسی طرف وہ بھی بھاگا اسی طرح سے تیراندازوں نے اس جانب سے
تیر لگا کر ہاتھیوں کو زخمی کر کے منہ اُن کا سوے جہاں لشکر اسلام نہ تھا پھیر دیا اُس طرف
شاہزادگان مذکور بھی پشت سے ہاتھیوں کے پاؤں فیلان جنگی کے قلم کیے اور سونڈیں اُنکی
بچالاکی روبرو سے اُن کے قلم کیں تھوڑی دیر میں بعد ہاتھی اسی طور سے قتل و زخمی ہوکے
اور بھاگنا شروع کیا آخر کار سب ہاتھی باقی ماندہ بھی مثل یاران ترکے شور کر کے بھاگے میدان ہاتھیوں
سے اُس طرف خالی ہو گیا کوئی ہاتھی نہ رہا بادشاہ نے شکر خداوند عالم کا کیا پھر وہاں سے بادشاہ
مع سپاہ جانب صاحبقران کہ جہاں جنگ عظیم ہو رہی تھی تلوار چل رہی تھی ہاتھی اپنے سونڈوں سے
مردمان لشکر کو قتل کر رہے تھے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں اُن شاہزادوں سے ملے شاہزادگان
ممدوح نے بصد ادب سلام کیا بادشاہ نے خوش ہو کے جواب سلام دیا بعدہ فرمایا کہ اس وقت آپ
سب صاحبوں نے یہاں آکر فیلان جنگی سے جان بچائی ہزاروں کو یہ ہاتھی قتل و ہلاک کر چکے
تھے ہم سب باقی تھے تھوڑی دیر میں ہم سب کو بھی اپنے سونڈوں کی ضرب سے قتل کرتے ہم میں سے
کسی کو زندہ نہ چھوڑتے اب صاحبقران کی طرف یہاں سے چلنا ضرور ہے ہم تو بیتاب ہو کے یہاں تک
آئے تھے یہ فرما کے ہمراہ اُن شاہزادگان موصوف کے چلے بعد قطع راہ اسی جگہ پہونچے جہاں تلوار
چل رہی تھی اور ہاتھی فوج اہل اسلام کو قتل و پامال کر رہے تھے شاہزادگان موصوف بھی
مع بادشاہ لشکر اہل اسلام جمعیت سپاہ شریک جنگ ہوئے اسی اثنا میں مقبول بن مقبل
دس ہزار تیراندازوں کی جمعیت سے شریک جنگ ہوا اُس کے حکم سے تیراندازوں نے یکبارگی
دس ہزار تیر اُن فیلان جنگی اور کفار پر لگائے صدہا کفار تیر کھا کر ہلاک ہوئے ہزاروں کافران کا
زخمی ہوئے فیلان مذکور بھی زخمی ہو کر چنگھاڑنے لگے شاہزادگان موصوف نے اُن ہاتھیوں کو
بھی ہنگام جنگ زخمی کیا اکثر ہاتھیوں کی پشت پر جا کر پاؤں اُن کے قلم کیے اکثر ہاتھیوں کی سونڈیں
مانند چنار کے تلواروں سے کاٹیں فیلان کوہ پیکر زمین پر گر کے چنگھاڑتے تھے غرض جو ہاتھی
چنگھاڑتے ہوئے بھاگے اب رنگ لڑائی کا بدل گیا پہلے قتل اس کے کفار نابکار بڑھ بڑھ کے آتے تھے
اہل اسلام قتل ہو رہے تھے اب اہل اسلام نے فیلان جنگی کے بھاگنے اور قتل ہونے سے
پُرجوش ہو کر دلیرانہ حملہ کیا کفار کو تہ تیغ کرنا شروع کیا لقا پرست و ساریق بن لقا پرست پسپا
ہونے لگے مقبول بن مقبل نے مع اپنے ماتحت دس ہزار تیراندازوں کے کئی بار دونوں لشکروں
کفار پر چند تیروں کا برسانا شروع کیا کافران نابکار نشانہ ہوئے تیر ہو کر راہی دار البوار ہونے
لگے سواران و سرداران سپاہ جرار لشکر اہل اسلام نے اُن فیلان قوی عداوان کے اکثر قتل
ہونے اور بکثرت میدان جنگ سے بھاگ جانے کے سبب سے فی الجملہ اطمینان اور شادمان ہو کر
اپنی جگہ قوت سے اور اُن کے شور سے نجات پا کر دلیرانہ بڑھ بڑھ کر کافروں کو قتل کرنا شروع کیا

عیاران لشکر اہل اسلام نے ہاتھی فیلان جنگی پر بان اور گولے آتشبازی کے مارنا شروع کیے
شاہزادگان یعنے سکندر رستم خو وشاہزادہ شہریار عالی وقار وشاہزادہ رفیع البخت
وغیرہ نے جو شاہزادہ طیمور شیر پیکر کی ہمراہی سے ادھر گئے تھے انھون نے بھی پے در پے
حملہاے دلیرانہ وشیرانہ کرکے تین چوتھے سردارون اور پہلوانون کو قتل کرنا شروع کیا نعرے
کرکے کافرون کو تہ تیغ آبدار کرنا اختیار کیا جس طرف وہ بہادر گئے کفار کو پسپا کر دیا لاشون کے
انبار لگا دیے کشتون کے پشتے کر دیے شجاعت وبہادری دکھائی بعض بعض ان مین سے زخمی بھی
ہوے مگر حالت زخمہاے خفیف مین بھی بدستور سابق لڑتے رہے جنگ سے ہاتھ نہ روکا فوج زنانی
ونقابداران سبز پوش وسواران سیاہ عمان شاہ وعراق آہن کلاہ بھی میدان جنگ مین
ثابت قدم ہوکر نہایت دلاوری سے لڑنے لگے کفار کو بہ تیر ونیزہ وشمشیر وگرز قتل کرنے لگے
لاشون پر لاشین کافران نابکار کی گرانے لگے اسی اثنا مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
اژدر کو شیرانہ بقدر [illegible] تیغ آبدار قتل کیے اور نعرہ ہاے کوہ شگاف بلند کرتے ہوے کفار کو پسپا
کرتے ہوے قریب تخت سارق بن لقا پہونچے وہ گمراہ کنندہ مردان صاحبقران کو اپنے قریب
دیکھکر بہت مضطر وپریشان ہوکر سنجگان سے گھبرا کر کہنے لگا کہ اے شیطان درگاہ مین حالا یہ
تقدیر ہے اس نے کہا کہ اب تدبیر کیجیے صاحبقران بہت قریب آپ کے لڑتے بھڑتے آگئے
ہین تلوار ہاتھ مین [illegible] لہو سے رنگین ہو رہی ہے آثار قہر وغضب بکثرت آشکار ہین سارق
بن لقا نے سنجگان کی راے پر عمل کرنے کا ارادہ کیا تھا قصد فرار میدان مصاف سے کیا تھا
کہ یکایک صاحبقران نے نعرہ کوہ شگاف کیا سارق بن لقا دہل گیا بلکہ کانپنے لگے بدحواس ہو گیا
گھبرا کر یمین ویسار اپنے معاون ومددگارون کی طرف دیکھنے لگا رنگ چہرے کا خوف سے اڑ گیا
کثرت مردان سپاہ سے راہ گریز نہ پا کر مجبور ہو گیا بھاگ نہ سکا صاحبقران نے عنقریب اسکے
پہونچکر ہاتھ اپنا اس کی زنجیر کمر مین ڈال کر نعرہ بھر کے تخت زرین سے اسے اٹھا لیا تھا خواجہ طیفور
گردیا کہ ہمراہ صاحبقران تھے انھون نے بڑھکر زنجیر کمر سنجگان مین ہاتھ ڈال کر تخت سے
اسکو اٹھا لیا اور صاحبقران نے سارق بن لقا کو اٹھا کر سر سے بلند کیا اور خواجہ طیفور
نے بھی سنجگان کو اپنے سر سے بلند کیا دونون نابکارون کا گویا دم نکل گیا سمجھ گیے ہاتھ سے
شیران بیشہ آگئے اب زندگی دشوار ہو ضرور قتل کیے جائین گے کسی طرح جانبر ہونے کے ابھی
نابکاران مذکور زندگی سے اپنی مایوس ہوتا سمجھ کہ صاحبقران نے سارق بن لقا کو چرخ
دیکر زمین پر آہستہ پٹکا خواجہ نے حباب بیہوشی مار کر اس کو بیہوش کرکے اس [illegible] وارین
[illegible] ہاتھ سے [illegible] نذر زنبیل کیا پھر اسی طور سے سنجگان کو بھی بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا
صاحبقران ہر سو نابود کرتے ہوے آگے بڑھے جس طرف ہائل خان بن شمائل بن حائل
خان اپنے فیل بلند پر بیٹھا ہوا لڑ رہا تھا تیر جگر کمان مین رکھ رکھکر اہل اسلام کو تاک تاک کر مار رہا
تھا اور اپنے سرداران سپاہ وسواران لشکر کو ترغیب جنگ اس طرح دے رہا تھا کہ اے
بہادران عرصہ کارزار ہان دلیرانہ ایسا لڑو کہ لشکر اسلام کو شکست فاش دو مسلمانون کو
میدان جنگ سے بھگا دو ان خدا پرستون پر فتحیاب ہو تم کو انعام کثیر ایسا دونگا کہ تمہارے
جو [illegible] ونسلا سے زیادہ ہوگا زر سفید وسرخ سے ڈالین تمہاری بھر دونگا علاوہ اس کے

خلعت زرین دونگا اس لڑائی کو مردانہ و دلیرانہ فتح کرو جہاں تک ممکن ہو اہل اسلام کو قتل
کر کے میدان جنگ سے اُن کو بھگا دو خیمہ و بارگاہ و مال و اسباب اُنکا لوٹ لو یہ سنتے لوٹنے کا
اسباب و مال سنکر دیا لے سے بہادر و جوان اپنی لڑائی میں لڑا دو دیکھو صاحبقران وہ لوٹتے ہوئے
اسی طرف آتے ہیں دلیرانہ ان پر حملہ کرو تم سب لشکریان کو قتل کر ڈالو جب تک یہ قتل نہ ہونگے
فوج اہل اسلام کو شکست نہ ہوگی یہ لڑائی فتح نہ ہوگی سرداران سپاہ اور سواران رو سپاہ
اُس کے لالچ دینے سے سوئے صاحبقران موصوف سخت حملہ کر کے بڑھے اور اُس ہنگام میں
صاحبقران نے کچھ تقریر حمائل خان بے دین کی سنی سخت غصہ آیا اُٹھ کر بہت سے کافروں کو
قتل کر کے قریب اُس کے فیل کے اپنے تئیں پہونچا کر اپنے مرکب کو اُس کے ہودہ فیل کے پاس تک
اُڑایا کہ مرکب نے دونوں پاؤں اپنے سر فیل پر رکھدیے فیلبان نے ارادہ تلوار لگانے کا کیا
فی الفور صاحبقران نے ایسی شمشیر آبدار ایسی لگائی کہ وہ فیلبان دو ہو کر جا گرا بلکہ سر فیل
بھی زخمی ہوا لیکن مرکب کے جست کرنے سے اور فیلبان پر تلوار لگانے سے خود سر صاحبقران
سر سے ہٹ گیا تھا اسی حالت میں حمائل خان نے تلوار سر صاحبقران پر لگائی تلوار
سر پر پڑی دو انگل سر میں در آئی تھی کہ صاحبقران نے داستانہ مارا تلوار اُس کی سر سے
نکل گئی صاحبقران زخمی ہو کر مع مرکب بالا سے زمین آئے مگر گھوڑے سے نہیں گرے
مرکب پر سوار رہے ایسی صورت میں جلد صاحبقران نے رومال سے زخم سر کو باندھ لیا ایسی
تلوار بائیں سے فیل پر لگائی کہ پاؤں اُس کا مانند خیار تر کے قلم ہوا ہاتھی سنبھل نہ سکا پاؤں کے
کٹ جانے سے زمین پر گرا صاحبقران نے ارادہ اُس کی کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر اُٹھانے کا
کیا تھا کہ حمائل خان نے پھر تلوار لگائی صاحبقران نے تلوار اُس کی بند دست پر ہاتھ ڈال کر
چھین لی پھر اُس کی کمر کی زنجیر میں ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا اور دوسرے راوی نے صحیح طور سے یوں
کہا ہے کہ جب صاحبقران نے ساریق بن لقا کو اُس کے تخت پر سے اُٹھا کر اپنے سر سے
ایک ہاتھ پر بلند کیا ساریق بن لقا بہت گھبرایا از حد غمگین ہوا زندگی سے اپنے ناامید ہو کر
چلایا کہ یارو مدد کرو میری دست صاحبقران سے مجھے بچاؤ اور اے حمائل خان اس وقت
تم میری حمایت کرو اس بندہ کے ادب سے مجھے اُٹھا لیا ہے جلد اس کے ہاتھ سے مجھ کو چھڑاؤ
چونکہ شہ و باپ حمائل کے ساریق بن لقا تھا حمائل خان نے اپنے خداوندی کی تقریر سنکر
غصہ کر کے کہا کہ اے صاحبقران غضب کیا ہے کہ خداوند کے ساتھ ایسی بے ادبی کی قہر خدائی سے
قہر و غضب کا نہ کیا دیکھو تو اس بے ادبی و گستاخی کرنے کی کیسی سزا دیتا ہوں یہ کہکر فیلبان سے
اُدھر ہاتھی اپنا بڑھوایا ترکش سے تیر نکال کر چلہ کمان میں رکھکر سینہ صاحبقران کو تاک کر ارادہ
تیر لگانے کا کیا اُدھر صاحبقران نے ساریق بن لقا کو سپر قرار دے کر اُسی پر تیر کا روکنا چاہا
حمائل خان تیر لگانے سے باز رہا کیونکہ اپنے ہاتھ سے اپنے خداوند کے ہلاک ہونے کا خطرہ تھا ناچار
نہ چاہا کہ تیر نہ لگایا صاحبقران نے چالاکی و ہوشیاری سے اُس کے فیل کے پاؤں کو قلم کیا
ہاتھی اُس کا منہ کے بل گرا فیلبان نے سنبھل کر قصد تلوار لگانے کا کیا صاحبقران نے مہلت
اُس کو تلوار لگانے کی نہ دے کر و لیکن ہاتھ سے ایسی تلوار اُس پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر
حمائل خان کی طرف کو وہ آ گیا یہ بھی سنبھل کر بیٹھا تھا تیغ کر کے کہا کہ اے حمائل خان تم اپنے خداوند

اور خداوند کے بھائی کو بچاؤ ان کی حمایت کرو اور اپنی کمی نہ ہونے دو بلکہ اپنی جانبازی کی کر دیتے
اُس نے شمشیر آبدار لگائی صاحبقران نے سارق بن لقا سے اور اُس کی تلوار کو روکنا چاہا
جلیسے سپر سارق بن لقا کو لیتے سر کی پناہ کیا حائل خان نے تلوار لگانے سے ہاتھ روکا ادھر
صاحبقران نے بائین ہاتھ مین تلوار کو بھی لے کر دونے ہاتھ سے جھپٹ کر اُس کے بند دست پر ہاتھ
ڈال کر تلوار اُس کے ہاتھ سے کلائی مروڑ کر چھین کر بالاے زمین ڈال کر کمر کی زنجیر مین اُس کے
ہاتھ ڈال کر نعرہ کر کے اُس کو پشت فیل سے اٹھا لیا پھر سارق بن لقا کو جھپٹ دے کر زمین پر گرا
خواجہ طیفور کر دیا ہے جلد اُس کو حلقہ سے کمند مین اسیر کر کے ایک عیار کے حوالے کیا اُس نے بچا کر
قید کیا بعدہ خواجہ نے سنگان کو قتل کر کے چھوڑ پڑے اُس کو اُٹھا کر اپنے ہاتھ پر بلند کیا
فرامرز ثانی نے سپہ سالار حائل خان کو تلوار اُس کی چھین کر پشت فرس سے زنجیر کمر مین ہاتھ
ڈال کر اٹھا لیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے کوکب انجم حصاری کو بھی اسی طور سے اٹھایا
اسی طرح چند شاہزادگان موصوف نے ایک ایک سردار سپاہ کفار کو اٹھا لیا اس اثنا میں
صاحبقران و سکندر رستم خو نے سارق بن لقا و کوکب انجم حصاری کو بالاے سر چرخ
دے کر ارادہ زمین پر پٹک دینے کا کیا اُسوقت وہ دونون امان طلب ہوئے مردمان سپاہ
ہر دو لشکر کفار نے بھی اپنے بادشاہوں کو دست اعدا پر پابند دیکھکر بیدل ہوکر امان چاہی اور
چاروں طرف لاکھون ہزارون کفار جنگ سے ہاتھ کھینچ کر عجب شور الامان بلند ہوا اور کوکب
انجم حصاری اور حائل خان نے بھی امان چاہی سکندر رستم خو اور صاحبقران نے فرمایا کہ
امان بشرط قبول دین اسلام دی جاوے گی حائل خان نے تو کچھ جواب نہ دیا صاحبقران نے
اُس کو زمین پر پٹکا عیارون حلقہ کمند اُس پر مار کر اسیر کیا داخل زندان کیا لیکن کوکب
انجم حصاری نے کہا کہ اسوقت ہمکو چھوڑ دیجیے ہم کل یا آج ہی ہنگام شب دربار بادشاہ
لشکر اہل اسلام مین آکر جو امید اس کا دین ہے سکندر رستم خو نے صاحبقران سے اجازت
رہائی لے کر اُس کو چھوڑ دیا بالاے زمین بٹھا دیا اُس نے مرکب پر سوار ہوکر صاحبقران سے کہا
کہ اے خداوند سارق اور شہزادگان کو بھی رہا کر دیجیے آج شب کو ہم مع خداوند سارق
کے آپ کے پاس آکر جو کچھ آپ فرمائینگے اُسے بجا لائینگے صاحبقران نے عیارون سے
سارق کو طلب کر کے کہا کہ اسوقت ہم تجھکو کوکب انجم حصاری کے کہنے سے رہا کرتے ہین
پھر دار سے روگردانی نہ کرنا ضرور کوکب انجم حصاری کے ساتھ دربار بادشاہ اہل اسلام مین آنا اور اگر تو
نہ آئیگا اور جان بچا کر جاوے گا ہم بھی مانند تیری قضا کے وہین پہونچینگے اُس نے
کہا کہ ہم نہ بھاگینگے صاحبقران نے اُسے رہا کر دیا اُس نے رہا ہوکر سوے شہزادگان دیکھکر
کہا کہ اس کو بھی رہا کر دیجیے اسیر یا تو قیر نے اُس کو بھی چھوڑ دیا خواجہ نے اسکو امیر کشورگیر کے
ارشاد سے رہا کیا اور کہا کہ اگر تو وقت شب ہمراہ کوکب انجم حصاری و سارق بن لقا
کے نہ آئیگا تو ضرور آج کی شب تجھکو مار ڈالونگا اُس نے اقرار آنے کا کیا اس عرصے مین پھر
کفار نے امان چاہی صاحبقران نے بآواز بلند فرمایا کہ امان بشرط قبول دین و ایمان دیجاتی ہے
اُنہون نے کہا کہ جو ہمارے ہر دو بادشاہ منظور کرینگے اُس کو ہم بھی منظور و قبول کرینگے
پس شاہ صاحبقران نے نقارہ امان بجوایا ہر ایک اہل اسلام نے لڑنے سے ہاتھ روکا کفار اہل اسلام سے

جدا ہوئے لڑائی موقوف ہوئی کوکب انجم حصاری مع سارق بن بقا اور بستگان و سپاہ
باقی ماندہ خود و نیز سپاہ حمائل خان کی کہ جو قتل ہونے سے باقی رہی تھی جانب انجم حصار کے قریب شام روانہ ہوا
ادھر شاہزادگان موصوف و قرامرز ثانی نے جن سرداروں کو مرکبوں سے انتہا کرکے ہاتھ پیر اونکا باندھا تھا ان کو
پٹخ دیا وہ طالب امان ہوئے ان سے کبیل سپاہ نے کہا کہ اگر تم دین اسلام اختیار کروگے تو تمکو امان
دیجائیگی انھون نے دین اسلام کے اختیار کرنے اور مسلمان ہونے سے انکار کیا قرامرز ثانی اور ان
ستر دو اٹھارہ شاہزادوں نے ان سرداروں کو خاک پر پٹک کر قتل و ہلاک کیا بعد اس کے قرامرز ثانی
نے صاحبقران سے عرض کیا کہ اب مین اپنے لشکر مین جاتا ہون امیر بانوقیر نے کہا اے قرامرز ثانی
آج کی شب ضرور ہمارے پاس آنا تجھ سے کچھ باتین کرنا اور پوچھنا منظور ہین اس نے آنے کا اقرار کیا پھر
مع اپنی سپاہ کے ہمراہ درویش آفتاب صورت و عمان شاہ و عواق آہن کلاہ اپنے فرودگاہ لشکر
لشکر پر گیا ادھر صاحبقران مظفر و منصور ہوکر ہمراہ بادشاہ لشکر اہل اسلام سمت لشکرگاہ مع تمامی
سپاہ روانہ ہوئے جب بادشاہ لشکر اہل اسلام داخل بارگاہ ہوئے اور صاحبقران بھی داخل
بارگاہ ہو چکے تو ملازمون کو طلب فرماکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر کے آج کی جنگ عظیم مین جسقدر سوار کام
آئے ہین ان دیندار و غازیان و مجاہد کو موافق شریعت ابراہیمی اچھے طور سے دفن کرو اور تعداد
ان کی بیان کرو ملازم حسب الحکم گئے اور جنگگاہ سے لاشون کو اٹھاکر ایک جگہ عمیق دور تک کھدوا کر غسل و
کفن سب کو دے کر نماز میت پڑھ کر اسی غار عمیق مین سب کو دفن کیا گو یا گنج شہیدان بنایا اسی طرح حکم
عمان شاہ و عواق آہن کلاہ و درویش آفتاب صورت و قرامرز ثانی سے ملازمون نے اپنے
لشکر کے سواران مقتول کو دفن کیا یہ خبر کوکب انجم حصاری کو پہونچی کہ اہل اسلام نے اپنے
لشکر کے کشتون کو دفن کیا ہے مجرد سننے خبر مذکور کے اس نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ طریقہ اہل اسلام
اچھا ہے میت اور کشتون کو میدان جنگ مین پڑا نہین رہنے دیتے ہین غسل و کفن دے کر دفن
کر دیتے ہین لہذا تو بھی اپنے اور حمائل خان کی فوج کے کشتون کو دفن کرا دے کیونکہ وہ بھی
بقا پرست و سارق پرست تھے یہ خیال کرکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ موافق ہمارے مذہب کے
ہمارے لشکر کے اور حمائل خان کی سپاہ کے کشتون کو بہت جلد دفن کرو اور تعداد کشتون کی بیان
کرو ملازم کاربند ہوئے کفار کے لاشون کو موافق اپنی ملت کے دفن کیا بعدہ کوکب
انجم حصاری کے روبرو جاکر عرض کیا کہ حضور کے اور حمائل خان کے لشکرون کے ملازم و سوار
سب ساڑھے تین لاکھ سے کچھ کم قتل ہوئے کوکب انجم حصاری نے بیحد افسوس کیا اسی طور
سے ملازمان صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد دفن کرنے کشتون مذکور کے خدمت
صاحبقران مین جاکر عرض کیا کہ حضور کے لشکر ظفر اثر کے جملہ سوار ایک لاکھ سے کچھ زیادہ قتل
ہوئے اور بہت سے زخمی ہین تعداد زخمیون کی چالیس ہزار سے زیادہ ہے امیر بانوقیر نے بہت
افسوس کرکے فرمایا کہ وہ دیندار تو راہ خدا مین لڑکر سوئے جنان گئے خداوند عالم ہمارا بھی انجام
بخیر کرے دنیا سے ہمکو بھی با اسلام و ایمان جب اس کی مرضی ہو اٹھائے اور رستگار کرے پھر فرمایا کہ
جو سوار و سردار سپاہ ہمارے لشکر کے زخمی ہوئے ہین ان کا علاج کیا جائے پٹیان مرہم کی انکے
زخمون پر چڑھائی جاوین ملازمون نے حکم کی تعمیل کی عمان شاہ و عواق آہن کلاہ و درویش
موصوف کے ملازمون نے بھی بعد دفن کرنے کشتون کے جاکر عمان شاہ سے دست بستہ عرض کیا

کہ ہمنے حضور کے حکم پر عمل کیا جملہ لشکر حضور کے کشتون کو دفن کیا عمان شاہ نے تعداد اُن کی پوچھی
انھون نے عرض کیا کہ ایک لاکھ پانچ ہزار سوار قتل ہوے ہین اور پچاس ہزار سوار و سردار
زخمی ہوے ہین ایاسے درویش موصوف سے عمان شاہ نے حکم دیا کہ طبیب و جراح حاضر ہون
زخمیون کا علاج کرین ملازم کاربند ہوے جراح حاضر ہوے زخمیون کا علاج ہونے لگا بعد دفن
ہو جانے کشتون کے بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار کیا جملہ اہل دربار و سرداران سپاہ حاضر
دربار ہوے صاحبقران بھی کہ ایک پاس شب گذری تھی اپنی بارگاہ سے برآمد ہوکر دربار بادشاہ
مین گئے پہلے باادب بادشاہ لشکر اہل اسلام یعنی داراب بن داراب شہریار کو سلام کیا بادشاہ
نے بھی جواب سلام دے کر نیم قد اٹھکر تعظیم بوجہ مراتب صاحبقران کے کی جملہ اہل دربار نے
سروقد اٹھکر تعظیم صاحبقران کی کی بعدہٗ صاحبقران اپنے دنگل پرشوکت پر بیٹھے پھر سب اپنی اپنی
جگہ پر بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران نے بادشاہ لشکر اہل اسلام سے مخاطب ہوکر عرض کیا
کہ آجکی جنگ عظیم مین ہمارے لشکر کے ایک لاکھ سوارون سے زیادہ قتل ہوے اور چالیس ہزار
سوار و سردار لشکر زخمی ہوے شکر ہے خدا کا کہ فتح حاصل ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے
یہ سنکے نہایت افسوس کیا اور فتح ہونے کی خوشی ظاہر کی ابھی بادشاہ خاموش ہوے تھے کہ
شاہزادگان سکندر رستم خو و شاہزادہ رفیع البخت وغیرہ دربار بادشاہ مین آگئے اور بادشاہ
لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام کو باادب سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام بطریق
اہل اسلام دیا پھر اُن کو دیکھکر بہت خوش ہوکر قریب اپنے دنگلون پر یمین و یسار بٹھایا اُن کی
شجاعت و بہادری کی تعریف کر کے فرمایا کہ آج آپ صاحبون نے یہان آکر کارہاے نمایان کیے
لڑائی کو گویا فتح کیا فیلان جنگی کے پامال کرنے سے اور قتل کرنے سے اہل اسلام کو بچایا بعدہٗ بہت
کافرون کو تہ تیغ کیا بادشاہ انجم حصاری و سرداران سپاہ ہر دو لشکر کفار کو ہنگام جنگ مرکبون پر
اور تخت سے اٹھا لیا شجاعت و بہادری اپنی ظاہر کی ہمکو خوش کیا سکندر رستم خو وغیرہ نے
عرض کیا کہ آپ نے ہماری تعریف شجاعت کر کے ہماری عزت زیادہ کی ورنہ ہمنے تو کچھ ایسا کار نمایان
نہین کیا ہان شریک جنگ ہوے بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام نے پوچھا کہ
آج آپ سب صاحب کہان سے یہان آئے کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مفصل حال اپنا بیان کیجیے
مگر مجمل طور سے انھون نے عرض کیا کہ جب ہم لشکر سے جدا ہوے ایک ساحر نابکار نے بزور سحر ہم سبکو
اسیر کیا تھا پھر وہ ساحر ہمکو جانب طلسم زلزلہ لایا تھا ارادہ اُس کا یہ تھا کہ شاہ طلسم مذکور سے
اجازت حاصل کر کے قتل کرے یا طلسم زلزلہ مین ہمین قید کرے جب یہ خبر ملکہ ناہید ہلال ابرو دختر
کوکب انجم حصاری کو ہوئی اُس نے ہم سب پر رحم کر کے اپنے کوکا خورشید زرین قبا کو کہ وہ
عیار بھی تھا واسطے ہماری رہائی کے روانہ کیا اُس نے اُس ساحر نابکار پر عیاری کر کے اُسے بیہوش
کر کے ہمکو قید سے رہا کیا اور کہا کہ تم لوگون کے حال سے بخوبی ملکہ ناہید ہلال ابرو نے آگاہ ہوکر
مجھکو واسطے تمھاری رہائی کے بھیجا تھا مین نے یہان آکر عیاری کر کے اس ساحر نابکار کو بیہوش
کیا اب اُس کو مار ڈالونگا تمکو مین نے رہا کیا ہے اب جہان تمھارا دل چاہے وہان جاؤ پس ہم
سب وہان سے چلے اثناے راہ مین سنا کہ شاہزادہ طہمورث شیر پیکر کی قید آدمخوارون مین
آئی ہے یہ سنکے ہمنے تعجیل جا کے دلیرانہ اُن آدمخوارون سے مقابلہ کر کے اُن کو قتل کیا سیکڑون کو

بھگا دیا آخر سرداران و مخواران کہ ہمارے ہمراہ آیا تھا اُس نے ہماری اطاعت اختیار کی شاہزادہ
طیمور شیر پرور کو قیمت رہا کیا اپنے قلعہ سنگین حصار میں لے گیا اُس قلعے پر قبضہ کیا وہاں کے
بادشاہ سابق کو کہ ضحاک شاہ تھا اور اسیر تھا اُس کو مسلمان کرکے پھر اُس کے تئیں تخت پر بٹھایا
پھر ہم ہمراہی میں شاہزادہ طیمور شیر پرور کے رہے ایک روز ہم اُسی سبزہ زار میں شکار آہو ہمراہ
طیمور شیر پرور کے ہم سب کھیل رہے تھے دو چار ہرن شکار کیے تھے کباب اُن کے تیار کرا کے
کھا رہے تھے کہ ناگہاں چند دیو ایک تخت زرین جواہر کار اپنے دوش پر رکھے ہوئے آئے انھوں نے
شاہزادہ طیمور شیر پرور کو سلام کرکے دست بستہ عرض کیا کہ ہم پردہ قاف سے آئے ہیں یہ سواری
حضور یہ تخت زرین و جواہر کار لائے ہیں سلیمان صاحبقران نے آپ کو یاد کیا ہے ایک کار
ضروری آپ سے درپیش ہے اسی واسطے آپ کو بلایا ہے شاہزادہ طیمور شیر پرور نے تقریر اُن دیووں کی
سنکے ہم سب کے پاس میں کہا کہ اگر تمہارا دل چاہے تو قلعہ ضحاکیہ میں رہو تا وقتیکہ ہم پردہ قاف
سے یہاں آئیں اور اگر دل چاہے تو لشکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ میں جا کر داخل ہو
ہمنے قلعہ ضحاکیہ میں رہنا قبول نہ کرکے کہا کہ ہم خدمت صاحبقران میں جائیں گے انھوں نے
کہا کہ بہتر ہے پھر انھوں نے اپنے ایک سردار سپاہ کو اپنے کل لشکر کا مالک و مختار کیا اور اُس سے
اور ہم سبھوں سے رخصت ہو کر تخت زرین مذکور پر بیٹھے دیووں نے تخت اٹھا کر اپنے دوش پر
رکھا پھر وہ زمین سے بلند ہو کر سوے پردہ قاف گئے ہم سب اس طرف آئے الحمد للہ و المنہ کہ اس
وقت یہاں آ کر پہونچے شریک جنگ ہوئے جیسے بطور اختصار تمام حال اپنا عرض کیا بموجب آپکی
ارشاد کے اپنی تقریر کو طول نہیں دیا صاحبقران کو اُن کی گفتگو سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ طیمور
شیر پرور جانب پردہ قاف پاس سلیمان صاحبقران کے گیا ہے بعد اس آگاہی کے صاحبقران
نے فرمایا کہ آپ صاحبوں کا حال معلوم ہوا تمام کیفیت سے آگاہی ہوئی یہاں آپ سب صاحبوں کے
آنے سے دل کو ہمارے بہت خوشی حاصل ہوئی کیونکہ زینت لشکر اہل اسلام کی آپ ہی صاحبوں
سے ہے یہاں تو صاحبقران موصوف شاہزادگان نسل اولاد اسد بن کرب غازی سے ہمسخن
ہیں لیکن اب حال فرامرز ثانی کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب یہاں در میدان جنگ سے اپنے لشکر میں گیا
اور سواران مقتول دفن ہو چکے اور اکل و شرب سے بھی فراغت حاصل ہو چکی اسوقت اُس نے
درویش آفتاب صورت سے کہا کہ صاحبقران نے مجکو آج کی شب اپنے پاس آنے کو فرمایا تھا
میں نے اُن سے آنے کا وعدہ کیا ہے اگر آپ کی اجازت ہو تو جاؤں حال تو میرا اُن پر ظاہر ہو گیا
ہے بہنگام کشتی وہ میرے رخ سے نقاب اٹھا کر مجھے پہچان چکے ہیں پھر جو کچھ انھوں نے مجھسے باتیں
کیں وہ بھی آپ سن چکے ہیں درویش موصوف نے گفتگو سے فرامرز ثانی کی سنکے کہا اگر صاحبقران
نے تمھیں بلایا ہے اور تمنے اُن سے وعدہ آنے کا کیا ہے تو جاؤ کچھ اندیشہ نہیں ہے یہ سنکے فرامرز ثانی
نے کچھ آہستہ سرگوشی میں پوچھا درویش موصوف نے بھی سرگوشی میں جواب اسکا دیا عمان شاہ
و عراق آہن کلاہ و سرداران سپاہ وغیرہ کو نہ معلوم ہوا کہ فرامرز ثانی نے کیا پوچھا اور
درویش موصوف نے کیا جواب دیا غرضکہ فرامرز ثانی درویش ممدوح سے اجازت لیکر پوشاک
نفیس پہنکر مرکب پر سوار ہو کر کچھ سواروں کو ہمراہ اپنے لیکر جانب لشکر صاحبقران روانہ ہوا
ہرکاروں نے خبر آمد فرامرز ثانی سے صاحبقران کو آگاہ کیا صاحبقران نے اکثر سرداران لشکر

وشاہان ملک کو واسطے اُن کے استقبال کے روانہ کیا انھون نے جاکر اُس کا استقبال کیا بعد
بعزت وحرمت دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین لائے فرامرز ثانی نے دربار مین آکر بطور
اہل اسلام بادشاہ موصوف وصاحبقران ممدوح کو سلام کیا امیر باتوقیر نے بعزت و حرمت
اُس کو دنگل پر موافق اُس کی عزت ورتبے کے بٹھایا بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران موصوف
نے فرامرز ثانی سے یہ پوچھا کہ تم تو بعد گرنے ملکہ کے دریا مین گر کے ڈوب گئے تھے ساتھ ہی ملکہ
کے تھے بھی اپنے تئین دریا مین گرا دیا تھا ہر چند ہمنے ماہی گیرون سے جال دریا مین ڈلوائے
لیکن تمہارا اور ملکہ کا کچھ بھی پتہ نکلا تھا ہمکو سخت تمہارا اور ملکہ کا صدمہ ہوا تھا آخر مجبور ہوکر صبر اختیار
کیا تھا اور دل مین اپنے یہ کہا تھا کہ اگر ہمکو یہ معلوم ہو جاتا کہ اگر ہم عقد ملکہ کا ساتھ خواجہ طیفور کر دیا
کرین گے تو ملکہ اور تم دونون اپنے تئین دریا مین ڈالدوگے تو ہم ہرگز محافہ واسطے سواری
ملکہ کے نہ بھیجتا اور نہ عقد ملکہ کا ساتھ خواجہ طیفور کر دینے کے قرار دیتے خیر شکر ہے خدا کا کہ تمکو صحیح
دیکھا دل کو خوشی حاصل ہوئی یہ تو بتلاؤ کہ دریا سے کیونکر جانبر ہوئے بعد ازان یہ لشکر کثیر کس طور
سے جمع کیا اور یہ درویش آفتاب صورت کون بزرگ ہین ان کے بھی حالات سے اطلاع دو
اور یہان تم ہمراہ درویش موصوف کے کس غرض سے آئے ہو مفصل تمام حالات بیان کرو
تاکہ جملہ حالات سے آگاہی ہو تردد رفع ہو فرامرز ثانی نے عرض کیا کہ جب آپ نے عقد ملکہ کا
ساتھ خواجہ طیفور کر دینے کے کرنا چاہا اپنے عیار کا رنج و ملال گوارہ کیا اور محافہ واسطے سواری
ملکہ کے مع جلوس مختصر ہمراہ اپنے ملازمون کے بھیجا اور ملکہ کو انھین ملازمون سے یہ معلوم ہوا
کہ صاحبقران نے اسواسطے طلب کیا ہے کہ عقد و نکاح میرا ساتھ خواجہ طیفور کر دینے کے کردین یہ امر اسکے
ایسا خلاف طبع ہوا کہ سخت اُس کو صدمہ ہوا بے اختیار آبدیدہ ہوئی چونکہ ملکہ مذکورہ کو مجھ سے
بدرجہ کمال محبت والفت تھی اور خواجہ کے ساتھ اُس کو اپنا عقد ہونا کسی طرح منظور نہ تھا اسوجہ
سے وہ محافے مین سوار نہوئی مجھسے کہا کہ اسوقت صاحبقران کشور گیر نے واسطے میری سواری
کے محافہ بھیجا ہے اور اُن ملازمون سے یہ معلوم ہوا ہے کہ عقد میرا ساتھ خواجہ طیفور کر دینے کے کر دیا
جائے گا لہذا مجکو اپنا عقد و نکاح ساتھ خواجہ طیفور کر دینے کے کسی طرح منظور نہین ہے مجکو تجھسے الفت ہے
اگر اس لشکر مین رہونگی تو ضرور صاحبقران عقد میرا ساتھ خواجہ کے کردینگے اُس کے
جواب مین مین نے کہا تھا کہ تمکو اپنے عقد کے بارے مین اختیار ہے جس کے ساتھ مناسب جانو
اُنھین کے ساتھ کرو تمپر جبر نہ کیا جائے گا محافہ صاحبقران ذیشان نے بھیجا ہے چلی جاؤ تعمیل حکم کرو
اُن کے روبرو جاکر جو عذر بابت اپنے عقد کے منظور ہو وہ کرنا اُس نے مجھے جواب دیا تھا کہ مجھے
محافے مین سوار ہوکر لشکر صاحبقران مین جانا کسی طرح منظور نہین ہے باعث میری بے آبروئی کا
ہوگا اور یہان بھی رہنا مجھے قبول نہین ہے بلکہ اس حالت خوف تلف عفت وعصمت مین اپنا
زندہ رہنا گوارہ نہین ہے لہذا اگر ہم اپنی جان دین تو ہماری مفارقت اور صدمہ مرگ مین تم
غمگین نہونا دل کو اپنے بہلا لینا مین نے اُس سے یہ کلمات سنکے آبدیدہ ہوکے کہا تھا کہ اے ملکہ
یہ کیا کہتی ہو مین بھی تمہارے بعد زندہ نہ ہونگا جان اپنی دیدونگا اُس نے جواب دیا تھا کہ
خبردار ایسا نہ کرنا میرے بعد اور کسی زن خوب رو سے الفت کرکے زندگی اپنی بآرام وراحت
بسر کرنا اور کبھی کبھی ہمکو بھی یاد کر لینا ثواب سورۂ فاتحہ سے ہماری روح کو محروم نہ رکھنا یہ کہکر روتی ہوئی

اٹھی تھی مین نے پوچھا تھا کہ اے ملکہ کہان جاتی ہو اُس نے کہا تھا کہ ذرا دریا کے کنارے تک
جاتی ہون دل گھبراتا ہے دو گھڑی کنارے دریا جا کر ہوا سرد سے میرے دل کو فرحت
ہو گی یہ سنکے مین خاموش رہا اُسی جگہ بیٹھا رہا ملکہ مذکورہ نے کنارے دریا کے جا کر اپنے تئین دریا
مین گرا دیا ابھی ملکہ نے ایک غوطہ ہی پانی مین کھایا تھا کہ مین بھی بعد اُس کے جانے کے متردد ہو کر
کنارہ دریا گیا اور ملکہ کو آب دریا مین غوطے کھاتے دیکھکر مین نے بھی اپنے تئین دریا مین ڈالدیا
اُس کے بعد زندہ رہنا گوارہ نکیا مردمان لشکر کنارہ دریا سے دیکھ رہے تھے مین ساتھ
ملکہ کے پانی مین غوطے کھا رہا تھا دفعتًا یہ معلوم ہوا کہ مجھکو کوئی جانور آ کے نگل گیا بعد دو ساعت
کے مین نے اپنے تئین ایک باغ ویران مین اندر بارہ دری کہنہ و شکستہ کے پایا تھا آنکھین
کھول کر اپنے پہلو مین ملکہ کو بھی دیکھا تھا مین نے اپنے تئین مردون مین شمار کر کے پھر آنکھین بند
کر کے کہا تھا شکر ہے خدا کا کہ بعد مرنے کے مجھ ایسے گنہگار سراپا خطاکار کو خدا نے اپنی رحمت کاملہ
سے یہ باغ و بارہ دری میرے رہنے کو عطا فرمائی اور چونکہ خداوند عالم جانتا تھا کہ مجھکو ملکہ سے
الفت قلبی ہے اور اُسکی مفارقت گوارہ نکر کے مین نے اپنے تئین دریا مین گرا دیا تھا اسی وجہ سے
اللہ نے میرے حال پر رحم کر کے ایک حور بھی بصورت و شکل ملکہ مجھے عنایت کی ہے وہ میرے
پہلو مین لیٹی ہے تاکہ مین خوش رہون صدمہ ملکہ کی جدائی کا میرے دل سے دور ہو ابھی مین تقریر
مذکور کر کے خاموش ہوا تھا کہ ملکہ مذکورہ نے بھی غش سے ہوشیار ہو کر آنکھین کھول کر یہ تماشا میرے
بارہ دری اور باغ پر اور مجھپر نظر کر کے اُس نے بھی اپنے تئین مردہ شمار کر کے یہ کہا تھا کہ الحمد للہ بعد
ہمارے مرنے کے خدا نے ہمپر رحم کیا یہ بارہ دری و باغ ہمین رہنے کو دیا ہے اور جس شخص سے دنیا مین
ہمکو الفت تھی اُسی شخص کی ہمصورت ایک فرشتے کو ہمارے پاس لٹا دیا ہے تاکہ بعد مرگ دل
خوش رہے اسی قسم کی بہت سی باتین ملکہ اپنی زبان پر جاری کر رہی تھی کہ یکایک ایک شخص
بارہ دری مین نظر آیا اُس نے قریب آکے کہا کہ تم دونون اپنے تئین مردہ خیال کرو میرے خوف سے
مت کانپو مین تمھارا دشمن نہین ہون مجھے ملک الموت خیال نکرو آنکھین کیون بند کر لی ہین کھولو اُٹھکر بیٹھو مین
تمھارا دوست ہون تم دونون دریا مین ڈوب رہے تھے مین اُدھر سے آتا تھا تمکو ڈوبتے
دیکھکر میرے دل مین رحم آیا چونکہ بصورت نہنگ تھا تمکو نگل گیا تھا اب یہان آکر تمکو لٹا کر مین
واسطے ایک ضرورت کے گیا تھا ابھی آیا ہون نام میرا عثمان جادو ہے مین انسان ہون مجھ سے
خائف و ترسان نہو یہ باتین ہم دونون نے اُس شخص کی سنکے آنکھین کھولین اُس کو اپنے حال پر مہربان
پاکر اُسکے کہنے سے اُٹھے اُس نے کچھ میوہ تر و خشک کھلایا اُس باغ کی سیر کرائی پھر ہم دونون باغ
سے بارہ دری مین گئے جا کر بیٹھے اپنے تئین زندہ سمجھکر خوش ہوئے پھر عثمان جادو کا شکریہ ادا کیا
ہنگام شب وہ نظر سے غائب ہو گیا صبح کو پھر ظاہر ہوا ہمکو میوہ تر و خشک دے کر کہا کہ اس میوے کو
کھاؤ باغ مین جا کر چشمے سے پانی پیو باغ کی سیر کرو مین جاتا ہون شام تک آؤنگا یہ کہکر وہ نظر سے
غائب ہو گیا جب زمانہ شب کا آیا حسب وعدہ عثمان جادو آیا ہم دونون کے واسطے میوہ تر و خشک
لایا ہم دونون کو دیا اسیطرح چند روز گذرے شب کو وہ آتا تھا اور دن کو چلا جاتا تھا ایک روز
مین نے اُس سے پوچھا کہ تم دن کو کہان جاتے ہو اور شب کو بھی اگر آتے ہو تو بھی تھوڑی دیر ہمارے
پاس رہتے ہو پھر نظر سے غائب ہو جاتے ہو اس کا کیا باعث ہے مفصل بیان کرو بیٹھ تو

اُسنے بیان کرنے سے عذر و انکار کیا جب مین نے اصرار کیا تو اُس نے عہد و اقرار لے کر آبدیدہ ہو کر اسطرح
اپنا حال بیان کیا کہ در اصل مین بادشاہ شہر عمانیہ کا تھا اپنے شہر کا بادشاہ تھا عدل و انصاف
کرتا تھا رعایا مجھسے بہت خوش تھی کوئی صدمہ و رنج نہ تھا یکایک میرے شہر مین ایک دیو جسکی دیو اسلم
کا ظہور ہوا وہ دیو سحر بھی جانتا تھا مین اُس زمانے مین سحر کرنے سے واقف نہ تھا کوئی سحر مجکو یاد نہ تھا
مین نے بشور غوغائے رعایا سے اُس دیو کو اپنے شہر سے دفع کرنا چاہا تمام اپنی سپاہ لے کر اُسکے
دفع و قتل کرنے کے واسطے گیا وہ بھی مجھسے آمادۂ جنگ ہوا ہنگام جنگ و جدال اُس نے مجھپر
اور میرے تمام لشکر پر سحر کیا پھر مجکو گرفتار کر کے خود بالائے تخت حکومت بیٹھکر فوج کو میری اپنا
مطیع بنکر گئے اُن پر سے سحر کو دفع کیا پھر مجھسے کہا کہ اگر تو اس شہر سے چلا جائے اور پھر یہان نہ آئے
مجھسے نہ لڑے تو مین تجکو چھوڑ دون مین نے اقرار کیا کہ تجھسے کبھی نہ لڑونگا اس شہر سے چلا جاؤنگا
اُسنے مجھے چھوڑ دیا مین نے جا کر ساحرون سے سحر سیکھا جب چند درچند سحر یاد کر چکا تو کچھ فوج جمع کر کے
حکومت و سلطنت کے لالچ سے اپنے عہد پر وفا نکر کے اُس سے آمادۂ جنگ ہوا وہ دیو بھی قلعہ سے
نکل کر مع سپاہ میرے مقابلے پر آیا اُس نے مجھپر سحر کیا مین نے اُس کے سحر کو دفع کر کے اُس پر سحر کیا
تا دیر یونہین لڑائی سحر کی رہی آخر کار مین اُس پر سحر و ساحری مین غالب آیا اُس کو اسیر کیا داخل قلعہ
ہو کر تخت پر بیٹھا فوج و رعایا میری میرے دوبارہ تخت پر بیٹھنے سے خوش ہوئی مین نے اُس دیو کے
قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ معشوقہ اُس دیو کی انزلال جادو کہ جو سحر و ساحری مین یگانۂ آفاق تھی
اور دیو اسلم کو چاہتی تھی اور سحر بھی اُس نے دیو اسلم کو کچھ سکھائے تھے مانند بلائے بد آئی اور
مجھپر غضبناک ہو کر اُس دیو کو اٹھا لے گئی پھر آ کر مجھسے لڑائی آخر وہ ساحرہ سحر مین مجھپر غالب آئی
مجکو اُس نے پکڑ کر اپنے سحر مین گرفتار کیا زبان مین میری سوزن لگا دی پھر میدان جنگ سے
قلعے مین جا کر دیو اسلم کو تخت حکومت پر بٹھا کر مجکو طلب کر کے کہا کہ او عمان جادو دل تو
یہی چاہتا ہے کہ تجکو قتل کرون لیکن پھر رحم بھی تجھپر آتا ہے کہ تیرے قتل سے باز آؤن اگر تو ابکی مرتبہ
مجھسے یہ اقرار کرے کہ اب کبھی اپنی صورت نہ دکھاؤنگا اور نہ کبھی پھر اسے جنگ ادھر آؤنگا تو
مین تجکو چھوڑ دون مین نے جان کے خوف سے پھر اقرار کیا کہ اب تم کبھی مجھے نہ دیکھنا اُس نے کہا
کہ اگر اب کہین تجکو دیکھ لونگی تو ضرور قتل کرونگی یہ کہکر اُس نے مجکو چھوڑ دیا تھا اُس زمانے سے
مین آوارہ و پریشان خاطر ہو کر بھاگ کر ادھر آیا تھا اس باغ و بارہ دری کو صحرا مین دیکھکر رہنا
یہان اختیار کیا تھا چنانچہ اب تک یہین شب کو رہتا ہون صبح کو یہان سے اسی دریا مین چلا جاتا
ہون بصورت نہنگ سحر سے بنکر دریا مین صبح سے شام تک رہتا ہون شام کو تاریکی مین یہان آ کر
کچھ اکل و شرب کر کے سو رہتا ہون جس زمانے مین مین یہان آیا تھا تھوڑے سوار میرے لشکر
کے جو نمک حلال تھے وہ بھی میرے ساتھ یہان تک آ گئے تھے آجتک وہ سب اسی باغ کے
دروازے کے سامنے میدان مین فروکش ہین تنخواہ اُن کی ماہ بماہ دیتا ہون وہ سب سوار
اسی ویرانے مین فروکش ہین مجکو انزلال جادو سے اسقدر خوف ہے کہ دن کو بصورت اصلی بھی
نہین رہتا ہون بلکہ یہان سے بھی بھاگ جاتا ہون خبردار تم اس راز سے کسی کو آگاہ نہ کرنا مبادا
انزلال جادو میرے حال سے آگاہ ہو جائے یہان آ کر مجکو قتل کرے یہ کہکر وہ خاموش ہو کر
بے اختیار اشکبار ہوا تھا مین نے اُس کے حال پر بہت افسوس کر کے کہا تھا کہ اے عمان جادو

تمنے بہت احسان کیا ہے اگر خدا نے چاہا تو ہم بھی بعوض اس تمہارے احسان کے تمکو تمہارے
تخت حکومت پر بٹھا دینگے اُس نے خوش ہوکر پوچھا تھا کہ یہ عورت تمہاری کون ہے میں نے
بیان کیا تھا کہ یہ ملکہ ہیں دختر بادشاہ ہیں اُنسے مجھے محبت ہے لیکن ابھی کچھ واسطہ قربت و
نزدیکی نہیں ہے اُس نے وجہ پوچھی تھی میں نے بیان کیا تھا کہ ہم اہل اسلام ہیں تاوقتیکہ عورت سے
عقد و نکاح نہیں کرتے نزدیکی اُس سے نہیں کرتے ہیں یہ سنکے اُس نے ملکہ کو اپنی دختر ظاہر کیا اور
مجھے اپنا فرزند کہا پھر وہ ایک روز دو نکاح پڑھنے والوں کو لے آیا عقد و نکاح ہمارا ساتھ ملکہ کے
کر دیا ہم اُس روز سے بعیش و عشرت اُسی باغ و بارہ دری میں رہا کرتے تھے ایک روز میں نے
نعمان جادو سے کہا کہ بہت دل چاہتا ہے کہ واسطے شکار آہو کے صحرا میں جائیں اگر تمہاری اجازت
ہو تو شکار کھیل کر جلد واپس چلے آئیں اُس نے کہا تھا اچھا جاؤ مگر ایک سمت نہ جانا یعنی جانب
شہر عمانیہ نجانا ورنہ اُس دیو یا اُسکی آشنا ازلال جادو سے تمھیں صدمہ پہونچیگا تم اُس سے
مقابلہ کر نہیں سکتے ہو اول تو وہ دیو ہے دوسرے ساحر ہے سوا اسکے اُسکی آشنا ساحرہ مذکورہ
بلائے بے درمان ہے میں نے کہا تھا کہ میں شہر عمانیہ کی طرف نجاؤنگا اُس نے میرے ساتھ اپنے
ملازم سواروں کو کہ تعداد میں تخمیناً چار سو پانسو ہونگے ہمراہ کر دیا تھا غرضکہ میں ہمراہ اُن سواروں کے
جانب صحرائے سبزہ زار گیا اور صحرا میں شکار آہو کھیلا تھا بعد شکار کھیلنے کے ارادہ اپنے مسکن
کی طرف جانے کا کیا تھا بلکہ اُسی باغ کی طرف روانہ ہوا تھا مگر راہ بھول کر شہر عمانیہ کی طرف نکل گیا
تھا نہیں خوب یاد آیا ایک ہرن پر شکارگاہ میں تیر مارا تھا وہ زخمی ہوکر بھاگا اُسکے تعاقب
میں جانب شہر عمانیہ روانہ ہوا تھا حوالی شہر عمانیہ میں ایک صحرائے سبزہ زار تھا وہ آہوئے
تیر خوردہ اُسی صحرا میں بھاگتا ہوا گیا وہاں دیو اسلم کا فرزند دیو سلیم شکار آہو کھیل رہا تھا اُسنے
اُس آہوئے تیر خوردہ کو دیکھکر تیر لگا کر زمین پر اُسے گرا کر ارادہ لیجانے کا کیا تھا کہ یکایک میں بھی
پہونچا تھا دیو سلیم سے بابت اُسی آہو کے پہلے حجت و تکرار ہوئی تھی آخرکار نوبت لڑائی کی پہونچی
تھی ہنگام جنگ میں نے اُسکو قتل کیا تھا اُس آہو کو اپنے قبضے میں کیا تھا اس اثنا میں
میرے ہمراہی سوار بھی میری تلاش میں وہاں آگئے تھے اُن سے معلوم ہوا تھا کہ یہ صحرا حوالی
شہر عمانیہ ہے میں وہاں سے سوئے باغ اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوا تھا اور دیو سلیم مقتول کو
اُسکے ہمراہی و ملازم نالان و گریان اُٹھا کر سوئے قلعہ عمانیہ لیگئے تھے ہنوز تھوڑی راہ میں نے
ہمراہی سواران مذکور طے کی تھی کہ چند سوداگر سامنے سے نالان و گریان با حال پریشان آئے
میں نے اُن سے سبب نالہ و فغان دریافت کیا انھوں نے کہا کہ ہم سوداگر ہیں اپنے شہر سے
مال و اسباب بکثرت لاکھوں روپیہ کا واسطے تجارت کے یہاں لائے تھے قافلہ ہمارا صحرا میں
زیر کوہ سے گذرا بالائے کوہ پچاس چالیس ہزار قزاق مسلح رہتے ہیں اُن کے حالات سے ہمکو
آگاہی نہ تھی اُن کے افسر نے حکم دیا کہ اس قافلے کو لوٹ لو جملہ قزاق ہنگام شب ہمارے قافلے
پر گرے بہت سے آدمی ہمارے قافلے کے اُن سے لڑکر قتل ہوئے باقی ماندہ ہم سب کو اسیر کیا
مال و اسباب ہمارا تمام و کمال لوٹ لیا آج صبح کو افسر قزاقان نے ہمارے حال پر رحم کر کے
چھوڑ دیا ہے اسی وجہ سے ہم نالان ہیں کہ تہیدست ہوگئے ہیں ہمراہی سب مارے گئے ہیں
میں نے اُن پر رحم کر کے کہا کہ ہمکو اُن قزاقوں کے پاس لے چلو ہم تمہارا تمام مال و اسباب

اُن سے دلوا دینگے اور اگر وہ نہ دینگے تو اُن کو قتل کرینگے اُن کو پہلے تو ہمارے قول کا
یقین نہ آیا مگر بعد وہ ہمکو اسی صحرا مین روبرو کوہ کے لیگئے وہان جا کر ہمنے دیکھا کہ بالاے کوہ
قلعہ ہو اُس مین ہزارہا قزاق ہین اہل قافلہ صحرا مین قتل کیے ہوے پڑے ہین تب دیکھتے ہی
ہمنے نعرہ کیا پکار کر کہا کہ اے قزاقو غضب کیا تمنے کہ ان بیچارے تاجرون کو لوٹ لیا ہمراہیون کو
ان کے قتل کیا اب بہتر و مناسب یہی ہو کہ مال و اسباب جو کچھ ان کا لوٹا ہو اُن کو واپس دو
ورنہ ہم تمکو قتل کرینگے یہ سنکے افسر قزاق کہ نام اُس کا قہور قزاق تھا تمام قزاقون کو ساتھ
ہمراہ لیکے زیر کوہ آیا لڑائی ہوئی ہمنے جنگ کو فتح کیا قہور کو زیر کیا وہ مطیع ہمارا ہوکر مع
پچاس چالیس ہزار قزاقون کے مسلمان ہوا ہمکو مع تاجرون کے بالاے کوہ لے گیا بعد دعوت
و ضیافت کے تمام مال و اسباب جو لوٹا تھا تاجرون کے حوالے کیا وہ ہمکو دعائین دیتے ہوے
ایک طرف روانہ ہوے قہور قزاق نے پیشہ قزاقی ہماری ہدایت سے موقوف کرکے ہمکو اپنا
مہمان کیا اے صاحبقران عالی مقام یہی آپ کو معلوم ہو کہ جب ہم اور ملکہ دونون دریا مین
گر کے غائب ہو گئے تھے انھین ایام مین خواجہ خضران بن عمرو ہمارے اور ملکہ کے دریا مین غرق
ہو جانے سے نہایت مغموم و ملول ہوے تھے اور چونکہ آپ باعث ہمارے اور ملکہ کے دریا مین
گرنے کے ہوے تھے اسی وجہ سے خواجہ خضران بن عمرو آپ سے کشیدہ خاطر ہوکر آپ سے رخصت
ہوکر گریان و نالان جانب خانہ کعبہ روانہ ہوے تھے اثناے راہ مین اُنھون نے خیال کیا تھا
کہ جب ہم خانہ کعبہ جا پہنچینگے تو خواجہ عمرو زنبیل و پاپناے عیاری و اسباب عیاری ہمسے
پوچھینگے کہ زنبیل وغیرہ اسباب عیاری تونے کیا کیا اُسوقت اگر سچ سچ کہا جاے گا کہ خواجہ طیفور
گردپا نے آپکی صورت رنگ و روغن سے بنکر عیاری کرکے تمام پاپناے عیاری کے مع زنبیل کے
لے لیے تو وہ نالائق اور بیہودہ کہکر بہت ناخوش ہونگے لہذا خانہ کعبہ کی طرف نجانا اور کسی سمت
چلنا یہ خیال کرکے ایک صحرا مین بعد قطع راہ بسیار پہنچے تھے بالاے کوہ جا کر ارادہ کوہ پر سے
گرا دینے کا کیا تھا اپنی جان کے دینے کا قصد کیا تھا کہ ناگاہ غفلت مین ایک بزرگ نے اُن کو
ہدایت کی تھی کہ اے خضران بن عمرو کیون اپنی جان دیتا ہی یہان سے فلان جانب جا وہان
تجکو ایک فقیر سے ایسی اشیاء نادر دستیاب ہونگی کہ جو بہتر زنبیل وغیرہ سے ہونگی خواجہ خضران
بن عمرو اُس غفلت سے ہوشیار ہوکر کوہ سے اُترکے موافق ارشاد اُن بزرگ کے ایک سمت
روانہ ہوے تھے بعد قطع راہ دور و دراز ایک صحرا مین کہ قبرستان بھی تھا پہنچے تھے وہان ایک
درویش کامل روشن ضمیر خدا پرست مع چالیس اپنے مریدون کے اپنے مرشد کی قبر پر بیٹھا تھا خواجہ
خضران موصوف نے قریب اُس کے جا کے اُسکو سلام کیا تھا اُس نے جواب سلام دے کر
کہا تھا کہ بابا آؤ بیٹھو مین تو تمھارے انتظار مین تھا مرشد کی امانتین رکھتا ہون جسکو انھون نے
کہا ہی کہ اُسی کو وہ امانتین دے کر یہ درویش شکر خدا بجا لاے گا یہ کہکر خواجہ خضران ممدوح کو
اپنے پاس بٹھایا اپنا مہمان کیا بعد چند روز کے تمام اپنے مریدون کو قریب اپنے بلا کے درویش
مرحبان سبح مو نے کہا کہ دیکھو یہ جامہ ہمارے مرشد کا ہی وہ بڑے صاحب کمال تھے قریب
اپنی مرگ کے یہ جامہ ہمکو دے کر کہا تھا کہ بالفعل تو اس جامے کو تو پہن جب کوئی ایسا شخص تیرے
پاس آئے کہ جسکے تن مین یہ جامہ درست اور ٹھیک ہو اُسی کو دیدینا چنانچہ بعد اُن کے جو کوئی

تو میں بہت پاس اس درویش کے میں آیا ہوں نے سب وصیت مرشد یہ جامہ پہنایا کسی کے تن پر درست
و ٹھیک نہ ہوا آخر یہ بندہ خدا کے پاس اس کے حالات سنتے خوب آگاہ ہوں آیا ہر اس کو بھی حسب دستور قدیم
یہ جامہ پہناؤں گا دعا یہ ہوں کیونکہ اس شخص سے تم سب باری باری اس جامے کو پہنو شاید تمہارے
تن پر ٹھیک اور درست ہو یہ کہکر ہر ایک اپنے مرید کو وہ جامہ پہنایا کسی مرید کے تن پر ٹھیک اور درست
نہ ہوا سب مریدان بدی قسمت سے افسوس کناں ہوئے بعد ان مریدوں کے درویش مرجان سرخ مو
نے وہ جامہ اپنے مرشد کا خواجہ خضران کو بتا کر پہنایا بالطاف خدا سے ان کے تن پر درست اور
ٹھیک ہوا درویش موصوف نے ہنسکر کہا کہ بابا مبارک ہو کہ یہ جامہ تیرے تن پر درست ہوا اس
جامہ درویش کو نظر حقارت سے نہ دیکھنا یہ وہ دولت ہے کہ شاہان ہفت اقلیم کو بھی ممکن نہیں ہے یہ
جامہ میرے مرشد کا ہے انھوں نے اپنے مرشد سے پایا تھا اسی طور سے ہمتا دفعہ تک اس جامے کی
یہی صورت رہی کہ ایک نے دوسرے کو دیا ہے یہاں تک کہ مجھ تک پہنچا ہے خاص تمہارے ہی
واسطے یہ جامہ قطع ہوا تھا شکر خدا کا کہ ایسی بے مثل شے دستیاب ہوئی ہے خواجہ موصوف نے
پوچھا تھا کہ اسے درویش مرجان سرخ مو تم نے اس جامے کے اوصاف تو از حد بیان کیے ہیں لیکن
میری سمجھ میں نہ آیا کہ باعث استقدر اس کی تعریف کا کیا ہے درویش موصوف نے کہا کہ بابا اس جامے
کی جو کچھ میں نے تعریف کی ہے زیادہ نہیں کی ہے بلکہ کم کی ہے فقیر خدا پرست ہے جھوٹ نہیں بولتا ہے
دروغگوئی گناہ کبیرہ ہے ذرا یہ جامہ اتار کر مجھکو دے تو ابھی اس کی خوبی ظاہر کروں خواجہ نے وہ
جامہ اتار کر اس درویش کو دیا انہوں نے [illegible] اسی جامے کی جیب میں ہاتھ ڈال کر پہلے ایک انگوٹھی
نکال کر دکھایا اور کہا کہ یہ وہ انگوٹھی ہے کہ اگر کوئی اپنے بازو پر باندھ کر اپنے حریف سے لڑے گا تو کبھی
زیر نہوگا اور اگر خدا چاہے تو آخر غالب ہوگا اور اگر مصلحت خدا سے غالب نہ ہوگا تو زیر بھی نہوگا
پھر ایک منڈھی نکالی اور کہا کہ دیکھو یہ وہ منڈھی ہے کہ اگر اس کو حکم کروں تو دو چار ہزار آدمیوں کے
بیٹھنے کی اس میں گنجایش ہو جائے جب حکم کروں پھر بلند ہو کر جہاں چاہوں یہ منڈھی مجھے لیجائے
سوا اس کے اگر کوئی اس منڈھی میں بیٹھے اس پر سحر کسی ساحر کا اثر نکرے پھر بلا و آفت سے محفوظ
رہے اسی طور سے صدہا اشیاے نادر اس جامے کی جیب سے نکال کر دکھا سکتا ہوں تم بھی جس
شے کی نیت سے اس جامے کی جیب میں ہاتھ ڈالوگے وہی چیز تمہارے ہاتھ میں آجائے گی
اور جو کچھ اس جامے کی جیب میں رکھوگے غائب ہو جائے گی وقت ضرورت اگر اسی رکھی ہوئی شے
کو نکالنا چاہوگے تو پھر ہاتھ میں آجائے گی کہاں تک اس کی اشیاے نادر تمکو نکال کر دکھاؤں
اور اس کی تعریف کروں یہ کہکر وہ جامہ اتار کر پھر خواجہ خضران کو دیدیا تھا خواجہ خضران
اس درویش کے مرنے کے بعد ان چالیسوں مریدوں میں سے ایک مرید کو ان سب مریدوں کا
افسر کر کے رنگ و روغن دیا [illegible] صورت اپنی تبدیل کر کے اسی منڈھی میں بیٹھکر زمین سے
بلند ہو کر اس ویرانے سے چلے تھے میں نے جو دیو سلیم کو قتل کیا تھا اور رفقا اس کے لاشے کو
لیکر ہوئے قلعہ عاشیر روانہ ہوئے تھے جب وہ قلعے میں پہنچے تو اس کے باپ یعنی دیو اسلم
نے اپنے فرزند کے لاشے کو دیکھکر بہت گریہ و زاری کر کے پوچھا تھا کہ اس کو کس نے قتل کیا ہے
رفقاے دیو سلیم مذکور نے کہا تھا کہ ایک جوان قوم زناتی آیا تھا اس نے آپ کے فرزند کو
قتل کیا ہے یہ سنکے دیو اسلم نالہ کناں ہوا ابھی دیو اسلم رو رہا تھا نالہ و فریاد کر رہا تھا لاشہ دیو سلیم کا

پڑا تھا کہ ازلال جادو آئی اُس نے جو اپنے فرزند کو کشتہ دیکھا بہت روئی بعدہ لاشہ فرزند کو
کہ ازلال جادو کے شکل کے تھا دفن کرکے یا جلا کے یا دریا میں بہا کے ازلال جادو نے اپنے
سحر کے زور سے دریافت کیا کہ عمان جادو و فلان صحرا میں جو باغ ہے اس میں ہے اور قاتل دیو سلیم
کو وہی دریا سے لایا ہے یہ حال دریافت کرکے اُس نے ایک سردار مسمی صمصام شیغزن کو چند ہزار
سواروں کی جمعیت سے مع ایک شاگرد ساحرہ اپنی کے روانہ کیا اُس نے جاکر باغ کا محاصرہ کیا
اُس ساحرہ نے عمان جادو کے باغ کو دیکھکر عمان جادو کو کلمات درشت کہے عمان جادو نے
باغ سے نکلکر اُس ساحرہ سے مقابلہ کیا سحر و ساحری میں چہ اس سے کمزور تھا آخر تو عمان جادو یعنی
بادشاہ شہر عمانیہ اس ساحرہ سے لڑا تھا آخر کار الٰہی میری زوجہ باغ میں پریشان و بدحواس تھی کہ
میں قمہور راہزن کے ساتھ چالیس ہزار قزاقوں کی جمعیت سے مع مال و اسباب کثیر کوہ مذکور سے
میں وقت جنگ پر پہونچا صمصام شیغزن نے مجھ سے مقابلہ کیا میں نے ہنگام جنگ اُسے زیر کیا بعدہ
اُس کو مسلمان کرکے چھوڑ دیا تمام مردان سپاہ بھی اُس کے مسلمان ہوئے اس عرصے میں اتفاقا
وہ ساحرہ سحر میں عمان جادو پر غالب آئی اُس کو اپنے سحر میں مبتلا کرکے سوزن اس کی زبان میں
دے کے اس نے ہمکو اور صمصام شیغزن اور قمہور شیغزن کو اپنے سحر میں مبتلا کرکے اسیر کیا
بلکہ اور تمامی مردان سپاہ کو اپنے سحر سے پتھر کا کرکے ہم چاروں اشخاص مذکور کو تخت سحر پر ڈالکر
سوے قلعہ عمانیہ روانہ ہوئی بعد قطع راہ دیو سلیم و ازلال جادو کے پاس جاکر تمام حال جنگ
بیان کرکے ہم چاروں کو دکھا کر کہا کہ میں ان کو گرفتار کر لائی ہوں اور ساٹھ ہزار سواروں کو اپنے
سحر سے پتھر کا کر آئی ہوں ازلال جادو نے اُس سے خوش ہو کر کہا کہ تو نے کار نمایاں کیا اب میں
ان چاروں کو قتل کرتی ہوں چونکہ وہ ساحرہ آشنا ہے راہ میں مجھ پر مائل ہو چکی تھی کہنے لگی کہ ابھی
ان کو قتل نہ کیجیے بعد ایام عزا کے شاہزادہ دیو سلیم ان کو قتل کیجیے گا ازلال جادو نے اس کی رائے
کو پسند کرکے کہا کہ ان چاروں مجرموں کو زندان میں لے جاکر قید کر علاوہ داروغہ زندان کے
تو بھی ان قیدیوں کی نگہبانی کرنا تا وقتیکہ میں ان کو قتل کروں وہ ساحرہ حسب الحکم ازلال جادو
اپنی استانی کے زندان میں لے گئی تھی پابزنجیر سب کو کیا اکثر زندان میں آیا کرتی تھی طالب وصل
ہوتی تھی میں اُس کے وصل سے انکار کرتا تھا جب وہ زمانہ عزا کے دیو سلیم گذر گیا ازلال جادو
نے اسی ساحرہ سے کہا کہ اب ان چاروں قیدیوں کو زندان سے لے آ تاکہ اُن کو قتل کروں اپنے
فرزند کے قاتلوں اور دشمنوں کو تہ تیغ کروں اُس نے بوجہ میری الفت کے اشخاص مذکور کو
زندان سے لانے میں تامل کیا ازلال جادو نے اُس کو کلمات نازیبا و بیہودہ کہے اُس کو سخت صدمہ
ہوا اسی عالم صدمہ میں سوے زندان جاکر داروغہ و جملہ نگہبانوں پر پوشیدہ ہو کر ایسا سحر کیا کہ
وہ سب بیہوش ہو گئے پھر وہ ساحرہ زندان میں آئی ہم سب سے کہا کہ پہلے تو میں تمہاری دشمن
تھی تمکو اسیر کرکے لائی تھی اب تمہاری دوست ہوں اور تمہاری شریک ہوں ازلال جادو
کی دشمن جان ہوں اس زندان سے نکلو چلو میں تمکو تمہارے باغ میں پہونچا دوں یہ کہکر زنجیر وغیرہ
صمصام شیغزن و قمہور رہزن شکن کے تن سے دور کرکے ہم چاروں کو قید سے رہا کرکے
بہت عذر و معذرت کرکے ہنگام شب تاریک تخت سحر پر بٹھا کر اسی باغ کے پاس جاکر تخت سحر کو لے
اُتارا ہمکو اور وہ ساحرہ بھی تخت سحر سے اُتری ساحرہ مذکورہ نے اُن ساٹھ ہزار سواروں کو اور

ملکہ کے اوپر سے اپنا سحر دفع کیا سب بدستور صورت اصلی پر آگئے پھر ہم اور عمان جادو
اور وہ ساحرہ داخل باغ ہوئے ملکہ سے ملے یہ خبر ازلال جادو کو پہونچی کہ میری شاگردہ
نے ان قیدیوں کو رہا کیا اور خود ان کی شریک ہو گئی غضبناک ہوئی ہنگام سحر تخت سحر پر سوار
ہو کر ایک ساحرہ اپنی شاگردہ کو اور دیو اسلم کو ایک مع ثانی سپاہ کے قریب باغ آئی پہلے اس کی شاگردہ
ساحرہ نے در باغ پر آکر پکار کر کہا کہ او عمان جادو ہوشیار ہو جا کہ میں آپہونچی یہ تقریر اس
ساحرہ کی سنکے ہم اور عمان جادو اور وہ ساحرہ باغ سے نکلے پہلے اسی ساحرہ نے جو ہمراہ ازلال
ہوئی تھی اس ساحرہ سے سحر و ساحری میں مقابلہ کیا بعد جنگ بسیار اس ساحرہ کو اس ساحرہ
نے ہلاک کیا عمان جادو اور ہم سب خوش ہوئے ازلال جادو جو دور سے بالائے تخت سحر
بلندی ہوا پر لڑائی دیکھ رہی تھی اپنی شاگردہ کو مقتول ہوتے دیکھ کر غضبناک ہو کر بزور سحر اژدر
آتشیں بنکر ہم سب کی طرف چلی تھی اسوقت ہم سب نے دعا کی یکایک دیکھا کہ بروئے ہوا
ایک درویش ایک منڈھی میں بیٹھے ہوئے ظاہر ہوئے انھوں نے نعرہ بلندی پر سے کیا کہ او ساحرہ
کیا کرتی ہے ٹھہر ٹھہر میری طرف نظر کر ساحرہ کہ بصورت اژدر تھی اس درویش کی آواز سنکے
ٹھہری اتنے میں وہ درویش بلندی پر سے بروئے زمین آگئے فی الفور انھوں نے اپنی جیب سے
ایک آئینہ نکال کر ازلال جادو کو دکھایا وہ ساحرہ آئینہ کے معائنہ سے بصورت اصلی ہو کر
سحر بھول گئی اسی حالت میں درویش موصوف نے کہ خواجہ خضران بن عمرو تھے منڈھی سے
نکل کر اس ساحرہ کو قتل کیا پھر بعد جنگ دیو اسلم کو بھی ہمنے قتل کر کے فتحیاب ہوکے قلعہ عمانیہ
میں جاکے عمان شاہ کو تخت حکومت پر بٹھا دیا بعد چند مدت کے قلعہ عمانیہ سے ہمراہی عمان شاہ
و تین لاکھ سواران جنگی کے جانب طلسم زرنگار کوچ کیا خواجہ خضران اور ملکہ کو بھی ہمراہ لیا
خواجہ خضران بن عمرو نے نام اپنا درویش آفتاب صورت مشہور کیا تھا پھر میرے سب سے
اپنے تئیں پوشیدہ رکھا سوا میرے اب تک کوئی میرے لشکر میں یہ نہیں جانتا کہ درویش آفتاب
صورت دراصل خواجہ خضران بن عمرو ہیں غرضکہ جب ہم روانہ ہوئے قلعہ عمانیہ سے اثنائے
راہ میں صمصام تیغ زن کو زخمی کرکے اسفندیار کجکلاہ نے کہ سردار سپاہ عراق ہے کلاہ
بادشاہ شہر عراقیہ کا تھا اثاثہ بارگاہ کا چھین لیا تھا جب یہ خبر ہمکو ہوئی لڑائی عظیم ہوئی آخر کو
اسفندیار کجکلاہ اور بہرام پیر سوار دونوں سرداران سپاہ کو اس کے ہمنے بقوت بازو زیر کیا وہ سردار
مذکور اب تک ہمارے ہمراہ ہیں پھر عراق شاہ بھی مسلمان ہوکر ہمارے ہمراہ تین لاکھ سواروں کی جمعیت
سے ہوا اثنائے راہ میں ایک نامہ سوار فرستادہ شاہ نقش بین بادشاہ شہر نقش بین سے ملاقاتی ہوئی
اُسنے نامہ دیا جب وہ نامہ پڑھا معلوم ہوا کہ شاہ نقش بین نے درویش آفتاب صورت کو نامہ
لکھا ہے اور بعجز و انکسار استدعا طلب کیا ہے کہ اس کے شہر میں جو پہاڑ ہے اس پر ایک اژدر کلان طلسمی
آکر مسکن گزین ہوا ہے وہ مردمان شہر کو اذیت رسان ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو نامہ لایا ہے وزیر اعظم
بادشاہ شہر نقش بین کا ہے اور بادشاہ نے اقرار کیا ہے کہ اگر بلائے اژدر آتش فشاں میرے شہر سے دفع
ہوجائے گی تو میں بصدق دل مع اپنی رعایا کے مسلمان ہو جاؤں گا جب یہ حالات تحریر نامہ و زبانی
دستور معظم مذکور سے معلوم ہوئے درویش نے اقرار پہنچنے کا کیا پھر ہمراہ اس وزیر کے درویش
موصوف مع سپاہ مذکور اور سرداران مسطور کے اسی شہر کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہونچکر اس

اثر دہے کو مین نے ہلاک کیا بادشاہ نقش بین حسب وعدہ مع اپنی رعایا کے مسلمان ہوا چند روز
کے بعد وہان سے کوچ اس طرف کیا شاہ مذکور نے ایک سردار اپنا مسمی صارف تیغزن مع لاکھ
سوارون کے ہمارے ساتھ کیا وہان سے ہم سب یہان آئے آپ سے مین نے مقابلہ کیا بہنگام کشتی
آپ نے نقاب میرے چہرے سے اٹھا کر مجکو پہچان لیا مین نے آپ سے مقابلہ بوجہ کہنے خواجہ خضران
بن عمرو کے کیا تھا اور وہ اکہ جو درویش مرجان سرخ مو سے دستیاب ہوا تھا وہ اپنے بازو پر باندھ لیا تھا
بلکہ خود خواجہ خضران بن عمرو نے میرے بازو پر باین خیال باندھ دیا تھا کہ آپ سے کبھی زیر نہون
اور قوت مین کمی نہو چنانچہ ایسا ہی ہوا مین نے تمام حال بطور خلاصہ اور بطرز اختصار عرض کیا
صاحبقران ؑ نے تمام حالات سنکے فرمایا کہ خیر خواجہ خضران بن عمرو کو وہ جامہ درویش مرجان
سرخ مو ایسا ملگیا کہ جو شل زنبیل خواجہ طیفور گردیا کہ تیرا ویسا ہم تو خواجہ خضران بن عمرو کو اپنا
عمو اور بزرگ جانتے ہین اگر وہ ہمسے خفا و ناخوش ہین تو ہم جا کر ان کو منا کر لے آتے ہین یہ فرما کر مرکب
طلب کیا ملازم مرکب دربارگاہ پر لائے صاحبقران دربار سے اٹھکر مع اکثر شاہان ملک وغیرہ کے جانب
لشکر عمان شاہ روانہ ہوئے وقسور نے یہ خبر درویش آفتاب صورت کو دی کہ صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ اس طرف واسطے آپ کی دید کے ونیز آپ سے ملنے کو آتے ہین ارادہ ان کا یہ ہے کہ آپ
ملکر آپ کو اپنے لشکر مین بعزت و حرمت لیجائین یہ خبر سنکے خواجہ خضران بن عمرو بصورت اصلی ہوکر
مع عمان شاہ و عراق آہن کلاہ بادشاہ شہر عزانیہ و بہران ببر سوار و اسفندیار رستگار و
قمور تیغزن و صمصام صف شکن و صارف تیغزن وغیرہ جملہ نامی و نامور و ذی عزت
سردارون اور بادشاہون کو اپنے ہمراہ لیکر براے استقبال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
یہ کہکر روانہ ہوا کہ اگر صاحبقران موصوف پاس اس فقیر کے تشریف لاتے ہین تو ہم بھی ان کے
استقبال کے واسطے جاتے ہین اثناے راہ درمیان دونون لشکرون کے جسوقت ہوئے تو
صاحبقران کا استقبال کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ اے عمو سنا مدار ہم آپ کے لینے کو
آئے ہین جو آپ نے چاہا تھا وہی ہوگیا آپ کے پاس خود آئے آپ ہمارے ساتھ ہمارے لشکر مین
چلیے ناوانستہ بابت ملکہ اور فرامرز ثانی کے جو ہمسے وقوع مین آیا ہی اس صدمہ و ملال سے درگذر کیجیے
خواجہ خضران نے بھی تقریر بانکساری کی پھر صاحبقران خواجہ خضران بن عمرو وغیرہ کو یعنی
ان کے ہمراہیون کو مع خواجہ خضران کے اپنے لشکر مین لاکر داخل بارگاہ ہوئے خواجہ خضران
نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کیا بعد مین صاحبقران نے بعزت تمام قریب تر اپنے خواجہ خضران
بن عمرو کو بٹھایا اور ان کے ہمراہیون کو حسب قدر مراتب دربار مین بٹھایا ہر ایک اہل دربار خواجہ
خضران بن عمرو کے دربار مین آنے سے خوش ہوا خواجہ طیفور کردیلنے بزرگ اپنا جانکر خواجہ
خضران بن عمرو کو سلام کیا بعدہ عذرخواہ ہوا ہنوز خواجہ خضران بن عمرو موصوف دربار
بادشاہ لشکر اہل اسلام مین ہمراہ صاحبقران ممدوح کے آکر بیٹھے ہی تھے کہ یکایک چند ہرکارے جو کہ
براے خبررسانی معین و مقرر تھے انھون نے دربار مین آکر روبروے بادشاہ لشکر اہل اسلام و
صاحبقران عالی مقام بعد دعا کے دست بستہ بصد ادب عرض کیا کہ اسوقت کوکب ہجم حصاری
حسب وعدہ مع سارق بن لقاہ سنگان اور ان انتالیس سرداران سپاہ کے جنکو نقابداران
طلسمی نے میدان جنگ مین صورت اپنی دکھا کر دیوانہ و شیفتہ کرکے اسیر کرکے داخل زندان کیا تھا

اس طرف نا آتا ہو باقی خیریت ہی یہ خبر ہرکاروں سے سنکے پایاے بادشاہ لشکر اہل اسلام صاحبقران
عالی مقام نے چند بادشاہان ملک و سرداران سپاہ کو فی الفور واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا
شاہان ملک وغیرہ نے جاکر استقبال کوکب انجم حصاری کا کیا پھر اُس کو اپنے ہمراہ بعزت و حرمت
بارگاہ بادشاہ موصوف یعنی دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین لائے کوکب انجم حصاری نے بادشاہ
لشکر اہل اسلام و صاحبقران موصوف کو سلام کیا صاحبقران نے اُس کے آنے سے دل مین خیال کیا
کہ کوکب انجم حصاری نے ایفاے وعدہ کیا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے قریب اپنے اُسے بیٹھنے کو
اشارہ کیا وہ بعزت و حرمت بیٹھا ساریق بن بقا نے بھی سلام کیا کیونکہ سنخگان نے ساریق کو
سمجھا دیا تھا کہ لشکر اہل اسلام مین جاکر دربار مین داخل ہوکر غرور نکرنا مصلحت وقت ہے کہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام کو سلام کرنا اور جو کچھ صاحبقران کہین اُسے منظور کرنا کچھ عذر و انکار نکرنا آئندہ دیکھا جائیگا
پس موافق راے سنخگان کے ساریق بن بقا نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کیا اور بقول
راوی دیگر سلام کسی کو نہین کیا غرض بہرطور اشارہ بادشاہ موصوف سے ساریق بن بقا موافق
اپنے رتبے کے بیٹھا سنخگان نے بطریق اہل اسلام سلام کیا اور کہا کہ مین تو بادشاہ لشکر اہل اسلام و
صاحبقران عالی مقام کا خیرخواہ ہون خواجہ طیفور کردیا و خواجہ خضران بن عمرو کا فرمانبردار
ہون بدل مسلمان ہون خواجہ طیفور و خواجہ خضران وغیرہ اُس کی ان باتون پر منہ بادشاہ لشکر اہل اسلام
کی طرف سے پھیر کر مسکرا سے بجاے خود کہا کہ یہ نابکار دروغ گو ہے صاحبقران نے بالاے بادشاہ
اُس کے بھی بیٹھنے کو اشارہ کیا وہ سلام بار دگر کرکے موافق اپنے مرتبے کے بیٹھا پھر وہ اشقیا یون
سردار لشکر صاحبقران کے باادب بادشاہ و صاحبقران سلام کرکے اشارہ بیٹھنے کا پاکے دربار
مین اپنے دنگل پر ہر ایک سردار مذکور بیٹھا صاحبقران کو ان سرداروں کے رہا ہوکر آنے سے
خوشی حاصل ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام وغیرہ سب خوش ہوے اُسوقت صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ حمائل خان کو زندان سے ہمارے روبرو لاؤ ملازم
فی الفور جاکر اُس کو دربار مین لاے اُس نے اہل دربار پر نظر کی صاحبقران نے اُس کی جانب نظر
کرکے حکم دیا کہ جلد حمائل خان کے تن سے سلاسل وغیرہ کو دور کرو قید سے رہا کرو حمائل خان کو
طوق و سلاسل مین گرفتار رہتے دیکھا نہین جاتا اسوقت ہمکو لندھور بن سعدان کا خیال آگیا ہے
حمائل خان کو لندھور سے قرابت قریبہ ہے ہمکو یہ منظور نہین کہ روح لندھور بن سعدان حمائل خان
کی اسیری کیسے ملول ہو ملازمون نے فوراً اُس کو قید سے رہا کیا اُس نے سلام کیا صاحبقران نے
اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ بھی بعزت و حرمت دربار مین بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے کوکب انجم حصاری و حمائل خان و سنخگان و ساریق بن بقا سے
مخاطب ہوکے ان کو اس طرح ہدایت کی راہ راست دکھائی اور یکتائی و قدرت و صنعت و یگانگی
و رزاقی و معبودی پروردگار عالم ظاہر کی کہ اے کوکب انجم حصاری بادشاہ انجم حصار و اے
حمائل خان شورشعار و اے ساریق بن بقا و اے سنخگان آگاہ ہو کہ لائق حمد و ثنا ذات
خدا ہے سزاوار حمد پروردگاری ہے اور قابل سجدہ بھی خالق کون و مکان ہے بجز اُس کے کوئی لائق سجدہ
نہین ہے سجدہ کہ معبودی کے قابل وہی خداے لایزال ہے کہ جسکو کبھی زوال نہین ہے ہمیشہ سے ہے
اور ہمیشہ رہیگا اُس کی ذات کو ہمیشہ بقا ہے وہ حادث نہین ہے طفلی اور جوانی و ضعیفی جسطرح کہ مسلط

انسان وحیوان کے ہی اُس کے واسطے نہین ہی ہمیشہ سے جیسا تھا ویسا ہی اب بھی ہی اور مدام بدستور
قوم رہیگا تغیر اُس کے واسطے نہین ہی اُس نے اپنی قدرت کاملہ سے تمامی مخلوقات کو پیدا کیا ہی
وہ کسی سے پیدا نہین ہوا ہی نہ اُس کا کوئی بیٹا ہی نہ وہ مل کر کسی شے سے بنا ہی نہ وہ جسم رکھتا ہی صرف نور ہی اور
دیکھنے مین نہ وہ کبھی کسی کے آیا ہی نہ آویگا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا
کہ تم اپنے خدا کو ہمین دکھاؤ دیکھین وہ کیسا ہی اور اگر تم اپنے خدا کو ہمین نہ دکھاؤ گے تو پھر ہم گوسالہ
پرستی بدستور کرینگے ہم اُس کو دیکھنے بھی تھے وہ بولتی بھی تھی باتین بھی کرتی تھی حضرت موسیٰ نے اُن کو
جواب دیا کہ تم اپنے اس ارادہ سے باز آؤ تمنائے دید خدا وند عالم وعالمیان نکرو وہ تمھارے دیکھنے مین
نہ آویگا نہ تم اُس کو دیکھ سکوگے انھون نے نمانا آخر کار جناب موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جاکر
عرض کیا کہ پروردگارا میری امت کے مردمان جاہل تجکو دیکھنے کی خواہش ظاہر کرتے ہین ہر چند
مین نے اُن کو سمجھایا کہ اس تمنا وارادہ سے باز آؤ مگر وہ ایسے جاہل اور سخن ناشنو ہین کہ نہین مانتے ہین
یہ کہتے ہین کہ اسے موسیٰ تم اپنے خدا کو ہمین دکھاؤ دیکھین وہ کیسا ہی پروردگارا تو عالم و دانا ہی کہ
مین نے بہت اُن کو اس بابمین فہمائش کی لیکن وہ ہرگز نہین مانتے ہین میرے ہمراہ ستر آئے ہین
تیرے دیکھنے کے مشتاق ہین اُسوقت جانب خدا سے آواز آئی کہ اسے موسیٰ کہدو کہ تم اپنے معبود حقیقی
کو دیکھ نہ سکوگے سوا تمھارے کوئی بھی نہ دیکھیگا پھر حضرت موسیٰ نے موافق حکم خدا کے اپنی امت
کے مردمان کو دید خدا سے باز رہنے کو فرمایا انھون نے کہا کہ اسے موسیٰ اگر تم اپنے خدا کو نہین دکھا
تو ہم گوسالہ پرستی کرینگے وہ اپنا دیدار دکھاتا ہی باتین کرتا ہی یہ قصہ طویل ہی خداوند عالم نے قرآن مین
اس قصے کو ذکر بھی فرمایا ہی مختصر یہ کہ آخر کار برق چمکی حضرت موسیٰ کو غش آگیا کوہ طور جل گیا وہ لوگ
بھی جو خدا کے دیکھنے پر مصر تھے جل کر خاک ہوگئے اس نور مین اختلاف کیا ہی بعض علما کا قول ہی کہ وہ
نور تجلی ہی تھا جو مانند برق چمکا تھا بعض کا یہ خیال ہی کہ وہ نور کسی کروبی کا تھا نہ کہ جلوۂ چہرۂ پرنور خدا
تھا کیونکہ وہ جسم وجسمانیت سے پاک ومنزہ ہی غرضکہ حضرت موسیٰ کو ہوش آیا کوہ طور کو اور اُن جہلا کو
جلا ہوا پایا جب حضرت موسیٰ تاب نظارہ نور مذکور جو مانند برق کے چمکا تھا نہ لاسکے بیہوش ہوگئے تو
اور کوئی کب خدا کو دیکھ سکیگا جاننا چاہیے کہ خدا وحدہ لاشریک ہی صفات ثبوتیہ اُس کے یہ آٹھ ہین نظم

آٹھ ثابت صفات ہین اُس کی
پاس سب بھید اور بہیا سکے
سب کا خالق ہی سب جگہ حاضر
ہو رہا ہے اور رہیگا سدا
بیٹا بیٹی نہ اُس کے ماں ہی نہ باپ

زندہ ہی موت اُسے نہین ہی کبھی
بولے قدرت سے اور وہ بات کرے
سب کے اعمال اُس پہ ہین ظاہر
یہی جو بیان صفات اُس کے
ہی نرنکار سب سے آپ ہی آپ

سب پہ قادر ہی سب کے تین جانے
سنے اور دیکھے اپنی قدرت سے
سچا ہی اور آپ ہی سچا
سبھی لوگ نہین بھین ذات اُس
اور یہ آٹھ صفتین اُس کی وہ ہین

جو لائق اُس کی ذات کے نہین ہین اُنھین کو صفات سلبیہ کہتے ہین نظم

ذات اُس کی کوئی نہین پاسکے
سب کا خالق ہی بندے سب اُس کے
نہین ہی وہ جسم اور نہین محتاج
اُس نے پیدا کیا ہی ہم سب کو
کچھ طرف ہی مکان نہ جان اُس کا

دیکھنے مین نہ یان نہ وان آئے
نہ کسی چیز مین سما سکے وہ
پہلے جیسا تھا ویسا ہی وہ آج
شریک اُس کا نہ کوئی وہ چاہیے اسے بوجھو
نامکمل نہین مکان اُس کا

نہ وہ مل کر بنا کسی شے سے
نہ کہین جاسکے اور نہ آسکے وہ
نہین وہ رنگ اور نہین وہ بو
نہ برا فعل بھاتا ہی اُس کو
نہین ہین یہ صفات لائق شان

عرش میں لکھا ہی کہ ایک فرشتہ ہی نام اُس کا دردائیل ہی خداوند عالم نے اُس کو ساٹھ ہزار پر عطا فرمائے ہیں
ہر ایک پر اُس کا اتنا بڑا ہی کہ اگر وہ چاہے تو دنیا کو اپنے ایک پر سے ڈھانک لے ایک روز اُس نے اپنے
دل میں خیال کیا کہ مجھ سے کوئی فرشتہ زیادہ پر و بال مثل میرے نہ رکھتا ہوگا خدا نے مجکو ساٹھ ہزار پر عطا
فرمائے ہیں کبھی روز عظمت عرش کو دریافت کروں اُڑ کر ابتدا و انتہائے عرش معظم کو معلوم کروں چونکہ
خدا عالم و دانا و واقف رازِ پنہان ہی دردائیل کے ارادے سے آگاہ ہوا فی الفور اُس کو ساٹھ ہزار پر
زیادہ عطا فرما کر حکم دیا کہ تو اُڑ کر عظمت عرش کو دریافت کر فرشتہ مذکور اپنی جگہ سے اُڑا ساٹھ ہزار سال
تک اُڑا ایک قائمہ عرش سے دوسرے قائمہ عرش تک نہ پہونچا آخرکار تھک کر عذر خواہ ہوا اپنی خستگی و
ماندگی سے اُڑنے سے عاجز رہا ایک قائمہ عرش کی بھی عظمت دریافت نہ کر سکا اُس پر عتاب الٰہی ہوا پر و بال
اُس کے نوچ کر زمین پر ڈال دیا گیا بعد ایک مدت دراز کے اُس کی گریہ و زاری پر خدا نے رحم کیا فرزند
رسول خدا کے تن اطہر سے تن اپنا مس کیا امام حسین علیہ السلام کے طفیل سے پھر خدا نے اُس کو
پر و بال عطا فرمائے وہ شادان و فرحان سوئے فلک گیا اس تقریر سے نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ عظمت عرش خدا
ایسی ہی کہ کوئی اُس کی انتہا نہیں جان سکتا ہی خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے عرش اطلس و کرسی و سماوات
اور اس عالم دنیا کے سوا ہژدہ ہزار عالم پیدا کیے ہیں کہ ایک عالم کے لوگوں کو دوسرے عالم کے لوگوں اور
دوسرے عالم سے آگاہی نہیں ہی وہی خالق کون و مکان و ہژدہ ہزار عالم لائق سجدہ ہی وہی معبود حقیقی
ہی وہی رزاق مطلق ہی انس و جن و حیوانات چرند و پرند و کل اپنی مخلوقات کو رزق عطا فرماتا ہی وہی بر آرندہ
حاجات ہی وہی مجیب الدعوات ہی وہی قاضی الحاجات ہی اُسی نے تمام اپنی مخلوقات کو بطفیل اپنے حبیب
جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیدا کیا ہی اگر خدا اُن کو نہ پیدا کرتا تو پھر کسی اپنی مخلوق کو
ہویدا نہ کرتا اُس کے ذرہ ذرہ سے ظاہر و آشکار ہی اگر انسان غور و فکر کرے اور ذرا بھی تامل سے دیکھے
تو اُس کی خدائی اور معبودی اور قدرت و صناعی اُس پر ظاہر و آشکار ہو جائے آفتاب و ماہتاب کو اُسی نے
واسطے انتظام عالم کے پیدا کیا ہی شب و روز کو اُن کی روشنی سے منور کیا ہی ستاروں اور سیاروں کو خلق
کر کے آسمانوں کو اُن سے زینت دی ہی ستارے اسقدر سماوات پر پیدا کیے ہیں کہ اُن کی تعداد کا علم
اُسی کو ہی یا وہ جس کو چاہے آگاہ کر دے ماہتاب کو آسمان اول پر اُس نے جگہ دی ہی آفتاب عالمتاب
کو چوتھے آسمان پر اُس نے جگہ دی ہی رخ آفتاب کا بجہت خود نہیں ہی پشت آفتاب جانب دنیا ہی اسپر
اسقدر تمازت و حرارت اُس کی زمین تک ہی کہ اہل دنیا تاب تمازت و حرارت آفتاب لا نہیں سکتے ہیں
اگر رخ آفتاب کا جانب دنیا ہوتا تو زمین اور دنیا مانند دانے کے بریان ہو جاتی کوئی زندہ نہ رہتا
نہ زمین اس طرح رہتی نہ کوئی فرد بشر حیات رہتا آفتاب کو خدا نے زمین سے بہت بڑا پیدا کیا ہی وسعت
دنیا کی آفتاب کے آگے کچھ بھی نہیں ہی مثال سمجھ لینا چاہیے کہ آفتاب کو بمنزلہ ایک صحرا
لق و دق ناپیدا کنار کے خیال کرنا چاہیے اور تمامی دنیا کو بمنزلہ دانہ خردل کے تصور کرنا چاہیے ماہتاب
آفتاب سے چھوٹا ہی خدا نے اپنی قدرت سے بدر کو اُس سے چھوٹا کم پیدا کیا ہی باوجود اس کے ماہتاب بھی
دنیا سے چھوٹا نہیں ہی بہت بڑا ہی ایک آسمان دوسرے آسمان سے پانچ سو برس کی راہ ہی اور یہی حال آسمان
اول بھی زمین سے پانچ سو برس کی راہ ہی خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے مابین زمین و آسمان کئی کرہ
قائم کیے ہیں اول کرۂ ہوائی ہی بعدہ کرہ آتش ہی پھر کرہ آب ہی ایک دریا مشرق سے مغرب تک رواں ہی
کوئی قطرہ اُس کا زمین پر بے حکم خدا نہیں گرتا ہی زمین پر خداوند عالم و عالمیان نے اپنی قدرت کاملہ سے

پیدا نہوتا اگر دل نہوتی تو بھی ایک صورت جسم انسان مین خرابی کی ظاہر ہوتی خوشنمائی نہوتی
علاوہ اس کے حلق سے جو لقمہ شکم مین جاتا ہی وہ بغیر ہڈی اور نرخرے کیونکر جاتا اور آب و طعام معدہ مین
کیونکر پہونچ سکتا سیلئے یہ خداوند عالم نے ایک پہلو مین دل کو کہ جو بادشاہ اعضا اور اشرف اعضاے ازسرتاپا
ہی جگہ دی ہو اگر دل نہوتا تو کسی شے کی خواہش نہوتی انسان جو کچھ چاہتا ہی وہ خود نہین چاہتا ہی بلکہ
اس کا دل خواہش کرتا ہی تن ہر فرد بشر مین دل ایک گھڑی یا دماغ کا دوسرے پہلو مین جگر ہی یہ بھی
اعضاے رئیسہ سے ہی اگر اس کو خدا تن انسان مین خلق نکرتا تو غذا کے ہضم مین فتور ہوتا بلکہ ہضم نہو سکتی
سوا اس کے اور بھی فوائد اس سے ہین کہا تک شرح اعضا اور خوبی ایسے اعضا کا بیان کیا جاے جو
عضو ہی وہ خالی از فائدہ رسانی نہین ہی دست و پا عجب نعمت ایسے عمدہ ہین اگر ہاتھ نہوتے تو کاروبار
دنیا انسان نکر سکتا اگر پاؤن نہوتے تو راہ روی سے باز رہتا اگر عقل نہوتی تو بھی انسان بیکار رہتا غرضکہ
انسان سراپا مین جسقدر اپنے عضو رکھتا ہی سب اعضاے انسانی ظاہر کرنے والے عطا و جود و انعام
خدا کے ہین اور صنعت و قدرت خداوند کون و مکان کے مظہر ہین اسی طرح ہر ایک شے سے صنعت و قدرت
پروردگار ہویدا و آشکار ہی درختون کو دیکھو ان کے پتون پر نظر کرو کیسے کیسے سرسبز و شاداب و نرم و
نازک انواع و اقسام کی صورت و شکل و قطع کے ہین رنگین پتون کی کیسی باریک باریک ہین کہ جن کے
دیکھنے سے قدرت خدا ظاہر ہوتی ہی جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہی۔ مطلع برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار۔ درختون کو بھی خدا نے اپنے جود و عطا سے محروم نہین رکھا ہی
ہر قسم کے گل و اثمار اشجار کو عطا فرمائے ہین اس کے فضل و کرم و بخشش و عطا سے وہ بھی نہال ہین
باغ دنیا مین جھولے جھولتے ہین ہوا سے یا ڈالی مین عالم وجد مین جھومتے ہین چرند و پرند پر نظر کرو تو بھی
قدرت معبود حقیقی ظاہر ہوتی ہی کیسے کیسے چرند و پرند انواع و اقسام رنگ برنگ مختلف آواز و صدا
و شکل و صورت کے پیدا کیے ہین فتبارک اللہ احسن الخالقین سربلندی کوہ و درازی و طوالت کوہ ہاے
مختلف سنگ اگر نظر کی جاے تو بھی قدرت خالق ارض و سما ظاہر ہو جاے پہاڑون کے ہونے سے
بڑے بڑے فوائد متصور ہین زمین پانی پر بچھائی گئی ہی پہاڑ ہر طرف سے دبائے ہوے ہین سوا اسکے
پہاڑون سے پانی لعل بدخشانی وغیرہ اشیاے نفیس نکا ... آمد پیدا ہوتی ہین دریا خدا نے بہر احتیاج
بندگان ہر ایک شہر و دیار مین بلکہ صحرا و دشت مین جاری کیے ہین اس کے فیض انعام سے اور اسکے
چشمہ لطف و کرم سے اور اس کے بحر مواج جود و انعام سے کوئی مخلوقات سے محروم نہین ہی پانی کیا
ہر ذی حیات بلکہ نباتات کو بھی احتیاج ہی باعث حیات انسان و حیوان و نباتات وغیرہ پانی ہی جیسا کہ
مشہور ہی کل شی حی من الماء اس مین شک نہین کہ کل چیزون کی حیات پانی سے ہی اگر ابر حکم خدا
سے نہ برسے تو اجناس کی پیدایش نہو اہل عالم کی پرورش کیونکر ہو ابر و ہوا برق و رعد آفتاب و ماہتاب
وغیرہ سب تابع حکم خدا ہین جسوقت جو اس کا حکم ہوتا ہی اسے بجا لاتے ہین جس کام پر معین ہین اسی
کام مین ہمہ تن سرگرم رہتے ہین کیا مجال کہ خلاف حکم خدا کرین مہر و ماہ کے روز و شب طلوع و غروب پر نظر
کرو ماہ کے عروج پر غور و فکر کرو کیسے تابع حکم خدا ہین روز و شب فرمانبرداری خدا مین بسر کرتے ہین
یہ تقریر صاحبقران نے ہدایت آمیز جاں گسل خان و کوکب انجم حصاری و سنگان و ساریق
بن لقا سے مخاطب ہو کر کی ہر ایک نے بگوش ہوش سنی بعد تقریر مذکور کے صاحبقران نے مخصوص
ساریق بن لقا سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ساریق بن لقا تم جو دعویٰ خدائی کرتے ہو اور

بندگان خدا کو گمراہ کرکے اپنے تئین سجدہ کراتے ہو تم مین کچھ قدرت ہی کہ تم بھی پانی برسا سکتے ہو اجناس کو مانند
پروردگار عالم کے پیدا کرسکتے ہو تمنے کوئی آسمان پیدا کیا ہی کوئی طبقہ کہین تمنے بھی ہو پیدا کیا ہی آفتاب و
ماہتاب وستارے اور سیارے بتاؤ تمنے بھی پیدا کیے ہین کوئی دریا کوئی پہاڑ تمنے بھی پیدا کیا ہی اگر
ان مین سے کچھ پیدا کیا ہی تو وہ کہان ہی مہر وماہ کی مانند تمنے بھی آفتاب و ماہتاب پیدا کیے ہین کوہ و دشت
واشجار و بحر وجود دریا و انہار وگل وغنچہ وحیوان وانسان وچرند وپرند وغیرہ تمنے بھی پیدا کیے ہین اگر
پیدا کیے ہون تو دکھاؤ تم مین کیا کچھ قدرت ہی تمہارا بنایا ہوا آسمان کہان ہی پیدا کی ہوئی تمہاری زمین
کس جگہ ہی خداوند عالم نے ہزارہا عالم کی مخلوقات کو رزق پہونچاتا ہی اپنی مخلوقات کو روز و شب
سیر وسیراب کرتا ہی تم بھی کسی کو رزق پہونچا سکتے ہو خداوند عالم ہی تم بھی رازدل سے کسی کے آگاہ
اقتدار کے واسطے ہمیشہ بقا ہی تم کو بھی حصول بقا ہی اگر کہو کہ ہان تو ہم ہرگز یقین نکرینگے کاذب و دروغ گو
جانینگے جس طرح تمہارے آبا واجداد مرگئے ہین اسی طرح تم بھی ایک روز مرجاؤگے بقا اسوقت کہان ہی
زمرد شاہ باختری کا کچھ بھی نشان ہی تمہارا بادشاہ خبیثہ مع اُسکا کچھ لات ومنات وہبل وغیرہ فی الحال
کہان ہین سب نیست ونابود ہوگئے کیسے وہ مردود خدائی کا دعوی کرتے تھے کیا باقی رہے فنا ہوگئے
فنا ہوجانا واسطے مخلوق کے ہی شان خدا سے حدوث بعید ہی تم دعوی خدائی کرتے ہو اور ایسے عاجز ہو
گلستان باختر سے خائف وترسان ہوکر یہان تک بھاگتے ہوے آئے ہو یہان بھی تمکو شکست حاصل ہوئی
ہمنے تمکو شکست سے بقوت بازو اٹھا لیا ہی تم اُٹھ آئے ہو طالب امان ہوے ہو اسی اپنی عاجزی پر
دعوی خدائی کرتے ہو توبہ کرو بندہ خدا سے دجال ہوکر دعوی خدائی کرتے ہو بندون کو خدا کے
گمراہ کرتے ہو بہت برا کرتے ہو خدا سے ہمسری کرتے ہو گناہ کبیرہ وصغیرہ کرتے ہو کھاتے ہو اور پیتے ہو
سوتے ہو جاگتے ہو بول وبراز کرتے ہو چلتے ہو پھرتے ہو تن اور اعضا رکھتے ہو حالانکہ ذات خدا اور صفات
خدا کے لائق نہین ہین وہ تم مین موجود ہین کیون مثل شیطان مردم کو گمراہ کرتے ہو دعوی خدائی کرتے ہو
اپنے تئین عبث سجدہ کراتے ہو قہر وغضب وعذاب آتش جہنم سے ڈرو توبہ واستغفار کرو اپنے تئین ایک
ادنی وکمتر بندگان خدا سے جانو بہتری اسی مین اور چاہتے ہی تمہاری اسی صورت مین ہی کہ کلمہ طیبہ زبان پر
جاری کرکے بصدق دل مسلمان ہو دین اسلام اختیار کرو ورنہ تمہارے حق مین اچھا نہوگا دنیا و دین مین
تمہارے واسطے بہت خرابی ہوگی دیکھو بہت پچھتاؤگے اب بھی راہ راست پر آؤ دعوی خدائی نکرو
ہمسری خدا کی نکرو راہ مستقیم اختیار کرو یہ دنیا فانی ہی اور اہل دنیا بھی فانی ہین جس طرح اکثر مردود ناکار
دنیا مین دعوی خدائی کرکے جہنم مین بعد مرگ گئے تم بھی مثل اُن کے ایک روز اس دار فانی سے ملک
عدم جاؤگے نار دوزخ مین مبتلا عذاب شدید ہمیشہ ہوگے دیکھو فرعون ہامان شداد و نمرود
وغیرہ کہان ہین مانند اُنکے تم بھی دنیا مین نرہوگے مال ودولت دنیا کوئی چیز نہین ہی یہ بھی فانی ہی
حکومت ملک بھی مدام نہین ہی ایک دن تم بھی مانند شاہان گذشتگان خالی ہاتھ دنیا سے چلے جاؤگے ہوا
اعمال کے نیک ہون یا بد ہون کچھ اپنے ساتھ نلیجاؤگے تمہارے پاس اعمال نیک کہان ہین جنہین
اعمال بد کے اور ایسے بد اعمال کہ بناوٹ بایات خدا تم اپنے تئین بندہ خدا ہوکر خدا کہلواتے ہو تمکو واجب
لازم ہی کہ اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرو نہ یہ کہ خود اپنے تئین سجدہ کراتے ہو یہ فعل جو کہ باعث ناخوشی خدا
ہی خدا جانے کہ تمنے کیا سمجھ کے اختیار کیا ہی کیا ہمیشہ زندہ رہوگے کیا ہمیشہ بادشاہت وحکومت کیا کروگے
ہرگز نہین کسی کے واسطے زندگی مدام نہین ہی نہ کسی بادشاہ کی حکومت کو ثبات ہی نہ ملک ومال ودولت

ہمیشہ کسی کے قبضے مین رہی ہی نہ رہیگی اس حیات چند روزہ کے واسطے کیون فکر و تدبیر ابلیس کی ہی کہ
تمہین سے مردود خدا ہوگئے ہو اب بھی اگر توبہ کرو تو توبہ تمھاری نکار رد نہ ہو جائیگی کیونکہ ابھی تک
در توبہ کھلا ہی حق تعالی ارحم الراحمین ہی تمھاری توبہ قبول کریگا گناہ کبیرہ و صغیرہ تمھارے اگر اسکی
مشیت ہوگی تو عفو بھی فرمائیگا عجز و انکساری گریہ و زاری ہنگام دعا و حاجت خوب ہی حق تعالی کو
عاجزی پسند ہی کسی کا غرور اس کو پسند نہین ہی سزاوار غرور بجز اس کے کوئی نہین ہی عبث چند نفس
کی زندگی مین اپنے عزم پر کمر باندھی ہی کہ جس سے خداے کون و مکان غضبناک ہو بہتر و لازم ہی کہ اب
باقی حیات اپنی عبادت و اطاعت و فرمانبرداری پروردگار عالم و عالمیان مین بسر کرو جاہ و حشم و مال و
دولت دنیا پر توجہ نکرو دولت رستگاری عقبی کی چاہو اپنے اعمال نیک کرو کہ بعد مرگ رستگار ہو
داخل جنت ہو سیر باغ بہشت کرو خدا نے بہشت و دوزخ واسطے نیک و بد اپنے بندون کے خلق
کیا ہی تمنے تو کوئی چمن بھی اپنی قدرت سے نہین بنایا ہی نہ کوئی مکان مانند مکانات دوزخ کے تمنے بنایا
ہی کچھ بھی تم مین قدرت ہی ذرا بھی تمنے اپنی قدرت کبھی ظاہر کی ہی کوئی کبھی ایسا کام کیا ہی کہ جس سے
کوئی تمکو خداوند کہے محض عاجز و ماندہ ہو کر بالکل بے قدرت و قوت و طاقت ہو کر تمنے دعوی خدائی
کیا ہی ایسا ابلیس نے تمکو بہکایا ہی کہ تم ابلیس سے بھی بڑھکر بندگان خدا کو بہکاتے ہو اپنی زندگی تمنے
بندگان خدا کے گمراہ کرنے مین اور خود گمراہ ہو جانے مین بسر کی سخت نادانی و بیوقوفی کی کچھ بھی تمنے
خیال مرگ و آخرت کا نہین کیا سگ دنیا ہو کر طالب دنیا رہے دنیا مین بھی بخوبی با آرام و راحت
بسر نکی اچھے طور سے دنیا بھی تمھارے ہاتھ نہ آئی اطمینان تمکو حاصل نہوا راحت سے بیٹھکر تمنے
دعوی خدائی نہ کیا رہا سہا ہاتھ سے دربدر بھاگا گئے یہان تک کہ گلستان باختر سے بھاگ کر انجم حصار
مین آکر کہا انجم حصاری بندے جو اسوقت سامنے بیٹھے ہین ان سے تم طالب پناہ ہوئے انھون نے
رحم کھا کر تمکو پناہ دی کیسے تم خداوند ہو دے ہو کہ بھاگتے پھرتے ہو طالب پناہ ہوتے ہو اگر کچھ قدرت
رکھتے ہوتے تو نہ بھاگتے نہ طالب پناہ ہوتے واہ واہ کیا خداوند گمراہ کنندہ ہو الہی بے قدرتی و
عاجزی پر دعوی خدائی کرتے ہو تمکو شرم نہین آتی ہی بڑی ذلت کی بات ہی باز آؤ افعال بد سے
خاموش رہنا دعوی خداوندی سے اپنے معبود حقیقی کو جانو اور پہچانو اس کو سجدہ کرو کہ وہ لائق سجدہ ہی
سوا اس کے کوئی قابل سجدہ و معبودیت نہین ہی یہ ہدایت کرکے خاموش ہوئے ساریق بن لقا
نے سر اپنا جھکالیا خجالت سے کچھ جواب نہ دیا لیکن کوکب انجم حصاری بادشاہ شہر انجم حصار کے صیقل
ہدایت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے آئینہ دل سے زنگ کفر دور ہوا خواہش نور ایمان کا
ظہور ہوا تب قائل صاحبقران سے گویا ہوا کہ واقعی آپنے بجا و درست فرمایا ایسی رہنمائی و ہدایت
کی کہ میرے دل پر موثر ہوئی بیشک وہی خدا لائق پرستش و سجدہ ہی کہ جو بقول آپکے خالق کونین
ہی سوا اس کے کوئی قابل سجدہ و معبودیت نہین ہی افسوس اپنی زندگی مین نے اپنی ناخدا شناسی اور
باطل پرستی مین بسر کی جائے شکر ہی کہ اسوقت آپکی ہدایت سے مین راہ راست پر آیا راہ خدا مجھکو
معلوم ہوئی مذہب حق بیشک دین اسلام ہی بڑا احسان کیا آپنے کہ مجھکو راہ خدا دکھائی ظلمت کفر
سے مجھے نکالا جلوہ نور ایمان کی طرف مائل کیا چاہتا ہون کہ اب آپ مجھکو مسلمان کیجیے یہ سنکے
صاحبقران بیحد شاد و خندان ہوئے کلمہ شہادت مین اسے تعلیم کیا وہ کلمہ طیبہ پڑھکر بصدق دل
مسلمان ہوا اس کے دین اسلام اختیار کرنے سے بادشاہ لشکر اہل اسلام و جملہ اہل دربار خوش

ہوئے بعد مسلمان ہونے کوکب انجم حصاری کے حمائل خان نے بھی صاحبقران سے عرض کیا
کہ مجکو بھی دولت اسلام و ایمان عطا فرمائیے صاحبقران موصوف نے خوش ہوکر اسکو بھی کلمہ پڑھا کر
مسلمان کیا پھر ساریق بن بقا کی جانب سے سنگان نے صاحبقران سے یہ عرض کیا کہ اے
صاحبقران عالی مقام جائے خوشی و شادمانی ہے اور مقام فخر و افتخار کہ آپ کی ہدایت سے ہمارے
ہمارا یہ خداوند بھی کہ جو خود دعوی خداوندی کرتے تھے اور اپنے تئین سجدہ کراتے تھے معبود دو جہان
کے سجدہ کرنے کی تمنا ظاہر کرتے ہین اور بندون مین خدا کے اپنے تئین بھی شامل کرنا چاہتے ہین
دعوی خداوندی سے باز رہکر توبہ و استغفار کرکے مابقی حیات اپنی خداشناسی و عبادت الہی مین
بسر کرنا چاہتے ہین کبھی کوئی خداوند کسی کی رہنمائی و ہدایت سے مسلمان نہوا تھا مگر یہ خداوند اسوقت
آپکی ہدایت سے دین اسلام اختیار کرنے پر آمادہ ہین ان کو کلمہ طیبہ پڑھا دیجئے مسلمان کیجیے اور مین تو
بہ باطن ایک مدت مدید اور عرصہ بعید سے مسلمان تھا بظاہر ان خداوند کو خداوند کہا کرتا تھا خلوت مین
نماز پڑھتا تھا خالق کون و مکان معبود انس و جان کو بخضوع قلب سجدہ کیا کرتا تھا ان خداوند کی
ہمراہی مین اپنا دین اسلام ظاہر نہ کرتا تھا دین و دنیا دونون کی طرف مائل و متوجہ تھا اگر آپ کو یا
اور کسی صاحب کو اس دربار در بار و فیض آثار مین میرے قول کا یقین نہو تو وہ سن لین یہ تقریر
کرکے بآواز بلند کلمہ طیبہ اپنی زبان پر جاری کیا اہل دربار اس کی باتون پر مسکرائے اور اس کے
مسلمان ہونے سے خوش ہوئے خصوصاً صاحبقران کشورستان شادمان ہوئے خواجہ طیفور
گرچہ پہلے بھی مسکرائے بعدہ خوش ہوئے صاحبقران نے نہایت خوش ہوکر از حد شادمان ہوکر
ساریق بن بقا کو کلمہ طیبہ پڑھا کر مسلمان کیا اہل دربار اور بادشاہ عالی وقار جملہ صغار و کبار
بہت خوش و خرم ہوئے ہر ایک نے اپنے دل مین کہا کہ مقام شکر خدا ہے کہ ساریق بن بقا جو
دعوی خدائی کرتا تھا اسوقت وہ ہدایت صاحبقران سے کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہوگیا جملہ
اہل دربار تو اشخاص مندرجہ بالا کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوئے اور سب کو یہ یقین ہوگیا
کہ چارون اشخاص نامبردہ مسلمان ہوئے لیکن خضران بن عمرو ثانی نے جو چہرہ ہاے نامبردگان
پر بغور نظر کی تو معلوم ہوا کہ پیشانی کوکب انجم حصاری نور ایمان سے نورانی ہے اور حمائل خان
اور سنگان و ساریق بن بقا کی پیشانیان پر روشن نہین ہین تاریکی کفر سے تیرہ ہین جب خواجہ
موصوف کو پیشانیون کے دیکھنے سے ثابت ہوگیا کہ کوکب مسلمان ہوا ہے اور تینون اشخاص
مذکور مسلمان نہین ہوئے ہین چپکے سے گوش صاحبقران مین کہا کہ ساریق بن بقا اور سنگان
اور حمائل خان مسلمان بصدق دل نہین ہوئے ہین ان کی پیشانیان سیاہ ہین نور ایمان سے
روشن نہین ہین ہان کوکب انجم حصاری بصدق دل مسلمان ہوا ہے اس کی پیشانی نورانی البتہ ہے
صاحبقران نے بھی سرگوشی مین جواب دیا کہ اے عمرو نامدار آپ خبردار رہین کہ عمل شرع ظاہر پر
ظاہر امر پر ہے دلون سے تعلق نہین ہے اسوقت تو ان لوگون نے ہمارے روبرو صدق سے کلمہ پڑھا ہے ہمکو لازم
ہے کہ ہم ان کو مسلمان جانین اگرچہ انہون نے بصدق دل کلمہ طیبہ اپنی زبان پر جاری نہ کیا ہو ظاہر پر
عمل کرنا ضرور ہے اب اس مین شک و شبہ نہ کرنا چاہیے اگر یہ لوگ مسلمان نہین ہوئے ہین اور کفر
کفر اپنا ظاہر کرین گے یا ہمسے بدعہدی پیش آئین گے تو اسوقت دیکھا جائے گا یہ نکر ہمارے ہاتھ سے
کہان جائین گے انشاء اللہ ایسی صورت مین ہم ان کو قتل کرین گے بالفعل تو ہم ان کو اپنا دوست

اور مسلمان جانتے ہین خواجہ خضران بیٹھکے خاموش رہے اسی اثنا سے مین وقت دربار کے
برخاست کا آیا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دربار برخاست کیا کوکب انجم حصاری بادشاہ موصوف
و صاحبقران ممدوح سے رخصت ہوکر مع ساریق بن لقا و سختگان و حمائل خان اپنی
دولت سرا کی طرف بخوشی روانہ ہوا بعد قطع راہ اپنے در دولت پر پہونچا حمائل خان و ساریق
بن لقا و سختگان کو ایک مکان شاہی مین کہ بہت آراستہ تھا داخل کرکے خود اپنی محلسرا مین گیا
اپنی زوجہ اور اپنی دختر سے تمام حال اپنے مسلمان ہونے کا اور تمام حال حمائل خان و ساریق بن لقا و
سختگان کے دین اسلام اختیار کرنے کا اور صاحبقران کے ہدایت کرنے کا مفصل بیان کیا بعدہ اپنی دختر
مسمی ملکہ ناہید ہلال ابرو کو اور اپنی زوجہ وغیرہ کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا جملہ عورتین محلسرا کی کلمہ پڑھکر
مسلمان ہوئین ملکہ ناہید ہلال ابرو کہ قبل سے دین اسلام اختیار کرچکی تھی بظاہر وقتا و ساریق پڑھتی
تھی اپنے پدر کے سامنے بھی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوکر بصد خوشی کہنے لگی کہ جب سے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ مع اپنے لشکر کے یہان آئے اور لڑائیان ہوئین مین سے لقا اور ساریق بن لقا اور
بیتیا بیتیا دم شباشبہ وغیرہ بہت سے خداوندون کی طرف متوجہ ہوکر یہ نیت کی تھی کہ اگر لڑائی موقوف
ہوجائے اور جان آپکی دشمنون سے بچ جاے تو طعام لذیذ و لطیف تیار کرا کے نذر دستہ کر غربا و مساکین
دیگر سنگان کو کھلاؤنگی مگر کسی خداوند نے اعانت و مدد نہ کی تمنا سے دلی میری بر نہ آئی یہانتک کہ لقا بدانجام
طلسمی بھی ہلاک ہوے جب مین نے مسلمانون کے خدا سے حاجت مذکور کے باب مین مدد چاہی تو حاجت
میری برآئی جان آپکی دست دشمنان سے بچی لڑائی موقوف ہوئی ملک و مال عزت و آبرو میری بھی
بچی لہذا کل ایفاے عہد کرونگی طعام ہاے خوش ذائقہ پکوا کر بطہارت تمام تیار کرا کے نذر خدا اہل اسلام کو
کھلاؤنگی اہل اسلام مین سب سے بہتر و افضل لشکر بادشاہ اہل اسلام مین سوا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و خواجہ طیفور کر دیا و خواجہ خضران بن عمرو ثانی کے مہتین ہر سب کا آپ ان کو بذریعہ
اپنے وزیر مسمی چلپیا کے یہان بلاکر نذر خدا سے دو جہان محلسرا مین کھلواسپے کا مین بخوبی کھلانے کا انتظام
کرونگی دعوت اہل اسلام موصوف مین تکلف کا خیال رکھونگی کوکب انجم حصاری اپنے دل مین
سمجھ گیا کہ دختر میری صاحبقران سے الفت رکھتی ہے ان کا بلانا اسکو مقصود ہے چونکہ خود بھی اسنے
دل مین یہ ارادہ کرچکا تھا کہ عقد اپنی دختر کا ساتھ صاحبقران کے کرونگا اسوقت تقریر اپنی دختر کی سنکے
خیال کیا کہ صاحبقران کا محلسرا مین آنا کوئی قباحت نہین ہے اگر میری دختر کا سامنا بھی ہو جاے گا تو کچھ
بے عزتی نہین ہے انھین کے ساتھ تو اپنی دختر کا عقد کرونگا یہ باتین اپنے دل مین کرکے ہنسکر اپنی
دختر مذکور سے کہا کہ اچھا تمھارے کہنے کے موافق عمل کیا جاے گا تم طعام ہاے لذیذ و خوش ذائقہ کل صبحکو
پکوانا ہم اپنے وزیر کو روانہ کرکے صاحبقران وغیرہ کو یہان طلب کرینگے تم انھین کو کھانا کھلوانا یہ سنکے
ملکہ مذکور اور حضور جناب نواز اور سرور جنگ نواز کہ یہ دونون مشہور خواجہ طیفور کر دیا اور
خضران بن عمرو ثانی کی تعین اپنے اپنے دل مین خوش ہوئین کوکب انجم حصاری فرش خوابگاہ پر
جاکر راحت و آرام پذیر ہوا ملکہ ناہید ہلال ابرو نے بہت خوش ہوکر اپنی رفقا مہر دستہ سے مخاطب ہوکر
آہستہ کہا کہ خدا نے یہ دن دکھایا عجب نہین کہ تمھاری مراد دلی جلد برآئے انھون نے ہنسکر عرض کیا
کہ ہماری مراد دلی اسیوقت برآئیگی جب آپکی تمنا سے دلی برآئیگی اسی قسم کی باتین ہوتی رہین اور اسیوقت سے
انتظام تیاری طعام کا ہونے لگا عورات محلسرا زینت محلسرا مین اسی وقت سے مصروف ہوئین محلسرا کو

سامان تیاری طعام نذر و آراستگی محلسرا میں بدرجہ کمال کوشش ہو رہی ہے مگر اب حال سارِیق بن لقا و
حمائل خان و سنگتگان کا لکھا جاتا ہے کہ جب یہ ہر سہ کس بلا کس داخل مکان ہو کر ایک جا بیٹھے سنگتگان
نے سارِیق بن لقا سے کہا کہ اے خداوند آج آپ نے میری رائے پر عمل کیا مصلحت وقت یہی تھی کہ
طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر جان اپنی آپ نے بچائی ورنہ صاحبقران کے ہاتھ سے آپ جانبر ہوتے نہ میں بچتا
میں نے بھی ان کے خوش کرنے کو کلمہ اپنی زبان پر جاری کیا اس میں کیا قباحت ہوئی بہت سی اچھی بری
باتیں شب و روز میں زبان پر جاری ہوتی ہیں از انجملہ ایک کلمہ بھی زبان پر جاری کیا اس سے کچھ دین میں
خلل نہیں آیا ظاہر کا فعل اور ہوتا ہے اور باطنی فعل اور ہوتا ہے آج مصلحت وقت یہی تھی کہ ظاہرا کلمہ پڑھ لیا
عزت و جان اپنی بچائی آئندہ دیکھا جائے گا صاحبقران سے سمجھ لیا جائے گا اہل دربار بادشاہ اسکندر
اہل اسلام بھی کیا نادان ہیں اور صاحبقران بھی کیا سادہ لوح ہیں کہ ہمارے ان خداوندوں کے کلمہ پڑھنے
سے خوش ہو گئے دل میں سب سمجھے کہ در اصل خداوند مسلمان ہو گئے یہ خیال کسی نے نہ کیا کہ بھلا خداوند
اور مسلمان ہوں گے حمائل خان نے ہنس کر سنگتگان سے کہا کہ ملک جی جتنے بھی فقط اپنی جان بچانے کو
کلمہ اپنی زبان پر جاری کر لیا ہے ظاہرا مسلمان ہوئے ہیں بباطن ہم اپنے دین آبائی پر ہیں بیشک بقول
تمہارے آج مصلحت یہی تھی کہ کلمہ پڑھ کر جان اپنی صاحبقران وغیرہ سے بچائیے آئندہ دیکھا جائے گا
جب اپنا قابو ہو گا اس کا انتقام لے لیا جائے گا سارِیق بن لقا حمائل خان اور سنگتگان کی گفتگو سنکر
مسکرایا پھر گویا ہوا کہ ہنوز تو سنگتگان کی رائے پر عمل کیا اُسی کی رائے کے موافق تدبیر بھی کی ہے آئندہ
تدبیر تازہ حسب دلخواہ کی جائے گی فی الحال مصلحت ایسی ہی تھی جو تدبیر کی گئی ہو حمائل خان نے عرض کیا کہ
درست و بجا ارشاد ہوا یہ کہکے حمائل خان وغیرہ کہ مہمان کوکب انجم حصاری تھے بعد اکل و شرب
راحت پا پیہ فرش خواب ہوئے جب صبح ہوئی ملکہ ناہید طلال ابرو نے حمام میں جا کر غسل کیا بعد غسل و
طہارت پوشاک نفیس نہایت نادر و کمیاب شاہزادیوں جلیل القدر کی پہنی عورات نے مانند عروس
شب اول زیور جواہرات و پنا و سنگار و حنا مہندی سے آراستہ کیا اسوقت ملکہ موصوفہ کا وہ حسن و
جمال و لطف سماتا کہ اگر عابد و زاہد بھی دیکھ لیتے تو اُس کے مصحف رخ کی دید میں محو ہوتے جانماز کو سلام کرتے
صورت اُسی کی دیکھا کرتے ادھر تو ملکہ موصوفہ کو عورتوں راز دار نے مثل عروس ہر ایک زینت و زیب
سے آراستہ کیا ادھر دیگر عورتوں نے فرش و آراستگی محلسرا کا بخوبی تمام انتظام کیا حالانکہ شب ہی سے
انتظام ہو رہا تھا مگر ابھی تک بھی محلسرا کی خوب زینت انواع و اقسام کی زینتوں سے کی گئی باورچیوں نے
حکم ملکہ موصوفہ سے ایسی ایسی غذائیں نفیس و لطیف تیار کیں کہ جو بادشاہوں کے کھانے کے لائق
تھیں وہ طعام ہائے لذیذ و نفیس و لطیف و خوشبو و مرغن ظروف نقرئی وغیرہ میں نکال کر ایک مقام
پاکیزہ پر رکھے گئے نقرئی کشتی میں فرش طعام ہائے رنگا رنگ مذکور اگر سوز جن میں انواع و اقسام
اشیائے خوشبو دار کے بخار بلند تھے رکھی گئی جب یہ سب سامان و انتظام ہو چکا کوکب انجم حصاری
نے اپنے وزیر اعظم مسمی اجلیسا کو کہ زیرک و خیرخواہ تھا طلب کر کے حکم دیا کہ اسی وقت خدمت صاحبقران
سلیمان شکوہ میں جا کر باادب میری جانب سے عرض کرنا کہ ملکہ ناہید طلال ابرو دختر
نیک اختر اس تازہ مسلمان نے کچھ طعام نذر خدا للطہارت اپنے ملازموں سے تیار کرایا ہے باین سبب
کہ اُس نے عہد و اقرار خداوند عالم سے کیا تھا کہ اگر جنگ موقوف ہو جائے گی تو میں نذر خدا دونگی
اشخاص پابند نماز کو کھانا کھلاؤں گی بس مراد اُس کی بر آئی ہے آپ سے بہتر اور خواجہ طیفور کر دیا اور

خواجہ خضران بن عمرو ثانی سے بہتر کوئی شخص نظر نہین آتا ہے لہذا تکلیف فرما کر محلسرا مین مع عمرو
خواجہ موصوفین تشریف لا کر طعام نذر مذکور نوش فرمائیے باعث میری اور میری دختر کی عزت افزائی
کا ہوگا وزیر مذکور حسب الحکم اپنے بادشاہ کے مرکب پر سوار ہو کر تھوڑے سوار و پیادے اپنے ہمراہ لیکر
جانب بارگاہ صاحبقران روانہ ہوا ادہر کوکب انجم حصاری نے اپنے شہر مین منادی کرائی کہ جو
کوئی ہماری رعایا سے دین اسلام اختیار نکریگا قتل کیا جائیگا جملہ ساکنان شہر نے حکم شاہ سے
دین اسلام قبول کیا برہما و بیر کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے تبکدے منہدم ہوگئے مساجد کی بنا ہوئی ادہر
وزیر مذکور خدمت صاحبقران مین آیا جو کچھ کوکب انجم حصاری نے کہدیا تھا بادب عرض کیا
صاحبقران سمجھ گئے کہ ملکہ ناہید ہلال ابرو نے طعام نذر خدا کھلانیکو جو بلایا ہے مطلب اس کا
محض دیکھنے اور کلام کرنے کا ہے اور خواجہ طیفور کردیا اور خواجہ خضران کو اسواسطے بلایا ہے کہ ان کی
محبوبہ و معشوقون نے اس سے کہا ہوگا کہ انکو بھی بلائیے ہم بھی انکو دیکھنے کی مشتاق ہین دیکھنے اور ہم سخن
ہونے کی ہین غرضکہ بعد آگاہ ہونے کے خوش ہو کر صاحبقران نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے ہم چلنے کو
موجود ہین یہ فرما کر مرکب کو طلب کیا ملازم مرکب لائے صاحبقران بدولت نفیس پابرکاب ہو کر گھوڑے پر
سوار ہو کر خواجہ خضران بن عمرو و خواجہ طیفور کردیا کو ہمراہ اپنے کر بہ تفصیل شاہانہ ساتھ وزیر مذکور کے
ہوے طرف ایوان کوکب انجم حصاری روانہ ہوے جب یہ خبر کوکب انجم حصاری کو پہونچی کہ
صاحبقران کشورستان تشریف لاتے ہین فوراً مع اپنے ارکان دولت کے واسطے استقبال صاحبقران
کے آیا اثناے راہ مین استقبال کر کے بعد تعظیم و تکریم محلسرا مین لے گیا چونکہ پردہ ہو چکا تھا صاحبقران
مع خضران و طیفور وکوکب انجم حصاری کے داخل محلسرا ہوے دیکھا کہ محلسرا انواع و اقسام کی
زینتون سے آراستہ ہے شاہانہ سامان ہے ایک درجہ مین محلسرا کے اندرون پردہ ملکہ ناہید ہلال ابرو و
سرو رعنا نواز و حضور جہان نواز ہم جلیسان ملکہ وغیرہ مین سامنے اس درجے کے جو مقابل اس کے
دوسرا درجہ ہے اس مین طعام رنگا رنگ ظروف مین زیر چادر نہان رکھا ہوا ہے اگر سوز مین لوبان وغیرہ اشیاے
خوشبو کا بخار بلند ہو رہا ہے ایک مقام صدر پر چند دنگلی کرسیان اشرفی و چوبی رکھی ہین انمین سے صاحبقران
آمد انکی محلسرا بہ کمال غور و تعریف کرتے ہے ملکہ مسرور نہیلی و ہر ایک مشتاق تھے کہ کوکب انجم حصاری
نے بالاے کرسی زرین صاحبقران کو بٹھایا اور عرض کیا کہ اگر دل چاہے تو دنگلی پر کہ وہ بھی ہو جائز ہے
پھر خواجہ خضران بن عمرو ثانی و خواجہ طیفور کردیا کو بھی عقب صاحبقران بالاے کرسی ہاے چوبی پر
بٹھایا پھر ملازم عورتوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ جناب معلی القاب صاحبقران کشورستان تشریف
لاے ہین مین اسوقت بہ ضرورت جاتا ہون طعام نذر لو اگر حسب قاعدہ شاہانہ دستر خوان بچھا کر طعام
نذر خدا صاحبقران وغیرہ کو بعنوان شائستہ کھلاؤ یہ کہکر صاحبقران سے بھی اجازت لیکر بہانہ ضرورت
کر کے اس جگہ سے چلا گیا بعد اس کے چاہیے کہ اکثر عورتین بھی یہ بہانہ و حیلہ ہٹ گئین صرف ملکہ موصوفہ
اور دو عورتین چہرہ دار رہگئین اسوقت ملکہ ناہید ہلال ابرو نے صاحبقران سے کہا کہ
ہم نے آپ کو یہان تشریف لانے کی تکلیف دی ہے جب بلایا ہے تو آپ آئے ہین ورنہ یہان آنے کی آپ کو
کیا ضرورت تھی ہم یہ کہ توجہی آپ کی ظاہر ہے خیر یہ خوبی اپنے مقدر کی ہے کسی سے کیا گلہ اور شکوہ اس کھانے پر
نذر دے کر نوش فرمائیے خواجہ طیفور کردیا اور خواجہ خضران کو بھی شریک طعام نذر کیجیے میری امید
بر آئی جنگ و جدال موقوف ہوئی ہمارے والد مع تمامی اپنی رعایا کے مسلمان ہوے اس محلسرا مین بھی

بلاد عورتین مسلمان ہوگئین اسکے یہان قادم آسکے خدا نے یہ دن دکھایا اس روز کی ایک مدت سے آرزو تھی
کہ روبرو ہو اور یہ ہوس تھی کبھی آپکا تشریف لانا ہو یہی عہد کیا تھا کہ جب حسب دلخواہ مراد بر آئیگی اُسوقت
نذر دلواکر کہانا کہلاؤنگی یہی موافق عہد و اقرار مجکو ایفاے عہد کرنا پڑا ہی صاحبقران نے جواب دیا شکایت
تمھاری بجا ہی مگر مجبوری کہ فرصت نہ ملی و امور مرجوعہ واقعی تم تک ہمارا آنا کم ہوا ہر چند کہ بیقراری دل سے راحت
آرام سے نہین رہکا و دوری مین تمھاری ہمنے راحت سے بسر نہین کی ہر وقت تمھارا ہی خیال رہا لیکن
بخیال افشاے راز و آبروریزی صبر و تحمل کیا اب خدا نے ایام مفارقت و جدائی دور کیے ہین یہ کہکر اُس
طعام پر نذر دی بعد کچھ کہانا علیحدہ رکھا ہوا دیکھکر صاحبقران نے پوچھا کہ یہ طعام علیحدہ کیسا رکھا ہی کیا
اسپر بھی کسی کی نذر ہوگی ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ یہ کھانا بی تری کھچڑی کی نذر کا ہی تاکہ جو مراد دلی ہو وہ جلد تر
بر آئے صاحبقران نے مسکرا کر پوچھا کہ بی تری کھچڑی کون ہین اُن کے حال سے آگاہ کرو ملکہ نے
مسکرا کر جواب دیا کہ آپ فقط اتنا ہی سمجھ لین کہ ہم عورتین بہنگام خواہش مراد و تمناے دلی یہ نذر منت
کرتے ہین کہ اگر یہ کام ہمارا یا یہ مراد ہماری جلدی سے بر آئیگی تو ہم بی تری کھچڑی کی نذر دلائینگے
پیشتر سنا ہی کہ اس نیت سے لوگون کی یعنی عورتون کی مرادین بر آئی ہین حالانکہ حاجت روا خداوند عالم و تعالی
ہی کوئی کیا کسی کی حاجت بر لائیگا مگر یہ طریقہ نسوان ہی عورتین ناقص العقل مشہور ہین جہالت ان کا
شعار معروف ہی مگر سب عورتین ایسی نہین ہین یہ طعام بی تری کھچڑی کی نذر کا علیحدہ اسی واسطے
نہین رکھا ہی یہ اور عورتون نے رکھا ہی اور انھون نے بی تری کھچڑی سے اپنی مراد دلی کے بر آنیکی
التجا کی ہی وہ سرور جنگ نواز و حضور جنگ نواز ہین جو میری ہمراز جلیس ہین یہ کلام انکا یہ صاحبقران
ملکہ موصوفہ کی باتون پر بار بار مسکرا اسے خواجہ طیفور اور خواجہ خضران بن عمرو اپنی اپنی محبوبہ و معشوقہ
کا نام و ذکر سنکے خوش ہوے اس اثناے مین پھر ملکہ نے کہا کہ اب کیا تامل ہی بسم اللہ ما حضر موجود ہی
نوش کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ اکیلے تو ہم یہ کھانا ہرگز نہ کھائینگے تاوقتیکہ تم بھی ہمارے ساتھ بیٹھکر نہ کھاؤ
ملکہ نے عذر کیا صاحبقران نے عذر اُس کا منظور نہ کرکے کہا اے ملکہ اب شرم و حجاب و خوف و خطر عبث ہی
یہان دشمنون مین کون ہی نہ کوئی شخص یہان ایسا ہی کہ اُس کے لحاظ سے ہمارے ساتھ کھانا کھانے کا تمھین عذر
ہی تمھاری والدہ وغیرہ بھی یہان سے کچھ خیال کرکے چلی گئی ہین کوئی بزرگون سے یہان موجود نہین ہی
پھر اب کس کا لحاظ مانع ہی پردے سے باہر آؤ ہمارے ساتھ بیٹھکر کھانا کھاؤ سرور جنگ نواز و حضور
جنگ نواز کو بھی ہمراہ لیتی آؤ ورنہ خواجہ طیفور کو دیا اور خواجہ خضران بن عمرو نامدار بھی کھانا
کھانے سے غالبًا انکار کرینگے خدا نے یہ دن دکھایا کہ اسطرح ہمارا یہان آنا ہوا پوشیدہ طور سے ملنے کا
زمانہ گیا ملکہ موصوفہ تقریر امیر کشور گیر سنکے خاموش رہی اُسوقت حضور جنگ نواز و سرور جنگ نواز
وغیرہ دیگر عورتون راز دار نے ملکہ سے عرض کیا کہ حضور مناسب یہی ہی کہ اسوقت صاحبقران کے ساتھ
بیٹھکر آپ بھی غذا نوش فرمائین خاطر صاحبقران ضرور ہی گو آپ شرماتی ہین بمقتضاے شرم و حیا انکار مگر مصلحت
وقت یہی ہی کہ عذر و انکار نہ کیجیے شرم و حیا و غیرت کا خیال و عذر نہ کیجیے پردے سے نکلیے جمال
جہان آرا اپنا اسکے مشتاق دیدار کو دکھائیے آپ ان کے چہرہ زیبا کو دیکھیے خوش و مسرور ہوجیے خدا کا
شکر کیجیے کہ ایام مفارقت دور ہوگئے زمانہ وصل آگیا اب دن عید رات شب برات ہی [illegible]
نقد و نکاح آپکا صاحبقران سے ہو جائیگا آپکے والد ماجد کو قرینہ [illegible] اور شاید کسی سے
اطلاع و سننے سے حال آپکے تعشق و الفت کا معلوم ہوگیا ہو اسیواسطے [illegible] ہین یہان

وحیلہ ضرورت کار کے سے چلے گئے ہیں مرزا قلی وفہیم ہیں کچھ نادان ونافہم نہیں ہیں ورنہ آپ کے والد تنہا آپکو فقط ہم چند عورتوں کے یہاں چھوڑکر چلے نہ جاتے تلکہ سومعولہ نے آہستہ جواب دیا کہ تمھاری تقریر سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ تمکو اپنے چاہنے والوں کے وصل کی خوشی ہی اپنے چاہنے والونکے پہلو میں بیٹھنا چاہتی ہو اُن کو دیکھنا دکھانا اپنے تئیں تمھیں منظور ہی در پردہ شوق دید تمہیں اُنھیں کا ہی تجکو نسبت مژدہ وصل دیتی ہو اُنھوں نے عرض کیا کہ جب آپ سے صاحبقران کو وصل حصول ہوگا حضور کے طفیل سے ہم بھی اپنی مراد کو پہونچین گے ملکہ نے حضور جنگ نواز اور سرور جنگ نواز کی تقریر مندرجہ بالا سے بظاہر مجبور بباطن خواستگار ہمنشینی صاحبقران ہوکر کہا کہ خیر تمھاری خوشی مجکو منظور ہی یہ کہکر پردہ سے اسطرح باہر آئی کہ جیسے ابر سے ماہ درخشان اور ہمجلیسین اُس کی مانند ستارہ ہاے روشن تھے اُس پری رو کو جو ہزار زیب وزینت آراستہ کی گئی تھی صاحبقران نے دیکھا ایسے محو جمال ہوے کہ گویا سرتن تصویر حیرت ہوگئے اسی طور سے خواجہ طیفور گروپا اور حضران بن عمرو ثانی اپنی اپنی معشوقہ کو دیکھکر اُس کی زیب وزینت وحسن پر نظر کرکے بیخود ہوے شوق واشتیاق وصل نے اجازت دی کہ اب دیر کیا ہی اغیار سے مکان خالی ہی مگر بوجہ خیال فعل حرام بجبر وصبر ہر ایک نے اپنے تئیں دست درازی وہم آغوشی سے بازرکھا خلاف شریعت آگے قدم نہ رکھا لیکن اُن کے دیکھنے سے ہر ایک نہایت خوش ہوا پھر بعد گفتگو سے شکوہ وشکایت بسیار ہر ایک عاشق نے اپنی معشوقہ کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھکر بصد خوشی وہ کھانا تناول کیا بعد ازان کنیزین آفتابہ وسلفچی لائین ہر ایک نے ہاتھ دھویا بعدہ تا دیر ہر ایک نے اپنی اپنی محبوبہ سے آہستہ آہستہ باتین راز ونیاز کی کین پھر برسم متعارف بیڑہ پان کھاکر ہر ایک اپنی اپنی محبوبہ سے رخصت ہوکر بیرون محلسرا آیا صاحبقران نے بمقام دربار کوکب انجم حصاری پہونچکر دیکھا کہ کوکب انجم حصاری مع اپنے ارکان دولت کے دربار میں بیٹھا ہی ہنوز صاحبقران نے دربار میں قدم رکھا ہی تھا اور سلام بطریق اہل اسلام کیا ہی تھا کہ کوکب انجم حصاری دیکھتے ہی صاحبقران کو جواب سلام دے کر تخت سے براے تعظیم سروقد اٹھا پھر عرض کیا کہ آپ نے قدم رنجہ کرکے مجکو سرفراز کیا دنیا میں سربلندی وعزت مجکو حاصل ہوئی یہ کہکے کہا کہ اب اس تخت حکومت پر آپ جلوس فرمائین صاحبقران نے جواب دیا کہ یہ تخت وتاج تمھارا تمکو مبارک ہو ہمین تخت نشینی کی خواہش نہیں ہی تمنے دین اسلام اختیار کیا ہی اس کی خوشی ہمکو تخت نشینی سے بڑھکر ہوئی یہ فرماکر جو دنگل برابر تخت زرین کے کوکب انجم حصاری نے بصد تکلف بچھوا رکھا تھا اُسی دنگل پر صاحبقران کوکب انجم حصاری کو تخت پر بٹھاکر بیٹھے پھر سب ارکان دولت وحمائل خان وشہزادگان وغیرہ بھی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے تھوڑی دیر صاحبقران نے دنگل مذکور پر بیٹھکر کچھ باتین کرکے وقت رخصت سرگوشی مین کوکب انجم حصاری سے کہا کہ تمھاری دختر نیک اختر نے تو طعام نذر ہمکو کھلا یا تمنے دین اسلام لاکر ہماری کچھ دعوت وضیافت معقول نہیں کی کوکب انجم حصاری نے یہ تقریر صاحبقران کی سمجھکر سرگوشی میں جواب دیا کہ یہ کمترین وناچیز آپ کی کیا نذر کرے کوئی شے لائق نذر آپ کے نہیں رکھتا ہی الا ارشاد آپ کا یہ خاکسار سمجھا ہی انشاء اللہ حسب تمنا آپ کے یہ خاکسار وہ شے جو اپنی جان سے زیادہ تر عزیز رکھتا ہی اُس کو جلد تر نذر کرے گا دعوت وضیافت بھی آپکی ہوگی جو آپ چاہتے ہین اگر خدا نے چاہا تو حسب دلخواہ آپ کے اُس کا سامان کیا جائے گا تامل وتاخیر نہ کی جائے گی اطمینان رکھیے صاحبقران کشورستان گفتگو سے کوکب انجم حصاری سُنکے خوش ہوے پھر رخصت ہوکر خواجہ طیفور وخواجہ حضران بن عمرو کو

اپنے ہمراہ لے کر اپنے لشکر میں آئے دوسرے روز کوکب انجم حصاری نے اپنے وزیر جلیل کو
تخلیہ میں طلب کر کے اُس سے کچھ باتیں بابت عقد و شادی اپنی دختر کے کر کے بہر آگاہی و اطلاع
ظاہری خدمت صاحبقران میں روانہ کیا صاحبقران کو جو اسکے آنے کی ہرکاروں سے خبر معلوم ہوئی
چند سرداروں کو واسطے اُس کے استقبال کے روانہ کیا اُن سرداران لشکر نے جا کر اُس کا استقبال
کیا پھر اُس کو دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام یعنی دارا بن داراب میں زرہ میں لائے اُس نے بادشاہ
و صاحبقران کو باادب سلام کیا پھر بادشاہ بادشاہ ممدوح دربار میں موافق اپنی عزت کے بیٹھا
صاحبقران نے پاس بادشاہ سبب آنے کا پوچھا اُس نے بخندہ پیشانی بادب عرض کیا کہ یہ کمترین
مژدہ شادی لے کر آیا ہے مبارک ہو کہ آپ کو ہمارے بادشاہ ذیجاہ نے بہر دامادی تجویز کیا ہے ارادہ
ہمارے بادشاہ کا یہ ہے کہ بہت جلد شادی مذکور کرے مجکو واسطے اطلاع و آگاہی کے آپکی خدمت عالی
میں بھیجا ہے لہذا آپ بھی سامان شادی سے غافل نہ رہیں ہمارا بادشاہ بھی سامان شادی میں مصروف ہے
اپنے ملازموں کو حکم دیدیا ہے کہ جملہ اسباب و سامان شادی بنہایت حسن و خوبی سے مہیا و فراہم کیا جائے
خیرخواہ دولت انتظام شادی میں سرگرم ہیں در خزانہ سلطانی وا ہے بیشمار زر سامان شادی مذکور میں
صرف ہو رہا ہے عنقریب رسم بانجام ہونے والی ہے بادشاہ و صاحبقران وغیرہ جملہ اہل دربار یہ خوشخبری
عقد و نکاح و شادی سنکے ازحد شادمان ہوئے اسی عالم خوشی میں حکم بادشاہ لشکر اہل اسلام سے وزیر
مذکور کو خلعت فاخرہ دیا گیا وزیر مذکور خلعت فاخرہ ہو کر رخصت ہو کر اپنے بادشاہ کی خدمت میں گیا بعدہ
جو کچھ اُس سے کہا تھا اور جو کچھ دربار بادشاہ میں دیکھا تھا تمام و کمال اپنے بادشاہ سے عرض کیا کوکب
انجم حصاری نے وزیر مذکور سے کہا کہ جلد اپنی حسن تدبیر سے اس شادی کا ایسا سامان و انتظام کر
کہ شاہان روزگار و سلاطین ذی وقار سے کسی نے نہ کیا ہوا اور میرا ابھی یہی ارادہ ہے کہ یہ شادی ایسی کروں گا
کہ کسی بادشاہ نے اپنی دختر کی شادی ایسی دھوم سے نہ کی ہوگی اور نہ کوئی شاہان روزگار سے کبھی
کرے گا کیونکہ میں بجز ایک دختر کے کوئی دوسری دختر و فرزند نہیں رکھتا نہ اب امید ولادت اولاد ہے
یہ زر چند خزانے کا اسی شادی میں صرف کرنا مقصود ہے بلکہ فکر زر دیگر ہے عمال سے بذریعہ پروانہ جات
زر کثیر طلب کیا جائے گا غالبًا علاقوں سے زر کثیر آ جائے گا وہ بھی اسی شادی میں صرف کر دیا
جائے گا زمانہ میری جوانی کا گذر گیا وقت پیری آ گیا ہے امید ترقی حیات نہیں ہے نہیں معلوم کہ سال آئندہ
تک یا ماہ آئندہ تک زندہ رہوں یا نہ رہوں لہذا حوصلہ اپنے دل کا نکالوں گا موافق اپنی لیاقت و
مرتبے کے یہ شادی کروں گا دیکھنے اور سننے والوں کو حیرت و تعجب ہوگا خصوصًا سلاطین جہان کو بہت
حسد ہوگا تجکو معلوم ہے کہ ہنوز دہ خزانے میں سب روپیہ صرف کروں گا زر خزانہ ہائے مذکور سے
ایک حبہ بھی ایک خرمہرہ بھی باقی نہ رکھوں گا تمام و کمال زر مذکور اسی شادی میں صرف کروں گا دیکھوں
کہ تو کیسا انتظام کرتا ہے وزیر مذکور نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمائیں گے جیسا انتظام یہ خیرخواہ
حسب دلخواہ حضور کرے گا کوکب انجم حصاری نے کہا کہ ہاں اے وزیر خوش تدبیر انتظام کرنا تیرا کام ہے
جسقدر روپیہ کی ضرورت ہو ہمارے خزانہ ہائے عامرہ سے لے یہ فرما کر موافق خواہش و طلب وزیر باتدبیر
کئی کرور روپیہ بالفعل خزانوں سے دلوائے گئے وزیر باتدبیر وغیرہ دیگر ارکان دولت سامان و انتظام
شادی میں مصروف ہوئے بادشاہ نامور بھی بنفس نفیس تحف و ظروف اسباب و سامان فراہم
کرنے میں سرگرم ہوا اُدھر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کی جانب حکم بادشاہ لشکر اہل اسلام سے

سرداران سپاہ و شاہان ہفت ملک و دیگر اشخاص نے فراہمی اسباب شادی کا سامان بہت جلد کرنا شروع کیا بعد چند روز کے کوکب انجم حصاری کی جانب سے مانجھا اس تزک اور دھوم سے آیا کہ دیکھنے والوں کو حیرت ہوئی سننے والوں کو تعجب ہوا بلکہ فلک پیر سامان جلوس و صداے نوبت و نقارہ و دہل و شور جلاجل و بوق و شہنا وغیرہ و کثرت جلوس سپاہ کثیر و زیادتی فیل و شتر قطار در قطار و دیگر جلوس بجلہ و نقرئی جواہر کار چوکے و ابریق نقرئی و طلائی و کثرت سواری زنان مانند ہزار در ہزار قفس و سکھپال و محافہ زرین دیکھکر حیران ہوا اور عجب کر بچشم غور و تعجب نگران ہوا گا زمین بھی کثرت اسپ و فیل و شتر و مردم جلوس سے بیقرار و بیچین ہوئی باجوں کی آواز سے گوش انسان و حیوان گویا کر ہوگئے شور مختلف و انواع و اقسام کے باجوں کا تا گنبد فلک پہونچا کہاں تک مفصل حال جلوس و نوبت و نقارہ و خوش انتظامی اس رسم مذکور کا تحریر کیا جائے خلاصہ یہ کہ ایسا مانجھا ایسی دھوم اور ایسے جلوس اور ایسے انتظام اور ایسے ہزارہا باجوں کے شور و غل سے کسی شاہان گذشتہ و موجودہ نے نہ بھیجا ہوگا اور ایسا زر و جواہر نثار ہوا ہوگا غربا و مساکین کو روز رسم مذکور کسی نے شاہوں سے کبھی ایسا زر کثیر خیرات نہ کیا ہوگا اور بحسن خوبی و حسن انتظام سے یہ مانجھا بھیجا گیا ایسا کبھی کسی بادشاہ نے اور اسکے وزرا وغیرہ ارکان دولت و اعیان مملکت نے انتظام نہ کیا ہوگا جب ایسے تزک اور دھوم سے مانجھا لشکر اہل اسلام میں پہونچا اور دولہا کا کیا ذکر خود بادشاہ لشکر اہل اسلام سامان و جلوس و کثرت سپاہ وغیرہ پر نظر کر کے حیران ہوئے اور آہستہ شاہان ہفت ملک وغیرہ سے فرمایا کہ ہمکو اس تزک سے مانجھا آنے کی امید نہ تھی بلکہ خیال بھی نہ تھا کوکب انجم حصاری بادشاہ عالی ہمت و حوصلہ ہیں خیر ادھر سے بھی رسم ساچق وغیرہ اور برات بھی اس مانجھے کے جلوس و سامان و تزک سے بدرجہا بہتر کی جائے گی اس تزک سے برات جائے گی کہ دیکھنے والوں کو حیرت ہو جائے گی بلکہ خود کوکب انجم حصاری بجاے خود متفکر ہوگا کہ جس دھوم سے اور تزک سے اس جانب سے یعنی صاحبقران کی طرف سے رسوم شادی کی ہوئی مجھسے بہ نسبت انکے مانجھا نہ بھیجا گیا شاہان ہفت ملک وغیرہ سرداران لشکر نے عرض کیا کہ حضور نے جیسا فرمایا ہے انشاءاللہ ویسا ہی ہوگا بلکہ اس سے بہتر اور زیادہ سامان ہوگا ابھی یہ باتیں تھیں کہ سواریاں بعد مانجھا آنے کے بارگاہوں اور خیام میں اترنے لگیں بعد اترنے سواریوں عورتوں کے نازنینان خوبرو و مہ جبینان خوش گلو روبروے ان عورتوں کے رقص و نغمہ کرنے لگیں غزلیں وغیرہ گانے لگیں ازانجملہ ایک مطربہ خوبرو خوش گلو نے یہ غزل روبروے زنان مذکور شروع کی۔

غزل

میں اگر رنگ لب اے [illegible] دیکھوں
پھر نہ تجھکو بھی اے لعل بدخشان دیکھوں

گر نہ آئین رخ قاتل پہ لٹکا کر گیسو
ذبح کے وقت بھی اس کا رخ تابان دیکھوں

چشم محبوب پہ عاشق تو ہوا ہوں لیکن
کیا دکھائے مجھے یہ گنبد گردان دیکھوں

حشر پر وعدۂ دیدار وہ بت رکھتا ہے
یا خدا جلد رخ مہ درخشان دیکھوں

چشم جانان کا بصد ناز اشارہ ہے یہی
کیوں میں الفت سے سوے عاشق گریان دیکھوں

وہ پری غیر کو [illegible] سامنے ہے
بزم میں اسکے نہیں رتبہ سلیمان دیکھوں

یاد آنے کے مرے رونے پہ کسی کا ہنسنا
گل کو میں گریہ شبنم پہ جو خندان دیکھوں

دل میں مردہ ہوں ارمان یہ جگر کستا ہے
اپنے پہلو میں نہ میں گنج شہیدان دیکھوں

زنان مذکور اشعار غزل مندرجہ سنکے خوش ہونے لگیں اکثر عورتیں اسکو جواہرات و اشرفیاں انعام میں

دینے لگین یہان تک کہ جب تک اُس مطربہ نے تمام وکمال اشعار مندرجہ غزل بالحان خوش گائے اسقدر جو
جواہر وزر اُس کو عورتون نے خوش ہوکر انعام مین دیا کہ وہ مالا مال ہو گئی اُس سے اور اُس کی ہمراہی
عورتون سازبجانے والیون سے بھی وہ زر و جواہر اُٹھ نہ سکا آخرکار بہزار تدبیر وہ تمام زر و جواہر لیکر
بزم عشرت سے علحدہ گئی بعد اُس کے جانے کے اور ایک مطربہ خوبرو رقص و نغمہ کرنے لگی اسی طرح
ہر ایک بارگاہ و خیمہ مین جہان جہان وہ عورتین جو ہمراہ ملکہ کے آئی تھین روبرو اُن کے نازنینان خوبرو
رقص و نغمہ کرنے لگین وہ عورتین گانا اُس کا سنکے ناچنا اُن کا مشاہدہ کرکے شادمان ہوکے زر کثیر انعام
مین دینے لگین خصوصًا وہ زن خوبرو جو رشتہ کی بہن ملکہ ناہید ہلال ابرو کی تھی سب عورتون سے
زیادہ تر انعام دینے لگی تا دیر تک یہ راگ رنگ رہا صدائے ساز ہائے رنگا رنگ بلند رہی مگر خالان خوش گلو
باکین آخرکار صاحبقران سلطان کشورستان کو بارگاہ مین لیجا کر دولہا ہونیکے طلب کیا خواہر مذکور ملکہ
ناہید ہلال ابرو نے اپنے ہاتھ سے حسب دستور کلائی مین صاحبقران کی کنگنا باندھا پوشاک زرین
و جواہرکار برنگ زرد پہنائی زیور گل بھی مانند ہار بدھی وغیرہ کے پہنایا دیگر رسوم بھی ہوئی اُسوقت اُس جگہ
ایک مطربہ نے مبارکباد گانا شروع کی وہ نازنین اس حسن و خوبی سے مبارکباد گائی کہ سب عورتین
سننے والیان خوش ہوگئین بہت انعام اُس کو دیا بعد کنگنا باندھنے اور مانجھا پہنانے کے اور رسوم
ادا کرنے کے وہ سب عورتین فنسون مین اور محافون مین سوار ہونے لگین جب سب عورتین سوار ہوچکین
عین تزک اور جلوس سے مانجھا دے کر آئی تھین اُسی جلوس سے واپس گئین کوکب انجم حصاری کی
زوجہ نے اپنی دختر کو از حد خوشی سے مانجھے بٹھایا کنگنا اُس کی کلائی مین باندھا گیا پوشاک متعارف زرد رنگ
شاہانہ اُسے پہنائی گئی محلسرا مین بھی نازنینان خوبرو و خوش گلو دہرو زوجہ کوکب انجم حصاری و ملکہ
ناہید ہلال ابرو کے رقص و نغمہ کرنے لگین ناچ گانا ہونے لگا شور مبارکباد کا تا گنبد فلک پہونچا محلسرا
مہمان عورتون سے مملو تھی بلکہ کئی مکانات شاہی جو نہایت وسیع تھے زن و مرد سے بھرے تھے علاوہ
اس کے صدہا بارگاہین اور خیام ایستادہ تھے اُن مین مہمان فروکش تھے دعوت و ضیافت و مہمانداری
نہایت خوبی سے سب کی ہونے لگی ناظرین پر واضح ہو کہ اگر یہ شادی و مراسم شادی بہ تفصیل و طوالت
سے تحریر کیے جائین تو بہت طول ہوگا لہذا اختصار پسند طبع ناظرین کے خیال سے خلاصہ مختصر حال شادی
بقدر رقم کیا جاتا ہے کہ بعد رسم ملسنجھے کے و دیگر رسوم طرفین دولہا دلہن والون کے برات ایسے جلوس
و سامان سے خانہ عروس کی طرف روانہ ہوئی کہ دیکھنے والون اور نزہت مزاجون نے باہم کہا کہ بہ نسبت
جلوس و تزک اس برات کے جلوس و تزک مانجھے کا کچھ بھی نہ تھا جب ایسے جلوس سے صاحبقران
و جملہ سرداران سپاہ و بادشاہ داراین داراب تمکین ذرہ قریب تر خانہ عروس کے پہونچے
کوکب انجم حصاری جلوس وغیرہ پر نظر کرکے خود متفکر ہوا کہ مین نے مانجھا ایسے سامان و جلوس سے
نہین بھیجا تھا حسب سامان و جلوس و خدم و حشم و تزک و شان و شوکت سے یہ برات آئی ہر چند کہ
جو مکانات شاہی قبل سے آراستہ فرش و شیشہ آلات وغیرہ سے پیراستہ کیے گئے تھے انھین مین براتی
فروکش ہوئے بزم عشرت مین بھی اکثر سرداران سپاہ و سلاطین و شاہزادگان و شاہان ہفت ملک
علے قدر مراتب دنگلون کرسیون زرین پر قریب مسند صاحبقران بیٹھے نازنینان خوبرو سامنے صاحبقران
کے رقص و نغمہ کرنے لگین جملہ اہل بزم شادی ناچ گانا اُن کا دیکھنے سننے لگے اُن مین سے ایک مطربہ
حسین و جمیل و خوش آواز نے یہ غزل گانا شروع کی۔ غزل

شب وصلت نہ وہ گر پردہ مخل جاتا تو کیا ہوتا ۔ مرے دل سے جو کبھی ارمان نکل جاتا تو کیا ہوتا
ہمیشہ اسکے دوستو تم میں کسی کے آج رستے ہو ۔ سوے ملک عدم بالفعل گر چل جاتا تو کیا ہوتا
نہ پڑھتا فاتحہ لیکن مرے مرقد کی جانب سے ۔ اگر ہنستا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا
دیا بوسہ نہ کیوں تم نے متاع حسن عارض کا ۔ درم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا
شب وصلت جھجک کر کہا کہ میرا یار یہ بولا ۔ کہ او ظالم مرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا

اہل بزم سننے لگے عاشق طبع اشعار عاشقانہ مندرجہ سنکے خوش ہوکر بجاے خود تعریف خوش گلوئی مطربہ و شاعرے اشعار کرنے لگے مطربہ مذکورہ تا دیر رقص و نغمہ کیا کی پھر کچھ بعد دیگرے نازنینان سمنبرین ہمراہ اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوکے ناچنے گانے لگین اہل محفل سننے لگے آخرکار بعد رسمات وقبول اہل علم نے بزم عشرت مین لباس عشرت نیک وسعید صیغہ عقد صاحبقران پڑھا بعد عقد و نکاح ہوجانے کے نازنینان مذکور مبارکباد گانے لگین بار بار انعام کثیر لینے لگین بعد اختتام جلسہ عشرت و عقد و نکاح حسب الطلب صاحبقران داخل محلسرا ہوے رسوم عورتون نے شادی کے ادا کیے پھر صاحبقران نے ملکہ مذکورہ کو اٹھا کر محافہ زرین مین سوار کیا کوکب انجم حصاری نے بطریق جہیز اسقدر زر و جواہر و اسباب مال و متاع دیا کہ تفصیل اسکی ہو نہین سکتی کنوضاہ برات رخصت ہوئی مکانات انجم حصاری سے ایک مکان نہایت آراستہ مین برات اتری یعنی صاحبقران نے ملکہ ناہید ہلال ابرو کو محافہ زرین سے اسی مکان مین اتارا جب وہ روز بسر ہوا ہنگام شب صاحبقران نے پاس ملکہ ناہید ہلال ابرو کے جاکر مدعاے دل حاصل کیا تمناے حسرت طالب و مطلوب برآئی غنچہاے قلوب شگفتہ ہوے اور راوی دیگر نے یون بیان کیا ہی کہ عقد و نکاح صاحبقران کا ساتھ ملکہ ناہید ہلال ابرو کے برسم و قاعدہ ملک عرب ہوا نہ بقاعدہ و رسوم ہندوستان ہوا جیساکہ لکھا گیا ہی غرض بہرطور عقد و نکاح ہوا بعد عقد ہونے صاحبقران کے سرور جنگ نواز سے عقد خواجہ خضران کا ہوا اور حضور جنگ نواز سے خواجہ طیفور گردیا کا عقد ہوا یہ دونون بھی اپنی اپنی محبوبہ و زوجہ سے ہم بستر ہوے صبح کو صاحبقران و خواجہ طیفور گردیا و خواجہ خضران بن عمرو ثانی داخل حمام ہوے بعد غسل کرنے کے پوشاکین نفیس وغیرہ پہنکر حمام سے باہر آئے صاحبقران ہمرہ دو خواجہ مذکور دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام مین گئے صاحبقران بعد سلام کرنے کے اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے خواجہ طیفور گردیا و خواجہ خضران بھی بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کرکے کرسیون پر بیٹھے اس اثناے مین کوکب انجم حصاری کو صاحبقران نے دیکھکر اب اپنا خسر اور بزرگ تصور کرکے سلام کیا اس نے دعاے طول عمر و ترقی اقبال دے کر کہا اب تو میری یہ خوشی ہی کہ میرے تخت حکومت پر تم بیٹھو اور حکمران ہو مین نے بخوشی تمام ملک و مال و خزانہ وغیرہ بھی دیا صاحبقران نے تخت نشینی سے انکار کیا ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ ایک ساحر مسمی معین جادو ساکنان طلسم زلزلہ سے ہی حسب اتفاق وہ کسی ضرورت سے سوے انجم حصار آیا تھا یا فرستادہ بادشاہ طلسم زلزلہ تھا براے دریافت خبر انجم حصار مین آیا تھا اس نے سب کی نظر سے پوشیدہ ہوکر تمام حالات اپنی آنکھ سے دیکھے خصوصاً مسلمان ہوکر کوکب انجم حصاری کا صاحبقران کو بلانا امیر کشور گیر کا محلسرا مین جاکر ہمراہ ملکہ کے کھانا کھانا پھر شاہ انجم حصاری کا اپنے وزیر کو دوبارہ خدمت صاحبقران مین بھیجنا پھر اپنی دختر کا عقد کرنا صاحبقران سے اور براے تخت نشینی و فرمانبرداری صاحبقران سے کہنا

اور اُن کو تخت نشینی سے انکار کرنا بعدہٗ سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوا حال اُس کا بمقام مناسب تحریر
کیا جائیگا الحاصل ابھی صاحبقران کشورستان و مہرد و خواجہ مذکور دربار مین بیٹھے تھے دربار آراستہ
تھا فرامرز ثانی بھی دنگل پر بیٹھا ہوا تھا اکثر شاہ و شہریار اہل دربار سے صاحبقران سے یہ کہہ رہے تھے
کہ مبارک ہو آپکا عقد و نکاح دختر کوکب انجم حصاری سے ہوگا صاحبقران جواب مین ان سے کچھ کہنا
چاہتے تھے کہ ناگاہ ایک جانب سے کچھ غبار بلند ہوا فی الفور واسطے دریافت حال کے ہرکارے روانہ
ہوے بعد دو ساعت کے ہرکارون نے روبروے بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالیمقام
حاضر ہوکر بصد ادب یہ عرض کیا کہ اسوقت ایک سوداگر مسمی طہماس رومی مال و اسباب کثیر و
بیش بہا انواع و اقسام کا لیکر براے تجارت ہمراہ قافلے کے ادھر آیا ہے یہان سے آگے قافلہ
اُس کا اترا ہے باقی خیمہ ہے اور یہ بھی دریافت کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ تاجر مذکور اپنے ملک و شہر
سے روانہ ہوکر اکثر شہرون مین مال و اسباب اپنا فروخت کرتا ہوا اور خریدتا ہوا خانہ کعبہ گیا تھا
وہان سے اس طرف آیا ہے صاحبقران نے اپنے بادشاہ سے یہ خیال کیا کہ تاجر مذکور سے حال
صاحبقران ثانی و صاحبقران ثالث شاہزادہ بدیع الملک و جملہ شاہزادون کا کہ وہ سب
خانہ کعبہ اور حوالی خانہ کعبہ مین ہین دریافت ہوگا و نیز مال و اسباب تجارتی بھی اُس کا خرید کرنا
مطلوب ہے ہرکارون سے فرمایا کہ اُس تاجر کو مع تمامی مال و اسباب اُس کے ہمارے روبرو لاؤ
ابھی جاکر اُس کو بلا لاؤ ہرکارے روانہ ہوے بعد قطع راہ تاجر مذکور جس جگہ اُترا تھا پہونچے اُس
سوداگر سے کہا کہ چلو تم کو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے طلب کیا ہے تمام مال و اسباب
تم اپنا ہمراہ اپنے لے چلو غالبًا کل مال و اسباب تمھارا بشرط پسند صاحبقران لے لینگے سوداگر
مذکور ہرکارون سے تقریر اُن کی سنکے اُسیوقت وہان سے مع تمامی مال و اسباب و غلام و کنیزون
و شترون کے چند در چند کشتیون مین تحائف نفیس و نادر مانند جواہرات وغیرہ کے براے نذر
بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام رکھکر کشتی پوش نفیس ہر ایک کشتی پر ڈالکر اپنے
غلامون وغیرہ کے سرون پر اُن کشتیون کو رکھکر اُس جگہ سے روانہ ہوکر قریب بارگاہ بادشاہ
لشکر اہل اسلام آکر فروکش ہوا پھر وہ کشتیان اپنے ساتھ لیکر ہمراہ ہرکارون کے تنہا در بارگاہ پر پہونچا
بعد حصول اجازت اندر بارگاہ کے گیا بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام کو بطریق اہل اسلام
اُس دیندار نے سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دیکر باشارہ بادشاہ اشارہ بیٹھنے کا کیا تاجر مذکور موافق
اپنی عزت کے ایک کرسی پر روبروے بادشاہ و صاحبقران و کشتیان تحائف کی نذر دیکر بیٹھا بادشاہ و
صاحبقران نے نذر اُس کی قبول کی بعد تھوڑی دیر کے صاحبقران نے اُس سے پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہے کس
شہر سے یہان آئے ہو مال و اسباب تجارتی تمھارے پاس کس کس قسم کا ہے فہرست قیمت مال و اسباب تم
اپنے ساتھ لائے ہو یا نہین اُس نے عرض کیا کہ اسم اس خاکسار ذرہ بیمقدار کا طہماس ہے چونکہ روم وطن ہے
اسوجہ سے خاص و عام اس نحیف کو طہماس رومی کہتے ہین اپنے وطن سے مال و اسباب تجارتی لیکر اونٹون پر
بار کرکے بہت سے ملازمون اور غلامون کو اپنے ہمراہ لیکے ساتھ قافلہ تاجرون کے بغرض تجارت سوے
شہر طوفانیہ پہلے گیا تھا وہان کے بادشاہ و حاکم کا نام طوفان ازرق چشم ہے جب اُس کی عملداری مین پہونچا
اور اسکو قافلہ تاجرون کے آنے کی خبر معلوم ہوئی فی الفور اُس نے طلب کیا فدوی اور دیگر تاجرون نے
روبرو اُس کے جاکر بصد ادب و قاعدہ سلام کرکے نذرین دین کشتیان مال و اسباب نادر و نفیس کی

پیش کین اُس نے نذر قبول کرکے پوچھا کہ تم سب تاجر کہان سے آئے ہو مذہب تمھارا کیا ہی ہم سب نے
نام بتا کر عرض کیا کہ ہمارا دین اسلام ہی ہم سب تاجر مسلمان ہین یہ سنکے وہ بادشاہ نہایت برہم ہوا اور غضبناک
ہوکر کہنے لگا کہ اے تاجرو آگاہ ہو کہ بادولت دشمن جان اہل اسلام ہین دیگر خداوندان کی پرستش
کرتے ہین خونریزی اہل اسلام مباح جانتے ہین لشکر ہمنے بحد وبے شمار واسطے قتل وخونریزی اہل اسلام
کے خصوصًا بادشاہ لشکر اہل اسلام دارابن داراب بہمن زرہ وصاحبقران سلطان کیوان شکوہ
اور اُسکے سرداران سپاہ وجملہ سواران لشکر کے فراہم کیا ہی اور بکثرت سرداران سپاہ رشک رستم و
سہراب وفرامرز وگیو وگستہم وبیژن وغیرہ پہلوانون کے جمع کیے ہین سامان جنگ مہیا کیا ہی
اور کرتے ہین عنقریب ہمارا ارادہ ہی کہ یہان سے ہم بجمعیت سپاہ بے شمار وکثیر وتمامی سرداران سپاہ
بے نظیر برائے مجادلہ ومقابلہ بادشاہ وصاحبقران موصوفین روانہ ہون اخبار سے دریافت ہوا ہی کہ
لشکر اُن کا جانب اقلیم جہان وطلسم زلزلہ فروکش ہی انھون نے ہمارے آبا واجداد کو بے خطا وقصور قتل
کیا ہی خون اُن بے گناہون کا بہایا ہی اُن کے لشکریون نے مال واسباب لوٹا ہی ہمارے بزرگ اور عزیز دار
عورتون کو اسیر کیا ہی اُن بیگناہون کے خون ناحق کا ہمین اُن سے انتقام لینا ہی اسیواسطے ہمنے لشکر
بیحد وبے شمار اور سرداران سپاہ وحید عصر ویکتاے روزگار ایک مدت دراز مین جمع کیے ہین
صاحبقران کو سُنا ہی کہ اپنی قوت وشجاعت پر بہت ناز وغرور ہی اور اپنے سرداران سپاہ اور کثرت
مردان لشکر پر نہایت نخوت وتکبر ہی تو سہی جو ہنگام مقابلہ ومجادلہ اُن کو اور اُن کے تمامی مردان
لشکر کو تہ تیغ نکرون اور اُن سب کے خون سے زمین عرصہ جنگ کو رنگین نکرون انھون نے اپنا شعار
یہ کیا ہی کہ فوج کثیر اور کچھ سردار قوی بازو فراہم کرکے دارابن داراب بہمن زرہ کو برائے نام اپنے
لشکر کا بادشاہ کرکے ہر طرف لشکرکشی کرنا اختیار کیا ہی جو سلاطین روزگار اہل اسلام نہین ہین اُن سے جاکر
وہ مقابلہ ومجادلہ کرتے ہین خونریزی بندگان خداوندان مباح جانتے ہین اگر اُن سے شکست کھاکر خائف
وترسان ہوکر بادشاہان غیر اہل اسلام نے دین اسلام قبول واختیار کرلیا اور کلمہ پڑھکر جادہ دین اسلام
پر قدم رکھا تو اُن کو وہ قتل نہین کرتے ہین چھوڑ دیتے ہین اور جس بادشاہ وغیر بادشاہ نے دین اسلام
کے اختیار کرنے سے انکار کیا ہی اُن کو انھون نے قتل وتباہ وبرباد کردیا ہی چنانچہ بہت سے ملک وشہر
انھون نے اسلام آباد اسی طرح کیے ہین ہمارے آبا واجداد کو بھی انھون نے چاہا تھا کہ دین اسلام
اختیار کرین لیکن انھون نے اپنا دین آبائی ترک نکیا اس خطا پر اُن کو اُن کے آبا واجداد نے قتل کیا ہی
اور یہ بھی مثل اپنے آبا واجداد کے غیر مذہب والون کو قتل وہلاک کیا کرتے ہین غرضکہ طریقہ وشعار اپنا
خونریزی غیر مذہب اختیار کیا ہی یہ فعل اُن کا اچھا نہین ہی انجام اس کا اُن کے حق مین اچھا نہوگا تم سب
اگر زندہ رہوگے تو سن لینا کہ ہمنے اپنے آبا واجداد کی خونریزی کا کیسا اُن سے انتقام لیا چونکہ تم سب تاجر ہو
اور ہمارے شہر مین واسطے تجارت کے آئے ہو یہ خیال ہم تم سب کو قتل نہین کرتے ہین اگرچہ تم بھی
مسلمان ہو لہذا ہم تم کو حکم دیتے ہین کہ دو تین روز کی مدت مین ہمارے شہر اور ہمارے قلمرو سے نکل جاؤ
صورتین اپنی ہمین نہ دکھاؤ کیونکہ ہمکو اہل اسلام کی صورت دیکھنے سے نہایت غصہ آتا ہی اور بغیر قتل کیے
ہمکو چین نہین آتا ہی اگر تم سب خلاف ہمارے حکم کے عمل کروگے تو یہ سمجھ لو کہ یہان سے زندہ نجاؤگے تمام
مال واسباب بھی تمھارا لوٹ لیا جائیگا تم سب کو تہ تیغ آبدار کیا جائیگا اے صاحبقران کشورگیر یہ
تقریر اُس بادشاہ دشمن دین وبے ایمان کی ہم سب سنکے خوف سے کانپنے لگے بخوف جان ومال کچھ جواب

اُس کو نہ سکے بجز اسکے کچھ نہ کہہ سکے کہ اے بادشاہ عالیجاہ ہم ہرگز خلاف حکم حضور نکرینگے آج ہی یہان سے کوچ کرینگے پہ کیکے اُس بیدین و بے ایمان کے دربار سے باہر آ کر ایکدم بھی توقف نکرکے اسباب و مال و متاع ہم سب نے اونٹون پر بار کرکے اُس شہر سے کوچ کیا اثناے راہ مین شہر کی سیر کی شہر کو نہایت آباد پایا لیکن کسی مسلمان کو وہان نہین دیکھا جملہ زن و مرد کو کافر ہی پایا اتفاقاً قافلہ ہمارا اُس طرف سے گذرا جس طرف اُس بادشاہ نابکار کا لشکر فروکش تھا کمترین نے بچشم خود دیکھا کہ لشکر اُسکا واقعی بہت بڑا ہے وہان سپاہ شمار حد و بے شمار نظر آئے منزلون تک خیام و بارگاہین ایستادہ دیکھین چند سرداران سپاہ کو بھی دیکھا کہ وہ دیو صورت و عفریت پیکر تھے اُن کے دیکھنے سے دل کو ایک اضطراب ہوا وہان سے بعجلت تمام بخوف جان و مال روانہ ہوے منزل پر بھی پہونچکر شب کو قیام نکیا تھوڑی دیر توقف کرکے پھر کوچ کیا شب و روز برابر رہروی کرکے کئی روز مین اُس کی عملداری سے نکلے پھر ایک جگہ کئی روز تک مقام کیا وہان کے بادشاہ نے کچھ مال و اسباب ہمسے خرید کیا پھر ہم وہان سے ہمراہ قافلہ کے جانب خانۂ کعبہ گئے حج سے مشرف ہوے مال و اسباب بھی بہت بدست حجاج وغیرہ فروخت کیا اور بہت مال و اسباب تجارتی وہان سے خرید بھی کیا صاحبقران ثانی کی خدمت عالی مین بھی ہم گئے تھے بفضل خدا سے وہ مع الخیر ہین اور تمامی رفقا و سرداران سپاہ و جملہ شاہزادگان ہمراہی اُن کے وہ بھی مع الخیر ہین اُن جناب نے بھی ہمسے اور ہمارے ساتھ والے تاجرون سے بہت مال و اسباب خرید کیا تھا اور بلطف و مدارا پیش آئے تھے پھر ہم سب وہان سے بارادۂ تجارت اس طرف روانہ ہوے حوالی خانۂ کعبہ کے قریب شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران ثالث کی خدمت عالی مین حسب الطلب ہم سب کا جانا ہوا دیکھا کہ صاحبقران موصوف مع اپنے جملہ سرداران سپاہ و شاہزادگان عالی مقام و خواجہ عمرو ثانی کے زندہ و سلامت ہین لیکن وہان غلہ و اجناس کی قلت ہے گرانی غلہ زیادہ ہے ہر ایک برنا و پیر اعلیٰ و ادنیٰ مبتلاے بلاے گرانی غلہ ہے ہر چند کہ آبادی زیادہ ہے اور غلہ بھی پیدا ہوتا ہے مگر ارزان فروخت نہین ہوتا ہے حاکم اُس سرزمین کا اگرچہ اہل اسلام سے ہے لیکن کچھ توجہ حال رعایا پر نہین کرتا ہے بابت ارزانی غلہ و اجناس کے کوشش ہیچ نہین کرتا ہے اسیوجہ سے ہر ایک شخص وہان پریشان حال دکھائی دیا الغرض جب ہم صاحبقران ثالث کے روبرو گئے بادب تمام ہم سب نے سلام کیا اُن جناب نے ازراہ بندہ پروری و ذرہ نوازی و عزت افزائی ہم سب کو قریب اپنے بٹھایا بعدہٗ سامان دعوت و ضیافت ہم سب کا اُن کے ملازمون نے اُن کے اشارہ سے کیا کئی روز تک اُن جناب نے ہم سب کو اپنا مہمان کیا اغذیۂ لطیف و آب سرد سے ہکو اور ہمارے ہمراہیون کو سیر و سیراب کیا باوجود گرانی غلہ کے کچھ بھی خیال صرف زر کثیر کا نکیا بعد کئی روز کے ہمسے پوچھا کہ تمہارے پاس مال و اسباب تجارتی کیا کیا ہے ہمین دکھاؤ ہم سب نے بعد چند در چند تحائف کے دینے کے جملہ مال و اسباب بیش بہا و بیش قیمت ہر قسم کا پیش کیا اُن جناب نے اور اُن کے رفقا نے مال و اسباب مذکور سے جو کچھ پسند ہوا وہ ہمسے خرید کیا قیمت مال و اسباب ہم سب کو دی بعد ازان ہمین آمادۂ سفر پاکر پوچھا کہ اب تم سب کا ارادہ کس طرف جانے کا ہے اس کمترین نے اور ہمراہیان کمترین نے دست بستہ التماس کیا کہ ہم سب کا ارادہ جانب انجم صفا جانے کا ہے سنا ہے کہ اُسی طرف لشکر صاحبقران رابع یعنی سلطان کیوان شکوہ کا فروکش ہے اُن جناب کے لشکر مین اثناے راہ مین مال و اسباب پہنچے اور خریدار ہوسکے ضرور جائینگے ہمکو امید قوی ہے کہ تمام مال و اسباب ہمارا اور ہمارے ہمراہی تاجرون کا وہ جناب معلی القاب عالی ہمت والا منزلت شجاعت؟ خرید فرماوینگے۔

ونجیب الطرفین شرافت مآب عالی جناب خرید کر لینگے نفع کثیر ہوگا یہ سنکے اُن جناب نے ارشاد کیا
کہ اگر قصد مصمم تم سب کا جانب لشکرگاہ صاحبقران رابع ہے تو ایک نامہ ہمارا لیتے جاؤ اُنکو دینا
اور جو کچھ تم نے یہان کا حال دیکھا ہے زبانی بھی کہدینا یہ فرماکر اپنے ہاتھ سے نامہ لکھکر اس حقیر کو دیا
پہنچیف نامہ لیکر اُن جناب سے رخصت ہوکر مال واسباب اشترون پر بار کرکے وہان سے اسطرف
روانہ ہوا اثناے راہ مین جابجا مال واسباب فروخت کرتا ہوا اور انواع واقسام کا مال واسباب
خرید کرتا ہوا کوچ ومقام کرتا ہوا راہ دور ودراز طے کرتا ہوا اس سرزمین پر آیا تھا کہ حسب الطلب
حضور حاضر دربار ہوا یہ کہکے وہ نامہ اور فرد اشیاے مال واسباب مع قیمت لکھی ہوئی پیش کی
صاحبقران کشورستان نے نامہ وفرد مال مذکور کو تاجر مذکور سے لیکر نامے کو حوالے میر منشی کے
کرکے ارشاد کیا کہ اس نامے کو واکرکے باواز بلند پڑھو تاکہ جملہ اہل دربار عبارت نامہ ہذا سے آگاہ
ہون میر منشی مذکور نے نامے کو لفافے سے نکال کر باواز بلند پڑھنا شروع کیا بعد القاب وآداب کے
عبارت ومضمون جانب صاحبقران ثالث سے بعد دعا وسلام کے صاحبقران رابع سلطان
کیوان شکوہ کو لکھا تھا کہ ہم یہان بعنایت خالق کون ومکان بصحت وعافیت ہین مشتاق تمہارے
دیکھنے کے ہین اور تمام رفقا وشاہزادگان وسرداران بھی سپاہ ہمارے مع الخیر ہین سب کی جانب سے
درجہ بدرجہ بادشاہ لشکر اہل اسلام اور تمام شاہزادون اور سرداران سپاہ کو تسلیم وسلام دعا
پہونچے خصوصاً شاہزادہ ایرج نوجوان وشاہزادہ نور الدہر وشاہزادہ عین الزمان و
شاہزادہ نور الزمان کی طرف سے بادشاہ لشکر اہل اسلام وصاحبقران رابع وجملہ شاہزادون
وسردارون کو درجہ بدرجہ تسلیم وسلام ودعا پہونچے اس نامے کے دیکھتے ہی اگر ممکن ہو تو لینے تسکین
ہم تک پہونچاؤ کہ اشتیاق دید بسیار ہے بعد اس عبارت کے یہ عبارت جانب خواجہ عمرو ثانی خواجہ خضران
کو تحریر تھی کہ اے فرزند دلبند تمکو یہان سے محض اسواسطے لشکر صاحبقران رابع مین روانہ کیا تھا
کہ طیفور گرد پاکو طریقہ فن عیاری تعلیم کردو تمنے وہان جاکر نہایت دیر لگائی لہذا بمجرد دیکھنے ہماری اس
تحریر کے وہان سے روانہ ہوکر اپنے تئین ہم تک پہونچاؤ تاکیداً تمکو لکھا گیا ہے زیادہ دعا اور ہماری طرف سے
بادشاہ لشکر اہل اسلام وصاحبقران رابع وجملہ اہل دربار کو علے قدر مراتب ومناسب تسلیم وسلام و
دعا پہونچے جب نامہ مذکور تمام وکمال میر منشی پڑھ چکا خاموش ہوا پھر وہ نامہ حوالے صاحبقران کیا اُسوقت
بادشاہ لشکر اہل اسلام وصاحبقران رابع وجملہ شاہزادگان وتمامی سرداران سپاہ نے آہستہ آہستہ
رفقاے صاحبقران ثانی وشاہزادگان مرقوم کے سلام کا جواب دیا پھر ہر ایک نے اُن سب کو
یاد کرکے افسوس کنان ہوکر کہا کہ خداوند عالم جلد تر وہ دن دکھائے کہ ہم سب بھی خانہ کعبہ کی طرف
روانہ ہوکر اُن سے ملین اُن کی مفارقت مین زندگی بے لطف گذرتی ہے جب تمامی شاہزادگان وجملہ
سرداران لشکر تقریر اپنی ختم وتمام کرکے خاموش ہوے خواجہ خضران نے صاحبقران سے عرض کیا
کہ مین کل یہان سے جانب خانہ کعبہ ضرور روانہ ہونگا کیونکہ والد ماجد نے مجکو تاکیداً تحریر کیا ہے کہ دیکھتے ہی
ہماری تحریر کے وہان سے روانہ ہو اگر یہان تاخیر کرونگا تو باعث اُن کی ناخوشی وناراضی کا ہوگا لہذا
مین آپ سے رخصت ابھی سے ہوتا ہون پھر بادشاہ لشکر اہل اسلام اور تمامی اہل دربار سے عزم اپنا
بیان کرکے کہا کہ ہم آپ سب صاحبون سے رخصت ہوتے ہین اگر عمداً یا سہواً ہمسے کوئی خطا آپ کی ہوئی ہو
تو آپ سے معاف فرمایئے گا کیونکہ گناہ وخطاے بندگان عظیم ہے خطا وگناہ تو خدا کا ایسا ہے کہ وہ اپنی رحمت سے

بخشدے گا مگر دعا سے بندگان جب تک خدا اُن کو راضی نکرے گا یا وہ خود راضی ہو کر عفو نکرینگے صورت نجات ظہور مین نہ آئے گی خواجہ کے جواب مین پھر ایک اعلیٰ ادنیٰ نے کہا کہ اے خواجہ یہ آپ کیا کہتے ہین آپنے کوئی خطا و قصور ہمارا نہین کیا ہی اگر شاید کوئی گناہ کیا بھی ہو تو آپسے ہمنے عفو کیا لیکن جدائی آپ کی شاق ہی دل نہین چاہتا کہ آپ ہم سے جدا ہوں مگر مجبوری ہی روک بھی نہین سکتے ہین آپ عزم خانہ کعبہ کر چکے ہین ایسے مقام متبرک کی رخصت سے آپ کو باز رکھنا بھی گناہ ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے تقریر خضران بن عمرو ثانی سنکے اُسیوقت ایک نامہ میر منشی سے بعد القاب و آداب بزرگانہ کے اس مضمون کا لکھوایا کہ نامہ کرامت شمامہ ہمین آپ کا پہونچا حالات مندرجہ سے آگاہی ہوئی ہمارا دل بھی آپکے پاس آنیکے واسطے بیقرار ہی انشاء اللہ تعالیٰ بعد فتح کرنے طلسم زلزلہ کے آپکی خدمت مین ہم آئینگے اور دس خزانے واسطے آپکے اور صاحبقران ثانی کے صرف و خرچ امور ضروری کے لیے بدست خواجہ خضران روانہ کیے جاتے ہین امید کہ خزانہاے مندرجہ کو اپنے صرف مین لائیگا اور صاحبقران ثانی بھی کو پانچ خزانے ان خزانون مین سے براے صرف و خرچ امور ضروری کے دیجیئیگا اور ہماری جانب سے اُن جناب کو تسلیم کہیے گا فقط زیادہ تسلیم بعد اسکے جملہ شاہزادون اور سردارون کی طرف سے نام بنام تسلیم و آداب تحریر کیا اور بموجب ارشاد بادشاہ لشکر اہل اسلام کا بھی سلام درج کیا پھر نامہ لفافے مین رکھکر سرنامہ درست کرکے مہر اپنی اُس پر ثبت کرکے خواجہ خضران بن عمرو ثانی کے حوالے کرکے کہا کہ یہ نامہ صاحبقران ثالث کو دیجیئیگا اور دس خزانے اپنے ہمراہ لیتے جایئیگا وہ بھی اُن جناب کو دیجیئیگا اور یہان کے حالات زبانی بھی کہدیجیئیگا ہرچند کہ آپ کا جانا ناگوارہ ہی لیکن مجبوری ہم آپ کو رخصت کرتے ہین خواجہ خضران نے کہا کہ مین تن تنہا دس خزانے کیونکر اپنے ساتھ لیجاؤنگا راہ مین لوٹ لیا جاؤنگا بلکہ قتل ہو جاؤن گا راہزن خزانے لینگے مجھکو قتل کر ڈالینگے صاحبقران نے فرمایا آپ اپنے اس جامے کی جیب مین ان خزانون کو رکھ لیجیے یہ جیب آپکے اس جامے کی زنبیل کی مانند ہی بھلا راہزن اس جیب جامے سے خزانے کیا لے سکینگے اور آپ کو وہ کیا قتل کر سکینگے آپ وہ شاہ عیاران ہین کہ خود اُن کو لوٹ کر انھین کو قتل کیجیے گا تنہا آپ لاکھون دشمنون کو بیہوش و بدہوش کر دیجیے گا خواجہ نے عرض کیا کہ آپ بجا فرماتے ہین مگر اب یہ جامہ مجھے اپنے پاس رکھنا منظور نہین ہی پہلے دلسوز کو پاس اپنے بلا کر وہ جامہ اپنے تن سے اتار کر نے اور نقارہ سنگین روبرو صاحبقران رکھکر کہا کہ یہ اشیاے نادر زمانہ اب آپ اپنے پاس رکھیے مین بخوشی خاطر آپ کو دیتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ نسے کو توڑ ڈالیے کیونکہ یہ مردون کے لائق نہین ہی نامردون کے واسطے خوب ہی کہ اسکو بجا کر اپنے حریفون کو بیہوش کرکے قتل کر ڈالین ہم مرد میدان نبرد ہین خدا و ند عالم نے ہمکو ہمت و شجاعت و دلاوری و قوت بازو عطا کی ہی ہمین ایسی شئے کی احتیاج نہین ہی ہان یہ نقارہ سنگین واسطے زینت لشکر و نقارخانہ لشکر کے خوب ہی یہ فرما کر وہ نسے جو دیو قران سے دستیاب ہوئی تھی توڑ ڈالی اور نقارہ سنگین کو حکم دیا کہ اسکو نقارخانے مین جا کر رکھین بہنگام ضرورت اس نقارہ پر چوب لگانیکا حکم دیا جائیگا جو حریف سے لشکر کے تمام نقارے اور دہل وغیرہ پھٹ جائینگے ایک شوکت لشکر اہل اسلام کی اس نقارے سے بھی ظاہر ہوگی ملازم حسب الحکم اُس نقارے کو اُٹھا کر نقارخانہ لشکر مین رکھ آئے خواجہ خضران بن عمرو ثانی نے اُس جامہ دریدہ کو پھر جان سرخ مو کو اپنے ہاتھ مین لیکر دلسوز بن جانسوز بن مہترقران سے کہا کہ او چھوکرے تونے ہماری خدمت و اطاعت بہت کی ہی اور ہمارا

شاگرد بھی ہوا ہی خیر کیا یاد کرے گا کہ ہمارے اُستاد نے کیا شے نایاب زمانہ ہمکو دی تھی لے اس جامے کو
پہن اگر تیرے تن پہ درست ہوگا تو مین تجھے دیدون گا دلسوز نے بصد خوشی و تمنا وہ جامہ درویش مرجان
سرخ مو بسم اللہ کہکر جو پہنا تو ببرکت بسم اللہ وہ جامہ اُس کے تن پر بھی درست اور ٹھیک ہوا خواجہ
خضران موصوف نے کہا کہ اے دلسوز خوشا مقدر تیرا کہ یہ جامہ نایاب روزگار کہ جسکی جیب
رشک زنبیل ہی اور تمامی دنیا کی اشیا ہنگام حاجت و ضرورت و طلب اس جامے کی جیب سے نکلسکتی
ہین تیرے تن پر درست ہوا جسوقت ضرورت کسی شے کی ہو بہ نیت اُس چیز کے اس جامے کی
جیب مین ہاتھ ڈال کر یہ کہنا کہ اے جیب جامہ درویش مرجان سرخ مو مجکو فلان شے کی ضرورت ہی
بحکم درویش مرجان سرخ مو سے جلد دے فوراً وہ شے جس کو طلب کیا ہی ہاتھ مین آجاے گی خبردار
اس جامے کو بحفاظت تمام رکھنا اس کو اپنے تن سے جدا نہ کرنا اس کی جیب مین منڈھی بھی ہی جو کہ
تو نے دیکھی ہی اُس کے اوصاف بھی تجھے معلوم ہین شادمان ہو کہ مین نے تجکو زنبیل خواجہ عمرو
اولی گویا دیدی ہی دلسوز نے خوش ہو کر عرض کیا کہ بیشک آپ نے وہ نایاب شے مجکو عطا فرمائی ہی
کہ اس کا مثل و نظیر بجز زنبیل اور کوئی نہین ہی اس عطیے سے میری عزت افزائی فرمائی مین بھی تاحیات
اپنی آپ کے نام کو دنیا مین روشن کر دونگا اور اس جامے کو کہ بہتر از خلعت فاخرہ ہی کبھی اپنے تن سے
جدا نکرونگا خواجہ خضران نے دلسوز کی تقریر سے خوش ہو کر بادشاہ لشکر اہل اسلام سے مخاطب ہو کر
عرض کیا کہ مین تو حضور کی خدمت عالی سے سوے خانہ کعبہ جاتا ہون اس اپنے شاگرد کو کہ نہایت چالاک
و ہوشیار و بلاے بے درمان عیار ہی حضور کے حوالے کیے جاتا ہون یہ آپ کی خدمت مین رہیگا مجھے
امید ہی کہ یہ کارہاے نمایان کریگا عیار نامی و نامور ہوگا اپنے اب و جد کے نامون کو روشن کریگا
ہمارا بھی اس سے نام روشن ہوگا یہ لڑکا فرزند جانسوز بن جوشن قران کا ہی آفت روزگار بلاے
بے درمان ہی اس کے آفت روزگار و عیار بلاے روزگار ہونے کی تصدیق مین یہ عیاری اس کی ہی
لا حاضر ہو یہ کہکر خنجر خواجہ عمرو اولی اور ایک کلاہ نکال کر خواجہ طیفور گرد پا سے مخاطب ہو کر کہا کہ
کیون طیفور گرد پا تم اس کلاہ اور اس خنجر کو بھی پہچانتے ہو یا نہین یہ تمہاری کلاہ ہی اور یہ وہ خنجر ہی
کہ جو خواجہ عمرو اولی کا تھا اور تم تک پہونچا تھا تمہاری کمر مین ہر وقت لگا رہتا تھا اس چھوکرے
نے ایک شب نامہ پڑھنے کو فتیلہ بیہوشی روشن کر کے تمکو بیہوش کر کے تمہاری یہ کلاہ اس نے اُتار لی
تھی اور یہ خنجر تمہاری کمر سے اس نے لے لیا تھا پھر تمہارے سوراخہاے بینی کے پاس چند پھول رفع
بیہوشی کے ڈال کر تمہارے ہوشیار ہو جانے کی تدبیر کر کے چلا گیا تھا مجکو یہ کلاہ اور یہ خنجر اسی نے دیا تھا
آج تمہارے سامنے اور بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران عالی مقام و جملہ اہل دربار کے روبرو
مین اس کو یہ کلاہ اور یہ خنجر دیتا ہون تمکو اپنی عیاری پر بہت ناز تھا اس ہی روز کے میرے شاگرد
نے تمکو چت پٹ کر دیا تمہیر عیاری ایسی کی کہ تم اس کے دام فریب مین آگئے شب تاریک مین نامہ
پڑھنے کی تمہین فکر تھی اس نے فتیلہ آغشتہ سفوف بیہوشی مانند شمع کے روشن کیا اس کی روشنی
مین تم اس نامے کو دیکھنے لگے ہنوز تمنے اچھی طرح اُس نامے کو نہ دیکھا تھا کہ دود فتیلہ بیہوشی تمہارے
دماغ تک پہونچا تھا تم بیہوش ہو گئے اس نے تمہاری یہ کلاہ اور یہ خنجر تمہارا لے لیا تھا یہ کہکر
وہ کلاہ اپنے ہاتھ سے سر پر دلسوز کے پہنا دی اور خنجر اُس کی کمر مین لگا دیا بعد اس کے پھر بادشاہ
لشکر اہل اسلام سے عرض کیا حضور نے دیکھا کہ اس کلاہ اور اس خنجر کو اور حال اسکی عیاری کا سنا

مجکو یقین ہر کہ یہ چھوکرا جوان ہوکر عیار بے نظیر ہوگا مین نے اس کو فن عیاری خوب تعلیم کیا ہر خود بھی یہ
عقلمند ہر اپنی طبیعت سے ایک بات ہر ایک کار مین پیدا کرتا ہر رگ رگ مین اس کی چالاکی و عیاری مانند
خون کے بھری ہوئی ہر مکر و فریب کرنے اور دینے مین یہ مشاق ہر رنگ و روغن سے صورت اپنی تبدیل
کرنے مین مہارت کامل رکھتا ہر نقارہ دستگیرین اور نیمچہ جو توڑ ڈالے گئی اسی نے عیاری کرکے دیو قران
سے لی تھی اس زمانے مین یہ دو روز کا میرا شاگرد تھا و یوسف پا صورت سے نذرا دیو سے
اپنے تئین گرفتار کرا دیا وہ اس کو پہاڑ پر لے گیا اس نے بالائے کوہ جاکر دیو مذکور پر عیاری کرکے اس کو
بیہوش کرکے لے اور نقارہ مذکور اس سے لیا تھا اور ملکہ روشن آرا جہان کو اس کے
قید و شر سے اس نے بچایا تھا سوا اس کے اس نے اکثر کار ہائے نمایان کیے ہین چند مرتبہ مجکو اس کی عیاری
و چالاکی پر حیرت ہوئی ہر بڑا ہوشیار و چالاک ہر خداوند عالم اس کو نظر بد سے بچائے اس سن و سال
مین آفت روزگار ہر طیفور گردپا سے عیاری مکاری مین زیادہ تیز ہر ابھی تو اس کا یہ حال ہر آئندہ
یہ طفل شاہ عیاران مشہور ہوگا مانند میرے اور خواجہ عمرو ثانی کے نامی و نامور ہوگا لشکر حضور کے
تمام عیارون سے یہ بڑھکر عیار ہوگا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے دلسوز پر نظر کرکے تقریر خواجہ
خضران سنکے خوش ہوکے فرمایا کہ اس لڑکے کی تمنے ایسی تعریف کی ہر کہ ہمین حیرت ہوئی اگر
بقول تمھارے یہ طفل ایسا ہوشیار فن عیاری مین ہر تو ہم اس کا رتبہ روز بروز بڑھائین گے
عیارون مین اس کو ممتاز و سرفراز کرین گے اپنا عیار اس کو شمار کرین گے بیشتر اس کو خلعت و انعام
دیا کرین گے یہ فرماکے بادشاہ موصوف خاموش ہوے خواجہ طیفور گردپا کو ملال و رنج ہوا دل مین
اپنے یہ خیال کیا کہ خواجہ خضران نے سر دربار مجکو ذلیل کیا میری ٹوپی اور میرا خنجر دلسوز کو دیدیا
اور تمام حال اس لڑکے کی عیاری کرنے کا سب کے سامنے بیان کیا جامۂ درویش مرجان سرخ مو
مجھے نہ دیا اس اپنے چند روزہ شاگرد کو دیدیا اس جامۂ نایاب کا مین مستحق تھا مجکو یہ جامہ پہننا زیبا تھا
نہ اس طفل کو بھلا اس چھوکرے کی کیا یہ حقیقت تھی کہ جامہ درویش مذکور خواجہ خضران نے اس کو
دیدیا اور ہمسر میرا اس کو بنایا معلوم ہوا کہ ان کو مجھسے ملال ابتک ہر مین نے جو عیاری کرکے باستے
عیاری کے سمرنبیل ان سے لے لیا تھا اسی کا ان کو اب تک ملال مجھسے ہر یہ خیال کرکے سر جھکا کر
خاموشی اختیار کی خواجہ خضران کو کچھ جواب نہ دیا اسی اثنا سے مین فرامرز ثانی نے خواجہ خضران
سے کہا کہ اگر آپ کا ارادہ خانہ کعبہ جانے کا ہر تو مجکو بھی اپنے ہمراہ لیجیے گا مین ہرگز آپ سے جدا نہونگا
خواجہ خضران نے جواب دیا کہ اے فرامرز ثانی تم ہمارے ساتھ جاکر پریشان ہوگے بہتر و مناسب
یہ ہر کہ لشکر صاحبقران مین رہو بآرام و راحت زندگی اپنی بسر کرو سلسلہ خط و کتابت کا رہیگا بذریعہ
خطوط خیر و عافیت ہماری تمکو معلوم ہوتی رہے گی اور ہمکو بھی تمھارے حال سے آگاہی رہیگی
فرامرز ثانی نے کہا کہ مین یہان نرہونگا آپ کے ہمراہ ضرور چلونگا خواجہ نے مجبور ہوکر کہا کہ اچھا
سامان اپنے چلنے کا کرو زوجہ کو بھی اپنی اپنے ہمراہ لو یہان اس کو نہ چھوڑ جانا ہم بھی اسی وقت سے
سامان سفر درست کرتے ہین یہ کہکر دربار سے اٹھکر باہر گئے اور سامان سفر کے مہیا کرنے مین سرگرم
ہوے دربار مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد چند دن بارگاہ جانے خواجہ خضران
کے وہ فرد اسباب و مال جو طہماسپ تاجر نے دی تھی اسے ملاحظہ کرکے قیمت تمامی اسباب و مال کی
فرد مذکور مین دیکھکر اپنے ملازمون سے فرمایا کہ پانچ لاکھ روپیہ خواجہ طہماسپ کو ہمارے خزانے سے

لے کر دیدوا اور تمام مال و اسباب موافق اس فرد کے طہماسپ رومی سے لے کر مال خانے مین داخل
کرو ملازمون نے فی الفور پانچ لاکھ روپیہ تاجر مذکور کو لا کر دیا پھر طہماسپ نے تمام مال و اسباب
اپنے غلامون وغیرہ سے منگوا کر اُن ملازمون کے حوالے کیا انھون نے مال خانے مین داخل کیا
صاحبقران نے چندروز تک تاجر مذکور کو اپنا مہمان رکھا بعدہٗ حسب التماس اُسکی اُسے رخصت کیا
ہنگام رخصت اُس کو خلعت اور کچھ روپیہ بطریق انعام عطا فرمایا وہ دعائین بہبودی دنیا و آخرت
کی دے کر کے رخصت ہوا اور فرامرز ثانی اور اُس کی زوجہ اور اپنی زوجہ کو ہمراہ لے کر ارادہ چلنے کا
کیا اُسوقت صاحبقران نے دس خزانے روپے کے چھکڑون پر بار کرا کر چالیس ہزار سوارون کو
ہمراہ اُن خزانون کے واسطے حفاظت کے کیا خواجہ مذکور نامہ مسطور اور نامبردگان کو ہمراہ اپنے
لے کر مع خزانہاے مندرجہ بالا بجمعیت چالیس ہزار سواران جنگی و مسلح سمت خانہ کعبہ روانہ
ہوئے صاحبقران و اکثر سرداران سپاہ وغیرہ ہمراہ اُن کے تھوڑی دور تک گئے بعدازان
اُن سے رخصت ہو کر لشکر مین آئے مگر محزون اُدھر خواجہ خضران مع فرامرز ثانی وغیرہ کے
جانب خانہ کعبہ روانہ ہوئے ملکہ ناہید ہلال ابرو کو اپنی ہمجلیس سرور جنگ نواز زوجہ خواجہ
خضران بن عمرو کے جانے کا رنج ہوا ابھی صاحبقران وغیرہ سرداران سپاہ خواجہ خضران
و فرامرز ثانی و زوجہ فرامرز ثانی و زوجہ خضران بن عمرو کو تھوڑی دور پہونچا کر آئے تھے اور اُنکے خوب
دل گران کو گریان و آبدیدہ ہنگام وداع پا کر خود بھی آبدیدہ ہو کر محزون و ملول اُن کی جدائی مین
بارگاہ فلک فرسا مین بیٹھے تھے دربار آراستہ تھا بادشاہ لشکر اہل اسلام رونق افزاے تخت
حکومت تھے صاحبقران اپنے دنگل شوکت پر آ کر بیٹھے تھے سرداران دست راست جانب دست راست
صاحبقران بیٹھے تھے اور سرداران دست چپ طرف دست چپ بیٹھے ہوئے تھے کوکب
انجم حصاری و ساریق بن بقا و سخنگان و حمائل خان یہ سب بھی بیٹھے ہوئے تھے مگر سب
خاموش کیونکہ صدمہ مفارقت خواجہ خضران بن عمرو و فرامرز ثانی مین صاحبقران و اکثر سرداران
لشکر و خود بادشاہ لشکر اہل اسلام ملول و حزین تھے ہر ایک کے چہرے سے حزن و ملال آشکار تھا
دلسوز بن جانسوز بن مہترقران بھی جب سے خواجہ خضران کو تھوڑی دور پہونچا کر آیا تھا
اُن کی جدائی مین بہت اشکبار تھا ہرچند دربار بادشاہ پانچہزار پانچ سو پچیس سردارون اور
بہادرون سے بھرا ہوا تھا لیکن سناٹا تھا اکثر سردار سر جھکائے ہوئے آبدیدہ و محزون بیٹھے تھے
بعض بعض سرداران کی مفارقت مین آہ سرد دل پردرد سے کر رہے تھے کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام
دارا ابن داراب سیمین زرہ نے صاحبقران عالی مقام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج خضران
بن عمرو ثانی اور فرامرز ثانی کی جدائی کا صدمہ ایسا ہے کہ غنچہ خاطر اپنا شگفتہ نہین ہوتا ہے صاحبقران
نے عرض کیا کہ آپ نے بجا فرمایا ہمارا بھی اُن کی مفارقت مین یہی حال ہے مگر وہ سوے خانہ کعبہ
گئے ہین ارادہ اُن کا حج کا بھی ہے گام فرساے راہ خیر ہوئے ہین چندان اُن کی جدائی کا ملال نفرمائیے
خداوند عالم اُن کو مع الخیر خانہ کعبہ تک پہونچاے اور حج سے مشرف کرے اب دعاے خیر اُن کے
واسطے کرنا ضرور ہے کیونکہ سفر دور و دراز انھون نے اختیار کیا ہے راہ مین ہر طرح کا خوف و خطر ہے ہرچند
ہمراہ اُن کے اور خزانہاے فرستادہ کے چالیس ہزار سوار آزمودہ کار مسلح و مکمل مع ایک
سردار کے ساتھ کر دیے ہین مگر پھر بھی اندیشہ ہے اثناے راہ مین دشت و کوہ و دریا ہین صعوبت سفر

مشہور ہی یہ زمانہ فصل گرما کا ہی راہ مین بعض بعض مقامون پر پانی نایاب و کمیاب ہی دن کو لون
چلتی ہی حرارت آفتاب بڑھی ہوئی ہی راستے مین اکثر مقام و صحرا ایسے ملتے ہین کہ کوسون تک
سایہ کا نام بھی نہین کوئی درخت منزلون تک نظر نہین آتا ہی بجز سایۂ آفتاب کے ان منازل مین
سایۂ شجر کا نظر بھی نہین آتا ہی اسی وجہ سے بخوف ہلاکت و حفظ جان اہل قافلہ شب کو راہ چلتے ہین
اور دن کو مقام کرتے ہین خصوصًا قبل دوپہر سے رہروی موقوف کرتے ہین با وجود اس حفاظت
جان و آرام جان کے پھر بھی اہل قافلہ صعوبت سفر دور و دراز سے علیل و خستہ و ماندہ ہو جاتے
ہین اکثر اہل قافلہ تاب سختی راہ و صعوبت سفر نہ لا کر مر جاتے ہین خانہ کعبہ تک جانا ان کو میسر
نہین ہوتا ہی جن کی اجل آئی ہی ان کو خانہ کعبہ کے حج سے مشرف ہونا کہان نصیب ہوتا ہی راہ ہی مین
ہلاک ہو جاتے ہین اور جن لوگون کی زندگی ہوتی ہی وہ صعوبت سفر اٹھا کر خانہ کعبہ تک پہونچ
جاتے ہین حج سے مشرف ہوتے ہین خداوند عالم سے دعا کرنا چاہیے کہ خواجہ خضر ان دو فرامرز
ثانی وغیرہ کو صعوبت سفر سے ضرر نہ پہونچے مع الخیر تا خانہ کعبہ پہونچین یہ عرض کر کے خاموش
ہوے اہل دربار سے اکثر نے بجاے خود ان کے واسطے دعا کی بادشاہ موصوف نے بھی ان کی
خیریت خدا سے چاہی اس اثنا مین سیاریق بن لقا نے سختگان کی راے سے صاحبقران
کشورستان سے کہا کہ فی زمانہ ہمارا دل گھبراتا ہی سیر و شکار کی طرف دل مائل ہی صحراے سبزہ زار
کی ہوا کھانے کی خواہش ہی اگر آپ اجازت جانے کی دین تو ہم چند روز کے واسطے سوے سبزہ زار
جائین سیر صحراے سبزہ زار بھی کرین شکار بھی کھیلین اپنے غنچۂ دل کو شگفتہ کرین قبل اسکے ارادہ
اپنے شکار کھیلنے کا کیا تھا مگر بخیال آپ کے ناخوش ہونے اور بے اجازت جانے کے نہ گئے اب
آپ سے اجازت طلب ہین صاحبقران نے گفتگوے سیاریق بن لقا سنکے کچھ فکر کرکے جواب دیا
کہ اگر تفریح طبع منظور ہی اور شکار آہو کھیلنا مطلوب ہی تو جاؤ مگر راہ گیر ایذا رسانی نکرنا اور کوئی فتنہ
فساد برپا نکرنا ورنہ تمھارے حق مین اچھا نہوگا سختگان نے عرض کیا کہ اے صاحبقران اب
آپ کو ایسے خیالات نکرنا چاہیین کیونکہ خداوند نے اب دین اسلام اختیار کیا ہی کلمہ طیبہ زبان پر
جاری کیا ہی مسلمان ہوے ہین مین بھی کلمہ پڑھ چکا ہون فرمانبردار آپ کا ہو چکا ہون آپکا نمک خوار ہون
صاحبقران نے فرمایا کہ اے سختگان ہمنے احتیاطًا کہا ہی اور اطلاعًا کہا ہی یہ فرماکر اپنے لشکر کے کچھ
سوارون کو حکم دیا کہ ہمراہ سیاریق بن لقا جاؤ حسب الحکم سواران لشکر مسلح ہو کر مرکبون پر
سوار ہوے سیاریق بن لقا اور سختگان دربار سے اٹھکر بیرون بارگاہ آکر سامان شکار
آہو کرکے ہمراہ ان سوارون کے خود بھی سوار ہو کر جانب صحراے سبزہ زار دونون نامبردہ
روانہ ہوے بعد قطع راہ دور و دراز ایک ایسے صحراے سبزہ زار مین پہونچے کہ جسمین
کوسون تک سبزہ سبز و شاداب تھا فرش سبزہ شاداب زمین پر بچھا ہوا تھا جو دلون کے سرور فرحت افزا
اس صحرا کی غنچۂ دل کو شگفتہ کرتی تھی غزالان خوش چشم و شوخ و چالاک بکثرت تھے جابجا غول کے غول
گروہ ان کے نظر آتے تھے نہرین بھی بہتی ہوئی نظر آتی تھین سیاریق بن لقا اور سختگان اس
صحراے سبزہ زار کو دیکھکر ہمراہیون سے گویا ہوے کہ یہ صحراے سبزہ زار خوب ہی اسی صحرا مین
شکار آہو کھیلین گے اب آگے یہان سے نجائین گے یہین قیام لیتا دہ کرو بارگاہ برپا کرو
خادمون نے فی الفور حکم کی تعمیل کی سیاریق بن لقا و سختگان مع اپنے ہمراہیون کے شکار آہو

مین مصروف ہوئے تھوڑی دیر مین دو آہوون کو شکار کیا ساریق بن لقانے ملازمون کو
حکم دیا کہ ایک آہو کے کباب تیار کرو انھون نے کباب آہوئے مذکور کے تیار کیے اسوقت
ساریق بن لقا اور سنگتگان دونون بارگاہ مین سواریون سے اتر کر بیٹھے پردے بارگاہ کے
اٹھا دیے ملازمون نے کباب آہو قابون مین اور پیالیون مین رکھکر پیش کیے پھر اُس کے حکم سے جلد
ہمراہی واسطے شکار کرنے آہوان شوخ چشم کے اُس صحرا مین متفرق ہوئے جس طرف غول
آہوون کا دیکھا اُسی طرف روان ہوئے دوش سے کمانین لے کر ترکش سے تیر لے کر چلہ کمان مین
جوڑ کر آہوون کو تاک تاک کر تیر لگانے لگے جو آہو تیر سے زخمی ہوا اُس کے تعاقب مین گھوڑے
دوڑا کر جانے لگے کچھ خدام پاس ساریق بن لقا کے رہ گئے ساریق بن لقا نے کباب آہوئے
شکار کردہ پر نظر کر کے کچھ خیال اپنے زمانہ گذشتہ کا کر کے آبدیدہ ہوکر آہ کی سنگتگان نے پوچھا کہ
اسوقت باعث آہ و بکا کا کیا ہے صحرائے سبزہ زار فرحت افزا ہے سبزہ لہلہا رہا ہے ہوائے سرد چل رہی ہے
ابر سیاہ آیا ہے عجب بہار ہے کہ شرح ہو کباب آہو آپ کے روبرو رکھے ہین کشتی شراب کی طلب کیجیے
بعد میخواری کے کباب آہو کھائیے شادمان ہوجیے یہ صحرائے سبزہ زار جائے فرحت و سیر ہے نہ جائے
آہ و بکا ہے چاہتا ہون کہ سبب آہ و بکا سے آگاہ کیجیے ساریق بن لقانے زیادہ تر اشکبار ہو کے
کہا کہ اے سنگتگان اسوقت ہمکو اپنا وہ زمانہ یاد آیا کہ ہزارہا مردم ہمارے تابع فرمان تھے ہمکو اپنا
خداوند جانتے تھے جو ہم حکم کرتے تھے وہ بسر و چشم بجالاتے تھے ہمکو سجدہ کرتے تھے افسوس ہزار
افسوس وہ جاہ و حشم وہ لشکر کثیر وہ رعب و داب وہ حکم و وقار ہمارا ازدست صاحبقران
سے تباہ و برباد و ذلیل و رسوا ہوئے گلستان باختر سے بھاگ کر یہان تک آئے تھے یہان بھی
راحت نہ پائی بلکہ وہ ذلت اُٹھائی کہ کبھی نہ اٹھائی تھی خداوند ہو کے بظاہر مسلمان ہونا پڑا اس تیری
تدبیر و راے سے ہمنے جان اپنی دست صاحبقران سے بچائی اور فرمانبردار صاحبقران ہوگئے اسی
خیال سے ہم اشکبار ہوئے اور ان کباب آہو کے کھانے سے ہاتھ روکا دل اس غم سے خود ہی کباب ہو گیا
سنگتگان نے عرض کیا اے خداوند اب خیال زمانہ گذشتہ کا کرنا بیکار ہے صدمہ و غم زیادہ نہ کیجیے دل کو اپنے
بہلائیے فکر و تدبیر سے غافل نہ رہیے اس وقت بد کو جس طرح ممکن ہو کاٹیے مین بھی فکر و تدبیر سے غافل
نہونگا اگر زیادہ رنج و صدمہ کیجیےگا تو ہلاک ہوجائیےگا آپ کا رنج و غم کرنا بیجا ہے افسوس ہزار افسوس
کہ اب ایسا زمانہ آیا کہ آپ کو اجازت شکار صاحبقران سے لینے کی ضرورت ہوئی خداوند ہو کے تابع حکم
صاحبقران سلطان گیہان شکوہ ہوگئے آزادی نہ رہی گویا قید ہوگئے کہین آپ بے اجازت صاحبقران
کہین جا نہین سکتے واقعی لطف زندگی باقی نہ رہا وہ اوج وہ وقار و جاہ و حشم آپ کا باقی نہ رہا لیکن غنیمت
جانیے کہ جانبری دست صاحبقران سے ہوئی اگر بظاہر میری راے سے آپ مسلمان ہو کے مثل
طوطے کے کلمہ اپنی زبان پر جاری نہ کرتے تو قتل ہوجاتے سر و تن جدا جدا ہو جاتا آپ کے خون سے
زمین رنگین ہوتی شمشیر آبدار صاحبقران کی ہوتی اور آپ کا گلا ہوتا اب تک نام و نشان آپ کا باقی نہ رہتا
آپ نے میری راے پر عمل کیا بہت ہی اچھا کیا مصلحت وقت یہی تھی کہ بظاہر کلمہ زبان پر جاری کر لیا
اب میری یہ راے ہے کہ صدمہ و غم زیادہ نہ کیجیے اظہار ملال نہ فرمائیے ایسا نہو کہ افشاے راز ہو اور
صاحبقران کو خبر ہوجائے تو غضب ہے گھبرائیے نہین صبر کیجیے مثل مشہور ہے کہ دیر آید درست آید
آئندہ دیکھا جائےگا کوئی تدبیر کی جائیگی حتی الامکان صاحبقران سے دشمنی کی باز نہ آؤنگا ان کو

کسی نہ کسی بلا میں اپنی تدبیر سے مبتلا کر دونگا آپ کو اُن کی اطاعت سے بچاؤں گا بالفعل صبر و شکیبائی
اختیار کیجیے وہ زمانہ خداوندی اپنا یاد کیجیے خیال کیجیے کہ ہمیشہ کسی کی ایک طرح پر نہیں گذری ہے
جس کو عروج ہوا ہے اُسے زوال بھی ہوا ہے ہمیشہ زمانہ بہار کا نہیں رہتا ہے خزان کا بھی دور ہوتا ہے
بڑے بڑے سلاطین روزگار کہ ریش فلک جن کی رفتار سے تباہ و برباد و قتل ہوئے نہ تخت و تاج رہا
نہ ملک و مال رہا ذلیل و خوار رہا نہ لشکر رہا نہ دوست ہے ایسا عجب ہے کہ آپ صبر و تحمل نہیں کرتے ہیں دیکھیے
کہ آئندہ کیا ہوتا ہے کوئی تو تدبیر مقرر کرینگے کوئی نہ کوئی صورت آگے تدبیر میں پیدا ہوگی ساریق نے
جواب دیا کہ اے شیطان درگاہ میں صبر و تحمل مجھ سے نہیں ہو سکتا ہے اپنی ذلت و رسوائی ایسی ہوئی
ہے کہ بیان نہیں ہو سکتی افسوس ہیں اور صاحبقران کی اطاعت اور گرفتار ہوگی اُن سے اجازت
پیکر بارگاہ سے نکل کر آیا وہ زار زار رونے لگا سخنگان بھی بارگاہ سے باہر آ کر اُسے سمجھانے لگا اور خود بھی
اُس کے رونے سے رونے لگا نالہ و فغان کرنے لگا ان دونوں کو تو صحرا میں مشغول نالہ و فغان
چھوڑا جاتا ہے اور ایک حال سنیے جادو کا بیان کیا جاتا ہے کہ ساحر مذکور فرستادہ شہنشاہ ساحران
یعنی ہمدم مسیحا حاکم طلسم زلزلہ جو پہ اُسے دریافت خبر کو کیا انجم حصاری و حال صاحبقران
طلسم زلزلہ سے آیا تھا اور اُس نے پوشیدہ ہو کر تمام حال مسلمان ہونے کو کیا انجم حصاری و تباہی
رعایا کا اور کیفیت شادی و عقد صاحبقران کی دیکھی تھی بعدہ پوشیدہ ہو کر تخت سحر پر سوار ہو کر
جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا تھا جیسا کہ قبل اس کے لکھا گیا ہے ہنوز طلسم زلزلہ تک نہ پہونچا تھا کہ اثنائے
راہ میں وہ صحرائے سبزہ زار میں صدائے نالہ و فغان سنکے متردد ہو کے دل میں کہنے لگا کہ دریافت
کرنا چاہیے یہ کون اشخاص مصیبت زدہ ہیں کہ اس طرح نالہ و فغان کر رہے ہیں یہ باتیں اپنے دل میں
کر کے بزور سحر صورت اپنی دہقانی کی بنا کر اُن خدام و سواران جنگی کے پاس آیا جو ہمراہ ساریق
بن لقا آئے تھے پھر اُن سے پوچھا کہ یہ دونوں کون مبتلائے رنج و محن ہیں جو رو رہے ہیں خدام و
سواران مذکور نے کہا تم نہیں جانتے کہ یہ کون ہیں اُس نے کہا کہ اگر میں آگاہ ہوتا تو تم سے کیوں دریافت
کرتا میں تو ایک مرد دہقانی ہوں ابھی اس طرف سے میرا گذر ہوا ہے اس صحرائے سبزہ زار میں تم سب کا
مجمع دیکھا ہے ان دونوں اشخاص کو نالہ کنان مشاہدہ کیا ہے خدام اور سواروں سے دو چار آدمیوں
نے اُس سے کہا آگاہ ہو کہ یہ دونوں شخص جو رو رہے ہیں ان میں ایک تو ساریق بن لقا ہے جو خداوند
اپنے تئیں جانتا ہے اور دوسرا اُس کا وزیر سخنگان ہے دہقانی نقلی نے پوچھا یہ تو بیان کرو کہ یہ کیوں
اس طرح نالہ و فغان کر رہے ہیں کیا زبردست مصیبت پڑی ہے کس درد جان ستان میں مبتلا ہیں
کس بات کا ان کو غم ہے کیا سبب ان کے نالہ و بکا کا ہے اُن سواروں اور خادموں نے جواب دیا
کہ ہمیں ان کے رونے کا سبب معلوم نہیں ہے ہاں ہم یہ جانتے ہیں کہ اس صحرائے سبزہ زار میں
یہ دونوں واسطے شکار ہو کے آئے ہیں ہم سب ان کے ساتھ آئے ہیں تھوڑی دیر گذری ہے کہ دو
آہو شکار کیے تھے اُن میں سے ایک آہو کے کباب تیار کر کے اُن کے روبرو لے گئے تھے انھوں نے
کباب تو نہ کھائے نہیں معلوم کیا خیال کر کے بارگاہ سے نکل کر نالہ و فغان کرنے لگے اگر تم کو سبب
نالہ و فغان دریافت کرنا ہے تو ان کے پاس جا کر پوچھو یہ تجھ سے بیان کرینگے دہقان مذکور نے پاس
ساریق بن لقا کے جا کر سخنگان سے پوچھا کہ تمھارا کیا نام ہے اور یہ تمھارے پاس جو رو رہے
ہیں نالہ و فغان کر رہے ہیں ان کا کیا نام ہے اور سبب نالہ و فغان کیا ہے سخنگان نے جواب دیا کہ

تجکو ہمارے نام کے دریافت کرنے سے کیا مطلب و غرض ہے اور سبب نالہ و فغان پوچھنے سے کیا مدعا ہے
ہم اور یہ کوئی نام رکھتے ہین تجھے کیون بتائین اور جس صدمہ و غم مین مبتلا ہین تجھسے کیون بیان کرین
ہمکو تجھسے یہ امید نہین کہ ہم دونون درد رسیدہ کا تو کوئی علاج کرے گا مرد دہقانی نے جواب دیا کہ
اظہار نام و سبب نالہ و فغان مین تمھین عبث تامل ہے اپنے حال سے آگاہ کرو اپنے نام کو مجھسے پوشیدہ
نہ کرو شاید تمھارے دفع رنج و غم کی کوئی فکر و تدبیر مجھسے ہو سکے درد دل کے بیان کرنے مین کیا قباحت
مشہور ہے آدمی آدمی ہی سے اپنا رنج و غم ظاہر کرتا ہے شکستگان نے کہا کہ ہمین اندیشہ افشاے راز کا ہے
اس وجہ سے اظہار رنج و غم مین تامل کیا گیا خیر اگر تجکو سبب نالہ و فغان دریافت کرنا ہے تو چل بارگاہ مین
بچشم ہمارا اور ان کا وہ قصہ پر ملال و طولانی ہے کہ مفصل نہ ہم بیان کر سکتے ہین نہ تو سن سکتا ہے ہان
بطور اختصار و خلاصہ بیان کرین گے مگر یہ تو بتا دے کہ تو کون ہے نام تیرا کیا ہے تاکہ ہمین بھی تو معلوم ہو
کہ تو ہمارے دوستون سے ہے یا دشمنون سے اس نے کہا کہ مین بھی اپنا نام تمھین بتا دون گا پہلے
تم تو اپنے حالات سے آگاہ کرو شکستگان ساریق بن لقا کو ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا وہ مرد دہقانی
یعنی معین جادو بھی ان کے ہمراہ آکر بارگاہ مین بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے شکستگان نے اس سے
کہا اے شخص آگاہ ہو کہ یہ خداوند ساریق بن لقا ہین ان کی اکثر لوگ پرستش کرتے ہین ان کے
بزرگ بھی خداوند تھے دعوی خداوندی کرتے تھے قبل اس کے یہ گلستان باختر مین تخت حکومت
پر رونق افزا تھے جاہ و حشم ان کا بہت تھا فوج و لشکر و طبل و علم تخت و تاج کے یہ مالک تھے
خداوند مشہور تھے اور اب بھی یہ خداوند اپنے تئین جانتے ہین صاحب عزت و وقار ہین ایک
زمانہ ایسا آیا تھا کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کہ وہ مسلمان ہین اور صاحب زور و طاقت
یال و لشکر ہین ان کے لشکر کے بادشاہ کا نام دارائن داراب سیمین زرہ ہے بوجہ خداوندی
ترک پرستش خداوندی کے ان پر لشکرکشی کی تھی گلستان باختر مین جنگ عظیم ہوئی تھی ایک زمانہ تک لڑائی رہی
کشتی کشتہ و خون بہت ہوا تھا مردان سپاہ طرفین کے بہت کام آئے تھے آخر کار بنہایت خونریزی
شکستگان یہ وہان سے روانہ ہوئے جنگ و جدال صاحبقران سے کرنا مناسب نجان کر اس طرف
روانہ ہوئے انھون نے ان کا تعاقب کیا انھون نے ان کا برا نہ چاہا ان کے بہادر و شاہ و شاہزادہ
کرنے کی فکر بھی ان کے ظلم و جور کا تحمل کیا یہان بھی آکر ان کے ہاتھ سے ان کو راحت نہ ملی کوکب
انجم حصاری کے یہان یہ مقیم ہوئے تھوڑے روز بھی نہ گذرے تھے کہ صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ مع لشکر گران ان کے تعاقب مین یہان بھی آئے کوکب انجم حصاری نے انکی اعانت
کی صاحبقران سے مقابلہ و مجادلہ کیا کئی لڑائیان ہوئین کشت و خون بہت ہوا اسی اثنا مین ایک
درویش آفتاب صورت نوالکھ سوارون کی جمعیت سے اور چند نقاب داران سبز پوش مع دو
بادشاہون کے آیا بعد دریافت ہمکو معلوم ہوا کہ وہ خضران بن عمر وثانی ہے اور خدا پرست ہے پہلے
اس کے سردار نے ایک سردار سپاہ مسمی حشام رستم انجم حصاری کو ہنگام جنگ کشتی لڑکر زیر کیا
پھر اس درویش یعنی خضران بن عمر وثانی نے ایک نعرہ بجا کر مردان ہر سہ سپاہ کو بیہوش کرکے
نقابداران طلسمی یعنی نقابدار حور القا و نقابدار گلخسار سرخ پوش وغیرہ کو گڑھاؤن مین ڈالکر گرفتار کر لئے
ہوئے تیل مین جلا دیا پھر اس کا ایک سردار سپاہ بلکہ سپہ سالار مسمی فرامرز ثانی صاحبقران سے جنگ آزما
ہوا سات روز کے بعد آٹھوین روز صاحبقران نے عین کشتی لڑنے مین اس کے رخ پر سے نقاب کو

دور کیا معلوم ہوا کہ فرامرز ثانی ہی پہلے کچھ باہم باتیں ہوئیں پھر کشتی موقوف ہوئی اسی اثنا میں
حمائل خان کہ لقا پرست تھا ڈیڑھ لاکھ سواروں کی جمعیت سے آیا اس کے ساتھ کئی سو ہزار جنگی
ہاتھی تھے وہ صاحبقران کے لشکر پر اور خضر ان کی سپاہ پر حملہ آور ہوئے کوکب انجم حصاری بھی
اس کا شریک ہوا جنگ مغلوبہ ایسی ہوئی کہ شاید کبھی نہ ہوئی ہوگی صبح سے قریب شام تک لڑائی
ہوئی دونوں لشکروں کے چھ سات لاکھ مردان سپاہ کام آئے تمام صحرا سے رزمگاہ کشتوں سے
بھر گیا انھوں نے ہزارہا مردان سپاہ کو قتل و پامال کیا انجام جنگ یہ ہوا کہ اہل اسلام کی فتح ہوئی
کوکب انجم حصاری اور حمائل خان کے لشکر کو شکست حاصل ہوئی صاحبقران وغیرہ نے
کوکب انجم حصاری اور حمائل خان وغیرہ کو پکڑ لیا ان کو بھی تخت زریں سے اتار لیا انھوں نے
دم نہ مارا خاموش رہے فکر ان کو تباہ کرنے کی نہ کی اب یہ اپنے حال پر نظر کر کے گریاں ہوا جا صاحبقران
دختر کوکب انجم حصاری کو مسلمان کرکے اور خود اس کو بھی مسلمان کرکے عیش و عشرت میں ہیں
عقد اپنا دختر کوکب انجم حصاری سے کر لیے ہیں تمام رعایا سے انجم حصار مسلمان ہو چکی ہے اور
صاحبقران کو خوشی حاصل ہے ان کو رنج و ملال ہے میں ان کا زیر ہوں تمام عمر ستمگان ہوں ان کا ہم و
ہم خواہ ہوں صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام کا بدخواہ ہوں چاہتا ہوں کہ ہم دونوں کی طرح
وہ بھی کسی رنج و غم میں مبتلا ہوں جس طرح ہم روتے ہیں وہ بھی روئیں خلاصہ حال تمام و کمال
سننے سے کہا یا اب تم اپنے حال سے آگاہ کرو کہ تم کون ہو اور کیا نام ہے تاکہ ہمارے درد دل کا علاج
کرو اس دہقانی نے سنکے سکوت اختیار کیا تھوڑی دیر تک اپنے دل میں سوچا کیا اور کہا یہ کہ
میں رہا اور رہ گزرگان کی نظر سے غائب ہو گیا ملاسا جی کو حیرت ہوئی سارا لق و دق تھا کبھی دریا میں
میں غوطہ زن ہوا اس خدام اور سواروں کو بھی نہ معلوم ہوا کہ وہ کون تھا اور کیا اس نے ستمگان سے
گفتگو کی اور وہ کس طرف چلا گیا چلتے ہوئے بھی نہ معلوم ہوا اسپ کو حیرت ہوئی سواران مذکور و خدام
مسطور تماشا دیکھتا آہو کا بھول گئے خود تماشا بن کر بہت حیرت ہو رہے ان سب کو تو ہلک سے کر چھوڑ
چھوڑا اپنا تو کر اب حال سنیے جادو نابکار کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب اس نے تمام حال ستمگان
سے سنا دل میں یہ خیال کیا کہ اہل اسلام نہایت سرکش ہیں یہاں آکر کوکب انجم حصاری وغیرہ
کو انھوں نے مسلمان کیا اس کی لڑکی سے اپنا عقد صاحبقران نے کیا بہت خوشی و شادمانی ظاہر کی
کوکب انجم حصاری ماتحت ہمارے بادشاہ کا تھا اس کو اپنا فرمانبردار کیا ہے اپنے دین میں اس کو لاکر
وہیں آبائی اس کا اس سے ترک کرایا ہے ان سے بھی کچھ انتقام اس کا لینا چاہیے ان مسلمانوں نے
ہمارے شہنشاہ کے ماتحت بادشاہ کوکب انجم حصاری کو مسلمان کیا ہے ان کے بھی بادشاہ لشکر
کے ساتھ کچھ بدی پیش آنا چاہیے یہ خیال کرتا ہوا پھر سوے لشکر اہل اسلام و جانب انجم حصار گیا
جب انجم حصار کی حد میں پہونچا وقت شب کا تھا جملہ سرداران لشکر اہل اسلام و بادشاہ لشکر اہل اسلام
جو صاحبقران کے عقد کی شب جاگے تھے اس شب غافل سو رہے تھے گرد لشکر اہل اسلام و گرد
بارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام و گرد بارگاہ صاحبقران عالی مقام یوسف کرائی دس ہزار سوار کی
جمعیت سے طلایہ پھر رہا تھا صدا سے خبردار باش و ہوشیار باش سواران ہمراہی اس کے دے رہے
تھے مشعلیں اور پنجشاخے وغیرہ بکثرت روشن تھے خواجہ طیفور گرد بارگاہ صاحبقران میں موجود
حفاظت ان کی کر رہے تھے کبھی بارگاہ سے باہر آتے تھے کبھی اندر بارگاہ کے جا کر دیکھ لیتے تھے سواران

ظلایہ گرد لشکر پھرتے تھے بادشاہ لشکر اہل اسلام کی بارگاہ کے گرد بھی سواران مذکور پھرتے تھے قیام
سرداران سپاہ کے بھی چار طرف گردش کرتے تھے معلین جادو نے آگے بڑھکر بارگاہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام کو عقل و فہم سے و نیز بزور سحر دریافت کر کے قریب بارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام آکے بلندی
سے ایسا سحر کیا کہ ہوائے سرد چلی وہ سواران ظلایہ اُس ہوائے سرد سے آرام طلب ہوئے ہر ایک نے
آنکھیں بند کیں خواب غالب ہوا کسی کو حواس و ہوش نرہا سب غافل ہوگئے معلین جادو اُن سب کو
اپنے سحر میں مبتلا کر کے پردہ بارگاہ کا اُٹھا کر اندر بارگاہ کے گیا دیکھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام سوتے ہیں
بارگاہ میں روشنی ہے شمعیں مومی و کافوری روشن ہیں شیشہ آلات وغیرہ سے بارگاہ خوب آراستہ ہے
بعد دیکھنے زینت بارگاہ کے قریب بادشاہ موصوف جا کر جو تدبیر اس نے سوچی تھی وہی تدبیر کی بعد ازان
بارگاہ سے باہر آکر سوئے انجم حصار روانہ ہوا شب کو جانب طلسم زلزلہ جانا مناسب نہ جان کر انجم حصار
میں شب بسر کر کے وقت صبح صادق انجم حصار سے جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا بعد قطع راہ اسی صحرائے
سبزہ زار میں پہونچا دیکھا کہ ساریق بن لقا و سخنگان وغیرہ صحرا میں بہنگام سحر مصروف شکار ہیں یہ
رنگ دیکھتے ہی بلندی سے بالائے زمین آیا سخنگان و ساریق نے دیکھا کہ ایک شخص ایک باز کو اپنے
ہاتھ پر بٹھائے آتا ہے جب وہ قریب آیا سخنگان نے اُس سے پوچھا کیا تم بھی شکار پرند کھیلو گے اُس نے
جواب دیا کہ میں شکار کھیل آیا سخنگان نے کہا کہ یہ باز نہایت خوب و خوشرو ہے ہم اس باز سے طائرون کو شکار کرین
اُس نے ہنسکر کہا کہ اس باز کے لینے سے باز آؤ یہ باز ایسا نہیں ہے کہ ہم تمکو دیدیں اور تم اس باز سے شکار
کھیلو سخنگان نے وجہ پوچھی اُس نے کہا کہ سبب دریافت کرو بس اسی قدر سمجھ لو کہ یہ باز قابل شکار
طائران نہیں ہے ساریق بن لقا نے کہا کہ اے شخص کچھ حال اس باز کا بیان کر کہ یہ باز کیسا ہے اُس نے
کہا کہ تمہارے اصرار کرنے سے بیان کرتا ہوں یہاں سے بارگاہ میں چلو تخلیے میں بیان کرونگا ساریق
بن لقا اور سخنگان اسکو ہمراہ اپنے بارگاہ میں لاکر بیٹھے تنہائی میں اُس نے کہا آگاہ ہو جیے کہ یہ باز
در اصل نہیں ہے یہ بادشاہ لشکر اہل اسلام ہے میں ساحر ہوں اپنا نام میرا معلین جادو ہے حاکم طلسم زلزلہ
نے مجکو واسطے دریافت کرنے حال کوکب انجم حصاری و لشکر صاحبقران کے ادھر بھیجا تھا میں نے
یہان آکر تمام حال سے آگاہ ہو کر چاہا کہ خالی ہاتھ نہ جاؤن کوئی تحفہ اپنے بادشاہ کے واسطے یہان سے
لیجاؤن پس مجکو لشکر اسلام میں سے یہی تحفہ پسند آیا اب اس تحفے کو روبرو اپنے بادشاہ و حاکم کے
لیجاؤنگا تمام حال جو دیکھا ہے اور سنا ہے وہ بیان کرونگا یقین ہے کہ شاہ طلسم زلزلہ اس تحفے کی
نذر کو قبول کر کے مجھے انعام دیگا مجھے بہت خوش ہوگا پھر اس باز کے قتل کرنے سے نہ باز آئیگا
ضرور اسکو قتل کریگا کیونکہ اُس کو اہل اسلام سے عداوت قلبی ہے علاوہ اس کے اس باز کے
ہلاک کرنے سے منظور لشکر اہل اسلام کا پراگندہ کرنا بھی ہوگا صاحبقران بھی غمگین و ملول ہو کر
یہان سے کسی طرف چلے جائینگے یا کثرت صدمہ و رنج سے ہلاک ہو جائینگے ساریق بن لقا و
سخنگان نے بہت خوش ہو کے کہا کہ ہمکو بھی اپنے شہنشاہ کے پاس لے چلو ہم اُن کے دیکھنے اور
اُن سے ملنے کے بہت مشتاق ہیں سوا اس کے اگر ہم دونوں اُن تک پہونچ جائینگے تو دست ظلم
صاحبقران سے امان پائینگے تمہارے احسانمند ہونگے اُس نے جواب دیا کہ آپ صاحبوں کا
وہان لیجانا اچھا نہیں ہے مبادا شہنشاہ ناراض ہوں سخنگان نے کہا کہ اے معلین جادو
یہ کیا کہتے ہو بھلا اُن کے اور ہمارے وہان لیجانے سے بادشاہ طلسم کیسے ناخوش ہونگے ہرگز نہیں

بلکہ جتنا تمسے خوش ہونگے انعام کثیر دینگے ہم تمہاری تعریف اُن سے کرینگے خلعت و انعام کثیر تمکو
دلوائینگے خداوند بھی تمسے خوش ہونگے تمہاری بہبودی چاہینگے معین جادو نے تشنگان و
ساریق بن لقا کے کہنے سے چند دانے ماش کے نکال کر اسماے سحر اُن پر دم کرکے ان دونوں پر
مارے فی الفور وہ لوٹ کر بصورت زاغ سیاہ ہوگئے معین جادو نے اُن دونوں زاغوں کو بالاے
ہر دو دوش خود بٹھا کر سحر سے بلند ہوکر تخت سحر پر بیٹھکر سواروں وغیرہ کو چھوڑکر سوے طلسم زلزلہ
روانہ ہوا سواران ہمراہی ساریق بن لقا نے ہرچند کہ شور وغل کیا اور تعاقب اس کا کیا مگر کچھ فائدہ
نہوا وہ دفعتًا زمین سے بلند ہوکر غائب ہوگیا اسی حالت میں سواران مذکور و خدام وغیرہ مجبور و لاچار
ہوکر صحراے سبزہ زار سے سوے لشکر اہل اسلام روانہ ہوئے حال ان کا بمقام مناسب لکھا جائیگا
بالفعل حال لشکر اہل اسلام کا لکھا جاتا ہی کہ جب معین جادو بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بزعم خود بار
بناکر لیگیا اور وہ شب گذرکر سحر ہوئی تمامی اہل لشکر ہنگام سحر براے اداے نماز صبح بیدار ہوئے
اور وہ سواران طلایہ بھی ہوشیار ہوئے کیونکہ معین جادو نے ایسا سحر ان پر کیا تھا کہ جس سحر کا اثر فقط
شب تک رہا کیونکہ مدت بقاے سحر مذکور شب ہی تک تھی صبح کے ہوتے ہی وہ بھی ہوش میں آگئے
ہر ایک نے بعد طہارت وضو نماز سحر پڑھنے کا ارادہ کیا صاحبقران نے بیدار ہوکے قصدا داے
فریضۂ سحری کیا جب ہر ایک شخص اعلیٰ ادنیٰ نماز سحر پڑھ چکا اور صاحبقران بھی نماز صبح کو پڑھ چکے
حسب دستور جملہ سرداران لشکر دربارگاہ صاحبقران عالی مقام پر آکے اسی اثنا میں
صاحبقران بھی بارگاہ سے برآمد ہوئے ہر ایک سردار و سوار نے باادب سلام کیا صاحبقران
نے جواب سلام دے کر سب سرداروں کو ہمراہ اپنے لیکر دربارگاہ بادشاہ لشکر اہل اسلام پر
جاکر توقف کیا دیر تک انتظار برآمد ہونے بادشاہ ممدوح کا کرکے متردد ہوکے سرداران سے
فرمایا آج کیا باعث ہی کہ اب تک بادشاہ ذیجاہ بارگاہ سے برآمد نہیں ہوئے وقت برآمد ہونے کا
گذر گیا اکثر سرداروں نے عرض کیا کہ آپ بجا ارشاد کرتے ہیں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اتنی دیر برآمد
ہونے میں ظل اللہ کے ہوئی ہو مقام تردد ہی خدا خیر کرے اگر مناسب ہو تو بارگاہ میں جاکر دیکھا
جاوے صاحبقران نے کہا کہ ہاں ہماری بھی یہی راے ہی یہ کہکر خود داخل بارگاہ ہوئے اکثر
سردار و عیار بھی بارگاہ میں گئے وہاں عجب واقعہ غم افزا و حیرت فزا نظر آیا کہ دل ہر ایک کا شدت
رنج و ملال سے بیتاب و بیقرار ہوا کہ تن مانند مرغ بسمل تڑپنے لگا بے اختیار ہر ایک تڑپ تڑپ کر
رونے لگا شور نالہ و فغان بلند ہوا سواران لشکر اہل اسلام نے متردد ہوکر پوچھا کہ یہ شور و فغان
کیوں ہی سبب نالہ کیا ہی خیریت تو ہی ہرکاروں عیاروں نے رو کر کہا کہ غضب ہوا ہم ابھی بارگاہ
بادشاہ لشکر اہل اسلام کے اندر سے باہر آئے ہیں بچشم خود دیکھ آئے ہیں کسی دشمن نے سر اُن کا تن
ابدار سے کاٹ کر اُن کے سینے پر رکھدیا ہی پوشاک ظل اللہ و فرش مسہری تمام خون سے تر ہی ایسا معلوم
ہوتا ہی کہ قریب صبح بعد نصف شب کے کسی دشمن نے بارگاہ میں داخل ہوکر یہ ظلم عظیم کیا بحالت خواب
غفلت میں بادشاہ عالی جاہ کو قتل کیا ہی کیا ہی نامرد تھا وہ نابکار جس نے یہ ستم کیا ہی اگر مرد ہوتا
تو حالت بیداری میں مقابلہ و مجادلہ کرتا سواران لشکر یہ خبر غم اثر عیاروں سے سنکر بے اختیار
رونے لگے نالہ و فغان کرنے لگے تمام لشکر میں جب یہ خبر پھیلی کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو کسی نے
قتل کیا تو وہ شور نالہ و فغان بلند ہوا کہ تا فلک پہونچا کسی نے اس غم میں گریبان اپنا چاک کیا کسی نے

سر پر اپنے خاک اڑانے لگا کوئی کثرت گریہ سے زمین پر غش کھا کر گرا کسی کا دل مانند ابر کے سینے سے سسکتا ہوا
ہو گیا کوئی فریاد کرنے لگا کوئی آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگا کسی نے خنجر بران اپنی کمر سے کھینچ کر
کہا یارو اب زندگی کا لطف باقی نہ رہا بادشاہ ہمارا قتل ہو گیا اُن کے غم میں ہم بھی اپنے تئیں ہلاک
کرتے ہیں بعد اُن کے زندگی خوب نہیں یہ کہکر ارادہ خودکشی کا کیا چند سوار دلیر جو اُس کے قریب
کھڑے تھے اور روبرو تھے انھوں نے دوڑکر اُس کے ہاتھ سے خنجر چھین لیا اور کہا کہ اے برادر
خودکشی اچھی نہیں ہے کیا غضب کرتے ہو اپنے ہاتھ سے اپنے تئیں ہلاک کرتے ہو ہمارا اگر صدمہ قتل
بادشاہ موصوف بہت ہے مگر ذرا دریافت اچھی طرح تو کرو کہ درحقیقت بادشاہ قتل ہوئے ہیں یا
نہیں کوئی سردار سپاہ نالہ و آہ کرتا تھا کوئی سردار اس غم میں سر اپنا پیٹ کر ذکر کرتا تھا کوئی بے خبر
جان کر بسمل تڑپتا تھا بے اختیار رونے لگا کوئی سوار جان اپنی اس غم میں بادشاہ کے کھونے لگا کوئی فریاد
کرنے لگا کوئی اس صدمے میں جان سے گزرنے لگا کوئی اشکبار ہوا کسی کا دل اس واقعے سے بھر
ہوا کوئی سردار سپاہ کثرت گریہ سے زمین پر گر کے بسمل ہوا کوئی جوان خنجر غم سے گھائل ہوا کسی نے
اس ماتم میں اپنے سر پر خاک ڈالی کسی نے افراط الم سے واسطے ہلاک کرنے اپنے کے میان سے
تلوار نکالی کوئی آہ سرد کھینچ کے پکارا کہ افسوس ہزار افسوس بادشاہ ہمارا گیا کوئی اشکبار ہو کر کہنے لگا
حیف شاہ ذیجاہ ہمارا مارا گیا شاہان ہفت ملک بے اختیار رونے لگے کثرت گریہ و بکا سے جانیں
کھونے لگے عیاران لشکر اہل اسلام کا یہ حال ہوا کہ روتے روتے زمین پر گر کے غش کر گئے
دیکھنے والوں نے خیال کیا کہ یہ تاب صدمہ و غم نہ لا کر مر گئے کسی نے کہا کہ افسوس بڑا غضب ہوا
کوئی بولا قتل ہونا بادشاہ کا اس عنوان سے عجب ہوا کوئی سردار اس غم میں محزون ہوا کسی کی آنکھوں سے
اس غم میں بجائے اشک روان خون ہوا کسی نے آہ کر کے کہا افسوس نہیں معلوم کہ ہمارے بادشاہ کو سارق
تشنگان نے قتل کیا ہو وہی دونوں حیلہ شکار کھیلنے کا کر کے لشکر سے گئے تھے کسی نے اشکبار
ہو کے کہا عجب نہیں کہ ہمارے بادشاہ کو حمائل خان نے قتل کیا ہو کیونکہ ہمارا لشکر یہاں موجود ہے
دل سے مسلمان نہوا ہوگا عداوت اس کے دل میں ہوگی صاحبقران سے تو بس نہ چلا ان کو تو
خوف سے قتل کر نہ سکا بادشاہ لشکر اہل اسلام کو قتل کر ڈالا لشکر سے اسواسطے نہیں گیا تاکہ قتل کرنا
ثابت نہو کسی نے رو کر اُسے جواب دیا کہ یہ کام حمائل خان کا بظاہر معلوم نہیں ہوتا ہے اور کوئی
بد اندیش کا یہ کام ہے بڑی دلیری اُس نے کی کہ بارگاہ میں جا کر بادشاہ کے سر کو جدا کیا ہزاروں
سواران لشکر طلایہ لشکر کر رہے تھے اُن سے نہ ڈرا افسوس کسی نے اُس کو بارگاہ میں جاتے ہو
نہ دیکھا کوئی دلیر آبدیدہ ہو کر کہنے لگا افسوس بادشاہ ہمارا آج ایسا فرش خواب پر لیٹا کہ زندہ نہ اٹھا
کوئی چوب خیمہ سے سر اپنا ٹکرا کر کہنے لگا کاش قاتل ہمارے بادشاہ کا عوض ہمارے بادشاہ کے ہم کو قتل کرتا
سر ہمارا ہمارے تن سے جدا کرتا کوئی جوان دانا اشکبار ہو کر دوسرے جوان سے مخاطب ہو کر یوں
گویا ہوا کہ ہماری سمجھ میں یہ نہیں آتا ہے کہ قاتل نے سر تن سے جدا کر کے سینے پر کیوں رکھ دیا ہے اس کا
کیا باعث ہے کوئی دیندار زار زار رو کر کہتا تھا کہ آج کا دن بھی کیا نامبارک ہے کہ ہم اپنے بادشاہ سے
جدا ہو گئے بیدار ہوتے ہی غم شاہ ذیجاہ میں رونے کوئی بے اختیار روتا تھا کوئی دامن آنسوؤں سے
بھگوتا تھا جملہ سرداران لشکر نے کثرت گریہ سے ایسی فریاد و فغان کی کہ حالت ہر ایک کی ابتر ہوئی
صاحبقران نے بھی صدمہ قتل بادشاہ موصوف میں روتے روتے رومال آنسوؤں سے تر کئے اسقدر

روئے کہ حالت قریب بہ غشی پہونچی کثرت گریہ و بکا سے لشکرگاہ ماتم سرا ہوئی جملہ اعلیٰ و ادنیٰ صغیر و کبیر
برنا و پیر فریاد و فغان و نالہ و آہ کنان ہوئے ہر ایک کی نظروں میں اس غم سے زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آخرکار
بعد گریہ و زاری بے حد و بسیار کے حسب اتفاق رائے اکثر سرداران سپاہ و صاحبقران عالی جاہ
سامان دفن و کفن ہونے لگا اسوقت بعض بعض عقلا نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے
عرض کیا کہ ابھی لاشہ بادشاہ نہ اٹھائیے سامان دفن و کفن نہ کیجیے کیونکہ ایسا ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ
لشکر اہل اسلام زندہ ہیں قتل نہیں ہوئے ہیں ذرا خواجہ زادوں کو طلب فرمائیے ان سے پوچھیے وہ
بزرجمہر کے فرزند ہیں علم رمل وغیرہ سے خوب آگاہ ہیں وہ اگر موافق اپنے قاعدہ اور علم کے
کہیں کہ بادشاہ لشکر موصوف بیشہ ور قتل ہو گئے تو اسوقت میت اٹھانے کا سامان کیجیے تا وقتیکہ وہ
نہ کہیں ہرگز میت بادشاہ نہ اٹھائیے نہیں کچھ اس میں اسرار پایا جاتا ہے شک و شبہہ بھی ہوتا ہے کہ یہ لاشہ
بادشاہ لشکر کا نہیں ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر دراصل لاشہ بادشاہ کا ہوتا تو قاتل بادشاہ کا سر تن سے
جدا کر کے لے جاتا بالاے سینہ نہ رکھ جاتا یہ کارخانہ مکر ثابت ہوتا ہے صاحبقران نے ان عقلا کی تقریر سنکے
فی الفور خواجہ بہران و خواجہ بوذر شہید پسران حکیم بزرجمہر کو طلب کیا جب وہ تشریف لائے بعد سلام
انھوں نے پوچھا کہ اسوقت ہنگام غم و الم میں آپ نے ہمیں کیوں طلب کیا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ آپ
صاحبوں کو اسواسطے طلب کیا ہے کہ آپ سے بمقدمہ حیات و ممات بادشاہ لشکر اہل اسلام دریافت
کرنا منظور ہے لہذا آپ دونوں صاحب موافق اپنے قاعدہ علم رمل وغیرہ کے دریافت کیجیے کہ بادشاہ
لشکر اسلام زندہ ہیں یا شہید ہیں اور اگر زندہ ہیں تو کہاں ہیں اور کب تک وہ لشکر میں تشریف لاوینگے
اور یہ بھی اپنے علم کے قاعدے سے بتائیے کہ یہ لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا ہے یا کسی اور شخص کا
ہے خواجہ زادوں نے بعد غسل و وضو آیۂ قرآنی و دعاے حصول حاجت بحضور قلب پڑھکر قرعہ
ڈالا ان کی اشکال پر نظر کر کے زائچہ کھینچا پھر اشکال پر بخوبی تمام نظر کر کے خوش ہو کر کہا یا صاحبقران
کشورستان ہمکو ہمارے علم سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام فضل خدا سے زندہ ہیں
قید حیات ان کا اس کا شاہد ہے کہ وہ صحیح و سلامت زندہ ہیں کسی دشمن کے قبضے میں ہیں خدا چاہے تو عنقریب
زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ وہ آپ سے ملیں گے آپ ان سے ملیں گے بعد وہ کچھ دنوں لشکر میں آئینگے
اور یہ جو آپ نے سوال کیا ہے کہ یہ لاشہ بادشاہ کا ہے یا اور کسی کا ہے اس بارۂ خاص میں ہمکو ہمارے
علم سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ ہرگز یہ لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا نہیں ہے ڈالا ان کا ہم شبیہ ہے پس
آپکو مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام حیات ہیں اور یہ لاشہ کسی اور شخص کا ہے صاحبقران
خواجہ زادوں سے یہ مژدہ جانفزا سنکے فی الجملہ شادمان ہوئے جملہ شاہ و شہریار و سرداران سپاہ
و شاہزادگان عالی جاہ و تمامی مردان لشکر اس خوشخبری سے شادمان ہوئے وہ رنج و غم وہ صدمہ
الم وہ نالہ و فغان فی الجملہ دل سے ہر ایک کے دور ہوا خواجہ زادوں کے حکم مذکور لگانے سے
قلب کو حاصل سرور ہوا صاحبقران نے کشتیاں خلعت ہاے فاخرہ کی طلب کر کے خواجہ زادوں کے
پیش کیں پھر ملازموں کو حکم دیا کہ لاشہ ہم شبیہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو آب گرم سے خوب مل ملکر نہلاؤ
اگر رنگ اور روغن سے صورت تبدیل کی ہے تو صاف اس تدبیر سے چہرہ اصلی ظاہر ہو جاے گا ملازموں
نے حکم صاحبقران کی تعمیل کی مگر صورت لاشہ مذکور بدستور رہی کچھ بھی فرق نہوا اسوقت
صاحبقران نے خواجہ زادوں سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ آپ صاحبوں نے تو یہ حکم لگایا تھا کہ یہ

لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کا نہین کسی اور شخص کا ہے حالانکہ ہمارے ملازمون نے آب گرم ریختہ لاشہ
مذکور کو دھویا نہلایا مگر کچھ بھی فرق نہ ثابت ہوا خواجہ زادون نے جواب دیا ہم ایسا بھی کہتے ہین کہ یہ
لاشہ بادشاہ موصوف کا نہین ہے اگر آپ نے اس لاشے کو آب گرم سے نہلوایا اور کچھ فرق نہ ثابت ہوا
تو جائے اعتراض نہین ہے کیونکہ یہ لاشہ ہم شبیہ بادشاہ رنگ و روغن عیاری سے بنا نے والے نے
نہین بنایا ہے کہ جو آب گرم کے دھونے سے رنگ و روغن دور ہو جائے چہرہ اصلی ظاہر ہو جائے
بلکہ ہم معلوم ہوتا ہے کہ بزور سحر یہ لاشہ ہم شبیہ بادشاہ بنایا ہے خداوند عالم نے آپ کو صاحب اسم اعظم
کیا ہے لہذا آپ وضو کر کے پانی پر اسم اعظم الٰہی پڑھکر دم کر کے وہی پانی چہرہ و بدن لاشہ ہم شبیہ
بادشاہ پر چھڑکیے بہ برکت اسم اعظم الٰہی سحر دفع ہو جائے گا صورت اصلی ہویدا ہو گی صاحبقران
کشورستان نے موافق ارشاد خواجہ زادون کے عمل کیا تو صورت مردہ آئینہ ظہور مین آئی یعنی
وہ صورت و شکل پانی کے چھڑکتے ہی بدل گئی غور کر کے جو دیکھا گیا ثابت ہوا کہ ایک مرد کوہی کا لاشہ
ہے لاشہ بادشاہ لشکر اہل اسلام نہین ہے صاحبقران اور جملہ اعلیٰ ادنیٰ ظاہر ہونے سے لاشہ
مرد کوہی کے بیحد خوش ہوئے وہ جو کسی قدر شک و شبہ و تردد تھا وہ بھی دفع ہوا ہر ایک کے
چہرے پر آثار خوشی ظاہر ہوئے خصوصاً صاحبقران کے چہرے پر آثار خوشی پیدا ہوئے اسکے بعد
صاحبقران نے حکم دیا کہ اس لاشہ مرد کوہی کو دفن کرو بموجب حکم ملازمون نے لاشہ مذکور کو غسل و
کفن دے کر نماز جنازہ پڑھکر دفن کر دیا بعد اس کے صاحبقران نے خواجہ زادون کے علم و فضل و
کمال کی بہت تعریف کی اُن سے بیحد خوش ہو کے دوبارہ اُن کو خلعت ہائے فاخرہ دے کر رخصت
کیا بعد رخصت کرنے خواجہ زادون کے جملہ سرداران سپاہ سے فرمایا الحمد للہ واللہ یہ تو یقین کامل
ہو گیا کہ لاشہ ہم شبیہ بادشاہ کا لاشہ ایک مرد کوہی کا تھا جس کو دفن کرا دیا اور یہ بھی بارشاد
خواجہ زادگان یقین ہوا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام زندہ ہین کسی دشمن کے قبضے مین ہین پس
قبضۂ دشمن مین ہونا بادشاہ موصوف کا خیر ان جان کا کسل نہین ہے ایسا بارہا ہوا ہے ہمارے
بزرگون پر ایسے واقعات گذرے ہین اگر خدا نے چاہا تو وہ زمانہ بھی آئے گا کہ ہم تم اُن سے ملینگے
جو زمانہ اُن کی مفارقت کا ہے وہ بھی لازم ہے کہ زمانہ فرقت بادشاہ لشکر اہل اسلام زیادہ تر صدمہ و
رنج و ملال نہ بسر کیا جائے اُن کی تلاش و جستجو کی جائے اور اُن کے دشمن کو دریافت کیا جائے
تاکہ اُس سے انتقام لیا جائے سب نے عرض کیا کہ آپ نے بجا و درست فرمایا ہے یوہین عمل کرنا چاہیے
ہنوز سرداران سپاہ و صاحبقران کشورستان سے ہم سخن ہو کر خاموش ہوئے تھے کہ وہ خدام و
سواران جنگلی اور بہ شمولیت میر شکار باز دار وغیرہ جو ہمراہ ساریق بن بقا و سختگان کے سوئے بہار
سبزہ زار برائے شکار گئے تھے نہایت حیران و پریشان روبروئے صاحبقران آئے سب نے
با دب سلام کیا صاحبقران نے اُن سے پوچھا کہ ساریق بن بقا و سختگان کہاں ہین تم اُن کو کہان
چھوڑ آئے اُن کے ہمراہ کیون نہ آئے انھون نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اُن کا حال عجیب و
غریب ہے جو واقعہ گذرا ہے اور دیکھا ہے وہ حیرت افزا ہے صاحبقران نے فرمایا بیان کرو انھون نے
عرض کیا کہ ہم سب نمکخوار حضور حسب الحکم ہمراہ ساریق بن بقا و سختگان کے صحرائے سبزہ زار
گئے تھے جب صحرائے سبزہ زار مین پہونچے نامبردگان کے ہمراہ شکار کھیلنے لگے تھوڑی دیر مین دو نامبردگان نے
دو آہو تیر سے شکار کیے ساریق نے کہا کہ ایک آہو کے کباب تیار کیے جائین ملازمون نے اُسکے لیے پر

عمل کیا جب کباب مذکور ظروف مین رکھکر اُس کے روبرو بارگاہ مین لے گئے تھوڑی دیر تک وہ اُن کباب
آہو کو دیکھا کیا پھر کچھ باتین سخنگان سے کرکے بارگاہ سے نکل کر صحراے سبزہ زار مین آ وازِ بلند رونے لگا
سخنگان اُسے سمجھانے لگا ہم تلوار شکار آہو مین مصروف تھے اُس کے نالہ و فغان کرنے سے متردد ہوکر قریب
اُس کے آئے تاکہ سبب نالہ و فغان دریافت کرین ابھی ہم تلواروں نے وجہ نالہ و فغان دریافت نہ کی تھی
کہ ایک دہقانی آیا اُس نے ہم سے پوچھا کہ یہ دونون شخص کون ہین جو اس طرح سے نالہ و فغان کر رہے ہین
ہمنے اُس سے کہا کہ ایک ان مین ساریق بن لقا ہے دوسرا شخص ان مین سخنگان نامی ہے پھر اُس نے
پوچھا یہ دونون کیون روتے ہین ہمنے جواب دیا سبب گریہ و زاری ہمین معلوم نہین ہے تم خود اُن سے پوچھو
اُس نے اُن کے پاس جاکر پوچھا کہ تم دونون کیون اس طرح بیقراری سے نالہ و فریاد کرتے ہو کیا کچھ مصیبت
پڑی ہے کس بلا مین مبتلا ہوے ہو مفصل بیان کرو اُسوقت ساریق نے تو کچھ نہ کہا مگر سخنگان نے اُس سے
کہا کہ اے شخص ہم دونون کسی سبب سے روتے ہین تجھے کیا تو ہم سے کیون سبب نالہ و آہ دریافت کرتا ہے
جہان تجھے جانا منظور ہے وہان جا اُس نے دریافت کرنے مین اصرار کیا سخنگان اُس دہقانی کو مع
ساریق کے بارگاہ مین لے گیا وہان رو رو کر دیر اُس سے تمام حال ساریق بن لقا کا بیان کیا پھر وہ
دہقانی بیٹھے بیٹھے نظر سے غائب و پنہان ہوگیا ہم سب کو تعجب ہوا دوسرے روز ہنگام سحر ایک
شخص اسی صحرا مین آیا وہ اپنے ہاتھ پر ایک باز بٹھائے ہوے تھا سخنگان نے اُس شخص سے پوچھا کہ
کیا تم کبھی پرندون کا شکار کھیلو گے اُس نے جواب دیا ہان شکار کھیلنے آیا ہون شکار نہ کھیلو گا سخنگان
نے کہا کہ یہ باز اپنا ہمکو دو تاکہ ہم اس باز سے پرندون کا شکار کھیلین اُس نے کہا کہ اس باز کے لینے
سے باز آؤ ساریق نے سبب دریافت کیا اُس نے کہا کہ یہ باز لائق شکار نہین ہے ساریق نے پوچھا
کہ کیا وجہ ہے جو باز قابل شکار نہین ہے اُس نے جواب دیا کہ اس کا سبب دریافت نکر وجب بہت اُس سے
اصرار کیا تو اُس نے کہا کہ چلو بارگاہ مین وہان تمسے بیان کرونگا اُسوقت سخنگان اور ساریق بن لقا
اُس نووارد شخص کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مین گئے ہم سب تو بارگاہ کے باہر تھے نہین معلوم اُس شخص نے
آہستہ آہستہ کیا کہا دور سے ہمنے جو دیکھا تو سخنگان اور ساریق کو شادان و خندان پایا پھر باہم چپکے
چپکے باتین ہوئین ہمنے اُن باتون کو نہین سنا بعد اُسکے دیکھا کہ اُسی شخص نے کچھ ایسی تدبیر کی کہ ساریق
اور سخنگان دونون زاغ سیاہ ہوگئے پھر وہ شخص دونون زاغون کو مذکور کو اپنے دونون شانون پر
بٹھا کر بارگاہ سے نکلکر دفعتاً غائب ہوگیا ہر چند ہمنے اُس کی جستجو کی اور شور و غل کیا مگر وہ نہ ملا مجبور و لاچار
ہوکر ہم سب وہان سے چلے بعد قطع راہ ابھی حضور کے روبرو آئے ہین سلاح جنگ بھی تن سے دور
نہین کیے ہین صاحبقران نے اُن سواروں وغیرہ سے تمام حال سنکے اُن سے کہا کہ اب تم لشکر مین
داخل ہو سلاح جنگ تن سے دور کرو کمر بندی کی اب تکلیف نہ اُٹھاؤ خیام مین راحت پذیر ہو سواران
مذکور وغیرہ سلام کرکے داخل لشکر ہوکر خیام مین راحت پذیر ہوے صاحبقران نے جملہ سرداران سپاہ
سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ان سواروں وغیرہ کی تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی ساحر یا دشمن لشکر اہل اسلام
کو بارگاہ سے باز بنا کر لے گیا تھا پھر اُس نے ساریق بن لقا اور سخنگان کو بصورت زاغ سیاہ
بنا کر اپنے شانون پر بٹھا کر اپنی منزل مقصود کی راہ لی سب کی نظرون سے نہان ہوگیا اب ہمکو ضرور
فکر و جستجو بادشاہ لشکر اہل اسلام کی کرنا ضروری ہے اور اس شخص کا بھی پتا و نشان و مقام اور نام دریافت
کرنا لازم ہوا ان سواروں کے آنے سے اور بیان کرنے سے اتنا تو معلوم ہوگیا کہ ضرور کوئی ساحر یا

کوئی دشمن بادشاہ لشکر اہل اسلام کو اور سارِق بن بقا اور سخنگان کو لے گیا ہی سبھوں نے عرض کیا
کہ آپکا فرمانا صحیح ہی یہ کام ضرور کسی ساحر نا بکار کا ہی نہیں معلوم وہ نابکار کہاں رہتا ہی کس سمت گیا ہی
صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ خدا چاہیگا تو سب حال معلوم ہو جاویگا بالفعل یہاں کوئی ایسا
نہیں ہی کہ اُس سے پوچھیں اور وہ صحیح طور سے تمام حال بیان کر دے کوکب انجم حصاری نے عرض کیا
کچھ تھوڑا زمانہ گذرا ہی بلکہ قبل آپکے یہاں تشریف لانے کے انجم حصار میں ایک مرد دیندار و ابرار و
متقی و پرہیزگار مسلمان مسمی حکیم سالوک درویش سیرت تشریف رکھتے تھے شب و روز عبادت خدا
میں مصروف رہتے تھے بیشتر ساکنان انجم حصاری اپنے امور دشوار و مشکل میں عاجز آکر اُن سے
سوال کرتے تھے وہ جواب شافی دیتے تھے اگر کوئی شخص گم ہو جاتا تھا اور لوگ اُن سے گم شدہ کو پوچھتے
تھے تو وہ بوجہ عبادت و ریاضت کرنے کے بتا دیتے تھے کہ گم شدہ فلاں جانب گیا ہی افسوس اب
حال اُن کا معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہیں انجم حصار سے کہیں نکلے گئے ہیں اگر وہ جناب یہاں ہوتے
تو حال بادشاہ لشکر اہل اسلام کا اُن سے دریافت کرتے صاحبقران نے تقریر کوکب انجم حصاری
کی سنکے تا دیر کچھ فکر کرکے عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ و صمصام تیغزن و قہور صف شکن و
بہرام پرسوار و اسفندیار کجکلاہ و صارف تیغزن و حشام رستم انجم حصاری سے مخاطب ہوکے
فرمایا کہ خواجہ خضر ان جو بصورت درویش آفتاب صورت تھے وہ تو سوے خانہ کعبہ گئے ساتھ لشکر
فرامرز ثانی بھی گیا یہاں بادشاہ لشکر اہل اسلام کا جو واقعہ ہوا وہ آپ صاحبوں پر ظاہر ہی اُس کے
بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہی ہم بوجہ ہونے لشکر میں بادشاہ موصوف کے نہایت پریشان خاطر
ہیں ارادہ ہی کہ لشکر سے اپنے علیحدہ ہوکر لشکر کو اپنے اسی جگہ بالفعل چھوڑ کر کسی طرف بہر جستجوے بادشاہ
موصوف جائیں سوا اس کے فی زمانہ اب کسی سے مقابلہ و مجادلہ بھی نہیں ہی لہذا آپ سب صاحبوں سے
کہا جاتا ہی کہ اگر مناسب ہو تو اپنے اپنے سرداروں کو لیکر مع اپنی اپنی سپاہ کے اپنے اپنے شہر میں جاکر حکمران
ہو جیے یہاں کیوں تکلیف گوارا فرمایئے ہم بخوشی خاطر آپ صاحبوں کو رخصت کرنا چاہتے ہیں لہذا
آپ کو مناسب ہی کہ ہمارے کہنے پر عمل کیجیے یہ تقریر صاحبقران کی سنکے جملہ نامبردگان نے
بادشاہ سے عرض کیا کہ ہمارا تو یہی ارادہ تھا کہ آپ کے لشکر میں تاحیات داخل رہیں مگر آپ کے ارشاد سے
مجبور ہوکر آپکی خوشی پر عمل کرنا ضرور ہوا یہ عرض کرکے عمان شاہ نے اپنے ملازموں اور لشکر کے
سواروں کو حکم دیا کہ سامان سفر درست کرکے آج ہی یہاں سے سوے شہر عمانیہ روانہ ہو اسیطرح
عزاق آہن کلاہ نے اپنے ملازموں سے کہا ملازمان ہر دو بادشاہان مذکور نے سامان سفر
فی الفور درست کیا عمان شاہ و عزاق آہن کلاہ صاحبقران وغیرہ سے رخصت ہوکر مع اپنے
اپنے سرداران سپاہ اور اپنے اپنے لشکر کے اپنے اپنے شہر کی طرف روانہ ہوے بعد جانے دونوں
بادشاہوں کے صارف تیغزن سپہ سالار لشکر بادشاہ نقش بھی مع اپنی سپاہ کے سوے
شہر نقش میں روانہ ہوا بعد جانے صارف تیغزن کے حمائل خان نے صاحبقران سے عرض کیا کہ
اگر ارشاد ہو تو میں بھی جاؤں اپنے شہر کا بند و بست کروں اہل شہر کو مسلمان کروں بتخانے منہدم
کراؤں مسجدیں بنواؤں اہل شہر کو عقائد دین سے آگاہ کروں صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا تم بھی جاؤ
حمائل خان خوش ہوکر سامان سفر درست کرکے کوکب انجم حصاری و صاحبقران سے رخصت
ہوکر اپنے شہر کی طرف مع باقی ماندہ اپنی سپاہ کے روانہ ہوا حشام رستم انجم حصاری نے صاحبقران

سے دست بستہ عرض کیا کہ یہ وہی سردار سپاہ کوکب انجم حصاری ہے جو ہنگام مقابلہ و مجادلہ و کشتی
فرامرز ثانی سے زیر ہو کر داخل لشکر فرامرز ثانی ہوا تھا فرامرز ثانی تو سوے خانہ کعبہ گئے بادشاہ ہمارا
بھی مانند ہمارے مسلمان ہوا ہے اب ہم بھی بدستور قدیم رفاقت اُسی بادشاہ کی اختیار کریں گے
صاحبقران نے سوے کوکب انجم حصاری دیکھا اُس نے کہا کہ اگر خشام بدستور قدیم میرا غمخوار
ہونا چاہتا ہے تو مجھے بھی کچھ عذر نہیں ہے خشام رستم انجم حصاری اپنے دنگل سے اُٹھکر سوے قدم
کوکب انجم حصاری جھکا اُس نے خوش ہو کر سر اُس کا اپنے سینے سے لگایا پھر اُس کو اپنے لشکر میں
داخل کیا اسی طرح ہر ایک سردار و بادشاہ لشکر صاحبقران سے جو تازہ مسلمان ہوگئے داخل لشکر ہوئے
وہ بھی حکم صاحبقران سے مع اپنی سپاہ کے اپنے شہر کی طرف روانہ ہوا فقط خاص سپاہ صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کی رہ گئی اور خاص خاص سرداران سپاہ صاحبقران موصوف لشکر میں
رہ گئے جنکی تعداد پانچہزار پانچ سو پچیس ہے جب وہ روز گذر گیا زمانہ شب کا آیا اور شب بھی بسر
ہوکے صبح ہوئی بعد نماز صبح صاحبقران نے اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ سامان شکار آمادہ کریں ہمارا دل
بہت پریشان ہے چندے روز تک صحراے سبزہ زار میں جاکر شکار کھیل کر دل اپنا بہلائیں کہ صدمہ
فراق بادشاہ اہل اسلام میں سیر و شکار سے کمی ہوگی جب ملازموں نے درستی سامان شکار خوب کیا
صاحبقران جملہ سرداروں سے رخصت ہو کر سوے صحراے سبزہ زار واسطے شکار آمادہ ہوکے ہمراہی
خواجہ طیفور کر دیا و مختصر سواروں وغیرہ کے روانہ ہوے ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور احوال
مسعین جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب ساحر بے کو صحراے سبزہ زار سے سارق بن لقا و سنگان کو زیر
سحر زاغہاے سیاہ بناکر دوش پر اپنے چڑھا کر سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ کے سرحد طلسم
زلزلہ پر پہونچکر اندرون حد طلسم مذکور جانے کا ارادہ کیا تھا کہ مالک اول سرحد طلسم مذکور نے
اُس کو روک کر پوچھا کہ یہ تیرے ہاتھ پر باز کیسا بیٹھا ہے اور تیرے شانے پر ایک ایک زاغ سیاہ
کیسے بیٹھے ہیں در اصل یہ طائر نہیں ہیں بشر ہیں اے ساحر ہے تو ہم کو بھی ساحر ہیں تجھ سے ہزار حصہ
زیادہ سحر و ساحری میں ہیں بلکہ ایسے ساحر زیر دست ہیں کہ شہنشاہ طلسم زلزلہ نے ہمکو مالک مرحلہ
اول کیا ہے تجھ سے تو ہم آگاہ ہیں اور تیری آمد و رفت کی مخالفت نہیں کرتے ہیں اختیار کو ہم بغیر حکم
شہنشاہ ساحران کے ہرگز جانے نہ دیں گے کیونکہ زمانۂ لقا اس طلسم کا کم ہے اور فتاح اس طلسم کا
ایک اہل اسلام ہے پس یہ باز بھی در اصل بشر ہے اور اہل اسلام ہے اگر یہی فتاح طلسم زلزلہ ہوا اور
ہم تجکو اسے لیجانے کی اجازت دیدیں تو عتاب شہنشاہ میں مبتلا ہوں گے مسعین جادو نے کہا کہ
میں شہنشاہ کا خیرخواہ ہوں بدخواہ نہیں ہوں جو طلسم کشا کو داخل طلسم کردوں اور یہ طلسم کشا
نہیں ہے بادشاہ لشکر اہل اسلام ہے نام اس کا داراب ہے میں نے زیر کیا ہے اور یہ دونوں زاغ
سیاہ اہل اسلام سے نہیں ہیں ان میں ایک سارق بن لقا ہے اور دوسرا سارق کا وزیر
سنگان ہے یہ تحفہ ہاے نادر واسطے نذر شہنشاہ کے لئے جاتا ہوں مالک مرحلہ اول نے متبسم
ہوکر جواب دیا کہ ان طائروں میں کوئی کمی ہوتے کیوں نہ خواہ لقا پرست ہو یا مسلمان ہو ہم کسی کو
جانے نہ دیں گے تا وقتیکہ حکم شہنشاہ سے حاصل نہ کرلیں گے تم توقف کرو ہم اپنے شہنشاہ کو تمہارے
اس طور سے آنے کی اطلاع دیں گے جو کچھ حکم ہوگا اُس پر عمل کریں گے مسعین جادو مجبور ہو کر ٹھہرا
مالک مرحلہ اول نے ایک عریضہ بخدمت سلطین جادو اس مضمون کا لکھا کہ آج خلاف عادت و قاعدہ

طلسم معین جادو و تین آدمیون کو بصورت طائران سحر سے بنا کر لایا ہی سرحد طلسم مین قدم رکھنا چاہتا ہی
فدوی کو اندیشہ طلسم کشا کا ہی دیگر خوف عتاب حضور ہی اگر حکم ہو تو معین جادو کو اپنے مرحلے سے راہ
دین ورنہ اُس کو اپنے مرحلے مین قدم بھی نرکھنے دین جب عریضہ اس مضمون کا تحریر کر چکا کچھ اسلیے سحر
پڑھکر دستک دی فی الفور ایک طائر خوشرنگ سامنے سے اُترتا ہوا آیا اُس نے قریب آکر بزبان فصیح
پوچھا کہ کیون مجکو طلب کیا ہی کیا کام ہی بیان کرو مالک مرحلہ اول نے وہ عریضہ اُسے دکھا کر کہا کہ یہ
عریضہ خدمت شہنشاہ ساحران مین لے جا اور جواب اگر شہنشاہ اس عریضے کا کچھ دین تو اُسے مجھ تک
پہونچا فقط اسی کام کے واسطے تجھے طلب کیا ہی اُس نے کہا کہ یہ تو کوئی کار مشکل نہین ہی مجھے خیال تھا
کہ کوئی امر عظیم کے واسطے شتر مجھے بلایا ہی یہ کہکر وہ عریضہ اپنی منقار مین دبا کر مانند باز تیز پرواز کے
اُڑکر سوے شہنشاہ طلسم زلزلہ گیا ہود سرمست پوتا ساحر ششمش کا کہ مالک و حاکم طلسم زلزلہ ہی اور
دعوی خداوندی بھی کرتا ہی اپنے دربار مین بیٹھا ہوا تھا کہ اُس طائر سحر نے جا کر وہ عریضہ آغوش
شہنشاہ طلسم مذکور مین ڈالدیا ہود سرمست نے اُس عریضے کو اُٹھا کر اُس کی عبارت کو پڑھکر طائر سحر
مذکور سے کہا کہ تو جا جواب اس عریضے کا روانہ کیا جائے گا طائر مذکور مالک دربند اول کو حکم
ہود سرمست سے آگاہ کر کے ایک سمت چلا گیا یہان شہنشاہ ہود سرمست نے اپنے طلسم کے
جملہ مرحلات و مقامات پر سرواتجات مالکان و حاکمان مرحلات و دربند وغیرہ کو بذریعہ ساحران
روانہ کر کے اُن کو آگاہ کیا کہ معین جادو ہمارے فرستادہ و ملازم قدیم کو نہ روکنا اُسے آنے دینا
جب مالک مرحلہ اول طلسم مذکور حکم شہنشاہ مسطور سے آگاہ ہوا معین جادو کو اجازت جانے کی دی
معین جادو باز و زاغ اغشا سے مذکور الصدر کو لیے ہوے مرحلات و مقامات صعب و سخت طلسم
زلزلہ سے گذرکر اُسوقت دربار شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ مین
پہونچا کہ دربار اُس کا آراستہ تھا جملہ ساحران نامی و نامور اُس کے دربار مین حاضر تھے علی قدر مراتب
بیٹھے ہوے تھے علاوہ رفقا و ساحران نامی و نامور کے حکیم جالوس ساکن و حاکم شہر جالوسیہ
کا کہ عاقل و فہیم تھا ہود سرمست جادو نے اُسکو اپنا وزیر کیا تھا وہ بھی اُسوقت بعہدہ
وزارت حاضر دربار تھا جالوس ہر دیہ باطن و دشمن مسلمانان و دین اسلام ہی اور سالوس اُس کا
بھائی یہ دین اسلام کی رغبت رکھتا ہی جالوس کی طرح بدنہاد و نابکار بھی نہین ہی طبیعت اس کی
مائل بہ فساد و خونریزی و دشمنی اہل اسلام نہین ہی غرضکہ معین جادو نے روبروے ہود سرمست
جادو جا کر بصد ادب سلام کیا اُس نے اُس باز و زاغ اغشاے سیاہ پر نظر کر کے پوچھا کہ انھین کیون
لایا ہی اُس نے عرض کیا کہ یہ باز واسطے نذر حضور کے لایا ہون یہ کہکر اُس باز کو نذر کے طریق سے
پیش کیا ہود سرمست نے کہا کہ اس کو بحالت اصلی لا اور سبب اس کے لانے کا بیان کر اور
جس واسطے ہمنے تجکو روانہ کیا اُسے بھی بیان کر ساحر مذکور نے عرض کیا کہ حسب الحکم شہنشاہ
کے یہ نمک خوار قدیم واسطے دریافت حال کوکب انجم حصاری و لشکر صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و دریافت احوال جنگ و جدال کے گیا تھا جب انجم حصار مین پہونچا تو بعوض
جنگ و جدال کے سامان خوشی و شادی وہان نظر آیا ناچ رانگ رنگ بزم عشرت ہی یا نوبت
و نقارہ شادی کو بجتے ہوے دیکھا نازنینان خوبرو کو بچشم خود رقص و نغمہ کرتے ہوے دیکھا
جملہ ساکنان انجم حصار کو مسلمان و خدا پرست پایا کوکب انجم حصاری و دختر کوکب انجم حصاری

و جملہ زنان محلسرا و تمامی زن و مرد کو مسلمان و فرمانبردار بادشاہ لشکر اہل اسلام و صاحبقران دیکھا بعدہ عقد صاحبقران کا ساتھ ملکہ ناہید ہلال ابرو و خجستہ کوکب انجم جہاری کی شاہی مسلمان و جلوس سے ہوتے دیکھا اسے شہنشاہ دیجلہ پیچ خور تو اہل اہل اسلام کو شادی و عقد مذکور میں شادان و خندان دیکھکر اور لشکر صاحبقران کو مانند دریاے ناپیدا کنار مشاہدہ کرکے ناخوش ہوا اور بہت طبع اپنی سے تحمل عشرت و خوشی اہل اسلام کا نکرکے قدوی سے چاہا کہ ایسی کوئی تدبیر کرنا چاہیے کہ یہ اہل اسلام نالہ و فریاد کرین جسقدر عقد صاحبقران و ملکہ ناہید ہلال ابرو مین شادان و خندان ہوے ہین اس سے زیادہ مزگریہ و بکا و نالہ و فغان کرین اہل لشکر پریشان و متفرق ہو جائین مجمع بکھر دمان سپاہ کا منتشر ہو جائے انجم حصار سے لشکر مع صاحبقران کے بیدل و پریشان ہوکر کہین چلا جائے نام و نشان سپاہ سپہر قیاس باقی نرہے غرضکہ بہ فکر بسیار اس بدکردار نے بوجہ عداوت قلبی کے کہ اہل اسلام سے رکھتا ہے تجویز کیا کہ اگر بادشاہ لشکر اہل اسلام لشکر مین نرہے گا تو یہ لشکر تباہ و پریشان ہو جائے گا یہ خیال کرکے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بزور سحر باز بنا کر لے آیا ہون تاکہ اہل اسلام اس کی جستجو مین صحرا صحرا کوہ کوہ دشت دشت دریا دریا شہر شہر آوارہ و سرگردان و نالہ کنان ہون دشمنان شہنشاہ شادمان ہون اپنے اس بادشاہ کی جدائی مین عداوت شہنشاہ سے باز رہین یہ عرض کرکے سحر اپنا دفع کرکے باز مذکور کو بصورت اصلی بنایا بادشاہ لشکر اہل اسلام نے بصورت اصلی ہوکر بہت متحیر ہوکر اپنی بارگاہ مین اپنے تئین پاکر از حد حیران ہوکر پہلے تو یہ خیال کیا کہ خواب پریشان دیکھ رہا ہون پھر خواب پریشان کا خیال نکرکے یقیناً بیدار اپنے تئین جان کر بادشاہ طلسم زلزلہ اور اس کے اہل دربار کی طرف توجہ کی دیکھا کہ بادشاہ ایسا سیاہ روسیاہ زنگی مہیب صورت دیو پیکر بالاے تخت زرین بیٹھا ہے کہ مصداق مضمون این اشعار

رکھے فرق پر اپنے زرین کلاہ
کرے اسکے رخ کی طرف گر نگاہ
ترش رو و بدصورت و بدمزاج
تو ڈر جائے بس دیو دو سیاہ
زنا پیشہ ہی بدشکل اک روسیاہ
بصد کبر بیٹھے ہوئے سر پہ تاج
قوی ہیکل و ساحر تند خو
سیہ قلب و بدصورت و تیرہ رو

دربار مین اس کے ہزارون ساحران نامی و گرامی کو علی قدر مراتب و مناصب کرسیون چوکیون وغیرہ پر بیٹھے دیکھا دربار ساحران نامدار سے پھر ایک ساحر ان مین سامری وقت بظاہر نظر آیا ابھی بادشاہ موصوف جانب شاہ طلسم مذکور و ساحران کیطرف دیکھ رہے تھے کہ ہود سرمست نے چین بجبین ہوکر پوچھا کہ تجکو سجدہ و سلام کیون نکیا کیا ہمکو لائق سجدہ و سلام کے نجانا یا از راہ غرور تم نے ہمین سلام نہ کیا شاہ موصوف نے دلیرانہ جواب دیا کہ او نامرد بیدین و ظالم و ناانصاف تو بجاے سلام و سجدہ نہ کرنے کی شکایت کرتا ہے اہل عزت و شاہان ذی وقار تجھ ایسے بیدین و نامرد ظالم پیشہ کو سلام کرنا اچھا نہین سمجھتے ہین اگر ہمنے سلام نکیا تو کیا قباحت ہوئی تجھ ایسے نابکار کو سلام کرنا باعث ننگ و عار ہے خدا و ند نابکار نے تجکو شاہی و تخت نشینی کا دیا ہے سیکڑون شاہ و شہریار و ملوک دار تیرے دیکھا و سے سلام کرین اگر تو سجدہ کے لائق سجدہ نہین ہے یہ ان قابل پرستش و عبادت ذات خالق کونین ہے جسنے اپنی قدرت کاملہ سے جملہ مخلوقات کو پیدا کیا ہے کیونکر تجکو کوئی مرد عاقل و دانا سجدہ کرے کہ تو قابل سجدہ نہین ہے اور صفات خدا تجھ مین نہین ہین تو ایک بندہ گنہگار خدا ہے مانند شیطان کے لوگون کو بہکاتا ہے گمراہ کرتا ہے اور

حکومت و سلطنت پر اپنے غرور کرتا ہے نامردی و ظلم پسندی تیرا شعار ہے ظلم و خود پسندی وغیرہ کسی کا
خدا کو پسند نہیں ہے ان باتوں سے باز آ عدل و انصاف و خدا شناسی اختیار کر اپنے معبود حقیقی کو سجدہ
کر جادۂ حق پر قدم رکھ دین اسلام اختیار کر ہودسرمست گفتگوے بادشاہ لشکر اہل اسلام سنکے ازحد
برہم ہوا عالم غضب میں کہنے لگا کہ تم اہل اسلام نہایت بدزبان و دلیر ہوا لائق قتل ہو تجھ ایسے شہنشاہ
و خداوند سے بے ادبانہ ایسی تقریر کرتے ہو خیر دیکھو تمسے اور تمہارے مردان لشکر سے کس طرح
پیش آتا ہوں معین جادو نے اچھا کیا کہ تمکو یہاں لے آیا یہ کہکر جلاد کو طلب کیا بحکم جلاد بے تکلف
حاضر ہوا بعد سلام کے دست بستہ عرض کرنے لگا کہ شہنشاہ نے کیوں مجھکو طلب کیا ہے کس گنہگار کی
خونریزی منظور ہے بازو پر خوش تیغ آبدار رکھتا ہوں دل میں نام کو بھی رحم نہیں رکھتا ہوں تابع حکم
شہنشاہ ہوں ہودسرمست نے کہا کہ ہمنے تجھکو اسوقت اسواسطے طلب کیا ہے کہ تجھسے اس مرد
مسلمان و زبان دراز و سرکش کو تہ تیغ کرائیں ابھی تیغ آبدار سے سر اس کا جدا کر جلاد مذکور نے
بازو بادشاہ موصوف کا پکڑا تیغ اٹھایا ارادہ قتل کرنے کا کیا اسوقت حکیم جالوس وزیر کہ دل باسلام
کی طرف سے ایک مدت سے بدل مائل تھا ہودسرمست سے گویا ہوا کہ اے شہنشاہ ذیجاہ خلاف
قاعدہ طلسم عمل کرنا اچھا نہیں ہے خون اس اہل اسلام کا اگر زمین طلسم پر گرے گا تو ضرور یہ طلسم
ویران و برباد و شکست و تباہ و خراب ہو جائے گا بانیان طلسم لکھ گئے ہیں کہ خون کسی اہل اسلام
کا سرحد میں طلسم کے گرانا باعث بربادی طلسم ہوتا ہے علاوہ اس کے یہ بھی لکھ گئے ہیں کہ اگر کسی
مجرم مسلمان کو قتل کرنا منظور ہو تو بیرون طلسم اسے قتل کریں بس میری راے یہ ہے کہ موافق
احکام بانیان طلسم کے شہنشاہ عمل کریں ہودسرمست نے جلاد کو قتل کرنے بادشاہ سے منع کر کے
اپنے وزیر مذکور سے پوچھا کہ اگر سرزمین طلسم پہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو قتل نہ کیا جائے تو بیرون طلسم
کس جگہ خونریزی اس بدزبان کی کی جائے اس نے بعد فکر عرض کیا میری راے یہ ہے کہ بیرون طلسم
حضور اسرار اختر شناس رہتا ہے وہ مطیع و فرمانبردار شہنشاہ ہے اسی کے پاس بادشاہ لشکر اہل اسلام
کو اسیر کر کے روانہ فرمائیے اور حکمنامہ اس مضمون کا اسے روانہ کیجے کہ سر اس کا تن سے جدا کر کے
لاشہ ان کا دفن کر دے چونکہ حیات و زندگی بادشاہ لشکر اہل اسلام کی باقی تھی قدرت خدا سے
ہودسرمست کو راے اپنے وزیر جالوس کی پسند آئی فی الفور ایک حکمنامہ موافق مضمون متذکرہ
وزیر کے لکھا گیا سرنامہ مہر ہودسرمست سے درست ہوا بعد کہ شہنشاہ طلسم مذکور نے چند ساحران
معتمد و خیرخواہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم سب بادشاہ لشکر اہل اسلام کو قید سحر میں مبتلا کر کے تخت سحر پر
ڈالکر پاس اسرار اختر شناس منجم کے لیجاؤ اور یہ حکمنامہ بھی اس کو دے کر کہدینا کہ تمکو شہنشاہ
نے تاکید از زبانی بھی یہ حکم دیا ہے کہ موافق مضمون اس نامے کے کاربند ہو اگر یہ کام تجھسے انجام پائے گا
تو ہم تجھسے بہت خوش ہوں گے ساحران مذکور حسب الحکم حکمنامہ مذکور لے کر بادشاہ موصوف کو
اپنے سحر میں مبتلا کر کے تخت سحر پہ ڈالکر خود بھی سحر کی سواریوں پر مانند عقاب و طاؤس سحر و اژدر سحر
کے سوار ہو کر بعجلت تمام سوے مکان اسرار اختر شناس منجم کے روانہ ہوے حال ان کا آئندہ
لکھا جائے گا لیکن بعد جانے ساحران مذکور کے پھر حال ہودسرمست کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب شہنشاہ
طلسم زلزلہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو ہمراہ ساحروں کے پاس منجم مذکور کے روانہ کر چکا معین جادو
سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگا کہ اب یہ بتا کہ یہ دو زاغ سیاہ جن کو اپنے شانوں پر بٹھا کر لایا ہے یہ کون ہیں

ان کے حال سے آگاہ کرا اور سبب ان کے لانے کا بھی ظاہر کرا اور ان کو بھی بحالت اصلی لا معین
جادو نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ یہ دونوں زاغ سیاہ مردان نامی و نامور ہیں ان میں ایک تو
ساریق بن لقا ہے جو اپنے تئیں خداوند جان کر مردم سے اپنے تئیں سجدہ کراتا ہے اور ایک ان میں
اس کا وزیر ہے نام اس کا سخنگان ہے شہنشاہ کو یاد ہوگا کہ کوکب انجم حصاری نے دو تین روز ہوئے
حال ان کے آنے کا اور جنگ و جدال کا تحریر کیا تھا یہ دونوں ایک صحرائے سبزہ زار میں شکار
کھیل رہے تھے صید آہو میں مصروف تھے ناگاہ انھوں نے مجکو دیکھکر بصد عاجزی پاس اپنے بلا کر
کہا کہ ہم دونوں کو اشتیاق حضوری و باریابی شہنشاہ ساحران بالکہ و حاکم طلسم زلزلہ کا از حد ہے
لہذا تم ہمکو ان کی خدمت عالی میں لے چلو ہر چند میں نے ان سے عذر کیا لیکن انھوں نے عذر میرا
نمانا آخر ان کے اصرار اور عاجزی سے کہنے سے بزور سحر زاغہائے سیاہ بنا کر یہاں لایا ہوں یہ
کہکر ان پر سے سحر اپنا دفع کیا دونوں نے بصورت اصلی ہو کر شاہ طلسم و اہل دربار کو دیکھا
معین جادو نے کہا کہ اے سخنگان و اے ساریق آگاہ ہو کہ شہنشاہ طلسم زلزلہ روبرو تمہارے
بالائے تخت زریں رونق افزائے دربار ہیں مقام ادب ہے سلام کرو سخنگان و ساریق بن لقا
نے معین جادو کے کہنے سے ہو دہشت جادو کو سلام کیا اس نے باشارہ سلام لیکر اشارہ
بیٹھنے کا کیا ساریق بن لقا بالائے کرسی زریں اور سخنگان ایک کرسی چوبیں پر عقب ساریق بیٹھا
بعد تھوڑی دیر کے سخنگان نے مدح و ثنائے شاہ طلسم زلزلہ بعنوان شائستہ کر کے دست بستہ
عرض کیا کہ ایک مدت دراز سے شہنشاہ کی خدمت میں آنے کی آرزو تھی نہایت اشتیاق تھا کہ
حضور کی خدمت میں باریاب ہوں گلستان باختر سے انجم حصار تک ہمکو شوق حضوری حضور لایا تھا
اب خوبی تقدیر سے معین جادو کی اعانت سے ہمارا ارادہ پورا ہوا حضور آنا ہوا مدعائے دلی بر آیا
صاحبقران و مردم لشکر صاحبقران سے جان بھی ہاری اور ان خداوندگی گئی جو جاہ و حشم
و خدم و سلطنت و صولت و خوبی دربار شہنشاہ کی سنی تھی یہاں آ کر بچشم خود دیکھی ہو دہشت جادو
نے کہا کہ اے ساریق بن لقا تم دعوی خدائی کرتے ہو اور صاحبقران اور ان کے مردان سپاہ سے
عاجز ہو کے خداوند ہو کہ گلستان باختر سے بھاگتے ہوئے صاحبقران کے خوف سے مضطر
پریشان ہو کر ہماری سرحد میں آئے ہو طالب پناہ ہوئے ہو تم تو دستے خداوند ہوئے ہوئے خداوند
ہو ہم بھی خداوندی کا دعوی کرتے ہیں ساکنان طلسم زلزلہ ہمیں اپنا خداوند جانتے ہیں اگر تم بھی
اپنا ہمیں خداوند جان کر ہمیں سجدہ کرو تو حق میں تمہارے بہتر ہوگا تمکو پناہ دیجائیگی اور عزت و توقیر
تمہاری کی جائے گی ورنہ مثل بادشاہ لشکر اہل اسلام کے تمکو اور تمہارے وزیر کو ہم قتل کرا دیں گے
دو خداوندوں کا ایک جا ہونا اچھا نہیں ہے ساریق بن لقا نے شاہ طلسم مذکور کو کچھ جواب نہ دیا بلکہ
فکر کر سوئے سخنگان دیکھا اس نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالی جاہ بابت سجدہ کرنے کے بارے
خداوند سے نفرمائیے ہاں یہ آپ کی دیگر امور میں متابعت کریں گے حضور غور فرمائیں یہ بھی خداوند
ہیں جو خود مردم سے سجدہ کراتے وہ دوسرے کو کیونکر سجدہ کر سکتا ہے خداوند خداوند کو سجدہ نہیں
کر سکتا ہو دہشت نے جواب دیا کہ او سخنگان آگاہ ہو کہ مجکو سب خبر ہے کیا یہ جانتا ہے کہ ہمکو تجسس(?)
ہمیں نہیں معلوم ہو چکا ہے کہ تو نے اور تیرے خداوند نے اطاعت صاحبقران اختیار کر کے کلمہ
پڑھا ہے تیرے خداوند دعوی خداوندی کر کے مسلمان ہو چکے ہیں یہاں پر دعوی خداوندی کرتے

ہمارے سنگین سجدہ کرنے سے انکھون انکار ہی معلوم ہوا کہ تو بھی مکار ہی اور تیرا خداوند بھی مکار ہی
دروغگوئی و فریب کار ہم دونون گنہگار ہین سخنگان نے تھرا کر عرض کیا کہ اے شہنشاہ ازرفتار و حضور
نسبت ہم دونون کے کہ یہ ثابت کیے بجا و درست ہی مگر بصدق کلمہ اپنی زبانون پر جاری نہین کیا تھا
محض واسطے اپنی جانین بچانے کے زبان پر کلمہ جاری کر لیا تھا اور خداوند نے اس جبر پر بھی جبر
کیا تھا پس ایسی اطاعت و تسلیم باعث زوال رتبہ خداوندی ہو نہین سکتی ہی ہود سرمست
نے برہم ہو کر جواب دیا کہ اگر تم دونون سجدہ نکروگے تو ابھی قتل کیے جاؤ گے ہم دونون کو بھی
ابھی اسرار اختر شناس کے پاس بھیجین گے جس طرح کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو ہمنے برائے قتل
اس کے پاس بھیجا ہی سارپق بن لقا اور سخنگان اس گفتگو سے شاہ طلسم زلزلہ سے بخوف قتل
کانپنے لگے سارپق بن لقا نے سوے سخنگان دیکھکر بایماے چشم و ابرو اشارے سے کہا کہ
او شیطان درگاہ مین کیا مجھے قتل ہی کرا دے گا جان میری بچانے کی فکر و تدبیر نہ کرے گا کیا خود بھی
قتل ہو جاے گا مجھکو بھی قتل کرا دے گا جلد کوئی فکر و تدبیر ایسی کر کہ تو بھی اپنی جان بچا اور مجھکو بھی
قتل ہونے سے بچا سخنگان نے اس کے اشارے سے مطلب دلی اس کا سمجھ کر دست بستہ بصد
عجز و انکساری شاہ طلسم سے عرض کیا شعر یکے عرض حالم بگوش کن، اگر خوش نیاید فراموش کن
ہود سرمست جادو و شاہ طلسم زلزلہ نے غصہ کو ضبط کر کے پوچھا کہ کیا کہتا ہی سخنگان نے عرض کیا
کہ ہمارے خداوند کو سجدہ کرتے ہین اب اگر عذر ہی تو یہ ہی کہ صاحبقران اور جملہ اُن کے سرداران
سپاہ اور تمامی مردان لشکر ابھی زندہ ہین بادشاہ لشکر اہل اسلام بھی ابھی تک موجود ہین ہر چند کہ
حضور نے اُن کو واسطے قتل کرانے کے روانہ کیا ہی لیکن ابھی تک وہ بھی قتل نہین ہوے ہین
نہین معلوم قتل ہون یا نہون کیونکہ واسطے اہل اسلام کے غیب سے ایک نہ ایک صورت جانبری
و بہبودی کی پیدا ہوتی ہی دشمن اُن کے دوست اُن کے ہو جاتے ہین جانین اُن کی بچ جاتی ہین
قتل نہین ہوتے ہین بلکہ بیشتر جانبر ہو جاتے ہین پس عجب نہین کہ بادشاہ موصوف بھی قتل ہونے سے
بچ جائین جب سب دشمنان خداوند سارپق بن لقا نیست و نابود ہو جائینگے اور کوئی دشمنان
مذکورہ سے زندہ نرہیگا آپ سب کو تباہ و قتل کر ڈالین گے اُسوقت ہمارے خداوند اپنے سے زبردست
خداوند آپ کو جان کر ضرور سجدہ آپ کو کرین گے یہی شرط بابت سجدہ کرنے کے ہی آئندہ آپ شہنشاہ
زبردست ہین اور ہم کم قوت و مجبور و لاچار آفت رسیدہ ہین بامید اعانت و تباہ و ردولت
حضور تک آئے ہین اختیار ہی چاہیے ہم دونون کو قتل کرین چاہین اس التماس کو ہماری قبول فرمائین
یہ سر ہمارے حاضر ہین ان کو تیغ آبدار سے کاٹ لین جو مناسب ہو عمل مین لائین یہ کہکر سخنگان نے
سر اپنا آگے ہود سرمست کے جھکا کر دست بستہ عرض کیا کہ پہلے حضور اس فدوی کے سر کو تن سے
جدا کرین بعدہ خداوند سارپق بن لقا کے بارے مین جو مناسب ہو کرین یہ کہکے رونے لگا بوند
اشک آنکھون سے بہانے لگا بے اختیار سر دیوار نالہ و فغان کرنے لگا ہود سرمست جادو
بنظر غور اُس کی طرف دیکھنے لگا آخرکار ایسی عجز و انکساری سے تقریر سخنگان نے کی اور اسقدر
گریہ و بکا کیا کہ ہود سرمست کو اُس کے حال پر رحم آگیا غصہ فرو ہوا بلطف کہا کہ اے سخنگان
گریہ و زاری موقوف کر و ہمنے عرض تیری قبول کی ذرا ایفاے شرط کا خیال رہے تمہارے خداوند
سارپق بن لقا کو بقول تیرے ایفاے شرط مذکور کرنا ہوگا ہمارے نزدیک صاحبقران اور اُن کے

تمام مردان سپاہ کو اسیر و قتل کرنا کچھ مشکل نہین ہو بلکہ ایک ادنی ہمارا ملازم اس کام کو سرانجام
کر سکتا ہو اہل اسلام ساحر نہین ہین ایک ساحران سب کے واسطے کافی ہو وہ سب کو اپنے سحر مین
مبتلا کر کے ہلاک کر ڈالے گا تمھارے اور تمھارے خاندانی دشمنون سے کسی کو زندہ نچھوڑیگا
بلکہ کوکب انجم حصاری کو بھی سزا دینا مقصود ہو کہ وہ ہمارا مطیع و فرمانبردار ہو کے مستطیع
صاحبقران ایسا ہو گیا ہو کہ مسلمان ہو کر اس نے اپنی دختر کو ان کے ساتھ منسوب کر دیا ہو بالفعل
تم اور تمھارے خداوند ہمارے طلسم مین قیام پذیر ہون آئندہ اس مقدمہ خاص مین دیکھا جائیگا
جلدی اس کام مین کیا ضرور ہی یہ کون کام دشوار و مشکل نہین ہی واسطے اس کام کے فکر و تدبیر
ابھی سے کرنا کیا ضرور جب ہم ارادہ کرینگے ایک ساحر کو روانہ کرینگے سب تمھارے دشمنون کو نیست
نابود کرا دینگے سنگتگان یہ سنکے بہت خوش ہوکے پایۂ تخت کو چوم کر دعائین دینے لگا شاہ طلسم
اس سے خوش ہوا پھر ان دونون کو حکم دیا کہ معین جادو کے ہمراہ جاؤ ہمارے طلسم مین با آرام و
راحت رہو آب و طعام دعوت و ضیافت سے سیر و سیراب ہو پھر معین جادو کو خلعت دیکر
کہا کہ ان دونون کو ہمارے مکانات سے ایک مکان مین مقیم کرو ساحر مذکور نے اپنی سرکار سرکاری سے
خلعت سے سرفراز ہو کر سنگتگان اور ساریق کو اپنے ہمراہ دربار سے لیجا کر حسب الحکم شاہ طلسم
ایک مکان مین ان کو جگہ رہنے کی دی سامان و اسباب ضروری فراہم کر دیئے دونون نابکار
و مردود مذکور با آرام و راحت مکان مذکور مین رہنے لگے آب و طعام دعوت و ضیافت سے سیراب و
سیر ہونے لگے معین جادو سنگتگان و ساریق بن لقا کو دربار سے بحکم شاہ طلسم لیگیا ناظرین
واضح ہو کہ سنگتگان نے تو غضب ہی کیا تھا درباب قتل ہونے بادشاہ لشکر اہل اسلام کے ایسی تقریر
کی تھی کہ جس سے یہ خوف پیدا ہوا تھا کہ کہین شاہ طلسم زلزلہ خود وہان جا کر اپنے سامنے اسرار
اختر شناس سے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو قتل نکرائے لیکر رسیدہ بود بلاے و لیکن بخیر گذشت
بادشاہ طلسم زلزلہ نے سنگتگان کی اس تقریر پر کچھ توجہ نہ کی ورنہ غضب ہو جاتا یہان تو یہ دستور
جادو و دربار مین بالاے تخت حکومت بیٹھا ہوا ہی جالوس وزیر حاضر دربار ہی سنگتگان و ساریق
بن لقا دونون نابکار و ناہنجار با آرام و راحت طلسم زلزلہ مین رہن مگر اب حال ان ساحرون کا بیان
کیا جاتا ہی کہ جو بادشاہ لشکر اہل اسلام کو حکم شاہ طلسم زلزلہ سے ہمراہ لیکر سوے مکان اسرار
اختر شناس منجم کے روانہ ہوئے تھے وہ ساحران نابکار بادشاہ موصوف کو اپنے سحر مین مبتلا
کیے ہوئے ان کو تخت سحر پر ڈالے ہوئے خود تخت نشین سواریون پر سحر کی سوار سیر و تماشا و کوہ طلسم
دیکھتے ہوئے بصد خوشی و خورمی قطع راہ کرتے ہوئے بیرون طلسم مکان پر اسرار اختر شناس منجم کے
پہونچے بلندی سے بروے زمین آئے اسرار اختر شناس کو پکارا وہ اپنے مکان سے باہر آیا دیکھا کہ
چند ساحران نابکار دروازے پر کھڑے ہین ایک تخت پر ایک جوان خوش رو تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے
لباس شاہی پہنے ہوئے مخزون و غمگین بیحس و حرکت پڑا ہی چہرہ سے اُس کے باوجود آثار غم و الم کے
رعب و داب شاہی آشکار ہی ہنوز اسرار اختر شناس جانب بادشاہ موصوف دیکھ رہا تھا دل مین
حیران و متردد تھا کہ یہ جوان خوش رو کون ہی اور یہ چند ساحر آج کیون آئے ہین اور جو کچھ خیال کرتا تھا
کہ شاید یہ وہ نوجوان تو نہین ہی کہ جس سے عقد میری دختر کا ہوگا ناگاہ ایک ساحر نے خط بادشاہ
طلسم زلزلہ اُس کو دیا اور سب ساحرون نے اُسے سلام کیا زہی چو زبانی شاہ طلسم نے کہا تھا وہ بھی

اسرار اختر شناس سے کہا منجم مذکور نے تقریر اُن کی سنکے عبارت حکمنامہ مذکور کو پڑھکر کہا کہ ہمین بجا آوری
حکم شہنشاہ مین کیا عذر ہی ہم اُن کے تابع فرمان ہین تم یہان توقف کرو ہم اس مجرم شہنشاہ کو ابھی
قتل کرتے ہین مگر زیر آسمان خونریزی اہل اسلام اچھی نہین ہی باعث خرابی و تباہی و بربادی قاتل
و عالم جہین کے حکم سے قتل کیا جائے ہوتی ہی لہذا اس جوان کو ہمارے گھر مین لیے چلو زیر سقف
اس کو قتل کرینگے تاکہ ہم بھی اور شہنشاہ بھی تباہی و بربادی سے محفوظ رہین یہ کہکر اپنے گھر مین
گیا اپنی دختر مسماۃ سفیہ سے کہا کہ اے دختر پس پردہ بیٹھ کہ چند ساحر ایک جوان مجرم کو ہمارے
پاس برائے قتل لائے ہین ہم حکم بادشاہ طلسم زر لالہ سے اس جوان کو قتل کرینگے دختر اسکی
حکم پدر سے پس پردہ جا کر بیٹھی منجم مذکور نے اُن ساحرون سے کہا کہ اب اس جوان کو اٹھا کر گھر مین
لے آؤ وہ حسب الحکم منجم مذکور بادشاہ کو اُس کے گھر مین زیر سقف مکان لے گئے منجم مذکور نے
ساحرون سے کہا کہ اب تم اس جوان پر سے سحر کو دور کرو اطمینان رکھو یہ جوان مجھ سے بھاگ کر
جا نہ سکیگا انھون نے سحر اپنا بادشاہ موصوف پر سے رفع کیا دست و پائے شاہ موصوف حس و
حرکت مین آگئے پھر منجم مذکور نے اُن ساحرون سے کہا کہ تم سب مکان سے باہر چلے جاؤ خونریزی
اس جوان مجرم کی نہ دیکھو اگر دیکھوگے تو سحر بھول جاؤگے دیوانے ہو جاؤگے وہ ساحر جملہ
گھبرائے منجم مذکور کو سچ جان کر کہنے لگے کہ آپ نے خوب کیا کہ ہمکو اس امر سے آگاہ کر دیا ہمکو یقین
ہو گیا کہ آپ ہمارے شہنشاہ ذیجاہ کے خیرخواہ ہین اور ہمارے بھی دوست ہین خرابی و بربادی ہماری
نہین چاہتے ہین اسی وجہ سے تو شہنشاہ نے چالیس اپنے وزیر خوش تدبیر کی رائے سے اس
جوان مجرم کو آپ کے پاس واسطے قتل کرنے کے روانہ کیا ہی یہ کہکے مکان سے باہر گئے سفیہ دختر
نے اپنے پدر کو اپنے پاس بلا کر جوان موصوف کو دیکھکر پوچھا کہ اے پدر ذی وقار کیا اس جوان کو
آپ حکم شاہ طلسم سے قتل کیجیے گا خون اس بیگناہ کا زمین پر بہائیے گا اس نوجوان کے خون مین
گرفتار ہو جیے گا کچھ روز بازپرس کا خیال نہ کیجیے گا خوشنودی خدا سے نہ ڈریے گا خونریزی اس کی روا
رکھیے گا رحم اس نوجوان غریب پر نہ کیجیے گا اسرار اختر شناس نے تقریر اپنی دختر کی سنکے دل مین
کہا کہ یقینا دختر میری اس جوان خوش رو پر مائل ہو گئی ہی جبھی تو ایسی تقریر کرتی ہی یہ باتین اپنے
دل مین کرکے آہستہ اُس کو جواب دیا اے دختر آگاہ ہو کہ ایک روز تیرے عقد کے مقدمے مین
زائچہ کھینچا تھا بذریعہ علم رمل و نجوم ہمکو ثابت ہوا تھا کہ ایک جوان خوش رو کہ وہ بادشاہ ہوگا اسکے
ساتھ تیرا عقد ہوگا چنانچہ ظہور اس زائچے کے حکم کا اب ہوا تو اطمینان تمام بخشی رہ ہم اس جوان کو قتل
نکرینگے کیا ہمکو روز حشر کا خیال نہین ہی دختر مذکور گفتگو اپنے والد کی سنکے سر جھکا کر دل مین خوش
ہوئی ادھر اسرار اختر شناس منجم نے شمشیر آبدار نیام سے نکالی بادشاہ لشکر اہل اسلام نے اسکو
تلوار برہنہ لئے ہوئے دیکھکر پہلے تو پروردگار عالم جلشانہ برجوع قلب دعا کی بعدہ دل مین کہا کہ
اگر یہ شخص برائے قتل ہمارے قریب آئیگا تو دیکھا جائیگا سحر ہمارے سر سے رفع ہو گیا ہی دست
ہاتھ پاؤن قابو مین ہین مرد ہین تو ہم جوان ہین طاقت و قوت ہین اس سے زیادہ تر ہین تلوار اس کی
ہاتھ سے چھین لینگے اگر یہ شخص مسلمان نہین ہی تو اس کو ہدایت کرینگے ابھی بادشاہ موصوف
یہ باتین اپنے دل مین کر رہے تھے کہ منجم مذکور قریب آیا با ادب سلام کرکے کہنے لگا آپ بخوف و
خطر تشریف رکھین یہ تلوار اسینہ واسطے آپکے قتل کرنے کے نہین کی ہی کیا مجال ہماری کہ

ہم آپ کو تہ تیغ کریں آپ کے مراتب سے ہیں آگاہی ہو یہ کہکر ایک مرد پیر کو کہ وہ کافر تھا اور
ایک مدت سے بیمار تھا صاحب فراش تھا تنہا زیر دیوار مکان ایک شکستہ و بوسیدہ بیمار دیواری
میں رہتا تھا اُس مرد پیر بیمار کو منجم مذکور نے جا کر قتل کیا سر اُس کا تن سے جدا کیا پھر اُس کو کفن میں
لپیٹ کر کشاں کشاں دیوار شکستہ کی طرف اپنے مکان میں لا کر بادشاہ موصوف کو اپنے مکان کے
تہ خانے میں پوشیدہ کر کے اُن ساحروں کو پھر اپنے مکان میں بلا کر اُن سے کہا کہ دیکھو مجرم شہنشاہ
کو میں نے اس شمشیر آبدار و خون چکان سے قتل کیا ہے اب تم سب میت اُس مجرم کی بیرون مکان لے چلو
ساحر مذکور وہ میت ایک تختہ پر رکھکر باہر مکان کے لے گئے چونکہ میت مذکور کفن سے لپٹی ہوئی تھی
پہچان نہ سکے کہ یہ میت کس کی ہے اور نہ اُس لاشہ کی آنکھیں بغور دیکھنے کی تاب تھی کہ جو کفن کو ہٹا کے
ہٹا کر صورت دیکھتے کیونکہ منجم مذکور کو اپنا اور اپنے بادشاہ کا خیر خواہ دلی سمجھتے ہوئے تھے چونکہ
لاشہ مذکور کفن سے لپٹا ہوا باہر مکان کے رکھا گیا منجم مذکور نے گورکن کو طلب کر کے قبر ایک تنگ
گنبد واسطے اُس لاشہ مذکور کے روبرو اُن ساحروں کے قبر میں دفن کیا پھر بدستور قبر بنا دی گئی
بعدہ منجم مذکور نے ایک عریضہ بعد القاب و آداب شاہی کے اس مضمون کا شاہ طلسم زلزلہ کو لکھا
کہ اے شہنشاہ ذیجاہ حسب الحکم حضور کے میں نے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو روبرو ساحران حامل
عریضہ ہذا کے قتل کر کے دفن کر دیا اب جو حکم ہو اُسے بجا لاؤں کیونکہ تابعدار حکم حضور ہوں جب عریضہ
بایں مضمون لکھ چکا ملفوف کر کے سر نامہ عریضہ درست کر کے ساحران مذکور کے حوالے کر کے کہا کہ اب
تم سب جاؤ یہ عریضہ ہمارا شہنشاہ کو دیدینا اور یہ کہدینا کہ ہمارے روبرو اسرار اختر شناس نے بادشاہ
لشکر اہل اسلام کو تیغ آبدار سے قتل کر کے کفن دے کر قبر میں دفن کر دیا ساحران نابکار عریضہ مذکور
لیکر بمشکلات سحر کی سواریوں پر سوار ہو کے زمین سے بلند ہو کے معہ سے دربار شاہ طلسم زلزلہ داخل
ہوئے بعد قطع راہ خدمت شاہ طلسم میں جاکر وہ عریضہ منجم مذکور شاہ طلسم کو دے کر جو کچھ اسرار
اختر شناس منجم نے کہا تھا لفظ بلفظ حرفاً بحرف عرض کیا شاہ طلسم زلزلہ نے اُس عریضے کو پڑھ کر
مضمون سے اُس کے آگاہ ہو کر خوش ہو کر کہا کہ سنگان اور ساریق بن لقا کو ہمارے روبرو جلد
حاضر کرو ساحران نابکار بعجلت تمام گئے دونوں نامبردگان سے جا کر کہا کہ چلو تم کو شہنشاہ ساحران
نے یاد کیا ہے سنگان و ساریق بن لقا ہمراہ ان ساحروں کے دربار میں آئے دونوں نے
بادشاہ طلسم زلزلہ کو سلام کیا شاہ طلسم نے اشارہ بیٹھنے کا کیا ساریق و سنگان حسب الحکم
علی قدر مراتب بیٹھے شاہ طلسم زلزلہ نے وہ عریضہ اسرار اختر شناس منجم سنگان کو دیا اور کہا کہ
اس عریضے کو پڑھکر ساریق بن لقا کو سنا اُس نے وہ عریضہ باواز بلند پڑھ کر ساریق کو سنایا
شہنشاہ طلسم زلزلہ نے کہا کہ اے سنگان و اے ساریق بن لقا دیکھا تم نے کہ ہمارے حکم سے
بادشاہ لشکر اہل اسلام قتل ہو گئے بلکہ دفن بھی ہو گئے [illegible] صاحبقران تو پھر بادشاہ کا ہو گیا
آئندہ صاحبقران اور اُن کے تمامی مردان سپاہ کی بھی [illegible] ان سب کو بھی
قتل کریں گے ساریق بن لقا عبارت عریضہ و تقریر شاہ طلسم [illegible] خوش ہوا سنگان
بھی بظاہر شادماں ہوا لیکن اس بد ذات نے اپنے دل میں [illegible] بادشاہ لشکر اہل اسلام کا قتل
ہو جانا خلاف عقل ہے ہرگز ہرگز وہ قتل نہ ہوئے ہوں گے [illegible] ہوں گے لیکن
اس وقت یہ کہنا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام زندہ ہوں گے قتل نہ ہوئے ہوں گے لازم و مناسب نہیں ہے

مبادا بادشاہ طلسم زلزلہ باین خیال ناخوش و غضبناک ہوکہ ہمکو سختگان دروغگو جانتا ہی
پس مصلحت وقت یہی ہی کہ خاموش رہنا چاہیے یہ باتین دل مین کرکے خاموش بیٹھا رہا جب
بادشاہ طلسم زلزلہ نے دربار برخاست کیا سختگان و ساریق بھی دربار سے اپنے مکان مسکونہ
مین گیے سختگان نے داخل مکان مذکور ہوکر ساریق بن بقا سے کہا مجھے یقین نہین ہی کہ
بادشاہ لشکر اہل اسلام قتل ہوے ہون کیونکہ اہل اسلام خصوصًا سرداران لشکر اہل اسلام تو
قتل ہوتے ہی نہین ہان زخمی و اسیر ہوجاتے ہین پھر صحت پاتے ہین اور رہا ہوجاتے ہین یا ایک
نہ ایک سبب ایسا پیدا ہوتا ہی کہ وہ جانبر ہی ہوتے ہین سر و تن مین جدائی نہین ہوتی ہی شاید
اگر کبھی ایسا ہوا تو وہ اپنی قضا سے مجبور ہوکے سوے عدم گئے اور بادشاہ اسلام کا اس قدر
جلد قتل ہوجانا خلاف قیاس و عقل ہی ساریق بن بقا نے جواب دیا کہ او شیطان درگاہ مین
خاموش رہ یہان ایسی باتین نکر دیوار ہم گوش دارد مبادا پس دیوار کوئی سنتا ہو ارے
یہ طلسم زلزلہ ہی ساحران نابکار کی کثرت ہی اگر کوئی ساحر بزور سحر صورت اپنی تبدیل کرکے یہان
موجود ہو اور تیری باتین سنکے شہنشاہ ساحران سے جاکر کہدے تو کیا ہو یقینًا باعث غضب و قہر
شہنشاہ ساحران ہو ایسا نہو کہ تو قتل کیا جاے اور ساتھ تیرے میری بھی بربادی و خرابی ہو
یا تجکو اور ہمکو بادشاہ طلسم زلزلہ ناراض ہوکر نکال دے یا حوالے صاحبقران کے کردے
تو کیسی خرابی و پریشان خاطری ہو تجکو اس فکر و اندیشے سے اب کیا غرض ہی اگر بادشاہ لشکر
اہل اسلام قتل ہوے یا قتل نہین ہوے ہین زندہ ہین تو ہمارا اور تیرا ایمان کیا کرسکتے ہین یہ
جاے محفوظ ہی ان کا یہان گذر ہو نہین سکتا لہذا اب آرام و راحت و اطمینان سے بیٹھ اور
نہایت بھی آرام و راحت سے یہان رہنے دے بعد مدت کے اس جاے محفوظ مین اپنا آنا ہوا
ہی یہان کسی دشمن کا گذر ہو نہین سکتا ہی جبتک یہ طلسم باقی ہی کوئی ہمکو اور تجکو ضرر پہونچا نہین سکتا
ہی ذرا خیال تو کر کہ ہمنے کیسی برجستہ تقدیر کی ہی کیا مقام محفوظ واسطے رہنے کے پایا ہی سختگان
نے جواب دیا کہ آپ کا قدم یہان آیا ہی ضرور ہی کہ بعد چندے آپ کے نحوست قدم سے یہ طلسم
ٹوٹ جاے گا دیکھو ہی لیجیے گا تباہ و برباد ہوجاے گا یہان سے بھی بھاگنا ضرور پڑے گا
دشمن آپ کے یہان بھی ایک روز ضرور آجائین گے اس مقام محفوظ مین بھی آپ آرام و
راحت سے نرہ سکین گے جو تقدیر آپ نے کی ہی وہ پلٹ جاے گی اس تقدیر کو ثبات
نہوگا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ صاحب اسم اعظم ہین لشکر ان کا بدستور قایم و
موجود ہی سرداران سپاہ ان کے تمام و کمال ابھی لشکر مین ہین مجکو اندیشہ قوی ہی کہ یہان
بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہوگا آپ کے ساتھ مجھے بھی بھاگنا ہوگا جس طرح گلستان باختر
سے بھاگتے ہوے یہان تک آئے ہین یہان سے بھی ایک روز کسی طرف بھاگنا ہوگا بلکہ
ہاتھ سے صاحبقران و خواجہ طیفور وغیرہ کے قتل نہوے اور اگر دشمنون کے ہاتھ آگئے
تو ایکی مرتبہ جانبری دشوار ہی ساریق بن بقا نے جواب دیا کہ او بد اندیش و بدخواہ مین
بس خاموش رہ رفاقت تیری اور دوستی تیری دشمن آثار ہی جب تو تقریر کرتا ہی بری ہی باتین
اپنی زبان پر جاری کرتا ہی خیال بد ہی کرتا ہی بادولت کو قتل ہونے سے کورا کرتا ہی زبان
تیری رکتی ہی نہین سختگان ساریق بن بقا کے کہنے سے خاموش ہوکر بیٹھا ہی ان دونون کو

تو طلسم زلزلہ میں چھوڑ جاتا ہی حال ان کا بمقام مناسب بیان کیا جائے گا اب حال صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا لکھا جاتا ہی کہ یہ جو واسطے شکار کے اپنے لشکر سے روانہ ہوے تھے
بعد قطع راہ دور و دراز ایک صحراے سبزہ زار میں پہونچے دیکھا کہ عجب صحراے سبزہ زار فرحت فزا ہی
کوسون تک فرش مخمل سبز کا گویا زمین پر بچھا ہوا ہی سبزہ شاداب نہایت نرم و نازک تر و تازہ
ایسا ہی کہ بے اختیار اس سبزہ شاداب پر لیٹنے کو دل چاہتا ہی مخمل سبز کے فرش سے بھی وہ سبزہ
بہتر معلوم ہوتا ہی دیکھنے سے اُس کے آنکھوں میں خنکی دل کو تازگی و شگفتگی حاصل ہوتی ہی ہر چند
کہ صحراے سبزہ زار ہی لیکن کثرت گلہاے رنگا رنگ سے رشک گلزار ہی ایسے انواع و اقسام
کے رنگا رنگ کے پھول شگفتہ ہیں کہ ان سے قدرت پروردگار صنعت کردگار ہویدا و آشکار ہی اس
سبزہ شاداب پر کوڑیالے کی عجب بہار اُس کی تماشا کیا رقم ہو کہ بمصداق این شعر کوڑیالے کے
وصف کیا ہوں بیان + غیرت زلف یار پریشان + جلبلین کاون کی اس سبزہ شاداب و نرم و نازک
پر ایسی نظر آتی ہیں کہ بمقتضاے مضمون این شعر چل بل ہوئے یہ تھا نیا جوبن + دامن دشت پر گری تھی بجلیاں
ہواے سرد و فرحت افزا ایسی اس سبزہ زار کی تھی کہ اگر بیمار بھی وہان کی ہوا کھاے تو جلد شفا
پائے اُس سبزہ زار میں آہوے شوخ چشم بہت سے ہر طرف گروہ گروہ نظر آتے تھے کہ بشکل
مثل اطفال حور وش ہر سو مست تھے جست و خیز میں آہو و صاحبقران اُس صحراے
سبزہ زار اور آہوان شوخ چشم کو بکثرت دیکھکر خوش ہوے ملازمون سے فرمایا کہ اسی صحرا میں بمقام
مناسب خیمہ و بارگاہ ایستادہ کرو اسی صحرا میں شکار کھیلیں گے اس صحرا سے بہتر کوئی صحرا واسطے
شکار کھیلنے کے نہو گا خدام نے حسب الحکم ایک جگہ بارگاہ برپا کی قریب بارگاہ خیام ایستادہ کیے
صاحبقران نے مع اپنے ہمراہیون کے ان آہوان چالاک و شوخ کی طرف گھوڑے دوڑا دیے
ہر ایک نے کمان دوش سے ترکش سے تیر نکال کر چلہ کمان میں جوڑ کر قریب آہوؤں کے پہونچکر
ان کو تاک تاک کر تیر لگائے صاحبقران نے ایک آہوے چالاک کے سینہ پر تیر لگایا تیر نشانہ پر
پہونچا آہو زخمی و تیر خوردہ ہو کر ایک جانب جست کرتا ہوا بھاگا ہمراہ صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و خواجہ طیفور کر دیا تعاقب میں اس آہو کے چلے ہمراہیون نے بھی تعاقب
آہوے مذکور میں مرکبون کو جولان کیا وہ غزال جست و خیز کرتا ہوا راہ دور و دراز تک گیا سب
ہمراہی تو تھک کر پیچھے رہ گئے مگر صاحبقران موصوف نے تعاقب آہوے مذکور سے ہاتھ
نہ اٹھایا خواجہ طیفور بھی گوشہ زین پوش پکڑے ہوے پاسے شاطری مارتے ہوے ہمراہ سواری
صاحبقران چلے جاتے تھے آخر کار وہ آہو جست و خیز کرکے تھک گیا زخم کاری تیر سے
دردمند ہو کر پیچھے ایک پہاڑی کے بالاے زمین گر صاحبقران نے بعجلت پہونچکر اس آہوے
خستہ و ماندہ کو تڑپتا زمین پر پڑا ہاتھ گھوڑے سے اتر کر ذبح کیا خواجہ طیفور سے کہا دل چاہتا ہی کہ
اسی جگہ اس آہو کے کباب لگائیں لطف شکار آجاے اٹھائیں خواجہ مصروف تیاری کباب آہو
ہوے ہنوز کباب آہو کے تیار نہو سکے تھے صاحبقران سیر صحراے سبزہ کر رہے تھے ناگاہ
بالاے کوہ یعنی پہاڑی پر نظر کی دیکھا کہ پہاڑی پر ایک مرد دیندار بیٹھا ہوا عبادت پروردگار
کر رہا ہی اور جانب صاحبقران نگران ہی امیر باتوقیر نے آواز بلند کہا کہ السلام علیک اے
بندہ عبادت گذار پروردگار عالم و عالمیان کیا اچھا یہ مقام واسطے عبادت و طاعت خدا کے ہی

خوشا مقدر تمہارا کہ اہل دنیا سے کنارہ کش ہو کر ایسی اچھی جگہ پر عبادت الٰہی کر رہے ہو ہم بھی
تمہارے پاس آئے ہیں اس مرد بزرگ و دیندار نے جواب سلام دے کے پکار کر کہا کہ اے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ تشریف لائیے ہیں آپ کی تشریف آوری کا منتظر تھا آج صبح سے مجھکو
آپ کا انتظار تھا الحمد للہ والمنہ کہ آپ تشریف لائے آگئے پہاڑی پر مجھکو سرفراز کیجیے خوشا قسمت
میری کہ آپ نے مجھے اپنی تشریف آوری سے ممتاز کیا باعث میری عزت افزائی کا ہوا صاحبقران
اس مرد پیر روشن ضمیر کے نام لے کر پکارنے سے دل میں خیال کرنے لگے کہ ضرور یہ مرد خدا رسیدہ
صاحب کشف و کرامت ہے عبادت خدا اور تارک دنیا سے یہ شرف اس کو حاصل ہوا ہے کہ روشن ضمیر
ہو گیا ہے اول تو مجھے اس کے پاس جانے کی خواہش ظاہر کی تھی اب یہ مرد پیر بھی مجھے بلاتا ہے
لازم ہے کہ جس طرح ممکن ہو اس پہاڑی کی راہ کو طے کر کے اس کے پاس چلو کیا سبب آہو ابھی تیار بھی
نہیں ہوئے ہیں جو بیٹھکر کباب تیار ہوں اس عابد سے کچھ باتیں کریں یہ خیال کر کے خواجہ طیفور کو دیا
سے کہا کہ اے خواجہ ہم اس پہاڑی پر جاتے ہیں تم کباب تیار کرو یہ فرما کر پہاڑی پر قدم رکھا راہ طے
کرنا شروع کیا بعد قطع راہ اس مرد پیر کے پاس پہنچے وہ مصلے پر سے اٹھا سر و قد تعظیم کر کے عرض کیا
کہ اس درویش کو یہی حصیر ممکن ہے اور کوئی فرش نفیس موجود نہیں ہے کہ آپ کو اس فرش پاکیزہ و
نفیس پر بٹھاؤں مرتبہ آپ کا بڑا ہے لیکن بمجبوری یہی بوریہ و حصیر پر بٹھانا چاہتا ہوں اگر خلاف طبع عالی
ہو تو بسم اللہ ہم نشین اس فقیر ہو نادار کے ہو جیے صاحبقران نے جواب دیا کہ یہ فرش حصیر بہتر ہے
تخت شاہی سے یہ فرما کر اس حصیر پر قدم رکھا مرد پیر نے اپنی جگہ پر صاحبقران کو بٹھایا خود روبرو
با ادب بیٹھا بعدہ مزاج پوچھا صاحبقران نے فرمایا شکر ہے پروردگار عالم کا زندہ ہوں مگر چونکہ دنیا
دار محن ہے اس سبب سے صدمات بھی گذر رہے ہیں فی زمانہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو کوئی بد اندیش و
بد خواہ فرش خواب پر سے اٹھا کر لے گیا ہے نہیں معلوم وہ کہاں ہیں زندہ ہیں یا نہیں ان کی مفارقت
میں دل کو پریشانی ہے شب و روز صدمے میں بسر ہوتی ہے ہم اس صحرائے سبزہ زار میں محض بہلنے شکار
نہیں آئے ہیں بلکہ سیر سبزہ زار سے کچھ دفع صدمہ و رنج مطلوب خاطر ہے دیکھیے کب تک اس صدمے
میں ہم مبتلا رہتے ہیں اس مرد پیر نے جواب دیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ صدمہ آپ کا مبدل بخوشی
ہو جائے گا گھبرائیے نہیں خداوند کریم بندہ نواز و مسبب الاسباب ہے اگر آپ کو بادشاہ
لشکر اہل اسلام کے حال سے آگاہ ہونا منظور ہے تو اس کی تدبیر کی جائے گی آپ شاہ موصوف کے
حال سے آگاہ ہو جائیے گا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیجیے گا صاحبقران نے خوش ہو کر پوچھا پہلے تو
یہ فرمائیے کہ اسم شریف آپ کا کیا ہے قبل اس کے آپ کہاں فروکش تھے یہاں کس زمانے سے
قیام پذیر ہیں بسر اوقات کی کیا صورت ہے بعدہ یہ ارشاد ہو کہ کس طرح ہم بادشاہ لشکر اہل اسلام کے
حال سے آگاہ ہونگے آپ کیا تدبیر کیجیے گا کہ جس سے ہم بادشاہ موصوف کو دیکھ سکیں گے اور ان کے
حال سے آگاہ ہونگے اس مرد پیر نے جواب دیا کہ اے صاحبقران آگاہ ہو جیے کہ نام میرا ساؤک ہے
ہر خاص و عام مجھکو ساؤک درویش کہتے ہیں قبل اس کے میں انجم حصار میں رہتا تھا وہیں کچھ
عبادت پروردگار عالم کرتا تھا چند سال سے انجم حصار سے باین خیال کہ وہاں جنگ و جدال ہوگی آپ
سا بادشاہ ذی جاہ اس لقا کے تعاقب میں تشریف لائیں گے بعدہ اس صحرا میں قدم رنجہ فرمائیں گے اس پہاڑی
پر آکر بیٹھا ہوں شب و روز بفراغت و آرام بسر کرتا ہوں رزاق مطلق رزق رسان ہے نعمتہائے گونہ گون

اس صحرائے سبزہ زار مین مجھے دیتا ہی زبان اُس کی شکرگذاری مین قاصر ہی وہ ایسا رازق اشیاء ہی کہ
علاوہ انس وجن وحوش وطیور کے درون سنگ مین بھی رزق پہونچاتا ہی چنانچہ بقول شخصے شعر آسیا
ہیچ بآواز بلند ۔ رزق سے بھرتا ہی رزاق دہن پتھر کے ۔ مجھکو بھی کچھ فکر آب وطعام کے لانے کی نہین ہوتی
ہی اس پہاڑی پر اس بڑی راحت سے زندگی خداوند عالم میری بسر کرتا ہی اور بے منت خلق نعمتین
طرح طرح کی دیتا ہی کہ شکر کچھ بھی مجھسے اپنے رب کا ادا ہو نہین سکتا ہی ہر چند کہ یہ پہاڑی مسکن مار و
عقرب ہی اور یہ صحرا مسکن وحوش ودرندگان کا ہی لیکن وہ حافظ حقیقی کہ ذات خدا ہی ہر ایک دشمن کے
ضرر سے مجھے بچاتا ہی کوئی درندوں گزندوں سے میرے قریب بھی نہین آتا ہی دراصل مین ایک بندہ
گنہگار اُس کا ہون وہ ارحم الرحمین ہی میرے حال پر رحم فرماتا ہی بلکہ تمام اپنی مخلوق پر رحم وکرم کرتا ہی کوئی
مخلوقات خدا سے ایسا نہین ہی کہ اُس کے خوان احسان کی نعمتوں سے محروم ہو قلیل قدر ہر ایک ہر ایک
کو رزق دیتا ہی ہر ایک کا حاجت روا ہی ہر ایک کا حافظ ونگہبان ہی مجھسے اُس کی فرمانبرداری کچھ بھی
نہین ہوسکتی عبادت ویاد خدا جیسی کرنا چاہیے ممکن نہین ہی باوجود اس کے کہ جس طرح عبادت
کرنی چاہیے اُس کے ہزارون حصون مین سے ایک حصہ بھی عبادت مین نے نہین کی ہی لیکن اُس
پروردگار عالم نے میرے تئین عبادت کا پھل مجھے عطا کیا ہی دل میرا روشن کردیا ہی آپ فکر نہ کرین دل ملول
نہون خدا چاہیگا تو پھر بادشاہ لشکر اہل اسلام سے ملیگا جو زمانہ اُن سے مفارقت کا ہی وہ بس
وہی ہی پھر انشاء اللہ آپ اُن سے ملیگا وہ آپسے ملین گے بیچ دوری دور ہوجائیگا اور یہ جو
آپ نے ارشاد کیا ہی کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو کیونکر دکھائی دیگا تدبیر اُس کی یہ ہی کہ ایک ساحر معزز
ستی فتح بین جادو ہمارا دوست قدیم ہی ہر چند کہ وہ کافر ہی اور ہم اہل اسلام ہین مگر وہ ہمسے
بدوستی پیش آتا ہی اور ہم بھی اُس سے دوستانہ برتاو رکھتے ہین گاہ گاہ ہم اُس سے ملنے کو جاتے ہین
کبھی کبھی وہ بھی ہمارے پاس آتا ہی ہم بھی اُس سے بلطف پیش آتے ہین اُس کے پاس ایک آئینہ ہی
نام اُس کا آئینہ حیرت ہی واقعی وہ آئینہ عجیب وغریب وحیرت افزا آئینہ ہی نہین معلوم کس مرد کامل
نے اسے بنایا ہی یا کسی ساحر نے بزور سحر اُس کو تیار کیا ہی یا کسی عامل زبردست نے بزور کسی عمل
کے اسکو بنایا ہی اُس کے حالات سے حیرت ہوتی ہی اسی وجہ سے اُس آئینہ کو آئینہ حیرت کہتے ہین یا
وہ آئینہ آئینہ طلسمی ہی حکمائے اسکو اپنی حکمت وعلم سے تیار کیا ہی خاصیت اُس آئینے کی ایک یہ ہی کہ
اگر کوئی شخص کسی کو دیکھنا چاہیے اور اُس سے باتین کرنا چاہیے اگرچہ وہ مشرق مین ہو اور دیکھنے والا
مغرب مین ہو تو بھی اُس آئینے مین اسکو مشاہدہ کر سکتا ہی اور باتین بھی اُس سے کر سکتا ہی وہ اُس آئینہ
مین بعینہ نظر آنے کے ہمکلام بھی ہوسکتا ہی اور جس بات کو اُس سے پوچھو وہ جواب دے سکتا ہی سوا
اس کے یہ بھی اُس آئینے مین بلکہ معلوم ہوسکتا ہی کہ جس کو دریافت کرنا ہو اُس نیت سے اُس آئینے
مین دیکھے اور یہ کہے کہ اے آئینہ حیرت مثلاً زید کس جگہ ہی پس اُس آئینے مین حال زید کا معلوم
ہوجائیگا اگر زید کوہ کے نیچے ہی تو بالائے کوہ نظر آویگا اور دریا مین ہی تو دریا مین دکھائی دیگا
اور اگر دشت یا مکان یا درخت پر ہی تو جہان وہ ہی وہ جگہ آئینے مین نظر آویگی اگر زندہ ہی تو زندہ
نظر آئیگا اگر مرگیا ہی تو مردہ دکھائی دیگا آئینہ مذکور اُس کے آباواجداد سے بعد دیگرے
وراثت مین اُس تک پہونچا ہی وہ سلطنت قلمرو کا حاکم ہی دریا دشت اور تھوڑی سی آبادی کا مالک ہی اپنے
مقبوضہ قلمرو کا گویا بادشاہ ہی ہزار ڈیڑھ ہزار ساحر اُس کے مطیع وفرمانبردار ہین وہ بھی ساحر زبردست ہی

اُس آئینے کے پاس ہونے سے نام اُس کا دنیا میں مشہور و روشن سبا پر ہی کہ بحرین جادو صاحب
آئینۂ حیرت ہی فی زمانہ اُس کی عملداری میں ایک خوشی اور ایک میلہ بھی ہونے والا ہی اُس میلہ اور
خوشی کے ہونے سے اُس نے اعلان قبل اُس کے آگاہ کر کے بلایا ہی پندرہ روز اُس خوشی و جشن کے
ہونے میں باقی رہے یہاں سے بحرین جادو بہت دور ہی آٹھ روز کا راستہ ہی اگر پیادہ پا کوئی جائے
لیکن بغیر اُس کی اجازت کے اور بے اُس کے طلب کرنے کے کوئی اُس تک جا نہیں سکتا ہی درمیان
میں دو دریا حائل ہیں وہ دونوں دریا ملے ہوئے ہیں نہایت پر خوف و خطر ہیں بہت زور و شور سے
بہتے ہیں کیا مجال کسی غیر کی یا کسی دشمن کی جو اُن دریاؤں سے عبور کر سکے اور بغیر اذن اُس کی
عملداری مذکور میں قدم رکھ سکے اگر کوئی بغیر اجازت اُن دریاؤں سے عبور کرنا چاہے یا اُس کی حد میں
قدم رکھے تو فی الفور غرق دریا ہو جائے اور زمین پر قدم رکھے تو گرفتار ہو جائے میں تم کو اپنے ہمراہ وہاں
لے چلونگا بحرین جادو سے ظاہر کرونگا کہ یہ ہمارے دوست ہیں آپ سے ملنے کو آئے ہیں اور نیز
ایک اپنے معشوق یا اپنا اپنے دوست صادق سے جدا ہو گئے ہیں اُس کی جدائی میں مضطر و بیقرار
و مغموم و حزین ہیں کثرت رنج مفارقت سے دیوانہ وار باتیں کرتے ہیں جس وقت کچھ حواس خمسہ درست
ہوتے ہیں اپنے معشوق دلدادہ کو دیکھنا چاہتے ہیں اُس کے دیکھنے اور حال اُس کا دریافت کرنے کے
بہت مشتاق ہیں کیونکہ ان کا معشوق خوبرو ایک مدت سے مفقود الخبر ہی نہیں معلوم کہاں ہی زندہ
ہی یا مر گیا ہی جب میں اس طرح اُس سے کہونگا اور سفارش آپ کی کرونگا تو یقین ہی کہ وہ میری خاطر
سے آپ کو اجازت دیگا کہ جائیے اُس آئینے میں اپنے معشوق کو معائنہ کیجیے اگر باتیں کرنا مقصود
ہوں تو باتیں بھی کر لیجیے آپ اُس آئینے تک جا کے پردہ آئینے پر سے بہ نیت دیکھنے بادشاہ لشکر
اہل اسلام کے اور اُن سے باتیں کرنے کے اُٹھائیے گا اُس آئینے میں وہ ظاہر ہونگے اُن کو دیکھ بھی
لیجیے گا اور اُن سے باتیں بھی کر لیجیے گا مگر یہاں سے اس طور سے چلیے گا کہ لباس کثیف پہن لیجیے گا
اُس کو بھی پارہ پارہ کر لیجیے گا موئے سر پریشان کر لیجیے گا سر پر گرد و غبار و خاک ڈال لیجیے گا
دیوانوں کی صورت و شان بنا لیجیے گا یہ لباس جو اسوقت شاہانہ اپنے جسم میں پہنے ہیں اُسے اتار دیجیے گا
اگر خدا نے چاہا تو اس تدبیر و صورت سے آپ بادشاہ لشکر اہل اسلام کو دیکھ لیجیے گا اور اُن سے باتیں
بھی کر لیجیے گا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے تمام تقریر مرد دیندار و عابد و پرہیزگار سالوک
صحرانشین کی سنکے خوش ہوکے فرمایا کہ آپ یہاں سے بحرین جادو کی طرف کب چلیے گا اُس نے
جواب دیا کہ آج تو آپ یہیں قیام فرمائیں دن آخر ہو چکا ہی کل ہنگام سحر یہاں سے میرے ہمراہ وہاں
چلیے گا صاحبقران نے شادمان ہوکے کہا کہ آپ کو تکلیف تو ہمارے ہمراہ یہاں سے چلنے میں ہوگی
مگر ہم ممنون منت آپ کے ہونگے اُس نے کہا کہ آپ یہ کیا ارشاد کرتے ہیں کار خیر میں تکلیف کا خیال
کرنا نہ چاہیے خوشا مقدر و زہے نصیبا میرے کہ میری کوشش و تدبیر سے کار مذکور انجام پا جائے اور
مدعا حسب دلخواہ آپ کے ہاتھ آئے میری آبرو اس کارگذاری سے بڑھے کونین میں بہبودی حاصل
ہو ابھی سالوک صحرانشین درویش خو صاحبقران موجود سے ہمکلام تھا کہ خواجہ طیفور
گرد پا نے کھانا آہو کے مذکور سے تیار کر کے زنبیل سے ظروف نکال کے اُن میں وہ کھانا رکھکر
سامنے ہی چنا کر دیروست صاحبقران رکھا امیر با توقیر نے سالوک صحرانشین سے فرمایا کہ یہ
کھانا آہو موجود ہیں ہمارے ساتھ کھائیے اُس نے کہا کہ کھانا آہو آپ ہی تناول فرمائیں یہ وقت

میرے کھانے کا بھی نہیں ہو جسوقت میرے کھانا کھانے کا وقت آئے گا غیب سے کھانا میرے
واسطے آجائے گا جب صاحبقران نے اصرار کیا اُس نے بخاطر صاحبقران دو چار کباب آہو ہمراہ
صاحبقران کھا کر ہاتھ کھینچا پھر ہاتھ منہ دھو کر یاد خدا و ذکر الٰہی میں مصروف ہوا ہنوز صاحبقران
کباب آہو تناول کر رہے تھے کہ سواران ہمراہی تلاش صاحبقران میں وہاں آئے خواجہ طیفور گردیا
نے اُن سے باآواز بلند پہاڑی پر سے کہا کہ اے سواران لشکر ادھر آؤ صاحبقران ذیجاہ اس
پہاڑی پر تشریف فرما ہیں سواران مذکور بالا سے پہاڑی پر آکر ٹھہرے اس اثنا میں وقت غروب
آفتاب آیا سالوک و صاحبقران و خواجہ طیفور گردیا و جملہ سواران مذکور نے نماز مغرب پڑھی
بعد اکل و شرب کے سب نے اسی جگہ شب بسر کی صبح کو سالوک و صاحبقران وغیرہ نے نماز سحر
پڑھکر ارادہ جانب بحر پنجہ سکر (?) میں جہاد کے کیا صاحبقران و سالوک و خواجہ طیفور گردیا
پہاڑی سے اُترے صاحبقران نے سالوک کو ایک سوار کے مرکب پر سوار کیا پھر خود اپنے گھوڑے پر
سوار ہو کر خواجہ طیفور گردیا کو ساتھ لیکر جملہ سواروں کو وہیں چھوڑ کر ان سے کہا کہ دس پندرہ روز تک
تم یہاں ہمارا انتظار کرنا اگر ہم یہاں آگئے تو خیر ورنہ تم سب لشکر اسلام میں چلے جانا سواران لشکر سے
کہدینا کہ صاحبقران جستجوے بادشاہ لشکر اہل اسلام کو نیز براے تدبیر فتح طلسم زلزلہ گئے ہیں تم سب بدستور
و باطمینان خاطر مستقیم رہو یہ کہکر وہاں سے روانہ ہوے اثناے راہ میں صاحبقران نے موافق
سالوک کے لباس اپنا تبدیل کیا پوشاک جلی اور جا بجا سے چاک زیب تن کی موے سر کو
پریشان کیا دیوانوں کی سی صورت بنائی بعدہٗ سوار ہو کر مع اپنے ہمراہیوں کے آگے روانہ ہوے
اثناے راہ میں سیر دشت و کوہ و دریا کرتے ہوے جا بجا مقام کرتے ہوے بعد کئی روز کے ایک روز
وقت دوپہر کنارے ایک ایسے دریاے مہیب و پرخوف و خطر کے پہنچے کہ اُس کی ہر ایک موج
طوفان خیز تھی بلکہ ہر موج اُس کی قیامت نشان تھی وہ تلاطم آب تھا کہ الحذر وہ مہیب دریا کہ الحفیظ
کوسوں تک پاٹ اُس کا تھا جدھر (?) اُس سے بحر عیان تھا گھاٹ اُس کا گویا تھا اُس کا گھاٹ تھا دیکھکر اُسکو
زہرہ آب ہوتا تھا وہ زور شور سے بہنا پانی کا وہ تلاطم آب وہ بھیانک موجوں کا اچھلنا کہ سیاح (?) اُن کے دل
سینوں میں خوف سے اچھلتے تھے مثل بخت سیاہ پانی اُس کا تیرہ و تار تھا سخن مکر کی طرح سے
تہ دار تھا آب تیغ اجل سے بھی زیادہ پانی اُس کا تیز تھا لب ساحل اُس کا بشر کا تشنہ خون تھا دہن گور
گویا ہر حلقہ گرداب تھا ہر ایک حباب اُس کی بہر تقاطع کفن بشر آشکار تھی طول اُس دریا کا ناپیدا کنار کا
مانند طول عمل عاصی و گنہگار تھا عرض میں مثل دامن عدم تھا ہر ایک ادنیٰ موج اُس کی شور انگیز تھی
ہر ایک شور حباب اُس کا طوفان خیز تھا مرغابی و بط کو بھی اُس دریاے پرخطر سے ایسا خوف تھا کہ
اُس دریا میں جانا اور پیرنا تو کجا خوف بیچارے کنارے پر اُس کے نہ آتے تھے سواے بط و مرغابی کے
کوئی چرند و پرند بھی خوف شور مذکور سے قریب ساحل بھی نہ آتا تھا دور ہی سے دیکھکر بھاگتا تھا
دریا سے کنارہ اختیار کرتا تھا پیاسا رہنا ہر جانور اور ہر حیوان قبول کرتا تھا بلکہ شدت عطش سے
مرجانا گوارہ کرتا تھا اور کنارے جا کر پانی اُس دریا کا پینا پسند نہ کرتا تھا و نہایم (?) اُس دریا میں بڑے
بڑے نہنگ گھڑیال اور ماہیان کلان ایسی تھیں کہ اُن کے طول و عرض کو دیکھکر حیرت ہوتی تھی
خوف سے زہرہ آب ہوتا تھا کشتی و جہاز بوجہ اُس کے زور و شور سے بہنے کے دریا میں ٹھہر نہ سکتا تھا
بلکہ آ بھی نہ سکتا تھا کوئی تاجر بھی جہاز اپنا اُس دریا کی راہ سے نہ لاتا تھا خوف غرق ہو جانے کا تھا

صاحبقران نے بغور اُس دریا کو دیکھکر پوچھا کہ یہ دریا عجب دریا ہی ایسا دریا کبھی ہمنے نہ دیکھا تھا نام اس دریا کا کیا ہی سالوک صحرا نشین درویش خو نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے صاحبقران دریاے بحرین یہی ہی دو دریا مل کر بہنے ہین یہ دریا بھی عملداری مین بحرین جادو کے ہی کیا مجال کسی کی کہ بغیر اجازت بحرین جادو کے اس دریا سے عبور کر سکے اگر بے اجازت اس دریا مین قدم بھی رکھے فوراً غرق بحر فنا ہو جاے طعمہ نہنگ و ماہیان ہو جاے یہ جو آپ گھڑیال اور مگرا اور ماہیان کلان اس دریا مین دیکھتے ہین یہ سب ساحر ہین واسطے حفاظت و نگہبانی کے دریا مین رہتے ہین بحرین جادو نے ان کو بہر حفاظت مقرر کیا ہی تاکہ کوئی بغیر ہماری اجازت کے اس دریا سے عبور نکرنے پاے اور اگر کوئی دشمن دریا مین قدم رکھے تو یہی سب ساحر اُسے ہلاک کرین اور پانی اس دریا کے سحر کا اُسے ایکدم مین غرق کر دے ہر چند کہ بحرین جادو کوئی بڑا بادشاہ و حاکم نہین ہی لیکن بڑا ساحر ہی سحر و ساحری مین نامی و نامور ہی عاقل و ہوشیار و منتظم بہت ہی تھوڑی سی حکومت پر اس نے یہ انتظام کیا ہی ہم اور آپ اسی دریا سے عبور کرینگے صاحبقران نے کہا کہ اس دریا مین تو کوئی جہاز وغیرہ نہین ہی کیا انتظار جہاز کے آنے کا کھینچنا ہوگا چندے یہان توقف ہوگا سالوک نے کہا کہ نہین ابھی ایک کشتی کلان آئیگی ہم کو اور آپکو اس کنارے سے دوسرے کنارے تک پہونچا دیگی بحرین جادو کو ہمارے آنے کی خبر ہو جائیگی وہ کشتی ہمارے واسطے روانہ کریگا یہ کہکر کنارہ دریا بیٹھکر سالوک صحرا نشین درویش خو آہستہ آہستہ کچھ پڑھنے لگا خواجہ طیفور کرد یا بنظر غور اُس دریاے شور افزا کو دیکھکر صاحبقران سے عرض کرنے لگے کہ یہ عجب دریا ہے پر خوف و خطر ہی ایسا دریاے مہیب مینے کبھی نہین دیکھا ہی خواجہ بزرگ کیونکر اُس دریا کو مہیب و پر خوف و خطر نہ کہتے کہ دراصل وہ دریا ہی ایسا تھا کہ بمصداق مضامین این نظم

اُس کی ہر ایک موج تھی طوفان — تجل اُس سے تھا چشمہ عمان
نظر آتا نہین تھا کوسون پاٹ — گھاٹ گو پایا تھا اُس کا موتیون کا گھاٹ
اُس کی ہر موج تھی قیامت خیز — ایسا دریا تھا وہ بلا انگیز

ابھی خواجہ اُس دریا کو دیکھ رہے تھے اور صاحبقران سے ہم سخن تھے صاحبقران جواب مین ارشاد کر رہے تھے کہ واقعی یہ دریا عجیب و غریب و مہیب ہی کہ سالوک صحرا نشین پڑھ چکا بعدہ ایک ٹھیکری پر کچھ لکھکر دریا مین اُس ٹھیکری کو ڈالنا چاہا کہ یکایک ایک نہنگ پیدا ہوا کنارے دریا کے آیا اور منھ اپنا اُس نے کھولا سالوک نے وہ ٹھیکری اُس کے منھ مین ڈال کر کہا کہ جلد جا کر ہمارے آنے کی اطلاع کر دو وہ نہنگ یہ سنکے دریا مین غائب ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ طیفور وغیرہ نے دیکھا کہ ایک کشتی کلان اس طرف چلی آتی ہی بالاے کشتی ایک شخص ساحر وضع بیٹھا ہوا ہی کشتی خود بخود چلی آتی ہی وہ شخص کھیتا بھی نہین ہی فقط بیٹھا ہوا ہی خواجہ طیفور کرد یا کشتی اس طرح آتے دیکھکر حیران ہوے یکایک وہ کشتی کنارے پر آکر ٹھہر گئی اُس ساحر نے سلام کرکے کہا کہ اے سالوک صحرا نشین آپ کے تشریف لانے کی خبر نہنگ جادو نے ہمارے حاکم بحرین جادو کو دی تھی اور آپ کی دستخطی ٹھیکری اُن کو دکھائی تھی انھون نے خوش ہو کر مجکو طلب کرکے حکم دیا کہ جلد تر کشتی کنارہ دریا کے لیجا کر سالوک اور اُن کے ہمراہیون کو کشتی پر سوار کرکے کنارہ دریا تک لے آئین حسب الحکم کشتی لایا ہون سوار ہوجیے بحرین جادو آپکے منتظر ہین یہ زور و شور دریا سے آپکے ہمراہی خائف ہون آپکے تشریف لانے سے تلاطم آب مین کمی ہو جائیگی سالوک صحرا نشین گفتگوے ساحر مذکور سنکے خوش ہوا صاحبقران سے گویا ہوا تشریف لائیے اس کشتی پر سوار ہوجیے صاحبقران سلطان

کیوان شکوہ ہمراہ سالوک و خواجہ طیفور کے دریا کے پار لائے کشتی پر بیٹھے کشتی مذکور پر بیٹھتے ہی وہ زور و
شور تلاطم آب باقی نہ رہا کشتی مذکور خود بخود جانب جزیرہ بحرین جادو روانہ ہوئی اثنائے راہ میں جابجا
نہنگ و اژدہان دریا نے سر اپنے پانی سے نکال کر سالوک کو دیکھا بزبان فصیح سلام کر کے کہا کہ آپ کے
تشریف لانے کی خبر جب ہمارے الملک بحرین جادو کو ہوئی تو ہم سب کو اطلاع دیدی کہ سالوک ہمارے دوست
صادق واسطے ہماری ملاقات کے ہمارے پاس آتے ہیں خبردار کچھ مزاحم ان سے نہ ہونا پس آپ
اور آپ کے ہمراہی بیخوف و خطر دریا سے عبور کریں سوا آپ کے اور کسی کی مجال نہ تھی کہ ہماری یہاں
موجودگی میں دریا سے عبور کر سکتا یہ کہکر وہ نہنگ وغیرہ جو نظر آئے تھے وہ سب ساحر تھے دریا
میں غائب ہو گئے خواجہ طیفور کر دیا متحیر ہو کر جانب صاحبقران دیکھنے لگے اور دل میں اپنے
کہنے لگے کہ عجب انتظام بحرین جادو نے کیا ہے خواجہ مذکور بحر حیرت میں غوطہ زن ہی تھے کہ کشتی
دوسرے کنارے پر پہونچکر خود بخود ٹھہر گئی سالوک سحر الشاہین و صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ و خواجہ طیفور کر دیا مع اُس ساحر کے کشتی سے اُتر کر کنارے دریا کے گئے ہنوز کنارہ دریا پر قدم
رکھا تھا کہ بہت سے ساحران نامی واسطے استقبال سالوک کے آئے انھوں نے بعد سلام دست بستہ
عرض کیا کہ ہم حسب الحکم بحرین جادو واسطے استقبال حضور کے آئے ہیں تشریف لے چلئے بحرین
جادو آپ کی تشریف آوری سے بہت خوش ہیں منتظر آپ کے ہیں یہ کہکر تخت سحر پر بیٹھنے کے واسطے
عرض کیا سالوک نے جواب دیا کہ ہمارے ساتھ مرکب ہیں ہم مرکبوں پر سوار ہو کر چلیں گے تخت سحر
پر بیٹھکر نہ چلیں گے انھوں نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہے سالوک و صاحبقران عالیشان گھوڑوں پر
سوار ہوئے خواجہ طیفور کر دیا ہمراہ رکاب امیر با توقیر ہوئے تمامی ساحران نامی بھی مانند خدام کے
ساتھ چلے اثنائے راہ میں غرائب و عجائب اشیا کی سیر کرتے ہوئے دولتسرائے بحرین جادو تک
پہونچے اُسوقت وہ اپنے مکان سے برائے استقبال سالوک باہر آیا بعد سلام بحرین گرمجوشی سے ملا
خیر و عافیت مزاج دریافت کی سالوک نے کہا کہ مع الخیر ہوں پھر سالوک نے اُس کی خیر و عافیت
استفسار کی اُس نے بھی بیان کیا کہ بہمہ وجوہ اچھا ہوں کوئی فکر و تردد و غم نہیں ہے کسی درد و
بیماری کی شکایت ہے ہاں ایک تمہارا خیال بیشتر رہا کرتا تھا اسوقت تمہارے آنے سے
طبیعت خوش ہوئی ہے کہ اگر دولت و ملک و مال بھی ملتا تو ایسی دل کو خوشی حاصل نہ ہوتی
آنے سے دل خوش ہوا ہے یہ باتیں کرتا ہوا ساتھ ساتھ سالوک و صاحبقران کے اپنی نشستگاہ
پر پہونچا تخت حکومت پر قدم رکھکر سالوک و صاحبقران عالی مقام کو بالائے کرسی ہائے زرین
بٹھایا خواجہ کو ایک چوبی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب سب بیٹھے اور ساحران نامی بھی اُس کے
دربار مختصر میں علی قدر مراتب بیٹھے اُسوقت بحرین جادو نے بخندہ پیشانی سالوک سے پوچھا
کہ تمہارا آنا فی زمانہ قبل زمانہ ایام خوشی او میلہ جو ہوا ہے خیر تو ہے کبھی ان ایام میں تم یہاں نہیں
آتے تھے اور جب آتے تھے تنہا آتے تھے کسی کو اپنے ہمراہ نہ لاتے تھے ابکی مرتبہ تم اپنے ساتھ
ان دو صاحبوں کو بھی لائے ہو کچھ ان کی توقیر اپنا بیان کرو اور سبب ان کے ہمراہ آنے کا
اظہار کرو تاکہ ہمکو بھی معلوم ہو سالوک سحر الشاہین نے جانب صاحبقران اشارہ کر کے کہا کہ یہ
ہمارے ایک دوست ہیں نامی و نامور ہیں اہل عزت سے ہیں مرد معقول و شریف و لائق ہیں چونکہ
جوان ہیں طبیعت ان کی مائل بعیش و عشرت و تماشا ہے قبل اس کے ان کا ایک معشوق خود رو تھا

اور خوش رو ایسا تھا کہ مثل اُس کے کوئی محبوب اُن کی نظر میں کہیں نہ تھا اور وہ خوش گلو بھی بہت تھا
اُس کے وصل سے یہ شب و روز بعیش و راحت زندگی اپنی بسر کرتے تھے کوئی رنج و غم ان کو نہ تھا نہ کوئی
ان کو صدمہ تھا یہ دوست ہمارے اپنے محبوب خوبصورت ہی کو دیکھا کرتے تھے اُس کے ناز بردار
تھے کبھی اُس کو اپنے پاس سے جدا نکرتے تھے نہ خود اُس سے جدا ہوتے تھے بجز وصلت کے فراق کا
زمانہ کبھی نہ آیا تھا صدمہ جدائی معشوق سے دل ان کا آشنا نہ تھا دیو شب فراق دلربا نے کبھی ان کو
منھ اپنا نہ دکھایا تھا اپنی خوبی مقدر پر ان کو ناز تھا بیشتر یہ اپنے ہم نشینوں سے کہا کرتے تھے کہ عشاق
کو اکثر شکایت محبوبان خوبرو کے فراق کی ہوتی ہے کوئی عاشق اپنی محبوبہ کی جدائی میں آہ سرد کرتا ہے
کوئی دلدادہ اپنے یار مہرو کے ہجر میں فریاد کرتا ہے کوئی اسیر زنجیر زلف یار اپنے گلرو کے فراق میں نالہ کرتا ہے
کوئی شیفتہ محبوب خوش چشم کی فرقت میں روتا ہے جو سے اشک آنکھوں سے بہاتا ہے کوئی فریفتہ گیسوے
عنبرین یار سرو قامت کے فراق میں سودائی ہو جاتا ہے سر و پا کا اُسے ہوش نہیں رہتا ہے کوئی عاشق
اپنی شاہد لیلیٰ وش کے ہجر میں مجنون وار مضطر و بیقرار گریبان چاک سر پر خاک ڈالتا ہوا سوے
صحرا نکل جاتا ہے جنگلوں میں پھرتا ہے آہ و فغان کرتا ہے رہروی سے تلوے خار صحرا سے فگار کرتا ہے آبلہ پا
اُس کے حال زار پر پھوٹ پھوٹ کے روتے ہیں چرند و پرند صحرا کے اُس کی حالت پر نظر کر کے رحم و
افسوس کرتے ہیں شبنم اُن کے حال زار پر روتی ہے دن کو صحرا نوردی میں جدھر وہ نالہ کنان جاتے
ہیں گرد باد اُنکے گرد اُن کو دیکھتے ہیں اکثر عشاق دشت پیمائی میں ہلاک ہو جاتے ہیں دامن دشت سے
کفن بھی اُن کو نہیں ملتا ہے ہاں میت عریان پر اُن کی باد تند چادر گرد ڈالدیتی ہے کانٹے دشت وحشت اثر
کے میت اُس کی اُٹھاتے ہیں شبنم اُن کو غسل دیتی ہے غبار اُن کے اجسام کو نہان کر دیتا ہے گویا ان کو
زیر خاک دفن کر دیتا ہے کوئی عاشق دور افتادہ کوچہ یار کشتہ دید میں سایہ دیوار دلربا میں تڑپ تڑپ کر
جان کھوتا ہے فلک پیر تا در دلدار اُس کے جانے کا روادار نہیں ہوتا ہے کوئی عاشق زار در یار تک
اگر پہونچا بھی تو بزم دلربا سے بے اعتنائی میں جانا اُس کو نصیب نہیں ہوتا ہے آستانہ در یار پر سر ٹکرا کر یا
زیر سایۂ دیوار یار تڑپ کر مرتا ہے اغیار کو خوشی حاصل ہوتی ہے ایک ہم ہیں کہ خوبی مقدر سے معشوق ہمارا
ہمارے روبرو ہے ہر وقت وصل اُس سے نصیب ہے ہمنے کبھی خواب میں بھی بروے ہجر و فرقت و مفارقت
و جدائی محبوب نہیں دیکھا ہے خدا ہی ہے کہ کبھی مبتلاے درد فراق دلربا ہوں گے رفقا ان کے ان سے
عرض کرتے تھے کہ واقعی آپ بڑے خوش نصیب ہیں کہ معشوق آپ کا آپ کے روبرو ہے یہ غرور و تکبر
ان کا ان کے آگے آیا فلک نے سنگ تفرقہ درمیان عاشق و معشوق ڈالا یعنی اتفاقاً وہی معشوق
ان سے ایسا جدا ہو گیا ہے کہ مفقود الخبر ہے دیکھیے ان کی صورت کو اور سراپا پر ان کے نظر کیجیے اسکی
جدائی میں ان کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ دیوانہ وار لباس ان کا ہے بقول کسے گریبان پرزے پرزے
تار تار ٹکڑے جیب و دامان ہے شب و روز نالہ و فریاد و بکا کرتے ہیں اکثر سوے ویرانہ نکل جاتے
ہیں چوپاؤں سے مخاطب ہو کر پوچھتے ہیں کہ کہو تمنے کہیں ہمارے محبوب خوش رو کو تو نہیں دیکھا
ہے کبھی باد صبا سے کہتے ہیں کہ اے باد صبا جہان کہیں میرا محبوب ہو وہاں جا کر میرے حال سے
اُس کو آگاہ کر دے کبھی یہ روتے ہیں کبھی یہ ہنستے ہیں کبھی از خود رفتہ ہو جاتے ہیں کبھی فی الجملہ
ہوش و حواس میں آ جاتے ہیں اسوقت جو تمھارے روبرو بیٹھے ہیں فی الجملہ حواس و ہوش ان کے
بجا ہیں یہ ایک روز مفارقت محبوب میں اپنی جان دینے پر آمادہ ہوے تھے میں نے تمھاری

دوستی کے بھروسے پر ان سے وعدہ کر لیا ہی کہ ہم تمکو تمھارے معشوق کو اپنے ایک دوست کے پاس لے جا کر آئینے میں دکھا دیں گے تم اُس سے باتیں کر لینا یہ بھی دریافت کر لینا کہ تو کس سر زمین پر ہو کس مکان میں ہو اور کس حال میں ہو اور اپنے حال ظاہر و باطن سے اُس کو آگاہ کرنا یہ میری تقریر مذکور سے خوش ہوئے یہاں پہنچنے سے باز نہ رہے اسی میں ان کو مع ان کے ایک خادم کے کہ جو پس پشت ان کے بیٹھا ہی تمھارے پاس لایا ہوں مجکو امید تمھاری دوستی و الطاف و محبت سے یہ ہی کہ میری خاطر سے ان کے حال زار پر رحم کھا کر مجھ پر احسان کرو کہ آئینہ حیرت تک ان کو جانے دو اس آئینے میں جا کر یہ اپنے محبوب کو معاینہ کریں پھر اُس سے باتیں کر لیں اپنے حال زار سے اُس کو اطلاع دیں یہی دوست میرے اور ان کی حاجت باعث میرے خلاف عادت فی زمانہ یہاں آنے کی ہوئی ہی لہٰذا تم اگر مناسب سمجھو تو ان کی حاجت بر لاؤ مجھ پر احسان کرو ورنہ جو مناسب ہو وہ کہو مجھ میں جا دو نے تمام تقریر سالوک اپنے دوست کی سنکے صاحبقران کے سراپا پر ظاہری نظر کر کے نہ بزور سحر دریافت حال کر کے مسکرا کر جواب دیا کہ جب تم ہمارے دوست صادق ہوا اور یہ تمھارے دوست ہیں تو پھر میں کیا عذر کر سکتا ہوں ان کو اجازت آئینہ حیرت تک جانے کی دی جائے گی یہ اُس آئینے میں اپنے محبوب کو معاینہ کر لیں گے بالفعل یہ آپ یہاں ایک دو توقف کریں ہمارے مہمان با لطف و اکرام دعوت و ضیافت کھائیں ہمارے قلمرو میں جو اشیاء عجایب و غرائب ہیں ان کی سیر کریں بعد ازاں ان کو ہمراہ بھی اُن کے ہاتھ آ جائے گا وہ آئینہ موجود ہی اپنے محبوب مفقود الخبر کے حال سے کما حقہ آگاہ ہو جائیں گے عشق معشوقان خوبرو سے بچنا لو یہ بہتر جانتے ہیں کبھی اس منزل پر خوف میں قدم نہ رکھنا چاہیے یہ وہ وادی پر خطر ہی کہ جس میں صدہا آفات ہیں یہ وہ دریا ہے قہار موج افزا ہی کہ اس سے کنارہ کش ہی ہونا چاہیے جس نے اس دریا میں قدم رکھا اور آشنا یہ بحر بلا ہوا وہ غرق قلزم بلا ہائے رنج و الم ہوا آخر کار قدم فرسائے منزل ملک عدم ہوا یہ وہ مرض لا علاج ہی کہ جس کے علاج سے حکما و اطبا عاجز ہیں اس کی کوئی دوا ہی نہیں ہی بجز دوائے شربت وصل محبوب کے کہاں تک عشق کو شان میں جو رسوائیاں اور ذلتیں اور بدنامیاں اور خرابیاں ہوئی ہیں بیان کی جائیں یہ کوچہ بہت برا ہی جیسا کہ بمصداق ان اشعار

عشق ایسی بڑی بلا ہی آہ
سیکڑوں اس میں ہو گئے دلخواہ
پر نہ اس نے کسی کا پاس کیا

کرتا ہی ذی شعوروں کو وہ تباہ
سیکڑوں اس میں ہو گئے دیوانہ
ان کموں پر بھی دل کو داغ دیا

ہو گئے دیوانے اس میں [illegible]
عاقل و ذی فنون ہو مجنون

یہ تقریر کر کے چند ساعت [illegible] اپنے ملازموں سے کہا کہ ان صاحبقران کو اپنے ہمراہ ہمارے اس مکان میں جس میں جملہ راحت و آرام کے اسباب مہیا و فراہم ہیں اور طرح طرح کے آئینوں سے آراستہ ہے لے جاؤ اور ان کی فرمانبرداری خدمت میں سرگرم رہو یہ کہکر اپنے تخت حکومت سے اُٹھا سالوک مصر الشیخ صاحبقران عالی مقام و خواجہ طیفور کر دیا و غیرہ بھی اُٹھے ملازمان نے حسب الحکم میجا دو اُس مکان کی طرف سالوک و صاحبقران و خواجہ طیفور کو با دب اپنے ہمراہ لے چلے پھر میں جادو کچھ سوچ کر خود بھی اپنے دوست سالوک کے ہمراہ چلا یہاں تک کہ اُس مکان میں پہونچا سالوک و غیرہ سے کہا کہ اس مکان میں آپ سب صاحب قیام پذیر ہوں کسی طرح کی تکلیف نہوگی یہ چند میرے ملازم حاضر خدمت رہیں گے یہ کہکر ہمراہ اپنے اہل دربار کے اپنے در دولت کی طرف

روانہ ہوا جب درِ دولتسرا پر پہونچا اہل دربار سلام کرکے رخصت ہوئے بحرین جادو داخل
دولتسرا ہوا یہان صاحبقران عالی جاہ نے مکان مذکور مین داخل ہوکر ملاحظہ کیا کہ مکان
عالیشان ہو شاہی مکانات سے ہر شیشہ آلات و فرش نفیس وغیرہ تمام اسباب ضروری و اشیاے
راحت و آرام سے بخوبی آراستہ ہو بادشاہون کی بود و باش کے قابل ہو غرض مکان کو دیکھکر
ہمراہ سالوک صدر النشین فروکش ہوے وقت شام بحرین جادو نے چند خوان طعام لذیذ و خوش ذائقہ
و نیز میوہ تر و خشک ہمراہ اپنے ملازمون کے ارسال کیا سالوک و صاحبقران و خواجہ نے صرف میوہ
کھایا اُس طعام کو ملازمون کو دیدیا وہ بہت خوش ہوے اسی طور سے دو چار روز گذر گئے ایک روز
حسب دستور بحرین جادو اپنے دربار مین بیٹھا تھا کہ سالوک صاحبقران و خواجہ طیفور کو ہمراہ
لیکر دربار بحرین جادو مین گیا سلام اُس کو کیا وہ دیکھتے ہی براے تعظیم اُٹھا پھر لیکے برابر بالاے
کرسی ہاے زرین سالوک و صاحبقران کو بٹھایا خواجہ بھی علیحدہ ایک کرسی پر بیٹھے بعد تھوڑی
دیر کے سالوک نے بحرین جادو سے کہا کہ ہمین یہان آئے کئی روز ہوے یہ دوست ہمارے
اپنی معشوقہ کے دیکھنے اور اُس سے ہم کلام ہونے کے بہت مشتاق ہین اگر مناسب ہو تو آج یہ جاکر
اُس آئینے مین اپنی معشوقہ کا معاینہ کرین تاکہ ہوش و حواس ان کے بجا ہون وحشت و دیوانگی و
ہم و الم فی الجملہ دور ہو بحرین جادو نے کہا کہ اچھا آج ہی یہ اپنی معشوق کو دیکھ لین اُس سے باتین
کرلین مگر تنہا جائین کسی کو اپنے ہمراہ نہ لیے جائین جسوقت قریب آئینہ حیرت کے پہونچین پوشش
آئینہ مذکور سے اس نیت سے اُٹھائین کہ معشوق ہمارا اسے آئینہ حیرت ہمکو نظر آئے ہمسے ہمکلام ہو
بعدہ آئینہ مین دیکھین مطلوب ان کا آئینے مین نظر آئیگا اور ہمکلام ہوگا جو کچھ اُس سے یہ سوال
کرینگے وہ جواب دیگا لیکن ان کو لازم ہو کہ اُس آئینے کو ہاتھ نہ لگائین کچھ آئینے سے ہٹ کر
ہم سخن ہون بیتابی و بیقراری مین آئینے مین معشوق کو دیکھکر کہین آئینے سے لپٹ نہ جائین ورنہ
باعث خرابی و ضرر ہوگا ہمنے اطلاعاً کہدیا ہو اور پھر وہ آئینہ بھی ناقص ہو جائیگا یعنی ٹوٹ کر پھر صفت
اُس کی نرہیگی کہ پھر کوئی کسی نیت سے کچھ اُس مین دیکھ سکے آپ بھی ان سے تاکیداً کہدیجیے کیونکہ
دماغ ان کا صحیح اچھی طرح نہین ہو مبادا یہ دیکھتے ہی اپنے معشوق کو آئینے سے لپٹ جائین سالوک
نے صاحبقران سے مخاطب ہوکے کہا کہ سنا تمنے جو کچھ بحرین جادو ہمارے دوست نے کہا ہے
صاحبقران نے جواب دیا کہ ہمنے سنا جو کچھ انھون نے کہا ہو ہم آئینے سے دور رہینگے بحرین جادو
نے گفتگوے دوست سالوک موصوف سنکے چند اپنے ملازمون سے کہا کہ ہمارے دوست کے
دوست کو گنبد آئینہ حیرت مین لے جاؤ خادمانہ ساتھ جاؤ تم اندر گنبد کے نجانا اگر محافظان گنبد حیرت
اندر گنبد کے جانے ندین تو کہدینا کہ یہ بحکم و باجازت بحرین جادو آئے ہین ان کو ضرور اندر گنبد
کے پاس آئینہ حیرت کے جانے دو ملازمان مذکور صاحبقران کو اپنے ساتھ لیکر جانب گنبد حیرت
چلے سالوک دربار مین بیٹھا رہا صاحبقران ہمراہ اُنھین ملازمون کے ایک جانب چلے جاتے تھے
اثناے راہ مین آبادی و مکانات و مرد و زن اور بازار کو دیکھتے ہوے جاتے تھے تمام مرد و زن بیدین و
بد آئین نظر آتے تھے بازار مین مردم سے بھری ہوئین دوکان دار دو طرفہ دوکانون پر بیٹھے ہوے
ہر قسم کی اشیا رکھی ہوئین خریدارون کے ہاتھ بیچ رہے تھے خریدارون کا ہجوم تھا گذرنا بازارون
سے مشکل تھا محلات پختہ و خام بکثرت نظر آتے تھے لیکن مردمان بازاری صاحبقران کو دیکھکر

باہم کہتے تھے کہ یہ شخص تازہ وارد معلوم ہوتا ہے ساکنان شہر سے نہیں ہے نہیں معلوم کہاں سے
یہاں آیا ہے صاحبقران تقریر ان کی سنتے ہوئے چلے جاتے تھے کسی کو جواب نہ دیتے تھے جب راہ دور
قطع ہوئی عنقریب گنبد آئینہ حیرت کے پہونچے ان ملازموں نے عرض کیا کہ دیکھیے یہی گنبد آئینہ حیرت ہے
صاحبقران نے دیکھا کہ ایک چاردیواری پختہ ہے دروازہ کلان اس احاطے کا ہے اس دروازے پر
چند ساحر بیٹھے ہوئے ہیں مانند دربانوں کے تپائیوں پر بیٹھے ہیں جب صاحبقران ہمراہ ان ملازموں کے
اندر اس احاطہ پختہ کے جانے لگے ان دربانوں نے روکا ملازمان ہمراہی مذکور نے ان سے کہا کہ
ان کو نہ روکو ہمارے حاکم بحرین جادو نے ان کو گنبد آئینہ حیرت کے دیکھنے کو بھیجا ہے ہم کو ان کے ہمراہ
کیا ہے وہ دربان یہ سنکے کہنے لگے کہ اگر ہمارے حاکم کا حکم یونہی ہے تو اچھا ان کو لے جاؤ ملازمان مسطور
صاحبقران کو اندر اس احاطہ پختہ کے لیکر گئے امیر با توقیر نے جاکر اندر اس احاطے کے دیکھا کہ احاطہ
عرض و طول میں خوشنما و وسیع زیادہ ہے درمیان میں اس کے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے مگر مربع ہے
اس چبوترے پر ایک گنبد کلان ہے اور بہت خوشنما و نقش و نگار میں ہے کلس اس کا طلائی ہے اس
گنبد کے اندر جانے کا بھی ایک دروازہ ہے در گنبد مذکور سے کچھ ہٹ کر بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے
دف و دائرہ بجا رہے ہیں کچھ ان میں سے بھجن گا رہے ہیں اکثر لوگ یا وہ بیٹھے ہوئے سن رہے
ہیں وہ گانے والے پھول ہار بدھی وغیرہ گلے میں ڈالے ہیں گنشور چندن کے نشان ان کی
پیشانی اور بازوؤں پر ہیں قشقہ سیندور کا بھی پیشانی پر ہے گرد اس گنبد کے انواع و اقسام کے
پھولوں کے چمن ہیں ہر ایک چمن خوبصورت و خوش قطع ہے کوئی چمن گلاب کا ہے کوئی چمن نسترن کا
ہے کوئی نسرین کا چمن ہے لالے کا چمن کسی طرف ہوس ربائی دکھا رہا ہے کوئی چمن داؤدی کا ہے
کوئی چمن گل صد برگ کا ہے غرضکہ کثرت طرح طرح کے گلوں کے چمن ہیں ہر ایک چمن تر و تازہ ہے مرغان
خوش الحان کا ہجوم ہے ہر ایک طائر چہچہہ کر رہا ہے احاطہ گلہائے رنگا رنگ و خوشبو سے بسا ہوا ہے خوشبو
پھولوں کی اسقدر ہے کہ دماغ معطر ہوتا ہے القصہ صاحبقران موصوف سیر چمنہائے مذکور کرکے
جونہی قریب اس گنبد کے پہونچے وہ لوگ جو وہاں بیٹھے تھے اور جو گا رہے تھے اور جو پوجاری
تھے سب صاحبقران کو دیکھکے برہم ہوکر کہنے لگے خبردار اندر گنبد آئینہ حیرت کے نہ جانا باہر ہی سے دیکھو
پر ہی قدم نہ رکھنا تمکو کسی نے روکا نہیں یہاں تم کیونکر چلے آئے بتاؤ تو تم کون ہو کہاں سے آئے
ہو تم تو ساکنان شہر سے نہیں ہو تمہاری پوشاک یہاں کے ساکنوں کی سی نہیں ہے ہنوز صاحبقران
نے جواب ان کے سوالات کا نہ دیا تھا کہ ان ملازموں نے بڑھکر ان سب سے کہا کہ خبردار خاموش رہو
کچھ ان سے حجت و تکرار نہ کرو ان کو اندر گنبد کے جانے دو یہ ہمارے اور تمہارے حاکم بحرین جادو
کے دوست ہیں راہ دور و دراز سے واسطے دیکھنے آئینہ حیرت کے آئے ہیں ان کا معشوق
مفقود الخبر ہو گیا ہے اس کا حال انہیں دریافت کرنا اور آئینہ دیکھنا منظور ہے بحرین جادو نے انکے
ہمراہ ہمیں بھیجا ہے تم سب سے تاکیداً کہا ہے کہ خبردار ان کو نہ روکنا اندر گنبد آئینہ حیرت کے جانے دینا مزاحم
نہ ہونا پس اگر تم ان کو روکو گے تو عتاب حاکم تمپر ہوکر پہنچے گا وہ سب بیدین مجبور ہوکر کہنے لگے کہ اگر حکم
حاکم ان کے بارے میں یہی ہے تو خیر ان کو اب ہم نہ روکیں گے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
اس چبوترہ سنگ مرمر پر چڑھ گئے پھر آگے بڑھکے اکیلے دروازے کی راہ سے اندر اس گنبد کے
دیکھا کہ وہ گنبد اندر سے بہت وسیع ہے تصویریں طرح طرح کی آویزاں ہیں اندر سے بھی گنبد منقش ہے

شیشہ آلات بھی حسب ضرورت ہر ایک زینت و زیبائی سے آراستہ ہیں پھول ہار اُس آئینے پر
بکثرت چڑھے ہوے ہین گرد اُس آئینہ حیرت کے کہ طولاً بقد آدم ہی تصویرین بہت سی عکسی و خیالی
شیشون ہین تختیون مین جابجا دیوارون پر آویزان ہین تھوڑی دیر تک صاحبقران نے
چہار جانب گنبد کے اندر سیر کی بعدہٗ قریب اُس آئینے کے جاکر دل مین کہا کہ اے آئینہ حیرت
مین چاہتا ہون کہ بادشاہ اہل اسلام دارا بن داراب سیمین زرہ کو دیکھون اُن سے ہم کلام
ہون یہ نیت مذکور کرکے پوشش آئینے پر سے دور کرکے اندر آئینے کے دیکھا پھر دیکھنے آئینہ مذکور
کے تصویر بادشاہ لشکر اہل اسلام آئینے مین ظاہر ہوئی صاحبقران نے اُن کو دیکھکر بہت خوش
ہوکر بادب سلام کرکے پوچھا کہ آپ کا مزاج کیسا ہی آپ کس سرزمین پر ہین کس کے مکان مین تشریف
رکھتے ہین اسیر ہین یا رہا ہین راحت سے ہین یا تکلیف مین ہین مفصل حال اپنا ارشاد فرمایئے تاکہ
ہمارے تئین معلوم ہو بادشاہ موصوف نے بعد دینے جواب سلام کے فرمایا کہ اے صاحبقران
ذیشان مفصل حال ہمارا یہ ہی کہ ہم اپنی بارگاہ مین ہنگام شب حسب دستور آرام پذیر تھے آخر شب
ایک ساحر مسمی معین جادو فرستادہ ہود سرمست بادشاہ طلسم زلزلہ جو برائے دریافت خبر
انجم حصار مین آیا تھا بعد دریافت خبر سوے طلسم زلزلہ جاتا تھا اثنائے راہ مین ساریق بن لقا
و سخنگان کو ایک صحرا مین اُس نے نالہ کنان دیکھکر بلندی سے بالاے زمین آکر بصورت مبدل
پاس ساریق و سخنگان کے جاکر سبب نالہ و فغان اُس نے دریافت کیا تھا اُس سے یعنی سخنگان
نے بہت شکایت و ایذا رسانی ہم لوگی کی اور جفا و تعدی آپ کی اُس سے بیان کی تھی اور یہ بھی
بیان کیا تھا کہ صاحبقران نے مع اپنے لشکر کے یہان آکر کوکب انجم حصاری کو مسلمان کیا ہی
اہل شہر کو بھی مسلمان کیا ہی ہمکو بھی اسیر اپنا کرکے تابع و فرمان بردار اپنا کیا ہی اسی وجہ سے ہم نالہ
و فریاد کرتے ہین کہ اب کہان جاوین سوا اس کے اور کچھ باتین ایسی کہین کہ اُس ساحر نے ہماری
بارگاہ مین آکر ہمارے ہم شبیہ ایک شخص کو سحر سے بناکر سر اُس کا تن سے جدا کرکے اُس کے سینے پر
رکھا اور ہم کو بزور سحر بصورت باز بناکر لے آیا پھر اُسی صحرا مین پاس سخنگان و ساریق کے بصورت اصلی جاکر
اُن سے کہا کہ دیکھو مین بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بزور سحر باز بناکر اپنے ہاتھ پر بٹھاکر لے آیا ہون
اب تو تم خوش ہوے اگر تم سے مین سبب نالہ و فغان دریافت نہ کرتا اور تم مجھ سے کچھ ایسی باتین کہ
جس سے مجھے غیظ و غصہ آیا تھا نہ بیان کرتے تو مین بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بزور اپنے سحر کے باز
بناکر نہ لے آتا اب اس باز کو نذر بادشاہ طلسم زلزلہ کو دونگا جو کچھ مین نے دیکھا ہی اور جو کچھ مین نے
تم سے سنا ہی سب اپنے بادشاہ سے بیان کرونگا یقین ہی کہ وہ تمام مردان لشکر اہل اسلام کو برہم ہوکے
قتل و تباہ و برباد کریگا سخنگان اور ساریق نے اُس سے کہا کہ ہم کو بھی اپنے ساتھ طلسم زلزلہ مین
روبرو بادشاہ طلسم زلزلہ کے لے چلو پہلے تو اُس نے عذر کیا پھر اُن کے اصرار سے ساحر مذکور
اُن دونون کو بصورت زاغ سیاہ سحر سے بناکر دونون شانون پر اپنے بٹھاکر سوے طلسم زلزلہ روانہ
ہوا بعد قطع راہ کے سرحد طلسم زلزلہ مین پہونچا تھا کہ ماکان دربان نے اُسے روکا تھا آخر بحصول
اجازت اپنے بادشاہ مذکور کے اجازت جانے کی دی تھی معین جادو ہمکو روبروے بادشاہ طلسم
لے گیا تھا وہان ہم پر سے سحر دفع کیا تھا اور تمام حال جو دیکھا اور اُس نے سنا تھا بیان کیا تھا
بادشاہ طلسم زلزلہ نے کچھ باتین ہم سے کرکے بہت برہم ہوگئے ہمارے قتل کا حکم دیا تھا جلادان

تیغہ کٹ موجود ہوا تھا اس اثنا میں بادشاہ طلسم زلزلہ کے وزیر نے کہ نام اس کا جالوس
تھا بادشاہ زلزلہ کو ہمارے قتل کرنے سے اسوقت باز رکھا تھا کہ بہروز طلسم زلزلہ بادشاہ لشکر
اہل اسلام کو کہ یہ مسلمان ہیں قتل کرنا اچھا نہیں بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ اسرار اختر شناس منجم کے پاس جو بہروز
طلسم زلزلہ رہتا ہے اور مطیع بادشاہ ذیجاہ ہے ان کو روانہ کریں تاکہ وہ سر ان کا کاٹ کر حضور کے
پاس بھیجدے گا یا بعد قتل کرنے کے سر و تن ایک چادر میں لپیٹ کر زمین میں دفن کردے گا
بادشاہ طلسم کو رائے وزیر کی پسند آئی فوراً ہمکو ہمراہ چند ساحروں کے بہروز طلسم زلزلہ
پاس اسی منجم کے بھیجدیا تھا چونکہ وہ مرد مسلمان تھا اور دختر اس کی ہمیں دیکھکر جو ہمارا لکھا ہوا
اپنے باپ سے شفاعت خواہ ہوئی تھی اسوجہ سے منجم مذکور نے ہمکو تو ایک اپنے مکان کے
تہ خانے میں چھپا دیا تھا اور اپنے ہمسایہ کے ایک مرد یہودی کو قتل کرکے چادر میں لپیٹ کے
رو برو انہیں ساحروں کے قبر میں دفن کردیا تھا وہ ساحر یہ سب حال دیکھکر چلے گئے
ہم بروز سے براحت و آرام مکان میں اسرار اختر شناس منجم کے ہیں مکان منجم مذکور بہروز
طلسم زلزلہ ہے آپ صدمہ و غم نہ کیجیے گا ہم مع الخیر ہیں انشاء اللہ تعالیٰ پھر آپ سے ملیں گے اور
اے صاحبقران یہ بھی آپکو معلوم ہو کہ ہمنے طلسم زلزلہ میں جاکر دیکھا ہے کہ یہ طلسم بہت بڑا ہے
اور نہایت سخت ہے ورنہ کبھی اس کے اندر دشوار گذار ہیں بند و بست و انتظام بھی خوب ہے لہذا اگر
مناسب ہو تو فتح طلسم نہ کریں اور باز آئیے ساریق یہ لقا کے قتل سے دست بردار ہوجئیے اپنی جان کا
خیال کیجیے صاحبقران نے تمام تقریر بادشاہ کی سنکے عرض کیا کہ اگر خدا نے چاہا تو میں اپنے
تئیں آپ تک پہونچاؤنگا اور طلسم زلزلہ کو ضرور فتح کرونگا ساریق نابکار کو تہ تیغ کرونگا بشرطیکہ
وہ دوبارہ بھی بصدق مسلمان نہوا اور اگر مسلمان ہوجائیگا تو اسے قتل نکرونگا یہ کہکر
خاموش ہوئے پوشش آئینے پر ڈالنے کا ارادہ کیا تھا کہ تصویر بادشاہ موصوف آئینے میں سے
غائب ہوگئی اسیر با توقیر نے بابت لوح طلسمی بھی کچھ حال دریافت نکرکے پردہ آئینے پر ڈالدیا پھر
اس گنبد سے بعد خوشی نکل کر انھیں ملازموں کے ہمراہ راہ قطع کرکے دربار میں آئے سالوک
بحرین جادو نے دیکھا کہ آثار خوشی و انبساط چہرے سے ہویدا ہیں یہ رنگ دیکھکر سالوک بحرین جادو
نے پوچھا کہ کہیے آپنے آئینے میں اپنے معشوق کو دیکھا صاحبقران نے مسکرا کر کہا کہ ہاں ہمنے
اپنے محبوب کو آئینے میں دیکھا اور اس سے سخن بھی ہوئے دل خوش ہوگیا آرزوئے دلی بر آئی
بیتابی و بیقراری دور ہوئی آپ صاحبوں کی عنایت سے ہم اپنے مطلب کو پہونچے سالوک پھر انشئین
نے بحرین جادو سے کہا کہ اب ہمکو رخصت کیجیے آپ کو معلوم ہے کہ مسکن ہمارا یہاں سے کسقدر
دور ہے چند روز ہمیں رہروی میں بسر ہونگے بعد ازاں مقام قیام پر پہونچینگے علاوہ اس کے
آپ سے ملنا مقصود تھا اور اپنے ان دوست کا مطلب تھا وہ دونوں کام ہوچکے ہیں بحرین جادو
نے کہا کہ اے مہربان من ابھی ایک ہفتہ یہاں اور تشریف رکھیے بعد ازاں یہاں سے جانے کا
ابھی ہم آپکو رخصت نکرینگے کیونکہ زمانہ خداوند کا باپ شاہ کے چولا بدلنے کا عنقریب ہوا ہے اور
اس خوشی کا میلہ بھی عنقریب ہے یہ میلہ ہولیگا تب آپ یہاں سے جائیے گا ابھی سالوک نے
جواب نہ دیا تھا کہ صاحبقران نے کہا کہ سلطان کیوان شکوہ سے آ جاتا بحرین جادو نے پوچھا کہ
اسوقت کیوان شکوہ کا محل و موقع آپنے بایں باعث پوچھنے کا کیا وقت صاف صاف بیان کیجیے

آپکے ہنسنے سے تردد ہوا صاحبقران نے جواب دیا کہ سبب ہمارے اسوقت ہنسنے کا آپکا
سخن ہوا آپنے جو خداوند کا پاپلٹ کہا ہمکو بے اختیار ہنسی آئی کیونکہ یہ عجب خداوند ہین کہ
جنکو کا پاپلٹ کہتے ہین ہمنے بہت سے مکار و نابکار خداوندسنے ہین ازانجملہ زمرد شاہ باختری
رقاصے لقا اور تینک مینک دم جنبشہ سرا کا بچھڑا وغیرہ لیکن خداوند کا پاپلٹ
آج ہی سنا ہی کیا خداوند ہین جن کا یہ نام ہی عجب ہین جادو یہ تقریر صاحبقران کی سنکے غصیت نمینرگا
چہرے سے آثار غیظ و غضب ظاہر ہوسے لیکن بمشکل غصے کو ضبط کرکے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ
مسلمان ہین ازراہ طعن و تشنیع آپنے یہ تقریر کی ہی اور ہمارے خداوند کے نام نامی کو سنکے آپ
ہنسے ہین کیا کہون مجھے صرف یہ خیال مجبور کیے ہوسے ہی کہ اول تو آپ ہمارے دوستکے دوست
ہین دوسرے یہ کہ آپ ہمارے مہمان ہین غریب الوطن ہین ورنہ ہم غصے کو ضبط نہ کرتے عالم غصہ مین
جو کچھ بھی ایسے امور سرزد ہوتے وہ کم نہ تھے قبل اس کے کوئی ہمارے خداوند پر نہ ہنسا تھا اور نہ
ایسے کلمات طعن آمیز کسی نے ہمارے روبرو کہے تھے بارہ تیرہ سو برس کا زمانہ ہوا ہی کہ ایک
جوگی صاحب یہان آئے تھے اُن کے آنے کے بعد یہ خداوند ظاہر ہوسے تھے ہمارے آبا و اجداد
یکے بعد دیگرے انھین خداوند کی پرستش کرتے آئے یہان تک کہ وہ مرگئے اب ہم ان کی پرستش
کرتے ہین اور تمامی ساکنان بحرینہ خداوند کا پاپلٹ کی پرستش کرتے ہین حکومت بحرینہ بھی بارہ
تیرہ سو برس سے ہمارے خاندان مین چلی آتی ہی آبا و اجداد ہمارے اس سرزمین بحرینہ پر قابض و
متصرف ہوتے آئے ہین یہان تک کہ بعد اُن کے یہان کی حکومت اب ہم کرتے ہین تمام ساکن
اس سرزمین کے ہمارے تابع حکم ہین ہمکو اپنا حاکم جانتے ہین خداوند بعد سو برس کے یا قریب سو برس
کے چولا اپنا بدلتے ہین بارہ تیرہ سو برس کی مدت مین بارہ تیرہ چولے خداوند ہمارے بدل چکے ہین
جب چولا اُن کا کمزور اور پرانا ہو جاتا ہی تو قوی اور نیا چولا بدلتے ہین فی زمانہ بھی ملازم اور اکثر پوجاری
لوگ جو سے ندی جو ہمارے قلعہ و ہی ہی اُس کے کنارے پر مقیم ہین جو مردہ بہتا ہوا ندی مین
آتا ہی اُسے نکال کر دیکھتے ہین اگر کوئی مردہ خوبصورت و حسین کسی نوجوان مرد کا ان کو ملیگا
تو وہ بعد خوشی اُسکو لاکر خداوند کے حوالے کر دینگے وہ اس نوجوان کے گھٹ مین اتر کینگے
اپنا چولا چھوڑ دینگے وہ پرانا چولا ہمارے ملازم اور پوجاری جملہ ادنی اعلی یہان کے بعد
خوشی و شادمانی کنارے اُسی ندی کے لے جائینگے لکڑیان جمع کرکے اُس کو جلائینگے
جب وہ چولا خداوند کا خاک ہو جائیگا تو تمام یہان کے ساکن ذرا ذرا سی خاک اس چولے
کی بطور پرشاد جس کو تبرک کہتے ہین وہان سے لے آئینگے اُس کو بحفاظت تمام رکھینگے
کیونکہ وہ خاک بہتر اکسیر سے ہوگی جو مریض ہوگا اُس کے تن پر ملی جائیگی صحت و شفا اُسے
حاصل ہو جائیگی ابھی تک یقیناً کوئی مردہ خوبصورت جوان مرد کا ہاتھ نہین آیا ہی ورنہ
پوجاری لوگ وغیرہ اُسے بہزار خوشی و شادمانی لے آتے خداوند کے حوالے کر دیتے خداوند
اپنے گنبد کا پاپلٹ مین اُن لوگون کے آنے کے منتظر ہوینگے ہم سب خداوند کے آرام و
راحت کا خیال رکھتے ہین طعامہاے لذیذ و نفیس نمکین و شیرین انھین پہونچاتے رہتے
ہین گنبد کے روشن دان کلان سے اُن کو دیتے ہین وہ ہدیہ و نذر یہان کے ساکنون کی
قبول کرتے ہین ہر روز صبح و شام مٹھائی پوری کچوری میوہ ہاے تر و خشک و طعامہاے لذیذ

ونفیس وغیرہ کا ہدیہ ہر روز خداوند کو دیا جاتا ہی وہ کسی کے باپ کو واپس نہیں کرتے قبول ہی کر لیتے ہین صاحبقران عالی مقام نے پھر ہنسکر جواب دیا کہ معلوم ہوا کہ آپکے خداوند بڑے مکار اور گمراہ کنندہ مردان ہین یہان کے ساکنون کو گمراہ کر چکے ہین خصوصاً آپ کو اور آپ کے آبا و اجداد کو اُس نے گمراہ کیا ہی لیجیے یہین اسی ہوگی نے خداوند بنا ہر کسی سے سجدہ کرایا ہی جانیے عجیب ہی کہ آپ کے آبا و اجداد نے اُس کے دام فریب مین آکر اُس کو اپنا خداوند جانا تھا اور اب آپ اُسکو اپنا خداوند جانتے ہین ہرچند کہ صاحب عقل و فہم ہین مگر اُس ہوگی کے دام فریب مین پھنسے ہوے ہین اگر یہ حجت و دلیل پیش کیجیے کہ اگر وہ خداوند نہین ہین تو جوالا کیونکر بدلتا ہی صورت اُس کی یہ ہی کہ یہ ایک طرح کا علم و قاعدہ ہی کہ اُس کے ذریعے سے روح اپنی دوسرے کے جسم مین لے جاتے ہین یہ روح کا دوسرے کے جسم مین لے جانا ایک شعبدہ اور ایک علم و قاعدہ ہی جو کوئی اُس علم و قاعدے کے اوپر عمل کرے وہی اپنی روح کو جسم مردہ مین لے جا سکتا ہی اسکو لازم ہی کہ ایسے گمراہ کنندہ کو اپنا خداوند نجانیے اُس کو سجدہ نکیجیے لائق سجدہ وہ معبود حقیقی ہی کہ جس نے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان انس و جن و حیوان شجر و حجر وغیرہ کل اشیا کو پیدا کیا ہی وہ جسم نہین رکھتا ہی نہ کسی شے مین سماتا ہی نہ کھاتا ہی نہ پیتا ہی نہ دیکھنے مین آتا ہی نہ کوئی اُس کو دیکھ سکتا ہی نہ وہ رنگ ہی نہ وہ بو ہی نہ اُس کو تغیر ہی جیسا کہ ہمیشہ سے تھا ویسا ہی اب بھی ہی اور ہمیشہ ایک ہی طرح سے رہیگا اُسکو ہمیشہ بقا ہی فنا نہین ہی اے سحر بن جادو آگاہ ہو کہ ہم صاحبقران اپنے زمانے کے ہین خاص و نام ہمکو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہین ہمنے ہدایت دین اسلام پر کمر باندھی ہی جو لوگ خداشناس نہین ہین ہم ان کو ہدایت کرتے ہین راہ راست دکھاتے ہین آپ کو بھی ہدایت کرتے ہین کہ اپنے معبود حقیقی کو پہچانیے خالق زمین و آسمان و ما فیہا کو یقینی اپنا معبود جان کر سجدہ کیجیے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جیے مذہب باطل کو ترک کیجیے تاکہ رستگار ہو جیے ظلمت کفر سے نکلیے جس کو آپ خداوند کا یہ پاٹ سمجھتے ہین اُس کی پرستش سے باز آئیے بہت آپ شراب میخانہ کفر سے پی چکے اب بادۂ عرفان خالق کون و مکان اپنے ساقی ہادی سے اچھا آرزو و تمنا طلب کیجیے کہ بمقتضاے انطباع (؟) الہ مدد ہو تو اے ساقی نہایت عطا کیجیے جلد ایک جام

پلا وہ مے نور ایمان فروز
وہ مے خضر کی جو ہوئی خضر راہ
وہ مے جس کا پینا ہی شرعاً حلال
وہ جام جسکا ہی عارف کا دل
وہ مے جس سے ہو پاک تر دامنی
وہ مے جسکے پینے سے ہو ہوش میں

جسے پی کے ہین ال... سوار
وہ مے جس کی تھی ماہ کنعان کو چاہ
وہ مے آب رحمت ہی جسکا زلال
وہ مے جس سے ہی شمع جنت کجل
وہ مے جس سے آسان ہو جانکنی
ہو جسے صورت یار پیش نظر

وہ مے اپنا ... جسکے ... تکلم
وہ مے جسکی ہی قند سیبو کو بھی تاک
وہ مے جسکو قاضی بھی کرتا نوش
وہ مے جسکی کشتی ہی نوح نجات
وہ مے جسکا شیشہ ہی رشک پری

وہ مے جسکے تھا وجہ ... خون
وہ مے جو کہ ہی آب کوثر سے پاک
وہ مے جسکا ہی جرعہ ترجیح ہوش
وہ مے جو کہ ہی رشک آب حیات
وہ مے جو کہ ہر عیب سے ہی بری

اس مے سے عرفان خداوند کے پینے ... آپ رستگار ہو جائے

آیندہ آپکو اختیار ہی سحر بن جادو نے تمام تقریر صاحبقران کی سنکر کہا معلوم ہوا کہ آپ مسلمان ہین اپنے دین کی ہمکو بھی ہدایت کرتے ہین کیونکر ہم اپنے آبائی دین کو ترک کر سکتے ہین ہان اگر کوئی خرابی کی صورت ظاہر ہو تو البتہ اپنے دین کو ہم ترک کر سکتے ہین پیکر سالوک سے مخاطب ہو کہا کہ اے دوست صادق مین آپ سے جانے تعجب اور مقام شکایت ہی کہ آپ ایسے شخص کو کہ جو ہمارے خداوند کو ہمارے روبرو ہرا کے اپنے ساتھ لے کر آئے ہین ہم مجبور ہین کہ یہ ہمارے مہمان ہین اور آپ کے دوست ہین ورنہ

شعبدہ باز اور مکار اور گمراہ کنندہ ہمارے خداوند کو کہتے کہ ان سے انتقام لیا جاتا سالوک نے سر
جھکا کر جواب دیا ہم نہ جانتے تھے کہ یہاں ان کو لا کر مذہبی گفتگو ایسی ہوگی کہ جس سے آپ کو ملال ہوگا
خیر جو ہونا تھا وہ ہوا آپ کی شکایت بجا ہے اب باہم زیادہ بحث و تکرار نہ کیجیے ہماری رائے تو یہ ہے کہ
دو باتوں میں اس جھگڑے کو طے کیجیے آپ کے نزدیک خداوند کا یا پلٹ لائق پرستش ہیں اور
صاحبقران کہتے ہیں کہ خداوند کا یا پلٹ ایک شعبدہ باز مکار گمراہ کنندہ ہے کوئی جوگی ہے کہ وہ اپنے
علم و قاعدے سے روح اپنی جسم میت میں لے جاتا ہے چولا بدلا کرتا ہے پس اگر کسی فکر و تدبیر سے اس
جوگی کی شعبدہ بازی آپ کو دکھا دیں یا کوئی ایسی تدبیر و فکر کریں کہ جس سے آپ اس کو لائق
خداوندی نہ جانیں تو آپ دین اسلام اختیار کریں اور اگر صاحبقران خداوند کا یا پلٹ کی شعبدہ
بازی و مکاری و فریب دہی آپ پر ثابت نہ کر سکیں تو خود خداوند کا یا پلٹ کی پرستش کریں یہی شرط
فیما بین ہو جائے بحرین جادو نے بے اختیار کہا کہ اے دوست صادق میں تمہاری رائے پسند
کرتا ہوں اگر یہ ہمارے خداوند کی شعبدہ بازی و فریب دہی و مکاری بہ ظاہر ثابت کر دیں گے
تو ہم اقرار کرتے ہیں کہ خود بھی دین اسلام اختیار کریں گے اور تمامی اپنی رعایا کو بھی مسلمان کریں گے
اور اگر یہ خداوند مذکور کی فریب دہی و مکاری ثابت نہ کر سکیں تو ان سے بھی اقرار کرا لیجیے کہ یہ بھی
دین اسلام کو ترک کر کے ہمارے خداوند کی پرستش کریں سالوک صحرا نشین نے یہ تقریر
بحرین جادو کی سن کے جانب صاحبقران دیکھا صاحبقران نے سمت خواجہ طیفور کر دیا نظر کر کے پوچھا
کہ کیوں خواجہ اس بارے میں کچھ فکر و تدبیر ہو سکے گی ہم اقرار کر لیں خواجہ نے عرض کیا کہ آپ
بلا تامل اقرار و عہد کر لیں یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے انشاء اللہ تعالی جلد اس کام کا سر انجام
حسب دلخواہ کروں گا خداوند کا یا پلٹ کی اصل و حقیقت سے بحرین جادو کو آگاہ کر دوں گا
صاحبقران نے گفتگو سے خواجہ مذکور سن کے رہبر و سالوک کے بحرین جادو سے اقرار کیا کہ
اگر آپ کے خداوند کی فریب دہی آپ پر ہم نہ ثابت کر سکیں گے تو دین اسلام ترک کر کے خداوند کا یا پلٹ
کی پرستش اختیار کریں گے بحرین جادو یہ سن کے گویا ہوا کہ اس کام کا انصرام کب تک ہوگا صاحبقران
لیے برائے خواجہ طیفور ارشاد کیا کہ ایک ہفتے عشرے کے درمیان میں اس راز کا ظہور ہو جائے گا یہ امر
مخفی آپ پر جلی ہو جائے گا ہنوز صاحبقران نے اقرار کیا تھا کہ خواجہ طیفور نے صاحبقران سے عرض
کیا کہ میں واسطے ایک کار ضروری کے جاتا ہوں اگر دیر ہو تو کچھ اندیشہ نہ کیجیے گا یہ تقریر سرگوشی
میں کر کے اور بظاہر اجازت برائے سیر جانے کی لے کے دربار سے اٹھ کر ایک جانب بصورت
مبدل روانہ ہوئے اثنائے راہ میں آیندہ و روندہ سے دریافت کیا کہ وہ ندی کہاں ہے جس ندی
پر ملازمان بحرین جادو اور پوجاری وغیرہ چند روز سے واسطے تلاش کے بھیجے ہوئے خداوند کا یا پلٹ کی
فکر میں بیٹھے ہیں انھوں نے ندی کا نشان بتایا اور کہا کہ وہ ندی چھوٹی ہے اگر اس طرف سیدھے
چلے جاؤ گے تو اسی ندی کے کنارے پہنچ جاؤ گے خواجہ طیفور کر دیا اسی سمت روانہ ہوئے
بعد قطع راہ کتاب سے اس چھوٹی ندی کے پہنچے دیکھا کہ بہت سے اتباع بحرین جادو اور اکثر
پوجاری لوگ کنارے دریا کے بیٹھے ہیں بعضے ڈفلی بجا کر کچھ گا رہے ہیں اکثر کچھ باہم باتیں کر رہے
ہیں بعض بعض خداوند کا یا پلٹ کے چولے کی بابت کہہ رہے ہیں کہ ابھی تک کوئی چولا لائق خداوند
کے دستیاب نہیں ہوا ہے دیکھیے کب ہاتھ آتا ہے زمانہ خداوند کے چولا بدلنے کا کم رہ گیا ہے ابھی وہ

آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ دو مردے ٹکٹی پر رکھے ہوے بہتے نظر آئے ملازمان بحرین جادو
پوجاری وغیرہ اُن کو دیکھکر خوش ہوے اُن میں سے دو چار دریا میں کود کے اُن دونوں مردوں کو
مع ٹکٹیوں کے کنارے پر لائے پوجاریوں نے ٹکٹیوں سے مردوں کو کھول کر کپڑا اُن کے منھ سے
ہٹاکر دیکھا دیکھتے ہی کہا کہ ان میں ایک عورت بڑھیا ہی اور ایک مرد نہایت ضعیف ہی خداوند کے چولا
بدلنے کے لائق نہیں ہی ہم چاہتے ہیں کہ کسی نوجوان نہایت خوبصورت مرد کا تازہ مردہ ہاتھ آئے
تا کہ اُس مردہ تازہ کے چولے میں خداوند کا پاپلٹ سائیں چولا اپنا بدلیں خوشی و شادمانی ہم سب کو
حاصل ہو میلہ اس خوشی کا حسب دستور قدیم ہو خواجہ طیفور کو دیا بصورت ملازمان بحرین جادو
رنگ و روغن سے بن کر تمام تقریر اُن پوجاریوں کی اُن کے قریب بیٹھ کے بخوبی سنکے پھر سوچ کے
وہاں سے جس طرف جانا منظور تھا اُسی سمت روانہ ہوے بعد قطع راہ دور کنارے آئے بہتی ہوئی ندی
کے بیٹھ کر زنبیل سے کچھ بانس اور سنا کپڑا اور پھونس وغیرہ جو چیزیں مطلوب تھیں نکال کر اِس جگہ
میں کہ گرد و پیش کوئی نہیں تھا ٹکٹی تیار کی پھر زنبیل سے مجرد طلب کر کے بصورت ایک نوجوان
مرد نہایت خوش رو کے ہوگئے بعدہ مہندی اپنے ہاتھوں میں مل کر سہرا پھولوں کا اپنے سر پر باندھ کر
وہ جامہ نوشہ سہرا باندھ ہوا پہنکر ٹکٹی پر لیٹ کر مردہ بنکر ٹکٹی کو حسب دستور ہر طرح کی زینت مع بچھ سے
مزین کر کے بہتی ندی میں ڈالدی۔ درین دریاے بے پایان درین طوفات موج افزا دل افگار بسم
بسم اللہ مجریہا و مرسہا + ہر چند کہ خواجہ طیفور ولی موت اور دریا اور تقابد ارسے ڈرتے تھے دریاے
عمان کو رستے کتنے دریا سے کنارہ کیا کرتے تھے دریا میں بخوف غرق قدم نہ رکھتے تھے لیکن خواجہ طیفور
گردیانے کہ اُن کی نسل سے ہیں کچھ خوف پانی سے نہ کیا اپنے مرجانے کا بھی اندیشہ نہ کیا نہایت بہادری
و دلاوری سے ٹکٹی پر لیٹ کر کفن پوش ہو کر پانی میں بہتے ہوے مع ٹکٹی چلے جب وہ ٹکٹی اس جگہ
بہتی ہوئی پہونچی جس جگہ ملازمان بحرین جادو و پوجاری وغیرہ جن کا ذکر کیا گیا ہی بیٹھے ہوے تھے
تو اُسدم اُن میں کچھ لوگوں نے اُس ٹکٹی کو دیکھکر خوش ہو کر کہا کہ دیکھو ایک ٹکٹی مع مردہ بہتی ہوئی
آتی ہی سب دیکھنے لگے بعدہ چند کس اُن میں سے دریا میں اُترے اور ٹکٹی ہاتھ پکڑ کر اُس ٹکٹی کو
پہونچا کر اُسے کنارے پر لائے خواجہ طیفور نے اُسوقت اپنی سانس کو روک لیا ایسا دم لیا کہ
گویا مردہ ہوگئے پوجاریوں وغیرہ نے کفن کو دور کر کے میت کو جو دیکھا از حد خوش ہوے اور باہم
کہنے لگے کہ یہ نوجوان خوبصورت لڑکا شاید بیاہا مرا ہی اس کے ماں باپ یا دیگر عزیزوں نے
اس کے سر پر سہرا باندھ دیا ہی مہندی لگا دی ہی ارمان اپنا دولہ بنانے کا جو تھا بعد اس کے مرنے کے
اسے دولہ بنا کر دیکھ لیا ہی یہ جوان ایسا خوبصورت ہی کہ لاکھوں جوانوں میں ایک ہی نہیں معلوم
یہ پھول کس بوستان کا ہی فصل بہار میں خزان سے دوچار ہوا ہی اس نوجوانی میں افسوس
اس نے انتقال کیا ہی اس کے غم میں والدین اس کے زندہ نہ رہینگے جس کا ایسا فرزند نوجوان
مرجائے بھلا وہ کیونکر زندہ رہ سکتا ہی غرضکہ ایسی ہی تقریر تادیر کر کے بہت افسوس کرکے باہم کہنے لگے
پھر کہا کہ اب کی مرتبہ ایسا چولا خداوند کے بدلنے کے لیے ہاتھ آیا ہی کہ کبھی ایسا چولا خداوند کا پلٹ
کو ممکن نہوا تھا عجب یہ جوان خوبرو ہی تازہ مرا ہی چنانچہ ابھی تک اس کا گوشت گرم ہی تن اس کا بوسیدہ
مطلق نہیں ہوا ہی اب کی خوبی تقدیر سے ایسا مردہ دستیاب ہوا ہی یہ باتیں کر کے اُن ملازموں نے
بحرین جادو کے جملہ اعلی ادنی ساکنان بحرینہ کو اطلاع دی ہر ایک بصد خوشی کنارے دریا کے آکر

آیا سامان اٹھانے کا کیا گیا غرضکہ نہایت جلوس سے مردہ مذکور اٹھایا گیا ساکنان بحر بنید بصد شادمانی
باجے بجاتے ہوئے گاتے ہوئے در دولت بحرین جادو پر آئے صورت مردہ مذکور کی بحرین جادو
کو دکھا کر پوجاریوں نے عرض کیا کہ دیکھیے ابکی مرتبہ اس چولے میں خداوند سمائیں گے یہی شکل
خداوندی ہوگی بحرین جادو نے دیکھکر کہا کہ ابکی مرتبہ کیا اچھا جوان مردہ خوبصورت دستیاب
ہوا ہے خیر سے جاؤ معلوم ہوا کہ ابکی مرتبہ خداوند کی یہی صورت ہوگی پوجاری وغیرہ حکم بحرین جادو
سے فی الفور اسی طرح گاتے بجاتے ہوئے سنکھ پھونکتے ہوئے گھنٹے بجاتے ہوئے شور و غل کرتے
ہوئے ٹکٹی کو کاندھوں پر رکھے ہوئے برابر گنبد قیام خداوند کا پاپلٹ کے پہونچے اُسوقت چند
پوجاریوں نے پکار کر کہا کہ اے خداوند کا یہ پلٹ آپ کے چولا تبدیل کرنے کا زمانہ آگیا ہے لیجیے
تازہ و نوجوان و خوش رو مردہ ہے اُسدم دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اُس گنبد کے روشندان کلان
وکشادہ سے برابر دو ہاتھ بلند ہوئے پوجاریوں نے ٹکٹی پر سے میت جوان خوش رو مذکور کی
اسی روشندان میں سے دیدی بعد ازان سب خرد و کلان اسی جگہ ٹھہرے رہے خداوند نابکار
مذکور نے میت مذکور روشندان سے اندر گنبد کے لاکر بالاے زمین رکھکر سراپاے مردہ مذکور پر نظر
کرکے بہت خوش ہو کے کچھ پڑھنا شروع کیا بعد تھوڑی دیر کے اُس کے دہن سے ایک سیاہ بھونرا
نکلا نکلتے ہی اُس بھونرے کے تن بے جان اُس کا زمین پر گرا وہ بھونرا یعنی روح اُس کی جانب
دہن میت مرقوم الصدر چلی فی الفور خواجہ طیفور گردیا اٹھ بیٹھے اور کہا کہ او نابکار بھونرے
کدھر آتا ہے دور ہو کیا مجھ زندہ میں سمائے گا وہ بھونرا یعنی روح اُس کی پھر اسی کے دہن کیطرف
واسطے سمانے کے چلی خواجہ طیفور گردیا نے فی الفور خداوند مذکور کے منہ کو بند کرکے ایک بندر کا
مردہ جلد زنبیل میں سے نکالا قبل اس عیاری کرنے کے خواجہ نے راہ میں بندر کا مردہ پڑا ہوا
دیکھکر جو زنبیل میں رکھ لیا تھا اسوقت اسی مردے کو نکال کر اُس بھونرے سے کہا کہ او روح
خداوند نابکار و ناہنجار اس بندر میں سما جا ورنہ سمجھو اس گنبد سے نکل کر جانے نہ دونگا بہتر یہی ہے
کہ اس بندر میں حلول کر وہ بھونرا یعنی روح جو خداوند کا یہ پلٹ کی بصورت بھونرے کے دہن سے
نکلی تھی بمجبوری ولاچاری اُس بندر کے منہ میں جاکر تمامی اعضا میں اُس کے پھیل گئی مانند
خون کے رگ رگ میں دوڑ گئی وہ بندر زندہ ہوکے اٹھ بیٹھا خواجہ نے ایک زنجیر آہنی محکم
زنبیل سے نکال کر بندر کو اس زنجیر سے باندھا پھر ایک میخ آہنی نکال کر درون گنبد زمین پر
گاڑ کر زنجیر کو اُس میخ میں باندھا بعد ازان اُس تن بے جان و ضعیف و لاغر کو روشندان
گنبد سے باہر کر دیا پوجاری وغیرہ نے بہزار خوشی اُس تن بے جان کو ہاتھوں ہاتھ لے کر کفن
یعنی نئے کپڑے سے حسب قاعدہ لپیٹ کر بدستور ٹکٹی پر رکھکر اسی جلوس و سامان و ترک
وجمعیت سے بصد خوشی گھنٹہ و ناقوس بجاتے ہوئے طرف مرگھٹ کے روانہ ہوئے بحرین جادو
بھی ہمراہ ہوا اُسوقت کوئی ساکنان بحر بنید سے ایسا نہ تھا کہ ہمراہ نہو لاکھوں مردم کا مجمع تھا
گھنٹہ و میدم بجاتے تھے بعضے ناقوس بجاتے تھے اکثر مردم بھجن وغیرہ گاتے تھے طرح طرح کے
باجے بجتے جاتے تھے ہر ایک خوش تھا گویا روز عید تھا ایک دوسرے سے گلے ملتا تھا اور کہتا تھا
مبارک ہو کہ خداوند کا پاپلٹ نے چولا بدلا الحاصل تمام اعلی ادنی بصد خوشی ہمراہ تھے جب سب
کنارے دریا کے پہونچے موافق اپنے ملت و مذہب کے لکڑیاں جمع کرکے وہ مردہ ان لکڑیوں پر

رکھکر آگ لکڑیون مین لگا دی گئی ساتھ لکڑیون کے مردہ مذکور بھی جلنے لگا شعلہ آتش بلند ہونے لگا
اسوقت بھی وہ لوگ گانے بجانے لگے شادمانی و خوشی ظاہر کرنے لگے جب مردہ مذکور تمام و کمال
جل کر خاک ہوگیا ہر ایک ادنی اعلی نے اُس کی خاک کو اپنی آنکھون اور پیشانی پر لگایا پھر تھوڑی
تھوڑی خاک ہر ایک نے اُٹھا کر باحتیاط ظرف شیشہ یا چینی یا کاغذ مین رکھ لی بحرین جادو نے
بھی تھوڑی سی خاک واسطے دفع مرض کے اُٹھا لی پھر سب وہان سے بصد خوشی اپنے اپنے
گھر گئے ہنگام شب خاص اُن لوگون سے جن کا ذکر ہوا ہے اندر گنبد قیام خداوندگار پلپٹ کے دربان اور نوکر چاکر
وغیرہ کے اُس بزم عیش و عشرت مین اور کوئی نہین گیا وہی مخصوص تھوڑے آدمی محفل عشرت
مین بیٹھے رہے سامنے در گنبد مذکور کے نازنینان خوبرو رقص و نغمہ کیا کین خداوند مذکور اندر گنبد
کے بیٹھے ہوئے سنا کیے اسی طرح کئی روز تک بزم عشرت روبروے گنبد خداوندگار پلپٹ آراستہ
رہی بعد چند روز کے موقوف ہوئی پھر سب کو تقرری روز خوشی یعنی دن میلے کے مقرر ہونے کا
خیال ہوا ہنوز دن میلے کا مقرر نہوا تھا کہ ایک روز صاحبقران سے بحرین جادو نے کہا کہ
کچھ آپ کو اپنے وعدے کا بھی خیال ہے ابھی تک آپ نے خداوند کی شعبدہ بازی و مکاری اور
فریب دہی ہمپر ثابت نہین کی ہے زمانہ آپ کے وعدے کا گذر رہا ہے چونکہ خواجہ طیفور گردپا کئی روز
سے گنبد مین بیٹھے ہوئے تھے صاحبقران کی خدمت مین حاضر نہین ہوئے تھے اسوجہ سے
صاحبقران سمجھ گئے کہ خواجہ نے ضرور عیاری کی ہے خداوندگار پلپٹ کو اُلٹ پلٹ دیا ہے یا اُن کو
گرفتار کیا ہے کچھ نہ کچھ خداوند سے بحرین جادو وغیرہ کے خواجہ نے یہان سے جاکر سلوک کیا
کیا ہے یہ سمجھکر صاحبقران نے جواب دیا کہ چال مکاری و فریب دہی و تمام حقیقت آپ کے خداوند
کی آئینہ حیرت سے ثابت ہو جائیگی ذرا چل کر آئینے مین معاینہ کیجیے بحرین جادو ہمراہ اپنے
دوست سالوک اور صاحبقران کو لیکر اسی روز گنبد آئینہ حیرت مین گیا حاجب جادو و
دربان در گنبد مذکور نے کہ سامنے موجود تھے سلام کیا بعدہ جسقدر مردم ادنی اعلی اندرون احاطہ
گنبد آئینہ حیرت تھے سب نے بادب بحرین جادو کو سلام کیا بحرین جادو نے داخل گنبد مذکور
ہوکے صاحبقران کے کہنے سے یہ نیت کی کہ اے آئینہ حیرت فی الحال جو شکل و صورت خداوند
کا پلپٹ کی ہے وہ ظاہر ہو اور جو کوئی گنبد قیام خداوند مین ہو وہ بھی ظاہر ہو بعد اس نیت
کرنے کے پرستش آئینے پر سے دور کی بحرین جادو وغیرہ نے دیکھا کہ ایک مرد نوجوان
خوبصورت بندر زنجیر مین بندھا ہوا لیے موجود ہوا یعنی آئینے مین آیا صاحبقران زمان سلطان
کیوان شکوہ اُس بندر کو ایک خوبرو جوان مرد کے قبضے مین بستہ زنجیر دیکھکر بے اختیار ہنسے
سالوک کو نہایت تعجب ہوا بحرین جادو دریاے حیرت مین غوطہ زن ہوا دل مین کہنے لگا کہ یہ
بندر کیسا ہے یہ کیا واقعہ ہے مجکو آئینے مین بعوض خداوند کے ایک بندر ایک مرد نوجوان کے ہاتھ
مین زنجیر مین بندھا ہوا دکھلائی دیتا ہے کیا اگلی مرتبہ خداوند کا پلپٹا بندر [illegible] مین کسرت مین
اور ہوئے مین بندر کے سامنے ہین ابھی بحرین جادو متحیر تھا سوے پونہ مذکور بنظر حیرت
دیکھ رہا تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بار بار مسکراتے تھے سالوک [illegible]
در و پیش خود بھی بچشم حیرت آئینہ حیرت مین نگران تھا حاجب جادو بھی پاس کھڑا ہوا بندر کو
آئینے مین معاینہ کر رہا تھا کہ یکایک اُس بندر نے نہایت عاجزی سے دونون اپنے کان کو

کتے کی طرح دُم ہلا کر بحرین جادو کی طرف دیکھنا شروع کیا اور اپنی عاجزی و اسیری کو دانت
نکال کر دُم ہلا کر ظاہر کرنے لگا بحرین جادو نے بندر سے پوچھا کہ سچ کہہ تو کون ہے اور یہ شخص کون
ہے اُس بندر نے کہ دراصل روح اُس جوگی کی کہ جس نے خداوند کا یہ پلٹ اپنے کو بنایا اور ظاہر کیا
تھا مردہ بندر کے جسم میں سما گئی تھی بزبان فصیح کہا کہ اے بحرین جادو اے حاکم و مالک بحیرہ
آگاہ ہو کہ تمھارے آبا و اجداد کے عہد میں ہم مردہ مردہ کے اجسام میں بارہ تیرہ سو برس سے
ہمارے رہتے چولا اپنا بدلتے رہے وہ سب ہماری پرستش باعتقاد تمام کرتے رہے تعظیم و تکریم
ہماری کیا کیے اپنا خداوند ہمیں جانا کیے زمانہ مقررہ میں ہم مردہ مردہ کو واسطے ہمارے چولا بدلنے کے
اپنے ملازموں کے ہاتھ ہمارے گنبد قیام میں بھیجا کیے ہم باآرام و راحت اپنے گنبد میں رہتے
اکل و شرب سے لطف اٹھایا کیے دعویٰ خدائی و خداوندی کیا کیے تمھارے عہد میں ہم اس
بلا میں مبتلا ہو گئے بندر ہو گئے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو فی الحال تم نے اور سب نے اس شخص کو
جو جیتیں زنجیر میں گرفتار کیے ہوئے ہے مردہ سمجھ کر بھیجا تھا حالانکہ یہ دشمن عزت و جان ہمارا زندہ تھا
مردہ نہ تھا اس نے ہمیں ایسا عاجز اور تنگ کیا کہ ہمیں بندر کے جسم میں سمانا پڑا افسوس ہے تمھاری
غفلت شعاری کی ابکی مرتبہ تم نے مردے کو اچھی طرح دیکھ بھال نہیں لیا کہ یہ دراصل مردہ ہے یا نہ زندہ ہے
پس تم سب باعث ہماری بے عزتی کے ہوئے ہم اس حال کو پہونچ گئے غضب کیا تم سب نے
کہ ایسے مرد مکار عیار کو مردہ خیال کر کے ہمارے گنبد میں بھیجا اس کے گنبد میں آنے سے ہماری
یہ صورت ہو گئی اب ہماری اس مرد بدخواہ سے رہائی دلا کر و اس بارے میں تاخیر و غفلت
نہ کرو ورنہ ہم ہلاک ہو جائیں گے اس سرزمین سے بلکہ دنیا سے چلے جائیں گے تم سب سے
ناخوش ہو کر جائیں گے یہ کہکر وہ بندر اور وہ مرد نوجوان آئینے میں نظر سے غائب ہو گیا
بحرین جادو تمام تقریر بندر کی سنکے تمام حال سے آگاہ ہو کے ملول ہوا سر جھکائے ہوئے وہاں سے
اپنے دربار میں آیا سالوک سحر النشین درویش خو اور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
بھی شادان و خندان ہمراہ بحرین جادو کے اُس کے دربار میں آئے بحرین جادو نے اپنے
اہل دربار کو جمع کر کے سالوک سحر النشین و صاحبقران کو بعزت و حرمت بٹھا کے اپنے
ملازموں کو حکم دیا کہ جلد جا کر گنبد قیام خداوند کا یہ پلٹ میں داخل ہو کر اُس شخص کو جو اُس
گنبد میں ہے مع بندر کے ہمارے روبرو لاؤ خدام گئے بعد تھوڑی دیر کے اُس نوجوان مرد
خوش رو کو مع بوزنہ مذکور کے اُس وقت روبرو بحرین جادو کے لائے کہ سالوک سحر النشین
درویش خو و صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و اکثر ساحران نامی و نامور و صاحب جادو
دربار میں بیٹھے تھے جملہ اشخاص مذکور نے دیکھا کہ ایک نوجوان و شکیل مرد ایک بندر کو زنجیر میں
باندھے ہوئے ہمراہ ملازمان بحرین جادو کے آیا ہے ابھی سب جانب میمون مذکور دیکھ رہے تھے
اور وہ نظر یاس سے جانب بحرین جادو دیکھ رہا تھا گاہ عاجزی سے سر جھکا کر دانت نکال کر
دُم ہلاتا تھا کبھی دامن قبا سے بحرین جادو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر اشارہ کرتا تھا کہ اس ظالم کے
ہاتھ سے مجھکو چھوڑا دیجیے اور بندر کے پلٹ سے نکلیے یعنی میری روح کو کسی انسان کے مردے
میں جانے دیجیے جلد کسی مردے کو میرے سامنے اپنے پاس سے منگوائیے بحرین جادو نے
اُس کے حرکات و اشارات دیکھ کر برہم ہو کر پوچھا کہ سچ کہہ تو دراصل کون ہے اگر سچ کہے گا تو خیر

ورنہ ہم سب تیرے طور سے تجھ سے پیش آئینگے بندر نے مجبور ہو کر سر جھکا کر زبان فصیح کہا کہ اے
بحرین جادو سچ تو یہ ہے کہ میں جوگی ہوں تمہارے آبا و اجداد گذشتگان کے زمانے میں اس سرزمین
پر آیا تھا یہ سرزمین مجکو اچھی معلوم ہوئی تھی یہاں میں نے سکونت اختیار کی تھی جب سن میرا زیادہ ہوا
بذریعہ ایک عمل کے کہ میں اسے کرتا ہوں اور جانتا ہوں ایک روز کنارے دریا کے جاکر بیٹھا تھا ناگاہ
ایک مردہ بہتا ہوا ایک جوان کا میں نے آتے دیکھا فوراً دریا میں کود پڑا اور بذریعہ عمل مذکور کے
اُس مردے کے جسم میں اپنی روح کو لے گیا تھا چولا اپنا پرانا میں نے چھوڑ دیا تھا وہ میرا چولا تو
دریا میں بہہ گیا تھا میں نوجوان ہو کر دریا سے نکلا تھا دیکھنے والوں نے حیران ہو کر مجھسے پوچھا تھا کہ
تم کون ہو میں نے اپنے تئیں خداوند کا پلٹا ظاہر کیا تھا یہ خبر آپ کے بزرگان سلف جو اُس زمانے میں
یہاں کے حاکم تھے اُن کو پہونچی تھی وہ بھی متحیر ہو کر اُس دریا پر آئے تھے اور میرے حالات سے
آگاہ ہو کر میرے معتقد ہو کر خداوند مجکو خیال کرنے لگے تھے اور یہ گنبد جو اب تک موجود ہے انھوں نے
میری خواہش سے واسطے میرے رہنے کے بنوا دیا تھا آپ والا مقام اپنی سرکار سے واسطے میرے
روانہ کیا کرتے تھے میں بآرام تمام گنبد میں رہا کرتا تھا جس کو کچھ مجھسے پوچھنا ہوتا تھا وہ روشندان
گنبد مذکور کے پاس آکر آواز بلند مجھسے پوچھتا تھا میں اُس کو جواب دیتا تھا موافق میرے حکم کے وہ
کاربند ہوتا تھا اسی طرح جملہ امور میرے حکم سے یہاں کے باشندے کرتے تھے جس بات کو میں منع
کرتا تھا اُسکو کوئی نہ کرتا تھا اُس زمانے سے اب تک میں نے اکثر چولے بدلے ہیں مجھے اس سرزمین
پر آئے ہوئے بارہ تیرہ سو برس کا زمانہ ہوا ہے ابکی مرتبہ ایسا مردہ واسطے میرے چولا بدلنے کے
یہاں کے باشندے لائے کہ وہ دراصل زندہ تھا اور اسوقت تک زندہ موجود ہے تمہارے
روبرو کھڑا ہے زنجیر ہاتھ میں پکڑے ہوئے جو تجھے گرفتار کیا ہے میں اس ظالم سے مجبور ہو گیا اسنے
میری روح کو پرانے چولے میں بھی جانے نہ دیا ایک بندر مردہ اپنے پاس سے نکال کر مجھسے جبر و ظلم کہا
کہ اگر اپنی خیر چاہتا ہے تو اس مردہ بندر کے جسم میں سما جا اے بحرین جادو مجبوری تو بری بلا ہے اگر اسکے
کہنے پر عمل نہ کرتا تو کیا کرتا لاچار ہو کر مردہ بندر کے جسم میں سما گیا ہوں جیسا کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو اب
تجھ سے امیدوار ہوں کہ جلد کوئی مردہ انسان کا کہیں سے منگوا تو کہ میں بزور اپنے عمل قدیم کے اپنی
روح اُس مردے کے تن میں لیکر جاؤں بندر کے چولے کو چھوڑ دوں راز میرا افشا ہو گیا بڑی فضیحت
و رسوائی میری ہوئی آئندہ خیال رکھنا خوب دیکھ بھال کر مردے کو واسطے میرے چولا بدلنے کے
اپنے ملازموں کے ہاتھ گنبد میں بھیجا کرنا اور اس مرد جفاکار و ظالم عیار و مکار کو سزا سخت دیجیے
کہ اُس نے میرا راز فاش کیا ہے مجھے بندر بنا کر زنجیر میں باندھ کر گنبد سے یہاں تک لایا ہے بحرین جادو
نے ازحد برہم ہو کر کہا کہ او جوگی نابکار و مکار تو نے اپنے عمل سے شعبدہ کا یہ پلٹا دکھا کر ہمارے
آبا و اجداد اور یہاں کے تمام باشندوں کو گمراہ کیا اپنے تئیں خداوند کا یہ پلٹا ظاہر کیا اپنے تئیں
سب سے سجدہ کرایا اعلیٰ ادنیٰ کو بہکایا بیدین لامذہب کیا بڑا غضب کیا بعد بارہ تیرہ سو برس کے
آج کا حقیقت تیرے حال سے ہمیں آگاہی ہوئی اب بھی تو یہ چاہتا ہے کہ بزور اپنے عمل کے روح اپنی
کسی تن بے جان انسان میں لیجائے اور پھر گنبد میں جا کر بیٹھے خداوندی کرے لوگوں کو
گمراہ کرے راز تیرا افشا ہو گیا اب کوئی تجھے خداوند اپنا نہ جانیگا نہ کوئی سجدہ کریگا وہ ہوا
جو تیری بندگی ہوئی تھی وہ گئی دیدہ و دانستہ اب تیری پرستش کوئی نہ کریگا بلکہ یہاں کے لوگ

کبھی کوئی شخص روادار نہوگا اگر تو یہان رہے گا تو لوگ تجھسے بدی پیش آئینگے یقیناً تجھے
مار ڈالینگے تیرے حال پر مطلق رحم نہ کرینگے آب و طعام بھی تجھے نہ دینگے بہتر یہ ہو کہ اب تو
یہان سے کہین چلا جا بندر نے نہایت عاجزی کر کے کہا کہ حسب الحکم حضور مین یہان نہ رہونگا کہین
چلا جاؤنگا لیکن اسقدر میرے حال پر رحم کیا جائے کہ کوئی مردہ انسان کا ابھی کہین سے تلاش
کر کے منگایا جائے تاکہ بزور عمل مین اپنی روح کو اُس مردہ کے تن بیجان مین لیجاکر یہان سے
چلا جاؤن اگر بصورت بندر کے یہان سے کہین جاؤنگا تو جو مجھے دیکھے گا وہ ڈھیلا غلہ لکڑی
ڈنڈا مجھے مارے گا کہین بیٹھنے نہ دے گا ہکا دے گا زندگی میری بے لطف گذرے گی بحرین جادو
نے پوچھا کہ تو اب بھی اپنی روح کو تن مردہ مین لیجا سکتا ہی ہان کبھی اپنا کرتب عمل کا دکھا سکتا ہی
بندر نے کہا کہ ہان کوئی مردہ منگوائیے پھر تماشہ دیکھیے بحرین جادو نے اپنے ملازمون سے کہا کہ
اگر کوئی مردہ کہین کسی کا دستیاب ہو تو جلد لے آؤ ملازم واسطے جستجو کے گئے ہرچند مردہ انسان
کی تلاش کی لیکن نہ ملا آخر کار مجبور ہو کر پھرے اثنائے راہ مین دیکھا کہ ایک کبوتر مرا ہوا پڑا ہی ملازمون
نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر مردہ انسان کا دستیاب نہوا تو کبوتر مردہ ہی کو لے چلنا چاہیے خالی
نہ جانا چاہیے جوگی جی کا یہ پلٹا ہونے کا تماشہ دیکھ لینا چاہیے کہ کس طرح وہ اپنے عمل سے تن مردہ
مین بزور عمل اپنی روح کو لیجاتے ہین یہ تماشہ قابل دید ہی یہ خیال کر کے اُس مردہ کبوتر کو اُٹھا کر روبرو
بحرین جادو کے لاکر دست بستہ عرض کیا کہ حضور ہمنے مردہ انسان کا کہین نہین پایا ہرچند تلاش کیا
کہین دستیاب نہوا مجبور ہو کر یہ کبوتر کا مردہ لے آئے ہین بحرین جادو نے کہا کہ ہمکو مطلب سیر و تماشہ
دیکھنے سے ہی کوئی مردہ کیسا ہی ہو انسان ہو یا جانور کا مردہ ہو یہ کہکر اپنے ملازمون سے کہا کہ کبوتر مردہ
کو روبرو بندر کے رکھدو انھون نے حکم کی تعمیل کی بحرین جادو نے بندر سے کہا کہ بالفعل تو
اس کبوتر کے تن بیجان مین تو اپنی روح کو لیجا عمل کا یہ پلٹا کا ہین دکھا آئندہ دیکھا جائے گا
بندر نے کچھ الفاظ و اسما بہت آہستہ آہستہ کہ کسی نے نہین سنے اپنی زبان پر جاری کیے بعدہ
سبھون نے دیکھا کہ بصورت بھونرے کے ایک پرندہ اُس کے دہن سے نکل دہن کبوتر مردہ مین
چلا گیا بندر مردہ ہو گیا کبوتر زندہ ہو گیا اُسوقت تمام اہل دربار خصوصاً بحرین جادو وغیرہ نہایت
حیران ہوے جوگی مذکور نے روح اپنی مردہ کبوتر مین لے جاکر بحرین جادو اور اُس نوجوان خوش
رو سے مخاطب ہو کر بزبان فصیح غضبناک ہو کر کہا کہ اے بحرین جادو اے ظالم اظلم
تم دونون آگاہ ہو کہ اسوقت تو مین جاتا ہون آئندہ قابو پا کر تم دونون سے سمجھونگا حتی الامکان
تمکو زندہ نہ چھوڑونگا کمبخت مجکو کلمات سخت و درشت سر دربار کہکے مین ذلیل کیا ہی اور اس نوجوان
نابکار نے مجھپر بڑا ظلم کیا ہی یہ کہکر یہ تول کر بحرین جادو کو کلمات نامناسب کہکر اڑا اُسوقت
بحرین جادو نے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ جوگی نابکار ہمین
کلمات سخت کہکر اور ہمسے بدی پیش آئے گی ہمین اطلاع دے کر جاتا ہی اس کو جانے نہ دیجیے اگر
ممکن ہو تو ہلاک کیجیے حالانکہ ہم ساحر نامی ہین بزور سحر ابھی اس کو ہلاک کر سکتے ہین لیکن باین خیال
اپنے ہاتھ سے اس کی ہلاکت نہین چاہتے ہین کہ ایک مدت تک ہمنے لاعلمی مین اس کو خداوند
جان کر سجدہ کیا ہی اور [illegible] آبا و اجداد نے اس کی پرستش کی ہی پس جس کو
خداوند جانا ہو [illegible] ہلاک کرنا اچھا معلوم نہین ہوتا ہی صاحبقران سلطان

کیوان شکوہ نے گفتگوے بحرین جادو سنکے شادمان ہوکے دوش سے کمان اور ترکش سے
تیر نکال کر چلہ کمان میں رکھکر کبوتر مذکور کو دیکھا کہ وہ زمین سے بلند ہوکر ایک جانب اڑے جانے کا
قصد کرتا تھا کہ اسی حالت میں صاحبقران نے تاک کر ایسا تیر مارا کہ وہ کبوتر تیر میں چھد کر قریب
دریا کے پروں سے زمین پر گر کر تڑپنے لگا آخر بعد ایک لمحے کے تڑپ تڑپ کر مرگیا بروح اس بےدین
گمراہ کنندہ کی سوے جہنم روانہ ہوئی اُس کے مرنے سے سب خوش ہوئے خصوصاً صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ و سالوک سحر انگیز درویش خو و بحرین جادو بہت شادمان
ہوئے صاحبقران و سالوک نے خدا کا شکر کیا دل میں کہا کہ عجب نابکار گمراہ کنندہ دنیا سے
سوے سقر گیا ابھی صاحبقران و سالوک شکر پروردگار عالم کر رہے تھے کہ بحرین جادو نے
اُس نوجوان خوبرو مرد کی طرف نظر کر کے پوچھا کہ اے جوان سچ کہہ تو کون ہے کہاں رہتا ہے
نام تیرا کیا ہے تو نے کس حکمت و تدبیر سے جوگی کو بے ہنر مرد کے تن میں اترنے اور ہمارے کو کہا تھا
بیان کر جوان مذکور نے بحرین جادو سے پوچھا کہ کیا آپ مجکو نہیں جانتے ہیں بحرین جادو نے
جواب دیا کہ بیشک میں تجھسے آگاہ نہیں ہوں جوان خوب رو مسطور نے صاحبقران کی جانب
متوجہ ہوکر دریافت کیا کہ آپ مجھسے آگاہ ہیں یا نہیں صاحبقران نے بعقل و فہم سمجھ کر جواب دیا
کہ ان سے تو ہم واقف نہیں ہیں لیکن تمہیں خوب جانتے ہیں جوان مذکور نے پوچھا کہ اگر آپ مجھے جانتے ہیں تو بتایئے
میرا کیا نام ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ نام تمہارا خواجہ طیفور رگر دیا ہے تم ہمارے برادر و عیار ہو
چہرہ بنا کر اسوقت صورت تمہاری اور ہے لیکن تمہیں ہمارے عیار وفادار ہو یہ سنکے اُس جوان
خوش رو نے مسکرا کے عرض کیا کہ آپ نے مجھے خوب پہچانا میں ہی طیفور رگر دیا ہوں یہ عرض
کر کے بصورت اصلی ہوکر بحرین جادو و صاحبقران کو سلام کیا ہر ایک نے تعریف و ثنا کی
خصوصاً بحرین جادو و سالوک و صاحبقران نے بہت اُس کی عیاری کی ثنا کی بعدہ بالشارہ
بحرین جادو بالاسر کرسی خواجہ طیفور رگر دیا نے بیٹھکر تمام حال اپنی عیاری کا ابتدا سے تا انتہا
مفصل بیان کیا ہر ایک نے بیحد ثنا کی جب خواجہ طیفور رگر دیا حال اپنی عیاری کا بیان کر کے
خاموش ہوئے سالوک سحر انگیز درویش خو نے اور صاحبقران نے بحرین جادو سے
کہا کہ کہیے آپ پر حال خداوندگار پلٹا کا کماحقہ ظاہر ہوگیا یا نہیں اگر ظاہر ہوگیا ہو تو اب بالفعل
شہر میں کیا تامل ہے بحرین جادو نے جواب دیا کہ واقعی تمام حال خداوندگار پلٹا کا ہم پر حالی اور
ثابت ہوگیا کہ وہ جوگی تھا اُس نے ہمیں گمراہ کیا تھا آپ صاحبوں کے یہاں آنے سے اور
صاحبقران آپ کی ہدایت سے ہم راہ راست پر آگئے اپنے معبود حقیقی کو پہچانا ظلمت کفر سے نکلا اور
مسلمان ہوئے میں بھی اب کوئی عذر نہیں ہے الا ہمکو اتنا گاری ہے کہ آپ فتاح طلسم زلزلہ میں زمانہ فتح
طلسم زلزلہ کا قریب آگیا ہے ہمیں یہ منظور ہے کہ آپ کی اس بارے میں شرکت کریں لڑائیوں میں
آپ کے ہمراہ رہیں آپ کے دشمنوں سے مقابلہ و مجادلہ کریں دشمنوں کی شر سے آپ کو بچائیں
اگر اسوقت کلمہ پڑھ کر ہم مسلمان ہوجائیں گے تو سحر بھول جائیں گے پھر آپ کے دشمنوں ساحروں سے
مقابلہ و مجادلہ نکر سکیں گے آپ نے ہمیں ہدایت دین اسلام کرکے احسان عظیم کیا ہے ہم بھی
خوش ہیں آپ کے اس احسان کا شکر نکر سکیں گے پس اگر مناسب ہو تو بالفعل ہمیں کلمہ پڑھا کر مسلمان
نہ کیجیے ان بعد فتح طلسم زلزلہ اگر زندہ رہے تو ہم کلمہ پڑھکر ضرور مسلمان ہونگے بالفعل ہم مطیع دین اسلام

ہوتے ہیں اور تمامی اپنی رعایا کو جو غیر ساحر ہے حکم مسلمان ہونے کا دیتے ہیں اُن کو آپ کلمہ پڑھا کر مسلمان
کیجیے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے فرمایا کہ اے بحرین جادو تم سچ کہتے ہو ہم تمھاری رائے
کو پسند کرتے ہیں اچھا فی الحال تم مطیع دین اسلام ہو مگر اپنی رعایا کو مسلمان ہونے کا حکم دو بعدہٗ
ہم یہاں سے طرف اپنے لشکر کے جاتے ہیں تم سے رخصت ہوتے ہیں یہاں آئے ہوئے زمانہ زیادہ ہوا ہے
بحرین جادو نے حسب ارشاد صاحبقران مطیع دین اسلام ہوکے اپنی رعایا کو مسلمان ہونے کا حکم
دیا حسب الحکم جملہ مرد و زن غیر ساحر صاحبقران کی خدمت میں حاضر ہوکر کلمہ پڑھ کر صدق دل سے
مسلمان ہوئے عقائد دین و ایمان سے بہدایت صاحبقران آگاہ ہوئے مساجد کے بنانے میں
سرگرم ہوئے اپنے قدیم معبدوں کو منہدم کیا جب تمامی رعایا مسلمان ہو چکی بحرین جادو نے صاحبقران
سے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو تو آئینہ حیرت کو کہ تحفہ عجیب و غریب ہے قبول کیجیے اپنے پاس رکھیے
اس سے عجیب عجیب امور دریافت ہوں گے خصوصاً حال لوح طلسم زلزلہ کا معلوم ہوگا کہ کس کے قبضہ میں ہے
کس ساحر کے قبضے میں ہے حالانکہ بعد معلوم ہونے کے بھی لوح طلسم زلزلے کا حاصل کرنا نہایت دشوار
ہوگا ساحران نامی سے اکثر مقاموں پر جنگ عظیم ہوگی کشت و خون بے حد ہوگا کیونکہ طلسم زلزلہ
چھوٹا سا طلسم نہیں ہے بہت بڑا طلسم ہے لاکھوں ساحران نامی وغیرہ نامی اس طلسم میں ہیں دربند
بھی از حد سخت گذار ہیں بالکل دربند بھی بلا سے بے درمان آفت روزگار اپنے وقت کے ساحری کا
جمشید ہیں یہ تمام حالات شنیدہ ظاہر کیے ہیں اور لوح طلسمی کے بارے میں تو کچھ بھی معلوم
نہیں ہے کہ وہ کہاں رکھی گئی ہے صاحبقران نے مسکرا کر کہا کہ اگر طلسم زلزلہ بہت بڑا طلسم ہے اور
ساحران نامی وغیرہ نامی اس طلسم میں لاکھوں ہیں تو ہوں کچھ اندیشہ نہیں ہے خدا ہمارا حافظ
حقیقی ہے وہ ہمیں اُن کی شرارت سے بچائے گا وہ ناکارہ ہمیں قتل نہ کرسکیں گے اگر دشمن ہمارے قوی
ہیں تو نگہبان ہمارا قوی تر ہے اسی مضمون کو ایک شاعر نے بھی نظم کیا ہے ع دشمن اگر قوی است
نگہبان قوی تر است۔ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے واسطے ہمارے ایسے اسباب مہیا کرے گا
کہ وہ اسباب باعث ہماری بہبودی کے ہوں گے دربند سخت گذار سے گذر جائیں گے بالکل
دربند جو ساحری وقت و جمشید روزگار بقول تمھارے ہیں وہ بھی ہمیں روک نہ سکیں گے
اگر سد راہ ہوں گے تو ہمارے ہاتھ سے قتل ہوں گے اور بابت آئینہ حیرت کے جو تم نے کہا ہے کہ اس
آئینے کو بہر دریافت لوح طلسمی پاس رکھنا مناسب ہے پس اسے کو بھی تمھاری ہم پسند کرتے ہیں
الا پہلے اس آئینے کا امتحان اس صورت سے کیا جائے کہ گنبد آئینہ حیرت سے آئینہ حیرت کو
اٹھا کر دوسری جگہ رکھا جائے بعدہٗ بہ نیت دریافت کسی شخص یا کسی شے کے آئینے میں دیکھا جائے
اگر بدستور سابق آئینہ مذکور میں وہی شخص یا وہی شے جس کے دیکھنے کی نیت کی جائے نظر آئے تو
البتہ آئینہ حیرت عجیب آئینہ ہے ضرور ہم اس کو اپنے ساتھ رکھیں گے اس تمھارے ہدیے کو قبول
کریں گے اور اگر دوسری جگہ آئینہ مذکور کے رکھنے سے صورت مدعا کے دل خواہ نہ ہو تو آئینہ مذکور
قابل توڑ ڈالنے کے ہوگا اور صاف یہ روشن ہو جائے گا کہ جس نے اس آئینے کو بنا کر گنبد کے
درمیان رکھا ہے اُس نے خاص گنبد مذکور ہی میں آئینہ مذکور کے واسطے تاثیر دریافت حال
مخصوص کی ہے بحرین جادو نے حسب ارشاد صاحبقران آئینہ حیرت کو دوسری جگہ رکھوا کر خود مع
صاحبقران قریب آئینہ جا کر کہا کہ اے آئینہ حیرت ہم سالوک سحر النشین کے حال سے آگاہ ہونا

جانتے ہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہیں کس کام میں مصروف ہیں یا نہیں پر وہ آئینے پر سے اٹھا کر
دیکھا آئینے میں کچھ نظر نہ آیا اسوقت صاحبقران نے حاجب جادو دربان گنبد آئینہ حیرت کو طلب
کرکے فرمایا کہ اسنے حاجب جادو اس آئینے کو اٹھا کر پھر اسی گنبد میں رکھ اور اس کی دربانی کر
عرض کیا کہ اس آئینے [illegible] آپ [illegible] کی ہو آپ کی نظر سے یہ آئینہ گر گیا [illegible]
[illegible] آئینے [illegible] ہوں اب یہ دل چاہتا ہے کہ آپ کے در دولت کی دربانی کروں ہمراہ
[illegible] آپ کے [illegible] خدا میں زندگی اپنی بسر کروں اپنے دل کے آئینے کو نور ایمان
سے [illegible] کروں لہذا امیدوار ہوں کہ اس آئینے کو کسی دیگر شخص کے حوالے کیجیے یا جو مناسب
ہو وہ کیجیے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیجیے بہت زندگی میری کفر کی حالت میں گذری ہے اب کچھ زندگی
جو باقی ہے عبادت الٰہی و خدا پرستی میں بسر کروں صاحبقران نے اس سے خوش ہو کر کلمہ طیبہ
اس کو پڑھا کر مسلمان کیا وہ بصدق دل کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا ہوں سے لشکر تابع ہوا صاحبقران
[illegible] کو [illegible] مدد جان کر توڑ ڈالا پھر گنبد آئینہ حیرت اور گنبد قیام خداوند کا یہ باٹ کو
[illegible] کر حکم کیا کہ ان دونوں مقامات پر مساجد بنائی جائیں حسب الحکم مسجدوں کی بنا ڈالی گئی
بعد اس کے صاحبقران نے بحرین جادو سے فرمایا کہ اب ہمیں رخصت کرو اس نے عرض کیا کہ آج آپ
توقف فرمائیں یہاں قیام کیجیے کل یہاں سے تشریف لے جائیے گا یہ مرہون منت کی آپ کے ہمراہ
چلے گا صاحبقران نے اس کے کہنے سے اس روز بھی وہاں قیام کیا دوسرے روز ہنگام سحر
[illegible] صاحبقران نے ارادہ جانے کا کیا بحرین جادو بجائے خود حاجب جادو
[illegible] مالک و حاکم [illegible] کا کر کے رہا یا کو تعلیم و فرمانبرداری اس کا کر کے سامان سفر و جنگ فراہم و مہیا کر کے
ڈیڑھ ہزار ساحروں کی جمعیت سے ہمراہ رکاب صاحبقران ہوا یعنی تمام لشکر ساحروں کا بزور سحر
اس طرح چلا کہ ہر ایک ساحر طائر سحر کی سواری پر سوار ہوا کوئی عقاب سحر پر کوئی ساحر اژدر سحر پر
کوئی ساحر طاؤس سحر پر سوار ہوا اسی طرح ہر ایک ساحر مختلف سحر کے درندوں اور پرندوں پر سوار
ہوئے بحرین جادو تخت سحر پر سوار ہوا پھر سب ساحروں کو اپنے ساتھ لے کر زمین سے بلند ہو کر
ابر [illegible] ہو کر سوئے لشکر صاحبقران چلا امیر با توقیر ساتھ عمر و انشیں و خواجہ طیفور کردیا
کو [illegible] مرکب پر سوار ہو کر تخت سحر پر ساتھ بحرین جادو کے بٹھلا کر [illegible] وہاں سے الغرض
روانہ ہوئے اثنائے راہ میں منزل بمنزل قیام کرتے ہوئے دشت و کوہ و دریا کی سیر کرتے
ہوئے دریائے بحرین سے عبور کرکے قطع منازل کرکے ایک روز قریب فرودگاہ لشکر اہل اسلام پہونچے
ہرکاروں نے لشکر اہل اسلام کو خبر تشریف آوری صاحبقران سرداران لشکر اہل اسلام کو دی
پھر دیتے خبر تشریف آوری صاحبقران کے شاہان ہفت ملک و صدہا سرداران سپاہ اسلام
استقبال صاحبقران مرکبوں پر سوار ہو کر بصد خوشی روانہ ہوئے اثنائے راہ میں استقبال
صاحبقران سے سرفرازی و شادمانی حاصل کرکے صاحبقران کو بہزار خوشی و تعظیم و تکریم لشکر میں
لائے صاحبقران [illegible] داخل لشکر ہو کر مرکب سے اتر کر بارگاہ فلک فرسا میں داخل ہوئے
سالوک بھی مرکب سے اترا خواجہ طیفور بھی ہمراہ صاحبقران بارگاہ میں گئے بحرین جادو بھی
مع اپنے لشکر کے بلندی سے بالائے زمین آیا کثرت مردان لشکر اہل اسلام پر نظر کر کے خوش ہوا
پھر خیام و بارگاہ اپنا استادہ کرا کے داخل بارگاہ ہوا تمام ساحر بھی سحر کی سواریوں سے اتر کر داخل

خیام ہوئے تمام مردمان اہل لشکر صاحبقران کے آنے سے خوشی ہوئی لشکر اہل اسلام میں صاحبقران
کیا داخل ہوئے گویا بہار باغ میں آئی ہر ایک لشکری و سپاہی و سردار و رئیس شادمان ہوا صدائے
نقارہ ہائے کلان بلند ہوئی ہنگام شام بعد نماز مغرب میں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اپنی
بارگاہ سے برآمد ہوکر دربار میں جاکر اپنے دنگل شوکت پر بیٹھے تمام سرداران لشکر و شاہان
ہفت ملک نے حاضر دربار ہوکر باادب سلام کیا بعد ازان ہر ایک سردار اپنے اپنے دنگل پر بیٹھا
سالوک صحرا نشین و بحرین جادو و کوکب انجم حصاری و خواجہ طیفور گر دیا بھی دربار میں آکے
علی قدر مراتب دربار میں بیٹھے شاہان ہفت ملک و دیگر سرداران لشکر اہل اسلام نے بعد مزاج پرسی
عرض کیا کہ جب سے آپ لشکر سے واسطے شکار کے تشریف لے گئے باوجود راحت و آرام کے ہم سب نے
پریشان خاطری سے زندگی بسر کی اندیشہ و تردد میں شب و روز گذارے چند روز کا زمانہ گذرا ہے کہ جو
سواران سپاہ و خدام آپ کے ہمراہ سمت شکارگاہ گئے تھے وہ آگئے تھے اُن سے صرف یہ معلوم
ہوا تھا کہ آپ ہمراہ سالوک صحرا نشین و روشن تن کے سمت بحر نیہ برائے دریافت حال بادشاہ
لشکر اہل اسلام گئے ہیں یہ خبر سواران مذکور سے سنکے فی الجملہ اطمینان ہوا تھا اب آپ جو تشریف
لائے تو ہمارے غنچہ ہائے قلوب بکثرت خوشی سے شگفتہ ہوگئے تردد و اندیشہ دفع ہوا صاحبقران
کشورستان نے فرمایا کہ ہاں ہم ہمراہ سالوک دیندار عابد و پرہیزگار کے کہ وہ ہمارے ہمراہ آئے
ہیں اور یہ دربار میں بیٹھے ہیں سوئے بحر نیہ گئے تھے شاہان ہفت ملک نے پوچھا کہ فرمائیے کچھ حال
بادشاہ لشکر اہل اسلام سے آگاہی ہوئی یا نہیں امیر با توقیر نے تمام حال جو کچھ بحر نیہ میں گذرا تھا
مفصل بیان کیا شاہان ہفت ملک اور ہر ایک سردار لشکر اہل اسلام تمام حال سنکے شادمان ہوا
ہر ایک کو معلوم ہوا کہ بادشاہ موصوف مع الخیر ہیں بادشاہ انجم حصار نے صاحبقران سے دریافت
کیا کہ کچھ حال لوح طلسم زلزلہ کا بھی آپ کو کسی سے معلوم ہوا کہ وہ کہاں ہے بانیان طلسم نے اُسکو
کس جگہ بحفاظت رکھا ہے امیر کشورستان نے فرمایا کہ ہمکو تو کسی سے کچھ حال لوح طلسمی کا معلوم
نہیں ہوا ہے اگر آپ کو معلوم ہو تو بیان کیجیے تاکہ فکر حصول لوح مذکور کی جائے کوکب انجم حصاری
نے کہا کہ ہمکو حال لوح طلسم زلزلہ سے مطلق آگاہی و خبر نہیں ہے جب سے ہمنے ہود سرمست بادشاہ
طلسم زلزلہ کی اطاعت و ماتحتی اختیار کی تھی شاہ طلسم مذکور نے خوش ہوکر ہماری دختر نیک اختر کو
اپنی دختر تصور کرکے وہی چند نقابداران طلسمی جنکو خضران بن عمرو ثانی نے آپ کے روبرو
نیست و نابود کیا ہے حوالے کیے تھے دختر میری اُن نقابداران طلسمی کی حاکمہ تھی نقابداران مذکور
میری دختر کے فرمانبردار تھے سوائے اُن نقابداروں کے اور کوئی شئے طلسمی ہمارے یا ہماری دختر
کے حوالے شاہ طلسم نے نہیں کی تھی صاحبقران نے بحرین جادو سے مخاطب ہوکے پوچھا کہ
اے بحرین جادو ہر چند کہ قبل اس کے تم ہمسے کچھ سنے ہوئے حالات طلسم زلزلہ کے بیان کر چکے ہو
اور بابت لوح طلسمی کے بھی ہمکو جتا چکے ہو کہ جائے لوح طلسم زلزلہ سے آگاہی نہیں ہے لیکن کچھ تمنے بھی
بابت لوح طلسمی کبھی کسی سے کچھ سنا ہے اگر سنا ہو تو بیان کرو تاکہ فکر حصول لوح مذکور کی جائے
اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ سال گذشتہ اس کمترین نے ایک میلہ کیا تھا اس میلہ میں میں نے
اکثر سلاطین و حاکمان دربند و شاہان قلعہ کو طلب کیا تھا ازانجملہ ہود سرمست جادو بادشاہ
طلسم زلزلہ کو بھی بذریعہ نامہ بلایا تھا وہ بادشاہ متکبر و مغرور خود تو نہیں آیا تھا مگر اُس نے بدوش

اپنے اپنے وزیر عظم و دستور معظم حکیم جالوس ساکن شہر جالوسیہ کو میلے مین بڑے سامان و جلوس بہ
شان و شوکت سے بھیجا تھا وہ بصد کر و فر مع سپاہ کثیر ساحران بحر بیٹہ کے میلے مین آیا تھا بہت بڑا
میلہ ہوا تھا تمام صحرا اتنا کنارہ بحر بیٹہ مردمان تماشائی سے بھرا ہوا تھا کثرت ساحران و سوداگران سے
صحراے مذکور مین راہ چلنے کی بھی جگہ نہ تھی اگر تمام حال میلے کا عرض کرون تو میری تقریر کو بہت
طول ہوگا خلاصہ یہ کہ ایسا بڑا میلہ ہوا تھا کہ شاید اب کہین کسی جگہ مثال اس میلے کے نہو اس میلے مین
بہت سے حاکمان قلعہ و دربند و شاہ کوہ و دشت و دریا بھی بڑے بڑے جلوس و سامان سے لشکر
اور علی قدر مراتب فوج و لشکر بھی اپنے ساتھ لائے تھے از انجملہ حکیم جالوس مذکور بھی سب سے
زیادہ تر جلوس و سامان سے آیا تھا مین نے اس کو بعزت و حرمت مکان اپنا کیا تھا دعوت و ضیافت
و خاطر داری سب سے زیادہ مین نے حکیم جالوس کی کی تھی وہ بہت خوش ہوا تھا مین نے اس سے
تخلیے مین یہ دریافت کیا تھا کہ تمھارا بادشاہ فی زمانہ کس شغل مین ہے اور طلسم زلزلہ کا کیا حال ہے بدستور
سابق ہے یا کچھ آثار شکست طلسم زلزلہ پیدا ہوئے ہین کیونکہ حساب کی رو سے زمانہ بقاے طلسم زلزلہ
اب بہت کم باقی رہا ہے اور لوح طلسم مذکور ابھی تک تمھارے بادشاہ کے قبضے مین ہے یا نہین اور اگر لوح
طلسمی قبضہ شاہ موصوف مین ہے تو جائے محفوظ مین ہے یا نہین کہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ پیدا ہونیوالا
ہے اس نے مسکرا کر جواب دیا تھا کہ ہر چند زمانہ طلسم زلزلہ کے ٹوٹنے کا اور فتح ہونے کا قریب آگیا ہے
مگر اسے بحر بیٹہ جادو طلسم زلزلہ وہ طلسم ہے کہ جس کا فتح کرنا نہایت دشوار ہے دربند ایسے ایسے سخت و
دشوار گذار ہین کہ طلسم کشا کے فرشتے بھی ان دربندون سے اور مرحلون سے گذر نہین سکتے ہین
ایک ایک دربند ایک ایک مرحلہ ادنیٰ سا ایسا دربند اور مرحلہ ہے گویا ایک مختصر طلسم ہے بند و بست و
انتظام اسقدر ہر ایک دربند پر ہے کہ اگر مفصل بیان کرون تو تمکو حیرت ہو جائے اور ایسے ایسے
ساحران نامی و نامور و حید عصر و یکتاے روزگار ساری وقت جمشید روزگار حاکم و مالک جانب
بادشاہ طلسم زلزلہ سے مرحلون اور دربندون مین ہین جو بلاے روزگار ہین سحر و ساحری مین یگانہ
آفاق ہین فریب و مکاری و عیاری مین بے عدیل و نظیر ہین ان کے سحر سے ساحر نامی بھی جانبر
نہین ہو سکتا ہے بادشاہ طلسم زلزلہ بھی نہایت عاقل و ہوشیار ہے بھلا اس کے اختیارات اور سحر کا
کیا حال اظہار کیا جائے اس کی جانب سے مین نے ایسے ایسے سامان گرفتاری طلسم کشا کیے ہین کہ
ان کو زبان پر بخیال افشاے راز لا نہین سکتا اور لوح کو ایسے مقام محفوظ مین مین نے اپنے سحر کی قوت
سے رکھا ہے کہ وہان تک کسی کا گذر ہو نہین سکتا کوئی وہان تک جا نہین سکتا کوئی مقام لوح طلسمی
تک طلسم کشا کو پہونچا نہین سکتا مجکو اپنے ایک عزیز سے اندیشہ تھا اس کو بھی مین نے از راہ خیرخواہی
اپنے بادشاہ کے ایسی جگہ قید کرا دیا ہے کہ وہان تک کوئی فرد بشر جا نہین سکتا دلیرانہ اس کو رہا نہین
کر سکتا مین نے اس سے پوچھا تھا کہ کس اپنے عزیز کو تمنے کس وجہ سے اور کس خیال سے قید کیا ہے
اس نے پہلے اظہار کرنے سے تامل کیا تھا آخر میرے اصرار سے مجھے دوست اپنا جان کر بد خواہ
تصور نکر کے اسقدر بیان کیا تھا کہ ہمارا برادر خورد جو حقیقی بھائی ہے اور نام اس کا حکیم سالوس ہے
نہایت عاقل و فہیم و دانا ہے علم رمل و نجوم وغیرہ علوم مین مہارت کامل رکھتا ہے مین جب بضرورت
کار اپنے شہر جالوسیہ مین جاتا تھا اپنے اہل و عیال مین چند سے بسر کرتا تھا اکثر اوقات حالات طلسم
زلزلہ اور لوح طلسم زلزلہ وغیرہ حال مرحلات طلسم زلزلہ جس جس مقام اور جگہ کا انتظام کرکے طلسم زلزلہ

سے اپنے گھر جاتا تھا اپنے اہل و عیال اور اپنے بھائی سالوس سے بیان کرتا تھا وہ بگوش دل
سنا کرتا تھا اور اکثر باتیں وہ بھی مجھسے پوچھا کرتا تھا میں اُس کو اپنا بھائی اور امین راز جان کر بتا دیا
کرتا تھا مجھ اُس سے مجھکو خوف افشائے راز اور اندیشہ دشمنی بادشاہ طلسم زلزلہ نہ تھا ایک زمانہ ایسا
آیا کہ برادر مذکور میرا مائل بدین اسلام ہونے لگا میں نے بخیال دور اندیشی اُس کو بارہا سمجھایا کہ
اے برادر بجان برابر تمہارے اطوار و طرز تقریر سے ایسا پایا جاتا ہے کہ تمکو رغبت طرف دین اسلام
کے ہے لہذا اپنے دین آبائی کو برا نہ جانو دین اسلام کی طرف مائل نہو اُس نے یہ جواب دیا تھا کہ اے
برادر مکرم یہ فقط آپ کا خیال ہی ہے میں اپنے آبائی دین پر ثابت قدم ہوں ہرگز رغبت مجکو دین اسلام
کی طرف نہیں ہے لیکن مجکو اُس کے کہنے کا یقین نہوا بجائے خود خیال کیا کہ اکثر راز طلسم زلزلہ کے
میں نے اس کے سامنے بیان کیے ہیں اور وہ خود بھی بعض بعض حالات طلسم سے بذریعہ اپنے علوم
کے آگاہ ہوسکتا ہے اگر طلسم کشا تک یہ پہونچ جاویگا یا خود طلسم کشا اس کے پاس اپنے تئین
پہونچاویگا اور راز ہائے طلسم زلزلہ علی الخصوص حال لوح طلسمی اس سے دریافت کریگا
اور یہ بوجہ راغب ہونے جانب دین اسلام کے بتادیگا تو غضب ہو جائیگا یہ خیال کرکے میں
اپنے بھائی کو گرفتار کرکے جالوس سے روبرو شہنشاہ طلسم زلزلہ کے لے گیا تھا اور تمام اُسکے
بھائی کا حال ظاہر کیا تھا شہنشاہ ساحران نے مجھسے بہت خوش ہو کر بہت بڑا خیرخواہ اپنا مجکو
جان کر مجھسے پوچھا تھا کہ اے جالوس تیرے بھائی کے بارے میں کیا تدبیر کی جاوے میں نے
عرض کیا تھا کہ شہنشاہ اس کو کہیں قید کریں یا کسی اپنے معتمد و معتبر ملازم کے حوالے کریں کہ وہ
اس کو لے جاکر کہیں ایسی جگہ قید کرے کہ کوئی اس تک جا نسکے نہ اس کو کوئی بہادر دلیر اٹھا لا
سکے شاہ طلسم نے گفتگو میری سنکے تعریف میری خیرخواہی کی کرکے جانب اہل دربار دیکھا
تھا اسوقت ابر باران جادو کہ اُس کو بھی ایک وزیر شہنشاہ سمجھنا چاہیے حاضر دربار تھا
اُس سے کہا کہ اے ابر باران جادو حکیم سالوس کہ بھائی حکیم جالوس ہمارے وزیر کا ہے
اور یہ راغب جانب دین اسلام بھی ہے اور کچھ راز ہائے طلسم زلزلہ سے آگاہ بھی ہے اس سے
اندیشہ دشمنی ہے لہذا اس کو ایسے صحرائے ہولناک میں لیجا کر اپنے سخت تر سحر میں اسطرح
اسیر کر کہ فتاح طلسم اس کو کسی فکر و تدبیر سے رہا کر نسکے ابر باران جادو نے عرض کیا تھا کہ
حسب الحکم شہنشاہ اسے بخواہ حضور کو ایسی جگہ قید کرونگا کہ وہ مقام پرخوف و خطر ہوگا اور اسے
اپنے سحر میں مبتلا کرونگا کہ کوئی ساحر میرے سحر کو دفع نکر سکیگا علاوہ قید سحر کے ہمت حکما کی بھی
اپنے سحر میں شرکت کردونگا اور خود مع اپنے چیلوں کے سحر کی نگہبانی کرونگا کیا مجال کسی کی کہ
میری زندگی میں کوئی اس کو رہا کر سکے شہنشاہ ساحران نے خوش ہو کر اسے خلعت و انعام
دیا تھا وہ میرے بھائی کو واسطے قید کرنے کے لے چلا اسوقت میں نے کچھ خیال کرکے
ابر باران جادو سے کہا کہ چند ساعت میرے بھائی کے قید کرنے میں تامل کر شہنشاہ
ساحران نے سبب پوچھا تھا میں نے دست بستہ عرض کیا تھا کہ اس میرے برادر کے چار شخص
رفیق و ہمدم و ہمراز ہیں شاید ان سے اس نے وہ راز جو کہ یہ جانتا ہے بیان کیے ہوں اور وہ طلسم کشا
سے وہی راز ہائے طلسم زلزلہ جو متعلق لوح طلسمی و مرعلامات وغیرہ کے ہیں بیان کردینگے تو
باعث و سبب خرابی و بربادی اس طلسم کا ہوگا لیس میں اُن کو بھی جاکر گرفتار کرلاؤں تاکہ

اسی رازدان کے ساتھ وہ بھی قید کیے جائیں شہنشاہ موصوف نے میری دور اندیشی و عقل و
فہم و فراست پر غور کر کے خیرخواہ طلسم زلزلہ و نیز اپنا خیرخواہ یقینی جان کے سر دربار میری بہت
تعریف کی بعد خلعت فاخرہ مجھے دیا میں نے خلعت سے سرافراز ہو کر سوسے جالوس جا کر مع چار
رفقا کے اُس کے اور خود اپنے کو اپنے سحر میں اسیر کیا تھا پھر بعجلت داخل دربار شہنشاہ ہو کر اُن
چارون اشخاص رفقا کے برادر کو بھی حوالے ابر باران جادو کے کر دیا تھا وہ اسی وقت پانچون
آدمیون کو دربار سے واسطے قید کرنے کے لے گیا تھا چنانچہ جیسا اُس نے کہا تھا ویسا ہی
کیا تھا یعنی اُس کے بھائی کو مع اُن چارون رفقا اُس کے بقیہ شدید سحر و شرکت حکمت و تدبیر
حکما اسیر کیا تھا اسے مجھ پر جادو آگاہ ہو کر وہ پانچون اشخاص مذکور اب تک قید ہیں ابر باران
جادو وہ اُن کا نگہبان ہے لوح طلسمی ایسی جگہ رکھی گئی ہے کہ دستیاب ہونا وہاں سے نہایت مشکل و
نہایت دشوار ہے طلسم کشا اگر ظاہر ہوگا تو بھی کیا کر سکتا ہے جب اُس کو نشان لوح طلسمی نہ معلوم ہوگا
کوئی اُس مقام پوشیدہ کی لوح طلسم زلزلہ تک نہ پہونچ سکے گا اور وہ لوح مذکور پا نہ سکے گا تو
فتح طلسم زلزلہ کیونکر ہوگی میں نے اُس سے یہ بھی پوچھا تھا کہ ابر باران جادو نے تمھارے
بھائی وغیرہ کو کہاں قید کیا ہے جالوس نے بتانے میں تامل کیا تھا اور یہ پوچھا کہ تم کیون دریافت
کرتے ہو میں نے جواب دیا تھا کہ یونہین پوچھتا ہون تمھارا اور تمھارے بادشاہ کا خیرخواہ
ہون بدخواہ نہیں ہون دل چاہے بتاؤ نہ دل چاہے تو نہ بتاؤ اس راز کو مجھ سے چھپاؤ مجھکو اپنا
دشمن جان کر اخفا کرو میری اس تقریر سے حکیم موصوف نے خیال میرے ملول ہونے کے
اور بہ سبب مجھے اپنا دوست جاننے کے مقام قید اپنے بھائی کا بتا دیا تھا پھر وہ بعد ختم جلسے کے
مجھ سے رخصت ہو کر چلا گیا تھا چونکہ ابر باران جادو میرا دوست قدیم ہے اب تک واسطے
اُس سے ملنے کے جایا کرتا ہون اے صاحبقران عالی جاہ میں حالات طلسم زلزلہ سے بس
اسی قدر رہا تھا ہون مقام لوح طلسمی سے مجھے آگاہی نہیں ہے اگر سالوس رہا ہو تو شاید
اُس سے حال لوح طلسمی کا معلوم ہو اور اُس کے سبب شراکت سے لوح مذکور دستیاب ہو
ورنہ لوح طلسم زلزلہ کا دستیاب ہونا ممکن نہیں ہے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے پوچھا
کہ تم ہمکو بمقام زندان حکیم سالوس وغیرہ لیجا سکتے ہو اور وہ زندان یہاں سے کتنی دور ہے بحرین جادو
نے عرض کیا کہ یہ کمترین آپ کو جا کے زندان حکیم سالوس تک لیجا سکتا ہے مقام زندان حکیم سالوس
یہاں سے آٹھ سات منزل کے فاصلے پر ہے چندان دور نہیں ہے وہاں تک آپ کو لیجانا تو آسان ہے مگر
رہائی حکیم سالوس کی دشوار ہے کیونکہ حکیم صاحب موصوف اسیر سحر ابر باران جادو ہیں سحر ساحر مذکور کا
دفع کرنا میرے امکان سے باہر ہے کیونکہ سحر اُس کا نہایت زبردست و سخت ہے الا مکر و فریب و حیلہ و عیاری
شاید در رہا ہا کند آگے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ خداوند عالم ہمارا معین و
مددگار اس کار خیر میں ہوگا ہمیں اُس کی ذات سے امید قوی ہے کہ وہ کوئی ایسا سبب پیدا کرے گا
کہ جس سے ابر باران جادو مغلوب ہو جائے گا خداوند عالم ہمکو اُس پر غالب کرے گا ہم بفضلہ تعالی
حکیم سالوس کو زندان سے رہا کرائیں گے اُس کے رفقا کو بھی قید سے چھوڑا لیں گے کوئی تدبیر و حکمت
وہ قادر و توانا ہمیں یا ہمارے خیرخواہوں سے کسی عنوان سے ایسی کرائے گا کہ جو بکار آمد ہوگی یہ
ارشاد کر کے خاموش ہوئے بعدہ دربار برخاست کیا ہر ایک اہل دربار و سرداران شور شعار و شاہان

ذی وقار سے اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ میں گیا صاحبقران اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے سالوس
صنصر انشطین و بحرین جادو بھی اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ میں گئے اور ہر ایک اپنے کارہائے ضروری میں مشغول ہوا

رہائی حکیم سالوس وغیرہ کی و نیز ذکر ابر باران جادو و بحرین جادو و خواجہ طیفور گرد پا و دیگر حالات متضمن داستان ہذا۔ مخمس

اے زن دنیا کے مفتون ہونے والے ہوشیار — دیکھ اے کشتۂ ضلالت ہونے والے ہوشیار
اے مسافر زاد عقبیٰ کھونے والے ہوشیار — اے بے خبر دشت فنا کے سونے والے ہوشیار
چونک اب بھی اگر کہ اجل کرنے کو ہے تیرا شکار

پھینک دے دامن سے گل بس کر چکا سیر چمن — جا چکا ہنگام عشرت آ گیا وقت محن
ہوش میں آ ترک کر دے الفت اولاد و زن — کیوں نہیں بے خبر کر فکر کافور و کفن
تا کجا غفلت بس اب تجویز کر اپنے مزار

کچھ بنا لو دولت دنیا پہ کیوں مغرور ہے — حشمت و اجلال نا زیبا پہ کیوں مغرور ہے
چند روزہ رتبۂ اعلیٰ پہ کیوں مغرور ہے — فرش بزم و مخمل و دیبا پہ کیوں مغرور ہے
حال کھل جائیگا جب ہم قبر میں ہوگا فشار

دیکھ فرش مخمل و دیبا نہیں ہے دائمی — گر تصور عشرت دنیا نہیں ہے دائمی
یاد رکھ جاہ و حشم تیرا نہیں ہے دائمی — اس سرا میں بے خبر رہنا نہیں ہے دائمی
ایک ساعت میں گذر جائیگا یہ راہگذار

کور باطن کی طرح کا تو بنا ہے دیدہ ور — ہے سفر نزدیک کر لے کچھ جمع کچھ زاد سفر
سطح میں بیٹھا ہوا ہے دھیان ہے تیرا کدھر — وائے ہو غفلت یہ تیری کچھ نہیں تجکو خبر
رشتۂ خام نفس کو جانتا ہے استوار

دم نکلنے کی اذیت کا تصور چاہیے — اے بے خبر وقت مصیبت کا تصور چاہیے
جاننے والوں سے فرقت کا تصور چاہیے — گوشۂ تاریک تربت کا تصور چاہیے
مست خواب عیش دنیا ہے بہت نا پائدار

دل ترا ہو جائیگا درد و محن سے چاک چاک — وہ نہ آئینگے نظر جن سے نہایت تھا تپاک
نقص سے دنیا میں جن کو جانتا ہے صاف و پاک — ایکدن ان نرگسی آنکھوں میں بھر جائیگی خاک
خواب ہو جائیگا ذکر سرمۂ دنبالہ دار

صحبت وعظ و نصیحت کی نہیں ہے تجکو جو — یہ بھلا کیسی غضب کی بات ہے کچھ دیکھ تو
مان لے اس بات کو سمجھائے عاقل تجکو جو — یہ قبائی جسم کے ذکرے یہ پرہم نہو
یاد رکھ اک حال پر اسکو نہیں ہر دم قرار

محرران جادو رقم و کاتبان عالی ہمم اس داستان بے نظیر و دلپذیر کو اس طرح تحریر کرتے ہیں
کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بعد تشریف لانے جزیرہ سے چند روز تک اپنے لشکر

ظفر انتمین رہکر ایک روز سر دربار ارشاد کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کل ہم یہان سے جانب مقام زندان
حکیم سالوس براے رہائی حکیم صاحب موصوف روانہ ہونگے لہذا اے بحرین جادو سامان سفر
درست کر لینا اور اشیاے ضروری فراہم کر لینا ہمارے ہمراہ چلکے مقام زندان حکیم صاحب ممدوح ہمین
دکھا دینا جملہ سرداران لشکر اہل اسلام نے عرض کیا کہ ہم سب بھی ہمراہ رکاب جناب چلین گے فکر رہائی
حکیم صاحب موصوف کرین گے ابرباران جادو اگر سامنے آیا تو اوس سے بہ تیغ و تیر و خدنگ
لڑینگے اوس کو مع اوس کے اہل لشکر کے قتل کرین گے بشرطیکہ وہ دلیرانہ مقابلہ کرے سحر نکرے
اور اگر سحر بھی کرے گا تو پھر ہم سب جان نثار و سرفروش ہین مرنے سے ڈرتے نہین ہین ایسا واسطے
چند روزہ حیات کے ہوسے ہین ہمیشہ دنیا مین رہنا نہین ہی ایک روز مرنا ضرور ہی ابرباران جادو
پہلوانی تیرون کا سا کر حوصلہ جنگ نکال کر اوس کے سحر سے بے قابو ہوکر مر جائین گے دنیا مین نام کر جائینگے
صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا کہ آپ صاحبون کے بہادر و دلاور ہونے مین کچھ شک نہین لیکن
وہان آپ صاحبون کا جانا عبث ہی بہتر و مناسب یہ ہی کہ ایسی جگہ قیام پذیر رہیے ہمارے ساتھ
چلنے کا ارادہ نہ کیجیے انشاء اللہ تعالیٰ بشرط حیات ہم وہان سے اس طرف جلد آئین گے وہان توقف
نکرین گے بعد رہائی حکیم سالوس کے اس طرف آئین گے اور اگر قضا نے یہان تک آنے کی
مہلت نہ دی تو مجبوری ہی پھر جو آپ صاحبون کو مناسب ہو وہ کیجیے گا الا ثواب سورۂ فاتحہ سے ہمین
محروم نہ کیجیے گا گاہ گاہ یاد کر لیجیے گا بھول نہ جائیے گا بحرین جادو سے سنا ہی کہ ابرباران جادو سحر مین
کامل ہی سحر اوس کا ایسا ہی کہ کوئی ساحر دفع نہین کر سکتا ہی اوس کو اپنے سحر پر ناز و غرور ہی غالب
اوس سے بھی سامنا ہوگا اکثر سرداران نے عرض کیا کہ ایسی صورت مین تو ہم سرفروشون کا بھی
ہمراہ رکاب چلنا بہتر معلوم ہوتا ہی صاحبقران نے جواب دیا کہ خلاف بہادری ہی کہ ایک ساحر ملازم
شاہ طلسم زلزلہ کے خوف سے اور نیز اوس سے مقابلہ کرنے کی غرض سے ہم تمام اپنا لشکر یہان سے
لیے جائین ہم تنہا مع خواجہ طیفور گرد پاکے واسطے رہائی حکیم سالوس کے یہان سے جاتے
ہین مقام زندان حکیم صاحب موصوف ہم نہین جانتے ہین لہذا بحرین جادو کو بغرض اس ضرورت کے
ساتھ لیے جاتے ہین کہ وہ جاے زندان حکیم صاحب ممدوح جانتا ہی ہمین وہان تک لے جاے گا ورنہ
ہم بحرین جادو کو بھی ہمراہ نہ لے جاتے خداوند عالم کی مدد و اعانت پر بھروسہ کرکے تنہا مع خواجہ
کے جاتے پس آپ صاحبون کا وہان چلنا مناسب نہین ہی یہ فرما کر خاموش ہوے سرداران
سپاہ نے ہمراہ رکاب چلنے کے بارے مین پھر کچھ تقریر نکی بحرین جادو نے عرض کیا کہ یہ خاکسار
آج ہی سے سامان وہان کے چلنے کا کرے گا اور جو کچھ تدبیر سوچا ہی وہان جا کر کرے گا یہ عرض
کرکے خاموش ہوکر اوسی وقت سے درستی سامان جنگ مین مصروف ہوا اور اسباب سحر و ساحری
احتیاطاً فراہم کرنے مین مشغول ہوا جب وہ روز و شب بسر ہوگئے وہ زمانہ آیا کہ شاہ انجم سپاہ خوف
آمد شاہ خاور سے جانب غرب جا کر پوشیدہ ہونے لگا اور انجمن انجم بے رونق ہونے لگی شاہ
انجم سپاہ کے چہرے پر خال نیزہ ہاے خطوط شعاعی شاہ خاور سے اوداسی ظاہر ہونے لگی سپیدی
رخ انور سے عیان ہونے لگی رنگ چہرہ فق ہوگیا سپیدی سحر دمبدم نمایاں ہونے لگی سیاہی شب
دور ہونے لگی کوکب تابان نہان ہونے لگے آثار سحر فلک پر نمایان ہونے لگے نسیم سحر چلنے لگی چھکے
لیلی شب کے اکھڑنے لگے مرغان خوش الحان چہچہے کرنے لگے بلبلین نغمہ سرا ہوئین طیور اپنی زبان مین ذکر خدا

کرنے لگے جھونکے باد سحر کے چلنے لگے خیمۂ لیلی شب کا اٹھنے لگا فرش نور سحر زمین پر بچھنے لگا آنًا فانًا
روشنی سحر بڑھنے لگی تاریکی شب گھٹنے لگی موذن مساجد مین بانگ اللہ اکبر بلند کرنے لگے دیندار و
نمازگذار و عباد خواب غفلت سے بیدار ہوگئے اکثر ادا ے نماز سحر کرنے لگے صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و جملہ سرداران حق پژوہ و تمامی اہل لشکر اسلام خواب سے بیدار ہوگئے اکثر ادا ے
نماز سحری کرنے لگے بستروں سے اٹھے ہر ایک نے بعد وضو کرنے کے سجادہ بچھایا صاحبقران
موصوف اپنی بارگاہ سے برآمد ہوئے جملہ سرداروں اور سواروں نے بعد ادب سلام کیا
صاحبقران عالی مقام جواب سلام دے کر اپنے سجادۂ عبادت پر تشریف لائے موذن نے باواز
بلند و خوش الحانی اذان کہی دیندار و نمازگذاروں نے عقب امیر کشورگیر صفین آراستہ کین
بعد اقامت صاحبقران نے ایستادہ ہوکر بعد نیت ادا ے نماز سحر تکبیرۃ الاحرام کہی پھر ہر ایک نے
پیشوا ادا ے نماز صبح تکبیر باواز بلند کہی نماز جماعت ہونے لگی ہر ایک دیندار جو قریب تر ایستادہ
صفوف مین تھا وہ قرارت سورہ ہا ے قرانی بگوش حق نیوش سننے لگا بعد ختم ہر دو سورہ رکعت اول
ہمراہ پیش نماز یعنی صاحبقران موصوف کے ہر ایک نے رکوع کیا بعد ازان سجود بجا لاے پھر
ساتھ اپنے پیش نماز کے سب اٹھے صاحبقران نے مثل رکعت اول کے رکعت ثانی مین بھی دو سورہ
فرقان کی بخوش آوازی تلاوت کی پھر قنوت پڑھ کر رکوع کیا ہر ایک دیندار نے بھی متابعت اپنے
پیش نماز ممدوح کی کی بعد ذکر رکوع سب ہمراہ صاحبقران سجدے مین گئے برجوع قلب ذکر سجدہ
کرکے سجدے سے سر اٹھا کے استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ کہکے دوسرا سجدہ کیا پھر ذکر دوسرے سجدے کا
بھی کرکے سب نمازی درست ہوکر بیٹھے ہمراہ صاحبقران کے ہر ایک نے تشہد پڑھ کر سلام پھیر کر
نماز کو ختم کیا بعدہ ہر ایک دیندار وظائف مین مصروف ہوا خصوصًا صاحبقران و اکثر سرداران
لشکر اہل اسلام وظائف مین مشغول ہوئے بعد وظائف صاحبقران عالی مقام و جملہ مردان لشکر
اہل اسلام نے دست دعا سوے فلک بلند کیے حاجت ہاے دنیا و آخرت کی برآری خالق کون و
مکان سے چاہی صاحبقران نے واسطے رہائی حکیم سالوس کے بھی برجوع قلب خداوند عالم و
عالمیان سے دعا کی بعد دعا سجدہ شکر کیا اسی طرح ہر ایک نے بعد دعا کرنے کے سجدہ شکر خدا کیا
پھر سب نے سجدۂ شکر سے سر اٹھایا صاحبقران عالی مقام نے بعد سجدۂ شکر مصلے سے اٹھکر اپنی
بارگاہ فلک پناہ مین جاکر مسلح ہوکر مرکب اپنا طلب کیا حسب الحکم سمند تیز قدم کو خدام نے کسکر زین و لجام سے
آراستہ کرکے دربارگاہ پر لائے اس اثنا ے مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ مشرق بارگاہ
سے مانند آفتاب تابان نمایان ہوئے پھر بسم اللہ ورد زبان کرکے مرکب پر سوار ہوئے بعد سوار
ہونے امیر کشورگیر کے شاہان ہفت ملک و جملہ سرداران لشکر اہل اسلام بھی مرکبوں اور تخت رواں پر
بیٹھے ہر ایک سردار سپاہ و شاہ و بادشاہ اپنی اپنی سواری پر سوار ہوا بہت سے سواران خشکی
بھی گھوڑوں پر جلد جلد سوار ہوئے بحرین جادو بھی مع اپنے ڈیڑھ ہزار ساحروں کی سپاہ کے
تخت ہاے سحری پر سوار ہوئے خواجہ طیفور کردیا نے چند عیاروں کو شیرینی سفوف بیہوشی افزا
کھلا کر بیہوش کرکے ان کو نذر زنبیل پہلے کیا کہ ان عیاروں سے کوئی کام نہ لیا جائے ان کو راحت
و آرام رکھا جائے اور بقول بعض بعض راویوں کے خواجہ موصوف نے چند عیاروں کو اپنے ہمراہ
لیا ان کو بیہوش کرکے نذر زنبیل نہین کیا غرض بہرطور خواجہ نے چند عیاروں کو اپنے ساتھ لیا

سواری صاحبقران مثل باد بہاری سوے صحرا روان ہوئی جملہ ہمراہیان مذکور بہزار ادب واسطے
پہونچانے دو تین منازل تک صاحبقران کے ہمراہ ہوے بحرین جادو خادمانہ براے رہنمائی راہ
جانب زندان حکیم سالوس وغیرہ لشکر کے آگے روانہ ہوا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ حلقہ
شاہان ہفت ملک وتمامی سرداران لشکر اہل اسلام مین سیر دشت وکوہ آبادی کرتے ہوے
چلے جاتے تھے یہانتک کہ آخر روز ایک صحراے سبزہ زار مین کہ جس مین چرند وپرند بکثرت تھے خصوصا
غزالان شوخ چشم بے شمار تھے ہر طرف گروہ گروہ غول غول جست وخیز کرتے ہوے اور سبزہ شاداب
چرتے ہوے نظر آتے تھے اور طیور ہزار در ہزار مختلف اقسام وانواع گونہ گون رنگ وصورت کے کہ
جو مانند عنادل خوش آوازہ وخوش الحان تھے دکھائی دیتے تھے گروہ گروہ چہچہے کرتے ہوے اس طرف
سے دوسری طرف جاتے تھے صحرائی انتہا رمیوہ دار سے شگفتہ خاطر ہوکر بیٹھتے تھے درختان میوہ دار
انواع واقسام کے بے حد تھے کئی نہرین بھی اُس صحراے سبزہ زار مین فاصلے فاصلے سے روان تھین
پانی اُن کا برف سے زیادہ سرد اور مانند عسل مصفی کے شیرین تھا صفائی آب انہار سے آب گوہر بھی
محجوب وشرمندہ تھا سبزہ شاداب وبزم عشرت وہ مخمل سبز تھا ہواے صحراے مذکور سرد وفرحت افزا
ملک سجاے بیماران وافسردہ دلان تھی صاحبقران نے اُس صحرا کو بہت پسند کرکے شاہان ہفت ملک
واکثر سرداران لشکر سے مخاطب ہوکے فرمایا دل چاہتا ہے کہ آج اسی صحراے سبزہ زار مین قیام پذیر
ہوکر اسوقت سے شام تک شکار آہوان شوخ چشم وشکار طیور کرین یہان سے آگے نہ جائین ایک
منزل راہ ہی طے کی ہے اسی وادی سبزہ زار مین شب بسر کرین کوکب انجم حصاری وشاہان
ہفت ملک وسرداران نامی ونامور نے عرض کیا کہ واقعی یہ صحرا قابل سیر وشکار ہے بہتر ومناسب
یہی ہے کہ یہین قیام پذیر ہوجیے آگے یہان سے تشریف نہ لیجایئے ایسا مقام راحت وسیر وشکار چھوڑکر
رہروی اختیار نہ کیجیے ہم سب کو بھی یہ صحراے سبزہ زار مرغوب الطبع ہے واسطے شکار کھیلنے کے خوب ہے
کبھی ایسا وادی سرسبز وشاداب مملو آہوان وطیور سے ہمنے نہ دیکھا تھا صاحبقران نے تقریر انکی
سنکے حکم دیا کہ بحرین جادو سے کہدو کہ اب آگے نجائین یہین قیام کرین خیام وبارگاہین ایستادہ کرائین
ملازمون نے بحرین جادو وغیرہ کو حکم صاحبقران کشورستان سے آگاہ کیا سب حسب الحکم ٹھہر گئے
بعدہ کنارہ نہر بارگاہین اور خیام ایستادہ کرنے لگے امیر با توقیر کثرت شوق صید افگنی سے دم بھر بھی
مرکب سے اترکر راحت پذیر نہوکر ساتھ اکثر سرداروں کے شکار آہو مین مصروف ہوے اکثر سرداران
شہور شکار صید افگنی طیور پر مائل ہوے کمانین دوش سے لیکر ترکشون سے تیر نکال نکال کر چلہ کمان
مین جوڑ جوڑ کر غزالان دشت وطیور کو تاک تاک کر تیر لگانے لگے چرند وپرند کا شکار کھیلنے لگے تا شام
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ وصدہا سرداران لشکر اہل اسلام نے بہت سے آہوان شوخ چشم
وہزارہا طیور کو شکار کیا جب تاریکی شب محیط عالم ہونے لگی سب ہمراہ صاحبقران کے مقام قیام پر
آکر داخل خیام ہوے صاحبقران اپنی بارگاہ فلک فرسا مین داخل ہوے ملازم حسب الحکم
صاحبقران کباب آہوان شکار کردہ وطیور مذبوح کے کباب تیار کرنے لگے صاحبقران وتمامی
مردان ہمراہی صاحبقران نے سلاح جنگ تنون سے دور کیے ہر ایک اپنے اپنے خیمے مین بالاے
فرش استراحت راحت پذیر ہوا اکثر ملازمون نے سامان روشنی کا کیا وہ جنگل فیض قدم وقیام
صاحبقران سے آباد رشک گلستان ہوگیا کیونکہ صدہا جوانان لشکر کا وہان مجمع تھا جلسے حیرت کی

کہ دشت مین فصل بہار آئی تھی صحرا کے دن پھرے تھے کثرت روشنی سے وہ صحرا وادی ایمن نور و ضیا
مین گویا ہوگیا تھا غرضکہ بعد تیاری کباب آہو و طیور صاحبقران و جملہ شاہان و سرداران ہمراہی نے
بعد نوشی بعد میخواری یعنی وہی عرق مقوی دماغ و قلب دو دو ساغر پی کر بارگاہ مین بیٹھکر ہمراہ
صاحبقران کے کباب مذکور کھائے سب نہایت شادمان ہوے بعد ازان اکل و شرب آب طعام
سے فراغت حاصل کر کے چند ساعت تک بارگاہ مین بیٹھکر حکم صاحبقران سے ہر ایک بارگاہ مذکور
سے باہر جاکر اپنے اپنے خیمے مین راحت پذیر ہوا صاحبقران اپنی بارگاہ مین فرش خواب پر راحت پذیر
ہوے خواجہ طیفور گرد و بادر بارگاہ برائے حفاظت و نگہبانی بیٹے یوسف گرانی ہمراہ دس ہزار سوار کے
گرد بارگاہ و خیام گردش کرنے لگا نگہبانی و حفاظت مین مصروف ہوا سوار آوازین خبردار و ہوشیار
باش کی دینے لگے درندون اور گزندون وغیرہ سے اہل بارگاہ و خیام کو بچانے لگے جب وہ شب بسر
ہوکے سحر ہوئی صاحبقران و جملہ شاہ و شہریار و سرداران تہور شعار اپنے اپنے بسترون سے بیدار
ہوکر برائے ادائے فریضہ سحری اُٹھے بعد وضو کرنے کے عقب صاحبقران سب نے نماز سحر ادا کی
پھر سب مصروف وظیفہ خوانی ہوے بعد دعا سب نے سجدہ شکر برجوع قلب کیے پس از نماز بجماعت
ہمراہیان دیندار بارگاہ مین ہمراہ صاحبقران عالیشان جاکر بیٹھا پھر ہمراہ امیر با توقیر جملہ نامورون نے
طعام لذیذ تناول کیا بعد اکل و شرب اُس صحرا سے پیش خیمہ لشکر صاحبقران بحرین جادو وغیرہ
حسب الحکم امیر با توقیر لیکر آگے روانہ ہوے ادھر صاحبقران مرکب پر سوار ہوے تمامی شاہ و شہریار
و سرداران سپاہ وغیرہ بھی مرکبون پر سوار ہوے ہمراہ رکاب امیر کشور گیر اُس صحرا سے سبزہ زار سے
آگے روانہ ہوے اثنائے راہ مین جو دشت و جبل ملے اُن کو دیکھتے ہوے عجائب و غرائب اشیا کا
مشاہدہ کرتے ہوے آخر روز قریب ایک پہاڑی کے پہونچے چونکہ ایک منزل سے بھی کچھ زیادہ راہ
طے کر چکے تھے حکم صاحبقران سے سب نے درمیان بیابان قیام کیا ہر ایک سردار سپاہ و شاہ
و شہریار اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ مین فروکش ہوکر راحت پذیر ہوا صاحبقران اپنی بارگاہ مین آرام پذیر
ہوے جب وہ روز و شب گذر کر صبح نمایان ہوئی بعد ادائے نماز سحر و اکل و شرب پھر سب ہمراہی
ہمراہ رکاب امیر با توقیر اُس بیابان سے آگے روانہ ہوے بعد قطع راہ منزل مقصود قریب شام کنارے
ایک دریائے شورافزا کے پہونچے دیکھا کہ آب دریا نہایت زور و شور سے روان ہی ہر ایک موج
اُس کی سوئے فلک بلند ہوتی تھی تلاطم آب ہی کہ الحذر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے
اُس دریا کی سیر کنارے سے کرکے بحرین جادو و اکثر سرداران سپاہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ دریا
بھی عجیب دریائے مہیب و پر خوف و خطر ہی کس قدر زور و شور سے بہتا ہی پاٹ بھی اس دریا کا ایسا
ہی کہ دوسرا کنارہ نظر نہین آتا ہی بہتر و مناسب یہ ہی کہ آج اسی دریا کے کنارے بارگاہ و خیام
ایستادہ و برپا کیے جائین بحرین جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ واقعی یہ دریائے مواج نہایت
مہیب دریا ہی یہ عرض کرکے ملازمون سے بارگاہ و خیام ایستادہ کرا کے جملہ شاہ و شہریار و سرداران
نامدار مع صاحبقران ذی وقار وغیرہ گھوڑون سے اُتر کر داخل خیام و بارگاہ ہوے بعد
اکل و شرب تا دیر بارگاہ صاحبقران مین جملہ شاہ و شہریار و سرداران ذی وقار علی قدر مراتب
بیٹھکر حکم صاحبقران سے بارگاہ مذکور سے اُٹھکر ہر ایک اپنی اپنی بارگاہ مین اور خیمے مین جاکر خستگی
راہ سے فرش خواب پر آرام پذیر ہوا جب صبح ہوئی سب نے ہمراہ امیر کشورستان نماز سحر پڑھی

بعد ازان اکل و شرب سے سیر و سیراب ہوکے صاحبقران نے وہان سے بھی ارادہ آگے چلنے کا کیا
جملہ شاہ و شہریار و سرداران سپاہ نے بھی قصد ہمراہی کیا امیر با توقیر نے اُن سے بلطف و الطاف فرمایا
کہ اب آپ سب صاحب یہان سے اپنے لشکر مین جائین ہمارے ساتھ نہ جائین تین منزلون تک ہمارے
ساتھ آئے آگے ہمراہ ہمارے چلنا اچھا نہین ہی لشکر ہمارا عنقریب انجم حصار پڑا ہی مبادا کوئی دشمن فوج
لیکر بارادہ جنگ آئے مردان لشکر کو قتل کرے پس آپ صاحبون کا لشکر مین ہونا ضرور ہی زیادہ تر
خوف ہو سمر مست جادو بادشاہ و حاکم طلسم زلزلے کا ہی سب نے عرض کیا ہر چند کہ دل ہمارے
یہ گوارہ نہین کرتے کہ آپ سے جدا ہوکر لشکر مین جائین مگر آپ کے حکم سے مجبور ہین صاحبقران نے
ارشاد کیا کہ اگر خداوند عالم نے چاہا تو ہم بعد رہا کرنے حکیم سالوس کے جلد لشکر مین آئینگے چندروزہ
بضرورت آپ سب صاحبون سے جدا رہینگے ہماری خوشی یہی ہی کہ آپ یہان سے لشکر مین جائیے
الفت و خیرخواہی و بہادری آپ صاحبون کی ہمپر ظاہر ہی یہ فرماکر جملہ شاہ و شہریار و تمامی سرداران
تہور شعار وغیرہ کو رخصت کیا سب نے بمجبوری و لاچاری وہان سے سوے لشکر اہل اسلام روانہ ہوے
امیر با توقیر کشتی پر سوار ہوے خواجہ طیفور گردبا بھی بالاے کشتی بیٹھے کشتیبان کشتی کو جانب کنارہ دیگر
لے چلا بحرین جادو بھی مع خیمہ و خرگاہ ساتھ دو ڈیڑھ ہزار ساحرون کے تخت سحر پر سوار ہوا ساحران
ہمراہی اُس کے مختلف سحر کی سواریون پر سوار ہوکے ہمراہ بحرین جادو زمین سے بلند ہوکے عجائبات
و غرائبات سحر کے دکہلاتے ہوے چلے بعد دو پہر کے کشتیبان نے صاحبقران کو دوسرے کنارے پر
دریاے ذخار کے پہونچایا امیر با توقیر کشتی سے اُترکر خواجہ کو ہمراہ لے کر کشتیبان کو زر کثیر دے کر
آگے روانہ ہوے بعد قطع راہ بسیار عنقریب شام ایک دشت پرخوف مین پہونچے بحرین جادو
مع اپنے ہمراہی ساحرون کے بلندی سے پرے زمین آیا بارگاہ و خیام ایستادہ کراکے پہر اسی
دشت مین سب نے قیام کیا اسی طرح نو دس منزلین طے کین شاہ و شہریار و سرداران سپاہ
جو صاحبقران سے رخصت ہوکر روانہ ہوے تھے وہ سب مع الخیر لشکر اہل اسلام مین پہونچے
مردان سپاہ اُن کے آنے سے خوش ہوے بعد نو دس منازل طے کرنے کے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے بحرین جادو سے پوچھا کہ اب یہان سے زندان حکیم سالوس
کتنی دور ہی اُس نے عرض کیا کہ یہان سے قریب ہی کل دو پہر تک یا قبل دو پہر مقام زندان حکیم
سالوس تک پہونچ جائینگے امیر با توقیر نے تقریر بحرین جادو کی سنکے خوش ہوکے فرمایا کہ الحمدللہ
کہ منزل مقصد کے قریب پہونچ گئے ہمین کیا خوشی حاصل ہوگی جسوقت حکیم صاحب سالوس
کو قید سے رہا کرینگے یہ فرماکر اُس منزل پر قیام کیا جب وہ شب بسر ہوکے سحر ہوئی صاحبقران
وہان سے مع خواجہ و بحرین جادو وغیرہ آگے روانہ ہوے بعد قطع راہ قریب وقت دوپہر ایک
ایسے صحراے ہولناک و وحشت انگیز و پرہول و خوف و خطر مین پہونچے کہ اگر رستم پیلتن بھی
اُس صحراے ہولناک مین قدم رکھتا تو خوف سے زہرہ آب ہو جاتا ہرچند کہ دشت اور بیابان مسکن
شیر ہی لیکن وہ صحرا ایسا تھا کہ شیر نر بھی خوف و خطر سے اُس دشت مین کبھی نہ آتا تھا ہوا گرم و
سموم آلود چلتی تھی گردباد اُٹھ اُٹھکر زمین سے اُس طرف آنے والون کو گویا منع کرتی تھی کہ خبردار
اُس طرف نہ آؤ اگر زندگی اپنی تمکو درکار ہی تو پلٹ جاؤ یہ صحرا صحراے جان ستان ہی اگر اُس صحرا
مین قدم رکھوگے تو ہلاک ہو جاؤگے یہ جاے پرخوف و خطر ہی متاع جان تلف ہو جانے کا ڈر ہی

ہوا بھی یہان سے دب کر بصد خوف گذرتی ہو دیکھو اس صحرا سے خوفناک ہو کر غبار سوے فلک جاتا ہو کوئی
درندہ وگزندے کا بھی یہان گذر نہین انسان کی تو کیا مجال ہو دیو اور جن بھی مقام زندان حکیم سالوس
سے گذر کر نہین سکتے ہین شیاطین بھی یہان سے بھاگتے ہین صاحبقران نے دشت مذکور مین پہونچکر
صحراے مہیب وہولناک مسطور پہ نظر کرکے بحرین جادو سے پوچھا کہ یہان سے زندان حکیم سالوس
کتنی دور ہو اور باعث اس صحرا کے زیادہ تر خوف انگیز ہونے کا کیا ہو بحرین جادو نے عرض کیا کہ اے
صاحبقران عالی مقام وہ صحرا ایسی ہو جس مین حکیم سالوس قید ہو ملاحظہ فرمائیے وہ سامنے ایک میل
کے فاصلے پہ ایک تالاب ہو درمیان تالاب ایک میل فولادی نصب ہو بالاے تالاب ابر سحر محیط ہو
آثار سحر آب تالاب و ابر محیط سے ظاہر ہین یہی سحر ابر باران جادو کا ہو وہ بھی کہین اس صحرا مین ضرور
بالضرور براے نگہبانی وحفاظت موجود ہوگیا یہ وہ سحر ابر باران جادو کا ہے کہ بجز ابر باران جادو
کے کوئی ساحر دفع کر نہین سکتا اور زیر ابر سحر کوئی انس وجن بھی جا نہین سکتا ہو اور اس تالاب
کے اندر کوئی قدم بھی نہین رکھ سکتا ہو کیونکہ یہ تالاب وسیع ومربع محض ابر باران جادو نے
اپنے ہی سحر سے نہین بنایا ہو اس مین شرکت حکما کی بھی ہو نیچے اس تالاب کے زندان ہو جس مین حکیم
سالوس اور اُس کے رفقا قید ہین سبب اس صحرا کے مہیب و وحشتناک ہونے کا یہ ہو کہ مقام
زندان حکیم موصوف سحر بند ہو اب آگے یہان سے تشریف نہ لے جائیے خصوصًا زیر سایۂ ابر سحر نجائیے
ورنہ ابر باران جادو کو خبر ہو جائیگی وہ فی الفور سامنے آجائیگا ہم سب کو دیکھکر برہم ہو کر بازی
پیش آئیگا عجب نہین کہ جنگ پر مائل ہو اپنے سحر سے ہم سب کو ہلاک کرے آپ صاحب اسم اعظم ہین
آپ پر تو وقت پڑھنے اسم اعظم الٰہی کے سحر اُس کا اثر پذیر نہوگا الّا ہم سب پر سحر اُس کا کارگر ہوگا
جنگ عظیم ہوگی ہمراہی ساحر بیچارے سب مارے جائینگے مین بھی اُس پر غالب نہونگا اگرچہ تا دیر
اُس سے سحر مین مقابلہ کرونگا کیونکہ اسباب سحر ہمراہ لایا ہون سامان جنگ درست کرکے یہان
آیا ہون مگر کیا ضرور ہو کہ جنگ وجدال ہو یہ صحرا ساحرون کے لاشون سے بھر جائے کشت وخون ہو
صاحبقران کشورستان نے بحرین جادو کے کہنے کے موافق جو بفاصلہ قریب ایک میل اُس
میدان صحرا مین دیکھا تو عجیب عنوان ابر سحر دیکھا کہ تالاب پختہ وسیع ہین پانی بھرا ہوا ہو پانی ایستادہ ہو
روان نہین ہو آب تالاب سے دمبدم کبھی دھوان گاہ شعلہاے آتش نکل کر بلند ہو کر سوے
فلک جاتے ہین جو ابر کہ بالاے تالاب محیط ہو اُس مین برق کی چمک دمبدم ہو بار بار صداے رعد
اُس ابر سے ایسی آتی ہو کہ پناہ بذات خدا وہ مہیب وبلند آواز ہو کہ ساحران ہمراہی کے زہرے
آب ہوے جاتے ہین دل سینون مین دھڑک رہے ہین اعضا خوف سے کانپ رہے ہین سب کے
چہرے اُداس ہین ہر چند کہ زندہ ہین لیکن خوف جان سے گویا مردے ہین کبھی اُس ابر سے
انگارے برستے ہین گاہ سنگ باری ہوتی ہو کبھی برف باری ہوتی ہو گاہ ابر سے برق ہویدا ہوتی
ہو کڑک ایسی ہوتی ہو کہ وہ تمامی صحرا تھرا جاتا ہو شیر وپلنگ وگرگ وطیور خوف سے دور دور
بھاگ جاتے ہین شیران دشت کے زہرے آب ہو جاتے ہین اکثر ساحران لشکر بحرین جادو کثرت
خوف سے زمین پر گر پڑتے ہین بعض بیہوش ہو جاتے ہین تھوڑی دیر تک صاحبقران نے جانب
تالاب و ابر سحر دیکھکے بحرین جادو سے کہا کہ اگر تمھاری راے پر عمل کرکے ہم یہان سے جانب
تالاب نجائین اور اسی جگہ ٹھہرے رہین تو کیا فائدہ ہوگا رہائی حکیم صاحب کی کیونکر ہوگی ہم تو

اعانت خدا پر بھروسہ کرکے آگے جائیں گے تالاب کے کنارے تک اپنے تئیں پہونچائیں گے بلکہ
تالاب میں بھی قدم رکھدیں گے جب ابر باران جادو کو خبر ہو جائے گی اور وہ نابکار ہمارے سامنے
آئے گا تو دیکھا جائے گا اگر اسکو اپنے اس سحر پر ناز ہے تو ہم صاحب اسم اعظم الٰہی ہیں ہمکو برکت و تاثیر و اثر
اسم اعظم الٰہی پر تکیہ و بھروسہ ہے آگے اسم اعظم الٰہی کے سحر کی کیا حقیقت ہے سامنے حق کے باطل کی
کیا وقعت ہے اے جھریں جادو تم نہیں جانتے کہ ہم شیر بیشۂ شجاعت و جرأت ہیں ابر باران جادو
تو کیا ہے ایک ساحر ہے ہم ہزاران نامی سے نہیں ڈرتے ہیں یہ فرماکر آگے قدم بڑھایا جھریں جادو کچھ خیال
کرکے فی الفور دست بستہ قدم صاحبقران پر گرکر یوں ملتمس ہوا کہ اے صاحبقران کشورستان
آپکے شجاع و بہادر ہونے میں کلام نہیں ہے اور یہ بھی مجھے یقین کامل ہے کہ ابر باران جادو آپ پر
ہرگز ہرگز غالب نہوگا بلکہ مغلوب ہی ہوگا کیونکہ آپ صاحب اسم اعظم الٰہی ہیں مگر آپکے آگے جانے سے
اور زیر ابر سحر تشریف لیجانے سے انجام اچھا نہوگا ہنگامہ عظیم ہوگی ابر باران جادو خشمناک ہوکر
سامنے آجائیگا اپنے ابر سے آگ برسا کر میرے تمامی لشکر کے ساحروں کو ہلاک کریگا مجھے بھی
ہلاک کریگا میرے ہلاک کرنے میں کوشش کریگا ہرچند کہ میں اس سے لڑسکتا ہوں مگر اس پر غالب
نہوسکونگا اس کے اس سحر کو دفع نہ کرسکونگا یہ تالاب خشک نہوگا یہ ابر سحر دفع نہوگا رسائی میل فولادی
تک نہوسکیگی گذر زندان حکیم صاحب موصوف تک نہوگا ذرہ مدعا دستیاب نہوگا یہاں تک آنے کا
کوئی نتیجہ اور کوئی فائدہ نہوگا بلکہ ضرر و نقصان یہ ہوگا کہ ہمارا لشکر قتل ہو جائیگا سوا اس کے
ہنگام جنگ و مقابلہ ابر باران جادو آپکے روبرو نہ آئیگا آگاہ ہو جائیگا کہ آپ طلسم کشائے
طلسم زلزلہ و نیز صاحب اسم اعظم ہیں ہاں دور سے مقابلہ و مجادلہ کریگا آخر عاجز ہوکر بھاگ جائیگا
شاہ طلسم زلزلہ کو آپکے آنیکی خبر دیگا وہ بہر مدد و کمک ساحران نامی و نامور کو مع فوج کثیر
ساحران ادھر روانہ کریگا وہ یہاں آکر آفت برپا کرینگے کسی طرح آپکو تالاب تک جانے نہ دینگے
اگر آپ دلیرانہ ببرکت اسم اعظم الٰہی تالاب تک پہونچ بھی جائینگے اور کسی ساحر کے روکے نہ رکینگے تو بھی
کچھ فائدہ نہوگا جسوقت آپ تالاب میں قدم رکھینگے مانند اولے کے گھل جائینگے کیونکہ پانی اس تالاب کا
دراصل پانی نہیں ہے ایسا تیزاب ہے کہ فولاد کو بھی ایکدم میں پانی کر دیتا ہے پس ایسی حالت میں
دشمن آپکے ہلاک ہو جائیں گے اور اگر کشتی پر سوار ہوکر تالاب میں جائیگا تو کشتی بھی تیزی تیزاب
سے گل جائیگی آپکو بھی خدانخواستہ ضرر پہونچیگا علاوہ اس کے یہ بھی خیال ہے کہ اگر آپ اس جگہ
سے زیر سایہ ابر سحر تشریف لیجائینگے تو ضرور ابر باران جادو کو آپکے آنے کی اطلاع ہو جائیگی
فی الفور وہ نمایاں ہوگا پہلے تو ابر سحر سے قیامت برپا کریگا آخر جب اسم اعظم الٰہی سے آپ پر قابو
نہ پائیگا سحر سے غرق زمین ہوکر حکیم سالوس کو زندان سے لیکر اور لیجائیگا پتا نہ لگیگا اور ہمکو
نہیں معلوم کہاں لے جائے اور کس جگہ قید کرے ابھی تک حکیم موصوف اسی زندان میں قید ہے
مجکو معلوم ہے لہٰذا میری التماس کو قبول کیجئے آگے یہاں سے نہ جائیے جو کچھ میں عرض کروں اس پر
عمل کیجئے یہاں شجاعت و بہادری سے کام نہ نکلیگا بلکہ دلاوری و جرأت سے کام بگڑ جائیگا
در آرزو ہاتھ نہ آئیگا یعنی رہائی حکیم صاحب موصوف کی نہوگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے اسکی عاجزی و انکساری پر نظر کرکے تمام تقریر اسکی سنکے ارشاد کیا کہ اے جھریں جادو
سر اپنا قدم سے اٹھاؤ بیان کرو کہ پھر رہائی حکیم صاحب ممدوح کی کیونکر ہوگی اس نے قدم امیر کا تو چھوڑا

سے سر اٹھا کر عرض کیا کہ اگر حضور میری رائے پر عمل کریں گے تو امید قوی ہے کہ ضرور حکیم صاحب کو
زندان سے آپ رہا کر سکیں گے اور ہم سب بھی بیچ الحذر رہیں گے لیکن کسی قدر تو ہین آپ کی ضرور
ابتلا ہوگی یعنی ہم آپ کو ایک خیمے میں طوق و زنجیر میں گرفتار کر کے بٹھاؤں گا یہ دام مکر پھیلاؤں گا
صاحبقران نے متبسم ہو کر فرمایا کہ کیا اگر تھوڑی دیر کے واسطے ہم پابزنجیر ہو کر بیٹھ رہیں گے تو رہائی
حکیم صاحب کی ہو جاے گی تمھارے دام مکر میں ابریاران جادو پھنس جاے گا اس سے غرض کیا
میں امید کرتا ہوں کہ اس تدبیر سے ضرور دغاباز دل حضور پر آئے گا اسیر با توقیر نے ارشاد کیا کہ
اچھا اس شرط سے ہمیں اپنی اسیری بھی منظور ہے کہ پہلے تم آپ تالاب کا تیر اب ہونا ہم پر ثابت کر دو
اس نے عرض کیا کہ ضرور آپ تالاب کا تیر اب ہونا آپ پر ظاہر کر دوں گا بلکہ آپ خود اپنی آنکھ سے
دیکھ لیجیے گا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تم موافق اپنے قول کے عمل کرو گے تو ہم بھی براے چندے نفس
تمھاری خاطر سے اور براے رہائی حکیم صاحب موصوف اسیری اپنی گوارا کر لیں گے جہرین جادو
نے پہلے ایک خیمہ کلان کہ جس میں دو ہزار آدمی بخوبی سما سکیں استادہ کرایا اور گرد اس کے حصار
کر کیا اس خیمے میں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ اور خواجہ طیفور کو بٹھایا اور جملہ اپنے لشکر کے
ساحروں کو بلا کر کہا کہ اس خیمہ حفاظت سے باہر نہ نکلے گا پردے خیمے کے اٹھا دیے جاتے ہیں تو کچھ
دریا میں واقعہ ہوا اسے دیکھے گا پھر سب ساحروں سے کہا کہ تم میں سے بھی کوئی اس خیمہ حفاظت
سے جب تک ہم نہ کہیں باہر نہ نکلے ورنہ ہلاک ہو جاے گا بعد نصب کرنے خیمہ حفاظت کے اور ان سب کو
درمیان خیمہ بٹھانے کے صاحبقران کو پابزنجیر کیا پھر خواجہ طیفور کو پاس بلا کر کہا کہ ہمیں چند آدمی ایسے
چاہییں کہ جو واجب القتل ہوں اور ایک کشتی درکار ہے خواجہ موصوف نے اپنی زنبیل سے
چند قیدی اور ایک ملاح کافر کو جو سب واجب القتل تھے نکالے سب نے دیکھا کہ وہ قیدیان
زنبیل خواجہ طیفور کر دیا جسم تن پوست و استخوان ہیں لباس ان کے تن پر نہیں ہے صرف لنگوٹیاں
باندھے ہیں ہاتھوں میں ان کے چھ چھ ماشہ کی گڑ کی ڈلی ہے ناخن ان کے مانند انگشت دست کو چاب
کے بڑھے ہوے ہیں اسی طرح موے سر و ریش بے حد و انتہا زیادہ ہیں مٹی اور گرد و غبار میں سراپا
آلودہ ہیں ٹوکریاں مٹی اٹھانے کی ان کے ہاتھوں میں ہیں آنکھوں میں حلقے پڑے ہوے ہیں
از غایت گرسنگی و لاغری سے شکم ہر ایک کا پشت سے ملا ہوا ہے دست و پا مانند نے کے خشک و لاغر
ہیں جہرین جادو نے ان سب کے سراپا پر نظر کر کے ان کے حال پر اپنے دل میں افسوس کر کے
پوچھا کہ تم زنبیل میں کب سے قید ہو وہاں کیا کام کرتے تھے انھوں نے کہا کہ ہم پانچ برس سے
زنبیل میں قید تھے آج خوبی تقدیر سے زنبیل سے نکلے ہیں ہوا دنیا کی کھائی ہے زنبیل میں سخت
مصیبت میں مبتلا تھے محنت مزدوری کرتے تھے ٹوکری میں مٹی بھر کر سر پر رکھ کر اس پشتہ پر جو
ایک مدت مدید سے تیار ہو رہا ہے ڈالا کرتے تھے ایک گڑ کی ڈلی چھ ماشہ کی ٹوکری پیچھے ملا کرتی
تھی دیکھیے ابھی تک ایک ایک گڑ کی ڈلی ہمارے ہاتھ میں ہے دوسرے ہاتھ میں ٹوکری ہے سراپا
ہم سب کا مٹی سے آلودہ ہے کھانا زنبیل میں نہیں ملتا تھا صرف مٹی پھانکتے تھے پھر ایک کو ملتے
تھے پہلے ہم سب بہت فربہ تھے کھینچتے رہتے اسقدر دبلے ہو گئے ہیں کہ اٹھنا اور بیٹھنا
بھی دشوار ہے یہ کہہ کے وہ رونے لگے اسوقت اشارہ خواجہ طیفور کر دیا سے جہرین جادو نے
ان سے کہا کہ اگر تم ہمارا ایک کام کرو تو ہم ابھی تم کو قید سے رہا کرا دیں جہاں تمھارا دل چاہے

وہان پہنچ جا و سنکے ان کے تن لاغر مین قوت آگئی جسم مین گویا ہر ایک کے جان تازہ آئی خوش ہوکر
عرض کرنے لگے کہ جو حکم ہو اُسے بجا لائین مگر آپ ایفائے وعدہ بھی کا خیال رکھین اور ایسے کا خلاف
وعدہ نہ کیجیے کا خواجہ طیفور نے کہہ دیا ہے ہم بہت ڈرتے ہین ایسا نہو کہ پھر ہم ہوکر ہم سب کو زنبیل میں
ذالدین بحرین جادو نے کہا کہ تم سب اطمینان رکھو اب زنبیل مین نہ ڈالے جاؤ گے لیکن شرط یہ
ہو کہ جو ہم کہین وہ کام کرو انھون نے پوچھا کہ وہ کام کیا ہو یہان بیٹھے بحرین جادو نے کہا کہ یہ کشتی
اٹھا کر تم سب یہان سے اُس تالاب کے کنارے تک لے جاؤ پھر تالاب مین کشتی ڈال کر بالائے
کشتی بیٹھو اور جو تم سب مین ملاح ہو وہ کشتی کو کھے کر اُس میل فولادی تک لے جائے بعد اس کے
اگر تم سب تالاب سے پھر کر ہم تک آ جاؤ گے تو ہم تم کو چھوڑ دین گے قید سے آزاد کر دین گے تم اپنے اپنے
وطن چلے جانا اپنے اہل و عیال سے ملنا انھون نے جانب اُس تالاب مذکور دیکھ کر باہم کہا کہ بھائیو
یہ خیال کرو کہ مقام خوف و خطر ہو مگر ایسے کام کے بجا لانے پر ہماری بہتری منحصر ہو چلو کشتی اٹھاؤ تاکہ تالاب مین کشتی
کو ڈال کر اُس پر سوار ہو کر میل فولادی تک جا کر یہان واپس آ کر قید سے رہائی پائین اگر زندہ
وہان سے پلٹ کر ہم بھی آئین گے تو بھی اچھا ہو قید ہستی سے چھوٹ جائین گے یہ تقریر باہم کر کے
نوکری ہر ایک نے خواجہ کو دی کڑکی ڈلی کھائی پھر سب نے وہ کشتی بصد مشکل اٹھائی بعد ازان
اُس کشتی کو وہ سب کنارے تالاب تک لے جا کر اور اُس کو آب تالاب مین ڈال کر خود بھی اُس پر سوار
ہوئے پھر ملاح اُس کشتی کو کھیتا ہوا جانب میل فولادی لے چلا صاحبقران و بحرین جادو و
خواجہ طیفور وغیرہ سب نے دیکھا کہ ہنوز ملاح مذکور بانس سے کھے کر کشتی کو دو چار قدم بھی سوئے
میل فولادی مذکور نہ لے گیا تھا کہ دفعتاً آب تالاب مین تلاطم ہوا موجین بلند ہوئین دھوان اور
شعلے اور شرارے بہ نسبت قبل آب تالاب سے زیادہ تر نکلنے لگے ابر سحر سے انگارے اور سنگریزہ
پارۂ برف فزون تر برسنے لگے کڑک اور چمک برق کی زیادہ تر ہونے لگی ابر جو بالائے تالاب
محیط تھا آناً فاناً محیط صحرا ہونے لگا دمبدم پھیلنے لگا رعد کی آواز دمبدم ایسی آنے لگی کہ بجز
صاحبقران سب کے قلب و جگر تھرانے لگے ساحران لشکر بحرین جادو خوف سے کانپنے لگے
بحرین جادو بھی ایسا متردد ہوا کہ رنگ رخ اُس کا اڑ گیا چہرہ متغیر ہو گیا لیکن صحرا مین بیرون خیمہ
حفاظت لشکر ابر اس اثنا مین اس ابر سے مانند اولون کے آگ کے انگارے اور سنگ گران
اسقدر برسنے لگے کہ تمام وہ صحرا سنگہا و اخگر سے پٹ گیا روے زمین صحرا آتش و سنگ سے کوہ ون
تا گنج نہان ہو گیا ادھر تو ابر سحر مذکور سے آتش و سنگ برابر برس رہے تھے سوائے صاحبقران
کشورستان خیمۂ حفاظت مین سب ڈر رہے تھے فقط آگاہ تھا جان بچنے کے لالے پڑ رہے تھے
کسی کو امید جانبری نہ تھی ہوا سے تند و تیز سحر چل رہی تھی بڑے بڑے اشجار صحرائی مذکور جڑ سے
اکھڑ اکھڑ کر اُس باد تند سحر مین مانند خس و خاشاک اڑ اڑ کر دور دور جا کر پڑتے تھے آدمی یا کوئی
ایک دوسرے سے کثرت خوف سے لپٹا جاتا تھا کسی کے حواس بجا نہ تھے
نکلتا تھا آواز بھی خوف سے کم نکلتی تھی تاریکی دمبدم بڑھتی جاتی تھی ادھر تالاب مین اُس کشتی کو
صاحبقران وغیرہ نے دیکھا کہ کشتی بڑی ملاح کشتی کو تالاب مین ڈال کر سب کو سوار کر کے سوئے
میل فولادی چلا پانی مین تالاب کے تلاطم عظیم پیدا ہوا موجین بلند ہونے لگین شعلے ہزار در ہزار
آب تالاب سے نکل کر سوئے فلک جانے لگے کشتی مانند برانگیختہ آتش سحر و آب تالاب ...

پگھلنے لگی نصف ساعت بھی نہ گذری تھی کہ وہ کشتی مع اُن سب قیدیوں اور ملاح کے پگھل کر تیزاب
میں مل گئی نیست و نابود ہو گئی استخوان تک بھی اُن قیدیوں کے گھل گئے سب کے سب بحر جان
سے پار ہو گئے حباب آسا زندگی آب تالاب میں مل گئی آب زندگانی سے ہاتھ دھو کر وہ قیدی زنبیل
بحر فنا میں مانند اولوں کے گھل گھل کر غائب ہو گئے ایسے غرق دریائے فنا ہوئے کہ پھر نہ اُبھرے کہ
آشنائے شناور مرگ ہو گئے قید ہستی سے ایک دم میں چھوٹ گئے زندان زندگی سے آزاد ہو گئے اس
کشتی کا مع اہل کشتی گھل جانا ملاحظہ کرتے ہی نہ کشتی رہی وہ نہ قیدی رہے پستم بحر کے سب لوگ ایسے
ابھی جیسا حیران جانب تالاب دیکھکر سمجھ رہے تھے دل میں کہہ رہے تھے کہ یہ عجیب تالاب و آب تالاب ہے
کہ کشتی کو مع چند قیدیوں کے ایک دم میں گلا دیا واقعی بحرین جادو نے جو کہا تھا وہی ہوا آب
تالاب محض پانی نہیں ہے بلکہ تیزاب ہے اور ابر باران جادو بڑا ساحر ہے سحر و ساحری میں کامل ہے
خدا اس کے شر سے سب کو بچائے بحرین جادو نے بڑی خیر خواہی کی کہ تمکو آب تالاب میں جانے نہ دیا
اگر تم جاتے تو جو قیدیوں کا حال ہوا وہی تمہارا بھی حال ہوتا ایک برق کی کڑک اسقدر ہوئی
کہ تمام وہ صحرا گونج اٹھا ابر گرج کے ہوتے ہی شق ہوا بحرین جادو نے دیکھا کہ ابر باران جادو
بصد غیظ و غضب بالائے تخت سحر بیٹھا ہوا ہے پس پشت اُس کے پانچ سو سواران سحر گھوڑوں پر
سوار ہیں آنکھیں ابر باران جادو کی غصہ سے سرخ ہیں بلکہ روئے سیاہ بھی اُس کا آتش قہر و
غضب سے سرخ ہے کہ وہ نیچے بلندی سے سوئے پستی آیا اور پھر تو بحرین جادو وغیرہ
دیکھ رہے تھے کہ ابر باران جادو خیمہ حفاظت کے پاس آکر آواز آدمیوں کی باتوں کی
سنکر متردد ہو کے دل میں کہنے لگا کہ اے ابر باران جادو جائے عجب اور مقام حیرت ہے کہ تیرے
سحر سے اس خیمے کے آدمیوں کو کچھ بھی ضرر نہ پہونچا بلکہ خیمہ تک بھی آتش سحر تیری سے نہ جلا تو نے تو
اسقدر تیرے ایسے آگ کے انگارے اور پتھر برسے پتھر مانند آسیا کے برسائے کہ صحرا تمام پتھروں سے
پٹا پڑا ہے اور آگ کے انگاروں سے آپ کو وہ آتش فشاں نمایاں ہے کہیں سے تمام اشجار صحرا
جلا کر خاک کر دیئے ہیں اور ہوائے سحر ایسی چلائی ہے کہ اگر اس صحرا میں کوئی پہاڑ بھی ہوتا تو وہ بھی اڑ جاتا
مگر یہ خیمہ ویسا ہی استادہ رہا اور گرا نہیں نہ ہوائے سحر سے اڑا نہ اہل خیمہ سے کوئی ہلاک ہوا دیکھو تو
کیا سبب ہے یہ کس کا خیمہ ہے کون اس میں ہے یہ باتیں کرتا ہوا پاس خیمہ کے پہونچ کے زمین پر آیا سواران بھی
اس کے ہمراہ زمین پر آگرے اُس کے اشارہ سے ایک جانب ٹھہرے پھر غور کر کے جو دیکھا تو
معلوم ہوا کہ گرد خیمہ تو سنگ و آتش سحر کا اثر پایا جاتا ہے مگر بالائے خیمہ کچھ اثر اُن کا نہیں ہے آتش سحر و سنگہائے
سحر کا مطلق نشان نہیں ہے ابھی ابر باران جادو قریب خیمہ حفاظت حیران و متردد کھڑا تھا کہ ناگاہ نظر اسکی
بحرین جادو پر پڑی دیکھتے ہی پہچان کر کہا کہ اے بحرین جادو غضب کیا تم نے کہ اس صحرا میں بغیر ہماری
آگاہی کے قدم رکھا ہم کیا جانتے تھے یہ امید نہ تھی ہم تو تمکو اپنا دوست جانتے تھے مگر اب ثابت ہوا کہ تم ہمارے
اور ہمارے بادشاہ و شہنشاہ و خداوند کے دشمن جان ہو بربادی طلسم و زوال چاہتے ہو حکیم سالوس کو جو
ہماری قید میں ہے چھڑانے کو آئے ہو طلسم کشا سے ملے ہو چونکہ زمانہ طلسم کشائی کا قریب ہے اسوجہ سے
یہ ارادہ فتح طلسم تمکو لوح طلسمی کے حاصل کرنے کی ضرورت ہے ویسے ہی چونکہ اس راز سے تمکو آگاہ کر دیا ہے کہ
حکیم سالوس ہماری قید میں ہے اور وہ مقام لوح طلسمی سے آگاہ ہے ہر چند کہ اب جس جگہ لوح طلسمی ہے
وہاں تازہ بند و بست ہو گیا ہے انسان کی تو کیا مجال ہے جن اور دیو کا بھی وہاں گذر نہیں ہو سکتا ہے

حکیم سالوس اگر رہا بھی ہو جاتا تو لوح طلسم زلزلہ تک نہ جو دیا سکتا نہ کسی کو اس کا نشان بخوبی بتا سکتا نہ
طلسم کشا لوح مذکور کو پا سکتا پس ثابت ہو گیا کہ تم محض براے رہائی حکیم صاحب موصوف یہاں آئے تھے
تدبیر تو اچھی کی تھی کہ کشتی پر چند آدمیوں کو سوار کر کے تالاب میں سے کھیل فولادی کھینچا تھا لیکن تدبیر
تمھاری کچھ پیش نہ گئی ہمارے دل کا تمھارا برخہ آیا اہل کشتی کی حکیم سالوس تک رسائی نہ ہو سکی وہ سب ہمارے
سحر سے ہلاک ہو گئے عبث تم نے چند آدمیوں کو ہمارے سحر و تدبیر سے ہلاک کرایا خود تالاب میں دلیرانہ قدم
رکھا ہوتا ہمارے سحر کو دفع کیا ہوتا یا ہم سے مقابلہ کیا ہوتا میل فولادی پر زور آزمائی کی ہوتی خیر تم نے جو خلاف
جادہ دوستی تھا اس جادے پر قدم رکھا ہے اور تم ہمارے دشمن ہوئے تو اب ہم سے کبھی امید دوستی کی نہ رکھو
خبردار ہو ہوشیار ہو جاؤ ہم سحر کرتے ہیں تم دفع کرو کیا قریب خیمہ کھڑے ہو ہمارے روبرو آؤ اسباب سحر سے
کار دیا ترنج یا نارنج یا گولا فولادی وغیرہ ہاتھ میں اپنے اٹھاؤ اگر اسباب سحر کچھ پاس نہ ہو تو ہم سے لو ہمارے سحر
دم کر کے نارنج ترنج کوئی تو پھر لگاؤ اپنی سحر و ساحری ہم کو بھی دکھاؤ سر میدان ہم سے مقابلہ کرو دیکھیں تو
سہی کیسے سحر کرتے ہیں یا دلیر نام تو تمھارا مشہور ہے جادو ہو ذرا روانی سحر بھی دکھاؤ ہم سے لڑو تو سہی
دیکھو تو سہی کیا ہوتا ہے ہمیں بھی کوئی ایسا ویسا ساحر سمجھا ہے کہ اپنے سحر میں ڈبو دو گے ہم وہ ساحر نہیں
ہیں کہ جو تمھارے ورطۂ سحر میں پھنس جائیں ساحل دریاے سحر تک پہونچ جائیں لاکھ تم کیسے ساحر زبردست
ہو مگر ہمارے سحر کو کیا دفع کر سکتے ہو تمھاری یہ مجال نہیں کہ تم ہمارے اس سحر کو دفع کر سکو اگر کچھ دعوی ہے
تو سامنا کرو کیا خاموش کھڑے ہو دشمنی کے ارادے سے آئے ہو تو جلد اوٹھا روبرو کرو اور سنید ہو فوج
ساحران ساتھ لے کر آئے تھے وہ فوج کہاں چھپائی ہے اس سے ہیں تھوڑی سپاہ معلوم ہوتی ہے انھیں
ساحروں کو خیمے سے نکال کر ہم سے لڑو دیکھو ہم اکیلے ہیں کوئی دوسرا ساحر ہمارا معین و مددگار نہیں ہے
یہ سوار ہمارے سحر کے پتلے ہیں در اصل یہ ساحر نہیں ہیں تم اپنے تمامی ساحروں کی جمعیت سے ہم سے لڑو
جو کوئی سحر سخت تیار کیا ہو وہ سحر پھر کرو حوصلہ اپنے دل کا نکال لو آخر تو ہمارے ہاتھ سے جانبر نہ ہو گے
اس صحرا سے زندہ نہ جاؤ گے اس دشمنی کے عوض میں ہمارے ہاتھ سے قتل ہو گے دنیا سے آرزوے
حصول لوح طلسم زلزلہ و رہائی حکیم سالوس اپنے دل میں لیکر جاؤ گے ہم تم سے دیر سے کہہ رہے ہیں مہلت
حوصلۂ دل نکالنے کی دے رہے ہیں تامل کیا ہے آؤ وہ جلد ہو جاؤ سامنے آؤ سحر کرو اگر ہم پہلے سحر
کریں گے تو پچھتاؤ گے بتلاتے ہیں سحر سخت ہو جاؤ گے پھر دفع سحر تم نہ کر سکو گے حسرت سحر کرنے کی دل میں
رہ جائے گی جان تمھاری جائے گی ہم کو تم سے یہ امید ہرگز نہ تھی کہ تم اپنے لشکر ساحران کو لیکر ہم پر آؤ گے اور
دوست قدیم ہو کر ہم سے دشمنی کرو گے ہیچ ہر آن میں سے نادانی ہوئی کہ ہم نے ہمیشہ تم کو اپنا دوست تصور کیا
تمھاری دوستی پر اعتبار کیا کیونکہ بقول شاعر مصرع وفا کا لاکھ بیان ہم کرے قرار کوئی پر کسی کی الفت
کا اعتبار کوئی۔ آج سے اعتبار تمھاری دوستی کا نہ رہا دشمنی تمھاری ثابت ہو گئی اگر ہم غافل ہوشیار
نگہبان و خبردار زندان حکیم سالوس نہ ہوتے اور اس جگہ نہ موجود ہوتے تو غضب ہی ہو جاتا نہیں معلوم
تم کیا کیا فکر و تدبیریں کرتے تھے کسی نہ کسی طور سے حکیم سالوس کو یہاں سے رہا کر کے لیجاتے ہو
شہنشاہ ساحران کو کرتے دنیا میں ذلیل و رسوا کرتے حکیم سالوس سے دریافت کر کے لوح طلسم زلزلہ
یا طلسم کشا کو لے کر چلتے بعد حصول لوح شہریار طلسم کشا ہو کر طلسم زلزلہ کی بربادی و تباہی
کرتے خیر ہوئی کہ ہم یہاں موجود تھے ہمیں تمھارے یہاں آنے کا بھی خیال نہ تھا نہ تم سے دشمنی کا
اندیشہ تھا افسوس ہزار افسوس ہم ملت و ہم مذہب ہو کر ہم سے دعوی دوستی کر کے تم نے

کہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کو اسیر کرکے تمہارے پاس لائے آئندہ کسی طور سے تمہے دوستی نکرینگے
دشمن ہی ہمکو تصور کیا جائیگا سمجھے تو طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کو بہزار دشواری و محنت و کوشش
بایں خیال اسیر کیا تھا کہ یہ تحفہ لاجواب تمہاری نذر کرینگے تم خوش ہوکر اپنے بادشاہ کے پاس
لیجا ؤ گے وہ تمکو اپنا بہت خیرخواہ جانکر خلعت و انعام کثیر دیگا تمہارا احسانمند ہوگا طلسم زلزلہ
فتح ہونیسے محفوظ رہیگا طلسم کشا کو قتل کرلیگا لیکن تمنے بوجہ بدنفسی و نافہمی کے ہماری
دوستی و محنت و کوشش پر نظر نکرکے دشمن اپنا تصور کیا خیر اب ہم جاتے ہیں طلسم کشا سے طلسم زلزلہ
کو بھی لیے جاتے ہیں بجز اسکے نہیں پہونچکر چھوڑ دینگے قید سے رہا کر دینگے تمسے ترک ملاقات و دوستی
کرینگے یہ کہکے اپنے ساحران ہمراہی سے کہا کہ اے خیرخواہو سامان یہان سے اٹھا کر خیمہ وغیرہ
اسباب کو اٹھا کر تخت پر رکھو طلسم کشا کو جب طرح یہان لائے تھے اسیطرح لیچلو ابر باران جادو نے
یہ تقریر بجہرین جادو کی سنکے بہت نادم و منفعل ہوگئے بہت عذر نافہمی و غلط خیالی اپنی کا کرکے کہا کہ
اے دوست صادق مین اس ہماری بے اعتنائی و بدزبانی کی خطا کو عفو کرو ہمین اس حال سے
آگاہی نتھی غصہ مین کچھ خیال تمہاری دوستی کا نرہا بے اختیار کلمات خلاف شان تمہارے ہمنے
اپنی زبان پر جاری کیے سخت صدمہ تمکو پہونچایا جو خیال تمہاری نسبت نکرنا تھا وہ کیا سخت نادانی
و بیوقوفی کی اپنی نافہمی سے نادم و منفعل ہوتے اب رنج و ملال دل سے دور کرو آؤ ہمسے
گلے ملجاؤ ہمسے رنجیدہ ہوکر نجاؤ تم بھی ہمکو جو کچھ چاہو کہو سزا ہماری نافہمی کی اور بدنفسی کی ہمکو دو ہم
نہایت تمسے نادم ہوئے افسوس ہمنے عالم غصہ مین تمکو کلمات سخت کہے تم ایسے دوست کو اپنا دشمن
خیال کیا واقعی تم ایسا دوست کون ہمارا دنیا مین ہوگا کہ جو ایسا خیرخواہ ہو کہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ
کو بصد فکر و کوشش واسطے ہمارے بہبودی و ناموری کے اسیر کرکے ہمارے پاس لیکر آئے
اے بجہرین جادو تمنے بہت بڑا احسان کیا ہی ایسی دوستی ہمارے ساتھ کی ہی کہ کوئی دوست
اپنے دوست سے دنیا مین نکریگا تمنے اسیری طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کی خبر خوش ایسی سنائی ہی
کہ خوشی و خرمی سے ہمارا غنچہ دل شگفتہ و باغ باغ ہوگیا ہی اس تمہاری نیکی کرنے سے شہنشاہ
ساحران جہان یعنی بادشاہ طلسم زلزلہ تمسے ایسا شادمان ہوگا کہ جو کچھ وہ تمہین انعام مین دیگا
وہ کم ہی اگر تمامی اپنے طلسم کا تمہین مختار کار کر دے تو عجب نہین اے دوست صادق مین تمنے
عجب کار نمایان کیا ہی کہ کوئی ساحر بہ دلیری و بہادری ایسا کام نہین کرسکتا یہ کہکر درمیان کینہ
حفاظت نظر کرکے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو سلاسل مین اسیر دیکھکر از حد شادمان
ہوکر نہایت گرمجوشی سے ملتے بجہرین جادو کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اے حبیب واثق ہمسے اب تو رنجیدہ نہین ہو
ہمنے اسقدر تمسے ... کیا ہی کہو تمنے ہماری تقصیر عفو کردی یا نہین بجہرین جادو نے پہلے اپنے
دل مین کہا کہ صد شکر کہ یہ نابکار تمہارے دام فریب مین آگیا تمہین اپنا دوست سمجھا اب یہ نابکار
کہان بچکر جاسکتا ہی یہ میرے دام فریب مین کیا آیا ہی گویا اسکی اجل آئی ہی بعدہ مسکرا کر کہا کہ
اے مہربان ابر باران جادو بہر تقاضا سے عذر کرنے سے ہمارے دل سے رنج و ملال دور ہوگیا
یہ کہکے جلد تر ایک بارگاہ برپا کرکے فرش و کرسی و مسہری وغیرہ اسباب ضروری راحت و آرام
سے آراستہ کرکے ابر باران جادو کو اسی بارگاہ مین لاکر بٹھایا پھر خود بھی برابر اس کے بیٹھا
ابر باران جادو نے کہا کہ اے دوست ہم شکریہ تمہارا ادا نہین کرسکتے نہ حسب دلخواہ تمہاری

خوش ہونے لگے اس اثنا میں طعام دعوت تیار ہوا ملازموں نے اجازت حاصل کرکے دسترخوان
حسب قاعدہ بچھاکر طعام لذیذ نفیس و لطیف ظروف میں لاکر لگا دیے دسترخوان پر رکھا پھر یاران
جادو و بحرین جادو آفتابے میں ہاتھ دھوکر باہم طعام سے مذکور تناول کرنے لگے خدام آب سرد
پلانے لگے جب دونوں اکل و شرب سے سیر و سیراب ہوچکے پھر آفتابے میں ہاتھ دھوکر بیٹھے اسوقت
بحرین جادو نے کشتی شراب کی طلب کی ملازم فی الفور کشتی شراب ناب لیے کر حاضر ہوئے ایک ساقی
گلبدن نشہ سے ساغر بلوریں میں شراب ناب بھر بھر کر یاران جادو و بحرین جادو کو جام
مے ناب دینے لگا دونوں ساحران مذکور بصد خوشی شراب پینے لگے بعد میخواری یاران جادو نے
بحرین جادو سے کہا کہ اے مخلص خالص میں اب تو ہم تم آب و طعام سے بھی سیر و سیراب ہوچکے
میخواری سے بھی لطف اٹھاچکے آفتاب بھی غروب ہوا مگر وہ پیر ابھی تک مسکتہ نہیں دیا ہم اس
تحفہ کے بہت مشتاق ہیں جاؤ جلد اسے لاؤ ہمیں دکھاؤ بحرین جادو نے کہا کہ جاتا ہوں اس تحفۂ بے مثل
و بے نظیر کو تمہارے سامنے لاتا ہوں یہ کہکے بارگاہ سے اٹھکر اپنی خیمہ خاص میں گیا خواجہ
طیفور کر دیا اتنی دیر میں بصورت زن حسین و حور لقا بن چکے تھے زیور جواہر نگار طلائی و نقرہ
سر سے تا پا مع لباس رنگین و نفیس قیمتی پہن چکے تھے دلسوزیں جانسوزیں صاحبقران و دیگر
عیاران کو جن کو زنبیل میں ڈال کر لائے تھے نکال چکے تھے سارنگی منجیرے وغیرہ ضروری
سازان کو دے چکے تھے منتظر بیٹھے ہوئے تھے بحرین جادو دیکھتے ہی نازنین مذکورہ کو متحیر ہوکر
صاحبقران وغیرہ سے باشارہ پوچھنے لگا کہ یہ نازنین کہاں سے آئی ہو خواجہ طیفور کہاں ہیں
صاحبقران نے بھی باشارہ جواب دیا کہ یہی نازنین جس کو تم دیکھ رہے ہو خواجہ طیفور کر دیا ہیں
بحرین جادو نے اپنے دل میں کہا کہ خواجہ بھی عیار بلا ہے روزگار میں ایسی زن جمیلہ و حور
صورت نہیں دیکھی میں نے نہ پہچانا یہ باتیں بجاے خود کرکے کہا کہ اے نازنین مہ جبین روبروے
یاران جادو چل رقص و نغمہ کر اپنا کمال اپنا دکھا کہ دیر آرزو تیرے ہاتھ آئے نازنین نے
جواب دیا کہ دیکھنا کیسا اپنا ہنر و کمال دکھاتی ہوں کہ تم کو حیرت ہوجاے ساحر دل پر آتی
یہ کہکے مع اپنے سازندوں کے اسکی ہمراہ بحرین جادو کے ایسی رفتار معشوقانہ سے راہ طے کرنے لگے
کہ دیکھنے والوں کے قلوب مانند خاک پامال تھے ہو تماشا سے پہلے اکثر ناواقفان حسن و جمال پر
نظر کرکے آہ سرد دل پر درد سے کرنے لگے بعد قطع راہ بارگاہ میں روبرو یاران جادو پہنچی
حسن و جمال اپنا ناز و ادا و عشوہ و غمزہ دکھاکر شرم و حیا سے اہریاران جادو کی طرف سے روگردانی
ہوئی اہریاران جادو اس کی صورت کو دیکھتے ہی ہزار دل سے اسیر شیفتہ ہوگیا اشتیاق دل
دل میں پیدا ہوا بحرین جادو نے پوچھا کہ کہو مہربان یہ پیر عجوبہ تیرا ہوا یا نہیں اس نے
آہستہ جواب دیا کہ اے دوست واقعی کیا تحفہ بے عدیل تم ہمارے واسطے لائے ہو کہ اسکی نظیر
نہیں ہوسکتی ہر ایسی نازنین خوب رو روے زمین پر نہ ہوگی حسن میں بے نظیر جمال میں لاثانی رفتار میں
غیرت رفتار طاؤس تھا غرض واقعی نازنین نقلی مذکورہ ایسی ہی تھی کہ جس کے مصداق مضامین اشعار ہذا۔ اشعار

سنبل سے گندھی وہ دنیا میں ‖ سیلی والی سی تھی کے بنا ہیں
اسکے عارض سے تھا گلبا داغ ‖ دانتوں ہی مرغوں نے پایا داغ
آنکھ نرگس سے جب لڑاتی تھی ‖ پاؤں اس کا کبھی اگر اٹھاتی تھی

تو لعو ریحان جو تھی سو دو میں ‖ چاند چہرہ تھا آفتاب جبین
تیغ ابرو تھی اجان سل ‖ ایک عالم کی وہ بنی قاتل
باغ میں [illegible] رہ جاتی تھی وہ جسم ‖ شرم سے ہوتا تھا عجب عالم

شجر باغ نوجوانی تھی ۔۔۔ گل گلزار کامرانی تھی
صفت شعلہ تھی سراپا نور ۔۔۔ شمع قامت مین تھی تجلی طور
نور رخ تھا برق خرمن ہوش ۔۔۔ زلف دام بلا سے تھی بدوش
تھی یہ نظرون مین خرمن ہوش ۔۔۔ تیر مژگان اجل سے ہم آغوش

جوش پر تھی بہار حسن شباب ۔۔۔ گل رخ تھا شگفتہ و شاداب
تھی جبین آفتاب صبح بلور ۔۔۔ موے سر رشک دود شعلۂ طور
شوخ چشمی عیان تھی چتون سے ۔۔۔ سحر کرتی تھی چشم پرفن سے

جب ابر باران جادو نے نظر سحر نو ڈال کر اور نازنین مذکورہ کو دیکھکر اُس پر عاشق و فریفتہ ہوکر تعریف اُس کے حسن و جمال و خوبی کی بحرین جادو سے کرکے اُس کی دوستی کا مقر ہوکے اظہار اپنے مائل ہونے کا کیا بحرین جادو نے کہا کہ تمہیں معلوم ہوا کہ یہ تحفہ بھی تمھارے دل کو مرغوب و پسند ہوا ابر باران جادو نے کہا کہ اے محب صادق یہ تحفہ تو تمنے ہمین ایسا دیا ہو کہ ہمکو بہت خوش کیا ہم تمھارے ممنون احسان ہوے دوست ہو تو تم ایسا ہو ہدیہ ہو تو ایسا مرغوب طبع ہو اب چاہتا ہوں کہ یہ دلربا میری طرف رخ کرکے رقص و نغمہ کرے جمال بھی اپنا ہمین دکھاتی جائے رقص و نغمہ بھی کرتی جائے اسوقت صورت مرغ بسمل دل اپنا بیتاب ہو اس کے ناز و انداز و ادا نے ہمین مار ا ہو بحرین جادو نے نازنین نقلی سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے دلربا حالانکہ ناز و انداز شوخی و شرارت و شرم و حیا و ظلم و جفا و جور و بے اعتنائی طریقہ خوبرویان ہو علی الخصوص تیرا شعار ہو لیکن انتہا ہر شے کی ہوتی ہو بس زیادہ ناز و ادا شرم و حیا شوخی و شرارت نہ کر ہمارے دوست خالص ابر باران جادو تیرے رقص و نغمے کے مشتاق ہین علاوہ اس کے طالب دیدار بھی ہین اس طرف رخ انور اپنا کر اچھی طرح حسن و جمال اپنا ہمارے محب خالص کو دکھا گانا اپنا سنا رقص اپنا دکھا اس طرح رقص و نغمہ کر کہ ہمارے دوست کو پسند آئے دل ان کا خوش ہوجائے اگر یہ شاد مان ہوے تو پھر باعث تیری بہبودی کا ہوگا عزت و آبرو تیری بڑھے گی دولت بے انتہا تجکو ملیگی ان کی خوشی پر تجھے عمل کرنا ضرور ہو یہ ہمارے دوست ہین ان کی خوشی گویا ہماری خوشی ہو نازنین مذکورہ نے بحرین جادو کے کہنے سے بصد شرم و حیا و ناز و ادا جانب ابر باران جادو رخ اپنا کیا سازندون نے ابر باران جادو سے مخاطب ہوکر عرض کیا کہ اے خداوند نعمت ذرا اس گل رعنائے بوستان خوبی و سرو حدیقۂ محبوبی کو نظر بد سے نہ دیکھئے کہین پسند نہ کر لیجیے گا یہ ڈرنا سفتہ ہماری تونگری کا سہارا ہو یہ وہ گوہر ہو کہ لاجواب ہو دنیا مین یہ نازنین انتخاب ہو ہم لوگ اس کے دعاگو اور خیرخواہ ہین اسی کے سبب سے روٹی پیٹ بھر کر کھاتے ہین خلعت و انعام و زر تونگرون سے پاتے ہین عاشقون کی خواہش سے ہم بچاتے رہتے ہین اور یہ کہتے ہین مطلع

نگاہ بد سے اور مکر و دغا سے ۔۔۔ خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

ابر باران جادو گفتگو سے سازندہ نازنین مذکورہ کے مسکرایا سازندون کو کچھ جواب نہ دیا سازندون نے حسب ایما نازنین مذکورہ سازون کو حسب دلخواہ درست کیا کیونکہ ہر ایک سازندہ ایسا تھا کہ مصداق این اشعار۔ اشعار

وہ کہ سا ازین کی وطلے کی رتیا ۔۔۔ نور کا تھا ہر ایک سازندہ
اور وہ سازندون کے سُر کی بلا ۔۔۔ سحر کار ایک اک نوازندہ
جب سازندے سازون کو درست

کرکے ساز و سامان بجانے لگے نازنین مذکورہ نے ہاتھ اپنے ہر اسے رقص اٹھائے سازندون نے بھی سُرون مین اُس کا ساتھ دیا غرضکہ اس عنوان و حسن و خوبی سے وہ نازنین رقص کرنے لگی کہ مصداق مضامین اشعار

تلچھنے مین اگر اٹھایا ہاتھ ۔۔۔ ساز نے بھی دیا سُرون مین ساتھ
ٹھوکرون سے جہان کیا پامال ۔۔۔ وہین انسا ہمین پیدا زوال
ایسا توڑا توڑ کر دیا بے حل ۔

ابر باران جادو و سحر بین جادو دونون مست و مدہوش ہوگئے کچھ دین و دنیا کا ہوش نہ رہا سطر یہ
یہ حال اہل انجمن کا دیکھکر ٹھہر گئی بعد تھوڑی دیر کے ساحران مذکور کے ہوش و حواس درست
و بجا ہوئے ابر باران جادو نے از حد تعریف کرکے کہا کہ اے جان من اسوقت رقص و نغمہ سے
تیرا باز رہنا میرے دل کو شاق ہے چاہتا ہون کہ دوسری غزل عاشقانہ گا تجکو انعام کثیر دون گا
سازندون نے عرض کیا کہ اے جم تبہ فرمیدون آثار ہم زر کثیر و جواہر بیش قیمت سنتا ہون اور شہر یارون سے
جب پاتے ہین اسوقت کمال اپنا دکھاتے ہین اور دلربا سے خوش آواز بھی اسی ہنگام مین کمال
علم موسیقی اپنا دکھاتی ہے جب حسب دلخواہ انعام پاتی ہے وعدہ وعید سے ہم لوگ مطمئن و خوش نہین
ہوتے ہین اسوقت وہ کمال و ہنر ہم سب نے اس بزم مین دکھایا ہے کہ اگر کسی شاہ و شہریار یا
کسی اہل فن یا قدردان کے سامنے یون رقص و نغمہ کرتے تو وہ مالا مال کر دیتا زر و جواہر سے
ہمارے دہنون اور ہمارے سازون کو بھر دیتا نا قدرون کے آگے رقص و نغمہ کرنا عبث ہے ابر باران
جادو نے تقریر سازندون کی سنکے فی الفور اپنے گلے سے وہ موتیون کا ہار کہ جس کی قیمت کی انتہا
نہین تھی اتار کر اپنے ہاتھ سے نازنین کو دیکر کہا کہ اے مہ جبین بالفعل تو یہ انعام لے بعدہ اور انعام
تجھے دون گا نقد دل کے دینے مین بھی عذر ہوا انکا رنگرون کا جو کچھ تو مانگے گی دون گا مگر ایک
غزل اور سنا دو اپنی خوش آوازی سے گا کے مجھے سنا نازنین نے مسکرا کر وہ ہار موتیون کا
اسکے ہاتھ سے لیکر اپنی کمر تک لا کر غائب کر دیا بعدہ یہ غزل اس نے شروع کی غزل

لگا کر دل چھپتا پردہ نشین سے
جلایا ہم نے آہِ آتشین سے
ہوئے پر بھی نہ نکلی حسرت دید
ملایا آسمان ہم نے زمین سے
نہ پہونچے ہاے جب یا رب اثر تک
کہیں ہاتھ توکرے ظالم نہیں سے
بگڑ کر وہ جو لڑتے ہیں دم نزع
صدا رونے کی آتی ہے کہین سے
جب انگڑائی مین دونون ہاتھ اٹھے
فلک جھک جھک کے ملتا ہے زمین سے
وہ دروازے تک آکر آپ سے جائین

ہوا لکم دیا ارباب یقین سے
کھو گیا [illegible] شب کی مین دیکھا
قیامت کا سان دل اندوہگین سے
اگر دیکھیں تری محشر خرامی
کمند آہ بس لوٹے وہین سے
نگاہِ ناز نے جس دل کو تاکا
مٹاتا ہون نگاہِ واپسین سے
کسی دن مہربان ہو جائے ہم پہ
دوپٹہ ہٹ گیا ہوتا کہین سے
بس اب تم دن ہماری بات رکھ لو
کوئی دل دینے آیا ہے کہین سے
نکلے دل کر کے تیا ناز آفرین سے

شب غم مین چراغ داغ ہجران
یہ پوچھین تم کسی [illegible] نشین سے
غبار دل نہان دو دفتان مین
قدم اٹھ کر اٹھین فتنے زمین سے
نکل آئے گا پہلو وصل کا بھی
نشانہ اڑ گیا اس کا وہین سے
دل [illegible] خدا جانے کہان ہے
ذرا کہہ دو نگاہ خشمگین سے
وہ سرکش تم ہو کہتے ہین تمہارے
اٹھا لو پھول دستِ نازنین سے
جگر ہم بھول جاتے ہو خدا کو

ابر باران جادو و سحر بین جادو دونون بگوش دل سننے لگے نازنین ہر ایک شعر کو بتا بتا کے
حالت رقص مین گانے لگی یہانتک کہ سحر بین جادو بہت خوش ہوکر مبہوت ہوگیا گاہ وجد مین جھومنے لگا
مگر ابر باران جادو کا تو عجب حال ہوگیا بار بار بے اختیار ہر شعر کو سنکے بیحد تعریف کرکے قلب و
جگر پر ہاتھ رکھکر کہتا تھا کہ اے نازنین [illegible] دل رقص و نغمہ
مین اپنے تیر ہاے ناز و ادا سے ایسے زخمی کر دیے کہ جن کا مندمل ہونا ممکن نہین تیرا گانا دنیا مین
بے مثل و نظیر ہے نہ مانند تیرے کوئی خوب ہے نہ مثل تیرے کوئی مطرب خوش گلو و خوش آواز ہے

بلبل بھی تیرے آگے ہیچ ہے کیا پاکیزہ تیرا گلا ہے کیا اچھی تان لیتی ہے کیا بانکی تیری چتون ہے تو نے
حالت رقص میں میرے دل کو مانند سبزہ روند ڈالا اس صورت و حسن زیبا پر یہ آواز یہ کمالات
علم موسیقی میں نے تجھی میں پائے ہیں تو بھی ہر نوع خوبی و کمال ہے دراصل تیرا ثانی کمالات علم موسیقی
و حسن و جمال میں کوئی نہ ہوگا کبھی اپنے دل میں کہتا تھا کہ اے ابر باران جادو تو بھی کیا خوش تقدیر
ہے کہ تجھے ایسا معشوق خوب رو و خوش جمال عدیم المثال بذریعہ دوست تیرے بحرین جادو دستیاب
ہوا اگر اپنی خوبی مقدر پر فخر و افتخار کروں تو بجا ہے اور جس قدر بحرین جادو کی دوستی و محبت قلبی کا
شکر کروں وہ کم ہے حیف تیری نادانی پر کہ تو نے اپنے ایسے دوست کو اپنے خیالات بد اور بد باطنی
سے کلمات نامناسب کہے تھے اگر بجائے تیرے بحرین جادو اور کوئی ہوتا تو وہ کبھی تجھ سے صاف دل
نہ ہوتا دوست ہو کر دشمن جان تیرا ہو جاتا بلکہ حتی الامکان سمجھو اسی وقت مار ڈالتا نام و نشان تیرا زیر
پیوند خاک کر دیتا واقعی بحرین جادو دوست صادق ہے میری ایسی بد باطنی پر کبھی اس کے
خیال ان توجہ نہ کی اور صرف تجھ عذر کرنے سے دل اس کا مجھ سے صاف ہو گیا گرد ملال اس کے
آئینہ دل سے دور ہو گئی کوئی دوست دنیا میں کسی کا ایسا بھی ہوگا جو دوست اپنے ایسے دوست کو
راہ دور و دراز سے لا کر دے خیر میں بھی عوض ان ہدایا کا کروں گا بالفعل تو اس نازنین سے وصل
سے آج کی شب شاد کام ہوں کل یا بعد دو تین روز کے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو
اسی طور سے پابہ زنجیر تخت سحر پر ڈال کر روبرو اپنے بادشاہ ہود مست جادو و بادشاہ طلسم زلزلہ
کے پاس لے جاؤں گا کہوں گا کہ میں نے زندان میں حکیم سالوس کے بھی حفاظت و نگہبانی کی
اور طلسم کشا کو طلسم زلزلہ کو بھی میں نے اسیر کیا امید قوی ہے کہ میری اس تقریر کے سننے سے
شاہ طلسم زلزلہ جو کچھ انعام کثیر مجھے نہ دے وہ کم ہے عجب نہیں کہ تمامی اپنے طلسم کا اختیار پیدا و
سپید کا مجھی کو دیدے کبھی چہرہ نازنین مذکورہ پر نظر کر کے اشارے سے کہتا تھا کہ اے جان من
جلد اپنے اس عاشق زار سے آ کر لپٹ جا تا بہ دوری نہیں ہے دل پہلو میں بیقرار ہے آرزوئے
ہم آغوشی ہے نازنین مندرجہ بالا بھی ایما و اشارہ جواب دیتی تھی کہ او دیو صورت کریہ منظر کیا محال
خیال و آرزو کرتا ہے ایسے خیالات سے باز آ میرے آرزوئے وصل کا سودا اپنے سر سے دور کر
مجھ ایسی پری پیکر سے تو عفریت شکل ہم بستر ہو ہرگز یہ امید نہ بر آئے گی اس آرزو میں تیری جان
جائے گی شوق وصل میرا باعث تیری ہلاکت کا ہوگا او ساحر سیہ فام و بد شکل تجھے شرم نہیں آتی
ہے کہ مجھ ایسی حور شمائل کا طالب وصل ہے کچھ دیوانہ ہوا ہے اپنے ہوش و حواس میں آ اپنے
سراپا پر نظر کر کے میری آرزو کر رہا جو انسان قوی بازو میری خوبصورت پر مائل ہو کر میرے ہاتھ سے
سوختہ ہو گئے ہیں آج تجھ کو بھی اس دار فنا سے روانہ سوئے ملک فنا کر دوں گی تو بھی مانند
انھیں جوانوں کے میرے وصل کی حسرت میں نالاں سوئے عدم جائے گا او نابکار کبھی میرا
وصل میسر ہوا ہے کچھ بھی ہوگا ابر باران جادو گفتگوئے نازنین و جوابات باشارہ سمجھ کر بے اختیار
یوں پکار اٹھتا تھا۔ شعر

ہم تو ہیں طالب تمہارے وصل کے
خوش کرو یا قتل ہم جا ہو کرو

کبھی کہتی شعر غزل مندرجہ کے مضمون کو پسند کر کے کہتا تھا کہ اس شعر کو کہ رنگا و کیا خوب کہا ہے
میرے دل کو مرغوب ہے نازنین اسی شعر کو کئی مرتبہ بعنوان دیگر بنا بنا کے گاتی تھی ساحر مذکور
بہت خوش ہوتا تھا کبھی عالم وجد میں اپنے سر کو چوبہ بارگاہ سے ٹکراتا تھا گاہ آہ کرتا تھا کبھی

بے اختیار سنا کرتا تھا غرضکہ جبتک نازنین مذکور اشعار غزل گاتی اور ناچا کی ابر باران جادو
کی یہی حالت رہی جب نازنین مذکورہ نے جملہ اشعار غزل مندرجہ بالا گا کر غزل کو تمام کیا ابر باران
جادو نے بحرین جادو سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے دوست سنیے اب ہمکو نیند کا غلبہ ہے بہرات
سے زیادہ گذر چکی ہے دل چاہتا ہے کہ سو رہیں مگر اکیلے نہیں اس نازنین کے ساتھ لہذا میں تو
جاکر مسہری پر لیٹتا ہوں تم اس نازنین کو میرے پاس بھیجدینا کیونکہ مجھکو اس کے وصل کا ازحد
اشتیاق ہے صبر نہیں ہو سکتا ہے مجبوری سے یہ تجاہل نہ کہا ہے میرے کہنے سے یہ نازنین میرے
ساتھ مسہری پر نہ چلے گی الا تمہارے کہنے سے یہ معشوقہ میرے نزدیک آئے گی آرزو سے دلی
میری بر آئے گی بعد بھیجنے اس نازنین کے تم اس بارگاہ سے چلے جانا اپنے خیمے میں آرام پذیر
ہونا یہاں تخلیہ کر دینا بلکہ تاکیدا کہدینا کہ کوئی اس بارگاہ میں قدم نہ رکھے سازندے بھی یہاں سے
چلے جائیں ہم عاشق و معشوق میں راز و نیاز کی باتیں ہونگی چھیڑ چھاڑ ہوگی عجب لطف و مزے کی
گفتگو ہوگی اُس طرف ناز اس طرف نیاز کبھی ہوگا پس یہ سب باتیں کوئی نہ دیکھے نہ سُنے ہرچند کہ یہ
باتیں کہنا بد تہذیبی و بے حجابی پر دال ہیں لیکن تمکو اپنا سچا دوست جانکر ان کاموں کے
کرنے کو بھی کہا ہے بحرین جادو نے مسکرا کر آہستہ جواب دیا کہ خیر کیا یاد کروگے ہم یہ سب کام بھی
کرینگے ہم ایسا دوست کوئی دنیا میں نہ پاؤ گے جاؤ مسہری پر آرام پذیر ہو ہم تمہارے کہنے سے
اس نازنین کو سمجھا کر تمہارے پاس بھیجدینگے ابر باران جادو یہ سنکے بہت خوش ہوا لیکن دوستی
بحرین جادو کا مقر ہوکے مسند زرین سے اٹھکر مسہری پر جا کر لیٹا اودھر بحرین جادو نے نازنین
مذکورہ سے مخاطب ہوکر آہستہ کہا کہ اے دلربائے خوش آواز آگاہ ہو کہ ابر باران جادو تجھپر
فریفتہ ہوا ہے تیرے وصل کا طالب ہے ساحر نامی و نامور ہے شاہ طلسم زلزلہ کا گویا ایک وزیر خوش تدبیر
یہی ہے ذی عزت و ذی لیاقت ہے کوئی ایسا ویسا ساحر نہیں ہے اگر اس کی خوشی پر تو عمل کریگی تو
حق میں تیرے اچھا ہوگا مال دنیا سے تجھکو یہ مالامال کر دیگا باعث ہماری بھی خوشی کا ہوگا لہذا
اسوقت تھوڑی دیر کے واسطے اُس کے پاس چلی جا نازنین مذکورہ نے پہلے تو بظاہر ناز و ادا
جتانے سے انکار کیا بعدہ بحرین جادو کے کہنے سے زیادہ انکار نکرکے خاموش ہوئی لیکن
سازندوں نے اس امر سے آگاہ ہوکر شور و غل کیا اور کہا کہ اے بحرین جادو تم آگاہ ہوکہ دلربا
خوش آواز ابھی ناکتخدا ہے نزدیکی مرد سے ناآشنا ہے یہی باعث ہوا ہے کہ حصول دولت و مال کی ہے ہم ہرگز
اسکو پاس ابر باران جادو کے نہ جانے دینگے بحرین جادو نے بظاہر چیں بجبیں ہوکے کہا کہ
تمکو اس بارے میں کیا دخل ہے بس زیادہ شور و غل نکرو دور ہو یہاں سے چلے جاؤ سازندے تو
خائف ہوکر بظاہر شور و غل کرکے خاموش ہوئے لیکن بائی جی جو ہمراہ دلربائے خوش آواز
کے آئی تھی اور جس نے دلربا کو بظاہر اپنی نوچی قرار دیا تھا اُس نے آزردہ خاطر ہوکر کہا کہ
اے بحرین جادو بابت دلربائے خوش آواز جو بات آپنے تجویز کی ہے مجھے منظور نہیں ہے بہتر و
مناسب یہ ہے کہ اپنے ارادہ سے باز رہیے ہمکو سخ دلربا کی نسبت مجھے ظلم و جفا ہمپر نہ کیجیے ورنہ
ہم فریاد و فغان کرینگے حتی الامکان فریاد عظیم بھی کرینگے ہم سب اپنی جانیں دیدینگے
مگر جو آپ چاہتے ہیں ہرگز اُس بات کو گوارا نکرینگے ہرچند کہ پیشہ ہمارا بڑا ہے مگر بے عزتی
گوارا نہیں ہے جبر و ظلم خوب نہیں ہے ہم کو یہی دلربا کو یہاں واسطے ناچنے گانے کے لائے تھے نہ اور

کسی بدکام کے واسطے لائے تھے یہ طریقہ ہمارا نہیں ہے بجز مجرے کے ہم دلربا سے خوش آواز کو کسی
شاہ و شہریار کے پاس نہیں لے جاتے ہیں یہاں بھی اس کو خاص واسطے مجرے کے لائے تھے نہ
اور کسی کام کے واسطے اگر ہمکو یہاں آنا منظور ہوتا تو آپ سے کبھی اس باب خاص میں کلام نہ کرتے
اس دلربا کے فی زمانہ سیکڑوں بلکہ ہزاروں عاشق و مائل موجود ہیں ہر ایک طالب اس کے وصل کا
ہے ہزارہا روپیے کا لالچ ہمیں دیتا ہے شاہ و شہریار بھی خواہان وصل ہیں ملک و مال دیتے ہیں مگر ہمکو
ملک و مال و دولت اس طور سے لینا منظور نہیں ہے بحرین جادو نے جواب دیا کہ ہمارے
دوست ابرباران جادو بھی دلربا سے خوش آواز پر فریفتہ ہیں زر و جواہر کثیر دینے کو کہتے ہیں
اگر تمہاری خوشی و مرضی نہیں ہے تو ہم تم پر جبر و ظلم بھی نہیں کرتے ہیں تمہیں دلربا سے خوش آواز
کا اختیار ہے مگر بائی جی اس امر میں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے کہ تھوڑی دیر کے واسطے دلربا کو پاس
ابرباران جادو کے بھیجدو اس غرض سے کہ اس کے پاس جاکر بیٹھے اور کچھ باتیں کرکے چلی آئے
بھیجدو اور ہم سے اس کے عوض میں زر و جواہر کثیر لو اس نے کہا کہ ہاں اس کا مضائقہ نہیں ہے لیکن
اور کوئی بات بزور اس سے نہ کی جائے بحرین جادو نے جواب دیا کہ تم اطمینان رکھو دوست
ہمارے ابرباران جادو ہمارے کہنے سے اور منع کر دینے سے دلربا کو ہاتھ بھی نہ لگائیں گے
دیکھے اس سے باتیں کریں گے صورت اس کی دیکھیں گے دل اپنا خوش کریں گے بائی جی نے
کہا کہ اگر آپ کے دوست موافق آپ کی اس تقریر کے عمل کریں تو میں دلربا کو بھیجدوں یا خود بھی
اس کے ساتھ جاؤں بحرین جادو نے جواب دیا کہ تمہارے ساتھ جانے کی ضرورت نہیں ہے
فقط دلربا ہی کو بھیجدو تھوڑی دیر میں پھر وہ تمہارے پاس چلی آئیگی ہم تم سے خوش ہونگے
مال و دولت بھی تمکو کثیر دینگے بائی جی اقرار مذکور پر راضی ہوئی بحرین جادو سے سازندوں
اور بائی جی نے جو اس قدر تقریر کی سبب اس کا یہ تھا کہ ابرباران جادو ساحر زبردست تھا
اور ہوشیار و خبردار تھا سیا و احسب المطلب اس کے اگر دلربا سے خوش آواز کو بھیجا جاتا تو
اس کو اندیشہ و شک پیدا ہوتا اور بزور بہرحال دلربا کو دریافت کرلیتا چنانچہ جب تمام تقریریں
سازندوں کی اور بائی جی کی ابرباران جادو نے مسہری پر جاکر سنی اس کو یقین کامل ہوگیا
کہ بحرین جادو ہمارا دوست ہے بابت دلربا کے سازندوں اور بائی جی سے تقریر بغرض اجراے
مطلب کر رہا ہے سوا اس کے اور کچھ اس کے خیال میں نہ آیا کچھ اندیشہ و تردد اس کے نہ کیا
خوف اپنی جان کے جانے کا اور اندیشہ حکیم سالوس کے رہا ہو جانے کا مطلق نہ کیا الحاصل
بحرین جادو نے دلربا کو پاس ابرباران جادو کے تنہا بھیجدیا اور خود مع بائی جی نقلی اور
سازندوں نقلی کے بارگاہ سے اٹھکر اس خیمے میں جس میں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
وغیرہ سب بیٹھے ہوئے تھے آیا اور سرگوشی میں تمام حال جو گذرا تھا بیان کرکے کہا کہ میں نے
تو دام مکر خوب پھیلایا ہے اب خواجہ طیفور کو دیکھئے کیا کارنمایاں کرتے ہیں اس کو بیہوشی
بیہوشی سنگھا کر بیہوش کرتے ہیں یا خنجر سے اس کا کام تمام کرتے ہیں صاحبقران نے جواب دیا
کہ تا کیا خواجہ اس کو بیہوش ہی کریں گے بشرطیکہ وہ حال خواجہ سے آگاہ نہ ہو ورنہ اندیشہ ہے
خواجہ کے اسیر ہو جانے کا خیال ہے کیونکہ ساحر زبردست ہے اگر اس نے بزور سحر دریافت حال کیا
تو برا ہوگا یہ تمام تدبیر بیکار ہو جائیگی سو دہ ہو جائیگی بحرین جادو نے عرض کیا [illegible]

ہاتھ سے دنیا میں بھی دیکھوں یہ شراب کیسا نشہ کرتی ہے میں نے بارہا شاہ طلسم زلزلہ کے میخانے
کی شراب پی ہے اکثر شاہ طلسم زلزلہ کے پینے کی شراب بھی پی ہے کہ جس کا مثل و نظیر نہیں ہے نازنین نے
جواب دیا کہ اس شراب سے بہتر دنیا میں کوئی شراب نہوگی مانند اس شراب کے کسی شراب میں خوشبو
اور مزہ اور نشہ نہوگا یہ شراب شاہوں کو بھی میسر نہیں ہے ایک شاہان جہان سے جمشید گذرا ہے اسکو بھی
ایسی شراب ممکن نہوئی ہوگی یہ قلم شراب نہایت قیمتی ہے اس شراب کے نشے میں عجب عجب سیر چمن و
گلشن ہیجوار کرتا ہے ابر باران جادو نے کہا کہ واقعی یہ شراب ایسی ہی ہوگی کیونکہ قلم شراب تمھارے
پینے میں ہے جو کچھ اس کی تعریف کرو وہ کم ہے بیشک اس شراب ناب میں نشہ زیادہ ہوگا خوش مزہ
بھی ہوگی اسوقت تمھارے ہاتھ سے یہ شراب ہمارے پینے میں بھی آئے گی کیفیت اس شراب کے
پینے سے زیادہ تر تا ہے ہوگی آج مرتبہ میرا جمشید بادشاہ سے بھی زیادہ ہو جائیگا اگر تم اپنے ہاتھ
سے یہ شراب مجھے دوگی تو وہ جام بلورین رشک جام جم ہو جائے گا میں اپنی خوبی مقدر پر جتنا فخر
کروں وہ کم ہے اب تاب ضبط نہیں ہے شوق اس میخواری کا بے حد ہے جلد یہ شراب مجھے پلاؤ خود بھی
پیو نازنین مذکورہ نے اس کے کہنے سے وہ قلم شراب اپنے سینے کے جوبن کو دکھا کر بالائے سینہ
سے نکالی پھر جام بلوریں اٹھا کر تھوڑی سی شراب اس میں سے بھر کر جام دست نازک پر رکھکر
منھ پھیر کر کہا کہ لو تمھاری خاطر سے ہم اپنے ہاتھ سے تمھیں جام دیتے ہیں ساحر مذکور نے وہ
جام دست ساقی گلفام مذکورہ سے کر لیے دفعتہً انجام دہن سے لگا کر شراب پی لی بعدہ کہا کہ
اے نازنین چاہتا ہوں کہ ایک جام اور اسی شراب ناب کا مجھے دے نازنین مذکورہ نے اسکے
بہت سی شراب جام بلوریں میں انڈیل کر اسکو جام دیا اس نے وہ جام بھی بصد خوشی
لے کر میخواری کا لطف بھی اٹھایا چونکہ وہ شراب سفوف بیہوشی آمیز تھی اور زیادہ تعداد سے
ابر باران جادو نے پی تھی حلق سے اترتے ہی اس نے نشہ کیا ہوش و حواس اس کے بجا نہ رہے
دماغ اس کا اس بادہ ناب سے گرم ہو گیا تاثیر سفوف بیہوشی نے دکھائی آنکھیں سرخ نظر آئیں
اسی حالت نشہ میں بے اختیار ہاتھ اپنا اس نے سوئے نازنین بڑھایا چاہا کہ اپنی آغوش میں کھینچکر
مدعائے دل حاصل کرے نازنین نے اس کے ارادے سے آگاہ ہو کر اس جگہ سے اٹھکر بظاہر
ارادہ بیرون بارگاہ جانے کا کیا ابر باران جادو فی الفور اپنی جگہ سے اٹھ کر چاہتا تھا کہ ہاتھ
نازنین مذکورہ کا بڑھکر پکڑے کہ یکایک اس کے سر کو ایسی گردش ہوئی کہ وہ چکر کھا کر بالائے فرش
گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا اسوقت نازنین مذکورہ نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور گرد یار اور پکار
تو مجکو نازنین سمجھے ہوئے تھا میرے وصل کا طالب تھا سحر و ساحری میں زبردست ساحر تھا بڑا
عاقل و ہوشیار تھا مجکو نہ پہچان سکا آخر میرے دام مکر و فریب میں گرفتار ہوا تجھ کبھی ہوشیاری
تیری تیرے بکار آمد نہوئی او ناہنجار تونے عجب تدبیر و حکمت سے حکیم سالوس وغیرہ کو قید کیا ہے
دیکھ تو سہی کہ تجھ سے کس طرح پیش آتا ہوں یہ نعرہ کر کے نکلی کی مانند سوزن زبان میں اس کے
دے کر بعجلت تمام نذر زنبیل کیا بعدہ جملہ اشیا سے جو وہاں موجود تھیں ان سب کو بھی اٹھا اٹھا کر
داخل زنبیل کیا اور صورت اپنی حالت اصلی پر لا کر پوشاک بھی تبدیل کر کے در بارگاہ سے نکلکر
خراماں خراماں خواجہ مسکراتے ہوئے جانب خیمہ حفاظت مذکور چلے بیان صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ مع ڈیڑھ ہزار ساحروں کے بحرین جادو کی رائے سے پابزنجیر ہوئے تھے

بحرین جادو باادب روبرو بیٹھا ہوا عرض کر رہا تھا کہ خواجہ کو گئے ہوئے دیر ہوئی نہیں معلوم ابر باران
جادو کو بیہوش کیا یا نہیں مجکو اندیشہ ہے کیونکہ وہ نابکار نہایت ہوشیار ہے اگر اس نے زور سحر دریافت
کیا تو ساری تدبیر میری ضائع و برباد ہوجائیگی صاحبقران موصوف فرماتے تھے کہ خواجہ
طیفور گردیا فی زمانہ عیاری و مکاری و فریب دہی میں بے مثل ہیں وہ کسی نہ کسی عنوان سے
اس نابکار کو ضرور بیہوش کرینگے بحرین جادو عرض کرتا تھا کہ آپ بجا فرماتے ہیں مگر ابر باران
جادو بھی بلا بے درمان ہے عقل کا پتلہ ہے نہایت عقیل و فہیم ہے مجکو سخت اندیشہ ہے خواجہ تنہا گئے
ہیں کسی عیار کو بھی اپنے ساتھ بضرورت عیاری نہیں لے گئے ہیں باعث تردد ہے اکیلے ایسے ساحر
زبردست پر کیا عیاری کرینگے کوئی عیار بھی ہمراہ اُن کے اُن کا معین نہیں ہے دلسوز وغیرہ
عیاروں نے جواب دیا کہ اے بحرین جادو کیا خیالات کرتے ہو خواجہ طیفور گردیا کو اعانت دوسرے
عیار کی ایسی جگہ درکار نہیں ہے اگر ابر باران جادو و بلا بے درمان ہے تو وہ بھی آفت روزگار
ہیں بڑی بڑی انھوں نے عیاریاں کی ہیں اس ساحر نابکار کی اُن کے آگے کیا حقیقت ہے تم کچھ
اندیشہ و فکر و تردد نکرو وہ ضرور اُس کو بیہوش کرکے یہاں آئینگے تم ابھی خواجہ کی عیاریوں
سے چندان آگاہ نہیں ہو اُن کے کمالات سے بخوبی ماہر نہیں ہو اگر تھوڑی دیر گذری ہے تو کچھ جائے
فکر و اندیشہ نہیں ہے کہ یکایک سامنے سے خواجہ طیفور گردیا آئے صاحبقران نے پوچھا کہ کہو
خواجہ شیر یا بھیڑ ابر باران جادو کو بیہوش کیا یا خالی ہاتھ وہاں سے چلے آئے اُس پر عیاری نکرسکے
خواجہ نے قریب آکر عرض کیا کہ آپکے اقبال سے میں نے اُس کو اپنے دام مکر میں گرفتار کرکے
بیہوش کرکے نذر زنبیل کیا ہے بھلا میں شیر بیشہ عیاری و مکاری ہوکر بزدلی کرسکتا ہوں خالی ہاتھ
بے گوہر مراد آسکتا ہوں یہ سنکے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بحرین جادو و جملہ
عیاران ہمراہی و تمامی ساحران لشکر بحرین جادو نہایت خوش ہوئے اندیشہ و تردد دل سے
دور ہوا ہر ایک بہت مسرور ہوا چہروں پر آثار خوشی ظاہر ہوئے بحرین جادو وغیرہ نے
خواجہ کی بہت تعریف کی صاحبقران نے زنجیر اپنے پانوں سے حالت خوشی میں دور کرکے
خواجہ سے کہا کہ ابھی ابر باران جادو کو زنبیل سے نکالو ستون خیمہ سے مضبوط اُسے باندھو
تاکہ اُس کو ہدایت کریں خواجہ نے عرض کیا کہ اے امیر با توقیر میری تو رائے یہ ہے کہ اس ساحر
نابکار کو ہدایت نہ کیجیے مجھے یہ حکم دیجیے کہ زنبیل سے نکال کر قتل کر ڈالوں تاکہ سحر اُس کا برطرف
ہو ابر جو پالا ہے تالاب محیط ہے دفع ہو آب تالاب خشک ہو صورت مخلصی حکیم سالوس وغیرہ جملہ
ظہور میں آئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے رائے خواجہ کی پسند نکرکے فرمایا کہ اے
خواجہ ہدایت دین اسلام کرنا ضرور ہے شاید یہ ساحر زبردست ہماری ہدایت سے مسلمان ہو یا مطیع
دین اسلام ہو تو اس سے بڑے بڑے کام نکلینگے خواجہ نے حسب الحکم ابر باران جادو کو
زنبیل سے نکال کر رسن سے چوب خیمہ میں مستحکم باندھا بعد فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر اُسے ہوشیار
کیا اُسنے ہوشیار ہوکر اپنے تئین چوب خیمہ سے بندھے ہوئے دیکھا زبان میں اپنے سوزن پایا
سخت برہم و غضبناک ہوکر بہ نظر تند و تیز صاحبقران و بحرین جادو کو دیکھکر بہت دست و پا
اپنے ہلانے مگر چونکہ دست و پا اُس کے نہایت مضبوط رسن مستحکم سے چوب خیمہ میں بندھے ہوئے
تھے رہا ہو نہ سکا بہت کچھ ہاتھ پانوں مارے آخر عاجز ہوکر سوے بحرین جادو وغیرہ دیکھنے لگا

اسوقت صاحبقران نے ایک پرچۂ قرطاس پر اپنے ہاتھ سے یہ عبارت لکھی کہ اے ابر باران جادو
آگاہ ہو کہ زمانہ طلسم زلزلے کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہے ہم طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہیں دیکھ کس طور
سے ہمارے عیار وفادار نے تجھکو بمکر وفریب بیہوش کر کے اسیر کیا ہے اگر تو مسلمان ہو یا مطیع
دین اسلام ہو تو ہم تجھکو رہا کریں تیری خونریزی سے باز آئیں رتبہ و مرتبہ تیرا زیادہ کریں اپنے
رفقا میں تجھے داخل کریں اگر مسلمان ہونے سے اور ہماری اطاعت سے انکار و سرکشی کرے گا
تو ابھی سر تیرا تیغ بران سے کاٹا جائے گا بعد لکھنے اس عبارت کے پرچہ قرطاس مذکور خواجہ
نے اسے دکھایا اور کہا کہ اے ابر باران جادو گو یہ قلم و دوات بھی موجود ہے مگر تو اشارے
سے اس تحریر کا جواب دے اسنے بایما و اشارہ عبارت مذکور پڑھکر جواب دیا کہ اے صاحبقران
میں نے تو سنا تھا کہ آپ شجاعان روزگار سے ہیں لیکن اسوقت ثابت ہو گیا کہ بڑے بزدل ہیں
باوجود بحرین جادو ولیسے ساحر زبردست کے موجود ہونے کے اور ڈیڑھ ہزار جمعیت ساحران و
چند عیاروں کے آپ مجھسے اسقدر خائف و ترسان ہیں کہ میرے ہاتھ بھی پس پشت بندھوا دیے
ہیں زبان میں سوزن گلا دی ہے نہ تو میں ہاتھ سے کچھ لکھ سکتا ہوں نہ زبان سے جواب دے سکتا ہوں
اگر آپ واقعی شجاع و بہادر ہیں تو مجھے رہا کرا دیجیے بعدہ مجھسے اس تحریر کا جواب لیجیے صاحبقران
نے اس کی ایما و اشارے کی تقریر سے آگاہ ہو کر خواجہ سے کہا کہ اس ساحر کے دست و پا کھول دو
سوزن بھی اسکی زبان سے نکال لو ہم شیر بیشۂ شجاعت ہیں خدا ہمارا معین و مددگار ہے یہ ساحر
اگر چھٹنے کے بعد رہائی دشمنی بھی کرے گا تو ہمیں ضرر نہ پہونچا سکے گا اس کو ہماری بہادری و شجاعت
میں کلام ہے اپنی سحر و ساحری پر نازاں ہے دیکھیں رہا ہو کر کیا کرتا ہے اور کس طرح ہمسے بدشمنی
پیش آتا ہے خواجہ طیفور گردیا اور بحرین جادو نے عرض کیا کہ اے صاحبقران اس کو یا
دشمن سرشتہ جانئے ہرگز یہ مسلمان نہو گا نہ مطیع دین اسلام ہو گا نہ اطاعت آپکی اختیار کرے گا
بلکہ یقین کامل ہے کہ بدشمنی پیش آئے گا ہنوز صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ ابر باران
جادو نے جانب بحرین جادو دیکھکر بایما و اشارہ کہا کہ اے بحرین جادو تجھسے مجھکو یہ امید
نہ تھی افسوس تو نے مجھسے دغا کی بہادری و دلاوری سے تو نے مجھے گرفتار نہ کیا بمکر و فریب مجھے
اسیر کیا کچھ تو حق دوستی اسوقت ادا کر دشمنی تو کر چکے ہو کچھ دوستی بھی کرو مجھے رہا کرا دو پھر
جو کچھ مجھے کہنا ہے وہ صاحبقران سے کہونگا بحرین جادو نے تو اسے پھر اس کی تقریر کا جواب
نہ دیا مگر صاحبقران نے پھر خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ اس کو ابھی رہا کر دو کچھ اندیشہ کسی طرح کا
نہ کرو یہ سچ کہتا ہے کہ شجاعان جہان سے یہ بعید ہے کہ بمکر و فریب کسی حریف کو گرفتار کریں خواجہ
نے مجبور ہو کر ہاتھ اور پاؤں اس کے رسن سے کھولنا شروع کیے بحرین جادو نے متردد ہو کر
اسباب سحر پر ہاتھ بڑھایا اپنے ہمراہی ساحروں سے کہا کہ ہوشیار ہو جاؤ تاتیغ و ترنج گولے
فولادی وغیرہ اسباب سحر اپنے ہاتھوں میں اٹھالو اسلئے کہ جلد پڑھکر اسباب سحر پر دم کر لو
ابر باران جادو رہا ہوتے ہی غالبًا آمادۂ جنگ ہو گا ابھی بحرین جادو اپنے لشکر کے ساحروں سے
ہمسخن تھا اور خود بھی گولۂ فولادی اٹھا کر مستعد جنگ ہوا تھا کہ ابر باران جادو قید سے
رہا ہو گیا اسوقت اس نے اپنے ہاتھ سے اور بقول راوی دیگر صاحبقران نے اپنے ہاتھ
سے اس کی زبان سے سوزن کو نکال لیا اور فرمایا کہ اے ابر باران جادو کہو اب کیا کہتا ہے

وہ زبان کو اپنے دہن مین لے جا کر اور جوش کر اسماے سحر زبان پر جاری کر کے مثل پرکالہ
آتش سوے فلک جا کر بعد غیظ و غضب کڑکڑا کر مانند برق جہندہ بلندی سے بالاے سر
صاحبقران گرا بحرین جادو وغیرہ جملہ ساحرون کی آنکھون مین خیرگی ہوئی اسی حالت مین
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے مطلق خائف نہوکر بعجلت تمام اسم اعظم الٰہی ورد زبان
کر کے خیمۂ حفاظت سے باہر قدم نکالا کہ برق مذکور پر پھونکا فی الفور بہ برکت اسم اعظم و معظم الٰہی
ابر باران جادو بصورت اصلی ہو کر مثل پھول کر سامنے بالاے زمین گرا اسوقت امیر کشور گیر
نے نعرہ کوہ شگاف کر کے شمشیر آبدار نیام سے کھینچ کر اسطرح ابر باران پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر
بالاے خاک تڑپنے لگا بحرین جادو وغیرہ نے بہت تعریف شجاعت و ہمت صاحبقران موصوف
کر کے عرض کیا کہ کیا جلدی آپ نے اس دشمن پر تلوار لگائی کہ گر کے سنبھل کر بھاگ بھی نہ سکا اتنی بھی
مہلت آپ نے نہ دی کہ سنبھل کر گریزان ہوتا اسی طرح خواجہ موصوف نے ثنا کی دیگر ساحرون کو حیرت
ہوئی کہ ایسے ساحر زبردست کو کس خوبی سے صاحبقران نے تہ تیغ کیا ابھی سب تعریف امیر با توقیر
کر رہے تھے اور خوش ہو رہے تھے کہ اسیوقت ابر باران جادو تڑپ تڑپ کر مر گیا دنیا سے سوے
جہنم گیا اس کے مرتے ہی وہ ابر جو بالاے تالاب محیط تھا دفع ہو گیا پانی بھی اس تالاب کا اسطرح
خشک ہو گیا کہ گویا کبھی اس جگہ پانی کا نام و نشان بھی نہ تھا اندرون تالاب خاک اڑنے لگی اور ابھی
درمیان تالاب جو سیل فولادی تھا وہ بدستور نصب رہا اسکو کچھ تغیر نہوا راوی ناقل ہے کہ بعد
مرنے ساحر زبردست مذکور کے اسقدر ہوا سے تند و تیز چلی و ایسی آندھی سیاہ زور شور سے آئی کہ بڑے
بڑے درخت جڑ سے اکھڑ کر مانند خس و خاشاک کے ہوا مین اڑ گئے سوا اس کے ابر سیاہ بالاے
فلک پیدا ہوا اس ابر مین برق کی سی چمک رعد کی سی آواز ظاہر ہوئی پھر سنگ باران و برف
باری ہونے لگی تاریکی محیط صحرا ہوئی وہ روز کہ وقت صبح صادق کا تھا کثرت تاریکی سے مانند
شب تاریک کے ہو گیا تا دیر علامت مرگ ساحر مذکور کی اسی طرح رہی بعد کو وہ ابر اور سنگ باری
و برف باری و تاریکی دور ہوئی مطلع صاف ہوا اسوقت ساحر مقتول کے پیرون نے اسی کے
نام سے یون پکار کر بصداے دردناک کہا کہ افسوس مردیم و قتل شدیم و بمطلب خود نرسیدیم
نام ما ابر باران جادو بود بعد کو نالہ کنان ایک سمت چلے گئے اس اثنا مین آفتاب
عالمتاب جانب مشرق سے نمایان ہوا سب نے دیکھا کہ وہ تالاب خشک ہو گیا ہے ابر جو بالاے
تالاب محیط تھا وہ دفع ہو گیا ہے تالاب مین خاک اڑ رہی ہے لاشہ دو نیم ابر باران جادو
خاک پر پڑا ہوا ہے یہ حال دیکھ کر بحرین جادو نے از حد خوش ہو کر صاحبقران سے عرض کیا
کہ یہ وقت عجلت کرنے کا ہے اسوقت چوکنے نہین میری راے یہ ہے کہ بلا تامل حکیم سالوس وغیرہ کو
زندان سے رہا کر لیجیے دیر نہ لگائیے یقین کامل ہے کہ ابر باران جادو کے مرنے کی حکیم جالوس
وزیر اعظم بادشاہ طلسم زلزلہ کو و نیز شاہ طلسم مذکور کو خبر ہو گی وہان سے فوراً ساحران نامی
و نامور مع لشکر ساحران یہان آجائینگے رہائی حکیم سالوس کے مانع ہو کر آمادہ فتنہ و فساد
ہونگے یا خود حکیم جالوس بعد قہر و غضب قتل ابر باران جادو سے آگاہ ہو کر یہان
آئیگا ضرور آمادہ جنگ و جدال ہوگا رہائی حکیم سالوس وغیرہ سے آپ کو باز رکھیگا لہذا
مصلحت وقت یہ ہے کہ بعجلت تمام تدبیر رہائی حکیم صاحب موصوف الصدر کیجیے صاحبقران سلطان

کیوان شکوہ نے پوچھا کہ فکر و تدبیر رہائی حکیم سالوس کیا ہے اُس نے عرض کیا کہ مین نے
قبل اسکے بھی کچھ عرض کیا تھا اب بھی جو کچھ معلوم ہی وہ عرض کرتا ہون سُنا ہی کہ زیر میل
فولادی ایک زندان تاریک ہی اُسی زندان مین حکیم سالوس مع اپنے رفقا کے اسیر ہی پس
آپکو مناسب ہی کہ جو میل فولادی درمیان اس تالاب کے نظر آتا ہی اُسکو بقوت بازو ایک
زور مین اکھیڑ لیجیے ایک دہنہ نقب پیدا ہوگا اُس نقب مین جائیے گا بس زندان حکیم سالوس تک
پہونچ جائیے گا یہ کام آپ ہی سے متعلق ہے مین اس کام کو نہین کرسکتا نہ سوا آپکے اور کوئی
شخص ساحر وغیرہ ساحر کرسکتا ہی کیونکہ آپ ہی طلسم کشا ہین اور بابت دریافت لوح طلسمی
رہائی حکیم صاحب ممدوح مین کوشش کر رہے ہین صاحبقران نے تدبیر رہائی حکیم سالوس
سے آگاہ ہوکر بے تامل آگے بڑھکر درمیان تالاب مذکور کے جاکر میل فولادی مذکور پر
ہاتھ رکھا اور اُسکو محکم پکڑ کر جو ایک دست کر زور کیا تو آناً فاناً مین اُس جگہ سے اکھاڑ کر دور پھینکدیا
بحرین جادو نے قوت صاحبقران پر نظر کرکے شادمان و حیران ہوکے بہت تعریف کی
اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ بمجرد اکھڑنے اُس میل فولادی کے ایک تتق گرد و غبار زمین
سے بلند ہوا گویا تمام وہ صحرا گرد و غبار سے گونہ تاریک ہوگیا بعد برطرف ہونے گرد و غبار کے
غور کرکے جو سب نے دیکھا تو ایک دہنہ نقب کی مانند پیدا ہوا اُس دم بحرین جادو نے عرض کیا
کہ اے امیر با توقیر یہ دہن نقب گویا ایک دروازہ زندان ہی آپ شجاع و بہادر ہین دلیرانہ اس
دہنہ نقب مین اپنے تئین گرا دیجیے زندان مین پہونچ جائیے گا وہان حکیم سالوس وغیرہ سے
ملیے گا جلد اُنکو رہا کرکے یہان تشریف لائیے گا دیر نہ لگائیے گا ورنہ باعث تردد و انتشار
ہوگا یہ خیرخواہ اسی جگہ حاضر رہیگا اگر حکیم جالوس یا اور کوئی ساحر نامی و نامور فرستادہ حکیم
جالوس یا شاہ طلسم زلزلہ کا بھیجا ہوا یہان آئے گا تو مین اُسے حتی الامکان روکونگا تالاب
اور دہنہ نقب تک جانے نہ دونگا اگرچہ ہنگام جنگ سحر و ساحری زخمی بھی ہونگا مگر کبھی کسی
دشمن کو قدم آگے بڑھانے نہ دونگا تاوقتیکہ آپ حکیم سالوس کو ہمراہ لیکر یہان تشریف نہ لائیے گا
صاحبقران نے موافق کہنے بحرین جادو کے عمل کرنا چاہا اُسوقت خواجہ طیفور کردیا عیار باوفا
نے عرض کیا کہ یہ فدوی آپکو اس دہنہ نقب مین اکیلا جانے نہ دے گا خود بھی ساتھ چلیگا صاحبقران
نے فرمایا کہ اے خواجہ تمھارے ساتھ چلنے کی کوئی ضرورت نہین ہی ہمکو جانے دو تم ہمارے
ساتھ نہ چلو خواجہ نے اُسکا تو کچھ جواب نہ دیا مگر جسوقت امیر با توقیر نے بسم اللہ کہکر اُس دہنہ نقب مین
کود دے بعد ایک لمحہ کے خواجہ نے تو دبھی اپنے تئین دہنہ نقب مذکور مین گرا دیا اُسوقت دونون
اشخاص موصوفین غلطان و پیچان چلے جاتے تھے بعد تھوڑی دیر کے دونون پاؤن زمین سے آشنا ہوے
اول صاحبقران نے زمین پر پہونچکر جو دیکھا تو سوا تاریکی کے کچھ نظر نہ آیا کیونکہ وہ زندان ایسا
تیرہ و تاریک تھا کہ اگر اسکو مثال قبر کافر کہیے تو بجا ہی بلکہ اُس سے بھی زیادہ تاریک تھا یا اُس زندان کو پردہ
ظلمات سے تشبیہ دیجیے یا اُس قیدخانہ تاریک کی تاریکی کو سیاہی دل کافر سے مثال دیجیے یا
سیاہی شب دیجور سے نسبت دیجیے تو درست ہی بعد تھوڑی دیر کے جب آنکھ سحر ہوئی غور کرکے
جو دیکھا تو صاحبقران کو معلوم ہوا کہ تہخانہ نہایت مستحکم و پختہ ہی اور اُس کے گرد و پیش مین
ہر ایک درجہ وسیع ہی تہخانہ بھی بہت وسیع ہی ابھی صاحبقران موصوف تھوڑا سا دیکھنے پائے تھے

کہ خواجہ طیفور گرد پا بھی عقب صاحبقران پہونچے جب امیر بائو تیر آگے روانہ ہوئے خواجہ بھی
پیچھے پیچھے ہو چلے بعد قطع راہ تیرہ و تاریک صاحبقران نے دیکھا کہ ایک درجے میں چار شخص نہایت
ناتوان و لاغر لباس کثیف برنگ خاک پہنے ہوئے سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں سراپا طوق و سلاسل
میں گرفتار ہیں اُس کے مقابل میں جو دوسرا درجہ ہے اُس میں ایک مرد نحیف الجثہ چادر اوڑھے
ہوئے سو رہا ہے خواب ایسا اُس پر غالب ہے کہ گویا بیہوش و مدہوش پڑا ہوا ہے وہ شخص بھی
سلاسل و مطوق ہے بمجرد دیکھنے قیدیان مذکور کے صاحبقران نے اپنے دل میں شکر خدا کیا
اور کہا کہ ظاہرا یہ چار شخص رفقائے حکیم سالوس ہیں اور وہ جو شخص سو رہا ہے غالبا حکیم سالوس
ہے یہ باتیں دل میں کر کے آگے بڑھے جب قریب اُن قیدیوں کے پہونچے پاؤں کی آہٹ سے
اُن چاروں نے سر اپنے زانوے غم سے اٹھا کر دیکھا اُن میں سے ایک شخص نے صاحبقران
کو دیکھ کر باواز نحیف کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون بعد کو اپنے اُن ہم نشینوں سے مخاطب ہو کر کہا
کہ کہا ہیو تم سب ہمارے اسلام و ایمان کے شاہد رہنا یہ کہکے کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کیا
اُن تینوں قیدیوں نے پوچھا کہ آج کیا باعث ہے کہ تم ایسے کلمات حسرت آیات اپنی زبان پر جاری
کرتے ہو اُس نے باواز ضعیف جواب دیا کہ شکر ہے خداوند عالم کا کہ آج اُس نے ہمکو قید مصیبت
و تکلیفات سے رہا کیا ہمارے حال پر رحم کیا تم بھی سجدۂ شکر خدا کرو کہ اس زندان ستم میں
غالبا ملک الموت کا گذر ہوا ہے سوا اُن کے یہاں کون آسکتا ہے کس میں اتنی قوت و طاقت ہے
کہ یہاں قدم رکھ سکے کوئی دوست تو ہمارا یہاں آ نہیں سکتا ہے جو یہاں آکر رہا کرے
حکیم صاحب سے ایک روز سنا تھا کہ اس زندان میں طلسم کشا سے طلسم زلزلہ آئے گا وہی ہمکو
رہا کرے گا گو ہمنے حکیم صاحب سے یہ خوشخبری سنی تھی مگر نہیں معلوم کب طلسم کشا یہاں آئے گا
ہمارے نزدیک تو گذر کبھی طلسم کشا کا نہو گا خیر یہ جو ہو گا وہ کسی وقت و زمانے میں ہو گا
بالفعل تو اس زندان میں قابض ارواح کا گذر ہوا ہے عجب نہیں کہ ہماری ہی قبض روح کو آئے
ہوں یا ہم میں سے کسی ایک کی قبض روح کے واسطے یہاں ملک الموت نے قدم رنجہ کیا ہے تم سب بھی
دیکھ لو وہ ادھر آتے ہیں پس ہم بھی خوش ہیں تم سب بھی خوش ہو کر کلمہ شہادتین اپنی زبانوں پر جاری
کر لو اپنے گناہان کبیرہ و صغیرہ سے توبہ کر لو اعتقاد ذات پر اپنے ثابت قدم رہو شکر خدا کرو کہ
یہاں بعد چند ماہ کی قید کے ملک الموت تشریف لائے اب قید ہستی ہی سے رہا ہو جائیں گے
اور جو مصائب اٹھاتے تھے وہ اٹھ چلے آئندہ اس زندان کے مصائب سے فرصت و فراغت
حاصل ہو جائے گی یہ کہکر وہ شخص خاموش ہوا ہم نشین تینوں قیدی اُس کے کہنے سے بغور
دیکھکر کہنے لگے کہ اے برادر تم نے سچ کہا تھا واقعی کوئی صاحب اسی طرف چلے آتے ہیں نہیں معلوم
کون ہیں یا تو بقول تمہارے ملک الموت ہیں یا کوئی جن ہیں یا کوئی فرد بشر ہیں مگر بقول تمہارے
یہ تو وہ زندان ہے کہ اس زندان میں بجز ہم اسیروں کے کوئی قدم رکھتا ہی نہیں نہ کوئی اس زندان
میں آسکتا ہے کیونکہ محافظ اس زندان کا جانب حکیم سالوس شاہ طلسم زلزلہ سے ایک ساحر جادو
گر جسنے ہمیں قید کیا ہے وہ ایسا زبردست ساحر ہے کہ اس کے سحر کو کوئی ساحر دفع نہیں کر سکتا
سوا طلسم کشا بغیر اُس کے قتل کیے یہاں کب آسکتا ہے اور ساحر مذکور کا قتل کرنا کوئی کار سہل
نہیں ہے بلکہ دشوار ہے ہاں اگر ہمارے مقدر میں رہائی ہے تو بقول حکیم صاحب اس زندان سے

ایک روز رہا ہونگے ورنہ اسی قیدخانے مین مرجائین گے کسی کو خبر بھی ہمارے مرنے کی
ہنوگی نہ کوئی ہمارے غم مین غمگین ہوگا بلکہ جب ہمارے دشمنون کو ہمارے مرنے کی آگاہی ہوگی
تو وہ خوش ہونگے ہنوز وہ چارون قیدی باہم آواز نحیف و ضعیف یہ باتین کررہے تھے
اور کلمہ شہادتین اپنی زبانون پر جاری کررہے تھے کہ صاحبقران نے اُن کے قریب جا کر
اُن پر سلام کیا انھون نے غائت ہوکر جواب سلام دیا صاحبقران نے ان سے پوچھا
کہ تم کب سے یہان اسیر ہو اور تم مین حکیم سالوس کون ہی انھون نے جواب دیا کہ پہلے آپ یہ
فرمائیے کہ آپ کون صاحب ہین اور ایسے زندان تیرہ و تاریک مین کیون آئے ہین یہان آنے سے
کیا مطلب ہی یہ زندان تو مخصوص ہم قیدیون کے رہنے کی جگہ ہی ہم سب اس محبس تیرہ و تاریک مین
گویا زندہ درگور ہین خداوند عالم اب کسی کو اس قیدخانے مین نہ لائے آپ کا یہان آنا تعجب ہی
آپ جنی جان سے ہین یا بنی آدم سے ہین یا فرشتون سے ہین اگر آپ ملک الموت ہین تو بسم اللہ قبض
ارواح کیجیے ہمکو قید ہستی سے رہا کرکے زندان گیتی سے آزاد کیجیے ہر ایک فرد بشر کو اپنے مرنے کا
ملال ہوتا ہی ہم ایسے قیدی ہین کہ ہمین اپنے مرجانے کی خوشی ہوگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے ان کی تقریر سنکر اُن کے حال پر بہت افسوس کرکے فرمایا آگاہ ہو کہ ہم نہ تو جنی جان سے ہین نہ
ملائکہ سے ہین بنی آدم ہین واسطے تم سب کی رہائی کے یہان آئے ہین خاص و عام ہمکو صاحبقران
ابن صاحبقران ابن صاحبقران ابن صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہین اگر خداوند عالم
نے چاہا تو ہم طلسم زلزلہ کو فتح کرینگے حکیم سالوس سے لوح طلسم زلزلہ کو دریافت کرنا بھی مطلوب ہی
اُن چارون اشخاص نے خوش ہوکر کہا کہ الحمد للہ کہ جو حکیم صاحب نے ہمسے کہا تھا اُس کا ظہور ہوا
ایک روز حکیم صاحب نے اسی زندان مین ہمسے کہا تھا کہ زمانہ طلسم زلزلہ کے ٹوٹنے کا نزدیک آگیا ہی
غالبا اس زندان مین طلسم کشاے طلسم زلزلہ کا گذر ہوگا یہ فرماکر بہت سی گولیان ادویہ کی
ہمین دیکر خدا سے انھون نے دعا کی تھی کہ ہمیر اُسوقت تک خواب کو غالب کر جب تک طلسم کشا
اس زندان مین قدم رکھے جب وہ یہان آجاوے جب تک ہم بیدار ہون پس اُن کی دعا کو حق تعالی
نے مستجاب کیا ہی اُس روز سے وہ اب تک سورہے ہین دیکھیے اُس درجے مین آرام کررہے ہین
وہی گولیان عطیہ حکیم صاحب موصوف ہم چارون شخص موافق تعداد کے روز کھاتے ہین
اُن کی تاثیر سے نہ تو ہمکو بھوک معلوم ہوتی تھی نہ پیاس ابھی تک تھوڑی گولیان ہم سب کے پاس
موجود ہین قاعدہ ہی کہ قیدیون کو بھی آب و طعام دیتے ہین لیکن ہم سب ایسے قیدی ہین کہ
جب سے قید ہوئے ہین آج تک آب و طعام کی ہمنے شکل و صورت بھی نہین دیکھی ہی نہ ہوا کا یہان
گذر ہی آج تک صرف قدرت خدا سے زندہ ہین آپ نے ہم سب پر احسان کیا کہ ہماری رہائی
کے واسطے یہان آئے مگر ہمکو حیرت ہی کہ ابر باران جادو جو نگہبان ہمارا تھا اُس نے آپ کو
نہین روکا صاحبقران نے جواب دیا کہ بسبب عنایت و مدد خدا سے ابر باران جادو کو تہ تیغ
کیا ہی سحر اُس کا دور ہو گیا ہی یہ سنکر رفقاے حکیم صاحب ممدوح خوش ہوئے صاحبقران کے
حق مین دست بدعا ہوے پھر بمشکل براے تعظیم اٹھکر عرض کرنے لگے کہ اس فرش خاک پر
اگر مناسب ہو اور خلاف شان والا نہو تو تشریف رکھیے اور ہماری اس بے ادبی کو معاف
فرمائیے کہ پہلے ہمنے آپ کی تعظیم و تکریم نہ کی کیونکہ ہم آپ سے ناواقف تھے صاحبقران نے

اُن کو نہایت نحیف و زار لائق کھڑے ہونے کے نہ دیکھکر فرمایا کہ آپ سب صاحب اب ہماری
تعظیم کو نہ بیٹھے جائیں پاؤں آپ کے کانپ رہے ہیں اندیشہ قوی گر پڑنے کا ہے ہم کو اتنی فرصت
نہیں ہے کہ ہم آپ کے پاس بیٹھیں ہمکو حکیم صاحب کو بیدار کرکے اس زندان سے مع آپ کے
جلد بیرون قید خانہ جانا منظور ہے مبادا شاہ طلسم زلزلہ کو ابر باران جادو کے قتل ہوجانے کی
خبر ہوجائے اور وہ فوج ساحران اس طرف روانہ کرے تو آپ سب صاحبوں کی رہائی میں مشکل و
دشواری ہوگی یہ سنکے وہ چاروں شخص بمشکل تمام بیٹھ گئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
دوسرے درجے کی طرف بڑھے جب اُس درجے میں پہونچے دیکھا کہ زیر چادر حکیم صاحب موصوف
سورہے ہیں مگر ایسے نحیف و ناتوان ہیں کہ بجز چادر کے یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ نیچے چادر کے کوئی شخص
بھی ہے صاحبقران نے بالین پر حکیم صاحب بیٹھکر آہستہ آہستہ دو چار مرتبہ یہ کہا کہ حکیم صاحب
خواب سے بیدار ہوجیئے مدت قید منقضی ہوئی زمانہ رہائی آگیا جب آواز صاحبقران گوش حکیم صاحب
میں پہونچی خواب غفلت سے بیدار ہوکے بمشکل اُٹھے اور چہرہ صاحبقران پر نظر کرکے بغور دیکھا
صاحبقران نے موافق قاعدہ اہل اسلام سلام کیا حکیم صاحب نے جواب سلام دیکر پوچھا کہ
کیا آپ ہی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہیں فتاح طلسم زلزلہ آپ ہی ہیں امیر با توقیر نے
فرمایا کہ ہاں عبد ذلیل رب جلیل میں ہی ہوں میرا ہی نام صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ہے
یہ سنکے حکیم سالوس نے خوش ہوکر کہا کہ مرحبا جزاک اللہ آپ نے بڑے عزم پر کمر باندھی ہے طلسم زلزلہ
کے فتح کرنے کا ارادہ کیا ہے ہمیں اپنے علم رمل وغیرہ علوم سے دریافت ہوا ہے کہ آپ ہی برباد کنندہ
طلسم زلزلہ ہو جیسے لوح طلسم زلزلہ میں ہماری رہائی کی بابت آپ نے کوشش کی خداوند کریم اس
کار خیر کی آپ کو کونین میں جزا دے ہمکو جو کچھ بمقدمہ لوح طلسم زلزلہ معلوم ہے اس سے آپکو آگاہ کردینگے
اور بربادی طلسم زلزلہ میں ہم آپ کی شرکت بھی کرینگے ہم پہلے بھی پوشیدہ طور سے مسلمان تھے اور
اب ظاہرا طور سے مسلمان ہیں یہ کہکے کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کیا پھر صاحبقران کی ہمت
و شجاعت کی تعریف کی امیر با توقیر نے ارشاد کیا کہ میں تو ایک ادنی بندہ خدا ہوں قابل تعریف و ثنا
نہیں ہوں یہ کہکے فرمایا کہ اب یہاں سے بیرون زندان مع رفقا کے جلد تشریف لے چلیے تا خیر نفرمایئے
حکیم صاحب موصوف بمجرد سننے اس کلام کے بمشکل تمام کثرت ضعف و نقاہت سے اُٹھے اتنی
دیر میں خواجہ طیفور گردیا بھی آگئے انھوں نے بازو حکیم صاحب موصوف کا پکڑا پھر اُن کے رفقائے
مذکور کو بھی ہمراہ لیا بعدہ اُس جگہ سے بصد مشکل و تدبیر حکیم صاحب وغیرہ کو خواجہ و صاحبقران
باہر لائے مجیر جادو منتظر تھا دیر جو ہوئی تھی متردد تھا دل میں کہتا تھا کہ ابھی تک صاحبقران
مع حکیم صاحب وغیرہ کے نہیں آئے ہیں اندیشہ ہے کہ ابر باران جادو مارا گیا ہے اگر اُس کے قتل
ہونے کی خبر شاہ طلسم زلزلہ یا حکیم جالوس کو ہوگئی تو غضب ہو جائیگا ساحران نامی کو مع ساحران
وغیرہ ساحران شاہ طلسم زلزلہ روانہ کریگا وہ یہاں آکر رہائی حکیم سالوس ہرگز نہ چاہینگے جنگ عظیم
بھی ہوگی نہیں معلوم ایسی صورت میں انجام کیا ہو ہنوز یہ خیالات کررہا تھا کہ صاحبقران موصوف
و خواجہ طیفور گردیا و حکیم سالوس وغیرہ کو اپنی طرف آتے دیکھکر بہت خوش ہوکر برائے استقبال
صاحبقران موصوف و حکیم سالوس وغیرہ آگے بڑھا بعد قطع راہ استقبال کرکے اپنی خیمہ
حفاظت میں لایا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و حکیم سالوس وغیرہ علی قدر مراتب بیٹھے

بحرین جادو نے بھی حکم صاحبقران سے بیٹھکر بعد ایک لمحہ کے عرض کیا کہ مقام شکر و جائے خوشی
و خرمی ہے کہ آپ نے اس کار سخت و مشکل پر جو کمر ہمت باندھی تھی انجام اسکا اچھا ہوا جو آرزوے دلی
تھی بر آئی جناب حکیم صاحب وغیرہ کی رہائی ہوئی ابر باران جادو قتل ہوا لیکن اب یہ خوف ہے کہ
اگر شاہ طلسم زلزلہ کو خبر قتل ابر باران جادو پہونچے گی تو وہ غضبناک ہوکر یہاں ساحران نامی کو
مع سپاہ کثیر روانہ کریگا حکیم صاحب موصوف نے جواب دیا کہ کچھ تردد نکرو شاہ طلسم زلزلہ سے
نہ ڈرو اب وہ ہمکو کسی ساحر سے اسیر نہیں کرا سکتا ہمکو تو ہمارے بھائی حکیم جالوس نے بحالت غفلت
میں اسیر کیا تھا اب اُس کی کیا مجال کہ ہمیں اسیر کر سکے کیونکہ اب ہم ہوشیار رہیں اسیطرح صاحبقران
نے فرمایا کہ اگر خبر قتل ابر باران جادو و حکیم جالوس بادشاہ طلسم زلزلہ کو فی الحال ہو جائیگی تو
کیا اندیشہ ہے خداوند عالم معین و مددگار ہے یہ فرماکر حسب رائے بحرین جادو وغیرہ صاحبقران
نے اس جگہ سے کوچ کرنے کا عزم کیا سب ہمراہی چلنے پر آمادہ ہوے حکیم صاحب موصوف
سے کہا گیا کہ اب آپ بھی یہاں سے سوے لشکر اہل اسلام چلیے اپنے شہر کو جائیے مبادا پھر آپ کے
بھائی آپ سے بعناد پیش آئیں حکیم صاحب نے جواب دیا کہ اے صاحبقران کشورستان
بالفعل تو ہمیں شہر جالوسیہ جانا ضرور ہے کیونکہ اپنے اہل و عیال سے ملنا ہے اور تمامی مردمان شہر
جالوسیہ کو مسلمان کرنا بھی مقصود ہے سوا اس کے اور بھی کچھ فکریں اور تدبیریں بابت حصول
لوح طلسمی کرنا منظور ہیں لہذا آپ اپنے لشکر میں جائیے انشاء اللہ تعالی بشرط حیات مستعار
بعد انصرام امور مرجوعہ آپ کے لشکر میں ضرور آئینگے جہانتک ممکن ہوگا جلد آئینگے
ہمارے آنیکا انتظار کیجیےگا بغیر ہمارے آئے کوئی فکر و تدبیر حصول لوح طلسمی وغیرہ نہ کیجیےگا
ہم آکر داخل لشکر اہل اسلام ہوکر تدابیر حصول لوح طلسمی و نشان لوح طلسم زلزلہ بتائینگے
آپنے ہمسے نیکی کی ہے ہم بھی بہ نیکی پیش آئینگے بہ پاداش و شکستگی و تباہی طلسم زلزلہ میں
شریک آپ کے ہونگے تدابیر فتح طلسم مذکور بھی بتائینگے ہماری شرکت آپ سے بہت مفید ہوگی
یہ کہکر خاموش ہوے اُسوقت صاحبقران نے جواب دیا کہ انشاء اللہ آپ کے ارشاد کے موافق
عمل کیا جائیگا بغیر آپ کی رائے کے کوئی کام بابت فتح طلسم زلزلہ نہ کیا جائیگا مگر جہانتک
ممکن ہو جلد تشریف لائیےگا تاخیر نفرمائیےگا حکیم صاحب موصوف نے کہا کہ انشاء اللہ تعالی
بہت جلد ہم آئینگے صاحبقران نے تقریر حکیم صاحب موصوف سنکے مطمئن ہوکے بوجہ اشتہاے
طعام کے خاصہ طلب کیا ملازموں نے حسب قاعدہ دسترخوان پر انواع و اقسام کے طعام لذیذ اور
خوش ذائقہ ظروف میں لاکر رکھے پھر صاحبقران کشورستان نے حکیم صاحب و رفقاے حکیم صاحب
کو بھی شریک طعام کیا بعد اکل و شرب سامان سفر تو ہو ہی چکا تھا اُس صحرا سے کوچ کیا حکیم صاحب
و رفقاے حکیم صاحب بھی بسواری شتر و اسپ ہمراہ صاحبقران وہاں سے چلے اثناے راہ
میں دوراہا ملا حکیم صاحب اپنے شہر کی جانب مع اپنے رفقا کے روانہ ہوے بعد قطع راہ اپنے
شہر میں داخل ہوے مردمان شہر کو ان کے آنیکی از حد خوشی ہوئی اکابر شہر نے ان کا
استقبال کیا بعدہ اُن کو بعزت تمام تا در دولت لائے حکیم صاحب اپنی محلسرا پر پہونچکر سواری
سے اُترکر داخل محلسرا ہوے اپنے اہل و عیال سے ملے تمام حال اپنی رہائی کا بیان کیا
اہل و عیال وغیرہ جملہ عورتیں محلسرا کی شاد و خرم ہوگئیں اسی طرح جملہ ساکنان شہر شادمان ہوگئے

اُن کے آنے سے شہر مین دوبارہ رونق ہوئی تمام رعایا نے سامان عیش و عشرت کا کیا شہر مین
چراغان ہوا نوبت و نقارے اس خوشی مین جا بجا بجنے لگے کئی روز تک اہل شہر نے خوشی کی
ایک روز حکیم سالوس نے تخت حکومت پر جلوس کرکے جملہ اہل دربار کو جمع کرکے حکم دیا کہ سب
ساکنان شہر خدا پرست ہون دین اسلام اختیار کرین حسب الحکم جملہ اعلیٰ ادنیٰ نے حکم حکیم صاحب
کی تعمیل کی مساجد کی بنا ڈالی گئی معبد قدیم آبائی اپنے اہل شہر نے منہدم کرائے بعد اسلام آباد
ہونے شہر مذکور کے حکیم صاحب موصوف آن تدابیر مین مصروف ہوے جو تدبیرین اُن کو کرنا
منظور تھین اور جو مفید مطلب صاحبقران کشورستان کے تھین حکیم صاحب تو مصروف تدابیر
حسب دلخواہ ہین ان کو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی آئندہ حال ان کا بیان کیا جائے گا مگر اب
حال صاحبقران کشورستان کا لکھا جاتا ہی کہ جب حکیم صاحب موصوف اثنائے راہ سے
رخصت ہوکر اپنے شہر کی طرف روانہ ہوے تھے صاحبقران اپنے لشکر ظفر اثر کی طرف مع
بحرین جادو و خواجہ طیفور گردپا وغیرہ روانہ ہوے بعد قطع راہ بعید اپنے لشکر کے قریب پہونچے
لشکر کے ہرکارون نے خبر تشریف آوری صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے آگاہ ہوکر
بعد عجلت اپنے لشکر مین جاکر شاہان ہفت ملک و جملہ سرداران لشکر فیروزی اثر کو خبر تشریف آوری
امیر با توقیر دی تمامی سرداران سپاہ و جملہ شاہ و شہریار و کوکب انجم حصاری خبر مذکور سنکے شادان
ہوگئے فی الفور مع سپاہ گران بہزار خوشی و خرمی برائے استقبال صاحبقران ذی وقار روانہ
ہوے بعد قطع راہ استقبال کرکے لشکر فیروزی اثر مین لائے امیر با توقیر داخل بارگاہ ہوے
دوسرے روز صاحبقران نے دربار کیا تمامی سرداران لشکر و جملہ شاہ و شہریار و کوکب
انجم حصاری حاضر دربار ہوے ہر ایک علیٰ قدر مراتب بیٹھا امیر با توقیر اپنے ڈنگل شوکت
پر رونق افزا ہوے کوکب انجم حصاری وغیرہ جملہ سرداران لشکر نے باادب پوچھا ارشاد
ہو کہ حکیم سالوس برادر حکیم جالوس کو آپ نے رہا کیا یا نہین اور آپ نے نشان لوح طلسم
زلزلہ آپ کو بتایا یا نہین ہم سب امیدوار ہین کہ یہان سے جاکر جو امور در پیش آئے ہون اُن کو بطور
اختصار بیان فرمایئے تاکہ ہم سب خیر خواہون کو خوشی حاصل ہو امیر با توقیر نے جو کچھ حالات
گذرے تھے بیان کیے ابر باران جادو کا قتل کرنا حکیم سالوس وغیرہ کا رہا کرنا پھر اُن کا اپنے
شہر جانا پھر اقرار لوح طلسم زلزلہ کے بتانے کا اور اس شہر مین کرنے کا ظاہر کیا ہر ایک نے سنکے خوش
ہوکر تعریف ہمت و شجاعت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بہت کی بعد اس کے امیر با توقیر
نے دریافت کیا کہ بعد ہمارے جانے کے یہان تو کوئی واقعہ کسی طرح کا نہین ہوا خیر و عافیت
سے ہمارا لشکر یہان فروکش رہا سب نے عرض کیا کہ بفضل خدا شامل حال رہا کوئی واقعہ درپیش
نہین ہوا امیر با توقیر بھی یہ خوشخبری سنکے شکر خدا کرکے خوش ہوے بعد ازان اپنے لشکر مین بآسودگی و
براحت و آرام بسر کرنے لگے اور انتظار تشریف لانے حکیم سالوس کا کرنے لگے ان کو تو انتظار
حکیم صاحب موصوف مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال حکیم جالوس و شاہ طلسم زلزلہ و حکیم سالوس
کا بیان کیا جاتا ہی کہ جن دنون مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے ہمراہ بحرین جادو
کے جاکر صحرائے ہولناک مین ابر باران جادو کو قتل کیا تھا اور حکیم سالوس کو قیدخانے سے
رہا کیا تھا حکیم جالوس دستور معظم بحکم شہنشاہ ساحران یعنی حاکم طلسم زلزلہ کے اپنے مکان

سکونت مین کہ اندر طلسم زلزلہ کے واقع ہی داخل ہوا تھا چونکہ حکیم جالوس مرد عاقل و انجام بین
و کارگذار و خیر خواہ حاکم طلسم زلزلہ کا ہی بعد اسیر کرنے اپنے برادر حکیم سالوس کے اس نے
بجائے خود خیال کیا تھا کہ ایسی کوئی تدبیر کرنا چاہیے کہ جس سے ہر وقت اپنے بھائی کی اسیری اور
ابرباران جادو کی خیریت دریافت ہوتی رہے تا باعث اطمینان خاطر اندیشہ ناک ہو آکر سے یہ
خیال کرکے اس نے ایک گلدستہ اپنے سحر سے حیات ابرباران جادو و محافظ و نگہبان حکیم
سالوس کا بناکر اپنی خوابگاہ مین روبرو اپنے رکھا تھا صبح و شام اور جس وقت چاہتا تھا اسکو
دیکھ لیا کرتا تھا اُس گلدستے کی ترو تازگی و شادابی پر نظر کرکے سمجھ جاتا تھا کہ ابرباران جادو
بقید حیات ہی اور بھائی میرا اُس کی حفاظت و حراست مین اسیر زندان ہی غرضکہ یہ ترو تازگی و شگفتگی
گلدستہ مذکور باعث اطمینان خاطر و شگفتگی غنچہ دل ہوا کرتی تھی اور بجائے خود حکیم جالوس اپنی
عقل و فہم پر فخر و ناز سے یہ خیال کیا کرتا تھا کہ مین نے خیر خواہی مین اپنے بادشاہ کی اپنے بھائی کو کہ رازدار
لوح طلسمی تھا قید کرلیا ہی اور حکم شاہ طلسم زلزلہ سے ابرباران جادو نے اُس کو ایک ایسے صحرا ے
وحشتناک و ہولناک مین ایسی تدبیر سے قید کیا ہی کہ کوئی شخص میرے بھائی کو رہا نہین کرسکتا ہی
بلکہ تالاب مین بھی قدم نہین رکھ سکتا ہی طلسم کشاے طلسم زلزلہ بھی آب تالاب مین نہین جاسکتا ہی
ابرباران جادو ایسا زبردست ساحر اُس کی حفاظت صبح و شام ہر وقت و ساعت کررہا ہی سحر
اُس کا ایسا ہی کہ کوئی ساحر زبردست بھی اُس کے سحر کو دفع نہین کرسکتا ہی بلکہ کوئی اُس صحرا مین
بھی قدم نہین رکھ سکتا ہی نہ کسی کو سواے میرے اور شہنشاہ کے مقام قید تھا نہ حکیم سالوس
سے آگاہی ہی پس جب تک بھائی میرا کہ رازدار لوح طلسم زلزلہ ہی رہا نہوگا یہ طلسم کبھی فتح نہ ہوگا
اور لوح طلسمی بھی ایسی جگہ رکھی ہی کہ وہان بھی پہونچنا دشوار تر ہی بلکہ ناممکن ہی اگر طلسم کشاے
طلسم زلزلہ بھی پیدا ہوگا تو کیا کرے گا جب اُس کو نشان لوح طلسمی نہ معلوم ہوگا اور یہ لوح طلسم زلزلہ
دستیاب نہوگی تو اس طلسم زلزلہ کو کیونکر فتح کرے گا الحاصل حسب قاعدہ و دستور حکیم جالوس
نے اپنے مکان مین داخل ہوکر اپنی خوابگاہ مین جاکر گلدستہ مذکور پر نظر کی تو دیکھا وہ گلدستہ پژمردہ
و خشک ہوگیا ہی بلکہ جل گیا ہی یہ رنگ گلدستہ دیکھتے ہی رنگ رخ اُڑ گیا دل کو یقین کامل ہوگیا کہ
ابرباران جادو مارا گیا ہی گلدستہ اُس کی حیات کا جل گیا ہی اُسی وقت بیتاب و بیقرار ہوکے از حد
متردد ہوکے اپنے سحر سے یہ بھی دریافت کیا کہ بھائی میرا زندان مین اسیر ہی یا نہین معلوم ہوا کہ
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُس صحرا مین جاکر ابرباران جادو کو تیغ آبدار سے قتل
کرکے حکیم سالوس کو زندان سے رہا کیا ہی حکیم سالوس اپنے شہر مین رہا ہوکر گیا ہی صاحبقران
فتاح طلسم کشاے زلزلہ سے نشان لوح طلسم زلزلہ کے بتانے کا اقرار کیا ہی ابھی تک نشان لوح
مذکور نہین بتایا ہی جب یہ حال تمام و کمال پتلہ سحر نے کاغذ پر لکھ دیا اور حکیم جالوس نے اُس کاغذ کو
اُٹھاکر حرف بحرف پڑھا نہایت صدمہ و تردد ہوا اپنے برادر کی رہائی سے متفکر ہوکے صدمہ بیجا و انتہا
کرکے اُسی وقت حواس باختہ و پریشان خاطر خدمت شاہ طلسم زلزلہ مین گیا اور تمام حال جو اپنے
پتلہ سحر کی تحریر سے معلوم ہوا تھا شاہ طلسم زلزلہ سے عرض کیا ہو دھر مست جادو حاکم طلسم زلزلہ
نے تخلیے مین حکیم جالوس سے کہا کہ اے دستور معظم من بڑا غضب ہوا کہ رسائی طلسم کشا کی مقام زندان
حکیم سالوس تک ہوگئی نہین معلوم کس نے اُس کو نشان زندان مذکور بتایا اور اُس کے ابرباران جادو

کو نہین معلوم کیونکر قتل کر کے تمھارے بھائی حکیم سالوس کو زندان سے رہا کیا اب وہ طلسم کشا کو
فشان لوح طلسمی بتاے گا طلسم کشا بعد حصول لوح طلسمی حسب ہدایت لوح مذکور ہمارے اس طلسم کو فتح
کرنا شروع کرے گا حکیم جالوس نے عرض کیا کہ جو ہونا تھا وہ تو ہوا اگر حضور اطمینان رکھین یہ نمک خوار و خیر خواہ
کوئی ایسی معقول تدبیر کرے گا کہ جس سے تردد شہنشاہ فلک بارگاہ دفع ہو جائے گا یہ عرض کر کے
اجازت اپنے شہر کے جانے کی حاصل کر کے اُسی وقت اپنے شہر کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین
سوچا کہ کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ اپنے بھائی حکیم سالوس پر غالب ہون بعد فکر بسیار ایک تدبیر ایسی
ذہن مین آئی کہ خود ہی اپنی عقل و فہم و فراست پر نازان ہو کر شاد خوان ہوا غرضکہ بعد قطع راہ شہر جالوسیہ
مین پہونچکر دیکھا کہ مردمان شہر نے جابجا مساجد بنانا شروع کی ہین اکثر ساکنان شہر کو نماز پڑھتے اور اذان
کہتے ہوے دیکھا سمجھا کہ برادر سالوس نے ساکنان شہر کو مسلمان کیا ہے یہ سمجھکر زیادہ تر اپنے بھائی کا
دشمن ہوا لیکن غصے کو ضبط کر کے دار العمار[ت شا]ہی مین آیا دیکھا کہ حکیم سالوس بعد ادا ے نماز مغرب
مصلے پر بیٹھا ہوا اوراد و وظائف مین مصروف ہے جب وہ اوراد و وظائف سے فارغ ہوا روبرو اُسکے
جا کر باادب سلام کیا اور کہا کہ خوشا حال اے برادر ذیجاہ و ذی وقار کہ آپ عبادت پروردگار عالم
کرتے ہین حکیم سالوس نے جواب سلام دے کر پوچھا کہ اے برادر فی الحال یہان آنے کا کیا سبب ہوا
کیا اب پھر ہماری گرفتاری کے واسطے آئے ہو ایک مرتبہ تو غفلت مین ہمین اسیر کر کے داخل زندان
بلا کر چکے ہو حکیم جالوس نے بصد عجز و انکسار نادم و منفعل ہو کے کہا کہ اے برادر عالی وقار واقعی
مین خطا کار و گنہگار ہون مجھسے حرکت نالائق و نامناسب ظہور مین آئی قابل سزا و نفرین ہون محض
براے خوشنودی شہنشاہ ساحران یعنی ہود سرمست جادو حاکم طلسم زلزلہ کے مین نے آپکو بے خطا
و قصور حالت غفلت مین اسیر کیا تھا سخت نادانی و بیوقوفی کی تھی واسطے حصول دنیا کے ظلم و جفا
آپ پر کی تھی اُس کی ندامت اب تک ہے چاہتا ہون کہ حال میرا گوش دل سے سنکے دروغ نہ جان کے
میری خطا کو عفو فرمائیے حکیم سالوس نے استفسار حال کیا حکیم جالوس نے اسطرح اظہار کیا کہ
پرسون ہنگام شب مین نے بعد آنے دربار شاہ طلسم زلزلہ سے اپنے مکان مسکونہ مین طعام تناول
کیا تھا آب سرد و شیرین پیا تھا بعد اکل و شرب خواب مجھپر غالب ہوا تھا فرش خواب پر جا کر آرام پذیر
ہوا تھا عالم خواب مین مین نے دیکھا تھا کہ ایک میدان نہایت وسیع مین میرا گذر ہوا ہے بکثرت
مردم اُس میدان مین جمع ہین کہ اُن کا شمار نہین ہو سکتا ہے ہر ایک شخص اپنے حال مین مبتلا ہے مین بھی
انھین لوگون مین جا کر کھڑے ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا یکایک ایک طرف جو دیکھا تو ایک باغ پر بہار
ایسا نظر آیا کہ جس کی تعریف مین میری زبان قاصر ہے اُس باغ کے گلون کی بہار اور رنگ و بو و تازگی
و شگفتگی کی تعریف نہین ہو سکتی ہے ایسے خوشبو دار وہ پھول انواع و اقسام کے تھے کہ جنکی خوشبو سے
دماغ میرا معطر ہو رہا تھا اشجار میوہ دار بھی خوشنما اُس باغ مین قرینے سے بکثرت تھے ثمر اُن اشجار
کے ایسے لطیف و نازک و شیرین تھے کہ دیکھنے سے اُن کے ذائقہ زبان پر آتا تھا لب بند ہوے
جاتے تھے دروازہ اُس باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا تھا اندر اُس باغ کے قصرہاے رفیع در و
یاقوت و زبرجد وغیرہ جواہرات کے نظر آتے تھے عورتین بھی اُس باغ ہشت بہار مین بالباس نفیس
و پاکیزہ ایسی حسین و جمال دکھائی دیتی تھین کہ جن کا حسن و جمال رشک مہر و ماہ درخشان تھا
مانند اُن عورتون کبھی مین نے دنیا مین کسی عورت کو صاحب حسن و جمال نہین دیکھا بلکہ ان

عورتون کے حسن و جمال کی نظیر بھی کسی عورت کو دنیا مین حسین نہین پایا اُن کے لباس و صورت
زیبا و خرام نازکی کیا تعریف ہو سکتی ہی زبان عاجز ہی نگاہ اُن کی دید سے خیرگی کرتی تھی وہ نور و ضیا اُنکے
چہرون سے ہویدا تھا کہ آفتاب و ماہتاب مین بھی وہ نور و ضیا نہین ہوا جو اُس باغ کی جانب سے
آتی تھی وہ غنچہ دل کو شگفتہ کرتی تھی مسیحا نفس تھی تن بیجان مین جان آجاتی تھی بائین طرف جو
مین نے دیکھا تو عجب آتش سوزان کو شعلہ ور پایا شعلے اُس آگ کے دمبدم بلند ہوتے تھے وہ آتش
سوزان بھی ایک احاطے مین کہ جو از حد وسیع تھا دور سے دکھائی دیتی تھی اُس احاطے مین بھی
ایک دروازہ کلان تھا وہ کھلا ہوا تھا اندر اُس کے مکانات دکھائی دیتے تھے ہر ایک مکان آگ
کا تھا سانپ بچھو بڑے بڑے اُن مکانات مین غور کر کے دیکھنے سے نظر آتے تھے جو لوگ ان مکانات
مین دکھائی دیتے تھے اکثر اُن مین جہنمی آگ کے تھے بہت سے مانند کوئلے کے جلے ہوئے
دکھائی دیتے تھے باوجود ایسی حالت کے وہ ایک باآواز بلند فریاد و نالہ کرتے تھے نہایت
دردناک آواز سے کہتے تھے کہ ہائے آگ ہمین جلائے دیتی ہی قلب و جگر و اعضا ہمارے مانند
ہیزم خشک کے جلا کر خاک کیے دیتی ہی ہم متحمل اس عذاب نار کے نہین ہو سکتے ہین توبہ اپنے
گناہون سے کرتے ہین خداوندا ہمارے گناہون کو عفو کر جب وہ اس طرح نالہ و فریاد و فغان
کر کے اشکبار ہوتے تھے تو کچھ لوگ کہ نہایت ہیبتناک و مہیب صورت تھے وہ اُن کو گرزہائے
آتش سے مارتے تھے سر اُن اہل نار کے ضرب گرز سے پارہ پارہ ہوتے تھے اور پھر بدستور
ہو جاتے تھے پھر وہ لوگ اُن آگ کے مکانون مین نالہ و فریاد کرتے تھے موکلان عقوبت پھر انکو
گرزہاے آتش سے صدمہ پہونچا کر اُن سے مخاطب ہو کر کہتے تھے کہ اب تمہارا نالہ و فریاد کرنا اور
توبہ کرنا عبث ہی تمنے دنیا مین سخت گناہ کیے ہین اب توبہ کیے مرے ہو تمنے اپنی زندگی بیہودگی
مین بسر کی ہی تمنے اپنے معبود حقیقی کو نہین جانا نہ اُس کو پہچانا نہ اُس کے حکم پر عمل کیا نہ روزہ رکھا
نہ نماز پڑھی نہ اُس کو اپنا خالق جان کر سجدہ کیا نہ دین اسلام اختیار کیا نہ امر دینی پر عمل کیا خلاف
حکم خدا و رسول دنیا مین کام کیے یہ انھین کارہاے بدکی اور بیدینی کی تمکو سزا دیجاتی ہی اگر
تم سب دنیا مین عمل نیک و امور خیر کرتے دین اسلام کہ دین حق ہی اُسے اختیار کرتے غیر خدا کی پرستش
نکرتے تو آج اس عذاب الیم مین مبتلا نہوتے ان مکانات آتش مین مسکن گزین نہوتے اسی باغ پر بہار
کے مکانات مین با آرام و راحت و عیش و عشرت ہمیشہ قیام پذیر ہوتے ہین جیسے تمنے اعمال دنیا
مین کیے ہین ویسی ہی اب تمکو سزا دیجاتی ہی اُن اہل نار سے اکثر مردم ایسے بھی تھے کہ اُن کے
دہن سے ماران سیاہ بڑے بڑے لپٹے ہوئے تھے اور انکو کاٹتے رہتے تھے وہ لوگ اول تو
عذاب نار کی اذیت سے دوسرے اُن سانپون کے کاٹنے سے سخت نالہ کنان تھے ہر چند اُنکو
دفع کرنا چاہتے تھے مگر وہ کسی طرح دفع نہوتے تھے اگر بھاگتے تھے تو بھاگ بھی نہ سکتے تھے
آگ اُن کو کھینچ لیتی تھی بعض اشخاص اُس نار مین ایسے بھی دکھائی دیتے تھے کہ اُن کے بڑے
بڑے بچھو سیاہ لپٹے ہوئے تھے وہ بھی بصد درد فریاد کنان تھے ہوا جو اُس طرف سے آتی تھی
دل و جگر جلاتی تھی مین نے اُس آتش سوزان کو اور اہل نار کو مبتلاے عذاب دیکھکر خوف سے
کانپ کر ایک مرد بزرگ نورانی چہرہ سے پوچھا کہ یہ باغ جو دور سے نظر آتا ہی اس کا کیا نام ہی
اور یہ احاطہ جس مین دروازہ کلان لگا ہی اور درمیان مین اس کے بیشمار مکانات ہین ان مین

مردم مبتلائے عذاب نار دکھائی دیتے ہین اس کا نام کیا ہی اُن مرد بزرگ نے جواب دیا کہ اے
حکیم جالوس آگاہ ہو کہ یہ باغ باغ بہشت ہی اس باغ مین وہی لوگ داخل ہونگے جو خدا پرست
ہین خصوصًا اہل اسلام اور اہل اسلام بھی وہ جو نیکوکار رہین نہ بدکار اور اس احاطے پر آتش کو
جو تو دیکھ رہا ہی اس کا نام جہنم ہی اس مین وہی لوگ ہین جو گنہگار رہین اور بے دین و ایمان
رہین فاسق و فاجر ہین نہایت بداعمال رہین مین نے اُن بزرگ سے کہا کہ اس عذاب نار سے مین
بہت ڈرتا ہون خوف سے کانپ رہا ہون حالانکہ دور ہون عجب جہنم کی آگ ہی کہ اُس آگ کی گرمی
مجھ تک پہونچتی ہی اعضا میرے جلے جاتے ہین اُن مرد بزرگ نے جواب دیا کہ اے حکیم جالوس
تم بھی بیدین و بدآئین بعد مرنے کے مثل اہل نار کے آگ مین ڈالدیے جاؤگے مانند انھین
لوگون کے جلوگے نالہ و فریاد کروگے تمھارے بھی تن پر سانپ بچھو لپٹین گے موکلان عذاب جہنم
اسی طور سے تمکو بھی گرز ہاے آتش جہنم سے اذیت رسان ہونگے تم بھی انھین لوگون کی طرح
نار جہنم مین جلوگے کیونکہ بیدین و بدآئین ہو اعمال تمھارے نہایت بد ہین اے برادر عالی قدر
مین نے بیتاب و بیقرار و اشکبار ہوکے اُس مرد بزرگ سے پوچھا کہ کوئی ایسی بھی تدبیر ہی کہ مبتلائے
عذاب نار نہون باغ جنت مین جاؤن اُس مرد نیک خو نے جواب دیا کہ ہان اگر تو دین اسلام اختیار
کرے اور اپنے گناہان صغیرہ و کبیرہ سے توبہ کرے اور خداوند عالم کو مانند اہل اسلام کے سجدہ
کرے حکم خدا و رسول پر عمل کرے تو عجب نہین کہ خالق زمین و آسمان اپنے فضل و کرم سے تیرے
جملہ گناہان صغیرہ و کبیرہ کو عفو کرکے تجھے رستگار کرے اس باغ مین داخل کرے قصر جنت تجھے
رہنے کو عطا فرمائے یہ عورتین حسین و خوبرو کہ سب حورین ہین ان مین سے ایک یا کئی حورین تجکو
بھی ملین آب و طعام جنت و میوہ درختان جنت تجکو بھی میسر ہو کیونکہ خداوند عالم رحمان و رحیم ہی
اور ہر ایک شے پر قادر ہی اور توانا ہی اُس کے جود و احسان و فضل و کرم سے ناامید ہونا چاہیے
بقولے + اُسے فضل کرتے نہین لگتی بار + نہو اُس سے مایوس امیدوار + مین نے اُس مرد
ہدایت شعار سے دریافت کیا کہ مسلمان کیونکر ہوتے ہین کس کے پاس جاؤن کس سے کہون
کہ مجھے بھی مسلمان کرے اور دعاے توبہ پڑھائے آئین خداپرستی تعلیم و تلقین کرے عقائد دین
سے آگاہ کرے طریقہ اداے صوم و صلوٰۃ مجھے سکھائے تاکہ خدا میرے حال پر بھی رحم کرکے اپنی
رحمت سے میرے تمامی گناہون کو بخش دے مجھ اہل نار کو اہل جنت کر دے اُس مرد دیندار نے
مجھسے کہا کہ اگر رستگار ہونا چاہتا ہی تو اپنے بھائی حکیم سالوس کے پاس شہر جالوسیہ مین جا پہلے
اُن سے اپنی خطا عفو کرا بعدہ اُن کے رفقا سے عفو تقصیر چاہ پھر اپنے بھائی سے کہہ کہ وہ تجکو کلمہ پڑھا کر
مسلمان کرکے عقائد دین اسلام تعلیم کرے طریقہ نماز و روزے کے بجا لانے کا تجھے سکھائے تجھسے
صاف باطن ہوکے جو تو نے اُس کی خطا کی ہی اُس سے درگذر کرے رفقا بھی اُس کے تیرے حال پر
رحم کرکے جو تو نے اُن کے ساتھ دشمنی کی ہی اُس گناہ کو معاف کرین اے حکیم جالوس آگاہ ہو کہ
دنیا اور اہل دنیا دونون فانی ہین سب کو ایک دن فنا ہی بجز ذات خداوند عالم و عالمیان و خالق
زمین و آسمان کسی کو بقا نہین ہی ایک روز سب کو مرنا ہی نہ کوئی دنیا مین ہمیشہ رہا ہی اور نہ رہیگا
جس طرح تیرے جد و آبا مرگئے ہین ایک روز تو بھی مرجائے گا خالی ہاتھ دنیا سے سوے عدم جائیگا
مال و دولت و ملک و مال کچھ بھی تیرے کام نہ آئے گا ہان مال دنیا سے اگر تیرے مقدر مین ہی تو

کفن پائے گا فقط اعمال خواہ نیک ہون یا اعمال بد ہون وہ تیرے ساتھ رہینگے سواے اعمال
کوئی بھی تیرا ساتھ نہ دیگا زن و فرزند دوست دشمن کوئی ہنگام مرگ تیری ہمراہی نکریگا سب
تجھسے جدا ہوجائینگے مال و دولت و ملک جو تیرا ہی وہ بھی وقت مرگ تیرے کام نہ آئیگا شاہ
طلسم زلزلہ جسکا تو بہت خیر خواہ ہی وہ بھی وقت اجل موت سے تجھے نہ بچاسکیگا پس لازم ہی کہ مال
دنیا پر توجہ نکر دولت عقبی پر نظر کر مال دنیا فانی ہی دولت عقبی کو زوال نہین ہی ملازمت شاہ طلسم
ترک کر اُسکی وزارت سے دست بردار ہو گوشہ نشینی اختیار کر حیات باقی ماندہ کو اپنی یاد خدا اور بجا آوری
احکام احکم الحاکمین مین بسر کر مانند اپنے برادر حکیم سالوس کے زندگیا اپنی عبادت خدا مین آخر کر تارک
مال دنیا ہو قناعت اختیار کر ہنوز وہ مرد بزرگ مجکو ہدایت کر رہے تھے کہ ناگاہ شعلہ وری آتش جہنم سے
آنکھ میری کھل گئی دیکھا تو اپنے فرش خواب پر لیٹا ہون نہ وہ صحرا و میدان ہی نہ وہ مجمع ہی نہ وہ باغ ہی
نہ وہ جہنم ہی پس اے برادر عالی جاہ وہ باقی ماندہ شب مین نے بیقراری مین بسر کی دل مین سوچا کیا کہ
اس خواب کو ایک خیال تصور کرون یا رویاے صادقہ جانکر اُن بزرگ کی ہدایت پر عمل کرون بعد فکر
بسیار دل نے یہی کہا کہ راحت دنیا کی کوئی حقیقت نہین ہی فکر راحت و آرام عقبی کر جب صبح ہوئی حوائج
ضروری سے فراغت کرکے وقت دربار روبروے شاہ طلسم زلزلہ جاکر مین نے اپنی ملازمت سے استعفا
دیا ہر چند کہ شاہ مذکور نے سبب ترک ملازمت مجھسے دریافت کیا لیکن مین نے صحیح طور سے اسکو جواب
نہ دے کر صرف یہی کہا کہ اب مجھسے ملازمت حضور کی ہو نہین سکتی ہی یہ عرض کرکے دربار شاہ طلسم زلزلہ
سے روانہ ہوکر ابھی آپکے پاس آیا ہون چاہتا ہون کہ اپنے رفقا کو طلب کیجیے خود بھی معاف
کیجیے اور اُن سے بھی خطا میری عفو کرا دیجیے بعد ازان مجکو مسلمان کیجیے عقائد دین اسلام سے آگاہ
فرمائیے چونکہ حکیم سالوس ایک مرد دیندار و خدا پرست و نیک خو و سادہ لوح ہی اپنے بھائی کی تقریر
سنکے اُسکے خواب کو جھوٹا اور اُسکو کاذب تصور نکرکے فی الفور اُٹھکر اُس سے بغلگیر ہوا فرط الفت
سے اُسکو سینے سے لگا کر پاس اپنے بٹھا کر کہا کہ اے برادر شکر ہی خدا کا کہ تمکو عالم خواب مین ایک
مرد بزرگ نے ایسی ہدایت کی اور بہشت و دوزخ کی تمنے ایسی سیر کی کہ زنگ کفر سے آئینۂ دل
تمہارا دور ہوا تماشا باغ و مرجان تمنے خیال آخرت کیا دنیاے دون پر توجہ نکی راہ کفر سے روگردان
ہوے جادۂ دین حق کے جویان ہوے عذاب جہنم سے ڈرے شوق دخول جنت دل مین پیدا کیا
ہمکو نہایت خوش کیا جو کچھ تمنے ہمارے ساتھ دشمنی کی تھی اب ہمکو اُسکا خیال نرہا دل اپنا تمسے مانند
آئینہ صاف ہوگیا جو خطا و قصور تمنے کیا تھا ہمنے عفو کیا پھر کہکے اپنے رفقا کو طلب کرکے اُن سے تمام حال
حکیم جالوس کے خواب دیکھنے کا اور راہ کفر سے بیزار ہونے کا دین اسلام کے طریق پر ارادہ قدم
رکھنے کا مفصل بیان کرکے کہا کہ ہمنے تو جو کچھ خطا و قصور انھون نے کیا تھا بخوشی عفو کیا تم بھی اے
ملجا و قلوب اپنے ان سے صاف کرو ان کی خطا معاف کردو اب یہ بتوفیق الٰہی تمھارے برادر دینی
ہوا چاہتے ہین مقام شکر ہی کہ ہمارے ان برادر کو خیال دولت و نفعات آخرت کا ہوا دنیا کو انھون نے
ہیچ سمجھا سچ ہی بقول شخصے ع بگڑی بن جاتی ہی جب فضل خدا ہوتا ہی دیکھو ان کے بیدین و بدآئین
ہونے سے انجام ان کا کیسا خراب تھا بوجہ ان کے کافر ہونے کے قلب ان کا کیسا تیرہ و سیاہ تھا
دین اسلام اور اہل اسلام سے کیسی ان کو بیزاری و نفرت تھی اب بتوفیق الٰہی کیسی رغبت ہوئی ہی
راہ راست اختیار کرنے کا انھون نے ارادہ کیا ہی مسلمان ہونے پر آمادہ ہوے ہین دین باطل کو

چھوڑتے ہین خدا پرستی پر مائل ہوے ہین اُنھون نے عرض کیا کہ واقعی جائے حیرت ہی مقام عجب ہی
کہ دفعتًا آپکے بھائی صاحب ایسے راہ راست پر آگئے اپنے کفر و دین باطل سے کنارہ ہوے اگر
آپکے نزدیک یہ صادق القول ہین اور آپ نے خطا ان کی عفو کردی ہی تو آپکے ارشاد و حکم سے
ہمنے بھی قصور ان کا معاف کیا ان کی طرف سے دل اپنا صاف کیا گرد ملال کو اپنے آئینہ دل سے
دور کیا پہلکے خود اُٹھکے خادمانہ طور سے حکیم جالوس سے گلے ملے بعدہٗ عرض کیا کہ آج سے
آپکے بھی ہم خادم و خیر خواہ ہین حکیم جالوس تقریر اپنے بھائی کی اور اپنے برادر کے رفقا کی سُنکے
بظاہر خوش و شادمان ہوکے کہنے لگا کہ واقعی مجکو دین اسلام اور اہل اسلام سے نفرت کلی تھی توفیق
الٰہی سے دفعتًا دل میرا خواب مذکور دیکھکر مائل خدا پرستی یہ ہوگیا ہی عجب مجکو بشارت ہوئی ہی کہ ظلمت
کفر سے نکلنے کی مین نے آرزو کی ہی اور نور دین و ایمان حق کی طرف توجہ کی ہی چاہتا ہون کہ اب
تامل و تاخیر نہو جلد دعا سے توبہ پڑھکر تائب ہون اور کلمہ شہادتین بصدق دل اپنی زبان پر جاری
کرکے مسلمان ہون اپنی عمر تو میری کفر مین بسر ہوئی باقی ماندہ حیات عبادت خدا مین گذرے بس
اے برادر عالی مرتبہ مین اپنے تمامی گناہان کبیرہ و صغیرہ سے آپکے اور آپکے رفقا کے سامنے
توبہ کرتا ہون بخشش خدا میرے اس توبہ کرنے کی اور تائب ہونے کی شہادت دیجیے گا بعد توبہ کرنیکے
اپنے بھائی سے کہا کہ اب آپ مجکو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیجیے اور اگر آپ فرمائین تو مین خود ہی کلمہ شہادتین
اپنی زبان پر جاری کرون کیونکہ کتب اہل اسلام مین کلمہ شہادتین لکھا ہوا دیکھ چکا ہون مجکو یاد ہی
حکیم سالوس نے کہا کہ اے برادر نیک شعار اگر تمکو کلمہ شہادتین سے آگاہی ہی تو بصدق دل خود
ہی اپنی زبان پر جاری کرو ہمارے کلمہ پڑھوانے کی کیا ضرورت ہی حکیم جالوس نے بے صدق دلی
زبان سے کچھ صحیح کچھ غلط آہستہ اس طرح کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کیا کہ حکیم سالوس اور
اُس کے رفقا نے اچھی طرح نہ سنا چونکہ حکیم سالوس مرد صاف باطن و سادہ لوح امور دین مین تھا
اسوجہ سے مکرر کلمہ پڑھوانے کی ضرورت و احتیاج نہ جان کر سمجھا کہ بیشک یہ مسلمان ہوگیا ہی کلمہ
طیبہ اپنی زبان پر جاری کرچکا ہی ظلمت کفر سے باہر آچکا ہی اور رفقا بھی حکیم سالوس کے یہ جسارت
نہ کر سکے کہ دوبارہ باواز بلند صحیح طور سے اُس کو کلمہ شہادتین پڑھوائین اور بگوش خود سنین
غرضکہ حکیم جالوس بظاہر کلمہ غلط و بے معنی مانند طوطے کے اپنی زبان پر آہستہ جاری کرکے نزدیک
اپنے بھائی کے اور اس کے رفقا کے مسلمان ہوا اُسوقت حکیم سالوس نے اُسکو نہایت الفت
سے اپنے بھائی کو گلے سے لگایا پھر بہت خوشی و مسرت ظاہر کی اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ سامان
اس خوشی کے جشن کا کرین اور دعوت و ضیافت کا بھی نہایت خوبی سے سامان کرین حسب الحکم
ملازم کاربند ہوے بزم عشرت شاہانہ آراستہ کی گئی ارباب نشاط چیدہ چیدہ طلب کیے گئے تیاری
طعام دعوت و ضیافت ہونے لگی حکم حکیم صاحب موصوف سے عمائد شہر بزم عشرت مین آئے تمامی
مردمان شہر کو مسلمان ہونے حکیم جالوس سے آگاہی ہوئی ہر ایک خوش ہوا حکیم سالوس بھی
اپنے بھائی کے مسلمان ہونے کی خوشی مین شریک بزم عشرت ہوا درمیان بزم عشرت کے بیٹھا
وہ رفقا اُس کے جو ساتھ اُس کے زندان مین قید ہوے تھے وہ بھی جلسہ عیش و عشرت مین
آکر بیٹھے جب بزم عیش مذکور عمائد و روساے شہر جالوسیہ سے مملو ہوگئی اُسوقت نازنینان
خوب رو و خوش گلو کیے بعد دیگرے ہمراہ اپنے سازندون کے حاضر بزم عشرت ہوکے

سپارک کیا دہی مسلمان ہوئے حکیم جالوس کی گانے لگین رقص کرنے لگین اہل بزم عشرت بصد خوشی و مسرت ناچ گانا ارباب نشاط کا دیکھنے سننے لگے حکیم جالوس بہی بزم مذکور مین بیٹھکر نغمہ نازنینان خوش آواز سننے لگا حکیم سالوس مطربان خوش گلو کو درمیان بزم عشرت کے زر و جواہر انعام مین دینے لگا ارباب نشاط انعام کثیر پاکے کمال علم موسیقی دکھانے لگے نہایت خوبی و حسن سے ناچنے گانے لگے ازانجملہ ایک نازنین نہایت حسین نوجوان ماہر علم موسیقی نے کہ جو اُس زمانے مین مشہور جہان اور شہرۂ آفاق تھی اُس نے حسب الطلب بزم عشرت مین مع اپنے سازندون کے حاضر ہوکے گت ناچ کے یہ غزل شروع کی

غزل

بے نشانی کا ہین لے ہیچ سزاوار تھا — دہن یار نہ تھا کچھ کہ پایار نہ تھا
فتنہ تھا قہر تھا جلوہ ترا اسکے یار نہ تھا — جب تلک یاد دل کو سنبھالون مین دل زار نہ تھا
جب کہا اُس سے شب غم کوئی غمخوار نہ تھا — در پہ سے اُٹھکے کہا کیا یہ گنہگار نہ تھا
کیا بلا تھی نگہ ہوش ربا ساقی کی — اُٹھ گئی آنکھ تو کوسون کوئی ہشیار نہ تھا
بات رکھلی مری قاتل نے گنہگار ہین — اس گنہ پر مجھے مارا کہ گنہگار نہ تھا
ہوش وحشت اسے کہتے ہین یہ آتے ہی بہار — ہاتھ ڈالا تو گریبان مین کوئی تار نہ تھا
صاف دو ہاتھ سر ویرپا کے اگر چل جاتے — پھر مجھے تجھ سے کہین تجھسے سروکار نہ تھا
کیا مزہ مجکو دلا دے گی فلک مجکو شکست — عہد ساقی مین خم تھا تو یہ میخوار نہ تھا
خون ناحق سے کیا پاتھا غضب کا لالکا — لب معشوق سے کچھ کم لب سوفار نہ تھا
وقت پیدا ہین ہوا کوئی اسیر اپنا شریک — یار سمجھا تھا ہین جس کو وہ مرا یار نہ تھا

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ بالا سننے لگے اکثر اشعار و نیز خوبی نغمہ و خوش آوازی نازنین مذکورہ کی ثنا کرنے لگے حکیم سالوس اپنے ملازمون سے حکم کرکے بار بار زر کثیر انعام مین اُس کو دلوانے لگا نازنین بہی کمال اپنا دکھانے لگی ماہران علم موسیقی بے اختیار تعریف اُس کے گانے کی اور ناچنے کی بجائے خود کرنے لگے اکثر اہل بزم سر اپنا دیوار سے ٹکرانے لگے بعضے حالت وجد مین جھومنے لگے نوجوانان ماہر و جو اُس بزم عشرت مین بیٹھے ہوئے تھے اُن کا یہ حال تھا کہ محو دید حسن و جمال نازنین مذکورہ تھے کچھ اُن کو دنیا و دین سے آگاہی نہ تھی اکثر حاضرین جلسہ مذکور جگر کو پکڑے ہوئے آہ آہ کرتے تھے کوئی دمبدم بے اختیار واہ واہ کہتا تھا غرضکہ سمان بندھا ہوا تھا انسان کا تو کیا ذکر ہے چرند و پرند جو وہان تھے وہ بھی آواز نغمہ نازنین مذکور سنکے مست و بیخود تھے ہنگام رقص نازنین دلہائے اہل بزم عشرت مانند سبزہ پامال ہوے جاتے تھے جب اُس نازنین نے تمام اشعار غزل مرقومہ گاکر غزل کو تمام کیا حاکم سالوس نے بہت انعام اُسے دیا وہ نازنین قریب انصرام شب کے بزم عشرت سے باہر گئی اُسوقت جلسہ برخاست ہوا حکیم سالوس نے خاصہ طلب کیا ملازمون نے حسب قاعدہ شاہ و شہریار دستر خوان نفیس پر طعامہائے لذیذ و خوش ذائقہ ظروف نقرہ جواہرات مین لاکر رکھا پہر حکیم سالوس و حکیم جالوس و رفقائے حکیم سالوس و روساے شہر و عمائد شہر نے حسب دستور کھانا شروع کیا بعد اکل و شرب جملہ روسا و عمائد شہر جالوبہ حسب الحکم حکیم سالوس طعام مذکور تناول کرکے رخصت ہوکر اپنے اماکن کی طرف گئے صرف رفقائے حکیم سالوس رہ گئے اُسوقت حکیم سالوس اور حکیم جالوس و رفقائے مذکور اندر بارگاہ کے مصروف و خیرہ بہ

جالوسیہ پہونچکر پھر حکیم جالوس نے کچھ ایسا اشارہ جانب ابر کیا کہ اسمین برق کی سی چمک اور
رعد کی سی آواز پیدا ہوئی پھر بارش آتش و سنگ گران ہونے لگی مکانات شہر اور مردان شہر
جلنے لگے جس پر آتش بھری گری وہ مانند شمع کافوری جلنے لگا جس مکان پر آتش بھری وہ
مثل خس و خاشاک جل کر خاک ہونے لگا جس انسان اور مکان پر سنگ گرا وہ دب کر فنا
ہوگیا شہر مین گویا قیامت برپا ہوئی تمام شہر تباہ و برباد ہونے لگا مکانون مین دھوان بلند
ہونے لگا آتش بھری مکان و مکین دونون جلنے لگے شعلے ہر مکان و در و دیوار سے بلند
ہونے لگے باشندے شہر کے اس آفت آسمانی اور بلائے ناگہانی سے دو چار ہو کر گھبرانے
لگے ہزارون شور و غل فریاد و نالہ کرنے لگے جو لوگ غافل سوتے تھے وہ بھی اس آفت
مین مبتلا ہو گئے بیدار ہو کر اپنی جان و مال بچانے کی فکر کرنے لگے اس وقت شہر جالوسیہ اور
باشندگان جالوسیہ کا یہ حال تھا کہ تمامی شہر مین ہر طرف مکانون مین آگ لگی تھی شعلے بلند تھے
دھوان زمین سے بلند ہو کے سوئے فلک بکثرت جاتا تھا در دیوار شہر جل رہے تھے مال و
اسباب بھی اہل شہر کا جل رہا تھا صد الکیا برس رہے تھے پتھر برسے مکانات شکستہ
گر گرا رہے تھے ہزار ہا آدمی فریاد و نالہ و فغان کر رہے تھے گویا شور محشر تھا آتش و سنگ کے
برسنے سے ایک قیامت برپا تھی شہر تباہ و برباد ہو رہا تھا دمبدم برق چمکتی تھی ابر گرجتے
صدا لیسے رعد آتی تھی تھوڑی دیر تک یہی صورت رہی آخر کار حکیم جالوس نے اپنی دانست
مین تمامی شہر اور تمامی مردان شہر کو جلا کر اپنے سحر کو فوری دفع کر کے عالم خموشی مین پکار کر کہا کہ
لو اے باشندگان شہر جالوسیہ کیسا مین نے تم سے انتقام لیا تم سب میرے بھائی سے رنجیدہ
تھے اب سب خوش ہو کر اس کی ہدایت سے مسلمان ہوئے تھے مسجدین بنائی تھین اذان
با آواز بلند کہتے نمازین پڑھتے تھے خدا پرستی اختیار کی تھی اپنے دین آبائی کو ترک کیا تھا
ہمارے سے پیر اور دشمن کے دوست ہوئے تھے ہمارا تمھین کچھ بھی خیال نہ تھا اگر باشندگان
شہر سے کوئی زندہ ہو تو وہ سن لے اور جان لے کہ مین حکیم جالوس دستور معظم حاکم طلسم زلزلہ
حاکم سالوس و رفقائے حکیم سالوس کے مرون کو تم سے بدلا کر کے خدمت شاہ طلسم زلزلہ
مین لیے جاتا ہون خبر دار اب اپنے دین آبائی کو اختیار کرنا خدا پرستی سے باز رہنا یہ کہکر سوئے
طلسم زلزلہ روانہ ہوا ابر بلا نے حکیم جالوس کے اور رفع ہوتے ہی ابر چھٹ گئے وہ آتش باری اور
سنگ باری موقوف ہوئی جو آگ سے مکان اور مردان شہر جل گئے تھے وہ تو خاک سیاہ ہو گئے
تھے اور جو مردم و مکان جلنے سے بچ گئے تھے وہ بدستور رہے لاکھون آدمی جل گئے تھے ہزار ہا
مکان جل کر خاک ہو گئے تھے جو لوگ زندہ رہے تھے انھون نے خدا کا شکر کیا اس اثنا مین
اثنائے سحر فلک پیدا ہونے جو لوگ بھاگ گئے تھے وہ پھر آئے صحرا سے شہر مین داخل ہوئے
عجب حال خراب شہر کا دیکھا باہم کہا کہ بڑا غضب ہوا شہر برباد و تباہ ہو گیا قابل بود و باش نہ رہا
نہین معلوم یہ بلائے آسمانی اور آفت سماوی اس شہر پر کیون آئی جن لوگون نے ہنگام موقوفی
سنگ باری و آتش باری تقریر حکیم جالوس سنی تھی انھون نے تمام حال بیان کر کے کہا کہ اس
شہر کو حکیم جالوس نے تباہ و خراب کیا ہے محض اس خطا پر کہ اہل شہر نے حکیم سالوس کے آنے کی
قید سے چھوٹنے کی خوشی کی تھی بعدہ ان کی ہدایت سے دین اسلام اختیار کیا تھا جنھون کو وہ خود

ایسی ہی اثر یہ حکیم جالوس کی سنی ہی یہ بھی اُس نے پکار کر کہا تھا کہ مین حکیم سالوس اور اُس کے رفقا کے سر تن سے جدا کر کے برائے نذر حاکم طلسم زلزلہ لیے جاتا ہون چلو دیکھین لاشے بھی مقتولان پڑے جاتے ہین یا وہ بھی آتش سحر حکیم جالوس سے جل کر خاک ہو گئے جس طرح کہ مرد مان شہر اور مکانات شہر لاکھون جل گئے ہین یہ باتین کر کے نماز سحر پڑھ کے دار العمارت شاہی و بارگاہ حکیم سالوس کی طرف آئے دیکھا کہ لاشین اُن کی پڑی ہین قدرت اور حفاظت خدا سے نہین جلی ہین لاشے اُن کے خون آلود دیکھ کر وہ سب بہت روئے پھر اُن سب کو غسل و کفن دے کر دفن کیا حکیم جالوس کے بارے مین بد دعا کی اُن لوگون مین سعید رومی بھی تھا لاکھون روپے کا مال و اسباب تجارتی ہمراہ سوداگری لایا تھا سیکڑون خادم و غلام اُس کے ہمراہ تھے خیمہ و بارگاہ اُس تاجر ذی جاہ کے ساتھ خدام اُس کے لائے تھے ہنوز وہ روبروے حکیم سالوس مال و متاع تجارتی پیش کر نہ گیا تھا کہ وقت شب حکیم جالوس نے شہر کو اپنی آتش سحر سے تباہ و برباد کیا تھا مال و اسباب تاجر مذکور کا بہت سا مع اکثر خدام و غلام جل گیا تھا کچھ مال و اسباب مع چند غلامون کے باقی رہ گیا تھا وہ بھی مثل اہل شہر جالوس کے نالان و گریان تھا تباہ و برباد ہو گیا تھا اپنی بدقسمتی پر زار زار روتا تھا باقی ماندہ اہل شہر اس طرح اُس کو سمجھاتے تھے کہ اے سعید شکر خدا کر کہ تو مع اپنے چند غلامون کے اور اسقدر مال و اسباب کے زندہ و باقی رہا واسطے بر حال اُن لوگون کے کہ جو مع اپنے مال و اسباب و مکان جل گئے ہین اور ایسے جلے ہین کہ خاک ہو گئے ہین دفن کرنے کے قابل بھی نہین ہین دیکھو اس شہر مین لاکھون آدمیون کی آبادی تھی اب سوا ہم دو چار آدمیون کے کوئی بھی شہر مین نظر آتا ہے سب جل گئے ہین مکانات بھی جل کر خاک ہو گئے ہین شہر ویران و تباہ و خاک سیاہ ہو گیا ہے کسی کا مال و اسباب نام کو بھی باقی نہین رہا ہے ہم سب بھی محتاج و تباہ ہو گئے ہین تمام مال و اسباب و مکانات ہمارے جل کر خاک ہو گئے ہین صرف وہ مکانات نہین جلے ہین جن پر آگ پہنچ نہین گرے ہین باقی سب مکانات شہر کے اور آدمی شہر کے جل کر خاک ہو گئے ہین کسی کا بھی کچھ نشان ہے ان پر رف خاک کے ڈھیر ہین وہی آدمی زندہ رہ گئے ہین جن کی حیات باقی تھی اور وہی مکان و مال و اسباب جلنے سے بچا ہے جس کا جلنا منظور خدا نہ تھا غرض جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو اب فریاد و نالہ کرنے سے کیا فائدہ ہو گا جو اسباب و مال تمہارا لاکھون روپیے کا جل گیا ہے وہ رونے پیٹنے سے مل نہ جائے گا اور جو لونڈیان اور غلام و خدام تمہارے جل کر خاک ہو گئے ہین وہ سب نالہ و فریاد کرنے سے زندہ ہو جائین گے پس صبر کرو تمہاری جان بچ گئی اس کا شکر کرو تجارت سے پھر روپیہ حاصل ہو جائے گا مال و اسباب پھر تمکو ممکن ہو جائے گا خداوند عالم فضل و کرم کرے گا پھر تمکو مثل سابق مالدار کر دے گا سعید تاجر سب کے سمجھانے سے فی الجملہ نالہ و فریاد سے باز رہا لیکن اسوقت اُن سب سے رخصت ہو کے مع اپنے مال و اسباب تجارت کے اور خدام و غلام باقی ماندہ کے جالوسیہ سے سوے انجم حصار روانہ ہوا حال اس کا بمقام مناسب لکھا جائے گا اہل شہر جالوسیہ جو زندہ بچے تھے وہ بعد رنج و غم اُسی شہر مین کاروبار مین مصروف ہوئے زندگی اپنی بصد غم و اندوہ بسر کرنے لگے حکیم جالوس جو اپنے شہر کو آتش سحر سے تباہ و برباد کر کے مع سرہاے مقتولان مذکور جانب طلسم زلزلہ روانہ ہوا تھا بعد تین پہر اُسوقت سحر دار الطلسم زلزلہ مین پہونچا کہ شہنشاہ ساحران ہو دسمر مست جادو لے اپنی عورت پارہ جانے تباہ ہو سکے نحہ طلسم

باہر آکر دربار میں ہنگام سحر بالاے تخت حکومت جلوس کیا تھا جملہ اہل دربار حاضر دربار ہوے تھے
ہزار ہا ساحران نامی ونامور اہل دربار سے علی قدر مراتب بیٹھے ہوے تھے شہنشاہ مذکور نے
مضطر ہو کر اپنی زندگی اور اپنی بقاے طلسم سے نا امید ہو کر نجومیوں رمال کاہنوں کو جو بڑے
بڑے نامی و کامل تھے اور ساکنان طلسم زلزلہ سے تھے طلب کیا تھا اُن سے پوچھا تھا کہ تم سب
اپنے علم سے بتاؤ کہ دن ہمارے اس زمانے میں کیسے ہیں جان ہماری طلسم کشا سے بچے گی یا نہیں
اور یہ طلسم ہمارا دست صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے اُٹھنے سے بچے گا یا نہیں اُنھوں نے
زائچہ کھینچکر قرعہ ڈالکر اشکال پر نظر کر کے بہت فکر و غور کر کے دست بستہ عرض کیا تھا کہ اے شہنشاہ
اگر جان بخشی ہو تو جو ہمکو ہمارے علم سے ثابت ہوا ہے اُسے ہم صاف صاف بیان کریں حاکم طلسم زلزلہ
نے کہا تھا کہ جانیں تمھاری بخشیں بے خوف و خطر صاف صاف جو کچھ تمھارے علوم سے تمکو
ظاہر ہوا ہو بیان کرو انھوں نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالی جاہ ہمکو ہمارے علوم سے ایسا ثابت
ہوتا ہے کہ فی زمانہ دن آپکے از حد سخت ہیں یعنی شہنشاہ پر گران ہیں خوف جان و مال کے
ضائع ہونے کا ہے سوا اس کے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بربادی و تباہی اس طلسم کی دست طلسم کشا
یعنی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے ہوگی جو دوست ہیں شہنشاہ فلک بارگاہ کے آپ کے ان میں
سے اکثر دشمن جان و مال و طلسم حضور ہو جائیں گے شریک صاحبقران ہوں گے اُنکی عاشق
کریں گے آپ سے دشمنی کریں گے بربادی و تباہی طلسم چاہیں گے شب و روز فکر و کوشش میں
ایسی کریں گے کہ یہ طلسم کو یا جائے تباہ و برباد ہو جائے تا ہم اُن کے ظاہر نہیں ہو سکتے ہیں مگر
وہ رعایا و نمک خوار حضور سے ہوں گے اور بعض عزیزان حضور سے بھی ہوں گے لہذا اگر شہنشاہ فلک
بارگاہ ہم خیر خواہوں کی عرض کو پذیرا فرما کر موافق ہمارے علوم کے احکام پر عمل کریں گے تو عجب
نہیں کہ جان و مال و طلسم شر و فساد طلسم کشاے طلسم زلزلہ سے بچ جائے ورنہ باعث خرابی و
ضرر ہوگا اہل دربار ہی سے حضور کو ضرر و صدمہ پہونچیگا خیر خواہوں نمک خواروں عزیزوں ہی سے
خوف جان و تباہی طلسم کا قوی اندیشہ ہے شاہ طلسم زلزلہ نے پوچھا کہ تم اپنے علوم کے موافق
کیا حکم لگاتے ہو بیان کرو ہم اُن احکام پر بخیال حفظ جان و مال و ملک عمل کریں گے اُنھوں نے
عرض کیا کہ ہماری راے یہ ہے کہ بضرورت و بحفاظت جان تین ماہ تک آپ طلسم باطن میں تشریف رکھیں
طلسم ظاہر میں کبھی تشریف نہ لائیں کہ دوستوں اور نمک خواروں سے اندیشہ قوی دشمنی کا ہے حالانکہ حضور
پر چالیس روز از حد سخت و گران ہیں اور باقی ایام چندان گران نہیں ہیں مگر احتیاطاً مناسب یہ ہے
کہ تین ماہ تک طلسم باطن میں قیام پذیر رہیں اگر تین ماہ مع الخیر گذر گئے تو پھر طلسم کشاے طلسم زلزلہ
و دیگر دشمنوں سے کچھ اندیشہ نہوگا اور اشکال زائچہ پر نظر کرنے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قبل
ایک ساعت کے ایک امر عجیب و حیرت انگیز کہ ضرر دشمنان سے ہوگا درپیش ہونے والا ہے یہ عرض
کرکے خاموش ہوے تھے شاہ طلسم نے کشتیاں خلعت فاخرہ کی طلب کر کے اُن نجومیوں اور
رمالوں کاہنوں کو دی تھیں علاوہ اس کے دولت و زر کثیر دیا تھا وہ انعام مذکور لیکر چلے گئے تو
شہنشاہ جلوس محلات و دربندہاے طلسم زلزلہ کو طے کر کے دربار شاہ طلسم میں آیا تخت پر
بیٹھکر اُن سروں کو طشت طلا میں رکھکر اور اُسکو کشتی میں رکھکر سامنے اپنے بادشاہ طلسم کے آکر
نیت پیچوار کر کے وہ طشت طلا یا وہ کشتی نذر کی کہ جس پر کشتی پوش پڑا ہوا تھا بطور نذر پیش کی

شاہ طلسم نے پوچھا کہ اے دستور معظم ان میں کیا ہے بیان کرو اُس نے عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمائیں
پھر کہکے کشتی پوش دور کیا یا الے طشت سے رومال علیحدہ کیا غرض پھر طور شاہ طلسم نے دیکھا کہ پانچ
کٹے ہوئے سر ایک خون میں آلودہ ہیں متحیر و متردد ہوکے پوچھا کہ یہ سر کس کس کے ہیں ان کو کیون
قتل کیا اگر قتل کیا تھا تو ہمارے روبرو کیون لائے ہو وزیر مذکور نے عرض کیا کہ یہ سر تو میرے بھائی کا
ہے جس کا نام حکیم سالوس حضور نے سنا تھا اور قبل اس کے میں نے اُس کو گرفتار کرکے حسب الحکم حضور
ابہاران جادو کے حوالے کیا تھا اُس نے صحرا میں جاکر ایک تالاب کے نیچے تہ خانے میں اُس کو اسیر
کیا تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے کسی سے نشان زندان حکیم سالوس دریافت
کرکے ابہاران جادو کو قتل کرکے اس کو رہا کیا اور یہ اپنے شہر میں گیا مجھکو یقین کامل ہوا کہ اب
یہ بھائی میرا صاحبقران کو ضرور نشان لوح طلسم زلزلے کا بتادے گا بلکہ خود وہاں لیکے جائے گا حصول
لوح مذکور میں کوشش کرے گا پس اسی خیال سے خیرخواہی حضور میں میں نے اپنے شہر میں جاکر بمکر و فریب
اس سے تقریر کرکے عذر خواہ ہوکر خیال دشمنی کا اُس کے دل سے دور کرکے عالم خواب میں اس کو اور
اس کے ان چارون رفقا کو تہ تیغ کیا پھر سر کاٹ کر برائے نذر شہنشاہ لے کر آیا ہون اس کلمہ کو اُسنے
حضور کی خیرخواہی کے آگے کچھ ہیچ و خیال نہ برادر حقیقی کے قتل کا کیا شہنشاہ ساحران یعنی ہود سرمست جادو
حاکم طلسم زلزلے نے ازحد متحیر و متعجب ہوکے دل میں کہا کہ حکیم جالوس سے بہتر دنیا میں میرا کوئی
خیرخواہ نہیں ہے اس نے صرف میری خیرخواہی سے اپنے بھائی کو قتل کر ڈالا ہے یہ خیال کرکے پوچھا
کہ اس نے ان چارون رفقا کو کیون قتل کیا حکیم جالوس نے عرض کیا کہ میں نے ان کو بایں خیال
قتل کیا ہے کہ یہ چارون شخص میرے بھائی مقتول کے بڑے دوست و خیرخواہ تھے شاید آشنائے حال
لوح طلسم زلزلے کا کیا ہو نشان اور مقام لوح طلسم زلزلے کا ان کو بتادیا ہو اور یہ صاحبقران
سے ملکر مقام لوح کے رکھنے کا ان کو بتائیں اور وہ کسی طور سے وہان جاکر لوح طلسم مذکور کو
حاصل کرلیں تو غضب ہو جائے گا یہ طلسم حسب ہدایت لوح طلسمی فتح ہو جائے گا حالانکہ میں نے
اچھی طرح پورے طور سے مقام لوح کے رکھنے کا اپنے اس برادر مقتول سے کبھی ظاہر نہیں کیا تھا اور
یقینا اُس نے اپنے ان رفقا سے بھی بیان نہ کیا ہوگا مگر میں نے احتیاطا ان سب کو قتل کر ڈالا
تاکہ اطمینان حاصل ہو جائے نہ یہ سب زندہ رہیں گے نہ مقام لوح کا صاحبقران کو معلوم ہوگا اور لوح
طلسم زلزلہ کی ایسی جگہ رکھی گئی ہے ایسی حفاظت اس کی کی گئی ہے کہ وہاں تک پہونچنا دشوار تر ہے سوا
میرے اور حضور کے کوئی کبھی بخوبی تمام حال لوح طلسمی سے آگاہ نہیں ہے کہ وہ کس جگہ ہے کہاں
رکھی گئی ہے کس کے قبضے میں ہے کون اُس کا محافظ ہے شہنشاہ ساحران نے تمام تقریر حکیم جالوس
کی سنکے دریائے حیرت میں مستغرق ہوکے کہا کہ اے وزیر خوش فکر و تدبیر ہم تجکو اپنا ایسا خیرخواہ
و دوراندیش نہ جانتے تھے نہ ایسی خیرخواہی کرنے کی تجھ سے امید تھی تو نے وہ کام کیا ہے کہ کوئی
سنگ دل اور کیسا ہی ہو ستم قاتل سے بھی نہ ہوگا اور تو نے وہ خیرخواہی بادولت کی کی ہے کہ کوئی
نمکخوار ہمارا تجسے ایسی خیرخواہی نہ کرے گا آج سے ہم تجکو اپنا سب سے بڑا خیرخواہ جاننے لگے فقط اس
احتمال پر ان سب کو تہ تیغ کر ڈالا کہ شاید یہ لوگ مقام لوح طلسمی کے رکھنے کا طلسم کشا کو بتادین
حالانکہ تیری تقریر سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اچھی طرح ان کو حال لوح طلسمی سے آگاہی نہ تھی پھر
بھی تو نے کیا بہتر کیا اب ان سرون کو ہمارے سامنے سے دور کرو جو مناسب ہو وہ ان کے

حق یون کرے نگے اپنے ملازمون سے مخاطب ہو کر کہا کہ جلد کشتی خلعت فاخرہ کی لاؤ بمجرد حکم ملازمون نے
حاضر کی شاہ طلسم نے بعوض دوراندیشی و خیرخواہی خوش ہو کر وہ خلعت فاخرہ حکیم جالوس کو دیا
اُس نے با دب سلام کر کے بعد خوشی خلعت مذکور پہنا اہل دربار حکیم جالوس کی اس دوراندیشی و
خیرخواہی سے واقف ہو گئے گو کہ اُسوقت دربار مین ہزارہا ساحران نامی و نامور نمکخوار و خیرخواہ
شاہ طلسم بیٹھے ہوئے تھے مگر اُن مین سے کوئی ایسی تدبیر و فکر کرنے پر قادر نہ تھا اسی سبب سے
ہر ایک ساحر اپنے دل مین کہتا تھا کہ ہمسے کبھی ایسا کام خیرخواہی مین نہو سکتا اپنے برادر حقیقی کو اپنے
ہاتھ سے نہ قتل کیا جاتا ہرگز خونریزی نہو سکتی کبھی اپنے برادر حقیقی پر تلوار نہ اٹھائی جاتی واقعی اس نے
وہ کام کیا ہے کہ ہمسے کبھی نہ ہو سکتا ایسی سب کو ایک عجب تھا ہر ایک ساحر دربار مین ہمہ تن تصویر
حیرت ہو گیا تھا کہ حکیم جالوس نے سر اسپ مذکور اٹھا کر کہا کہ ان کو بیرون طلسم کے جا کر ڈال دو
یا زمین کھود کر ہی سے گڑھا و اگر ان سرون کو دفن کر دو ساحران دربار سے ایک ساحر مسمی سرہنگ
جادو نے وہ سر اٹھا کر طلسم سے باہر جا کر وزیر مذکور کے حکم پر عمل کیا بعدہٗ دربار مین آ کر بیٹھا اس
اثنا مین شہنشاہ ساحران نے کچھ سوچ کر حکم دیا کہ کل ہمارے دربار مین جملہ ساحران ذی عزت
ہر دو نشان سب آئین جو کبھی ہمارے دربار مین نہین آئے ہین وہ سب ساحر بھی آئین ہمین ایک
کار ضروری کرنا منظور ہے چاہتے ہین کہ ساتھ سب ساحران نامی کے خواہ درباری ہون یا غیر درباری
ہون وہ کار ضروری کیا جائے جو ساحران نامی یہان سے دور دور ہین اُن کو بھی بذریعہ پروانہ
طلب کیا جائے یہ حکم اپنے ملازمون کو دے کر دربار برخاست کیا اہلکارون نے حسب الحکم
شاہ طلسم زلزلہ بنام مالکان دربند طلسم زلزلہ و حاکمان کوہ و دشت و دریا وغیرہ اور سوا ان کے
جسقدر ساحران نامی و اہل عزت تھے اور جتنی ساحرہ ذی مرتبہ تھین سب کو طلبی پروانے لکھ
کر مہر شاہی سے مزین کر کے بدست ساحران روانہ کیے ساحرون نے جلد جا کے وہ حکمنامے
اور پروانے ساحرون اور ساحرہ عالی مرتبہ کو دے کر زبانی بھی عرض کیا کہ حکم شہنشاہ ہے کہ
کل سب ہمارے دربار دربار مین آوین ہر ایک ساحرہ اور ساحر نے زبانی حسب الحکم شہنشاہ سے
اور نیز عبارت حکمنامے سے آگاہ ہو کر بجائے خود کہا کہ نہین معلوم کیا سبب ہے کہ شہنشاہ نے بذریعہ
حکمنامہ سب ساحران معزز کو اپنے دربار مین طلب کیا ہے ہر چند ہر ایک نے فکر کی مگر کچھ سبب طلب ثابت
نہوا دوسرے روز جملہ ساحران نامی و نامور و اہل عزت ساکنان طلسم زلزلہ ہر طرف سے حسب لیاقت
و مرتبہ جاہ و حشم و تجمل سے بکر و فر کی سواریون پر سوار ہو کر دربار شہنشاہ مذکور مین آ کے
علی قدر مراتب بیٹھنے لگے اہلکارون نے دربار کو بھی ایسا آراستہ کیا تھا کہ کبھی ایسا آراستہ نہوا
تھا اس اثنا مین ہزارہا ساحرون اور ساحرہ کے آنے سے وہ دربار وسیع تمام مملو ہو گیا اسوقت
شہنشاہ ساحران ہو دہ ہمسست جادو اپنی محلسرا سے برآمد ہوا جملہ ساحر و ساحرہ واسطے تعظیم
شاہ طلسم زلزلہ کے اٹھے پھر ہر ایک سامنے بصد ادب سلام کیا شہنشاہ مذکور نے ہر ایک کا سلام
لے کر سب کو بنظر غور دیکھ کر تخت حکومت پر بیٹھ کر اشارہ بیٹھنے کا کیا ہر ایک ساحر و ساحرہ پھر سلام
کر کے اپنی جائے مقررہ پر بیٹھا اسدم شہنشاہ مذکور نے پھر اپنے اہل دربار و تمامی حاضرین دربار
پر نظر کر کے اپنی حکومت اور اپنے فرمانبردارون کو بکثرت دیکھ کے تماشا مشاہدہ کر کے بجائے خود
ناز و فخر سلاطین طلسم دیگران پر کیا بعد ازان سب سے مخاطب ہو کے بآواز بلند کہا کہ اے بیٹیان

بادولت والے ساحران نامی و ذی عزت آگاہ ہو کہ زمانہ اس طلسم کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہے
طلسم کشا اس طلسم کا پیدا ہوا ہے فکر حصول لوح طلسمی کر رہا ہے اسپاران جادو کو قتل کر چکا ہے سکیم
سالوس پیا اور حکیم جالوس ہمارے وزیر خوش تدبیر کو رہا کر چکا ہے حالانکہ فی الحال ہمارے
دستور معظم حکیم جالوس نے بخیال دوراندیشی ہماری خیرخواہی میں اپنے برادر مذکور کو مع اس کے
رفقا کے یا میں اندیشہ قتل کروا ڈالا ہے کہ مبادا وہ طلسم کشا کو نشان لوح طلسم زلزلہ کا بتلادے اور طلسم کشا
لوح طلسمی کو حاصل کرکے اس ہمارے طلسم کو فتح کرے ہم اپنے وزیر کی اس خیرخواہی سے بہت خوش
ہوئے ہیں اور جو کوئی تم سب میں بادولت کا خیرخواہ ہوگا اور خیرخواہی کرے گا اس سے بھی بادولت
خوش ہو کر خلعت و انعام دیں گے یا ہماری جانب سے ہمارا وزیر اس کو انعام کثیر دے گا ہر رتبہ و
رتبہ اس کا زیادہ کرے گا کل ہم نے کاہنوں نجومیوں رمالوں کو طلب کرکے ان سے دریافت کیا تھا
کہ اپنے علوم کے قواعد سے حکم لگاؤ کہ فی زمانہ دن ہمارے کیسے ہیں ان سب نے بعد فکر و غور اپنے
اپنے علم کے ذریعے سے باتفاق رائے یہی عرض کیا کہ تین ماہ سخت ہیں ازانجملہ چالیس روز نہایت
ہی سخت و گراں ہیں خوف جان و زوال ملک ہے یہ عرض کرکے انھوں نے اپنی رائے یہ ظاہر کی تھی
کہ شہنشاہ کو ایسے زمانہ و ایام سخت میں لازم و مناسب ہے کہ طلسم باطن میں تشریف رکھیں پس
بادولت واسطے انتظام و احکام و حکومت و تدابیر کے اپنے وزیر حکیم جالوس کو کہ ہمارا نہایت
خیرخواہ و خوش تدبیر و عاقل ہے اپنا جانشین کرتے ہیں تین مہینے تک یہ ہمارا جانشین رہے گا
بعد گذرنے زمانہ سخت مذکور کے پھر ہم طلسم باطن سے آکر اس تخت حکومت پر جلوس کریں گے
بالفعل بضرورت حفاظت جان طلسم باطن میں قیام پذیر ہوں گے مگر تم سب کے امور اور خیرخواہی
سے ہم کو اطلاع ہوتی رہے گی ہم تمھاری کارگذاری و خیرخواہی سے خوش ہو کر حکم خلعت و انعام
دینے کا کرتے رہیں گے پس تم سب کو واجب و لازم ہے کہ تین مہینے تک جس طرح تم ہم کو اپنا شہنشاہ
اور حاکم سمجھتے تھے اور سمجھتے ہو اسی طرح ہمارے اس وزیر حکیم جالوس کو بھی اپنا حاکم سمجھنا
جو کچھ یہ حکم کرے اس کو بجالانا خلاف اس کے حکم کے عمل نکرنا سرکشی و نافرمانی ہرگز نہ کرنا ورنہ
تمھارے حق میں اچھا نہوگا باعث ہمارے قہر و غضب کا ہوگا یہ کہکر ایک تاج جواہر نگار اپنے ہاتھ سے
حکیم جالوس کے سر پر رکھکر اپنے تخت حکومت پر اس کو بٹھا کر جملہ حاضرین دربار کو حکم دیا کہ ہمارے
روبرو اس کو اپنا حاکم جان کر نذریں علی قدر مرتبہ دو اور اقرار اپنی زبان سے اس وزیر کی
اطاعت و فرمانبرداری کا کرو پھر وہ اس حکم کرنے کے جملہ امرا اور روسا اور تمامی حاضرین دربار
نے علی قدر مراتب حکیم جالوس کو باری باری باادب تمام نذریں دیں حکیم مذکور نے خوش ہو کر ہر ایک
کی نذر قبول کرکے اس کی نذر پر ہاتھ رکھا جب سب حاضرین دربار نذریں دے چکے ہر ایک نے
دست بستہ عرض کیا کہ اے خداوند ہمارے اور اے شہنشاہ ہمارے آپ کے حکم سے ہم حکیم
جالوس کو اپنا حاکم و مالک جان کر ان کی اطاعت و فرمانبرداری بدل کریں گے خلاف ان کے حکم
کے کوئی کام نکریں گے ہرگز ان کے فرمان سے سرکشی نکریں گے ان کو بھی لازم ہے کہ ہم کو اپنا اور
شہنشاہ کا خیرخواہ و فرمانبردار جان کر بہ نیکی پیش آئیں تعدی و ظلم خلاف عدالت نکریں شہنشاہ
سلامت رہیں کہ ہم سرفروش و جان نثار جب تک زندہ ہیں کیا مجال طلسم کشا و دیگر دشمنان شہنشاہ
کی کہ اس طلسم میں قدم رکھ سکیں فتح کرنا دربندوں کا تو امر محال ہے پھر دسرمست جادو بادشاہ

طلسم زلزلہ نے ہر ایک حاضرین دربار سے حکیم جالوس کو نذریں دلوا کر تقریر حسب دلخواہ اپنے
ہر ایک کی سنکے خوش ہوگئے ہر ایک کو علی قدر رتبہ و مرتبہ خلعت اور ہار [illegible] کے ارادے
سے کشتیاں ہزار در ہزار خلعت کی طلب کیں پھر علی قدر مرتبہ کسی کو خلعت فاخرہ دیا کسی ساحر کو
کشتی خلعت کی مع دیگر انعام کے عطا کی کسی ساحرہ کو زریں ہار دیا غرضکہ اسی طرح ہزار در ہزار خلعت
کی کشتیاں علی قدر مراتب ساحران حاضرین دربار مذکور کو مع دیگر انعام و جاگیر کے دی گئیں
ہر ایک ساحر و ساحرہ نے خلعت و ہار پہنکر خوش ہوکر بجائے خود اپنے شہنشاہ کی قدر شناسی کی
ثنا کی اس دربار میں ساریق بن لقا اور سختگان بھی تھے انہوں نے بھی تمام تقریر شہنشاہ ساحران
ہوسر مست جادو کی سنی تھی اور نذریں حکیم جالوس کو برائے خوشی شاہ طلسم گذرانی تھیں
ان کو بھی خلعت اور ہار ملے تھے سختگان تمام باتیں سنکے اور رنگ دربار دیکھکے بار بار چاہتا تھا
کہ کچھ تقریر کرے مگر ساریق بن لقا کے بار بار منع کرنے سے مجبور ہوکر کچھ نہ کرتا تھا چپکا بیٹھا
ہوا دیکھتا تھا اور جو کوئی کچھ تقریر کرتا تھا اسے سنتا تھا دل میں اپنے کہتا تھا کہ ساریق بن لقا
کے اس طلسم میں قدم آئے ہیں بھلا اب یہ طلسم آباد رہ بھی سکتا ہے یہ تو بوم کی خاصیت رکھتے
ہیں جدھر ان کا گذر ہوتا ہے وہ ملک و شہر ویران و تباہ ہو جاتا ہے یہ طلسم کبھی دست صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ سے ان کی نحوست قدم سے تباہ و برباد ہو جائیگا اگر ہوسر مست
جادو شاہ طلسم زلزلہ طلسم باطن میں جا کر اپنی جان کی حفاظت کریگا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوگا ضرور
دست طلسم کشا سے قتل ہوگا یا مسلمان ہوگا یہ طلسم ضرور فتح ہوگا دست صاحبقران سے ضرور
پیدا ہو جائینگے یہی اہل دربار جو دشمنی صاحبقران پر آمادہ ہیں یہی اکثر ان کے دوست
ہو جائینگے گھر ہی سے آگ لگ جائیگی اس بندوبست و انتظام و حفاظت سے کچھ بھی نفع ہوگا
افسوس ہزار افسوس کہ مجکو اور ساریق بن لقا کو بعد چند سے یہاں بھی امان ملنے کی نہیں
شاعت یعنی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا یہاں بھی گذر ہوگا یا تو ان کے ہاتھ سے قتل
ہونا نصیب ہوگا یا یہاں سے اور کسی طرف بھاگنا ہوگا آرام و راحت سے یہاں بھی بیٹھنا نہ ملیگا
دیکھیے مقدر کیا دکھاتا ہے سختگان تو اپنے دل میں خیالات مندرجہ کر رہا تھا کہ ساحران نامی و
نامور خلعت فاخرہ پہنے اور زریں ہار گلوں میں ڈالے ہوئے بیٹھے تھے کہ یکایک شہنشاہ ساحران یعنی
ہوسر مست جادو حاکم طلسم زلزلہ نے مکرر سب ساحروں اور ساحرہ حاضرین دربار سے بتاکید
اکید کہا کہ خبردار خلاف ہمارے حکم کے عمل نکرنا جو کچھ بایدو شاید ہم نے تمہیں نسبت اطاعت و فرمانبرداری
حکیم جالوس کے اور خیر خواہی کے کہا ہے اس کے برعکس عمل نکرنا سب نے عرض کیا کہ اے خداوند
ہم غلاموں کی ادھر سے اطمینان رکھیے سوائے خیر خواہی بدخواہی نکرینگے اور خلاف حکم حکیم جالوس کے
قدم بھی واسطے کسی کام کے نہ اٹھائینگے شہنشاہ مذکور نے دوبارہ بھی سب سے عہد و اقرار لیا اور
سب کو رخصت کرکے خود بھی اسیوقت طلسم باطن میں جاکر داخل ہوا امور حکومت و سلطنت و انتظام
سب حکیم جالوس کے حوالے کیا وزیر مذکور تخت شکوہ سلطانی پر بیٹھکر کاروبار ملکی و مالی کرنے لگا مالکان
و دربندوں سے خبرداری و ہوشیاری کی تاکید کرنے اور دیگر امور کے انصرام میں مشغول ہو رہا
کرنے لگا حکیم جالوس تو تخت نشین ہوکر انتظام طلسم زلزلہ میں حسب دلخواہ سرگرم ہے مگر اب یہ حال
سعید سوداگر کا لکھا جاتا ہے کہ تاجر مذکور جو شہر جالوسیہ سے سوئے انجم حصار روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ

دو روز در از بعجلت تمام انجم حصار مین پہونچا دیکھا کہ سر حد انجم حصار مین ایک لشکر بے شمار فروکش ہی لوگون
سے دریافت کیا کہ یہ لشکر کس کا ہی ساکنان انجم حصار نے جواب دیا کہ یہ لشکر ظفر اثر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کا ہی تاجر مذکور بخیال فروخت اسباب و مال سمت لشکر مذکور چلا اور ہرکارون
سے صاحبقران کو معلوم ہوا کہ ایک تاجر شہر جالوسیہ سے ادہر آیا ہی یہ خبر سنتے اس خبر کے صاحبقران
نے حکم دیا کہ اُس سوداگر کو ہمارے روبرو لاؤ اُس سے حال شہر جالوسیہ و حکیم سالوس کا معلوم ہوگا
ہرکارون نے تاجر مذکور سے جا کر کہا کہ چلو تمکو ہمارے مالک و آقا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے طلب کیا ہی اُس نے کنارہ لشکر خیام مین فروکش ہوکر چند کشتیون مین اسباب نفیس و نادر رکھا اور وہ کشتیان
اپنے غلامون کو دے کر اُن کو ہمراہ لے کر خدمت امیر با توقیر مین آیا با دب سلام کیا صاحبقران نے
اشارہ بیٹھنے کا کیا وہ بار دیگر سلام کر کے با دب روبرو بیٹھا پھر وہ کشتیان پیشکش کین صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے اسباب جو اُن کشتیون مین تھا پسند کر کے فرمایا کہ یہ سب اسباب ہمکو پسند آیا
فرد قیمت اس اسباب کی پیش کرو اُس نے فرد قیمت پیش کی صاحبقران نے موافق فرد قیمت کے زر نقد
اُسے دلوا دیا بعد ازان اُس سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہی وطن تمہارا کہان ہی یہان کس شہر سے
تمہارا آنا ہوا ہمنے سنا ہی کہ تم شہر جالوسیہ سے اس طرف آئے ہو اگر کچھ حال حکیم سالوس حاکم شہر جالوسیہ
کا تمکو معلوم ہو تو بیان کرو کیسے حکیم سالوس نے یہان آنے کا وعدہ کیا تھا زمانہ زیادہ گذرا ابھی تک
وہ یہان نہین آئے ہم اُن کے منتظر ہین تاجر مذکور نے نام شہر جالوسیہ سنکے آہ سرد دل پر درد سے
کی بعدہ اشکبار ہوکے عرض کیا کہ یہ کمترین جالوسیہ ہی سے اسطرف آیا ہی نام اس خاکسار کا سعید ہی
سب سعید سوداگر مجھکو کہتے ہین وطن اس نحیف کا روم ہی اپنے وطن سے مال و اسباب کثیر الانواع و
اقسام کے لے کر مع کئی سو غلامون اور کنیزون کے ہمراہ قافلے کے شہر جالوسیہ مین آیا تھا چند ہی روز
شہر جالوسیہ مین گذرے تھے اور کچھ اسباب تجارتی میرا اور میرے قافلے والون تاجرون کا فروخت
ہوا تھا کہ شہر مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ بادشاہ و حاکم اس شہر کا جو قید ہوگیا تھا وہ مع اپنے چند رفقا
کے ادہر آتا ہی عمائد شہر اور روسائے شہر واسطے اُس کے استقبال کے گروہ گروہ چلے جارہے ہین یہ احقر خبر
مذکور سنکے اپنے خیمے سے باہر آیا دیکھا کہ عمائد شہر بصد شوکت و شان براے استقبال جاتے ہین بعد تھوڑی
دیر کے پھر شور و غل ہوا مین نے پوچھا کہ پھر شور و غل کیسا ہی لوگون نے بیان کیا کہ جو عمائد شہر واسطے
استقبال کے گئے تھے وہ سب استقبال کر کے اپنے بادشاہ کو شہر مین لاتے ہین اُس کے آنے کی
خوشی بے حد ہی مردمان شہر شادمان ہین یہ سنکے پھر مین اپنے خیمے سے باہر نکلا دیکھا کہ ایک مرد نیک و
جلیل القدر کو روسائے شہر بصد عزت و حرمت لاتے ہین زر و جواہر اُس مرد جلیل الشان پر نثار
کرتے ہوئے آتے ہین مین نے پوچھا کہ یہ مرد نیک جو کون ہین ان کا نام نامی کیا ہی اہل شہر نے
بیان کیا کہ اس مرد عالی مرتبہ کا نام نامی حکیم سالوس ہی یہی ہمارا بادشاہ ہی تھوڑے زمانے سے یہ
حاکم ہمارا اس شہر سے کہین قید کر دیا گیا تھا اُس کے برادر حقیقی نے اس کو اسیر کر لیا تھا اب یہ کسی طور
سے رہا ہوکر یہان آیا ہی یہ کیا آیا ہی گویا اس شہر ویران مین بہار تازہ آئی ہی یہ کمترین تمام حال سنکے
خاموش رہا وہ مرد بزرگ داخل دار العمارت شاہی ہوا اُس کے آنے سے تمامی شہر مین خوشی و
مسرت سے چراغان ہوا شہر آئین بند ہوا تمامی شہر مین سامان خوشی و خرمی کے ہوئے ہنوز اُس
بادشاہ شہر کو ایک دو روز آئے ہوئے گذرے تھے کہ وہی بھائی اُس کا جس نے اسکو قبل

اسیر کیا تھا آیا لوگون کی زبانی نام اُس کا معلوم ہوا کہ اُس کو حکیم جالوس کہتے ہین اُس نے اپنے
بھائی سے صفائی حاصل کرکے دین اسلام اختیار کیا حکیم سالوس نے اپنے بھائی کے مسلمان ہونے کی
خوشی کا جشن کیا جس روز جشن ہوا اُس کی شب کو حکیم جالوس نے اپنے بھائی حکیم سالوس کو مع اُسکے
چار رفیقون کے قتل کیا سر اُن کے تنون سے جدا کیے پھر وہی رات کو اُس نے اپنے سحر سے ایک
ایسا ابر سیاہ پیدا کیا کہ وہ محیط شہر جالوسیہ ہو گیا برق و صاعقہ چمکنے لگی رعد کی سی آواز اُس ابر تیرہ و
تاریک سے آنے لگی اہل شہر اُس ابر و برق کو دیکھ کر خائف و ترسان ہوئے اکثر ساکنان شہر گھبرائے
بہت متردد ہوئے میر فدوی بھی پریشان خاطر ہوا دل مین کہنے لگا کہ ایسا ابر اور ایسی چمک برق
کی اور ایسی آواز رعد کی کبھی نہین دیکھی تھی یہ ابر کیسا ہے خدا خیر کرے ابھی یہ خاکسار اور جملہ مردان
شہر جو بیدار تھے وہ متردد و پریشان خاطر تھے کہ یکایک اُس ابر سیاہ سے آگ اور پتھر برسنے لگے
آگ سے مکانات اور اثاث البیت ہر ایک شخص کا جلنے لگا پتھرون سے مکانات گرنے لگے ایک قیامت
کے آثار نمودار ہوئے مردان شہر بھی جلنے لگے پتھرون سے بھی دب دب کر ہلاک ہونے لگے مردان
شہر نالہ و فریاد کرنے لگے دو ساعت تک یہی آفت برپا ہوئی اس عرصے مین ہزارہا مردان شہر
جل کر اور پتھرون سے دب کر ہلاک ہو گئے ہزارہا مکان گر گئے مال و اسباب بھی اہل شہر کا جل گیا
جو تھوڑے سے آدمی شہر سے بھاگ گئے تھے وہ تو زندہ رہے باقی سب ہلاک ہو گئے مین بھی مع
چند غلامون کے بھاگ کر شہر سے کچھ دور نکل گیا تھا اسوجہ سے بچ گیا بعد دو ساعت کے اُس
ابر سیاہ سے ایک آواز بلند پیدا ہوئی مین نے بگوش خود یہ سنا کہ کسی نے پکار کر کہا کہ اے اہل شہر جالوسیہ
تمنے حکیم سالوس کے آنے کی خوشی بہت کی تھی اور اُس کے ہدایت کرنے سے تم سب کلمہ پڑھ کر
مسلمان ہوئے تھے مین نے اسی وجہ سے تم سب کو سزا دی آگاہ ہو کہ نام میرا حکیم جالوس ہے
اپنے بھائی کا اور اُس کے رفقا کے سر کاٹ کر لیے جاتا ہون اگر کوئی اہل شہر سے زندہ رہا ہو تو
وہ آگاہ ہو جائے یہ تقریر کرکے حکیم جالوس اُس ابر تیرہ کو دور کرکے چلا گیا ہم سب کہ شہر کے قریب تر صحرا مین تھے
بعد دفع ہونے ابر آتش بار و سنگبار کے پھر شہر مین آئے وہ حال شہر کا دیکھا کہ خدا پھر وہ حال کسی شہر کا نہ کرے ہر ایک
ہمراہی میرا بربادی و تباہی شہر اور اپنے اہل و عیال و مال و اسباب و مکانات کے تلف و ضائع و برباد ہونے سے
نالان و گریان ہوا مین نے بھی جو اپنا مال و اسباب دیکھا وہ بھی بہت سا جلکر خاک ہو گیا تھا کچھ مال و اسباب بقدرت خدا بچ گیا
اپنے مال و اسباب کے ضائع و برباد ہونے سے مین بھی اسقدر مغموم ہوا کہ قریب بہ ہلاکت ہو گیا
قافلے والون کا نام و نشان کبھی نہ پایا اُن کی ہلاکت کا بھی صدمہ ہوا اسی عالم صدمہ مین باقی ماندہ
باشندگان شہر نے مجکو سمجھایا اُن کے سمجھانے سے فی الجملہ میرے صدمے مین کمی ہوئی پھر سب نے
لاشہ حکیم سالوس کا مع اُس کے رفقا کے لاشون کے کہ وہ سب بقدرت خدا جلنے سے محفوظ رہے
تھے اُن کو غسل و کفن دے کر دفن کیا بعد دفن ہونے اُن لاشہ ہائے بے سر کے مین اُس شب کی
صبح کو وہان سے بعجلت اس طرف روانہ ہوا بعد قطع راہ یہان تک پہونچا ہون کیا عرض کرون
کہ اسکے سفر مین کیسا تباہ و برباد ہو گیا ہون غرض نفع کے نقصان میرا بہت ہوا ہے سیکڑون غلام اور
کنیزین میری ہلاک ہو گئین لاکھون روپیہ کا اسباب میرا جل کر خاک ہو گیا احباب و اعزا میرے
جو قافلے مین ساتھ تھے وہ سب بھی آتش سحر سے جل کر خاک ہو گئے نام و نشان بھی اُس کا نہ رہا
مین ایک سخت جان مع چند غلامون کے واسطے نالہ و فغان کرنے کے اور صدمہ اٹھانے ...

دنیا و دین کا شہ کسی مانند اہل قافلہ کے ہلاک ہوجاتا یہ کہکے بے اختیار رونے لگا صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ حال قتل حکیم سالوس کا سنکے محزون ہوئے نہایت افسوس کیا بعدہٗ تاجر
مذکور سے فرمایا کہ اے مرد دیندار صبر کر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اس صدمہ و رنج کرنے سے کیا فائدہ
ہوگا یہ فرماکے زرکثیر اپنے خزانہ عامرہ سے اُس کو دیکر ارشاد کیا کہ اے سعید سوداگر اب اس
زرکثیر سے تجارت کر خداوند عالم تیرے حال پر رحم فرمائیگا پھر اُسی قدر مال و متاع تیرے پاس ہوجائیگا
اُس تاجر نے زرکثیر عطیہ صاحبقران پر نظر کرکے جود و سخاوت و غربا پروری پر غور کرکے خوش ہوکے
عرض کیا کہ حضور نے تو اس فدوی کو اسقدر زرکثیر عطا فرمایا ہے کہ اگر تمامی مال و اسباب اپنا جو اپنے
وطن سے لیکر چلا تھا اگر وہ ضائع و برباد نہوتا اور اُس کو بہ نفع کثیر فروخت کرتا تو بھی اسقدر زرکثیر
مجکو دستیاب نہوتا حضور نے میرے حال پر ایسا رحم کیا کہ کوئی شاہ و شہریار بھی ایسا رحم نکرتا اسقدر
زرکثیر اپنے خزانہ سے عطا کرتا خداوند عالم آپکے مقاصد دینی و دنیوی برلائے مجکو مالا مال
کر دیا غم و رنج اسباب مال ضائع شدہ کا میرے دل سے دور کر دیا یہ عرض کرکے تاجر مذکور صاحبقران
سے رخصت ہوکر وہ تمامی زرکثیر سے کر دعائیں دیتا ہوا اپنے خیمہ کی طرف گیا بعد قطع راہ داخل خیمہ
ہوا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے حکیم سالوس وغیرہ کے قتل ہونیکا بہت صدمہ کیا اور
حکیم جالوس کے ظلم و جور پر نظر کرکے ارشاد کیا کہ عجب ظالم حکیم جالوس نابکار و بے دین نے مرد
دیندار حکیم سالوس پر کیا افسوس ایسے مرد با خدا کو یوں قتل کیا کہ ہمیں سننے سے بے حد صدمہ ہوا
خیر انشاء اللہ تعالیٰ حکیم جالوس سے سمجھا جائیگا انتقام خون حکیم سالوس وغیرہ اُس سے لیا
جائیگا یہ کہکر ہیں بہادر و خواجہ طیفور گرد با و دیگر سرداران لشکر نے عرض کیا کہ حضور نے بڑی ہی
کوشش و ہمت و شجاعت سے سفر دور و دراز اختیار کرکے صعوبت راہ اٹھاکے ابریاران
بہادر کو جاکر قتل کیا تھا حکیم سالوس وغیرہ کو زندان سے رہا کیا تھا اُس مرد دیندار نے لوح طلسم
زلزلہ کے مقام کے بتلانے کا اقرار کیا تھا یہاں آنیکا وعدہ کیا تھا افسوس ہزار افسوس حکیم
جالوس نابکار و ظالم نے اُس کو مع اُس کے رفقا کے قتل کر ڈالا مہر اُن دینداروں کے کاش لیتے
کچھ رحم نہ کیا کیا بھائی نے اپنے بھائی پر ایسی ظلم روا رکھا ہم سب کو امید و خوشی اس امر کی تھی کہ حکیم
سالوس حسب اقرار یہاں آئینگے جس جگہ شاہ طلسم زلزلہ نے لوح طلسمی رکھی ہے وہ جگہ بتلائینگے
بعد دریافت حصول لوح مذکور سے آگاہ کرینگے در باب فتح طلسم زلزلہ فکر و کوشش و شرکت کرینگے
وہ قتل ہوگئے اب حال لوح طلسم زلزلہ کا کسی سے دریافت ہوگا کیونکر لوح مذکور دستیاب ہوگی
جب لوح طلسمی ہی نہ ملیگی تو دربند طلسم و دیگر مرحلات طلسم زلزلہ کیونکر فتح ہونگے صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ خداوند عالم مسبب الاسباب ہے کوئی ایسا سبب اور پیدا
کر دیگا کہ کسی سے نشان لوح معلوم ہو جائیگا وہ پروردگار عالم و عالمیان ایسی کوئی صورت
پیدا کر دیگا کہ لوح طلسمی دستیاب ہو جائیگی بعدہٗ اُس کی مدد و اعانت فضل و کرم سے ہم
طلسم زلزلہ کو فتح کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ بغیر طلسم زلزلہ فتح کیے راحت و آرام سے بیٹھنگے
نہ کسی دوسرے کام میں مصروف ہونگے کیونکہ اول تو بادشاہ لشکر اہل اسلام کی جستجو مقصود
ہے دوسرے سیاہ بخت جن لقا بے دین و گمراہ کنندہ کو قتل کرنا یا اُس کا مسلمان کرنا منظور ہے
وہ نابکار بھی مشکان کے طلسم زلزلہ میں ہے تا وقتیکہ ہم داخل طلسم زلزلہ نہونگے اور طلسم مذکور کو

فتح لشکرین گے سیاریق تا لبکار را نشد نہ آئے گا۔ بحرین جادو نے عرض کیا کہ ارشاد آپ کا درست و بجا ہے
آپ کی ہمت و شجاعت میں شک نہیں ہے اور خدا بھی خضر و مسبب الاسباب ہے مگر دیکھا چاہیے اب کوئی
ایسا شخص نہیں ہے کہ جس سے نشان لوح معلوم ہو میں نے جو کچھ سنا تھا اور جو کچھ مجھے معلوم
تھا وہ میں نے عرض کیا تھا فی الحال کوئی تدبیر حصول لوح طلسمی کی ذہن میں نہیں آتی ہے کس سے
پوچھیں کہ لوح طلسم زلزلہ بانیان طلسم نے کہاں رکھی ہے کس ساحر کے قبضے میں ہے وہ ساحر کہاں
ہے دریا میں ہے یا دشت میں ہے یا زیر زمین ہے غرضکہ ایسا لوح طلسمی کا حال معلوم ہونا دشوار ہے بلکہ ناممکن
ہے کیونکہ میرے نزدیک کوئی اب ایسا نہیں ہے کہ حال لوح طلسمی سے آگاہ ہو اور از راہ دوستی نشان
لوح سے آگاہ کرے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جواب دیا کہ اے بحرین جادو ہم کو
ذات خدا سے امید قوی ہے کہ ہماری اعانت ضرور کرے گا کیونکہ اللہ حاجت روا اپنے بندگان ہے
ہم بھی اس کے ایک بندہ ادنیٰ ہیں خواہان ترقی دین اسلام ہیں رہبر و منزل کا رہنما ہیں
بحرین جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ آپ سچ فرماتے ہیں بیشک خالق ارض و آسمان حاجت روائے
بندگان ہے

دو کلمہ داستان جانا صاحبقران کا برائے فکر لوح طلسم زلزلہ مع دیگر حالات متضمن داستان ہذا مخمس

دیکھ غافل تھی گلشن پہ سدا جن کی نظر
قصر کی زینت میں جو مصروف تھے شام و سحر
دھوپ میں آنے سے رہتا تھا جنہیں خوف و خطر
اُن کو دیکھا خاک میں ملتے ہوئے او بے خبر
جو گذر رہتے تھے جب ہو گیا اُڑ کر غبار

مٹ گیا اک آن میں ایسا سکندر کا حشم
کچھ کبھی تھا ہی نہیں گویا سکندر کا حشم
مل گیا مٹی میں وہ سارا سکندر کا حشم
یاد تو ہوگا تجھے جو تھا سکندر کا حشم
گوشہ تربت میں اب حیران ہے آئینہ دار

اک ٹھکانے کو وقت کا ہی سایہ دیوار ہے
ہے وہ یکساں فرش گل کا ہو کہ فرش خار ہو
اس سرا میں کیا لگا کب ترک ہونا ہے
حسرت قصر و سبع و مرتفع بیکار ہے
کنج تربت میں بسر کرنا ہے تا روز شمار

پاس تربت کے کوئی سوتے ہیں رہتے ایک ہے
آنسوؤں سے منہ کوئی دھو رہے نہ تھک کے ایک ہے
جہان تیرے کنج میں کھو دئے گئے ایک ہے
بعد تیرے کوئی رو رہے یا نہ رو رہے ایک ہے
آج کیا تجھ کو زمانہ ہے جو تیرا سوگوار

خاک کے بستر پہ سوتا ہے نہیں اس کی خبر
وہ مکان رہنے کو ہے جس میں نہیں دیوار و در
روشنی کیسی نہیں ہوگا ہوا کا بھی گذر
راحت دنیا پہ کیوں مغرور ہے یہ دھیان کر
دیکھنا ہے ایک دن تکلیف وقت احتضار

خلق تھی جن کے نظارے کے لیے ٹوٹی ہوئی
جو بنا دیتے تھے لاکھوں قسمتیں پھوٹی ہوئی
سیکڑوں ایسے ہیں جنکی بستیاں لوٹی ہوئی
دوش پر بھی تھیں جن کی کلیں چھوٹی ہوئی
ہے محل عبرت کا ان کے جسم پیچ ہیں مار

قیصر و فغفور و دارا سے جو لیتے تھے خراج | خلق میں کشور ستانی کا ہوا جن سے رواج
پر اجلت فرق پر رہتا تھا ہر دم جن کے تاج | گر نظر ان پر کرو دیکھو وہ خاک کے نیچے ہیں آج
جن کو قصر تنگ میں رہنا بہت تھا ناگوار

جس میں رہتا ہے ہمیشہ اب وہ ہے ایسا مکان | تا قیامت تو نہیں دیکھے گا شکل آسمان
جامہ زیبی پر بہت مغرور رہتے ہیں او بدگمان | جو بدلو لے میں کپڑے وہ نہیں ہونگے وہاں
کیا کرے گا پھر کفن ہو جائے گا جب تار تار

ہیں شگفتہ گلعذاروں پہ سب در و دیوار میں | زرد ہو جائے گا سب سبزی رہے گی خار میں
خشک سا ہو جائے گی پتی ہر طرف اشجار میں | چار دن کے بعد آئیگی خزان گلزار میں
ہے عبث مسرور وقت آمد فصل بہار

چونکہ مستی بادہ غفلت نہیں تجکو خبر | رہ چکا اکثر عمر اب کر جلد سامان سفر
قصد تو بہ کا نہیں کرتا خدا کا خوف کر | جانتا ہے کچھ کہ جانے میں ہے عرصہ کس قدر
نشہ چڑھتا ہے کبھی آتا نہیں وقت خمار

ہو جہان فانی نہیں ہے کیا تجھے اسکی تمیز | یہ برا جاہ و حشم غافل بھلا ہے کوئی چیز
آج تو خدمت کو ہیں موجود خدام و کنیز | کل اٹھا لیں گے تجھے تابوت میں رکھکر عزیز
فائدہ کیا آج اگر تخت روان پر ہے سوار

پھر رہے کس کی حکومت ہے نہ ہے یہ مال و زر | ابتدا سے ہے یہی انداز چرخ فتنہ گر
یہ زمانہ ایک دم رہتا نہیں اک حال پر | آج زندہ ہے تو ہے فرمان روا او بے خبر
کل ترے اموال پر ہے دوسروں کو اختیار

تو سمجھ کر غلط اسکے سوا سمجھا ہے جو | چاہیے ہے اس نصیحت سے کبھی غافل نہو
جھوٹ کہتا ہے کہ سچ ہے بے خبر یہ دیکھ تو | ہے یہی قول حدیث اک ہے لبتا اللہ کو
یاد رکھتا ہے فنا ہر ایک کا انجام کار

راویان شیرین سخن اس داستان کہن کو تازگی عبارت یون بیان کرتے ہیں کہ جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کو سعید تاجر سے حال قتل حکیم سالوس مفصل معلوم ہو گیا بعد رنج و افسوس و صدمہ کے اس کے دوسرے روز سر دربار مجمع جملہ سرداران سپاہ میں ارشاد کیا کہ حکیم سالوس تو قتل ہو گئے ہم ان کے آنے کے منتظر تھے خیال تھا کہ وہ یہاں آکر ہمکو نشان لوح طلسم زرزلہ سے آگاہ کرینگے ہم موافق ان کی رائے کے فکر حصول لوح طلسمی کرینگے اب ان کے آنے سے تو نا امید ہو گئے کیونکہ وہ اپنے بھائی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہو گئے انتظار ان کا کرنا عبث ہے کہ وہ زندہ ہی نہیں رہے دنیا سے سوئے جنان گئے پہلے قید زندان سے رہا ہوئے تھے اب قید ہستی سے چھوٹ گئے ساتھ ہی ان کے ان کے رفقا بھی دنیا سے سوئے جنت گئے ہم اب تک ان کے یہاں آنے کے منتظر تھے اب بذات خاص ہم فکر و جستجوے حصول لوح طلسمی کے واسطے جائینگے خداوند عالم معین و مددگار ہے مسبب الاسباب ہے کوئی سبب حصول لوح مذکور کا پیدا کرے گا کسی نہ کسی سے کچھ حال لوح طلسمی کا معلوم ہی ہو جائے گا پھر صورت حصول لوح بھی پیدا ہوگی لہذا کل ہنگام سحر ہم یہاں سے توکلت علی اللہ ایک سمت روانہ ہونگے جستجوے نشان لوح طلسمی میں صحرا نوردیوں سے

ایشر قادر و توانا ہی حاجت ہماری بھی برلائیگا آپ سب صاحبون کو لازم و مناسب ہی کہ جب تک ہم
یہان آئین یا جب تک ہم آپ سب صاحبون کو مع تمامی مردان لشکر نہ طلب کرین اسی جگہ قیام پذیر
رہین ہمارے واسطے دست بدعا رہین بعد ہر نماز کے یہی دعا کرین کہ خداوند عالم یہ ذرہ مراد ہمکو عطا کرے
کہ نشان لوح طلسم زلزلہ کا کسی سے معلوم ہو پھر لوح طلسمی بھی دستیاب ہو بعدہ طلسم زلزلہ فتح ہو
ساریق بن بقا یا تو مسلمان ہو یا قتل ہو یا دشناد لشکر اہل اسلام سے ملاقات ہو پھر وہ اس لشکر مین
ہمارے ساتھ آئین اس دعا کرنے سے عجب نہین کہ خداوند کریم اپنی قدرت کاملہ سے آرزوے دلی
ہماری برلائے ایک سال یا چھ مہینے تک ہمارا انتظار کیجیے گا اگر ہم اس مدت مین مع الخیر آگئے تو فہو المراد
ورنہ آپ سب صاحب سمجھ جائیے گا کہ سلطان کیوان شکوہ نے انتقال کیا اسوقت زیادہ صدمہ و
ملال نکرکے بدیہ ثواب سورۂ فاتحہ ہمین پہونچائیے گا روح کو ہماری خوش کرتے رہئیے گا فاتحہ خوانی سے
غافل نہوجیے گا گاہ گاہ یاد کرلیجیے گا بھول نہ جائیے گا ہمارے انتقال اور مرجانے کے بعد آپ لوگون کو
اختیار ہی کہ جہان دل چاہے وہان چلے جائیے گا جس کا جس جگہ دل چاہے وہان چلا جائے لشکر مین
چاہے رہے چاہے نہ رہے کیونکہ زندگی کا کچھ اعتبار نہین ہی نہین معلوم یہان سے کہان جانا ہو سفر
مین رہروی سے صحیح رہین یا بیمار ہوکر مرجائین یا کسی دشمن کے ہاتھ سے قتل ہوجائین کیونکہ شاہ
طلسم زلزلہ اور اُس کا وزیر نابکار حکیم جالوس ہمارے دشمن جان ہین ہمکو فکر حصول لوح و طلسم کشائی
ہی اُنکو ہمارے ہلاک کرنے کی ضرور فکر ہوگی ہزارون تدبیرین ایسی وہ کرینگے کہ جس سے ہم
اسیر و قتل ہوجائین اگر خداوند عالم دشمنون کے شر و فساد سے بچائیگا تو زندہ رہینگے ورنہ
دست دشمنان سے جانبر ہونا بظاہر مشکل ہی شاہان ہفت ملک و کوکب پنجم حصاری و جملہ سرداران
لشکر نے متفق اللفظ ہوکر عرض کیا کہ خداوند کریم وہ دن نہ دکھائے کہ آپ کا انتقال ہوا ور ہم سب زندہ
رہین آپکے دشمنون کے انتقال کی خبر سنین اگر آپ کا ارادہ جستجوے لوح طلسمی کے لیے جانے کا ہی
تو ہمکو بھی ہمراہ لیجیے تنہا نہ جائیے دشمنون سے دشمنی کا اندیشہ قوی ہی بلکہ یقین کامل ہی کہ وہ سب ساحر
بعداوت وعناد پیش آئینگے صاحبقران موصوف نے جواب دیا کہ آپ سب صاحبون کے ہمراہ
چلنے کی ضرورت نہین ہی یہ مقدمہ طلسم ہی طلسم کشا کو چاہیے ہی کہ تنہا امور طلسم کشائی سر انجام کرے
سوا اس کے نہین معلوم جستجوے لوح طلسمی مین ہم کہان کہان جائین کس کس دامن دشت و کوہ و
دریا مین اپنا گذر ہو کہان کہان جانا ہو آپ سب صاحبین ہمارے ساتھ کہان کہان جائینگے
اگر یہ کہیے کہ ہم برائے حفاظت ہمراہ چلینگے تو جواب اُس کا یہ ہی کہ آپ صاحبون کی حفاظت سے
بہتر حفاظت و نگہبانی خدا ہی وہی سب کا حافظ و نگہبان ہی اُسی کی حفاظت کافی و وافی ہی پھر ایسی
صورت مین کیون آپ سب صاحب تکلیف و زحمت گوارہ کرین ہان وقت ضرورت آپ صاحبون کو
اپنے پاس طلب کرینگے بالفعل ہمراہ چلنے کی کوئی ضرورت نہین ہی بحرین جادو و خواجہ فیروز گردیا
نے عرض کیا کہ ہم ہرگز آپ کو تنہا نہ جانے دینگے خود بھی ہمراہ رکاب چلینگے صاحبقران نے
جواب دیا کہ تمہارے بھی چلنے کی کوئی ضرورت نہین ہم ہمارا تنہا ہی جانا خوب ہی ہماری تنہائی کے
خیال سے کیون تکلیف صحرا نوردی اختیار کرو بحرین جادو و خواجہ موصوف نے دست بستہ
عرض کیا کہ اگر حضور اپنے ہمراہ ہمکو نہ لینگے تو باعث ہماری ہلاکت کا ہوگا ہم اپنے تئین اس
صدمہ و رنج مین ہلاک کرینگے صاحبقران نے اُن کی اس تقریر سے مجبور ہوکے کہا کہ اچھا خواجہ

تم ہمارے ساتھ چلنا مگر اے بحرین جادو تم ہمارے ساتھ ساتھ تو نہ چلنا ہے دور دور رہنا وقت
ضرورت اپنے تئیں ہم تک پہونچانا اُس نے عرض کیا کہ بہتر فدوی ایسا ہی کریگا یہ فرما کر خاموش ہوئے
بحرین جادو نے اُسیوقت سے سامان ضروری کرنا شروع کیا دوسرے روز صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے بعد ادائے فریضہ سحری تسبیح اُٹھا کر بہ رجوع استخارہ باین نیت دیکھا کہ اے مسبب الاسباب
والے برآرندہ حاجات اگر ہم برائے جستجوئے و حصول لوح طلسم زلزلہ کے یہاں سے جانب مغرب روانہ
ہوں تو ہمارے حق میں بہتر ہوگا استخارہ منع آیا بعد اس کے جانب مشرق کی نیت سے دیکھا جب بھی
منع آیا اسی طرح جانب شمال جانے کو بھی استخارہ دیکھا اچھا نہ آیا جب بہ نیت جانب جنوب جانے پر استخارہ
کیا تو بہتر بلکہ واجب آیا صاحبقران نے سرداران سپاہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہمنے اپنے جانے کیواسطے
استخارہ دیکھا تھا جانب جنوب جانے کو واجب آیا ہے سب نے عرض کیا کہ بسم اللہ موافق حکم خدا عمل
کیجیے انشاء اللہ تعالی ذرہ برابر آپکے ہاتھ آئیگا یقین کامل ہے کہ نشان لوح طلسمی ملیگا بلکہ
لوح طلسم زلزلہ دستیاب ہوگی کیونکہ استخارہ بھی ایک وحی ربانی ہے صاحبقران کشورستان یہ سنکے
خوش ہوئے پھر سب سے رخصت ہو کر مرکب کو طلب کیا خدام جلد تر اسپ صبادم کو زین و لجام سے
آراستہ کرکے لائے صاحبقران موصوف بادپا پر سوار ہوئے سب [illegible] داران لشکر و شاہان
ہفت ملک و کوکب انجم حصاری ہمراہ رکاب ہوئے صاحبقران نے اُسوقت بھی ہمراہ چلنے سے
سب کو منع کیا سب نے عرض کیا کہ ہم کو ایک منزل تک تو ہمراہ چلنے کی اجازت دیجیے صاحبقران
نے کہا کہ اچھا اگر تمہاری خوشی یہی ہے تو خیر چلو یہ سنکے سب سرداران لشکر خوش ہوکر مرکبوں پر سوار
ہوئے سامان ضروری مثل خیام و بارگاہ وغیرہ اپنے ہمراہ لیا بحرین جادو مع اپنے لشکر ساحران
کے کہ ڈیڑھ ہزار تھے تخت سحر پر سوار ہوکر قبل روانہ ہونے صاحبقران کے ایک سمت روانہ
ہوا ساحران ہمراہی بھی اُس کے سحر کی سواریوں پر مانند عقاب سحر و اژدر سحر و طاؤس سحر و نقلے
سحر وغیرہ کے سوار ہوکر جھولیاں اپنی اسباب سحر سے بھر کے ترسول اور پھنسولیں ہاتھوں میں لیکر
عقب سواری بحرین جادو اسطرح روانہ ہوئے کہ چند پارہ ابر سیاہ و سرخ میں غائب ہوکر ساتھ
ساتھ بحرین جادو اپنے حاکم و بادشاہ کے چلے اُسوقت تمام اہل لشکر نے دیکھا کہ اُن پارہ ہائے
ابر سیاہ و سرخ سے دمبدم برق عیاں ہوتی ہے صدائے رعد آتی تھی کسی پارہ ابر سے بارش
آب ہوتی تھی کسی پارہ ابر سرخ سے گل سرخ و سفید برستے تھے کسی پارہ ابر سیاہ سے بارش مروارید
ہوتی تھی غرض جب بحرین جادو و دیگر ساحران اپنے سحر سے عجائب و غرائب دکھاتے ہوئے
ایک سمت دور تر چلے گئے اُسوقت صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے بسم اللہ کہکے
مرکب اپنا جانب جنوب بڑھایا خواجہ طیفور رکپدیا بانہا سے عیاری سے آراستہ و پیراستہ ہمراہ رکاب
صاحبقران کشورستان پائے شاطری مارتے ہوئے بصد خوشی چلے اُسوقت تمام عیاران لشکر
اہل اسلام و تمامی سواران سپاہ نے بصد ادب سلام کرکے آواز بلند کہا شعر + بہر رفتنت مبارکباد
بسلامت روی و باز آئی + اکثر مردم نے کہا آمین آمین صاحبقران ذیشان اپنے لشکر گران کو
دیکھتے ہوئے مرکب کو بڑھاتے ہوئے چلے جاتے تھے عقب سواری امیر با توقیر تمام سرداران
لشکر با ادب تمام خراماں خراماں آہستہ آہستہ اپنے مرکبوں کو لیے جاتے تھے اکثر سرداران نامی و
نامور میمین و یسار صاحبقران بصد ادب روان تھے غرضکہ باین جاہ و حشم و شوکت و شان سواری

صاحبقران عالی شان روانہ ہوئے بعد قطع راہ آبادی و ویرانہ وصحرا ملا صاحبقران کشورستان
سرداران لشکر سے یمین و یسار مخاطب ہوکر باتین کرتے ہوئے سیر صحرائے سبزہ زار و گلہائے
رنگا رنگ صحرا کرتے ہوئے چلے جاتے تھے صحرا مین جابجا آہوان شوخ چشم نظر آتے تھے انکی جست و
خیز کی ملاحظہ کرتے ہوئے سرداروں سے یہ ارشاد کرتے ہوئے کہ یہ آہوان شوخ چشم اس صحرا مین
نظر آتے ہین ہر چند دل چاہتا ہے کہ ان کو شکار کرین مگر سنا ہے کہ ہنگام سفر شکار آہو کرنا اچھا نہین ہوتا ہے
اسی وجہ سے ان کو شکار کرنا مناسب نہین جانتے ہین ورنہ ان آہوان شوخ کو صید کرکے کباب ان کے
بعد مدتہی کھاتے لطف بے حد و اعلی ہوتا سرداران دست راستی و چپی عرض کرتے تھے کہ آپ
بجا فرماتے ہین ہر چند کہ شکار کرنا غزالان دشت کا مرغوب طبع ہے اور کباب ان کے برائے گزک خوب
ہوتے ہین لیکن یہ وقت مناسب شکار نہین ہے خداوند عالم آپ کو اس سفر جستجوے لوح طلسم زلزلہ مین بخیر
رکھے حافظ حقیقی آپ کا نگہبان ہر حال مین ہر وقت و ہر دم رہے اور بعد حصول لوح طلسمی و فتح
طلسم زلزلہ پھر و بعافیت آپ کو لشکر ظفر اثر مین لائے غرضکہ ایسی ہی باتین کرتے ہوئے اور حفاظت
لشکر کے باب مین سرداران لشکر سے تاکید کرتے ہوئے اور دیگر امور ضروری کے باب مین بھی
فہمائش کرتے ہوئے چلے جاتے تھے یہان تک کہ قریب شام ایک صحرائے سبزہ زار مین گذر ہوا کہ جو
نہایت پر بہار و فرحت افزا تھا اور نہرین دو تین دور دور اس صحرا مین جاری تھین صاحبقران
نے اسی صحرا دلکشا مین ٹھہر کر حکم کیا کہ اسی جگہ پر قیام ہو بارگاہ و خیام ایستادہ و برپا کیے جائین اب
آج یہان سے آگے نہ جائین گے کیونکہ وقت غروب آفتاب قریب ہے نماز عصر کا پڑھنا ضرور ہے پھر و
اس حکم کے ملازم و خدام بارگاہ و خیام برپا کرنے لگے فراش درستی فرش مین مصروف ہوئے
صاحبقران و جملہ سرداران سپاہ نے مرکبون سے اتر کر آب نہر سے وضو کرکے بالائے فرش
اسی صحرا مین نماز عصر و ظہر پڑھی اتنی دیر مین آفتاب پوشیدہ ہوا اول وقت نماز مغرب کا آیا اسی
وضو سے صاحبقران وغیرہ نے نماز مغرب و عشا بھی پڑھی اتنی دیر مین ملازمون نے جلد جلد خیام
و بارگاہ ایستادہ و برپا کیے فراشون نے فرش اور مسہری وغیرہ کی خیام و بارگاہ مین درستی کی
باورچیون نے طعام ہائے لذیذ و نفیس کی تیاری مین کوشش و عجلت کی جب صاحبقران کشورستان
اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر بارگاہ فلک جاہ مین تشریف لاکر دنگل پر بصد شوکت بیٹھے اور
تمامی سرداران لشکر بھی علی قدر مراتب یمین و یسار صاحبقران دنگلون پر بیٹھے پردے بارگاہ
کے اٹھا دیے گئے ملازمون نے بخوبی شمعدان روشنی کا کیا سیر صحرائے سبزہ زار اس روشنی مین
سب کرنے لگے ہوائے سرد صحرا سے قلب کو فرحت ہونے لگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے سرداران دست راست و دست چپ سے مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ یہ شب بھی غنیمت ہے کہ
اس صحرائے سبزہ زار مین تمام سامان عیش و راحت مہیا و موجود ہین ہم آپ سب صاحب
اس بارگاہ مین بیٹھے ہوئے ہین سیر صحرا کر رہے ہین ہوائے سرد آرہی ہے جس سے دل شگفتہ ہو رہا ہے
کل ہم نہین معلوم کس سرزمین پر ہونگے صرف خواجہ ہمارے ساتھ ہونگے آج کی شب کا جلسہ
کل ہم کو یاد آئے گا دل گھبرائے گا مثل ہمارے آپ سب بھی ہمین شب آئندہ یاد کرین گے
سب جوان نے عرض کیا کہ بیشک یہ شب بھی یادگار ہے کہ ایسے صحرائے سبزہ زار مین زیر بارگاہ براحت
و آرام آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہین ہوائے سرد صحرا کھا رہے ہین دل کو فرحت حاصل ہوتی ہے

کل ہم سب اپنے لشکر میں ہونگے آپ کی تصویر پیش نظر ہوگی اس صحرا کی ہواے سرد و سبزہ خوشنما
سرور یاد آنے کی خصوصاً آپ کا خیال ہم سب کو ہوگا اگر خلاف طبع نہو تو ہم سب آپ سے جدا ہوکر
ہر ایک منزل پر اسی طرح خدمت عالی میں حاضر رہیں صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا ہر چند کہ جدائی آپ
سب صاحبوں کی دل کو ناگوار ہی اور سوہان روح ہی لیکن مجبوری یہ مفارقت ہی کیونکہ جستجوے لوح طلسم زلزلہ
و طلسم کشائی مد نظر ہی طلسم کشا کو لازم و مناسب ہی کہ تنہا یا مع اپنے عیاروں کے امور طلسم کشائی طی کرے
اپنے ہمراہ جمعیت کثیر نہ لیجائے انشاء اللہ بعد چند ماہ بشرط حیات مستعار لوح طلسم زلزلہ حاصل کرکے
طلسم زلزلہ کو بہدایت لوح طلسمی فتح کرکے ساریق بن لقا نابکار و گمراہ کنندہ کو قتل کرکے بادشاہ
لشکر داراب بن داراب سیمین برہ کو ڈھونڈھ کر ان کو ہمراہ لے کر مع تمامی مال و اسباب گنجینہ
ہاے طلسمی و زر و جواہر طلسمی ہم پھر لشکر میں اپنے آئینگے آپ صاحبوں سے ملینگے یہ تھوڑا
زمانہ مفارقت جلد بسر ہو جائیگا آپ صاحبوں کا لشکر ہی میں رہنا مناسب ہی کیونکہ لشکر ہی بغیر
آپ صاحبوں کے بے دل و پریشان خاطر ہوکر متفرق ہو جائینگے سرداروں نے عرض کیا کہ
ہم سب تابع حکم ہیں جو آپ فرماتے ہیں بجا لائینگے مگر آپ کی مفارقت میں پریشان خاطر رہینگے
جہان تک ممکن ہو جلد تشریف لائیے گا یا ہم سب کو اپنے پاس بلائیے گا صاحبقران نے ارشاد کیا
کہ انشاء اللہ یا تو ہمیں بعد فتح طلسم زلزلہ اپنے لشکر میں جلد آئینگے یا بضرورت آپ سب صاحبوں کو
مع تمامی لشکر طلب کرینگے جو مناسب ہوگا وہ کرینگے ابھی تو لوح طلسم زلزلہ کی جستجو ہی دیکھیے
اس کا نشان بھی کسی سے ملتا ہی یا نہیں کیونکہ لوح طلسم مذکور مفقود الخبر ہی اب تک کچھ بھی حال
لوح سے آگاہی نہیں ہی کہ وہ کس جگہ ہی اور کس کے قبضے میں ہی اگر خدا نے اپنا فضل و کرم شامل حال
کیا اور مقام لوح طلسمی سے آگاہی ہوئی تو پھر اس کا حاصل کرنا ہی یقین کامل ہی کہ بعد مشکل
دستیاب ہو غور کرنا چاہیے کہ لوح طلسمی کا حاصل کرنا کچھ آسان نہیں ہی خدا ہی چاہیگا اور وہی
اس کار خیر میں ہمارا معین و مددگار ہوگا تو تو لوح طلسم زلزلہ دستیاب ہوگی ورنہ اس کا ہاتھ آنا
دشوار تر ہی بانیان طلسم نے جاے حفاظت میں لوح طلسمی کو رکھا ہوگا بڑا بندوبست کیا ہوگا
اور فی الحال تو حاکم طلسم زلزلہ و حکیم جالوس نے زیادہ تر حفاظت و نگہبانی لوح کی کی ہوگی کیونکہ
ان کو معلوم ہو چکا ہی کہ زمانہ طلسم زلزلے کے ٹوٹنے کا قریب آگیا ہی طلسم کشاے طلسم زلزلہ ظاہر
ہوا ہی اسے جستجوے لوح طلسمی ہی لیکن حفاظت و نگہبانی لوح طلسمی سے کیا ہوگا جب زمانہ طلسم مذکور
کے فتح ہونے کا عنقریب ہی تو کسی نہ کسی صورت سے لوح کبھی ہاتھ آجائے گی کوئی نہ کوئی سبب
ایسا پیدا ہوگا کہ لوح طلسم زلزلہ باوجود حفاظت و نگہبانی ہمیں دستیاب ہو جائیگی ہنوز صاحبقران
یہ تقریر کر رہے تھے کہ طعامہاے رنگارنگ و انواع و اقسام تیار ہوگیا مقام مقررہ خورش میں کہ ایک
خیمہ وسیع تھا ملازموں نے حسب قاعدہ ظروف میں طعام نکال کر اسی خیمہ کلان میں رکھا پھر عرض کیا
کہ طعام تیار ہی تناول فرمائیے صاحبقران و جملہ سرداروں نے جاکر اسی خیمے میں غذاے لذیذ
تناول کی بعد اکل و شرب پانی سے ہاتھ دھوکر رومالوں سے ہاتھ پاک کرکے پھر اسی بارگاہ میں
آکر اسی طور سے بیٹھے اسوقت صاحبقران کشورستان کے حکم سے چند ساقیان خوب رو
گلفشان شراب کی یعنی اسی عرق مقوی اعضا و خوشبو کی مع شیشہ و ساغر لے کر آئے صاحبقران
و جملہ سرداران لشکر کو جامہاے بلورین میں بھر بھر کے پلانے لگے ہر ایک بعد خوشی و رغبت وہ

عرق مانند بادہ ناب کے پینے لگا جب سب اہل بارگاہ مجمع زنگوری پی چکے اور دماغ اُن سب کی مے سے گرم ہوا شاہان ہفت ملک نے صاحبقران سے عرض کیا کہ آج شب ماہ اور ایسے صحرا سبزہ زار فرحت آثار مین دل چاہتا ہے کہ بحالت نشہ و سیر و رقص نازنینان خوب رو دیکھین گانا سُنین لطف اسکا ہے جو اُٹھا لین آپ کی ہمراہی مین اسوقت جلسہ عشرت ہو پھر نہین معلوم کتنی مدت کے بعد آپ کا لشکر مین آنا ہو یہ شب بقول حضور کے غنیمت ہے جیسا کہ شاعر نے بھی کہا ہے شعر

غنیمت جان اس مل بیٹھنے کو | جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ دریافت کیا جائے اگر آپ حضرات کے ساتھ ہمارے لشکر سے کچھ ارباب نشاط آئے ہون تو انکو طلب کیا جائے خواجہ طیفور رگردپا نے عرض کیا کہ اس فرمانبردار کو خوب معلوم ہے کہ چند نازنینان خوب رو و خوش گلو مع اپنے سازندون کے محض اسی خیال سے کہ شاید حضور کو یا سرداران لشکر کو ناچ گانا دیکھنا سننا منظور ہو تو جستجو ارباب نشاط کی نہ کیجائے ہمراہ آئی ہین امیر بالتوقیر نے ارشاد کیا کہ اُن ارباب نشاط سے ایک نازنین خوش آواز کو بلاؤ حسب الحکم خواجہ نے جا کر ایک نازنین سے کہ خوش رو و خوش گلو تھی حکم امیر بالتوقیر ظاہر کیا وہ اسیوقت مع اپنے سازندون کے پشواز زرین و نفیس و رنگین زیب تن کر کے زیور طلا و نقرہ جواہر نگار وغیرہ سے آراستہ ہو کے حسب دلخواہ اپنی آرائش کر کے حاضر خدمت جملہ اہل بارگاہ ہوئی صاحبقران وغیرہ کو با دب سلام کیا سازندون نے اپنے اپنے ساز کو درست کیا نازنین مذکور آمادہ رقص ہوئی سازندون نے ساز بجائے وہ خوب بار و گت ناچنے لگی شاہان ہفت ملک و تمامی اہل بارگاہ و صاحبقران عالیجاہ ناچ اُس مطربہ کا دیکھنے لگے شاد ان ہونے لگے جب وہ گت ناچ چکی تو یہ غزل گانے لگی غزل

نہ پوچھو ہم دل اندوہگین سے
لہو دیتا ہے قاتل آستین سے
ملا بیٹھا وہ کمین گہ سے ... ہم ...
نہ پیوستے کا ... ستاروں آستینوں سے
ملیگا ... ہم دل ... کا
جو ... سے

ہمارا ماجرا سن لو ہمین سے
گمان مجکو ہوا چین جبین سے
نہ سنبھلی تیغ دست نازنین سے
جگر شانے ہوئے ہین ہو رہا ہوں
نکل کر جا بجا شعلہ زمین سے
بنا وہ تیر ہر آواز دل کو

قیامت کر کے آیا ہے کہین سے
کشیدہ ہے وہ شاید مجھ حزین سے
قیامت ہے ہمارے خون کا داغ
وہ آنسو پوچھتے ہین آستین سے
سیہ ہو کر زلف مین گیا ہو کالے دل
ڈھلا آنسو چشم سرمگین سے

اہل بزم سنتے ہی اشعار عاشقانہ غزل مندرجہ بالا بجاتے ہو و تعریف و ثنا کرنے لگے اُس نازنین خوش آواز کی بھی خوش آوازی و رقص کی تعریف کرنے لگے بعد رقص و نغمہ کرنے اُس مطربہ کے دیگر نازنینان خوش گلو بھی یکے بعد دیگرے حاضر بزم ہو کر ناچنے اور گانے لگین اہل بزم اُن کے رقص و نغمے سے خوش ہونے لگے جب زلف لیلی شب تا کمر پہونچی حکم امیر بالتوقیر سے نازنین مطربہ نے اپنا رقص و نغمہ موقوف کیا پھر مع اپنے سازندون کے انعام کثیر لے کر اپنے خیمے میں گئی اور صاحبقران اپنی بارگاہ مین اور جملہ سرداران لشکر اپنے اپنے خیمہ و بارگاہ مین جا کر فرش خواب پر آرام پذیر ہوئے جب صبح ہوئی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و جملہ سرداران لشکر وغیرہ اہل اسلام نے خواب سے بیدار ہو کے بعد وضو بحضور قلب نماز سحر پڑھی پھر اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کر کے ہر ایک نے اپنے مقاصد دینی و دنیوی کے واسطے دعائی حضور کا ہر ایک نے واسطے حصول لوح طلسم زلزلہ فتح طلسم مذکور کے دعا کی

صاحبقران کشورستان نے بھی خود بنفس نفیس برجوع قلب حصول لوح طلسم زلزلہ و فتح طلسم زلزلہ
کے لیے خدا سے دعا کی بعد دعا مانگنے کے سب نے سجدہ شکر کے ادا کیے فریضہ سحری سے فراغت
کی اُس وقت حسب الحکم صاحبقران ملازمان خدمت گذار و خیرخواہ نے دسترخوان وسیع بچھایا اور ظروف
مین انواع و اقسام کا طعام نکال کر رکھا صاحبقران و تمامی سرداران سپاہ نے ہمراہ امیر کشورگیر کے
طعام تناول کیا بعد اکل و شرب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جملہ سرداران سپاہ ہمراہی سے
مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب ہم اس مقام سے آگے روانہ ہوتے ہین آپ صاحبون سے رخصت ہوتے ہین لہذا
مناسب ہی کہ آپ سب صاحب یہان سے سوے لشکر جائین ہمارے واسطے دست بدعا رہین یہ سنکے
ہر ایک سردار جدائی صاحبقران موصوف سے محزون و آبدیدہ ہوا کیا کرتے حسب الحکم امیر با توقیر سب نے
ملازمون کو حکم دیا کہ بارگاہ و خیام یہان سے اٹھا و اٹالون پر لادو یہان سے سوے لشکر اہل اسلام
چلو ملازمان مذکور کاربند ہوئے صاحبقران کشورستان سلاح جنگ تن پر آراستہ کر کے مرکب پر سوار
ہوئے جملہ سرداروں سے مل کر رخصت ہو کر صرف خواجہ طیفور کو ہمراہ لے کر بھروسہ
خداوند عالم کی اعانت و حاجت روائی پر کر کے آگے روانہ ہوئے بعد جانے صاحبقران کے جملہ سرداران
لشکر محزون و مضطر و گریان اُس صحراے سبزہ زار سے اپنے لشکر مین آئے سعید سوداگر باقی ماندہ مال و
اسباب اپنا لے کر خدمت سرداران لشکر اہل اسلام مین آیا حال اپنی تباہی و بربادی کا تمام و کمال رو کر
بیان کیا سرداران سپاہ نے اُس کے حال پر رحم کر کے تمام مال و اسباب اُس کا بہ نرخ قیمت خرید کر کے
قیمت مال و اسباب کے سوا زر کثیر اپنی طرف سے قربۃً الی اللہ اُس کو عطا کیا تاجر مذکور لاکھوں روپیہ
لے کر عطا و جود صاحبقران و سرداران لشکر صاحبقران کی تعریف و ثنا کرتا ہوا لشکر اسلام سے
اپنے وطن روم کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین جا بجا یہ خیال کرتا تھا کہ جس قدر میرے اسباب و مال
کی آتش سحر حکیم جالوس سے تباہی و بربادی ہوئی اُس مال و اسباب کی قیمت واللہ اُس سے بھی زیادہ
صاحبقران اور آن کے سرداران لشکر نے مجکو میرے حال پر رحم کر کے روپیہ دیدیا اب مجھکو رنج و غم
تلف و ضائع و برباد ہونے اپنے مال و اسباب کا نہین رہا خداوند عالم ایسے صاحبان عذار رحم غریب پرور
سخی و دیندار کو سلامت رکھے مطالب دینی و دنیوی ان کے بر لائے الغرض تاجر مذکور ایسے ہی خیالات و
گفتگو اپنے دل سے کرتا ہوا سوے روم کوچ اور مقام کرتا ہوا جاتا ہے اس کو تو اثناے راہ مین چھوڑا جاتا ہے
اور اب حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا تحریر کیا جاتا ہے جب اُس صحراے سبزہ زار سے
آگے روانہ ہو کر صحرا نوردی اختیار کی خواجہ طیفور کو ہمراہ رکاب ہو کر دعاے حصول مطلب دل مین خدا
سے کرتے ہوے ساتھ ہوے اثناے راہ مین سیر صحرا و اشجار صحرا کے برگ و بار جا بجا پر نظر کرتے ہوے
چلے جاتے تھے یہان تک کہ سر شام زیر کوہ بلور پہونچے دیکھا کہ صحرا کے سبزہ زار مین ایک کوہ سربلند
واقع ہی مانند آئینے کے روشن ہی صفائی اُس کی اور چمک اُس کی مثل دل مومن دیندار ہی زیر کوہ مذکور
چٹانین طویل و عریض و وسیع اُسی کوہ بلور کی پڑی ہین اکثر اُن مین مربع ہین جو مثل چبوترے کے ہین
جا بجا اُسی صحرا مین فاصلے سے نہرین بھی جاری ہین چرند و پرند کا ایسا انبوہ زیادہ ہجوم ہی صحراے سبزہ زار
پر بہار ہے سبزہ اُس کا ایسا نرم و نازک و سبز و شاداب ہی کہ آنکھون کو اُس کی دید سے سیری نہین
ہوتی ہی دل کی خواہش یہ ہی کہ اُسی فرش سبزہ نرم پر کہ بہتر از فرش مخمل سبز کا ہی تا زیست سوتے رہین جہان
تک وہ سبزہ شاداب ایسا ہی نظر آتا ہی گویا فرش مخمل سبز بچھا ہوا ہی قدرت خدا سے بحر و بر اُس کے مشابہ نہین

آشکار ہوتی ہو جا بجا اُس سبزے مین گلہاے رنگارنگ خوشگفتہ ہین اُن کی سیر قابل دید ہو وہ عجیب
بہار اپنی دکھا رہے ہین زردی یا سرخی اُن گلون خودرو کی سبزۂ تازہ مین بہار تازہ دکھاتی ہو
صحرا ایک رشک گلشن معلوم ہوتی ہو کہین کوٹیلے کے پھولون کی بہار ہو بیلین گلہاے سفید و خوشبودار
کی اُس سبزے پر کہین پھیلی ہوئی ہین گویا دامن صحرا پر چکن کڑھی ہوئی ہو کثرت گلہاے انواع و اقسام
سے اور اُن کی خوشبو سے تمام صحرا رشک بہار و غیرت گلزار ہو دماغ اُن گلون کی خوشبو سے معطر ہوتا ہو
جب ہوا سے سرسراتی ہو بو گلہاے رنگارنگ لاتی ہو بلکہ عطر مجموعہ مین بسی ہوئی آتی ہو عکس کوہ
بلورین جو اس سبزے پر پڑتا ہو گویا برق کی سی چمک پیدا ہوتی ہو یا فرش نور منبسط بالاے فرش سبزہ
گسترده پایا جاتا ہو آفتاب کی ضو جو اُس کوہ پر پڑتی ہو ایک چمک پیدا ہوتی ہو اُس چمک سے تمام صحرا
روشن و منور ہو جاتا ہو برق طور کا گویا گمان ہوتا ہو وہ کوہ بلور ایسا صاف و روشن ہو کہ بصورت آئینہ
یا مثل دل مومن روشن ہو ظاہر سے حال باطن اُس کوہ کا کثرت صفائی و ضیا سے روشن ہوتا ہو وہ کوہ
اُس صحرا مین مثل عابد روشن ضمیر قیام پذیر ثابت ہوتا ہو گویا اہل دنیا سے کنارہ کیے ہوے گوشہ نشین
ہو براے یاد الٰہی ثابت قدم ہو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے تھوڑی دیر تک اُس کوہ پر صفا
و صفاے صحراے سبزہ زار و گلہاے خودرو پر نظر کر کے گلہاے رنگارنگ کی سیر کیے خوشبو سے
گلہاے خوشبودار کی سونگھ کے حمد و ثناے خداے لایزال و ستائش قادر متعال کی اور بے اختیار
بار بار درود پڑھ کر قدرت پروردگار بحر و بر کوہ و صحرا کی دیدۂ مشاہدہ کر کے خواجہ طیفور کو دیا
سے خوش ہو کر کہا کہ دیکھو اے برادر وفادار کیا اچھا یہ صحراے سبزہ زار ہو کیا جوش پر اس جگہ
فصل بہار ہو سبزہ کیا تر و تازہ و شاداب ہو کہ دیکھنے سے آنکھون مین خنکی اور دل کو فرحت ہوتی ہو
گلہاے رنگارنگ پر ذرا غور کرو کیا بے مثل و نظیر خوشبودار طرح طرح کے چھوٹے بڑے پھول ہین یہ
صحراے سبزہ زار غیرت گلشن ہو یہ کوہ بھی عجب کوہ ہو کوہ صفا اگر اس کو کہیے تو بجا ہو کیا صاف و
روشن ہو دنیا مین یہ قطعہ جنت کا معلوم ہوتا ہو گویا فردوس سے مشابہ ہو کیا اچھا پیارا ہو اور کیا خوب
یہ صحرا ہو اگر اس کی تعریف مین یہ شعر پڑھا جائے تو بجا ہو ۔ شعر ۔ اگر فردوس بر روے زمین است
ہمین است و ہمین است و ہمین است + دنیا مین اس جگہ سے بہتر کوئی مقام شاید نہوگا یہ صحرا بھی نور ضیا مین
مانند وادی ایمن کے ہو قدرت و شان خدا اس کوہ و صحراے سبزہ زار سے ہویدا و آشکار ہو واسطے
عابدون زاہدون کے اس مقام سے بہتر کوئی دنیا مین مقام غالباً نہوگا عبادت خداے دوجہان
و ذکر خالق کون و مکان اس جگہ اگر کوئی کرے تو مناسب ہو مجھے یہ مقام بہت پسند آیا دل چاہتا ہو
کہ اسی جگہ قیام کرین دو چار روز تو کم از کم اسی صحرا مین بسر کرین عبادت خدا و ذکر خالق دوجہان
کرین اگر فکر طلسم کشائی نہوتی تو زیادہ زمانے تک اس مقام پر قیام کر کے عبادت معبود حقیقی کرتے
اگر وہ توفیق عبادت دیتا تو پھر ہم اپنی زندگی اسی جگہ بسر کرتے یہان سے کہین نجاتے پھل پتے کھا کر
یاد خدا کرتے وہ رازق العباد ہمین یہین اپنی قدرت کاملہ سے رزق پہونچاتا جس طرح کہ اکثر دشت و
کوہ مین عابدون کو رزاق مطلق رزق پہونچاتا ہو ملائک بصورت انسان ہو کر حکم خدا سے آب و
طعام دے جاتے ہین سیر کتب سے پایا جاتا ہو کہ خاصان خدا نے بیشتر صحرا مین عبادت خدا کی ہو
اہل دنیا سے دور ہو کے یاد خدا مین مصروف ہوے ہین قدرت خدا و شان الٰہی کا اُنھون نے
زیادہ تر مشاہدہ صحرا نشینی سے کیا ہو جبھی تو اُن کے مراتب پیش خدا زیادہ ہین وہی خاصان درگاہ خدا

ہین کثرت عبادت و ذکر الٰہی سے مراتب اُن کے بڑھتے ہین دنیا مین عبادت خدا سے بہتر کوئی کام
نہین ہی اگر زمانہ انسان کو مہلت دے تو ذکر خدا ہی مین شب و روز مشغول رہے جن و انس
کو خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے واسطے عبادت ہی کے پیدا کیا ہی جیسا کہ خود قول خدا سے ظاہر
ہی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون - یہ آیہ قرآن شریف مین موجود ہی خواجہ طیفور کرد نے
عرض کیا کہ اس خیرخواہ نے اس کوہ بلور کو اور اس صحرا سبزہ زار کو بغور دیکھا بیشک یہ کوہ و صحرا
عجب کوہ و صحرا ہی کبھی ایسا صحرا نظر سے گذرا تھا نہ ایسے کوہ بلند و صفا کو دیکھا تھا آج خوبی تقدیر سے
آپ کی ہمراہی مین اس جگہ گذر ہوا ہی واقعی یہ مقام لائق قیام ہی واسطے عبادت الٰہی کے بھی ہی تفریح
طبع کے واسطے بھی یہ صحرا بہت اچھا ہی یہان ہوا عیسی نفس ہی اگر کوئی بیمار یہان بلب بھی ہو اور
یہان کی ہوا کھائے تو جلد اچھا ہو جائے مرض دفع ہو صحت نصیب ہو بلکہ اگر مردہ صد سالہ بھی اس
صحرا کی ہوا کھائے تو کیا عجب ہی کہ خداوند عالم اپنی قدرت کاملہ سے اُسے زندہ کر دے کیونکہ
پروردگار عالم ہر شے پر قادر ہی اور ہر شے مین ایسا زیادہ اثر و تاثیر عطا کر سکتا ہی اور کہین جیسا کہ
ادویہ اور نباتات مین بہت سی تاثیرین عطا کی ہین اگر یہان کی ہوا مین بھی مثل آب بقا کے تاثیر
اُس نے دی ہو تو کیا عجب ہی جب ہوا سے سرد یہان کی فرحت بخش دل افسردہ ہی تو جان بخش
ہونے مین بھی اس کے کیا کلام ہی بشرطیکہ حکم خدا بھی ہو ورنہ بے حکم خدا آب بقا بھی نافع نہین ہو سکتی
بلکہ کوئی کام نیک دنیا و مافیہا مین بے حکم خدا سرزد نہین ہوتا ہی اور بقول آپ کے یہ مقام واسطے
عبادت خدا کے خوب ہی اگر آپ کا دل چاہتا ہی تو اسی صحرا مین قیام فرمائیے دو چار روز یہان کی
ہوا کھائیے عبادت خدا کیجیے خدا سے دعا برائے حصول لوح طلسمی و فتح طلسم زلزلہ کی التجا
کیجیے غالباً دعا آپ کی قبول ہوگی کہ آپ بھی بندگان نیک سے ہین ظاہرا و باطنا ہر جگہ بھی ہو واسطے دعا کے
مطالب کے اچھی ہی بیشتر ایسے ہی مقامات پر رجوع قلب ہوتا ہی دعا بھی بہ رجوع قلب کی جاتی ہی کیونکہ
دامن دشت و کوہ مین قدرت خدا اہل نظر کو نظر آتی ہی سنا ہی کہ وہی دعا جلد تر قبول ہوتی ہی جو بہ رجوع
قلب کی جائے پس آپ بھی چند روز یہان عبادت خدا زیادہ کیجیے ذکر خدا سے زبان کو یہان بھی آشنا کیجیے
بہ رجوع قلب خدا سے دعا کیجیے قاضی الحاجات مجیب الدعوات آپ کی بھی دعا کو قبول کرے گا اپنی
درگاہ سے محروم نہ جانے دے گا درگاہ رب غنی سے آج تک ایسا سائل کہ سوال نیک کرنا چاہتا ہی ضرور ہی
کہ محروم نہ پھرے وہ تو ایسا حاجت روا ہی کہ اپنی تمامی مخلوقات کی حاجت برآری کرتا ہی غرضکہ صاحبقران
موصوف نے تقریر خواجہ کی سنکے خوش ہو کے زیر کوہ بلور ایک چٹان وسیع و مرتفع چبوترہ نما کو برائے
عبادت و قیام پسند کر کے مرکب سے اتر کر بسم اللہ کہکر اس چبوترہ نما سنگ پر بیٹھنے کو قدم رکھا چونکہ
نماز ظہر و عصر راہ مین پڑھ چکے تھے اور وقت مغرب قریب آگیا تھا اسوجہ سے امیر بانوقیر نے خواجہ
موصوف سے فرمایا کہ اے خواجہ پہلے نہر سے پانی لا دو تاکہ ہم وضو کرکے اول وقت نماز مغرب
پڑھ لین حکم خدا بجا لائین بعد پانی کے لانے کے پھر فکر تیاری طعام کرنا خواجہ نے عرض کیا کہ نہر یہان سے
قریب تر ہی پانی لیے آتا ہون مگر تنہا آپ کو چھوڑ کر نہر پر جانا اچھا نہین معلوم ہوتا کیونکہ یہ صحرا ہی
اگرچہ صحرا سبزہ زار و پر بہار ہی مگر پھر صحرا ہی درندون گزندون کا مسکن ہی سوا اس کے شاہ طلسم
زلزلہ و حاکم چالوس و غیرہ جملہ ساحران طلسم زلزلہ آپ کے دشمن ہین آگاہ ہو چکے ہین کہ آپ عازم
طلسم کشائی طلسم زلزلہ ہین مبادا مین واسطے لانے پانی کے جاؤن اور کوئی دشمن سے آپ سے

دشمنوں کو ضرر پہونچے لہذا میری راے یہ ہے کہ آپ منڈھی میں حضرت ذوالجلال کی تشریف
رکھیں شب کو بھی اندر منڈھی کے استراحت کریں تاکہ ہر ایک دشمن کے ضرر پہونچانے سے محفوظ رہیں
یہ عرض کر کے فی الفور زنبیل میں ہاتھ ڈال کر منڈھی مذکور نکال کر اسی چبوترے پر استادہ کر کے کہا
کہ اسے منڈھی اسقدر طویل و عریض و وسیع ہو جا کہ تیس آدمی بخوبی لیٹ بیٹھ سکیں پھر واسطے
منڈھی تیس آدمیوں کے بیٹھنے اور آرام کرنے کے قابل وسیع ہو گئی خواجہ نے عرض کیا کہ اب آپ
منڈھی کے اندر بیٹھے میں پانی لینے جاتا ہوں حالانکہ زنبیل سے بھی نکال سکتا ہوں مگر ایسی حالت میں
پانی سامنے موجود ہے زنبیل سے نکالنا صرف بیجا جانتا ہوں صاحبقران یہ کلام خواجہ کا سنکر
فالاتشا و اوا دات خواجہ پھر وا ولی جو بزرگوں سے سنتے تھے یاد آ گئے بعد سنکر اسکے اندر اس منڈھی
کے بیٹھے خواجہ پانی لانیکے واسطے گئے بعد ایک لحظہ کے ایک سبو میں پانی لائے پھر ایک ظرف
بسی بہ صورت ابریق نکال کر اس میں پانی بھر کر صاحبقران کو دیا امیر کشور گیر نے جلد وضو کر کے
رو بقبلہ مستعد براے ادا ے نماز مغرب ہوگئے نیت ادا ے فریضہ مغرب کی بعدہ تلاوت کلام و
سورہ وغیرہ میں مصروف رہے خواجہ نے بھی وضو کر کے نماز مغرب پڑھنی شروع کی جب صاحبقران
کشورستان و خواجہ طیفور کہ دیا دونوں نماز مغرب پڑھ چکے اسوقت خواجہ نے زنبیل سے
کنول اور فانوس اور اسکے بیچ شمعہاے موم کافوری نکالیں بعدہ منڈھی میں جاکر بغرض روشنی
روشنی کی پھر چند خدمتگذار اور ایک باورچی جن کو بدقت سے زنبیل میں ڈالدیا تھا نکال کر ان سے
کہا کہ اگر تم زنبیل سے اپنی رہائی چاہتے ہو تو جو کچھ ہم کہیں وہ کام کرو بعد چند روز کے تکو چھوڑدینگے
جہاں تمہارا دل چاہے چلے جانا مگر شرط یہ ہے کہ کام ہمارے حسب دلخواہ کرنا ورنہ پھر ہم تکو زندان زنبیل
میں بند کر دینگے چونکہ وہ سب بسبب گرسنگی و لاغر و پریشان خاطر تھے کم غذا ملنے اور محنت و مزدوری زنبیل میں
کرنے سے قریب بہ ہلاکت ہو گئے تھے کپڑے انکے بوسیدہ و شکستہ و کہنہ ہو گئے تھے ذکر رہائی
زنبیل سنکے خوش ہوئے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ جو کچھ حکم ہو بجا لائیں خواجہ نے خدمتگاروں سے
کہا کہ تم خدمتگذاری صاحبقران میں جا کر مصروف ہو باورچی سے کہا کہ تجھ سے ہمیں تھوڑا کھانا
پکوانا منظور ہے اس نے عرض کیا کہ فدوی موجود ہے جو حکم ہو ویسا طعام تیار کروں خواجہ نے آرد گندم
و برنج و گوشت وغیرہ جملہ اشیاء جو درکار تھیں زنبیل سے نکال کر اسے دیں وہ درستی طعام میں
مصروف ہوا خدمتگاران مذکور خدمتگذاری صاحبقران و دیگر امور میں مصروف تھے جب
طعام نمکین و شیرین انواع و اقسام کا تیار ہو چکا صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور کہ دیا نے
تناول کیا باقی خدمتگاروں کو دیا باورچی نے بھی بعد مدت کا طعام لذیذ کھایا خدمتگاروں نے
بھی ایک زمانہ دراز کے بعد ہواے دنیا و غذاے لذیذ کھائی دو پہر رات تک صاحبقران بعد
اکل و شرب عبادت خدا و ذکر الہی و دعا میں مصروف رہے جب نیند غالب ہوا زیر سایہ خیمہ یعنی اندر
منڈھی کے آرام پذیر ہوئے خدمتگذار وغیرہ بھی سو رہے خواجہ بھی آرام پذیر ہوئے شب وہ خوشی سے
گذر کر سحر ہوئی صاحبقران و خواجہ موصوف نے نماز سحر بیدار ہو کر پڑھی بعد نماز بہ جمعیت قلب بہ ارادہ
آگاہی مقام لوح طلسمی و حصول لوح مذکور دعا کی بعد ازاں صاحبقران نے خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ اب
زیادہ زمانہ ہوا جو گم ہے تم ہمارے روبرو نہیں بچائی ہے آج خود بخود دل گھبراتا ہے [illegible]
جانا چھوڑ گا نا خواجہ نے عرض کیا کہ انشاء اللہ آخر روز تک بچا دوں گا آپکے روبرو [illegible]

طلسم زلزلہ پر احسان کرے ہنوز تمامی ساحران اہل دربار سے کسی نے کچھ جواب نہ پایا تھا کہ یکایک ملکہ
بہار گل پوش جادو نے اٹھ کر جواب دیا کہ یہ کار نمایاں میں کر سکتی ہوں صرف صاحبقران طلسم کشا
کا تلاش کرنا ہے اسیر یا قتل کرنا اس کا ہمارے نزدیک آسان ہے ایک شخص غیر ساحر کو اسیر کرنا یا سر اُس کا
کاٹ لانا مشکل ہی کیا ہے اگر صاحبقران کے اسیر کرنے سے جان شہنشاہ کی بچ جائے گی و نیز یہ طلسم
ہونے سے محفوظ رہے گا تو اس کام کو میں کروں گی حکیم جالوس نے اُس کے حسن و جمال بے مثال پر نظر
کر کے اور اس کی شیریں سخنی پر غور کر کے متحیر ہو کے کہا کہ اے ملکہ بہار گل پوش جادو اگر تمہارے
نزدیک اسیر کرنا طلسم کشا کا طلسم زلزلہ کا کچھ دشوار نہیں ہے تو اس کام کو انجام دو جملہ ساحران طلسم زلزلہ
پر احسان کرو اس طلسم کو ٹوٹنے سے بچاؤ شہنشاہ ساحران کی جان بچاؤ شہرۂ آفاق حسن و جمال میں تو ہو
طلسم کشا کو اسیر یا قتل کر کے خیر خواہی شہنشاہ میں بھی نامور ہو جاؤ شہنشاہ ساحران تمہارے اس
کار نمایاں سے وہ رتبہ و مرتبہ تمہارا بڑھائیں گے کہ تمامی ساحران طلسم زلزلہ کو رشک ہوگا ملکہ بہار
گل پوش جادو نے کہا کہ آج ہی طلسم کشا کو اسیر کر لاؤں گی یا سر اُس کا کاٹ کر لے آؤں گی ملکہ شہناز
جادو اس کی نانی نے بعد الفت کہا کہ اے نور چشمی اس کار کے انصرام کا اقرار نہ کر طلسم کشا کے قید
کر لانے یا اُس کا سر لانے کا دعویٰ نہ کر مجھ سے یہ کام نہ ہو سکے گا تلاش طلسم کشا میں کہاں جائے گی اُس کو
کہاں پائے گی کیونکر اُس کو اسیر یا قتل کرے گی نادانی و بیوقوفی نہ کر اس کام پر کمر نہ باندھ اسیری طلسم کشا
سے باز آ کیا تو نے نہیں سنا ہے کہ اُس نے ابر باراں جادو ایسے زبردست ساحر کو مار ڈالا ہے تو تو ابھی
ناکردہ کار ہے تیرا کورا پنڈا ہے کبھی کسی کو تو نے اسیر و قتل نہیں کیا ہے بجز اپنے مکان یا اس دربار کے
کہیں نہیں گئی ہے طلسم زلزلہ سے کبھی تو نے قدم نہیں نکالا ہے میں نے تجھ کو ناز و نعم سے پالا ہے اپنی جان
سے زیادہ تجھ کو عزیز رکھتی ہوں اپنی نظر سے ایک پل بھی تیرا اوجھل ہونا گوارا نہیں کرتی ہوں مجھے منظور
نہیں کہ تو اس کام کے واسطے طلسم زلزلہ سے شہر شہر دشت دشت کوہ کوہ پھرے طلسم کشا کی
تلاش کرے بعدہٗ اُس کو اسیر یا قتل کرے تیرے نزدیک اسیر کرنا یا قتل کرنا اُس کا مشکل نہیں ہے مگر میرے
نزدیک نہایت دشوار ہے پس ایسی باتیں بیہودہ نادانی کی مگر دیوانی نہ بول بغیر سمجھے اقرار کار مذکور
کے انصرام کا مگر اب بھی حکیم جالوس سے کہہ دے کہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ تجھ سے اسیر نہ ہوگا جب
ملکہ شہناز جادو آہستہ آہستہ ملکہ بہار گل پوش جادو سے تقریر کر کے خاموش ہوئی ملکہ بہار
جادو نے بھی چپکے چپکے اپنی نانی کو جواب دیا کہ اب تو جو کچھ ہو میں اس کام کو کروں گی سر دربار اقرار
کر چکی ہوں اپنے قول سے نہ پھروں گی آپ کی محبت و الفت ظاہر ہے آپ نے مجھ کو پرورش کیا ہے بعد
مرگ مادر کے آپ ہی نے مجھے پالا ہے مادر سے زیادہ آپ مجھ سے محبت کرتی ہیں کوئی گھڑی مجھ کو
اپنی آنکھ سے اوجھل نہیں کرتی ہیں از حد الفت و محبت سے پیش آتی ہیں میری بہبودی کی خواہاں
رہتی ہیں گو کہ آپ کے نزدیک میں نادان و بیوقوف ہوں لیکن عاقلہ و ہوشیار ہوں آپ نے بہت سے
سحر مجھے سکھا دیے ہیں دیگر ساحروں سے بھی صدہا سحر میں نے سیکھے ہیں بڑے بڑے ساحروں کی
میرے آگے کیا اصل و حقیقت ہے میرے سحر سے دشمن کا جانبر ہونا ممکن نہیں میرے نزدیک
طلسم کشا غیر ساحر کا اسیر کرنا یا اُس کا سر لانا اے نانی جان کیا دشوار ہے آپ مجھے اس امر میں مانع
نہ ہوجیے دیکھیے تو کہ اس کام کو کتنا جلد کرتی ہوں اس کام کے کرنے سے باعث شہرت و ناموری ہوگا
شہنشاہ پر احسان ہوگا وہ ہم سے اور آپ سے خوش ہوگا جان اُس کی دست طلسم کشا سے بچ جائے گی

طلسم فتح ہونے سے محفوظ رہے گا آپ کا بڑا نام ہوگا کہ نواسی نے ملکہ شہناز کی کیا کار نمایان کیا ہے آپ نے جو برسون بڑے بڑے سخت سحر مجھے سکھائے ہین آخر وہ کس دن کے واسطے سکھائے ہین ذرا اپنی تعلیم و تربیت کا امتحان تو لیجیے مجھے اس کام کے انصرام کے واسطے جانے تو دیجیے طلسم کشا کے اسیر کرلانے کی اجازت تو دیجیے دیکھیے تو کیا کار نمایان کرتی ہون شہناز جادو نے بھی چپکے سے جواب دیا کہ اسے چھوکری باوجود عاقل ہونے کے نادان ہے مگر طلسم کشا کی اسیری پہ ضد نکر نہین معلوم انجام اس کام کا کیا ہو ملکہ بہار گل پوش جادو نے کہا کہ اے نانی صاحبہ آپ اس باب مین مجھے نفرت یافتہ ہمین سر دربار اسیر کرنے طلسم کشا کا اقرار کرچکی ہون اگر اب انکار کرون گی تو اہل دربار خیال کرینگے کہ ملکہ بہار گل پوش جادو طلسم کشا سے ڈر گئی علاوہ اس کے مختلف خیالات کرکے ہنسینگے مجھکو سر دربار ذلت ہوگی نہایت محجوب و شرمندہ ہونگی ملکہ شہناز جادو نے ہرچند سمجھایا منع کیا لیکن ملکہ بہار گل پوش جادو نے نمانا آخر کار ملکہ شہناز جادو مجبور ہوکے خاموش ہوئی ملکہ بہار گل پوش جادو حکم جالوس سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کے اسیر کرلانیکا اقرار و عہد کرکے اپنے محل سرے جائے قیام طلسم کشا دریافت کرکے طاؤس سحر پر سوار ہوکر اسباب سحر کی جھولی احتیاطاً ساتھ لیکر سوئے کوہ بلور روانہ ہوئی اثنائے راہ مین جستجو سے طلسم کشا کرتی ہوئی بلندی سے جانب زمین دیکھتی ہوئی دشت و کوہ و دریا طے کرتی ہوئی صاحبقران کی تلاش کرتی ہوئی قریب وقت شام آخر روز پریشان و سرگردان ہوکر کوہ بلور تک پہونچی بلندی سے دیکھا کہ زیر کوہ ایک مختصر سا خیمہ ایستادہ ہے پیچھے اس کے ایک مرد نوجوان خوش رو بیٹھا ہوا ہے چہرے سے اس کے آثار شجاعت آشکار ہین روبرو اس کے ایک شخص نوجوان خوبصورت شوخ چشم و چالاک بیٹھا ہوا نے بجا رہا ہے نے مین الحان داؤدی سے غزل گا رہا ہے غزل

ہوئی شب خلق زلف نازنین سے
پتا و کسے کہان گئے ہین ہمین سے
عبث دھوتے ہین یان شکوہ جبین سے
تجھے اڑا لو ستارون کو جبین سے
جہان تیرے شہیدون کا ہے مدفن
سخن یان ہے نگہ شکوہ و تحسین سے
اٹھا رکھے گئے جاتی ہین حسرت
کہ جیسے ہاتھ اٹھائے آستین سے
وہین پایا وہ ناوک ہمارا
نکالو ہاتھ تم بھی آستین سے

سحر پیدا ہوئی اس کی جبین سے
کیا ہے قتل ناحق مجکو لیکن
نہ چھوٹے گا مرا خون آستین سے
جو ہین ہم عشق اس بت کے جبین پر سجدا
نکالو ہے سرخ انگشتری مین
سنا یا حال دل تو ہنس کے بولے
یہ ظاہر ہے نگاہ واپسین سے
کہو سچ تم ہمارا یہ دل زار
فلک کو رشک ہے جس کی زمین سے
ہوئی ہم کیا سکون یار اے اثقا

ادھر دیکھو نگاہ خشمگین سے
شرابے خوش ہین زیر لب آفرین سے
اگر ہوتا سحر کا چاہتے ہو
شکن ماتھے پہ ہین جس کی جبین سے
ہمین غیرون کی غمازی سے کیا کام
کہانی کا سرا کیا تھا یہین سے
کبھی کاٹی ہے یون شمشیر قاتل
چرالے کہ پایا ہے کمین سے
دکھاتے ہین یہ بہ پنی کو موسی
قدم اٹھتا نہین کچھ اپنی زمین سے

وہ جوان خوش رو بیٹھا ہوا سن رہا ہے چند خدمتگار وغیرہ کاروبار مین مصروف ہین یہ حال دیکھکر اور نے کی سریلی و دلکش آواز سے مست ہوکر سب بھولی بے اختیار کوہ بلور پر ٹھہر کر بگوش دل اشعار عاشقانہ غزل مذکور سننے لگی چونکہ ملکہ بہار گل پوش جادو رشک حسینان جہان ہے ہے شباب کا عالم ہے جوانی کی امنگ ہے بادۂ شباب سے مست و سرشار ہے علاوہ حسن و جمال بیمثال کے خوش آواز بھی بہت ہے شوق گانے اور گانا سننے کا بھی زیادہ تھا ماہر علم موسیقی ہے اسوجہ سے

لطف اس کو زیادہ حاصل ہونے لگا بے اختیار اشعار رنگین مانند مست ہشیار کے جھومنے لگی یہاں تک حالت وجد میں سر اپنا کوہ سے ٹکرانے لگی بے اختیار بار بار تعریف کرنے لگی جب خواجہ طیفور گردیا نے اشعار غزل تمام و کمال گا کر غزل کو تمام کیا نے کو ہاتھ سے رکھکر دست بستہ عرض کیا کہ اے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بس یا اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤں اور بجاؤں صاحبقران نے بہت تعریف کرکے ارشاد کیا کہ اے خواجہ ابھی تو گانا سننے سے سیری نہیں ہوئی ہے تم ایسی ہی بجاتے اور گاتے ہو کہ دل یہی چاہتا ہے گائے جاؤ گانا موقوف نکرو گوش مشتاق صدا ہے ہیں خواجہ نے ارشاد صاحبقران سے زیر لب گائی دہن سے ملا کر یہ غزل گانا شروع کی غزل

نکلتی کس طرح ہے جان مضطر دیکھتے جاؤ | ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ
نسیم نوبہاری کی طرح آئے ہو گلشن میں | تماشائے گل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ
جدھر جاتے ہو ہر گھر سے یہی آواز آتی ہے | مسیحا ہو تو بیمار دل کو دم بھر دیکھتے جاؤ
قدم انداز سے باہر پڑے جاتے ہیں چلنے میں | ستم رفتار میں کرتی ہے ٹھوکر دیکھتے جاؤ
ملیں جو راہ میں ایسے تو کہہ دوں گا میں چپکے سے | دکھا دو ٹھوکر سے اپنا سر اگر دیکھتے جاؤ
خرام ناز میں عاشق سے ہو اس کا اشارہ بھی | کچھ اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ
روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہیں | خدا کے واسطے بہر ستمگر دیکھتے جاؤ
کوئی ان سے کہے منہ پھیر کر جو قتل کرتے ہیں | ادھر شیدا ہے ستمگار اک نظر پھر کر دیکھتے جاؤ
نقاب اک دن الٹ کر کہنے یہ منہ سے نظر پایا | جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ
خبر پھر واں سے لے آتش جو کچھ درپیش آیا ہے | دکھاتا ہے جو آنکھوں کو مقدر دیکھتے جاؤ

صاحبقران تو زیر کوہ غزل پسندیدہ کے اشعار عاشقانہ سننے لگے اور بالائے کوہ سے مالکہ سبز گل پوش جادو بہ غفلت تمام بگوش دل سننے لگی ہر ایک عاشقانہ شعر کو پسند کرکے تعریف کرنے لگی صدا ہے نے سے مست و مدہوش ہونے لگی کبھی بے اختیار زبان سے واہ واہ کہتی آہ آہ کرنے لگی بعض بعض شعر عاشقانہ غزل پسندیدہ بالا کو سنکے یہ حال ہو گیا کہ اپنے قلب و جگر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر بار بار آہ آہ کرکے کہنے لگی کہ او ظالم تو نے بغیر تیغ و خنجر و تیر کے مجھے قتل کر ڈالا کیا اچھی تیری آواز ہے کیا حسن و خوبی سے تو بجاتا ہے علم موسیقی سے کیسی کس قدر ماہر ہے کہ تیری تعریف نہیں ہو سکتی او بیدرد کیا تو نے مجھے اس کوہ بلور پر آتے دیکھ لیا ہے کیا مجھ پر مائل ہو گیا ہے کیا میرا حسن و جمال تجھ کو پسند آگیا ہے جو تو نے دوسری غزل ایسی گانا شروع کی ہے کہ جس کا ہر ایک شعر مجھ سے مخاطب ہے میری الفت میں میرے عشق میں جان مضطر تیری کیوں نکلی جاتی ہے میں بار بار تجھے دیکھ رہی ہوں ہاں نسیم بہار کی طرح اس صحرائے سبزہ زار میں آئی ہوں نام بھی میرا مالکہ بہار گل پوش ہے تماشائے گل و صنوبر تیرے عارض کے رنگ کو دیکھ رہی ہوں بیشک وہ سچ کہتا ہے تیرا قول ٹھیک ہے میں جس طرف جاتی ہوں جو کوئی مجھے دیکھتا ہے مرض عشق میں مبتلا ہو کر یہی کہتا ہے کہ اے مالکہ بہار گل پوش جادو اپنے بیمار الفت کو دیکھتی جاؤ میں کسی پر توجہ نہیں کرتی ہاں اے نوجوان رفتار میری ایسی ہی ہے کہ ہر قدم پر دل عشاق پامال ہوتے ہیں مگر تو نے پہلے سے دل کو پامال کیا ہے تقدیر تیری اچھی ہے کہ ہم راہ میں تجھ سے مل گئے مکان تیرا دیکھ لیا ہے اپنا بھی مسکن تجھے بتا دیں گے کیونکہ پھر ادھر ہم ہنگام رفتار کسی عشاق سے اشارہ نہیں کرتے ہیں خود اپنی تیغ ابرو کے جوہر دکھلاتے ہیں اگر تیری آرزو ہے تو اچھا تجھے اپنی

تیغ ابرو کے جوہر دکھائینگے خود تیرے قریب آئینگے مگر تجھ ایسے خوش رو جوان خوش گلو اہل علم کو کیا قتل کرون خود تیری زخمی تیر الفت ہوگئی ہون مین نے تو تجھے قتل نہین کیا ہی جھوٹ نہ بول نہ میرا شعار قتل کرنے کا ہی مین نے تجھ سے منھ چھپایا ہی تجھکو دیکھ رہی ہون نقاب میرے چہرے پر پڑی ہی کب تونے خواہش دیدرخ کی تھی اب نظارہ میرے حسن وجمال کا کریان لازم ومناسب یہی ہی کہ جو خوشی و رنج پیش آئے اُس سے انسان منھ نہ موڑے عشق والفت مین جو کچھ ہو قدم میدان محبت سے نہ ہٹائے الغرض خلاصہ مضامین اشعار غزل مندرجہ کو اپنی طرف منسوب کرکے تادیر گہائی اور بالائے کوہ سے دیکھا کی کہ چرند وپرند گرد اُس مرد نوجوان نے نواز کے مست ومدہوش بیٹھے ہوے ہین کچھ اُن مین حس وحرکت بھی نہین کرتے یہ دیکھکر دل مین خیال کرنے لگی کہ کیا اثر اس شخص کا گانا ہی کیا عالم پیدا ہوا ہی کیا خوش آواز ہی کہ علاوہ بشر کے حیوان بھی اس کے گانے کو پسند کرتے ہین ابھی یہ باتین نگاہ سے خود کر رہی تھی کہ خواجہ نے غزل تمام کرکے نَے کو ہاتھ سے رکھکر باواز بلند کہا کہ اے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ آج تو آپ کے حکم سے مین نے بجائی اور دو غزلین پریشان خاطری مین گائی ہین لیکن اقرار کرتا ہون کہ جب آپ کو لوح طلسم زلزلہ کا کچھ حال کسی سے معلوم ہوگا اور لوح بھی آپ کے ہاتھ آئے گی اُس روز بشاش لوح کی خوشی مین اچھی طرح سے گاؤنگا ستمگر بہار گل پوش جادو نے سنکے دل مین کہا کہ اسے ملکہ بہار زہے مقدر کہ اچھی جگہ آئی تجھکو تلاش طلسم کشا تھی ہرطرف نگران تھی یہ نجانا کہ زیرکوہ طلسم کشا بیٹھا ہوا ہی تو بھی عجب نادان ہی نقولے یار در خانہ وما گرد جہان میگردیم + اسے تونے صبح سے اسوقت تک تلاش صاحبقران مین اپنے تئین پریشان کیا اور یہ نہ معلوم کیا کہ زیرکوہ صاحبقران موجود ہین خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اب اُس کوہ پر سے زیرکوہ چل اپنے دلدادہ کو بھی دیکھ اور صاحبقران کو بھی اسیر کرنے کی تجویز کرکے بالائے کوہ سے زیرکوہ آئی خواجہ طیفور کو دیکھا اُس کے حسن وجمال پر نظر کرکے اُس پر مائل ہوکے یہ شعر پڑھا ؎ رواق منظر چشم من آشیانہ تست + کرم نما وفرود آکہ خانہ خانہ است بھلا آپ ہم نشینون مین وہان آرہ ہین گھر اپنا یہان کہان ہی صحرا نورد ہین مبتلائے دام فکر وتشویش کہ ہم اسی صحرا کے لق ودق کو اپنا گھر تصور کرتے ہین تم نے اس صحرا مین آکر اپنا حسن وجمال دلفریب دکھا کر عاشق نوازی ومہربانی کی اس عنایت وسرفرازی عاشق زار کا کیا شکر کیا جائے خوشا قسمت اور نصیبا ایسا معشوق حسینہ وجمیلہ ایسے مائل کو یون سرفراز کرے جسقدر فخر وافتخار کیا جائے کم ہی یہ کہکے آنکھ بند کیا اور اُس کی جانب بڑھے ملکہ بہار گل پوش نے بناز معشوقانہ چین بجبین ہوکے پیچھے قدم ہٹا کر کہا کہ ذرا اپنے حواس مین رہو بیجا قدم نہ بڑھاؤ بیہودہ تقریر نکرو ہمین ایسی باتین اچھی نہین معلوم ہوتین بلکہ ایسی باتون سے نفرت ہی دور سے گفتگو خوب ہی گفتگو بھی وہ گفتگو جو ساتھ تہذیب کے ہو بدتمیزی مجھے نا پسند ہی یہان آنا میرا اس وجہ سے ہوا ہی کہ کچھ حالات دریافت کرنا منظور ہین وہ یہ ہین کہ اول تو یہ بیان کرو کہ تمہارا کیا نام ہی کیا تمہین نے بجا رہے تھے اشعار غزل سے مین نے گانا سنا ہے پھر تجاہل عارفانہ پوچھا کہ یہ کون شخص ہین جو نیچے اس مسندھی خیمہ کے بیٹھے ہین خواجہ نے جواب دیا کہ اسے سرتاج محبوبان جہان واسے سردفتر خوب رویان وبتان صاف صاف اور سچ یہ ہی کہ نام میرا خواجہ طیفور کردیا ہی مین ہی نے بجا رہا تھا اشعار غزل تمہاری یاد مین گا رہا تھا جب سے تمکو دیکھا تھا مضطر وبیقرار تھا دل بیتاب کو پہلو مین قرار نہ تھا تمہارے پاس ہونا

دشوار تھا آج جذب الفت نے اپنا اثر دکھایا تم خود یہاں آئیں تمہارے دیکھنے سے غنچۂ دل افسردہ
شگفتہ ہوگیا مراد دلی برآئی صورت زیبا تمہاری نظر آئی اگرچہ چہرہ روشن تمہارا زیر نقاب پنہاں ہے
مگر رخ آفتاب کی ضیا اس ابر نقاب سے کب نہاں ہو سکتی ہے روشنی مہر رخ انور لامع ہے نور حسن رخ
سے صحرا روشن ہوگیا ہے تم یہاں اس صحرا میں کیا آئیں گویا گلشن میں بہار آئی اسوقت یہ صحرا میری نظروں میں
رشک گلشن ہے تمہارے فیض قدم ناز سے ہر ایک کانٹا صحرا کا غیرت گل تازہ ہوگیا ہے اور یہ جو پیچھے
سانڈنی کے بیٹھے ہیں ہمارے مالک و آقا ہیں یہ از راہ عزت افزائی تمہیں اپنا برادر کہتے ہیں چاہتا ہوں
کہ اگر سرافراز کیا ہے تو آئیے بیٹھیے تا آرزوے دل مائل بر آئے ملکہ بہار رنگ گل پوش خواجہ کی تقریر سحر آمیز
سے وقت مائل ہونے سے زیر سانڈنی جاکر ملاحظہ صاحبقران سے بھی ایسے کو پوچھا کہ نام کیا ہے اپنے
آقا کا ہمیں نہ بتایا خواجہ نے کہا کہ اسم گرامی ہمارے آقا کا سلطان کیوان شکوہ ہے خاص و عام
فی زمانہ انہیں کو صاحبقران کہتے ہیں ملکہ نے پوچھا کہ سبب ان کے یہاں آنے کا کیا ہے خواجہ نے
جواب دیا کہ اے مہ جبین سچ تو یہ ہے کہ ہمارے آقا جستجوے لوح طلسم زلزلہ میں اپنے لشکر سے
یہاں تک آئے ہیں میں بھی ان کے ساتھ یہاں آیا ہوں اب یہاں سے تلاش لوح میں آگے روانہ
ہونگے اب تم اپنے نام نامی سے آگاہ کرو ہم پر ظاہر کرو کہ گل تازہ ترکس باغ کی ہو اور سرو رعنا
کس بوستان کی ہو کہاں سے اسوقت اس صحرا میں تمہارا آنا ہوا ہے اور کس غرض سے تنہا اس
صحرا میں آنے کا اتفاق ہوا ہے محض عاشق کو سرافراز کرنا منظور تھا یا اور کوئی کام تھا جو اس صحرا میں
تن تنہا قدم رکھا ہے ملکہ بہار رنگ گل پوش نے جواب دیا آگاہ ہو کہ نام میرا ملکہ بہار رنگ گل پوش ہے ملکہ
شوشناز جادو میری نانی ہیں جو سحر و ساحری میں یگانہ روزگار ہیں ساحرہ ممتاز ہیں قرابتدار
شاہ جادو طلسم زلزلہ ہیں آج مجکو میری نانی اپنے ہمراہ دربار حکیم جالوس میں لے گئی تھیں
ہنوز جاکر دربار میں بیٹھی ہی تھیں کہ حکیم جالوس نے جملہ ساحران دربار سے مخاطب ہوکر کہا تھا
کہ تم سے کون ایسا زبردست ساحرہ و ساحر ہے جو خواہ شاہ طلسم زلزلہ ہو کہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کو
تلاش کرکے اسیر کر لائے خلعت و انعام پائے میں نے اسکا اقرار کرکے دربار سے روانہ ہوکر جستجو میں
دن بھر پھرا کیا تھا اسوقت سرگردان ہوکر اس کوہ بلور پر توقف کیا تھا ناگاہ سننے میں تمہارے
گانے کی آواز سنی پر اسے دریافت نام بالاے کوہ سے زیر کوہ آئی یہاں استفسار سے ثابت
ہوگیا کہ یہی تمہارا آقا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہے اس حال کے
دریافت ہونے سے کمال خوشی حاصل ہوئی ہے کیونکہ جس کے واسطے میں ادھر آئی تھی اور
سرگردان ہوئی تھی اسے میں نے پایا کوشش و جستجو میری بیکار نہ ہوئی خواجہ عمرو عیار نے
پوچھا کہ اب تمہارا کیا ارادہ ہے ملکہ نے جواب دیا کہ تمہارے آقا کو اپنے سحر میں مبتلا کرکے اسیر کرکے
روبرو حکیم جالوس حسب وعدہ لے جاؤں گی خواجہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ ہمارے آقا کو اسیر
کرکے لیجانا کچھ آسان نہیں ہے اگر تم ساحرہ ہو تو ذرا اپنے سحر میں مبتلا کرکے ہمارے مالک و آقا کو لیتی جاؤ
دیکھیں کیونکر لیے جاتی ہو ذرا سحر کے الفاظ ہی اپنی زبان پر جاری کرو تو ہم بھی سنیں ملکہ بہار جادو
نے ہر چند سحر جو سیکھے تھے اور زبانی خوب یاد تھے یاد کیے مگر کوئی سحر یاد نہ آیا متعجب و متحیر ہوکے کہا
تعجب ہے کہ اسوقت مجھے کوئی سحر نہیں یاد آتا ہے بلکہ کوئی لفظ بھی کسی سحر کا یاد نہیں ہے نہیں معلوم
کیا سبب ہے خواجہ نے مسکرا کر کہا کہ اے ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو تمہیں اپنے سحر و ساحری پہ

بہت بھروسہ تھا صاحبقران کشورستان کو اسیر کرنے آئی تھین اب سحر کرکے کیون نہین اسیر کرلین
صاحبقران طلسم کشا سے طلسم زلزلہ تو تمھارے پاس بیٹھے ہین انہین اسیر کرکے حکیم جالوس
نابکار کے سامنے لیے جاؤ ملکہ مذکورہ نے سحر جبکا کر غرق دریاے حیرت ہوکر جواب دیا کچھ
سمجھ مین نہین آتا کہ مجکو صدہا سحر یاد تھے اسوقت ایک سحر بھی یاد کرنے سے یاد نہین آتا شاید کسی
ساحر زبردست ہو تمنے اپنے سحر مین مجھے ایسا مبتلا کیا ہی کہ سب سحر مجھے فراموش ہوگئے ہین۔
خواجہ نے ہنسکر کہا کہ کہو اے ملکہ اسوقت تمکو تو کوئی سحر یاد نہین آتا ہی کہ بزور سحر صاحبقران کو
اسیر کرسکو مجبور ہو اگر اسوقت کوئی تمکو اسیر کرے تو ممکن ہی یا نہین ملکہ نے نادم ہوکر جواب دیا کہ ہان
ایسے وقت مین خود میرا اسیر ہوجانا ممکن ہی اگر ارادہ اسیری تمھارا ہی تو مین کیا کرسکتی ہون خواجہ نے جواب دیا
کہ اے ملکہ میری کیا مجال کہ مین تمھارے قید کرنے کا ارادہ کرون خود تمھارے حلقۂ گیسو اور زنجیر
زلف عنبر کا اسیر ہون نہایت مائل و شیفتہ ہون ملکہ نے کہا کہ اگر مجکو سحر یاد بھی آتا تو بھی تمھاری وجہ سے
صاحبقران کو اسیر نکرتی کیونکہ تمھاری نے نوازی مجھے پسند آگئی ہی گانا تمھارا مجھے مرغوب ہی تمھاری
صداے نے نے مجکو رہروی سے باز رکھا کوہ پر مین نے جانا چاہا تھا تو توقف کیا بگوش دل تمھارا گانا
سنا واقعی تمھاری نے نوازی اور گانے کی تعریف نہین ہوسکتی تمکو کمال حاصل ہی مجکو بھی شوق گانے
اور گانا سننے کا ہی اسی سبب سے اس کوہ پر ٹھہر کر مین نے تمھارا گانا سنا حال صاحبقران سے بھی
آگاہ ہوئی اگر چاہتی تو بالاے کوہ سے تمکو اور صاحبقران کو مبتلاے سحر کرکے اسیر کرلیتی چونکہ مجکو
بعد تمھارا گانا سننے کے اسیر کرنا تمھارا اور صاحبقران کا مقصود نہ تھا اسی وجہ سے بالاے کوہ سے
زیر کوہ آئی برا ہو اس گانے اور گانا سننے کے شوق کا کہ اُس نے مجکو تمھارے اور صاحبقران کے
اسیر کرنے سے باز رکھا خواجہ ملکہ بہار کی گفتگو سنکے سمجھ گئے کہ یہ ساحرہ خوب رو تمھاری نے نوازی
کی وجہ سے نہایت مائل ہوئی ہی ورنہ دشمن کب اپنے دشمن سے باز رہتا ہی اور دوستی کرتا ہی یہ خیال
کرکے خاموش رہے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ خاطر مہمان ضرور
ہی ملکہ بہار رنگ پوش جادو راہ دور و دراز سے یہان آئی ہین تمھاری نے نوازی کی تعریف کرتی ہین
غالباً ان کو شوق مے پرستی بھی ہوگا خواجہ موصوف نے تقریر امیر با توقیر کو سمجھ کے شیشہ و ساغر زنبیل سے
نکال کر کشتی شراب مین رکھکر وہ کشتی بدست خدمتگار روبرو ملکہ مذکور پیش کش کی بعدہٗ کہا کہ
اے ملکہ اگر دل چاہے تو اپنے ہاتھ سے شغل میخواری کرو ورنہ ہم تمھین بادہ گلرنگ جام بلورین مین دین
ہمکو ساقی گری مین بھی کمال حاصل ہی اُس نے کہا کہ مجھے میخواری کی عادت نہین ہی ہان شوق گانا سننے کا
ہی خواجہ نے بانسری اٹھا کر اپنے دہن سے ملا کر نے نوازی شروع کی اور یہ غزل گانے لگے۔ غزل

کیون نہ ہون مشہور صفت تواضع ہے تن جان ہوکر — آئی ہی میری اجل گھر مرے مہمان ہوکر
عاشق پیچ ہون مگر زلف پہ رہتی ہی نگاہ — انکھین ہندو سے لڑاتا ہون مسلمان ہوکر
لٹے پاؤن وہ پھرے پاس تک آکر میرے — وقت آخر ہوئی مشکل مری آسان ہوکر
چین سے سوتا ہون مین زلف کے دیکھ کر — نیند بھی آئی ہی تو خواب پریشان ہوکر
گری بند فغان سے ہوئی رسوائی دل — کھل گیا راز نہان داغ نمایان ہوکر
اتنا واجب ہی وہ ضرور کی زیارت کے لیے — آیا ہی سبزۂ خط سورۂ قرآن ہوکر
فضل حق شامل گردش مری تقدیر کے ہی — کوئی مشکل بھی جو آئی ہے تو آسان ہوکر

جان محشر میں کسی پایا نہ سینہ تنگی سے	بڑھ گیا روز قیامت شب ہجران ہوکر
ایک آسان ہوئی سو مشکلیں آ پہنچیں اور	سخت مشکل میں ہے مشکل مری آسان ہوکر
غم میں اُس تیغ تبسم کے جو روتا ہوں بھی	دہن زخم بنا دیکھے ہیں خندان ہوکر
اُس پری زاد سے پہلو مرا خالی جو ہوا	گھر نے دیوانہ بنایا ہے تجھے ویران ہوکر
مرکے بھی وحشت نوردی کا ہے شوق اے ذاکر	خاک اُڑاتی ہے مری گرد بیابان ہوکر

ملکہ بہار گل پوش جادو بصد خوشی و رغبت سننے لگی اکثر شعر خواجہ نے حسب حال و مناسب وقت ملکہ بہار سے مخاطب ہوکر پا کمال ادا کردی بتا بتا کے سنے یون گائے تو ملکہ مذکورہ کے دل پر ایسا اثر ہونے لگا کہ وہ عالم وجد میں جھومنے لگی بجائے خود تعریف کرنے لگی جب خواجہ نے تمام اشعار غزل مرقوم الصدر کے نے نوازی میں گاکر غزل تمام کی صاحبقران نے بہت تعریف کی ملکہ مذکورہ بھی خواجہ کی نے نوازی سے از حد خوش ہوئی جب زمانہ غروب آفتاب کا قریب آیا ملکہ بہار گل پوش جادو نے خواجہ و صاحبقران سے مخاطب ہوکر کہا کہ اب میں جاتی ہوں نانی میری ملکہ شہناز جادو میری منتظر ہونگی بلکہ متردد ہونگی کہتی ہونگی کہ ابھی تک ملکہ بہار گل پوش جادو نہیں آئی کیا سبب ہے وہ مجھے زیادہ الفت کرتی ہیں عجب نہیں کہ بیتاب و بیقرار ہوکے وہ میری تلاش میں گھر سے نکلی ہوں یا مجھ جادو کو میری جستجو کے واسطے روانہ کیا ہو زیادہ میرا یہان بیٹھنا خوب نہیں ہے مبادا نانی صاحبہ یا مجھ جادو وغیرہ کوئی ساحر مجھے یہان بیٹھا ہوا دیکھ لے تو غضب ہوجائے خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ ہر چند کہ تمھارا جانا گوارا نہیں ہے مگر تمھارا عذر قوی ہے جاؤ مگر اقرار آنے کا کرجاؤ اور اگر کچھ حال لوح طلسم زلزلے کا معلوم ہو تو بتاتی جاؤ اُس نے کہا کہ مجکو تو کچھ حال لوح طلسمی کا معلوم نہیں ہے الا ہماری نانی صاحبہ ملکہ شہناز جادو کو کہ نہایت کبیر السن ہیں اور ساحرہ معزز و قرابتدار شاہ طلسم ہیں اُن کو معلوم ہوگا میں اُن سے دریافت کرکے کسی حیلے و بہانے سے ادھر آکے کہدونگی تمکو حال لوح طلسمی سے آگاہ کردونگی یہ کہکر منڈھی سے نکل کر صاحبقران و خواجہ سے رخصت ہوکر طاؤس سحر پر سوار ہوکر جلد تر سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوئی اثناے راہ میں خیال کرنے لگی کہ اسوقت دربار حکیم طاؤس میں جانا کچھ ضرور نہیں ہے نانی صاحبہ ہماری دربار سے ابھی مکان میں آئی ہونگی میری منتظر ہونگی لہذا اپنی نانی ہی کے پاس چلی جسوقت وہ پوچھینگی کہ صاحبقران طلسم کشاے طلسم زلزلہ کو اسیر کرکے کیون نہ لائی خالی ہاتھ آئی کہدونگی کہ اُن کی بہت تلاش کی وہ نہیں ملے پھر اُن کی جستجو کرونگی اس حیلے سے اکثر ادھر آیا کرونگی اور نے نوازی خواجہ کی سنا کرونگی اپنے دل کو خوش کرونگی صورت خواجہ بلند وقر کردیا پیر بھی نظر کرونگی یہ خیالات کرتی ہوئی داخل طلسم ہوکر اپنی دولتسرا میں داخل ہوئی دیکھا کہ ملکہ شہناز جادو متردد اور پریشان خاطر و بدحواس بیٹھی ہے مجھ جادو سے کہہ رہی ہے کہ ابھی تک ملکہ بہار گل پوش نہیں آئی مجکو ہر طرح کا تردد ہے حسینہ و جمیلہ و نادان ہے مبادا اُس کی عزت و عصمت میں کہیں خرابی ہو تو باعث بدنامی ہو صاحب حسن و جمال کے سب خواہان ہوتے ہیں خود غرض دام فریب میں مبتلا کرتے ہیں کبھی وہ چھوکری تنہا بیرون طلسم نہیں گئی تھی آج پہلے پہل اپنی ضد سے گئی ہے میں نے لاکھ منع کیا تھا چھوکری نے مانا آخر اپنا ہی کہنا کیا تلاش طلسم کشا میں گئی کنیزون میں سے بھی کسی کو ساتھ نہ لیا تنہا ہی گئی مجھ جادو عرض کررہی ہے کہ خالہ جان اگر برا نہ مانیے تو میں کہوں آپ ملکہ بہار گل پوش کو زیادہ چاہتی ہیں الفت و محبت ان سے زیادہ رکھتی ہیں اسی وجہ سے وہ ناز و ضد کرتی ہے آپ نا

خود ہی آپ نے اُن کی نازبرداری سے اُن کو دلیر کیا ہی گھبرائیے نہیں وہ اب آتی ہونگی غالباً
طلسم کشا کو اسیر کرکے لاتی ہونگی راہ دور و دراز تک جستجو سے طلسم کشا مین گئی ہونگی گو کہ سن اُن کا
بہت ہی تھوڑا کم ہی لیکن عاقلہ و ہوشیار ہین سحر و ساحری مین آپ نے اُن کو طاق و مشاق شہرۂ آفاق
اپنی تعلیم و تربیت سے کر دیا ہی بھلا کوئی بچہ ہین وہ خود غرض اُن کو اپنے دام فریب مین کیا لا سکتا ہی اگر
طلسم ہو تو بھی اُن کی جستجو مین ہین اُن ہنوز ملکہ جادو یہ تقریر کر رہی تھی کہ ملکہ بہار گل پوش جادو
اپنی نانی کے روبرو آئی ملکہ شہنشاہ جادو نے خوش ہوکر اُس کے چہرے پر نظر کی دیکھا کہ چہرہ اترا ہوا ہی
رخ پر زردی کا اثر ہونٹون پر خشکی نمایان ہی آنکھین کی الفت مین سست ہین تنگ دیکھتے ہی کہ تردد پیدا ہوا دل مین
کہنے لگی کہ آج اس کے چہرے سے آثار عشق ظاہر ہوتے ہین بعد اس خیال کے پوچھا کہ اسے
بہار کہو تلاش طلسم کشا مین جاتی گئی تھی کہین اس کو پایا اسکو اسیر کرکے حوالے نائب خداوند حکیم جالوس
کے کر دیا یا نہیں ملکہ بہار گل پوش نے آغوش ملکہ شہنشاہ مین بیٹھکر عرض کیا کہ نانی جان جب سے
مین دربار نائب خداوند سے ہوکے تلاش طلسم کشا گئی سرگردان و پریشان صحرا صحرا دشت دشت
کوہ کوہ دیکھتی پھری آئی کہین طلسم کشا کو نہین پایا بہت خستہ و ماندہ ہوئی آمد و رفت سے ازحد
تھکی گئی تمازت آفتاب و صعوبت راہ سے میرا عجب حال ہو گیا ہی کچھ درد سر مین پیدا ہو گیا ہی
گرد و غبار راہ سے سراپا خاک مین آلودہ ہون دیکھیے کسقدر چہرے پر اور سر کے بالون پر گرد و غبار
پڑا ہی اگر یہ جانتی کہ طلسم کشا تلاش سے ہاتھ نہ آئیگا تو ہرگز نہ جاتی اسقدر تکلیف و زحمت گوارا نکرتی مین نے
بُرا کیا کہ آپ کے کہنے پر عمل نہ کیا جاکر بہت پچھتائی خالی ہاتھ سرگردان ہوکر یہان آئی آپ سے شرمندہ
ہوئی نائب خداوند حکیم جالوس سے بھی شرمندہ ہونگی اہل دربار نائب خداوند سے بھی محجوب ہونگی اور
ساحران دربار نائب خداوند سے ضرور کہین گے کہ ملکہ بہار اسیری طلسم کشا کا دعوی کرکے گئی تھی
لیکن طلسم کشا کو اسیر کرکے نہ لائی جو کہا تھا وہ نہ کیا اسی طرح حکیم جالوس بھی غالباً مجھ سے کہے گا اسکے
جواب مین کہونگی کہ پھر تلاش طلسم کشا کرونگی اگر آج طلسم کشا نہین ملا کسی روز تو کہین ملجائے گا
اُسے گرفتار کرکے آپ کے حوالے کر دونگی یہ کہکے درد سر کی زیادہ شکایت کرنے لگی ملکہ شہنشاہ
جادو کہ اسکو از حد چاہتی ہی اپنی جان سے بھی زیادہ اس کو عزیز رکھتی ہی تمام تقریر اس کی سن کے
فرط محبت سے خیال بد دل سے دور کرکے سمجھی کہ یہ لڑکی جو کچھ کہتی ہی سچ کہتی ہی اس نے جستجو طلسم کشا
کی بہت کی ہوگی طلسم کشا اس کو کہین نہ ملا ہوگا آخر دشت و کوہ مین سرگردان ہو کر بے نیل مرام چلی
آئی ہی اسی سرگردانی و زحمت و صعوبت رہروی راہ دور و دراز سے رنگ رخ اس کا متغیر ہی لب
خشک ہین آنکھون مین حلقے پڑے ہوے ہین چہرہ مثل زعفران زرد ہو گیا ہی سر مین درد شدید
اسی سبب سے پیدا ہوا ہی سراپا گرد و غبار راہ سے آلودہ ہی ابھی بیوقوف و نادان ہی کو جوان ہی عشق و
عاشقی سے آگاہ نہین ہی تو نے جو خیال قبل اس کے کیا تھا وہ غلط تھا یہ نادان چھوکری ہی کو حسن
عشق و الفت سے ناواقف ہی شیشۂ ناموس اس کا سنگ بدنامی سے محفوظ ہی یہ سمجھکر کثرت الفت
و محبت سے سراپا کی بلائین لیکر اپنے سینے سے لگا کر پیشانی کا بوسہ لے کر بہ شفقت بزرگانہ کہا کہ کیون
اے بہار آخر تو نے اپنی ضد کی ہار اکثر تماشا دیکھا تو نے کہ انجام کیا ہوا نصیب دشمنان رہروی
راہ دشت و بیابان و تمازت آفتاب تابان سے درد سر پیدا ہو گیا اس تکلیف و زحمت پر بھی گوہر مراد
ہاتھ نہ آیا آخر شرمندہ ہوئی اپنا دربار مین بھی جاکر شرمندہ ہوگی جو اپنے بزرگون کا کہنا

نہیں اتنا اُس کا یہی حال ہوتا ہے انجام نافرمانی بزرگان یہ ہوتا ہے خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب کبھی تلاش
طلسم کشا کے واسطے نائب خداوند حکیم جالوس سے کہہ دیا کہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کے
گرفتار نہو سکے گا اُس کا کہیں نشان نہیں ملتا اُس کی تلاش بہت کی وہ کہیں نہیں ملا شاید خوف
خداوند یا نائب خداوند سے اپنے وطن کی طرف چلا گیا یا حکیم سیالوس کی خبر قتل سنکے دستیابی
لوح طلسمی سے ناامید ہوکر طلسم کشائی سے دست بردار ہوکر کسی جانب چلا گیا ہے اب اُس کا ہاتھ
آنا دشوار ہے ملکہ بہار گل پوش جادو نے اپنی نانی سے لپٹ کر اٹھلا کر پوچھا کہ اے نانی جان
یہ تو بتلائیے کہ لوح کس کو کہتے ہیں وہ کیسی ہوتی ہے جواہرات سے کسی جواہر کی ہوتی ہے یا سونے
چاندی تانبے پیتل لوہے مٹی کی ہوتی ہے چھوٹی ہوتی ہے یا بڑی ہوتی ہے اُس پر کچھ لکھا ہوا ہوتا ہے یا
صاف ہوتی ہے اُس سے کوئی کام نکلتا ہے یا بے کام ہوتی ہے اُس کو کون بناتا ہے کیونکر بنائی جاتی ہے اُس کے
بنانے سے کیا فائدہ مقصود ہوتا ہے اسکو بنا کر کہاں رکھتے ہیں اس طلسم کی لوح جو بنائی گئی ہے وہ کہاں
رکھی گئی ہے کس کے قبضے میں ہے اگر ممکن ہوتا تو میں بھی اسے دیکھتی معلوم کرتی کہ لوح طلسمی ایسی ہوتی ہے
میں نے اپنی زندگی میں کبھی لوح طلسمی نہیں دیکھی ہے اُس کے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہے اگر وہ لوح طلسم
کشا کو مل جائے تو وہ اُس لوح سے کیا کسی کو قتل کر سکتا ہے لوح میں ماشاء اللہ اسکے کیا دھار اور آبداری ہوتی ہے
میری سمجھ میں نہیں آتا کہ طلسم کشا کو کس وجہ سے جستجو لوح ہے بھلا طلسم کشا کو لوح طلسمی مل سکتی ہے
یا نہیں اور اگر مل سکتی ہے تو کیونکر ملے گی اور جب اسکو دستیاب ہو جائے گی تو وہ اُس لوح طلسمی سے
کیا کام لے گا اور اگر اُس کو نہ ملے گی تو بقول آپ کے وہ مجبور و لاچار ہے بیبی میرے نزدیک ایسی
صورت میں کہ طلسم کشا کو لوح طلسمی دستیاب نہیں ہوئی ہے اُس کو گرفتار کرکے قتل کرنا یا قید خانے میں
بند کرنا بیکار و فضول ہے ناحق کسی کو ستانا در پئے ایذا رسانی ہونا اچھا نہیں ہے سراسر ظلم ہے جیسی تلاش
طلسم کشا نائب خداوند حکیم جالوس کو ہے جبکہ اُس کے پاس لوح طلسمی نہیں ہے تو اُس سے کیا اندیشہ ہے
ایسا اندیشہ کرنا خلاف مردانگی ہے خوف کرنا ایک تن تنہا سے خلاف حکومت شاہان اولوالعزم ہے اور خداوند
ہو دمسست جادو اور نائب خداوند حکیم جالوس کو تو بہت نازیبا ہے کہ وہ خداوند و نائب خداوند ہیں
صاحب حکومت و اختیار ہیں اُن کو تو کسی سے نہ ڈرنا چاہیے نہیں معلوم کیا سبب ہے کہ خداوند طلسم باطن
میں جاکر پوشیدہ ہوئے ہیں نائب خداوند کو خوف ہے طلسم کشا کی تلاش ہے اگر آپ کو ان سب حالات سے
آگاہی ہے خصوصاً جہاں لوح طلسمی رکھی گئی ہے اُس جگہ سے اطلاع ہے تو بیان کیجیے تاکہ مجھکو بھی معلوم
ہو جائے ملکہ شہناز جادو نے جو تقریر ملکہ بہار گل پوش جادو کی سنی ہکا بکا ہوکر خود خیال کرنے لگی کہ اس
چھوکری نے کبھی مجھسے ایسی باتیں نہیں پوچھی تھیں خصوصاً حال لوح طلسمی کا کبھی اس نے مجھسے
دریافت نہیں کیا تھا آج یہ کیا سبب ہے کہ یہ لڑکی مجھسے پوچھ رہی ہے ضرور ہے کہ اس کے دریافت
کرنے سے اس کا کچھ مطلب ہے بے وجہ اور بے سبب یہ دریافت نہیں کرتی ہے اگر یہ سمجھا جائے کہ
نادانی و بیوقوفی سے پوچھتی ہے تو ایسی لڑکی نادان بھی نہیں ہے وہ پندرہ برس کا سن رکھتی ہے سمجھدار ہے
عاقلہ و بالغہ ہے دنیا کی باتوں سے آگاہ ہے اگرچہ ناکتخدا ہے مگر اچھی ہم جولیوں میں بیٹھکر ان کی صحبت میں
رہ کر سب باتوں سے ماہر ہو گئی ہے بس ضرور ہے کہ دریافت حال لوح طلسمی سے اس کا کوئی مدعا ہے
عجب نہیں کہ یہ چھوکری صاحبقران سلطان کیہان شکوہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کے وقوعہ سے
اور اُن کے اسیر کرنے کو گئی تھی اُن کو دیکھکر اُن پر عاشق و فریفتہ ہوگئی ہو اور اُن کے کہنے

اسنے مجھسے حال لوح طلسمی دریافت کیا ہو کبھی اسنے مجھسے ایسی تقریر نہین کی تھی آج اس کی
اس گفتگو سے ضرور خیال ہوتا ہی کہ بہر طلسم کشا پہ مائل ہوکر آئی ہو اُس کی بہبودی کے واسطے حال لوح
طلسمی مجھسے دریافت کرتی ہی تاکہ جو کچھ مجھسے سُنے وہ اُس سے جاکر بیان کرے اور وہ فکر حصول
لوح طلسمی کرے لہذا ملکہ شہناز جادو جہان دیدہ ہی نہایت سن رسیدہ ہی بہت سے امور
واقف تو نے اپنی زندگی مین دیکھے ہین کہا جیسا عقل و فہم ہی یہ لڑکی مجھکو اپنے دام فریب مین مبتلا گرفتار کرنا
چاہتی ہی نادانی کے حیلے سے حال لوح طلسمی مجھسے دریافت کرنا چاہتی ہی مجھکو لازم ہی کہ فریب مین اس
چھوکری خود غرض کے نہ آؤ اسکو نادان نہ سمجھیہ مجھسے چال کرتی ہی یہ خیال کرکے برہم ہوکر اپنی آغوش
سے اُسے دور کرکے چین بجبین ہوکر قہر و غضب سے گھورکر پوچھا کہ او گیسو بریدہ سچ کہہ کس غرض سے
حال لوح طلسمی کا مجھسے پوچھتی ہی دریافت حال لوح طلسمی سے کیا مطلب ہی تجھکو لوح طلسم زلزلہ کے
حال سے کیا کام ہی تجھکو تیری اس تقریر سے اندیشہ ہی کیا کہون کیا کیا خیالات میرے دل مین گذر رہے
ہین زبان پر ابھی انکا لانا مناسب نہین جانتی ہون مگر یقین کرتی ہون کہ تو نے دربار نا سزا خداوند
طلسم کشا مین کوئی گل کھلایا ہی جب تو گھر مین آئی تھی اُسیوقت تیرے چہرے پر نظر کرنے سے میرے
دل مین کچھ خیالات گذرے تھے مگر مین نے اُن خیالات کو تیری باتون سے سچ گمان کرکے مسمار کیا تھا
اب تیری گفتگو سے صاف ظاہر ہوگیا ہی کہ تو نے ہمارے خاندانی طریقے کے خلاف کوئی فعل کیا ہی تیرے
چہرے سے ظاہر ہو رہا ہی یہ زردی رخ یہ خشکی لبون کی یہ حلقے نیلی آنکھون کے سب شاہد ہین تیری
بدچلنی کی دے رہے ہین بس تجھکو لازم و مناسب ہی کہ اسوقت مجھسے صاف صاف کہدے کوئی
بات پوشیدہ نکر ورنہ مجھسے برا اور دشمن اپنا کسی کو نپائیگی میری الفت و محبت کرنے پر نازان نہو میں
بدچلنی کی ہرگز دوست نہین بلکہ بہار رنگ پوش جادو نے عتاب و غصہ مادر سے خائف و
ترسان و لرزان ہوکر دست نازک حنائی جوڑکر آبدیدہ ہوکر کہا کہ اے نانی جان مین نے یون ہی
آپ سے حال لوح طلسمی پوچھا ہی آپ اور کچھ خیال نہ کیجیے تہمت بدچلنی کی مجھے نہ لگایئے میری زردی
رخ اور لبون کی خشکی پر نظر کرکے خیال بد نہ کیجیے رہروی و تمازت آفتاب عالمتاب سے میرے
چہرے کی یہ حالت ہوگئی ہی واسطے اطمینان خاطر کے مجھسے قسم لیجیے کہ مین نے کوئی فعل خلاف
آپکے خاندان کے نہین کیا ہی مین تو نگوڑی تلاش طلسم کشا مین گئی تھی جب وہ کہین نہ ملا تو
چلی آئی جب سے میری مادر و پدر نے انتقال کیا آپ ہی نے میری پرورش کی اتنا بڑا کیا شعور دیا
تعلیم و تربیت مین میری آپنے بسر کی بھلا مین کوئی کام خلاف عزت و حرمت کے کرسکتی
ہون کیا مجھکو آپکا خوف نہ تھا جو ایسے کام پر کمر باندھتی ملکہ شہناز جادو نے کچھ التفات نکرکے نہایت
غصے سے کہا کہ او ننگ خاندان تو مجھسے چھپاتی ہی صاف صاف نہین کہتی ہی اگر اذیت سے بچے
محفوظ رہنا چاہتی ہی تو صاف صاف بیان کردے ورنہ مارے کوڑون کے پشت تیری نیلی کردونگی
بلکہ تجھکو زندہ نہ چھوڑونگی تیرا زندہ رہنا گوارا نکرونگی افسوس تو نے غضب کیا کیا کہون کیا کیا ہی
مجھ ضعیفہ کی عزت کو تو نے خاک مین ملا دیا ہی اگرچہ تو اپنی زبان سے اقرار نکرے مگر تیرے چہرے
سے ظاہر ہو رہا ہی ملکہ بہار رنگ پوش جادو نے پھر وہی کہا جو کہا تھا جب ملکہ شہناز جادو نے
دیکھا کہ کسی طرح ڈرانے غصہ کرنے سے یہ دختر صاف صاف اظہار نہین کرتی ہی کوڑے سے مارنا
مناسب گمان کرکے زیادہ برہم ہوکر کہا کہ او گیسو بریدہ اگر تو سچ بیان نہین کرتی ہی اور مجھسے

چھپاتی ہے تو تیرے اس پوشیدہ کرنے سے کیا ہوگا کیا میں تیرے تمام حال سے آگاہ نہیں ہو سکتی
یہ کہکے وہ گڑیاں جو ملکہ بہار گل پوش کے کھیلنے کی تھیں ان میں سے ایک گڑیا کو اٹھا کر دست و پا
اس کے پہلے مروڑ کر بنظر سحر آگین پھر اس کو دیکھکر کارد سے پیشانی کو اپنی زخمی کر کے خون پیشانی
چلو میں لیکر الفاظ و اسمائے سحر آہستہ پڑھ کر خون مذکور پر دم کر کے وہ خون اس گڑیا پر ڈالکر
زمین پر اس کو رکھکر کہا کہ اے پتلی سحر ساحری تمام حال مفصل ملکہ بہار گل پوش کا بیان کر جس وقت
سے یہ دربار نائب خداوند سے گئی تھی کس کس جگہ اس کا گذر ہوا تھا اس نے کس کس سے کلام کیا تھا
اس نے کس کس سے گفتگو کی تھی اور کیا تقریر کی تھی جو کچھ افعال نیک و بد اس سے وقوع میں آئے ہوں
بیان کر بمجرد اس کہنے کے وہ گڑیا کھڑی ہو کر بزبان فصیح اس طرح گویا ہوئی کہ اے ملکہ شمشنا زجادو آگاہ
ہو کہ جب ملکہ بہار گل پوش جادو تمھاری نواسی دربار نائب خداوند حکیم جالوس سے روانہ ہوئی
تلاش طلسم کشائے طلسم زلزلہ میں دشت و کوہ کو طے کرتی ہوئی ہر طرف دیکھتی ہوئی کوہ بلور تک پہونچی
تھی زیر کوہ بلور خواجہ طیفور کہ دیا عیار روبروے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے
طلسم زلزلہ کے نے بجا رہا تھا اشعار غزل نے میں گا رہا تھا تمھاری نواسی صحرا میں زیر کوہ چند آدمیوں کو
دیکھکر برائے دریافت حال کوہ بلور پر جاکر ٹھہری تھی عیار مذکور جو نے نوازی کر رہا تھا اشعار گا رہا
تھا یہ نواسی تمھاری بگوش دل اس کا گانا سننے لگی اس کی آواز اس کو ایسی پسند آئی اور اس کا گانا
اس کو ایسا مرغوب ہوا کہ یہ گویا مست و مدہوش ہو کر جھومنے لگی بلکہ خود اس کے گانے کی تعریف
کرنے لگی جب عیار مذکور نے غزل تمام و کمال گا کر نے نوازی موقوف کی صاحبقران مذکور نے کہا
کہ اور کوئی غزل کے اشعار عاشقانہ نے بجا کر گاؤ عیار مذکور حسب الحکم اپنے آقا کے دوسری غزل کے
اشعار نے بجا کر گانے لگا ملکہ بہار گل پوش جادو پھر برغبت تمام اس کا گانا سننے لگی اور ایک
جھک کر بالائے کوہ سے زیر کوہ اس عیار نے نواز کو دیکھنے لگی آخر کار اس کی صورت پر اور اس کی
نے نوازی اور گانے پر یہ عاشق ہوئی جب عیار مذکور نے وہ دوسری غزل بھی گا کر تمام کی تو تمھاری
نواسی نے بے اختیار کوہ بلور سے اترکر اس عیار مکار کے روبرو جاکر پوچھا کہ تو کون ہے نام تیرا کیا ہے
اور تیرے سامنے جو بیٹھے ہیں ان کا نام کیا ہے اس صحرا میں تیرے آنے کا اور یہاں قیام کرنے کا
کیا سبب ہے اس نے اپنا نام صحیح بتا کر حسن و جمال پر تمھاری نواسی کے نظر کر کے مائل ہو کے عشق
اپنا ظاہر کر کے ملکہ بہار گل پوش کو بٹھایا تھا پھر نام صاحبقران کا ظاہر کر کے کہا تھا کہ یہ طلسم کشائے
طلسم زلزلہ ہیں واسطے تلاش لوح طلسمی کے یہاں تک آگئے ہیں سوا اس کے اور بھی تا دیر اس نے
تقریر کی تھی پھر اس نے پوچھا تھا کہ تمھارا کیا نام ہے یہاں آنا تمھارا کیونکر ہوا اس صحرا میں کس کام
کے واسطے آئی ہو تمھاری نواسی نے جواب دیا تھا کہ سچ تو یہ ہے کہ میں واسطے اسیری صاحبقران
طلسم کشائے طلسم زلزلہ کے دربار نائب خداوند سے یہاں تک آئی ہوں یہاں آکر طلسم کشائے
طلسم زلزلہ کو میں نے دیکھا پھر عیار مذکور نے کہا تھا کہ اے ملکہ بہار کیا اب ہمارے آقا کو گرفتار
کر کے لے جاؤ گی اگر ان کا اسیر کرنا تم سے امکان میں ہو تو ان کو قید کر کے لے جاؤ اس وقت
تمھاری نواسی نے جواب دیا تھا کہ آئی تو میں اسی واسطے تھی مگر تیری نے نوازی اور گانے سے
خوش ہو کر دل اپنا تجھکو دے چکی ہوں اب تیرے آقا کو گرفتار نہ کروں گی یہ سنکے وہ عیار اور صاحبقران دونوں
خوش ہوئے تھے پھر عیار مذکور نے تمھاری نواسی کے روبرو ایک اور غزل نے بجا کر گائی تھی

دل اس کا بہت خوش کیا تھا بعدہٗ عیار مذکور نے حال لوح طلسمی کا دریافت کیا تھا اس نے یہ
بیان کیا تھا کہ مجھکو حال لوح طلسمی سے آگاہی نہیں ہے ممکن ہے اپنی نانی سے دریافت کرکے
بیان کرینگے کہ دونوں کی تم کو نشان لوح طلسم زلزلہ سے آگاہ کر دونگی تم جاکر لوح مذکور کو لے آنا
یہ کہکے وہاں سے تمہارے پاس آئی تھی یہ کہکر وہ تیلی سحر خاموش ہوکر خاک پر گر پڑی گرتے ہی
اس کے دہن سے ایک ایسا شعلہ آتش نکلا اس شعلے سے وہ ہمہ تن جل کر خاک ہو گئی ملکہ شہنشاہ جادو نے
تمام تقریر تیلی سحر ساحری کی سنکے بصد قہر و غضب ملکہ بہار گل پوش سے کہا کہ کیوں او گو بریدہ
تو نے جاکر یہ گل کھلایا کہ عیار طلسم کشا کی تو نے نوازی پر عاشق ہوکے طلسم کشا کو اسیر کیا
وہاں سے یہاں آکر حال اپنے جانے کا اور طلسم کشا کے اسیر کرنے کا صاف صاف مجھسے بیان نہ کیا
مجھسے چھپایا اپنے عاشق ہونے کا بھی کچھ حال نہ کہا اس کو بھی مجھسے پوشیدہ کیا اور موافق وعدہ کرکے
مجھسے حال لوح طلسم زلزلہ دریافت کرنا چاہا تھا میں جہاں دیدہ تھی پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ بے سبب
تو حال لوح طلسمی دریافت نہیں کرتی ہے اب کہ تیرا تمام حال ظاہر ہو گیا تیری دروغ گوئی و عشق و
عاشقی کی تجھکو کیا سزا دوں مارے کوڑوں کے تیری پیٹھ کو فگار کر دوں یا تجھکو اسیر کروں یا تجھ ایسی
ننگ خاندان کو مار ڈالوں یا تیرا تمام و کمال حال نائب خداوند سے جاکر کہدوں یہ کہکر کوڑے مارنے کا
ارادہ کیا اسوقت تحفہ جادو سندر میان میں آکر اپنی خالہ کے قدم پر گر کر آبدیدہ ہوکر کہا کہ خالہ جان
میں قسم دیتی ہوں آپکو خداوند ہو دستہ جادو کی کہ ملکہ بہار گل پوش جادو میری بہن کو
کوڑے نہ ماریے گا یہ نازنین و گلبدن ہے برداشت کوڑوں کی اذیت کی نہو گی یقین ہے کہ مر جائیگی طائر روح
اس کا ابھی اس کے قفس تن سے نکل جائیگا میں بھی اس کے غم میں مر جاؤنگی اس کی عوض جو
چاہیے مجھے سزا دیجیے اور اس کی خطا کو معاف کیجیے یہ ابھی نادان ہے نافہمی سے یہ قصور اس سے ہوا ہے
میری اچھی خالہ اب غصہ نہ کیجیے کوڑا ہاتھ سے رکھ دیجیے جو کچھ ہوا اس سے درگذر کیجیے کچھ ایسی بے عزتی
نہیں ہوئی ہے عزت و آبرو اس کی نہیں گئی ہے صرف عاشق ہوئی ہے آپ کی اس چشم نمائی سے خائف
ہوکر عشق و عاشقی سے باز آئیگی اب کبھی حال لوح طلسمی آپ سے دریافت نکریگی دیکھیے یہ خود
اپنی خطا پر نادم ہے سر جھکائے ہوئے زار زار رو رہی ہے آنسو جاری ہیں ہچکی لگی ہے روتے روتے آنکھیں
سوج گئی ہیں آپکے خوف سے مانند بید تھرا رہی ہے ہاتھ جوڑے کھڑی ہے چہرہ اس کا کسقدر متغیر ہو گیا
ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی برسوں کا بیمار ہو اپنی دہن میں خوف سے لبوں اس کا خشک ہو گیا ہے مجھے
خوف یہ ہے کہ اس کی روح آپکے ڈر سے کہیں نکل نہ جائے بس یہ اپنی سزا کو پہونچ چکی مجھے امید ہے
اب کبھی ایسی حرکت اس سے وقوع میں نہ آئیگی اگر بارہ دیگر ایسی ہی حرکت اس سے سرزد ہو تو
اسے جو چاہیے گا سزا دیجیے گا میں پھر آپسے اس کے بارے میں کچھ نہ کہونگی دیکھیے خالہ جان
غصے کو اپنے ہی کرکے تقصیر اس کی عفو کر دیجیے ورنہ یہ نازک بدن تاب نہ لا سکیگی نہ لا کر ابھی تڑپ کر
مر جائیگی اس کے مرنے سے میں بھی زندہ نہ رہونگی اپنی جان دیدونگی مجھے یقین کامل ہے کہ بعد
ہم دونوں بہنوں کے آپ کبھی ہم دونوں کے صدمہ و غم میں زندہ نہ رہیے گا ضرور ہلاک ہو جائیے گا
خانہ بربادی ہو جائیگی یہ گھر تباہ و برباد ہو جائیگا کسی کا اس مکان میں نام و نشان باقی نہ رہیگا
دو معاملوں کو رنج ہوگا دشمن خوش ہونگے ابھی تک خیر ہے بدنامی عالمگیر نہیں ہوئی ہے بجز میرے کسی نے
حال عشق و عاشقی ملکہ بہار گل پوش جادو کا نہیں سنا ہے اگر آپکے درہ لگانے سے سزائے سخت

دینے سے میری ہمشیرہ مر جائیگی تو اس کا چرچا تمام ساحران طلسم مین ہوگا یہ راز افشا ہو جائیگا
بڑی ذلت و رسوائی آپ کی ہوگی آپ اہل عزت و خاندان شاہی سے ہین خداوند سے قرابت رکھتی ہین
ذرا انجام پر نظر کیجیے اس آغاز سزا دہی کا انجام بد ہوگا ذلت و رسوائی بہت ہوگی یہ خبر پوشیدہ نرہیگی
خداوند و نائب خداوند تک بھی خبر ضرور پہونچیگی سراسر آپ کی ذلت ہوگی جب تک زندہ رہیے گا انگشت نما
ہوئیے گا ساکنان طلسم زلزلہ نظر حقارت سے آپ کو دیکھین گے یہ عزت و آبرو آپ کی پھر نہ رہیگی
بہتر یہی ہے کہ اس عیب کو چھپایئے اسکی خطا پر خاک ڈالیے غیرون پر ظاہر نہ کیجیے آپ نے اس خوبرو
کو ناز و نعمت سے پرورش کیا ہے بچون سے خطا و تقصیر اکثر ہو ہی جاتی ہے بزرگ بہ شفقت بزرگانہ معاف
کر دیتے ہین آپ بھی ان کی بزرگ ہین یہ بے ماں باپ کی بچی ہے اس کے حال پر رحم کیجیے سوا آپ کے
بزرگ و سرپرست اس کا کوئی نہیں ہے مثل اس کے مجکو بھی آپ نے پالا ہے میرے بھی والدین زندہ
نہیں ہین بزرگون مین بجز آپ کے دم کے کوئی نہیں ہے آپ کے اشفاق بزرگانہ کا ہم دونون شکریہ
ادا نہیں کر سکتے ہین بڑے ناز و نعمت سے آپ نے ہم دونون کو پرورش کیا ہے بیشتر نازبرداری کی ہے
پال پوس کر اتنا بڑا کیا ہے بڑا حق ہے آپ کا ہر چند کہ یہ غصہ آپ کا بیجا نہیں ہے لیکن زیادہ غصہ بھی اچھا
نہیں ہے یہ کہکے بے اختیار با آواز بلند رونے لگی جان اپنی کھونے لگی ملکہ شہناز جادو نے مہرجادو کے
قسم دینے سے و نیز اس کی تمام تقریر سنکے انجام پر اپنے غصے کے غور کیا اور مہرجادو کی ریسکو
پسند کرکے سمجھانیکو خود اسی عالم غصہ مین یہ خیال کیا کہ بھانجی میری جو کچھ کہتی ہے سچ کہتی ہے گو لڑکی
ہے مگر عقل بزرگانہ رکھتی ہے یہ سوچکر غصے کو ضبط کرکے کوڑا ہاتھ سے زمین پر ڈالکر مہرجادو کے سر کو اپنے
قدم سے اٹھاکے کہا کہ او چھوکری تو نے مجکو خداوند کی قسم دی ہے اور قدم پر میرے سر رکھکر ہاتھ
جوڑکر اس گیسو بریدہ کے بارے مین کوڑے نہ مارنے کو کہا ہے خیر تیرے کہنے سے اب اس کو کوڑے
نہ مارون گی الا نظر بند کرون گی گھر مین لیکے اس کو قید کرون گی تاکہ پھر سوے صاحبقران
طلسم کشاے طلسم زلزلہ و دروبروے خواجہ طیفور گرد پا چین پر مائل ہوئی ہے نجاسکے یہ کہکر ہاتھ ملکہ
بہار کا پکڑ کر آہستہ آہستہ اسکے عارض پر طمانچے لگا کر کھینچکر حجرے مین بند کیا بعد ازان کہا کہ او ننگ خاندان
واہ وا طلسم کشا کو تو نے خوب اسیر کیا خود جاکر زنجیر عشق مین اسیر ہوئی اب نائب خداوند اگر پوچھیگا
تو اس سے کیا کہون گی مہرجادو نے عرض کیا کہ اے خالہ جان ابھو وقت شب ہے کل ہنگام صبح مین
جاکر صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ و خواجہ طیفور گرد پا کو اسیر و گرفتار
کرکے آپ کی خدمت عالی مین لے آؤن گی آپ دونون اسیرون کو اپنے ہمراہ نائب خداوند کے
پاس لے جائیے گا اس سے کہیے گا کہ میری نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو نے بمشکل ان کو گرفتار
کیا ہے مین ان اسیرون کو لے کر آئی ہون یہ سنکے وہ بہت خوش ہوگا آپ کا تمام طلسم مین شہرہ ہوگا
خداوند بھی آپ سے بہت خوش ہونگے عزت و توقیر آپ کی زیادہ کرینگے عجب نہیں کہ علاوہ خلعت
کے مال و حکومت محلات طلسم زلزلہ آپ کو دین اور بیحد ممنون منت ہون ملکہ شہناز جادو نے
جواب دیا کہ او چھوکری کیا اب تو بھی وہان جاکر کسی پر عاشق و فریفتہ ہوگی تیری بہن تو مبتلاے عشق
عیار مکار طلسم کشا ہو چکی ہے اس نے عرض کیا کہ مجکو شوق کا سفر کا نہیں ہے نہ مثل اپنی خواہر
نافہم ہون عشق و عاشقی سے مجکو نفرت ہے اگر مین بھی مانند اپنی بہن ملکہ بہار کے صاحبقران
یا ان کے عیار یا اور کسی سے آشنائی کرون تو مجکو جو چاہیے گا سزا دیجیے گا ملکہ شہناز جادو نے پوچھا کہ تو کیونکر

طلسم کشا کو اسیر کر لاے گی اُس کے ساتھ عیار ہی وہ بلاے روزگار ہی مجمر جادو نے کہا کہ اگر ہمراہ
طلسم کشا عیار ہی تو کیا اندیشہ ہی اگر عیار ہی پر عیاری نکی ہو تو مجھ کو کام ہی کیا آپکی تعلیم سے
صرف سحر و ساحری ہی مین طاق و مشاق نہین ہون بلکہ اپنی طبیعت سے عیارہ و مکارہ بھی ہون
میرے دام فریب مین پھنسکر نکلنا ممکن نہین اگر آپ مجکو جانے کی اجازت دین گی تو یہان سے جاکر
وہ عیاری کرون گی کہ عیار اور طلسم کشا دونون کو دام فریب مین مبتلا کرکے فی الفور اسیر کر لاؤنگی
اُنکے گرفتار کر لانے کی تدبیر میرے ذہن مین آچکی ہی ملکہ شہناز جادو اُس کی گفتگو سنکے خاموش
رہی غرض وہ شب گذر کر صبح ہوئی مجمر جادو نے پھر کہا کہ خالہ جان اگر مجکو اجازت دیجیے تو ابھی
جاکر طلسم کشا کو گرفتار کرکے لے آؤن اُنھون نے اُس کے مکرر کہنے سے جواب دیا کہ اچھا جا طلسم کشاے
طلسم زلزلہ کو مع اُس کے عیار مکار کے اسیر کر لا خبردار تو مانند اُسکے بیہودہ بڑھکے کسی بیہودگی مین
مائل ہونا اُس نے کہا کہ خالہ جان آپ اطمینان رکھین میری طبیعت ملکہ بہار کی طبیعت سے جدا ہی
جو کچھ تدبیر اُس کو کرنا منظور تھی وہ تدبیر کرکے تخت سحر پر سوار ہوکر سوے کوہ بلور روانہ ہوئی
بعد قطع راہ دور و دراز کے قریب کوہ بلور پہونچی بلندی پر سے دیکھا کہ ایک منڈھی کی مانند چھوٹا سا
خیمہ زیر کوہ استادہ ہی اندر اُس خیمے کے ایک نوجوان خوش رو جس کے رخ سے آثار شجاعت و
جرات آشکار ہین دلیرانہ بیٹھا ہوا سحر اسے سبزہ زار کر رہا ہی تسبیح ہاتھ مین ہی کچھ پڑھ رہا ہی عیار
زمین کا اُس کے سامنے موجود ہی چند خدمتگار وغیرہ کاروبار مین مصروف ہین سب کو دیکھتی ہوئی
آگے بڑھکر بلندی سے بالاے زمین مسکراتی ہوئی آئی تخت سحر سے اُتری خواجہ طیفور کردہ پاکو
دیکھتے ہی پہچانتے ہوے اُس کی طرف دوڑے کہ اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان
کیا مجکو اپنے یہان آنے سے شاد کیا ہی کہ بیحد خوشی و خرمی حاصل ہوئی ہی جب سے تم
یہان سے سوے طلسم زلزلہ گئی تھین کیا کہون کہ تمھاری جدائی مین کیسا بیتاب و بیقرار رہتا
مانند مرغ نیم بسمل کے زمین پر تڑپتا تھا بیتابی و بیقراری و درد جدائی سے نالہ و فریاد کرتا تھا میری
گریہ وزاری پر اس صحرا کے چرند و پرند رحم کرکے قریب میرے آکے میرے حال پر وہ بھی نالان
ہوتے تھے عجب بے سبب بیچینی سے گریہ وزاری مین شب فرقت مین نے تمھاری یاد مین بسر کی ہی شکر ہی
خدا کا کہ تم میرے پاس آئین مین نے تمھین دیکھا دل بیتاب کو قرار ہوا صدمہ جدائی دور ہوا آؤ آؤ
سینے سے لپٹ جاؤ میری آغوش مین آؤ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے دیکھا کہ ملکہ بہار
گل پوش جادو وہی صورت سے اپنے رخ پر نقاب ڈالے وہی زیور و لباس رنگین پہنے ہوے آئی ہی
خواجہ اپنی معشوقہ کے روبرو کھڑے ہین حال بیتابی و بیقراری دل ظاہر کر رہے ہین وہ سر جھکائے
ہوے مسکرا رہی ہی ابھی صاحبقران کشورستان جانب ساحرہ مذکورہ و خواجہ طیفور کر دیکھ ہی رہے
تھے اور دل مین کہہ رہے تھے کہ یہ ساحرہ صادق القول ہی اس نے وعدہ آنے کا کیا تھا حسب اقرار اپنے
آئی ہی نہین معلوم حال لوح طلسم زلزلہ کا بھی اپنی نانی سے دریافت کرکے آئی ہی یا نہین نزدیک آئے
تو اُس سے دریافت کیا جائے خدا کرے کہ اسی کے ذریعے سے لوح کا پتا ملجائے کہ خواجہ موصوف
ہاتھ اُس نازنین کا اپنے ہاتھ مین گرمجوشی سے پکڑے ہوے عشق اپنا ظاہر کرتے ہوے قریب
آئے اور نازنین مذکور کو اندر اُس منڈھی کے بالاے فرش نفیس بٹھایا اُس ساحرہ نے کہا کہ اے
خواجہ کل تم نے مجھسے بابت لوح طلسمی طلسم زلزلہ کے کہا تھا مین نے یہان سے جاکر اپنی نانی صاحبہ

لوح طلسم زلزلہ کو دریافت کیا تھا تب انھون نے بمشکل بیان کیا کہ لوح طلسم زلزلہ میرے پاس ہے
خداوند ہوش و سرمست جادو نے مجھے امین و خیرخواہ جان کر لوح طلسمی سپرد کی ہو مین نے کہا کہ
مین بھی دیکھون وہ لوح کیسی ہو انھون نے میرے ضد کرنے سے مجبور ہو کر لوح طلسمی مجھے دکھائی
پھر صندوقچے مین بند کرکے رکھدی جب وہ نائب خداوند کے دربار مین گئین مین صندوقچہ کھول
لوح طلسم زلزلہ لے کر یہان چلی آئی تو یہ لوح طلسمی موجود ہے تمھاری محبت مین مین نے بربادی
طلسم زلزلہ گوارا کی ہے یہ کہکر رومال سے لپٹی ہوئی ایک لوح خواجہ کے حوالے کی بعدازان کہا کہ
ذرا میرے اس احسان کا خیال رکھنا لوح کی حفاظت کرنا میری الفت سے دست بردار نہ ہونا
مین نے اپنی جان اور اپنے دین کا بھی کچھ خیال تمھاری الفت مین نہ کیا خداوند و نائب خداوند
بلکہ تمامی ساحران طلسم کی دشمن جان ہوئی بربادی طلسم کی خواہان ہوئی اپنی رسوائی کا بھی
کچھ اندیشہ نہ کیا تمکو بھی لازم و مناسب ہے کہ مجھ سے ترک محبت نکرنا اس لوح طلسمی کے دینے
سے اور تمھین دیدینے سے جو کچھ قہر و عتاب و اسیری میرے مقدر مین ہے وہ ہوگی مین خداوند و نائب
خداوند و نیز اپنی نانی صاحبہ کے قہر و غضب مین مبتلا ہو کر قید ہونا گوارا کرونگی لیکن تمھاری محبت
سے ہاتھ نہ اٹھاؤنگی اگر اسیر نہوئی تو پھر تمھارے پاس آؤنگی ورنہ اپنا میرا یہان آنا نہوگا
قید خانے مین جانا نصیب ہوگا زندان مین تمھاری تصویر خیالی سے باتین کیا کرونگی جبتک
ہمراہ صاحبقران کے داخل طلسم ہو کر مجھے زندان سے رہا نکروگے رہا نہونگی خواجہ طیفور کردیا
نے وہ رومال دست ساحرہ سے لے کر رومال پیچیدہ سے لوح کو نکال کر جو دیکھا تو وہ عجیب لوح
نظر آئی ایسی چمک اس مین تھی کہ نظر اس کے دیکھنے سے خیرہ ہوتی تھی مانند آفتاب کے چمک
رکھتی ہے کچھ نقوش و طلسم اس پر کندہ بھی بمشکل تمام نظر آتے تھے خواجہ لوح مذکور کو دیکھکر خوش
ہوے بعدازان وہ لوح صاحبقران کو دے کر کہا کہ لیجیے دعا آپکی قبول ہوئی لوح طلسمی
دستیاب ہوئی امیر با توقیر نے دست خواجہ سے لوح مذکور لے کر اس پر نظر کی خوش ہو کر شکر خدا
کیا اس اثنا سے مین ساحرہ مذکورہ نے اپنے دل مین کہا کہ پہلے اس عیار سے کیا خوب عیاری
کی ایسا عیار ملے سے روبکار میرے دام فریب مین گرفتار ہوگیا اب تاخیر کرنا کیا ضرور ہے [illegible]
دونون کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے تخت سحر پر ان کو ڈال کر سوے طلسم زلزلہ چل اپنی بحالا اور نائب
خداوند سے سرخرو ہو طلسم زلزلہ مین نامور ہو خداوند کی جان نثار و خیرخواہ مشہور عالم ہو
یہ باتین اپنے دل مین کر کے الفاظ سحر اپنی زبان پر جاری کرنا چاہے ہر چند جو سحر یاد تھے خوب ان کو یاد
کیا مگر کوئی سحر یاد نہ آیا ہر ایک سحر فراموش ہو گیا اسوقت ساحرہ مذکورہ نے گھبرا کر سخت متردد ہو کر
سر اپنا اٹھایا آنچل دوپٹے کا جو اپنے سر و رو پر ڈال کر زیر سایہ منڈھی بیٹھی تھی سرکایا تردد و فکر سے
جو پسینہ آگیا تھا اپنے رومال سے اس پسینے کو زیر نقاب چہرہ سے پونچھا ناگاہ صاحبقران گیتی ستان
و خواجہ طیفور کردیا نے اس کے چہرہ پر نظر کرکے متردد ہو کر دل مین خیال کیا کہ یہ ساحرہ [illegible]
تو بصورت ملکہ بہار گل پوش جادو یہان آئی تھی اب اسکی صورت کچھ اور ہی ہو گئی ہے نہ
اس کا سا اس کا چہرہ ہے نہ ناک ہے ایک ساحرہ جوان سبزہ رنگ ہے بعد فکر بسیار عقل سے یہ دریافت
ہوا کہ یہ ساحرہ کوئی اور ساحرہ ہے بزور سحر ملکہ بہار گل پوش کی صورت بنکر واسطے گرفتاری اور
عیاری کے یہان آئی تھی منڈھی حضرت دانیال کے سامنے بیٹھنے سے تھی سحر اس کا دفع ہو گیا

صورت اصلی پر آگئی اور سحر بھی بھول گئی کیونکہ یہ خاصہ منڈھی مذکور کا ہے کہ تبرکات پیغمبر سے ہے بعد
معلوم ہونے حال ساحرہ مذکورہ کے خواجہ نے پوچھا کہ اے ملکہ نام نامی تمہارا کیا ہے اوس نے جواب دیا
کہ اے خواجہ جانے دیجیے صد مقام عجب ہے کہ تم مجھکو نہیں پہچانتے ہو میرا نام نہیں جانتے ہوا ایسا جلد
مجھکو بھول گئے کل میں تمہارے پاس آئی تھی تمنے نے پکار کر غزلیں گائی تھیں عشق اپنا ظاہر کیا تھا
واسطے لوح طلسم کے تمنے کہا تھا آج جو لوح طلسمی لیکر تمہارے پاس آئی ہوں لوح حوالے کر چکی
ہوں تو مجھکو تم پہچانتے بھی نہیں یہ خوبی زمانہ ہے اور اپنی بد قسمتی ہے افسوس ہزار افسوس میں نے
تم ایسے خود غرض بیوفا و ناشناس الفت کے لیے لوح طلسمی لا کر تمہارے حوالے کر دی میں کیا جانتی تھی
کہ تم ایسے خود غرض بیوفا صورت نا آشنا ہو گیا میں نے نادانی و بیوقوفی کی بے سمجھے الفت
کو پہنچی تمہاری الفت و محبت پر نظر کر کے تمہارا اعتبار کیا اپنا عاشق صادق تصور کیا حالانکہ مجھکو ایسا
کرنا چاہیے تھا بقول شاعر ع وفا کا لاکھ کسی سے کرے قرار کوئی + کرے کسی کی نہ الفت کا اعتبار کوئی
میں نے تمہاری محبت کا جو اعتبار کیا تو سزا اسکی مجھکو یہی پائی کہ اب تمام زندگی کسی سے محبت نہ کروں گی
نہ کسی کی الفت کا اعتبار کروں گی سچ ہے تم ایسے ہی رو زمین کے بھول گئے مطلب جو نکل گیا آشنا سے
بے آشنا ہو گئے ہاں صاحب کیوں نہیں اب تو لوح طلسمی جس کے دستیاب ہونے کی آرزو تھی مجھ
نادان و بیوقوف کے ہاتھ سے پا گئے اب کیا ہے بے خوف و خطر مصروف طلسم کشائی ہو طلسم زلزلہ کو
تباہ و برباد کرو در بندوں کو فتح کرو مرحلات طلسمی کو سر کرو ساحران طلسم زلزلہ کو حسب ہدایت
لوح طلسمی قتل کرو ابتدا مجھ سے کرو کہ میں نے اپنی نانی کے صندوقچے سے چرا کر لوح لا کر تمکو دی ہے
بڑا قصور کیا ہے ایسی کوئی خطا کرتا ہے قابل سزا سخت ہوں واجب القتل ہوں کیوں دیر لگاتی ہے
قتل کرو میری تو یہی صلاح و مرضی ہے جانو یہ کہکر آبدیدہ ہوئی صاحبقران اوس کی تقریر کو سنکے مسکرائے خواجہ
بے اختیار ہنسے ساحرہ مذکورہ ان کے مسکرانے ہنسنے سے زیادہ برافروختہ ہوئی اوسوقت خواجہ
علیہ السلام نے مسکرا کر اپنی زنبیل سے ایک آئینہ نکال کر ساحرہ مذکورہ کو دے کر کہا کہ اے ملکہ
ذرا اس آئینے میں اپنے چہرے کا معائنہ کرو اپنے تئیں پہچانو ہم تو تمکو پہچان چکے ہیں تم بھی اس آئینے
میں اپنی صورت کو دیکھو تم نہیں ملکہ مہار گل پوش جادو ہو یا کوئی اور ساحرہ مذکورہ نے بعد حجت
بسیار آئینہ لیکر اپنے منہ کو آئینے میں دیکھا دیکھتے ہی حیرت ہو گئی کیونکہ اپنی اصلی صورت آئینے میں
نظر آئی دل میں کہا کہ اے مہار جادو یہ کیا واقعہ عجیب پیش آیا سحر میرا کس طرح دفع ہو گیا کس نے
دفع کیا یہاں ایسا کون ساحر زبردست تھا جس نے مجھ ایسی ساحرہ کے سحر کو اس طرح دفع کیا
کہ مجھے خبر نہ ہوئی اور راز میرا فاش ہو گیا عیاری تو کی تھی مگر بن نہ پڑی حال میرا کھل گیا علاوہ اس کے
حیرت یہ ہے کہ سحر بھول گئی شاید صاحبقران یا خواجہ ساحران زبردست ہیں کہ انھوں نے اپنے
سحر سے میرے سحر کو دفع بھی کر دیا اور میرا سحر بھی مجھے بھلا دیا پیشتر تو یہی سنا ہے کہ اہل اسلام ساحر
نہیں ہوتے ہیں یہ مسلمان ایسے ہیں کہ جن کے پاس بیٹھنے سے باتیں کرنے سے سحر دفع ہو جاتا ہے اور
جو جو سحر یاد ہوتا ہے وہ بالکل بھول جاتا ہے یہی وجہ تھی کہ خواجہ نے مجھ سے میرا نام پوچھا تھا صاحبقران
اور یہ عیار دونوں مجھکو دیکھکر ہنستے تھے تو بے خبر تھی آئینہ دیکھنے سے مجھے اپنی صورت کا معائنہ ہوا
تب راز افشا ہو گیا جو تدبیر کی تھی وہ بن نہ پڑی اب اپنی جان بچا اور کہیں گریزاں ہو ورنہ گرفتار
ہو جائے گی ان کو گرفتار کرنے آئی تھی خود ہی اسیر ہو جانے کی بلکہ عجب نہیں کہ تاخیر کرنے سے

پیارے تجھکو گرفتار کرکے قتل کرے تیرے خون گلو سے اپنی شمشیر آبدار و زمین صحرا کو رنگین کرے یہ باتین
لغجات تمام دل مین کرکے جلد اٹھکر مندھی سے نکلنے کا ارادہ کیا اُسوقت خواجہ نے کہا کہ اے مندھی
حضرت دانیال پیغمبر کی یہ ساحرہ جانے نپائے اُس نے بھاگنے کا ارادہ کیا ہے برائے دشمنی و اسیری
صاحبقران یہ آئی تھی اب عاجز ہوکر بھاگتی ہے اس کو اسیر کرنے پھر داس کہنے کے اُن خدمتگارون نے
دیکھا کہ یکایک وہ ساحرہ مندھی مین اس طرح لٹک گئی کہ سر اُسکا نیچے پانون اُسکے اونچے ہوکر بہت
مستحکم مین جو مندھی مین تھین بند ہو گئین اُسوقت ساحرہ مذکورہ فریاد و عاجزی کرنے لگی خواجہ نے کہا کہ
اے ساحرہ عیارہ اب کہہ تجھکو تیغ سے یا خنجر بران سے قتل کرون یا تجھکو نشانہ تیر کرون اگر اپنی زندگی
چاہتی ہے تو ہماری اور صاحبقران کشورستان کی اطاعت اختیار کر کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہو یا مطیع
دین اسلام ہوا ور اپنے نام سے آگاہ کر صاف صاف حال اپنا بیان کر تونے مجھ ایسے عیار سے عیاری
کرنا چاہی تھی واسطے اسیر کرنے صاحبقران کشورستان میرے مالک و آقا کے آئی تھی یہ کہکر کوڑا
زنبیل سے نکال کر ارادہ مارنے کا کیا اُسوقت ساحرہ مذکورہ نے بعد عاجزی کہا کہ اے خواجہ
مین سچ سچ تمام حال اظہار کرتی ہون اطاعت تمہاری اور صاحبقران کی اختیار کرتی ہون مطیع
دین اسلام ہوتی ہون کوڑے سے مجھکو اذیت نہ دیجئے مین تاب تازیانہ نہ لاسکون گی ہلاک ہو جاونگی خواجہ
نے ہاتھ اپنا روکا اُس نے بیان کیا کہ اے خواجہ آگاہ ہو کہ نام میرا مجمر جادو ہے بھانجی ملکہ شہناز
جادو کی ہون جب ملکہ بہار یہان سے اپنے گھر گئی میری خالہ نے اُس سے پوچھا کہ تو نے طلسم کشا
کو اسیر کیون نہ کیا اُس نے جواب دیا کہ باوجود تلاش بسیار صاحبقران طلسم کشا سے طلسم زلزلہ
مجھے نہین ملے اسوجہ سے مین خالی ہاتھ آئی ورنہ طلسم کشا کو اسیر کرکے لے آتی یہ کہکر اُس نے
حال لوح طلسمی کا اپنی نانی سے دریافت کیا تھا ہماری خالہ نے متردد ہوکر بزور سحر تمام حال آپکے
یہان آنے کا اور عاشق ہونے کا دریافت کرکے ارادہ سزا سخت دینے کا کیا تھا مین نے
سزا اسکے سخت سے اُس کو بچاکر اقرار کیا تھا کہ طلسم کشا کو اسیر کرکے مین لے آؤن گی حسب وعدہ
واسطے گرفتار کرنے کے یہان آئی تھی نہین معلوم کیا سبب ہوا کہ سحر میرا دفع ہوگیا بصورت ملکہ
بہار سحر سے بنکر یہان آئی تھی پہنچتے ہی بصورت اصلی ہوگئی سحر بھی بھول گئی آئینہ دیکھکر جو اپنی
اصلی صورت ہو جانے سے آگاہی ہوئی پھر مین نے یہان سے بھاگنے کا ارادہ کیا تھا ناگاہ
مین اس مندھی مین لٹک گئی دو بیڑیان مین میرے پانون خود بخود بند ہوگئے چاہتی ہون کہ
مجھے چھوڑ دو ابھی پیش نہ آؤن گی خواجہ نے اُسکے چہرے پر نظر کرکے صادق القول
جان کے اُس کو رہا کر دیا وہ صاحبقران و خواجہ سے رخصت ہوکر سوئے طلسم زلزلہ تخت سحر
سوار ہوکر روانہ ہوئی بعد قطع راہ اپنے گھر مین پہونچی ملکہ شہناز جادو نے پوچھا کہ اے
مجمر جادو تو بھی خالی ہاتھ آئی طلسم کشا کو اسیر کرکے کیون نہ لائی اُس نے کہا اے خالہ جان ہر چند
مین نے چاہا کہ طلسم کشا کو اسیر کرون لیکن اُس کو اسیر نہ کر سکی مجبور ہوکے چلی آئی ملکہ شہناز
جادو مجمر جادو سے بہت غضبناک ہوئی بعدہ کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی مانند ملکہ بہار
گلپوش جادو کے صاحبقران یا اُسکے عیار پر عاشق ہوئی جس طرح وہ طلسم کشا کو
اسیر کرکے نہ لائی اُسی طرح تو بھی خالی ہاتھ آئی یہ کہکے عالم غصہ و غضب مین اُس کو بھی مع شہزادی
ایک ساحر عقرب جادو ہمسایہ مین ملکہ شہناز جادو کے رہتا تھا وہ اسوقت ملنے ملکہ شہناز جادو

سے برگشتہ ہوئے تمام حالات ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو کے گوش زد ہوئے فی الفور دربار
نائب خداوند حکیم جالوس میں جا کر بعد سلام دست بستہ جملہ حالات ملکہ بہار جادو و مجمر جادو کے
جانے کے اور خالی ہاتھ واپس آنیکے بیان کرکے اپنی طرف سے عرض کیا کہ اے نائب خداوند
ملکہ شہناز جادو بھی طلسم کشا سے مل گئی ہے مطیع دین اسلام ہو گئی ہے بذریعہ ملکہ بہار جادو و ملکہ
مجمر جادو کے اُس نے طلسم کشا سے ساز کیا ہے اقرار بتانے لوح طلسم زلزلہ کا کیا ہے اسیوجہ سے وہ
آپکے دربار میں نہیں آتی نہ کچھ حال ملکہ بہار جادو و مجمر جادو کے جانے کا اُس نے آکر بیان
کیا اُس نمک خوار قدیم نے از راہ خیر خواہی جو کچھ اپنے کانوں سے سُنا اور آنکھوں سے دیکھا ہے
اُسکو عرض کیا ہے اطلاع اُس کی سرکشی اور ارادہ دشمنی سے حضور کو دیدی ہے آئندہ حضور کو اختیار
ہے یہ کہکے خاموش ہو کر اجازت حاصل کرکے اپنی جگہہ پر دربار میں بیٹھا حکیم جالوس جب نے
عقرب جادو سے تمام حالات ملکہ بہار جادو و مجمر جادو و ملکہ شہناز جادو بگوش دل سُنکے
از حد غضبناک ہوکر بغیر دریافت کئے عقرب جادو کے کہنے کا یقین کرکے آفات احول چشم
جادو سے کہا کہ جلد جا کر ملکہ شہناز جادو کو یہاں اپنے ہمراہ لے آ اگر وہ یہاں آنے میں کچھ حیلہ و
حوالہ کرے اور ہمارے حکم سے سرکشی کرے تو اُسکو بذلت کشاں کشاں ہمارے روبرو لانا
کچھ پاس و لحاظ اُس کا نکرنا ہمارے حکم پر عمل کرنا ہرگز اُس سے نڈرنا اگر وہ ساحرہ زبردست ہو
تو بھی تو ساحر نامی و نامور ہے سحر و ساحری میں کچھ اُس سے کم نہیں ہے مقابلہ و مجادلہ کرنا غرض جسطرح
ممکن ہو اُس کو ضرور میرے سامنے لے آنا اگر وہ سوئے طلسم کشا چلنے کا ارادہ کرے تو اُسے
جانے نہ دینا سد راہ ہونا اور بدولت کو اطلاع دینا آفات جادو حسب الحکم نائب خداوند اسیوقت
کئی ہزار ساحروں کو ہمراہ لیکر تخت سحر پر سوار ہوکر سوے مکان ساحرہ مذکورہ روانہ ہوا بعد
قطع راہ مکان ملکہ شہناز جادو پر پہونچا ملکہ شہناز جادو کو اُس کے آنے کی خبر ہوئی فی الفور اپنے
محل سے باہر برآمد ہوکر پوچھا کہ اے آفات احول چشم جادو خیر تو ہے اسوقت کیوں آئے ہو اُس نے
کہا کہ آپکو نائب خداوند نے یاد کیا ہے واسطے بلانے کے مجھکو آپ کے پاس بھیجا ہے لہذا مناسب ہے کہ جلد
دربار میں چلیے نائب خداوند آپکے منتظر ہیں ملکہ مذکورہ نے پوچھا کہ تمکو کچھ معلوم ہے کہ ہمیں کیوں
بلایا ہے اُس نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ کس واسطے طلب کیا ہے غالباً کوئی کام ضروری ہوگا ملکہ شہناز
جادو ہمراہ آفات احول چشم جادو بعد تردد سوے دربار حکیم جالوس نائب خداوند گئی جب سامنے
اُس کے گئی سلام کرکے پوچھا کہ اے نائب خداوند اسوقت مجکو کیوں طلب کیا ہے اُس نے غضبناک
ہوکے کہا کہ تجھے کچھ حال ملکہ بہار گل پوش جادو کا نہ آکر بیان کیا اُس نے سر دربار طلسم کشا
کے اسیر کرلانے کا اقرار کیا تھا بلکہ بسلسلہ گرفتاری طلسم کشا کے طلسم زلزلہ روانہ بھی ہوئی تھی اُس کو اسیر کرلائی
یا نہیں ملکہ مذکورہ نے جواب دیا کہ اے نائب خداوند میری نواسی براے تلاش و اسیری صاحبقران
طلسم کشا کے طلسم زلزلہ جو گئی تھی بعد تلاش بسیار و سرگردانی و دربدری اُن دونوں بے نیل مرام آئی طلسم کشا
اُسکو کہیں نہیں ملا اگر وہ طلسم کشا کو گرفتار کرلاتی تو وہ خود یا مع قیدی دربار میں آتی حکیم جالوس
نے بقہر و غضب کوڑا طلب کرکے کہا کہ او مفسدہ مکارہ معلوم ہوا کہ تو اپنی نواسی سے گرفتار کرتی ہے اُس کا
حال چھپاتی ہے ہمکو سب حالات سے آگاہی ہوگئی ہے ہم نائب خداوند ہیں جانب خداوند سے مالک
حاکم و منتظم طلسم زلزلہ ہیں امور ملکی و واقعات سے باخبر رہتے ہیں غافل نہیں ہیں تو سمجھتی ہے اسس

پیرانہ سالی مین دروغ گو ہو گئی ہے تمام حالات چھپاتی ہو سر دربار جھوٹ بولتی ہو یہان معلوم ہو چکا ہے کہ چھپا رکھی
اور نواسی تیری طلسم کشا سے مل گئی ہے تو نے بھی طلسم کشا سے سازش کی ہے اُس کی شریک خفی ہو رہ
سے ہو گئی ہے بدخواہی خداوند پر تو نے کمر باندھی ہے طلسم برباد کیا چاہتی ہے طلسم زلزلہ جاتی رہے کہ کے عالم عدم
مین پہنچے اُس کی عزت و لیاقت و عالی مرتبہ ہونے کا خیال نکرکے انجام پر نظر کرکے حکم دیا کہ اس مکارہ
و بدخواہ خداوند پر کوڑے لگاؤ دروغگوئی و بدخواہی خداوندی ہمارے حکم سے اِس کو سزا دو
مجبوراً اس کہنے کے عقرب جادو وغیرہ ساحران نابکار واسطے کوڑے مارنے کے اُٹھے نائب خداوند
نے پہلے اپنے ہاتھ سے ایک کوڑا اُس پر لگایا پھر عقرب جادو کے کوڑا حوالے کرکے کہا کہ مارے
کوڑون کے پشت اس بداندیش شہنشاہ کی فگار کر سر دربار سزائے سخت دے تاکہ پھر کوئی ساحران
طلسم زلزلہ سے شریک طلسم کشا ہو کر بدخواہ خداوند نہو عقرب جادو کہ دشمن ملکہ شہناز جادو
تھا حسب الحکم نائب خداوند کوڑے مارنے لگا ملکہ شہناز جادو نالہ و فغان کرنے لگی زمین پر تڑپنے
لگی ہنوز چند کوڑے مارے تھے کہ حکیم چالوس نے اشارے سے منع کیا عقرب جادو نے ہاتھ
روکا نائب خداوند کو برہم ہو کر حکم دیا کہ اس دروغگو مکارہ ضعیفہ کو ہمارے دربار سے نکال دو
اگر بار دیگر کوئی خبر اس کی بداندیشی و بدخواہی کی ہمکو پہونچے گی تو ایسی سزا دی جائیگی کہ یہ بھی
یاد کرے گی حسب الحکم بعض ساحران دربار نے اُس کو دربار سے نکال دیا اکثر ساحران دربار
نامی و نامور ملکہ شہناز جادو کے حال پر متاسف ہوئے اور بجائے خود کہنے لگے کہ نائب خداوند نے
اچھا نکیا ایسی ساحرہ معززہ و قرابت دار خداوند کو سر دربار کوڑا مارا اور عقرب جادو کو بھی
حکم کوڑے لگانے کا دیا سر دربار اسکو ذلیل کیا بغیر دریافت حال ایسی سزائے سخت دی خلاف
عدالت یہ فعل کیا اپنے خیرخواہ کو اپنا دشمن کیا ضرور ہے کہ انجام اس کا بد ہوگا یہ باتین اپنے دلمین کرکے
خاموش رہے خوف قہر و غضب نائب خداوند کو رہے کچھ زبان پر نلاسکے ملکہ شہناز جادو اپنی
ذلت اور کوڑون کی اذیت سے روتی ہوئی اپنے گھر گئی ملکہ بہار جادو و شمع جادو کو جب تمام حال
سے آگاہی ہوئی دونون رونے لگین نائب خداوند کو کلمات سخت کہنے لگین ملکہ شہناز جادو نے کہا
کہ اے لڑکیو تمہاری ہی وجہ سے یہ ذلت میرے واسطے سر دربار ہوئی اگر تم دونون واسطے میری
طلسم کشا کے نجاتین تو یہ ذلت میرے واسطے نہوتی سر دربار کوڑے نہ کھاتی نائب خداوند حکیم چالوس
مجھپر غضبناک نہوتا کلمات سخت و ناگفتہ بہ مجھکو نہ کہتا افسوس عزت و آبرو میری باقی نرہی سلطان طلسم
زلزلہ کو صورت دکھانے کے قابل نرہی بڑی میری بے عزتی ہوئی اب اس طلسم مین نرہونگی صحرا یا
جنگل مین جاکر چند روزہ حیات بسر کرونگی نائب خداوند نے میری عزت و لیاقت کا کچھ خیال نکیا
مطلق پاس و لحاظ میرا نکیا مین وہ ہون کہ خود خداوند ہود سرمست جادو اپنا بزرگ جانکر میرا
پاس و لحاظ کرتا ہے تعظیم و تکریم میری کیا کرتا ہے اس نالائق و بیہودہ و ظالم نائب خداوند نے ذرا بھی
میری قدر و منزلت نکی ایسا مجھکو ذلیل و حقیر جانکر کوڑے لگائے کہ کسی ادنی کو بھی اس طرح
تعزیر سے نہین دیتے مین ہوتی نے اُس کے ظلم پر صبر کیا سر دربار آمادہ جنگ نہوئی تیغ سحر کے اپنے جوہر
نہ دکھائے خیر دیکھا چاہیئے گا اپنا ابکار اسوقت تخت حکومت پر بیٹھا ہوا ظلم کرتا ہے کبھی تو کسی کے ہاتھ
سے یہ بھی ذلیل و خوار ہوگا ایسی تقریر تا دیر کرکے بجلسہ دریافت حالات طلسم زلزلہ کا سب ساحری کی بولی ادر
اسی محل مین تنفری کی نسبت طلسم زلزلہ کو دیکھا ادر سوا اس کے کچھ حالات نسبت طلسم کشا کی

شرائکت کے دریافت کرکے تمام مال و اسباب اپنا لے کر مکان کو اپنے سحر سے برباد و تباہ و منہدم
کرکے چند کنیزون اور ملکہ بہار گل پوش جادو و قہر جادو کو ہمراہ لے کر تخت سحر پر سوار ہو کر ابر سرخ
رنگ اپنے سحر سے پیدا کرکے اُس ابر مین غائب ہوکے سوے کوہ بلور چلی اُسوقت دیکھنے والون نے
دیکھا کہ اُس ابر سرخ رنگ سے دمبدم برق ظاہر ہوتی تھی صدا ایسے رعد آتی تھی بجائے بارش آب بارش
خون تازہ ہوتی تھی یہ دیکھکر اکثر ساحران طلسم زلزلہ باہم کہنے لگے کہ یہ ابر سحر سرخ رنگ اور یہ بارش خون
تازہ علامت قہر و غضب ملکہ شہناز جادو کی ہے نائب خداوند سے ناراض و آزردہ خاطر ہو کر کہین جاتی ہے
عجب نہین کہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کی طرف جاتی ہو اُس کی شریک ہو کر بربادی طلسم کی درپے ہو
اگر کہین ملکہ شہناز جادو کہ رازداران طلسم سے ہے شریک طلسم کشا ہو گئی تو غضب ہوا کیونکہ ساحرہ
زبردست ہے نامی و نامور ہے قرابتداران خداوند سے ہے اس کے سحر کی پناہ نہین اس سے ساحران
نامی بھی سحر ساحری مین عاجز ہونگے نائب خداوند نے عالم غیظ و قہر و غضب مین بے سمجھے بوجھے ایسی
معزز ساحرہ کو کوڑے مارے سر دربار ذلیل کیا اچھا نہ کیا دیکھنا حکیم جالوس پچھتائے گا انجام اس
ظلم کرنے کا برا ہوگا بعض ساحرون نے جواب دیا کہ قول تمہارا سچ ہے لیکن ملکہ شہناز جادو کے
جانے کی خبر نائب خداوند سے کر دینا چاہیے مبادا وہ ہم پر بھی عتاب کرکے کہے کہ تم سب نے اُنکو جاتے
ہوے دیکھکر ہمکو اطلاع کیون نہ کی تو اُس کا جواب کیا دین گے یہ کہکر فی الفور روانہ ہو کر خدمت نائب خداوند
مین سر دربار جا کر بعد ادائے مراسم سلام دست بستہ عرض کیا کہ اے نائب خداوند آگاہ ہو جیے کہ ملکہ
شہناز جادو حضور کے دربار سے کوڑے کھا کر جو اپنے گھر مین نالان و گریان گئی تھی دیر رویا کی
بعد ازان اپنے مکان کو عالم رنج و صدمہ بے عزتی اپنی مین بالکل منہدم و برباد کرکے ملکہ بہار
گل پوش جادو و ملکہ قہر جادو و چند کنیزون کو اپنے ہمراہ لے کر مع اپنے مال و اسباب کے حضور
سے ناخوش و ناراض ہو کر ابھی سوے کوہ بلور روانہ ہوئی ہے غالبًا پاس طلسم کشا کے طلسم زلزلہ کے
جائے گی اُس کی شریک و معین و مددگار ہو کر بربادی طلسم زلزلہ مین سعی و کوشش کرے گی بدخواہی
و دشمنی پر کمر باندھے گی ساحرہ معزز و رازداران طلسم زلزلہ سے ہے نشان لوح طلسمی سے طلسم کشا کو
آگاہ کر دے گی اُس کی جانب سے لشکریان حضور سے مقابلہ و مجادلہ کرے گی غالبًا فتنہ و فساد برپا
کرے گی کیونکہ نہایت آزردہ ہو گئی ہے ابھی اثنائے راہ مین ہوگی کوہ بلور تک نہ پہونچی ہوگی ہم ملکہ
شہناز جادو کو روک نہ سکے اُس سے مقابلہ کرنے کے لائق نہ تھے وہ ہمارے روکنے سے کیا
رک سکتی تھی سوا اس کے ہم کو حکم اُس کے روکنے کا بھی نہ تھا اس سبب سے اُس کے سد راہ نہو کر
اُس کے جانے کی خبر خدمت حضور مین حاضر ہو کر عرض کی ہے ایسی حالت مین جو مناسب ہو حضور انتظام
کرین حکیم جالوس نائب خداوند ہوش ربا جادو یہ خبر سن کر بہت گھبرایا کہ ملکہ شہناز جادو
کو کوڑے لگا کر سر دربار اُس کو ذلیل کرکے دل مین پشیمان ہوا بعد ازان اہل دربار سے مخاطب
ہو کر کہا کہ اے ساحران نامی و نامور و اے مطیعان خداوند لوقا تم سب مین کوئی ایسا ساحر زبردست
و خیر خواہ خداوند ہے کہ جا کر ملکہ شہناز جادو کا سد راہ ہو کر اُس کو مع اُس کی ہمراہی اور نواسی
ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ قہر جادو کے ہمارے روبرو لے آئے اگر وہ بخوشی نہ آئے تو اُس کو
قتل کرکے زمین کو اُس کے خون سے رنگین کرے کیونکہ وہ بارادہ بدخواہی خداوند یہان سے
گئی ہے ہم اس کار نمایان کے عوض مین خلعت و انعام کثیر دین گے مرتبہ بھی زیادہ کرین گے خداوندی

بہت خوش ہوئے خلعت و منصب و جاگیر دینگے اسوقت سب کے پہلے اہل دربار سے رعد دلو سحر
جادو نے اپنی جگہ سے اٹھکر با ادب عرض کیا کہ اے رب خداوند پروردگار حسب الحکم جاتا ہوں اور
ملکہ شہناز جادو کو سمجھا کر روبرو حضور کے لے آئے گا اگر وہ نہ آئے گی تو اُس کو قتل کرونگا ملکہ
بہار سرگل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو کو بھی ہلاک کرونگا اطاعت و فرمانبرداری حضور کرونگا
خیال کہ ملکہ شہناز جادو عزیز داران خداوند سے ہے اور ساحرہ معزز ہے سحر و ساحری میں یگانہ روزگار
ہے مگر فدوی اپنے سحر خاص سے اُسے ہلاک کرے گا جسوقت آپ کے روبرو وہ پہنچیگا اور آواز اپنی بلند
کرے گا ضرور وہ بیہوش ہوکر گر پڑے گی ایسی حالت میں اُس کو قتل کرنا کیا مشکل ہوگا اگر حکم ہو تو
سر بھی اُس کا کاٹ کر لیتا آؤن چالاکہ سحر عورت کا کاٹنا اچھا نہیں ہوتا ہے خداوند نارکو بہت خوش
ہوکر اُس کو خلعت دے کر کہا کہ تمکو ملکہ شہناز جادو کے بارے میں اختیار ہے چاہیے محض اسکو
ساتھ ملکہ بہار جادو و ملکہ مجمر جادو کے قتل کرنا چاہیے بعد قتل کرنے کے سر بھی نامردگان
کے کاٹ کر لیتے آنا مگر جہان تک ممکن ہو اُس کو زندہ اسیر کرکے یا سمجھا کر میرے روبرو لانا قتل
نکرنا کیونکہ وہ عزیز داران و بزرگان خداوند سے ہے اُس کے قتل ہو جانے کا خداوند کو رنج ہوگا
رعد دلو سحر جادو پینگ دربار سے باہر جاکر پندرہ ہزار ساحرون کو اپنے ہمراہ لے کر ابر سیاہ سحر پر
اور لشکر تخت سحر پر سوار ہوکر ساحران ہمراہی مذکور کو اپنے ساتھ لے کر زمین سے بزور سحر
بلند ہوکر ابر سحر میں غائب ہوکر مع ساحران جانب سمت کوہ بلور روانہ ہوا حال اس کا بمقام مناسب
آئندہ لکھا جائے گا بالفعل ساحر مذکور کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ و خواجہ طیفور کردیا و ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو
وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب ملکہ مجمر جادو مطیع دین اسلام ہوکر اطاعت و فرمانبرداری صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ کی اختیار کرکے زیر کوہ بلور سے اپنے لشکر کی طرف گئی تو صاحبقران
کشورستان نے خواجہ طیفور کردیا سے کہا کہ اے خواجہ دشمنون کے خوف سے منڈی میں بیٹھے
رہنا خلاف ہماری شجاعت و جرات و ہمت کے ہے اگر کوئی دیکھے تو یہی کہے کہ صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ بڑے بودے بزدل ہیں ساحرون و دیگر دشمنان نابکار کے خوف سے
منڈی کے اندر چھپے بیٹھے ہیں باہر منڈی کے نہیں نکلتے ہیں یہ شجاع و بہادر نہیں ہیں پس
اب ہم منڈی کے اندر نہ بیٹھیں گے جیسا کہ بیٹھے تھے دو تین روز تک اس منڈی میں بیٹھے
شب باش رہے اب منڈی سے باہر نکل کر سیر و شکار کریں گے چند روز سیاحی بسر کریں گے اب آگے
روانہ ہونگے خواجہ نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہے یہ منڈی حضور اسی خیال سے استادہ
کی تھی اور آپ سے عرض کیا تھا کہ اس منڈی کے اندر بیٹھئے شب کو آرام کیجئے تاکہ دشمنون
آپ کو کچھ ضرر نہ پہنچے یہ ہم نے خیال کیا تھا وہی ہوا ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو
کے شر و فساد سے آپ محفوظ رہے اب اگر منڈی کے اندر بیٹھنا آپ کو منظور نہیں ہے تو بہتر ہے لیکن
خیال رکھئے کہ دیکھئے دشمنون سے سامنا ہوگا تو ہم نہیں جانتے خداوند علیم جانتا ہے ساحران
نابکار اور سپاہیان لشکر دشمنان حضور کو اسیر کرنا چاہتے ہیں صاحبقران موصوف نے جوش شجاعت
میں فرمایا کہ ہمکو ساحرون کے شر و فساد سے کچھ اندیشہ نہیں ہے خداوند تعالی اپنا حافظ و نگہبان ہے
اسی کی حفاظت ہمین کافی و وافی ہے منڈی کے اندر بیٹھا رہنا منظور نہیں ہے کیا تم نہیں جانتے ہو کہ

ہم تیرہ بشیرہ شجاعت ہین اپنے کسی دشمن سے نہین ڈرتے ہین اعانت خدا پر تکیہ رکھتے ہین یہ فرماکر منڈھی
سے باہر آئے خواجہ طیفور کو دیا اُنے پہلے منڈھی کو زنبیل مین داخل کیا بعدہ کچھ مٹھائی زنبیل سے نکالکر
اُن خدمتگارون وغیرہ کو دے کر کہا کہ اس شیرینی کو کھاؤ دیکھو کیا خوش ذائقہ یہ مٹھائی ہے انھون نے
خوش ہو ہو کر ذری ذری سی وہ مٹھائی کھائی چونکہ وہ شیرینی سفوف بیہوشی آمیز تھی کھاتے ہی
اُن کو گرمی معلوم ہوئی گھبرا کر کہنے لگے کہ یہ کیسی مٹھائی تھی کہ کھاتے ہی اس نے سینے مین آگ لگادی
ہی خواجہ نے مسکرا کر کہا کہ یہ مٹھائی نہایت عمدہ ہے اگر گرمی معلوم ہوتی ہے تو اُٹھ کر ٹہلو یہ سب چاہتے تھے
کہ اُٹھکر ٹہلین کہ یکایک سرون کو گردش اور پاؤن کو لغزش ہوئی ٹھوکر کھا کر زمین پر گرکے بیہوش ہوگئے
خواجہ نے اُن کو مع اسباب وغیرہ کے جو بضرورت زنبیل سے نکالی تھین داخل زنبیل کیا ادھر صاحبقران
کشورستان نے بقصد شکار آہو مرکب طلب کیا خواجہ نے گھوڑے کو زین و لجام سے آراستہ کرکے
حاضر کیا امیر باتوقیر مرکب پر سوار ہوئے خواجہ طیفور کو ہمراہ رکاب ہوئے بعد تھوڑی سی دور
جانے کے صاحبقران نے خواجہ سے کہا کہ ہم یہان کھڑے ہین تم جاؤ آہوؤن کو گھیر کر ادھر لاؤ تاکہ
ہم اُن کو شکار کرین خواجہ حسب الحکم برائے تلاش آہوان شوخ چشم بسرعت تمام صحرائے سبزہ زار مین
بہت دور تک چلے گئے یہان صاحبقران کھڑے تھے ناگاہ چند آہو ایک طرف نظر آئے
صاحبقران نے اُن کی طرف گھوڑا اُٹھایا جب قریب اُن کے پہونچے آہوؤن نے دیکھا صدائے
سم مرکب پاکر ارادہ بھاگنے کا کیا ادھر امیر باتوقیر نے دوش سے کمان کھینچی اور ترکش سے تیر لیکر
ایک آہوئے شوخ چشم کو تاک کر چلہ کمان مین تیر کو جوڑ کر کمان کو کھینچکر تیر لگایا وہ تیر اُس آہو کی
ران پر ترازو ہوا غزال مذکور زخمی ہوکر ایک سمت لنگڑاتا ہوا حتی الامکان جست و خیز کرتا ہوا چلا
صاحبقران نے اُس کے تعاقب مین گھوڑے کو ڈالا وہ آہو بھاگتا ہوا دور نکل گیا یہان تک کہ
اُس صحرائے سبزہ زار سے ایک ایسے دشت پرخار مین پہونچا کہ وہ نہایت وحشتناک تھا کوسون تک
سبزہ و نخل کا نام و نشان بھی نہ تھا سایہ بجز سایہ آفتاب زمین پر نہ تھا وقت جو نصف النہار کا تھا
تمازت آفتاب سے دو قدم بھی چلنا دشوار تھا تشنگی سے دہن مین زبان خشک ہوئی جاتی تھی
حلق مین کانٹے پڑگئے تھے لب خشک تھے خاک اُڑ رہی تھی ہوا سے سم آلود چل رہی تھی گرمی کی فصل تھی
زمین حرارت مہر سے مانند تابہ آہنی گرم تھی ہر ذرہ ریگ صحرا ایک شعلہ آتش تھا ایسی گرمی مین خواہش
آب کسی پانی کو سون نظر نہ آتا تھا کوئی چشمہ تالاب چاہ دکھائی نہ دیتا تھا اگر تعاقب آہو مین کسی جگہ
کوئی تالاب نظر بھی آتا تھا تو وہ خشک نظر آتا تھا عجب دشت تھا کہ پانی اُس بیابان مین مانند گوہر
نایاب تھا مگر گرد باد بار بار جا بجا اُٹھکر بلند ہو رہے تھے گویا زمین اس صورت سے تاب تیزی
آفتاب نہ لاکر سوئے فلک برائے پناہ جاتی تھی یا وہ گرد باد زمین سے بلند ہوکر اُس دشت جانستان مین
آنے والون کو گویا منع کرتی تھی کہ خبردار اس دشت پرخار و پرخطر مین آنے کا ارادہ نکرنا اگر ادھر آؤ گے
ہلاک ہوجاؤ گے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ باوجود تشنگی و حرارت آفتاب کے اُس دشت
پرخار و خطرناک مین عقب آہو مرکب کو جولان کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ یکایک وہ آہوے
اجل رسیدہ نزدیک ایک جھاڑی کے پہونچا اُس جھاڑی مین بسبب تمازت آفتاب کے شیر نر بیٹھا ہوا
ہانپ رہا تھا گرمی سے بیتاب تھا آہوے مذکور کو اپنی جانب آتے دیکھکر شکر روزی رسان خالق
کون و مکان کا کرکے نعرہ کرکے جھاڑی کے اندر سے نکلا اور اُس آہوے تیر خوردہ خستہ و ماندہ کو

چپیٹ کر طمانچہ مارا کہ وہ زمین پر لوٹنے لگا بعدہ شیر اُس کے گاو پر منہ مار کر گوشت اُس کا کھانے لگا
ہنوز ضیغم مذکور گوشت آہو بیٹھا ہوا کھا رہا تھا کہ صاحبقران سامنے اُس شیر کے پہونچے دیکھا کہ اُسی
آہوے تیر خوردہ کو شیر نے شکار کیا ہے گوشت اُس کا کھا رہا ہے دیکھتے ہی صاحبقران برہم ہوکر مرکب سے
اُتر کر چند قدم آگے بڑھکر نعرہ کوہ شگاف کیا اور بآواز بلند کہا کہ او سگ صحرائی غضب کیا کہ
ہم ایسے شیر بیشۂ شجاعت کے صید کو تو نے شکار کیا کچھ ہم سے خائف و ترساں نہوا یہ دلیری تیری
باعث تیرے اجل کی ہوگی جس طرح تو نے ہمارے آہوے تیر خوردہ کو شکار کیا ہے اُسی طرح ہم بھی تیرا
شکار کرینگے اگر تجھکو دعوی دلیری ہے تو آ مقابل ہو ورنہ ہم خود آتے ہیں شیر مذکور بہ پشت جانب
صاحبقران کیے ہوے حالت گرسنگی میں سر جھکائے ہوے گوشت آہوے مذکور کھا رہا تھا نعرہ
صاحبقران سے سر اُٹھا کر اسیر با توقیر کے ٹوکنے اور للکارنے سے از بس برہم ہوکر اپنے شکار کو چھوڑ کر
صاحبقران پر جھپٹا اور ارادہ کیا کہ ایک طمانچہ مار کر اُس شیر بیشۂ جرأت کو ہلاک کرے اس عرصہ میں
صاحبقران نے خائف و ترساں نہو کر جلد تر اپنے دونوں ہاتھوں سے کلائیاں شیر کی مستحکم پکڑ کر
جھٹکا دے کے اس طرح خاک پر اُس کو پٹکا کہ کمر اُس کی ٹوٹ گئی اور دیگر اعضا کو بھی صدمہ سخت پہونچا
تاب درد اعضاے شکستہ کی نلاکر تڑپ تڑپ کر مر گیا بعد ہلاک کرنے شیر نر کے صاحبقران جانب اسپ
متوجہ ہوے دیکھا کہ گھوڑا نظر نہیں آتا سخت حیرت ہوئی ہر چند صحرا میں ڈھونڈھا مگر مرکب کو نپایا
خیال کیا کہ غالبا براے جستجوے آب و دانہ و گیاہ دور چلا گیا ہے اُس کی تلاش کرنا باعث اپنی
ہلاکت کا ہے ایسے دشت پر خار و جان ستان میں بحالت تشنگی و تمازت آفتاب تلاش اسپ بیکار ہے
آخر دست بردار ہوکے براے جستجوے آب ایک جانب پاپیادہ روانہ ہوے بعد قطع راہ دراز
و صعوبت راہ و خلش خار ہاے صحرا و تکلیف آبلہ پائی قریب ایک بلندی کے پہونچے دیکھا کہ بالاے
بلندی میں گنبد گلی مدقطع سے نمایاں ہے اُس گنبد میں ایک فقیر زار و ناتوان ہمہ تن پوست و استخوان
بیٹھا ہوا ہے زیر پا اُس کے فرش حصیر کہنہ ہے سر اُس کا جھکا ہوا ہے آہستہ کچھ پڑھ رہا ہے ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ ذکر خدا کر رہا ہے اُسکو مطلق کسی کے آنے کی خبر نہیں ہے بلکہ دنیا سے بے خبر ہے محو ذکر الٰہی ہے کسی طرف
اُس کو توجہ نہیں ہے کسی جانب نظر اُٹھا کر دیکھتا بھی نہیں ہے بجز ایک تہبند کے کوئی لباس اُس کے
تن پر نہیں ہے موے سر اُس کے گیسو بڑھے ہوے انبوہ گرد و غبار میں آلودہ ہیں گویا قبل مرگ خاک میں ملا ہوا ہے
مال و اسباب دنیا سے اُس کے گنبد میں کچھ نہیں ہے صرف وہی حصیر کہنہ و بوسیدہ ہے کہ جس پر بیٹھا ہوا
ہے یا مال دنیا سے اُس کے پاس وہی تہبند ہے جو باندھے ہوے ہے صاحبقران درویش مذکور کو
دیکھکر خوش ہوے دل میں کہا الحمد للہ کہ اس صحراے پر خار و وحشت آثار میں صورت بنی آدم نظر
آئی اس درویش کے پاس چلنا چاہیے شاید اس کے پاس پانی ہو یا یہ درویش کہیں سے کچھ پانی
کی سبیل کردے یہ سوچ کر قریب اُس کے جاکر سلام کیا اُس نے سر اُٹھا کر دیکھا منہ سے تو نہ بولا
مگر ہاتھ سے اُس نے بھی سلام کیا گویا جواب سلام دیا بعدہ پھر سر جھکا کر بدستور آہستہ کچھ پڑھنے
میں مصروف ہوا صاحبقران کشورستان نے کہا کہ اے حضرت درویش یا خدا میں اسوقت بہت پیاسا
ہوں قریب تشنگی سے دل و جگر میرے جلے جاتے ہیں اگر تھوڑا سا پانی کہیں ہو تو مجھے پلاؤ اُس نے
دوسرے گنبد کی طرف اشارہ کیا یعنی باشارہ کہا کہ اُس گنبد میں جاکر پانی پی لو یہاں پانی نہیں ہے
صاحبقران اُس کے اشارہ کرنے سے سمجھ گئے دوسرے گنبد کی طرف گئے جب گنبد دیگر میں

قدم رکھا دیکھا کہ ایک سبوچہ گلی بنا آب سرد سے بھرا ہوا رکھا ہی بالائے سبوچہ گلی ایک ساغر
گلی بھی رکھا ہوا ہی اُس کوزے کو دیکھکر گویا تن بے جان مین جان آگئی دل کو بدرجہ کمال و بیتابی
آب سے خوشی حاصل ہوئی جلد تر سبوچہ نزدیک سے ساغر مین پانی لیکر پیا تسکین قلب و جگر
ہوئی تشنگی دفع ہوئی حواس درست ہوئے وہ پانی کیا تھا گویا آب حیات تھا از سر نو زندگی
ہوئی شکر خدا کیا پھر اُس گنبد سے نکل کر اُس درویش کے پاس آئے اُس نے اشارے سے
کہا کہ بیٹھ جاؤ امیر با توقیر اُس کے برابر بیٹھ گئے تا دیر اُس کے ہمنشین رہے مگر وہ مرد تارک دنیا
ہم سخن نہوا یہ بھی نہ پوچھا کہ تم کون ہو کہان سے آئے ہو پانی تو پی چکے ہو اب نہ جانے کیا سبب ہی
کیون یہان بیٹھے ہو کیا مطلب ہی عجب وہ فقیر نہ بولا اور صاحبقران موصوف کو خواہش طعام
ہوئی اُس مرد با خدا سے کہا کہ مجکو اشتہائے طعام ہی یہان کہین کچھ غذا دستیاب ہو سکتی ہی یا نہین
اُس عابد نے ہاتھ سے اشارہ تیسرے گنبد کی طرف کیا یعنی باشارہ کہدیا کہ جاؤ تیسرے گنبد مین
وہان تمکو آب و طعام ملیگا امیر کشور گیر اُس کے پاس سے اٹھکر تیسرے گنبد کی جانب گئے جب
اُس گنبد مین داخل ہوے دیکھا کہ دسترخوان معقول بچھا ہی بالائے دسترخوان ظروف نقرئی مین
طعامہائے رنگا رنگ گرم رکھا ہوا ہی صراحیان مع ساغر آب سرد سے بھری ہوئی رکھی ہین معلوم
ہوتا ہی کہ ابھی کوئی دسترخوان بچھا کر و ظروف پر از طعام نمکین و شیرین رکھکر چلا گیا ہی گنبد خالی ہی کوئی
نہین ہی صاحبقران نے بالائے فرش نفیس قدم رکھکر ہاتھ دھوکر دسترخوان مذکور پر بیٹھکر اور
بسم اللہ کہکر وہ طعام لذیذ و خوش ذائقہ و خوشبو و چرب و مرغن کھانا شروع کیا خوب سیر ہوکر کھایا
پھر آب سرد پیا بعد اکل و شرب اٹھکر ہاتھ دھوکر شکر رزاق مطلق و روزی رسان ادا کیا اور گنبد مذکور سے
باہر آکر قطع راہ کرکے پھر اُسی درویش کے پاس آکر کہا کہ اے درویش مہمان نواز تیرے لطف و
عنایت سے ہم یہان آکر بخوبی سیر و سیراب ہوئے بہت ممنون منت ہوئے اب زمانہ شب آگیا ہی
اس دشت پر خوف و خطر و پر خار سے جانا مناسب نہین جانتے ہین اگر تیری اجازت ہو تو شب
اسی گنبد مین بسر کرین ہم بھی ذکر خدا کرین نماز مغرب پڑھین اپنے معبود حقیقی کو سجدہ کرین واجب
کو ادا کرین حکم خدا کو بجا لائین اُس نے اشارے سے کہا کہ اچھا جا دیتا خدا کی کرو اور شب بھی اسی
گنبد مین پاس اس بینوا کے بسر کرو صاحبقران نے بعد وضو اُسی گنبد مین نماز مغرب پڑھی بعد
وظائف و اوراد جب وقت خواب آیا اُسی گنبد مین استراحت کا ارادہ کیا ناگاہ ایک مرد جوان
خوش رو لباس پاکیزہ پہنے ہوئے ایک ٹوکری مٹھائی سے بھری ہوئی لایا روبروے اس درویش
کے رکھدیا اکیا صاحبقران نے اُس سے کہا کہ اے جوان خوش رو یہ درویش باکمال منھ سے
کیون سخن نہین بولتے ہین خاموشی انھون نے کیون اختیار کی ہی اور یہ بھی بتاؤ کہ تم کون ہو نام تمہارا
کیا ہی کہان رہتے ہو مکان مسکونہ تمہارا یہان سے قریب ہی یا دور ہی اُس نے مسکرا کر جواب دیا
کہ تمکو ہمارا احوال دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہم کوئی ہین کہین رہتے ہین اتنا ہم کہتے ہین کہ بندگان
خدا سے ہین یہ درویش خاموش بیشتر رہتے ہین اگر تم چندے یہان رہوگے تو کسی روز یہ کسی
وقت تم سے کلام کرینگے ورنہ ہم سخن نہونگے یہ اپنا وقت دنیا کی باتون مین ضائع نہین
کرتے ہین ذکر خدا سے ان کو سروکار ہی اگر شیر بھیڑیے و دیگر چوپائے وغیرہ درندے گزندے
اس گنبد کے گرد آکر جمع ہوتے تو ان سے ہرگز نہ ڈرنا وہ کچھ ضرر نہ پہنچا سکینگے [illegible]

بیٹھے رہیں گے ہنگام سحر سب چلے جائیں گے ان درندوں گزندوں کا ایک مدت سے یہی قاعدہ
ہر شب کو جمع ہوتے ہیں دن کو چلے جاتے ہیں کسی کو ضرر نہیں پہونچاتے ہیں تمکو بھی لازم ہے کسی درندے
گزندے کو نہ مارنا نہ کسی کو ستانا گنبد میں ان کے پاس شب بسر کرنا صبح کو یہاں سے چلے جانا صاحبقران
کشور ستان نے جواب دیا کہ ہم عنایت خدا سے شیر بیشۂ شجاعت ہیں درندوں سے کیا ڈرینگے وہ جوان
خوش رو یہ گفتگو سنکے چلا گیا امیر کشور گیر نے وہ شب گنبد میں بسر کی صبح کو بیدار ہوکے نماز سحر پڑھکے
بیٹھے تھے کہ اس درویش نے کچھ مٹھائی پیش کی انھوں نے برغبت کھائی اس اثنا میں آفتاب جانب
مشرق سے عیان ہوا درندے گزندے جو گرد گنبد درویش مذکور بیٹھے ہوئے تھے سب چلے گئے صاحبقران
اوس گنبد میں بیٹھے ہیں درویش خاموش بیٹھا ہوا ہے آہستہ آہستہ کچھ پڑھ رہا ہے مگر اب حال خواجہ طیفور گردپا
کا بیان کیا جاتا ہے کہ حسب ارشاد امیر باتوقیر واسطے گھیر لانے آہوان دشت کے روانہ ہوئے
دور تک چلے گئے کہیں کوئی آہو حسب اتفاق نہ ملا جب ادھر سے پھرے جہان صاحبقران کو چھوڑا
تھا نہ پایا بعد فکر و تردد نشان سم اسپ دیکھتے ہوئے صحرا کو طے کرتے ہوئے اس جگہ پہونچے جس جگہ
شیر نر مرا ہوا پڑا تھا اور غزال نیم خوردہ بھی شکار کیا ہوا شیر کا پاس اس کے بالائے خاک پڑا تھا
خواجہ نے اس آہو کو خاک پر افتادہ دیکھکر سمجھے کہ یہاں تک تو صاحبقران کے آنے کا پتہ ملتا ہے
جب اس جگہ سے آگے بڑھے مرکب صاحبقران کا دکھائی دیا خواجہ نے اسکو اپنے ساتھ لیا آخر
ایک جگہ پر شام ہو گئی اسی جگہ شب بسر کرکے صبح کو وہاں سے آگے روانہ ہوئے نشان پائے
صاحبقران دیکھتے ہوئے تا گنبد درویش پہونچے وہاں دیکھا کہ صاحبقران بیٹھے ہوئے ہیں
خوش ہوکے قریب آکے سلام کیا بعد مزاج پرسی پوچھا کہ آپ یہاں تک کیونکر تشریف لائے ہیں
آپکو صحرا سبزہ زار میں ڈھونڈا کیا آخر تلاش کرتا ہوا یہاں آیا صاحبقران نے تمام حال جو گذرا
تھا بیان کیا پھر اس درویش سے مخاطب ہوکر کہا کہ اب ہم آپ سے رخصت ہوتے ہیں چاہتے ہیں کہ
ایک تعویذ دیجیے اور اقرار بھی اپنے ملنے کا کیجیے کہ ہم بوقت ضرورت طلسم کشائی طلسم زلزلہ میں
آپ سے ملکر امور جو مشکل ہوں ان میں کچھ عرض و مشورہ کریں درویش مذکور نے ایک تعویذ
دے کر ارشاد کیا کہ اس کو اپنے بازو پر باندھ لو اس تعویذ کے باندھنے سے تمکو بہت سے
نفع ہونگے علاوہ اس کے دشمنوں سے تمہاری حفاظت بھی ہوگی اور جس وقت اس تعویذ کو
آگ پر رکھوگے ہم جہاں ہونگے یا ہم تمسے ملینگے صاحبقران بعد تقریر درویش مذکور کے اس سے
رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوکر ایک سمت روانہ ہوئے خواجہ طیفور گردپا ہمراہ رکاب ہوئے
ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ
مجمر جادو کا لکھا جاتا ہے کہ یہ سب جو اپنے مکان سے ناسپاس خداوند کے ظلم سے اذیت رسان ہوکر
بہت ناراض و ناخوش ہوکر روانہ ہوئی تھیں بعد قطع راہ سرحد طلسم زلزلہ سے نکل کر ایک صحرائے
سبزہ زار میں پہونچیں ملکہ شہناز جادو نے بلندی سے پرے زمین پر آکر مجمر جادو و بہار گلپوش
جادو سے کہا کہ اب اسی صحرا میں ہم اپنی بود و باش کریں گے انھوں نے کہا ہمارے نزدیک مناسب
یہ ہے کہ جانب کوہ بلور چلیے زیر کوہ بلور صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ
فروکش ہیں ان سے چل کے ملیے ان کی شرکت سے ان کو خوشی ہوگی وہ آپ کی قدر و منزلت
زیادہ کریں گے آپ کی شرکت سے ان کو ایک قوت حاصل ہو جائیگی آپ طلسم کشائی میں ان کی

اہانت کیجئے گا وہ نہایت مرد نیک و معقول ہین آپ سے بھی بہ نیکی و احسان پیش آئینگے
ملکہ شہناز جادو نے جواب دیا کہ تمھاری راے اچھی ہے مگر باعث میری بے قدری و بے وقاری کا
ہے حالانکہ مین تخت نشین و فرمانروا نہین ہون مگر اہل عزت و قرابت داران خداوند ہو و سمرست
جادو سے ہون عالی خاندان و والا دودمان ہون خود جا کر شریک طلسم کشا ہونا مجھے منظور نہین ہے
میری قدر و منزلت و توقیر کے خلاف ہے کہ خود طلسم کشا کے پاس جاؤن اپنے حالات سے آگاہ
کر کے اپنے شریک ہونے کی خواہش اُس پر ظاہر کرون ہان اگر طلسم کشا خود آ کے مجھ سے خواہش میری
شرکت کی ظاہر کرے اور بعزت و حرمت بلوا بھیجے فرودگاہ مین لے جائے تو البتہ مجھے جانے مین عذر
نہوگا بغیر اس کے ہرگز نجاؤن گی کیونکہ میری بے عزتی کا باعث ہے ملکہ بہار گل پوش جادو
و مجمر جادو نے عرض کیا کہ اگر آپ کو خود طلسم کشا پاس جانا اور پیش کرنا منظور نہین ہے تو اس صحرا
مین دشمنون سے بے خوف و خطر ہو کر قیام نفرمایئے کیا آپ کے ادھر آنے کی خبر حکیم جالوس کو
نہوئی ہوگی وہ نابکار کیا آپ کے اس طرف آنے سے خوش ہوا ہوگا یقین کامل ہے کہ ناخوش و برہم ہو کر
ساحران نابکار کو ہم سب کی اسیری و گرفتاری کے واسطے روانہ کیا ہوگا وہ آتے ہونگے لہذا اپنی
حفاظت اُن سے ضروری ہے مقتضاے عقل یہی ہے کہ دشمن سے غافل نہونا چاہیے اُس سے اندیشۂ
دشمنی رکھنا چاہیے سامان جنگ مہیا کر لینا چاہیے تاکہ بروقت ضرورت تا دشمن سے مغلوب نہون
حتی الامکان اُس پر غالب ہی ہون ملکہ شہناز جادو نے تا دیر فکر کر کے کہا کہ اسے لڑکیو اگرچہ تم
کم عمر ہو مگر بات دور اندیشی کی کرتی ہو بہت پیراستہ تمھاری پسند کرتی ہون واقعی دشمن سے اپنی
جان و مال کی حفاظت ضرور ہے دشمن کی دشمنی سے اندیشہ رکھنا اور دشمن کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے
بقول سعدی شیرازی ع - دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد - اور ہمارا دشمن تو نائب خداوند
حکیم جالوس قوی ہے اُس سے تو ضروری اندیشۂ دشمنی ہے مگر مین بھی ملکہ شہناز جادو ہون اگرچہ
بارہا مین نے صبر کیا اور پھر اپنی تیغ سحر کے نہ دکھائے تو کیا اب بھی سحر خوانی مین اپنا ہنر دکھاؤنگی
دیکھنا قیامت تو برپا کرو دن گی حکیم جالوس کو مشکل پڑے گی ایسے ایسے سحر کرون گی کہ وہ گھبرا
جائے گا مجھ سے بگاڑ کر پچھتائے گا اسوقت مصلحت سمجھی تھی صبر کیا تھا سحر اپنی زبان پر جاری
نہ کیا تھا اب تو اُس سے عداوت ہو گئی ہے کوئی دقیقہ دشمنی کا فرو گذاشت نکرونگی یہ کہکر چند ناریل
اور شش پنج اسباب سحر سے لیکر الفاظ و اسماے سحر زبان پر جاری کر کے اُن ناریل پر پھونکی اور
دم کر کے چار طرف زمین پر مارے وہ ناریل زمین پر گرکے پھٹے دھوان اور شعلے پیدا ہوئے وہ
صحراے سبزہ زار کثرت دخان سے تاریک ہو گیا بار بار دھوئین مین شعلے ظاہر ہونے لگے تھوڑی
دیر کے بعد وہ دھوان ہواے تند سے دور ہوا شعلے دفع ہوئے سب نے دیکھا کہ ایک قلعہ
سحر بفلک کشیدہ مع برج و بارہ کنگورے فصیل نہایت مستحکم و مضبوط و وسیع ایسا تیار و آراستہ ہے
کہ چہار دیواری اُس کی سنگین ہے اور چار دروازے اُس کے بہت بڑے بڑے آہنی ہین
برج و بارہ کنگورے فصیل خوشنما ہین ہر دروازے پر ایک ایک پتلا ایستادہ ہے کسی کے ہاتھ مین
تیر و کمان ہے کوئی تیغ بقبضہ ہے مفصل حالات اس قلعہ سحر کے ہنگام مناسب بیان کیے جائینگے
مجملا یہ کہ قلعہ مذکور سحر و سامان جدال سے بخوبی آراستہ نظر آیا خندق پل پختہ وغیرہ سب نے
مشاہدہ کیا زہرا جبون نے متحیر ہو کر از حد تعریف و ثنا کی ملکہ شہناز جادو نے خوش ہو کر مسکرا کر

جواب دیا کہ تمنے ابھی کیا دیکھا ہے یہ قلعہ کیا ہے میرے سحر کا ایک ادنی سا کرشمہ ہو تم اسی کو دیکھکر
متحیر ہوکر تعریف کرنے لگے ہو آئندہ میرے سحر دیکھنا وقت ضرورت جو بڑے بڑے سخت سحر کرونگی
پھر کہا اُس قلعہ سحر سے جانب طلسم زلزلہ کے بڑھکر دور جاکر چار ترنج لے کر ہر ایک ترنج پر سحر دم
کرکے چار طرف ایک ایک ترنج زمین پر مارا ہر ایک ترنج پھٹا دھوان زمین سے پیدا ہوکر اٹھا
ہوکر بلند ہوکر سر بفلک کشیدہ ہوا گویا ایک قلعہ دخان ہو گیا شعلے بکثرت پیدا ہونے لگے اُس جگہ
اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے ہمراہی کنیزون نے دیکھا کہ وہ دھوان و شعلے دفع ہو گئے تاریکی
دور ہوئی ایک چہار دیواری پختہ و منقش باغ کی نظر آئی دروازہ باغ کا مانند آغوش عاشق کے
کھلا ہوا دیکھا اُس دروازے سے باغ کے اندر جو نظر کی دیکھا کہ باغ نہایت پُر بہار ہے چمن کھلا ہے
رنگارنگ کے ہین کوئی چمن لالہ نعمان کا ہے کوئی نافرمان کا ہے کوئی داؤدی کوئی چنبیلی کوئی نسترن کوئی
نسرین کوئی موتیے کا کوئی گل فرنگ کا کوئی گل اشرفی کا کوئی گل آفتاب کا کوئی کیتکی کوئی جعفری
کوئی گل عباسی کوئی گل سرخ وغیرہ وغیرہ کا ہے ہر ایک چمن وسیع و خوشنما ہے نہایت سرسبز و شاداب ہے
گلہائے رنگارنگ شگفتہ ہین غنچے بھی نمودار ہین اکثر غنچے چٹک رہے ہین بلبلون و دیگر مرغان خوش الحان
کا باغ مین ہجوم ہے طائران خوش الحان چہک رہے ہین بلبلین نغمہ سرا ہین جوش پر فصل بہار ہے
آتش گل شعلہ ور ہے نہرین جاری ہین لب جو سرو کے اشجار خوشنما ہین قمریان اُس پر بیٹھی ہین
عشق کا دم بھر رہی ہین ہر سرو مانند قد محبوب ہے اکثر چمنہائے طولانی اشجار میوہ دار مانند سیب و
ناشپاتی و انار و نارنگی و شریفہ و امرود وغیرہ کے ہین تھالے اُن کے درست ہین باغبان وغیرہ
باغ مین موجود ہین درستی اشجار وغیرہ مین مصروف ہین باغبانیان خوش رو خوش لباس بھی
نظر آتی ہین خس و خار باغ سے دور ہے درمیان صحن گلشن ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے اُس پر
نگیرہ تمامی کا ایستادہ ہے نیچے نگیرہ فرش نفیس و نادر شاہانہ بچھا ہے بالائے فرش مسند کرسی زرین
ہے کرسیان نقرئی و طلائی کار بلکہ جواہر نگار جا بجا قرینے سے رکھی ہین ایک سمت بارہ دری ہے وہ
نہایت نفیس و نادر و منقش ہے قصر فریدون سے بدرجہا بہتر ہے بارہ دری کے اندر سامان
قابل دید اسباب ضروری سے آراستہ ہے شیشہ آلات چھت پردے نہایت قیمتی نفیس و نادر
ایسے ہین کہ چشم فلک نے بھی کبھی نہین دیکھے ہین دروازے بارہ دری کے کھلے ہوئے ہین
ان دروازون سے بارہ دری کے اندر کا حال روشن و آشکار ہو رہا ہے جھاڑ ہر ایک جواہر کا ہے
کنولون مین اُن کے شمعہائے موی و کافوری چڑھی ہوئی ہین جھاڑ بیٹھک کے بھی نایاب جواہر
رنگارنگ کے ہین تصویرین قرینے سے لگی ہین آئینے علیحدہ قد آدم نہایت خوبی سے اُس مین
دکھائی دیتے ہین وہ آئینے ایسے ہین کہ اگر سکندر بھی اُن کو دیکھتا تو اُس کو بھی حیرت ہو جاتی مسہری
پلنگ کرسیان میز وغیرہ وغیرہ اسباب راحت و زینت سے بخوبی آراستہ ہے قصرہائے سلاطین سے
آراستگی مین بہتر و برتر ہے باغ مین ہوا سرد چل رہی ہے نسیم سحر ہوا داری کو موجود ہے اترائی ہوئی
پھر رہی ہے گلون سے بس کر جو آتی ہے دماغ کو بساتی ہے اُس باغ پُر بہار سے دیکھ کے گلشن ارم کا ہوتا ہے
خوشنما کنیزون نے جو دلکش باغ سے سیر باغ و بارہ دری کرکے خوبی و آراستگی ہر ایک کی بغور
نظر کرکے ملکہ شہناز جادو کے سحر کی بہت ثنا کی اُس نے مجھ جادو کو اپنے قریب بلا کر سرگوشی مین
یا دیدہ کچھ کہا اُس نے عرض کیا کہ بہت خوب مین ایسا ہی کرونگی جو کچھ آپنے فرمایا ہے اُسی تعمیل

ساحرون کی ذرا کوئی ساحر نابکار فرستادہ نائب خداوند حکیم جالوس ادھر آئے تو دیکھ لیجیے گا کہ اُس کو
کیسا اپنے دام فریب مین پھنساتی ہون اس جگہ دوسرے راوی نے یون بیان کیا ہو کہ قلعہ ہوشربا
قبل اس کے ذکر کیا گیا ہو ملکہ شہناز جادو نے اپنے سحر سے تیار کیا ہو اور باغ مذکور ملکہ بہار گلپوش
جادو نے اپنے سحر سے نمودار کیا اور یہ قول و بیان راوی دیگر اصح ہو الحاصل جب باغ مذکور نمودار
ہوا بقول راوی دیگر ملکہ شہناز جادو مہر جادو کو اپنے ہمراہ لے کر ملکہ بہار گل پوش جادو
سے اور اس کی کنیزون سے کچھ کہکر قلعہ سحر مذکور کی طرف جاکر داخل قلعہ مذکور ہوئی ملکہ بہار گلپوش
جادو باغ مین داخل ہوئی کچھ کنیزین خدمت ملکہ مین حاضر رہین کچھ کنیزین در باغ پر بغرض درستی
ٹھہرین ملکہ بہار جادو نے داخل باغ ہوکر سحر سے اپنی صورت و شکل تبدیل کی ہنوز درستی قلعہ و باغ
نہو چکی تھی کہ بعد دیو سر جادو جس کا سر مانند سر دیو کے کلان تھا اور برائے اسیری شہناز جادو
دربار نائب خداوند سے پندرہ ہزار ساحرون کو ہمراہ لے کر مع سامان جنگ و جدال روانہ ہوا تھا
اثنائے راہ مین ٹھہرتا ہوا سیر کرتا ہوا اُسی صحرائے سبزہ زار پر بہار مین آیا بلندی سے جو اُس نے
سوئے پستی نظر کی دیکھا کہ درمیان صحرا کے ایک باغ پر بہار عجیب شگفتہ و شاداب ہو کہ زیر فلک
مثل اُس باغ کے دوسرا باغ نہین ہو اور ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ ہو یہ دیکھکر متحیر ہوکر دل مین
کہنے لگا کہ اس صحرا مین کس شاہ و شہریار نے یہ قلعہ محکم اور یہ باغ پر بہار بنایا ہو ذرا ٹھہر کر دریافت
کرنا چاہیے قبل اس کے تو اس صحرا مین نہ کوئی قلعہ تھا نہ باغ تھا سوائے سبزہ شاداب کے
کوئی گل بوٹا اور کوئی مکان نہ تھا یہ خیال کرکے بلندی سے مع اپنے ہمراہی ساحرون کے سوئے
زمین آیا دیکھا کہ دو تین کنیزین قریب در باغ آبدیدہ کچھ درستی ادویہ مین مصروف ہین کوئی چوب
صندل سنگ صاف پر گھس رہی ہو کوئی ہاون دستے مین ادویہ کوٹ رہی ہو کوئی کچھ برگ سبز کا
عرق کوٹ کر نکال رہی ہو تین چار کنیزین قریب بیٹھی ہوئی آبدیدہ ہوکر باہم یہ کہہ رہی ہین کہ ہماری
ملکہ عالم کے سر مین ایسا درد شدید پیدا ہو کہ حالت ان کی متغیر ہوگئی ہو چہرہ اُتر گیا ہو غذا کل سے
اسوقت تک کچھ نہین ہوئی ہو بہت سی تدبیرین کی گئی ہین کسی دوا و تدبیر سے درد سر رفع نہین
ہوتا ہو نہین معلوم کیسا درد ہو کہ ایک حالت ہو کچھ کمی نہین ہوتی ہو اب یہ دوا تیار ہو رہی ہو دیکھیے
کچھ نافع ہوتی ہو یا نہین دعا کرنا چاہیے کہ ملکہ عالم اچھی ہو جائین اس دوا سے صحت پائین درد سر
دور ہو جائے ملکہ عالم تندرست ہو جائین رنگ و روغن ان کا ان کی جان کی سلامتی مین دور
ہو جائے غسل صحت کرین ہم سب کو انعام دین غالبًا بعد اپنی صحت کے اپنے صحیح ہونے کا جشن کرینگی
بڑا سامان کرینگی بزم عشرت خوب آراستہ ہوگی کوئی اُن مین سے کہتی ہو کہ کہین وہ نیک گھڑی
تو آئے صحت تو ہو اس صحرا مین بلکہ دور دور بیابان سے کوئی حکیم و طبیب بھی ایسا نہین ہو کہ جسکو
بلاکر اُن کا علاج کیا جائے یہ کلمہ دیو سر جادو نے در باغ پر آکر گفتگو ان کنیزون کی سنکے کہا کہ ہمکو
حکمت مین دخل ہو اپنی ملکہ سے ہمارے آنے کی خبر کرو ہم ان کا علاج ایسا کرینگے کہ وہ ابھی
اچھی ہو جائینگی اور یہ تو بتاؤ کہ تمہاری ملکہ کا کیا نام ہو انھون نے کھڑے ہوکر باادب کہا کہ آپ
یہان توقف فرمائین ہم اپنی ملکہ سے آپ کی خبر تشریف آوری بیان کرین اپنے اسم مبارک سے
آگاہ کیجیے آپ اسوقت خوب آئے امید قوی ہو کہ آپ کے علاج سے ملکہ اچھی ہو جائینگی نام
ہماری ملکہ کا خود ملکہ عالم سے دریافت کرلیجیے گا ہم ادبًا اُن کا نام اپنی زبان پر جاری نہین کرسکتے ہین

فقط ملکہ عالم کہتے ہیں ساحر مذکور نے کہا کہ نام ہمارا مشہور جہان ہے سب ہم کو رعد دیو سر جادو
کہتے ہیں ہم مقرب بارگاہ و رفقائے خداوند ہو د سرمست جادو سے ہیں حکمت و طبابت میں
بھی مہارت رکھتے ہیں سحر میں بھی لاجواب ہیں ہمارا سحر کوئی دفع کر ہی نہیں سکتا ہے ہماری آواز بلند
سنکے کوئی ہوشیار نہیں رہ سکتا ہے ضرور بیہوش ہو کر گر پڑتا ہے ہم برائے اسیری گرفتاری ملکہ
شہناز جادو وغیرہ حسب الحکم نائب خداوند حکیم جالوس جاتے تھے اس صحرا میں یہ باغ پر بہار
دیکھکر برائے دریافت حال زمین پر آئے ہیں یہ کہکر در باغ سے اندر باغ کے نظر کی ہوا جو پھولوں
سے بس کر آئی دماغ ساحر مذکور بھی خوشبو سے بس گیا جھوم کر کہنے لگا کہ واہ واہ کیا اچھی خوشبو
آئی ہے کہ دماغ معطر ہو گیا ہے کنیزیں اس کی تقریر سنکے اندر باغ کے گئیں ملکہ سے تمام حال بیان کیا
اس نے حکم دیا کہ جو کوئی آیا ہے اسے بلا لو کنیزیں پھر در باغ پر آئیں دست بستہ کہنے لگیں کہ چلیے
حضور ہماری ملکہ نے آپ کو طلب کیا ہے رعد دیو سر جادو اپنے لشکر کے تمام ساحروں کو باہر ہی
چھوڑ کر تنہا اندر باغ کے گیا دیکھا کہ باغ مثل گلشن ارم ہے جہاں تک اس کی تعریف کیجیے کم ہے غرضکہ
ہر طرف دیکھتا ہوا چمن ہائے رنگا رنگ کی سیر کرتا ہوا ہمراہ ان کنیزوں کے بارہ دری میں گیا دیکھا
کہ ایک نازنین مہ جبین گلبدن سیمتن خوش رو عنبرین گیسو نہایت خوبصورت و خوش جمال
عدیم المثال مسہری پر لیٹی ہے دوشالہ از گلو تا پا اوڑھے ہوئے ہے سر پر ایک رومال بندھا ہے
آہ آہ کر رہی ہے چند کنیزیں حاضر ہیں کوئی سر دبا رہی ہے کوئی عطر حسن سنگھا رہی ہے کوئی نافہ
عطر مجموعہ قریب لاتی ہے عرض کرتی ہے کہ اے ملکہ اب اس نافے کو سونگھیں شاید اس کے سونگھنے
سے درد سر دفع ہو جائے رعد دیو سر جادو اس نازنین مبتلائے درد سر کو دیکھکر جان و دل سے مبتلا
دام عشق ہوا بے اختیار آہ سرد کی شوق وصل دل میں پیدا ہوا ایک کنیز نے کرسی زرین و
جواہر نگار قریب سر و چہرۂ ملکہ مذکور لا کر بچھا دی بعدہ عرض کیا کہ حضور اس کرسی پر بیٹھیں
رعد دیو سر جادو نے اس کرسی پر بیٹھکر فرط الفت سے بے اختیار پوچھا کہ اے ملکۂ عالم مزاج
کیسا ہے نصیب دشمنان کیا شکایت ہے ہر چند کہ کنیزوں سے کچھ حال ناسازی مزاج معلوم ہوا ہے
مگر تم اپنی زبان سے اظہار کرو ملکہ نے زبان سے تو کچھ نہ کہا لیکن دست نازک و حنائی سے
جانب سر و پیشانی اشارہ کیا ساحر مذکور سمجھ گیا کہ یہ پری رو شاکی درد سر ہے اس اثنا میں ایک
کنیز نے واسطے صندل وغیرہ لگانے کے رومال جو بندھا ہوا تھا سر سے دور کیا ارادہ پیشانی پر
صندل لگانے کا کیا رعد دیو سر جادو نے کنیزوں سے کہا کہ مجھے ایک طریقہ دفع درد سر کا بھی معلوم
ہے جب تک کوئی دوا تجویز کی جائے اور وہ تیار ہو اس طریقے سے دفع درد سر کی کوشش کرتا ہوں
یہ کہکر پیشانی ملکہ پر اپنا ہاتھ رکھکر آہستہ آہستہ کچھ پڑھنے لگا چونکہ پیشانی ملکہ پر عرق آ گیا تھا وہ عرق
عرق گل سے خوشبو میں بہتر تھا بلکہ رشک عطر گل تھا صفائی و لطافت میں وہ قطرۂ عرق پیشانی
غیرت دُرِ آبدار تھے دست ساحر مذکور تر ہو گیا چونکہ ہاتھ اس کا ایسے معشوق حسین و مہ جبین و
گل رخسار کی پیشانی نورانی تک بخوبی لطف سے پہونچا تھا عمداً تا دیر رکھے رہا کچھ پڑھ پڑھکر پھونکا
کیا ہاتھ اپنا لوح پیشانی محبوبۂ خوب رو سے نہ اٹھایا بعد ازاں پوچھا کہ اے ملکہ اب درد سر کیسا ہے
اس نے کہا کہ تمہارے ہاتھ رکھنے اور کچھ پڑھکر دم کرنے سے درد سر میں بہت کمی ہے کچھ تسکین ہوئی ہے
منتر کچھ ہمارے ماتھے پر ہاتھ رکھکر پڑھا کہ جس کے پڑھنے اور پھونکنے سے گویا درد سر دفع ہو گیا

نازنین مبتلاے درد سر نے جو مسکرا کر یہ تقریر کی ساحر مذکور نے بے اختیار کہا کہ اے ملکہ کچھ الفاظ
واسما میں نے پڑھ کر تمہارے سر و پیشانی پر دم کیے ہیں یہ طریقہ و عمل براے دفع درد سر مجرب ہے
جاے شکر ہے کہ درد سر تمہارا بہت کم ہو گیا باقی ماندہ بھی رفع ہو جاے گا اس علاج کا مجکو انعام
کیا ملے گا زر و جواہر کی تو خواہش نہیں ہے ملکہ مذکورہ نے اُس کی تقریر سنکے اور سمجھ کے تبسم کر کے
ہار پھولون کا اپنی گردن سے اتار کر اور چند پھول اپنی بدھی سے اُس کو دے کر کہا کہ لو یہ انعام
بہتر از خلعت و زر و جواہر ہے اس ہار کو اپنے گلے میں ڈالو پھولون کو سونگھو علاوہ اس کے ہمارے
پسینے کی خوشبو سونگھو وہ پسینہ پیشانی کا جس سے تمہارے ہاتھ تر ہو گئے ہیں عطر گل ہے درد سر کے
عوض علاج یہ انعام دیا گیا ہے آئندہ دیکھا جائے گا ساحر مذکور نے خوش ہو کر وہ ہار لے کر اپنے
گلے میں ڈالا شادی و خوشی سے پھولون نہ سمایا اُن پھولون کو اور دست آلودہ عرق پیشانی ملکہ
کو بھی جو عطر سے بہتر تھا سونگھا سونگھتے ہی دیوانہ ہو گیا اظہار عشق اس طرح کرنے لگا کہ اے ملکہ اشعار

چاک دامن کیے جاتا ہے ترے دیوانون نے	قید خانے کیے آباد پریشانون نے
گلشن دہر میں جو فصل بہار آئی ہے	شور عالم میں کیا ہے ترے دیوانون نے
دیکھا رخ کا گل سنگھایا تری تیرہ شب میں	دل میں زلف پریشان کے پریشانون نے

یہ اشعار پڑھ کر بجوش دیوانگی و عشق میں از خود رفتہ ہو کر جیب و دامن و گریبان چاک کر کے
کہنے لگا کہ ہم تو مدت سے تم پر فریفتہ ہیں تمہارے وصل کے خواہان ہیں ملکہ نے جواب دیا کہ ہم کو
کیونکر یقین ہو کہ تم ہمارے عاشق و شیدا ہو دعوی بغیر دلیل ہو نہیں سکتا پہلے اپنا عاشق و فرمانبردار
ہونا ہم پر ثابت کرو پھر طالب وصل ہو اُس نے پوچھا کہ کونسی خدمت و فرمانبرداری کرون جس کے
کرنے سے عاشق صادق ہونا میرا تم پر ثابت ہو ملکہ بہار گل پوش جادو نے کہا کہ اے رعد دیو سر
جادو آگاہ ہو کہ ہمارا دشمن نائب خداوند حکیم جالوس ہے ہمارے قتل و بے آبروئی کا درپے ہے
اگر تم ہمارے عاشق صادق ہو تو اُس کا سر کاٹ کر ہمارے روبرو لے آؤ اپنے رقیب اور ہمارے
دشمن کو زندہ نہ رکھو اگر اس کام کا سرانجام کرو گے تو البتہ ہمارے عاشق سمجھے جاؤ گے اور در مراد
بھی پاؤ گے رعد دیو سر جادو نے ملکہ کی یہ تقریر سنکے جواب دیا کہ اے ملکہ عالم نائب خداوندی کی تو
کیا حقیقت ہے اگر کہو تو خداوند ہوش مست جادو مالک طلسم زلزلہ کا سر لاؤن تمہارے حکم کو
بجا لاؤن تمہاری زبانی اب یہ سنا کہ حکیم جالوس میرا رقیب ہے وہ نابکار بھی شاید تم پر مائل اور وصل کا
امیدوار ہو کر تمہارا دشمن جان ہوا ہے ایسے نابکار کو کہ میرا اور تمہارا دشمن ہے ضرور ہلاک کرونگا سر
اُس کا کاٹ کر لے آؤن گا ابھی جاتا ہون سر اُس کا کاٹ کر لیے آتا ہون اول تو میں ہی اُس کے قتل
کرنے کے واسطے کافی ہون دوسرے میرے ہمراہ پندرہ ہزار ساحر ہیں جو میرے مطیع و فرمانبردار
ہیں تمہارے در باغ پر ٹھہرے ہوئے ہیں اُن کو ہمراہ لے کر جاتا ہون ملکہ نے کہا اچھا تمکو اختیار ہے
جو مناسب ہو وہ کرو خواہ تنہا جاؤ خواہ اپنے لشکر کے ہمراہ جاؤ یہ کہکر کچھ سوچ کر کنیزون سے کہا کہ
یہ جو ان کے ہمراہی جو ساحر ہیں ہمارے در باغ پر آ گئے ہیں وہ بھی ہمارے لطف و مہربانی سے محروم
نہ ہین اُن کو طرے اور پھول جو رکھے ہوئے ہیں جاکر دیدو اور کہدو کہ ہماری ملکہ نے بخاطر
رعد دیو سر جادو تمکو بھی یہ طرے اور پھول بھیجے ہیں ان کو سونگھو عطیہ ملکہ عالم سمجھو شکر گذار ہو
کنیزون نے حکم ملکہ کی تعمیل کی ہر ایک ساحر نے ایک طرہ یا پھول لے کر خوش ہو کر سونگھے

مبتلائے سحر ہوکر کہا کہ ملکہ عالم نے کیا ہمیں سرفراز کیا ہے اب ہم فرمانبردار و تابع حکم ہیں جان نثاری کو
موجود ہیں ان کے دشمن سے کہ دشمن ہیں کنیزوں نے کہا کہ دشمن ان کا نائب خداوند ہے اپنے
سردار رعد دیو سر جادو کے ساتھ جاکر سر حکیم جالوس کا کاٹ کر لاؤ انھوں نے کہا کہ ہمیں
کیا عذر ہے سر اُس کا جاکر کاٹ لائیں گے دشمن ملکہ عالم کو زندہ نہ رکھیں گے یہ کہکر حالت دیوانگی میں
وہ بھی اشعار عاشقانہ مسحور بہ سحر ہوکر پڑھنے لگے اس اثنا میں رعد دیو سر جادو باغ سے
باہر آیا جملہ ساحران ہمراہی سے کہا کہ جلد چلو نائب خداوند حکیم جالوس دشمن ملکہ عالم کا سر کاٹ کر
لے آئیں حکم ملکہ بجا لائیں سب نے عرض کیا کہ چلیے اُس نابکار کو قتل کریں سر دربار گھس کر اُسکو
مع اُس کے اہل دربار کے قتل کریں یہ سنکے رعد دیو سر جادو اژدرِ آتش فشان سحر پر سوار ہوا
جملہ ساحران ہمراہی بھی اُس کے مختلف سحر کی سواریوں پر سوار ہوئے پھر رعد دیو سر جادو قہر و
بصد قہر و غضب اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر سوئے طلسم نزار روانہ ہوا بعد قطع راہ سرحد طلسم نزار
میں پہونچا ساحروں نے جاکر حکیم جالوس سے عرض کیا کہ رعد دیو سر جادو جو براے
اسیری ملکہ شہناز جادو وغیرہ گیا تھا اس طرح آتا ہے کہ بصد خوشی و خرمی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہے
حکیم جالوس یہ خبر سنکے سمجھا کہ ملکہ شہناز جادو کو اور ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو
کو قتل یا اسیر کرکے بصد خوشی آتا ہے یہ سمجھکر اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ سنا تم نے رعد دیو سر
جادو آتا ہے یقین ہے کہ اُس نے جاتے ہی ملکہ شہناز جادو وغیرہ کو اسیر یا قتل کیا ہوگا بصد خوشی
آتا ہے ہم اُس کو ایسا انعام دیں گے کہ وہ بھی خوش ہو جائے گا اہل دربار نے عرض کیا کہ اے
نائب خداوند رعد دیو سر جادو ساحر زبردست ہے نامی و نامور ہے اُس کے پہنچنے سے ممکن نہیں
کہ دشمن بیہوش نہ ہو جائے پھر خاصہ اُس کا ایسا ہے کہ دفعیہ اُس کا امکان سے باہر ہے ابھی ساحران
اہل دربار یہ عرض کر رہے تھے نائب خداوند حکیم جالوس تخت پر بصد خوشی بیٹھا تھا کہ رعد دیو سر
جادو مع اپنے لشکر کے آیا سب نے دیکھا کہ ایک ہار پھولوں کا گلے میں ڈالے ہوئے ہے کچھ پھول
ہاتھ میں لیے ہے بار بار ان پھولوں کو سونگھتا ہے لباس اُس کا جابجا سے پھٹا ہوا ہے چہرے سے آثار وحشت
و قہر و غضب ظاہر ہیں ابھی پہنچنے نہ پایا تھا اہل دربار جو بیٹھے ہوئے تھے وہ سوئے ساحر مذکور کو دیکھکر
حیران ہوکے دل میں متردد تھے کہ رعد دیو سر جادو دربار میں آیا فرط غضب سے سلام نہ کیا
نائب خداوند حکیم جالوس نے پوچھا کہ اے رعد دیو سر جادو تو نے ہمیں سلام نہ کیا اس کی
کیا وجہ ہے اور اسوقت حال کیا ہوا ہے یہ کہو کیوں نہ ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و
مجمر جادو کو اسیر کرکے لایا یا اُن کو قتل کیا بیان کر ساحر مذکور نے بصد غضب جواب دیا کہ او نابکار
کیا بکتا ہے تو لائق سلام نہیں ہے ملکہ نازنین و ہماری محبوبہ کا تو دشمن ہے تیرا سر کاٹنے آیا ہوں یہ کہکر
کانوں پہ ہاتھ رکھکر ارادہ چیخنے کا کیا ہنوز صدا اُس کے دہن سے نہ نکلی تھی کہ حکیم جالوس بہ عجلت
بزور عمل جلد تر تخت سے اپنے تئیں گرا کر پانوں اپنے زمین پر مار کر غرق زمین ہوا اور جا بطلسم باطن
پاس خداوند ہود سرمست جادو کے چلا یہاں رعد دیو سر جادو چیخا اُس کی صدا سے جملہ
اہل دربار جو اسوقت حاضر دربار تھے بیہوش ہوگئے ہر چند ساحران اہل دربار بھی مانند حکیم
جالوس کے ارادہ بھاگنے اور غرق زمین ہونے کا کیا مگر رعد دیو سر جادو نے اتنی مہلت
ان کو نہ دی کہ وہ اسماے سحر اپنی زبان پر جاری کریں اور غرق زمین ہوکر بیہوش ہونے سے

محفوظ رہیں غرضکہ جب ساحران دربار بیہوش ہوگئے رعد دیو سر جادو مع جملہ ساحران ہمراہی
اُس کے ساحران بیہوش شدہ کو قتل کرنے لگے شور و غل ہونے لگا ساکنان طلسم زلزلہ جو
اس واقعے سے باخبر ہوے وہ حیران ہوے دربار میں تو ایک ہنگامہ برپا ہے اہل دربار مذکور
قتل ہو رہے ہیں مگر حکیم جالوس جو سوے شاہ طلسم زلزلہ گیا تھا بعد رواہ خدمت خداوند
ہوش مست جادو میں بدحواس و پریشان خاطر پہونچا باادب سلام کیا خداوند مذکور نے
متردد ہوکر پوچھا کہ اے نائب من خیر تو ہے کیوں گھبرایا ہوا آیا ہے اُس نے عرض کیا کہ خداوند
کیا عرض کروں غضب ہوا شاہ نے کہا بیان تو کر آخر کیا ہوا اسقدر کیوں گھبرایا ہوا ہے یہاں
باحال پریشان کیوں آیا ہے اُس نے تمام حال ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ شمع جادو و ملکہ
شہناز جادو و رعد دیو سر جادو کا مفصل بیان کیا شاہ طلسم زلزلے نے کہا کہ اے حکیم جالوس
تو نے برا کیا ملکہ وبدیع سحر ساز عرف ملکہ شہناز جادو بابدولت کی قرابت دار و بزرگ خاندان کو
سر دربار کوڑے لگا کے ذلیل کیا دوست کو دشمن کیا اب رعد دیو سر جادو جو مبتلاے سحر
ملکہ بہار گل پوش جادو ہوکر آیا ہے اہل دربار کو قتل کر رہا ہے کشت و خون ہو رہی ہے جلد اسکے
دفع کی تدبیر کر حکیم جالوس نے پوچھا کہ اے خداوند کیا تدبیر کروں کیونکہ سحر ملکہ بہار گل پوش
جادو و رعد دیو سر جادو کے سر سے رفع کروں شاہ طلسم زلزلے نے جواب دیا کہ سحر ملکہ بہار گل پوش
جادو سکھایا ہوا و بدیع سحر ساز جادو کا ہے یہ سحر اُتارے سے نہ اُترے گا حکیم جالوس نے پوچھا
کہ اے خداوند پھر کیا کیا جائے شاہ طلسم مذکور نے جواب دیا کہ یہ شیشہ جو طاق پر رکھا ہوا ہے اسکو
اُٹھا کر جلد لے جا جو کچھ اس میں بھرا ہوا ہے ایک ایک قطرہ رعد دیو سر جادو اور اُس کے
لشکر کے ساحروں پر ڈال دے تاکہ سب جل جائیں قصہ پاک ہو یہ ہنگامہ موقوف ہو لیکن
خبردار ایسی حرکت بے سمجھے نہ کرنا حکیم جالوس وہ شیشہ اُٹھا کر جلد تر راہ طے کر کے
اپنے دربار میں آیا دیکھا کہ گویا ایک قیامت برپا ہے رعد دیو سر جادو و ساحران ہمراہی اسکے
اہل دربار بیہوش شدہ کو قتل کر رہے ہیں علامت اُن کے مرنے کی ظاہر ہو رہی ہے آندھیاں
مختلف رنگ کی زور و شور سے آ رہی ہیں ہوا تند چل رہی ہے تاریکی محیط عالم ہے ساحران
مقتول کے سحروں کے جو پیر ہیں وہ اُن ہی کے نام سے آوازیں دے رہے ہیں طلسم زلزلے میں
زمین کو زلزلہ ہے سنگ باری و برف باری و آتش باری ہو رہی ہے شور و غل ہو رہا ہے ساکنان
طلسم اس واقعے سے متحیر و پریشان ہیں طلسم میں ایک تہلکہ پڑا ہے یہ حال دیکھ کر پہلے جلد
اُسی شیشے سے چند قطرے آب رعد دیو سر جادو پر اُس تاریکی میں ڈالے ان قطروں کے پڑتے ہی
رعد دیو سر جادو نے آہ کی پھر مثل شمع کافوری جلنے لگا اور یہ کہنے لگا کہ او نابکار حکیم جالوس
تو نے غضب کیا تاریکی میں پوشیدہ طور سے میرا کام تمام کیا او نابکار دلیرانہ سامنے نہ آیا مجھسے
مقابلہ نہ کیا تاکہ ہنگام مقابلہ سر تیرا کاٹ کر اپنی محبوبہ ملکہ عالم کے پاس لے جاتا اُس کے حکم کو بجا لاتا
پھر اُس کے وصل سے شاد کام ہوتا افسوس آرزوے دلی پوری نہ ہوئی او بزدل اپنا وار کر کے
غائب ہوگیا دلیرانہ سامنے نہ ٹھہرا ورنہ میں بھی حوصلہ اپنے دل کا نکالتا ایسی ہی تقریر کرتے
کرتے جلتے جلتے آخر کار خاک ہوگیا اس کے بھی مرنے کی علامت ظاہر ہوئی حکیم جالوس نے
رعد دیو سر جادو کے ہر ایک ساحر ہمراہی پر بھی وہ آب شیشہ چھڑکا وہ سب بھی جلنے لگے

اُن کے تنون سے شعلے نکل نکل کر دوسرے ساحرون پر جو گرے وہ بھی مانند اُن کے جلنے لگے
دربار مین اور قریب دربار عجب آفت تھی ایک آگ سی لگی ہوئی تھی ہر ایک ساحر مذکور جل رہا
تھا حکیم جالوس عالم غصہ مین کہہ رہا تھا کہ اسے نابکارو تمہاری یہی سزا ہے جیسا تمنے کیا ویسا پایا ایسی
نادانی و بیوقوفی کی کہ سحر ملکہ بہار گل پوش جادو مین مبتلا ہوگئے اور ہمارے اور ہمارے اہل دربار
کے قتل کرنے کو آئے ملکہ دبدبۂ سحر ساز جادو و معروف ملکہ شہناز جادو وغیرہ کو اسیر کرکے نہ لائے
خود اُس کے سحر مین مبتلا ہو کے اسیر دام الفت ہوگئے ہنوز نائب خداوند مذکور یہ گفتگو کر رہا تھا کہ
وہ سب ساحر بھی جل کر فریاد و آہ کرکے خاک ہوگئے جب سب ساحر مذکور جل گئے اور تاریکی و ہوائے
تند و تیز دفع ہوئی مطلع صاف ہوا حکیم جالوس نے لاشے ساحران اہل دربار کے بعد رنج اٹھوا
بعد اُٹھنے لاشون کے اور درستی دربار کے نائب خداوند مطمئن ہوکر بالائے تخت حکومت بیٹھا
جملہ اہل دربار وغیرہ جو اس ہنگامے کی خبر سنکے یکجا ہوکے دربار مین آگئے تھے علی قدر مراتب بیٹھے جو
قابل دربار نہ تھے وہ چلے گئے حکیم جالوس نے تخت حکومت پر جلوس کرکے اہل دربار سے مخاطب
ہوکر کہا کہ اسے ساحران نامی و نامدار واسے ہمرازان خداوند عالی وقار دبدبۂ سحر ساز عرف
ملکہ شہناز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو سے خداوند سے منحرف و سرکشی کرکے
سکونت طلسم زلزلے مین اختیار کی ہے بیرون طلسم زلزلہ جاکر ہماری ایسی دشمن جان ہوئین کہ رعد
دیو سر جادو کو اپنے سحر مین مبتلا کرکے ہمارے قتل کرنے کے واسطے بھیجا اُس نے یہان آکر اپنے
سحر خاص سے ہمارے بیہوش کرنے کا ارادہ کیا تھا اگر ہم بعجلت غرق زمین نہ ہو جاتے تو ضرور
اُس کے چیخنے سے آواز اُس کی سنکے ہم بھی بیہوش ہو جاتے ایسی صورت مین وہ ہمین قتل کرتا
سر ہمارا کاٹ کر حسب الطلب و موافق حکم پاس دبدبۂ سحر ساز و ملکہ بہار گل پوش جادو کے
لیجاتا اور گر ہم حسب فرمان خداوند شیشۂ آب یا شیشۂ روغن سوزان لا اختیار رعد دیو سر جادو وغیرہ
پر وہ آب یا روغن نہ چھڑکتے اور ان سب کو نہ جلا دیتے تو بڑا غضب ہوتا رعد دیو سر جادو طلسم زلزلہ
مین آفت برپا کرتا اب حملہ باغیان مذکورہ کی طرف سے سخت اندیشہ ہے علی الخصوص دبدبۂ سحر ساز
کی جانب سے اندیشہ قوی ہے وہ ساحرہ زبردست ہے رازدار طلسم ہے بالفعل تو ہماری ہی
دشمن جان ہے اگر کہیں شریک طلسم کشا ہو گئی تو آفت برپا کرے گی طلسم زلزلہ کی کنجی ڈال دے گی نشان
لوح طلسمی سے طلسم کشا کو آگاہ کرے گی سوا اس کے نصرت ہر طرح طلسم کشا کرے گی مرحلات طلسمی
کے راز و کیفیت سے خبر دے گی طلسم کشائی طلسم زلزلہ مین سعی و کوشش کرے گی اُس کا زندہ رہنا
اور شریک طلسم کشا ہونا اچھا نہین ہے تاوقتیکہ وہ قتل و گرفتار نہ ہوگی ہمین اطمینان حاصل نہوگا بعض
اہل دربار نے عرض کیا کہ بیشک حضور وہ بلائے بے درمان ہے سحر و ساحری مین زبردست ہے اُس کی
ذات سے فتور پیدا ہونگے کیونکہ وہ رازدار طلسم زلزلہ ہے تو اسی اُس کی ملکہ بہار گل پوش
جادو بھی پرکالۂ آفت ہے اس سن و سال مین علاوہ حسن و جمال کے سحر و ساحری مین ساحران نامی
سے کچھ کم نہین ہے ملکہ مجمر جادو بھی کچھ ایسی ویسی ساحرہ نہین وہ بھی سحر و افسون مین طاق و
مشتاق ہے دبدبۂ سحر ساز جادو نے اپنی نواسی اور بھانجی کو خوب سحر سکھائے ہین ان کا یکبارانہ نکل کر
جانا اچھا نہوا ان کے بارے مین غفلت خوب نہین ہے ان کی گرفتاری یا قتل واجب و لازم ہے
اگرچہ رعد دیو سر جادو وغیرہ مبتلائے سحر ہوکر سزایاب ہوئے جلا کر خاک کر دیئے گئے مگر ہم سب

اس باغ میں ہماری ملکہ عالم تشریف رکھتی ہیں تیری صورت و لباس و کلاہ پر نظر کرکے ہماری ملکہ دیکھا چاہتی ہیں کی فوراً غش آجائے گا تیرے مالک و آقا کہاں ہیں ان کا کیا نام ہے کہاں سے آئے ہیں خواجہ نے ہنسکر کہا سبحان اللہ کیا خوب جیسا ہوتا ہے وہ دوسروں کو بھی ویسا ہی تصور کرتا ہے تمہارے قول سے ثابت ہوا کہ کوئی قسم کی صورت ہے جب ہی آئینہ و روشنی کی ایذا رسانی ہے واسطے لڑکی ہو میری تو صورت ایسی اچھی ہے کہ شاہزادیاں مجھپر مرتی ہیں جان دیتی ہیں میں تم ایسیوں کا پر توجہ نہیں کرتا لاکھ تم اپنی ناز و ادا و گفتار سے مجھے اپنے اوپر مائل کرو میں بھائی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ کا ہوں نامی و نامور ہوں خاص وہاں سے خواجہ طیفور کر دیا گیا ہوں جامع الکمالات ہوں دیکھو وہ آقا و برادر ہمارے سامنے موجود ہوا ایستادہ ہیں یہی طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہیں یہی صاحبقران کشورستان ہیں وہ کنیزیں یہ گفتگو خواجہ کی سنکر ہنستی ہوئی پھر باہم مسکراتی ہوئی چلیں کرتی ہوئی باغ کے اندر گئیں خدمت ملکہ بہار گل پوش جادو میں جاکر دست بستہ عرض کرنے لگیں کہ اے ملکہ عالم اسوقت ایک شخص عجیب و غریب باغ پر آیا ہے طویل القامت ہے آنکھیں اس کی زیرہ سی ہیں کان بڑے ہیں پیچھے اور پیٹ و صورت میں کمی و زیادتی ہے نہایت چست و چالاک ہے لمبی ٹوپی سر پر رکھے ہے زبان آور اور دل لگی باز ہے اپنے آقا و برادر کے ساتھ ہے نام اپنا خواجہ طیفور ظاہر کرتا ہے اور اپنے آقا و برادر کا نام صاحبقران سلطان کیوان شکوہ ظاہر کرتا ہے کہتا ہے کہ میں جامع الکمالات ہوں نامی و نامور ہوں اور یہ پوچھتا ہے کہ صاحب باغ کا کیا نام اگر مالک باغ کی اجازت ہو تو ہمارے آقا اور ہم باغ کی سیر کریں اور یہ بھی کہتا ہے کہ ہمارے برادر و آقا طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہیں یہاں جو حکم ہو اس سے جاکر کہہ دیں وہ در باغ پر ایستادہ ہے اور اس کے برادر و آقا مرکب پر سوار در باغ سے کچھ دور کھڑے ہیں ملکہ بہار گل پوش جادو کنیزوں کی گفتگو سنکے سمجھ گئی کہ خواجہ اور صاحبقران کشورستان کوہ بلور سے ادھر آگئے ہیں بیتاب ہوگئی فی الفور مسند زریں سے اٹھکر ہمراہ کنیزوں کو لے کر براے پیشوائی صاحبقران عالیشان در باغ تک آگئی دیکھا کہ واقعی خواجہ در باغ پر ایستادہ ہیں اور صاحبقران در باغ سے کچھ فاصلے پر بالائے مرکب سوار کھڑے ہیں یہ دیکھتے ہی آگے بڑھکر صاحبقران کو سلام کرکے عرض کیا خوشا قسمت کہ آپ کا ادھر آنا ہوا میری سرفرازی کا باعث ہوا یہ باغ میرا ہے آپ قدم رنجہ فرمائیے صاحبقران کشورستان اس کو دیکھتے ہی پہچان گئے کہ یہ ملکہ بہار گل پوش جادو ہے اور خواجہ تو اسکے دیکھتے ہی بہت خوش ہوے غنچۂ دل شگفتہ ہوگیا گویا باغ زندگی میں بہار آگئی شادی و خرمی سے نہال ہوگئے چہرے سے آثار خوشی ہویدا ہوے اور یہ اشعار بے اختیار اپنی زبان پر جاری کیے۔ اشعار

ز دیکھا اچھی ہے سواری بہار کی	برگ خزاں رسیدہ گلستاں سے دور ہوں
ممکن نہیں نجات اسیران عشق کو	پر قید وہ نہیں کہ جو زنداں سے دور ہوں
مدت کے بعد آئے ہیں صحرا میں سے جنون	دو آبلے تو خار بیاباں سے دور ہوں

ملکہ بہار گل پوش جادو نے بھی کہ مائل تھی خواجہ کو دیکھ کے اشعار خواجہ کی زبان سے سنکے اور خوش ہوکر اپنے حال سے اس طرح خواجہ کو آگاہ کیا اور یہ اشعار بزبان صاحبقران آہستہ آہستہ اپنی زبان پر جاری کیے اشعار

روز تنہائی مین سہتی تھی یہان
مین نہ بدلون شربت دیدار سے
خلعت گرد اور یہ جاکٹ دشت

گفتگو پہرون خیال یار سے
جائے آسائش نہین ہی دوسری
پہنے یا عشق کی سرکار سے

خضر لاکر دین اگر آب حیات
بڑھ کے تیرے سایۂ دیوار سے

خواجہ موصوف اشعار مندرجہ سنکے مطلب ملکہ سمجھ گئے ظاہر ہوگیا کہ یہ نازنین ظاہر کرتی ہی کہ تمھارا ہمکو خیال رہا اور تمھارے شربت دیدار سے اگر خضر آب حیات بدلنا چاہین تو نہ لون اور راحت و آرام مجکو تمھارے روبرو ہونے سے حاصل ہوتا ہی جدائی مین دل کو راحت نہین ہوتی ہی اور تمھارے عشق کے سبب سے پہنے لباس تن گرد و غبار کو اختیار کیا ہی آبادی چھوڑکر دشت نشینی اختیار کی ہی اگر یہہ عاشق ہوتی تو یہہ انجام و حال سنو تلیہ سمجھ کر خاموش ہو رہے صاحبقران کشورستان کے ادب سے زیادہ تقریر نہ کی الحاصل ملکہ بہار گل پوش جادو کے کہنے سے صاحبقران مرکب سے اتر کر اندر باغ کے ہمراہ ملکہ مذکور کے گئے دیکھا کہ عجیب پر بہار باغ ہی کہ ایسا باغ کسی شاہ و شہریار کا کبھی شگفتہ اور شاداب نہ دیکھا تھا نہ ایسی بارہ دری نہ ایسا اسباب و سامان زیب و زینت کبھی دیکھا تھا متحیر ہوکر پوچھا کہ اے ملکہ بہار گل پوش جادو کیا اچھا تمھارا باغ ہی لائق سیر و قابل دید ہی اس کی شادابی و شگفتگی کی کیا تعریف کی جائے اس نے کہا کہ یہہ سحر کا ایک ادنی شعبدہ ہی یہہ باغ سحر کا ہی نمود بے بود ہی یہہ تعریف کے لائق کب ہی پہر ملکہ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیجاکر مسند زرین پر بٹھایا کنیزین برائے خدمتگذاری حاضر ہوئین خواجہ عمر کو روبرو سے صاحبقران بیٹھے ملکہ بھی ادب سے روبرو سے صاحبقران خواجہ سے ہٹ کے بیٹھی بحکم ملکہ مذکور سے اسباب راحت و آرام مہیا و موجود کیے گئے صاحبقران نے پوچھا کہ اے ملکہ تمھارے یہان رہنے کا کیا باعث ہی شنے تو قبل اس کے ظاہر کیا تھا کہ ہم درمیان طلسم زلزلے کے سوتے ہین ملکہ نے تمام حال مفصل حکیم جالوس سے ناخوش ہوکر ادہر آنے کا بیان کرکے کہا کہ ہماری نانی صاحبہ نے ابھی خبر ایہن ایک قلعہ اپنے سحر سے تیار کیا ہی وہ مع سحر جادو اس قلعے مین رہتی ہین اگر ارشاد ہو تو اُن سے آپ کے تشریف لانے کی خبر بیان کرون وہ بھی آپ کے یہان آنے سے خوش ہوکر آپ کی شریک ہوکے طلسم کشائی مین آپ کی شرکت و اعانت کرین گی صاحبقران کشورستان نے جواب دیا کہ اے ملکہ تمکو اس بارے مین اختیار ہی جو مناسب ہو وہ کرو ہمکو اعانت خدا پر تکیہ ہی پہر ملکہ مذکور بعد چند ساعت کے اپنے باغ سے اپنی نانی کے پاس قلعہ سحر مین گئی اُن سے خبر تشریف آوری صاحبقران یہان کی اُس نے خوش ہوکر کہا کہ اے نور نظر مین اُن کی تشریف آوری سے خوش ہوئی اُن کو یہان لے آ مین اُن سے ملنے کی بہت مشتاق ہون یعنی اُن کے دیکھنے کا مجھے اشتیاق ہی اگر انہون نے مجھے سرفراز فرمایا ہی تو اس قلعے مین بھی تشریف لائین مین اُن کے استقبال کے واسطے آؤن گی ملکہ بہار گل پوش جادو حسب ارشاد اپنی نانی کے قلعہ مذکور سے اپنے باغ مین آئی اور صاحبقران سے عرض کیا کہ ہماری نانی صاحبہ آپ کی تشریف آوری کی مشتاق ہین اپنے قلعہ سحر سے برائے استقبال آئی ہین اگر مناسب ہو تو سوئے قلعہ تشریف لے چلیے مجھے سرفراز فرمایا ہی تو ان کو بھی سرفراز فرمایئے آپ کی ذات ستودہ صفات سے یہ امید ہی کہ ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را + صاحبقران نے جواب دیا کہ اے ملکہ اگر تمھاری نانی صاحبہ مشتاق ہمارے دید کی ہین اور ہمارے استقبال کے واسطے آتی ہین تو ہم بھی بخیال تمھاری خوشی و خاطر کے وہان چلنے کے واسطے موجود ہین ہمکو بیشتر خوشی یا چاہنے کا خیال رہتا ہی اپنے کسی دوست کو ہم رنجیدہ نہین کرتے

کبر و نخوت و غرور و خود بینی سے ہیں نفرت ہے علی الخصوص اپنے دوستوں سے بتواضع ملتے ہیں
ملکہ بہار گل پوش جادو تقریر صاحبقران سنکے خوش ہوئی صاحبقران اٹھے ملکہ مذکورہ و
خواہر ملیفور گردیا و جملہ کنیزیں ہمراہ ہوئیں باغ سے قدم نکال کر سوے قلعہ سحر ملکہ دبدبہ سحر ساز عرف
ملکہ شہناز جادو چلے بعد قطع راہ قریب در قلعہ پہونچے دیکھا کہ در قلعہ کھلا ایک ضعیفہ ذیوقار لباس نفیس
در بر ہمراہ مجمر جادو و چند کنیزوں کے پا پیادہ آتی ہے ہنوز اُس ضعیفہ نے چند ہی قدم در قلعہ
سے راہ طے کی تھی کہ امیر با توقیر قریب تر اُس کے پہونچے اُس نے باادب سلام کیا مجمر جادو نے بھی
جھک کر سلام کیا بعدہٗ عرض کیا کہ ہماری خالہ جان جناب کی تشریف آوری کی بہت مشتاق تھیں اور
میں بھی مشتاق قدمبوسی جناب تھی شکر ہے کہ آپ تشریف لائے آرزوے دلی برآئی آپکے تشریف
لانے سے ہمکو سرفرازی حاصل ہوئی تشریف لانا آپ کا باعث فخر و افتخار ہوا اسی طرح بعد مزاج پرسی
ملکہ دبدبہ سحر ساز نے بھی گفتگو کی بعدازاں استقبال صاحبقران کرکے بصد عزت و تعظیم و تکریم
اندر قلعے کے لے گئی اور بجاے صدر بعزت بٹھایا خود بھی مع ملکہ بہار گل پوش جادو اور ملکہ
مجمر جادو روبرو باادب بیٹھی کنیزیں دست بستہ کھڑی رہیں صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
نے قلعہ و آراستگی قلعہ پر نظر کرکے فرمایا کہ کیا اچھا قلعہ ہے نہایت مستحکم و مضبوط ہے آراستہ بھی خوب
ہے ایسا قلعہ ہے کہ حریف اس کو فتح نہیں کرسکتا ہے ملکہ دبدبہ سحر ساز نے عرض کیا کہ یہ حصن حصین
اس عاجزہ کے سحر کا ایک کرشمہ ہے جیسا سحر ضروریات و سکونت کا تیار کیا ہے ہاں اگر کوئی دشمن نابکار
اس قلعے پر چڑھ کے آئیگا تو بیشک یہ قلعہ فتح ہوگا کشت و خون زیادہ ہوگا حالانکہ میں تنہا ہوں
فوج و لشکر میرے پاس نہیں ہے نہ کوئی سامان جنگ ہے آپنے ملکہ بہار گل پوش جادو سے
تو جملہ حالات میرے یہاں آنے کے سنے ہی ہوں گے عجلت میں ادھر آئی ہوں کوئی سامان و اسباب
لائق اپنے ہمراہ نہیں لائی ہوں ان دونوں لڑکیوں سے میں نے آپکے اوصاف حمیدہ و اخلاق
پسندیدہ بارہا سنے تھے آپکے دیکھنے کا بدرجہ کمال اشتیاق تھا اسوقت آپ تشریف شریف یہاں
لائے سبب میری عزت افزائی و فخر و افتخار کا ہوا یہ لڑکیاں تو قبل ہی سے آپکی مطیع و فرمانبردار
ہوچکی ہیں اب میں بھی آپکی مطیع و فرمانبردار ہوتی ہوں حتی الامکان بمقدمہ طلسم کشائی سعی
و کوشش کروں گی آپکے دشمنوں سے مقابلہ کروں گی واسطے حصول لوح طلسمی کے بھی
تدبیر کروں گی جب تک زندہ ہوں بہبودی و خیرخواہی میں آپکی سعی کروں گی اب آپ مجھسے
اطمینان رکھیں جو کچھ میں نے کہا ہے وہی کروں گی خداوند ہوس مست جادو مالک طلسم زلزلہ
و حکیم جالوس نابکار کی دشمن جان و مال طلسم ہوکر آپکی دوستی کے جادے پر قدم رکھونگی
صاحبقران نے جواب دیا کہ ہمنے بھی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو سے تمہارے
اوصاف و اخلاق سنے تھے آج یہاں آکے اوصاف و اخلاق تمہارے ہمپر ظاہر ہوگئے تمہاری
شرکت سے ہمکو ایک قوت حاصل ہوگئی فی الحال لوح طلسم زلزلہ کا سراغ لگانا چاہیے کہ وہ کہاں ہے
کس کے پاس ہے تاکہ تدبیر حصول لوح طلسمی کی جاے کیونکہ بغیر لوح مذکور کے طلسم زلزلہ فتح ہونا
ملکہ دبدبہ سحر ساز عرف ملکہ شہناز جادو نے عرض کیا کہ ابھی تو آپ اس قلعے میں تشریف
لائے ہیں چندے قیام فرمائیے راحت و آرام سے بسر کریں بعدہٗ فکر حصول لوح طلسمی کیا جائیگی
جو کچھ مجھکو معلوم ہے بیان کروں گی مجکو آپکے دشمنوں سے مقابلہ کرنا ہے ورنہ فی الحال ہم

دین اسلام اختیار کرتی بالفعل مطیع دین اسلام ہوتی ہون جس طرح کہ یہ دونون لڑکیان مطیع دین اسلام
ہوگئی ہین واقعی دین اسلام سے بہتر کوئی دین نہین ہی صاحبقران نے تو تقریر ملکہ مذکورہ سن کے
خوش ہوکے سکوت اختیار کیا ہی ملکہ دبدبہ سحر ساز نے حکم دعوت وضیافت اپنے ملازمون کو دیا ہی
سامان دعوت وضیافت ہوتا ہی بعیش و راحت و آرام صاحبقران عالی مقام قلعے مین قیام پذیر
ہین لیکن اب حال نائب خداوند حکیم جالوس وغیرہ کا بیان کیا جاتا ہی کہ بعد ہلاک کرنے اور جلا کر
خاک کرنے رعد و پو سہر جادو وغیرہ کے ایک روز حکیم جالوس دربار مین تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا
جملہ اہل دربار حاضر دربار تھے کہ یکایک چند ساحران نابکار مضطر و بیقرار و پریشان خاطر دربار مین
آکے بعد سلام کے دست بستہ انھون نے عرض کیا کہ اے نائب خداوند آپ کو معلوم ہوگا کہ آج ہم
سب برائے تفریح طبع و سیر بیرون طلسم زلزلہ گئے تھے جب صحرائے سبزہ زار مین سیر کنان پہونچے
تو دیکھا کہ ایک باغ پر بہار درمیان صحرا واقع ہی آگے اس باغ کے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ سامان
جنگ و جدال سے نہایت آراستہ ہی اور اس قلعے پر محیط و قائم ہی حیران ہوکر ہم نے باہم کہا کہ
دریافت کرنا چاہیے یہ باغ و قلعہ محکم اس صحرا مین کس کا ہی کس نے بنایا ہی پہلے تو اس جا مین یہ
باغ تھا نہ قلعہ تھا یقینی بالحال کسی نے بنایا ہی بعد دریافت کرنے سے یہ ثابت ہوا کہ دبدبہ سحر ساز
عرف ملکہ شہناز جادو جو مع اپنی نواسی اور بھانجی کے حضور سے ناراض ہوکر طلسم زلزلہ سے
چلی گئی تھی اسی نے وہ قلعہ سحر و باغ سحر تیار کیا ہی مالک باغ ملکہ بہار گل پوش جادو ہی رعد و پو سہر
جادو وغیرہ اسی کے سحر مین مبتلا ہوکر یہان بہر جنگ و دشمنی حضور آئے تھے جن کو حضور نے اپنی
حکمت و تدبیر سے جلا کر خاک کر دیا اور حاکم قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز ہی اس نے حضور و نیز خداوند
سے باغی ہوکر لڑنے کا ارادہ کیا ہی بخوبی سامان جنگ مہیا کیا ہی اطلاعاً ہم نے عرض کیا ہی یہ کہکے وہ
ساحر تو دربار سے چلے گئے نائب خداوند حکیم جالوس نے از حد غضبناک ہوکے اپنے دل مین کہا
کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ہم سے لڑنے کا سامان کیا ہی ایسی سرکشی و بدخواہی پر اس نے
کمر باندھی ہی اپنے دل مین وہ اپنے تئین کیا سمجھتی ہی اس باغیہ کی بھی یہ حقیقت ہی کہ ہم سے سرکشی
کرکے لڑیگی اور طلسم زلزلہ مین شرکت طلسم کشا سے فتنہ و فساد برپا کرے یہ باتین اپنے دل مین
کرکے عالم غصہ مین اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے ہمگنو اور اے بندگان خداوند تم نے سنا جو ابھی
ساحرون نے ہماری خدمت مین حاضر ہوکر بابت سرکشی و فتنہ انگیزی ملکہ دبدبہ سحر ساز کے اظہار
کیا ہی خداوند سے اور ہم سے ناراض ہوکر ایسی سرکشی پر کمر باندھی ہی کہ قلعہ برائے جنگ تیار کیا ہے
دشمنی پر آمادہ ہوئی ہی چاہتی ہی کہ طلسم زلزلہ تباہ و برباد ہو جائے عجب نہین کہ شریک طلسم کشا
ہوکر اس نے قلعہ بنایا ہو ایسی باغیہ و دشمن خداوند و طلسم زلزلہ کا زندہ رہنا ناگوار ہی پس تم مین سے
کون ایسا ہی کہ یہان سے جاکر قلعہ دبدبہ سحر ساز جادو کو مٹا دے اور اس کو مع اس کی بھانجی
اور نواسی کے اسیر کرکے ہمارے روبرو لے آئے خلعت و انعام کثیر ہم سے پائے اس وقت
طوفان آتشبار جادو کہ ساحر زبردست معزز تھا اپنی جگہ سے اٹھکر باادب ملتمس ہوا کہ اے
نائب خداوند یہ کمترین حکم سرکار بجا لائے گا قلعہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو جلا کر نیست و نابود کر دیگا
باغ ملکہ بہار کو اپنی آتش سحر سے جلا دیگا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو
و ملکہ [illegible] جادو کو اسیر کرکے لے آئے گا جانفشانی و سعی و کوشش بخوبی کرے گا مگر چاہتا ہی کہ حضور کی

دوست میری جانفشانی کو ملاحظہ کرین حکیم جالوس نے اُس کی عرض کو پذیرا کرکے کہا کہ اے
طوفان آتشبار جادو پہلے تو سوے قلعہ و باغ باغیان خداوند روانہ ہو بعد تیرے جانے کے
ہم بھی آئین گے تا وقتیکہ ہم وہان نہ آئین قلعے پر حملہ آور نہونا کیونکہ موافق تیری تمنا کے مین تیری
لڑائی دیکھنا منظور ہی طوفان آتشبار جادو ایک اہل دربار سے ہی اور ساحر زبردست و معزز ہی سحر
اس کا مشہور ہی کہ جس پر ناریل چوبی دار الفاظ سحر دم کرکے مارتا ہی اُسے جلا دیتا ہی آتش سحر اس کی
جلا کر خاک کر دیتی ہی اس لیے اس سحر سے حریف جانبر نہین ہوسکتا ہی الا وہ حریف کہ جو اس سے
زبردست ہو وہ اس کے سحر کو بھی رد کر سکتا ہی الحاصل ساحر مذکور حسب الحکم نائب خداوند دربار
سے اٹھ کر بیرون دربار جا کر بارہ ہزار اپنے لشکر کے ساحروں کو ہمراہ لے کر تخت سحر پر بیٹھ کر
زمین سے سوے فلک بلند ہو کر بقہر و غضب روانہ ہوا ساحران ہمراہی بھی اُس کے تختہائے سحری
سواریوں پر سوار ہوکے جھولیان اسباب سحر سے بھری ہوئی دوش پر رکھکر ترسول پیسول
ہاتھون مین لیکر خداوند ہو دمست جادو و سامری و جمشید کو باواز بلند پکارتے ہوئے
ہمراہ طوفان آتشبار جادو اپنے سردار کے روانہ ہوے پارہ ہاے ابر سیاہ سحر مین نہان
ہوکر سوے قلعہ ملکہ دبدبہ سحرساز جادو چلے دیکھنے والون نے دیکھا کہ طوفان آتشبار جادو
بہت زور شور سے روانہ ہوا ہی پارہ ہاے ابر سحر سے اُس کے دمبدم برق چمک چمک کر سوے
زمین آکر پھر ابر مین نہان ہوتی ہی اور صداے رعد ایسے زور سے اُن پارہ ہاے ابر سحر سے
پیدا ہوتی ہی کہ جس کے سننے سے دلہاے جوانان بہادر و قوی ہیکل دہل جاتے ہین جگر
بزدلون کے شق ہو جاتے ہین قہر و غضب ساحر مذکور سے برق و رعد کی آواز ہویدا و آشکار تھی
جب وہ پارہ ہاے ابر سحر نظر سے نہان ہوے نائب خداوندی یعنی حکیم جالوس نابکار قاتل
برادر حقیقی خود مع فوج دربار سے اسباب ضروری جنگ ہمراہ لے کر ساٹھ ہزار ساحرون کی
جمعیت سے تخت پر بیٹھکر جانب قلعہ ملکہ دبدبہ سحرساز جادو بکر و فر و شان و شوکت روانہ ہوا
طوفان آتشبار جادو جو حسب الحکم نائب خداوند نابکار مذکور کے روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ
اُس صحراے سبزہ زار مین پہونچا جس صحرا مین ملکہ دبدبہ سحرساز جادو و ملکہ بہار گل پوش
جادو نے باغ و قلعہ سحر بنایا تھا دیکھتے ہی اُس باغ و قلعہ کو بلندی سے بروے زمین آکر حکم دیا
کہ بارگاہ و خیام ایستادہ کیے جائین تاکہ حرارت آفتاب سے ہمکو اور ہمارے اہل لشکر کو تکلیف
نہو حالانکہ یہان دو چار روز کے قیام کرنے کی بھی ضرورت نہین ہی صرف دو چار ساعت کے واسطے
سایبان و اسباب راحت کی احتیاج ہی تا نائب خداوند یہان تشریف لائے اور ہمنے آگے بڑھکر باغ
و قلعہ سحر کو اپنی آتش سحر سے جلا کر نیست و نابود کر دیا اور سب باغیون کو اسیر و گرفتار کرکے حوالے
حکیم جالوس کے کر دیا ہمارے نزدیک یہ کام کچھ دشوار نہین ہی نہ اس کام کے انصرام مین
تاخیر ہوگی ساحران ہمراہی نے عرض کیا کہ واقعی آپ کا سحر و ساحری مین عدیل و نظیر نہین
ہی جو کچھ آپ نے ارشاد کیا درست و بجا ہی زیادہ توقف کرنیکی یہان آپ کو کیا ضرورت ہی
طوفان آتشبار جادو نے خوش ہوکر کہا کہ تم سچ کہتے ہو تم میرے سحر سے بخوبی آگاہ ہو
میرے مراتب عالی سے باخبر ہو بلکہ میری ماتحتی مین میری جنگ و جدال او میرے سحر خاص
سے آگاہ ہو چکے ہو مین تمکو محض براے اظہار شان و شوکت اپنے ہمراہ لایا ہون تم دوست

کھڑے ہوکر میری سحر و ساحری و جنگ دیکھتا قریب بھی میرے نہ آتا جنگ میں شرکت بھی نہ کرتا تھوڑی
ہی دیر میں یہ باغ و قلعہ جلاکر خاک میں ملا دوں گا نام و نشان بھی باقی نہ رکھوں گا ایک دم میں دشمنان
خداوند و بدخواہان نائب خداوند کو گرفتار کرلوں گا میرے ہاتھ سے وہ بھاگ کر کہاں جاسکتے ہیں
اور مجھ ایسے ساحر زبردست سے کیا مقابلہ و مجادلہ کرسکتے ہیں میں رعد دیو سر جادو نہیں ہوں
کہ سحر میں ملکہ بہار گل پوش جادو یا ملکہ و بدیعہ سحر ساز جادو یا ملکہ مجمر جادو کے مبتلا ہو گئے عاشق و
دیوانہ ہوکر اپنے خداوند یا نائب خداوند کا بدخواہ ہوں سر کٹانے کے واسطے جاؤں وہ نادان بیوقوف
تھا سحر و ساحری میں اُسکو چندان تمیز و لیاقت نہ تھی اسی وجہ سے وہ دام سحر باغبان مذکور میں
پھنس گیا تھا انجام اُس کا دیکھا تم سب نے کہ کیا ہوا اپنی نافہمی کی اُس نے سزا پائی اگر خردمند ہوتا
تو کبھی مبتلائے سحر نہوتا سب نے عرض کیا کہ آپ نے درست و بجا ارشاد کیا بیشک آپ نہایت عاقل و
زبردست ساحر ہیں آپ سے کون مقابلہ کرسکتا ہے کس کی مجال ہے کہ آپ سے جنگ آزما ہو ہم تو
سمجھ چکے ہیں کہ آپ ہی کے ہاتھ سے یہ قلعہ سر ہوگا اور اس باغ پر بہار سحر پر خزاں آئے گی نہیں معلوم
آپ کے یہاں آنے کی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ و بدیعہ سحر ساز جادو کو خبر ہوئی یا نہیں
بظاہر ثابت ہوتا ہے کہ خبر و آگاہی نہیں ہوئی ورنہ وہ سب آپ کے خوف سے بھاگ جاتے یا بجائے
عذر خواہی بصد عاجزی آپ کے روبرو فی الفور آتے طالب پناہ ہوتے اور یہ ضرور کہتے کہ اسے
طوفان آتشبار جادو جو کچھ ہم سے خطا سرزد ہوئی ہے خداوند و نائب خداوند سے سعی و سفارش
کرکے معاف کرادو ہم پر احسان کرو ایسی حالت میں عجب نہیں کہ آپ کو اُن کے حال پر رحم آجاتا
اُن کو اسیر و گرفتار نہ کرتے اُن کی سفارش خداوند و نائب خداوند سے کرکے اُن کی تقصیر عفو
کرادیتے اگر آپ ہم کو حکم دیں تو ہم آگے بڑھ کر در باغ تک جائیں ملکہ بہار گل پوش جادو کو
سمجھائیں رومال سے ہاتھ بند ہوا کر اُس کو آپ کے روبرو لے آئیں اسی طرح ملکہ و بدیعہ سحر ساز جادو
کو بھی آپ کے آنے کی خبر کردیں عجب نہیں وہ ضعیفہ بھی انجام پر نظر کرکے آپ سے مقابلہ کرنا
مناسب نہ جان کر گھبرا کر برائے عذر خواہی یہاں چلی آئے طوفان آتشبار جادو نے جواب دیا کہ
دشمن پر رحم کرنا اور اُس کو ہوشیار و خبردار کر دینا خلاف عقل ہے خبردار یہاں سے آگے قدم نہ بڑھاؤ
در باغ پر نجاؤ و بہر رنگ ہمارے آنیکی انھیں خبر نہ دو دشمن غافل کو ہوشیار نکرو مبادا ہمارے
آنے کی خبر پاکر ہوشیار ہوکر سامان جنگ و جدال کریں یا خوف سے بھاگ جائیں تو اُن کا ہاتھ آنا
دشوار ہوگا یہ رائے تمہاری ہمیں پسند نہیں کیونکہ ہمیں تو یہ منظور ہے کہ ان سب دشمنان خداوند کو
حتی الامکان آتش سحر سے جلادیں حالت غفلت میں ان کو ہلاک کریں کہیں بھاگ کر انکو جانے نہ دیں
اور یہ خیال تمہارا خام ہے ملکہ بہار گل پوش جادو خبر ہمارے بقصد جنگ آنے کی سنکے برائے
عذر خواہی رومال سے ہاتھ بندھ کر کبھی نہ آئے گی کیونکہ وہ قرابت دار خداوند ہے یہ ذلت و
توہین ساحرہ معزز ہوکر گوارا نکرے گی لڑ بھڑ کر جان دیدے گی لیکن خلاف اپنی شان و مرتبے
کے دست بستہ برائے عذر خواہی کو نہ آئے گی اور ملکہ و بدیعہ سحر ساز جادو تو اپنے تئیں شہزادیوں
سے زیادہ مرتبے میں جانتی ہے سوا اس کے اُس کو اپنے سحر پر بھی ناز ہے اُس کی طرف ایسا گمان بھی
نہ کرنا چاہیے کہ وہ گھبرا کر طالب پناہ ہوکر یہاں آئے گی خواستگار سفارش کی ہوگی لہذا تم سب اپنے
ارادے سے باز رہو ان باغیوں کو ہمارے آنے سے آگاہ نکرو ورنہ ہوشیار ہوکر وہ بھی کوئی

پر فریاکر ارادہ اُٹھنے کا کیا ملکہ وجیہہ پیکر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و مجبر جادو نے بعد
عجز و انکسار کہا کہ ہم قسم دیتے ہیں آپ کو اُس خدا کی جس کی آپ پرستش کرتے ہیں اور جس کو آپ
خالق کون و مکان جان کر سجدہ کرتے ہیں ہماری موجودگی میں آپ طوفان آتشبار جادو سے یا
اُس کے ہمراہیوں وغیرہ سے مقابلہ کیجئے ہمیں کوٹھے دیجئے ہماری لڑائی کا تماشہ دیکھئے ہاں ایسی
حالت میں کہ ہم سب مغلوب ہوکر اسیر ہو جائیں ہماری مدد و اعانت کیجئے گا دست دشمنان سے
ہم کو بچائیے گا صاحبقران نے سب کے قسم دینے سے مجبور ہو کر فرمایا کہ اچھا ہم اس تمہاری
عجز و انکساری کی وجہ سے اور قسم خداوند عالم دینے سے طوفان آتشبار جادو وغیرہ سے بالفعل
مقابلہ نہ کریں گے تماشہ دیکھیں گے پھر عمل کریں گے مگر اس قلعے میں نہ رہیں گے مگر فیصلہ ان سے اور
صاحبقران کشورستان مشہور ہو کر قلعہ بند ہوں گے یہاں سے دور جا کر تمہاری لڑائی دیکھیں گے
اگر تم سب طوفان وغیرہ پر غالب ہوئے تو فہو المراد ورنہ ہم تمہاری اعانت کے واسطے ضرور
آئیں گے حتی الامکان اپنے تئیں تم سب کے پاس پہنچائیں گے خواجہ طیفور گردپا نے عرض کیا
کہ اے امیدوار تو تمہارا آپ کی رائے میں پسند کرتا ہوں ہرگز قلعہ بند ہو کر یہاں قیام نہ فرمائیے پھر
ملکہ وجیہہ پیکر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ اب اسی بات میں
بہتری ہے صاحبقران کا یہاں ٹھہرنا کچھ نہ کہنا ہرگز صاحبقران یہاں بیٹھ کر نہیں سے بہتر یہی ہے کہ ان کی خوشی
پر عمل کرو سب نے کہا کہ اے خواجہ مجبوری ارشاد صاحبقران ہم منظور کرتے ہیں ورنہ ہمارا
دل نہیں چاہتا کہ ایسے وقت میں اس قلعے سے صاحبقران کشورستان کو کہیں جانے دیں
کیونکہ دشمنوں کا ہجوم ہے لشکر ساحران فریدوکش و طوفان آتشبار جادو آگیا ہے صاحبقران
کشورستان اسی وقت قلعے سے باہر آکر مرکب پر سوار ہو کر خواجہ کو ہمراہ لے کر ایک کوہ کی جانب
کہ یہاں سے قریب تھا روانہ ہوئے بعد قطع راہ دور کوہ میں جا کر ٹھہرے اُس وقت خواجہ طیفور گردپا
نے کچھ سوچ کر عرض کیا کہ اگر مجھ کو اجازت دیجئے تو میں بھی کچھ فکر و تدبیر کے واسطے جاؤں صاحبقران
نے اجازت دی خواجہ موصوف ایک جانب روان ہوئے حال ان کا بمقام مناسب بیان کیا
جائے گا اب ذکر نامی جادو کا سنئے کیا جاتا ہے کہ یہ نابکار جو ساٹھ ہزار ساحران نابکار کو ہمراہ
لے کر روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ اُسی قلعہ میں آیا جب صحرا میں طوفان آتشبار جادو ستمگر تھا اسکو
مع اُس کی سپاہ کے فریدوکش دیکھ کر قریب آیا اُس نے بارگاہ و خیام استادہ کرا کے منور حکم جادو اپنی
اپنی بارگاہ میں داخل ہوا تھا کہ قلعے میں ملکہ بہار گل پوش جادو نے اپنی نانی ملکہ وجیہہ پیکر ساز
جادو سے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے باغ میں جاؤں طوفان آتشبار جادو کو روکوں
اُس نے کچھ خیال کر کے کہا کہ اے دختر نیک اختر اس وقت تیرا اُس طرف باغ جانا اچھا نہیں ہرگز
تنہا جانے دوں گی اپنے پاس سے جدا کروں گی ملکہ بہار اپنی نانی کے کہنے سے مجبور ہو کر
جانب باغ مذکور رہ گئی وہاں حکیم جالوس نابکار نے طوفان آتشبار جادو کو حکم دیا کہ اب
تم فیل نگار حملہ کر کے باغ کی راہ جا اور اسکو اپنی آتش جادو سے جلا دے یا اُن کو قتل و اسیر کر کے بعد
جانفشانی و جنگ اپنی دکھا اُس نے عرض کیا کہ یہ خیر خواہ حضور کے آنے کا منتظر تھا اب حضور
یہاں تشریف لائے اور حکم دیا پس فرمانبردار ہوں کار نمایاں کر کے آتا ہوں یہ کہہ کے سوئے باغ روانہ
ہوا جب قریب تر باغ کے پہونچا کچھ ناریل پوست دار جھولی سے نکال کر الفاظ و اسمائے سحر ایک پر

دم کر کے منتر پڑھے بعد دیگرے وہ کئی ناریل چار طرف باغ پر سحر بہار ملکہ بہار گل پوش جادو پر
مارے دیکھنے والوں نے دیکھا کہ وہ ناریل شق ہو کے شعلے بکثرت پیدا ہوئے وہ باغ پر سحر بہار
ملکہ بہار جو آتش گل سے دہک رہا تھا یکایک انہیں شعلوں سے اس طرح جلنے لگا کہ ہر ایک سرو
لب جو مانند سرو چراغان کے ہو گیا ہر گل تر مثل گل چراغ ہونے لگا ہر ایک درخت صورت ہیزم
خشک جلنے لگا یا مانند شمع کافوری روشن ہو گیا برگ درختان سبز و شاداب حرارت آتش سحر
طوفان آتشبار جادو سے زرد و خزان دیدہ و پژمردہ ہو کر کف افسوس ملنے لگے کہ اے وقت
خزان آگئی بلبلیں عندلیب نغمہ سرائی نالہ و فریاد کرنے لگیں قمریاں سرو پر جل جل کر کباب ہونے لگیں
غنچہ باغ جہان کی شگفتگی سے گئے مرغان خوش الحان تارکنان ہو کر مثل کباب آتش سحر سے بریان
ہونے لگے وہ شعلہ بلند ہوا گویا دود آہ عنادل عیان ہوا اکثر طائران خوش آواز بعد اس کے
دردناک تڑپا کرنے لگے گل میں جلتا فغان غرضکہ تھوڑی دیر میں وہ باغ پر بہار تمام و کمال جلکر
بے نام و نشان ہو گیا صرف دیکھنے والوں نے دیکھا کہ جا بجا کچھ جلا ہوا آتا کہیں جلی لکڑیوں اور پتھر
ٹھیکریوں میں لپٹا ہوا ہے جب باغ مذکور جل کر نیست و نابود ہو گیا طوفان آتشبار جادو نے خوش
ہو کر نعرہ کیا کہ ستم طوفان آتشبار جادو سے ملکہ بہار گل پوش جادو کو مقابلہ اور تھا سے باغ سحر
پر کیسی خزان آگئی میں نے اپنی آتش سحر سے کیسا جلایا کوئی استخوان بھی تمہارا باقی رہا یا نہیں
کہیں خوبی و خردمندی سے میں نے تم کو مع تمہارے باغ کے جلا دیا کہیں مہر سے آنے کی خبر بھی
نہوئی آرزو سے دل و حسرت خاک لیے کر اس گلشن دنیا سے گئیں کیسا پھل اٹھا دست ناسپاس کا
کہا پایا تمہارے پھول بھی نہ کھلے ناگہان اجابت سے سدھاریں تازہ تازہ نہال قامت تمہارا
گرایا تھا ہوا سے شاید تھا عارض تمہارے رشک گل تر تھے قامت تمہارا غیرت سرو چمن تھا تاکی
تمہاری قلعے میں مخفی ہو اس کو تمہارے حال سے ابھی خبر نہیں ہے جس وقت وہ سنے گی بے قتل
کیے مر جائے گی سننے تو بر عہدیدار سحر جادو کو اپنے سحر میں مبتلا کر کے ایسا دیوانہ کر دیا تھا کہ سحر اسکے
اوپر سے اتر نہ سکا یہاں تک کہ اس کو جلا دیا تجھ سے کوئی سحر نہ کیا جس طرح وہ جلا دیا گیا تھا اسی طرح
میں نے بھی تمہیں جلا دیا اب تمہاری نانی اور تمہاری خالہ زاد بہن کی فکر ہے اگر وہ نظر آئیں اسی طرح
تھوڑی دیر تک ساحر مذکور بکا کیا حکیم جالوس نے آواز بلند اس کی تعریف کی اس نے جھک کر
سلام کر کے پوچھا کہ کیوں نائب خداوند ملاحظہ کیا حضور نے کہ کیونکر میں نے ملکہ بہار گل پوش جادو
کو مع اس کے باغ سحر کے نیست و نابود کر دیا حکیم جالوس نے جواب دیا کہ اے طوفان آتشبار
جادو واقعی تم نے کار نمایاں کیا ہم کو بہت خوش کیا اب اسی طرح قلعہ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کو بھی اپنے
سحر سے جلا کر معدوم کر دو پھر آکر خلعت و انعام تم لو گے کیونکہ خلعت پر زر تمہاری سرکاری واسطے رکھی ہے
اے خیر خواہ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کو بھی قلعے سے نکل کر جانے نہ دینا مثل بہار گل پوش جادو
اس کو بھی مع لشکر جادو اپنی آتش سحر سے جلا کر خاک کر دینا طوفان آتشبار جادو نے عرض کیا کہ
حضور کے اقبال سے قلعے کا بھی محاصرہ کرتا ہوں ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کو ہرگز نکلنے نہ پائے گی دونوں کا یہ
لشکر بارہ ہزار ساحروں کو اپنے ہمراہ لے کر سوئے قلعہ جا کر قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا اور خود دروازہ پر
جا کر پکار کر کہا کہ اے ملکہ دیدبہ سحر ساز میں طوفان آتشبار جادو ہوں تمہیں یہ خبر ہے کہ ملکہ بہار گل پوش
جادو کو مع اس کے جلا کر تمہارے قلعے کی بربادی کے واسطے آیا ہوں اگر تمہیں اپنی جان پیاری ہو تو

نائب خداوند یہ کہ آذرمی لیس کے گذارم کہ از دست تا زندہ و سلامت بدر روی ملکہ نا گوہر منہ
بالاے قلعہ آکر جواب دیا کہ او نابکار تیری کیا یہ لیاقت ہے کہ میرے قلعہ سحر کو برباد کرے اگر آیا ہے تو حوصلہ
اپنے دل کا نکال لے دیکھوں کیونکر میرے اس قلعہ سحر کو برباد کرتا ہے ہان تو نے علم موجود کی بہار مین باغ
چلا دیا ہے دیکھ یہ نور نظر نواسی میری ملکہ بہار گل پوش جادو زندہ موجود ہے او کاذب بیہودہ گفتار
نہال قد یہ منہ مین میرے سامنے میری پارہ جگر کے بارے مین ایسی تقریر کرتا ہے جا دور ہو ورنہ بچا پنگا
ساحر نا گوہر نے سر اٹھا کر جو دیکھا تو ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو بالاے کرسی زرین بیٹھا ہوا دیکھا اور ملکہ
بہار گل پوش جادو و ملکہ شجر جادو کو بھی و بیار اس کے کرسی پر بیٹھے ہوے دیکھا ابر سحر کو بالاے
قلعہ پھیلایا اس مین برق کی چمک ارغنون کی ایسی صدا پائی کہ اپنے دل مین خفیف و شرمندہ ہوکر نا ریل ہوئی دار
پر سحر دم کر کے سوے ابر و در قلعہ پر برابر مارنا شروع کئے وہ نا ریل پہنچنے نہ پائے کہ شعلہ ہاے آتش
گلہاے شگفتہ و نسترن بنا شروع ہوے ساحر نا گوہر نے وہ گلہاے خوشبو اٹھا کر جو سونگھے فی الفور
مبتلاے سحر ہو گیا پکار اٹھا کہ قربانت شوم اے ملکہ عالم مین تو فرمانبردار اور جان نثار رہتا رہا ہون ارشاد ہے
تابع حکم ہون جو حکم ہو بجا لاؤن ملکہ نے جواب دیا کہ اگر تو ہمارا فرمانبردار ہے تو ابھی جا کر نائب خداوند
حکیم جالوس نابکار و ناہنجار کا سر لا وہ ہمارا دشمن جان ہے طوفان آتشبار جادو نے دست بستہ
عرض کیا کہ حکیم جالوس بدکردار کی تو کیا اصل ہے حقیقت ہے اگر حکم ہو تو خداوند ہو و سرمست جادو کا
سر کاٹ کر برابر حضور لاؤن یہ کہکر اپنے لشکر کے تمام ساحرون کو ہمراہ اپنے لیکر کہا کہ چلو حکم ملکہ عالم
بجا لائین حکیم جالوس دشمن جان ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کا سر لائین سب نے عرض کیا کہ چلے
حضور پیشوا ہو وہ نابکار و بدکردار جو ہماری ملکہ عالم کا بدخواہ ہے ہم بھی اُس کو قتل کرین وہ لائق قتل
ہے اسوقت کیا ہوا ہے سرد چل رہی ہے پھول برس رہے ہین خوشبو سے گلون کی یہ صحرا مہک رہا ہے
جنگل مین بہار آئی ہے دل چاہتا ہے کہ گریبان و جیب و دامن اپنے اس جوش بہار مین چاک کرے
یہ مصرع کسی شاعر کا اپنی زبان پر جاری کیا مصرع بہار آئی ہے دیوانون کے دامن چاک ہوتے ہین
اُس نے جواب دیا کہ ہم بھی سنتے ہو ہمارا بھی یہی شغل ہوتا ہے کہ دل چاہتا ہے کہ اپنا گریبان چاک کرین
اشعار عاشقانہ پڑھین فصل بہار آگئی ہے انھون نے کہا کہ پھر آپ کو کون مانع ہے طوفان آتشبار جادو
نے جوش دیوانگی مین گریبان و جیب و دامن چاک کئے اشعار عاشقانہ زبان پر جاری کئے اسکی
فوج کے ساحرون نے بھی مانند اپنے سردار کے اپنے لباس کو چاک چاک کیا پھر اشعار عاشقانہ
پڑھتے ہوے پھول سونگھتے ہوے ہمراہ طوفان آتشبار جادو کے جھومتے ہوے سوے حکیم
جالوس چلے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بالاے قلعہ سے اُن سب دیوانون کو دیکھکر مسکرائی ملکہ
بہار گل پوش جادو و ملکہ شجر جادو بھی ہمراہ صاحبقران گیتی ستان سے در و کو سے دیوانون
نظر کرکے خوش ہوکر دل مین کہا کہ یہ سب پہلے تو ارادہ دشمنی کے تھے بالاے سحر ملکہ اور دیوانے
ہوکر جانب حکیم جالوس جاتے ہین ابھی صاحبقران اُن دیوانون کی سمت درو کو سے دیکھ رہے
تھے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کے شعبدہ و سحر پر تحسین کرتے تھے کہ وہ سب دیوانے گریبان چاک قریب
حکیم جالوس پہونچے اُسنے جو سنا کہ طوفان آتشبار جادو پریشان مو یہ کہتا ہوا آتا ہے شعر

بہار آئی ہے دیوانون کے دامن چاک ہوتے ہین	گریبان ہوتے ہین پرزے کہین جیب و دامان ہے

سمجھا کہ مبتلاے سحر ملکہ بہار گل پوش جادو یا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہو گیا ہے از خود رفتہ ہے

آتا ہو اُس کے لشکر کے ہمراہی سب ساحر بھی اسیر دام سحر ہیں جب ہی تو اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے
کبھی ہنستے کبھی خود بخود روتے ہوئے مانند دیوانون کے آتے ہیں یہ دیکھکر پریشان خاطر و متردد
ہو کر پیچھے ہٹا ایکبارگی طوفان آتشبار جادو نے برہم ہو کر پکار کر کہا کہ او نابکار نائب خداوند مکار
تو نے غضب کیا تھا کہ مجھکو برائے اسیری ملکہ دلبر سحر ساز جادو وغیرہ بھیجا تھا چاہتا تھا کہ میرے ہاتھ
سے اُن کو قتل کرا دے بھلا کبھی عاشق نے اپنے معشوق کو قتل کیا ہے جو میں اُس کو قتل کرتا اب
اُس کے حکم سے مجھے قتل کرنے آیا ہون پیچھے کیون ہٹتا ہے کیا بھاگنے کا ارادہ رکھتا ہے او ملعون میرے
ہاتھ سے بھاگ کر کہان جائے گا بغیر تیرا سر کاٹے ہوئے مجھکو قرار نہ آئیگا یہ کہکر اپنے لشکر کے ساحرون سے
کہا کہ اے جوانو خبردار و ہوشیار یہ نابکار بھاگا چاہتا ہے چارون طرف سے اس کو گھیر لو جانے نہ پائے
ورنہ معشوقہ ملکہ دلبر سحر ساز جادو سے شرمندہ ہونا پڑے گا اُس نے اس نابکار کے سر لانے
کی فرمائش کی ہے یہ ملکہ اُس کے واسطے لیجانا ضرور ہے سب نے عرض کیا کہ ہان اے سردار جادوے
ہم کو بھی بخوشی خاطر ملکہ کا خیال ہے ابھی اس ناہنجار کو گھیر کر قتل کیے دیتے ہیں ملکہ بالائے قلعہ کرسی پر بیٹھی
ہوئی ہیں اس کے سر کی طالب ہیں یہ کہکر آگے بڑھے ہیں ناریل چوبی دار سحر پڑھ کر اس پر لگاتے ہیں ہم بھی
آتے ہیں طوفان آتشبار جادو اپنی جھولی سے ناریل لے کر الفاظ و اسمائے سحر پڑھنے میں مصروف
ہوا لشکری ساحر اُس کے بڑھے حکیم جالوس نے خیال کیا کہ غضب ہوا یہ دیوانے مدہوش و غافل
ہیں اپنے بیگانے کو مبتلائے سحر ہو کر نہیں پہچانتے ہیں میرے قتل کرنے پر آمادہ ہیں جلد کوئی تدبیر
ایسی کرنا چاہیے کہ سحر ان پر سے دفع ہو جائے اور باعث اپنی ناموری کا ہو لہذا ابر سحر دشمن
سے اپنا کام حسب دلخواہ لے اپنا کمال و اختیار دیکھنے والون پر ظاہر کرے اپنے کمال و سحر سے تو سب
عامل و ساحر کام لیتے ہیں دشمن کے ابر سحر سے کام لینا دشوار ہوتا ہے یہ خیال کرکے کچھ پڑھکر سوئے
ابر سحر ملکہ دلبر سحر ساز جادو دیکھکر دستک دی ابر سحر جو بالائے قلعہ محیط و قائم تھا متحرک ہو کر
سوئے حکیم جالوس چلا ملکہ دلبر سحر ساز جادو کے روکنے سے نہ رکا جب اُن سب دیوانون کے
سرون پر پہونچا تو حکیم جالوس نے انگشت سے اشارہ کیا وہ ابر قائم ہو کر برسنے لگا جس دیوانے
کے اوپر ایک قطرہ آب بھی پڑا سحر اُس کے اوپر سے دفع ہو گیا ہوش میں آیا اپنے لباس پر نظر
کی کہ پارہ پارہ دیکھکر حیران ہوا ازانجملہ طوفان آتشبار جادو بھی ہوشیار ہوا اپنے ہاتھ میں ناریل
چوبی دار اور اپنے لباس تن کو ٹکڑے ٹکڑے دیکھکر متحیر ہوا حکیم جالوس نے سب دیوانون کو
بارش ابر سحر کو رستے ہوشیار کر کے اور ابر کو باشارہ دفع کر کے طوفان آتشبار جادو وغیرہ سے
مخاطب ہو کر کہا کہ واہ واہ تم سب کو برائے قتل و اسیری ملکہ دلبر سحر ساز جادو کے بھیجے تھے تو وہی
اُس کے سحر میں مبتلا ہو گئے اس طرح ہمارے قتل کرنے کے واسطے آئے تھے اگر ہم اسوقت
تمہاری دفع سحر نہ کرتے تو ضرور تم سب ہمارے قتل کرنے کے درپے ہوتے بلکہ قتل و
اسیر کرنے میں کوئی دقیقہ دشمنی فروگذاشت نہ کرتے سب لوگ اپنے حال سے آگاہ ہو کے غیرت سے
سر جھکا لیے خصوصا طوفان آتشبار جادو نے بہت نادم و شرمندہ ہو کر عرض کیا کہ اے نائب خداوند
معاف فرمائیے گا میں اپنے حواس و ہوش میں نہ تھا مبتلائے سحر ہو گیا تھا اب جاتا ہون ملکہ دلبر
سحر ساز جادو کو ضرور ہلاک کرون گا حکیم جالوس نے کہا کہ تیرے ہاتھ سے وہ قتل و اسیر نہ ہوگی
اب ہرگز نہ جا ورنہ پھر مبتلائے سحر ہو جائے گا اُس نے پوچھا کہ کیا اب آپ بذات خاص ورقلعہ پر جا کر

اُس سے مقابلہ کیجیے گا حکیم نے کہا کہ ہم نائب خداوند ہیں ہماری شان و عزت کے خلاف ہو کہ دو تین
باغیون کی اسیری کے واسطے ہم در قلعہ پر جا کر جا دلیر و مقابلہ کرین آگاہ ہو کہ ہم عامل کامل بھی ہین
اپنے عمل کے موکلون کو روانہ کر کے اُن کو ابھی اسیر کیے لیتے ہین سیان ہم تجھ کو بھیجے آتے ہین
ہم حاکم ساحران ہی نہیں ہین جنون پر بھی حکومت رکھتے ہین ہمارے قبضے مین اکثر جن ہین جو تابع حکم
ہین ہم حکم کے واسطے کہتے ہین وہ فی الفور کرتے ہین اگر تجھکو ہماری حکومت جنون پر دیکھنا مطلوب
ہو تو دیکھ لے ہم ایسا بھی کوئی عامل زبردست تو نے دیکھا ہوگا نہ سنا ہوگا ساحر مذکور نے عرض کیا
کہ مجھکو اشتیاق دید ہو جنون کو دکھلائیے دیکھون وہ کس طرح ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ کو اسیر
کرتے ہین حکیم جالوس نے جواب دیا کہ اچھا ٹھہر جاؤ ابھی ہم موکلون کو طلب کرتے ہین یہ کہکے
منتر پڑھنے لگا اور بہت سے بخور مانند مشک و عنبر و قرنفل و کافور و لوبان وغیرہ آگ پر ڈال کر کچھ
پڑھنے لگا بعد دو ساعت کے صحرا سے غبار بلند ہوا ہوا سے تند چلی جب وہ غبار دور ہوا
دیکھا کہ چار جن بصورت مہیب پیدا ہو کر روبرو آکر کہنے لگے کہ اے حکیم جالوس کیون تو نے اسوقت
ہمکو طلب کیا ہی کیا کار دشوار درپیش ہی حکیم مذکور نے جواب دیا کہ اے موکلان عمل تسخیر اسوقت
تم سے کام لینا منظور ہی کہ جو سامنے قلعہ سربفلک کشیدہ نظر آتا ہی اُس قلعے مین ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ہمہر جادو ہماری دشمن جان و بدخواہ خداوند موجود ہین
اُن کو جا کر اسیر کر لاؤ اور یہ چار تختیان ہین ایک ایک تختی اپنے گلے مین ڈال لو بے خوف و خطر
چلے جاؤ کسی کا سحر اثر نکرے گا نہ کوئی حربہ کسی طرح کا تم پر کارگر ہوگا جب اُن کو اسیر کر لینا تو
اسی مانند کے حلقون مین اُن کو گرفتار کرکے ہر ایک کی زبان مین سوزن دے کر ہمارے روبرو
لے آنا طوفان آتشبار جادو وغیرہ نے دیکھا کہ وہ چارون جن مانند باد تند و تیز با مثل برق
قلعہ کی سمت گئے یہ حال دیکھ کر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو مع اپنی ساتھی و نواسی کے بصد خوشی
کہنے لگی کہ طوفان آتشبار جادو وغیرہ ہمارے سحر ہو گئے ہین یقین ہی کہ حکیم
جالوس نے کوئی تدبیر ان کے دفع سحر کی ہوگی یا کوئی فکر کر رہا ہوگا اب طوفان آتشبار جادو
نے کہا بعد دفع سحر کی ادھر آئے گا ان حکیم جالوس نابکار اگر خود گئے یا کسی کو اس طرف
روانہ کرے تو عجیب نہین کہ تمکو دریافت ہوا ہی کہ حکیم جالوس بھی اس صحرا مین وارد ہوا ہی
پرستے اعانت طوفان آتشبار جادو آیا ہی اگر وہ نابکار بھی اس طرف بارادہ جنگ و مقابلہ آئے گا
تو دیکھا چاہیے کہ مین کیسی دبدبہ سحر ساز جادو ہون اس طرح اُسے و نکالون گی کہ وہ بھی عاجز
آئے گا اور اگر ہم اپنا سحر کا قائم کرنا چاہیے قلعہ ضرور رہے یہ کہکے بارِ دگر اپنا سحر بالاے قلعہ
قائم کرنے کی فکر مین مصروف ہونے کا ارادہ کیا تھا کہ سامنے سے چار شخص بصورت مہیب و بقامت
طویل نظر آئے ملکہ مذکورہ اُن کی شکل خوفناک دیکھکر متردد ہوئی ملکہ بہار گل پوش جادو و
ملکہ ہمہر جادو سے کہا کہ اسے لڑکیو ہوشیار ہو جاؤ اسباب سحر ہاتھون مین اٹھالو یہ چار شخص بصورت
مہیب اسی طرف آتے ہین شاید یہ سحر کے ہین یا اور کوئی ہین حکیم جالوس نے غالباً اُن کو روانہ
کیا ہی یہ کہنا اُن کا ضرور ہی یہ کہکے خاموش ہوئی ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ ہمہر جادو نے تانبے
سے بنے گولے فولادی وغیرہ اسباب سحر سے کچھ اٹھا لیا اور بہت سا اسباب سحر سے اپنے قریب رکھا
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے اُس قلعے کے چارون سمت جو چار تیلے تھے اُن کی طرف مخاطب ہوکر

اسیر و گرفتار کرنے کا کیا۔ چنانچہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے اور ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ
مخمر جادو نے اپنی حفاظت کی فکر و تدبیر کی اور بچا لیا اسیری سے لیکن مگر ایک جن نے ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو کو جھپٹ کر پکڑ لیا دوسرے جن نے ملکہ بہار گل پوش جادو کو آگے بڑھ کر پکڑا
تیسرے جن نے ملکہ مخمر جادو کو دوڑ کر پکڑ لیا جو تینے جن سے تینوں ساحرہ کی زبانوں میں سوزن
دیا اور انہی کے حلقوں میں سب کو اسیر کر کے تینوں جن سب متصرف ہو کے ان کو قلعے میں رہا
چھوڑ کے اسیروں کو ایک تخت چوبی پر ڈال کر تخت کو اٹھا کر قلعہ سحر سے باہر نکل کر سوئے نائب خداوند
حکیم جالوس روانہ ہوئے۔ جہاندار ان سلطان کیوان شکوہ نے دور سے یہ حال دیکھ کر
صد حسرت و افسوس کر کے ارادہ کیا کہ ان جنوں سے لڑ کے ان سے اسیران مذکور کو رہا کریں مگر بوجہ
خیال ناراضی ملکہ و نیز اس خیال سے کہ دیکھنا چاہیے کہ انجام ان اسیروں کا کیا ہوتا ہے تامل کیا اسیران یعنی
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و [illegible] بارگاہ حکیم جالوس میں جنوں نے
مع تخت مذکور اسیروں کو [illegible] ہو کے عرض کیا کہ اے نائب خداوندا گرفتار لائے ہیں اور کہا کہ
آپ کے حکم سے ہم ان کو اسیر کر کے لے آئے ہیں اب ہم کو کیا حکم ہوتا ہے حکیم جالوس نے خوش ہو کر
ان سے کہا کہ اب تم جاؤ ان اسیروں کے تخت کو یہاں رکھ دو وہ حسب الحکم تخت اسیران کو
رو بروئے ان کے رکھ کر سوئے سحر جا کر غائب ہو گئے۔ طوفان آتشبار جادو نے عرض کیا کہ اے
نائب خداوند میں نے حضور کے اختیار و کمالات کو دیکھا آپ کی تعریف میں زبان قاصر ہے حکیم
جالوس نے خوش ہو کر اپنے کمال پر نازاں ہو کر جلاد کو طلب کیا جلاد نے حسب الحکم حاضر ہو کر
دست بستہ عرض کیا کہ حضور نے مجھ کو کیوں طلب کیا ہے لائق گردن زدنی کون ہے کیا کسی کا قتل کرانا
منظور ہے بازو پر قوت رکھتا ہوں تیغ آبدار اپنے قبضے میں رکھتا ہوں نہایت سنگدل ہوں
ذرا بھی رحم میرے دل میں نہیں ہے حکیم جالوس نے اسیران مذکور کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ہم نے
تجھ کو اسواسطے طلب کیا ہے کہ ان باغیوں کو تیرے ہاتھ سے قتل کرائیں پس تاخیر نہ کر جلد ان گرفتاروں کو
قتل کر جلاد حسب الحکم آمادہ قتل ہوا طوفان آتشبار جادو نے باوجود دشمن ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو ہونے کے دست بستہ عرض کیا کہ اے نائب خداوند یہ عورتیں ہیں حالانکہ دشمن حضور و
خداوند ہو دہر مست جادو ہیں تباہی و بربادی طلسم زلزلہ پر انہوں نے کمر باندھی ہے لیکن
عورتوں سے چارا گرانا اچھا نہیں ہے اگر مناسب ہو تو ان کو قتل سے امان دے کر قید شدید میں ان
کو رکھیے چندے زنداں میں خود ہی بے ہلاک ہو جائیں گی بغاوت کی سزا پائیں گی حضور بھی
ان کے خون میں گرفتار نہ ہوں گے ان کے قتل کرنے کی بدنامی سے بچیں گے حکیم جالوس نے
چیں بچیں ہو کر جواب دیا کہ اے طوفان آتشبار جادو اپنے دشمنوں کو زندہ نہ رکھنا چاہیے انہیں
قتل سے امان نہ دینا چاہیے اس میں خواہ مرد ہوں یا عورتیں ہوں بدنامی کا خیال بھی نہ کرنا چاہیے
ان کی خونریزی سے باز نہ آنا چاہیے جس نے اپنے دشمن پر رحم کیا خطا کی انجام رحم کر کے برا دیکھا
خود ان کے ہاتھ سے کسی وقت و زمانے میں قتل ہوا تو نافہم ہے ہم حکیم ہیں عاقل و دانا ہیں
ہیں وہ تدبیر کرتے ہیں کہ آئندہ ان سے اندیشہ نہ رہے جان کی طلسم زلزلہ میں بھی ان کی ذات
سے کوئی فتنہ و فساد پیدا نہ ہو سوا اس کے یہ اپنا جلسہ سا کر ان طلسم زلزلہ پر بیٹھ جائے پھر کوئی
ساحر یا ساحرہ ایسی یا خداوند سے بغاوت کرے سب ڈر جائیں گے خیال دشمنی ہمارا اور خداوند کا

اپنے دل مین نہ لائین ہر وقت تابع حکم و فرمان رہین ہمارے قہر و غضب و عتاب سے خائف و ترسان رہین ذرا سمجھ تو سہی ان کے قتل کرنے سے مقصود اپنا یہی ہے کہ یہ خبر طلسم مین مشہور ہو کہ نائب خداوند نے بوجہ بغاوت کے عورتون کو بھی قتل کرایا جلاد سے ان کے سر کٹوائے ذرا ان کے اوپر رحم نہ کیا قید کرنا ان کا کافی نہ جانا طوفان آتشبار جادو نے عرض کیا کہ اس بیچارے کی مجال زیادہ نہین کہ اس مقدمے مین کچھ عرض کرون جو حضور مناسب سمجھین وہ کرین کیونکہ آپ نائب خداوند ہین حاکم و فرمانروا ہین ہم آپ کے محکوم ہین اطاعت کرنا ہمکو آپکی ضرور ہے حکیم جالوس نے بہر کی جواب دیا کہ اسے طوفان آتشبار جادو مصلحت وقت یہی ہے کہ ان کو قتل ہی کرا دون اُس نے جبار بتا و خیر خواہی کر کے پھر کہا کہ حضور ان کو قتل کرائین مگر یہ خیال فرمالین کہ یہ سب قرابت داران خداوند سے ہین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو سر دربار حضور نے ایک دو کوڑے لگائے تھے یہ خبر سنکے تو خداوند کو ناگوار ہوا تھا اور یہ کہا تھا کہ بُرا کیا کوڑے لگانا نہ چاہیے تھا اب ان سب کے قتل ہونے کی خبر جب خداوند کو پہونچے گی تو ان کو کیسا ملال ہوگا اور کہین شکایت حضور سے کرین گے عجب نہین کہ عتاب کرین حکیم جالوس نے برہم ہو کر جواب دیا کہ تجھے امور سلاطین مین کیا دخل ہے جو کچھ ہم کرتے ہین سمجھ بوجھکر کرتے ہین اگر ان کے قتل ہونے کی خبر خداوند کو پہونچیگی تو کیا ہوگا مجکو خداوند کی طرف سے اندیشہ عتاب نہین ہے وقت شکایت کہدونگا کہ اسے خداوند ان کو قتل کرانا ہی میرے نزدیک بہتر و مناسب تھا باعث بہبودی حضور و طلسم حضور سمجھ جائینگے وہ انجام کار سمجھ عتاب نہ کرینگے بلکہ خوش ہو کر میری فہم و عقل و فراست و استقلال و کارگذاری کی بہت تعریف کرینگے خلعت و انعام و ملک و مال دینگے طوفان آتشبار جادو نے کہا کہ اگر آپ کو اس کا یقین ہے تو پھر ضرور قتل کرائیے یہ کہکر خاموش ہوا حکیم جالوس نے جلاد کو حکم ثانی اسیرون کے قتل کرنے کا دیا جلاد نے بڑھکر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو سے کہا کہ اب تمہارے قتل ہونے کا وقت قریب ہے تھوڑی دیر مین تمہارے سر و تن سے جدائی ہو جائیگی زمین صحرا تمہارے خون سے رنگین ہو جائیگی لہذا جو حسرت و تمنا بجز رہائی دل مین ہو اُسے اشارون سے ظاہر کرو پیاسی ہو تو پانی پی لو گرسنہ ہو تو کھانا کھا لو مگر تم سب طعام کیونکر کھاؤگے زبانون مین تو سوزن ہے اگر اس آخر وقت مین کسی کا دیکھنا منظور ہو تو اُسے دیکھ لو یہ وقت غنیمت جانو پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا کوئی دم مین رشتہ حیات ٹوٹ جائیگا سر و تن مین جدائی ہوگی حسرت و تمنا دل کی دل ہی مین رہ جائیگی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو نے اس حالت اسیری و گرفتاری مین آبدیدہ ہو کر بایما و اشارہ جلاد ستمگر کو جواب دیا کہ ہمکو آب و طعام کی خواہش نہین ہے کسی کا دیکھنا بھی منظور نہین ہے ہان تمنا ہے رہائی ہے کہ اگر رہا ہو جاتے تو بہادری طلسم زلزلہ مین سعی و کوشش کرتے جلاد بخوبی اچھی طرح تقریر اسیرون کی نہ سمجھا فقط اسقدر سمجھا کہ آب و طعام کی خواہش نہین ہے یہ سمجھکر چبوترہ بنا کا ملنے لگا بوریہ ہلاکت چبوترے پر بچھانے لگا اسیرون کو تخت چوبی سے کھینچکر بورئیے پر ڈالنے لگا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے جب درہ کوہ سے یہ دیکھا کہ حکیم جالوس نے جلاد ناہنجار ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو کو قتل ہی کیا چاہتا ہے سب کو زیر تیغ بٹھایا ہے دل مین کہا کہ اسے امیر ایسے وقت مین درہ کوہ مین ٹھہرے رہنا سیر ان

دوستون کے قتل ہونے کی دیکھنا اُن کی اعانت ایسے حال مین نکرنا تمھاری بہادری و شجاعت سے
بعید ہے یہ خبر پوشیدہ نہ رہی کی ضرور مشہور ہوگی اہل دنیا ہر نہج مین باہم کہین گے کہ سلطان کیوان
شکوہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہوکے درہ کوہ مین کھڑے ہوئے دیکھا کیے جلادان سے
دوستون کو قتل کیا گیا انھون نے اُن کی اعانت نکی بچہ جلاد سے اُن کو رہائی ندی شاید حکیم
جالوس اور اُس کے لشکر کے ساحرون سے ڈر گئے درہ کوہ مین چھپے ہوئے کھڑے رہے قائم
آگے نہ بڑھا سعی و کوشش اپنے دوستون کی جانبری مین نکی ایسے شجاع و بہادر سمجھے کہ شجاعت و جوانمردی
اس صورت مین نہ دکھائی دوست اُن کے دست جلاد سے قتل ہوگئے اور وہ دیکھا کیے ان کی
دوستی سے دست بردار ہونا چاہیے ایسے شخص سے دوستی نکرنا چاہیے جو وقت بد کا شریک نہو یہ
خیالات کرکے بے اختیار درہ کوہ سے برائے اعانت اسیران مذکور چلے ادھر حکیم جالوس نابکار نے
تیسر احکام اسیران مذکور کے قتل کا دیا جلاد نے تیسر احکم تیغ اٹھایا چاہا کہ اسیرون کو قتل کرے
ناگاہ ایک جانب سے ایک پارہ ابر سیاہ آیا بجلی چمکی تمام آیا اُس پارہ ابر سے ایک برق بصورت
شمشیر گرا اس طرح جلاد پر گری کہ وہ نابکار جل کر خاک ہوگیا پھر اُس برق نے مجسم ہوکے سوزن
زبان ملکہ دیلہ سحر ساز جادو وملکہ بہار گل پوش جادو وملکہ مجمر جادو سے نکال کر نعرہ کیا کہ ہم
بحرین جادو دوست و خیرخواہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خیرخواہ دوستان
صاحبقران موصوف ہے حکیم جالوس نابکار غضب کیا تھا تو نے کہ ان دوستان و خیرخواہان
صاحبقران نامور کو قتل کرتا تھا یہ نعرہ کرکے زمین سے بلند ہوکر پکار کر کہا کہ اے ملکہ
دیلہ سحر ساز جادو ملکہ بہار گل پوش جادو ملکہ مجمر جادو اب اٹھکر اپنے دشمنون سے
سمجھ لو مین بھی تمھارے دشمنون کو قتل و ہلاک کرونگا جنگ مین تمھاری شرکت کرونگا ملکہ
دیلہ سحر ساز جادو وغیرہ کی زبانون سے جب سوزن نکل گئی اور بحرین جادو کی انھون نے
تقریر سنی فی الفور سب نے دہن مین زبان کو چوس کر اسمائے سحر پڑھکر زمین سے بلند ہوکر برق بنکر
لشکر حکیم جالوس و طوفان آتشبار جادو کی سپاہ پر گرنا شروع کیا ساحرون کو جلا کر ہلاک کرنا شروع
کیا حکیم جالوس یہ حال دیکھکر متحیر ہوا دل مین کہنے لگا کہ بحرین جادو نے آکر غضب کیا اسیرون کو
رہا کیا سوزن ان کی زبانون سے نکال لیا کیا معلوم تھا کہ ایسے وقت مین دوستداران باغیون کا
بحرین جادو آجائیگا برق بن کر گرے گا جلاد کو ہلاک کرے گا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب ان باغیون
بدخواہون سے لڑنا چاہیے انھون نے تو میرے لشکر کو جلا کر ہلاک کرنا شروع کیا ہے افسوس ہے بدخواہ
رہا ہوگئے آرزو دل کی نہ بر آئی قتل نہوسکے جانبر ہوئے یہ باتین بجائے خود کہکے آمادہ جنگ ہوا
اس اثنا مین ملکہ دیلہ سحر ساز جادو بصورت برق حکیم جالوس پر بصد غضب گری نائب خداوند
نابکار نے کچھ پڑھکر اُس پر پھونکا وہ بصورت اصلی ہوکر زمین پر گری حکیم جالوس نے ارادہ
اُس کے ہلاک کرنے کا کیا ملکہ بزور سحر غرق زمین ہوئی اس اثنا مین ملکہ بہار گل پوش جادو
بھی برق بنکر گری حکیم نابکار نے کچھ پڑھکر غرق زمین ہوکر دور جا کر زمین سے نکلا ملکہ بہار نے ایک گلدستہ
اپنے گلے سے نکال کر جلادان ستمگار پر دم کرکے ساحران طوفان آتشبار جادو کی فوج پر مارا
وہ گلدستہ ہوا میں جا کر چھڑ گیا گل جدا جدا اُن پر گرا فی الفور ہوا سے خوشبو اُن گلون کی پھیلی ساحرون
کے دماغ مین پہنچی سونگھتے ہی مبتلائے سحر ہوکر دیوانہ وار از خود رفتہ ہوکر اشعار

عاشقانہ پڑھتے ہوئے سامنے ملکہ مذکورہ کے آکر عاشق ہونا ظاہر کرنے لگے ملکہ نے کہا کہ اگر تم سے
محبت رکھتے ہو تو ہمارے دشمنوں کو قتل کرو حکیم جالوس اور اس کی فوج کو قتل کر و اپنا عاشق ہونا
ہم پر ثابت کرو انھوں نے عرض کیا کہ ہم تو جان نثار و فرمانبردار ہیں کب ہم کو آپ نے دشمنوں کے
قتل کرنے کا حکم دیا تھا اب حکم ہوا ہے قتل کرتے ہیں اپنا عاشق ہونا تم پر ثابت کرتے ہیں یہ کہہ کر
حالت دیوانگی میں پکارے کہ یارو فصل بہار آئی ہے جوش جنون ہوا ہے دست وحشت جیب و
دامن و گریبان تک پہونچا ہے عریانی تنی مرغوب ہے ہر صحرا جوش بہار سے لالہ زار معلوم ہوتا ہے
واہ واہ کیا گل کھلے ہیں کیا ہوا سرد چل رہی ہے سیر گلشن پیش نظر ہے ایسے موسم بہار میں ملکہ
ملکہ بہار رنگیں پوش جادو چالاک انظر و سحر معشوق کی فرمائش ہے کہ حکیم جالوس نابکار اور اس کے
لشکر کے ساحران ناہنجار کو قتل کرو عاشق و فرمانبردار ہونا ثابت کرو دعوی بغیر دلیل کے عبث ہے اور
سچ ہے ہم تو اپنا عشق ملکہ عالم پر ثابت کر کے طالب وصل ہونگے استحقاق پیدا کرنا کام ہے اگر
سر فروشی و جانبازی ظاہر کر رہے ہیں دیکھو ملکہ عالم وہ سامنے زینہ سحر پر کھڑی ہوئی ہے اپنے عاشقوں کا
ملاحظہ کر رہی ہیں امتحان عاشقان خود بہ نظر ہے ہم تو ان کے دشمنوں کو قتل کرنے جاتے ہیں معلوم
حکیم جالوس نابکار اسوقت کہاں چلا گیا ہے یہاں دکھائی نہیں دیتا ہے ورنہ پہلے اسی ناہنجار کا سر
کاٹ کر ملکہ عالم کے روبرو لیے جاتے اُن کے دل کو خوش کرتے پھر اگر وہ بداندیش بھاگ گیا تو
اُس کے ساحران سپاہ تو ہیں یہ کہکر وہ کئی ہزار ساحران مسحور بہ سحر ملکہ بہار رنگیں پوش جادو جنکے
سروں پر پھول گلدستہ سحر کے گرے تھے اور انھوں نے اٹھا اٹھا کر سونگھے تھے تاریخ تیغ و
گولے فولادی ناریل چوبی دار سر سوں ماش کار دسحر بنولے روئی کے پیالے وغیرہ و دیگر
اسباب سحر جھولیوں سے ہاتھوں میں لے کر اسمائے سحر پڑھتے ہوئے آگے بڑھے اور وہ سب
ساحران فوج نا سپاہ خدا ونکر پر مارے ترنج و ناریخ وغیرہ شق ہوئے دھواں شعلے پیدا ہوئے جسکا
سر پر کوئی شعلہ شعلہائے اسباب سحر سے گرا وہ جلنے لگا نالہ و فریاد کرنے لگا شور و غل بلند ہوا جب کسی کے سینہ
پر گلولہ پرکار دسحر پڑی سینہ کو توڑ کر پشت سے نکل گئی جس بدمعاش پر دانہ ماش کا پڑا وہ آتش سحر سے جلنے لگا
مانند دانہ بریاں بھوننے لگا جسکے پہلو و سینے پر گولہ فولادی پڑا سینہ کو توڑ کر نکل گیا ادھر ملکہ بہار اپنے
سحر کو زور دینے لگی اور گلدستہ اپنی بدھی کے پھولوں کا بنا کر اسما و الفاظ سحر اُس پر دم کر کے
باقی ماندہ ساحران لشکر طوفان آتشبار جادو پر لگانے لگی وہ بھی بطریق مذکور پھول سونگھ کر دیوانے
ہوکر حکم ملکہ بہار رنگیں پوش جادو سے ساحران حکیم جالوس سے لڑنے لگے ملکہ و جدیہ سحر ساز جادو
زبان سے نکلی تھی کہ طوفان آتشبار جادو نے ناریل چوبی دار پڑھکر دم کر کے مارا جب وہ ناریل قریب آیا ملکہ
و جدیہ سحر ساز جادو نے سحر پڑھکر اُس کے پلٹ جانے کا اشارہ کیا فوراً وہ ناریل طوفان آتشبار جادو
کی طرف پلٹا ہر چند ساحر مذکور نے اپنے ہی ناریل سحر سے بچنا چاہا مگر ممکن نہوا سر پر آکر پھٹا شعلے پیدا
ہوئے اُن شعلوں نے جلا کر اُسے خاک کر دیا علامت اُس کے مرنے کی ظاہر ہوئی آندھی سیاہ آئی
ہوا سے تند چلنے لگی ابر نمودار ہوا سنگ باری ہونے لگی تھوڑی دیر کے بعد وہ تاریکی و سنگباری
دفع ہوئی اُس کے سحر کے پیروں نے اُس کے نام سے پکار کر کہا کہ کشتی مرا کہ نام من طوفان آتشبار
جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم حکیم جالوس نے طوفان آتشبار جادو
کے ہلاک ہونے کا صدمہ کیا بعدہ دیکھا کہ بپاہ طوفان آتشبار جادو تباہ سحر ملکہ بہار ہوکر

فوج کے ساحرون کو قتل کر رہی ہے جنگ عظیم ہو رہی ہے جانبین سے جنگ مین سعی و کوشش ہو رہی ہے
لاشون پر لاشین گر رہی ہین ساحران بتالیسے سحر ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو دلیرانہ بڑھتے ہی چلے آتے ہین
یہ رنگ جنگ دیکھکر ارادہ کیا کہ سحر ملکہ بہار کو ان ساحرون پر سے دفع کیجیے ہنوز دفع سحر کا ارادہ کیا تھا
کہ ملکہ مجمر جادو اسباب سحر مہیا کرکے بزور سحر برق بن کر گری حکیم جالوس نے اُسے آتے دیکھکر
سحر پڑھکر پھونکا ملکہ مجمر جادو بصورت اصلی ہوکر زمین پر گری حکیم جالوس نے اُس کے ہلاک
کرنے کا ارادہ کیا کہ اس اثنا مین بحرین جادو مع اپنے ڈیڑھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے
حکیم جالوس وغیرہ پر گرا نارنج و ترنج گولے فولادی ناریل چوبی دایرہ وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کرکے
یکبارگی سب نے لگائے حکیم جالوس پر گویا آتش سحر برسا دی ناچار گھبراکر ان ساحرون کے سحرون کو
دفع کرنے کا ارادہ کیا کہ نرغۂ دشمنان سے نکل جائے جان اپنی بد خواہون سے بچائے کس کس سے
لڑے کس کس کا سحر دفع کرے لیکن ممکن نہوا غرق زمین بھی نہوسکا کیونکہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
نے زمین کو اپنے سحر سے سنگ لاخ کر دیا تھا آخر کار مجبور ہو کر گھر گیا چہار طرف سے ساحرون نے گھیر لیا
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ مجمر جادو و بحرین جادو و ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو وغیرہ نے چہار طرف
سے گھیر کر ایسی بارش ہر بلائے سحر سے اُس کو تنگ کیا کہ وہ پریشان ہو گیا دشمنون کے دفع سحر
کرنے مین اور اپنی حفاظت جان مین مصروف ہوا کبھی برق بن کر چمک کر بلند ہو گیا کبھی بجلی کی طرح
بد خواہون پر گرا ادنی ساحرون کو ہلاک کیا نامی ساحرون نے اپنے تئین بچایا پھر چہار طرف سے
پے در پے سحر کرکے ارادہ اُس کے قتل کا کیا اُس نے ہر ایک سحر پایا و اشارہ وغیرہ دفع کیا غرضکہ
حکیم جالوس گھبرا گیا اگر جان اپنی دشمنون سے بچانے لگا گاہ عاجز و پریشان ہو کر بے اختیار
اپنی زبان پر یہ لانے لگا کہ آہ کیا کرون ان دشمنون سے جان کیونکر بچاؤن انھون نے چہار طرف سے
گھیرا ہے نکل کر جانے بھی نہین دیتے ہین ایسے وقت مین ان پر کیا سحر کرون اتنی مہلت کہان ہے کہ
عمل پڑھون پھر موکلون کو طلب کرون جان اپنی بچانے مین مصروف ہون دیکھے جان بچتی بھی ہے
یا نہین بیطرح دشمنون مین گھر گیا ہون ادھر تو حکیم جالوس کا یہ حال ہے جو لکھا گیا اودھر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ جو براے اعانت ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ درہ کوہ سے چلے تھے
اثناے راہ مین رہائی ملکہ مذکورہ وغیرہ پر نظر کرکے بحرین جادو کے وقت پر آنے سے خوش ہو کر
اپنے ارادے سے باز رہکر دور سے لڑائی دیکھنے لگے ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و بحرین جادو و ملکہ مجمر جادو کی جانفشانی و ہمت و سحر و ساحری کی ثنا کرنے لگے کہ حکیم
جالوس ایسے عامل و ساحر زبردست کو عجب طرح سے گھیرا ہے کہ اُس کو عاجز کر دیا ہے ابھی صاحبقران
ثناے ہمت و جرات بحرین جادو وغیرہ کر رہے تھے ناگاہ ہواے تند و تیز چلی غبار صحرا کی طرف سے
بلند ہوا بعد ازان ایک پارۂ ابر سیاہ پیدا ہوا اُس ابر مین بکثرت بارش ہوتی تھی دمبدم برق ظاہر
ہوتی تھی صداے رعد آتی تھی صاحبقران اُس پارۂ ابر کی طرف متوجہ ہو کر دل مین کہنے لگے خدا
خیر کرے یہ ابر کا ٹکڑا کیسا آیا ہے ابھی امیر یا وزیر یہ کہہ رہے تھے کہ بسرعت تمام وہ پارۂ ابر صحرا سے
سبزہ زار مین بمقام جنگ ہما منقلبہ پہونچکر ہوا پر قائم ہوا پھر یکایک شق ہوا صاحبقران سلطان کیوان
شکوہ وغیرہ نے دیکھا کہ ایک تخت سحر بصورت بساط ہے چار طاؤس چارون طرف سے اُسے اٹھائے
ہوئے ہین اُس تخت بساط نما پر ایک ضعیفہ نہایت کبیر السن خمیدہ کمر سیاہ رو سفید مو خشمناک و

چاروں جانب بیٹھی ہوئی ہے دیکھنے سے اُس کے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بلائے بے درمان ہے بالائے سر
ساحرہ مذکورہ ایک منڈھی بھی ایستادہ ہے وہ منڈھی بصورت گنبد پائی جاتی ہے منڈھی کے اوپر
ایک پارۂ ابر مائل بسرخی سایہ فگن ہے دمبدم اُس سے برق عیان ہوتی ہے اور صدائے رعد پیدا ہوتی
ہے ہنوز دیکھنے والے اُس ساحرہ پرکالۂ آفت کو دیکھ رہے تھے کہ یکایک اُس ساحرہ نے سر
اُٹھا کر غضبناک ہو کر پکار کر کہا کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان دبدبہ سحر ساز جادو ہوشیار ہو جا کہ
میں آپہونچی تیرے تمام حالات سے مجھے آگاہی ہوئی ارے غضب کیا تو نے کہ نائب خداوند سے
سرکشی کی اُس کی دشمن جان ہوئی طلسم زلزلہ سے بارادۂ جنگ ادھر آئی شریک طلسم کشائے
طلسم زلزلہ ہوئی کچھ پاس و لحاظ اپنے دین آبائی اور اپنے خاندان کا نہ کیا کچھ خداوند ہود سرمست
جادو کے قہر و غضب سے بھی نہ ڈری دشمنی و بربادی طلسم زلزلہ پر کمر باندھی اب حکیم جالوس نائب
خداوند کو تو نے اور تیری ساتھی ولواسی وغیرہ نے گھیرا ہے اُس کو عاجز کیا ہے ارادہ اُس کے قتل کا کیا ہے
منم بساط جادو کہ گذارم کہ از دست بانده وسلامت بدر روی یہ تقریر با آواز کر کے اُس پارۂ ابر
مائل بسرخی کی طرف انگشت سے اشارہ کیا وہ ٹکڑا ابر کا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش
جادو و ملکہ مجمر جادو و مجمرین جادو وغیرہ دشمنان حکیم جالوس پر محیط ہو کے برسنے لگا برق چمکنے لگی
صدائے رعد پیدا ہونے لگی جب بدخواہ حکیم جالوس پر ایک قطرۂ آب بھی اُس ابر سے گرا وہ مبتلائے سحر
ہو کر سحر بھولا از خود رفتہ ہو گیا اور جب خیرخواہ حکیم جالوس و نیز حکیم جالوس پر اُس ابر کا پانی برسا وہ
بدستور رہا مبتلائے سحر نہوا تھوڑی دیر میں ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو و مجمرین جادو
و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ بارش ابر سحر سے سحر بھی بھولے اور از خود رفتہ ہو کر بیہوش ہو گئے
ملکہ بساط جادو نے اپنے تخت بساط نما سے اُتر کر تخت بساط نما کو ہوا پر قائم رکھا اور خود مانند بلائے بد
روبروے نائب خداوند آکر باادب سلام کر کے پوچھا کہ حضور نے مجھے پہچانا حکیم جالوس نے
جواب دیا کہ ہاں صورت آشنا تو ہوں مگر اسوقت حواس میرے درست نہیں ہیں تمھارا نام یاد نہیں آتا
ہے اُس نے عرض کیا کہ میرا نام بساط جادو ہے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کی خالہ ہوں خیرخواہ ہوں
دشمن دشمنان حضور کی ہوں ہرچند کہ حضور نے مجھکو طلب نہیں کیا تھا لیکن اس جنگ کی خبر سنکے حضور
کے اوپر نرغۂ اعدا کے حال سے آگاہ ہو کے بعجلت تمام ادھر آئی ہوں یہاں عین وقت پر پہونچی
ہوں داخل فرد خیرخواہان ہوئی حکیم جالوس نے خوش ہو کر جواب دیا کہ اے ملکہ بساط جادو اب
میں نے تمکو بخوبی پہچانا تمنے یہاں آکر ان بدخواہوں کو اپنے اس ابر سحر سے بیہوش کیا ہماری خوشی کا
باعث ہوا بیشک تمنے خیرخواہی کی اگر تم نہ آتیں تو بھی ہم ان سب کو اسیر کر لیتے یہ کوئی وقت سخت بھی
نہ تھا بھلا یہ بد اندیش ہم سے کیا لڑ سکتے تھے کب تک مقابلہ کرتے آخرکار یہ بدولت ان کو اسیر ہی کر لیتے
ایک مرتبہ قبل دو ساعت ان کو اسیر کر چکے تھے یہ مجمرین جادو مالک مجمریہ ہیں وقت پر
ان کی مدد کو آگیا اس کے آنے کی خبر و آگاہی نہ تھی ہم غافل تھے جلاد کو حکم قتل دے چکے تھے کہ
یکایک مجمرین جادو نے ان بدخواہوں کی زبانوں سے سوزن کو آکر دور کر دیا یہ بدخواہ رہا ہوئے
تھے ہم سے لڑ رہے تھے اس اثنا میں تم آگئیں تم نے ان کو اپنے ابر سحر کی بارش سے بیہوش کیا
اس خیرخواہی کا انعام تمکو خداوند دینگے اور ہم بھی دینگے یہ کہکر جلاد کو طلب کر کے حکم دیا کہ
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ مجمر جادو و مجمرین جادو کو پہلے قتل کر

بعد ازان اور ساحر جسقدر ہمارے دشمنون سے بیہوش پڑے ہین اُن کو قتل کرنا جلاد حسب الحکم
برائے قتل بڑھا ملکہ بساط جادو نے دست بستہ عرض کیا کہ میری خیر خواہی تو حضور پر ظاہر ہو گئی ہے
کہ مین نے مطلق اپنی بھانجی حقیقی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو اور اُس کی بھانجی اور نواسی کا کچھ بھی
پاس و لحاظ نہ کیا نہ قرابت قریبہ کا خیال کیا حضور کا دشمن جان کر ان کو بیہوش کیا لیکن مجھسے ان کی
خونریزی نہ دیکھی جائیگی مشکل یہ ہے کہ میرے سامنے قتل کیجائین اور مین دیکھون لہذا اگر مناسب ہو تو
ان کو بالفعل قتل نہ کیجیے زندان مین قید کرا دیجیے اگر یہ اطاعت حضور کی اختیار کرین تو فہو المراد
ورنہ ان کو قتل کرا دیجیے گا الا میرے روبرو قتل نہ کرائیے گا مجھسے ان کا قتل ہوتا نہ دیکھا جائیگا
اور دیگر ساحران بد اندیش جو بیہوش پڑے ہین اُن کو بھی قتل نہ کرائیے خود ہی بعد چار پہر کے
یہ ہلاک ہو جائینگے یہ سحر میرا اُن پر ہے میری زندگی مین دفع نہین ہو سکتا اور خاصیت
میرے اس سحر کی یہی ہے کہ دشمن بعد چار پہر کے ہلاک ہو جاتا ہے پس احتیاج قتل کرنیکی نہین
ہے حکیم جالوس نے کچھ سوچ کر جلاد کو قتل کرنے سے باز رکھا ملکہ بساط جادو سے کہا کہ اب
ان چارون بدخواہون کا گھر خالی ہے جسطرح ہو ان کو سوئے طلسم زلزلے لیے چلو اُس نے
عرض کیا کہ مین ان کو بحفاظت لیے چلونگی کیا مجال کسی ساحر دشمن کی جو ان کو رہا کر سکے یہ کہکر
اپنی بساط سحر کی طرف دیکھکر اشارہ کیا کہ وہ بلندی سے سوئے زمین آئی بساط جادو و دیگر
اکثر ساحرون نے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ قمر جادو و نگین
جادو کو زمین سے اُٹھا اُٹھا کر اُس بساط پر ڈالا بعد ازان ملکہ بساط جادو نے کچھ پڑھکر اشارہ کیا
پھر وہ بساط زمین سے بلند ہو کر ہوا پر قائم ہوئی اور وہ ابر سحر مائل بسرخی جو سر پر سایہ کیے تھا منتشر
ہو کر بدستور مرقوم اُسی منڈھی گنبد نما پر سایہ فگن ہوا حکیم جالوس نے کہا کہ اے ملکہ
تمہارے تخت سحر بساط صورت مین تو ابھی جگہ تمہارے بآرام بیٹھنے کی نہین ہے ہم چاہتے ہین
کہ ہمارے تخت سحر پر ہمارے ساتھ سوار ہو کر باتین کرتی ہوئی چلو ہمارے برابر پہلو نشین ہو کر
چلو تمنے خیر خواہی کی ہے ہم بھی تمہارا مرتبہ بڑھاتے ہین اُس نے عرض کیا کہ میری تو یہ توقیر نہین ہے کہ
آپ کے برابر بیٹھون مگر حضور میرا مرتبہ بڑھاتے ہین سرفراز کرتے ہین میرے فخر کا باعث ہے ایسا
بمنزلہ آفتاب ہین بمرتبہ ذرہ صحرا القوسے - چہ نسبت خاک را با عالم پاک - حکیم جالوس نے خوش
ہو کر جواب دیا کہ بے شک تم سچ کہتی ہو مگر تمہاری خیر خواہی کا بالفعل یہ عوض ہے و انعام ہے آئندہ
طلسم زلزلے مین چل کر ایسا انعام ہم تمکو دینگے کہ کسی بادشاہ نے اپنے کسی خدمتگار کو نہ دیا ہوگا
ملکہ بساط جادو نے خوش ہو کر پھر عرض کیا کہ میری تو یہ بساط و حقیقت نہین ہے کہ آپ کے برابر بیٹھون
مگر تعمیل حکم مین مجبور کیا عذر ہے یہ سنکے حکیم جالوس تخت سحر پر بیٹھا ملکہ بساط جادو کو اپنے پاس
بٹھایا ساحران باقی ماندہ کو حکم دیا کہ ہمراہ ہماری سواری کے آہستہ چلو اسوقت ہمکو جلد سرعت
زمین سے تھوڑی ہی بلندی پر تخت سحر ہمارا آہستہ آہستہ چلیگا ذرا وہ بلند ہو کر بسرعت تمام
روان ہوگا کیونکہ ہمکو سیر اس صحرا سے سبزہ زار کی اور اُس وادی کو بھی منظور ہے سب نے عرض کیا
کہ ہم سب خدمتگار حکم حضور کی تعمیل کرینگے غرضکہ موافق مندرجہ بالا سواری حکیم جالوس چلی
ساحران ہمراہی بھی حسب الحکم چلے اثنائے راہ مین تماشائے اودھر وہ دونا بگار سیر صحرائے
سبزہ زار دیکھتا ہوا ملکہ بساط جادو سے باتین کرتا ہوا جاتا تھا وہ بساط بھی ساتھ ساتھ بساط جادو

کے بالا سے ہوا چلی آتی تھی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہ حال دیکھ کر برہم ہوکر بخیال
اعانت اسیران مذکور پھر چلے جب سواری حکیم چالوس قریب دامن کوہ کے پہونچی دیکھا کہ
ایک چھوٹا سا گانوں ہی چھوٹے چھوٹے مکانات تمام زمینداروں اور کسانون کے اور چاروں طرف
کھیت سرسبز و شاداب ہیں کہیں ویسا ہر کھیت ہیں درمیان ان کے براہ ہر کچھ کوہی کسان کھیتونکی
منڈون پر بیٹھے ہوئے ہیں حقہ ان کے آگے رکھا ہی کنڈون میں آگ لگائی ہی وہ جل رہے ہیں
دھوان ہو رہا ہی بیچ میں ان کے ایک شخص ہتھیارون کا ساڈھا لباس پہنے ہوئے بیٹھا ہوا ہی دستار
بڑی اس کے سر پر ہی کچھ باتیں ہدایت آمیز کر رہا ہی سب کوہی کسان بگوش سن رہے ہیں ہنوز حکیم
چالوس ان کوہیون کی طرف دیکھ رہا تھا کہ یکایک ان کوہیون نے جانب سواری حکیم چالوس نظر کی باہم
کہا کہ یہ آفت و بلا ادھر کیسی آتی ہی بالا سے ہوا چوپایون درندون اور پرندون پر یہ سب سوار ہیں
نہیں معلوم یہ کون ہیں ادھر کیون آتے ہیں اس مرد کوہی نے جو پگڑی باندھے تھا انکی زبان میں ان سے
کہا کہ یہ ایک بلائے عظیم آتی ہی اس بلا سے بچو جہان تک بھاگا جائے بھاگو ورنہ یہ بلا تمکو ضرر پہونچائیگا
یہ لشکر بلا تمہیں گرے گا سب کو کھا جائے گا تم میں سے کوئی زندہ نہ رہے گا یہ سنکے وہ سب کوہی بے اختیار
اپنے گانوں کی طرف بھاگے جب وہ خوف سے دور بھاگ گئے اور سواری حکیم مذکور قریب تر ان
جنون کے کھیتون کے پہونچی تو وہ مرد کوہی جو اپنے سر پر دستار رکھے ہوئے تھا دوڑتا ہوا آیا اور دست بستہ
عرض کیا کہ اے نائب خداوند مجھ اس فدوی کو عرض کرنا ہی حکیم چالوس نے سواری روک کر پوچھا
کہ کیا کہتا ہی تو اس نے عرض کیا کہ حضور میں نے عہد کیا تھا کہ جب حضور اپنے دشمنون پر فتحیاب ہونگے
اور ان کو اسیر کرکے اس طرف سے گذرینگے تو میں ان کھیتون کو ملازمان حضور کی نذر کرونگا اور
کہونگا کہ جس قدر دل چاہے بوٹ اکھیڑ کر کھائیں لہذا مجھ ادنی زمیندار کا یہ ہدیہ قبول ہو اس لائق
تو نہیں کہ زر و جواہر حضور کو نذر کرون الا یہ چند کھیت جو میرے ہیں نذر ملازمان سرکار کرتا ہون اگر
میری تمنا بر آئے گی عزت و آبرو میری میرے ہمچشمون میں بڑھ جائیگی آپ نائب خداوند ہو دست
جادو ہیں آپ کے نمکخوارون کے کھانے سے زراعت میری زیادہ ہو جائیگی پیداوار زیادہ تر
ہوگی حکیم چالوس نے اس کی تقریر سنکے ملکہ بساط جادو کی طرف دیکھا اس نے عرض کیا کہ حضور
یہ مرد کوہی نہایت عجز و انکسار سے عرض کرتا ہی اپنی عزت افزائی چاہتا ہی مناسب ہی کہ اس کی التماس کو
قبول فرمایئے اپنے ساحران لشکری کو حکم دیجئے کہ سحر کی سواریون سے اتر کر ان دونون کھیتون میں
جا کر چنے کے درخت زمین سے اکھیڑ کر کھائیں ایک لمحہ حضور یہان توقف فرمائیں یہ سیر بھی قابل دید
ہی چنے کے کھیت ہرے بھرے اچھے معلوم ہوتے ہیں حکیم چالوس نے ملکہ بساط جادو کے کہنے
سے اور مرد کوہی کے عاجزی کرنے سے اپنے لشکر کے ساحرون کو حکم دیا کہ سواریون سے اتر کر
ان کھیتون میں جا کر اپنے ہاتھ سے بوٹ زمین سے اکھیڑ اکھیڑ کر کھاؤ وہین اس مرد کوہی کی خاطر منظور
ہی ساحران لشکر حسب الحکم فی الفور سحر کی سواریون سے بصد خوشی و خرمی اتر کر کھیتون کے اندر گئے
اور درختان نخود اکھیڑ اکھیڑ کر کھانے لگے فوجی ساحرون نے گویا لوٹنا شروع کیا کھیتون کو غارت کیا
گرد و غبار درختان نخود کے اکھیڑنے سے بلند ہوا وہ غبار جس جس ساحر کے دماغ تک پہونچا اس کو
بے اختیار چھینک آئی پھر بیہوش ہو کر کھیت میں گر کر بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر میں حکیم چالوس و ملکہ
بساط جادو و تمامی ساحران سپاہ بیہوش ہو گئے حکیم چالوس و ملکہ بساط جادو بیہوش ہو کے

تخت سحر سے بالائے خاک گرے اُسوقت اُس مرد کوہی نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور گرد پا اونابکار
حکیم جالوس والے بساط جادو میری موجودگی میں ملکہ دیلمہ سحر ساز جادو و ملکہ بہسار
گل پوش جادو و بحرین جادو و ملکہ نجم جادو کو تم اسیر کرکے چلے تھے یہ نہیں جانتے تھے کہ میں
تمہاری فکر میں یہاں دیر سے بیٹھا ہوا ہوں خواجہ نعرہ کرکے چلا گئے کہ صاحبقران کشورستان
پہونچے دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہیں اور ایک مرد کوہی دستار بسر کھڑا ہے صاحبقران نے
دور سے پوچھا کہ او کوہی نام تیرا کیا ہے ان سب کو کس نے بیہوش کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ آپ نے
مجھے نہ پہچانا یہ فدوی آپکا طیفور گرد پا ہے ذرا اپنے باغ کے اندر اس گرد و غبار کو بچانے دیجئے گا ورنہ
بیہوش ہو جائیے گا یہ گرد و غبار نہیں ہے سفوف بیہوشی ہے ہزار ہا روپیے کے صرف کرنے سے اسقدر
سفوف بیہوشی تیار کرکے میں نے اپنی زنبیل میں رکھا تھا وہ سب سفوف بیہوشی اس وقت اس
عیاری میں صرف ہو گیا اب ذرا بھی سفوف بیہوشی میری زنبیل میں نہیں ہے یہ سنکر صاحبقران کشورستان
نے سورا تھامے یعنی اپنی کو تو بند کیا بعدہٗ خواجہ کی اس عیاری کی بہت تعریف کرکے فرمایا کہ اے
خواجہ ہم اسوقت تمسے اقرار کرتے ہیں کہ بعد فتح طلسم زلزلہ جو مال و زر طلسم زلزلے کا ہمارے ہاتھ آئیگا
اُسمیں کا نصف تمکو دیدینگے اور اگر باستثناء اسباب طلسم و دیگر اشیائے طلسمی تمکو ندینگے تو قیمت
اُس کی تمکو نقد دینگے تحفہ بیجا کار شایان انعام کیا ہے خوب عیاری کی ہے خواجہ یہ سنکے خوش ہوئے
بعدہٗ ارادہ کیا کہ حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو کو تیغ سے قتل کیجئے اسوقت امیر با توقیر نے
ارشاد کیا کہ ان کو ابھی تدبیر سے ہوشیار کرو کیونکہ ہمیں منظور ہے تاکہ ہم ان کو ہدایت کریں شاید یہ
دونوں بیچارے دین اسلام اختیار کریں خواجہ نے عرض کیا کہ مجھے تعمیل حکم میں کچھ عذر نہیں ہے
مگر ان کا ہوشیار کرنا اور ان کا ہدایت سے راہ راست پر آنا ایسا دشوار ہے ہرگز یہ مسلمان
نہوں گے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے فرمایا کہ ہمکو انھیں ہدایت کرنا منظور ہے شاید
یہ بیدین دین حق اختیار کریں خواجہ نے حسب الحکم امیر با توقیر سنڈھی حضرت دانیال کی زنبیل سے
نکال کر اس کو ایک جگہ اُن دونوں سے علحدہ ایستادہ کرکے اندر سنڈھی مذکور کے حکیم جالوس
و ملکہ بساط جادو کو لیجا کر ستونوں سے سنڈھی کے اُنکو مضبوط باندھکر فتیلہ رفع بیہوشی اُنکو سنگھاکر
ہوشیار کیا دونوں بیدینوں نے ہوشیار ہوکر آنکھیں کھول کر اپنے تئیں سنڈھی کے ستونوں میں
بندھا ہوا پایا اور سامنے اپنے صاحبقران کشورستان و خواجہ کو دیکھا دیکھتے ہی آنکھیں بند
کرلیں امیر با توقیر نے ارشاد کیا کہ اے حکیم جالوس نابکار و اے ملکہ بساط جادو تم دونوں
آنکھیں کھولو اپنے حال پر نظر کرو خواب کا خیال نکرو دیکھا اپنے تئیں سنڈھی کے ستونوں میں بندھا
ہوا جانو اگر ممکن ہو تو بزور سحر اس سنڈھی کے اندر سے نکلکر جاؤ ہنوز ان کبھی تمہاری زبان میں
نہیں ہے یہ سنکے انھیں یقین ہوا کہ ہم اسیر ہو گئے آنکھیں کھول کر دیکھا سحر مہر چند یاد کیا مگر یاد
نہ آیا مجبور ہوکے سنڈھی کے اندر سے نکل نسکے اُسوقت امیر با توقیر نے فرمایا کہ اے حکیم
جالوس و اے بساط جادو اگر تم ہمسے آگاہ ہو تو خیر اور اگر ناواقف ہو تو خبردار ہو کہ ہم
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہیں دیکھو ہمارے عیار وفادار
خواجہ طیفور گرد پانے تم ایسے ساحران زبردست کو عیاری کرکے کس طرح اسیر کرلیا تمام لشکر
کو مع تمہارے بیہوش کیا جس طرح ہم بفضل خدا تمسے غالب ہوئے ہیں اسی طرح جملہ ساحران

طلسم پر غالب ہونگے طلسم زلزلہ کو مدد و اعانت خدا سے فتح کرینگے لہذا تمکو لازم ہے کہ ہماری اطاعت
اختیار کرو اور دین باطل کو اپنے ترک کر کے دین حق کہ دین اسلام ہے اُسے اختیار کرو جس کو تم
اپنا خداوند جانتے ہو وہ مثل تمہارے ہے کچھ قدرت و اختیار نہیں رکھتا ہے جو کچھ کام کرتا ہے بذریعہ سحر
کرتا ہے اور ڈرتا ایسا ہے کہ ہمارے خوف سے طلسم باطن میں جا کر چھپا ہے جب ایسا ہوا خداوند ہے
کہ ڈرتا ہے اور چھپتا ہے ذرا تو فکر و غور کرو ہم و سرمست ہوا دہ کو اپنا خداوند جان کر سجدہ کرتے وہ نابکار
مردود گمراہ کنندہ ہرگز قابل سجدہ نہیں ہے ہاں لائق سجدہ و پرستش وہ معبود حقیقی ہے جس نے
اپنی قدرت کاملہ سے اٹھارہ ہزار عالم کو خلق کیا ہے زمین و آسمان مہر و ماہ شجر و حجر برگ و ثمر کوہ و دریا
ستارے اور سیارے وغیرہ اور تمامی جن و انس و وحوش و طیور سب اُسی کی مخلوقات سے ہیں
وہی سب کا خالق ہے جس نے سب کو پیدا کیا ہے وہی قابل سجدہ ہے سوا اُس کے کوئی خدا نہیں ہے
وہ وحدہ لاشریک ہے تمکو لازم و مناسب ہے کہ اپنے معبود حقیقی کو پہچانو سمجھو اُسی کو اپنا معبود حقیقی
سمجھو اور دین اسلام اختیار کرو انہوں نے جواب دیا کہ اتنی زندگی تو ہماری [illegible] سرمست جادو
کی پرستش میں گذری ہے ہم تمہارے خدا کو سجدہ نکرینگے دین اسلام اختیار نکرینگے
صاحبقران کو یہ جواب سنکر غصہ آیا خواجہ نے بھگا حکم امیر با توقیر حکیم جالوس و ملکہ
بساط جادو نے ہم کو قتل کیا سر اُنکے تن سے جدا کیے لاشے اُن کے [illegible]
بعد ازان [illegible] اُن کے سر کے ہی وہ بساط جو ہوا پر قائم تھی زمین پر گری
گرتے ہی وہ بھی غائب ہو گئی [illegible] ملکہ دیبہ سحر ساز جادو وغیرہ [illegible] ساحر بیہوش
تھے بساط جادو کے مرنے ہی سب ہوشیار ہوئے علاوہ اس کے حکیم جالوس اور ملکہ
بساط جادو کے مرنے سے نہایت آندھیاں زور شور سے آئیں ہوا سے [illegible] گرد و غبار
بلند ہوا ابر کے ٹکڑے فلک پر نمایاں ہوئے پھر بجلیاں چمکیں سنگباری و برف باری ہوئی تاریکی
محیط ہوئی تا دیر یہی ہنگامہ رہا بعدہ مطلع صاف ہوا [illegible] دن نکلا [illegible] ملکہ
بساط جادو کے نام سے حکیم جالوس کے نام سے اسی طرح آوازیں بلند کرینا افسوس مردیم و
قتل شدیم کہ نام ما بساط حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو بود یہ آوازیں دے کر نالاں و گریاں
ہوئے طلسم زلزلہ روانہ ہوئے صاحبقران اُنکے قتل ہونے سے خوش ہوئے ملکہ دیبہ
سحر ساز جادو و ملکہ بہار رنگین پوش جادو و ملکہ مہر جادو و شہرین جادو وغیرہ ساحر [illegible] جو
مبتلا سحر ملکہ بساط جادو کے ہو کر بیہوش ہو گئے تھے ان کو ہوش آیا اُس کے قتل ہونے سے
سحر اُن پر سے دفع ہو گیا ہر ایک خدمت صاحبقران میں آیا خصوصاً شہرین جادو و ملکہ دیبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار رنگین پوش جادو و مہر جادو و لشکریان شہرین جادو نے آکر صاحبقران
کو سلام کیا خواجہ کی عیاری کے حال سے باخبر ہوئے ہر ایک نے خواجہ کی تعریف کی اُسوقت
ساحران لشکر حکیم جالوس ہزارہا [illegible] و درختان [illegible] بیہوش
پڑے تھے اور جو ساحر بیہوش نہ ہوئے تھے وہ ہنگام قتل [illegible] ملکہ بساط جادو
و حکیم جالوس کے ہو طلسم زلزلہ بھاگ گئے تھے صاحبقران نے حکیم جالوس کے لاشے پر
نظر کر کے ارشاد کیا کہ یہ وہ نابکار ہے کہ اس نے [illegible] قتل
کیا تھا اور آخر [illegible] فرمایا [illegible] ملکہ بساط جادو [illegible]

لاشے پر دوڑ آیا پامال سُم اسپان کیا عوض و قصاص دونون نامبردہ سے لیا بعدہ خواجہ سے کہا کہ ان ساحران بیہوش شدہ کو بھی قتل کرو یہ بھی ہمارے اور ہمارے دوستون کے دشمن ہین خواجہ نے عرض کیا کہ ان کو کہان تک قتل کرون گا یہ ہزار ہا ہین ان کو یون ہی پڑا رہنے دیجیے یہ خود بخود مر جائین گے لاکھون من سفوف بیہوشی ان کھیتون مین زنبیل سے نکال کر ڈالا ہے جو ان کھیتون مین اثر سفوف بیہوشی سے گا یہ ہوشیار نہون گے آخرکار دو چار روز مین خود ہی مر جائین گے پس قتل کرنا ان کا عبث ہے امیر با توقیر نے خواجہ کی راے کو پسند کیا پھر وہان سے کوچ کر کے لشکر ملکہ دلبر سحر ساز جادو مین آئے سحر بن جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ خداوند عالم نے حکیم جالوس وغیرہ پر آپ کو فتحیاب کیا ہے اس خوشی کا جشن کیجیے صاحبقران عالم نے انکی عرض کو پذیرا کر کے ارشاد کیا کہ اچھا بزم عشرت آراستہ کی جائے ارباب نشاط طلب کیے جائین خوشی قتل حکیم جالوس و رہائی ملکہ بساط آرا جادو کا جشن کیا جائے حسب الارشاد سحر بن جادو وغیرہ نے سامان جشن کیا ارباب نشاط دور دور سے طلب کیے گئے بزم عشرت بمقام مناسب بکمال خوبی آراستہ کی گئی صاحبقران کشورستان و ملکہ دلبر سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ سحر جادو اور سحر بن جادو وغیرہ بزم عیش و عشرت مین علی قدر مراتب بیٹھے ارباب نشاط حسب الطلب اپنے ساز و سامان سے حاضر ہو کر ناچنے گانے لگے اہل بزم عشرت بصد خوشی ان کا ناچ گانا دیکھنے سننے لگے از انجملہ ارباب نشاط سے ایک نازنین خوش گلو خوب رو نے بھری بزم عشرت یہ غزل حسب فرمائش ملکہ بہار گل پوش جادو شروع کی

غزل

کیون نہ ہون صرف تواضع ہمہ تن جان ہوکر
آئی ہے میری اجل گھر مرے مہمان ہوکر

عاشق زار ہون مین جہرے پہ رہتی ہے نگاہ
آنکھین بند ہوئے لڑتا ہون مسلمان ہوکر

اٹھے پانون وہ جب پاس تو آکر میرے
داغ ہجران ہوئے مشکل مرے آسان ہوکر

چین سے سوتا ہون مین زلف کے سودے مین کہان
نیند بھی آتی ہے تو خواب پریشان ہوکر

گرمی ضبط فغان سے ہوئی رسوائی دل
کھل گیا راز نہان داغ نمایان ہوکر

ابرو واجب ہے وضو رخ کی زیارت کے لیے
آیا ہے سبزۂ خط سورۂ قرآن ہوکر

فضل حق شاہ اگر دشمن مری تقدیر ہے تو
کوئی مشکل نہین جو آتی ہے تو آسان ہوکر

چلین محشر مین ... پایا نہ جو بختی سے
بڑھ گیا روز قیامت شب ہجران ہوکر

ایک آسان ہوئی دو مشکلین آ پہونچین اور
سخت مشکل ہوئی مشکل مری آسان ہوکر

آستین پڑی کیسی ... پانون جو اچھلے صاحب
کیجیے انصاف ذرا سر بگریبان ہوکر

زخم مین یار کی تیغ تبسم کے جو رفتا ہون مین
دہن زخم ہنسا ... خندان ہوکر

اس پہ پڑا ... تو مرا خال جو ہوا
گھر ہے دیوانہ بنا ایسے ویران ہوکر

مر کے بھی دشت نوردی کا ہے شوق ایسا ...
خاک اڑتی ہے مری گرد بیابان ہوکر

اہل بزم عشرت پر جوش اشعار مندرجہ غزل سننے لگے ملکہ بہار گل پوش جادو بعض بعض اشعار کی تعریف کرنے لگی دیگر اہل بزم بھی بجا ہے خوب ثنا کرنے لگے تین روز تک اسی طور سے بزم عشرت آراستہ رہی نازنینان خوش گلو رقص و نغمہ کیا کین تیسرے روز قریب ہنگام شام ملکہ بہار گل پوش جادو نے کہ عاشق دل افگار خواجہ عمرو عیار تھی خواجہ سے کہا دل چاہتا ہے کہ اس وقت تو بہار

کوئی غزل گاؤ یہ جلسۂ عشرت اپنی نے نوازی پر ختم و تمام کرو خواجہ نے اُس کے کہنے سے باجا پاسے صاحبقران زنبیل سے نکال کر دہن سے ملا کر بجانا شروع کی اور یہ غزل ڈہین گانے لگے اور مخاطب ملکہ بہار گل پوش جادو سے ہوئے

غزل

غیرت مہر رشک ماہ ہو تم
حسن کی تیغ بے پناہ ہو تم
حسن میں آپ سے ہے شان خدا
جامہ زیبون کی بادشاہ ہو تم
کیون نہ محبت بڑھائی کشتی سے
شاہد الشمس ہے گواہ ہو تم

خوبصورت ہو بادشاہ ہو تم
کیونکر آنکھین نہ ہم کو دکھلاؤ
عشق بازون کی سجدہ گاہ ہو تم
خوب ہے سارے خوش جمالون پر
ہم گنہگار بے گناہ ہو تم
ہے تمہارا خیال پیش نظر

جس نے دیکھا تمہین وہ مر ہی گیا
کیسی خوش چشم و خوش نگاہ ہو تم
ہر لباس آپ کو ہے زیبندہ
کل حسینون کی بادشاہ ہو تم
جو کہ حق وفا بجا لائے
جس طرف جائیں سد راہ ہو تم

دونون نینون کے بیچ میں آنسو
خواہ ہم ہو وین اس مین خواہ ہو تم

ملکہ بہار گل پوش جادو اشعار غزل سن سن کے از حد خوش ہونے لگی اور شرم سے منہ بھی چھپانے لگی ملکہ دیباچہ تحریر ساز جادو و ملکہ تحریر جادو و جوہرین جادو نے خواجہ سے کہا کہ استاد خواجہ علم موسیقی مین بھی تمہارا مثل و نظیر نہین ہے تمہاری نے نوازی کی تعریف ہو نہین سکتی صاحبقران کشورستان نے بھی تعریف کی جب خواجہ نے بجوش آوازی غزل مندرجہ بالا تمام کی بزم عشرت موقوف ہوئی ارباب نشاط کو زر کثیر انعام مین دے کر رخصت کیا صاحبقران کشورستان تو داخل قلعہ ہوے جشن ہو چکا ہے لیکن اب حال ان ساحرون اور تیرے پیرون کا لکھا جاتا ہے جو میدان قتل حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو سے نالان و گریان مضطر و پریشان سوے طلسم زلزلہ روانہ ہوے تھے وہ بعد قطع راہ داخل طلسم زلزلہ ہوے خبر قتل حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو و طوفان آتشبار جادو انھون نے پہونچائی جملہ ساکنان طلسم زلزلہ و نیز ہود سرمست جادو کو اطلاع ہوئی سب کو صدمہ و رنج ہوا خاص کر خداوند لنکار ہود سرمست جادو کو بہت ملال ہوا بجانے خود کہا کہ یہ آثار بربادی و تباہی طلسم زلزلہ کے ہین زمانہ طلسم زلزلہ کے ٹوٹنے کا بقول کاہنون اور نجومیون کے قریب معلوم ہوتا ہے میری زندگی بھی اب تھوڑی ہے طلسم باطن مین ہر چند آکر بیٹھا ہون مگر یہان بھی حفاظت جان نہوگی طلسم کشاے طلسم زلزلہ مانند ملک الموت کے یہان اگر میری قبض روح کریگا افسوس نہین رہون گا نہ یہ طلسم رہے گا خیر خواہ و دوست چھوٹے جلسے مین قتل ہوے جلسے مین مگر حتی الامکان تدابیر حفاظت جان و طلسم سے غافل نہ رہنا چاہیے جب تک زندگی ہے فکر و تدبیر سے دستبردار نہونا چاہیے حکیم جالوس ایسا خیر خواہ تو قتل ہو گیا اب اُس کی جگہ کسی وزیر کو قائم مقام براے حکومت و استقلال مقرر کرنا چاہیے تاکہ وہ بند و بست کرے یہ باتین بجاے خود کر کے اشفاق جادو کہ دوسرا وزیر تھا اسکو اپنے پاس طلب کر کے خلعت نیابت اُس کو دے کر ایک فرمان بھی باین مضمون اُس کو دیا کہ اے ساحران ساکنان طلسم زلزلہ واضح ہو کہ بندگان ما بدولت آگاہ ہو کہ حکیم جالوس وزیر اعظم کو ہم نے پہلے اپنا نائب کر کے تم سب کو اُس کی فرمانبرداری کا حکم دیا تھا وہ تو قتل ہو گیا اب ہم نے اشفاق جادو اپنے وزیر دوم کو اپنا نائب مقرر کیا ہے لہذا تم سب کو لازم ہے کہ اس نائب جدید کو بھی مثل حکیم جالوس کے نذرین دے کر اپنا حاکم جانو اور جو کچھ وہ حکم دے اُس کو بجا لاؤ اس کی فرمانبرداری گویا ہماری اطاعت ہے تاکید جانو اگر اس نائب جدید کی فرمانبرداری نکروگے اور سرکشی کروگے تو قہر و غضب

میں ہمارے گرفتار ہوں گے بعد دیدن فرمان نیابت کے کہا کہ اے اشتفاق جادو ہمارے بجائے دربار
میں جا کر جملہ ساحران نامی و نامور وغیرہ کو جمع کر کے یہ فرمان ہمارا سب کو دکھا اور ہمارے تخت حکومت پر
بہ نیابت ہماری جلوس کر اور ایسا انتظام و بندوبست کر کہ طلسم کشا قتل ہو جائے یا اسیر ہو جائے اور
طلسم زلزلہ اس کے شر و فساد سے محفوظ رہے اور فتح ہونے سے بچ جائے اگر ہمارے حکم کے موافق تو عمل
کرے گا تو ہم تجھ سے بہت خوش ہو کر ایسا انعام دیں گے کہ تو بھی بہت خوش ہوگا اس نے دست بستہ
عرض کیا کہ فدوی شہنشاہ کے حکم کی تعمیل کرے گا حتی الامکان ایسا انتظام کرے گا کہ طلسم کشا کو قتل
کرے گا یا اسیر کر کے داخل زندان کرے گا پروانجات حاکمان دربند کو روانہ کر کے ان سب کو طلب
کرے گا بابت حفاظت و نگہبانی مرحلات و دربندہا تاکید اکید کرے گا خود بھی مصروف بندوبست ہوگا
حضور نے میرا رتبہ بڑھایا ہے تو میں بھی وہ کارگذاری کروں گا کہ شہنشاہ خوش ہوں گے طلسم کشا سے طلسم زلزلہ
کا قتل و اسیر کرنا میرے نزدیک چنداں مشکل نہیں ہے کیونکہ ابھی وہ سب دور دریا پر جائے لوح طلسمی
سے آگاہ نہیں ہے نہ وہاں تک جا سکتا ہے نہ لوح اس کے ہاتھ آ سکتی ہے نہ اس کا کوئی یار و مددگار ساحران
طلسم زلزلہ سے ایسا ہے کہ اس کی وجہ سے وہ لوح طلسمی حاصل کر سکے اگر ملکہ ذوالنجہ سحر ساز جادو اور آپ کی
بھانجی اور نواسی نے بغاوت پر کمر باندھی ہے تو ان سے چنداں اندیشہ نہیں ہے یہ عرض کر کے رخصت ہو کر
بہ تمام دربار آیا اور پروانجات اور حکمنامے لکھ کر نام بنام فرمانروایان و حاکمان دربند و مالکان مرحلات و جملہ
ساحران نامی و نامور کو بدست ساحران روانہ کیے انہوں نے جلد جلد جا کر نام بنام ساحران متذکرہ کو
حکمنامے اور پروانے دیے وہ سب حسب الطلب حاضر ہوئے اگر ان کے آنے کا جلوس و سامان
فرداً فرداً تحریر کیا جائے تو نہایت طول ہوگا مختصر یہ کہ سب ساحران نامی و نامور بڑے شان و شوکت
و جاہ و تجمل سے حاضر ہوئے اشتفاق جادو کو سلام کیا اس نے علی قدر مراتب بیٹھنے کا اشارہ کیا
جب سب دربار میں بیٹھ چکے اشتفاق جادو وزیر دوم حاکم طلسم زلزلہ نے وہ فرمان نیابت جو شاہ
طلسم زلزلہ نے دیا تھا میر منشی کو دے کر حکم دیا کہ اس فرمان شہنشاہ ساحران ہوسرست جادو
کو با آواز بلند پڑھو تاکہ جملہ اہل دربار سنیں اور موافق حکم خداوند عمل کریں میر منشی مذکور نے فرمان مذکور
با آواز بلند تمام و کمال لفظاً بلفظ و حرف بحرف پڑھا تمامی ساحران نامی و نامور موجودہ دربار نے عبارت
فرمان بخوبی سنی بعد ازاں اشتفاق جادو نے خود با آواز بلند سب سے کہا کہ اگر تم سب میں سے کسی کو
بابت اس فرمان کے کچھ خیال جعلی ہونے کا ہو یا اور کسی طرح کا تردد ہو تو وہ شخص اس فرمان پر مہر
خداوند کو ثبت دیکھ لے یا بذریعہ عریضہ شہنشاہ ساحران سے دریافت کر لے کہ آیا میرے بارے میں
شہنشاہ ساحران عالم نے یہ فرمان نیابت اپنی مہر و دستخط سے لکھا ہے یا نہیں یہ کہکر وہ فرمان بھی فرداً
فرداً سب کو دکھایا گیا ہر ایک ساحر و ساحرہ نامی نے بنظر غور دیکھ کر متفق اللفظ عرض کیا کہ اے نائب
خداوند ہم کو بابت اس فرمان خداوند کے کسی طرح کا شک و شبہہ نہیں ہے ہم تہنیت و مبارکبادی نہایت
بصد خوشی و خرمی دیتے ہیں کہ آپ جانب خداوند سے آج ہمارے حاکم و فرمانروا ہوئے ہم کو آپ کی
اطاعت و فرمانبرداری میں کچھ عذر و انکار حسب الحکم خداوند ہوسرست جادو نہیں ہے اور وقت
ہم سب مثل حکیم جالوس کے نائب خداوند آپ کو یقینی جانیں گے اور آپ کا حکم حکم خداوند
خیال کریں گے جو حکم آپ ہم سب کو دیں گے اسی پر عمل کریں گے خلاف اس کے عمل میں لائیں گے
خیر خواہی و سرفروشی و جان نثاری سے کبھی قدم باہر نہ رکھیں گے اس تحریر فرمان خداوند پر

ضرور عمل کرینگے حضور تخت حکومت پر جلوس فرمائیں تاکہ ہم بھی تہنیت و مبارکباد دیں فرمانبرداری
بجا لائیں و ملازمانہ ادا کریں ہم تمام نمکخواروں سے اطمینان تام خیر خواہی رکھیں اور امید سر فروشی و بہبودی
کی رکھیں ہم سب کو دشمن جان طلسم کشا سے طلسم زلزلہ یقینا جانیں بدخواہ و بد اندیش اپنا و شہنشاہ خداوند
تصور کریں بدی و دشمنی کا خیال بھی ہم سب کی جانب نکریں ہم سب میں سے کوئی بھی نمک حرام و
بدخواہ حضور کا نہوگا جب تک زندہ ہیں حلقہ اطاعت حضور ہمارے گوش میں رہیگا ہرگز خیال سرکشی
و نافرمانی کبھی ہمارے دلوں میں نہ آئیگا اشفاق جادو نے جملہ حاضرین دربار سے تقریر مندرجہ
سنکے شادمان ہوکے تخت حکومت پر جلوس کیا سب نے علی قدر مراتب بعد ادب نذریں دیں اشفاق
جادو نے سب کی نذریں قبول کرکے حسب لیاقت و مرتبہ ہر ایک کو خلعت سرافرازی دیا بعد ازان
سب سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے ساحران نامی و نامور و فرسکاہ والے نمکخواران شہنشاہ ہم بتاکید
اکید کہتے ہیں کہ اپنے اپنے دربند اور مرحلے سے بہت ہوشیار و خبردار رہنا حفاظت ارج و تخم از حد کرنا
بند و بست طلسم خوب کرنا حفاظت و نگہبانی سے غافل نرہنا جادہ خیر خواہی خداوند پر قدم رکھے رہنا
دیکھو سرکشی و نافرمانی نکرنا زمانہ پر آشوب ہے چند باغی و بدخواہ شریک طلسم کشا ہوگئے ہیں فی الحال
انہوں نے دشمنی پر کمر باندھی ہے ساحران طلسم سے درپے ہیں یہ خبر سنی ہے کہ حکیم جالوس وزیر اعظم
جس کو خداوند نے قبل اس سے اپنا نائب کرکے برائے انتظام و بند و بست سلطنت مستقل
ہمارے تخت حکومت پر بٹھایا تھا مگر معلوم ہوا کہ وہ باغیوں میں گھر کر دست طلسم کشا سے قتل
ہوا جس طرح لبساط جادو بھی کہ ساحرہ زبردست و خیر خواہ خداوند تھی ساتھ ہی حکیم جالوس کے مارڈالی
گئی ہے سب نے عرض کیا کہ ہمکو حضور نے جو حکم دیا ہے وہی کرینگے ہرگز بدخواہی و سرکشی نکرینگے اطمینان
تام ہم نمکخواروں سے حضور رکھیں ہم ہرگز فرمانبرداری و اطاعت سے منحرف نہونگے حتی الامکان طلسم کشا کے
طلسم زلزلہ کو قتل و اسیر کرینگے ذرا وہ سرحد طلسم میں قدم تو رکھے یہ عرض کرکے نہایت اشفاق جادو
سے آگاہ ہوکے نذریں گذران کر اقرار فرمانبرداری و اطاعت و خیر خواہی کا کرکے ارکان مرحلات و دربند
وغیرہ خلعت و انعام سرافرازی و خیر خواہی لے کر حسب الحکم نائب خداوند جدید اشفاق جادو اپنے اپنے
مساکن و اماکن کی طرف خوشی خوشی روانہ ہوئے صرف اہل دربار دربار میں رہگئے اشفاق جادو کہ
نہایت مدبر الامور ہے انتظام و بند و بست طلسم میں خود بھی مصروف ہوا شب و روز فکر و تدبیر قتل و گرفتاری
طلسم کشا سے طلسم زلزلہ میں بسر کرنے لگا حال اس کا آئندہ لکھا جائیگا

دو کلمہ داستان جانا صاحبقران کشورستان کا ہمراہ ملکہ بہمن سحر ساز جادو وغیرہ کے برائے حصول خنجر و لوح طلسم زلزلہ و عیاری خواجہ طیفور کر دیا و دیگر حالات متضمن داستان ہذا بیان کیے جاتے ہیں

مخمس

گھر میں مہمان ایک ہو تو کہوں — تیر اپیکان ایک ہو تو کہوں
عشق میں دھیان ایک ہو تو کہوں — دل میں ارمان ایک ہو تو کہوں
ایک مری جان ایک ہو تو کہوں
صدمہ و رنج و غم کی گنتی کیا — تیرے درد و الم کی گنتی کیا

تیرے لطف و کرم کی گنتی کیا — تیرے ظلم و ستم کی گنتی کیا
تیرا احسان ایک ہو تو کہوں

عرق رخ پہ ہی لہو صدقے — تیغ پہ سر فدا گلو صدقے
تجھ پہ ہی جان آبرو صدقے — دل تصدق ہی آرزو صدقے
تجھ پہ قربان ایک ہو تو کہوں

ان کے چھلے ہزار ہوں تو سنوں — ان سے غفلت ہزار ہوں تو سنوں
ان کے قصے ہزار ہوں تو سنوں — ان سے شکوے ہزار ہوں تو سنوں
اپنا ارمان ایک ہو تو کہوں

غم سے احباب سچ سنتے ہیں — ایک آنکھوں سے میری بہتی ہیں
پھر بھی یکساں نہیں وہ ہنستے ہیں — مرنے جینے کو رونے کہتے ہیں
ان کا فرمان ایک ہو تو کہوں

جان سے اپنی اب گذرتا ہوں — دم ہر اک بیوفا کا بھرتا ہوں
سب حسینوں کو پیار کرتا ہوں — جتنے بت ہیں میں سب پہ مرتا ہوں
میرا ایمان ایک ہو تو کہوں

جب کہ بہتے میں پاؤں ان کا پتہ — کہو کیونکر بتاؤں ان کا پتہ
اسے کیونکر سناؤں ان کا پتہ — نامہ بر کیا بتاؤں ان کا پتہ
ان کی پہچان ایک ہو تو کہوں

غم وصلت جو ایک ہو تو مٹے — نقش الفت جو ایک ہو تو مٹے
داغ فرقت جو ایک ہو تو مٹے — ایک حسرت جو ایک ہو تو مٹے
ایک ارمان ایک ہو تو کہوں

ہی حکم ایسا نغمہ سنج فراق — داغ فرقت سے دل ہی گنج فراق
ہی ہر اک زخم دل تیغ فراق — پوچھ مجھ سے نہ میرا رنج فراق
ارے نادان ایک ہو تو کہوں

راویان سحر تقریر و ناقلان بے عدیل و نظیر یوں بیان کرتے ہیں کہ جب قتل حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو کی خوشی کا جشن ہو چکا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے ملکہ دیدہ سحر ساز جادو عرف ملکہ شہناز جادو سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ملکہ فضل خدا اور مدد الٰہی سے ہم کو نائب شاہ طلسم زلزلہ وغیرہ پر توفیق یابی حاصل ہوئی ان کو قتل کیا مگر اب تک کچھ حال لوح طلسم زلزلہ سے آگاہی نہوئی کہ وہ کس جگہ رکھی گئی ہے کس ساحر کے قبضے میں ہے وہ ساحر نابکار کہاں رہتا ہے اور قتل شاہ طلسم زلزلہ کے حال سے بھی اطلاع نہوئی کہ وہ نابکار کیونکر قتل ہوگا کوئی آلہ حرب و ضرب مخصوص اس کے قتل کے واسطے بانیان طلسم زلزلہ نے بنایا ہے یا نہیں حالانکہ بابت قتل شاہ طلسم زلزلہ و دیگر امور نسبت فتح طلسم ناکور لوح طلسمی ہدایت کرے گی مگر تم قرابت داران شاہ طلسم زلزلہ سے ہو ساحرہ معتبرہ ہو عجب نہیں کہ رازداران طلسم سے ہو اگر تم کو کچھ حالات لوح طلسمی و قتل شاہ طلسم مذکور کے معلوم ہوں تو بیان کرو تاکہ واسطے حصول لوح طلسمی کے کوشش کی جائے اور اگر تم نے فکر و سعی بقدر مقدور

کچھ ہوسکے تو کرو کیونکہ کب تک طے صحرا نوردی اور یوں سرحد طلسم سے باہر پڑے رہیں گے بغیر لوح
طلسمی داخل طلسم ہونا محال ہے ہمکو اپنے لشکر سے ادھر آئے ہوئے ایک زمانہ گذرا ہے ہمارے
اہل لشکر کو یہ خیال ہوگا کہ صاحبقران کو لوح طلسمی مل گئی ہوگی طلسم زلزلہ میں داخل ہوئے ہونگے
دربند و مرحلات طلسمی فتح کر رہے ہوں گے یا فتح کر چکے ہونگے طلسم زلزلہ کو تباہ و برباد کر چکے ہونگے
شاہ طلسم کو قتل کر چکے ہونگے مال و زر و جواہرات طلسمی اپنے ہمراہ لیے ہوئے بکر و فر آتے ہونگے
یہاں ابھی ہم بے نیل مرام اس صحرائے سبزہ زار میں فروکش ہیں لوح طلسمی کا ملنا طلسم زلزلے کا
فتح ہونا شاہ طلسم کا قتل کرنا مال و اسباب طلسمی کا ہاتھ آنا سارق بن ریقا و شمشادگان کا تیغ کرنا تو کجا
حال لوح طلسمی سے بھی کچھ آگاہی نہیں ہوئی ہے ہم شجاعان جہان سے ہیں اگر یہ طلسم ہم سے فتح نہوا اور
ہم بغیر فتح کیے طلسم کے اپنے لشکر میں گئے تو ہماری ذلت و بدنامی کا باعث ہوگا اعدا ہنسینگے خود ہمکو
شجاع و بہادر نہ کہیں گے ملکہ دیدہ بہ سحر ساز جادو نے عرض کیا کہ مجھکو جس جگہ لوح طلسم زلزلہ ہے آگاہی ہے
اور جس آلہ حرب و ضرب سے شاہ طلسم زلزلہ ہو دست جادو قتل ہوگا اس سے بھی بخوبی اطلاع
ہے کیونکہ میں رازداران طلسم سے ہوں مگر جس جگہ لوح طلسمی و خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ ہے اور جس جس کے
پاس ہے وہاں تک پہونچنا نہایت دشوار ہے بلکہ کہہ سکتی ہوں کہ ناممکن ہے کیونکہ اول تو پہلے ہی سے
جس جگہ لوح طلسمی و خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ ہے بند و بست و انتظام ایسا تھا کہ وہاں تک گذر کسی
جن و انس و وحش و طیور کا ناممکن تھا محافظان لوح و خنجر مذکورہ ساحران نامی و نامور تھے جو اپنے سوا
کسی کو غیر جنس سے اور غیر ساحر و بد اندیش سے اپنے پاس نہ آنے دیتے تھے ہوا کا بھی گذر نہ تھا وہاں
دشوار تھا اب تو ادھر میرے آنے کی خبر تمام طلسم میں مشہور ہو گئی ہے علاوہ اس کے نجومیوں اور
کاہنوں نے شاہ طلسم کو اپنے علوم سے دریافت کر کے یہ اطلاع دی ہے کہ زمانہ فتح طلسم زلزلے کا
قریب ہے صاحبقران سلطان ہندوان شکوہ اس طلسم کو فتح کریں گے یہ طلسم ٹوٹ کر ضرور تباہ و برباد
ہو جائے گا حضور کی جان کا بھی خطرہ ہے اس وجہ سے اب زیادہ تر بند و بست و انتظام ہوگا پروانے
حکم نامے محافظان لوح و خنجر مذکور و مالکان دربند و مرحلات وغیرہ کو درباب انتظام و بند و بست جانب
شاہ طلسم سے پہونچ گئے ہوں گے فی الحال خواجہ نے عیاری کر کے حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو
کو قتل کیا ہے طوفان آتشبار جادو وغیرہ لڑائی میں مارے گئے ہیں کشت و خون بسیار ہوا ہے اسکی خبر
بھی ضرور شاہ طلسم وغیرہ کو پہونچی ہوگی طلسم زلزلے میں تہلکہ پڑا ہوگا شاہ طلسم طلسم باطن میں چھپا ہوا
بیٹھا ہوگا فکر اسیری دشمنان حضور وغیرہم سب کی ہو رہی ہوگی ایسی حالت میں فکر حصول لوح طلسمی
و خنجر قتل شاہ طلسم کیا ہو سکتی ہے اور اگر کوئی فکر و تدبیر حصول لوح و خنجر مذکور کی بھی جائے تو بکار آمد
نہوگی کیونکہ سب ساحران نابکار طلسم زلزلہ خبردار و ہوشیار ہونگے صاحبقران کشورستان نے
جواب دیا کہ اے ملکہ جو کچھ تم نے بیان کیا سچ ہے لیکن انسان جویاے کار کو لازم ہے کہ اپنی فکر و تدبیر سے
غافل نہو حتی الامکان اپنے اجرائے کار میں کوشش کرے حق تعالی حامی و مددگار ہے اگرچہ بقول
تمہارے حکم شاہ طلسم سے بند و بست و انتظام بخوبی ہوگا ساحران بیدین ہوشیار و خبردار ہو گئے
کسی کو اس جگہ جہاں لوح و خنجر رکھا ہے جانے نہ دینگے بلکہ اس کے حوالی میں بھی قدم نہ رکھنے دینگے
مگر فکر حصول لوح و خنجر ضرور کرنا چاہیے تم نشان بتا سکتی ہو یا نہوں تم ہمکو اس جگہ لے چلو جہاں لوح طلسمی
اور خنجر ہے اگر وہاں لیجانا ممکن نہو تو اس کے حوالی ہی میں لے چلو خدا مسبب الاسباب ہے کوئی

حصول لوح و خنجر اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیے گا اور تم بھی ضرور کوئی فکر و تدبیر کرو جو کچھ تمہارے
امکان میں ہو اور یہ بتاؤ کہ لوح طلسمی سرحد طلسم زلزلہ میں ہے یا حد طلسم سے باہر ہے اور خنجر قتل شاہ طلسم
کس کے قبضے میں ہے نام اُس کا کیا ہے اور وہ کہاں رہتا ہے اور جس کے پاس لوح طلسمی ہے وہ کہاں رہتا ہے
اور اُس کا نام کیا ہے ملکہ وبدیہ سحر ساز جادو نے عرض کیا کہ اے صاحبقران کشورستان آگاہ ہو جیے
کہ لوح طلسم زلزلہ گوہر جادو کے پاس ہے اور خنجر قتل شاہ طلسم میری ہمشیرہ مسماۃ ملکہ آفاق جادو کے
قبضے میں ہے یہ دونوں ساحر و ساحرہ حد طلسم کے باہر ایسے کوہستان و صحراے ہولناک و وحشت خیز
میں رہتے ہیں کہ جہاں انسان ضعیف البنیان کا تو کیا ذکر ہے دیو و جن بھی خوف سے نہیں جا سکتے اگر
شیر صحرائی بھولے سے وہاں چلا جائے تو خوف سے زہرہ اُس کا آب ہو جائے گوہر جادو کے سحر سے
منزلوں تک ایسی تاریکی ہے کہ ظلمت چشمہ آب بقا بھی اُس سے شرمندہ ہے بلکہ اُس سحر کی سیاہی کے
آگے تاریکی چشمہ حیوان گویا روشنی ہے اُس سیاہی و تاریکی سحر گوہر جادو میں کوئی دو قدم بھی راہ
نہیں کر سکتا ہے بلکہ درمیان تاریکی مذکور جا نہیں سکتا اگر کوئی ساحر و غیر ساحر بغیر اطلاع و اجازت
گوہر جادو اُس تاریکی سحر میں قدم رکھے تو فوراً گوہر جادو کو اطلاع ہو جائے اور اسیر ہو جائے
پس جب ایک دو قدم بھی کوئی اُس تاریکی میں بغیر اجازت گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلہ راہ طے
نہیں کر سکتا اور اسیر ہونے سے بچ نہیں سکتا تو منزلوں تک راہ طے کر کے گوہر جادو اور میری
ہمشیرہ ملکہ آفاق جادو تک کیونکر پہونچ سکتا ہے اور بالفرض محال اگر کوئی کسی تدبیر و فکر سے اُن
منزلوں کی تاریکی کو طے بھی کرے میری ہمشیرہ مذکورہ کے مکان مسکونہ تک بھی پہونچے تو وہاں
دیگر علامتیں ایسی ایسی ہیں کہ ان علامتوں کی وجہ سے ہمشیرہ مذکورہ ساحرہ زبردست کو ثابت ہو جاتا ہے
کہ کوئی ساحر و غیر ساحر یہاں آیا ہے وہ فوراً اُس کو گرفتار کرتی ہے صدر فتنہ جادو فرزند ہمشیرہ ہمارا بھانجا
انتہا کا ساحر زبردست گویا سامری وقت ہے وہ ہر وقت علاوہ اپنی مادر کے نگہداشت کرتا ہے
کسی کی کیا مجال کہ بغیر اُس کی اجازت کے کوئی اُس کی سرحد میں قدم بھی رکھ سکے صدہا ساحر اُس کے
اور اُس کی مادر کے تابع فرمان ہیں ہر وقت دست بستہ موجود رہتے ہیں اسباب سحر اپنے پاس رکھتے
ہیں ان میں ہر ایک ساحر بلاے روزگار ہے اسی طرح گوہر جادو کے مطیع ہزاروں ساحر ہیں اور گرد
مکان مسکونہ گوہر جادو ساحران مذکور فروکش ہیں کسی پرندے کو بھی جانب مکان گوہر جادو
محافظ لوح طلسمی جانے نہیں دیتے ہیں ہر وقت نگران رہتے ہیں اسباب مانند تیغ و تیر و تفنگ گولے
فولادی تار برقی دار کار دسحر و غیرہ اُن کے ہاتھوں میں رہتی ہیں ہوا کا بھی وہاں گذرنا مشکل
ہو جاتا ہے انسان اور انسان بھی وہ کہ جو دشمن گوہر جادو اور بدخواہان لوح طلسمی ہو اگر کوئی
شخص تاریکی سحر اور جاے مسکونہ ہمشیرہ مذکورہ و صدر فتنہ جادو سے بھی کسی طور سے گذر کرے
برابر دروازے کے پہونچے ان ہزارہا ساحران نگہبان کی نظر سے بھی پوشیدہ ہو کے اندر مکان
گوہر جادو کے چلا جائے تو گوہر جادو پہچان اور جان جائے کہ میرے مکان میں کوئی دشمن آیا ہے
اور شناخت کرنے کی بھی اُس نے تدبیر کی ہے فی الفور اُس علامت شناخت وارد دشمن سے آگاہ ہو کر
اُسی کو اسیر کر لے گا اور جس جگہ لوح طلسمی رکھی ہے وہاں تک جانے نہ دے گا اور یہ سب باتیں جو میں نے
کہی ہیں امر محال و دشوار و ناممکن ہیں بھلا مکان مسکونہ ہمشیرہ و صدر فتنہ جادو تک کون جا سکتا
ہے اور خنجر قتل یعنی جس خنجر سے کہ شاہ طلسم زلزلہ قتل ہوگا اُس کو میری ہمشیرہ نے اپنے اور اپنے

گیا تھا یہ تاریکی یہاں سے بہت دور ہی اور اب میری رائے یہ ہی کہ یہاں سے آگے نہ جانا چاہیے اسی جگہ
قیام کرنا چاہیے تاکہ شر دشمنان سے محفوظ رہیئے اور گوہر جادو وغیرہ کو خبر نہ ہو جائے
اُس کی رائے کو پسند کیا پھر ملکہ نے اسی جگہ ایک درہ کوہ میں صاحبقران کشور ستان عمرو عیار جادو
و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ کو چھوڑ کر کہا کہ تم سب اسی جگہ محفوظ میں پوشیدہ رہنا اور تھیلہ میں
نہ آؤں درہ کوہ سے باہر نہ آنا چنانچہ جادو وغیرہ نے قبول کیا ملکہ مذکورہ چھر جادو اور جواہر کو
بصورت کنیز ہمراہ لیکر آگے روانہ ہوئی قریب اُس تاریکی کے جاکر بالائے کوہ
کو بیک ایستادہ کرکے فروکش ہوئی ایک میں خود بیٹھی دوسرے میں ملکہ چھر جادو کو
اُس کنیز نقلی کے بٹھایا چھر جادو کو زیور لباس وزینت سے خوب آراستہ کیا بعد ازاں
پیشگار روماش نکال کر شیشہ آب چاہ جمشیدی نکال کر پانی اُس میں سے کر آرد لا کر اور
ایک تپلہ کلان بنایا پھر اشیائے بخارات مانند گوگل و لوبان و کافور وغیرہ آگ پر ڈال کر
مصروف ہوئی تا دیر تحریر پڑھنے میں مصروف رہی اور اُس تپلے پر دم کرتی رہی تھوڑی دیر کے بعد وہ تپلہ
ماش کا حلول کرنے سے پھر کے ایستادہ ہو کے بزبان فصیح گویا ہوا کہ اے ملکہ مہر دلبر سحر ساز جادو
آج تمنے بعد مدت دراز کیوں مجھے یاد کیا ہی کیا کار سخت در پیش ہی ملکہ نے اُس کی پیشانی
پر ایک گوہر شب چراغ سحر نصب کرکے کہا کہ اے تپلہ سحر ساز مجھے اس وقت یہ کام لینا منظور ہی کہ
ایک رقعہ ہمارا ہماری بہن ملکہ آفاق جادو کو جاکر دے آ اور جواب اُس کا لے آ اُس نے کہا اچھا اس
کار سخت کو انجام دونگا راہ تاریک کو طے کرکے تمہاری بہن تک جاؤں گا رقعہ تمہارا دے کر جواب تو
لا دوں گا مگر میری خوراک لاؤ ملکہ نے فی الفور کار دے سے اپنی پیشانی زخمی کرکے خون پیشانی چلو میں
لے کر کہا کہ لے اُس نے منہ کھولا ملکہ نے وہ خون اُس کے منہ میں ٹپکایا جب پایا اپنی خوراک مذکور
کے تپلے نے خوش ہوکر کہا کہ اے ملکہ وہ رقعہ کہاں ہی لاؤ ملکہ دلبر سحر ساز جادو نے رقعہ اُس کو
دیا وہ رقعہ لے کر اُس گوہر شب چراغ مذکور کی روشنی کو غنیمت جان کر اندر اُس تاریکی سحر کے جا کر مثل
برق چمکتا ہوا بسرعت تمام راہ طے کرتا ہوا روانہ ہوا ہر چند کہ وہ تاریکی ایسی تھی کہ رشک ظلمات و آب بقا یا
سیاہی شب ہجران یا تاریکی پردۂ ظلمات یا سیاہی دل کافر یا تاریکی قبر بے دین و ایمان تھی مگر تپلہ مذکور بدولت
روشنی اُس گوہر شب چراغ سحر کے راہ تاریک طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا وہ ضیاء گوہر اُس اندھیرے میں
اُس کے واسطے روشنی مشعل سے زیادہ تھی بلکہ سہل سے طریق تاریک تھی غرضکہ بعد قطع راہ دور
دراز وہ تپلہ سحر پاس ملکہ آفاق جادو مادر صدف جادو کے پہونچا بعد سلام رقعہ مذکور اُس کو دے کر
طالب جواب ہوا پہلے تو ہمشیرہ ملکہ دلبر سحر ساز جادو نے اُس تپلے پر نظر کرکے بعد تعجب و تحیر دل میں
حیرت میں غوطہ زن ہوکے اپنے دل میں کہا کہ یہ تپلہ سحر کس ساحر زبردست کا ہی کہ ایسی تاریکی سحر کو طے
کرکے یہاں تک آیا ہی نہیں معلوم کس کا فرستادہ ہی شاید فرستادہ خداوند ہو و مہر دست جادو یا
نائب خداوند نے کسی ضرورت شدید سے اس کو بھیجا ہی یا اور کسی ساحر زبردست نے اس کو رقعہ
دے کر ادھر روانہ کیا ہی مگر جو ہمارے رقعہ کے اوپر نظر کرکے پہچانا اور جانا کہ یہ تپلہ سحر فرستادہ ہمشیرہ
ملکہ دلبر سحر ساز جادو ہی کیونکہ رقعہ مذکور میں بعد القاب و آداب مناسب کے یہ لکھا تھا کہ اے
ہمشیرہ عالی مرتبہ واضح ہو کہ ایک تو زمانہ دراز سے تمہیں ملنے کا اشتیاق تھا دوسرے یہ کہ فی زمانہ
نائب خداوند نے بے وجہ بے خطا مجھ پر عتاب کیا ہی اور یہ بھی سننے میں دریافت ہوا ہی کہ اب بہت

طلسم زلزلہ ختم ہو چکی ہے زمانہ تباہی و بربادی و شکست طلسم زلزلے کا قریب آیا ہے طلسم کشائے طلسم زلزلہ
پیدا ہوا ہے ضرور طلسم فتح ہو جائے گا بعد آگاہی تباہی طلسم مین نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ
نہین معلوم ایسے زمانہ شور و شر مین دست طلسم کشا سے زندہ بچتی ہون یا شہید ہون کیا جانئے کیا پیش آئے بس
اب وہ زمانہ تھا کہ تمنے ملکہ مجمر جادو کی خواستگاری کی تھی فی الحال مین لڑکی والی ہو کر چاہتی ہون کہ
ملکہ مجمر جادو کو تمھارے واسطے کرون اپنی زندگی و آخر زمانہ طلسم زلزلہ مین اس کی شادی کردون
سہرا اس کا دیکھ لون دل اپنا اس کے بیاہ سے خوش کر لون میرے حال عسرت و ناداری سے آگاہ ہو
مال دنیا سے کچھ نہین رکھتی ہون صرف خالی دختر مذکور رکھتی ہون اُس کو اپنے ہمراہ لیکر آئی ہون
تم کو لینا خود اُس کو لیکر آنا مشکل تھا اسوجہ سے مین نے بذریعہ تیلہ سحر رقعہ روانہ کیا ہے اس کا جواب
تحریر کرنا اور اگر ہو سکے تو تم یہان آؤ مجھے اپنی صورت دکھاؤ کہ تمھارے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہے
اور برخوردار صدف جادو کے بھی دیکھنے کا اشتیاق ہے مدت سے اُسے نہین دیکھا ہے ہماری جانب
سے بہت بہت دعا و پیار کے بعد اُس سے کہنا کہ اے فرزند ہمشیرہ تمھاری امانت لیکر
آئی ہون مناسب ہے کہ اپنی امانت مجھسے لے لو کیونکہ تمھارے نامزد کر چکی ہون ہر چند کہ لڑکی والی ہو کر
مجکو ایسی باتین لکھنا مناسب نہین باعث بے شرمی و غیرت ہے مگر بسبب بے غیرتی بمصلحت مذکور گوارا کرتی
ہون میری زندگی تو بعزت و حرمت بسر ہو گئی ہے اب چراغ سحری ہون لیکن دختر مذکورہ جوان ہے
اُس کی بے عزتی و بے حرمتی کا ایسے زمانے مین اندیشہ ہے طلسم کشا تنہا طلسم مین نہ آئے گا عقب مین
اُس کے اُس کا لشکر بھی ضرور آئے گا لشکری اکثر جاہل و بد نظر ہوتے ہین مبادا دختر خوبروے
مذکور پر اُن کی نظر پڑ جائے تو باعث بے عزتی کا ہو اسے سبب اسوقت مین اس لڑکی کے انجام پر نظر
کر کے آبروریزی کے خیال سے متردد ہو کر بے شرم و بے عزت ہو کر یہان تک آئی ہون بالاے
کوہ قیام پذیر ہون زیادہ کیا لکھون مادر صدف جادو عبارت رقعہ پڑھکر رونی بعدہ وہ رقعہ
اپنے فرزند کو دکھا کر کہا کہ یہ عبارت تمھاری خالہ ملکہ ذبدبہ سحر ساز جادو نے لکھی ہے اُن کو بہت
اور تمھیں دیکھنے کا اشتیاق ہے ملکہ مجمر جادو اپنی بھانجی کو جس کی مین نے خواہش تمھارے واسطے
کی تھی لائی ہے اس زمانے مین اُس نے تامل کیا تھا فی زمانہ وہ خود اُس کا بیاہ تمھارے ساتھ
کر دینا چاہتی ہے جاے خوشی و مسرت کہ گھر بیٹھے مراد آئی ہے مبارک ہو کہ جو حسرت تمھارے دل مین
تھی وہ اب بر آیا چاہتی ہے صدف جادو نے عبارت رقعہ پڑھکر تقریر اپنی مادر کی سنکے از حد خوش
ہو کے اپنی مادر سے کہا کہ آپ ہماری خالہ صاحبہ کو یہان طلب فرمائیے وہ بالاے کوہ قیام پذیر
ہین اُن کا وہان قیام اچھا نہین ہے وہ ہماری بزرگ ہین اُن کی عزت و حرمت کرنا چاہیے دعوت و
ضیافت اُن کی لازم ہے اگر اُن کو یہان بلایا نہ جائے گا تو غالباً اُن کو صدمہ ہو گا اور یہ شکایت کرینگی
کہ ہم کو نادار و محتاج جان کر قدر و منزلت نہ کی اپنے گھر بلایا بھی نہین ذلیل و حقیر سمجھا مادر
صدف جادو نے جواب دیا کہ اے نور نظر مین تمھاری خالہ کو بغیر اجازت گوہر جادو کے
یہان بلا نہین سکتی تمکو لازم ہے کہ ابھی گوہر جادو کے پاس جاؤ یہ رقعہ اُسے دکھا کر اجازت اُن کے
بلانے کی حاصل کر کے جلد یہان آؤ پھر ہمارے ساتھ چلو تمھاری خالہ صاحبہ اور تمھاری نامزد
ملکہ مجمر جادو کو وہان سے یہان لے آئین اسی جگہ رسوم شادی عمل مین لائین تمھاری خانہ آبادی
ہو جائے صدف جادو اپنی مادر کی گفتگو سنکے بعد شادی و خوشی وہ رقعہ لے کر تخت طاؤسی سحر

سوار ہوکر بہت سے ساحروں کو ہمراہ لیکر بخدم و حشم جلد تر سوے گوہر جادو روانہ ہوا بعد قطع
راہ دور و دراز اُس کے مکان پر پہونچا اُس کو اطلاع ہوئی فوراً اُس کے لینے کو پاس طلب کیا
صدف جادو نے اُس کے سامنے جاکر بادب سلام کیا اُس نے اُس کو دیکھکر خوش ہوکر اپنے قریب
بٹھاکر پوچھا کہ اے صدف جادو خیر تو ہے اس وقت خلاف عادت یہاں کیوں آئے ہو تمھاری والدہ
تو خیریت سے ہیں کوئی فتنہ و فساد تو درپیش نہیں آیا شہنشاہ قتل خداوند ہو و سمر ست جادو تو ابھی تک
اُن کے قبضے میں ہیں ہمکو تو کچھ فتنہ و فساد کی اطلاع نہیں ہوئی ہمارے سحر کی تاریکی میں ابھی تک
کسی دشمن نے قدم نہیں رکھا ہے نہ طلسم کشا نے طلسم زلزلہ نے ہمارے کلیسر حد سحر میں پاؤں رکھا ہے
اگر کوئی واقعہ ہوتا تو ہمکو ضرور خبر ہوجاتی صدف جادو نے مسکراکر بادب کہا کہ ہماری والدہ صاحبہ
نے آپ کو سلام کہا ہے وہ اب تک صحیح و سلامت ہیں کوئی فتنہ و واقعہ و فساد نہیں اُٹھا ہے بخیر و خیریت
ہے کسی کی مجال نہیں ہے کہ آپ کے سحر کی تاریکی میں قدم رکھ سکے اور میری حفاظت و نگہبانی میں کوئی
بد اندیش اور ضرر پہنچا سکے میرے یہاں آنے کی وجہ خلاف قاعدہ و عادت یہ ہے کہ ہماری خالہ صاحبہ ملکہ
دیبہیم سحر ساز جادو جن سے آپ بخوبی واقف ہیں مع اپنی بھانجی ملکہ قہر جادو کے بغیر ورود عقد در خور
نامبردہ [illegible] راہ دور و دراز سے آئی ہیں کوہ پر قیام پذیر ہیں یہ رقعہ دستخطی انھوں نے
بدست [illegible] تمھاری والدہ کو بھیجا ہے والدہ چاہتی ہیں کہ اپنی بہن بھانجی کو اپنے پاس بلالیں اس وقت
مجھکو انھوں نے محض اسی واسطے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ سے اجازت اُن کے بلانے کی لیجاکے
یہ کہکر رقعہ مذکور پیش کیا گوہر جادو نے عبارت رقعے کی ابتدا سے انتہا تک دیکھکر مہر و دستخط
ملکہ دیبہیم سحر ساز جادو پر نظر کرکے کہا کہ ہاں رقعہ دستخطی ملکہ دیبہیم سحر ساز جادو کا ہے اس میں شک
نہیں کہ وہ ساحرہ معززہ ہے اور براے عقد قہر جادو یہاں آئی ہے مگر ایسے زمانہ شور و شر میں اس کا
یہاں بلانا خلاف عقل اور انتظام بند و بست ہے کیا تمنے نہیں سنا ہے کہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ نے ہمراہ
بختیرین جادو حاکم بحر [illegible] کے پہول میں جاکر ایرایان جادو محافظ زندان حکیم سالوس
کو معہ اپنی بہار خواجہ طیفور گردہ کا قتل کیا حکیم سالوس اور اس کے رفقا کو زندان سے رہا کیا
جس کو حکیم جالوس نے جالوسیہ میں جاکر تہ تیغ کیا تمنے سنا ہوگا کہ طوفان انتشار جادو
و حکیم جالوس و ملکہ بساط جادو وست بد اندیشان سے قتل ہوئے ہیں خداوند کاہنوں اور
[illegible] کے موافق براے حفاظت جان طلسم باطن کے اندر بیٹھے ہیں طلسم زلزلہ میں
ظہور طلسم کشا سے تہلکہ پڑا ہے فرمان منجانب خداوند و نائب خداوند جملہ مالکان دربند و مملکت
طلسم وغیرہ ساحران معزز کو بھیجا گیا ہے بند و بست و انتظام آچکے ہیں تمھاری والدہ کے پاس بھی فرمان
خداوند [illegible] آیا ہوگا تمھاری نظر سے بھی ضرور گذرا ہوگا تم عاقل و فہیم و ہوشیار ہو
[illegible] ہو سکتا ہے کہ ہم تمکو اجازت ملکہ دیبہیم سحر ساز جادو کے بلانے کی دیدیں اگر
[illegible] طلسم کشا نے طلسم زلزلہ یا عیار طلسم کشا کسی طور سے چلا آئے تو غضب ہو جائے
تمھاری والدہ [illegible] قتل خداوند [illegible] طلسمی مکر و فریب اُن کو اور ہمکو قتل کرکے لیے جائے
[illegible] ہو بس ہم اُن کے بلانے کی اجازت نہ دیں گے ہمکو اندیشہ قوی
[illegible] ملکہ دیبہیم سحر ساز جادو کے یہاں طلب کرنے سے ہمارا بھی ایک مطلب خاص ہے اور وہ
یہ ہے کہ [illegible] ہمارا [illegible] گل پوش جادو حسن و جمال میں شہرۂ آفاق ہے طلسم زلزلہ میں بلکہ

اکثر مقاموں اور شہروں میں مثل ملکہ بہار گل پوش جادو کے کوئی خوبصورت عورت نہیں ہے اپنی
طبیعت اُس کے اوپر کئی سال سے مائل ہے شب و روز تصور و خیال ملکہ بہار ہے جا رستہ ہے اُس پر نظر رہتی ہے
رات دن ہمکو اسی کا خیال رہتا ہے اُس کا فراق باعث تلخی حیات ہے ہر دم اُس کی مفارقت میں مانند
مرغ بسمل تڑپتے ہیں جب سے ہمنے اُس کو دیکھا ہے کسے کیا کہیں کہ اُس کے دام عشق میں کیسے گرفتار
ہوگئے ہیں با وجود اپنی ایسی حالت کے اُس کو یہاں بلا نہیں سکتے ہیں مبادا اُس کے ہمراہ طلسم کشا
یا اُس کا عیار کسی صورت سے یہاں چلا آئے تو قیامت برپا ہو جائے بس تم بھی اپنی دلی آرزو برآری میں
صبر کرو اور تم بھی تحمل کرو بالفعل اُن کو یہاں طلب نہ کرو شادی بیاہ موقوف رکھو ہم بھی ابھی ملکہ دیدیہ
سحر ساز جادو سے بابت شادی ملکہ بہار گل پوش جادو کی خواہش نہ کریں جب طلسم کشا سے
طلسم زلزلہ کو قتل یا اسیر کر لیں گے اور اُس کے عیار مکار کو گرفتار کر لیں گے اُس وقت بے خوف و خطر
ہو کر تم ملکہ دیدیہ سحر ساز جادو کو بلانا ملکہ سحر جادو کے ساتھ شادی کرنا ہم بھی ملکہ دیدیہ سحر ساز جادو
سے درخواست شادی ملکہ بہار گل پوش جادو کریں گے جلدی اس بارے میں خوب نہیں ہے بقول مشہور
ہے کہ دیر آید درست آید سوچ سمجھکر کام کرنا صبر و تحمل کرنا جلدی نکرنا اچھا ہوتا ہے انجام اُس کا خوب
ہوتا ہے بقول شخصے کہ صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد صدف جادو نے اپنی شادی کے
نہونے سے اور مراد دلی بر نہ آنے سے آبدیدہ و محزون ہو کے کہا کہ اگر آپ اُن کے بلانے کی اجازت
نہیں دیتے ہیں تو ہماری والدہ اور ہمکو وہاں جانے کی اجازت دیجئے تاکہ خالہ صاحبہ ہی کے پاس
جا کر رسم شادی ادا کر لی جائے آپ سے صبر و تحمل ہو سکتا ہے مجھسے اس بارے میں صبر نہیں ہو سکتا ہے
گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلہ نے صدف جادو کی آنکھوں سے گوہر اشک ٹپکتے ہوئے دیکھکر
اور خیال اُس کے رنج و ملال کا کر کے مجبور ہو کے کہا کہ اچھا تمکو اور تمہاری والدہ کو اجازت دی جاتی ہے
مگر پاس ملکہ دیدیہ سحر ساز جادو کے بالا کوہ تم اور وہ دونوں جائیں ملکہ سحر جادو کو بلانا خیر بیاہ لائیں
اور جس وقت ہم ملکہ سحر جادو کو طلب کریں تو تمہاری والدہ اُس کو لے کر ہمارے پاس آئیں تاکہ ہم
بھی اُس کو دیکھکر خوش ہوں اور شک و شبہ اُس کے دیکھ لینے سے دور ہو جائے صدف جادو
نے کہا اقرار کرتا ہوں کہ ملکہ سحر جادو کو دوسرے ہی روز ہمراہ اپنی والدہ کے آپ کے پاس واسطے
سلام کے بھیجدونگا اور جلد رسم شادی ادا کر کے یہاں چلا آؤں گا بالا کوہ زیادہ توقف نکروں گا
آپ اطمینان رکھیں کیا مجال طلسم کشا اور اُس کے عیار کی جو ہمارے ساتھ اس طرف آسکے ہماری
ہوشیاری و خبرداری و بندوبست و انتظام سے آپ خوب آگاہ ہیں سحر جادو جو بعد طلسم کشا ہے
وہ ہمارے آگے کیا حقیقت رکھتا ہے اگر وہ کبھی بالا کوہ آجائیگا تو سزا پائے گا فوراً گرفتار
کر لیا جائے گا ہمکو امید نہیں کہ ہماری خالہ کے ساتھ کوئی آیا ہو ہرگز وہ طلسم کشا اور اُسکے عیار کو اپنے
ساتھ نہ لائی ہوں گی وہ ہماری اور آپ کی خیر خواہ ہیں بدخواہ نہیں ہیں ہم احتیاطاً ہمراہیان خالہ صاحبہ
پر نظر سحر ڈال کر دیکھ لیں گے گوہر جادو نے کہا کہ ہاں خوب ہوشیاری سے وہاں رسم شادی ادا
کرنا اور ادھر آتے وقت ملکہ سحر جادو پر بھی نظر سحر ڈال کر اصلی نقلی پہچان لینا خبردار اس میں
غفلت نہ کرنا ہم نے محض تمہاری خوشی کی وجہ سے تمکو جانے کی اجازت دی ہے ورنہ یہ وہ زمانہ پرشور
کا ہے کہ نہ کہیں جانا چاہیے نہ کسی کو اپنے گھر میں بلانا چاہیے دشمنوں سے خوف و بیم ہے صدف جادو
یہ سنتے ہی گوہر جادو سے رخصت ہو کے بصد خوشی راہ قطع کر کے اپنی مادر کے پاس آیا اُس نے

پوچھا کہ کیوں اے فرزند گوہر جادو نے اجازت دی یا نہیں صدف جادو نے تمام تقریر جو فیما بین
ہوئی تھی بیان کرکے کہا کہ گوہر جادو نے میری خاطر سے اور میرے پاس و لحاظ سے فقط اسقدر
اجازت دی ہے کہ تم مع اپنی والدہ کے پاس ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کے جا کر بہ نیابت رسم شادی ادا کرکے
چلے آنا دیر نہ لگانا اور اپنی زوجہ کو ہمراہ لیکر جادو کو ہمیں ضرور دکھانا اپنی والدہ کے ساتھ اُسے ہمارے پاس
پہنچادینا میں نے اسی اجازت کو غنیمت جان کر دوسرے روز تک پھر جادو کے پہنچا دینے کا اقرار کیا ہے
مادر صدف جادو نے خوش ہو کر کہا کہ اے فرزند تیری خوبی قسمت سے گوہر جادو نے تجھے
اتنی بھی اجازت دی ہے ورنہ مجھکو تو یقین تھا کہ بوجہ دور اندیشی کے وقت زمانہ نہ کہیں جانے کی اجازت دیگا
نہ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کے یہاں بلانے کی اجازت دیگا کیونکہ زمانہ پر آشوب ہے طلسم کشا نے
ظہور کیا ہے چند ساحران نامی و نامور قتل ہو چکے ہیں طلسم زلزلے میں زمین گویا زلزلہ ہی تھا ملکہ پڑا ہوا
ہے بڑا بند و بست کیا گیا ہے حکیم جالوس وزیر اعظم نائب بندرا و بند مار ڈالا گیا ہے طوفان آتش باز جادو
و ملکہ بساط جادو کے قتل ہونے کی خبر پہونچ چکی ہے اور یہ خبر بھی سنی ہے کہ کچھ ساحر اُس کے شریک
ہوگئے ہیں نہیں معلوم وہ کون ساحر ہیں ساکنان طلسم زلزلہ سے ہیں یا اور کہیں کے رہنے والے ہیں
صدف جادو نے کہا میں نے سنا ہے کہ تحیر بن جادو مالک جزیرہ ڈیڑھ دو ہزار ساحروں کی جمعیت
سے شریک طلسم کشا ہوا ہے غالباً اُسی کی شرکت سے طلسم کشا نے ناسب تھا وند وغیرہ کو قتل کیا ہے غرض
اس قدر ہے کہ صدف جادو اور اُس کی مادر کو اور گوہر جادو کو شریک ہونا ملکہ دیدبہ سحر ساز
جادو وغیرہ کا معلوم نہیں ہوا الحاصل جب صدف جادو گوہر جادو سے اجازت جانے کی لے کر آیا
اُس کی مادر آفاق جادو نے سامان ضروری عقد و شادی مہیا و فراہم کرکے اُسی پتلہ سحر سے کہا
کہ تو جا ہماری طرف سے ہماری ہمشیرہ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو سے کہدینا کہ آفاق جادو مع اپنے
فرزند صدف جادو کے بسامان و جلوس شادی آتی ہیں اطلاع دیا کہا ہے پتلہ سحر فی الفور بسرعت تمام
وہاں سے روانہ ہوا اُسی تار کی راستے سے روبرو ملکہ مذکور آیا اور بزبان فصیح کہنے لگا کہ اے
ملکہ آگاہ ہو کہ حسب الحکم تمہاری بہن کو رخصت کیا دیدیا انہوں نے کہا ہے کہ ہم مع اپنے
بیٹے صدف جادو کے بسامان و جلوس شادی آتے ہیں ملکہ مذکورہ یہ خبر سنکے خوش ہوئی
پھر اُس پتلہ سحر نے ایک دانے ماش کے دم کرکے مارے فی الفور وہ زمین پر گرکے بصورت اصلی
پہنچے وہی آرد ماش کا پتلہ ہو گیا بعد اس کے ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے کنیز زلفی یعنی طیفور کر دیا
سمجھا دیا کہ سنا ہماری ہمشیرہ صاحبہ مع اپنے فرزند کے واسطے شادی کرنے اپنے فرزند کے
یہاں آتی ہیں کنیز مذکور نے ہنسکر جواب دیا مبارک ہو کہ مراد دل بر آئی ہنوز اس طور کی گفتگو رہی
تھی کہ آفاق جادو شاہانہ سامان و جلوس سے مع اپنے فرزند صدف جادو کے پہونچی جو ساحر
کہ بصورت شاگرد پیشہ خبر رسانی ملکہ تحیر بن جادو سے دور دور رستوں پر تعینات تھے انہوں نے
ملکہ آفاق جادو و صدف جادو کو بجلوس شادی آتے دیکھکر جلد آنکر خدمت تحیر بن جادو
و صاحبقران گیتی ستان میں درمیان دره کوہ کے جا کر اور بصورت اصلی ہوکر آنا ملکہ آفاق جادو
و صدف جادو کا مع اسباب عقد و شادی بیان کیا سب کو اطلاع ہوئی ادھر ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو
اپنی ہمشیرہ کو دیکھتی ہی اُٹھی چند قدم آگے بڑھی اس طرف سے آفاق جادو اپنی خواہر کی طرف واسطے
ملنے کے بہ جوش الفت و محبت دوڑی آخر دونوں بہنیں گلے مل کر تھوڑی دیر تک روئیں بعد ازاں

دونوں بالاے فرش و مسند زرین بیٹھکر باہم شکوہ و شکایت کرنے لگیں اس اثنا سے میں
صدف جادو نے آکر سلام کیا ملکہ دلبر سحر ساز جادو نے اُس کی بلائیں لے کر خوش ہو کر
دعاے طول عمر دی پھر مسند زرین پر اُس کو بٹھایا مزاج پوچھا اُس نے عرض کیا کہ آپ کی دعا کی
برکت سے اچھا ہوں ایک زمانے سے آپ کے دیکھنے کا اشتیاق تھا آج آپ کو دیکھکر بدرجہ کمال
خوشی ہوئی آپ نے یہاں آکر مجھکو سرفراز کیا میں مثل اپنی والدہ کے آپکو جانتی ہوں آپ سے [illegible] کی
پرورش شفقت مادری کی ہے ملکہ دلبر سحر ساز جادو نے جواب دیا کہ اے نور نظر پارہ جگر میں
تمکو دیکھکر شادمان ہوئی تمہاری سعادتمندی ہے کہ تم مجھکو مثل اپنی ماں کے جانتے ہو میں بھی اپنی
روح و جان کے جیسے کوئی میں نے پالا پرورش کیا ہے تمہارے بولنے کرنے کو یہ [illegible] میں آگئی ہوں
صدف جادو نے موافق کہنے کے پھر جادو نے اپنی خالہ مذکورہ پر نظر سحر ڈالی ظاہر ہوا کہ ملکہ
دلبر سحر ساز جادو اصلی ہے بعد نظر سحر ڈالنے اور دریافت کر لینے کے صدف جادو کو اطمینان
ہوا لیکن خوف و خطر خوشی و خرمی سے کہنے لگی اُسوقت وہاں سے بیجلد و بولے چلی گئی اور آفاق جادو
نے بعد بہت باتیں کرنے کے کہا کہ اے ہمشیرہ عزیزہ میرا تجھ سے اس کا شکوہ ہے کہ تم کبھی اپنے
گھر میں نہ بلایا خود ہی ہمارے پاس آئیں کیا کہوں مجبور ہوں کہ ہر جادو سفاک ظالم طلسمی نے اس
زمانہ شور و شر میں ہر ایک راستہ بند و انتظام کیا ہے کوئی بغیر اُس کے حکم کے نہ تو اُس طرف سے ادھر
آسکتا ہے نہ اس جانب سے کوئی اُدھر جا سکتا ہے اسی سبب سے میں تمکو اپنے گھر میں بلا نہ سکی خود ہی
یہاں آگئی تھی دل خوش ہوا تمہارا رقعہ میں نے پڑھا تمہاری دور اندیشی و عقل و فہم کی
میں نے بیحد بہت تعریف کی تمہاری راے میں نے پسند کی اولاد کی شادی جلدی سے
کر دینا اچھا ہے خصوصاً شادی دختر جلد تر کر دینا خوب ہے صاحبان عزت اہل حیا و غیرت عقد دختر میں
تعجیل کرتے ہیں تم نے بھی اپنی زندگی میں اس کا جلد عقد کرنے کا خیال کیا تو بہت اچھا کیا یہاں
خود آنا تمہارا کوئی بے عزتی کی بات نہیں ہے یہ بھی تمہارا گھر ہے حالانکہ اپنے گھر میں تمکو بلا نہ سکی کے
شرمندہ ہوئی خود ہی یہاں آئی ملکہ دلبر سحر ساز جادو نے جواب دیا کہ اے بہن تم نے خوب کیا
کہ ایسے زمانہ شور و شر میں مجھکو اپنے گھر میں نہ بلایا اگر کوئی کسی طرح کا فتنہ و فساد وقوع ہوتا تو
میرا اور تمہارا ہی تو نام بدنام ہوتا اب کچھ اندیشہ و فکر نہیں ہے نہ الزام کا خیال ہے مجھکو تمہارے یہاں
آنے کی خوشی حاصل ہوئی اور اپنے گھر میں نہ بلانے کا رنج و ملال نہیں ہوا ملکہ آفاق جادو
نے بھی براے اطمینان خاطر خود ملکہ دلبر سحر ساز جادو پر نظر سحر ڈال کر دریافت کر لیا کہ دراصل ملکہ
دلبر سحر ساز جادو ہے کوئی دشمنوں سے نہیں ہے بعد مطمئن خاطر ہونے کے پوچھا کہ اے خواہر
ملکہ مجمر جادو کہاں ہے اُس کے دیکھنے کو دل چاہتا ہے ملکہ دلبر سحر ساز جادو نے کہا کہ اے خواہر
دیکھو اُس خیمے میں وہ پس پردہ شرمائی ہوئی سر جھکائے بیٹھی ہے جب سے جدا ہوئی ہے اُسکو
رنج و ملال ہے جب سے یہاں آئی ہے اپنی شادی کی خبر سنکے رو رہی ہے جاؤ دیکھو آفاق جادو
اُٹھکر خیمہ دیگر میں پردہ اُٹھا کر گئی دیکھا کہ ملکہ مجمر جادو مثل عروس کے زیور و لباس سے
زینت سے آراستہ بیٹھی ہوئی رو رہی ہے جیسے ہی ملکہ آفاق جادو خیمے میں داخل ہوئی ملکہ
مجمر جادو نے اُٹھکر با ادب سلام کیا ملکہ آفاق جادو نے براے اطمینان خاطر خود اس پر بھی
نظر سحر ڈالی معلوم ہوا کہ دراصل ملکہ مجمر جادو ہے بعد اطمینان دل بصد الفت و محبت اسکو اپنے

پہنچے طلسم کشا و عیار طلسم کشا و چکرین جادو کو یہان کے حالات سے یہ آگاہی نہین ہے کہ لوح طلسمی اور
خنجر قفل کشا اندر ہو دسمرست جادو و ملکہ آفاق جادو و گوہر جادو کے پاس ہے یہی دونون محافظ
ہین اور اگر بالفرض و محال کسی طور سے ان کو معلوم بھی ہو جائے گا تو کیا خوف ہے طلسم کشا و عیار
طلسم کشا غیر ساحر ہین ایک ادنی ساحر اُن کو اپنے سحر مین مبتلا کر سکتا ہے اب رہ گیا چکرین جادو کہ ساحر
کسی قدر زبردست ہے وہ بھی نہ ہے اور صدف جادو اور آپ سے کیا مقابلہ کر سکتا ہے اُس کی کیا
اصل و حقیقت ہے آپ کے روبرو اور میرے آگے ایک ادنی سے سحر مین مبتلا ہو جائے گا اور اگر
گوہر جادو در جواب میری اس تقریر کے یہ کہے گا کہ مین اپنا سحر کیون دفع کر دون کیون راستہ
صاف کر دون راہ کیون کھول دون بندوبست برائے حفاظت لوح طلسمی و خنجر مذکور و نگہبانی جان
بد اندیشون سے کیون نکرون تم اس بارے مین کیا سمجھ کر کس وجہ سے ایسی تقریر کرتی ہو تو جواب
اس کا یہ دونگی کہ اول تو آپ کے سحر دفع ہو جانے سے آمد و رفت ملکہ و دیگر سحر ساز جادو میری خواہر
کی ہوا کرے گی وہ اپنی بہن مجھ کو دیکھنے کو مجھ سے ملنے کو آیا کرے گی دوسرے یہ کہ آپ نے جو لیتے
سحر سے راہ آمد و رفت بند کر دی تھی اس سے ایک طرح کا خائف و ترسان ہونا آپ کا سمجھا جاتا ہے وہ کہنے
والے اور سننے والے بجائے خود کہہ سکتے ہین کہ گوہر جادو نے باوجود ساحر زبردست ہونے کے
طلسم کشا وغیرہ کے خوف سے راستہ بند کر دیا ہے پس مین چاہتی ہون کہ اس الزام سے آپ محفوظ رہین
یہ باتین بجائے خود رکھیے کاروبار شادی و مراسم بعد شادی مین مصروف ہوئی جب وہ روز گذر کر
زمانہ غروب آفتاب کا آیا ملکہ آفاق جادو نے واسطے دولہا دولہن کے اپنے مکان کے ایک درجے مین
مسہری بچھوا دی اور دیگر اسباب ضروری بھی وہان رکھوا دیا اور آپ اس درجے سے علیحدہ ایک درجہ
مکان مذکورہ مین پہنچی ہنگام شب بعد اکل و شرب صدف جادو و ملکہ مہجبین جادو نقلی کے پاس آ کر مسہری
پر بٹھا کے رخصت کیا پہرے سے جو چھوڑ دیے گئے عورتین جو عزیز و احباب کی بغرض شرکت شادی آئی تھین
وہ بھی اس درجے سے علیحدہ دور راحت پذیر و قیام پذیر ہوئین صدف جادو نے خلوت مین جانب
ملکہ مہجبین جادو نقلی دست ہوس دراز کیا اپنی آغوش کی طرف کھینچنا چاہا مدعائے دلی یعنی وصل حاصل
کرنا چاہا ملکہ مذکورہ اپنے تئین بچانے لگی ہاتھا پائی کی نوبت پہونچی ناز و نیاز کی بھی صورت ظہور مین
آئی اسی عالم مین ملکہ مذکورہ نے کہ شیشی عطر کی اپنے سوراخ بینی مین قبل سے رکھ چکی تھی عطر
بیہوشی اپنے لباس مین کچھ مل بھی چکی تھی کچھ عطر مذکور ہاتھون کی انگلیون مین بھرا تھا وہ ہاتھ
ان کے سر تک پہونچایا خوشبوئے عطر مذکور سے جو دماغ صدف جادو اس بند درجہ مکان مین
معطر ہوا فوراً چھینک آئی چھینک کے آتے ہی بیہوش ہو گیا عروس مذکورہ نقلی یعنی خواجہ
طیفور گردباد نے اس کا لباس اتار کر اسی وقت اس کو داخل زنبیل کیا اور جلد تر روغن عیاری
زنبیل سے نکال کر روشنی مین آئینہ روبرو رکھ کر صدف جادو کی صورت بن کر اسی کا لباس
پہنکر با آرام و راحت مطمئن ہو کے مسہری پر بیٹھے پھر ملکہ مہجبین جادو اصلی کو زنبیل سے نکال کر تمام حال
عیاری کا سرگوشی مین اس سے کہکر کہا کہ مصلحت وقت یہ ہے کہ آج کی شب تم ہمارے ساتھ اس
مسہری پر سو رہو کچھ اندیشہ نکرو ہم اہل اسلام ہین فعل حرام نہین کرتے ہین تاوقتیکہ عقد صورت
کے ساتھ نکرین بیشتر بھائی بہن ایک پلنگ پر سوتے ہین تم ہمکو اپنا بھائی سمجھکر اس پلنگ یعنی اس
مسہری پر سو رہو ہم اپنی کروٹ لیٹ رہین تم دوسری کروٹ لیٹ رہو ہنے صدف جادو کو

داخل زنبیل کر لیا ہے اُس کی صورت بن کر تیار ہوے ہیں تاکہ ملکہ آفاق جادو کو صدف جادو
جانے اور جس جگہ خنجر قتل شاہ طلسم رکھا ہے بعد دریافت وہاں تک اپنا گذر ہو اور وہ اس تدبیر و
عیاری سے دستیاب ہو جائے اسکے ملکہ مجمر جادو آگاہ ہوئی حسب وعدہ ملکہ آفاق جادو نے کہا کہ تم
کو یہاں سے اپنے ساتھ گوہر جادو کے پاس لے جاؤنگی وہاں جاکر تم اُس کو سلام کرنا اور جو کچھ
وہ تجھ سے پوچھے سمجھ کر جواب دینا میرے حال سے اُسے آگاہ نکرنا کوئی بات ایسی نکرنا کہ جس سے
گوہر جادو کو اندیشہ و تردد ہو غرضکہ خواجہ موصوف نے بخوبی تمام اُس کو سمجھایا اُس نے کہا کہ میں
تمھارے کہنے پر عمل کرونگی یہ کہکر خاموش ہوئی پھر ملکہ مذکورہ اور خواجہ دونوں ایک مسہری پر
لیٹے وہ تو سو رہی لیکن خواجہ اس خیال سے جاگتے رہے کہ مبادا میرے حال سے آفاق جادو
بزور اپنے سحر کے آگاہ ہو جائے اور مجھے حالت غفلت میں اسیر کرلے یا گوہر جادو اپنے سحر کے
ذریعے سے آگاہ ہو کر ملکہ آفاق جادو کو میری عیاری سے اطلاع دے اسی اندیشے سے
تمام رات ہوشیار و بیدار رہے جب صبح ہوئی مسہری سے اٹھکر اُس درجے سے باہر آئے ملکہ
آفاق جادو کو سلام کیا اُس نے خوش ہو کر دعاے جان درازی دی پھر اُس درجے میں گئی
دیکھا کہ ملکہ مجمر جادو خواب سے بیدار ہو کر بیٹھی ہے دیکھتے ہی اُس کے پاس پہنچی اُس نے
سلام کیا ملکہ آفاق جادو نے اُسے اپنے سینے سے لگاکر پیار کیا بعد ازاں اکل و شرب سے
فراغت حاصل کرکے دولھا دلھن کو کھانا کھلاکے سامان گوہر جادو کے یہاں جانے کا کیا اور
صدف جادو نقلی سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے فرزند تم یہاں خبردار و ہوشیار رہنا میں تمھاری
زوجہ کو اپنے ہمراہ لیکر حسب اقرار گوہر جادو کے پاس جاتی ہوں صدف جادو نقلی نے کہا
کہ اچھا آپ جاییے مگر وہ خنجر جس کی آپ محافظ ہیں میرے حوالے کر جاییے تاکہ میں اسکی حفاظت
کروں آج یہاں بہت ہیں شادی کا گھر ہے کسی کا اعتبار نہیں ہے دوست بشکل دشمن بھی ہو جاتے
ہیں بپردہ دوستی میں دشمنی کرتے ہیں پس مقتضاے عقل و ہوشیاری یہ ہے کہ غافل نرہنا چاہیے
ملکہ آفاق جادو نے اُس کی تقریر سنکے کچھ اندیشہ و خیال خنجر مذکور کے حوالے کرنے میں نکر کے
کہا کہ اے فرزند کیا تجھکو معلوم نہیں ہے جہاں خنجر رکھا ہے صدف جادو نے جواب دیا کہ اے میری
مادر مہربان پہلے تو معلوم تھا اب اس ہنگامہ شادی میں نہیں معلوم آپ نے کہاں رکھا ہے آیا اُسی جگہ
رکھا ہے جہاں رکھا رہتا تھا یا اور کہیں رکھدیا ہے اسی وجہ سے آپ سے پوچھا گیا ملکہ نے کہا کہ لے
نور نظر دیکھ وہ صندوق رکھا ہے جس میں قفل لگا ہے اسی میں خنجر ہے کلید اُس قفل کی میرے پاس ہے یہ کہکر سامان
جلوس امیرانہ ملکہ مجمر جادو کو سوار کرکے خود بھی تخت سحر پر سوار ہو کر سوے گوہر جادو روانہ
ہوئی بعد قطع راہ مکان گوہر جادو پر پہونچی اُس کو ملکہ آفاق جادو و مجمر جادو کے آنے کی
اطلاع ہوئی فوراً اپنے پاس بلایا ملکہ مجمر جادو نے داخل مکان ہو کر دیکھا کہ خانہ باغ پختہ و وسیع
شاہانہ ہے چھت پر دست فرش نفیس و شیشہ آلات وغیرہ انواع و اقسام کی زینتوں سے
آراستہ ہے تمام اسباب عیش و راحت شاہانہ ہے اُس خانہ باغ میں درمیان چمن گلہاے رنگارنگ
ایک ساحرہ جوان خوش لباس گندم رنگ کلاہ زریں و جواہر و زیور پہنے ہوے بالاے
کرسی زریں بیٹھی ہے بالاے سر سایہ گیرہ طلائی نہایت عمدہ و نفیس خوش قطع ایستادہ ہے بالاے
سایہ گیرہ مذکور ابر چھایا ہوا ہے روبرو اُس کے زیر سایہ گیرہ ایک تخت زریں اوسط درجہ کا بچھا ہوا ہے

پچھا ہوا ہے اُس کے چاروں گوشوں پر چار گلدستے کہ جن کے پھول تازہ تر و خوشبو دار ہیں
طلائی و نقرئی و جواہر کار ظروف میں سجے ہیں وہ ظروف بصورت و شکل گلدانوں کے ہیں
عمرو نے جو دیکھا تو درمیان اُن گلدستوں کے ہر ایک گلدستے کے نیچے ایک ایک لوح ہے اور
ہر ایک لوح ایسی چمکتی ہے گویا ہیرے کی مانند ہلال منور دمک رہی ہے چاروں لوحیں ایک صورت کی ہیں
ضیا و ضو میں بھی برابر ہیں کچھ کمی و زیادتی نہیں ہے بلکہ عمرو جادو نے اپنی عقل سے سمجھا کہ کسی
طلسم کی چار لوحیں نہیں ہوتی ہیں ایک لوح بانیان طلسم بیشتر بناتے ہیں وہی لوح طلسم کشا کو ہنگام
طلسم کشائی ہدایت کرتی ہے اسی کی ہدایت سے فتح طلسم در بند و مرحلات طلسم و قلعہ طلسم کو فتح
کرتا ہے یہاں چار لوحیں نظر آتی ہیں یقین ہے کہ ان چاروں میں ایک لوح طلسمی اصلی ہے اور تین
لوحیں طلسمی نہیں ہیں یہ تین لوحیں و شبیہ لوح بلکہ یقیناً اس واسطے رکھی ہیں کہ اگر کسی طور سے
ابلہ کوشش و فکر و جستجو طلسم کشا یہاں تک آ بھی جائے اور ساحران محافظ و نگہبانان لوح طلسمی
سے غفلت ہو گو ہر جادو محافظ لوح طلسمی کے ہاتھ سے طلسم کشا جا بھی لے تو ان چاروں لوحوں
میں سے لوح طلسمی اصلی کی تمیز نہ کر سکے اگر حوالی مشتبہ سے لوح طلسمی اصلی اٹھا لے تو مجبوری ہے
اور اگر کوئی لوح مصنوعی دھوکا کھا کر اٹھا لے تو فوراً اسیر و گرفتار ہو جائے لوح اصلی کے دستیاب
ہونے کی اُس کو حسرت رہ جائے بانیان طلسم کی اس دھوکا دینے اور تدبیر کرنے سے تڑپاتے
دل بر آئے اور واقعی اسی غرض سے بانیان طلسم نے واسطے دھوکا دینے اور تحیر کے طلسم کشا
کے چار لوحیں ایک صورت و شکل و طول و عرض چمک اور روشنی میں برابر تیار کر کے رکھی ہیں کہ
طلسم کشا لوح کے اٹھانے میں دھوکا کھائے غرضکہ ملکہ عمرو جادو زیر نظروں سے ہر طرف دیکھتی
ہوئی ہمراہ آفاق جادو و ماہ رصدف جادو کے جاتی ہے جب ملکہ آفاق جادو نزدیک روبرو
گوہر جادو کے ہمراہ مذکور مع عمرو جادو کے پہنچی گوہر جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا آفاق جادو
نے باادب سلام کیا اور اپنی بہو یعنی ملکہ عمرو جادو سے کہا کہ اسے دختر نیک اختر تو بھی جھک کر باادب
سلام کر یہی گوہر جادو محافظ لوح طلسمی ہیں بڑے ذی عزت و حرمت ہیں ساحران زیر دست
سے ہیں تمامی ساحران طلسم نزلہ ان کو ذی وقار و فہیم جادو نامی و ناموس جانتے ہیں ان کی عزت و
توقیر کرتے ہیں نہایت معتبر و امین و خیرخواہ خداوند ہو دست جافوان کو جانتے ہیں اور
در اصل بھی یہ عالی مرتبہ ہیں اور نہایت معتبر و امین و خیرخواہ شاہ طلسم ہیں اگر یہ معتبر و معتمد و خیرخواہ
اور ساحر زیر دست نہ ہوتے تو بانیان طلسم اور خداوند مذکور ان کے حوالے لوح طلسمی
نہ کر دیتے اور لوح طلسمی وہ شے ہے کہ جس کی ہدایت سے طلسم کشا طلسم کو فتح کر سکتا ہے بغیر دستیابی
لوح طلسمی اور بغیر ہدایت لوح طلسمی طلسم کشا ہرگز ہرگز طلسم کو فتح نہیں کر سکتا ہے بس ہماری
اس تقریر کرنے سے ان کا مرتبہ ظاہر کرنا منظور و مقصود تھا اور اسے دختر نا واقف ان کو آگاہ کرنا تھا ملکہ
عمرو جادو نے کہ یہ گفتگو ملکہ آفاق جادو کی سنکے گوہر جادو کو باادب سلام کیا اُس نے سلام لے کر
نظر جابر سے ابر مذکور کی طرف دیکھا کہ ابر بدستور محیط و قائم ہے ابر تحریر میں کچھ علامت و شناخت طلسم کشا
و دیگر دشمن و بدخواہ شاہ طلسم کے پیدا نہیں ہوئی پس سمت ابر تحریر مذکور دیکھ کر دل میں خیال
کرنے لگا کہ ان دونوں عورتوں میں کوئی طلسم کشا و عیار طلسم کشا وغیرہ دشمنان شاہ طلسم سے
نہیں ہے اگر طلسم کشا یا عیار طلسم کشا وغیرہ دشمنوں سے ہوتا تو اس ابر تحریر سے ایسی علامتیں ظاہر

آرام بہ روشنی مشغول سحر میں یہان لانا تاکہ دل اُس کا گھبرائے دم اُس کا گھٹے ذرا بھی اُس کا
دل نازک کو صدمہ نہ پہونچے اور اگر شاید ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو
ہماری معشوقہ تیرے ہمراہ آویں نہ بھیجے تو زبردستی اُن کو لے آنا اگر آمادہ جنگ ہو تو اُن سے
مقابلہ کر کے ہماری نافرمانی کی اُن کو سزا دینا ہرگز اُن سے خائف نہونا اور اُن کے ہمراہیوں سے
جو کوئی اُن کی حمایت کرے اُس کو بھی سزا دینا ہمارے اس حکم کو ضرور بجالانا وہان سے خالی ہاتھ
نہ آنا ہماری معشوقہ کو لے کر آنا یہان آکر ہم سے خلعت و انعام کثیر لینا تاریک سیاہ رو جادو نے
عرض کیا کہ یہ نمکخوار حکم حضور بجالائے گا گوہر جادو نے اُس کی تقریر سنکے خوش ہو کے تاریکی راہ یعنی
اپنے سحر کو دفع کیا اُسی وقت حسب الحکم گوہر جادو تاریک سیاہ رو جادو نے جا کے پہلے اپنے سحر سے
راہ کو بند و تاریک کیا بعدہ اسباب سحر سے جھولی بھر کے تخت سحر پر سوار ہو کے متوجہ ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو با عجلت روانہ ہوا اب حال یہان کا لکھا جاتا ہے کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بالمسرت اپنے خیمے
میں بیٹھی تھی اُس کے پاس ملکہ بہار گل پوش جادو و سحرین جادو دونوں موجود تھے باہم سب
یہ گفتگو کرتے تھے کہ خدا جانے وہان جا کر اب تک مسافر نے کوئی عیاری کی ہوگی خبر قتل شاہ طلسم زلزلہ یعنی
تیغہ فنا اپنے قبضے میں کیا ہوگا صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو اسیر کر لیا ہوگا فکر حصول لوح طلسم
کرتے ہوں گے بیکار و فضول وہان نہ بیٹھے ہوں گے تدبیر حصول مطلب ہے غافل نہوں گے
کہ ناگاہ درمیان تاریکی سحر ایک برق سی چمکی سحرین جادو نے کہا کہ اے ملکہ مبارک ہو شاید خواجہ
طیفور کر دیا کامیاب ہو کر آتے ہیں تیغہ فنا و لوح طلسمی لاتے ہیں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ
بہار گل پوش جادو نے سوے تاریکی دیکھا کہ یکایک اُس تاریکی سحر سے ایک ساحر سیہ فام نہایت
کریہ منظر تخت سحر پر سوار جھولی اسباب سحر سے بھری دوش پر رکھی ہوئی ناریل چوبیدار ہاتھ میں لیے
ہوئے بار بار اُس کو اچھالتا ہوا ظاہر ہوا یہ دیکھتے ہی سب متحیر ہوئے کہ یہ ساحر کیون آتا ہے بحیرت و
تردد ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے خیال کیا کہ شاید یہ ساحر فرستادہ ملکہ مخمور جادو ہے ابھی سب
اُسی کی طرف دیکھ رہے تھے کہ وہ ساحر کلاہ سر پر رکھے ہوئے بصد نخوت و غرور روبرو
ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ آکر پکارا کہ اے دبدبہ سحر ساز جادو آگاہ ہو کہ میں فرستادہ خداوند
نعمت ساحر نامی و ذی عزت و حرمت گوہر جادو محافظ لوح طلسم زلزلہ کا ہون مجھے اُس نے کہلا بھیجا
ہے کہ اپنی نواسی ملکہ بہار گل پوش جادو ہماری معشوقہ و محبوبہ کو ہمارے پاس بھیجدو لہذا تمکو لازم
ہے کہ حسب الحکم گوہر جادو ملکہ بہار گل پوش جادو کو میرے ہمراہ روانہ کر دو یہ تقریر اُس ساحر
نابکار کی سنتے ہی بلاے مذکورہ یعنی ملکہ بہار گل پوش جادو تو آمادہ ہو کر اپنی نانی سے کہنے لگی اور
کہنے لگی کہ اے نانی جان میں تو ہرگز نجاؤنگی مجھے اس ساحر نابکار کے ساتھ نکر و بھیجے گا گوہر
جادو حرامزادے نے کیون مجھے طلب کیا ہے شاید میری بے عزتی و بے حرمتی کا در پے ہوا ہے لیکن
ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او بد زبان و نابکار اول تو یہان آکر تو نے آکے
سلام نکیا ہمارا رتبہ و مرتبہ کچھ نہ سمجھا دوسرے بیہودہ تقریر کی دور ہو یہان سے ہم ملکہ بہار گل پوش
جادو کو تیرے ہمراہ روانہ نکرینگے اور وجہ بھیجنے کی کیا ہے کیا ہم اپنی نواسی کو اُس کے کہنے سے
اُس کے پاس بھیجدیں اُس کی حقیقت ہی کیا ہے ایک ملازم شاہ طلسم زلزلہ ہے ہم شاہ طلسم زلزلہ کے
عزیز ہیں جیسا شاہ طلسم زلزلہ کا ملازم ویسا ہمارا ملازم اُس کا بھی یہ لیاقت و حقیقت ہے کہ ہماری

تو اسی کو اپنی معشوقہ کے اور طلب کرے اگر وہ اس بات پر ناز کرے کہ مین محافظ لوح طلسم زلزلہ
ہون تو بھی کوئی اس سے فخر و افتخار اُس کو نہ کرنا چاہیے اور نہ ایسے دعوی ہمسری و برتری رکھنا چاہیے
کیونکہ ہماری ہمشیرہ ملکہ آفاق جادو کے قبضہ مین تیغہ فنا ہی اور تیغہ فنا یا خنجر قتل شاہ طلسم زلزلہ
وہ آلہ ضرب ہی کہ اُسی کی ضرب سے شاہ طلسم زلزلہ کی قضا ہے یہیں ہم عزیزون کو اُس نے اپنا ایسا ہی
معتبر و حافظ جان اپنا سمجھا ہی جب تو تیغہ فنا پر اُسکے حفاظت ہمارے سپرد کر دیا ہی اور مدام وہ ہم سبھا کی تعظیم
و تکریم کرتا ہی ساحر مذکور نے جواب دیا کہ مجھے اس سے بحث نہیں ہی کہ تم عزیز داران خداوند ہو و
ہمسر جادو سے ہو ذی عزت ہو یا نہیں ہو مین تو فرستادہ اپنے آقا و مالک کا ہون ملکہ
بہار رنگل پوش جادو کو لینے آیا ہون دیکھو نافرمانی و سرکشی نکرو حسب الحکم گوہر جادو ملکہ
بہار رنگل پوش جادو کو میرے ساتھ کر دو مین اُسی لیے جاؤن وہ بیٹھے ہوے میرا انتظار
کر رہے ہون گے جس طرح سے ملکہ مجمر جادو کو صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کے ساتھ
کر دیا ہی اور وہ یہان سے آ کر لے گئی ہین اُسی طرح ملکہ بہار رنگل پوش جادو کو بھی تم میرے ساتھ
کر دو مین روبرو گوہر جادو لے جاؤن انھون نے کہا ہی کہ اپنے نزدیک رہنے ان ایام مصیبت کے جو شاہ
طلسم پہ ہین اور ان ہنگامون مین بہار رنگل پوش جادو سے رسم عقد کرین گے بالفعل برائے تسکین
قلب اپنے پاس رکھین گے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے غضبناک ہو کر جواب دیا کہ او نابکار آگاہ ہو
کہ ہم نے اپنی بھانجی ملکہ مجمر جادو کو موافق رسم و قاعدہ دنیا کے بعد رسم عقد صدف جادو ہمشیرزادہ
کے حوالے کر دیا ہی اور وہ بھی لے گیا ہی اور تو ملکہ بہار رنگل پوش جادو کو گوہر جادو کے
گھر بے عزتی و رسوائی کے اپنے ہمراہ لے جانا چاہتا ہی کیا دیوانہ ہی او تیرا مالک و آقا
ہم کو کیا ہی ذلیل و حقیر تصور کرتا ہی جو ہماری نسبت ایسے خیال بد کرتا ہی بس یہان سے چلا جا کہ ہنا
کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ملکہ بہار رنگل پوش جادو کو نہیں بھیجا اور کہا ہی کہ گوہر جادو
اپنے ہوش میں آوے اس مین حصول مطلب حفاظت لوح طلسمی پر نازان ہو غرور و نخوت نکرے ایسا ہو
حقیقت پہ نظر رکھ کہ تو ایسا ہمارا ملازم ہی اور نمک خوار قدیم ہی خیال نمک حرامی و آبرو ریزی
شاہزادیون سے باز آ و پھر عذر و معذرت کر ورنہ تیری شکایت شاہ طلسم زلزلہ سے کیجائیگی
وہ غضبناک ہو کر سزا اسے سخت دے گا عجب نہین کہ برہم ہو کر قتل کرا دے ساحر مذکور نے
کہا کہ اسے دبدبہ مین تمہارے رعب سے ڈرتا نہیں ہون عجب نہیں میرے روبرو ایسی
تقریر کر رہی ہو بہتر یہی ہی کہ ملکہ بہار رنگل پوش جادو کو میرے حوالے کر دو تاکہ مین اُس کو روبرو
گوہر جادو کے لے جاؤن اگر کچھ عذر کرو گی تو اچھا نہ ہو گا مین ضرور لے جاؤن گا خالی یہان سے
نہ جاؤن گا کیونکہ مجھکو یہی حکم ہی کہ تنہا نہ آنا ملکہ بہار کو ضرور لیکر آنا ملکہ بہار یہ سنکر کانپنے لگی بے ساختہ رونے لگی اور ملکہ
دبدبہ سحر ساز کے پاؤن سے چمٹ گئی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ملکہ بہار کو اپنے سینے سے لگا کر پیار کر کے کہا
کہ اے لڑکی تو کیون ڈرتی ہی کیا مجال اس ساحر نابکار کی ہی جو تجھکو یہان سے لیجائے پھر اُس ساحر سیہ فام سے مخاطب ہو کر
از حد غضبناک ہو کر کہا کہ اگر اپنی زندگی چاہتا ہی تو یہان سے دور ہو ورنہ ہمارے ہاتھ سے قتل
ہو گا تیری کیا یہی مجال ہی کہ تو ہماری نواسی کو زبردستی لیے جاوے یہ تقریر ملکہ مذکورہ کی سنکر ساحر
مذکور نے غضبناک ہو کے بمہلت تمام وہی تاریل چوبی دار جو ہاتھ مین تھا تھم دم کر کے ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ پر مارا تاریل سے آتش ہزارون جلیلا کے اور شعلے پیدا ہو کے بلند ہوے

پھر اُس دھویں اور شعلوں نے بلندی سے بصورت گنبد ہوکے جلدی تمام مانند سرپوش کے
ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو وغیرہ کو ڈھانک لیا چہار طرف سے بند کر لیا اسوقت ساحر مذکور نے
نعرہ کیا کہ ہم تابکے سیاہ رو جادو دیکھا تمنے کہ میں نے تمکو تمہاری نافرمانی و سرکشی کی کیسی
سزا دی تمنے تو ارادہ میرے قتل کرنے کا کیا تھا میں نے تمکو اپنے سحر میں مبتلا کر لیا اور
کیسی مجبوری دی ہے میں اس دود خلیط سحر سے مع لشکر تمام شعلوں کے گھٹ کر مر کر سوختہ ہو کے معدوم
جاؤ گی ہر چند میں نے کہا تمنے میرے کہنے پر عمل نہ کیا مجھ ایسے سحر ور بد المزاج سے گفتگو سخت کی
خلاف میرے مرضی کے کلام کیا میرے آقا و مالک کے حکم سے سرکشی کی میں نے بھی تمکو سزا سخت
دی اس حرکت سے میرے تمہارا جانبر ہونا ممکن ہی نہیں ہر چند کہ دفع سحر کرنا چاہو گی لیکن ممکن نہوگا اس
دود خلیط سحر سے ایسا ناک میں دم ہوگا اور دل گھبرائے گا دم گھٹنے لگے گا ایک لحظہ بھی رد سحر تمہاری
زبان پر جاری نہوگا رد سحر کرنے کی حسرت ہی رہ جائیگی یہاں تک کہ تھوڑی ہی دیر میں تم سب
ان شعلہاے آتش سحر سے جلتے ہوے دنیا سے سوے عدم جاؤ گے نہ تم رہو گے نہ شاہ والا مرزا لب میری
اور میرے آقا و مالک کی شکایت کرو گے تمکو اپنی نواسی یعنی ملکہ بہار رنگین پوش جادو بہت ہی عزیز تھی
اس کے گل شباب پر بلبل وار عاشق تھیں تمہاری بے حکمی و نافرمانی کی وجہ سے اس کے بھی باغ حسن و
جوانی پر خزاں آ گئی تمکو ہوس اس کے پھول کھلنے کی رہ گئی تمہارے ساتھ وہ بیچاری بھی راہی ملک عدم
ہوگی راہ پر خطر ہوگی نواسی تمہاری تمہارے ساتھ ہوگی راستہ عدم کا تمہیں بتاتی ہوئی تمہارا جی
بہلاتے ہوے تمکو سوے عدم لیکے جائیگی راہ عدم نواسی کی ہمراہی میں با آرام و راحت طے ہو جائیگی
تمکو اپنے سحر پر اور اپنے شاہزادی ہونے پر بہت ناز تھا سارا غرور تمہارا خاک میں مل گیا میں نے تمکو
اتنی مہلت بھی نہ دی کہ تم میرے سحر کو پہلے ہی میں نے تمکو اپنے سحر میں مبتلا کر لیا اب تمہارا کوئی حامی و
مددگار بھی یہاں نہیں ہے کہ تمہاری مدد کرکے میرے سحر سے تمہیں رہا کرے اسوقت میں تمہاری شرکت
کرے اور دلیرانہ کہ تمہاری نصرت و مدد کرے مجھ ایسے ساحر زبردست سپہ سالار کو بھر جادو سے مقابلہ
کرے میرے اس سحر سخت کو دفع کرے اور اسے پکڑ میں جادو تم بھی وقت تقریر میری طرف نظر تھا
و تیر دیکھ رہے تھے اسوقت اپنے سحر کا دریا رواں کرو اگر سحر میں جادو تمہارا نام ہے تو کوئی طوفان دہ سحر
اٹھاؤ مانند موج دریا میرے سحر سخت کی ایذا و تکلیف سے بیقرار نہو ا ہے جب آب کی طرح تڑپ تڑپ کر
جان نہ دو سحر پڑھو اگر پڑھ سکتے ہو رد سحر میرا کرو میں بھی تو دیکھوں کیسے زبردست ساحر ہو تمہارا سیاہ رو
جادو اپنے سحر میں ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو وغیرہ کو مبتلا کرکے نعرہ کر کے بعد نخوت و غرور یہ تقریر کر رہا
تھا مانند سرو سرکش اکڑ رہا تھا کلمات طعن و تشنیع زبان پر جاری کر رہا تھا مبتلایان سحر مذکور درمیان
اس خلیط و بدبوے سحر و شعلہاے آتش کے بیچ ہوے تھے سخت مصیبت میں دم گھٹا جاتا تھا بدبو سے
دود خلیط سے دل الٹا پڑتا جاتا تھا شعلہاے آتش سحر اوٹھا جاتے تھے و سینکے رد و حلوں پر پرنالہ سے تھا
رد سحر کرنا چاہتے تھے مگر دود خلیط و بدبو سے منہ نہ کھولا جاتا تھا سحر پڑھا نہ جاتا تھا اس مصیبت میں
گھبرا گئے ہو رہے تھے بہ رجوع قلب اپنی تباہی و جانبری کی خداوند عالم و عالمیان سے دل میں دعا
کرتے تھے کیونکہ معتقد دین اسلام ہوچکے تھے ظاہر ہے کہ جب کوئی بہ رجوع قلب وقت بلا و مصیبت
خداوند عالم سے طالب امانت ہوتا ہے اور دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے ان اسیران گرفتار بلا
سحر کی بھی ایسی حالت مجبوری و لاچاری میں دعا قبول ہوئی تیر دعا ہدف مراد پر جو پہنچا سے ایک

وجانبری اس عنوان سے پیدا ہوا کہ چند ساحر لشکرہ ہمرہن جادو کے اُسوقت درہ کوہ سے نکل کر
بضرورت باہر آئے تھے اُنھوں نے جو ملکہ دیدبہ سحرساز جادو و ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو و ہمرہن
جادو کو پتلے سحر دیکھا بیتاب و بیقرار ہوئے تاب ضبط نہ لاکے جلدتر درہ کوہ میں واسطے
خبر رسانی کے گئے جاتے ہی تمام حال جو دیکھا تھا صاحبقران سے بیان کیا اُسوقت صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ جوش شجاعت میں آکے تاب ضبط نہ لاسکے مرکب پر سوار ہوکر اسم اعظم
الٰہی پڑھتے ہوئے درہ کوہ سے باہر آکر سوئے تاریک سیاہ رو جادو روانہ ہوئے جب نزدیک
اُس کے پہونچے نعرہ کیا کہ منم صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ او
ساحر نابکار خبردار و ہوشیار کہ ہم آپہونچے غضب کیا تونے کہ ہماری لاعلمی میں تونے یہاں آکر ہمارے
دوستوں کو پتلے سحر کیا اب ہمارے ہاتھ سے تیرا بچنا دشوار ہے آمادہ مرگ ہو مہیا ہے قضا ہو جا
یہ نعرہ کرکے پھر اسم اعظم الٰہی متواتر پے بہ پے پڑھنے لگے اور لب پڑھ او پھر دم کرنے لگے تاریک
سیاہ رو جادو نے نعرہ صاحبقران و نعرہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ سنکر آکر کہا کہ آپ سے
آپ ہی آپ خوب آئے کو بامراد دلی برآئی ساحران طلسم زلزلہ کو تو آپ کی تلاش تھی کسی ساحر کو آج تک
نہ ملے میں اسقدر اچھا تھا کہ ہمیشہ [illegible] آپ خود ہی آگئے [illegible] تو کیا قتل کیجیے گا خود ہی
اسیر سحر ہو کر یہاں سے سوئے طلسم زلزلہ روانہ کیجیے گا وہاں آپ کے حق میں [illegible] مقتول
کی جائے گی مجھکو دولت و انعام ملے گا کہ دیکھنے سننے والوں کو رشک ہو [illegible] کیا اپنی ہاتھ
سے میں ادھر آیا تھا یہ کہکر اپنی جھولی سے ناریل پوتی دار نکال کر سحر پڑھنے لگا اس اثنا میں
صاحبقران کشورستان نے عالم غضب میں تیز مرکب کو جولان کرکے مہلت تمام و کمال سحر پڑھنے
اور ناریل پر دم کرنے کی نہ دی تلوار کھینچ کر اسم اعظم الٰہی اور پھر شمشیر آبدار پر دم کرکے
دوبارہ نعرہ کرکے اس طرح اس کے [illegible] تلوار لگائی کہ وہ نابکار [illegible] دو ٹکڑے ہوکر بالا
خاک گرا زمین پر ٹکڑے اس کی لاش کے تڑپنے لگے تھوڑی دیر میں تاریک سیاہ رو جادو تڑپ کر
مرگیا دنیا سے سوئے جہنم گیا اُس کے مرتے ہی علامت مرگ ساحر ظاہر ہوئی یعنی ہوا سے تند و تیز
چلی ابر سیاہ سوئے فلک آیا آندھی بھی آئی ابر [illegible] سے برق و رعد کی آواز پیدا ہوئی اور پتھر
سنگ باری و برف باری ہوئی بعد ازاں وہ آندھی سیاہ اور وہ ابر و بارش سنگ و برف دفع
ہوئی پھر ان سے سحر کے اُسی کے نام سے آواز بلند و دردناک پکار کر کہا کہ افسوس مردیم و جاندادیم
و بمطلب خود نرسیدیم یعنی قتل کیا مجھکو طلسم کشا سے طلسم زلزلہ نے افسوس مطلب دل اپنا نہ بر آیا یہ
آوازیں [illegible] کر وہ [illegible] سحر [illegible] ایک سمت روانہ ہوئے تاریک سیاہ رو جادو
کے مرنے سے سحر اُس کا دفع ہوا ملکہ دیدبہ سحرساز جادو و ملکہ بہار رنگ گل پوش جادو اور
ہمرہن جادو جو اُس کے سحر میں پتلے بنے تھے جانبر ہوئے سحر ساحر مقتول سے رہائی پائی سب نے
اظہار [illegible] صاحبقران میں آکر بہت تعریف شجاعت و بہادری کرکے پوچھا کہ آپ نے اس
ساحر نابکار کو کیونکر تیغ کیا صاحبقران نے فرمایا کہ جب ہمنے سنا کہ تم سب اس کے سحر میں
پتلے [illegible] تاب ضبط نہ لاکر مرکب پر سوار ہوکے درہ کوہ سے نکل کر ادھر آکر نعرہ کیا ساحر نابکار
مقتول [illegible] بعد تقریر بسیار [illegible] سحر پر کوہ آکر ناریل پوتی دار اپنی جھولی سے
نکال کر اسمائے سحر پڑھنے لگا ہمنے اسکو اتنی مہلت نہ دی کہ وہ تمام و کمال اسمائے سحر پڑھکر ناریل پر

دم گھٹ کے وہ نابکار چلنے لگا کے گھوڑے کو دوڑا کر اسم اعظم الٰہی پڑھ کر اپنی شمشیر آبدار سے دم
کر گئے اُس پر تلوار لگائی کہ وہ نابکار بھاگ نہ سکا آخر تلوار سے دو ٹکڑے ہوا سب نے عرض کیا
کہ آپ نے بڑی جسارت کی ایسے ساحر نابکار کے آگے چلے آئے اپنے تئین ظاہر کر دیا عجب شجاعت و
بہادری آپ سے ظہور میں آئی آپ کے سبب سے ہماری رہائی و جان بری ہوئی ابھی بحرین جادو
وغیرہ باتیں کر رہے تھے تعریف شجاعت صاحبقران کر رہے تھے کہ جملہ ساحران لشکر
بحرین جادو بھی درۂ کوہ سے نکل کر جھولیاں اسباب سحر سے بھری ہوئی دوش پر رکھے ہوئے
تیر و کمان پسول ہاتھوں میں لیے ہوئے سامان جنگ کیے ہوئے حاضر ہوئے یہاں آ کر دیکھا کہ وہ
ساحر نابکار قتل کیا ہوا پڑا ہے قید بلائے سحر قید سحر سے رہا ہو گئے ہیں بحرین جادو نے ان سب سے
کہا کہ اب تم یہاں آئے ہو جب دشمن ہمارا دست صاحبقران کشورستان سے قتل ہو گیا پہلے
سے کیوں نہ آئے انہوں نے عرض کیا کہ حضور واقعی ہم کو یہاں آنے میں دیر ہوئی وجہ دیر کی
یہ ہوئی کہ ہم سامان جنگ کے مہیا کرنے میں مصروف تھے جب سب آراستہ ہو چکے اور سامان جنگ
مہیا کر چکے اُس وقت یہاں آئے تو بحرین جادو نے چین بجبین ہو کے اُن سے کہا کہ خبردار اب ایسی
تاخیر ہنگام مقابلہ دشمن نہ کرنا ورنہ تم کو سزا دی جائے گی سب نے عرض کیا کہ آئندہ ہم سے ایسی تقصیر
نہ ہوگی ابھی وہ سب ساحر عرض کر رہے تھے ناگاہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے اُس طرف دیکھا کہ
جس جانب تاریکی سحر تھی دیکھتے ہی خوش ہو کر کہا کہ اے صاحبقران کشورستان دیکھیے وہ تاریکی
سحر جو قبل قتل کرنے اس ساحر مقتول کے تھی اب مطلق نہیں ہے شاید اسی ساحر کے سحر کی تاریکی تھی
اس کے قتل ہوتے ہی ہم سب پر سے بھی سحر اس کا دفع ہو گیا اور وہ تاریکی بھی اس کے سحر کی دفع
ہو گئی جو راستہ بند تھا وہ کھل گیا اب اس راہ سے گذرنا بہت سہل ہے خواجہ طیفور گر دیا بھی غالباً
وہاں عیاری کر کے صدف جادو وغیرہ کو بیہوش کر کے داخل زنبیل کر چکے ہونگے یا اُن کی
اسیری کی فکر میں ہونگے ایسی حالت میں جو مناسب ہو وہ کیجیے کیونکہ راستہ صاف ہو گیا ہے سحر کی
تاریکی دفع ہو گئی ہے صاحبقران نے جوش شجاعت میں فرمایا کہ اے ملکہ اگر تاریکی سحر دفع ہو گئی
ہے اور راہ جو سحر سے بند تھی کھل گئی ہے تو اب ہم بھی یہاں سے برائے قتل گوہر جادو وغیرہ
چلتے ہیں خداوند عالم معین و مددگار ہے اُس کی ذات سے امید قوی ہے کہ ہماری مدد و نصرت
کرے گا دشمنوں پر ہمیں فتحیاب کرے گا وہ ہر شے پر قادر ہے اُسی قادر قیوم کی نصرت و مدد پر
ہمیں تکیہ ہے اُسی کا ہم کو بھروسہ ہے وہ اگر چاہے گا تو ہم کو ہمارے دشمنوں پر غالب کرے گا تیغہ فنا
ولوح طلسم زلزلہ بھی دونوں اشیائے دستیاب ہونگی یہ کہکر سوئے گوہر جادو و مکان صدف جادو
و آفاق جادو بسم اللہ کہکر مرکب اپنا بڑھایا بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار
گل پوش جادو نے عرض کیا کہ آپ تشریف لے چلیں ہم بھی عین وقت پر حاضر خدمت ہونگے یہ عرض
کر کے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو تو بزور سحر برق بن کر سوئے فلک
گئیں بحرین جادو بزور سحر غرق زمین ہوا ساحران لشکر بحرین جادو مختلف سحر کی سواریوں پر سوار
ہو کے سوئے فلک بلند ہو کر ابر سیاہ سحر میں غائب ہو گئے سوئے مکان صدف جادو و گوہر جادو
بسرعت تمام روانہ ہوئے ان سب کا حال آئندہ انشاء اللہ بمقام مناسب بیان کیا جائے گا فی الحال
ذکر صاحبقران کشورستان وغیرہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو

وملکہ بہار گل پوش جادو سے جدا ہوکر مرکب کو جولان کرکے نظر با عانت خالق کون ومکان
کرکے تنہا روانہ ہوے اثناے راہ مین دشت پرخار وکوہسار کو دیکھتے ہوے قدرت خالق کون
ومکان کا مشاہدہ کرتے ہوے چلے جاتے تھے اسم اعظم الہی بھی ورد زبان کرتے تھے راہ پست
بلند کو طے کرتے ہوے جاتے تھے ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال گوہر جادو مدبر کا
لکھا جاتا ہی کہ بعد روانہ کرنے تاریک سیاہ رو جادو اپنے سپہ سالار کے گوہر جادو چشم براہ بیٹھا
تھا منتظر آنے اپنے سپہ سالار مذکور کا تھا سمجھے ہوے کہتا تھا کہ تاریک سیاہ رو جادو ابھی تک
نہین آیا کیا سبب ہوا شاید ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے ملکہ بہار گل پوش جادو کے یہان
بھیجنے مین انکار کیا ہوگا تاریک سیاہ رو جادو چاہتا ہوگا کہ ملکہ بہار کو ساتھ اپنے یہان لاوے
کبھی کہتا تھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے خائف وترسان ہوکے میرے حکم سے نافرمانی وسرکشی
نکی ہوگی ملکہ بہار کو میرے سپہ سالار کے حوالے کر دیا ہوگا وہ اس کی سواری کے ساتھ ساتھ
آتا ہوگا راہ مین ہوگا کبھی دل مین کہتا تھا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو عزیزان شاہ طلسم ہوش ربا
سے ہی نخوت وغرور اس کو زیادہ ہی کبھی وہ میری معشوقہ کو ہمراہ میرے سپہ سالار کے نہ بھیجے گی اگر
تاریک سیاہ رو جادو تنہا آیا تو مین خود ہی جاون گا اپنے ساتھ اپنی محبوبہ کو لاون گا غرضکہ مختلف
خیال بیٹھا ہوا کر رہا تھا آنکھین سوے راہ لگی تھین دمبدم خیال ملکہ بہار گل پوش جادو مین
آہ سرد کرتا تھا تصویر خیالی سے اس کی باتین کرتا تھا کہ اے محبوبہ من تیرے فراق مین کیا کہون
جو جو صدمات اپنے دل پر اٹھاتے ہین شب وروز آہ وزاری مین بسر کیے ہین فرش خواب پر مانند
مرغ بسمل تڑپا ہون گویا بیمار ہوگیا ہون چہرہ زرد ہوگیا ہی جسم تن سوکھ کر کانٹا ہوگیا ہون قابل رحم ہون
وصل سے شاد کام کر ورنہ یہ تیرا عاشق زار ہلاک ہوجاے گا تیرے وصل کی تمنا دل مین لیکر سوے
عدم جاے گا ہنوز گوہر جادو اپنے دل مین خیالات سے پرچہ کر رہا تھا اور تصویر خیالی محبوبہ مذکورہ
سے ہمسخن تھا کہ یکایک طائران سحری ساحران محافظ راہ گھبراے ہوے آے انھون نے خبر دی
کہ اے گوہر جادو آگاہ ہوکہ تاریک سیاہ رو جادو مارا گیا سحر اس کا برطرف ہوگیا راستہ کھل گیا
جو ہوشیار ہو جاے اطلاع کر عرض کیا ہی گوہر جادو یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت متردد ہوا طائر ہوش
اس کے اڑگئے خیال کیا کہ شاید ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے غضبناک ہوکے اس کو ہلاک کیا ہوگا
سوا اس کے میرے سپہ سالار کو کون ہلاک کرسکتا ہی یہ خیال کرکے دل مین کہا کہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
کی اجل آئی ہی ضرور اس کو مار ڈالون گا اس نے میرے سپہ سالار کو اگر قتل کیا ہی تو مین بھی اس کو زندہ
نچھوڑون گا گوہر جادو تو خبر قتل تاریک سیاہ رو جادو کے عالم غصہ مین آیا وہ قتل ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو پر آمادہ ہوا ہی اپنے سپہ سالار کے قتل کا صدمہ کر رہا ہی پریشان خاطر ہی اس کو اسی حال مین
چھوڑا جاتا ہی اور حال صاحبقران گیتی ستان کا تحریر کیا جاتا ہی کہ وہ قطع راہ کرتے ہوے جب قریب
مکان صدف جادو پہونچے ساحران سپاہ ملکہ آفاق جادو سے چند ساحر صاحبقران کو دیکھ
پریشان خاطر ہوکر پہلے تو آمادہ سد راہ ہوے بعدہ دل مین کہا کہ نہین معلوم یہ سوار کون ہی کہان سے
آیا ہی کس غرض سے ادھر آیا ہی اس کا سد راہ ہونا بے سمجھے اس کو روکنا خوب نہین ہی مناسب یہ ہی
کہ پہلے اس سوار کی خبر ملکہ آفاق جادو کو دینا چاہیے وہ جو حکم دین اس پر عمل کرنا چاہیے یہ خیال
کرکے بعجلت تمام دو چند ملکہ آفاق جادو پر آئے نگہبانان در سے کہا جلد خبر کرو کہ چند ملازم حضور

آئے ہین کچھ عرض کرنا چاہتے ہین دربانون نے ملکہ آفاق جادو کو ساحران مذکور کے آنے کی
اطلاع دی ملکہ آفاق جادو نقلی و مہر جادو اصلی دونون متردد ہوکر دروازے پر آئے پوچھا
کہ کیا ہے کیون گھبرائے ہوے آئے ہو خیر تو ہے ان سب ساحرون نے عرض کیا کہ اے ملکہ عالم
اسوقت ایک نوجوان سوار اس صورت و شکل کا بعجلت ادھر آیا ہے ملازمان حضور آمادہ جنگ و
سدراہ ہین ہرچند حاصل کرنے حکم کے جنگ سے باز تو رکے ہوے ہین تاریک سیاہ درہ
جادو مار ڈالا گیا ہے مہر اس کا برطرف ہوگیا ہے راستہ کھل گیا ہے ہم تلوارون نے اطلاع دیدی ہے
اب جو حکم ہو بجا لائین اگر حکم ہو تو اس سوار کو ہم سب جان نثار روکین ادھر آنے دین ملکہ آفاق
جادو نقلی سمجھ گئی کہ صاحبقران کشورستان تشریف لاتے ہین ساحرون سے کہا کہ خبردار اس سوار
کو تم روکنا نہ اور کوئی اسکو روکے جلد جاؤ ہمارے لشکر کے ساحرون سے کہدو کہ ہرگز ہرگز اس
سوار سے آمادہ جنگ نہوتا وہ کوئی ہمارے دشمنون سے نہین ہے وہ ہمارے پاس آتے ہین وہ تو
وہ ہمارا دوست ہے ملنے کو آتا ہے ساحران مذکور نے اسیوقت جاکر ساحران لشکر کو حکم ملکہ
آفاق جادو سے آگاہ کیا انہون نے کہا کہ اگر یہ سوار ہماری ملکہ کا دوست ہے اور ہمکو اس کے روکنے
کا حکم نہین ہے تو خیر ورنہ ہم سب آمادہ جنگ ہین جان نثاری و سرفروشی کو موجود ہین یہ کہکر سوار
موصوف سے آمادہ شرر و فساد نہوے ادھر صاحبقران مرکب کو جولان کرتے ہوے تا در ملکہ
آفاق جادو گئے دیکھا کہ مہر جادو مع ایک ساحرہ کے کھڑی ہے صاحبقران کشورستان نے
پوچھا کہ اے ملکہ مہر جادو یہ ساحرہ کون ہے اس نے بعد سلام آہستہ عرض کیا کہ یہ خواجہ ہین ہماری
خالہ ملکہ آفاق جادو کی صورت بن کر یہان ٹھیرے ہین صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو خواجہ
نے بعیاری بیہوش کر کے داخل زنبیل کر لیا ہے بعد قتل شاہ طلسم زلزلہ یعنی ... دستیاب ہوگیا
ہے آپ ملتفت ہوجیے اور اب یہان سے سوے کوہ مہر جادو تشریف لیجئے اس نابکار کو بھی قتل و
اسیر کیجیے صاحبقران کشورستان یہ خبر خوش سنکے شادمان ہوے ملکہ آفاق جادو نقلی کی طرف
مخاطب ہوکر فرمایا کہ واہ واہ کیا کارنمایان کیا ہے کیا دل خوش ہوا ہے ملکہ آفاق جادو نقلی نے مسکرا کر
سلام کیا پھر بصورت اصلی ہوکر عرض کیا کہ آپ یہان توقف فرمایئے سوے کوہ مہر جادو چلیے فکر
حصول لوح طلسمی کیجیے ہم نے ملازمان آفاق جادو کو لوٹنے سے منع کردیا ہے کوئی ساحر ملازمان
ملکہ آفاق جادو سے آپکا سدراہ نہوگا صاحبقران یہ سنکے بہت خوشی سے آگے روانہ ہوے
خواجہ طیفور کو بآئین بیہوش ہمراہ رکاب ہے ادھر ساحران لشکر کوہ مہر جادو نے جاکر کوہ مہر جادو
سے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اسوقت ایک سوار نوجوان مرکب کو جولان کرتا ہوا اسی طرف
آتا ہے ہمراہ اس کے ایک شخص اور بھی ہے اگر حکم ہو تو اس کو روکین انہون نے متردد ہوکر حکم دیا
کہ ہان اس کو روکو ادھر آنے دو ہمارے جملہ ساحران لشکر سے کہو کہ جلد آمادہ جنگ ہوکر یہان
آئین وہ ساحر فوراً روانہ ہوے لشکر مین جاکر جملہ ساحران لشکر کو حکم کوہ مہر جادو سے آگاہ کیا
فی الفور بارہ ہزار ساحران بدکردار جھولیان اسباب سحر کی بھر کے مخالف سحر کی سواریون پر سوار
ہوکے زمین سے بلند ہوگئے ابر سحر مین نہان ہوکے خدمت کوہ مہر جادو مین پہونچے وہ اپنے
لشکر کو ہمراہ لیکر نکلا اور ارادہ کیا کہ میدان مین صف آرا ہو کہ یکایک سامنے سے صاحبقران
نمایان ہوے کوہ مہر جادو نے دیکھا کہ ایک سوار ادھر آتا ہے یہ دیکھتے ہی اپنے لشکر کے ساحرون سے

کہا کہ یہ سب ساحران وفا شعار اب معلوم ہوا کہ یہی طلسم کشا ہے اس کو روکو ادھر نہ آنے دو ساحران نامور
نارنج و ترنج گولے فولادی کاردھر ناریل چوبی دار وغیرہ اسباب سحر اپنی جھولیوں سے نکال کر اسمائے
سحر پڑھتے ہوئے آگے بڑھے ادھر صاحبقران نے نعرہ کوہ شگاف کر کے باواز بلند کہا کہ منم
صاحبقران کشورستان طلسم کشائے طلسم زلزلہ او گوہر جادو خبردار و ہوشیار کہ ہم آپہونچے
اگر تجھکو اپنی جان عزیز ہے تو راہ راست پر آ دین اسلام اختیار کر اپنے معبود حقیقی کو پہچان اسی کو سجدہ
کر یہ دو سرمست جادو کو اپنا خداوند و خدا نہ سمجھ ہو سرمست جادو مثل تیرے ایک ساحر ہزاروں
بندہ نافرمانبردار خدا ہے گمراہ کنندہ مردمان ہے اگر خداوند ہوتا تو ہمارے خوف سے لرزاں و ترساں
ہو کر بیچ میں اوروں کاہنوں کے موافق حکم طلسم باطن میں چھپا کر نہ بیٹھتا زمانہ فتح طلسم زلزلہ کا نزدیک
آگیا ہے تجھپر ظاہر ہے کہ ہم بیٹا طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہیں خدا نے چاہا تو جلد طلسم مذکور کو بامداد الٰہی
و بہدایت لوح طلسمی فتح کرینگے جو ساحر ہماری اطاعت و فرمانبرداری کریگا وہ جانبر ہوگا اور
جو کوئی ہمارے فرمان سے سرکشی کریگا انجام اس کا بد ہوگا تہ تیغ ہوکر سوئے جہنم جائیگا
گوہر جادو محافظ لوح طلسمی نعرہ و گفتگوئے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سنکر غضبناک
ہوکے پکارا کہ اے صاحبقران تمہاری قضا تمکو کشاں کشاں یہاں لائی ہے طلسم زلزلہ کا فتح
کرنا تمکو نصیب نہوگا مجھسے لوح طلسمی دستیاب ہی نہوگی ہمکو تمہاری اطاعت کرنا منظور نہیں ہم لازمان
شاہ طلسم زلزلہ کے ذی وقار و نمک حلال ہیں ہرگز نمک حرامی نکرینگے خداوند سے منحرف ہوکر دین اسلام
سے مشرف نہونگے نہ تمہاری اطاعت کرکے تمکو لوح طلسمی دینگے تم دشمن خداوند طلسم خداوند
ہو تمکو قتل کرینگے یا اسیر کرکے خدمت خداوند میں روانہ کر دینگے ہم وہ ساحر ہیں کہ ہمارے سحر
سے کیسا ہی ساحر زبردست ہو بیہوش ہو جاتا ہے تمہاری کیا حقیقت ہے کہ غیر ساحر ہو تمہارا قتل کرنا یا
اسیر کرنا کیا مشکل ہے یہ کہکر اپنے ساحران لشکر سے مخاطب ہوکر کہا کہ جلد طلسم کشا کو بتلائے سحر کرکے
اسیر کر لو ساحران نابکار پانزدہ ہزار نارنج و ترنج گولے فولادی ناریل چوبی دار پارہ فلفل آتش
سوزن کاردھر وغیرہ اسباب سحر اپنی جھولیوں سے نکال کر اسمائے سحر پڑھ پڑھکے ان پر دم
کرتے ہوئے جانب صاحبقران کشورستان بڑھے ادھر صاحبقران موصوف نے جھک کر
مرکب سے سنگریزے مٹھی میں تیزی سے لیکر اسم اعظم الٰہی ان پر پڑھ کر دم کرکے ارادہ انپر
مارنے کا کیا تھا کہ دفعتاً بالائے فلک ایک پارہ ابر سیاہ نمودار ہوا اس ابر کے ٹکڑے میں برق کی
چمک اور رعد کی سی آواز تھی یکایک وہی پارہ ابر شق ہوا دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ڈیڑھ ہزار
ساحران آزمودہ کار مختلف سحر کی سواریوں پر سوار بعجلت تمام جھپٹتے ہوئے سوئے زمین آئے
ہیں کہ اے ساحران ملازم گوہر جادو خبردار صاحبقران نامدار پر سحر نکرنا وہ غیر ساحر ہیں
ہم آئے ہیں ہم سے مقابلہ و مجادلہ کرو ہم پر سحر کرو دیکھیں کہ تم کیسے ساحر ہو یہ تقریر باواز بلند کرتے
ہوئے فی الفور سوئے زمین آگئے ساحران لشکر گوہر جادو نے غضبناک ہوکر پہلے انہیں پر وہ
نارنج و ترنج وغیرہ مارے انھوں نے بھی آتے ہی گولے فولادی کاردھر ناریل چوبی دار ناتل
نارنج و ترنج سحر پڑھ کر ان پر دم کرکے مارنے شروع کیے جنگ مغلوبہ ہونے لگی ساحران
لشکر ہائے جانبین کام آنے لگے جا بجا قتل و ہلاک ہوکر گرنے لگے ان کے مرنے کی علامتیں
ظاہر ہونے لگیں ہوائیں تند چلنے لگیں تاریکیاں دمبدم ہونے لگیں پھر ان کے سحر کے انھیں سے

سوے فلک جانے اپنے تئین سحر سخت گوہر جادو سے بچانے مگر ممکن نہوا وہ دانہ یاقوت بدستور
مرقومہ بالا شق ہوا دود غلیظ و بدبو پیدا ہوا شعلے نمایان ہوے پھر وہ دھوان مجتمع و پیچیدہ ہوکر
کچھ سوے فلک بلند ہوکر بصورت گنبد مرغان ہوکر گرد ملکہ مذکورہ ہوگیا ملکہ مذکورہ مبتلاے سحر ہو گئی
ہرچند مبتلاے سحر ہوکر بھی رد سحر کی فکر کی لیکن رد سحر ممکن نہوا بدبو سے دود غلیظ سحر سخت گوہر جادو
سے بیہوش ہو گئی بعد بیہوش ہوجانے کے وہ دھوان دفع ہوگیا گوہر جادو خرم و خندان
اپنی تعریف و ثنا آپ ہی کرتا ہوا اپنی سحر و ساحری پر ناز کرتا ہوا باین خیال آگے بڑھا کہ پہلے ملکہ دیدبہ کو
قتل و ہلاک کرنا چاہیے کیونکہ یہی بانی فساد ہوا اور ساحرہ زبردست ہے بعد اس کے قتل کرنے کے
طلسم کشا کو قتل کرنا چاہیے کیونکہ وہ غیر ساحر ہے اور بیہوش پڑا ہوا ہے اس کا کوئی حامی و مددگار بھی نہین
ہے ایک ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو ہی معین تھی وہ مبتلاے سحر ہوکر بیہوش ہو گئی ہے غرضکہ خیال مذکور
کرتا ہوا جاتا تھا کہ یکایک پھر ایک لکہ ابر آیا برق چمکی گوہر جادو نے جانب ابر دیکھکر متردد ہوکر
پھر ایک دانہ یاقوت اپنے طلسم تھیلے سے لیکر سحر اس پر دم کیا یکایک اس پارۂ ابر سے برق کڑک کر
بالاے سر ساحر مذکور گری گوہر جادو نے پھر غرق زمین ہوکر برق جہندہ مذکورہ سے اپنے تئین بچایا
بعد تھوڑی دیر کے دور جاکر زمین سے نکلا وہان سے دیکھا کہ ملکہ تجمر جادو سرہانے اپنی خالہ ملکہ
دیدبہ سحر ساز جادو کے کھڑی ہوئی رو رہی ہے کبھی سوے صاحبقران دیکھتی ہے اور کہتی ہے
کہ غضب ہوا صاحبقران کشورستان بھی بیہوش ہو گئے مبتلاے سحر گوہر جادو ہوئے ہاے
کیا تدبیر کرون کس طرح یہ سحر دفع کرون افسوس فکر و تدبیر کچھ کی گئی تھی یہان اور ہی کچھ ظہور مین
آیا اب دیکھیے ان بیہوشون کے حق مین کیا ہوتا ہے جانبر ہوتے ہین یا قتل ہوتے ہین ابھی ملکہ
تجمر جادو تقریر مندرجہ کر رہی تھی آنسو آنکھون سے جاری تھے عالم یاس و مجبوری مین رو رہی
تھی دونون لشکر عرصہ مین ایک طرف جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی کہ محافظ لوح طلسمی یعنی گوہر جادو
نے اس کو دیکھتے ہی پکار کر کہا کہ او تجمر جادو او گیسو بریدہ ارے تو بھی غمخوار طلسم کشا ہو گئی ہے
اس کی اور اپنی خالہ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کی اعانت و مدد کو آئی ہے او بے پیرے فلک سے
ہوتے ہی برباد ہی طلسم زلزلہ چاہتی ہے ملکہ آفاق جادو و صدف جادو کو کیا تیری اس پھرتی
و بدخواہی خداوند سے آگاہی نہین ہے انھون نے بھی تجکو منع نہ کیا ادھر آنے دیا دیکھ تو بھی
کہ تجھ سے کس طرح پیش آتا ہون بیہوش کر کے تیرا سر بھی کاٹتا ہون یہ کہکر قریب آکر ایک اور دانہ
یاقوت مارا بدستور مرقوم الصدر وہ شق ہوا دھوان اور شعلے پیدا ہوے پھر جس طرح
صاحبقران کشورستان اور ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو دود بدبو سے ہراسان ہوکر بیہوش
ہوگئے تھے اسی طرح یہ بھی بیہوش ہو گئی وہ دھوان اور شعلے معدوم ہوے گوہر جادو نے
اپنے دل مین کہا کہ اسے گوہر جادو قتل ملکہ دیدبہ و طلسم کشا مین تعجیل کرنا خیر کرنا اچھا نہین
ہے کیونکہ طلسم کشا کے پڑے رہنے سے آنے کا سلسلہ قطع نہین ہوتا ہے پہلے یہ دیکھنا چاہیے
آتے ہین یا نہین ایسا نہ ہو کہ پھر سوے ملکہ دیدبہ و طلسم کشا پر اسکے قتل پڑھا کیا ایک پھر برق
کڑک کر جانب فلک سے سوے زمین گرنے لگی گوہر جادو نے اپنے تئین غرق زمین ہونا مناسب
سمجھا کر جلد اسم سحر زبان پر جاری کرکے توقف کیا جب وہ برق قریب سر پہنچی ایک پھونکا
ملکہ بہار گل پوش جادو کہ برق بنکر گری تھی بصورت اصلی ہوکر بالاے زمین گری گوہر جادو

نے اُس کو دیکھتے ہی خوش ہو کر کہا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تم یہان
اسوقت کیون آئین یقیناً میرے قتل کرنے کے واسطے اور اپنی نانی ملکہ دبدبہ اور ملکہ مجمر جادو
و طلسم کشائی مدد کو آئی ہوگی معلوم ہوتا ہی کہ تم بھی شریک طلسم کشا ہو گئی ہو خداوند نے پھر کیسی
ہو تباہی و بربادی طلسم زلزلہ چاہتی ہو تم کو خداوند سے منحرف نہونا چاہیے تھا اور مجھ ایسے اپنے
عاشق صادق سے دشمنی کرنا مناسب نہ تھا خیر زیادہ اسوقت تمسے کیا شکایت کرون کہ ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو و ملکہ مجمر جادو و طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو تہ تیغ کرنا ہی پھر ان کے تنون سے جدا
کرنا ہی بعد قتل کرنے نامبردہ گان کے تمسے شکایت کی جائیگی ملکہ بہار گل پوش جادو نے پرکاری
و سخن سازی کہا کہ واہ واہ اے گوہر جادو تمنے ہماری نسبت عجب عجب خیال کیے نا حق ہم تمہارے
پاس آئے اگر تمکو ایسا بد باطن جانتے تو ہرگز نہ آتے اسی بد باطنی و نافہمی پر دعوی عشق کرتے ہو
کہتے ہو کہ ہم عاشق صادق ہین ہمارے روبرو ہماری نانی کو اور ہماری خالہ زاد بہن کو قتل کرکے
جاتے ہو سر ان کے ہمارے سامنے جدا کرنے کا ارادہ کرتے ہو تمکو ذرا بھی شرم و غیرت نہین
آتی ہی دل آزاری محبوب و معشوق تمہارا ہی کام ہی بقول کہ این کار از تو آید و مردان چنین کنند
مثل تمہارے کوئی عاشق کسی حسین مہ جبین کا نہوا ہی نہوگا مشہور جہان ہی کہ صفت عاشق
وفاداری و نازبرداری معشوق و خاطرداری محبوب و خوشی مطلوب و شیوہ جان نثاری وغیرہ
ہین مگر تم دنیا سے انوکھے ہمارے عاشق ہو برعکس طرق و خصائل عاشقان طریقہ عاشقی تمہارا ہی
بہم پہنچ گئے ہو ہمارے بھی قتل کا ارادہ رکھتے ہو خونریزی ہمارے عزیزون کی ہمارے سامنے
جائز رکھتے ہو ہان صاحب جو معشوق اپنے عاشق کے پاس آتا ہی اُس کی ایسی ہی قدر و منزلت
ہوتی ہی ایسے ہی سامان اُس کے واسطے کیے جاتے ہین اُس کی اور اُس کے عزیزون کے قتل
کی فکر کی جاتی ہی معشوق کی یہی توقیر کی جاتی ہی یہ خوبی زمانہ ہی جس کو دوست خیال کیجیے اُسسے
ہی امور دشمنی ظہور مین آتے ہین جس عاشق کو وفادار و نازبردار تصور کیا جائے وہی عوض وفا
دغا کرتا ہی اور عوض جان نثاری خواہان قتل محبوب ہوتا ہی تلون مزاجی بھی واسطے انسان کے
خصوصاً واسطے مردون عاشق طبع کے نہایت بد ہی کچھ زیادہ زمانہ نہین گذرا ہی دو چار دن ہی ہین
گذرے ہین کہ تمنے تاریک سیاہ رو جادو کو بھیجا تھا وہ ہمارے لینے کو آیا تھا بیقراری و بیتابی
و اضطراب تمہارا ہمارے عشق مین ظاہر کرتا تھا اور یہ بھی کہتا تھا کہ اے ملکہ بہار تمہارے
عشق مین گوہر جادو کا غیر حال ہی قریب المرگ ہی جدائی تمہاری اُس کی ہلاکت کی باعث ہی جادو
تمکو بلایا ہی مین تمہارے لینے کو آیا ہون مین نے تو اُس کو روبرو اپنی نانی کے بمصلحت کچھ جواب
نہ دیا تھا الا ہماری نانی صاحبہ نے ہمکو تمہارے پاس نہ آنے دیا تھا اُس ساحر نے زبردستی و بزور
میرے لیجانے کا ارادہ کیا تھا اور گفتگوے سخت کی تھی اُسوقت تمکرین جادو کو ناگوار ہوا تھا
اُس نے تاریک سیاہ رو جادو کو بعد جنگ بسیار قتل کیا تھا یہ امر ہمکو ناگوار ہوا تھا مصمم ارادہ
کیا تھا کہ پوشیدہ طور سے کسی وقت ہم خود چلینگے اسوقت ہم یہان بصورت برق آئے
ہمکو دشمن جان کر پہنچتے تمنے سحر کیا ہمارے قتل کرنے کا ارادہ کیا بعوض شکر گذاری و احسان
ماننے کے ہمسے یہ سلوک کیا تھا اسی پر ہی اکتفا نہوگی دیکھیے آئندہ قتل ہوتے ہین یا اسیر کیے
جاتے ہین بالفعل تو ہمارے بزرگ و ہمسن عزیز ہمارے روبرو قتل ہونگے گوہر جادو نے کہا کہ

اے ملکہ میں نے بڑا احتیاط کیا اور صرف تمہارے چھڑانے کے واسطے یہ کہا تھا بھلا میں تمکو اپنے
ہاتھ سے کیا قتل کرونگا ہرگز ہرگز نہ تھا میرا ارادہ قتل تم پر نہ اٹھے گا کبھی عاشق نے بھی اپنے معشوق کو
قتل کیا ہے کہ میں تمکو قتل کرونگا پھوٹیں وہ آنکھیں جو تمہارے منتظر قتل و ذبح و صدمہ دیکھیں
اور ٹوٹیں وہ ہاتھ جو تمہارے قتل کے واسطے اٹھیں میں تو خود تمہارا آشفتہ تیغ فراق ہوں بلا لا
تمہاری بلا آئی اور تمہاری خالہ زادوں نے شرکت طلسم کشا کی ہے طلسم کشا کو واسطے حصول تیغہ قتا
و لوح طلسم زلزلہ کے اوہر لائی ہیں مجبور واسطے میرے ہلاک کرنے کے برق بنا کر بھیجا ہیں تباہی
و بربادی طلسم زلزلہ پر انھوں نے کمر باندھی ہے اور میں نے انکو اپنے سحر سے بیہوش کیا ہے
لیکن تمہاری خاطر سے انکو قتل نکرونگا الا ان کو اسیر کرکے انکی بغاوت کی اطلاع خداوند
و نائب خداوند کو ضرور دونگا اور طلسم کشا کو ابھی تمہارے سامنے قتل کرونگا تمنے عاشق نوازی
کی کہ یہاں آگئیں تمہارے یہاں آنے سے اسوقت کیا کہوں جو مسرت حاصل ہے عالم غصہ و قہر و
غضب میرا دفع ہوگیا ہے تمہاری صورت زیبا دیکھکر ازخود رفتہ ہوگیا ہوں جنگ منقطع ہوگئی ہے
ہزاروں ساحر قتل و ہلاک ہو رہے ہیں مگر میں تمہیں کو دیکھ رہا ہوں اس کشت و خون کی طرف ذرا
توجہ بھی نہیں کرتا ہوں خوشا مقدر میرا کہ تم میرے پاس آگئیں میں تو مشتاق جمال تھا ملکہ بہار
گلپوش جادو نے جواب دیا کہ بس بس زیادہ دروغ گوئی اچھی نہیں ہرگز مجھے یقین نہیں کہ
تم ہمارے عاشق صادق ہو زبانی اقرار عاشقی کرتے ہو مگر دل میں تمہارے کینہ ہے گوہر جادو نے
کہا کہ اے ملکہ قسم ہے خداوند ہرمز و [illegible] جادوگی میں تمہارا دشمن نہیں ہوں دل سے
دوست و عاشق ہوں غرضکہ تا دیر اسی طرح گوہر جادو مکر و اظہار عاشقی کرتا رہا اور ملکہ بہار
نے اسکو باتوں میں متوجہ کیا اور دل کو اسکے اپنی زلف تقریر میں الجھایا یہاں تک کہ بخیر جادو
بزور سحر زیر زمین قطع راہ کرکے بہزار دشواری و مشکل اندرون مکان گوہر جادو خاص اس
چمنستان میں زیر کنگرہ پہونچا وہاں چار لوحیں گلدستوں میں رکھی ہوئی تھیں اور نگہبان کوئی
نہ تھا گوہر جادو بھی اپنے مکان میں نہ تھا میدان میں برائے جنگ گیا تھا ملکہ بہار سے وہاں
باتوں میں مصروف تھا اس کا خود بیدار تھا اس بخیر جادو نے اوپر سحر سے جو بالائے کنگرہ قائم دیکھا تھا
بچار برجوع قلب خداوند عالم و عالمیان سے یون دعا کرنے لگا کہ اے معبود حقیقی و اے کارساز و
بندہ نواز و اے مسبب الاسباب تجھپر ظاہر ہے کہ میں مطیع دین اسلام ہوں ہرچند کہ کلمہ طیبہ میں نے
اپنی زبان پر جاری نہیں کیا ہے مگر تجھکو وحدہ لاشریک و خداے زمین و آسمان جانتا ہوں عہد کرچکا
ہوں کہ بعد فتح طلسم زلزلہ کلمہ شہادتین اپنی زبان پر جاری کرونگا بغرض نصرت دین اسلام میں نے
شرکت طلسم کشا اختیار کی ہے اور پھر اسوقت حصول لوح طلسمی بہزاران دشواری ہزار بلاؤں اور آفتوں سے
بچکر یہاں تک آیا ہوں چاہتا ہوں کہ در مراد میرے ہاتھ آئے یہاں چار گلدستوں میں چار لوحیں
رکھی ہیں یہ جانتا ہوں کہ ان چاروں میں ایک لوح طلسم زلزلہ اصلی ہے اور تین نقلی ہیں مگر یہ نہیں معلوم
کہ اصلی لوح طلسمی کون ہے اگر میں سہو یا جہل سے مصنوعی و صنعی سے کوئی لوح اٹھالونگا تو یقینا ابھی
اسیر ہو جاؤنگا چاہتا ہوں کہ تو اپنی قدرت کاملہ سے اسوقت میرے دل میں شناخت لوح اصلی
کی پیدا کردے یا میرے ہاتھ کو جانب لوح اصلی دراز کرادے تاکہ جب تک گوہر جادو یہاں
آکے مجکو در مراد حاصل و دستیاب ہو جائے یہ دعا بہ رجوع قلب کی بوجہ نیت بخیر ہونے کے

درگاہ خدا میں مستجاب ہوئی ہاتھ جو واسطے حصول لوح طلسم زلزلہ کے بڑھایا قدرت خدا سے
اسی لوح پر ہاتھ پڑا جو لوح طلسم زلزلہ اصلی تھی بحر دا اٹھا لینے لوح طلسمی اصلی کے اس پر قائم و
غیظ میں سے برق ظاہر ہوئی صدائے رعد بزور و شور آئی بحرین جادو فی الفور غرق زمین ہوا
وہ برق اس نگیرے سے و غیرہ پر گری سب گلبہ ستون و غیرہ کو اس نے جلا دیا بعدہ سو سے ابر سے
صدا سے افسوس افسوس آئی چمن زنگار رنگ بھی جل گئے ایک لوح طلسمی کے نہونے سے
رنگ دگرگون ہوگیا ابر متفرق ہوگیا مگر دفع نہوا بحرین جادو لوح طلسمی کو ایک رومال میں لپیٹے
ہوئے راہ نقب سحر سے باہر نکل کر سوئے صاحبقران کشورستان چلا جب قریب امیر با توقیر پہونچا
ملکہ بہار گل پوش جادو نے گوہر جادو سے کہا کہ غضب ہوا تم مجھ سے باتوں میں مصروف
ہوئے میرے محو دید ہوئے بحرین جادو لوح طلسمی لے آیا دیکھو وہ لوح طلسم زلزلہ رومال میں
لپیٹے ہوئے لیے جاتا ہے افسوس مفت لوح طلسمی تمہارے قبضہ سے نکل گئی کاش اس وقت تم
مجھ سے ہم سخن نہوتے حفاظت لوح طلسمی کرتے مجکو یہاں آنے کی خوشی میں ملال ہوا جاؤ اگر ممکن
ہوسکے تو بحرین جادو سے لوح طلسمی چھین کر پھر اپنے قبضے میں کرو گوہر جادو نے یہ تقریر
ملکہ بہار گل پوش جادو کے سنی اس عالم محویت سے ہوش و حواس میں آگئے یا مانند خفتہ و غافل
کے بیدار و ہوشیار ہوگئے سوئے بحرین جادو نظر کی اور مانند سیماب کے بیتاب و بیقرار اور ازحد
غضبناک ہوکر جانب بحرین جادو بصد سرعت یہ کہتا ہوا دوڑا الہ او بحرین جادو ارے غضب کیا
میری عدم موجودگی میں لوح طلسم زلزلہ تو نے لے لی بڑی دلیری و جسارت کی میرے ابر سحر
و غیرہ بلاؤں سے بھی نہ ڈرا اس طرح جانبر ہوا کیونکر لوح طلسمی تیرے ہاتھ آئی ٹھہر او ظالم کہ میں آپہونچا
مجھ سے بھاگ کر کہاں جائیگا یہ کہکر اسی عالم اضطراب و بیتابی میں تین چار دانے جو یاقوت احمر
کے کنٹھے میں باقی تھے ان کو اپنی گردن سے جلد نکال کر پھر ایک پر اسماے سحر دم کرکے پہلے
ایک دانہ گوہر جادو نے بحرین جادو پر مارا چونکہ اس کے پاس لوح طلسمی تھی سحر نے تاثیر
نکی گوہر جادو نے جھٹ دوسرا دانہ یاقوت احمر بھی بدستور مرقوم اس پر مارا اس دانہ یاقوت
سحر نے بھی کچھ اپنا اثر نہ دکھایا اس اثنا میں بحرین جادو نے بعجلت تمام جا کے لوح طلسمی
مذکور گردن میں صاحبقران کشورستان کے ڈالدی پھر لوح کو تن صاحبقران سے مس کیا
اور عکس بھی ان کے اعضا پر ڈالا ببرکت اسماے لوح طلسمی کہ اسماے خداوند عالم جاے جب
اس پر کندہ تھے صاحبقران پر سے سحر دفع ہوا ہوش آئے اپنے تئیں بالاے زمین پڑا ہوا
دیکھا بحرین جادو نے عرض کیا کہ اے صاحبقران مبارک ہو کہ لوح طلسمی بصد کوشش و ہزار
دشواری و مشکل سے اس خادم نے لاکر آپ کے گلے میں ڈالدی ہے اب آپ گوہر جادو ادھر آتا ہے
اس پر عکس لوح ڈالیے علاوہ اس کے ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو و ملکہ شجر جادو پر عکس لوح طلسمی
بعجلت ڈالکر ان کے تنوں سے لوح کو مس کر دیجیے تاکہ ان کو ہوش آجائے صاحبقران
موصوف نے موافق کہنے بحرین جادو کے فی الفور زمین سے اٹھکر عمل کیا ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو
و ملکہ شجر جادو کو ہوش آیا سحر برطرف ہوا دونوں ہوشیار ہوکر اٹھیں اس عرصے میں گوہر جادو
بھی قریب آگیا بحرین جادو نے للکار کر اس پر گولہ فولادی سحر دم کرکے مارا ملکہ بہار گل پوش
جادو نے [illegible] سحر مارا بحرین جادو نے نارنج سحر مارا ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے کارد خنگانی

چارون ساحر وساحرہ نے پکارا کہ اس پر سحر کیے گوہر جادو برق بنکر سوئے فلک گیا وہان سے
پھر برق بنکر اپنے دشمنون پر گرا ہر ایک غرق زمین ہوا بعد کو بحرین جادو وملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
وغیرہ زمین سے باہر آئے گوہر جادو نے غضبناک ہوکر وہ دود کئی بار بار سحر دم کرکے
بحرین جادو وملکہ دبدبہ سحر ساز جادو پر مارے ہر ایک قبل شق ہونے دانہ ہائے یاقوت
مذکور کے غرق زمین ہوگیا جان بچاکر میدان جنگ سے مل گیا صاحبقران کشورستان نیمرکب
پر سوار ہوکر گھوڑے کو بڑھاکر نعرہ کیا کہ او گوہر جادو خبردار و ہوشیار ہوجا کہ ہم آتے ہین دیکھا
تونے کہ عنایت الہی سے کیونکر لوح طلسمی ہمکو دستیاب ہوئی اب تو ہمارا کیا کرسکتا ہے دیکھ یہ لوح
طلسمی ہمارے گلے مین ہے او مغرور تجکو بہت غرور تھا کہ مجھسے کوئی لوح طلسمی لے نہین سکتا دیکھا
تونے کہ کیونکر لوح طلسمی ہم تک پہونچ گئی اب خبردار و ہوشیار ہوجا کہ اجل تیرے قریب آگئی یہ نعرہ
کرکے آگے بڑھے گوہر جادو گھبرایا چاہا کہ جان بچاکر نکل جائے لیکن ممکن نہوا کیونکہ ایک جانب سے
بحرین جادو دوسری سمت سے ملکہ بہار گل پوش جادو تیسری جانب ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
چوتھی طرف سے طلسم کشا نے گھیر لیا چاہا کہ غرق زمین ہوکر بھاگ جائے ملکہ قمر جادو نے ناریل پیدا
سحر دم کرکے جلد زمین پر مارا زمین سنگلاخ ہوگئی غرق زمین نہوسکا مجبور رہا اسی اثنا سے مین
چارون ساحران مذکور نے پے درپے اسباب سحر پر سحر دم کرکے گوہر جادو پر ناریل و ترنج و نارنج
وگولہ فولادی وغیرہ لگائے صاحبقران نے بڑھکر اس پر لوح کا عکس ڈالا سحر بھولا ساحرون کے
سحرون مین مبتلا ہوگیا خواجہ طیفور گردپا نے گلیم سے رنج اپنا ظاہر کیا پھر گلیم اتار کر کمند زنبیل سے
نکال کر حلقہائے کمند مین موزون اس کی زبان مین دے کر اسیر کیا گوہر جادو بشدت اعدا سے نکل نہ سکا
چاہا بھی نہ ہوسکا عکس لوح طلسمی سے زیادہ تر مجبور ہوگیا آخر لاچار ہوکر اسیر ہوگیا بعد اسیر کرنے ساحر
مذکور کے خواجہ نے ارادہ اس کے قتل کرنے کا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ تامل کرو
ہم پھر اس کو ہدایت کرتے ہین شاید یہ ساحر زبردست اب بھی راہ راست پر آئے خواجہ طیفور گردپا
نے فی الفور منڈھی حضرت دانیال کی زنبیل سے نکال کر وہین استادہ کرکے اندر منڈھی کے
اس کو ڈال کر جو ہاتھ منڈھی اور رسن ہائے منڈھی سے بھی دست و پا اس کے محکم باندھ کر
عرض کیا کہ اب کیا حکم ہوتا ہے صاحبقران خاموش تھے ادھر بحرین جادو وملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
وملکہ قمر جادو وملکہ بہار گل پوش جادو نے دو چار سحر جو ساحران لشکر گوہر جادو پیچ و تاب لا
تحمل ان کے سحرون کی نہ لاکر ہلاک ہونے لگے آخر کار گوہر جادو کو اسیر دیکھکر اور بحرین جادو وغیرہ
سے مجادلہ ومقابلہ کی قوت وطاقت اپنے مین نہ پاکر امان طلب ہوئے صاحبقران مہر و رحم نے
فرمایا کہ امان سبھون کو بشرط قبول دین اسلام یا بشرط مطیع دین اسلام ہونے کے دی جائے گی سب
نے عرض کیا کہ جو آپ کا حکم ہوگا ہم بجا لائین گے اسوقت صاحبقران کے حکم سے ساحران لشکر
گوہر جادو کو امان دی گئی گیارہ ہزار ساحران پاکر امان دا خیر حاضر خدمت صاحبقران ہوئے
سب نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کلمہ پڑھکر مسلمان ہون کیونکہ واقعی دین اسلام سے بہتر کوئی
دین اچھا نہین ہے ورنہ ابھی ہم مطیع دین اسلام رہین آپ کے دشمنون سے لڑنا ہے طلسم زلزلہ
کے ساحرون سے مقابلہ کرنا ہے بعد فتح طلسم زلزلہ کلمہ طیبہ پڑھکر مسلمان ہوجائین گے اگر اسوقت
کلمہ اپنی زبانون پر جاری کرین گے تو سحر بھولجائین گے صاحبقران موصوف نے بحرین جادو

وغیرہ کی راے سے فرمایا کہ اچھا بالفعل مطیع دین اسلام ہو آیندہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہونا سب نے
منظور کیا امیر با توقیر نے بعد الطاف و عنایت اُن سے کہا کہ لاشے اس میدان جنگ سے اُٹھاؤ
اور شمار کرو کہ جانبین کے کتنے کتنے ساحر جنگ میں کام آگئے ہیں حسب الحکم اُنھوں نے میدان جنگ
سے لاشوں کو دور کرکے جو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ چار ہزار ساحران نابکار سپاہ گوہر جادو کے اور
پانچسو ساحر لشکر بحرین جادو کے کام آگئے جب میدان مصاف لاشوں سے صاف ہوچکا
صاحبقران موصوف و ملکہ دیدبہ سحرساز جادو و ملکہ بہار رنگل پوش جادو و ملکہ بحر جادو
و بحرین جادو وغیرہ نے عنقریب منڈھی کے اسباب سحر اپنا اپنا ہاتھوں میں لئے بیٹھے صاحبقران
موصوف نے لوح طلسمی اپنے دست حق پرست میں لے کے خواجہ سے کہا کہ زبان گوہر جادو
سے سوزن کو نکالو خواجہ نے حکم کی تعمیل کی صاحبقران کشورستان نے گوہر جادو سے کہا کہ اے
گوہر جادو دیکھا تم نے قدرت و مدد و اعانت پروردگار عالم و عالمیان کو کہ ہم کو بہر کیونکر فتحیاب
کیا لوح طلسمی کیونکر ہم کو دستیاب ہو گئی اب کہو کیا کہتے ہو دین اسلام قبول کروگے یا نہیں یا ابھی تک مطیع
دین اسلام ہوگے یا اب سے بھی انکار کروگے اگر تم نے مطیع دین اسلام ہونے سے اور ہماری
اطاعت کرنے سے سرکشی کی تو ہم تم کو ابھی قتل کریں گے اور اگر دین اسلام اختیار کروگے تو ہم
تمکو رہا کرکے تمہاری عزت و توقیر زیادہ کریں گے تم سے بہت خوش ہوں گے اُس نے جلوہ بحرین
ہو کے پیش نظر تند و تیز دیکھکر برہم ہو کر جواب دیا کہ اے طلسم کشاے طلسم زلزلہ آگاہ ہو کہ مجکو دین اسلام
قبول کرنے اور تمہاری اطاعت و فرمانبرداری کرنے سے اپنا قتل ہونا قبول ہے میں نمک حلال
بندگان خداوند سے ہوں نمک حرام نہیں ہوں کہ تمہاری اطاعت و فرمانبرداری کرکے مانند ملکہ
دیدبہ سحرساز جادو و ملکہ بحر جادو و ملکہ بہار رنگل پوش جادو خداوند و بندگان خداوند سے مجادلہ
و مقابلہ کروں اور اپنے خداوند کی پرستش کو چھوڑ کر تمہارے خدا کی پرستش اختیار کروں میرے
آبا و اجداد نے انھیں خداوند کی پرستش کی تھی میں بھی انھیں کی پرستش کرتا ہوں ہرگز دین
آبائی کو ترک نکروں گا ایمان کے آگے جان کی کیا حقیقت ہے ایمان و اعتقاد آبائی سے اگرچہ
جان جاے کچھ اندیشہ نہیں اس میں بھی میری نیکنامی کا باعث ہوگا تمام طلسم زلزلہ میں یہ خبر
مشہور ہوگی کہ گوہر جادو نے اپنا قتل ہونا گوارا کیا مگر اطاعت طلسم کشا اور ملت دین اسلام
اختیار نہ کی یہ کہکر چاہا کہ جستی قید کو دفع کرکے منڈھی سے نکل جاے کچھ میں جادو و ملکہ دیدبہ
سحرساز جادو وغیرہ سے مقابلہ کرکے اُن کو قتل و اسیر یا زخمی کرکے عوض دشمنی کا اُن سے لیکر مجھ
یاد نہ آیا دست و پا ہلاکے رہ گیا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اُس کی تقریر سُن کے
غضبناک ہوکے شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر اُس نابکار و بیدین پر ایسی لگائی کہ وہ دو ٹکڑے
ہو کے اُس کی لاش کے خاک پر تڑپنے لگے خواجہ نے منڈھی اور کرسیاں داخل زنبیل کیں
بعد تھوڑی دیر کے گوہر جادو تڑپ تڑپ کر مرگیا اُس کے مرتے ہی علامت مرگ ساحر زبردست
ظاہر ہوئی یعنی ہوا تند و تیز چلی آندھی سیاہ زور و شور سے آئی گرد و غبار بلند ہوا تاریکی پھیلی
ہوئی بڑے بڑے درخت صحرا جڑوں سے اُکھڑ اُکھڑ کر گرنے لگے ابر سیاہ بھی سوے فلک پیدا ہوا
برق بکثرت چمکی صداے رعد پے درپے آئی پھر سنگ باری و برف باری ہوئی تا دیر یہی ہنگامہ
آفت ہویدا رہا بعدہ مطلع صاف ہوا گوہر جادو کے سر کے بیروں سے گوہر جادو کے ہی نام سے

با وازِ بلند رو دیر تک بکا کرکے کہا افسوس ہزار افسوس قتل کیا طلسم کشا نے مجکو کہ نام میرا گوہر جادو
تھا اور میں محافظ لوح طلسم زلزلہ تھا لوح طلسمی مذکور قبضہ طلسم کشا میں ہوگئی اب یہ طلسم زلزلہ
ضرور فتح ہوجائے گا ہر چند میں نے طلسم کشا کو قتل و اسیر کرنا چاہا مگر ممکن نہوا مراد دلی نہ بر آئی کہ میری
جان گئی یہ کہکر وہ پھر کرکے نالہ و فریاد کرتے ہوئے سوے دربار اشفاق جادو نائب خداوند ہود
سرمست جادو و مالک و حاکم طلسم زلزلہ روانہ ہوے حال ان کا آئندہ لکھا جائیگا بالفعل حال
صاحبقران کشورستان وغیرہ لکھا جاتا ہے کہ بعد مرنے گوہر جادو کے جو مکان و عمارت باغیچہ وغیرہ
اس کے سحر سے پیدا و ظاہر تھے وہ نیست و نابود ہوگئے صرف اصلی مکان و اشیائے اصلی باقی تھیں
خواجہ طیفور گردیا نے مکان گوہر جادو میں جاکر جو کچھ زر و جواہر و ظروف وغیرہ سے وہاں پایا سب
داخل زنبیل کیا اور کہا کہ یہ ساحر نابکار ہر چند کہ نامی و نامدار و ذی وقار و زبردست تھا مگر تہیدست و
محتاج تھا مال دنیا سے کچھ زیادہ اپنے پاس نرکھتا تھا یہ کہکر مکان گوہر جادو کو لوٹ کر نقش بوریہ بھی
زمین پر باقی نرکھکر منہ پہلائے ہوئے چین بجبیں روبروے صاحبقران ذیشان آئے بحرین جادو
نے مسکرا کر کہا کہ خواجہ اسوقت تو مال و اسباب گوہر جادو سے زنبیل آپکی بھر گئی ہوگی کیونکہ گھر اس کا
آپ نے لوٹ لیا ہے درپے جان الیاسی آپ نے مارے ہیں خواجہ نے جواب دیا کہ اے بحرین جادو
آگاہ ہو کہ یہ ساحر نابکار نہایت غریب و محتاج تھا کچھ اس کے گھر میں نہ تھا عبث ہم اس کے گھر میں گئے
کوئی شے مال دنیا سے ہاتھ نہ آئی بلکہ کچھ اپنا ہی نقصان ہوا کچھ اشیائے قیمتی قسم جواہرات سے زنبیل
سے گر گئیں جلوان کے ضائع و تلف ہونے کا صدمہ ہے صاحبقران موصوف و بحرین جادو وغیرہ
خواجہ کی گفتگو سنکے مسکرائے بعد تھوڑی دیر تک باتیں ہنسنے ہنسانے کے لیے باہم ہوتی رہیں پھر ملکہ
دیبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و مجمر جادو نے عرض کیا کہ اے امیر با توقیر اب
یہاں سے مکان آفاق جادو و صدف جادو پہ چلیے وہاں توقف کیجیے امیر با توقیر کو ان کی ایسی
پسند آئی اسیوقت وہاں سے مع سپاہ ساحران و نیز اپنے ہمراہیوں کے سوے مکان آفاق جادو
مرکب پہ سوار ہوکر بصد خوشی و فتح یابی روانہ ہوے بعد قطع راہ ملکہ آفاق جادو کے مکان پر پہونچے
ملکہ مجمر جادو مکان میں لے گئی پھر صاحبقران موصوف و بحرین جادو و ملکہ دیبہ سحر ساز جادو
و ملکہ بہار گل پوش جادو صدر مکان میں علی قدر مراتب کرسیوں پر بیٹھے خواجہ طیفور گردیا بھی ایک
کرسی چوبی پر روبروے صاحبقران با دب بیٹھے اسوقت ملکہ مجمر جادو نے عرض کیا کہ اگر مناسب ہو تو اب
صدف جادو و ملکہ آفاق جادو ہمارے خالہ زاد بھائی اور خالہ کو زنبیل سے نکلوا کر ان کو ہدایت
دین اسلام کیجیے عجب نہیں کہ وہ باشند ہم سب کے مطیع دین اسلام ہوکر آپ کے شریک ہوں صاحبقران
کشورستان نے عرض اس کی پذیرا کرکے خواجہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ صدف جادو و آفاق جادو
کو زنبیل سے نکالو تاکہ ان کو ہدایت دین اسلام کریں حسب الحکم خواجہ نے ان کو زنبیل سے نکالا تو
انھوں نے متحیر ہوکر جانب صاحبقران و خواجہ طیفور گردیا وغیرہ دیکھا ملکہ دیبہ سحر ساز جادو نے
کہا کہ اے ہمشیرہ آگاہ ہو کہ یہ صاحبقران طلسم کشائے طلسم زلزلہ ہیں اور یہ خواجہ طیفور گردیا ہیں
عیار نامدار و ذی وقار ہیں انھوں نے ملکہ مجمر جادو کی صورت بنکر یہاں تمھارے فرزند صدف جادو
کے ساتھ آکر تمھارے فرزند کو بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا پھر صدف جادو کی صورت بنکر تمکو
بیہوش کرکے داخل زنبیل کیا اور تیغہ تھا جو تمھارے قبضے میں تھا اس کو اپنے قبضے میں کیا بعد ازان

یہاں سے ہمراہ صاحبقران ہم سب نے جا کر گوہر جادو کو بعد جنگ بسیار اسیر کیا لوح طلسمی دستیاب
ہوئی گوہر جادو نے اطاعت اختیار نہ کی اس وجہ سے وہ قتل کیا گیا تمام لشکر اُس کا جو قتل ہونے سے بچا تھا وہ
امان طلب ہو کر فرمانبردار ہوا انجام یہ کہ صاحبقران تمکو اور صدف جادو کو زنبیل سے نکالا ہی لازم ہو کہ آپ اب
صاحبقران اختیار کرو میری طرح مطیع دین اسلام ہو یہ کہکر خاموش ہوئی صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے لوح طلسم زلزلہ و تیغہ فنا اُس کو دکھا کر کہا کہ اے ملکہ آفاق جادو یقین جانو کہ
جلد تر طلسم زلزلہ فتح ہو جائیگا زمانہ اس کے فتح ہونے کا قریب آ گیا ہی یہ لوح طلسمی اور تیغہ فنا ہاتھ
لگ گیا ہی تمکو اور تمہارے فرزند صدف جادو کو لازم و مناسب ہی کہ اپنے دین آبائی باطل کو ترک کرو
دین اسلام کہ دین حق ہی اختیار کرو اپنے خالق و پروردگار عالم کو پہچانو اُسی کو سجدہ کرو کہ قابل سجدہ
وہی ہی بجز اُس کے کوئی خدا نہیں ہی اسی طرح تاثیر ہدایت دین اسلام کی ملکہ آفاق جادو اور
صدف جادو دونوں سنا کیے آخر نتیجہ ہدایت و رہنمائی یہ ہوا کہ زنگ کفر دونوں نامبردہ کے
شیشہ دل سے دور ہوا نور ایمان کی طرف دل حق بین مائل ہوا ملکہ آفاق جادو نے جواب دیا
کہ اے صاحبقران خوش اقبال آپ کو تیغہ فنا اور لوح طلسمی دونوں اشیاء لاجواب
دستیاب ہو گئیں ہماری ہمشیرہ صاحبہ سے تمہنے عیاری کی عوض ملکہ مخمور جادو کے خواجہ طیفور گرفتار ہو
بصورت مخمور جادو یہاں پہنچا خواجہ نے بعیاری ہم دونوں ماں بیٹوں کو بیہوش کر کے داخل زنبیل کیا غرض
جو ہونا تھا وہ ہوا اے ملکہ دبدبہ سحرساز جادو ہمکو تمسے یہ امید نہ تھی عزیزداری و یگانگت میں تمنے
ہمسے دشمنی کی اچھا جو کچھ کیا وہ بہتر کیا اب یا صاحبقران تجھسے یہ امید رکھتی ہوں کہ میرے فرزند
صدف جادو سے کہ آپ کے شریک ہو کر شاہ طلسم زلزلہ ہو دو بہت جادو سے ہم دونوں لڑیں
مقابلہ و مجادلہ اُس سے کریں کیونکہ ہم عزیز قریب اُس کے ہیں ہمیں شرم و حیا آئے گی مقابلہ و مجادلہ
اُس سے نہ کیا جائیگا نہ اُس کے ملازموں سے لڑا جائیگا شرم دامنگیر ہوگی جملہ ساحر انگشت بدندان
ہوں گے باہم کہیں گے کہ ان عزیزان شاہ طلسم نے طلسم کشا کے شریک ہو کر طلسم زلزلہ کو تباہ و
برباد کر دیا ایسے وقت میں بہت غیرت و حیا آئے گی کلمات طعن و تشنیع ساحران طلسم زلزلہ نہ سنے
جائیں گے لہذا ہمکو شرکت سے معذور رکھیے صرف کلمہ پڑھا کر یا جس طرح غیر مذہب کو مسلمان کرتے ہوں
ہمکو اور ہمارے فرزند صدف جادو کو اور ملکہ مخمور جادو کو کہ ہماری بہو ہی مسلمان کیجیے عقاید دین اسلام
سے آگاہ کیجیے اتنی زندگی ناخدا شناسی میں بسر کی ہی باقی ماندہ حیات خداشناسی اور یاد و پرستش
الٰہی میں بسر کروں اسی اپنے مکان میں بیٹھکر ذکر خدا کروں تاکہ انجام میرا بخیر ہو صاحبقران اُسکی
تقریر سنکے بہت خوش ہوئے بعدہ اُس کو اور اُس کے فرزند صدف جادو کو کلمہ طیبہ پڑھا کر
مسلمان کیا اور عقاید دین ضروری سے آگاہ کیا مادر و پسر دونوں کلمہ شہادتین اپنی زبانوں پر
جاری کر کے بصدق دل مسلمان ہوئے کلمہ طیبہ پڑھتے ہی سحر بھول گئے بعد مسلمان ہونے کے
ملکہ آفاق جادو نے بعجز و انکساری دوبارہ صاحبقران سے عرض کیا کہ ملکہ مخمور جادو کو بھی مسلمان
کر کے میرے حوالے کیجیے اس دختر کو میں آپ سے طلب کرتی ہوں جہاں آپ نے مجکو دولت دین
اسلام عنایت کی ہی وہاں یہ دختر بھی مجھے دیجیے کیونکہ آپ پر ظاہر ہی کہ میری بہو ہی قبل مسلمان
ہونے کے موافق اپنے دین آبائی کے عقد اپنے فرزند کا اُس سے ہو چکا ہی اب اقتضا طریقہ
دین اسلام عقد اپنے فرزند کا اسی دختر سے کروں گی صاحبقران نے سنتے ہی ملکہ دبدبہ سحرساز جادو

دیکھا اُس نے عرض کیا کہ آپ کو اختیار ہی جو مناسب ہو وہ کیجیے ہماری یہ تمنا ہے ملکہ آفاق جادو نے تازہ
شگفتگی دین اسلام کی ہی اگر مناسب ہو تو انھون کی خوشی کیجیے صاحبقران عالیشان مجبور ہوگئے
پایاے ملکہ وبدیہ سحر ساز جادو و ملکہ مجمر جادو کو بھی کلمہ شہادت مین تلقین کیا و ملکہ طلیمہ سحر شکر کے
بصدق دل مسلمان ہوئی بعدہ آفاق جادو نے صاحبقران نامدار و بحرین جادو و خواجہ طلیفور کردیا و ملکہ
وبدیہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو کی دعوت و ضیافت بعنوان شائستہ کی تھی اور
ایک مہینہ رکھا شاہانہ سامان وعنوان سے کئی روز تک دعوت و ضیافت کرکے عرض کیا کہ اے
صاحبقران ذیشان میرے ماتحت بارہ ہزار ساحر ہین لیجیے اور اپنے فرزند کی شرکت کی عوض مین
دس ہزار ساحرون کو مطیع دین اسلام کرکے آپ کی نصرت کے واسطے آپ کے ہمراہ کرتی ہون یہ دس ہزار
ساحر مقابل مین سو ہزار ساحرون کے ہین ہر ایک ساحران مین آزمودہ کار و کامل ہی یہ عرض کرکے
ساحران مذکور کو طلب کرکے اُن کو مطیع دین اسلام کرکے حکم دیا کہ اب تم ہمراہ رکاب صاحبقران
ذیشان رہو طلسم زلزلہ مین جہان کہین ساحرون سے جنگ در پیش ہو لڑنا جان نثاری و سرفروشی
کرنا سب نے بخوشی منظور کیا بعد چند روز کے صاحبقران ملکہ آفاق جادو سے رخصت ہوکر مع
خواجہ طلیفور کردیا و ملکہ وبدیہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو اور
بائیس ہزار ساحران شور شعار جانب کوہ بلور روانہ ہوے ملکہ آفاق جادو تو اپنی بستی آفاقیہ مین
کہ بمنزلہ ایک شہر کم آباد کے ہی حکومت کرتی ہی اور یاد خدا مین شب و روز بسر کرتی ہی اپنے فرزند وزوجہ
فرزند کو دیکھکر اپنا دل خوش کرتی ہی مگر اب حال صاحبقران طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کا لکھا جاتا ہی کہ بعد
قطع راہ درہ کوہ بلور تک پہونچے پھر وہان مقیم ہوے خیام و بارگاہ ایستادہ ہوئین لشکر ساحران
فروکش ہوا

دو کلمہ داستان جانا صاحبقران کشورستان کا بہ ہدایت لوح طلسمی جانب کوہ سنگ مرمر و حملہ اول طلسم زلزلہ کے مع اکثر حالات متعلق داستان ہذا کے بیان کیے جاتے ہین

دکھلانے لگے ناز و ادا دیکھ کے مجھکو ۔ کیا خوب نکالی یہ جفا دیکھ کے مجھکو
اور اس کے سوا کچھ نہ کیا دیکھکے مجھکو ۔ پھر کرنے لگے ذکر وفا دیکھ کے مجھکو
ہونے لگا میرا ہی گلا دیکھ کے مجھکو

کیون آگئے یہ غصہ بجا دیکھکے مجھکو ۔ دکھلاتے ہین یون اپنی وفا دیکھکے مجھکو
کرتے نہین کچھ شرم و حیا دیکھکے مجھکو ۔ اغیار سے یہ ناز و ادا دیکھ کے مجھکو
اترانے ہان اور ذرا دیکھ کے مجھکو

کرتا ہی ہر اک اُن کی ثنا دیکھ کے مجھکو ۔ دیتا ہی ہر اک اُن کو دعا دیکھ کے مجھکو
کہتے ہین سبھی اہل وفا دیکھ کے مجھکو ۔ دشمن ہے بھی دم اُن کا بھرا دیکھکے مجھکو
یاد آگئی کیا اُن کی ادا دیکھ کے مجھکو

آنا جو ہوا [illegible] کچھ کیا دیکھ کے مجھکو ۔ اتراتا ہی حد کا بہادا دیکھ کے مجھکو

کمبخت نے بوسہ کوئی لیا دیکھکے مجھکو
کی غیر نے وانستہ خطا دیکھکے مجھکو
اب دیتے گا آپ سزا دیکھکے مجھکو

بیکار مجھے جوش کیا بیکار رو آیا
تسکین مجھے دیکے تو کچھ اور رلایا
از الطاف و کرم کے ستم اور بھی ڈھایا
جب وصل میں اس گل کی طرف ہاتھ بڑھایا
جھلایا نزاکت سے ذرا دیکھکے مجھکو

دانتوں کی [illegible] رخ کی صفا دیکھ رہے تھے
آئینہ عارض کی صفا دیکھ رہے تھے
کس شوخی سے وہ شان [illegible] دیکھ رہے تھے
کرتے تھے بہوں سے اپنی ادا دیکھ رہے تھے
آئینہ وہیں پھینکدیا دیکھکے مجھکو

[illegible] کچھ روز رہے پاس
جان اپنی [illegible] کچھ روز رہا پاس
[illegible] کچھ روز رہا پاس
[illegible] کچھ روز رہا پاس
آیا نہ کبھی ان کو وفا دیکھکے مجھکو

اس [illegible] کی ہے دعا میری طرف سے
ظالم ان کی طرف سے تو وفا میری طرف سے
[illegible] ہے ان کو جفا میری طرف سے
مجھکو [illegible] انہیں خوف ہوا میری طرف سے
ہاتھوں کی چھپا ڈالی حنا دیکھکے مجھکو

پوشیدہ کسی سے کبھی [illegible] دل کی مسرت
آئینہ ہے اے ماہ جبیں دل کی مسرت
دل میں نہیں ہوتی ہے [illegible] دل کی مسرت
چھپتی ہے چھپائے سے کہیں دل کی مسرت
وہ لوٹ گئے بند قبا دیکھکے مجھکو

حیران ہیں اب حال [illegible] بھی میرے
نزدیک پھٹکتا نہیں اب خواب بھی میرے
رو [illegible] دیدہ پُر آب بھی میرے
اس حال سے جیتا ہوں کہ احباب بھی میرے
اب دیتے ہیں مرنے کی دعا دیکھکے مجھکو

دکھلا کے ادا شرم کو شوخی نے تمھاری
مارا بخدا شرم کو شوخی نے تمھاری
رکھا نہ روا شرم کو شوخی نے تمھاری
مجبور کیا شرم کو شوخی نے تمھاری
مسکائے ہیں نقش کف پا دیکھکے مجھکو

مانند کلیم آج بھی آنکھیں مری نم ہیں
صدمے مجھے صدمے ہیں ہزاروں مجھے غم ہیں
کمبخت میں اک اور مجھے اتنے الم ہیں
ہر آن خوشی مجھپہ نئے جور و ستم ہیں
وان دل سے ادا بھی ہی جفا دیکھکے مجھکو

رہروان منازل خوش تقریر و ناقلان داستان بے نظیر اس داستان بے عدیل کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ بعد حصول تیغہ فنا و لوح طلسم زلزلہ زیر کوہ بلور بارگاہ فلک فرسا میں مقیم ہوئے ایک شب علیحدہ اپنے لشکر سے ایک خیمہ ایستادہ کرا کے درمیان خیمہ پہنچکر لباس اپنا [illegible] وغیرہ عطروں سے معطر کرکے اشیائے خوشبو مانند مشک وغیرہ و قرنفل وغیرہ کے [illegible] یعنی انگیٹھیوں میں آتش ڈال کے خوشبو کی اشیائے بخورات سے دماغ اپنا معطر کرکے تخلیہ میں برجوع قلب ذکر خدا و عبادت الٰہی میں مصروف ہوئے تمام شب ذکر خدا میں بیدار رہے اور دعا سے فتحیابی طلسم زلزلہ کرتے رہے ہنگام سحر بعد ادائے نماز سحر درود پڑھکر

لوح طلسم زلزلہ کو اٹھا کر اپنی پشت نظر پالاے لوح نمایاں ہوئی کہ اس جگہ سے کس جانب ہو کے فتح
در بند اول طلسم زلزلہ جا دوان لوح مذکور میں ہدایت کی کہ اے طلسم کشا طلسم زلزلہ اگر تمکو مدد
واثر تعالیٰ خدا سے لوح طلسمی دستیاب ہوئی ہے تو لازم ہے کہ اس جگہ سے جانب شمال روانہ ہو مگر تنہا
ہی جانا کسی کو اپنے ہمراہ نہ لے جانا اثنائے راہ میں کوئی کام بغیر دیکھے لوح طلسمی کے نہ کرنا اپنے لشکر کو
یہیں چھوڑ جانا اعیاں سے بھی کسی کو ساتھ نہ لینا اگر عیار ملک خواجہ طیفور کر دیا ہمراہ چلنے کا ارادہ کرے
تو اس کو بھی ساتھ نہ لینا اگر وہ پیچھے پیچھے تمہارے دور دور رہے تو چندان مضائقہ نہیں ہے
سوا اس کے اور کسی کو اتنی بھی اجازت نہ دینا کہ وہ تمہاری ہمراہی میں کسی قدر دور رہے کیونکہ
مقدمہ طلسم ہی طلسم کشا کو لازم و مناسب ہے کہ تنہا سوئے در بند طلسم یا مرحلہ طلسم جائے خبردار و
ہوشیار رہے دشمنوں کے دام فریب میں گرفتار نہ ہو جس جگہ ضرورت ہو لوح کو دیکھے موافق ہدایت
لوح کے رہنما سے راہ طلسم ہو عمل کرے لوح کے دیکھنے سے غافل نہ ہو ورنہ باعث خرابی و اسیری کا
ہوگا صاحبقران ذی وقار یہ تحریر لوح طلسمی سے آگاہ ہو کے لوح کو زیر قبا اپنے سینے پر
رکھ لے رشتہ لوح گردن میں ڈال کر اس خیمے سے باہر آئے اور بحرین جادو دو ملکہ و یدبیضا سحر ساز
جادو دو ملکہ بہار رنگین پوش جادو و خواجہ طیفور کر دیا سے حکم لوح بیان کر کے فرمایا کہ ہم تو یہاں سے
حسب ہدایت لوح طلسمی جانب شمال برائے فتح در بند اول طلسم زلزلہ جاتے ہیں تم سب اسی جگہ
قیام پذیر رہنا الا اگر راہ صاف پانا تو یہاں سے آگے جانا بغیر راستہ صاف و پاک ہونے دشمنوں سے
اس مقام سے کہیں نہ جانا اور ہمارے واسطے دعائے فتح و ظفر کرنا کیونکہ مقدمہ فتح طلسم نہایت
سخت و دشوار ہے یہ سنکر گوارا نہیں ہے کہ آپ کو تنہا جانے دیں اور ہم سب اسی جگہ
رہیں صاحبقران ذیشان نے جواب دیا کہ ہمکو لوح طلسمی سے یہی ہدایت ملی ہے کہ اکیلے سوئے
شمال جاؤ کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جاؤ پس ہم خلاف حکم لوح طلسمی تم سب کو اپنے ہمراہ کیونکر
لے جا سکتے ہیں یہ سنکر بحرین جادو دو ملکہ و یدبیضا سحر ساز جادو دو ملکہ بہار رنگین پوش جادو نے عرض کیا
کہ اچھا آپ حسب ہدایت لوح طلسمی عمل کیجئے تنہا یہاں سے جانب در بند اول طلسم زلزلہ چلئے
ہم اسی جا قیام پذیر رہیں ہمیں بذریعہ تاثیران سحر آپ کے حالات سے ہمیں اطلاع ہوتی رہے گی کیفیت
راہ سے بھی آگاہی ہوتی رہے گی وقت ضرورت راستہ صاف پاکر ہم سب آپ کی خدمت میں
پہونچا کریں گے مگر خواجہ طیفور کر دیا نے عرض کیا کہ اے آقا سے نامدار یہ جان نثار و وفادار
آپ کے ہمراہ ضرور چلے گا مگر آپ کو تنہا دشمنان بد کیش میں جانے دے گا ہمراہی اس خادم کی
بکار آمد حضور ہوگی راہ طلسم میں پا بچا کر و فریب ساحران ناہنجار و دشمنان خونخوار سے حتی الامکان
بچانے کا عیاری و مکاری کرے گا صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے برادر وفادار حکم
لوح طلسمی سے ہم لاچار ہیں ورنہ ہم تمکو اپنے ہمراہ ضرور لے جاتے تنہا برائے فتح طلسم زلزلہ جاتے
واقعی اگر تم ہمارے ساتھ چلتے تو ہر جگہ ہمکو دشمنوں کے شر و ایذا سے بچاتے سوا اس کے
تمہارے ہمراہ ہونے سے ہمکو ہر طرح کی راحت ہوتی مطلق تکلیف نہ ہوتی تمہاری رائے سے
با بچاؤ راہ طلسم میں کام کرتے مگر لاچار ہیں کہ حکم لوح طلسمی یہی ہے کہ اکیلے جاؤ کسی کو اپنے ساتھ
لیکر نہ جاؤ خواجہ نے عرض کیا کہ آپ کا فرمانا بجا و درست ہے لیکن میں ضرور چلوں گا وانے
اس خادم و جان نثار سے یہ کہ اپنے مالک و آقا کو اکیلا دشمنوں میں جانے دے اور بر خود ساکت رہے

اگر آپ مجکو ساتھ نہین لیے جاتے ہین تو اتنی ہی اجازت دیجیے کہ عقب سواری حضور بہت دور
دور رہون آپکے حال سے آگاہ رہون صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ ہم اسکی بھی
تمکو اجازت نہین دیتے ہین الا تمکو اس بارے مین اختیار ہی خواجہ یہ سنکے خوش ہوے دل مین
خیال کیا کہ اگر زبان سے نہ کہا اور اس بارے مین اختیار دیا تو گویا میری مراد دلی برآئی یہ خیال کرکے
خاموش ہوے صاحبقران سپاہ سے رخصت ہوکر بسم اللہ کہکر مرکب پر سوار ہوکر موافق ہدایت
لوح طلسمی جانب شمال یکہ و تنہا روانہ ہوے ہر ایک نے دعاے فتح و ظفر کی جب صاحبقران
دور تر چلے گئے خواجہ طیفور گردپا بھی بصورت مبدل بانیت تمام عیاری کے اپنے تن پر آراستہ
کرکے عقب صاحبقران سپاہ سے رخصت ہوکر روانہ ہوے حال ان کا بمقام مناسب
لکھا جائیگا اس جگہ اول حال صاحبقران بیان کیا جاتا ہی کہ یہ حسب ہدایت لوح طلسمی
سمت شمال روانہ ہوے اثناے راہ مین سیر کوہ و صحرا کرتے ہوے جا بجا تماشاے قدرت خدا
و شان خدا کا کرتے ہوے گھوڑے کو بڑھاے ہوے چلے جاتے تھے دو پہر روز تک برابر
رہروی کرکے ایک صحراے سبزہ زار فرحت آثار مین پہونچے دیکھا کہ عجب صحراے سبزہ زار ہی
کہ رشک باغ پر بہار ہی دامن صحرا مین ایک کوہ سنگ مرمر کا ہی اُس پر جو آفتاب کی شعاع پڑتی
ہی ایسی چمک ہوتی ہی کہ گویا برق چمک جاتی ہی صحراے سبزہ زار اُسی روشنی و چمک سے پُر نور و
روشن ہوتا ہی درہ کوہ سنگ مرمر قابل دید ہی دور سے نہایت خوشنما معلوم ہوتا ہی کوہ مذکور
مانند دل مومن و عارف کے صورت آئینہ صاف و پُر نور ہی اُس کی طرف دیکھنے سے نظر خیرگی
کرتی ہی سبزہ صحرا نہایت تازہ و شاداب ہی نرم و نازک ایسا ہی کہ فرش مخمل سبز اُس کی نرمی و سبزی
سے شرمندہ و خجل ہی باوجود وقت نصف النہار ہونے کے اس صحرا مین ہواے سرد چل رہی
ہی جا بجا گلہاے خود رو طرح طرح کے شگفتہ ہین بہار اپنی دکھا رہے ہین ہر ایک گل سے رنگ قدرت
خدا و صنعت صانع لم یزل ہویدا و آشکار ہی طائران صحراے سبزہ زار اپنی زبان مین حمد و ثناے
پروردگار خالق لیل و نہار کر رہے ہین ہر ایک طائر خوش الحان ہی مختلف رنگ و آواز رکھتا ہی
صاحبقران عالی وقار اُس صحراے سبزہ زار کی سیر کرکے بہت خوش ہوے اور اُس کوہ کو ملاحظہ
کرکے شاد ہوکر حمد و ثناے الٰہی اپنی زبان پر جاری کرنے لگے چونکہ دو پہر تک برابر قطع راہ
کی تھی تشنگی و گرسنگی سے عجب حال تھا خصوصا خواہش طعام زیادہ تر تھی اُس صحرا مین کوئی شے
ایسی نہ تھی کہ جس کو کھاکر سیر ہوتے لاچار ارادہ کیا کہ چرند و پرند سے کسی چوپاے حلال کا شکار
کیجیے یا کسی طائر حلال گوشت کا صید کیجیے اور اُس کے کباب اپنے ہاتھ سے مجبوری تیار کرکے کھائیے
بعد ازان اس صحرا سے آگے روانہ ہوجیے ابھی صاحبقران فکر صید و شکار مین تھے کہ ناگاہ
ایک آہوے سیاہ نہایت شوخ و چالاک درہ کوہ سے نکل کر صحراے سبزہ زار مین کلیلان
خرامان نہایت شوخی سے چلا چند قدم اُس نے راہ طے کی تھی کہ صداے سم مرکب
صاحبقران اُس وحشی کے کان مین گئی چوکنا ہوکر صاحبقران کو دیکھکر جست و خیز کرتا
ہوا روانہ ہوا صاحبقران نے بھی اُس کو دیکھکر خوش ہوکر کمان دوش سے ترکش سے
تیر نکال کر چلہ کمان مین جوڑ کر مرکب کو جولان کرکے تاک کر اُس کے سینے پر تیر مارا وہ تیر کارگر ہوا
سینہ آہو پر پڑا اور پیوست ہوا آہو تیر کھاکر زیادہ بھاگا مگر بوجہ زخم کاری کے زیادہ بھاگ نہ سکا

مجبور ہو کر بالائے سبزہ شاداب گر کر مانند مرغ نیم بسمل کے تڑپنے لگا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ بعد خوشی مرکب سے اتر کر خنجر بکف واسطے ذبح کرنے اُس آہوے تیر خوردہ و
بسمل کے گئے بڑھے جب اُس کے نزدیک پہونچے دیکھا کہ ایک ساحر تیر خوردہ مردہ پڑا ہی
سینے سے اُس کے لہو جاری ہی یہ واقعہ حیرت افزا دیکھکر نہایت تعجب ہوا اور تشنگی و گرسنگی
اُس عالم حیرت میں گویا دفع ہوگئی تھوڑی دیر تک اُس ساحر جوان و کریہ منظر کو نزدیک سے
دیکھا کیے بعدہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اپنی زبان پر جاری کر کے دل میں خیال کیا کہ
اے سلطان کیوان شکوہ اس صحرا نوردی میں بحالت فاقہ و گرسنگی یہ امر تھا کہ شکار آہو کر کے
اُس کے کباب تیار کر کے کھائیے سیر ہو کر آگے روانہ ہوجیے بعد جستجو و محنت و کوشش ایک
آہوے سیاہ کو صید بھی کیا تو وہ آہو نہ تھا دراصل ساحر تھا مقدر میں بھوکا پیاسا ہی رہنا تھا
دیکھیے اب اس صحرا میں آب و طعام کب میسر ہوتا ہی یہ پہلی ہی منزل ہی صرف اسقدر لشکر ساحران
سے جدا ہوئے دو ڈھائی پہر کا زمانہ گذرا ہی راہ طلسم زلزلہ تمام و کمال طے کرنے میں کیا تکلیف اور
صعوبت ہوگی تنہائی برائے صحرا نوردی و مسافری اچھی نہیں ہوتی لیکن یہ مقدمہ طلسم کشائی ہی یہاں
تنہائی ہی موافق حکم لوح طلسمی ضرور ہی دیکھیں تا فتحیابی طلسم زلزلہ کیا کیا مصائب درپیش آتے ہیں
خداوند عالم ہی اعانت و مدد کرے گا تو سب مشکلیں آسان ہونگی ہنوز صاحبقران ذیشان تقریر
مرقوم اپنے دل میں کر رہے تھے کہ یکایک درہ کوہ سنگ مرمر سے دو عورتیں ساحرہ ایک ضعیفہ
مسماۃ ملکہ سحر جادو دوسری نوجوان نہایت خوش جمال تازہ عروس مہندی سے ہاتھ پاؤں
رنگین ملبوس عروسانہ پہنے ہوئے سر برہنہ نالان و گریان سینہ و سر پیٹتی اور نالہ و فغان
کرتی ہوئیں باہر آئیں صاحبقران موصوف اُن عورتوں کو دیکھکر متحیر ہوئے خیال کرنے لگے
کہ نہیں معلوم یہ دونوں عورتیں کون ہیں کیوں اسقدر بیتابی و بیقراری سے نالہ و فغان برلب با حال
پریشان چلی آتی ہیں کسی صدمہ و رنج سخت میں مبتلا ہیں کہ ایسی مضطر و نالان ہیں ابھی اُن
عورتوں کی طرف دیکھ رہے تھے کہ وہ نالہ کنان قریب تر آکر اُس ساحر مردہ پر بیتابی و بیقراری
سے گر کے بین کرنے لگیں خصوصاً وہ ساحرہ ضعیفہ اس طرح نہایت بیقراری سے سر و سینہ پیٹکر
نالہ و فغان کر کے بین جگر خراش کرنے لگی کہ اے نور نظر پارہ جگر اے فرزند دلبند اے
آہوے جادو افسوس ہزار افسوس کہ اس نوجوانی میں تیر کھا کر تو نے رحلت کی مجھ ماں دکھیا کو
واسطے رونے پیٹنے کے چھوڑا اپنے ساتھ مجھے نہ لیا تو ہی میری ضعیفی کا عصا تھا تو ہی میرا نور نظر تھا تیرے
مرنے سے جہان میری نظروں میں تیرہ و تاریک ہی کچھ دکھائی نہیں دیتا ہی آنکھوں کی بینائی تیری رحلت
سے جاتی رہی ہی درد جگر سے قوت نشست و برخاست باقی نہیں رہی ہائے اے تازہ دولہا میرے
بچے اکلوتے کس بیدرد و ظالم نے تجھ ایسے نوجوان نئے دولہا کو بے جرم و خطا تیر لگا کر مار ڈالا میری
اس بہو نسیان جادو کو کہ چار دن کی بیاہی ہوئی ہی رانڈ کر دیا جس نے تجھکو ہلاک کیا ہی وہ بھی جلد
کسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہو جائے پردہ دنیا سے اٹھ جائے نام و نشان اُس کا صفحہ دنیا پر باقی
نہ رہے جوانی اُس کی بھی خاک میں ملجائے اُس کی مادر و زوجہ بھی مثل ہم دونوں کے نالہ و فریاد
اُس کے غم و الم میں کریں اے میرے کڑیل جوان اے میرے فرزند تیری زوجہ نو عروس تیرے
لاشے پر سر کھولے نالان و گریان آئی ہی ذرا آنکھیں کھول کر دیکھ تو سہی تیرے غم میں تیری عقل

نئی عروس کی کیا حالت ہوگئی سر کھولے سو پریشان نالان و گریان سینہ و سر پیٹ رہی ہے کچھ اسکو تسکین
ایسے تیرے غم مین یہ نو عروس بھی زندہ نرہے گی غالبًا مرجاے گی اسیطرح اسکی زندگی کیونکر بسر
ہوگی کیا بد قسمت تھی کہ چار ہی دن مین عروس بنکر رانڈ ہوگئی ابھی تو رنگ حنا بھی دست و پا
سے اسکے دور نہین ہوا ہے شرم و حیا بھی نہین گئی ہے گھونگٹ بھی اس نے نہین اٹھایا ہے
لباس عروسی بھی نہین بدلا ہے حسن و جمال مین لاثانی ہے مجکو اس کا حسن و جمال بہت پسند تھا اسکی
صورت کو دیکھکر خوش ہوتا تھا بے اختیار یہی کہتا تھا کہ میری زوجہ کیا حسین و خوش جمال ہے
کہ رشک پری ہے میری خوبی مقدر سے مجھے ملی ہے اسوقت وہی زوجہ خوبرو تیری تیرے
لاشہ خون آلود پہ بیٹھی ہوئی رو رہی ہے جان اپنی کھو رہی ہے ہاے یہ شادی راس نہ آئی خانہ بربادی
ہوئی تیرے باغ جوانی و زندگی پر دفعۃً خزان آئی اے میرے پیارے بچے کس ساعت بد مین
تو گھر سے بصورت آہو بنکر واسطے ہواخوری کے اس صحرا مین درہ کوہ سے نکل کر آیا تھا کہ پھر لوٹکر
جانا نصیب نہوا گھر بار کو چھوڑا جنگل کو بسایا دنیا سے سفر کیا تجھ مادر کی ضعیفی پر کچھ رحم نہ کیا اپنی عروس
نو کا بھی کچھ خیال نہ کیا ہم دونون کی طرف سے منھ کو موڑا ساتھ چھوڑا تو نے تو پھر کسی ظالم کا سینہ
ناوک پر کھاکر اس عالم عنفوان شباب مین جان دی قلب و جگر ہم دونون کے سہام غم و الم سے
ایسے زخم رسیدہ ہوے ہین کہ اندمال ان کا کسی مرہم تدبیر سے نہین ہوسکتا ہے تیرے مرنے کا
وہ داغ جگر مین پڑا ہے کہ اس کا علاج ہو ہی نہین سکتا ہے کسی طرح سے دفع نہین ہوسکتا کوئی
حکیم و طبیب تیرے داغ مرگ کا علاج نہین کرسکتا ہے یہ داغ بعد مرنے کے بھی جگر سے نہ جاے گا
یہ غم تیرا جلد مجکو ہلاک کرےگا اچھا ہے کہ بعد تجھ ایسے نوجوان پسر کے زندہ نہ ہون کیا خوشی ہو
اگر ابھی روتے روتے مرجاؤن بعد مرگ تجھسے ملون کیونکہ بعد تیرے خاک ہے زندگانی دنیا پر
لطف حیات اپنا تجھی تک تھا بعد تیرے لطف حیات باقی نہین رہا ہے دنیا آنکھون مین اندھیر ہو گئی کچھ
سوجھتا ہی نہین ہے ہزار حیف تیرے گلشن شباب پر کیسی خزان آئی کس کی نظر تجھے کھا گئی کچھ بھی
لطف جوانی نہ دیکھا گیا جلد باغ عالم سے سواری تیری سوے عدم گئی کوئی نشانی عیال سے بھی
سواے اہلیہ نہ چھوڑی اسی طرح تا دیر بین جگر خراش اس نے ایسے کیے کہ صاحبقران موصوف بھی
اس کے بین سنکے اور اس کی بیتابی و بیقراری و گریہ و زاری پر نظر کرکے بے اختیار رونے لگے
بھوک پیاس اپنی بھول گئے بعد آبدیدہ ہونے کے اس ضعیفہ سے کہا کہ اے مخدومہ بس اب زیادہ
نالہ و بیقراری و گریہ و زاری نکر صبر کر جو کچھ تیری تقدیر مین تھا اس کا ظہور ہوا ہمارے ہاتھ سے تیرے
فرزند کو تیر مارکر نا دانستہ ہلاک کیا ہے یہ خطا ہمین سے ہوئی ہے ہمین نہ معلوم تھا کہ لباس آہو مین
تیرا فرزند ہے ہمنے ظاہر آہو کو تیر مارا تھا باطن کے حال سے ہمین آگاہی نہ تھی کیونکہ یہ بچہ
بزور سحر بنا اور صحرا مین آیا کہ ہمارے تیر سے راہی ملک عدم ہوا خیر اب ہم عذر اپنی نادانستگی کا تجھ سے
کرتے ہین ہماری خطا معاف کردے اور اب لاشہ اس کا اٹھا موافق اپنے مذہب کے اس کی
میت کے جاکر آگ مین جلا یا زیر خاک نہان کر رونے پیٹنے سے اب کچھ فائدہ نہوگا لڑکا تیرا زندہ
نہو جاے گا جو کوئی سوے عدم گیا اس کا پھر دنیا مین آنا مشکل ہے ہان اگر خدا چاہے تو اپنی قوت
کاملہ سے ابھی زندہ کردے اس کے نزدیک آسان ہے ضعیفہ مذکورہ نے سراپاے صاحبقران
پر نظر کرکے پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے نام تیرا کیا ہے واقعی عذر تیرا درست و بجا ہے تو بے خطا ہے

تمہارا تو نے میرے فرزند دلبند کو قتل نہیں کیا ہے پر وہ آہو ہیں تو نے اس پر تہمت لگایا ہے مگر قاتل میرے
فرزند کا تو ہی ہے ہم دونوں عورتیں ہیں اس نوجوان قوی ہیکل کی میت کو کیونکر اٹھا سکیں
یہان سے کیونکر لیجائیں آگ میں تو اپنے گلبدن گل اندام کو نہ جلاؤنگی لیکن زیر خاک
نہان کرونگی تا زندگی اس کی قبر پر جا کر رویا کرونگی اس اپنے فرزند بلند نشان کے نشان
تربت ہی کو دیکھا کرونگی صاحبقران نے جواب دیا کہ اے ضعیفہ آگاہ ہو کہ ہم مسلمان ہیں
سب مجھ کو صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کہتے ہیں ہم ہی طلسم کشاے طلسم زلزلہ ہیں تو
پریشان خاطر نہو ہم بھی تیرے فرزند مردہ کی درستی سامان تجہیز میں کچھ شرکت کریں گے
کیونکہ ہمارے سبب سے ہی وہ کشتہ مارا گیا ہے پھر شمشیر آبدار سے چند تختے و ٹہنیاں ایک درخت
کی کاٹ دیں اور تختہ بیحال سے نرم مانند ستلی پا پلنگ کے نرم و مضبوط کمی تنہ درخت و تختہ ہائے
درختان سے مانند نیش [?] برگد کے لاکر موجود کر دی اس اثنا سے میں دو چار ساحر آکر انھوں نے
بطور ٹکٹی کے اس پر نرم درختان و پوست نرم درختان و ریشہ برگد وغیرہ سے باندھکر ہرا
مردہ پر دا ہے اک ساتھ درست کی پھر آہو سے جادو کو کفن میں نہان کر کے اس ٹکٹی پر لٹاکے
پھر اس کو ڈال کر دوش پر اٹھا کر ذکر عقاید دین کا بلند آواز سے کرتے ہوے سوے قبرستان
چلے مسخر جادو اور آہو سے جادو و نسیان جادو زوجہ نوعروس آہو سے جادو نالہ و فغان
کرتی ہوئی ان کے عقب میت مذکور چلیں چونکہ صاحبقران کشورستان نے آہو سے جادو کو غزال
صحرائی سمجھکر تیر مارا تھا اس کی شرمندگی و انفعال سے انھوں نے بھی مشایعت جنازہ مذکور کی
اور ایسا نسیان ہوا کہ لوح کو نہ دیکھا لوح طلسمی بالاے سینہ قبر پر قبا نہان رہی بوجہ نسیان کے
یا بجہت سحر ہر دو ساحرہ مذکورہ مبتلاے سحر ہوکر لوح کو نہ دیکھا محض لوح کو بھول ہی گئے مطلق
خیال لوح کے دیکھنے کا دل میں نہ آیا الحاصل بعد قطع راہ قبرستان میں پہونچے قبر کھودی گئی
میت مذکور درون قبر رکھکر بدستور و قاعدہ مروجہ اپنے مذہب کے قبر بنائی گئی مسخر جادو و نسیان
جادو دونوں قبر سے لپٹ کر رونے پیٹنے لگیں نسیان جادو نے اس حالت گریہ و زاری
میں گھونگٹ اپنا اٹھایا کچھ خیال شرم و حیا کا غم و شور میں نہ کیا علاوہ اس کے رخ زیبا اپنا
صاحبقران کشورستان کو دکھانا بھی منظور رکھتا اور اپنے حسن پر مائل کرنا بھی مقصود خاطر تھا
اسی سبب سے اس نے خیال پردہ و شرم نہ کیا صاحبقران نے جو اس کے چہرہ زیبا پر نظر کی
رشک پری اور غیرت بتان جہان اس کو پاکر دل اس کو دیا عاشق و مائل اس ساحرہ حسینہ
پر ہوے اب اس کے عشق میں صورت اس کی دیکھکر ایسے محو دیدار ہوے کہ ذرا بھی خیال
لوح طلسمی کے دیکھنے کا نہ کیا دھیان طلسم کشائی دل سے دور ہوگیا اس کے عشق میں مبہوت
ہوکر بیخود ہوگئے جب یہ دونوں عورتیں خوب رو پیٹ چکیں قبر سے اٹھکر آہ و فریاد و بکا کرتی ہوئیں
اپنے گھر کی طرف چلیں صاحبقران بھی ان کے ساتھ ساتھ چلے یہان تک کہ وہ داخل دروازہ
سنگ مرمر ہوکر اپنے مکان کے دروازے پر پہونچیں وہ چند ساحران سے رخصت ہوکر چلے گئے
جب ہر دو ساحرہ مذکورہ نالہ کنان اپنے گھر میں داخل ہوئیں صاحبقران بھی ان کے ہمراہ داخل
مکان ہوے دیکھا کہ ایک مختصر مکان ہے نہ بہت وسیع ہے نہ چھوٹا ہے اسباب ضروری سے آراستہ
ہے قریب صحن ایک چٹان پتھر کی پڑی ہے برابر اس کے مثل حوض کے ایک غار کم از قد آدم ہے

پانی اُس مین بھرا ہوا ہی کچھ ظروف پیتل کے اُس کے پاس رکھے ہین ابھی صاحبقران سوے
مکان وصحن مکان دیکھ رہے تھے کہ وہ دونون عورتین اسی پتھر کی چٹان پہ بیٹھکر پانی اُس
حوض سے لے کر نہائین بعدہٗ دوسرے لباس انھون نے پہنے بعد پہننے پوشاک کے
صاحبقران سے مخاطب ہوکر سحر جادو نے کہا کہ اے جوان رحمدل ہم تو اپنے فرزند
کے مرنے سے گویا مر گئے کیونکہ اب زندگی کیونکر بسر ہوگی اس گھر مین وہی ایک مرد تھا کس کس طور
سے محنت ملازمت کرکے اسقدر روپیہ لاتا تھا کہ ہم عورتون کی اوقات بسر ہوتی تھی اب بھوکے
رہ کر ایک روز مر جائینگے بلکہ مین تو دشمنون کے خیال سے اس درہ کوہ و صحرا مین سکونت پذیر
ہوئی تھی یہان بھی راحت و آرام سے زندگی بسر ہوتی فرزند نوجوان مارا گیا کوک اُجڑ گئی
مین ضعیف ہون خاوند بھی میرا مر گیا دوسرا لڑکا پیدا ہونے کی بھی امید نہین ہی یہ جو میری
بہار زندگی بیاہی ہوئی رانڈ ہوگئی ہی صاحب حسن و جمال ہی اس کی زندگی عزت و آبرو سے کیونکر بسر
ہوگی ضرور ہی کہ بے عزتی ہوگی صورت بدنامی پیش آئے گی یہ کہکر بے اختیار رونے لگی صاحبقران
نے جواب دیا کہ اے ضعیفہ صبر کر محتاجی کا اندیشہ نکر ہم تجکو واسطے صرف روزمرہ کے اسقدر روپیہ
دین گے کہ بآرام تم دونون کی زندگی بسر ہوگی اُس نے کہا کہ اب مشکل یہ بھی ہی کہ مردون مین
کوئی نہین ہی کہ جو ہمارے دین کے موافق کریا کرم کرے تمکو لازم ہی کہ مثل ہمارے تم بھی سب
کپڑے اُتار کر بعد و لنگی باندھ کر نہاؤ کیونکہ رسم ہمارے دین مین یہی ہی کہ بعد دفن کرنے میت
کے نہاتے ہین علاوہ عزیز داران میت کے اغیار بھی جو شرکت و مشایعت جنازہ کرتے ہین وہ
بھی بعد دفن کرنے میت کے نہاتے ہین اگر تمنے مشایعت جنازہ کی ہی تو اب نہاؤ بھی اور اب
اس گھر مین رہو اس گھر کو اپنا گھر جانو میری بہو تمھاری خدمت کرے گی مین بھی تمھارے حق مین
دعا کرون گی کہ ایسے وقت مین تمنے میری شرکت و اعانت کی صاحبقران نے اُس کی
تقریر سنکے کریا کرم کرنے کا تو اقرار نہ کیا لیکن نہانے کے واسطے موجود ہوے کپڑے اپنے اُتار
اُتار کر رکھنے لگے لوح طلسمی کے بھی اُتار کر رکھنے کا ارادہ کیا یہان تو صاحبقران کپڑے
اُتار چکے ہین لوح طلسمی گلے مین سے اُتار کر رکھنے کی فکر مین ہین نہانے کا ارادہ ہی ان کو تو اسی
حال مین چھوڑا جاتا ہی اور اب حال خواجہ طیفور کر دیپا کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہ جو عقب مین
صاحبقران کشورستان کے چلے جاتے تھے دور دور صاحبقران سے راہ طے کرتے
ہوے صحرا نورد تھے جب صاحبقران صحراے سبزہ زار مین پہونچے تھے اور آہو کو تیر مارا تھا اور
مشایعت جنازہ صاحبقران نے کی تھی بعدہٗ داخل درہ کوہ ہوے تھے یہ سب حالات خواجہ
نے دور سے دیکھے تھے دل مین خیال کیا کہ کیا بات ہی جو یہ امر خلاف شرع اور خلاف شان
صاحبقرانی و مسلمانی ان سے ظہور مین آیا ہی اور درہ کوہ مین ہمراہ عورتون کے کیون گئے ہین
ذرا چل کے دیکھنا چاہیے مبادا کسی آفت و بلا مین مبتلا ہو جاوین یہ خیال کرکے ایک درخت کے
نیچے بیٹھکر رنگ و روغن زنبیل سے نکال کر آئینہ روبرو رکھکر صورت اپنی ایک جوان خوش رو
ساحر کی بنائی پوشاک بھی مانند لباس ساحرون کے زیب تن کیا پھر جھولی اسباب عیاری سے بھری ہوئی
دوش پر رکھکر قرسول ہاتھ مین لے کر سوے درہ کوہ مع تجملات تمام روانہ ہوے بعد قطع راہ
در کوہ دروازہ مکان سحر جادو پر مرکب امید یاوری کو دیکھکر دروازہ کھلا ہوا پاکر اندر گھر کے

داخل ہوئے اور صاحبقران کو کپڑے اور لوح طلسمی اُتارتے دیکھکر نہانے پر آمادہ پاکر غضبناک
ہوکے کہا کہ اے جوان ناآشنا تو کون ہی اس گھر مین کیون آیا ہی کیا ارادہ ہی نہانے کا ارادہ
کیون کیا ہی کیا کرنا چاہتے کا صاحبقران نے نہ پہچان کر برہم ہوکر جواب دیا کہ او ساحر تند خو آگاہ ہو
کہ نام ہمارا سلطان کیوان شکوہ ہی خاص و عام ہمکو صاحبقران کہتے ہین ہمین طلسم کشائے
طلسم زلزلہ ہین اس مکان مین صاحبہ خانہ کی اجازت سے آئے ہین بلکہ صاحب مکان کے ہمراہ
آئے ہین اب یہ مکان گویا ہمارا ہی ارادہ نہانے کا کیا ہی کپڑے اتارے ہین تو کون ہی کہ بے اجازت
صاحب خانہ گھر مین چلا آیا ہی یہان تیرا کیا کام ہی دور ہو یہان سے عورتین بھی اس مکان مین ہین
تجکو کچھ کسی کے ناموس کی بے پردگی و بے عزتی کا بھی خیال نہوا دلیرانہ مکان مین گھس آیا ساحر مذکور
نے چین بجبین ہوکر باواز سخت و درشت جواب دیا کہ مین صاحب مکان فوت شدہ کا دوست و برادر
ہون اُس کے مرنے کی خبر سنکے راہ دور دراز سے آیا ہون برادر فوت شدہ کا وارث مین ہون
مین ہی کریا چاہو لگا ہٹ جا کہ مین نہاؤن بلکہ اس مکان سے نکل جا تجکو مین نہین پہچانتا کبھی مین نے
تجھے یہان آتے نہین دیکھا ہی اگر میرے کہنے پر عمل نکرے گا اور کہے بہین کہ یہان سے
نکل نجائے گا تو ابھی ایک تیغ سحر مارکر کام تمام کرون گا یہ کہکر اپنی جھولی سے ایک نارنج نکالا
صاحبقران نے اُس کی سخت کلامی سے نہایت برہم ہوکر قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا تلوار کو علم کرکے
اُٹھنے کا ارادہ کیا اُسوقت اُس ساحر نے کہا کہ واہ واہ اے صاحبقران اسی منہ پر طلسم کشائی پر
کمر باندھی ہی دعوی طلسم کشائی کرتے ہو حسین عورت کو خوبصورت دیکھتے ہو اُس کے عشق مین بیہوش
ہو جاتے ہو کیا اسیر ہو جانے کا حوصلہ ہی یا لوح طلسمی چھین جانے کی آرزو ہی ذرا شرم و حیا کرو
لوح طلسمی دیکھو اپنے ہوش و حواس مین آؤ دام فریب ساحران مین گرفتار نہو منم خواجہ طیفور گردپا
آپ کی بہبودی کے واسطے یہان آیا ہون ہوشیار و خبردار کرتا ہون کہ ان دونون ساحراون
کے دام مکر مین نہ آیئے گا صاحبقران یہ تقریر سنکے نادم و منفعل ہوکر ہوش مین آئے
لوح طلسمی کو جو پاس پیشت دیکھا کہ یہ دونون ساحرہ ہماری دوست ہین یا دشمن ہین لوح نے
ہدایت کی کہ اے طلسم کشا غضب کیا تھا تو نے کہ بغیر دیکھے لوح کے ان ساحراون کے دام فریب
مین گرفتار ہوکے اس مکان مین آکر کپڑے اتار کر نہانے کا ارادہ کیا تھا خیر ہوئی کہ تجکو تیرے
ہشیار نے آگاہ کیا اگر لوح بھی اتار کر رکھ دیتا اور نہانے مین مصروف ہوتا تو ان دونون مین سے
ایک ساحرہ لوح طلسمی لیکر شیشہ مین اپنے تجکو مبتلا کرکے اسیر کرلیتی یہ دونون ساحرہ تیری
دشمن جان ہین دوست نہین ہین اگر ممکن ہو تو ان کو بضرب تیغ آبدار قتل کر صاحبقران موصوف
بحکم لوح سے آگاہ ہوکے سوے سحر جادو و نسیان جادو چلے اُنھون نے خواجہ کو سخت و بیہودہ
کہکر ارادہ کیا یہ دو سحر سے ہلاک کرنے کا لیکن خواجہ کلیم اُدھر کر غائب ہوگئے سحر جادو و نسیان
جادو نے طلسم کشائے موصوف کو جو تیغ بکف و لوح طلسمی در گلو اپنی طرف آتے دیکھا چند نارنج
و ترنج نارنگی کے سے فولادی مار کر اس مکان سے گریزان ہوکر جانب مرحلہ اول روانہ ہوئین
یہان صاحبقران کشورستان کے گلے مین لوح تھی کسی سحر نے ان کے تاثیر کی بعد بھاگ جانے
نسیان جادو و سحر جادو کے خواجہ طیفور گردپا نے کلیم اتار کر اپنے تئین ظاہر کیا صاحبقران
نے بہت محجوب و نادم ہوکر کہا کہ اے خواجہ کیا کار نمایان کیا ہی تمہاری عیاری و وفاداری کی

تعریف نہیں ہو سکتی ہے اگر تم تھوڑی دیر اور یہاں نہ آتے تو ہم لوح طلسمی بھی اتار کر نہلانے نسیان
جادو یا مسخر جادو کوئی یہ لوح طلسمی ضرور اپنے قبضے میں کر کے ہمکو بذریعہ سحر اسیر کر لیتی تمھارا
اسوقت یہاں آنا ہمارے حق میں بہت اچھا ہوا لوح طلسمی بھی نہ چھنی اور ہم بھی مبتلائے سحر
ہو کر اسیر نہوے واقعی ہم نسیان جادو کے عشق میں ایسے مبہوت و بیخبر ہو گئے کہ مطلق
طلسم کشائی و لوح طلسمی کے دیکھنے کا خیال نہ تھا خواجہ نے عرض کیا امیدوار ہوں کہ جو کچھ
میں نے بمصلحت آپ سے سخت کلامی وغیرہ ہنگام عیاری کی ہے اسے معاف فرمایئے آئندہ خیال
رکھیے گا کبھی کسی ساحر یا ساحرہ کے دام فریب میں گرفتار نہو جیے گا کسی کے حسن پر زمانہ طلسم کشائی
میں مائل نہ ہو جیے گا اگر مائل ہو جیے گا تو لوح طلسمی کو پہلے دیکھ لیجیے گا صاحبقران نے فرمایا
کہ اب ایسا ہی ہوگا حتی الامکان مکر و فریب ساحرات سے بچیں گے یہ کہکر گلیم سے نکلے خواجہ عمرو
نے جال الیاسی نکال کر جملہ اشیائے مکان مسخر جادو پر مار کر تمام مال و اسباب نذر زنبیل کیا
زمین پر نقش بوریہ بھی نہ چھوڑا بعد غارت مال و اسباب ہمراہ صاحبقران ممدوح کے اُس مکان
سے نکلے امیر با توقیر اپنے سمند تیز رو پر سوار ہوے خواجہ ہمراہ رکاب ہوے جب دروازہ کوہ سے
نکلے حسب الحکم لوح طلسمی بعد اکل و شرب صاحبقران ایک سمت روانہ ہوے خواجہ دروازہ کوہ
پر ٹھہر گئے جب امیر با توقیر دور تر مرکب کو جولان کر کے چلے گئے خواجہ بھی اُسی طرف بصورت مبدل
چلے فی الحال صاحبقران کشور ستان و خواجہ طیفور کردار کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال
مسخر جادو و نسیان جادو کا رقم کیا جاتا ہے کہ ہر دو ساحرہ مذکور جو بخوف طلسم کشا بھاگ کر در بند
اول میں گئی تھیں بعد قطع راہ مضطر و حیران با خاطر پریشان در بند اول پر پہونچیں دیکھا کہ مالک و
حاکم در بند اول حنظل جادو ایک قصر میں بیٹھا ہے اور اسکے گرد اُسکے ساحران نامی بیٹھے ہیں
گویا دربار دربار پر رونق ہے اُس کا آراستہ ہے بعد دیکھنے جانب اہل دربار و حنظل جادو کے مسخر جادو
و نسیان جادو نے سلام کیا حنظل جادو نے متردد ہو کر پوچھا کہ خیر تو ہے اسوقت گھبرائی ہوئی
یہاں کیوں آئی ہو مسخر جادو و نسیان جادو نے تمام حال طلسم کشا کے آنے کا عرض کر کے
ظاہر کیا کہ میرے فرزند آہو جیتا دو نے جان اپنی خیر خواہی خداوند میں دی اور مسخر جادو نیز
خیر خواہی حضور میں دریغ کر چکا تھا کہ لوح طلسمی طلسم کشا سے دستیاب ہو جائے پھر وہ گرفتار
ہو جائے چنانچہ حصول لوح طلسمی میں اور گرفتاری طلسم کشا میں کچھ ایسی دیر نہ تھی کمر سے وہ
اتار چکا تھا لوح طلسمی اپنے گلے سے اتار رہا تھا نہانے کا ارادہ کیا تھا ہم دونوں اسی فکر میں تھے
کہ یہ لوح طلسمی گلے سے اتار رکھے اور نہانے میں مصروف ہو تو ہم لوح طلسمی اپنے قبضے میں
کر کے طلسم کشا کو مبتلائے سحر کر کے اسیر کر لیں پھر حضور کی خدمت میں اُس کو لائیں اتنے میں اُس کا
عیار بصورت ساحرہ آیا اُس نے اُس کو ہوشیار کیا کہا کہ لوح کو دیکھو غافل نہو نہانے سے باز رہو
طلسم کشا نے اُس کے ہوشیار کرنے سے لوح کو دیکھا لوح نے اُس کو ہدایت کی وہ شمشیر کھینچ کر
ہمارے قتل کے واسطے اُٹھا ایسی حالت میں تو لوح طلسمی سے مجبور ہو کر اُس کو گرفتار نہ کر سکے وہاں سے
حضور کی خدمت میں آئے ہیں طلسم کشا ابھی ہمارے گھر میں ہوگا یہ واقعہ لائق اظہار تھا اسوجہ
سے حضور سے عرض کیا حنظل جادو نے تمام تقریر مسخر جادو کی سنکے بحر تردد میں غرق ہو کے کہا
کہ افسوس زمانہ بقائے طلسم نزدیک آخر ہوا طلسم کشا پیدا ہو گیا ظاہرا اب یہ طلسم فتح ہو جائے گا

لیکن فکر و کوشش رہائی اسیری طلسم کشا ضروری جہاں تک ممکن ہوگا خیر خواہی خداوند کرینگے
طلسم کو فتح ہونے دینگے طلسم کشا کو اسیر کر لینگے اسے سن کر جادو و نسیان جادو ہم تمہاری
تعریف کرینگے خیر خواہ کامل اپنا تصور کرتے ہیں واقعی تم نے عجب کام کیا تھا اگر عیار نے بنا ہوا
کام آکر بگاڑ دیا خیر اب ہم ساحروں کو برائے اسیری طلسم کشا روانہ کرتے ہیں تم بھی سلامت رہو
سحر جادو و نسیان جادو نے عرض کیا کہ چونکہ حضور نے از راہ قدردانی ہماری فکر و تدبیر و کوشش
کی تعریف کی ہے اور عزت افزائی مجمع ساحران نامی میں کی ہے تو اب ہم تدبیر گرفتاری طلسم کشا
کرنے کے لیے جاتے ہیں ابھی حضور اپنے مصاحبین و رفقا سے کسی کو بہر گرفتاری طلسم کشا کے
نہ بھیجیے پہلے دوبارہ ہماری کوشش کا نتیجہ دیکھ لیجیے حنظل جادو نے یہ تقریر ان دونوں ساحروں
کی سنکے خوش ہوکے ان کو انعام کثیر دیا انھوں نے عرض کیا کہ چند ساحرہ اور چند ساحر بغرض درستی
کاروبار و نیز تدبیر اسیری طلسم کشا ہمارے ہمراہ بھیجیے حنظل جادو نے موافق ان کی عرض
کے عمل کیا سحر جادو و نسیان جادو ان ساحروں کو لے کر سوئے درہ کوہ مرمر روانہ ہوئے یہاں کا
حال بمقام مناسب لکھا جائے گا فی الحال ذکر ان ساحروں اور سحر کے پیروں کا کیا جاتا ہے جو بوقت
قتل کوہر جادو میدان جنگ سے بھاگ کر سوئے دربار نائب خداوند روانہ ہوئے اور حال ان
سحر کے پیروں کا جو بعد مرنے کوہر جادو کے نالہ کنان سوئے طلسم زلزلہ گئے تھے اشتقاق جادو
وزیر دوم و نائب خداوند ہوشمست جادو کہ جس کی دختر کا نام زہرا سے سیمتن رشک حسینان
جہان سے ہے حسب دستور ایک روز بالائے تخت حکومت بیٹھا تھا جملہ ساحران اہل دربار دربار میں
موجود تھے علی قدر مراتب بیٹھے ہوئے تھے اور سارنگ بین رقاص و سازندگان یہ دونوں بھی دربار
میں بیٹھے تھے اشتقاق جادو نائب خداوند ہوشمست جادو اپنے رفقا و اہل دربار سے مخاطب
ہوکر کہہ رہا تھا کہ فی الحال کچھ حال طلسم کشا سے طلسم زلزلہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا
معلوم نہیں ہوا ساحران اہل دربار عرض کر رہے تھے کہ واقعی ان زمانہ کچھ حال طلسم کشا کا دریافت
نہیں ہوا فرمانا حضور کا درست و بجا ہے ظاہر وہ فکر حصول لوح طلسمی میں ہوگا لیکن دستیاب
ہونا لوح طلسمی کا ممکن نہیں ہے ہر چند کہ ملکہ دیدیہ سحر ساز جادو و رازدار طلسم اس کی شریک
ہو گئی ہے مگر اس کی شرکت سے بھی لوح طلسمی کا دستیاب ہونا دشوار ہے ابھی ساحران دربار یہ عرض
کر رہے تھے سازندگان بیٹھا ہوا سن رہا تھا اور کچھ سوچ کر مسکرا رہا تھا کہ یکایک سوئے [illegible] سے
صدائے نالہ و فریاد آئی اشتقاق جادو وغیرہ سب متردد ہوکر جانب فلک دیکھنے لگے ناگاہ ان سحر
کے پیروں نے با آواز دردناک پکار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس کوہر جادو محافظ لوح طلسمی
دست طلسم کشا سے مارا گیا ہم سب اس کے سحر کے پیر ہیں بعد اس کے مرنے کے برائے خبر رسانی
نالہ کنان یہاں تک آئے ہیں یہ کہکر وہ پیر سحر کے ایک جانب چلے گئے اشتقاق جادو وغیرہ کو اس
خبر کے سننے سے حیرت ہوگئی ہر ایک دنگ ہوا چہرہ ہر ایک کا فق ہوگیا رنگ رخ اڑ گیا دربار میں وہ
سناٹا ہوا گویا کوئی اہل دربار سے زندہ نہ رہا خصوصاً اشتقاق جادو کا تو یہ حال ہوا کہ چہرہ اس کا متغیر
ہوگیا آثار صدمہ و ملال و فکر و تردد چہرے سے ہویدا ہوئے تا دیر دریائے حیرت میں غرق رہا
بعد ازاں اہل دربار سے مخاطب ہوکر گویا ہوا کہ بڑا غضب ہوا طلسم کشا نے کوہر جادو محافظ
لوح طلسمی کو قتل کیا غالباً لوح طلسمی بھی حاصل کی ہوگی اب طلسم زلزلہ کا باقی رہنا مشکل ہے

نہیں معلوم طلسم کشا کو ہر جادو تک کیونکر پہونچا اُس کے مکان مسکونہ تک کون طلسم کشا کو لے گیا
یہ حال مفصل معلوم ہوا ہنوز اہل دربار نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ یکایک چند ساحران نابکار نالان
و بیقرار مضطر و بیتاب با حال پریشان و خراب دربار میں آ کے پہلے تو اشفاق جادو کو باادب
سلام کیا بعد اُسکے زار زار مانند ابر بہار اشکبار ہو کے فریاد و نالہ و فغان کرنے لگے اشفاق
جادو نے پوچھا کہ خیر تو ہے تم سب کیوں اسقدر فریاد و نالہ کناں ہو کیا مصیبت تم پہ پڑی ہے
بیان کرو ساحروں نے دست بستہ تمام حال ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و
ملکہ تجمر جادو و تجمرین جادو کے آنے کا اور کوہ بلورین پر مقیم ہونے کا اور رقعہ بدست تیلہ سحر ملکہ
آفاق جادو کو بیرا کے پیام شادی ملکہ تجمر جادو کے بھیجنے کا صدف جادو و ملکہ آفاق جادو
کے جانے کا تجمر جادو کو بیاہ کر لانے کا پھر ملکہ تجمر جادو کو مہر جادو کے پاس لانیکا تاریک سیاہ
جادو کے قتل ہونے اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ کے آنے کا طلسم کشا کے طلسم زلزلہ
کو اپنے ساتھ لانے کا اور گوہر جادو کا بعد جنگ عظیم گرفتار ہو کر قتل ہونے کا مفصل بیان کیا
اشفاق جادو وغیرہ کو تو پہلے ہی خبر معلوم تھی ان ساحروں سے مفصل حال دریافت ہوا اشفاق
جادو نے ان ساحروں کو حکم دیا کہ تم جا کر داخل لشکر ساحران ہو ہمارے لشکر میں جا کر شامل ہو کر
پریشان خاطر ہو کے بے اختیار اُسکی جانب حیرت و ملال میں کہنے لگا کہ اب کیا تدبیر کی جائے کیونکر
طلسم کشا سے جان بچائی جائے کیا ایسی فکر و کوشش کی جائے کہ جس سے طلسم زلزلہ دشمن سے محفوظ
رہے کسی اہل دربار اس باب میں تم کو کچھ رائے دو کہ ایسا کیا تدبیر کی جائے اکثر ساحران نابکار نے
عرض کیا کہ حضور نایب خداوند ہیں کوئی تدبیر معقول و مفید مطلب کریں یا ہم میں سے کسی کو سوئے
طلسم کشا روانہ کریں تاکہ وہ اُسکو جانب درہ طلسم زلزلہ جانے دے اثنائے راہ میں رو کے مکر و حیلہ و
فریب لوح طلسمی اُس سے لے کر اُسکو گرفتار کرے علاوہ اسکے پاسبان دربند کو فرمان روانہ کیجے
جائیں کہ وہ ہوشیار و خبردار ہو جائیں اشفاق جادو نے جواب دیا کہ سوا ان تدبیروں کے اور بھی
کوئی ایسی فکر و تدبیر ہے کہ جس سے یہ بلائے ناگہانی دفع ہو سب نے عرض کیا کہ ہمنے موافق اپنی
فہم کے جو کچھ عرض کرنا تھا عرض کیا سحر نگار نے کہا کہ اے نائب خداوند رائے دینا امر دشوار ہے
ہر ایک کا کام نہیں کہ جو امور سلطنت و دیگر کاروبار سے مرجوعہ ہیں بعقل سلیم غور و فکر کرکے رائے اپنی
ظاہر کرے چپ رہے ساحر اہل دربار سحر و ساحری سے خبردار ہیں ان کو ایسے معاملات میں
کیا دخل یہی افسوس ہزار افسوس ہا ہے خداوند سامری پر ایسا اس طلسم زلزلہ کو جائے امن و
امان تصور کرکے یہاں آ کے مقیم ہیں ہم بھی ان کے ساتھ سیر گلستان باختر سے یہاں تک آیا تھا
خیال تھا کہ یہاں بے خوف و خطر دشمنوں سے زندگی بسر ہوگی راحت و آرام سے رہیں گے آج
اخبار کے سننے سے ثابت ہو گیا کہ یہاں سے بھی خداوند سامری کو بھاگنا ہوگا صاحبقران کے
ہاتھ سے یہاں بھی آرام بیٹھنا نصیب نہ ہوگا اے اشفاق جادو آگاہ ہو کہ اب یہ طلسم باقی رہتا
نظر نہیں آتا فتح ہو جائے گا قدم صاحبقران جلد تر یہاں آئیں گے یہ طلسم تباہ و برباد ہو جائے گا کوئی
ساحر زندہ نہ بچے گا سب کو صاحبقران تہ تیغ کریں گے لوح طلسمی اُن کو دستیاب ہو گئی ہے پہلا
ایسا یہ طلسم فتح ہونے سے محفوظ بھی رہ سکتا ہے پہلے حفاظت لوح طلسمی کہ جو کنجی ہے کیونکہ طلسم
لوح طلسمی کو رکھا جانب حفاظت لوح و اسیری صاحبقران سے غفلت کی اسی خیال میں رہئے کہ

طلسم کشا بے دست و پا ہے کوئی اُس کا معین و مددگار نہیں ہے کیونکہ لوح طلسمی اُس کو دستیاب ہوگی
یہ طلسم بھی ہیچ ہوکر فتح کرے گا اس بات سے بے خبر ہے کہ اہل اسلام کی مدد اُن کے خدا کی طرف سے
ہوتی ہے کہ زمین و آسمان سے اُن کے معین و مددگار پیدا ہو جاتے ہیں مشکلیں اُن کی آسان ہو جاتی ہیں
جہاں وہم و گمان بھی پہونچنے کا نہو یہ لوگ وہاں پہونچ جاتے ہیں دشمن ان کے دوست ہو جاتے
ہیں بیشتر ایسا بھی ہوتا ہے کہ گھر ہی سے آگ لگ جاتی ہے جیسا کہ یہاں ہوا دیکھئے نہ دیدبہ سحر ساز جادو
اور اُس کی نواسی اور بھانجی یہ سب دشمن اُس کے اور بہزاد ابر شہنشاہ ساحران ہود سرمست
جادو کے تھے مگر صاحبقران کی خوش اقبالی سے اُن کے شریک ہوگئے عجب نہیں کہ ان تینوں
ساحراؤں سے کوئی ساحرہ اُن پر عاشق بھی ہوئی ہو اسی عاشقی میں صاحبقران کو گوہر جادو
محافظ لوح طلسمی کے مکان تک لے گئی ہو جیسا کہ ابھی چند ساحروں کی زبانی مفصل حال آپ نے
سنا ہے اب متردد ہونا بے سود ہے جو ہونا تھا وہ ہوگیا زمانہ بربادی طلسم زلزلہ قریب آگیا پہلے اگر
میری رائے لی جاتی تو یہ انجام نہوتا لوح طلسمی ہاتھ سے نہ جاتی گوہر جادو و آتشبار جادو فرد حکم
چالوس نائب خداوند اور ابر باران جادو قتل نہوتے یہ ہنگامہ برپا نہوتا اشتفاق جادو نے کہا کہ
اے ملک جی اب کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ جس سے یہ طلسم باقی رہے تباہ و برباد نہو فتح ہونے سے
باز رہے سنگان نے جواب دیا کہ اگر پہلے میری رائے پر عمل کیا جاتا تو بہت ہی بہتر ہوتا اور
اب اگر میری رائے پر عمل کیا جائے گا تو مثل وقت گذشتہ کچھ فائدہ بہبودی بظاہر نہوگی میں رائے اپنی
سر دربار ظاہر نکروں گا مجکو اپنے خداوند ہود سرمست جادو کی خدمت میں لیے چلو وہاں جا کر
کچھ اُن سے عرض کروں گا اور اپنی رائے بھی ظاہر کروں گا سوا اس کے خبر قتل گوہر جادو کی بھی
خداوند کو پہونچانا ضرور ہے اُن کو خبر سے اطلاع دینا بھی ضرور ہے اشتفاق جادو اسی وقت اُس کو
اپنے ہمراہ لے کر سوے شہنشاہ ساحران یعنی حاکم طلسم زلزلہ روانہ ہوا دربار برخاست ہوا
بعد قطع راہ اشتفاق جادو مع سنگان روبروے شاہ طلسم زلزلہ طلسم باطن میں پہونچا شاہ
طلسم کو با ادب سلام کیا سنگان نے بھی موافق قاعدہ سلام کیا ہود سرمست جادو نے اشتفاق
جادو سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ اسوقت تیرے یہاں آنے کا کیا باعث ہوا اور سنگان کو یہاں اپنے
ساتھ کیوں لایا اُس نے عرض کیا کہ اس نمکخوار قدیم کو کچھ عرض کرنا منظور تھا اور سنگان کو بھی حضور
سے کچھ التماس کرنا ہے شاہ طلسم نے کہا کہ بیان کر کیا عرض کرنا ہے اشتفاق جادو نے تمام حال گوہر
جادو کے قتل ہونے کا طلسم کشا کو لوح طلسمی دستیاب ہونے کا ملکہ آفاق جادو کے مسلمان
ہونے کا تیغ فنا اُس کے قبضے سے نکل کر قبضہ طلسم کشا میں آجانے کا جو کچھ سنا تھا مفصل با ادب
بیان کیا اُسوقت ہود سرمست جادو نے آہ سرد دل پر درد سے کی رنگ چہرے کا متغیر ہوگیا تصویر
تباہی و بربادی طلسم زلزلہ پیش نظر ہوگئی زندگی سے اپنی ناامیدی ہوئی تا دیر سر جھکائے رہا بعدہ
افسوس گوہر جادو نمک حلال و نمک خوار قدیم ہمارا مارا گیا لوح طلسمی طلسم کشا کو دستیاب ہوگئی
تیغ فنا جس سے ہماری قضا بانیان طلسم نے مقرر کی تھی وہ بھی قبضہ طلسم کشا میں پہونچ گیا
یہ سب امور ہوگئے لے اشتفاق جادو باوجود اس کے کہ ہمنے تجکو اپنا نائب کیا تھا اور تمام
بندوبست تیرے حوالے کیا تھا تو نے کچھ فکر اسیری طلسم کشا نہ کی گوہر جادو و ملکہ آفاق جادو
کی اعانت و مدد نکی اُس طرف کا بندوبست نہ کیا تو نے بڑی غفلت کی اشتفاق جادو نے عرض کیا کہ

اے شہنشاہ ساحران فرمان پہلے سے ہی حسب الحکم حضور بالکان دربند مثل گوہر جادو و ملکہ آفاق
جادو وغیرہ ساحران نامی کو روانہ کیے گئے تھے تاکیداً تحریر کر دیا گیا تھا کہ خوب بندوبست کرنا
راہ بند کر دینا طلسم کشا وغیرہ کو اپنی اپنی سرحد میں نہ آنے دینا اور اگر کہیں طلسم کشا اسی کو نظر آئے
تو اُس کو اسیر کر لینا چنانچہ موافق تحریر حکمنامہ جات جملہ ساحران نامی نے اپنی اپنی سرحد کا بندوبست
و انتظام کر لیا تھا از انجملہ گوہر جادو و ملکہ آفاق جادو نے بھی بندوبست و انتظام بخوبی کیا تھا
سحر سے راہ بند کر دی تھی مگر ملکہ دیابہ سحر ساز جادو کو وہ بلور پر پہونچی اُس نے اپنی بہن کو ایک رقعہ
اشتیاقیہ وغیرہ بابت سیر دکھانے ملکہ مجمر جادو کے تحریر کر کے بدست تیلہ سحر روانہ کیا وہ رقعہ ملکہ
آفاق جادو کو پہونچا وہ گوہر جادو سے اجازت حاصل کر کے اپنی بہن ملکہ دیابہ سحر ساز جادو
کے پاس گئی وہاں عقد اپنے فرزند صدف جادو کا ساتھ مجمر جادو کے کیا سنا ہے کہ بجائے
مجمر جادو بصورت مجمر جادو عیار طلسم کشا کا ساتھ صدف جادو کے ملکہ آفاق جادو
کے گھر میں گیا وہاں اُس نے عیاری کر کے صدف جادو و ملکہ آفاق جادو کو گرفتار کر لیا
تیغہ فنا کے لیا پھر گوہر جادو نے اپنے سپہ سالار تاریک سیاہ رو جادو کو برسے طلب ملکہ بہار
گل پوش جادو کہ اُس پر مدت سے عاشق تھا روانہ کیا جب وہ کوہ بلور پر پہونچا وہاں طلسم کشا کے
ہاتھ سے مارا گیا اُس کے مرنے سے راستہ کھل گیا ملکہ دیابہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار و مجمرین جادو
و طلسم کشا یہ سب پہلے ملکہ آفاق جادو کے مکان پر پہنچے وہاں سے اپنے عیار اور ملکہ مجمر جادو کو
صاحبقران ساتھ لے کر جانب مکان گوہر جادو گئے وہاں جنگ عظیم ہوئی آخر کار مجمرین جادو
نے لوح طلسمی مکان گوہر جادو سے لا کر طلسم کشا کو دی پھر اُس نے لوح پا کر گوہر جادو کو قتل کیا
ان سب حالات سے اب اطلاع ہوئی قبل اس کے اگر آگاہی ہوتی تو فدوی کا سر جاتا اس کمترین
کو تو اطمینان تھا کہ راستہ بند ہے طلسم کشا وہاں نہیں جا سکتا ہے اسی وجہ سے اُس طرف کا کچھ خیال نہیں
کیا گیا تھا اب یکایک خبر مذکور سننے میں آئی ہے میں نے اہل دربار سے کہا تھا کہ اب تمہاری رائے
کیا ہے کیا تدبیر کرنا چاہیے ہر ایک نے جدا جدا اپنی رائے ظاہر کی ملک جی نے کہا کہ بحضور روبرو
خداوند لے چلو میں وہاں جا کر کچھ عرض بھی کروں گا اور اپنی رائے بھی بمقدمہ بندوبست و انتظام
طلسم ظاہر کروں گا یہ فدوی اسی وجہ سے ملک جی کو آپ کے روبرو لایا ہے شہنشاہ ساحران نے
ملک جی یعنی سنگتان سے پوچھا کہ تجھے کیا عرض کرنا ہے اُس نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ ساحران
جہان جائے حیرت و مقام تعجب ہے کہ آپ ایسا شہنشاہ صاحب اختیار و حکومت ہو کے اور دعوی
خدائی کر کے کاہنوں اور نجومیوں کے حکم لگانے سے بخوف طلسم کشا طلسم باطن میں چھپ کے
بیٹھے اور امور سلطنت و حکومت اپنے نائب کے سپرد کر دیے یہ خوف و ہراس خلاف خداوندی
اور بعید شاہنشاہی سے ہے مطیعان شہنشاہ وغیرہ اس خوف و ہراس حضور پر بجائے خود کیا کہتے
ہوں گے غالباً بد اعتقاد ہوتے ہوں گے علاوہ اس کے اپنے امور سلطنت و حکومت جس طرح شاہ و
شہریار سوچ سمجھ کر فکر و غور کر کے کرتے ہیں دیگر ملازم اُس طور سے امور سلطنت کا انصرام و انتظام
نہیں کرتے ہیں اگرچہ وہ کیسے ہی عہدہ ہائے جلیل پر فائز ہوں لیکن اپنا کام اپنے ہی سے بخوبی
ہوتا ہے نہ کہ دوسرے کے ہاتھ سے جیسا کہ کہا ہے مصرع کار خود را خود کنم تا خوب آید گشتہ من
کس نخارد پشت من بجز ناخن انگشت من اے شہنشاہ ساحران خطا معاف آپ کے شایان و

ترسان ہو کر طلسم باطن میں بیٹھنے سے اور امور بند و بست و انتظام طلسم زلزلہ اپنے نائب کے
سپرد کرنے سے یہ نوبت تو پہونچی ہے کہ طلسم کشا کو لوح طلسمی و تیغہ فنا دستیاب ہو گیا ہے اگر حضور
یونہی یہان حضور گوشہ نشین اور امور طلسم سے غافل رہیں گے تو یہ طلسم فتح ہو جائے گا اور اگر
شہنشاہ لاجواب یہ فرمائیں کہ طلسم باطن میں بیٹھنا براے حفاظت جان ہے تو اس کا جواب یہ خیرخواہ
یہ دے گا کہ اول تو خداوند ہو کر ڈرنا کسی سے نہ چاہیے دوسرے یہ کہ اجل سے بچ نکلنا اور
جان بچانا خلاف عقل ہے موت کسی کو نہیں چھوڑے گی جس وقت زمانہ حیات ختم ہوگا اگرچہ کوئی
قلعہ مستحکم میں بھی ہوگا وہان بھی موت اُسے نہ چھوڑے گی لہذا عاقل و صاحب فہم کو لازم ہے کہ
دلیرانہ دشمن سے مقابلہ کرے اگر زندگی ہے تو دشمن اُس کا اُس کو ہرگز قتل نہ کر سکے گا اور اگر
اجل ہی اُس کی آئی ہے تو مردانہ و دلیرانہ جان دیدیا دنیا میں شجاع و بہادر مشہور ہوگا کام ایسا
کرے کہ اہل جہان اُس کو نامرد و بزدل نہ کہیں خصوصاً شاہوں کو مناسب ہے کہ اپنے دشمن سے
خائف و ترسان بظاہر نہوں دشمن کو خائف ہو کر اپنے اوپر دلیر نکریں خود بنفس نفیس دفع دشمن
کی کوشش کریں ایسی تدبیریں اور فکریں کریں جن سے یا خواہ مغلوب و قتل و اسیر ہو جائے
آپ تو خداوند ہیں دعواے خداوندی کرتے ہیں آپ کو تو مطلق ڈرنا نچاہیے ڈرنا کسی سے
خداوندی سے بعید ہے پس اب میں اپنی راے ظاہر کرتا ہون کہ حضور اب اس طلسم باطن سے
برآمد ہو کر طلسم ظاہر میں تشریف لے جا کر اپنے تخت حکومت پر جلوس فرمائیں امور مہمہ کا بند و بست
و انتظام کریں بندگان خاص و خیر خواہ جو ہیں انجام الصرام کار ہمہ با مور کریں جو کوئی بندگان شہنشاہ
سے کوئی کار نمایان کرے اُس کو شہنشاہ خلعت و انعام کثیر دیں تاکہ بندگان دیگر کو بھی حوصلہ
و خیال خیر خواہی و کار نمایان کرنے کا ہو آیندہ شہنشاہ کو اختیار ہے ہر چند کہ یہ تقریر میری
اشتقاق جادو نائب حضور کو ناگوار ہوئی ہوگی مگر میں نے از راہ خیر خواہی کی ہے اور راے اپنی
ظاہر کر دی ہے شہنشاہ ساحران یعنی ہومت جادو گفتگوے سخنگان سنتے ہی نگون ہوا
پیشانی پر عرق انفعال آگیا تا دیر دریاے فکر میں غرق رہا بعد کو سمجھائے خود سمجھا کہ سخنگان
سچ کہتا ہے طلسم باطن میں بیٹھنا خوف طلسم کشا سے خلاف خداوندی و شہنشاہی ہے اور باعث بدنامی
و رسوائی ہے جو کچھ اپنی غفلت و گوشہ نشینی سے ہوا وہ تو ہو چکا اب خود تخت حکومت پر جلوس
کر کے حسب دلخواہ بند و بست و انتظام مہمات طلسم و تدبیر اسیری طلسم کشا کرنا چاہیے
نجومیوں اور کاہنوں کے حکم پر خداوند ہو کے عمل کرنا نہ چاہیے یہ سوچ کر اشتقاق جادو سے
مخاطب ہو کر کہا کہ اے نائب بادولت جلد جا ہمارے برآمد ہونے اور پر تخت حکومت جلوس
کرنے کی اہل دربار وغیرہ کو اطلاع دے اور انواع و اقسام کی زینتوں سے دربار کو رونق
دے ہم یہان سے برآمد ہو کر دربار میں آتے ہیں اشتقاق جادو حسب الحکم سخنگان کو ہمراہ
لے کر دربار میں آیا جملہ اہل دربار و تمامی ساحران ذی عزت کو برآمد ہونے بادشاہ اور حاضری دربار
وغیرہ سے آگاہ کیا فرمان جلد جلد ساحران نامی کو بذریعہ ساحران روانہ کیے ملازمون نے
دربار کو انواع و اقسام کی زینتوں سے آراستہ کرایا جملہ ساحران اہل دربار و تمامی ساحران
نامی و نامدار عبارت فرمان مذکورہ پر نظر کر کے جلد حاضر دربار ہو کر علی قدر مراتب بیٹھے تمام
دربار ساحران نامی سے بھر گیا ہر ایک انتظار تشریف آوری شہنشاہ ساحران کرنے لگا

ناگاہ شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو بصد شان وشکوہ و جاہ و حشم نمایان ہوا تمام ساحران
دربار برائے تعظیم وتسلیم اُٹھے جب شہنشاہ مذکور قریب آیا سب برائے استقبال بڑھے پھر ایک
نے با ادب خوش ہوکر سلام کیا ہود سرمست جادو نے باشارہ ہر ایک ساحرانی کا سلام لیتا ہوا
ہر ایک پر نظر کرتا ہوا تخت حکومت پر تاج شاہی سر پر رکھکر بدستور سابق بیٹھا ہر ایک ساحر نے
علی قدر مراتب نذر دی شاہ طلسم زلزلہ نے نذر قبول کرکے ہاتھ اپنا زر و نذر پیش کردہ پر رکھکر
پھر سب کو اشارہ بیٹھنے کا کیا ہر ایک ساحر علی قدر مراتب بیٹھا شاہ طلسم نے حسب حیثیت ورتبہ
کشتیان خلعت زرتار و فاخرہ کی طلب کرکے اہل دربار و جملہ حاضرین دربار کو دین ہر ایک ساحر
کشتی خلعت و انعام کثیر لیکر خوش ہوا شہنشاہ ساحران یعنی ہود سرمست جادو نے بعد خلعت و انعام
دینے کے سب ساحرون سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے بندگان بادولت آگاہ ہو کہ طلسم کشا کو لوح طلسمی
دستیاب ہوگئی ہے اب وہ سوئے مرحلات و دربند طلسم زلزلہ آئیگا لہذا تم سب کو لازم ہے کہ فکر اسیری
طلسم کشا کرو مکر و فریب و حیلے سے لوح طلسمی طلسم کشا سے لے لو تم سب میں جو کوئی بادولت کے حکم پر
عمل کریگا اور لوح طلسمی طلسم کشا سے چھین کر کسی تدبیر سے ہمارے پاس لائیگا اُسکو خلعت و انعام
ایسا دیا جائیگا کہ وہ خوش ہوجائیگا یا جو کوئی ساحر طلسم کشا کو قتل کرکے سر اُس کا لائیگا یا اُسکو
اسیر کرکے ہمارے سامنے لائیگا وہ بھی خلعت و انعام کثیر پائیگا چاہیئے کہ ہر ایک مالک مرحلہ و
دربند اپنی اپنی سرحد کا بخوبی بندوبست کرے انتظام اچھی طرح کرے غفلت نکرے جس شے کی
ضرورت ہو بادولت سے طلب کرے فوج و خزانے میں کمی نہیں ہے اب طلسم کشا جانب دربند ہا
طلسم آئیگا مالکان دربند کو لازم ہے کہ تدبیر اسیری طلسم کشا سے غافل نہون خیرخواہی بادولت
پر کمر باندھے رہین سب نے عرض کیا کہ اے خداوند ہم سب خیرخواہ و جان نثار ہین حسب الحکم
حضور عمل کرینگے حتی الامکان طلسم کشا کو قتل و اسیر کرینگے لوح طلسمی اُس سے بمکر و فریب
چھین لینگے ذرا وہ سوئے دربند آئے تو سہی شاہ طلسم تقریر اُن کی سنکے خوش ہوا کئی ساعت
تک دربار میں بیٹھا رہا ہر ایک ساحر سے تاکید گرفتاری طلسم کشا کرتا رہا بعدہ دربار برخاست کیا
ہر ایک ساحر اپنے اپنے مکان مسکونہ کی طرف بصد خوشی روانہ ہوا از انجملہ حنظل جادو مالک
دربند اول بھی خلعت سے مخلع ہوکر سوئے دربند اول طلسم زلزلہ گیا یہان تو شاہ طلسم نے
دربار برخاست کیا ہے داخل محلسرا ہوا ہے لیکن اب کچھ حال طلسم کشا کا لکھا جاتا ہے کہ قبل اس کے
بیان کیا گیا ہے کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ جانب دربند اول روانہ ہوئے تھے اثنائے
راہ مین سیر عجائب و غرائب دیکھتے ہوئے سوئے کوہ و دشت نظر کرتے ہوئے چلے جاتے
تھے کسی جگہ نہ ٹھہرتے تھے بعد قطع راہ دراز درمیان راہ دربند اول کے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا
پہاڑ نہایت صاف و خوشنما ہے بالائے کوہ مذکور سے آواز ایسے گانے کی گوشزد ہوئی کہ بے اختیار
اُس پہاڑی کی طرف نظر کی بعدہ مرکب کو روک کر دل مین کہا کہ اس پہاڑی پر جاکر دیکھنا چاہیئے
کہ یہ کون گاتا ہے عجب آواز دلکش ہے جس کی ایسی آواز ہے صورت اُس کی کیسی ہوگی غالبا قابل دید
ہوگی یہ باتین دل مین کرکے اُس کوہ کی چوٹی پر باسانی جاکر دیکھا کہ ایک خانہ باغ ہے دروازہ کھلا ہوا
ہے بوئے گلہائے رنگا رنگ ایسی آتی ہے کہ دماغ اسکی خوشبو سے معطر ہوتا ہے اور وہ خانہ باغ دیکھنے
دیکھتے ہی باغ کے باہر سے اکثر درخت میوہ ہائے ترش و شیرین نظر آتے ہین اور باغ سے

چمنون مین غنچہ و گل دکھائی دیتے ہین صاحبقران عالیشان در باغ پر بہزار اشتیاق پہونچے
لیکن دروازے پر ٹھہر کر دل مین خیال کیا کہ اسے سلطان کیوان شکوہ بے اجازت اندر باغ
کے جانا اچھا نہین ہے باغ نہین معلوم کس کا ہے ایسا نہو کہ ہم اس باغ مین جائین اور مبتلائے سحر
ساحران ہو جائین یا اور کسی بلا مین مبتلا ہو جائین ذرا لوح کو تو دیکھین کہ یہان ٹھہرین یا اس جگہ سے
آگے روانہ ہون یہ خیال کر کے لوح کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اسے طلسم کشا تجھ کو اس کوہ
پر نہ آنا تھا خیر اب اگر آیا ہے تو یہان کا رنگ دیکھ اور جو کوئی کام کرنا بغیر حکم لوح نکرنا ورنہ باعث اسیری
ہوگا صاحبقران حکم لوح سے آگاہ ہو کر لوح کو زیر قبا نہان کر کے در باغ پر کھڑے ہوئے اندر باغ
کے کانا ہو رہا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین کم سن چودہ پندرہ برس کا سن و سال ازحد
خوب رو لباس رنگین و شاہانہ پہنے ہوئے زیور جواہر کار از سر تا پا پہنے ہوئے دریائے جواہر مین
گویا غوطہ مارے ہوئے چند کنیزون اور ہمجولیون کے حلقے مین خرامان سیر چمن سے
رنگا رنگ کر رہی ہے حسن اس کا زاہد کش عابد فریب ہے جس وقت کسی بات پر ہنستی ہے خندہ دندان نما
سے اس کے ایک برق چمک جاتی ہے عارض اس کے رشک گل تر ہین گیسو غیرت گیسوئے پری
ہین آنکھون مین سرمہ دنبالہ دار ہے آنکھین وہ نرگسی ہین کہ اگر ان کو غزال شوخ چشم بھی دیکھے
تو اپنی آنکھون کو ان آنکھون پر قربان کرے وہ آنکھین سرمگین اس کی قابل دید تھین جس کی نظر
ان آنکھون پر پڑے خوبی دیدہ نرگس اس کی نظر سے گر جائے ابرو اس کی ایسی خمدار کہ رشک خنجر بران
یا غیرت وہ ہلال ماہ عید پیشانی نورانی رشک بدر قد مانند سرو دلجو حسن و جمال عدیم المثال نسیان
جیا وہ مذکور ہے بدرجہا خوبصورتی مین زیادہ ہے صاحبقران ذی وقار اس نگار کو دیکھتے ہی
مائل ہو گئے بے اختیار آہ کر کے قلب و جگر کو دونون ہاتھون سے پکڑ لیا غش آنے لگا اس اثنا مین
ایک کنیز شوخ و چالاک نے سوئے در باغ نظر کر کے تبسم کر کے دست بستہ عرض کیا کہ اے ملکہ عالم
ذرا سوئے بیرون در باغ ملاحظہ کیجیے کوئی غریب مسافر وطن آوارہ واپس در باغ حضور ہو رہا ہے
کس نظر حسرت سے نگران ہے حضور بہ نظرون سے دیکھ رہا ہے در باغ سے اٹھتا ہی نہین کوئی سائل
ملکہ کو حیران ہے قابل رحم ہے بلکہ مذکورہ نے جانب بیرون در باغ نظر کی تو صاحبقران کو دیکھ
کثرت عشق ہم چلے سے [illegible] کو کھڑا ہے جانب بارہ دری یہ ہنستی ہوئی چلی کہ آج ہمارے در باغ پر کون
آیا ہے دیکھا مرد محتاج بے وطن آوارہ ہے شاید کچھ بیا حیثیت مال و زر رکھتا ہے یا راہ کا تھکا ماندہ ہے
طالب راحت و آرام مشتاق سیر باغ و ہوائے سرد ہے کو اس کے حال پریشان پر رحم آیا ہے کوئی
جا کر اس غریب دور افتادہ وطن کو باغ مین بلا لے تا کہ سیر ہمارے باغ پر بہار کی کرے اور دیکھ گلہائے
رنگ برنگ سے اپنے غنچہ دل کو شگفتہ کرے زیر سایہ اشجار میوہ دار [illegible] میوے لے اگر
بھوکا پیاسا ہو تو ہمارے خوان نعمت سے اس کو سیر کر دیا جائے اگر گانا سننے کا مشتاق ہو تو
ہماری بزم مین آ کے ہم مسافر نواز ہین یہ کہتے ہوئے جب بارہ دری زرنگار مین پہونچی
[illegible] مسند زرین پر بیٹھی عشاق اس کے قریب اس کے آ کے ہمجولیان اس کی با ادب نزدیک
اس کے بیٹھین کنیزین و [illegible] دست بستہ [illegible] کھڑی ہوئین [illegible]
ان مین سے وہی کنیز شوخ و نوجوان و چست و چالاک مسکرائی ہوئی خود بخود ہنستی ہوئی
در باغ پر آئی پوچھا کہ اے مرد غریب یہان کیون کھڑا ہے کیا آرزو رکھتا ہے کس غرض سے

طور یہ عشق سے پری کے ہیں
یہ بھی عاشق اسی پری کے ہیں
ہے یہ اوپر تو جان دیتی ہے
اور ان سے یہ کام لیتی ہے
نہیں ان کو جو اس کی تاب فراق
روز و شب دیکھنے کے ہیں مشتاق
جس پہ دل آئے کس کا چارا ہو
عشق و الفت میں کیا اجارا ہو
لاکھ ہوتا ہوں میں کنارہ کش
جی کے ہی نام پہ ہے یہ تو غش
ان سے پیہم خفا یہ ہوتی ہے
مجھ پہ ہر دم فدا یہ ہوتی ہے
سن کے صاحبقران کو حیرت تھی
وہ پری زاد غرق غیرت تھی
بھولے یہ دیکھ کر سب ان کا حال
روح کے اوپر آیا یہ خیال
حبشی کہہ کے یہ اٹھا اس آن
ان کی دعوت کا کچھ کروں سامان
اٹھ گیا جب تخلیہ ہو گئی وہ
اور لینے گیا اک آفت وہ
اپنے یہ فعل سے نہ پھر چوکے
پاس جا بیٹھے اس پری رو کے
پھر بلا کر جوان کو اس جا
پہلو میں اس پری کے بٹھلایا
شوخیوں سے یہ طعنے دینے لگی
چٹکیاں اس پری کے لینے لگے
حبشی کی پسند ہے یاری
خوب یار و بار سے ہے بیزاری
کیا سبب اس کا ہے بیان تو کرو
مجھ پہ ظاہر یہ داستان تو کرو
کونسا وصف اس میں ہے ایسا
اس میں حیرت ہے عیب کیا پایا
مدعا اس کا مجھ پہ ظاہر ہو
دل کچھ اس بات سے بھی ماہر ہو

جب یہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے اس نازنین خوش جمال نے یہ تقریر سنی مسکرا کر یوں گویا ہوئی کہ نظم

پر لطف تو یہ لطیفہ ہے
سخت یہ مشکل ہے یہ سانحہ ہے
اس کو تم بدان سے کچھ عشق ہوا
مجھکو الفت تھی یہ مرا شیدا
اس بغیر ایک دم نہ تھا آرام
رکھتی تھی روز و شب اسی سے کام
دم بھر اس سے جدا نہ ہوتی تھی
کبھی اس سے خفا نہ ہوتی تھی
روز و شب اس کے صدقے جاتی تھی
اسی پہ جان و دل گنواتی تھی
یہی میرا انیس و ہمدم تھا
اسی سے چین مجکو ہر دم تھا
ہر گھڑی ہمکنار رہتا تھا
اسی سے مجکو پیار رہتا تھا
میرا یہ مبتلائے الفت تھا
مالک گنج حسن و صورت تھا
اک سبب یہ جو عورت آئی تھی
اس کی تصویر اس کو بھائی تھی
کیا کہوں شکل میں وہ کیسی تھی
میری لونڈی تھی اس سے اچھی تھی
اس کو اس سے بہت محبت تھی
میری صورت سے اس کو نفرت تھی
میں نے ہر چند اس کو سمجھایا
کچھ نہ اس کے خیال میں آیا
اس سے یہ ہمکلام رہتا تھا
اسی کا سب پہ نام رہتا تھا
کیا کہوں اس سے کیا کیا خلطہ
میری ضد سے سوا کیا خلطہ
تلخ کی اس نے زندگی میری
اپنی کی ایک بھی نہ کی میری
تب تو لاچار ہو کے آخرکار
میں نے اپنا بھی پھر کیا شعار

یعنی اس کے دل کے جلانے کو حبشی کو بہ منظر سے آشنائی کی ہے اس کو پیار کرتی ہوں اس کے پاس بیٹھی اٹھتی ہوں ان کے دل کو جلاتی ہوں بعد تھوڑے سے دونوں کے دو زن پیا درجوان سے پیدا ہو گئی ہے اب یہ پھر میری طرف متوجہ ہوئے ہیں مجھے ان کی وہ باتیں یاد ہیں اور تا زندگی یاد رہیں گی انہوں نے میرے دل کو دکھایا ہے میرے سامنے اسی زن سیاہ سے چمٹتے ہوئے ہیں صاحبقران نے تمام حال اس سے سنکے کہا کہ اگر اس جوان خوب رو نے تمہارے ساتھ ایسی بے اعتنائی کی تو تم نے بھی اچھا کیا کہ حبشی سے آشنائی کی ہنوز امیر با توقیر اس ماہ رو سے ہمسخن تھے کہ ناگاہ وہی غلام حبشی اپنے ساتھ ایک نازنین مہ جبین غنچہ دہن گلبدن خوب رو خوش گو پسندیدہ گیسو کو لایا عجب وہ مطربہ خوش جمال تھی کہ مصداق مضامین ان اشعار

جس کی صورت کا خلق شیدا ہو
الفت اس کی دلوں میں پیدا ہو
شکل و صورت میں مثل حوران
چال اور ڈھال میں وہ آفت جان
دم فنا ہو جو دیکھے حسن و جمال
چال ایسی کہ دل کرے پامال
صاحبقران کشورستان نے

جو اُس پری پیکر کو دیکھا حسن نازنین معشوقہ حبشی نظر سے گر گیا سمجھا اپنا اُس کی الفت سے پھیر کر اُس نازنین خوش جمال پر عاشق و شیدا ہوئے دل میں شوق وصل پیدا ہوا چاہا کہ سر بزم اُس کو پیار کیجیے لیکن خلاف تہذیب جان کر صبر و ضبط کیا دست ہوس کو بڑھنے نہ دیا تب وہ نازنین تازہ وارد بصد ناز و ادا بیٹھی سازندے بھی حاضر ہوئے ہر ایک نے حسب دلخواہ ساز کو درست کیا محفل ساز و طرب آغاز ہوئی سازندوں نے ساز بجائے وہ نازنین بناز و ادا ٹھکر گت ناچنے لگی صاحبقران سلطان کیوان شکوہ محو نظارہ حسن و جمال مطربہ عدیم المثال ہوئے اس طرح اُس نے بناز و ادا رقص کیا کہ دل صاحبقران اُس کی ٹھوکروں سے پامال ہو گیا اہل بزم بھی ثنا خوان ہوئے اُسی جلسہ رقص میں ایک ساقی خوب رو کشتی شراب ناب لایا ایک غلام جلدی سے اہل بزم کو مئے ناب ساغر بلوریں بھر بھر کے دینے لگا مگر صاحبقران نے میخواری سے انکار کیا جب اہل بزم کو شراب ناب پلا چکا کشتی کو اٹھا کر لے گیا بعدہ اُس مطربہ پری چہرہ نے یہ غزل شروع کی غزل

وہ نور حسن شمع چہرہ پر جب فگن ہوا
اثبات ہی کی فکر میں ہم کم سخن ہوا
مردم کو تیری چشم سے ہے عین بیخودی
ہشیار ہیں جس مقام پہ ہیج وہ وطن ہوا
ملنے کو جمع ہو گئے بلبل ہزار ہا
ہشیاری سے فرزین جدا دیوانہ میں ہوا
دور شراب ناب چلے ساقیا شتاب
زیب ستان ہوا کبھی زیب لگن ہوا
صیاد تیرے ظلم سے بلبل چلی گئی

پروانہ شمع جمال دل انجمن ہوا
زلف رسا کی بو جو سنگھائی نسیم نے
آنکھیں ملا کے مست غزال ختن ہوا
آئی وہ فاتحہ کو جو میرے مزار پر
تیرا جو ذکر باغ میں اے گلبدن ہوا
شیریں نے بھی اپنا حال سنایا اے ضرور
وہ شاہ حسن زیب دہ انجمن ہوا
لاش اُس نے لے کے جب چھپا دی
آباد دشت ہو گیا ویران چمن ہوا
ایک نور میری روح کو زندان بدن ہوا

اے آئینہ تجھکو یار کا ثابت دہن ہوا
وحشت بڑھی کچھ ایسی کہ دیوانہ پن ہوا
کیا پوچھتے ہو خانہ بدوش کا تم وطن
شوق رتبہ میں دامن اُس کا کفن ہوا
بجلی وہ جان کر مجھے گھر میں بلا لیا
زندہ ہے آج کے دن ہوا
اُس کی خوشی کے واسطے
کافور خاک دامن صحرا کفن ہوا
کیا کیا ہے پہاڑ ہی نہیں مگر

اہل بزم سننے لگے خصوصاً صاحبقران برغبت ناچ گانا اُس کا دیکھنے سننے لگے کیونکہ وہ مطربہ ایسی ناچی اور گاتی تھی کہ بمقتضائے این ابیات

گائی اس ٹھاٹھ سے وہ بے مثال
راگ کو مشکل ہوئی اپنی سنبھال

کھنچ گئی قبر میں تان سین کی روح
راگنی بھی سر اپنا دھننے لگی
برق ساں ہر ایک کا تھا انداز
تھا وہ صد چند ارگن کا
ہے بجا اُس کو گر کہیں اعجاز
نور کی اک ہوائی سی چھٹی

تھی بپا شور طبلہ دل بوچ
اپنا باندھا تھا اُس نے سُر اونچا
شمع محفل تھا شعلہ آواز
کس غضب کی سریلی تھی آواز
تحسین داد اُس کا تھا دمساز
لکھ گئی لوح دل پہ وہ تحریر

بزم سے گوش دل سے سننے لگی
داد دیتی تھی چرخ پہ زہرا
کیا ہی اُس کا گلا تھا سونے کا
سا رے دم پردہ اُس سے کرتا تھا ساز
تان کیا تھی چمک گئی بجلی
نقش حسرت سا ہو گیا ہر اک تصویر

صاحبقران ذیشان گانا اُس کا سن کے گویا مسحور ہوئے ایسی حالت میں اُس نازنین نے بیٹھ کر وہیں صاحبقران کے ڈالنے کو اپنا ہاتھ بڑھایا اور ارادہ کیا کہ لوح طلسمی گلے سے اتار لیجیے یہاں تو صاحبقران مبہوت بیٹھے اُن مطربہ پری رو نے ہاتھ واسطے لینے لوح طلسمی کے بڑھایا یہ اب حال دیگر لکھا جاتا ہے کہ خواجہ طیفور نے گر دیا جو عقب صاحبقران چلتے تھے نشان سم مرکب دیکھتے ہوئے اُس پہاڑی تک آئے پہاڑی کے آگے نشان سم مرکب نہ دیکھکر متردد ہو کر

یکایک آواز نغمہ مطربہ مذکورہ کان میں آئی خواجہ نے دل میں خیال کیا عجب نہیں کہ صاحبقران
اسی بزم راگ رنگ میں ہوں یہ خیال کر کے اپنی صورت ایک مطربہ نازنین کی بنا کر اس پہاڑی پر
چڑھ کر در باغ پر جا کر دروازہ باغ کھلا ہوا دیکھا اندر باغ کے داخل ہوئے اہل بزم نے دیکھ کر
متحیر ہو کر بغور نظر کی پھر ان میں سے اس حبشی نے پوچھا کہ تو کون ہے کہاں سے آئی ہے مطربہ نقلی
نے عرض کیا کہ میں بھی علم موسیقی میں کمال رکھتی ہوں اس طرف سے میرا گذر ہوا تھا گانے کی
صدا سنکے بیچین ہو کے چلی آئی ہوں تاکہ دیکھوں کون گاتا ہے اور نیز بخیال اس کے بھی یہاں آئی
ہوں کہ اگر کوئی قدردان میرا گانا سنے گا اور اس کو پسند آئے گا تو انعام کثیر مجھے ملیگا یہ کہکر
قریب صاحبقران بیٹھ گئی وہ مطربہ جس نے واسطے لینے لوح کے ہاتھ بڑھایا تھا اس مطربہ کو
دیکھکر لوح لینے سے باز رہی صاحبقران نے بھی اس مطربہ کی طرف نظر کی بعدہ پوچھا کہ اے نازنین تیرا
کیا نام ہے اس نے جواب دیا کہ سب مجکو دل آرا کہتے ہیں صاحبقران نے ارادہ کیا تھا کہ اس سے
فرمایش گانے کی کریں ناگاہ اس حبشی اور اس زن پہلو نشین غلام حبشی نے نظر ڈال کر کچھ کچھ
باہم کچھ چپکے چپکے باتیں کیں خواجہ نے ان کی سرگوشی دیکھکر جانا کہ اس حبشی وغیرہ نے مجھے پہچان لیا
ہے ارادہ میری گرفتاری کا کیا ہے اسوقت بزبان جنی صاحبقران نامدار سے کہا کہ اے
امیر با توقیر افسوس ہے یہاں بھی آ کر آپ اس خوب رو پر مائل ہوئے اگر اسی طرح عاشق و مائل ہونگے
تو فتح طلسم کیونکر ہوگی ذرا لوح کو دیکھئے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب ساحر ہیں تدبیر لوح
لینے کی اور آپ کے اسیر کرنے کی کر رہے ہیں صاحبقران تقریر خواجہ سنکر ہوشیار ہو خبردار ہو
لوح کو نکالکر دیکھا مطلب و حکم لوح سے آگاہ ہوئے اپنی لوح نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا
آگاہ ہو کہ یہ غلام حبشی جو تیرے روبرو بیٹھا ہوا ہے یہ وہی مسخر جادو ہے کہ جس کے فرزند [illegible] ہوئے
جادو کو تو نے تیر سے مارا ہے اور جو زن خوب رو پہلو سے اس کے بیٹھی ہے یہ نسیان جادو ہے اور
پھر دو خوب رو [illegible] و جادو ہے اور یہ مطربہ خوب رو جس کا تو گانا سن رہا تھا نوبہار جادو ہے اسنے
تیرے گلے سے لوح طلسمی اتارنے کا ارادہ کیا تھا اگر تیرا عیار یہاں نہ آ جاتا اور یہ نازنین اسکی طرف
متوجہ ہو کر ہاتھ اپنا نہ روک لیتی تو ضرور لوح تیرے گلے سے لے کر تجکو اسیر کر لیتی تو نے بڑی غفلت کی
لوح طلسمی پہ نظر کی خبر رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔ اب ان ساحروں کو پڑھ اسم اعظم الٰہی
تلوار پر دم کر کے یا خنجر پر دم کر کے قتل کرو دیر نکرو ورنہ یہ ساحر بھاگ جائیں گے پھر ہاتھ نہیں
آئیں گے صاحبقران نے اسی اسم اعظم الٰہی کو وردزبان کر کے پوشیدہ طور سے خنجر نکال کر اس پر
دم کیا خواجہ کا [illegible] بخیال گرفتاری غائب ہوئے وہ مطربہ خوش گلو صاحبقران سے [illegible]
دیکھکر [illegible] حبشی وغیرہ نے بھی قصد کیا مگر صاحبقران نے موافق حکم لوح کے یوں [illegible]

[illegible]
ضرب کی کرنے میں کیا نہ دریغ
اس جوان خوب رو کو بے تاخیر
کر گیا اس مقام میں کہ [illegible]
[illegible]
وقنا ربنا عذاب النار

مار اس مسخر کو [illegible]
[illegible] سے اس [illegible] کے آگے
[illegible] جادو اپنا [illegible]
ہو گیا شور دار و گیر عیان
[illegible] یہ جادو گر سارے
کوئی [illegible] تھا ہو گیا اندھا

حبشی [illegible]
ماری الغرض [illegible]
ہوا [illegible]
ہر طرف [illegible] صدا [illegible]
ہوئی نسیان جادو آخر کار
[illegible] جیسا وہ [illegible]

کوئی کہتا تھا کیا خزاں آئی	مر گئی نوبہار جادو بھی	کوئی کہتا تھا اس طرح رو کر
ہوا شمشاد جادو بھی بے سر	بس پھر وہاں یہ شور رہا	بعد اس کے یہ پھر نظر آیا
خاک کا ڈھیر اور پتھر ہو	نہ تو وہ کوہ ہے نہ وہ گھر ہے	

صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہ کارخانہ سحر دیکھکر حیران ہوئے کہ نہ باغ پر بہار رہا نہ بارہ دری رہی نہ وہ کوہ بلکہ ایک صحراے پرخار میں بالاے خاک وسنگریزہ ایستادہ پایا اسی اثناے میں خواجہ نے کلیم اتار کر عرض کیا کہ دیکھا آپ نے وہ باغ و بارہ دری زمردرنگ کہاں گئی وہ مرد و زن کیا ہوئے امیر با توقیر نے خواجہ کی تعریف کر کے کہا کہ اے خواجہ جتنے یہاں آئے تھے ہوشیار کیا مجھے لوح کو دیکھا اگر تم نہ آتے ہم ہرگز لوح کو نہ دیکھتے غالبا نوبہار جادو ہمارے گلے سے لوح طلسمی اتار لیتی ابھی یہ باتیں خواجہ سے کر رہے تھے کہ جو ساحر باقی ماندہ تھے وہ دربند اول کی طرف گریزاں ہوئے اور ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو یہ سب مع لشکر ساحران وہاں آئے صاحبقران سے حال پوچھا امیر نے تمام حال جو گذرا تھا بیان کیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے خوش ہو کر کہا مبارک ہو کہ دشمنوں پر آپ فتحیاب ہوئے مگر یہ کوئی دربند اصلی طلسم زلزلہ نہ تھا اثناے راہ دربند اول میں مسخر جادو و نسیان جادو نے اپنے سحر کے زور سے بطور دربند کے بنایا تھا ارادہ آپ کے روکنے اور اسیر کرنے کا کیا تھا خواجہ نے آ کے آپ کو ہوشیار کیا آپ نے بحکم لوح طلسمی ان کو قتل کیا ابھی یہاں سے دربند اول دور ہے مالک دربند اول حنظل جادو ہے بہتر یہ ہے کہ آج اسی جگہ قیام فرمائیے شب بسر کیجیے صبح کو یہاں سے آگے جائیے گا صاحبقران نے منظور کیا اسی جگہ قیام کیا خیام و بارگاہیں ایستادہ و برپا ہوئیں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو مع بائیس ہزار ساحران جاں نثار کے گرد بارگاہ صاحبقران موصوف فروکش ہوئے ہنگام شب بارگاہ صاحبقران میں بحرین جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و خواجہ طیفور گردیا داخل ہوئے علی قدر مراتب بادب بیٹھے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ یہاں سے دربند اول طلسم زلزلہ کسقدر دور ہے اور مالک دربند اول حنظل جادو ساحر کس قدر زبردست ہے یا ساحر زبردست نہیں ہے اس نے عرض کیا کہ یہاں سے دربند اول چند کوس کے فاصلے پر ہے حنظل جادو مالک دربند اول نہایت زبردست ساحر ہے ماتحت اس کے ساٹھ ہزار ساحر ہیں اکثر ساحران میں بھی نامی و نامور ہیں مانند حنظل جادو کے سحر ساحری میں مشہور زمانہ ہیں وہی سب ساحر اس کے رفقا ہیں صاحبقران نے ارشاد کیا کہ حق تعالی معین و مددگار ہے اگر حنظل جادو اور اس کے رفقا ساحران زبردست ہیں تو ہمارا حافظ و نگہبان خالق دو جہان سب سے زیادہ قوی و زبردست ہے اگر پروردگار عالم چاہے گا تو جس طرح نسیان جادو و مسخر جادو و شمشاد جادو و نوبہار جادو کو قتل کیا اسی طرح حنظل جادو اور اس کے رفقا وغیرہ کو قتل کریں گے اور جس طور سے اس بارہ دری او باغ کو ساحروں کے قتل کرنے سے نیست و نابود کیا ہے اسی عنوان سے دربند اول کو بھی فتح کریں گے نام و نشان بھی دربند اول کا نہ رکھیں گے یہاں تو صاحبقران اپنی بارگاہ میں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے ہمسخن تھے لیکن اب حال ان ساحروں کا درج کیا جاتا ہے جو ہنگام قتل نسیان جادو و مسخر جادو

وغیرہ بھاگ کر سوے دربند اول گئے تھے بعد قطع راہ نالان و گریان با حال پریشان نہایت مضطر و
بیقرار روبروے حنظل جادو اُسوقت پہونچے کہ وہ نابکار اپنے دربار میں بالاے کرسی زرین
بیٹھا تھا گرد اس کے سو ڈیڑھ سو رفیق اُس کے بیٹھے ہوے تھے حنظل جادو اپنے رفقا
سے کہہ رہا تھا کہ نسیان جادو و سحر جادو واسطے اسیری طلسم کشا کے دعوے کر کے گئے ہیں
اکثر ساحرون کو اپنے ہمراہ یہان سے لے گئے ہیں دیکھیے طلسم کشا کو اسیر کر کے لاتے ہیں یا نہیں
رفقا اُس کے عرض کر رہے تھے کہ نسیان جادو و سحر جادو سحر و ساحری کے علاوہ مکر و
فریب میں کامل و اکمل ہیں ہم ساحرہ و ہم عیارہ ہین عجب نہین کہ طلسم کشا کو اپنے دام فریب میں
مبتلا کر کے لوح طلسمی اُس سے لے کے اُسے گرفتار کر کے حضور کے دربار میں لائیں انعام و شکر
حضور سے لیں ہنوز رفقاے مذکور حنظل جادو سے عرض کر رہے تھے وہ در جواب ان سے
کہہ رہا تھا کہ طلسم کشا صاحب لوح ہے عیار اُس کا بلاے روزگار اُس کے ساتھ ہے بظاہر طلسم کشا کا
اسیر کر لانا مشکل و دشوار ہے ہمیں یقین نہیں کہ نسیان جادو وغیرہ اُس کو اسیر کر سکیں ہان اگر
طلسم کشا ہمارے دربند پر آئے گا تو البتہ اُس کی فکر اسیری بخوبی کی جائیگی یہ باتین کیا ہین
ہو رہی تھین کہ ساحران مذکور پر نظر پڑی پوچھا کہ خیر تو ہے کیون گھبرائے ہوے آئے ہو انھون نے
تمام حال عرض کیا ابتدا سے تا انتہا جو کچھ گذرا تھا کہہ سنایا حنظل جادو نے افسوس کر کے اپنے
رفقا سے کہا کہ دیکھا تم نے جو کچھ ہم نے ابھی تم سے کہا تھا وہی ہوا عیار نے سارا بنا ہوا کھیل بگاڑ دیا
طلسم کشا کو ہوشیار کر دیا اُس نے لوح پر نظر کر کے ہدایت لوح پر عمل کیا نسیان جادو و
سحر جادو وغیرہ کو قتل کیا یہ کہہ کے اُن ساحرون کو سخت و درشت کلمات کہکر کہا کہ جادو دور ہو بھاگ کر
چلے آئے خبر قتل سحر جادو وغیرہ یہان لائے اگر مر کر وہان قتل ہو گئے حق نمک ادا کیا
جان بچا کر بھاگ آئے راہ نمک حرامی اختیار کی وہ ساحر تو ترسان و لرزان اُس کے روبرو سے
چلے گئے حنظل جادو نے تمام اپنے ماتحت ساحرون کو طلب کر کے حال قتل نسیان جادو وغیرہ
بیان کر کے حکم دیا کہ ہوشیار و خبردار رہو بہ نسبت قبل زیادہ بند و بست و استحکام کرو آج یا کل کہ
اس طرف بھی طلسم کشا آئے گا درستی سامان جنگ ابھی سے کر رکھو ہم بھی فکر و تدبیر کرتے ہیں
سب نے عرض کیا کہ ہم حکم حضور بجا لائینگے یہ کہکر وہ سب ساحر گئے حکم حنظل جادو کی تعمیل
کی یہان صاحبقران گشورستان بعد نصف شب کے اپنی بارگاہ میں راحت پذیر ہوے تھے الگ
دبیر سحر ساز جادو و شمشیرین جادو وغیرہ بارگاہ سے اٹھکر اپنی بارگاہ میں جاکر آرام پذیر
ہوے خواجہ طلیعہ نور گرد پا و دیگر ساحران آزمودہ کار گرد بارگاہ صاحبقران و بارگاہ
شمشیرین جادو وغیرہ اسباب سحر ہاتھون میں لیے ہوے براے حفاظت و نگہبانی پھرا کیے اور اکثر
بیچے پر روشنی مشعلہاے سحر میں ہر چہار طرف نظر کیا کیے یہان تک کہ زمانہ شب گذر کر وہ
وقت آیا کہ آثار سحر فلک پر ہویدا ہوے سفیدۂ سحری گردون پر ظاہر ہوا صاحبقران براے
طاعت خالق انس و جان بیدار ہوے بعد وضو نماز سحر بہ حضور قلب پڑھ کر دست دعا بدرگاہ
خدا بلند کر کے اس طرح دعا کی کہ اے خالق دو جہان معین و مددگار عاجزان جان میری سے یاران
دربند اول سے بچانا اپنی حفظ و امان میں رکھنا تو عالم و دانا ہے کہ میں نے کمر ہمت براے فتح
طلسم زلزلہ بوجہ ترقی دین اسلام و دفع کفر کافران بد انجام و ہدایت دین حق کے باندھی ہے

ساحرون بن اقا وتخشگان طلسم زلزلہ مین جاکر جاسکے امن و پناہ سمجھکر سکونت پذیر ہوئے ہین
ان کو راہ راست پر لانا مجھے مدنظر ہی اگر ان سیہ دلان گمراہ کنندہ بندگان نے سیدھی ہدایت سے
جادۂ راہ دین حق پر قدم رکھا تو فہو المراد ورنہ ان کافرون کو قتل کرنا منظور ہی اور فتحیابی
طلسم زلزلہ ان بیدینون کا ہاتھ آنا ممکن نہین ہی پس پروردگارا مین تجھسے طالب اعانت و مدد
ہون بجز تیرے کوئی میرا معین و مددگار نہین ہی اگر تو چاہیگا تو صورت فتحیابی طلسم زلزلہ ظہور
مین آئیگی یہ دعا کرکے سجدۂ شکر کرکے مسلح ہوکر مرکب اپنا طلب کیا خدام نے زین و لجام سے
آراستہ کرکے دربارگاہ پر حاضر کیا صاحبقران اشورستان نے سب سے رخصت ہوکر ارادہ
سوسے دربند اول جانیکا کیا اسوقت ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و تخریز جادو و ملکہ بہار
گل پوش جادو نے عرض کیا کہ تنہا آپ کا جانا اچھا نہین ہی ہم سب کو بھی مع لشکر ساحران کے
ہمراہ لیجیے قبل اس کے آپ نے تنہا صحرا نوردی کی چنداں اندیشہ نہ تھا اب آپ سوے دربند
اول طلسم زلزلہ جاتے ہین مالک دربند اول حنظل جادو ہی وہ کافر نابکار ساحر زبردست ہی
اور بلا سے دربان ہی اس کے حالات سے ہم آگاہی ہی مکار بھی ہی مبادا اس سے کچھ نقصان
حضور کے دشمنوں کو کچھ ضرر پہونچے صاحبقران ذی وقار نے جواب دیا کہ اللہ ہمارا
معین و مددگار ہی اگر حنظل جادو ساحر زبردست و مکار ہی تو اس کے شر و فساد سے کچھ اندیشہ
نہین ہی وہ کافر ہمارا کیا کر سکتا ہی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے عرض کیا کہ ارشاد آپ کا
درست و بجا ہی مگر تنہا بمقابلہ ہزارہا دشمنان جانا آپ کا خوب نہین ہی ہم سب کو بھی حضور ہمراہ
لیجیے طلسم کشا سے محمد روح نے جواب دیا کہ خلاف حکم لوح طلسمی کیونکر ہم تم سب کو اپنے ساتھ
ہمراہ طلسم کشائی کے لیے جاسکتے ہین جب سب نے اسی بارے مین بہت اصرار کیا تو صاحبقران
نے لوح کو دیکھکر موافق حکم لوح کے فرمایا کہ اچھا تم کو یہان سے اکیلا آگے جانے دو بعد
جانیکے تم سب بھی آنا یہ کہکے مرکب پر سوار ہوکر سوے شمال روانہ ہوئے خواجہ طیفور گردیا
ہمراہ رکاب ہوئے امیر با توقیر نے ان کو بھی اپنے ہمراہ نہ لیکر فرمایا کہ اے برادر وفادار
تم بھی ہمارے عقب مین آنا خواجہ خضر کے بعد جانے صاحبقران کے خواجہ طیفور گردیا
روانہ ہوئے پھر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و تخریز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو بھی
بجمعیت بائیس ہزار ساحرون کے مع خیمہ و خرگاہ و سامان جنگ روانہ ہوئے خبر طائران سحر
نے حنظل جادو مالک دربند اول طلسم زلزلہ کو دی اس نے اسی وقت ایک عرضی بعد
القاب و آداب کے اس مضمون کی شہنشاہ ساحران یعنی ہو و سرست جادو کو لکھی کہ اے
خداوند مجکو طائران سحر سے یہ اطلاع ہوئی ہی کہ صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشا
طلسم زلزلہ مع اپنے عیار طیفور گردیا و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو
و تخریز جادو و بائیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے دربند کی طرف آتے ہین کشیپال
جادو و منخر جادو وا ہوسے جادو و آتشبار جادو و ملکہ نوبہار جادو وغیرہ جو کہ
بیرون دربند اول صحرا مین سکونت پذیر ہو گئے تھے اور انھون نے طلسم کشا کو روکنا اور
اسیر کرنا چاہا تھا وہ سب دست طلسم کشا سے مذکور رشتے قتل ہوچکے ہین یہ بندۂ ناچیز و نمکخوار
قدیم بخوبی بند و بست و انتظام و سامان جنگ و جدال کرچکا ہی حتی الامکان طلسم کشا کو مکر و فریب

اسیر کرکے خدمت عالی میں روانہ کرے گا اور اگر طلسم کشا حسب ہدایت لوح طلسمی ہیرے مکرو
فریب میں نہ آیا تو بہ تنخواہ قدیم دلیرانہ لڑکر اپنی جان دے گا حق نمک خواری ادا کرے گا اطلاعاً
عرض کیا جب عرضی مذکور لکھ چکا لفافے میں ملفوف کرکے عرضی کے سرنامے پر نام اپنا با دب تحریر
کرکے ساحروں کے ہاتھ بھیجنا مناسب وقت نہ جان کر ایک طائر سحر کی منقار میں عرضی مذکور دے کر
کہا کہ جلد جاکر یہ عرضی شہنشاہ طلسم زلزلہ کو پہونچا اور جواب اس کا اگرچہ شہنشاہ دیں تو جلد تر لانا
تاخیر نہ کرنا طائر مذکور عرضی مسطور لے کر سوئے شہنشاہ ساحران یعنی ہودسرست جادو
روانہ ہوا بعد جلد تر قطع کرنے راہ دور و دراز کے اسوقت روبروئے ہودسرست جادو
پہونچا کہ وہ نابکار رہے دین و بے ایمان گمراہ کنندہ مردمان دربار میں بالائے تخت حکومت
تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے بصد کبر و نخوت بیٹھا ہوا تھا صدہا ساحران نامی و نامور حاضرین دربار
سے علی قدر مراتب بیٹھے ہوئے تھے از انجملہ اشتقاق جادو وزیر دوم و سارق بن بقا و
سخنگان بھی دربار میں موجود تھے ہودسرست جادو اپنے وزیر اشتقاق جادو سے کہہ رہا تھا
کہ کچھ حال طلسم کشا کا معلوم نہیں ہوا کہ اب وہ کس جگہ ہے کس فکر میں ہے وہ دست بستہ یہ التماس
کر رہا تھا کہ اس نمک خوار کو بھی کچھ کیفیت طلسم کشا سے آگاہی نہیں ہے کہ یکایک طائر سحر مذکور نے
وہ عرضی اپنی منقار سے آغوش شہنشاہ ساحران ہودسرست جادو میں ڈالدی مالک طلسم زلزلہ
نے عرضی مذکور الصدر اٹھا کر حوالے میر منشی کے کی اور حکم دیا کہ اس کو با آواز بلند پڑھ اس نے
لفافے کو چاک کرکے عبارت عرضی مسطور اول سے تا آخر پڑھی شہنشاہ ساحران نے مضمون
عرضی سے باخبر ہوکے میر منشی سے مخاطب ہوکے کہا کہ ہماری جانب سے جواب اس عرضی کے
حنظل جادو کو یہ مضمون مختصر لکھ دے کہ اے حنظل جادو اگر طلسم کشا در بند اول طلسم زلزلہ
پر آجائے تو لازم ہے کہ بیرون در بند اول صحرا میں آکر بمقابلہ لشکر طلسم کشا فروکش ہونا یا صف آرا
ہونا مگر جنگ و جدال میں تاخیر کرنا ہم اپنی دادی صاحبہ ملکہ زنبق سحر سازہر دار خوار جادو
کو اور طلسم کشا سے آگاہ کرکے یہاں طلب کرتے ہیں ہر چند کہ ایک مدت دراز و عرصہ بعید بلکہ
عہد شداد سے اب تک صدہا برس ہوئے ہیں کہ وہ گنبد سامری میں بیٹھی ہیں پوجا پاٹ اور
پرستش کرتی ہیں سحر و ساحری میں مثل سامری ہیں اس زمانے سے اب تک گنبد سامری
سے نہیں نکلی ہیں مگر ہماری الفت و محبت میں عجب نہیں کہ وہ ہماری مدد کو دربند پر آئیں اور
ایک آن میں طلسم کشا و جملہ ہمراہیان طلسم کشا کو اسیر و قتل و ہلاک کردیں لہذا تجھکو لازم و مناسب
ہے کہ جب طلسم کشا عنقریب تیرے دربند کے آئے تو جمعیت اپنے ماتحت ساحروں کے دربند
اول طلسم زلزلہ سے باہر صحرا میں آکر فروکش اور صف آرا ہونا جنگ آغاز نہ کرنا ہماری دادی
صاحبہ کے آنے کا انتظار کرنا اگر وہ نہ آئیں تو پھر لڑائی شروع کرنا اور جہاں تک ممکن ہو بمکر و
فریب و حیلہ لوح طلسمی طلسم کشا سے لیکر اس کو اسیر کر لینا اور ہمراہیان طلسم کشا کو بھی قتل و
اسیر کرنا کسی کو نہ چھوڑنا اگر تجھ سے اس کام کا انصرام ہوگا تو ہم تجھ سے از حد خوش ہوکر ایسا خلعت و
انعام دیں گے کہ دیکھنے والوں کو عجیب ہوگا اور تیرے حرص و ہوس سے زیادہ ہوگا سوا اسکے
تجھ کو وہ رتبہ تیرا بڑھائیں گے کہ جملہ ساکنان طلسم زلزلہ کو رشک ہوگا یہ عبارت پشت عرضی مذکور
پر لکھی اور بدستور سابق اس کو پیچیدہ و ملفوف کرکے اسی طائر سحر کو دی گئی وہ عرضی مع جواب

حکم شہنشاہ ساحران لیے کر قطع راہ کرکے روبروے حنظل جادو آیا اور سامنے حنظل جادو کے
وہ عرضی ڈال کر گویا ہوا کہ اب ہمکو کیا حکم ہوتا ہے حنظل جادو نے اُس کی طرف نظر تند و تیز کیا اُسکے
سحر پڑھکر دیکھا فوراً وہ طائر شعلہ شمع کافوری جل کر خاک ہوگیا بعدہ عرضی مذکور کی پشت پر جو حکم شاہ
طلسم نے تحریر کیا تھا اُس سے باخبر ہوکے از حد خوش ہوگئے بے اختیار ہنسا مصاحب و رفقا نے
پوچھا کہ پشت عرضی پر کیا عبارت لکھی ہوئی حضور نے پڑھی کہ جسکے پڑھتے ہی آپ خوش ہوکر
بے اختیار ہنسے حنظل جادو نے تمام حال عرضی روانہ خدمت شہنشاہ ساحران کرنیکا اور پشت
عرضی پر جو عبارت لکھی ہوئی تھی مضمون خلاصہ اُس کا بیان کیا انھون نے عرض کیا کہ اگر ملکہ زنبق
سحر ساز مردار خوار جادو یہان آئین اور انھون نے مقابلہ طلسم کشا وغیرہ سے کیا تو ضرور
طلسم کشا کو وہ اسیر و ہلاک کرین گی کیونکہ وہ سامری وقت ہین مثل و نظیر اُن کا سحر و ساحری مین
نہین ہے ہم تو خواہان ہین کہ وہ یہان نہ آئین حضور ہی طلسم کشا کو اسیر کرین تاکہ مرتبہ و جاہ آپ کا بڑھے
حنظل جادو نے مسکرا کر جواب دیا کہ دیکھیے ملکہ مذکورہ یہان آتی ہین یا نہین اُن کے آنے مین
تردد ہے مگر شہنشاہ کے لکھنے سے اور طلب کرنے سے عجب بھی نہین کہ وہ فرط الفت سے یہان
چلی آئین یہان تو حنظل جادو اپنے دربار مین مجمع رفقا مین بیٹھا ہوا ہے رفقا سے ہم سخن ہے لیکن
حال شہنشاہ ساحران ہود سرمست جادو بیان کیا جاتا ہے کہ بعد ارسال کرنے جواب عرضی حنظل
جادو کے ایک رقعہ نہایت آداب و القاب بزرگانہ سے اس مضمون کا اپنی بیٹی ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو کو لکھا کہ اے دادی صاحبہ آپ کو معلوم ہو کہ فی زمانہ طلسم کشا نے طلسم زلزلہ
نے ظاہر ہوکر باعانت چند باغیون کے آفاقیہ و گوہریہ مین جاکر عیاری و دلیری سے یہ قصد کیا کہ جسکو
بانیان طلسم زلزلہ نے میرے قتل کے واسطے بنایا تھا اور بجز اُس تیغے کے اور کسی حربہ سے
میری قضا نہین ہے ملکہ آفاق جادو کو بمکر و عیاری اسیر کرکے اُسکے گھر مین جاکر تیغہ مذکور اپنے
قبضے مین کیا ہے اور لوح طلسم زلزلہ بھی گوہریہ مین جاکر بعد جنگ و جدال کے حاصل کرکے گوہر
جادو محافظ لوح طلسمی کو مارا ہے قبل حصول تیغہ فنا و لوح طلسمی اکثر ساحران نامی بھی کام آئے
ہین از انجملہ ابر باران جادو محافظ زندان حلیم سالوس و آتشبار جادو و حلیم جالوس وزیر اعظم دارا
و رعد دیو سحر جادو وغیرہ قتل ہوچکے ہین اب طلسم کشا سے طلسم زلزلہ دربند اول طلسم زلزلہ کی طرف
روانہ ہوا ہے غالباً آج کل تک وہ دربند اول تک مع اپنے لشکر کے پہونچ جائیگا اور بمدد اُسی
لوح طلسمی دربند اول وغیرہ کو فتح کرکے ہم تک پہونچکر تیغہ فنا سے ہمکو بھی قتل کریگا نہ یہ
طلسم رہیگا نہ اب ہم زندہ رہینگے چونکہ آپ نے ہمکو پالا ہے اور پرورش کیا ہے مادر مہربان سے
زیادہ تر آپ نے ہمارے اوپر شفقت و الطاف کیے ہین اسوجہ سے آپکی ذات سے
ہمین امید ہے کہ آپ ہم پر سے اس بلا کو دفع کیجیے گا طلسم کشا وغیرہ کو قتل و ہلاک و اسیر کرکے
ہمارے طلسم کو اور ہمکو شر دشمنان سے بچائیے گا اور اگر آپ تشریف آوری مین تامل کیجیے گا تو
پھر ہمکو زندہ نہ پائیے گا فی زمانہ اسقدر بندوبست و انتظام امور طلسم زلزلہ مین مصروف ہون
کہ آپکے پاس حاضر نہین ہوسکتا شب و روز تردد و انتشا مین گذرتے ہین خیال بربادی و
تباہی طلسم سے و نیز اپنے قتل کے خوف سے خواب و خور مین ہمارے فرق آگیا ہے گویا ہم نیم جان
ہوگئے ہین بغیر آپکی اعانت و مدد کے ہمکو امید جانبری کی نہین ہے زیادہ کیا تحریر کیا جائے یہ رقعہ

صاحبقران ذیشان نے راے ملکہ دلبر بہ سحر ساز جادو کی پسند کرکے حکم دیا کہ اسی جگہ خیام و
بارگاہیں ایستادہ و برپا کی جائیں حسب الحکم ملازم کاربند ہوئے جلد تر خیام و بارگاہیں برپا کیں
جملہ اعلی ادنی فروکش ہوئے ہنوز صاحبقران کشورستان بارگاہ میں داخل ہوئے تھے کہ لشکر
فروکش ہوا تھا کہ سامنے سے خشقل جادو ساٹھ ہزار ساحروں کی جمعیت سے بصد کر و فر
سامان جنگ و جدال آکے بمقابلہ لشکر طلسم کشا کے موصوف خیام و بارگاہ ایستادہ و برپا
کراکے فروکش ہوا اس عرصے میں آفتاب نہاں ہوا تاریکی شب محیط عالم ہونے لگی دونوں
لشکروں میں سامان روشنی ہونے لگا مشعلہاے سحر وغیرہ کی روشنی ہوئی خشقل جادو نے بخیال
انتظار ملکہ زنبق سحر ساز سردار خوار جادو کے اپنے لشکر میں نفیر سحر بجائی نقارہ حربی و
کوس جنگی نہ بجوائے لیکن حکم دیا کہ دو ہزار ساحر تمام شب لشکر کی حفاظت و نگہبانی کریں گرد
لشکر طلایہ پھریں نہایت ہوشیار و خبردار رہیں اسی طرح پاسباے صاحبقران ملکہ دلبر بہ سحر ساز
جادو نے بھی دو ہزار ساحر واسطے نگہبانی لشکر کے مقرر و معین کیے روشنی سحر دونوں
لشکروں میں بکثرت ہوئی تمام شب دونوں لشکروں میں ہوشیاری و خبرداری بخوبی رہی
ساحران طلایہ دونوں لشکروں کی حفاظت میں مصروف و مشغول رہے اکثر ساحران لشکر
جانبین تیاری سحر میں سرگرم ہوئے جب وہ شب بسر ہوکے صبح ہوئی دونوں لشکر میدان
جنگ میں صف آرا ہوئے ہنوز لڑائی شروع نہوئی تھی کہ سوے فلک ایک پارۂ ابر سرخ رنگ
نمودار ہوا بحرین جادو نے دیکھا اس ابر کے ٹکڑے میں وہ برق کی چمک اور وہ صداے رعد کہ پناہ بخدا
بحرین جادو نے متردد ہوکر کہا کہ یہ ابر جو اس طرف آتا ہے اس ابر سے اندیشہ ہے کہ غالباً کوئی
ساحر زبردست آتا ہے ملکہ دلبر بہ سحر ساز جادو نے سوے ابر مذکور دیکھکر متفکر ہوکر کہا کہ مجھکو
معلوم ہوگیا کہ جو ساحرہ بصد غضب ادھر آتی ہے اسے بحرین جادو ہوشیار ہوجاؤ آمادۂ مرگ
ہوجاؤ زندگی سے مایوس ہو اب اپنے تئیں مردوں میں شمار کرو اس صحرا کو اپنا مدفن و جاے قتل
یقیناً تصور کرلو ہم بھی سمجھ چکے ہیں کہ ہماری قضا ہمکو اس سرزمین پر لائی ہے اب یہاں سے
بظاہر کہیں بچا چاہتے خاک ہماری اسی صحرا کی خاک میں شامل ہوجائیگی افسوس ہزار افسوس
جو تمنا کہ دلی تھی وہ نہ بر آئی طلسم زلزلہ فتح نہوا کوئی ورنہ بندہ کا کئی فتح و فیروزی ملے نہیں گیا کوئی
مرحلہ بھی سر نہ کیا حسرت تباہی و بربادی طلسم زلزلہ دل میں رہ گئی ان آنکھوں سے بربادی
طلسم زلزلہ نہ دیکھی بحرین جادو نے پوچھا کہ اے ملکہ تم جو ایسے کلمات اپنی زبان پر جاری کرتی ہو
بتاؤ تو کہ یہ کون ساحرہ زبردست آگئی ہے ملکہ نے جواب دیا کہ آگاہ ہو کہ یہ پارۂ ابر سحر کا بھرا ملکہ
زنبق سحر ساز سردار خوار جادو کا ہے یہ آثار قہر و غضب جو نظر آرہے ہیں یہ اس کی آمد کے
آثار ہیں یہ دادی ہو و سمت جادو پادشاہ طلسم زلزلہ کی ہے ایک مدت دراز و عرصہ بعید سے
گنبد سامری میں بیٹھی ہوئی تھی آج شاید حسب الطلب شاہ طلسم واسطے ہم سب کے ہلاک کرنیکے
آتی ہے سحر و ساحری میں اس کا مثل و نظیر نہیں ہے اگر اس کو سامری وقت اور جمشید روزگار
کہا جائے تو بجا ہے ساحر ششش و دیگر ساحران نامور کے سامنے اس کی کچھ اصل و حقیقت نہیں
ہے بھلا ہماری اور تمہاری اس کے روبرو کیا حقیقت ہے اور یہ لشکر ساحران جو ہمارے
ساتھ ہے اس کی کیا اصل ہے ایک دم بھی اس کے سحر کی کوئی تاب نہیں لاسکتا ہے لوح طلسمی

بانیان طلسم نے ایک شئے نایاب و تحفہ باطل سحر تیار کی ہی لیکن اس کے آگے اُس کی بھی حقیقت
نہین ہی یہ اگر چاہیے تو لوح طلسمی کو بھی سیاہ و بیکار کر دے مین نے اپنی مادر سے و دیگر
بزرگون سے اس کے حالات سحر و ساحری بہت سنے ہین کہان تک بیان کرون یہ ایک
بلائے عظیم ہی اسوقت اس کا آنا اچھا نہین ہی مگر لشکریون کو اس کے حالات مذکور سے
آگاہ نکرنا ورنہ بیدل و خائف ہو کے ابھی سب بھاگ جائینگے کوئی ساحر میدان جنگ مین
ہمارے اور تمھارے لشکر سے نہ ٹھہرے گا لشکر مین تہلکہ پڑ جائے گا بحرین جادو نے کہا کہ
اے ملکہ تم سچ کہتی ہو مین نے بھی اس کی سحر و ساحری کے حالات اپنے بزرگون سے سنے ہین
واقعی اس کے سحر کی پناہ نہین کوئی ساحر تاب سحر نہین لا سکتا اس کے سحر سے بچ نہین سکتا ہی
مگر اے ملکہ ہم مرد میدان نبرد ہین ایسے وقت مین صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے
جدا ہونگے خوف جان سے گریزان ہونگے رفاقت صاحبقران سے ہاتھ نہ اٹھائینگے اگرچہ
قتل و ہلاک ہو جائین شرط رفاقت و وفاداری سے بعید ہی کہ اپنی جان کا خیال کر کے صاحبقران
گیتی ستان سے علیحدگی اختیار کرین ہم اور تم مطیع دین اسلام ہو چکے ہین خالق زمین و آسمان
سے دعا کرو کہ وہی اس بلا سے ہم سب کو بچائے طلسم کشا بھی اس کی شر سے محفوظ رہے اور اپنی
قدرت کاملہ سے ایسا کوئی سبب پیدا کرے کہ جس سے دُر مراد حاصل ہو یہ ساحرہ ہلاک ہو خواجہ
طیفور گردپا نے تقریر ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و بحرین جادو کی سنکے جواب دیا کہ اگر
درحقیقت یہ کوئی ساحرہ زبردست اس طرف برائے مقابلہ آئی ہی تو کیا اندیشہ ہی ہراسان نہو
خداوند عالم مالک و قادر و حافظ و نگہبان ہی اس ساحرہ کی کیا حقیقت ہی بڑے بڑے
ساحرون کو ہمارے جد و آبا نے بعیاری قتل کیا ہی ہم بھی عیار ہین اس کی ہلاکت کی کوئی فکر
و تدبیر کرینگے تم نہ گھبراؤ اس نابکار کو آنے تو دو دیکھا جائے گا ابھی خواجہ طیفور گردپا بحرین
جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو سے ہمسخن تھے لشکر جانبین صف آرا تھا ایک جانب
صاحبقران گیتی ستان مرکب پر سوار لوح طلسمی گلے مین ڈالے ہوئے بعدہ سپہ سالاری
چالیس قدم لشکر کے آگے مسلح کھڑے تھے اور پہلوان قلب لشکر مین تھے دوسری سمت
حنظل جادو مع اپنے لشکر کے صف آرا تھا تخت طاؤسی سحر پر سوار تھا تمام ساحران لشکر
بھی اُس کے تماشہ سحر کی سواریون پر سوار تھے جھولیان اسباب سحر سے بھری ہوئی دوش پر
تھین ترسول پنسول ہاتھون مین لئے تھے صاحبقران گیتی ستان و جملہ ساحران ہر دو
لشکر جانب ابر سحر سرخ رنگ بنظر حیرت و تعجب دیکھ رہے تھے حنظل جادو مالک دربند
اول طلسم زلزلہ بعید خوشی و خرمی جانب ابر سحر مذکور دیکھکر کہہ رہا تھا کہ وہ ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو بقہر و غضب آئی ہین بعد مدتہا مدید و عرصہ بعید آج گنبد ساحری کے
اندر سے آئی ہین اب طلسم کشا اور لشکر طلسم کشا کی خیریت نہین ہی ایک دم مین سب کا
خاتمہ کر دینگی یہ کہکر جملہ اپنے رفقا و تمامی ساحران سپاہ کو ہمراہ لیکر بزور سحر زمین سے
بلند ہو کر برائے استقبال جانے کا ارادہ کیا تھا کہ وہ پارۂ ابر سحر سرخ رنگ قریب آکر
اس طرح شق ہوا کہ پہلے برق چمکی بعدہ کڑک اس زور سے ہوئی کہ پردہ ہائے گوش سامعین
کو صدمہ پہونچا پھر صدائے رعد آئی بعد اس کے سب نے دیکھا کہ تخت طلائی زرین سحر پر ملکہ

زنبق سحر ساز مردار خوار جادو یا ہیں صورت و ہیئت و سامان بیٹھی ہوئی ہو کہ بالائے
تخت سحر مذکور ابر سحر سایہ فگن ہو اوس ابر سے برق و صدائے رعد کا دمبدم ظہور ہوتا ہو پس پشت
یمین و یسار ملکہ مذکور چند مجلسیں و خادمہ بیٹھی ہیں کوئی مجلس اوسکو طائر مردہ دیتی ہو اوس طائر
کو وہ نوچ نوچ کر کھاتی ہو کوئی جام آب دیتی ہو کوئی خادمہ مروحہ جنبان ہو کوئی مجلس
حسب المطلب ساغر می اوس کو دیتی ہو کوئی کباب برائے گزک دیتی ہو گاہ گاہ کوئی خادمہ با یا او
اشارہ اوس کے طائر مردہ دیتی ہو ملکہ مذکورہ طائر مردہ کو برغبت تمام نوچ نوچ کر بصد خوشی
ہنس ہنس کر کھاتی ہو بہنگام خوردن طائر مردہ رال اوس کے دہن گندہ و متعفن سے ٹپکتی ہو
پیرانہ سالی سے کوژہ پشت ہو موے سر مانند پنبہ دانوں کے نہایت سفید ہیں جوڑا بالوں کا
بندھا ہوا ہو جھریاں دست و پا پر پڑی ہیں کرتہ چکن کا پودار ریشم ہو انگیا کمخواب پارچہ سفت کا
ہو ایسا کثیف و دبیز ہو کہ چہرے کا معلوم ہوتا ہو بالوں میں تیل ناریل کا ہو چہرہ ایسا مہیب ہو کہ
دیکھنے سے خوف معلوم ہوتا ہو آگے اوس کے سیاہی رخ کی سیاہی چہرہ زنگی گویا ایک روشنی ہو
اور سیاہی شب فرقت سامنے اوس کی سیاہی رخ کے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی ہو اوس کا چہرہ
دل کافر سے زیادہ سیاہ ہو اور ظلمت قبر کافر سے زیادہ تاریک ہو قیر جو ایک رنگ سیاہ ہو آگے
اوس کے شرماتا ہو دو دانت مثل نیش بلی دہن سے باہر ہیں آنکھیں چھوٹی چھوٹی نہایت زرد
ہیں دیکھنے والوں کو دھوکا ہوتا ہو کہ مرض یرقان ہو غرض ایسی سیاہ رو و بد ہیئت ہو کہ اگر دن کو
بلائے ناگہانی عالم و جملہ جنیات و شیاطین اوس کو دیکھیں تو عجب نہیں کہ خوف سے ڈر کر ہلاک
ہو جائیں اور اگر رات کو اوس کی صورت بد جنیات کو نظر آ جائے تو خوف سے جگر اون کے شق
ہو جائیں کہاں تک حال صورت و لباس و ہیئت ملکہ مذکورہ لکھا جائے کہ لکھنے سے قلم دفتر رقم
کا جگر شق اور قلم بھی خوف تصویر حلیہ و سراپائے ملکہ مذکورہ سے شق ہو گیا ہو بالائے تخت سحر
سر اسباب رکھا ہو ایک پنجرے میں کچھ جانور چھوٹے چھوٹے زندہ بھرے ہوئے ہیں سامنے ملکہ
مذکورہ کے ایک انگیٹھی آگ سے بھری ہوئی رکھی ہو کوئی لوبان کا قرص لونگ وغیرہ ایک
خادمہ اوس آگ پر تھوڑا تھوڑا برابر ڈالتی جاتی ہو دھواں ہوتا ہو خوشبو اور بدبو
سے دماغ ملکہ وغیرہ بسا ہوا ہو دھواں انگیٹھی سے اٹھ رہا ہو ہوا سے منتشر ہو رہا ہو مشغول جادو
ملکہ مذکورہ کو دیکھتے ہی آمادہ برائے استقبال جانب پسر نوکیتا ہی ابو الفتح سب کو ہمراہ
لیکر برائے استقبال زیادہ بلند ہو کر روانہ ہوا رو برو جا کر دست بستہ باندھ کر جھک کے ہوا اور
سلام کیا اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور کے تشریف لانے سے یقین کامل ہوا کہ اب طلسم
و لشکر طلسم کشا کا نام و نشان بھی نہ رہیگا طلسم زلزلہ فتح ہونے سے محفوظ رہیگا آپ کا
مثل و نظیر کوئی ساحرہ یہاں نہیں ہو مشہور ہیں سامری و جمشید و ساحر ششم و غیرہ
ساحر و خدا وند گار رہ چکے ہیں ان سے مرتبے میں آپ کچھ کم نہیں ہیں فی زمانہ آپ سامری و جمشید
کی طرح سحر و ساحری میں ہیں اگرچہ دعوی خدا وندی نہیں کرتی ہیں لیکن سحر و ساحری میں
عدیل و نظیر سامری و جمشید ہیں آپ یہاں کیا آئیں گویا آثار ظہور فتح جنگ ہویدا ہوئے
طلسم کشا و ہمراہیان طلسم کشا کے واسطے گویا آپ رہنمائے راہ عدم ہیں تنہا چند خادمہ
عورتوں کے ساتھ حضور تشریف لائی ہیں اس کا تعجب ہو نہ ہمراہ لشکر کثیر ہو نہ خیمہ و خرگاہ ہو

نہ خدم و حشم نہ جلوس سواری شاہانہ ہے شاید عقب حضور لشکر ساحران و خیمہ و خرگاہ ہوگا ملکہ مذکورہ نے
اس کی تعریف کرنے سے خوش ہو کر باشندہ بلائے عظیم ہنسکر جواب دیا کہ او خنقل جادو او چھوکرے
نادان و نافہم مجکو ضرورت لشکر ساحران کی کیا ہے ایک چشم زدن میں طلسم کشا وغیرہ کو قتل و ہلاک
کر کے چلی جاؤنگی مجکو یہاں ایک دو روز قیام کرنا منظور نہیں ہے ہودست جادو نے
مجھسے یہیں بذریعہ نامہ اپنے تردد و ظہور طلسم کشا سے آگاہ کر کے چاہا تھا کہ طلسم کشا وغیرہ کو
نیست و نابود ہو جائیں پس میں اس چھوکرے کی التجا و فرط الفت سے مجبور ہو کر گنبد سامری سے
اُترکر ادھر آئی ہوں اس کی خاطر و خوشی مدنظر ہے ابھی طلسم کشا وغیرہ کو تیرے سامنے نیست و نابود
کیے دیتی ہوں یہ کہکر خاموش ہوئی خنقل جادو شادمانہ مع اپنے لشکر کے ہمراہ اس کے اس کا
استقبال کر کے میدان جنگ میں آیا اب نزدیک سے صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و خواجہ
طیفور کر دیا ہے جن میں جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ نے ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو
کو دیکھا اکثر ساحر صورت اس کی دیکھکر ڈر گئے صاحبقران اس کے چہرے پر نظر کر کے لاحول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم اپنی زبان پر جاری کرنے لگے بعدہ ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو سے مخاطب ہو کر پوچھنے لگے
کہ یہ ساحرہ کریہہ منظر خبیث صورت کون ہے کیا بد صورت بد ہیئت ساحرہ ہے کہ کبھی ایسی کوئی ساحرہ دیکھنے میں
نہیں آئی ہے اس نے کہا کہ اے صاحبقران یہی ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو جدہ شاہ طلسم
زلزلہ ہے اپنے زمانے کی سامری و جمشید ہے اس کا یہاں آنا اچھا نہیں ہوا ایسا ہے روزگار و آفت دہر
ہے خدا ہی اس کی شر سے آپ کو اور آپ کے تمامی لشکر کو بچائے مجکو سخت تردد ہے صاحبقران ذی وقار
نے جواب دیا کہ اے ملکہ کچھ فکر و تردد نہ کرو اگر یہ ساحرہ بلائے بدتر ہے تو کیا غم ہے حافظ حقیقی نگہبان
ہر ساعت و ہر دم ہے ابھی صاحبقران کشورستان ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو سے ہمسخن تھے کہ ملکہ
زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے بلندی سے اپنے تخت سحر کو زمین سے قدر و آدم ہوا پر قائم
کر کے بے تاخیر و تامل سوے لشکر طلسم کشا بغور نظر کر کے ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو کو پہچان کے پکار کر
کہا کہ او چھوکری او بدخواہ شاہ طلسم زلزلہ او گیسو بریدہ تو بھی شریک طلسم کشا ہو کر بربادی و تباہی
طلسم زلزلہ پر آمادہ ہوئی ہے مجکو بھی یہ لیاقت و جسارت ہوئی کہ ہمراہ طلسم کشا درپئے خلل طلسم آئی ہے جا
میرے سامنے سے دور ہو مجھے تیرے حال پر ابھی تک خیال رحم آتا ہے کہ تیری ماں شگوفہ سحر ساز جادو
نے میری بہت خدمت کی ہے برسوں تجھے اس نے سحر یاد دیا ہے میری شاگردی کا فخر کرتی تھی
اسوقت لشکر طلسم کشا سے نکل جا یا دست بستہ مجھسے طالب پناہ ہو کر عفو تقصیر چاہ ورنہ تو بھی ان
سب بدخواہوں کے ساتھ ہلاک ہو جائے گی دنیا سے سوے عدم جائے گی پھر سحر اوئی سے
بھی جانبر نہو گی ایک دم میں سب بدخواہوں کو قتل و ہلاک کر دونگی کیا تو نے اپنی اور سب میرے
سحرہائے بے پناہ کی کیفیت و حقیقت نہیں سنی ہے کیا تو میرے قہر و غضب و غصے سے نا واقف ہے
ملکہ دیدبہ سحر ساز جادو نے بے خوف و خطر بڑھکر جواب دیا کہ اے ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار
جادو میں تجکو تمہارے حالات سے آگاہ ہوں در اصل سحر و ساحری میں کوئی ساحر و ساحرہ
تمہارے برابر نہیں ہے بیشک میری ماں اور تمہ اکثر سحر تعلیم کیے تھے وہ تمہاری شاگرد تھیں
میں بھی شاہ طلسم زلزلہ کی خیر خواہ تھی مگر اب بدخواہ ہوں تم نے یہ سنا ہوگا کہ سحر دربار حکیم جالوس
نائب شاہ طلسم زلزلہ نے مجکو ذلیل و ناخوش کیا تھا میرے نقصان و ہرچشمے کے خلاف اس سے

صاحبقران کشورستان نے نعرہ کوہ شگاف کرکے وار شمشیر آبدار کا ہاتھ بلند کرکے غصے میں
کیا ساحرہ مذکورہ نعرہ صاحبقران سے متحیر ہو کر سحر نہ پڑھ سکی نہ کسی طائر کے حلق پر کارد رکھ کر
ایسی حالت میں سینہ و شکم طائر چاک کر سکی ہلاکت صاحبقران سے باز رہ کر حفاظت جان میں
مصروف ہوئی یعنی جب برق شمشیر صاحبقران ذی وقار سر پر اُس کے چمکی فی الفور اسلحے سحر
پڑھ کر سوئے چہرہ و سینہ امیر کشور گیر اس طرح پھونکا کہ اُس کے دہن سے بدبو دود غلیظ بکثرت
نکلا چہرہ و سینہ صاحبقران تک وہ دھوان متعفن کہ بدتر از بوئے مردہ چوپایہ آفتاب رسیدہ
تھا پہونچا اُس کی بدبو سے دماغ صاحبقران ایسا متعفن ہوا اور ایسا دم گھبرایا اور دم لبوں پر
آیا کہ ہاتھ تلوار کا اُس کے سر پر پڑ نہ سکا شمشیر اُس کے سر سے اونچی ہی رہی شمشیر آبدار آشنائے سحر
نہوئی اور اُسی دود غلیظ و بدبو سے لوح طلسمی سیاہ ہوگئی مشہور ہے کہ بوئے بد خوشبو پر اکثر
غالب آجاتی ہے اور خبیثات سے اکثر موکلان پاک و نیک علیحدگی اختیار کرتے ہیں ابر سیاہ و کثیف
بیشتر آفتاب تابان پر آجاتا ہے روشنی مرجاتی رہتی ہے ظلمت ابر سیاہ نور آفتاب پر غالب آجاتی ہے
مہر تابان کو چھپا دیتی ہے اگر دود سیاہ غلیظ و سیاہ و بدبو سے لوح طلسمی سیاہ ہوگئی بالکل بے تیرگی
ہوگئی تو جائے اعتراض نہیں ہے غرضکہ جب حالت صاحبقران کی اُس تاریکی و دود غلیظ مرقوم سے
متغیر ہو کر نوبت بیہوشی ہوئی اور مرکب صاحبقران نابینا ہو کر اُس دھوئیں میں بھٹک کر ہلاک ہو کر
زمین پر گرنے لگا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو نے بحرین جادو سے مخاطب ہو کر مضطربانہ و بیتابانہ
کہا کہ جلد صاحبقران کشورستان کی خبر لو دیکھو مرکب زمین پر گرے ہیں کہیں ملکہ تیغ
سحر ساز مردار خوار جادو مثل ساحران مقتول کے کام ان کا بھی تمام نکر دے یا لوح طلسمی
گلے سے اتار کر برقع پہن کر یا دیگر طور سے صاحبقران کو قتل و ہلاک نکرے جلد جا کر اسی حالت میں
امیر با توقیر کو اس تاریکی و دود غلیظ و بدبو سے لے کر کسی طرف چلے جاؤ تاخیر نکرو ورنہ غضب
ہو جائے گا صاحبقران قتل و ہلاک ہو جائیں گے شرط رفاقت و وفاداری یہی ہے کہ ایسے وقت
میں کام آؤ اپنی جان کے جانے کا اندیشہ نکرو جان نثاری و سرفروشی کا یہی وقت ہے خواجہ
طیفور کو یا اگرچہ موجود ہیں مگر اُن کے اوپر بھی دسترس نہ ہوگی وہ اگر دلیرانہ اس تاریکی و دود غلیظ و
بدبو میں لے کے پہونچیں صاحبقران جائیں گے بھی تو کیا کریں گے ہرگز امیر با توقیر کو نہ بچا سکیں گے
تو وہ بھی مثل صاحبقران بیہوش ہو جائیں گے اس تاریکی و دود غلیظ کو اور اس وقت کو غنیمت
جان کر بزور سحر پہونچ کر امیر کشورگیر کو جلد یہاں سے کسی طرف لے جاؤ اس ساحرہ بد بلا کو تاریکی میں
ثبوت نہ ہوگا کہ صاحبقران کو کون لے گیا واقعہ ان پر کند ہے بحرین جادو نے موافق کہنے ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو کے عمل کیا یعنی بزور سحر پہونچ کر اس تاریکی و دود غلیظ و بدبو میں سے
صاحبقران کو اٹھا کر سوئے فلک بلند ہو کر ایک سمت کی راہ لی بعدہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
نے اپنی نواسی ملکہ بہار رنگ پوش جادو سے کہا کہ اے دختر نیک اختر تجھ کو لازم ہے کہ خواجہ طیفور کو
جلد لے جا ان کا بھی یہاں رہنا مناسب نہیں ہے میں بھی بعد اس کے سحر سے جانے کے اگر ممکن ہوگا تو
آؤں گی ملکہ بہار رنگ پوش نے بموجب حکم خواجہ موصوف کی کمر میں لپٹ کر زمین سے اٹھا کر
سوئے فلک بلند ہو کر جس طرف بحرین جادو صاحبقران کو لے گیا تھا روانہ ہوئی ادھر ملکہ
زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے بخیال ہلاک و شکست دینا ہو کر نے طلسم کشا و تمامی مردان

سیاہ طلسم کشا کے طلسم زلزلہ کے اسمائے سحر زبان پر جاری کرکے سحر دیگر یہ کیا کہ اپنے بالون کے
جوڑے کو کھول کر موئے سر کو پریشان کیا سر کے بالون کا پریشان کرنا تھا کہ دود سحر بکثرت وسیے حد
موئے سر سے پیدا ہو کر سوئے فلک جا کر منجمد ہو کر بصورت ابر ہو کر لشکر طلسم کشا پہ محیط ہونے لگا زمین
سے تا بلندی مانند کوہ وہ دود سحر برابر جانے لگا اور سحاب بنکر پھیلنے لگا اسی حالت مین ملکہ دبدبہ
سحر ساز جادو کہ واقف تاثیر سحر ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو تھی اپنے تمامی ساحران لشکر
سے گویا ہوئی کہ جلد یہان سے بھاگو فکر جانبری کرو ورنہ تم سب نیست و نابود ہو جاوگے اس دود سحر
مین گھٹ کر مر جاوگے ایک آن مین یہ دود سحر تم سب پر محیط ہو کر چہار طرف سے گھیر لے گا پھر نکل
نسکوگے مین بھی فکر جانبری کرتی ہون اس دھوئین سے حتی الامکان نکلتی ہون تم سب بھی میرے
ساتھ چلو دیر نکرو ابھی ملکہ مذکورہ یہ کہہ رہی تھی کہ اُس دود سحر غلیظ و سیاہ و بدبو نے محیط ہو کر سب کو
گھیر لیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بزور سحر بہ قسم برق تڑپ کر زمین سے بلند ہوئی جملہ ساحر بھی بعنوان مختلف
یعنی اکثر بصورت طائران رنگارنگ بنکر اڑے مگر کوئی اُس دھوئین سے نکل نسکا ایسا دم گھٹا
کہ ہلاک ہونے لگے زمین پر گر کے تڑپ تڑپ کے مرنے لگے علامت ان کے مرنے کی ظاہر ہونے لگی
تاریکی و ظلمت ہویدا ہونے لگی ہوا سے تند چلنے لگی اب بہ نسبت قبل زیادہ تیرگی و تاریکی ہونے لگی
سحر کے بیران ساحران مقتول و مردہ کے شور و نالہ کرنے لگے اندھیرا و مبہم زیادہ ہونے لگا ملکہ
دبدبہ سحر ساز جادو نے ہرچند چاہا کہ اس ابر دود سحر کو توڑ کر نکل جائے مگر ممکن نہوا ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو نے دیکھ لیا پکار کر کہا کہ او باغیہ او چھوکری کہان جاتی ہے تیری کبھی یہ مجال و طاقت
ہے کہ میرے دود سحر سے نکل جائے جان بچا کر نکل جائے یہ کہکے پھر اسمائے سحر زبان پر جاری کرکے
اپنے بالون کی لٹون کو حرکت دی اور پھر اشارہ انگشت سے سوئے فلک کیا دھوان سفید بالون کی
لٹون سے بہ نسبت قبل زیادہ نکلنے لگا بوئے بد زیادہ پھیلنے لگی تاریکی و تیرگی زیادہ تر ہونے لگی
ایسی صورت مین ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو تاب بدبوئے دود غلیظ سحر نلا کر اُس دھوئین مین تنگ
مجبور و لاچار ہو کر مثل بیہوشون کے جانب فلک سے گرنے لگی یہان تک کہ رفتہ رفتہ قریب تخت
سحر ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کے بیہوش و بدحواس ہو کر گری ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار
جادو نے اُس کو بیہوش دیکھکر ہلاک کرنا مناسب نجان کر زمین سے اٹھوا کر اُس کو اپنے تخت سحر پر
ڈالدیا بعد تھوڑی دیر کے اپنے سحر کو خود دفع کرکے جو دیکھا تو بائیس ہزار ساحر صحرا مین مردہ
پڑے ہوئے ہین سب اُس دود سحر بدبو و غلیظ سے گھٹ گھٹ کر مر گئے ہین صحرا تمام مردون مذکورہ
سے دور تک بھرا ہوا ہے بجز ان مردہ ساحرون کے روئے زمین صحرا اس میدان جنگ مین نظر
نہین آتی ہے یہ رنگ میدان جنگ دیکھکر سمجھی کہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ و عیار طلسم کشا بھی انھین
مردون مین مردہ پڑے ہونگے اُس کا تلاش کرنا عبث ہوا اور لوح طلسمی طلسم کشا کے گلے سے
اتار کر اپنے تخت و قبضے مین کرنا بھی بیسود ہے کیونکہ میرے دود بدبودار دہن سے لوح طلسمی
سیاہ و بیکار ہو گئی ہوگی یہ خیالات کرکے بعد فکر و تلاش طلسم کشا و عیار طلسم کشا و حصول لوح طلسمی
کرکے حنظل جادو سے مخاطب ہو کے کہا کہ دیکھا تو نے لشکر طلسم کشا و طلسم کشا کو مین نے کس طرح
تھوڑی دیر مین نیست و نابود کر دیا اب کوئی بھی دشمنون سے زندہ نہ رہا ہو سر مست جادو
جو کرسی کی الفت مین یہان تک میرا آنا ہوا گنبد سامری سے بعد زمانہ بعید میرا اٹھنا ہوا پھر اُس

چھوکرے کی خوشی مجھے مطلوب تھی لے اب میں تو سوے گنبد سامری جاتی ہوں اس فتحیابی کی خبر
اپنے حاکم و مالک کو کر دینا تمام حال میرے آنے کا اور جو کچھ یہاں گذرا ہی اُس سے اپنے شاہ کو آگاہ
کر دینا میں بھی یہاں سے جا کر ایک نامہ ہود سہرسست جادو کو لکھوں گی رقم کروں گی کہ اب بخوشی و خاطر
بآرام و راحت شب و روز بسر کرو میں نے تیری خاطر و خوشی کے خیال سے تیرے سب دشمنوں کو نیست
و نابود کر دیا لوح طلسمی کو بھی بیکار کر دیا اب طلسم زلزلہ کبھی کسی سے فتح نہو گا کیونکہ نہ طلسم کشا رہا اور
نہ لوح طلسمی بکار آمد رہی حنظل جادو نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ یہ حضور ہی کے طالع سے
فتحیابی ہوئی ورنہ طلسم کشا سے کوئی ساحر لڑ سکتا تھا اور اس کو ہلاک کر سکتا تھا واقعی حضور کا سحر و
ساحری میں مثل و نظیر دنیا میں نہیں ہے عجب کارنمایاں کیا ہے عقل حیران ہے جہاں تک حضور کی
تعریف کی جائے کم ہے اگر آپ تشریف نہ لاتیں ہرگز یہ طلسم ٹوٹنے سے نہ بچتا طلسم کشا بمدد لوح
طلسمی ضرور فتح کرتا ساحران طلسم سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتا جو اس کا شریک ہوتا وہ اُس کو تہ تیغ کرتا
اب یہ طلسم برقرار رہے گا یہ کبھی کسی سے فتح نہو سکے گا آپ نے جملہ ساکنان طلسم کی جانیں بچا لیں
طلسم زلزلہ کو تباہی و بربادی سے بچا لیا شہنشاہ ساحران بھی شر طلسم کشا سے محفوظ رہے جان
ان کی بچ گئی سب تردد و انتشار دل سے دور ہو گیا آپ کی برکت قدم سے یہ مرحلہ تردد و سہل ہو گیا
حسب الحکم حضور یہ فدوی عرضی مشعر تمام حالات جنگ و فتحیابی خدمت شہنشاہ میں جلد ارسال
کرے گا حضور سرکار اس کارنمایاں کو بھی مفصل تحریر کرے گا شہنشاہ فلک بارگاہ اس خبر سے
از حد شاد ہوں گے آپ کی بے حد تعریف کریں گے اس فتحیابی کا ضرور جشن عظیم کریں گے
شاہان طلسم کو نامے روانہ کر کے طلب کریں گے شہرہ آپ کے اس کارنمایاں کا تمام عالم میں ہو جائیگا
حضور تشریف لیجانے پر آمادہ ہیں اگر چندے دربند اول طلسم میں آپ قیام پذیر ہوتیں تو
باعث فخر و افتخار و سرفرازی اس غلام کا ہوتا ملکہ مذکورہ نے جواب دیا کہ مجھکو ضرور وہاں
جانا منظور ہے یہاں توقف نہیں کر سکتی یہ کہکے تخت سحر اپنا بلند کر گئی اور اسی طرح مائل بسمت آسمان
کر کے اسی کو بطرف سوے گنبد سامری روانہ ہوئی ادھر حنظل جادو نے [illegible]
کے بعد خوشی و خرمی اپنے دربند میں داخل ہوا اور اپنے قصر میں جا کر ایک عرضی مشتمل حالات
جنگ و فتحیابی و تشریف آوری ملکہ بنت سحر ساز مردار خوار جادو تحریر کر کے ایک [illegible]
کے حوالے کر کے حکم دیا کہ جلد جا کر یہ عرضی شہنشاہ ساحران کو پہونچا طائر مذکور عرضی لیکر روانہ
ہوا لیکن قطع راہ بعد اس وقت پہونچا کہ شہنشاہ ساحران ہود سہرسست جادو سر دربار رونق افزا تھے
شوکت و حشمت سے بیٹھا ہوا تھا اہل دربار حاضر دربار تھے پیک طائر سحر مذکور نے فرق کے بل
سجدہ کر کے شہنشاہ طلسم زلزلہ ذوالہی ہود سہرسست جادو مالک و حاکم طلسم زلزلہ
انکو عرضی پیش کی میر منشی کو دے کر حکم دیا کہ اس عرضی کو با آواز بلند پڑھے تاکہ سب اہل دربار سنیں جادو
حکم کی تعمیل کی شاہ طلسم عرضی سطور از ابتدا تا انتہا لفظ بلفظ و حرف بحرف سنکے کر پڑھ کر سنا دیا
شہنشاہ کے شگفتہ ہوا نہایت خوش ہوا اہل دربار بھی از حد خوش ہوئے مفصل حال ہو گا کہ
کی خوشی کا آئندہ تحریر ہو گا فی الحال ذکر ملکہ بنت سحر ساز مردار خوار جادو کا کرتا ہوں
کہ جب یہ ساحرہ مذکورہ بعد خوشی قطع راہ کر کے قریب گنبد سامری اپنے در قصر عالیہ ملکہ
و شاہانہ پر پہونچی جملہ ملازم مانند دربان چوبدار وغیرہ کے جو وہاں موجود تھے و [illegible]

اور عیار طلسم کشا بھی ہلاک ہوے یا زندہ ہین بظاہر تو کسی کو تو نے زندہ نہین رکھا ہو سب کو اپنے
سحر سے قتل وہلاک واسیر کیا ہو یہ خیال کرکے تختے مین بعلم کہانت وبزور سحر پتلہ سحر سے دریافت کیا
تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا وعیار طلسم کشا دونون ابھی تک زندہ ہین جنگاہ سے دونون کو ہنگام جنگ
ملکہ بہار گلپوش جادو وبحرین جادو لے گئے ہین عیار طلسم کشا براے عیاری یہان آئے گا
وہی تیرا قاتل ہو جب یہ حال بعلم کہانت اور پتلہ سحر سے معلوم وثابت ہوا ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو کو تردد ہوا طائر رنگ رخ اڑ گیا زانو پر ہاتھ مار کر کہا کہ افسوس ہزار افسوس
ابھی تک دشمنان قوی زندہ ہین مین نے سخت دھوکا کھایا نامہ بھی بدست ازلال جادو روانہ
کر دیا کیا معلوم تھا کہ طلسم کشا اور عیار طلسم کشا دونون زندہ ہین قتل وہلاک نہین ہوے ہین
ورنہ نامے مین حال قتل طلسم کشا وعیار طلسم کشا تحریر کی خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب حفاظت
اپنی جان کی کرنا ضرور ہی خوب ہوا کہ مین نے بقاعدہ کہانت اور پتلہ سحر سامری سے حال طلسم کشا
وعیار طلسم کشا دریافت کیا اور ابر سحر کو اپنے قصر پر سے دفع نہین کیا اور طفیل جادو
نگہبان جادو کو صحرا سے طلب نہین کیا یہ تقریر بجائے خود کرکے بند وبست وانتظام اسیری
عیار طلسم کشا حسب دلخواہ کرکے یہ عہد کرکے اپنے قصر مین بیٹھی کہ تا وقتیکہ عیار طلسم کشا اپنے
قاتل کو اسیر وقتل نکرلون گی اپنے اس قصر سے کہ زیر ابر سحر ہی اور جاے پناہ وامن دشمن ہی
ہرگز ہرگز کہین نجاون گی کیونکہ چند روز گران ہین خوف ہلاکت جان ہی یہان تو ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو بخوف ہلاکت خود اپنے قصر مین کہ بالاے قصر ابر سحر ہوا اور وہ ایسا ابر سحر ہو
کہ اس کے نیچے عیار طلسم کشا سے طلسم زلزلہ آجائے تو اس ابر کو چاک کی مانند گردش ہو دریافت
ہو جائے کہ عیار طلسم کشا آگیا ہو مگر اب حال ازلال جادو کا لکھا جاتا ہو کہ ساحر مذکور نامہ لیے ہوے
سیر دشت وکوہ کرتا ہوا بصد خوشی وخرمی راہ طی کرتا ہوا ایسے وقت مین روبروے شاہ طلسم زلزلہ
پہونچا کہ وہ مردود دونابکار بہزار خوشی وشادی تخت حکومت پر بیٹھا ہوا تھا کوئی فکر وتردد ورنج و
صدمہ اس کو نہ تھا عرضی حنظل جادو مالک دربند اول طلسم زلزلہ مشتمل فتحیابی ومشعر قتل وہلاکت
طلسم کشا وعیار طلسم کشا وغیرہ آچکی تھی بعد حیرت اطمینان ہو چکا تھا اس فتحیابی کے جشن کا ارادہ
تھا اہل دربار بھی بصد خوشی دربار مین بیٹھے ہوے تھے ساقیان لقا ومغنیان بھی دربار
مین موجود تھے کہ یکایک شہنشاہ ساحران ہود مہر مست جادو بادشاہ طلسم زلزلہ نے اپنا سر
اٹھا کر دیکھا ازلال جادو نے حسب قاعدہ سلام کیا شاہ طلسم مذکور نے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہو
کہان سے آیا ہو اس نے عرض کیا کہ اسم اس فدوی کا ازلال جادو ہو مقام گنبد سامری سے
آیا ہون نامہ ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کا لایا ہون انھین کے لشکر کا سپہ سالار ہون
شاہ طلسم نے اس کی یہ گفتگو سنکے نامہ طلب کیا اس نے نامہ دیا شاہ نے نامہ میر منشی کو دیکر
حکم دیا کہ باواز بلند پڑھ اور ازلال جادو کو باشارہ بیٹھنے کو کہا وہ موافق اپنے مرتبے کے دوبارہ
سلام کرکے بیٹھا میر منشی نے حسب الحکم باواز بلند نامہ مذکور اول سے آخر تک پڑھا شاہ طلسم
زلزلہ کلام وکمال عبارت نامہ سنکے بے حد اپنی دلاوری کی تعریف وثنا کرکے خوش وخرم ہوا یقین
کامل ہو گیا کہ طلسم کشا وعیار طلسم کشا ومردان لشکر طلسم کشا قتل وہلاک ہو گئے کوئی زندہ
نرہا عرضی حنظل جادو کے آنے سے ہی یقین ہوا تھا اب یقین کامل ہو گیا کہ طلسم کشا وغیرہ

سب قتل ہوگئے کوئی باقی نہین رہا صرف ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو زندہ رہی اُس کو اسیر
کرلیا بعد یقین کامل ہونے کے از حد خوش ہوکر تاج شاہی کو اپنے سر پر کج رکھکر اہل دربار سے
مخاطب ہوکر گویا ہوا کہ اے اہل دربار بادولت واے بندگان نیک سیرت آگاہ ہو کہ اب
ہمکو اطمینان تمام حاصل ہوا تردد دفع ہوگیا طلسم ہمارا شر طلسم کشا سے محفوظ رہا طلسم کشا کو مع
اُس کے لشکر کے ہماری جدہ نے ایک دم مین قتل کیا لوح طلسمی کو بیکار کردیا جیسا کہ تم سب نے
ابھی عبارت نامہ سے تمام حال جنگ سنا اب ہمکو مناسب ہے کہ اس خوشی کا جشن عظیم کرین پھر
اشتفاق جادو اپنے وزیر دوم سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے وزیر خوش تدبیر جلد سامان جشن عظیم
پروانجات نام بنام ساحران معزز طلسم زلزلہ کو لکھوا کر روانہ کر سب کو اس جشن کی شرکت مین
طلب کر از انجملہ تمامی مالکان دربند خصوصاً حنظل جادو کو بھی طلب کر نیز پایان خلعت کی ہزارہا
فراہم و مہیا کر ارباب نشاط کو طلب کر بزم عشرت ایسی آراستہ کی جائے کہ کبھی کسی نے ایسی
نہ دیکھی ہو نہ سنی ہو بالفعل کشتی خلعت کی واسطے ازلال جادو نامہ دار کے طلب کیا۔ وزیر مذکور نے
حسب الحکم کشتی خلعت طلب کرکے حکم شاہ طلسم سے ازلال جادو کو خلعت دیا وہ خلعت سے
مخلع ہوکر خوش خوش تسلیم بجالایا شاہ طلسم زلزلہ نے ایک نامہ اپنی جدہ ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو کو متضمن شکریہ و احسان عظیم لکھوا کر سر نامہ کو اپنی مہر سے مزین کرکے
حوالے ازلال جادو کرکے اُسے رخصت کیا وہ نامہ شاہ طلسم لیکر خلعت فاخرہ پہن کر
تسلیم بجالا کے تخت سحر پر سوار ہوکر سوے گنبد ساحری روانہ ہوا حال اس کا بمقام مناسب
لکھا جائے گا یہان اشتفاق جادو نے شاہ طلسم سے عرض کیا کہ فدوی حسب الحکم سامان
جشن کرے گا چند روز کے بعد بزم عشرت آراستہ کی جاے گی فی الحال پروانے اور حکمنامے
مالکان دربند و حاکمان قلعہ و دریا و صحراے طلسم زلزلہ کو لکھوا کر روانہ کیے جاتے ہین سوا ان کے
جسقدر معزز ساحران طلسم ہین اُن کو بھی پروانے ارسال کیے جائینگے ایک نامہ حضور کی
طرف سے ملکہ عالم جدہ حضور کو بھی متضمن شرکت جشن فتح جنگ و خوشی قتل طلسم کشا وغیرہ
ارسال کیا جائے گا اُن کا تشریف لانا اور شریک جشن ہونا ضرور ہے شاہ طلسم نے کہا کہ
بیشک جدہ کا آنا اس جشن مین ضروری ہے یہ جشن عظیم تیری راے اور تیرے حسن انتظام پر
موقوف ہے پھر بعد دو چار روز کے بزم عشرت آراستہ کی جائے اس دو چار روز کی مدت مین
انتظام و اہتمام و سامان ضروری کرو وزیر نے عرض کیا کہ یہ غلام ایسا ہی کرے گا اشتفاق جادو
حسب الحکم شاہ طلسم زلزلہ کاربند ہوے مگر یاد رہے کہ اب حال سابق ہے لقا و بختکان
کا لکھا جاتا ہے کہ جب پیغام شاہ طلسم زلزلہ و نیز عرضی حنظل جادو و عبارت نامہ جدہ شاہ طلسم سے
معلوم ہوا کہ طلسم کشاے طلسم زلزلہ مع اپنے لشکر ساحران کے میدان جنگ مین قتل ہوگیا تو
سامریون لقا و بختکان کو بعد بیحد خوشی کے نہایت حیرت ہوئی علی الخصوص بختکان
کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی کہ اختیار ضبط نہ لاکر دست بستہ عرض کرنے لگا کہ اے شہنشاہ
ساحران جہان باوجود اس کے کہ عرضی حنظل جادو کی اور نامہ آپکی جدہ کا آیا اور دونون کی
عبارت سے ظاہر ہوا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا و لشکر طلسم کشا ہنگام جنگ قتل ہوگیا مگر
مجکو یقین نہین ہے کہ طلسم کشا اور عیار طلسم کشا یہ دونون قتل ہوسکے ہون کیونکہ یہ اہل اسلام

اب تک قلب و جگر سینے میں تپان و سوزان ہیں ایک آگ سی لگی ہے اسی وجہ سے بات کرنا دشوار
ہے روح کو راحت نہیں ہے ضعف بھی ہے اثنائے تقریر میں نظر لوح طلسمی پر پڑی دیکھا کہ وہ
مائل بسیاہی ہے اسما و نقوش اس کے نظر نہیں آتے ہیں اسوقت صاحبقران کشورستان نے
خواجہ طیفور گردیا و بہمن جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو سے پوچھا کہ اس لوح طلسمی کی
درستی کیونکر کی جائے کیا فکر و تدبیر کی جائے جس سے بدستور قبل یہ روشن ہو سب نے بعد فکر و
غور عرض کیا کہ آپ نے ایکبار فرمایا تھا کہ صحرا میں ایک درویش نے ایک تعویذ دیکر کہا تھا
کہ اس کو اپنے بازو پر باندھو اگر کوئی کار ضروری ہو اور ہمارا طلب کرنا منظور ہو تو اس تعویذ کو
زیر سنگ دبانا یا گرمی آتش یا گرمی دہن پہونچانا ہم فی الفور تمھارے پاس آئینگے پس اسی تعویذ کو
اسوقت اپنے بازو سے کھول کر کسی طور سے اس کو گرمی پہونچایئے تاکہ وہ درویش ذی کمال
یہان آئے اس سے اس لوح طلسمی کی بابت پوچھیے جو کچھ وہ کہے اس پر عمل کیجیے صاحبقران
نے رائے بہمن جادو و خواجہ و ملکہ بہار گل پوش جادو کی پسند کرکے اس تعویذ کو اپنے بازو
سے کھول کر آتش پیہم پہونچا کر حرارت آتش اس کو پہونچائی فی الفور دیکھا کہ وہ درویش اپنے اسی
بوریے پر جس پر بیٹھا ہوا عبادت خدا کرتا تھا بیٹھا ہے بوریہ ہوا پر معلق و قائم ہے راہ دور دراز
طے کرکے بکرامت آیا ہے صاحبقران نے بعد سلام کہا کہ میں نے آپ کے یہان تشریف لانے سے
دولت سرفرازی حاصل کی باعث تکلیف دینے کا اور طلب کرنے کا یہ ہے کہ یہ لوح طلسمی مائل
بسیاہی ہو گئی ہے درویش مذکور نے پوچھا کہ باعث اس کی سیاہی کا کیا ہوا ہے صاحبقران نے
تمام حال ملکہ زیبق سحر ساز مردار خوار جادو کے آنے کا اور لڑنے کا اور اس کے پھونکنے اور
دھوان دہن سے بدبو و غلیظ پیدا ہونے اور دماغ پریشان ہو کر بیہوش ہونے کا اور لوح کے
سیاہ ہونے کا بیان کیا درویش موصوف نے ایک اسم اعظم الٰہی تعلیم کرکے کہا کہ اس اسم کو
ایک چلہ یا کم یا وضو پڑھو اسوقت تک کہ لوح طلسمی روشن ہو اور بیتابی و سوزش تمھارے
قلب و جگر کی دفع ہو اور اس اسم اعظم الٰہی کو ہر روز ہزار مرتبہ پڑھ کر سوئے سینہ و لوح پھونکو
ببرکت اسم اعظم الٰہی قلب و جگر سے تمھارے التہاب و سوزش اور لوح طلسمی سے سیاہی دفع
ہو جائے گی بدستور اول یہ روشن ہو جائے گی یہ کہکر رخصت ہو کر اپنے مسکن عبادت کی طرف
روانہ ہوا سب نے دیکھا کہ بوریہ اس درویش کا مانند بساط حضرت سلیمان کے ہوا پر سیر کرتا
تمام جاتا ہے درویش کچھ پڑھ رہا ہے تھوڑی دیر تک سب درہ کوہ سے نکل کر درویش کو دیکھتے
رہے بعدہ بوریہ مع درویش نظر سے نہان ہوا بہمن جادو نے کہا کہ یہ فقیر کیا خوب
صاحب کمال ہے کہ اپنے بوریے پر مانند تخت سحر کے بیٹھا ہوا ہے بوریہ اڑا کرتا ہوا چلا جاتا ہے
صاحبقران نے مسکرا کر جواب دیا کہ تخت کی بوریہ درویش مذکور سے کیا حقیقت ہے
یہ فرما کر درہ کوہ کے اندر آ کے بعد وضو کرنے کے اسیوقت سے وہی اسم اعظم الٰہی پڑھنا اور
اپنے سینہ و لوح پر پھونکنا شروع کیا مصروف عمل خوانی ہوئے خواجہ طیفور گردیا نے خدا کی
قسم کھا کے کہا کہ تاوقتیکہ ملکہ زیبق سحر ساز مردار خوار جادو کو قتل و ہلاک نہ کرون گا مجھے چین
نہ آئے گا میں نسل خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے ہون انھون نے بڑے بڑے ساحرونکو
مارا ہے میں بھی ساحرہ مذکورہ کو بغیر ہلاک کیے نہ رہون گا یہ کہکر بہمن جادو و ملکہ بہار گلپوش جادو

سے کہا کہ تم تو شہرت رضا جعفر ان مین رہو مین جاتا ہون ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کو اگر
جا کر عیاری سے نہ مارا تو پھر کام تمام کیا اُس نے تمام لشکر ساحران کو تو قتل و ہلاک کیا تو ملکہ وہ بد سحر ساز
جادوگرو نہین معلوم ہے قتل کیا ہے یا اسیر کر کے لے گئی ہے لوپ طلسمی کو بہت ساحرہ مذکور نے لیئے
دوو دو مین سے سیاہ کر دیا ہے اگر تم دونون مجھکو اور رضا جعفر ان کو جگاہ سے یہان نہ لاتے تو
نہین معلوم کیا انجام ہوتا یہ کہکر رضا جعفر ان وغیرہ سے رخصت ہو کر بصورت ساحر زنگیہ درویش
سے بنکر اعانت خدا پر بھروسا کر کے درہ کوہ سے نکل کر ایک سمت روانہ ہوا اور اسپر شب تمام
راستے بھر نظر کی عیار تا ہر طرف دیکھتا سیر کرتا راہ دشت و بیابان طی کرتا ہوا ایک صحرا مین پہنچا
دیکھا کہ درہ کوہ مین ایک عابد درویش بصورت بیٹھا ہوا عبادت خدا مین مصروف ہے چہرہ اُس کا
نورانی ہے پیشانی پر نشان سجدہ ہے وہ نشان سجدہ مانند ستارے کے نور دے رہا ہے چند درندے
گرد و پیش بیٹھے ہین خواجہ نے اُس عابد کے پاس جانے کا ارادہ کیا اُن درندون نے قصد حملہ
کرنے اور ایذا رسانی کا کیا اُس وقت اُس عابد صحرا نشین نے اُن درندون کو باواز بلند ایذا
ایذا رسانی سے منع کیا کہ اے شیر و گرگ و خرس و پلنگ یہ شخص ہمارا دشمن نہین ہے اہل رحمت سے
ہے اس کو ہمارے پاس آنے دو ایذا رسانی سے خبردار اپنے ارادہ سے باز رہو راہ دو کہ یہ
بندہ خدا ہمارے پاس آئے پھر اُس کہنے سے وہ درندے ہٹ گئے دور بیٹھ گئے عابد نے
باواز بلند کہا کہ اے خواجہ طیفور بگرد دیا اگر ہمارے پاس آنا چاہتے ہو تو آؤ اب یہ درندے تمہے
ضرر نہ پہنچائینگے خواجہ صفا اُس عابد کے روبرو گئے باادب سلام کیا اُس نے بالائے
فرش اُٹھکر کہ جس پر وہ بیٹھا ہوا تھا بیٹھنے کو کہا خواجہ بیٹھے بعدہ کہا کہ آپ بھی اولیائے خدا
سے ہین کہ میرے نام سے آگاہ ہو گئے حالانکہ مین بصورت ساحر ہون لیکن آپ نے مجھے پہچان لیا
یقین ہے کہ آپ میرے مطلب سے بھی آگاہ ہو گئے ہونگے راہ دور و دراز سے یہان تک آیا ہون
ایک حاجت رکھتا ہون یہ تو فرمائیے کہ آپ کا اسم شریف کیا ہے کب سے آپ یہان برائے عبادت
الٰہی بیٹھے ہین کیونکر یہان صورت بسر اوقات ہوتی ہے اکل و شرب کی کیا صورت ہوتی ہے عابد موصوف
نے جواب دیا کہ اے خواجہ آگاہ ہو کہ نام ہمارا منصور روشن ضمیر ہے چالیس سال سے ترک آبادی
و امور دنیا کر کے یہان آکر بیٹھے ہین یہ درندے حکم خدا سے ہماری حفاظت کرتے ہین آب و طعام
من جانب اللہ شب و روز پہونچتا ہے خداوند عالم روزی رسان ہے وہ ہمین اسی صحرا مین آب و
طعام پہونچاتا ہے شکر ہے خدا کا کہ نہایت راحت و آرام سے زندگی بسر ہوتی ہے اے خواجہ اولیائے خدا
سے ہونا بہت مشکل ہے خداوند عالم اپنی عنایت سے ہمکو شاید اپنے دوستون مین شمار کرے ہماری تو
یہ لیاقت نہین کہ دوست خدا ہون ہان ذکر خدا کیئے کرتے ہین اس قدر صفائی قلب حاصل ہو گئی ہے
کہ ہم تمہارے نام سے اور ارادے سے آگاہ ہو گئے تم ایک ساحرہ مسماۃ ملکہ زنبیق سحر ساز
مردار خوار جادو کے قتل کرنے جاتے ہو مرتبہ تمہارا ابھی بڑا ہے ترقی دین اسلام مین کوشش
کرتے ہو یہان واسطے اعانت کے ساحرہ مذکور کے آئے ہو ہم تمہاری حاجت کے بارے مین
کچھ اعانت نہین کرسکتے الا ہدایت کرتے ہین کہ یہان سے دور تمکو ایک درویش صاحب کمال
ملیگا اُس سے تمہارا مطلب حسب دلخواہ بر آئیگا بس اب جاؤ ہم ذکر خدا مین مصروف
ہوتے وہ خواجہ منصور روشن ضمیر عابد سے رخصت ہو کر درہ کوہ سے نکل کر جس طرف اُس نے

تنہا چلا جاتا تھا دوڑ رواں ہوئے اثنائے راہ میں مخلوقات خدا پر نظر کرتے ہوئے تھے۔ شان الٰہی کا مشاہدہ
کرتے ہوئے حمد و ثنائے الٰہی زبان پر جاری کرتے ہوئے ایک صحرا میں پہونچے دیکھا کہ دامن کوہ
میں ساتھ نیچے درہ کوہ کے ایک طفل تو دس برس کا بیٹھا ہوا کھیل رہا ہے گھروندا بنا رہا ہے اور
بگاڑ رہا ہے خود ہی باتیں کر رہا ہے کہ یہ گھروندہ ہمارا خوب نہیں بنا ہے پھر بنانا چاہیے ایسا اچھا
گھروندا بنائیں کہ بگاڑنا نہ پڑے خواجہ اس طفل حسین کو دور سے دیکھکر باتیں پیاری پیاری اسکی
سُنکے بھولی بھولی صورت اُس کی دیکھکر رحم کھا کر دل میں خیال کرنے لگے کہ نہیں معلوم یہ طفل حسین
کس کا فرزند ہے اس صحرائے ناپیدا کنار میں کیونکر آگیا ہے اس کے مادر و پدر کس قدر اس سے بے خبر
غافل ہوئے کہ یہ لڑکا کھیلتا ہوا اس صحرا میں چلا آیا شاید آبادی یہاں سے قریب ہے اگر دریافت
کرنے سے نام اس کے مادر و پدر کے معلوم ہو جائیں اور مقام رہنے کا دریافت ہو جاوے
تو اس لڑکے کو اس کے والدین کے پاس پہونچا دینا چاہیے خالی از ثواب و خوشنودی خدا سے
نہ ہوگا ورنہ اس لڑکے کو کوئی درندہ یا گزندہ ضرر پہونچائے گا بیچارہ مر جائے گا والدین کو
اس کی جدائی کا بیحد صدمہ ہوگا یہ خیال کرتے ہوئے قریب اُس کے آئے دیکھا کہ وہ طفل
لباس پاکیزہ و سفید پہنے ہے کلاہ زرین اُس کے سر پر ہے بندے طلائی دونوں کانوں میں ہیں
ناک میں بلاق ہے تنہا بیٹھا صحرا جمع کرکے گھروندا بنا رہا ہے ادھر اُدھر دیکھتا بھی جاتا ہے کبھی کبھی
بآواز بلند باتیں بھی کرتا ہے خواجہ نے اُس کے نزدیک جا کے پوچھا کہ اے لڑکے تیرا کیا نام
ہے مکان تیرے ماں باپ کا کہاں ہے یہاں صحرا میں تیرا آنا کیونکر ہوا والدین نے تیرے تیری طرف
سے بڑی غفلت کی کہ تو بھٹکتا ہوا اس صحرا میں چلا آیا اُس طفل حسین نے گفتگو سے خواجہ
سنکے زمین سے اٹھکر بغور خواجہ کو دیکھکر کہا کہ اے شخص تو کون ہے کیوں نام میرا اور میرے
والدین کا پوچھتا ہے کیا میرا اسباب و زیور اتارے گا تیری صورت و تقریر سے ایسا ثابت
ہوتا ہے کہ تو کوئی مکار و راہزن ہے عجب نہیں کہ تو عیار ہو رنگ و روغن سے صورت ساحر بنا ہو
اگر درحقیقت عیار ہے تو نام تیرا ظہور کر دیا ہوگا سچ کہ تیرا نام ظہور کر دیا ہے خواجہ یہ تقریر
اُس کی سنکے سمجھ گئے کہ دراصل یہ لڑکا نہیں ہے کوئی ساحر ہے میری گرفتاری کے واسطے یہاں
بیٹھا ہے میرا نام مجھ سے دریافت کرتا ہے لہذا اس کے شر سے بچنا چاہیے اور کسی حکمت سے اس کو
اسیر کرنا چاہیے یہ خیال کر ہی رہے تھے کہ درہ کوہ سے ایک عورت ادھیڑ لباس کثیف پہنے
ہوئے مو پریشان نکلی اور اس لڑکے سے بآواز بلند پوچھا کہ کیوں اے فرزند کیا ہے کس سے باتیں
کرتا ہے پھر کیا وہی عیار ہے جس کے گرفتار کرنے کا حکم ملکہ سیمرغ جادو نے دیا ہے طفل نے
جواب دیا کہ اے مادر مہربان بظاہر تو یہ شخص ساحر ہے الا اس کی تقریر سے صاف ثابت ہوتا ہے
کہ وہی عیار مکار ہے کہ جس کے گرفتار کرنے کو میں اور آپ کو ملکہ عالیہ نے مقرر کیا ہے اُس ساحرہ
نے کہا کہ اے فرزند اس شخص کو گرفتار کر لے خبردار جانے نہ پاوے میں بھی آتی ہوں اپنے
سحر میں اس کو بھی اسیر کرتی ہوں یہ کہکر اسمائے سحر زبان پر جاری کرتی ہوئی چلی لڑکا بھی اپنی
مادر کے کہنے سے سحر خوانی میں مصروف ہوا خواجہ نے یہ رنگ دیکھکر جلد گلیم زنبیل سے
نکال کر اوڑھ لی اس اثنا میں وہ ساحرہ قریب اس طفل کے آئی پوچھا کہ وہ شخص کہاں
گیا اُس نے جواب دیا کہ اے مادر مہربان جائے تعجب ہے کہ میں تمہارے کہنے سے سحر پڑھنے لگا

مصروف ہوا تھا چاہتا تھا کہ اُس کو گرفتار سحر کروں یکایک وہ نظر سے غائب ہو گیا نہیں معلوم
کہاں چلا گیا غرق زمین ہو گیا یا سوئے فلک سحر مخفی کر کے چلا گیا ساحر مصور تھا تو تنہا ہی مجھ سے اور
آپ سے ڈر کر بھاگ گیا ساحرہ مذکورہ نے جواب دیا کہ اے فرزند تو نے اُس کے گرفتار
کرنے میں تاخیر کی غضب کیا خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا مگر یہ معلوم نہوا کہ وہ کون تھا دراصل وہی
عیار مکار تھا یا کوئی ساحر تھا اب تجکو لازم ہی کہ جو کوئی مردوں سے تیرے سامنے آئے اُسے
بے تامل اسیر سحر کر لینا طفل نے کہا کہ اب ایسا ہی کروں گا واقعی میں نے اُس کے اسیر کرنے میں
اتنی دیر کی کہ وہ غائب ہو گیا نہیں معلوم کہاں گیا چلیے اس صحرا میں تلاش کریں شاید کہیں ملجائے
تو اُس کو گرفتار کر لیں اور ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو کے پاس لے جائیں خلعت و انعام
پائیں یہ سنکے اُس کی والدہ مع اپنے فرزند کے واسطے تلاش کے چلی دونوں ہر طرف صحرا میں ڈھونڈھنے
لگے خواجہ طیفور گرد پا نے ان مادر و پسر کی گفتگو سنکے دل میں کہا کہ خیر اسے نابکار و دیکھا
جائے گا یہ باتیں اپنے دل میں کر کے ایک جا بیٹھا واسطے انصرام ایک تدبیر کے گئے ہنوز وہ طفل
مع اپنی مادر کے تلاش ساحر مذکور میں چار طرف درمیان صحرا پھر رہا تھا کہ ناگاہ سامنے سے ایک
ضعیفہ نہایت سن رسیدہ کوزہ پشت سفید مو عصا در دست دوسرے ہاتھ میں ایک دونا لیے
ہوئے اُس پر ایک پتہ ڈھاک کا ڈھکا ہوا ہانپتی ہوئی جا بجا ٹھہرتی ہوئی دم لیتی ہوئی خود بخود
یہ کہتی ہوئی کہ شکر ہی میری مراد بر آئی دل ٹھنڈا ہوا صدمہ و رنج دفع ہوا قریب اُس لڑکے کے
آئی کہا کہ اے لڑکے یہ شیرینی لے تو بھی طفل نابالغ ہی کئی بچوں کو میں نے مٹھائی دی ہی تو بھی
تھوڑی سی کھالے مادر طفل مذکورہ نے پوچھا کہ اے بڑی بی یہ مٹھائی کیسی ہی کیوں میرے
فرزند کو دیتی ہو تمہارا نام کیا ہی اس صحرا میں تمہارا آنا کیونکر ہوا ضعیفہ نے جواب دیا کہ میرا نام
سمجھتا ورہی لڑکا میرا اسوقت کہ بیسا مری گیا تھا ایک مدت سے مجھ سے جدا ہو گیا تھا آج وہ
آکر مجھ سے ملا ہی میں نے عہد کیا تھا کہ جب میرا فرزند مجھ سے ملے گا نذر خداوندی شیرینی لڑکوں
وغیرہ کو کھلاؤں گی لہٰذا بچوں کو تھوڑی تھوڑی مٹھائی دیتے آئی تھوڑی مٹھائی تمہارے
لڑکے کے واسطے لے کر آئی ہوں یہاں سے تھوڑی دور آگے جھونپڑا ہی وہی چھوٹا سا پرگنہ ہو
اُسی پرگنہ میں رہتی ہوں تم بتاؤ کہ تمہارا کیا نام ہی اس صحرا میں مع اپنے فرزند کے کیوں
ادھر اُدھر پھر رہی ہو اسقدر کیوں گھبرائی ہوئی ہو خیر تو ہی مادر طفل نے کہا کہ اے ضعیفہ نام
میرا بلا ساحرہ جادو ہی اور میرے اس فرزند کا اسم آفت جادو ہی ملکہ زنبق سحر ساز
مردار خوار جادو کے ہم دونوں ملازم ہیں اُس نے ہم کو اس درہ کوہ میں بغرض گرفتاری
عیار طلسم کشا کے طلسم زلزلہ یعنی خواجہ طیفور گرد پا کے مقرر و متعین کیا ہی قبل دو ساعت
ایک شخص ساحر مصور تھا اس طرف آیا تھا میرے اس فرزند سے پوچھتا تھا کہ تیرا نام کیا ہی اور
والدین تیرے کہاں رہتے ہیں اس صحرا میں کیوں بیٹھا ہوا ہی اس طفل نے اُس سے کہا کہ
تم کون ہو نام میرا اور میرے والدین کا کیوں پوچھتے ہو کیا میرا نام پوچھنے کا ہی یہ کہہ کر اس
لڑکے نے مجکو پکارا میں نے کہا کہ اے فرزند اس شخص کو گرفتار کر لے شاید یہ وہی عیار مکار
ہی جس کی گرفتاری کے واسطے ملکہ عالم نے ہم کو یہاں مقرر کیا ہی ہنوز یہ فرزند دلبند میرا مصروف
سحر خوانی تھا کہ وہ شخص نظر سے غائب ہو گیا زمانہ دو ساعت کا گذرا ہی کہ ہم پسر و مادر دونوں

اُسی کو صحرا میں ڈھونڈھ رہے ہیں کہیں اُس کا پتہ نہیں ملتا ہے نہیں معلوم وہ کہاں چلا گیا یقیناً وہ عیار
مکار تھا عنبر نے جواب دیا کہ اے بلا سے جادو شکر کرو کہ جو بلا آئی تھی وہ ٹل گئی تمہارا لڑکا
آفت سے محفوظ رہا خوب ہوا کہ وہ شخص چلا گیا ورنہ تمہارے فرزند کو مار ڈالتا زیور اتار لیتا تقدیر
تمہاری اچھی تھی کیونکہ بقول شیخ ع - رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت - اب پاس صحرا میں ان کی جستجو کرو
جاؤ بیٹھو یہ کہکر دو ڈلیاں برفی کی دونے سے نکال کر اُس نقلی سمی آفت جادو کو دیں اور پھر
بلا سے جادو سے کہا کہ تم بھی ذرا سی مٹھائی کھاؤ یہ کہکر دو ڈلیاں شیرینی مذکور کی اُس کو بھی
دیں فرزند و مادر نے وہ مٹھائی اُسی جگہ کھائی خوش ذائقہ جو معلوم ہوئی آفت جادو نے
کہا کہ اے بڑھیا اور مٹھائی کھلا کیا اچھی مزے کی مٹھائی ہے عنبر نے کہا کہ اب تو صرف دو
ڈلیاں اس دونے میں اور رہ گئی ہیں جو واسطے اپنے اور اپنے فرزند کے رکھی ہیں یہ بھی تم
کھاؤ یہ کہکے وہ دو ڈلیاں بھی دیدیں ایک ڈلی آفت جادو نے کھائی اور دوسری
بلا سے جادو نے نوش کی بعد ایک لحظہ کے آفت جادو نے کہا کہ یہ مٹھائی کیسی تھی کھاتے ہی
سینہ میں آگ سی لگا دی سر میں درد ہونے لگا بلا سے جادو نے بھی یہی کہا عنبر نے ہنسکر کہا کہ یہ
مٹھائی نہایت نفیس دیکھ رہی تھی اُس نے گرمی کی ہے ذرا تم دونوں ٹہلو ہوا سے سر درد کم ہوگا اور
سوزش سینہ دفع ہو جائے گی بلا سے جادو و آفت جادو دونوں نے ارادہ ٹہلنے کا کیا
لیکن نہ قدم اُٹھا یا سر کو گردش سی ہوئی آنکھوں میں اندھیرا آیا چکرا کر دونوں زمین پر گر کے
بیہوش ہو گئے عنبر نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور پیکر اور آفت جادو و بلا سے جادو تم
دونوں نے غضب ہی کیا تھا مجھکو گرفتار کرنا چاہا تھا اگر میں بعجلت تمام نہ اُڑ جاتا تو یقیناً اسیر تمہارا
ہو جاتا تم دونوں مجھکو گرفتار کرکے پاس ملکہ زنبیق سحر ساز ہمرزاد رخوار جادو کے جاتے
خلعت و انعام پاتے وہ ظالمہ مجھکو قتل کر ڈالتی تمنے تو میرے گرفتار کرنے کی فکر کی تھی میں نے
تمہارے قتل و اسیر کرنے کی کیسی تدبیر کی جو بے تکلف مفت کی مٹھائی کھائی بڑی مزے کی
معلوم ہوئی دوبارہ مانگ کر دو ڈلیاں برفی کی زہر مار کیں میرا نقصان کیا اب نقصان شیرینی
کی عوض میں تمہاری جان کا نقصان کیا جائے گا یا سزا اسیری دی جائیگی یہ نعرہ کرکے
خنجر کمر سے کھینچکر ارادہ قتل کرنے کا کیا دفعتاً خیال کیا کہ اگر ان ساحروں کو قتل کر ڈالا تو پھر
ان کے مرنے کی خبر ملکہ زنبیق سحر ساز ہمرزاد رخوار جادو کو پہنچے گی لہذا مناسب وقت یہ ہے کہ
ان کو داخل زنبیل کر لینا چاہئے یہ خیال کرکے اُن دونوں کو اُٹھا کر داخل زنبیل کیا بعدہ وہاں سے
بصورت مبدل آگے روانہ ہوئے بعد قطع راہ دور و دراز ایک روز قریب کم آبادی ایک
درویش قوی الجثہ خاکستری لباس کو پوست آہو پہ دیر لئے میں بیٹھے ہوئے دیکھا گرد اسکے
چند اشخاص بھی با ادب بیٹھے تھے ہر ایک اپنی اپنی حاجت اُس سے بیان کر رہا تھا درویش کو
صرف ستر باندھے ہوئے پوست آہو پر وہ خاک بیٹھا ہوا ہر ایک کی تقریر سن رہا تھا
خواجہ موصوف نے بصورت مبدل نزدیک اُس درویش کے جا کر با ادب سلام کیا اُس نے
جواب سلام دے کر کہا کہ بابا بیٹھ جا آرام پذیر ہو راہ دور و دراز سے آیا ہے خستہ و ماندہ ہو گیا
ہے ذرا دم لے تھوڑی دیر بیٹھ خواجہ روبرو اُس کے بیٹھ گئے بعد چشم کے دیکھا کہ درویش
مذکور مال دنیا سے اکثر اشیاء رکھتا ہے گرمی زنجیر نقرئی وغیرہ پہنے ہے چوپاؤں کی قسم سے

کہا کہ اے خواجہ دربارۂ قتل ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو ہم تمھاری اعانت کیا کر سکتے
ہیں ہاں تمھاری ناراضی کے خیال سے ایک صورت ذہن میں آئی ہو وہ یہ ہو کہ ہمنے بزور عمل خوانی
بڑی محنت و مشقت سے چلہ کشی کرکے ایک خبیث شیطان سخت مردم آزار و مردم خوار کو اسیر
کیا ہو اگر وہ تمھارے ساتھ جانے پر راضی ہو تو اُس کو اپنے ساتھ لے جاؤ وہ ایک ہی لقمہ ملکہ
زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کا کر لیگا مدعائے دلی تمھارا حاصل ہو جائیگا مگر شیطان
مذکور کہ نام اُس کا جانلیس ہو اور نسل عزازیل ابلیس سے ہو تمھاری اطاعت کاہے کو کرے گا
مطیع و فرمانبردار تمھارا کیون ہوگا تمھارے ساتھ بھلا ہم دون بلکہ مذکورہ کیون جانے لگا
ہم بھی ایسے عامل زبردست تھے کہ ہمنے اُس کو اسیر کیا ہو ہاں جو اسیر کرنیکے ہمارا ابھی مطیع و
فرمانبردار نہین ہو خواجہ نے جواب دیا کہ وہ شیطان و خبیث تو کیا ہو مین اُس کے باپ کو اپنا فرمانبردار
کر لون گا ایسی تدبیر و حکمت کرونگا کہ وہ میرا مطیع و فرمانبردار ہو جائیگا ذرا اُسکو بلا کے مجھے تو
دکھائیے وہ کہان اسیر ہو درویش موصوف الصدر نے خواجہ کی باتون پر بے اختیار ہنس کے
کہا کہ اے خواجہ ہمارے مریدون کے ساتھ جاؤ یہ تمکو مقام اسیری خبیث مذکور دکھا دینگے
پھر اپنے مریدون سے کہا کہ چند گوسفند اُس خبیث کی خوراک کے واسطے اپنے ہمراہ لیتے جاؤ
اور خواجہ کو بھی ساتھ لیے جاؤ اُس خبیث سے ہماری جانب سے کہنا کہ چل تجھکو منیر ریاضت کیش
نے بلایا ہو اور یہ چند گوسفند تیری خوراک کے واسطے ارسال کیے ہین جب وہ حصار سے باہر
آئے تو یہ اسما جو ہم تمکو تعلیم کرتے ہین فی الفور پڑھکر گرد اُس کے حصار کر دین تاکہ وہ اُس
حصار سے نکل کر بھاگ کر جانے نپائے یہان سے ہم اپنا حصار دفع کیے دیتے ہیں اور نگہداشت
بھی اُس کی کرتے رہین یہ کہکے ایک مرید کو اپنے قریب بلا کے کچھ اسما و آیات سرگوشی مین
اُس کو تعلیم کیے وہ مرید منیر ریاضت کیش درویش مع دیگر مریدون اور خواجہ کے چند
گوسفند اپنے ہمراہ لیکر وہان سے چلا بعد تھوڑی دور کے دیکھا کہ ایک احاطہ قائم ہو گرد اُسکے
غبار ہو وہی غبار اُس خبیث و ناری کے لیے حصار ہو اندر اُس احاطۂ قائم کے وہ خبیث شیطان
مردم آزار و مردم خوار بند ہو مریدون نے خواجہ کو جانب احاطہ مذکور اشارہ کرکے کہا کہ دیکھیے
اسی احاطے مین وہ خبیث بند ہو اور یہ غبار حصار ہو خواجہ نے کہا کہ ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے اب
اُس شیطان کو احاطے سے باہر نکالو بطور بھینٹ یہ چند گوسفند اُس کے پیش کش کرو خواجہ ابھی
یہ کہہ رہے تھے کہ وہ غبار جو گرد احاطہ محیط تھا دفع ہونے لگا اُسوقت ایک مرید نے پڑھکر اور
پکار کر کہا کہ اے جانلیس خبیث چل تجھکو ہمارے مرشد نے طلب کیا ہو جلد احاطے سے نکل کر
یہ گوسفند نوش کر بمجرد اس کہنے کے اُس احاطے مین ایک برق سی چمکی اور آواز گڑگڑاہٹ کی بھی
ایسی آئی کہ سب مرید ڈر گئے بعد گڑگڑاہٹ کے وہ خبیث احاطے سے باہر آکر ان گوسفندون
کے کھانے مین متوجہ ہوا ادھر اُس مرید تعلیم اسماے حصار و آیات حصار نے انھین آیات و
اسماے کو جلد پڑھکر گرد اُس کے حصار کیا پھر وہ سب مرید اور خواجہ اُس خبیث اسیر کردہ کو
روبرو منیر ریاضت کیش درویش کے لائے فقیر موصوف نے خبیث مذکور سے
مخاطب ہوکر کہا کہ اے جانلیس ہمنے اسوقت تجھکو محض اس واسطے بلایا ہو کہ خواجہ طیفور کرد یا
ہمارے برادر دینی ہمارے پاس راہ دور و دراز سے آئے ہین اگر ان اطاعت و فرمانبرداری

اختیار کرے اُن کے حکم کو بجا لاے تو تیرے حق میں اچھا ہوگا خبیث مذکور نے برہم ہوکر جواب دیا
کہ اے منیر ریاضت کش اگرچہ تنے اپنے عمل کے زور سے مجھے اسیر کیا لیکن میں تمھاری
اطاعت نہیں کرتا نہ تمھارے کسی دوست کا تابع حکم ہونگا درویش کے سوے کے خواجہ موصوف
دیکھکر کہا کہ یہ خبیث سرکش باوجود اسیر ہونے کے سرکشی سے باز نہیں آتا ہی اطاعت اختیار نہیں
کرتا ہی خواجہ نے سرمۂ سلیمانی اپنی آنکھوں میں لگاکر کہا کہ اگر میں اس حصار میں داخل ہوکر نزدیک
اس خبیث کے جاؤن تو اس کی سرکشی کی اس کو ایسی سزا دون کہ یہ اطاعت اختیار کرے اور
فرمانبرداری قبول کرے چاہتا ہون کہ اندر حصار کے جاؤن درویش نے کچھ پڑھکر اشارہ جانب
حصار کیا پھر خواجہ سے کہا کہ جلد در حصار سے داخل حصار ہو خواجہ در حصار سے داخل حصار
ہوے پھر درویش نے کچھ پڑھکر در حصار بند کردیا تاکہ خبیث مذکور راہ پاکر گریزان نہو خواجہ
نے داخل حصار ہوکے جلد تہ گلیم نکال کر اوڑھلی صرف آنکھیں کھلی رکھیں تاکہ اس خبیث کو
دیکھتے رہیں بعد اوڑھنے گلیم کے خواجہ نے دیکھا کہ خبیث مسطور نہایت مہیب صورت وبلند قامت
ہی قوی بازو وقوی ہیکل ہی یہ دیکھکر کوڑا نکال کر پس پشت اس کے جاکر زور سے کوڑا اس کی
پشت پر مارا خبیث مذکور نے پیچھے مڑکر دیکھا کسی کو نپایا حیران ہوا پھر خواجہ نے اس کے
پس پشت جاکر کوڑا مارا خبیث متاذی ہوکر چلایا اور کہنے لگا یہ کون ہی کہ مجھے مارتا ہی اور
دکھائی نہیں دیتا ہی درویش موصوف اور سب مرید وغیرہ جو وہان موجود تھے خواجہ کے
کوڑے اور گھونسے طمانچے وغیرہ مارنے پر اور اس کے چیخنے چلانے پر بے اختیار اس قدر
ہنسے کہ بعض اشخاص کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے مرید ہنستے ہنستے زمین پر لوٹنے لگے
منیر ریاضت بھی بے اختیار ہنسنے لگا اور کہنے لگا کہ خواجہ خبیث پر بھی غالب آگئے ابھی
درویش موصوف ہنس رہا تھا مرید وغیرہ بھی کثرت خندہ سے زمین پر لوٹ رہے تھے کہ
اس خبیث نے بیتاب وبیقرار ومتاذی بدرجۂ کمال ہوکے کہا کہ اے منیر ریاضت کش
منع کرو کہ یہ کون بار بار مجھکو مارتا ہی اور دکھائی نہیں دیتا ہی جب مجھکو کوڑے وغیرہ مارتا ہی
پس پشت ہی سے آکر لگاتا ہی کبھی طمانچے مارتا ہی کبھی نعلین لگاتا ہی وہ دیو نہیں آتا ہی دکھائی
نہیں دیتا ہی آخر مجھکو کیون ایذا دیتا ہی میں نے کیا خطا کی ہی منیر ریاضت کش نے ہنسی کو
ضبط کرکے کہا کہ اے چاہ نشین آگاہ ہو کہ جب تک تو اطاعت وفرمانبرداری خواجہ طیفور کی
کی بصدق دل اقرار نکرے گا اس وقت تک اسی طور سے سزا اسے سرکشی کی تجکو ملے گی خبیث نا
چار ومجبور ہوکے پشت پر تاب کوڑے اور گھونسے اور نعلین سر پر لگنے کھانے کی
نہ لاکر اقرار کیا کہ جو آپ حکم کرینگے بجا لاؤنگا اطاعت آپ کے دوست یعنی برادر دینی خواجہ
طیفور کی بجا لاؤنگا درویش نے کہا کہ قسم کھا اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی
قسم کھائی درویش نے خواجہ سے کہا کہ اب اس کی اذیت رسانی سے باز رہو خواجہ نے ہاتھ
تہ گلیم اپنے منہ پر سے ہٹائی خبیث نے دیکھا کہ فقط ایک چہرہ نظر آتا ہی اور دست وپا و
سر نظر نہیں آتا ہی حیران ہوکے پوچھا کہ اے چہرۂ آدم زاد تو کون ہی کہ تن تیرا دکھائی نہیں
دیتا ہی یا تو بھی کوئی خبیث یا آسیب ہی کیون مجھکو ایذا رسان ہی میں نے تیری کیا خطا کی ہی خواجہ
نے جواب دیا کہ او خبیث سرکش جب تک تو میری اطاعت نکرے گا قسم کھا کہ میری فرمانبرداری

اختیار رکہے گا اسی طرح تجکو ماروں گا اُس نے عاجز و لاچار ہوکر قسم کہا کر اقرار اطاعت و
فرمانبرداری کا کیا خواجہ نے کہا کہ مجکو تجسے بالفعل ایک کام ہے اگر تو وہ کر دے گا تو قفس لپیٹ میں
کہانے میں آجائے گا اُس نے پوچھا کہ وہ کیا کام ہے خواجہ نے کہا کہ ایک عورت ہماری دشمن جان
ہے اُس کو کہا لے خبیث نے اقرار کیا اور کہا کہ مجبور ہوا کرا دوں تمکو اپنا ایک موے سر دیتا ہوں
اپنے بازو پر رکہو جس وقت اُس موے سر کو گرمی پہونچاؤ گے فی الفور حاضر ہونگا جو حکم
کروگے وہی کروں گا اب مجسے اطمینان رکہو قسم کہا چکا ہوں خلاف قسم نکروں گا تمہیں مجھے
ایذا دے لی بابیں ایذا رسان نہونگا خواجہ نے اُس کے قول کا اعتبار کرکے کنیز ریاضت کش
سے کہا کہ اب حصار دفع کر دیجیے اُس نے حصار کو دفع کیا خبیث مذکور نے خواجہ کو موے سر
اپنا دیا خواجہ نے نیم اُتار کر وہ موے سر اپنے بازو پر باندھا خبیث نے خواجہ کے سراپا پر نظر
کرکے اپنے دل میں کہا کہ اس دُبلے پتلے بنی آدم نے مجکو کس قدر ایذا پہونچائی اگر پہلے سے اسکی
کم قوتی ظاہر ہوجاتی تو کبہی قسم کہا کر اسکی اطاعت نہ کی جاتی خیر اب تو قسم کہا لی ہے مجبوری لاچاری
ہے اس کی اطاعت کرنی ضرور ہے یہ خیال کرکے کنیز ریاضت کش اور خواجہ سے یہ کہکر نظر سے
غائب ہو گیا کہ میں جاتا ہوں جب مجکو یاد کروگے میرے موے سر کو گرمی پہونچا دوگے
فوراً حاضر ہونگا جو کہوگے عمل میں لاؤں گا خواجہ موصوف نے بعد غائب ہونے خبیث مذکور
کے کنیز ریاضت کش عامل زبردست درویش کامل سے رخصت چاہی اُس نے اور
سب سے پہلے خواجہ کی حکمت و تدبیر کی بہت تعریف کی بعد کو درویش نے خواجہ کو رخصت کیا
اور کہا کہ گنبد سامری ابہی یہاں سے دور ہے اگر اس جانب سے قطع راہ کروگے تو جلد
پہونچ جاؤ گے خواجہ موافق بتانے درویش مذکور کے اسی راہ سے سوے گنبد سامری
روانہ ہوے اثناے راہ میں رنگ و روغن سے صورت اپنی ایک ساحر زبردست کی بنائی
کاسے کوزے پیالے موم کے بنا کر اپنے گلے میں ڈالے جہولی اسباب سحر سے بہری ہوئی پشت پر
رکہی پوشاک مانند لباس ساحروں کے پہنے ہاتھ میں ترسول لیا بایں صورت وہ پیشتر روانہ
ہوے بعد قطع راہ دراز خواجہ کو اشتہاے طعام ہوئی صحرا میں زیر درخت قیام کیا زنبیل سے
جو کچہ غذا کہانا منظور تہی نکال کر اپنے روبرو رکہی پانی بہی ایک ظرف میں زنبیل سے نکال کر
اپنے آگے رکہا ابہی ارادہ کہانا کہانے کا کیا تہا کہ دیکہا پس پشت سے ایک ساحر خلعت زرین
پہنے ہوے فرط خوشی سے ہنستا ہوا کلاہ زرین کو اپنی کج کرتا ہوا تخت سحر کو اپنے سوے زمین
اُتارتا ہوا آتا ہے خواجہ نے بغور اُس ساحر پر نظر کرکے اپنے دل میں کہا کہ اس ساحر نابکار کو ہلاک کر
خلعت و کلاہ زرین وغیرہ اس سے لے لینا چاہیے اس نابکار کو دام فریب میں لاکر ہلاک
کرنا چاہیے واسطے زاد راہ کے یہی تدبیر کرنا چاہیے سوا اس کے شاید اس ساحر کے ہلاک
کرنے سے اور بہی کوئی عیاری بن پڑے یہ خیال کرکے پکار کر کہا کہ اے برادر آؤ آؤ خوب
آئے اچہے وقت پر آئے میں نے ارادہ تناول طعام کیا تہا اب ہم تم دونوں کہائیں اور
یہاں سے سوے گنبد سامری چلیں راہ میں ہمارا تمہارا ساتہ ہوگا باتیں کرتے چلیں گے
بعد مدت کے آج تمکو دیکہا ہے غالباً تم ہم کو بہول گئے ہو گے ہم نے تمہیں پہچان لیا کہیں تم کو
ضرور دیکہا ہے ساحر مذکور براے ضرورت بول و براز بلندی سے سوے زمین آتا تہا نظر پڑے

محبت آمیز اس ساحر نقلی کی جوشنی تو تخت سحر کو برے زمین لاکر بعد دفعہ بول دیا اسکے قریب آکر
پوچھا کہ اے بہادر نام تمھارا کیا ہی مین نے در حقیقت تمکو نہین پہچانا یہان تمھارا آنا کس طرف
ہوا ہی کہان رہتے ہو تمنے ہمین کہان دیکھا ہی ساحر نقلی نے جواب دیا کہ نام ہمارا دلیر جادو
ہی کوہ و صحرا مین جانب شمال رہتے ہین یہان گنبد سامری کی دید کے مشتاق ہوکر آئے ہین ایسا
خیال ہی کہ کسی میلے مین ہمنے تمکو دیکھا ہی نام تمھارا یاد نہین رہا لیکن صورت آشنا ہین آؤ کچھ یہ
آب و طعام موجود ہی کھاؤ اور یہ بتاؤ کہ اسوقت کہان سے آتے ہو کس کام کو گئے تھے اب کہان
جاؤ گے یہ اس خلعت اور اس تختی کی مفصل کیفیت بیان کرو اپنا نام بھی بتاؤ ساحر تخت سحر نشین نے
جواب دیا کہ نام ہمارا ازلال جادو ہی ہم سپہ سالار ملکہ زنبیق سحر ساز ہر دار خوار جادو گر ہین
نامہ فتحیابی جس مین احوال قتل و ہلاک ہونے طلسم کشا کے طلسم زلزلہ و عیار طلسم کشا و لشکر
طلسم کشا کا درج تھا ملکہ موصوفہ کے حکم سے شاہ طلسم زلزلہ کے پاس لیے گئے تھے اُس نے
خوش ہوکر ہمکو یہ خلعت زرین دیا ہی اور یہ کلاہ زرین عطا کی ہی شاہ طلسم سے رخصت ہوکر یہان تک
آیا ہون اب سے گنبد سامری اپنی ملکہ مذکورہ کی خدمت مین جاؤنگا جو کچھ پیام شاہ طلسم ہی
اُس کو پہونچاؤنگا اور یہ تختی جو تم ہمارے گلے مین دیکھتے ہو تحفہ جات طلسمی سے ہی ایک شئے
نایاب زمانہ ہی اوصاف اس کے بے حد ہین از انجملہ یہ صفتین ہین کہ جب سوار ہو اس تختی کو دہنے
ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھو جس سواری پر سوار ہو وہ اس تختی کی تاثیر سے خود بخود بلند ہوکر برو سے
ہوا مثل بساط سلیمان راہ طی کرے گی اور جس سمت کو چاہو گے جائیگی کچھ حاجت تحریک دینے
کی نہین ہی اور اگر اسی تختی کو اُلٹا بائین ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھو اور ہاتھ کو نیچا کرو تخت یا مرکب یا کوئی
سواری ہو زمین پر خود بخود اتر آئے گی اور اگر کسی حصار سحر کے اندر جانا منظور ہو تو اس تختی کو
مانند آئینے کے اُس حصار سحر کو دکھاؤ فی الفور دروازہ پیدا ہو جائیگا اُس دروازے سے
گذر جاؤ گے داخل حصار ہو جاؤ گے ہمکو یہ تختی ملکہ ہر گز نہین دیتی مگر واسطے پہچاننے کے اور اپنی
نشانی کے دی ہی عجب تحفہ و نایاب شئے ہی ساحر نقلی نے کہا کہ واقعی یہ خوب شئے ہی آؤ کھانا کھالو
تو پھر ہم بھی تمکو ایسی شئے دکھاتے ہین کہ تم بھی حیران ہو جاؤ اور بے اختیار کہو کہ اس تختی کی روبرو
اس کے کچھ حقیقت نہین ہی یہ کہکر اُس کو شریک طعام کیا کھانا بیہوشی آمیز اُس کو کھلایا جب
وہ کھانا کھا چکا اور خود بھی طعام غیر بیہوشی آمیز کھا چکے ازلال جادو کو کچھ گرمی معلوم
ہونے لگی دل گھبرانے لگا ایسی حالت مین ساحر نقلی نے کنٹھیان زنبیل کی کھول کر ازلال جادو
سے کہا کہ تختی کو گلے سے اُتار کر رکھدو اور جھک کر اس بٹوے مین دیکھو عجب سیر کروگے
کبھی تمنے ایسی سیر روے زمین پر کبھی نہ دیکھی ہوگی چونکہ ازلال جادو کو کچھ نشہ سفوف بیہوشی آمیز
طعام کا ہو چکا تھا اور دل گھبراتا تھا کہنے لگا کہ اسوقت دل بھی ہمارا گھبراتا ہی گرمی بھی معلوم
ہوتی ہی اچھا سیر کرین تاکہ یہ گھبراہٹ عالم سیر مین دفع ہو جائے یہ کہکر بٹوے مین یعنی زنبیل مین
جھانک کر دیکھنے لگا اور خوش ہوکر کہنے لگا کہ واہ واہ یہ بٹوا تو نایاب روزگار ہی اس مین چند
شہر آباد نظر آتے ہین دریا زور شور سے رواں ہین ایک پشتہ بن رہا ہی ہزارہا مزدور ٹوکریان
مٹی سے بھری ہوئی پشتہ پر ڈال رہے ہین صدہا بیلدار ہیں اور درست کر رہے ہین ایک
سپاہی بیٹھا ہوا ہی ہر ایک مزدور کو فی ٹوکری ایک کوڑی نقدی دیتا ہی تو لی فسے رہا ہی ہر ایک مزدور

کثرتِ گرسنگی سے بکار ہا ہے جلد مزدور نحیف و زار و لاغر ہیں بجز لنگوٹی کسی کے تن پر لباس نہیں ہے سوا
اس کے اور بہت سی اشیائے و مکانات وغیرہ نظر آرہے ہیں مردانِ شہر جوق جوق گروہ گروہ
بازاروں میں چل پھر رہے ہیں دوکاندار ہر قسم کی اشیائے و اجناس خریداروں کے ہاتھ فروخت
کر رہے ہیں ساحر نقلی نے کہا کہ ذرا اور جہانک کر دیکھو جو تم نے سیر کی اس سے زیادہ اشیائے
عجائب و غرائب کی سیر کرو گے ازلال جادو نے یہ سنکے بصد رغبت و خواہش تا سینہ و کمر جھک کر
سیر کرنی شروع کی ساحر نقلی نے سر پر اس کے ہاتھ رکھکر زور سے ایک ایسا دھکا دیا کہ وہ نابکار داخل
زنبیل ہو گیا اسوقت ساحر نقلی نے نعرہ کیا کہ منم خواجہ طیفور گردپا او نابکار اپنی خوبی تقدیر
سے تیرا ادھر آنا ہوا خوب میرے دام مکر میں گرفتار ہوا آب و طعام مال مفت جان کر خوب
تو نے کھایا کچھ بھی ہمارے نقصان مال کا خیال نہ کیا اس کا عوض تجھسے لیا جائیگا تا مدت العمر تک
تجھسے مزدوری کرائی جائیگی ایک کوڑی بھی مزدوری میں نہ دی جائیگی یہ کہکر کہا کہ واداجان
ازلال جادو آیا ہے فوراً اس کے کپڑے اور خلعت و کلاہ زریں اتروا کر اچھی طرح [illegible]
اس نابکار سے لیجئے گا اس نے میرے مال کا نقصان کیا ہے آب و طعام نالائق نے کھا لیا ہے یہ
کہکر گلشیاں زنبیل کی لگا کر رنگ و روغن سے ازلال جادو کی صورت بنکر وہی تختی اپنے
گلے میں ڈال کر اسی کے تخت سحر پر بیٹھکر تختی کو اپنے دہنے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھکر کہا کہ اے
تخت سحر سوئے گنبد سامری میں لے چل بلکہ اندر حصار ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو
کے ہمیں جانا ہے فی الفور تخت بلند ہو کر مانند باد تند و تیز کے سوئے گنبد سامری چلا خواجہ امین کا
لباس پہنے ہوئے تختی مذکور گلے میں ڈالے ہوئے ازلال جادو کی صورت بنے ہوئے شاہانہ
تخت سحر پر بیٹھے ہوئے سیر دشت و کوہ کرتے ہوئے کہیں دلپسار و رود سرود دیکھتے ہوئے جلد
سامنے گنبد سامری کے پہونچے دیکھا کہ صدہا ساحر اندر اور باہر گنبد مذکور کے پوجا پاٹ میں
سرگرم ہیں پہلوے گنبد میں ایک قصر بلند و مرتفع ہے بالاے قصر ابر گھرا ہوا ہے گرد اس قصر کے ایک
تاریکی ہے اور کچھ غبار محیط ہے خواجہ نے اس قصر و ابر و تاریکی و غبار کو دیکھکر اپنے دل میں کہا کہ یہی
قصر ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کا ہے اسی قصر میں وہ ساحرہ بحفاظت بیٹھی ہو گی یہ باتیں
اپنے دل میں کر کے برابر اس تاریکی و غبار حصار سحر کے پہونچکر اس تختی کو مانند آئینے کے اس حصار
کو دکھایا فی الفور اس تاریکی و غبار میں ایک دروازہ پیدا ہوا خواجہ مع تخت سحر اندر اس حصار سحر
کے داخل ہوئے فی الفور ابر سحر کو جو بالاے قصر مذکور محیط تھا چاک چاک کی مانند گردش ہوئی برق ابر میں
چمکنے لگی صداے رعد ابر سے آنے لگی ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو مع اپنی اکثر کنیزوں
اور صدہا خدمتگاروں وغیرہ ملازموں کے اندر قصر کے بیٹھی ہوئی تھی ازلال جادو کو [illegible]
نظر کر کے سمجھ گئی کہ عیار طلسم کشا بصورت ازلال جادو میرے حصار سحر میں داخل ہو کر میرے
قصر میں آگیا غضب ہوا نہیں معلوم ازلال جادو کو اس عیار مکار نے کہاں پایا کہ اسے گرفتار
کر کے اس کی صورت بن کر تختی اس سے لیکر یہاں آیا ہے جلد اس کو ہلاک کرنا چاہیے مگر پہلے
ذرا کچھ پوچھ بھی لینا چاہیے یہ سمجھکر اور اپنے دل میں باتیں کر کے نقلی ازلال جادو سے مخاطب ہوئی اور
اپنی مسند [illegible] پوچھا کہ [illegible] ازلال جادو [illegible]
تو نے یہاں [illegible] ازلال جادو نقلی نے [illegible] عرض کیا

کہ یہ ملکہ زرحسب الحکم حضور نامہ لیکر شاہ طلسم کی خدمت مین گیا تھا اُسوقت پہونچا تھا کہ دربار آراستہ تھا شہنشاہ ساحران بالاے تخت حکومت بیٹھے تھے امرا و وزرا و اہل دربار دربار مین حاضر تھے پہلے شہنشاہ کو باادب سلام کیا پھر حسب الطلب نامہ دیا شہنشاہ نامہ حضور کو پڑھوا کر عبارت نامہ بگوش دل سنکے ازحد شادمان ہوے بہت تعریف آپکی زبان پر لائے اہل دربار بھی سب خوش ہوے پھر مجکو بیٹھنے کا اشارہ کیا مین سلام کرکے ایک کرسی پر بیٹھا شاہ نے ایک خلعت طلب کی ملازمون نے حاضر کی پھر وہ خلعت زرین ملازمون نے حکم شاہ طلسم سے مجکو دی مین نے سلام کرکے بصد خوشی خلعت پہنا بعدہ سلام کیا وقت رخصت کرنیکے شاہ طلسم نے یہ نامہ لکھوا کر مجکو دیا ہی اور فرمایا ہی کہ ہمارا نامہ ہماری جدہ ماجدہ کو دیدینا اور ہماری جانب سے بعد تسلیم شکر گذاری بیش کارنمایان کرنیکی بہت کرنا یہ عرض کرکے وہ نامہ پیش کیا ملکہ مذکورہ نے لفافے پر نظر کرکے مہر شاہ طلسم زلزلہ اُسپر دیکھکر حیران ہوکر لفافے کو چاک کیا اور نامہ لفافے سے نکال کر اول سے آخر تک پڑھا اور پڑھکے اپنے دل مین خیال کیا کہ جو کچھ مین نے سوال کیا تھا اس نے جواب معقول دیا ہی نامہ شاہ طلسم بھی مزین بمہر شاہی لاکر دیا ہی لیکن یہ انزلال جادو معلوم ہوتا ہی مگر ابر سحر کی گردش سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ انزلال جادو نہین ہی کوئی غیر شخص ہی لہذا کوئی حیلہ ہو اس کو قتل کرنا چاہیے کیونکہ مین نے ابر سحر اپنے قصر پر قائم کرکے یہی شناخت رکھی تھی کہ جب کوئی شخص غیر زیر ابر سحر آویگا ابر سحر کو گردش ہوگی مجھے معلوم ہوجاے گا کہ غیر شخص کا ضرور گذر ہوا یہ خیالات کرکے کارد اٹھاکر سحر پڑھنے مین مصروف ہوئی خواجہ عمر سمجھ گئے کہ اس نے مجکو پہچان لیا ہی کارد اٹھائی ہی سحر پڑھ رہی ہی اب اسی کارد سے مجکو ہلاک کریگی بہتر و مناسب یہی ہی کہ اپنی جان کی حفاظت کرو یہ تجویز کرکے فی الفور بعینہ صورت اپنی ملکہ کے ایک خدمتگار کی بنکر خدمتگارون مین شامل ہوگئے اتنے عرصے مین ملکہ مذکورہ سحر پڑھ چکی کارد پر دم کرچکی دیکھا تو انزلال جادو کو نہ پایا سخت حیران ہوئی تا دیر دریاے حیرت مین غوطہ زن رہی بعدہ دل مین کہنے لگی کہ شاید میرے خدمتگارون مین عیار طلسم کشا آنکے بیچ کر شامل ہوگیا ہی اب اپنے سب خدمتگارون مین سے اُس کو تلاش کرکے قتل کرنا چاہیے یہ خیال کرکے جملہ خدمتگارون کو اپنے روبرو طلب کرکے حکم دیا کہ صف آرا ہو خدمتگار تین صفین آراستہ کرکے ایستادہ ہوے خواجہ بھی صف اول مین شامل ہوے ملکہ نے ہر ایک صف پر نظر کی صورت غیر شخص نظر نہ آئی حیران ہوکر ارادہ کیا کہ پہلے صف اول کے جملہ خدمتگارون کو قتل کرنا چاہیے یہ ارادہ کرکے وہی کارد سحر اٹھانے لگی اتنی دیر مین خواجہ صف اول سے نکل کر صف دیگر خدمتگاران مین شامل ہوگئے ملکہ نے اُس کارد سحر سے اشارہ کیا صف اول کے تمام خدمتگار دو نیم ہوکر بالاے زمین گرے ملکہ نے صف اول کے خدمتگارون کو قتل کرکے ابر سحر پر نظر کی دیکھا کہ اُسی طرح ابر سحر کو گردش ہی ابر مذکور کو گردش مین دیکھکر سمجھی کہ ابھی وہ عیار ستمگر قتل نہین ہوا یہ سمجھکر صف دوم کی طرف نظر کی خواجہ صف دوم سے نکل کر صف سوم مین جا ملے ملکہ نے نہ دیکھا اور دوسری صف کو بھی مثل صف اول کے قتل کیا بعد قتل کرنے کے پھر سوے ابر نگاہ کی دیکھا کہ بدستور ابر سحر گھوم رہا ہی سمجھی کہ ابھی تک وہ عیار زندہ ہی قتل نہین ہوا یہ سمجھنے کے

تیسری صف خدمتگاران پر نظر کرکے ارادہ کیا کہ اُس صف کو بھی مانند صف اول و دوم
کے کاردہ حربے دونیم کرے کہ یکایک خواجہ چالاکی سے صف خدمتگاران سے نکل کر سوے
جمع کنیزان وغیرہ بیٹھے ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو نے اُنکی مرتبہ دیکھ لیا فی الفور
بے اختیار زبان سے اُس کی لفظ الٰہی نکلا یعنی لے زمین اس شخص کے پانون پکڑ لے تاکہ یہ بھاگنے
نپاوے یہ بڑی ہمارا رشتہ و دلیری اس کی کی ہو کہ یہان تک آیا ہو اب میرے ہاتھ سے زندہ بچ کر کہان
جا سکتا ہو مین نے پہلے ہی تدبیر اپنی حفاظت اور اسکی گرفتاری کی کر لی تھی یہ کہکر سوسے خواجہ بڑھی
اُسوقت خواجہ بہت گھبرائے سمجھے کہ اب جان بچنا محال ہو ضرور یہ ساحرہ مجھکو قتل کرے گی
افسوس ہزار افسوس میری اجل مجھکو کشان کشان کہان لائی کیا کرون کیونکر جان اپنی بچاؤن
ذلیل تک ہاتھ بھی نہین پہونچ سکتا ہو کہ تیغ نکال کر اوڑ چلون یہان کون دوست ہو کس کو اپنی
مدد کے واسطے پکارون صاحبقران سلطان کیوان شکوہ یہان سے منزلون دور ہین
عمرو عیار و ملکہ بہار گل پوش جادو بھی دور تر ہین کوئی بھی یہین مددگار اپنا موجود
نہین ہو بجز خداوند عالم کے اسوقت کوئی میری مدد نہین کر سکتا وہی اپنی قدرت کاملہ سے مجھکو
بچاوے گا تو بچون گا ورنہ جانبر نہین ہو سکتا یہ خیالات کرکے آبدیدہ ہوگئے سوے فلک ہاتھ
اٹھاکر درگاہ خدا مین واسطے اپنی جانبری کے دعا کرنے لگے یکایک دعا مستجاب ہوئی گویا کہ
کسی نے کان مین کہا کہ اے خواجہ کیون گھبراتے ہو خوف ہلاکت جان سے ڈرتے ہو عاجز و ماندہ
عبث ہو موے سر خبیثہ تمھارے بازو پر بندھا ہوا اسے گرمی پہونچاؤ اگر آگ اسوقت ممکن نہین
ہو گرمی دہن ہی پہونچاؤ وہ خبیثہ حسب وعدہ اقرار ضرور حاضر ہوگی جو حکم کروگے وہ عمل مین لائیگی
خواجہ اس القا من جانب اللہ سے خوش ہو سمجھے کہ ضرور یہ تائید خدا ہو جو ایسے وقت مین
کسی نے میرے کان مین یہ تدبیر جانبری بیان کی اور میرے دل مین یہ حکمت جان دشمن سے
بچانے کی آئی فوراً اپنے بازو کو متصل دہن لاکر گرمی دہن موے سر خبیثہ مذکور کو پہونچائی
اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ دفعتاً ایک برق سی چمکی وہ خبیثہ دروازہ حصار مذکور
کی راہ سے بسرعت تمام مانند برق کے چمکتا ہوا روبرو خواجہ کے آیا پوچھا کہ اے خواجہ بتاؤ
مجھکو کیون یاد کیا ہو کیا کام ہو جو کہو ابھی بجالاؤن مین تمسے ڈرتا ہون اور وعدہ بھی
کرچکا ہون خواجہ نے سوے ملکہ زنبق سحر ساز مردار خوار جادو اشارہ کرکے کہا کہ یہ ساحرہ
ہماری دشمن جان ہو ہمارے قتل کے واسطے آئی ہو نزدیک آ پہنچی ہو جلد اس کو کھالے خبردار
دیر نکر مجھ تک اس کو نہ آنے دے خبیثہ مذکور نے جانب ملکہ مذکورہ دیکھکر کہا کہ گذارم
کہ از دست من زندہ و سلامت روی او ظالمہ ساحرہ تو خواجہ طیفور کی دشمن جان ہو
برائے قتل کار و بدست آئی ہو او مردار خوار کیا تو نے یہ قصد کیا ہو کہ قلب و جگر خواجہ کو
کھاؤن ہرگز یہ تمنا تیری نہ بر آسکے گی مین تجھی کو کھائے لیتا ہون اسوقت بھوکا بھی بہت ہون
یہ کہکر مانند برق چمک کر چلا صورت اصلی اپنی دکھائی ملکہ مذکورہ صورت خبیثہ مذکور کو دیکھکر خود
بھی ایک خبیثہ تھی مگر ایسی ڈری کہ وہ کاردہ ہر بوجہ لرزنے دست و پا کے ہاتھ سے گر پڑی
چالاکی کر کے کون بلا ہے جان ستان ہو یہ کہتی ہوئی پیچھے ہٹی گھبراہٹ مین ٹھوکر کھائی دھڑ سے
کہ غش کھاکر زمین پر گرے یکایک خبیثہ مذکور نے اُس کے گلے پر ہاتھ ڈالکر گلا مروڑ کر اچھ

دہن میں رکھ لیا ساحرہ مذکورہ ایک لقمہ بخیث ہو گئی قبل کھانے کے روح اُس کی قفس تن سے
اُس کے نکل کر سوے جہنم روانہ ہوئی تو خواجہ کہ زمین نے چھوڑے سحر اُس کا برطرف
ہو گیا ابر سحر و تاریکی سحر و غبار سحر دفع ہو گیا آندھی سیاہ زور و شور سے آئی تاریکی محیط ہوئی
علامت مرگ ساحرہ مذکورہ ظاہر ہوئی ابر سیاہ فلک پہ ہویدا ہوا برق چمکنے اور کڑکنے لگی
صداے رعد ابر مذکور سے آنے لگی برف باری و سنگ باری ہونے لگی عالم تیرہ و تاریک ہو گیا
ہواے تند سے بڑے بڑے درخت جڑ سے اکھڑ اکھڑ کر مانند خس و خاشاک دور جا جا کر گرنے
لگے ایسے آثار قیامت نمایاں کنیزیں ملکہ مذکورہ کی اور باقی ماندہ خدمتگار و ساحران لشکر ملکہ
مذکورہ حیران و پریشان خاطر ہو کر بے اختیار بھاگے اور جس قدر ساحر گنبد سامری کے اندر اور
باہر تھے وہ سب بھی از حد حیران ہو کر پوجا پاٹ اور سحر خوانی سے دست بردار ہو کر اکثر تو
بھاگے بہت سے گھبرا کے یہ کہنے لگے کہ یہ آفت تازہ اور بلاے تو کیسی آئی ہے یہ تاریکی اور سیاہ
آندھی زور شور سے صاف اسکی دلیل ہے کہ کوئی ساحر زبردست مار ڈالا گیا ہے یہ علامت مرگ کسی ساحر
کی ہے کیا غضب ہوا ارے یارو کون ساحر مارا گیا کس نے مارا ذرا خبر لو تو قاتل کو ساحر مقتول
کے گرفتار کرو خبردار بھاگ کر جانے نپائے ہیں تو تاریکی میں کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے کہاں جائیں
کس سے دریافت کریں یہ کیا واقعہ ہوا ایسے مقام تیرہ میں عجیب ہے کہ کسی نے کسی ساحر کو مار ڈالا
ہے کچھ حال مفصل دریافت نہیں ہوتا ہے تا دیر یہی شور و شر رہا آخرکار ملکہ زنبیق سحر ساز
مردار خوار جادو کے سحر کے پیرون نے اُسی کے نام سے باواز بلند و دردناک کہا کہ افسوس
قتل کیا اور مارا ہم کو کہ نام ہمارا ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو تھا جب آواز سحر پیرون کی
سب نے سنی معلوم ہوا کہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو کو کسی نے قتل کیا بعد آواز
دینے سحر کے پیرون کے وہ تاریکی اور وہ آندھی سیاہ اور برف باری و سنگ باری دفع ہوئی
مطلع صاف ہوا خواجہ نے گلیم اوڑھ لی خبیث مذکور بعد کھا جانے ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار
جادو کے چلا گیا نظر سے غائب ہو گیا جو جو اشیاے مکان و قصر وغیرہ طلسم مذکور کے سحر سے
نمایاں و ہویدا تھی اُس کے مرتے ہی معدوم ہو گئے سحر اُس کا برطرف ہو گیا اکثر ساحران نابکار
و پیر سحر کے نالان و گریان سوے شاہ طلسم زلزلہ براے خبر رسانی قتل ملکہ زنبیق سحر ساز
مردار خوار جادو کے روانہ ہوے خواجہ نے کچھ اثاث البیت ملکہ مذکورہ کا تھا بعد اُس کے
مرنے کے لوٹ کر نذر زنبیل کیا ساحران ساکنان گنبد سامری وغیرہ کو خبر ہوئی کہ ساحران لشکر
ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی کہ یہ کیا غضب ہو گیا کس نے
آکر ملکہ کو مار ڈالا ہم کو اطلاع بھی نہ ہوئی ہر ایک نابکار ساحر نابکار کو صدمہ عظیم ہوا گنبد سامری میں
سناٹا پڑ گیا ساحر نابکار ہر طرف براے خبر رسانی و نیز خائف و ترسان ہو کر بھاگے کہ مبادا
ہم بھی قتل ہو جائیں بعض ساحر جانب دربند اول طلسم زلزلہ بھاگ کر گئے انہوں نے
حنظل جادو کو خبر قتل ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو سنائی وہ یہ خبر ملال اثر سنکے
مغموم و متردد و متحیر ہوا ساحران دربند اول بھی خبر مذکور سنکے تھرانے لگے اور باہم کہنے لگے
حیلے عجیب ہے کہ ملکہ زنبیق سحر ساز مردم خوار جادو کو روبروے شکست سامری و جمشید یہاں کس نے
اُن کو مار ڈالا کون اُن کا ایسا دشمن جان تھا انہوں نے تو یہان آکر طلسم ہستا وغیرہ کو ایک دم میں

اپنے سحر سے قتل و ہلاک کر دیا تھا میدان جنگ دشمنوں سے پاٹ دیا تھا سب دشمنوں کو نیست و نابود کر دیا
تھا اسی طرح حنظل جادو بھی اپنے رفقا سے کہنے لگا ہائے حیرت ہے کہ ایسی ساحرہ کو کس نے
مار ڈالا کون دشمن ان کا ان تک پہونچ گیا بڑا غضب ہو گیا بظاہر تو ملکہ مذکورہ نے کسی کو اپنے
عدو اور شاہ طلسم کے معاونوں سے زندہ نہ چھوڑا تھا سب کو میدان جنگ میں بزور سحر قتل و ہلاک
کر کے چلی گئی تھیں اب کون دشمن تازہ پیدا ہو گیا کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ واقعہ کیا ہوا کیونکر ہوا
تا وقتیکہ کتاب سامری یا پتلہ سحر سے دریافت نہ کیا جائے گا مفصل حال معلوم نہ ہوگا اگر طلسم کشا کے
طلسم زلزلہ اور اس کا عیار دونوں زندہ ہیں قتل نہیں ہوئے ہیں تو یہ طلسم زلزلہ تباہ و برباد و خوار
ہو جائے گا اب مثل ملکہ شمشیر سحر ساز مردم خوار جادو کے کوئی ساحرہ زبردست نہیں ہے
ہم کو بہت خوشی حاصل ہوئی تھی کہ طلسم کشا وغیرہ قتل ہو گئے اب کوئی دشمن باقی نہیں رہا
اطمینان ہو گیا تھا مگر اسوقت سے پھر تردد ہوا یہ کہکر کتاب سامری و پتلہ سحر سے جو دریافت حال کیا
تو معلوم ہوا کہ طلسم کشا زندہ ہے عیار بھی اس کا زندہ ہے اسی نے اپنی فکر و تدبیر و حکمت و عیاری
سے ملکہ شمشیر سحر ساز مردار خوار جادو کو قتل کیا ہے حنظل جادو کو جب یہ حال معلوم ہوا
کانپ گیا خوف سے تھرانے لگا رفقا سے اپنے کہنے لگا کہ عیار طلسم کشا سے طلسم زلزلہ عجب عیار
مکار ہے اسی کی شر سے جو محفوظ رہے وہ ساحر خوش نصیب ہے دیکھو کہاں جا کر ملکہ عالم کو مارا ہے
کیا عیارت کی ہے خیال کرنے سے طائر ہوش و حواس اڑے جاتے ہیں یہ کہکے اپنے رفقا و تمامی
ماتحت ساحروں کو حکم دیا کہ خبردار و ہوشیار رہو سامان جنگ و جدال کرو اسباب جنگ فراہم
و موجود کرو خوشی قتل طلسم کشا دور کرو وہ جو خیال قتل طلسم کشا کا تھا محض غلط تھا وہ ابتک
زندہ ہے امیر و وزیر و فوج بھی و ہو آئے گا فکر فتح [illegible] کرے گا صاحب لوح طلسم بھی اسی کے ہاتھ
آئے گا اگر یکبارگی حملہ ور ہو کر اس کو گرفتار کر لینا یا دام مکر و فریب میں اسیر کرنا جو اسوقت
مناسب ہو عمل میں لانا مگر ابھی سے سامان جنگ کر لینا آمادہ جنگ ہو جانا اچھا ہے سب نے عرض کیا
ہم سب حضور کے حکم کی تعمیل کرینگے یہاں تو خبر قتل ملکہ مذکورہ سے پہونچی تھی ادہر سامان جنگ
ہو رہا ہے ساحران بیدین اپنے سحر کی تیاری اور فکر مکاری کر رہے ہیں کچھ ساحر حسب حکم
حنظل جادو سے بیرون در بنا ہوا ہے اظہار خبر طلسم کشا گئے ہوئے ہیں لیکن اب حال دربار
شاہ طلسم ہود مست جادو کا لکھا جاتا ہے کہ شاہ مذکور بعد غرور جلسہ عیش و عشرت میں مع
اپنے اہل دربار کے بیٹھا ہوا تھا جشن عظیم تھا اکثر ملکہ صدہا ساحران نامی و نامور جلسہ جشن میں
بیٹھے تھے سارق بن اقبال و [illegible] یہ دونوں بیدین بھی شریک بزم عشرت
مذکور تھے جشن قتل طلسم کشا و لشکر طلسم کشا کا ہو رہا تھا ہر ایک اہل بزم عشرت خرم و شادمان تھا
خصوصا ہود مست جادو خوشی سے پہولا نہ سماتا تھا ارباب نشاط جو دو دو دستے طلب
کئے گئے تھے ان میں سے ایک مطربہ خوش گلو و خوبرو یہ غزل گا رہی تھی شاہ و وزیر و
اہل دربار وغیرہ علی قدر مراتب بیٹھے ہوئے بصد خوشی سن رہے تھے ٭ غزل

نکلے صیاد میرے آشیان سے
وہ آئی ہے بلا کیونکر آسمان سے
ملایا خاک میں جیدن سے مجھکو

الہی شاید یہ بجلی آسمان سے
ملا ہو وہ تو میرے رازدان سے
زمین کو ہو کدورت آسمان سے

مٹا دو جلد ہمکو اب جہان سے
بہت عاجز ہوں میں اپنی زبان سے
جنون میں چاک ہو کیونکر گریبان

مجھے آتا ہے وہم اُس بدگمان سے
محبت کی نظر چھپتی نہیں ہے
سنوں گا گالی مگر اُس کی زبان سے
کیا اسواسطے ظالم نے بیدل
بیان غیر اُن کو دیکھے گا کہاں سے
مجھے صیاد ہی نے کر لیا قید
چلے گا زور کیا مجھ ناتوان سے

کیا ہے تر مرے رونے نے ایسا
ستون کی چار آنکھیں پاسبان سے
وہ صیاد آ گیا بجلی سے کہدو
بہت نالان تھا وہ میری فغان سے
اُداسی شام غم تجھ اس قدر ہے
غرض اب برق کو کیا آشیان سے
فلک کو پھونکتی پھرتی ہے بجلی

گرے تو سر دھو برق آشیان سے
تمنا ہے مجھے ذلت کی ہر دم
کہ اب ہو جائیے ہشیار آشیان سے
میرے سینے میں دل ہے دل میں وہ ہیں
کہ نسبت بات ہے میرے مکان سے
سما جاؤں گا میں اُن کی نظر میں
تمنا یہ ہے جو میرے آشیان سے

کلیم ایسا ہوں یادِ دوست میں محو
مکان کو بھی ہے نسبت لامکان سے

اہل بزم بجائے خود تعریف اُس مطربہ خوش گلو کی ناز و ادا گانے اور ناچنے کی کر رہے تھے جو سخن فہم تھے وہ اکثر اشعار غزل مندرجہ کو سنکے مضامین پسند کرکے ثنا کر رہے تھے سخنگان بھی اشعار غزل مطربہ سنکے اور سب کو خوش و خرم دیکھکر اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ یہ سب دیوانے اور پاگل ہیں عبث اسقدر شاد ہیں بیکار محفل عیش رچی ہیں جسقدر رہنے ہیں تماشا ہے وہ ہیں خصوصاً شاہ طلسم نزلہ احمق ویسے شعور ہے قتل طلسم کشا وغیرہ کا جشن کیا ہے کیسا نابکار نفس ہے یقین ہو گیا ہے کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا وغیرہ دستِ ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کے سے قتل ہو گئے حالانکہ غلط فہمی اُس کی آشکار ہے کبھی طلسم کشا صاحب لوح طلسمی در حالت موجودگی لوح طلسمی ہاتھ سے کسی ساحر کے قتل نہیں ہو سکتا ہے اور کسی ساحر کا اُس پر اثر نہیں کر سکتا ہے خصوصاً خواجہ عمرو گرد و پا ایسے عیار چالاک و ہوشیار کو کوئی ساحر و غیر ساحر قتل کرے کیا ممکن ہے ایسا قید ہو جانا اُن کا ممکن ہے قتل ہو جانا نامبردگان کا تو کسی طرح دل عاقل قبول کر ہی نہیں سکتا ہے کہ یکایک سوے فلک سے صداے نالہ و فریاد آئی سب اہل بزم متردد و حیران ہو کر سوے فلک دیکھنے لگے خصوصاً شاہ طلسم پریشان خاطر ہو کر جانب آسمان تاکنے لگا سخنگان نے اپنے دل میں کہا کہ ضرور کوئی واقعہ غم افزا ہوا ہے خبر اُس واقعہ پُر الم کی ساحر وغیرہ لایا چاہتے ہیں بلندی سے سوے پستی نالہ کنان آیا چاہتے ہیں ہنوز سخنگان اپنے دل میں خیالات مندرجہ کر رہا تھا کہ ناگاہ پانچ ساحر پریشان خاطر نالان گریان بلندی سے سوے پستی آکر روبرو شاہ طلسم دست بستہ کھڑے ہوے اور بے اختیار نالہ و فریاد و فغان کرنے لگے بزم عیش و عشرت میں شور فریاد و فغان ہونے لگا شاہ طلسم نے گھبرا کر از بس متردد ہو کر پوچھا کہ اے نالانو نہیم عیش و عشرت میں آکر کیوں رو پیٹ رہے ہو بزم عشرت کو مقتل غم بنا رہے ہو بے تمیزی اپنی ظاہر کر رہے ہو جلد سبب گریہ و نالہ بیان کرو انھون نے تمام حال بے جانے زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کا مفصل بیان کیا ہنوز ساحران مذکور خبر قتل ساحرہ مذکورہ بیان کر رہے تھے کہ یکایک پھر سوے فلک صداے نالہ و فریاد آئی اب جو دیکھا تو کچھ نظر تو نہ آیا مگر سحر کے پردے میں سے آواز بلند وحشت خیز خبر قتل و ہلاکت ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کی سنائی اور نالہ و فغان کرتے ہوے ایک جانب روانہ ہوے شاہ طلسم خبر قتل ملکہ مذکورہ سنتے ہی رنگ ہو گیا صدمے سے رنگ چہرہ متغیر ہو گیا خوشی و خرمی مبدل بہ رنج و غم ہوئی اشک آنکھوں میں بھر آئے دست افسوس ملتا تھا زانو پہ مارنے لگا مطربہ جو مصروف رقص تھی افسردہ ہو رہی تھی یہ رنگ بزم دیکھکر ساکت ہوئی بعض اہل بزم نے

اشارے سے کہا کہ او مطربہ جلد بزم سے دور ہو خوشی میں رنج کا ظہور ہو گیا ہے خبر قتل ملکہ عالم
آئی ہے مطربہ مع اپنے سازندوں کے بزم عیش سے چلی گئی صحبت عیش درہم و برہم ہوگئی جملہ
اہل بزم بھی سوائے سارق بن بقا و سختگان کے مغموم و حزین ہوئے سب کو حیرت ہوگئی
خوشی دلوں سے دور ہوئی رخوں سے آثار حزن و ملال آشکار ہوئے شاہ طلسم نے بید
اشکبار ہونے لگے آہ سرد دل پر درد سے کر کے کہا کہ ہمکو جبدہ کی جانب سے بڑی قوت تھی
امید قوی تھی کہ اُن کی زندگی میں یہ طلسم دست صاحبقران سے فتح نہوگا مگر اب سخت تردد ہے کیونکہ
اُن کا سایہ ہمارے سر سے عجب طور سے اٹھ گیا کہ لاشہ بھی اُن کا کسی کو دستیاب نہوا افسوس اے
دشمن جان ہو گئیں سختگان نے عرض کیا کہ کیوں اے شہنشاہ میں نے قبل اس کے کیا عرض
کیا تھا یاد تو ہوگا جو کچھ عرض کیا تھا اسی کا ظہور ہوا طلسم کشا اور اس کا عیار دونوں زندہ
ہیں شہنشاہ کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ قتل ہو گئے مگر میں نے یہی عرض کیا تھا کہ اُن کو کوئی قتل
نہیں کر سکتا ہے ہرگز وہ قتل نہوئے ہوں گے احباب اُن کے اُن کو بچالا دینگے
دوست ان کے زمین و آسمان سے وقت پر ہیں پیدا ہو کر اُن کی مدد کو موجود ہو جاتے ہیں بارہا یہی ہوا جو
کہا تھا اب صبر کیجیے جو ہونا تھا وہ ہوا شہنشاہ ساحران نے کہا کہ اے ملک جی صدمہ ہلاکت
جبدہ میں زندگانی تلخ ہے ابھی جا کر طلسم کشا و عیار طلسم کشا کو ہلاک کرتا ہوں میں شہنشاہ ہوں
صاحب اختیار ہوں اگر لوح طلسمی قبضہ طلسم کشا میں نہیں ہے تو ہو دیکھا جائے گا یہ کہکر بزم عیش و
عشرت سے اٹھکر ارادہ کیا کہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا کو بزور سحر دریافت کر کے جائے قیام
سے ان کے آگاہ ہو کے اُن کی ہلاکت و قتل میں کوشاں ہو اس ارادے سے تمام اراکین مثل
اتفاق جادو وزیر و تمامی مشیر و اہل دربار و جملہ ساحران نامی و نامدار با خبر ہو کر اس کے
قدم سے لپٹ گئے اور دست بستہ عرض کیا کہ اے خداوند ہم سب کی موجودگی میں آپ
طلسم کشا کے سامنے جائیں وہ صاحب لوح ہے جس دن شہنشاہ پر گراں ہے ہمیں خوف و خطر جان
ہے ہم میں سے کسی نمکخوار کو برائے اسیری طلسم کشا و عیار طلسم کشا روانہ فرمائیں یا طلسم کشا
کو سوے دربند اول جانے دیں حنظل جادو مالک دربند اول نہایت زبردست ساحر ہے
وہ مکر و فریب اس کو اسیر کر کے خدمت حضور میں بھیجے گا عیار کو بھی اس کے گرفتار
کرے گا علاوہ حنظل جادو کے مالکان دربند ہیں اور ہیں ان میں سے کوئی نہ کوئی ان کو
کسی فکر و تدبیر سے قتل و اسیر کرے گا ابھی تمام طلسم زلزلہ بدستور ہے سب ساکنان طلسم
زندہ ہیں سرفروشی و جان نثاری کو موجود ہیں حضور کے خلاف شان و مرتبہ ہے کہ خود تن تنہا
برائے مقابلہ طلسم کشا و عیار طلسم کشا جائیں ان ایام سخت و گران میں قدم اپنا طلسم سے
نکالیں ہم خیرخواہ ہیں ہرگز نکلنے دیں گے شہنشاہ ساحران اپنے تمامی اہل دربار کی تقریر
سنکے خیرخواہ اپنا اُن کو جانکے ارادہ مرقوم سے باز رہا پھر بزم عشرت سے ہمراہی جملہ
اہل بزم عشرت تا در دولت گیا بعدہ دولتسرا میں داخل ہوا سب ساحر بھی اپنے اپنے
مکان مسکونہ کی طرف روانہ ہوئے سارق بن بقا مع سختگان اپنے مکان و قیامگاہ
کی طرف جا کر داخل مکان ہو کر سختگان سے مخاطب ہو کر گویا ہوا کہ اے وزیر من تمہیدی
حالاہم تقدیر تازہ کردہ ام سختگان نے جھلا کر جواب دیا کہ آپ کی تقدیر ہی بری ہے تقدیر

تازہ سفید مطلب کیا کیجیے گا اتنی آپ مین قدرت کہان ہی کہ کچھ تقدیر کیجیے گا اور جو تقدیر بقول آپکے
آپنے فی الحال کی ہی میرے نزدیک بہت بری کی ہی آثار بد کا ظہور ہوا ہی جدہ شاہ طلسم کا ہلاک
ہونا اچھا نہین ہوا ہی یہ ایک ایسی زبردست ساحرہ قتل و ہلاک ہوئی ہی کہ جس کے مرنے سے
شاہ طلسم کی قوت مین فرق آگیا ہی جس ساحرہ پہ بہت بھروسہ تھا وہی ہلاک ہو گئی ہی مجھے
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ بعد چند مدت کے صاحبقران بہدایت لوح طلسمی دربندون کو فتح کیے ہوے
دلیرانہ یہان تک آجاوینگے اور آپکو یہان سے کہین بھاگنا پڑیگا سارتیق نے جواب دیا کہ ابھی
تو آرام سے زندگی بسر ہو رہی ہی جب طلسم کشا یہان تک آئیگا دیکھا جائیگا یہان سے
اور کسی طرف روانہ ہونگے بھاگ کر اور کسی شاہ و شہریار کے ملک مین جا رہینگے فی الحال بارا ہو غم
اگرچہ جدہ شاہ طلسم قتل و ہلاک ہو گئی تو ہو گئی ہمنے یہی تقدیر کی تھی سخنگان نے تقسیر یہ
سارتیق سنکے کچھ جواب نہ دیا سمجھا کہ یہ بہل رہی یہان تو شاہ طلسم کو اپنی دادی کے مرنے کی خبر
ہوئی ہی اسکے صدمہ مرگ مین آبدیدہ ہو کر بزم عشرت سے اٹھکر داخل دولتسرا ہوا ہی مگر اب
حال خواجہ طیفور کا دریا لکھا جاتا ہی کہ جب جانیس خبیث و شیطان نے حسب الطلب آکر ملکہ
زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو کو کھا لیا اُس کے مرنے کی علامت رفع ہو چکی مقام گنبد
سامری مین چمک اور تہلکہ پڑ گیا ساحر بھاگے خواجہ نے مال و اسباب ملکہ مذکورہ لوٹ کر خلیفہ
مذکور کو رخصت کر کے دیکھا کہ اصلی مکان ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار جادو مین ایک قفس
آہنی کلان لٹکا ہوا ہی اُن مین ملکہ [illegible] سحر ساز جادو اسیر ہی زبان مین اُس کے سوزن
ہی گو کہ مرگ ملکہ مذکورہ سے سحر اُس پر سے دفع ہو گیا ہی مگر ابھی تک بے حس و حرکت ہی دست و پا
رسن وغیرہ سے بندھے ہوے ہین اندرون قفس سے دیکھ رہی ہی گو کہ اسیر ہی مگر چہرے پر
آثار مسرت ہین خواجہ نے اُس کے قفس کے پاس جا کر در قفس کھول کر دست و پا بھی اُس کے
وا کر کے قفس سے اُس کو نکالا اُس نے قفس سے باہر آکر سوزن اپنی زبان سے نکال کر زبان کو
چوس کر قابو مین لا کر کہا کہ اے خواجہ ماشاء اللہ کیا کار نمایان کیا ہی عجب طور سے جدہ شاہ طلسم
کو ہلاک کیا ہی مین قفس کے اندر سے دیکھ رہی تھی مگر چونکہ تم بصورت مبدل تھے تمھارے
آنے کا خیال بھی نہ تھا بعد ہلاک ہونے جدہ شاہ طلسم کے ثابت ہوا کہ تمھنے عیاری کر کے
اُسے ہلاک کیا واقعی تمھارا مثل و نظیر عیاری مین نہین ہی اب یہ جگہ توقف کرنے کی نہین ہی
جلد یہان سے چلو صاحبقران کشورستان کہان ہین پہلے اُن کا حال بیان کرو خواجہ نے
کہا کہ امیر با توقیر درہ کوہ مین ہین محصورین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو اُن کے پاس
ہین ہین اُن کو درہ کوہ مین چھوڑ کر اس طرف آیا تھا وہ برائے دفع تاریکی لوح طلسمی اسلئے آپکی
سے ایک اسم اور دعاے تعلیم کردہ درویش پڑھنے کو بیٹھے تھے چلہ کشی کا ارادہ کیا تھا
ملکہ مذکورہ نے جواب دیا کہ جدہ شاہ طلسم ہلاک ہو گئی ہی سحر اُس کا دفع ہو گیا ہی سیاہی لوح
بھی دفع ہو گئی ہوگی اب بخدمت صاحبقران مین چلو یہان توقف نکرو خواجہ نے کہا کہ
ہان چلو تو سہی مگر جس طرح مین کہون اُس طور سے چلو بزور سحر اپنی صورت ایک ساحر کی بناؤ اور
گیروی پوشاک زیب تن کرو ملکہ نے خواجہ کے کہنے پر عمل کیا پھر خواجہ بصورت جس لنگ پوش
بیٹھ بانسا بیراگیون فقیرون کے لباس گیروی پہنا بڑے بڑے بالون کا ایک انبار ماتھے

دستار کے اپنے سر پر رکھا غرضکہ منت و تضرع ہو کر کہا کہ اے ملکہ اب اپنے سحر سے ایک تخت سحر
ایسا بناؤ کہ چار اژدر آتش فشان چار طرف سے اُس کو اٹھا کر لے چلیں اور بالاے تخت سحر
مذکور ایک ایسا ابر سحر ہو کہ جس سے بارش مروارید پے در پے ہوا کرے ملکہ نے موافق کہنے
خواجہ کے تخت سحر تیار کیا ابر سحر بھی بالاے تخت سحر سایہ فگن کیا جب یہ سامان حسب دلخواہ ہوچکا
خواجہ بصورت مذکور بالاے تخت مذکور بیٹھے اپنے پس پشت ملکہ ودیعہ سحر ساز جادو کو
لیے ایک پالکی کی فرضی صورت پر بٹھایا پھر ایک بڑا سند وتحفہ زنبیل سے نکال کر اپنے روبرو رکھا
اور ملکہ سے کہا کہ آپ اس تخت سحر کو بزور سحر بلند کر کے سوے دربند اول طلسم زلزلہ چلو ملکہ مذکورہ
موافق کہنے خواجہ کے تخت سحر کو بلند کر کے جانب دربند اول طلسم زلزلہ ہوا خواجہ کے تجلی خواجہ
تو بصورت جوگی بیراگی جوڑا بالون کا مانند دستار کلان کے باندھے ہوے ڈھیر بالون کا اپنے
سر پر رکھے ہوے بھمن گنبد نشین بنے ہوے ملکہ ودیعہ سحر ساز جادو کو اپنا بالکا بنائے ہوے
تخت سحر پر سوار اژدرہاے سحر چار طرف سے تخت اٹھائے ہوے شعلہاے آتش دمبدم
دہن سے نکالتے ہوے ابر سحر سے بارش مروارید آبدار ہوتی ہوئی آہستہ ہیبت برق چمکتی ہوئی
صداے رعد ابر سے آتی ہوئی باین کر و فر و باین شان و شوکت سوے دربند اول چلے یہین
حال ان کا بمقام مناسب تحریر کیا جاے گا ملتفت الحال احوال صاحبقران کشورستان
طلسم کشاے طلسم زلزلہ وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب صاحبقران موصوف نے تعلیم و ارشاد
درویش مذکور الصدر کے جیسے کہ صحرا میں تلقین دیا تھا اسم اعظم الٰہی و دعاے دفع سیاہی
لوح طلسمی بطور عمل خوانی پڑھا برکت اسم اعظم الٰہی و دعاے ... و تاثیر ... ہوتے ملکہ شیشق
سحر ساز و مروارید خوار جادو کے لوح طلسمی روشن ہو کر مانند آفتاب کے چمکنے لگی سیاہی دور
ہوئی صاحبقران نے مجرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو سے خوش ہو کر فرمایا کہ
شکر ہے خداوند عالم کا کہ ہماری عمل خوانی اور فضل و الطاف ربانی سے لوح روشن ہو گئی سیاہی
لوح طلسمی دفع ہو گئی اب راے تمہاری کیا ہے انتظار خواجہ طیفور کر دیا کے آنے کا کریں یا اس جگہ
سے سوے دربند اول براے فتح دربند اول طلسم زلزلہ کے داخل چلین انھون نے عرض کیا کہ
ہماری راے یہ ہے کہ لوح طلسمی کو ملاحظہ فرمائیے جو حکم لوح طلسمی ہو اسی پر عمل کیجیے امیر با توقیر
نے راے ان کی پسند کر کے لوح کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا تجکو لازم و
مناسب ہے کہ جلد یہان سے جانب دربند اول طلسم زلزلہ روانہ ہو تاخیر و انتظار کسی کا نہ کر
صاحبقران ذیشان نے حکم لوح سے آگاہ ہو کے مجرین جادو وغیرہ سے کہا کہ لوح طلسمی تو
ہدایت کرتی ہے کہ بے تاخیر و تامل یہان سے جانب دربند اول جاؤ مجرین جادو نے عرض کیا
اگر حکم لوح یہ ہے کہ یہان سے سوے دربند اول روانہ ہون تو موافق ہدایت لوح عمل کیجیے
صاحبقران کشورستان اپنے مرکب پر سوار ہوے بہ ہدایت لوح طلسمی جانب دربند اول
امانت خدا پر نظر کر کے تنہا چلے بعد جانے صاحبقران کے مجرین جادو و ملکہ بہار گل پوش
جادو اور وہ گروہ سے ان چند یعنی دس بارہ خدمتگارون کو جن کو خواجہ طیفور گرفتار نے
واسطے کاروبار و خدمت کے زنبیل سے نکالا تھا ساتھ لے کر عقب صاحبقران
سحر کی سواریون پر سوار ہو کر اسباب سحر سے جھولیان بھر کر روانہ ہوے پہلے صاحبقران

سامنے دربند اول کے پہونچے بعد ازان بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو مع ان چند
نامدارون کے پہونچے جو ایک خیمہ ہمراہ تھا اُس کو صحرا مین ایستادہ کرایا ہنوز صاحبقران
مرکب سے اُتر کر داخل خیمہ نہوے تھے کہ وہ ساحر جو صحرا مین براے خبر رسانی معین و مقرر
کیے گئے تھے اُنھون نے طلسم کشا وغیرہ کو دیکھکر جلد تر صحرا سے روانہ ہوکر روبروے
حنظل جادو جاکر دست بستہ عرض کیا کہ حضور کیا غافل بیٹھے ہین طلسم کشا مع معدودے چند
تخمینا دس پندرہ آدمیون کی جمعیت سے صحرا مین قریب دربند حضور کے آگیا ہی خیمہ ایستادہ
کرایا ہی ہمنے جو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ساحر اور ایک ساحرہ ہمراہ باقی سب اشخاص
غیر ساحر ہین اور عیار طلسم کشا ساتھ طلسم کشا کے نہین ہین حنظل جادو یہ خبر سنکے خوش ہوکر
کہنے لگا کہ اگر طلسم کشا ہمراہ دو ساحرون کے آیا ہی تو اُس کا قتل و اسیر کر لینا کیا مشکل ہی ہم کو
خیال تھا کہ سپاہ کثیر لیکر آئے گا لیکن وہ دو ہی ساحرون کے ساتھ آیا ہی یہ اپنی خوش اقبالی
و خوبی بخت ہی یہ کہکر حکم دیا کہ ابھی تمام لشکر ہمارا تیار ہو اسباب جنگ و جدال فراہم و مہیا ہو
مقتضاے دلیری و خیر خواہی شاہ طلسم یہی ہی کہ طلسم کشا کو سر حد دربند مین ہم قدم نرکھنے دین
بیرون دربند جاکر اُس سے مقابلہ کرین جس طرح ممکن ہو طلسم کشا کو قتل و اسیر کرین اُس کے
ساتھیون کو بھی قتل و ہلاک کرین حق نمکخواری شاہ طلسم ادا کرین مستحق انعام کثیر کے ہون
بعد حکم کرنے حنظل جادو کے نفیر سحر کو بعض بعض سرداران سپاہ نے بجایا جملہ ساحر
آگاہ ہوکے کمر بندی ہونے لگی قلعے سے خیمہ و خرگاہ اکثر ساحر نکالنے لگے جھولیان اسباب سحر
سے بھر کے دوش پر رکھین مختلف سواریان سحر کی براے سواری پیدا کین اتنی دیر مین
حنظل جادو بھی لباس سے آراستہ ہوکر تخت طاوسی سحر پر بیٹھکر چالیس رفقا کو اپنے ساتھ
لیکر قلعے سے برآمد ہوا دیکھا کہ لشکر تیار ہی ہر ایک ساحر لڑنے اور جان نثاری کو موجود ہی
دیکھتے ہی خوش ہوا بعدہ تخت سحر اپنا بڑھایا رفقا بھی اُس کے مختلف سحر کی سواریون پر سوار
ہین و بیمار اُس کے پیچھے ساٹھ ہزار ساحرون کا لشکر ہمراہ ہوا ہر ایک ساحر سواری سحر پر
سوار ترسول پیسول ہاتھون مین لیے زمین سے بزور سحر بلند ہوکر چلا صاحبقران کشورستان
مرکب پر سوار تھے خیمہ ایستادہ ہوچکا تھا ارادہ مرکب سے اترنے کا کیا تھا صبح کا وقت تھا
کہ ناگاہ سامنے سے لکہ ہاے ابر سیاہ پیدا ہوے اُن لکہ ہاے ابر مین برق کی چمک بلا کی
آواز ظاہر ہوتی تھی کسی ابر سے بارش آب ہوتی تھی کسی ابر کے ٹکڑے سے بجاے آب آگ
کے انگارے برستے تھے کسی ابر کے ٹکڑے سے بارش گلہاے خوشبو ہوتی تھی غرضکہ عجائبات
غرائب آثار اُن لکہ ہاے ابر سے ہویدا و آشکار ہوتے تھے صاحبقران ذیشان سمجھ
گئے لکہ ہاے ابر کو دیکھکر گویا ہوے کہ یہ لکہ ہاے ابر عجیب و غریب نظر آتے ہین جیسے یہ ابر کے
ٹکڑے ہین جن سے بارش آتش و گلہاے تر وغیرہ ہوتی ہی اور از حد برق چمکتی ہی اور از حد
رعد بھی ایسی آتی ہی کہ ایسی مہیب آواز رعد زور و شور سے کبھی سننے مین نہین آئی ہی
بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو نے عرض کیا کہ یہ لکہ ہاے ابر اسباب سحر ہین شاید
مالک دربند اول طلسم زلزلہ حنظل جادو مع اپنے لشکر کے براے جنگ و جدال آیا ہی
افسوس کہ آپ مع چند نفر ہین لشکر کثیر آپ کے ہمراہ نہین ہی اگر حکم ہو تو ہم آپ کے رفقا یون کو

ایسے وقت مین جا کر لے آئین فرودگاہ لشکر سے اگر آگاہ ہو جائین تو ابھی سبکو یہان بلا لائین
حالانکہ وہ سب غیر ساحر ہین ساحرون سے کیا لڑ سکین گے مگر شان و شوکت حضور لشکر
اہل اسلام کے یہان آنے سے زیادہ ہو جائے گی صاحبقران کشور ستان نے جواب دیا
کہ ہمین اپنے لشکر کے یہان طلب کرنے کی ضرورت نہین ہے اہل لشکر یہان آکر کیا کرین گے
جنگ یہان ساحرون سے ہے غیر ساحرون سے نہین ہے سو اس کے مقتضائے شجاعت و بہادری
سے یہ بعید ہے کہ ہم واسطے اپنی اعانت و مدد کے اپنے لشکر کو یہان طلب کرین خداوند عالم
حامی و مددگار ہے اگر وہ چاہے تو ایک پشّہ کو فیل مست پر غالب کرے وہ قادر و توانا ہے اُس کے
اختیار مین ہر شے ہے گو ادھر از حد قلت سپاہ ہے بجز سعد و کے چند کے جمعیت کثیر نہین ہے اور حنظل جادو
بقول تمہارے بہمراہی لشکر گران ادھر آتا ہے مگر کچھ اندیشہ نہین ہے کہ جو اُس کی اعانت و نصرت کا
بھروسہ ہے وہ مسبب الاسباب ہے کچھ نہ کچھ سباب فتح و ظفر اپنی قدرت کاملہ سے مہیا کر دے گا ابھی
صاحبقران کشورستان یہ ارشاد کر رہے تھے کہ وہ لکّہ ہائے ابر سیاہ قریب آکر شق ہوے
بحر مین جادو وغیرہ نے دیکھا کہ اُن ابر کے ٹکڑون سے ساٹھ ہزار ساحر مختلف سحر کی سواریون پر
سوار ہاتھون مین ترسول پھسول لیے ہوے گلون مین زنار ڈالے ہوے پیشانیون اور بانہون پر
تلک اور کنور چندن کے نشان مرزائیان برہن دھوتیان باندھے دوش پہ جھولیان اسباب سحر
سے بھری ہوئی پیدا ہوے حنظل جادو تخت طاوسی پہ سوار کلاہ زرین سر پہ رکھے ہوے
درمیان اپنے رفقا کے ظاہر ہوا بنظر تہور و تنفر و حقارت سوے طلسم کشا و ہمراہیان چند طلسم کشا
پر نظر کر کے اپنے رفقا سے نا مورسے مسکرا کر کہنے لگا کہ دیکھو انہی چند ساحر و غیر ساحر کو اپنے
ساتھ لیکر طلسم کشا برائے فتح در بند اول طلسم نزلہ آیا ہے بظاہر دیوانہ ہے یا اجل اس کی کشان
کشان اس کو ادھر لائی ہے بھلا ان دس پندرہ آدمیون کی جمعیت سے طلسم کشا کیا سمجھے اُس کا
ان دس پندرہ آدمیون مین بھی فقط ایک ساحر اور ایک ساحرہ ہے باقی غیر ساحر ہین تم دیکھنا
کہ ہم ایک چشم زدن مین طلسم کشا کو اسیر کر لین گے ہمارے لشکری ہجوم کر کے اس کو گرفتار
کر لین گے رفقا نے عرض کیا کہ حضور بجا فرماتے ہین آپ کے نزدیک ان چند کس کا قتل و اسیر
کر لینا کیا مشکل ہے بلکہ آپ کے ملازمون کے نزدیک کچھ دشوار نہین ہے طلسم کشا اگرچہ صاحب لوح
طلسمی ہے اور سنا ہے کہ شجاع و بہادر ہے مگر کہان تک بقوت بازو تنہا حضور کے ساحرون کو تیغ
کرے گا آخرکار دست و بازو تھک جائین گے خستہ و ماندہ ہو کر مجبور ہو جاوے گا اور سحر سے کام نہ لے سکے گا
ایسی حالت مین لوح طلسمی اس کے گلے سے لے کر ہجوم کر کے اس کو گرفتار کر لیا جائے گا
حنظل جادو اپنے رفقا کی تقریر سنتا ہوا بلندی سے سوے پستی مع اپنے تمامی ساحران لشکر
کے آیا فی الفور اس کے حکم سے چند ساحرون نے بزور سحر میدان جنگ کی درستی کی کسی ساحر
نے ایسا ناریل چوبی دار سحر دم کر کے ایسا مارا کہ وہ دور جا کر شق ہوا شعلہ ہاے آتش سحر
نے تمام اشجار و خار و خس جھاڑی جھنڈی کو جلا کر ایک دم مین خاک کر دیا کسی ساحر نے
اس طرح کا سحر کیا کہ ابر سحر پیدا اور اُس ابر سے بیلچہ سحر پیدا ہوے ہاتھون مین اُن کے بیلچے
کو والین وغیرہ آلات چھوٹے چھوٹے زمین پست و بلند کرنے کے تھے انھون نے سحر سے
بہت جلد بعجلت درستی میدان جنگ ہموار کیا کسی ساحر نے ابر سحر پیدا کر کے بارش آب سحر

گرد و غبار کو دفع کیا پھر ملازمون نے بعجلت تمام خیام و بارگاہ ایستادہ و مہیا کیں فراشون نے
درستی فرش کی حنظل جادو نے ارادہ داخل بارگاہ ہونے کا کیا تھا کہ ناگاہ اُس کے دل مین
خیال آیا کہ ان چند اشخاص و طلسم کشا کے مقابلے کے واسطے چند روز یا زیادہ قیام یہان ہونا
عبث ہے آج حسب دستور و قاعدہ طبل جنگ و نفیر سحر اپنے لشکر مین بجوانا چاہیے کل صبح کو میدان جنگ
مین ان سب کا کام تمام کر دینا چاہیے طلسم کشا کو قتل و اسیر کر لینا چاہیے یہ خیال کر کے داخل بارگاہ
ہوکے بعد فروکش ہونے ساحران لشکر کے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین موافق قاعدہ قدیم طبل جنگ
و نفیر سحر بجائی جائے ہنوز طبل جنگ و نفیر سحر کی صدا اُس کے لشکر سے بلند نہوئی تھی کہ صاحبقران
کشورستان نے ایک نامے مین حسب دلخواہ عبارت لکھوا کر بحرین جادو کو دے کر کہا کہ یہ نامہ
ہمارا حنظل جادو کو دے کر اس کا جواب اُس سے لاؤ بحرین جادو نامہ لے کر مع چند
خدمتگارون کے روانہ ہوا بعد روانہ ہونے بحرین جادو کے صاحبقران عالیشان مرکب سے
اُتر کر داخل خیمہ ہوئے ملکہ بہار گل پوش جادو بھی طاؤس سحر سے اُتر کر روبرو کے امیر باوقار
بیٹھی دو تین خدمتگار دست بستہ روبرو صاحبقران عہدے ہاتھون مین لیے ہوئے
کھڑے ہوئے صاحبقران کشورستان نگاہ اپنی تنہائی پر نظر کرتے تھے کبھی سوے لشکر
حنظل جادو دیکھتے تھے گاہ سوے فلک دیکھ کر امیدوار اعانت و مدد الٰہی ہوتے تھے
ادھر تو صاحبقران اپنے خیمے مین بیٹھے ہوئے تھے اُدھر حنظل جادو کو بذریعہ ساحران
خبر ہوئی کہ بحرین جادو مع چند خادمون کے نامہ طلسم کشا لیے ہوئے آتا ہے یہ خبر سنکے باوجود
دشمنی اکثر ساحران نامی کو واسطے استقبال کے بھیجا ساحران نامی نے حسب الحکم حنظل جادو
کے اپنے لشکر سے آگے بڑھ کر بحرین جادو کا استقبال کیا پھر اُس کو بحرمت بارگاہ مین لیگئے
بحرین جادو نے داخل بارگاہ ہوکر حنظل جادو کو سلام کیا اُس نے ساحر معزز جان کر اپنے
قریب بالاے کرسی زرین بٹھایا پھر ساقی کو مع کشتی شراب طلب کیا ساقی حسب الطلب کشتی
بادہ گلنار لے کر حاضر ہوا پھر اشارہ حنظل جادو سے جام بلورین شیشے سے بادۂ گلرنگ
انڈیل کر جام لبالب بھر کر بحرین جادو کو دیا نامہ دار مذکور نے جام کو دست ساقی سے لیکر
شراب پی جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا کہ مین نامہ دار طلسم کشا کے طلسم زلزلہ
حنظل جادو نے نامہ طلب کیا بحرین جادو نے موافق شرائط و اعزاز نامہ نامہ دیا لفافے
نامے کو لیکر پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے حنظل جادو والی دربند اول طلسم زلزلہ آگاہ ہو
کہ لائق ستائش و پرستش و سجدہ بجز خالق کون و مکان کے کوئی نہین ہے اور دین اسلام
سے کوئی دین بہتر نہین ہے دین حق دین اسلام ہے شاہ طلسم زلزلہ بھی ایک بندۂ خدا ہے لیکن
گمراہ کنندہ ہے قابل خداوندی و لائق سجدہ نہین ہے اسی طرح جس قدر سرداران ہین سب باطل ہین
اگر ہو دمست جادو خداوند ہوتا تو ہم سے خائف و ترسان نہوتا کچھ قدرت اپنی دکھاتا
ہمارے خوف سے طلسم باطن مین چھپ کر نہ بیٹھتا سواے شاہ طلسم زلزلہ کے سابق
مین لقا و زمرد شاہ باختری و سامری و جمشید و فرعون وغیرہ جنھون نے دعوی
خدائی و خداوندی کیا ہے وہ سب گمراہ کنندہ لائق پرستش نہین ہین ۔ پرستش کے قابل
وہی ہے خدا ۔ ہویدا ہے اک مشت گل جس نے کیا ۔ زمین و فلک کوکب و مہر و ماہ

یہ ممنوع ہیں اور صانع آلہ ہے لہذا بذریعۂ نامہ تجکو ہدایت کی جاتی ہے لازم ہے کہ راہ راست پر
آ دین اسلام اختیار کر کفر و کافری سے اجتناب کر اپنے معبود حقیقی کو پہچان اور ہماری اطاعت
اختیار کر ہم عنایت خدا سے صاحب لوح طلسمی ہیں حسب ہدایت لوح مذکور طلسم زلزلہ کو انشاءاللہ
تعالی بہت جلد فتح کریں گے جو کوئی ساکنان طلسم زلزلہ سے ہماری اطاعت اختیار کرکے دین اسلام
قبول کرے گا وہ تو جانبر ہوگا ورنہ جملہ ساکنان طلسم مذکور کو ہم تہ تیغ کریں گے اپنے کسی دشمن
کو زندہ نہ چھوڑیں گے زمانہ فتح طلسم زلزلہ قریب تر آگیا ہے ضرور یہ طلسم فتح ہو جائے گا تم سے
قصد جنگ و جدال نکر ہماری دشمنی و بیدینی سے دست بردار ہو جواب اس کا جلد ارسال کر
بعد پڑھنے نامہ مذکور کے اور آگاہ ہونے مضمون نامہ سے حنظل جادو نے برہم ہو کر
پشت نامہ مذکور پر یہ عبارت جواب نامہ تحریر کرائی کہ اے طلسم کشا سے طلسم زلزلہ تجھے خواہ
و تمکو از قدیم شاہ طلسم زلزلہ ہیں ہرگز گمراہی و بیوفائی اپنے شہنشاہ خداوند کے نکریں گے
تمہاری اطاعت کبھی اختیار نکریں گے اپنے دین آبائی کو نہ چھوڑیں گے دلیرانہ تم سے لڑیں گے
دین اسلام کبھی قبول نکریں گے بعد ازاں نامہ مذکور نامہ بر کو دیا [illegible] جادو و حنظل جادو
سے رخصت ہو کر بارگاہ سے باہر آکر بعد قطع راہ خدمت صاحبقران فیضان میں آیا نامہ
دے کر تمام حال جو دیکھا تھا اور گذرا تھا عرض کیا امیر با توقیر نے عبارت جواب نامہ کو پڑھکر فرمایا
کہ آمادہ جنگ ہے راہ راست پر نہیں آتا ہے خیر اللہ ہمارا معین و مددگار ہے جو اس کو منظور ہے وہی شدنی ہے
ہوگا اس کا ظہور ہوگا ابھی صاحبقران گفتگو ہی [illegible] جادو سے کر رہے تھے کہ یکایک
لشکر حنظل جادو سے صدائے طبل رزمی و نفیر سحر بلند ہوئی ہمراہ صاحبقران کے طبل و
نقارے کہاں تھے جو اس طرف بھی نقارہ جنگی پر چوب لگائی جاتی جب اس طرف طبل جنگی
و نقارہ حربی پر چوب بے تہ لگائی گئی حنظل جادو سمجھا کہ طلسم کشا بے سامان ہے لشکر آیا ہے
لہذا مناسب وقت یہ ہے کہ دو چار نقارے اپنے لشکر کے طلسم کشا کے پاس بھیجنا
چاہیے دشمن سے بھی ایسی نیکی کرنا چاہیے تاکہ بوقت طبل جنگ بجوانے کا ذلیل طلسم کشا نہ ہوں
نہیں سوا اس کے اس وقت چند نقارے بھیجکر اپنا طلسم کشا کو شرمندہ و ذلیل کرنا بھی ہے
کیونکہ ایسی بے سر و سامانی سے کوئی طلسم کشا کبھی کسی طلسم کو فتح کر سکتا ہے نہ کیا ہوگا
جس طرح صاحبقران ہمارے ورنہ کیسے فتح کرنے کو اور ہم سے مقابلہ کرنے کو آئے ہیں یہ
بات بھی دنیا میں اہل دنیا کو یاد رہے گی یہ سمجھکر چند نقارے بڑے بڑے مع چوبہائے نقرہ ان
سپاہ اقبال صاحبقران میں بھیجے ہر چند صاحبقران نے ارشاد کیا کہ ہم کو ان نقاروں کی
کچھ ضرورت نہیں ہے بجائے طبل و نقارہ نفیر سحر جادو بجا دے گا لیکن ان ساحروں
نے گفتگوئے امیر با توقیر کچھ نہ سنی نقارے سامنے رکھکر یہ کہکر چلے گئے کہ ہمارے مالک
نے یہ نقارے آپکے پاس محض اس واسطے ارسال کیے ہیں کہ آپ بھی اپنے لشکر میں
اگر چند آدمیوں کا ہو یہ نقارے بجوا لیجئے ان کے [illegible] انکار [illegible] جادو
و ملکہ بہار [illegible] جادو نے عرض کیا کہ یا صاحبقران ان نقاروں [illegible]
[illegible] اپنے لشکر و بے سامان ہونے کا [illegible] بلکہ خوش ہو [illegible]
انشاءاللہ تعالی آپ اپنے اعدا سے فتحیاب ہوں گے طبل و علم لشکر [illegible]

آمین گے صاحبقران کشورستان نے سحرین جادو و ملکہ مذکورہ کے کہنے سے خوش ہو کر خدمتگار کو
حکم دیا کہ ان نقاروں کو بجاؤ انھوں نے سحر سے چند لکڑیاں لاکر وہ نقارے انھیں لکڑیوں سے
بجائے اب دونوں جانب طبل و نقارہ جنگی و نفیر سحر بجا کی گئی تیاری جنگ لشکر حنظل جادو
میں ہونے لگی اگیاری ہونے لگی سحر کسی پر آنے لگے بچہ خوک بھینٹ دیے جانے لگے تمام
شب تیاری سحر میں ان ساحروں نے بسر کی ہنگام سحر حنظل جادو بغرور و نخوت ساٹھ ہزار
ساحروں کی جمعیت سے میدان جنگ میں آکر صف آرا ہوا اس طرف صاحبقران بھی مع
سحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و دس بارہ خدمتگاروں کے بمقابلہ سپاہ
حنظل جادو جا کر کھڑے ہوئے اول ہلال احول چشم جادو حنظل جادو سے اجازت
حاصل کر کے لشکر سے نکل کر میدان جنگ میں بالائے اژدر سحر سوار ہو کر آیا اژدر کو روک کر
پکارا کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ شہنشاہ ساحران خداوند ہو و سرمست جادو حاکم طلسم زلزلہ
سے مقابلہ و مجادلہ کرنا اس بے سر و سامانی میں و بے جمعیت سپاہ کے دشوار تر ہے اور فتحیاب ہونا
غیر ممکن ہے اگر لوح طلسمی و تیغہ فنا قبضے میں آگیا ہے تو ان دو اشیا سے کیا ہو سکتا ہے پس مناسب
یہی ہے کہ طلسم کشائی سے باز آکر لوح طلسمی و تیغہ فنا حوالہ مالک درہند اول حنظل جادو کے کر کے
بخیر و عافیت سوئے انجم حصار اپنے لشکر میں چلے جاؤ جنگ سے ہاتھ اٹھاؤ ذرا اپنی تنہائی و
بے سر و سامانی پر نظر کرو شہنشاہ ساحران سے بایں بے سر و سامانی کیا لڑ سکتے ہو اگر مال دنیا
و خواہش اسباب ہے بجائے طلسمی کی ہے تو مال دنیا سے بھی تم کو اس قدر دلوا دیا جائے گا کہ دامن
حرص تمھارا بھر جائے گا اور اگر میرے کہنے پر عمل نہ کروگے تو پچھتاؤ گے آج اس میدان جنگ
سے اپنے خیمے میں زندہ نہ جاؤ گے یا قتل ہوگے یا اسیر ہوگے میں رفقائے حنظل جادو سے ہوں
نام میرا ہلال احول چشم جادو ہے میرے کہنے سے بطریق مذکور صلح کر لو تو خوب ہے ورنہ
سحرین جادو کو یا ملکہ بہار گل پوش جادو کو میرے مقابلے کے واسطے بھیج دیجیے صاحبقران
گیتی ستان نے ہلال احول چشم جادو سے کہتے تھے جواب اس کو نہ پایا تھا کہ کوئی اس طرف سے
اس کے مقابلے کے واسطے نکلا تھا کہ یکایک سوئے آسمان ایک ٹکڑا ابر کا ظاہر ہو کر ہوا پر قائم
ہو کر محیط ہونے لگا پھر اس ابر سے بارش مروارید بکثرت ہوئی برق بھی نہایت زور و شور سے
صدائے رعد پیدا ہوئی حنظل جادو وغیرہ ساحر و غیر ساحر دونوں لشکروں کے جانب ابر مذکور
بنظر حیرت و تردد دیکھنے لگے یکایک ابر سے رعد زور و شور سے برق کڑکی صدائے مہیب رعد ہویدا
ہوئی اکثروں کے دل دہل گئے برق کی چمک سے خیرگی چشم ظہور میں آئی بعدہ دیکھنے والوں نے
دیکھا کہ وہ ابر شق ہوا درمیان ابر سے ایک تخت سحر کہ جس کو چار طرف سے اژدر سحر اٹھائے
ہوئے تھے اور شعلہائے آتش ان کے دہنوں سے دمبدم بکثرت نکل رہے تھے پیدا ہوا
اس تخت سحر پر ایک پارہ ابر سایہ فگن تھا اس سے بارش مروارید ہو رہی تھی یہ دیکھ کر سب کو
حیرت ہوئی خصوصاً حنظل جادو کو بدرجہ کمال حیرت ہوئی ہلال احول چشم جادو بھی سوئے
فلک جانب تخت سحر مذکور دیکھنے لگا یکایک صاحب تخت نے غضبناک ہو کر باواز بلند کہا کہ
آگاہ باشید اے ساحران ظالم و مغرور کہ ما ہم رسیدیم یہ کہہ کر تخت اپنا بلندی سے قریب
پستی لایا حنظل جادو نے دیکھا کہ ایک جوگی ہمراہ اپنے ایک بلکے کے تخت سحر پر بکر و فر بیٹھا ہوا

بالاے سر اُس کے ایک لکہ ابر ہی اُس سے بارش مروارید آبدار ہو رہی ہی جوگی کی بڑی بڑی
آنکھین غصے سے سرخ ہو رہی ہین آثار قہر و غضب چہرے سے ہویدا ہین ایک انبار بالون کا مثل
دستار کے سر پہ ہی گھبرا کر پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہی کہان سے تشریف لائے ہین سبب غصہ
کیا ہی آپ ہمارے ہم مذہب معلوم ہوتے ہین تشریف لائیے آپ کی خدمت گذاری کے لیے
ہمارے ہمہ با ملازم موجود ہین جوگی مذکور نے برہم ہوکر جواب دیا کہ آگاہ ہو کہ خاص و عام ہمکو
بہمن گنبد نشین کہتے ہین کون ایسا ساحر ہی کہ ہمکو نہین جانتا ہی ہم شہرہ آفاق ہین سیر کنان
اپنے مسکن سے ادھر آنکلے ہین ہمارے غصہ و غضب کا باعث یہ ہی کہ تو اسقدر فوج لشکر کثیر کی
جمعیت سے صف آرا ہوا اور مقابل تیرے چندکس ہین ان غریبون پہ کیون فوج کثیر جانثار رکھی ہی
ان لوگون نے کیا خطا کی ہی بظاہر یہ لوگ مظلوم معلوم ہوتے ہین اور تو نہایت ظالم
قسی القلب ثابت ہوتا ہی کیونکہ ان چند شخصون کے مقابلے کے واسطے فوج کثیر ہمراہ لیکر
آیا ہی ان بے گناہون کے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہی آخر بتا تو سہی کہ یہ لوگ کون ہین کیا قصور
انھون نے کیا ہی ہم منصف طبع ہین ظالم کے شریک نہین ہوتے ہین مظلوم کے شریک ہوکر
اُس کی مدد کرتے ہین کہ مستقل جادو نے ڈر ڈر کر کہا کہ جو لوح اپنے گلے مین ڈالے ہوے ہی
یہ طلسم کشا ہی دشمن شاہ طلسم زلزلہ ہی واسطے فتح و برباد اول طلسم زلزلہ کے مع ان چندکس
کے آیا ہی مالکہ و برباد اول مین ہون نام میرا مستقل جادو ہی واسطے اس کے قتل و اسیر
کرنے کے مع اپنی فوج کے آیا ہون ایسا اس دشمن شاہ طلسم و عدو سے ساحران ساکنان
طلسم زلزلہ کو حتی الامکان قتل و اسیر کرونگا شاہ طلسم سے خلعت و انعام پاؤنگا یہ غریب
نہین ہی نہ مسکین ہی اس پر رحم کرنا اچھا نہین ہی جوگی نے غضبناک ہوکر جواب دیا کہ ہمکو اس سے
غرض و مطلب نہین کہ یہ طلسم کشا ہی اور دشمن شاہ طلسم زلزلہ ہی ہم تو بظاہر دیکھتے ہین کہ
اسوقت یہ شخص بمعہ دو چند تیرے لشکر کثیر کے آگے ایستادہ ہی یقینا مظلوم معلوم ہوتا ہی پس
اب ہم اس کی طرف داری سے باز نہ آوینگے اس کی جانب سے تجھسے مقابلہ و مجادلہ
کرینگے تو مغرور ہی تیرے غرور و نخوت کی سزا تجھکو دینگے یہ کہکر دہن اپنا اپنے بازو کی طرف
لے جاکر موے سر خبیث و نسل شیطان کو گرمی ہواے دہن پہونچائی فوراً سامنے سے
ایک بجلی چمکتی ہوئی نظر آئی نہایت مذکور ظاہر ہوا مستقل جادو وغیرہ اُس کی ہیبتناک صورت
دیکھکر خائف ہوے کیونکہ وہ صورت عجیب تھی اگرچہ قد و قامت اپنا حد سے زیادہ دراز کرنے لگا
گاہ قد اپنا نہایت مختصر کرنے لگا اور جوگی سے مطیعانہ پوچھنے لگا کہ کیا حکم ہی کیون اسوقت
مجکو طلب کیا ہی جوگی نے جواب دیا کہ ہمکو اپنے دشمنون سے تجھے لڑوانا منظور ہوا اور تیری
دعوت و ضیافت انھین دشمنون کے گوشت و خون قلب و جگر وغیرہ کی قرار دی ہی لہذا جا
وہ ساحر جو لشکر سے آگے بڑھا ہوا کھڑا ہی اُس کو جاکر ہلاک کر خون اُس کا پی لے اگر دل چاہے
اور بھوکا ہو تو گوشت بھی اُس کا کھالے یہ سنکے خبیث مذکور اُسی ساحر کی طرف بصورت غضب
و اصلی مجسم ہوکر چلا ادھر مستقل جادو اپنے دل مین گھبرا کے کہنے لگا کہ شاید یہ بہمن گنبد نشین کا
یہ پتلا سحر ہی یا کوئی بلاے سخت و بلاے ناگہان ہوا ادھر صاحبقران جوگی پہ نظر کرکے اس کی
تقریر سنکے حیران ہوے بجاے خود شکر خدا بجا لاکر بکرین جادو وغیرہ سے کہنے لگے دیکھو ہماری

مدد کے واسطے مسبب الاسباب نے عجب سبب پیدا کیا اس جوگی کو دیکھ کر سب پنجوں جادو
وغیرہ نے حیران ہوکر عرض کیا کہ واقعی آپ کا ارشاد بجا ہے خدا جانے یہ جوگی کون ہے کوئی ساحر زبردست
معلوم ہوتا ہے نام اپنا بہمن گنبد نشین ظاہر کرتا ہے مرد معقول معلوم ہوتا ہے کہ ہم بے سروسامان
و بے سپاہ کی اس نے شرکت کی ہے ابھی یہ باتیں جادو و ملکہ بہار رنگین پوش جادو و دونوں
صاحبقران سے عرض کر رہے تھے کہ یکایک خبیث مذکور کہ خلقت اس کی نار سے ہوئی تھی پہلے
ہلال احول چشم جادو کے پہونچا اس نے بعجلت تمام ناریل جوگی دار سحر دم کر کے اس پر مارا
ناریل مذکور شق ہوا شعلہ ہائے آتش پیدا ہوکر سوئے خبیث مذکور چلے خبیث مسطور ان شعلوں کو
اپنی جانب آتے دیکھکر غضبناک ہوکر گویا ہوا کہ او نابکار ساحر تو مجھے اس شرارۂ آتش سے ڈراتا
ہے یہ نہیں جانتا کہ میں خود ہی خلقت نار سے ہوں اس آگ سے کب ڈرتا ہوں یہ کہکر منہ اپنا
مانند دہن بلائے جان ستان کھول کر ان شعلوں اور شرارۂ آتش کو دہن میں لے کر مانند برق
چمک کر ہلال احول چشم جادو کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر گلا دبا کر اور اس کلی کو توڑ مروڑ کر زمین پر
پھینک دیا یہ حال دیکھکر صاحبقران وغیرہ خوش ہوئے ساحر مذکور کے مرنے کی علامت ظاہر
ہوئی تاریکی ہوئی ہوا تند چلی حنظل جادو کو بکمال حیرت ہوئی اور رنج مرگ ہلال احول چشم
جادو بھی ہوا لیکن غضبناک ہوکر فی الفور اپنے رفقا کی طرف دیکھا اسی وقت مجمع رفقا سے ایک
رفیق مسمی اختر جادو نکل کر اژدر سحر پر سوار ہوکر آگے بڑھا میدان جنگ میں آکر اژدر کو روک کر
بہمن گنبد نشین سے مخاطب ہوکر پکارا کہ او جوگی بیراگی صحرائی آ مجھ سے مقابلہ کر دیکھوں تو کہ تو
کیسا زبردست ساحر ہے جوگی نے مسکرا کر کہا کہ اجل تیری کشاں کشاں تجھ کو بھی میدان جنگ میں
لائی ہے گھبرا آ کیوں ہے ہلال کے پاس تجھ بداختر کو بھی پہونچائے دیتا ہوں میری کیا بھلا
شان شایان ہے کہ تجھ ایسے ذلیل و حقیر ساحر سے خود مقابلہ کروں وہی میرا چیلہ تجھ سے بھی مقابلہ
کرے گا وہ ایک چیلہ کیا تیرے تمامی لشکر کو کافی ہے تو ابتدائے جنگ کر کوئی سحر سخت کر حوصلہ اپنے
دل کا نکال لے اختر جادو نے یہ بات سنکے برہم ہوکے نارنج اپنی جھولی سے نکال کر اور
اسمائے سحر اس پر دم کر کے سوئے بہمن گنبد نشین مارا ادھر جوگی کے بالکے نے کارد سحر
لگائی ہنوز نارنج شق نہ ہوا تھا کہ وہ کارد سحر سے درمیان سے کٹ کر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا
جوگی نے آواز بلند کہا کہ او جانثیں کہاں ہے جلد آ لے اس نابکار ہمارے دشمن کو خبردار یہ
نابکار بھاگنے نہ پائے غرق زمین ہونے نہ پائے نہ سوئے فلک جانے پائے اس کو بھی مانند
ہلال کے ہلاک کر او ہی یہ قول ہے کہ بمجرد آواز سنتے ہی وہ خبیث ظاہر ہوکر جانب اختر
مانند برق کے چمک کر چلا ہر چند اختر جادو نے سحر پڑھ کر دستک دینے کا قصد کیا تھا کہ سحر کو
طلب کرنا چاہتا تھا مگر اتنی مہلت نہ ملی کہ دستک دے اور بلائے سحر کو بلائے خبیث مذکور نے جاتے ہی
اس کی گردن مروڑ کے سر اس کا دھڑ سے کھینچ لیا خون اس کا گرم گرم برغبت تمام پی لیا سر و
تن کو خاک پر ڈال دیا لاشہ اس کا تڑپ کر سرد ہوگیا اس کے مرنے کی بھی بدستور مرقوم علامت
پیدا ہوئی صاحبقران کو خوشی حاصل ہوئی حنظل جادو کو صدمہ سخت ہوا خبیث مذکور بھی
سب کی نظر سے غائب ہوگیا حنظل جادو نے پھر اپنے جانب کے رفقا کی طرف نظر کر کے کہا
کہ تم میں کون ایسا ساحر ہے کہ جو جا کر اس جوگی کو قتل کرے اس نے یہاں آکر غضب کیا ہے

پھر جوگی نے اپنے بالکے سے کہا کہ ہوشیار ہو جانا چاہیے سپاہ دشمن آتی ہے جنگ مغلوبہ غضب کی
ہوگی سحر و ساحری از حد ہوگی میرا بھی خیال رہے بالکے نے کہا کچھ اندیشہ نہ کیجیے اگر کچھ خیال
ہو تو پنہان ہو جائیے جوگی نے کہا کہ ہان یہ رائے خوب ہے مگر وقت ضرورت پنہان ہو جاؤنگا
بالفعل تو بیٹھا ہون یہ کہکر کچھ گولے صندوقچے سے نکال کر روبرو رکھے اُن مین سے ایک گولہ
اُٹھا لیا اتنی دیر مین حنظل جادو نے بڑھ کر کھینچ لیا نارنج ترنج گولے فولادی کارد سحر با آتش
سرسون بنولے روئی کے سحر دم کرکے مارنے لگے شعلے اور دھوان پیدا ہونے لگا ہر طرف
ابر سحر سے آتش برسنے لگی جنگ مغلوبہ ہونے لگی حنظل جادو بھی سحر کرنے لگا ادھر جوگی کا بالکا
بھی جوگی کی حفاظت کرکے لڑنے لگا ساحرون کا سحر دفع کرکے اُن کو قتل کرنے لگا ملکہ بہار
گل پوش جادو بھی یہ رنگ جنگ دیکھکر گلدستہ ہاتھ مین لیکر آگے بڑھی اسما سے سحر
دم کرکے فوج دشمن پر گلدستہ مذکور مارا وہ شق ہوا پھول اور کلیان اُس کی جدا ہوئین
جب جب ساحر پر اُس گلدستۂ سحر کے پھول اور کلیان پڑین اور خوشبو ان گلون کی جب کے دماغ
مین پہونچی فی الفور پھول اٹھا کر سونگھکر دیوانہ ہوکر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا عاشق ملکہ بہار
کی ظاہر کرنے لگا جنگ و جدال سے باز رہا اسی طرح جب جب ساحر نے ایک پھول یا ایک کلی بھی
اُٹھا کر سونگھ لی اُس کا یہی حال ہوا آخر دیوانہ وار اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے سوے ملکہ بہار
گل پوش جادو چلے قریب تر آکے پکارے کہ اے ملکہ عالم ہم تو مدت سے آپ کے حسن و
جمال پر شیفتہ و فریفتہ ہین ایک زمانے سے مشتاق وصل ہین امیدوار نظر توجہ ہین ملکہ مذکورہ
نے جواب دیا کہ اگر تم ہمارے عاشق صادق ہو تو جاکر سر حنظل جادو لاؤ اور اُس کے ساحران
لشکر کو قتل کر دو یہ سنکے وہ سب ساحر بعد خوشی یہ کہتے ہوے سوے حنظل جادو چلے کہ ہماری
ملکہ کا جو حکم ہو اُسے بجا لانا ضرور ہے حنظل جادو اور اُس کے لشکر کے ساحرون کی کیا حقیقت
ہے اگر حکم ملکہ بہار کا ہوتا تو ابھی جاکر شاہ طلسم زلزلہ کو قتل کرتے سر اُس نابکار کا کاٹ کر
برائے خوشی خاطر ملکہ بہار گل پوش جادو لے آتے اپنی معشوقہ گلپیرہن کے حکم کو بجا لاتے
یہ کہتے ہوئے نارنج ترنج گولے فولادی ناریل جوئی دار وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کرکے
حنظل جادو و ساحران لشکر حنظل جادو پر بار بار برسانے لگے ساحر قتل و ہلاک ہونے لگے
اپنے ہی لشکر کے ساحرون کو وہ دیوانے مبتلاے سحر ملکہ بہار ہوکر قتل کرنے لگے ملکہ
بہار مذکور دمبدم گلدستے مارنے لگی بدستور مرقوم ساحران لشکر حنظل جادو کو مبتلاے سحر
کرکے حالت دیوانگی مین اُن کو لڑوانے لگی لشکر حنظل جادو مین دیوانون نے آفت برپا
کر دی سپاہ ساحران مین تہلکہ پڑ گیا حنظل جادو یہ رنگ دیکھکر گھبرایا دل مین کہنے لگا کہ واہ وا
اے گل دیکھ شگفت میرے لشکر کے ساحر میرے ہی لشکر کے ساحرون کو دلیرانہ بڑھ بڑھ کر قتل
کر رہے ہین یہ کیا آفت ناگہانی برپا ہوئی آخر بعد فکر معلوم ہوا کہ یہ سب دیوانے مبتلاے سحر
ملکہ بہار گل پوش جادو ہوکر میرے فوج کے ساحرون کی کشت حیات کو برباد کر رہے ہین
یہ حال معلوم کرکے دفع سحر ملکہ مذکور کرکے اُن دیوانون کو اپنے ہی سحر سے ہلاک کرنا شروع
کیا اکثر کو قتل کیا بعد کو سحر کرتا ہوا سوے بہمن گنبد نشین طلسم کشاے طلسم زلزلہ چلا
بجبرین جادو نے اپنے سحر سے دریاے مواج و قہار سحر پیدا کرکے اُن ساحران سپاہ حنظل جادو

کو اسی بحر سحر میں غرق کرنا شروع کیا صاحبقران کشورستان نے ایک ہاتھ میں لوح طلسمی لیکر
دوسرے ہاتھ سے شمشیر آبدار بنیام سے کھینچکر عکس لوح کا ساحرون پر ڈالکر تلوار سے قتل
کرنا شروع کیا نعرے کو دشگاف دمبدم کرنے لگے جس طرف مرکب کو بڑھاکر گئے سیکڑون
ساحرون کو تہ تیغ کیا لاشون کے ڈھیر کشتون کے انبار لگا دیے جوگی کے بلکے نے بھی ایسے
ایسے سحر کیے کہ دیکھنے والون کو عجب ہوا سیکڑون ساحرون کو ابر سحر پیدا کرکے آتش سحر برساکر
جلاکر خاک کر دیا جوگی نے بار بار جو گولے لشکر حنظل جادو پر مارنا شروع کیے وہ گولے عجب
گولے تھے کہ جس غول اور جس گروہ پر گرتے تھے شق ہوکر شعلے پیدا کرکے جلا دیتے تھے
دھوان بھی ان گولون سے پیدا ہوتا تھا اگر کوئی ساحر بزور سحر جوگی کے گولے کو روکنا چاہتا
تھا تو وہ نہ رکتے تھے شورہ اور بارود کی بو گولون کے شق ہونے سے پیدا ہوتی
تھی کبھی جوگی صاحب ظاہر ہوکر گولے مارتے تھے کبھی کسی ساحر کو نزدیک اپنے پاکر
پکڑ کر غائب ہو جاتے تھے غرضیکہ جوگی بھی جس طرف جاتا تھا ساحرون کا کام تمام کرتا تھا غرضکہ
چند شخصون نے وہ کارزار بزور شمشیر آبدار و باسباب سحر کی کہ صدہا ساحران لشکر حنظل جادو
قتل و ہلاک ہوئے مگر ساٹھ ہزار ساحر تھے سحر ہجوم ان کا چندان کم نہوا حنظل جادو سحر
بحرین جادو کو مٹاتا ہوا ساحران قبیلے سحر ملکہ بہار کو اپنے سحر سے قتل و ہلاک کرتا ہوا
جوگی کے بلکے کے سحر سے گاہ بچتا ہوا کبھی دفع کرتا ہوا چند شخصون کو رستے جان اپنی بچاتا
ہوا اس سے ڈرتا ہوا سحر کرتا ہوا اڑتا بھڑتا ہوا قریب طلسم کشا آیا اسوقت جوگی یعنی بہمن
گنبد نشین نے باواز بلند کہا کہ اے طلسم کشا ہوشیار ہو جائیے کہ حنظل جادو نزدیک آگیا ہے
یہ ساحر الے رونگا رہے مالک و حاکم دربند اول ہے کچھ عجب نہیں کہ طلسم بند ہو اس کے
قہر و غضب سے بچیے اگر کہیے تو اپنے پتلے سحر کو حکم کرون کہ اس کو کھا جائے نام و نشان اس کا
باقی نہ رکھے صاحبقران کشورستان نے عین جنگ مغلوبہ میں باواز بلند جواب دیا کہ اے
بہمن گنبد نشین تم اپنے پتلے سحر کو حنظل جادو کے ہلاک کرنے کے واسطے حکم نہ دو اگر یہ
قریب ہمارے آگیا ہے تو کیا اندیشہ ہے بلکہ باعث خوشی کا ہے ہم تو اس کی فکر میں تھے یہ اپنے پاؤن
سے سوئے اجل آیا ہے شمشیر آبدار ہماری کوئی دم میں اس کو راہ عدم بتا دیگی اگر اس نے
ہماری اطاعت اختیار کر لی تو البتہ جانبر ہوگا یہ کہکر سوئے حنظل جادو مرکب کو موڑا جو ساحر
درمیان میں حائل تھے ان کو قتل کرکے قریب تر اس کے جاکر نعرہ کیا پھر شمشیر آبدار علم کرکے عکس
لوح طلسمی کا اس پر ڈالا حنظل جادو متحیر ہو گھبرا کر ارادہ بھاگنے کا کرنے لگا صاحبقران
کشورستان نے ایسی حالت میں مرکب کو اپنے اڑاکر تخت سحر پر اس کے ہو لیے پہلے ارادہ
تلوار لگانے کا کیا پھر کچھ سوچ کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈالکر تخت سے اس کو اٹھاکر نعرہ کرکے
اپنے سر سے بلند کرکے گردش دے کر فرمایا کہ اے حنظل جادو حالا در شناختی خالق
کون و مکان و معبود انس و جان چہ میگوئی یہ سنکے حنظل جادو خاموش ہوا اس وقت
بحرین جادو نے پکارکر کہا کہ اے حنظل جادو کیون اپنی جان شیرین کو ضائع و تلف
کیا چاہتا ہے خاموش کیون ہے اطاعت طلسم کشا کیون اختیار نہیں کرتا یہ طلسم زلزلہ فتح
ہو جائیگا جو ساحر اطاعت صاحبقران نکریگا ضرور وہ قتل ہو جائیگا لہذا تجھکو لازم

بحرین جادو و ملکہ بہار گل پوش پری جادو و بہمن گنبد نشین اور اُس کا لشکر بھی سب علیٰ قدر مراتب کرسیوں پر بیٹھے صاحبقران دنگل پر بیٹھے تھے بیلن و بیاران کے نامبردگان کرسیوں پر بیٹھے تھے ہر ایک تماشے کو دیکھ رہا تھا علی الخصوص صاحبقران ذی وقار اسکی استواری کو دیکھکر اُس کی تعریف کرنے لگے لوح کو زیر لباس نہان کر لیا تھا تاکہ عکس اُس کا کسی شیشہ پر نہ پڑے ابھی صاحبقران دنگل پر بیٹھے تھے لشکر ساحران بمقام فرودگاہ فروکش ہوا تھا کہ حنظل جادو نے ساقیان گلرخ کو طلب کیا فوراً ساقیان گلعذار کشتیاں بادۂ گلنار کی مع شیشہ و ساغر لیکر حاضر ہوئے باادب سلام امیر عالی مقام کو کیا پھر پیاسے حنظل جادو و ساقیان خوش رو شیشون سے ساغر ہائے بلورین مے گلرنگ یعنی وہ شراب جو اہل اسلام علی الخصوص صاحبقران عالی مقام پیتے ہیں جس کو عرق مقوی دماغ و اعضائے رئیسہ بھی کہتے ہیں بھر کر صاحبقران و بحرین جادو و بہمن گنبد نشین وغیرہ کو بنازو ادا دینے لگے ہر ایک بصد رغبت و خوشی شراب مذکور پینے لگا جب سب صہبائے مذکور کے دو دو تین تین جام پی چکے ساقیان مہ جبین وہ کشتیاں شراب کی اٹھا کر لے گئیں اُسوقت حکم حنظل جادو سے چند نازنینان خوبرو و خوش گلو مع اپنے سازندوں کے حاضر ہوئیں اُن میں سے ایک مطربہ خوش رو و خوش گلو مع اپنے سازندوں کے روبروئے امیر عالی مقام حاضر ہو کر بعد سلام و درستی ساز ایک سازکے کھڑی ہو کر رقص کرنے لگی اہل بزم ناچ اُس کا دیکھنے لگے اُس کے رقص کی تعریف بجائے خود کرنے لگے جب وہ نازنین گت ناچ چکی دلہائے اہل بزم کو مانند سبزہ پامال کر چکی تو یہ غزل شروع کی

غزل

نہ تو دل اپنا ملا ہمکو نہ دلبر اپنا
ہائے قابو ہی نہ دلبر پہ نہ دل پر اپنا

چشم عالم کو دکھائی نہیں دیتا اصلا
کمر یار کی صورت تن لاغر اپنا

دل بیتاب ہے مضمون کا لیکر نامہ
اڑ گیا صورت سیماب کبوتر اپنا

امتحان میں نہیں ٹھہرے گا دم قتل رقیب
معرکے میں تری تلوار ہے اور سر اپنا

مردے کی طرح پڑے رہتے ہیں ہم فرقت میں
جیتے جی گور سے بدتر ہے ہمیں گھر اپنا

آج کل مجھپہ وہ الطاف و کرم کرتے ہیں
ہے مقدر رہ رفعت بخت سکندر اپنا

شوخ اس عارض گلرنگ پہ ہم مرتے ہیں
ہو کفن بعد فنا پھولوں کی چادر اپنا

اہل بزم بگوش دل سننے لگے بجائے خود تعریف اُس مطربہ کے رقص و نغمے کی کرنے لگے جب وہ نازنین اشعار غزل مندرجہ بالا گا چکی انعام کثیر لے کر بزم عشرت سے ہمراہ اپنے سازندوں کے چلی گئی پھر دوسری مطربہ مانند مطربہ اول کے بزم میں داخل ہو کر ناچنے گانے لگی دو پہر تک بزم عشرت آراستہ رہی بعد ازان صحبت رقص موقوف ہوئی حنظل جادو نے سامان دعوت و ضیافت کیا صاحبقران نے بہمن گنبد نشین کی تعریف و ثنا کر کے اُس سے کہا کہ اگر تم ہمارے ساتھ رہو یہاں تک کہ ہم تمام طلسم کو فتح کر لیں تو مال و اسباب طلسم نصف تمکو بھی دینگے تمھارا امر عجیب و غریب ہے اُس نے کہا کہ اے صاحبقران تم آپ ہم سب وعدہ آج کا نہ نقصان ظاہر ہو یا ایفائے وعدہ کیا کچھ آپ ہمیں نصف مال و زر و جواہر طلسمی دینگے گا صاحبقران نے فرمایا کہ فی الحال روپیہ تو ہمارے پاس نہیں ہے جسقدر روپیہ

تمھارا آج کی جنگ مین صرف ہوا ہی اُتنے روپیے کا ہمسے رقعہ لکھوا لو یا حنظل جادو سے
ہم روپیہ لیکر اسی وقت تمکو دیدین جو منظور ہو بیان کرو اُس نے کہا کہ یہ زبانی خرچ مجھے پسند نہین
ہی دس ہزار روپیے کا آج نقصان ہوا ہی اور نقصان سے مراد یہ ہی کہ اسی جنگ مین صرف ہوا ہی
گولے جو ابتک گئے ہین اور جو سحر انواع و اقسام کے مین نے اور میرے بالکے نے کیے ہین آخر
اُس مین زرکثیر صرف ہوا ہی یا نہین روپیہ سامنے آئے اور اپنے قبضے مین آ جائے تو آئندہ کبھی
آپسے روپیہ ملنے کی امید کی جا سکے حنظل جادو سے صاحبقران نے کہا کہ بطور قرض کے
دس ہزار روپیہ لا دو ہم تمکو دیدینگے اُس نے عرض کیا کہ ابھی جا کر لاتا ہون حاضر خدمت عالی
کرتا ہون یہ کہکر حنظل جادو اٹھا روپیہ لینے کو چلا بہمن گنبد نشین دس ہزار روپیے ملنے کا
خیال کرکے ہنسا صاحبقران کشورستان اُس کے ہنسنے سے سمجھ گئے کہ یہ بہمن گنبد نشین
بنے ہوے خواجہ ہین اور اس بالکے مین بھی گرد و ریہ سمجھکر امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ہم تمھارے
ہنسنے سے تمھارے حال سے آگاہ ہو گئے بہمن گنبد نشین نے پوچھا کہ آپ میرے حال سے
کیا باخبر ہوے کچھ بیان تو کیجیے صاحبقران کشورستان نے فرمایا کہ ہمین ایسا ثابت ہوتا ہی کہ تم
خواجہ طیفور کرد یا ہو بصورت بہمن گنبد نشین گنبد سامری سے ملکہ زنبیق سحر ساز
مردار خوار جادو کو قتل کرکے ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو کو قید سے رہا کرکے اس طرف آئے ہو
یہ تمھارا بالکا نہین ہی ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہین بہمن گنبد نشین نے مسکرا کر پوچھا کہ آپ نے
کیونکر پہچانا کہ ہم ہی خواجہ ہین اور یہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہین صاحبقران کشورستان نے
جواب دیا کہ اے خواجہ طیفور کرد یا ایک زمانہ دراز بلکہ عہد طفلی سے ہمارا تمھارا ساتھ ہی
تمھارے خصائل و عادت سے ہم آگاہ ہو گئے ہین بہمن گنبد نشین نے عرض کیا کہ آپ نے
خوب پہچانا بیشک مین طیفور کرد یا ہون اور یہ ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو ہین یہ کہکر رنگ و روغن
عیاری کو دور کیا بصورت اصلی ہو کر کہا کہ اے ملکہ حال کھل گیا اب تم بھی صورت اصلی پر آؤ اور
رنگ و روغن چہرے سے دور کرو اُس نے بھی خواجہ کے کہنے پر عمل کیا صاحبقران نے خوش
ہو کر حال گنبد سامری پوچھا خواجہ نے تمام حال ابتدا سے تا انتہا بیان کیا صاحبقران سلطان
کیوان شکوہ نے خواجہ کی از حد تعریف عیاری کی پھر حال قتل ملکہ زنبیق سحر ساز مردار خوار
جادو دریافت کیا خواجہ نے تمام حال اپنی عیاری اور اُسکے ہلاک کرنے کا مفصل بیان کیا
چونکہ صاحبقران نے وعدہ دس ہزار روپیہ دینے کا کیا تھا ایک رقعہ دس ہزار روپیے کا لکھکر
خواجہ کو دیا اور بقول راوی دیگر اسی وقت دس ہزار روپیہ حنظل جادو سے لیکر خواجہ کو
دیا خواجہ نے خوش ہو کر نذر زنبیل کیا حنظل جادو نے چند روز تک صاحبقران کشورستان
وغیرہ کی دعوت و ضیافت بعنوان شائستہ کی اور دربند اول کے اکثر مقامات لائق دید کی سیر کرائی

دو کلمہ داستان جانا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ کا جانب دربند دوم طلسم زلزلہ کے مع دیگر حالات متضمن داستان ہذا بیان کیے جاتے ہین

مخمس

تجھکو دیکھا کرین ایسی کوئی تدبیر نہین
صاف روشن ہی درخشانی تقدیر نہین
ہے اثر نالے مین اور آہ مین تاثیر نہین
سامنے جب سے تری چاند سی تصویر نہین
اپنے قابو مین ہمارا دل دلگیر نہین

خیر سے ہمنے کبھی کمبخت عجب پائے نصیب
ہمتو ہر بات مین ناکام رہے ہائے نصیب
کہ ذرا ایسی نہین جسکو ہری ہو وائے نصیب
قتل کی اپنی تمنا تھی مگر وائے نصیب
ہاتھ مین اس بت بیرحم کے شمشیر نہین

مین انھین خواب مین دیکھون مری قسمت کب ہی
مین بلاؤن انھین کس منھ سے یہ طاقت کب ہی
مین انھین چاہون مگر ان کو محبت کب ہی
مین وہان جاؤن تو جانے کی اجازت کب ہی
خود چلے آئین وہ ایسی مری تقدیر نہین

سخت حیران ہون نہین بیکار کا یہ قول کیا ہے
کچھ سمجھ مین نہین آتا یہ تساہل کیا ہی
قتل کہ مین تجھے بولے تغافل کیا ہی
قتل مین دیر ہی کیون ان کو تامل کیا ہی
آیا خنجر نہین تلوار نہین تیر نہین

آہ و نالہ مرا اور دشت نئی کہنا
اور قصہ نہ کوئی اور کہانی کہنا
حال دل کہنا نہ اشکون کی روانی کہنا
قاصدا ان سے تو اتنا ہی زبانی کہنا
حال دل وہ ہی کہ جو لائق تحریر نہین

چار آنکھین تو کرو دل مین ہو جو کچھ محجوب
ہان جی ہان سچ ہی کہین تو ہوا کچھ محجوب
اس سے نفرت ہو جو ہر دم ہو تمھارا مطلوب
جرم الفت پہ سزا ہجر کی دینا کیا خوب
ظلم ہی جان جہان یہ کوئی تعذیر نہین

زندگی ایسی تو ہی موت سے اپنی بدتر
فائدہ کچھ نہین ہر وقت منگانے سے خبر
درد دل گھٹتا ہی کبھی درد جگر
تجھکو آنا ہی تو آ بہر خدا دیر نہ کر
جان جاتی ہی یہان اب کوئی تاخیر نہین

تجھسے بالکل نہین شمشیر کو تردد کیا ہی
لے کلیم اپنی بغیر تجھکو تردد کیا ہی
تیر کیا اس مین ضرر تجھکو تردد کیا ہی
اپنی بخشش مین جگر تجھکو تردد کیا ہی
کیا شفاعت کو تری حضرت شبیر نہین

راویان اخبار عجیب و ناقلان حکایت غریب اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ جب صاحبقران کشورستان طلسم کشا نے طلسم زلزلے ہنگام جنگ خنجل جادو مالک دربند اول طلسم زلزلہ کو مطیع دین اسلام و فرمانبردار اپنا کرکے باین طور دربند مذکور کو فتح کیا تو جو ساحران نابکار میدان کارزار سے بھاگ کر سوے دربند دوم و جانب شاہ طلسم زلزلہ گئے تھے انھون نے زلزلہ جادو مالک دربند دوم و شاہ طلسم زلزلہ کو تمام و کمال احوال دربند اول سے اطلاع دی مالک و حاکم دربند دوم کو سخت تردد و صدمہ ہوا انتظام اپنے دربند کا از سر نو حسب دلخواہ کیا اور خود برائے حفاظت و نگہبانی در قلعہ پر بصورت طاؤس بیٹھا فوج ساحران کو پوشیدہ طور سے جابجا مقرر و معین کیا شاہ طلسم زلزلہ یعنی ہو رس جادو خبر دربند اول سن کر دربار مین دنگ ہوگیا رنگ رخ مانند طایر تیز پرواز اڑ گیا چہرہ فق

ہوگیا دریائے حیرت مین غرق ہوگیا سناٹا ہوگیا دربار مین اگرچہ صدہا ساحران نامی بیٹھے تھے
مگر خبر مذکور کے سننے سے جملہ ساحران اہل دربار کو ایسی حیرت ہوگئی کہ گویا تصویر گل ہوگئے
اپنی شکل اجل و بربادی وتباہی طلسم زلزلہ گویا آنکھون کے سامنے پھرگئی زندگی سے یاس
ہونی لگی بیٹھنے لگے اکثر ساحرون کے دل دہل گئے آثار تردد و انتشار چہرون سے آشکار
ہوئے ساریق و سنجنکان بھی خبر مذکور الصدر سنکے متردد ہوئے ساریق بن بقا نے
سنجنکان سے سرگوشی مین کہا کہ میدانی حالانکہ تقدیر تازہ کردہ ام اس نے بھی سرگوشی مین جواب دیا
کہ جو ماجرا ہونا مقدر ہے وہ تقدیر کیا کر سکتا ہے انجام مجکو یہ معلوم ہوتا ہے یہان سے قریب جاتا بہاگنا
ہوگا اسی کو تقدیر تازہ سمجھ لینا چاہیے صاحبقران دشمن دین و ایمان و جان ہمارے اور آپ کے
تعاقب مین فتح طلسم زلزلہ کرتے ہوئے آتے ہین در بند اول فتح کرچکے ہین ابھی خبر فتح در بند مذکور
آپ سن چکے ہین ارادہ اگر مصمم کر لیجیے کر بہاگنے کے واسطے ابھی سے باندھ لیجیے تقدیر گریز
لیجیے ساریق بن بقا تقریر سنجنکان سنکے گویا ہوا کہ یہی تقدیر ہمنے کی ہے ہود سرمست جادو
شاہ طلسم زلزلہ ہماری خداوندی سے منحرف ہے ہم بھی چپکے چپکے تقدیرین نئی نئی کرکے دست
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ سے اس کو قتل کرا دینگے طلسم اس کا نیست و نابود کرادینگے
ہم یہان سے اور کسی طرف روانہ ہونگے یہ بندۂ سرکش و نافرمان بردار ہے اس کو سزا دینگے یہ کہکر
خاموش ہوا ہود سرمست جادو نے بعد حیرت و تردد بسیار باتفاق رائے وزیر اشتقاق
جادو جملہ ساحران اہل دربار کی ہزار ساحرون کو ہمراہ عقرب جادو اپنے رفیق خاص
کے کرکے واسطے اعانت زلزلہ جادو مالک در بند دوم طلسم زلزلہ کے مع ایک فرمان کے
اسی وقت روانہ کیا ساحر مذکور بجمعیت چند ہزار ساحرون کے قطع راہ کرکے در بند دوم مین پہونچا
مالک در بند دوم زلزلہ جادو سے ملا فرمان شاہ طلسم اس کو دیا اس نے فرمان مذکور کو پڑھا
لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے زلزلہ جادو یہان خبر پہونچی ہے کہ طلسم کشا داخل در بند اول
بعد جنگ ہوگیا حنظل جادو نمک حرام مالک در بند اول نے اطاعت طلسم کشا اختیار کرلی ہے
تابع کیا طلسم کشا امیر و فرمانبر تیرے در بند کی طرف حسب ہدایت لوح طلسمی آئیگا بس تمکو لازم ہے
کہ بندوبست و انتظام مین کمی نکرنا جہانتک ممکن ہو طلسم کشا کو کسی طور سے اسیر کرکے ہمارے
پاس روانہ کردینا دلیرانہ ہنگام جنگ طلسم کشا سے بضرورت مقابلہ بھی کرنا سرفروشی وجان نثاری
کی راہ سے روگردان نہونا مثل حنظل جادو نمکحرامی نکرنا اگر تو بفکر و تدبیر و کوشش طلسم کشا
کو اسیر کرکے پاس ہمارے بھیجے گا تو وہ رتبہ تیرا بڑھایا جائیگا اور وہ خلعت وانعام تجکو
دیا جائیگا کہ دیکھنے والونکو عجب ہوگا بالفعل ہمنے تیری اعانت کے واسطے چھ ہزار ساحرون کو
ماتحت عقرب جادو کے روانہ کیا ہے فردا مہتر کیا دنیزہ و عیار بے نظیر وزیر اشتقاق
جادو کو کہ ہم عیار و ساحر ہے تیرے پاس روانہ کرینگے اس نے دعوی اسیری طلسم کشا
کیا ہے وقت ضرورت عیار مذکور بھی عیاری کرے گا زلزلہ جادو فرمان شاہ طلسم پڑھکر اور
خوش ہوکر عقرب جادو سے کہنے لگا کہ شہنشاہ جہان نے تمکو واسطے ہماری
اعانت کے روانہ کیا ہے اور عیار مسمی کیا دنیزہ کو براے اسیری طلسم کشا بھیجنے کو تحریر
کیا ہے یہ مصلحت شہنشاہ کی ہے ورنہ مجکو کچھ احتیاج عیار وغیرہ کی نہین ہے ہمارا در بند وہ در بند ہے

سرحد دربند میں کوئی قدم رکھ ہی نہیں سکتا ہاں وہی قدم رکھ سکتا ہے جو اپنی زندگی سے
بیزار ہو اور سوئے عدم جانا منظور ہو تم ہمارے سحر سے آگاہ ہو اگر طلسم کشا ذرا بھی لوح طلسمی
کے خلاف حکم عمل کرے گا تو اسیر ہو جائے گا یا بغیر دیکھے لوح طلسمی کے سرحد دربند میں
قدم رکھے گا تو بھی اُس کے واسطے باعث خرابی ہوگا ذرا ادھر طلسم کشا آئے تو سہی ہمنے بخوبی
انتظام و بندوبست کر لیا ہے عقرب جادو نے جواب دیا کہ تمھارا دربند بہ نسبت دربند
اول کے نہایت دشوار گذار ہے اور تمھارا سحر بھی مشہور روزگار ہے مگر اعلیٰ حضرت شہنشاہ ساحران
نے مجھکو بھی روانہ کیا ہے اور عیار کے روانہ کرنے کو تحریر کیا ہے زلزلہ جادو و بقول بعض
داستان گویاں نام مالک دربند دوم کا طاؤس جادو ہے کیونکہ بصورت طاؤس در قلعہ پر
بیٹھا رہتا ہے حفاظت قلعہ و دربند کرتا ہے اسی کے سحر سے قلعہ و حوالی زمین قلعہ کو گردش رہتی ہے
جیسا کہ آئندہ تحریر کیا جائے گا غرضکہ بہرطور زلزلہ جادو یا طاؤس جادو مالک دربند دوم
طلسم زلزلہ گفتگوئے عقرب جادو سنکے خاموش رہا دوسرے روز شہنشاہ ساحران جہان نے
مہتر کیاد تیزرو کو سوئے دربند دوم روانہ کیا یہ عیار مکار نہایت ہوشیار ہے شگفتہ دختر وزیر دوم
یعنی اشتفاق جادو کا ہے ایک مدت سے انکل ہے و بقول بعض راوی نام عیار کا مہتر شمس
ہے زہرہ لب سیمتن دختر اشتفاق جادو پر عاشق ہے زہرہ لب سیمتن کو بھی اُس کی عاشقی سے
آگاہی ہے مگر اُس پر توجہ نہیں کرتی ہے ایک ملازم اپنے باپ کا جانکر اور ادنیٰ مرتبہ کا شخص خیال
کرکے کبھی اُس کی مراد دلی نہیں بر لائی ہے مہتر شمس تیزرو مشتاق وصل رہتا ہے حال اس کا بمقام
مناسب لکھا جائے گا بالفعل اس کو اثنائے راہ میں چھوڑا جاتا ہے اور اب حال صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ وغیرہ کا رقم کیا جاتا ہے کہ جب کئی روز صاحبقران دربند اول میں
قیام پذیر ہوکر دعوت و ضیافت حنظل جادو قبول کر چکے اور سیر دربند اول میں عجائبات و غرائبات
تماشے کی کر چکے حنظل جادو سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اب ارادہ ہمارا یہ ہے کہ سوئے دربند
دوم جائیں اور حسب ہدایت لوح طلسمی و بعون الٰہی اس کو فتح کریں گے لہٰذا سامان اُس طرف
چلنے کا کرو اور حالات اُس دربند کے بیان کرو اُس نے جواب دیا کہ اے صاحبقران کشورستان
جملہ حالات دربند دوم کے تو کیا بیان کر سکتا ہوں کسیقدر ہیں الا اسقدر عرض کرتا ہوں کہ
دربند دوم بہ نسبت اس دربند کے نہایت سخت ہے جب عنقریب سرحد دربند دوم تشریف
لیجائیے گا تو خود ہی اُس کے حالات ملاحظہ فرمائیے گا طاؤس جادو معروف بہ زلزلہ جادو
نہایت زبردست ساحر ہے سحر اُس کا عجب سخت سحر ہے کوئی بغیر اُس کی اجازت کے اُس کی
سرحد میں قدم رکھ نہیں سکتا ہے اگر کوئی اجل رسیدہ بغیر اُس کی اجازت کے اُس کی سرحد
میں قدم رکھے تو فی الفور فنا ہو جائے زمین سرحد دربند دوم بجائے آسمان سے زیادہ استحکام
رکھتی ہے ایک دم میں نیست و نابود کر دے اگر لاکھوں یا کروڑہا لشکری بھی کوئی شاہ وغیرہ اپنے
ہمراہ لیجائے تو بھی جانبری سے امان نپائے مع اپنے لشکر کے ایک دم میں معدوم
ہو جائے کچھ بھی نام و نشان اُس کا نرہے یا اسیر ہو جائے مگر آپ صاحب لوح طلسمی ہیں لوح
آپکو ہدایت کرے گی طریقہ فتح دربند تعلیم کرے گی آپ حسب ہدایت لوح عمل کیجیے گا تو
فتحیاب ہوجیے گا ورنہ باعث خرابی و اسیری کا ہوگا اور یہ خادم آپکا مع اپنے لشکر کے آپکے

ہمراہ رکاب چلے گا دربابِ فتح دربند مذکور حتی الامکان کوشش کرے گا ساحران دربند سے
مقابلہ و مجادلہ کرے گا وہان کے حالات سے بھی آگاہ کرتا رہیگا حسب الحکم حضور تیاری
لشکر و درستی اسباب جنگ جلد کرے گا یہ عرض کرکے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ سامان حرب و
ضرب و جنگ و جدال اسی وقت سے کرو کل ہنگام سحر یہان سے سوے دربند دوم روانہ
ہونگے ملازم اسی وقت سے حسب الحکم کاربند ہوے درستی سامان جنگ مین سے مصروف
ہوے جب وہ روز گذر کر شب آئی اور وہ رات بھی بسر ہوکر سحر ہوئی صاحبقران کشورستان
ادائے فریضۂ سحری سے شرف یاب ہوکر دعاے فتح و ظفر درگاہ خدا مین کرکے طالب نصرت
خداوند عالم سے ہوکر مرکب پر سوار ہوکر لوح طلسمی گلے مین ڈال کر حسب ہدایت لوح طلسمی
تنہا ایک سمت روانہ ہوے عقب صاحبقران خواجہ طیفور گرد پا بھی بصورت مبدل چلے عقب
خواجہ موصوف حنظل جادو و نجمرین جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دہر
سحر ساز جادو بجمعیت تخمینا پچپن پچپن ہزار ساحرون کے بسامان جنگ و جدال سحری
سواریون پر سوار ہوکر زمین سے سوے فلک بلند ہوکر لکہ ہاے ابر مین غائب و نہان ہوکر
عجائب و غرائب سحر دکھلاتے ہوے جابجا ٹھہرتے ہوے سیر کرتے ہوے روانہ ہوے ان سب کا
حال بمقام مناسب تحریر کیا جائیگا اولاً حال صاحبقران سلطان کیوان شکوہ لکھا جاتا ہے
کہ جب صاحبقران سلطان کیوان شکوہ دربند اول سے سب سے رخصت ہوکر لوح کو دیکھ کر
حسب ہدایت لوح طلسمی جانب دربند دوم روانہ ہوے اثناے راہ مین سیر دشت و کوہ کرتے
ہوے عجائب و غرائب وحوش و طیور وغیرہ دیکھتے ہوے نہایت حیران و پریشان لوح طلسمی کو بار بار
دیکھتے ہوے مرکب کو بڑھائے ہوے چلے جاتے تھے ہر مرتبہ کے دیکھنے مین لوح یہی ہدایت
کرتی تھی کہ اے طلسم کشا اس راہ مین جو کچھ نظر آئے دیکھ کسی سے ہمسخن نہ ہو نہ کسی چرند و پرند
سے شکار کر نہ کسی سے ملتفت ہو یہ مقدمہ طلسم ہے ورنہ منزل مقصد تک نہ پہونچیگا اثناے
راہ مین مبتلاے آفات و بلا ہو جائیگا یہ جو سب طائر و وحوش عجائب و غرائب بکثرت تجکو نظر آتے
ہین اور بزبان فصیح کلام کرتے ہین دراصل ساحر ہین اپنی جانب تجکو متوجہ کرتے ہین روکنا
چاہتے ہین فکر حصول لوح و تدبیر گرفتاری پر تیری آمادہ ہین خبردار و ہوشیار ان کی باتون پر توجہ
نہ ان سے ہمکلام ہو ورنہ پچھتائیگا صاحبقران حسب ہدایت لوح طلسمی خاموش چلے جاتے تھے
درندے اور پرندے عجیب و غریب جابجا سد راہ ہوکر بزبان فصیح باہم کہتے تھے کہ دیکھو یہی
طلسم کشا ہے جو براے فتح دربند دوم جاتا ہے نہایت ہوشیار و چالاک ہے شاید لوح طلسمی دیکھ چکا ہے
نہ ہمسے خائف و ترسان ہوتا ہے نہ ہمکلام ہوتا ہے نہ ہم مین سے کسی کو ضرر پہونچاتا ہے نہ کہین ٹھہرتا ہے
نہ ہمارے دام فریب مین آتا ہے کیا کرین اس کے پاس لوح طلسمی ہے اس کے عکس سے قریب تر
اس کے نہین جا سکتے ہین مجبور ہین صاحبقران ان کی گفتگو سنتے ہوے بنظر حیرت ان سب کو
دیکھتے ہوے چلے جاتے تھے یہان تک کہ ایک خوش قطع میدان مین پہونچے دیکھا کہ درمیان
سبزہ زار قریب قریب اکثر درخت لمبے بلند و خوشنما و سرسبز ہین کہ اشجار ان کے طویل ہین نصف
تحت زمین بصورت ماہی ہے اور نصف تن بالا بشکل چہرہ حور ہے اور وہ اشجار عجائب روزگار
بزبان فصیح کلام کرتے ہین صاحبقران کشورستان اشجار مذکور دیکھکر بدرجہ کمال

غرق دریائے حیرت و عجب ہوکر جو قریب ثمر ان کے گئے یکایک وہ اثمار بے اختیار قہقہہ مار کر
ہنسے باہم گویا ہوئے طلسم کشا سے طلسم زلزلہ آگیا غنچۂ دل مانند شگفتہ ہوا اسی کی آرزو سے دید
تھی اب نہاں تمنا ہمارا ابھرےگا دیکھیں ہم میں سے کس کی طرف طلسم کشا دست ہوس بڑھاتا ہے ہم
وہ میوۂ مرغوب دل ہیں کہ کسی کا ہاتھ ہم تک نہیں پہونچا ہے مدت مدید سے جب سے کہ
پیدا ہوئے ہیں خزاں ہمارے گلشن حسن پر نہیں آئی ہے چمن جمال ہمارا سدا بہار ہے صاحبقران
نے اُن اثمار حور اصورت و چہرہ کو قریب سے دیکھکر گیسوئے عنبریں و چشم فتاں و ابرو و پیشانی
و عارض و لب و دندان پر اُن کے نظر کرکے بے اختیار اُن کی طرف مائل ہوکر تہیۂ گفتگو اُن کی
طلسم کشائی کی فکر دل سے دور کرکے محو جمال ہوکر مرکب کو روک کر ہاتھ اپنا اُن کی طرف
بڑھانے کے ارادہ کیا کہ ایک ثمر حور اصورت کو درخت سے توڑ کر لپٹے سینہ و قلب و جگر اُس سے
مس کرکے بوسہ ہیں نازک کا لیجیے ناگاہ ہوا سے سرد چلی اور اق اشجار مذکور متحرک ہوئے وہ ہوا سے
سرد و فرحت فزا ایسی خوشگوار تھی کہ بے اختیار صاحبقران نے مرکب سے اترنے کا قصد کیا
عالم محویت میں ہاتھ تو جانب ثمر بڑھایا اور پاؤں رکاب سے باہر نکالا ارادہ کیا کہ مرکب سے اتر کر زیر سایہ
اشجار مذکور بیٹھیے اور اثمار اشجار سے ایک ثمر کو توڑ کر چہرہ حور اصورت ثمر کے بوسے لیجیے بار بار
پیار کیجیے ناگہاں پس پشت سے یہ کلمات گوش صاحبقران میں آئے کہ اے امیر با توقیر ارادہ
مرکب سے اترنے اور ان درختوں کے کسی پھل کے توڑنے کا بالفعل نہ کیجیے پہلے لوح کو دیکھ لیجیے
اگر لوح طلسمی حکم دے تو البتہ مرکب سے اتر کر ان درختوں کے پھلوں کو ہاتھ لگائیے یہ مقدمہ
طریق طلسمی ہے اس راہ میں ہر قدم پر ذرہ ذرہ زمیں و گل و غنچہ و گلزار و باغ و برگ و بار و سبزہ و خار
و نباتات و چرند و پرند وغیرہ سب آپ کے دشمن ہیں اور یہ اثمار و اشجار عجائبات طلسم سے ہیں ان سے
کلام کرنے سے اور ان کی صورت زیبا دیکھنے سے محو دید و مائل ہو جائیے گا اور کسی بلا و آفت
میں اسیر ہو جائیے گا کلمات مذکور سنکر صاحبقران نے محویت سے باز آکر گویا خواب سے بیدار ہوکر
ہوشیار ہوکر لوح طلسمی کو دیکھا لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا غضب کیا تھا تو نے
کہ بغیر دیکھے لوح کے ان اشجار کے اثمار کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا اگر کسی ثمر کو درخت سے توڑ لیتا
اور مرکب سے اتر کر زیر اشجار بیٹھ جاتا تو لوح چھن جاتی تو بھی اسیر ہو جاتا خیر ہوئی کہ تیرے
عیار نے تجکو ہوشیار کیا اور اُس کے ہوشیار کرنے سے تو نے لوح کو دیکھا اب تجکو لازم ہے کہ
یہ اسم جو گوشۂ لوح پر کندہ ہے چالیس مرتبہ پڑھکر ان اشجار و اثمار کی طرف پھونکنا اور عکس لوح
کا ان پر ڈال پھر قدرت باغبان گلشن عالم دیکھ صاحبقران نے حسب ہدایت لوح طلسمی
وہی اسم اعظم الٰہی چہل مرتبہ پڑھکر ان اشجار و اثمار پر پھونکا اور لوح کا عکس بھی ڈالا بمجرد اس
عمل کرنے کے ان اشجار میں آگ لگ گئی شعلہ خیز اشجار مذکور مانند شعلۂ موسی و شمع کافوری
کے جلنے لگے دھواں نکلنے لگا اثمار اُن کے بزبان فصیح گویا ہوئے افسوس ہزار افسوس تمنائے دل
نہ بر آئی ہم پر خزاں آئی تدبیریں کر گئی عیار طلسم کشا نے غضب کیا طلسم کشا کو ہوشیار کر دیا
ورنہ طلسم کشا ہمارے دام فریب میں آچکا تھا لوح طلسمی چھین کر اُس کو اسیر کر لیتے یہ کہہ کر
کہ وہ بھی جلنے لگے وہ اثمار کہ چہرے جن کے بصورت حوران خوب رو تھے شعلوں سے جلنے لگے
اور خاک ہونے لگے یہاں تک کہ تھوڑی دیر میں وہ سب اشجار مع اثمار جل کر خاک ہوئے

دھوان دفع ہوا اب جو صاحبقران نے دیکھا تو ایک ساحرہ کہ یہہ منظر بمقام اشجار و اثمار
جلی ہوئی پڑی ہی نہ وہان کوئی درخت ہی نہ ثمر ہی نہ سبزہ ہی نہ ہولے سرد فرحت افزا ہی خاک
اڑ رہی ہی میدان پر غبار و خس ہی ابھی صاحبقران بنظر حیرت دیکھ رہے تھے کہ اُس ساحرہ
کے مرنے کی علامات پیدا ہوے ہولے تند چلنے لگی ابر سیاہ نمودار ہوا تاریکی سبھی کچھ ہوئی ابر
مین برق چمکنے لگی آواز رعد ابر سے پیدا ہونے لگی برف باری و سنگ باری ہوئی بعد تھوڑی
دیر کے وہ آندھی اور وہ تاریکی و سنگ باری دفع ہوئی مطلع صاف ہوا اُس ساحرہ کے
سحر کے ہیرون نے اُسی ساحرہ کے نام سے یون پکار کر بصداے دردناک کہا کہ افسوس قتل کیا
اور مارا مجکو طلسم کشا نے بہدایت لوح طلسمی و ہوشیار کرنے عیار مکار کے نام میرا نہال حیرت
جادو تھا اور واسطے اسیری و گرفتاری طلسم کشا کے زلزلہ جادو عرف طاؤس جادو
مالک دربند دوم نے مجکو اس صحرا مین مقرر کیا تھا صد حیف کہ میرے گلشن زندگی پر خزان
آئی اور ثمر مراد ہاتھ نہ آیا یہ صدا دے کر ہیر سحر کے ایک طرف نالان و گریان چلے گئے وہ
جو بہا ساحر جو بصورت طائران رنگارنگ حوالی اشجار ثمر دار مذکور مین درختون پر بیٹھے تھے یہ حال
دیکھکر تاب جنگ نہ لا کے بے اختیار درختون پر سے یکبارگی اُڑ کر سوے دربند دوم بھاگے
طاقت و قوت مقابلہ و مجادلہ کی نہ لا سکے نہال حیرت جادو ساحرہ کامل و منتخب و نامی و نامور
کو دست طلسم کشا سے ہلاک ہوتے ہوے دیکھکر یاراے جنگ و اقامت نہ لا کر باہم گفتگو کرتے
گریزان ہوے کہ جب طلسم کشا نے نہال حیرت جادو ایسی ساحرہ نامی کو بہدایت لوح طلسمی
ہلاک کیا اور اُس کے سحر کو دفع کیا تو ہم سب کی روبرو اُس کے کیا حقیقت ہی دیدہ و دانستہ
اپنی جان دینا خلاف عقل و فہم ہی اگر بجاے طلسم کشا دو چار ہزار ساحر ہوتے تو اُن سے
لڑ سکتے تھے طلسم کشا تو صاحب لوح طلسمی ہی سحر اُس پر کارگر نہوتا وہ بہدایت لوح طلسمی ہنگام
جنگ ضرور قتل کرتا ہم مین سے کسی کو زندہ نچھوڑتا پس ہم کیا بیوقوف تھے جو اُس سے
مقابلہ کرتے عوض مین لڑنے کے مالک دربند دوم کے پاس جا کر تمام حال جو دیکھا ہی عرض
کر دین گے یہ کہتے ہوے بصورت طائران رنگارنگ بسرعت تمام راہ طی کر کے اُس وقت پہونچے
کہ زلزلہ جادو و بقول راوی دیگر طاؤس جادو سر دربار بیٹھا ہوا تھا گرد اُس کے رفقا اُس کے
جو ساحران نامی و نامور مانند ابرباران جادو و آتشبار جادو و مقتولان مذکور کے
تھے باادب بیٹھے تھے دربار آراستہ تھا طاؤس جادو جب آمد طلسم کشا سے متردد تھا رفقا
اُس کے اُس سے عرض کر رہے تھے کہ حضور اسقدر کیون متردد ہین دربند آپ کا مثل دربند
حنظل جادو کے نہین ہی وہ دربند سخت و صعب ہی کہ حد دربند مین قدم رکھنا دشوار ہی
فتح کرنا تو اُس کا بہت محال ہی سحر آپ کا وہ سحر سخت ہی کہ ایسا سخت سحر کسی ساحر کا نہوگا علاوہ
اس کے یہان تک آنا طلسم کشا کا ممکن ہی نہین ہی اثناے راہ مین بہت سے ایسے مقامات ہین
کہ طلسم کشا دھوکا کھا کر مبتلاے بلا ہو جاے گا اسیر ہو کر حضور کے روبرو آئے گا خصوصاً
صحراے سبزہ زار حیرت سے گذر کرنا اُس کا بہت مشکل ہی کیونکہ آپ کے بڑے گون سے
نہال حیرت جادو اُس صحرا کی محافظ ہین وہ سد راہ ہونگی اپنی سرحد سے ادھر آنے
نہ دین گی صحراے سبزہ زار حیرت بھی گویا ایک دربند سخت و دشوار گذار ہی کیا مجال کہ

ناظر اُس کے اشجار و اثمار سحر کا ہو کر کوئی قتل و اسیری سے محفوظ رہ سکتا ہے طاؤس جادو جواب
اُن کی کہہ رہا تھا کہ تقریر تمہاری درست ہے مگر طلسم کشا صاحب لوح طلسمی ہے اگر اُس سے کہیں غافل
ہو کر لوح طلسمی کو نہ دیکھا اور دھوکا کھایا تو فہو المراد بقول تمہارے اس دربند تک آنا نصیب ہوگا
اور اگر آئے گا بھی تو اسیر ہو کر آئے گا اور اگر ہر جگہ اُس نے لوح کو دیکھا اور بہدایت لوح عمل کیا تو
ضرور مقام اندیشہ ہے ابھی طاؤس جادو یہ کہہ رہا تھا کہ سامنے سے بہت سے ساحران و غیرہ ان
گھبرائے ہوئے آئے مالک دربند وہ ہیں پوچھا کہ خیر تو ہے اسقدر گھبرائے ہوئے بھاگتے ہوئے
کیوں آئے ہو انھوں نے بعد سلام کے دست بستہ عرض کیا کہ حضور غضب ہوا طلسم کشا مقامات
دشوار گذار کو طے کرتا ہوا اُدھر اسے جیرت میں آیا تھا وہاں اشجار عجائب و اثمار غرائب پر نظر کر کے
اُس نے ارادہ ثمر توڑنے کا اور مرکب سے اترنے کا کیا تھا کہ یکایک اُس کے عیار نے
اُس کو ہوشیار کر دیا اُس نے لوح کو دیکھا پھر کچھ حسب ہدایت لوح طلسمی پڑھ کر سوئے اشجار
و اثمار پھونکا اور عکس لوح کا ڈالا شہال جیرت جادو بزرگ آپ کی عکس لوح سے جل
ہوگئیں اور جو اسم کہ بہدایت لوح پڑھ کر پھونکا تھا اُس کی تاثیر سے اشجار میں آگ لگ گئی
شہال جیرت جادو بوجہ عکس لوح کے سحر بھول کر بھاگ نہ سکیں آخر کار ہمراہ درختوں کے
وہ بھی جل گئیں ہم لوگوں پر آتش کا برطرف ہو گیا تھے طلسم کشا سے بغیر حکم حضور کے لڑنا مناسب نہ
سمجھا اسوجہ سے فقط واسطے خبر رسانی کے حاضر ہوئے ہیں طاؤس جادو یہ خبر سنکر بے چین
ہوا بے اختیار رینی نانی شہال جیرت جادو کے الم میں اشکبار ہوا اہل دربار بھی نقاد وغیرہ
بھی یہ خبر ملال اثر سنکے ذکر ہوگئے چہرہ ہر ایک ساحر کا متغیر ہو گیا طاؤس جادو نے بعد
اشکباری و گریہ و زاری اُن ساحران خبر رسان سے مخاطب ہو کر نہایت برہم ہو کر کہا کہ اسکا
تمہارا موقع تھا مطیعان نانی صاحبہ تھے اُن کو جلتے ہوئے اور اُن کے سحر کو دفع ہوتے ہوئے
دیکھا کیے طلسم کشا سے لڑے بھڑے کچھ نہ کچھ خوف جان سے بھاگ کر چلے آئے مگر نانی صاحبہ سنانے چلے آئے
آئے جادو دور ہو اسوقت تو ہم متردد ہوگئے ہیں طلسم کشا اسطرف چلا آتا ہے اُس کو روکنا اور
اُس سے لڑنا مد نظر ہے آئندہ دیکھا جائے گا یہ کہکر رفقا و ہمراہ ساحران لشکر کو جمع کر کے کہا
کہ ہم جاتے ہیں در قلعہ پر قیام پذیر ہو کر تدبیر اسیری طلسم کشا کرتے ہیں تم سب بھی وقت کے
منتظر رہنا قلعے کے ہر طرف پوشیدہ رہنا وقت ضرورت ظاہر ہو کر مقابلہ و مجادلہ کرنا اور
طلسم کشا کو ہماری ہمراہی میں اسیر کر لینا سب نے عرض کیا کہ جو حکم حضور کی تعمیل کریں گے
یہ کہکر ستر اسی ہزار ساحر اسباب سحر سے جھولیاں بھر کر آمادہ جنگ ہو کر حسب الحکم طاؤس جادو کے
روانہ ہو کر گرد و پیش قلعہ پوشیدہ ہوئے طاؤس جادو بھی اپنی عالم حسد و غم میں پڑ کر
صورت طاؤس بنکر سوئے قلعہ پرواز کر کے بالائے قلعہ جا کر بیٹھا ادھر صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ نے حسب ہدایت لوح طلسمی اُن اشجار عجائب اثمار کو جلا کر دیکھا
تو ایک ساحرہ کریہہ منظر کو اُسی جگہ جلا ہوا دیکھا یہ دیکھکر اپنے دل میں کہا کہ اسی ساحرہ
کے سحر سے شاید اشجار و اثمار عجائب کی نمود تھی جسنے خفت و دھوکا کھایا تھا کہ اُن اثمار پر ہاتھ
دو یا الغا مرکب سے اترنیکا ارادہ کیا تھا ابھی صاحبقران اپنے دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ
طیفور گزر دیا صاحبقران کے روبرو آئے اور عرض کیا کہ اے صاحبقران آپ نے غضب کیا تھا

کر بغیر دیکھے لوح کے ہوئے تھے اور قدم بڑھایا تھا آثار برا صورت کو دیکھکر مائل ہوتے تھے امیر
باتوقیر نے منفعل ہو کر کہا کہ ہاں اے خواجہ ہمنے بغیر دیکھے لوح طلسمی کے آثار برا صورت پر
مائل ہو کر ارادہ توڑنے کا کیا تھا اگر تم ہمکو منع نکرتے تو بیشک ہم کسی بلا مین ضرور مبتلا ہو جاتے
خواجہ نے عرض کیا کہ خیر جو ہونا تھا وہ تو ہوا آئندہ بغیر دیکھے لوح کے اس راہ مین کوئی کام
نکیجیے گا اب یہان سے آگے روانہ ہو جیے میرے نزدیک توقف آپکا اچھا نہین ہے یہ عرض کر کے
خیال کر کے خواجہ کلیم اوڑھکر غائب ہو گئے صاحبقران موافق ہدایت لوح طلسمی آگے روانہ
ہوئے اثنائے راہ مین اکثر اشیائے عجائب و غرائب سحر دیکھتے ہوئے مکر و فریب وہی ساحران
مکار سے حسب ہدایت لوح طلسمی بچتے ہوئے چلے جاتے تھے اگر مفصل حالات راہ تحریر کیے جائین
تو بہت اوراق جلد ہذا سیاہ ہونگے پس بوجہ خیال طول تحریر اُن کو مفصل رقم نکرکے حال طاؤس جادو
و جنگ ساحران رقم کرنا منظور ہے الحاصل امیر باتوقیر بعد قطع راہ دور و دراز و دیدہ سیر عجائب
اور محفوظ رہنے مکر و فریب ساحران راہ در شبانہ روز سے ایک ایسے میدان وسیع مین پہونچے
کہ بمشکل نظر بھی اُس عرصہ وسیع کو بعد کوشش طے نکر سکتا تھا چند ساعت اُس میدان مین بھی قدم فرسا
ہو کر سامنے ایک ایسے قلعے کے پہونچے کہ جو مانند کوزہ گر کے چاک کے گردش مین تھا باوجود
اس کے کہ قلعہ پختہ و بلند و مستحکم و وسیع تھا مگر اس طرح گھومتا تھا جس طرح کوئی سبک سا شے گردش
کرتی ہے وہ گردش قلعہ مثل برق کی گردش کے تھی نظر بھی اُس کے دیکھنے سے خیرہ ہوتی تھی
دروازہ قلعہ نہایت کلان و مستحکم و آہنی تھا گرد قلعہ خندق تھی پل تختہ اُس کا نہ تھا خندق عمیق
معلوم ہوتی تھی پانی اُس مین بھرا تھا وہ آب طوفان خیز تھا ساتھ ہی اُس قلعے کے خندق و زمین
گرداگرد خندق کو بھی گردش تھی اور زلزلہ تھا قلعے سے ایک تیر کے فاصلے تک زمین کو گردش و
زلزلہ تھا جسطرح وہ قلعہ گھومتا تھا اُسی طور سے ہمراہ قلعہ مذکور زمین گرداگرد قلعہ بھی گھومتی
تھی ایک چشم زدن بھی قلعہ و زمین مذکور ساکن نہوتے تھے غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ در قلعہ
پر ایک طاؤس بیٹھا ہے ساتھ ہی قلعے کے وہ بھی گردش کرتا ہے اُس گردش مین چہار طرف دیکھتا جاتا
ہے دہن اُس کا کھلا ہوا ایسا ثابت ہوتا ہے کہ آمادہ آواز دہن سے بلند کرنے پر ہے درون قلعہ و
بالائے قلعہ بغیر اُس طاؤس کے کوئی معلوم نہین ہوتا ہے نہ اُس میدان مین کوئی ساحر اور چرند و
پرند نظر آتا ہے ایک سناٹا ہے نہ قلعے کو قیام نہ زمین گرداگرد قلعہ کو سکون ہے ہان بالائے قلعہ
ایک ابر سیاہ محیط ہے اُس ابر کو بھی گردش ہے ابر مین برق و صدمہ رعد و شور سے ظاہر ہوتی تھی
اور صداے رعد بھی پیدا ہوتی تھی اور ایسی آواز مہیب آتی تھی کہ اگر رستم پیلتن وغیرہ پہلوانان
سیستان و ایران بھی وہ آواز مہیب سنتے تو دہرے اُن کے خوف سے آب ہو جاتے جگر شق ہو جاتے
صاحبقران شجاعت شعار اُس قلعے کو دیکھکر حیران و متردد ہوئے آخر کار لوح کو باین نیت
دیکھا کہ اس قلعے تک کیونکر رسائی کی جائے اور حصار محکم و گردان کو کیونکر فتح کیا جائے گرداگرد
زمین قلعہ کو سکون و قیام کیونکر ہو کیا فکر و تدبیر کی جائے جس سے قلعہ و زمین قائم ہون اور گوہر
آبدار فتح دستیاب ہو لوح طلسمی نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ اس قلعہ و زمین کو
جو گردش اور زلزلہ ہے یہ طاؤس جادو کے سحر سے ہے یہ ساحر نہایت زبردست ہے اپنے وقت کا
سامری ہے خاص سحر اس کا یہ ہے کہ جس کو دیکھکر تین مرتبہ ہیہات ہیہات ہیہات باواز بلند کہتا ہے وہ

مبتلاے بلا ہوجاتا ہے اگرچہ تیرے پاس لوح طلسمی ہے مگر پھر بھی اندیشہ گرفتاری و اسیری ہے اس کی
آواز سے ہزارہا ساحر پیدا ہوجائیں گے ابھی تجھکو گھیر لینگے لوح بھی لے لینگے تجھکو اسیر
کرلینگے لازم ہے کہ قبل اس کے آواز بلند کرے کے در قلعہ پر اسم اعظم الٰہی کو پڑھ کر دیکھ
ایک طاؤس بیٹھا ہوا بخوبی نظر آئے گا سینے پر اُس کے ایک سفید نشان ہوگا اگر اسم اعظم الٰہی کو
سات مرتبہ پڑھ کے پیکان تیر پر دم کرکے چلہ کمان میں جوڑ کر اسی سفید نشان پر تیر لگیگا اور تیر
نشانے پر پڑے گا تو ساحر مسمی طاؤس جادو مالک دربند دوم قتل و ہلاک ہوجائے گا قلعہ
ساکن ہوجائے گا گردش زمین بھی موقوف ہوجائے گی ابر سحر بھی بالاے قلعہ سے دفع
ہوجائے گا پھر اگر فوج ساحران آئے گی بھی تو کچھ ایسا اندیشہ نہیں ہوگا اور اگر تیر نشانے پر
نہ پڑا اور طاؤس جادو نے تین دفع لفظ ہیہات با آواز بلند کہا اور اڑ گیا تو باعث تیری
خرابی و اسیری کا ہوگا پس مناسب ہے کہ تاخیر نکر جو کچھ ہدایت کی گئی ہے فوراً اس پر عمل کر ورنہ
پچھتائے گا یہ وقت غنیمت تیرے ہاتھ سے نکل جائے گا صاحبقران کشورستان نے بموجب
ہدایت مضمون لوح طلسمی سے آگاہ ہوکر جلد ترکش سے تیر نکال کر وہی اسم اعظم الٰہی سات مرتبہ
پڑھ کر دم کرکے چلہ کمان میں جوڑا اور دوسرا اسم اعظم الٰہی پڑھ کر سوے قلعہ جو دیکھا پایا تو نظر
خیرہ ہوتی تھی بخوبی تمام قلعہ و در قلعہ و طاؤس مذکور گردش کنان نظر آنے لگا اور صاحبقران
نے اس کے سینہ پر کینہ پر داغ سفید کو دیکھتا اور تاکتا چاہا اُدھر اس ابر سحر سے ہوا و نشتر برق
چمکنے لگی اور بشدت صداے رعد پیدا ہونے لگی طاؤس جادو نے سوے طلسم کشا دیکھکر
گھبرا کر سخت پریشان خاطر ہوکر بے تامل با آواز بلند ہیہات کہا اس کی صداے مہیب دور تک
پہونچی ساحران دربند دوم آگاہ ہوئے ارادہ جانے کا کیا تہلکہ پڑ گیا سامان جنگ کی درستی میں
مصروف ہوے طاؤس جادو نے دوبارہ با آواز بلند پھر وہی لفظ ہیہات کہا جملہ ساحران
دربند دوم سوار ہوکر ہر طرف سے چلے اور تیسری مرتبہ طاؤس جادو نے پھر لفظ مذکور
صدا دینا چاہا منقار کو وا کیا ہنوز آواز اس نے نہ دی تھی کہ صاحبقران کشورستان نے
بسم اللہ تمام و کمال اپنی زبان پر جاری کرکے اسی نشان سفید پر تیر مارا بقدرت خداے تعالیٰ
گردش قلعہ میں تیر مذکور سینۂ طاؤس پر بمقام داغ سفید پڑا سینے کو توڑ کر گذر گیا طاؤس مذکور تیر
کھاکر زخمی ہوکر بالاے قلعہ سے زیر قلعہ گرا مانند مرغ نیم بسمل تڑپنے لگا ایک لمحہ کے بوجہ
زخم کاری تڑپ تڑپ کر مر گیا اس کے مرنے سے وہ قلعہ ساکن ہوگیا ابر سحر جو بالاے قلعہ
تھا دفع ہوگیا زمین بھی ساکن ہوئی مگر علامت اس کے مرنے کی ظاہر ہوئی سناٹے زور و شور
سے آندھی سیاہ آئی اندھیرا ہوا ہواے تند و تیز چلی جہان تیرہ و تاریک ہوگیا ابر سیاہ کثرت
سوے فلک ظاہر ہوا برق چمکنے کڑکنے لگی آواز رعد کی سی ابر سے ظاہر ہونے لگی سنگباری
و برف باری زیادہ تر ہونے لگی گرد و غبار بلند ہوا ہواے تند سے بڑے بڑے درخت
جڑ سے اکھڑ کر مانند خس و خاشاک اڑ اڑ کر دور دور جا گرنے لگے دربند دوم میں تہلکہ پڑ گیا
جس قدر اشیاے سحر طاؤس جادو سے نمایاں تھیں اس کے مرنے سے وہ سب چیزیں
معدوم ہوگئیں قلعہ مذکور وغیرہ جو چیزیں اصلی تھیں باقی رہیں دو ساعت تک تاریکی رہی
ہواے تند چلی سنگ باری و برف باری ہوئی بعدہ مطلع صاف ہوا حالت سنگباری و برف باری میں

صاحبقران نے حسب ہدایت لوح لوح کو بالاے سر رکھا آفات مذکور الصدر سے محفوظ رہے
ہنوز مطلع صاف ہوا تھا کہ ساحر مذکور کے سر کے بیرون نے اُسی کے نام سے پکار کر بصدا
حزین اس طرح کہا کہ افسوس ہزار افسوس قتل کیا مجھکو نام میرا زلزلہ جادو تھا یا طاؤس جادو تھا
شعلے سے دلی برشہ آئی تدبیر کچھ بن نہ پڑی دست طلسم کشا سے قضا آئی دربند دوم طلسم زلزلہ فتح
ہوگیا طلسم کشا اسیر نہو سکا در مراد ہاتھ نہ آیا گوہر حیات اپنا ضائع و برباد ہوا ساحران دربند دوم
نے کسے نہین تاخیر کی یہان تک کہ اپنا کام دست طلسم کشا سے تمام ہوگیا یہ کلمات کہکر ایک طرف
نالان وگریان روانہ ہوے صاحبقران کشورستان نے لوح طلسمی کو بالاے سر سے اٹھاکر
اپنے گلے مین ڈالکر ساحر مذکور کے مرنے سے شکر خدا کیا تھا اور سوے قلعہ و زمین دیکھکر
اور استوقف ہم و ساکن پاکر ارادہ سے چلنے کا کیا تھا کہ ناگاہ تمام ساحران دربند دوم اعلی و ادنی
قتل برہ و فتح کے ستر اسی ہزار ہر طرف سے نمایان و آشکار ہوے پھر لاشہ طاؤس جادو
دیکھکر جلین و غضبناک ہوکر شور و غل کیا کہ طلسم کشا و قاتل طاؤس جادو کو چہار طرف سے
گھیر کر پکڑ لو لوح کو گلے سے اتار کر اسیر کر لو یہ اکیلا ہے ہم سب ستر اسی ہزار ہین یہ کہان تک ہمسے
لڑے گا تیغ آبدار سے کہان تک قتل کرے گا آخر تھک جائیگا دست و بازو سے اس کے
لپٹ جاؤ پھر تکبر و ترسول بسول چہار طرف سے مار و زخمی کرکے گھوڑے سے گرا دو پھر اسیر کرلو
یہ شور و غل کرتے ہوے قریب آکر چہار طرف سے حملہ ور ہوے صاحبقران نے لوح کو دیکھکر
حسب ہدایت لوح طلسمی شمشیر آبدار نیام سے کھینچکر نعرہ کرکے اُن ساحرون پر حملہ کیا جو کوئی ساحر
قریب آیا بضرب تیغ آبدار اُس کو دو کیا چونکہ گھوڑے کو کاوے پر ڈالا تھا جو کوئی ساحر حملہ
کرتا تھا سحر اُسکا بوجہ لوح کے تاثیر نکرتا تھا اور جو کوئی پشت و دست و چپ کی طرف سے
آتا تھا وہ بھی شمشیر آبدار سے دو نیم ہوتا تھا قریب تر کوئی آنہ سکتا تھا ہر چند ساحران نابکار
ہجوم کیے ہوے تھے مگر اسیر نہ کرسکتے تھے اور گو کہ قریب آنے مین ساحر قتل ہوتے جاتے تھے
لیکن ہجوم کم نہوتا تھا ساحران مقتول کا ہر طرف انبار تھا شور و غل ہو رہا تھا رفقاے
طاؤس جادو و دیگر ساحران نامی کد و کوشش و ترغیب گرفتاری طلسم کشا کر رہے
تھے ادنی ساحران فوجی اُن کی ترغیب و تحریص سے آگے بڑھکر چاہتے تھے کہ لوح طلسمی
گلے سے اتارکر یا ترسول و بسول سے زخمی کرکے گھوڑے سے گرا کر اسیر کرلیں یکایک سوے
فلک لکہ ہاے ابر سیاہ ہوپیدا ہوے پھر اُن مین برق کی چمک اور کڑک ہوکے پارہ پارہ ہو
اُن مین سے حنظل جادو و جعفرین جادو و ملکہ دلپذیر سحر ساز جادو و ملکہ سہار گل پوش
جادو بجمیعت پچپن پچپن ہزار ساحرون کے مختلف سحری سواریون پر سوار آمادہ کارزار پیدا
ہوکے بلندی سے سوے پستی نظر کرکے پکارے کہ اے ساحران دربند دوم خبردار و
ہوشیار کہ ہم آپہونچے یہ کہکر بعجلت تمام ساحران نامی مندرجہ بالا مع فوج ساحران سوے
پستی آکر ان ساحرون پر گرے تاسیخ اور تیغ گولے فولادی ہار فلفل سر سون ماش بنولے
روئی کے گالے دستر ناریل چونی دار وغیرہ اسباب سحر پھر دم کرکے ساحران دربند دوم پر
جو طلسم کشا کو گھیرے ہوے تھے برابر بارنے لگے وہ بھی ستر اسی ہزار کے قریب تھے
سنبھل کر لڑنے لگے دونون جانب سے سحر و ساحری ہونے لگی لشکر جانبین کے ساحر قتل

ہونے لگے جنگ مغلوبہ خوب ہونے لگی سحرہائے ساحران نامی ونامور سے لشکر جاثیین کے
ادنی ساحر زخمی وہلاک وقتل ہونے لگے ان کے مرنے سے تاریکی ہونے لگی میدان جنگ مین
کشتون کے ڈھیر اور لاشون کے انبار جابجا ہونے لگے ملکہ دبابہ سحر ساز جادو وسیدم سحر
دم کرکے گولے مارنے لگی ملکہ بہار گل پوش جادو گلدستہ بہار سحر پڑھکر اعدا پر لگانے لگی
اس کا سحر تو ظاہر ہی قبل اس کے بیان کیا گیا ہی کہ جب گلدستہ سحر شق ہوکر گل و شگوفے جدا ہوکر
جس گروہ دشمن پر گرتے ہین اور اس گروہ کے ساحر وہ گلستان اور پھول اٹھا کر سونگھتے ہین
فی الفور مسحور و مجنون ہو جاتے ہین اشعار عاشقانہ پڑھکر دعوی عاشقی ملکہ بہار کرتے ہین
ملکہ مذکورہ ان کو جس ایک ساحر یا جس گروہ ساحران سے حکم لڑنے کا دیتی ہی وہ ساحر مسحور
بہ تعمیل حکم ملکہ مذکورہ کرتے ہین اور لڑ بھڑکر قتل ہو جاتے ہین ہزارون کو قتل کرکے خود بھی
قتل ہو جاتے ہین غرضکہ سحر اس کا مشہور ہی دفیہ سحر کوئی ساحر ادنی یا اوسط درجہ وغیرہ کا
نہین کرسکتا ہی حنظل جادو مالک دربند اول کہ ساحر بہت زبردست ہی اس کا ناریل چوبی از
غول ساحران بدخواہ کے درہم وبرہم کرنے لگا جس گروہ ساحران پر اس نے ناریل سحر دم
کرکے مارا اس غول یا گروہ کو آتش سحر سے جلاکر خاک کردیا بحرین جادو اپنے سحر خاص
سے ساحران بدخواہ کو غرق دریائے سحر کرکے ہلاک کرنے لگا [illegible] کردیا بھی واصل
جو عرصہ جنگ ہوکر گلیم اوڑھے ہوئے گولے آتشبازی کے ذرا سا منہ کھول کر دشمنون پر مارنے
لگے ساحران گولون کو سحر کے گولے سمجھکر دفع سحر کرنے لگے لیکن وہ کب رد ہوسکتے تھے جس
غول پر گرتے تھے اسے آتش اصلی سے جلاتے تھے ایک طرف صاحبقران مصروف
شمشیر زنی تھے ساحرون کو بڑھ بڑھ کر دم بدم نعرے کرکے قتل کر رہے تھے اور دشمنون کو
پسپا کر رہے تھے جس طرف صاحبقران یا حنظل جادو و ملکہ دبابہ سحر ساز جادو و
ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو جاتے تھے اور لڑتے تھے اس طرف سے ساحر
قتل وہلاک ہوکر پسپا ہوتے تھے یہ جنگ عظیم و مغلوبہ کہان تک مفصل تحریر کی جائے خلاصہ
یہ کہ تین ساعت تک خوب لڑائی ہوئی ہزارہا ساحر لشکر جاثیین کے کام آئے آخرکار ساحران دربند
دوم بوجہ قتل ہو جانے اپنے سردار و مالک طاوس جادو مالک دربند دوم کے بیدل
ہوکر اور حنظل جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و بحرین جادو و ملکہ دبابہ سحر ساز
جادو و صاحبقران سلیمان کیوان شکوہ سے تاب زیادہ مقابلے و مجادلے کی نہ لاکر
مجبور و لاچار ہوکر میدان جنگ سے بھاگنے لگے کچھ ناچار تو بھاگ کر سوئے شاہ طلسم روانہ
ہوئے کچھ سمت کوہ و صحرا گریزان ہوئے سات ہزار ساحر طالب امان ہوئے صاحبقران
نے فرمایا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ گے یا مطیع دین اسلام ہونا منظور کرو گے تو البتہ تم کو امان
دی جائیگی ورنہ تم سب کو قتل کرینگے یہ سنکے ان مین سے جو ساحران نامی اشنا بحرین جادو
وغیرہ کے تھے انھون نے بڑھکر باواز بلند عرض کیا کہ یا صاحبقران امان دیجیے ہم سب
مطیع دین اسلام ہونگے یہ سنکے صاحبقران نے جنگ سے ہاتھ روکا لڑائی کو تمام کیا صاحبقران کا
ہاتھ روکنا تھا کہ سب نے جنگ سے ہاتھ روکا اسوقت اخضر جادو اور ناسب جادو
و نیرنگ جادو و خونریز جادو و بہرہ قام جادو کہ ساحران زبردست و رفقائے

طاؤس جادو مالک دربند دوم سے تھے قریب ساٹھ ہزار ساحرون کی جمعیت سے
خادمانہ خدمت صاحبقران کشورستان مین دست بستہ حاضر ہوکر ملتمس ہوے کہ ہم سب
اطاعت و فرمانبرداری آپ کی اختیار کرتے ہین اور مطیع دین اسلام بھی ہوتے ہین کیونکہ ہمنے
غور کرکے جو دیکھا اور خیال کیا تو ثابت ہوا کہ دین اسلام حق ہی اس دین سے بہتر کوئی دین نہین ہی آپ
تنہا اس طرف آئے تھے کوئی آپکے ہمراہ نہ تھا بلکہ تنہا آپنے طاؤس جادو ایسے زبردست
ساحر کو کہ جسکا مثل و نظیر سحر و ساحری مین کوئی ساحر اوسکے ہمچشمون مین نہ تھا قتل کیا آپکے
خدا نے آپکی مدد کی تیر جو آپنے مارا وہ آپکے خدا کی مدد سے اوسکے سینے پر پڑا ورنہ حالت
گردش قلعہ مین تیر کا نشانے پر پڑنا ممکن نہ تھا بعد ازان ستر اسی ہزار ساحرون نے آپ پر ہجوم کیا
کسی نے آپکو گرفتار نہ کیا ہزارون ہی ساحر تھے کوئی ساحر آپکو اسیر نکر سکا یہان تک کہ نوبت
آپکے لا آ گیا جنگ مغلوبہ ہونے لگی یہین ثابت ہوگیا کہ دین آپکا اچھا ہی اور خدا آپکا یقینا برحق ہی
کہ اوس نے آپکی ایسی جائے خوف و تنہائی مین اعانت کی ہی واقعی وہی خدا قابل سجدہ ہی ہم سب
بخوبی مسلمان ہوجاتے مگر باین سبب کہ ابھی آپکے ہمراہ شاہ طلسم وغیرہ ساحرون سے لڑ رہا ہی
مطیع دین اسلام ہوتے ہین بعد فتح طلسم زلزلہ کل حصہ مسلمان ہوجاینگے امیدوار ہین کہ ہماری
عرض کو قبول کرکے ہماری اس خطا کو کہ آپ سے سر میدان جنگ مقابلہ و مجادلہ کیا ہی عفو فرمایئے
صاحبقران ذی وقار نے اون کی عرض قبول کرکے خطا سے درگذر کرکے خلعت سرافرازی
اون کو عطا کیے پھر زیر قلعہ تشریف لاکر حکم دیا کہ اسی میدان فرحت افزا مین خیام و بارگاہ ایستادہ
و برپا ہون لاشے میدان جنگ سے اٹھوائے جاین دونون لشکرون کے کشتون کا شمار بھی کیا جائے
حسب الحکم خدام و فرمانبردار کاربند ہوے خیام و بارگاہ ایستادہ ہونے لگے لاشے میدان معرکہ
سے اٹھنے لگے شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ پانچ ہزار ساحر لشکر حنظل جادو کے کام آئے اور
پندرہ ہزار سے زیادہ ساحر لشکر طاؤس جادو مالک دربند دوم کے قتل ہوے جب میدان رزم
کشتون سے صاف ہوگیا اور خیام و بارگاہ زیر قلعہ ایستادہ ہوچکے لشکر فروکش ہوا جو ساحر زخمی
تھے اون کا علاج ہونے لگا صاحبقران مرکب سے اوترکر داخل بارگاہ ہوے جملہ ساحران نامی
بھی سحر کی سواریون سے اوترکر خدمت صاحبقران مین جاکر علی قدر مراتب باادب بیٹھے بعد تھوڑی
دیر کے حنظل جادو و بحرین جادو نے عرض کیا کہ آج حضور کو فتح عظیم حاصل ہوئی ہی
دربند دوم کہ دربند اول سے سخت تر تھا فتح ہوا ہی بعد اکیس اکیس ہزار ساحرون کے
کشت و خون کے یہ لڑائی فتح ہوئی ہی طاؤس جادو ایسا ساحر زبردست کہ جو اس زمانے کا
ساحری تھا قتل ہوا ہی مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ایسی فتح عظیم کا جشن کیا جائے تاکہ دلہائے احباب
شاد ہون اور قلوب اعدا کو صدمہ پہنچے ہو صاحبقران عالی مرتبت نے اون کی استدعا سے کہا
کہ بزم عشرت ایک خیمہ وسیع مین یا بارگاہ مین جہان مناسب ہو بعنوان شایستہ آراستہ کیجائے
شب بھر یا نصف شب تک جلسہ عیش و طرب مین ارباب نشاط رقص و نغمہ کرین اگر ارباب نشاط
موجود ہون تو راہ دور و دراز سے طلب کیے جاین چند ساحر جاکر لے آئین اخضر جادو
نیرنگ جادو و اورنگ جادو نے عرض کیا کہ اسی دربند مین اکثر ارباب نشاط ہین دور و
دراز سے طلب کرنے کی کیا ضرورت ہوا میر با توقیر نے ارشاد کیا کہ اچھا اون کو طلب کرو حسب الحکم

چند ساحر گئے ارباب نشاط کو اپنے ہمراہ مع اُن کے سازندوں کے لے کر آئے صاحبقران
نے آخر روز نماز ظہرین کو ادا کیا اتنی دیر میں بزم عشرت بھی بصد زینت آراستہ ہوئی اور
زمانہ شب کا آیا تیاری روشنی کی حسب دلخواہ ہونے لگی امیر با توقیر نے اداے نماز مغربین سے
فارغ ہو کر بزم عشرت میں بمقام صدر جلوس کیا حنظل جادو و بحرین جادو و ملکہ دیبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار رنگیں پوش جادو و رفقاے طاوس جادو مسمی اخضر جادو و شیر نگ جادو
و اورنگ جادو و خوش پیر جادو وغیرہ و خواجہ طیفور گردیا علی قدر مراتب بیٹھے بعد میکشی اپنی
عرق مقوی دماغ و قلب پینے کے ارباب نشاط سے ایک نازنین خوب رو و خوش گلو کو طلب کیا
مطربہ حسب الحکم فوراً ہمراہ اپنے سازندوں کے حاضر بزم عشرت ہوئی صاحبقران کشور ستان
کو با ادب سلام کر کے بعد درست ہونے سازوں کے ایستادہ ہو کر روبروے اہل بزم بناز و ادا
گت ناچنے لگی تا دیر اپنے رقص سے قلوب اہل جلسہ کو خوش کرتی رہی بلکہ صورت سے رہزن قلوب
اہل بزم عشرت پامال کیا کی بعد ازاں رنگ بزم عیش و عشرت دیکھ کر یہ غزل گانے لگی غزل

دل مرا بہنے لگا آنکھ سے آنسو کی طرح ۔ دیدۂ یار میں تاثیر ہے جادو کی طرح
یہی حسرت ہے مری شاد کسی وقت نہ ہو ۔ غنچۂ دل اپنا مرے سینے میں ہے بو کی طرح
سر کو تیشے سے جو ملتی ہے جنون میں راحت ۔ فرش کرتا ہوں اسے بت ترے زانو کی طرح
خاک اڑاؤں گا ترے در پہ جو شب کو چھپ کر ۔ چمک جائے گی ہر ذرے میں جگنو کی طرح
استخوان میرے سب ایسے خاک میں ملا دیں گے ۔ تجھ سے وحشت ہے سگ یار کو آہو کی طرح
ایک دن ہجر میں ایسا تو یہ دعا ہے میری ۔ اس کا پہلو رہے خالی مرے پہلو کی طرح
آپ کے دست تسلی نے تسلی پائی ۔ دل بیتاب بہا آنکھ سے آنسو کی طرح
دم نظارہ بھی ہو جائے گی دنیا اندھیر ۔ قد موزوں میں درازی نہیں گیسو کی طرح
ایک بگڑی ہوئی تصویر فلک پہ بھی ہے ۔ ترے ناخن کی طرح اور ترے ابرو کی طرح
میری وحشت سے مگر کرتے ہیں وحشی توبہ ۔ گو جہان میں کوئی وحشی نہیں آہو کی طرح
یاد میں اسکی جو احباب نہ روتے دیں گے ۔ پتلیاں آنکھ کی بہ جائیں گی آنسو کی طرح
اگر نہ وہ ہو کہ مرے دل کی بھی حسرت نکلے ۔ میری قسمت کبھی رسا ہوتے گیسو کی طرح
آتش عشق جو ہے دل میں نہاں رہتی ہے ۔ کبھی دیکھا نہیں پروانے کو جگنو کی طرح
دیکھ سکتا تھا نہ اسکو دم نظارہ کلیم ۔ ہر گھڑی آنکھ سے آنسو ہیں رواں جو کی طرح

اہل بزم عشرت اشعار غزل مندرجہ سنکے لگے بجاے خود تعریف کرنے لگے جب مطربہ نے
جملہ اشعار غزل مندرجہ گا کر غزل کو تمام کیا ایسا صاحبقران سے بحرین جادو و حنظل
جادو نے زر کثیر انعام میں دے کر اسے رخصت کیا بعد جانے اس مطربہ کے ملکہ بہار رنگیں پوش
جادو نے ملکہ دیبہ سحر ساز جادو اپنی نانی سے آہستہ سے کہا کہ آپ خواجہ سے کہیے کہ اسوقت
نے بجائیں کوئی غزل عاشقانہ سنائیں ملکہ دیبہ سحر ساز جادو نے کہا کہ اے خواجہ اسوقت
یہ لڑکی کہتی ہے کہ خواجہ نے بجا کر کوئی غزل عاشقانہ سنائیں تا کہ اہل بزم خوش ہوں خواجہ نے بخاطر
ملکہ بہار رنگیں پوش جادو زنبیل سے نے نکال کر اپنے دہن سے لگا کر نے نوازی شروع کی
اور یہ غزل الحان داؤدی گانے لگے غزل

تیرے وحشی سے جو خالی ترا زندان ہو جائے
ساری آبادی عالم ابھی ویران ہو جائے

تجھسے آباد اگر خانۂ زندان ہو جائے
جسقدر تنگ ہو اور اتنا پریشان ہو جائے

چارہ گر سینۂ زخمی کو مرے کرتا نکے
دست وحشت کے لیے وہ بھی زندان ہو جائے

کوے جاناں میں گذر ہو جو کہیں بلبل کا
ہر چمن اس کی نگاہوں میں بیابان ہو جائے

آنکھ سے اشک ڈھل آیا جو ہی اے صنعت گر
پتلی بھی جسم کی نہ کہیں دیدۂ حیران ہو جائے

آمد و رفت رہے کچھ بھی اگر مجھ سے دن کی
عام کو چون کی طرح کوچۂ جاناں ہو جائے

یہ اثر ہو مری وحشت کا جو دیکھے کوئی
رشتۂ تار نظر تار گریبان ہو جائے

اشک آنکھوں کا ہماری جو رقیبوں پہ پڑے
دل میں وہ اپنے ستم کر کے پشیمان ہو جائے

اسلیے چاک گریبان کفن کرتا ہوں
حشر میں یہ نہ کہیں دامن عصیان ہو جائے

اہل جلسہ عشرت بصد رغبت اشعار سننے لگے اور بے نوازی خواجہ کی ثنا کرنے لگے بعضے عالم وجد میں جھومنے لگے سماں بندھ گیا بعضے سر اپنا چوب خیمہ سے ٹکرانے لگے جب خواجہ نے غزل کو تمام کیا ہر ایک نے از سر ثنائے خواجہ موصوف کی بعد غزل مذکورہ مرقوم تمام کرنے کے خواجہ نے چاہا تھا کہ نے کو زنبیل میں رکھیں بلکہ بہار رنگ گل پوش جادو نے بے اختیار کہا کہ اے خواجہ دل چاہتا ہے کہ ابھی کچھ اور اشعار کسی غزل کے شاد خواجہ پھر نے بجا کر اشعار ایک غزل کے گانے لگے یہاں تو خواجہ بے تردد و اندیشہ بزم عشرت میں بیٹھے ہوے گا رہے تھے کہ کیا کہ مہتر شمس عیار اتفاق جادو بہر واقعہ ہوا تھا اثنائے راہ میں سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا پہنچتا ہوا اسوقت زیر قلعہ آیا کہ خواجہ طیفور گرد پا گا رہے تھے اہل بزم سن رہے تھے بے اختیار تعریف کر رہے تھے لشکر ساحران زیر قلعہ میدان میں فروکش تھا صاحبقران گیتی ستان بھی درمیان بزم عشرت لوح طلسمی گلے میں ڈالے بیٹھے تھے نے نوازی خواجہ سن رہے تھے مہتر شمس یہ رنگ دیکھکر نہایت حیران ہوا دل میں کہنے لگا کہ اے مہتر شمس یہ کیا غضب ہوا طلسم کشا یہاں تک آگیا یہ ور بند بھی فتح کر لیا طاؤس جادو کو مار ڈالا افسوس کا مقام ہے افسوس تو نے اس طرف آنے میں بہت دیر کی اثنائے راہ میں بے سیر جا کا توقف کیا اگر راہ میں کہیں نہ ٹھہرتا اور یہاں آجاتا تو عیاری کرکے طلسم کشا کو اسیر کر لیتا یہ ور بند فتح ہوتا طاؤس جادو مالک ور بند دوم قتل نہوتا کشت و خون بسیار بھی نہوتا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب کوئی فکر و تدبیر اسیری طلسم کشا کرنا چاہیے تو ہم عیار وہم ساحر ہو تیرے نزدیک اسیر کر لینا طلسم کشا کا کچھ دشوار نہیں ہے یہ باتیں دل میں کرکے بزور سحر صورت اپنی تبدیل کرکے ایسی حالت میں کہ خواجہ طیفور گرد پا مصروف نے نوازی تھے اہل بزم و صاحبقران عالی مرتبہ بیٹھے ہوے سن رہے تھے سب عالم محویت میں تھے کسی کو کچھ فکر و تردد و خوف کسی دشمن کا نہ تھا داخل بزم عشرت ہوا کسی کو معلوم نہوا کہ اس بزم میں کون آیا مہتر شمس نے داخل محفل عیش ہوکر نے نوازی خواجہ طیفور گرد پا کی سنکے بجائے خود شناسی اور کہا سنا تھا کہ عیار طلسم کشا علم موسیقی میں بھی کامل ہے اسوقت ثابت ہو گیا واقعی جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا نے نوازی اس پہ ختم ہے کس خوبی سے نے بجا کر گا رہا ہے مہتر شمس عیار بصورت طالب رقص بزم عشرت میں داخل رہا یہاں تک کہ زمانہ نصف شب کا آیا خواجہ نے نے نوازی موقوف کی جلسہ بھی برخاست ہوا

ہوا ایک ساحر نامی بعد تعریف کرنے خواجہ کے بزم عشرت سے اپنے خیمے میں گیا اور خستگی
راہ و جنگ و جدال سے فرش خواب پر جاتے ہی غافل ہو کر سو رہا صاحبقران بھی اپنی اُسی
بارگاہ میں جس میں جلسہ جشن ہوا تھا فرش خواب پر آرام پذیر ہوئے خواجہ دربارگاہ پر
برائے حفاظت بیٹھے اور ایک جادو موافق کہنے خواجہ طلپور کے مع پانسو ساحروں کی
جمعیت سے برائے حفاظت و نگہبانی گرد بارگاہ صاحبقران و لشکر ساحران مشعلہائے سحر روشن
کر کے پھرنے لگا صدائے ہوشیار باش بلند کرنے لگا اور اپنے ہمراہی ساحروں سے تاکید کہنے لگا
اسوقت کہ ہنگام حفاظت لشکر و نگہبانی طلسم کشا ہے اسباب سحر سے مانند کارد سحر و ناوک و تیغ
تاریکی چوٹی دار اسلحہ سحر دم کر کے اپنے ہاتھوں میں رکھو مبادا کوئی دشمن آ جائے تو فی الفور
اُس کو ہلاک کرو ساحروں نے اُس کے حکم پر عمل کیا آخر شب تک خود نگہبانی کا ارادہ کیا مگر خستگی
جنگ و جدال سے او سا جادو اور اُس کے ہمراہی دو تین ساعت تک گرد لشکر پھر کے
ایک جگہ بیٹھ کثرت خواب سے آنکھیں بند کرنے لگے مہتر شمس کہ داخل بارگاہ ہوا تھا پاکر
بصورت اصلی ہو کر پاس صاحبقران کے آیا پہلے مقراض سے رشتہ لوح کاٹ کر لوح کو ایک جامہ دان
سے لپیٹ کر بقول راوی اول بغل سے سحر کیا اور بقول راوی دیگر سفوف بیہوشی نفس دماغ
میں پہونچا کر صاحبقران کو بیہوش کیا اور روشنی کو گل کر کے چادر عیاری میں پشتارہ صاحبقران
کا باندھ کر حسب عادت عیاری کیا لگا کر پشتارہ دوش پر رکھ کر پشت بارگاہ کی طرف جا کر خنجر
سے قنات چاک کر کے بارگاہ کے باہر آ کر جو ساحر بیدار تھے اُن پر سحر کر کے اُن کو غافل کر کے
تخت سحر پر پشتارہ صاحبقران کا رکھ کر تخت سحر کو بلند کر کے سمت اشتقاق جادو وزیر دوم
شاہ طلسم زلزلہ روانہ ہوا اثنائے راہ میں خیال کیا کہ اے مہتر شمس تو نے اسوقت وہ کار نمایاں
کیا ہے کہ کوئی عیار مکار ایسا کار نمایاں نہیں کر سکتا ہے مناسب یہ ہے کہ اسوقت جانب باغ مسکونہ
زہرا سیمتن دختر اشتقاق جادو اپنی محبوبہ کے چل زمانہ صبح قریب ہے نظارہ اپنی
معشوقہ کا بھی کر لو اور اس کار نمایاں سے بھی اُسے آگاہ کر یہ خیال کر کے جانب باغ و سیرگاہ
و جائے مسکونہ زہرا سیمتن بصد خوشی چلا بعد قطع راہ دور و دراز اسوقت باغ زہرا
سیمتن میں پہونچا کہ صبح صادق کا زمانہ تھا دختر اشتقاق جادو بیدار ہو کر کنارہ نہر بیٹھی تھی کنیزیں
چند در چند جواہر اپنے ہاتھوں میں لیے پس پشت کھڑی تھیں وزیرزادی مذکور نے ارادہ آب
شستشو کرنے کا کیا تھا کہ یکایک مہتر شمس اُس کے روبرو گیا اپنی معشوقہ خوب رو کو دیکھتے ہی
کثرت خوشی سے نہال ہو گیا اور حصول دولت دیدار یار سے مالا مال ہو گیا چونکہ یہ وزیرزادی مذکور کا
عیار و ملازم تھا زہرا سیمتن کو سلام کیا اُس نے متحیر ہو کر پوچھا کہ اے مہتر شمس اسوقت
یہاں خلاف قاعدہ کیوں آئے ہو یہ پشتارہ کیسا لائے ہو آج تو بہ نسبت قبل زیادہ تر شادان و
خنداں نظر آتے ہو کچھ تو کہو کہ آج سبب زیادتی خوشی کا کیا ہے اور یہ پشتارہ کیسا ہے کہاں سے
آتے ہو کہاں گئے تھے عیار مذکور نے عرض کیا کہ اول تو اس مبتلائے دام عشق حضور نے روئے
زیبائے حضور کا نظارہ کیا ہے یہ باعث خوشی کا ہوا ہے دوسرے آپ کے والد نے مجھکو بحکم شاہ
طلسم زلزلہ برائے عیاری و گرفتاری طلسم کشا روانہ کیا تھا یہ دلدادہ حضور اسوقت پہونچا کہ
طلسم کشا طاؤس جادو مالک دربند دوم طلسم زلزلہ کو قتل کر چکا تھا جنگ عظیم ہو چکی تھی اور

دربند دوم فتح ہو چکا تھا جشن فتح دربند مذکور ہو رہا تھا بزم عشرت میں عیار طلسم کشائی بجا کر
گا رہا تھا اہل بزم بیٹھے ہوے بعد خوشی و خرمی گانا اُس کا سن رہے تھے میان بندہ مہا ہوا تعب
طلسم کشا بھی درمیان بزم عیش میں بیٹھا ہوا تھا اسی حالت میں دلیرانہ یہ دیوانہ حضور داخل بزم عیش
مستور رہا کسی کو خبر نہوئی عیار طلسم کشا کہ جس کو اپنی عیاری کا بڑا دعویٰ ہے وہ بھی باخبر نہوا آدہی
شب بزم عشرت آراستہ رہی بعدہ جلسۂ عشرت برخاست ہوا اہل بزم تو جلسہ عیش سے اٹھکر
اپنے اپنے خیمے میں برائے استراحت گئے طلسم کشا سے طلسم زلزلہ بھی اپنی بارگاہ میں بالائے فرش ہوا
راحت و آرام پذیر ہوا اُسوقت اس عاشق زار حضور نے روشنی کو گل کر کے لوح طلسمی طلسم کشا
کے گلے سے لیکر اُس کو بیہوش کیا اور چادر عیاری میں باندھ کر پشتارہ دوش پر رکھکر میں پشت
بارگاہ سے نکل کر بزور سحر ساحران محافظ کو جو بیدار تھے بیہوش و غافل کر کے تخت سحر پر پشتارہ
رکھکر بیخوف و خطر اسطرف آیا ہے جہاں عدیم المثال حضور کو دیکھا ہے اب یہاں سے آپ کے
والد کی خدمت میں جاؤنگا لوح طلسمی مع طلسم کشا کے اُن کے حوالے کرونگا نالیا خلعت و
انعام کثیر پاؤنگا شاہ طلسم زلزلہ بھی یقیناً ایسا انعام کثیر دیگا کہ کبھی کسی کارگذار کو شہنشاہ
ساحران نے نہ دیا ہوگا نہ کسی ملازم نے پایا ہوگا اے محبوبہ من اگر غور کرو تو میں نے وہ کارنمایان
کیا ہے کہ آج تک کسی ساحر زبردست سے بھی نہوا تھا کسی ساحر نامی و نامور نے طلسم کشا کو اسیر
نہ کیا تھا بڑے بڑے ساحر اسی آرزو میں دنیا سے گئے دعوی گرفتاری طلسم کشا کر کے گئے تھے
آخر خود ہی قتیل ہوے طلسم کشا کو اسیر نہ کر سکے زہرہ سیمتن نے مسکرا کر متحیر ہو کر کہا کہ
اے مہر شمس واقعی تو نے کارنمایان کیا ہے ہمنے لوح طلسمی کے اوصاف بیشتر سنے ہیں
مگر کبھی لوح طلسمی کو دیکھا نہیں ہے پس ہم چاہتے ہیں کہ لوح کو دیکھیں اور طلسم کشا کو بھی دیکھیں
سنا ہے کہ بڑا شجاع و بہادر ہے مہر شمس نے لوح طلسمی و طلسم کشا کے دکھانے میں تامل کیا اور
حیلہ و حوالہ کیا آخر معشوقہ کی ضد سے مجبور ہو کر عرض کیا کہ حضور یہاں سے بارہ دری میں تشریف
لے چلیے پہ محل لوح طلسمی و طلسم کشا کے دیکھنے کا نہیں ہے زہرہ سیمتن جلد سنکر دلبر
کنارہ نہر سے اٹھ کر بارہ دری میں جا کر بالائے مسند زرین بیٹھی مہر شمس کو اپنے روبرو
بٹھایا پھر کنیزوں سے کشتی شراب طلب کی کنیزوں نے فی الفور کشتی شراب کی مع شیشہ و ساغر
بلورین حاضر کی روبروے دختر اشفاق جادو رکھدی ہم جلیسان زہرہ سیمتن بھی یہیں و یسار
اُس کے بیٹھیں جب کشتی مے سے زہرہ سیمتن کو ایک ہمجلیس اُس کی ساقی بن کر ساغر بھر کر
دینے لگی دو دو بادہ گلنار پی چکی تو مہر شمس سے دختر اشفاق جادو نے کہا کہ اب وہ لوح طلسمی
ہمیں دکھاؤ اور اس پشتارے کو کھول کر طلسم کشا کو بھی دکھاؤ یہ دشمن ہمارے والد و شہنشاہ
ساحران جہاں ہو دست جادو کا ہے ہم بھی اس سے جہدی بخشش آئیں گے کیونکہ یہ دشمن
جان و ایمان ہے بربادی و تباہی طلسم زلزلہ کرتا ہے مہر شمس نے پہلے لوح طلسمی اُس کو دیکر
کہا کہ دیکھو اے جان جہان یہی لوح طلسمی ہے بانیان طلسم نے اسکو برائے فتح طلسم بنایا ہے
زہرہ سیمتن نے لوح کو دیکھکر اپنے پاس رکھکر کہا کہ پشتارہ کھول کر اب طلسم کشا کو بھی
دکھا اُس نے پشتارے کو وا کر کے طلسم کشا کو دکھایا زہرہ سیمتن دیکھتے ہی طلسم کشا
پر مائل و عاشق ہو کر دل میں خیال کرنے لگی کہ اگر مہر شمس طلسم کشا کو یہاں سے لیجا سکے گا

تو لپا میرا طلسم کشا کو اسیر کرکے خدمت شاہ طلسم میں لے جائے گا وہ یقیناً طلسم کشا کو قتل
یا اسیر کرے گا مناسب وقت یہ ہی کہ ایسی فکر و تدبیر کی جائے کہ طلسم کشا کی جان بچے اگرچہ
طلسم زلزلہ تباہ و برباد و فتح ہو جائے اور دین و ایمان آبائی بھی اپنا مبدل بدین اسلام
ہو جائے جان اپنی ہی بچا چاہیے نیکی و عشق سے دست بردار ہونا اختیار نہ کیا جائے یہ خیال
کرکے بعد فکر و غور مہر شمس کی ثنا کرکے کہا کہ تو نے عجب کار نمایاں کیا ہی دل ہمارا خوش
کیا ہی طلسم کشا کو اسیر کیا ہی لوح طلسمی لے کر آیا ہی ہم بھی اسوقت تجکو شادان کرتے ہیں اپنے
ہاتھ سے تجکو جام شراب دیتے ہیں تو بھی کیا یاد کرے گا کہ ہمنے دست محبوبہ سے جام شراب
لیکر میخواری کی یہ رتبہ و مرتبہ پایا باعث فخر و افتخار ہوا عشاق میں سرافرازی حاصل ہوئی
ادنی کو رتبہ اعلی نصیب ہوا یہ کہکر شیشہ کشتی شراب سے اٹھا کر جام بلورین میں شراب بھر کر
سفوف بیہوشی کہ اپنے پاس رکھتی تھی اس کی نظر بچا کر جام شراب مذکور میں خوب ملا کر اپنے
دست نازک و حنائی سے ساغر پُر از بادہ بیہوشی آمیز مذکور عیار مسطور کو دیا اس نے بصد
خوشی و رغبت لے کر اپنے مرتبے پر فخر کرکے شراب ناب سفوف بیہوشی آمیز پی بعد تھوڑی دیر کے
عیار مذکور کو گرمی معلوم ہوئی و دماغ بادہ تند سے گرم ہوا گھبرا کر کہا کہ اے جان من اسوقت
مجکو بہت گرمی معلوم ہوتی ہی سر کو گردش ہی نہیں معلوم کیا باعث ہی کہ اسقدر گرمی معلوم
ہوتی ہی اور سر کو گردش ہی زہرہ سیمتن نے مسکرا کر جواب دیا کہ اے بیوقوف سبب اس
یہ ہی کہ تو نے ہمارے ہاتھ سے جام لے کر شراب پی ہی اگر گرمی زیادہ معلوم ہوتی ہی تو اٹھ کر
تھوڑی دیر ٹہل ہوا سے سر دماغ کی کھا آب نہر سے منہ ہاتھ دھو یہ شکایت دفع ہو جائیگی
طبیعت اصلاح پر آ جائے گی مہر شمس یہ سنکے اٹھا اٹھتے ہی ایسی سر کو گردش ہوئی کہ چکرا کر
گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا زہرہ سیمتن نے خوش ہو کر حکم دیا کہ اس نابکار کو قید کر دیں
ادنی ملازم و نمکخوار ہمارے والد نامدار کا ہو کر اپنے ادنی مرتبے پر نظر نہ کرکے ہمکو نظر بد سے
دیکھتا ہی عاشقی اپنی ظاہر کرتا ہی باعث ہماری ذلت و بدنامی کا ہوتا ہی ذرہ وصل آفتاب چاہتا ہی
سزائے سخت اس کو دینا ضرور ہی اگر اس نے عاشق ہونا اپنا مشہور کیا ہوتا جسطرح ابھی اس نے
ہمارے روبرو اور تم سب کے سامنے اظہار عشق کیا ہی تو رسوائی ہماری طلسم زلزلہ میں بہت
ہوتی کوئی یہ نہ سمجھے گا کہ مہر شمس عیار دختر اشتقاق جادو وزیر شاہ طلسم زلزلہ پر فقط مائل ہی
وزیرزادی مذکور پاک دامن ہی اس کو اس کی طرف توجہ نہیں ہی بلکہ ہر ایک یہی خیال کرے گا
کہ عیار مذکور و دختر اشتقاق جادو دونوں عاشق و معشوق ہیں باہم لطف بوس و کنار
لیل و نہار اٹھاتے ہیں علاوہ بدنامی مذکور کے اس نے بخیال و بہ تمنائے حصول دولت دنیا
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کو بے خطا و قصور بعیاری و
مکاری بیہوش کیا ہی پشتارہ اُن کا مع لوح طلسمی یہاں لایا ہی قبل اس کے اس نے ظاہر کیا ہی
کہ طلسم کشا کو حوالۂ شاہ طلسم زلزلہ کرکے خلعت و انعام لونگا پس ایسے ظالم کے ظلم کی سزا
یہی ہی کہ اس پر جفا کی جائے ہمجلیسان زہرہ سیمتن نے تقریر وزیرزادی مسطور کی
عالم غصہ میں سنکے با ادب عرض کیا کہ حضور کو اسوقت مہر شمس پر عتاب ہی ہر چند کہ ارشاد
حضور کا درست و بجا ہی لیکن اس کا قید کرنا اور اس کو سزا دینا ہمارے نزدیک مناسب نہیں ہی

کیونکہ جب یہ خبر آپکے والد کو پہونچیگی تو وہ برہم ہونگے سبب قید کرنے کا دریافت کرینگے اسوقت اگر حال اس کی اظہار عاشقی کا بیان کیا جائیگا تو بھی باعث ذلت حضور ہوگا لہذا اس کو اسپر تنبیہ کیجے تاکید فرمادیجے کہ کبھی اظہار عاشقی نہ کرے زہرہ سیمتن نے جواب دیا کہ تمہاری گفتگو سے ہمکو ایسا منظور ہے کہ اس کو زندہ ہی نہ رکھیں زندہ درگور کرنے کا حکم دیں نہ یہ زندہ رہیگا نہ اظہار اپنے عشق و عاشقی کا کریگا نہ کسی ذی عزت و ذی وقار پر ظلم کرے گا یہ کہکے کنیزون سے کہا کہ ابھی ساحران دربان در باغ کو طلب کرکے کہو کہ اس نابکار کو ہمارے باغ کے صحن میں ایک گڑھا بصورت قبر کہود کر دفن کرو زندہ گڑھے میں ڈال کر زمین کو ہموار کردو اس نابکار کو خاک میں ملا دو زندہ دفن کردو کنیزون نے حسب الحکم ساحرون سے جاکر کہا انھون نے حسب الحکم وزیرزادی نادر دہر کے عمل کیا باغ میں زمین کہود کر مہتر شمس کو زندہ زمین میں گاڑ دیا بعدہ زمین کو برابر کر دیا جب عیار مذکور زندہ دفن کردیا گیا زہرہ سیمتن نے کنیزون و مہر وش سے کہا کہ طلسم کشا کو ہوشیار کرو ہنوز کنیزون نے ارادہ بھی ہوشیار کرنے کا کیا تھا کہ یکایک بیہوشی ہوا سے سر سے دفع ہوئی صاحبقران کو ہوش آیا فی الفور اٹھکر جو بغور دیکھا تو اپنے تئیں اپنی بارگاہ میں نپایا حیران ہوکر دل میں کہا کہ جائے تعجب ہے کہ ہم اپنی بارگاہ میں درمیان لشکر ساحران کے آرام پذیر ہوے تھے اسوقت ہم اپنے تئیں درمیان بارہ دری باغ کے پاتے ہیں روبرو کچھ عورتیں خوش رو دکھائی دیتی ہیں شاید ہم خواب دیکھ رہے ہیں الغرض صاحبقران بنظر حیرت بعد بیہوشی دفع ہونے کے ہوشیار ہوکر دیکھ رہے تھے اور دل میں خیال خواب کا کر رہے تھے اور ہم جلیسان زہرہ سیمتن بجائے خود خیال کر رہی تھیں کہ ہماری وزیرزادی کو اسوقت عجب بے وجہ نہیں ہے غالبا صورت زیبائے طلسم کشائے طلسم زلزلہ کو دیکھکر مائل ہوئی ہیں اسی وجہ سے طلسم کشا کے دشمن کو زندہ زمین میں گڑوا دیا ہے کہ یکایک پاس سے وزیرزادی مذکورہ ایک کنیز نے دست بستہ عرض کیا کہ یا صاحبقران کشورستان حیران و پریشان نہو جیے خواب کا خیال نفرمائیے جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں حالت بیداری میں دیکھ رہے ہیں آپکی بارگاہ سے آپ کو مہتر شمس عیار مکار اشتفاق جادو وزیر شاہ طلسم زلزلہ بیہوش کرکے ہماری حضور وزیرزادی دختر نیک اختر اشتفاق جادو کے پاس حسب اتفاق یہان لایا تھا انھون نے آپکے حال پر رحم کرکے عیار مذکور پر غضبناک ہوکے ابھی اس کو اسی باغ میں زندہ دفن کرا دیا ہے اگر آپ کو ہمارے قول کا اعتبار نہو تو ہماری مالکہ یہ وزیرزادی دختر اشتفاق جادو بالا سے مسند زرین تشریف رکھتی ہیں ان سے دریافت کیجیے صاحبقران ذیشان نے تقریر کنیز مذکور سنکے بنظر غور جانب وزیرزادی مذکورہ جو دیکھا تو اس کے حسن خداداد کو دیکھا بدل و جان فریفتہ و مائل و عاشق ہوے کیونکہ وہ نازنین مہ جبین رشک پری حسن و جمال میں ایسی بے عدیل تھی کہ مصداق معنا میں ان اشعار کے

سادی سادی وہ شکل وہ جوبن
شوخیان اس میں چھپیں قیامت کی
زلفیں بکھری ہوئی تھیں یون چہرہ
جسپہ قوس قزح بھی ہو قربان

حسن و خوبی میں لاجواب تھی وہ
بانکی بانکی ادا وہ بھولا پن
وصف کیا ہو رقم سراپا کا
بھون ہم آغوش جیسے شام و سحر
ترچھی چتون وہ بھون تو پیاری تھی

فرد عالم میں انتخاب تھی وہ
قہر چتون ادا میں آفت کی
آدمی تھی کہ نور کا پتلا
یون خمیدہ وہ ابروے بالا
دل عاشق کو بس کٹاری تھی

پہنچے ہیں دوسرے یہ کہ وزیرزادی و مالکہ تمھاری ہم مذہب نہیں ہی اگر ہماری خوشی مطلوب ہو
تو دین اسلام اختیار کرکے عرق مفرح قلب و اعضائے رئیسہ ہیں اپنے ہاتھ سے جام بلورین میں
دین آبائی مذہب کو ترک کریں کہ مذہب باطل ہی یہ تقریر امیر با توقیر کی سنکے زہرہ دستپیلتن
نے مطیع دین اسلام ہوگئے و بقول راوی دیگر مسلمان ہوگئے عرق مقوی دماغ و مفرح قلب
طلب کرکے جام بلورین میں بھرکے صاحبقران کو دیا امیر با توقیر نے بہت خوش ہوکے ساغر
مذکور انھیں کے ہاتھ سے لیکر عرق مذکور انسے سلا کے شراب پیا پھر اپنے ہاتھ سے وہی عرق
ساغر میں شیشے سے بھرکر دختر استفاق جادو کو دیا اُس نے بھی مثل شراب ناب وہی عرق
پیا اسی طرح دو دو جام طالب و مطلوب نے پئے بعد ازاں لوح طلسمی رومال سے نکال کر
زہرہ دستپیلتن نے قدمون میں صاحبقران کے ڈال کر کہا کہ میرا قصہ عجیب وغریب ہی
صاحبقران نے پوچھا کہ وہ قصہ عجیب وغریب کیا ہی بیان کرو اُس نے کہا کہ شب گذشتہ میں نے
عالم خواب میں ایک مرد بزرگ نورانی چہرہ پاکیزہ لباس کو دیکھا تھا انھون نے مجھے مخاطب
ہوکر ارشاد کیا تھا کہ اے زہرہ دستپیلتن ہنگام صبح صاحبقران سلطان کیوان شکوہ
طلسم کشا سے طلسم زلزلہ کو تیرے والد کا عیار بیہوش کرکے تیرے پاس لائے گا تجھے لازم ہی
کہ اُن سے بہ نیکی پیش آنا اور اُن کی ہدایت و رہنمائی سے دین اسلام اختیار کرنا کیونکہ تو
اُن کے عقد میں آئیگی یہ خواب دیکھکر آنکھ میری کھل گئی میں بیدار ہوکے حیران تھی کہ
یہ خواب کیسا دیکھا ہی اسی فکر میں نیند نہ آئی یہانتک کہ صبح ہوئی مہر شمس یکایک پشتارہ
آپکا لیے ہوئے آیا بعد دریافت معلوم ہوا کہ آپہی کو بیہوش کرکے لایا ہی اُس وقت
میں نے اپنے دل میں کہا کہ خواب میرا صادق تھا بس موافق ارشاد اُن بزرگ کے عمل کیا
بہ نیکی پیش آئی دین آبائی ترک کرکے داخل دین اسلام ہوئی حصول دولت دین اسلام سے
مالامال ہوئی مگر اب یہ اندیشہ قوی ہی کہ والد مجھسے ناراض ہوکے درپئے قتل و ایذا رسانی
ہونگے یہ خبر اُن کو ضرور پہونچیگی صاحبقران گیتی ستان نے مسکرا کر فرمایا کہ خواب
تمھارا سچا تھا جو کچھ تم نے زبانی اُن بزرگ کی سنا تھا اُس کا ظہور ہوا انشاء اللہ تعالی بعد فتح
طلسم زلزلہ صورت عقد بھی ظہور میں آئیگی یہ فرماکر خاموش ہوئے تب یاسمن دختر
استفاق جادو وغیرہ کنیزون نے عرض کیا مبارک ہو کہ جو کچھ حضور نے عالم خواب میں
دیکھا تھا اُس کا ظہور ہوا وزیرزادی مذکور نے شرماکر جواب دیا کہ ہاں خواب ہمارا عجب
خواب تھا کہ صبح ہوتے ہی جو کچھ عالم خواب میں دیکھا تھا اُس کا ظہور ہوا ہمنے دین اسلام
اختیار کیا تم سب بھی مانند ہمارے دین اسلام اختیار کرو سب نے اپنی مالکہ کے حکم پر
عمل کیا صاحبقران تو بارہ دری باغ زہرہ دستپیلتن میں ہم پہلوے دختر استفاق
جادو بیٹھے ہوئے ہیں زہرہ دستپیلتن نے ارباب نشاط کو طلب کیا ہی ایک نازنین
خوش گلو روبرو حاضر ہوکر رقص و نغمہ کر رہی ہی مبارکباد دی گا رہی ہی اور ایما سے
زہرہ دستپیلتن سے سامان دعوت و ضیافت صاحبقران ہو رہا ہی اہل بزم خوش و
خرم بیٹھے ہوئے رقص و نغمہ مطربہ مذکورہ سے لطف زندگی اٹھا رہے ہیں مگر اب حال
اُن ساحرون کا لکھا جاتا ہی کہ جو میدان جنگ سے بھاگ کر سوے شاہ طلسم روانہ ہو

کمال ہوئی یہان تک کہ خوف و رعب پدر سے خون خشک ہوگیا سکتا سا ہوگیا صاحبقران نے
اُس کا یہ حال دیکھکر پوچھا کہ اے نازنین خیر تو ہے مزاج کیسا ہے دفعتاً یہ حال کیون ہوا اُس نے
باشارہ کہا کہ یا صاحبقران غضب ہوگیا دیکھیے اپنی پس پشت ہمارے والد آگئے غالباً عالم
غصہ مین مجکو سزاے سخت دینگے عجب نہین کہ مار ڈالین کیونکہ صاحب غیرت و حیا ہین مین نے
آپ کی محبت مین دین بھی دیا اب جان بھی جانے کی امید یا توقع ہے یہ تقریر اُس کی سنکے اپنی
پس پشت دیکھا ہیلیسان زہرہ سیمان و کنیزان نے بھی وزیر بزرگوار کی طرف دیکھا
دیکھتے ہی ہر ایک خوف سے تھرانے لگی چہرہ ہر ایک کا ڈر سے متغیر ہوگیا مطربہ مذکورہ خوف سے
اُٹھکر بھاگنے لگی کنیزین خوف و خطر سے چھپنے لگین بزم عیش درہم و برہم ہوئی اشتفاق جادو
نے اُسی عالم غصہ مین بصداے سخت کہا کہ او گیسو بریدہ او ننگ خاندان او زہرہ سیمان
غضب کیا تو نے کہ اپنے دامن عصمت مین دھبا بدنامی و آشنائی کا لگایا کچھ خیال اپنی عزت
اور ہماری لیاقت و حرمت کا نہ کیا بے خوف و خطر کچھ یاری و آشنائی مین قدم رکھا نام بزرگان
ذی عزت کا خاک مین ملا دیا طلسم زلزلہ مین رسوا و بدنام کر دیا کاش کہ تو پیدا ہوتے ہی مرگئی
ہوتی کہ یہ ذلت و بدنامی سنوتی ہم تجکو ایسا بے غیرت و بے حیا ہرگز نہ سمجھتے تھے بلکہ ہمیشہ تیری
عصمت و عفت کی تعریف کرتے تھے افسوس ہزار افسوس کہ اب اس لائق نہ رہے کہ کسی کو
طلسم زلزلہ مین اپنا منہ دکھائین اور چار آنکھ کسی سے کرین تو نے ہمارے اور شاہ طلسم کے
دشمن جان و ایمان سے دوستی و یاری و آشنائی پیدا کی ہے لیٹے پہلو مین اُسی دشمن قوی کو بٹھایا
ہے بزم عشرت آراستہ کی ہے خیر دیکھ تو سہی کہ کیسی عذاب الیم سے ہلاک کرتا ہون کہ ماہیان
دریا و مرغان ہوا بھی تیرے حال پر افسوس کرینگے پہلے تیرے قتل و ہلاک کرنے کے خود بھی
خودکشی کرونگا زندہ نہ رہونگا صاحب عزت و حیا ہون بدنام ہوکر زندہ رہنا گوارا نہ کرونگا
یہ کہکر عالم قہر و غضب مین مانند شعلہ جوالہ براے قتل و ہلاکت دختر بدگوہر کے بڑھا ادھر
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ نے اٹھکر کہا کہ اے اشتفاق جادو ذرا اپنے
ہوش و حواس مین آؤ عالم غصہ مین آمادہ قتل دختر ہو کلمات بیہودہ و نامناسب اس کی
شان مین نہ کہو دختر تمہاری نہایت عفیفہ و سعیدہ ہے یہ پاک دامن ہے صرف اس نے ہاتھ سے
یہ نیکی کی ہے کہ منتشمس عیار کے شر و فساد سے ہمین بچایا ہے پوشیدہ سرہ ہارا اُس سے چھین کر
ہمین لینے پاس بٹھایا ہے ہماری ہدایت و رہنمائی سے اس نے راہ حق کو دیکھا ہے دین اسلام
اختیار کیا ہے یہ ننگ خاندان نہین ہے فخر خاندان ہے تمکو بھی لازم ہے کہ اپنے دین باطل کو چھوڑ کر
دین حق یعنی دین اسلام کو اختیار کرو ذرا غور تو کرو کہ ہمود سمست جادو شاہ طلسم زلزلہ
کو تم اپنا خداوند جانتے ہو خداوند ایسا کبھی عاجز ہوتا ہے کہ ہم طلسم زلزلہ اُس کا فتح کرتے ہین
اور وہ کچھ قدرت اپنی نہین دکھاتا ہے ہمکو قتل و اسیر نہین کر سکتا ہے ہم سے ایسا ڈرتا ہے کہ سامنے
ہمارے نہین آتا ہے کہین چھپا ہوا بیٹھا ہوا ہے بس ہرگز یہ شان خداوندی نہین ہے وہ ایک بادشاہ
بے دین ہے تمکو اور اہل طلسم زلزلہ کو گمراہ کرکے لئے تئین خداوند کہلواتا ہے اور سجدہ کراتا ہے
آگاہ ہو کہ لائق سجدہ و پرستش وہ معبود حقیقی ہے جسنے اپنی قدرت کاملہ سے زمین و آسمان
و ماہ و آفتاب و شجر و حجر جن و انس و طیور و وحوش وغیرہ مخلوقات کو پیدا کیا ہے دریاؤن کو

جاری کیا ہی نباتات کو پیدا کیا ہی خیام افلاک کو بے ستون بلند کیا ہی ابر و برق و ملائکہ و جنت
و دوزخ کو پیدا کیا ہی اگر کوئی نظر معرفت سے دیکھے تو ہر ایک برگ و بار سے صنعت و قدرت
خداوند عالم ظاہر ہو جائے انسان کو پروردگار عالم نے آنکھین واسطے دیکھنے کے اور کان
واسطے سننے کے عقل واسطے سمجھنے کے دست و پا واسطے کام کرنے اور چلنے کے عطا کیے ہین
تم بھی صاحب عقل و فہم ہو فکر و غور کرو عقل و فہم سے اپنے معبود حقیقی کو جانو گمراہی سے
باز آؤ راہ راست اختیار کرو اپنی وزارت اور چند روز کی دولت و حشمت پر مغرور نہو
یہ دنیا فانی ہی اور اہل دنیا بھی فانی ہین جو پیدا ہوا ہی اُسے ایک روز مرنا دنیا سے سوے عدم
جانا بھی ضرور ہی خیال کرو کہ تمھارے آبا و اجداد اسوقت کہان ہین علاوہ اُن کے بڑے
بڑے سلاطین روزگار جو قبل اس زمانے کے تھے وہ اب کہان ہین زیر خاک پنہان ہو گئے
پیدا ہوے تھے جب حکم خدا ہوا دنیا سے سوے عدم چلے گئے ایک روز ایسا آنے والا ہی کہ ہم
اور تم اور جو فی زمانہ زندہ ہین یہ بھی فنا ہو جائینگے بجز ذات خدا کوئی باقی نرہیگا لہذا اپنے
اعمال کی درستی کرو راہ دین حق اختیار کرو سفر ملک عدم درپیش ہی زاد راہ مہیا کر لو اور اگر عالم
غصہ مین اپنی سحر و ساحری پر نازان ہو کر ارادہ جنگ کروگے تو شکست پاؤگے ہمارے ہاتھ
سے قتل ہو گے دیکھو ہم صاحب لوح طلسمی ہین ہمارے گلے مین یہ لوح طلسمی پڑی ہی یہ لوح طلسمی
رہنمائی کرتی ہی سحر ساحران کی باطل کنندہ ہی اسی لوح کی ہدایت سے ہم اس طلسم زلزلہ کو فتح
کرینگے اگر خدا نے چاہا تو شاہ طلسم زلزلہ وغیرہ جملہ ساحرون کو تہ تیغ کرینگے کسی ساحر
کو زندہ نچھوڑینگے ہان وہی اشخاص جانبر ہونگے جو ہماری ہدایت سے دین اسلام اختیار
کرینگے زمانہ شکست طلسم زلزلہ قریب آگیا ہی دو دروازے فتح ہو چکے ہین باقی ماندہ طلسم بھی
فتح ہو جائے گا تم ہمسے کیا لڑسکوگے اور ہمارے سامنے اپنی دختر کو کہ اُس نے ہمسے نیکی
کی ہی بہ بدی پیش آسکوگے اشتفاق جادو نے جواب دیا کہ اے صاحبقران آپ کے پاس
لوح طلسمی باطل السحر ہی اسوجہ سے جو چاہیے کہیے اگر لوح طلسمی آپکے گلے مین نہوتی تو دیکھتے
شجاعت و بہادری آپ کی آپکے کام نہ آتی ایک ادنی سحر مین ہم آپکو اسیر کر لیتے [illegible]
شاہ طلسم سے پاتے خلعت و انعام پاتے تمامی طلسم زلزلہ مین زیادہ تر نامور ہوتے صاحبقران
نے اُس کی تقریر سنکے جواب دیا کہ اے اشتفاق جادو اگر تم دین اسلام اختیار کرو تو [illegible]
ہمارا موجود ہی تم سے جدا کر لو یا ہمکو اسیر کر کے شاہ طلسم کے سامنے لیجاؤ خلعت و انعام
اُس سے پاؤ ہوس حصول مال دنیا کی یہی تدبیر ہی کہ ہمارے [illegible] بہادر
ہین کچھ ضرورت لوح طلسمی کے یاوری کی ہمکو نہین ہی [illegible]
ہین جان کے جانے کا اندیشہ نہین ہی اگر فکر ہی تو یہی ہی کہ [illegible] وہ راہ راست
پر آجائین اگر ہماری گرفتاری سے اور ہمارے قتل ہو جانے سے تمھارا فائدہ ہوتا ہو تو لو
یہ لوح طلسمی اپنے قبضے مین کر کے ہمین اسیر کر کے شاہ طلسم کے پاس لیجاؤ [illegible]
گلے سے اتار کر سامنے اشتفاق جادو کے ڈالدی [illegible]
طلب کرو کہ وہ آکر طوق و زنجیر وغیرہ ہمین پہنا کر [illegible] اشتفاق جادو [illegible]
شجاعت صاحبقران کی دیکھکر دنگ ہو گیا دل مین کہنے لگا کہ ماشاء اللہ صاحبقران [illegible] فی زمانہ

تبھی کوئی شخص نیک وصاحب ہمت وشجاعت ہو بیشک دین ان کا اچھا ہے اور ان کے
ہدایت کرنے سے جو غور کیا تو ثابت ہوا کہ لائق سجدہ وہی ہے جو خالق زمین و آسمان و مافیہا ہے
لہذا ان کی اطاعت کرنا چاہیے اور راہ راست پر آنا چاہیے کوچۂ گمراہی سے روگردان ہونا چاہیے
واقعی دنیا چند روزہ ہے ہوس مال و متاع عبث ہے فقط خواہش دولت دین اسلام ضرور ہے
یہ قول طلسم کشا بھی درست و بجا ہے کہ طلسم زلزلہ باقی ماندہ بھی جلد فتح ہو جائے گا شاہ طلسم زلزلہ
مارا جائے گا جو دین اسلام قبول کرے گا اس کا انجام بخیر ہوگا یہ خیالات کر کے غصے کو دور کر کے
لوح طلسمی کو اٹھا کر آگے بڑھکر گئے پیش صاحبقران کے ڈال کر دست بستہ مؤدبانہ سوئے قدم
امیر با توقیر جھک کر گویا ہوا کہ میری زبان درازی کی خطا کو معاف کر کے اپنی رضامندی ظاہر
فرمائیے بالفعل مطیع دین اسلام ہوتا ہوں بعد فتح طلسم زلزلہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جاؤں گا کیونکہ
فی الحال آپ کی ہمراہی میں شاہ طلسم زلزلہ سے مقابلہ و مجادلہ کرتا ہے صاحبقران نے گفتگو
اس کی سنکے سر اس کا اپنے سینے سے لگایا مطیع دین اسلام ہونے سے اس کے خوشی حاصل
ہوئی زہرہ سیمتن وغیرہ جملہ عورتیں بھی شادمان ہوئیں خوف و خطر ہر ایک کے دل سے
دور ہوا اشتفاق جادو نے اپنی دختر کو بہ شفقت پدری سینے سے لگا کر کہا کہ اے نور نظر
پارۂ جگر خوشا نصیب تیرا کہ مشرف بہ دین اسلام ہوئی اور تیری ہی وجہ سے ہم بھی مطیع دین اسلام
ہوئے اگر تو مہر شمس سے پیشتر صاحبقران کشورستان کا چین کر صاحبقران کے ساتھ
چنیلی پیش نہ آتی لوح طلسمی حوالے کر کے دین اسلام قبول نہ کرتی تو ہم بھی دولت دین اسلام
سے محروم رہتے یہ کہکر بہ تمام صدر صاحبقران کو بٹھایا مع دختر و پسر کے صاحبقران ہنسکر
گویا ہوا کہ آپ کی برکت قدم سے اس باغ میں بہار تازہ آئی ہے شفا ہے گمراہ راہ پر آگئے ازانجملہ
ہم بھی مطیع دین اسلام ہوئے دین آبائی سے منحرف ہوئے ملازمت و وزارت سے دست بردار
ہوئے اب خدمت شاہ طلسم زلزلہ میں جانا ہمیں منظور نہیں ہے جب تک مطیع دین اسلام نہ ہوئے
تھے اس کے خیر خواہ تھے خداوند اپنا اس کو جانتے تھے اب ہم اس کے دشمن جان و ایمان
ہیں ہر چند کہ خبر ہمارے مطیع دین اسلام ہونے کی پوشیدہ نہ رہیگی اور وہ بہت غضبناک ہو کر
دشمن جان ہمارا ہو جائے گا مگر ہم کو اس کے دشمن ہو جانے سے کچھ خوف نہیں ہے اگر زندگی
ہماری ہے تو وہ ہمیں قتل و ہلاک نہیں کر سکتا اگر ہماری عمر آخر ہوئی ہے اور اس کے ہاتھ
سے ہماری قضا ہے تو بجز خداوند عالم کوئی ہم کو اس کے ہاتھ سے بچا نہیں سکتا ہے یہ کہکے
خاموش ہوا صاحبقران کشورستان نے زہرہ سیمتن و اشتفاق جادو سے مخاطب
ہو کر کہا کہ ہم کو رخصت کرو اہل لشکر ہماری جستجو میں پریشان خاطر ہونگے لشکر میں ایک تہلکہ
پڑا ہوگا ہر ایک کو تردد و اندیشہ ہوگا خصوصاً ہمارے یار وفادار خواجہ طیفور گرد پا کو
سخت تشویش ہوگی زیادہ تر ان کو ہماری تلاش و جستجو ہوگی بکرین جادو و ملکہ دیدہ بکر سار
جادو و حنظل جادو وغیرہ ساحران نامی بہت پریشان خاطر ہونگے خود بھی دور
دور تک ہماری تلاش میں گئے ہونگے ساحروں کو بھی برائے جستجو روانہ کیا ہوگا بالفعل
ہمارا لشکر میں جانا مناسب ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہنگام اطمینان یہاں پھر آئیں گے زہرہ
سیمتن نے تو کچھ جواب نہ دیا لیکن اشتفاق جادو نے عرض کیا کہ ایسی حالت میں آپ کو روکنا

خلاف عقل و خیرخواہی ہی اچھا آپ اپنے لشکر کی طرف تشریف لے چلیں ہم بھی آپ کے ہمراہ آپ کے
لشکر میں چلتے ہیں جان نثاری و سرفروشی کو موجود ہیں تنہا آپ کو جانے نہ دینگے آپ کے دشمن
ہزارہا ساحر ہیں خاص کر شاہ طلسم آپ کا عدوے جان ہی پھر کہکے اپنے ملازموں سے کہا کہ جلد ایک
مرکب با زین و لگام سے آراستہ کر کے لاؤ ساحران مطیع حسب الحکم گئے بعد تھوڑی دیر کے
گھوڑا عربی نہایت تیز رو لیکے حاضر ہوئے اشفاق جادو بہت سے ساحروں کو گرد باغ برائے
حفاظت و نگہبانی اپنی دختر کے معین و مقرر کر کے دختر سے رخصت ہوکے صاحبقران کشورستان
سے ملتمس ہوا کہ مرکب برائے سواری جو میں نے طلب کیا تھا ساحران مطیع و فرمانبردار لے آئے
ہیں در باغ پر وہ مرکب ایستادہ ہی اگر دل چاہے تو گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے لشکر کی طرف
چلیے اور اگر منظور طبع عالی ہو تو تخت سحر پر بیٹھکر تشریف لے چلیے صاحبقران ذیشان نے
جواب دیا کہ سواری مرکب خوب ہی یہ فرما کر مسند زرین سے اٹھکر مکرر دختر سیمتن سے رخصت
ہوکر کلمات تسلی و تشفی آمیز زبان پر جاری کر کے وعدہ آنے کا کر کے بارہ دری سے در باغ پر
آکر مرکب مذکور پر سوار ہوکر اپنے لشکر کی طرف بصد خوشی چلے اشفاق جادو تخت سحر پر
سوار ہوکر چند ساحروں کے ہمراہ روانہ ہوا ان کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہی اور اب حال اہل لشکر
کا رقم کیا جاتا ہی کہ جب شب گذر کر سحر ہوئی اور صاحبقران کشورستان حسب دستور برائے
ادائے نماز سحر بیدار ہوکر بیرون بارگاہ تشریف نہ لائے خواجہ طیفور کرو پا کو تردد ہوا بیتابانہ
بارگاہ میں جاکر جو دیکھا تو بالائے فرش خواب صاحبقران کشورستان کو نہ پایا زمین پر نشان
پائے عیار پاکر بیرون بارگاہ ملول و غمگین آکر ساحران نامی سے کہا کہ غضب ہوا کوئی عیار نابکار
صاحبقران کو بارگاہ سے لے گیا افسوس کسی کو عیار مذکور کے آنے کی اور صاحبقران
کو لے جانے کی مطلق خبر نہوئی ہم بھی بخوف و خطر در بارگاہ پر بیٹھے رہے اندر بارگاہ کے
نہیں گئے عیار نابکار قابو پاکر صاحبقران کشورستان کو لے گیا ہی لہذا تم سب کو لازم ہی کہ
برائے تلاش صاحبقران جاؤ ہم بھی جستجو سے امیر با توقیر کریں شاید کچھ حال اُن کا دریافت
ہو جب یہ خبر ملال اثر خواجہ طیفور کرو پا سے ساحران مذکور نے سنی سب کو صدمہ و ملال ہوا
کوئی آبدیدہ ہوا کسی نے آہ سرد کی کسی ساحر خیرخواہ نے فریاد و فغان کی غرضکہ اسی طرح
ہر ایک ساحر غمگین ہوا لشکر میں تہلکہ پڑ گیا ساحران نامی و نامور تحقیقات خیالات کرنے لگے کسی نے
کہا کہ عیار نابکار کا یہ کام نہیں کہ درمیان میں لشکر ساحران کے آکر داخل بارگاہ ہوکر صاحبقران
کو بیہوش کر کے پشتارہ اُن کا اپنے دوش پر رکھکر لشکر کے درمیان سے نکل جائے اور
کوئی اُس کو نہ دیکھے خصوصاً وہ ساحر جو ہنگام شب گرد بارگاہ و لشکر پھرتے رہتے تھے یقیناً کوئی
ساحر اُن کو لے گیا ہی ہم سب دن کو میدان جنگ میں لڑتے تھے شب کو بزم عشرت میں
بیٹھے رہتے تھے چونکہ نہایت خستہ و ماندہ تھے فرش خواب پر جاکر ایسے غافل سوئے کہ کچھ بھی
خبر نہ ہی مطلق ہوش نہ رہا اگر غافل سوئے نہوتے تو کیا مجال تھی کسی ادنی ساحر کی کہ وہ
لشکر کے درمیان سے صاحبقران کو لے جاتا کوئی گمان کرتا تھا کہ یہ کام کسی ادنی ساحر کا نہیں
ہی خود شاہ طلسم آیا ہوگا بلندی سے اُس نے ایسا سحر کیا ہوگا کہ ہم سب بیہوش و غافل
ہوگئے پھر وہ باطمینان تمام بارگاہ میں جاکر صاحبقران کو اٹھا کر لوح کو لیتے گئے ہیں

کر کے لے گیا ہوگا کوئی ساحر نامی کہنے لگا کہ یہ خیال شمارا خام ہے شاہ طلسم ہرگز نہ آیا ہوگا
ہاں اس نے کسی عیار مکار یا کسی ساحر کو بھیجا ہوگا وہ صاحبقران کو لے گیا مخمورین جادو
کہتا تھا کہ یقیناً صاحبقران کو کوئی عیار بعیاری لے گیا ہے خواجہ طیفور کر دیا یہ سچ کہتے ہیں قول
خواجہ صحیح ہے ان کو نشان پاسے عیار کی شناخت ہے کیونکہ یہ خود بھی عیار نامی و نامور بے مثل و
بے نظیر ہیں ملکہ دید بہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو کہتی تھیں کہ اس تقریر
و خیالات مختلف سے کیا فائدہ ہے یہ تو ظاہر ہے کہ کوئی صاحبقران کو ضرور لے گیا ہے اب
ایسی فکر و تدبیر کی جائے کہ جو صاحبقران کو لے گیا ہے حال اس کا معلوم ہو جائے یا یہ ثابت
ہو جائے کہ کس جانب لے گیا ہے کہاں لے جا کر اس نے ان کو اسیر کیا ہے تاکہ وہاں جا کر تسخیر کر
صاحبقران کو رہا کریں پھر فکر حصول لوح طلسمی کریں اب نہیں معلوم لوح طلسمی کس کے
قبضہ میں ہے دیکھئے لوح دوبارہ بھی دستیاب ہوتی ہے یا نہیں حتی الامکان لوح طلسمی کی بھی
تلاش کی جائے گی جہاں کہیں جس کے پاس ہوگی وہاں سے لانے کی فکر کی جائے سب نے
کہا کہ اے ملکہ دید بہ سحر ساز جادو و اے ملکہ بہار گل پوش جادو جو کہیں تو رائے
آپ کی بہت پسند آئی ہے اب تامل و تامل نہ کرنا چاہیے برائے تلاش صاحبقران یہاں سے
ہر طرف ساحروں کو روانہ کرنا چاہیے ملکہ دید بہ سحر ساز جادو نے کہا کہ اگر تم سب کو
ہماری رائے سے اتفاق ہے تو بلا تامل برائے جستجوئے صاحبقران یہاں سے چلنا چاہیے
چنانچہ ایک سمت مع ملکہ بہار گل پوش جادو و ملکہ دید بہ سحر ساز جادو تخت سحر پر سوار
ہو کر اکثر ساحروں کو بھی اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوئے ایک جانب مخمورین جادو و فیرنگ
جادو مع جمعیت ساحران برائے جستجوئے صاحبقران روانہ ہوئے ایک طرف جنگل جادو
و اورنگ جادو مع جماعت کثیر ساحران سحر کی سواریوں پر سوار ہو کر تلاش امیر با توقیر میں
نکلے ایک طرف خواجہ طیفور کر دیا بصورت مبدل بیابانہ بہ تلاش امیر کشور گیر روانہ ہوئے
ساحران لشکری کہ مطیع دین اسلام تھے دست دعا سوئے فلک بلند کر کے اس طرح دعا
بگریہ و زاری درگاہ جناب باری میں کرنے لگے کہ اے جامع المتفرقین و اے خالق آسمان و
زمین تو قادر و توانا ہے ہر کار دشوار و مشکل تیرے آگے سہل و آسان ہے جلد تر اپنی قدرت کاملہ
سے حاجت ہماری بر لا صاحبقران کشورستان سے ہمیں ملا ہم سب کے حال پر رحم کر ہماری
دعا قبول کر الٰہی ہم مطیع دین اسلام ہوئے ہیں ہماری حاجت مذکورہ کو بر لا کر ہمارے اعتقاد
کو قوی کر لشکر میں تو اکثر ساحر دست بدعا ہیں چند آدمی ایسے بھی ہیں کچھ ساحر تنگ دل ہیں ارادہ
لشکر سے نکل جانے کا کر رہے ہیں کچھ ساحران کو روک کر کہہ رہے ہیں کہ کہاں جانے کا سامان
کر رہے ہو کیوں لشکر سے نکلے جاتے ہو صاحبقران کے جدا ہو جانے سے کیوں بیدل ہو
خدا سے امید وار حاجت روائی رہو اس سے ناامید نہ ہو یاد رکھو کہ یہ طلسم لا محالہ ضرور فتح ہوگا
امیر با توقیر ہی اس طلسم کو فتح کریں گے کوئی ان کو فضل خدا سے فی الحال قتل نہیں کر سکتا
ہاں اسیر کر سکتا ہے ابھی تمہارے سامنے ساحران نامی و نامور جمعیت ساحران برائے
جستجوئے صاحبقران گئے ہیں خواجہ بھی ایک طرف روانہ ہوئے ہیں ضرور ہے کہ کسی کو کچھ
حال صاحبقران معلوم ہوگا خواجہ طیفور کر دیا سے بیان کیا جائے گا وہ جس طرح ممکن ہوگا

بیاری و مکاری و تدبیر صاحبقران کو قید سے رہا کریں گے چند ہی روز میں امیر با توقیر
داخل لشکر ہو جائیں گے وہ جواب دیتے تھے کہ اب صاحبقران کا لشکر میں آنا دشوار ہو
نہیں معلوم اُن کو کون لے گیا ہو کس جگہ قید کیا ہو وہاں تک ساحران نامی و نامور کو رسا
ہو پہنچنا امیر با توقیر کا رہا کر کے لشکر میں لانا بسا دشوار ہو پس جب آنا طلسم کشا کا مشکل ہو تو ہمارا
لشکر میں رہنا بھی بیکار و فضول ہو لشکر بے سردار کے حریف سے کیا لڑے گا خیر تمہارے
کہنے سے دو تین روز تک انتظار تشریف آوری طلسم کشا کریں گے بعدہ لشکر سے چلے جائینگے
مگر خواجہ طیفور گرد پا جو سب سے بالغ نظر و سخن فال مانند خواجہ عمرو اولی دیکھکر
روانہ ہوئے تھے قطع راہ کرتے ہوئے پاسے شاطری مارتے ہوئے ہر طرف دیکھتے ہوئے
دعا پروردگار عالم سے کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں دل میں اپنے یہی خیال کرتے جاتے تھے
کہ اے خواجہ اول تو خداوند کریم ایسا کرے کہ خود ہی صاحبقران کشورستان تشریف لاکر
لشکر میں داخل ہوں اور اگر وہ نہ آئیں تو اُن کا حال بھی معلوم ہو جائے اگر کسی دشمن نے
اُن کو دریا میں لے جا کر اسیر کیا ہو بشرطیکہ معلوم ہو جائے گا میں قعر امواج میں گھس کر اُن کے
دشمن کو قتل کر کے قید سے اُن کو رہا کروں گا اور اگر کسی تہ و تخت زمین اُن کو لے جا کر قید
کیا ہو تو وہاں بھی اپنے تئیں کسی تدبیر سے پہونچاؤں گا اگر قلعہ آتش میں اُن کو لے جا کر بند
کیا ہو تو وہاں بھی بیاری و مکاری و دانشمندی و دانائی سے اپنے تئیں پہونچا کر اُن کو قید سے
رہا کروں گا اگر کسی عدو نے ہمارے برادر و آقا کو مابین زمین و آسمان کے لے جا کر پردے ہوا
قید کیا ہو تو بھی کسی فکر و تدبیر سے وہاں تک پہونچوں گا اور اپنے آقائے نامور کو قید سے
رہا کر کے اُس نابکار کو اس طرح قتل کروں گا کہ فرشتگان ہوا اُس کے حال زار پر نالہ و فغان
کریں گے مگر مجکو ذرا بھی رحم نہ آئے گا خواجہ طیفور گرد پا یہ باتیں اپنے دل میں کرتے ہوئے
بیتاب و بیقرار ہو کر بیمار و شکستہ ہوئے جستجو کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ناگاہ سامنے
سے صاحبقران کو گھوڑے پر بصد خوشی سوار آتے دیکھا دیکھتے ہی شاداں ہو کر دوڑ کر
قدم صاحبقران سے لپٹ گئے امیر با توقیر نے نہ پہچان کر پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے
کس درد میں مبتلا ہے کیوں آبدیدہ ہے کیا حاجت رکھتا ہے بیان کر خواجہ نے عرض کیا کہ آپ نے اس
اپنے خادم قدیم کو نہ پہچانا فدوی طیفور گرد پا ہے آپ کی جدائی سے بیتاب و بیقرار تھا واسطے آپکی
جستجو کے لشکر سے ادھر آیا تھا الحمد للہ کہ در مراد ہاتھ آیا آپ کو صحیح و سلامت پایا یہ تو فرمائیے کہ
آپ کو کون شخص بارگاہ سے لے گیا تھا پھر آپ کا اس طرف تشریف لانا کس طرح ہوا آپ کے لشکر
میں نہ ہونے سے سپاہ ساحران پر ایک تہلکہ پڑا ہے اکثر ساحران نامی بھی مع جمعیت ساحران
واسطے آپ کی تلاش کے لشکر سے گئے ہیں صاحبقران نے کہا کہ اے خواجہ ہم اس وقت اپنی
شکل ایسی تبدیل کیے ہوئے تھے کہ تمہیں مطلق نہ پہچانا یہ کہکر تمام حال اپنا جو گذرا تھا بیان کیا
خواجہ تمام حال سنکے بہت خوش ہوئے اشفاق جادو جو بالائے تخت شیر بیٹھا ہوا ساتھ
ساتھ امیر با توقیر کے بردے ہوا آتا تھا خواجہ کو ہمراہ رکاب صاحبقران دیکھکر متردد ہو کر
بلندی سے جانب زمین آکر مستفسر ہوا کہ یہ شخص کون ہے آپ کا دوست ہے یا دشمن ہے صاحبقران
نے سنکر جواب دیا کہ اے اشفاق جادو آگاہ ہو کہ یہ ہمارے برادر وفادار بے نظیر عیار

خواجہ طیفور گرد یلا میں بصورت مبدل پریشان خاطر ہو کر واسطے ہماری تلاش کے اسطرف
آئے تھے میں دیکھکر خوش ہوئے میں حال دریافت کر کے تمہارے دیکھنے کے مشتاق تھے
تمہارے مطیع دین اسلام و شریک ہونے سے خوش تھے ان سے ملا یہ سنکے بصد اشتیاق
اشفاق جادو نے خواجہ سے بلا بعد کہنے لگا کہ صورت اصلی دیکھنے کا اشتیاق ہے تعریف سنی تھی
دیکھا نہ تھا اسوقت دیکھا آرزو سے دلی بر آئی خواجہ نے اپنی صورت اصلی دکھائی اشفاق جادو
شکل اصلی دیکھکر شادمان ہوا اسکے ہمراہ صاحبقران و خواجہ روانہ ہوا بعد قطع راہ دور و دراز
اسوقت لشکر میں داخل ہوئے کہ بحرین جادو و نیرنگ جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ تلاش صاحبقران میں دور دور جا کر کہیں سراغ نہ پا کر مجبور
ہو کر لشکر میں آ چکے تھے صاحبقران کے تشریف لانے سے جملہ ساحران اعلیٰ و ادنیٰ کو از حد خوشی
ہوئی نقارہ ہائے خوشی و شادمانی لشکر میں بجائے گئے سامان جشن ہونے لگا بزم عشرت آراستہ
کی گئی تمامی ساحران میں و بسیار روبروے امیر باتوقیر بزم عیش و عشرت میں بیٹھے اور
تشریف آوری صاحبقران کا جشن ہونے لگا ارباب نشاط مع اپنے سازندوں کے حاضر ہوئے
مبارکباد گانے لگے اہل بزم ناچ گانا اُن کا دیکھنے سننے لگے رنج دور ہوا خوشی کا ظہور ہوا اور ایک
ساحر نامی اشفاق جادو کے مطیع دین اسلام ہو کر شریک ہونے سے خوش ہوا تمام حال جو گذرا
تھا صاحبقران سے سنکے مسرور ہوا عین جشن میں حسب الطلب ساقیان گلعذار روپہلی
شراب مع شیشہ و ساغر جو اہل اسلام شراب پیتے ہیں لیکر حاضر ہوئے دور جام فیروز دستی میں
آیا بعد میکشی پھر سب متوجہ جانب ارباب نشاط ہوئے رقص و نغمہ اُن کا دیکھنے سننے لگے از انجملہ
ارباب نشاط سے ایک مطربہ خوش گلو خوش رو گل پیرہن نازک بدن نے یہ غزل آغاز کی غزل

اس غیرت قمر کو جو پہلو میں پائے دل — سینے میں پھر خوشی سے نہ پھولا سمائے دل
بندے سے پاس صنم کو جو آتا نہیں ہے رحم — کیا سنگ رکھدیا ہے خدا نے بجائے دل
نالہ بھی لب پہ انہیں سکتا ہے ضعف سے — فرقت میں ہائے ٹوٹ گیا کیا عصائے دل
کیا جانے کون لے گیا یار و کہاں گیا — کیا پوچھتے ہو بھلا ماجرائے دل
رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا — قابل یہی تھا اسی کے یہی سزائے دل
یاروں کے طنز و طعنہ اغیار بھی سنے — کیا کیا صدمے نہ اٹھائے میں برائے دل
ڈرتا ہوں ایک بوسہ عناب سرخ لب — دیتے جو کہ ہو کہیں حاصل شفائے دل
کچھ کر سکے نہ رعب سے اس شاہ حسن کے — دل ہی میں رہ گئے مرے سب مدعائے دل
خون جگر فراق میں کیونکہ پیئیں نہ ہم — کھلانے کے واسطے ہی غم جانان غذائے دل
کس درجے جل رہا ہوں تپ ہجر یار سے — پہلو میں پھر آگ لگی ہی کیا سوئے دل

اہل بزم عشرت استماع غزل مندرجہ بالا بصد خوشی سننے لگے تھا اُس مطربہ کے گانے کی کرنے لگے
و روز و شب اسی طرح نازنینان خوب رو اپنے رقص و نغمے سے قلوب اہل بزم کو شادمان
کرتی رہیں یہاں تو جشن ہوا کیا لیکن جب اشفاق جادو کے آنے میں آٹھ پہر کا زمانہ گذرا
شاہ طلسم زلزلہ کو تردد ہوا اہل دربار سے کہا نہیں معلوم کیا باعث ہوا کہ ہمارا وزیر
خوش تدبیر جو برائے دریافت حال اپنے عیار مستمسر کے گیا تھا ابھی تک نہیں آیا

اہل دربار سے بعض ساحروں نے دست بستہ عرض کیا کہ مہتر شمس عیار جو واسطے
گرفتاری طلسم کشا کے گیا تھا شاید ابھی تک اُس نے عیاری نہ کی ہوگی صاحبقران پر
قابو نہ پایا ہوگا مگر عیاری و گرفتاری میں ہوگا اشفاق جادو اُس کا معین و مددگار ہو کر
پوشیدہ طور سے ہمراہ اُس کے ہوگا اسی وجہ سے دستور دوم حضور کی خدمت میں نہیں آئے
ہیں سخنگان یہ تقریر ان ساحروں کی سنکے بے اختیار مسکرایا شاہ طلسم مذکور نے پوچھا
کہ ملک جی اسوقت بے محل مسکرانے کا سبب کیا ہے بیان کرو اُس نے عرض کیا کہ خداوند سبب
میرے ہنسنے کا دریافت نکریں بیشتر میں گفتگو سے اہل دربار کے ہنستا ہوں زندہ دل ہوں
حتی الامکان اپنے دل کو خوش رکھتا ہوں شاہ طلسم نے جواب دیا کہ اے سخنگان سبب
اپنے بے محل سر دربار ہنسنے کا جلد بیان کرو ورنہ تمہارے حق میں اچھا نہوگا تم ہمارے دربار
میں بے ادبانہ ہنستے ہو اپنی شوخی سے باز نہیں آتے ہو اُس نے عرض کیا کہ جو کچھ میں سمجھکر
ہنسا ہوں اگر اُسے بیان کروں گا تو شہنشاہ کو یقین نہوگا بلکہ ملال ہوگا مجھ پر عتاب ہوگا بہتر
یہی ہے کہ باعث مسکرانے کا مجھسے دریافت نکیا جائے جو سبب تاخیر اشفاق جادو کے آنے کا
ہے وہ خود ہی حضور پر ظاہر ہو جائیگا مشہور ہے کوئی اچھی بری بات چھپی نہیں رہتی ہے
ظاہر و آشکار ہو ہی جاتی ہے شاہ طلسم نے برہم ہو کر کہا کہ کیوں ملک جی کیا سامنے ہمارے
بیان نکروگے سخنگان نے آثار غضب چہرے پر پاکر عرض کیا کہ اے خداوند مجھکو عقل سے
ایسا دریافت ہوتا ہے کہ مہتر شمس پر ضرور کوئی آفت آئی یا اسیر ہوا یا قتل ہو گیا اور
اشفاق جادو کے بارے میں بھی طرح طرح کے خیال ہیں وہ بھی کسی سبب سے اب تک
نہیں آئے ہیں دیکھیے آتے بھی ہیں یا نہیں شاہ طلسم نے کہا کہ ملک جی یہ کیا کہا کہ دیکھیے
آتے بھی ہیں یا نہیں سخنگان نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالی جاہ اُن کے یہاں آنے میں
مجھے تردد ہے وہ یہاں سے جاکر کہیں رہ گئے خواجہ طبیفور گرد لشکر میں موجود ہوں کچھ
عجب نہیں کہ خواجہ نے اشفاق جادو کو موافق اپنی عادت کے شفقت و عنایت کی ہو
مکر سرکاری کا ذائقہ انہیں چکھایا ہو ابھی سخنگان یہ کہہ رہا تھا شاہ طلسم سن رہا تھا کہ
یکایک کئی ساحر گھبرائے ہوئے نہایت پریشان خاطر افتان و خیزان سامنے شاہ طلسم
کے آئے شاہ طلسم کو سلام کرکے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ غضب ہوا جو نہ ہونا
مناسب تھا وہ ہوا ان نمکحراموں کو جو امید نہ تھی اُس کا ظہور ہوا شاہ مذکور نے پوچھا کہ
خیر تو ہے اسقدر گھبرائے ہوئے کیوں آئے ہو چہرے تمہارے متغیر کیوں ہیں کون امر
تازہ خلاف تمہاری امید کے ہوا کیا واقعہ پیش آیا ہے صاف صاف بیان کرو انہوں نے
عرض کیا کہ اے خداوند حسب الحکم حضور یا وزیر دوم حضور مہتر شمس عیار نے یہاں سے
جاکر بعیاری و ہوشیاری بارگاہ میں داخل ہو کر طلسم کشا کو بیہوش کرکے پشتارہ اُس کا
تخت پر رکھکر لشکر طلسم کشا سے نکل کر ارادہ اس طرف آنے کا کیا تھا مگر اثنائے راہ سے
ہو بلی مقدر کچھ خیال کرکے زہرہ سیمتن دختر اشفاق جادو وزیر دوم حضور کے باغ
جاکر داخل باغ زہرہ سیمتن ہوا دختر وزیر موصوف نے حال پشتارہ دریافت کیا
اُس نے تمام حال گرفتار کر لانے طلسم کشا کا بیان کیا تھا زہرہ سیمتن نے شراب پلاکر

مہر شمس عیار کو بیہوش کرکے زندہ اپنے باغ کے صحن میں دفن کرا دیا پھر طلسم کشا کو دیکھ کر اُس سے
ہمسخن ہو کر اُس پر مائل ہو کر لوح طلسمی اُس کو دے کر بزم عشرت آراستہ کرکے طلسم کشا کو اپنے پہلو میں
بٹھایا تھا اور دین اسلام اختیار کیا تھا ہنوز طلسم کشا پہلوے زہرا سے سیمتن میں درمیان
بزم عشرت بیٹھا ہوا تھا کہ اشفاق جادو براے تلاش مہر شمس اپنے عیار کے جو گئے تھے
حسب اتفاق اپنی دختر کے باغ میں بھی گئے وہاں پہلوے دختر میں طلسم کشا کو دیکھ کر سخت برہم
ہو کر واسطے اُس کے قتل کرنے کے کلمات درشت کہہ رہے تھے اس اثنا میں طلسم کشا نے
تا دیر کچھ ایسی تقریر ہدایت آمیز کی کہ اشفاق جادو مطیع دین اسلام ہو کر شریک طلسم کشا ہو گیا بعدہ
ہمراہ طلسم کشا روانہ ہوا چونکہ ہم خیر خواہ خداوند ہیں اگرچہ در باغ زہرہ سیمتن کے نگہبان
و دربان ہیں اس حال سے باخبر ہو کے براے خبر رسانی روبروے حضور آئے ہیں شاہ مذکور
نے اُن کو بمعوض خیر خواہی و خبر رسانی انعام دے کر کہا کہ جاؤ ساحران مذکور تو دربار سے
چلے گئے لیکن شاہ طلسم کو اس خبر کے سننے سے سخت رنج ہوا آخر آہ سرد دل پر درد سے کرکے
اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا کہ شریک وقت بد کوئی کسی کا نہیں ہوتا ہے خصوصاً نمک حرام ملازم اپنے
مالک و آقا سے روگردان ہوتا ہے فی الحال جو دست طلسم کشا سے طلسم ہمارا تباہ و برباد و فتح
ہو رہا ہے جو نمک حرام ہیں وہ ہم سے منحرف ہو کر نمک حرامی و بدخواہی پر ہماری کمر باندھے ہیں شریک
طلسم کشا ہو رہے ہیں اور جو نمک حلال و خیر خواہ ہیں وہ دست طلسم کشا سے قتل و ہلاک
ہو رہے ہیں پہلے بالہ و بیہ مہر ساز جادو و مخمور جادو و بہار گل پوش جادو ہم سے منحرف
ہو کے ہمارے بدخواہ ہو کر طلسم زاد سے جا کر شریک طلسم کشا ہوئیں آفاق جادو و گوہر جادو
تک اُس کو اور اُس کے عیار کو لے گئیں یہاں تک کہ آفاق جادو نے بھی اطاعت طلسم کشا اختیار
کی گوہر جادو نمک حلال و خیر خواہ دست طلسم کشا سے مارا گیا تیغ فنا و لوح طلسمی طلسم کشا کو
دستیاب ہوئی مشتعل جادو تا بکار نے بھی اطاعت صاحبقران کی منظور کی طاؤس جادو مالک
دربند دوم کہ خیر خواہ قدیم تھا دست طلسم کشا سے قتل ہو گیا فی الحال زہرا سے سیمتن اور
اشفاق جادو نے بھی اطاعت و ملت طلسم کشا اختیار کی ہے افسوس کہ جن کو ہم اپنا بندہ و خیر خواہ
جانتے تھے اس ہمارے وقت بد میں ہمارا ساتھ چھوڑ کر رہے ہیں بغاوت اختیار کر رہے ہیں خیر یہ تو
ہم کو یقین ہے کہ دن ہمارے سخت ہیں اجل عنقریب ہے یہ طلسم تباہ و برباد ہو جائے گا دست طلسم کشا
سے ٹوٹ جائے گا ہم بھی صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہو جائیں گے مگر ہم اپنے ملازم بدخواہوں کو
اُن کی بغاوت کی سزا اُن کو دے کر سر میدان جنگ میں اُن کو قتل کرکے اپنی جان دیں گے بعد
لینے دینا ہیں اُن کو ہم بخشیں و رہا نہ چھوڑیں گے تنہا نمک حراموں کو قتل کرکے ہم قتل ہوں گے
اور تو حتی الامکان کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے کہ طلسم کشا کو بھی قتل کریں بعدہ جو ہونا
ہے اُس کا ظہور ہوگا طلسم کشا دو دربند اکثر مقامات ہمارے طلسم کے فتح کر چکا ہے لہٰذا امروز و فردا
اس طرف بھی آئے گا ہمارے قتل کا درپے ہوگا ہم کو یہ منظور و مدنظر نہیں ہے کہ خداوند ہو کر
قلعہ بند ہوں اس سے لڑیں اور اُس کو اُدھر نہ آنے دیں بلکہ خود دربند دوم کی طرف جا کر میدان جنگ میں
اس سے مردانہ لڑیں گے حالانکہ وہ صاحب لوح طلسمی ہے لیکن بزدلی و نامردی اختیار کرکے قلعہ بند
ہو بیٹھنا اب دیکھیں ہمارے لشکر امراؤں سے کون کون ہم سے سرکشی و بغاوت کرتا ہے کون کون

خیر خواہی و جان نثاری کرتا ہے یہ وقت امتحان ہے کھرے کھوٹے کا حال معلوم ہو جائیگا نمک حرام و
نمک حلال کی تمیز کی جائے گی تم سب کی آزمائش ایسے وقت میں کی جائے گی یہ کہکر خاموش ہوا
آثار حزن و ملال و ناامیدی جانبری چہرے سے ہویدا و آشکار ہوئے ساحران نامی و نامدار
نے دست بستہ عرض کیا کہ خداوند ہم سب سے اطمینان رکھیں بلکہ امتحان ہمارا اگر لیں ہمیں ثابت قدم
خیر خواہی میں پائیں گے ہم مانند حنظل جادو و اشتقاق جادو وغیرہ نمک حرام نہیں ہیں کہ
جو ایسے وقت بد میں خوف جان سے حضور سے کنارہ کش ہوں گے جہاں تک ممکن ہوگا دشمنان
خداوند سے لڑیں گے جانیں اپنی نمکخواری و خیر خواہی میں دیں گے ساتھ آپ کا نہ چھوڑیں گے
خداوند ملول و حزین نہوں اگر دو دو ایک قتل ہوگئے اور چند نمک حرام بخوف جان طلسم کشا
سے مل گئے تو کیا اندیشہ ہے ابھی صدہا خیر خواہ حضور زندہ موجود ہیں سر فروشی و جان نثاری
کو مستعد و تیار ہم میں سے جس کو حکم ہو وہ مع جمعیت سپاہ کثیر واسطے روکنے طلسم کشا کے
یہاں سے جاکے میدان رزم میں صف آرا ہو مقابلہ و مجادلہ کرے طلسم کشا کو ایک قدم
بھی ادھر نہ بڑھانے دے لڑ بھڑ کر قتل ہو جائے حق نمک خواری سے ادا ہو جائے خداوند
کیوں تکلیف فرمائیں کہ خود بنفس نفیس میدان جنگ میں جائیں طلسم کشا وغیرہ اپنے دشمنوں
سے مقابلہ و مجادلہ کریں بلکہ عیش و راحت سے محلسرا میں آرام پذیر رہیں ابھی سر فروشی اور
جان نثاری و خیر خواہی ہم سب کی دیکھیں جب ہم میں سے کوئی زندہ نہ رہیگا اسوقت
شہنشاہ کو اختیار ہے جو مناسب ہو عمل میں لائیں حاکم طلسم نے ان سے جواب دیا کہ تم سب ناموروں
سے یہی امید ہے کہ نمک حلالی و خیر خواہی کی وجہ سے قدم نہ سرکاؤ گے مگر کب تک تم اپنے
عزیزوں اور خیر خواہوں کے انجام قتل و ہلاکت سے صدمات دل پر اٹھائیں اپنے کو کس
بندے کا رنج و غم قتل کریں دشمنوں کو کب تک فتحیاب ہونے سے خندان دیکھیں آخر کچھ
حد بھی ہے بہتیرے عزیز و رفیق و خیر خواہ قتل ہو چکے ہیں کب تک صدمہ مفارقت و مرگ
ان کے اٹھائیں کب تک ظلم اسون کی فنا و شکست پر نظر کریں خود آمادہ جنگ و جدال ہوں
دشمنوں سے مقابلہ و مجادلہ نکریں اپنی جان کا خوف کریں طلسم کشا سے سامنا نکریں کس پر
بھروسہ و اعتماد کریں وقت بد میں دوست و ملازم دشمن ہو ہی جاتے ہیں کیا اب یہ انتظار
کریں کہ طلسم کشا لڑتا ہوا فتح کرتا ہوا ہمارے تخت تک آجائے اپنی حفاظت و تدبیر سے
کیوں غافل رہیں اپنا کام آپ ہی کیوں نکریں مشہور ہے کہ اپنا کام جس طرح اپنے ہاتھ سے
حسب دلخواہ ہوتا ہے دوسروں سے اس طرح سے نہیں ہوتا ہے جیسا کہ بقول شاعر ~ شعر

کار خود را تو دگر با خوب آید گشت مرد	کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من

جب سے ظہور طلسم کشا ہوا ہے کون کون رفیق و ملازم ہمارا ہے لب اسیری و گرفتاری نہیں
گیا ہر کس عزیز و خیر خواہ نے اس باب میں کوشش نہیں کی انجام کار یہ ہوا اکثر قتل
ہوئے بعض بعض ساحران نامی شریک طلسم کشا ہوگئے از انجملہ حنظل جادو مالک دربند
اول و اشتقاق جادو وزیر دوم نے بدخواہی و نمک حرامی پر کمر باندھ کر شرکت طلسم کشا
اختیار کی حقوق نعمت و انعام اپنے خداوند کا خیال نکیا سحرکاران نے عرض کیا کہ اے
شہنشاہ عالیجاہ اس جہاندیدہ و کار آزمودہ نے تھوڑی دیر قبل اس کے بذریعہ عقل و

شاہ طلسم زلزلہ نے راے اُس کی پسند کرکے عقرب جادو کو دس ہزار ساحرون کا افسر کیا
اور اژدر جادو کو بیس ہزار ساحرون کا سردار کیا خونریز جادو اپنے رفیق خاص کو بیس ہزار
ساحرون کا افسر کیا مہر بہر جادو کو دس ہزار ساحرون کا سردار مقرر کیا گلنار جادو و تیغ چشم
جادو کو دس ہزار ساحرون کا فرمانروا کیا مقہور جادو کو بیس ہزار ساحرون کا افسر کیا نیز جادو
کو دس ہزار ساحرون پر افسر کیا بعدہ تمامی لشکر و سرداران سپاہ کو ماتحت سارق بن لقا
کا کرکے سپہ سالار اپنی سپاہ کا مقرر کرکے حکم دیا کہ ہمارے قلعے سے خیمہ و خرگاہ و غیرہ واسباب
و سامان ضروری نکالا جائے اور لشکر ہمارا آج سے کل تک سوے دربند دوم طلسم زلزلہ روانہ
ہو کر بمقابلہ لشکر طلسم کشا فروکش و صف آرا ہو ہم بھی ہنگام جنگ میدان جنگ میں آئیں گے اپنے
دشمنوں سے لڑیں گے بد خواہوں کو قتل و نیست و نابود کرین گے باغیوں کو سزاے بغاوت
دین گے اب ہمیں یہ منظور نہیں کہ طلسم کشا دربند دوم سے در سلامت و مقامات سخت کو طے کرتا ہوا
ساحران طلسم کو قتل کرتا ہوا طلسم فتح کرتا ہوا خاص ہمارے قلعے تک آ کے قلعہ کا محاصرہ کرکے ہزاروں
بندوں کا کشت و خون دربند دوم سے ہمارے قلعے تک ہو طلسم تباہ و برباد ہو ہم اپنی جگہ پر
بیٹھے رہیں طلسم کشا کو ضرور ہے کہ اُس کو دلیرانہ یہاں تک آنے دیں پہلے خاموش ہوا ملازمون
نے حسب الحکم شاہ طلسم کے بارگاہیں و خیام و خرگاہ و غیرہ اسباب و سامان جنگ ضروری نکالا
پھر ایک لاکھ ساحران سپہ قالب اپنے افسروں کے حکم سے جلد جلد کمر بندی میں مصروف
ہوے سارق بن لقا نے عہدہ سپہ سالاری شاہ طلسم سے پاکر اپنے اُس سپاہ غیر ساحر کو بھی حکم
کمر بندی کا دیا جو گلستان باختر سے ہمراہ رکاب شکست کھا کر آئے تھے سختگان اپنے خداوند
سارق بن لقا کی طرف سے منتظم ہوا بعد تیاری لشکر و درستی اسباب جنگ سارق بن لقا
و غیرہ غیر ساحر بھی تخت سحر و غیرہ سواری ہاے سحر پر سوار ہو کر ایک لاکھ لشکر ساحرون کا
اپنے ساتھ لے کر بعجلہ کروفر جانب دربند دوم روانہ ہوے دربند دوم میں بزم عشرت آراستہ
تھی جشن مع الخیر آنے صاحبقران کا ہو رہا تھا نازنینان خوب رو و خوش گلو رقص و نغمہ کر رہی
تھیں جام ہر گردش میں تھا صاحبقران سلطان کیوان شکوہ رونق افزاے بزم عیش و
سرور تھے جملہ ساحران نامی و نامور مع ملکہ دیبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گلپوش جادو
علی قدر مراتب کرسیوں و بیسار امیر فی و قار بیٹھے ہوے تھے بعد خوشی جام پر جام پی رہے تھے ناچ
نازنینوں کا دیکھ رہے تھے گانا ان کا سن رہے تھے سواے خوشی و خرمی کسی طرح کا رنج و ملال
نہ تھا ساحران لشکری بھی شادمان تھے اور بقول راوی دیگر جشن ہو چکا تھا صاحبقران کا
ارادہ تھا کہ دربند دوم سے آگے روانہ ہوں بایں خیال بزم مشورت و براے پرسش حالات طلسم
آراستہ کرائی تھی حنظل جادو و اشفاق جادو و ملکہ دیبہ سحر ساز جادو و غیرہ ساحران
نامی کو جمع کرکے اُن سے دریافت کر رہے تھے کہ یہاں سے آگے کونسا مرحلہ ملے گا یا کونسی دربند
ملے گا نام مالک دربند کا کیا ہے ہنوز ساحران نامبردہ نے کچھ ظاہر نہ کیا تھا کہ سوے فلک لکہ ہاے
ابر سیاہ و سفید مائل بہ تیرگی چند در چند پیدا ہوے اُن لکہ ہاے ابر میں برق کی چمک رعد کی آواز
تھی جب وہ لکہ ابر قریب تر آئے یکایک شق ہوے صاحبقران و اشفاق جادو و حنظل جادو
و غیرہ نے دیکھا کہ تخت سحر و طاؤس سحر عقاب سحر بلا سحر اژدر سحر و غیرہ سحر کی سواریوں پر ساحران

سپہ قلب سوار ہین ہر ایک لشکر کا جدا جدا سپہ دار ہے پس پشت اُس کے اُس کی سپاہ ہے اکثر ساحران
زشت خو سیہ رو تھے پیشانیون پر اُن کے قشقے سیندور کے ہین ہاتھون پر نشان بیدین ہونے کے
ہو دہین بہین مرزائیان سرون پر ٹوپیان پارچہ ہاے سفتی کی پہنے ہوے دھوتیان باندھے
ہین پشت و بالاے دوش جھولیان اسباب سحر کی بھری ہوئی رکھی ہوئی ہاتھون مین ترسول پھسول
لیون پر ذکر و اسماے ساحری و بھجن ہین شور و غل کرتے ہوے آتے ہین قلب سپاہ مذکور مین
ایک تخت سحر کلان پر ساریق بن بقا تاج شاہی سر پر رکھے ہوے قباے قلمکار پہنے ہوے
بیٹھا ہے اپنی شان و شوکت و سپاہ پر نظر کرتا ہوا مسکراتا ہوا سیر کرتا ہوا و بر و دیکھین و بسیار
دیکھتا ہوا آتا ہے پس پشت اُس کے سخنگان ہین عقب مین لشکر ہی غیر ساحرین ہر ایک
مسلح و مکمل ہے اور بقول راوی دیگر ساریق بن بقا و سخنگان مع اپنی سپاہ غیر ساحر کے تخت سحر پر
سوار ہو کے نہین آیا غرضکہ بہر طور ساریق بن بقا سپہ سالار ہو کر ایک لاکھ ساحرون کی جمعیت
سے بکر و فر و بشان و شوکت آکر بمقابلہ لشکر صاحبقران کشورستان بارگاہ و خیام برپا و ایستادہ
کراکے فروکش ہوا لشکر اُس کا صحراے وسیع و سبزہ زار مین اترا صاحبقران ذیشان ساریق
بن بقا کو مع سخنگان دیکھکر خواجہ طیفور کردیا وغیرہ سے فرمانے لگے کہ انھین دونون بیدین
وکافرون کے تعاقب مین ہمارا یہان تک آنا ہوا ہے طلسم زلزلہ مین داخل ہوکر انھون نے پناہ لی
تھی آج یہ دونون نابکار نظر آئے ہین ہمراہ لشکر ساحران سپہ رہے لڑنے کو آئے ہین عجب نہین
کہ قضا ان کی ان کو کشان کشان یہان لائی ہو اگر یہ دونون نابکار داخل طلسم زلزلہ ہو کر پناہ گزین
نہوتے تو ہرگز ہم بہ لیے طلسم کشائی طلسم زلزلہ کر ہمت نہ باندھتے اور فتح کرتے ہوے اس
طلسم کو یہان تک نہ آتے اگر خداوند عالم نے چاہا تو اب ان نابکارون کو تہ تیغ کرکے باقیماندہ اس
طلسم کو فتح کرکے سوے خانہ کعبہ جائینگے شریک جنگ ہونگے کفار سے لڑینگے اپنے پیغمبر وقت
جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کرینگے اگر منظور خدا ہوا تو لڑائی کو فتح
کرینگے کفار قریش وغیرہ کو قتل و اسیر کرکے مال و متاع ان کا غارت کرینگے یا دست کفار
سے قتل ہو کر داخل شہدا ہونگے اشتقاق جادو و حنظل جادو و بحرین جادو و خواجہ
طیفور کردیا نے عرض کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ان سب بیدینون پر آپ ظفریاب ہونگے آپ کی
تیغ آبدار سے یہ قتل ہونگے ابھی ساحران نامی خدمت گرامی صاحبقران ذیشان مین عرض
کر رہے تھے کہ آفتاب عالمتاب جانب غرب جاکر نگاہ سے نہان ہوا پھر تو دمبدم تاریکی شب
زیادہ ہونے لگی ہنگام شب ساریق بن بقا نے کہ بعہدہ سپہ سالاری آیا تھا حکم دیا کہ ہمارے
لشکر مین طبل جنگی پر چوب لگائی جاے اور نفیر سحر بجائی جاے ہنگام سحر صاحبقران عدو جان
ایمان سے سر میدان مقابلہ کرینگے حتی الامکان قتل کرینگے ورنہ اسیر کرینگے ان کے
لشکر کو تباہ و برباد و قتل کرینگے شاہ طلسم زلزلہ کو ان کے شر و فساد سے محفوظ رکھینگے
نقد یہ تازہ کرکے طلسم کشائی وغیرہ کو نیست و نابود کر دینگے ملازمان غیر ساحر نے حسب الحکم
ساریق بن بقا نقارہ جنگی پر چوب لگائی گئی صداے کوس حربی بلند ہوئی ساحرون نے
موافق حکم سپہ سالار مذکور نفیر سحر کو بجایا آواز نفیر سحر بھی بلند ہوئی ساحر و غیر ساحر
صداے نقارہ و نفیر سے آگاہ ہوے کہ طبل و نقارہ جنگی پر چوب پڑی ہے اطلاع دی گئی ہے

کہ اس شب کو اپنے آلات حرب و ضرب کی درستی اور اپنے اپنے سحروں کی تیاری و سامان جنگ
میں مصروف ہوں صبح کو میدان مصاف میں لشکر دشمن سے لڑائی ہوگی کشت و خون بے حد ہوگا
یہ سمجھکر سب ساحر و غیر ساحر تیاری و درستی سحر و آلات حرب و ضرب میں مصروف ہوئے جب
صدائے نفیر سحر و نقارہ جنگی کی سپاہ ساریق بن بقا میں بلند ہوئی خواجہ طیفور گردیا و دیگر ساحران
خبر رسان برائے دریافت خبر بعجلت گئے بعد دریافت خبر خواجہ وغیرہ نے خدمت صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ میں آکر دست بستہ عرض کیا کہ اے امیر با توقیر آگاہ ہو جیسے کہ ساریق
بن بقا سپہ سالار ہو کر مع لشکر کثیر آیا ہے اُس نے نقارہ جنگی بجوایا ہے ارادہ اُس تاریکار کا مقصود
سخنان یہ ہے کہ ہنگام سحر میدان کارزار میں آکر شعلہ آتش کینہ دیرینہ کو اپنے کانون سینہ سے
لگائے اور ملازمان و مطیعان حضور سے جنگ آزما ہو باقی خیریت ہے صاحبقران کشورستان
نے بھروسہ مدد الٰہی پر کرکے حکم دیا کہ ہاں وہ کہ ہمارے لشکر ظفر اثر میں بھی بعنایت ایزدی کوس حربی
بجایا جائے اور موافق قاعدہ ساحران جو ساحر کہ ہماری سپاہ میں ہیں وہ نفیر سحر بجائیں اہل لشکر
کو اطلاع دیں کہ وقت صبح میدان رزم میں جنگ عظیم ہوگی لہٰذا سب اعلیٰ ادنیٰ ساحر باخبر ہو کر
سامان جنگ میں مصروف و مشغول ہوں بحکم حکم خواجہ طیفور گردیا نے جاکر نقارہ جنگی بجوایا
ساحروں نے نفیر سحر کو دم دیا آواز کوس حربی و نفیر سحر بلند ہوئی ہر ایک ادنیٰ اعلیٰ ساحر اس
خبر سے آگاہ ہو کر تیاری سحر میں مصروف ہوا آگیاری کرکے اشلوکے سحر راستہ آگ پر ڈالکر تیاری
سحر میں مشغول ہوا آندھیاں و صدمے آنے لگیں ہوائے تند و تیز چلنے لگی پیر سحر کے آنے لگے
بچہ خوک یا خون خوک سحر کے پیروں کی بھینٹ دینے لگے چیلی ہونے لگی ساحران نامی و ناموس
بڑے بڑے سحر تیار کرنے لگے گوگل لونگ کافور وغیرہ کی بو آنے لگی جا بجا آگیاری ہونے لگی
پیر سحر کے آنا شروع ہوئے غرضکہ تمام شب دونوں لشکروں میں بجنے نقارہ جنگی و نفیر سحر
کے تیاری جنگ خوب ہوئی جب شاہ انجم سپاہ خبر آمد شاہ خاور سنکے خوف سے تاب تحمل قیام
نہ لاکر سوئے غرب رخ کرکے مع اپنی سپاہ کے پوشیدہ ہوا اور سفیدہ سحر کی آسمان پہ جلوہ گر ہوا
تاریکی شب و ظلمت دفع ہونے لگی روشنی صبح آناً فاناً بڑھنے لگی نسیم سحر چلنے لگی غنچے باغ جہاں میں
شگفتہ ہونے لگے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانے سے نکل نکل کر حمد و ثنائے باغبان
جہان و کردگار گلشن و چمن کون و مکان میں چہچہے کرنے لگے بزبان بے زبانی ذکر خداوند عالم
کرنے لگے بلبلیں نغمہ سرا ہوئیں چہرہ گلہائے گلشن پر ہزار جان فدا ہوئیں اسلام آباد شہروں میں
موذن اذان سے بہرہ مند ہوئے صدائے اللہ اکبر بلند ہوئی مندروں میں آواز ناقوس
اور سنکھ کی بلند ہوئی لشکر صاحبقران میں بھی خواجہ طیفور گردیا نے اذان دی صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ خواب نوشین سے بیدار ہوئے آثار سحر فلک پر پاکر بستر خواب سے
اٹھے بعد فراغ امور ضروری و وضو فریضہ سحری بخشوع و خضوع و رکوع قلب پڑھنے میں
مصروف ہوئے خواجہ موصوف نے بھی نماز سحر پڑھی جب صاحبقران کشورستان بھی
نماز و وظیفہ سے فارغ ہوئے سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے لوح طلسمی اپنے گلے میں ڈالکے
بارگاہ سے مثل آفتاب تابان برآمد ہوئے اتفاق جادو و مقبل جادو و دیگر جادو
وغیرہ جملہ ساحران نامی و نامور نے باادب سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دے کر پوچھا

کہ اہل لشکر ہمارے تیار ہیں کمربندی ہو چکی ہے یا ابھی نہیں اشتفاق جادو وغیرہ نے عرض کیا کہ
ہم مطیعان حضور نے قبل طلوع صبح صادق سے لشکریوں ساحروں کو حکم کمربندی کا دیا تھا اب
سب آمادہ جنگ و سحر و ساحری پر تیار ہیں صاحبقران کشورستان نے سرداران سپاہ کے
حسن انتظام کی ثنا کر کے مرکب اپنا طلب کیا خدام جلد تر مرکب کو زین و لجام سے آراستہ کر کے
لئے اسپ پا کو قبیر بسم اللہ کہکر مرکب پر سوار ہوئے پھر اشتفاق جادو و بحرین جادو و جلال
جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو و نیرنگ جادو وغیرہ جملہ
ساحران نامی بقول راوی اول سحر کی سواریوں پر سوار ہوئے ساحران لشکری بھی مختلف
سحر کی سواریوں پر سوار ہوکر آمادہ کھڑے رہے جب صاحبقران نے مرکب اپنا سوئے جنگاہ
بڑھایا تمام اعلیٰ ادنیٰ ساحر کہ قریب ایک لاکھ کے تھے پس پشت ہوکے ہوا زمین سے بلند ہوکر
ابرہائے سحر میں غائب ہوکر عجائب و غرائب سحر دکھاتے ہوئے سمت عرصۂ کارزار چلے اور بقول
راوی بعض دیگر سب بالا سے زمین ہمراہ رکاب صاحبقران سوئے رزمگاہ کہ نزدیک تھی پا پیادہ
چلے غرضکہ بہر طور صاحبقران کشورستان تھوڑی راہ طے کر کے میدان مصاف میں پہونچے
ہنوز حسب قاعدہ درستی میدان جنگ و صف آرائی سپاہ ظہور میں نہ آئی تھی کہ سامنے سے
چند در چند ٹکڑے ابر سیاہ و سفید یا کہ بہ تیرگی وغیرہ پیدا ہوئے اُن ابر کے ٹکڑوں میں سے
آنًا فانًا برق زور و شور سے ظاہر ہوتی تھی کڑک دمبدم ہوتی تھی صدائے رعد ایسی مہیب
آتی تھی کہ پناہ بذات خدا کسی ابر کے پارے سے آگ کے انگارے کسی ٹکڑۂ ابر سے سنگباری
ہوتی تھی کسی پارۂ ابر سے پھول رنگارنگ برستے تھے زمین پر گرتے ہی غائب و معدوم ہو جاتے
تھے القصہ ساحران نامی بصد قہر و غضب غیظ و غضب اپنا ظاہر کرتے ہوئے عجائب و غرائب
دکھاتے ہوئے آرہے تھے جب وہ پارہ ابرہائے مختلف رنگ نزدیک آئے یکایک شق ہوئے
صاحبقران سلطان کیوان شکوہ و بحرین جادو و اشتفاق جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ نے دیکھا کہ تخت سحر و طاؤس سحر و اژدر سحر و عقاب سحر
وغیرہ مختلف سحر کی سواریوں پر ساحران نابکار سوار ہیں مرزائیاں اُن کے گلوں میں ہیں
وموتیاں باندھے ہوئے ہیں جھولیاں اسباب سحر کی لٹکی دوش پر رکھے ہوئے ہیں ہاتھوں میں
ترسول پنسولی ہیں مختلف کلمات اپنی زبانوں پر آواز بلند کہتے ہوئے بلندی سے سوئے
پستی آتے ہیں کبھی اہو و سرمست جادو کو بخداوندی پکارتے ہیں گاہ نام سامری اور
جمشید اپنی زبانوں پر جاری کرتے ہیں ساریق بن بقا مع سختگان ایک تخت طاؤسی
پر بیٹھا ہوا ہے سر پر تاج شاہی جواہر نگار رکھے ہے بر میں قبائے شاہانہ پہنے ہے پس پشت اُس کے
سختگان بیٹھا ہوا ہے ساریق بن بقا کچھ پوچھ رہا ہے سختگان جواب دے رہا ہے ساریق
مسکرا رہا ہے تاج کو اپنے سر پر ٹھیک رکھتا ہے ابھی خواجہ طیفور کہہ دیا د صاحبقران وغیرہ
دیکھ رہے تھے کہ ساریق بن بقا و سختگان نے سوئے پستی آکر تخت سے اتر کر قیام کیا
تمام ساحر بھی سوئے پستی آئے حکم ساریق بن بقا سے پہلے جنگاہ سے دور تر فاصلے سے
[illegible] ایستادہ ہوئے بغرض واسطے درستی میدان کارزار کے چند ساحر لشکر
صاحبقران نے حکم سے بھی کئی ساحر واسطے میدان رزم کے درستی کو لشکر سے

باہر نکلے کسی ساحر نے ایسا سحر کیا کہ صحرا سے پتلے بیلچے دوش پر رکھے ہوے پیدا ہوے
انھون نے زمین عرصہ مصاف کی پستی و بلندی کو بیلچون سے ہموار کرنا شروع کیا کسی ساحر نے
اپنے سحر سے پتلے پھاوڑے و کلنگ بر دوش صحرا کی سمت سے ظاہر کیے انھون نے بھی ہموار کی
عرصہ کارزار مین شروع کی جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر صحرا سے دور کیا زمین ناہموار کو ہموار کیا
پھر وہ سب پتلے میدان جنگ سے سرک گئے ساحرون نے بزور سحر ان کو جانب صحرا سے طلب
کیا تھا انھون نے پھر ایسا سحر کیا کہ وہ پتلے شمع کی صورت روشن ہوکر معدوم ہوگئے پھر دو
جانب سے ساحرون نے برابر ایسے سحر کیے کہ ٹکڑے ابر سیاہ کے سوے فلک پیدا ہوکر
عرصہ کارزار پر چھا گئے ہوکر برسنے لگے گرد و غبار کو دفع کرنے لگے زمین خشک کو بارش آب سے
سرد و تر کرنے لگے یہان تک کہ تمام میدان کارزار کثرت بارش ابر سحر سے بخوبی سرد و تر ہو گیا
گرد و غبار دفع ہوگیا زمین میدان رزم نہایت سرد و تر ہوگئی ہوا سرد عرصہ مصاف
سے آنے لگی قلب کو سرور و فرحت پہونچانے لگی جب اس طرح درستی میدان جنگ ہو چکی ان
ساحرون نے اپنے سحر سے ابرون کو دفع کر دیا پھر دونون جانب سے صف آرائی لشکر ہونے لگی
میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمین گاہ ہر ایک لشکر کا حسب دلخواہ آراستہ کیا گیا ساحران
نامی و نامور و سرداران نامی کو مین و یسار و جناح و ساقہ و کمین گاہ مین مقرر و متعین کیے گئے
ادھر قلب لشکر مین سارق بن لقا و سگان لقا مع چند ساحران نامی کے تھے ادھر صاحبقران اپنا
اپنے لشکر سے چند قدم و یقوب کے چالیس قدم آگے کھڑے ہوے خواجہ طیفور کردیا کلیم بردوش
رکھا ہاتھ پر رکھے ہوے ہمراہ صاحبقران ہو قلب لشکر مین بلکہ دبدبہ سحر ساز جادو و ناکہ
سپاہ گل پوش جادوگر خاندان و عزیزداران شاہ طلسم سے تھین جب سپاہ صاحبقران
قایم پرے ہو چکین جب طرفین سے صف آرائی سپاہ عظیم ہو چکی بقول راوی موافق قاعدہ چند کس
لشکر صاحبقران سے اور چند لوگ لشکر مخالفت مذکور سے نکل کر درمیان میدان کارزار
آئے انھون نے اپنی اپنی لیاقت و شجاعت سے ساحران ہر دو لشکر کو آمادہ جنگ و ستیز کیا
و بقول راوی دیگر صاحبقران کشورستان نے مرکب کو اپنے جولان کرکے قریب صفوف لشکر
حریف جا کر مرکب کو روک کر برائے اتمام حجت و ہدایت باواز بلند کہا کہ اے سارق بن لقا
اور دو دیار گاہ خدا کہان ہو سامنے آو ہم تجھ سے کہتے ہین بگوش سنو اور عمل کرو ورنہ تیرے حق مین
اچھا نہوگا سارق بن لقا ہمراہ سگان لقا تخت پر سوار ڈرتا ہوا سامنے آیا امیر با توقیر نے
اس سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے سارق بن لقا آگاہ ہوکر تو گلستان باختر سے بھاگ کر
اثنائے راہ مین کہان سے پناہ لیتا ہوا یہان تک بھاگ کے آیا مگر ہمنے تیرے تعاقب سے
ہاتھ نہ اٹھایا تو ہی باعث اس طلسم کے فتح ہونے کا ہوا اگر تو اس طلسم مین بھاگ کر نہ آتا
تو ہم ہرگز اس طلسم کے فتح کرنے پر آمادہ نہوتے تو نے تو اپنی دانست مین جاے پناہ اس
طلسم کی زمین کو تصور کیا ہوگا اور یہ خیال کیا ہوگا کہ یہان تک صاحبقران نہ آسکینگے
مگر امداد خدا سے ہمنے لوح طلسمی اور بقیہ قفل بدشواری حاصل کرکے اکثر مقامات سخت گذار
اور دو دربند اس طلسم کے فتح کیے اکثر ساحران نامی و نامور کو قتل کیا ہزارہا ساحرون کو
قتل و مطیع دین اسلام کیا تمام خواجہ اپنے لشکر سے ادھر آگئے قتل ہوکر ہم

اسقدر جمعیت سپاہ ہم پہونچائی ہے اشفاق جادو و حنظل جادو و بحرین جادو و ملکہ
بہار گل پوش جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ وغیرہ ساحران نامی و نامور کو اپنا
مطیع و فرمانبردار اور مطیع دین اسلام کیا ہے باقیماندہ یہ طلسم بھی انشاء اللہ تعالی بہدایت لوح طلسمی
فتح کرینگے جو کوئی مطیع دین اسلام یا مسلمان ہوگا وہ تو جانبر ہوگا ورنہ ہم سب بیدینوں کو
تہ تیغ کرینگے کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑینگے آج بعد مدت تو ہمراہ سپاہ آیا ہے ارادہ ہے مقابلے
و مجادلے کا رکھتا ہے میدان میں صف آرا ہے سپاہ عظیم ہوا ہے دانستہ کوچہ نادانی میں تو نے قدم
رکھا ہے خیال کر کہ کبھی کسی لڑائی میں تو نے ہنگام جنگ ہمکو شکست دی ہے جب سے جنگ آزما ہوا ہے
خود ہی پسپا ہوا ہے یا بھاگا ہے اسوقت بھی اور ہمارے لشکر سے مقابلہ کرکے کیا فتحیاب ہوگا
ہرگز اپنی مراد دلی کو نہ پہونچیگا ہماری شجاعت تمپر آشکارا و عیان ہے علاوہ شجاعت موروثی
کے ہم صاحب اسم اعظم و صاحب لوح طلسمی ہیں ہمپر تیرا سحر کارگر نہوگا اگر تیرے ہمراہ سپاہ کثیر
ساحران ہے تو ہمارے پاس بھی لشکر عظیم ہے ہنگام جنگ کشت و خون بسیار ہوگا ہزارہا ساحر
جانبر نہو سکے کام آئینگے تو بھی ہماری تیغ آبدار سے قتل ہوگا سختگان بھی جانبر نہوگا بس اگر
اپنی زندگی چاہتا ہے تو اب بھی نشہ بادہ گمراہی و ضلالت و غرور و خود بینی دماغ سے زائل و
دفع کرکے ہوش میں آکے راہ راست پر آ دین اسلام کہ دین حق ہے بصدق دل اختیار کر ہم عہد
کرتے ہیں کہ تجھسے بہ نیکی پیش آئینگے تجکو صاحب حکومت کرینگے اگر ہوش مست جادو
بادشاہ طلسم زلزلہ بھی راہ راست پر آئیگا تو اس سے بھی نہ لڑینگے باقیماندہ طلسم زلزلہ کے فتح
کرنے سے دست بردار ہو جائینگے ہمکو مال دنیا کی احتیاج نہیں ہے صرف ترقی دین اسلام مطلوب ہے
یہ ہدایت کرکے صاحبقران خاموش ہوئے ساریق بن بقا نے سختگان سے مخاطب ہوکر
کہا کہ تو نے سنا کہ جو کچھ صاحبقران نے کہا ان کی تقریر کا کیا جواب دیا جائے اس نے عرض کیا
کہ جو آپکو مناسب ہو وہ جواب دیجیے اگر مسلمان ہونا منظور ہے تو اقرار اپنے مسلمان ہونے کا
کیجیے ورنہ دلیرانہ مقابلہ کیجیے شاہ طلسم نے بھی آنے کا وعدہ کیا ہے غالبا وہ بھی آتے ہونگے
[illegible] جنگ ہونگے ابھی اس طلسم کا فتح ہونا بہت مشکل ہے ساریق بن بقا نے جواب دیا کہ میری
خداوندی سے بعید ہے کہ دین اسلام اختیار کرکے مطیع صاحبقران ہوں ہیں تو ہماری جانب سے
یہ جواب صاف دیدے کہ ہرگز خداوند مسلمان نہونگے سختگان نے موافق کہنے ساریق بن بقا
کے پکار کہا کہ اے صاحبقران مجکو تو تعمیل حکم حضور میں کچھ عذر نہیں ہے اگر ہے تو بس اسی قدر
ہے کہ اگر خداوند ساریق بن بقا دائرہ دین اسلام میں آئینگے تو میں بھی ساتھ ان کے سیر
گلشن دین اسلام کروں گا اور یہ خداوند میں مسلمان ہونا گوارا نہیں کرتے ہیں نہ اطاعت آپکی
ان کو منظور ہے ہاں مقابلہ کرنا مدنظر ہے یہ کہکر ہمراہ ساریق داخل قلب سپاہ ہوا ادھر امیر باتوقیر
بہ ابیات کرکے اپنی جائے قیام پر یہ فرماتے ہوئے تشریف لائے کہ یہ دونوں بیدین ہرگز راہ راست
پر نہ آئینگے نہایت مغرور ہیں قلب میں شیطان ان پر مسلط ہوا ہے اگر خدا نے چاہا تو ان کو
تہ تیغ آبدار کرینگے دنیا سے ان کافرون کو سوئے عدم و جہنم روانہ کرکے اپنے دل کو شادان
کرینگے خواجہ نے عرض کیا کہ ان دونوں کو بارہا ہدایت دین اسلام کی گئی ہے اپنے سیہ قلبی
سے ہیں کہ تا ہنوز راہ راست پر نہ آئے اور نہ آئینگے حیران ہوں کہ اگر خدا نے چاہا تو آپ اسکے

ہاتھ سے قتل ہونگے ہزاری دنیا سے سوئے دوزخ جائینگے ابھی خواجہ طیفور گردیا
صاحبقران سے عرض کر رہے تھے اور لشکر شاہ طلسم زلزلہ سے کوئی ساحر برائے جنگ و
سحر و ساحری نہ نکلا تھا لڑائی شروع ہوئی تھی صرف صف آرائی لشکر ہوئی تھی کہ ناگاہ ایک
جانب سے غبار غضنفر بلند ہوا صاحبقران کشورستان و خواجہ طیفور گردیا و جملہ ساحران ہر دو
سپاہ جانب غبار مذکور متوجہ ہوکر دیکھنے لگے بجائے خود کہنے لگے کہ اسوقت کون اس طرف
آتا ہے لشکر ہائے جانبین سے کس سپاہ و صاحب سپاہ کا معین و مددگار ہے ابھی سب یہ کہہ رہے
تھے کہ دست باد تند نے دامن غبار مذکور کو چاک کیا دیکھا کہ دو سوار مرکبون پر بیٹھے ہوئے
بسرعت تمام آتے ہین ساریق بن بقا نے شخشگان سے مخاطب ہوکر کہا کہ فہمیدی حالا چہ
تقدیر تازہ کرد امام اس نے جواب دیا کہ جو کچھ تقدیر کی ہے وہ اچھی نہ کی ہوگی بعد ایک لمحہ کے
حال معلوم ہی ہوجائیگا آپ کیا اچھی تقدیر سمجھینگے آپ کی تقدیر تو خود ہی بری ہے آپ تو
عاجز ہین بھاگتے ہوئے یہان تک آئے ہین تقدیر آپکی خود ہی گردش مین ہے بد تقدیر تقدیر
کیا کریگا اور عاجز قدرت کیا دکھائیگا ساریق بن بقا اُسکی باتون سے چین بجبین ہوا
ادھر صاحبقران نے جو غور کرکے دیکھا تو معلوم ہوا کہ دارا بن داراب تسبین زرہ
بادشاہ لشکر اہل اسلام ہمراہ ایک ہزار سوار کے تشریف لائے ہین یہ دیکھتے ہی از حد خوش
ہوکر نہایت شادمان ہوکر اشتاق جادو و حنظل جادو و بحرین جادو وغیرہ جملہ ساحران
نامی و نامور اور بہت سے ساحرون کو ہمراہ لیکر برائے استقبال روانہ ہوئے خواجہ بھی
ہمراہ رکاب ہوئے بعد قطع راہ قریب جاکر بادب تسلیم کرکے عرض کیا کہ آپکے تشریف لانے سے
ازحد خوشی و شادمانی حاصل ہوئی لشکر ہمارا بغیر بادشاہ تھا مثل جسد بیجان تھا آپ کیا
تشریف لائے گویا جسد لشکر مین روح آئی یا باغ خزان رسیدہ مین بہار تازہ آئی یا سوئے
گلشن باد بہار آئی ہمنے مثل اسکے خواجہ زادون سے دریافت کیا تھا انھون نے اپنے
علم کے ذریعے سے بیان کیا تھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام فضل خدا سے مع الخیر ہین ایک روز
ایسا آئیگا کہ ان سے ملاقات ہوگی اور شاہ جہجاہ پھر اپنے لشکر مین تشریف لائینگے انکے
اس حکم لگانے سے فی الجملہ ہمکو اطمینان اور جملہ سرداران لشکر اسلام کو تسکین ہوئی تھی اور شبہ بھی آپکی
بعد فکر و تدبیر اصلی نہ پائی گئی تھی اسوجہ سے زیادہ تر اطمینان دل کو تھا ارادہ تھا کہ آپکی
جستجو مین صحرا نوردی اختیار کیجائے لیکن فکر فتحیابی طلسم زلزلہ سے استدر فرصت و مہلت
نہ ملی کہ آپکی خدمت عالی تک رسائی ہوتی الحمد للہ والمنہ کہ گوہر مراد بے جستجو کے دستیاب ہوا
اب یہ فرمائیے کہ واقعہ آپ پر کیا گذرا اتنے دنون تک آپ کہان رہے اور یہ مرد بزرگ کون ہین
جو آپکے ہمراہ ہین کچھ انکی اپنی زبان سے سنائیے بادشاہ لشکر موصوف نے مفصل حال اپنا
جو گذرا تھا بیان کرکے کہا کہ یہ مرد بزرگ ہمارے بزرگ ہین منجم و اختر شناس بے عدیل و بے نظیر
ہین ہمارے جان بخش بھی ہین انھون نے فرزندی مین ہمکو قبول کیا ہے انکی دختر ہمارے
عقد مین آئی ہے اتنے زمانے تک ہم انکے مکان مین کہ بیرون طلسم ہے بعیش و راحت و
آرام رہے کسی طرح کی تکلیف نہین اٹھائی فی زمانہ انھون نے خبر دریافت کرکے ہمسے بیان
کیا تھا کہ صاحبقران لوح طلسمی حاصل کرکے فتح طلسم زلزلہ کر رہے ہین علاوہ اکثر مقامات

ومرحلات کے دو دو شہر بھی فتح کر چکے ہیں ہمکو اشتیاق دید جنگ و جدال ہوا اسوجہ سے
ان کے ہمراہ ہمارا یہاں تک آنا ہوا ہم بھی خدا کا شکر کرتے ہیں کہ آپ کو صحیح وسلامت دیکھا
دل کو خوشی حاصل ہوئی عجب وقت پر یہاں آئے کہ دو لشکر صف آرا ہیں لشکر ہیں کہ بحر مواج
ہیں جہان تک نگاہ کار جا سکتا ہے مردم سپاہ ہی نظر آتے ہیں یہ فرماکر خاموش ہوئے صاحبقران
کشورستان بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بعد تعظیم و تکریم استقبال کرکے اپنے لشکر ساحران میں لائے
حکم دیا کہ نقارہ ہائے خوشی پر چوبیں لگائی جائیں اور ہر ایک ساحر نامی نذر دے کر قدمبوسی
حاصل کرے اپنا بادشاہ لشکر ان کو حقیقتاً جانے حسب الحکم امیر با توقیر نقارہ نوازوں
نے نقارہ ہائے خوشی پر چوبیں بعد خوشی لگائیں صدائیں نقاروں کی بلند ہوئیں ساحران
نامی نے بعد ادائے شرائط عبودیت علی قدر مراتب نذریں دیں بادشاہ اہل اسلام نے
نذریں ان کی قبول کیں بعدہ فرمایا کہ سب کو خلعت و انعام کثیر دیے جائیں گے اسوقت
لشکر میدان میں صف آرا ہیں جب لشکر میدان جنگ سے فتحیاب ہو کے فرودگاہ سپاہ پر جائیگا
اسوقت حالت اطمینان میں تم سب کو مخلع بخلعت کیا جائے گا انعام کثیر بھی پاؤ گے یہ فرماکر
خاموش ہوئے صاحبقران کشورستان نے تخت زریں و جواہر نگار مشغل جادو وغیرہ ساحران
نامی سے طلب کرکے جلد تر بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بالائے تخت زریں بٹھایا چند ملازموں اور
مطیعوں نے تخت مذکور کو قلب لشکر میں بالائے دوش رکھا آیا صاحبقران سے اکثر
ساحران نامی و نامور برائے حفاظت و دفع شر دشمنان کمین و بیمار تخت بادشاہ موصوف
ایستادہ ہوئے جب نقارہ ہائے خوشی کی صدا بلند ہوئی اور سارق بن بقا اور سنگہگان
نے بچشم خود بادشاہ لشکر اہل اسلام کو داخل لشکر ہوتے دیکھا سخت صدمہ و ملال ہوا اور
سنگہگان نے عرض کیا کہ کیا خوب آپ نے تقدیر تازہ کی کہ جس سے آپ کو سخت صدمہ ہوا
ہمکو بھی رنج ہوا صاحبقران کو خوشی حاصل ہوئی بادشاہ لشکر اہل اسلام داخل لشکر ہوئے
معین جادو توان کو لشکر اسلام سے بزور سحر اٹھا لائی ہم شبیہہ کا قتل کر لیا گیا تھا
شاہ طلسم زلزلہ نے غضبناک ہو کے ان کو دوبرزر وانہ کر کے قتل کرایا تھا سنا گیا تھا کہ بادشاہ
لشکر اہل اسلام قتل ہو گئے آپ کو اور ہمکو خبر مذکور سے بہت خوشی حاصل ہوئی تھی مگر مجھکو
ان کے قتل ہونے میں تردد تھا اسوقت یہ زندہ وسلامت لشکر میں داخل ہوئے مجھ سے جو
کہا آخر وہی ہوا جو مجھے تردد تھا شاہ طلسم زلزلہ نے مجھ سے ان کے قتل ہونے کے بارے میں
تحقیق کیا عقدہ کی کچھی میرا تردد و خیال بیجا نہ تھا دل میں کہتا تھا کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام
قتل ہو گئے جائے عجب ہے اہل اسلام تو قتل ہونے اور مرنے کی لذت سے واقف ہی نہیں
ہیں ہاں اپنی موت سے مرتے ہیں کوئی دشمن بیشتر ان لوگوں کو قتل کر ہی نہیں سکتا ہے ان کے
معین و مددگار خدا کی قدرت سے زمین و آسمان سے گویا پیدا ہوتے ہیں دشمنان اہل اسلام
بھی بیشتر ان کے دوست ہو جاتے ہیں بس وہی ہوا جو مجھے خیال تھا دیکھیے ظہور بھی اس کا ہوا
سارق بن بقا گفتگوئے سنگہگان سنکے حالت صدمہ میں مشغول ہوا سر اپنا جھکا لیا بعد
تھوڑی دیر کے سر اٹھا کر سنگہگان کو جواب دیا کہ اے شاہان درگاہ میں تو ہماری تقدیر تازہ
سے آگاہ نہیں ہوا ہو اسے سنئیے تقدیر تازہ کی ہے کہ اس عرصہ میں جنگ میں بادشاہ لشکر اہل اسلام

کشان کشان مانند اجل رسیدہ کے طلب کرکے قتل کرین زمین عرصہ جنگ کو ان کے خون سے
رنگین کرین صاحبقران کو لاشہ ان کا آلودہ خاک و خون مین دکھا کر رلائین شنگان نے
جواب دیا کہ مجھے یہ یقین نہین کہ بادشاہ لشکر اہل اسلام قتل ہون اور صاحبقران ان کے
لاشے پر آج اشکبار ہون ابھی شنگان ساریق بن لقا سے ہمسخن تھا اور دونون لشکر
صف آرا تھے کوئی ساحر و غیر ساحر کسی لشکر سے نہ نکلا تھا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین جھونکے
ہوا کے سرد کے چلنے لگے گلہاے خوشبو دور سے آئی سوے فلک ایک لکہ ابر کا مل بسرخی
ظاہر ہوا اُس ابر سے دمبدم زور شور سے برق کی نمود ہوتی تھی صداے رعد ایسی آتی تھی کہ
سننے والون کے جگر تھراتے تھے ابر مذکور سے متواتر بارش مروارید آبدار و گلہاے خوشبودار
ہوتی تھی ہوا اُن گلون کی خوشبو کو دور تک لیجاتی تھی ساحران ہر دو سپاہ و صاحبقران مابجاہ
ابھی سوے ابر مذکور دیکھ رہے تھے شنگان و ساریق بن لقا یہ دونون بھی جانب ابر
نگران تھے کہ اژدر جادو و منصور جادو و نیر جادو و خونریز جادو و عقرب جادو و
گلنار یک چشم جادو و افسران سپاہ ساحران نے باہم کہا کہ دیکھو خداوند ہوشمست
جادو کس قہر و غضب و شان و شوکت سے ادھر آتے ہین جلد براے استقبال چلو یہ کہکر
ساحران نامبردہ براے استقبال بجمعیت سپاہ کثیر روانہ ہوے جب وہ ابر قریب آکر ہوا پر قائم
ہوا یکایک بجلی کڑکی اور ایسے زور سے کڑک ہوئی کہ بزدلون کے جگر تھرا گئے اکثر ساحر خوف سے
گر پڑے بعد کڑکنے برق کے ابر شق ہوا درمیان ابر سے ایک ایسا تخت طلائی جواہر نگار ظاہر
ہوا دیکھا کہ بالاے تخت مذکور شاہ طلسم زلزلہ تاج شاہی سر پر رکھے قباے قلمکار و جواہر دوز پہنے ہوے
نہایت غضبناک بیٹھا ہوا ہی بالاے فرق شاہ طلسم زلزلہ ایک آفتاب سحر جلوہ گر جو ہوا پر قائم تھا
اژدر جادو و نیر جادو و غیرہ نے بادب سلام کیا بعدہ دیکھا کہ پس پشت شاہ مذکور کے ساحر
نامی کا ہی ان مین زلزلہ جادو بھی ہی جو اپنے وقت کا ساحری ہی شاہ طلسم نے پہلے زلزلہ جادو و
اژدر جادو و غیرہ سے مخاطب ہوکر حکم دیا کہ تم سب جاکر شریک لشکر بادولت ہوکر ہمارے
دشمنون سے لڑو ہم بھی اپنے بدخواہون نمکحرامون کو قتل و ہلاک کرینگے جملہ ساحران مذکور
حسب الحکم شریک لشکر ہوے ابھی صاحبقران کشورستان وغیرہ سوے شاہ طلسم دیکھ رہے
تھے کہ ہوشمست جادو نے سوے لشکر طلسم کشا دیکھکر اشتفاق جادو اپنے وزیر کو دم پر نظر
کرکے ازحد غضبناک ہوکے پکار کر کہا کہ او اشتفاق جادو نمکحرام تو نے بھی نمکحرامی پر کمر باندھکر
ہم سے منحرف ہوکر شرکت طلسم کشا کی اختیار کی ہم نے تجھ سے کیا برائی کی تھی جس کے عوض مین تو نے
بغاوت اختیار کی وزیر موصوف نے جواب دیا کہ اے شہنشاہ اس سے بڑھکر کوئی برائی کیا ہوگی
کہ برسون آپ نے مجھ سے پرستش کرائی اپنے تئین خداوند کہوایا گمراہ کیا اب خوبی قسمت سے
ہدایت طلسم کشا مین نے اپنے معبود حقیقی کو پہچانا پھر مطیع دین اسلام ہوکر شرکت طلسم کشا
اپنے محسن کی اختیار کی آپ کو لازم ہی کہ دعوی خداوندی سے باز آکر خداپرستی اختیار کیجیے اور
اطاعت طلسم کشا کی قبول کیجیے جنگ و جدال سے باز آئیے کشت و خون بندگان خدا سے دستبردار
ہوجیے اپنی جان و مال و طلسم کو بچائیے شاہ طلسم نے اس کی تقریر سنکے اژدر جادو کو حکم دیا کہ
اس نابکار بدگفتار کو لشکر سے نکالکر قتل کرکے یا اسیر کرکے روبروے بادولت لا حسب الحکم اژدر جادو

کہ ساحر نامی وناسور ہو اور سرداران سپاہ سے ہو تخت سحر پر سوار ہو کر لشکر سے نکل کر پکارا کہ
او اشتفاق جادو نمکحرام جلد لشکر سے نکل کر مجھ سے مقابلہ کر اشتفاق جادو وزیر دوم شاہ طلسم زلز
صاحبقران سے اجازت لے کر تخت طاؤسی سحر پر سوار ہو کر اپنے لشکر سے نکل کر بروے ہوا اور
حریف مذکور کے روبرو ٹھہرا اژدر نے برہم ہو کر گولہ فولادی سحر دم کر کے سینہ اشتفاق جادو
پر مارا ادھر وزیر مذکور نے فی الفور کار سحر ایسی لگائی کہ اس گولے کے دو ٹکڑے ہوئے
اژدر جادو نے غضبناک ہو کر ترنج سحر دم کر کے مارا اشتفاق جادو نے اسم سحر پڑھ کر
انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ترنج درمیان سے مانند خار کٹ کر زمین پر گرا جب دو سحر اژدر جادو
کے کارگر نہوئے از حد برہم ہو کر بزور سحر اژدر آتش فشاں بنکر اپنے تخت سحر سے بروے ہوا
شعلے دہن سے نکالتا ہوا دہن کھولے ہوئے جانب حریف بارادہ ہلاکت چلا اشتفاق جادو
جلد تر بزور سحر برق بنکر سوئے فلک جاکر کڑک کر اسطرح اس پر گرا کہ خرمن حیات اس کا جل کر
خاک ہو گیا اژدر جادو دو ٹکڑے ہو کر خاک پر گر کے تڑپ کر مر گیا علامت اس کے مرنے کی
ظاہر ہوئی اشتفاق جادو بصورت اصلی ہو کر اپنے تخت سحر پر آیا صاحبقران و بادشاہ لشکر
اہل اسلام وغیرہ خوش ہوئے شاہ طلسم زلزلہ نے منقور جادو کی طرف اشارہ کیا یہ ساحر نابکار
بھی لشکر سے نکل کر ہنگام جنگ دست اشتفاق جادو سے بضرب کارد سحر ہلاک ہوا اسی طرح
سات ساحران نامی کو قتل کیا اور خود بھی زخمی ہوا شاہ طلسم نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ اس نمکحرام
وبدخواہ کو ہجوم کر کے گھیر کے گرفتار کر لو یا قتل کرو بمجرد حکم زلزلہ جادو ایک ہزار ساحرون کو
اپنے ہمراہ لے کر عقاب سحر پر سوار ہو کر زمین سے بلند ہو کر سوئے اشتفاق جادو چلا ادھر حکم
امیر با توقیر سے بحرین جادو بھی ایک ہزار ساحرون کو ساتھ لے کر تخت سحر پر سوار ہو کر بمد
د اشتفاق جادو بروے ہوا گیا زلزلہ جادو یہ وہ ساحر ہے کہ طلسم بند ہے اس کے سحر سے
زمین طلسم و قلعہ طلسمی کو ہر وقت زلزلہ رہتا ہے اور قلعے کو گردش رہتی ہے اپنے وقت کا سامری
ہے رتبہ اس کا مثل وزیر کے ہے جب یہ ساحر سامنے اشتفاق جادو کے آیا پکارا کہ او اشتفاق جادو
نمکحرام غضب کیا تو نے کہ خداوند سے اپنے منحرف ہو کر شرکت طلسم کشا اختیار کر کے چند ساحران
نامی وناسور کو تو نے بمیدان قتل کیا اب میں تجھ کو قتل کرون گا یا اسیر کر کے خدمت شاہ
طلسم میں لے جاؤن گا اشتفاق جادو نے جواب دیا کہ او زلزلہ جادو کیا بکتا ہے گو کہ تو ساحر
زبردست ہے لیکن مجھے کیا قتل و اسیر کرے گا میں تجھ سے سحر و ساحری میں چندان پایہ کمی کا نہیں
رکھتا ہون یہ سنکے زلزلہ جادو کو غصہ آیا ناریل چوٹی دار اپنی جھولی سے نکال کر سحر دم کر کے
سینہ حریف پر لگایا اشتفاق جادو نے کار سحر ناریل پر لگائی ناریل کٹا سحر برطرف ہوا اشتفاق
جادو مسکرایا زلزلہ جادو کو زیادہ غصہ آیا کار دھرنے کر مع ہزار ساحرون کے آگے بڑھا
پھر حکم دیا کہ اس نمکحرام کو گھیر کر ہر طرف سے سحر کرو میں بھی اس پر کار سحر لگاؤن گا ساحران
مذکور بڑھے ادھر سے بحرین جادو ہزار ساحرون کی جمعیت سے بڑھا ہمراہیان زلزلہ جادو نے
اشتفاق جادو پر یکبارگی مکافات سحر کیے ادھر بحرین جادو و ہمراہیان بحرین جادو نے بھی
اپنے حریفون پر سحر کیے لڑائی ہونے لگی جنگ مغلوبہ کی صورت پیدا ہوئی اشتفاق جادو بزور سحر
برق بن کر چمک چمک کر اپنے دشمنون پر گرنے لگا ان کو قتل کرنے لگا زلزلہ جادو بھی لڑنے لگا

ناریل جوٹی وار ساحران لشکر طلسم کشا پر بار کر آتش سحر سے جلانے لگا جانبین سے ساحر قتل و
ہلاک ہونے لگے لاشیں بلندی سے بروے زمین گرنے لگے یہان تک کہ ہنگام جنگ زلزلہ جادو
پر اشفاق جادو برق بنکر گرا وہ بزور سحر غرق زمین ہوا اشفاق جادو بصورت اصلی ہو کر جیسے
زلزلہ جادو مین ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا کہ زلزلہ جادو نے زمین سے نکل کر کارد سحر لگائی اشفاق
جادو بھی بزور سحر غرق زمین ہونے لگا مگر کارد کو رشتا نے پر بڑی شانہ زخمی ہوا اشفاق جادو
نے زخمی ہو کر اُس کے بھی کارد سحر لگائی ہر چند اُس نے اپنے تئین بچایا لیکن بازو پر اُس کے
زخم کاری آیا اشفاق جادو نے چاہا کہ بڑھ کر سر اُس کا کارد سحر سے قلم کر کے خدمت صاحبقران
مین لیجائے لیکن شاہ طلسم نے اس حال کے دیکھتے ہی حکم دیا کہ تمامی سپاہ ہماری حملہ ور ہو کر
اشفاق جادو کو قتل کر کے زلزلہ جادو کو بچائے بمجرد حکم ایک لاکھ ساحران سیہ قلب ہمراہ
اپنے سرداروں کے اسباب سحر ہاتھون مین لیے ہوے سحر دم کرتے ہوے اسطرح بڑھے کہ
جیسے زور و شور سے سیل آتی ہے ادھر صاحبقران نے بھی اپنے تمامی لشکر کو بڑھنا ور لڑنے کا
حکم دیا اور خود بھی شمشیر آبدار علم کر کے ارادہ بڑھنے کا کیا جب دو دریاے لشکر باہم ملگئے تو
مخالفت ہر ہونے لگی لڑائی سحر کی ہونے لگی شور و غل ہونے لگا ساحران نابکار سامری و
جمشید کو کبھی جیجز ناک کو پکارنے لگے بالاے زمین و بروے ہوا بھی لڑائی ہونے لگی بادشاہ
طلسم زلزلہ نے یہ جنگ عظیم دیکھکر اپنے لشکر کو زیادہ قتل ہوتے دیکھکر غضبناک ہو کر سوے
آفتاب سحر انگشت سے اشارہ کیا فی الفور ایک ضو اُس مہر سحر سے موافق اشارہ شاہ
طلسم ایک گروہ ساحران لشکر طلسم کشا کے محیط ہوئی وہ مردان گروہ حلقہ ضیاے مہر سحر مین
مبتلا ہو کے یون فریاد و نالہ کرنے لگے کہ حرارت ضیاے مہر سحر مانند آتش کے ہمین جلاے دیتی ہے
اس حلقے سے نکل نہین سکتے ہین اے صاحبقران جلد آکر ہماری خبر لیجیے آپ صاحب لوح طلسمی
ہین عکس لوح کا اس حلقے پر ڈالیے اس سحر سے ہمین نجات دیجیے ہم ایسے زبردست ساحر نہین
ہین کہ اس حلقہ ضیاے مہر سحر سے نکل سکین یا اُس کو دفع کر سکین صاحبقران اُس گروہ
گرفتار کی طرف شمشیر آبدار سے ساحرون کو قتل کرتے ہوے چلے ہنوز اُس گروہ تک نہ پہونچے
تھے کہ شاہ طلسم زلزلہ برق بنکر اُسی گروہ ساحران پر گرا سب کو مانند خس جلا کر خاک کر دیا جب
صاحبقران اُس گروہ خاک شدہ تک پہونچے شاہ طلسم زلزلہ طلسم کشا سے خائف ہو کر
عکس لوح طلسمی سے ڈر کر اپنے تخت سحر طلائی پہ جو بروے ہوا قائم تھا جا کر بیٹھا امیر با توقیر
اُس گروہ کے ساحران مقتول و خاک شدہ پر افسوس کر کے اُس جانب لڑتے ہوے چلے
جس طرف دشمنون کا نرغہ زیادہ دیکھا شاہ طلسم زلزلہ نے پھر ایک غول کو تجویز کر کے اُس آفتاب سحر
کی طرف کچھ پڑھ کر اشارہ کیا بدستور اول ایک چمک مانند برق کے اُس آفتاب سحر سے نکل کر اُس
غول ساحران کے محیط ہوئی وہ ساحران بھی فریاد کنان ہوے صاحبقران اُن کی اعانت
کے واسطے ادھر چلے شاہ طلسم نے برق بنکر اُس غول پر بھی گر کر سب کو جلا دیا جب صاحبقران
لوح طلسمی بدست عکس لوح ڈالتے ہوے قریب پہونچے شاہ طلسم اُسی طرح بلند ہو کر اپنے
تخت طلائی پر قائم ہو کر بلندی سے جنگ مغلوبہ دیکھنے لگا کیونکہ جنگ عظیم ہو رہی تھی
صاحبقران ایک طرف نعرہ کوہ شگاف کر کے شمشیر آبدار سے ساحران لشکر حریف کو

پے در پے قتل کر رہے تھے جو ساحر سامنے قریب آتا تھا اُس پر تلوار لگا کر دو نیم کر دیتے تھے جو
ساحر سامنے سے بھاگتا تھا اُس پر عکس لوح کا ڈال دیتے تھے ایک طرف بحالت زخمداری اشتقاق جادو
لڑ رہا تھا ساحران لشکر شاہ طلسم کو گولے فولادی مار کر ہلاک کر رہا تھا ایک سمت حنظل جادو ہالک
ورشیدا اول طلسم زلزلہ ناریل جوگی دار سحر دم کر کے بار بار لشکر حریف پر مار کر ہلاک کرتا تھا ایک سمت
بحرین جادو اپنے دریاے سحر میں دشمنوں کو ڈبو رہا تھا ایک غول میں ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
گولے ہاتھ میں لیے گولوں کے سحر دم کر کے لگا رہی تھی اُن گولوں سے حریفوں کو قتل و زخمی
کر رہی تھی کسی گروہ میں ملکہ بہار گل پوش جادو تھی وہ گلدستہ سحر مار مار کر حریفوں کو اپنے
سحر میں مبتلا کر کے اُن کو دیوانہ کر کے اپنا عاشق بنا کے انھیں سے ساحران لشکر شاہ طلسم کو
قتل کرا رہی تھی کسی جگہ نیرنگ جادو کسی سمت اورنگ جادو کسی جانب بادشاہ لشکر اہل اسلام
شمشیر آبدار سے ساحروں کو دلیرانہ قتل کر رہے تھے اکثر ساحر اُن کی نگہبانی کر رہے تھے ساحروں کی
شر سے اُن کو بچا رہے تھے اسی طرح شاہ طلسم کے ساحران نامی بھی لڑ رہے تھے مہتر جادو
ایک سمت نارنج سحر مار کر کام ساحران لشکر طلسم کشا کا بار بار تمام کرتا تھا کسی سمت غبار جادو
اپنے حریفوں کو ترنج سحر مار مار کر خاک میں ملا رہا تھا کسی سمت نہر بہر جادو شیرانہ حملہ ور تھا
کارد سحر سے اپنے دشمنوں کو خاک و خون میں بھر رہا تھا سارق بن لقا تخت پر بیٹھا ہوا جنگ
مغلوبہ دیکھ رہا تھا اگر کوئی ساحر لشکر طلسم کشا اُس تک پہونچتا تھا وہ نابکار اپنے معین و مددگار کو
برائے اعانت بلاتا تھا وہ ساحر آ کر اُس کو دفع کرتا تھا خداوندان بھی تماشاے جنگ دیکھ رہا تھا
بار بار مسکراتا تھا دل میں کہتا تھا کہ اگر ہمراہی سارق بن لقا اختیار نہ کرتا تو یہ کیفیت یہاں کی
دیکھنے میں نہ آتی کبھی سارق بن لقا اپنے ماتحت ساحروں اور اپنے ہمراہی سواروں کو ترغیب جنگ
دیتا تھا صحراے سبزہ زار میں جنگ مغلوبہ دور تک ہو رہی تھی دامن صحرا جانبین کے ساحروں کی
لاشوں سے بھرا ہوا تھا ہر جگہ کشتوں کے انبار لاشوں کے ڈھیر تھے صحراے سبزہ زار خونریزی
ساحران سے لالہ زار ہو گیا تھا دریاے خون گویا روان تھا ادنی ساحر بھی جانبین کے موافق اپنی
لیاقت کے ماش سرسوں رائی بنولے وغیرہ پر سحر دم کر کے اپنے اپنے حریفوں پر مار رہے تھے
شور و غل عظیم بلند تھا دو لاکھ ساحروں میں لڑائی ہو رہی تھی لاش پر لاش گر رہی تھی گھبراہٹ
میں بھائی اپنے برادر پر حملہ ور اپنا جان کر کارد سحر مارتا تھا پدر پسر کو قتل کرتا تھا لڑکا اپنے
باپ کو ہلاک کرتا تھا غبار بلند تھا اچھی طرح دکھائی بھی نہ دیتا تھا بالاے زمین بھی اور بروے
ہوا بھی ساحروں سے لڑائی ہو رہی تھی اسباب سحر پر ساحر سحر کر کے دمبدم مار رہے تھے اپنے
اپنے دشمنوں کو قتل کر رہے تھے آتش سحر سے میدان کارزار میں شعلہ ور تھی ابر سحر سے اکثر ساحروں کے
آگ برس رہی تھی سپاہ حریف کے ساحر اسپند آسا جل رہے تھے ساحروں کے مرنے سے
دمبدم تاریکی ہو رہی تھی آندھیاں آ رہی تھیں ابر کے ٹکڑے آ آ نا فانا صد ہا عیان ہو رہے تھے
بجلیاں چمک رہی تھیں آوازیں رعد کی ایسی آ رہی تھیں بعد کے ہر ایک ساحر مقتول کے نام سے
اس طرح آواز بلند و دردناک کہہ رہے تھے کہ افسوس مردیم و بمطلب خود نرسیدیم کہ نام من
اژدر جادو یا نام من مہتر جادو بود اسی طرح ہزارہا اعلیٰ ادنیٰ ساحروں کے نام لے کر
یہ سحر کی آوازیں دے رہے تھے گو کہ یہ جنگ مغلوبہ بقدرہ روشن ہو رہی تھی مگر جنگ ایک ایک

لگے مین صدہا ساحر اپنے دشمنون کے ہاتھ سے قتل ہوکر مرے تھے اُن کے مرگ کی علامتین
ظاہر ہو رہی تھین تاریکی ہر ایک ساحر کے مرنے سے کم و زیادہ ہو رہی تھی بار بار بلکہ آناً فاناً مین
سیکڑون آندھیان مختلف رنگ کی آرہی تھین غبار اُڑ رہا تھا تاریکی بڑھتی ہی جاتی تھی کم ہوتی تھی
اُس تاریکی سے تاریکی شب گویا مشابہ تھی اکثر ساحرون نے براے دفع تاریکی مشعلہاے سحر
روشن کی تھین شبتابہاے سحر کے بکثرت دونون سپاہون مین روشن ہوگئے تھے روشنی مذکور
مین تمیز دوست و دشمن کی ہوتی تھی یہ جنگ عظیم مملو بہ مفصل کہان تک لکھی جائیگی مطول
ہی اور یہ جزو آخر جلد سوم گلستان باختر کا ہی ابھی مضامین دیگر بھی بطرز اختصار لکھنے منظور ہین
لہذا باین سبب بطور خلاصہ تحریر کیا جاتا ہی کہ شاہ طلسم زلزل نے چند مرتبہ بدستور قوم الساحرہ
جانب آفتاب سحر کچھ اسماے سحر پڑھ کر ارادہ جس غول یا جس گروہ کی طرف کے اشارہ کیا
فوراً مثل برق جہندہ ایک شعلہ آفتاب مذکور سے نکل کر اُسی گروہ یا غول کے حلقہ زن ہوئی
اُس گروہ مین خواہ ساحران نامی ہون یا غیر نامی ہون حلقہ مذکور سے نکل نسکتے اور حرارت و
تمازت ضیاے آفتاب سحر سے کہ بصورت حلقہ محیط ہو جاتی تھی متاذی ہوکر فریاد کنان ہوتے
صاحبقران کشورستان اُسی گروہ مبتلاے سحر کی طرف براے دفع سحر لڑتے ہوے درمیان
ساحران بدخواہ کو قتل کرتے ہوے گئے جب تک اُس غول تک گئے شاہ طلسم نے برق بنکر
گروہ مذکور پر گر کر جلا دیا پھر خوف عکس لوح و خطر قتل سے بلند ہوکر اپنے تخت طلائی سحر پر قدم
رکھا امیر با توقیر دیکھتے ہی رہ گئے عکس لوح نہ ڈال سکے نہ اُس کو قتل کر سکے اس حکمت و تدبیر سے
شاہ طلسم نے ساٹھ ستر ہزار ساحرون کو قتل کیا اشفاق جادو نے یہ رنگ جنگ دیکھکر نہایت
افسوس کیا بعدہ پکار کر کہا کہ اے شاہ طلسم زلزلہ تو عجب طرح کی جنگ کرتا ہی کیسا مرد ہی کہ نامردون کی مانند
مقابلہ کرتا ہی طلسم کشا سے بھاگتا ہی دم بھر بھی روبروے طلسم کشا نہین ٹھہرتا ہی اسی برتے پر
دعوی خداوندی کرتا ہی شاہ طلسم ہوکر ڈرتا ہی اگر مرد میدان ہی تو روبروے طلسم کشا آ
کچھ قدرت اپنی دکھا شاہ طلسم پر اُس کی اس شورہ سے دل مین پہنچا اُس کی طرف نظر کر کے
ایسا غضبناک ہوا کہ سوے آفتاب مذکور نظر کر کے اشارہ جانب وزیر موصوف کیا فی الفور بدستور
مذکور ایک برق کی مانند ضیا اُس آفتاب سے نکل کر اشفاق جادو کے گرد حلقہ زن ہوئی ہرچند
کہ وزیر مذکور نے بزور سحر چاہا کہ برق بن کر اس حلقے سے نکلے یا غرق زمین ہوکر جان بچائے مگر
ممکن نہوا صاحبقران نے سمت وزیر مذکور مرکب بڑھایا تھا کہ شاہ طلسم برق بنکر اشفاق جادو
پر بھی گرا گرتے ہی اُس کو جلاکر معدوم کیا اُس کے مرتے ہی آندھی سیاہ آئی ابر نمود ہوا ابر گرجا
صداے رعد آئی سنگ باری و برف باری ہوئی پھر اُس کے سحر کے پیرون نے اُسی کے نام سے
پکار کر کہا کہ افسوس شاہ طلسم نے قتل کیا مجھکو کہ نام میرا اشفاق جادو تھا صاحبقران دلاور
اشفاق جادو کو قتل و ہلاک ہوتے ہوے دیکھکر محزون ہوکر مرکب کو جلد بڑھا کر پہونچے اسی
اثنا مین شاہ طلسم اپنے تخت طلائی سحر پر چلا گیا امیر با توقیر نے نعرہ کر کے باواز بلند کہا کہ
او شاہ طلسم اگر مرد ہی تو سامنے ہمارے آ نامردون کی طرح ہمارے سامنے سے گریزان نہو
شاہ طلسم نے کچھ سوچکر جواب دیا کہ اے طلسم کشا ہرچند کہ بہت ہزارہا ساحرون کو قتل کیا
لیکن دل کو خوشی ایسی حاصل نہوئی تھی جیسی خوشی اشفاق جادو نمکحرام کے قتل کرنے سے

حاصل ہوئی ہے ہم مرد میدان نبرد ہیں بزدل نہیں ہیں ہوشیار ہو جا کہ واسطے تیری ہلاکت کے
بھیجے گئے ہیں یہ کہکے بزور سحر برق بنکر سوے فلک گیا تا دیر غائب رہا بعد ازاں بصورت برق
کڑک کر صاحبقران پر گرا صاحبقران نے عکس لوح کا ڈالا شاہ طلسم زلزلہ بصورت اصلی
ہوکر روبرو زمین پر گرا صاحبقران کشورستان نعرہ کرکے تیغ فنا نیام سے کھینچکر اُسکی طرف
بڑھے شاہ طلسم نے عمداً بھاگنے اور جان اپنی بچانے میں تامل کیا یہانتک کہ صاحبقران نے
نزدیک تر جاکے نعرہ کرکے تلوار لگائی اُسوقت شاہ طلسم زلزلہ نے کچھ ارادہ بھاگنے کا کیا مگر تلوار
جو سر پہ پڑی سر کو کاٹ کر گردن میں مثل قطرہ آب کے اترکر سینہ چیرکر کلیجہ میں پہونچکر شکم و کمر سے
گذر کر زمین پر پہونچی اس طرح سے دو نیم کرکے بلند ہوئی لاشہ شاہ طلسم زلزلہ کا زمین پر تڑپ کر
سرد ہوگیا اُسکے مرتے ہی وہ تخت طلائی سحر اور وہ آفتاب سحر معدوم و غائب ہوگیا آثار مرگ
ساحر ظاہر ہوئے یعنی آندھی سیاہ آئی ابر سیاہ فلک پر نمودار ہوا برق چمکی صداے رعد آئی اور
برف باری و سنگ باری بھی ہوئی بعد تھوڑی دیر کے وہ آندھی اور تاریکی دفع ہوئی آواز آئی
کہ افسوس قتل کیا مجھکو کہ نام میرا ہوو سرمست جادو تھا بادشاہ طلسم زلزلہ کا تھا یہ آواز
دے کر جسم سحر کے چلے گئے افسران سپاہ شاہ طلسم زلزلہ نے جو دیکھا اور سنا کہ بادشاہ ہمارا
دست طلسم کشا سے قتل ہوگیا تو جمعیت سپاہ دلیرانہ لڑ رہے تھے سحر و ساحری میں مصروف
تھے دشمنوں کو اپنے قتل و ہلاک کر رہے تھے یا بیدل ہوکے پسپا ہوکر ارادہ بھاگنے کا کرنے لگے
ساریق بن لقا بھی شاہ طلسم کے قتل ہوتے ہی سنگان سے مخاطب ہوکر گویا ہوا کہ اے
شیطان درگاہ میں دیکھا تو نے کہ شاہ طلسم زلزلہ مارا گیا اب کیا کرنا چاہیے اُس نے کہا کہ اب میری
راے یہ ہے کہ تا ایسے داری بکمر بند جان خود را نگاہدار بدو از ینجا بسلامت جائے دیگر روید
ساریق بن لقا نے جواب دیا کہ یہی تقریر ہمنے قبل سے کی تھی یہ کہکر آمادہ بھاگنے پر ہوا
صاحبقران نے جو دیکھا کہ ساحران لشکر سپاہ شاہ طلسم زلزلہ پسپا ہوکر بھاگنے پر آمادہ ہیں اور
شاہ طلسم کے قتل ہوتے ہی بیدل ہوگئے ہیں با آواز بلند اپنے افسران سپاہ کو حکم دیا کہ دلیرانہ
حملہ ور ہوکر اپنے دشمنوں کو قتل کرو چہار طرف سے گھیر لو بھاگنے نہ دو جلد جلد ایسے سحر کرو کہ حریف
ستایے جانبر نہوں حسب الحکم افسران سپاہ خصوصاً حنظل جادو و ملکہ دیبہ سحر ساز جادو
و ملکہ بہار گلپوش جادو و عجر سن جادو وغیرہ ساحران نامی نے جمعیت سپاہ ساحران
بڑھکر چہار طرف سے اپنے دشمنوں کو گھیر کر اسباب سحر پر دم کرکے اُن پر لگانے شروع کیے آتش سحر سے اُنکو
جلانا اور ہلاک کرنا اور دریاے سحر میں ڈبونا شروع کیا صاحبقران کشورستان نے دلیرانہ
مرکب کو بڑھاکر تخت ساریق بن لقا کے قریب جاکر نعرہ کوہ شگاف کرکے ہاتھ بڑھاکر کمربند ساریق
بن لقا میں ہاتھ ڈال کر نعرہ اللہ اکبر کرکے تخت سے اٹھا کر اپنے سر سے بلند کرکے گردش دیکر
کہا کہ اے ساریق بن لقا اب شناخت و سجدہ پروردگار عالم و قبول دین اسلام میں کیا کہتا
ہے اُس نے جواب دیا کہ اے صاحبقران خداوند ہوکر ہرگز دین اسلام اختیار نکرونگا یہ سُنکے
صاحبقران نے غضبناک ہوکر اسکو زور سے زمین پر پٹکا کہ اعضا اُسکے سخت دردمند ہوئے ہرچند کہ بحالت
دردمندی اعضا ساریق بن لقا نے بارادہ جانبری قصداً اٹھنے کا کیا مگر صاحبقران نے
مہلت نہ دیکر بضرب شمشیر آبدار اُسکے دو ٹکڑے کیے اسی طرح خواجہ طیفور کو کردیا نے

خستگان کو اٹھا کر سر سے بلند کرکے چرخ دے کر پوچھا کہ اے نابکار شناخت پروردگار عالم بین
کیا کتا ہے اس نے بھی دین اسلام قبول کرنے اور سجدہ خدا کو کرنے سے انکار کیا خواجہ نے
غضبناک ہو کر پیچھے سے اس کو قتل کیا صاحبقران کشورستان نے سارق بن بقا کو قتل کرکے
شکر خدا کیا اور فرمایا کہ جو عہد کیا تھا آج مدد خدا سے اسے ایفا کیا سارق بن بقا کو تہ تیغ کیا ابھی
صاحبقران یہ کہہ رہے تھے کہ ساحران لشکر شاہ طلسم طالب امان ہوئے شور امان کا ہر طرف
سے بلند ہوا امیر با توقیر نے آواز بلند فرمایا کہ امان بشرط قبول دین اسلام دیجائیگی سب نے منظور
کیا اسوقت حکم صاحبقران سے نقارہ امان دہی پر چوب لگائی گئی ساحران لشکر طلسم کشا سے
طلسم زلزلہ نے جنگ سے ہاتھ روکا جملہ ساحران نامی جو قتل ہونے سے بچے تھے وہ سب نہایت ادب سے
دست بستہ خدمت صاحبقران میں حاضر ہو کر قدم صاحبقران پر گرے صاحبقران نے سر
ہر ایک کا اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا لطف بے حد کیا ہر ایک اعلی ادنی ساحر مطیع دین اسلام ہوا
خصوصاً زلزلہ جادو جو اپنے وقت کا ساحر تھا اور طلسم بند تھا اور اسی کے سحر سے قلعہ و زمین
طلسم کو زلزلہ ہوتا تھا حاضر خدمت صاحبقران ہوا اور مطیع دین اسلام ہو کر کنجیان خزانہ مال اور
اسباب طلسمی کی روبرو امیر با توقیر پیش کرکے عرض کیا مبارک ہو کہ آپ فتحیاب ہوئے
شاہ طلسم مارا گیا صاحبقران کشورستان نے خلعت سرافرازی سے اس کو سرافراز کیا پھر
وہاں سے سب کو ہمراہ لے کر بارگاہ خیام لشکر شاہ طلسم سے کر فرودگاہ سپاہ پر آ گئے داخل بارگاہ
ہو کر ساحران نامی کو دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام میں جمع کرکے حسب ایمائے بادشاہ لشکر
اہل اسلام حکم دیا کہ چند ساحر سوئے اقلیم حصار جائیں اور یہ فرمان ہمارا لے جا کر ہمارے
سرداران سپاہ کو دے کر زبانی بھی یہ کہیں کہ تم سب کو مع تمامی سپاہ صاحبقران و بادشاہ
لشکر اہل اسلام نے طلب کیا ہے طلسم زلزلہ فتح ہو گیا ہے ساحران مذکور حسب الحکم روانہ ہوئے
بعد قطع راہ لشکر میں پہنچے فرمان دیا اور زبانی بھی جو کچھ صاحبقران نے کہا تھا بیان کیا
جملہ سرداران لشکر اہل اسلام کو نامہ پڑھ کر اور ساحروں کی زبانی سنکے بہت خوشی حاصل ہوئی
بعدہ جملہ سرداران لشکر تمامی لشکر ہمراہ انہیں ساحران کے چلے حال ان کا آئندہ لکھا جائیگا
بعد روانہ ہونے ساحران مذکور کے صاحبقران نے حکم جشن خوشی فتح طلسم زلزلہ کا دیا
اور فرمایا کہ میدان جنگ سے لاشیں اٹھا کر دفن کی جائیں اور شمار کیا جائے کہ ہمارے لشکر
کے اور شاہ طلسم زلزلہ کی سپاہ کے کس قدر ساحر کام آئے حسب الحکم اکثر ساحر اسباب و سامان
جشن کے فراہم کرنے میں مصروف ہوئے بہت سے ساحر واسطے دفن کرنے ساحران مقتول
کے سوئے جنگگاہ گئے جب انھوں نے لاشوں کو میدان جنگ سے اٹھا کر بڑے بڑے گڑھوں میں
ڈال کر شمار کرکے دفن کیا تو معلوم ہوا کہ اسی ہزار ساحر لشکر شاہ طلسم زلزلہ کے قتل ہوئے
اور پچاس ہزار ساحر سپاہ صاحبقران کے جنگ میں کام آئے صاحبقران تعداد کشتگان
سنکے متاسف ہوئے فرمایا کہ بڑا کشت و خون ہوا افسوس ہے امیر با توقیر نے حکم دیا کہ نقارہ ہائے
خوشی فتح طلسم زلزلہ بجائے جائیں خوشی ظاہر کی جائے بمجرد حکم نقاروں پہ نقارہ نوازوں نے
چوب لگائی صدائے نقارہ بلند ہوئی چونکہ یہ جنگ عظیم علی الصباح سے تا بہ غروب آفتاب ہوئی تھی
جملہ ساحران باقی ماندہ خستہ و زخمی تھے بزم عشرت ہنگام شب آراستہ کی گئی ہر ایک اعلی ادنی

ساحر اپنے فرش خواب پر بیہوش و غافل ہو کر بے خوف و خطر ہو کر سو رہا واسطے نگہبانی لشکر
کے بھی کوئی سردار مع اکثر ساحروں کے بیدار نہ رہا کیونکہ کچھ اندیشہ نہ تھا شاہ طلسم قتل ہو گیا
تھا طلسم زلزلہ فتح ہو چکا تھا کوئی دشمن باقی نہ رہا تھا کہ صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام
و تمامی ساحران اعلیٰ ادنیٰ موجود وہ اس راز سے آگاہ نہ تھے کہ شاہ طلسم نے جنگ مغلوبہ
بے رنگ دیکھکر فتح سے ناامید ہو کے ہزار اپنے دشمنوں کو قتل کر کے دھوکا دیا ہے شبیہہ
اپنی قتل کرائی ہے دراصل خود قتل نہیں ہوا ہے بلکہ سے جس جگہ آئے جانا منظور تھا چلا گیا
ہے ارادہ بدی کا رکھتا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ بعد آنے بیدار ان جلسہ سے بحالت خستگی سب اعلیٰ و ادنیٰ
ساحر وغیرہ ساحر سو رہے تھے کہ بعد نصف شب شاہ طلسم زلزلہ قریب فرودگاہ سپاہ طلسم کشا آیا
دیکھا کہ سب اہل لشکر غافل سو رہے ہیں کوئی ساحر وغیرہ ساحر بیدار نہیں ہے یہ دیکھکر خوش ہو کر ایک
ترنج پر اسباب سحر دم کر کے سوئے لشکر ترنج مذکور کو پھینکا وہ دور جاکر شق ہوا شعلے اور دھواں پیدا
ہوا بعد تھوڑی دیر کے اسی جانب سے ایک لاکھ پتلے سحر کے تلواریں ہاتھوں میں لیے ہوئے پیدا ہوئے
ہمراہ ان کے بہت سے پتلے مشعلیں سحر کی جلتی ہاتھوں میں لیے ہوئے تھے وہ سب پتلے
روبرو شاہ طلسم زلزلہ آکر بزبان فصیح گویا ہوئے کہ اے شہنشاہ اس وقت ہمیں کیوں یاد
کیا ہے کس دشمن قوی سے مقابلہ کرانا منظور ہے شاہ طلسم زلزلہ نے جواب دیا کہ دیکھو وہ لشکر
ہمارے دشمن کا پڑا ہے ہر ایک لشکری سو رہا ہے یکبارگی ان پر حملہ ور ہو کے قتل کرو سب نے
عرض کیا کہ ہمیں بجا آوری حکم میں کچھ عذر نہیں ہے ابھی جاکر شہنشاہ کے دشمنوں کو قتل کرتے ہیں
یہ کہکر وہ ایک لاکھ سحر کے پتلے یکبارگی لشکر صاحبقران پر گرکے ساحران خفتہ کو تلواروں سے
قتل کرنے لگے جب اکثر ساحر قتل ہو چکے کچھ ساحر بیدار ہوئے انھوں نے یہ رنگ دیکھکر
اہل لشکر کو ہوشیار کیا اور کہا کہ یہ بلائے ناگہانی کہاں سے آئی ہے جلد اپنی بچاؤ
ان کو دفع کرو ساحر گھبرا گھبرا کر بستروں سے اٹھنے لگے اسباب سحر کی تلاش کرنے لگے بہت سے
بزور سحر غرق زمین ہوگئے زلزلہ جادو و جمہرین جادو و حنظل جادو و ملکہ دبدبہ سحر ساز
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو وغیرہ ساحران نامی بیدار ہو کے گولے فولادی اور
ترنج و نارنج ناریل چوبی دار گلدستہ سحر وغیرہ اسباب سحر پر سحر دم کرکے ان پر مارنے لگے
شور و غل فریاد و نالہ زخمیوں کا بلند ہوا صاحبقران بیدار ہوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام
سبھی جاگے فی الفور بارگاہوں سے باہر آکر دیکھا تو عجب جنگ عظیم ہوتی نظر آئی آخر تاب ضبط نہ لاکر
صاحبقران جلد اسی لباس شب خوابی سے مرکب پر سوار ہو کر لوح طلسمی گلے میں ڈال کر اور
شمشیر آبدار دست قوی میں علم کرکے نعرہ کوہ شگاف کرکے ان پتلوں پر گرے جس پتلے پر
تلوار لگائی کارگر نہوئی آخر لوح طلسمی کو دیکھا لوح نے ہدایت کی کہ اے طلسم کشا یہ پتلے
سحر شاہ طلسم کے ہیں شاہ طلسم ابھی زندہ ہے قتل نہیں ہوا ہے اس نے ہم شبیہہ کو اپنے قتل
کرایا ہے ان پتلوں پر عکس لوح ڈال پھر تلوار لگا یا نہ لگا معدوم ہو جائیں گے صاحبقران
نے ہدایت لوح پر عمل کیا بہت سے پتلے عکس لوح سے معدوم ہوئے بادشاہ لشکر اہل اسلام و
جملہ ساحران نامی وغیرہ نے ہر چند کوشش ان پتلوں کے قتل کرنے کی کی مگر کوئی پتلا کسی کے
سحر سے یا تلوار سے قتل نہوا کیونکہ وہ سب پتلے شاہ طلسم کے بلائے ہوئے تھے انھیں کون ساحر دفع کر سکتا

یہ پتلے بھی اُن پر وار کرنے لگے ساحران نامی وغیر نامی بھی اسباب سحر پر سحر دم کرکے شاہ طلسم
کے پتلوں پر مارنے لگے لیکن وہ پتلے نارنج ترنج کو نے فولادی ناریل سحر کے اپنے سینوں پر
روکنے لگے صاحبقران عکس لوح طلسمی سے اُن پتلوں کو نیست و نابود کرنے لگے جنگ مغلوبہ
ہونے لگی سخت لڑائی ہونے لگی ساحران نامی وغیر نامی ہاتھ سے پتلوں کے قتل ہونے لگے اور
علامتیں اُن کے مرنے کی ظاہر ہونے لگیں آندھیاں آنے لگیں ابر کے ٹکڑے سوئے فلک
دمبدم آنے لگے برق چمکنے لگی صداے رعد بار بار آنے لگی بہر سحر کے ساحران مقتول کے انہیں کے
نام سے آوازیں دینے لگے ایسی حالت جنگ میں شاہ طلسم غضبناک ہوکے برق بنو سحر بن کر
سوئے فلک جا کر کڑک کر اس طرح ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو وغیرہ ساحروں پر گرا کہ مع ملکہ مذکورہ
بہتسے ساحروں کو جلا کر جلا کر ہلاک کر دیا جب صاحبقران اُسکی جانب نعرہ کرکے عکس لوح کا
ڈالنے کے واسطے اور تیغ قضا سے قتل کرنے کے لیے آگے بڑھے شاہ طلسم کہ برق بنا ہوا تھا
زمین سے سوئے فلک جا کر اپنے سحر کو دفع کرکے پتلوں کو معدوم کرکے آخر شب کے وقت
میدان جنگ سے چلا گیا بعد جانے شاہ طلسم کے کوئی پتلہ سحر کا نظر نہ آیا ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
کے مرتے ہی وہ سب پتلے غائب ہو گئے آندھی سیاہ آئی ابر نمود ہوا برق چمکی صداے رعد
آئی پھر مطلع صاف ہوا ملکہ کے سحر کے پیروں نے اُسی کے نام سے یوں پکار کر کہا کہ افسوس
مردیم و قتل شدیم کہ نام من ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو بود بعد آنے آواز مذکور کے روشنی میں
صاحبقران نے دیکھا کہ بہتسے ساحران نامی اور کئی ہزار ساحران غیر نامی قتل ہوئے ہیں
لاشے اُن کے اکثر جلے ہوئے پڑے ہیں ساحران نامی سے زلزلہ جادو و حنظل جادو و بحرین
جادو و ملکہ بہار گل پوش جادو زندہ ہیں اور غیر ساحروں سے دو چار ہزار ساحر باقی ہیں یہ حال
دیکھکر صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سخت رنج ہوا خصوصاً ملکہ دبدبہ سحر ساز جادو
کا ملال مرگ ہوا ملکہ بہار گل پوش جادو اپنی نانی کے ہلاک ہونے سے بہت گریان ہوئی اس
اثناے میں صبح ہوئی خواجہ طیفور گردیا و صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام نے بعد وضو
نماز سحر پڑھی پھر حکم صاحبقران سے سب لاشے ساحران مقتول کے اٹھائے گئے صاحبقران
نے بارگاہ میں روبروے بادشاہ لشکر اہل اسلام ساحران نامی مذکور الصدر کو جمع کرکے پوچھا کہ
کیا تدبیر کی جائے کہ شاہ طلسم زلزلہ قتل ہو اور جائے قیام اُس کا معلوم ہو سب نے عرض کیا
کہ اس مقدمے میں ہم کچھ عرض کر نہیں سکتے ہیں خواجہ طیفور گردیا نے عرض کیا کہ آپ کے بازو پر
جس فقیر صاحب کمال کا تعویذ دیا ہوا بندھا ہے اُسی درویش کو پھر طلب کرکے اُس سے حال شاہ
طلسم دریافت فرمایئے غالباً اُس درویش سے حال شاہ طلسم معلوم ہو جائیگا امیر با توقیر نے
راے خواجہ کی پسند کرکے تعویذ کو بازو سے کھول کر حرارت آتش اُس تک پہونچائی فی الفور
وہ درویش صاحب کمال موجود ہوا صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام کو سلام کیا امیر با توقیر
نے بتعظیم و تکریم اُس کو اپنے پاس بٹھایا اُس نے پوچھا کہ آپ نے مجھے کیوں طلب کیا ہے کیا
مطلب ہے صاحبقران نے جواب دیا کہ شاہ طلسم زلزلہ اپنی حد طلسم سے بھاگ کر کہیں چلا گیا ہے
ہم چاہتے ہیں کہ اُس کے مقام قیام سے آگاہ ہوکر وہاں جاکر اُس کو قتل کریں درویش موصوف
نے جواب دیا کہ میں تو حال جائے سکونت شاہ طلسم زلزلہ آپ کو بتا نہیں سکتا لیکن اگر آپ یا خواجہ

ہمارے مرشد تک جائیں تو البتہ وہ بتا دیں گے مگر اُن کے پاس جانا دشوار ہے بلکہ کوئی بھی نہیں
جا سکتا کیونکہ وہ تارک دنیا ہیں کہ ایک صحرا میں زیر زمین تہ خانے میں ہیں بند بہ عزلت خانی در تہ خانہ
نظر خلائق سے نہاں ہے ایسا حصار ہے کہ وہاں تک کوئی جا نہیں سکتا ہے اگرچہ کیسا ہی شجاع و بہادر
و عیار و مکار ہو صاحبقران کشورستان نے پوچھا کہ کوئی بھی ایسی تدبیر و حکمت ہے کہ آپ کے
مرشد تک رسائی ہو سکے درویش نے جواب دیا کہ ہاں ایک تدبیر ہے مگر ہمارے مرشد ہم سے ناراض و
ناخوش ہوں گے اگر اُس تدبیر سے آپ کی یا اور کسی کی رسائی وہاں تک کی جائے صاحبقران
نے کہا کہ ہم اہل اسلام ہیں اور آپ بھی مسلمان ہیں پس ایک کافر مردود خدا کی تلاش
کے واسطے اور اُس کے حال کے دریافت کرنے کے لیے اگر مرشد آپ کے آپ سے کچھ ناخوش
بھی ہوں گے تو ہوں آپ کو لازم ہے کہ ایسے حال میں ہماری مطلب برآری کے باب میں کوشش کیجیے
کیونکہ یہ کار خیر ہے دو راتیں گذر گئی ہیں کہ شاہ طلسم نے راتوں کی لڑائی میں آ کر ہزارہا بندگان خدا
کو سوتے میں قتل کیا ہے دیکھیے شب گذشتہ کے ساحران مقتول ابھی تک پڑے ہیں بہت سے
دفن کیے گئے ہیں ہزارہا جل کر خاک ہو گئے ہیں یہ تقریر صاحبقران کی سُنکے درویش نے مجبور ہو کے
کہا کہ اچھا کوئی شخص ہمارے ساتھ چلے ہم مقام عبادت مرشد بتا دیں گے شاید اور بجز ہمارے کوئی
حال عبادت گاہ مرشد سے آگاہ نہیں ہے کیونکہ ایک انگشتری عطیہ مرشد موصوف ہمارے پاس ہے
خاصیت اُس انگشتری کی یہ ہے کہ جس کے پاس ہو وہ اُس صحرا میں جا کر انگشتری مذکور کو زمین پر
ڈال دے فی الفور دروازہ راہ تہ خانہ کا نظر آئے گا پھر اُس انگوٹھی کو انگشت میں پہنکر اندر تہ خانے
کے جائیے مرشد سے سامنا ہو جائے گا پھر جو کچھ کہنا ہو یا پوچھنا ہو ان سے کہیے یا دریافت کیجیے
خواجہ طیفور گردپا نے کہا کہ آپ مجکو اپنے ہمراہ اُس صحرا تک لے چلیں میں ان سے جا کر حال شاہ
طلسم دریافت کروں گا درویش مذکور نے منظور کیا پھر صاحبقران بلند سلطان کیوان شکوہ
سے رخصت ہو کر خواجہ کو اپنے ساتھ لیکر جانب عبادت گاہ مرشد مذکور روانہ ہوا بعد قطع راہ
اُس صحرا میں پہونچا انگشتری مذکور انگشت سے نکال کر زمین پر ڈالدی فوراً در حصار تہ خانہ
نظر آیا درویش موصوف نے خواجہ سے کہا کہ اس انگشتری کو پہنکر اسی دروازے سے
تہ خانے میں جاؤ کچھ خوف نہ کرنا ہمارے مرشد سے ضرور ملو گے ہم اسی جگہ کھڑے ہیں جب تک تم
یہاں نہ آؤ گے ہم کہیں نہ جائیں گے خواجہ نے اُس درویش کے کہنے پر عمل کیا اندر تہ خانے کے
قدم رکھا انگشتری مذکور کے نگینے سے ایسی روشنی پیدا ہوئی کہ تاریکی تہ خانہ دور ہو گئی تھوڑی
راہ طے کر کے دور سے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ نورانی چہرہ پاکیزہ لباس پہنے ہوئے سجادہ عبادت پر
بیٹھے ہیں تسبیح ہاتھ میں ہے ذکر خدا میں مشغول ہیں پیشانی پر اُن کی نشان سجدہ ہے تہ خانہ بہت وسیع
ہے سامنے اُنکے ایک شخص بیٹھا ہے غور کر کے جو دیکھا تو معلوم ہوا شاہ طلسم زلزلہ ہے پہچانکے آگے بڑھکر قریب درویش کے جا کر بطریق
اہل اسلام سلام کیا مرد بزرگ موصوف نے جواب سلام دے کر ازحد متحیر ہو کر پوچھا کہ اے
بندۂ خدا تو کون ہے صورت تیری عجب مہیب ہے لباس تن کا بھی تیرا عجیب و غریب ہے جائے حیرت ہے
کہ ہمارے محل کے حصار میں تو چلا آیا سچ کہہ نام تیرا کیا ہے کس واسطے یہاں آیا ہے چونکہ خواجہ
طیفور گردپا نے اپنی صورت نہایت مہیب بنائی تھی اور ایسا لباس پہنا تھا کہ دہشت معلوم
دیتا تھا اور رنگ بدلتا تھا اس سبب سے سوچ کر جواب دیا کہ اے درویش منیر القلب

آگاہ ہو کہ میں ملک الموت ہوں جان جانے کا ارادہ کرتا ہوں کوئی مجکو روک نہیں سکتا قلعہ یا
حصار ہو دریا ہو یا آتش ہو بر ہو یا بحر ہو ہر جگہ جا سکتا ہوں اور قبض روح کرکے سوئے فلک
چلا جاتا ہوں کوئی میرا سد راہ ہو نہیں سکتا میں کسی سے نہیں ڈرتا بادشاہ ہو یا درویش ہو یا
پہلوان ہو دیو ہو یا جن ہو کسی سے مجکو خوف نہیں نہ کسی اجل رسیدہ پر مجھے رحم آتا ہی لڑکوں کو
یتیم کرتا ہوں عورتوں کو بیوہ کر دیتا ہوں والدین کو بے اولاد کرتا ہوں درویش منیر القلب
نے پوچھا کہ یہاں جو آپ آئے ہیں تو کس کی روح قبض کیجیے گا میری روح یا جس کو میں نے پناہ
دی ہی ملک الموت نقلی نے باشارہ انگشت کہا کہ یہ شخص جو آپ کے قریب بیٹھا ہی اسکی روح کے
قبض کرنے کو آیا ہوں زندگی اس کی آخر ہو چکی ہی یہ کہکے منتظر تند و تیز دیکھا شاہ طلسم زلزلہ کہ جس
نے بھاگ کر طالب پناہ ہوا تھا درویش موصوف نے پناہ دی تھی یہ سخن ملک الموت نقلی کا
سنکے تھرانے لگا خوف سے بند بند لرزنے لگا چونکہ داخل حصار درویش منیر القلب تھا اسوجہ سے
سحر بھی بھولا ہوا تھا لاکھ چاہا کہ بھاگ نہ سکا نہ سحر سے پنہاں ہو سکا مجبور ہو گئے بصد عجز و
عاجزی دست بستہ گویا ہوا کہ اے ملک الموت میرے حال پر رحم کرو قبض روح میری نکرو خود ہی
صدمہ و غم سے بیجان ہوں طلسم زلزلہ میرا تباہ و برباد ہو گیا ہی ہزارہا ساحر قتل ہو گئے میں طلسم کشا
کے خوف سے بھاگ کر یہاں آکر چھپ کر بیٹھا ہوں گو اسوقت تہی دست ہوں مگر شہنشاہ ہوں
زر و جواہر و خزانہ مدفون رکھتا ہوں بعوض نہ قبض کرنے روح کے زر و جواہر دیتا ہوں رقعہ دستخطی
لکھے دیتا ہوں آپ جاکر میرے خزانے سے جو زیر زمین ہی لے لیجیے ملک الموت مذکور نے کچھ
سوچ کر کہا کہ اچھا لکھدے کسقدر زر و جواہر دے گا اور نشان زر و جواہر بھی تحریر کر دے
صدقہ جان کا مال ہی خطر رد بلا ہو جائے گی قبض روح بالفعل تیری نکی جائے گی یہ سنکے شاہ طلسم
نے جلد قلم و کاغذ قلمدان سے لے کر لکھ دیا چار صندوقچے پر از جواہر جو ہمارے قصر زرنگاری میں
قریب ستون ششمیں دفن ہیں بعوض نذر روح قبض کرنے کے نسبتے بخوشی دیے ہیں ملک الموت جاکر
لے لیں اور اسی قصر میں درمیان صحن ایک چبوترہ ہی اسکے نیچے تہخانہ ہی اسمیں خزانہ ہی وہ بھی
بخشے دیا یہ عبارت لکھ کر کاغذ ملک الموت کو دیا اور کہا کہ بڑا آپ نے احسان کیا کہ میرے حال پر
رحم کیا قبض روح نکی درویش منیر القلب نے جو یہ تقریر ملک الموت اور شاہ طلسم زلزلہ کی
سنی کہ بعوض زر و جواہر قبض روح موقوف رکھی گئی نہایت حیرت ہوئی دل میں خیال کیا کہ
یہ ملک الموت نہیں ہی اگر ملک الموت در اصل ہوتے تو رشوت نہ لیتے یہ باتیں دل میں کرکے
سر جھکا کر اپنی کرامت و کشف سے دریافت کیا کہ یہ خواجہ طیفور گردیا عیار نامدار صاحبقران
سلطان کیوان شکوہ ہیں جو عیاری و مکاری سے اپنے تئیں ملک الموت ظاہر کرتے ہیں جب یہ حال
بعد دریافت معلوم ہوا تو ہنسکر خواجہ سے کہا کہ خوب ملک الموت بنکر یہاں آئے اب ہم آپکے
نام سے بعد فکر آگاہ ہوئی بڑی جسارت کی کہ ہم تک پہونچے تعجب ہی کہ درویش صحرا نشین
ہمارے مرید نے آپکو یہاں تک پہونچایا ہی وہی ہمارے حال سے آگاہ ہی اکثر یہاں آتا ہی پاس
اسکے ہماری دی ہوئی ایک انگوٹھی ہی خواجہ نے کہا کہ آپ نے مجھے پہچان لیا اب امیدوار ہوں
کہ شاہ طلسم کو میرے حوالے کر دیجیے تاکہ اسکو قتل کروں منیر القلب نے جواب دیا کہ اے
خواجہ یہ خلاف مردمی ہی کہ جسکو ہم پناہ دیں اسی کو اسکے دشمن کے حوالے کر دیں

اشیائے و مکانات وغیرہ جو تھے سب معدوم ہوئے ایسی آندھی سیاہ آئی کہ روز روشن مثل شب تار ہو گیا ابر
فلک پر آیا ایسی بجلی چمکی اور کڑکی کہ پناہ بذات خدا آتا تھا یہی ہنگامہ رہا بعدہ مطلع صاف ہوا برف باری
سنگباری موقوف ہوئی اس کے بعد پیروں نے اسکے نام سے یوں پکار کر کہا کہ قتل کیا مجھکو طلسم کشا نے
کہ نام میرا [illegible] سرمست جادو تھا بادشاہ طلسم زلزلہ کا تھا یہ آواز دیکر پیر [illegible] کے نالان و گریان
ایک سمت چلے گئے زلزلہ جادو و حنظل جادو وغیرہ نے عرض کیا مبارک ہو کہ اب یقینا شاہ طلسم زلزلہ
قتل ہوا طلسم زلزلہ فتح تمام و کمال ہوا اب یہاں سے سوئے قلعہ تشریف لے چلیے تمام مال و اسباب
طلسمی اور زر و جواہر بے شمار اپنے قبضے میں کیجیے اور فتح طلسم کا جشن بھی ضرور کیجیے ابھی زلزلہ جادو
یہ کہہ رہا تھا کہ از پردہ بیابان گرد سے پیدا ہوئی گردے تیرہ و سر گرد با آسمان رسیدہ جملہ ساحران گرد
غبار دیکھکر متردد ہوئے یکایک دامن گرد ہوا سے پارہ پارہ ہوا ایک نشان لشکر صاحبقران نمودار ہوا
بادشاہ لشکر اہل اسلام صاحبقران عالی مقام اپنے لشکر کو لئے ہوئے دیکھکر خوش ہوئے تھوڑی دیر میں
تمام اہل لشکر قریب آگئے جملہ سرداران سپاہ نے صاحبقران و بادشاہ لشکر اہل اسلام کو بعد خوشی و
بادب سلام کیا صاحبقران ہر ایک سردار لشکر سے بہزار خوشی ملے بارگاہ میں [illegible] بارگاہ
سلیمانی کے ایستادہ کرنے کا حکم دیا جب وہ بارگاہ ایستادہ و برپا ہوئی بادشاہ لشکر اسلام تخت پر
رونق افروز ہوئے صاحبقران اپنے دنگل پر بیٹھے جملہ سرداران سپاہ بھی اپنے اپنے مرتبے کے موافق
دنگلوں پر بیٹھے سرداران لشکر نے فتح طلسم کی حقیقت دریافت کی صاحبقران نے تمام حال اول سے
آخر تک بیان کیا سب کو خوشی ہوئی پھر ارباب نشاط طلب کیے تھوڑے بارگاہ سلیمانی میں جشن ہوا اور
ہر دو لشکر بادشاہ و دیگر [illegible] سات روز تک برابر جشن ہوا ارباب نشاط نے رقص و نغمہ کیا مبارکباد
فتح طلسم کی بعض ارباب نشاط نے گائی بعد سات روز کے جشن موقوف ہوا صاحبقران کشورستان مع
بادشاہ لشکر اہل اسلام و تمامی سرداران لشکر و کل اہل لشکر اس جگہ سے ہمراہ زلزلہ جادو وغیرہ کے
جانب قلعہ زلزلہ روانہ ہوئے جب وہاں پہنچے تمام مال و اسباب بیش بہا و نفیس نادر و نایاب زمانہ کہ پہنچا تھا
قلعے سے لیکے تحت میں کیا حسب وعدہ خود [illegible] کو نصف مال [illegible] اس کے اقرار کیا تھا دیا اور
وہاں کا بادشاہ زلزلہ جادو کو کیا اور وزیر اس کا حنظل جادو کو مقرر کیا بلکہ بہار گلپوش جادو وغیرہ جادو
وغیرہ کو بھی عہدے جلیل و خلعت و انعام کثیر علی قدر مرتبہ دیے ہر ایک کو مال دنیا سے مالا مال کر دیا خواجہ
نے نصف مال طلسم زلزلہ لیکر نذر قبول کرکے صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر مال طلسمی سے علاوہ کہیں کچھ مال
اور کسی نے تجھکو دیا ہو تو وہ مال میرا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ہاں ہمارے نزدیک اور ہماری دانست میں
اب کہیں مال و زر نہیں ہے اگر تمکو معلوم ہو تو وہ مال تمہارا ہے خواجہ نے وہ رقعہ شاہ طلسم کا حنظل کو دکھایا
قصر زنگاری میں جا کر تہخانے سے اور شاہ نشین کی جگہ سے وہ چاروں صندوقچے پر از جواہر نکال کر نذر
کیے صاحبقران نے مع لشکر چند روز وہاں مقام کرکے ایک روز دربار بادشاہ لشکر اہل اسلام
میں جملہ سرداران سپاہ سے مخاطب ہو کر فرمایا ہمنے عہد کیا تھا کہ بعد فتح طلسم زلزلہ اور بعد قتل کرنے
[illegible] لقا و بختکان کے سوئے خانہ کعبہ جا کر جنگ [illegible] میں شریک ہونگے کفار سے لڑینگے یا تو اب
فتحیاب ہونگے یا نصرت جناب رسول خدا محبوب کبریا حضرت محمد مصطفی میں قتل ہوکر درجہ شہادت پائینگے پس
ہم حسب عہد ہم سوئے خانہ کعبہ جا رہے ہیں گے صاحبقران اول و صاحبقران ثانی و جملہ سرداران اسلام کے
آپ کے ساتھ ہیں [illegible] اور سب ہمراہ جا کر شریک جنگ اعدا ہونگے زمانہ ہماری صاحبقرانی کا تمام ہے

خاتمة الطبع از جانب کارپردازان مطبع

کہاں ہیں شائقان فسانہ ہاے عجیب کدھر ہیں مشتاقان داستانہاے غریب بسم اللہ بسم اللہ جلد تشریف لائیں اور اس مژدہ مسرت افزا کو سُن جائیں کہ جس محبوب رنگین ادا و دلفریب غارتگر صبر و شکیب کے جمال باکمال کے دیکھنے کو ایک مدت مدید سے ناظرین کی آنکھیں ترستی تھیں اور جسکے لیے خط پر خط فرمائشوں کے چلے آتے تھے اور جسکے دیدار فرحت آثار کے لیے لوگوں کے دل مضطر و بیقرار تھے اور بار بار عالم شوق و اشتیاق میں یہ شعر پڑھنے لگتے تھے ؎

آئے گا تو وہ یوسف سر بازار کسی دن	ہم بیچکے جان اپنی خریدار بنیں گے

وہ اب بفضل ایزدی و با ہزاران کوشش و سعی بصد زیبائش و زینت و تازگی و لطافت نئے ناز و انداز سے عالم میں جلوہ گر ہوا ہے اور کشاکش حجاب سے نکل کر بے حجاب مثل آفتاب عالمتاب نور افزاے چشم مشتاقان فہیم ہوا ہے۔ اب وہ حضرات جو اس محبوب رنگین ادا کے سوداے عشق و محبت میں ایک زمانہ دراز سے گرفتار اور شوق دید میں بیتاب تھے آئیں آئیں اور اس معشوق دلربا و دلکش کو ہاتھوں ہاتھ لیجائیں دیکھیں کون کون منچلے اپنی بات کے پکے قول کے پورے کمر ہمت باندھکر اُس کے طالب دیدار آتے ہیں اور اسکے نظارہ سے حظ وافی اُٹھاتے ہیں فی زمانہ بوجہ کساد بازاری علوم متدارسہ و متداولہ معاینہ کتب فارسی سے ایک طرح کی غیریت بلکہ لوگوں کو مجبوری و دوری ہو گئی ہے علی الخصوص از زبان عوام تو اعلیٰ کتب فارسی کے مفہوم سے صریح قاصر و معذور ہیں کیونکہ اب اردو کا دنیا میں رواج ہے فارسی زبان کہیں خال خال رہگئی ہے اردو کی روز افزوں ترقی ہو رہی ہے لہذا داستان امیر حمزہ صاحبقران جو ابوالفیض فیضی نے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ آنجہانی کے لیے نہایت لطیف والطف زبانی میں تصنیف کی تھی اُسکے دفتر بھی کمیاب و کالعدم ہو گئے تھے جس کو منشی نولکشور مرحوم آنجہانی کی دریادلی و فیاضی نے پھر سے اردو کا جامہ پہنا کر مردے سے زندہ کیا جس کو دیکھکر ایک زمانہ اُسکی شیفتگی کا دم بھرنے لگا اور ہر طرف سے صاحبان ذوق اسکے طبع کا اصرار فرمانے لگے چنانچہ بڑی بڑی جلدیں معرض طبع میں آئیں اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئیں مگر اس بحر ناپیدا کنار کی تھاہ نہ معلوم ہوئی اور شیخ تصدق حسین داستان گو نے اپنی زندگی بھر اس سلسلہ کو قائم رکھا چنانچہ آفتاب شجاعت کے بعد گلستان باختر تین جلدوں میں تصنیف فرمائی جسکی جلد اول و دوم طبع ہوکر نذر ناظرین ہو چکی ہے اب بفضل ایزدی گلستان باختر جلد سوم جس کو شیخ تصدق حسین داستان گو مرحوم کی یادگار سمجھنا چاہیے اور کل جدید لذیذ کے مصداق جاننا چاہیے اور جسکو مصنف مرحوم نے حسب فرمائش مالک مطبع نہایت جانفشانی و محنت و عرق ریزی سے اپنے اخیر وقت میں تیار کیا تھا اب بار اول حسب الحکم جناب منشی بشن نراین صاحب مالک مطبع ہذا با حسن انتظام بماہ مارچ سنہ ۱۹۱۷ء زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر نذر ناظرین ہوتی ہے امید کہ ناظرین اس شاہد رعنا کو ہاتھوں ہاتھ خرید کر اپنے آغوش محبت میں جگہ دینگے کیونکہ یہ اُن مرحوم کی آخری یادگار ہے اور نیز اور کتابیں بھی انکی تصنیف کردہ ہیں ابھی تک شائع نہیں ہوئی ہیں مطبع ہذا میں موجود ہیں جنکا جلد طبع ہونا ناظرین کی قدردانی پر منحصر ہے

بک جاتے ہیں ہم آپ متاع سخن کے ساتھ
لیکن عیار طبع خریدار دیکھکر